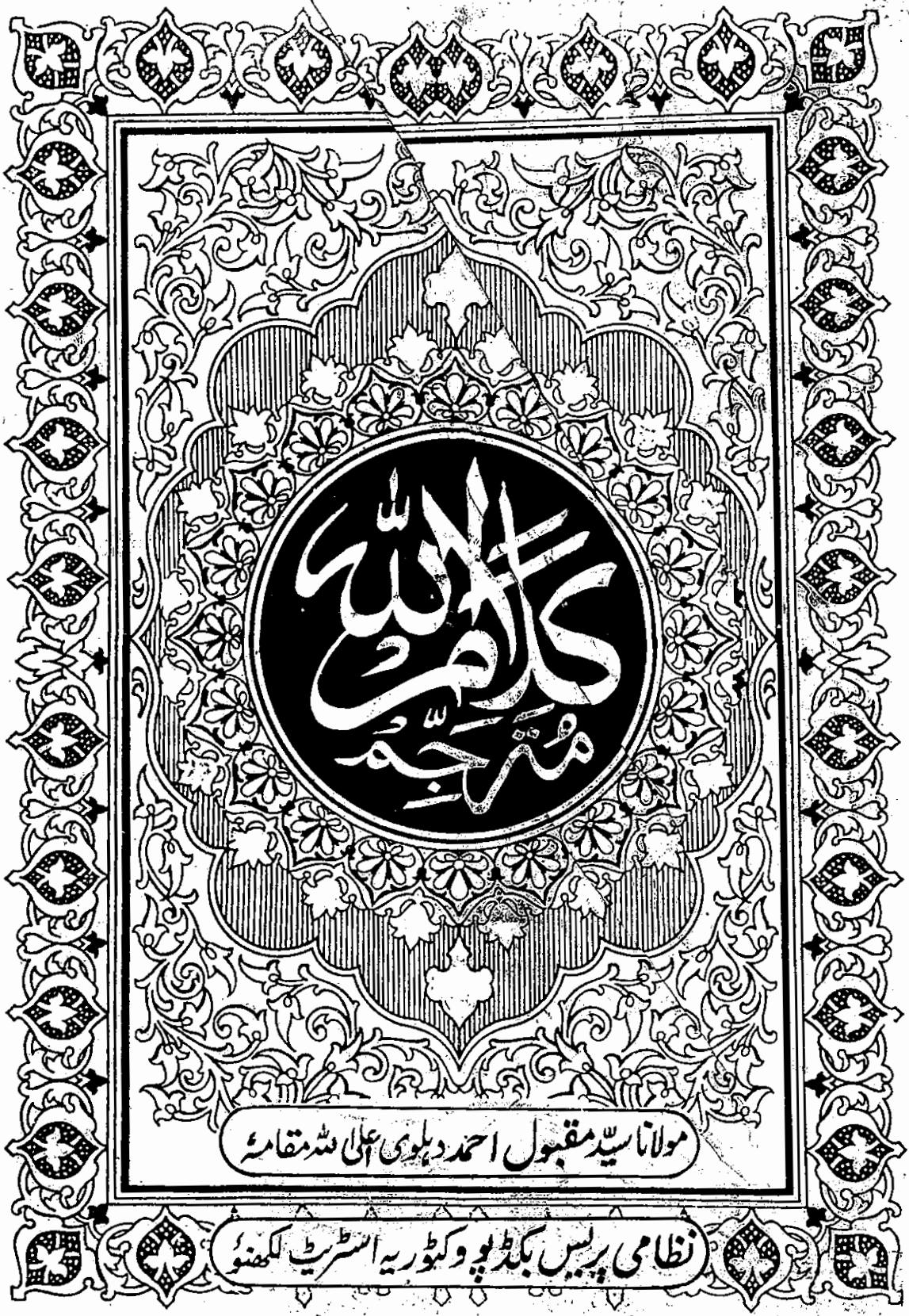

کلام اللہ
مترجم
مولانا سیّد مقبول احمد دہلوی اعلی اللہ مقامہٗ
نظامی پریس بکڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ



سورۃ الفاتحۃ مکیۃ

سورۂ فاتحہ مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲

کل عالموں کے پرورش کرنے والے خدا کے لئے ہر قسم کی تعریف ہیں ہے۔ (جو) رحمٰن (و) رحیم ہے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

(اور) فیصلے کے دن کا مالک۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے

نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵

مدد مانگتے ہیں۔ خاص راہ حق پر ہم کو ثابت قدم رکھیو۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ

ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا نہ ان کی

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

۱ بسم اللہ الرحمان الرحیم

۲ کتاب التوحید اور تفسیر الامام میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ سے مراد وہ ذات ہے جس کی طرف کل مخلوق اس وقت جب کہ ہر طرف سے اس طرف لوٹ جائے خود بخود متوجہ ہوتی ہے۔

۲ الرحمٰن کے معنی ہیں اپنی مخلوق پر مہربان اور ایسا رزق دینے والا کہ گو وہ اس کی اطاعت و بندگی چھوڑ دیں مگر وہ ان کے وسائل معاش کو بحال رکھے۔

۳ الرحیم کے معنی یہ ہیں کہ اپنے مومن بندوں پر ایسا رحم کرنے والا کہ ان کے لئے تھوڑی سی عبادت پر بہت سا ثواب مقرر کیا ہے اور کافر بندوں پر ایسا رحم کرنے والا کہ ان کو ہلاکت ابدی سے بچانے کے لئے نرمی کے ساتھ قبول دین کی دعوت کرتا ہے۔

۳ اھدنا کتاب المعانی اور تفسیر الامام میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اھدنا کے معنی ہیں اپنی توفیق کو ہمارے لئے قائم رکھ کہ عوام الناس یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ صراط مستقیم کی ہم کو ہدایت کر مگر شیعان جناب امیر المومنین علیہ السلام چونکہ بفضل خدا ہدایت یافتہ ہیں۔ اس لئے ان کا ترجمہ یہ ہوگا کہ صراط مستقیم پر ہم کو ثابت قدم رکھ ایسا نہ ہو کہ ہمارے قدم اس سے لغزش کر جائیں۔

۵ الصراط المستقیم جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ صراط المستقیم سے دنیا میں تو وہ راستہ مراد ہے جو ادھر تو غلو کی حد تک نہ پہنچا ہو یعنی کسی کو اس کے درجے سے بڑھاتا نہ ہو اور ادھر کسی کو اس کے درجے سے گھٹاتا نہ ہو اور آخرت میں وہ راستہ مراد ہے جو مومنین کو جنت تک پہنچائے گا۔ معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ الصراط المستقیم سے مراد ہے طریق معرفت خدا اور اس کے دو راستے ہیں ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں دنیا میں تو وہ امام ہے جس کی اطاعت واجب کی گئی ہے پس جس کو معرفت امام حاصل ہوگی اور وہ ہدایت امام کی پیروی کرے گا وہ آخرت کے راستے پر بھی گذر سکے گا جس سے مراد وہ پل ہے جو جہنم پر قائم کیا جائے گا (باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

الجزء (۱)

الٓمّٓ خدائے تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف جو مقطعات قرآنی میں ہیں۔ الم ان کا ایک جزو ہے اور ان سب اجزاء کو ملا کر اسم اعظم بنا لینا یا نبی کا کام ہے یا امام کا کیوں کہ اس کے واسطے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ ہر کتاب کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور اس کتاب کا خلاصہ حروف مقطعات ہیں۔ الم کے متعلق تفصیلی نوٹ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو ۲ ذالک الکتاب تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اس سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں اور کتاب کا اطلاق انسان کامل پر کرنا اہل اللہ اور خواص اولیاء اللہ کے محاورے میں داخل ہے جیسا کہ جناب امیرؑ کے یہ اشعار بتاتے ہیں

دواءك فیك وما تشعر · و دواءك منك ولا تبصر · وانت الکتاب المبین الذی · بأحرفه یظهر المضمر · وتزعم انك جرم صغیر · وفیك انطوی العالم الاکبر انسان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تیرا علاج تجھی میں ہے جس کا تجھے شعور نہیں اور تیرے امراض بھی تیرے ہی سبب سے پیدا ہوتے ہیں جن کی تجھ سوجھ بوجھ نہیں اور تو خود کتاب مبین ہے جس کے حروف سے پوشیدہ امور کا ظہور ہوتا ہے تو اپنے آپ کو چھوٹا سا جسم خیال کرتا ہے حالانکہ ایک بڑا عالم تجھ سے سمایا ہوا ہے۔ ۳ الغیب جو ظاہری حواس سے محسوس کرنے کی چیز نہ ہو جیسے توحید خدا، نبوت انبیاء، قیام قائم علیہ السلام۔ مسئلہ رجعت، قیامت کے دن پھر جی اٹھنا، حساب و کتاب ہونا، جنت و دوزخ اور اسی قسم کے امور جن پر ایمان لانا لازم ہے اور جو آنکھوں سے نہیں دیکھے جاتے بلکہ ان دلیلوں سے پہچانے جاتے ہیں جو خدا نے قائم فرمائی ہیں۔ ۴ ینفقون جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے خواہ مال ہو یا قوت جسمانی یا وجاہت ظاہری یا علم۔ اسے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اس طرح

سورۃ البقرۃ مدنیۃ

سورۂ بقرہ (گائے) مدینہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

الٓمّٓ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

ان پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لائیں

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۳

اور اقامت صلوٰۃ کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کا ایک جزو (ہماری راہ میں) خرچ کریں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

اور (اے رسولؐ) جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ تم سے پہلے اتارا گیا

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۴

اس پر (بھی) ایمان لائیں اور آخرت پر بھی وہ (پورا پورا) یقین رکھیں۔

کہ دل والے حق داروں کے حق ادا کرتے ہیں کسی کو قرض دیتے ہیں کسی کی حاجت برآری کرتے ہیں اور قوت والے کمزوروں کی امداد کرتے ہیں آنکھوں والے اندھوں کو ان کے گھروں تک پہنچا دیتے ہیں جوان بوڑھوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ سواری والے پیدل چلنے والوں کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے ہیں اور جو ایمان میں ان سے افضل ہیں ان کو ہر طرح اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو مساوی درجہ کے ہیں ان کے ساتھ مساوات برتتے ہیں اور صاحبان علم جو کو اہل سمجھتے ہیں ان کو علم کی تعلیم دیتے ہیں اور محبان اہلبیتؑ کے سامنے اور جن لوگوں سے ہدایت پانے کی امید ہو ان کے سامنے فضائل اہل بیت بیان کرتے ہیں۔ معانی الاخبار شیخ صدوق اور تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اسے پھیلاتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ إِنَّ
یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں
الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا
جو کافر ہو چکے ان کے لئے ہے خواہ تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ
ان کے دلوں پر اور کانوں پر خدا نے نشان کر دیا ہے اور ان کی
أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن
آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اور آدمیوں میں سے ایسے (بھی) ہیں
يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾
جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالاں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔
يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا
وہ خدا کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالاں کہ وہ اپنے ہی آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور
يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ
سمجھتے نہیں ان کے دلوں میں روگ ہے خدا ان کے روگ کو اور بڑھائے۔ اور ان کے لئے بوجہ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا
(برابر) جھوٹ بولتے رہنے کی تکلیف دینے والا عذاب (مقرر کیا گیا) ہے۔ اور جب ان سے یہ کہا گیا کہ
تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾ أَلَا إِنَّهُمْ
زمین میں فساد مت کرو (تو) انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔ خبردار رہو یہ لوگ
هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا
بلاشک مفسد ہیں ولیکن سمجھتے نہیں۔ اور جب ان سے یہ کہا گیا کہ جس طرح اور لوگ
كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ
ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لاؤ (تو) انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم اس طرح ایمان لے آئیں
هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا
جس طرح یہ بے وقوف ایمان لے آئے۔ خبردار ہو یہ لوگ خود (ہی) بے وقوف ہیں ولیکن جانتے نہیں اور جب یہ مومنوں سے ملاقات کرتے
قَالُوا آمَنَّا ۖ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ ۙ
ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ اور جب خلوت میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں

۱ المفلحون جس چیز سے ڈرتے ہوں اس سے نجات پانے والے اور جن چیزوں کی امید رکھتے ہوں وہ حاصل کرنے والے۔

۲ ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم ان کے دلوں پر ایسی نشانی لگائی ہے جسے اولیاء اللہ اور فرشتوں میں سے وہ خاص جن کی نسبت خدا کو منظور ہوتا ہے دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ ایمان نہ لائیں گے جناب امام رضا علیہ السلام سے عیسون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ختم سے مراد وہ نشانی ہے جو خدائے تعالیٰ نے کفار کے دلوں پر ان کے کفر کا عذاب دینے کے لئے چھاپے کے طور پر لگا دی ہے جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے بل طبع اللہ علیھا بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلا (بلکہ ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے لیکن بہت کم)۔

۳ و علی ابصارھم غشاوۃ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس بارے میں ان کو غور کرنا لازم تھا اس میں فکر کرنے سے باز رہے اور جو مقصد ان کی پیدائش سے رکھا گیا تھا اس میں کوتاہی کی اور جس چیز کا یقین ان کے ذمہ لازم تھا اسے جان بوجھ کر نہ پہچانا پس وہ ایسے ہو گئے کہ گویا دونوں آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے کہ سامنے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی گویا پیش پا افتادہ باتیں بھی نہیں سمجھتے۔

۴ و من الناس الخ اس سے مراد ہیں ابن ابی اور اس کے اصحاب یا اول و ثانی اور منافقین میں سے جو ان کے ہمسر ہیں جن کا نفاق اس کفر سے بڑھا ہوا ہے جس کی وجہ سے دلوں پر مہر لگنا اور آنکھوں پر پردہ پڑنا خدا نے بیان فرمایا ہے اور اس نفاق کا اظہار اس وقت ہوا جب کہ امیر المومنین خلیفہ اور امام مقرر کئے گئے اور اس آیت کے حکم میں دین میں نفاق کرنے والے جو قیامت تک ہوں گے وہ سب داخل ہیں گو ان کے نفاق کی نوعیت کچھ اور ہو جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے حکم بن عتیبہ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ وہ اس آیت کا اہل ہے اور تفسیر امام حسن عسکری میں جو کچھ وارد ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غدیر کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (باقی ضمیمہ پر)

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ
تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں ان سے تو ہم صرف ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ (بھی)
بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
ان سے ہنسی کرے گا اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈالے رکھے گا کہ (آپ ہی) سرگردان رہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے
اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا
ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی نہ ان کی تجارت ہی نے ان کو نفع دیا اور نہ انہوں نے ہدایت
مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ
ہی پائی۔ ان کی مثل اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی۔ اور جب آگ نے ہر طرف اجالا
فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ
کردیا تو اللہ نے ان کی روشنی کھودی اور ان کو ایسی تاریکیوں میں چھوڑا کہ
ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ
کچھ دیکھتے (ہی) نہیں۔ بہرے گونگے اندھے ہیں اب (کفر سے) پلٹ کر نہیں آسکتے۔ یا
كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ
(امر حق جو انہیں سنایا گیا) اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جس میں تاریکیاں بھی ہوں اور گرج بھی اور چمک بھی۔ یہ کڑک کی
اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ
آواز سن کر موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔ حالاں کہ اللہ
مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ
ان کافروں کو (علم و قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ چمک ان کی بصارتوں کو خیرہ کردے۔ جب بھی
اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ
انہیں روشنی دکھائی دیتی ہے اس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیری ہوجاتی ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ چاہتا
اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
تو ان کی سماعت اور بصارت کو کھو دیتا بے شک اللہ ہر شے پر (پوری پوری) قوت
قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ
رکھنے والا ہے۔ اے آدمیو! تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
پہلوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم کو اس کا خوف ہوجائے۔ جس نے زمین کو تمہارا

لہ اللہ یستہزئ بہم یعنی اللہ بھی ان کے مذاق کرنے کا عوض دے گا دنیا میں تو اس طرح کہ ان کو کل احکام پر اسلام کی اطاعت کرنی پڑے گی حالاں کہ جزا کچھ نہ ملے گی اور آخرت میں اس طرح جیسے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت وہ جہنم میں ہوں گے ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس کی طرف وہ دوڑ کر جائیں گے لیکن جیسے ہی اس کے قریب پہنچیں گے پھر بند کردیا جائے گا اور اسی مطلب کی دوسری آیت بھی کلام خدا میں موجود ہے فالیوم الذین اٰمنوا من الکفار یضحکون (پس اس دن مومن کافروں سے مذاق کریں گے)

مہ فما ربحت تجارتہم خدائے تعالیٰ نے منافقوں کے اس فعل کو کہ ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی تجارت فرمایا ہے اور تجارت کا اصلی مقصود یہ ہوتا ہے کہ سرمایہ محفوظ رہے اور نفع حاصل ہو۔ یہاں نفع تو کجا سرمایہ عقل سلیم بھی کھو بیٹھے اور معاوضہ یہ ملا کہ آخرت میں تو ان کے لئے جنت کی جگہ جہنم ہے۔ اور دنیا میں خدا اور اس کے فرشتوں اور کامل انسانوں کی طرف سے لعنت۔

سہ وتو کھم عیون اخبار الرضاء میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو اس طرح ترک کردے جیسے مخلوق مخلوق کو ترک کردیتی ہے مطلب یہ ہے کہ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ بندے کفر و ضلالت سے باز نہیں آتے تو ان سے اپنی معاونت اور لطف کو باز رکھتا ہے اور جتنا اختیار ان کو دیا ہے اس میں مداخلت نہیں فرماتا۔

ع ۲ ۱۲ سم بکم عمی یعنی آخرت میں جیسا کہ فرمایا ونحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیاً وبکماً وصماً (اور ہم قیامت میں ان کو محشور کریں گے اس حالت میں کہ وہ اندھے گونگے بہرے ہوں گے) اور دنیا میں امور آخرت کے

متعلق ان کی یہی حالت ہے جیسا کہ فرماتا ہے لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا ان کے ہیں دل لیکن سمجھتے نہیں ان کی آنکھیں ہیں لیکن دیکھتے نہیں ان کے کان ہیں لیکن سنتے نہیں۔ ۵ یجعلون اصابعھم منافقین ہمیشہ اس خوف میں رہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باقی

الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فرش بنایا ہے اور آسمان کو سائبان اور آسمان سے پانی اتارا
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
جس کے ذریعہ سے تمہیں روزی دینے کے لئے پھل پیدا کئے پھر اب تو جان بوجھ کر خدا کے لئے
وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا
شریک نہ بناؤ اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا اگر اس میں تمہیں کچھ شک
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ
ہو تو ویسی ہی ایک سورت تم بھی بنالاؤ اور اگر تم سچے ہو تو خدا کے سوا اور اپنے
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
سب گواہوں کو بلالو پھر اگر تم ایسا نہ کرو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے (بھی) ڈرتے رہو
الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ
جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر (جو) خاص کر کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے اور (اے رسول)
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
ایمانداروں اور نیکوکار آدمیوں کو بشارت دو کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا
جب کبھی ان کو کھانے کے لئے ان میں سے کوئی پھل ملے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسا ہی
الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ
تو ہم کو پہلے بھی مل چکا ہے حالاں کہ وہ رنگت ہی میں ویسا ہوگا (نہ کہ ذائقہ میں) اور ان کے لئے ان
اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ
باغوں میں پاکیزہ بیبیاں بھی ہوں گی اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ کو کچھ تک کی مثل بیان کرنے میں کوئی شرم نہیں ہے۔
يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
نہ اس سے کسی بڑے جانور کی اب جو ایمان لانے والے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں کہ
فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
خدا کی طرف سے یہ حق ہے رہے کفار وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس
فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ
مثل سے خدا نے مقصد ہی کیا لیا (مگر خدا تعالیٰ) ایسی ہی مثال سے

لے فراشاً مطلب یہ ہے کہ اس (خدا) نے زمین کو تمہاری طبیعتوں کے موافق بنایا ہے یعنی نہ اتنی گرم کہ تم کو جلا دے اور نہ اتنی ٹھنڈی کہ تم ٹھٹھر کے رہ جاؤ نہ اتنی نرم کہ تم اس میں دھنس جاؤ نہ اتنی سخت کہ تم اس میں کھیتی نہ کرسکو کنویں نہ کھود سکو عمارتیں نہ بنا سکو۔ مردے دفن نہ کرسکو بلکہ ایسی معتدل بنائی ہے کہ تم (۱) سے ہر طرح نفع ہی نفع اٹھاؤ۔

۲ فاتوا بسورۃ مطلب یہ ہے کہ مانند رسول ایک سورت تم بھی بنالاؤ حالاں کہ وہ (رسولؐ) تم ہی میں سے ایک آدمی ہیں جنہوں نے نہ پڑھا نہ لکھا نہ کسی کتاب کا درس لیا اور نہ کسی عالم کے پاس اٹھے بیٹھے نہ کسی اور شخص سے کچھ سیکھا اور تم ان کی سفر اور حضر کی حالتوں سے واقف ہو کہ اسی طرح چالیس برس پورے کر دیئے اور پھر یکایک ایسا کلام لائے کہ وہ علوم اولین و آخرین پر حاوی ہے۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے زمانہ میں سحر اور سامری کا زیادہ چرچا تھا تو خدا نے اپنی حجت بندوں پر اس طرح قائم کی کہ موسیٰ کو ایسا معجزہ دیا کہ اس نے تمام سحر کو باطل کر دیا اور عیسیٰؑ کے زمانے میں علم طب کا زیادہ چرچا تھا تو ان کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دینے کا اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا جو احالۂ علم طب سے باہر ہے اسی طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خطبے کہنے کا اور نظم و نثر اور بلاغت و فصاحت کا زیادہ چرچا تھا پس ان ہی کی زبان میں ایسا کلام ان پر نازل فرمایا کہ عرب کے دعووں کو باطل کر دیا اور اپنی حجت ان پر قائم کر دی۔

۳ شہداء کم یعنی اے مشرکین تم ان بتوں کو جن کی عبادت کرتے تھے بلالو اور اے یہود و نصاریٰ تم اپنے بہکانے والے سرداروں کو بلالو اور اے منافقو تم ان ملحدوں کو بلالو جنہیں آل محمدؐ کے مقابلے میں

قل

تم نے امام سمجھا تھا تاکہ وہ تمہارے زعم کے بموجب گواہی دیں کہ تم حق پر ہو یا قرآن مجید سے معارضہ کرنے

 میں وہ تمہاری مدد کریں۔ (باقی صفحہ میں پڑھئے)

كَثِيْرًا ؕ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ﴿۲۶﴾

بہتیروں کو ہدایت کر دیتا ہے اور بہتیروں سے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے مگر توفیق ہدایت سے صرف فاسقوں سے سلب کرتا ہے

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ

جو خدا سے عہد و پیمان کر کے پھر اسے توڑ توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

خدا نے وصل کا حکم دیا تھا ان میں فصل کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

یہی لوگ نقصان میں رہنے والے ہیں تم لوگ خدا کا انکار کرتے کیوں کر ہو حالاں کہ تم مردہ تھے

فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ

تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دے گا اور پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا پھر تم اسی کے حضور میں حاضر کئے جاؤ گے

تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ

(خدا) وہی تو ہے جس نے زمین کی کل چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں پھر آسمان کی جانب توجہ فرمائی۔

اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ

پھر برابر سات آسمان پیدا کر دیئے اور وہی ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ

اور (اے رسول) تمہارے رب نے جس وقت کل فرشتوں سے یہ فرمایا کہ زمین پر خلیفہ (ہمیشہ)

خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ

میں مقرر کروں گا تو انہوں نے یہ عرض کی کہ کیا تو ایسوں کو (خلیفہ) مقرر کرے گا جو زمین میں فساد اور خوں ریزی کیا

الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ

کریں حالاں کہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں۔ (پروردگار عالم نے) فرمایا کہ جو

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ

میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور آدم (علیہ السلام) کو کل نام تعلیم کئے پھر (جن کے نام تعلیم کئے تھے)

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ

ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو ان کے نام مجھے بتا دو۔

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ

فرشتوں نے (عاجزانہ) عرض کی تیری شان عالی ہے ہم کو سوائے اتنے علم کے جتنا تو نے تعلیم کیا ہے اور (اصل) علم کہاں

---

۱ عہد اللہ یعنی وہ عہد جو ان سے خدا کی ربوبیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت علی مرتضیٰ کی امامت اور ان کے شیعوں کی محبت اور کرامت کے بارے میں لیا گیا تھا۔

۲ یقطعون الی آخرہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جتنے تمہارے قرابت والے ہیں ان سب کے حقوق ادا کرو۔ پس جس طرح ماں اور باپ کا حق قرابت انسان کے ذمے واجب و لازم ہے اس سے زیادہ واجب اور اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے کیوں کہ ماں باپ جسم کی پرورش کرنے والے ہیں اور جناب رسول خدا روح کے نجات دلانے والے اس آیت کے حکم میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو ادائے حقوق میں امر خدا کے خلاف کرنے والے ہیں۔

۳ استوی مطلب یہ ہے کہ آسمان کو پیدا کرنے کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان اس شان سے پیدا کئے کہ جن میں کسی قسم کا نقص اور فتور نہیں۔

۴ خلیفۃ مقصود یہ ہے کہ تمہارے (یعنی فرشتوں کے) عوض زمین پر اپنی حجت کو اپنی مخلوق کے لئے مقرر کروں گا اور تم کو آسمان پر بلا لیا جائے گا یہ بات فرشتوں کو گراں گزری اور اسی لئے انہوں نے وہ بات عرض کی جس میں آئندہ مخلوق کی فرضی اور اصلی برائیاں تھیں۔ آیت کا یہ حصہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ جملہ اسمیہ ہے اور چوں کہ ان سے شروع ہوا ہے اس سبب سے استمرار دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ میں زمین پر خلیفہ مقرر کروں گا اور فی الارض جو متعلق خبر ہے وہ جاعل اور خلیفہ کے مابین واقع ہوا ہے یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ حجت و خلیفہ خدا کل مخلوق خدا میں صرف زمین ہی پر ہے۔

۵ قالوا الی آخرہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر قبل خلقت آدم علیہ السلام خدائے تعالیٰ نے ایک آفرینش مخلوق کو آباد کیا تھا جن میں ابلیس بھی داخل تھا بلکہ ان پر حاکم تھا اس مخلوق نے بہت نافرمانی، سرکشی اور خوں ریزی کی۔ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا مورفرما کر ان کو ہلاک کر دیں اور ابلیس کو قید کر لائیں۔ ابلیس فرشتوں میں رہنے سہنے سے ایسا عابد اور زاہد بنا کہ بعض فرشتے بھی اس کو فرشتہ ہی خیال کرنے لگے اور جس وقت پروردگار عالم نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں زمین پر اپنی حجت قائم کرنے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ مخلوق کی طرف سے کیا ہوا (باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾ قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم
بیشک صاحب علم و حکمت تو ہی ہے۔ (خدا نے) فرمایا اے آدمؑ ان کے نام ان فرشتوں کو تم بتا دو
بِأَسْمَائِهِمْ ۚ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ ۙ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي
چنانچہ جب آدمؑ نے ان کے نام ان فرشتوں کو بتائے تو (خدا نے) فرمایا کہ کیوں میں نے تم
أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۙ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا
سے کہا نہیں تھا کہ میں آسمان اور زمین کی پوشیدہ باتوں سے بھی آگاہ ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو اس سے اور جو کچھ
كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا
چھپا رہے ہو اس سے بھی خوب واقف ہوں۔ اور جس وقت ہم نے کل فرشتوں کو حکم دیا آدمؑ کو سجدہ کرو تو
إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٤﴾ وَقُلْنَا
سوائے ابلیس کے سب ہی نے سجدہ کیا۔ (ابلیس) اکڑ کر انکاری ہوا اور کافروں میں شمار ہوا۔ اور ہم نے حکم دیا
يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ
کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ اس باغ میں بسو اور جہاں جہاں سے تم دونوں کا جی چاہے خوب کھاؤ (پیو)
شِئْتُمَا ۖ وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾
مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تمہارا شمار نافرمانوں میں ہو جائے گا
فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا
شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے نکالنے کی تدبیر کی اور جس حالت میں وہ دونوں تھے اس میں ان کو نہ رہنے دیا
اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ
اور ہم نے حکم دیا کہ نیچے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور مقررہ وقت تک زمین ہی میں تمہاری جائے قرار ہے
وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ
(اور) دیں تمہارے لئے سرمایہ حیات ہے۔ پس آدمؑ اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمات ملے (جن سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی
إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا
بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے نیچے جاؤ
يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
پس میری طرف سے تم کو ہدایت ضرور پہنچے گی پھر جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے نہ آئندہ کا کچھ خوف ہوگا
هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ
اور نہ وہ گزشتہ کا غم کریں گے۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی

۱ ما تبدون فرشتے ظاہر یہ کرتے تھے کہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور چھپاتے اس بات کو تھے کہ ہم تیری خلافت کے مستحق ہیں کیوں کہ ظاہری لفظوں میں اس کا اقرار نہیں کیا دوسرے اس اعتقاد کو چھپاتے تھے کہ ہمارے بعد جو پیدا ہوگا وہ ہم سے کم رتبہ ہوگا مگر خدائے تعالیٰ نے یہ ثابت کر دیا کہ محمدؐ و آل محمدؐ معین کے نام آدم علیہ السلام نے ان کو بتائے اس درجہ فضیلت رکھتے ہیں کہ خود آدمؑ ان کے ناموں سے آگاہ اور ان کے نور کے حامل ہونے کے باعث فرشتوں کے مسجود قرار پائے۔

۲ ابلیس یہ فی الحقیقت فرشتہ نہ تھا مگر کثرت عبادت سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھا حتیٰ کہ اکثر فرشتے اس کو فرشتہ ہی خیال کرتے تھے اسی سبب سے کو حکم سجدہ کرنے کا ظاہر آیہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں ہی کو تھا مگر درحقیقت ابلیس کو بھی تھا جیسا کہ خداوند عالم یا ایہا الذین امنوا کا خطاب نہ فقط مومنین ہی سے فرماتا ہے بلکہ منافقوں کو بھی اس میں شامل کر لیتا ہے کیوں کہ ظاہراً وہ بھی مومن ہونے کا دم بھرتے ہیں اور جس طرح وہ تعمیل حکم نہ کرنے سے نافرمان قرار پائے ہیں اسی طرح ابلیس نافرمانی کے باعث (جو بعد خلقت آدم مخلوق میں پہلی نافرمانی تھی) کافر و ملعون قرار پایا۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیم و عدی و بنی امیہ کو خواب میں اپنے منبر پر چڑھتے ہوئے دیکھا تو بہت رنجیدہ ہوئے خدائے تعالیٰ نے اس آیت سے آنحضرتؐ کی تسلی فرمائی کہ خلیفہ کے بارے میں میرے حکم کی بھی نافرمانی کی گئی ہے۔ اسی طرح وصی کے بارے میں تمہاری بھی نافرمانی کی جائے گی۔

۳ الشجرۃ محمدؐ و آل محمدؐ کے علم کا درخت مراد ہے جو انہی حضرات کے لئے مخصوص تھا اور یتیم و مسکین و اسیر کو کھانا کھلانے کے بعد محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے لئے خدا نے ہی درخت سے تحفہ بھیجا تھا یہ درخت جنت کے اور درختوں سے اس بات میں ممتاز تھا کہ اس میں گیہوں، انگور، انجیر، عناب اور ہر قسم کے طعام میوے اور پھل لگتے تھے۔ اسی وجہ سے جب اس درخت کا ذکر کیا گیا ہے تو کسی نے گیہوں مراد لی ہے کسی نے انجیر کسی نے انگور اور کسی نے عناب۔ (باقی حواشی نمبر ۴ اور نمبر ۵ ضمیمہ

اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا

بھنسی ہیں (اور) وہ ہمیشہ (ہمیشہ) اس میں رہیں گے۔ اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کا ذکر کرتے رہو

نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ

ہو جو میں تم پر انعام کر چکا اور جو عہد مجھ سے کر چکے ہو اسے پورا کرتے رہو تاکہ میں نے جو عہد تم سے کیا ہے

وَاِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا

اسے پورا کروں اور صرف مجھ سے ڈرو اور جو کچھ میں نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ کہ تمہارے پاس

تَكُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۪ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ۫ وَّاِيَّاىَ

جو کچھ پہلے سے موجود ہے وہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور تم سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی تھوڑی

فَاتَّقُوۡنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَقَّ

قیمت پر نہ فروخت کرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور باطل کو حق کے پیرایہ میں مت ظاہر

وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارۡكَعُوۡا مَعَ

کرو اور حق کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور باجماعت نماز ادا کرو

الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ

کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو فراموش کر جاتے ہو؟

تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاسۡتَعِيۡنُوۡا

باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے اور روزے اور نماز کے ساتھ (ہم سے) مدد مانگو

بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ

اور اس میں شک نہیں کہ نماز سب پر بھاری ہے سوائے ان خوف کرنے والوں کے جن کو

يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

یقین ہے کہ ہمیں اپنے پروردگار کے سامنے پلٹ کر جانا اور اس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ

اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو تم کو عطا کر چکا ہوں اور اس بات کو کہ میں نے تم کو

فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ

تمام عالم پر فضیلت دی ہے اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے کسی طرح

نَّفۡسٍ شَيۡـًٔا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ

کام نہ آسکے گا اور نہ کسی (عام) شخص کی اس کے بارے میں سفارش قبول کی جائے گی

ع ۴ ۱ اسرائیل کے معنی عبداللہ اور قوۃ اللہ کیوں کہ اسراء کے معنی عبد اور قوت کے اور ئیل کے معنی اللہ کے ہیں۔ مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہے۔

۲ بعھدی انبیاء کی معرفت خدا نے یہ عہد بنی اسرائیل کے بزرگوں سے لیا تھا کہ محمدؐ علیؑ اور اولادِ علیؑ پر ایمان لائیں کے اسی کو یاد دلاتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کیے گئے تھے فرمایا یہ مطلب ہے کہ تم علیؑ کی ولایت جو خدا کی طرف سے فرض ہے تسلیم کرو میں تم کو جنت دوں گا۔ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا فرماتا ہے ادعونی استجب لکم (تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا) ہم دعا مانگتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا تم نے خدا سے جو عہد کیے ہیں انہیں پورا نہیں کرتے حالاں کہ خدا فرماتا ہے اوفوا بعھدی اوف بعھدکم تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ قسم بخدا اگر تم اللہ کا عہد پورا کرو گے تو وہ تمہارا عہد ضرور پورا کرے گا۔

۳ بآئینی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں یہ وارد ہے کہ حی ابن اخطب اور کعب ابن اشرف اور دیگر یہودیوں کے پاس یہودیوں کی کتب کا مجموعہ موجود تھا جس کی ہر سال زیارت کرایا کرتے تھے اور اس کی آمدنی پر مدار معیشت تھا۔ اس مجموعے میں سے وہ آیتیں جن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات پائی تھیں نکال ڈالی تھیں تاکہ ان کی آمدنی میں خلل نہ پڑے اسی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری آیتیں تھوڑی قیمت پر نہ بیچو کیوں کہ دنیا کی دولت جتنی بھی ملے بمقابل آیات خدا وہ تھوڑی ہی ہوگی اور امر محمدؐ و صی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مجھ سے ڈرو اور حق نبوت و امامت کو باطل کے ساتھ پوشیدہ کرو۔ ۴ الصلوٰۃ تفسیر امام میں وارد ہے کہ صلوٰۃ سے مراد پانچ وقت کی نماز بھی ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنا بھی۔ مگر اس حالت میں کہ ان کے احکام کا پابند ہو ان کے ظاہر و باطن پر ایمان لایا ہو اور ان سے نہ کوئی مخالفت رکھتا ہو۔ اور ان کے مخالفوں کا دم بھرتا ہو۔ ۵ اتوا الزکوٰۃ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں کے پاس تو حضرت نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے مراد (باقی صفحہ ۱۰ پر)

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
اور نہ کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کو کسی قسم کی امداد دی جائے گی۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے تمہیں فرعون والوں
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ
کے ہاتھ سے نجات دی تھی کہ وہ تمہیں برے سے برے عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری
نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا
بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔ اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب کہ ہم
بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ
نے سمندر میں تمہارے لئے راستہ پیدا کر دیا تھا اور تمہیں نجات بھی دی تھی۔
تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ
اور تمہارے دیکھتے دیکھتے فرعون والوں کو ڈبو دیا تھا۔ اور (اسے بھی یاد رکھو) جب کہ ہم نے موسیٰ سے چالیس شبوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے
الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
یہ حکم کیا کہ ان کی غیبت میں بچھڑا پوجنے لگے اس پر بھی ہم نے تمہارا قصور معاف کر دیا
ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ
تاکہ تم شکر گزار بنو۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور (حق و باطل کی) جانچ عنایت کی
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ
تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ اور جب موسیٰ نے اپنے لوگوں سے یہ کہا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑا پوج کر
ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ
خود اپنے اوپر ظلم توڑا ہے اب اپنے پیدا کرنے والے کے حضور میں توبہ
فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ
کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالو۔ یہی تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر تمہاری
عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ
توبہ قبول کی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور جس وقت تم نے یہ کہا تھا کہ
نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ
اے موسیٰ جب تک ہم ظاہر (بظاہر) خدا کو نہ دیکھ لیں ہم تو ہماری باتوں پر ایمان نہ لائیں گے۔ تو تمہارے دیکھتے دیکھتے
تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾
تم پر بجلی گری تھی پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔

زبان سے اقرار کیا تھا ان کی پیشانی نورانی ہو گئی اور جن کا اقرار محض زبانی تھا ان کے چہرے سیاہ ہو گئے اور جن کا اقرار نہ تھا ان کے چہرے مرد سے ہو گئے۔ (یہی حوالہ تفسیر میں ہے)

۱ اربعین لیلۃ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب خدائے تعالیٰ تم کو تمام تکلیفوں سے نجات دے گا اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا تو میں خدا کی طرف سے ایک کتاب تمہارے لئے لاؤں گا جس میں اس کے احکام اور نصیحت و عبرت کی باتیں درج ہوں گی چنانچہ جب ان کو فرعون کے مظالم سے نجات ملی تو خدا نے حکم دیا کہ اے موسیٰؑ اپنا وعدہ پورا کرو اور تیس دن روزہ رکھو موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا لیکن آخری دن افطار سے پہلے مسواک کرلی وحی آئی کہ اے موسیٰؑ تم نہیں جانتے کہ ہم کو روزہ دار کے منہ کی خوشبو مشک کے خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے اب تم دس روزے رکھو اور افطار سے پہلے مسواک نہ کرنا اور ادھر چالیس روزے پورے ہوئے ادھر خدائے تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور کتاب انہیں عطا فرما دی۔

۲ العجل موسیٰ علیہ السلام کی اس غیبت کے زمانے میں سامری نے کمزور عقیدہ والے بنی اسرائیل کو بہکایا کہ دیکھو موسیٰؑ تم سے چالیس روز کا وعدہ کر کے گئے تھے چنانچہ بیس دن اور بیس راتیں گذر چکیں اور وہ ابھی نہیں آئے اب خدا خود تمہارے پاس آگیا ہے اور وہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ موسیٰ کو واسطہ بنائے یہ کہہ کر اپنا گوسالہ (بچھڑا) دکھایا جو اس نے بنایا تھا اور کہا کہ موسیٰؑ سے درخت کے ذریعے سے باتیں کی تھیں اور تم سے اس گوسالہ کے ذریعے سے باتیں کرے گا ہزاروں آدمی اس کے بہکانے میں آگئے اور اس بچھڑے کو پوجنے لگے۔

قول مترجم: ۱ کے کی پرستش کی بنا یہیں سے پڑی ہے۔

۳ الکتاب توریت مراد ہے جس کی لوحیں لکھی ہوئی حضرت موسیٰ کو ملی تھیں۔

۴ الفرقان سے وہ فرق مراد ہے جو مومنین اور کافرین کے مابین قرار دیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ بنی اسرائیل سے محمد مصطفیٰ کہ خیر النبیین اور سید المرسلین ہونے کے اعتقاد کرنے کا عہد لے لیں اور اسی طرح علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کے خیر الوصیین ہونے کا اقرار کا عہد لے لیں اور اسی طرح ان شیعوں کے خیر الامم ہونے کا یقین کرنے کا موسیٰ علیہ السلام نے یہ عہد لیا تو بعض نے تو سچے دل سے اور بعض نے خالی

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ
اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا (اور ہم نے حکم دیا کہ) ہمارے

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
رزق کا نفیس حصہ کھاؤ اور (جو اس پر بھی شکرگذار نہ ہوئے تو انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا بلکہ

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا
وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور جب ہم نے یہ کہا کہ اس گاؤں میں جاؤ

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ
اور اس میں سے جو کچھ تمہارا جی چاہے خوب کھاؤ (پیو) اور اس دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور لفظ حطہ

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ
بھی اپنی زبان پر جاری کرو تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور ہم نیک لوگوں کو جلد ترقی دیں گے۔ پھر ظالموں نے

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
جو کچھ ان سے کہا گیا تھا اسے بدل کر اس کی جگہ دوسری بات رکھ دی پس جیسی وہ نافرمانی کیا کرتے تھے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى
اس کے بدلے ہم نے آسمان سے ان پر عذاب نازل کیا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا

لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا
تو ہم نے یہ کہا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ پھر اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے (اور)

عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
ہر ہر گروہ نے اپنے اپنے چشموں کو پہچان لیا تھا (پھر ہم نے یہ حکم دیا کہ) خدا نے جو کچھ تم کو دیا ہے

مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ
کھاؤ اور پیو اور مفسد بن کر زمین میں فساد مت کرو اور جس وقت تم نے یہ کہا تھا کہ اے موسیٰ

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا
ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لئے اپنے خدا سے ہمارے لئے یہ دعا کرو کہ زمین سے جو جو چیزیں

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا
پیدا ہوا کرتی ہیں ساگ پات کھیرا ککڑی گیہوں مسور پیاز وہ ہمارے لئے بھی پیدا کر دے

وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ
(موسیٰ نے) فرمایا تھا کہ تم گھٹیا چیزوں کو اس سے بدلنا چاہتے ہو جو

۱ اَلْمَنّ ترنجبین جو درختوں پر گرتی تھی اور اسے لوگ اٹھا لیتے تھے۔ ۲ السلویٰ بٹیر کی قسم کے پرند تھے جو بھنے بنائے غول کے غول درختوں پر آ بیٹھتے تھے اور بنی اسرائیل ان کا شکار کر لیتے تھے یا وہ ان کے دسترخوانوں پر آ گرتے تھے اور بنی اسرائیل انہیں کھا لیتے تھے۔

۳ حطۃ بنی اسرائیل کو ایک قریہ میں داخل ہونے کے وقت یہ حکم ملا تھا کہ تم داخل ہوتے وقت سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور سجدے میں حطۃ لذنوبنا و ھو السیئاتنا (ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہماری بدیاں مٹا دے)

۴ فبدل انہوں نے اس حکم میں یہ تبدیلی کی کہ بجائے سر جھکا کر دروازے میں داخل ہونے کے الٹے داخل ہوئے اور بجائے حطۃ کے حنطۃ حمراء (سرخ گیہوں) کہا اور اسی سبب سے عذاب کے مستحق ہوئے جو نازل ہوا۔ ۵ واذا استقیٰ ارشاد ہے کہ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تھا اور یہ وہ وقت تھا کہ بیابان میں وہ پریشان پھر رہے تھے اور پیاس سے چیخ اٹھے تھے اور یہ کہا تھا کہ اے موسیٰ پیاس ہمیں مارے ڈالتی ہے اور اس وقت موسیٰ نے ان لفظوں میں دعا کی تھی الٰھی بحق محمد سید الانبیاء و بحق علی سید الاوصیاء و بحق فاطمۃ سیدۃ النساء و بحق الحسن سید الاولیاء و بحق الحسین افضل الشھداء و بحق عترتھم و خلفائھم سادۃ الازکیاء لما سقیت ھؤلاء اسی وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اضرب بعصاک الحجر موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی فوراً اس سے بارہ چشمے ظاہر ہو گئے (یہ بات قابل غور و خیال ہے کہ واسطہ چودہ کا دیا ہے اور چشمے بارہ جاری ہوئے) ۶ الحجر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین پتھر جنت سے آئے ہیں مقام ابراہیم، حجر بنی اسرائیل اور حجر اسود کافی اور الاکمال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت جناب قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے خروج فرمائیں گے تو ان کا منادی ندا دے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ کھانا پانی نہ لے۔ حجر موسیٰ ابن عمران ان کے ساتھ ہو گا جو ایک اونٹ کا بوجھ ہے جس منزل پر جا کر اتریں گے چشمے اس سے جاری فرما دیں گے جن سے بھوکوں کا پیٹ بھر جائے گا اور پیاسے سیراب ہو جائیں گے خواہ انسان ہوں یا حیوان یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ حضرت مخدوم اس منزل سے کوچ نہ فرمائیں۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ

عمدہ ہے (ایسا ہی ہے تو) کسی شہر میں چلے جاؤ کہ جو کچھ مانگتے ہو تم کو وہاں مل جائے گا اور ایسی باتیں بنانے والوں کو ذلت

وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

اور افلاس کی مار دی گئی تھی اور غضب خدا میں آ گئے تھے یہ نتیجہ اس کا تھا کہ وہ خدا کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا

اور انبیاء کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ (اور) یہ اس کا نتیجہ تھا کہ وہ نافرمانی

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

اور زیادتی کرتے تھے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے (مسلمان) اور جو یہودی ہوئے

وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ

اور نصاریٰ اور ستارہ پرست (ان میں سے) جو بھی خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں گے

صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اور نیک عمل کریں گے پس ان کا اجر ان کے خدا کے پاس ہے اور ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ

وہ غمگین ہوں گے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم سے ہم نے عہد لیا تھا اور کوہ طور تمہارے سر سے اونچا کر دیا

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

تھا (اور یہ حکم دیا تھا کہ) جو کچھ ہم نے تم کو دیا اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ اور اس کے مطالب بیان کرتے رہو تا کہ تم متقی ہو جاؤ۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اس کے بعد تم پھر روگردان ہوئے۔ پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی

لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ

تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔ اور تم میں سے جنہوں نے سبت کے باب میں زیادتی کی

فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا

تم ان کو خوب جانتے ہو پس ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ پھر ہم نے اس واقعہ کو ان

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَاِذْ قَالَ

کے ہمعصروں اور بعد میں آنے والوں کے لئے عقوبت قرار دیا اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا

موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہم سے

۱ مصراً اس سے مراد ملک مصر نہیں ہے بلکہ کوئی شہر اسی سبب سے نکرہ استعمال کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کی تمہیں ضرورت ہے تو کسی شہر میں چلے جاؤ۔

۲ ضربت لفظی معنی اور مطلب یہ ہے کہ ان کو خدا اور بندوں کے سامنے رسوا کیا گیا اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہوئے اہل ظاہر اس سے کبھی کبھی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ذلت اور مسکنت عام طور سے خدا کی نافرمانی اور ناراضی کا نتیجہ ہے حالاں کہ یہ غلط ہے۔ جن لوگوں کے لئے ذلت اور مسکنت بطور عذاب بیان فرمائی گئی ہے وہاں اس کی بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ کس نافرمانی کا نتیجہ تھی اگر انبیاء و اوصیاء یا مومنین کاملین مبتلائے ذلت و مسکنت ہوئے تو وہ بحکم البلاء للولاء ہوئے تا کہ بندگان خدا کے لئے اس بات کا نمونہ قائم ہو جائے کہ کوئی بلا ان کو ولائے خدا سے ہٹا نہیں سکتی۔

قول مترجم: یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب نیک بندوں کے امتحان و آزمائش و مصائب کا ذکر آیا ہے لفظ بلا یا ابتلا استعمال کیا گیا ہے اور جب بدوں کی سزا کا ذکر آیا ہے تو ضرب استعمال ہوا ہے۔

۳ بآیات اللہ سے مراد معجزات انبیاء اور وہ کتابیں ہیں جو خدا نے نازل فرمائیں اور وہ تعریف جو ان کتابوں میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترت طاہرہ کی آئی ہے۔

۴ یقتلون النبیین اس سے مراد ایسا قتل ہے جیسا کہ جناب شعیبؑ جناب زکریاؑ اور جناب یحییٰ علیہم السلام وغیرہم کا ہوا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اس آیت کو پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ انہوں نے انبیاء کو اپنے ہاتھوں سے مارا یا تلواروں سے قتل کیا بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان کی باتیں سنیں اور ان کے دشمنوں سے بیان کر دیں جس کے سبب سے وہ گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے اور اس طرح یہ ظاہر کرنے والے ان کے قتل کا باعث ہوئے۔ (باقی ضمیمہ میں)

هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا
ٹھٹھا کرتے ہیں (موسیٰ نے) فرمایا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے
رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ
خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے کھول کر بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہو (موسیٰ نے) فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے
وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا
نہ تو بڑھیا ہو اور نہ بچھیا بلکہ دونوں کے بین بین ہو اب تم کو جو حکم دیا گیا ہے بجا لاؤ۔ انہوں نے
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ
کہا کہ (بندے) سے کہئے کہ اس کا رنگ صاف صاف بتلا دے۔ (موسیٰ نے) فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی
صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
گہرے زرد رنگ کی ہو کہ دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہو انہوں نے کہا کہ خدا سے دعا کیجئے کہ اس کی ماہیت
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
کھول کر بیان کر دے ہمیں اس گائے کے بارے میں دھوکا ہے پھر ہم انشاء اللہ راہ راست
لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ
پر آجائیں گے۔ (موسیٰ نے) کہا کہ خدا وند عالم فرماتا ہے کہ یہ گائے ایسی ہو جو نہ کام کرنے والی ہو کہ زمین جوتتی ہو
وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ
اور نہ تو زراعت پیتی ہو صحیح وسالم ہو اس میں کوئی داغ دھبا نہ ہو۔ وہ بولے کہ اب آپ نے ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔ پھر گائے ذبح کی گو
بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا
ان سے ایسا کرنے کی امید نہ تھی۔ اور جس وقت تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور پھر اس کے بارے میں اختلاف کیا
فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا
اور جو کچھ تم چھپاتے تھے اللہ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔ پھر ہم نے کہا کہ
اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْىِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ
اس گائے کے ایک حصہ سے اس میت کو چھوا دو۔ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ
تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پس وہ پتھر کے مانند تھے یا اس سے بھی زیادہ سخت
كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ
حالاں کہ پتھروں میں سے بعض تو ایسے بھی ہیں جن میں سے چشمے نکلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں

۱ فذبحوھا قصہ اس گائے کے ذبح ہونے کا یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک قبیلے میں ایک عورت نہایت حسین تھی جس سے شادی کرنے کے خواہاں بہت تھے منجملہ ان کے تین اس کے چچیرے بھائی بھی تھے جن میں سے ایک کی درخواست بوجہ علم و فضل کے اس عورت نے منظور کر لی تھی باقی دو کو اسی بنا پر اس شخص سے حسد پیدا ہو گیا انہوں نے ایک شام کو اس کی دعوت کی۔ اور اس بہانے سے اس کو اپنے گھر بلا کر موقع پا کر قتل کر ڈالا پھر اس کی لاش راتوں رات ایک اور قبیلے کی آبادی میں لے جا کر ڈال دی اور صبح کو حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں فریادی ہو کر گئے۔ اب اس قبیلے والوں کو اس کے قتل سے انکار تھا اور جو اصل قاتل تھے وہ خود مدعی تھے اس طرح معاملہ بہت ہی مشتبہ اور نازک ہو گیا تھا۔ اس اشتباہ کے دور کرنے کے لئے موسیٰؑ نے خدا سے دعا کی حکم ہوا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کے ایک ٹکڑے سے میت کو چھوا دیں وہ زندہ ہو کر خود کل کیفیت بیان کر دے گا۔ اگر وہ اس حکم کی فوراً تعمیل کر دیتے تو بہت سی مصیبتوں سے بچ سکتے تھے

ع ۸ مگر یہ ان کی عادت ہو گئی تھی کہ حجتیں زیادہ کیا کرتے تھے چنانچہ اس کے رنگ اور عمر اور ماہیت کے بارے میں بہت سی بحثیں کیں اور ہر ہر بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیود بڑھتی گئیں بالآخر ویسی گائے جیسی کہ آخر میں ملے پائی پچاس لاکھ اشرفی میں ملی جس قبیلے پر قتل کا شبہ تھا ان کو تو اس گائے کے متعلق مختلف سوال کرنے کا یہ جرمانہ بھرنا پڑا کیوں کہ یہ سوالات فی الاصل معجزہ جناب موسیٰؑ یا قدرت خدا میں شبہ پر مبنی تھے اور جس شخص سے یہ گائے خریدی گئی اس کو اس کی خوش اعتقادی کا جو وہی صلہ ملا تھا وہ خوش اعتقادی اس کی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جناب علیؑ مرتضیٰ اور ان کی اولاد کی بزرگی تسلیم کر لینے کے متعلق تھی جس کے بارے

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرما چکے تھے۔ المختصر وہ گائے ذبح کی گئی۔ اس کی دم سے میت کو چھوایا گیا وہ فوراً زندہ ہوا اور اس نے اپنا قصہ بے کم و کاست بیان کر دیا قاتل گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے اور مقتول جو زندہ ہوا اس نے محمدؐ و علیؑ اور اولاد علیؑ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی کہ (باقی ضمیمہ میں

الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا

جو پھٹ جاتے ہیں پس ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ خوف خدا سے گر

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

پڑتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ بے خبر نہیں ہے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ

کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ وہ لوگ تم پر ایمان لے آئیں حالاں کہ ایک گروہ ان میں

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا

ایسا ہے کہ کلام خدا کو سنتے ہیں پھر بعد اس کے کہ اسے سمجھ چکے ہوں جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتے ہیں۔

لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

اور جب مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے۔ اور جب آپس میں ایک دوسرے

قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ

سے خلوت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان سے وہ باتیں بیان کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر ظاہر کی

رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

ہیں تاکہ وہ تمہارے رب کے حضور میں انہیں باتوں سے تم پر حجت قائم کریں۔ کیا تم کو اتنی بھی عقل نہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ

کہ اللہ وہ بھی جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور وہ بھی جس کا وہ اعلان کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض

هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ

تو ایسے ان پڑھ ہیں کہ کتاب کو اتنا ہی جانتے ہیں کہ اس کی لفظوں کو سوچ لیں اور مطلب کی طرف سے گمان ہی گمان رکھتے ہیں۔ پس ویل ہے

يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ

ان لوگوں کے لئے جو کتاب کو اپنے ہی ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ اور پھر (منہ سے) یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کو تھوڑی سی

مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ

قیمت پر بیچ لیں۔ پس ویل ہے ان کے لئے بوجہ اس کے کہ جو کچھ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور ویل ہے ان کے لئے بوجہ اس کے

تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ

جو کچھ وہ اس سے کماتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم کو تو سوائے گنتی کے دنوں کے جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔ تم ان سے یہ کہو کہ کیا تم

يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ خدا اپنے عہد کے ہرگز خلاف نہ کرے گا یا بغیر اس کے کہ تم کو کچھ علم ہو خدا کے خلاف باتیں بناتے ہو۔ ہاں

۱ قالوا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جو مسلمانوں کا دشمن نہ تھا توریت میں جناب رسول خدا کی جو صفات آئی ہیں وہ مسلمانوں سے بیان کر دیا کرتا تھا۔ ان کے بزرگوں کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو ان کو منع کر دیا کہ ایسا کرنے سے تم خود مسلمانوں کو موقع دیتے ہو کہ وہ تم پر اپنی حجت قائم کریں۔

۲ امیین کلمۂ معنی ایسے ان پڑھ جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں پس لامحالہ وہ اپنے علماء کے مقلد تھے۔ کسی شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ اس آیت میں یہودیوں کے عوام الناس کی برائی محض اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ اپنے علماء کے مقلد تھے اور خود کتاب کی کوئی معرفت نہیں رکھتے تھے آیا یہ برائی کرنا صحیح ہے اور ہمارے عوام الناس میں اور یہودیوں کے عوام الناس میں کوئی خاص فرق ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے علماء اور عوام میں اور یہود کے علماء اور عوام میں ایک جہت سے فرق ہے اور ایک جہت سے مساوات اور اگر مساوات ہو تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علماء کی تقلید کرنے کے سبب ویسے ہی مذمت کی ہے جیسی کہ ان کے عوام کی اور اگر فرق ہو تو پھر وہ مورد ملامت نہیں ہیں اس نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اس معاملہ کو ذرا کھول کر بیان کر دیجئے حضرت نے فرمایا کہ یہود کے عوام اس بات کو خوب جانتے تھے کہ ان کے علماء صریح جھوٹ بولتے تھے حرام کھاتے تھے رشوتیں لیتے تھے سفارشوں وغیرہ کے سبب یا اپنی عنایت کے طور پر واجب احکام کو بدل دیتے تھے تعصب ایسا شدید برتتے تھے کہ اس سے مخالف کے واقعی حقوق زائل کر دیتے تھے دین میں خرابیاں ڈالتے تھے اور جس کے طرف دار ہو جاتے تھے

النصف

وہ ظلم سے کسی کا مال چھین لے یا کسی حرام کا مرتکب ہو تو اس سے کوئی باز پرس نہ کرتے تھے ان اسباب سے عوام کے دلوں میں یہ بات راسخ تھی کہ وہ فاسق ہیں اور فاسق خدا اور مخلوق خدا کے مابین واسطہ نہیں ہو سکتا۔ ادھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں غور کرنا ان کے ذمے واجب تھا کیوں کہ آنحضرت کی نبوت کی دلیلیں ان کی کتابوں میں

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
جو کوئی بدی بھی کرے گا اور اس کا گناہ اس کو گھیر لے گا وہی تو جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو جنتی وہی ہیں۔ جس میں
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ
وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے اولاد اسرائیل سے عہد لیا تھا
اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى
کہ سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور اپنے ماں باپ سے (خصوصاً) اور کہنے والوں اور یتیموں
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اور مسکینوں سے (عموماً) نیکی کرتے رہنا اور لوگوں سے بہ مدارات بات کرنا اور نماز پڑھتے رہنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾
پھر تم اس (حکم) سے روگردان ہو کر سوائے معدودے چند کے سب ہی پھر گئے۔ اور جب کہ ہم نے تم سے یہ عہد لیا تھا
وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
کہ آپس میں خوں ریزی نہ کرنا اور نہ اپنوں کو اپنے ملک سے نکالنا پھر تم نے اقرار کیا تھا
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ
اور تم اس کے گواہ ہو۔ پھر وہی تم ہو کہ اب اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک گروہ کو اپنے
هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ
ملک سے نکالتے ہو اور ان کے برخلاف گناہ اور زیادتی کرنے میں ایک دوسرے کی پشتی لیتے
دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ
ہو اور جب وہ تمہارے پاس قید کر کے لائے جاتے ہیں تو ان سے تم فدیہ لیتے ہو حالاں کہ ان کا نکال دینا ہی تم پر حرام کر دیا گیا
اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ
تھا کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے منکر ہو۔ اور جو تم میں سے
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
ایسا کرے اس کا بدلہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ زندگانی دنیا میں رسوائی
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ
ہو اور قیامت کے دن سخت (سے سخت)

۱ احاطت بہ تفسیر امام میں وارد ہے کہ وہ بدی جو کسی شخص کو احاطہ کر لیتی ہے وہ ایسی بدی ہے کہ اسے دین خدا سے خارج کر دے تو لا سے ہٹا دے اور غضب خدا کا خوف اس کے دل سے اٹھا دے پس وہ یا تو خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے یا خدا کا انکار کرتا ہے یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا علی مرتضیٰ اور ان کے جانشینوں کی ولایت کا انکار کرتا ہے کیوں کہ ان میں سے ہر بدی ایسی ہے کہ وہ کل اعمال کو محو اور باطل کر دیتی ہے۔ ۲ خالدون دوامی جزا یا سزا فرماں برداروں یا نافرمانوں کی نیتوں کے بموجب دی جائے گی کیوں کہ انہوں نے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ اگر ان کو ہمیشہ کے لئے دنیا میں رکھا جاتا تو فرماں بردار اسی طرح فرماں بردار رہتے جیسے کہ اس تھوڑے سے زمانے میں رہے اور نافرمان اسی طرح نافرمان رہتے۔ ۳ بالوالدین احساناً کافی میں روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ والدین کے ساتھ جو نیکی و احسان کرنا چاہئے وہ کیا ہے۔ فرمایا ان کا ادب ملحوظ رکھا جائے اور جس چیز کی ان کو ضرورت ہو وہ انہیں مانگنی نہ پڑے گو وہ مالدار ہی ہوں لیکن تم جو خدمت کر سکتے ہو ضرور کرو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ میں اور علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں اور ہمارا حق ان لوگوں پر ان کے والدین سے افضل ہے۔

قول مترجم: اسی معنوی فرزندی کے سبب سے مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ۴ ذی القربیٰ باپ کی طرف سے اقربا ہوں یا ماں کی طرف سے ان کے ساتھ نیکی کرنی چاہئے اس نیکی کے مدارج مقرر ہیں اور سب سے اول درجہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ کی قرابت کے حق کی رعایت کا ہے۔ ۵ الیتیمی وہ جن کے ماں یا باپ یا دونوں فوت ہو جائیں مگر سب سے بڑا یتیم وہ ہے جو اپنے امام کی خدمت تک نہ پہنچ سکے کہ ان سے علوم دین اور احکام خدا معلوم کرے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں میں جو شخص ہمارے علوم جانتا ہو اور ایسے یتیم کو ہدایت کرے اور ہماری شریعت کے علوم سکھائے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

عذاب میں ڈالے جائیں بہرحال جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے وہ لوگ وہی ہیں جنہوں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ

نے آخرت کے عوض زندگانی دنیا (بخوشی) خرید لی پس نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے

يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

گی اور نہ انہیں کوئی مدد دی جائے گی اور بالتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے بعد اور رسول

بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

(یکے بعد دیگرے) بھیجے اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی کھلی نشانیاں مرحمت فرمائیں اور روح القدس

الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ

کے ذریعہ سے ان کی تائید کی کیا (ایسا نہیں ہوا کہ) جس وقت بھی تمہارے پاس کوئی رسول تمہارے نفوس

اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

کی خواہش کے خلاف حکم لے کر آیا تم برابر اکڑتے رہے۔ پھر کسی کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کیا۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا ہمارے دل علوم

غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

کے گھنے ہیں (ایسا نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کی ہے اور وہ بہت ہی کم ایمان لائیں گے۔ اور جس وقت

كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک ایسی کتاب آئی جو خود ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی تھی حالاں کہ پہلے

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

سے وہ خود کافروں کے برخلاف فتح حاصل کرنا چاہتے بھی تھے۔ مگر جب وہ آیا جس کو وہ پہچانتے تھے تو اس کا انکار کر بیٹھے

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا

پس ان انکار کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى

کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا اس سے انکار کر دیں یہ بغاوت اس لئے کی کہ اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے پس وہ

غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا

غضب بالائے غضب کے مستحق ہوئے اور منکروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب مقرر کیا گیا ہے اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا

نے نازل فرمایا ہے اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے ہم تو اس پر ایمان لائیں گے اور جو اس کے علاوہ ہے اس پر

۱ افکلما الخ ظاہر اس کا یہودیوں کے بارے میں ہے خدا ان سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ جیسے تمہارے پہلوں نے زکریاؑ یحییٰؑ وغیرہ انبیاءؑ کو قتل کیا اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں اسی طرح تم بھی محمدؐ و علیؑ کے قتل کا ارادہ کرتے ہو لیکن خدائے تعالیٰ اس کوشش میں تم کو ناکام کرے گا اور تمہارا مکر چلنے نہ پائے گا ۱۲ منہ

خدائے تعالیٰ نے لفظ تقتلون فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تم قتل کرتے ہو یا قتل کرو گے لیکن فی الحقیقت قتلتم ہے اسی وجہ سے کذبتم پر عطف واقع ہوا ہے محاورۂ عرب یہی ہے کہ جب کسی کو اس کے کسی فعل کی بدی پر دھمکانا منظور ہو تو مضارع کا صیغہ استعمال کیا کرتے ہیں اور مطلب ماضی ہوتا ہے مثلاً یہ کہنا کہ ویلك لم تكذب (تیرا برا ہو کیوں جھٹلاتا ہے) الفاظ بتلا رہے ہیں کہ جھٹلانے کا فعل سرزد ہو چکا اس پر سرزنش ہو رہی ہے۔ اب باطن اس آیت کا حسب روایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام مندرجہ تفسیر قمی ان منافقین سے متعلق ہے جنہوں نے لیلۃ العقبہ قتل رسولؐ کا ارادہ کیا تھا اور ایک دفعہ مدینہ میں قتل جناب امیرؑ کا اور اس قصد کی بناء وہ حسد تھا جو علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بزرگی اور ان کی شان کے اظہار کرنے کے سبب ان کے دلوں میں رسولؐ کی طرف سے پیدا ہو گیا تھا۔ مفصل ذکر اس کا انشاء اللہ سورۂ توبہ کی تفسیر میں آئے گا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک مثل بیان کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ کی محبت کا کسی وقت بھی ذکر کریں جسے تمہارا دل قبول نہیں کرتا تو کیا تم اکڑے ہی رہو گے اور آل محمدؐ کے ایک گروہ کو جھٹلایا کرو گے اور ایک کو قتل کر دیا کرو گے۔

۲ غلف کے معنی اخبار و علوم کا ظرف جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل علوم سے پُر ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ جب علوم سے پُر ہیں تو پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا انکار کیوں کرتے ہیں اور اگر اس کو غلف پڑھا جائے اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس لئے ہم آپ کا کلام کچھ بھی (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ
ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ حق ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی بھی تصدیق کرنے والا ہے پس تم یہ کہو کہ اگر تم مومن ہوتے
اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى
تو اس سے پہلے انبیاء خدا کو قتل کیوں کرتے۔ اور بیشک موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس
بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ
کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے پھر ان کی غیبت میں تم نے بچھڑا پوج لیا اور (اس میں) تم ہی ظالم تھے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو)
اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ
جب کہ ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کوہ طور تمہارے سروں سے اونچا کیا تھا (اور حکم دیا تھا کہ) جو کچھ ہم تمہیں دیتے ہیں
بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۚ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ
اسے مضبوط ہو کر لو اور سنو تمہارے بزرگوں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ہم نے سن لیا مگر مانتے نہیں، اور ان کے کفر کی وجہ سے
الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت بیٹھ گئی تھی (اے رسولؐ) تم یہ کہہ دو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً
تم کو بہت ہی برا حکم دیتا ہے۔ یہ بھی کہہ دو کہ اگر آخرت کا گھر خدا کے نزدیک خالص تمہارے ہی لئے ہے
مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ
اور لوگوں کے لئے نہیں ہے پس اگر تم سچے ہو تو مرنے کی آرزو کرو۔ اور جو کچھ وہ اپنے ہاتھوں
يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾
پہلے کر چکے ہیں اس کے سبب وہ ایسی تمنا ہرگز نہ کریں گے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔
وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛ
اور تم ان کو زندگی کا سب سے زیادہ شیفتہ پاؤ گے یہاں تک کہ مشرکین سے (بھی) ایک ایک کا ان میں سے
يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ
یہ جی چاہتا ہے کہ کاش ہزار برس تو جئے مگر کسی کا معمر ہونا اس کو عذاب سے نہیں بچا سکتا
الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا
اور عمل وہ کرتے ہیں خدا ان کا دیکھنے والا ہے (اے رسولؐ) کہہ دو کہ جو شخص جبرئیلؑ کا
لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا
دشمن ہوگا (جبرئیلؑ) وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر وہ (قرآن) نازل کیا ہے

ے سمعنا و عصینا ہمارے کانوں نے سنا اور دلوں نے قبول نہیں کیا۔

ے و اشربوا فی قلوبھم العجل ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت بیٹھ گئی تھی یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی بات کا شغف یا عشق دل میں پورا اثر کر جائے جیسے رنگ کپڑے میں بیٹھ جاتا ہے تو ایسے وقت اشراب کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے ہمارے محاورہ میں کہتے ہیں کہ فلاں بات گھٹ میں بیٹھ گئی فی قلوبھم اشراب کا مقام کو بتاتا ہے جیسے خدا نے فرمایا ہے کہ انما یأکلون فی بطونھم نارا (وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات کی خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں تمہاری قوم کی آزمائش کروں گا عرض کی اے میرے پروردگار کس چیز سے؟ فرمایا سامری سے۔ عرض کی سامری کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو زیوروں سے ان کے لئے ایک بچھڑا تیار کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ زیوروں سے ہرن یا بچھڑا یا ایسی کوئی چیز بن جائے پھر تو کیوں کر آزمائش فرمائے گا۔ فرمایا کہ اس نے ان کے لئے ایک ڈکراتا ہوا بچھڑا بنا لیا ہے، عرض کی کہ اے میرے پروردگار اس میں آواز کس نے پیدا کر دی؟ فرمایا میں نے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ان ھی الا فتنتک تضل بھا من تشاء و تھدی من تشاء (بے شک یہ تیری آزمائش ہے تو جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے توفیق ہدایت عطا فرمائے اور جس سے چاہے توفیق ہدایت سلب کر لے) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں آئے اور انہیں بچھڑا پوجتے دیکھا تو لوحیں اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیں جو ٹوٹ گئیں۔ اس بچھڑے کو جلوا دیا اور اس کی راکھ دریا منزل (۱) میں پھینکوا دی اور بنی اسرائیل میں سے جو شخص کسی ضرورت سے پانی کے کنارے گیا اور اسے یہ راکھ پانی میں معلوم ہوئی وہ اسے پی گیا اس سبب سے اس بچھڑے کی محبت ان لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی اور اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے و اشربوا فی قلوبھم العجل (باقی ضمیمہ میں)

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ

جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والا ہے اور مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری۔ جو شخص

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو گا پس اللہ (بھی) ضرور کافروں کا دشمن ہے

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا

اور (اے رسول) ہم نے تمہارے پاس کھلی نشانیاں بھیجی ہیں اور سوائے نافرمان لوگوں کے ان کا کوئی انکار نہ کرے گا۔

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ

کیا جب بھی وہ کوئی عہد کریں گے تو ان میں سے ایک فریق اس کو توڑ دے گا۔ بلکہ ان میں سے زیادہ ایسے ہوں گے

اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

جو ایمان نہ لائیں گے اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایسا رسول آیا جو ان کے پاس والی چیزوں کی تصدیق

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ

بھی کرنے والا تھا تو جن کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک گروہ نے کتاب خدا کو اس طرح پس پشت پھینکا

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا

گویا وہ اس کو جانتے ہی نہ تھے، اور اس کی پیروی کرنے لگے جو کچھ شیاطین عہد سلطنت سلیمانؑ میں

تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

پڑھا کرتے تھے حالانکہ سلیمان کی طرف سے کفر کی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو آدمیوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور اس کی تعلیم

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي

کیا کرتے تھے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل ہوا

الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى

تھا، حالانکہ یہ دونوں فرشتے کسی شخص کو کوئی بات نہ بتاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیتے تھے کہ (دیکھ)

يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ

ہم آزمائش ہیں اور تو کفر نہ کر۔ اس پر بھی لوگ ان دونوں سے ایسی باتیں سیکھ لیتے تھے جن سے

بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ

شوہر اور زوجہ میں جدائی ڈال دیں حالانکہ بغیر حکم خدا وہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے

اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا

اور سیکھتے بھی تھے تو وہ جو ان کو نقصان پہنچانے اور نفع کچھ نہ کرے، حالانکہ خوب جانتے تھے کہ

۱ واتبعوا تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جب سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو ابلیس نے علم سحر ایجاد کیا اور ایک کتاب میں اس کو لکھا اور اس کتاب پر یہ لکھ دیا کہ یہ خزائن علم کا ذخیرہ ہے جو سلیمان ابن داؤد بادشاہ کے لئے آصف بن برخیا ان کے وزیر نے جمع کیا تھا پس جس شخص کو ایسا اور ایسا کرنا منظور ہو وہ یوں اور یوں عمل کرے پھر اس کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر خود ہی کسی موقعہ سے لوگوں کے لئے ظاہر کر دیا چنانچہ کفار اس کو پڑھتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمانؑ اس علم کی بدولت ہم پر غالب تھے اور یہ بھی ان کو گمان تھا کہ خود سلیمان علیہ السلام (معاذ اللہ) کافر و ساحر اور ان چیزوں کے ماہر تھے اور جو سلطنت ان کو حاصل ہوئی اور جو قدرت ان کو میسر آئی اور جو کچھ ان کو ملا اسی کی بدولت ملا اور اگر ہم بھی اس کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں تو ایسے ہی عجائب ہم سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں کہ تمام بنی نوع انسان ہمارے مطیع و منقاد بن جائیں اور ہم کو محمدؐ و علیؑ کی اطاعت سے استغنا ہو جائے۔

۲ یعلمون الناس السحر احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث وارد ہے کہ کسی نے سوال کیا کہ شیطان نے سحر کہاں سے سیکھا؟ فرمایا جہاں سے اطباء نے علم طب سیکھا کہ کچھ حصہ اس کا تجربہ سے حاصل ہوا اور کچھ علاج سے۔ ۳ ہاروت و ماروت دو فرشتوں کے نام ہیں اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے بعد جادوگروں اور گنڈا تعویذ کرنے والوں کی بہت کثرت ہو گئی تھی، خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کے پاس دو فرشتے بھیجے تاکہ وہ اس نبی کو ساحر جو کچھ سحر کیا کرتے ہیں وہ بھی بتلا دیں اور جن جن چیزوں سے ان کے سحر کا اثر دفع ہو سکتا ہے اور تعویذ گنڈا کرنے والوں کا مکر دور ہو سکتا ہے وہ بھی بتلا دیں چنانچہ ان فرشتوں نے نبی سے ملاقات کی اور اس نبیؑ نے اپنی امت کو خدا کے اس منشاء سے مطلع کیا کہ ان کو جادو کے باطل کرنے کا طریقہ بتایا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس حکم کی پابندی کریں کہ وہ خود کسی پر سحر نہ کریں بلکہ سحر کو باطل کر دیں اور ان کو یہ بتلانا مثلاً ایسا ہی تھا (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا
جو ان چیزوں کا خریدار ہوگا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بہت ہی برا ان کا معاوضہ ہے
بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا
جنہوں نے اپنی جانیں ان باتوں کے عوض میں بیچ ڈالیں کہ کاش اسے وہ جانتے ہوتے اور اگر وہ ایمان لاتے
لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اور پرہیزگاری کرتے تو خدا کی طرف سے جو ثواب ان کو ملتا بہتر ہوتا۔ کاش وہ اسے جانتے ہوتے۔
اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
اے ایمان لانے والو (رسولؐ سے) راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور (بتوجہ) سنو اور انکار کرنے والوں کے لئے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۴ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
دردناک عذاب ہے۔ اہل کتاب میں سے جو کافر ہوگئے ہیں ان
وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
کو اور مشرکوں کو یہ پسند نہیں ہے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر (و برکت) نازل کی جائے
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ مَا
حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کرلیتا ہے۔ اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے
نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ
ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ بھلاتے ہیں جب تک کہ اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کردیں، کیا تم کو معلوم نہیں کہ
اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ
خدا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
آسمانوں کا اور زمین کا اختیار صرف خدا ہی کو ہے۔ اور سوائے خدا کے نہ تمہارا کوئی یار ہے اور نہ مددگار۔
نَصِيْرٍ ۝۱۰۷ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى
آیا تمہارا یہی ارادہ ہے کہ تم اپنے رسولؐ سے ویسے ہی سوال کرو
مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ
جیسے پہلے موسیٰؑ سے سوال کئے گئے تھے۔ اور جو شخص ایمان سے کفر کو بدل دے گا وہ بلاشک گمراہ و بدراہ ہوجائے گا۔
السَّبِيْلِ ۝۱۰۸ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ
اہل کتاب میں سے تو بہت سوں کی یہ خواہش ہے کہ تم کو ایمان لانے کے بعد مرتد بنا کر

۱ راعنا جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار جناب رسول خداؐ سے خطاب کرکے راعنا کہتے تھے جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ ہماری حال کی رعایت فرمائیے اور جیسے ہم آپ کی ہدایت سن لیتے ہیں آپ بھی ہماری عرض و معروض سن لیا کیجئے اور یہودیوں کی زبان میں اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ سنو خدا تم کو بہرا کردے جب یہودیوں نے سنا کہ مسلمان رسولؐ خدا کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اب تک تو ہم محمدؐ کو پیٹھ پیچھے برا بھلا کہا کرتے تھے آج اب اس پردے میں کھلم کھلا کوسیں پس وہ اس خطاب سے آنحضرتؐ کو مخاطب کرنے لگے۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری اس کو سمجھ گئے انہوں نے فرمایا کہ اے دشمنان خدا تم پر خدا کی لعنت ہو میں سمجھ گیا ہوں کہ تم رسول خدا کو اس طرح سے کوستے ہو اور ہم کو اس دھوکے میں ڈالتے ہو کہ تم ہمارا محاورہ بولتے ہو خدا کی قسم اب اگر میں نے تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سنا تو اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر مجھے یہ بات ناپسند نہ ہوتی کہ جناب رسول خدا کے بھائی اور وصی جناب علی ابن ابی طالبؑ پر جو امور امت میں آنحضرتؐ کے نائب ہیں کسی طرح تقدیم کروں اور بلا اجازت ان کے کام کروں تو تم میں سے جس سے میں نے یہ کلمہ سنا تھا اب تک اس کی گردن اڑا بھی چکا ہوتا اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں تو وہ آیت نازل کی جو اسی مضمون کی سورۂ نساء میں ہے اور مسلمانوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تم یہ راعنا نہ کہا کرو کہ اس سے تمہارے دشمن یہودی رسولؐ اللہ کو کوسنے کا بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں بلکہ انظرنا کہو یا سمعنا و اطعنا جس کے معنی یہ ہے کہ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہم نے سنا اور اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔

۲ ماننسخ جناب امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں کہ میرے جد امجد جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے اس آیت کا مطلب یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم کسی آیت کا حکم منسوخ نہیں کرتے او ننسہا یا کسی کا لکھنا یعنی اس کی کتابت مٹا نہیں دیتے اور اسے رسول تمہارے دل سے اور تمہاری امت کے لوگوں کے دلوں سے (باقی ضمیمہ میں)

بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا
کافر کر لیں (صرف) حسد کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ہے بعد اس بات کے کہ
تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ
حق ان پر کھل چکا ہے۔ پس تم معاف کرو اور درگذر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کر دے
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا
بے شک اللہ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور جو
تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا
نیکی تم اپنی ذات کے لئے پہلے سے بھیج دو گے اسے اپنے خدا کے پاس پاؤ گے
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ
بیشک خدا تمہارے کل اعمال کو دیکھنے والا ہے۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ سوائے اس کے جو یہودی ہو یا نصرانی
نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
ہرگز کوئی داخل جنت نہ ہوگا۔ یہ ان کی آرزوئیں ہیں، تم (یہ) کہہ دو (کہ) اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو ہاں
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ
جو شخص خدا کے لئے اپنی ذات کو آمادۂ اطاعت کرلے اور نیکوکار (بھی) ہو اس کا اجر
عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ
خدا کے ذمہ ہے اور (جو ایسے ہیں) ان کو نہ (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (گزشتہ کا) رنج کریں گے۔
الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ
اور یہودیوں نے یہ کہا کہ نصاریٰ (دین کی) کسی بات پر نہیں اور نصاریٰ نے یہ کہہ دیا کہ یہودی
الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ
(دین کی) کسی بات پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں) کتاب خدا پڑھتے ہیں انہی کی سی باتیں
لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ان لوگوں نے بھی بنائی تھیں جو (حق کو) کچھ نہیں جانتے پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ
دن جن جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان (سب کا) فیصلہ کر دے گا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ
اس کے نام کے ذکر کو روک دے اور ان کی بربادی میں کوشش کرے یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے

لے لن یدخل الجنۃ الخ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودی یہ کہتے تھے کہ جب تک کوئی شخص یہودی نہ ہوگا وہ داخل جنت نہ ہوگا اور نصاریٰ یہ کہتے تھے کہ جب تک نصرانی نہ ہوگا وہ داخل جنت نہ ہوگا حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی طرح دھریئے یہ کہتے تھے کہ عالم کی ابتدا ہی نہیں ہے۔ کل چیزیں ازلی ہیں جو اس اعتقاد میں ہمارا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے اور ثنویہ (دو خدا کے ماننے والے) یہ کہتے تھے کہ نور و ظلمت یہ دونوں تدبر عالم میں اور جو اس اعتقاد میں ہمارا مخالف ہے وہی گمراہ ہے خدا تعالیٰ ان سب کے جواب میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ تلک امانیھم یہ سب ان کے اپنے اپنے خیالات ہیں تم ان سے یہ کہہ دو کہ تم اگر سچے ہو تو اس کی دلیلیں پیش کرو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی حضور میں دین و مذہب کے بارے میں بحث و مباحثہ کا ذکر ہو رہا تھا کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ کو تو اس کی اجازت تھی اور ائمہ کو اس کی ممانعت ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسی بحث کی ممانعت ہے جو احسن نہ ہو کیا تم خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنتے کہ وہ فرماتا ہے ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن (یعنی اہل کتاب سے مباحثہ نہ کرو مگر صرف اس طریقے سے جو احسن ہو) اس آیت میں پروردگار عالم نے انہی لوگوں سے تو خطاب فرمایا ہے جنہیں دین کا علم ہو۔ (قول مترجم: جاہل تو بحث نہیں کر سکتے اور ائمہ سے زیادہ کوئی عالم دین نہیں ہو سکتا، رہی وہ بحث جو احسن طریقے سے نہ ہو وہ حرام ہے۔ جسے خدائے تعالیٰ نے ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے اور عام طور پر خدائے تعالیٰ بحث کو کیوں کر حرام کرتا حالانکہ وہ خود فرماتا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ پھر فرماتا ہے تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین اس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے صدق و ایمان کا علم دلیل پر موقوف فرمایا ہے اور دلیل اس بحث سے قائم ہو سکتی ہے جو احسن ہو (باقی ضمیمہ میں)

اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي
مناسب نہیں ہے کہ مسجدوں میں آئیں مگر ڈرتے ڈرتے۔ دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے
الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا
اور آخرت میں ان کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ اور مشرق و مغرب اللہ کے ہیں
تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
پھر تم جس طرف منہ کرلو کے بس خدا کا رخ ادھر ہی ہوگا بے شک اللہ صاحب وسعت و علم ہے، اور انہوں نے
وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾
یہ کہہ دیا کہ خدا نے کوئی بیٹا بنالیا اس کی ذات (ایسی باتوں سے) منزہ ہے۔ بلکہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے (اور) سب
بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ
اسی کے فرماں بردار ہیں (وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جب کسی امر کو طے کرلیتا ہے تو صرف کن فرمادیتا ہے اور (وہ)
فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ
ہوجاتا ہے۔ اور جاہلوں نے یہ کہہ دیا کہ خدا ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہم پر کوئی آیت کیوں نہیں آتی،
اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ
اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی ایسی ہی بات کہی تھی۔ ان سب کے دل باہم یکساں ہیں۔
قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
بے شک یقین لانے والے آدمیوں کے لئے ہم دلیلیں صاف بیان کرچکے ہیں۔ بالتحقیق ہم نے تم کو حق کے ساتھ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى
خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر) بھیجا ہے اور تم سے دوزخیوں کی باز پرس نہ ہوگی۔ یہودی اور نصرانی تو تم سے ہرگز راضی نہ ہوں
عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ
گے۔ جب تک تم ان کی ملت پر نہ چلو، تم (یہ) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت حقیقی ہدایت ہے۔
هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ
اور اگر بعد اس کے کہ تمہیں علم حاصل ہوچکا تم نے ان کی خواہشوں کی پابندی کی
الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
تو خدا کی طرف سے نہ کوئی تمہارا یار ہوگا اور نہ مددگار۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا (ہی)
الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَ
پڑھتے ہیں جیسا (کہ) پڑھنے کا حق ہے وہی اس پر ایمان (بھی) رکھتے ہیں۔ اور

لے وللہ المشرق تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت نماز نافلہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے جب کوئی شخص سفر میں ہو تو جدھر کو اس کا منھ ہے ادھر ہی نماز پڑھ سکتا ہے لیکن واجب نمازوں کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے۔ اس کے بارے میں حکم خدا یہ ہے کہ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ (جہاں کہیں تم ہو قبلہ ہی کی طرف رخ کرو جناب زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ جب سفر کشتی میں یا کسی اور سواری پر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا ایک ہی حکم ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں نافلہ نمازوں کے بارے میں تو ایک ہی حکم ہے جدھر کو سواری جارہی ہو ادھر ہی کو نیت کرکے نماز پڑھ سکتے ہو اور واجب نماز کے لئے واجب ہے کہ سواری سے زمین پر اتر کر قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھا کرو سوائے حالت خوف کے۔ رہی کشتی میں کوشش کرکے قبلہ کی طرف رخ کرکے کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ پھر اگر وہ کسی طرف کو پھر جائے تو یہ کچھ مضائقہ نہیں۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے الفقیہ میں یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو قبلہ کی سمت پہچاننے میں متحیر ہو کتاب التوحید میں جناب سلمان فارسیؓ سے حدیث جاثلیق میں وارد ہے کہ جاثلیق نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بہت سے سوالات کئے۔ جن کا ان حضرتؑ نے پورا پورا جواب دیا۔ جن میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ مجھے بتائیے کہ خدا کا رخ کدھر ہے حضرتؑ نے آگ اور لکڑیاں منگا کر آگ جلائی جب شعلہ بلند ہوا تو حضرت نے فرمایا بتا اس شعلہ کا رخ کدھر ہے جاثلیق نے جواب دیا کہ اس کا رخ تو ہر طرف ہے جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ آگ ایک مصنوع اور مخلوق چیز ہے جب اس کا رخ نہیں پہچانا جاتا تو خالق اس کا اس سے یا کسی اور چیز سے مشابہ ہی نہیں ہے۔

وقف منزل

اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی وللہ المشرق والمغرب الخ

لے بدیع السماوات سید رضی میرزا سے منقول ہے کہ حمران بن اعین نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے سنا کہ بدیع السماوات والارض کے کیا (باقی ضمیمہ میں)

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
جو اس سے منکر ہو مجھے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اے اولاد اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو
اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى
جو میں نے تم کو عطا کیں اور اس بات کو کہ میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی۔
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا
اور اس دن سے ڈرو جس دن کسی نفس کا بدلہ کسی طرح نہ کوئی نفس جہان سے دے گا اور نہ اس کا فدیہ قبول کیا جائے
يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ
گا اور نہ کوئی سفارش اس کو نفع پہنچائے گی اور نہ ان کی (کسی اور طرح سے) مدد کی جائے گی۔ اور (اس وقت کو یاد کرو)
ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ
جب کہ ابراہیم کا اس کے رب نے چند کلمات سے امتحان لیا اور ابراہیمؑ نے ان کو پورا کر دیا (خدا نے) فرمایا کہ میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر
اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾
کرنے والا ہوں (ابراہیمؑ نے) عرض کی اور میری اولاد میں سے (خدا نے) فرمایا جو ظالم ہوں گے (وہ) میرے عہد سے فائدہ نہ اٹھائیں
وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
گے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے اس گھر کو کل آدمیوں کے لئے ثواب کی جگہ اور امن کا مقام مقرر کیا اور (یہ حکم دیا کہ)
اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ
مقام ابراہیم کو مصلی قرار دو۔ اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو ہم نے یہ عہد دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں
لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ
اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار
اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ
اس کو شہر امن قرار دے اور اس کے رہنے والوں کو جو ان میں سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں پھلوں سے رزق پہنچا
مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ
(خدا نے) فرمایا اور جو ان میں سے کافر ہوگا میں اس کو تھوڑے عرصہ کے لئے نفع پہنچاؤں گا پھر اس کو عذاب جہنم کے لئے مضطر کروں گا
اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ
اور وہ بری بازگشت ہے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
(اور یہ عرض کرتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری یہ خدمت قبول کر۔ بالتحقیق تو

۱ بکلمات کتاب الخصائل میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان کلمات سے وہی کلمات مراد ہیں جو آدم علیہ السلام کو ان کے رب کی طرف سے ملے تھے جن سے ان کی توبہ قبول ہوئی تھی اور وہ یہ تھے یارب اسئلک بحق محمد و فاطمۃ و الحسن و الحسین الا تبت علی (اے پروردگار میرے میں تجھ سے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو میری توبہ قبول فرما) چنانچہ خدا نے توبہ قبول فرمائی اس اثناء میں کسی نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا کے اس قول فاتمھن کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ قائم آل محمدؐ اور کل اوصیائے رسول کی بزرگی تسلیم کرلی۔ کتاب کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے جناب ابراہیمؑ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عہد مقرر کیا اور رسول مقرر کرنے سے پہلے نبی بنایا اور خلیل کا درجہ عطا کرنے سے پہلے رسول مقرر کیا اور امام مقرر کرنے سے پہلے خلیل بنایا اور جب یہ سب مدارج طے ہو گئے تو ارشاد فرمایا انی جاعلک للناس اماما اس سبب سے جناب ابراہیمؑ کی نظر میں امامت کی وہ عظمت تھی کہ اس کا انہوں نے اپنی اولاد کے لئے بھی سوال کیا یعنی عرض کی و من ذریتی یعنی میری اولاد سے بھی کچھ کو یہ درجہ ملے گا (خدا نے) فرمایا لا ینال عھدی الظالمین میرا معاہدہ ظالموں سے نہیں ہے۔ قول مرجح: چونکہ ہر گناہ نافرمانی ہے اور نافرمانی ظلم ہے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے کوئی ظالم یعنی گناہگار علی الخصوص مشرک قیامت تک امامت کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا زید ہو یا عمرو یا بکر۔ ۲ البیت سے مراد خانہ کعبہ ہے اور اس کا مفصل ذکر سورہ ہود اور سورہ احزاب میں اہل البیت کی تفسیر کے ذیل میں آئے گا۔

۳ مقام ابراھیم۔ مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ منزل (۱) تین پتھر جنت سے نازل ہوئے ہیں۔ مقام ابراہیمؑ
(باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً

سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار قرار دے اور ہماری اولاد میں سے

مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ

ایک گروہ کو اپنا فرماں بردار قرار دے اور ہمیں ہمارے قواعد تعلیم فرما یا اور ہماری توبہ قبول فرما بلاشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

(اور) رحم فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما یا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

جو تیری آیتیں ان کو سنائے اور کتاب اور حکمت کی انہیں تعلیم دے اور ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرے

الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ

بیشک تو غالب (اور) حکمت والا ہے، اور ملت ابراہیمؑ سے روگردان ہو کون سکتا ہے۔ سوائے اس کے جو اپنے آپ کو بھی نہ سمجھا ہو۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ

حالانکہ ہم نے دنیا میں بھی انہیں برگزیدہ قرار دیا تھا اور آخرت میں بھی وہ (یعنی ابراہیمؑ) صالحین میں سے ہیں۔

قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ

جس وقت ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا کہ اطاعت کرو انہوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کا مطیع ہوں

اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا

اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو اس کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمایا ہے

تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

پس تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ فرماں بردار ہو۔ آیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی تھی کہ

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ

اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے دریافت کیا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے عرض کیا کہ

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ

ہم آپ کے معبود اور آپ کے دادا، چچا باپ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحٰقؑ کے معبود خدائے واحد کی عبادت کیا کریں گے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا

اور ہم اسی کے مطیع رہیں گے۔ وہ ایک لوگ تھے جو گزر گئے ان کا کیا ان کے لئے رہا اور تمہارا کیا تمہارے لئے، اور جو کچھ

كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا

وہ کیا کرتے تھے اس کی بابت تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ

---

۱ مسلمین خالص دل سے اطاعت کرنے والے۔

۲ امۃ مسلمۃ سے مراد اہل البیت ہیں جن سے خدا نے ہر قسم کے رجس کو دور کیا اور جن کو ایسا پاک قرار دیا جیسا کہ پاک قرار دیئے جانے کا حق ہے۔

۳ و ابعث فیھم تفسیر قمی میں ہے کہ فیھم میں جو ضمیر ہے اس ضمیر کے مرجع سے مراد اولاد اسماعیل علیہ السلام ہے۔ اسی سبب سے جناب رسولؐ خدا فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ہوں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ذریت ابراہیمؑ میں نسل اسماعیلؑ سے سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی نہیں ہوا۔

ع ۱۵ / ۱۵

۴ ملۃ ابراھیم کتاب المحاسن میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ملت ابراہیمؑ پر صرف ہم اور ہمارے شیعہ قائم ہیں اور کوئی نہیں۔

۵ شھداء یہودیوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ کیا آپ کو یہ علم نہیں ہے کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے اپنی موت کے دن اپنے بیٹوں کو یہودیت کی وصیت کی تھی اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جس وقت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی ہے کیا تم موجود تھے جب کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے یہ سوال کیا تھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے دادا اور چچا اور باپ حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کیا کریں گے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے توحید خدا اور ملت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق عہد لیا تھا۔ نہ یہ کہ یہودیت کی وصیت کی ہو۔

۶ آباءک اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آبائے یعقوبؑ میں شمار کیا ہے کیوں کہ عرب چچا کو بھی لفظ اب سے یاد کیا کرتے ہیں، جیسا کہ..... اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دادا اور چچا کی تعظیم ویسی ہی واجب ہے جیسی کہ باپ کی۔ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے کہ عم الرجل صنو ابیہ (ہر شخص کا چچا اس کے باپ کے مانند ہوتا ہے)

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾
یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ (اے رسولؐ) تم یہ کہہ دو کہ خالص دل سے ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرو اور وہ

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
مشرکین میں سے نہ تھے۔ تم یہ کہہ دو کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾
اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کی بنیاد کسی چیز پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کی بنیاد کسی چیز پر نہیں حالانکہ وہ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾
اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے روکے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾
اور اللہ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب۔ پس تم جس طرف بھی رخ کرو وہاں اللہ کا چہرہ ہے۔ بیشک اللہ وسعت والا

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾
اور انہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ وہ پاک ہے۔ بلکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اسی کے

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾
بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخیوں کے بارے میں

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾
اور یہود اور نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔ تم کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور

يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾
اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی تھی اور یہ کہ میں نے تم کو تمام جہان والوں پر

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾
اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے ان کو پورا کر دکھایا تو اللہ نے کہا کہ میں تم کو

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾
اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾
اور جب ابراہیمؑ نے دعا کی کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو جو ان میں سے اللہ

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾
اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دعا کرتے تھے) اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾
اے ہمارے رب! ہم کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو اپنی فرمانبردار بنا اور ہمیں ہمارے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾
اے ہمارے رب! ان میں ایک رسولؐ انہیں میں سے بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾
اور ابراہیمؑ کی ملت سے کون روگردانی کرے گا مگر جو اپنے کو بیوقوف بنائے۔ اور ہم نے ان کو دنیا میں منتخب کیا اور

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾
جب ان سے ان کے رب نے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں رب العالمین کا مسلمان ہو گیا۔

وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾
اور اسی کی وصیت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو کی اور یعقوبؑ نے بھی کہ اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے یہ دین

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾
کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کو موت آئی جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾
یہ ایک امت تھی جو گزر چکی۔ جو کچھ انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو کچھ تم کرو گے وہ تمہارے لئے ہے اور تم سے

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے۔ (اے رسولؐ) تم یہ کہہ دو کہ خالص دل سے ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرو اور وہ

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ

مشرکین میں سے نہ تھے۔ تم یہ کہہ دو کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر اور جو کچھ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا گیا ہے

وَمَاۤ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ

اس پر اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملا ہے اس پر اور ہم (مثل یہود کے) ان میں سے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا

کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اسی خدا کے مطیع ہیں۔ اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئے جس طرح تم ایمان لائے ہو

فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

تو بیشک انہوں نے ہدایت پائی، اور اگر روگردان ہو گئے تو وہی نافرمانی میں ہیں،

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ

پس اللہ تم کو ان کے شر سے بچائے گا اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ یہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے

اَتُحَآجُّوْٓنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

چوکھا رنگ ہو گا کس کا؟ حالانکہ ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ کیا اللہ کے بارے میں تم ہم سے

اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

حجت کرتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ

اور ہم اس سے خلوص رکھنے والے ہیں۔ یا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط یہودی یا نصرانی تھے

اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا

(اے رسولؐ) کہہ دو کہ تم زیادہ واقف کار ہو یا اللہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس ہے

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

چھپائے اور اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو بے خبر نہیں ہے۔ وہ ایک لوگ تھے جو گزر گئے ان کا کیا ان کے لئے اور تمہارا کیا

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

تمہارے لئے اور تم سے اس کی بابت جو وہ کیا کرتے تھے سوال نہیں کیا جائے گا۔

---

۱ حنیفاً کے لفظی معنی یہ ہیں اور دینوں کو چھوڑ کر یا ان سے ہٹ کر دین حق کی طرف آجانا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حنیف سے مراد طہارت بھی ہے اور وہ دس باتیں ہیں جن سے پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ بدن سے متعلق ہیں، پانچ جو سر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں مسواک کرنا، داڑھی بڑھانا، بال کنگھا کرنا، مسواک کرنا، اور خلال کرنا، اور جو بدن سے متعلق ہیں وہ تمام جس کے بال دور کرنا، ختنہ کرانا، ناخن کٹوانا، غسل جنابت کرنا اور پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔ یہ حنیفیت یا قواعد طہارت و صفائی ہیں۔ جو جناب ابراہیمؑ کو تعلیم کئے گئے تھے اور جو نہ منسوخ ہوئے اور نہ قیامت تک منسوخ ہوں گے۔

۲ صبغۃ اللہ سے مراد اسلام ہے اور عہد ولایت اس رنگ سے۔ اس لئے موسوم کیا گیا کہ جیسے رنگ کا اثر رنگی ہوئی چیز پر ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ولایت اہل رسول کا اثر مومنین میں ظاہر ہوتا ہے اور خدا نے رنگ کا مذکور اس لئے فرمایا کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو زرد پانی میں غوطہ دیتے تھے اور اس کا نام معمودیت رکھتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ اس سے ان کی تطہیر بھی ہو جاتی ہے، اور نصرانیت بھی محقق ہو جاتی ہے۔

۳ اتحاجوننا چونکہ اہل کتاب کو یہ بات بری معلوم ہوئی تھی کہ عرب سے خدا نے نبی منتخب فرمایا اس لئے وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حجت کرنے لگے کہ انبیاء سب ہم میں سے تھے اور دین ہمارا قدیم ہے اور کتاب ہماری سابق ہے پس اگر آپ نبی ہوتے تو ضرور ہے کہ ہم ہی میں سے ہوتے اس کے جواب میں خدا نے ارشاد فرمایا کہ تم کہہ دو کہ کیا تم اللہ کے بارے میں) ہم سے حجت کرتے ہو حالانکہ وہ بلاخصوصیت قومی ہمارا بھی ۱۲ پروردگار ہے اور تمہارا بھی اسے اختیار

ہے جس پر چاہے اپنی رحمت نازل فرمائے ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور یہ کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ہمارے اعمال کے سبب سے ہماری عوت بڑھائے کیوں کہ ہم خلوص کے ساتھ اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ
قریب ہے کہ آدمیوں میں سے نادان یہ کہیں گے کہ جس قبلہ کی طرف یہ نماز پڑھا کرتے تھے اس سے ان کو کس چیز نے
كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
روگردان کر دیا ہے، تم یہ کہہ دو کہ مشرق اور مغرب خدا کے ہیں وہ جسے چاہے راہ راست کی
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا
ہدایت فرمادے اور اسی طرح ہم نے تم کو بیچ کا گروہ مقرر کیا ہے
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ
تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو، اور رسول تم پر گواہ رہیں
شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ
اور جس قبلہ کی طرف تم نماز پڑھا کرتے تھے اس کو ہم نے نہیں مقرر کیا تھا مگر اسی لئے کہ ہم ان کو جو
يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً
رسول کی پیروی کرتے ہیں ان سے جو پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں تمیز کر لیں۔ اور یہ (قبلہ کا بدلنا) شاق تو سب ہی پر
اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ
ہوا سوائے ان کے جن کو توفیق ہدایت خدا نے عطا کی ہے۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے
اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي
بیشک خدا کل آدمیوں پر بڑی مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم تمہارا آسمان کی طرف رخ کرنا ضرور دیکھتے ہیں
السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
پس ضرور ہے کہ جو قبلہ تم کو پسند ہے ہم اسی کی طرف تمہارا رخ پھرا دیں گے تو اب تم اپنا رخ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ
مسجد الحرام کی طرف کرلو، اور جہاں کہیں بھی تم ہوا کرو اسی کی طرف اپنا رخ کرلیا کرو۔
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا
اور جن کو کتاب دی گئی ہے وہ تو خوب جانتے ہیں کہ یہ معاملہ خدا کی طرف سے برحق ہے۔ اور جو عمل وہ کر رہے ہیں
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
خدا اس سے غافل نہیں ہے۔ اور جن کو کتاب دی گئی ہے اگر تم ہر ایک نشانی ان کے سامنے پیش کر دو گے
بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ
تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تمہارا یہ کام ہے کہ

۱ قبلتهم احتجاج طبری میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے تو خدا نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں بیت المقدس کی طرف رخ کیا کریں اور جہاں ممکن ہو کعبہ کو بھی بیچ میں لے لیا کریں اور جہاں ناممکن ہو وہاں صرف بیت المقدس ہی کی طرف رخ کر لیا کریں چنانچہ تیرہ برس تک حضرت مکہ معظمہ میں رہے اور اسی حکم پر عمل درآمد رہا جب مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو سترہ مہینے وہاں بھی اسی شان سے نماز پڑھتے رہے۔ مدینے میں جو یہودی رہتے تھے ان کے ایک سرکش گروہ نے طعن کرنا شروع کیا کہ مسلمانوں کے پیغمبر کو نماز پڑھنی بھی نہیں آتی جب تک کہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ نہ کریں اور تمام ارکان مثل ہماری نماز کے بجا نہ لائیں، آنحضرت کو یہ بات ناگوار گزری جبرئیل امین آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ اے جبرئیل اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکم دیتا کہ بیت المقدس کے بدلے کعبہ کی طرف رخ کروں تو اچھا ہوتا کیوں کہ یہودی جو طعن کرتے ہیں اس سے مجھے بہت ہی ایذا پہنچتی ہے انہوں نے عرض کی کہ آپ خدا سے دعا کیجئے وہ آپ کی دعا کو رد نہ کرے گا۔ چنانچہ حضرت نے دعا کی ابھی حضرت کی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ یہ آیت نازل ہوئی قد نری تا عما کانوا یعلمون۔ اب یہودیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ما ولهم عن قبلتهم التی کانوا علیها اور غذائی طرف سے یہ جواب ملا کہ للہ المشرق و المغرب اور یہودیوں کا ایک گروہ جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ یہ قبلہ بیت المقدس جس کی طرف چودہ برس آپ نے نماز پڑھی اور اب آپ اسے چھوڑ بیٹھے تو آیا یہ حق برحق تھا؟ اور اب آپ اس کو چھوڑ کر (معاذ باللہ) باطل کی طرف ہو گئے۔ اس لئے کہ حق کے جو کچھ مخالف ہو وہی باطل ہے یا (معاذ اللہ) وہ قبلہ ہی باطل تھا جس کی طرف اسی مدت تک آپ نماز پڑھتے رہے تو اس کا کیا اطمینان ہے کہ اب آپ باطل پر نہیں ہیں؟ جناب رسول خدا نے جواب میں فرمایا کہ وہ بھی حق تھا اور یہ بھی حق ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل للہ المشرق و المغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم (دیکھو صفحہ ۲۵ سطر ۲) اے بندگان خدا جب اس نے تمہاری بہتری اس میں سمجھی کہ تمہارے منھ مشرق کی طرف رہیں تو تم کو اس کا حکم دے دیا اور جب تمہاری بہتری اس میں جانی کہ تمہارے رخ مغرب کی طرف رہیں تو تم کو اس کا حکم دے دیا۔ پس اللہ تعالیٰ جو تدبیریں اپنے بندوں کے لئے کرتا ہے اور جن امور میں ان کی مصلحت ہوتی ہے ان کو وہ ہی جانتا ہے تم کو اس میں چون و چرا کرنے کا حق نہیں ہے۔ (باقی صفحہ ۲۶ پر)

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو، اور نہ ان میں کا ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والا ہے۔

اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

اور تم کو جو علم حاصل ہو چکا ہے اس کے بعد اگر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اس صورت میں تم بھی ظالموں میں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

محسوب ہو جاؤ گے۔ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس

اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ

طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور بیشک ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ

حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس تم کبھی شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا، اور ہر گروہ کے لئے

وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ

ایک جہت کو مقرر ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے پس تم نیکیوں میں اوروں سے سبقت حاصل کرو۔ جہاں کہیں بھی تم ہو گے

بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ

اللہ تم سب کو جمع کر کے لے آئے گا۔ بالتحقیق خدا ہر چیز پر قادر ہے اور جس طرف سے تم نکلو منہ

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ

مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو۔ اور یہ حکم تمہارے رب کی طرف سے برحق ہے

رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اور خدا تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ اور جدھر سے (بھی) تم نکلو اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف کیا کرو۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا

اور جہاں کہیں (بھی) تم ہو اسی کی طرف اپنا رخ کیا کرو۔ تاکہ لوگوں کا الزام تم پر قائم نہ ہو،

وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۣ اِلَّا

سوائے ان کے جو ہٹ دھرم ہیں سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اور

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۣ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۣ وَلِاُتِمَّ

تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں اور اس لئے

نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا

کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ (تحویل قبلہ ایسی ہی نعمت ہے) جیسے

---

۱ ولئن اتبعت اھواءھم ان لوگوں سے یہود و نصاریٰ و مشرکین مراد ہیں گو بظاہر اس میں مخاطب جناب رسول خدا سے ہے لیکن سنانا امت کو مقصود ہے کیوں کہ جناب رسول خدا تو کسی کی خواہش کی پیروی کرنے والے تھے ہی نہیں اور یہ حسب محاورہ عرب ہے کہ وہ کہتے ہیں ایاک اعنی واسمعی یا جارۃ یعنی کہنا تو مجھے تجھ سے ہے، اور (دوسری کی طرف رخ کر کے کہ) پڑوسن سنتی تو رہو۔ ۲ یعرفونہ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ توریت و انجیل و زبور میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے اسی وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح سے پہچانتے تھے مگر جب آنحضرت مبعوث ہوئے اور ان تک پہنچے تو انہوں نے نہ پہچانا جیسا کہ خدا نے فرمایا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ (قول مترجم) جو کچھ بھی کہ یہود و نصاریٰ سے پیش آیا وہی ان کے اوصیا کو اس امت کے یہود و نصاریٰ سے پیش آیا کہ باوجود ان کے مراتب سے آگاہ ہونے کے ان کا انکار کر دیا اور ان کے حق کو جان بوجھ کر چھپایا اور اب تک ان کے پیرو برابر چھپاتے رہتے ہیں۔ ۳ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ۔ خدا نے بیت المقدس کی طرف سے رخ ہٹا کر کعبہ کی طرف متوجہ کر کے یہودیوں کی تو یہ حجت رفع کر دی کہ توریت میں نبی آخر الزماں کی تعریف میں لکھا تھا کہ کعبہ ان کا قبلہ ہوگا۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ محمد ہمارے دین کا تو انکار کرتے ہیں اور ہمارے قبلہ کے تابع ہیں اور مشرکین کی یہ حجت رفع کر دی کہ وہ کہتے تھے کہ ملت ابراہیم علیہ السلام کا تو ادعا ہے اور ان کے قبلہ سے مخالفت ہے۔ اور اس کا حسب و نسب جانتے ہیں۔ ۴ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ۔ خدا نے بیت المقدس کی طرف سے رخ ہٹا کر کعبہ کی طرف متوجہ کر کے یہودیوں کی تو یہ حجت رفع کر دی کہ توریت میں نبی آخر الزماں کی تعریف میں لکھا تھا کہ کعبہ ان کا قبلہ ہوگا۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ محمد ہمارے دین کا تو انکار کرتے ہیں اور ہمارے قبلہ کے تابع ہیں اور مشرکین کی یہ حجت رفع کر دی کہ وہ کہتے تھے کہ ملت ابراہیم علیہ السلام کا تو ادعا ہے اور ان کے قبلہ سے مخالفت ہے۔

فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ

ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتا ہے اور (ظاہر و باطن تم کو) پاکیزہ کرتا ہے

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا

اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تم کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو کچھ تم نہیں

تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۲﴾

جانتے تھے۔ پس تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ

اے ایمان والا صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ سے مانگو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے،

الصّٰبِرِينَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ

اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ نہ

أَحْيَاءٌ وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں ولیکن تم سمجھتے نہیں۔ اور ہم ضرور تم کو تھوڑے سے خوف سے

وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ

اور کچھ بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے،

الصّٰبِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا

اور (اے پیغمبر) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری پہنچا دو جو مصیبت پڑنے کے وقت یہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم

إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ﴿۱۵۶﴾ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

اسی کے حضور میں پلٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ ہیں جن پر انکے پروردگار کی جانب سے صلوٰۃ و رحمت ہے

وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۵۷﴾ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ

اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ بے شک صفا اور مروہ

اللّٰهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ

خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ بجا لائے اسے لازم ہے کہ ان دونوں کے درمیان (بھی)

بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿۱۵۸﴾

طواف کرے، اور جو نیکی کو بخوشی بجالائے خدا ضرور قدرشناس (اور) آگاہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ

جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو کھلی دلیلیں اور ہدایت ہم نازل کر چکے

۱۔ فاذکرونی۔ الخصال میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم خدا کو ہر جگہ یاد کرو کہ وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ موجود ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابن آدم تو میرا ذکر اپنے مجمع میں کر میں تیرا ذکر اس سے بہتر مجمع میں کروں گا یعنی فرشتوں کے مجمع میں۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اول صبح اور اول شب خدا کا فرشتہ ایک کتاب لے کر نازل ہوتا ہے جس میں بندے کے روز و شب کے اعمال لکھے جاتے ہیں پس تم ان کتب کے اول و آخر کو نیکی سے پر کرا دو تو انشاء اللہ وسطی حصہ کو خدائے تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کر دے گا۔

۲۔ واشکروا لی۔ تفسیر صافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے الحمد للہ کہا اس نے خدا کی کل نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ حرام ہے اس سے پرہیز کریں۔ الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بلا جو خدا کی طرف سے نازل ہو اس پر صبر واجب ہے اور جو فیصلہ خدا نے فرمایا اس کو تسلیم کرنا واجب ہے اور جو نعمت خدا کی طرف سے ملے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

۳۔ بالصبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں صبر سے مراد روزہ ہے مصباح الشریعت میں کلام جناب امام جعفر صادق سے یہ ہے کہ جو شخص اپنی آبرو کے جانے یا بات کے بگڑ جانے پر مجبوراً صبر کر لے اور مخلوق سے شکایت نہ کرے تو وہ عام صبر کرنے والوں میں محسوب ہوگا۔ اور اس کا حصہ اس بشارت میں ہوگا۔ جس کے لئے حضرت رسول خدا کو یہ حکم آیا کہ بشر الصابرین اور جو شخص بلائے خدا کو بخوشی قبول کرے اور سکون و قرار کے ساتھ صبر کرے اس کا شمار خواص میں ہوگا اور اس کا حصہ اس خوشخبری میں ہوگا جس کی خدائے تعالیٰ خبر دیتا ہے ان اللہ مع الصابرین۔ ۴۔ احیاء التہذیب میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارواح مومنین کی نسبت سوال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جنت میں اپنی اصلی صورت کے جسموں میں اس طرح موجود ہیں کہ اگر تم انہیں دیکھو تو

الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ
بعد اس کے کہ ہم نے کل آدمیوں کے لئے کتاب میں اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے یقینا ان ہی پر
اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا
اللہ لعنت کرتا ہے اور انہی پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور (بگاڑ کی) اصلاح کی اور (جو چھپاتا
تھا اس کو) صاف بیان کر دیا ان کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں، جو لوگ
فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
کفر کرتے ہیں اور کافر ہی کی حالت میں مر گئے ان پر اللہ کی (بھی) لعنت ہے اور کل فرشتوں کی (بھی) اور کل آدمیوں کی (بھی)
كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ
(ہمیشہ) ہمیشہ اسی (لعنت) میں رہیں گے، نہ ان کا عذاب ہلکا کیا جائے گا
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ
اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی، اور تمہارا معبود معبود یکتا ہے سوائے اس
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
رحمن و رحیم کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بالتحقیق آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں اور
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا
رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں وہ کچھ لے چلتی ہیں جس سے
يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ
لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور اس پانی میں جسے خدا نے آسمان سے اتارا، اور جس کے ذریعہ سے
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ
زمین کو اس کے مرنے کے بعد پھر زندہ کر دیا اور ہر قسم کا چلنے والا اس میں بکثرت پھیلا دیا اور ہواؤں کے
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
چلنے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے مابین معلق ہیں سمجھنے والے لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں
يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا
(موجود) ہیں اور آدمیوں میں سے ایسے (بھی) ہیں جو خدا کو چھوڑ کر اوروں کو (اس کا) ہمسر بناتے ہیں اور
يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى
ان سے خدا کی سی محبت رکھتے ہیں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان کو سب سے زیادہ محبت خدا ہی سے ہے اور کاش

۱ اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون۔ احتجاج میں اور تفسیر امام کے کسی مقام پر مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بعد آمہ ہدیٰ علیہم السلام کے مخلوق خدا میں سب سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ علماء بشرطیکہ صالح و پرہیزگار ہوں پھر دریافت کیا گیا کہ بعد ابلیس و فرعون و ثمود اور ان لوگوں کے جنہوں نے آپ حضرات کے ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا اور آپ کے القاب سے اپنے آپ کو ملقب کیا کہ آپ کی جگہ غصباً بیٹھ گئے اور آپ کی سلطنت کے ظلماً و جبراً حاکم ہو گئے۔ سب سے بدتر مخلوق خدا میں سے کون ہیں؟ فرمایا علماء جب کہ وہ بدکار ہوں باطل کے ظاہر کرنے والے کہ انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں منقول ہے کہ جس شخص سے کوئی علم کے متعلق سوال کرے اور وہ اسے جان بوجھ کر چھپائے تو قیامت کے دن آتش جہنم کی لگام اس چھپانے والے کے منہ پر چڑھائی جائے گی۔ تفسیر قمی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جس وقت میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں تو علماء پر حقیقت کا اظہار لازم ہوگا اور جو ایسا نہ کریں گے ان پر خدا کی لعنت ہے۔

۲ ان الذین کفروا یہاں مراد ہیں وہ لوگ جنہوں نے نبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولایت علی ابن ابی طالب علیہم السلام (اور آئمہ اولاد علی علیہ السلام) کا انکار کیا۔

۳ انداداً یحبون کحب اللہ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ واللہ اس آیت میں محبت کرنے والوں سے مراد فلاں اور فلاں کے دوست ہیں جنہوں نے اس امام کو جسے خدا نے کل آدمیوں کے لئے مقرر کیا تھا چھوڑ کر ان کو امام بنا لیا اسی لئے خدا نے فرمایا ولو یری الذین ظلموا الخ آخر آیت تک پھر فرمایا کہ واللہ آمہ جور و خود ہیں اور ظالم ان کے پیرو کار۔ ۴ اشد حباً للہ اس سے مراد آل محمد ہیں۔

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ

ان ظالموں کو وہ اب بھائی دیتی جو عذاب دیکھ کر سوجھے گی کہ پوری قوت خدا ہی کی ہے اور

وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا

یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے اُس وقت کو یاد کرو جب کہ پیشوا اپنے مریدوں سے

مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

تبرا کریں گے اور عذاب کو سب دیکھیں گے اور ان کی نجات کے کل اسباب قطع ہو جائیں گے۔

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ

اور مرید کہیں گے کہ کاش ہم کو لوٹ کر جانا ملے تو ہم (بھی) ان سے اسی طرح تبرا کریں جس طرح

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

انہوں نے اُس وقت ہم سے تبرا کیا یوں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو حسرت بنا کر دکھلائے گا

حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور وہ جہنم سے نہ نکلنے پائیں گے۔ اے لوگو

النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا

زمین میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ سوائے اس کے تمہیں کہ وہ تمہیں بدی اور

بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اس کا کہ تم جو کچھ نہیں جانتے وہ خدا کے برخلاف کہہ دو اور جب

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ

ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ خدا نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے

اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا

جس پر ہم نے اپنے ماں باپ داداؤں کو پایا۔ بھلا اگر ان کے باپ دادا کسی چیز کی عقل نہ رکھتے تھے اور

وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِىْ يَنْعِقُ

ہدایت یافتہ نہ تھے (تو وہ بھی ایسا ہی کریں گے) اور کافروں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ان چیزوں کو پکارتا ہو

بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جو سوائے چیخ پکار کے کچھ نہ سنیں نہ کچھ سمجھیں (وہ خود) بہرے گونگے

---

۱ اذ تبرا الذین اتبعوا۔ الاحتجاج) میں بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور امالی میں بروایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی عرش سے یہ ندا دے گا کہ زمین میں جو خلیفہ خدا تھا وہ کہاں ہے اس وقت داؤد علیہ السلام اٹھیں گے تب منجانب اللہ آواز دی جائے گی کہ او خلیفہ خدا تم بھی تھے لیکن اس وقت تم مراد نہیں ہو دوبارہ آواز دی جائے گی کہ خلیفہ خدا نے فی الارض کہاں ہیں اس وقت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوں گے پھر خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز دی جائے گی کہ اے گروہ خلائق یہ علی ابن ابی طالبؑ زمین خدا میں خلیفہ خدا اور اس کے بندوں کے لئے اس کی ایک حجت تھے پس جو شخص دار دنیا میں ان کے سلسلے میں منسلک تھا وہ آج کے دن بھی ان کا دامن پکڑے اور ان کے نور سے روشنی حاصل کرے۔ اور جناب عالیہ میں اعلیٰ درجوں تک ان کے پیچھے پیچھے چلا جائے اس وقت وہ لوگ جو دنیا میں ان حضرتؑ کے سلسلے سے تعلق رکھتے تھے کھڑے ہو جائیں گے اور ان حضرت کے پیچھے پیچھے جنت میں جا داخل ہوں گے پھر منجانب اللہ ایک اور ندا دی جائے گی کہ خبردار ہو جاؤ جس نے دار دنیا میں کسی دوسرے کو امام سمجھا تھا اسے لازم ہے کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے وہیں چلا جائے جہاں وہ جائے اسی وقت یہ نوبت پیش آئے گی! جو خدائے تعالیٰ نے ان آیتوں میں ارشاد فرمائی ہے جو اذ تبرا الذین سے لے کر من النار تک چلی گئی ہیں۔ ۲ کذالک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ یہ ایسے شخص کا ذکر ہے جو مال چھوڑ جائے گا اور بخل کی وجہ سے طاعت خدا میں صرف نہ کیا ہوگا اور پھر مرتے وقت ایسے لوگوں کے لئے چھوڑ مرا ہوگا جو اس مال کو طاعت خدا میں صرف کریں گے یا معصیت خدا میں اگر انہوں نے اس کے ذریعہ سے طاعت خدا کی تو یہ اس نیکی کو دوسرے کی میزان اعمال میں دیکھے گا چونکہ مال اس کا تھا اس کو زیادہ حسرت ہوگی اور اگر اس کے ذریعہ سے معصیت خدا کی گئی تو اس پر یہ الزام عائد کیا جائے گا کہ تو نے اس مال سے اس کو قوت پہنچائی تب ہی تو اس نے اس کے ذریعہ سے نافرمانی خدا کی (بہرحال یہ صورت بھی حسرت ہی کی رہی) (باقی ضمیمہ میں)

عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اندھے (ہیں) پس وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اے ایمان لانے والو

كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کے

اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

خالص بندے ہو۔ اس نے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت

الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ

اور جس ذبیحہ پر خدا کے سوا اور کا نام لیا گیا ہو وہ حرام کیا ہے۔ پھر جو شخص ناچار ہو نہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾

نافرمان ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس کے ذمے کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ

وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہیں جو کچھ خدا نے کتاب میں نازل کیا ہے اور

وَیَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ

اس کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں

بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا

انگارے بھرتے ہیں اور خدا ان سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا نہ

یُزَكِّیْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا

ان کو پاکیزہ فرمائے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ یہی ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی اور بخشش کے بدلے عذاب خرید لیا تو یہ آتش (جہنم) پر کیا ہی صبر

عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ

کرنے والے ہیں، یہ اس لئے کہ یقیناً خدا نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے، اور

الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۷۶﴾ لَیْسَ

جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا ہے وہ بے شک بہت بڑی نافرمانی پر (تیار) ہیں۔ یہ کوئی

الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ

نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو

---

۱ اھل یعنی جن ذبیحوں پر سوائے خدا کے کسی اور کا نام لیا جائے وہ حرام ہیں اور کفار کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے باطل معبودوں کے نام لے کر لے ذبح کیا کرتے تھے۔ ۲ غیر باغ ولا عاد کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ باغ سے مراد وہ شخص بھی ہے اور شکاری بھی اور عاد سے مراد چور بھی ہے رہزن بھی اور غاصب بھی پس ان لوگوں پر اگر اضطرار کی حالت بھی طاری ہو جائے تو ان کے لئے نہ مردار کھانا جائز ہوگا اور یہ سفر میں نماز روزہ قصر کر سکتے ہیں اور جس اضطرار سے بندے کے ذمے گناہ نہیں ہو سکتا اس کی مثال یہ واقعہ ہے جو تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب عمر خطاب کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے گناہ کیا ہے میرے بارے میں جو خدا کی حد (حکم سزا) ہے اس کا اجراء کرا دیجئے فوراً بلا تحقیق شکار کرنے کا حکم دے دیا۔ اتفاق سے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی اس وقت موجود تھے فرمایا کہ بھلے مانس پہلے اس سے یہ تو تحقیق کر لے کہ اس نے گناہ کیا کیا ہے اور کیونکر کیا ہے آپ جو دریافت کیا تو اس عورت نے بیان کیا کہ میں ایک بیابان میں تھی اور وہاں مجھے پیاس لگی دور سے مجھے ایک خیمہ نظر پڑا جوں توں کر کے اس کے پاس پہنچی وہاں ایک بدوملا اس سے میں نے پانی مانگا اس نے پانی پلانے سے انکار کیا سوائے اس صورت کے کہ میں بدکاری پر راضی ہو جاؤں میں اس سے روگردان ہو کر بھاگی مگر پانی ملنے کی اور کوئی صورت نہ تھی اور پیاس کی شدت سے یہ نوبت پہنچی کہ میری دونوں آنکھیں گڑ گئیں اور زبان میں لکنت پڑ گئی۔ اس حالت میں میں پھر اس کے پاس آئی۔ اس نے مجھے پانی بھی پلایا اور مجھ سے اپنا منہ بھی کالا کیا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی ضیعفہ اس آیت کی مصداق ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اسے رہا کر دیجئے چنانچہ عمر نے چھوڑ دیا اور اپنی

عام عادت کے بموجب کہا لولا علی لھلک عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ قول مترجم اسی میں شیم امرد ہوی نے کہا ہے علی سا گر میرا مولا نہ ہوتا ☆ عمر کے منہ میں یوں لولا نہ ہوتا ۳ اصبرھم کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے یہ معنی فرمائے ہیں کہ ان افعال کے کرنے میں کس قدر خرابیاں ہیں جن کی نسبت لوگ جانتے ہیں کہ وہ انہیں جہنم میں لے جائیں گے۔ (باقی ضمیمہ میں)

لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
بلکہ نیکی تو اسی کی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
اور کتاب پر اور انبیاء پر ایمان لائے۔ اور محبت خدا میں مال رشتہ داروں کو
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي
اور یتیموں اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں اور
الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ
گردنیں آزاد کرنے میں دے۔ اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب معاہدہ کریں
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
تو اپنے عہد کے پورا کرنے والے ہوں اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کی سختی
وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
کے وقت صبر کرنے والے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (عملاً) سچ بولا اور یہی متقی ہیں۔
الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ
اے ایمان لانے والو جو (ناحق) قتل کئے گئے ہوں ان کے بارے میں تم پر قصاص
فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ
واجب کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔
فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ
پھر جس (قاتل) کو اس کے (مومن) بھائی کی طرف سے کچھ (یعنی قصاص) معاف ہو جائے تو
اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ
(معاف کرنے والے کو مطالبہ دیت میں) نیکی کرنی چاہئے (نہ ظلم و سختی) اور (قاتل کی جانب سے) اس کی ادائیگی احسان مندی کے ساتھ ہو
اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي
(نہ کہ اور ٹال مٹول کے ساتھ) یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے۔ پھر اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے
الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾
دردناک عذاب ہے۔ اے صاحبان عقل (حکم) قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تاکہ تم بچتے رہو۔ تم پر یہ (بھی) واجب
كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ
کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آئے اگر وہ کچھ

۱ فی الرقاب، التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر غلام مکاتب مکاتبت سے عاجز ہو اور کچھ حصہ ادا کر چکا ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ تم مال صدقات میں سے اس کا بقیہ ادا کر کے اسے آزاد کرا دو۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قول مترجم: مکاتبت ایک معاملہ ہے جو غلام اور آقا کے مابین قرار پا جائے کہ اگر اس قدر رقم غلام آقا کو ادا کر دے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

۲ البأساء دشمنوں سے جنگ کرنا (اور ابلیس اور اس کے پیروؤں سے زیادہ کوئی دشمن نہیں) پس محمد و آل محمدؐ پر درود بھیج بھیج کر ان کو دفع کرنا دشمنان خدا سے لڑنے کا ثواب رکھتا ہے۔ ۳ الضراء فقر و فاقہ اس سے زیادہ کوئی سخت فقر نہیں ہے کہ مومن مضطر ہو کر دشمنان آل محمد سے اپنی حاجت روائی کا طالب ہو اور اس پر صبر کرے (اور جو مال ان سے ملے اسے مال غنیمت سمجھے اور ان پر لعنت کرتا رہے اور معصومینؑ کی ولایت کا ذکر اس مال کی امداد سے تازہ کرتا رہے)

۴ حین البأس لڑائی کی سختی کا وقت اس میں خدا کا ذکر کرے اور جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولی خدا پر دل اور زبان سے درود بھیجے اولیائے خدا کا ساتھ دے اور اعدائے خدا کا دشمن رہے۔ ۵ اولٰئک الذین صدقوا و اولٰئک ھم المتقون۔ یہ پوری آیت تمام کمالات انسانی کی جامع ہے اس لئے کہ جتنی خوبیاں اس میں بھری ہوئی ہیں اور جتنی شاخیں اس سے نکلتی ہیں ان سب کا انحصار تین چیزوں میں ہو سکتا ہے صحت اعتقاد، حسن معاشرت، اور تہذیب نفس ازاں جملہ اول کی طرف اشارہ من آمن باللہ سے لے کے والنبیین تک کیا گیا ہے اور دوم کی طرف واتی المال علی حبہ سے لے کے وفی الرقاب تک اور سوم کی طرف واقام الصلوٰۃ سے لے کر آخر آیہ تک پھر جس شخص میں یہ کل صفات جمع ہو جائیں ایمان و اعتقاد کے لحاظ سے تو اسے صدق سے موصوف کیا گیا اور معاشرت خلق و معاملات حق کے اعتبار سے اسے تقویٰ سے متصف کیا گیا اور اسی امر کی طرف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اشارہ کرتا ہے کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا اس نے چکھ لیا ایمان کا پھل۔ تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر خاص و عام جماعت مسلمین کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ خاص اہل ایمان کے لئے نیز آئمہ حضرت سے روایت ہے (باقی تفسیر میں)

۶ الحر بالحر تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر خاص و عام جماعت مسلمین کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ خاص اہل ایمان کے لئے نیز آئمہ حضرت سے روایت ہے (باقی تفسیر میں)

تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۚ
مال چھوڑے۔ تو اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں مناسب وصیت کردے
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ
خدا سے ڈرنے والوں پر (یہ بھی) ایک حق ہے۔ پھر جو شخص اس (وصیت) کو سننے کے بعد بدل ڈالے تو اس کا
عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ
گناہ ان ہی کے ذمہ ہوگا جو اسے بدلیں کے بے شک اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔
مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ
پھر جس شخص کو وصیت کرنے والے کی طرف سے حق تلفی یا گناہ کا اندیشہ ہو اور وہ آپس میں صلح کرادے
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ
تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو
عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
تم پر روزہ رکھنا اسی طرح واجب کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر واجب کیا گیا تھا
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ گنتی کے دن (ہیں) اس پر بھی
مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ
جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کردے اور ان لوگوں کے
يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا
ذمے جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے ایک مسکین کا کھانا کھلا دینا (اس کا بدلہ) ہے
فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
اور جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے اور بہتر ہے۔ اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔
تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى
بشرطیکہ تم سمجھو۔ ماہ (مبارک) رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو کل آدمیوں کا راہنما ہے
لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ
اور (اس میں) ہدایت کی کھلی دلیلیں ہیں اور حق و باطل کی تمیز پس جو شخص تم میں سے
مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ
اس مہینے کو پائے اسے چاہئے کہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو شخص بیمار ہو یا

۱ الوصیة للوالدین و الاقربین بالمعروف تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بتوسط اپنے آباء و اجداد کے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنی موت کے قریب اپنے ایسے اقرباء کے لئے جن کو کوئی ورثہ نہ پہنچے گا کوئی وصیت نہ کی تو اس نے اپنے اعمال کا خاتمہ نافرمانی پر کیا۔ چند حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی وصیت کرنے کا اختیار ایک تہائی مال متروکہ تک میں ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اموال مسدوم میں ایک حق امام زمان کے لئے بھی قرار دیا ہے کسی نے عرض کی کہ اس کی کچھ حد ہے؟ فرمایا ہے کہ کم از کم ایک چھٹا حصہ اور زیادہ سے زیادہ ایک تہائی۔

۲ فمن بدله کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ محمد ابن مسلم نے ایک شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنا مال راہ خدا میں صرف کرنے کی وصیت کر گیا تھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا جسے وہ دینے کی وصیت کر گیا ہو اسے دے دو خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن بدله الخ ۳ فمن خاف من موص تفسیر کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص وصیت کر جائے تو اس کے وصی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کی وصیت میں کوئی تغیر و تبدل کر دے بلکہ اس کی وصیت اسی طرح بجالانی چاہئے مگر اس صورت میں تبدیل کر سکتا ہے کہ جب وصیت کرنے والے نے خلاف حکم خدا اور رسول وصیت کی ہو اور اس وصیت سے کسی کے حق میں ظلم ہوتا ہو یا اس وصیت کرنے والے کے نامہ اعمال میں کوئی بدی درج ہوتی ہو ایسی صورت میں وصی کو جائز ہے کہ اس طرح کی وصیت کو بدل دے تاکہ تمام معاملہ حق حق ہو جائے ناحق کچھ نہ رہے مثلاً کوئی شخص اپنے وارثوں میں سے بعض کے حق میں اپنے مال کی وصیت کر جائے اور بعض کو محروم کر جائے تو وصی کو جائز ہے کہ اس صورت میں وصیت کو بدل دے کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے اسی کو جنف فرمایا ہے اور جنف کے معنی ہیں ایک وارث کو چھوڑ کر دوسرے کی بیجا طرف داری کرنا یا وصیت کرنے

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کردے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور
يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى
سختی نہیں چاہتا اور یہ چاہتا ہے کہ اس گنتی کو پورا کرو اور جو راہ راست تمہیں بتلادی ہے
مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ
اس پر خدا کی بڑائی بیان کرتے رہو اور تاکہ تم شکرگزار ہوجاؤ۔ اور جس وقت
عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ
میرے بندے تم سے میری بابت کچھ دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں ان سے قریب ہوں (خاص) دعا کرنے والے کی
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ
دعا جس وقت (بھی) وہ مجھ سے دعا کرے قبول کرلیتا ہوں پس ان (لوگوں) کو لازم ہے کہ وہ میرے احکام قبول کریں
لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ
اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ راست پالیں۔ روزوں کی رات میں تمہارے لئے اپنی ازواج کے پاس جانا جائز کیا گیا ہے
لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
وہ تم سے مختلط ہیں اور تم ان سے خدا اس سے واقف تھا کہ تم اپنی ذات کے ساتھ
تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ
خیانت کرتے تھے پس اس نے تمہاری توبہ قبول کرلی اور تمہاری خطا معاف کردی۔
فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا
اب تم ان سے ہمبستری کرو اور جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے اس کی خواہش کرو اور کھاؤ
وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ
اور پیو یہاں تک کہ صبح کا سفیدہ (شب کی) سیاہی سے الگ نمایاں ہوجائے
الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا
پھر شب کے آغاز پر روزہ ختم کرو اور جب مساجد میں اعتکاف میں ہو تو ان سے
تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ
مباشرت نہ کرو یہ اللہ کی مقررہ حدیں ہیں پس ان کی مخالفت نہ کرنا اس طرح اللہ لوگوں کے لئے
اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ اور آپس میں

۱ ولتکبروا اللہ۔ الفقیہ میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نماز عید میں جو سب سے زیادہ تکبیریں رکھی گئی ہیں وہ اسی حکم کی تعمیل ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عید فطر میں مسنون تکبیریں ہیں۔ راوی نے پوچھا کہ کہاں کہاں؟ فرمایا شب عید فطر کی نماز مغرب وعشا کے بعد اور روز عید فطر نماز صبح اور نماز عید کے بعد اس نے عرض کی کہ میں کیوں کر کہوں فرمایا اس طرح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدانا۔ اور یہ خدا کے اس قول کی تعمیل ہے کہ ولتکملوا العدۃ و لتکبروا اللہ علی ما ھدا کم

۲ واذا سألک روایت میں وارد ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آیا ہمارا پروردگار ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے راز میں باتیں کریں یا دور ہے کہ ہم اسے پکاریں؟ (اس وقت یہ آیت نازل ہوئی) اور یہ نکتہ لطیف اس مقام پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنا قرب اس درجہ ظاہر فرمایا کہ لفظ قل جس کے معنی کہہ ہیں وہ بھی بیچ میں نہیں رکھا یعنی یوں ہیں فرمایا کہ فقل انی قریب (پس کہہ دو کہ میں قریب ہوں) بلکہ یوں فرمایا کہ فانی قریب (میں قریب ہوں) ۳ اجیب کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم دعا مانگتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا تم اس سے دعا مانگتے ہو جسے پہچانتے نہیں اور طلب کرتے ہو جسے تم سمجھتے نہیں انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ تم میں سے اگر کسی کا یہ مقصد ہو کہ جس وقت خدائے تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے مل جائے تو اس کو لازم ہے کہ کل آدمیوں سے مایوس ہوجائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید نہ رکھے۔ جب اس کی قلبی حالت اس درجے پہنچ جائے گی تو جو کچھ وہ خدا سے مانگے گا وہ اسے عطا فرمائے گا۔ (اس مضمون کی ایک حدیث انشاء اللہ تفسیر سورہ مومن میں بھی آئے گی) ۴ الخیط الابیض من الخیط الاسود کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے مراد صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے وہ صبح مراد ہے جسے صادق کہتے ہیں جس میں کوئی شک نہیں رہتا ۵ الی اللیل مطلب یہ ہے کہ جس وقت رات شروع ہوجائے اور دن ختم ہوجائے اور علامات اس کی یہ ہے کہ جانب مشرق کی سرخی جاتی رہے اور ہوا میں ٹھنڈک آجائے اور ستارے ظاہر ہوجائیں

يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا

ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور اس کے بارے میں حکام کے پاس جھگڑے اس غرض سے نہ لے جاؤ

بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ

کہ جان بوجھ کر ناحق لوگوں کے مال سے جو کچھ ہاتھ لگے کھا جاؤ،

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ

لوگ تم سے نئی چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ وہ آدمیوں کے لئے اور حج کے لئے وقت بتانے کا آلہ ہیں

مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ

اور یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ لیکن

مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ

نیکی اس کی ہے جو تقویٰ کرے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرو

اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ

تاکہ تم فلاح پاؤ اور راہ خدا میں ان لوگوں سے لڑو

سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

اور جہاں تم ان کو پاؤ قتل کردو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا تھا تم (بھی) ان کو

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ

وہاں سے نکال دو اور کفر خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ اور

الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى

مسجد الحرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک کہ وہ اس جگہ تم سے نہ لڑیں

يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو تم (بھی) ان کو قتل کرڈالو۔

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

کافروں کی سزا یہی ہے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ

اور ان سے لڑائی یہاں تک کرو کہ کفر باقی ہی نہ رہے اور دین صرف خدا کا ہوجائے پھر اگر وہ باز نہ آئیں

۱ بالباطل جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے جھوٹی قسم جس سے لوگوں کا مال ہضم کرلیا جائے اور رکوئی صورت جو حلال نہ ہو۔

۲ وتدلوا بها الی الحکام کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد حکام جور ہیں نہ حکام عدل۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ چونکہ خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ حکام جور اس امت میں ہوں گے جو ناحق فیصلے کیا کریں گے اسی لئے پہلے سے لوگوں کو ان کے پاس اپنے قضیے لے جانے کی ممانعت کردیکہ ان کے ناحق فیصلوں سے اموال باطل ہوجائیں گے۔ ۳ من ظهورها تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حالت احرام میں لوگ گھروں میں دروازوں سے آنا چھوڑ دیا کرتے تھے اور عقب دیوار میں ایک نقب لگالیا کرتے تھے جس سے آیا جایا کرتے تھے اسی سے خدا نے منع فرمایا ہے۔ ۴ من ابوابها احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ خدا نے علم کے اہل مقرر فرمائے ہیں اور کل بندوں پر ان کی اطاعت اپنے اس قول سے واجب فرمادی ہے۔ واتوا البیوت من ابوابها پس اس آیت میں بیوت سے مراد بیوت علم ہیں اور وہ انبیاء ہیں جنہیں خدا نے اپنا علم سپرد فرمایا ہے اور ابوابها سے مراد ان کے اوصیاء ہیں اور ان ہی حضرت سے یہ بھی روایت ہے کہ وہ بیوت ہیں جن کے دروازوں میں سے آنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور ہم خدا کا دروازہ ہیں اور ہم اس کے گھر میں جس میں آنا چاہئے پھر جس نے ہماری متابعت کی اور ہماری ولایت کا اقرار کیا وہ تو بے شک گھروں میں دروازوں سے آیا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور کسی غیر کو ہم پر فضیلت دی اور گھروں کے پچھواڑے سے آیا اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو کسی اور طرح سے لوگوں کو اپنی ذات کی معرفت عطا فرماتا کہ وہ اسے پہچان لیتے اور اسی دروازے سے لوگ داخل ہوا کرتے لیکن اب تو اس نے خود ہم کو اپنا دروازہ، اپنی صراط اور اپنی سبیل مقرر کیا ہے پس جو جو ہماری ولایت سے عدول کرنے والے ہیں اور غیروں کو ہم پر فضیلت دینے والے ہیں انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین لا

یومنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون (بے شک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہماری راہ سے ہٹ جانے والے ہیں) ۵ فتنہ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ فتنہ سے مراد یہاں شرک ہے۔

انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ
تو سوائے ظالموں کے کسی اور پر زیادتی نہ ہوگی۔ محترم مہینوں کا معاوضہ
بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى
محترم مہینے اور احترام والی چیزوں کا اسی طرح بدلہ (مقرر) ہے۔ پھر جو شخص تم پر زیادتی کرے
عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪
تو ویسی ہی زیادتی تم (بھی) اس پر کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے۔ اور
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾
اللہ سے ڈرو اور آگاہ رہو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔ اور راہ خدا میں
وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى
خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور
التَّهْلُكَةِ ۛ۬ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾
احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور خالص خدا کے لئے حج
وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ
اور عمرہ پورا کرو پھر اگر تم محصور ہوجاؤ تو قربانی جو میسر آجائے
مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ
اور جب تک قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ پھر جو شخص
مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ
تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ
فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ
روزے یا خیرات یا قربانی ہے پھر جب تم امن پاؤ پس جو شخص
تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ
عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو قربانی جو میسر آجائے (کردے)
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا
اور جس کو میسر نہ ہو پس حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے
رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ
اور جب تم واپس آجاؤ تو سات دن کے یہ سب مل کر دس ہوئے۔ یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جس کے

---

۱ عدوان تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لا عدوان الا علی الظالمین سے مراد لا عدوان الا علی ذریۃ قتلۃ الحسین (یعنی خدا کی طرف سے کسی پر زیادتی نہ ہوگی سوائے قاتلان حسین کی اولاد کے) علل الشرائع میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یابن رسول اللہ آپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جب قائم آل محمد خروج فرمائیں گے تو وہ قاتلان حسین کی اولاد کو ان کے باپ دادا کی کردار کے عوض قتل کریں گے۔ فرمایا بے شک ایسا ہی ہوگا۔ سائل نے سوال کیا کہ خدا تو فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا) پھر اس کے کیا معنی ہوئے، فرمایا خدائے تعالیٰ کے کل اقوال برحق ہیں لیکن اولاد قاتلان حسین اپنے آباؤ واجداد کے افعال سے راضی ہیں بلکہ ان پر فخر کرتے ہیں اور جو کسی فعل سے راضی ہو گویا ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ گویا خود اس نے وہ فعل کیا یہاں تک کہ اگر ایک شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور مغرب میں ایک شخص اس کے قتل سے راضی ہو تو خدا کے نزدیک وہ راضی ہونے والا بھی قاتل کا شریک ہے لہٰذا قائم آل محمد اپنے ظہور کے وقت ان کی رضامندی کے جرم میں انہیں قتل کریں گے ۲ الشھر الحرام چونکہ مشرکین نے ماہ ذی قعدہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر جھگڑا کر کے روکا تھا اسی لئے خدا نے مشرکین کو ماہ ذی الحجہ میں مکہ معظمہ سے نکال دیا۔ اور چونکہ انہیں اعتراض تھا کہ اس ماہ کی ہتک حرمت کی گئی ہے اسی کا اس آیت میں جواب دیا گیا ہے۔ ۳ لا تلقوا مطلب یہ ہے کہ فضول خرچی کر کے یا وجہ معاش کو ضائع کر کے یا اور چیزوں کے ارتکاب سے جو باعث ہلاکت ہوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ المجالس میں

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ سلطان وقت کی اطاعت واجب ہے اور جس نے سلطان وقت کی اطاعت نہ کی اس نے خدا کی اطاعت ترک کی اور اس کے حکم کے خلاف کیا جو درج آیت ہے۔ قول مترجم: اطاعت سلطان سے مراد وہ اطاعت نہیں ہے جو امر و نواہی خدا کے خلاف ہو بلکہ امور دینی میں اطاعت مراد ہے جس سے ضرر پہنچنے کا

أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ
اہل و عیال مکہ میں نہ ہوں اور اللہ سے ڈرو اور آگاہ رہو کہ
اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ۚ فَمَن
اللہ سخت عذاب دینے والا ہے، حج کے (چند) مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔
فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي
پس جو شخص ان میں حج بجالائے تو زمانہ حج میں نہ جماع کرے نہ نافرمانی نہ
الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ
لڑائی جھگڑے اور جو نیکی تم کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہے
خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ
اور زاد راہ بہم پہنچالو بے شک سب سے بہتر زادراہ تقویٰ ہے اور اے صاحبان عقل
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا
مجھ سے ڈرتے رہو۔ اس میں تم پر کچھ الزام نہیں ہے کہ تم اپنے رب سے فضل کے خواستگار ہو
أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ
پھر جب تم عرفات سے چلو تو مشعر الحرام کے قریب اللہ کو
الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ ۚ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ
یاد کرو اور اس کی یاد اس طرح کرو کہ جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے اور ضرور تم
لَمِنَ الضَّالِّينَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ
پہلے اس سے گمراہوں میں سے تھے۔ پھر اسی راستے سے چلو جس سے
وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾ فَإِذَا قَضَيْتُم
اور لوگ چلیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہو۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے
مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ
پھر جب تم مناسک حج پورے کر چکو تو اللہ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو
ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا
یا اس (بھی) زیادہ پس لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم
وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُم مَّن
کو دنیا ہی میں دے دے اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں

۱ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رفث سے مراد مباشرت اور فسوق سے جھوٹ بولنا اور گالیاں بکنا اور جدال سے کسی شخص کا بے فائدہ نہیں کھانا (حج کرنے والوں کے لئے ان سب باتوں کی ممانعت ہے) اور کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اگر کوئی شخص زمانہ حج میں جدال کا مرتکب ہو تو ایک بکری دے اور فسوق کا مرتکب ہو تو ایک گائے اور رفث کا مرتکب ہوا تو اس کا حج ہی باطل ہے ۲ فضلاً من ربکم تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قدیم زمانہ میں جو لوگ حج کو آتے تھے وہ اس موقع پر تجارت کرنا گناہ جانتے تھے خدائے تعالیٰ نے اسے رفع فرما دیا چنانچہ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں فضلاً من ربکم کے معنی ہیں رزق اور جو شخص اپنے احرام سے عمل اور مناسک حج سے فارغ ہو جائے اسے حج کے میلے میں خرید و فروخت کا پورا اختیار ہے۔ ۳ فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ کی انعامات کا ذکر کرو اور محمد مصطفیٰ سید الانبیاء اور علی مرتضیٰ سید الاوصیاء پر درود بھیجو ۴ ثم افیضوا من حیث افاض الناس تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں الناس سے مراد حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ ہیں اور ان کے بعد وہ لوگ جو ان کی ملت اور سیرت پر ہوں اور بوقت حج عرفات میں وقوف بھی کریں اور پھر عرفات ہی سے روانہ بھی ہوں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قریش اور ان کے ہم سوگند حمس اور لوگوں کے ساتھ نہ عرفات میں وقوف کرتے تھے اور نہ وہاں سے روانہ ہوتے تھے بلکہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم تو حرم خدا کے باشندے ہیں لہٰذا ہم حرم خدا سے باہر نہ جائیں گے پس وہ مشعر الحرام میں جا کر وقوف کرتے تھے اور وہیں سے روانہ ہوتے تھے پس خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب عرفات ہی میں وقوف کیا کریں اور وہیں سے روانہ ہوا کریں۔ ۵ فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ جب حج سے فارغ ہو جاتے تو اپنے باپ دادا کے قابل فخر قصے اور بڑے بڑے معرکے بیان کیا کرتے اسی طرح ان کی سخاوتوں کے واقعات اور ان کے داد و دہش کے حالات

يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا کی بھی خیر و خوبی دے اور آخرت کی بھی خیر و خوبی عطا کر
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ
اور عذاب دوزخ سے ہمیں بچا لے۔ ان لوگوں کے لئے اس میں جو کچھ انہوں نے کیا ہے حصہ ہے۔ اور
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ
اللہ جلد حساب لینے والا ہے، اور گنتی کے دنوں میں ذکر خدا کرو،
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ
پھر جو شخص دو ہی دن میں (منیٰ سے) چل کر گھر آ جائے اس کے ذمہ کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جو شخص ٹھہرا رہے تو
اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ
اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں ہے (یہ وسعت اس کے لئے ہے) جو پرہیزگار ہو اور خدا سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ تم
تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ
اس کی حضور میں ضرور حاضر کیے جاؤ گے۔ اور لوگوں میں ایسا (بھی) ہے جس کی باتیں زندگانی دنیا میں تم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں
الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾
اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس پر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔
وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ
اور جب پیٹھ پھیرے تو یہ کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد برپا کرے اور
وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ
زراعت کو اور نسل کو برباد کر دے حالانکہ اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اس سے یہ کہا جاتا ہے
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾
کہ تو خدا سے ڈر تو گناہ کرنے کی ہیکڑی اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ پس اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ بہت ہی برا
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ
ٹھکانا ہے اور آدمیوں میں سے ایسا (بھی) ہے جو رضائے خدا حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو فروخت کرتا ہے۔
وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي
اور اللہ کل بندوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ اے ایمان والو! سب کے سب
السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ
اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، بیشک وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶) زیادہ اور بہت بڑھی ہوئی ہیں بلکہ ان کے باپ دادا نے جو کچھ کیا وہ اسی کی عطا کردہ نعمتوں کے سبب تو کیا اور اس کی نعمتیں جیسی ان پر تھیں ویسی ہی خود ان پر بھی ہیں۔

۱ حسنۃ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا کی حسنہ اور کثرت رزق اور حسن خلق ہے اور آخرت کی حسنہ خوشنودی خدا اور جنت ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ فی الدنیا حسنہ سے مراد ہے زوجہ پارسا اور فی الآخرۃ حسنہ سے مراد ہے حور العین اور عذاب النار سے مراد ہے زوجہ بد اور ایک قول کے مطابق فی الدنیا حسنہ سے مراد علم ہے اور عبادت اور فی الآخرۃ حسنہ سے مراد جنت اور عذاب النار سے مراد شہوت ہے اور وہ گناہ جو جہنم تک پہنچا دیں کے۔ قول مترجم چونکہ ان تینوں روایتوں میں اصل مراد کی مثالیں دی گئی ہیں لہٰذا فی الاصل کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲ سریع الحساب تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مخلوق کا حساب تھوڑی سی دیر میں اسی طرح کرلے گا جس طرح تھوڑی سی دیر میں سب کو رزق پہنچا دیتا ہے انہی حضرت سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ جب وہ پروردگار عالم کو نہ دیکھتے ہوں گے تو وہ مخلوق کا حساب کیوں کر کرے گا؟ فرمایا اسی طرح جس طرح وہ ان کو رزق دیتا ہے حالانکہ وہ اس کو دیکھتے نہیں ہے۔

۳ واذکروا اللہ فی ایام معدودات ان سے مراد ایام تشریق ہیں یعنی قربانی کے ایام ۱۰ ار ۱۱ ار ۱۲ ار ذی الحجہ اور ذکر خدا جو ہونا چاہئے وہ بموجب روایات کافی اور تفسیر عیاشی اور کافی یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدانا اللہ اکبر علی ما رزقنا من بہیمۃ الانعام اور یہ ذکر دسویں ذی الحجہ ظہر کے بعد سے دس نماز تک سب جگہ اور تیرہویں کی صبح کی نماز تک خاص منیٰ میں کرنا چاہئے۔ ۴ ومن الناس تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت اول وثانی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایک روایت کے بموجب صرف ثانی ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایک قول کے مطابق یہ آیت عمار یاسر کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایک قول (باقی صفحہ ۳۸ پر)

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ

تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی دلیلیں آچکی ہیں

الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

اگر تم لغزش کرو تو یہ سمجھ لو کہ اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ کیا وہ اس کا انتظار کرتے ہیں

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ

کہ اللہ بادلوں کے سائے میں ان کے پاس آئے اور فرشتے آئیں

الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ

اور کل معاملہ ہی چک جائے۔ حالانکہ کل امور کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہوگی۔ بنی اسرائیل سے دریافت کرو کہ

اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

ہم نے کتنی کھلی نشانیاں ان کو دی تھیں اور جو شخص نعمت خدا کو بعد اس کے کہ

جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا

اس کے پاس آچکی ہو بدل ڈالے گا تو خدا عذاب (بھی) سخت دینے والا ہے۔ زندگانی دنیا ان لوگوں کی

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ

نظروں میں جو منکر ہیں زینت دے دی گئی ہے اور وہ ایمان لانے والوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔

اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ

حالانکہ جو متقی ہیں وہ قیامت کے دن ان پر فوقیت رکھتے ہوں گے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ

بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے (ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی حال پر تھے۔ پھر خدا نے

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے انبیا بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی

لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ

تاکہ لوگوں کے مابین جس بارے میں اختلاف ہے اس کا فیصلہ کردے۔ اور جو کچھ اختلاف کیا

فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا

وہ ان لوگوں کی طرف سے تھا جن کو کتاب دی گئی تھی اور انہوں نے آپس کی ضد سے کھلی دلیلیں آجانے کے بعد کیا تھا

بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

پھر خدا نے ایمان لانے والوں کو اپنے حکم سے راہ حق جس کے بارے میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) خاص بھی ہو تو بھی اس پر حکم ہو سکتا ہے اور جو اس قسم کا فعل کرنے والے ہیں وہ اس کے حکم میں داخل ہوتے ہیں، لہٰذا بقول صاحب تفسیر صافی یہ آیت عام منافقین کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے۔ ع ۲۵

حاشیہ صفحہ نمبر ۳۸

لے من آیۃ بینۃ کھلی آیتوں سے مراد وہ معجزات تھے جو انبیاء کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے اور توریت کی وہ آیتیں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینے والی تھیں کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض ان آیتوں پر ایمان لائے تھے اور بعض ان کے منکر تھے اور بعض نے انہیں بدل ڈالا تھا۔ وقف لازم

ے کان الناس امۃ واحدۃ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر بعثت نوح علیہ السلام سے پہلے کا ہے اور ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس وقت سب لوگ گمراہی کی حالت میں تھے اور اوصیائے آدم علیہ السلام ان کے خوف سے تقیہ کئے ہوئے تھے اور اظہار دین کی جرأت نہ کر سکتے تھے کیوں کہ قابیل کی طرف سے ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی تھی، یہاں تک کہ نوح علیہ السلام سے پہلے جو وصی تھے وہ ایک جزیرے میں عبادت خدا کرنے چلے گئے تھے۔

مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

دکھلادی، اور اللہ جسے چاہے راہ راست دکھلادے،

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ

کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم بہشت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تم

مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ

پر ویسی نہیں پڑی جیسی ان پر (گزر گئی) جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ ان پر افلاس

وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ

اور امراض کی (بھی) سختیاں گزریں اور بلا مارے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے بول اٹھے

اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلْ

کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اور ہماری طرف سے کہا گیا کہ) خبردار ہو اللہ کی مدد اب آئی، لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ راہ خدا

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى

میں کیا خرچ کریں۔ ان سے کہہ دو کہ مال میں سے جو کچھ بھی تم خرچ کرو تو والدین کے لئے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے اور محتاجوں کے لئے اور مسافروں کے لئے اور جو

عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ

بھی (بھی) تم کرو گے اس کا علم خدا کو یقینا ہے۔ تم پر جہاد واجب کیا گیا ہے

تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ

حالانکہ وہ تم کو ناگوار ہے، اور شاید ایک چیز تم کو ناگوار ہو اور وہ تمہارے لئے اچھی ہو، اور عجب نہیں کہ ایک چیز کو تم پسند کرتے

لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

ہو اور وہ تمہارے لئے بری ہو حالانکہ اللہ جانتا ہے

الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ

اور تم نہیں جانتے۔ محترم مہینے میں جنگ کرنے کے متعلق تم سے دریافت کرتے ہیں،

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۬ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ

کہہ دو کہ اس میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور راہ خدا سے روکنا اور (خود) خدا کا انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا

اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ

اور اس کے اہل کو اس سے نکال دینا خدا کے نزدیک زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور فساد برپا کرنا خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ اور

---

۱ ام حسبتم اس سوال میں خداوند عالم کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ایسا گمان بعید ہے دوسرے یہ کہ خود نبی کی عزت بڑھانی مقصود ہے اور ان مومنین کی جو مخالفین کی عداوت اور ایذا پر صبر کرتے اور ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں اور اس کی تفسیر میں الخراج میں جناب امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ تم تو بہت کچھ امن سے ہو تم سے پہلے جو لوگ دین حق پر ہوتے تھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جاتے تھے اور دو صلیب پر کھینچے جاتے تھے۔

۲ ماذا ینفقون مقدار کے متعلق تو فرمایا گیا کہ جو کچھ بھی تم کرو گے اللہ اس کو جاننے والا ہے یعنی کوئی حد مقرر نہیں جس قدر مناسب اور ممکن ہو لیکن صرف کرنے کا طریقہ جو اہم اور ضروری تھا بتا دیا کہ اس طرح صرف کرو۔

۳ یسئلونک تفسیر برہان میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں کے ظلم سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت فرما گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ مکہ کے راستوں پر بھیج دیئے کہ قریش کے قافلے جو ادھر ادھر گئے ہوئے ہوں ان کی واپسی پر انہیں روکیں۔ منجملہ ان گروہوں کے عبداللہ بن جحش کے ماتحتی میں اصحاب کا ایک چھوٹا سا گروہ بطن بنی عامر پر بھیجا گیا تھا کہ وہ

۴ ع ۱۰ طائف سے آنے والے قافلے کو گرفتار کرلیں چنانچہ وہ گروہ جس وقت پہنچا تو اس قافلے کو بطن میں اترا ہوا پایا اور عمرو ابن حضرمی اس کا سردار تھا۔ حضرمی نے ان لوگوں کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ اصحاب محمد ہیں ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ادھر عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم اترو اور اپنے سر منڈاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرمی نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ تو عابدوں کا گروہ معلوم ہوتا ہے ہمیں ان سے کوئی خوف نہیں پس وہ مطمئن ہو گئے اور ہتھیار رکھ چکے تو عبداللہ بن جحش نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرمی اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ پہلی رجب کو ہوا جو ماہ حرام ہے۔ اس پر قریش نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کہ آپ نے ماہ حرام میں جنگ کو جائز رکھا اور خونریزی بھی کی اور مال بھی لوٹ لیا۔ غرض بات زیادہ بڑھ گئی اور اصحاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امتراضاً سوال کیا کہ یا رسول اللہ آیا ماہ حرام میں قتال حلال ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ ماہ حرام میں قتل کرنا تو بڑی بات ہے لیکن تم نے جو کچھ کیا ہے یعنی ماہ حرام میں جنگ کرنا اور خونریزی کرنا اور مال لوٹنا یہ سب کچھ اس سے بڑھ کر ہے۔ اور

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ
وہ (کفار) تم سے برابر لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کا بس چلے تو وہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں
وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ
اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائے گا
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو جائیں گے اور
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
یہی جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے
هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ
اور جنہوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کئے وہی رحمت خدا کے
اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ
امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے، لوگ تم سے شراب اور قمار بازی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں،
قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ
تم کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں حالانکہ ان دونوں کا گناہ ان کے
نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ
فائدے سے بڑھ کر ہے۔ اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ خرچ کس قدر کریں۔ تم کہہ دو کہ جو تمہاری جائز ضرورت سے زائد ہو۔
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى الدُّنْيَا
اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم غور و فکر کرو۔ دنیا کے بارے میں (بھی)
وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ
اور آخرت کے بارے میں (بھی) اور لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں،
وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ
تم کہہ دو کہ ان کی (حالت کی) اصلاح کرنا بہتر ہے۔ اور اگر ان کا خرچ ملا کر رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے
الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾
کو اصلاح کرنے والے سے (علیحدہ) جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر سختی کرتا ہے، بیشک اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ
اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو حالانکہ ایمان والی لونڈی

(بقیہ صفحہ ۳۹) اس کے سب سے زیادہ اہل تھے، مسجد الحرام سے نکالا خدا کا انکار کیا، ان کے یہ افعال اس قتل و قتال سے کہیں زیادہ بدتر ہیں اس کے بعد وہ آیت نازل ہوئی۔ الشھر الحرام بالشھر الحرام۔

ؐ الفتنة جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فتنہ سے یہاں شرک مراد ہے۔ ؎ الخمر کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ شراب ہر گناہ کی راس و رئیس اور ہر بدی کی کنجی ہے، یہ بھی فرمایا کہ بدی کے لئے خدا نے بہت سے قفل مقرر کئے ہیں۔ اور ان سب کی کنجی شراب ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والے سے زیادہ خدا کا نافرمان کوئی نہیں ہو سکتا کیوں کہ ممکن ہے کہ حالت بے عقلی میں وہ نماز واجب کو فوت کرے اور اپنی ماں بہن بیٹی کسی سے ملوث ہو جائے یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والا بے نماز سے بدتر ہے۔ کیوں کہ بے نماز معرفت خدا سے بے بہرہ تو نہیں ہوتا اور یہ ایک وقت میں ضرور بے بہرہ ہو جاتا ہے اور یہ ایک وقت میں ضرور بے بہرہ ہو جاتا ہے یہ بھی فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان میں خدائے تعالیٰ سب کے گناہ بخش دیتا ہے سوائے ان تین آدمیوں کے ایک تو شراب پینے والا اور دوسرے شطرنج کھیلنے والا تیسرے ایسی بدعت پھیلانے والا جس سے نااتفاقی بڑھے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نبی کو بھی خدائے تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اس کے دین کی تکمیل تب ہوئی جب کہ شراب اس میں حرام قرار پا گئی اور شراب ہمیشہ حرام ہی رہی ہے مگر اس کی عادت بتدریج چھڑائی گئی ہے اور اگر یک لخت چھڑائی جاتی تو بہت ہی گراں گزرتی، خدا کی بہ نسبت کون بندوں کے ساتھ زیادہ نرمی سے معاملہ کر سکتا ہے اس نرمی کا ثبوت یہی ہے کہ سب سے پہلے شراب حرام کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یسئلونك عن الخمر و المیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو سمجھدار لوگوں کو تو یقین ہو گیا کہ یہ حرام ہے اور یہ ایسا گناہ ہے کہ اس سے بچنا چاہئے تاہم خدا نے یک لخت بار نہیں ڈالا۔ اور یہ بھی فرمایا و منافع للناس یعنی آدمیوں کے لئے کچھ نفعے بھی ہیں پھر خدائے تعالیٰ نے دوسری آیت نازل کی کہ انما الخمر و المیسر۔ والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ (سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے شیطان کے کاموں میں سب سے بدتر کام ہیں پس ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ) یہ آیت پہلی آیت سے زیادہ شدید ہے۔ پھر تیسری آیت نازل کی گئی جو ان دونوں سے زیادہ سخت ہے (باقی ضمیمہ میں)

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ
مشرک بی بی سے بہتر ہے گو وہ (بی بی) تم کو کتنی ہی اچھی معلوم ہوتی ہو، اور مشرک جب تک ایمان نہ لے آئیں ان کے نکاح میں
حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ
(مسلم عورتیں) نہ دو۔ کیوں کہ مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے گو وہ (مشرک) تم کو اچھا ہی معلوم ہو
اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ
وہ تم کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے،
بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۲۲۱ وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ
اور لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي
اور لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم کہہ دو کہ وہ ایک نجاست ہے پس تم زمانہ حیض میں عورتوں سے
الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ
الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب وہ غسل کر لیں
فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ
تو جدھر سے خدا نے تمہیں حکم دیا ہے ان کے پاس آؤ۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے،
وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۲۲۲ نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ
تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتی میں جس طرح جی چاہے آؤ
اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
اور اپنے لئے نیک اعمال بھیجتے رہو اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ
مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۲۲۳ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً
تمہیں اس کی حضور میں ضرور حاضر ہونا ہے اور مومنوں کو خوشخبری سناتے رہو، اور خدائے تعالیٰ کو اپنی فضول قسموں
لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ
کے ذریعہ سے اس بات کی روک نہ قرار دو کہ تم نیکی کرنے، پرہیزگاری برتنے اور لوگوں کے مابین صلح کرانے سے باز رہو،
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۲۴ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ
اور اللہ (سب کچھ) سننے والا جاننے والا ہے۔ تمہاری قسموں میں جو لغو ہوں گی ان کے بارے میں خدا تم سے مواخذہ نہ کرے گا۔
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۲۲۵
وہ ان پر مواخذہ کرے گا جو تمہارے (بد) اعمال ارادۃً ہوں گے اور اللہ بخشنے والا

۱ قل ھو اذی پلید بیماری ہے جس سے نفرت دلائی گئی ہے کیوں کہ اس حالت میں قربت کرنے سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اسی لیے حالت حیض میں قبل طہارت مجامعت حرام کی گئی ہے۔

۲ من حیث امرکم اللہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لفظ من سے استفادہ ہوتا ہے مطلب نکلتا ہے کہ طلب وخواہش اولاد کرو۔

۳ المتطہرین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگ پہلے پتھر اور ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے تھے پھر پانی سے کرنے لگے پھر وضو کا حکم آیا جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کر کے دکھایا اسی کو پسندیدگی سے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ۴ انی شئتم تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مقصد یہ ہے کہ جس وقت تمہارا جی چاہے مباشرت کرلو۔ التہذیب میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہودیوں کا یہ قول تھا کہ اگر کوئی شخص جانب پشت سے اپنی عورت کے جماع کرے تو اس سے بچہ احول پیدا ہوگا یہود کے اس قول کی خدا نے تردید فرمائی اور یہ فرمایا کہ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ سامنے سے جماع کرو یا پس پشت سے لیکن قبل مراد ہے۔ دبر ہرگز مراد نہیں۔ وطی فی الدبر کی حرمت اس آیت سے بھی ثابت ہے اور اس سے پہلی آیت سے بھی جو یہ ہے فاتوھن من حیث امرکم اللہ جس سے مراد ہے کہ طلب اولاد کے لئے جدھر سے خدا نے حکم دیا ہے مباشرت کرو اور اس میں فرمایا ہے نساؤکم حرث لکم جس سے ظاہر ہے کہ کھیتی کی وہی جگہ ہو سکتی ہے جہاں سے کوئی ثمر ملے۔ ۵ عرضۃ۔ اس کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ جب تمہیں دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے بلایا جائے تو یہ بھی مت کہو کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو کہ قسموں کی کثرت سے اس کے نام کی کچھ وقعت ہی نہ رہے اسی بارے میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم نہ سچی کھاؤ۔ نہ جھوٹی کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے خدا کا نام لے کر قسم کھائی اور اس میں جھوٹا ہوا وہ خدا کے نزدیک اس شخص سے زیادہ گناہگار ہے جس نے خدا کا نام لے کر قسم نہ کھائی ہو اور جس نے خدا کے نام کا پاس واحترام کیا اور اس کی قسم کو سچا کیا اللہ اس کے لئے دنیا وآخرت میں بہتر عوض عطا فرمائے گا۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ

(اور) برباد ہے۔ جو لوگ اپنی ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائیں ان کو چار مہینے کی مہلت ہے

فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ

پھر اگر رجوع کرلیں تو اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کرلیں

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ

تو اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے وہ اپنے آپ

قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ

کو تین طہر تک روکیں، اور یہ ان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ خدا نے ان کے رحم میں جو کچھ پیدا کیا ہو اس کو چھپائیں

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ

بشرطیکہ وہ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں، اور اس مدت میں ان کے شوہر اگر سازگاری کا ارادہ کریں

بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ

تو ان کو واپس لینے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور ان (عورتوں) کا حق نیکی کے بارے میں (مردوں کے ذمے) ویسا ہی ہے جیسا کہ ان (مردوں)

عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

کا عورتوں کے ذمہ اور مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ

طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے، اس کے بعد یا تو سیدھی کے ساتھ روک لینا ہے۔ یا سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا۔

بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا

اور یہ تمہارے (مردوں) کے لئے حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو سوائے

اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا

اس صورت کے کہ دونوں کو اس بات کا خوف ہو کہ (دونوں) حدود خدا پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پھر اگر تم کو اس کا خوف ہے کہ

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ

فریقین حدود خدا پر قائم نہ رہیں گے تو عورت کچھ فدیہ دے دے تو اس میں دونوں پر کچھ الزام نہیں۔

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کریں گے۔ وہی لوگ ظالم ہیں،

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى

پھر اگر عورت کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس (مرد) کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ

---

۱ یولون تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایلاء سے یہ مطلب ہے کہ مرد اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھائے اس پر صبر کرے تو خیر اور اگر قضیہ کو امام کے حضور میں پیش کرے تو امام اس کو چار ماہ کی مہلت دے گا اور اس کے بعد حکم دے گا کہ یا تو اپنی زوجہ سے رجوع کرلے یا اسے طلاق دے دے اگر یہ دونوں باتوں سے انکار کرے گا تو پھر اسے قید کر دیا جائے گا۔

۲ ثلاثة قروء کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس عورت کا عدت جسے حیض نہ آتا ہو اور اس کا عدہ جو استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہو اور پاک ہی نہ ہوتی ہو پورے تین ماہ ہیں اور اس عورت کا عدت جسے مقررہ طور پر حیض آتا ہو تین قرء ہے اور قرء اس مدت کو کہتے ہیں جو دو حیضوں کے مابین خون جمع ہونے میں صرف ہو۔

۳ ان یکتمن ما خلق الله تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے مراد ہے حمل یا مدت حیض تفسیر عیاشی میں ہے کہ انہی حضرت نے فرمایا کہ عورت وقت طلاق اگر حاملہ ہو اور شوہر کو اس امر کی خبر نہ ہو تو عورت کو اس سے اس حمل کا چھپانا جائز نہیں ہے کیوں کہ جس وقت تک بچہ پیدا نہ ہو جائے کا شوہر رجوع کر لینے کا حق رکھتا ہے۔

۴ مثل الذی الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ زوجہ کا حق شوہر پر کیا ہے فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلائے کپڑا پہنائے اور بوجہ جہالت اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے تو اس سے درگذر کرے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ شوہر کا زوجہ پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ اس کی اطاعت کرے کبھی نافرمانی نہ کرے اس کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے کوئی شے تصدق نہ کرے سنتی روزہ بغیر اس کی اجازت کے نہ رکھے اور جس وقت وہ قصد مباشرت کرے تو اسے منع نہ کرے گو کسی سواری پر بھی سوار ہو، اس کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ نکلے کیوں کہ اگر اس کے اذن کے بغیر باہر

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ
اس کے سوا ایک اور شوہر سے نکاح نہ کرلے، پھر اگر دوسرا شوہر (بخوشی) طلاق دے دے اور
يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
ان دونوں کا (بھی) یہ خیال ہو کہ خدا کی حدود پر قائم رہیں گے اور ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
دونوں کے ذمے کوئی الزام نہیں اور خدا اپنی یہ حدیں ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے، جو سمجھ سکتے ہیں،
اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪
اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی اور وہ اپنے عدت کے (ختم کے) قریب جا پہنچیں اس وقت یا تو نیکی کے ساتھ انہیں روک لو۔
وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ
یا نیکی کے ساتھ ان کو چلتا کردو اور ان کا روکنا نقصان پہنچانے کی نیت نہ ہو
ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ
اور جو ایسا کرے گا وہ اپنی جان پر ظلم توڑے گا۔ اور
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ
خدا کی آیتوں کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اس کو (بھی) یاد کرتے رہو اور اسے (بھی)
يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
جو کچھ کتاب وحکمت میں سے اس نے تم پر نازل کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم کو نصیحت کرے۔ اور اللہ سے ڈرو
عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
اور یہ سمجھو کہ اللہ ہر شے کا علم رکھتا ہے، اور جب عورتوں کو طلاق دے چکو
تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ
اور وہ اپنی عدت پورا کرچکیں تو ان کو اور شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے جب کہ وہ نیکی کے ساتھ آپس میں رضامند ہو جائیں
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
باز نہ رکھو تم میں سے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اس کو اس کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے۔
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
یہ تمہارے لئے بڑے نفع کی اور گناہوں سے پاک کرنے کی بات ہے
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
حالانکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو اس کی خاطر سے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے

ل فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو ایسی طلاق دی کہ جب تک کوئی دوسرا اس سے نکاح نہ کرلے وہ خود اس سے نکاح نہیں کرسکتا اور ایک مرد نے اس عورت سے متعہ کرلیا تو آیا بعد ختم عدۂ متعہ مذکورہ پہلا مرد اس عورت سے پھر نکاح کرسکتا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ دائمی ہونا ضرور ہے کیوں کہ پہلا نکاح بھی دائمی تھا اور متعہ میں طلاق ہوتی ہی نہیں اور اس میں شرط ہے کہ دوسرا مرد طلاق دے جب پہلا دوبارہ نکاح کرسکے۔

م فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله۔ مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر اور زوجہ دونوں کو یہ خیال ہو کہ اپنے اپنے ذمہ کے حقوق مطابق شریعت ادا کرسکیں گے تو رجوع کرلینے کا کوئی ہرج نہیں ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن دے دی تھی یعنی ایسی طلاق جس کے بعد وہ عورت اس مرد کے عقد میں آ ہی نہیں سکتی جب تک کہ ایک اور شخص سے نکاح نہ کرلے، اور پھر وہ اسے طلاق بائن نہ دے دے۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ عورت ایک اور شخص سے عقد تو کرلے مگر وہ مرد اس سے مباشرت نہ کرے اور یونہی طلاق دے دے تو آیا پہلے مرد سے نکاح جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا نہیں جب تک کہ یہ شوہر ثانی اس سے مباشرت نہ کرے گا اور بعد میں برضائے خود طلاق نہ دے گا اور حسب شرع عدۃ پورا نہ ہوگا تب تک شوہر اول سے نکاح نہ ہوسکے گا۔

س ضرارا لتعتدوا میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا اور ارشاد ہوا کہ کوئی شخص طلاق رجعی دے دے اور جب اس کی مدت (مہلت چار ماہ) قریب ختم ہو پھر رجوع کرے اسی طرح تین مرتبہ کرے تو ایسا ہی کرنے کی خدائے تعالیٰ نے ممانعت فرمادی ہے۔ ع فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن۔ العضل کے معنی قید کرنا مطلب یہ ہے کہ طلاق بائن کا عدۃ گذر جانے کے بعد جبراً اور ظلماً نکاح کرنے سے نہ روکو۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں یا تو ان شوہروں سے خطاب ہے جو عدۃ گزر جانے کے بعد بھی اپنی مطلقہ عورتوں کو نکاح ثانی سے جبراً روکتے تھے یا یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو دل میں اور اپنے کئی بزرگوں سے نکاح کرنے کی غرض سے روکتے ہوں یا نکاح ہو چکا ہو اور شوہر کے پاس نہ جانے دیتے ہوں یا شوہروں سے کہا ہے اور اولیاء سے یہ خطاب مشترک ہے یا عام طور پر آدمیوں سے۔

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ
دو برس دودھ پلائیں اور (دودھ پلانے والی عورتوں کا)
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا
کھانا کپڑا دستور کے موافق بچے والے کے ذمہ ہے،
وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۘ وَعَلَى
کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے نہ ماں کو
الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا
ان کے بچے کے سبب سے ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے اور باپ کے قائم مقام کے ذمے (بھی)
وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا
اسی طرح ہے۔ پھر اگر دونوں (باپ اور ماں) کی مرضی اور آپس کے مشورے سے دودھ چھڑا لینا چاہیں تو دونوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔
اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ
اور اگر تمہارا یہ ارادہ ہو کہ تم اپنے بچوں کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو (بھی) تم پر کوئی الزام نہیں
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بشرطیکہ تم سلوک کے طور پر جو کچھ دایہ کو دیتے ہو اتنا ہی ماں کے حوالے (بھی) کر دو۔ اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ
بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ
جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور ازواج چھوڑ جائیں
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
تو وہ عورتیں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکیں۔ اور جب وہ اپنی عدت پوری کریں
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تو جائز طور پر اپنے بارے میں جو کچھ وہ کریں اس میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ
اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ اور اس باب میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے
خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ
کہ ان (عدت والی) عورتوں کو کنایہ کے طور پر پیام دو یا اس خیال کو اپنے دل میں چھپائے رکھو۔
سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا
اللہ جانتا ہے کہ عنقریب تم ان کو یاد کرو گے ولیکن پوشیدہ طور پر ان سے صریحی وعدے نہ لو سوائے اس کے کہ ان سے

---

۱ لا تضار یعنی بچے کے باپ پر شفقی کے سبب سے بچے کو دودھ پلانا چھوڑ دے خاص کر ایسے وقت میں جب کہ زیادہ مانوس ہو گیا ہو یا اس سے دودھ پلانے کی اجرت اس قدر مانگے جو دستور کے خلاف ہو یا اس کی حیثیت سے زیادہ ہو یا بچے کے ساتھ برتاؤ ایسا کرے کہ اس کے باپ کے دل کو صدمہ پہنچتا رہے یا زوجہ ہونے کی حالت میں مباشرت سے انکار کرے اس خوف سے کہ مبادا کہیں حمل رہ جائے جس سے بچے کو تکلیف پہنچے۔

۲ ولا مولود له باپ کو بھی جائز نہیں ہے کہ بچے کی ماں کو ضرر پہنچائے اس طرح کہ بچے کو اس حالت میں اس سے چھین لے کہ وہ دودھ پلانا چاہتی ہو اور اسے نہ پلانے دے خصوصاً اس وقت کہ بچہ اس سے زیادہ مانوس ہو گیا ہو یا اس پر جبر کرے یا جو چیزیں اس کے ذمہ اس عورت کو دینی واجب ہیں (یعنی نان ونفقہ) ان میں سے کسی چیز کو روکے یا اس خیال سے کہ حمل رہنے سے بچے کو نقصان نہ پہنچے اس سے مباشرت نہ کرے۔

۳ ان تسترضعوا کافی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے عقل عورت کا دودھ نہ پلاؤ کیوں کہ دودھ کا اثر بچے میں ضرور ہوتا ہے۔

۴ اربعة اشهر وعشرا عدۃ کی یہ مدت اس لئے مقرر کی گئی کہ اگر عورت حاملہ ہوت جب کہ پیٹ میں لڑکا ہے وہ تو تین مہینے میں حرکت شروع کر دیتا ہے اور اگر لڑکی ہے تو چار مہینے میں لہٰذا انتہائے مدت لے لی گئی اور اس پر دس دن اس لئے بڑھا دیئے گئے کہ اس وقت تک حرکت صاف نمایاں ہو جاتی ہے اس لئے کہ ابتدائی تین چار دن کی حرکت ایسی ضعیف اور خفیفہ ہوتی ہے کہ مشکل سے محسوس ہوتی ہے۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی عورتیں خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں دائمی نکاح میں ہوں یا میعادی نکاح (متعہ) میں یا زر خرید ہوں ہر ایک کے لئے عدۃ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ ۵ لا تواعدوهن سرا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ

مَّعْرُوْفًا ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ

(کنایہ کے طور پر) نیک بات کہو، اور جب تک عدۃ پوری نہ ہوجائے نکاح کا قصد نہ کرنا

اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ

اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اسے جانتا ہے،

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ

پس اس سے ڈرتے رہو، اور یہ (بھی) جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بردبار ہے۔

طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ

اگر تم ان عورتوں کو چھوڑ دو جن کے پاس تم نہیں گئے

وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ

یا جن کا تم نے کبھی مہر نہیں مقرر کیا ہے تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ البتہ ان کو کسی کے طور پر کچھ نفع پہنچا دو

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ

(یہ نفع پہنچانا) صاحب مقدور پر اس کی حیثیت کے موافق لازم ہے اور مفلس پر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ

اس کی حیثیت کے مطابق نیکوکاروں پر یہ (بھی) ایک حق ہے۔ اور اگر ان کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دو

فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا

جس حالت میں کہ ان کا مہر تم مقرر کر چکے تھے تو جو کچھ تم نے مقرر کیا تھا اس کا نصف (تمہارے ذمے ہے) سوائے اس کے کہ وہ

الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ

(عورتیں) معاف کردیں یا وہ معاف کردے جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار تھا۔ اور اگر

لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

تم معاف کردو تو (یہ) پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور آپس میں بڑائی حاصل کرنے کو نہ بھولو بے شک

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے۔ کل نمازوں کی محافظت کرو خاص کر نماز وسطیٰ کی

الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ

اور خدا کی حضور میں کھڑے ہوئے فرمانبرداری کرو پھر اگر تم کو خوف ہو تو پیدل چلتے چلتے یا

رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ

سواری کی حالت میں (ادا کرلو) پھر جب تم کو اطمینان ہو تو اللہ کی یاد اس طرح کرو جس طرح اس نے وہ چیزیں تم کو

---

۱ لا تعزموا عقدۃ النکاح یعنی عدۃ ختم ہونے سے پہلے عزم بالجزم یا نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرلو۔ ۲ و متعوھن کافی اور تفسیر حیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو اس کے بعد وہ اس کے ساتھ کچھ سلوک بھی کرے فرمایا ضرور اگر وہ پسند کرے تو اتنا سلوک کرے کہ محسنین میں اس کا شمار ہوجائے نہیں تو اتنا کہ متقین میں گنا جائے۔ التہذیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ان عورتوں کے بارے میں منقول ہے جن سے نکاح کیا ہو اور مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور قبل مباشرت ان کو طلاق دے دی جائے کہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے اور ان کے دشمنوں کی طرف سے شماتت کا اندیشہ ہے، اور پروردگار عالم خود کریم ہے اور اہل کرم کو دوست رکھتا ہے اور تم میں سے زیادہ کریم خدا کے نزدیک وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ زیادہ نیکی کا برتاؤ کرے اسی لئے تمہیں لازم ہے کہ جس قدر تمہیں مقدور ہو ان کے ساتھ سلوک کرو۔ غنی کے واسطے مکان دے دینا یا لونڈی متوسط کے واسطے کوئی اور ادنیٰ درجہ کے واسطے کچھ روپیہ یا اشرفی۔

۳ الذی بیدہ عقدۃ النکاح یعنی وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح ہے اور وہ ولی ہوتا ہے، کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ولی قبل نکاح تو باپ اور دادا ہے اور دادا باپ سے اولیٰ ہے اور کوئی غیر بغیر ان کے مقرر کئے عورت کا ولی نہیں ہوسکتا اور بعد بلوغ خود عورت کو اختیار ہے جسے چاہے اپنا ولی مقرر کرلے اور بعد نکاح ہوجانے کے وہ شخص جس کے ہاتھ میں عقد کا نکاح ہے خود شوہر ہے اور شوہر کا معاف کرنا یہ ہے کہ اگر نصف سے زیادہ مہر دے چکا ہو تو اسے واپس نہ لے کیوں کہ اس زمانہ میں پورا مہر پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔ ۴ والصلوٰۃ الوسطیٰ کافی اور التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد ظہر ہے اور یہ پہلی نماز ہے۔ جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے پڑھی اور اول وقت اس کا دن کا وسط ہے اور دن کی اور دو نمازیں یعنی نماز صبح اور نماز عصر اس کے ادھر ادھر ہیں اور انہی حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ بعض کے نزدیک قرأت اس آیت کی یوں تھی حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین۔ انہی حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

تعلیم کی ہیں جو تم سے پہلے نہیں جانتے تھے۔ اور تم میں سے جو لوگ مرنے کے لگ بھگ ہوں اور

اَزْوَاجًا ۛ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ

بیویاں چھوڑیں (تو انہیں لازم ہے کہ) ان کو ایک سال تک نان ونفقہ دینے اور (گھر سے) نہ نکالنے کی (ورثاء کو) وصیت کر دیں

اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ

پھر اگر وہ (گھر تیں خود بخود) نکل جائیں تو جو کچھ سیکی کے ساتھ اپنے بارے میں کریں اس میں تمہارے ذمے

اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ

کوئی الزام نہیں ہے۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور جن کو طلاق دی گئی ہے

مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

انہیں (بھی) سیکی کے ساتھ نفع پہنچانا پرہیزگاروں کے ذمے ایک حق ہے اسی طرح خدا اپنے احکام

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل گئے تھے

دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ

اور وہ ہزاروں (ہی) تھے پس خدا نے ان سے فرمایا (کہ) مرجاؤ

مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

پھر ان کو زندہ کردیا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ولیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے، اور راہ خدا میں لڑو اور

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ

یہ سمجھ لو کہ اللہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے، وہ کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے کہ خدا

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۗ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ

اس کو اس کے لئے بے انتہا بڑھا دے اور اللہ تنگدست (بھی) کرتا ہے۔ اور فراخی (بھی) دیتا ہے

وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

اور اسی طرح کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی۔ کیا تم نے موسیٰ کے بعد والے

اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا

بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی حالت پر نظر نہیں ڈالی۔ بلکہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے یہ کہا کہ ہمارے لئے

---

۱ والذین یتوفون منکم۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ مدت تو اس کی چار مہینے دس دن والے حکم عدۃ سے منسوخ ہے اور نفقہ آیت میراث سے۔

۲ متاع بالمعروف اس آیت کے معنوں میں بہت کچھ اختلاف ہے کہ آیا ہر عورت جس کو طلاق دے دی جائے اس کے ساتھ سلوک کرنا لازم ہے یا کسی خاص قسم کے لئے ہمارے علماء نے تمام احادیث واردہ سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ جس عورت سے مباشرت نہ کی ہو اور مہر بھی اس کا مقرر نہ کیا گیا ہو اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا واجب اور اوروں کے لئے مستحب۔

۳ الوف کا فی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ملک شام کے ایک شہر کے باشندوں کا ذکر ہے جہاں طاعون بہت آتا رہتا تھا۔ ان کے ستر ہزار گھر تھے جن میں طاعون ہر موسم میں واقع ہوتا رہتا تھا پس اسے آتا معلوم کرتے ہی اس شہر کے دولت مند بوجہ اپنی قوت کے شہر کے باہر چلے جاتے اور مفلس بوجہ اپنے افلاس و کمزوری کے شہر میں رہتے اور جو لوگ شہر میں رہے ان میں موت زیادہ تر واقع ہوتی ہے اور جو شہر سے نکل جاتے ان میں کم واقع ہوتی۔ پس نکل جانے والے یہ کہا کرتے کہ اگر ہم شہر میں بسے ہوتے تو ہم میں بھی زیادہ مری پھیل جاتی اور جو رہ جانے والے ہوتے وہ یہ کہا کرتے کہ اگر ہم نکل گئے ہوتے تو ہم میں سے ضرور کم مرتے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر ان سب نے باہم اتفاق کر کے یہ رائے طے کرلی کہ اب جب طاعون واقع ہو، اور مرض محسوس ہو تو ہم سب شہر سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ جب طاعون محسوس ہوا تو وہ سب نکل گئے اور موت کے ڈر سے طاعون سے بچنے کے لئے کسی طرف کو چل دیئے پھر جہاں تک خدا کو منظور تھا وہ شہر بشہر سفر کرتے چلے گئے یہاں تک کہ ایک اجڑی ہوئی بستی کے پاس گزرے جس کے باشندے کچھ تو نکل گئے تھے اور بقیہ کو طاعون نے فنا کر دیا تھا۔ پس یہ لوگ اس میں جا اترے۔ پس جب اپنے اسباب ٹھکانے سے لگا چکے اور مطمئن ہو گئے تو خدا نے

مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ
ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم راہ خدا میں لڑیں۔ (اس پیغمبر نے) فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر جہاد
عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ
تم پر واجب کیا جائے (تو) پھر تم نہ لڑو، وہ بولے کہ جب ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا
اور اپنے بچوں سے الگ کئے گئے تو اب ہمیں کیا ہے جو راہ خدا میں نہ لڑیں گے پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا
كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ
تو ان میں سے سوائے چند کے سب ہی پھر گئے، اور اللہ
عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ
ظالموں سے (خوب) واقف ہے۔ اور (جب) ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے
لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا
طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ تو کہنے لگے کہ اس کو ہم پر حکومت کہاں سے ہو سکتی ہے،
وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ
حالانکہ ہم حکومت کے اس سے زیادہ سزاوار ہیں اس کو کشائش مال تو دی ہی نہیں گئی ہے۔
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ
(نبی نے) فرمایا کہ بیشک اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہے۔ اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کیا ہے
وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
اور اللہ اپنی حکومت جسے چاہے عنایت فرمائے اور اللہ
عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ
صاحب وسعت وعلم ہے اور ان کے نبی نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس
التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ
وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کا سکینہ اور آل
مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
موسیٰ اور آل ہارون کے ترکے کا بقیہ موجود ہے۔ فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تم مومن ہو تو اسی میں
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ
تمہارے لئے نشانی (موجود) ہے۔ پھر جس وقت طالوت فوجیں لے کر چلا تو اس نے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ

۱ طالوت جن کو خدا نے بادشاہ مقرر کیا انبیاء میں حضرت یوسف کے حقیقی بھائی کی اولاد سے تھے تو اس طرح یہ نہ بیت نبوت سے تھے نہ بیت مملکت سے لیکن تمام بنی اسرائیل سے ان کا علم بھی زیادہ تھا اور جسمانی قوت بھی۔ الا دولت دنیا ان کے پاس نہ تھی، اسی لئے بنی اسرائیل نے ان میں یہی عیب نکالا اور کہا ولم یؤت سعة من المال۔

۲ بسطة فی العلم والجسم پروردگار عالم نے طالوت کو بادشاہ مقرر کرنے کے لئے دو صفتیں قرار دیں جن کو نبی نے جتلایا اور وہ بکثرت علم وقوت جسمانی ہیں علم میں زیادہ ہونے سے ہر طرح سے مقدمات فیصل کرنے کی قدرت ہو سکتی ہے اور قوت جسمانی زیادہ ہونے سے دشمنوں پر غلبہ پانے کی اور ماتحتوں پر رعب قائم رکھنے کی قابلیت ہوتی ہے۔ اور انتظام سلطنت کے لئے یہی دو چیزیں ضروری ہیں۔

۳ التابوت لغتی معنی صندوق۔ یہ وہ تابوت تھا جو پروردگار عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور ان کی والدہ نے انہیں اسی میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تھا۔ بنی اسرائیل اس کو بہت متبرک جانتے تھے اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب الواح توریت اور اپنی زرہ اور جو جو چیزیں آثار و آیات نبوت کی ان کے پاس تھیں وہ سب اسی میں رکھ دی تھیں اور یہ اپنے وصی یوشع علیہ السلام کو سپرد کر دیا تھا۔ امت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ یہ تابوت اس وقت تک رہا جب تک کہ وہ اس کی عزت و حرمت کرتے رہے خود بھی معزز و محترم رہے مگر جب انہوں نے نافرمانی پر کمر باندھی اور اس تابوت کی بے حرمتی شروع کی اور یہ نوبت پہنچی کہ گائی کو چوں میں بچے تک اس سے کھیلنے لگے تو ۳۲ خدائے تعالیٰ نے اس تابوت کو اٹھالیا اور جس وقت انہوں نے اپنے نبی سے یہ درخواست کی کہ خدا ۱۶ ع

ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دے تو خدائے تعالیٰ نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ اس بادشاہ کے مطیع ہو کر جہاد کریں اور تابوت کو بھی واپس فرما دیا۔ ۴ سکینة۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ سکینہ کی ایک ہوا ہے جس کا چہرہ انسان کا سا ہے۔ قول مترجم۔ جن کو اس میں شک ہو کہ ہوا کا چہرہ کیا ہو گا وہ پہلے اپنے خیال کر لیں کہ ان کی جان یا روح کیا چیز ہے جس طرح جان یا روح کی کیفیات کی دلیل ظاہر ہوتا ہے اسی طرح اس ہوا کی کیفیت ہوتا کہ چہرہ انسان کا ہونا تعبیر کرنا مناسب ہے۔ اور روح کے وزن مرسل داؤد کے وزن پر ہونا بھی اسی کی دلیل ہے۔

بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ
ایک دریا سے تمہاری آزمائش کرے گا جو اس میں سے پی لے گا وہ تو میرا نہیں ہے، اور جو اسے نہ چکھے گا
فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ
پس وہ یقیناً میرا ہے سوائے اس کے کہ ایک چلو بھر اپنے ہاتھ سے لے لے
غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ
پس ان میں سے سوائے معدودے چند کے سب ہی نے تو پیا۔ پھر جب وہ اور اس کے ایماندار ساتھی اس (دریا) کو عبور کر گئے
هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ
تو انہوں نے کہہ دیا کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلہ کا دم نہیں ہے۔
بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ
اور جن کو یقین تھا کہ ہم کو خدا کے سامنے جانا ہے انہوں نے کہا کہ
كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ
بہت سے چھوٹے (چھوٹے) گروہ بڑے (بڑے) گروہوں پر خدا کے حکم سے غالب آ (آ) گئے ہیں۔
الصّٰبِرِيْنَ ۲۴۹ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ
اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جس وقت وہ (لوگ) جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے نکلے تو انہوں نے عرض کی
اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
(کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو پورا صبر عنایت فرما اور ہمارے قدم جمے رکھ اور اس
الْكٰفِرِيْنَ ۲۵۰ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ
کافر قوم کے برخلاف ہماری امداد فرما۔ پھر انہوں نے اللہ کے حکم سے ان دشمنوں کو شکست دے دی اور داؤد نے
وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ
جالوت کو قتل کر دیا اور ان (داؤد) کو خدا نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی۔ اور جو (جو) مناسب سمجھا تعلیم فرمایا۔
اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ
اور اگر خدا بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہے تو روئے زمین پر فساد
اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۲۵۱ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
پھیل جائے لیکن اللہ کل عالموں پر فضل کرنے والا ہے۔ اللہ کی برحق آیتیں ہیں جو
نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۲۵۲
ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اور بے شک تم رسولوں میں سے ہو۔

لے الا قلیلا۔ کافی میں ہے کہ وہ تین سو تیرہ آدمی تھے جن میں سے بعض نے تو چلو بھر پانی پیا بھی اور بعض نے مطلق نہ پیا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے ایک چلو پر اکتفا کی انہیں سیراب کرنے کو تو وہی کافی ہوا اور جنہوں نے اکتفا نہ کی ان کی پیاس بھی بڑھ گئی اور ہونٹ بھی سیاہ پڑ گئے اور وہ آگے چلنے سے بھی مجبور ہو گئے مسافر آخرت کی آزمائش کے لئے یہ دنیا بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے وہ دریا تھا۔

ے قتل داؤد جالوت تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی جو وحی فرمائی تھی کہ جالوت کو وہ قتل کرے گا جس کے جسم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ ٹھیک آجائے گی۔ اور وہ شخص لاوی بن یعقوب کی اولاد سے ہے اور اس کا نام داؤد بن آسے ہے اور آسے ایک چرواہا تھا جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے سب سے چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے جب طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر ہو گیا اور جالوت سے لڑنے کے لئے انہیں جمع کرنے لگا تو آسے کو حکم بھیجا کہ وہ خود بھی حاضر ہو اور اپنے بیٹوں کو بھی لائے جب وہ سب حاضر ہوئے تو طالوت نے ہر ایک کو ایک ایک کر کے اپنے سامنے بلا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ پہنا پہنا کر دیکھی تو وہ کسی کے قد پر بڑی ہوتی اور کسی کے قد پر چھوٹی تب آسے سے دریافت کیا کہ تم اپنے کسی بیٹے کو چھوڑ بھی آئے ہو؟ اس نے عرض کہ ہاں میں سب سے چھوٹے لڑکے کو بکریاں چرانے چھوڑ آیا ہوں۔ طالوت نے کسی کو داؤد علیہ السلام کے بلانے کے لئے بھیجا۔ داؤد علیہ السلام جب حکم طلب سن کر چلے ہیں تو ان کے ہاتھ میں ایک گوپھن تھی راستے میں تین پتھروں نے آواز دی کہ اے داؤد علیہ السلام ہم کو لے لو چنانچہ انہوں ان سے اپنی جھولی میں ڈال لیا اور داؤد علیہ السلام بڑے شجاع، جسم کے قوی اور دل کے مضبوط تھے جس وقت طالوت کے سامنے پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ انہیں پہنائی گئی تو وہ بالکل ٹھیک آ گئی۔ اس کے بعد طالوت لشکر سے کر چلے تو نبی نے فوج سے خطاب کر کے کہا کہ اے بنی اسرائیل اس راستے میں خدائے تعالیٰ ایک دریا کے ذریعہ سے تمہاری

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ

ان رسولوں میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ان میں سے ایسے بھی ہیں

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

جن سے خدا نے کلام کیا اور بعض کے درجے بڑھائے، اور مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا

کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے سے ان کی مدد کی۔ اور اگر خدا کو منظور ہوتا

اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

تو وہ لوگ بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی دلیلیں آچکی تھیں ان پیغمبروں کے بعد نہ لڑتے

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ

لیکن انہوں نے اختلاف کیا پھر ان میں سے کوئی (تو) ایمان لایا اور کوئی ان میں سے کافر ہوگیا۔ اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا

اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا

ایمان لانے والو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) قبل اس کے کہ وہ دن آجائے

بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

جس میں نہ بکری ہوگی نہ دوستی نہ سفارش، اور منکر (جو ہیں) وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ

ظالم ہیں۔ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ (اور) قائم ہے۔

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا

نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی کا ہے۔ وہ کون ہے جو اس کے

الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

اذن بغیر اس کی حضور میں شفاعت کرے۔ وہ لوگوں کے آئندہ اور گزشتہ کا حال جانتا ہے۔

خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

اور لوگ اس کے علم کا کسی طرح احاطہ نہیں کرسکتے۔ سوائے اس کے جتنا وہ چاہے،

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

اسی کی کرسی آسمانوں کو اور زمین کو حاوی ہے۔ اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔

وقف لازم ۱ منهم من كلم الله اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جن سے خدا نے تعالیٰ نے کوہ طور پر باتیں کی تھیں اور فخر انبیاء جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جن سے شب معراج اس وقت باتیں کی تھیں جب کہ آنحضرت مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر فائز ہوئے تھے اسی سے درجوں کا تفاوت ظاہر ہے۔

۲ رفع بعضهم درجات۔ عیون اخبار الرضا میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے کوئی مخلوق مجھ سے افضل پیدا نہیں کی اور نہ مجھ سے زیادہ کسی کی عزت خدا کے نزدیک ہے جناب علیؑ مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ افضل ہیں یا جبرئیلؑ امین؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو کل انبیاء و مرسلین پر فضیلت دی اور اے علیؑ میرے بعد فضیلت میں تمہارا درجہ ہے۔ پھر ان ائمہ کا جو تمہارے بعد ہوں گے اور ملائکہ تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں۔ ۳ فمنهم من آمن و منهم من كفر کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصحاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یقیناً اختلاف کیا اور بعض ان ہی سے مومن رہے، اور بعض کافر ہوگئے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے بروز جنگ جمل دریافت کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اللہ اکبر کہتے ہیں اور یہ لوگ بھی لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں ہم بھی اور یہ لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی۔ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ ہم تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور یہ وہ ہیں جو کافر ہوگئے۔ ۴ یوم مراد یہ ہے کہ اس دن کے آنے سے پہلے پہلے کچھ کرو اور جس دن کی یہ حالت ہے کہ جو کچھ تم سے کمی ہوگئی ہے اس کا کچھ تدارک نہ کرسکو گے نہ عذاب سے چھٹ سکو گے۔ کیوں کہ نہ تو اس دن بیع و شریٰ ہوگی کہ کچھ خرچ کر کے نفع حاصل کرسکو یا عذاب کے بدلے کچھ فدیہ دے سکو۔ نہ دوستی کی دوست ہی تمہارے کام آسکیں یا چشم پوشی کرسکیں کیوں کہ ان کے بارے میں تو خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين۔ (دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگار لوگوں کے) اور اس خاص دن کی حالت خدا یوں فرماتا ہے۔ لكل امرئ

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ

اور وہ بلند مرتبہ (اور) صاحب عظمت ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، یقیناً

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ

ہدایت گمراہی سے الگ ہوچکی۔ پس جو شخص طاغوت کا منکر ہو اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بیشک

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

مضبوط رسی پکڑلی۔ جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کا حامی ہے ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے۔

اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ

اور جو منکر ہوگئے ان کے حمایتی طاغوت ہیں

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

جو ان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور وہی جہنمی ہیں۔

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ

جس میں وہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔ کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیمؑ سے

فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ

ان کے رب کے بارے میں حجت کی اس لئے کہ خدا نے اسے سلطنت دے دی تھی۔ جس وقت ابراہیمؑ نے یہ کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا

وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ

ہے اور مارتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدا

بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے تو اس کو مغرب کی طرف سے نکال لا۔ اس پر وہ کافر مبہوت ہوگیا

الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ ۚ اَوْ كَالَّذِيْ

اور اللہ ظالم لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ یا مانند اس شخص کے (تم نے نہیں دیکھا

مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ

جو ایک بستی کے پاس سے گذرا اور وہ (بستی) اپنی چھتوں پر گری ہوئی پڑی تھی (اور دیکھ کر) کہنے لگا کہ اللہ اس بستی کو

اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ

اس کے اجاڑنے کے بعد کیوں کر زندہ کرے گا۔ پس اللہ نے اس کو سو برس کے لئے موت دی پھر اس کو زندہ کر دیا۔

۱ لا اکراہ فی الدین یہ حقیقت میں مذہبی معاملات میں جبر کرنے کی ممانعت ہے۔ اس آیت میں الرشد سے مطلب ہے ایمان جس کا نتیجہ سعادت و ابدی ہے اور الغی سے مراد ہے کفر جس کا انجام ہمیشہ کی بدبختی ہے اور عاقل پر جس وقت یہ دونوں باتیں ظاہر ہوجائیں گی، تو اس کا نفس خود بخود سعادت اور نجات ابدی حاصل کرنے کے لئے ایمان اختیار کرلے گا اور اس کو مجبور کرنے کے لئے کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ اس آیت کی نوعیت کے بارے میں چند حدیثیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یا تو یہ آیت عام ہے۔ اس صورت میں اس کا حکم آیت جاھد الکفار و المنافقین و اغلظ علیھم سے منسوخ ہے اور یا یہ آیت خاص ہے اس وقت اس کا حکم ان یہود و نصاریٰ سے مخصوص ہے جو مسلمانوں کے ماتحت ہوں اور جزیہ دیتے ہوں۔

۲ بالطاغوت (طغیان یعنی سرکشی) تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا۔ ۳ بالعروۃ الوثقیٰ 'کافی' میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے اہلبیت کی مودت مراد ہے

۴ لا انفصام لھا معانی الاخبار میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جسے یہ منظور ہو کہ وہ ایسی مضبوط رسی پکڑے جو کبھی نہ ٹوٹے اسے لازم ہے کہ میرے بھائی اور میرے وصی علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت قبول کرے کیوں کہ جو ان سے محبت و تولا رکھے گا وہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے گا وہ ہرگز نجات نہ پائے گا۔

۵ من النور الی الظلمات کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد آل محمدؐ ہیں اور ظلمات سے مردان کے دشمن ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میں تو بہت لوگوں سے ملتا جلتا ہوں تو مجھے

(باقی صفحہ میں پڑھئے)

اس سے تعجب آتا ہے کہ جو آپ سے تولا نہیں رہتے اور فلاں وفلاں کے دوستدار ہیں ان میں امانت دیکھتا ہے اور وفا پائی جاتی ہے اور جو لوگ آپ کے دوستدار ہیں ان میں نہ امانت ہے اور وفا نہ سچائی۔ ابن یعفور کا قول ہے کہ امام علیہ السلام یہ سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور مثل ایک غصہ آور شخص کے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص امام ظالم کی ولایت کا قائل ہو اور

كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ

(اور) پوچھا کہ تم یہاں کتنے دن رہے؟ جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے کم۔ فرمایا (نہیں) بلکہ

لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

تم سو برس رہے ہو، اب اپنے کھانے اور پینے کو دیکھو کہ وہ سڑا بسا نہیں ہے،

يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ

اور اپنے گدھے کی طرف دیکھو اور تاکہ ہم تم کو آدمیوں کے لئے ایک نشانی بنائیں

اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا

اور ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم کس طرح ان کو جوڑ دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔

تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ

پس جس وقت یہ بات ان پر کھل گئی تو کہنے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر شے پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے،

قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی تھی کہ اے میرے پروردگار مجھے (دکھادے کہ تو مردوں کو کیوں کر زندہ کیا کرتا ہے

تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟ عرض کیا ایمان ضرور لایا ہوں لیکن اس لئے کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔ فرمایا تو تم چار

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ

پرندے لو پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ملا کے ہر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا ڈال دو

جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور یہ سمجھ لو کہ خدا زبردست (اور)

حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حکمت والا ہے۔ مثال اُن کی جو اپنا مال راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اس

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ

دانے کی سی مثال ہے جو سات بالیں اگائے کہ ہر بال میں سو دانے ہوں

حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

اور اللہ جس کے لئے چاہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے،

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ

جو لوگ اپنے مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کر چکے اس کے بعد

---

۱ کیف نحیی الموتی کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام آسمان و زمین کی نشانیاں دیکھ رہے تھے ان کی نظر سمندر کے کنارے ایک مردہ جانور پر پڑی جو آدھا تو پانی میں تھا اور آدھا خشکی میں۔ سمندر کے جانور آ آ کر پانی میں جو حصہ تھا اسے کھا کھا جاتے تھے اور پھر وہاں سے ہٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور کھا جاتے تھے اور خشکی کے جانور آ کر خشکی والے حصے کو کھا کھا جاتے تھے اور پھر پلٹ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے کو کھا کھا جاتے تھے۔ جناب ابراہیم کو اس معاملے سے تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کی کہ پروردگار عالم تو مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیوں زندہ کرتا ہے اور مقصد یہ تھا ایک نے دوسرے کو اور دوسرے نے تیسرے کو کھا لیا تو اجزاء اس قدر مخلوط ہو گئے کہ ان کا پھر بجائے خود جدا ہونا تعجب خیز ہے۔ پروردگار عالم نے سوال کیا کہ تم ایمان نہیں لائے؟ عرض کی کہ ایمان میں فرق نہیں ہے بلکہ اطمینان قلب چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کو بھی اسی طرح دیکھ لوں جس طرح اور سب چیزوں کو دیکھتا ہوں۔ حکم ہوا کہ چار پرندے لے کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور ان ٹکڑوں کو خوب مخلوط کر لو جس طرح اس مردار کے اجزا درندوں کے پیٹ میں مخلوط ہو گئے ہیں پھر ان ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر پھیلا دو پھر بلاؤ اور دیکھو کہ وہ کس طرح دوڑتے چلے آتے ہیں۔ جناب امام رضا علیہ السلام کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار پرندے گدھ، بلغ، مور اور مرغ تھے۔

۲ لیطمئن قلبی۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا جناب ابراہیم علیہ السلام کے دل میں کچھ شک تھا فرمایا نہیں حضرت ابراہیمؑ کے دل میں یقین تھا اور انہوں نے یہ چاہا کہ اللہ ان کے یقین کو زیادہ کر دے۔

۳ یضاعف لمن یشاء۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی بندہ مومن عمل نیک بجا لاتا ہے تو پروردگار عالم اس کی ہر نیکی کو سو گنا زیادہ کر دیتا ہے اور

(قول مترجم) مثلاً بہت سے مسلمان جنہوں نے شہر مکہ اور مدینہ نہیں دیکھا وہ ان کے وجود کا یقین تو رکھتے ہیں اور درجہ علم الیقین کا ہے اور جب حج اور زیارات سے انشاء اللہ مشرف ہو جائیں گے تو عین الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے گا یعنی یقین میں نمایاں زیادتی ہو جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا
احسان نہیں جتاتے اور ایذا نہیں پہنچاتے۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس صلہ ہے، اور ان کو نہ
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ
خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ نرم بات درگذر اس صدقے سے بہتر ہے
خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا
جس کے بعد ایذا ہو۔ اور اللہ بے نیاز (اور) بردبار ہے۔ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ
ایمان لانے والو تم اپنے صدقات کو احسان جتانے سے اور ایذا دینے سے باطل نہ کرو
كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
مثل اس شخص کے جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے صرف کرتا ہے اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔
الْاٰخِرِ ۗ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ
پس اس کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر زور کا مینھ پڑے
وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ
اور اسے صاف چھوڑ جائے۔ اسی طرح جو کچھ انہوں نے کیا ہے کچھ بھی اس میں سے نہ پائیں گے۔ اور اللہ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
منکر لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ ان لوگوں کی مثل جو اپنے اموال کو خدا کی
اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
خوشنودیاں حاصل کرنے کے لئے اور اپنی ذات کو ثابت قدمی کی وجہ سے صرف کرتے ہیں
كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ
اس باغ کی سی ہے جو بلندی پر ہو اور اس پر زور کا مینھ پڑے پھر وہ دو چند پھل دے۔
فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾
پھر اگر زور کا مینھ اس پر نہ پڑے تو ہلکا (ہی سہی) اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے،
اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ
کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ
جس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں جس میں اس کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں اور

۱ منا ولا اذی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ کو چند باتیں ناپسند ہیں منجملہ ان کے یہ کہ بعد صدقہ دینے کے اس کا احسان جتایا جائے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت فرمائی ہے کہ جس شخص نے کسی مومن کے ساتھ نیکی کی اور پھر اس کا احسان جتایا یا کچھ کہہ کر اس کی دل آزاری کی تو خدا اس کے صدقے کو یقیناً باطل کر دے گا۔

۲ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن و الاذیٰ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت جناب عثمان اور معاویہ اور ان کے پیروؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۳ ابتغاء مرضات اللہ تفسیر عیاشی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ
اس (شخص) کو بڑھاپا آئے اور اس کے بچے (ابھی) کمزور ہوں پھر اس باغ میں ایک بگولا آجائے جس میں
نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
آگ بھی ہو جس سے وہ (باغ) جل جائے۔ اسی طرح اللہ تمہارے (نفع کے) لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم
تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
غور و فکر کرو۔ اے ایمان والو جو کچھ تم نے نیک کمائی کی ہے، اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے
كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا
اس میں سے (راہ خدا میں) صرف کرو اور خراب چیز کو اس نیت سے کہ اس میں سے
الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا
(راہ خدا میں) خرچ کرو چھونا بھی نہیں حالانکہ تم خود اس کے لینے کے روادار نہیں ہو سوائے اس کے کہ اس کے بارے میں چشم پوشی کرو۔
فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ
اور یہ سمجھ لو کہ اللہ بے نیاز (اور) لائق حمد ہے۔ شیطان تم کو فقر سے ڈراتا ہے،
الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ
اور بیہودہ باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے
وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
اور اللہ صاحب سعت و علم ہے۔ (وہ) جس کو چاہتا ہے حکمت عنایت فرماتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ
اسے (تو) بہت کچھ خیر و برکت دی گئی حالانکہ سوائے عقلمندوں کے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا
اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ
اور جو کچھ تم نے (راہ خدا میں) صرف کیا اور جو کچھ بھی تم نے منت
نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾
مانی وہ اللہ کو ضرور معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔
اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا
اگر تم صدقات کو ظاہر کر تو اچھا ہے، اور اگر تم چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ
الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ

تمہارے حق میں اور بہتر ہے۔ اور تمہاری بدیوں کا کفارہ ہوگا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے

۱ یاایھا الذین آمنوا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے ایام جاہلیت میں برے پیشوں سے روپیہ پیدا کیا تھا۔ جب ایمان لائے تو انہوں نے چاہا کہ اس روپیہ میں سے صدقہ نکالیں جسے ع ۳۶ ۴ خداوند عالم نے منع فرمایا کہ حکم دیا کہ جو جائز پیشوں سے کمایا ہو اس میں سے صدقہ نکالو۔

۲ ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرما کی زکوٰۃ کا حکم دیا تو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے ایسے خرمے لائے جن کو جعرور اور مغارہ کہتے ہیں جن میں گودا کم ہوتا ہے اور گٹھلی بڑی۔ حضرت رسول خدا نے ان لوگوں کو جو زکوٰۃ کے محصل تھے اور باغ وغیرہ کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے یہ حکم دیا کہ ان دونوں قسموں کو اندازہ سے خارج کر دو اور ان میں سے کچھ نہ لو اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

۳ بالفحشاء اس سے مراد بخل ہے کیوں کہ عرب کے محاورہ میں بخیل کو فاحش کہتے ہیں۔

۴ ومن یوت الحکمۃ تفسیر عیاشی میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حکمت سے مراد معرفت خدا ہے اور علم فقہ اور جو شخص تم میں سے فقہ سے واقف ہے وہ حکیم ہے، اور ابلیس کو کسی مومن کا مرنا اتنا پسند نہیں جتنا کہ فقیہ کا مرنا اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ حکمت معرفت خدا کی روشنی ہے اور پرہیزگاری کی میراث اور سچائی کا پھل اور اگر میں یہ کہوں کہ خدا نے حکمت سے زیادہ بہتر برتر اور عمدہ تر کوئی نعمت عطا نہیں کی ہے تو بالکل بجا ہے حکیم کی صفت یہ کہ کام کے شروع کرتے وقت ثابت قدم ہوتا ہے اور اس کے انجام

سے باخبر اور مخلوق خدا کو خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں جا رہے تھے کہ کچھ سوار آنحضرت کو ملے۔ انہوں نے عرض کی کہ السلام علیک یا رسول اللہ حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم مومن ہیں فرمایا کہ اپنے ایمان کی حقیقت تو بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم مشیت خدا پر راضی اور اس کے احکام کی اطاعت کو حاضر اور اپنے کل معاملات اس کو سونپ دیتے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صفت صاحبان علم و حکمت کی تھی۔ جو

تسہیل قرآن کی وجہ سے انبیاء سابقین کی شریعت کے بعض احکام اور ان کے بعض معجزات بھی اس میں درج کر دیئے گئے ہیں (باقی صفحہ ۵۴ پر ملاحظہ ہو)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

آگاہ ہے (اے رسولؐ) تمہارے ذمہ یہ نہیں ہے کہ تم ان کو منزل مقصود تک پہنچادو لیکن اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا

جسے چاہتا ہے منزل مقصود تک پہنچادیتا ہے۔ اور جو کچھ تم نیکی میں خرچ کروگے اس کا نفع تمہارے لئے ہی ہوگا۔

تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ

جس مال میں کہ تم سوائے خدا کی رضاجوئی کے اور کسی غرض سے صرف نہ کرو۔ اور جو کچھ بھی تم نیکی میں خرچ کروگے وہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔

اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ

اور تم کو کچھ نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ تمہارے صدقات ان محتاجوں کا حق

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ

ہیں جو راہ خدا میں محصور ہوگئے ہوں اور کسی طرف ملک میں جا نہ سکتے ہوں۔

الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا

ناواقف ان کو ان کی خودداری کی وجہ سے بے نیاز خیال کرتا ہے۔ تم ان کی علامتوں سے انہیں پہچان لوگے

يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

وہ لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔ اور تم نیکی میں جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ اس سے آگاہ ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا

جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں)

وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

صرف کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور ان کو نہ کوئی خوف ہوگا

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا

اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبر سے نکل کر) نہ کھڑے ہوں گے مگر

يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھوکر مخبوط الحواس کردیا ہو،

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ

یہ اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ معاملہ بیع بھی مثل سود کے ہے۔ حالانکہ خدا نے بیع کو حلال کیا ہے

الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

اور سود کو حرام قرار دیا ہے پس جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو جو کچھ

(بقیہ صفحہ ۵۳ گزشتہ) اور وہ جمع نہ کرو جو تم خود نہ کھاؤ گے اور اس خدا سے ڈرتے ہو جس کی حضور میں جاؤ گے۔

۵ تخفوھا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو بات خدا نے تم پر واجب کی ہے اس کا تو خفیہ کی نسبت علانیہ بجالانا بہتر ہے اور جو کچھ تم اپنی خوشی سے بندگی اور اطاعت کے طور پر بجالاؤ اس کا خفیہ کرنا بہ نسبت اظہار کے بہتر ہے۔ اور اگر کوئی شخص مال زکوٰۃ اپنے کندھے پر اٹھا کر لے جائے اور اعلانیہ اسے تقسیم کرے تو بہت ہی بہتر ہے۔

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ للفقراء تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت اصحاب صفہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور وہ مہاجرین میں سے کوئی چار سو آدمی تھے جو مسجد رسولؐ کے ایک چھتے میں رہتے تھے۔ اور اپنا وقت علم دین حاصل کرنے اور عبادت کرنے میں صرف کرتے تھے اور جس قریہ میں آنحضرتؐ ان کو بھیجتے تھے چلے جاتے تھے۔ ۲ الذین ینفقون تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے پاس کسی وقت چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا ان میں سے حضرت نے ایک درہم رات کو ایک درہم دن کو ایک درہم خفیہ اور ایک درہم علانیہ خیرات کردیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی دریافت کیا کہ اے علی تم نے اس طرح کیوں کیا؟ عرض کی کہ خدا کا وعدہ پورا کرنے کے لئے۔ (تفصیل ضمیمہ میں) ۳ الذین یاکلون تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جب مجھے آسمان پر لے گئے تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے کہ ان میں سے جو شخص اٹھنے کا ارادہ کرتا تھا اپنے شکم کی بزرگی کی وجہ سے اٹھ نہ سکتا تھا۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے، پھر دیکھتا کیا ہوں کہ وہ آل فرعون کے راستے پر ہیں۔ صبح و شام جہنم ان کو دکھلائی جاتی ہے اور وہ عرض کرتے ہیں

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
پہلے گزر چکا وہ اس کے لئے معاف ہے۔ اور اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے۔ اور جو پھر ایسا ہی کریں وہی دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ
(ہمیشہ) رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔
لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اور اللہ کسی منکر گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
نیک کام کئے اور نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان لانے والو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ
اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور سود جو (کسی پر) باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ
پھر اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ
وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ
اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہاری اصل پونجی تم کو ملنی چاہیئے۔
لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى
نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے اور اگر مقروض تنگدست ہو تو فراغت کے زمانے تک
مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾
مہلت (دو) اور اگر تم اصل قرض معاف کردو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم سمجھو۔
وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
اور اس دن سے ڈرو جس دن خدا کے حضور میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا ہے
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اے ایمان لانے والو جب
تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ

تم کسی مقررہ مدت کے لئے آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور لازم ہے کہ کاتب تمہارے مابین

پرورش کرتے ہو اور قیامت کے دن جب وہ تم کو دیا جائے گا تو مثل کو واحد ہوگا۔ نیز حدیث نبوی میں وارد ہے کہ کوئی مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا۔ ۳ ما بقی من الربوا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ سود کا ایک درہم خدا کے نزدیک ستر زنا سے بدتر ہے جو محرم عورتوں یعنی خالہ پھوپھی وغیرہ سے کیا گیا ہو۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ سود کے ستر جزو ہیں جس کے ادنیٰ کا وبال اتنا ہے جتنا خاص بیت اللہ الحرام میں اپنی ماں سے زنا کرنے کا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ

۱ فلہ ما سلف۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ سے ورثہ میں کچھ مال پائے اور اسے یہ معلوم ہو کہ اس مال میں سود ملا ہوا ہے لیکن تجارت وغیرہ کا اور حلال مال بھی شامل ہے تو وہ کل مال اس کے لئے حلال اور طیب ہے اسے صرف میں لائے اور اگر کوئی حصہ و مال علیحدہ معلوم ہو کہ یہ سود ہے تو اسے مسترد کر دے اور جو اپنا راس المال ہو وہ رکھے۔ اور اگر کسی شخص کو بہت سا مال ملے جس کا بیشتر حصہ سود ہو لیکن اسے خبر نہ ہو اور بعد میں معلوم ہوا اور وہ اس کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جو سود آچکا ہے اور وہ اس کا ہے جو آنے والا ہے، اسے چھوڑ دے۔ قول مترجم مال مخلوط کا حکم یعنی جس مال میں حرام اور حلال دونوں ملے ہوں مگر نہ مقدار مال حرام معلوم ہو نہ اس کا مالک تو کل کا خمس دے کر مالکی و رثاء کے لئے جائز ہے۔ الا اگر مقدار مال مع مالک معلوم ہو تو ضرور مسترد کر دینا چاہیئے۔

۲ یمحق اللہ الربوا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بہت دفعہ سود خواروں کا مال کچھ بھی گھٹتا نظر نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس سے زیادہ اور مٹانا کیا ہوگا۔ کہ سود کا ایک درہم دین کو مٹا دیتا ہے۔ اور اگر سود خوار کی توبہ قبول ہو جائے گی تو سود خوار کی توبہ قبول ہو جائے گی تو اس کا مال ضرور جاتا رہے گا اور وہ ضرور محتاج ہو جائے گا۔

۳ یربی الصدقات تفسیر عیاشی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز پر فرشتے مامور ہیں سوائے صدقہ کے جسے پروردگار عالم خود اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی پرورش فرماتا ہے جس طرح تم اپنی اولاد کی

بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا

انصاف سے لکھے اور کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے۔ بلکہ جس طرح

عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ

اللہ نے اسے سکھایا ہے اسی طرح لکھ دے، اور جو قرض لینے والا ہو وہ لکھواتا جائے

اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ

اور اسے لازم ہے کہ خدا سے ڈرے اور قرض دینے والے کا کچھ حق کم نہ کردے۔ پھر اگر وہ قرض لینے والا

سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ

نادان یا کمزور ہو۔ یا عبارت خود نہ بتلا سکتا ہو۔ تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ بتلائے۔

بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ

اور گواہوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں دو مردوں کو گواہ بنالو۔

يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

اور اگر وہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالو۔ تاکہ ان (عورتوں) میں سے

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ

اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔ اور گواہ جس وقت بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔

الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ

اور تم کسی چھوٹے بڑے معاملہ کے لکھنے میں سستی نہ کرو۔

كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

خدا کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اور شہادت کا زیادہ ثبوت ہے

وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم کو شک نہ پڑے سوائے اس کے کہ جو نقد سودا ہو جیسا تم باہمی لین دین کیا کرتے ہو

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا

پس اگر تم اس کو نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جس وقت تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کرلو،

اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا

اور کاتب کو اور گواہ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے

فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ

نافرمانی ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو (احکام) تعلیم کرتا ہے۔

۱ فرجل وامراتان تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لئے قرار دی ہے کہ عورتوں کی عقل ناقص ہے اور ان کا دین بھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کئی حدیثوں میں یہ مضمون ہے کہ چار آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جن میں ایک وہ ہے جو اپنا مال بغیر لکھے پڑھے اور بغیر شہادت کے کسی کو قرض دے دے اور پھر وہ اسے نہ دے اور یہ اس کے حق میں دعائے بد کرے تو اس کی دعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو شہادت لے لینے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور ان ہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص کا حق اس سبب سے مارا جائے کہ اس نے کسی معاملہ پر گواہ نہ کئے تھے۔ تو اس کو کوئی اجر نہ ملے گا۔

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا

اور خدا ہر شے کا علم رکھتا ہے، اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ

كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ

تو جو چیز تمہارے پاس ہے اسے رہن کردو۔ پھر اگر تم میں سے کسی دوسرے کو

الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا

امین سمجھ لے تو جس کو امین سمجھا گیا ہے اسے لازم ہے کہ دینے والے کی امانت ادا کردے اور اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے

الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو شہادت کو چھپائے گا اس کا دل یقیناً گنہگار ہے۔ اور جو کچھ

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ

تم کرتے ہو، اللہ اس سے آگاہ ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ (ہی) کا ہے۔

تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ

اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ ہر شے پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ

رسول ان پر ایمان لائے ہیں جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

اور مومنین (بھی) سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ ہم اس کے رسولوں میں

مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ

سے کسی (کی تصدیق) میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔

الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ

اے ہمارے پروردگار ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہیں اور تیری ہی طرف بازگشت ہے۔ اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں

وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ

دیتا۔ (اب) جو کچھ اس نے اچھا کیا اس کا نفع اس کے لئے ہے اور جو کچھ اس نے برا کیا اس کا نقصان اس کے لئے ہے۔ اے ہمارے

اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى

پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو اس کا مواخذہ نہ کر۔ اور ہم پر ویسا بار نہ ڈال جیسا ان پر ڈالا تھا

---

۱ یحاسبکم بہ اللہ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میری امت سے نو امور کے متعلق باز پرس نہ کی جائے گی۔ نسیان (بھول)، خطا (چوک)، لاعلمی، بے بسی (جس کام کے کرنے کی قدرت وطاقت نہ ہو) حالت اضطرار میں جو کچھ ہو جائے۔ کسی ظالم کے جبر سے جو بات کرے، بشگون لینا، مخلوق خدا کے بارے میں غور کرتے وقت جو وسوسے دل میں گزریں ہو، حسد جس وقت تک کہ زبان یا ہاتھ سے اس کا اظہار نہ کیا جائے۔

ع ۳۹ تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات واجب فرمائی ہے کہ اس شخص کو ہرگز جنت میں داخل نہ کرے جس کے دل میں اول وثانی کی محبت ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ہو۔

۲ امن الرسول تا الکافرین متعدد حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ان آیات میں وہ گفتگو ہے جو پروردگار عالم اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے مابین شب معراج ہوئی۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بروایت اپنے آبائے کرام کے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب بیان کئے گئے ہیں ازاں جملہ یہ ذکر بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شب معراج مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے جایا گیا جو ایک مہینہ بھر میں طے ہونے کا فاصلہ ہے اور پھر وہاں سے آسمانی سلطنتوں کی سیر کرائی گئی جو پچاس ہزار برس میں طے ہونے کا فاصلہ ہے۔ مگر ایک تہائی رات سے کم میں آنحضرت وہاں پہنچائے گئے یہاں تک کہ ساق عرش کے قریب پہنچے اور جھٹ سے رفرف سبز آپ کے قریب آگیا۔ اور نور نے بعبارت پر احاطہ کرلیا۔ اس وقت اپنے پروردگار کی عظمت کو آپ کی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہری آنکھوں سے کچھ نہ دیکھا۔ اور قرب کی یہ نوبت پہنچی جسے خود باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فکان قاب قوسین او ادنیٰ، اور اس وقت جو ارشادات ہوئے ان کی نسبت فرماتا ہے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ پس اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خدائے تعالیٰ نے جو وحی فرمائی تھی اس میں سورہ بقرہ کی یہ آیتیں بھی داخل تھیں جو ترتیب موجودہ میں اس سورت کا رکوع آخر ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء (باقی آئندہ پارہ میں)

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

جو ہم سے پہلے تھے اے ہمارے پروردگار اور ہم سے اتنا نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہیں

وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ

اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر

مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

تو ہمارا آقا ہے پس ہم کو کافر لوگوں کے مقابلے میں مدد دے۔

حروفها ۱۵۳۲۵ سورة آل عمران مدينة كلماتها ۳۵۴۲

سورہ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی

ایاتها ۲۰۰ رکوعها ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ

الٓمّٓ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ و قائم ہے، اس نے تم پر کتاب برحق نازل کی

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ

جو اپنے سے پہلی (کتب) کی تصدیق کرتی ہے اور اس نے آدمیوں کی ہدایت کے لئے پہلے توریت وانجیل نازل کی

وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

اور اسی نے قرآن اتارا۔ بیشک جو لوگ خدا کی نشانیوں کے منکر ہوگئے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ

ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے

عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ

بیشک آسمان و زمین کی کوئی چیز اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے،

وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ

وہ وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بنا دیتا ہے۔ سوائے اس زبردست حکمت والے کے کوئی معبود نہیں ہے۔

يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ

وہ وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی کچھ آیتیں تو

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ

صاف صاف ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور کچھ گول گول ہیں

لے الفرقان کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن تو ساری کتاب ہے اور فرقان اس کا وہ حصہ ہے جو محکم اور واجب العمل ہے۔

ع یصورکم فی الارحام کیف یشاء الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا جس وقت کسی بندے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آدمؑ سے لے کر اس کے باپ تک جتنی صورتیں گذری ہیں سب کو جمع فرماتا ہے، پھر اس کو ان میں سے کسی ایک کی صورت پر پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اپنے بیٹے کے بارے میں یہ نہ کہے کہ یہ مجھ سے یا میرے باپ دادا سے ذرا بھی مشابہ نہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتا ہے کہ کسی ایسے نطفہ کو جس سے عہد و پیمان لے چکا تھا صلب آدمؑ سے پیدا کرے (خلقت تامہ عطا فرمائے) یا جو مصلحت ہو اور اسے رحم میں جگہ دے تو خدائے تعالیٰ مرد کو جماع کیلئے حرکت دیتا ہے اور رحم کو وحی فرماتا ہے کہ تو اپنا دروازہ کھول دے کہ میری مخلوق تیرے اندر آئے اور میری تقادیر اس کے بارے میں جاری ہو جائے (اس حکم کی تعمیل میں) رحم اپنا دروازہ کھول دیتا ہے اور نطفہ رحم میں پہنچ جاتا ہے اور چالیس دن اس میں الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے، پھر تخلخل یا بستہ پانی سا ہو جاتا ہے چالیس دن اسی حالت میں رہتا ہے، پھر لوتھڑا بن جاتا ہے۔ چالیس دن اسی حالت میں رہتا ہے پھر گوشت بن جاتا ہے جس میں رگوں کا جال سا پھیلا ہوا ہوتا ہے، پھر خدائے تعالیٰ پیدائش کا کام انجام دینے والے دو فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی مشیت کے مطابق عورتوں کے رحم میں پیدائش ہی کا کام انجام دیا کرتے ہیں یہ عورت کے منہ کی طرف سے اس کے پیٹ میں جاتے ہیں اور رحم تک پہنچتے ہیں جس میں مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم سے منتقل ہو کر آنے والی روح قدیم (یعنی نفس نباتیہ) پہلے سے موجود ہوتی ہے، یہ دونوں فرشتے اس میں بقاء و زندگی کی روح پھونک دیتے ہیں اور ان آنکھیں کل اعضاء اسی لوتھڑے میں سے (چیر پھاڑ کر) کھینچ تان کر حکم خدا سے بنا دیتے ہیں اور اسی طرح کل وہ اعضاء جو پیٹ کے اندر ہیں پھر خدائے تعالیٰ ان فرشتوں کو وحی فرماتا ہے کہ اس

مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا
اب جن لوگوں کے دلوں میں کھوٹ ہے وہ فتنہ پھیلانے کی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی غرض سے
تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ
ان کول محول آیتوں کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کا اصلی
تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ
مطلب سوائے خدا اور ان لوگوں کے جو علم میں مضبوط ہیں (اور) کوئی نہیں جانتا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے
كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷
ہر ایک (محکم ومتشابہ) ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور سوائے صاحبان عقل کے (اس سے) اور کوئی نصیحت نہیں حاصل کرتا۔
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
اے ہمارے پروردگار بعد اس کے کہ تو ہم کو ہدایت کر چکا ہمارے دل حق سے نہ ہٹا اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما۔
رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ
بے شک تو سب سے بڑا عطا کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار بیشک تو سب لوگوں کو اس دن جمع کرنے والا ہے
لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۹ اِنَّ
جس کے بارے میں کوئی شک نہیں۔ بیشک اللہ خلاف وعدہ نہیں کرتا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
جو کافر ہو گئے۔ ان کے مال اور ان کی اولاد (غضب) خدا سے انہیں ذرہ بھر بھی ہرگز ہرگز نہ بچائیں گے۔
مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ
اور وہ جہنم کا کندہ بنیں گے۔ جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلوں کی گت بنی۔
فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ
جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔ پھر خدا نے ان کے گناہوں کے بدلے
فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱ قُلْ
ان کو گرفتار کیا اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ
جو کافر ہو گئے ہیں ان سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم میں جمع کئے جاؤ گے۔ اور (وہ بہت ہی) برا ٹھکانہ ہے۔
وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۲ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ
بیشک تمہارے لئے ان دو گروہوں کے بارے میں جو مقابل ہو گئے تھے ایک نشانی (موجود) تھی)، ایک گروہ تو

۱ و اخر متشابہات وہ آیتیں ہیں جن میں مختلف احتمال پیدا ہو سکتے ہیں اور جن کا مقصد بغیر کامل غور وخوض کے ظاہر نہیں ہو سکتا اور غرض اصلی ان کی یہ ہے کہ علمائے ربانی کی فضیلت عام مخلوق پر ظاہر ہو جائے کہ وہ کس طرح ان کے معانی استنباط کر کے بتلا سکتے ہیں اور کیوں کر ان کا ربط محکمات کے ساتھ دکھلا سکتے ہیں اور کس طرح ان کے ذریعے سے توحید اور معرفت خدا تک پہنچا سکتے ہیں۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل میں منقول ہے کہ محکمات سے مراد جناب امیر و آئمہ ہیں اور متشابہات سے مراد فلاں وفلاں۔

۲ و الراسخون کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الراسخون فی العلم ہم ہیں اور اس کی پوری پوری تاویل سے ہم واقف ہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں یہ روایت ہے کہ پروردگار عالم کی رحمت چونکہ بہت بڑی وسیع ہے اور اپنی مخلوق پر وہ بہت مہربان ہے اور وہ یہ جانتا تھا کہ بدل ڈالنے والے اس کے کلام میں بہت سے تغیرات پیدا کر دیں گے اس لئے اس نے اپنے کلام کو تین قسم پر منقسم فرمایا ہے ان میں سے ایک قسم تو ایسی ہے کہ اسے عالم اور جاہل سب جانتے ہیں۔ ایک قسم ایسی ہے جسے وہی لوگ جانتے ہیں جن کے ذہن صاف ہیں حس لطیف ہے۔ تمیز صحیح ہے اور جن کے سینے پروردگار عالم نے اسلام کی خوبیاں سمجھنے کے لئے کھول دیئے ہیں۔ اور ایک قسم ایسی ہے جس کو سوائے خدا اور انبیاء اور الراسخون فی العلم کے کوئی نہیں جان سکتا۔ اور پروردگار عالم نے ایسا اس لئے کیا کہ اہل باطل جو میراث رسولؐ پر غاصبانہ قابض ہو جائیں وہ اس علم کتاب کا دعویٰ نہ کر سکیں جس منزل (۱) میں سے فی الحقیقت خدا نے ان کے لئے کوئی حصہ مقرر ہی نہیں کیا ہے، بلکہ یہ نوبت پیش آئے کہ جن کو خدا نے اپنا ولی مقرر کیا ہو اور ان کی اطاعت سے خدا بہتان باندھ کر اور ان لوگوں کی کثرت پر ناز اں ہو کر جو ان کی اطاعت اور نصرت کو کھڑے ہو گئے ہوں اور خدا اور اس کے رسولؐ سے علانیہ مخالفت کر کے اپنی حجت بنانے کے لئے منکر ہو گئے ہوں مگر جب علم کتاب کے متعلق کوئی آ کر سوالات پیش کرے تو مضطر اور پریشان ہو کر ان ہی کی خدمت میں حاضر ہوں اور حل مطالب کے لئے اور اپنے مطلب کو ثابت کرنے کے لئے انہی کو اپنا پیشوا بنائیں۔ (باقی حواشی نمبر میں)

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ
راہ خدا میں لڑتا تھا اور دوسرا کافر تھا اور کھلی آنکھوں اپنے مقابل والوں کو اپنے سے
مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ اِنَّ
دو چند دیکھ رہا تھا۔ اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بیشک
فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ
اس واقعہ میں صاحبان بصیرت کے لئے نصیحت ہے۔ لوگوں کی نظر میں ان خواہشوں کی محبت زینت پاگئی ہے
الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
جو عورتوں اور بچوں سونے اور چاندی کے چنے ہوئے توڑوں
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ
دغیلے گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتی باڑی سے متعلق ہوں۔ یہ زندگانی دنیا کا سرمایہ ہیں۔
وَالْحَرْثِ ۚ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
اور انجام کی بھلی خدا ہی کے ہاتھ ہے۔
الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا
تم کہہ دو کیا میں تم کو ان سے اچھی چیزوں کی خبروں ان کے لئے جنہوں نے پرہیزگاری
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
اختیار کی ان کے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی پھرتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے
وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ
اور پاکیزہ بیبیاں ہیں اور خدا کی خوشنودی ہے۔ اور کل بندوں کا نگراں ہے۔
بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بیشک ہم ایمان لائے ہیں تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، اور ہم کو
ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ
عذاب جہنم سے بچالے۔ صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے اور راہ خدا
وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ ﴿۱۷﴾
میں خرچ کرنے والے اور نور کے تڑکے مغفرت مانگنے والے (یہی ہیں)
شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ
خدا نے خود اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے اور کل فرشتوں نے اور

---

۱ واخری کافرۃ یعنی مشرکین مکہ۔

۲ یرونھم مثلیھم رای العین مطلب یہ ہے کہ بدر کے دن مشرکوں کو مسلمان اپنی تعداد سے دو چند نظر آتے تھے اور خود ان کی تعداد ایک ہزار تھی یا یہ کہ مسلمان جس قدر تھے اس سے دو چند ان کو نظر آتے تھے۔ اور ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی یا ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مومنین کو مشرکین اپنے سے دو چند نظر آتے تھے حالانکہ تھے وہ سہ چند سے بھی زیادہ۔ ۳ و القناطیر المقنطرۃ قناطیر جمع قنطار اور قنطار کے معنی ہیں اس قدر سونا جس قدر کہ ایک بیل کی کھال میں سما جائے۔

۴ ورضوان من اللہ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا اور آخرت کی لذتوں میں سے آدمیوں کے لئے کوئی لذت عورتوں سے زیادہ نہیں ہے، اس لئے خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں سب سے پہلے اسی کا ذکر فرمایا زین للناس حب الشھوات من النساء پھر ان حضرت نے فرمایا کہ اہل جنت جنت میں عورتوں کی صحبت سے زیادہ کسی اور چیز کے خواہش مند نہ ہوں گے۔ نہ کھانے کے نہ پینے کے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں نعمتوں کے تین درجے بیان کئے گئے ہیں کہ ادنیٰ ان میں سے متاع دنیا ہے جس کو پہلے لایا گیا اور اعلیٰ ان میں سے خوشنودی خدا ہے جیسا کہ خدائے کسی اور موقع پر فرمایا ہے ورضوان من اللہ اکبر (اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے) اور اوسط جنت اور نعمت ہائے جنت ہیں۔

۵ والمستغفرین بالاسحار تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ استغفار پڑھے گا وہ اس آیت کے اہل میں شمار کیا جائے گا۔ اور کتاب الخصائل میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص نماز وتر میں کھڑے ہو کر ستر مرتبہ استغفار پڑھے اور اس کی ایک سال برابر مواظبت کر پا رہے ہیں تو اس کو خدائے تعالیٰ مستغفرین بالاسحار میں درج کرائے گا اور اس کی مغفرت واجب فرمائے گا۔ کہا گیا ہے کہ صبح کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ دعا اس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے کیوں کہ عبادت اس وقت کی زیادہ سخت ہے اور نفس اس وقت زیادہ صاف ہوتا ہے اور خوف خدا زیادہ غالب

قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

صاحبانِ علم نے جو عدل پر قائم ہیں (یہی شہادت دی کہ) سوائے اس زبردست حکمت والے کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور جن کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے اختلاف نہیں کیا

الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ

مگر آپس کے حسد کی وجہ سے بعد اس کے کہ ان کو علم ہوگیا تھا۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ

اور جو (شخص) خدا کی آیتوں کا منکر ہوگا تو اللہ (اس سے) بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر

حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ

اگر وہ تم سے حجت کریں تو کہہ دو کہ میں نے اور میرے تابعین نے خدا کے سامنے (اطاعت) اپنا سر جھکا دیا ہے۔

لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا

اور ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی ہے۔ اور ان پڑھ لوگوں سے دریافت کرو کہ آیا تم بھی اسلام لائے اگر وہ اسلام لے آئیں کے

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

تو یقیناً ہدایت یافتہ ہو جائیں گے اور اگر روگرداں ہوں گے تو تمہارے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور اللہ کل بندوں کا (خود) نگراں ہے۔

بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ

بے شک جو لوگ خدا کی نشانیوں کے منکر ہیں اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں

النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ

اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو آدمیوں میں سے عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں پس ان کو

مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔ وہ وہی ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

اکارت ہو جائیں گے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کچھ حصہ کتاب سے دیا گیا تھا۔ وہ کتاب خدا کی طرف بلائے

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے مابین فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک گروہ

---

۱ واولوا العلم قائماً بالقسط
تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولوا العلم سے مراد انبیاء اور اوصیاء اور وہی قسط یعنی عدل پر قائم ہیں۔

۲ الاسلام۔ اسلام سے مراد ہے توحید خدا کا اقرار اور اس شریعت کی پابندی جس کو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رواج دیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسلام ایمان سے مقدم ہے۔ وراثت کا تعین دین اور نکاحوں کا ہونا تو اس پر موقوف ہے اور آخرت کا ثواب ایمان پر ہے۔

۳ وجھی للہ نفس کو وجہ سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ اعضائے ظاہری میں وہ اشرف ہے اور تمام قوائے باطنی اور حواس ظاہری کا مظہر ہے۔

۴ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا تھا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب کس شخص کو دیا جائے گا فرمایا اس شخص کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا۔ یا کسی ایسے شخص کو قتل کیا ہوگا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالاتا ہو۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے آیہ ویقتلون النبیین بغیر حق آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل نے دن کے اول حصے میں ایک ساعت کے اندر اندر تینتالیس نبیوں کو قتل کیا۔ پھر عباد بنی اسرائیل میں سے ایک سو بارہ آدمی اس بات کے لئے کھڑے ہوئے کہ انہی قتل ہونے والوں کے حق میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالائیں پس انہوں نے اسی دن کے آخر حصے میں ان سب کو بھی قتل کر دیا اس امر کو خدائے تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا
روگرداں ہو کر حق سے پھر جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے کہہ دیا کہ آگ تو ہم کو سوائے گنتی کے دنوں کے
النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا
ہرگز نہ چھوئے گی۔ اور جو جھوٹ وہ جوڑا کرتے تھے اسی نے ان کو ان کے دین کے بارے میں دھوکا دیا۔
يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۚ قف
پھر کیا حالت ہوگی جب کہ ہم ان کو اس دن جمع کریں گے۔ جس کے بارے میں شک نہیں۔
وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ
اور ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ کہہ دو کہ
اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
اے اللہ اے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے
مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ
سلطنت چھین لیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو ذلت دیتا ہے۔
الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
تمام خیر و خوبی تیرے ہی ہاتھ ہے، بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں
وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ
اور تو مردے کو زندے سے نکال لاتا ہے۔ اور زندے کو مردے سے
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا
اور جس کو چاہتا ہے تو بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے۔
يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ
مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا
اور جو ایسا کرے گا تو اس سے اور خدا سے کوئی واسطہ نہیں، سوائے اس صورت کے کہ تم ان سے کسی قسم
مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾
کا خوف رکھتے ہو، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے۔
قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط
کہہ دو جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے خواہ تم اس کو چھپاؤ یا اس کا اظہار کرو اللہ اس کو جانتا ہے۔

۱ اللھم مالك الملك اللھم کا میم بعوض یائے ندائیہ ہے اسی سبب سے دونوں کا اجتماع کرنا یعنی یا اللھم کہنا غلط ہے۔

۲ توتی الملك تفسیر عیاشی میں داؤد ابن فرقد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ آیت قل اللھم سے ممن تشاء تک پڑھ کر عرض کی کہ بنی امیہ کو سلطنت بیشک خدا نے عطا فرمائی ہے۔ فرمایا عوام الناس کا جس طرف خیال حقیقتاً ایسا نہیں ہے سلطنت کو خدائے تعالیٰ نے ہم کو عطا کی اور بنی امیہ نے اس کو غصباً لے لیا اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا لباس ہو اور دوسرا اسے چھین لے۔ تو چھیننے والے کے قبضہ میں تو ضرور آجائے گا لیکن اس کی ملک نہ ہوگا۔

۳ تقیہ رسم خط کے فائدے سے اس صورت میں اس لئے لکھا جاتا ہے کہ بعض قاریوں نے حسب تنزیل خدا اس کو تقیہ پڑھا ہے اور اگر تقیہ بھی پڑھا جائے تب بھی معنی اس کے تقیہ ہی ہوں گے صرف چالاکی یہ کی گئی ہے کہ تقیہ پڑھنے سے مقصد یہ ہے کہ عوام الناس کو یہ دھوکا دیا جائے کہ لفظ تقیہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں یہ منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ تم کو اپنے دین میں تقیہ کے برتنے کا حکم دیتا ہے کیوں کہ وہ فرماتا ہے کہ لا یتخذ المومنون الخ پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار خبردار ایسا نہ کرنا کہ تم تقیہ کو چھوڑ دو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالو کیوں کہ تقیہ کا چھوڑ دینا تمہارے اور تمہارے بھائیوں کے خون کا بہانے والا تمہاری اور ان کی نعمتوں کا زائل کرنے والا اور ان کو دشمنان خدا کے ہاتھ سے ذلت پہنچانے والا ہے حالانکہ تم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بھائیوں کی عزت کرو (جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں

۴ ما فی صدورکم یعنی مخفی خطرات قلوب۔

ضرورت ہو تقیہ ہرگز نہ چھوڑو) تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو تقیہ کا منکر ہے وہ ایمان سے بے بہرہ ہے اس لئے کہ وہ خدا کے اس قول کا منکر ہوا الا ان تتقوا منھم تقٰۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرزند آدم جس چیز میں تقیہ کرنے کے لئے

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس سے (بھی) واقف ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
(پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اس دن ہر نفس اس نیکی کو جو وہ کر چکا ہے اور اس بدی کو جو وہ کر چکا ہے
مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ
موجود پائے گا۔ اور یہ خواہش کرے گا کہ کاش خود اس کے اور اس دن کے مابین ایک مدت
اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ
طویل و طویل حائل ہوتی اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے، اور اللہ کل بندوں پر بڑا مہربان ہے۔
بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ
(اے رسول) کہہ دو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تمہیں دوست رکھے
اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾
اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
کہہ دو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو پھر اگر وہ روگردانی کریں تو یقیناً اللہ منکروں کو دوست نہیں رکھتا
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ
بیشک اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام عالموں سے برگزیدہ کیا۔
وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ
ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں۔ اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ
جس وقت عمران کی زوجہ نے یہ عرض کی کہ اے میرے پروردگار جو
نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
میرے پیٹ میں ہے اس کو تیرے نام پر چھوڑ دینے کی منت مانتی ہوں۔ پس تو میری (یہ منت) قبول کر لے
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ
بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ پھر جب اسے جنا تو کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی۔
اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ
حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا جنی۔ اور لڑکا لڑکی کے مانند نہیں ہوتا۔ اور میں نے

منزل (۱)

۱ تحبون اللہ کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ دین سوائے محبت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسرار دین میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ جان لے کہ خدا اس سے محبت رکھتا ہے پھر وہ خدا کی اطاعت کرے اور ہماری پیروی کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا اپنے نبیؐ سے کیا فرماتا ہے اس کے بعد حضرتؑ نے یہ آیت قل ان کنتم تحبون اللہ الخ تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا واللہ کوئی بندہ بھی خدا کا مطیع نہ ہوگا مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اپنی اطاعت کی حالت میں ہمارا اتباع اس کے دل میں ڈال دے گا اور نہ کوئی بندہ ایسا ہے کہ ہمارا اتباع کرے اور اللہ اس کو دوست نہ رکھے اور قسم بخدا جو کوئی ہمارا اتباع چھوڑ دے گا ضرور ہم سے بغض رکھے گا اور جو ہم سے بغض رکھے گا یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی نافرمانی نہ کرے اور جو خدا کی نافرمانی کی حالت میں مرجائے گا خدائے تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گا۔ عمران بن امین نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا کا دوست ہرگز نہیں ہے اس کے بعد ان حضرتؑ نے یہ شعر پڑھے

تعصی الاله وانت تظهر حبه
* هذا محال فی الفعال بدیع * لو کان حبک صادقاً لاطعته * ان المحب لمن یحب مطیع

(ترجمہ) تو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کے محبت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ عملاً یہ بات تو ظاہر بظاہر محال ہے اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو ضرور اس کی اطاعت کرتا اس لئے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے۔

۲ ان اللہ اصطفی آدم الخ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت اس طرح تھی ان اللہ اصطفی آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران و آل محمد علی العالمین تو لوگوں نے اصل کتاب سے لفظ آل محمدؐ کو گرا دیا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لفظ آل محمد اس آیت میں موجود تھا لوگوں نے ہٹا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اصل آیت یوں تھی آل ابراہیم و آل محمد بجائے لفظ محمدؐ کے عمران بنا دیا گیا۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ آل محمد کے معنی دریافت کئے گئے تھے۔ فرمایا کہ آل محمد وہ ہیں جن کی

ازواج اور بیٹیوں کے نکاح خدائے تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کئے ہیں (باقی حواشی صفحہ میں پڑھئے)

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ

اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان لعین کے شر سے بچانے کے لئے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

پھر اس کے پروردگار نے اس کی نذر کو حسن قبول سے قبول کرلیا

وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا

اور اس لڑکی کو خوبی کے ساتھ بڑھایا۔ اور زکریا نے اس کی کفالت کی۔ جب وقت زکریا اس لڑکی کے پاس خراب (عبادت) میں جاتے

زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى

اس کے پاس کچھ کھانے کی چیز پاتے۔ دریافت کرتے کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آئی۔

لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ

وہ عرض کرتیں کہ اللہ کے پاس سے۔ بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے۔

بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ

اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار کو پکارا۔ (اور) عرض کی کہ اے میرے پروردگار مجھے بھی

مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ

اپنے پاس سے پاک اولاد عنایت فرما۔ بے شبہ تو دعا کا سننے والا ہے، پھر جس حالت میں

الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآىِٕمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ

وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے فرشتوں نے انہیں آواز دی (اور کہا) کہ اللہ تم کو یحییٰ کی خوشخبری

بِیَحْیٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا

دیتا ہے (جو) خدا کے کلمے کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور شہوتوں سے باز رہنے والا اور نبی صالحین سے (ہوگا)

مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ

(زکریا نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ بڑھاپے نے مجھے آگھیرا

الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾

اور میری بی بی بانجھ ہے۔ جواب ملا کہ اللہ جو کچھ چاہتا ہے یوں ہی کردیا کرتا ہے

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

(زکریا نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی قرار دے فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم

ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ

تین دن تک آدمیوں سے سوائے اشارے کے بات نہ کرسکو گے۔ اور اپنے رب کی یاد

لے سمیتھا مریم یہودیوں کی لغت میں مریم کے معنی عابدہ کے ہیں۔

ع و کفلھا زکریا جس وقت حضرت مریمؑ پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ نے ان کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور بیت المقدس میں ان کو لے گئیں اور احبار بنی اسرائیل کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ خدا کی جانب سے یہ ڈرانے والی پیدا ہوئی ہے اور فرمایا کہ میں نے اس لڑکی کے بارے میں نذر کی تھی اب تم جانو اور یہ جانے۔ آپ چونکہ یہ لڑکی ان کے امام کی بیٹی تھی اس لئے کہ بنی ماشان بنی اسرائیل کے رؤسا و بادشاہ اور ان کی طرف سے حضور خدا میں قربانی گزارنے والے تھے اس لئے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ حضرت مریمؑ کی کفالت میں کروں حضرت زکریا نے فرمایا کہ میں اس کی کفالت کا سب سے زیادہ مستحق ہوں۔ بالآخر قرعہ اندازی پر سب راضی ہوئے ان قرعہ ڈالنے والوں کی تعداد ستائیس تھی۔ سب کے سب ایک نہر پر گئے اور اپنے اپنے قلم ڈال دیئے سب کے قلم تو ڈوب گئے مگر حضرت زکریاؑ کا قلم تیرتا رہا چنانچہ وہی کفالت حضرت مریمؑ کے متکفل ہوئے۔ ع قالت ھو من عند اللہ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب سیدہؑ اس بات کی ضامن ہوئی تھیں کہ گھر کا سب کام انجام دیا کریں گی جیسے آٹا گوندھنا روٹی پکانا اور دیگر انتظامات خانہ داری اور جناب امیر المومنین اس بات کے کہ باہر کا کام انجام دیا کریں گے۔ مثل اس کے ایندھن لانا، رزق بہم پہنچانا وغیرہ۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا بنت رسول اللہ آپ کے ہاں کھانے کی کوئی چیز ہے۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی کہ اس کی قسم جس نے آپ کا حق بزرگ کیا ہے کہ ہمارے ہاں تین دن سے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا آپ نے مجھ کو خبر کیوں نہ کی؟ عرض کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائش کرنے سے منع فرمایا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ اپنے ابن عم سے کسی چیز کا سوال مت کرنا اور اگر وہ خود سے کچھ لائیں تو ان کا احسان سمجھنا ورنہ ان سے فرمائش نہ کرنا، امیر المومنینؑ یہ سن کر باہر تشریف لے گئے۔ ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی اس سے آپ نے ایک دینار قرض لیا شام ہوگئی تھی اور حضرت دینار لئے گھر تشریف لا رہے تھے۔ راہ میں مقداد ابن اسود سے ملاقات ہوئی ان سے دریافت کیا کہ اس وقت گھر سے نکلنے کا سبب کیا ہے،

وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ

زیادہ کرو اور شام اور صبح تسبیح پڑھو۔ اور جس وقت فرشتوں نے کہا کہ اے مریمؑ یقیناً اللہ نے

اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

تم کو چن لیا اور تم کو پاک قرار دیا اور تم کو زمانے بھر کی عورتوں سے برگزیدہ کیا۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اے مریمؑ تم اپنے رب کی خالص عبادت کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ط وَمَا كُنْتَ

(اے رسولؐ) یہ غیب کی خبریں ہم تم کو بذریعہ وحی پہنچاتے ہیں اور حالانکہ وہ

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص وَمَا

جس وقت قرعہ ڈال رہے تھے کہ مریمؑ کی کفالت کون کرے

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

تم ان کے پاس موجود نہ تھے اور جس وقت وہ (اس بارے میں) جھگڑ رہے تھے تم ان کے پاس تھے، (بس وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے یہ

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ق اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

کہا کہ اے مریمؑ خدا تم کو اپنے کلمہ کی خوشخبری پہنچاتا ہے۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

ہوگا دنیا اور آخرت میں (وہ) روادار اور مقرب بندوں میں (اس کا شمار) ہوگا۔

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ

اور آدمیوں سے وہ بچپن اور بڑھاپے میں (یکساں) باتیں کرے گا اور صالحین سے ہوگا۔

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ

(مریمؑ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے بچہ کہاں سے ہوجائے گا جس حال میں کہ کسی مرد نے مجھ کو چھوا تک نہیں۔

بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

فرمایا اللہ جس چیز کو چاہتا ہے یوں ہی پیدا کر دیتا ہے۔ جب وہ کسی معاملہ کو طے کردے تو سوائے اس کے کچھ

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

نہیں کہ فرمادے ہو اور وہ ہوجائے۔ اور اللہ اس کو کتاب

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ ج وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لا اَنِّيْ

اور حکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف

ع ل واذ قالت الملائکۃ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم محدثہ تھیں کہ فرشتے ان سے باتیں کرتے تھے اور وہ فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں (جو شخص نبی نہ ہو اور پھر فرشتوں سے اس سے باتیں ہوتی ہوں تو اگر وہ مرد ہے تو اس کو محدث اور اگر عورت ہے تو محدثہ کہتے ہیں) جناب امام محمد باقرؑ سے مجمع البیان میں منقول ہے کہ اس آیت میں اول لفظ جو اصطفیٰ کا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ذریت انبیاء میں سے برگزیدہ کیا۔ اور طہرک کے معنی یہ ہیں کہ بدکاری سے تم کو پاک کیا اور دوسرے اصطفیٰ کے معنی یہ ہیں کہ ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جو بے باپ کے پیدا ہوتے تم کو منتخب کیا ہے۔

ع واسجدی وارکعی الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل میں وارکعی واسجدی تھا اور صاحب تفسیر نے اس آیت کو ان آیات قرآن مجید میں شمار کیا ہے جن میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی وجہ کہ جناب سیدہ کا نام محدثہ کیوں ہے یہ لکھی ہے کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوتے تھے اور ان کو اسی طرح آواز دیتے تھے جس طرح حضرت مریم کو اور یہ کہتے تھے کہ یافاطمۃ ان اللہ اصطفاك وطهرك واصطفاك علی نساء العالمین یافاطمۃ اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین۔ جناب سیدہ فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے تھے۔ ایک شب جناب سیدہ نے ان سے فرمایا کیا مریم بنت عمران کو تمام زمانہ کی عورتوں پر فضیلت نہیں دی گئی، انہوں نے عرض کی کہ اے سیدہ حضرت مریم تو صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور آپ کی یہ شان ہے کہ ان کے زمانے کی عورتوں کی اور اس زمانے کی عورتوں کی بلکہ اولین کی جس قدر عورتیں ہو چکی ہیں اور آخرین کی جس قدر عورتیں ہوں گی ان سب کی آپ سردار ہیں۔

قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ
(بنا کر بھیجے گا اور وہ یہ کہے گا) کہ میں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے لئے گندھی مٹی سے
كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
پرندے کی سی صورت پیدا کردوں گا، پھر اس میں پھونک ماروں گا پھر وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا۔
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
اور میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کردوں گا اور میں حکم خدا سے مردوں کو زندہ کروں گا۔
وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ
اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو اس کی تم کو خبر دوں گا۔
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۴۹ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا
اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے لئے نشانی موجود ہے اور (میں اس لئے آیا ہوں) کہ اپنے سے
بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ
پہلے کی توریت کی تصدیق کروں اور اس لئے کہ بعض چیزیں جو کہ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہارے لئے حلال قرار دوں
عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
اور تمہارے رب کے پاس سے نشانی لے کر آیا ہوں پس خدا سے ڈرو
وَاَطِيْعُوْنِ ۝۵۰ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ
اور میری اطاعت کرو۔ بیشک اللہ میرا پروردگار بھی ہے اور تمہارا پروردگار بھی پس اسی کی عبادت کرو۔ سیدھا راستہ یہی ہے،
مُّسْتَقِيْمٌ ۝۵۱ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ
پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی طرف سے انکار محسوس کیا (تو) بولے اللہ کے کام میں میرے مددگار کون ہیں۔
اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ
حواری بولے اللہ کی مدد گار ہم ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور گواہ رہئے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ
اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے ہم پر نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے
اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳
اور ہم نے رسول کی پیروی کی پس تو (حق کی) شہادت دینے والوں کے ساتھ ہم کو بھی لکھ لے۔
وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴ۚ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
اور وہ (یہودی) ایک چال چلے اور اللہ (بدلا دینے کے لئے) ایک چال چلا

لے انی اخلق لکم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کی صفت خالقیت کا خود ملکہ ہو کر ثبوت دیا چونکہ خدا ایسی چیز نہیں ہے کہ بندے اس کو دیکھ سکیں یا اس سے بات کر سکیں اس لئے اس نے اپنے خالص بندے ایسے بھیجے کہ وہ اس کی صفات کے مظاہر بن کر اس کی ہر ہر صفت کا ثبوت دیں اور وہ صفات ذات پر دلالت کریں۔ قوم مترجم چونکہ وہ ہر جہت سے یکتا ہے اس لئے حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام کی تعلیم کے بموجب کوئی صفت ذات سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ ذات، ہمہ صفات و صفات تو عین ذات اس کے لئے موزوں و صادق ہے۔

ع ان فی ذلک تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں تو میں مٹی سے پرندے کی سی صورت پیدا کردوں گا پھر اس میں پھونک ماروں گا اور وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا۔ اور میں مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو تندرست کردوں گا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو سب آپ جادو سے کریں گے کوئی ایسی نشانی دکھلائیے جس سے ہم آپ کو سچا سمجھ لیں تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا اگر میں یہ بتلادوں کہ تم نے اپنے گھروں میں کیا کھایا اور کیا ذخیرہ کیا تو تم مجھ کو نبی سمجھو گے۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں حضرت نے ایک ایک کو ان میں سے فرمایا کہ تم نے فلاں فلاں چیز کھائی تھی اور فلاں فلاں چیز پی تھی اور فلاں فلاں چیز کا ذخیرہ کیا تھا تو بعضوں نے تو ان میں سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعضے کافر ہو گئے اگر وہ مومن ہوتے تو اس غیب دانی اور غیب گوئی میں کھلی نشانی موجود تھی۔ تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک سات یا آٹھ سال کے ہوئے اس وقت تک برابر ان لوگوں کو کھانے اور ذخیروں کی خبر دیں دیا کرتے تھے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادرزاد

ع ۱۳ الجزء ۳

اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کیا کرتے تھے اور ان کو توریت کی تعلیم دیتے تھے جب خدا نے بنی اسرائیل پر اپنی حجت تمام کرنی چاہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی۔ نیز اسی تفسیر میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے یہ عرض کی کہ ہمیں ایک مردہ زندہ کر کے دکھلائیے حضرت الیاس، سام بن نوح کی قبر پر لے گئے اور کچھ فرمایا تو وہ قبر حرکت میں آئی پھر کچھ فرمایا تو قبر شق ہو گئی پھر کچھ فرمایا تو سام بن نوح نکل آئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کو کونسی بات پسند ہے۔ دنیا میں رہنا یا پلٹ جانا۔ انہوں نے فرمایا اے

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ
اور اللہ سب سے بہتر بدلا دینے والا ہے، جس وقت خدا نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ میں تمہاری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف
كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى
اٹھانے والا ہوں اور تم کو کافروں (کے میل جول کی خرابی) سے پاک کرنے والا ہوں اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے ان کو انکار
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا
کرنے والوں پر قیامت تک فوقیت دینے والا ہوں پھر تم سب کی بازگشت میری طرف ہوگی اور
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ
جن معاملات میں تم اختلاف کیا کرتے تھے ان میں تمہارے مابین اسی وقت حکم سنادوں گا۔ اب جو کافر ہو گئے ہیں
عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
ان کو تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا مددگار کوئی بھی نہ ہوگا۔
نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور جو ایمان دار اور نیکوکار ہوں گے تو (اللہ) ان کو ان کے اجر پورے پورے دے گا
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾
اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا،
ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾
(اے رسولؐ) ہم تم پر یہ آیتیں اور حکمت والا ذکر تلاوت کرتے ہیں،
اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ
بیشک اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی مثال ہے اس کو مٹی سے پیدا کیا تھا،
ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ
پھر اس سے فرمایا ہو اور وہ ہوگیا۔ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس تم
الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ
شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا، پھر جو شخص تم سے عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کرے بعد اس کے کہ تمہارے پاس
الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا
علم آچکا ہے، تو کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں)
وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ
اور تم اپنی عورتوں کو (بلاؤ) اور ہم اپنے نفسوں کو (بلائیں) اور تم اپنے نفسوں کو (بلاؤ) پھر

(بقیہ صفحہ ۶۶) کہ وہ مدت تک زندہ رہا ہو اور اس نے کھایا پیا ہو اور اس کے بال بچے بھی ہوئے ہوں؟ فرمایا ہاں ان کا ایک دوست تھا جس سے وہ مواخات کا صیغہ پڑھ چکے تھے اور جب حضرت عیسیٰؑ اس کے گھر کے پاس سے گزرتے تھے تو اس کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک مدت تک اس کے ہاں جانا نہیں ہوا پھر جو اس کے مکان سے گزرے اور اس سے ملنے کا ارادہ تھا تو اس کی ماں نکل کر آئی جب اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ اس نے تو انتقال کیا فرمایا تو اس کو دیکھنا چاہتی ہے اس نے عرض کی کہ ضرور فرمایا اچھا گل تو میرے پاس آنیو میں بحکم خدا اسے زندہ کردوں گا چنانچہ وہ دوسرے دن حاضر ہوئی، فرمایا کہ مجھے اس کی قبر پر لے چل، قبر پر پہنچ کر حضرت نے دعا کی وہ قبر شگافتہ ہوئی اور اس کا بیٹا زندہ نکل آیا۔ جب ماں نے بیٹے کو اور بیٹے نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے۔ حضرت عیسیٰؑ کو ان پر رحم آیا اس سے دریافت کیا کہ آیا تو اپنی والدہ کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ یا نبی اللہ مجھے رزق اولاد اور کچھ مدت ملے گی یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ سب کچھ ملے گا اور تو بیس برس زندہ بھی رہے گا۔ شادی بھی کرے گا اور بچے بھی ہوں گے۔ اس نے کہا تو مجھے منظور ہے حضرت عیسیٰؑ نے اس کو اس کی والدہ کے حوالے کیا اور وہ بیس برس زندہ رہا اور بچے بھی ہوئے۔ ۳ قال الحواریون نحن انصار الله عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ حواریوں کو حواری کیوں کہتے ہیں فرمایا کہ عوام الناس کے نزدیک تو یہ وجہ ہے کہ وہ دھوبی تھے دھو دھو کر کپڑوں کو پاک وصاف کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے نزدیک اس لئے کہ انہوں نے اپنے نفس کو صاف کرلیا تھا اور وعظ و نصیحت سے اوروں کو بھی گناہوں کی میل کچیل سے پاک کردیتے تھے۔ ۴ و مکروا و مکر الله الخ۔ مکر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسا حیلہ کیا جائے کہ دوسرے کو مضرت پہنچائی جائے اس لئے کہ لفظ کی نسبت خدا کی طرف نہیں کرسکتے سوائے اس کے کہ جہاں مکاروں کو ان کے مکر کی جزا دینے کا ذکر ہو جیسے کہ اس آیت میں ہے کہ یہود نے یہ چال سوچی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکر سے قتل کردیں گے۔ خدائے تعالیٰ نے اس حیلہ سوچنے والے کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا دیا اور وہ خود اپنے ساتھیوں کے ہاتھ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدلے قتل ہوا اور اس طرح خدا نے اس کا مکر اس کے حق میں برباد کیا۔ (صفحہ ۶۹ سے حواشی یہاں تک ختم ہوگئے اور اس صفحہ ۶۷ کے حواشی اگلے صفحہ ۶۸ پر ہیں)

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ

ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔ بلاشک یہ سچا بیان ہے

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ

اور سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور بیشک وہی خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔

تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

پھر اگر وہ روگرداں ہو جائیں تو اللہ تو فسادیوں کو خوب جانتا ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ اے اہل کتاب

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے مابین مساوی ہے کہ ہم سوائے خدا کے کسی کی پرستش نہ کریں

وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ

اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور (عقیدتی) خدا کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو پروردگار نہ بنالے۔

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

پھر اگر وہ روگرداں ہوں تو یہ کہہ دو کہ اس کے گواہ رہنا کہ واقعی مسلمان ہم ہیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ

اے اہل کتاب ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو

التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

حالانکہ توریت اور انجیل نازل ہی ان کے بعد کی گئی ہیں۔ کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ

اے لوگو! تم وہی ہو جو ابھی تو اس کے بارے میں جھگڑتے تھے جس کا تمہیں علم ہے پھر اس کے بارے میں کیوں جھگڑنے لگے

تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے اور تم (کچھ) نہیں جانتے۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ

ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ سچے فرماں بردار تھے۔

كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾

اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ

بلاشک بمقابلہ کل آدمیوں کے ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو ہے جو ان کے پیرو ہیں

(صفحہ ۶۷ گزشتہ سے حاشیہ) ۱ الخ متوفیک الخ اس کے معنی ہیں زمین سے اٹھانے والا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شب کو خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے اس شب کے متعلق آپ نے اپنے اصحاب سے اپنے پاس آنے کا وعدہ لیا تھا چنانچہ وہ شام کو حضرت کے پاس جمع ہو گئے۔ ان سب کو ان حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا اور خود ایک چشمہ میں ہے جو اس مکان کے کونے میں تھا سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اٹھانے والا ہے۔ اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے۔ تم میں سے کون شخص اس کو گوارا کرے گا کہ وہ میرا ہم صورت بنا دیا جائے۔ پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب پر کھینچا جائے مگر آخرت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کی کہ یا روح اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اچھا تو ہی وہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ ایک شخص نے ان میں سے کہا یا نبی اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اگر تو اپنے نفس میں یہ بات محسوس کرتا ہے تو وہی ہے پھر حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم میرے بعد تین فرقے ہو جاؤ گے۔ وہ تو خدا پر بہتان باندھ میں گے اور جہنم میں جائیں گے۔ اور ایک فرقہ شمعون کی پیروی کرے گا وہ سچا ہوگا اور جنت میں جائے گا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اسی گوشے کے راستہ سے اٹھالیا اور اصحاب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ یہودی شب کے حضرت عیسیٰؑ کی تلاش میں آئے پہلے تو ان یہودیوں نے اس شخص کو پکڑا جس سے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ ایک شخص صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ کفر کرے گا۔ چنانچہ اس نے صبح ہونے سے پہلے

پہلے حضرت عیسیٰؑ کا بارہ مرتبہ انکار کیا پھر اس نوجوان کو پکڑا جو حضرت عیسیٰؑ کا ہم صورت ہو گیا وہ قتل بھی کیا گیا اور سولی بھی دیا گیا ۲ الذین اتبعوک اس سے مراد ہیں مسلمان اور نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ کو ماننے والے ہیں۔ ۳ الذین کفروا اس سے مراد ہیں یہود جو حضرت عیسیٰؑ کو جھٹلانے والے ہیں۔

۴ ابنائنا وابناءکم الخ عیون اخبار الرضا میں جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوائے حضرت علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا اور حسنین علیہ السلام کے کوئی شخص اس کا مدعی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ
اور اس نبی کو ہے اور ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کل مومنوں کا کارساز ہے۔ اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے
اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
یہ خواہش کی کہ کاش وہ تم کو گمراہ کریں حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔
وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اے اہل کتاب خدا کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو، جس حال میں کہ تم خود
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ
گواہی دے رہے ہو، اے اہل کتاب حق کو باطل کے لباس میں کیوں ظاہر کرتے
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع وَقَالَتْ
ہو اور جان بوجھ کر حق کو کیوں چھپاتے ہو، اور اہل کتاب کے ایک
طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ
گروہ نے یہ کہا کہ جو کچھ ایمان لانے والوں پر نازل ہوا ہے
اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾
دن کے اول حصہ میں تم بھی اس پر ایمان لاؤ اور آخر حصہ میں اس سے انکار کر جاؤ شاید (اس طرح) وہ بھی پھر جائیں۔
وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى
اور (انہوں نے کہا کہ) سوائے اس کے جو تمہارے دین کا پیرو ہو کسی پر (اس بات کے متعلق)
اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ
ایمان نہ لاؤ کہ کسی کو وہ کچھ دیا جائے جو کچھ تم کو دیا گیا ہے، یا تمہارے رب کے پاس سے وہ تم سے کچھ حجت کر سکیں
رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
(اور اے رسول) تم کہہ دو کہ فضیلت خدا کی ہدایت ہے (اور اے رسول) تم کہہ دو کہ اس میں شک نہیں کہ فضل
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو
خدا کے ہاتھ ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے، اور اہل کتاب میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ
بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا
اگر تم ان کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھوا دو تو وہ تمہیں ادا کر دیں گے۔

منزل (۱)

۱ (حاشیہ متعلقہ ۶۷ بقیہ از ۶۸) پس خدائے تعالیٰ کے قول ابناء نا کی تاویل جناب حسنینؑ اور نساء نا کی جناب فاطمہ زہرا اور انفسنا کی جناب علی مرتضیٰؑ ہیں۔ (آیت مباہلہ کی تفسیر ضمیمہ میں پڑھئے)

حواشی متعلقہ صفحہ ۶۸ ۱ ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ مطلب یہ ہے کہ ہم نہ یہ کہتے ہیں کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور نہ اپنے علماء کی اس طرح اطاعت کرتے ہیں کہ ان کے مقرر کئے ہوئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیں۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللہ (انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور اپنے درویشوں کو خدا بنا لیا ہے) تو عدی ابن حاتم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ جس چیز کو ان کا جی چاہتا تھا اس کو حلال قرار دے دیتے تھے اور جس کو جی چاہتا تھا حرام قرار دے دیتے تھے اور تم کو ان کی بات تسلیم کر لیتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ ایسا تو ضرور ہوتا تھا۔ فرمایا بس عبادت سے یہی مراد ہے۔ قول مترجم ہمارے مخالفین جن کو ہمارے ائمہ نے اس امت کا یہود و نصاریٰ سے۔ فرمایا ہے۔ مومنین غور کر لیں کہ ان کو یہود و نصاریٰ اس امر خاص میں کس قدر مشابہت ہے۔

۲ لم تحاجون فی ابراھیم ایک روایت میں ہے کہ یہود و نصاریٰ میں جب حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں جھگڑا ہوا تو ہر گروہ کو یہ خیال تھا کہ وہ ہم ہی میں سے تھے۔ مرافعہ اس امر کا دونوں گروہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہودیت اور نصرانیت تو توریت اور انجیل کے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہے اور حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ سے ایک ہزار اور حضرت عیسیٰؑ سے دو ہزار برس پہلے تھے پھر وہ ان مذہبوں پر کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ ۳ ما کان ابو اھیم یہودیا تفسیر عیاشی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے کہ مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں نہ نصرانی تھے کہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوں بلکہ وہ منیب تھے یعنی تمام گمراہیوں اور بدعتوں سے ہٹے ہوئے اور خدا کے خالص و مخلص بندے اور مسلم تھے یعنی دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھے۔ قال مترجم یا تو اس

يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا

اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار تم ان کے سپرد کرو تو سوائے اس کے کہ جب تک تم ان کے سر پر کھڑے رہو وہ تم کو پھیر کر نہ دیں گے۔

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ذمہ ان جاہلوں کے بارے میں کچھ الزام ہی نہیں

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَإِنَّ

حالانکہ وہ جان بوجھ کر خدا پر بہتان باندھتے ہیں ہاں جو خدا کے عہد کو پورا کرے گا اور پرہیزگاری برتے

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

گا تو بلاشبہ اللہ (بھی) پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ کے عہد

وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں وہی تو ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ خدا

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

ان سے بات کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کو (بمہر نظر) دیکھے گا۔ اور نہ ان کو پاک کردے گا۔

يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور ان میں سے ایک گروہ یقینا ایسا ہے کہ

يَّلْوٗنَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا

وہ (تلاوت) کتاب میں اپنی زبان کو اس طرح موڑتا ہے کہ تم اس کو کتاب کا جزو خیال کرلو۔

هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ

حالانکہ وہ کتاب نہ ہو۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے۔

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر بہتان باندھتے ہیں۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

کسی بشر کا یہ حوصلہ نہیں ہے کہ خدا تو اس کو کتاب اور حکمت اور نبوت دے

ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

پھر وہ سب آدمیوں سے یہ کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ)

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ

جیسے تم کتاب کی تعلیم و تدریس کرتے ہو، ایسے تم خود اللہ والے بن جاؤ

(باقی از صفحہ ۶۹ متعلقہ صفحہ نمبر ۶۸)

۴ ان اول الناس بابراھیم کائی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ خصوصیت ہے وہ آئمہ علیہم السلام اور ان کے پیرو ہیں تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان احکام پر سب زیادہ عمل کریں جو وہ خدا کی طرف لائے ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خصوصیت رکھنے والا وہ ہے جو خدا کا زیادہ مطیع ہے گو قرابت نسبی میں ان حضرت سے بعد رکھتا ہو اور دشمن ان حضرت کا وہ ہے جو خدا کا نافرمان ہے گو ان حضرت سے قرابت قریبہ رکھتا ہو۔

(حواشی متعلقہ صفحہ نمبر ۶۹)

۱ قالت طائفۃ من اھل الکتاب تفسیر کبیر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اور وہاں کے لوگوں کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا پھر جب خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کی طرف سے بیت اللہ کی طرف آنحضرتؐ کا رخ پھیر دیا تو اس سے یہودی بہت رنجیدہ ہوئے اور چونکہ یہ تحویل قبلہ کا حکم نماز ظہر میں پہنچا تھا یہودیوں نے کہا کہ محمدؐ نے صبح کی نماز تو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھی تھی اس لئے دن کے اول حصہ میں جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے اس پر تو ایمان لاؤ اور بعد اس کے جو کچھ نازل ہوا ہے اس کا انکار کردو جس سے ان کا مطلب وہی حکم تحویل قبلہ ہے۔

۲ یہاں کا ترجمہ بلحاظ محاورہ مقدم و موخر ہوگیا ہے جو حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ بغور ملاحظہ کریں۔

حواشی صفحہ نمبر ۷۰

۱ قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس وقت آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمایا کہ وہ دشمنان خدا (یہودی) جھوٹے ہیں کہ کوئی رسم جاہلیت ایسی باقی نہیں ہے جس کو میں نے مٹا نہ دیا ہو سوائے امانت کے کہ اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ نیک کی ہو یا بد کی ضرور ادا کی جائے۔ ۲ یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمنا قلیلا' امالی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص حلف اٹھائے اور اس سے اپنے کسی برادر ایمانی کا مالی نقصان کردے تو خدائے تعالیٰ کا سامنا جب قیامت کے دن ہوگا تو اللہ اس پر

تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ
اور (اللہ) تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں کو اور پیغمبروں کو خدا بناؤ۔
اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذْ
کیا وہ تم کو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ اور جس وقت
اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ
خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں
وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ
گا پھر ایک رسول تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا آئے
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى
گا تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا (پھر خدا نے) فرمایا کہ کیا تم نے اس کا اقرار کیا
ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا
اور کیا تم نے میرا یہ بوجھ اپنے ذمے لے لیا۔ (تو) سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ (خدا نے) فرمایا کہ اب تم سب گواہ رہو،
مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دینے والا ہوں۔ پھر جو اس عہد سے پھر جائے وہی تو
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ
نافرمان ہوں گے۔ کیا دین خدا کے سوا وہ کسی اور دین کے خواستگار ہیں
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾
حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں برغبت اور بکراہت اسی کے مطیع ہوں گے۔ اور اسی کی حضور میں پلٹ کر جائیں گے
قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ
(اے رسول) کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا ہے،
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ
اور اس پر جو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ پر نازل ہوا تھا
مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
اور اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا تھا اور ہم (بحیثیت نبوت) ان میں کوئی فرق نہیں کرتے
اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ
اور ہم اس کے خالص فرماں بردار ہیں۔ اور جو اسلام کے سوا

لے ولکن کونوا ربانیین ربانی منسوب ہے لفظ رب کی طرف اور اس میں الف ونون زائدہ ہے اور معنی اس کے ہیں علم وعمل میں کامل۔

ع میثاق النبیین تفسیر جوامع الجامع اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں و اذ اخذ اللہ میثاق امم النبیین الخ یعنی جس وقت خدائے تعالیٰ نے انبیاء کی امتوں سے یہ عہد لیا کہ ہر امت اپنے اپنے نبی کی تصدیق کرے اور جو جو احکام وہ پہنچائیں ان پر عمل کرے ان میں سے بہت سوں نے اس اقرار کو پورا نہیں کیا اور اپنی اپنی شریعت کا بڑا حصہ چھوڑ دیا۔ اور بعضوں نے اپنی اپنی شریعت کے بڑے حصے میں تحریف کی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے مضمون معنی لکھنے کے بعد ان حضرت کا یہ قول درج ہے کہ تنزیل خدا اسی طرح تھی واذ اخذ اللہ میثاق امم النبیین مگر بعد میں لفظ امم گرا دیا گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں ان سب سے خدائے تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنی اپنی امتوں کو آنحضرتؐ کی بعثت اور صفات کی خبریں پہنچا کر بشارت دیتے رہیں اور آنحضرتؐ کی تصدیق کا ان کو حکم بھی دیتے رہیں نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام سے اور جو نبی بعد ان کے مبعوث ہوئے ان سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تمہارے عین حیات میں ہم محمد مصطفیٰؐ کو مبعوث کر دیں تو تم ضرور ان حضرتؐ پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا اور اپنی اپنی قوم سے اس بات کا عہد لیتے رہنا۔ تفسیر کلینی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آئندہ جس قدر نبی خدائے تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں وہ سب دنیا میں رجعت فرمائیں گے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نصرت کریں گے اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے لتومنن بہ یعنی تم سب ضرور اس (محمد مصطفیٰ) پر ایمان لانا ولتنصرنہ اور تم سب ضرور اس (علی مرتضیٰ) کی نصرت کرنا۔ (رجعت کی بابت حدیث ضمیمہ میں مطالعہ فرمائیے)

الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ

کسی اور دین کا خواستگار ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ روز قیامت

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ

نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ خدا ایسے لوگوں کو ہدایت کیوں کر کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے

اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ

حالاں کہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسولؐ برحق اور ان کے پاس کھلی نشانیاں

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ

آچکی تھیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیتا۔ ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان

جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ

پر اللہ کی اور کل فرشتوں کی اور کل آدمیوں کی لعنت (ہے)

اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

ہمیشہ وہ اسی (لعنت) میں رہیں گے نہ ان کا عذاب کم کیا جائے گا اور نہ ان کو

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

مہلت دی جائے گی۔ سوائے ان کے جو بعد اس کے توبہ کرلیں اور (بگاڑ کی) اصلاح کریں

وَاَصْلَحُوْا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ جو لوگ بعد اپنے ایمان کے کافر ہو گئے

بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ

پھر کفر میں بڑھ گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔ اور (اسی)

وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا

گمراہ وہی ہیں بیشک جو کافر ہو گئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ان میں سے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ

کوئی ایک اگر اتنا سونا بھی فدیہ میں دینا چاہے کہ پوری زمین کو بھر دے تو اس کا یہ فدیہ ہرگز نہ قبول کیا جائے گا

ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ان ہی کے لئے دردناک عذاب ہے

وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

اور ان ہی کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

ع ۱۱ ۱۲

۱ کیف یھدی اللہ قوماً کفروا
یہ دونوں آیتیں کل دشمنان محمدؐ اور آل محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ زندہ ہو یا مردہ یا بکر کہ ان پر دوامی لعنت ہوتی رہے گی۔

۲ الا الذین تابوا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن سوید بن صامت تھا محذر بن زیاد کو بلوا کر بطور غدر قتل کر دیا تھا اور پھر بھاگ کر اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین مکہ کے پاس پناہ گزیں ہو گیا تھا اسکے بعد نادم ہوا اور اپنی قوم کے پاس کہلا بھیجا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ آیا توبہ میری قبول ہو سکتی ہے ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو اس وقت ان آیات کا نزول ہوا۔ اور اس کی قوم کے ایک شخص نے ان آیات کو اس تک پہنچا دیا تو اس نے کہا کہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تو سچا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور پروردگار عالم سب سے زیادہ سچا ہے پھر وہ مدینہ کو لوٹ آیا اور تائب ہو گیا اور اس کا اسلام بہت ہی اچھا ہوا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا

تم (ہرگز) ہرگز بھلائی (کے درجے) کو نہ پہنچو گے جب تک کہ ان چیزوں میں سے (راہ خدا میں)

مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

خرچ نہ کرو جو تم کو محبوب ہیں اور جو چیز بھی تم (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل

لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ

کے لئے حلال تھا سوائے اس کے جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنی ذات پر حرام کر لیا تھا قبل اس کے

قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ

کہ توریت نازل کی جائے تم (یہود سے) کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور اس کو پڑھو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ

(اور ثابت کرو) پھر جو شخص اس کے بعد اللہ پر بہتان باندھے

بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ

وہی تو ظالم ہیں کہہ دو اللہ نے سچ فرمایا اب تم سچے دل سے ملت

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ

ابراہیمؑ کی پیروی اختیار کرو اور وہ مشرک نہ تھے۔ بیشک سب سے پہلا

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ

گھر جو کل آدمیوں کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے (وہ گھر) برکت والا

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ

ہے اور کل عالموں کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ازاں جملہ) مقام ابراہیمؑ ہے۔ اور جو

اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ

اس میں داخل ہوگا امن پائے گا۔ اور کل آدمیوں کے ذمے خدا کے لئے اس بیت اللہ کا حج کرنا (واجب ہے)

الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

جس کو (بھی) اس تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے۔ اور جو کافر ہو جائے گا تو اللہ کل عالموں سے بے پروا ہے۔

غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

کہہ دو اے اہل کتاب تم خدا کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو،

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۤ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾

حالانکہ اللہ جو (جو) کچھ تم عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے۔

۱ تنفقوا مما تحبون مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو تم دوست رکھتے ہو، خواہ وہ مال ہو یا جان عورت و آبرو ہو یا کوئی اور چیز اسے طاعت خدا میں خرچ کر ڈالو کیوں کہ جب تک ایسا نہ کرو گے ابرار میں شمار نہ کئے جاؤ گے۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک کپڑا خریدا جو ان حضرت کو بہت ہی اچھا معلوم ہوا، اس کو حضرتؑ نے راہ خدا میں تصدق کر ڈالا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر کسی دوسرے کو ترجیح دے گا قیامت کے دن جنت کو پروردگار عالم کے لئے ترجیح دے گا۔ اور جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہوگا اور اس کو راہ خدا میں صرف کرے گا تو قیامت کے دن پروردگار عالم اس سے یہ فرمائے گا کہ میرے بندے آپس میں نیکیوں کا بدلہ دیا کرتے تھے میں آج تجھ کو تیری نیکی کی مکافات میں جنت دوں گا اور جناب سید الشہداء مظلوم کربلا اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام شکر زیادہ تصدق فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ ہمیں یہ سب سے زیادہ پسند ہے اس لئے ہم اسے راہ خدا میں صرف کرتے ہیں، اس لئے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے لن تنالوا الخ۔

۲ الا ما حرم اسرائیل کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اونٹ کا گوشت کھاتے تھے، تو انہیں پہلو کا درد بڑے زور سے عارض ہوتا تھا اس لئے انہوں نے اپنی ذات پر اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا تھا۔ یہ معاملہ نزول توریت سے پہلے ہوا جب توریت نازل ہوئی تو نہ اس نے اونٹ کے گوشت کو حرام قرار دیا اور نہ اسکے کھانے کی رغبت دلائی۔ یہودیوں نے نہایت بے حیائی سے یہ دعویٰ کیا کہ توریت میں اونٹ حرام ہے خدائے تعالیٰ نے ان کے جواب میں اپنے رسول سے ارشاد فرمایا کہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین۔ (اے رسول) تم ان سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو لاؤ اور پڑھ کے دکھاؤ۔ یہودی مبہوت ہو گئے اور توریت کو نکالنے کی جرأت نہ کر سکے۔ (قول مؤلف) منزل (۱)

۳ ان اول بیت وضع للناس الخ یہ آیت چہارم ان اقوال کے مخالف ہے جو مورخین نے نقل کئے ہیں کہ آدم کا گھر بیت المعمور کے سامنے تھا اور نوح کے طوفان میں اٹھا لیا گیا۔ پھر ابراہیمؑ کے زمانہ میں اس کی جگہ بتائی گئی اور ابراہیمؑ نے اس کی بنا کی۔ (مؤلف)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

کہہ دو اے اہل کتاب جو ایمان لایا ہے اس کو راہ خدا سے کیوں روکتے ہو

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور کیوں اس کی کج روی کے خواستگار ہو جس حال میں کہ تم خود گواہ ہو، حالانکہ اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

تَعْمَلُوْنَ ۝۹۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اے ایمان والو اگر تم ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے کسی گروہ کی پیروی کرو گے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۰۰ وَكَيْفَ

تو وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔ اور تم کیوں کر کافر ہو جاؤ گے،

تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ

حالانکہ تم پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱ يٰٓاَيُّهَا

اور جو شخص خدا کا سہارا لے گا یقیناً اس کو صراط مستقیم کی ہدایت کی جائے گی۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اے ایمان لانے والو اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو لیکن

مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠

اس حالت میں کہ تم اسلام پر ہو اور چنگل مار کر سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ

پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اس کو یاد کرتے رہو کہ تم دشمن تھے،

قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا

پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کی بدولت بھائی بھائی ہو گئے اور تم

حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، پھر اس نے تم کو اس سے بچا دیا اسی طرح سے اللہ اپنی نشانیاں

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى

کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔ اور لازم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں

الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ

جو نیکی کی طرف بلائیں اور اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں۔

ان تطیعوا فریقاً روایت ہے کہ یہ آیت قبیلہ اوس وخزرج کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو ایک دن بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے شاس بن قیس یہودی کا ان کے پاس سے گزر ہوا اور وہ ان کو اکٹھا دیکھ کر جل گیا اور اس نے اپنی قوم کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ تم ان کے پاس جا کر بیٹھا کرو اور یوم بغاث کا ذکر کیا کرو اور جو شعر اس دن تصنیف ہوئے تھے اس میں سے کچھ پڑھ دیا کرو چونکہ اس دن فتح بنی اوس کی رہی تھی (ضرور ہے کہ بنی خزرج کو ناگوار گزرے) ان یہودیوں نے ایسا ہی کیا جس سے اس گروہ میں جھگڑا پیدا ہو گیا وہ ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے اور ایک دوسرے پر غضبناک ہونے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہتھیار ہتھیار کی پکار پڑنے لگی، دونوں قبیلوں کے بہت لوگ جمع ہو گئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو حضرت کچھ اصحاب کو لے کر ان کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اے لوگو بعد اس کے کہ خدا نے تم کو اسلام کے ذریعہ سے معزز و مکرم کیا اور اس کے ذریعہ سے جاہلیت کی باتیں مٹا دیں اور تمہارے مابین الفت پیدا کر دی اور میں بھی تمہارے سامنے موجود ہوں اس پر بھی تم جاہلیت کے مدعی بنتے ہو اس وقت انہوں نے سمجھا کہ حقیقت میں شیطان کی حرکت تھی اور ان کے دشمنوں کی ایک چال تھی اسی وقت انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے خدا سے مغفرت طلب کی ایک دوسرے سے گلے ملے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔ ۱۲ و کیف تکفرون بعد اس کے بعد پروردگار عالم اپنے رسولؐ کو حکم دیتا تھا کہ تم اہل کتاب سے خطاب کرو جیسے کہ فرمایا قل یا اھل الکتاب لم تکفرون الخ اور قل یا اھل الکتاب لم تصدون الخ خود ان سے مخاطب ہوا تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ ان کی قدر بہت بڑی ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں خدا ان سے خطاب وکلام فرمائے اس لئے کہ رسولؐ کے پہچان لینے اور ان پر ایمان لانے کے سامان سب سے زیادہ میسر ان کو تھے۔ ۱۲

اتقوا اللہ حق تقاتہ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا
اور وہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں، اور ان لوگوں کے
وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
مانند مت ہو جاؤ جنہوں نے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں اختلاف کیا اور متفرق ہو گئے،
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا
انہیں کے لئے تو بڑا عذاب ہے، جس دن کچھ چہرے نورانی ہوں گے اور کچھ منہ کالے، پھر جن لوگوں کے منہ کالے ہوں گے
الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ
(ان سے کہا جائے گا) کہ تم ایمان لانے کے بعد منکر ہو گئے تھے نا؟
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
تو اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) اس کے بدلے عذاب چکھو۔ رہے وہ لوگ
ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾
جن کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ رحمت خدا میں ہوں گے، اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا
یہ خدا کی برحق آیتیں ہیں جو ہم تم پر تلاوت کرتے ہیں۔ اور خدا تمام عالم میں
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ
کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ
وہ سب کچھ خدا ہی کی طرف سب امور کی بازگشت ہوتی۔ جو امتیں ہدایت مردم کے لئے پیدا کی گئیں
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ
ان میں تم سب سے بہتر ہو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر
اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
اہل کتاب ایمان لاتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں کچھ تو مومن ہیں
وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ
اور بہت سے نافرمان۔ سوائے ایذا پہنچانے کے لئے وہ تمہارا ہرگز کچھ ضرور نہ کریں گے۔
يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ دکھائیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

۱ یوم تبیض وجوہ تفسیر قمی میں ہے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئے گی، ان میں سے چار کے ماتحت تو بھوکے پیاسے جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے۔ اور پانچویں کے سیر و سیراب داخل جنت کئے جائیں گے۔ (اس سے آگے پوری حدیث ضمیمہ صفحہ پر پڑھئے)

۲ الذین اسودت وجوھھم تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے مراد اس امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں بدعت پھیلائی۔ اپنی رائے بالمقابلہ کو رواج دیا اور اپنی خواہش نفسانی سے مسائل بنا دیئے۔

۳ اکفرتم بعد ایمانکم یہ ہمزہ سوالیہ واسطے زجر و توبیخ اور انکی حالت پر تعجب کرنے کے ہے۔

۴ خیر امۃ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے سامنے پڑھا کنتم خیر امۃ تو حضرت نے فرمایا کہ آیا وہ امت خیر امت ہے جس نے جناب امیر المومنین و حسنین علیہما السلام کو قتل کیا؟ اس پڑھنے والے نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں یہ آیت کیوں کر نازل ہوئی تھی۔ فرمایا اس طرح نازل ہوئی تھی، انتم خیر امۃ اخرجت للناس کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ ان کی مدح اس طرح فرماتا ہے کہ تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔

۵ منھم المومنون ان سے مراد ہیں عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو یہود میں سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ
نہیں پائے جائیں ان کے لئے ذلت قرار دی گئی ہے سوائے اس کے کہ خدا کے عہد
وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ
اور آدمیوں کے عہد کی پناہ میں آجائیں اور غضب خدا میں گرفتار ہوئے
عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ
اور ان پر تنگدستی کی مار پڑی یہ اس لئے کہ وہ آیات خدا کا انکار کرتے تھے
اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا
اور (ناحق) ناحق انبیاء کو قتل کرتے تھے، نیز اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے گذر جاتے تھے
وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ
سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے ایک گروہ ثابت قدم ہے،
قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾
جو راتوں کو آیات خدا پڑھتے اور سجدے کیا کرتے ہیں،
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وہ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم کرتے ہیں، اور بدی سے منع کرتے ہیں،
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ
اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی لوگ صلحاء میں سے ہیں،
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ
اور جو نیکی بھی وہ کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی،
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ
اور اللہ پرہیزگاروں کے حال سے آگاہ ہے بیشک جو کافر ہوگئے ان کے مال
عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ
اور ان کی اولاد اللہ کے ہاں ان کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے، اور وہی جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ)
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِىْ
رہیں گے، جو کچھ وہ اس زندگانی دنیا میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس تند ہوا کی سی
هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ
ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ اس قوم کی کھیتی پر پڑے

۱ علیھم الذلۃ یہاں سے ذلت مراد ہے جان و مال اور اہل و عیال کا بدر ہونا یا باطل کا طرفدار ہونے کے سبب حزیہ دینا۔

۲ بحبل من اللہ و حبل من الناس تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حبل من اللہ سے مراد کتاب اللہ اور حبل من الناس سے مراد علی ابن ابی طالب۔

۳ یقتلون الانبیاء کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ ان لوگوں نے نہ انبیاء کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا نہ اپنی تلواروں سے مارا بلکہ جو باتیں ان سے سنیں ان کا افشا کیا جس کے سبب وہ گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے اور یہ افشاء کرنے والے قاتلین میں شمار کئے گئے۔

۴ فلن یکفروہ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن تو مکفر ہے یعنی اس کی نیکیاں بارگاہ الٰہی تک پہنچ جاتی ہیں اور لوگوں میں مشہور نہیں ہوتیں اور کافر مشکور نہیں ہے یعنی اس کی نیکیاں چونکہ آدمیوں ہی کی خاطر سے کی جاتی ہیں اس لئے آدمیوں ہی میں مشہور ہو جاتی ہیں آسمان تک نہیں پہنچ سکتیں۔

قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ
اور اس کو تباہ کردے جس نے اپنی جانوں پر ظلم توڑا ہو اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً
اپنی جانوں پر وہ خود ظلم کرتے ہیں۔ اے ایمان والو اپنوں کے سوا کسی کو رازدار نہ بناؤ
مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ
اور وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے جتنی تم کو تکلیف پہنچے گی وہ خوش ہوں گے
الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ
دشمنی ان کی بات بات سے ظاہر ہے، اور جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے
بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ
ہم نے تمہارے لئے نشانیاں کھول کر بیان کردیں بشرطیکہ تم سمجھو لو
تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا
اب تم انہیں سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور جب
لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ
وہ تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تمہارے برخلاف غصہ سے اپنی انگلیاں
الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں، کہہ دو کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مرجاؤ بیشک اللہ دلوں کے حال سے
الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكُمْ
واقف ہے اگر تم کو کوئی نفع پہنچتا ہے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم پر کوئی
سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
مصیبت پڑتی ہے تو اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو گے اور ان سے بچے رہو گے تو ان کا مکر تم کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔ اس میں
كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ۚ وَاِذْ غَدَوْتَ
شک نہیں کہ جو کچھ (بھی) وہ کرتے ہیں خدا کے احاطہ میں ہے (اور اے رسول تم اس وقت کو یاد کرو)
مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ ع ۱۱
جب کہ صبح ہی صبح تم اپنے بال بچوں میں نکلے اور مومنین کو لڑائی کے مورچوں میں بٹھانے لگے
عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ ۙ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ
اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینی چاہی حالانکہ اللہ ان دونوں کی مدد پر تھا

۱ لا تتخذوا بطانۃ بطانہ کے لغوی معنی ہیں لباس کا استر اور اصطلاح معنی ہیں ایسا دوست کہ جس پر بھروسہ کر کے آدمی اپنا راز اس سے کہہ دے۔

۲ مقاعد للقتال تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ قریش مکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لڑنے کے لئے نکلے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے نکلے اور وہ مقام قتال کے متلاشی تھے۔ (غزوہ احد کی مختصر پوری کیفیت جو تفسیر قمی میں منقول ہے ضمیمہ صفحہ پر پڑھئے)

۳ اذ همت طائفتان تفسیر قمی میں ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد ایک تو عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی اور ایک دوسرا اور گروہ ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ان دونوں گروہوں سے مراد بنی سلمہ و بنی حارثہ انصار کے دو قبیلے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ بنی سلمہ بنی خزرج میں سے تھے اور بنی حارثہ بنی اوس سے تھے اور یہی بنی سلمہ و بنی حارثہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے دونوں بازو تھے۔

وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ

اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی

اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

جب کہ تم حقیر تھے، پس خدا سے ڈرو تاکہ تم شکرگزار ہوجاؤ

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ

(اے پیغمبر تم اس وقت کو یاد کرو) جب تم مومنوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کیا یہ بات تمہارے لئے کافی نہ ہوگی کہ

بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا

تمہارا پروردگار (آسمان سے) تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا ہاں اگر تم صبر کرو اور نافرمانی سے

وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ

بچو اور دشمن تمہیں یکایک آلیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار بھیجے سجائے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا،

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا

اور یہ مدد خدا نے مقرر نہیں کی مگر اس لئے کہ تمہارے لئے خوشخبری ہو اور اس لئے کہ تمہارے دل

بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ

اس سے مطمئن ہوجائیں اور ہر مدد زبردست حکمت والے خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے،

عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

تاکہ کافروں کے جتھے میں سے کچھ کم کردے یا ان کو ایسا ذلیل کرے کہ وہ ناکام

كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ

پلٹ جائیں (اے رسول) اس معاملہ میں تمہارا کچھ اختیار نہیں خواہ خدا ان کی

الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے،

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان لانے والو دونا دون سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو

۱ نصرکم اللہ ببدر بدر مکہ اور مدینہ کے مابین ایک پانی ہے۔ بدر ایک شخص کا نام تھا۔ اسی کے نام سے یہ مقام موسوم ہوا۔ ۲ وانتم اذلۃ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود تھے وہ لوگ ہرگز ذلیل نہ تھے، بلکہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی وانتم ضعفاء۔ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ ابوبصیر نے یہ آیت ان حضرت کے سامنے پڑھی تو ان حضرت نے فرمایا کہ ٹھہر جا خدا نے اس طرح نازل نہیں فرمایا ہے بلکہ وہ یوں نازل ہوئی ہے واستم قلیل اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے کبھی اپنے رسول کو ذلیل نہیں کیا اور یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے وانتم قلیل معصومین علیہم السلام کی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ مجاہدین بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔

۳ بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فرشتے بدر کے دن بھیجے گئے تھے ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور انہیں حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ بدر کے دن جن فرشتوں نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی تھی وہ پھر آسمان پر نہیں گئے اور اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام کی نصرت نہ کرلیں اور انکی تعداد پانچ ہزار ہے۔ ۴ لیس لک من الامر شیء تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی لیس لک من الامر شیء تو حضرت نے پڑھنے والے سے فرمایا کہ واللہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اختیار تھا اور اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ میں تم کو اس کے مطلب سے آگاہ کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس بات کی خبر دی کہ علیؑ کی ولایت سے لوگوں کو اطلاع دیں تو حضرت نے قوم کی عداوت اور حسد کے بارے میں غور و فکر شروع کی اور عداوت و حسد ان لوگوں کو اس بنا پر تھا کہ خدائے تعالیٰ نے علی علیہ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ
تاکہ تم فلاح پاجاؤ اور اس سے ڈرو جو انکار کرنے والوں ہی کے لئے تیار
لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾
کی گئی ہے، اور اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑ کر جاؤ جس کی وسعت کل آسمانوں اور
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ۙ الَّذِيْنَ
ساری زمین کے برابر ہے، (جو) پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور
يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ
تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور (لوگوں کے قصور سے) درگزر کرتے رہتے ہیں،
وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾
اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور وہ لوگ جو بدی کر بیٹھتے ہیں
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا
یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی
اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
معافی چاہتے ہیں، اور سوائے خدا کے گناہوں کو کون معاف کرسکتا ہے،
اللّٰهُ ۖ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ
اور جو کچھ وہ کرچکے جان بوجھ کر اس پر اصرار نہیں کرتے، انہیں کی جزا ان کے پروردگار کی طرف سے
جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
بخشش ہے اور ایسے باغ جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں جن میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے،
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ ؕ قَدْ خَلَتْ
اور نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے، تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے
مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى
یہ کل آدمیوں کے لئے سمجھانا ہے اور پرہیزگاروں

۱ جنۃ عرضھا السموات و الارض، تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جب جنت کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں رہی؟ حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں رہتی ہے؟ صاحب مجمع البیان کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ جواب معارضۃً دیا جس میں اصل سوال ساقط ہوجاتا ہے گویا اس میں یہ جواب مقدر ہے کہ جو اس بات پر قادر ہے کہ جب ہمارے یہاں دن نکلتا ہے تو رات کو جہاں مناسب سمجھتا ہے پہنچا دیتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جہنم کے لئے جہاں مناسب سمجھے جگہ قرار دے ۲ و الکاظمین الغیظ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو اس حال میں روک لے گا کہ جو کچھ وہ کرنا چاہے کرسکے تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قلب کو اپنی رضا سے معمور کردے گا۔ ۳ و العافین عن الناس۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو کی تاکید فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ عفو سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے، پس جہاں تک ہوسکے تم ایک دوسرے کا قصور معاف کرتے رہو کہ خدا تمہاری عزت بڑھائے۔ ۴ و اللہ یحب المحسنین۔ تفسیر مجمع البیان میں مروی ہے کہ جناب امام ہمام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام نماز کے تہیہ میں مشغول تھے اور ان حضرت کی کنیز پانی ڈالتی جاتی تھی کہ اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ پڑا اور ان حضرت کے اس سے چوٹ لگی۔ حضرت نے سر مبارک بلند کرکے اس کی جانب دیکھا لونڈی نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے والکاظمین الغیظ حضرت نے فرمایا کظمت غیظی (میں نے اپنا غصہ روک لیا) پھر اس کنیز نے عرض کیا و العافین عن الناس

حضرت نے ارشاد فرمایا عفوتک عفی اللہ عنک میں نے تجھے معاف کیا۔ اللہ بھی تجھے معاف کرے پھر اس نے عرض کی و اللہ یحب المحسنین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اذھبی فانت حرۃ لوجہ اللہ تعالیٰ (چلی جا کہ تو خدا کی خوشنودی کے لئے میری طرف سے آزاد ہے) قول مترجم کہتی کو یہ وہم نہ ہو کہ نماز کی تہیہ سے مراد وضو کرنا ہے اس

وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ
کے لئے ہدایت و نصیحت اور ہمت نہ ہارو اور رنجیدہ ہو حالانکہ اگر مومن ہو
الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ
تو تم ہی غالب آؤ گے اگر تم کو زخم لگا تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے، اور یہ تو
مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ
اتفاقات زمانہ ہیں جو ہم آدمیوں کے درمیان الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں اور اس لئے کہ خدا جان لے کہ ایمان والے کون ہیں
النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ
اور تم ہی میں سے بعض کو گواہ بنا لے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا
شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ
اور اس لئے (بھی) کہ خدا ایمان لانے والوں کو خالص کرلے اور کافروں کا مٹا دے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ
یا تم نے یہ گمان کیا تھا تا کہ تم بہشت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اس وقت تک اللہ (بذریعہ امتحان) نہ ان لوگوں کو جانا تھا جنہوں نے تم میں سے
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ
جہاد کیا اور نہ ان لوگوں کو جو ثابت قدم رہے اور ملاقات کرنے سے پہلے تو تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔
وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ
پھر تو تم نے اسے کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا۔
قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا
محمد ایک رسول ہی ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے، کیا اگر وہ
مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ
مر جائیں گے یا قتل کردیئے جائیں گے تو تم اپنے پچھلے پاؤں
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ
پلٹ جاؤ گے اور جو اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائے گا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا
عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ
اور عنقریب خدا شکر کرنے والوں جزا دے گا اور کوئی شخص
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
بغیر خدا کے حکم کے جو لکھا ہوا اور مقرر کیا ہوا ہے نہیں مر سکتا

لے ان یمسسکم قرح تفسیر قمی میں مروی ہے کہ بعد واقعہ احد قریش نے یہ قصد کیا کہ پلٹ کر جائیں اور مدینہ کو لوٹ لیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو ہمیں ان لوگوں کی خبر لادے سوائے امیر المومنینؑ کے کسی نے جواب نہ دیا ان حضرت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس طرح حکم ہو میں خبر لاتا ہوں آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور یہ دیکھو کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں یا اونٹوں پر اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو چھوڑ دیں تو سمجھ لینا کہ ان کا قصد مدینہ کا ہے اور واللہ اگر انہوں نے مدینہ کا قصد کیا تو خدا ان کو پوری پوری شکست دے گا۔ اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیں تو سمجھ لینا کہ وہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں پس امیر المومنین علیہ السلام باوجود ان زخموں اور تکلیفوں کے جو آنحضرت کو پہنچی تھی تشریف لے گئے یہاں تک کہ حضرتؑ ان لوگوں کے قریب آگئے اور دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیا ہے واپس آکر یہ خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ انہوں نے مکہ کا قصد کیا ہے اور خود وہ حضرتؐ مدینہ کو چلے آئے مگر جبرئیلؑ امین نے یہ حکم پہنچایا کہ آپ خود اور آپ کے ساتھیوں میں سے وہ جن کے زخم نہیں لگ چکے ہیں ان لوگوں کے تعاقب میں جائیں چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے ندا دی اے گروہ مہاجرین و انصار جن جن کے زخم لگا ہے وہ چل چلیں اور جو صحیح سالم ہیں وہ اپنے اپنے گھروں میں رہیں اس حکم کو سن کر زخمی اپنے زخموں کی مرہم پٹی میں لگ گئے اور خدا نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی ولا تہنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تالمون فانہم یالمون کما تالمون و ترجون من اللہ ما لا یرجون۔ اس قوم کی جستجو میں سستی نہ کرو اگر تم تکلیف پا رہے ہو تو جیسی تکلیف تم پا رہے ہو ویسی ہی تکلیف وہ بھی پا رہے ہیں حالانکہ جو امید یں تم کو خدا سے ہیں وہ ان کو نہیں) قول مترجم۔ یہ آیت سورہ نساء میں ہے حالانکہ لازم تھا کہ اسی سورہ میں ہوتی اس کے بعد خدا نے فرمایا ان یمسسکم قرح فقد مس القوم

كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ
اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اس کو یہیں دیں گے اور
يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾
جو شخص آخرت کا بدلہ چاہے گا اس کو وہیں دیں گے اور عنقریب ہم شکر گزار لوگوں کو جزائے خیر دیں گے۔
وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ
اور نبیوں میں سے بہت سے ایسے گزرے ہیں جن کی معیت میں اکثر اللہ والے لڑے پھر خدائی راہ میں جو مصیبت ان پر پڑی
اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ
نہ اس سے انہوں نے ہمت پست کی نہ بودا پن ظاہر کیا اور نہ (دشمن کے آگے) گڑگڑائے، اور اللہ
يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا
(ایسے ہی) صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ اے ہمارے پروردگار
اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
ہمارے گناہوں کو اور معاملات میں ہماری زیادتیوں کو بخش دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ
اور ان کافر لوگوں کے برخلاف ہماری مدد کر پھر اللہ نے ان کو دنیا کا بھی بدلہ دیا
الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾
اور آخرت کا بدلہ اس سے اچھا دیا۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے،
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ
اے ایمان لانے والو اگر تم کافروں کی اطاعت کروگے تو وہ تم کو تمہارے پچھلے
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ
پاؤں لوٹا دیں گے۔ پھر تم تو زیاں کار ہوکر پلٹ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا حامی
وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
اور سب سے اچھا مددگار ہے۔ عنقریب ہم کافروں کے دل میں رعب ڈال دیں گے
الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ
بوجہ اس کے کہ انہوں نے خدا کا شریک قرار دیا جس کی بابت اس نے کوئی دلیل نازل نہیں کی
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ
اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کی بازگشت بہت ہی بری ہے۔

۱ ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا یہ ان لوگوں پر طعن ہے جو احد کے دن لوٹ کے پیچھے ایسے پڑے کہ انہوں نے احکام خدا و رسولؐ کی نافرمانی کر دی۔

۲ وسنجزی الشاکرین وہ لوگ جو خدائی نعمت کے شکر گزار ہوئے اور جن کو جہاد سے کوئی شے نہ ہٹا سکی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ معرکہ احد میں امیر المومنین کے ساٹھ زخم آئے تھے اور جناب رسول خدا نے ام سلیم اور ام عطیہ کو حکم دیا تھا کہ وہ دونوں ان کا علاج کریں انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب ہم امیر المومنین کا ایک جگہ سے علاج کرتے ہیں تو دوسری جگہ سے زخم پھٹ جاتا ہے اور ہم کو ان حضرت کی موت کا خوف ہے۔ پس جناب رسول خدا خود تشریف لائے اور مسلمان بھی عیادت کو آجا رہے تھے حضرتؐ نے دیکھا کہ وہ سب جراحتیں مل کر ایک بڑا زخم ہو گیا ہے پس حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس زخم پر پھیرتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ جس نے خدا کے کام میں یہ مصیبت اٹھائی وہی آرام و آسائش میں سب سے زیادہ بہتر اور برتر نکلا اور جہاں جہاں حضرت ہاتھ پھیرتے جاتے تھے وہیں وہیں سے زخم بھرتا آتا تھا۔ اس وقت علی علیہ السلام نے یہ کہا کہ نہ میں جہاد سے بھاگا اور نہ میں نے پیٹھ دکھائی پس خدا نے اپنی کلام میں دو موقعوں پر ان کے ثبات قدم کا شکریہ ادا کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا سیجزی اللہ الشاکرین اور دوسری جگہ فرمایا سنجزی الشاکرین۔ ۳ ربیون کثیر۔ ایک معنی ہیں علماء و فقہا اور دوسرے قول کے مطابق گروہ کے گروہ چنانچہ مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دس ہزار اور عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہزار ہا۔ ۴ ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا یہاں اصحاب انبیاء نے گناہوں کو اور اسراف کو اپنی ذات

سے نسبت دی ہے یا تو اظہار انکسار کے لئے اور یا اس خیال سے کہ بداعمالی اپنے ہی ارادہ سے ہوتی ہے۔ اور ان سب باتوں کی پہلے مغفرت مانگی ہے اور پھر اپنے ثابت قدم رہنے اور دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگی ہے تاکہ خشوع و خضوع کی ثابت ہو جائے اور گناہوں سے چھٹکارا بھی ملے یہی دعائی قبولیت کا باعث ہوتا ہے۔ (باقی حواشی ۵ تا ۶ ضمیمہ میں)

صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا

اور بے شک اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا جب کہ تم اس کے حکم سے ان کو قتل کرتے رہے یہاں تک کہ

فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ

جب تم نے ہمت ہار دی اور اپنی پسند کی چیزیں دیکھنے کے بعد معاملہ میں آپس میں جھگڑنے لگے

اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ

اور (رسول کی) نافرمانی کی تم میں سے بعض دنیا کے طلب گار ہیں اور بعض آخرت کے خواستگار ہیں

يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ

پھر تمہارا رخ ان کی طرف سے پھیر دیا کہ تمہارا امتحان لے اور یقیناً خدا نے تم سے درگزر کی اور

عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ

اللہ مومنوں پر (بڑا) فضل کرنے والا ہے، جب تم

تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ

دور بھاگے چلے جاتے تھے اور کسی کو پلٹ کر (بھی) نہ دیکھتے تھے اور پیچھے سے رسول تم کو پکار رہے تھے

اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا

پھر خدا نے تم کو رنج پر رنج پہنچایا تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے

فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

اس پر اور جو مصیبت تم پر پڑی ہیں ان پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے،

اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً

پھر بعد اس رنج کے خدا نے تم پر چین کی نیند نازل کی جو تم میں سے ایک گروہ پر چھا گئی

مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ

اور ایک گروہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور خدا کی نسبت ناحق کفار کی سی

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ

بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے اس معاملہ میں ہمارا بھی اختیار ہے،

شَىْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا

تم کہہ دو کہ یہ معاملہ پورا خدا کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے دلوں میں وہ کچھ چھپا رہے

يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ مَّا

ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے، یہ کہتے ہیں کہ اس معاملے میں ہمارا اگر کچھ اختیار ہوتا

۱ صدقکم اللہ وعدہ یعنی تم میں سے جو نصرت کا وعدہ بشرط تقویٰ و صبر کیا گیا تھا اسے پورا کیا یہاں تک کہ تمہارے تیر اندازوں نے حکم کی مخالفت کی کہ جب مشرکین سامنے آئے تیر اندازوں نے ان کو چھیدنا شروع کیا اور اوروں نے تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

۲ وتنازعتم فی الامر اس سے مراد ہے تیر اندازوں کا باہمی اختلاف کہ جب مشرکین کو بھاگتے اور مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرتے دیکھا تو بعض نے یہ کہا کہ ہم یہاں کھڑے کھڑے کیا کریں گے اور دوسروں نے کہا کہ ہم تو رسولؐ کی مخالفت ہرگز نہ کریں گے پس ان کا امیر تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ اپنے مقام پر قائم رہا اور باقی لوٹ کے پیچھے دوڑ پڑے جن کو خطاب کر کے خدا فرماتا ہے وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون۔

۳ من یرید الدنیا اس سے عبداللہ بن جبیر کے وہ ساتھی مراد ہیں جو مال غنیمت کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔

۴ من یرید الآخرۃ ان سے خود عبداللہ بن جبیر اور ساتھی مراد ہیں جو حکم رسول پر قائم رہے اور شہید ہو گئے۔

۵ یدعوکم فی اخراکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح آواز دیتے تھے الی عباد اللہ الی عباد اللہ ارجعوا انا رسول اللہ این تفرون عن اللہ وعن رسولہ۔ (بندگان خدا میری طرف آؤ میری طرف پلٹ کر آؤ میں خدا کا رسول ہوں تم اللہ اور اللہ کے رسول سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس وقت پلٹ آئے اس کے لئے یقینی جنت ہے (مگر بھگوڑوں میں سے ایک بھی نہ پلٹا)

۶ یغشا بغمہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ پہلا غم تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان میں سے بعض قتل ہوئے اور دوسرا غم یہ تھا کہ خالد بن ولید نے ہزار سواروں سے ان کو پیچھے سے آ کر گھیر لیا۔

قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ
تو ہم اس جگہ قتل نہ کئے جاتے تم کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی
كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا
جن کے لئے قتل لکھا جا چکا تھا وہ اپنے مقتل میں ضرور نکل کر آتے،
فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
اور اس لئے کہ خدا تمہارے دلوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو جانچ لے
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى
اور اللہ دلوں کی حالت سے آگاہ ہے، یقیناً تم میں سے وہ لوگ جو (کس دن) بھاگ گئے تھے
الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ
جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا تھا سوائے اس کے نہیں ہے کہ شیطان نے بوجہ ان کے بعض افعال کے ان کے قدم ڈگمگا دیئے تھے
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰۤاَيُّهَا
اور اللہ نے ان کے قصور سے درگزر کی بیشک خدائے تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) بردبار ہے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا
اے ایمان لانے والو تم ان کے مانند نہ ہو جو منکر ہوگئے اور
لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا
اپنے بھائیوں کے بارے میں جب کہ وہ سفر میں گئے یا مجاہد بن گئے یہ کہنے لگے کہ اگر یہ ہمارے پاس رہتے
عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ
تو نہ موت سے مرتے اور نہ قتل کئے جاتے (تم کو منع اس لئے کیا) کہ خدا نے اس خیال کو ان کے لئے ان کے دلوں میں ایک حسرت
قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾
قرار دے دیا ہے، حالانکہ اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور جو اعمال تم کرتے ہو اللہ ان سب کا دیکھنے والا ہے
وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ
اور اگر تم راہ خدا میں قتل کئے گئے یا اپنی موت سے مر گئے تو جو کچھ لوگ جمع کرتے رہتے ہیں ان سب سے خدائی مغفرت
وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى
اور رحمت بہت ہی بہتر ہے، اور اگر تم (ویسے ہی) مر گئے یا قتل کئے گئے تو بھی
اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ
خدا کے حضور میں محشور کئے جاؤ گے پھر (اے رسول) خدا ہی کی رحمت کے سبب سے تم نے ان سے نرمی برتی اور اگر تم درشت مزاج اور سخت

۱ الجمعان اس سے دونوں گروہ مراد ہیں، یعنی گروہ مسلمین و گروہ مشرکین جو احد میں ایکدوسرے کے مقابل تھے۔

۲ استزلھم الشیطان اس سے مطلب ہے اپنا مقام چھوڑ دینے اور لوٹ کے مال کا لالچ کرنے میں احکام خدا اور رسول کی نافرمانی کرنا جس کی وجہ سے تائید خدا ان کے شامل حال نہ رہی۔ اور شیطان نے انہیں پھسلا دیا۔

۳ غفور حلیم۔ جو لوگ احد کے بھگوڑوں کی معافی اس آیت میں پڑھ پڑھ کر خوش ہوتے ہیں وہ اس نکتہ کو خوب غور سے دیکھ لیں کہ خدا نے غفور رحیم نہیں فرمایا جس سے آخرت کی معافی ثابت ہوتی بلکہ غفور حلیم فرمایا جس سے دنیا میں ڈھیل دینا ثابت ہے کہ واقعی توبہ کر لیں تو معاف کر دیئے جائیں یا عذاب دنیا کا بخاطر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتفع کر دیا ان مراد ہے کہ ایسے نبی کا ساتھ چھوڑ دینے پر بھی بندر اور سور نہ بنا دیئے گئے۔

۴ فی سبیل اللہ معانی الاخبار و تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ سبیل اللہ سے مراد علیؑ اور آئمہ اولاد علیؑ ہیں۔ جو شخص ان کی دوستی میں قتل ہو جائے وہ راہ خدا میں قتل ہوا، اور جو شخص ان کی دوستی میں مر جائے تو راہ خدا میں مرا۔

فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ
دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے متفرق ہوجاتے پس اب تم بھی ان سے درگذر کرو
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ
اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرو اور ان سے معاملات میں مشورہ کرلیا کرو اور جب تم کسی بات کا پختہ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ
ارادہ کرلو تو اس وقت اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً اللہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ج وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ
اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غلبہ نہ پائے گا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے گا
يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾
تو پھر وہ کون ہے جو اس کے خلاف تمہاری نصرت کرے گا اور مومنوں کو لازم ہے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ط وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ
اور نبیؐ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خفیہ کوئی چیز اڑالے اور جو شخص خفیہ کوئی چیز لے لے گا
الْقِيٰمَةِ ج ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا
تو قیامت کے دن وہ اسے حاضر کرنی پڑے گی پھر ہر شخص کو اس کی کرتوت کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا
يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ
اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا کیا وہ شخص جو خوشنودی خدا کی تابع ہو اس کے مانند ہوجائے گا
اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ
جو ہمہ پھر کر خدا کے غضب میں گرفتار ہو اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو اور وہ بہت ہی بری بازگشت ہے
اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى
ان کے تو خدا کے نزدیک بڑے درجے ہیں اور جو جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا ان کا نگران ہے
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا
بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب کہ ایک رسول انہیں میں سے مبعوث کردیا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج
جو ان پر خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو (ظاہر و باطن) پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے،
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ
گو اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے کیا جب آپڑی تم پر ایسی مصیبت جس سے دوگنی تم خود پہنچا چکے تھے

لے وشاورھم مطلب یہ ہے کہ لڑائی وغیرہ میں ان سے مشورہ کرلیا کرو جس سے ان کے خیالات معلوم ہوجائیں ان کے دل خوش ہوجائیں اور امت میں مشورہ کرنے کا رواج ہوجائے۔ جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ خود بینی سے زیادہ وحشتناک کوئی تنہائی نہیں ہے اور باہمی مشورہ سے زیادہ مضبوط کوئی قوت نہیں ہے جناب امیرالمومنینؑ سے نہج البلاغہ میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی تنہا رائے پر قائم رہے گا وہ ہلاک ہوگا اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلوں سے حصہ لے لے گا۔ لوگوں سے مشورہ کرلینے میں واقعی راہبری ہے اور اپنی تنہا رائے پر بھروسہ کرلینے میں پورا خطرہ ہے۔ کتاب الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو خدا سے ڈرتے ہیں۔

ے ان یغل یغل کا مصدر غلول ہے جس کے معنی ہیں مال غنیمت سے خفیہ کوئی چیز اڑالینا، تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور شان نزول اس کی یہ تھی کہ جو مال غزوہ بدر کے دن آیا تھا اس میں ایک سرخ سربند بھی تھا، وہ کھوگیا۔ اصحاب رسولؐ میں سے ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ اسے رسول اللہ نے اڑادیا۔ اسی بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی اور اسی وقت ایک شخص نے آکر یہ کہا کہ فلاں شخص نے وہ سربند اڑالیا ہے۔ اور فلاں مقام پر زمین میں دبادیا ہے جناب رسول خدا نے اس مقام سے کھودنے کا حکم دیا اسی مقام سے وہ سربند نکلا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے المجالس میں مروی ہے کہ نہ سب آدمیوں کو راضی کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کی زبانی روکی جاسکتی ہیں۔ کہا لوگوں نے بدر کے دن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی تہمت باندھی کہ انہوں نے بدر میں مال غنیمت میں سے اپنی ذات کے لئے سرخ بند اڑالیا یہاں تک کہ خدا نے وہ سربند ظاہر کیا اور اپنے نبیؐ کو خیانت سے بری ثابت کردیا۔ اور اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی وما کان لنبی ان یغل الخ (باقی حواشی ۳ تا ۷ ضمیمہ میں پڑھیں)

مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ
تو تم یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آئی (اے رسول)
عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَا
تم کہہ دو کہ یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے اور جو کچھ
أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ
مصیبت تم پر اس دن پڑی جس دن دو گروہوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ خدا کے حکم سے تھی (اور اس لئے تھی)
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
کہ خدا مومنوں کو جان لے اور ان کو بھی جان لے جو منافق ہو گئے تھے اور ان سے جب یہ کہا گیا کہ آؤ
قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا
خدا کی راہ میں لڑو یا دفاع ہی کرو تو کہنے لگے اگر پہلے سے ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی
لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۖ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ
تو ہم تمہاری پیروی ہی نہ کرتے اس دن وہ (منافق) ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔
يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
اپنے منہ سے وہ کہتے ہیں جو کچھ ان کے دلوں میں نہیں ہے، حالانکہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں
يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا
اس سے خدا خوب آگاہ ہے جو لوگ لڑائی سے بیٹھ رہے تھے اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں یہ کہا
مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ
تھا کہ اگر وہ ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ کئے جاتے تم ان سے کہہ دو کہ اگر
صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
تم سچے ہو تو اپنی ہی جانوں سے موت کو ٹال دو اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے گئے ہیں ان کو ہرگز ہرگز
أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا
مردہ نہ گمان کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس سے خوش ہیں
آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۙ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا
اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں اور اب تک ان سے نہیں ملے ہیں ان کے بارے میں خوش خبری پاتے ہیں کہ ان پر کسی طرح کا خوف نہیں ہے
بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾
اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے، خدا کی نعمت اور فضل کی خوشخبری پاتے ہیں

لہ من عندانفسکم تفسیر مجمع البیان میں قمی سے روایت ہے کہ بدر کے دن جو مشرک قید ہو کر آئے تھے، ان کے لئے بھی قتل کر دینے کا حکم تھا مگر انصار نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ قیدی ہم کو عنایت کر دیجئے اور ان کو قتل نہ کیجئے ہم ان سے فدیہ لینا چاہتے ہیں (جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے موقع پر بغیر حکم خدا کوئی فیصلہ نہیں فرماتے تھے) چنانچہ جبرئیلؑ نے نازل ہو کر منجانب اللہ یہ حکم پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو آزاد کرنے کی اور ان سے فدیہ لینے کی اس شرط پر اجازت دیتا ہے کہ سال آئندہ آپ کے اصحاب میں سے اسی قدر شہید ہو جائیں گے جتنوں سے اس سال فدیہ لیا جائے گا۔ رسول خدا نے ان کو اس شرط کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم راضی ہیں۔ اس سال تو ان لوگوں سے فدیہ لے کر قوت پائیں اور اگلے سال ہم میں سے جو شہید ہونے والے ہیں وہ شہید ہو کر جنت میں پہنچ جائیں چنانچہ سب کو آزاد کیا اور سب سے فدیہ لیا۔ اور اگلے سال جب احد کا واقعہ پیش آیا اور اصحاب رسول میں سے ستر شہید ہوئے تو کہنے لگے یارسول اللہ خدا نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا ہم پر یہ مصیبت کیسے پڑی اسی وقت خدا نے اس آیت کے ذریعہ جواب دیا اور بتلا دیا کہ یہ مصیبت تم پر تمہاری ہی طرف سے ہے یعنی تمہاری قبول کردہ شرط کے بموجب ہے۔ (بدر کا پورا قصہ انشاء اللہ تفسیر سورہ انفال میں بیان ہوگا)

لہ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم مصباح الشریعۃ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کلام واقع ہے اس کا ایک جزو یہ ہے کہ انسان کے ضعف و یقین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اسباب و وسائل سے تعلق ڈھونڈتا ہے۔ اور اپنے نفس کو ان ہی اسباب کا طالب بنتے دیتا ہے عادات کی پیروی کرتا ہے لوگوں کے اقوال پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرتا ہے، دنیا کے کاموں میں اور دنیا جمع کرنے میں اور بخل کرنے میں بڑی کوشش کرتا ہے زبان سے اس کا مقر ہے کہ سوائے خدا کے نہ دینے والا ہے نہ روکنے والا ہے اور اس کا بھی مقر ہے کہ بندہ کو ملتا وہی ہے جو اس کے لئے مقسوم و مقدر ہے اور یہ کوشش سے کچھ رزق میں افزودنی نہیں کر سکتا لیکن اپنے افعال اور قلب سے اس کا منکر ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے یقولون بافواھھم الخ (إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٠﴾ سورہ نساء پ ۵ ع ۱۳)

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ
اور اس کی کہ اللہ مومنوں کے کسی اجر کو ضائع نہیں کرتا
اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ
جنہوں نے زخم لگ جانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مان لیا
بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا
ان میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے وہی تو ہیں کہ جن سے
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ
آدمیوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے بڑا ایکا کیا ہے لہٰذا ان سے ڈرو تو
جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا
اس خبر نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے
اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ
اور وہ سب سے بہتر کارساز ہے۔ وہ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ کر آگئے
لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ
اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچی اور وہ خوشنودی خدا کے پیرو رہے، اور اللہ
فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠
بڑا فضل کرنے والا ہے، یہ تمہارا شیطان ہی اپنے یاروں کو ڈرایا کرتا ہے
فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا
پس اگر تم مومن ہو تو ان سے ہراساں نہ ہو صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو، اور
يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ
(اے رسول) یہ لوگ کفر کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں یہ بات تم کو کچھ رنج نہ پہنچائے، یقیناً وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے
شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ
(اور) اللہ کا ارادہ ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور ان کے لئے
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ
بڑا عذاب ہے بیشک جن لوگوں نے کفر کو (بخوشی) ایمان کے بدلے خرید لیا
يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
وہ ہرگز خدا کا کچھ نقصان نہ کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور جو لوگ

لے الذین استجابوا للہ و الرسول من بعد ما اصابھم القرح بروایت کلبی بعد غزوہ احد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آنحضرت کو یہ حکم پہنچا کہ صرف زخمیوں کو ساتھ لے کر قریش کے تعاقب میں جائیں، حضرت نے اس کی تعمیل کی اگر ایسا نہ ہوتا تو قریش کے سرداروں کا یہ قصد تھا کہ مدینے والوں پر بے خبر چھاپہ ماریں۔ تفسیر برہان میں ابورافع سے منقول ہے کہ جب مشرک روز احد چل دیئے تو وہ مقام روحا پر پہنچے تو کہنے لگے نہ تو تم نے لشکر عورتوں کو ہی لائے اور نہ تو تم نے محمد ہی کو قتل کیا۔ یہ خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو حضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بنی خزرج کے ساتھ ان مشرکوں کے تعاقب میں بھیج دیا جس مقام سے مشرک کوچ کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام وہیں جا اترتے تھے خدائے تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ان ہی ابورافع سے ایک حدیث میں یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے زخموں پر لعاب دہن لگا دیا اور ان کے حق میں دعا کی اور ان کو مشرکوں کا تعاقب کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ ان ہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اسی تفسیر میں بطرق جمہوریوں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو کچھ لوگ ساتھ کر کے ابوسفیان کے تعاقب میں بھیجا تو حضرت کو بنی خزامہ میں سے ایک اعرابی ملا اور اس نے یہ کہا ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم (دیکھو ضمیمہ میں) اس سے اس کی مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی تھے۔ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب نے فرمایا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ایسی یہ آیتیں ذوالفضل عظیم تک نازل ہوئی۔ (باقی حواشی ۲ و ۳ ضمیمہ میں پڑھیں)

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ

منکر ہو گئے ہیں وہ کبھی یہ گمان نہ کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دیتے ہیں یہ ان کے لئے کچھ بہتری ہے ہم تو اس لئے مہلت

لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ

دیتے ہیں کہ گناہگاری میں وہ اور بڑھ جائیں اور ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب (مہیا) ہے، خدا کی یہ شان نہیں

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ

ہے کہ مومنوں کو اسی حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے

مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اور خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تم کو غیب کی باتوں سے آگاہ کر دے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

لیکن خدا اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا ہے (اس بات کے لئے) منتخب کر لیتا ہے پس تم اللہ

وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا

پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اور جو لوگ اس کے بارے میں بخل کرتے ہیں جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے

هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ

ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ان کا یہ بخل کرنا ان کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے قریب ہے کہ قیامت کے دن وہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ

ہی چیزیں جن کے بارے میں وہ بخل کرتے تھے طوق بنا کر ان کو پہنا دی جائیں گی اور کل آسمانوں اور زمین کی میراث خدا ہی کی ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ

اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سب سے آگاہ ہے یقیناً اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے یہ کہا کہ

اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ

اللہ تو محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں۔ جو کچھ انہوں نے کہا وہ اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا

الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

ہم لکھ لیں گے اور کہیں گے کہ آگ کے عذاب کا مزا چکھو تمہارے ہاتھوں

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

جو کچھ ہو چکا یہ اسی کا بدلہ ہے اور یقیناً اللہ (اپنے) بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے

۱ انما نملی لهم خیر لانفسهم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت سے کافر کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ اس کی موت بہتر ہے یا حیات؟ فرمایا موت مومن اور کافر دونوں کے لئے بہتر ہے، اس لئے کہ مومن کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ وما عند اللہ خیر لابرار اور نیکوں کے لئے اللہ کے پاس مہیا ہے اور وہ سب سے اچھا ہے اور کافر کے بارے میں فرماتا ہے کہ اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی و لا تحسبن الذین کفروا تا عذاب مهین ۲ ولا یحسبن الذین کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمہ زکوٰۃ مال واجب ہے وہ اس کا جو حصہ روکے گا خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کا ایک آتشین سانپ بنا کر اس کی گردن میں بطور طوق کے ڈال دے گا کہ حساب سے فارغ ہونے تک وہ اس کا گوشت کھایا کرے اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ سیطوقون ما بخلوا به یوم القیامة۔

۳ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء۔ تفسیر قمی میں معصومؑ سے روایت ہے کہ لوگوں نے خدا کو تو نہیں دیکھا جس سے وہ جان لیتے کہ وہ فقیر ہے لیکن چونکہ انہوں نے اولیائے خدا کو ظاہری فقیری کی حالت میں دیکھا ہے اس سے انہوں نے بے ساختہ کہہ دیا کہ اگر خدا غنی ہوتا تو اپنے اولیاء کو بھی غنی کر دیتا ہے اس طرح انہوں نے اپنے تمنا پر خدا کے مقابلہ میں فخر کیا۔

۴ سنکتب ما قالوا چونکہ یہ کلمہ کہ ہم غنی ہیں اور خدا فقیر ہے بہت بڑا ہے یعنی خدا کے مضحکہ اڑانا اور ٹھٹھا کرنا اس لئے خدا نے وعید فرمائی ہے کہ ہم ان کے اس کلمہ کو لکھتے جائیں گے اور اپنے علم میں محفوظ رکھیں گے اور قیامت کے دن اس کی سزا دیں گے۔

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ

جنہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں

لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ

جب تک کہ وہ ایسی قربانی ہمارے روبرو پیش نہ کرے جس کو آگ کھا جائے (اے رسول) تم یہ کہہ دو کہ

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ

مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے اور جو کچھ تم کہتے

قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ

ہو یہ (بھی) لائے تھے پھر اگر تم سچے ہو تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا تھا؟ پھر (بھی) اگر وہ تم کو جھٹلائیں تو

كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ

تم سے پہلے بہت سے ایسے رسول جھٹلائے گئے ہیں جو کھلی نشانیاں (بھی) لائے تھے اور نصیحت کی باتیں (بھی)

الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

اور روشن کتاب (بھی) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تم کو تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے

اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ

پس جو شخص آتش جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا

الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

یہ تو یقیناً کامیاب ہو گیا اور یہ زندگانی دنیا صرف دھوکے کی ٹٹی ہے

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

ضرور تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے بارے میں آزمائے جاؤ گے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى

اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان سے اور جو لوگ مشرک ہو گئے ہیں ان سے ضرور بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے

كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

اور اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگار رہو گے تو یہی پختگی کے کاموں میں سے (ایک بات) ہے اور (اس وقت کو یاد کرو)

الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

جب کہ اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی اس بات کا عہد لے لیا تھا کہ ضرور تم اس کو لوگ آدمیوں سے کھول کر

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

بیان کرنا اور اس کو پوشیدہ نہ کرنا پھر انہوں نے اس عہد خدا کو پس پشت ڈال دیا اور کتاب خدا کو تھوڑی سی قیمت پر

۱ قد جاءکم رسل من قبلی اس آیت میں خدائے تعالیٰ بنی اسرائیل سے دعوی کو جھٹلاتا ہے اور ان کو الزام بھی دیتا ہے کہ ان سے پہلے جو رسول مثل زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کے تصدیق کرنے والے معجزے لے کر آئے تھے ان کو تم نے کیوں رنج پہنچایا اور کیوں قتل کیا کیوں کہ اگر موجب تصدیق معجزات کی کا دھلانا ہے اور اسی کی وجہ سے تم ایمان لانے سے باز رہتے ہو تو جب وہ رسول معجزے لے کر آئے تھے تو تم ان پر کیوں ایمان نہ لائے اور ان کے قتل کی جرأت کیوں کر کی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان انبیاء کے قتل کرنے والوں میں اس قول کے کہنے والوں میں جن کا ایک آیت میں اس طرح ذکر ہے الا تومن لرسول حتی یاتینا پانچ سو برس کا فاصلہ تھا مگر خدائے تعالیٰ نے ان کو قتل کا الزام اس لئے دیا کہ وہ اپنے بزرگوں کے اس فعل پر راضی تھے۔

۲ کل نفس ذائقۃ الموت پہلی حدیث اس کے متعلق آفات موت اور قتل کے ذیل میں لکھی گئی کافی میں جناب امام جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس زمین کے باشندے اسی طرح مرجائیں گے پھر آسمان والے مریں گے یہاں تک کہ کوئی نہ رہے گا مگر ملک الموت حاملان عرش جبرئیل و میکائیل باقی رہیں گے۔ پروردگار عالم باوجود اپنے علم کے ملک الموت سے دریافت فرمائے گا کہ کون کون اب باقی ہیں۔ ملک الموت سب کو بتا دیں گے۔ اس وقت جبرئیل و میکائیل علیہم السلام کو حکم ہوگا کہ تم دونوں مرجاؤ اور فرشتے عرض کریں گے کہ پروردگارا یہ دونوں تیرے رسول اور امین ہیں۔ حکم ہوگا کہ یہ امر میں طے کر چکا ہوں کہ جس نفس میں روح ہے وہ موت کو ضرور چکھے گا۔ پھر ملک الموت سے باوجود علم سوال ہوگا کہ اب کون کون باقی ہیں؟ عرض کریں گے کہ ملک الموت اور حاملان عرش اس وقت حاملان عرش کو حکم ہوگا کہ تم بھی مرجاؤ۔ اب ملک الموت بھی حزین و غمگین ہوں گے۔ کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گے۔ پھر سوال ہوگا کہ اب کون باقی ہے؟ جواب دیں گے کہ پروردگارا صرف ملک الموت باقی ہے۔ حکم ہوگا کہ اے ملک الموت تم بھی مرجاؤ چنانچہ وہ بھی مرجائیں گے۔ اس وقت آسمان و زمین

(تفسیر ۳ نمبر ۵ میں پڑھئے)

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا

بیچ لیا تو کیا ہی بری وہ قیمت ہے جو وہ لیتے ہیں،

تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا

جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریف کی جائے

لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ

ان کی نسبت ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچ گئے ہیں کے حالانکہ ان کے لئے دردناک

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

عذاب (تیار) ہے اور کل آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے ہے اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے، بیشک آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ

ادل بدل میں ان صاحبان عقل کے لئے نشانیاں موجود ہیں جو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ

کھڑے (کھڑے) اور بیٹھے (بیٹھے) اور کروٹوں کے بل (لیٹے لیٹے) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ

آسمان وزمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے ان کو فضول نہیں پیدا کیا

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ

تیری ذات پاک ہے پس تو ہم کو آتش دوزخ سے بچالے اے ہمارے پروردگار! بیشک جس کو تو جہنم میں داخل کرے

فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا

اسی کو تو رسوا کرے گا اور ظالموں کا حمایتی کوئی بھی نہ ہوگا اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ

جو ایمان کے لئے پکارتا تھا کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ ہم ایمان لائے

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ

اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر اور ہم کو نیکوں کے ساتھ محسوب فرما اے ہمارے

الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

پروردگار! جو کچھ تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے، وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کر

ع ۱۹ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تندرست آدمی قیام وقعود کی حالت میں نماز پڑھتا ہے اور بیمار فقط بیٹھے بیٹھے۔ اور جو بہت ہی ضعیف ہو وہ کروٹ سے لیٹے لیٹے۔ امالی اور تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومن کھڑے کھڑے بیٹھے بیٹھے لیٹے لیٹے چونکہ ہر وقت یاد خدا ہی میں رہتا ہے۔ وہ نماز ہی کی حالت میں سمجھا جائے گا۔ امالی میں یوں منقول ہے کہ جس وقت امیر المومنین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لے چلے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں تو فاطمہ بنت اسد و فاطمہ بنت رسول اللہ و فاطمہ بنت زبیر بھی ہمراہ تھیں اور قریش کے کچھ سوار ان کے تعاقب میں گئے، جن سے مغلوب ہو جانے کا اندیشہ تھا تو حضرتؑ نے وادی ذی طوی میں نزول اجلال فرمایا اور ایک شبانہ روز قیام فرمایا۔ یہاں کچھ کمزور مومنین جن میں ام ایمن بھی تھیں آ کر ان حضرتؑ کے شریک ہوئے۔ اس شب قیام میں خود جناب امیر المومنین اور ان تینوں بیبیوں نے ایسی عبادت فرمائی کہ خدائے تعالیٰ نے ان لفظوں میں اپنے رسول کو بذریعہ وحی کے اطلاع دی الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم اس شب کی صبح ہوئی تو انہوں نے نماز صبح پڑھی اور کوچ کر دیا اور ہر ہر منزل پر اسی طرح عبادت کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(۱۹ سے ۲۴ تک خیمہ میں پڑھئے)

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ
بیشک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی (اور یہ فرمایا)
رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ
میں تم سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہ کروں گا (خواہ وہ) مرد ہو یا عورت
بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ
کہ ایک تم میں سے دوسرے سے ہے پس جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے وطن سے نکالے گئے
دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ
اور میری راہ میں ان کو ایذا دی گئی اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کی برائیاں
عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
ان سے دور کروں گا اور ضرور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں
الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾
یہ اللہ کی طرف سے ایک صلہ ملے گا اور سب سے اچھا صلہ اللہ ہی کے پاس ہے،
لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ ؕ مَتَاعٌ
جو لوگ کافر ہوگئے ہیں ان کو شہر بشہر کی آمد و رفت تم کو ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔
قَلِيْلٌ ۖ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ
یہ چند روزہ پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے لیکن
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ
وہ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے ایک مہمانی ہوگی اور سب سے اچھا (صلہ)
لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ
وہ ہے جو نیکوں کے لئے اللہ کے پاس (مہیا) ہے اور بیشک اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا پر اور
اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ
جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ
(اور) اللہ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہیں بیچتے ان ہی کا اجر ان کے رب کے پاس ہے بیشک اللہ

۱ انك لا تخلف الميعاد۔ یعنی مومن کو ثواب پہنچانے میں اور دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرنے میں تیری طرف سے خلاف وعدگی نہیں ہوتی۔ اوپر کی پانچ آیتوں میں لفظ ربنا کا بار بار آنا زیادہ گریہ وزاری پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ مطالب مستقل ہیں اور ان کی شان بڑی ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ جب کسی شخص کو کسی امر نے محزون و مغموم کیا ہو اور وہ پانچ مرتبہ ربنا کہے تو جس چیز سے وہ ڈرتا ہوگا خدا اسکو اس سے نجات دے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے ویل ہے جو ان آیتوں کو پڑھ تو لیں گے مگر ان کے مطالب پر غور نہ کریں گے۔

۲ من ذکر او انثیٰ روایت میں وارد ہے کہ جناب ام سلمہؓ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ خدا نے ہجرت میں مردوں کا تو ذکر کیا ہے اور عورتوں کو چھوڑ دیا ہے اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی الذکر سے مراد میں علیؑ اور انثیٰ سے مراد میں فاطمہؑ اور بعضکم من بعض سے مراد یہ ہے کہ علیؑ فاطمہؑ بنت اسد سے ہیں۔

۳ فالذین ھاجروا اس سے مراد میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت سلمان فارسی۔

۴ واخرجوا من دیارھم اس سے مراد میں ابوذر غفاری جس وقت یہ کلمہ حق کہنے پر مدینہ سے نکالے گئے۔

۵ واوذوا فی سبیلی اس سے مراد میں عمارؓ جس وقت حق بات کہنے پر ان کو سخت مار ماری گئی۔

۶ لا یغرنك لفظی معنی تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ ظاہراً خطاب نبی سے ہے اور مراد میں امت کے لوگ۔ وجہ یہ ہے کہ روایت میں وارد ہے کہ بعض مسلمان مشرکوں کو فراغ دستی اور راحت و عیش کی حالت دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنان خدا تو یوں عیش کیا کریں اور ہم بندگان خدا بھوکے مریں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا

بہت جلد حساب لینے والا ہے، اے ایمان لانے والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور (اطاعت امام پر)

وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۲۰۰﴾

کمر کس لو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حروفها ۱۶۶۶۷ سورة النساء مدينة كلماتها ۲۷۲۰

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوئی

رکوعها ۲۴ | ایاتها ۱۷۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ

اے آدمیو تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک متنفس سے پیدا کیا

وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا

اور اسی (کی بچی مٹی) سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں

وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ

اور اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر آپس میں تم سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو

اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿۱﴾ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا

اس میں شک نہیں کہ خدا تم پر نگراں ہے اور یتیموں کو ان کے مال دے دو

تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ

اور برے کو اچھے سے نہ بدلو، اور اپنے مال کے ساتھ (ملا کر) ان کے مال نہ کھا جاؤ

أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ﴿۲﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

بلاشک یہ بہت بڑا گناہ ہے، اور اگر تم کو یہ خوف ہو

تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو (اور) عورتوں میں سے جو تم کو پسند آجائیں

مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا

دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرلو پھر اگر تمہیں سے یہ خوف ہو کہ (ان کے مابین بھی) عدالت نہ کرسکو گے تو منکوحہ ایک ہی ہو

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ﴿۳﴾ وَآتُوا النِّسَاءَ

یا (لونڈیاں) جو تمہاری ملکیت ہوں یہ بات ناانصافی سے بچنے کے لئے اقرب ہے۔ اور عورتوں کو ان کے

۱ یا ایها الذین آمنوا اصبروا

۲ ع ۱۱ کتاب کافی میں اس آیت کی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اصبروا علی المصائب وصابروا علی الفرائض ورابطوا علی الائمۃ (یعنی مصیبتوں پر صبر کرو اور واجبات کی ادائگی پر ایک دوسرے کو ہمت دلاؤ اور اماموں کا ساتھ نہ چھوڑو)

۲ و رابطوا تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت عباس عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اور رباط یا متعلق رہنے کا حکم ہم کو نہیں دیا گیا بلکہ لوگوں کو دیا گیا ہے۔ اور ہماری نسل سے تو وہ ہوگا جس سے سب تعلق رکھیں اور لوگوں کی نسل سے وہ ہوں گے جن کو تعلق رکھنا چاہئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے رابطوا کے یہ معنی بھی مروی ہے کہ نمازوں سے رابطہ رکھو یعنی ایک نماز کے بعد دوسری کے منتظر رہو اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں رابط کے یہ معنی کہ اطاعت آئمہ پر کمر بستہ رہو ہو نہیں سکتے تھے۔

(قول مترجم) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عین حیات خود بذریعہ نماز جماعت اطاعت امام سکھائی، اور قبل وفات خود ہاتھ میں ہاتھ لے کر امام کو بتلا دیا۔ پھر بھی جو اس اطاعت کے منکر اس امام سے رابطہ نہ رکھنے والے ہوں، وہ جواب دہی کے لئے تیار رہیں۔

(باقی حواشہ ۳ سے ۶ رتک ضمیمہ میں پڑھئے)

صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا
مہر خدا کا عطیہ سمجھ کر دے دو پھر اگر وہ بخوشی وہ اس میں سے کچھ تم کو دے ڈالیں
فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ
تو اسے کھالو وہ تم کو رچے پچے اور بے دوقوں کو اپنے وہ مال جو خدا نے تمہارا سہارا بنایا ہے نہ دو
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا
ہاں اس میں سے ان کو کھلاؤ اور یہ پہناؤ اور ان سے
لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا
نرمی کی بات کرو اور یتیموں کو کاروبار میں لگا کر جانچتے رہو جب تک کہ وہ نکاح کے قابل نہ ہوجائیں
النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ
پھر اگر تم ان میں کافی سمجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو
اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ
اور اس مال کو فضول خرچی کرکے اور جلدی جلدی (اس خیال سے) نہ کھا جانا کہ یتیم بڑے ہوجائیں گے
وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ
(تو حساب لیں گے) اور جو مالدار ہو تو وہ مال یتیم سے قطعاً پرہیز کرے اور جو محتاج ہو وہ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا
دستور کے مطابق کھائے پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کرو
عَلَیْهِمْ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ
تو اس پر گواہ بھی کرلو اور خدا حساب لینے کے لئے کافی ہے مال باپ اور قریبی رشتہ دار جو ترکہ چھوڑ جائیں
الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ
اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور ماں باپ اور رشتہ داروں نے جو ترکہ چھوڑا ہو
الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِیْبًا
وہ تھوڑا ہو یا بہت اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہے اور جب دور کے قرابت والے
مَّفْرُوْضًا ۝۷ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
اور یتیم اور مسکین تقسیم ترکہ کے وقت حاضر ہوں تو اس میں سے کچھ ان کو بھی دے
وَالْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸
دو اور ان سے نرمی کی بات کرو اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے

۱ نحلۃ۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسروی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو تو وہ شخص خدا کے نزدیک زانی ہے۔

۲ ھنیئاً مریئاً۔ ھنیئاً کے معنی ہیں کہ لذت میں اچھا مریئاً کے معنی ہیں خاصیت میں اچھا اور انجام میں اچھا۔ روایت میں وارد ہے کہ لوگ اس بات کو اچھا نہ سمجھتے تھے بلکہ گناہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو جو کچھ دے چکا ہو اور وہ بخوشی اس میں سے کچھ واپس کرنا چاہے تو اسے قبول کرے اسی کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔

۳ ولا تؤتوا السفھآء۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں سفہاء سے مراد یتیم بچے ہیں اور ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جب تک تم ان کا شعور نہ محسوس کرلو ان کو کچھ نہ دو۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سفہاء سے مراد عورتیں اور یتیم بچے ہیں اور مطلب خدا کا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو یہ علم ہو کہ اس کی عورت کم عقل ہے اس میں انتظام کا مادہ نہیں ہے اور اسکی اولاد ناسمجھ ہے ان میں بھی قابلیت اور سلیقہ خانہ داری کا نہیں ہے تو اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے مال واملاک پر ان نادانوں کو اختیار دے اور خود نقصان اٹھائے۔

۴ رشداً الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رشد معلوم کرنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ کچھ مال دے کر دیکھو کہ وہ اس کی حفاظت کرسکتا ہے یا نہیں۔

۵ فلیاکل بالمعروف۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص یتیم کے بارے میں سعی کرے اور خود حاجت مند ہو تو بقدر اپنی حاجت کے ان کے مال میں سے لے سکتا ہے۔ یا جتنا کام کرتا ہے اس کی مناسب اجرت لے لے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مال یتیم میں سے ضرورت مند اور کارکن اگر لے تو بقدر حاجت وکفایت لے اور وہ بھی قرض لے اور جس وقت میسر آئے فوراً واپس کردے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا
جو اگر اپنے پیچھے کمزور بچے چھوڑ جاتے تو ان کے ضائع ہونے کا کیسا خوف کھاتے
خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹
پس لازم ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور سچی بات کہیں بلاشک
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ
جو ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں
بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ
اور وہ عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے خدا تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے
اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً
کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے پھر اگر فقط بیٹیاں دو (یا دو) سے زائد ہوں تو
فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً
متروکہ کا دو تہائی ان کا ہے، اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اس کا آدھا ہے
فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا
اور متوفی کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اگر متوفی کی کچھ اولاد بھی ہے تو اس کے ترکہ میں سے ایک ایک چھٹا حصہ ہے
تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ
اور اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہوئے ہوں تو ماں کے لئے متروکہ کا تہائی ہے
فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ
اور اگر اس کے بھائی بہنیں بھی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے، (یہ تقسیم) بعد تعمیل وصیت ہوگی جو متوفی
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا
کر گیا ہو اور بعد ادائے قرض تمہارے باپ (دادا) ہوں اور تمہارے بیٹے (پوتے) تم
تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ
نہیں جانتے کہ باعتبار نفع رسانی کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے بیشک
اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۱ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ
اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور تمہاری ازواج جو کچھ چھوڑ جائیں اگر ان سے کوئی اولاد نہ ہو تو اس میں سے آدھا
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ
تمہارا ہے پھر اگر ان کے کوئی اولاد ہو تو ان کے ترکے کا چوتھائی تمہارا ہے

۱ اموال الیتامیٰ ظلماً کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یتیم کا مال کھانے والا اس شان سے میدان حشر میں آئے گا کہ آگ اس کے پیٹ میں بھڑکتی ہوگی اور شعلے اس کے منہ سے نکلتے ہوں گے لوگ اس کو پہچان لیں گے کہ اس نے مال یتیم کھایا ہے۔

۲ ولد بیٹا ہو یا بیٹی ایک ہو یا زیادہ۔

۳ اخوۃ۔ اخوۃ کا لفظ دو یا زیادہ پر صادق آتا ہے، اور اخوتان یعنی دو بہنیں بمنزلہ ایک بھائی کے ہوتی ہیں۔ مگر کافی اور تہذیب الاحکام کی بھی روایتوں میں معصومین سے روایت ہے کہ دو بھائی ہوں یا ایک اور چار بہنیں ہوں یا دو بہنیں یہ ماں کے حصے کو بجائے تہائی کے چھٹا حصہ کر دیں گی۔ مگر اخیافی بھائی بہن حاجب نہیں ہو سکتے یعنی ان کے سبب سے ماں کا حصہ کم نہیں ہو سکتا، اور ماں باپ یا کسی ایک کے ہوتے بھائی بہن وارث نہیں ہو سکتے اور بھائی بہن کے ہوتے جو ماں کو کم دلوایا گیا ہے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ باپ کو زیادہ ملے گا کیوں کہ باپ کے ذمہ ان سب کا خرچ ہے نہ کہ ماں کے ذمہ۔

۴ لھن ولد یعنی خود متوفیہ کے بطن سے یا اس کے بیٹے پوتے کے صلب سے یا اس کی بیٹی کے بطن سے کوئی اولاد ہو۔

مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ
بعد اس وصیت کے جو وہ کر گئی ہوں اور بعد ادائے قرض کے اور تمہارے ترکے میں سے ان کے لئے
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
چوتھائی ہے اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے
وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ
اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے بعد تعمیل وصیت کے جو تم نے کی ہو
اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ
یا بعد ادائے قرض کے اور اگر کسی مرد یا عورت کے وارث بھائی بہن ہوں اور اس کا کوئی (مادری) بھائی یا
اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ
بہن بھی ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں
ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ
تو ایک تہائی میں وہ سب شریک ہیں بعد تعمیل وصیت کے جو کی گئی ہو یا ادائے قرض کے بشرطیکہ میں
دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
وارثوں کا ضرر مدنظر نہ ہو یہ وصیت خدا کی ہے اور اللہ جاننے والا (اور)
حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
بردبار ہے یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا
يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
اس کو خدا ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ
اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو خدا کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے
حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۱۳
تجاوز کرے گا اس کو وہ آتش جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا
وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
اور اس کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہوگا اور تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کی مرتکب ہوں
عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي
ان کے برخلاف اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی طلب کرو پھر اگر وہ گواہی دے دیں

۱ فلهن الثمن متوفی کی ایک زوجہ باقی ہے تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ جیسی صورت ہو اس کا حق ہے اور اگر کئی ہوں تو اسی چوتھائی یا آٹھویں میں سب برابر کی شریک ہوں گی۔ (آیت میراث کے متعلق مفصل نوٹ ضمیمہ میں دیکھئے)

۲ کلالۃ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے کلالۃ کی تفسیر یوں وارد ہے کہ وہ مرد یا عورت جس کے نہ بیٹا بیٹی باقی رہیں نہ ماں باپ اور اس کے بھائی بہن وارث ہوں خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی۔ قول مترجم: حقیقی بہن بھائی وہ ہیں جو ایک ماں باپ سے ہوں اور علاتی وہ جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف اور اخیافی وہ ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف۔

۳ اخ اواخت جس سے مراد ہیں وہ بھائی یا بہن جو فقط بطن مادر سے ہوں یعنی اخیافی۔

۴ الفاحشۃ لفظی معنی کھلی بدی مراد ہے زنا اس لئے کہ اس کی برائی بہت ہی کھلی ہے۔

الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ
تو ان کو مکانوں میں قید رکھو جب تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ
سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالّٰذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا
نکالے اور جو دو شخص تم میں سے ایسی بدی کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کریں
وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾
اور نیکی اختیار کریں تو ان سے روگردانی کرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے
اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ
اللہ کے ذمے ان ہی کی توبہ قبول کرنی لازم ہے جو نادانی سے بدی کرتے ہیں
يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ
پھر قریب ہی توبہ کرلیتے ہیں پس ان ہی کی توبہ اللہ قبول کرلیتا ہے اور
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
اللہ صاحب علم (و) حکمت ہے۔ اور ان کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے جو بدی
السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ
کئے چلے جاتے ہیں جب تک کہ ان میں سے کسی کو موت آجائے (اور) کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں
الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا
اور نہ ان کے لئے ہے جو کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں ان کے لئے تو
لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ
ہم نے دردناک عذاب مہیا کیا ہے اے ایمان لانے والو! یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ
تَرِثُوا النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ
تم زبردستی عورتوں کو میراث میں لے لو اور نہ ان کو اس غرض سے قید رکھو کہ جو
مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ
کچھ تم ان کو دے چکے ہو کچھ ان سے چھین لو سوائے اس صورت کے کہ انہوں نے کھلی بدکاری کی ہو
وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ
اور ان کے ساتھ بہ نیکی بسر کرو پھر اگر تم کو ان سے کراہت ہو جائے تو شاید ایک چیز سے تم کراہت
تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ
رکھتے ہو اور خدا نے اسی میں بہت سی خوبی رکھی ہو اور اگر

۱ سبیلاً تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت واللتی یاتین الفاحشۃ منسوخ ہے کسی نے دریافت کیا کیوں کر؟ فرمایا پہلے جب کوئی عورت بدکاری کرتی تھی اور چار گواہ اس کے گواہی دیتے تھے وہ ایک مکان میں رجم کردی جاتی تھی نہ وہ کسی سے بات کرسکتی تھی نہ اس سے کوئی بات کرسکتا تھا نہ کوئی اس کے پاس بیٹھتا اٹھتا تھا۔ صرف کھانا پانی اس کے پاس پہنچایا جاتا تھا اور وہ اسی طرح مرجاتی تھی۔ چونکہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک وہ مرنہ جائیں یا خدا ان کے لئے کوئی اور راستہ نہ نکالے۔ چنانچہ بعد میں ان کے لئے یہ راستہ نکال دیا کہ صاحب شوہر زانیہ سنگسار کی جائے اور بغیر شوہر والی کو درے لگائے جائیں۔

۲ فاذوھما تفسیر قمی میں وارد ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زانی مرد کو ایذا دی جاتی تھی اور زانیہ مرتے دم تک کے لئے قید کردی جاتی تھی (پھر یہ حکم درے والی آیت کے ذریعہ منسوخ ہوگیا۔

۳ بجہالۃ مجمع البیان اور عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے گو وہ عالم ہی ہو مگر اس وقت جاہل ہوتا ہے اس لئے کہ اپنے نفس کو پروردگار کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈالتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس قول کو جو انہوں نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اپنے کلام میں حکایۃً نقل کیا ہے ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذا انتم جاھلون (کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی سے کیا بدی کی؟ جس حال میں کہ تم جاہل تھے۔ یہاں ان کو جہل سے نسبت دینے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے نفوس کو خدا کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈال دیا تھا جناب امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص توبہ کر کے گناہ

کرے اور پھر توبہ کرے اور بار بار اس سے ایسا ہی ہوتے جائے تو انجام کیا ہوگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ دریافت کیا گیا کہ کب تک ایسا ہوتا رہے گا۔ فرمایا کہ جب تک شیطان کے بہکانے کی قوت شیطان سے سلب نہ ہو جائے۔ (۴ تا ۸ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ
تم ایک زوجہ کے بدلے دوسری زوجہ کر لینی چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو بہت
قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا
سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ نہ لینا کیا تم بہتان لگا کے یا
مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى
کھلی نافرمانی کر کے وہ واپس لے لو گے؟ اور تم اسے کیوں کر لو گے حالانکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور
بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا
وہ (عورتیں) تم سے پکا عہد لے چکی ہیں اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں
نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
تم ان سے نکاح نہ کرنا سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا بیشک یہ بڑی بے حیائی کی
فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ
اور ناپسندیدہ بات ہے اور برا دستور ہے تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں
اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ
اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں
وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ
اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں
وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ
اور تمہاری ساسیں اور تمہاری ربیب بیٹیاں جو تمہاری ان ازواج کی گود میں ہوں
الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ
جن سے تم نے صحبت کی ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو
لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ
کوئی حرج نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی ازواج جو تمہاری صلب سے ہوں
اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ
(تم پر حرام ہیں) اور یہ بات (بھی حرام کی گئی ہے) کہ ایک وقت میں دو بہنوں کو جمع کر
الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾
لو سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

۱ قنطاراً اس کے معنی میں ایک بیل کی کھال بھر سونا۔ ۲ امہاتکم لفظ امہات میں اپنی ماں اور ماں باپ کی مائیں سب داخل ہیں اور یہی حالت عمات اور خالات کی ہے یعنی جیسے اپنی پھوپھی ویسے ہی ماں باپ کی پھوپھیاں اور جیسے اپنی خالہ ویسے ہی ماں باپ کی خالائیں حرام ہیں اور لفظ بنات میں جیسے اپنی بیٹیاں ویسے ہی اپنی اولاد کی بیٹیاں تمام نیچے کا سلسلہ داخل ہے۔ یہی حالت بھتیجوں، بھانجیوں، اور بہنوں کی سمجھنی چاہیے یعنی ان کی بھی اولاد حرام ہے۔

۳ وامہاتکم اللتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن کو نسب حرام قرار دیتا ہے ان کو رضاعت بھی حرام کر دیتی ہے۔ اس لئے تحریم عام ہو گئی۔ ع ۸/۱۴

۴ وامہات نسائکم الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو اس عورت کی بیٹی اس شخص پر حرام ہو جائے گی جب کہ یہ شخص اس عورت سے مجامعت کرے اور اگر مجامعت کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو یہ شخص اس کی بیٹی سے عقد کر سکتا ہے مگر اول بیٹی سے عقد کیا ہو تو خواہ اس سے مجامعت کی ہو یا نہ کی ہو اس کی ماں اس شخص کے لئے ہمیشہ کے واسطے حرام ہے۔

۵ وربائبکم تفسیر قمی میں وارد ہے کہ خوارج کا گمان یہ ہے کہ جب کسی شخص کی زوجہ کی ایسی بیٹی ہو جس کو اس شخص نے پرورش نہیں کیا اور نہ اس کے نکاح کے وقت وہ اس عورت کی گود میں تھی تو وہ لڑکی خدا کے اس حکم کے بموجب اس مرد پر حلال ہے۔ وربائبکم اللتی فی حجورکم من نسائکم اللتی دخلتم بہن جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہرگز اس مرد کے لئے حلال نہیں ہے۔ اس پر ان حضرتؑ سے سوال کیا گیا کہ پھر فی حجورکم کا فائدہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ الفاظ حرمت کی قید کے لئے نہیں آئے بلکہ ان کا فائدہ یہ ہے کہ جب تم نے کسی عورت سے نکاح کر لیا اور تمہاری اولاد میں اور اس عورت کی اولاد میں ایک قسم کی شباہت پیدا ہو گئی ہے تو خدا نے اس کو تقویت دے دی اور تاکید فرما دی کہ ان کو بھی بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجھو۔ (۶ دیکھئے ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

منزل (۱)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ
اور شوہردار عورتیں سوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہوجائیں (یہ حرام ہونا) خدا نے
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا
تمہارے ذمہ لکھ دیا۔ اور اس کے سوا سب تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں کہ تم
بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ
اپنے مال خرچ کرکے بحالت پاکدامنی نہ بغرض بدکاری ان کی خواستگاری کرو پھر ان میں سے جن سے تم متعہ
مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا
کرلو تو مقرر کیا ہوا مہر ان کو دے دو اور مہر مقرر ہوجانے کے بعد آپس میں اگر تم
تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
کچھ کمی بیشی پر راضی ہوجاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے، بیشک اللہ صاحب علم
حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ
و حکمت ہے اور جو تم میں سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو کہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے
الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
تو وہ مومن لونڈیوں سے نکاح کرلے جو تمہارے قبضے میں ہوں
فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ
اور اللہ تمہارے ایمان سے بخوب واقف ہے تم ایک دوسرے
مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
کے ہم جنس ہو پس ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ
اور ان کے مہر دستور کے ساتھ ان کو دے دو (وہ) عفیفہ ہوں نہ بدکاریں اور نہ چوری چھپے آشنائی کرنے والیاں
فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى
پھر جب وہ نکاح میں آجائیں اور بدکاری کریں تو ان کو آزاد عورتوں کی بہ نسبت آدھی سزا
الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ
دی جائے گی یہ تجویز ان کے لئے ہے جو تم میں سے زحمت تجرد سے ڈرتے ہوں
مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾
اور صبر کرنا تمہارے لئے بہت ہی اچھا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۱ محصنین غیر مسافحین احصان کے معنی عفت اور سفاح کے معنی زنا ہیں۔

۲ اجورھن اس کے معنی ہیں مھورھن یعنی ان کی مہر اور خدا نے اجر اس لئے فرمایا ہے کہ استمتاع کے مقابلہ میں ہے جس کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا اور لذت حاصل کرنا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اسے یوں ہی پڑھا کرتے تھے اور عامہ کے ہاں بھی صحابہ کے ایک گروہ سے یوں ہی مروی ہے۔

۳ فیما تراضیتم بہ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس وقت تم اور تمہاری مستوعہ میں مدت متعہ ختم ہو چکے تو کچھ حرج نہیں کہ تم دونوں مل کر مدت متعہ کو بڑھا لو اس طرح کہہ کر کہ استحللتک باجل آخر۔ (میں نے تجھ کو ایک اور مدت کے لئے حلال کرلیا) البتہ تمہارے غیر کے لئے اس عورت سے متعہ جائز نہیں ہے جب تک کہ عدہ گزر نہ جائے اور وہ عدہ دو حیض ہے۔ کافی میں اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ متعہ کی اجازت قرآن مجید میں نازل ہوئی اور سنت رسول خدا کے ذریعہ سے اس کا اجرا ہوا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ ابن الخطاب نے اگر اسے حبقت کرکے بند نہ کردیا ہوتا تو زنا میں سوائے کسی بدبخت کے اور کوئی مبتلا نہ ہوتا اور سبقت سے یہ مراد ہے کہ (حضرت) عمر نے غصباً خلافت پہلے لے لی اور اپنے وقت میں متعہ سے ممانعت کی اور اپنا حکم لوگوں کے ذہن نشین کردیا۔

ع

(دو متعہ جناب رسول خدا کے عہد کے جو اب ان دونوں کو حرام قرار دیتا ہوں اور ان کے کرنے والوں کو سزا دیتا ہوں کافی میں ایک متعہ حج اور دوسرا عمرہ ہے اور دوسرا متعہ عورت ہے۔ (باقی تفسیر میں اور ج ۳ تا ۶ تفسیر میں ملاحظہ فرمائیے۔)

امیر المومنین علیہ السلام کا یہ مطلب ہے کہ اگر ایسا نہ ہو چکا ہوتا تو میں لوگوں کو اس اجازت کی طرف رغبت دلاتا اور اس سنت کا اجرا کرتا اور لوگوں کو نافرمانی خدا یعنی زنا سے منتفی کردیتا اور منع کرنے میں ابن الخطاب نے ایک مرتبہ تو یہ کہا کہ متعتان کانتا علی عھد رسول اللہ وانا محرمھما ومعاقب علیھما متعۃ الحج ومتعۃ النساء

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
اللہ یہ ارادہ فرماتا ہے تمہارے لئے تم سے پہلے والوں کے قاعدے کھول کر بیان کردے اور بتلادے
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ
اور تمہاری توبہ قبول کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور خدا تو چاہتا ہے کہ
يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ
تمہاری توبہ قبول کرلے اور جو لوگ خواہشوں کے پابند ہیں
الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم پورے منحرف ہوجاؤ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمہارے بارے
عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
میں تخفیف کردے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے، اے ایمان والو ایک دوسرے کے
تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
مال ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ باہمی رضامندی سے
عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۗ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ
بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ
تم پر رحم کرنے والا ہے اور جو شخص بطور زیادتی و ظلم کے ایسا کرے گا
نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا
آگے بڑھ کر ہم اس کو آتش جہنم میں پہنچائیں گے اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ اگر کبیرہ گناہوں
كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
سے جن سے تم منع کئے گئے ہو بچتے رہو گے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیاں تم سے دور کردیں گے
وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ
اور تم کو اچھے مکان میں داخل کریں گے اور جو زیادتی تم میں سے خدا نے بعض کو بعض پر دی ہے اس کے بارے میں تمنائیں نہ کرو
بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ
مردوں کا حصہ ان کے کئے میں ہے اور عورتوں کا حصہ
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
ان کے کئے میں اور اللہ سے اس کے فضل کے خواستگار رہو

۱ بالباطل تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں باطل سے مراد ہے سود خوری، قمار بازی، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، اور جبراً ظلماً لے لینا یا رکھ لینا۔

۲ تجارۃ اس سے مراد ہے خرید و فروخت بطریق حلال۔

۳ ولا تقتلوا انفسکم تفسیر قمی میں وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں نکلنے والا ایک شخص ایسا بھی تھا کہ بغیر حکم جناب رسول خدا کے ہی اکیلا دشمن پر حملہ کردیا کرتا تھا پس اسی سے خدا نے منع فرمایا کہ بغیر حکم رسول خدا کے اپنے نفس کو قتل کے خطرہ میں مت ڈالو۔

۴ کبائر ما تنھون عنہ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کبائر کون کون سے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہر وہ فعل جس پر خدا نے آتش جہنم کی وعید فرمائی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ ہر وہ فعل کہ جس پر خدا نے آتش جہنم کو واجب کیا ہے گناہ کبیرہ ہے۔ ثواب الاعمال میں ان ہی حضرت سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ جس فعل پر خدا نے جہنم کی وعید فرمائی ہے جو شخص بحالت ایمان اس سے بچتا رہے گا خدائے تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ معاف کردے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور وہ گناہان کبیرہ جن سے جہنم واجب ہوتی ہے سات ہیں۔ (۱) قتل نفس (بطریق حرام) (۲) عقوق والدین (۳) سود خوری (۴) ہجرت کرنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ پلٹ جانا (۵) عفیفہ عورت پر بہتان باندھنا (۶) یتیم کا مال کھا جانا۔ (۷) جہاد کی نیت سے نکلنے کے بعد بھاگ جانا۔ کبیرہ گناہوں کی نوعیت اور تعداد میں اختلاف بہت ہے۔ مثلاً خدا کی رحمت سے مایوس ہوجانا، خدا کے انتقام سے مطمئن ہوجانا، جادو کرنا، زنا کرنا، جھوٹی قسم کھانا، کسی کو فریب دینا، جھوٹی گواہی دینا، سچی گواہی کو چھپانا، شراب پینا، نماز واجب نہ ادا کرنا، زکوٰۃ واجب نہ نکالنا، عہد کرکے پھر جانا، عزیزوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا، اغلام کرنا، چوری کرنا، سب کبیرہ گناہ ہیں، چنانچہ عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ کبیرہ سات نہیں بلکہ سات سو سے بھی زائد ہیں۔ فرق یہ ہے کہ

(بعض بہت سے بعض کے عذاب میں زیادہ سخت ہیں اور جو شخص بڑے ہوئے گناہوں سے بچتا رہے گا اس کے چھوٹے گناہ معاف ہوجائیں گے اس سے کبیرہ گناہوں کی اہمیت ہے۔ (باقی اس حاشیہ کا ۵ نمبر میں ملاحظہ فرمائیے)

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا

بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور جو کچھ ماں باپ

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور عزیز و اقارب چھوڑ جائیں اس کے لئے ہم نے ہر ایک کے وارث

فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

قرار دیئے ہیں اور جن سے تم نے عہد باندھ لئے ہیں تو ان کا حصہ ان کو دے دو بیشک خدا ہر چیز کا گواہ ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي

مرد عورتوں پر حاکم ہیں (ایک تو) اس فضیلت کے سبب جو خدا نے ایک کو دوسرے پر دی ہے

بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

اور (دوسرے) اپنے مال سے خرچ کرنے کے سبب سے، پس نیک بختیں تو اطاعت کرنے والیاں ہیں

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ

اور پیٹھ پیچھے ان چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں جن کی خدا نے حفاظت چاہی اور جن کی نافرمانی

فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ

کا تم کو خوف ہو ان کو نصیحت کرو اور ان کے بستروں پر ان کو چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری

اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا

اطاعت کریں تو ان پر کسی طرح بے جا زیادتی نہ کرو بیشک اللہ بزرگ و برتر ہے

كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ

اور اگر تم کو شوہر اور زوجہ کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک بیچ مرد کے کنبے سے بھیج دو

اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ

اور ایک بیچ عورت کے کنبے سے اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں گے تو

بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا

اللہ ان دونوں میں ملاپ کرادے گا بیشک اللہ صاحب علم و خبر ہے۔ اور اللہ کی عبادت کرو اور

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ

اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ

---

۱ عقدت ایمانکم پہلے اگر کوئی مرد کسی مرد سے عقد اخوت ان لفظوں میں کر لیتا تھا دمی دمک وھدمی ھدمک، وحربی حربک وسلمی سلمک، وترثنی وارثک و تغفل عنی وتعقل عنک (میرا خون تیرا خون ہے، اور میرا دفعیہ تیرا دفعیہ ہے اور میری لڑائی تیری لڑائی ہے، اور میری صلح تیری صلح ہے، تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا اور تو میری طرف سے دیت دے گا اور میں تیری طرف سے دیت دوں گا) پس جو شخص اسی طرح کے حلف سے حلیف ہو جاتے تھے تو ان کو میراث کا چھٹا حصہ ملتا تھا مگر خدائے تعالیٰ کے اس قول سے واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض۔ یہ دستور موقوف ہو۔

۲ بما فضل اللہ بعضھم علی بعض علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ مردوں کی فضیلت عورتوں پر کیا ہے، فرمایا جو پانی کی فضیلت زمین پر ہے کہ زمین کی زندگی پانی کے ذریعہ سے ہے اور عورتوں کی مردوں کے سبب سے اور اگر مرد نہ ہوتے تو عورتیں پیدا ہی نہ کی جاتیں پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۳ واضربوھن اگر چھوڑنا کافی نہ ہو تو مارنے کی اجازت ہے مگر ضرب شدید نہ ہو یعنی نہ ہڈی ٹوٹے نہ گوشت پھٹے۔

۴ وبالوالدین تفسیر عیاشی میں اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں روحانی والدین جناب محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ مراد ہیں کہ بعد وحدانیت خدا کے ان حضرات کے حقوق کو پہچاننا واجب ہے۔

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ

اور پہلو میں بیٹھنے والے رفیق اور مسافر اور

اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۝۳۶

لونڈی غلاموں کے ساتھ (نیکی کرتے رہو) بیشک خدا ان کو دوست نہیں رکھتا جو متکبر (اور) شیخی مارنے والے ہوں

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ

جو خود بھی کنجوس ہوں اور لوگوں کو بھی بخیل ہونے کی رائے دیتے ہوں جو کچھ اللہ نے

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہوں اور ہم نے منکروں کے لئے ذلیل

مُّهِيْنًا ۝۳۷ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا

کرنے والا عذاب تیار کیا ہے، اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے صرف کرتے ہیں اور خدا

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ

اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور جن کا رفیق شیطان ہے

لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

تو وہ کیا ہی برا رفیق ہے، اور ان کا کیا نقصان ہوتا اگر وہ اللہ اور

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے (یہ حالانکہ اللہ

عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً

ان سے آگاہ ہے بیشک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر کچھ بھی نیکی ہوتی ہے تو اس کو بڑھا دیتا ہے

يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰ فَكَيْفَ اِذَا

اور اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے پھر اس وقت کیا حالت ہوگی

جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ

جب ہم ہر گروہ کو اس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور تم کو ان سب پر گواہ کر کے بلائیں گے

شَهِيْدًا ۝۴۱ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ

اسی دن وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے اور رسول کی نافرمانی کیا کرتے تھے آرزو کریں گے

تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝۴۲

کہ کاش وہ پیوند زمین ہو جاتے حالانکہ کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے۔

۱ الجار الجنب لفظی معنی دور کا پڑوسی، کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حد جوار کسی شخص کے مکان کے دائیں بائیں آگے پیچھے چالیس مکان تک ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنا رزق کو بڑھاتا ہے۔ زیادتی عمر ہوتی ہے۔ مکان کی آبادی بڑھتی ہے اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ان کی ایذا سے باز رہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ایذا دیں تو تم صبر کرو۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جن کے تین حق ہوتے ہیں، حق جوار، حق قربت، حق اسلام۔ دوسرے وہ جن کے دو حق ہوتے ہیں حق جوار و حق اسلام تیسرے وہ، جن کا ایک حق ہوتا ہے یعنی حق جوار اور یہ کافر ہیں خواہ مشرک ہوں یا اہل کتاب۔

۲ باب بخل الفقیہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کر دے اور اپنی قوم کو عطیات دے وہ بخیل نہیں ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بخیل وہ ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہو اس کے دینے میں بخل کرے۔ اور صحیح وہ ہے کہ جو کچھ دوسروں کے پاس ہو اس میں بھی بخل کرے اور اپنی چیز میں بھی بلکہ اس کی یہ حالت ہو کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہو اسے اس کے لئے لینے کی آرزو کرے کہ کسی طرح بطریق حلال یا حرام یہ بھی میرے ہی قبضہ میں آجائے۔ اور جو کچھ اللہ نے اس کو دیا ہو اس پر کسی طرح قانع نہ

(باقی حاشیہ نمبر ۳ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى
اے ایمان لانے والو! جب تم حالت غفلت میں ہو تو (مسجد میں یا) نماز کے
حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ
پاس نہ جاؤ جب تک کہ تم جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے نہ لگو اور نہ حالت جنابت میں (جاؤ) سوائے اس کے کہ
حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ
راستہ سے گزر جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم
اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا
میں سے کوئی بیت الخلاء سے (فارغ ہوکر) آئے یا تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو پھر تم کو
مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ
پانی نہ ملا ہو تو پاک مٹی سے تیمم کرلینا پھر اپنے چہروں کے بعض حصوں کا
وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۴۳ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
اور ہاتھوں کے بعض حصوں کا مسح کرنا، بیشک اللہ بڑا اور گزر کرنے والا ہے (اور) بڑا بخشنے والا ہے، کیا تم نے
اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ
ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے بہرہ دیا گیا ہے وہ خود گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی
اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝۴۴ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى
راہ (راست) سے بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے اور اللہ حامی بننے کے لئے بھی
بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝۴۵ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا
کافی ہے اور مددگار بننے کے لئے بھی کافی ہے جو لوگ یہودی ہوگئے ان میں سے
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا
بعض خدا کے کلموں کو ان کے موقعوں سے تبدیل کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی
وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا
اور اپنی زبانیں ہمیں پھیر کر اور دین میں طعن کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ جو باتیں نہ سننے کے لائق ہیں
فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
وہ سن اور ہمارا لحاظ کر اور اگر وہ یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور آپ سنئے اور
وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ
ہماری حالت پر نظر کیجئے تو یہ بات سیدھی بھی ہوتی اور ان کے لئے بہتر بھی لیکن

۱ وانتم سکاریٰ، تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے نیند کی غفلت۔ اور مطلب یہ ہے کہ جب تم پر ایسی نیند غالب ہو کہ تم رکوع و سجود اور تکبیر میں جو کچھ کہو اس کا مطلب نہ سمجھو تو اس وقت نماز نہ پڑھو۔ اور جیسا کہ عوام الناس کا گمان ہے کہ اس سے مراد شراب کا نشہ ہے۔ یہ غلط ہے۔ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قول سے یہ ثابت ہے کہ شراب حرام ہونے سے پہلے اس سے شراب کا نشہ بھی مراد ہے۔

۲ فتیمموا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صفت تیمم اس طرح منقول ہے کہ آنحضرت نے اپنے دونوں دست مبارک پاک مٹی پر مارے۔ ان کو اٹھا کر جھاڑ ڈالا پھر اپنی پیشانی پر ایک مرتبہ مسح کیا اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر پہنچوں سے انگلیوں تک ایک ایک مرتبہ مسح کیا۔

۳ صعیداً طیباً معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صعید کے معنی ہیں ایسا موزہ جس پر سے پانی بہہ جائے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پروردگار کے ان احسانات کا ذکر کیا ہے جو اس امت مرحومہ کے حق میں مبذول فرمائی ہیں۔ اس کا ایک جزو یہ بھی ہے جعلت لی الارض مسجداً و ترابها طهوراً (میرے لئے کل زمین مسجد مقرر کی گئی ہے اور اس کی مٹی پاک قرار دی گئی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ مطلق ارض کو حضرت نے طہور نہیں فرمایا بلکہ مٹی کو ظاہر فرمایا اگر تمام زمین کو پاک قرار دیا گیا ہوتا تو حضرت یوں فرماتے جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً۔

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کی ہے اور وہ بہت ہی کم ایمان لائیں گے اے وہ لوگو!

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ

جن کو کتاب دی گئی ہے اس پر ایمان لاؤ جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے : حالانکہ جو کچھ تمہارے پاس پہلے سے ہے وہ اس کی تصدیق

قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ

بھی کرتا ہے قبل اس کے کہ ہم بہرے بگاڑ دیں اور پھر ان کو پشت کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی ہی لعنت کریں

كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ

جیسے ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی اور امر خدا ہو کر رہے گا۔ یقیناً

اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

اللہ اس کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دے

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ

اور جس نے اللہ سے شرک کیا تو اس نے یقینا بہت بڑا گناہ کیا۔ کیا تم

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ

نے ان کو نہیں دیکھا؟ جو اپنے نفوس کو پاک قرار دیتے ہیں بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک قرار دیتا ہے

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اور ان پر سوت برابر ظلم نہ کیا جائے گا۔ دیکھو تو سہی یہ اللہ پر کیسا جھوٹا

الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

بہتان باندھتے ہیں۔ اور صریح گناہ کے لئے یہی کافی ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا

اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

جن کو کتاب سے بہرہ دیا گیا ہے وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جو منکر ہوگئے ہیں ان سے یہ کہتے ہیں کہ یہ ان ایمان لانے والوں کی بہ نسبت

سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ

زیادہ راہ راست پر ہیں وہی تو ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا

اللہ لعنت کرے گا تم اس کا ہرگز کبھی کو مددگار نہ پاؤ گے۔ آیا سلطنت (حکومتی) میں سے ان کا کچھ حصہ ہے

لے ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء الفقیہ میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے آیا کبیرہ گناہ بھی اس میں داخل ہے؟ فرمایا بیشک داخل ہے۔ خدا کو اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جس کو چاہے نہ بخشے۔ نیز اسی کتاب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ میں نے اپنے حبیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر مومن دنیا سے اس حالت سے جائے کہ کل اہل زمین کے گناہ ہوں تو بھی اس کی موت اس کے کتاہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ پھر فرمایا جو شخص لا الٰہ الا اللہ سچے دل سے کہے گا وہ شرک سے بری ہے اور جو دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ کسی شے کو خدا کا شریک نہ کیا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر ما دون ذالك لمن یشآء من شیعتك و محبیك یا علی (یعنی یہ جو خدا نے فرمایا کہ مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے تو وہ اے علی ع تمہارے شیعوں اور محبوں میں سے ہوں گے) امیر المومنین نے عرض کی یہ یا رسول اللہ! آیا وہ میرے ہی شیعوں میں سے ہوں گے؟ فرمایا قسم بخدا وہ تمہارے ہی شیعوں میں سے ہوں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہرگز اس شخص کو نہ بخشے گا جو علیؑ کی ولایت کا منکر ہو ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء سے یہ مطلب ہے کہ جو علیؑ کے دوستدار ہیں ان کو بخش دے گا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ادنیٰ درجہ شرک کیا کیا ہے؟ فرمایا دین میں ایک بات اپنی طرف سے پیدا کرے اور اس پر لوگوں سے دوستی و دشمنی کرے۔ کتاب التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ (۲ و ۳ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ
اگر ہے تو کسی کو تل برابر (بھی) نہ دیں گے۔ کیا لوگوں پر اس کا حسد کرتے ہیں
اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ
جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے، بے شک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب
وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ
اور حکمت عطا فرمائی اور ان کو بہت بڑی (حقیقی) سلطنت دی پھر (عام) آدمیوں میں سے کچھ لوگ
وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾
تو اس پر ایمان لائے اور کچھ اس سے رک گئے اور (ان رکنے والوں کے لئے) بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا
بالتحقیق جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آتش جہنم میں پھینکیں گے جب
نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا
ان کی جلدیں جل جائیں گی تو اس غرض سے کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں
الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ہم ان کی اور جلدیں بدل دیں گے بیشک خدا زبردست حکمت والا ہے، اور جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
اور نیک کام کرتے ہیں عنقریب ہم ان کو ایسی جنتوں میں پہنچادیں گے جن کے
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ
نیچے ندیاں بہتی پھرتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لئے پاکیزہ بیبیاں ہیں اور
وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا
ہم ان کو گھنے سائے میں پہنچائیں گے بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے
الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ
مالکوں کو پہنچادو اور جس وقت آدمیوں کے مابین فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ حکم دو
تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
اللہ اس بارے میں تم کو بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ
سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو

۱ من الملک کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ الملک سے مسراد ہے امامت وخلافت اور الناس سے اللہ نے مراد لیا ہے ہم اہل بیت کو اور نقیراً سے مراد ہے وہ نقطہ جو کھجور کی گٹھلی کے بیچ میں ہوتا ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ غالباً یہ تخصیص اس وجہ سے معلوم ہوتی ہے کہ کل دنیا ان کی خاطر سے پیدا کی گئی ہے۔ اور خلافت ان کا حق ہے اور اگر اموال بھی ان کے ہاتھ میں ہوتے تو سب آدمی ان سے نفع پاتے اور جب وہ اپنے حق سے روک دیئے گئے تو گویا کل آدمی اپنے اپنے حق سے محروم کئے گئے۔ گویا مفہوم انسانی کی الحقیقہ وہی ہیں اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہم انسان ہیں اور شیعہ ہمارے صورت انسان باقی اور سب لوگ نساس ہیں۔

۲ یحسدون الناس کافی اور تفسیر عیاشی اور بہت سی کتابوں میں معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ وہ محسود ہم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان کو اپنا فضل عطا کیا ہے، یعنی درجہ امامت۔

۳ اتینا آل ابراھیم کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام میں سے رسول اور امام بنائے گئے اور کیا حالت ہے عامہ کی کہ آل ابراہیمؑ کے بارے میں کتاب و حکمت اور ملک عظیم کے ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور آل محمد کے بارے میں اسی کا انکار کرتے ہیں۔

۴ الکتاب والحکمۃ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے مراد ہے فہم خدا اور بندوں کے ہر قسم کے جھگڑوں کا حق حق فیصلہ کرنا اور ملک عظیم سے مسراد ہے وہ اطاعت جو واجب کی گئی ہے۔ چنانچہ

امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث سابق کے ذیل میں منقول ہے کہ ملک عظیم سے یہ مراد ہے کہ خدا نے ان میں ایسے ائمہ مقرر کئے ہیں کہ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ (باقی حواشی نمبر ۵ سے ۷ تک ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ
اور اس رسول اور ان والیان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں پھر اگر کسی معاملے
فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
میں تم میں آپس میں جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو بشرطیکہ تم اللہ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ
اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہی سب سے بہتر اور عمدہ تاویل ہے۔ کیا
تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ
تم نے ان کو دیکھا نہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ
تم سے پہلے نازل کیا گیا وہ سب پر ایمان لائے ہیں (اور) چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائیں
وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ
حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کے منکر ہوں اور شیطان یہ ارادہ رکھتا ہے کہ ان کو بھٹکا کر
ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
بڑی گمراہی میں ہی ڈال دے۔ اور جس وقت ان سے یہ کہا جائے گا کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا
وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ
اس کی طرف اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو اپنے سے رکتا ہوا دیکھو گے
صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
پھر اس وقت کیا حالت ہوتی جب کہ ان پر اپنے ہاتھوں کے کیے ہوئے کے سبب کوئی مصیبت پڑے گی
اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۚ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا
پھر وہ تمہارے پاس خدا کی قسم کھاتے ہوئے آئیں گے کہ ہمارا تو ارادہ سوائے نیکی اور
وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۠
اتفاق کرنے کے اور کچھ نہ تھا۔ یہ لوگ وہی ہیں کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اسے اللہ جانتا ہے پس تم بھی
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا
ان سے منہ پھیر لو اور ان کو نصیحت کرو اور ان کی ذات کے بارے میں ان سے
بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
برمحل باتیں کرو اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ حکم خدا کے بموجب اس کی اطاعت کی جائے

۱۔ واولی الامر منکم کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خاص ہم مراد لئے گئے ہیں اور تمام مومنین کو قیامت تک کے لئے ہماری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے سوال کیا کہ وہ اوصیاء جن کی اطاعت فرض ہے۔ وہ کون ہیں۔ فرمایا وہی ہیں جن کے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکاۃ وھم راکعون۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اس پر کسی نے عرض کی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو ہو کیا گیا ہے اس نے اپنی کتاب میں نہ تو علی کا نام لیا ہے اور نہ ہی اہلبیت کا ذکر فرمایا۔ فرمایا تم ان سے یہ کہو کہ خدا کی عادت ہی یہی ہے کہ نماز کا حکم تو نازل کیا مگر کہیں خدا نے دو یا تین یا چار رکعتوں کا نام ہی نہیں لیا۔ یہ جناب رسول خدا کا کام تھا کہ انہوں نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح حکم زکوٰۃ تو نازل فرمایا مگر خدائے تعالیٰ نے کسی جگہ اس کا نام نہیں لیا کہ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم دینا یہ جناب رسول خدا کا کام تھا کہ انہوں نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح حج کا حکم تو نازل فرمایا مگر یہ کہیں نہیں فرمایا کہ طواف سات مرتبہ کرنا، یہاں تک کہ جناب رسول خدا نے خود تفسیر فرما کر لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم نازل ہوئی اور یہ جناب علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ کے بارے میں فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جس کا میں آقا اور مالک ہوں یہ علی بھی اس کا آقا اور مالک ہے) نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ (اے میرے صحابیو! اور اے میرے امتیو! میں تم سب کو خدا کی کتاب اور اپنے اہلبیت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ان دونوں میں جدائی نہ ڈالے جب تک کہ ان دونوں کو حوض کوثر تک نہ پہنچا دے جس کی خدائے تعالیٰ نے میری درخواست قبول فرمائی۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
اور اگر یہ لوگ اسی وقت جب کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے بخشش مانگتے
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا
اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے، ایسا نہیں
وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ (کبھی) مومن نہ ہوں گے، جب تک کہ ان جھگڑوں میں جو ان کے مابین پڑے ہیں
يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾
تم کو حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کردو اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں
وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا
اور اس کو اس طرح تسلیم کرلیں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے اور اگر ہم ان پر یہ لازم کردیتے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کردو یا اپنے گھروں
مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا
سے نکل جاؤ تو سوائے معدودے چند کے یہ لوگ اس کی تعمیل نہ کرتے اور اگر وہ اس کے مواقع کرتے تو جو کچھ
مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا
ان کو نصیحت کی گئی تھی تو یہ بات ان کے لئے بہت ہی اچھی ہوتی اور (ان کے ایمان کی) زیادہ
لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا
مضبوطی کا باعث ہوتا اور اس وقت ہم بھی ان کو بہت بڑا اجر دیتے اور ان کو
مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ
سراط مستقیم تک پہنچا دیتے اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہی تو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ
پر اللہ نے انعام کیا ہے کہ بعض پیغمبروں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں میں سے ہیں اور بعض شہیدوں میں سے
وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ
اور بعض صلحاء میں سے ہیں اور وہی لوگ رفاقت کے لئے سب سے اچھے ہیں یہ خدا کی طرف سے فضل
اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا
ہے اور خدا کا آگاہ ہونا کافی ہے۔ اے ایمان لانے والو! حفاظت کے سامان کرو
حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ
دستے دستے نکلو یا اکٹھے نکل پڑو اور ضرور

منزل (۱)

۱ اذظلموا انفسھم کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس جگہ امیر المومنین کو مخاطب کیا ہے پھر ولو انھم اذظلموا سے فیما شجر بینھم تک تلاوت فرمائی اس کے بعد فرمایا فیما شجر بینھم سے وہ معاہدہ مراد ہے جو ان منافقوں نے باہم کیا تھا کہ اگر محمد کو خدا نے موت دی تو اس امر کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے پھر حضرت نے آگے تلاوت فرمائی ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت اور یہ فرمایا کہ خواہ تم ان کے قتل کا فیصلہ دیتے ہو یا عفو کا پھر یسلموا تسلیما پڑھ کر ختم فرمادیا۔

۲ جاءوک تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں جاءوک کے بعد یا علی تھا۔ ۳ ما یوعظون کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں تھی ما یوعظون بہ فی علی (یعنی علیؑ کے بارے میں جو نصیحت کی گئی۔ ۴ ومن یطع اللہ و الرسول کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پرہیزگاری سے ہماری اعانت کرو کیوں کہ تم میں سے خدا کے حضور میں جو شخص پرہیزگاری کے ساتھ جائے گا تو خدائی طرف سے اس کو بڑی کشائش ملے گی۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ نبی بھی ہم میں سے ہے اور شہداء و صالحین بھی ہم میں سے ہیں اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک تو اللہ پر ایمان لانے والا جن سے وہ کل شرطیں پوری کی ہوں جو مومن کے لئے اللہ نے مقرر کی ہیں پس وہ تو انبیاء و شہداء و صدیقین و صالحین کے ساتھ ہوگا اور اس سے بہترین رفاقت کونسی ہوسکتی ہے اور یہی وہ مومن ہے جس کو منزل شفاعت حاصل ہوگی اور کبھی کو اس کی شفاعت نہ کرنی پڑے گی۔ اور یہی وہ مومن ہے جس کو دنیا و آخرت سے خوف پیش نہ آئیگا اور ایک مومن وہ ہے جس کے قدم پھسل جائیں گے اس کی حالت زراعت کی ڈنٹھل کی سی ہوگی کہ بدحسب ہوا نے جھکا دیا جھک گیا یہ وہ ہے جس کو دنیا میں بھی خوف پیش آئیں گے اور آخرت میں بھی اس کی شفاعت کی جائے گی۔ اور انجام بخیر ہوجائے گا۔ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ تمہارا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے چنانچہ یہ آیت پوری پڑھی لولا اولئک مع الذین انعم اللہ الخ پھر فرمایا اس آیت میں شہداء سے مراد ہم ائمہ ہیں اور صدیقین سے مراد ہم ہیں اور صالحین سے مراد ہمارے شیعہ ہیں جیسا کہ اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰۶ پر)

لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ

تم میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ وہ یقیناً پیچھے رہ جائے گا پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑے تو وہ یہ کہے گا کہ

اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں تمہارے ساتھ نہ تھا، اور اگر تم پر خدا کا

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ

فضل ہوگیا تو (اس صورت سے) گویا تمہارے اور اس کے مابین کوئی محبت ہی نہ تھی ضرور یہ کہے گا

يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ

کاش میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا اور بڑی کامیابی حاصل کرتا، پس وہ لوگ جو

سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ

آخرت کے عوض میں زندگانی دنیا کو بیچتے ہیں ان کو لازم ہے کہ راہ خدا میں لڑیں اور جو

يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ

شخص راہ خدا میں لڑے گا وہ مارا جائے گا تب یا غالب آئے گا تب عنقریب ہم اس کو

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بہت بڑا اجر دیں گے۔ اور تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم راہ خدا میں نہیں لڑتے حالانکہ

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ

کچھ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے (جو روک لئے گئے ہیں)

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ

عرض کرتے ہیں (کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ

اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی مقرر فرمادے اور اپنی طرف سے ہمارا

نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ

کوئی مددگار بنادے جو ایمان لائے ہیں وہ تو راہ خدا میں لڑیں گے اور جو

كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ

کافر ہوگئے ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑیں گے پس تم شیطان کے دوستوں سے

الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

لڑو یقیناً شیطان کا مکر بودا ہے، (اے رسول) کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا

(بقیہ از صفحہ ۱۰۵ گزشتہ)
تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ پر یہ حق ہے کہ ہمارے دوست کو نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کا رفیق قرار دے اور یہ کیسے اچھے رفیق ہیں۔ عیون اخبار الرضا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ہر امت میں ایک صدیق اور فاروق ہوتا ہے اور اس امت کے صدیق اور فاروق علی ابن ابی طالب ہیں۔ ۵ خذوا حذرکم اس کے معنی ہیں بیدار ہو اور دشمنوں کے اور خطرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ و من یقاتل فی سبیل اللہ کافی وغیرہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ہر نیکی سے بڑھ کر نیکی ممکن ہے جب تک کہ کوئی شخص راہ خدا میں قتل نہ ہو جائے پھر جب کوئی شخص راہ خدا میں قتل ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جو کوئی شخص راہ خدا میں قتل ہو جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی برائی کوئی اس کو نہ جتلائے گا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ شہید کے لئے خدا کی طرف سے سات منزلتیں ہیں اول یہ کہ جب اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کے کل گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دوسرے اس کا سر جب گرتا ہے تو حورالعین میں سے ایک زوجہ کی گود میں گرتا ہے اور وہ اس کے چہرے سے غبار صاف کرتی ہے اور مرحبا کہتی ہے، اور وہ اسے مرحبا کہتا ہے۔ تیسرے جنت کا لباس اس کو پہنایا جاتا ہے، چوتھے خازنین جنت جو خوشبو جس کے ہاتھ آتی ہے وہ اسے لے کر اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں۔ پانچویں یہ اپنے منزل و مقام کو پہلے ہی دیکھ لیتا ہے۔ چھٹے اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ جنت میں جس جگہ جی چاہے چلی جا۔ ساتویں اسے حضوری خدا حاصل ہوتی ہے، جو ہر نبی اور شہید کے لئے باعث راحت ہے۔

الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

جن سے یہ کہہ دیا تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

دو پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ آدمیوں سے

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا

ایسا ہی ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرتا یا اس سے بھی زیادہ اور وہ یہ کہنے لگے

رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ

کہ اے پروردگار تو نے ہم پر کیوں جہاد واجب کیا کاش ہم کو تھوڑے دن اور مہلت دی ہوتی

قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ

تم کہہ دو کہ سرمایہ دنیا کم ہے اور جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے

اتَّقٰى قف وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۷ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ

آخرت کہیں بہتر ہے اور تم پر ایک سوت برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ یہاں کہیں بھی تم ہو گے موت تم کو

الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

(ضرور) آلے گی گو تم مضبوط برجوں ہی میں کیوں نہ ہو اور (حالت ان کی یہ ہے) کہ اگر ان کو کچھ

حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

بھلائی پہنچتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کچھ برائی پہنچتی ہے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ

تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ تمہاری طرف سے ہے تم کہہ دو کہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو

هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝۷۸ مَآ اَصَابَكَ

کیا ہوگیا ہے کہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے (اے بندے) جو بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے

مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ

یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھ کو پہنچتی ہے یہ تیری ذات کی طرف سے ہے اور

نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

(اے رسول) ہم نے تم کو کل آدمیوں کے لئے پیغامبر (بنا کر) بھیجا ہے اور اللہ شہادت کے لئے

شَهِيْدًا ۝۷۹ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى

کافی ہے۔ جو رسول کی اطاعت کرے گا یقیناً اس نے خدا کی اطاعت کی اور جو پھر جائے گا

۱ کفوا ایدیکم کافی میں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفوا ایدیکم کے معنی ہیں کفوا السنتکم (یعنی اپنی زبانیں روکو) اور یہ فرمایا کہ آیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور جنت میں پہنچ جاؤ۔

۲ کتب علیہم القتال۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے (یہ تفسیر منقول ہے کفوا ایدیکم مع الحسن اور کتب علیہم القتال مع الحسین یعنی جناب امام حسن علیہ السلام کی معیت میں جو لوگ تھے ان کو یہ حکم تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور امام حسین علیہ السلام کی معیت میں جو لوگ تھے ان پر قتال واجب تھا۔

۳ الی اجل قریب اس سے مراد ہے زمانہ قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۴ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک چونکہ سبب نقصان و بلا نافرمانی خدا ہے اور یہ آیت خدا کے اس قول کے خلاف نہیں ہے قل کل من عند اللہ اس لئے کہ اس نقصان کا پہنچانا اس بلاء کا نازل کرنا خدا ہی کا کام ہے ہاں فرق یہ ہے کہ حسنہ جو خدا کی طرف سے ہے وہ احسان و امتحان ہے اور سیئہ انتقام ہے جیسے خدا فرماتا ہے ما اصابک من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر (جو مصیبت تم پر پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کرتوت کے باعث ہے مالانکہ خدا بہت کچھ معاف کرتا رہتا ہے۔ تفسیر قمی میں معصومینؑ کی روایت سے وارد ہے کہ حسنات کتاب خدا میں دو طرح کے ہیں ایک تو صحت و سلامتی و دیعت رزق وغیرہ اور دوسرے افعال کی نیکی جیسا کہ خدا فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا (جو ایک نیکی کرے گا اس کو کم از کم دس گنا ملے گا) اور اسی طرح سیئات بھی دو طرح کے ہیں ایک تو خوف و مرض و سختی وغیرہ اور دوسرے افعال بد جس کے سبب سے عذاب دیا جائے گا (اس نمبر ۴ کا بقیہ اور ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝٨٠ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا

تو ہم نے تم کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) منہ سے تو اطاعت

بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ

کا اقرار کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس سے باہر چلے جاتے ہیں تو جو کچھ تم کہہ دیتے ہو اس کے

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

برخلاف ان میں سے ایک گروہ راتوں کو مشورہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں لکھا جاتا ہے تو (اب) تم ان سے روگردانی

اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝٨١ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ

کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کارساز ہونے کے لئے اللہ کافی ہے، کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر

كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝٨٢

وہ سوائے خدا کے اور کسی کے پاس آیا ہوتا تو اس میں بہت سی کچھ اختلاف پاتے اور جس وقت ان کو

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ

امن یا خوف کی کوئی بات معلوم ہو جاتی ہے تو اس کا افشا کر دیتے ہیں اور اگر وہ اس کو اپنے رسول اور والیان امر

رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ

کے سامنے پیش کر دیتے تو ان میں سے جو بات کی تہ تک پہنچ جانے والے ہیں وہ اس (کی حقیقت)

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

کو سمجھ لیتے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو سوائے بہت ہی تھوڑے لوگوں کے سب

لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝٨٣ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

شیطان کے پیرو ہو گئے ہوتے پس (اے رسول) تم خدا کی راہ میں لڑو تمہاری ذات کے سوا کسی کو تکلیف نہیں

لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

دی جائی اور مومنین کو آمادہ کردو شاید اللہ کافروں کے زور کو روک دے

يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ

اور اللہ زور کی حیثیت سے سب سے زیادہ قوی اور عذاب دینے کی حیثیت سے سب سے زیادہ سخت ہے

تَنْكِيْلًا ۝٨٤ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ

جو شخص اچھی سفارش کرے گا اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا اور جو شخص بری

مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ

سفارش کرے گا اس میں سے اس کو حصہ ملے گا

---

۱ الذین یستنبطون منہم الجوامع میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ استنباط کرنے والوں سے مراد ہیں آئمہ معصومین علیہم السلام۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے مراد ہیں آل محمد وہی قرآن مجید سے استنباط کرتے ہیں وہی حلال و حرام کو پہچانتے ہیں، اور وہی مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں۔ اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے ولایت خدا کو اور علم خدا سے استنباط کرنے کی قابلیت رکھنے والوں کو سوائے خانہ ہائے انبیاء کے کسی اور جگہ قرار دیا اس نے خدائے عزوجل کے حکم کی قطعی مخالفت کی اور جاہلوں کو اولی الامر سمجھا، جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہیں ان کو ہادی مانا اور یہ گمان کر لیا کہ وہ علم خدا سے استنباط کرنے والے ہیں تو انہوں نے خدا پر بہتان باندھا اور حکم خدا اور اطاعت خدا سے دور ہوئے اور فضل خدا کو جہاں خدا نے مقرر فرمایا تھا وہاں قائم نہ رکھا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی گمراہ کیا پس قیامت کے دن خدا کے سامنے ان کی کوئی حجت نہ چل سکے گی۔

۲ فضل اللہ علیکم ورحمتہ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فضل اللہ سے مراد ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمتہ سے مراد ہیں آئمہ ہدیٰ علیہم السلام۔

۳ لا تکلف الا نفسک کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو یہ تکلیف دی کہ اگر ان کو لڑائی میں ساتھ دینے والا کوئی گروہ نہ ملے تو وہ تن تنہا کل آدمیوں کے مقابلے میں نکلیں۔ اور یہ وہ تکلیف ہے کہ کسی مخلوق کو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دی گئی اور نہ بعد میں دی جائے گی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ شان نزول اس کا یہ ہے کہ ابوسفیان جب معرکہ احد کے دن پلٹ کر گیا ہے اور جناب رسول خدا نے موسم بدر صغریٰ کی تیاری کی ہے تو جوں جوں وعدہ کا دن قریب آتا جاتا تھا لوگوں کو لڑائی کے لئے نکلنا شاق معلوم ہوتا تھا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور جناب رسول خدا صرف ستر آدمیوں کو لے کر لڑائی کے لئے نکلے اور اگر کسی ایک نے بھی آنحضرت صلی اللہ

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ

اور خدا ہر شے کا نگراں ہے اور جس وقت تم کو سلام کیا جائے

فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

تو تم اس سے بہتر طرز پر سلام کرو یا اس کا جواب دو بیشک اللہ ہر چیز

حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کا حساب لینے والا ہے اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس میں شک نہیں کہ قیامت کے روز وہ ضرور

لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِى

ضرور تم سب کو اکٹھا کرے گا اور اللہ سے زیادہ بات کہنے میں کون سچا ہے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے

الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ

کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ اللہ نے ان کو ان کے افعال کے سبب الٹ دیا کیا تم یہ

اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

ارادہ رکھتے ہو کہ خدا نے جس سے توفیق ہدایت سلب کر لی ہے تم اسے راہ راست پر لے آؤ اور جس سے

سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً

خدا توفیق ہدایت سلب کرلے گا تم ہرگز اس کے لئے کوئی راستہ نہ پاؤ گے ان کی خواہش

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ہے کہ جس طرح وہ کافر ہوگئے تم بھی اسی طرح کافر ہوجاؤ تم سب برابر ہوجاؤ پس تم

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا

ان میں دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ راہ خدا میں ہجرت نہ کریں پھر اگر وہ روگرداں ہوں تو ان کو گرفتار کرو اور جہاں انکو پاؤ قتل کر ڈالو

تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى

اور ان میں سے نہ کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار۔ سوائے ان کے جو ایسی قوم سے جا ملے

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ

ہوں کہ تمہارے اور اس قوم کے مابین معاہدہ ہو یا تمہارے پاس اس حالت میں آئیں کہ

صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

تم سے لڑنے میں یا اپنی قوم سے لڑنے میں تنگدل ہوتے ہوں اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ

تو ان کو تم پر مسلط کردیتا پھر وہ تم سے ضرور لڑتے پس اگر وہ تم سے الگ رہیں اور

لے تحیوا باحسن منها تفسیر قمی میں ہے کہ سلام کیا جائے یا کوئی اور نیکی کی جائے تو اس کا جواب دینا بھی سلام یا نیکی یا اس سے بہتر ہونا چاہئے۔ چنانچہ الخصال میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم میں سے جب کوئی چھینکے تو کہو یرحمکم اللہ اور جو شخص تمہارے جواب میں کہے یغفر اللہ لکم و یرحمکم تاکہ خدا کے اس قول کے موافق ہوجائے و اذا حییتم الخ

ع ۱۱ ۸ منافقین کی لونڈی نے ان حضرت کی حضور میں ایک گلدستہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ تو رضائے خدا کے لئے آزاد ہوگئی کسی نے حضرت سے اس بارے میں گفتگو کی۔ فرمایا خدا نے ہم کو تادیب فرمائی ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی و اذا حییتم بتحیۃ الخ اور فرمایا کہ اس کے بدلے سے بہتر یہی تھا کہ اس کو آزاد کیا جائے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت مآب نے فرمایا کہ سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کسی گروہ میں سے ایک شخص سلام کرے تو وہ سب کی طرف سے سمجھا جائے گا اور اسی طرح ایک کا جواب دینا بھی سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ چھوٹے مجمع کو بڑے مجمع کے مقابل سلام کی ابتدا کرنی چاہئے اور سوار کو پہل کر کے پیادہ کو سلام کرنا چاہئے اور جو لوگ خچر پر سوار ہوں انہیں لازم ہے کہ خرسواروں پر سلام کرنے میں سبقت کریں اور اسی طرح جو لوگ گھوڑوں پر سوار ہوں انہیں لازم ہے کہ خچر سواروں کو سلام کرنے میں ابتدا کریں۔ ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ کم سن کو کبیر السن اور راستہ پر چلنے والے کو بیٹھے ہوئے پر سلام کرنا چاہئے۔ ایک روایت میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ جب ایک گروہ دوسرے گروہ سے ملے تو کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں پر سلام بھیجیں اور جب ایک شخص تنہا کسی گروہ سے ملے تو وہ اکیلا اس گروہ کو سلام کرے۔ نیز ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تم سے ملے تم اسے سلام کرلو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بخیل وہی ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ اور اللہ کا رسول اس شخص کو زیادہ دوست رکھتے ہیں جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(اس منزل کا اختتام سورۃ ۴ آیت ۹۰ پر ہے۔ منہ)

يُقَاتِلُوكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ
تم سے نہ لڑیں اور تمہیں صلح کا پیغام دیں تو (ان پر تعدی کرنے کا) خدا نے تمہارے لئے کوئی
عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
راستہ نہیں رکھا ہے، عنقریب تم کچھ اور لوگوں کو ایسا پاؤ گے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم سے
يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا
بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی بچے رہیں، جس وقت فتنہ کی طرف بلائے جائیں اندھا دھند اس میں
فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا
گر پڑیں پس اگر وہ لوگ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور تم سے صلح نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں
اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ
تو ان کو گرفتار کرو اور جہاں پاؤ ان کو قتل کردو
وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا كَانَ
اور انہیں پر ہم نے تم کو کھلا تسلط دیا ہے اور کسی مومن
لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَــــًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا
کو قتل کردے تو اس کے ذمہ ہے ایک ایماندار بردہ کا آزاد کرنا
خَطَــــًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
اور پورا خون بہا اس (مقتول) کے ورثاء کو دینا سوائے اس کے کہ وہ
يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
معاف کردیں پھر اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے لیکن ہو مومن تو (قاتل کے ذمے)
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ
ایک ایماندار بردہ کا آزاد کرنا ہے، اور اگر ایسی قوم سے ہو کہ تمہاری قوم کے
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
اور اس کے مابین معاہدہ ہو تو اس کے ورثاء کو پورا خون بہا دینا اور ایک ایماندار بردہ کا آزاد کرنا (لازم ہے)
مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۙ تَوْبَةً
پھر جس کو (بردہ آزاد کرنا) میسر نہ ہو تو خدا کی طرف سے توبہ کرنے کے لئے اس کے ذمہ
مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا
متواتر دو مہینے کے روزے ہیں اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے اور جو شخص کسی کو جان بوجھ کر

۱ خطأً کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہر جگہ جہاں بندہ آزاد کرنا ہو چھوٹے بچوں کا آزاد کرنا اولیٰ ہے سوائے کفارۂ قتل کے کہ اس میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فتحریر رقبۃ مؤمنۃ اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ بالغ ہو اور اپنے ایمان کا مقر ہو۔

۲ رقبۃ مؤمنۃ تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی سے مار پیٹ کرے اور اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ مر جائے تو آیا وہ خطا سمجھی جائے گی جس میں دیت اور کفارہ ہے فرمایا بیشک۔ پھر سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص تیر چلائے اور وہ کسی آدمی کے لگے، فرمایا بلاشک وشبہ یہ خطا ہے اور خطا کا اس پر کفارہ اور دیت ہے۔

۳ شہرین متتابعین کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمے دو ماہ کے متواتر روزے ہوں اور وہ پہلے ہی مہینہ میں بیمار ہو جائے یا اور کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اسے پھر از سر نو روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر پہلے مہینہ کے پورے روزے رکھ چکا ہے اور دوسرے مہینہ کا کچھ حصہ اور اس کے بعد اس کو کوئی مرض یا کوئی عذر عارض ہو تو اس کے ذمے یہ ہے کہ جو کچھ باقی رہے ہیں ان کو رکھ دے۔

۴ ومن یقتل مومناً متعمداً کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو قصداً قتل کردے تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ فرمایا اگر باعث قتل کوئی امر متعلق ایمان ہے تو اس کی توبہ ہرگز نہیں قبول ہو سکتی ہے اور اگر اس نے غصے کے باعث یا اغراض دنیا کے سبب اس کو قتل کیا ہو تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے اور اگر کسی کو اس قتل کی خبر نہ ہوئی ہو تو قاتل مقتول کے ورثاء کے پاس جا کر ان کے مورث کے قتل کا اقرار کرے پھر اگر وہ اس کو معاف کردیں اور قتل نہ کریں تو پورا خون بہا ان کو دے دے اور ایک بردہ آزاد کرے۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور دو ماہ کے روزے رکھے۔ یہ اس کی توبہ ہے۔

مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ
مار ڈالے گا اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور اس پر خدا کا غضب ناک ہوگا اور لعنت کرے گا
وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ
اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے اے ایمان لانے والو جب تم راہ خدا
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ
میں باہر نکلو تو تحقیق کرلو اور جو شخص تم سے (بقاعدۂ اسلام) سلام کرے تو یہ
لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ
نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے تم زندگانی دنیا کا اثاثہ ڈھونڈتے ہو حالانکہ بڑے
مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
بڑے منافع خدا کے پاس ہیں تم بھی پہلے سے ایسے ہی تھے
فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي
پھر اللہ نے تم پر احسان کیا پس تحقیق کرلیا کرو یقیناً اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔
الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ
مومنوں میں سے گھر میں بیٹھے رہنے والے سوائے ان کے جو معذور ہیں اور راہ خدا میں
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ
اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مال اور جان سے
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
جہاد کرنے والوں پر درجے کے رو سے فضیلت دی ہے حالانکہ ثواب کا وعدہ ہر ایک
الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا
سے کیا ہے اور جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑی بزرگی دی ہے۔
عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
یہ اس کی طرف سے درجے ہیں مغفرت ہے اور رحمت ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے بیشک وہ لوگ جن کا خاتمہ
رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
فرشتے اس حال میں کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم توڑنے والے ہوں تو ان سے کہتے
قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ
ہیں کہ تم کس حال میں تھے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اس زمین میں کمزور کر دیئے گئے تھے

ان الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ الخ حجاج بن یوسف میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ ان حضرت سے خدائے تعالیٰ کے ان اقوال کے معنی دریافت کئے گئے تھے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا (اللہ خود نفوس کا خاتمہ ان کی موت کے وقت کر دیتا ہے) قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم (کہہ دو ملک الموت جو تم پر تعینات کیا گیا ہے وہ تمہارا خاتمہ کرتا ہے) توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون (ہمارے رسول اس کا خاتمہ کریں گے اور ذرا کمی نہ کریں گے) الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ الخ (وہ لوگ جن کا خاتمہ فرشتے کریں گے) کہ ان چاروں میں کہیں تو فعل کو اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے اور کہیں ملک الموت سے اور کہیں رسولوں سے اور کہیں فرشتوں سے۔ فرمایا کہ شان خدا اس سے بزرگ ہے کہ اس فعل کو وہ اپنی ذات سے انجام دے اور اس کے فرشتوں اور اسکے رسولوں کا فعل خود اس کا فعل ہے اس لئے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کے حکم کے بموجب کرتے ہیں پس وہ اپنے اور اپنے مخلوق کے مابین واسطہ ہونے کے لئے اپنے فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول اور سفیر منتخب فرمایا کرتا ہے اور ان ہی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً و من الناس (فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ رسول منتخب فرماتا ہے) پس جو فرماں بردار بندے ہیں ان کی قبض روح کا انتظام فرشتگان رحمت کرتے ہیں اور جو نافرمان بندے ہیں ان کی قبض روح فرشتگان عذاب کرتے ہیں ملک الموت کو مدد گار فرشتگان رحمت میں سے بھی ہیں اور فرشتگان عذاب میں سے بھی جو ان کے امر کی تعمیل کرتے ہیں اور جو یہ فعل مدد گار کرتے ہیں وہ ملک الموت سے منسوب کیا جاتا ہے پس جس طرح ان کا فعل ملک الموت کا فعل ہے اسی طرح ملک الموت کا فعل خود خدا کا فعل ہے اس لئے

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیے)

منزل (۱)

کہ وہ جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے نفوس کا خاتمہ کرا دیتا ہے۔ جس کے ہاتھ سے کوئی چیز چاہتا ہے دلوا دیتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے رکوا دیتا ہے جس کے ہاتھ سے ثواب دلواتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے عذاب دلاتا ہے پس اسی طرح جو کچھ اس کے امین کام کرتے ہیں بیشک وہ خدا کا کام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ اور تم

(باقی حاشیہ ہوا ہے اس کے جو کچھ اللہ چاہتا ہے۔)

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ
تو (فرشتے) دریافت کرتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین لمبی چوڑی نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا
پس انہیں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری بازگشت ہے، سوائے ان کے جو
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا
مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے واقعاً بے بس ہوں
يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى
کہ نہ کوئی حیلہ کرسکیں اور نہ کوئی راستہ پائیں۔ پس قریب ہے
اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ
کہ خدا ایسوں سے درگزر کرے اور خدا بڑا درگزر کرنے والا ہے بخشنے والا ہے
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ
اور جو شخص راہ خدا میں ہجرت کرے گا تو وہ زمین میں بڑی وسعت اور کشائش پائے گا
يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ
اور جو خدا اور رسول کے لئے اپنے گھر سے ہجرت کرکے نکلے گا پھر اسے موت آلے گی
الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾
تو اس کا اجر یقیناً خدا کے ذمہ رہا اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور
وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
جب تم زمین میں سفر کرتے ہو یا تم کو خوف ہو کہ کافر تم سے فساد کر بیٹھیں گے
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ
تو تم پر کچھ الزام نہیں کہ تم نماز میں قصر کردو اور (اے رسول) جب تم ان میں ہو اور تم ان کو
كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ
نماز پڑھانے لگو تو لازم ہے کہ ان میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ نماز
فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ
پڑھے اس حال میں کہ اپنے ہتھیار لئے رہیں پس وہ جب سجدہ کرچکیں
وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ
تو انہیں لازم ہے کہ وہ تمہارے پیچھے آجائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے

لے المستضعفین تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ مستضعفین کون ہیں؟ فرمایا جو اپنی ذات کے بچانے کی تدابیر میں بے وقوف ہوں اور تمہارے ایسے خادم کہ جب تم ان سے کہو کہ نماز پڑھ لو تو وہ نماز پڑھ لیں اور جب نہ کہو تو کچھ نہ سمجھیں اور ایسے لوگ جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر تمہارے ہی خرچ سے جائیں اور جتنی بات تم ان سے کہہ دو اتنی ہی سمجھیں اور بہت بوڑھے آدمی اور چھوٹے چھوٹے بچے۔ نہج البلاغہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مستضعف کا لفظ اس شخص پر صادق نہیں آتا جس تک حجت پہنچ گئی ہو جس کے کانوں نے اس کو سنا ہو اور جس کے دل نے سمجھ کر اسے محفوظ رکھا ہو۔

۲ ان تقصروا من الصلوٰۃ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں زرارہ بن اعین اور محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ ہم دونوں نے خدمت میں امام محمد باقر علیہ السلام کے عرض کیا کہ سفر کی نماز کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ کیوں کر ہونی چاہئے اور کس قدر ہونی چاہئے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ پس سفر میں قصر ایسے ہی واجب ہوگیا جیسے کہ حضر میں اتمام۔ یہ دونوں یہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے عرض کی کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فلیس علیکم جناح (یعنی تم پر الزام نہیں ہے) یہ تو نہیں فرمایا کہ ایسا کرو جس سے کہ اس کا بجالانا واجب ہو جائے جیسے کہ حضر میں اتمام کا بجالانا واجب ہے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما۔ (صفا اور مروہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجالائے اور ان دونوں حالتوں میں طواف کرے تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے) کیا تم نہیں دیکھتے کہ طواف دونوں حالتوں میں واجب مفروض ہے اس لئے کہ خدا نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور نبی نے اس کو عمل کرکے دکھلا دیا اسی طرح سفر میں قصر کرنا ایک ایسی بات ہے کہ جس کا

وَّرَآئِكُمْ ۚ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

انہیں چاہئے کہ وہ آگے آجائیں پھر وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں لیکن ان کو بھی لازم ہے

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ

کہ وہ اپنی حفاظت کی چیزیں اور ہتھیار لئے رہیں، کافر اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اگر وہ تم کو

تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ

تمہارے ہتھیاروں سے اور اسباب سے غافل پائیں وہ تو ایک دفعہ ہی تم

مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ

پر حملہ کردیں اور اگر تمکو بارش سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو

مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا

تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے ہتھیار رکھ دو اور دیسی اپنی حفاظت کرو

حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۱۰۲ فَاِذَا

بیشک اللہ نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب مہیا کیا ہے پھر جب

قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي

تم نماز ختم کرچکو تو کھڑے کھڑے بیٹھے بیٹھے لیٹے لیٹے

جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ

خدا کی یاد کیا کرو پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ تو (پوری) نماز پڑھو

كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝۱۰۳ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ

بیشک نماز مومنین پر واجب ہے اور لکھی ہے اور ان لوگوں کا تعاقب کرنے میں

الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ

سستی نہ کرو، اگر تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو ان کو بھی اسی طرح تکلیف پہنچتی ہے جس طرح تم کو تکلیف پہنچتی ہے،

وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۰۴ اِنَّآ

حالانکہ تم اللہ سے جو امید رکھتے ہو وہ امید وہ نہیں رکھتے اور خدا صاحب علم وحکمت ہے (اے رسول) بیشک ہم نے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ

تمہاری طرف کتاب برحق اتاری تاکہ تم آدمیوں کے مابین بموجب اس کے فیصلہ کرو جو خدا تمہیں دکھلا چکا ہے

اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝۱۰۵ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور تم خیانت کرنے والوں کے طرفدار نہ بنو اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ

۱ کتاباً موقوتاً کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے موقوتاً کے معنی مفروضاً کے منقول ہیں اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ اگر وقت گذر جانے کے بعد نماز پڑھے گا تو اس کی نماز ادا نہ ہوئی۔

۲ بما اراک اللہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سوائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ ہدیٰ کے لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا سپرد نہیں فرمایا اس کے بعد حضرت نے یہ آیت لتحکم بین الناس تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس آیت کا حکم اوصیاء میں بھی جاری ہے۔ احتجاج طبرسی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے ابوحنیفہ تو اپنے آپ کو صاحب رائے سمجھتا ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے صائب تھی اور اوروں کی خطائیں کہ انہیں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاحکم بینہم بما

۱۵ ع ۱۲ اراک اللہ کسی دوسرے سے نہیں فرمایا۔

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

بڑا بخشش کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی ذات سے خیانت کرتے ہیں تم ان کی طرف سے

اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾

جھگڑا نہ کرو بیشک اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا ہے جو خائن (اور) گنہگار ہیں

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

لوگوں سے تو یہ چھپاتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ جب راتوں کو ان کی باتوں کا مشورہ کرتے ہیں جو خدا

وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ

کو ناپسند ہیں تو خدا ان کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور جو جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں خدا (کا علم)

اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ

اس سب کو گھیرے ہوئے ہے زندگانی دنیا میں تو ان کی طرف سے اب تم

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جھگڑتے ہو قیامت کے دن ان کی طرف سے کون جھگڑا کرے گا یا کون ان کا وکیل بنے گا اور جو شخص

اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ

کوئی بدی کرے یا اپنی ذات پر ظلم کرے پھر خدا سے بخشش مانگ لے تو وہ اللہ کو بڑا

يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا اور جو شخص کوئی گناہ کرے گا سوائے اس کے نہیں کہ وہ

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اپنی ہی ذات کے لئے وبال پیدا کرے گا اور خدا صاحب علم و حکمت ہے

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ

اور جو شخص سہواً یا عمداً کوئی گناہ کرے پھر اس کا الزام کسی بے گناہ کو دے دے تو وہ یقیناً وہ بہتان

بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ

اور صریح گناہ کا ملزم ہوگا۔ اور اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی

اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ

تو ان میں سے ایک گروہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تم کو بھٹکا دے حالانکہ وہ اپنے آپ کو

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ

ہی بھٹکاتے اور تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑتے جس حال میں کہ اللہ نے تم پر

ع ۱۶ ۱۳

ل اذ یبیتون مالا یرضیٰ من القول کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول اذ یبیتون مالا یرضیٰ من القول کی تفسیر میں وارد ہے کہ اس سے مراد بنی فلاں اور فلاں اور عبیدہ بن الجراح۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام موسیٰ کاظم علیہما السلام سے یہی روایت منقول ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں بجائے الفاظ فلاں وفلاں کے اول وثانی اور عبیدہ بن الجراح منقول ہے احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دین میں تغیرات پیدا کرنے والوں کا قصہ اپنے اس قول اذ یبیتون ما لا یرضیٰ من القول میں بیان فرمادیا کہ بعد وفات رسول اسی طرح سے باطل کو قائم کریں گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام وفقدان عیسیٰ علیہ السلام توریت وانجیل میں تغیرات کئے اور کلمات کو ان کے موقعوں سے بدل ڈالا۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ
کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور جو کچھ تم نہ جانتے تھے اس کی تم کو تعلیم دی ہے
تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ
اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ان کی بہت سی سرگوشیاں کرنے میں کوئی خیر و خوبی
كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ
نہیں ہے سوائے اس کے جو صدقہ دینے یا نیکی کرنے یا لوگوں کے مابین میل جول کرا دینے کی سلاح دے
اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اور جو شخص خدا کی رضا جوئی کے لئے ایسا کرے گا عنقریب ہم اس کو
اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ
بہت بڑا اجر عطا کریں گے اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس کے لئے کھل جائے رسول کی مخالفت اختیار کرے گا
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ
اور مومنوں کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کرے گا ہم بھی اسے اسی راہ پر چلائیں گے اور
مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ
اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے، بیشک خدا اس
اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ
کو تو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے کم گناہوں کو بخش دے گا
بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ
جسے چاہے اور جس نے خدا سے شرک کیا یقیناً بہت بڑی گمراہی کی۔ وہ خدا کے سوا انہیں پکارتے ہیں مگر
اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ
عورتوں (دیویوں) کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت کی اور
لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ
اس نے یہ کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ ضرور لے لوں گا اور میں ان کو ضرور گمراہ
وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ
کروں گا اور میں ضرور ان کو جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اور میں ان کو ضرور بھکا دوں گا بس وہ چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے
وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا
اور میں ضرور ان کو حکم دوں گا بس وہ خدا کی پیدائش (بنائی ہوئی ہیئت) کو ضرور بدل ڈالیں گے اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو

۱ او اصلاح بین الناس کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ صدق کذب، اصلاح بین الناس، اور اصلاح کی تفسیر یہ فرمائی کہ کسی شخص سے تم کوئی بات سنو جس سے دوسرے کی برائی ٹپکتی ہو پھر جب تم اس دوسرے سے ملو تو یہ کہو کہ میں نے فلاں شخص سے تیری نسبت سنی یعنی جو بدی تم نے سنی ہو اس کے خلاف بیان کرو تا کہ دونوں میں فساد نہ رہے، بلکہ اصلاح ہو جائے۔ الخصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جھوٹ تین امر میں مباح ہے۔ ایک لڑائی میں دشمن کو دھوکا دینا، دوسرے زوجہ سے وعدہ کرنا، تیسرے لوگوں کے مابین اصلاح کرانا۔

۲ نصیباً مفروضاً تفسیر ثمالی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بنی آدم میں سے ننانوے جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں۔

۳ خلق اللہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس جگہ خلق اللہ سے مراد ہے دین اللہ یعنی امر خدا اور نہی خدا اور موید اس کا خدا کا یہ قول فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم۔ (فطرت خدا جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا دین خدا میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی دین قائم یہی ہے)

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ
دوست بنائے گا وہ یقیناً صریح نقصان اٹھائے گا شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور انہیں
وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ
امیدیں دلاتا ہے اور شیطان نہیں وعدہ کرتا ہے مگر دھوکا ہی دھوکا ان ہی لوگوں کا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ز وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ
ٹھکانا جہنم ہے جس سے بھاگنے کا موقع وہ نہ پائیں گے
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے عنقریب ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے ندیاں بہتی
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ
پھرتی ہیں ہمیشہ (ہمیشہ) وہ انہیں میں رہیں گے (یہ) اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ بات کہنے میں کون سچا ہوگا تمہاری امیدوں کو
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ
اور اہل کتاب کی امیدوں کو اس میں کچھ دخل نہیں جو بھی کوئی بدی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور خدا کے سوا وہ کسی کو
الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
نہ حامی پائے گا اور نہ مددگار اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ
اس حال میں کہ وہ مومن ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہی تو جنت میں
اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ
داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور جس نے اپنے آپ کو
نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
اطاعت خدا کے لئے جھکا دیا جس حال میں کہ وہ نیکوکار بھی ہے
وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾
اور خلوص سے ملت ابراہیم کا پیرو ہوگیا اس سے بہتر دین کس کا ہوگا حالانکہ ابراہیم کو خدا نے اپنا خلیل مقرر کیا تھا
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ (کا علم) ہر چیز کو
مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ
گھیرے ہوئے ہے۔ اور (اے پیغمبر) یہ لوگ عورتوں کے بارے میں تم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں تم کہہ دو کہ اللہ

لے یعدھم ویمنیھم لفظی معنی شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے (ایسے جن کو پورا نہیں کرسکتا) اور ان کو امیدیں دلاتا ہے۔ (ان چیزوں کی جو ان کو نہیں مل سکتیں) اور یہ جھوٹے وعدے یا ان کے خبیث دلوں میں گزرتے ہیں یا شیطان اپنے دوستوں کی زبانی ان کو سنواتا ہے۔ المجالس میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم (وہ لوگ جس وقت کوئی بدی کریں یا اپنے نفسوں پر ظلم کریں پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں) ابلیس مکہ کے قریب ایک پہاڑ پر جس کا نام ثور ہے جا چڑھا اور بہت بلند آواز سے اپنے عفاریت کو طلب کیا سب اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ہمارے سید و سردار آپ نے ہم کو کیوں طلب کیا ہے؟ اس نے آیت سنائی اور کہا کہ اب اس کا اثر باطل کرنے والا کون ہے؟ شیطانوں میں سے ایک عفریت نے کہا کہ میں ہوں۔ ابلیس نے پوچھا بھلا کس طرح اس نے اپنی تجویز سنائی۔ ابلیس نے کہا تو کامیاب نہیں ہوسکتا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اس سے بھی مثل پہلے کے باتیں ہوئیں۔ ابلیس نے کہا کہ تو بھی وہ نہیں ہوسکتا۔ اس پر وسواس الخناس کھڑا ہوا اور اس نے اس کا ادعا کیا کہ میں اس کے اثر کو باطل کرسکتا ہوں۔ ابلیس نے پوچھا بھلا کس طرح اس نے کہا کہ میں ان سے وعدے کروں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا یہاں تک کہ وہ گناہ کے مرتکب ہوں پھر جس وقت وہ گناہ کے مرتکب ہوں گے تو انہیں استغفار بھلا دوں گا۔ ابلیس نے اس کی رائے پر صاد کیا اور کہا کہ اس کام کے لئے تو ہی موزوں ہے۔ چنانچہ یہ کام قامت تک کے لئے اسی کے سپرد ہے۔ (نمبر ۱۸ ع ۱۱ ۱۵)

۲ تا ۴ حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ
تم کو عورتوں کے بارے میں فتوے دیتا ہے اور وہ حکم جو تم پر ان یتیم عورتوں کے بارے میں پڑھا جاتا ہے
لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
جن کو تم ان کا مقررہ حصہ نہیں دیتے حالانکہ تم ان سے نکاح کرنے کی خواہش نہیں رکھتے ہو
وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى
اسی طرح کمزور بچوں کے بارے میں حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم یتیموں کے حق میں
بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾
انصاف کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور جو نیکی بھی تم کرو گے اللہ اس سے ضرور آگاہ ہے
وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ
اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی طرف سے ظلم یا بے رغبتی کا اندیشہ رکھے تو اگر وہ آپس میں
عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ
کسی طرح صلح کرلیں تو ان کے ذمہ کچھ الزام نہیں اور صلح سب سے بہتر ہے
وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ
اور سب نفس بخل کے سامنے کئے گئے ہیں اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگار رہو تو جو کچھ بھی
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا
تم اعمال کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے اور اگرچہ تم اس بات
بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ
کے حریص بھی ہو کہ اپنی کل ازواج کے مابین مساوات برتو تو ہرگز نہ برت سکو گے پھر پورا
فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
ظلم بھی نہ کرو کہ اس کو ادھر میں چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرو اور ڈرتے رہو تو اللہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ
بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو
وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
اپنے (خزانہ) وسعت سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا حکمت والا ہے اور جو کچھ آسمانوں
الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی

منزل (۱)

۱ فی یتامی النساء التی لا تو تونہن تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ چھوٹے بچوں کو اور عورتوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ سوائے اس شخص کے جو لڑائی لڑ سکے اور دشمن کو دفع کر سکے اور کسی کو ہم میراث نہ دیں گے۔ تو خدائے تعالیٰ نے میراث کی وہ آیتیں نازل کیں جو اس سورۃ کے اول میں ہیں اور خدا کے اس قول تؤتونہن کے یہی معنی ہیں۔ تفسیر قمی میں اس روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت اس میراث نہ دینے کو اپنے نزدیک بہت اچھا کہتے تھے اور جب خدائے تعالیٰ نے آیات میراث نازل کیں تو وہ اس پر بہت ہی بگڑے اور کہنے لگے کہ چلو ہم رسول اللہ سے اس کا ذکر کرتے ہیں یا تو وہ حضرت اس کو چھوڑ دیں گے یا تبدیل فرما دیں گے پس وہ آکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ لڑکی کو اس کے بھائی اور باپ کے ترکے کا آدھا ملے گا اور چھوٹے بچے کو بھی میراث دی جائے گی حالانکہ ان میں سے نہ تو کوئی گھوڑے پر چڑھ سکتا ہے، نہ دشمن سے لڑ سکتا ہے، نہ ان کو مال غنیمت مل سکتا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔

۲ و ترغبون ان تنکحوھن تفسیر قمی میں وارد ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی بیوہ عورت سے نکاح کر لیتا اور اس کی یتیم لڑکی اس کے ساتھ آتی اور وہ بدصورت یا بے عقل ہوتی تو وہ شخص اس کوشش میں رہتا تھا کہ خود اس سے شادی کرلے اور کوئی غیر اس سے نکاح نہ کرے کہ اس کا مال نہ دینا پڑے اور خود شادی نہ کرے تو اس کو روک رکھے کہ وہ مر جائے تاکہ اس کا وارث بنے۔

۳ ان تعدلوا بین النساء کافی میں تو اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ محبت مودت دلی سب عورتوں سے یکساں ہو اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ ہر امر میں من جمیع الوجوہ مساوات ہو، تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد وفات جناب سیدہ جب امیر المومنین کے نکاح میں دو عورتیں ہوتیں تو ایک کی باری کے دن دوسری کے گھر میں وضوء

محمی از ماسٹر محمد شریف صاحب

وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
اور تم کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم ناشکری کروگے تو آسمانوں میں اور زمین میں
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾
جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے پروا (اور) لائق حمد ہے
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے اور کارسازی کے لئے اللہ کافی ہے
وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ
اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور بجائے تمہارے اور پیدا کردے اور اللہ اس پر
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
پوری قدرت رکھتا ہے، جو شخص دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو خدا کے پاس دنیا کا بدلہ بھی موجود ہے
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا
اور آخرت کا بھی اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔
بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ
اے ایمان لانے والو! تم انصاف کے لئے بڑے مضبوط بن جاؤ اور خدا کے گواہ ہوجاؤ گو تم کو اپنی
شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ
ذات یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا
کوئی مالدار ہو یا محتاج خدا دونوں کا حاکم (نگراں) ہے، پس تم انصاف سے درگزرنے میں
الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو اور اگر تم ادائے شہادت میں زبان دباؤ گے یا منہ پھراؤ گے تو جو کچھ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
بھی تم کروگے اللہ اس سے آگاہ ہے اے ایمان لانے والو! تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور
وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ
اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر
الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
جو اس نے پہلے نازل کی ہے ایمان لاؤ اور جس شخص نے خدا کا اور اس کے فرشتوں کا

لے و یأت باٰخرین روایت میں وارد ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے حضرت سلمان فارسی کی پشت پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ آخرین سے مراد اس کی قوم ہے یعنی عجم فرس۔

۲ ثواب الدنیا والآخرۃ مطلب یہ ہے کہ خدا سے دونوں ثواب ایک ساتھ طلب کرنا چاہئے یعنی جو عمل ہو اس میں دونوں عالم کی بہبودی مدنظر رہے یہ کوئی عقل کی بات نہیں ہے کہ جہاد صرف مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے ہو اور ثواب راہ خدا مطلوب نہ ہو اس لئے کہ اس سے زیادہ کوئی ذلیل بات نہیں کہ ادنیٰ کی طلب میں اعلیٰ کا خیال چھوڑ دیا جائے حالانکہ اعلیٰ کی طلب میں ادنیٰ فوت نہیں ہوسکتا۔ کافی اور الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے بواسطہ اپنے آباؤ اجداد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قدیم زمانے کے حکماء اور فقہاء جب ایک دوسرے کو کچھ لکھتے تھے تو تین ہی باتیں لکھتے تھے، وہ تینوں باتیں یہ ہیں (۱) جس کو صرف آخرت کی فکر ہوگی خدائے تعالیٰ اس کو دنیا کی فکر ہوگی خدائے تعالیٰ اس کو دنیا کی فکر سے کفایت فرمائے گا۔ (۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرلے گا خدائے تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح فرمادے گا۔ (۳) جو شخص اپنے ذمہ کے خدا کے حقوق کی اصلاح کرلے گا بندوں کے حقوق جو اس کے ذمہ ہوں گے، خدا ان کی اصلاح خود فرمادے گا۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ دنیا ان کی طلبگار ہے اور بہت سے ایسے ہیں کہ وہ خود طلبگار دنیا ہیں پس جو دنیا کے طلبگار ہیں موت ان کے پیچھے پڑی ہے جب تک کہ ان کو دنیا سے نکال نہ دے، اور جو طلبگار آخرت ہے، خود دنیا ان کی طلبگار ہے گی۔ جب تک کہ ان کا رزق ختم نہ ہوجائے۔

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾
اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا انکار کر دیا وہ راہ راست سے بہت ہی دور جا پڑا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ
جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر مکر ہوئے پھر انکار میں

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ
بڑھ گئے، خدا کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کو بخشے اور نہ یہ کہ ان کو راہ راست

سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾
دکھلائے، ان منافقوں کو جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یار بناتے

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ
ہیں یہ خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے دردناک عذاب مہیا ہے۔

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ
کیا ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ عزت خدا کے لئے ثابت ہے اور وہ تم پر کتاب میں

نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ
یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جس وقت تم یہ سنو کہ خدا کی آیتوں کا انکار کیا جاتا ہے

بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ
اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو تم ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ
جب تک کہ وہ کسی اور معاملہ میں گفتگو نہ شروع کر دیں ورنہ تم بھی اس صورت میں (کفر میں) انہیں کے مانند ہو جاؤ گے۔

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ
بیشک خدا کل منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرے گا۔ جو تمہارے

يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ
انتظار میں لگے ہوئے ہیں کہ اگر فتح خدا کی طرف سے تمہاری ہو جائے

نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ
تو یہ کہہ دیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو نصیب ہو جائے تو ان سے یہ

نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ
کہہ دیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آگئے تھے اور کیا ہم نے تم کو مومنوں سے نہیں بچایا پس اللہ

ل ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادو کفراً۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زبانی ایمان لائے دل سے نہیں پھر اس وقت وہ کافر ہو گئے جس وقت فیما بین خود انہوں نے ایک کتابت لکھی کہ امر خلافت اہل بیت رسول خدا میں ہرگز نہ جانے دیں گے۔ پھر جب آیہ ولایت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے جناب امیر المومنینؑ کے بارے میں ان سے عہد و پیمان لیا مگر جب رسول خدا کا انتقال ہو گیا تو وہ کافر ہو گئے اور کفر میں بڑھ گئے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد ان سے وہ دونوں ہیں اور ان کا تیسرا اور چوتھا یار (یعنی ابو عبیدہ ابن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ) اور ثالث اور عبد الرحمن اور طلحہ یہ سب ساتھ ساتھ تھے۔ اس حدیث کے آخر میں ان کے ایمان اور کفر کے مراتب کا بھی ذکر ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت فلاں وفلاں وفلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اس کو تو خدا نے فرمایا منوا پھر جب ولایت انہیں جتلائی گئی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ تو اس وقت اس کے دلوں نے انکار کیا اسے خدا نے فرمایا ثم کفروا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو میرا جانشین اور امیر المومنین تسلیم کرنے کی بیعت کرو تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور بیعت کی اسے خدا فرماتا ہے ثم اٰمنوا پھر جب جناب رسول خدا کا انتقال ہوا تو وہ اس بیعت پر قائم نہ رہے، اسے خدا فرماتا ہے ثم کفروا بلکہ ان لوگوں نے جو حکم رسول خدا جناب امیر المومنینؑ کی بیعت کر چکے تھے خود اپنے لئے بیعت لی اس کو خدا فرماتا ہے ثم ازدادوا کفراً جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا کوئی جزو تو کہاں باقی رہتا ہے کفر بھی معمول سے کہیں زیادہ بڑھ گیا۔ (اس کا مکمل مضمون اور ۲ تا ۵ ضمیمہ میں)

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ
قیامت کے دن تمہارے مابین فیصلہ کردے گا اور خدا ہرگز مومنوں
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ
پر کافروں کا غلبہ نہ ہونے دے گا۔ بیشک منافق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور وہ
وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ
ان کے دھوکے کا بدلہ دینے والا ہے اور جس وقت وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو اکسائے ہوئے
يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾
کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھلاتے اور خدا کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔
مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ
کفر اور ایمان کے مابین تذبذب میں ہیں نہ ان ہی کی طرف ہیں نہ ان ہی کی طرف۔ اور
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کرلے گا تم اس کے لئے ہرگز کوئی راہ نہ پاؤ گے اے ایمان لانے والو مومنوں
تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ
کو چھوڑ کر کافروں کو یار نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى
خدا کی کھلی حجت اپنے اوپر قائم کرلو یقیناً منافق
الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا
جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور تم ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔
الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ
سوائے ان کے جو توبہ کریں اور نیکی اختیار کریں اور خدا کا سہارا لئے رہیں اور اللہ کے واسطے
لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
اپنا دین خالص کرلیں تو وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ
اور عنقریب خدا مومنوں کو بڑا اجر دے گا اگر تم شکر کرو
وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾
اور ایمان لاؤ تو خدا تم کو عذاب کیوں دے گا حالانکہ اللہ تو قدردان صاحب علم ہے۔

۱ ولا یذکرون اللہ الا قلیلاً
مطلب یہ ہے کہ ریاکار جب کوئی عمل کرتا ہے تو جن لوگوں کو دکھانا منظور ہوتا ہے ان ہی کی موجودگی میں اس سے عمل ہوسکتا ہے اور کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ جو شخص چھپا کر خدا کو یاد کرتا ہے وہ یقیناً خدا کو بہت یاد کرتا ہے اور منافقین چونکہ خدا کی یاد علانیہ کرتے تھے اور پوشیدہ کچھ نہیں اس لئے خدا نے اس آیت میں ان کی صفت بیان کردی۔

۲ لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء
مطلب یہ ہے کہ نہ پورے مومنین ہی کی طرف ہیں نہ کامل طور سے کافروں ہی کی طرف اس طرح سے مثل مومنوں کے اظہار تو ایمان کا کرتے ہیں مگر دل میں مثل مومنوں کے ایمان کو جگہ نہیں دیتے نیز کفر کو مثل کافروں کے دل میں تو جگہ دے رکھی ہے لیکن کفر کا مثل کافروں کے اظہار نہیں کرتے۔

۳ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار جس طرح جنت کے درجات ہیں اسی طرح دوزخ کے درکات ہیں اور ان کا نام درکات اس وجہ سے رکھا گیا کہ جس طرح درجات ایک دوسرے سے بلند و اعلیٰ ہوتے ہیں اسی طرح درکات ایک دوسرے سے پست و اسفل ہوتے ہیں۔

۴ ان شکرتم و آمنتم مطلب یہ ہے کہ خدا تم کو عذاب دینے سے فائدہ کیا اٹھا سکتا ہے آیا اسے اپنا غصہ فرو کرنا مدنظر یا کسی قسم کے ضرر کو اپنی ذات سے رفع کرنا ہے یا کوئی خاص نفع حاصل کرتا ہے حالانکہ اس کی ذات نفع و ضرر سے مستغنی ہے، وہ کافر کو اس کے کفر کے اصرار میں عذاب دیتا ہے اسی طرح جیسے کہ طبیب بگڑی ہوئی طبیعت کا علاج کرتا ہے کہ مرض پیدا ہونے ہی نہ پائے یہاں بھی جب کفر کا ازالہ ایمان سے ہوگیا تو ایمان اور شکر سے ہوگیا تو ایمان لانے والے کی ذات بھی اس کی عقوبت سے محفوظ ہوگئی اور آیت میں شکر کو ایمان پر مقدم کیا ہے اس لئے کہ نعمت دیکھنے سے پہلے آئی ہے اور اس لئے اس کے شکر کا مبہم خیال بھی پہلے ہی پیدا ہوتا ہے اور حقیقت پر نظر بعد میں پڑتی ہے جس سے منعم کا خیال آئے اور اس پر ایمان لایا جائے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ

اور نقلوں میں کھول کر بدی بیان کرنے کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جو ستایا گیا ہو۔

اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ

اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اگر تم کسی نیکی کا اظہار کرو گے یا اس کو چھپاؤ گے

سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

یا کسی برائی سے درگذر کرو گے تو اللہ بھی بڑا درگذر کرنے والا ہے قدرت رکھنے والا ہے، بے شک جو لوگ اللہ

وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈال دیں

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ

اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہیں۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ (کفر و ایمان کے)

ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا

بین بین ایک راستہ اختیار کریں وہی تو اصلی کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ

ذلت دینے والا عذاب مہیا کیا ہے، اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے

يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ

اور ان میں سے کسی میں کوئی تفریق نہ کی ان لوگوں کو ان کے اجر ضرور عنایت فرمائے گا

اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اہل کتاب تم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ان پر آسمان سے کوئی

اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى

کتاب نازل کردو، تو موسیٰ سے تو انہوں نے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا

اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

یعنی یہ کہا تھا کہ خدا کو ہمیں کھلم کھلا دکھلادو، پس ان کے اسی ظلم کے سبب

بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

سے ان پر بجلی گری تھی، پھر بعد اس کے کہ ان پر کھلی نشانیاں

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا

آچکی تھیں، پھر اڑ بیٹھنے لگے پھر ہم نے اس سے بھی درگذر کی اور موسیٰ علیہ السلام کو کھلا غلبہ عنایت کیا

ع ١٩ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول
تفسیر مجمع البیان میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مدد طلب کرنے میں کسی کو برا بھلا کہا جائے الا جس شخص پر ظلم کیا گیا ہو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ ظالم کے برخلاف اتنی مدد مانگے جتنی مدد دینی دین میں جائز ہے اور اس مدد مانگنے میں اگر وہ ظالم کی برائی بیان کرے تو کوئی حرج نہیں۔ طلب نصرت کی نظیر دوسری جگہ بھی قرآن مجید میں موجود ہے و انتصروا من بعد ما ظلموا (بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا انہوں نے مدد مانگی) تفسیر کبیر میں مضمون مندرجہ بالا کے قریب قریب ہے اور ایک اور حدیث میں اس کی تفسیر میں وارد ہے کہ فرمایا اگر تمہارے پاس کوئی شخص آکر یہ کہے کہ تم میں کوئی خیر و خوبی نہیں اور تم نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تو اس کی اس بات پر خاموش نہ رہو بلکہ اس کو جھٹلاؤ کیوں کہ اس نے تم پر ظلم کیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر مہمان کسی شخص کے یہاں آکر اترے اور وہ اس کی ٹھیک ٹھیک مہمانی نہ کرے تو اس کے ذمہ کچھ خرابی نہیں ہے۔ اگر میزبان کی اس بدسلوکی کا ذکر زبان پر لائے۔ تفسیر عیاشی میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص کسی گروہ کو مہمان بلائے اور پھر ان کی مہمانی اچھی طرح نہ کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہوا جنہوں نے ظلم کیا اور مہمانوں کے ذمہ کچھ عیب نہیں ہے اگر وہ اپنی عنقلوی کا ذکر زبان پر لائیں اور انہیں حضرت سے الجھر بالسوء من القول کے یہ معنی منقول ہیں کہ جو کسی شخص کی واقعی حالت ہو وہ بیان کردے، (بڑھا کر کچھ نہ کہے اور بلا علم صحیح کچھ نہ کہے) اور جس امر میں گواہوں کی تعداد مقرر ہے جب تک ان کے گواہ موجود نہ ہوں کچھ نہ کہے۔

ع ٢٠ نؤمن ببعض ونکفر ببعض
مطلب یہ ہے کہ ہم بعض انبیاء کو مانتے ہیں اور بعض سے منکر ہیں جیسے یہود کی حالت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان سے پہلے انبیاء کی تصدیق کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا جیسے نصاریٰ کی حالت تھی کہ حضرت عیسیٰ اور ان سے پہلے انبیاء کی تصدیق کرتے تھے اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں ان کا اس کفر سے نکلنا نہیں ہوتا کیونکہ ان کا ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے تمام رسولوں پر ایمان لائے (ماخوذ تفسیر ۴۰۳ صفحہ میں پڑھئے)

مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ

اور ان سے عہد لینے کے لئے کوہ طور کو ان کے اوپر بلند کیا

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ

اور ان سے ہم نے یہ کہا کہ اس دروازہ میں سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو، اور ان سے

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ

یہ کہا کہ احکام سبت میں زیادتی نہ کرو اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا تھا، پھر ان کے اپنے اس عہد کے توڑ

مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

دینے کے سبب سے اور آیات خدا کا انکار کرنے کے باعث سے اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا

اور ان کے قول کی جہت سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں (ہم نے جو مناسب تھا کیا) بلکہ اللہ

بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ

نے ان کے دلوں پر ان کے کفر کے سبب سے چھاپہ لگا دیا پس وہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت کم۔ نیز ان کے کفر کے باعث

عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ

اور ان کے اس قول کے باعث جس سے مریم پر انہوں نے بہت بڑا بہتان باندھا اور اس قول کے سبب کہ ہم نے مسیح ابن مریم خدا کے رسول کو

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

قتل کر دیا (ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا) حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ مصلوب دی بلکہ ان (یہودیوں)

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ

کے لئے ایک شخص ان کی شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے مسیح کے بارے میں اس وقت اختلاف کیا تھا

مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ

وہ آج تک ان کے بارے میں شک ہی میں ہیں سوائے گمان کی پیروی کے اس بارے میں ان کو کوئی علم نہیں ہے

يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

حالانکہ مسیح کو انہوں نے یا یقین قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنے پاس اٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ

اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ اس کو اپنے مرنے سے پہلے مسیح پر ضرور ایمان

الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ

لانا پڑے گا، اور مسیح قیامت کے دن ان کے برخلاف گواہی دیں گے۔ پس یہودیوں کے ظلم کے باعث

---

۱ وقتلهم الانبیاء بغیر حق۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ ان لوگوں نے انبیاء کو خود تو قتل نہیں کیا تھا ان کے اجداد نے کیا تھا مگر یہ ان کے اس فعل سے راضی تھے پس خدائے تعالیٰ نے ان کے اجداد کے قتل کا الزام ان کو دیا اور اسی طرح قرار دے دیا ہے کہ جو فعل کیا گیا ہو گو ملزم خود اس فعل کا مرتکب نہ ہو مگر اس فعل پر راضی ہو تو اس کا مرتکب سمجھا جائے گا اور اس امر کی دلیل خدائے تعالیٰ کا وہ قول ہے جو سورہ بقر میں آچکا ہے قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۷ سطر ۱) کیوں کہ جن لوگوں سے یہ خطاب کرنے کا حکم ہوا ہے ان کے وقت میں بہت سے انبیاء موجود تھے نہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا لیکن یہ ضرور تھا کہ ان کے آباء و اجداد جو کچھ کر چکے تھے اس کو وہ اچھا جاننے والے تھے اسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے ان انبیاء کے قتل کا الزام جن کو ان کے آباء و اجداد نے قتل کیا تھا ان لوگوں کے ذمہ قرار دیا ہے۔

۲ بل طبع اللہ علیہا بکفرہم۔ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امام رضا علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے معنی دریافت کئے ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم (ترجمہ کے لئے صفحہ سطر دیکھئے) تو حضرتؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کفار کے دلوں پر چھاپہ لگانا ان کے کفر کا عذاب ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا بل طبع اللہ علیہا بکفرہم فلا یومنون الا قلیلاً۔

۳ بہتاناً عظیماً۔ المجالس میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نکل آدمیوں کو راضی کیا جا سکتا ہے نہ کل آدمیوں کی زبان بندی کی جا سکتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس وقت مریم بنت عمران حاملہ ہوئی ہیں تو لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ حمل تو ایک بڑھئی کا ہے جس کا نام یوسف تھا۔ (باقی حواشی ۴ تا ۷ ضمیمہ میں پڑھئے)

هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ

ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں، حرام کر دیں، نیز راہ خدا سے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ

اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث اور ان کی سودخوری کے باعث جس سے ان کو یقیناً ممانعت

وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

کی گئی تھی اور لوگوں کے مال ناحق کھا جانے کے سبب (بہت سی پاک چیزیں حرام کر دیں) اور جو ان میں منکر

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ

ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، لیکن ان میں سے جو علم میں راسخ ہیں اور جو

وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ

کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا ہے، اس پر ایمان لانے والے ہیں۔

قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے والے، اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والے ہیں،

وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ

انہی کو عنقریب ہم بڑا اجر دیں گے، یقیناً ہم نے تم پر

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ

اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح علیہ السلام پر اور ان کے بعد کے انبیاء پر بھیجی تھی۔

وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام اور اسحٰق اور یعقوب علیہما السلام اور اسباط (بنی اسرائیل)

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ

اور عیسیٰ علیہ السلام اور ایوب اور یونس علیہما السلام اور ہارون اور سلیمان

وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ

اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور عطا کی اور ہم نے اپنے رسول (بھی بھیجے) جن کا قصہ ہم نے تم سے بیان کیا

قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

اور اپنے رسول (بھی) جن کا قصہ ہم نے تم سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے

عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ

کلام کیا جو حق کلام کرنے کا تھا (ایسے) رسول (جو) خوشخبری

۱ انا اوحینا الیک تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ بے شک میں نے تمہاری طرف وحی کی جیسے کہ نوح اور ان کے بعد کے انبیاء کی طرف کی تھی۔ پس آنحضرت کے لئے کل وحی جمع فرمادی کیوں کہ جیسے ان سب کو متفرق طور پر وحی فرمائی آپ کو مجتمعاً فرمائی) کافی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ طویل سورتیں مجھ کو بمنزلہ توریت عطا کی گئی ہیں اور سو آیت والی بمنزلہ انجیل اور متوسط درجہ کی سورتیں بمنزلہ زبور اور اڑھائی صورتیں جو مفصل کہی جاتی ہیں ان کے ذریعے سے مجھے اوروں پر فضیلت دی گئی ہے، نیز کافی اور اکمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت اور حضرت نوح کے درمیان بعض انبیاء ایسے گزرے ہیں جو اعلان کرنے والے تھے اور بعض ایسے جو خفیہ رہے تھے اسی سبب سے ان کے ذکر قرآن مجید میں بھی نہیں ہیں۔ اور جس طرح اعلان کرنے والے انبیاء کا نام لیا گیا ہے ان کا نام نہیں لیا گیا۔ جیسا کہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے: و رسلاً قد قصصناهم علیك من قبل و رسلاً لم نقصصهم علیك۔ ۲ و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً التوحید میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ جناب موسیٰ بنی اسرائیل کے منتخب لوگوں کو طور سینا پر لے گئے اور ان کو دامن کوہ میں کھڑا کر کے خود طور پر چڑھے اور خدائے تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ سے ہم کلام ہو اور وہ لوگ بھی کلام کو سنیں، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے کلام کیا اور اس کے کلام کو لوگوں نے اوپر سے نیچے سے دائیں سے بائیں سے سنا۔ خدائے تعالیٰ نے قوت گویائی ایک درخت میں پیدا کر دی تھی اس سے آواز

ہر طرف سے سنائی دیتی تھی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ پروردگار عالم نے بغیر اعضاء اور حروف کے بات کی یعنی جس طرح انسان کو بات کرنے کے لئے ہوتے (باقی صفحہ ۱۲۴ پر)

وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ
دینے والے (بھی) تھے اور ڈرانے والے بھی تاکہ ان کے آنے کے بعد کوئی حجت
الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ
باقی نہ رہے۔ اور اللہ زبردست حکمت والا ہے، لیکن اللہ اس کے باب میں جو تم پر نازل
اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى
کیا گیا ہے گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کیا ہے، اور فرشتے (بھی اس بات کی)
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ
گواہی دیتے ہیں، حالانکہ گواہی اللہ (ہی) کی کافی ہے، بے شک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے راہ خدا سے روکا
اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا
وہ گمراہی میں بہت بڑھ گئے، جن لوگوں نے یقیناً کفر (بھی) کیا اور ظلم (بھی) کیا
لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا
اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کو بخش دے یا اس کو کوئی اور راستہ سوائے جہنم کے راستے بتلائے
طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور اللہ کے لئے یہ بات آسان
يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ
ہے اے آدمیوں یقیناً رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق لے کر آیا ہے
رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
پس اسے مان لو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر انکار کرو گے تو
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ
آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ضرور اللہ کا ہے، اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔
الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا
اے اہل کتاب اپنے دین کے بارے میں غلو نہ کرو اور سوائے حق کے خدا کے بارے میں کچھ نہ کہو
الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
مسیح عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ
وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ جس کو اس نے مریم تک پہنچا دیا تھا اور اس کی پیدا کی ہوئی روح ہے

زبان تالو کے کی ضرورت ہے۔
پروردگار عالم اس قسم کی تمام احتیاجات سے منزہ و مبرا ہے نیز ایک شخص نے جس کو آیات خدا میں کچھ شبہ پڑ گیا تھا۔ ان حضرت سے سوال کیا تو اس کے جواب میں جو ارشاد ہوا اس کا ایک جزو یہ ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ کلام اللہ جس کا نام ہے وہ ایک طرح کا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی کئی صورتیں ہیں ایک تو وہ کلام خدا کا تھا جو کہ خدا نے اپنے رسولوں سے تکلم فرمایا اور وہ بھی کلام اللہ تھا جو کہ رسولوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ وہ خواب بھی کلام اللہ تھے جو رسولوں نے دیکھے اور وحی تنزیل جس کی تلاوت کی جاتی ہے یہ بھی کلام اللہ ہے۔ (تصریح)
قرآن مجید اسی قسم آخیر میں داخل ہے، الخصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے تین شب و روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمے فرمائے۔ اس عرصہ میں جناب موسیٰ علیہ السلام نے کچھ بھی کھایا نہ پیا۔ اس کے بعد جب بنی اسرائیل کے پاس پلٹ کر آئے تو کانوں میں تو حلاوت کلام خدا کی گونج رہی تھی ان کی باتیں ناگوار ہوئیں۔ احتجاج میں وہ گفتگو منقول ہے جو یہودیوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی منجملہ اس کے یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ کیا موسیٰ آپ سے بہتر ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے چار ہزار کلموں سے بات کی اور آپ سے کوئی بات بھی نہ کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے ان سے افضل رتبہ عطا کیا گیا ہے انہوں نے کہا وہ کیا ہے آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً الخ (اس حدیث کا بقیہ انشاء اللہ سورہ بنی اسرائیل میں بیان ہوگا)۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۴)
لے لکن اللہ یشھد تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی لکن اللہ یشھد بما انزل الیک فی علی ان الذین کفروا وظلموا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرئیل امین اس آیت کو اس شان سے لے کر نازل ہوئے تھے ان الذین کفروا و ظلموا آل محمد حقھم لم یکن اللہ۔ الخ تفسیر

وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ
پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تثلیث کے قائل نہ ہو اس سے باز رہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
اللہ تو وہی یکتا معبود ہے، اس کی ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کے کوئی بیٹا ہو
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۷۱ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ
آسمانوں میں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی انتظام کے لئے کافی ہے۔ مسیح کو یہ
الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ
بات ہرگز ناگوار نہ ہوئی کہ وہ اللہ کا بندہ بنے اور نہ مقرب فرشتوں کو
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ
اور جو اس کی عبادت سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا تو عنقریب
اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝۱۷۲ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا پھر جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیکوکار ہیں
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
ان کو تو ان کے اجر پورے (پورے) دے گا اور اپنے فضل سے کچھ اور بڑھا دے گا اور جن لوگوں نے
اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا
نافرمانی کی اور تکبر کیا پس ان کو دردناک عذاب دے گا۔ اور اللہ کے
يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۷۳
سوا وہ کسی کو اپنا یار و مددگار نہ پائیں گے
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ
اے آدمیو بے شک تمہارے رب کے پاس سے تم پر دلیل آچکی ہے، اور اس نے تم پر دکھلانے والا نور
اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝۱۷۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
نازل کیا ہے، پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس نور سے
وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ
متمسک ہوئے ان کو عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا
وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۱۷۵ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ
اور اپنی حضوری کا سیدھا راستہ بتادے گا، لوگ تم سے فتویٰ دریافت کرتے ہیں، تم کہہ دو

کو جناب ابوعبداللہ نے اس طرح تلاوت فرمائی ان الذین کفروا و ظلموا آل محمد حقھم لم یکن اللہ الخ

۳ قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ آیت اس طرح منقول ہے قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فآمنوا خیرا لکم و ان تکفروا بولایۃ علی فان للہ ما فی السماوات و الارض الخ۔

۴ و کلمۃ القاھا الی مریم و روح منہ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ روح منہ کے معنی کیا ہیں فرمایا وہ روح جسے خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پیدا کیا التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو مخلوق روحوں کو خدا نے برگزیدہ فرمایا ایک روح آدم اور ایک روح عیسیٰ علیہ السلام۔

حاشیہ صفحہ ۱۲۵

۱ ولا تقولوا ثلاثۃ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں اللہ و مسیح و مریم جیسا کہ خدا کے قول سے ثابت ہے و انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ (کیا تم نے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ دو اور خدا بنالو)

۲ برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا ایک قول کے مطابق برہان سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور نور سے مراد قرآن مجید اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمہارے پاس دلائل عقلی اور شواہد نقلی آچکے اور تمہارے لئے کوئی عذر و علت کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد ولایت علیؑ ہے۔

۳ صراطاً مستقیماً تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ برہان سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور نور سے مراد حضرت علی مرتضیٰ اور صراط مستقیم سے بھی علی مرتضیٰ مراد ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد امامت امیر المومنین علیہ السلام ہے اور اعتصام سے مراد ان حضرت ولایت ہے اور ان کے بعد جو ائمہ ہیں ان سے متمسک ہونا۔

اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ

کہ اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد ایسا مرجائے کہ جس کے اولاد

اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا

(یا ماں باپ) نہ اور اس کی ایک بہن ہو تو اس بہن کو اس کے ترکہ کا نصف ملے گا، اور اسی طرح وہ مرد اس بہن کا وارث ہوگا

وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ

اگر اس کے اولاد (یا ماں باپ) نہ ہوں اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان دونوں کو اس کے ترکے کا دو تہائی ملے گا اور اگر

كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

بھائی ہیں مرد و عورت (ملے جلے) ہوں تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾

اللہ تمہارے لئے اس وجہ سے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم نہ بھٹکو اور اللہ ہر شے سے آگاہ ہے۔

حروفها ٣٨٤٢ سورة المائدة مدينة كلماتها ١٢٤٦

سورہ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی

ركوعها ١٦ | ايآتها ١٢٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۣ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

اے ایمان والو! عہد پورے کرو چرندے تمہارے لئے حلال کئے گئے ہیں

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ

سوائے ان کے جن کی ممانعت تم کو پڑھ کر سنائی جائے گی جب کہ تم بحالت احرام شکار کے

حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿١﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا

حلال نہ ماننے والے ہو بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اے ایمان لانے والو خدائی نشانیوں کی بے توقیری

شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ

نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ نذر کردہ قربانی کی اور نہ پٹہ دار قربانی کی

آۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ

اور نہ ان لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کے خواستگار ہو

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ

محترم مکان کو جاتے ہوں اور جب تم محل ہو جاؤ تو شکار کھیلو اور کسی قوم کی عداوت اس بنا پر کہ انہوں نے

---

١ اخت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں لفظ اخت عام ہے حقیقی بہن ہو یا علاتی

٢ وھو یرثھا یعنی اگر بہن مرجائے گی تو بھائی اس کے کل مال کا وارث ہوگا اور اگر اس کی اولاد یا ماں باپ نہ ہوں کیوں کہ روایات اہل بیتؑ سے متواتر یہ بات ثابت ہے کہ ماں یا باپ یا دونوں کے ہوتے ہوئے بھائی بہن کچھ نہیں پاتے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت کوئی مرجائے اور اس کی ایک بہن وارث باقی رہے تو نصف میراث تو اس کو مثل بیٹی کے پہنچے گی اور باقی نصف بروئے قرابت کیوں کہ اس سے قریب تر کوئی وارث میت کا ہے ہی نہیں۔ اگر بجائے بہن کے بھائی ہوگا تو وہ کل میراث بروئے آیت کے لے گا کیوں کہ خدا فرماتا ہے وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد اور اگر دو بہنیں ہوں تو وہ دو ثلث تو بروئے آیت اور باقی ایک ثلث بروئے قرابت پائیں گی اور اگر ورثہ میں بھائی اور بہن شریک ہوں تو میراث اسی طرح تقسیم ہوگی کہ ہر بھائی کو ہر بہن سے دو چند ملے گا ایک قول کے مطابق سب سے آخری آیت جو احکام کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ یہی ہے۔

٣ بالعقود عقود جمع ہے عقد کی اس کے معنی ہیں پختہ عہد اور اس آیت سے یہ مراد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو کچھ اپنے بندوں کے لئے لازم کیا ہے مثلاً خود اپنی ذات پر ایمان لانا اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور اس کے رسولوں کے اوصیاء پر ایمان لانا اس کے حلال کو حلال جاننا اور اس کے حرام کو حرام سمجھنا اور اس کے مقرر کئے ہوئے فرائض و سنن کو بجالانا اور جو سزائیں اس نے مقرر فرمائی ہیں اور جن نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن بد کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ان سب کی رعایت کرنا اسی طرح مومنین نے جو باتیں اپنی ذات پر خدا کے لئے واجب کرلی ہیں یا فیما بین خود مثل امانات اور ان معاملات کے جن میں کوئی خطرہ نہیں ہے یہ سب عقود ہیں ان سب کا بجالانا لازم ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

المنزل الثانی (٢)

اصحاب میں سے دو شخصوں پر جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت کا عہد لیا۔ (باقی صفحہ ١٢٧ پر ملاحظہ کیجئے)

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا
کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا تمہارے لئے اس امر کا
عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ
باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کر گزرو اور نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ
اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے
الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ
تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر خدا کے سوا
وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ
کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو گردن مروڑ کر مارا گیا ہو اور جس کے پاؤں باندھ کر پیٹ پیٹ کر مارا گیا ہو
السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ
اور جو بلندی سے گر کر مرا ہو اور سینگوں سے مارا گیا ہو اور جس کو درندوں نے پھاڑا ہو
تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ
سوائے اس کے کہ جس کا تم نے تزکیہ کرلیا ہو اور جو تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ کہ تیروں پر تقسیم کرلو یہ بدکاری ہے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ
آج کے دن کافر تمہارے دین سے مایوس ہوگئے پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ
اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کرلیا۔ پس جو شخص بھوک کے سبب سے
غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ
مضطر ہو نہ گناہ کی طرف مائل ہو کر تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، لوگ تم سے دریافت
مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ
کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے، تم کہہ دو کہ تمہارے لئے کل پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں
مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ
اور شکاری بن کے جو تم نے شکاری جانور اس قاعدے سے سدھایا ہو جیسا کہ اللہ نے تم کو بتا دیا ہے، پس وہ جو کچھ تمہارے لئے پکڑ رکھیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۲۶)
اس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل فرمائی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان لانے والو ان عقود یا عہود کو پورا کرو جو علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم سے لئے گئے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۷)
۱ حرمت علیکم المیتۃ العیون میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مردار اور خون اور سور کا گوشت تو مشہور چیزیں ہیں وما اھل لغیر اللہ بہ سے مراد وہ جانور ہیں جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور المنخنقۃ سے مراد یہ ہے کہ مجوسی بجائے ذبیحہ کھانے کے گائے، بکری، اور بھیڑ کا گلا گھونٹ دیتے تھے اور جب وہ مرجاتے تھے تو وہ کھاتے تھے اور موقودۃ سے مراد وہ جانور ہے جس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پیٹا جاتا تھا کہ وہ مرجاتا تھا تب وہ اس کو کھا لیتے تھے اور متردیۃ سے یہ مراد ہے کہ ان کی آنکھیں بند کر کے چھت پر سے ان کو گراتے تھے جب وہ گر کے مرجاتے تھے تو وہ ان کو کھا لیتے تھے۔ اور نطیحۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ مینڈھوں کو لڑاتے تھے جب لڑتے لڑتے ان میں سے ایک مرجاتا تھا تو وہ اس کو کھا لیتے تھے وما اکل السبع سے یہ مطلب ہے کہ شیر بھیڑیا وغیرہ جس جانور کو پھاڑ کر کھاتے تھے تو اس کا بقیہ لوگ کھاتے تھے لہٰذا خدا نے اس سے منع فرمایا اور وما ذبح علی النصب سے یہ مراد ہے کہ آتشیں مندروں کے سامنے جو جانور ذبح کئے جاتے تھے اور قریش جن درختوں اور چٹانوں کو پوجتے تھے اور ان کے نام پر جو جانور چڑھائے جاتے تھے ان سب کو خدا نے حرام قرار دیا ہے و ان تستقسموا بالازلام سے مراد یہ ہے کہ پانچ برس کا ایک اونٹ معین کر کے اس کی قیمت کے دس حصے قرار دیتے تھے پھر تیر اندازی کے ذریعہ سے گویا اس پر پٹی ڈالتے تھے اور وہ تیر گنتی میں دس عدد ہوتے تھے جو کسی ایک شخص کو دیئے جاتے تھے ان میں سے

سات تیروں کے حصے مقرر ہوتے تھے اور تین کے لئے کچھ حصہ نہ ہوتا تھا ان دسوں تیروں کے نام مع ان حصوں کے جو ان کے نامزد تھے یہ ہیں (۱) فذ اس کا ایک حصہ تھا (۲) توام اس کے دو حصے تھے (۳) مسبل اس کے تین حصے تھے۔ (باقی صفحہ ۱۲۸ پر) حواشی ۲ و ۳ ضمیمہ میں دیکھئے)

فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا
ان میں سے (قسم حلال کی) کھالو اور اللہ کا نام اس پر پڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٤ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ
بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے، آج کے دن حلال کی گئیں تم پر کل پاک چیزیں
وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ
اور ان لوگوں کی خوراک جن کو کتاب دی گئی ہے تمہارے لئے حلال ہے اور تمہاری خوراک
لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ
ان کے لئے حلال ہیں اور مسلمان پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (حلال ہیں) بشرطیکہ تم ان کے مہر دے دو درآنحالیکہ ان سے نکاح کرنا
مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ
منظور ہو نہ کہ زنا یا خفیہ تعلق، اور جو ایمان کا منکر ہوگیا
بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٥ ع
تو اس کے اعمال سب اکارت ہوجائیں گے اور وہ آخرت میں ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ
اے ایمان لانے والو جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے منہ دھو ڈالو
وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى
اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کے بعض حصہ کا اور
الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ
ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلو اور اگر تم جنب ہو تو غسل کر ڈالو
مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ
اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی
لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
بیت الخلاء میں آئے یا عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
تیمم کرلو، اور اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کے بعض حصوں کا مسح کرلو اللہ

(بقیہ صفحہ ۱۲۷)

(۴) نافس اس کے چار حصے تھے۔
(۵) حلس اس کے پانچ حصے تھے
(۶) رقیب اس کے چھ حصے تھے
(۷) معلی اس کے سات حصے تھے۔
اور وہ تین تیر جن کے کچھ حصے نہ تھے ان کے نام یہ تھے (۸) نضیح (۹) منیح (۱۰) وغد اور اس اونٹ کی پوری قیمت ان لوگوں کے ذمے ڈالی جاتی تھی جن کے نام پر یہ پچھلے تیر برآمد ہوتے تھے چونکہ اس پر ایک قسم کا جوا تھا لہٰذا خدا نے اس کو حرام کیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو موقوذہ بلندی سے گرایا گیا ہو اور سینگ سے مارا گیا ہو اور جسے درندے نے پھاڑ لیا ہو اگر تم کو اس کے ذبح کرنے کا موقع مل گیا ہے تو تم اس کو کھالو اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ ایسے حیوانات کی زندگی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کانوں کو یا دم کو یا آنکھوں کی پتلی کو حرکت دے رہے ہوں اور اس وقت انکو ذبح کرلیں تو ان کا کھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۸)

لے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم تفسیر قمی میں منقول ہے کہ طعام سے اس جگہ غلہ اور میوہ مراد ہے نہ کہ ذبیحہ اس لئے کہ وہ ذبیحہ پر خالص خدا کا نام نہیں لیتے۔ پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہارے ذبیحہ کو حلال نہیں جانتے پھر کیوں تم ان کے ذبیحہ کو حلال جانو۔ کافی اور دیگر کتب احادیث کی بہت سی حدیثوں میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں طعام سے مراد حب اور بقول ہے اور بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ نہ کھاؤ اور ران کے برتنوں میں نہ کھاؤ بعض میں یہ ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں انہوں نے خدا کا نام لے کر ذبح کیا ہو تو کھالو اور اگر تمہاری موجودگی میں ذبح نہ کیا ہو تو نہ کھاؤ اور اگر کوئی مرد مسلم اس بات کی گواہی دے کہ انہوں نے ذبح کے وقت خدا کا نام لیا تھا تب بھی نہ کھاؤ مگر حرام سمجھ کر نہیں بلکہ یہ خیال کر کے کہ ان کے برتنوں میں شراب اور سور کا

لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ

یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے بلکہ یہ چاہتا ہے

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کرے۔ تاکہ تو شکر گزار ہو جاؤ۔

عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا

اور اللہ کی نعمت کا جو تم پر ہوئی ذکر کرتے رہو۔ اور اس کے اس عہد جو اس نے تم سے پکا کرلیا ہے جس وقت کہ

وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧

تم نے یہ کہا کہ ہم نے سنا اور تابعداری کی اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ

دلوں کی باتوں سے واقف ہے۔ اے ایمان لانے والو خدا کے لئے انصاف کے ساتھ گواہ بننے کے لئے

بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ

آمادہ ہو جاؤ اور کسی قوم کی سخت عداوت تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ

اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

تم انصاف نہ کرو انصاف کرو کہ وہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔ اللہ نے ان سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر اور جو لوگ منکر ہوگئے

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی دوزخی ہیں۔ اے ایمان لانے والو تم پر اللہ کی

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا

جو نعمت ہے اس کو یاد کرو کہ جس وقت ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

تو اس نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ ع

اور مومنوں کو لازم ہے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا

منزل (٢)

١ وميثاقه الذي واثقكم به تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میثاق سے مراد ہے جو کچھ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حرام چیزوں کے حرام کرنے کے بارے میں طہارت کی کیفیت اور جناب امیر المومنین علیہ السلام و دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کی ولایت کے فرض ہونے کے بارے میں فرمایا تھا۔

٢ سمعنا و اطعنا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت ائمہ علیہم السلام کے بارے میں عہد لیا تو سب نے کہا سمعنا و اطعنا لیکن بعد میں سب نے عہد توڑ دیا۔

٣ فكف ايديهم عنكم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد اہل مکہ ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ان کے ہاتھ صلح حدیبیہ کے ذریعے سے روک دیئے گئے تھے۔

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ

اور ان میں سے ہم نے بارہ سردار بھیجے، اور (پھر)

اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ

اللہ نے (یہ) فرمایا کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھو گے اور زکوٰۃ دو گے

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا

اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے

حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

رہو گے، تو ضرور میں تمہاری برائیاں تم سے دور کردوں گا، اور تمہیں ایسی جنتوں میں جن کے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ

نیچے نہریں بہتی ہیں داخل کروں گا۔ پس اس کے بعد جو تم میں سے منکر ہوگا

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

وہ ضرور سیدھے راستے سے بھٹک جائے گا۔ پس بوجہ اپنے عہد توڑ دینے کے ہم نے

وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ

ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا۔ وہ لفظوں کو ان کے موقعوں سے بدل دیتے ہیں۔

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَاۗىِٕنَةٍ

اور جن چیزوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک بڑا حصہ بھول گئے، اور جو ان میں سے

مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

خیانت کرنے والے ہیں اور وہ بہت ہی تھوڑے ہیں (جو خائن نہیں ہیں) ان کے حال پر تم کو برابر اطلاع ہوتی رہے گی

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا

پس تم ان کو معاف کردو اور درگذر کرو بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور ان لوگوں میں سے جو یہ کہتے ہیں کہ

مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان کا عہد لیا، پھر جو کچھ ان کو یاد دلایا گیا تھا اس کا ایک بڑا حصہ بھول گئے،

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

پھر ہم نے قیامت تک کے لئے ان کے مابین عداوت اور بغض ڈالا اور آگے چل کر

اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ

اللہ ان کو جتلائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے، اے اہل کتاب بیشک تمہارا

لے نقیبا اس سے مطلب ہے کہ وکیل کفیل امین اور ہر گروہ کا گواہ جو جو اپنی قوم کے احوال سے مطلع ہو تفتیش کرتا رہے اور ان کے نیک و بد کو پہچانتا ہو۔ روایت میں وارد ہے کہ ہلاکت فرعون کے بعد خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم ملک مصر کو چھوڑ دو اور ارض شام میں سرزمین اریحا میں چلے جاؤ جس میں اس وقت جبابرہ آباد تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے اس کو تمہارے لئے جائے پناہ قرار دیا ہے خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم بنی اسرائیل کے ہر سبط میں سے ایک ایک نقیب مقرر کردو کہ وہ اپنے اپنے گروہ کی وفاداری کا ذمہ دار رہے، اور وہ ان کا سردار اور رئیس بھی ہو اس لئے کہ جبابرہ کے جہاد پر مامور کئے گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیبوں کا انتخاب کیا اور کل بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان نقیبوں کو ایفائے عہد کا ذمہ دار قرار دیا۔ اور اب سب کو ساتھ لے کر چلے جب اس زمین کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان نقیبوں کو بطور جاسوسی کے بھیجا۔ انہوں نے بڑے بڑے قوی ہیکل لوگ دیکھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آکر اس کی اطلاع دی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ مگر اس ارشاد کی تعمیل صرف کالب بن یوفنا نے جو سبط یہودا سے تھے اور یوشع ابن نون نے جو کہ سبط افرائیم ابن یوسف سے تھے کی اور باقی لوگوں نے اپنی اپنی قوم سے اس واقعہ کا ذکر کردیا اسی پر خدا نے فرمایا فبما نقضھم میثاقھم لعناھم (ہم نے اسی طرح ان کے عہد توڑ دینے سے ان پر لعنت کی)

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ
رسول تمہارے پاس آیا کتاب کے اس حصہ میں سے جسے تم چھپایا کرتے تھے
الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ
تم پر بہت کچھ ظاہر کردیتا ہے اور بہت سے درگذر کرتا ہے بے شک تمہارے پاس
وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ
خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی جس کے ذریعہ سے خدا ان لوگوں
السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ
کو جو اس کی خوشنودی کے خواستگار ہیں سلامتی کی راہیں دکھلا دیتا ہے
وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
اور ان کو تاریکی کفر سے اپنے حکم کے نور کی طرف نکال لاتا ہے، اور ان کو صراط مستقیم تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ
جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ خدا کو روک کون سکتا ہے
اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ
اگر وہ یہ ارادہ کرلے کہ مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور زمین میں جو
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ہیں سب کو ہلاک کردے۔ حالانکہ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے
وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾
اس کا اختیار خدا ہی کو ہے، جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے، اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ
اور یہود و نصاریٰ نے یہ کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست دار ہیں تم یہ کہہ دو
فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ
کہ پھر وہ تمہارے گناہوں کے سبب تم کو عذاب کیوں دیتا ہے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
بلکہ تم تو اس کی مخلوق میں سے انسان ہو جسے وہ چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾
کل آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے اس کا اختیار خدا ہی کو ہے اور بازگشت ان ہی کی حضور ہوگی

لے یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب۔ جو حصہ کتاب کا وہ چھپاتے تھے وہ توریت میں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اور رجم کی آیت تھی اور انجیل میں عیسیٰ کی بشارت تھی جو احمدؐ کے بارے میں تھی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم توریت کی خبریں جو چھپاتے ہو ہمارا رسول ان میں سے بعض سے درگذر کرتا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یاایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین جو کہ اسی سورہ میں ہی یہ قصہ منقول ہے کہ خیبر کی ایک شریف عورت نے جو خاندانی تھی وہیں کے ایک شریف مرد سے جو زوجہ والا تھا زنا کیا اب یہودیوں کو اس کا رجم کرانا گوارا تھا اس لئے انہوں نے مدینہ کے یہودیوں کو لکھا کہ تم عرب کے نبیؐ سے دریافت کرو خیال ان کو یہ تھا کہ شاید ان کو اس تدبیر سے اس کے بچانے کا کوئی حیلہ مل جائے چنانچہ ایک گروہ نے آنحضرتؐ سے زنا محصن و زنا محصنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میرے فیصلے پر راضی ہوگے؟ انہوں نے اقرار کیا۔ مگر جب آنحضرتؐ نے خدا کا فیصلہ رجم کے بارے میں بیان کیا تو انہوں نے انکار کیا۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرتؐ سے یہ کہا کہ آپ اپنے اور ان کے مابین ابن صوریا کو حکم قرار دیجئے آنحضرتؐ نے حسب تعلیم جبرئیلؑ امین ابن صوریا کا حلیہ بیان کرکے دریافت کیا کہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا کہ روئے زمین پر یہودیوں کا سب سے بڑا عالم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اے بلال! جب عبداللہ بن صوریا آگیا تو آنحضرتؐ نے اس سے خطاب فرمایا کہ اے شخص میں تجھ کو اسی کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی اور تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا مگر آل فرعون کو ڈبو دیا تم پر بادل کا سایہ ڈالا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا آیا تم اس کے بارے میں جو زنا محصنہ کا مرتکب ہوا ہو اپنی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم پاتے ہو۔ ابن صوریا نے اقرار کیا، اور یہ بھی کہا کہ مجھے اسی کی قسم جس کی آپ نے قسم دی ہے۔ مگر مجھے یہ ڈر ہوتا کہ رب التوریت سے مجھے پھونک دے گا اگر آپ حکم جاری کریں تو جاری کیجئے اور میں آپ کی کتاب میں کیوں کر حکم جاری کروں گا (بقیہ صفحہ ۱۳۲ پارہ ۶ مائدہ)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ

اے اہل کتاب بے شک ہمارا رسول (جو ہمارے احکام) کھول کر تمہارے لئے بیان کرتا ہے

مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ

تمہارے پاس ایسے وقت آیا جب کہ رسولوں کی آمد رکی ہوئی تھی کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ ہمارے پاس

جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۹ وَاِذْ

نہ کوئی خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آیا ہی نہیں پس تمہارے پاس خوشخبری دینے اور ڈرانے والا یقیناً آچکا اور اللہ ہر شے

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور جس وقت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی نعمت کو جو تم پر

جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۚ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ

انبیاء مقرر فرمائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا

يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۰ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

جو تمام عالم میں سے کسی کو نہیں دیا تھا، اے میری قوم تم اس زمین مقدس

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ

میں داخل ہو جاؤ جس کو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور پیچھے کی طرف مت پلٹو

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۲۱ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا

ورنہ خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے، انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ! اس میں تو ایک قوم

جَبَّارِيْنَ ۠ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ

بڑے زبردست لوگوں کی ہے اور جب تک وہ اس میں سے نہ نکل جائیں ہم تو اس میں جائیں گے نہیں

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝۲۲ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ

پھر اگر وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو ہم اس میں چلے جائیں گے، ان لوگوں میں سے جو اللہ سے

يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا

ڈرتے تھے دو شخصوں نے جن کو خدا نے نعمت عطا کی تھی یہ کہا کہ ان کے دروازوں میں گھس پڑو

دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

کہ اگر تم اس میں گھس پڑو گے تو تم ہی غالب آجاؤ گے۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو

مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۳ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا

انہوں نے کہا اے موسیٰ! جب تک وہ اس میں ہیں ہم تو ہرگز ہرگز نہ جائیں گے

(بقیہ صفحہ ۱۳۱)

حضرتؐ نے فرمایا کہ جب چار گواہ اس بات کی عینی شہادت دیں کہ دخول اس شان سے ہوا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، تو رجم واجب ہو جاتا ہے، تو ابن صوریا نے کہا کہ تورات میں بھی اسی طور سے حکم ہے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ پھر سب سے پہلے اس امر میں تغیر کیوں کر واقع ہوا ابن صوریا نے کہا کہ ہم میں سے جب بڑے آدمی زنا کرتے تھے تو ہم ان کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی چھوٹا آدمی زنا کرتا تھا تو ہم حد جاری کرتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے آدمیوں میں زنا بہت پھیل گیا یہاں تک کہ ہمارے بادشاہ کے چچازاد بھائی نے بھی زنا کیا اس کو تو ہم نے رجم نہیں کیا پھر ایک اور شخص نے زنا کیا اس کے رجم کا بادشاہ نے ارادہ کیا اس پر قوم نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم اپنے ابن عم کو رجم نہیں کرو گے یہ بھی رجم نہیں کیا جائے گا۔ اس پر ہم نے یہ کہا کہ آؤ ہم سب جمع ہو کر کوئی ایسی صورت نکالیں کہ رجم سے اعلیٰ و ادنیٰ سب بچ سکیں پس کوڑے لگانا منہ کالا کر دینا اس کے بدلے میں قرار دیا۔ چنانچہ اب چالیس درے لگائے جاتے ہیں اور فریقین کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر ان کو سوار کرتے ہیں اس طرح کہ دم کی طرف ان کے منہ ہوتے ہیں اور سر کی طرف پیٹھ اور شہر میں ان کو مشہور کیا جاتا ہے۔ اس پر جل کر کل یہودیوں نے کہا کہ تو نے سارا ہی پتہ کھول دیا تو اس قابل نہیں تھا کہ تجھ کو ہم بلاتے ہم نے تو تیری تعریف کی تھی۔ ابن صوریا نے کہا کہ چوں کہ انہوں نے مجھے قسم دی ہے تو میں نے مجبوراً ظاہر کیا۔ المختصر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مجرموں کے رجم کا حکم دے دیا۔ اور وہ دونوں وہیں مسجد کے دروازے پر رجم کیے گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے اس کام کو زندہ کیا جس کو تم مردہ کر چکے تھے اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیراً مما کنتم تخفون من الکتاب۔ (حواشی صفحہ ہذا ۱، تا ۴ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ﴿٢٤﴾

اب تم اور تمہارا پروردگار جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا

(موسیٰ نے) عرض کی اے میرے پروردگار میں صرف اپنی ذات کا اختیار رکھتا ہوں اور اپنے بھائی کا

وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ

پس تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی کردے (خدا نے) فرمایا کہ زمین ان پر

أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۗ فَلَا تَأْسَ عَلَى

چالیس برس کے لئے حرام کردی گئی ہے، اب وہ اسی زمین میں سرگرداں پھریں گے پس نافرمان

الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ

لوگوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو اور ان کو آدم کے دونوں بیٹوں کی واقعی خبر پڑھ کر سنادو۔

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

جس وقت کہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان دونوں میں سے ایک کی تو قبول ہوگئی

الْآخَرِ ۖ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ

لیکن دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو اس نے کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کر ڈالوں گا اس نے کہا کہ اللہ تو

الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا

پرہیزگاروں کی (نذر) قبول کرتا ہے، اگر تو اپنے ہاتھ میری طرف اسی نیت سے بڑھائے گا کہ مجھے قتل

بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ

کردے تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف اس نیت سے بڑھانے والا نہیں ہوں کہ تجھے قتل کردوں کیوں کہ

الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ

میں تو کل عالموں کے پروردگار خدا سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا (دونوں کا)

أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ

گناہ سمیٹ لے جائے اور جہنمی ہوجائے اور ظالموں کا بدلہ یہی ہے۔ پھر اس کے نفس نے

نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ

اسے اس کے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے اسے قتل کردیا پھر وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگیا

اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ

پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا کہ وہ زمین کریدتا تھا تاکہ وہ اسے دکھادے کہ وہ اپنے بھائی کی حالت بد (لاش)

ل فلا تاس علی القوم الفاسقین۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی کی قسم تم لوگ ضرور اپنے سے پہلے والوں کے طریقہ پر چلو گے، اور نہ موفقاوت نہ کروگے اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے جس کی تعداد چھ لاکھ تھی یہ فرمایا تھا کہ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم الخ

ع ۸ انہوں نے تعمیل کے بجائے یہ کہہ دیا یا موسیٰ ان فیہا قوماً جبارین پھر طرفین میں گفتگو ہوئی۔ اس کا سلسلہ اس آیت سے الفاسقین تک چلا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے علاوہ، جو وہی جناب موسیٰؑ اور شریک امر تھے صرف چار نے تو اطاعت کی اور باقی سب نے نافرمانی کی جن کو خدا نے الفاسقین فرمایا اور بوجہ اس نافرمانی کے وہ چالیس برس سرگرداں رہے بعینہٖ ایسا ہی واقعہ اس امت پر گزرا کہ بعد وفات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر خدا پر علیؑ و حسنین و سلمان و مقداد و ابوذر رضی اللہ عنہم اجمعین قائم رہے اور باقی نافرمان ہوگئے اور اسی طرح ایک مدت تک وادی ضلالت میں سرگرداں رہے جس طرح سے بنی اسرائیل وادی مسر میں یہاں تک کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قوت حاصل ہوئی کہ ان جناب نے اپنے مخالفین سے مقاتلہ کیا۔

(بقیہ ضمیمہ نمبر شمار ملاحظہ کیجئے)

ع ۹ ۲ ابنی آدم اس سے مراد ہابیل و قابیل اور ایک روایت کے بموجب ہابیل و تقابین۔

۳ فاصبح من الخاسرین تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس درخت کے پاس نہ جائیں مگر جب وہ وقت آیا جو خدا کے علم میں گزرا تھا کہ آدم اس درخت کا پھل کھالیں گے تو آدم اس حکم کو بھول گئے اور اس کا پھل کھایا" درپہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما۔ (بالتحقیق ہم

اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا

کو کیوں کر چھپائے تو وہ کہنے لگا ہائے خرابی میری کیا میں اس سے (بھی)

الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝۳۱

عاجز ہوں کہ اس کوے کی مانند ہو جاؤں اور اپنے بھائی کی حالت بد (لاش) کو چھپا

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ

دوں غرضیکہ وہ نادم ہوا اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لازم کر دیا کہ جو شخص کسی

نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ

نفس کو بغیر دوسرے نفس کے قصاص کے یا بغیر زمین میں فساد کئے قتل کر ڈالے پس ایسا ہے گویا اس نے

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ

کل آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک نفس کو زندہ کر دیا تو گویا اس نے کل آدمیوں کو

جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ

زندہ کر دیا اور یقیناً اللہ ہمارے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے پھر اس کے

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲ اِنَّمَا

بعد ان میں سے بہت سے زمین میں زیادتیاں کرنے لگے، سوائے

جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ

اس کے کیا جزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ

پھیلاتے ہیں کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دے دیئے جائیں

وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ

یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے مخالف کاٹ دیئے جائیں یا وہ اپنے

لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳ۙ

ملک سے جلاوطن کر دیئے جائیں یہ تو ان کی دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا

ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے، سوائے ان کے جو توبہ کریں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ

اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

پس تم یہ جان لو کہ اللہ بہت بڑا بخشنے والا ہے (اور) رحم کرنے والا ہے، اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۳)

کی طرف اتار دیئے گئے اور ان کے یہاں قابیل اور اس کی توام بہن اور پھر ہابیل اور ان کی توام بہن پیدا ہوئی پھر آدم علیہ السلام نے قابیل اور ہابیل کو حکم دیا کہ ایک ایک قربانی پیش کریں۔ قابیل کے یہاں کھیتی پیدا ہوتی تھی اور ہابیل کے یہاں گلہ تھا۔ پس ہابیل قربانی کے لئے اپنی بھیڑ بکریوں میں سے عمدہ سے عمدہ مینڈھا لائے اور قابیل اپنی کھیتی میں سے ایسا حصہ لائے جو اچھا نہ تھا ہابیل کی نذر قبول ہوگئی اور قابیل کی قبول نہیں ہوئی۔ ان آیتوں میں اسی کا ذکر ہے۔ اور اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آگ اس کو کھا لیتی تھی۔ تب قابیل نے آگ ہی کے لئے ایک مکان بنایا اور یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے آگ کی پرستش کے لئے مکان بنائے اور یہ لفظ کہے کہ میں اس آگ کی پرستش کروں گا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے پھر ابلیس ملعون اس کے پاس آیا اور وہ اولاد آدمؑ کے جسم میں خون کی مانند پہنچتا ہے اور کہا کہ اے قابیل ہابیل کی قربانی کو قبول ہوگئی اور تیری قبول نہ ہوئی، اگر تو نے اسے زندہ رہنے دیا تو اس کی اولاد تیری اولاد کے مدمقابل میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی۔ اور یہ کہا کرے گی کہ ہم اس شخص کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہوگئی پس اسے قتل کر دے تاکہ اس کی اولاد ہی نہ ہو جو تیری اولاد کے مقابل میں فخر کرے۔ پس اس نے ان کو قتل کر دیا اور جس وقت قابیل آدم کے پاس پلٹ کر آیا تو آپ نے دریافت کیا کہ اے قابیل ہابیل کہاں ہیں اس نے کہا کہ وہاں ڈھونڈ دیئے جہاں ہم نے قربانی پیش کی تھی۔ آدم علیہ السلام تشریف لے گئے اور ہابیل کو مقتول پایا۔ پس آدم علیہ السلام نے اس زمین پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا اور ہابیل کے ماتم میں چالیس دن روتے رہے۔ اسی تفسیر میں سلیمان ابن خالد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اس سبب سے قتل کیا کہ آپس میں دونوں کا اپنی اپنی بہن کے عقد کے بارے میں جھگڑا تھا۔ فرمایا اے سلمان! خبردار تو ایسا نہ کہو کیا

معانقہ ۵ وقف النبی ﷺ ع ۴

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ
اور اس کے حضور میں مقبول وسیلہ بہم پہنچاؤ، اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
فلاح پاؤ بے شک جو کافر ہو چکے ہیں اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب
جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
ان کا ہی ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ ہو اور عذاب یوم قیامت سے بچنے کے لئے وہ اس سب کا
مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
فدیہ دینا چاہیں تو یہ ان کا قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ یہ ارادہ کریں گے
يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ
کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے نکل نہ سکیں گے، اور ان کا عذاب
مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ
پائیدار ہوگا۔ چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹو یہ ان کے کیے کی خدا کی طرف
بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ
سے بطور عقوبت سزا ہے، اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے، اور جو شخص
مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
اپنی زیادتی کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو بے شک اللہ اس کی توبہ قبول کرلے گا
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں کا اور زمین کا اختیار
وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ
خدا کو ہے، جسے وہ چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ
اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے رسول یہ بات تم کو یہ رنج میں نہ ڈالے کہ
يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ
لوگ کفر کے اظہار میں مبادرت کرتے ہیں بعض تو ان میں سے ایسے ہیں کہ وہ منہ سے
وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ
کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کے دل میں ایمان نہیں اور بعض یہودیوں میں سے جھوٹ کے بڑے سننے

(بقیہ صفحہ ۱۳۴)
نے ہابیل کو قتل کیوں کیا؟ فرمایا اے سلمان! خدائے تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی تھی کہ ہابیل کو اپنا وصی قرار دو اور اسم اعظم تعلیم کردو۔ چونکہ سن میں قابیل بڑا تھا، جب اس نے یہ حکم سنا تو اسے بڑا غصہ آیا اور اس نے کہا کہ امامت و وصیت کا مستحق تو میں ہوں حضرت آدمؑ نے وحی خدا کے مطابق ان دونوں کو حکم دیا کہ دونوں اپنی اپنی قربانی پیش کریں خدائے تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول کرلی، اس سبب سے قابیل کو اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے ہابیل کو قتل کردیا۔ اس کے متعلق باقی حدیث ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں)

حاشیہ صفحہ ۱۳۵

۱ الوسیلۃ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ امام تقرب حاصل کرو۔ عیون اخبار الرضا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ائمہ اولاد امام حسینؑ سے ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی وہ دین کی مضبوط رسی اور خدا تک پہنچا دینے کا یکتا وسیلہ ہیں۔

۲ وما هم بخارجین منها تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ لوگ جہنم سے نکل نہ سکیں گے یہ دشمنان علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔

۳ السارق والسارقۃ السرقۃ کسی مال خفیہ لے لینا۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کتنی مالیت کے مال پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار پر (تخمیناً دس یا بارہ آنہ) اس پر یہ دریافت کیا گیا کہ اگر اس سے کم کا مال چرائے تو آیا اس پر یہ لفظ سارق عامہ ہوسکتا ہے یا نہیں اور خدا کے نزدیک وہ سارق ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی کوئی چیز چرائے جس کی وہ حفاظت کرتا ہو اس پر سارق کا لفظ عامہ ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک سارق ہے، لیکن جب تک مال مسروقہ کی قیمت ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ نہ ہوگی تب تک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور اگر اس سے کم پر چوروں کے ہاتھ کاٹے جائیں تو چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا کوئی مقام ہی نہ رہے گا۔ (فروع کافی جلد ۴ صفحہ ۲۴۱)

لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ

والے ہیں۔ سننے والے بھی دوسروں کے واسطے جو تمہارے پاس نہیں آتے (جو) لفظوں

الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا

کو ان کے موقعوں سے بدل دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر تم نے یہ کہا جائے تو

فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

ماننا اور اگر یہ نہ کہا جائے تو بچنا ہاں جس کی آزمائش خدا چاہے تو تم ہرگز خدا کے

تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ

یہاں اس کے بارے میں قابو نہ پاؤ گے یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے

يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۖ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

پاک کرنا نہیں چاہا، دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ

بہت بڑا عذاب ہے، جھوٹ کے بڑے سننے والے حرام کے بڑے کھانے والے اگر

جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ

تمہارے پاس آئیں تو ان کے مابین فیصلہ کردو یا ان سے منہ پھیرلو اور اگر تم ان سے

عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

روگردانی کروگے تو وہ ہرگز تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے، اور اگر فیصلہ کرو تو ان کے مابین انصاف سے

بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

فیصلہ کرو۔ بیشک اللہ منصفوں کو دوست رکھتا ہے، اور یہ تم کو حکم بناتے کیوں کر حالانکہ ان کے پاس

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ

توریت ہے جس میں حکم خدا موجود ہے پھر اس سے یہ روگرداں ہوتے ہیں

ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا

اور حقیقت میں یہ مومن ہی نہیں ہیں بے شک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت ہے اور

هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ

نور ہے وہ نبی جو مطیع خدا تھے یہودیوں کے فیصلے اسی کے مطابق کرتے رہے اور اسی طرح

هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

اللہ والے لوگ اور علماء جن کو اللہ کی کتاب کی حفاظت سپرد کی گئی تھی

(بقیہ صفحہ ۱۳۵)

ہاتھ کٹے گا تو ہتھیلی کے بیچ سے کٹے گا۔ انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہاتھ کاٹنے میں صرف چار انگلیاں کاٹ دی جائیں گی اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا تاکہ نماز میں اس سے سہارا لے سکے اور وضو کے وقت اس سے منہ دھو سکے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت جس وقت چور کا ہاتھ کٹواتے تھے تو ہتھیلی اور انگوٹھا چھوڑ دیتے تھے۔ ایک موقع پر کسی نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے ہاتھ کا عمدہ حصہ چھوڑ ہی دیا، فرمایا کہ اگر یہ شخص توبہ کرلے تو پھر وضو کس چیز سے کرے گا۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ چور کا ہاتھ انگلیوں کی جڑوں پر سے کاٹنا واجب ہے اور ہتھیلی چھوڑ دی جائے گی۔ اور حجت اس کے لئے قول جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ سجدہ سات اعضا پر ہوتا ہے چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں۔ پس، اگر کسی شخص کا ہاتھ پہنچے سے کہنی سے کاٹ دیا جائے تو سجدہ کا سہارا دینے والا ہاتھ کہاں رہا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ و ان المساجد للہ یہاں مساجد سے مراد یہی سات عضو ہیں جن پر بندہ سجدہ کرتا ہے اور جس چیز کو خدا نے اپنی قرار دے دیا وہ نہیں قطع کی جائے گی۔ (اس کے متعلق مفصل حالات ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ ہوں)

(حاشیہ صفحہ ۱۳۶)

لے ان اوتیتم ھذا فخذوہ و ان لم تؤتوہ ایک قول کے مطابق تو اس پوری آیت کے نزول کا سبب وہ تھا جو قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون الخ۔ کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے جس میں ابن صوریا کا قصہ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ درج ہے، اور تفسیر قمی میں اس کا سبب نزول بنو نظیر اور بنو قریظہ کا قصہ ہے، جسے ضمیمہ میں نمبر شمار ملاحظہ ہو) ۱۲ اکالون للسحت کے لفظی معنی حرام اور مطلب ہے بیع کھی کر دینا اور حرام کر دینا، اور حرام مال کو سحت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ برکت سے محروم ہے، اور حرام کی بیع کھی کر دیتا ہے۔ کافی میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سحت کے معنی دریافت کیے گئے (باقی صفحہ ۱۳۷ پر ملاحظہ فرمائیے) بقیہ حواشی

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ
اور وہ اس کے گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ
اور میری آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر مت بیچو۔ اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہ کریں
اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ
جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے، وہی کافر ہیں، اور ہم نے ان پر واجب کردیا تھا کہ
النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ
جان کے بدلے جان اور آنکھ سے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک
وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ
اور کان کے بدلے کان کا اور دانت کے بدلے دانت کا اور اسی طرح زخموں کا معاوضہ ہو
تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
پھر جو معاف کردے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہ کریں
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى
جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے پس وہی لوگ ظالم ہیں، اور انہیں انبیاء کے قدم بقدم ہم نے عیسیٰ ابن مریم
ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ
کو چلایا جو اپنے سے پہلے کی توریت کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو ہم نے
الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
انجیل عنایت کی جس میں ہدایت (بھی) ہے اور نور (بھی) اور وہ اپنے سے پہلے کی
التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ؕ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ
توریت کی تصدیق کرنے والی ہے اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے اور لازم ہے کہ اہل
الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
انجیل اسی کے مطابق حکم کریں جو کچھ اللہ نے انجیل میں نازل کیا ہے، اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے کے بموجب فیصلہ نہ کریں
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
پس وہی نافرمان ہیں اور (اے رسول) ہم نے تم پر برحق کتاب نازل کی جو اپنے سے پہلے کتابوں
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ
کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ بھی ہے، پس جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے

(بقیہ صفحہ ۱۳۶)

تو حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ رشوت ہے جو معاملات کے فیصلہ کرنے میں لی جائے، اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زنا کرنے والی عورت کی خرچی، رشوت اور کاہن (یعنی نجومی اور مال وغیرہ کی فیس یہ سب سحت ہے۔ ایک روایت کے بموجب ان کتوں کی قیمت مسترد ہے جو شکاری نہ ہوں اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام کا مال جو فریب سے لیا جائے وہ سحت ہے یتیم کا مال اور جو اس کے مانند ہوں اس کا کھانا سحت ہے، اور سحت کی بہت سی قسمیں ہیں منجملہ ان کے زانیہ کی خرچی اور شراب اور نبیذ کی قیمت اور حکم خدا آپہنچنے کے بعد سود کا لینا یہ بھی سحت ہے رہا معاملات و مقدمات کے فیصلہ میں رشوت لینا یہ خدا اور خدا کے رسول کی جناب میں کفر ہے۔ الفقیہ میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ حاکم جو فریقین کے مابین فیصلہ کرتے ہیں بادشاہ وقت سے تنخواہ پاتے ہیں فرمایا ان کی تنخواہ سحت ہے۔ عیون اخبار الرضا میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؐ نے اکلون للسحت کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو اپنے برادر مومن کی کوئی کار برآری کردے، اور اس کے عوض میں کوئی ہدیہ قبول کرلے، تفسیر قمی میں ہے کہ سحت حرام اور حلال کے بین بین ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نوکری یا مزدوری قبول کرلے اور پھر اس سے شراب بنوائی جائے یا سور کا گوشت اس کو کہیں لے جانا پڑے یا شطرنج اور چوسر اور راگ و راگنی وغیرہ کا سامان اٹھانا بٹھانا بنانا یا کام میں لانا پڑے تو اس کا یہ فعل حلال ہے اس جہت سے ہے کہ اس نے نوکری یا اجرت قبول کی تھی اور اس جہت سے کہ جو کام اسے کرنے پڑے وہ

خلاف شرع حرام ہے۔ حاشیہ صفحہ ۱۳۷۔ ۱ ومن لم یحکم بما انزل اللہ کافی میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص دو درہم کے معاملہ میں حکم جور کے بموجب فیصلہ کرے، اور پھر ظلماً و جبراً اپنے فیصلے کا اجر کردے تو وہ اس آیت کا مستحق ہوگا۔ (بقیہ حواشی صفحہ ہذا ۲ تا ۴ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا

اس کے بموجب ان کے مابین فیصلہ کرلو اور جو حق تم پر آچکا ہے اس سے انحراف کرکے ان کی خواہشوں

جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ

کی پیروی نہ کرو تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور ایک واضح طریقہ مقرر کردیا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس لئے دیا ہے کہ تمہاری

اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا

آزمائش کرے پس نیکی میں جلدی کرو تم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ

پھر وہ تم کو جتلا دے گا جس جس امر میں تم ایک دوسرے سے اختلاف کیا کرتے تھے

بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ

لازم ہے کہ تم ان کے مابین اسی کے مطابق حکم کرو جیسا کہ اللہ نے نازل کیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور ان

يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا

سے اس بات سے ڈرتے رہو کہ جو کچھ اللہ نے تم پر نازل کیا ہے اس کے کسی جزو سے وہ تم کو بہکا نہ دیں پھر

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ

اگر وہ روگرداں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان کو ان کے کسی گناہ میں پھنسا دے اور آدمیوں

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ

میں سے بہت سے نافرمان ہیں کیا وہ زمانہ جاہلیت کا فیصلہ ڈھونڈتے ہیں اور یقین کرنے والوں کے لئے اللہ سے بہتر

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۙ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

فیصلہ کرنے والا کون ہے۔ اے ایمان لانے والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ان میں

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ

سے ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ ان ہی

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

میں سے ہوجائے گا۔ بے شک اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں فرماتا۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

پھر ان لوگوں کو جن کے دلوں میں روگ ہے تم دیکھو گے کہ ان کی دوستی میں بہت جلدی

ل شرعۃ اس کے معنی پانی کی طرف جانے کا راستہ یا گھاٹ۔ دین کو خدا نے اس لفظ سے تشبیہ اس لئے دی کہ وہ ابدی زندگانی حاصل کرنے کا طریقہ ہے۔ جیسے پانی زندگانی دنیا کا سبب ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث وارد ہے جس کا ایک جز یہ بھی ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کی ایسی دعا قبول کی جس کے بارے میں اس کی قوم کے مومنین نے استدعا کی ہو تو وہ دعا قبول کرنا یہ ہے کہ خدا نے اس کے لئے ایک شریعت اور ایک سنت مقرر کردی اور حکم دے دیا کہ وہ نبی اور وہ امت اس شریعت کے پیرو ہوں، چنانچہ جو شریعت و سنت جناب موسیٰ کے لئے مقرر ہوئی تھی اس کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ اس پر سبت کے احکام واجب کیے گئے تھے۔

ع وان احکم بینھم تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دو فیصلے تھے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کے جھگڑوں میں کیے اس لئے کہ وہ خود سے تو آنحضرت کی خدمت میں لائے تھے، ایک تو جو روداد مرد کے زنا کے متعلق تھا اور دوسرا قتل کی بابت تھا جو ان میں آپس میں واقع ہوگیا تھا۔

ع۳ ان کثیرا من الناس یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی تھی کہ چونکہ آنحضرت کی قوم اقرار نبوت سے رہتی تھی اور دعوت اسلام کے قبول کرنے میں جلدی نہ کرتی تھی۔ خدا نے جتلا دیا کہ ان لوگوں میں ایمان دار بہت کم ہیں اور نافرمان بہت زیادہ اس لئے یہ بات تم پر گراں نہ گذرے۔

ع۴ افحکم الجاھلیۃ یبغون کافی میں بروایت جناب امیر المومنین علیہ السلام جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حکم دو ہیں ایک خدا کا حکم اور دوسرا جاہلیت کا حکم۔ پس جو شخص جاہلیت کے حکم کو چھوڑ دے گا تو ضرور ہے کہ وہ کفر کے حکم کے بموجب فیصلہ کرے گا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے و امن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون اور میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ زید ابن ثابت نے میراث کے

مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا
کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم کسی مصیبت کے پھیر میں
دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ
نہ آجائیں، پس قریب ہے کہ خدا فتح یا کوئی اور امر اپنی طرف سے فیصلہ کر دے اور یہ منافق اس پر جو کچھ
فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ
اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں اور اس وقت ایمان لانے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
والے کہیں گے کہ ۔ وہی ہیں جو سخت سخت قسمیں کھاتے تھے کہ ہم ضرور تمہارے ساتھی ہیں
اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا
ان کے اعمال بے کار ہوگئے اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگئے
خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
اے ایمان لانے والو! جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (تو خدا کا کچھ نقصان نہیں) خدا عنقریب
فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى
ایسے لوگوں کو لائے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور اس کو وہ دوست رکھتے ہیں، مومنوں کے لئے وہ
الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
رحم دل ہیں (اور) کافروں کے لئے سخت راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے
وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ
کی ملامت سے نہیں ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو چاہے عطا فرمائے،
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اور خدائے تعالیٰ صاحب وسعت و علم ہے ۱۲ اے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ
وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
دیتے ہیں اور جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھے گا (وہ گروہ خدا میں داخل ہیں)
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
اور گروہ خدا ہمیشہ غالب رہیں گے اے ایمان لانے والو!

لے یقولون نخشی۔ ان تصیبنا دائرۃ۔ خدائے تعالیٰ اس میں منافقوں کے عذر کو بیان کرتا ہے کہ وہ اپنا خوف اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ شاید زمانے کی گردش سے معاملہ دگرگوں ہو جائے اور کفار کو غلبہ حاصل ہو جائے روایت میں وارد ہے کہ عبادہ بن صامت نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کی کہ یہودیوں میں میرے بہت سے دوست ہیں مگر میں ان سب کی دوستی کو خدا اور خدا کے رسول کی خاطر سے ترک کرتا ہوں اور خدا اور اس کے رسول کی دوستی کو اختیار کرتا ہوں۔ اس پر ابن ابی (ایک مشہور منافق) نے کہا کہ میں تو زمانے کی گردش سے ڈرنے والا آدمی ہوں اور اپنے دوستوں کی دوستی کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔

۲ من یرتد منکم عن دینہ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آل محمد کے حق کو غصب کر لیا اور دین خدا سے پھر گئے۔

۳ اذلہ علی المومنین مومنین پر رحم کرنے والے، کیوں کہ ذل جو بالکسر ہے اور جس کے معنی رحمت اور نرمی ہیں۔ اذلہ اس سے مشتق ہے نہ کہ ذُل سے جو بالضم ہے اور جس کے معنی نفرت و حقارت ہیں۔

۴ لا یخافون لومۃ لائم تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کے اوصاف اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں جس وقت کہ انہوں نے ناکثین و قاسطین و مارقین سے جہاد فرمایا تھا اور اس کی تائید جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو آنحضرتؐ نے فتح خیبر سے ایک دن پہلے اس وقت فرمائی تھی جب کہ علمدار لشکر دوسری مرتبہ بھی اس شان سے واپس آگیا تھا کہ اس کے ماتحت اسے بزدلی کا الزام دیتے تھے۔ اور وہ ان کو بزدل بتلاتا تھا، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے جو فیصلہ اس وقت صادر ہوا وہ یہ ہے کہ لاعطین الرایۃ غداً رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرارا غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ۔ (کل ضرور بالضرور علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۴۰ پر ملاحظہ فرمائیے)

تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ

جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی ٹھٹھا اور کھلونا بنایا ہے، (اور)

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ان میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو اور کفار ہو اپنا دوست نہ بناؤ، اور اگر تم

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو، اور جس وقت تم نماز پڑھنے کے لئے بلاتے ہو اس کی

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

جس وہ ہنسی مذاق اڑاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بے وقوف لوگ ہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

تم کہہ دو کہ اے اہل کتاب کیا تم اس سبب سے ہم سے نفرت کرتے ہو کہ اللہ پر ایمان

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ

لائے ہیں اور اس پر جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر جو کچھ ہم سے پہلے نازل کیا گیا حالانکہ تم میں

فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ

اکثر بدکار ہیں۔ تم کہہ دو کہ کیا میں تم کو ان سے واقف گروہوں جن کی جزا خدا کی طرف سے

اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ

اس سے بدتر ملی جس پر خدا نے لعنت کی اور غضب نازل کیا اور ان میں سے بعض کو بندر بنا دیا اور

وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ

بعض کو سور اور وہ طاغوت کو پوجنے لگے، ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے

عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ

اور وہ راہ راست سے بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور جس وقت وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں

دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

کہ ہم تو ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ آتے ہیں اور کفر ہی کے ساتھ نکل جاتے ہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں

كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي

اللہ اس سے خوب واقف ہے، اور تم ان میں سے بہت سوں کو اس حال میں دیکھو گے کہ

الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

گناہ زیادتی اور حرام خوری پر دوڑ پڑتے ہیں بیشک بہت ہی برا ہے جو کچھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹)
اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں وہ بار بار حملہ کرنے والا ہے، بھگوڑا نہیں ہے جب تک کہ خدا اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح نہ کر دے گا۔ وہ پلٹ کر نہ آئے گا) یہ پیشینگوئی کس کے حق میں پوری ہوئی فاتح خیبر کون ثابت ہوا؟ امیر المومنینؑ کے کن کن صفات کا اظہار ہوا آیت اور حدیث کے الفاظ میں کس قدر مطابقت ہے۔ (ان سب کا تفصیلی بیان ضمیمہ نمبر شمار ملاحظہ ہو)

حاشیہ صفحہ ۱۴۰

۱؎ والکفار اولیاء اہل کتاب اور کفار کو دوست بنانے کی ممانعت اس بنا پر کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے دین کی ہنسی مذاق اڑایا کرتے تھے، اور اس امر کی گویا تنبیہ کی گئی ہے کہ جس شخص کی یہ شان ہو وہ دوستی کے لئے موزوں نہیں ہے بلکہ اس سے دشمنی کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ آیت رفاعہ ابن زید اور سوید ابن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے پہلے اسلام کا اظہار کیا پھر منافق ہو گئے۔ اور مسلمانوں میں بہت سے لوگ ان سے دوستی رکھتے تھے۔ جن کو اس سے منع کیا گیا۔ اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ منافقین کو خاص کر خدا نے الکفار کے لفظ سے یاد کیا ہے گو عام طور پر اہل کتاب بھی کافر ہوتے ہیں مگر منافقین کے کفر کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔

۲؎ اذا ناديتم الی الصلوٰۃ روایت ہے کہ ایک نصرانی مدینہ منورہ میں رہتا تھا جس وقت وہ موذن کو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے سنتا تھا تو کہتا تھا کہ جھوٹے کا خدا جلا دے ایک رات کو اس کا نوکر آگ لے کر مکان میں آیا اس وقت وہ اور اس کے اہل و عیال سو رہے تھے ایک چنگاری اڑ کر جا لگی جس نے سب کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

۳؎ القردۃ والخنازیر ایک روایت میں تو یہ ہے کہ سبت کے احکام کی جنہوں نے تعمیل نہ کی وہ بندر بنا دیئے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو خوان آسمان سے نازل ہوا تھا اس کی جنہوں نے تکذیب کی تھی وہ سور بنا دیئے گئے۔

۴؎ عبد الطاغوت اس سے مراد گوسالہ پرست۔

يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ

وہ کرتے ہیں، کیوں نہیں منع کرتے اللہ والے لوگ اور علماء ان کو جھوٹی

قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

بات کہنے سے اور حرام خوری سے یقیناً بہت بری ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ

اور یہودیوں نے یہ کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، انہیں کے ہاتھ بندھ جائیں اور ان پر

اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ

ان کے اس قول کے سبب سے لعنت بھی ہو بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح چاہتا ہے

كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

عطا کرتا ہے، اور جو کچھ تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے یہ ان میں سے

مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

بہت سوں کی سرکشی اور کفر کو ضرور بڑھا دے گا اور ہم نے ان کے مابین قیامت کے لئے

وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ

بغض و عداوت ڈال دی جب لڑائی کی آگ بھڑکائیں گے اللہ اس کو بجھا دے گا

اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا

اور یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ فساد کرنے والوں کو اللہ

يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا

دوست نہیں رکھتا۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور متقی ہو جاتے تو ہم ان کی بدیوں

لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾

سے درگذر فرماتے اور ان کو نعمت والی جنت میں داخل کرتے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

اور اگر وہ تورات کو اور انجیل کو اور جو کچھ ان کے رب

مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ

کی جانب سے ان کے پاس نازل ہو چکا اس کو قائم رکھتے تو وہ

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

آسمان کا بھی رزق کھاتے اور زمین کا بھی ان میں سے ایک گروہ تو میانہ رو ہے اور ان میں بہت سے بہت ہی بدعمل ہیں

---

۱ لولا جب ماضی پر آتا ہے تو اس فعل کے ترک پر زجر و توبیخ مقصود ہوتی ہے، اور مستقبل سے پہلے آئے تو اس فعل کے کرنے پر حرص دلانا مقصود ہوتا ہے۔ عبداللہ ابن عباس سے مسروی ہے کہ قرآن مجید میں یہ آیت بہت ہی سخت ہے چنانچہ کافی میں حضرت امیر المومنینؑ کے خطبے میں جو فقرے منقول ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلے کے لوگ نافرمانی کرنے سے ہلاک ہوئے اور ان کے ائمہ اور علماء ان کو اس سے منع نہ کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نافرمانیوں میں وہ بہت سخت ہو گئے اور چوں کہ ان کے ائمہ اور علماء نے ان کو منع نہ کیا ان سب پر عذاب نازل ہوا تب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالانے لگے۔

۲ یداللہ مغلولۃ۔ ہاتھ باندھنے سے مراد بخل اور اس کے کھلنے سے مراد ہے جود و سخا۔ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو مذکور ہے اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ یہودیوں نے خدا کو بخیل سمجھا بلکہ ان کا یہ مطلب تھا کہ خدا کو جو کچھ کرنا تھا کر چکا اب وہ امور مقدرہ میں کچھ کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ خدا نے ان کے قول کی تکذیب اس طرح فرمادی غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب (خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے قائم رکھتا ہے، اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب ہے۔)

۳ یداہ لفظی معنی اس کے دونوں ہاتھ، مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا کے دو ہاتھ ہیں یا سو ہاتھ ہیں بلکہ یہ اس کی بے انتہا سخاوت کا کنایہ ہے اس لئے کہ آدمیوں کی زبان میں کسی اعلیٰ درجہ کے سخی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے باشتا اور دیتا ہے۔ ۵ کلما اوقدوا اس آیت سے کل یہودیوں کو عموماً اور عرب کے یہودیوں کا خصوصاً ذکر ہے، قیامت تک ان میں بغض و عداوت باقی ہے موافقت کبھی نہ ہوگی اور جب کبھی انہوں نے لڑائی کا ارادہ کیا مغلوب ہوئے حالانکہ بعثت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ان کے قلعے (باقی صفحہ ۱۴۲ پر) حاشیہ صفحہ ہذا ۵ تا ۷ ضمیمہ میں ملاحظہ

سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

اے رسول جو کچھ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (علی کے بارے میں) نازل کیا گیا

رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

اسے پہنچادو اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا تم نے اپنی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو

يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

محفوظ رکھے گا بے شک اللہ منکر لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا تم کہہ دو کہ اے اہل کتاب

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى

جب تک تم توریت کو اور انجیل کو اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا اس کو قائم

تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ

نہ رکھو تم کسی دین پر نہیں ہو۔ (اے رسول) جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا

رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

وہ ان لوگوں میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دے گا۔ پس کافر لوگوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ

بے شک اللہ جو ایمان لائے ہیں (وہ) اور جو یہودی ہوگئے ہیں (وہ) اور لا مذہب اور کرسچن جو اللہ اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ

قیامت کے دن پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا نہ ان پر کوئی خوف

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

طاری ہوگا اور نہ وہ رنج اٹھائیں گے۔ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ہے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ

اور ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے جب ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم

اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

لے کر آیا جسے ان کا جی نہ چاہتا تھا تو انہوں نے کسی

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا

گروہ کی تکذیب کی اور کسی گروہ کو قتل کیا اور گمان انہوں نے یہ کیا کہ اس سے کوئی مصیبت نہ آئے

يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ

گی پس وہ اندھے اور بہرے ہوگئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی پھر ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہوگئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱)

بڑے مضبوط سمجھے جاتے تھے ان کا رعب و داب غالب تھا، یہاں تک کہ قریش بھی ان سے مدد لیا کرتے تھے، اور اوس و خزرج تو بالکل انہیں کی امداد سے پھولے پھلے تھے، مگر بعد بعثت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کے سبب مقہور و ذلیل ہوگئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کو قتل کیا، اور بنی نضیر کو جلاوطن کیا، خیبر اور فدک پر غالب آئے، اور کل یہودیوں کی خدا نے ایسی بیخ کنی کی کہ اس وقت جس جس شہر میں یہودی پائے جاتے ہیں وہ سب آدمیوں سے زیادہ ذلیل و خوار ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۴۲)

۱ یا ایھا الرسول بلغ الجوامع میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی نبی کو حکم دیا کہ علی مرتضیٰ کو بجائے اپنے کل آدمیوں کا حاکم مقرر کریں اور لوگوں کو بھی اس امر سے مطلع کردیں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ امر میرے اصحاب میں سے ایک گروہ کو ناگوار گزرے گا اور لوگ یہ کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ابن عم کے نفع کے لئے کہہ رہے ہیں، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بروز غدیر خم آنحضرت نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لوگوں کو دکھایا اور یہ فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور یہی آیت پڑھ کر سنائی (غدیر خم کا پورا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ مع ترجمہ اور معتبر تفاسیر کی روایات عنقریب میں ملاحظہ کیجئے)

۲ تقیموا التوراۃ والانجیل توریت و انجیل کے قائم کرنے سے یہ مراد ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بشارت ہے اس کی تصدیق کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر یقین رکھنا۔ ۳ ما انزل الیکم من ربکم تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ ۴ وحسبوا الخ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں

تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ
اور جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اسے دیکھتا تھا۔ بے شک وہ لوگ کافر ہوگئے
بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح نے یہ کہا
هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ
بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا اس پر اللہ نے جنت کو حرام کردیا ہے
اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے
اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا
جنہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ سوائے معبود یکتا کے کوئی معبود نہیں ہے
مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ
اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس سے باز نہ رہیں گے تو جو ان میں سے کفر پر
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ
(قائم) رہیں گے۔ ان کو دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔ کیا وہ خدا کے حضور میں رجوع نہیں کرتے
وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ
اور اس سے مغفرت نہیں مانگتے۔ حالانکہ اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ مسیح ابن مریم
مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ
(اور) کچھ نہیں (ہیں) مگر ایک رسول جس سے پہلے بہت سے رسول گزر گئے۔ اور ان کی والدہ
صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ
صدیقہ ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، غور کرو کہ ہم ان کے لئے نشانیاں کیسی کھول کر بیان کرتے
الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
ہیں پھر غور کرو کہ مر پھر کے چلے جاتے ہیں۔ کہہ دو کیا تم خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے
اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ
نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں۔ حالانکہ اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۲)

خلافت ظاہری پر فائز ہوئے تو خدا نے ان لوگوں کی توبہ قبول کرلی پھر بعد ان حضرت کے ان میں سے بہت سے لوگ قیامت تک کے لئے اندھے اور بہرے ہوگئے۔

حاشیہ صفحہ ۱۴۳

۱ ثالث ثلاثہ جمہور نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ خدائے تعالیٰ میں تین جوہر ہیں، ان میں سے ہر جوہر کو اقنوم کہتے ہیں۔ ایک جوہر باپ ہے ایک جوہر بیٹا اور ایک جوہر روح القدس۔ ان اقانیم ثلاثہ کو خدائے واحد خیال کرتے ہیں۔ مگر تین خدا نہیں کہتے لیکن جب ان کو مناظرے میں مجبور کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ تم کہتے ہو کہ باپ بھی خدا ہے، بیٹا بھی خدا ہے، روح القدس بھی خدا ہے اور باپ اور بیٹا ایک نہیں ہیں تو کچھ جواب نہیں بن پڑتا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ مسیح کی نصرانیوں نے نافرمانی کی اور ان کو اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا، یہاں تک کہ انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ وہ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے۔ ایک گروہ ان میں سے اس بات کا قائل ہوا کہ وہ تین میں سے تیسرے ہیں اور ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ وہ خود ہی خدا ہے۔

۲ کانا یاکلان الطعام العینون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے اس کے معنی یہ منقول ہے کہ ان دونوں کو بیت الخلاء کی بھی ضرورت ہوتی تھی تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ کنایہ حدث کی طرف ہے کیوں کہ جو شخص کچھ کھائے گا تو اسے حدث بھی سرزد ہوگا۔ الاحتجاج میں وارد ہے کہ ایک زندیق نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے یہ عرض کی کہ اگر قرآن مجید میں اختلاف و تناقض نہ ہوتا تو میں آپ کے دین میں داخل ہوتا تو میں آپ کے دین میں داخل ہوجاتا منجملہ ان کے یہ بیان کیا کہ خدائے تعالیٰ نے انبیاء کی ہفوات کو مشتہر کیا ہے اور اپنے دشمنوں کے نام کو کنایہ یا اشارہ میں بیان کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تو نے جو ہفوات انبیاء کا ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے بیان کئے ہیں اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ خدائے تعالیٰ کی حکمت باہر اس کی قدرت غالب و قاہر اور اس کی عوت و جبروت ظاہر ہے، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ انبیاء کے معجزات ان کی امت (باقی صفحہ

الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ
کہہ دو اے اہل کتاب تم حق کو چھوڑ کر اپنے دین میں بیجا زور نہ کرو
وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا
اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہو چکے
وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي
اور بہت سوں کو گمراہ کیا اور راہ راست سے دور جا پڑے۔ بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہو گئے
إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا
ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی
عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ
اور وہ زیادتی کیا کرتے تھے۔ جو بدی وہ کرتے تھے اس سے وہ باز نہ آتے تھے، ضرور جو کچھ وہ کرتے تھے
فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ
وہ بہت ہی برا تھا۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو تم کافروں کا یار بنتے دیکھو گے
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ
جو باتیں ان کے نفسوں نے ان کے سامنے پیش کی ہیں وہ ضرور بری ہیں کہ
أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا
خدا ان سے ناراض ہوا اور عذاب میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ اور اگر وہ اللہ پر اور نبی پر اور جو کچھ
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ
ان پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہوتے تو ان کو یار نہ بناتے
وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ
و لیکن ان میں سے بہت سے بدکار ہیں مومنوں کا سب سے زیادہ دشمن تم
عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ
یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ان میں سے مومنوں کا زیادہ
أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ
دوست ان لوگوں کو پاؤ گے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾
ان میں سے بعض علماء ہیں اور بعض درویش ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۳)
کے دلوں میں اس قدر عزت پائے گئے ہیں کہ وہ ان کو بعض تو خدا اور بعض خدا کا بیٹا خیال کرنے لگے ہیں جیسے کہ نصاریٰ کی ابن مریم کے بارے میں حالت تھی، لہٰذا اس نے ولایۃ ان نقائص کو بیان کیا ہے جن سے اس ذات والا صفات منزہ اور مبرا ہے کیا تم نے نہیں سنا ۱۲ منہ کہ ذکر عیسیٰ میں جہاں ان کا اور ان کی والدہ کا ذکر بیان فرماتا ہے کانا یاکلان الطعام جس سے یہ مطلب ہے کہ جو کھانا کھائے گا اس سے براز بھی ضرور صادر ہوگا اور وہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا جو نصاریٰ کا ابن مریم کے بارے میں ادعا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۴۴)
۱ لا تغلوا فی دینکم غیر الحق۔ لفظی معنی ناحق اپنے دین میں غلو مت کرو، یعنی جو خدا نے بادی ہے اس سے تجاوز مت کرو جیسے حضرت عیسیٰ کو حد نبوت سے بڑھا ہوا اور حد الوہیت پر فائز جانتے ہو۔

۲ قد ضلوا ان سے مراد عیسائیوں کے وہ سردار ہیں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے گمراہ ہو چکے تھے۔

۳ لعن الذین کفروا الخ تفسیر مجمع البحرین میں جناب محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اہل ایلہ پر اس وجہ سے کہ انہوں نے حضرت داؤد کے زمانہ میں احکام سبت میں زیادتیاں کی تھیں لعنت فرمائی تھی اور ان کی لعنت ان لفظوں میں کی تھی اللھم البسھم اللعنۃ مثل الرداء علی المتکبرین و مثل المنطقۃ علی الحقوین۔ (یا اللہ تو اس کو لباس لعنت اس طرح پہنا دے جیسے کہ چادر کندھوں پر ہوتی ہے، اور پٹکا سر پر) چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور وہ لوگ بندر بنا دیئے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت کی جن پر آسمان سے خوان نازل ہوا تھا۔ اور بعد اس کے وہ منکر ہو گئے تھے۔ الجوامع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام منزل (۲) کی بددعاؤں منقول ہے۔ (حواشی نمبر ۴، تا ۷، ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ
اور جس وقت وہ اسے سنتے ہیں جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تم دیکھتے ہو کہ ان کی
مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا
آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے (اور وہ یہ) کہتے ہیں کہ اے ہمارے
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا
پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہم کو بھی گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر
مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
جو ہمارے پاس آچکا ہے ایمان نہ لائیں۔ حالانکہ ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
نیک لوگوں میں داخل کرلے۔ پس اللہ نے ان کے اس قول کے صلے میں ایسی جنتیں دے دیں جن کے نیچے ندیاں
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾
بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے، اور نیکوں کا عوض یہی ہے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾
اور جو لوگ کافر ہو گئے اور جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا جہنمی وہی ہیں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا
اے ایمان والو! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے ان میں سے پاک چیزوں کو حرام مت کرو اور
تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ
زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے
اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا
اس میں سے حلال (اور) پاک چیزیں کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو، جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔
يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا
خدائے تعالیٰ تمہارے بےمحل قسموں پر کوئی مواخذہ نہ کرے گا لیکن ان قسموں پر
عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ
مواخذہ کرے گا جو تم نے (قصداً) کھائی ہوں۔ پس ایسی قسم کا کفارہ دس مساکین کا کھانا کھلانا ہے،
اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ
متوسط قسم کے کھانے میں سے جو تم اپنے متعلقین کو کھلاتے ہو، یا دس آدمیوں کو کپڑے پہنا دینا ہے ایک غلام آزاد کر دینا

واذا سمعوا ما انزل۔ تفسیر کبیر میں ان آیات کی شان نزول میں یہ لکھا ہے کہ قبل ہجرت مکہ معظمہ میں قریش نے جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان لوگوں کو جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے۔ بہت ایذا پہنچائی تو آنحضرت نے ان لوگوں کو یہ حکم دیا کہ حبشہ چلے جائیں۔ اور جعفر ابن ابی طالب کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائیں پس جعفر حسب الحکم ستر مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر جہاز پر سوار ہوئے ادھر جب قریش کو خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا کہ وہ ان مہاجرین اولین کو قریش کے حوالے کر دے، مہاجرین نے بادشاہ کی پناہ لی اور وکلاء قریش نے دعویٰ دائر کیا۔ بادشاہ نے طرفین کے بیانات پوری توجہ سے سنے اور قریش کے وکیلوں کو ناکام واپس کر دیا یہاں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود مدینہ منورہ کو ہجرت فرما گئے۔ قریش کے ساتھ بھی معرکے پیش آئے یہاں تک کہ صلح حدیبیہ ہوئی بعد فتح خیبر مہاجرین اول کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ بلوایا ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر معاویہ بھی حبشہ میں تھیں۔ آنحضرت نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ اسے میری طرف سے پیغام عقد کے دے دے۔ چنانچہ نجاشی نے منجانب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغام پہنچایا۔ اور قبول کرنے پر چار سو اشرفی مہر اپنے پاس سے ادا کر دیا اور بہت سے نفیس لباس اور خوشبو میں بطور جہیز کے دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا اور ماریہ قبطیہ کو بھی جن سے آنحضرت ابراہیمؑ تولد ہوئے آنحضرت کی خدمت میں بہت سے لباس اور خوشبوئیں اور بہت سے گھوڑے اور تیس اشخاص علماء سے مذہب عیسوی پیچھے اور ان سے یہ کہہ دیا کہ آنحضرتؐ کی ہر ہر بات کو غور سے دیکھیں۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا جو آیت **منزل (۲)** آنحضرتؐ نے سنائی وہ یہ تھی: اذ قال اللہ یعیسیٰ۔ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک سے ان ھذا الا سحر مبین تک (ترجمہ اسی سورہ مائدہ کے آخر میں ملاحظہ کیجئے) وہ علماء یہ سن کر رو پڑے اور ایمان لے آئے نجاشی کے پاس واپس گئے آنحضرتؐ کی اس کو خبر سنائی اور جو کلام خدا سنا تھا وہ بھی سنا کر سنایا نجاشی بھی رو دیا اور وہ علماء بھی رو دیئے، نجاشی نے اسلام قبول کر لیا مگر اہل حبشہ نے اپنے اسلام کا اظہار نہ ہونے دیا اس لئے کہ اپنی جان کا

(باقی حواشی ۲ جلد نمبر ۶ میں پڑھئے)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا
اور جسے یہ میسر نہ ہوں تو تین دن کے متواتر روزے رکھ دینا، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ اس وقت ہے
حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
جب تم پکی قسم کر چکے ہو، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اس طرح اللہ اپنے احکام کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
شکر گذار ہو، اے ایمان لانے والو! شراب
وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
اور جوا اور جمے ہوئے بت اور پاسے سوائے اس کے کیا ہیں کہ شیطان کے کام میں سے
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ
ناپاک کام ہیں۔ پس ان سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو چاہتا یہی ہے کہ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ
تمہارے مابین شراب اور جوئے کے سبب سے عداوت اور بغض ڈال دے۔
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا
اور تم کو یاد خدا سے اور نماز سے روکے، تو اب بھی باز آؤ گے اور
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا
اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو، اور ڈرتے رہو پھر اگر تم روگرداں ہوگے تو سمجھ لو
اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
کہ ہمارے رسول کے ذمے تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور جو
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا
نیک عمل کرتے رہے انہوں نے جو کچھ کھایا پیا ہو اس کے بارے میں ان پر کوئی
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ
گناہ نہیں ہے، بس حال میں کہ وہ ڈرتے رہے، اور ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، پھر وہ ڈرتے رہے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ
اور ایمان لائے پھر وہ ڈرتے رہے، اور نیکی کرتے رہے، اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اے ایمان لانے والو!
بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ
ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ذرا سی بات یعنی: اس شکار کے بارے میں تمہاری آزمائش کرے گا

۱ فمن لم یجد۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امیر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کفارہ قسم کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ میسر نہ ہو تو اس کی مدکیا ہے، فرمایا جس کو اپنے بال بچوں کے خرچ سے نہیں بچتا وہ ان میں داخل ہے جن کو میسر نہیں اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ اور روزوں میں فاصلہ ہو سکتا ہے لیکن کفارہ قسم کے روزوں میں فاصلہ کی مطلق اجازت نہیں۔

۲ واحفظوا ایمانکم۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قسم تین طرح کی ہے ایک قسم وہ ہے جس میں کچھ کفارہ نہیں ہے ایک وہ ہے جس میں کفارہ ہے اور آیت میں عسین غموس (ڈبو دینے والی قسم) ہے۔ جو جہنم واجب کر دیتی ہے، پس وہ قسمیں جن میں کفارہ نہیں ہے تو وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص نیکی کے نہ کرنے کی قسم کھالے اور تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس نیکی کو بجالائے اور وہ قسم جس میں کفارہ ہے وہ ایسی ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص بدی نہ کرنے کی قسم کھائے اور پھر اس سے وہ بدی ہو جائے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا اور وہ قسم جو ڈبو دینے والی اور جہنم واجب کر دینے والی ہے وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی برادر مومن کے روک رکھنے یا اس کا مال مار لینے کی قسم کھالے۔

۳ المیسر۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ میسر کیا چیز ہے۔ ہر وہ چیز جس پر ہار جیت ہو۔ پھر دریافت کیا گیا کہ انصاب کیا ہے۔ فرمایا جو کچھ بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ ازلام کیا ہے فرمایا وہ تیر جس کے ذریعہ سے تقسیم ہوتی ہے۔

۴ فی الخبر الخصال۔ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمر کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت فرمائی ہے۔ درخت بونے والے پر، نگہبانی کرنے والے پر، نچوڑنے والے پر، پینے والے پر، پلانے والے پر، اٹھا کر لے جانے والے پر، جس کے لئے اٹھا کر لے جائے اس پر۔ بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، اور اس کی قیمت کھانے والے پر۔ (خمر کے متعلق تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ
جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچیں تاکہ اللہ یہ جان لے کہ اس سے بے دیکھے بھالے کون ڈرتا ہے، پس جو اس کے بعد زیادتی کرے گا
اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ
اسی کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اے ایمان لانے والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو قتل نہ کرو۔
وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ
اور جو تم میں سے جان بوجھ کر شکار کو قتل کرے گا، تو اس کا بدلہ چوپایوں میں سے ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے قتل کیا
يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ
جس کے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگا دیں گے اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے گی یا کفارہ ہوگا
طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ
مسکینوں کا کھانا کھلانا یا اسی تعداد میں برابر روزے رکھنا تاکہ اپنے کئے کا مزہ چکھے
عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ
جو پہلے ہو چکا اس سے اللہ نے درگذر کیا اور جو پھر ایسا کرے گا پس اس سے اللہ بدلے لے گا
عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا
اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے دریائی شکار کرنا اور اس شکار کا کھانا تمہارے اور تمہارے
لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ
قافلہ کے فائدہ کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ اور جب تک تم احرام کی حالت میں خشکی کا شکار تم پر حرام
حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ
کیا گیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے اللہ نے
الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ
حرمت والے مکان کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا ہے، اور اسی طرح حرمت والے مہینہ کو اور قربانی
وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي
کو اور پٹے دار قربانیوں کو یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾
اس کو اللہ جانتا ہے۔ اور اللہ ہر شے سے آگاہ ہے۔
اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا
یہ (بھی) جان لو کہ اللہ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۱ لا تقتلوا الصید وانتم حرم۔ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو کل جانوروں کے قتل سے پرہیز کرو سوائے افعی اور عقرب اور چوہے کے اس لئے کہ چوہا مشک کو کاٹ دیتا ہے، اور مکان میں آگ لگا دیتا ہے، رہا بچھو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی پتھر کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اور بچھو نے کاٹ کھایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو کسی نیک اور بد کو نہیں چھوڑتا۔ اور سانپ جس وقت وہ تمہارا قصد کرے تو تم اس کو قتل کر دو نہ کرے نہ کرو یہی حکم دیوانے کتے اور درندے کا ہے۔ اور کالے ناگ کو بہر حال قتل کر دینا چاہئے۔ اور کوے اور چیل کو ان کی طرف کوئی چیز پھینک کر اڑا دینا چاہئے۔

۲ فجزاء مثل ما قتل من النعم۔ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ہرن کے بدلے بکری اور گورخر کے عوض میں گائے اور شتر مرغ کے عوض میں پانچ برس کا اونٹ۔

۳ صید البر کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محرم کے لئے مچھلی کا شکار کرنا اور اسے تازہ تازہ کھا لینا یا نمک لگا کر سکھا کر رکھنا یا زاد راہ کے طور پر ساتھ لینا سب جائز ہے۔ ۴ صید البر خشکی کا جہاز، انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو پرندہ خشکی میں انڈے دیتا ہے اور خشکی میں بچہ نکالتا ہے وہ خشکی کے شکار میں داخل ہے۔

۵ جعل اللہ الکعبۃ الخ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو دنیا و آخرت کی کسی چیز کے ارادے سے اس گھر تک آئے گا وہ چیز اس کو مل جائے گی، اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب تک کعبہ قائم رہے گا اور لوگ اس کا حج کرتے رہیں گے ہلاک نہ ہوں گے۔ اور جب یہ منہدم ہو جائے گا اور لوگ حج کو چھوڑ دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ ۶ شدید العقاب التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے بروایت اپنے آباء و اجداد کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آنحضرتؐ نے جبرئیل امین سے اور جبرئیل امین نے رب العالمین سے روایت کی ہے کہ پروردگار عالم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ مجھے [illegible] دیتے یا معاف

ویب کاپی اتیار ہے تو ٹیں اسے معاف ہی کر دوں گا۔

عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا
رسول کے ذمہ سوائے پہنچادینے کے اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور
تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ
جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے اللہ جانتا ہے، کہہ دو کہ برا اور اچھا برابر نہیں ہوسکتا گو تمہیں برے کی
كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
کثرت تعجب میں ڈالے پس اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔
تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ
اے ایمان لانے والو! ان چیزوں کی نسبت سوال نہ کرو جو اگر تمہارے لئے کھول کر بیان کی جائیں
لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ
تو تم کو بری لگیں اور اگر قرآن نازل ہوتے وقت تم ان کی نسبت سوال کروگے تو وہ تمہارے لئے
لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ
ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے ان سے درگزر فرمائی ہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بردبار ہے۔ تم سے پہلے لوگوں نے بھی
مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ
ان باتوں کو دریافت کیا تھا پھر ان کے منکر ہوگئے، اللہ نے کچھ اونٹنی، اونٹوں کا سانڈ، بکری
بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ
کا جڑواں بچہ اور بہت، بوڑھا اونٹ (یہ چیزیں) نہیں مقرر کی تھیں بلکہ
كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
جو لوگ کافر ہوگئے وہ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے عقل نہیں رکھتے۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا
اور جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ رسول کے پاس آؤ اور اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے اسے دیکھو
حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے جس (طریقے) پر اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ بھلا اگر ان کے
شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ
باپ دادا بے علم اور گمراہ تھے تو بھی (وہ کافی جانیں گے) اے ایمان لانے والو! تم کو اپنی جانوں کی حفاظت لازم ہے
لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
کہ جب تم ہدایت یافتہ ہو تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تم کو ضرر پہنچائیں اللہ ہی طرف تم سب کی رجوع ہوگی

لا تسئلوا تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اللہ نے تم پر حج واجب کیا ہے، عکاشہ ابن محصن یا سراقہ ابن مالک نے سوال کیا کہ یارسولؐ اللہ کیا ہر سال کے لئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر رخ پھیر لیا۔ سائل نے دو تین مرتبہ سوال کیا اس کے بعد آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو پھر کیا ہو۔ واللہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال کے لئے واجب ہوجاتا تو تم سے بن نہ پڑتا۔ اور بن نہ پڑتا تو تم کافر ہوجاتے۔ لہٰذا جب تک میں خود کسی امر کی تصریح کرنا نہ چاہوں تو تم اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے والے بہت سے سوالات کرنے کے سبب اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے۔ لہٰذا جس چیز کے کرنے کا میں تم کو حکم دوں اسے جہاں تک بن پڑے بجالاؤ اور جس چیز سے میں تم کو باز رکھوں اس سے حتماً اور قطعاً باز رہو۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب کا ایک لڑکا مرجایا تھا وہ آئیں اور راستہ میں عمر نے ان سے کہہ دیا کہ تم اپنے بندے چھپالو۔ اس لئے کہ رسول اللہ کی قرابت تم کو کچھ فائدہ نہ دے گی۔ انہوں نے فرمایا کہ اے پسر زن زانیہ! تو نے میرے بندے پر نظر ڈالی پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئیں اور آنحضرتؐ سے یہ واقعہ بیان کیا اور رونے لگیں جناب رسالت مآبؐ اسی وقت باہر تشریف لائے اور نماز جماعت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ میری قرابت بھی نفع نہ پہنچائے گی جس وقت مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو (اپنے تو اپنے) غیروں کی بھی شفاعت کرسکوں گا اور آج جس کا جی چاہے مجھ سے دریافت کرلے کہ اس کا باپ کون ہے میں بتاسکتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہوکر یہ دریافت کیا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تو جس کو اپنا باپ کہتا ہے وہ تیرا باپ نہیں ہے بلکہ فلاں ابن فلاں تیرا باپ ہے، اس پر پھر ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ وہی ہے (باقی حواشی اگلا

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
پھر جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو خبردار کردے گا۔ اے ایمان لانے والو! جب تم میں سے
شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ
کسی کی موت آجائے تو تمہارے آپس کی شہادت وصیت کے وقت دو کی ہوگی۔ جو تم
ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي
میں سے عادل ہوں یا اگر تم سفر میں ہو اور تم پر موت کی مصیبت آن پڑے،
الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ
تو وہ دو غیروں ہی میں سے ہوں۔ انہیں نماز کے بعد تک روکے رکھو
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ
اگر تمہیں شک ہو تا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اپنی شہادت کسی معاوضہ پر فروخت نہیں کریں گے
ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ
(کو) ہمارا کوئی قرابت دار ہی کیوں نہ ہو، اور ہم یہی شہادت کو نہیں چھپائیں گے کہ اس صورت میں گنہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔
عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ
پھر اگر اس بات کا علم ہو جائے کہ وہ دونوں جھوٹی گواہی کے سبب سزا کے مستحق ہو گئے تو دو اور گواہ ان کے
الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ
قائم مقام ان لوگوں میں سے ہوں جن کا حق مارا جاتا ہے جن کا حق (شہادت بوجہ قرابت و معرفت)
اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
زیادہ تھا اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی (اور معتبر) ہے اور ہم نے کسی قسم کی زیادتی
ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ
نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بھی ضرور ظالموں میں سے ہیں، یہی طریقہ اس بات کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ وہ لوگ سچی گواہی دے دیں
اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
یا اس سے ڈریں کہ ان کی قسم دوسروں کی قسم کے بعد رد کی جائے گی۔ اور اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام) سنتے رہو اور اللہ نافرمان
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ
لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔ جس دن اللہ رسولوں کو جمع کر کے دریافت فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب دیا گیا تھا تو وہ
اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ
عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں ہے۔ سب سے بڑا غیبی باتوں کا جاننے والا تو ہی ہے (اس وقت کو یاد کرو)

ع ۱۴ ۸

۱ اوآخران من غیرکم۔ اس سے مراد ہیں اہل الکتاب یعنی یہودی اور نصاریٰ اور مجوسی۔

۲ ان تردا یمان۔ کافی اور الفقیہ اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ ذواعدل منکم سے مراد ہیں وہ مسلمان اور آخران من غیرکم سے مراد ہیں اہل کتاب میں سے دو شخص یعنی یہودی اور نصادیٰ اور اگر اہل کتاب میسر نہ ہوں تو مجوسی کیوں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیہ کے بارے میں اہل کتاب کا قاعدہ مجوس میں بھی جاری فرمایا ہے اور حکم اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص پردیس میں مرجائے اور اس کو مسلمان میسر نہ آئیں تو وہ اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ کرلے اور ان کو عصر کی نماز کے بعد روکے رکھے اور وہ خدا کی قسم کھالیں کہ ہم اس قسم کو کسی بات کے عوض میں فروخت نہ کریں گے کو طرفین میں سے ہمارا کوئی رشتہ داری کیوں نہ ہو اور ہم خدا کی گواہی کو نہ چھپائیں گے کہ اس صورت میں ہم گنہگار ہو جائیں گے۔ پھر اگر میت کے ورثاء کو ان دونوں کی شہادت میں شک ہو اور ان کو کسی طرح یہ اطلاع بھی ہو جائے کہ ان دونوں نے جھوٹی شہادت دی ہے تو ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کی شہادت کو توڑ سکیں جب تک کہ وہ دو گواہ ایسے نہ لائیں کہ وہ پہلے دو گواہوں کے قائم مقام ہوں اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ ورنہ ہم بھی یقیناً ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر اگر ایسا کیا گیا تو پہلے دونوں کی شہادتیں ٹوٹ جائیں گی اور دوسرے دونوں کی شہادت جائز ٹھہرے گی اسی کو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ذالک ادنیٰ ان یاتوا کافی میں منقول ہے کہ تمیم داری اور ابن بیداء اور ابن ابی ماریہ سفر میں

گئے ان میں سے تمیم داری تو مسلمان تھا اور ابن بیداء اور ابن ابی ماریہ عیسائی تھے۔ (باقی حواشی ۲ تا ۳ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى

جس وقت خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم ذرا میری ان نعمتوں کو تو یاد کرو کہ جو تم پر اور

وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

تمہاری والدہ پر تھیں کہ میں نے روح القدس کے ذریعے سے تمہاری تائید کی تم پنگھن میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے (یکساں) باتیں کرتے

وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ

تھے اور یہ کہ میں نے تم کو کتاب اور شریعت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دی۔

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

اور یہ کہ جس وقت تم میرے حکم سے گندھی ہوئی مٹی میں سے پرندے کی سی صورت بناتے تھے پھر اس میں پھونک

فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ

مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے اور یہ کہ

تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ

تم میرے حکم سے زندہ کرتے تھے اور یہ کہ میں نے بنی اسرائیل کو تمہاری ایذا دہی سے باز رکھا جس وقت

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

تم ان کے پاس کھلی دلیلیں لے آئے تو ان میں سے جو کافر ہو گئے تھے انہوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ کچھ نہیں ہے

مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ

مگر کھلا جادو۔ اور یہ کہ میں نے حواریوں کو وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝۱۱۱ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

انہوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے اور تو اس کا گواہ رہ کہ ہم مطیع ہیں (اس وقت کو یاد کرو) کہ جب حواریوں نے کہا

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً

کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تیرے خدا سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان پر از طعام نازل کر دے

مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۲ قَالُوْا نُرِيْدُ

(عیسیٰ نے) فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو انہوں نے عرض کی کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ

اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا

اس میں سے کچھ کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم یہ جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا

وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۱۱۳ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اور اس کے گواہ بھی بن جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے عرض کی کہ

---

۱ مائدۃ: تفسیر مجمع البیان میں، جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا تھا کہ تیس دن روزے رکھو پھر خدا سے جو چاہنا سوال کرنا وہ تمہیں عطا کر دے گا۔ پس انہوں نے تیس روزے رکھے اور جب فارغ ہو چکے تو انہوں نے یہ کہا کہ اگر ہم میں سے کسی آدمی کا کام کیا ہوتا تو وہ ہم کو کھانا کھلاتا، اب ہم نے روزے رکھے اور بھوکے مرے اب تو اللہ سے دعا کیجئے کہ ایک خوان آسمان سے ہم پر نازل کر دے چنانچہ فرشتے ایک خوان لے کر جس میں سات بڑی بڑی روٹیاں تھیں اور سات رکابیاں تھیں وہ خوان لوگوں کے سامنے رکھا گیا اور اول سے آخر تک سب نے کھایا۔ دوسری طویل حدیث بروایت جناب عمار یاسر مائدہ کے بارے میں جناب رسول خدا سے منقول ہے، بروایت حضرت عمار بن یاسر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مائدہ جو آسمان سے نازل ہوا تھا اس میں روٹیاں تھیں اور گوشت اور وجہ اس کی یہ تھی کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے کھانے کی درخواست کی تھی جسے وہ کھاتے جائیں اور ختم ہی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر ان سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ مائدہ تمہارے لیے اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ تم اس میں خیانت نہ کرو اور کچھ اٹھاؤ اور چھپاؤ نہیں۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو عذاب دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن بھی پورا نہیں گذرا کہ انہوں نے اٹھایا بھی، چھپایا بھی اور خیانت بھی کی۔ (باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں)

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا
اے میرے اللہ میرے پروردگار ہم پر ایک خوان پر از طعام آسمان سے نازل فرما کہ وہ ہمارے
لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ
اول و آخر کے لئے عید قرار پائے، اور تیری طرف سے ایک نشانی رہے، اور ہم کو رزق عطا فرما
الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ
اور تو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے، خدا نے فرمایا کہ میں تم پر اسے ضرور نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص
مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾
بعد اس کے تم میں سے کفران نعمت کرے گا تو اس کو عذاب بھی ایسا دوں گا کہ عالم میں کسی کو دیا
وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ
عذاب نہ دوں گا، اور (اس وقت کو یاد کرو) جس وقت خدا یہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں
اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ
سے یہ کہہ دیا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو اور دو خدا بنالو۔ وہ عرض کریں گے
لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ۚ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ
تیری ذات (شرک سے) بری ہے مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں تھا
تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو ضرور اس سے واقف ہوتا (اس لئے) کہ تو میرے دل کی بات کو جانتا ہے اور میں تیری
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ
پوشیدہ بات سے ناواقف ہوں، بے شک تو سب سے زیادہ غیب کی بات کو جاننے والا ہے، میں نے ان سے
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ
کچھ بھی نہیں کہا سوائے اس کے کہ بس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ میرے پروردگار اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو
فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ
اور جس وقت تک میں ان میں رہا ان کا گواہ رہا، پھر جب تو نے میری مدت
وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ
(قیام) پوری کردی تو تو خود ان کا نگراں تھا۔ اور تو ہر شے پر پوری اطلاع رکھنے والا ہے،
عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾
اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو زبردست حکمت والا ہے

۱ اتخذونی وامی الھین من دون اللہ تفسیر قمی میں ہے چونکہ نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے کہہ دیا ہے کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ دو خدا اور سمجھو اس لئے خدائے تعالیٰ قیامت کے دن نصاریٰ کے روبرو یہ سوال کرے گا۔

۲ تعلم ما فی نفسی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفصیل میں منقول ہے کہ اسم اکبر تہتر حروف ہیں ازاں جملہ ایک حرف کو پروردگار عالم نے حجاب میں رکھا ہے اسی سبب سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ خدائے عزوجل کے نفس میں کیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو اس نے بہتر حروف عنایت کئے تھے۔ اور پھر انبیاء نے ان سے میراث میں پائے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام تک نوبت پہنچی اسی سبب سے عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے۔ تعلم ما فی نفسی۔ (میرے دل میں جو کچھ ہے اس کو تو جانتا ہے) یعنی بہتر حروف جو تو نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں۔ ان کو تو جانتا ہے۔ ولا اعلم ما فی نفسک (اور میں جو کچھ تیرے دل میں ہیں اس کو نہیں جانتا) یعنی جس حرف کو تو نے اپنی مخلوق سے حجاب میں رکھا ہے، اسے کوئی بھی نہیں جانتا۔

۳ توفیتنی لفظی معنی ہیں تو نے مجھ کو لے لیا تھا، مطلب یہ ہے کہ مجھ کو زمین سے آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا جیسا کہ فرمایا انی متوفیک ورافعک الی توفی کے معنی ہیں کسی شے کو پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے اور جو نہیں مرے ہیں ان کو نیند کے وقت لے لیتا ہے) ۴ ھذا یوم ینفع

الصادقین صدقھم ان الفاظ کے معنی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا نے نصاریٰ کو ان کے جھوٹ پر تنبیہ کی ہے۔ (باقی حواشی ۴ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ
خدائے تعالیٰ فرمائے گا یہ دن تو وہ ہے کہ سچوں کو ان کا سچ نفع پہنچائے گا۔ ان کے لئے باغات ہیں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے راضی ہو
وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
گا اور وہ اس سے راضی ہوں گے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے آسمانوں کا اور زمین کا
وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾
اور جو کچھ ان میں ہے اس کا اختیار اللہ ہی کو ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

حروفها ۱۶۵ سورة الانعام مكية كلماتها ۳۲۰۰
سورہ انعام مکہ میں نازل ہوا
ركوعها ۲۰ | ایاتها ۱۶۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ
سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیروں کو
وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾
اور روشنی کو مقرر فرمایا پھر بھی اپنے پروردگار کا انکار کرنے والے اور چیزوں کو اس کی برابر ٹھہراتے ہیں۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى
وہ وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس نے ایک مدت مقرر کی اور مقرر کی ہوئی مدت
عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي
اسی کے علم میں ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو، اور وہی اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی
الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾
تمہارے پوشیدہ بھی جانتا ہے اور ظاہر کو بھی اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس سے بھی آگاہ ہے۔
وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا
اور خدا کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ان پر نہیں آتی مگر اس سے روگردانی ضرور کرتے ہیں۔
مُعْرِضِيْنَ ﴿۴﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ
اور حق جس وقت ان کے پاس آیا اسے ضرور انہوں نے جھٹلایا پس جس چیز کی یہ

۱ خلق السماوات والارض و جعل الظلمات والنور۔ خلق کے معنی ہیں ایسا پیدا کرنا اور ایسا بنانا کہ دوسرا اس پر قادر نہ ہو۔ احتجاج میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول میں ایک حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت تین قسم کے آدمیوں کے اقوال کو رد کرتی ہے یعنی جب خدا نے یہ فرمایا الحمد للہ الذی خلق السموات والارض تو یہ فرقہ دہریہ کا رد ہوگیا۔ جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے سامنے جو چیزیں ہیں ان کی ابتدا ہی نہیں یہ ہمیشہ سے یوں ہی چلی آتی ہیں، اور جب یہ فرمایا وجعل الظلمات والنور تو یہ فرقہ مجوسیہ کا رد ہوگیا جو یہ کہتے تھے کہ نور وظلمات دونوں مل کر عالم کے مدبر ہیں پھر جب خدا نے فرمایا ثم الذین کفروا بربھم یعدلون۔ تو یہ مشرکین عرب کا رد ہوا جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے بت معبود ہیں۔

۲ قضی اجلاً واجل مسمی عندہ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مقرر کیا ہوا وقت تو وہ ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے حتماً و جزماً فرمادیا کہ جس میں تقدیم و تاخیر ممکن ہی نہیں اور کسی وقت وہ ہے کہ جس میں بداء ہو سکتی ہے یعنی خدائے تعالیٰ اپنے حکم کو مقدم و موخر کر دیتا ہے۔

۳ تمترون تفسیر صافی میں ہے کہ لفظی معنی تو یہ ہیں کہ تم شک کرتے ہو خواہ پیدائش میں خواہ خدا کے معبود ہونے میں یا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں مگر شان کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ خدائے تعالیٰ تمہارا بھی خالق ہے، اور جن چیزوں پر تمہاری ہستی کا مدار ہے ان کا بھی خالق ہے، اور مقررہ اوقات تک تمہارا زندہ رکھنے والا ہے بلکہ خود زندگی جس کا نام ہے اس کا بھی پیدا کرنے والا ہے، تو

(باقی حواشی ۳ تا ۴ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

يَأْتِيَهُمْ أَنبَٰٓؤُا۟ مَا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ۝٥ أَلَمْ يَرَوْا۟ كَمْ
ہنسی اڑایا کرتے تھے ذرا آگے چل کر ان کو اس کی خبریں ملیں گی۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ
أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّٰهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ مَا لَمْ
ہم نے ان سے پہلے زمانے والوں میں سے کتنے گروہوں کو ہلاک کیا کہ ان کو ہم نے زمین میں ایسا
نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا ٱلسَّمَآءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا ۖ وَجَعَلْنَا
ممکن عطا کیا تھا کہ تم کو ایسا دیا (بھی) نہیں ہے، اور آسمان سے ان پر موسلا دھار مینہ برسایا کرتے تھے، اور نیچے
ٱلْأَنْهَٰرَ تَجْرِى مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَٰهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا
ان کے ندیاں جاری کیا کرتے تھے، پھر ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو ہلاک کر دیا اور
مِنۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا ءَاخَرِينَ ۝٦ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَٰبًا فِى
ان کے بعد دوسرے زمانے والے پیدا کر دیئے اور (اے رسول) اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب (بھی)
قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا
نازل کر دیتے جس کو وہ اپنے ہاتھوں سے چھو لیتے تب بھی جو کافر ہو گئے ہیں وہ یہی کہتے کہ یہ کچھ
سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝٧ وَقَالُوا۟ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنزَلْنَا
نہیں ہے مگر کھلا ہوا جادو۔ اور انہوں نے کہا کہ اس (نبی) پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا
مَلَكًا لَّقُضِىَ ٱلْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنَٰهُ مَلَكًا
اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل کرتے تو ضرور معاملہ ہی طے کر دیا جاتا پھر ان کو کوئی مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم رسول
لَّجَعَلْنَٰهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ۝٩ وَلَقَدِ
کو فرشتہ بناتے تو اس کو مرد بھی بناتے اور اس کو بھی ہم ضرور ایسا ہی لباس پہناتے جیسا کہ یہ لوگ پہنتے ہیں
ٱسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِٱلَّذِينَ سَخِرُوا۟ مِنْهُم مَّا
اور یقیناً تم سے پہلے رسولوں کی بھی ہنسی اڑائی گئی پھر جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان پیغمبروں کی
كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ۝١٠ ع قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ ثُمَّ ٱنظُرُوا۟
ہنسی اڑانے والوں کو آگھیرا تم کہہ دو کہ تم زمین میں چلو پھرو اور پھر (غور سے)
كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُكَذِّبِينَ ۝١١ قُل لِّمَن مَّا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ
دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا کہہ دو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے
وَٱلْأَرْضِ ۖ قُل لِّلَّهِ ۖ كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ ٱلرَّحْمَةَ ۖ لَيَجْمَعَنَّكُمْ
کس کا ہے کہہ دو کہ وہ اللہ ہی کا ہے جس نے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے، وہ قیامت کے دن

ہر شے کا جاننے والا ہے تو اس سے بھی واقف ہے کہ تیرے منزل (۲) بندے کیا کیا کہہ رہے ہیں اسی وقت خدائے تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ یعنی وقالوا لو لا انزل سے ما یلبسون تک (باقی حواشی اتا ۲ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

۱ ولو جعلناہ ملکاً لجعلناہ رجلاً۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی رسول کو فرشتہ بنا کر بھیجتے تو اسے بھی آدمی ہی کی شکل میں بھیجتے جیسا کہ اکثر جبرئیلؑ امین کو دحیہ کلبی کی شکل میں بھیجا اس لئے کہ انسانی قوت فرشتے کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے سے عاجز ہے اوپر کی آیت کو اور اس آیت ملا کر پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ ایک جواب تو کافروں کے اس قول کا کہ لو لا انزل علیہ ملک پہلی آیت میں دیا جا چکا ہے اور دوسرا اس میں دیا گیا ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد جناب امام علی نقی ابن محمد تقی علیہما السلام سے دریافت کیا کہ آیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں اور مشرکین سے مناظرہ بھی فرمایا کرتے تھے جس وقت کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغیر پیش آتے ہوں اور کٹھ حجتی کرتے ہوں فرمایا بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی چوکھٹ پر بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی نے آ کر یہ کہنا شروع کیا کہ اے محمد تم نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے اور تمہاری باتیں بہت عجیب ہیں تم نے یہ گمان کر لیا کہ تم پروردگار عالم کے رسول ہو حالانکہ جو تمام عالموں کا پروردگار اور تمام مخلوق کا خالق ہو اس کو ایسی کیا پڑی ہے کہ تم جیسے کو رسول بنا کر بھیجتا حالانکہ تم ہم ہی جیسے آدمی ہو اور اگر تم نبی ہوتے تو تمہارے ساتھ کوئی فرشتہ ہوتا جو تمہاری تصدیق کرتا اور ہم اس کو دیکھتے بلکہ اگر اللہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجنا چاہتا تو کسی فرشتے ہی کو بھیج دیتا یہ کہہ کر ہم ہی جیسے ایک آدمی کو بھیجے۔ اے محمد تم نبی نہیں ہو بلکہ تم پر جادو کا اثر ہو گیا ہے اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی کہ یا اللہ تو ہر آواز کا سننے والا اور

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ

جس میں کوئی شک نہیں ہے تم سب کو ضرور یکجا جمع کرے گا، جن لوگوں نے اپنی ذات کو نقصان پہنچایا ہے

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ

وہ ایمان نہ لائیں گے اور رات اور دن میں جو چیزیں آرام لیتی ہیں اسی کی ہیں اور وہ بڑا سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(اور) جاننے والا ہے کہہ دو کہ کیا میں خدا کے سوا جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو حامی بنا لوں

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ

حالانکہ وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور اس کو (کچھ) نہیں کھلایا جاتا تم کہہ دو کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں

اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ

اسلام لانے والا بنوں اور تم ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی

عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ

نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں، جس سے اس دن (عذاب) ٹل جائے اس پر رحمت خدا

فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

یقینی ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی

فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اس کا دفع کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر خوبی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا

قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ

ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے، اور وہ صاحب حکمت و خبر ہے۔

اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ۫ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۫

تم کہہ دو کہ گواہی دینے کے لئے سب سے بڑی چیز کون ہے تم کہہ دو کہ میرے اور تمہارے مابین اللہ گواہ ہے،

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ

اور یہ قرآن بذریعہ وحی میرے پاس اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو بھی ڈراؤں اور اس کو

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا

بھی جس تک یہ پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟ تم کہہ دو کہ میں تو یہ گواہی دیتا نہیں

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تم کہہ دو کہ وہ معبود تو یکتا ہے اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے بری ہوں جن لوگوں کو ہم نے

۱ فی اللیل و النہار۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اول سورہ میں آسمانوں کا اور زمین کا ذکر کیا جو کل مکانات پر حاوی ہیں اور یہاں شب و روز کا ذکر کیا جو کل اوقات پر حاوی ہیں۔ اور چونکہ کل موجودات مکانات و اوقات کے تحت میں ہیں اس طرح سے اس کی عموم قدرت کل موجودات پر ثابت ہوگئی۔

۲ قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت سے لے کر جب تک سورہ انا فتحنا نازل نہ ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو برابر پڑھتے رہے مگر سورہ فتح نازل ہونے کے بعد پھر اس کو نہیں پڑھا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں مبالغہ کیا گیا ہے کہ لوگوں کی امیدیں قطع کر دی جائیں اور ان کو یہ بات جتلا دی جائے کہ وہ نافرمان گنہگار ہیں۔ اور عذاب کے مستوجب۔

۳ فقد رحمہ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اسی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آدمیوں میں سے ایسا ایک بھی نہیں ہے جو اپنے عمل کے ذریعہ سے داخل جنت ہو جائے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہیں فرمایا ہاں میں بھی نہیں یہ اور بات ہے کہ خدا کا فضل اور اسکی رحمت میرے شامل حال ہے۔

۴ قل اللہ شہید بینی و بینکم۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مشرکین مکہ نے یہ کہا کہ اے محمد کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور رسول نہیں ملتا تھا کہ اسے بھیج دیتا ہم تو کسی کو بھی ایسا نہیں پاتے جو تمہارے قول کی تصدیق کرتا ہو یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام اول ہی اول شروع کی ہے۔ (باقی حواشی ۱۴ بتاء ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
کتاب دی وہ اس کو ایسا ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو جن لوگوں نے
اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
اپنی ذات کو نقصان پہنچایا ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اور ان سے زیادہ ظالم کون ہوگا جنہوں نے اللہ
كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ
پر جھوٹا بہتان باندھا یا اس کی نشانیوں کو جھٹلایا بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔ اور اس دن
نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ
ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم شریک کرنے والوں سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء جن کو تم خدا کا شریک گمان
الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا
کیا کرتے تھے کہاں ہیں پھر ان کا کوئی حیلہ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ ہم کو اپنے
وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى
پروردگار اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے، غور تو کرو کہ یہ اپنے ہی برخلاف کیسا جھوٹ بولنے لگے
اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اور جو افترا پردازیاں کیا کرتے تھے، وہ ان سے کیسی کھو کر گزری ہوگئیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں
يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
جو تمہاری طرف کان لگائے رہتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اسے نہ سمجھیں
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا
اور ان کے کانوں میں گرانی (قرار دے دی) ہے اور اگر وہ ہر ایک معجزہ دیکھ لیں گے تب بھی اس پر ایمان نہ لائیں گے۔
جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
یہاں تک کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تم سے جھگڑنے لگیں گے اور جو کافر ہو چکے ہیں وہ یہی کہیں گے کہ یہ کچھ نہیں
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ
ہیں مگر پہلوں کی کہانیاں وہ اس سے لوگوں کو باز بھی رکھتے ہیں اور خود بھی دور رہتے ہیں حالانکہ وہ اپنی ہی جانوں
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ
کو ہلاک کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ اور اگر تم اس وقت کو دیکھو کہ جب وہ جہنم پر کھڑے کیے جائیں گے تو
فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ
یہ کہیں گے کہ کاش ہم واپس کر دیئے جاتے اور ہم اپنے رب کی نشانیاں

ع ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم تفسیر عثمانی میں ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ کو ان کی ان صفتوں کے سبب جو توریت اور انجیل میں مذکور ہیں ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے اپنے بیٹوں کو ان کی ولادت خاص سے پہچان لیتے ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت و انجیل اور زبور میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ان کے اصحاب کے حالات اور ان کی ہجرت کی کیفیت اور ان کے مقام ہجرت کا ذکر نازل فرمایا تھا۔ اور قرآن مجید میں یہ امر خدا کے اس قول سے ثابت ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل۔ (محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے (واقعی) ساتھی ہیں وہ کافروں پر بھاری ہیں، اور اپنوں کے ساتھ رحم دل تم ان کو رکوع (اور) سجود میں (مصروف) دیکھو گے خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کے خواستگار ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان سے نمایاں ہے۔ یہ مثل ان کی توریت میں (بیان کی گئی) ہے اور انجیل میں بھی ان کی مثل (آئی) ہے۔ پس توریت و انجیل میں جناب رسول خدا کی اور ان کے (حقیقی) ساتھیوں کی اس طرح سے صفتیں بیان کی گئی تھیں اور جب خدائے تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا تو اہل کتاب نے ان کو پہچان لیا مگر عناداً انکار کر دیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ (مگر جب وہ ان کے پاس آیا جس کو وہ پہچانتے تھے تو اس کا

انکار کر گئے پس ان کا انکار کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔ (باقی حواشی ۲ تا ۶ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ

نہ جھٹلاتے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے ہو جاتے بلکہ اب جو کچھ وہ پہلے چھپایا کرتے تھے وہ ان پر ظاہر ہو گیا ہے

رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ

اور اگر وہ واپس بھی کیے جاتے تو جس چیز سے ان کو باز رکھا گیا ہے اسی کو پھر کرتے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا

جو کچھ ہے دنیا ہی کی زندگی ہے، اور ہم مبعوث نہ کیے جائیں گے۔ اے کاش کہ ان کو تم اس وقت دیکھتے جب کہ وہ اپنے پروردگار

عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ

کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے (اور) وہ دریافت کرے گا کہ کیا یہ حق نہیں ہے تو وہ کہیں گے ہاں ہمارے پروردگار کی قسم حق ہے

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ

پھر فرمائے گا کہ بوجہ اس کے کہ تم اس کا انکار کیا کرتے تھے اب عذاب چکھو۔ یقیناً وہ ٹوٹے میں

كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا

جو خدا کے حضور میں جانے کو جھٹلاتے ہیں یہاں جب قیامت ان کو یکایک آلے گی اس وقت کہیں گے

يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى

افسوس ہم نے کیسی غلطی کی اور اس وقت وہ اپنے اپنے وبال اپنی اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوں گے

ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

خبردار ہو جاؤ کتنا برا ہے وہ جسے وہ لادے ہوئے ہوں گے اور یہ دنیا کی زندگانی سوائے کھیل کود کے

لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا

کچھ بھی نہیں ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں آخرت کا گھر ان کے لئے بہت ہی اچھا ہے کیا تم اتنا

تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا

نہیں سمجھتے ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے تم کو رنج پہنچتا ہے مگر وہ حقیقت میں

يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ

تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور تم سے پہلے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی گئی

كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا

ہے پھر انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف دیئے جانے پر صبر کیا

حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

جب تک کہ ان کے پاس ہماری مدد نہ آئی اور اللہ کے کلموں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور

لے لعادوا لما نهوا عنه۔ لفظی معنی یہ ہیں کہا گر دنیا میں ان کو پھر بھیجا جاتا تو جن باتوں سے ان کو منع کیا جاتا وہی پھر کرتے۔ تفسیر برہان میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو کوفہ سے باہر دیکھا۔ اور حضرت کے پیچھے ہو لیا۔ مقابر یہود تک جا کر حضرت اس کے وسط میں کھڑے ہو گئے اور آواز دی اے یہود یو! قبروں سے آواز آنے لگی لبیک لبیک ہم اطاعت کو حاضر ہیں۔ حضرت نے دریافت کیا کہ تم عذاب کو کیسا پاتے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ آپ کی نافرمانی کا عذاب ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارونؑ کی نافرمانی کا تھا ع ۹ اور جو لوگ آپ کی نافرمانی کریں گے قیامت کے دن وہ اور ہم ایک ہی عذاب میں ہوں گے۔ حضرت نے ایک ایسی چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پھٹ پڑیں گے۔ اور میں غش کھا کر گر پڑا جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سرخ یاقوت کے تخت پر بیٹھے ہیں اور ان کے سر پر جواہرات کا تاج رکھا ہے اور سرخ وزرد حلے پہنے ہوئے ہیں اور حضرتؑ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح روشن ہے میں نے عرض کی کہ اے سید و سردار یہ تو بڑی سلطنت ہے فرمایا کہ ہاں اے جابر ہماری سلطنت سلیمان ابن داؤد کی سلطنت سے بڑی ہے اور ہمارا غلبہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر حضرتؑ وہاں سے واپس آئے اور ہم کوفہ میں داخل ہو گئے اور میں حضرتؑ کے پیچھے پیچھے مسجد میں پہنچا تو حضرت آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے تھے اور یہ فرمائے جا رہے تھے کہ قسم بخدا میں نہ مانوں گا غدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا۔ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے میرے مولا! یہ آپ کس سے باتیں کرتے ہیں اور یہ ارشاد کس سے ہو رہا ہے۔ (باقی حواشی اگلا ۳ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ

تمہارے پاس بھی بہت سے پیغمبروں کی خبر آچکی ہے اور اگر ان کا روگردان ہونا تم کو ایسا ہی ناگوار ہے

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی

تو اگر تم سے ہوسکتا ہے تو زمین میں کوئی سوراخ تلاش کرو یا آسمان پر کوئی سیڑھی (لگا کر چڑھ جاؤ)

السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی

کہ ان کو ان کی نشانی لادو اور اللہ چاہتا تو ان کو ہدایت پر جبراً آمادہ کرتا

الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ

پس تم جاہلوں میں سے ہرگز نہ ہونا۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہی لوگ قبول کرلیتے ہیں

یَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾

جو (توجہ سے) سنتے ہیں اور مردوں کو خدائے تعالیٰ مبعوث کرے گا پھر وہ اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی

اور انہوں نے یہ کہا کہ اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ نازل کی گئی تم کہہ دو کہ اللہ تو اس امر

اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

پر بے شک قادر ہے کہ کوئی نشانی نازل کرے ولیکن ان میں سے اکثر سمجھتے نہیں اور کوئی زمین پر

فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓىِٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

رینگنے والا اور کوئی پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہے ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بھی تم ہی جیسے گروہ ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ یَّشَاِ

اور جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے اندھیریوں میں ہیں اللہ جس سے

اللّٰهُ یُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾

چاہے گا اس سے توفیق ہدایت چھین لے گا۔ اور جسے چاہے گا سیدھے راستے پر ڈال دے گا۔

قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

تم کہہ دو کہ آیا تم نے اپنے آپ کو اتنا سمجھ لیا ہے کہ اگر عذاب خدا تم کو آئے یا قیامت تم پر آجائے

اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ

تو اگر تم سچے ہو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ بلکہ اسی کو تم پکارو گے پھر اگر وہ چاہے گا

---

۱ وان کان کبر علیک اعراضھم۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ حرث ابن نوفل ابن عبد مناف داخل اسلام ہوجائے اسی لئے اس کو دعوت دی اور بہت کوشش کی کہ وہ اسلام لائے مگر اس پر شقاوت غالب ہوگئی اس نے کوئی بات نہ مانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ امر بہت ہی گراں گزرا۔ اس پر پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲ فلا تکونن من الجاھلین۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ ظاہراً تو یہ خطاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے مگر مراد اس سے امت کے لوگ ہیں۔

۳ ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر یوں وارد ہے کہ عنقریب پروردگار عالم آخر زمانہ میں تم کو بہت سی نشانیاں دکھلائے گا۔ جن میں سے یہ بھی ہوں گی کہ دابۃ الارض کا اور دجال کا آنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔

۴ لا یعلمون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا کی جب کوئی نشانی ان کے پاس آئے گی اور اس پر وہ ایمان نہ لائیں گے۔ تو وہ ہلاک کردیئے جائیں گے۔

۵ امم امثالکم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حالات بھی مثل تمہارے محفوظ ہیں۔ ان کا رزق مقدر ہے ان کے مرنے کا وقت مقرر ہے۔ ان کے اجسام پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان کی روحیں پرورش کی ہوئی ہیں۔

(باقی حواشی ۶ تا ۸ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾
تو جس بات کے لئے تم اسے پکارو گے اسے دور کرو گے اور جن کو تم شریک کیا کرتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ
اور ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے پھر ہم نے ان کو سخت نقصان اور مصیبت میں گرفتار

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا
کیا تاکہ وہ عاجزی و زاری کریں پس جس وقت ہمارا عذاب ان پر پہنچا تھا

تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا
کیوں نہ انہوں نے گریہ کیا لیکن اس کے دل سخت ہو گئے تھے اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے شیطان نے انہیں کو زینت دے دی تھی۔

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے (بھی) ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے

اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ
یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہوئے جو ان کو دی گئی تھیں تو ہم نے ان کو یکایک گرفتار کیا کہ

بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
وہ مایوس ہو کر رہ گئے پس ظالم لوگوں کی نسل قطع کر دی گئی۔ اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہے

ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ
جو تمام عالم کا پالنے والا ہے، کہہ دو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر خدا تمہاری

اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ
سماعت اور بصارت لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے

اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ
جو تم کو یہ چیزیں دے دے گا۔ غور تو کرو کہ ہم کس طرح نشانیاں الٹ پلٹ کر دکھلاتے ہیں پھر (بھی) وہ روگرداں

يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ
ہوتے جاتے ہیں تم کہہ دو کیا تم اپنے آپ کو اتنا سمجھتے ہو کہ اگر خدا کا عذاب تم پر یکلخت آ جائے تو کیا سوائے

جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ
ظالم لوگوں کے کوئی اور بھی ہلاک کیا جائے گا۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں۔

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا
مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (مقرر کر کے) پھر جو ایمان لائیں گے اور نیکوکار ہوں گے ان پر نہ کسی قسم کا

لے فلولا اذ جاءهم بأسنا تضرعوا تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت وقت معینہ پر گریہ وزاری نہ کرنا بتاتی ہے۔ اور چونکہ اس کے اول میں تو لا آیا ہے وہ یہ بتلاتا ہے کہ گریہ و زاری ترک کرنے کا کوئی عذر ان کے پاس نہ تھا۔ بلکہ عناصر پیدا ہو گیا تھا۔ دل ان کے سخت ہو گئے تھے اور ان کے اعمال کو شیطان نے ان کی نظر میں ایسی زینت دی تھی کہ وہ ان پر نازل ہو گئے تھے۔ نہج البلاغہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام خطبہ میں فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اس وقت جس وقت کہ ان پر بلا نازل ہوں اور نعمتیں ان سے سلب ہو جائیں خالص نیت اور صدق دل سے خدا کی درگاہ میں گڑگڑائیں تو ہر چیز کو جو ان سے جاتی رہی ہے خدائے تعالیٰ واپس کر دے اور جو کچھ بگڑ گیا ہو اس کی اصلاح فرما دے۔

ے فلما نسوا ما ذکروا بہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت انہوں نے ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کو چھوڑ دیا حالانکہ ان کو اس کی بابت حکم دیا گیا تھا تب ہم نے ان ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یعنی دولت دنیا اور سامان دنیا کے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ قنبر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے غلام حجاج بن یوسف کے پاس لائے گئے تو اس نے یہ کہا کہ علی ابن ابی طالب کا کیا کام کرتا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں ان حضرت کے وضو کا پانی رکھا کرتا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ وضو سے فارغ ہو کر وہ کیا کرتے تھے حضرت قنبر نے فرمایا کہ وہ حضرت یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے فلما نسوا ما ذکروا بہ سے تا والحمد للہ رب العالمین۔ حجاج نے کہا کہ اس کی تاویل وہ ہمارے برخلاف کرتے ہوں گے۔ (باقی حواشی ۲ تا ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا
يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ
تو بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے عذاب ان کو پہنچ جائے گا۔ تم کہہ دو کہ میں تم سے
عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ
یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب داں ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ
مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے تم کہہ دو کہ کیا اندھا اور آنکھوں
وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ
والا برابر ہے، کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔ اور جو لوگ خوف کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈراؤ کہ
يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ
وہ اپنے رب کی حضور میں جمع کئے جائیں گے کہ وہاں ان کے لئے اس کے سوا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی
لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
تاکہ وہ ڈریں۔ اور جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے طالب ہیں
وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
ان کو نہ نکالو نہ تمہارے ذمے کچھ ان کا محاسبہ ہے اور نہ ان کے ذمے کچھ تمہارا محاسبہ کہ تم ان کو نکالتے پھرو
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ
اور ظالموں میں سے ہو جاؤ اور اسی طرح ہم نے بعض کا امتحان بعض کے ذریعے سے کیا ہے تاکہ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ
وہ یہ کہیں کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے۔
مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾
کیا اللہ شکرگزاروں سے (تمہاری بہ نسبت) باخبر نہیں ہے۔
وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
اور (اے رسولؐ) جس وقت تمہارے پاس وہ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو تم ان سے کہہ دو کہ تم پر سلامتی ہو،
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا
تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت واجب فرمائی ہے کہ تم میں سے جو شخص از روئے جہالت کوئی بدی کرے گا

ل عندی خزائن اللہ التوحید المعانی اور المجالس میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو پروردگار عالم سے یہ عرض کی کہ خدا وندا مجھے اپنے خزانے دکھلا دے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میرا خزانہ یہ ہے کہ جس وقت میں کسی چیز کا ارادہ کروں اس سے کہتا ہوں کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے۔

م ان اتبع الا ما یوحیٰ الی تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ساری آیت بستلا رہی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور نہ فرشتہ ہونے کا بلکہ یہ تعلیم خدا صرف نبوت کا دعویٰ کرتے تھے جو کمالات انسانی میں داخل ہے اور جو لوگ اس دعویٰ کو بعید سمجھتے تھے ان کے خیالات کو رد کرتے تھے۔ عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت امام رضا علیہ السلام کے بہت سے اصحاب آپ کے پاس جمع تھے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے ایک ہی امر کی بابت دو حدیثیں منقول تھیں اس کے بارے میں آپس میں جھگڑ رہے تھے کسی نے (اس جھگڑے کے فیصلے کے لئے) ان حضرت سے بھی سوال کیا فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے حرام کو حرام قرار دیا ہے اور حلال کو حلال۔ اور واجبات کو واجب کیا ہے پس جو کچھ خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کرتی ہے یا خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام کرتی ہو یا خدائی کتاب میں جو امر واجب ہے اس کو دفع کرتی ہو حالانکہ کتاب خدا منسوخ ہونے والی نہیں ہے پس ایسی خبر کا قبول کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ رسول اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام کر دیں یا خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر دیں۔ یا خدا کے واجبات اور احکام کو بدل دیں۔ وہ تو خدا کے تابع اس کے احکام کے ماننے والے اور اس کی

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾
پھر اس کے بعد وہ توبہ کرلے گا اور (خرابی کی) اصلاح کرے گا تو خدائے تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾
اور اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے ہیں تاکہ قصورواروں کا راستہ صاف معلوم ہوجائے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ
کہہ دو کہ مجھے تو اس کی ممانعت کی بھی ہے کہ میں ان کی عبادت کرنے لگوں جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو،

لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾
کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہ کروں گا کہ اس صورت میں میں بھی راستہ سے بھٹک جاؤں

قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا
اور ہدایت یافتہ نہ رہوں۔ کہہ دو کہ میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں، اور تم اس کو جھٹلاتے ہو،

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ
جس کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔ اختیار صرف خدا ہی کو ہے

الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ
وہ حق کو بیان کرتا ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دو کہ اگر وہ میرے پاس ہوتا جس کی تم جلدی کرتے ہو

الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَعِنْدَهٗ
تو میرے تمہارے مابین معاملہ طے ہوچکا ہوتا۔ اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے۔

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ
اور غیب کے خزانے اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا ان خزانوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خشکی اور تری

وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ
کی سب چیزوں کو جانتا ہے۔ اور ایک پتہ بھی ایسا نہیں گرتا جسے وہ نہ جانتا ہو، اور کوئی دانہ زمین

ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾
کی تاریکیوں میں اور کوئی تر اور خشک ایسا نہیں ہے جس کا ذکر کھلی کتاب میں نہ ہو، اور وہ خدا وہی ہے

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ
جو رات کو تمہاری روح قبض کرلیتا ہے اور دن میں جو کارروائی تم کرچکے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے۔

يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ
پھر تم کو اسی میں اٹھا بٹھاتا ہے کہ مقدر کیا ہوا وقت پورا ہو، پھر تمہاری بازگشت اس کی حضور میں ہوگی پھر

---

١ قل لا اتبع اهواءكم تفسیر صافی میں ہے کہ یہ فقرہ بتلاتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان لوگوں کو ایسا صاف جواب دے دیں کہ ان کی اس بات سے اس ع ١٢ ٹوٹ جائے کہ وہ ہماری بات مان لیں گے اور یہ بھی ان پر صاف کھل جائے کہ ان کی ضلالت کی بنا کیا ہے یعنی یہ کہ حقیقت میں وہ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہیں نہ کسی ہدایت کے ساتھ ہی یہ تنقید بھی مقصود ہے کہ حق پر جو ہوگا وہ کسی حجت کا تابع ہوگا نہ کہ کسی خواہش کا مقلد۔

٢ ما تستعجلون به تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد عذاب ہے جس کی منکرین ہمیشہ جلدی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کبھی کبھی یوں کہتے تھے فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ (کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کردے)

٣ قل لو ان عندی ما تستعجلون به لقضی الامر بینی و بینکم۔ کافی اور تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم اس آیت میں اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ اگر مجھ کو حکم ہوتا تو میں تم کو جتلا دیتا کہ تم اپنے دلوں میں یہ بات چھپائے ہوئے ہو کہ مجھے جلدی سے موت آجائے اور تم میرے بعد میرے اہلبیت پر قلم کرو اور اس وقت تمہاری مثل اس شخص کی مثل ہوجائے گی جیسا کہ خدا نے فرمایا یہ کمثل الذی استوقد نارا الخ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ٥ سطر) اس سے مطلب یہ ہے کہ نور محمدی سے تمام زمین اسی طرح روشن ہوگی جیسے سورج سے روشن ہوجاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال سورج سے دی ہے اور علی مرتضیٰ کی چاند سے۔

(باقی حواشی ٣ تا ٥ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ
جو (جو) کچھ تم کیا کرتے تھے اس سے تم کو آگاہ کردے گا اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ
اور تم پر حفاظت کرنے والے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے
رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ
تو ہمارے بھیجے ہوئے اس کا خاتمہ کردیتے ہیں اور وہ کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر وہ اللہ اپنے برحق مالک کی طرف پھیرے جائیں
اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ
گے۔ خبردار ہو اختیار اسی کا ہے، اور وہ سب سے تیز حساب لینے والا ہے، تم کہہ دو کہ
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ
خشکی اور تری کی اندھیریوں سے تم کو نجات کون دیتا ہے، جس سے تم رو رو کے اور چپکے چپکے دعا مانگتے ہو
هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ
کہ اگر اس نے اس سے ہم کو بچا لیا تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔ کہہ دو کہ اللہ تم کو ان (اندھیروں) سے
كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ
اور ہر رنج سے نجات دیتا ہے اور پھر تم اس کا شریک کرتے ہو کہہ دو کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر کی طرف سے بھیجے،
عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ
یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہارے ایک گروہ کو دوسرے سے بھڑا دے اور تم میں
شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
سے ایک کی سختی کا مزہ دوسرے کو چکھا دے، غور کرو کہ ہم آیات کو کس طرح الٹ پلٹ کرتے ہیں
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ
تاکہ وہ سمجھ لیں، اور تمہاری قوم نے اس کو جھٹلایا حالانکہ وہ حق ہے، تم کہہ دو کہ
لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّسَوْفَ
میں تمہارا نگراں نہیں ہوں ہر چیز کا ایک وقت معین ہے اور آگے چل کر تم بھی معلوم کرلو گے اور جس وقت
تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ
تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں (بنظر استہزا و تکذیب) غور و خوض کرتے ہیں،
عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

تو تم ان سے اعراض کرجاؤ جب تک کہ وہ دوسری بات میں غور نہ کرنے لگیں اور اگر شیطان

ع ۱۰ حفظة۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو تمہاری بھی حفاظت کرتے ہیں اور تمہارے اعمال کی بھی اور سرکش شیطانوں کو اور حشرات کو اور ہر قسم کی آفتوں کو تم سے ہٹاتے رہتے ہیں اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو وہ لکھتے رہتے ہیں۔ روایت میں وارد ہے کہ بندوں کے اعمال لکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر انہیں یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے اعمال لکھے جاتے ہیں اور ایک بڑے مجمع کے آگے پڑھے جائیں گے تو وہ بہت سی بدیوں سے باز رہیں گے۔ نیز جب بندہ اپنے آقا کی عطوفت و مہربانی پر بھروسہ کرلے تو پھر اس کی خدمت خوف سے نہیں ہوتی بلکہ بخوشی خاطر ہوتی ہے (اس مضمون کی ایک حدیث جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی انشاء اللہ سورہ انعام کی تفسیر میں بیان کی جائے گی)

۲ اسرع الحاسبین تفسیر صافی میں ہے کہ تمام مخلوق کا حساب ایک پلک جھپکنے میں کرلے گا۔ الاعتقادات میں ہے کہ خدائے تعالیٰ اعمال کا حساب لینے کے موقع پر قیامت کے دن اولین و آخرین سے ایک ہی دفعہ خطاب فرمائے گا اور ایک ہی دفعہ میں ہر شخص کا قضیہ سن لے گا، حالانکہ ہر شخص خیال کرتا ہوگا کہ اس وقت خطاب مجھ ہی سے ہو رہا ہے کسی دوسرے سے نہیں اور یہ خدا ہی کی شان ہے کہ ایک خطاب کرنا اس کو اس بات سے مشغول نہیں کرسکتا کہ دوسرے کی نہ سنے یا دوسرے سے خطاب نہ فرمائے پس دنیا میں جس کو گھڑی کہتے ہیں اس کے نصف حصہ میں اولین و آخرین کا حساب چکا دے گا۔

۳ عذابا من فوقکم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ایسا عذاب ہے جیسا کہ قوم لوط اور اصحاب فیل پر آسمان سے پتھر برسے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے دھواں اور سخت

ع ۔ قول مترجم کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ یہ سب عذاب اوپر کی طرف کے تھے۔ (باقی حواشی ۳ تا ۷ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا

تم کو بھلا دے تو یاد آجانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو،

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى

اور جو لوگ متقی ہیں ان کے ذمے ظالموں کے حساب کا کوئی جھنڈ نہ ہوگا،

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا

لیکن اتنا کہ یاد دلاتے رہیں تاکہ وہ باز رہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا

اور دنیا کی زندگانی نے ان کو دھوکا دیا ہے چھوڑ دو اور اسی قرآن کے ذریعہ نصیحت کرو کہ نفس

كَسَبَتْ ۚ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ

اپنے افعال سے باز رہے کیوں کہ خدا کے سوا کوئی اس کا سفارشی اور حمایتی نہ ہوگا،

كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ

اور اگر وہ کوئی فدیہ دینا چاہے گا تو اس سے قبول نہ کیا جائے گا وہ وہی تو ہیں جو اپنے کرتوت کے سبب سے ہلاک کئے گئے

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

انہی کے لئے گرم پانی کا پینا ہے اور جن باتوں کا انکار کیا کرتے تھے انہی کے سبب سے دردناک عذاب ہے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى

تم کہہ دو کیا ہم خدا کو چھوڑ کر ان کی عبادت کریں کہ جو ہم کو نہ نفع پہنچائیں نہ نقصان اور بعد اس کے کہ خدا ہم کو ہدایت کر چکا ہے،

اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي

مثل اس شخص کے پچھلے پاؤں پھر جائیں جس کو بھوتوں نے زمین میں راستہ بھلا کر حیران کر دیا ہو، کہ

الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۡ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ

اس کے یار دوست سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہی رہیں کہ ادھر آؤ

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

(ادھر آؤ) تم کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت اصل تو وہی ہے، اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کو مان لیں

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور حکم دیا گیا ہے کہ تم نماز پڑھو اور جس سے ڈرو اور وہ وہی ہے جس کی

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ

حضور میں تم محشور کئے جاؤ گے، اور وہ خدا وہی ہے جس نے

لے فلا تقعد بعد الذکری۔ تفسیر صافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیا کریں اگر مشرکین مذاق اڑانے کے وقت اٹھ جائیں اور ان کو چھوڑ جائیں تو لازم ہے کہ نہ مسجد الحرام میں جا کر کبھی بیٹھ سکیں اور نہ بیت اللہ الحرام کا کبھی جا کر طواف کریں اس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ وما علی الذین یتقون من حسابھم من شی ولکن ذکری لعلھم یتقون۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ
آسمانوں کو اور زمین کو برحق پیدا کیا اور اس دن کو (بھی جس دن) فرمائے گا ہو جا اور ہو جائے گا اس کا قول حق ہے
يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
اور جس دن صور پھونکا جائے گا اختیار اسی کا ہوگا۔ غیب کا اور حضوری کا وہ عالم ہے، اور وہ صاحب حکمت
الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ
اور خبر ہے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ (یعنی چچا) آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے
اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ
ہو میں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں اور اس طرح ہم ابراہیم
مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾
کو آسمان اور زمین کی سلطنت دکھانے لگے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں،
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ
پھر جب رات ان پر چھائی تو انہوں نے ایک ستارہ کو دیکھا (تو اپنی قوم سے) پوچھا کیا میرا پروردگار یہی ہے
قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ
پھر جب غروب ہو گیا تو فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں کو تو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو چمکتے
فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ
دیکھا دریافت کیا آیا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہوا فرمایا کہ اگر میرے پروردگار نے مجھے ہدایت نہ کی ہوتی
الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ
تو میں بھی ضرور گمراہوں میں سے ہو جاتا۔ پھر جب سورج کو نکلتے دیکھا دریافت کیا کہ آیا یہ میرا پروردگار ہے کہ سب سے بڑا ہے۔
اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ
پھر جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اے میری قوم میں تو ان سب چیزوں سے جن کو تم شریک (خدا) گردانتے ہو دور ہوں۔
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ
میں تو سچے دل سے اور اطاعت گزاری کے لئے صرف اس کی طرف اپنا رخ کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو
اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ
اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ اور ان کی قوم نے ان سے جھگڑا کیا۔ فرمایا کیا تم اللہ کے بارے میں
وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ
مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ اسی نے مجھ کو راستہ بتایا ہے اور جن جن کو تم شریک کرتے ہو میں ان سے

۱ وله الملك يوم ينفخ في الصور۔ تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول ایسا ہی ہے جیسا کہ لمن الملك اليوم لله الواحد القهار آج سلطنت کس کی ہے صرف خدائے یکتا و زبردست کی) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ صور نور کا ایک نرسنگھ ہے جسے اسرافیلؑ منہ میں لئے ہوئے ہے اور جب حکم خدا ہوگا اسے پھونک دیں گے۔

۲ عالم الغيب و الشهادة تفسیر برہان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عالم الغیب کے معنی یہ ہیں کہ جو کچھ اب تک ہو نہیں چکا ہے اس کا جاننے والا۔

۳ لابيه آزر تفسیر مجمع البیان میں زجاج سے منقول ہے کہ علم الانساب کے جاننے والوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا، زجاج کا یہ قول شیعوں کے علماء کے اس قول کی تائید کرتا ہو کہ آزر یا ابراہیم علیہ السلام کا نانا تھا یا ان کا چچا (زیادہ روایات چچا ہونے کی پائی جاتی ہیں) اس لئے کہ علماء شیعہ کے نزدیک یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد آدم علیہ السلام تک سب کے سب توحید کے ماننے والے تھے۔

۴ ملكوت السموات و الارض۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تمام زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے سب کھول دیا تھا، اسی طرح آسمان اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جتنے فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش اور عرش پر جو مخلوق خدا ہے، یہ سب نمایاں ہو گیا تھا اور بعینہٖ یہی حالت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت ائمہ ہدیٰ کو پیش آئی تھی۔ (کیفیت ضمیمہ میں نمبر شما ملاحظہ کیجئے)

(باقی حواشی ۵ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾
نہیں ڈرتا مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی خود کچھ چاہے میرے پروردگار کا علم ہر چیز سے زیادہ ہے، کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔
وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ
اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک گردانتے ہو میں ان سے کیوں ڈروں۔ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ
کہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو باوجودیکہ اس نے اس کی کوئی دلیل تم پر نازل نہیں کی۔ پھر اگر تم علم رکھتے ہو تو
بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
سوچو کہ دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ بے خوف رہنے کا مستحق ہے۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾
کو ظلم سے نہیں ملایا۔ امن و اطمینان ان ہی کے لئے ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔
وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ
اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم پر (غلبہ پانے کے لئے) عطا کی تھی۔ ہم جسے چاہتے ہیں
نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
بہت سے درجے بلند کر دیتے ہیں۔ بیشک تمہارا رب صاحب حکمت و علم ہے اور ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عطا کئے۔
وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ
ہر ایک کو اپنا راستہ دکھایا اور نوح کو پہلے ہی راستہ دکھایا تھا اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان
دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ
کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو (راہ دکھائی) اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔
نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ
اور زکریا اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو (راہ دکھائی) ان میں سے ہر ایک
مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ
صلحاء میں سے تھا اور اسماعیل کو اور الیسع کو اور یونس اور لوط کو (راہ دکھائی)
وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اور ہر ایک کو تمام عالموں پر فضیلت دی۔ اور ان کے باپ داداؤں میں سے اور ان کی اولاد میں
وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ
سے اور ان کے بھائیوں میں سے (جن کو مناسب جانا) ہم نے منتخب کرلیا اور راہ راست کی

۱ ولم یلبسوا ایمانھم بظلم۔ تفسیر مجمع البیان میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت لوگوں کو بہت ہی گراں گذری اور انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہے فرمایا کہ یہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کا مطلب ہے شرک کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا کا ایک نیک بندہ (حضرت لقمان) کہتا ہے (جس کے قول کو خدائے تعالیٰ نقل فرماتا ہے) یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ربہ ع ۱۵ (میرے پیارے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک نہ کرو بیشک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے) تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے یہ آیت پڑھ کر دریافت کیا کہ آیا زنا بھی اس ظلم میں داخل ہے فرمایا کہ میں اسے خدا کی پناہ مانگتا ہوں مگر اس آیت میں جو ظلم کے معنی ہیں اس میں زنا داخل نہیں لیکن وہ ایک گناہ ہے جس سے بندہ جس وقت توبہ کرلے خدائے تعالیٰ اس کو قبول فرمالیتا ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے لم یلبسوا ایمانھم بظلم کے معنی یہ منقول ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت علیؑ اور اولاد علیؑ کی نسبت جو حکم پہنچایا اس پر ایمان لائے اور اس کو ابوبکر و عمر کی دوستی کے ساتھ مخلوط نہ کیا۔

۲ و عیسیٰ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کا نسب قرآن مجید میں بیٹی کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام سے ملا دیا ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ و وھبنا لہ اسحٰق و یعقوب..... الی صراط مستقیم۔

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
ہدایت کردی یہ اللہ کا راستہ دکھانا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا راستہ دکھادے،
وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اور اگر انہوں نے شرک کیا ہوتا تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے سب اکارت جاتا وہ وہی ہیں
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ
جن کو ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی۔ پھر اگر یہ (کفار) ان چیزوں کا انکار کریں تو
فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
(کچھ پرواہ نہیں کیوں کہ) ہم نے تو یہ ان لوگوں کے سپرد کی ہیں جو ان کے منکر نہیں ہیں۔ وہ وہی تو ہیں
هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ
جن کو اللہ نے راستہ دکھلایا ہے پس اے رسول تم ان ہی کے راستے پر چلو، کہہ دو کہ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔
هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا
یہ تو اور کچھ نہیں ہے سرگروہ عالموں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ اور ان لوگوں نے خدا کی ایسی قدر نہیں کی جیسا کہ حق قدر کرنے کا
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ
ہے، جس وقت انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نے تو کسی آدمی پر کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم دریافت
جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ
کرو کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے جس نے نازل کی تھی جو کل آدمیوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی جس کو تم
تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ
نے ورق ورق کر رکھا ہے جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور بہت سے کو چھپاتے ہو اور تم کو وہ کچھ سکھایا گیا
اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾
ہے جس کو تم اور تمہارے باپ دادا جانتے بھی نہ تھے کہہ دو کہ وہ اللہ ہی ہے پھر ان کو چھوڑ دو کہ وہ اپنے بے ہودہ خیالات میں پڑے کھیلتے رہیں
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
اور یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
تاکہ تم مکہ والوں کو اور اس کے حوالی کے رہنے والوں کو ڈراؤ اور جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ
اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور اس سے

ل فبهداهم اقتده۔ مصباح الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین دانا کے لئے پیروی کرنے سے محفوظ تر کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے کہ اس کی راہ کھلی ہے اور منزل مقصود صحیح ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ اپنے افضل مخلوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے اولٰٓئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده (وہ نبی وہی تو ہیں جن کو اللہ نے راستہ دکھلایا ہے پس اے رسول تم انہی کے راستہ پر چلو) پس اگر دین خدا کے لئے کوئی اور مسلک اقتدار سے بہتر ہوتا تو خدائے تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو اسی کے اختیار کی تاکید فرماتا۔ تفسیر قمی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ سب سے بہتر ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے اور نہج البلاغت میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنے نبی کی ہدایت کی پیروی کرو کہ وہ سب ہدایتوں سے افضل ہے۔

ع ۱۲

م وما قدروا الله حق قدره۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے اور نہ اس کی ایسی عظمت کی جیسی کہ اس کی عظمت کرنے کا حق ہے، اور نہ اس کا وہ وصف بیان کیا جس کا وہ اپنے بندوں پر لطف اور رحم کرنے کے سبب سے اہل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا اور اس کا وصف کیوں کر بیان کیا جاسکتا ہے جب کہ وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے وما قدروا الله حق قدره پس جس قدر بھی اس کا وصف بیان کیا جائے گا اس سے وہ اعظم ثابت ہوگا (اس مضمون کی ایک حدیث انشاء اللہ سورہ زمر کی تفسیر میں بھی بیان کی جائے گی) (باقی حواشی ۳ تا ۶ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ
زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یہ کہہ دے کہ مجھ پر (بھی) وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں کی گئی
اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
اور جو یہ کہہ دے کہ میں بھی ایسا ہی کلام نازل کردوں گا جیسا کہ اللہ نے نازل کیا ہے اور کاش تم دیکھتے
الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ
جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے (کہتے) ہوں کہ اپنی جانیں حوالے کردو
اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ
آج تم ذلت کے عذاب سے سزا یاب ہوگے بوجہ اس کے کہ تم خدا کے برخلاف
تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾
ناحق باتیں بنایا کرتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے اکڑا کرتے تھے۔
وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا
اور تم ہمارے پاس ایک ایک کرکے آئے جیسا کہ ہم نے پہلی دفعہ تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا
خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ
وہ تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ان سفارش کرنے والوں کو تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے
الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ
جن کی نسبت تم کو گمان تھا کہ وہ بھی تمہاری خلقت میں ہمارے شریک ہیں تمہارے اور ان کے مابین یقیناً
وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ
جدائی ہوگئی اور جس چیز کا تم کو بھروسہ تھا وہی تم سے جاتی رہی بے شک خدا دانہ کا اور گٹھلی
وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ
کا شگافتہ کرنے والا ہے، مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زندہ کو مردہ سے نکالنے والا ہے،
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ
وہی اللہ ہے پھر تم کدھر کو بہکے جاتے ہو، وہ صبح کا نور پھیلانے والا
سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ
ہے اور رات کو اس نے سکون قرار دیا ہے۔ اور چاند اور سورج کو حساب۔ یہ زبردست صاحب علم کا مقرر کیا ہوا ہے۔
الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ
اور وہ وہی ہے جس نے ستاروں کو تمہارے لئے مقرر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعے سے خشکی اور تری

لو من اظلم ممن افترىٰ علی اللہ کذبا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص (منجانب اللہ امام نہ ہو اور پھر امامت کا ادعا کرنے وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

٢ ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقنا کم اول مرۃ۔ الخرائج میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت فاطمہؑ بنت اسد کے سامنے پڑھی تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ فرادیٰ سے کیا مطلب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا برہنہ تو انہوں نے عرض کی کہ ہائے خرابی میری خدائی حضور میں برہنہ محشور ہونا ہوگا پھر انہوں نے خدائے تعالیٰ سے عرض کی کہ ان کو ان کے کفن کے ساتھ محشور فرمائے یہ دعا قبول ہوئی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اپنی اموات کو کفن اچھا دو کیوں کہ تم اپنے اپنے کفنوں میں مبعوث کئے جاؤ گے۔

٣ ان اللہ فالق الحب والنوی یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت پروردگار عالم نے آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا مقصد کیا تو جبرئیل امین علیہ السلام کو روز جمعہ کی پہلی ساعت میں بھیجا تو انہوں نے دائیں ہاتھ سے ایک مشت خاک اس طرح سے اٹھائی کہ ساتویں آسمان سے پہلے آسمان تک ہر آسمان کی مٹی ان کے ہاتھ میں آگئی اور دوسری مشت خاک اوپر کی زمین سے لے کے نیچے کی زمین تک کے ہر طبقہ سے اٹھائی پھر حکم خدا سے ان دونوں کو ملا دیا پس اس طرح آدم علیہ السلام کے دو حصے ہو گئے۔ (باقی حواشی ٣ تا ٦ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

کی اندھیریوں میں راہ پاؤ یقیناً جاننے والے لوگوں کے لئے ہم نے کھول کر آیتیں بیان کردیں

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ

اور وہ وہی ہے جس نے تم کو ایک ذات سے پیدا کیا پھر قرار کی جگہ ہے اور سپردگی کا مقام

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ

بے شک سمجھنے والوں کے لئے ہم نے آیتیں کھول کر بیان کردیں اور وہ وہی ہے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ

جس نے آسمان سے پانی اتارا اس کے ذریعہ سے ہم نے ہر قسم کی روئیدگی پیدا کی۔ پھر اس سے ہم نے

خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

ہری ٹہنیاں نکالیں جن میں سے ہم جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور درخت خرما کے گابھے میں

قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

سے لٹکتے ہوئے گچھے (نکلتے ہیں) اور انگور کے باغ اور زیتون و انار (ہم پیدا کرتے ہیں کہ ان میں سے)

مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ

ملتے جلتے بھی ہیں اور بے میل بھی اس کے پھل کی طرف جب کہ وہ پھل لائے اور اس کی پختگی کی طرف تو نظر بھر کے دیکھو،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ

بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں نشانیاں موجود ہیں اور انہوں نے تو اللہ کا شریک جنوں

الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ

کو بنا لیا حالانکہ ان کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کے بغیر جانے بوجھے بیٹے اور بیٹیاں ٹھہرا دیں

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ

جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں اس سے اس کی ذات منزہ اور برتر ہے۔ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہوگا؟

لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ

حالانکہ اس کے کوئی جورو نہیں ہے اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ

وہی اللہ تو تمہارا پروردگار ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،

شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ

پس اسی کی تم عبادت کرو اور وہی ہر چیز کا محافظ ہے۔ نظریں اس کو نہیں پاتیں

ل فمستقر و مستودع تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ ابوبصیر نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے دریافت کیا کہ جس شہر میں تم رہتے ہو اس شہر کے رہنے والے کیا کہتے ہیں انہوں نے عرض کیا یہ کہتے ہیں کہ نطفہ نے جب رحم میں قرار لیا تب مستقر ہو گیا۔ اور جب تک صلب میں تھا اس وقت تک مستودع تھا۔ فرمایا جھوٹے ہیں مستقر سے مراد وہ شخص ہے جس کے قلب میں خدائے تعالیٰ نے ایمان کو اس طرح مستقل طور پر قرار فرما دیا کہ پھر اس سے کبھی علیحدہ نہ ہو، اور مستودع سے مراد وہ شخص ہے کہ ایمان اس کو کچھ عرصہ کے لئے سپرد کیا گیا اور پھر اس سے چھین لیا گیا۔ چنانچہ زبید ابن العوام ایسے ہی لوگوں میں سے تھا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث میں زبید کی کیا نسبت لکھا ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اس وقت زبید ایمان کی روشنی میں اپنی تلوار لے کر چلا آیا اور اس نے صاف یہ کہہ دیا کہ ہم علیؑ کے سوا کسی کی بیعت نہیں کریں گے (اور وہی زبید تھا کہ خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانے میں تلوار کھینچ کر آمادۂ پیکار ہوا) کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو نبوت پر پیدا کیا ہے۔ پس وہ سوائے نبی کے اور کچھ نہیں ہو سکتے اور مومنین کو ایمان پر پیدا کیا ہے کہ سوائے مومنین کے اور کچھ نہ ہوں گے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کو ایمان عاریۃً دیا ہے پھر اگر چاہے گا تو اس کی تکمیل ان پر کر دے گا اور اگر چاہے گا تو ان سے سلب کر لے گا۔ پس آیت مستقر و مستودع کا حکم ایسے ہی لوگوں کے بارے میں جاری ہے اور یہ بھی فرمایا کہ فلاں شخص کو ایمان سپرد کر دیا گیا تھا جب اس نے ہمارا نام لے کر جھوٹ بولا تو اس کا ایمان سلب کر لیا گیا۔

(باقی حواشی اگلا ۴ صفحہ میں ملاحظہ کیجئے)

الْاَبْصَارُ ۚ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ
حالانکہ وہ بینائیوں کو محسوس کرتا ہے اور وہ باریک بین و خبردار ہے۔
جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ
بے شک تمہارے پروردگار کے پاس سے تمہارے پاس دلیلیں آچکیں اب جو سمجھے نفع اس کی ذات کے لئے ہے
فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ
اور جو آنکھیں بند کرے ضرر اس کے لئے ہے اور میں تمہارا نگہبان (اس معاملہ میں) نگراں نہیں ہوں اور ہم آیتوں کو
وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ
اسی طرح الٹ پلٹ کرتے ہیں اور اس لئے کہ وہ یہ نہ کہہ دیں کہ تم نے نہیں تعلیم پائی ہے اور اس لئے کہ ہم کھول کر بیان کر دیں
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾
ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ جو وحی تمہارے رب کی طرف سے تم کو کی گئی ہے اس کی پیروی کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ
مشرکوں سے الگ رہو، اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ شرک ہی نہ کرتے اور ہم نے تم کو ان کا نگہبان نہیں بنایا ہے۔
اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اور نہ تم ان کے ذمہ دار ہو اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا نہ کہو کہ وہ بغیر سوچے سمجھے
اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ
بے ادبی سے اللہ کو برا کہیں گے۔ اسی طرح سے ہم نے ہر ایک گروہ کے لئے اس کے عمل کو زینت دی ہے۔
عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا
پھر ان کی بازگشت ان کے رب کی طرف ہے پھر وہ جو کچھ عمل کرتے تھے اس سے ان کو آگاہ کر دے گا
يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ
اور انہوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسم کھائی تھی کہ اگر کوئی آیت ان کے پاس آئے گی
لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ
تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم کہہ دو کہ آیات تو صرف خدا کے اختیار میں ہیں
اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا
اور تم کیا جانتے ہو کہ یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو الٹ دیں گے
لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾
گویا کہ وہ اول مرتبہ (ہی) ایمان نہ لائے تھے اور ان کو ان ہی کی سرکشی میں چھوڑ دیں گے کہ وہ سرگرداں رہیں۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔ کافی اور التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الابصار سے مراد ہے احاطہ وہم وخیال کیا تم خدا کے اس قول کو نہیں دیکھتے کہ آگے فرماتا ہے قد جاءکم بصائر من ربکم کہ اس میں آنکھوں کی بینائی مراد نہیں ہے آگے فرماتا ہے کہ ومن عمی فعلیھا ظاہر بظاہر اس میں آنکھوں کا اندھا پن مراد نہیں ہے بلکہ یہاں سب جگہ بصیرت قلب یعنی وہم وخیال وگمان مراد ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو شعر کے سمجھ لینے میں بڑی بصیرت ہے اور فلاں شخص علم فقہ میں بصیرت کامل رکھتا ہے، اور فلاں شخص کو روپیہ کے پرکھنے میں اور فلاں شخص کو کپڑے کے جانچنے میں بصیرت تامہ حاصل ہے، (اور یہ تو موٹی سی بات ہے کہ) خدائے تعالیٰ کی عظمت ایسی نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے دیکھا جائے۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ لوگ ان حضرت کی حضور میں خدا کے دیدار کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے اور ان حضرت سے بھی سوال کر بیٹھے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے خدا کی صفات اس شان سے بیان کیں جس طرح ہے کہ اس نے خود اپنی ذات کو نہیں بیان کیا تو اس نے خدا پر سب سے بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار اور اس میں ابصار سے مراد بہ ظاہری آنکھیں نہیں ہیں بلکہ دل کی آنکھیں ہیں یعنی خیال واور گمان اور وہم اور مطلب اس کا یہ ہے کہ وہم وگمان بھی اس شخص کو نہیں پاسکتے کہ وہ کیسا ہے۔

(باقی حواشی ۲ تا ۳ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا
اور اگر بھی ہم واقعی ان پر فرشتوں کو نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور ہم ہر شے کو
عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ
ہم ان کے ساتھ محشور کر لیتے تب (بھی) وہ ایمان نہ لاتے، سوائے اس کے کہ اللہ ہی کو منظور ہوتا
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ
لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن اس دجن
عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ
سے قرار دیئے، جو بناوٹی باتیں دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے
زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ
کان میں پھونکتے ہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے اب تم ان کو اور جو افترا پردازیاں وہ کرتے ہیں
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا
ان کو چھوڑ دو، اور اس لئے کہ ان کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اس کی طرف متوجہ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ
ہو جائیں اور اس لئے کہ وہ اس بات کو پسند (بھی) کریں اور اس لئے بھی کہ یہ (بھی) وہ کام کرتے رہیں جو
مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
کچھ وہ کرنے والے ہیں۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو حکم بناؤں حالانکہ وہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب نازل کی، اور وہ
اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے۔
يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے مت ہونا۔ اور تمہارے رب کا کلمہ
الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا
از روئے صدق وعدل پورا ہو گیا۔ اس کے کلموں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے،
مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١١٥﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ
اور وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے، اور اگر تم ان لوگوں میں سے جو زمین میں
مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ
ہیں اکثر ان کا کہنا مان لو گے تو وہ تم کو راہ خدا سے بھٹکا دیں گے۔

ع ۱۴ و کذالک جعلنا لکل نبی عدوا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس بات کا مطلب کہ ہم نے تمہارے لئے بھی ایسے دشمن قرار دیئے ہیں جیسے تم سے پہلے ہر نبی کے لئے قرار دیئے تھے کہ خود تمہارے اور تمہاری امت کے امتحان کے لئے اور ان دشمنوں کے لئے آزادی دے دی ہے، اور تمہاری معرفت حق و باطل کو سب کو سمجھا دیا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ نے ایک نبی بھی ایسا نہیں پیدا کیا کہ اس کی امت میں دو شیطان نہ ہوں، کہ اس کے زمانہ میں تو وہ اس کو ایذا دیتے رہے اور بعد اس کے لوگوں کو گمراہ کرتے رہے پس نوح علیہ السلام کے ایسے دو صحابی قسطیفوس اور حوام تھے، اور ابراہیم علیہ السلام کے سامری اور عقیبا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ممثل مرام تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے سامری اور مرعشیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے بولس اور مسیری نون اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جعثر اور زریق (روایت میں وارد ہے کہ زریق مصغر ازرق کا ہے جس کے معنی نیلی آنکھ والا اور جعثر بروزن ثعلب بمعنی لومڑی۔ امام علیہ السلام نے ایک کو بوجہ اس کی نیلی آنکھوں کے کنایۃً زریق فرمایا اور دوسرے کو بوجہ اس کے بے انتہا مکاریوں اور چالاکیوں کے لومڑی سے تشبیہ دی ہے)

ع ۱۴ شیاطین الانس والجن کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں یہ فقرہ وارد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے صفات برحق کا اہل نہیں بنایا وہی شیاطین الانس و الجن میں سے ہے۔ الخصال میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کل آدمی تین قسم کے ہیں کہ ان میں سے ایک حصہ تو اس دن جس دن عرش الٰہی کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا عرش خدا کے سایہ میں جگہ پائے گا اور دوسرا حساب بھی دے گا اور عذاب بھی

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ
وہ گمان ہی گمان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ جو بات کہتے ہیں اٹکل پچو کہتے ہیں۔ یقیناً تمہارا رب ان لوگوں کو خوب
يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوْا مِمَّا
جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکتے ہیں، اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں سے (بھی) خوب واقف ہے۔ پس اللہ کا نام
ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ وَمَا
جس (ذبیحہ) پر لیا گیا ہے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کی نشانیوں پر ایمان رکھنے والے ہو۔
لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ
اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جن (ذبیحوں) پر اللہ کا نام لیا گیا ہے ان میں سے تمہیں کھاتے حالانکہ جن چیزوں کو
مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا
اس نے تم پر حرام کیا ہے، انہیں کھول کر بیان کر دیا ہے، سوائے اس کے کہ جس چیز کے لئے تم مضطر ہو جاؤ اور بیشک
لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ
بہت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کر کے بغیر جانے بوجھے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بیشک تمہارا پروردگار زیادتی
بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
کرنے والوں سے خوب آگاہ ہے۔ گناہ کے ظاہر و باطن (دونوں) کو چھوڑ دو۔ بیشک جو گناہ کیے چلے جاتے ہیں عنقریب وہ اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔
يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿١٢٠﴾
گناہ کے ظاہر و باطن (دونوں) کو چھوڑ دو۔ بیشک جو گناہ کیے چلے جاتے ہیں عنقریب وہ اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔
وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ
اور اللہ کا جس (ذبیحہ) پر نام نہیں لیا گیا ہے اس میں سے مت کھاؤ اور یہ بیشک نافرمانی ہے
الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ
اور شیاطین اپنے دوستوں کے کانوں میں پھونکتے پھرتے ہیں تاکہ وہ تم سے لڑیں
اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا
اور اگر تم ان کی بات مان لو گے تو بیشک تم (بھی) مشرک ہو جاؤ گے۔ کیا وہ جو مردہ تھا
فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ
جس کو ہم نے زندہ کیا اور ہم نے اس کو نور دیا کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں میں چلے پھرے،
مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ
مثل اس شخص کے ہے جو اندھیریوں میں ہو اور ان سے نہ نکل سکے۔ اسی طرح

١ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ حکم ان گمراہوں کی پیروی کو اظہار براءت میں جو خود بخود حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیا کرتے ہیں اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ جسے تم نے اپنے ہاتھ سے مارا ہے اسے تو کھا جاتے ہو اور جسے تمہارے پروردگار نے مارا ہے اسے نہیں کھاتے پس انہی کے جواب کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ ذبح کے وقت جس پر خدا کا نام لیا گیا ہے اسے تو کھاؤ اور جس کے ذبیحے پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اور ذبیحہ سے مر گیا ہو اسے مت کھاؤ۔ ٢ ان کنتم بایاتہ مومنین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس شرط لگانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے احکام پر ایمان لانے کا مقتضاء یہ ہے کہ جن چیزوں کو اس نے حلال قرار دیا ہے ان کو مباح جانیں اور جن چیزوں کو خدا نے حرام بتایا ہے ان چیزوں سے اجتناب کریں۔ ٣ و ذروا ظاہر الاثم و باطنہ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ظاہر الاثم سے مراد ہیں عام گناہ اور نافرمانیاں اور باطنہ سے مراد ہے شرک اور (اصول دین کے متعلق) دل کے شکوک۔ ٤ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ الفقیہ و التہذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک مجوسی نے بسم اللہ کہہ کے ذبح کیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا کہ اس ذبیحہ کو نہ کھاؤ پھر سوال کیا گیا کہ ایک مسلمان نے ذبح کیا اور اللہ کا نام نہیں لیا فرمایا اس ذبیحہ کو نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ صاف فرماتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ یعنی جس ذبیحہ پر خدا کا نام لیا گیا ہے اس میں سے کھاؤ اور پھر فرماتا ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اور جس ذبیحہ پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اس میں سے نہ کھاؤ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل کتاب نے ذبیحوں کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ فرمایا کہ جب اللہ کا نام ان پر لیا گیا ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن میں اہل کتاب میں سے صرف ان لوگوں کے ذبیحوں کے متعلق کچھ حرج نہیں سمجھتا جو امر عیسیٰ اور امر عیسیٰ پر قائم ہوں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک جانور ذبح کیا اور نام خدا نہیں لیا۔ فرمایا کہ اگر

لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ

کافروں کا اعمال زینت دیئے گئے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے ہر (ہر) گاؤں میں اس کے بڑے

اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

(بڑے) مجرموں کو مقرر کیا ہے تاکہ وہ اس میں چالیں چلیں۔ حالانکہ جو چالیں وہ چلتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى

اپنی ہی ذات کی خرابی کے لئے (چلتے ہیں) اور شعور نہیں رکھتے۔ اور جس وقت ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ

مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

ہم تو ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو ویسا کچھ نہ دیا جائے جیسا کہ اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ اللہ اس محل سے خوب واقف ہے

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ

جہاں اپنی رسالت کو مقرر فرمائے۔ عنقریب جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کو خدا کی طرف سے ذلت پہنچے گی۔

بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ

اور بوجہ اس کے کہ وہ مکر کیا کرتے تھے ان کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ پس جس کی نسبت اللہ یہ چاہتا

لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

ہے کہ اسے ہدایت کرے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اس سے توفیق ہدایت

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى

سلب کرلے تو اس کے سینے کو تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان کو چڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں پر جو ایمان

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ

نہیں رکھتے اللہ خباثت کو سوار کر دیتا ہے۔ اور یہ تمہارے رب کا راستہ سیدھا ہے۔

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ

نصیحت پانے والے لوگوں کے لئے ہم نے احکام کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ان کے رب کے پاس ان کے لئے سلامتی کا مکان مو

رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

جود ہے اور جو عمل وہ کرتے ہیں ان کے بارے میں وہ ان کا حامی کار ہے۔ اور جس دن ان سب کو جمع

جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ

کرے گا (پھر وہ یہ کہے گا) کہ اے گروہ جنات تم آدمیوں سے زیادہ بڑھ گئے اور آدمیوں میں سے

اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ

(جو) ان کے طرف دار (ہیں وہ) عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں بعض نے

لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ ہم شرف میں اولاد عبد مناف کے مدمقابل ہیں یہاں تک کہ جب ہم دونوں گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کے مانند ہو گئے تو اولاد عبد مناف نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں نبی ہے جس کے پاس وحی آتی ہے، واللہ ہم نہ اس بات پر کبھی راضی ہوں گے اور نہ اس نبی کا کبھی اتباع کریں گے۔ جب تک کہ خود ہمارے پاس ویسی ہی وحی نہ آئے جیسی اس کے پاس آتی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اس معنی کی دوسری آیت سورہ مدثر میں ہے۔ بل یرید کل امری منھم ان یؤتی صحفاً منشرۃ۔ (بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلا ہوا صحیفہ دیا جاتا)

٢ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی ہے جو اپنے لئے کتاب اور نبوت کے خواستگار تھے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ نبوت حسب و نسب اور مال پر موقوف نہیں ہے بلکہ وہ فضائل نفسانی پر موقوف ہے۔ جس سے اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے مخصوص اور مختص فرما دیتا ہے۔ اور اپنی رسالت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے جس میں اس امر کی صلاحیت پاتا ہے۔ اور وہی اس مقام سے زیادہ آگاہ ہے جہاں رسالت مقرر فرماتا ہے۔

٣ یشرح صدرہ للاسلام۔ تفسیر صافی میں ہے کہ شرح صدر یا سینہ کا کھولنا اس امر کا اشارہ ہے کہ دل کو حق کے قبول کرنے کے لئے مہیا کر دے اور جو چیزیں قبول حق سے روکنے والی ہیں ان سے قلب کو صاف کر دے۔ تفسیر مجمع البیان میں بروایت صحیح وارد ہے کہ کسی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرح صدر کی بابت پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے جو خدائے تعالیٰ مومن کے قلب میں ڈال دیتا ہے۔ اور اس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ راوی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت ہے جس سے وہ پہچان لیا جائے۔ فرمایا ہاں دار الخلود کی طرف متوجہ ہونا۔ اس دار فریب سے دل برداشتہ رہنا اور موت سے پہلے موت کے لئے تیار

(باقی حواشی نمبر پڑھئے)

اَجَّلْنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ

بعض کے ذریعہ سے نفع پایا اور ہم اس امت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی۔ خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ جہنم تمہارا ٹھکانا ہے

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ

اسی میں تم ہمیشہ رہو گے سوائے اس کے کہ جو خدا کو منظور ہو۔ بیشک تمہارا پروردگار صاحب حکم و حکمت ہے۔

بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

اور اسی طرح سے ہم بعض ظالموں کو بوجہ ان کے افعال کے بعض ظالموں کے سپرد کر دیا کرتے ہیں۔ اے گروہ جن

وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ

و انسان کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیتیں سناتے

وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤی

اور آج کے دن جو (مصیبت) تم کو پیش آنے والی ہے اس سے ڈراتے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اپنی ذات کے

اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَشَهِدُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ

برخلاف گواہی دیتے ہیں حالاں کہ زندگانی دنیا نے ان کو دھوکا دیا تھا اور وہ اپنی ذات کے برخلاف

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ

اپنے کافر ہونے کی گواہی دیں گے۔ (یہ رسولوں کا بھیجنا) اس لئے ہے کہ تمہارا رب بستیوں کو ناحق برباد نہیں کرتا جس حال میں کہ

الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

ان کے باشندے (احکام سے) بے خبر ہوں۔ اور ہر ایک کے لئے درجے اسی کے بموجب ہیں جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ وہ

عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِیُّ ذُو

کرتے ہیں اس سے تمہارا پروردگار بے خبر نہیں ہے۔ اور تمہارا پروردگار بے نیاز (اور) صاحب رحمت ہے۔

الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا

اگر وہ چاہے تم کو دور کر دے اور بعد تمہارے جن کو چاہے قائم مقام کر دے۔ جیسا کہ دوسرے لوگوں

یَشَآءُ كَمَاۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا

کی اولاد سے تم کو پیدا کر دیا۔ بیشک جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آنے والی ہے،

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

اور تم خدا کو عاجز کرنے والے نہیں ہو، تم کہہ دو کہ اے میری قوم اپنی جگہ (جو بھی چاہے وہ)

عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

کرتے رہو میں (بھی اپنی جگہ) عمل کرتا رہوں گا آگے چل کر تم کو معلوم ہوگا کہ

۱ استمتع بعضنا ببعض۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمیوں نے تو شیاطین سے یہ فائدہ اٹھایا کہ انہوں نے ان میں شہوتیں اور خواہشیں پیدا کیں اور ان کے پورا کرنے کے طریقے بھی تعلیم کر دیئے اور شیاطین نے آدمیوں سے یہ نفع اٹھایا کہ ان کو اپنا مطیع بنالیا اور ان سے اپنا مقصد حاصل کیا۔

۲ نولی بعض الظالمین بعضاً کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے ظالم سے انتقام ہمیشہ ظالم ہی کے ذریعہ سے لیا ہے۔ اور خدا کے قول سے یہ ثابت ہے۔

۳ الم یاتکم رسل منکم عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ایک شامی نے جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ آیا خدا نے جنات میں بھی کوئی نبی بھیجا تھا جس کا نام یوسف تھا اس نبی نے ان کو حکم خدا سنایا اور ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے جنوں کے لئے بھی بھیجا ہے۔ اور آدمیوں کے لئے بھی۔

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ

آخرت کا گھر کس کے ہاتھ رہے گا۔ بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے اور (ان کافروں نے)

مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ

خدا کی پیدا کی ہوئی زراعت اور مویشی میں خدا کا حصہ مقرر کیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ تو ہمارے گمان کے موجب

وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ

خدا کا حصہ ہے، اور یہ ہمارے شرکاء کا ہے۔ اور جو ہمارے شریکوں کا ہے

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ کا ہے وہ ہمارے شریکوں کو پہنچتا ہے۔ (یہ) کیسے بے ہودہ حکم لگاتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ

اور اسی طرح بہت سے مشرکین کی نظر میں ان کے شریکوں نے ان کی اپنی اولاد کے قتل

شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

کو موزوں کر دکھایا ہے۔ تاکہ ان کو ہلاک کریں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں اور اگر

اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ

اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس تم ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو چھوڑ دو۔

وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ

اور انہوں نے اپنے گمان کے بموجب یہ کہا کہ یہ مویشی اور کھیتی اچھوتی ہے اس کو کوئی نہیں کھا سکتا لیکن جس کو ہم چاہیں

حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

اور کچھ وہ چوپائے ہیں جن پر ذبح کرنے کے وقت خدا کا نام نہیں لیتے یہ (مجموعہ احکام)

افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا

خدا پر بہتان ہے۔ عنقریب وہ ان کو اس بہتان باندھنے کی سزا دے گا۔ اور انہوں نے یہ (بھی) کہہ دیا

فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى

کہ ان مویشیوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں ہی کے لئے ہے۔

اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ

اور ہماری ازواج پر حرام ہے۔ اور اگر وہ مردار ہو جائے تو اس میں سب شریک ہیں۔

وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا

عنقریب ان کے اس بیان کی سزا دے گا۔ بیشک وہ صاحب حکمت و علم ہے۔ یقیناً ان لوگوں نے نقصان اٹھایا۔

ل فمان کان لشرکائھم فلا یصل الی اللہ و ما کان للہ فھو یصل الی شرکائھم۔ روایت میں وارد ہے کہ مشرکین عرب اپنی زراعت اور مویشی کی پیداوار سے ایک حصہ تو خدا کے نام کا مقرر کرتے تھے اور اسے مہمانوں کے لئے اور مسکینوں کے لئے صرف کرتے تھے، اور ایک حصہ اپنے دیوتاؤں کے نام نکالتے تھے اور وہ ان کے پجاریوں کو دیتے تھے اور ان کے استھانوں پر ذبح کرتے تھے۔ اور اگر یہ دیکھتے کہ خدا کے نام پر جو مقرر کیا ہے وہ اچھا ہے تو بتوں کے نام کا جو برا ہوتا تھا اس سے بدل دیتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ جو بتوں کے نام کا جو برا ہوتا تھا اس سے بدل لیتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ جو بتوں کے نام ہے وہ اچھا ہے تو گو اللہ کے نام والا برا بھی ہوتا دیوتاؤں کی محبت کی وجہ سے بتوں کے حصہ سے کبھی نہ بدلتے اور اسے یوں ہی رہنے دیتے۔ اور وجہ یہ بیان کرتے کہ اللہ تو غنی ہے اسے کیا پرواہ ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت ہے کہ اگر دیوتاؤں کا حصہ اللہ کے حصے میں مل جاتا تو وہ سب دیوتاؤں ہی کی طرف اٹھا دیتے اور اگر خدا کا حصہ دیوتاؤں کے حصے میں مل جاتا تو پھر اللہ کے نام پر کچھ نہ دیتے اور اگر خدا کا حصہ دیوتاؤں کے حصے میں مل جاتا تو پھر اللہ کے نام پر کچھ نہ دیتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے اور اگر پانی ان جانوروں کی طرف سے جو خدا کے نام پر ہوتے ان کی طرف بہ کے آتا جو بتوں کے نام پر ہوتے تو اسے نہ روکتے۔ اور جو ان کی طرف سے جو بتوں کے نام کے ہوتے ادھر بہ کے آتا جو خدا کے نام کے ہوتے تو اسے روک دیتے اور یہ کہہ دیتے کہ اللہ تو غنی ہے۔ ۲ شرکائھم اس سے مراد شیاطین ہیں یا بتوں کے پجاری۔

۳ ھذہ یہ اشارہ ہے اس حصے کی طرف جو وہ زراعتوں اور جانوروں سے بتوں کے نام نکالتے تھے۔ ۴ حجر اس کے معنی ہیں ممنوع و حرام۔ ۵ و انعام حرمت ظھورھا ان سے مراد بحیرہ۔ وصیلہ، اور حام ہیں (جن کا ذکر سورہ مائدہ میں آچکا) باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے۔

أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً
جنہوں نے نادانی سے بغیر سمجھے بوجھے اپنی اولاد کو قتل کردیا۔ اور جو کچھ اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا
عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ
اللہ ہی پر بہتان باندھ کر حرام کردیا۔ بیشک وہ گمراہ ہوگئے اور ہدایت یافتہ نہ رہے۔ اور وہ خدا وہی ہے
جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
جس نے باغات پیدا کئے ہیں اور ان میں بیلیں چڑھی ہوئی ہوتی ہیں اور زمین پر بڑی ہوئی اور درخت خرما اور کھیتیاں
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ
جن کے پھل طرح بہ طرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (صورت میں) مشکل (بھی) ہوتے
مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ
ہیں اور بے میل (بھی) جب ان میں پھل آجائے تو ان کے پھل کھاؤ۔ اور کاٹنے کے دن
حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ
اس کا مقرر حصہ دے دو۔ اور فضول خرچی نہ کرو۔ کہ خدائے تعالیٰ فضول خرچ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔
الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا
اور چوپایوں میں سے تمہارے لئے لادنے کے قابل (بھی) پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے بھی جو کچھ اللہ نے تم کو عنایت کیا ہے۔
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ
اس میں سے کھاؤ پیو اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (اللہ نے کھانے کے لئے) آٹھ زوجہ (پیدا کئے)
مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ
بھیڑ کی قسم میں سے دو اور بکری کی قسم میں سے دو ۔ دریافت کرو کہ آیا دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ۔
حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ
یا یہ کہ مادیوں کے پیٹ میں سے جو بچے ہیں وہ (حرام ہیں)
الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ
اگر تم سچے ہو تو علم کے ذریعہ سے مجھے خبر دو۔
الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ
اور اونٹ کی قسم سے دو اور گائے کی قسم سے دو۔ دریافت کرو کہ آیا دونوں نر حرام کئے ہیں
اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ
یا دونوں مادہ یا مادیوں کے پیٹ میں جو بچے ہیں وہ (حرام ہیں)

ل مختلفاً اکلہ۔ یعنی ان کے پھل جو کھائے جاتے ہیں رنگ میں بھی مختلف ہوتے ہیں مزے میں بھی۔ خوشبو میں بھی اور قد میں بھی۔ ۱۲ واٰتوا حقہ یوم حصادہ۔ ع ۱۱ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں حق سے مراد وہ تصدق ہے جو کھیتی کاٹنے کے دن مقررہ زکوٰۃ کے علاوہ دیا جائے اس لئے کہ زکوٰۃ مدینہ میں واجب ہوئی ہے۔ اور یہ آیت مکی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اس سے مراد زکوٰۃ ہے اور مطلب یہ ہے کہ کھیتی کاٹنے ہی کے دن سے دیر نہ کرو لیکن اہل بیت سے یہی روایت ہے کہ یہاں حق سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ تصدق ہے۔ چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کھیتی میں دو حق ہیں ایک وہ جو تم سے واجباً لیا جائے اور ایک وہ جو تم خوشی سے دیتے ہو۔ پس وہ حق جو واجباً لیا جاتا ہے وہ تو دسواں اور بیسواں ہے اور جو تم خوشی سے دیتے وہ خدا کے اس قول کے مطابق ہے واٰتوا حقہ یوم حصادہ۔ پس جس طرح تم ایک مٹھا ایک کو دیتے ہو اور ایک دوسرے کو اور ایک تیسرے کو یہاں تک کہ سب کو پہنچا دیتے ہو۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں لفظ حق سے مراد وہی صدقہ ہے جو تم کھیتی میں سے مسکینوں کو دیتے ہو اناج میں سے لب بھر بھر کے اور کھجوروں میں سے ٹوکرے بھر بھر کے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہاری کھیتی کاٹنے کے دن جو کوئی آئے اس کو دو گو وہ مشرک ہی ہو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تم رات کو کھیتی کاٹو اور نہ رات کو پھل توڑو اور نہ رات کو قربانی کرو اور نہ رات کو بیج بوؤ۔ اختتام اس حدیث کا اس طور پر ہوا ہے کہ اگر تم رات کو کھیتی کاٹو گے تو سائل تمہارے پاس نہ آسکیں گے۔ حالانکہ خدا فرما چکا ہے و آتوا حقہ یوم حصادہ اور اسی طرح رات کو بیج نہ بوؤ کیوں کہ بیج بوتے وقت بھی مٹھی مٹھی بھر کے مسکینوں کو

دو جس طرح کاٹتے وقت دیتے ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کھیتی کاٹتے وقت مسکین نہ آئیں تو کھیتی والا کیا کرے۔ فرمایا اس وقت اس کے ذمے کچھ نہیں ہے۔ (باقی ضمیمہ میں)

كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
آیا تم اس وقت موجود تھے جس وقت اللہ نے تم کو اس بابت حکم دیا۔ پس اس سے زیادہ کون ظالم ہو
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا
کہ جو جھوٹ خدا پر افترا کرے۔ کہ اس کے ذریعے سے بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے بیشک
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا
اللہ ظالموں کی راہبری نہیں فرماتا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے تو اس میں کسی کھانے والے پر
عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ
جو (اشیاء مذکورہ میں سے) کچھ کھائے کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ مردار ہو یا بہتا لہو نکلا ہوا خون
لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ
یا سور کا گوشت کہ یہ سب گندی چیزیں ہیں یا نافرمانی کا ذبیحہ جس پر غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔
اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى
پھر جو شخص اضطرار کی حالت میں ہو نہ بغاوت کرنے والا (ہو) اور نہ حد سے گزرنے والا (اور وہ کچھ کھالے) تو بیشک تمہارا پروردگار بڑا بخشنے
الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ
والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والا حرام کر دیا تھا۔ اور گائے اور بکری
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ
کی قسم سے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کر دیں سوائے اس کے جو ان کی پشت سے چپٹی ہوئی ہو یا
الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۗ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ
آنتوں پر لپٹی ہوئی یا جو ہڈیوں کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ ہم نے ان کو ان کی بغاوت کی سزا دی تھی
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ
اور ہم ضرور سچے ہیں۔ پھر اگر وہ تم کو جھٹلائیں تو تم کہہ دو کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے۔
وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ
اور اس کا عذاب نافرمان لوگوں سے اٹھایا نہ جائے گا۔ عنقریب مشرک یہ کہیں گے
الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔
مِنْ شَيْءٍ ۗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا
ان سے پہلے لوگ (بھی) اسی طرح جھٹلایا کرتے تھے۔

ل میتة او دماً مسفوحاً او لحم خنزیر فانه رجس او فسقاً اهل لغیر الله۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں حرام قرار دینے کے وقت انہی چار چیزوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیوں کیا گیا حالانکہ اور چیزیں بھی حرام ہیں جیسا کہ خود خدائے تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں منخنقة موقوذة۔ متردیة۔ وغیرہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے اور صحیح حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے کہ پرندوں میں سے ہر پنجہ کش حرام ہے اور چوپاؤں میں سے ہر کچلی والا اور مچھلیوں میں سے پردہ مچھلی جو فلس دار نہ ہو تو اس اعتراض کے جواب میں ہم کہیں گے کہ سورہ مائدہ میں جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر معترض نے کیا ان سب پر لفظ مردار صادق آتا ہے پس یہ حکم مردار میں داخل ہو گئیں تو گویا یہاں حکم اجمالی ہے اور وہاں تفصیلی۔ رہیں وہ چیزیں جن کی حرمت کا حدیث میں ذکر آیا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حرمت کا درجہ کم ہے پس جن کی حرمت کا درجہ بڑھا ہوا تھا ان کا خصوصیت سے خدا نے ذکر کر دیا اور مابقی کی حرمت رسول اللہ نے بیان فرما دی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مسلمانوں کے ایک فرقہ نے اسی آیت کو دلیل ٹھہرایا ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں کوئی دوسری چیز حرام ہی نہیں۔ چنانچہ وہ چوپاؤں میں سے سب چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں کیا بندر کیا کتے کیا درندے کیا بھیڑیئے کیا شیر کیا خرگوش کیا گدھے کیا اور زمین پر چلنے والے اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ حلال ہیں حالانکہ انہوں نے صریح غلطی کی ہے۔ اس لئے کہ آیت تو اس بات کا رد کرتی ہے کہ عرب بعض چیزوں کو خود بخود حلال قرار دے لیتے ہیں اور بعض کو حرام جیسا کہ خدا اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے وقالوا ما فی بطون هذه الانعام خالصة لذکورنا ومحرم علی ازواجنا و ان یکن میتة فهم فیه شرکاء۔ چنانچہ جب وہ بچہ سا قط ہو جاتا تھا تو زندہ ہونے کی حالت میں مرد ہی کھاتے اور مردہ ہونے کی حالت میں مرد و عورت دونوں مل کر کھا لیتے۔ قول۔ ترجمہ۔ ان حدیثوں کا اور اس قسم کی سب حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حلال و حرام قرار دینے کا منصب خدا کو ہے اور خدا کے رسول کو اور اس کی تفسیر و تشریح کرنا ائمہ کا منصب ہے۔ ان میں امت کی رائے اور قیاس اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہے۔ ع کل ذی ظفر (ہر ناخن والا) خواہ وہ دن پر چلنے والا ہو یا شکار اڑنے والا۔

بَاْسُنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ
یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ تم ان سے کہہ دو کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو تم ہمیں نکال کر دکھاؤ
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ
تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو، اور تم محض تخمینیں ہو مگر اٹکل پچو باتیں بناتے ہو، تم کہہ
الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ
دو کہ سب سے بڑی ہوئی حجت خدا کی ہے۔ پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو خود ہی ہدایت کر دیتا۔
شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ
تم کہہ دو کہ تم اپنے گواہوں کو بلالو جو اس کی گواہی دیں کہ اللہ نے اس چیز کو حرام قرار دیا ہے۔
شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ
پھر اگر وہ گواہی دیں تو تم ان کی تصدیق نہ کرو اور جو لوگ ہماری آیتوں کو
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ
جھٹلاتے ہیں اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کی خواہشوں پر نہ چلو جس حال میں کہ وہ اپنے پروردگار
يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا
کا مانند ٹھہراتے ہیں۔ تم کہہ دو کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا چیزیں حرام کی
تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
ہیں یہ کہ کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اور اپنی اولاد کو
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا
افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ کہ ہم تم کو (بھی) رزق دیں گے اور ان کو (بھی)
تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا
اور بے حیائی کی باتوں کے پاس نہ جاؤ۔ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے تم قتل نہ کرو
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ
سوائے اس کے کہ (وہ قتل) موافق حق ہو۔ یہ چیزیں ہیں جن کا اس نے تم کو حکم دیا ہے
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ
تاکہ تم سمجھ لو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ سوائے اس طریقے کے جو بہتر ہو
هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

جب تک کہ وہ قوت تمیز کو نہ پہنچ جائے اور انصاف کے ساتھ ناپ

لے فلله الحجة البالغة۔ امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اپنے بندے سے یہ سوال کرے گا کہ اے میرے بندے آیا تو عالم تھا یا جاہل اگر اس نے کہا عالم تھا تب تو یہ کہا جائے گا کہ تو نے اپنے علم کے بموجب عمل کیوں نہیں کیا اور اگر کہا جاہل تو یہ پوچھا جائے گا کہ صحیح عمل کرنے کے لئے تو نے علم کیوں نہیں سیکھا۔ غرض دونوں صورتوں میں حجت قائم ہو جائے گی۔ اور یہی حجت بالغہ ہے۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ کل آدمیوں پر اللہ کی دو حجتیں ہیں ایک حجت ظاہری اور ایک حجت باطنی۔ حجت ظاہری تو رسول و انبیاء و ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور حجت باطنی خود ان کی عقلیں۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے جتنے ذوی العقول ہیں ہم ان سب پر خدا کی حجت بالغہ ہیں۔ اور امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ حجت بالغہ وہ ہے جس کو اہل کتاب کا جاہل آدمی بھی باوجود اپنی جہالت کے اسی طرح شناخت کر لے جیسا کہ ان میں سے عالم اپنے علم سے پہچانے۔

ع ١٨ ٥

ع حتی یبلغ اشدہ۔ من لا یحضرہ الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی یتیم کی یتیمی کا اختتام اس کا محتلم ہو جانا ہے۔ اسی کو خدا نے اشد فرمایا ہے۔ اور اگر اسے احتلام تو ہو جائے لیکن اسے اپنے نفع اور نقصان کی سمجھ جسے رشد کہتے ہیں نہ آئے اور وہ دیوانہ یا نادان اور ضعیف العقل رہے تو ولی کو اختیار ہے کہ اس کے مال کو روک کے رکھے۔ قول منتہیٰ جم۔ اشد جمع ہے جس کا واحد شد بروزن فلس و فلس اور اس کے معنی ہیں قوت، اور منتہائے شباب۔

بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ

اور تول کرو ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب تم کوئی بات

فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ

کہو تو اس میں انصاف کرو گو تمہارا قرابتدار ہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ

ان ہی چیزوں کو اللہ نے تم کو وصیت کی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بیشک یہی میرا راستہ

مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

سیدھا ہے پس اس کا اتباع کرو اور مختلف راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو اس کے رستے سے

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ

ہٹادیں گے۔ ان باتوں کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ پھر

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا

ہم نے موسیٰ کو ایسی کتاب عنایت کی جو نیکیکاروں پر اتمام نعمت کرتی ہے اور ہر

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ

چیز کا کھلا بیان ہے اور ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں جانے پر

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا

ایمان لے آئیں۔ اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے برکت والی ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور ڈرتے رہو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي

تاکہ تم پر رحم کیا جائے (مبادا) تم یہ کہہ دو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں

طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم ضرور اس کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔

لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ

یا یہ کہہ دو کہ کاش ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو ہم ان سے کہیں زیادہ ہدایت یافتہ

اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

ہوتے اب تو تمہارے رب کے پاس سے کھلی دلیل اور ہدایت و رحمت آگئی۔

وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے یا ان سے روگردان ہو۔

۱؎ لعلکم تذکرون۔ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے فرش پر تکیہ لگائے ہوئے تھے جس وقت ان حضرات کے سامنے سورۂ انعام کی وہ محکم آیتیں پڑھی گئیں جن کو کسی نے بھی منسوخ نہیں کیا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ ان آیتوں کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ان کی مشایعت کے لئے آئے تھے اور وہ آیتیں قل تعالوا اتل ما حرم ربکم سے لعلکم تذکرون تک ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیتیں محکم ہیں تمام کتابوں میں کسی چیز نے انہیں منسوخ نہیں کیا اور ان میں جن چیزوں کو حرام کیا گیا وہ کل بنی آدم پر ہر زمانہ میں حرام رہیں اور یہ آیتیں ام الکتاب ہیں جو ان پر عمل کرے گا وہ داخل جنت ہوگا اور جو انہیں چھوڑ دے گا داخل جہنم ہوگا۔ ۲؎ وھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون۔ روضۃ الواعظین میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں یہ منقول ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس آیت کو علیؑ کے بارے میں قرار دے دے چنانچہ اس نے قرار دے دیا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے بریدہ عجلی سے فرمایا کہ جانتا ہے کہ اس آیت میں صراطی مستقیما سے خدا کی کیا مراد ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا ولایت علیؑ اور اوصیاء علیؑ پھر اس سے فرمایا کہ آگے اس سے جو فرمایا ہے فاتبعوہ جانتا ہے کس کی پیروی کو کہا ہے اس نے عرض کی نہیں ارشاد فرمایا کہ اس سے خدائے تعالیٰ کی مراد ہے علیؑ ابن ابی طالب کی پیروی پھر فرمایا آیا جانتا ہے کہ یہ جو فرمایا ہے ولا تتبعوا السبل تو اس کے ذریعہ سے کن راستوں پر چلنے کی ممانعت کی گئی ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا کہ واللہ اس سے فلاں اور فلاں کی ولایت وخلافت مراد ہے پھر دریافت کیا کہ یہ جو فرمایا ہے فتفرق بکم عن سبیلہ اس سے کس کے رستے سے ہٹا دینا مراد ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا اس سے مراد ہے علیؑ کے رستے سے ہٹادینا یعنی ان لوگوں کی پیروی تم کو علیؑ کے رستے سے ہٹادے گی۔ احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا سے آپ کے

عَنْهَا ؕ سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ

عنقریب ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے روگردان ہوتے ہیں

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ

بقدر ان کے روگردان ہونے کے بڑی سزا دیں گے۔ اب کیا وہ اس کے منتظر ہیں

تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّكَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ ؕ

کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں۔

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ

جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آجائیں گی (اس دن) کسی نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا

تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ قُلِ

جب تک کہ ایمان پہلے سے نہ لے آیا ہو یا ایمان کی حالت میں نیکی نہ کرچکا ہو۔

انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ

تم کہہ دو کہ تم انتظار کرتے رہو ہم بھی منتظر ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی

وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ

اور گروہ گروہ ہوگئے تم کو ان سے کسی معاملے میں سروکار نہیں۔ ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے

ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

پھر وہ ان کو ان کے کرتوت سے آگاہ کردے گا۔ جو ایک نیکی لائے گا تو اس کے لئے

عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا

اس کا دس گنا ہے اور جو ایک بدی لائے گا اس کو سزا صرف اسی کی مقدار کے موافق دی جائے گی

وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ

اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی۔ (اے رسول) تم کہہ دو بیشک مجھ کو میرے پروردگار نے راہ راست

مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ

کی ہدایت کی ہے (وہ) پائیدار مذہب راستی کی طرف مائل ابراہیمؑ کی ملت (ہے) اور

مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ

وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ تم کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب عالموں کے پالنے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا

والے خدا کے واسطے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا

(بقیہ صفحہ ۱۷۷ گزشتہ)

لہٰذا تم اس کے حکم کو سنو مطیع شمار کیے جاؤ گے اور اس کی اطاعت کرو ہدایت پاؤ گے اور اس کے باز رکھنے سے باز رہو نیک ہو جاؤ گے اور اس کے مقصد کے موافق چلو کہ اور رستے تم کو اس کے رستے سے نہ ہٹا دیں اے گروہ مسلمان وہ سیدھا رستہ جس کی پیروی کا تم کو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے میں ہوں اور میرے بعد علیؑ اور اس کے بعد وہ ائمہ جو میرے بیٹے ہیں اور اس کے صلب سے ہیں۔ یہ سب ہمیشہ حق کی راہ بتائیں گے اور حق پر قائم رہیں گے۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ ھل ینظرون تا او یأتی بعض آیات ربك احتجاج طبرسی میں جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں کہ یہ خطاب ہمارے نبیؐ نے فرمایا تھا کہ کیا منافق اور مشرک اس کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں اور وہ ان کو دیکھیں یا خدا ان کے پاس آئے جس سے مطلب ہے حکم خدا ان کے پاس آئے اور یہاں نشانی سے مراد وہ عذاب ہے جو دنیا میں پہنچتا ہے جیسا کہ پہلی امتوں کو پہنچا۔ الاکمال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں آیات سے مراد ائمہ ہیں اور آیت منتظرہ سے مراد قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پس جس دن حضرتؑ کا ظہور ہوگا اس دن کسی کا ایمان لانا اسے مفید نہیں (جیسا کہ آگے کی آیت سے ظاہر ہے) اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں دجال ملعون کے خروج کا بھی ذکر ہے اور قاتل دجال کا بھی۔ اس کے آخر میں حضرت نے فرمایا کہ آگاہ رہو اس کے بعد طامۃ الکبریٰ (سب سے بڑی ہوئی مصیبت) ہوگی۔ لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کیا ہوگی فرمایا کہ کوہ صفا کے پاس دابۃ الارض کا نکلنا جس کے ساتھ سلیمانؑ کی مہر ہوگی اور موسیٰؑ کا عصا۔ یہ مہر ہر مومن کے منہ پر لگائے گا اس کے منہ پر چمک جائے گا۔ ھذا مومن اور کافر کے منہ پر بھی لگائے گا اس کے منہ پر چمک جائے گا ھذا کافر۔ اور نوبت یہ پہنچے گی کہ مومن پکار کر کہے گا کہ اے کافر دبل ہے تیرے لئے۔ اور کافر پکار کر کہے گا کہ اے مومن خوشحال تیرا کاش میں بھی تجھ جیسا ہوتا اور بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ (بقیہ ضمیمہ میں)

اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

اطاعت کرنے والا ہوں۔ کہہ دو کیا میں خدا کے سوا کوئی اور پروردگار تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

پروردگار ہے۔ اور کوئی نفس کوئی عمل نہ کرے گا مگر اپنے ہی وبال کے لئے۔ اور کوئی اٹھانے

اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر قیامت کے دن تم سب کی بازگشت اپنے پروردگار کے

فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ

حضور میں ہوگی اور جس معاملہ میں تم اختلاف کیا کرتے تھے اُس سے وہ تم کو آگاہ کردے گا۔

بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ

اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین پر متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس

رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا اور بے شک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

حروفها ١١٤٦٣ سورة الاعراف مكية كلماتها ٣٣٨٧

سورہ اعراف مکہ میں نازل ہوئی

ركوعها ٢٨ — ايآتها ٢٠٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓصٓ ﴿١﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

الٓمّٓصٓ (اے رسول) یہ کتاب تم پر نازل کی گئی کہ (لوگوں کو) اس کے ذریعہ سے ڈراؤ

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

اور ہر مومن کے لئے نصیحت ہو پس تم (تکذیب و ایذا کے خوف سے) اس سے دل تنگ نہ ہو (اے بندو)

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

جو کچھ تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور خدا کو چھوڑ کر اور یاروں کی پیروی نہ کرو

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا

تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔ اور کتنی بستیوں کو ہم ہلاک کرچکے ہیں پس ہمارے عذاب نے

اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ

ان کو راتوں رات آلیا تھا یا (دن میں) جب کہ وہ قیلولہ میں تھے پھر جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا

منزل (٢)

١ و انا اول المسلمین روایت میں وارد ہے کہ ہر نبی کا اسلام اس کی امت کے اسلام سے مقدم ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور عالم ذر میں برقت میثاق چونکہ سب سے پہلے جواب دینے والا تھا اس لئے آنحضرتؐ کا اسلام کل مخلوق کے اسلام سے مقدم ہوا۔ تفسیر عیاشی میں جناب رسول خداؐ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان کا دین میرا دین تھا اور میرا دین ان کا دین ہے اور ان کی سنت میری سنت تھی اور میری سنت ان کی بزرگی ہے اور میری بزرگی خدا ان کی بزرگی ہے اور میں ان سے افضل ہوں۔

٢ ولا تزر وازرة وزر اخری چونکہ کفار مومنوں سے یہ کہتے تھے کہ تم ہماری راہ پر چلو تمہاری جو غلطیاں اور گناہ ہوں گے ان کو ہم برداشت کرلیں گے تو اس وقت خدائے تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں ان کا قول نقل فرمایا ہے ایک جواب میں تو اس کا قول وہی دیا گیا ہے اور دوسرا یہ ہے فلا تزر وازرة وزر اعیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے تو وہ قاتلین جناب امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو ان کے باپ دادا کے افعال کے سبب قتل کردیں گے۔ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیث صحیح سے ضرور ایسا ہی ہوگا اس پر عرض کیا گیا کہ خدائے تعالیٰ تو فرماتا ہے لا تزر وازرة وزر اخری فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے کل اقوال سچے اور برحق ہیں لیکن قاتلان امام حسینؑ کی اولاد اور اپنے باپ دادا کے افعال سے راضی تھی بلکہ فخر کیا کرتی تھی اور جو شخص کسی شئے سے راضی ہو وہ ایسا ہی سمجھا جائے گا گویا خود اس کا مرتکب ہوا یہاں تک کہ اگر ایک شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور دوسرا شخص مغرب میں اس کے قتل سے راضی ہو تو خدا کے نزدیک وہ قاتل کا شریک سمجھا جائے گا اور اسی بنا پر قائم آل محمدؐ اپنے ظہور کے وقت ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے افعال پر رضامند ہونے کے سبب قتل کرائیں گے اسی کتاب میں یہ بھی منقول ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے مامون کو ایک تحریر لکھی تھی اس

٣ فجاءها بأسنا بیاتا یعنی ہمارے عذاب نے ان کو راتوں رات آلیا تھا یا (دن میں) جب کہ وہ قیلولہ میں تھے پھر جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا

اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٥ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ

تو ان کی دادیلا اس کے سوا کچھ (بھی) نہ تھی کہ اس کے قائل ہو گئے کہ بیشک ہم ظالم تھے۔ پس ہم ان سے بھی ضرور باز پرس کریں گے

اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٦ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ

جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی ضرور ہم باز پرس کریں گے۔ اور ہم علم کے ساتھ ان سے بیان کر دیں گے

وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝٧ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ

(کیوں کر) ہم غائب تو تھے ہی نہیں۔ اور اس دن کی تول برحق ہے پس جس کی نیکیاں

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٨ وَمَنْ خَفَّتْ

بھاری ہو گئیں وہی تو کامیاب ہیں۔ اور جس کی نیکیاں ہلکی ہو گئیں

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا

وہ وہی ہیں جنہوں نے ہماری نشانیوں پر ظلم کرنے کے سبب اپنے آپ

بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝٩ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا

کو نقصان پہنچایا۔ اور بے شک ہم نے تم کو زمین میں قابو دیا اور اس نے تمہارے واسطے

لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝١٠ وَلَقَدْ

سامان زندگی مقرر کیا۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ اور بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا

خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

پھر تمہاری صورت بنادی پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو پس

لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ

سوائے ابلیس کے سبھی نے سجدہ کیا (وہ) سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا۔

السّٰجِدِيْنَ ۝١١ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ

(پروردگار نے) فرمایا کہ جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو پھر سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا۔

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝١٢ قَالَ

(اس نے) عرض کی میں آدمؑ سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور ان کو مٹی سے۔

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ

(خدائے تعالیٰ نے) فرمایا اتر یہاں سے تیری یہ منزلت نہیں ہے کہ تو یہاں تکبر کرے پس نکل جا بے شک

مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝١٣ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٤ قَالَ

تو ذلیلوں میں سے ہے اس نے عرض کی کہ جس دن لوگ محشور کیے جائیں گے اس دن تک مجھے مہلت عطا فرما۔

ے فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ایک حدیث منقول ہے اس میں یہ فقرے بھی ہیں کہ رسول کھڑے کیے جائیں گے اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ جو رسالتیں ان کے سپرد کی گئی تھیں وہ انہوں نے اپنی امتوں کو پہنچادیں؟ وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہم نے ضرور پہنچادیں پھر امتوں سے سوال کیا جائے گا وہ انکار کریں گے۔ جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے اس حدیث کا تتمہ سورۂ نساء میں آچکا ہے اور اپنے علم سے جو خدائے تعالیٰ بیان کرے گا اس کا ذکر آئندہ کی آیت میں موجود ہے۔ اور غرض ان سوالات کے کرنے سے یہ ہوگی کہ نیکوکار لوگوں کی تعریف کا اظہار ہو کر ان کی خوشی بڑھ جائے اور بدکار لوگوں کی بدیاں کھل کر ان لوگوں کو رنج پہنچے۔

ٹے فمن ثقلت موازینہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی۔ احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا اعمال تولے جائیں گے؟ فرمایا ہرگز نہیں کیا اعمال کوئی مجسمہ شے ہیں کہ تولے جائیں۔ گے وہ تو کرنے والے کی صفت ہیں اور تولی وہ جاتی ہے جس کی گنتی معلوم نہ ہو اور جس کی کمی بیشی اور کسی طرح سے تمیز نہ ہو سکے حالانکہ اللہ پر تو کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ میزان کے پھر معنی کیا ہیں فرمایا عدل و انصاف لوگوں نے کہا کہ پھر خدا کے اس قول کے معنی کیا ہیں کہ فمن ثقلت موازینہ فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے نیک اعمال بڑھ جائیں گے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ کسی چیز کی میزان سے وہ جانچ مراد ہے جس سے اس چیز کی قدر و قیمت معلوم ہو جائے پس آدمیوں کی میزان قیامت کے دن جس سے ہر ہر انسان کی قدر و قیمت معلوم ہوگی ان کے عقائد و اخلاق اور اعمال کی جانچ سے ہو سکے گی اور عقائد و اخلاق و اعمال کی جانچ انبیاء و اوصیاء کا کام ہے اس لئے کہ خود ان کو کس قدر مانا؟ ان کی شریعت و سنت کی کس درجہ پیروی کی یہ تو نیکی ہے اور ان کا انکار کس درجہ کا تھا اور ان کی شریعت و سنت سے کہاں تک دوری رہی یہ بدی ہے۔ لہٰذا ہر امت کی میزان اس امت کا نبی اور

(باقی صفحہ ۱۸۱ پر)

إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
فرمایا بیشک تو مہلت پانے والوں میں سے، اس نے عرض کی کہ جس طرح تو نے مجھے ایسا حکم دیا میں (بھی)
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
ضرور ان سب کے لئے راہ راست میں (راہزنی کرنے) بیٹھوں گا۔ پھر ان کے پاس
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ
ان کے سامنے سے اور پس پشت سے اور دائیں سے اور بائیں سے ضرور آؤں گا۔ اور تو ان میں
أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ
سے اکثریت کو شکرگزار نہ پائے گا۔ (خدا نے) فرمایا تو تو یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا (اور)
لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾
ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا تو میں (بھی) تم سب سے ضرور جہنم بھر دوں گا۔
وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا
اور اے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو اور جہاں (جہاں) سے تمہارا جی چاہے کھاؤ
وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ
اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، پھر شیطان نے
لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا
ان کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کے ستر جو ایک دوسرے پوشیدہ تھے وہ ظاہر کر دے
وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا
اور یہ کہا کہ تمہارے مالک نے تم کو اس درخت سے روکا نہیں ہے مگر (صرف)
مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ
اس لئے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا (جنت میں) ہمیشہ کے رہنے والے نہ ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے قسم کھائی
النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ
کہ میں ضرور تمہارے خیرخواہوں میں سے ہوں اور اس طرح دھوکے سے ان کو ڈانواڈول کر
لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ
دیا پھر جیسے ہی ان دونوں نے اس درخت (کے پھل) کو چکھا ان کے ستر کھل گئے اور وہ (باغ) کے
وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل
پتے (جوڑ) جوڑ کے (اپنے) ستر چھپانے لگے اور ان کے پروردگار نے پکار کر ان سے کہا کیا میں نے تم دونوں کو اس

١ انك من المنظرين اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہلت تو دی گئی مگر جتنے عرصے کے لئے مانگی گئی تھی اتنے عرصے کے لئے نہیں دی گئی اس لئے کہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے انك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابلیس کو مہلت اس دن تک دی گئی ہے جس دن قائم آل محمدؐ ظاہر ہوں گے۔

٢ لاقعدن لهم صراطك المستقيم اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کے ایمان کے راستے پر اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح چور اور راہزن لوٹنے کی نیت سے بیٹھ جاتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ اے زرارہ ابلیس کو تمہاری اور تمہارے دوستوں کی فکر ہے رہے تمہارے مخالفین ان سے وہ فارغ ہو چکا ہے۔

٣ ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قم لاتينهم من بين ايديهم کے معنی ہیں کہ امر آخرت کو ان کو نظروں میں سبک کر دوں گا و من خلفهم سے مراد ہے کہ ان کو حکم دوں گا کہ مال خوب جمع کریں اور حقوق ادا کرنے میں بخل کریں تاکہ وارثوں کے لئے بچھے باقی رہے و عن ايمانهم کا یہ مطلب ہے کہ ان کے معاملات دین کو خراب کروں گا کبھی گمراہی کو زینت دے کے اور کبھی وہم و شبہ کو اچھا دکھا کے و عن شمائلهم کے یہ معنی ہیں کہ شہوتوں کو ان کے دلوں پر غالب کر دوں گا اور لذتوں کو وہ دوست رکھیں گے۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

درخت سے منع نہ کیا تھا اور تم کو یہ جتا نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں نے عرض کی (کہ)

اَنْفُسَنَا ۖ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

اے پروردگار ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور اگر تو بخش نہ دے گا اور رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي

ہو جائیں گے۔ فرمایا نکل جاؤ کہ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اور وقت مقررہ تک زمین ہی

الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ

میں تمہارے لئے جائے قرار ہے اور وہیں سرمایہ حیات۔ (یہ بھی) فرمایا کہ اسی میں تم جیو گے

وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا

اور اسی میں مرو گے اور اسی سے (جزا و سزا کے لئے) تم نکال کھڑے کئے جاؤ گے۔ اے اولاد آدم ہم نے تم پر

عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ

لباس نازل کیا کہ تمہاری پردہ پوشی کرے اور زینت ہو اور لباس

التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ

تقوی وہ تو سب سے بہتر ہے۔ یہ (لباس نازل کرنا) اس کی نشانیوں سے ہے تاکہ وہ

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ

نصیحت حاصل کریں۔ اے اولاد آدمؑ شیطان تم کو فتنے میں نہ ڈالے جیسا کہ اس نے

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

تمہارے والدین کو جنت سے نکالا اور ان کا لباس اتروایا کہ ان کے ستر

سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ

ظاہر کر دے بے شک وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسی جگہ سے دیکھتا رہتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا

(مگر) ہم نے شیطانوں کو ان ہی کا ہمدم مقرر کیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ اور جس وقت

فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ

وہ کوئی بدی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو یہی کرتے پایا ہے اور اللہ نے (بھی)

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا

ہم کو اسی کا حکم دیا ہے تم یہ کہہ دو کہ اللہ یقیناً بے حیائی کی باتوں کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ کے برخلاف وہ کچھ کہتے ہو

---

۱ ریشاً لغتی معنی پر اور استعارہ کے طور پر بمعنی زینت استعمال ہوا ہے اس لئے کہ پر پرندے کا لباس بھی ہے اور اس کی زینت بھی۔

۲ ولباس التقوی تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد عفت ہے اس لئے کہ صاحب عفت کی برہنگی کبھی ظاہر نہ ہوگی گو اسے لباس میسر نہ ہو اور بدکار کو ننگا کہتے ہیں گو وہ کیسا ہی کپڑا پہنے ہو۔

۳ ھو و قبیلہ یعنی شیطان اور اس کا لشکر۔

۴ فاحشہ لغتی معنی بے حیائی کی بات اور مطلب ہے ہر ایسی بات جس سے قبیح ہونے کے سبب روکا گیا ہو جیسے بت پرستی، ظالم کی امامت، بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف کرنا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی سے یہ دریافت کیا تھا کہ آیا تم نے کسی ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ نے اسے زنا کرنے کا، شراب پینے کا اور اسی قسم کے حرام افعال کے مرتکب ہونے کا حکم دے دیا ہے۔ عرض کی گئی کہ نہیں ایسا تو نہیں دیکھا گیا تو انہوں نے کہا پھر یہ بے حیائی کی کونسی بات ہے جس کی نسبت لوگ ادعا کرتے ہیں کہ اس کا اللہ نے ان کو حکم دیا۔ عرض کی گئی کہ اللہ اور اس کا ولی خوب جانتا ہے۔ فرمایا یہ آیت ائمہ جور کے بارے میں ہے کہ انہی کے بارے میں لوگوں نے دعوی کیا کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم ان کو امام بنالیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کو ان کے امام بنانے کا حکم نہیں دیا تھا پس خدائے تعالیٰ نے ان کے اس قول کو بھی رد کیا اور اس بات کی خبر بھی دے دی کہ جو کچھ وہ خدا کے برخلاف کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ اور ان کے اس قول کو فاحشہ سے موسوم کیا جس کے معنی ہیں کھلی بے حیائی، اسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اللہ بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اس نے خدا پر بہتان باندھا اور جس نے یہ گمان کیا کہ نیکی اور بدی دونوں خدا کی طرف سے ہیں اس نے بھی خدا کے برخلاف جھوٹ بولا۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ
جو تم نہیں جانتے۔ تم کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو عدالت کا حکم دیا ہے اور یہ کہ
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا
ہر نماز کے وقت (قبلے کی طرف) اپنے رخ کرلو اور دین کو اسی کے لئے خالص سمجھ کر اس سے دعا مانگو۔
بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ
جیسا اس نے اول میں تم کو پیدا کیا تم ویسے ہی اس کی حضور میں پلٹ کر جاؤ گے ایک گروہ کو تو اس نے ہدایت کی
الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور ایک گروہ اس حال میں ہے کہ ان پر گمراہی ثابت ہوگئی بے شک انہوں نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین
وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٠﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ
کو اپنا یار بنالیا ہے۔ اور گمان یہ کرتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اے اولاد آدمؑ ہر نماز کے وقت
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا
زینت کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو بیشک خدا فضول خرچی کرنے والوں کو
يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ
دوست نہیں رکھتا۔ تم کہہ دو کہ خدا کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے۔
لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي
اور رزق کی پاک چیزوں کو حرام کس نے کیا ہے۔ تم کہہ دو کہ جو لوگ زندگانی دنیا میں ایمان لائے ہیں
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
قیامت کے دن یہ نعمتیں خاص طور پر انہی کے لئے ہوں گی۔ سمجھنے والوں کے لئے ہم اس طرح اپنی آیتوں کی تفصیل
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣٢﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا
کردیتے ہیں۔ تم کہہ دو کہ میرے رب نے بے حیائی کی باتوں کو وہ کھلی ہوں تو اور چھپی ہوں
ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ
تو حرام کیا ہے اور گناہ کو اور ناحق کی بغاوت کو۔ اور اس بات کو کہ تم خدا کا شریک مقرر کرو جس کے متعلق خدا نے
تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
کوئی حجت (سند) نہیں اتاری۔ اور اس بات کو کہ خدا کے خلاف وہ کچھ کہہ دو جو تم نہیں جانتے
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا
(حرام قرار دیا ہے) اور ہر گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا وقت آجائے گا تو وہ

١ عند کل مسجد مسجد کے معنی ہیں جائے سجدہ اور وقت سجدہ اور مراد نماز ہے۔ تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قبلے کے بارے میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت مسجد الحرام کی طرف رخ کرلیا کریں۔

٢ انهم اتخذوا الشياطين اولياء من دون الله علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے ائمہ برحق کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا امام بنالیا۔

٣ انهم مهتدون تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد فرقہ قدریہ ہے جو اس بات کے قائل تھے کہ ہم ہدایت وضلالت پر خود قادر ہیں ہم چاہیں تو ہدایت یافتہ ہوجائیں اور چاہیں تو ضلالت میں پڑ جائیں وہ اس امت کے مجوسی ہیں اور ان دشمنان خدا نے مشیت وقدرت خدا کا بالکل انکار کیا ہے۔ حالانکہ خدا فرما چکا ہے کہ کما بدأکم تعودون قوم مترجم نہیں سے کسی کو یہ وہم پیدا نہ ہو کہ بس پھر ہم مجبور ہیں کیوں کہ جو اس کا قائل ہے وہ جبریہ فرقہ ہے اور وہ بھی اتنے ہی برے ہیں جتنے کہ قدریہ۔ اصل امر یہ ہے کہ بعض باتوں میں خدا نے ہم کو اختیار دیا ہے اور بعض میں مجبور کیا ہے اور باز پرس اسی میں رکھی ہے، جس میں ہم کو اختیار دیا ہے۔ مثلاً کچھ کھانے پر تو ہم مجبور ہیں لیکن کیا کھائیں اس کا اختیار بھی دیا ہے اور حلت وحرمت بھی بتلادی ہے۔ اور اگر کسی وقت ہم کو کوئی حلال چیز نہ ملے اور بھوک مضطر کردے اور اس اضطرار میں حرام چیز بھی کھالیں تو چونکہ کچھ کھانے پر مجبور تھے اس لئے حالت اضطرار کے متعلق مغفرت کا وعدہ دے دیا ہے۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا
ایک ساعت کے لئے نہ پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔ اے اولاد آدمؑ
يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى
تمہارے پاس تمہارے ہم جنس رسول ضرور آئیں گے جو میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائیں گے پس جو تقویٰ
وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ
اور نیکی اختیار کریں گے ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ رنج اٹھائیں گے اور جو
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے اور بروے تکبر ان کو نہ مانیں گے جہنمی وہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہنے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٣٦﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
والے ہوں گے۔ اور ان سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کے ذمے جھوٹ بہتان، یا جھوٹ یا اس
اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ
کی آیتوں کو جھٹلائے۔ یہی وہ ہیں جن کا لکھا ہوا حصہ ان کو پہنچے گا یہاں تک کہ جس وقت
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ
ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس پہنچ کر ان کا فیصلہ کریں گے ان سے (یہ بھی) کہیں گے کہ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى
اللہ کے سوا تم جن کو پکارا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں۔ تو وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب ہوگئے
اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ
اور اپنی ذات کی نسبت گواہی دیں گے کہ بے شک ہم کافر تھے۔ (خدائے تعالیٰ) فرمائے گا کہ تم (بھی) ان ہی امتوں میں داخل ہو جاؤ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا
جو جنوں اور آدمیوں میں سے تم سے پہلے آگ جہنم میں جا چکیں جس وقت کوئی
دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ
گروہ داخل ہوگا وہ اپنے ہم جنس گروہ کو لعنت کرے گا۔ یہاں تک کہ جب سب اس میں جمع ہو جائیں گے تو
قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ
پچھلے پہلوں کی نسبت یہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو تو انہوں نے گمراہ کیا پس
عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا
ان کو آگ جہنم کا دگنا عذاب دے (خدائے تعالیٰ) فرمائے گا کہ ہر ایک کے لئے دگنا (تو) ولیکن

١ رسلنا یہاں رسلنا سے مراد ملک الموت اور ان کے اعوان ہیں۔

٢ کلما دخلت امة لعنت اختها کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں وارد ہے کہ عذاب کی سختی دیکھ کر ایک گروہ دوسرے سے تبرا کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور ایک دوسرے سے جھگڑنا چاہے گا حالانکہ وہ نہ جھگڑنے کا وقت ہوگا نہ کہنے سننے کا نہ معذرت قبول کرنے کے اور نہ نجات پالینے کا۔

٣ قالت اخراهم لاولهم سے مراد ہیں تابعین پیرو مرید لاولهم کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بڑوں کی شکایت ہیں خدا سے عرض کریں گے جن سے مراد ہیں گمراہ مولوی، ملا، پیر اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں مراد ہیں سب سے بڑے گمراہ یعنی ائمہ جور۔

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ
تم سمجھتے ہی نہیں، اور پہلے پچھلوں سے یہ کہیں گے کہ اب تم کو ہم پر کیا
عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾
فضیلت رہی اب تم (بھی) اپنے کئے کا عذاب چکھو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ
بیشک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور بروئے تکبر ان سے منہ پھیرا نہ ان کے لئے
اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ
آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے، جب تک کہ اونٹ
الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ
سوئی کے ناکے سے نہ گذر جائے، اور ہم مجرموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ جہنم میں
مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾
ان کے لیے بچھونا (بھی) ہے، اور اوپر سے اوڑھنے کی چیزیں (بھی) اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا
اور جو لوگ ایمان لائے ہی اور نیکو کار ہیں حالانکہ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں
وُسْعَهَآ ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾
دیتے جنتی وہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔
وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ
اور ان کے سینوں کو ہم کینے سے پاک کردیں گے نہریں ان کے نیچے بہتی ہوں گی اور وہ یہ کہتے
الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا
ہوں کہ سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے ہم کو اس جگہ تک پہنچایا اور اگر اللہ ہمارا رہبر نہ ہوتا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا
تو ہم راہ نہ پاتے، بیشک ہمارے پروردگار کے برحق رسول ہمارے پاس آئے اور
بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ
اسی وقت ان کو آواز دی جائے گی کہ بوجہ ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے اس جنت کے تم وارث کئے گئے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا
اور جنت والے جہنم والوں سے پکار کر پوچھیں گے کہ ہمارے پروردگار نے ہم سے

ع ۴ ۱۱

۱ لا تفتح لهم ابواب السماء تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین کے اعمال اور ارواح کو رفعت دی جاتی ہے، تو ان کے لئے دریائے آسمان کھل جاتے ہیں اور کافروں کے اعمال کو جب اوپر لے جاتے ہیں تو ان کے لئے دریائے آسمان نہیں کھلتے اور ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اس سجین میں اتار دو یہ حضرموت میں ایک وادی ہے جس کا مشہور نام برہوت ہے۔

۲ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ لفظی معنی جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو آئے مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ ناممکن ہے ایسے ہی منکروں کا جنت میں جانا ناممکن ہے۔

۳ الحمد للہ الذی ھدانا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام جو ان کی اولاد سے ہیں وہ بلا کر لوگوں کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے پس جس وقت ان کے شیعہ ان کو دیکھیں گے وہ کہیں گے الحمد للہ الذی ھدانا لھذا مطلب یہ ہے کہ ہم کو جناب امیر المومنین اور ائمہ کی ہدایت قبول کر لینے کی توفیق ملی۔

۴ اورثتموھا تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث منقول ہے کہ ہر ایک شخص کا ایک مکان جہنم میں ہے اور ایک جنت میں۔ پس مومن کا جو مکان جہنم میں ہے کافر تو اس کا وارث قرار دیا جائے گا اور کافر کا جو مکان جنت میں ہے اس کا وارث مومن کو قرار دیا جائے گا۔ اور خدا کے اس قول اورثتموھا بما کنتم تعملون کا یہی مطلب ہے۔

مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ

جو وعدہ کیا تھا ہم نے تو اسے ٹھیک پایا پس تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا آیا تم نے (بھی) اسے ٹھیک پایا۔

قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

وہ جواب دیں گے ہاں۔ پھر ایک آواز دینے والا ان کے مابین آواز دے گا کہ ظالموں پر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

خدا کی لعنت ہو۔ جو راہ خدا سے روکتے تھے اور اس کی کجی کے خواستگار تھے اور وہی آخرت سے منکر تھے۔

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى

اور ان دونوں (گروہوں) کے مابین آڑ ہوگی اور اس کی چوٹیوں پر ایسے لوگ ہوں گے

الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ

جو ہر ایک کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دے کر یہ کہیں گے

الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

کہ تم پر سلام ہو۔ وہ خود ابھی اس میں نہ پہنچے ہوں گے حالانکہ راغب ہوں گے۔

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا

اور جس وقت ان کی نظر جہنم والوں کی طرف پھرے گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار

تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ

ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ نہ رکھیو۔ اور مالکان اعراف (سرداران کفار میں سے) بعض

رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ

لوگوں کو پکاریں گے جن کو وہ ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے اور یہ کہیں گے کہ نہ تمہارے جتھے نے

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا

کچھ کام دیا اور نہ ان چیزوں نے جن پر تم گھمنڈ کیا کرتے تھے۔ (پھر گنہگار مومنوں کی طرف اشارہ کر کے ان کفار سے دریافت کریں گے)

يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ

آیا یہی ہیں وہ جن کی نسبت تم قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ رحمت نہ کرے گا (پھر ان مومنوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمائیں گے کہ)

اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

تم جنت میں جاؤ تم پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ تم رنجیدہ ہو گے۔ اور جہنم والے جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ

اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

تھوڑا سا پانی اور کچھ وہ چیزیں جو اللہ نے تم کو عنایت کی ہیں ہمیں بھی دے دو (وہ) جواب دیں گے کہ اللہ نے

---

۱ ما وعدربکم حقا اس میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جیسے ما وعدنا ربنا فرمایا ویسے ما وعدکم ربکم نہیں فرمایا بلکہ ما وعد ربکم فرمایا تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ بعثت اور حساب اور نعمات جنت کا وعدہ خصوصیت رکھتا ہے اور جہنم اور عذاب جہنم کی وعید بھی کے لئے مخصوص نہیں، یہ اور بات ہے کہ کون اپنے آپ کو اس کا مستوجب بنالے۔

۲ موذن کافی اور تفسیر قمی میں بمناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ موذن جناب امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے۔ اور تفسیر قمی میں اس قدر اور ہے کہ اس قدر بلند آواز سے اعلان کریں گے کہ تمام مخلوق سن لے گی۔ تفسیر مجمع البیان اور معانی الاخبار میں خود جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ وہ موذن میں ہوں۔

۳ بینھما حجاب اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے مابین ایک فصیل قائم ہو جائے گی جیسا کہ سورہ حدید کی یہ آیت فضرب بینھم بسور (ان کے مابین ایک فصیل قائم کر دی جائے گی) بتلاتی ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خود جنت و جہنم کے مابین ایک فصیل قائم ہوگی تا کہ ایک کی چیزیں دوسری طرف نہ جا سکیں۔

۴ وعلی الاعراف رجال۔ اعراف کے لغتی معنی بلندیاں اور یہاں مطلب ہے کہ جنت و جہنم کے مابین جو فصیل ہوگی اس کی بلندی۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الاعراف سے مراد وہ ٹیلے ہیں جو جنت و جہنم کے مابین ہوں گے۔ اور رجال سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اعراف پر ہم ہوں گے۔ اور اپنی نصرت کرنے والوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے۔ اور اعراف ہم ہیں کہ خدائے تعالیٰ پہچانا ہی نہیں گیا مگر ہماری معرفت کی راہ سے۔ اور اعراف ہم ہیں ہم کو خدائے تعالیٰ صراط کے اوپر قائم کر دے گا پس جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ جو ہم کو پہچانتا ہوگا اور ہم اسے پہچانتے ہوں گے اور جہنم میں بھی کوئی نہ جائے گا مگر وہ جو نہ ہم کو پہچانتا ہوگا اور نہ ہم

وقف لازم

منزل (۲)

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا

یہ دونوں چیزیں) ان کافروں پر حرام کردی ہیں جنہوں نے اس کے دین کو کھیل کود بنایا تھا

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا

اور زندگانی دنیا نے ان کو دھوکا دیا تھا (ارشاد باری ہے کہ) پس آج کے دن ہم (بھی) ان کو ایسا ہی بھلا دیں گے

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ

جیسا کہ وہ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے تھے اور جیسا کہ وہ ہماری نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے

جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

اور بیشک ہم نے ان کو ایک ایسی کتاب دی ہے جس کی تفصیل ہم نے جانچ کر کی ہے اور (جو آنحالیکہ) وہ ایمان

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

لانے والے لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ کیا وہ صرف اس کے انجام کے منتظر ہیں؟

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ

جس دن اس کا انجام ظاہر ہو جائے گا تو جو اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے وہ یہ کہیں گے کہ بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر

فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ

آئے تھے۔ پھر اب ہمارے (بھی) کوئی شفاعت کرنے والے ہیں جو ہماری شفاعت کر دیں یا ہم واپس بھیج دیئے جائیں کہ

الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

جیسے عمل (بد) ہم کیا کرتے تھے ان کے برخلاف (نیک) عمل کریں بے شک انہوں نے اپنے آپ کو بڑا نقصان پہنچایا

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ سب ان کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ بے شک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۘ يُغْشِي

چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر براجا (وہی) رات کو دن سے ڈھانپ دیتا ہے جو تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

(اسی نے) سورج اور چاند اور ستاروں کو اس شان سے پیدا کیا کہ اس کے حکم کے تابع ہیں۔ آگاہ رہو کہ

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

بنانا اور حکم دینا اسی کا کام ہے اللہ کل عالموں کا پروردگار برکت والا صاحب برکت ہے، تم اپنے پروردگار سے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

گڑگڑا کر اور چپکے (چپکے) دعا مانگا کرو بیشک وہ تجاوز کرنے والوں کو دوست

ل ننسٰهم كما نسوا لقاء يومهم هذا۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث میں اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ ہم ان لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیں گے جیسا کہ انہوں نے آج کے دن کی تیاری کو چھوڑ دیا تھا۔ قول مترجم۔ نسیان کے عام معنی بھولنا جس سے خدائے تعالیٰ کی ذات بری ہے۔ مگر چونکہ عرب کے محاورہ میں اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں "نسیکی کا حکم نہ دینا یا نیکی کے ساتھ یاد نہ کرنا"۔ اس معنی میں یہاں مستعمل ہوا ہے۔

م یوم یاتی تاویله۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ظہور قائم آل محمد کے وقت اور قیامت کے دن جو کچھ وعدہ و وعید فرمایا ہے ظاہر ہو جائے گا۔

ن فی ستة ایام۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک پلک جھپکنے میں ان سب چیزوں کو پیدا کر سکتا تھا لیکن اس نے اس کی پیدائش میں چھ دن لگائے تاکہ فرشتوں پر جو چیزیں وہ پیدا کرتا جائے یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی جائیں اور وہ قدیم بالذات یکے بعد دیگرے جن چیزوں کو حادث کرے ان کے حدوث کا ثبوت ملتا جائے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اتوار کے دن خدائے تعالیٰ نے خیر کو پیدا کیا اور شر پیدا کرنا اس کا کام نہیں اور اتوار اور پیر کو زمینیں پیدا کیں اور منگل کے دن زمینوں کی مخلوق اور ان کی روزی اور بدھ اور جمعرات کے دن آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن آسمان والوں کی روزی اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے خلق السماوات والارض و ما بینهما فی ستة ایام۔

قول مترجم۔ گو سورہ اعراف میں لفظ بینھما نہیں ہے مگر اور مقامات میں مثل سورہ فرقان اور سورہ سجدہ کے لفظ بینھما موجود ہے۔ الفقیہ اور التہذیب میں ان

بات سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سال کے تین سو ساٹھ دن بنائے تھے۔ چونکہ چھ دن آسمانوں کے زمین کے اور ان کے مابین کی چیزوں کے بنانے میں صرف ہو گئے لہٰذا سال تین سو ساٹھ دن سے کم ہو کر تین سو چھ دن کا رہ گیا۔ قول مترجم۔ اگر کسی صاحب کو یہ اعتراض سوجھے کہ جب آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی چیزیں ہی نہ تھیں تو

دن کا صاحب کس چیز سے گنا جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی آیتیں اور اس قسم کی روایتیں جن کی ظاہری تفسیر ہمارے اصحاب میں رائج ہے ان کی واقعی تفسیر ہمارے ائمہ علیہم السلام کے پاس ہے۔ (باقی حواشی نمبر ۱ پر ملیں گے)

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا
نہیں رکھتا اور زمین میں بعد اس کی اصلاح کے فساد مت کرو اور خدا سے امید و بیم کے
وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ
ساتھ دعا مانگو۔ بیشک رحمت خدا نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔ اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ
پہلے خوشخبری دینے کے لئے ہوا کو بھیج دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھرے ہوئے بادلوں کو لے آتی ہے
رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ
تو ہم ان کو مردہ زمینوں کی طرف لے جاتے ہیں پھر ان میں سے پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ذریعہ سے
فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ
ہم قسم کے پھل پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو (بھی) زندہ کریں گے تاکہ تم یاد رکھو۔
نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ
اور عمدہ زمین کی نباتات تو حکم خدا سے خوب اگتی ہے۔ اور جو زمین ناکارہ ہوتی ہے اس میں
نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ
سے کچھ نہیں اگتا مگر اکا دکا۔ ہم اسی طرح شکر کرنے والوں کے لئے نشانیوں کا الٹ پھیر کیا کرتے ہیں،
كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پس انہوں نے یہ فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی
نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں ہے۔
غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ
میں ضرور تمہارے لئے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ
ان کی قوم کے شرفاء نے یہ کہہ دیا کہ ہم تو آپ ہی کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔
لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾
حضرت نوح نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں گمراہی (ذرہ بھر بھی) نہیں ہے بلکہ میں تو پروردگار کی طرف سے پیغامبر ہوں۔
اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری ہی خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں

ایمان لائے اور ان کا ایمان ان کے کردہ و ناکردہ گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ (ابن حوالی محمد مین پڑھئے)

۱ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین حالت فساد میں تھی خدا نے تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے اس کی اصلاح کی اور پھر یہ حکم دے دیا کہ اب اصلاح ہو جانے کے بعد زمین میں فساد مت کرو۔ تفسیر قمی میں اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضیٰ کے ذریعہ سے زمین کی اصلاح کر دی تھی مگر لوگوں نے جب بعد رسول خدا جناب امیر المومنین علیہ السلام کی اطاعت چھوڑ دی تو پھر اس کو خراب کر دیا۔

۲ یخرج نباتہ باذن ربہ یہ تعبیر اس امر کی ہے کہ عمدہ زمین کی نباتات کثرت سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ سہولت سے بھی۔ خوبصورت بھی ہوتی ہے اور زیادہ بھی ہوتی ہے اور نفع بھی زیادہ دیتی ہے۔

۳ نکدا تعداد میں بھی کم اور منفعت میں بھی۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت بطور مثل کے بیان کی گئی ہے۔ کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کا علم حکم خدا سے بکثرت شائع ہوتا رہتا ہے اور اس کا نفع بھی کثیر ہے۔ اور ان کے دشمنوں کا اول تو علم ہی قلیل ہے اور اگر کچھ ہو بھی تو اس سے کسی کو کچھ نفع نہیں کیوں کہ وہ ناقص و خراب ہے۔ المناقب میں وارد ہے کہ عمرو بن العاص نے جناب امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ حضرات کی ڈاڑھیاں ہم لوگوں سے بھری ہوئی اور گھنی ہوتی ہیں تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۴ نوحا نوح علیہ السلام جن کا اصلی نام عبد الغفار یا عبد الاعلیٰ یا عبد الملک تھا بیٹے ملک کے پوتے متوشلخ کے اور پڑپوتے ادریس کے تھے۔ نوح اس لئے مشہور ہوئے کہ پانچ سو برس تک اپنی قوم اور اپنے نفس کے لئے روتے رہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ آدم کو نوح کی بشارت دی گئی تھی اور یہ خبر کہ ان کی قوم ان کو جھٹلائے گی اور وہ خدا سے دعا کریں گے اور خدا ان کی دعا کے سبب ان کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ پس آدم نے اپنی اولاد کو وصیت کر دی تھی کہ تم میں سے جو شخص نوح کو پائے ان پر

تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى
جو تم نہیں جانتے کیا تمہیں اس سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت تمہیں میں سے
رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۴﴾
ایک مرد پر نازل ہوئی تاکہ وہ تم کو ڈرائے، اور تم متقی ہو جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے،
فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا
پس انہوں نے ان کو جھٹلایا اور ہم نے خود ان کو اور کشتی میں جو ان کے ساتھ تھے ان کو نجات دے دی
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاِلٰى
اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ان کو ہم نے غرق کر دیا بیشک وہ لوگ کور باطن تھے۔
عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اور عاد کی طرف ہم نے انہیں کے ہم قوم ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو کہ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم (عذاب خدا سے) نہیں ڈرتے۔ ان کی قوم میں سے جو کافر تھے ان میں سب سے
قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾
بڑے بڑوں نے کہا ہم تو تم کو یقینی نادانی میں دیکھتے ہیں اور بیشک ہم تم کو جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں۔
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ
(انہوں نے) فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں ذرہ بھر نادانی نہیں ہے بلکہ میں تو پروردگار عالم کی طرف
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾
سے رسول ہوں۔ اپنے پروردگار کے پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتبر خیر خواہ ہوں۔
اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
کیا تم کو اس سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت تمہیں میں سے ایک شخص پر نازل ہوئی
لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ
کہ وہ تم کو ڈرائے اور تم یاد کرو جب کہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے۔
نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ
اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا ہے پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرتے رہو۔
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (انہوں نے) کہا کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی (تو)

۱ الی عاد اخاھم ھودا۔ لفظی معنی یہ ہیں کہ ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو رسول بنا کر بھیجا جس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ہودؑ بھی قوم عاد میں سے ایک شخص تھے اور یہ عرب کا محاورہ ہے کہ کسی قوم وقبیلہ کے ایک شخص کو اس قوم کے بھائی کے لفظ سے تعبیر کیا کرتے ہیں مثلاً یہ کہتے ہیں یا اخا العرب۔ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے کسی نے یہ عرض کی کہ آپ کے جدامجد نے تو یہ فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے برخلاف بغاوت کی ہے اور ان کی بغاوت کے سبب ہم نے اس ان سے مقابلہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا واے ہو تجھ پر کیا تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا خدا خود فرماتا ہے والی عاد اخاھم صالحاً والی مدین اخاھم شعیباً۔ تو یہاں مطلب یہ ہے کہ وہ اس قوم اور کنبے سے تھے اس سبب سے بھائی کہا ہے نہ یہ کہ وہ دین میں بھائی تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قوم عاد کو خدا نے ہلاک کیا اور ہود کو نجات دی قوم ثمود کو ہلاک کیا اور صالح کو نجات دی، حضرت ہودؑ علیہ السلام کے بیٹے شالخ کے تھے۔ پوتے ارفخشد کے تھے، اور پڑپوتے سام کے۔ اور سام حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عاد جن کے نام سے ساری قوم مشہور ہے یہ حضرت ہودؑ کے جدامجد میں تھے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سام کو حضرت ہودؑ کی خوشخبری سنائی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ ایک نبی کو پیدا کرے گا" ہے جس کا نام ہودؑ ہوگا اور وہ اپنی قوم کو دین خدا کی دعوت کرے گا اور وہ سب کے سب اسے جھٹلائیں گے اور وہ ان کے حق میں بددعا کرے گا وہ سب کے سب طوفان ہوا سے ہلاک ہوں گے پس جو تمہاری اولاد میں سے اسے پائے لازم ہے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کا اتباع کرے حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ہود علیہ السلام تک کوئی نبی ہوئے۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں (جاؤ)

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اگر تم سچے ہو۔ تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کرتے ہو اسے لے آؤ۔ (حضرت ہودؑ نے) فرمایا کہ تم پر

رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ

تمہارے پروردگار کی طرف سے عذاب غضب (تو) آچکا ہے کیا تم مجھ سے ایسی چیزوں کے بارے میں جھگڑتے ہو

وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ

جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے خود سے نامزد کر لیا (اور) اللہ نے ان کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

لہٰذا تم (عذاب کے) منتظر رہو اور میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

پس ہم نے (خود) ان کو اور جو ان کے ساتھی تھے ان کو اپنی رحمت سے نجات دی اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے اور مومن نہ تھے ان کی

مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

ہم نے نسل قطع کر دی اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا تھا۔ انہوں نے یہ کہا کہ اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس کھلا معجزہ آیا ہے

مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ

یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی ہے اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

اور اسے بری طرح نہ چھونا (یعنی تکلیف نہ پہنچانا) ورنہ تم کو دردناک عذاب آئے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي

اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا ہے

الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ

اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے کہ نرم زمینوں میں تم محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو کاٹ (کاٹ) کے تم مکان بناتے ہو۔

الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

تو اب اللہ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہو اور زمین میں فساد مت کرو

لے قطعنا دابر الذین کذبوا بآیاتنا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کا استیصال کر دیا اور ان کی نسلیں منقطع کر دیں اور صورت اس کی یہ ہوئی کہ خدائے تعالیٰ نے ایک کالی گھٹا پیدا کر دی تھی جس سے وہ تو یہ سمجھے کہ بارش آتی ہے اور آئی اس سے ایسی آندھی کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسی ہوا کا نام ریح عقیم ہے اور یہ ساتوں زمینوں کے نیچے سے نکلتی ہے اور سوائے قوم عاد پر آنے کے کہ جب غضب خدا نازل ہوا آئی تھی اور کبھی نہیں نکلی۔ خدائے تعالیٰ کا حکم اس کے نگہبانوں کو یہ پہنچا تھا کہ ایک انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہوا نکالیں مگر جب انہوں نے کھولا تو ایک بیل کے نتھنے کے برابر نکل بھی وہ نگہبان چیخ اٹھے کہ خدا دہ ہمارے اختیار سے باہر ہو گئی اور ہم کو خوف ہے کہ تیز مخلوق میں سے جو نافرمان نہیں ہیں کہیں وہ نہ ہلاک ہو جائیں۔ اور معمور شہر ویران نہ ہو جائیں۔ خدائے تعالیٰ نے اسی وقت جبرئیل امین کو بھیجا کہ انہوں نے اپنے بازوؤں کے زور سے ہٹا کر اسے اس کے مقام تک پہنچا دیا اور یہ حکم دیا کہ جتنی کا حکم دیا ہے اتنی ہی نکلے پس وہ اتنی ہی نکلی اور قوم عاد کو اور جو جو اس کے پاس تھے سب کو ہلاک کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ہوا کا ایک مقفل خزانہ ہے اگر اس کو کھول دیا جائے تو آسمان و زمین کے مابین جو کچھ ہیں سب ہلاک ہو جائیں۔ قوم عاد پر اسی میں سے ایک انگشتری کے حلقے کے برابر بھیجی گئی تھی۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہودؑ و صالحؑ، و شعیبؑ و اسماعیل علیہم السلام و جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء میں سے عربی بولنے والے ہوئے ہیں۔

(باقی حواشی نمبر میں پڑھئے)

مُفْسِدِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

ان کی قوم میں سے جو (بڑے) بڑے تھے، ان کے سرداروں نے ان کمزور لوگوں سے

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

جو ایمان لائے تھے کہا کیا تم یہ جانتے ہو کہ صالح خدا کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہے

مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٧٥﴾

(انہوں نے) کہا کہ جو کچھ یہ لے کر آئے ہیں ہم تو اس پر بالیقین ایمان رکھتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٧٦﴾

متکبرین نے کہا کہ تم جس پر ایمان رکھتے ہو ہم اس کے بالیقین منکر ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ

پھر انہوں نے اونٹنی کو پے کر دیا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور یہ کہہ دیا کہ اے صالح

ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧٧﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

اگر تم رسولوں میں سے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اسے لے آؤ۔ آخر زلزلے

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں (بیٹھے کے) بیٹھے رہ گئے۔ اور حضرت صالح ان سے روگرداں ہوئے

وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اور فرمایا کہ اے میری قوم میں نے تو اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا تھا اور تم کو نصیحت کر دی تھی

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

و لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔ اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا تو

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ایسی بدی کرتے ہو کہ ویسی بدی تمام عالم

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ

میں کسی نے نہیں کی۔ بیشک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو،

النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ

تم ضرور حد سے گزر جانے والے لوگوں میں سے ہو۔ اور ان کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ

سوائے اس کے کہ یہ کہنے لگے کہ ان کو اپنے گاؤں سے نکال دو۔

---

۱ فعقروا الناقة لفظی معنی سب نے اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں نسبت اس فعل کی خدائے تعالیٰ نے سب کی طرف دی ہے حالانکہ یہ فعل ان میں سے کسی ایک شخص نے کیا تھا لیکن چونکہ رضا اس میں سب کی تھی، اس لئے منسوب سب سے کیا گیا۔

۲ فاخذتهم الرجفة۔ لفظی معنی ان کو زلزلے نے آلیا اور سورہ ہود میں فرمایا ہے واخذ الذین ظلموا الصیحة (اور ان ظالموں کے چیخ نے (آلیا) اور سورہ حجر میں فرمایا ہے فاخذتهم الصیحة (ان کو سخت آواز سے آپکڑا) تو یہ حقیقت میں اختلاف نہیں ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زور سے آواز آئی اور پھر زلزلہ جیسا کہ تفسیر میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان پر سخت آواز اور زلزلہ بھیجا اور سب ہلاک ہو گئے۔

۳ جاثمین۔ جہاں کے تہاں کھڑے کے کھڑے اور بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے، اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ حضرت صالح علیہ السلام کا پورا قصہ جو جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام موجود ہے۔ وہ ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے۔

۴ لوطاً کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ اور حضرت لوط علیہ السلام کی ماں دونوں بہنیں تھیں وہ دونوں لاوج کی بیٹیاں تھی اور لاوج ایک ڈرانے والے نبی تھے رسول نہیں تھے۔ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی تھے اور سارہ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت لوطؑ کی حقیقی بہن تھیں۔ اور حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ دونوں ڈرانے والے نبی تھے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت

حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک نمرود سے نکلے ہیں تو حضرت لوط علیہ السلام ان کے ساتھ تھے اس لئے کہ حضرت سارہ ان کو نہیں چھوڑتی تھیں تا آنکہ شامات کی بلند زمین میں آکر اترے اس وقت حضرت لوط علیہ السلام شامات کی نشیبی زمین کی طرف چلے گئے۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ

اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو (بڑے) پاک بنتے ہیں۔ پس ہم نے لوط اور ان کے بال بچوں کو نجات دی سوائے

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ

ان کی زوجہ کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔ اور ان پر ہم نے پتھروں کا مینھ برسایا۔

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ

پس غور کرو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا۔ اور مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ

انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا

تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس (کھلی) دلیل آچکی ہے تو اب پیمانہ اور ترازو پورے رکھو

تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور بعد اصلاح ہوجانے کے زمین میں فساد مت پھیلاؤ

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾

یہ بات تمہارے لئے بہت ہی اچھی ہے اگر تم مومن ہو۔ اور ہر رستے میں

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ

اس غرض سے نہ بیٹھو کہ لوگوں کو ڈراؤ اور جو اللہ پر ایمان لائیں ان کو راہ خدا سے باز رکھو،

سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ

اور اس کی بی کے خواستگار ہو۔ اور اس کو یاد رکھو کہ تم تھوڑے سے تھے خدا نے تم کو بڑھا دیا ہے

كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۡ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا رہا ہے۔ اور اگر

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ

تم میں سے ایک گروہ اس حکم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لے آیا اور ایک گروہ

اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ

ایمان نہ لایا تو صبر کرو جب تک کہ خدا ہمارے مابین فیصلہ نہ فرما

اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

دے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ فرمانے والا ہے۔

ل وامطرنا علیہم مطرا۔ یہ عجیب قسم کا مینہ تھا جس میں پتھریلی مٹی کی بارش ان پر برسی تھی اس کا ذکر تو کسی دوسرے موقع پر آئے گا۔ یہاں صرف اتنا لکھا جاتا ہے کہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اس قوم میں تیس برس رہے یہ خود ان میں سے نہیں تھے بلکہ اور جگہ سے آکر ان میں رہ پڑے تھے۔ یہ برابر ان کو اطاعت خدا کی ترغیب و تحریص دلاتے تھے اور بدیوں سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے علاوہ عمل قوم لوط کے اور جو بدیاں ان میں تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ غسل جنابت نہ کرتے تھے۔ دوسرے اپنے کھانے کے بارے میں سخت بخیل تھے پس ان کے بخل کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے ان کے اندام نہانی میں ایک ایسا مرض پیدا کر دیا کہ جس کا کوئی علاج ہی نہ تھا چونکہ ان لوگوں کی آبادی شام و مصر کے قافلہ کے راستے پر تھی اس سبب سے مہمان وہاں اترتے رہتے تھے اور جب کوئی مہمان آکر اترتا تھا تو یہ اپنے بخل کے سبب سے اس کو فضیحت کرنا چاہتے یعنی اس سے اس فعل کے طالب ہوتے جس کی اس کو خواہش نہ ہوتی اور مقصد یہ تھا کہ مہمان ادھر سے آنا چھوڑ دیں رفتہ رفتہ بخل نے ان میں وہ بیماری پیدا کر دی جس کے واسطے کے لئے انہی لوگوں کو بہت کچھ دینا پڑتا تھا اور حضرت لوط علیہ السلام نہایت سخی اور کریم شخص تھے جو مہمان ان کے یہاں آکے اترتے وہ بڑی خاطر و مدارات کرتے یہ لوگ ان کو اس سے منع کرتے اور دھمکی دیتے کہ ہم آپ کے مہمانوں کو بھی فضیحت کریں گے ناچار جب حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں کوئی مہمان آکر اترتا تو یہ حضرت لوگوں سے چھپاتے تھے۔ (بقیہ قصہ انشاء اللہ سورہ ہود اور سورہ حجر کی تفسیر میں آئے گا)

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

الجزء (۹)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ
ان کی قوم میں سے جو بڑا بننا چاہتے تھے، ان کے سرداروں نے کہا کہ اے شعیب
يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ
ہم تم کو اور تمہارے ساتھ جو ایمان لائے ہیں ان کو اپنے گاؤں سے ضرور نکال دیں گے،
مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ
یا تم بھی ہمارے مذہب میں پلٹ آؤ۔ (حضرت شعیبؑ نے) جواب دیا (آیا) ہم پلٹ آئیں گے۔
كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا
گو ہم نفرت کرتے ہوں۔ اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ آئیں بعد اس کے کہ اللہ ہم کو اس سے نجات دے چکا
يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا
ہے تو ضرور ہم خدا پر جھوٹا بہتان باندھنے والے ہوئے اور ہم کو ہو کیا گیا ہے کہ
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ
ہم اس دین میں لوٹ آئیں سوائے اس کہ ہمارے پروردگار کی خواہش یوں ہی ہو۔
قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
ہمارے پروردگار کا علم ہر چیز پر حاوی ہے، اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اے ہمارے پروردگار تو
كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا
ہمارے اور ہماری قوم کے مابین حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو (ہی) سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے،
لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ
اور ان کی قوم میں سے جو کافر ہو گئے ان کے سرداروں نے یہ کہا کہ اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی
جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ
کی تو اس صورت میں تم بھی یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر ان کو زلزلے نے آلیا۔
اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ
اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی وہ ایسے برباد ہو گئے گویا کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے جنہوں نے
وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ
شعیبؑ کو جھٹلایا تھا نقصان اٹھانے والے وہی ہوئے پس شعیبؑ ان سے روگردان ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے
فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ
پروردگار کے پیغام یقیناً پہنچا دیئے اور تمہیں نصیحت بھی کی تو اب منکر لوگوں کے لئے رنج کیا کروں اور ہم نے

الربع

۱ لتعودن فی ملتنا۔ عود کے ظاہری معنی ہیں لوٹ آنا مگر چونکہ اپنی قوم کے دین پر یعنی کفر پر کبھی نہیں ہوتا اس سبب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے زعم باطل کے سبب یہ لفظ استعمال کیا کیوں کہ وہ حضرت شعیبؑ کو قبل آغاز ہدایت اپنے ہی دین پر سمجھتے ہوں گے، یا عود کے معنی فقط ہو جانے کے ہیں۔

۲ ربنا افتح بیننا وبین قومنا اس کے معنی ہیں خدا وندا ہمارے مابین اور ہماری قوم کے مابین فیصلہ کر۔ یہاں افتح یا تو فتاحت سے ہے جس کے معنی حکومت یا فیصلہ کرنا، اور اسی سے فتاح ہے جس کے معنی حکومت قاضی یا فیصلہ کنندہ یا معمولی فتح ہو جس کے معنی مشکل کا حل کر دینا اور مطلب یہ ہو کہ یہ صاف ظاہر ہو جائے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔

۳ فاخذتهم الرجفة ظاہری معنی ہیں کہ ان کو زلزلہ یا صاعقہ نے آلیا، اور سورہ ہود میں فرماتا ہے واخذت الذین ظلموا الصیحة (جو ظالم تھے ان کو ایک سخت آواز نے آلیا) اور صاعقہ میں آواز سخت ضرور ہوتی ہے لہٰذا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان پر ایک سخت آواز مسلط کر دی جس کے صدمہ سے سب مر گئے۔

۴ کان لم یغنوا فیها مطلب یہ ہے کہ ایسے اجڑ گئے گویا اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ (جب اس کا انکار کیا تو) وہاں کے باشندوں کو افلاس و مرض میں (بھی)
يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا
گرفتار کیا تاکہ ان کے دل نرم ہوں اور وہ روئیں پیٹیں (اگر وہ روئے دھوئے تو) پھر ہم نے ان کی بلا کو عافیت سے بدل (بھی)
وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً
دیا یہاں تک کہ وہ خوب بڑھے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادوں پر مصیبتیں اور راحتیں (سب ہی کچھ) گزر چکی
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا
ہیں پھر ہم نے ان کو یکایک ایسے حال میں کہ وہ بے خبر تھے دھر پکڑا اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے
لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ
اور ڈرتے رہتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ ولیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے بھی جیسی
كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ
(جیسی) بدیاں وہ کیا کرتے تھے اسی کے بموجب ان سے مواخذہ کیا۔ کیا گاؤں والے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ
الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ
ہمارا عذاب ان کو راتوں رات آلے اور وہ سوتے کے سوتے رہیں یا گاؤں والے
اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾
اس سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان کو دن دہاڑے آلے اور وہ کھیل کود ہی میں ہوں کیا وہ خدا کے بدلا لینے سے مطمئن ہو گئے ہیں
اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
حالانکہ خدا کے عذاب سے سوائے نقصان اٹھانے والوں کے کوئی مطمئن نہیں ہوا کرتا
الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ
کیا اس نے ان لوگوں کو جو پہلے مالکوں کے بعد زمین کے وارث ہوئے ہیں اس امر کی ہدایت نہیں کی ہے کہ اگر ہم چاہیں
اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى
تو ان کے گناہوں کے بدلے میں ان پر مصیبت نازل کر دیں اور ان کے دلوں پر ایسی مہر لگا دیں کہ وہ نہ کچھ سنیں (نہ سمجھیں)
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ
وہ بستیاں جن کی بعض خبریں ہم تم سے بیان کرتے ہیں یہی ہیں اور ان کے پیغمبر ان کے پاس
مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا
دلیلیں لے کر یقینا آئے تھے جن کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے ان پر

۱ قد مس آباءنا الضراء و السراء مطلب یہ ہے کہ نعمتوں کی کثرت نے ان کو ایسا بھلا دیا تھا کہ انہوں نے شکر خدا چھوڑ دیا تھا اور خدا بھول گئے تھے، اور یہ کہنے لگے تھے کہ یہ زمانے کی عادت ہے کہ لوگوں پر کبھی افلاس طاری ہوتا ہے کبھی بیماری۔ ایسا ہی ہمارے باپ دادا پر بھی کبھی اتفاق پڑا تھا مگر انہوں نے باوجود اپنے افلاس و بیماری کے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا۔ تو بھلا ہم بدلیں گے۔

۲ مکر اللہ یہ لفظ استعارہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ باوجود اس قدر سامان فراہم ہونے کے حکم خدا نہیں مانتا تو اس کو ڈھیل دی جاتی ہے، جب اس کی سرکشی بہت بڑھ جاتی ہے تو یکایک اس پر عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں وارد ہے کہ مکر اللہ سے مراد عذاب اللہ۔

۳ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ جو عالم ذر میں کسی امر کی تکذیب کر چکے تھے وہ دنیا میں بھی اس امر پر ایمان نہ لائیں گے۔ یہ آیت ان لوگوں کے قول کو رد کرتی ہے جو عالم ذر کے میثاق کے منکر ہیں۔

كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ
کسی طرح ایمان نہ لائے، اسی طرح سے اللہ انکار کرنے والوں کے دلوں پر چھاپا لگا دیا کرتا ہے، اور ہم نے ان میں سے
عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ
بہت سوں میں (اپنی) بات کا پاس نہ پایا، اور ہم نے ان میں سے بہت سوں کو نافرمان پایا، پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام
وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ
کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے ارکین دولت کے پاس بھیجا پس انہوں نے ان نشانیوں کا انکار کر دیا
مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ
اب غور کرلو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ
اے فرعون میں تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔ میرے لیے شایاں ہے کہ اللہ کا نام لے کر
اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى
حق کے سوا کوئی بات نہ کہوں میں تمہارے رب کے پاس سے دلیل لے کر آیا ہوں
اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ
پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔ (فرعون نے) کہا اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے
بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ
ہو (اور) اگر تم سچے بھی ہو تو لاؤ اسے پیش کرو، پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ
اور وہ یکایک ظاہر بظاہر اژدہا بن گیا اور اپنا ہاتھ جو نکالا تو وہ یکایک تمام دیکھنے والوں کے لئے بہت روشن ہو گیا،
مُّبِيْنٌ ۚ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ
قوم فرعون کے شرفاء نے کہا کہ ضرور یہ پڑھا ہوا جادوگر ہے، یہ تم کو تمہارے ملک سے
مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ
نکال دینا چاہتا ہے، اب تم کیا مشورہ دیتے ہو انہوں نے کہا کہ ان کو اور ان کے
مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ
بھائی کو تو (آپ) مہلت دیں اور شہروں میں گرد آور بھیج دیں کہ وہ ہر پڑھے ہوئے
فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ
جادوگر کو حضور میں لے آئیں اور وہ جادوگر فرعون کے پاس آگئے اور دریافت کرنے لگے کہ

لو ما وجدنا لاکثرھم من عھد۔ تفسیر عیاشی میں بروایت حضرت ابوذرؓ منقول ہے کہ بروز میثاق جن جن لوگوں سے عہد لیا گیا تھا ان میں سے کسی نے عہد خدا کو پورا نہیں کیا، سوائے اہلبیتؑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ان کے شیعوں میں سے ایک گروہ قلیل کے اور یہ خدا کے اسی قول سے ظاہر ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

۲ فرعون فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا جیسے فارس کے بادشاہ کا کسریٰ اور روم کے بادشاہ کا قیصر اور اس کا اصلی نام قابوس یا ولید تھا، اور اس کے باپ کا نام مصعب تھا اور دادا کا نام ریان۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ (نجومیوں سے یہ سننے کے سبب کہ میری ہلاکت موسیٰ علیہ السلام کے باعث ہوگی) فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے نکلنے کے لئے سات شہر بنائے تھے ایک کے اندر ایک اور ایک فصیل سے دوسری تک کئی جنگل قائم کئے تھے جن میں شیر پال رکھے تھے تاکہ سب سے اندر والے شہر میں بیٹھ کر موسیٰ علیہ السلام سے محفوظ رہے۔

ع جب خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو وہ شہر میں آئے پہلے شیروں نے جو دیکھا تو دم ہلاتے ہوئے بھاگ گئے، اب جس فصیل پر پہنچے وہ دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا یہاں تک کہ فرعون کے محل کے دروازہ پر پہنچ گئے اور بیٹھ گئے۔ کمل کا کرتہ پہنے ہوئے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا، جب چوبدار محل سے باہر نکلا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے بادشاہ تک پہنچا دے۔

(باقی برصفحہ ۱۹۶)

السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

اگر ہم غالب آگئے (تو) ہم کو کچھ صلہ بھی ملے گا؟ اس نے کہا ہاں (ملے گا) اور تم مقربین دربار سے بھی ضرور ہی ہو جاؤ گے

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا

(جادوگر) بولے کہ اے موسیٰ تو اب تم ڈالتے ہو یا ہم ہی ڈالنے والے بنیں (موسیٰ علیہ السلام نے)

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ

فرمایا کہ (تم ہی) ڈالو پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظربندی کردی اور ان کو ڈرایا

اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ

اور بہت بڑا جادو دکھایا موجود کیا۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تم بھی اپنا

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ

عصا ڈال دو۔ پس دیکھتے کیا ہیں کہ جو جو کچھ ڈھکوسلا انہوں نے بنا رکھا تھا وہ عصا ہے کہ سب کو نگلے جا رہا ہے

عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ

بس اس طرح (حق تو) حق ثابت ہو گیا اور جو عمل وہ کر رہے تھے (وہ سب) باطل ہو گیا پس جادوگر وہیں کے وہیں مغلوب

وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا

اور ذلیل ہو کر رہ گئے اور سب کے سب سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم عالموں کے پروردگار پر

صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا پروردگار ہے ایمان لائے فرعون نے کہا کہ تم اس پر قبل اس کے کہ میں تمہیں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ

اجازت دوں ایمان لے آئے ضرور یہ تمہاری کوئی چال ہے جو تم اس شہر میں چلے ہو کہ اس شہر کے باشندوں کو یہاں سے نکال دو۔

بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي

تو اب تم بھی مزہ چکھ لوگے۔ میں تمہارے مقابل کے ہاتھ پاؤں ضرور کاٹوں گا۔

الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

پھر تم سب کو ضرور سولی دے دوں گا۔ انہوں نے کہا ہم

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ

تو لوٹ کر ضرور اپنے پروردگار کی حضور میں چلے جائیں گے اور تو ہم سے صرف اتنی ہی

لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

سی بات پر تو بگڑتا ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر جس وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵)
اس نے ذرا بھی پروا نہ کی اور جتنی دیر عصا کو منظور تھا موسیٰ علیہ السلام ٹھہرے رہے اور بہت دفعہ اٹھا سے پہنچانے کو تنہا آخر اس نے جھلا کر کہا کہ خدا کو سوا تمہارے کوئی بھی رسول نہ ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی غصہ آگیا، دروازہ پر عصا مارا کہ وہاں سے فرعون کے مقام تک جتنے دروازے تھے جب کھل گئے اور فرعون نے اپنے دربار میں بیٹھے بیٹھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا تو اس نے حکم دیا کہ ان کو آنے دو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے تو وہ ایک ایسے قبے میں بیٹھا تھا جس کی بلندی اسی ہاتھ تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے پروردگار عالم نے تیرے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے اس نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو کوئی نشانی لائیے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دوشاخہ عصا ڈال دیا جو فوراً کھلے منہ کا اژدھا بن گیا جس کا ایک ہونٹ تو زمین پر تھا اور دوسرا سرا قبہ کی چوٹی پر۔ اب جو فرعون نے اس کے اندر کی طرف نگاہ کی تو آگ دہک رہی تھی اور وہ اس کو منہ اس کے مکان کے نگلنے پر تیار تھا خوف کے مارے اس سے حدث صادر ہوا اور چیخ کر کہا کہ اے موسیٰ اس کو لے لیجئے۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے وہ فرمایا جو آگے کی آیت میں ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۹۶)
لہ قالوا ارجہ واخاہ مطلب یہ تھا کہ ان کو یہاں سے ہٹا دے تاکہ غور کرنے کا اور ان دونوں کے بارے میں

(باقی بر صفحہ ۱۹۷)

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ
بھی وہ ہمارے پاس آئیں ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار ہم کو بہت سا صبر عنایت فرما
رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ
اور ہمارا خاتمہ اسلام پر کردے اور قوم فرعون کے شرفاء نے کہا کہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام کو
مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ
اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں حالانکہ وہ تجھ کو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ چکے ہیں۔
وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْىٖ
(فرعون نے) کہا کہ ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کردیں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور ہم
نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ
ان پر یقیناً غالب رہیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔
اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ
بے شک یہ زمین اللہ ہی کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کردیتا ہے حالانکہ انجام
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ
پرہیزگاروں ہی کا بہتر ہے۔ (بنی اسرائیل) بولے کہ (اے موسیٰ) ہم نے تو تمہارے آنے سے پہلے بھی ایذا پائی
قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ
اور تمہارے آنے کے بعد بھی فرمایا قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے
اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ
اور تم کو زمین میں ان کا قائم مقام کردے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اور بیشک
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ
ہم نے فرعون والوں کو متواتر قحطوں کی اور پھلوں کی کمی کی یقینی سزا دی تاکہ وہ عبرت پکڑیں۔
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا
پھر جب ان کے یہاں فراغت ہوتی تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ (فراغی) تو ہماری ہی وجہ سے ہوتی ہے۔
لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ
اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو اس کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بیان کرتے آگاہ
اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾
رہو کہ اسباب نحوست خدا ہی کے اختیار میں ہیں لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں، اور انہوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جب بھی کوئی ایسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵)
تدبیر کرنے کا موقع ملے۔ تفسیر عیاشی میں وارد ہوا ہے کہ اس دن فرعون کے درباریوں میں کوئی ولد الزنا نہ تھا ورنہ وہ ان دونوں کے قتل کا مشورہ دیتا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح ہماری ایذا کے درپے وہی ہوتا ہے جس کی ولادت میں کوئی خباثت ہو۔

(حاشیہ صفحہ ۱۹۶)
۱ اما ان تلقی و اما ان نکون نحن الملقین۔ ساحرین نے ادب کی رعایت سے موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا ورنہ دل تو ان کا یہی چاہتا تھا کہ پہلے وہ اپنا ہی کرتب دکھلائیں اور لوگوں پر اپنا سکہ بٹھائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اظہار کرم کے لئے چشم پوشی کے لئے اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میرا بھروسا تائید ایزدی پر ہے اور مجھے تمہارے مقابلے کی کچھ بھی پروا نہیں۔ ان کو پہلے ڈالنے کی اجازت دے دی۔

۲ وجاءوا بسحر عظیم روایت میں ہے انہوں نے موٹے موٹے رسے اور لمبے لمبے لکڑ ڈالے تھے جو سب سانپ معلوم ہوتے تھے تمام میدان ان سے بھر گیا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھا چلا جاتا تھا۔

۳ فاذا ھی تلقف ما یافکون۔ اب موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو اژدھا بنا تو وہ ان سارے رسوں کو اور لکڑوں کو ہڑپ کر گیا اور پھر تماشائیوں کی طرف لپکا اور وہ ویسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ ایک دوسرے پر گرا۔ اور ان میں سے بہت سے کام آگئے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھالیا تو عصا کا عصا تھا۔ تمام ساحر اس کے قائل

(باقی بر صفحہ ۱۹۸)

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ

نشانی لاؤ کہ اس سے ہم پر جادو کردو تو ہم تو تم پر کبھی ایمان لائیں گے نہیں۔

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ

پس ہم نے ان پر طوفان (بھی) بھیجا۔ ٹڈیاں بھی پچھڑیاں بھی مینڈک بھی خون بھی

وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

یہ کھلی نشانیاں تھیں پھر بھی وہ اکڑے اس لئے کہ وہ لوگ گنہگار ہی تھے

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى

اور جب ان پر عذاب آتا تو کہنے لگتے کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ

بموجب اس عہد کے جو اس نے تم سے کیا ہے دعا کرو اگر تم نے عذاب ہم سے دور کردیا تو ضرور تم پر ایمان بھی لے آئیں گے

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا

اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ ضرور روانہ کردیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب کو ایک مدت کے لئے

كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ

ہٹا لیتے تو وہ اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے پہلے پھر بدعہدی کرتے آخر ہم نے ان سے بدلا لیا اور اس بات کے

يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ

عوض میں کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ان کو سمندر میں ڈبو دیا حالانکہ وہ اس عوض لینے (کے خیال) سے غافل تھے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ

اور ہم نے اس قوم کو جو ضعیف کردی گئی تھی اس زمین کے اس سرے سے اس سرے تک کا مالک بنا دیا

الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

جس میں ان کو برکت بھی دی اور بنی اسرائیل کے حق میں بوجہ ان کے صبر کے

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ

تمہارے رب کا اچھا (اور سچا) وعدہ پورا

اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ

ہوگیا اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بناتا اور بلند کیا کرتی تھی وہ سب کچھ ہم نے برباد کردیا

وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر پار لے گئے اور وہ ایک ایسی قوم کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۶)

ہو گئے کہ گویہ جادو ہوتا تو ہمارے رسے اور لکڑ بھی باقی رہتے۔

۲ ان هذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ یہ فرعون کا قول اس غرض سے تھا کہ لوگوں کو دھوکے میں ڈال دے کہ وہ مثل جادوگروں کے ایمان نہ لے آئیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۹۷)

۱ ویذرک والھتک لفظی معنی یں کہ وہ تجھ کو اور تیرے خداؤں کو چھوڑ دے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کیا کرتا تھا بعد میں خود خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اسے یوں پڑھا کرتے تھے ویذرک و الھتک (یعنی تجھ کو اور تیری عبادت کو چھوڑ دے) اور روایت میں یوں آیا ہے کہ فرعون نے اپنے لئے کچھ بت بنا دیئے تھے اور لوگوں کو یہ حکم دیا تھا کہ ہمارا تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کی عبادت کیا کرو۔ اسی سبب سے اس نے کہا انا ربکم الاعلیٰ۔

۲ ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت فرما کر کہا کہ جو کچھ اللہ کا ہے وہ رسول کا ہے اور جو کچھ رسول کا ہے وہ بعد رسول امام کا ہے۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے خدا کی کتاب میں پایا۔ ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔ جس میں میں اور میرے اہلبیتؑ وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنی زمین کا وارث

(باقی ۱۹۹ پر)

الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا
پاس پہنچے جو اپنے بتوں کی عبادت پر اڑے ہوئے تھے، (تو اس وقت) بولے کہ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی معبود
يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
بنا دیجئے جیسے کہ ان کے کئی کئی معبود ہیں (موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا یقیناً تم جاہل لوگ ہو یہ لوگ
تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا
جس دین میں ہیں وہ ضرور تباہ ہونے والا ہے، اور ان کے کل اعمال اکارت ہونے والے ہیں، (یہ بھی) فرمایا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى
میں تمہارے لئے خدا کے سوا کوئی اور معبود تلاش کردوں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے تم کو تمام عالموں پر فضیلت دی ہے اور
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
(اس وقت کا یاد کرو) جب کہ ہم نے تم کو فرعون والے (کے ہاتھ) سے نجات دی تھی جو تم کو برے سے برے عذاب دیا کرتے تھے
الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ
(یعنی) تمہارے بیٹوں کو قتل کیا کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے
ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً
(تمہاری) بڑی سخت آزمائش تھی اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس شبوں کا وعدہ کیا تھا
وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ
اور ایک عشرہ اور ملا کر اس کو پورا کیا۔ پس ان کے پروردگار کی مقررہ مدت چالیس شب میں پوری ہوئی۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے
مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ
بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کہ تم میری قوم میں میرے خلیفہ بنو اور اصلاح کرتے رہو،
سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ
اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کرنا، اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررہ وقت پر آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے باتیں کیں
رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ
(موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا دے کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا کہ تو مجھے
اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ
ہرگز نہ دیکھے گا لیکن پہاڑ کی طرف نظر کر اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو پس تو مجھے دیکھ لے گا پس جس وقت اس کا پروردگار
لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ
(یعنی) اس کا پیدا کیا ہوا (نور) پہاڑ (والوں) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۷
کیا ہے اور منتقی ہم ہیں اور پوری زمین ہماری ہے پس مسلمانوں میں جو کسی حصہ زمین کو آباد کرلے تو اسے لازم ہے کہ اس کا خراج اہلبیتؑ کے امام کی خدمت میں پہنچا دیا کرے اور جو کچھ باقی رہے وہ اس کا ہے اسے کھائے پیئے پھر اگر وہ اس حصہ زمین کو چھوڑ دے اور اس کو آباد کر کے پھر ویران کر دے اور ایک دوسرا مسلمان اس کو آباد کرے تو یہ نسبت چھوڑنے والے کے یہ اس کا زیادہ مستحق ہو جائے گا۔ اور اسے بھی لازم ہے کہ امام اہلبیت علیہم السلام کو خراج دیا کرے۔ اور باقی اس کا ہے یہ حکم اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے اور تلوار کے زور سے جس طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کو نکال دیا تھا۔ اسی طرح یہ حضرتؑ مشرکین وکفار و منافقین سب کو نکال دیں گے۔ صرف اس زمین کی ملکیت مسلم رہے گی جو ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی۔

۳ بالسنین جمع ہے سنۃ کی جس کے عام معنی ہیں سال اور اصطلاحی معنی ایسی خشک سالی جس میں بارش بہت ہی کم ہوئی ہو اور پانی بہت ہی کم میسر آیا ہو چونکہ ایسے سال کا چرا چگان پر زیادہ ہوتا ہے اور اس کو بطور واقعہ تاریخی کے یاد رکھا جاتا ہے، اس لئے عرب کے محاورہ میں جس سال قحط زیادہ ہو اسے سنۃ کہتے ہیں۔ اور یہاں سنین اس کی جمع آئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ کئی سال متواتر قحط پڑا تھا۔

۴ الحسنۃ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں حسنۃ کے معنی ہیں سرسبزی و وسعت رزق۔

۵ سیئۃ یہاں سیئۃ کے معنی ہیں خشک سالی و مصیبت۔

سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى
پڑے پھر جب ہوش میں آگئے، کہنے لگے تیری ذات منزہ ہے میں تیرے ہی حضور میں توبہ کرتا ہوں اور میں
اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ
(اس بات پر کہ تو دیکھا نہیں جا سکتا) سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں فرمایا اے موسیٰ بیشک میں نے تم کو اپنی رسالت
وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ
اور اپنے کلام کے لئے کل آدمیوں سے منتخب کر لیا ہے پس جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے اسے لو اور شکرگذار ہو اور ہم نے لوحوں میں
مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ
ان کے لئے نصیحت کی ہر بات اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی (اور ان کو یہ حکم دیا تھا)
يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُوْرِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ
کہ اس کو مضبوط ہو کر لو اور اپنی قوم کو حکم سنا دو کہ ان میں سے اچھی اچھی باتوں کو اختیار کر لیں
عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا
عنقریب میں تم کو نافرمانوں کا مکان دکھلا دوں گا عنقریب میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو ہٹا دوں گا جو زمین پر
كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ
ناحق تکبر کیا کرتے ہیں اور اگر وہ ہر ایک نشانی کو دیکھ بھی لیں گے تو بھی اس پر ایمان نہ لائیں گے
سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ
اور اگر وہ سیدھی کا راستہ دیکھ لیں گے تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں گے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ پائیں
بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
گے تو اسے اپنا راستہ بنالیں گے یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا
بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا
اور ان سے غافل رہے اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو اور آخرت سے کام پڑ جانے کو جھٹلایا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ
ان کے اعمال باطل ہو گئے کیا ان کو سوائے اس عمل کے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے کوئی اور بدلا
عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ
دیا جائے گا اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں سے ایک
سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِىْٓ اَيْدِيْهِمْ
بچھڑا بنا لیا (وہ) ایک کھوکھلی مورت تھی جس میں گائے کی سی آواز تھی سیاوہ اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ وہ (بچھڑا) نہ ان سے بات کرتا تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۸)

۱ الطوفان تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ طوفان کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ پانی کا بھی طوفان تھا اور اس کے ساتھ طاعون بھی تھا۔

۲ القمل اس سے مراد عام جوں نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی چھوٹی ٹڈی ہے جو زراعت کو بہت نقصان پہنچایا کرتی ہے۔

۳ آیات مفصلات لفظی معنی کھلی نشانیاں جس سے ہر عقلمند سمجھ لے کہ یہ خدائی طرف سے عذاب ہے، اس لئے کہ ایک دوسرے تک ایک سال کی مہلت دی جاتی تھی اور ایک عذاب یا نشانی پورے ہفتہ بھر تک قائم رہتی تھی۔

۴ الرجز لفظی معنی عذاب تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رجز کے معنی یہاں برف ہے پھر فرمایا خراسان ملک رجز ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل پر سرخ رنگ کی برف گری جیسی پہلے انہوں نے کبھی نہ دیکھی تھی پس وہ اس میں مر گئے اور چیخ اٹھے۔ اسی تفسیر میں ان تمام آیات خدا کا حال جس طرح فرعون اور فرعون والوں پر نازل ہوئیں بحوالہ حدیث لکھا ہے۔ (جسے آپ تفسیر مقبول میں ملاحظہ فرمائیں)

۱ انا اول المومنین۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یہ منقول ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے اول ہوں جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جا سکے گا۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا
اور نہ ان کو کوئی راستہ بتاتا تھا (اس پر بھی) انہوں نے یہ علم کیا کہ اسے پوجا اور جب وہ حد سے زیادہ نادم ہوئے اور
وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى
یہ سمجھ گئے کہ ہم گمراہ ہو چکے تو انہوں نے عرض کی کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ فرمائے گا اور ہمارے گناہ معاف نہ کردے
قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ
گا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف سخت غصے میں رنجیدہ
بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ
لوٹ کر آئے (تو) فرمایا کہ تم نے میرے بعد کیا ہی برا برتاؤ کیا ہے کیا تم نے اپنے پروردگار کی نسبت جلدی کی
بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ
اور (غصے سے) لوحیں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا (انہوں نے)
اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ
عرض کی کہ اے میرے ماں جائے بالتحقیق قوم نے مجھے ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر دے
الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ
پس آپ مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسائیں اور ظالم لوگوں کے ساتھ میرا شمار نہ کریں (موسیٰ علیہ السلام نے)
اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل کرلے، اور تو ہی سب رحم کرنے
الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ
والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ بالتحقیق جن لوگوں نے بچھڑا پوجا، عنقریب ان کے رب کی طرف سے
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
ان پر غضب آئے گا۔ اور زندگانی دنیا میں ان کو ذلت ملے گی، اور ہم افترا پردازوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔
الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ
اور جن لوگوں نے بدیاں کیں پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے بیشک تمہارا پروردگار
بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾
بعد توبہ کرلینے کے بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور
وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ
جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو انہوں نے لوحیں اٹھالیں

ل والقی الالواح اصل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو حمایت دین میں للہی غصہ آگیا تھا۔ روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان لوحوں کو ڈال دیا تو کچھ تو ان میں سے ٹوٹ گئیں اور کچھ غائب ہوگئیں۔ البصائر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوحوں میں سے بعض ٹوٹیں اور بعض سالم رہیں چھ باقی رہیں اور کچھ آسمان کو اٹھالی گئیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت یمن میں اس پتھر کو جانتے تھے جس نے موسیٰ علیہ السلام کی لوحیں ڈالنے کے وقت توریت کا جو حصہ ضائع ہوگیا تھا اس کو نگل لیا تھا۔ اور جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو آنحضرت کی خدمت میں پہنچا دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خدا ہمارے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے۔ بنی ہوئی بات دیکھی کے برابر نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کو آزمائش کی خبر دے دی تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ خدا نے جو خبر دی ہے وہ سچی ہے، اور ہاتھ میں جو کچھ تھا اس کو مضبوط لئے رہے مگر جب اپنی قوم کے پاس پلٹ کر آئے اور ان کی وہ حالت دیکھی تو غضب آہی گیا اور لوحیں ہاتھ سے چھوڑ دیں۔

ے واخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایسا اس لئے ہوا کہ بنی اسرائیل کے بچھڑا پوجنے کے وقت ہارون قوم سے روکشی کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس کیوں نہ چلے گئے۔

نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور اسکے نسخوں میں ان لوگوں کے لئے ہدایت و رحمت تھی جو اپنے پروردگار سے

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ

ڈرتے رہتے ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت کے لئے

اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ

چھانٹ لئے پھر جب ان کو زلزلے نے آلیا تو (موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر تو چاہتا

قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ

تو ان کو اور مجھے پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس کرتوت کے عوض ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے بے وقوف لوگوں نے کی ہے۔

اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ

یہ تو تیری طرف سے آزمائش ہے اس کے ذریعے سے جس سے تو چاہے توفیق ہدایت سلب کرلے اور جسے تو چاہے

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

ہدایت فرمادے۔ تو ہی ہمارا مالک ہے پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ

اچھا بخشنے والا ہے۔ اور اس دنیا میں ہمارے لئے خوبی لکھ دے، اور آخرت میں (جنت)

اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ

یقیناہم نے تیرے (ہی) حضور میں توبہ کی ہے (خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو جسے چاہتا ہوں

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ

پہنچاتا ہوں اور رحمت میری ہر چیز کو حاوی ہے پس عنقریب میں ان لوگوں کے لئے جو

الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ

ڈرتے رہتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور ان کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں رحمت لکھ دوں

الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي

گا وہ لوگ جو رسول کی پیروی کرتے ہیں (یعنی) اس نبی امی کی جس کا ذکر وہ اپنے

التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ

پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور بدی سے باز رکھتا ہے

الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال قرار دیتا ہے اور ناپاک چیزوں کو

۱ اتهلكنا بما فعل السفهاء منا۔ التوحید میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ستر آدمی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ پر پہنچے تو کہنے لگے کہ آپ نے خدا کو ضرور دیکھا ہے پس جیسے آپ نے دیکھا ہے ہمیں بھی دکھا دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے انہیں دیکھا اور نہ وہ آنکھوں سے دیکھنے کی چیز ہے اس پر وہ بولے کہ ہم جب تک خدا کو نہ دیکھ لیں گے کبھی ایمان نہ لائیں گے تب ان پر بجلی گری اور ایک ایک کو جلا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام رہ گئے اس وقت انہوں نے عرض کی کہ خداوندا میں بنی اسرائیل میں سے ستر آدمی چن کر لایا تھا اب میں جو تنہا لوٹ کر جاؤں گا تو میری قوم میری تصدیق کیوں کر کرے گی۔ اگر تجھے یہی منظور تھا تو پہلے ہی ان کو بھی اور ان کے ساتھ ہی ساتھ مجھ کو بھی ہلاک کر دیا ہوتا مگر کیا نادانوں کے کرتوت کے سبب تو ہم کو ہلاک کرے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس استدعا پر خدائے تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔

۲ ورحمتي وسعت كل شيء۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کیوں کہ یہاں مسلم و کافر مطیع و عاصی سب ہماری نعمتوں سے یکساں بہرہ ور ہوتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا و آخرت دونوں میں مراد ہو۔ کیوں کہ وہاں کی نعمتوں سے جو محروم ہوں گے بیشتر اپنی ہٹ دھرمی اپنی ضد اور اپنی ضلالت کے سبب۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ

ان پر حرام ٹھہراتا ہے اور ان کے وبال کو اور ان طوقوں کو جو ان کے گلے میں پڑے تھے ان سے دور کرتا ہے

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ

پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور (جنہوں نے) اس کو قوت پہنچائی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی

اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ

جو اس کے ساتھ ساتھ نازل ہوا ہے وہی تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تم کہہ دو کہ اے آدمیو میں تم سب کی طرف خدا کا پیغام لانے والا ہوں وہی خدا جس کا اختیار

وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

آسمان میں بھی ہے اور زمین میں بھی سوائے اس کے کوئی اور معبود نہیں ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے،

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ

پس تم اللہ پر اور اس کے رسول نبیٔ امی پر ایمان لاؤ جو خود خدا اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ

اور اسی کی پیروی کرو تاکہ تم (بھی) ہدایت یافتہ ہو جاؤ اور قوم موسیٰ میں سے ایک گروہ ان کا بھی

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ

تھا جو راہ حق بتلاتے تھے اور حق کے بموجب فیصلے کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کو (یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام کو) بارہ گھرانوں

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

میں گروہ گروہ کر کے تقسیم کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف جب اس کی قوم نے اس سے پانی مانگا ہم نے یہ وحی بھیجی کہ تم پتھر پر اپنا عصا مارو

الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ

پس اس سے بارہ چشمے بہ نکلے کہ ہر گروہ اپنے اپنے چشمے کو خوب پہچانتا تھا اور ہم نے ان پر بادل سے سایہ کیا تھا

اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ

اور ان پر من و سلویٰ نازل کیا تھا (اور ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ) جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا

ان میں سے کھاؤ پیو اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ

کیا لیکن اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے

۱ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

الجالس میں جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے منقول ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے محمدؐ کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور آپ پر اسی طرح وحی آتی ہے جس طرح موسیٰؑ ابن عمران پر آتی تھی۔ آنحضرتؐ ذرا خاموش رہے اور اس کے بعد فرمایا کہ بے شک میں آدمؑ کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور اس پر کچھ فخر نہیں اور میں خاتم النبیین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین ہوں ان لوگوں نے کہا کہ آپ رسول بنا کر کن کی طرف بھیجے گئے ہیں آیا عرب کی طرف یا عجم کی یا ہماری طرف۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

۲ من قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو لفظ امۃ آیا ہے اس سے مراد ایک ایسی قوم ہے جو چین سے ادھر ہے اور ان کے اور چین کے درمیان ایک گرم ریتیلی وادی پڑتی ہے ان لوگوں نے اب تک کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک کے پاس دوسرے سے زیادہ مال نہیں ہے رات کو ان میں مینہ برستا ہے اور دن میں دھوپ پڑتی ہے اور وہ اس میں کھیتی باڑی کر لیتے ہیں اور وہ صاحبان حق و ایمان ہیں۔

اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ان سے یہ کہا گیا کہ اس گاؤں میں آباد ہو اور اس میں سے جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيٰٓـتِكُمْ ؕ

کھاؤ (پیو) اور لفظ حطہ اپنی زبان پر جاری کرو اور اس دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو تو ہم تمہاری خطائیں

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ

بخش دیں گے عنقریب ہم نیکی کرنے والوں کو بڑھائیں گے تو ان لوگوں نے جو ان میں سے ظالم تھے

الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

اس بات کو بدل کر جو ان سے کہی گئی تھی دوسری کہہ دی پھر ہم نے بھی

كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ

بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اور ان سے اس گاؤں کا حال دریافت کرلو

الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ

جو سمندر کے کنارے تھا کہ (اس گاؤں والے) احکام سبت میں زیادتی کیا کرتے تھے،

سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ

(یعنی) ان کے سبت کے دن مچھلیاں (پانی پر) کنارے آجایا کرتی تھیں، اور جس دن ان کا سبت نہ ہوتا

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ

تھا اس طرح نہ آیا کرتی تھیں (اور اس طرح) بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے

تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

ہم ان کی آزمائش کیا کرتے تھے اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا تھا کہ تم ان لوگوں کو نصیحت ہی کیوں کرتے

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا

ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے تو (جواب میں انہوں نے) کہا تھا کہ (ہم تو) تمہارے رب کی حضور میں

ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ

الزام ہٹانے کی غرض سے (نصیحت کرتے ہیں) اور اس لئے کہ شاید یہ لوگ باز آجائیں۔ پھر جس وقت انہوں نے اس کو بھلا دیا جس کی ان کو

ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ

نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے لوگوں کو تو نجات دی جو بدی سے باز رکھا کرتے تھے اور ان کو جو نافرمانی کیا کرتے تھے بوجہ ان کی نافرمانیوں کے

مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ

بڑے عذاب میں گرفتار کرلیا پھر جب انہوں نے اس سے سرکشی کی جس سے ان کو منع کیا گیا تھا تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ (اب تم)

ع ۱۹ وسئلهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے کتاب علیؑ میں لکھا ہوا پایا کہ ایک قوم ایلاء کی رہنے والے قبیلہ ثمود سے تھی اور ان کی اطاعت کی آزمائش کے واسطے سبت کے دن مچھلیاں ان کے پاس بھیجی جاتی تھیں، پس وہ پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی ان نہروں میں جو ان کے دروازوں کے سامنے اور بازاروں میں تھیں آجاتی تھیں اور یہ جرأت کرکے ان کا شکار کرلیتے تھے مدتوں ایسا ہی ہوتا رہا ان کو نہ ان کے درویشوں نے منع کیا اور نہ ان کے علماء نے۔ پھر شیطان نے ان میں سے ایک گروہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ خدائے تعالیٰ نے سبت کے دن ان کے کھانے کی ممانعت کی ہے نہ کہ شکار کرلینے کی پس سبت کے دن شکار کرلو اور دنوں میں کھاتے رہنا۔ چنانچہ وہ گروہ تو شکار کرنے لگا اور نافرمان بن گیا اور ایک گروہ ان سے الگ ہوگیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم تم کو تمہاری نافرمانی کے سبب خدا سے ڈراتے ہیں۔ ایک دوسرا گروہ اور الگ ہوگیا اور وہ خاموش ہو رہا اس نے ان کو اور کوئی نصیحت نہ کی اس خاموش رہنے والے گروہ نے وعظ کرنے والے گروہ سے یہ کہا لم تعظون قوما ان الله مهلكهم او معذبهم عذابا شديدا انہوں نے جواب دیا (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

علقہ (۱) النصف

لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ
وَسیل بندر بن جباذ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارے پروردگار نے آگاہ کردیا تھا کہ ان
الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ
پر قیامت تک کے لئے کسی ایسے کو ضرور مقرر کرتا رہوں گا جو ان کو سخت عذاب دیا کرے گا بے شک تمہارا پروردگار
رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ
بہت جلد عذاب دینے والا ہے اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اور ہم نے ان کے گروہ
وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ
کے گروہ زمین میں متفرق کردیئے کچھ تو ان میں سے نیک ہیں اور کچھ اس کے خلاف
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا
اور ہم نے نیکیوں اور بدیوں سے ان کی آزمائش کی تاکہ وہ باز رہیں۔ پس ان کے بعد
الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ
ان کے قائم مقام ایسے نالائق ہوئے جو کتاب کے وارث بنے (اور) اس حقیر دنیا کی پونجی کو لیتے جاتے ہیں
لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ
اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ عنقریب ہمارے گناہ بخش دیئے جائیں گے حالانکہ ویسی ہی پونجی اگر ان کو (پھر)
عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ
ملے تو (پھر) لے لیں کیا ان سے کتاب میں یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کے ذمے کوئی بات سوائے سچ کے نہ بولیں
وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ
اور جو کچھ اس میں ہے اس کو وہ پڑھ (بھی) چکے ہیں حالانکہ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے اچھا ہے
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا
جو ڈرتے رہتے ہیں کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور وہ لوگ جو کتاب کی پیروی کرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں
الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا
بیشک ہم بھی ایسی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہ کریں گے اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر
الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ
ان کے اوپر اس طرح چھادیا گویا کہ وہ ایک سائبان تھا اور انہوں نے یقین کرلیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے
اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾
(اس وقت ہم نے حکم دیا کہ) جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں اسے مضبوطی سے لو اور جو کچھ اس میں ہے اس کو

ع ۱۱

۱ واذ اذن ربك ليبعثن عليهم الى يوم القيامة من يسومهم سوء العذاب۔ روایت میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد خدائے تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کردیا، اس نے ان کے ملک کو ویران کیا، لڑنے والوں کو قتل کیا عورتوں اور بچوں کو قید کیا، اور جو باقی رہے ان پر جزیہ لگایا جو وہ کفار کو ادا کرتے رہے تا آنکہ خدائے تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔ آنحضرتؐ نے بھی جوان کے ساتھ مناسب سمجھا کیا اور ان پر جزیہ باندھ دیا اور اسی طرح قیامت تک یہ پٹتے ہی رہیں گے۔

۲ فخلف من بعدهم خلف ان سے مراد وہ یہود ہیں جو زمانہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔

۳ عرض هذا الادنى، اس سے یہ مراد ہے کہ جو فیصلہ ان کے سامنے آتا تھا اس میں رشوت لے لیتے تھے اور اپنی رائے کے موافق احکام خدا کو لوگوں کے لئے سہل کردیتے تھے اور اس کی اجرت لے لیتے تھے۔

۴ وان یاتهم عرض مثله یاخذوه مطلب تو یہ ہے کہ مغفرت کے امیدوار ہیں اور ویسے ہی عمل کرنے پر پھر تیار اور بجائے توبہ کرنے کے پھر اس پر اصرار۔

۵ میثاق الکتاب کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی کتاب کے دو حکموں کے ساتھ (باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
یاد رکھو تاکہ تم بھٹکتے رہو اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارے پروردگار نے اولاد آدمؑ سے
وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ
ان کی پشت در پشت اولاد کو لیا اور ان کو ان کی اپنی اپنی ذات پر گواہ قرار دیا (اور ان سے یہ سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے
شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا
عرض کی بیشک ہے ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے تمہارا یہ اقرار ہم نے اس لئے جتلا دیا کہ) قیامت کے
غٰفِلِيْنَ ۝۱۷۲ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا
دن کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے یا یہ کہہ دو کہ پہلے ہی سے تو ہمارے باپ دادا شرک کیا کرتے تھے،
ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۱۷۳
اور ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد میں سے تھے تو کیا تو باطل کی بنیاد ڈالنے والوں کے فعل کے سبب ہمیں بھی ہلاک کئے دیتا ہے،
وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۱۷۴ وَاتْلُ
اور اسی غرض سے ہم ان آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور اس لئے (بھی) کہ وہ (اپنے افعال سے) باز آئیں
عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ
اور ان کو اس شخص کی خبر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ ان سے الگ ہو گیا پھر شیطان
الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۱۷۵ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا
اس کے پیچھے آ لگا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو انہی آیتوں کے سبب سے اس کو بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ خود سے زمین کی
وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ
طرف جھک پڑا اور اپنی خواہش نفسانی کا پیرو ہو گیا پس اس کی مثل کتے کی سی مثل ہو گئی
الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ
کہ اگر تم اس پر حملہ کرو تو بھی زبان نکالے اور اسے چھوڑے رکھو تب بھی زبان نکالے یہ ان
مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ
لوگوں کی سی مثل ہوئی جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے ہیں پس تم یہ قصے بیان کرتے رہو تاکہ وہ
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۷۶ سَاۗءَ مَثَلًا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
(کچھ تو) فکر کریں۔ ان لوگوں کی مثل بہت ہی بری ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا
بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝۱۷۷ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
یا اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے، جسے خدا ہدایت دے پس وہ ہی

لے اشھدھم علی انفسھم کا ئی التوحید اور بیچ تفسیر عیاشی میں ہے کہ بیچ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے جتنی اولاد قیامت تک ہونے والی تھی۔ ان سب کو نکالا وہ نکلیں اور سب ذرات کے مانند تھیں پھر ان سب کو اپنی ذات کی معرفت عنایت کی اور اپنی صنعت ان کو دکھلادی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص بھی اپنے پروردگار کو نہ پہچانتا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ان سب کو اپنے سامنے پھیلا دیا۔ اور ان سے سوال کیا کہ تمہارا پروردگار کون ہے پس سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام تھے کہ ان سب نے عرض کی انت ربنا پس، خدائے تعالیٰ نے انہی کو اپنے علم و دین کا حامل بنایا پھر کل فرشتوں نے کہا کہ میرے علم و دین کے حامل یہ ہیں اور میری مخلوق میں امین یہ ہیں۔ اور ہر بات انہی سے دریافت کی جائے گی پھر خدائے تعالیٰ سے کل اولاد آدم سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اور ان بزرگواروں کی ولایت واطاعت کا اقرار کرو سب نے کہا کہ ہاں اے ہمارے پروردگار ہم نے اقرار کیا۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾
ہدایت یافتہ ہے اور جس سے وہ توفیق ہدایت سلب کرلے پس نقصان اٹھانے والے وہی تو ہیں
وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ
اور ہم نے جنوں اور آدمیوں میں سے بہت سوں کو جہنم ہی کے لئے بنایا ہے۔
قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ
ان کے دل موجود ہیں جن سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے نہیں، اور ان کے کان ہیں
بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ
جن سے سنتے نہیں، وہ چوپاؤں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر
هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ
وہی لوگ تو غافل ہیں اور کل اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں پس تم اس
الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ
کو انہی سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد (کج روی) کیا کرتے ہیں
سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ
وہ جیسے عمل کیا کرتے ہیں عنقریب ویسی ہی جزا پائیں گے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے
بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کی ہدایت کرتا ہے اور اسی کے بموجب انصاف کیا کرتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم بتدریج ان
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ
کو اس حیثیت سے گرفتار کریں گے کہ وہ (کچھ) نہ سمجھیں گے اور میں ان کو مہلت دوں گا
اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ
بے شک میری چال زبردست ہے، کیا انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ان کے صاحب کو جنون نہیں
جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ
ہے وہ تو کھلا ڈرانے والا ہے، کیا انہوں نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت میں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ
اور جو جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان میں غور نہیں کیا اور اس
وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ
بات میں کہ شاید ان کی اجل قریب ہی آگئی ہو

۱ اولائک کالانعام۔ علل الشرائع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی خلقت میں عقل کو بغیر شہوت کے ترکیب دیا ہے اور اولاد آدم کی طینت میں دونوں چیزوں کو رکھا ہے۔ پس جس شخص کی عقل شہوت کو مغلوب کرلے وہ فرشتوں سے بہتر ہے اور جس شخص کی شہوت عقل پر غالب آجائے تو وہ حیوانیت سے بدتر ہے۔ اسی حدیث کو سعدی نے نظم کیا ہے

"آدمی زادہ طرفہ معجون است
کز فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل این شود کم ازیں
ور کند قصد آن شود بہ ازاں

۲ وللہ الاسماء الحسنیٰ۔ کافی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اسم کیا چیز ہے فرمایا کہ موصوف کی صفت۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب تم پر کوئی تکلیف و بلا نازل ہو تو تمہارا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو کہ یہ خدا کے اس قول کے موافق ہے۔ و للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وللہ الاسماء الحسنیٰ ہم ہیں کہ ہماری مغفرت بغیر کسی کا کوئی عمل قبول ہی نہ کیا جائے گا (اسم کے معنی کی پوری تحقیق پارہ اول کے ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

۳ الذین یلحدون فی اسمائہ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے کہ وہ اسماء مبارکہ جن سے خدا کے سوا کسی دوسرے کو موسوم نہیں کرسکتے اسی کی ذات کے لئے مخصوص ہیں اور ان کو وہ اپنی کتاب میں بیان کرچکا ہے، اور پھر فرمایا ہے فادعوہ بہا و ذروا الذین یلحدون فی اسمائہ (باقی ضمیمہ میں)

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا
پس اس (قرآن) کے بعد وہ اور کون سی بات پر ایمان لائیں گے جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کرلے
هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾
پس اس کا کوئی راہبر نہیں اور وہ ان کو انہی کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ (خود) سرگرداں رہیں
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
لوگ تم سے قیامت کی بابت سوال کرتے ہیں کہ اس کا معین وقت کون سا ہے تم کہہ دو کہ اس کا
عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ
علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے وہ خود ہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کردے گا وہ آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ
اور زمین کی سخت گھڑی ہوگی تم کو یکایک آلے گی تم سے تو وہ اس طرح پوچھتے ہیں گویا تم ہی اس کے
عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
رازدار ہو تم یہ کہہ دو کہ اس کا علم تو خدا ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ سمجھتے
يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا
نہیں ہیں تم یہ کہہ دو کہ میں اپنی ذات کے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی نقصان
شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ
کا سوائے اس کے جو اللہ کو منظور ہو اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی خیر و خوبی اپنی کرلیتا
الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ؕ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ
اور خرابی تو مجھ کو چھو بھی نہ جاتی الا میں تو ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں فقط ایک خوش خبری دینے والا
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ
اور ڈرانے والا ہوں وہ وہی تو ہے جس نے تم سب کو ایک ذات سے پیدا کیا اور اسی (کی بچی ہوئی مٹی)
مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا
سے اس کا جوڑ بنا دیا کہ اس سے مانوس ہو پس جس وقت مرد اس سے ہم صحبت ہوا تو عورت کو ہلکا سا حمل رہا
خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ
کہا اس سمیت چلتی پھرتی رہی پھر جب اس حمل کا وزن بڑھا تو دونوں نے اللہ اپنے پروردگار سے
اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾
دعا کی کہ اگر تو ہم کو صحیح وسالم (بچہ) عنایت کرے گا تو ہم ضرور تیرے شکرگذار ہوں گے۔

ف ۱ یسئلونك عن الساعة۔ تفسیر کبیر میں اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھا ہے کہ قریش نے عاص ابن وائل، نضہ ابن حارث، ابن کلدہ اور عقبہ ابن ابی معیط کو نجران بھیجا تھا تاکہ علماء یہود سے کچھ مسائل سیکھ آئیں اور رسول اللہ سے دریافت کریں چنانچہ ان لوگوں نے چند مسائل بتلا دیئے ازاں جملہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ تم محمد سے دریافت کرو کہ قیامت کب آئے گی اگر وہ اس کے علم کے مدعی ہوں تو وہ جھوٹے ہیں کیوں کہ قیامت کے دن قائم ہونے کا علم خدائے تعالیٰ نے نہ کسی مقرب فرشتہ کو دیا ہے نہ کسی مرسل نبی کو جب ان لوگوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ سوال کیا تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ف ۲ لاتاتیکم الا بغتة۔ الجوامع میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ قیامت لوگوں کو یکایک اس طرح آلے گی کہ کوئی تو کاٹھی کی درستی میں مشغول ہوگا اور کوئی اپنے مویشی کو پانی پلاتا ہوگا کوئی بازار میں اپنی پونجی درست کرتا ہوگا اور کوئی ترازو اونچی نیچی کر رہا ہوگا۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى
پھر جس وقت اس نے ان کو صحیح وسالم (بچہ) دیا تو جو کچھ دیا تھا اس میں انہوں نے اسی خدا کا شریک ٹھہرایا
اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ
حالانکہ خدا ان چیزوں سے برتر ہے، جن کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں کیا ان کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کوئی چیز
يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ
پیدا نہیں کرتے اور وہ خود ہی پیدا کئے جاتے ہیں اور نہ وہ ان کو (شریک ٹھہرانے والوں) کی کوئی مدد کر سکتے ہیں
يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ
اور نہ اپنی ذات ہی کی مدد کرتے ہیں۔ اور اگر تم ان کو راہ راست کی طرف بلاؤ تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں گے
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ
تمہارے لئے (دونوں) برابر ہیں۔ خواہ تم ان کو بلاؤ یا خاموش ہو رہو، بالتحقیق
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ
تم خدا کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں پس ان کو پکارو (اور)
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ
اگر تم سچے ہو تو چاہئے کہ وہ تمہارا جواب دیں کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے
يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ
وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں، جن سے وہ پکڑتے ہیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے
يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا
وہ دیکھتے ہیں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں، کہہ دو کہ تم اپنے
شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِيْ
شریکوں کو بلالو پھر مجھ سے چالیں چلو اور مجھے مہلت نہ دو، بے شک میرا حمایتی (وہی) اللہ ہے
نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۚ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
جس نے یہ کتاب نازل کی ہے، اور وہ نیک بندوں سے دوستی رکھتا ہے۔ اور اس کے سوا
مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ
تم جن جن کو پکارتے ہو وہ نہ تمہاری ہی مدد کریں گے اور نہ اپنی ہی جانوں کو بچائیں گے
يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ
اور اگر تم ان کو راہ راست کی طرف بلاؤ گے تو وہ کچھ نہ سنیں گے۔ اور تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری طرف

ل فلما اٰتٰهما صالحاً جعلا له شرکاء فیما اٰتٰهما۔ عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا آپ یہ نہیں ارشاد فرماتے کہ انبیاء معصوم ہیں، فرمایا ضرور مامون نے عرض کی کہ پھر خدائے تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے (اس نے یہی آیت پڑھی جو اول میں نقل ہے) جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت حوا کے پانچ سو مرتبہ اولاد ہوئی اور ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی، اور آدم و حوا علیہما السلام نے خدائے تعالیٰ سے یہ معاہدہ کیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اگر ہمارے بچے صحیح الخلقت یعنی ہر قسم کے عیب سے بری پیدا ہوں گے تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اب جو اولاد پیدا ہوئی وہ دو قسم کی یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی۔ اولاد میں سے ان دونوں قسموں نے جو کچھ خدائے تعالیٰ نے بجائے خود ان کو دیا اس میں شرک شروع کر دیا اور جیسا ان کے ماں باپ نے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا شکر نہ ادا کیا۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فتعالی اللہ عما یشرکون (جس سے معلوم ہوا کہ مشرک اولاد آدم ہوئی نہ کہ معاذ اللہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام) مامون نے کہا کہ میں بے شک گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسول ہیں اور برحق ہیں۔

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ
دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے معافی دینا اختیار کرو
الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا
اور نیکی کا حکم دو۔ اور جاہلوں سے درگزر کرو اور جس وقت
يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ
شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تم کو ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو بیشک
عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ
وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ بیشک وہ ڈرتے رہتے ہیں، جس وقت شیطان کی طرف
الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ
سے کوئی وسوسہ ان کو محسوس ہوتا ہے تو وہ (احکام خدا کو) یاد کرلیا کرتے ہیں اور یکایک ان کی آنکھ کھل جایا کرتی
يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ
ہے اور ان کے بھائی (شیطان) ان کو گمراہی میں ڈالے رکھتے ہیں پھر وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتے اور جب تم ان کے پاس
قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ
کوئی آیت نہ لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کوئی آیت کیوں نہ چن کر لائے تم کہہ دو کہ میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں
رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ
جو کچھ میرے رب کی طرف سے میری طرف وحی کی جاتی ہے یہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا
ہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں ہیں اور ہدایت و رحمت ہے اور جس وقت قرآن پڑھا جائے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے دل میں اپنے پروردگار کو گریہ وزاری
وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا
کے ساتھ اور ڈرتے ڈرتے صبح و شام یاد کرتے رہنا پکار کر کہنے کی کوئی ضرورت نہیں اور غافلوں میں سے نہ
تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا
ہونا، بے شک جو لوگ تمہارے پروردگار سے قربت رکھتے ہیں وہ اس کی عبادت کرنے سے
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾
اکڑتے نہیں اور ان کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدے کیا کرتے ہیں۔

لے خذ العفو یہاں العفو سہل ہے الجہد کا اور مطلب ہے وہ چیز جس میں تکلیف اور دشواری اور مشقت نہ پیش آئے بلکہ بآسانی و نرمی ادا ہو سکے اور مقصد یہ ہے کہ اخلاق سکھاؤ تو ایسے افعال کا حکم دو کہ وہ بآسانی بجالا سکیں اور مال وصول کرو تو اتنا اور اس قدر کہ گراں نہ گذرے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کو تادیبا یہ حکم دیا کہ لوگوں سے اتنا ہی وصول کرو جتنا وہ بسہولت و آسانی دے سکیں۔ الفقیہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ان حضرت نے بنی ثقیف کے ایک شخص کو حکم دیا کہ خبردار خراج کا پیسہ وصول کرنے کے لئے کبھی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کو مارو نہیں اور نہ کبھی زراعت کے کام کرنے والے جانوروں کو پکڑو اس لئے کہ ہم اس حکم کے محکوم ہیں۔ خذ العفو۔

لے واعرض عن الجاهلين۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جبرئیل امین سے اس کا مطلب دریافت کیا انہوں نے کہا کہ میں جب تک عالم کل سے دریافت نہ کرلوں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور پھر حاضر خدمت ہوئے اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے اسے معاف کر دیجئے۔ (باقی ضمیمہ میں دیکھئے) ع ۱۸

حروفھا ۵۵۲۳ سورۃ الانفال مدینۃ کلماتھا ۱۲۵۳

سورہ انفال مدینہ میں نازل ہوئی

ایاتھا ۷۵ رکوعھا ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں تم کہہ دو کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس کے بھگڑوں کی اصلاح کرتے رہو، اور اگر تم مومن ہو اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

رسول کی اطاعت کرتے ہو (کامل) مومن تو صرف وہی ہیں کہ جب خدا کا نام

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ

لیا جاتا ہے تو ان کے دل (اس کی ہیبت وجلال سے) دہل جاتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی

زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

جاتی ہیں ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ صرف اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جو (باقاعدہ)

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

نماز پڑھا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کیا کرتے ہیں وہی لوگ سچے مومن

حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴

ہیں انہی کے لئے ان کے پروردگار کے پاس درجے ہیں اور بخشش ہے اور آبرو کی روزی ہے

كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ

جیسا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو تمہارے گھر سے ایک امر حق کے لئے نکالا تھا۔ حالانکہ مومنوں کا ایک گروہ اس کو

الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ

ناپسند کرنے والا تھا۔ یہ لوگ تم سے حق کے بارے میں بھگڑتے ہیں بعد اسکے کہ حق کھل چکا ہے

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ وَاِذْ يَعِدُكُمُ

گویا وہ آنکھوں دیکھتے موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا

اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ لگے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ کم شان و شوکت

۱ یسئلونک عن الانفال۔ انفال نفل کی جمع ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کی اصل سے زیادتی۔ اسی وجہ سے غنیمت کو بھی نفل کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے بطور عطیہ وفضل ہے اور یسئلونک عن الانفال کے معنی ہیں (اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدین جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ وہ حضرات یسئلونک عن الانفال پڑھتے تھے۔ جس کے معنی ہوئے (اے رسول) وہ لوگ تم سے مال غنیمت طلب کرتے ہیں۔ (تفصیل اس طلب کی ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

۲ زادتھم ایماناً کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کی تکمیل سے تو مومنین جنت میں داخل ہوں گے اور اس کے زیادہ ہونے سے اللہ کے نزدیک بڑے بڑے درجے پائیں گے۔ اور کمی ایمان کے سبب کمی کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔ (اس حدیث کا اول حصہ انشاء اللہ سورہ توبہ کے آخر میں آئے گا۔)

۳ رزق کریم تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام و حضرت سلمان فارسی و حضرت ابوذر غفاری اور حضرت مقداد ابن اسود رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۴ احدی الطائفتین ایک قافلہ کم عدد تھا جس میں سرف چالیس سوار تھے اور ایک قافلہ ایسا تھا کہ جس میں سامان بھی زیادہ تھا اور جم غفیر بھی بہت تھا اور خدا کا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ تھا کہ ان دو میں سے غزوہ بدر میں ایک تمہارے ہاتھ لگے گا۔ اصحاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ کم تعداد والا ہاتھ لگے۔

الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

والا تمہارے ہاتھ لگے اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو ثابت کردے

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

اور کافروں کی نسل منقطع کردے تاکہ حق کو حق ثابت کردے اور باطل کو باطل کو

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ

مجرموں کو برا لگے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے اور اس نے تم کو جواب دیا تھا

لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝۹ وَمَا

کہ میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو تمہاری پشتی پر ہوں گے۔ اور اس مدد کو خدا نے مقرر اسی غرض

جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ

سے کیا تھا کہ تمہارے لئے ایک بشارت ہو نیز اس لئے کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں حالانکہ حقیقی

اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ

مدد سوائے اللہ کے پاس اور نہیں سے ہوتی ہی نہیں بے شک اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے،

النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم کو امن دینے کے لئے اس نے غنودگی تم پر مسلط کیا اور آسمان سے تم پر پانی

لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ

اتارا کہ اس سے تم اپنے کو پاک کرو۔ اور تاکہ شیطان کی نجاست کو تم سے دور کرے اور

عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝۱۱ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى

تمہارے دلوں کو مضبوط کرے، اور تمہارے قدم اس سے جما دے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارا پروردگار

الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ

فرشتوں کو وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ثابت قدم رکھو عنقریب

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

میں ان لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہو گئے ہیں رعب ڈالوں گا پس تم ان کی گردنوں پر

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ

اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاؤ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے مدمقابل بن گئے

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ

اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا مدمقابل بنے گا پس اللہ

۱ بکلماتہ۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ کلمۃ اللہ سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

۲ اذ تستغیثون ربکم۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوہ بدر میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کی کثرت دیکھی اور مسلمانوں کی قلت دیکھی تو قبلہ کی طرف رخ فرما کر یہ دعا مانگی۔ اللھم انجزنی ما وعدتنی اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ لا تعبد فی الارض۔ فرمایا اللہ مجھ سے جو وعدہ تو نے فرمایا تھا اسے پورا فرما یا اللہ اگر اس چھوٹے سے گروہ کو ہلاک کردے گا تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا) آنحضرتؐ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے دعا مانگتے رہے۔ یہاں تک کہ دوش مبارک سے ردا گر گئی، اس وقت خدائے تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

۳ النعاس لغوی معنی میں نیند اور مطلب یہ ہے کہ یہ نیند بھی ایک نعمت تھی کیوں کہ جب تک دشمن کا خوف دل سے نہیں اٹھ جاتا نیند نہیں آیا کرتی۔

۴ من السماء ماء لیطھر کم بہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور کتاب الخصائل و تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بارش کا پانی پیو کہ وہ بدن کو پاک کرتا ہے اور امراض کو دور کرتا ہے۔ پھر ان حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

(باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
سخت عذاب دینے والا ہے یہ تمہاری سزا ہے پس اسی کو تم چکھو اور یقیناً کافروں کے لئے
عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ
جہنم کا بھی عذاب ہے۔ اے ایمان لانے والو! جس وقت کافروں سے جنگ میں آمنا سامنا کرو
كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ
تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اس دن جو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اس دن جو پیٹھ دکھائے گا
يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ
سوائے اس کے کہ لڑائی کے لئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو
بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾
وہ یقیناً غضب خدا میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے
فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ
پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا تھا اور (اے رسولؐ) جس وقت تم نے ان کی طرف
رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً
مٹی پھینکی تھی تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور اس لئے پھینکی تھی کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مومنین
حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ
کی اچھی طرح آزمائش کرے بیشک اللہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے یہ تو اور اللہ کافروں کی چال
كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ
کو سست کرنے والا ہے اگر تم فتح کے طالب ہوئے تو تم (میں سے حق والے) کو فتح میسر آگئی
وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ
اور اگر تم باز رہو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم پھر ایسا کروگے تو ہم بھی پھر ایسا ہی کریں گے
تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ
اور تمہارا گروہ کو کیسا ہی بڑا ہو تمہارے کچھ کام نہ آئے گا جس حال میں کہ اللہ مومنوں کا ساتھ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
دینے والا ہے اے ایمان لانے والو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت
وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ ۙ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
کرو اور جس حال میں کہ تم سنتے ہو اس سے روگرداں نہ ہو

(اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

۱ فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم چونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فخر کیا کرتے تھے کہ ہم نے اتنے مشرکین کو قتل کیا ان کا فخر توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ انہیں اللہ نے قتل کیا ہے اس لیے کہ اپنے فرشتے رسولؐ کی مدد کے لئے اللہ نے بھیجے۔ کافروں کے دلوں میں رعب اللہ نے ڈالا اور تمہارے دلوں کو قوی اللہ نے کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سب سے زیادہ مقتول یداللہ کے ہاتھ سے ہوئے پس اس میں تمہارا کون سا کمال ہے۔

۲ وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہاں ان کنکریوں کا پھینکنا مراد ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھا کر قریش کی طرف پھینکی تھیں اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ شاهت الوجوه (بگڑ جائیں یہ چہرے) روایت میں وارد ہے کہ جب قریش اپنی اکڑوں کے ساتھ آئے تو جبرئیل امین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آپ مٹھی بھر مٹی ان سب کی طرف پھینک دیجئے آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰؑ سے فرمایا کہ اس میدان کی مہین کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دے دو آنجناب نے دے دی اور آنحضرتؐ نے قریش کے چہروں کی طرف پھینک دی اور یہ فرمایا کہ شاهت الوجوه پس ایک مشرک بھی نہ بچا جس کی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پڑ گئی ہو یہ تو اس میں مشغول رہے ادھر مومنین نے آنحضرتؐ کے اشارے سے حملہ کر دیا اور مشرکین کو قتل بھی کیا قید بھی کیا شکست بھی دے دی جب اس حملے سے لوگ پلٹ کر آئے تو لگے فخر کرنے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا دوسرا کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو اسیر کیا، تو اس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں یہ ثابت کر دیا کہ اس فتح کا

قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ

اور ان لوگوں کے مانند مت بنو جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ سنتے نہیں بیشک اللہ کے نزدیک

اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ

سب سے بدتر جانور وہ بہرے گونگے ہیں (اور) جو (کچھ) نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ کو ان میں سے کسی کی

فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

خیر و خوبی ہونے کا علم ہوتا تو ان کو سنواتا اور اگر وہ ان کو سنوائے تو وہ اس سے منہ پھیر روگردان

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ

ہو کر الٹے بھاگیں۔ اے ایمان لانے والو جس وقت رسول تم کو ایسے کام کی طرف

وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے تو اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا حکم مان لو اور یہ جان لو

يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا

کہ ضرور اللہ آدمی کے اور اس کے دل کے مابین حائل ہے اور یہ کہ تم سب اس کی حضور میں جمع کئے جاؤ گے اور اس

فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا

فتنے سے ڈرتے رہو جو خصوصیت کے ساتھ ان ہی لوگوں پر نہ پڑے گا جو تم میں سے ظالم ہیں اور یہ جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ

اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم اس سرزمین میں گنتی

مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

میں کم اور بے بس تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تم کو اچک کر نہ لے جائیں

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ

اور خدا نے تم کو ٹھکانا بھی دیا اور اپنی نصرت کے ذریعے سے تمہاری تائید بھی کی اور پاک چیزوں

الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

سے تم کو رزق بھی عطا کیا تاکہ تم شکرگزار رہو اے ایمان لانے والو

تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ

نہ تو اللہ اور رسول کی خیانت کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ

امانتوں میں خیانت کرو اور یہ جان لو کہ تمہارے مال

۱ الصم البکم الذین لا یعقلون۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی کہ ان میں سے سوائے مصعب بن عمیر اور ان کے ایک حلیف کے جن کا نام سوید تھا اور کوئی شخص داخل اسلام نہیں ہوا۔

۲ اذا دعاکم لما یحییکم کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حیات سے مراد جنت ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ولایت علی مرتضیٰ علیہ السلام مراد ہے کہ ان حضرتؑ کا اتباع کرنا اور ان کی ولایت کا تسلیم کرنا تمہارے امور کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ عدل و انصاف کو تم میں قائم رکھے گا (اور آخر تم کو جنت میں پہنچا دے گا)

۳ یحول بین المرء و قلبہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن کے اور اس کی معصیت کے مابین خدا حائل ہو جاتا ہے کہ وہ اسے جہنم میں نہ لے جانے پائے اور کافر اور اس کی اطاعت کے مابین حائل ہو جاتا ہے کہ وہ اس سے نفع نہ اٹھانے پائے پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ خوب یاد رکھو کہ اعمال کی جانچ ان کے انجام سے کی جائے گی۔ التوحید اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی میں منقول ہے کہ کسی شخص اور اس کے قلب کے مابین خدائے تعالیٰ کے حائل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ وہ شخص حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتا رہے یہ ناممکن ہے۔ (اس سے آگے مضمون ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور بے شک بڑا اجر خدا (ہی) کے پاس ہے۔ اے ایمان لانے والو

تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے ایک حق و باطل کی جانچ مقرر فرمائے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

اور تمہاری بدیاں تم سے دور کردے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے،

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ

اور (اے رسول اس وقت کو یاد کرو) جب کہ کفار تم سے چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کردیں یا قتل کردیں یا نکال دیں

يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ

وہ تو اپنی چال چل رہے تھے اور خدائے تعالیٰ بدلہ لینے پر آمادہ تھا اور اللہ سب سے بہتر بدلہ لینے والا ہے۔

الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ

اور جس وقت ہماری آیتیں ان پر پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کے مانند کہہ لیں

نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾

یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

یا اللہ اگر یہ امر حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو کوئی

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

دردناک عذاب دے۔ اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ جس حال میں تم ان میں موجود ہو وہ ان کو عذاب دے

اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ

اور نہ اللہ ان کو اس حال میں عذاب دے گا کہ وہ استغفار کرتے رہیں اور

اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا

اللہ ان کو عذاب کیوں نہ دے جس حال میں کہ وہ مسجد الحرام سے روکتے ہیں

يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا

حالانکہ وہ خود اس کے متحق نہیں ہے، اس کے متحق تو صرف شرک سے بچنے والے ہیں۔

كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ

لیکن ان مشرکوں میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے

ع ۱۷ ویمکرون ویمکر اللہ۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ قریش مجتمع ہوئے اور ہر خاندان سے ایک آدمی لیا پھر سب دارالندوہ گئے کہ اس امر میں باہم مشورہ کریں کہ جناب رسول خدا کے ساتھ کیا کرنا چاہیے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک دروازے پر ایک بڈھا کھڑا ہے جب یہ لوگ مکان کے اندر جانے لگے تو اس نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے لو تو ان لوگوں نے دریافت کیا کہ اے شیخ تو ہے کون اس نے جواب دیا کہ میں مصر کا رہنے والا ہوں بوڑھا تجربہ کار ہوں، میں اس معاملے میں تمہیں بہت اچھی رائے دوں گا۔ الحاصل سب مکان کے اندر گئے بیٹھے اور باہم مشورہ کیا بوڑھا چپ بیٹھا رہا تا آنکہ رائے اس امر پر قرار پائی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہر سے نکال دیں اسی وقت بڈھے نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک نہیں اگر تم نے ان کو نکال دیا تو یہ بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے تم سے لڑیں گے سب نے بوڑھے کی اس بات کی تصدیق کی اور مان لیا کہ نکالنا نہ چاہیے پھر دوبارہ مشورہ کیا اور اس پر متفق ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قید کرلیں بوڑھا آخر میں بولا کہ یہ رائے بھی ٹھیک نہیں اگر تم نے ایسا کیا تو چونکہ وہ بڑے شیریں زبان ہیں تمہارے بیٹوں کو اور تمہارے غلاموں کو اپنا طرفدار بنالیں گے اور جب کسی شخص کو اس کا بھائی اور اس کا بیٹا اور اس کی زوجہ چھوڑ دے تو اسے زندگی کا لطف رہ سکتا ہے۔ اس رائے کو بھی سب نے مان لیا اور پھر سب سے مشورہ کیا اور تیسری مرتبہ اس امر پر متفق ہوئے کہ آنحضرت کو قتل کردیں مگر اس طرح ہر قبیلہ میں سے ایک جوان شمشیر زن آئے اور سب ایک مرتبہ ہی آنحضرتؐ پر کعبہ کے قریب وار کریں یہ واقعہ بیان کر کے امام علیہ السلام

(اس سے آگے مضمون ضمیمہ میں پڑھئے)

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ

اور بیت اللہ کے پاس ان کی نماز سوائے سیٹیاں بجانے اور تالیاں

إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

بجانے کے اور کچھ بھی نہ تھی۔ پس جیسے (جیسے) کفر تم کیا کرتے تھے دیے ہی اب عذاب (بھی) چکھو۔

تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

بے شک جو لوگ کافر ہوگئے وہ اپنے مال اس غرض سے صرف کرتے ہیں کہ راہ خدا سے

لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ

روکیں سو عنقریب وہ اور خرچ کریں گے پھر وہی ان کے لئے باعث حسرت ہوجائے گا

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ

پھر وہ مغلوب ہوجائیں گے اور جو لوگ کافر ہوگئے وہ جہنم کی طرف

جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

ہانکے جائیں گے تاکہ خدائے تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کردے اور ناپاک کو اوپر تلے رکھ

وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا

دے پھر ان سب کا ڈھیر لگادے پھر اس سارے ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے

فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ قُلْ لِلَّذِينَ

دی تو نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ کافروں سے کہہ دو کہ اگر وہ باز آئیں

كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ ۚ وَإِنْ يَعُودُوا

تو جو کچھ پہلے ہوچکا ہے وہ ان کو معاف کردیا جائے گا اور اگر پھر ویسا ہی کریں گے

فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ

تو پہلوں کا قاعدہ تو مقرر ہو ہی چکا ہے اور ان سے یہاں تک لڑو کہ کفر باقی نہ رہے

فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا

اور دین سب کا سب خالص اللہ کا ہوجائے پھر اگر وہ کفر سے

يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال کا نگراں ہے اور اگر وہ نہ باز آئیں

مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾

تو یہ جان لو کہ اللہ تمہارا حامی ہے (اور) وہ سب سے بہتر حامی اور سب سے بہتر مددگار ہے۔

۱ وما کان صلاتهم عند البیت الا مکاء و تصدیة۔ تفسیر مجمع البیان میں راویت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد الحرام میں نماز پڑھتے تو قبیلہ عبد الدار کے دو آدمی آنحضرت کے دائیں کھڑے ہو کر سیٹیاں بجانے لگتے اور وہ آنحضرتؐ کے بائیں کھڑے ہو کر تالیاں پیٹتے اور مقصود یہ تھا کہ آنحضرتؐ کی نماز کو باطل کریں۔ خدائے تعالیٰ نے ان سب کو یہ سزا دی کہ غزوہ بدر میں ان سب کو قتل کرا دیا۔

۲ لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ جب کسی مومن کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی طینت میں کافر کی طینت کا بھی کچھ حصہ ملا دیتا ہے۔ اور مومن سے جو بدی ظہور میں آتی ہے اس کا باعث وہی طینت کفر ہے۔ اور اسی طرح کافر کے پیدا کرنے کا جب ارادہ کرتا ہے تو اس کی طینت میں مومن کی طینت کا جزو ملا دیتا ہے پس کافر سے جو نیکیاں بن پڑتی ہیں ان کا باعث وہی طینت ایمان ہے۔ آخر میں فرمایا کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ ہر دشمن ناصبی سے مومن کی طینت اور اس کے متعلقات مع کل اعمال نیک کے لئے مومن کو واپس عنایت کردے گا اور ہر مومن سے ناصبی کی طینت اور اس کے متعلقات مع کل اعمال بد کے لے کر ناصبی کو واپس کردے گا اور یہی مقتضائے عدالت ہے، اس لئے کہ ناصبی سے ارشاد فرمائے گا کہ یہ اعمال خبیثہ تیری طینت سے ہیں تیرے مزاج کے (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

ع ۹ ۱۸

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور یہ جان لو کہ جب کبھی طرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

اور رسول کا اور (رسول کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا

السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى

اور مسافروں کا (حق) ہے، بشرطیکہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس (مدد) پر جو ہم نے اپنے

عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

بندے پر فیصلہ کے دن نازل کی تھی، جس دن دو گروہوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ

(پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے، (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم نزدیک کے گھاٹی میں تھے

الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ

اور وہ انتہائی سرے پر اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا اور اگر تم ایک دوسرے سے وعدہ کر لیتے

لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ

تو وقت معین سے تم ضرور اختلاف کرتے لیکن (تم یکا یک ایک دوسرے کے مقابل کر دیا) تاکہ جو ہونے والا

مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ

تھا اس کو اللہ پورا کر دے اور تاکہ جو ہلاک ہونے والا ہے وہ حجت (دلیل) سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہنے والا

بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۴۲ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ

ہے وہ بھی حجت (دلیل) سے زندہ رہے اور ضرور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ (اس وقت کو یاد کرو)

مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ

جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تمہارے خواب میں کم کر کے دکھایا اور اگر وہ تمہیں انہیں زیادہ کر کے دکھاتا

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

تو تم ضرور ہمت ہار دیتے اور اس معاملہ میں ضرور تم آپس میں جھگڑتے اور لیکن اللہ نے بچا لیا بیشک وہ دلوں کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴۳ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ

حالت سے خوب واقف ہے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہاری ایک دوسرے سے مڈبھیڑ ہوئی تھی تو انہیں تمہاری نگاہوں

اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا

میں کم دکھایا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تھا تاکہ اللہ کو جو کچھ کرنا تھا اور کو پورا کر دے اور

(۱) غنمتم من شیء ایک قول کے موافق تو اس کے معنی ہیں کفار کو مغلوب کر کے جو کچھ تم ان سے وصول کرلو۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے یہ معنی منقول ہیں کہ جو کچھ تمہارا روز کا منافع ہو خواہ تجارت سے یا زراعت سے یا کسی پیشے اور حرفہ سے۔ (۲) فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل۔ کافی اور تہذیب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ذوی القربیٰ سے ہم مراد ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسول کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ فللہ و للرسول ولذی القربیٰ اور والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل سے خاص ہمارے مساکین اور ہمارے مسافر مراد ہیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کا اور ہمارا اکرام فرمایا ہے کہ یہ ہم کو لوگوں کا میل کچیل کھانے سے بچایا۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام محمد جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کا خمس بھی امام کا حق ہے۔ اور رسول کا خمس بھی امام کا حق ہے، اور ذوی القربیٰ کا خمس بوجہ قرابت رسول امام کا حق ہے اور الیتامیٰ سے مراد خاص ایتام آل رسول ہیں اور و المساکین اور وابن السبیل سے مراد خاص مساکین و مسافرین آل رسول ہیں۔ پس خمس ان کے سوا کسی غیر کو نہیں پہنچ سکتا۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ مال غنیمت و منفعت سے پانچواں حصہ نکالا جائے گا اور اس کو چھ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ پس ان میں سے ایک حصہ خدا ہے، ایک رسول کا اور ایک رسول کے ذوی القربیٰ یعنی امام کا۔ پس اللہ اور اس کے رسول کے حصوں کا بھی امام ہی وارث ہے۔ اس طرح منجملہ چھ سہام کے تین امام کے ہوئے اور باقی تین آل رسولؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے ہوئے۔ اب چھ حصوں میں سے جو تین حصے امام کے لیے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح خدائے تعالیٰ نے رسولؐ کے ذمہ یتیموں کی پرورش کرنا، مسلمانوں کی امداد کرنا، ان کے قرضے ادا کرنا اور ان کو حج اور جہاد کے لئے سامان دے کر بھیجنا لازم کیا تھا اسی طرح امام کے ذمہ لازم کیا ہے اور یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے ثابت ہے کہ جس نے اپنے مرنے کے بعد اپنے عیال کا ذمہ لیا اس کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ (باقی صفحہ ۲۱۸ آئندہ پر)

كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کل امور کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

جب کسی گروہ سے تمہاری مڈبھیڑ ہوجائے تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا

تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم ہمت ہار دو گے

فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تم صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

ساتھ ہے، اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو د

بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

کھاتے ہوئے نکلے اور (لوگوں کو) راہ خدا سے روکتے ہوئے اور جو عمل بھی یہ کرتے

يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

ہیں اللہ کے احاطہ میں ہیں۔ اور جب شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں زینت دے دیا

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا

اور یہ کہہ دیا کہ آج ان آدمیوں میں سے تم پر کوئی غالب نہ آئے گا بس حال میں کہ میں تمہارا

تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

پشت پناہ ہوں پھر جب ان دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو شیطان نے اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گیا

مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

اور ان سے کہنے لگا کہ میں تو تم سے الگ ہوں میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ

مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

جن کے دلوں میں روگ تھا یہ کہنے لگے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا ہے۔ اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ

اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور کاش تم اس وقت دیکھتے جب کہ فرشتے ان کافروں کی روح قبض کرتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۱۷ گزشتہ)
تو اس پر مومنین کے متعلق وہی باتیں لازم ہوگئیں جو باپ پر اولاد کے متعلق لازم ہوتی ہیں۔ پس آنحضرتؐ نے اسی وقت یہ فرمایا کہ جو شخص کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے، اور جو شخص کوئی قرض چھوڑ جائے اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور اگر کوئی جائیداد چھوڑ دے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ جائیداد بھی مجھے پہنچے گی۔ پس جو شان رسولؐ کی تھی وہی امام کی ہے۔ اسی وجہ سے امام کے چھ حصوں میں سے تین حصے مقرر ہوئے ہیں۔
(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

(حواشی صفحہ ھذا)
۱ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح غزوۂ بدر واحد میں تم نے مختلف رائیں کر کے جھگڑا کیا ایسا نہ کیا کرو کہ ایسا کرنے سے تم ضعیف ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی یا سلطنت جاتی رہے گی۔ (چونکہ عرب کے محاورے میں سلطنت کو ہوا سے تشبیہ دی جاتی ہے کہ ہوا کا چلنا اور سلطنت کے احکام کا نافذ ہونا ایک طرح کی مشابہت رکھتا ہے) اور ایک مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ ہوا کے ذریعہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی گئی تھی جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ ہماری بادصبا سے نصرت کی گئی اور قوم عاد آندھی سے ہلاک کر دی گئی تو ایسا نہ ہو کہ تم آپس کے جھگڑوں کے سبب اس نصرت سے محروم ہو جاؤ۔

۲ بطرا و رئاء الناس۔ مشرکین کا وہ اترانا اور دکھاوا یہ تھا کہ جس وقت ان کا لشکر جحفہ کے پاس پہنچا ہے تو ابوسفیان کا قاصد ان کو ملا کہ یہیں سے لوٹ جاؤ اس لئے کہ تمہارا مال سلامت رہا، ابوجہل نے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ لیں اور وہاں شرابیں نہ پی پلائیں اور عرب میں سے جو بھی ہمارے پاس آ جائیں ان کو کھانا نہ کھلا لیں اور نوجوان عورتوں کا گانا انہیں نہ سنوا لیں اس وقت تک نہ لوٹیں گے یہ ان کا اترانا اور دکھاوا تھا اور اسے انہوں نے پورا بھی کیا مگر بجائے جام شراب کے شربت موت پیا (اور بجائے کھانے کے غم و غصہ کھانا پڑا) اور بجائے نوجوان عورتوں کے گانے کے نوحہ کرنے والوں نے ان پر نوحہ کیا (جو انہیں عالم برزخ میں سننا پڑا اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا ہے کہ ان کی طرح اترانے والے اور ریا کار نہ بنو۔ ۳ الانفال ۸ ۷ ۸ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ روز غزوۂ بدر جس وقت مسلمین اور

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا
اور ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارے جاتے ہیں، اور (یہ کہتے جاتے ہیں کہ)
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
عذاب دوزخ کا مزہ چکھو۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں اور اللہ نے اپنے بندوں کے حق
لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
میں ہرگز ظالم نہیں ہے۔ جیسے فرعون والوں کو اور ان سے
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
پہلے والوں کی حالت ہوئی کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کا انکار کیا اور اللہ نے ان کے
بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
گناہوں کے بدلے میں ان کو گرفتار کیا، بیشک اللہ زبردست (اور) سخت عذاب دینے والا ہے۔
لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا
یہ اس لئے کہ اللہ کسی نعمت کا جو کسی قوم کو عنایت کی ہو بدلنے والا نہیں ہے
بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ
جب تک کہ وہ اپنے نفسوں کی حالت خود نہ بدل ڈالیں اور بے شک اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ جیسے کہ
فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
فرعون والوں کی اور ان سے پہلے والوں کی حالت ہوئی (کہ) انہوں نے اپنے پروردگار کی
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا
نشانیوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے بدلے میں ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب
ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ
کے سب ظالم تھے۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے بدتر حیوانات وہ لوگ ہیں جو کافر ہو گئے
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ ۛ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ
اور ایمان نہیں لاتے۔ جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر وہ اپنے عہد کو ہر ہر مرتبہ توڑ توڑ دیتے ہیں
عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي
اور ذرا نہیں ڈرتے۔ پس اگر تم ان پر لڑائی میں قابو پاجاؤ تو ان کے ذریعہ سے ان کو جو ان کی پشتی
الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾
پر ہیں تتر بتر کر دینا کہ یہ بھی یاد رکھیں۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے عہد توڑ ڈالنے کا خوف ہو

(بقیہ صفحہ ۲۱۸) اور ہمارا اس وقت میں ساتھ دے یہ بولا انی اری مالا ترون حارث نے کہا کہ واللہ ہم کو تو یثرب کے جاسوس نظر آرہے ہیں مگر ابلیس کب سننے والا تھا حارث کے سینے پر ہاتھ مار کر بھاگا اور (یہ جاء و جاواں) کل آدمیوں کو شکست ہوئی۔ اب جب مکہ پلٹ کر آئے تو کہنے لگے کہ سراقہ پہلے بھاگا اور اس نے شکست دلوائی، سراقہ نے کہا واللہ مجھ کو تمہارے جانے کی بھی خبر نہیں ہوئی جب تک کہ تمہاری شکست کی خبر نہ سنی۔ لوگ بامرار کہتے تھے کہ تم فلاں فلاں دن ہمارے پاس آئے تھے، خبر کیسے نہیں ہوئی، آخر اس کو حلف اٹھانا پڑا کہ میں نہیں تھا اور یہ معاملہ مشتبہ رہا تا آنکہ جب وہ لوگ مشرف باسلام ہوئے تب ان کو معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوہ بدر کے دن لوگوں کو پیاس لگی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام مشک لے کر پانی لانے کے لئے تشریف لے گئے اور جب کہ وہ حضرت کنوئیں پر تھے تو ایک سخت ہوا آئی اور جب تک وہ گزر نہ گئی حضرت ٹھہرے رہے پھر دوسری ایسی ہی ہوا آئی وہ بھی گزر گئی۔ پھر تیسری آئی اس وقت تک بھی حضرت کنوئیں ہی پر تھے اور جب تک وہ گزر نہ گئی حضرت کچھ کام نہ کر سکے بعد اس کے فارغ ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کیفیت بیان کی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ پہلی ہوا جو آئی اس میں جبرئیل امین مع ہزار فرشتوں کے آئے تھے اور دوسری میں میکائیل علیہ السلام مع ہزار فرشتوں کے آئے تھے اور تیسری میں اسرافیل علیہ السلام مع ہزار فرشتوں کے آئے تھے ان سب نے آپ پر سلام کیا تھا اور یہ ہماری مدد کے لئے آئے تھے اور انہی کو دیکھ کر ابلیس کی یہ حالت ہوئی تھی جس کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے نکص علی عقبیہ اور انہی کو دیکھ کر اس نے مشرکین سے کہا تھا انی اری مالا ترون۔

حواشی صفحہ ہذا۔ یضربون وجوھھم۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا تھا اور جب اس کا سر کاٹنے آگے بڑھا تو سر الگ پایا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتوں نے تم پر سبقت کی۔ ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ فرشتوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے، جس وقت وہ مشرکین کو مارتے تھے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے۔

لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ کان اللہ کی قدرت کاملہ اور ان کی قہر الٰہی کا ذکر فرمانا کہ ہرگز نہیں ہے کہ خدا کسی قوم سے کوئی نعمت عنایت فرمائے پھر وہ اس کو بدل ڈالے جب تک کہ وہ خود اپنے نفسوں کی حالت کو نہ بدل ڈالیں۔ (۱۲ منہ)

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ
تو مساوی حیثیت سے تم بھی ان سے دستبردار ہوجانا بیشک اللہ خیانت کرنے
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بازی لے گئے
سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا
یقیناً وہ (ہم کو) عاجز نہ کرسکیں گے اور جو قوت تم بہم پہنچا سکتے ہو
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ
اور بندھے گھوڑے تم سرحد پر بندھے رکھ سکتے ہو ان کو ان (کفار) کے مقابلہ کے لئے تیار کر رکھو ایسا کرنے سے تم اللہ کے
عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ
دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور ان کے سوا ان لوگوں کو ڈراتے رہوگے تم ان کو تمہیں جانتے،
اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ
اللہ ان کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے (اس کا عوض) تم کو پورا پورا
اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ
دیا جائے گا۔ اور تمہارا کسی طرح نقصان نہ کیا جائے گا۔ اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو
لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ
تم بھی اس کی طرف مائل ہوجاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔
يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ
اور اگر وہ تمہیں دھوکا دینا چاہیں گے تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہ وہی ہے جس نے اپنی امداد سے
بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ
اور مومنین کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی تھی۔ اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی تھی۔
مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
اگر زمین میں جو کچھ ہے تم سب بھی خرچ کردیتے تو ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کرسکتے لیکن اللہ نے
اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ
ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی۔ بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے نبیؐ تمہارے لئے
وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ
اللہ اور مومنین میں سے جو تمہارا اتباع کرتے ہیں وہی کافی ہیں۔ اے نبیؐ مومنوں کی لڑائی پر آمادہ کرو

(بقیہ حواشی صفحہ نمبر ۲۱۹) کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی گروہ کے آدمی جو میری اطاعت میں ہوں اور اس حالت میں ان کو فقر و فاقہ کی تکلیف پہنچے جس سے وہ میری پسند کی باتیں چھوڑ کر ایسی باتیں پسند کرلیں جو مجھے ناپسند ہوں تو میں بھی وہ حالت جسے وہ پسند کرتے ہوں گے بدل کر ایسی حالت کردوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے اور یہ بھی کہ دو کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی خاندان کے لوگ جو میری نافرمانی میں ہوں جس کے سبب سے انہیں کوئی مرض اور تکلیف پہنچے اور اس کے سبب سے وہ لوگ وہ باتیں چھوڑ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں اور وہ باتیں اختیار کریں جو مجھے پسند ہوں تو میں بھی ان کی حالت کو بدل دوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں اور ایسی حالت کردوں گا کہ جو وہ پسند کرتے ہوں نیز اسی کتاب میں انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ بات حتماً طے کردی ہے کہ جب وہ کسی بندے کو نعمتیں عطا دے گا تو اس سے ان نعمتوں کو اس وقت تک سلب نہ کرے گا جب تک وہ بندہ کوئی گناہ کرکے اس بات کا مستحق نہ ہوجائے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے اور اسے تکلیف پہنچے۔ ۳ ان شر الدواب عند اللہ الذین کفروا۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو تمام مخلوق خدا میں سب سے بدتر تھے اور باطن قرآن کے منکر۔ ۴ الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ عہد توڑنے والے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اصحاب تھے جو احد کے دن بھاگے ہیں۔

حواشی صفحہ ھذا۔ ۱ واما ع تخافن من قوم خیانۃ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت معاویہ کی شان میں نازل ہوئی ہے یعنی پہلے ہی سے خدا نے اس خیانت کی خبر دے دی تھی جو وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کرنے والا تھا۔ ۲ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ۔ تفسیر عیاشی، تفسیر قمی اور الفقیہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ
اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے (بھی) ہوں گے تو وہ دو سو پر بھی غالب رہیں گے۔ اور اگر تم
صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ
میں سے سو ہوں گے تو وہ کافروں میں سے ہزار پر غالب رہیں گے
يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾
اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہی نہیں۔
اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ
اب اللہ نے تمہارے بارے میں (اس حکم میں) تخفیف فرما دی اور یہ جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے،
يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ
پس اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔
مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ
اور اگر تم میں سے ہزار ہوں گے تو وہ حکم خدا سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ
نبیؐ کے پاس جب تک کہ وہ ملک میں نہ غالب آجائے قیدیوں کا ہونا مناسب
فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ
نہیں ہے، تم سامان دنیا کے خواستگار ہو اور خدائے تعالیٰ آخرت چاہتا ہے۔
الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ
اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے
لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا
اس کے بارے میں تم پر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔ اب جو کچھ تم نے
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
بطور غنیمت لے لیا ہے اس میں سے حلال وطیب سمجھ کر کھا (پی) لو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ بڑا بخشنے
رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ
والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے نبیؐ قیدیوں میں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں اس سے کہہ دو کہ
اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی پائے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دے دے گا۔

(حواشی بقیہ صفحہ نمبر ۲۲۰)

۳ وان جنحوا للسلم فاجنح لها۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ سورہ محمد میں یہ آیت ہے فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون (پس سستی نہ کرو اور صلح کے خواہاں نہ ہو جس حال میں کہ تم خود غالب ہو) اور یہ منسوخ آیت یسئلونك عن الانفال کے نزول سے اور غزوہ بدر کے وقوع سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر جمع قرآن کی بے عنوانی سے یہاں آخر سورہ میں درج ہوگئی ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے آنحضرت سے دریافت کیا تھا کہ السلم سے کیا مراد ہے فرمایا کہ ہمارے امر میں داخل اور شریک ہو جانا۔

۴ الف بين قلوبهم۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں انصار کا ذکر ہے جو دو قبیلوں میں تقسیم تھے۔ اوس اور خزرج اور ان دونوں قبیلوں میں زمانہ جاہلیت میں بڑی لڑائی ہو چکی تھی اور باہم عداوت ہو چکی تھی اب اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ملا دیئے تھے اور ان کے ذریعہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت فرمائی تھی۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ ان يكن منكم عشرون صابرون يغلبوا مائتين یہ تعداد من جانب اللہ مقرر ہوئی تھی کہ مومنین کے گروہ کا ایک ایک شخص کفار کے گروہ کے دس دس پر بتائید خدا غالب آئے گا۔ اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے کہ کفار کا نہ خدا پر ایمان ہے جس سے ان کو مدد ملے نہ آخرت و جزا کا یقین جس سے ثبات قدم اور قوت قلب حاصل ہو پس مومن کا لڑنا نصرت دین خدا کے لئے ہوگا۔ اور آخرت میں درجہ اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے نہ ذلیل و ناپائیدار چیزوں کی خاطر۔

۲ فان لم يكن منكم مائة صابرة يغلبوا مائتين۔ یہ آیت اپنے سے پہلی آیت کی ناسخ ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت نے یہ فقرہ بھی فرمایا ہے کہ دونے دس کو منسوخ کر دیا (مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دو کا مقابلہ رہ گیا اور پہلی آیت میں دس کے مقابلہ کا حکم تھا) تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مسلمان جہاد میں دو کافروں کے مقابلہ سے بھاگ جائے وہ جہاد سے بھاگ جانے والوں سے محسوب ہوگا اور جو تین کے مقابلہ سے بھاگے اس پر الزام نہیں ہے۔ تفسیر قمی میں بعد اس مطلب کے جو اوپر مذکور ہوا یہ قول بھی لکھا ہے کہ اول جب یہ حکم نازل ہوا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلہ سے نہ بھاگے تو مسلمانوں پر بہت شاق گزرا کیونکہ ان کی تعداد کم تھی اس لئے پہلا حکم منسوخ کر کے یہ حکم نازل ہوا کہ ایک مسلمان دو کافروں کے مقابلہ سے نہ بھاگے اور جب ان کی تعداد بڑھ گئی تو دوسرا حکم نازل ہوا (باقی حواشی نمبر ۱ پر ملاحظہ ہوں)

مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا

اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے، اور اگر وہ

خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

تم سے خیانت کا ارادہ کریں گے تو وہ اللہ سے تو پہلے ہی خیانت کر چکے ہیں اور اسی سے اس نے ان پر قابو دے دیا ہے،

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا

کی اور راہ خدا میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا اور جنہوں نے جگہ دی اور نصرت کی

اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ

وہ ایک دوسرے کے سرپرست ہیں، اور جو ایمان تو لائے اور انہوں نے

يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ

ہجرت نہیں کی تو جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی سرپرستی سے کوئی تعلق نہیں

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي

اور اگر وہ تم سے دین میں مدد مانگیں تو تم کو مدد دینا لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلے میں

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

نہیں جن کے اور تمہارے مابین معاہدہ ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس کا دیکھنے والا ہے، اور جو لوگ کافر ہو چکے وہ ایک دوسرے کے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ

مددگار ہیں۔ اگر تم (جو حکم دیا گیا ہے) وہ نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ اور بڑا فساد ہو جائے گا۔

فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور جہاد کیے

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور جنہوں نے جگہ دی اور نصرت کی برحق مومن وہی ہیں بخشش

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ

اور عزت کی روزی انہی کے لئے ہے، اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور

اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ

تمہارے ہو کر جہاد کیے وہ بھی تمہیں میں محسوب ہیں،

لے اولائك بعضهم اولیاء بعض تفسیر کبیر میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو مہاجرین مہاجرین کے مابین اور انصار انصار کے مابین اور مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم فرمادی تھی اور یہ قاعدہ مقرر فرمادیا تھا کہ جب کوئی انتقال کرتا تو اس کا دینی بھائی اس کا وارث ہوجاتا اور کل مال متروکہ لے لیتا اس کے ورثاء کو کچھ نہ ملتا مگر جب بعد جنگ بدر خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی النبی اولی بالمومنین من انفسهم و ازواجه بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ (نبی مومنین کی جانوں کا خود ان سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں اور نبی کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں اور قریبی رشتہ دار خدائے تعالیٰ کے لکھے کے بموجب ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں) تو اس آیت نے میراث اخوت کو منسوخ کر دیا۔

مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ
اور رشتہ دار حکم خدا کے بموجب ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾
بیشک اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔

حروفها ۱۱۳۶۰ سورة التوبة مدينة كلماتها ۲۵۳۷
آیاتها ۱۲۹ رکوعها ۱۶
سورہ توبہ مدینہ میں نازل ہوئی

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ
اللہ اور اس کا رسولؐ اس عہد سے بری ہیں، جو تم نے مشرکین سے کیا تھا،
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱﴾ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا
پس (اے مشرکو!) چار مہینے ملک میں چلو پھرو اور یہ سمجھ لو کہ
اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲﴾ وَاَذَانٌ
تم نے اللہ کے عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ
اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حج اکبر کے دن کل آدمیوں کے لئے اعلان
بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ
(کیا جاتا) ہے کہ اللہ اور اس رسولؐ مشرکوں سے دست بردار ہیں۔ پھر اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔
لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ
اور اگر روگردان رہوگے تو یہ سمجھ لو کہ تم اللہ کے عاجز کرنے والے نہیں ہو،
وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ
اور (اے رسولؐ) تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری پہنچادو۔ مگر مشرکین میں سے وہ لوگ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا
جن سے تم نے عہد کیا تھا، پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے
عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
برخلاف کسی کو مدد دی تو ان کے عہد کو ان کی مدت تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حرمت والے مہینے پورے ہوجائیں تو

۱ واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فی کتاب اللہ۔ یہ آیت بھی میراث اخوت کو منسوخ کرنے والی ہے

۲ بیسا کہ پہلے بیان ہوچکا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک اور آیت کی بھی منسوخ کرنے والی ہے۔ جو سورہ نساء میں آچکی ہے والذین عقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ کا ایک غلام مرگیا اور مال چھوڑ گیا تو حضرت نے باوجود مالک ہونے کے کچھ نہ لیا اور اس کے عزیزوں میں تقسیم کردیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی و اولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فی کتاب اللہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام امامت بھائیوں میں کبھی نہ جائے گی بلکہ اس کا اجرا علی ابن الحسینؑ علیہم السلام سے اولاد اور اولاد کی اولاد میں ہوتا رہے گا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فی کتاب اللہ۔

۳ سورۃ التوبہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ برات کے اول میں نازل نہیں ہوئی کیوں کہ بسم اللہ امان و رحمت کے لئے اور سورہ برأت نازل اس لئے ہوئی تھی کہ امان اٹھالی جائے اور تلوار چلائی جائے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول اصل میں ہے کہ سورہ انفال اور سورہ توبہ دونوں مل کر ایک ہی سورہ ہیں۔

اعوذ باللہ من النار و من غضب الجبار العزۃ للہ و لرسولہ و للمؤمنین

اس سورت کے شروع کرنے سے پہلے کہا جائے کہ میں اللہ کے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اور اللہ کے غضب سے جبار کے عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لئے

۳ براءۃ من اللہ و رسولہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے مشرکوں سے جو عہد کیا ہے اللہ اور اللہ کا رسول اب اسے باقی رکھنا نہیں چاہتے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی کو یہ حق کہاں سے حاصل ہوگیا کہ وہ عہد توڑ دے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ اس عہد میں یہ شرط کردی گئی تھی کہ ہم اس عہد پر اس وقت تک باقی رہیں گے جب تک کہ وحی خدا اس کے

الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ
مشرکین کو جہاں جہاں تم پاؤ قتل کر ڈالنا، اور ان کو گرفتار کرلینا اور ان کا محاصرہ کرنا
وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور ہر ہر راستہ پر ان کے لئے گھات میں بیٹھ جانا، پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵
اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ کھول دینا، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے،
وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ
اور اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دینا تاکہ وہ
كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
خدا کا کلام سنے پھر اسے اس کے ٹھکانے پر پہنچا دینا، یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں
يَعْلَمُوْنَ ۝۶ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ
جو کچھ جانتے بوجھتے نہیں ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ مشرکین کا کوئی عہد
وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
رہ کیوں کر سکتا ہے، سوائے ان کے جن سے تم نے مسجد الحرام کے پاس عہد کرلیا تھا
الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
پس جب تک وہ تمہارے ساتھ اس پر قائم رہیں تم بھی ان کے ساتھ اس پر قائم رہو۔
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا
بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ یہ عہد رہتا کیوں کر حالانکہ اگر (اب بھی) وہ
فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى
تم پر غلبہ پاجائیں تو نہ تمہارے بارے میں قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد و پیمان کا
قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا
وہ زبانی باتوں سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے دل خوش نہیں ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔
قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا
انہوں نے خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لی اور (لوگوں کو) اس کے راستہ سے روکا۔
يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ
بیشک وہ جو عمل کر رہے ہیں (یہ) بہت ہی برا ہے، وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں نہ عہد و پیمان کا۔ اور

(بقیہ حواشی صفحہ ۲۲۳)

۴ اربعة اشهر اس سے وہ چار مہینے مراد ہیں جن میں مشرکوں کو مہلت دی گئی تھی بیس دن تو آخر ذی الحجہ کے اور پورا مہینہ محرم کا اور پورا صفر کا اور پورا ربیع الاول کا اور دس دن ربیع الثانی کے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جب سورہ برأۃ کی اول کی آیتیں نازل ہوئیں تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوبکر کے حوالہ کیں اور ان کو حکم دیا کہ تم مکہ جاؤ اور قربانی کے دن منیٰ میں لوگوں کے سامنے ان کو پڑھ دینا جب جناب ابوبکر روانہ ہو چکے تو جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو کار رسالت ہے، اسے یا آپ خود انجام دیں یا وہ انجام دے جو آپ کا جزو ہو۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین کو بھیج دیا جو مقام روحہ پر جا ملے۔ اور آیتیں ان سے لے لیں، جناب ابوبکر لوٹ کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کوئی خاص حکم نازل ہوا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس کا پیغام یا تو میں خود پہنچاؤں یا وہ پہنچائے جو میرا ایک جزو ہو (اس کے متعلق اور روایتیں تفسیر میں پڑھیں)

قول مترجم: ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ جناب رسول خدا سے (معاذ اللہ) کوئی غلطی ہوگئی تھی جس کی اصلاح خدا نے فرمائی بلکہ یہ پورا واقعہ بجائے خود ہدایت امت کے لئے کافی و وافی و شافی من جانب اللہ ہے۔ کہ سب پر واضح رہے کہ جناب امیر المومنین نیابت رسول کے صحیح مستحق ہیں۔ ۵ اذان من الله تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ اس اذان سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ وہ اذان ان لوگوں میں تھا۔ ۶ یوم الحج الاکبر۔ معانی الاخبار اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے ان حضرت سے دریافت کیا تھا کہ اس لفظ حج اکبر سے کیا مراد ہے فرمایا اس حج کا نام حج اکبر اس لئے رکھا گیا تھا کہ اس سال میں اجازت عام تھی مسلمانوں نے بھی حج ادا کیا تھا۔ اور مشرکوں نے بھی اور اس سال

هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا
وہ بڑے (ہی) زیادتی کرنے والے ہیں، پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں
الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے
يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
جو علم رکھتے ہیں، ہم آیات کو کھول کر بیان کردیتے ہیں، اور اگر وہ عہد کے بعد اپنی قسموں
وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ
کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کے بارے میں طعن کریں تو تم بھی سرداران کفر کو یہاں تک مارو کہ
اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا
وہ باز آجائیں بیشک وہ ایسے ہی ہیں جن کی قسم کوئی چیز نہیں۔ کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑتے
اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ
جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور رسولؐ کے نکالنے کا ارادہ کیا اور تمہارے ساتھ ابتدا
مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ
انہوں نے کی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو، حالانکہ اگر تم مومن ہو تو خدا اس کا زیادہ مستحق ہے کہ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ
تم اس سے ڈرو۔ ان سے (خوب) لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب دے گا اور ان کو
وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾
رسوا کرے گا اور ان کے برخلاف تم کو مدد دے گا اور مومن لوگوں کے دل ٹھنڈے کرے گا،
وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ
اور ان کے دلوں کا غصہ دور کرے گا اور اللہ جس کی چاہے گا توبہ قبول فرمائے گا
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا
اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے
يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ
حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے جہاد کئے ہیں جانچا نہیں ہے
اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ
اور سوائے اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے اور امان دینے والوں کے اور کسی کو رازدار نہیں بنایا ہے اور

(گزشتہ سے پیوستہ)
کہ حج اکبر سے مراد ہے عرفہ کے دن عرفات میں ٹھہرنا اور پھر جمرات پر آکے کنکریوں کا پھینکنا اور حج اصغر سے مراد عمرہ ہے۔

ے لم ینقصوکم شیئا' مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے عہدنامہ کی شرطوں میں سے کسی شرط کو نہ توڑا نہ تم میں سے کسی کو قتل کیا نہ نقصان پہنچایا نہ تمہارے دشمنوں میں سے تمہارے برخلاف کسی کی مدد کی ان کے ساتھ عہد پوری مدت تک نباہو اور بادفا اور بے وفا کو یکساں نہ سمجھو۔

۵ الاشہر الحرم وہ مہینے جن میں لڑائی روکی گئی تھی اور عہد توڑنے والوں کو چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مدت دسویں ذی الحجہ سے دسویں ربیع الثانی تک تھی اس مدت کے بعد مشرکوں کے بارے میں جو حکم تھا وہ آگے کی آیت میں صاف ہے۔

حاشیہ صفحہ ھذا

لے ائمۃ الکفر تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت اصحاب جمل کے بارے میں نازل ہوئی اور جناب امیر المومنین نے بروز جنگ جمل یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اس عہد شکن گروہ سے خدائے تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بموجب لڑائی کی ہے وہ فرماتا ہے وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون۔ قرب الاسناد اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل بصرہ سے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور مجھ سے طلحہ اور زبیر کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو میں نے انہیں جواب دیا کہ وہ دونوں اس آیت کے مصداق تھے۔ اس لئے کہ جناب امیر المومنین نے جنگ جمل کے دن جب کہ دونوں طرف صف آرائی ہوچکی تھی اپنے اصحاب سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم ان لوگوں پر حملہ کرنے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ میں اپنے اور خدائے

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ
جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے، مشرکوں کا یہ حق نہیں ہے کہ
يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ
جس حال میں وہ اپنی ذات کے لئے کفر کے مقر ہوں، وہ خدا کی مسجدوں کو آباد رکھیں۔
اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۖۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾
ان کے سب اعمال اکارت ہوچکے، اور وہ جہنم میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔
اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اللہ کی مسجدوں کو تو وہ آباد کرے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى
اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے، پس ان
اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٨﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
ہی لوگوں کی نسبت یہ امید ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں۔ کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا
الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
اور مسجد الحرام کا آباد رکھنا اس شخص کے برابر کردیا جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر
الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
ایمان لایا اور جس نے راہ خدا میں جہاد کیا، اللہ کے نزدیک تو یہ سب برابر نہیں ہیں۔
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
اور اللہ ظالم لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے راہ خدا میں
وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ
ہجرت کی اور اپنے مالوں سے اور جانوں سے جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک درجے میں
دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ
سب سے بڑھ کر ہیں، اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ
اپنی رحمت کی رضامندی کی۔ اور ایسی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے
مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ
دائمی آسائش ہوگی۔ اور وہ ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہیں۔ بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر موجود ہے۔

ف ۱ اولٰئک حبطت اعمالھم۔ الجوامع میں روایت ہے کہ مسلمانوں نے بدر کے قیدیوں کو طعنہ دیا خاص کر حضرت عباس کو بہت کچھ زجر و توبیخ کی کہ چچا ہو کر تم نے قطع رحم کیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے چلے آئے۔ اس پر حضرت عباس نے کہا کہ تم ہماری بدیوں کو ظاہر کرتے ہو اور ہماری نیکیوں کو چھپاتے ہو، مسلمانوں نے کہا کہ آپ کی کچھ نیکیاں بھی ہیں؟ کہا کیوں نہیں؟ ہم ہی تو مسجد الحرام کے آباد کرنے والے، کعبۃ اللہ پر پردہ ڈالنے والے، حاجیوں کو پانی پلانے والے، اور غلاموں کو آزاد کرنے والے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اعمال جن پر فخر کرتے ہیں بہ سبب شرک کے سب بے کار ہو چکے۔

ف ۲ یعمر مساجد اللہ حدیث قدسی میں ہے کہ زمین پر میرے مکان مسجدیں ہیں اور جو ان میں میری زیارت کو آتے ہی وہ ان کے آباد کرنے والے ہیں پس خوشحال اس بندے کا جو اپنے گھر طہارت کرے اور میرے گھر میری زیارت کو آئے اور جس کی زیارت کو کوئی شخص آیا کرتا ہے اس پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ آنے والے کی عزت کریں اور اس کا اکرام کرے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مسجدوں میں آکر حلقے باندھ کر بیٹھا کریں گے اور دنیا اور حب دنیا کا ذکر کیا کریں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

ف ۳ اجعلتم سقایۃ الحاج تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب علی مرتضیٰ، حضرت عباس، اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس لئے کہ عباس نے کہا تھا کہ حاجیوں کا پانی پلانا میرے ہاتھ میں ہے پس میں افضل ہوں اور شیبہ نے کہا تھا کہ بیت اللہ کی دربانی مجھ سے متعلق ہے پس میں افضل ہوں اور علی مرتضیٰ نے فرمایا تھا کہ میں افضل ہوں اس لئے کہ میں تم سے پہلے ایمان لایا۔ پھر مہاجرت کی اور جہاد کیا۔ آخر تینوں صاحب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے پر راضی ہوئے اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی یہ روایت اسی کے قریب قریب ہے بلکہ اتنا زیادہ ہے کہ جناب

عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ

اے ایمان لانے والو تم اپنے باپ داداؤں کو اور اپنے بھائی بندوں کو

وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ

اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو دوست رکھتے ہوں (اپنا) دوست نہ بناؤ۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ

اور جو تم میں سے ان کو دوست بنالے گا تو وہی تو ظالم ہیں۔

كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

(اے رسول) تم کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (پوتے) اور تمہارے بھائی (بند)

وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کرلئے ہیں اور وہ تجارت

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جو تم کو پسند آگئے ہیں

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

(یہ سب چیزیں) اللہ سے اور اس کے رسول سے اور راہ خدا میں جہاد کرنے سے تم کو

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ

زیادہ پیاری ہیں تو (جس حالت میں ہو) رہو یہاں تک کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کردے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔ بیشک اللہ

مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

نے تمہاری بہت سے موقعوں پر مدد کی۔ اور (خاص کر) حنین کے دن جب کہ تمہاری کثرت نے

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا

تم کو نازاں کردیا تھا پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگ

رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

ہوچکی پھر تم پیٹھ دکھا کر بھاگے۔ پھر اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور مومنین پر نازل کی اور ایسے

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ

لشکر اتارے جن کو تم نے (کبھی) نہ دیکھا تھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ

کی سزا (بھی) یہی ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمالے۔

---

۱ ان استحبوا الکفر علی الایمان۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب کہ اس نے خط لکھ کر قریش کو اطلاع دی تھی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۲ قل ان کان آباؤکم الخ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے مکہ میں یہ اعلان کیا کہ کوئی مشرک اس سال کے بعد مسجد الحرام میں نہ آنے پائے گا تو قریش بہت روئے اور پیٹے اور کہنے لگے کہ ہماری تجارت بھی برباد ہوئی۔ ہمارے بال بچے بھی ضائع ہوئے ہمارے گھر بھی اجڑ گئے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم ان سے یوں اور یوں کہہ دو۔ قول متوجم۔ اس زمانے میں بھی خدا کا یہ اعلان ان لوگوں کے لئے بدستور باقی ہے جو انہی چیزوں کے خیال سے جن کا اس آیت میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ یہ ان کے ایمان میں خامی ہونے کی دلیل ہے۔

ع ۳

اس لئے کہ حدیث میں آچکا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایمان کا ذائقہ نہ چکھے گا جب تک کہ اس کی محبت اور اس کا بغض خالص خدا کے لئے نہ ہو۔

۳ مواطن کثیرۃ۔ لفظی معنی بہت سے موقعے۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ موقعے جن پر اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی اسی تھے۔ تفسیر عیاشی میں بروایت یوسف ابن سخت منقول ہے کہ متوکل عباسی بہت سخت بیمار ہوا اور اس نے خدا کی درگاہ میں نذر کی کہ اگر مجھ کو شفا ہوگی تو میں مال کثیر تصدق کروں گا۔ جب اچھا ہوگیا تو درباریوں سے پوچھا کہ مال کثیر کسے کہتے ہیں اور کتنا تصدق کروں انہوں نے کہا کہ آپ کے والد نے تو اسی کروڑ درہم تصدق کئے تھے۔ آپ مناسب جانیں تو پچاس کروڑ درہم تصدق کریں

متوکل کو بہت معلوم ہوا۔ ابو یحییٰ منجم نے کہا کہ اگر آپ جناب امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کرلیں تو صحیح معلوم ہوجائے گا چنانچہ متوکل نے عریضہ لکھوایا حضرت نے فرمایا کہ اسی درہم تصدق کردے۔ مصاحبوں نے کہا یہ غلط ہے ان سے دریافت کرو کہ یہ کہاں سے فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں کتاب خدا سے کہتا ہوں خدائے تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ اور موقعے تو اور موقعے جن پر خدائے تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی تھی ان سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے اسی کروڑ درہم کی مدد فرمائی ہے کوئی اسی کروڑ درہم کیسے پاسکتا ہے (باقی حواشی کیسہ میں پڑھیں)

مِنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
ایمان لانے والو سوائے اس کے نہیں ہے کہ مشرک نجس ہیں تو وہ اپنے اس سال کے بعد
الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ
مسجد الحرام میں نہ آنے پائیں اور اگر تم کو بھوکے مرنے کا اندیشہ ہو تو آگے چل
يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾
کر اللہ چاہے گا تو اپنے فضل سے تم کو غنی کردے گا۔ بیشک اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا
ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے جو بھی خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے
يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ
اور جن جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کردیا ہے ان کو حرام نہیں جانتے
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ
اور دین حق کو دین نہیں سمجھتے ان سے لڑتے رہو تاآنکہ وہ ذلیل و خوار ہوکر جزیہ دینے لگیں۔
صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى
اور یہودیوں نے یہ کہہ دیا کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور نصرانیوں نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں،
الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ
یہ ان کے اپنے منہ کی کہن ہے۔ (اور) جو لوگ ان سے پہلے
قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾
کافر ہوگئے تھے ان کی سی باتیں یہ بھی بناتے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کدھر بہکے چلے جاتے ہیں۔
اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا لیا ہے۔ حالانکہ ان کو کوئی اور حکم نہیں
وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا
دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ خدائے واحد کی عبادت کرتے رہیں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جن جن
وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں ان سب سے اس کی ذات منزہ ہے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ

لے عیلۃ اس کے معنی ہیں فقر و فاقہ اس آیت میں یہ جتلایا گیا ہے کہ مشرک چونکہ نجس ہے وہ آئندہ سے مسجد الحرام میں نہ آئیں اور اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ ان کے نہ آنے سے تم بھوکے مرجاؤ گے اس حیثیت سے کہ تجارت ان کے ہاتھ میں ہے یا اس حیثیت سے کہ کھانے پینے کی چیزیں ان کے ہاتھ میں ہے تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے فضل سے تمہارا انتظام اور طرح فرمادے گا۔ چنانچہ پہلے ہی سال خدائے تعالیٰ نے خوب بارش کی اور اہل یمن کے ایک گروہ کو یہ توفیق دی کہ وہ ایمان لائے اور کھانے پینے کا بہت سامان لے کر مکہ میں آگئے اور پھر مسلمانوں کے ہاتھوں پر رفتہ رفتہ ملک فتح ہوتے گئے۔ مال غنیمت آتا گیا اور دنیا کے مختلف حصوں سے حج کرنے والوں کی اور ضرورت کی چیزیں لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی۔

ع الجزیۃ کافی اور التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانچ تلواروں کے ساتھ مبعوث کیا ہے جن میں پہلی تو مشرکین عرب کے برخلاف تھی یہ حکم دیا تھا فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۲۴ سطر ۱) اور دوسری اہل ذمہ کے برخلاف تھی اور ان کی نسبت یہ حکم تھا و قولوا للناس حسنا (دیکھو صفحہ ۱۵، سطر ۵) پھر اس آیت سے اس حکم کو منسوخ فرمادیا قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ و لا بالیوم الآخر الخ پس اہل کتاب میں سے جو دار الاسلام میں ہوں یا ان کو جزیہ دینا پڑے گا یا وہ قتل کئے جائیں گے اور ان کا مال غنیمت شمار کیا جائے گا اور ان کے اہل و عیال قید کرلئے جائیں گے۔ البتہ جس وقت وہ اپنی ذات پر جزیہ قبول کرلیں تو ان کے اہل و عیال کا قید کرنا حرام ہے اور ان کے مال بھی ہم پر حرام ہیں ہاں برضا و رغبت ان کی عورتوں سے نکاح کرلینا ہمارے لئے جائز ہے اور جو ان میں دار الحرب میں ہوں ان کا قید کرلینا اور ان کا مال لے لینا ہمارے لئے حلال ہے اور بغیر رضامندی نکاح کرنا حرام ہے اور ان کو تین باتوں میں سے ایک قبول کرنی پڑے گی۔ خواہ داخل اسلام ہوں یا جزیہ دیں یا قتل کئے جائیں۔ (اس سے آگے ضمیمہ

يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ
نور خدا کو اپنے اپنے منہ سے (پھونک مار مار کر) بجھادیں اور اللہ کو اور کچھ منظور نہیں ہے سوائے
كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
اس کے کہ اپنے نور کو پورا کردے۔ گو کافروں کو برا لگے، وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾
اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے گو مشرکوں کو برا لگے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ
اے ایمان لانے والو ضرور بہت سے علماء اور درویش لوگوں کے مال ناحق
لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ
کھا جاتے ہیں اور (ان کو) راہ خدا سے روکتے ہیں۔
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا
اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو راہ خدا میں
يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾
خرچ نہیں کرتے۔ سو تم ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو (اس دن کے متعلق)
يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ
جس دن وہ سونا چاندی آتش جہنم میں تپایا جائے گا پھر اس کے ذریعہ سے ان کی پیشانیاں
وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ
اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے یہ کہا جائے گا) کہ یہ وہی ہے
فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ
جو تم اپنی ذات کے لئے جمع کیا کرتے تھے پس چکھو تم جمع کیا کرتے تھے (ویسا ہی اب)
اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
اس کا مزہ چکھو۔ بیشک خدا کے نزدیک مہینوں کی گنتی جس دن سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے،
وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا
خدا کی کتاب میں بارہ (ہی) مہینے ہیں۔ جن میں سے چار محترم ہیں۔ سیدھا سادہ قاعدہ یہی ہے۔
تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
پس تم ان مہینوں کے بارے میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو، اور مشرکوں سے اکٹھے ہوکر لڑو

دوڑ جائے گی۔ (اس کا بقیہ ضمیمہ میں ہے)

ل یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواھھم تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں کی حالت کو جو نبوت محمد مصطفیٰ اور ولایت علی مرتضیٰ کو اپنی تکذیب کے ذریعہ سے باطل کرنا چاہتے ہیں اس شخص کی حالت سے تشبیہ دی ہے جو ایک ایسے بڑے نور کو پھونک مار مار کر بجھانے کے درپے ہو جس کی روشنی کو خود خدائے تعالیٰ انتہا تک پہنچانا چاہتا ہو (اس کے متعلق باقی روایتیں ضمیمہ میں پڑھئے)

م لیظھرہ علی الدین کلہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ ان آیتوں میں سے ہے جن کی تاویل تنزیل کے بعد آئے گی۔ الاکمال میں اسی آیت کے بارے میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ واللہ اس آیت کی تاویل نازل نہیں ہوئی اور جب تک قائم آل محمد کا ظہور نہ ہوگا اس وقت تک نازل نہ ہوگی اور جس وقت ان کا ظہور ہوگا تو ہر توحید کا منکر اور ہر امامت کا مشرک اس ظہور کو برا سمجھے گا، اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ کسی پتھر کے پیٹ میں بھی جا کر چھپے گا تو وہ پتھر بھی یہ کہہ دے گا کہ اے مومن یہ کافر میرے پیٹ میں ہے مجھے توڑ اور اسے قتل کر (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھو)

ن والذین یکنزون الذھب و الفضۃ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سونا چاندی کو جمع کر کے رکھنا حرام کیا ہے، اور اپنی راہ میں ان کے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، اسی تفسیر میں یہ ہے کہ جناب ابوذر غفاری ملک شام میں ہر صبح کو بآواز بلند یہ منادی فرمایا کرتے تھے کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو پیشانی پہلو اور پشت پر داغ دینے کی خوشخبری سنادی گئی ہے۔ یہاں تک کہ حرارت ان کے تمام اندرون میں

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

جیسے کہ وہ اکٹھے ہوکر تم سے لڑتے ہیں۔ اور یہ سمجھ لو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے،

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ

سوائے اس کے نہیں کہ لوند کا مہینہ کفر کا اور بڑھانا ہے، جو لوگ کافر ہوگئے ہیں

كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا

اس کے ذریعہ سے اور گمراہ کئے جاتے ہیں کہ کسی سال تو وہ اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں

حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ

اور کسی سال اسی کو حرام قرار دے دیتے ہیں تاکہ خدا کے محترم کئے ہوئے مہینوں کی تعداد سے

اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

مطابقت کرکے اللہ نے جو کچھ حرام قرار دیا ہے اس کو حلال کرلیں ان کے اعمال کی بدی ان کو اچھی کرکے دکھائی گئی ہے۔

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حالانکہ اللہ منکر لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ اے ایمان لانے والو تم کو کیا ہوگیا ہے جس وقت تم سے یہ کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ

(جہاد کی نیت سے) نکلو تو تم زمین پر بوجھل ہوجاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابل

الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾

زندگانی دنیا پر راضی ہوگئے ہو۔ حالانکہ زندگانی دنیا کا سرمایہ آخرت کے مقابل کچھ بھی نہیں ہے مگر ہیچ۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

اگر تم جہاد کی نیت سے نہ نکلو گے تو خدائے تعالیٰ تم کو دردناک عذاب دے گا۔ اور تمہارے بدلے تمہارے علاوہ

غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا

اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔

تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ

اگر تم رسول خدا کی مدد نہ کرو گے تو (کچھ پروا نہیں) اللہ نے تو اس کی مدد ایسے وقت کی تھی جب کہ ان لوگوں نے جو کافر ہوگئے تھے

اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

اسے ایسی حالت میں نکالا تاکہ وہ دو میں کا دوسرا تھا جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے اس وقت ہمارا رسول

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ افسوس نہ کر بے شک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے

لے یحلونہ عاماً ویحرمونہ عاماً تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ بنی کنانہ کا ایک شخص حج کے موقع پر جسے اس زمانہ میں موسم کہا کرتے تھے کھڑے ہو کر یہ منادی کر دیا تھا کہ امسال میں عرم کے مہینہ کو لوند کا مہینہ قرار دیتا ہوں اور اپنی طرف سے لڑائی کرنا اور خون بہانا جائز ٹھہراتا ہوں اور اس کے عوض میں ماہ صفر کو عرم مقرر کرتا ہوں اور جب دوسرا سال آتا تو یہ کہہ دیتا کہ اس سال میں نے ماہ صفر کو لوند قرار دیا اور لڑائی کو جائز اور ماہ عرم کو محترم قرار دیا اسی کے متعلق پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی انما النسیء الخ ایک قول یہ بھی ہے کہ اول جس شخص نے اس بدعت کو جاری کیا وہ جنادہ بن عوف کنانی تھا۔ وہ ایام موسم میں سرخ اونٹ پر کھڑے ہو کر یہ آواز لگا دیا کرتا تھا کہ اس سال تمہارے خداؤں نے ماہ عرم (یعنی اس ماہ میں لڑائی) کو حلال قرار دے دیا ہے پس تم بھی اس کو حلال جانو، پھر دوسرے سال یوں منادی کرتا کہ تمہارے خداؤں نے ماہ عرم (یعنی لڑائی) کو حرام قرار دیا ہے پس تم بھی اس کو حرام سمجھ لینا۔

ع ۱۱

لے اثاقلتم الی الارض۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس غزوہ کے موقع پر لوگوں کی سستی کا باعث یہ تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی سفر اس سے زیادہ طویل اور اس سے زیادہ سخت نہیں کیا تھا، اور درحقیقت اس غزوہ کی یہ بھی کہ یہ موسم گرما میں شام کی طرف سے مدینہ منورہ میں مخلوط النسل لوگوں کا ایک قافلہ بغرض تجارت آیا کرتا تھا، اس سال میں لوگوں نے یہ خبر پھیلائی کہ اہل روم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کے لئے بہت بڑا لشکر جمع کر رہے ہیں، اور ان کے بادشاہ ہرقل نے اپنے بہت سے لشکر اور ساتھ قبائل مما لک بلقا میں بھیج دیئے ہیں اور خود حمص میں آگیا ہے، پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کو جنگ جوک کی تیاری کے لئے حکم دے دیا، تبوک مما لک بلقا کا ایک شہر ہے۔ آنحضرتؐ نے اس پاس کے قبائل کو خود مکہ معظمہ کو اور بنو خزاعہ، بنو مزینہ، اور بنو جہینہ میں سے جو جو اسلام لا چکے تھے ان کو یہ خبر دی اور جہاد کی ترغیب دلائی اور باقاعدہ لشکر مرتب ہو جانے کی بابت احکام جاری فرما دیئے، پس سنہ وداع میں یہ لشکر تیار ہو گیا اور آنحضرتؐ نے مقدور والوں کو یہ حکم دیا کہ جن جن کو میسر نہیں ہے تم ان کی اعانت کرو۔ جو محتاج ہو اسے نکالے اور سواری و اسباب فراہم کرے اور ایک دوسرے کو ترغیب دے۔ پھر حضرتؐ نے ایک خطبہ پڑھا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ قبائل عرب میں

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ
پس اللہ نے اپنے رسول پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کو مدد پہنچائی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں
الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا
کی بات کو اس نے پست کر دیا اور اللہ ہی کا بول بالا رہا۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ کم ہتھیار لگا کے
وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ
اور زیادہ ہتھیار لگا کے نکل کھڑے ہو اور خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا
اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو، تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ اگر فوری فائدہ اور
وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ
متوسط درجے کا سفر ہوتا تو (اے رسول) یہ (چپ چاپ) تمہارے ساتھ ہو لیتے
وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ
لیکن مشقت کا سفر ان پر گراں گزرتا ہے اور عنقریب یہ تم سے خدا کی قسم کھا کھا کر کہیں گے کہ اگر
اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ
ہم سے ہو سکتا تو ہم آپ کے ساتھ ہی چلتے۔ یہ اپنے ہی آپ کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور اللہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔
لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ
خدا آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے ان کو (رہ جانے کی) اجازت دے کیوں دی (اور اتنا توقف کیوں نہ کیا)
الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
کہ آپ پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹوں کو بھی آپ جان لیتے۔ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن
الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے اس بات کی اجازت نہیں مانگتے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔
بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
اور اللہ پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم سے اجازت مانگتے وہی لوگ ہیں
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ
جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور ان کے دل شک کرتے رہتے ہیں پھر وہ شک ہی میں
يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً
پڑے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کی کوئی تیاری تو کرتے

۱ کلمة الذین کفروا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ کلام ہے جو بعض حضرات کرتے تھے، تفسیر قمی میں بھی یہی ہے۔

۲ کلمة الله تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ کلام ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

۳ عفا الله عنك الجوامع میں ہے کہ یہ عتاب بہت ہی لطیف ہے کہ عتاب ہونے سے پہلے عفو سے شروع کیا گیا ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے خاص کر انبیاء کے لئے ایسا ہی عتاب ہونا اولیٰ ہے اور جیسا کہ عوام الناس کے مفسرین خصوصاً زمخشری نے لکھ مارا ہے کہ یہ اس بات کا کنایہ ہے کہ (معاذ اللہ) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ سرزد ہوا تھا۔ حاشا وکلا آنحضرتؐ کی جو خیر البشر ہیں ہرگز یہ شان نہیں ہے وہ ان کو گناہ سے نسبت دی جائے۔

ع ۱۲ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے مامون کے اس سوال کے جواب میں جو اس نے عصمت انبیاء کے بارے میں کیا تھا منقول ہے کہ یہ آیت انہی آیتوں میں سے ہے جو اس انداز پر نازل کی گئی ہیں کہ مقصود تو میرا تجھ سے کہنا ہے اور پڑوسن سنتی تو رہو۔ ظاہر میں تو خدائے تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا ہے۔ مگر مراد اس سے آنحضرتؐ کی امت کی تھی ہے۔

۴ لا یستاذنك الذین یومنون باللہ مطلب یہ ہے کہ مومنوں کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ تم سے جہاد میں جانے کے لئے اذن مانگیں جو ان میں سے خالص اور مخلص ہیں وہ تو بڑے شوق سے جہاد میں جانے کے لئے تیار ہی رہتے ہیں کسی اجازت پر موقوف نہیں رکھتے۔ پھر وہ اس کا اذن کیا مانگتے کہ پیچھے رہ جائیں۔

۵ یترددون الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص شک میں متردد رہے گا اولین اس سے بڑھ جائیں گے اور آخرین اس کو آلیں گے۔ اور ضالین کی ٹاپیں اس کو پامال کر دیں گی۔ ۶ عدة تفسیر عیاشی میں ہے کہ عدہ سے مراد نیت ہے گویا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان کی نیت جہاد کرنے کی ہوتی تو جہاد کے لئے ضرور نکلتے۔

وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ
لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا ہی ناپسند ہوا پس ان کو سست بنادیا اور ان سے کہہ دیا کہ
الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا
تم (گھر میں) بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ اگر یہ تمہارے ساتھ ہوکر نکلے ہوتے
وَّلَاْ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ
تو سوائے خرابی کے اور کچھ نہ بڑھاتے اور تم میں فتنہ پھیلاتے پھرتے اور تم میں
سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا
(اب بھی) ان کے جاسوس موجود ہیں۔ اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے۔
الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ
انہوں نے تو پہلے ہی فتنہ ڈالنا چاہا تھا اور تمہارے معاملات کو الٹ پلٹ کر دیا تھا
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ
یہاں تک کہ ان کو حق ظاہر ہوگیا اور اسر خدا غالب آگیا حالانکہ وہ ناپسند کرنے والے تھے۔
ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ
اور ان میں سے (ایک آدھ) ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالئے۔
جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ
خبردار ہو آزمائش میں تو یہ پڑ ہی گئے۔ اور جہنم سب کافروں کو یقینا گھیر لینے والی ہے۔
تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا
اگر تم کو کوئی خیر وخوبی پہنچتی ہے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے تو
مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ
اپنا انتظام پہلے ہی کرلیا تھا اور خوشی خوشی (وہاں سے) چل دیتے ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ سوائے اس کے جو اللہ
اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ
نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اور کوئی مصیبت ہم کو ہرگز ہرگز نہ پہنچے گی وہ ہمارا حاکم ہے اور وہ مومنوں کو اللہ ہی
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ
پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ تم کہہ دو کہ ہمارے بارے میں تم اور کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں سوائے اس کے کہ دو خوبیوں میں سے ایک حاصل ہو (یعنی
اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ
شہادت ملے یا فتح ہوجائے) اور ہم تمہارے بارے میں یہ انتظار کر رہے ہیں کہ

۱ انبعاثھم اس سے مراد ہے جہاد کرنے کی غرض سے نکلنے کے لئے آمادگی اور یہ خدائے تعالیٰ کو اس غرض سے ناپسند تھی کہ اسے علم تھا کہ اگر یہ نکل کر جائیں گے تو مسلمانوں میں ادھر ادھر لڑکر عداوت پھیلا دیں گے۔

۲ اقعدوا مع القاعدین قاعدین سے مراد ہے عورتیں اور بچے، اور یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منافقوں کے بارے میں جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے کا حکم ہے اور آنحضرت کا حکم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی قباحت نہیں تو آنحضرت چاہتے تو بیٹھ رہنے کا حکم ہے اور آنحضرت کا حکم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی قباحت نہیں تو آنحضرت چاہتے تو ان کو اجازت نہ دیتے۔ وہ تو جہاد سے پیچھے رہتے پر رہتے۔ مگر عام لوگوں پر بھی ان کا نفاق اچھی طرح ظاہر ہوجاتا (الا آنحضرت نے اپنے خلق عظیم سے ستاری کا کام فرمایا) ۳ سماعون لھم مراد ہیں ان کے چغل خور و جاسوس جو تمہاری باتیں سنتے ہیں اور ان تک پہنچا دیتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور اسے قبول کرلیتے ہیں، اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو ضعیف ایمان والے ہیں مراد لئے ہیں۔

۴ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی تفسیر کبیر میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جد ابن قیس مل گیا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا کہ اے ابو وہب تو ہمارے ساتھ اس غزوہ میں نہیں چلتا شاید مجھے خدمت کے لئے کوئی رومی لڑکی مل جائے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی عورتوں کا شائق نہیں ہے، اور مجھے اس بات کا اندیشہ بھی ہے کہ اگر میں آپ کی معیت میں گیا تو جیسے ہی میری نظر رومی لڑکیوں پر پڑے شاید مجھ سے صبر نہ ہوسکے۔ پس مجھے تو اس آزمائش میں نہ ڈالئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہیں رہوں اور اپنی قوم کے ایک گروہ سے بھی یہ کہہ دیا کہ اس گرمی میں تم بھی نہ جاؤ اور اس کے بیٹے نے کہا کہ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو رد کرتا ہے اپنے آپ کو تو جو کچھ بکتا ہے بکتا ہے اپنی قوم کے لوگوں کو بھی روکتا ہے، واللہ خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں اس [illegible] پس خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول پر اسی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر جد ابن قیس نے کہا کہ کیا محمد

روحیوں کی لڑائی کو اور دلوں کی لڑائی کہتے ہوئے کہا۔ حالانکہ ان کے ساتھوں میں سے ایک بھی پلٹ کر نہ آیا۔ ۵ حسنۃ ۶ مصیبۃ۔ قرآن میں جہاں حسنہ سے مراد ہے خیر و عافیت۔ اور مصیبۃ سے مراد ہے شر و آفت۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۲۳۳ پر پڑھئے)

يُصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۭ فَتَرَبَّصُوْٓا

تم کو اللہ اپنی طرف سے کوئی عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے (سزا دلوائے)

اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ

سو تم انتظار کئے جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ تم کہہ دو کہ تم بخوشی خرچ

يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۵۳ وَمَا

کرو یا ناراض ہو کر (تمہاری یہ خدمت) قبول کبھی نہ کی جائے گی۔ بیشک تم نافرمان لوگ ہو۔

مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا

اور اس بات سے کہ ان کا خرچ کرنا قبول کیا جائے اور مانع کیا ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور

بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا

اس کے رسول کا یقیناً انکار کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر اس طرح سے کہ وہ نکمائے ہوئے

يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝۵۴ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

ہوتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے مگر اس طرح سے کہ وہ بے دل ہوئے ہیں۔

اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ

پس تم کو نہ ان کے مال تعجب میں ڈالیں اور نہ ان کی اولاد۔ اللہ تو چاہتا یہی ہے کہ ان چیزوں کے

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۵۵ وَيَحْلِفُوْنَ

ذریعہ ان کو زندگانی دنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکل جائیں

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

کہ وہ کافر ہی ہوں۔ اور وہ خدا کی قسم کھا کھا نہیں کہتے کہ ہم تم ہی میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے

يَّفْرَقُوْنَ ۝۵۶ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا

نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرپوک ہیں اگر وہ کوئی جائے پناہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پا

اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي

لیں تو بھاگ دوڑ کر اس کی طرف چلے جائیں۔ اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے تو جو (تقسیم)

الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا

صدقات کے بارے میں تم پر الزام لگاتا ہے، اگر ان میں سے ان کو دے دیا جائے تو راضی راضی ہیں اور

مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝۵۸ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا

اگر ان میں سے ان کو نہ دیا جائے تو اسی وقت برا مان جاتے ہیں۔ اور کاش وہ اس پر راضی ہو جاتے جو

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۳۲)

۷ احدی الحسنیین تفسیر قمی میں ہے کہ حسنیین (دو اچھی چیزیں) یہاں مراد مال غنیمت اور جنت ہے، نہج البلاغت میں امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مرد مسلمان دیانتداری بھی اسی طرح دو نیکیوں میں سے ایک کا منتظم رہتا ہے یا اللہ کی طرف سے بلاوے کا کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے بہت ہی اچھا ہے اور یا خدا کی طرف سے رزق ملنے کا کہ وہ یکا یک عیال والا اولاد اور مال والا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دین اور اس کی شرافت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ کافی میں جناب محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دو نیکیوں میں سے ایک سے مراد یا تو موت ہے جو اطاعت خدا میں ہو، یا ظہور امام کا پالینا اور ہم باوجود یکہ (ثلاثہ پرستوں کی کثرت سے) تکلیفیں پا رہے ہیں اور ان دونوں باتوں میں سے ایک کے منتظر ہیں کہ یا تو خدا اپنی طرف سے ان کو عذاب پہنچائے اور وہ ان کا مسخ ہو جانا ہے یا ہمارے ہاتھوں سے پہنچائے۔ اور وہ ان کا قتل ہے۔ قول مترجم اس آیت میں تربص کا استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں اپنے دشمنوں کے حق میں بلاؤں کے نزول کا انتظار کرنا۔

(حواشی متعلقہ صفحہ ھذا)

۱ وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر نہیں پہنچاتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل فائدہ نہیں بخشتا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم الا انھم کفروا باللہ وبرسولہ۔

۲ فلا تعجبك اموالھم ولا اولادھم تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہاں ظاہر خطاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد اس سے کل مومنین ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جو کلام کا سننے والا ہے اسی سے خطاب ہے اور مقصد اس کا یہ ہے کہ ان کے حق میں

۳ اذا ھم یسخطون مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہوتے ہیں یا ناراض اپنے لئے

خیر و خوبی نہیں بلکہ وبال ہے کہ خدا ان کو بتدریج گرفتار کرنا چاہتا ہے۔

زائد کا پانی ماخوذ ہوا اور فرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ انصاف کیجئے انصاف کرنے کا یہ موقع نہیں ہے آخر تم نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ (باقی صفحہ ۲۳۴ پر ملاحظہ ہو)

ہوتے ہیں نہ کہ دین کے لئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ذوالخویصرہ تمیمی کا بیٹا خرقوص ابن زہیر فرقہ

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ
اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو دیا تھا۔ اور یہ کہتے کہ ہمارے لئے
سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ
تو اللہ ہی کافی ہے عنقریب خدائے تعالیٰ اور اس کا رسولؐ ہم کو اپنے فضل سے (بہت کچھ) دیدے گا
رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ
بیشک ہم اللہ ہی کی طرف مائل ہیں۔ سوائے اس کے نہیں کہ صدقات تو محتاجوں کا حق ہے
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ
اور مسکینوں کا اور صدقات وصول کرنے والوں کا اور ان کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے
وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً
نیز گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور راہ خدا میں (مجاہدین کی تیاری میں)
مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
اور مسافروں کی امداد میں (صرف کیا جائے) یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔
النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ
اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو نبی کو ایذا بھی پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے تو زے (کان ہی) کان ہیں۔
بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ
تم کہہ دو کہ وہ تمہارے لئے سچی کا کان ہے اللہ کا بھی یقین رکھتا ہے اور مومنین کی بھی مان لیتا ہے۔ اور جو تم میں سے
وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾
ایمان لائے ہیں ان کے لئے رحمت ہے۔ اور جو اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ
وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ تم کو راضی کریں حالانکہ اللہ اور اس کا رسولؐ اس کے
يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ
زیادہ مستحق ہیں کہ اگر یہ مومن ہیں تو ان کو راضی کریں۔ کیا انہوں نے اتنا نہ سمجھا کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ
کی مخالفت کرتا ہے تو اسی کے لئے تو دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا۔ یہی تو سب سے
الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ
بڑی رسوائی ہے۔ منافق اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ (مبادا) ان کے برخلاف کوئی ایسی سورت نازل کی جائے جو

(بقیہ صفحہ ۲۳۳)
تفسیر قمی میں ہے کہ جب صدقات آتے اور مالدار لوگ اس خیال سے آجاتے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مابین تقسیم کردیں گے اور آنحضرت فقراء و مساکین کو دیتے تو وہ مالدار لوگ آنحضرتؐ کی طرف گوشہ چشم سے اشارے کرتے، ع آنحضرت کو عیب لگاتے اور کہتے کہ ہم تو وہ ہیں جو لڑائیوں میں قائم رہتے ہیں ان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کا کام بناتے ہیں اور یہ ہیں کہ مال صدقات ان کو دیتے ہیں جو نہ خود کام آئے اور نہ ان کا کوئی کام بنائے۔ تفسیر عیاشی، تفسیر مجمع البیان، اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو تہائی آدمیوں سے زیادہ اس آیت کے اہل ہیں۔

(حواشی صفحہ ھذا)
لے للفقراء والمساکین الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقات کی تقسیم کی نسبت سوال کیا گیا تھا تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ فقراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور اپنے عیال و اطفال کے اخراجات برداشت کرنا ان کے ذمہ ہے اور دلیل اس بات پر کہ وہ سوال نہیں کرتے۔ سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۳، صفحہ) اور مساکین سے مراد مصیبت زدہ لوگ ہیں جیسے اندھے، لنگڑے، کوڑھی اور ہر قسم کے مصیبت زدہ مرد، عورت اور بچے۔ و العاملین علیہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات لینے میں ان کے جمع رکھنے میں اور اس وقت تک حفاظت کرنے میں جب تک کہ تقسیم کرنے والے کے پاس نہ پہنچا دیں سعی و کوشش کرتے ہیں المؤلفۃ قلوبھم وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو ایک تو مان لیا مگر اس بات کی معرفت ان کے دل میں ابھی نہیں آئی کہ محمد اس کے رسول ہیں، پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے، تاکہ ان کو معرفت حاصل

سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ
لوگوں کو اس سے جو (کچھ) ان کے دلوں میں ہے آگاہ کردے تم کہہ دو کہ تم ہنسی اڑاتے ہو،
اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا
جس چیز سے تم ڈرتے ہو اللہ ضرور اس کو ظاہر کرکے رہے گا۔ اور اگر تم ان سے دریافت کرو گے
كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ
تو وہ ضرور یہ کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف بات چیت اور ہنسی مذاق کررہے تھے، تم یہ کہہ دو کہ کیا
كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ
تم اللہ کا اور اس کی آیتوں کا اور اس کے رسول کا مذاق کررہے تھے، حیلے حوالے نہ کرو، تم ایمان لانے کے بعد یقیناً کافر ہوگئے ہو،
اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً
اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کردیں گے تو ایک گروہ کو سزا بھی ضرور دیں گے۔
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ
اس لئے کہ وہ مجرم ہیں، منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں،
بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ
برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور نیکی سے (برابر) باز رکھتے ہیں، اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں،
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ
وہ اللہ کو بھول گئے ہیں تو اللہ نے بھی ان کو (گویا) بھلا دیا ہے، بیشک منافق لوگ ہی
نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾
تو نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ
آتش جہنم کا وعدہ کرلیا ہے، وہ ہمیشہ (ہمیشہ) اسی میں رہیں گے۔ وہی ان کو
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ
کافی ہوگی، اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے، اور ان کے لئے پائیدار عذاب ہے۔
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ
مثل ان لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے کہ وہ قوت میں تم سے بڑھے ہوئے اور مال و اولاد میں تم سے
مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا
زیادہ تھے۔ پس انہوں نے اپنے حصے سے نفع اٹھایا اور تم نے اپنے حصہ سے ویسا ہی نفع اٹھایا جیسا کہ تم سے پہلے والوں نے

ف ۱ ان اللہ مخرج ما تحذرون تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے چلے تو منافق آپس میں یہ کہتے تھے کہ دیکھتے ہو محمد رومیوں کی لڑائی کو بھی اوروں کی سی لڑائی سمجھے ہیں وہاں سے ایک بھی زندہ پلٹ کر نہ آئے گا۔ ناگہاں ان میں سے ایک شخص بولا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم باتیں کررہے ہیں اور ان کی اور جو کچھ ہمارے دل میں ہے اس کی خدائے تعالیٰ محمد کو خبر دے دے اور اس کے بارے میں قرآن نازل کردے کہ پھر وہ لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنائیں یہ سب باتیں ہنسی اور مذاق کے طور پر کررہے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار ابن یاسر کو حکم دیا کہ یہ لوگ کوئی حرفت کررہے ہیں تم بھی ان کے پاس جاؤ۔ عمار گئے اور دریافت کیا کہ تم یہ کیا کہہ رہے تھے انہوں نے کہا کہ اور کچھ نہیں یوں ہی ہنسی مذاق کررہے تھے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ف ۲ انما کنا نخوض ونلعب تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان بارہ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ایک گھاٹی پر کھڑے تھے اور جنہوں نے باہم مشورہ کرلیا تھا کہ آج جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کردیں اور ایک نے دوسرے سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر آنحضرت سمجھ جائیں تو ہم یہ کہہ دیں گے کہ انما کنا نخوض ونلعب اور اگر نہ سمجھے تو ہم ان کو قتل کردیں گے۔ یہ ذکر اس وقت کا ہے جب کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے جبرئیل امین کو خدائے تعالیٰ نے بھیجا کہ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کردیں تاکہ آنحضرت بھی کوچ دیں کہ وہ ان کی سواریوں کے منہ پر کوڑے مارے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس نے ان سب کو بتادیا جب آنحضرت اس گھاٹی سے اترے ہیں تو مذیفہ سے فرمایا کہ تم ان میں سے کس کس کو پہچانتا انہوں نے عرض کی کہ میں نے کسی کو نہیں پہچانا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ فلاں ابن فلاں تھا۔ فلاں ابن فلاں تھا یہاں تک کہ سب کے نام گنوا دیئے۔ مذیفہ نے عرض کی کہ ہم بھی کو بھیج کر ان کو قتل نہ کرادیں۔ فرمایا نہیں مجھ کو یہ بات ناپسند ہے کہ عرب لوگ یہ کہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ذریعے سے غالب آگئے تو انہی کو قتل کرنے لگے۔ الجوامع

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

اپنے حصے سے نفع اٹھایا تھا، اور تم نے ویسی ہی باتیں بنائیں جیسی باتیں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ

انہوں نے بنائی تھیں انہی کے اعمال دنیا و آخرت میں بیکار رہے،

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

اور وہی نقصان اٹھانے والے ہوں گے، کیا ان کے پاس ان لوگوں کی

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ

خبر نہیں آئی جو ان سے پہلے تھے نوح کی قوم کی اور عاد کی اور ثمود کی،

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ

اور ابراہیم کی قوم کی اور مدین والوں کی اور الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والوں کی۔

اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ

ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے، پس اللہ کی یہ شان نہیں ہے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم توڑا کرتے تھے، اور مومن مرد اور مومن عورتیں

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

ایک دوسرے کے حامی ہوا کرتے ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

(برابر) منع کرتے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں،

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ عنقریب

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ

اللہ ان پر رحمت کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے، اللہ نے مومن مرد اور

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ

اور ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے اور دائمی بہشتوں میں

(بقیہ صفحہ ۲۳۵)

اور مذیفہ کو حکم دیا کہ تم پیچھے سے ہانکتے ہوئے چلو۔ جب کہ یہ دونوں اس حالت میں چلے جا رہے تھے۔ مذیفہ نے اونٹوں کے پاؤں کی دھمک اور ہتھیاروں کی جھنکار سنی ادھر متوجہ ہوئے تو کچھ لوگوں کو ڈھاٹے باندھے ہوئے پایا فرمایا کہ اے دشمان خدا خبردار۔ اور پھر ان کی سواریوں کے منہ پر اتنے کوڑے مارے کہ ان سب کو بھگا دیا۔ اس کے بعد حدیث میں وہی ذکر ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ۳ لا تعتذروا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے متعلق منقول ہے کہ لا تعتذروا کے مخاطب ایسے لوگ ہیں جو پہلے سچے مومن تھے پھر شک میں پڑ گئے تھے اور ایمان کے بعد منافق ہو گئے تھے اور وہ گنتی میں چار آدمی تھے اور اسی آیت میں خدائے تعالیٰ کا یہ قول ان نعف عن طائفة منکم ان چار میں سے ایک کے متعلق ہے جس کا نام مخشر ابن حمیر تھا اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تھی اور یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ مجھ کو تو تسمی نے ہلاک کیا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اس کا نام عبداللہ ابن عبدالرحمن رکھا اور اس نے یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھ کو ایسی جگہ شہید کیجئے جہاں کسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ میں کیا ہو گیا۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں قتل ہو گیا اور اس طرح قتل ہوا کہ کسی کو پتہ ہی نہ لگا۔ پس جس کا قصور معاف ہوا وہ یہی تھا۔

وقفہ لازم

۴ نسوا اللہ فنسیھم التوحید اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ نسوا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دنیا میں خدا کو بھول گئے یعنی اس کی اطاعت کے موافق عمل کرنا چھوڑ بیٹھے فنسیھم اللہ (فی الآخرۃ) کے یہ معنی ہیں کہ وہ ثواب میں ان کا کوئی حصہ مقرر نہ فرمائے گا اور اس طرح وہ خیر و خوبی سے محروم رہ جائیں گے۔

۵ کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقھم اس آیت میں پروردگار عالم نے پہلے لوگوں کی مذمت اس وجہ سے کی ہے کہ وہ فنا ہو جانے والی چیزوں سے نفع اٹھانے کے درپے تھے اور مال اندوزی اور عاقبت بینی کو ان چیزوں سے مشغول ہونے کے سبب چھوڑ رکھا تھا اور حقیقی اور باقی رہنے والی چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے

طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ
اچھے اچھے مکانوں کا بھی وعدہ کیا ہے، اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے،
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ
یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اے نبیؐ کفار اور منافقین سے جہاد کرو
الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ
اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے،
جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا
وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا،
قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ
حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ ضرور کہا، اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے
اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ
اور ایسی بات کا قصد کیا جسے کر نہ سکے، اور وہ اسی سے تو بگڑے کہ اللہ
اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ
نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔
فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ
پس اگر وہ توبہ کریں گے تو ان کے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر وہ روگرداں ہوں گے
اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي
تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب سے معذب کرے گا اور زمین میں نہ ان کا کوئی حامی ہوگا اور نہ مددگار۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں
الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ
جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے ہم کو کچھ دے گا تو ہم ضرور
لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ
تصدق بھی دیا کریں گے اور نیک بندوں میں سے بھی ہو جائیں گے۔ پھر جب اس نے
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا
اپنے فضل سے ان کو دیا تو اس کے بارے میں انہوں نے بخل کیا، اور روگرداں ہو کر اپنے عہد
وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى

(بقیہ حواشی صفحہ ۲۳۶)

۲ وعاد یعنی قوم ہود آندھی کے عذاب سے کیوں کر ہلاک کی گئی۔ ۳ و ثمود یعنی قوم ثمود زلزلہ سے کیوں کر ہلاک کی گئی۔ ۴ قوم ابراہیم یعنی نمرود اور اس کے ساتھی مچھروں کے ذریعے سے کیوں کر ہلاک کئے گئے۔ ۵ واصحاب مدین اور اصحاب مدین یا قوم شعیبؑ سائبان والے دن آگ کے ذریعے سے کیوں کر ہلاک کی گئی۔ ۶ والمؤتفکات بعض قاریوں نے اس جگہ قوم لوط بھی پڑھا ہے اور مقصد یہ ہے کہ وہ بحر طرح الٹ دیئے گئے اور ان کے مکانات کا اوپر کا حصہ نیچے ہو گیا (اور نیچے کا اوپر) کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مؤتفکات کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں جو الٹ دی گئی تھیں۔

(حواشی صفحہ ھذا) عدن۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ عدن پروردگار عالم کا وہ مکان ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں جس کا وہم تک گذرا اور اس میں سوائے تین قسم کے لوگوں کے اور کوئی نہیں رہے گا۔ النبیین و الصدیقین والشہداء اور (یعنی انبیاء و صدیق و شہداء) اور خداوند عالم اس مکان کے بارے میں فرمائے گا کہ خوشا بحال اس کے جو اس میں داخل ہوا اور الخصال میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ پسند کرے کہ اس کی زندگی میری سی زندگی ہو اور اس کی موت میری سی موت اور اس کو پروردگار عالم میری جنت میں جگہ دے جس کا خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور جسے جنت عدن سے موسوم فرمایا ہے اور اپنے ید قدرت سے بنایا اور کن فیکون (کہ ہو اور وہ ہو گیا) فرمانے سے اسے پیدا کیا ہے تو اس کو لازم ہے کہ علی ابن ابی طالب سے اور ان کے بعد ان کی اولاد سے محبت رکھے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی یہودی نے دریافت کیا تھا کہ تمہارے نبیؐ جنت میں کہاں رہیں گے تو حضرت نے فرمایا کہ از روئے درجہ کے سب سے بلند درجہ میں اور از روئے مکان کے سب سے بہتر مکان یعنی جنت عدن میں ہوں گے۔ اس نے عرض کی کہ واللہ آپ نے سچ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نبی کریم اور حضرت ہارون علیہ السلام نے بھی ملاقات کی تھی اس لئے ان کو بھی اس بات کی فضیلت حاصل ہے اور ان سب سے اس کی فضیلت ثابت ہے کہ آپ جنت عدن میں ہوں گے اور باقی سب جنت ماویٰ میں ہوں گے (واللہ اعلم)

يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا

جس دن کہ وہ خود اس سے ملاقات کریں گے، (ایک تو) اس لئے کہ جو وعدہ انہوں نے خدا سے کیا تھا،

يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ

اس کے خلاف کیا اور (دوسرے) اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے، انہوں نے اتنا نہ سمجھا کہ اللہ ان کے

وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

راز کو بھی جانتا ہے اور ان کی سرگوشیوں کو بھی اور یہ کہ اللہ بڑا غیب کا جاننے والا ہے، جو لوگ مومنین میں خوش

الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا

دلی سے خیرات کرنے والوں کو عیب لگاتے ہیں اور جن کو اپنی محنت کے سوا کچھ میسر نہیں آتا

يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللّٰهُ

ان کو بھی عیب لگاتے ہیں۔ پھر (اس طرح) سب سے ہنستے ہیں اللہ ان سب کی ہنسی اڑائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب

مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

(بھی) ہے، تم ان کے لئے دعائے مغفرت مانگو یا تم ان کے لئے دعائے مغفرت نہ مانگو،

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی دعائے مغفرت مانگو گے تو بھی اللہ ان کو ہرگز ہرگز نہ بخشے گا۔

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ

یہ اس لئے کہ انہوں نے خدا کا اور اس کے رسول کا انکار کیا، اور اللہ نافرمان لوگوں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ

کی راہبری نہیں فرماتا۔ پیچھے رہ جانے والے رسولؐ خدا کے خلاف اپنے بیٹھ رہنے

بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا

سے خوش ہوئے اور اس سے انہوں نے نفرت کی کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا

جہاد کرتے اور لوگوں سے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو، تم یہ کہہ دو کہ

تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا

آتش دوزخ کی گرمی تو بہت بڑھی ہوئی ہے، کاش یہ سمجھتے ہوتے۔

يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ

پس انہیں چاہئے کہ ہنسیں تو تھوڑا، اور روئیں

الی یوم یلقونہ التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں لقی کے معنی ہیں مرنے کے بعد جی اٹھنا۔ مطلب یہ ہے کہ اس دن تک کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر خدا کی حضور میں حاضر ہوں گے۔

٢ الذین یلمزون المطوعین تفسیر قمی میں ہے کہ سالم ابن عمیر انصاری ایک صاع کھجور میں لایا اور عرض کی یا رسول اللہ میں آج رات بھر اجرت پر کام کرتا رہا اور دو صاع خرمے میں نے کمائے ایک صاع تو رکھ لیا ہے اور ایک صاع خدا کو قرض دینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان صاع بھر خرموں کو صدقات میں داخل کر لو۔ اس پر منافقوں نے ہنسی اڑائی اور یہ کہا کہ اللہ اس صاع سے مستغنی ہوتا تو خوب تھا۔ بھلا اس صاع کو اللہ کیا کرے گا۔ لیکن ابو عقیل نے چاہا کہ اپنے آپ کو یاد دلائے تاکہ آئندہ صدقات میں سے اس کو کچھ ملا کرے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ [1] سیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ذات کو اس شرط کے ساتھ اجرت پر لگایا تھا کہ ایک ایک خرمے کے بدلے ایک ایک ڈول پانی کھینچ دیں اور اس طرح ع ۱۴ کچھ خرمے جمع کئے تھے جن کو لے کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمن ابن عوف دروازہ پر کھڑا تھا اس نے حضرتؐ پر آواز کسا (کہ کتنا بہت سا صدقہ لائے ہیں) اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین یلمزون المطوعین

٣ والذین لا یجدون الا جھدھم مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تھوڑا بہت میسر آتا ہے وہ تصدق کر دیتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ ہے جو تھوڑا بھی اسے میسر ہو۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیں)

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى

بہت سا کہ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ ہو، پس اگر اللہ تم کو ان میں سے کسی گروہ کے

طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

پاس واپس لائے اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم کہہ دینا کہ تم ہرگز ہرگز میرے ہمراہ نہ نکلو گے،

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ

اور میرے ساتھ ہو کر کبھی کسی دشمن سے نہ لڑو گے، تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے سے راضی ہوئے

بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ

اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو، اور اے رسول (جب) ان میں سے کوئی مر جائے تو

عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ

تم کبھی اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بیشک انہوں نے اللہ کے

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا

اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ نافرمانی کی حالت میں مر گئے ہیں۔

تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

اور ان کے مال اور ان کی اولاد تم کو تعجب میں نہ ڈالیں، سوائے اس کے

يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ

نہیں کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے سے ان کو عذاب دے اور ان کی جانیں اس حالت میں نکلیں کہ

كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

وہ کافر ہوں، اور جب کوئی سورت (اس حکم کے ساتھ) نازل کی جاتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ

وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ

ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے جو صاحبان مقدرت ہیں وہ تم سے اجازت مانگتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

چھوڑ دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں۔ وہ اس پر راضی ہو گئے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ رہیں

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

اور ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا گیا ہے پس وہ (کچھ) سمجھتے نہیں، لیکن رسول نے

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنے مالوں

۱ فاقعدوا مع الخالفین یہ حکم بتلاتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے وقت جن لوگوں نے پیچھے رہ جانا چاہا تھا ان کے نام غازیوں کے دیوان سے خارج کر دیئے گئے تھے۔

۲ لا تقم علی قبرہ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی میت کے جنازے کی نماز پڑھتے تو ایک ساعت اس کی قبر پر ٹھہرے رہتے تھے اور اس کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے بعد میں خداوند عالم نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت کر دی اور اس کے دو سبب بھی ارشاد فرمادیئے انہم کفروا باللہ و رسولہ و ماتوا وھم فاسقون۔

۳ انما یرید اللہ ان یعذبھم بھا فی الدنیا اولاد کے ذریعے سے تو عذاب اس طرح ہوتا ہے کہ بچپن میں ان کی بیماریوں کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں اور بڑے ہو جانے پر ان کی نافرمانی کا رنج اٹھانا پڑتا ہے اور مال کے ذریعے سے اس طرح عذاب ہوتا ہے کہ منافق ہونے کے سبب خمس و زکوٰۃ نکالنا اور اس مال میں سے راہ خدا میں خرچ کرنا گراں گزرتا ہے۔

۴ مع الخوالف خوالف خالفۃ کی جمع ہے، اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مع الخوالف کے معنی مع النساء منقول ہیں۔ یعنی عورتوں کے ساتھ۔

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جانوں سے۔ جہاد کیا۔ اور انہی کے لئے سب خوبیاں ہیں، اور وہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں، جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ

رہنے والے ہوں گے، یہی تو بڑی کامیابی ہے اور بدوؤں میں سے عذر کرنے والے آئے کہ ان کو بھی

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ

(بیٹھ رہنے کی) اجازت دے دی جائے جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا اور بیٹھ رہے

وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ

ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا۔

اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى

نہ کمزوروں کے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ بیماروں کے ذمے اور نہ ان کے ذمے جن کو

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ

خرچ کے لئے کچھ میسر ہی نہیں آتا جس حال میں کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے خیرخواہ ہوں۔

وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

نیکی کرنے والوں پر، کوئی الزام ہی نہیں ہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ

اور نہ ان کے ذمے کوئی الزام ہے کہ جب وہ تمہارے پاس اس غرض سے آئے

اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۖ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ

کہ تم ان کو سوار کردو اور تم نے یہ کہہ دیا کہ میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے کہ میں تم کو اس پر سوار کردوں تو وہ اس

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى

حالت میں لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے اس رنج کے سبب آنسو جاری تھے کہ انہیں خود خرچ کرنے کو

الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ

کچھ میسر ہی نہ تھا، الزام تو صرف ان ہی لوگوں پر جو باوجود مالدار ہونے کے تم سے اجازت مانگتے ہیں وہ اس

الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

پر راضی ہوگئے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا ہے، اب وہ کچھ نہیں جانتے

١ اولٰئک لھم الخیرات یہاں خیرات سے مراد ہے دونوں جہان کا نفع۔ دنیا میں تو نصرت خدا اور مال غنیمت اور عاقبت میں جنت اور نعمات جنت۔

٢ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ الخ۔ تفسیر قمی میں غزوہ تبوک کے قصہ میں ہے کہ سات آدمی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے آئے سالم ابن عمیر بنی واقف میں سے اور علی ابن زید بنی حارثہ میں سے یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی عورت تصدق کر دی تھی اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت نے صدقہ کا حکم دیا تو لوگ صدقہ لانے لگے۔ پس علیہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے جو تصدق کروں ایک عورت ہے سو راہ خدا میں حاضر ہے، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا صدقہ قبول ہے اور ابولیلیٰ عبدالرحمن ابن کعب بنی مازن ابن النجار سے اور عمرو ابن علیمہ بنی سلمہ سے اور سلمہ ابن صخر بنی زریق سے اور ضرہ ابن ساریہ سلمی بنی الغرماء سے۔ یہ تھے وہ سب جو روتے ہوئے آئے تھے اور یہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ہم میں اس امر کا مقدور نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ سے لا یجدون ما ینفقون تک ان بے چارے رونے والوں نے جو تے تک پہننے کے لئے مانگے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر اتنا بھی میسر ہوتا تو ساتھ چلے چلتے۔

٣ یستاذنونک وھم اغنیاء یہ مالدار جو جہاد میں جانے سے جی چراتے تھے، مختلف قبیلوں میں سے اسی آدمی تھے۔

الجزء (١١)

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ

جب تم ان کے پاس پلٹ کر آؤ گے تو وہ تمہارے پاس عذر بنا کر لائیں گے۔ تم ان سے کہہ دو کہ (جھوٹے) عذر نہ بناؤ

نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ

ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔ خدائے تعالیٰ ہم کو تمہارے احوال سے (پہلے ہی) مطلع کر چکا ہے۔ اور عنقریب اللہ

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور اللہ کا رسول تمہارے طرز عمل کو دیکھ لیں گے۔ پھر تم غائب و حاضر کے پاس لوٹائے جاؤ گے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

پس جو جو عمل تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔ عنقریب وہ تمہارے سامنے

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

جب کہ ان کے پاس تم پلٹ کر آؤ گے (آکر) خدا کی قسم کھائیں گے کہ تم ان سے درگذر کرو۔

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

پس تم بھی ان سے درگزر کرنا۔ وہ یقیناً نجس ہیں۔ اور ان کا ٹھکانا بہ سبب ان اعمال کے جو وہ کیا کرتے

يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا

ہیں جہنم ہے۔ وہ تمہارے سامنے اس لئے حلف اٹھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ پھر اگر تم ان سے

عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾ اَلْاَعْرَابُ

راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ نافرمان لوگوں سے (یقیناً) راضی نہ ہوگا۔ بدو لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں

اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور اسی لائق ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر نازل کئے ہیں ان سے آگاہ نہ ہوں۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

اور بدوؤں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ جو کچھ وہ (راہ خدا میں) خرچ کرتا ہے۔

يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ

اسے تاوان ٹھہراتا ہے اور تم پر زمانہ کی گردشوں کے پڑنے کا منتظر رہتا ہے۔ بری گردش ان ہی پر

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

پڑے گی۔ اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور گنوار عربوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ پر اور

يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ

قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو کچھ بھی (راہ خدا میں) خرچ کرتا ہے اسے خدائے تعالیٰ کی قربت کا

١ سیحلفون باللہ لکم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن اصحاب منافقوں سے معترض ہونے لگے۔ اور تکلیفیں پہنچانے لگے اور منافقین قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم حق پر ہیں۔ منافق نہیں ہیں اور غرض ان کی یہ تھی کہ وہ ان کی ایذا دہی سے باز رہیں اور ان سے راضی ہو جائیں۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

٢ فان ترضوا عنہم۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص آدمیوں کو ناراض کر کے خدا کی رضامندی کا طالب ہوگا خدائے تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے آدمیوں کی رضامندی کا طالب ہوگا خدائے تعالیٰ خود بھی اس سے ناراض ہوگا اور آدمیوں کو بھی اس سے ناراض کر دے گا۔

٣ اشد کفرا و نفاقا۔ مطلب یہ ہے کہ بمقابلہ اہل شہر کے بوجہ اپنی وحشت اور قساوت قلب اور جور و جفا کے زیادہ سخت ہیں اور چونکہ خدا کا کلام سننے اور عالموں کی حالت دیکھنے سے دوری رہتی ہے یہ بھی ان کی شدت کا باعث ہے۔

وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ
اور رسول کی دعا کا وسیلہ سمجھتا ہے۔ آگاہ ہو کہ وہ خرچ کرنا ضرور ان کے لئے قربت کا باعث ہوگا۔
فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرلے گا۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔
مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ
اور مہاجرین و انصار میں سب سے پہلے (ایمان کی طرف) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
ان کی پیروی کی خدائے تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ خدائے تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور ان کے لئے ایسے
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾
باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔
وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ
اور تمہارے آس پاس کے بدوؤں میں سے بعض منافق ہیں۔ اور بعض اہل مدینہ میں سے (بھی)
الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ
نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے رسول) تم ان کو نہیں جانتے۔ ہم ان کو خوب جانتے ہیں
نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ
عنقریب ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔
عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾ ۚ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
اور دوسرے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرلیا (اور) انہوں نے عمل نیک کو
وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
عمل بد کے ساتھ مخلوط کردیا ہے۔ امید ہے کہ ان کی توبہ اللہ قبول کرلے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا
رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ
(اور) رحم کرنے والا ہے (اور) رحم کرنے والا ہے۔ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر ان کو بھی پاک کردو اور اس صدقہ لینے کی وجہ سے
بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
ان کے مال کو بھی بڑھادو۔ اور ان کے لئے دعائے رحمت کرو تمہاری دعائے رحمت کرنا ان کی تسکین کا باعث ہوگا اور اللہ سننے والا (اور)
عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
جاننے والا ہے کیا انہوں نے اس بات کو نہیں جانا کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے

١ والسابقون الاولون تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد نقبائے امت یعنی یعنی ابوذر، مقداد، سلمان، عمار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہر شخص جو ایمان لایا اور جس نے تصدیق کی اور ولایت جناب امیر المومنین علیہم السلام پر قائم رہا۔

٢ المهاجرین نہج البلاغت میں وارد ہے کہ اسم ہجرت کسی شخص پر راست نہ آئے گا۔ جب تک کہ وہ زمین خدا پر حجت خدا کو نہ پہچانتا ہو پس جس نے حجت خدا کو پہچانا وہی مہاجر ہے۔

٣ والذین اتبعوھم باحسان کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مہاجرین اولین کا ذکر بوجہ ان کی سبقت کے پہلے درجہ پر شروع فرمایا۔ پھر ان کے بعد دوسرے درجہ پر انصار کا ذکر کیا۔ پھر تیسرے درجہ میں نیکی میں اتباع کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ پس خدائے تعالیٰ نے ہر قوم کو ان کے درجوں اور منزلوں میں رکھا۔

٤ عسی اللہ ان یتوب علیھم کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں مذکور ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ باوجود ایمان کے وہ ایسے گناہ کرتے ہیں جسے مومن عیب لگاتے ہیں اور برا جانتے ہیں اسی کی نسبت خدا نے فرمایا عسی اللہ ان یتوب علیھم تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ اللہ کی طرف جہاں لفظ عسیٰ منسوب ہے وہاں وجوب کے معنی رکھتا ہے (یعنی اللہ ضرور ہی توبہ قبول کرلے گا) اور یہ آیت ہمارے گناہگار شیعوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

٥ صل علیھم تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب کوئی گروہ حضرت کی خدمت میں صدقات لے کر حاضر ہوتا تھا تو حضرت فرماتے تھے اللھم صل علیھم (اے خدا ان پر رحمت نازل کر) تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ آیا اس کا حکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(باقی حواشی اگلے صفحہ میں پڑھیں)

وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ
اور (ان سے) صدقات لے لیتا ہے، اور یہ کہ بے شک اللہ (سب سے بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ
اور ان سے یہ کہہ دو کہ تم عمل کیے جاؤ عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور امان دینے والے

وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا
تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم غائب و حاضر کے جاننے والے کی حضور میں واپس کیے جاؤ گے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ
اور جو جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس سے تم کو آگاہ کردے گا۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کے فیصلے کی امیدوار ہیں

وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِيْنَ
کہ دیکھیں وہ ان کو عذاب دیتا ہے یا ان کی توبہ قبول کرلیتا ہے، اور خدائے تعالیٰ صاحب علم و حکمت ہے

اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرر پہنچانے کے لئے اور مومنین کے مابین پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائی ہے

وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ
اور جو شخص پہلے سے خدا اور خدا کے رسولؐ سے لڑا کرتا تھا اس کو گھات کا موقع دینے کے لئے بنائی ہے، وہ ضرور حلف

اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ
اٹھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو اس سے سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہ تھا حالانکہ اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے

فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ
کہ وہ بالیقین جھوٹے ہیں۔ اس (مسجد) میں تم کبھی نماز نہ پڑھنا، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے

اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
تقوے پر رکھی گئی ہے اس کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں نماز پڑھتے رہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو دوست

الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ
رکھتے ہیں۔ اور اللہ (بھی) پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آیا وہ شخص جو اپنے (دین کی) بنیاد خدا کے خوف

وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ
اور اس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی بنیاد پھٹے ہوئے کڑاڑے کے کنارے پر رکھے گا جو گرا چاہتا ہو

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾
پھر وہ مع اس کے آتش جہنم میں جا گرے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔

۱ والمؤمنون تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صبح کو کل بندوں کے اعمال نیک ہوں یا بد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں پس تم ڈرتے رہو اور ہر شخص جو تم میں سے اس بات سے حیا کرے کہ اس کے بد اعمال آنحضرت کے سامنے پیش ہوں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن یا کافر نہیں مرتا اور قبر میں نہیں رکھا جاتا جب تک کہ اس کے اعمال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین اور سلسلہ بسلسلہ جناب صاحب العصر علیہم السلام تک پیش نہ ہو جائیں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وقل اعملوا سے والمومنون تک۔ تفسیر قمی میں سماعہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ ہم کیوں کر آنحضرت کو رنج پہنچاتے ہیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اعمالنامے آنحضرتؐ کے حضور میں پیش کیے جاتے ہیں۔ پس جب کہ آنحضرتؐ کی نظر تمہارے گناہ پر پڑتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں پس تم لوگوں کو لازم ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدمہ نہ پہنچایا کرو بلکہ آنحضرت کو خوش کیا کرو۔ عبداللہ بن ابان زیات (روغن تیل) غریب الغرباء جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے پاس ٹھہرا ہوا تھا ایک دن اس نے عرض کیا اے مولا آپ میرے حق میں اور میرے عیال کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ میں تمہارے واسطے دعا نہیں کرتا ہوں خدا کی قسم تمہارے اعمال شب و روز میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ عبداللہ کہتا ہے کہ یہ بات مجھے دشوار معلوم ہوئی یعنی میری سمجھ میں نہیں آئی) حضرت علیہ السلام نے فرمایا تو نے خدا کی کتاب میں آیہ قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون نہیں پڑھا ہے۔ مومنون سے واللہ علی ابن ابی طالبؑ (اور ائمہ) مراد ہیں۔ جمیل بن دراج کہتا ہے کہ چند راویوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ امام کے بارے میں کچھ کلام نہ کیا کرو۔ کیوں کہ امام علیہ السلام اگرچہ اپنی والدہ گرامی کے شکم مبارک میں ہوں ہر شخص کی باتوں کو سن لیتے ہیں۔ جب ان کی

ولادت ہوتی ہے تو ایک فرشتہ ان کی دونوں بغلوں کے مابین اپنا کلمہ دیتا ہے (الخ حوالی تفسیر صافی میں ملاحظہ فرمائیے)

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ
ان کی بنیاد جنہوں نے یہ مسجد بنائی تھی ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کا باعث رہے گی جب تک ان کے دلوں کے
قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ
ٹکڑے نہ اڑ جائیں۔ اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی
الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ
جانیں اور ان کے مال اس بات کے معاوضہ میں خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي
وہ راہ خدا میں لڑتے ہیں پس وہ قتل کریں گے بھی اور قتل کئے جائیں گے بھی۔
التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ
اسی پر سچا وعدہ توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا کرنے والا کون ہوگا
فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
پس یہ سودا جو تم نے کیا ہے اس سے خوش ہو جاؤ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔
الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ
وہ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے تعریف کرنے والے روزہ رکھنے والے
الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ
رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے اور بدی سے باز رکھنے والے
الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ
اور احکام خدا کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی ایمان والوں کو خوشخبری سنادو۔
لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا
نبیؐ کا اور ان لوگوں کا جو ایمان لائے ہیں یہ کام نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں
أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾
بعد اس کے کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہو کہ وہ جہنمی ہیں گو وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا
ہوں اور ابراہیمؑ کا اپنے چچا کے لئے دعا مانگنا تو ایک وعدے کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا
إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ
تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات کھل گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو انہوں نے اس سے بیزاری کی۔ بیشک ابراہیم

١ واللہ علیم حکیم۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ کی اس حکمت کا ذکر ہے جو اس مسجد کے منہدم کرنے کے متعلق تھی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک ابن جشم خزاعی اور عامر ابن عدی کو جو بنی عمرو ابن عوف کا بھائی تھا اس بات کے لئے بھیجا کہ اس مسجد کو گرا دیں اور جلا دیں۔ پس مالک آئے اور عامر نے کہا کہ ذرا ٹھہرے رہو جب تک کہ میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں پس وہ آگ لایا اور کھجور کی لکڑیوں میں آگ لگائی۔ پس وہ مسجد بھڑک اٹھی۔ وہ لوگ تو چل دیئے۔ مگر زید بن حارثہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ مسجد کی بنیاد تک جل گئی پھر انہوں نے اس کی چار دیواری کو گرا دینے کا حکم دیا۔

٢ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ جو لوگ سچے دل سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے ان کے لئے یہ آیت مکمل بیعنامہ اور سودا انہوں نے خدا سے کر لیا اس پر قائم رہنے کی حالت میں جو خدا کی طرف سے ملے گا اس کا اقرار نامہ یہ ہے۔

٣ التائبون العابدون کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ یوں نہیں بلکہ یوں التائبین العابدین الخ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا یہ جو آیت ہے ان اللہ اشتری من المومنین الخ پس مومنین کی صفت ہے التائبین العابدین کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت ان اللہ اشتری من المومنین الخ نازل ہوئی تو ایک شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ ایک شخص خدا کو اپنا

ہتھیار بنالے اور اس کے دشمنوں سے لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے مگر وہ حرام فعلوں کا بھی مرتکب ہوتا آیا وہ شہید ہوا؟ پس اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل کی۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنین میں سے جو مجاہدین تھے اور ان کی یہ صفت تھی ان کو شہادت اور جنت کی خوشخبری سنادی۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ آیت ائمہ معصومین علیہم السلام کے شان میں نازل ہوئی ہے اس میں وہ صفات بیان ہوئی ہیں جو ان کے خاص ہیں ما کان لھم ان یستغفروا الخ لئے کہ الامر بالمعروف وہی تو ہوں

لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ
بڑے نرم دل (اور) بردبار تھے۔ اور خدا کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد ان سے
حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ
توفیق ہدایت سلب کرلے جب تک کہ ان پر کھول نہ دے کہ ان کو کس کس چیز سے بچنا چاہئے۔ بے شک اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔
اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ
بیشک آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کی ہے، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اور تمہارا
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ
اللہ کے سوا نہ کوئی حامی ہے اور نہ مددگار، بیشک اللہ نے نبیؐ اور ان مہاجرین
وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
اور انصار کی توبہ قبول کرلی جنہوں نے سختی کے حال میں (بھی) نبیؐ کا ساتھ دیا تھا بعد اس کے کہ ان میں سے
مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ
ایک فریق کا دل حق سے ہٹ چلا تھا، پھر اس نے ان کی توبہ قبول کی،
اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ
وہ بیشک ان پر بڑی مہربانی کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور ان تینوں کی (بھی) توبہ قبول کی جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے۔
حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ
یہاں تک کہ زمین ان پر باوجود اپنی ساری وسعت کے تنگ ہوگئی تھی اور ان کو اپنی جان بھی دوبھر
عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ
معلوم ہونے لگی تھی۔ اور ان کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ خدا (کے غضب) سے بھاگ کر کہیں اور پناہ نہیں ہے۔
تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰۤاَيُّهَا
سوائے اس کے کہ اسی کی پناہ مانگی جائے پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی۔ تاکہ وہ پہلی حالت کی طرف عود کریں۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ
کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ساتھ ہو رہو۔
لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا
مدینے کے رہنے والوں کا اور ان کے آس پاس جو بدو رہتے ہیں ان کا یہ کام نہیں ہے
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ
کہ وہ رسول کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ رسول کی جان سے زیادہ اپنی جان کی پروا کریں۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۴۴ گزشتہ) ا اور و الحافظون لحدود اللہ وہی ہو سکتے ہیں جو چھوٹی بڑی، موٹی باریک حدود خدا کو پہچانتے ہوں اور یہ صفتیں سوائے ائمہ معصومین کے کسی دوسرے میں پائی نہیں جاتیں۔ نہج البلاغہ میں منقول ہے کہ تمہاری جانوں کی قیمت سوائے جنت کے اور کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ پس سوائے جنت کے اور کسی چیز کے لئے اپنی جانوں کو نہ بیچو۔ اور اسی کتاب میں یہ فقرہ بھی ہے کہ وہ مال مال نہیں ہے جو تم نے ان چیزوں کے بدلے اٹھا دیا جو خدا نے تم کو رزق کے طور پر عطا کی ہیں اور وہ جانیں جان نہیں ہیں جن کو تم نے لذت دنیا کے لئے خطرے میں ڈال دیا۔

۱۴ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت کیا کہ لوگ خدا کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں عرض کی گئی کہ یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے استغفار کرنے کے بارے میں وعدہ کرلیا تھا۔ فرمایا یوں نہیں ہے بلکہ ان کے چچا نے اسلام لانے کے لئے وعدہ کیا تھا پس وہ حضرت بھی ان کے لئے استغفار کرتے تھے اور جب ان کو یہ ثابت ہوگیا کہ یہ دشمن خدا ہے تو اس سے بیزار ہوگئے۔

ع ۱۴ ۸ (حواشی صفحہ ھذا)

لے لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور مجمع البیان میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ لقد تاب اللہ بالنبی علی المہاجرین و الانصار تفسیر کمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی شان سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ احتجاج میں ایان بن تغلب سے منقول ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ

عوام الناس تو اس طرح نہیں پڑھتے جیسے کہ آپ کے پاس منزل (۲) ہے۔ دریافت فرمایا کہ اے ایان وہ کیوں کر پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ وہ یوں پڑھتے ہیں۔ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار فرمایا ویل ہے ان کے لئے نبی ﷺ کا کون سا گناہ تھا جس کے بارے میں خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی۔ سوائے اس کے

نہیں ہے کہ قرآن کی امت کے لئے قبول کرلی ہے۔ (باقی حواشی صفحہ میں)

بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ

یہ اس لئے کہ ان کو راہ خدا میں پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے تو کوئی رنج پہنچتا ہے تو اور بھوک کی تکلیف ہوتی ہے تو اور کوئی

اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ

ایسا راستہ چلتے ہیں جس سے کفار کو غصہ دلائیں تو اور دشمنوں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں تو بہر صورت

عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

ان کے لئے عمل صالح لکھ لیا جاتا ہے، بیشک اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲۰ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا

اور وہ چھوٹا خرچ کرتے ہیں تو اور بڑا خرچ کرتے ہیں تو اور کوئی

كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

مسافت طے کرتے ہیں تو وہ بھی ان کو لکھ لی جاتی ہے تاکہ جو جو عمل وہ کیا کرتے تھے اس سے بہتر

اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۱ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ

بدلہ اللہ تعالیٰ ان کو دے دے۔ اور مومنوں کے لئے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ وہ سب کے سب

لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ

گھر سے نکل پڑیں پس ان کے لئے ہر بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹا سا جتھا اس

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا

غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ دین کا علم حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں پلٹ کر آئے تو ان کو ڈرائے

اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝۱۲۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا

تاکہ وہ لوگ بھی بچیں۔ اے ایمان لانے والو کفار میں سے جو تمہارے آس پاس ہیں

الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ

ان سے لڑتے رہو اور ضرور ہے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں،

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۲۳ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

اور یہ جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

تو کوئی کوئی ان میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ دیتا ہے کہ تم میں سے ایسا کون ہے جس کا اس سورت نے ایمان بڑھا دیا ہو،

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۱۲۴ وَاَمَّا

پس جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا تو اس سورت نے ایمان بڑھا ہی دیا اور وہ خوش بھی ہو رہے ہیں۔ اور رہے

۱ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی گئی کہ ایک گروہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے، فرمایا سچ کہتے ہیں اس پر عرض کیا گیا کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اجتماع عذاب ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ بدھر تیرا خیال گیا اور ان کا خیال گیا وہ مطلب صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت کا قول خدائی اس آیت کے مطابق ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ پس اللہ نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر ہر جماعت میں سے ایک ایک چھوٹا گروہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور لوگ حضرت سے مسائل سیکھیں پھر اپنی قوم میں جائیں اور ان کو تعلیم دیں۔ پس یہاں آنحضرتؐ نے اختلاف سے اختلاف البلدان یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر میں آنا جانا مراد لیا ہے۔ نہ اختلاف فی دین اللہ یعنی دین میں باہم مختلف رائیں رکھنا اس لئے کہ حقیقی دین و مذہب تو ایک ہی ہے اس میں اختلاف کیسا۔ قول مترجم: اختلاف کے معنی جب خلاف اجتماع ہوں تو اس کے آگے نفی ضرور آتا ہے۔ پس اصل حدیث کے معنی علمائے فرقہ شیعہ اور علمائے عامہ میں مختلف فیہ اس وجہ سے ہو گئے کہ علم ادب کی قابلیت میں کچھ نہ کچھ کمی ہے اگر وہ نہ ہوتی تو فیما بین اس حدیث میں اختلاف نہ ہوتا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر امام پر یکایک کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو لوگ کیا کریں۔ فرمایا کہ خدا کے اس قول پر عمل کریں۔ فلولا نفر من کل فرقۃ الی آخرہ اور فرمایا جب تک وہ طلب علم میں ہیں معذور ہیں اور قوم کے جاہل جب تک کہ وہ آئیں انتظار میں رہیں۔ وہ بھی معذور ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گروہ تو نکلے کر جہاد کے لئے جائے اور ایک گروہ ٹھہر کر فقہ حاصل کرے اور جہاد کے لئے نکلنے والے نوبت بنوبت بدلتے رہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ
وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور ان کے شک پرای سورت نے کچھ اور شک بڑھا دیا ہے،
وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ
اور وہ کفر کی حالت میں مر جائیں گے۔ آباد وہ یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ان کی جانچ
عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾
کی جاتی ہے پھر نہ وہ توبہ ہی کرتے ہیں اور نہ نصیحت ہی حاصل کرتے ہیں۔
وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ
اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ (بطور اشارہ) ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں،
يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ
(اور اپنی جگہ یہ کہتے ہیں) کہ کیا تم کو کوئی دیکھ رہا ہے پھر وہاں سے پلٹ آتے ہیں۔ خدا نے بھی ان کے دل پھیر دیئے ہیں
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ بیشک تمہارے پاس ایک ایسا رسول تمہارے ہی ابنائے جنس سے آیا ہے کہ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
جو تم کو ناگوار ہے وہ اس کو بھی شاق ہے اس کی سب سے بڑی خواہش تمہاری نسبت یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ (وہ) مومنین
رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ
پر بہت نرم دل اور مہربان ہے۔ پھر اگر وہ لوگ روگردان ہوں تو تم کہہ دو کہ میرے لئے تو اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں
تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ ع
نے اسی پر بھروسہ کیا کرلیا ہے اور وہی بڑے عرش کا مالک ہے۔

حروفها ٧٧٣٣ سورة يونس مدينة كلماتها ١٨١١
سورہ یونس مدینہ میں نازل ہوا
رکوعها ١١ آیاتها ١٥٩
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا
الرا یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو یہ بات عجیب
اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ
معلوم ہوئی کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کی طرف یہ وحی بھیجی کہ تم لوگوں کو ڈراؤ اور

١ جسا الی رجسهم۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں جس کے معنی شک کے ہیں۔

٢ هل یراکم من احد مطلب یہ ہے کہ وہ اشاروں اشاروں میں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم اٹھ جاؤ یا چلے جاؤ تو مسلمانوں میں سے تم کو کوئی دیکھ تو نہ لے گا کیوں کہ اس سورہ کے سننے کی برداشت تو تم میں ہے نہیں چنانچہ اگر کوئی دیکھتا نہ ہوتا تھا تو وہ اٹھ کر چلے جاتے تھے۔

٣ رسول من انفسکم اس کے معنی ہیں کہ رسول تمہاری ہی جنس سے یعنی عرب سے ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خلقت میں تمہاری صورت ہے اور ایک قرات میں من انفسکم مفتوح الفاء صیغہ افعل التفضیل جس کا یہ مطلب ہے کہ تم میں جو سب سے زیادہ نفیس و شریف گھرانا ہے رسول اس گھرانے سے ہیں۔ المجوامع میں ہے کہ ایک قول کے بموجب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی قرات یہی تھی لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول من انفسکم کے مخاطب ہم ہیں۔ عزیز علیہ ما عنتم کے مخاطب ہم ہیں۔ بالمومنین رؤف رحیم۔ اس چوتھائی میں مومن بھی ہمارے شریک ہو گئے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس آیت کی تین چوتھائی ہمارے لئے ہے اور ایک چوتھائی ہمارے شیعوں کے لئے۔

٤ الرا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تینوں حرف اسم اعظم کے حروف میں سے ہیں جو قرآن مجید میں پھیلے ہوئے ہیں جن کو رسول یا امام ترتیب دے کے دعا مانگتے ہیں۔ تو دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ قول مفید جو ہم سورۃ البقرۃ کے اول میں الم کے متعلق ایسی ہی روایت درج ہو چکی ہے۔

٥ عجبا تعجب اس بات کا تھا کہ خدائے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ

جوان میں سے ایمان لائے ہیں ان کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ان کے رب کے پاس ان کا سچا (مرتبہ اور) پایہ ہے۔

الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

کافروں نے یہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار وہی خدا ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر (اس کا حکم) عرش پر غالب آیا (اور وہی)

الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ

معاملات کا بندوبست کرتا ہے بغیر اس کے حکم کوئی سفارشی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی اللہ

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ

تو تمہارا پروردگار ہے اسی کی عبادت کرو۔ کیا اب بھی غور نہیں کرتے۔ تم سب کی بازگشت

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

اسی کی طرف ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ بیشک وہی مخلوق کو بناتا ہے۔ پھر وہی ان کو لوٹا کر لائے

يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ

گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انصاف کے ساتھ نیک عمل کرتے رہے ان کو جزائے خیر دے اور ان کے لئے جو کافر

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا

ہو گئے تھے بعوض اس کے جس کا وہ انکار کرتے تھے کھولتے ہوئے پانی کی پلائی ہے اور دردناک عذاب

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ

وہ خدا وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن قرار دیا ہے۔ اور چاند کو نور اور چاند کی منزلیں

نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

مقرر کیں۔ تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب سمجھ لیا کرو۔ اللہ نے ان سب چیزوں کو برحق پیدا کیا ہے

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

سمجھنے والے لوگوں کے لئے وہ اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔

يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

بالتحقیق رات اور دن کی اول اور بدل میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ

پیدا کیا ہے اس میں پرہیزگار لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔

وقف النبی علیہ السلام

(بقیہ صفحہ ۲۴۷) اور یہ تعجب انکا کئی باتوں پر موقوف تھا۔ اول تو حماقت کی کثرت۔ دوسرے معاملات میں غور و فکر کی قلت۔ تیسرے وحی و نبوت کی ماہیت سے جہالت۔

حاشیہ صفحہ ہذا۔ ۱ے قدم صدق اس کے معنی ہیں سابق و افضل ہونا۔ اور سبقت کو قدم سے اسی طرح تعبیر کیا جاتا ہے جس طرح نعمت کو ہاتھ سے۔ اس لئے کہ عطیہ ہاتھ سے دیا جاتا ہے اور سبقت قدم کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور قدم کی اضافت صدق کی طرف اسلئے کی گئی ہے کہ سبقت کا ہونا ثابت ہو جائے۔ اور اس بات کے متعلق تنبیہ ہو جائے کہ سبقت بغیر صدق قول اور صدق نیت کے حاصل ہو نہیں سکتی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قدم صدق سے مراد ہے شفاعت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ قدم صدق سے مراد ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ قول متعدد ظاہراً دو قول الگ الگ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت میں ایک ہی ہیں اس لئے کہ ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام شفاعت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قائل نہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرط ہے۔ یعنی جو شخص ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کا قائل نہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت ہرگز ہرگز نہ فرمائیں گے۔ اور ولایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان حضرت کو ایسا ہی ولی سمجھ لیا جائے جیسا کہ عوام الناس ہر دیوانے بادلے کو سمجھ لیتے ہیں بلکہ ولایت کے یہ معنی ہیں کہ بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل امور دین و دنیا میں حاکم مطلق جاننا اور ماننا۔ ۲ے ما من شفیع الا من بعد اذنہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جنہوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ان کے جھوٹے معبود خدا کی حضور میں ان کی شفاعت کر لیں گے۔ ۳ے انہ یبدؤ الخلق ثم یعیدہ یہ آیت غور سے دیکھنے اور پڑھنے کے لائق ہے اس کے نزول سے یہ جتلانا منظور ہے کہ ابتدائے خلقت انسان اور پھر اس کے دوبارہ بعثت سے اصلی غرض ثواب پہنچانا ہے۔ رہا عذاب دینا۔ یہ عارض ہو گیا ہے اور یہ بھی جتلانا منظور ہے کہ مومنوں کو مناسب مناسب ثواب پہنچانے کا اہتمام پروردگار عالم نے اپنے لطف و کرم سے اپنا ہاتھ رکھا ہے۔ اسی لئے اس کو معین نہیں فرمایا کہ کیا دے گا۔ صرف یہ بتلا دیا کہ جو دے گا اس میں عدالت ملحوظ رہے گی۔ رہا کافروں کو

لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا

یقیناً وہ لوگ جن کو ہمارے حضور میں آنے کی امید نہیں ہے زندگانی دنیا پر راضی اور اسی پر مطمئن ہو گئے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ

اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں بوجہ ان کے اعمال کے انہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے ایمان کے سبب ان کا پروردگار

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ

ان کو نعمت والی جنتوں میں پہنچ دے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں۔

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ

ان کی دعا ان جنتوں میں یہ ہوگی کہ اے اللہ تو پاک ہے اور ان کی صاحب سلامت

وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

اس میں سلام ہوگی۔ اور ان کی ختم دعا یہ ہوگی کہ ہر قسم کی تعریف تمام عالموں کے پروردگار کے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

لئے زیبا ہے اور اگر خدائے تعالیٰ آدمیوں کے لئے برائی میں بھی اتنی ہی جلدی کرے

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

جتنی کہ ان کے لئے بھلائی میں کرتا ہے تو ان کی مدت بہت ہی جلدی پوری کر دی جائے۔

لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ آپ ہی سرگرداں رہیں۔ اور انسان پر جب کوئی

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ

مصیبت آپڑتی ہے تو ہم کو لیٹے لیٹے بیٹھے بیٹھے کھڑے کھڑے پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس کی مصیبت دور کر دیتے ہیں تو اپنی

ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

ہی رفتار چلنے لگتا ہے گویا اس نے مصیبت دور کرنے کے لئے جو اس پر پڑی تھی ہم سے دعا ہی نہ کی تھی اسی طرح زیادتی کرنے

لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

والوں کے لئے جو جو عمل وہ کیا کرتے ہیں زینت دے دیئے گئے ہیں اور بیشک ہم نے تم سے پہلے بہت سے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ادوار زمانہ ہلاک کر دیئے جب کہ ان لوگوں نے نافرمانیاں کیں، حالانکہ ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر

۱

دعواھم فیھا سبحانک اللھم مطلب یہ ہے کہ ان کی دعا جنت میں یہ ہوگی (یا اللہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں جو حق تسبیح کرنے کا حق ہے) تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تسبیح کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اسمائے پروردگار عالم میں سے ایک اسم ہے اور اہل جنت کی دعا۔

۲

الشر۔ اس سے مراد وہ بددعا ہے جو پریشانی کے وقت یا اترانے کے وقت عرب کر بیٹھتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ رفعنی اللہ من بیتکم (خدا مجھے تمہارے گھر سے اٹھالے) فامطر علینا حجارۃ من السماء (پس ہم پر آسمان سے پتھر برسادے)

قول مترجم:

یہ آخری قول نعمان ابن حارث فہری کا ہے جس کو خم غدیر میں جناب علی مرتضیٰ کا مولا ہونا ناشاق گزرا تھا کہ اس نے یہ دعائی تھی اور وہ دعا قبول بھی ہو گئی تھی۔

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۳

آئے تھے۔ مگر وہ اس قابل ہی نہ رہے تھے کہ ایمان لاتے گناہ گار لوگوں کو ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔ پھر

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ

ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ

اور جس وقت ان لوگوں کے سامنے ہماری کھلی دلیلیں پڑھی جاتی ہیں

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ

تو جن کو ہماری ملاقات کی امید نہیں ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ ایک قرآن ایسا ہی اور لے آؤ یا اس کو بدل ڈالو۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗيِٕ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

تم کہہ دو کہ مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اسے خود اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں

اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

جو کچھ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کی عذاب سے

عَظِيْمٍ ۝۱۵ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ

ڈرتا ہوں۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ یہ تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ خدا تم کو اس کی اطلاع دیتا۔

بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶

آخر اس سے پہلے سے میں نے ایک عمر تم ہی میں گزاری، کیا تم اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۷ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

بیشک قصوروار فلاح نہیں پاتے۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ

کوئی ضرر پہنچائیں اور نہ کوئی نفع بخشیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہمارے سفارشی ہیں

اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

تم یہ کہہ دو کہ تم خدا کو اس چیز سے آگاہ کرتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ

الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۸ وَمَا كَانَ

زمین میں۔ اور جن چیزوں کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اس کی ذات ان سے منزہ اور برتر ہے۔ اور پہلے تو

۱ ماتا وتہ علیکم مطلب یہ ہے کہ تلاوت کتاب خدا مشیت و تعلیم خدا کے مطابق ہے اور اس کتاب کا میرے ذریعے سے بھیجنا اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور عجیب و غریب بات ہے۔ کیوں کہ ظاہراً ایک امی شخص کھڑا ہو جس نے تمام عمر میں کبھی ایک ساعت کے لئے بھی کسی آدمی سے کچھ نہ سیکھا ہو نہ ایسے شہر میں پرورش پائی ہو جس میں علماء رہتے ہوں۔ پھر وہ تم کو ایسی کتاب پڑھ کر سنا دے جس کی فصاحت ہر فصیح کلام سے بڑھی ہوئی ہو اور جس میں تمام گزشتہ اور آئندہ کا علم بھرا ہوا ہو۔ وہ معجزہ نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔ اور سوائے پروردگار عالم کے کون ایسی بات پر قادر ہو سکتا ہے۔

۲ ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ یہ ہم کو خدا سے ملا دیں) اور اس تک پہنچا دیں اس لئے کہ ہم تو اس کی عبادت پر قادر ہی نہیں ہیں خدائے تعالیٰ نے ان کی اس بات کو رد کر دیا اور فرمایا کہ اے رسول تم ان سے کہہ دو قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السماوات ولا فی الارض۔

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

سب آدمی ایک گروہ تھے (پھر خواہش نفسانی سے) مختلف ہو گئے۔ اور اگر تمہارا پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ گزر چکی ہوتی

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ

تو جس جس بارے میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں اس میں ان کے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ یہ کہتے ہیں کہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ

اس کے رب نے اس پر کوئی پریشانی کیوں نہ نازل فرمائی۔ تم یہ کہہ دو غیب کا مالک تو خدا ہی ہے۔ پس تم بھی منتظر رہو۔

اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ

(اور) میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ اور جب ہم نے لوگوں کو بعد اس کے

بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ

کہ ان پر تکلیف گزر چکی تھی (اپنی) رحمت کا مزہ چکھایا تو وہ ہماری آیتوں میں چالیں چلنے لگے۔ تم

مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ

یہ کہہ دو کہ چالوں کا بدلہ دینے میں خدائے تعالیٰ سب سے تیز ہے بیشک ہمارے فرشتے جو جو چالیں تم چلتے ہو

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ

وہ سب لکھتے جاتے ہیں وہ وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں لے چلتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو۔

وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ

اور اچھی اچھی ہواؤں کے ساتھ وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں اور لوگ بھی اس سے خوش ہوتے ہیں تو یکایک کشتی کو ایک آندھی

وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ

آ لیتی ہے اور ہر طرف سے ان کو موجیں آ گھیرتی ہیں اس وقت وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ اب ہم ہلاک ہوئے۔

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ

تو خدا سے خلوص دل سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ اگر اس سے تو نے ہم کو بچا لیا

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي

تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو زمین میں

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى

ناحق (ناحق) فساد کرنے لگتے ہیں۔ اے آدمیو! سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہاری بغاوت کا ضرر

اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

اس زندگانی دنیا کے سرمائے میں تمہاری ہی ذات کے لئے ہے پھر تمہاری بازگشت ہماری طرف ہوگی

۱ و ما کان الناس الا امة واحدة۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر بعثت نوح علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس وقت سب لوگ گمراہی کی حالت میں تھے۔ اور ادصیائے آدم علیہ السلام ان کے خوف سے تقیہ کئے ہوئے تھے اور اظہار دین کی جرأت نہ کر سکتے تھے کیوں کہ قابیل کی طرف سے ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ نوح علیہ السلام سے پہلے جو بھی وصی تھے وہ ایک جزیرے میں عبادت خدا کرنے چلے گئے تھے۔

۲ من بعد ضراء مستهم کہتے ہیں کہ اہل مکہ سات برس تک قحط میں مبتلا رہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ پس جب خدائے تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور بارش نازل کی تو لگے خدا کی آیتوں پر جرح و قدح کرنے اور اس کے رسول سے چالیں چلنے۔

۳ قل الله اسرع مکرا۔ مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ تم خدا کے ساتھ چال چلو اس نے پہلے ہی سے تمہارے لئے عذاب تجویز فرما دیا ہے۔ مکر کے معنی ہیں خفیہ چال چلنا اور جب وہ خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس کے معنی ہیں اس کا ڈھیل دینا یا مکر کا بدلہ دینا۔

۴ انما بغیکم علی انفسکم مطلب یہ ہے کہ تمہاری بغاوت کا وبال تم پر اور تمہارے ابنائے جنس پر اور جو تمہارے ماتحت ہیں ان پر پڑ جائے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا وبال ان کے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ (۱) عہد یا بیعت کا توڑنا (۲) حاکم دین و دنیا کے مقابل میں بغاوت کرنا مکر کرنا یعنی (۳) خفیہ چال چلنا۔

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
پھر جو جو عمل تم کیا کرتے تھے ہم تم کو سب جتلا دیں گے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ زندگانی
كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا
دنیا کی مثال اس پانی کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی وہ نباتات جس کو
يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ
آدمی اور جانور کھاتے پیتے ہیں مخلوط ہوگئی۔ یہاں تک کہ جب زمین کی اس سے زینت ہوئی
زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ
اور وہ بن سنور گئی اور اہل زمین نے یہ خیال بھی کرلیا کہ اب ہم اس پر قابو پانے والے ہیں
اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ
تو یکایک ہمارا عذاب رات کو یا دن کو آپہنچا۔ اور اس کا ایسا ڈھیر کردیا گویا کل وہ کوئی چیز ہی
بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾
نہ تھی۔ اس طرح سے ہم ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کریں مفصل طور پر آیتیں بیان کرتے ہیں۔
وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اپنی (توفیق سے) راہ راست تک
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ
پہنچا دیتا ہے۔ ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے نیکی کی بہتری بھی ہے اور اس پر زیادتی بھی ان کے
وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت، وہی جنتی ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ
(ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بدی کی ہر بدی کا بدلہ اسی کے
بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ
برابر ہے۔ اور ان پر ذلت بھی چھا جائے گی۔ اللہ کی طرف سے کوئی ان کا بچانے والا نہ ہو
كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ
گا (ایسا معلوم ہوگا) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کا ایک ٹکڑا چھا گیا ہے۔
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ
جہنمی وہی ہیں اس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ اور جس دن ہم ان

لے بالامس لفظی معنی روز گزشتہ اور مثال میں مراد ہے وقت قریب جو گزر گیا اور جس کے لئے مثال دی گئی ہے۔ وہ اس آیت کا مضمون ہے یعنی نباتات کی سرسبزی کا یکا یک جاتے رہنا۔ پھر اس کے ڈھیر کا بھی باقی نہ رہنا گویا وہ پہلا ہرا بھرا تمام زمین کو گھیرے کھڑی تھی۔ کھیتی والے الگ اس لگائے تھے اور یہ نجومی پکے تھے کہ اب یہ کل آفات سے محفوظ ہو چکی۔

ے دار السلام معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ السلام تو پروردگار عالم کا نام ہے اور اس کا مکان جو اس نے اپنے بندوں اور دوستوں کے لئے پیدا کیا وہ جنت ہے۔

۳ الحسنیٰ وزیادۃ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ الحسنیٰ سے مراد جنت اور زیادۃ سے مراد دنیا کا علیہ۔ یعنی خداوند عالم نے دنیا میں جو کچھ ان کو دیا ہے اس کا آخرت میں حساب نہ لے گا۔ اور دنیا و آخرت کا ثواب ان کے لئے جمع فرما دے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ زیادۃ سے مراد ہے ایک موتی کا مکان جس کے چار دروازے ہوں گے۔

۴ کانما اغشیت وجوھھم قطعاً من الیل مظلما۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے مراد ہیں دین خدا میں بدعتیں جاری کرنے والے شبہات ڈالنے والے اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے والے کہ اللہ ان سب کے منہ کالے کر دے گا۔ پھر وہ اس کے حضور میں پیش کئے جائیں گے۔ حقارت و ذلت ان کو نصیب ہوگی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ جب رات آتی ہے تو تمام سیاہی پھیل جاتی ہے ویسے ہی ان لوگوں کے سیاہی بڑھ جائے گی۔

نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ
سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان لوگوں سے جو شرک کیا کرتے تھے یہ کہیں گے کہ تم اور تمہارے
اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا
شرکاء اپنی اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کے باہمی تعلق قطع کردیں گے اور ان کے شرکاء یہ کہہ دیں
كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا
گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔ پس ہمارے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو اللہ کافی
وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا
ہے اور ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر ہیں۔ اس وقت ہر نفس اس بات کو جانچ لے گا
كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ
کہ وہ پہلے کیا کرچکا ہے اور وہ سب اللہ اپنے برحق مالک کی طرف پھیرے جائیں گے
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
اور جو کچھ بہتان وہ باندھا کرتے تھے وہ سب کچھ ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ تم یہ کہہ دو کہ آسمان سے اور زمین سے
وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ
تم کو رزق کون دیتا ہے۔ یا سماعت اور بصارت کا اختیار کون رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردے سے پیدا کردیتا ہے
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ
اور مردے کو زندہ سے پیدا کردیتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام امور کا انتظام کرتا ہے قریب ہے کہ وہ کہیں
فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣١﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ
گے کہ اللہ ہے۔ پس تم یہ کہہ دو کہ کیا تم (اس سے) نہیں ڈرتے۔ پس وہی اللہ تمہارا برحق پروردگار
الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۖۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿٣٢﴾
ہے تو حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور ہے کیا؟ پھر کہاں پلٹے جاتے ہو؟ اسی طرح تمہارے پروردگار کی
كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا
بات ان لوگوں کے برخلاف جنہوں نے نافرمانی کی تھی ثابت ہوگئی کہ وہ ایمان نہ لائیں گے تم
يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
یہ کہہ دو کہ تمہارے شرکاء میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو ایسی مخلوق از سر نو پیدا کردے پھر اس کو دوبارہ بھی دے۔ تم کہہ دو کہ اللہ ہی
يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾
مخلوق کو از سر نو پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ لاتا ہے پس تم جاتے کدھر ہو؟ تم کہہ دو کہ تمہارے شرکاء میں سے

---

١ فزيلنا بينهم لفظی معنی ہیں ہم ان کے مابین فرق کردیں گے۔ اور ان کے باہمی تعلقات قطع کردیں گے۔ تفسیر فتح میں ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک آگ پیدا کردے گا جو کفار اور مومنین کے مابین حائل ہو کر ان کے سلسلے کو قطع کردے گی۔

٢ ما كنتم ايانا تعبدون یہ قول ان کا ہے جن کو وہ شریک عبادت کیا کرتے تھے اور صحیح ہے اس لئے کہ فی الحقیقت وہ اپنی خواہش نفسانی کی عبادت کیا کرتے تھے جو خدا کا شریک بنالینے پر ان کو آمادہ کرتی تھی نہ ان بتوں وغیرہ کی جن کو شریک بنالیتے تھے۔ نیز ان شیاطین کی عبادت کرتے تھے جو ان کو ابھارتے تھے کہ خدا کا شریک ٹھہرالیں، عبادت کرنے کے معنی عبد بن جانے کے ہیں۔ پس جس کی انسان زیادہ سنے گا اسی کا بندہ ہوگا۔

ع ١٠ ٣ مولهم الحق لفظ الحق کے لانے کی یہ ضرورت ہے کہ ثابت ہوجائے کہ وہ مولیٰ جو واقعی ان کا مالک اور ان کے امور کا اختیار رکھنے والا ہے نہ یہ کہ جس کو انہوں نے اپنی خواہش نفسانی سے مولا بنالیا ہو۔

٤ امن يملك السمع والابصار یعنی کس میں یہ قدرت ہے کہ ان قوتوں کو پیدا کرتا ہے اور ان کو مستوی حالت پر رکھتا ہے اور باوجود کثرت آفات کے ان کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں یہ تاثیر دی ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ شئے کے احساس کے لئے یہ آمادہ ہیں۔

٥ فسيقولون الله لفظی معنی تو متن میں دیکھئے اور مطلب یہ ہے کہ مردے سے زندہ کا پیدا کرنا اور زندہ سے مردہ نکالنا وغیرہ ایسی کھلی باتیں ہیں کہ ان کے بارے میں مکابرہ اور عناد پر قادر ہی نہ ہوسکیں گے۔ اور خواہ مخواہ خدا کے وجود کے قائل ہوجائیں گے۔

٦ ربكم الحق مطلب یہ ہے کہ

تمہارا پروردگار جو ان سب امور کا انتظام کرنے والا ہے وہی عبادت کا مستحق ہے اور اسی کی ربوبیت ثابت ہے۔ اس لئے کہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے اس نے تم کو حیات بخشی ہے۔ وہی تم کو رزق دیتا ہے اور وہی تمہارے امور کی تدبیر کرتا ہے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ
کوئی ایسا بھی ہے جو حق کی ہدایت کرے۔ تم یہ کہہ دو کہ اللہ حق تک پہنچاتا ہے
لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ
آیا وہ شخص جو حق تک پہنچا دے اس کا زیادہ حق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جس کو
اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ
خود راستہ نہیں ملتا جب تک کہ کوئی اور اس کو راستہ نہ بتلا دے۔ پس تم کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کیسے فیصلہ کرتے ہو؟
اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ
اور ان میں سے اکثر صرف گمان کے پیرو ہیں۔ یقیناً گمان حق سے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى
اور جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اللہ اس کو جانتا ہے، اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے بنا لیا جائے بلکہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
اور اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام عالم کے پروردگار کی طرف سے لکھے ہوئے (احکام) کی تفصیل ہے۔ آ
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
یا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو بنا لیا ہے تم یہ کہہ دو کہ (اگر میں نے اس کو بنا لیا ہے تو) تم بھی اس کے
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ
مانند ایک سورہ بنا لاؤ اور اگر تم سچے ہو تو اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا لو۔ بلکہ انہوں
يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ
نے تو اس کو جھٹلا دیا جس کے علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے۔ اور جس کا مطلب ان تک پہنچا ہی نہیں۔
مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۹ وَمِنْهُمْ
اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے پھر غور کرو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا؟
مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ
اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اس پر ایمان رکھتا ہے اور کوئی کوئی ایسا ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔
بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝۴۰ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ
اور تمہارا پروردگار فساد کرنے والوں سے خوب واقف ہے۔ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم یہ کہہ دو

۱ امن لا یھدی الا ان یھدیٰ۔ لا یھدی فی الحقیقت لا یھتدی ہے معنی تو متن میں موجود ہیں اور مطلب تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ جو حق کی ہدایت کرتے ہیں وہ تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد آل محمدؐ ہیں اور وہ جو خود ہدایت نہیں پاتے جب تک کہ ان کو ہدایت نہ کی جائے وہ قریش اور غیر قریش سب ہیں جنہوں نے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اہل بیتؑ سے مخالفت کی۔

۲ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یأتھم تاویلہ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی تکذیب کی قبل اس کے کہ اس کے معانی و کنہ کو سمجھیں اور اس کے معنی اور تاویل سے آگاہ ہوئے ہوں اور وجہ اس تکذیب کی وہ نفرت تھی جو ان کے دلوں میں قرآن مجید کی تعلیم کو اپنے باپ دادا کے دین کے برخلاف پانے سے پیدا ہوئی یا اس سے پیدا ہوئی کہ اس میں غیب کی خبریں ہیں ابھی ان کی تاویل ان تک پہنچی نہیں کہ ان پر بات کھل جاتی کہ یہ خبریں جھوٹی ہیں یا سچی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ قرآن مجید دونوں حیثیت سے معجزہ ہے ایک تو نظم کلام کے اعتبار سے۔ دوسرے غیب کی خبروں کے اعتبار سے۔ مگر انہوں نے قبل اس کے کہ اس میں غور کرتے کہ نظم کلام حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے یا نہیں اور قبل اس کے غیب کی خبروں کو جانچتے کہ صحیح اتری ہیں یا نہیں۔ وہ تکذیب پر پل پڑے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بڑے بڑے امور سے متعلق رجعت وغیرہ کے سوال کیا گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم تو مجھ سے وہ باتیں پوچھتے ہو جن کا ابھی وقت نہیں آیا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت رجعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس کی منکرین نے تکذیب کی تھی اور یہ کہا تھا کہ وہ ہرگز نہ ہوگی۔ کافی اور تفسیر عیاشی اور مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس امت کو اپنی کتاب کی دو آیتوں (دو حکموں) سے مخصوص کیا ایک تو یہ کہ جو کچھ نہ جانتے ہوں وہ نہ کہیں اور یہ کہ جس کا علم نہ رکھتے ہوں اس کا رد نہ کریں۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں (۱) الم یوخذ علیھم میثاق الکتاب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق اور دوسری یہ ہے بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ بلکہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا ان کو علم نہ تھا۔ ۳ ومنھم من یؤمن بہ اس کا

اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ
کہ میرا کیا میرے لئے اور تمہارا کیا تمہارے لئے جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں
مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا
بری ہوں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو تمہاری باتیں خوب غور سے سنتے ہیں۔
يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ
کیا تم بہروں کو سنا سکتے ہو جس حال میں کہ وہ عقل ہی نہ رکھتے ہوں، اور ان میں سے کوئی کوئی
وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا
ایسا بھی ہے جو تمہاری طرف گھور گھور کے دیکھتا ہے پھر کیا تم اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہو جس حال میں
وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ
کہ وہ کچھ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ بالتحقیق اللہ آدمیوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ آدمی (خود)
لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ
اپنی جانوں پر ظلم توڑتے ہیں۔ اور جس دن ہم ان کو جمع کریں گے تو ایسا معلوم ہوگا گویا دن کے
خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا
ایک گھنٹے بھر سے زیادہ نہیں ٹھہرے آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ جو لوگ ہماری حضور
نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا
میں آنے کو جھٹلاتے تھے اور ہدایت یافتہ نہ تھے وہ ضرور نقصان اٹھائیں گے۔ اور جس جس چیز کا
مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
ان سے وعدہ کرتے ہیں اگر ہم اس کا کوئی حصہ تم کو دکھلا دیں یا تمہاری عمر پوری کر دیں
رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ
تو بھی ان کی بازگشت ہماری ہی طرف ہوئی پھر جو جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا (خود) اس کا گواہ ہوگا۔ اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے۔
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
پس جب جب ان کا رسول آتا جائے گا ان کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوتا جائے گا
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ
اور وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب ہوگا؟ تم یہ کہہ دو کہ سوائے اتنے کے جتنا اللہ کو منظور ہے
اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ
میں تو اپنی ذات کے لئے نہ ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۵۴ کا) کہ یہ حق ہے۔ مگر یہ سبب عناد کے اس کا اظہار کرتے نہیں، یا یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بعض ان میں سے آئندہ بھی ایمان لائیں گے۔

۲ ومنهم من لا یؤمن بہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اتنے عصبی ہیں کہ اپنی عبادت کی کثرت کے سبب اور غرور و تکبر کی قلت کے سبب اپنے دل میں بھی ایمان نہیں لاتے اور نہ آئندہ ان سے ایمان لانے کی امید ہے اور کفر پر مصر ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان ایمان نہ لانے والوں سے مراد جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اور ان کے بعد آل محمد کے دشمن ہیں۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ ومنهم من یستمعون الیک مطلب یہ ہے کہ اے رسول جب آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور شریعت کے امور تعلیم کرتے ہیں تو وہ ان کو قبول نہیں کرتے گویا وہ بہرے ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔

قول مترجم: کلام کے ساتھ استماع کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کلام سے جو مفہوم رکھا گیا ہے اس کا سمجھ لینا، اسی سبب سے جانوروں کے لئے استماع کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا گو وہ قوت سماعت رکھتے ہیں اور ان کا ہانکنے والا یا سیاست کرنے والا جب ڈانٹ ڈپٹ کر ان کو کچھ کہتا ہے تو وہ اس کی چیخ و پکار کو سمجھ لیتے ہیں نہ یہ کہ معنی و مقصود کو سمجھیں۔ کافروں اور منافقوں کی حالت ان آیتوں کے بموجب ان حیوانات سے بھی بدتر معلوم ہوتی ہے۔

۲ ومنهم من ینظر الیک۔ مطلب یہ ہے کہ نبوت کی دلیلیں دیکھتے تو ہیں مگر تصدیق نہیں کرتے۔

قول مترجم: اسی سبب سے پروردگار عالم نے ان کو اندھا کہا اور دل کا اندھا آنکھ کے اندھے سے بدتر ہوتا ہے۔ بصارت جو دی گئی ہے اس سے غرض یہ ہے کہ عبرت حاصل کرے اور واقفیت بڑھائے۔ اور اس باب خاص میں بصیرت بصارت سے زیادہ کام دیتی ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۲۵۶ پر پڑھئے)

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ
جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو نہ وہ ایک ساعت تاخیر کرسکتے ہیں اور نہ پیش قدمی۔ تم یہ کہہ
عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾
دو کہ آیا تم نے یہ سوچا کہ اگر اس کا عذاب تم پر یکا یک رات کو یا دن میں آپہنچے تو یہ گنہگار اس کے متعلق جلدی کا ہے کی کرتے ہیں۔
اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ
کیا تم جب وہ عذاب واقع ہوجائے گا تب اس پر ایمان لاؤ گے۔ اب تم قائل ہوئے حالانکہ تم ہی اس
تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ
کی جلدی کیا کرتے تھے۔ پھر اس وقت ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو۔
الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾
جو کچھ تم کیا کرتے تھے تم کو اسی کی تو سزا دی جاتی ہے۔
وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ
اور وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ واقعہ حق ہے۔ تم کہہ دو کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم وہ بیشک حق ہے۔
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي
اور تم (خدا) کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اگر کسی ظالم شخص کے پاس زمین میں جو کچھ ہے
الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا
وہ سب کچھ بھی ہو گا تو بھی وہ اسے فدیہ میں دے ڈالے گا۔ اور جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے ندامت کو چھپائیں گے۔
الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾
اور ان کے مابین انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔
اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
خبردار رہو کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ
لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے
تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اور اسی کے حضور میں تم سب کی بازگشت ہوگی۔ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے
وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾
نصیحت آئی اور جو کچھ سینوں میں ہے اسکے لئے شفاء اور مومنین کے لئے ہدایت و رحمت۔

(بقیہ صفحہ ۲۵۵ گزشتہ) اور اسی وجہ سے جو شخص کسی فن سے واقف نہ ہو، اس فن کا اندھا کہلا سکتا ہے، اور جو شخص احمق ہو وہ کھلم کھلا عقل کا اندھا ہے اور یہ دونوں آیتیں عقل کے بہرے اور عقل کے اندھوں سے بیزاری کرنے کی تاکید کرتی ہیں۔ ۴ ولکن الناس انفسھم یظلمون کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ جس کا ایک جز یہ ہے کہ پروردگار عالم بردبار اور دانا کا غضب صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کے عطیات کو قبول نہیں کرتے اور جو اس کی رضا کو قبول نہیں کرتے اور توفیق کو انہیں سے باز رکھتا ہے جو اس کی ہدایت قبول نہیں کرتے۔ ۵ یتعارفون بینھم یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ قبروں سے نکلیں گے تو اس وقت ایک دوسرے کو اسطرح پہچان لیں گے گویا تھوڑی دیر کے لئے جدا ہوئے تھے مگر پھر ہول قیامت سے ایک دوسرے کی شناخت اس طرح گم ہوجائے گی کہ عزیز و اقارب کو نہ پہچانیں گے۔ ۶ امانرینک بعض الذی نعدھم اس سے یہ مطلب ہے کہ جس عذاب کا ہم نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے اس کا کچھ حصہ آپ کو اسی طرح دکھادیں جس طرح بدر کے دن دکھایا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ بعض الذی نعدھم سے مراد رجعت اور قائم آل محمد کا ظہور ہے۔ ۷ لکل امۃ رسول۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی بابت تفسیر یہ منقول ہے کہ اس امت کے لئے ہر زمانے میں آل محمد سے ایک رسول ہوتا رہے گا اور قیامت کے دن وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ پس ائمہ آل محمد خدا کے تو ولی ہیں اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے رسول ہیں رہا خدا کا یہ قول فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط اس کی قرأت یوں بھی ہے قضی بینھم بالقسط جس کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ کے رسول (یا رسول اللہ کے رسول) انصاف کے ساتھ فیصلے کریں گے اور ظلم نہ کریں گے۔ ۸ لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسی صورت میں تمہیں کوئی ضرر کب پہنچا سکتا ہوں۔

(حواشی صفحہ ھذا) ۱ اذا جاء اجلھم تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اجل سے مراد وہ مقررہ وقت ہے جو شب قدر میں موت کو بتایا جاتا ہے۔ (اس مضمون کے بقایا حواشی تفسیر منقول میں پڑھیں)

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا
تم کہہ دو کہ خدا کے فضل اور رحمت ہی سے تو ان کو خوش ہونا چاہئے۔ اور جو کچھ وہ جمع کرتے ہیں
يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ
اس سے یہ بہت بہتر ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ ذرا غور کرو کہ جو کچھ رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل کیا ہے اس میں سے کسی کو
فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ
تم نے حلال قرار دے لیا اور کسی کو حرام۔ دریافت کرو کہ آیا اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا ہے یا تم خدا
تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ
پر بہتان باندھتے ہو۔ اور جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں
الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
ان کا گمان کیا ہے؟ بیشک اللہ آدمیوں پر فضل کرنے والا ہے، لیکن اکثر
يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ
ان میں سے ناشکرے ہیں۔ اور (اے رسول) تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور جو
وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ
حصہ قرآن بھی تم پڑھتے ہو اور جو عمل بھی تم کرتے ہو ہم ہر حال میں تمہارے پاس
تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي
ہوتے ہیں خواہ تم کسی وقت بھی اس کا آغاز کرو اور تمہارے رب سے زمین و آسمان کی
الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ
ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں ہوتی اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی
كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
مگر یہ روشن کتاب میں سب کچھ موجود ہے۔ آگاہ ہو کہ (جو) دوستان خدا (ہیں)
يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي
ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہوں گے۔ وہ (وہی) لوگ (ہیں) جو ایمان لائے اور پرہیزگاری برتتے تھے۔
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ
ان کے لئے زندگانی دنیا میں (بھی) خوشخبری ہے اور آخرت میں (بھی) کلمات خدا
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ؔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ
میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی وہی تو بڑی کامیابی ہے اور تم کو ان کی باتیں رنج نہ دیں۔ بیشک

ل بفضل اللہ و برحمتہ۔ الجوامع اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فضل اللہ سے مراد ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمتہ سے مراد ہیں علی مرتضیٰ علیہ السلام۔ اور تفسیر قمی میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ ہمارے شیعہ اس فضل خدا اور اس رحمت خدا سے چاہئے کہ خوش ہوں کہ ہمارے دشمنوں کو سونا چاندی جو دیا گیا ہے ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ المحاسن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ فضل اللہ سے مراد ہے تمہارے نبی کی نبوت اور رحمتہ سے مراد ہے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت اور فبذالک سے مراد ہے پس اس نبوت ولایت سے

ع ۱۱ فلیفرحوا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے شیعہ خوش ہوں ھو خیر مما یجمعون اس سے یہ مطلب ہے کہ ان کے مخالف دارو دنیا میں مال و منال و اہل و عیال جو کچھ بھی جمع کرلیں نبوت نبیؐ و ولایت علی علیہ السلام کے اعتقاد سے بہتر نہیں ہوسکتا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے قریب قریب یہی منقول ہے۔

۲ ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا تفسیر مجمع البیان میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھتے تھے تو بہت گریہ فرماتے تھے۔

۳ اولیاء اللہ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کو پہچانا اور اس کی عظمت کی اور اپنی زبان کو فضول باتوں سے اور اپنے معدے کو زائد از ضرورت کھانے سے باز رکھا اور اپنے نفس کو روزہ و نماز کے تعب میں ڈالا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کہ اولیاء اللہ یہی لوگ ہیں (جن کا حضور نے ذکر فرمایا) فرمایا (ہاں ادنیٰ درجہ کے اور اعلیٰ درجہ کے) اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہے کہ وہ خاموش رہیں تو ان کی خاموشی یاد خدا سمجھی جائے اور کسی چیز کی طرف دیکھیں تو عبرت حاصل کرنے کی غرض سے ہو۔ (باقی نمبر ۲۵۸ پر)

جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
پورا پورا غلبہ خدا کا ہے۔ اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ آگاہ ہو کہ آسمانوں میں اور زمین میں
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
جو جو ہیں وہ سب خدا کے ہیں۔ اور جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں وہ بھی ان کا شرکاء
شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾
کی پیروی نہیں کرتے۔ وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔
هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ
وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات اس واسطے مقرر کی کہ تم اس میں آرام کرلو اور دن کو کھانے والا بنایا۔
مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ
بیشک اسی میں ان کے لئے نشانیاں موجود ہیں جو سنیں۔ انہوں نے جو یہ کہہ دیا کہ خدا نے بیٹا بنالیا
اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
اس کی ذات (ایسی باتوں سے) منزہ ہے وہ سب سے بے پروا ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں جو
الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے۔ کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ یا تم اللہ کے برخلاف
مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
وہ کچھ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے؟ تم یہ کہہ دو کہ بیشک وہ لوگ جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں
لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
فلاح نہ پائیں گے۔ دنیا میں نفع اٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر ان کی بازگشت ہماری طرف ہوگی
نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ
پھر جن باتوں کا وہ انکار کیا کرتے تھے ان کے بدلے میں ہم ان کو سخت عذاب چکھائیں گے۔ اور ان کو
عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ ۘ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ
نوح علیہ السلام کی خبر پڑھ کر سناؤ۔ جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر تم کو
عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ
میرا رہنا اور خدا کی آیتیں سمجھانا ناگوار ہے تو میرا تو بھروسا اللہ پر ہے۔ پس اپنے معاملہ کو درست کرو
فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ
اور اپنے شرکاء کو جمع کرلو پھر تمہارا امر تم پر پوشیدہ نہ رہے (یعنی علم کھلا مقابلہ میں آجاؤ)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور بات کریں تو ان کا بات کرنا مکمت ہو اور چلیں پھریں تو ان کا چلنا پھرنا لوگوں میں باعث برکت ہو اگر خدا کی طرف سے ان کی موت کا وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو شوق ثواب اور خوف عذاب کے سبب ان کی روحیں ان کے جسموں میں نہ ٹھہرتیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا کہ آگاہ رہو اولیاء اللہ وہ ہیں کہ نہ ان کو آئندہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف ہے اور نہ گزشتہ کے متعلق وہ رنجیدہ ہوں گے۔ جب وہ خدا کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے متمسک ہیں اور خدا نے جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان سے بچتے ہیں اور زینت دنیا جو چند روزہ ہے اس سے اپنے آپ کو روکتے ہیں۔ اور اللہ کے پاس جو کچھ مہیا ہے اس کی لو لگائے ہوئے ہیں اور خدا کے رزق میں سے حلال وطیب کماتے ہیں تو ان سب باتوں سے ان کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ کسی کے مقابل فخر جتائیں یا کسی سے بڑھ جائیں۔ پھر جو حقوق ان کے ذمہ واجب کئے ہیں ان میں سے وہ اپنے حلال مال کو خرچ کرتے ہیں پس وہی ہیں وہ لوگ جن کی کمائی میں خدا برکت دیتا ہے اور جو کچھ وہ اپنی آخرت کے لئے پہلے سے بھیج رہے ہیں اس پر ان کو ثواب دیا جائے گا۔

ع لهم البشرى في الحيوة الدنيا وفي الآخرة کافی اور الفقیہ میں بروایت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز تفسیر قمی میں منقول ہے کہ زندگانی دنیا میں خوشخبری سے مراد اچھے خواب ہیں جن کو مومن دیکھتا ہے اور ان کے ذریعہ سے ان کو بشارت دنیا ہی میں دی جاتی ہے۔ اور الفقیہ میں اس قدر اور زائد ہے کہ یہ جو فرمایا ہے: فی الآخرۃ اس سے مراد وہ بشارت ہے جو مومن کے موت کے وقت دی جائے گی کہ خدا نے تجھے بخش دیا اور انہیں بھی جو تجھے قبر تک لے جائیں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ آخرت کی بشارت موت کے قریب دی جائے گی۔ وہ خدائے تعالیٰ (باقی صفحہ ۲۵۹ پر پڑھئے)

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا
پھر (جو کچھ کرنا ہے) میرے لئے کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر اگر تم روگرداں ہو تو میں نے
سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ
تو تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگی۔ میری مزدوری تو اللہ کے ذمے ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے
اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي
کہ میں خالص اطاعت کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔ پس ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا پس ہم نے (خود)
الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ
ان کو اور جو کشتی میں ان کے ساتھ تھے ان کو نجات دی اور ان کو پہلوں کا جانشیں کیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ
تھے ان سب کو ہم نے ڈبو دیا، پس سوچ لو کہ انجام ان لوگوں کا جن کو ڈرایا جاتا تھا کیا ہوا؟ پھر ہم نے ان کے بعد
رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
اور رسول ان کی اپنی قوموں میں بھیجے پس وہ کھلی دلیلیں لے کر آئے تاہم وہ لوگ جن باتوں کی پہلے سے
بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ
تکذیب کر چکے تھے ان پر کسی طرح ایمان نہ لائے، زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر ہم اسی طرح چھاپا لگا دیا کرتے ہیں۔
الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى
پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا
اپنی نشانیاں دے کر بھیجا پس ان لوگوں نے تکبر کیا اور وہ گناہگار لوگ تھے۔ پھر جب ہمارے پاس سے ان کے پاس
مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا
حق آیا تو کہنے لگے بیشک یہ تو کھلا جادو ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم حق کی نسبت جب وہ تمہارے پاس آیا۔
لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ
یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے۔ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پاتے۔ انہوں نے جواب دیا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو
اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا
کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو جس پر پایا ہے اس سے ہم کو ہٹا دو اور
عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ
تم دونوں کی اس سرزمین میں بزرگی قائم ہو جائے۔ حالانکہ

(بقیہ از صفحہ ۲۵۸) کے اس قول سے ثابت ہے الذین تتوفاھم الملائکۃ طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون (وہ لوگ جن کا فرشتے اس حال میں خاتمہ کریں گے کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوں گے ان سے فرشتے یہ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو جیسے تم عمل کیا کرتے تھے اس کے بموجب جنت میں چلے جاؤ) کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد کے قیام کی بھی بشارت دیتی ہے اور ان حضرتؑ کے ظہور کی بھی اور ان کے دشمنوں کے قتل کی بھی اور آخرت میں نجات کی بھی اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک کی خدمت میں حوض کوثر پر پہنچنے کی بھی۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جب اس کا دم یہاں پہنچتا ہے۔ (سینہ کی طرف اشارہ کیا) تو ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اس سے یہ کہتے ہیں جس چیز کی تجھے امید تھی وہ تو میں نے تجھے دے دی اور جس چیز سے تو ڈرتا تھا اس سے تو نے امان پائی۔ اور جنت میں جو اس کا مکان ہوگا اس کی طرف جانے کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ جنت میں جو تیرے لئے مکان ہے۔ اس کی طرف ایک نظر دیکھ لے اور دیکھ یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور یہ جناب حسن اور جناب امام حسین علیہم السلام۔ رفیق تجھے ایسے ایسے میسر آئے ہیں اور یہ سب باتیں خدا کے اس قول سے ثابت ہیں جو الذین اٰمنوا سے ھو الفوز العظیم تک ہے۔

(حواشی صفحہ ھذا) ۱ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا بہ من قبل۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اس حالت میں کہ وہ سائے کی سی صورت میں تھے اور اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پاس بھیجا۔ پس ان میں سے بعض تو ان پر ایمان لائے اور بعض نے تکذیب کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باقی صفحہ نمبر ۲۶۰ پر)

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَحِرٍ
ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور فرعون نے یہ کہا کہ ہمارے پاس ہر واقف کار جادوگر

عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ
کو لے آؤ۔ پس جب سب جادوگر آچکے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہے ڈالو۔

مُلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ
پس جب وہ ڈال چکے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ جادو ہے۔

اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ
بیشک اللہ اس کو عنقریب باطل کردے گا۔ بیشک اللہ مفسدوں کے کسی کام کی اصلاح نہیں فرماتا۔

اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا
اور اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کردیتا ہے اگرچہ گناہگاروں کو برا لگے۔

ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ
پس فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے کہ کہیں ہم کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

يَفْتِنَهُمْ ۖ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّهُ لَمِنَ
موسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی قوم کے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا اور کوئی ایمان نہ لایا اور بیشک فرعون اس ملک میں غالب

الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ
تھا اور یقیناً وہ بڑی زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ
اللہ پر ایمان لائے ہو تو اس پر توکل رکھو اگر تم اطاعت کرنے والے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اللہ پر بھروسا کیا۔

تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا
اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کی آزمائش نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت سے کافروں (کے ظلم) سے نجات دے۔

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ
اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ

وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ
تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ مکان بناؤ اور اپنے ان مکانوں کو نماز کی جگہ

قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ
قرار دو اور (ان میں) نماز پڑھا کرو اور مومنین کو خوشخبری سناؤ۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی کہ

(بقیہ از ۲۵۹ گزشتہ) کو اس دوسری دفعہ کے خلق کرنے میں رسول بنا کر بھیجا تو جو اس عالم میں ایمان لایا تھا یہاں بھی ایمان لایا۔ اور جس نے وہاں انکار کیا تھا یہاں بھی اس نے انکار کیا۔ اسی کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ سائے کی حالت کیا چیز ہے فرمایا تو دھوپ میں اپنا سایہ نہیں دیکھتا کہ وہ کوئی چیز ہے بھی اور حالانکہ کچھ بھی نہیں۔ پھر ان ہی میں سے انبیاء مبعوث کیے جنہوں نے ان کو اقرار خدائی کی دعوت دی اور وہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے ولئن سئلتهم من خلقهم ليقولن الله (اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ تم کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہہ دیں گے کہ اللہ نے) پھر ان کو انبیاء کے اقرار کی دعوت دی تو بعض نے اقرار کیا اور بعض نے انکار۔ پھر ان کو ہماری ولایت کی دعوت دی پس جن کو خدا دوست رکھتا تھا انہوں نے تو اقرار کیا۔ اور جن کو خدا برا جانتا تھا انہوں نے انکار کیا۔ پس اس آیت فما كانوا ليؤمنوا بما كذبوا به من قبل میں خدائے تعالیٰ نے یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تکذیب نبوت و ولایت پہلے ہی سے چلی آئی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) لے واوحينا الى موسىٰ واخيه تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل ظالموں سے خائف تھے (اور خدائی عبادت کے لئے عبادت خانہ قائم نہ کرسکتے تھے) خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم اپنے اپنے گھروں میں ہی عبادت کرلو۔ اور وہیں نماز میں پڑھ لو۔ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس میں فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ مکانات بنائیں اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کی مسجد میں سوائے ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ کے نہ کوئی جنب حالت میں شب باش ہو سکے نہ عورتوں کے پاس جا سکے۔ اور بلاشک علی علیہ السلام کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ پس سوائے علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے اور کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ میری مسجد میں عورتوں سے قریب رہے اور جنب حالت میں شب

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ
اے ہمارے پروردگار! بالتحقیق تو نے فرعون اور اس کے درباریوں کو زندگانی دنیا میں
الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى
سامان آرائش اور مال بہت کچھ دیا ہے اے ہمارے پروردگار اس لئے کہ وہ تیری راہ سے بھٹکائیں۔
اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا
اے ہمارے پروردگار ان کے مال غارت کردے اور ان کے دل سخت کردے کہ وہ جب تک دردناک عذاب نہ
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۸۸ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا
دیکھیں کے ایمان نہ لائیں گے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول ہوگئی پس تم دونوں
وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸۹ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ
ثابت قدم رہو اور ہرگز جاہلوں کی راہ پر نہ چلو۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتار دیا
اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ
پس فرعون اور اس کے لشکر نے از روئے بغاوت و ظلم ان کا پیچھا کیا۔
حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ
یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو اس نے کہا کہ میں اس بات پر ایمان لایا کہ بس خدا
اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۹۰ اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ
پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اطاعت کرنے والوں میں سے ہوں
عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۹۱ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ
(کہا گیا کہ) کیا اب تو ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے تو نے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔
بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
پس آج کے دن ہم صرف تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے نشانی رہے۔
عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝۹۲ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ
اور بیشک بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو بہت ہی اچھے مقام پر آباد کیا۔
وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ
اور پاکیزہ چیزیں ان کو کھانے کو دیں۔ پس جب تک ان کے پاس علم نہ آگیا انہوں نے کوئی اختلاف نہ کیا۔
الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ
بیشک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان کے مابین ان سب باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں اختلاف کیا کرتے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۲۶۰ گزشتہ) قول مترجم:
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ جن کو علی اور اولاد علی کی وہ منزلت ہے جو عطیہ خدا ہے، بری لگے وہ یہودی ہو جائیں جیسے بعض لوگ ہو گئے اور ان کو قوت اسی خطبہ میں ہوئی جو حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا تھا۔ ان کے متعلق باقی روایتیں ضمیمہ میں پڑھئے۔

(حواشی صفحہ ہذا) اطمس علی اموالھم لفظی معنی ہیں کہ ان کے مالوں کو ایسا بدل دے کہ ان سے نفع اٹھا نہ سکیں چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ ان کے مال پتھر ہو گئے تھے۔

۲ قد اجیبت دعوتکما ایک روایت کے بموجب موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے والے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہنے والے۔ مگر خدا نے دونوں کو دعا کرنے والا قرار دیا۔ کافی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تو دعا کی تھی اور ہارون علیہ السلام اور فرشتوں میں آمین کہی تھی۔ خدا نے فرمایا قد اجیبت دعوتکما اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت تک جو بھی راہ خدا میں جہاد کرنے والے ہوں گے ان کی دعا اسی طرح قبول کی جائے گی جس طرح تم دونوں کی قبول کی گئی۔

۳ فاستقیما اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعا تم نے کی ہے اس پر اور اپنی حجت کے قائم کر دینے پر ثابت قدم رہو اور جلدی نہ کرو۔ کیوں کہ جو تمہاری خواہش ہے وہ پوری تو ہوگی مگر اپنے وقت پر ہوگی۔ چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول قد اجیبت دعوتکما کے اور فرعون کے گرفتار ہونے کے مابین چالیس برس کا فصل تھا۔ الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دو گلوں کے مابین فرعون کو چالیس برس کی مہلت دی۔ پھر اس کو پچھلے گلہ کی بھی سزا دی اور پہلے گلے کی بھی (ان دونوں گلوں کا ذکر تیسویں پارہ میں آئے گا) الخصال میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام جبرئیل امین کا یہ قول نقل ہے کہ میں نے عرض کی کہ پروردگار فرعون نے تو انا ربکم الاعلیٰ

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ
پھر اگر تم کو اس میں جو کچھ ہم نے تمہاری طرف نازل کیا شک ہو تو وہ لوگ جو تم سے پہلے سے
الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ
کتاب پڑھتے ہیں ان میں دریافت کرلو۔ بیشک حق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آیا
رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ
پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ اور نہ تم ان میں سے ہونا جنہوں نے آیات خدا کو جھٹلایا
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ
ورنہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجاؤ گے۔ بیشک وہ لوگ جن پر تمہارے رب
عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ
کا کلمہ (کفر کی موت کا مسرتا) ثابت ہوگیا ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک کہ وہ دردناک عذاب کو
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ
نہ دیکھ لیں کیا ان کے پاس ہر نشانی آجائے۔ پس کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ وہ (عذاب کو دیکھ کر)
فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ
ایمان لائی ہو تو اس کو اس کے ایمان نے کوئی نفع دیا ہو سوائے قوم یونسؑ کے۔ کہ وہ جس وقت ایمان لائے
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ
ہم نے زندگانی میں رسوائی کا عذاب ان سے ہٹا دیا۔ اور پھر ایک مدت تک ان کو آباد رکھا۔
شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ
اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔
تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ
پھر کیا تم لوگوں کو اس بات پر مجبور کروگے کہ وہ مومن ہوجائیں۔ حالانکہ کوئی شخص بغیر
تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا
اذن خدا کے ایمان نہیں لاتا اور وہ شک کو ان ہی لوگوں پر مسلط کردیتا ہے جن میں عقل نہیں۔
يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا
تم یہ کہہ دو کہ جو جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اس میں غور کرو حالانکہ جو لوگ ایمان
تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ
نہ لائیں گے ان کو نہ نشانیاں کچھ کام دیتی ہیں اور نہ ڈرانے والے۔ پھر کیا

۱ یونس الجوامع میں ہے کہ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کے قریہ نینوا کی طرف خدائے تعالیٰ نے مبعوث کر کے بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ ان سے خفا ہو کے چلے گئے۔ مگر جب لوگوں نے پیغمبر (یونس علیہ السلام) کو اپنے میں نہ پایا اور نزول عذاب کے آثار نظر آئے تو ڈرے۔ کمبل کے کپڑے پہنے اور بہت روئے پیٹے۔ خدائے تعالیٰ نے ان سے عذاب کو ہٹا دیا۔ حالانکہ بہت ہی قریب نازل ہونے والا تھا (حضرت یونس علیہ السلام کا پورا قصہ جو تفسیر عیاشی میں منقول ہے ضمیمہ میں پڑھئے)

۲ افادت تکرۃ الناس العیون میں ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تھا۔ تو حضرت علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد نے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے جناب امیر المومنینؑ سے مجھ سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ ایک موقع پر مسلمانوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ جن جن لوگوں پر آپ قابو پاتے جائیں۔ اگر آپ ان کو جبراً داخل اسلام فرماتے جائیں تو ہماری تعداد اور دشمن کے مقابلے میں ہماری قوت بہت بڑھ جائے گی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں کسی بدعت کا بانی ہو کر خدا کی حضور میں جانا پسند نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کو کبھی مجبور کروں گا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آخرت کے عذاب کو دیکھ کر لوگ ایمان لائیں گے ویسے ہی اگر خدا چاہتا تو مضطر اور پریشان ہو ہو کر لوگ دنیا میں بھی ایمان لے آتے۔ لیکن خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول اگر میں ان کو

ایمان لانے کے لئے مضطر اور مجبور کردیتا (باقی صفحہ نمبر ۲۶۳ پر پڑھئے)

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ

وہ ایسے زمانہ کے منتظر ہیں جیسا کہ ان سے پہلے گذر گیا۔ تم کہہ دو کہ

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا

تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

کو جو ایمان لائے ہیں نجات دیں گے۔ اسی طرح ہم پر حق ہے کہ ہم مومنین کو نجات دیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ

تم کہہ دو کہ اے آدمیو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو پس میں ان کی عبادت

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

نہیں کرتا جن کی خدا کو چھوڑ کر تم عبادت کرتے ہو۔ لیکن میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں

يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ

جو تم کو موت دے گا۔ اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنین میں سے ہو جاؤں۔ اور (یہ حکم دیا گیا ہے)

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

کہ تم اسی کی طرف حنفاء سے متوجہ رہو۔ اور یہ کہ تم ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا۔ اور اللہ کے سوا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تم کو نفع پہنچائے نہ ضرر۔ پھر اگر تم نے ایسا کیا

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

تو تم بھی ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اللہ تم کو کوئی ضرر پہنچائے گا

فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ

تو اس کا دور کرنے والا سوائے خود اس کے کوئی اور نہ ہوگا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کسی کار خیر کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کا دفع کرنے والا

يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

بھی کوئی نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل کے ذریعے سے خیر پہنچا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ

ہے۔ تم کہہ دو کہ اے آدمیو! بیشک حق تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس آیا۔ اب جو شخص راہ راست اختیار کرے گا

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

اپنی ذات کے نفع کے لئے اختیار کرے گا۔ اور جو گمراہی اختیار کرے سوائے اس کے نہیں ہے

(بقیہ صفحہ ۲۶۲ گزشتہ) تو وہ میری طرف سے کسی ثواب اور تعریف کے مستحق نہ ہوتے۔ اسی سبب سے میری مشیت یہ ہے کہ وہ ایمان لائیں تو اپنے اختیار سے ایمان لائیں نہ کہ مجبور اور مضطر ہو کر اور وہ اختیاری ایمان ان کو میری طرف ۱۵ رکوع سے بزرگی اور کرامت اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا مستحق بنا دے گا اور جب میں ان کو مضطر کرنا نہیں چاہتا۔ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔

۲ و ما کان لنفس الیعون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے مامون کے جواب میں فرمایا کہ خدا کا یہ قول جو ہے اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ خدا نے کسی نفس کے لئے ایمان کو روک دیا تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو نفس بھی ایمان لاتا ہے اذن خدا سے ایمان لاتا ہے اور یہاں اذن کے معنی امر کے ہیں اور امر خدا نے ہر نفس کو ایمان لانے کی بابت فرمایا ہے۔ بڑا اس کے کہ جبر کیا ہو۔ مامون نے ان آیتوں کی تفسیر کر یہ عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے میرے شکوک کو دور کیا۔ خدائے تعالیٰ آپ سے رنج و غم دور فرمائے۔

۳ الآیت و الذلہ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ الآیت سے مراد ہیں ائمہ اور الذلہ سے مراد ہیں انبیاء۔

(حواشی صفحہ ہذا)

۱ فانتظروا تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خوشی کے زمانے کا انتظار کرنا بھی موجب خوشی ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

۲ کذالک حقاً علینا مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص تم میں سے اس امر (یعنی دین خدا اور محبت رسول و آل رسول) پر مرجائے کیا چیز مانع ہے کہ تم اس کے جنتی ہونے کی شہادت نہ دو۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کذالک حقاً علینا ندیج المومنین۔

۳ ولا تکونن من المشرکین تفسیر کلینی میں ہے کہ جو کچھ اس آیت میں اور اس کے سوا قبل و مابعد میں پایا جاتا ہے اس میں ظاہر اخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مطلب اس سے امت کے لوگ ہیں۔

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا

کہ اس کا وبال اسی پر رہے گا اور میں تم تمہارا نگراں کہیں ہوں، اور جو وحی تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اس کی پیروی کرو

يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

اور جب تک خدائے تعالیٰ فیصلہ نہ کرے صبر کرو۔ اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

ع ١١ ١٢

حروفها ٧٩٢٣ سورة هود مكية كلماتها ٩٢٠

سورہ ہود مدینہ میں نازل ہوا

ركوعها ١٠ ایاتها ١٢٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

الرا۔ وہ کتاب جس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر اس کی تفصیل جاننے والے حکیم کی طرف سے

خَبِيْرٍ ﴿١﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

کی گئی ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ڈرانے والا

وَّبَشِيْرٌ ﴿٢﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔ اور یہ کہ اپنے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت مانگو پھر اس کی حضور

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ

میں توبہ کرو کہ ایسا کرنا وقت مقررہ تک تم کو بہت اچھی طرح نفع پہنچائے گا۔ اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ عطا فرمائے گا۔

فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اور اگر وہ روگردان ہوں تو میں تمہارے لئے بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿٣﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

تم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔

قَدِيْرٌ ﴿٤﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ

آگاہ ہو کہ وہ لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کرلیتے ہیں کہ اللہ سے اپنے راز چھپائیں۔ خبردار ہو جس وقت

اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

وہ اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ چھپاتے کس چیز کو ہیں

يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾

اور ظاہر کس چیز کو کرتے ہیں۔ بیشک وہ دلوں کے حال سے باخبر ہیں۔

لے الا انهم يثنون صدورهم کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جابر ابن عبداللہ نے بیان کیا کہ بیت اللہ کے حوالی میں جب مشرکین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرتے تھے تو کوئی ان میں سے اپنا سر جھکا کر کوئی پیٹھ کو دوہری کر کے اور کوئی سر کے اوپر کپڑا ڈال کر نکل جاتا تھا۔ تاکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھ نہ لیں۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور تفسیر قمی میں یثنون صدورهم کے یہ معنی ہیں کہ ان کے دلوں میں بغض علی ابن ابی طالب جو بھرا ہوا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ بغض ہونا منافق کی علامت ہے اور بہت لوگ ایسے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں تو علی مرتضیٰ علیہ السلام کی محبت کا اظہار کرتے تھے اور دل میں ان حضرتؑ سے بغض و کدورت رکھتے تھے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ
اور زمین میں کوئی چلنے والا نہیں مگر یہ کہ اس کا رزق خدا کے ذمے ہیں اور وہی (خدا) اس کے رہنے کی جگہ اور
مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶
(پیدائش سے پہلے کے) اس کے سپرد کئے کے مقام کو جانتا ہے۔ کھلی کتاب میں سب بات موجود ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ
آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے زیادہ نیک عمل
عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ
کون ہے۔ اور (اے رسول) اگر تم یہ کہو کہ تم لوگ موت کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور یہ کہہ دیں گے
قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ
کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور اگر ہم ان کے عذاب کو ایک گنے ہوئے گروہ کے آنے تک روک رکھیں گے
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ
تو بھی ضرور وہ یہ کہیں گے کہ کیا چیز ان کو روکتی ہے؟ خبردار ہو جاؤ کہ جس دن وہ ان پر آئے گا
الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ
پھر ان سے ہرگز دفع نہ ہوگا اور جیسا کہ وہ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے ویسا ہی ان کا احاطہ کرلے گا۔
يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں پھر اس سے اس کو چھین لیتے ہیں تو ضرور وہ بڑا
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا
ناامید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اس کو نعمتوں کا مزہ بعد اس کے چکھاتے ہیں کہ اس پر تنگدستی آئی
مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ
تکلیف گزر چکی ہو تو پھر وہ یہ کہنے لگتا ہے کہ اب میری مصیبتیں دور ہوگئیں۔
مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰
بیشک وہ بہت ہی خوش اور فخر کرنے والا ہو جاتا ہے۔
اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
مگر جو لوگ صابر رہتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں۔ ان کے لئے گناہوں کی بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔
وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ
پس کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اس کے کسی حصے کو چھوڑ دو اور

۱۱ ۱ مستقرها و مستودعها، مستقر کے معنی جائے قرار، سکونت اور مستودع کے معنی ولادت ہے پہلے امانت رہنے کا مقام جیسے باپ کا صلب یا ماں کا رحم یا بعض جانوروں کے لئے انڈے۔

۲ کل فی کتاب مبین اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمین پر چلنے والا اس کا رزق۔ اس کی جائے سکونت اور کس کس کے صلب و رحم سے وہ پیدا ہوگا۔ یہ سب باتیں لوح محفوظ میں مذکور ہیں۔

۳ کان عرشه علی الماء۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ذکر ابتداء خلقت کا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کل چیزوں کو اپنے علم سے نیا پیدا کیا ہے۔ بلا اس کے کہ اس کی کوئی مثال پہلے سے موجود ہو۔ چنانچہ آسمانوں کو اور زمینوں کو بالکل نیا پیدا کیا۔ حالانکہ قبل اس کے نہ کوئی آسمان تھا اور نہ زمین۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ کان عرشه علی الماء۔ کافی اور التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول وکان عرشه علی الماء کے معنی دریافت کئے گئے حضرتؑ نے فرمایا کہ عوام الناس کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ عرش پانی پر تھا اور خدائے تعالیٰ عرش پر فرمایا جنہوں نے ایسا گمان کیا وہ جھوٹے ہیں۔ اس سے تو خدا کوئی ایسی چیز بن گیا جسے کوئی اٹھائے۔ اپنے اس بیان سے انہوں نے خالق میں مخلوق کی صفت پیدا کر دی اور عقل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اٹھانے والی چیز اس چیز سے جس کو وہ اٹھائے قوت میں زیادہ ہوتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے قبل اس کے کہ آسمان ہو یا زمین یا جن یا انس یا سورج یا چاند اپنے دین کو اور اپنے علم کو پانی کے اوپر محمول فرمایا اور حدیث نمبر ۱ میں ہے کہ وہ پانی ہوا پر تھا اور ہوا کوئی کوئی حدت تھی۔ اور ان دو چیزوں کے سوا اس وقت کوئی اور مخلوق نہ تھی اور وہ پانی بیٹھا اور صاف تھا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اصلی مطلب راسخون فی العلم کو معلوم ہے۔

(باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ
تمہارا دل اس بات سے تنگ ہو جائے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پر خزانہ کیوں نہ اترا۔ یا ان کے ساتھ
مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ ﴿۱۲﴾ اَمْ
کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔ تم تو صرف ڈرانے والے ہو۔ اور اللہ ہر شے کا ذمہ دار ہے۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اسے بنا لیا ہے۔
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ
تم یہ کہہ دو کہ ایسی ہی بنی ہوئی دس سورتیں تم بھی لے آؤ اور اگر تم سچے ہو تو اللہ کے سوا تم جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لو۔
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾
پھر اگر وہ تمہارے کہنے کو منظور نہ کریں تو سمجھ لو کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے خدا کے علم سے نازل کیا گیا ہے
فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ
اور یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کیا اب بھی تم حکم ماننے والے ہو گے۔
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ
جو شخص زندگانی دنیا اور رونق دنیا کا خواستگار ہوگا ہم اسی دنیا میں ایسوں کے
الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا
اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے اور ان کو دنیا میں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔
يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ
وہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں ہے اور دنیا میں
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ
جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا وہ سب مٹ جائے گا اور جو وہ کیا کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائے گا۔ کیا وہ شخص جو
عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ
اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ آتا ہو جو اسی کا جزو ہو اور اس سے پہلے سے
مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ
موسیٰ کی کتاب امام کی رحمت ہو (کہ شاہد تھی) اسی پر تو ایمان لائے ہیں۔ اور گروہوں میں سے
مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ
جو بھی اس کا منکر ہوگا پس آگ اس کا ٹھکانا ہے، لہٰذا تم اس سے شک میں نہ رہنا
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾
بیشک وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

۱ من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا
تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے چاہنے والے فلاں اور فلاں ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان آیتوں سے خدائے تعالیٰ کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص عمل خیر اس نیت سے کرے کہ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں عطا فرما دے تو اس کا بدلہ خدائے تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرما دے گا۔ اور آخرت میں اس کے لئے جہنم ہے۔

۲ ویتلوہ شاھد منہ کائی
جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر شاہد ہیں اور رسول اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین جناب امام محمد باقر اور جناب علی رضا علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں شاھد منہ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی اور لفظ منہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی نور سے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جواب اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہیں۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو ان کے بعد ان ہی سے ہے اور ان کا شاہد ہے۔ وہ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ پھر یکے بعد دیگرے اور اوصیاء اور خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ قریش میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ کی ہوں۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنین علیہ السلام (باقی صفحہ ۲۶۷ پر پڑھئے)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے وہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے سامنے

عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى

پیش کئے جائیں گے اور گواہ یہ کہہ دیں گے کہ یہی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے برخلاف جھوٹ بولا۔

رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ

خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ان ہی ظالموں پر ہوگی۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ؕ﴿۱۹﴾

اور اس کی بھی کے خواستگار تھے اور آخرت کے وہ بالکل منکر تھے۔ وہ دنیا میں (اللہ کو اس سے)

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ

تھکا نہ سکے (کہ ان کو عذاب دے) اور اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوا

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ؘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا

ان کا عذاب دوگنا کیا جائے گا۔ نہ وہ سن ہی سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے۔ وہ وہی

يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ؕ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ہیں جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا اور جو جھوٹ وہ جوڑا کرتے تھے اسے بھی کھو بیٹھے۔

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ؕ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ

لامحالہ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے وہی ہوں گے

اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ؕ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اپنے پروردگار کی حضور میں

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

عاجزی کی وہی جنتی ہیں۔ بس میں وہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ؕ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ

ان دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور ایک بہرا اور ایک دیکھنے والا

وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ

اور ایک سننے والا۔ کیا ان کی مثل یہ دونوں برابر ہیں۔ کیا تم غور نہیں کرتے؟

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۫ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۲۵﴾

اور بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے فرمایا) کہ یقیناً میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۲۶۶ گزشتہ) آپ کے بارے میں کونسی آیت نازل کی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا تو سورۃ ہود کی یہ آیت نہیں پڑھتا افمن کان علی بینۃ الخ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر تھے اور میں وہ شاہد ہوں الامالی میں ہے کہ یہ فرمایا کہ میں وہ گواہ ہوں اور میں اس رسول سے ہوں اور البصائر میں ہے کہ اس رسول کا گواہ اس بینہ و دلیل کے بارے میں ہوں اور اس رسول کے ساتھ ساتھ ان کے پیچھے پیچھے چلا آتا ہوں۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس بروایت کے بموجب بینۃ سے مراد قرآن مجید ہے اور لفظ یتلوہ تلاوت سے مشتق ہے۔

(باقی ضمیمہ میں مطالعہ کیجئے)

۳ ومن یکفر بہ من الاحزاب تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس امت میں سے جو شخص بھی میرا کلام سن لے گا وہ یہودی ہو یا نصرانی یا کوئی اور پھر مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ یقیناً جہنم میں جائے گا۔ ۴ فلا تک فی مریۃ منہ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں منہ سے مراد من ولایۃ علی علیہ السلام یعنی تم علیؑ کی ولایت کی طرف سے شک نہ کرنا۔

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ یقول الاشھاد تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ۲ الاشھاد سے مراد ائمہ ہیں اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ھؤلاء الذین کذبوا سے مراد قریش کے چار بادشاہ ہیں جو ایک دوسرے کے بعد ہوئے۔ ۵ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین تفسیر قمی میں ہے کہ جن ظالمین پر لعنت کی گئی ظلم ان کا یہ تھا کہ انہوں نے آل محمد کا حق غصب کر لیا تھا فی سبیل اللہ سے مراد ہے راہ خدا اور وہ امامت ہے اور یبغونھا عوجا سے مراد یہ ہے کہ غیر حق کو امام بنا دیا۔ ۳ ما کانوا یستطیعون السمع وما کانوا یبصرون مطلب یہ ہے کہ حق سے باز رکھنے سبب وہ اس کے سننے سے بہرے ہو گئے تھے اور

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے ضرور خوف ہے کہ ایک دکھ دینے والے دن کا عذاب
اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا
تم پر آپڑے۔ پس ان کی قوم میں سے جو کافر ہو گئے تھے ان میں سے شرفاء نے کہا کہ
بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ
ہم تو آپ کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی پیروی کسی نے بھی نہیں کی
الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ
سوائے ان لوگوں کے جو ہم سے ظاہر بظاہر رذیل ہیں اور ہم اپنے مقابلے میں آپ کی کوئی بزرگی نہیں
كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
پاتے بلکہ ہم آپ کو جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ (حضرت نوح علیہ السلام نے) فرمایا کہ اے میری قوم کیا
وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا
تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور اس نے اپنے پاس سے
وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ
مجھے رحمت عنایت کی ہے تو تم پر وہ بات پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ کیا ہم تم پر وہ (ہدایت جبراً) لازم کر دیں
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا
کہ جس حال میں کہ تم اس سے کراہت کرنے والے ہو۔ اور اے میری قوم میں تو احکام پہنچانے کی بابت
رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ
تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو خدا کے ذمہ ہے اور میں (اپنے پاس سے) ان لوگوں کو جو ایمان لائے
مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ
ہیں نکالنے والا نہیں ہوں۔ بیشک وہ سب اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہل ہو۔ اور اے
عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ
میری قوم اگر میں ان کو نکال دوں تو خدا (کے انتقام) سے بچانے کے لئے میرا کون مددگار ہوگا کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور میں یہ تو نہیں کہتا کہ
اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ
میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ فرشتہ ہوں اور نہ ان کی نسبت جو تمہاری نظروں میں حقیر ہیں
اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۖۚ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا
یہ کہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ ان کو کبھی کوئی خیر وخوبی نہ دے گا۔ ان کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔ اگر میں (ایسا کہوں تو)

(بقیہ صفحہ ۲۶۷ گزشتہ) ۴ اولائک الذین خسروا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ خرچ کیا وہ بھی نقصان ہوا اور جو کچھ کمایا وہ بھی کھو بیٹھے اب سوائے حسرت وندامت کے کچھ بھی نہیں رہا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امیر المومنین کے سوا جن کو امام بنالیا تھا سب جھوٹے ثابت ہوئے۔

۵ الفریقین کافر ومومن مراد ہے۔

۶ کالاعمیٰ والاصم لفظی معنی اندھا اور بہرا۔ اور مطلب یہ ہے کہ فریق کافر نے آیات خدا کے دیکھنے سے ارادۃً اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں اور کلام خدا کے سننے اور اس کے معنی اور مطالب میں غور کرنے سے اپنے کان بند کرلئے تھے۔

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ ھم اراذلنا تفسیر قمی میں ہے کہ اراذلنا کے معنی ہیں فقراء ومساکین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ (قوم نوح کے) لوگوں نے مومنین کو ان کے فقر کی وجہ سے رذیل خیال کیا۔ کیوں کہ دنیا کے ظاہری ساز وسامان کے علاوہ ان کو کسی اور بات کا علم نہ تھا۔ جس کے پاس دنیوی ساز وسامان زیادہ پاتے تھے اسے شریف جانتے تھے اور جس کے پاس یہ نہ ہوتا تھا اسے رذیل سمجھتے تھے۔

۲ وما انا بطارد الذین یہ قوم نوح کی اس درخواست کا جواب ہے جو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کی تھی کہ ان رذیل لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دیجئے۔

۳ لن یؤتیھم اللہ خیرا تزدری اعینکم لفظی معنی تمہاری آنکھیں ان میں عیب لگاتی ہیں اس فعل کا فاعل آنکھوں کو قرار دینا مبالغہ اور تنبیہ کے لئے ہے یعنی تم نے ان کو ظاہری نظر سے دیکھ کر حقیر جان لیا۔ ان کی باطنی خوبیوں پر نظر نہ ڈالی۔ اور میں ان کو لن یؤتیھم اللہ خیرا اس لئے نہیں کہتا کہ اللہ نے آخرت میں جو کچھ ان کے لئے مہیا فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اس نے دنیا میں تم کو عطا فرمایا ہے۔

يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ
یقیناً میرا شمار بھی ناانصاف لوگوں میں ہو جائے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے نوح (علیہ السلام) تم ہم سے تو جھگڑے
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ
اور اس جھگڑے کو طول بھی دیا اب اگر تم سچے ہو تو جس چیز سے تم ہم کو ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
(حضرت نوح علیہ السلام نے) جواب دیا کہ وہ تو اللہ ہی تم پر لائے گا۔ اگر چاہے اور (اس کو)
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَ
تم عاجز نہ کر سکو گے۔ اور میری نصیحت تم کو نفع نہ دے گی میں چاہتا تھا کہ تم کو نصیحت کروں جب کہ خدا کو منظور ہے
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ
(کہ تمہارے کفر پر اصرار کرنے کے سبب) تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دے وہ تمہارا پروردگار ہے اور
فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ
اسی کے حضور میں تمہاری بازگشت ہوگی۔ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو کوئی بنا لایا ہے تم یہ کہہ دو
لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا
کہ اگر میں نے بنایا ہے تو اس کا گناہ میرے ذمے ہے اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔ اور نوح (علیہ السلام)
كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا
کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے اب اور کوئی ایمان نہ لائے گا پس جو کچھ بھی
تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ
وہ کرتے ہیں اس سے تم نا امید نہ ہو۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ دعا نہ کرنا۔ وہ ضرور
الْفُلْكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ
ڈبوئے جائیں گے۔ اب نوح (علیہ السلام) تو کشتی بنا رہے ہیں اور شرفاء قوم میں کہ جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان سے
اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾
مذاق کرتے ہیں (انہوں نے) فرمایا کہ اگر تم مذاق کرتے ہو تو (کسی وقت) ہم بھی تم سے ہنسی کریں گے۔
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ
اب آگے تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس کو آتا ہے۔ اور ہمیشہ رہنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا

نوبت یہ پہنچی کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور نے جوش کھایا تو ہم نے کہہ دیا کہ تو ہم نے کہہ دیا

۱ و اوحی الی نوح کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نو سو پچاس برس تک خفیہ اور اعلانیہ دعوت دین فرماتے رہے۔ مگر جب وہ انکار اور سرکشی پر اڑے رہے تو انہوں نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی رب انی مغلوب فانتصر۔ (اے میرے پروردگار میں مغلوب ہو گیا اب تو مدد کر) اس پر خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی انہ لن یومن من قومک الخ اسی وجہ سے نوح علیہ السلام نے فرمایا ولا یلدوا الا فاجراً کفارا۔

۲ سخروا منہ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب کشتی بنوئیں تو ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس سے گزرتے تو مذاق کے طور پر ان سے یہ کہتے کہ او ہو آپ ماہی بن گئے جب وہ درخت بڑے بڑے اور مضبوط ہو گئے تو ان حضرتؑ نے ان کو کاٹ کر چیر کر درست کیا۔ تب وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ آہا آپ بڑھئی بھی بن بیٹھے۔ پھر جب ان کو جوڑ کر کشتی بنا رہے تھے تو وہ لوگ گزرتے ہوئے ہنسی مذاق سے یہ کہتے تھے کہ آہا آپ اس خشکی میں ملاح بھی بن گئے۔ چنانچہ جب کشتی بنا کر فارغ ہوئے تب حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے مذاق کا یہ جواب دیا۔ ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت دنیا میں تم ڈوبنے لگو گے اور آخرت میں جلنے لگو گے اس وقت ہم بھی ہنس لیں گے۔

احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ
کہ اس کشتی میں ہر ہر قسم کا ایک ایک جوڑا لے لو اور اپنے کل اہل و عیال کو سوار کرلو سوائے ان کے
عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ
جن کے برخلاف پہلے ہی ہمارا حکم ہو چکا ہے۔ اور جو ایمان لایا ہے (اس کو بھی بٹھالو) حالانکہ ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لائے تھے۔
ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ
اور نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بسم اللہ کہہ کر اس میں سوار ہو جاؤ کہ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اسی کے ذریعے سے ہے
رَحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَىٰ نُوحٌ
بیشک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ کشتی ان کو پہاڑ جیسی موجوں میں لے کر چلی جا رہی تھی۔ اور نوح علیہ السلام نے
ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ
اپنے بیٹے کو آواز دی (جو الگ تھا) کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا
الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ
اور کافروں کے ساتھ مت رہ۔ اس نے جواب دیا کہ میں پہاڑ پر پناہ لے لوں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔
قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالَ
(نوح علیہ السلام نے فرمایا) کہ آج کے دن خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر خدائے تعالیٰ رحم فرمائے۔
بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي
اور موج دونوں (باپ اور بیٹے) میں حائل ہو گئی پس بیٹا ڈوب گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین
مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان رک جا اور پانی سکھا دیا گیا اور معاملہ طے کر دیا گیا
وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾
اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی۔ اور یہ کہہ دیا گیا کہ ظالم لوگوں کے لئے ہلاکت ہو۔
وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ
اور نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکار کر عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرا بیٹا تو میری اولاد سے یقیناً ہے۔
الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ
اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ اے نوح (علیہ السلام)
أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ
وہ تمہاری اولاد سے نہیں ہے بیشک وہ بداعمال ہے۔ پس جس چیز کا تم کو

۱ فار التنور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے ان کی زوجہ نے آ کر اطلاع دی کہ تنور سے پانی نکلنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام دوڑ کر اس طرف گئے۔ ایک طباق سے اس کو بند کر کے اپنی مہر اس پر لگا دی۔ پانی ٹھہر گیا۔ پھر جب کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے تو پھر تشریف لائے مہر توڑی۔ طباق اٹھا لیا، اس وقت پانی جوش مار کر نکلا۔ کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے خدا کے اور ان کے مابین ان کی قوم کی ہلاکت کے بارے میں یہ قرار پایا تھا کہ تنور سے جوش کھا کر پانی نکلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی زوجہ نے اطلاع دی تو آپ نے جا کر اس کے منہ پر مہر لگا دی۔ پانی ٹھہر گیا۔ پھر جس کو کشتی میں لینا تھا اسے لے لیا اور جسے نکالنا تھا اسے نکال دیا۔ پھر آ کر تنور پر کی مہر توڑ دی۔ اس کا توڑنا تھا کہ یہ نوبت پہنچی جسے خدا فرماتا ہے فتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا الارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر۔ (ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی کے ساتھ کھول دیئے اور تمام زمین کو پھاڑ کر چشمے ہی چشمے کر دیئے۔ پس (آسمان و زمین کا) پانی مل کر اس حد پر پہنچ گیا جو مقدر کر دی گئی تھی) اس کشتی کے بننے کی جگہ مسجد کوفہ کا وسطہ ہے۔ تفصیل قصہ اس کا خیمہ میں پڑھئے)۔

۲ وما امن معه الا قليل تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم نوح علیہ السلام میں سے کل آٹھ آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

۳ بسم الله مجراها ومرسها الخصال میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور العیون میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ اے نوح علیہ السلام جب تم کو غرق کا خوف ہو تو ہزار مرتبہ مجھ کو پکارنا۔ پھر مجھ سے نجات کا سوال کرنا، میں تمہیں اور جو تمہارے ایمان والے ہیں انہیں غرق سے بچا لوں گا۔ امام نے فرمایا جب نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی آرام سے کشتی میں بیٹھ گئے اور لنگر اٹھا لیا تو ہوا بہت سخت چلی۔ اس وقت نوح علیہ السلام کو اتنی پریشانی ہوئی۔ (باقی خیمہ میں پڑھئے)۔

عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ
علم نہیں ہے پس جس چیز کا تم کو علم نہیں ہے اس کی بابت مجھ سے درخواست نہ کرو
اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ
میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تم جاہلوں میں سے نہ ہو جانا۔ (نوح علیہ السلام نے) عرض کی کہ
وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا
اے میرے پروردگار میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ سے ایسی بات کی درخواست کروں
وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ
جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخش دے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو بیشک میں
ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ
نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حکم دیا گیا کہ اے نوح (علیہ السلام) تم اور جو گروہ تمہارے ساتھ ہے کشتی سے اترو کہ تم پر اور
نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ
تمہارے ساتھ والوں پر ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں اور انہی میں سے کچھ گروہ ایسے ہوں گے جن کو عنقریب ہم نفع پہنچائیں گے پھر
هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ
ہماری طرف سے ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ (اے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ تمہارے پاس پہنچاتے ہیں۔ اس
هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ
سے پہلے نہ تم ان باتوں سے آگاہ تھے اور نہ تمہاری قوم۔ پس اب (مانند نوح علیہ السلام) صبر کرو۔ بیشک انجام نیک پرہیزگاروں کے لئے
اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ
ہے۔ اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا (انہوں نے آکر) فرمایا کہ اے میری قوم صرف اللہ کی پرستش کرو جس کے سوا تمہارا
اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ یٰقَوْمِ
کوئی معبود نہیں ہے (یہ اور بات ہے کہ) تم نے نرے جھوٹے (معبود) بنائے ہیں۔ اے میری قوم میں تم سے اس پیغام رسانی پر کچھ اجرت
اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ
نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔ اور اے میری قوم تم اپنے پروردگار سے
مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾
مغفرت مانگو پھر اس کی حضور میں رجوع کرو کہ وہ تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری قوت پر اور قوت بڑھا دے گا اور گنہگار بن کر منہ نہ
قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ
موڑو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے ہود نہ تو تم کوئی کھلی دلیل لائے ہو اور نہ ہم

منزل (۳)

لے انہ عمل غیر صالح العیون میں منقول ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ لوگ اس آیت کو کیوں کر پڑھتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ بعض تو اسے یوں پڑھتے ہیں انہ عمل غیر صالح اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا کہ جو یوں پڑھتے ہیں وہ گویا اس کے باپ سے الگ کرتے ہیں، فرمایا ایسا نہیں ہے تھا تو وہ ایک طرح کا بیٹا لیکن جب اس نے اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ نے اسے الگ کر دیا۔ اسی طرح جو ہمارے کہنے میں ہوں اور اللہ کی اطاعت نہ کرے وہ ہم میں سے خارج ہو جائے گا۔ ۲ تلك من انباء الغیب یہ نوح علیہ السلام کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام ۲۳۰۰ برس زندہ رہے۔ ۸۵۰ برس قبل بعثت اور ۹۵۰ برس بعد بعثت لوگوں کو دین خدا کی دعوت فرماتے رہے اور ۵۰۰ برس بعد طوفان کہ اس عرصہ میں بہت سے شہر آباد کئے اور اپنی اولاد کو ان میں بسایا۔ پھر جب لبیک الموت حاضر خدمت ہوئے تو وہ دھوپ میں تھے۔ انہوں نے سلام کیا آپ نے جواب سلام دے کر دریافت کیا کہ کیسے آئے ہو؟ عرض کی قبض روح کے لئے۔ فرمایا اتنی مہلت دو کہ میں دھوپ سے سائے میں چلا جاؤں، عرض کی بہتر۔ جب سائے میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت دنیا میں میری پینتیس عمر گزری اس کو میں نے اتنا ہی پایا جیسے دھوپ سے سایہ میں چلا آیا اب تم کو جو حکم ملا ہے اس کا اجرا کر دو۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ قبل قبض روح نوح علیہ السلام کی خدمت میں جبرئیل امین نے آکر عرض کی کہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اسم اکبر، میراث علم اور آثار علم نبوت جو آپ کے پاس ہیں۔ سب اپنے بیٹے سام کے حوالے کر دیجئے۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ امر طے شدہ ہے کہ آدمیوں کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی تعمیل کی۔ دوسرے بیٹوں یافث اور حام کے پاس کوئی علم نہ تھا جس سے وہ منتفع ہوتے بلکہ ان کو سام کے اتباع کا حکم تھا اور سب کو ہود علیہ السلام کے آنے کی خوشخبری سنا دی تھی۔ اور یہ بھی حکم تھا کہ وصیت کو سال بھر میں ایک دن کھول کر دیکھ لیا کریں۔ اور دونوں ان کے لئے معیار قرار دیا جائے۔ ۳ ویا قوم استغفروا ربکم الخ اس سے معلوم ہوا کہ قوم عاد کا مذہب شرک پاش پاش ہو چکا تھا اور ان میں توحید اور اخلاق حسنہ کا بہت چرچا تھا۔ (باقی صفحہ ۲۷۲ کالم ۲ میں)

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ
تمہارے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں۔
نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ
ہمارا تو قول یہی ہے کہ تم کو تمہارے کسی دیوتا نے جھپٹ میں لے لیا ہے۔ (ہودؑ نے فرمایا) کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں
اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ
اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں ان سے بے زار ہوں جن جن کو تم اسے چھوڑ کر شریک کرتے ہو۔
فَكِيْدُوْنِىْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ
اب تم سب مل کر میرے اوپر داؤں کرو پھر مجھے (ذرا بھی) مہلت نہ دو۔ بیشک میں نے اللہ پر جو کہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسا کیا ہے
رَبِّىْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّىْ
زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں ہے کہ اس کی پیشانی خود خدا کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو بیشک میرا پروردگار
عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ
راہ راست پر ہے۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو میں نے تو تم کو وہ پیغام پہنچا دیا جس کے لئے میں تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔
اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّىْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا
اور میرا پروردگار تمہارے سوا ایک اور قوم کو تمہارا جانشین کردے گا۔ اور تم اس کو کچھ
تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ
ضرر نہ پہنچا سکو گے۔ بیشک میرا پروردگار ہر شے کا محافظ ہے۔ اور جس وقت ہمارا حکم آیا
اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ
ہم نے اپنی رحمت سے ہودؑ کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو بچا لیا
وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۤ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ
اور ان کو سخت عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور یہی (قوم) عاد تھی جو اپنے پروردگار کی آیتوں کا
رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾
انکار کیا کرتے تھے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔ اور ہر کینہ ور ظالم کے فرمان کی تعمیل کرتے تھے۔
وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا
(یہی تھے کہ) اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن (بھی ہوگی) خبردار ہو بیشک قوم عاد نے
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ
اپنے پروردگار کا انکار کیا تھا۔ خبردار ہود کی قوم عاد کے لئے لعنت اور پھٹکار رہتی۔ اور پھر قوم ثمود

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۷۱ گزشتہ) ان کی عمریں بھی زیادہ ہوتی تھیں اور قد بھی بڑے بڑے تھے وہ سب بت پرست تھے۔ خدائے تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ ان کو دین اسلام قبول کرنے اور بت پرستی چھوڑ دینے کی دعوت دیں۔ یہ لوگ ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لائے بلکہ ان کو ایذا دی پس خدائے تعالیٰ نے سات برس کے لئے ان پر بارش روک دی۔ ہود خود بھی کاشتکار تھے۔ اور اپنی کھیتی کو پانی دیا کرتے تھے۔ لوگ ان کے دروازے پر ان کو ڈھونڈتے ہوئے آئے اور ایک یک چشم ادھیڑ عمر کی عورت نکلی۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم فلاں فلاں شہر کے رہنے والے ہیں۔ سخت قحط میں مبتلا ہیں۔ ہود علیہ السلام کی خدمت میں اس لئے آئے ہیں کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ بارش ہو اور سرسبز ہو۔ اس عورت نے کہا کہ اگر ہود علیہ السلام ایسے ہی ہوتے تو اپنے لئے ہی نہ دعا کرتے۔ ان کی کھیتی تو ساری جل گئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اچھا تم بتلاؤ تو وہ کہ وہ کہاں ہیں۔ جب بتایا تو یہ ہود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت پیش کی۔ تو انہوں نے وہ حکم دیا جو آیت میں درج ہے خود نماز کا مہیا کیا اور نماز پڑھ کر دعا کی۔ پھر فرمایا جاؤ بارش کافی ہوگی اور تمہارے ہاں سرسبز ہوگا۔ انہوں نے عرض کی کہ اے نبی اللہ ہم نے ایک بات بہت ہی عجیب دیکھی۔ فرمایا وہ کیا؟ انہوں نے عورت کا قصہ جو دروازے پر ملی تھی اور جو کچھ اس سے سنا تھا سب بیان کیا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میری زوجہ ہے اور میں نے خدا سے اس کی طول عمر کی دعا کی ہے انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کیوں؟ فرمایا اللہ نے کوئی مومن ایسا پیدا نہیں کیا جس کے ایذا دینے کو کوئی دشمن موجود نہ ہو۔ وہ میری دشمن ہے۔ پس میں نے یہی چاہا کہ

ع ۵ ۱۱

دشمن ایسا ہو جو کچھ تو میرے ماتحت رہے۔ پس ہود علیہ السلام اپنی قوم کو مدت تک بتوں کی پرستش سے منع فرماتے رہے اور خدا کی طرف بلاتے رہے مگر وہ جب ایمان نہ لائے تو خدا نے ان پر باد صرصر بھیج دی۔ جس کا ذکر سورہ قمر اور سورہ الحاقہ میں آئے گا۔ اور ان کی بربادی کا ذکر سورہ اعراف میں بھی آچکا ہے۔

وقف لازم

أَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
کی طرف اور پھر قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا (انہوں نے یہ) کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو
غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا
جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے، اور اسی نے تم کو اس میں آباد کیا ہے
فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾
پس اس سے مغفرت مانگو پھر اس کی حضور میں رجوع کرو۔ بیشک میرا پروردگار دعاؤں کا قبول کرنے والا (اور) سب سے قریب ہے۔
قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ
(انہوں نے) جواب دیا کہ اے صالح اس سے پہلے تو ہم کو تم سے بڑی بڑی امیدیں تھیں کیا اب تم ہم کو منع کرتے ہو کہ
نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
جن جن چیزوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو نہ پوجیں حالانکہ جس کی طرف تم بلاتے ہو ہم کو اسی بارے میں
مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ
بہت کچھ شک ہے۔ (صالح علیہ السلام نے) فرمایا کہ اے میری قوم تم اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل
رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۘ
پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت عنایت کی ہو پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو خدائی گرفت سے
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ
بچانے میں میری مدد کون کرے گا۔ اور تم سوائے گھاٹے کے میرا اور کیا بڑھاؤ گے۔ اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے
اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
ایک نشانی ہے پس اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی زمین میں چرے چگے اور اسے تکلیف نہ پہنچانا
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ
ورنہ تم کو جلد عذاب آئے گا۔ پھر انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں پس (صالح علیہ السلام نے) فرمایا کہ تم
دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا
تین دن اپنے اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو یہ وعدہ ایسا ہے جو جھوٹا نہیں۔ پھر جس وقت
جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان کے ساتھیوں کو جو ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے
وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ
اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ بیشک تمہارا پروردگار وہی تو زور آور (اور) زبردست ہے۔ اور

خزی یومئذ لفظی معنی ہیں اس دن کی رسوائی اور کوئی رسوائی اس شخص کی رسوائی سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو خدا کے غضب سے ہلاک ہوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یومئذ سے مراد یوم قیامت ہو۔

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾

ظالموں کو ایک چیخ نے آلیا پھر وہ اپنے اپنے گھروں میں جس حال میں تھے ویسے ہی رہ گئے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا

گویا وہ کبھی ان میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ خبردار ہو کہ ثمود نے اپنے پروردگار کا انکار کیا۔ خبردار

لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

قوم ثمود کے لئے لعنت ہوئی۔ اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے

سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

اور انہوں نے (آکر) سلام کیا (ابراہیمؑ نے) جواب سلام دیا اور تھوڑی دیر میں ایک موٹے تازے بچھڑے کا کباب لے آئے۔

رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو ان سے ناواقف ہونے کے سبب دل ہی دل میں ڈرے۔

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۰﴾

انہوں نے کہا ڈرو نہیں۔ ہم قوم لوطؑ کی طرف (عذاب دینے کے لئے) بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کی زوجہ کھڑی ہوئی تھی وہ اسی وقت ہنس دی پھر

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ

ہم نے ان کو ولادت اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری دی۔

اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ

اس نے یہ کہا کہ ہائے خرابی میری کیا مجھ سے بچہ پیدا ہوگا حالانکہ میں بڑھیا (پھوس) ہوں اور یہ میرے شوہر

شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ

ضعیف (و بیکار) ہیں یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ ان فرشتوں نے کہا کہ (اے عورت) کیا تو امر خدا سے تعجب کرتی ہے

اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ

حالانکہ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ سزاوار اور حمد و ثنا ہے۔

مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ

پھر جب ابراہیمؑ کا خوف جاتا رہا اور ان کو خوشخبری پہنچ گئی تو وہ قوم لوطؑ کے بارے میں

الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ

ہم سے جھگڑنے لگے۔ بیشک ابراہیمؑ بڑے بردبار بڑے تضرع کرنے والے (اور) بڑے خدا کی طرف رجوع کرنے

مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ

والے تھے۔ (ہم نے کہا کہ) اے ابراہیم اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ اس بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم قطعی آچکا۔ اور

---

۱ رسلنا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے بھیجے ہوئے چار تھے۔ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و کروبیل۔

۲ بالبشریٰ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ بشارت ولادت اسمٰعیل علیہ السلام کی تھی جو حضرت ہاجرہؑ کے بطن سے ہونے والے تھے۔ ع ۸

۳ بعجل حنیذ لفظی معنی بھنا ہوا اور پکا ہوا بچھڑا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک اسے نہ کھائیں گے جب تک کہ تم اس کی قیمت ہمیں نہ بتا دو۔ فرمایا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا شروع کرنے کے وقت بسم اللہ کہہ لو اور ختم پر الحمد للہ۔ امام فرماتے ہیں کہ جبرئیل امین اس وقت اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حق یہی ہے کہ خدا نے ان کو خلیل اللہ مقرر فرمایا۔

۴ و امراته اس سے مراد ہیں سارہ بنت لاحج جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ کی بیٹی تھیں۔

۵ فضحکت معانی الاخبار، تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ضحکت کے معنی یہ مذکور ہیں کہ حیض جاری ہو گیا۔ اور تفسیر کمی میں بھی یہی معنی مذکور ہیں کہ حائض ہو گئیں۔ اگرچہ مدت سے یائسہ ہو چکی تھیں۔

۶ وا انا عجوز علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس دن یہ واقعہ ہوا ہے اس دن حضرت سارہ نوے برس کی تھیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سو بیس برس کے تھے۔

۷ ان هذا لشیء عجیب۔ حضرت سارہ کا یہ تعجب کہ ایسی بوڑھیوں سے اولاد پیدا ہو جائے بنا بر عادت تھا نہ بابت قدرت پروردگار عالم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ اور حضرت منزل (۳) نے سارہ سے ذکر کیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ء الد وانا عجوز خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ عنقریب اس سے بچہ پیدا ہوگا۔ اور چونکہ اس نے میرے کلام پر تعجب ظاہر کیا ہے اس لئے چار سو برس اس کی اولاد کو عذاب پہنچے گا۔ (باقی صفحہ نمبر ۲۷۵ پر)

رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ

ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو رد نہ ہوگا۔ اور جس وقت ہمارے بھیجے

رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ

ہوئے لوطؑ کے پاس آئے تو ان کا آنا ان کو برا معلوم ہوا اور ان کے سبب سے دل تنگ ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن

عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا

بڑا ہی سخت ہے۔ اور ان کی قوم (کے لوگ) ان کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ اور وہ پہلے سے

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ

بدکاریاں کرتے تھے، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اور وہ تمہارے لئے پاک ہیں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

(ان سے نکاح کرلو) پس اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا

رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ

مانس نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ تو جانتے ہیں کہ آپ کی بیٹیوں سے ہم کو کوئی غرض نہیں

لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ

اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں اس سے بھی آپ خوب واقف ہیں۔ حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ کاش تم سے بچنے کی مجھے

شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ

قوت ہوتی یا میں کسی زبردست پناہ میں جا کر بیٹھ جاتا۔ (ان فرشتوں نے) کہا کہ اے لوطؑ ہم تو تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں

بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا

یہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ پس تم تھوڑی سی رات رہے سے اپنے تابعین کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی پلٹ کر پیچھے نہ دیکھے مگر

امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ

تمہاری زوجہ (اس حکم کی تعمیل نہ کرے گی) اس پر بھی وہی پڑنے والی ہے جو ان سب پر پڑے گی۔ ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔

اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے۔ پھر جس وقت ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے اس بستی کو زیر و زبر کر دیا اور ان کے اوپر

سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾

سنگلے پتھروں کا مینہ برسایا جو تمہارے پروردگار کے پاس چلتے بنے ہوئے اور عذاب کے

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع وَاِلٰى

لئے چنے ہوئے تھے اور ظالموں کے ساتھ ایسا ہونا کچھ عجیب بات نہیں ہے۔ اور

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۷۴) امام فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل پر عذاب زیادہ ہوا تو چالیس دن تک انہوں نے خدا کے حضور میں بہت گریہ وزاری کی۔ خدائے تعالیٰ نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو وحی فرمائی کہ ہم ان کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دے دیں گے۔ اور ان چار برس میں سے ایک سو ستر برس کم کر دیئے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرتؑ نے یہ فرمایا اسی طرح ہمارے شیعہ اگر گریہ وزاری کریں تو خدائے تعالیٰ قائم آل محمد کا ظہور جلد فرمادے گا۔ ورنہ وقت معہود ضرور پورا ہوگا۔

۸ یجادلنا فی قوم لوط حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے اور مجادلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی قوم کے بارے میں یہ کیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ ان میں سو مومن ہیں سو کیا ان کو بھی ہلاک کر دو۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ ھؤلاء بناتی مطلب یہ تھا کہ ان سے شادی کرلو۔ گویا از روئے کرم و رحمت اپنی اولاد کو اپنے مہمانوں کا فدیہ قرار دیا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے شادی کر لینے کی درخواست کی اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں بناتی سے مراد خود ان لوگوں کی ازواج ہیں۔ کیوں کہ نبی امت کا باپ ہوتا ہے اور اس طرح ان کو امر حلال کی ترغیب دی اور حرام سے بچانا چاہا۔

۲ لا تخزون فی ضیفی اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے مہمانوں کو ذلیل کرنا خود اس کو ذلیل کرنا ہے۔

۳ الی رکن شدید۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کو یہ خبر ہوتی کہ جو رنے میں ان کے ساتھ کون ہے تو وہ سمجھ لیتے کہ وہ خود ہی غالب ہیں اور ان کو یہ نہ کہنا پڑتا لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید کیوں کہ

ع ینضد

جبرئیل علیہ السلام سے زیادہ کون سا رکن شدید ہو سکتا تھا جو ان کے ساتھ حجرے میں موجود تھے۔ ۴ عالیہا سافلہا اس کی صورت یہ تھی کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے اس بستی کو اسے بازو پر اٹھا کر آسمان تک پہنچایا۔ اور اوپر سے فرشتوں نے پتھر برسائے جو پتھرائی ہوئی مٹی کے تھے۔ کیوں کہ اسے خدائے تعالیٰ نے کسی جگہ فرمایا ہے حجارۃ من طین۔

مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا (انہوں نے) فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ
جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کرو میں تم
بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ
کو خوشحال دیکھتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھے تمہارے بارے میں مالک کرنے والے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔
اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
اور اے میری قوم ناپ اور تول عدل و انصاف کے ساتھ پوری پوری دو اور لوگوں
اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ
کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہنچاؤ اور زمین میں فساد مت کرو۔
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾
اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بموجب حکم خدا تمہارے لئے باقی رہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور میں تمہارا کچھ نگہبان نہیں ہوں۔
قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ
انہوں نے کہا کہ اے شعیب (علیہ السلام) کیا تمہاری نماز تمہیں اس بات کا حکم دیتی ہے کہ جن کی ہمارے باپ دادا
اَنْ نَّفْعَلَ فِىْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ
پرستش کرتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں یا اپنے مال و دولت میں جیسا ہمارا جی چاہتا ہے تصرف نہ کریں
الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ
(کیوں نہ ہو) آپ ہی تو بڑے بردبار اور راست باز شخص ہیں؟ شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم کیا تمہاری
وَرَزَقَنِىْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ
سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اچھی روزی عنایت فرمائی ہے۔
اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا
تو میں اس کی مخالفت کروں گا اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جس چیز سے تم کو باز رکھتا ہوں خود اس کی مخالفت کروں مجھ سے جہاں تک ممکن ہو تو میں
تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا
تو اصلاح چاہتا ہوں میری توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور اے
يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِىْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ
میری قوم میری مخالفت کرنا کہیں تم کو اس طرف نہ آئے کہ تم پر ویسی ہی مصیبت پڑے جیسی کہ قوم نوح (علیہ السلام)

ولا تنقصوا المکیال و المیزان کافی میں بہ اسناد محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے جناب رسول خدا کی کتاب میں یہ بات پائی کہ جب ناپ تول میں ڈنڈی ماری جائے گی یا دھوکا دیا جائے گا تو خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو قحط و گرانی میں مبتلا کرے گا۔ اور ایک روایت کے بموجب ظالم بادشاہ کو ان پر مسلط کر دے گا اور ان کی روزی تکلیف سے بہم پہنچے گی۔

بقیت اللہ کافی میں منقول ہے کہ جب جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے لئے مدین کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کے بازاروں میں گزرنے سے حضرت علیہ السلام کو روک دیئے گئے تو حضرتؑ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جو اہل مدین کو صاف نظر آتا تھا اور بلند آواز سے ان سے خطاب فرمایا کہ اے اس شہر کے رہنے والو! جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ انا بقیت اللہ۔ (میں بقیۃ اللہ ہوں) اور خدا فرماتا ہے کہ بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین وما انا علیکم بحفیظ۔ ان میں ایک شخص بہت بوڑھا تھا۔ وہ ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو واللہ شعیب علیہ السلام نے یہی فرمایا تھا۔ خدا کی قسم اگر تم اس شخص کی خدمت میں نہ جاؤ گے اور اس کو بازار سے نہ گزرنے دو گے تو عذاب یا تو پر کی طرف سے تم پر نازل ہوگا یا زمین کی طرف سے۔ کتاب اکمال الدین میں منقول ہے کہ قائم آل محمد اپنے خروج کے وقت پہلے اس آیت کو تلاوت فرمائیں گے۔ پھر فرمائیں گے انا بقیت اللہ وحجتہ وخلیفتہ علیکم (میں تم سب کے لئے خدا کی یادگار اور تم پر اس کی حجت اور اس کا خلیفہ ہوں) پس جو شخص ان حضرت علیہ السلام پر سلام کرے گا وہ یہ کہہ کر سلام کرے گا السلام علیک یا بقیت اللہ فی ارضہ (اے زمین خدا میں خدا کی یادگار آپ پر سلام خدا

اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾

یا قوم ہود (علیہ السلام) یا قوم صالح (علیہ السلام) پر گذری ہے اور قوم لوط (علیہ السلام) کے اور تمہارے مابین تو کچھ زیادہ زمانہ بھی نہیں گزرا۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو پھر اسی کی طرف رجوع کرو، بیشک میرا پروردگار بڑا رحم کرنے والا (اور) محبت کرنے والا ہے،

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا

انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب! جو کچھ تم کہتے ہو ہم تو اس کا بہت سا حصہ سمجھتے ہی نہیں اور ہم خود یہ دیکھتے ہیں کہ

ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾

تم ہم میں کمزور ہو۔ اور اگر ہم کو تمہارے گروہ کا خیال نہ ہوتا تو ہم تم پر پتھراؤ کر دیتے۔ اور ہماری نظروں میں تمہاری تو کچھ عزت ہی نہیں ہے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ

(حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا) کہ اے میری قوم! کیا میرے بھائی بند تمہارے نزدیک خدا سے بھی زیادہ معزز ہیں۔ حالانکہ تم نے اس

وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ

کے حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ بیشک جو عمل بھی تم کرتے ہو میرا پروردگار اس کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور اے میری

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

قوم تم اپنی جگہ جو بھی چاہے کرو میں بھی کچھ کرنے والا ہوں۔ آگے چل کر تم خود معلوم کر لو گے

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے اور جھوٹا کون ہے۔ اور تم انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

منتظر ہوں۔ پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

ان کو نجات دی اور ظالموں کو ایک چیخ نے آپکڑا۔ پس وہ اپنے اپنے گھروں میں بس حال میں

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ

تھے ویسے ہی رہ گئے۔ گویا کبھی ان میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ خبردار مدین کے لئے اسی طرح پھٹکار ہوئی

كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ ع ۸ ۱۲ ۸

جیسی کہ ثمود کے لئے اور بیشک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے احکام اور کھلی دلیلوں

مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا پھر ان سب نے فرعون ہی کے حکم کی تعمیل کی۔ حالانکہ

۱ وار تقبوا الاکمال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ صبر و انتظار و کشائش کیسی اچھی چیز ہے۔ کیا تم نے پروردگار عالم کا یہ قول نہیں سنا کہ فرماتا ہے وار تقبوا انی معکم رقیب۔ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ خوشی کا انتظار بھی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

۲ واخذت الذین ظلموا الصیحة المجوامع میں مروی ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے ان پر ایک چیخ ماری جس سے ان میں سے ہر شخص کی روح نکل گئی، اور جس حال میں اور جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

۳ الا بعدا لمدین کما بعدت ثمود ایک قول کے بموجب خدائے تعالیٰ نے مدین والوں کو قوم ثمود سے تشبیہ اس لئے دی کہ ان پر بھی چیخ کا عذاب نازل ہوا تھا اور ان پر بھی۔ مگر فرق یہ تھا کہ قوم ثمود پر چیخ کا عذاب زیر زمین سے تھا اور مدین والوں پر چیخ کی آواز اوپر سے آئی تھی۔

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ
فرعون کا حکم راستی کے موافق نہ تھا۔ قیامت کے دن فرعون اپنی قوم کے آگے آگے آئے گا
النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً
اور ان سب کو جہنم میں پہنچا دے گا اور وہ کیسی برے اتارے کی جگہ ہوگی جہاں اتریں گے۔ اور اس دنیا میں
وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی ہے اور قیامت کے دن بھی کیسا برا عطیہ ہے جو ان کو ملے گا۔
الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا
یہ (قصے) بستیوں کے قصوں میں سے ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں۔ بعض ان میں سے باقی ہیں اور بعض اجڑ گئیں۔
ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ
اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم توڑا پس جب حکم خدا آیا تو ان کے وہ معبود
اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ
جنہیں وہ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور سوائے ہلاکت بڑھا دینے کے
رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ
انہوں نے اور کچھ نہ کیا۔ اور تمہارے پروردگار کی گرفت جس وقت بھی اس نے ظالم آبادیوں کی گرفت
اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾
کی ہے ایسی ہی ہوتی ہے۔ بیشک اس کی گرفت سخت دردناک ہوتی ہے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ
بیشک اس میں اس شخص کے لئے نشانی ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتا ہو یہی دن
مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا
کل آدمیوں کے لئے مجتمع ہوگا اور یہی دن ہے کہ گواہیاں گزریں گی۔ ہم ایک مقررہ وقت تک اس کو تاخیر میں ڈال رہے ہیں۔
لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ
جس دن وہ دن آئے گا اس دن کوئی نفس بغیر اس کے حکم کے بات نہ کرے گا
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ
پس کوئی ان میں سے بدنصیب ہوگا اور کوئی خوش نصیب ہوگا۔ اب رہے وہ لوگ جو بدبخت ہوں گے جہنم میں پڑے
فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
پائے وائے کریں گے۔ اور جس وقت تک آسمان و زمین باقی رہیں گے۔ وہ اسی میں رہیں گے۔ سوائے اس کے کہ

۱ لعنۃ تفسیر قمی میں ہے کہ اس جگہ لعنت کے معنی ہلاک اور غرق ہونے کے ہیں۔ قول مترجم۔ لعنت کے لغوی معنی رحمت سے دور کر دینا اور رحمت سے دور کرنے کی دعا کرنا۔ جب آدمیوں کی طرف منسوب ہو تو پچھلے معنی لئے جاتے ہیں اور جب خدا کی طرف منسوب ہو تو پہلے معنی اور جب خدا نے کسی کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اب عذاب جس قسم کا اس کے لئے مناسب جانے تجویز فرما دے جیسا ان نافرمانوں کے لئے تجویز فرمایا جن کا ذکر چلا آتا ہے۔

۲ ان اخذہ الیم شدید تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو جکڑتا ہے تو پھر ڈھیل نہیں دیتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۳ یوم مشہود تفسیر قمی میں ہے کہ انبیاء اور رسول اس دن لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے۔ اور ایک قول کے بموجب آسمانوں کے رہنے والے ہوں تو اور زمین کے رہنے والے ہوں تو سب کے برخلاف اس دن گواہی گزرے گی۔ کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے ایک کلام زہد اور نصائح کے بارے میں منقول ہے از آنجملہ یہ فقرہ بھی ہے کہ یہ سمجھو کہ آج کے بعد ایک دن عظمت میں بہت بڑا اور لوگوں کو رلانے والا اور دلوں کو درد میں لانے والا آئے گا۔ اور وہ قیامت کا دن ہوگا اور اسی کی خدا نے یہ تعریف فرمائی ہے: ذالک یوم مجموع لہ الناس و ذالک یوم مشہود یعنی اللہ تعالیٰ اس میں اولین و آخرین کو جمع کرے گا۔

۴ لا تکلم نفس التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی معنی کی دو آیتیں اور بھی ہیں ایک لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمان و قال صوابا (وہ بات نہ کریں گے سوائے اس کے جس کو خدائے تعالیٰ (بات کرنے کی) اجازت دے اور وہ بھی ٹھیک ٹھیک بیان کرے گا) دوسری آیت یہ ہے ھذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون (یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ بول نہ سکیں گے اور نہ ان کو اذن دیا جائے گا کہ وہ عذر کریں) ۵ زفیر و شہیق۔ زفیر سانس کا باہر کی طرف نکالنا اور شہیق سانس کا اندر کی طرف جانا۔ یہ دونوں لفظ شدت کرب و غم پر دلالت کرتے ہیں۔ ۶ خالدین فیہا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ذکر دنیا کی آگ میں رہنے کا ہے جو قیامت سے پہلے پہلے ہوگی۔

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

تمہارے پروردگار کو کچھ اور منظور ہو۔ بیشک تمہارا پروردگار جو کچھ چاہے کر گزرنے والا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

اور رہے وہ جو خوش نصیب ہوں گے۔ جب تک زمین و آسمان باقی ہے برابر جنت میں رہیں گے

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

اور سوائے اس کے کہ تمہارے پروردگار کو کچھ اور (بہتری) منظور ہو (یہ) ایک ایسا عطیہ (ہوگا) جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا

جن چیزوں کی یہ پرستش کرتے ہیں ان کے بارے میں کچھ شک نہ کرنا۔ یہ بھی ویسی ہی پرستش کرتے ہیں

يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ

جیسی ان کے باپ دادا پرستش کرتے آئے۔ اور ہم ان کا حصہ (عذاب) بغیر کم کئے پورا پورا ان کو

مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ

پہنچا دیں گے۔ اور بیشک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی پھر اس میں اختلاف کیا گیا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِىْ

اور اگر تمہارے رب کی بات (متعلق مہلت) پہلے نہ گزر چکی ہوتی تو ان کے مابین فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ

اور وہ لوگ یقیناً اس کے بارے میں حیرت انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو تمہارا پروردگار ان کے

اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ

اعمال کا بدلہ پورا پورا دے گا بیشک جو عمل وہ کرتے ہیں اس سے وہ آگاہ ہے۔ پس تم کو حکم دیا گیا ہے

وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا

اس پر تم خود اور جو تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں وہ قائم رہو اور حد سے نہ بڑھو۔ جو عمل تم کرتے ہو اس سے وہ ضرور آگاہ ہے۔

تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہو ورنہ آگ تم کو چھوئے گی۔ اور اللہ کے

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ

سوا نہ کوئی تمہارا حمایتی ہوگا اور نہ پھر تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

صبح و شام اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کرو۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

ل ففی الجنة خالدین فیها تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے دنیا کی جنتیں مراد ہیں، جن کی طرف مومنین کی روحیں منتقل ہو جائیں گی اور یہ جو فرمایا غیر مجذوذ اس سے مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کا سلسلہ آخرت کی نعمتوں سے جا ملے گا۔ یہ ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو عذاب قبر کا اور قیامت سے پہلے عالم برزخ میں ثواب و عذاب ملنے کا انکار کرتے ہیں۔ قول صاحب تفسیر صافی ان آیتوں کی تفسیر خدائے تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ النار یعرضون علیها غدوا و عشیاً۔ (وہ ایک آگ ہے جس میں وہ صبح و شام جھونکے جائیں گے)

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ عالم برزخ کی ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا۔ کیوں کہ خود قیامت میں نہ صبح ہے نہ شام۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ یوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب۔ (جس دن قیامت قائم ہوگی کہا جائے گا کہ فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں پہنچا دو)

ع ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب فاختلف فیه۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں نے ایسا ہی اختلاف کیا تھا جیسا کہ اس امت نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے۔ اور جس وقت قائم آل محمد اس قرآن مجید کو لے کر آئیں گے۔ جو ان کے پاس ہے تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف کریں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض آدمی اس کا قطعی انکار کر دیں گے اور ان حضرتؑ کے حکم سے سب سے پہلے ان ہی کی گردن ماری جائے گی۔

ع فاستقم کما امرت الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ ارادہ کی پختگی کے ساتھ صرف خدا سے استعانت رکھو۔ اور جناب عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس آیت سے زیادہ کوئی آیت شاق نہیں گزری۔ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ہود، سورہ واقعہ اور ایسی ہی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے۔ اور صبر کرو بیشک اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا
فرماتا۔ پس تم سے پہلے زمانوں میں ایسے دانشمند (بہت سے) کیوں نہ ہوئے
بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا
جو زمین میں فساد کرنے سے باز رکھتے۔ کتنی کے لوگ ان میں ضرور ایسے تھے
مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا
جن کو ہم نے نجات دی اور (عملی العموم) ظالم ان نعمتوں کے پیچھے پڑ گئے جو ان کو دی گئی تھیں
مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا
اور وہ گناہگار ہوئے۔ اور تمہارے پروردگار کا یہ کام نہیں ہے کہ ظلم کرکے بستیوں کو برباد کرے
مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا
جس حال میں کہ ان کے باشندے نیک ہوں۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو کل آدمیوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا
يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ
اب (تو برابر) وہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ سوائے ان کے جن پر تمہارا پروردگار رحم فرمائے۔ اور اسی (رحمت) کے لئے
وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
ان کو پیدا کیا ہے اور تمہارے پروردگار کا قول پورا ہوگا کہ میں جہنم کو کل (نافرمان) جنوں اور آدمیوں سے
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا
پاٹ دوں گا۔ اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے ہر ایک تم سے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ اس سے
نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ
تمہارا دل مضبوط کردیں اور ان قصوں کے بیان سے تم تک تو حق پہنچتا ہے
وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا
اور مومنین کے لئے نصیحت و یادگاری ہوتی ہے اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ہیں ان سے کہہ دو
عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
کہ تم اپنی جگہ (جو جی چاہے) کام کئے جاؤ ہم بھی (کچھ) کریں گے۔ اور انتظار کئے جاؤ ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ
اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں سب اللہ ہی سے متعلق ہیں اور کل معاملہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

لو اهلها مصلحون۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے ہوں، صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ انصاف جب ہو سکتا ہے کہ رحم زیادہ ہو اور مروت اتنی ہو کہ دوسرے کے حق کے مقابل میں اپنے حق سے چشم پوشی کرے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں باقی رہ سکتی۔

۲ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربك وذالك خلقهم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ولا یزالون مختلفین خدائے تعالیٰ نے وہ لوگ مراد لئے ہیں جنہوں نے اس امت میں ہو کر ہم سے مخالفت کی۔ اور حالت ان کی یہ ہے کہ وہ اپنے ہی مذہب میں ایک دوسرے کے مخالف رہتے ہیں۔ رہا خدائے تعالیٰ کا یہ قول الا من رحم ربك پس یہ مومنین میں سے ہمارے محب اور دوست دار ہیں۔ اور ولذالك خلقهم سے یہ مراد لئے ہیں کہ ہماری ولایت کے لئے ان کو خاص مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ولا یزالون مختلفین سے یہ مراد ہے کہ وہ دین میں ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے اور الا من رحم ربك سے مراد ہیں آل محمد اور ان کے پیرو۔ اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ولذالك خلقهم اس میں بھی اہل رحمت مراد ہیں۔ بوجہ رحمت خدا اختلاف کرنے والوں سے علیحدہ کئے گئے ہیں جو دین میں اختلاف نہ کریں گے۔

قول مترجم: اس امر کی توضیح کے لئے یوں سمجھو کہ شیعوں کے امام بارہ ہیں مگر بارہ ہاتھ نہیں بلکہ ایک راہ پر چلنے والے ہیں۔ ۳ من الجنة والناس اجمعین تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی شقاوت کے سبب ان کی شان میں یہ آیا تھا ان الذین حقت علیهم کلمات ربك لا یؤمنون (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۱ رکوع نمبر ۱۴)

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۳﴾ ع

پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کیا (اور جو کچھ) تم کرتے ہو اس سے تمہارا پروردگار غافل نہیں ہے۔

حروفها ۷۴۱۱ سورة يوسف مكية كلماتها ۱۸۰۸

سورہ یوسف مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۱۱ | رکوعها ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

الرا یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ بیشک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

تاکہ تم لوگ سمجھو۔ اس قرآن میں ہم نے جو کچھ تمہاری طرف وحی کی اس میں

بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

سے سب سے اچھا قصہ (اب) بیان کرتے ہیں۔ اور پہلے سے تم اس

الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ

سے ضرور ناواقف تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ یوسف نے اپنے والد سے عرض کی کہ بابا جان میں نے

عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾

(خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ

(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہہ دینا مبادا

كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ

وہ تم سے کوئی چال چلیں۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اور اسی طرح

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ

تمہارا پروردگار تم کو منتخب فرمائے گا اور تم کو خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ

تم پر اور آل یعقوبؑ پر اپنی نعمتیں پوری کرے گا جیسے کہ پہلے تمہارے پردادا اور دادا

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع

ابراہیمؑ و اسحٰقؑ پر کرچکا ہے یقیناً تمہارا پروردگار صاحب علم و حکمت ہے۔ بہ تحقیق

ع ۱۸ ۱ قرآنا عربیا الخ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عربی سیکھو۔ کیوں کہ یہ وہ زبان ہے جس میں اللہ نے اپنی مخلوق سے باتیں کی ہیں۔ ۲ احسن القصص تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو سب سے اچھا قصہ اس لئے فرمایا ہے کہ اس میں بہت سی عجیب اور حکمت اور عبرت کی باتیں صحیح واقعات کے ساتھ عمدہ پیرائے میں بہت خوبی سے بیان کی گئی ہیں۔ ۳ احد عشر کو کبا و الشمس والقمر الخ میں جابر ابن عبداللہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی آیا جس کا نام بشان تھا اور اس نے یہ عرض کی کہ اے محمدؐ مجھ کو وہ ستارے بتائیے جو یوسفؑ نے دیکھے تھے کہ وہ ان کو سجدہ کر رہے ہیں ان کے نام کیا کیا ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن یہودی کو کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ناموں سے اطلاع دی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی معرفت اس یہودی کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ اگر میں ان ستاروں کے نام بتادوں تو تو اسلام میں داخل ہو جائے گا؟ اس نے عرض کی ضرور پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نام بتائے۔ جوہان، طارق، زبان، ذوالکتفین، قابس، وثاب، عمودان، فیلق، مصبح، صدوح، ذوالفروع، ضیاء، نور۔ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان سے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور جب یہ قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا یہ امر پدا آئندہ پر دلالت کرتا ہے جس کو خدائے تعالیٰ بعد میں جمع کر دے گا۔ بشان نے آنحضرتؐ سے یہ سن کر کہا کہ واللہ ان کے یہی نام تھے اور اسلام قبول کیا۔ تفسیر قمی اور ع ۱۱ تفسیر عیاشی میں بروایت جابر یہی روایت درج ہے اور آگے یہ بھی تصریح ہے کہ ضیاء سے مراد شمس ہے اور نور سے مراد قمر، اور یہ بھی کہا ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ایک آسمان پر محیط ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس خواب کی تعبیر منقول ہے یوسف علیہ السلام عنقریب مصر کے مالک ہو جائیں گے اور ان کے ماں اور بھائی کے پاس آئیں گے۔ شمس سے مراد والدہ اور قمر سے مراد ان کے والد یعقوب علیہم السلام اور گیارہ ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی۔ چنانچہ جب یہ لوگ مصر گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو یوسف علیہ السلام کے تخت پر بیٹھ کر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ پس ان کا سجدہ کرنا واقعاً خدا کا سجدہ تھا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی صفحہ ۲۸۲ آخر پر ملاحظہ ہوں)

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا
یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصے میں سوال کرنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں (اس وقت کو یاد کرو)
لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا
جب کہ وہ (سب بھائی) کہنے لگے کہ یقیناً یوسف اور اس کا حقیقی بھائی ہماری بہ نسبت ہمارے باپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۸ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ
حالانکہ ہم ایک مضبوط گروہ ہیں بیشک ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں۔ یوسف کو قتل کر ڈالو یا اس کو کسی (غیر آباد) جگہ میں
لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ
ڈال دو کہ تمہارے والد کی توجہ تمہاری ہی طرف ہو جائے اور اس کے بعد تم نیکوکار رہنا
قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ
ان ہی میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہا کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یوسف کو قتل نہ کرو اور اس کو کسی کنویں کی گہرائی میں
يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا
ڈال دو کہ اسے کوئی راہ گیر اٹھا لے جائے۔ (اب باہم مشورہ کر کے آئے اور) کہنے لگے کہ بابا جان
مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ
یہ کیا بات ہے کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم پر بھروسا نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر طلب ہیں۔
مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّيْ
کل بھیج اسے ہمارے ساتھ بھیجئے کہ (جنگل میں) میوے کھائے اور کھیلے کودے اور اس کی حفاظت کو تو ہم موجود ہی ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ
لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ
اس بات سے مجھے رنج ہوگا کہ تم اسے لے جاؤ اور اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم
عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا
اس سے بے خبر ہی رہو۔ انہوں نے عرض کی کہ جس حال میں ہم ایک قوی گروہ ہیں
لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ
اگر اس کو بھیڑیا کھا گیا تو پھر ہم تو بالکل نکمے ہی ہوئے چنانچہ جب وہ اسے لے گئے اور اس بات پر اجماع کر لیا کہ
الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا
اسے گہرے کنویں میں ڈال دیں۔ تو ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ضرور بالضرور (ایک وقت) تو ان کو
يَشْعُرُوْنَ ۝۱۵ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶
ان کا یہ فعل جتلائے گا اور وہ پہچانتے نہ ہوں گے۔ اور وہ سب شام کو اپنے والد کے پاس روتے ہوئے آئے

(بقیہ حواشی صفحہ گزشتہ)

۴ اخوتك۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے تو گیارہ بھائی تھے۔ مگر ان میں سے حقیقی بھائی ایک تھا۔ جس کا نام بنیامین تھا اور یہ خواب حضرت یوسف علیہ السلام نے نو برس کے سن میں دیکھا تھا۔

قول مترجم: حضرت یوسف علیہ السلام کے کل بھائیوں کے نام یکجائی کسی معصوم کی روایت سے نہیں ملتے۔

۵ تاویل الاحادیث اس سے مراد ہیں خواب کی تعبیریں۔ اس لئے کہ اگر سچا ہوتا ہے تو وہ فرشتوں کی باتیں ہوتی ہیں اور اگر جھوٹا ہوتا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی باتیں ہوتی ہیں۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ آیٰت للسائلین۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصے میں خدائے تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیلیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتیں موجود ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ الجوامع میں ہے کہ یہودیوں نے مشرکین کے سرداروں سے کہہ دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کرو کہ آل یعقوب علیہ السلام شام سے مصر کیوں منتقل ہو گئے۔ اور یوسف علیہ السلام کا یہ کیا قصہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجودیکہ نہ کبھی وہ قصہ سنا اور نہ کوئی کتاب پڑھی تھی مگر وحی خدا کے بموجب ان کو اصل قصہ سنا دیا۔

۲ ضلال یہاں ضلال رشاد اور ہدایت کی ضد نہیں ہے بلکہ اس کے معنی ہیں عشق و محبت میں اعتدال سے بڑھ جانا۔

۳ قائل منہم ایک قول کے بموجب یہ کہنے والا یہودا تھا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے کل بھائیوں میں سب سے زیادہ صائب رائے رکھنے والا تھا۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ کہنے والا لاوی تھا۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ
کہنے لگے کہ بابا جان ہم تو آپس میں دوڑ لگانے لگے تھے اور یوسف (علیہ السلام) کو اپنے اسباب کے پاس
مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا
چھوڑ دیا تھا پھر اس کو بھیڑیا کھا گیا اور تو ہم سچے بھی ہوں مگر آپ ہماری بات کب ماننے والے ہیں۔
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ
اور یوسف (علیہ السلام) کے کرتہ پر جھوٹا خون لگا لائے۔ یعقوبؑ نے فرمایا (یوں تو نہیں ہے)
سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ
بلکہ کسی بڑی کارروائی پر تمہارے نفسوں نے ورغلانے کے آمادہ کیا۔ لہٰذا صبر بہتر ہے۔
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا
اور جو کچھ تمہارا بیان ہے اس کے متعلق خدا ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ (وہاں) ایک قافلہ آگیا انہوں
وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ
نے اپنے سقے کو بھیجا اس نے اپنا ڈول جا ڈالا (یوسف حکم خدا سے اس ڈول میں بیٹھ گئے کھینچنے والے نے جب دیکھا تو)
بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ
بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو لڑکا ہے اور اسے پونجی سمجھ کر چھپا لیا حالانکہ جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اس سے آگاہ تھا۔
دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ
(بھائی خبر پا کر پہنچے) اور یوسف کو نا قص قیمت چند درہموں (گنتی کے ٹکوں) پر بیچ آئے کہ وہ یوسفؑ سے متنفر تھے۔
الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ
اور مصر کے جس شخص نے ان کو خریدا اس نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اس کو اچھی طرح رکھیو
يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى
شاید یہ ہم کو نفع پہنچائے یا ہم اسے متبنیٰ ہی کر لیں اس طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو اس پردیس میں جگہ دے دی
الْاَرْضِ ۖ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ
اور یہ بھی غرض تھی کہ اس کو خواب کی تعبیر سکھا دیں۔ اور خدائے تعالیٰ اپنے معاملات میں سب پر غالب رہتا ہے
عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ
لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ اور جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچ گیا۔
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾
ہم نے اس کو حکمت و علم عطا کیا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔

منزل (۳)

۱ وجاءوا علی قمیصہ بدم کذب تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ایک بکری کا بچہ ان کے کرتے پر ذبح کیا تھا اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے وہ کرتہ لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بھیڑیا یوسفؑ پر تو ایسا غضبناک تھا کہ اس کو کھا گیا اور کرتے پر ایسا مہربان کہ اس کو پھاڑا تک نہیں۔

۲ فصبر جمیل تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث نبوی میں ہے کہ صبر جمیل وہ ہے کہ جس میں مخلوق سے کوئی شکایت نہ کی جائے۔ ۳ واللہ المستعان علی ما تصفون تفسیر عیاشی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب ان کی باتیں سنیں تو خدا کی طرف توجہ کی عبرت حاصل کی اور خدائے تعالیٰ نے جو وحی فرمائی تھی کہ بلا کے لئے تیار رہنا وہ یاد آگئی۔ اور بھوکے پڑ دی کو کھانا کھلانے میں جو غفلت ہوگئی تھی اس کے متعلق آزمائش شروع ہونے کا یقین ہوگیا۔ بیٹوں سے فرمایا بل سولت لکم انفسکم امرا یہ بھی فرمایا کہ خدائے تعالیٰ یوسف علیہ السلام کا گوشت بھیڑیئے کو نہیں کھلائے گا جب تک کہ اس کے بچے خواب کی تعبیر میں نہ دیکھ لوں۔

۴ بثمن بخس دراھم معدودۃ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ درہم بیس تھے۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام سے اس قدر اور زیادہ ہے کہ یہ ایک شکاری کتے کی قیمت زیادہ ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو۔ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صبح ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ صلاح کی کہ چلو دیکھیں

یوسفؑ مرگیا یا جیتا ہے، یہاں پہنچے تو کنوئیں کے پاس ایک قافلہ کو پایا۔ قافلہ کے سقے نے ڈول ڈالا کھینچا تو اس کے ساتھ ایک لڑکا نکلا اس نے خوش ہو کر اپنے ساتھیوں کو متوجہ کیا کہ آہا یہ تو ایک لڑکا نکل آیا۔ ابھی لڑکے کو نکالا ہی تھا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی آپہنچے اور کہنے لگے یہ تو ہمارا غلام ہے کل بھاگا تھا اور اس کنوئیں میں گر گیا تھا۔ آج ہم ابھی اس

(تفسیر قمی میں ہے کہ ابراہیمؑ سے یوسف علیہ السلام تک کے بارہ آدمیوں میں سے کسی کے ہاتھ میں دینار نہ تھا جس کے پاس قافلہ والوں میں سے کچھ قافلہ والے ملتے تھے)

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

اور اس عورت نے جس کے گھر میں یوسفؑ تھے خود ان کی خواہش کی اور پھسلایا اور دروازے بند کر کے کہا

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ

آؤ جلدی کرو (یوسفؑ نے) کہا (ہرگز ایسا نہ ہوگا) خدا کی پناہ (یہ نہیں ہو سکتا) یقیناً میرے مالک نے میرے ساتھ نیک سلوک

مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ

کیا ہے بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔ اور ضرور زلیخا نے یوسفؑ سے بدی کا قصد کیا اور یوسفؑ بھی زلیخا سے ایسا قصد کرتے

بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

اگر اپنے رب کی دلیل دیکھے ہوئے نہ ہوتے، یہ اس لئے کہ ہم نے ان سے بدی اور بے حیائی کی بات

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا

کو دور رکھا۔ بیشک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے۔ اور وہ دونوں دروازے کی طرف لپکے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

اور اس عورت نے یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور اس کے شوہر سے دروازے کے قریب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔

الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ

اس عورت نے کہا کہ جو تیری زوجہ سے بدی کا قصد کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ اس کو

يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ

قید کیا جائے یا دردناک عذاب (دیا جائے) یوسفؑ نے کہا کہ اس عورت نے مجھے خود مائل کرنا چاہا

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ

اور اس عورت کے کہنے سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ سامنے سے پھٹا ہوا

فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

ہو تب تو یہ عورت سچی ہے اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہو

دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ

تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچوں میں سے ہے۔ پھر جس وقت ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا

مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

تو (عزیز مصر نے) کہہ دیا کہ بیشک یہ تم عورتوں کا چلتر ہے اور تمہارا چلتر بڑا چلتر ہے۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ

اے یوسفؑ تم تو اب اس کو بھول جاؤ۔ اور (اے زلیخا) تو اپنے گناہ کی مغفرت مانگ۔

لے ولقد ھمت بہ تفسیر حقانی میں ہے کہ اس واقعہ سے جن جن کا تعلق ہے وہ یہ ہیں۔ خود حضرت یوسف علیہ السلام، زلیخا، شوہر زلیخا، شہر مصر کی عورتیں جو مہمان بلائی گئی تھیں۔ گواہ، جنہوں نے گواہی دی۔ خود پروردگار عالم اور ابلیس اور ان سب نے یوسف علیہ السلام کی برأت کی گواہی دے دی ہے۔ پس کسی مسلم کے لئے تو جگہ رہی نہیں کہ اس باب میں ذرا بھی توقف کرے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اقوال تو یہ موجود ہیں ھی راودتنی عن نفسی۔ (یوسف علیہ السلام نے کہا یہ اس عورت نے مجھے خود مائل کرنا چاہا) رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ (پروردگار جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اس کی بہ نسبت قید مجھے زیادہ پسند ہے) اور زلیخا کے یہ اقوال موجود ہیں ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم (میں نے خود اس کو پھسلانا چاہا مگر وہ معصوم ثابت ہوا) انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین (میں نے اس کو پھسلانا چاہا تھا اور وہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے) شوہر زلیخا کا یہ قول ہے انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم (بیشک یہ تم عورتوں کا چلتر ہے اور تمہارا چلتر بڑا چلتر ہے) شہر کی عورتوں کا قول یہ ہے امرأت العزیز تراود فتاھا عن نفسہ قد شغفھا حبا انا لنراھا فی ضلال مبین (عزیز مصر کی بیگم اپنے غلام کو پھسلاتی ہے وہ اس کی محبت میں چور ہو گئی ہے ہم تو اس کے کھلے طور پر غلطی میں پاتے ہیں) نیز ان کا یہ قول ہے حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء (ماشاءاللہ ہم نے اس میں کوئی بدی نہیں پائی) رہے گواہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے شھد شاھد من اھلھا الخ (اس عورت کے کنبے میں سے ایک گواہ نے گواہی دی الخ) اب رہی خدائے تعالیٰ کی شہادت وہ فرماتا ہے

کذالک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین، رہا ابلیس کا اس بارے میں خاص اقرار تو اس نے یہ کہا فبعزتک لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین (پس تیری ہی عزت کی قسم ہے میں تو سب کو بہکاؤں گا سوائے ان کے جو ان میں سے تیرے خالص بندے ہیں) لہٰذا ابلیس نے

كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ
بیشک خطاوار تو ہی ہے۔ اور شہر کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ عزیز مصر کی بیگم
الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا
اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے بیشک ہم تو
لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ
اس کو کھلی غلطی میں پاتے ہیں۔ پس جس وقت زلیخا نے ان کا طعن سنا تو ان کو بلوا بھیجا
اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ
اور ان کے لئے ایک مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک
سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ
چھری (مع ایک ایک ترنج) دے دی۔ اور یوسف کو کہا کہ ان کے سامنے آجاؤ۔ پس جس وقت ان عورتوں نے یوسف کو دیکھا
وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۫ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ
تو ان کی عظمت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا اور بے تحاشا ان عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بول اٹھیں کہ حاشا للہ یہ آدمی نہیں ہے
اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ
یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ زلیخا نے کہا کہ یہی تو ہے جس کے بارے میں تم مجھے نام رکھتی ہو۔
وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ
میں نے خود اس کو پھسلانا چاہا مگر وہ معصوم ثابت ہوا۔ اور جو حکم میں اس کو دیتی ہو
مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ
اگر یہ اس کو نہ کرے گا تو ضرور یہ قید (بھی) کیا جائے گا اور ذلیل (بھی) ہو جائے گا۔ یوسف نے عرض کی کہ پروردگار!
السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ
جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اس کی بہ نسبت قید مجھے زیادہ پسند ہے۔
كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ
اور اگر تو ان کا پلٹ مجھ سے دور نہ فرمائے گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور میرا شمار بھی جاہلوں میں ہو جائے۔
لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾
پس خدائے تعالیٰ نے یوسف کی دعا قبول کر لی اور ان عورتوں کا پلٹ اس سے دور کر دیا۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔
ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى

پھر بعد ان نشانیوں کے دیکھ لینے کے بھی ان کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ کچھ عرصے کے لئے یوسف کو قید کر دیں۔

---

۱ قد شغفها حبا لفظی معنی یہ ہیں کہ عشق نے اس کے دل کے شغاف کو پھاڑ ڈالا تھا اور اندر تک اثر کر گیا تھا۔ اور شغاف دل کا ایک پردہ ہوتا ہے۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی محبت نے زلیخا کے دل کو اور سب آدمیوں کی طرف سے ہٹا دیا تھا۔ اور کوئی سمجھ ہی میں نہیں آتا تھا۔

۲ متکا تفسیر صافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل مصر کا دستور تھا کہ کھانے پینے کے وقت غرور سے تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔ اس لئے شرع محمدی میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے تفسیر قمی میں اس کا قرأت متکا بھی لکھی ہے یعنی اترج جس کے معنی ہیں نارنج یا چکوترہ۔ اور صورت واقعہ یہ لکھی ہے کہ زلیخا نے تمام بڑی بڑی عورتوں کو بلایا۔ اپنے گھر میں مجمع کیا اور ان کی ایک مجلس ترتیب دی اور ہر ایک عورت کو ایک ایک نارنج اور ایک ایک چھری دے دی۔ پھر ادھر ان لوگوں سے کہا کہ آؤ اور یوسف علیہ السلام سے جو الگ ایک حجرے میں تھے کہا کہ نکل آ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر وہ کل عورتیں ایسی مبہوت ہوئیں کہ بجائے نارنج کاٹنے کے انہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

۳ ملک کریم۔ مطلب ان کا یہ ہے کہ جمال ان کا جمال بشری سے زیادہ اور کمال ان کا کمال انسانی سے فائق اور اس پر کمال عصمت جو خاصہ ملکوتی ہے وہ بھی حاصل ہے۔

۴ ولقد راودته عن نفسه فاستعصم زلیخا کا اقرار حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

۵ رب السجن احب الی مما یدعونني الیه تفسیر قمی میں ہے کہ اس دن شام ہونے سے پہلے پہلے جس جس عورت نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تھا اپنے اپنے لئے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ یوسف علیہ السلام اس مکان سے گھبرا گئے اور یہ فقرہ اپنی زبان سے کہا۔

۶ الآیٰت تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ الآیٰت سے مراد چھوٹے بچے کی گواہی۔ کرتہ کا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھنا اور دونوں کا دروازہ تک لپک کر جانا۔ یہاں تک کہ شوہر زلیخا نے کرتہ کھینچنے کی آواز بھی دروازے پر سنی تھی اور جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ داروغہ زندان نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا (باقی صفحہ پر پڑھئے)

حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ
اور قید خانہ میں ان حضرت کے ساتھ ساتھ دو جوان اور داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے یہ کہا کہ میں نے
اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ
(خواب میں) یہ دیکھا ہے کہ میں انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہوں۔ اور دوسرے نے یہ کہا کہ میں نے یہ دیکھا کہ میں
رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ
اپنے سر پر روٹیوں کا ایک خوان اٹھائے ہوئے ہوں جس میں سے پرند کھا کھا جاتے ہیں ان کی تعبیر ہم کو بتلا دیجئے۔
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا
بیشک ہم آپ کو نیک آدمیوں میں سے خیال کرتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ جو کھانا تم کو دیا جاتا ہے
نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ
اس کے آنے سے پہلے پہلے میں تم کو تعبیر بتلا دوں گا۔ یہ بوجہ اس کے ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ کو علم عطا فرمایا
رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
بیشک میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے منکر ہیں۔
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ
اور میں نے اپنے پردادا، دادا باپ ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے
وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ
مذہب کی پیروی کی ہے ہم لوگوں کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کا شریک قرار دیں۔
مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
یہ ہم پر اور کل آدمیوں پر اللہ کا فضل ہے لیکن بہت سے آدمی شکر ادا نہیں کرتے۔
يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ
اے میرے قید خانے کے ساتھیو! آیا جدا جدا پروردگار اچھے ہیں یا خدائے یکتا
اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
جو سب پر غالب ہے۔ اس کے سوا جن جن کو تم پوجتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں۔
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ
جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں جن کے متعلق خدا نے کوئی سند نہیں اتاری۔
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
(حالانکہ) اصلی حکومت خدا ہی کی ہے۔ اور اس نے یہ حکم دیا کہ تم سوائے اس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ سیدھی راہ یہی ہے۔

۱ فتیان تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بادشاہ مصر کے دو غلام تھے۔ ایک بادشاہ کی روٹی پکانے والا اور دوسرا پینے کی چیزوں کا تیار کرنے والا۔

۲ نبئنا بتاویلہ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو زندان خانے میں قید کا حکم دیا تو خدائے تعالیٰ نے ان کو خواب کی تعبیر کا علم بذریعہ الہام کے بتا دیا پس قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کرتے تھے۔ اور یہ دونوں جوان اسی دن قید خانے میں بھیجے گئے تھے جس دن خود حضرت یوسف علیہ السلام داخل کئے گئے تھے۔ رات تو انہوں نے بسری اور صبح کو ان دونوں نے آ کے عرض کی کہ ہم نے ایک ایک خواب دیکھا ہے تعبیر کیا بیان کیجئے۔ فرمایا کیا کیا دیکھا ہے؟ اس پر ان دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا جو اس آیت میں قال احدھما سے تاکل الطیر منہ تک ہے۔

۳ قبل ان یاتیکما چونکہ اہل غرض کا یہ دستور ہے کہ جب وہ اپنے کام کو آئیں تو جس کے پاس آئیں گے اپنا کام پورا ہونے کے قبل جو کچھ وہ کہنا چاہے گا وہ سن بھی لیں گے۔ اور انبیاء و اوصیاء کا یہ دستور تھا کہ جس ہدایت و ارشاد کے لئے وہ مبعوث کئے گئے تھے معجزہ دکھلانے سے پہلے وہ خدا کے اسی کام کو انجام دیتے تھے چنانچہ ان آیتوں کا پڑھنا ناظرین کو بتلا دے گا کہ خواب کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام نے کس خوبی سے خدا پرستی کھلائی ہے اور مذمت بت پرستی دکھلائی ہے۔

۴ یٰصاحبی السجن اب یہاں سے خواب کی تعبیر بیان فرمانی شروع کی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے سے فرمایا کہ تو عنقریب قید خانے سے نکلے گا اور جس عہدے پر تو تھا یعنی آبدار خانہ کا داروغہ۔ اسی عہدہ پر تو چلا جائے گا اور بادشاہ کی

 نظروں میں تیری وقعت بڑھ جائے گی۔

الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ
لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو!
السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
تم میں سے ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا رہا دوسرا
فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ
سو پھانسی دیا جائے گا۔ اور اس کا بھیجا پرندے ٹھونگیں مار مار کر کھائیں گے۔
فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا
وہ معاملہ جس کے بارے میں تم دریافت کرتے تھے طے ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اس کے ان دونوں میں سے جس کی نسبت یقین تھا
اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ
کہ نجات پائے گا اس سے یہ کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر کرنا۔ پس شیطان نے اسے آقا کے سامنے یہ ذکر کرنا بھلا دیا۔
فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ
اور اس طرح یوسف کئی برس قید خانے میں رہے۔ اور بادشاہ مصر نے یہ کہا کہ میں نے سات
بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ
موٹی تازی گائیں دیکھیں جن کو سات دبلی پتلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات ہری
وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ
بھری بالیں دیکھیں اور دوسری سات سوکھی (جو ان پر غالب آگئیں) اے حاضرین دربار اگر تم
لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ
خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کی تعبیر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ
بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا
تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ اور اس شخص نے جو ان دو میں سے چھوٹ کر آیا تھا
وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾
اور عرصے کے بعد اس نے یوسف کو یاد کیا یہ کہا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر بتا سکتا ہوں (بشرطیکہ تھوڑی دیر کے لئے) مجھے بھیج دو

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
(بھیجا گیا تو جیل خانے پہنچا اور وہاں جا کر یہ عرض کی کہ) اے یوسف سب سے زیادہ سچے ہم لوگوں کو اس کی تعبیر دیجئے کہ سات موٹی تازی گائیں
يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ
کو سات دبلی پتلی گائیں کھا گئیں اور سات ہری بھری بالوں کو سات سوکھی بالیں لپٹ گئیں تاکہ میں

۱ اما الآخر اور دوسرا یہ روٹیاں پکانے والا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس مرد دو نے خواب میں نہیں دیکھا تھا کہ شخص جھوٹ بولا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ بادشاہ تیرے قتل کا حکم دے گا۔ تجھے مصلوب دی جائے گی۔ اور پرندے تیرا بھیجہ کھا جائیں گے۔ یہ تعبیر سن کر اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا وقضی الامر الذی فیہ تستفتین اب خواہ تم نے سچ کہا ہو یا جھوٹ میں جو کچھ کہہ دیا وہ ٹلنے والا نہیں۔

قول مترجم۔ عام طور پر جھوٹ بولنے کی برائی خصوصاً انبیاء و اوصیاء کے سامنے جھوٹ بولنے کی خرابی نیز جھوٹا خواب بنا لینے کی مذمت اور رسوائی ان آیتوں سے بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔

۲ اذکرنی عند ربک تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے یہ کہا ویسے ہی خدائے تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی ہے کہ اے یوسف جو خواب تم نے دیکھا تھا اسے کس نے تمہیں دکھایا۔ عرض کی کہ خداوندا تو نے سوال ہوا کہ تم کو تمہارے باپ کا محبوب کس نے بنا دیا۔ عرض کی خدایا تو نے فرمایا وہ دعا تم کو کس نے سکھائی تھی جس سے تم کنوئیں سے باہر نکلے۔ عرض کی تو نے دریافت کیا کہ عورت کے پھندے سے کس نے نجات دی۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا اس بچے کی زبان کس نے کھولی جس نے تمہارے حق میں شہادت دی۔ عرض کی۔ تو نے۔ فرمایا زلیخا اور عورتوں کی چال سے تجھ کو کس نے محفوظ رکھا۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا تم کو تعبیر خواب کا علم کس نے دیا۔ عرض کی پروردگار۔ تو نے۔ فرمایا پھر تم نے ہمارے غیر سے کیوں مدد مانگی۔ تم نے خود ہم سے سوال کیوں نہ کیا؟ کہ ہم تمہیں

۱۵ ع

۲ اذکرنی عند ربک تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے یہ کہا ویسے ہی خدائے تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی ہے کہ اے یوسف جو خواب تم نے دیکھا تھا اسے کس نے تمہیں دکھایا۔ عرض کی کہ خداوندا تو نے سوال ہوا کہ تم کو تمہارے باپ کا محبوب کس نے بنا دیا۔ عرض کی خدایا تو نے فرمایا وہ دعا تم کو کس نے سکھائی تھی جس سے تم کنوئیں سے باہر نکلے۔ عرض کی تو نے دریافت کیا کہ عورت کے پھندے سے کس نے نجات دی۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا اس بچے کی زبان کس نے کھولی جس نے تمہارے حق میں شہادت دی۔ عرض کی۔ تو نے۔ فرمایا زلیخا اور عورتوں کی چال سے تجھ کو کس نے محفوظ رکھا۔ عرض کی تو نے۔ فرمایا تم کو تعبیر خواب کا علم کس نے دیا۔ عرض کی پروردگار۔ تو نے۔ فرمایا پھر تم نے ہمارے غیر سے کیوں مدد مانگی۔ تم نے خود ہم سے سوال کیوں نہ کیا؟ کہ ہم تمہیں

قید خانہ سے نکالیں۔ تم نے ہمارے ایک ادنیٰ بندہ سے یہ امید منزل (۴) کی کہ وہ ہماری ایک مخلوق کے سامنے تمہارا ذکر کرے۔ اور خود ہم سے عرض نہ کی۔ اب اسی بنا پر کئی سال قید خانے میں رہو۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ سات برس قید خانے میں رہے۔ تفسیر قمی میں جو روایت حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کرنے کے بارے میں ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جبرئیل سے پوچھا کہ کیا اللہ کے سوا کسی اور سے بھی دعا کرنا جائز ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ ہاں اللہ کے سوا اور کسی سے دعا کرنا جائز ہے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ میرے والد کو میرے بارے میں غم و اندوہ سے نجات دے (باقی صفحہ ۲۸۸ پر)

يُبْسِتٍ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

لوگوں کے پاس پلٹ کے جاؤں تو وہ بھی جان لیں (کہ تعبیر بتلانے والے ایسے ہوتے ہیں)

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ

یوسفؑ نے کہا کہ تم سات برس تک لگاتار کھیتی کرتے رہوگے۔ پس جیسے تم اس کھیتی کو کاٹو تو

سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

سوائے اس تھوڑے سے غلے کے جو تمہارے کھانے میں آئے باقی سب کو بالوں ہی میں رہنے دینا۔ پھر اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا

سات برس سختی کے آئیں گے جن میں سوائے اس تھوڑے سے کے جو تم بیج وغیرہ کے لئے رکھتے ہو جو

تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ

کچھ جمع کیا ہوگا سب کھا جائیں گے۔ پھر اس کے بعد ایک ایسا برس آئے گا کہ جس میں لوگ سیر و سیراب

النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا

ہو جائیں گے۔ اور جس میں وہ رس نچوڑیں گے۔ بادشاہ نے (جب یہ تعبیر سنی) حکم دیا کہ تعبیر کرنے والے کو میرے پاس لاؤ۔

جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ

جب شاہی قاصد حضرت یوسفؑ کے پاس آیا تو وہ بولے کہ تو اپنے آقا کے پاس پلٹ کر جا اور اس سے یہ کہہ دے کہ

النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ

اول عورتوں کے بارے میں تحقیق کرے جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے میرا پروردگار تو ان کے چلتر

عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ

سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلا کر) دریافت کیا کہ تم نے یوسف کو پھسلایا تو تمہاری کیا کیفیت تھی۔

نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ

انہوں نے یہ کہا کہ حاشا للہ ہم نے اس میں کوئی بدی نہیں پائی۔ عزیز مصر کی بیگم نے

امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ڰ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

اظہار دیا کہ اب تو حق کھل ہی گیا ہے۔ میں نے اس کو پھسلانا چاہا

نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ

تھا اور وہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے (میں نے صاف اظہار دے دیا) حضرت یوسفؑ بولے کہ اس اہتمام سے میری یہ مراد تھی کہ

بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ﴿۵۲﴾

عزیز مصر یہ جان لے کہ میں نے پس پشت اس کے حق میں کوئی خیانت نہیں کی اور یہ اللہ خیانت کرنے والوں کی چال نہیں چلنے دیتا۔

(باقی حواشی نمبر میں پڑھئے)

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۸۷)

تو بذریعہ وحی مفصل تنبیہ کی گئی کہ تمہارے باپ دادا کے حقوق مجھ پر کیا ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام حیران ہوئے کہ کیا جواب دیں اس وقت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے یوسفؑ! اس طرح دعا مانگو اسئلك بمنك العظیم واحسانك القدیم (میں تیرے بہت بڑے اور ہمیشہ کے احسانات کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں) چنانچہ اس طرح دعا مانگی گئی تو بادشاہ مصر نے خواب دیکھا اور وہ ان کے قید خانے سے نکلنے کا باعث ہوا۔

۳ اضغاث احلام کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مومن کے لئے خدائے تعالیٰ سے خوشخبری۔ دوسرے شیطان کی طرف سے رنج دہی۔ اور تیسرے اضغاث احلام۔ اضغاث جمع ضغث کی ہے جس کے لفظی معنی ہیں طرح طرح کی گھاس پھونس ملی ہوئی جس کے معنی استعارۃً جھوٹے خواب ہیں۔

۴ بعد امۃ لفظی معنی طویل زمانے کے بعد۔ چنانچہ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں بعد امۃ کے معنی ہیں بعد وقت۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ فذروہ فی سنبلہ لفظی معنی ہیں کہ اناج کو اس کی بال میں رہنے دینا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک نصیحت تھی جس کو تعبیر سے کوئی تعلق نہیں۔

قول مترجم۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس نصیحت سے نہ صرف اہل مصر نے فائدہ اٹھایا بلکہ تمام اہل عالم کو ایسا قاعدہ معلوم ہوا جس سے آج تک نفع اٹھاتے ہیں۔ جس غلہ کو زیادہ زمانے تک رکھنا منظور ہو اس کے محفوظ رکھنے کی اس سے زیادہ اچھی کوئی صورت نہیں کہ اس کو اس کے بال میں رکھا جائے۔ اس نصیحت کی قدر و قیمت تجربہ کاروں سے پوچھئے

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ
اور میں اپنے نفس کو (بدی سے) بری کہتی کیونکہ نفس تو بالطبع بدی کی طرف مائل ہونے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرے پروردگار نے
رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ
رحم فرمایا ہو (یعنی اسے معصوم بنایا ہو) بیشک میرا پروردگار (بڑا) بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے
اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا
پاس لاؤ میں اسے (چھڑا کر) اپنا خاص کر کے رکھوں گا چنانچہ جس وقت بادشاہ نے یوسفؑ سے باتیں کیں تو کہا کہ آج کے دن سے تم
مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ
ضرور ہمارے یہاں صاحب منزلت اور معتمد ہو گے۔ یوسفؑ نے درخواست کی کہ اس ملک کے سب خزانوں پر مجھے متعین کر دو
حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝۵۵ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ
(اور دیکھو کہ) میں کیسا حفاظت کرنے والا اور وجوہ معاش جاننے والا ہوں۔ اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو سرزمین مصر پر قابو دے دیا۔
يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا
کہ اس میں جہاں جی چاہے وہاں رہے۔ ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے اسی طرح پہنچا دیا کرتے ہیں
نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اور نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ (ہاں) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور پرہیزگاری برتتے ہیں ان کا آخرت
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۵۷ وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ
کا اجر بہت ہی بہتر ہے۔ اور یوسفؑ کے بھائی بھی آئے اور خود ان تک پہنچے پس یوسفؑ نے تو ان کو پہچان لیا
فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ
حالانکہ وہ ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ جس وقت یوسفؑ نے ان کا سامان ٹھیک ٹھاک کرا دیا
قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي
تو ان سے یہ فرمایا کہ اپنے سوتیلے بھائی کو بھی میرے پاس لیتے آنا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیسے
الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝۵۹ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ
پورے پورے پیمانے دیتا ہوں اور کیسا اچھا مہمان نواز ہوں۔ اب اگر تم اس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے لئے کچھ
لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝۶۰ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا
اجناس ہے اور نہ میرے پاس آ کر پھٹکنا۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم اس کے باپ میں اس کے باپ کو بہلا پھسلا لیں گے اور ہم ضرور ایسا
لَفٰعِلُوْنَ ۝۶۱ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ
کریں گے۔ اور (حضرت یوسفؑ نے) اپنے ملازموں سے کہہ دیا کہ ان کا (اصل) سرمایہ ان کے اسباب میں رکھ دو

(۱۳) اجعلنی علی خزائن الارض تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام پر خدا رحم فرمائے۔ اگر وہ یہ نہ فرماتے اجعلنی علی خزائن الارض تو پروردگار عالم اس وقت ان کو وہاں کا بادشاہ بنا دیتا۔ لیکن ان کے فرمانے سے ایک سال کی دیر لگی۔ جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام پیداوار کے سات برس کے زمانہ میں غلہ جمع کراتے رہے اور جب قحط کے برس آئے تو فروخت کرنا شروع کیا۔ پہلے سال روپیوں اور اشرفیوں کے بدلے میں مصر اور حوالی مصر میں کوئی روپیہ پیسہ ایسا نہ رہا جو یوسفؑ کے قبضہ میں نہ آ گیا ہو۔ دوسرے سال زیور و جواہرات کے بدلے۔ تیسرے سال چوپائے اور مویشیوں کے بدلے میں، چوتھے سال غلاموں اور لونڈیوں کے بدلے میں، پانچویں سال مکانات اور دوکانات کے بدلے میں، چھٹے سال باغوں، کھیتوں اور نہروں کے عوض میں۔ پس مصر اور حوالی مصر کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو یوسف علیہ السلام کی ملکیت میں نہ آ گئی ہو۔ ساتواں سال اہل مصر نے خود اپنے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ غلہ کے عوض میں بیچ ڈالا۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے تو آج تک کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا جس کو خداوند عالم نے ایسا علم حکمت و تدبیر کا عنایت کیا ہو۔ پھر یوسفؑ نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے جو اقتدار اسے مجھ کو مصر اور حوالی مصر پر دیئے ہیں اس میں آپ کی رائے کیا ہے کیوں کہ حقیقت میں میں نے ان کو کسی بلا سے نجات نہیں دی بلکہ خدا نے میرے ہاتھوں ان کو نجات دلوائی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ رائے تو وہی ہے جو خود آپ کی رائے ہو۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہی ہے تو اے بادشاہ میں اللہ کو اور خود آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کل اہل مصر کو آزاد کیا اور ان کے مال اور لونڈی اور غلام الٰہی کو عطا کئے اور اب بادشاہ اس شرط پر کہ آپ میری سیرت پر چلیں اور میرے حکم کے بغیر کوئی حکم نہ دیں میں نے آپ کی مہر اور آپ کا تاج و تخت آپ ہی کو واپس کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ میرا فخر تو اسی میں ہے کہ میں آپ کی سیرت پر چلوں اور آپ کے حکم کے بغیر کوئی حکم نہ دوں، کیوں کہ آپ نہ ہوتے تو نہ میرا ملک باقی رہتا نہ مجھے ہدایت نصیب ہوتی اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ واحد و یکتا ہے اور آپ اس کے رسول ہیں جو کچھ آپ نے کیا ہے اس پر خدا آپ کو جزا دے چاہا ہوں اس پر کہ آپ تاکید کریں۔ ۲ لفی حفیظ علیم تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بارگاہ خداوندی میں کسی کے لئے فضیلت ثابت کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی پاکیزہ سیرت کو بیان کیا جائے (تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ جلد ۲)

لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَآ إِذَا انقَلَبُوٓا إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

تاکہ جب یہ اپنے اہل و عیال میں پلٹ کر جائیں تو اس احسان کو بھی سمجھیں تاکہ

يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا

پھر لوٹ کر آئیں۔ پس جب یہ اپنے والد کے پاس پلٹ کر آئے تو کہنے لگے کہ بابا جان ہمارا اناج بند کر لیا گیا

ٱلْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ

ہے۔ پس ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ہم اپنی رسد لائیں اور ہم ضرور اس کے محافظ رہیں گے۔

هَلْ ءَامَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ

(یعقوب علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں اس کی نسبت تمہارا ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس کے بھائی یوسف کے بارے میں کیا تھا۔

فَٱللَّهُ خَيْرٌ حَٰفِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا

پس سب سے اچھا حفاظت کرنے والا تو اللہ ہے اور وہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور جب

مَتَٰعَهُمْ وَجَدُوا بِضَٰعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مَا

انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو یہ پایا کہ ان کی پونجی ان کو لوٹا دی گئی ہے۔ کہنے لگے

نَبْغِى ۖ هَٰذِهِۦ بِضَٰعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۚ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ

کہ بابا جان اور ہم کو کیا چاہئے۔ یہ سرمایہ بھی ہمارا ہم کو لوٹا دیا گیا۔ اور ہم اپنے کنبہ کے لئے

أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ

رسد لے آئیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بار زیادہ لائیں گے۔ یہ رسد (جو لائے ہیں یہ) تو تھوڑی ہے

أُرْسِلَهُۥ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ ٱللَّهِ لَتَأْتُنَّنِى بِهِۦٓ إِلَّآ

(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا کہ میں اس کو تمہارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے خدا کی ضمانت اس بارے میں نہ دے دو کہ اسے

أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ ءَاتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ ٱللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ

ضرور میرے پاس لے آؤ گے سوائے اس صورت کے تم سب گھیرے میں آجاؤ۔ پس جس وقت انہوں نے ضمانت دے دی

وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَٰبَنِىَّ لَا تَدْخُلُوا مِنۢ بَابٍ وَٰحِدٍ وَٱدْخُلُوا

(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اللہ اس کا ضامن ہے۔ اور فرمایا کہ اے میرے بیٹو! (اس شہر میں)

مِنْ أَبْوَٰبٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَآ أُغْنِى عَنكُم مِّنَ ٱللَّهِ مِن شَىْءٍ ۖ

ایک دروازہ سے نہ جانا مختلف دروازوں سے جانا میں خدا کے ارادہ سے تو تم کو نہیں بچا سکتا ہوں۔

إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

فیصلہ تو صرف اسی کے ہاتھ ہے، اسی پر بھروسا ہے، اور سب بھروسا کرنے والوں کو

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۸۹)

نے فرمایا انی حفیظ علیم اور ہود علیہ السلام نے فرمایا تھا وانا لکم ناصح امین۔

(ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۸۹)

۳ وھم لہ منکرون تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بوجہ ہیبت و جلالت بادشاہی کے یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے نہیں پہچانا۔

۴ ائتونی باخ لکم من ابیکم تفسیر قمی میں ہے کہ اناج ان کو خوب دلوایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ ہم یعقوب بن اسحٰق ابن ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے ہیں۔ وہ ہمارے ہی جد امجد تھے جن کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا تھا اور وہ نہیں جلے۔ اللہ نے اپنے فضل سے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور ان کو سلامت رکھا تھا۔ دریافت کیا کہ تمہارے والد کیا کرتے ہیں۔ عرض کی کہ اب تو وہ بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے؟ عرض کی کہ ہے مگر سوتیلا ہے۔ فرمایا کہ اب جاؤ تو اسے لیتے آنا۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے سوتیلے بھائی دو ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ عرض کی کہ ان میں سے بڑے کو تو بھیڑیا کھا گیا تھا اور چھوٹا ہمارے والد کے پاس ہے وہ اس سے بہت مانوس ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ اب جو تم غلہ لینے آنا تو اسے لیتے آنا۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ فاللہ خیر حافظا۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث منقول ہے کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ بعد اس کے کہ تو نے مجھ پر توکل کر لیا اب میں دونوں کو تیرے پاس واپس کر دوں گا۔

۲ لا تدخلوا من باب واحد۔ چونکہ یعقوب علیہ السلام کے سب بیٹے بڑے حسین بڑے خوبصورت اور بڑے کڑیل جوان تھے اور تمام ملک مصر میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ بادشاہ ان کے ساتھ خاص عنایت سے پیش آیا ہے اور ان کو تقرب حاصل ہوا ہے۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام کو یہ خیال آیا کہ کہیں ان کو نظر نہ لگ جائے۔

۵ وما ابرئ علی کم من اللہ و مشیتی ظاہر مطلب یہ ہے کہ یہ تقریر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ ۖ مَا
اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور جب وہ اس طرح سے (شہر میں) گئے جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا۔
كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ
کہ کوئی شے ان کو (قضائے) خدا سے تو بچا نہیں سکتی تھی۔ یہ یعقوب (علیہ السلام) کی ایک دلی خواہش تھی
يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
جس کی بابت انہوں نے کہہ دیا تھا۔ اور بیشک جو کچھ ہم نے ان کو تعلیم کیا تھا اس کا وہ علم رکھنے والے تھے لیکن بہت سے لوگ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ
(اس راز کو) نہیں جانتے۔ اور جب یہ بھائی یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے (حقیقی) بھائی
أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾
کو اپنے پاس جگہ دی اور (بچپکے سے) یہ کہہ دیا کہ میں تمہارا (سگا) بھائی ہوں پس اب جو کچھ یہ کرچکے اس کا افسوس نہ کر۔
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ
پس جب یوسفؑ ان کی روانگی کا سامان کرچکے تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھوا دیا۔
أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا
پھر ایک منادی نے ندا کی کہ اے قافلے والو! تم چور ہو۔ قافلے والوں نے ان کی طرف رخ کرکے کہا
عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ
تمہاری کیا چیز کھوئی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کا پیمانہ ہم کو نہیں ملتا اور جو اس کو
جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ
ڈھونڈھ لائے گا اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم تم
مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا
یقیناً جانتے ہو کہ ہم اس لئے نہیں آئے کہ اس ملک میں کوئی خرابی کریں اور نہ ہم چور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ
جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ
اگر تم جھوٹے نکلے تو چوری کی سزا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا جس کے اسباب میں سے نکل آئے
فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ
(یہ ہے کہ) وہ شخص خود اس کا عوض ہو۔ ہم تو نافرمانی (چوری) کرنے والوں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں۔ پس (تلاشی لینے والے نے)
قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ
یوسفؑ کے بھائی کی خورجین سے پہلے اوروں کی خورجیوں سے شروع کیا پھر اس برتن کو یوسفؑ کے بھائی کی خورجین سے نکال دیا

ا اوی الیہ اخاہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب یہ سب بھائی یعقوب علیہ السلام کے پاس سے چلے اور بنیامین کو اپنے ساتھ لیا تو نہ وہ ان کے ساتھ بیٹھتا اور نہ ان کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور نہ ان سے بات کرتا تھا پھر مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس گئے سب نے جا کر سلام کیا تو یوسف علیہ السلام نے فوراً اپنے ماں جائے کو پہچان لیا۔ پھر جب ان کو بیٹھنے کی اجازت دی تو وہ سب سے علیحدہ جا بیٹھا۔

۸ ع حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تم بھی ان کے بھائی ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا پھر ان کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے؟ عرض کی یہ میرے حقیقی بھائی کو لے کر گئے تھے۔ جب واپس آئے تو اسے نہ لائے اور کہہ دیا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا۔ اس وقت سے میں نے یہ عہد کرلیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ان کے ساتھ مل کر کوئی کام نہ کروں گا۔ فرمایا تم نے شادی کی ہے؟ عرض کی جی ہاں کی ہے۔ فرمایا کوئی بال بچہ پیدا ہوا ہے؟ عرض کی جی ہاں ہوا۔ فرمایا تمہارے کے بچے ہیں؟ عرض کی تین بیٹے ہیں فرمایا۔ ان کے نام کیا کیا رکھے ہیں؟ عرض کی۔ ایک کا نام بھیڑیا، ایک کا نام کرتہ، ایک کا نام خون۔ فرمایا یہ نام تم نے کیوں پسند کئے؟ عرض کی اس لئے کہ میں اپنے بھائی کو کبھی نہ بھولوں جب میں ان میں سے کسی کو پکاروں تو مجھے میرا بھائی یاد آجائے۔ یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ اور سب باہر چلے جائیں فقط بنیامین کو روک لیا۔ جب اور سب باہر چلے گئے۔ تب فرمایا انی انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون۔ پھر فرمایا کہ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے ہی پاس رہو۔ بنیامین نے کہا کہ بھائی چھوڑیں گے نہیں۔ والد نے ان سے سخت عہد لے لیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں ان سے ایک حیلہ کروں گا۔ پس جو کچھ تمہیں پیش آئے اس سے انکار نہ کرنا اور ان کو اس گفتگو کی خبر نہ دینا۔

۲ العیر لغۃً معنی وہ اونٹ جس پر مال لدا ہو۔ اور مراداً معنی اہل قافلہ۔

۳ انکم لسارقون۔ تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تو اس وقت بھائیوں نے چوری کی تھی اور نہ یوسف علیہ السلام نے غلط فرمایا۔ انہوں نے جب عداد لوائی کہ تم چور ہو تو اس کا یہ مطلب تھا کہ تم نے یوسف کو ان کے باپ سے چرایا۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سچ ایک جھوٹ ایک

اصلاح تین اس نیز اس حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اصلاح کرنے والا ہو اس کے ذمہ جھوٹ نہیں لکھا جائے گا۔ (باقی صفحہ ۲۹۲ پر ملاحظہ ہو)

كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ
اس طرح ہم نے یوسفؑ کے لئے تدبیر کردی کہ وہ بادشاہ کے قانون سے اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے۔
يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ
سوائے اس صورت کے کہ اللہ چاہتا ہم جس کو چاہتے ہیں درجہ بدرجہ بلند کردیا کرتے ہیں۔ اور ہر علم والے سے
عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ
بڑھ کر علم والا موجود ہے۔ اب انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کچھ تعجب نہیں) اس کے (حقیقی) بھائی نے پہلے ہی چوری
فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ
کی تھی پس یوسفؑ نے اس کو اپنے دل میں رکھا اور ان پر اس کو ظاہر نہ کیا (اور بجائے خود یہ) کہا
شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ
کہ تم بہت ہی برے لوگ ہو۔ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس سے اللہ خوب واقف ہے۔ ان سب نے عرض کی کہ اے عزیز
اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
اس کا باپ بہت ہی بوڑھا ہے پس اس کی بجائے ہم میں سے ایک کو لے لیجئے۔ ہم تو حضور کو
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا
بہت ہی نیک دل پاتے ہیں (یوسف نے) کہا اس سے خدا کی پناہ کہ سوائے اس کے جس سے
مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ
ہم نے اپنا مال پایا ہو ہم اور کسی کو لے لیں۔ اس صورت میں تو ہم بھی ظالم ٹھہریں گے۔ پس جب وہ یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہوئے
خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ
تو مشورہ کرنے کے لئے الگ ہو بیٹھے۔ ان میں سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے
اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ
تم سے خدا کی ضمانت لے لی تھی۔ اور پہلے سے تم یوسفؑ کے بارے میں کیا کچھ قصور کر چکے ہیں۔
يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ
پس میں تو اس ملک سے نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والد مجھ کو اجازت نہ دیں یا خدا میرے حق میں کوئی
اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا
فیصلہ نہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تم سب والد کی خدمت میں پلٹ کر جاؤ اور عرض کر
يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا
دو کہ بابا جان آپ کے بیٹے نے چوری کی اور جو کچھ ہم نے بیان کیا بعد علم و یقین بیان کیا اور ہم غیب کے

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۹۱) پھر ان حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ایتھا العیر انکم لسارقون اور فرمایا کہ واللہ نہ انہوں نے چوری کی تھی اور نہ یوسف علیہ السلام جھوٹ بولے۔

۴ فقد صواع الملک تفسیر عیاشی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ایک طاس تھا جس سے حضرت یوسف علیہ السلام دودھ یا پانی پیا کرتے تھے۔ اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ یہ غور طلب بات ہے کہ ان کو اس کے چرانے کا الزام نہیں لگایا گیا کیوں کہ جس وقت انہوں نے پوچھا ماذا تفقدون تو ان لوگوں نے کہا نفقد صواع الملک یہ نہیں کہا کہ سرقتم صواع الملک۔ ۵ جزاءہ یہ ضمیر سرقہ کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے اور سارق کی طرف بھی اور صواع کی طرف بھی۔ مطلب یہ ہے کہ چوری کی سزا یا چوری کی سزا یا اس کا پیمانہ کا بدلہ یہ ہوگا۔ ۶ فھو جزاءہ شریعت یعقوب علیہ السلام میں یہ حکم تھا کہ جس کے پاس سے چوری کی چیز نکل آئے وہی غلام بنا لیا جائے۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ دین الملک۔ یہاں دین سے مراد قانون اور ملک سے مراد بادشاہ مصر ہے۔ بادشاہ مصر کا قانون یہ تھا کہ چور کو مارا پیٹا جائے اور اس سے تاوان لیا جائے۔ یہ نہیں تھا کہ اسے غلام بنا لیا جائے۔

۲ فقد سرق اخ لہ من قبل تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں بھائیوں نے یوسف علیہ السلام مراد لئے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی کمر میں باندھنے کا ایک پٹکا تھا جو انبیاء اور اکابر سے انہیں میراث میں پہنچا تھا۔ پھر وہ یوسف علیہ السلام کی پھوپھی کے پاس

تھا۔ اور یوسف علیہ السلام بھی انہی کے پاس تھے اور وہ یوسف علیہ السلام سے بڑی محبت کیا کرتی تھیں۔ منزل (۳) یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بلوا بھیجا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ آج رات میرے پاس رہنے دو کل صبح کو بلوا لینا۔ صبح ہوئی تو پٹکا ان کی کمر سے باندھ کر اوپر سے کرتہ پہنا دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ پھر یہ کہلا بھیجا کہ میرا بچہ جانے

لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ
بخبر ان تو تھے نہیں۔ آپ اس بستی والوں سے دریافت کر لیجئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ والوں سے
الَّتِيْ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ
پوچھ لیجئے جس میں ہم آئے ہیں۔ اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ (یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا (یوں تو نہیں ہے) بلکہ تم نے
اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ
اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے پس صبر ہی بہتر ہے۔ قریب ہے کہ خدائے تعالیٰ ان سب کو میرے پاس پہنچا دے
جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ
بیشک وہی مصالح علم و حکمت ہے۔ اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے
يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ
ہائے ہائے یوسفؑ اور غم و اندوہ سے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں۔ اس لئے کہ وہ رنج
فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى
کو ضبط کرنے والے تھے۔ بیٹوں نے کہا کہ بخدا آپ ہمیشہ یوسفؑ ہی کی یاد میں پڑے رہیں
تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا
گے یہاں تک کہ آپ بیمار ہو جائیں یا مر جائیں۔ فرمایا کہ میں اپنی پریشانی اور رنج کی
بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ
شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اے میرے
اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ
بیٹو جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے (حقیقی) بھائی کا پتہ لاؤ اور خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔
رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
بیشک خدا کی رحمت سے، کافر لوگوں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوگا۔
الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا
پھر جب وہ سب یوسفؑ کے پاس آئے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے
وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ
کنبے کو بڑی تکلیف پہنچی ہے اور ہم کچھ ناقص پونجی لائے ہیں پس ہم کو پورا ناپ دلوائیے
وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾
اور ہم پر احسان کیجئے بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو نیک بدلہ دیتا ہے۔

۱ فصبر جمیل صبر جمیل وہ ہے جس میں آدمیوں کے سامنے کوئی شکوہ و شکایت نہ کی جائے۔ ۲ یا اسفی علی یوسف اس امر گزشتہ پر حد سے زیادہ رنج اور حسرت کو کہتے ہیں اور الف مقصورہ یائے متکلم کا بدل ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام لفظ یوسفؑ کے لئے تاسف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو یوسف علیہ السلام کے ملنے کی بھی امید تھی اور باوجود اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے گویا یہ مصیبت بھی ان کی تازہ ہی تھی۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام کا حزن یوسف علیہ السلام کے بارے میں کس حد کو پہنچ گیا تھا؟ فرمایا ستر عورتوں کے رنج کے برابر جن کی اولاد مر گئی ہو۔ تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون سے واقف نہ تھے۔ اسی لئے یاسفی علی یوسف فرمایا۔ حدیث نبوی میں وارد ہے کہ سوائے امت محمدی کے اور کسی امت کو مصیبت کے وقت کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں عطا کیا گیا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب یعقوب علیہ السلام پر سخت مصیبت پڑی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں کہا۔ یا اسفی علی یوسف کہا۔ ۳ وابیضت عیناہ من الحزن الفصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بڑے رونے والے پانچ ہوئے ہیں از آنجملہ یعقوب علیہ السلام بھی ہیں وہ یوسف علیہ السلام کے لئے اس قدر روئے کہ ان کی بصارت جاتی رہی اور ان سے یہ کہا گیا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف الخ ۴ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کے پاس بنیامین بھی چلا گیا تو انہوں نے عرض کی پروردگارا کیا مجھ پر رحم نہ فرمائیے گا کہ اب میری دونوں آنکھیں بھی جاتی رہیں اور دونوں نور چشم بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اگر میں نے دونوں کو موت بھی دی ہوتی تو دونوں کو زندہ کر کے ملا دیتا۔ مگر ذرا اس منزل (۳) بکرے کو بھی یاد کیجئے کہ ذبح کیا اور فلاں فلاں آپ کے پڑوس میں روزہ ہی سے رہے اور انہیں کچھ بھی نہ دیا۔ ۵ فتحسسوا من یوسف و اخیہ کافی، علل الشرائع تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا اذھبوا فتحسسوا من یوسف (باقی صفحہ نمبر ۲۹۴ پر دیکھئے)

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

فرمایا آیا تم جانتے بھی ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے (حقیقی) بھائی کے ساتھ کیا بدسلوکی کی تھی جب کہ

جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ

تم جہالت پر آمادہ تھے۔ اب تو وہ سب چونک کر بولے کیا تم ہی یوسفؑ ہو؟ فرمایا ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں

وَهٰذَآ اَخِيْ ۫ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ

اور یہ میرا بھائی ہے۔ یقیناً اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ بیشک جو شخص پرہیزگار رہتا اور صبر کرتا ہے تو

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔ کہنے لگے اللہ کی قسم خدا نے آپ کو

عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ

ہم پر بزرگی دی ہے اور ہم ضرور خطاوار ہیں۔ فرمایا بس اب تم پر کوئی الزام نہیں۔

الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا

خدا تم کو بخش دے۔ اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ لو میرا یہ کرتہ لے جاؤ

بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ

اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دینا کہ وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور اپنے سب کنبہ کو میرے پاس لے آؤ۔

بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ

اور جس وقت یہ قافلہ (آبادی مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے والد نے کہا کہ اگر تم مجھے ناقص العقل نہ جانو (اور مجھے سچا سمجھو)

لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ

تو مجھے یوسفؑ کی خوشبو آتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ تو اپنی اسی قدیمی وارفتگی میں ہے۔

ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ

پھر جب خوشخبری دینے والا آیا اور اس کرتہ کو یعقوبؑ کے منہ پر ڈالا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا

فرمانے لگے کہ میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا

تم نہیں جانتے۔ بیٹے کہنے لگے کہ بابا جان ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے بیشک ہم خطاوار ہیں۔

خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

فرمایا میں اپنے رب سے آئندہ تمہاری مغفرت کا طالب ہوں گا۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۹۳ سے) کیا اس کو یہ علم تھا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں حالانکہ ان سے جدائی کو بیس برس ہو چکے تھے اور آنکھیں بھی حزن سے جا چکی تھیں۔ فرمایا ہاں جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں عرض کیا کیا کیوں کر جانتے تھے؟ فرمایا انہوں نے صبح کے وقت دعا کی تھی کہ ملک الموت کو ان کے پاس بھیجا جائے۔ اس زیال جو ملک الموت ہیں ان کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا حکم ہے؟ دریافت کیا کہ تم روحوں کو یکجائی قبض کرتے ہو یا الگ الگ، جواباً عرض کیا ایک ایک الگ الگ، دریافت فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کی روح بھی تمہارے پاس سے گزری عرض کی نہیں۔ اسی سے یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور بیٹوں سے کہا کہ یوسف کو تلاش کرو۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱؎ اذ انتم جاھلون۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو گو وہ عالم ہو مگر جس وقت اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی نافرمانی میں ڈالتا ہے تو اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے اسی سبب سے پروردگار عالم نے یوسف علیہ السلام کے اس قول کو حکایۃً بیان فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون یہاں جہل سے جوان کو نسبت دی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کے خطرے میں ڈالا تھا۔ اسی تفسیر میں وہ خط بھی درج ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے عزیز مصر کو لکھا ہے (جسے ہم ضمیمہ میں درج کرتے ہیں) جب بھائی اس خط کو لے کر مصر میں پہنچے ہیں اور یوسف علیہ السلام کی حضور میں پہنچ کر یہ کہا ہے یا ایھا العزیز مسنا واھلنا الضر۔ الخ و تصدق علینا جس سے یہ مطلب تھا کہ ہمارے بھائی بنیامین کو بطور تصدق کے چھوڑ دیجئے اور یہ ہمارے والد یعقوب علیہ السلام کا خط ہے۔ جو آپ کو بھیجا ہے۔ اور یہی درخواست کی ہے یوسف نے اس خط کو لے لیا۔ بوسہ دیا۔ منزل (۳) آنکھوں پر رکھا اور الگ لے جا کر بہت روئے، یہاں تک کہ جو کرتہ پہنے ہوئے تھے وہ آنسوؤں سے بھیگ گیا۔ پھر ان کے سامنے آئے اور متوجہ ہو کر فرمایا ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ ۲؎ وان کنا لخاطئین۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بھائیوں کی عرض اقرار سے یہ تھی کہ آج ہم کو نہ نصیحت کیجئے نہ سرزنش کیجئے بلکہ معاف کر دیجئے (چنانچہ یوسف علیہ السلام نے معاف کر دیا اور ان کی معافی کی دعا

الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ

(اور) رحم کرنے والا ہے۔ پھر جب سب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی

وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ

اور فرمایا شہر مصر میں انشاء اللہ امن و امان سے چلے چلو، اور اپنے والدین کو

عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ

تخت پر بٹھایا اور سب کے سب سجدہ (شکر) میں گر پڑے۔ اور یوسف علیہ السلام نے عرض کی بابا جان یہ

رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ

میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے میرے پروردگار نے اسے سچا کر دکھایا اور اس نے میرے ساتھ یقیناً احسان کیا جب کہ

اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

اس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے

نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا

درمیان فساد ڈال دیا تھا تم سب کو جنگل سے لا ملایا۔ میرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے

يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ

اس کے لئے بڑا مدبر ہے۔ بیشک وہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اے میرے پروردگار بالتحقیق تو نے مجھے

الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ

حکومت میں سے حصہ دیا اور باتوں کی مجھے (تعبیر جتنی مناسب جانی) سکھائی۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

اے آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

میرا خاتمہ فرماں برداری کی حالت میں کیجیو، اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دیجیو، غیب کی خبروں

الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا

میں سے یہ وہ ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں۔ حالانکہ تم اس وقت انہوں نے اپنے معاملہ پر اجماع کیا تھا

اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

اور چال چلتے تھے تو تم ان کے پاس نہ تھے۔ اور تم کتنا ہی چاہو لیکن

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

بہت سے لوگ ایمان نہ لائیں گے اور تم تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتے یہ تو

---

۱ اوی ابویہ کافی اور علل الشرائع میں تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں اس موقع کی جو روایتیں ہیں میں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام مع سب کنبہ کے مصر پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے استقبال کیا تو اس حالت استقبال میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعظیم کو سواری سے نہیں اترے یا جس وقت پایہ تخت میں پہنچے ہیں اور یہ تاج پہنے ہوئے تخت پر بیٹھے تھے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو تعظیم نہیں دی۔ گوارہ وہ یوسفؑ کا یہی تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو اس حالت میں دیکھیں اور خوش ہوں۔ مگر بنظر ظاہر نبی وقت اور باپ کی خلاف شان یہ امر ضرور میں آیا تھا جبرئیل امین علیہ السلام نے بحکم رب العالمین یہ حکم پہنچایا۔ کہ اپنی ہتھیلی آسمان کی طرف کھولو۔ تعمیل کی اور اس سے ایک نور چمک کر آسمان کی طرف چل دیا۔ یوسف علیہ السلام نے اس کا راز دریافت کیا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تعظیم نہ کرنے کے سبب آپ کی اولاد میں سے کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نور نبوت جو مسلب یوسفؑ سے نکال لیا گیا وہ ان کے بھائی لاوی کی اولاد میں مقرر کر دیا گیا۔ کیوں کہ لاوی ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اور بھائیوں کو یوسفؑ کے قتل سے روکا تھا اور لاوی ہی وہ ہیں جنہوں نے کہا تھا لن ابرح الارض الخ پس خدائے تعالیٰ نے لاوی کو ان نیکیوں کا یہ معاوضہ دیا کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے زیادہ انہی کی اولاد سے ہوئے۔ از انجملہ موسیٰ ابن عمران بن نصیر بن واحث بن لاوی بن یعقوب ہی ہیں۔

۲ خروا لہ سجدا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے باوجودیکہ وہ نبی اولاد نبی تھے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیسے کیا تھا؟ فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا بلکہ ان کا سجدہ یوسف علیہ السلام کو تعظیم دینے کے لئے تھا اور خدائی اطاعت ظاہر کرنے کے لئے جیسا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا جس میں خدا کے حکم کی اطاعت منظور تھی اور آدم علیہ السلام کے لئے تعظیم اسی طرح یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں اور خود حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پریشانی کے رفع ہو جانے کے سبب خدا کا شکر ادا کیا

سجدہ کیا تم دیکھتے ہو کہ خدا نے اس وقت کس طرح یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں اور خود حضرت یوسف علیہ السلام کی قرات پر لی (باقی صفحہ ۲۹۶ پر ملاحظہ ہو)

ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کل عالموں کے لئے فقط ایک نصیحت ہے اور آسمانوں میں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں
يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ
جن پر سے وہ گزرتے ہیں اور ان سے بے پروا رہتے ہیں۔ اور بہت سے
اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ
ان میں سے ایمان تو لے آتے ہیں مگر (عملاً) مشرک رہتے ہیں۔ تو کیا وہ اس سے بے خوف ہو گئے کہ
غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ
ان پر (اچانک) خدا کا عذاب چھاپا مارے یا قیامت ان کو یکایک آلے۔ اور ان
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى
کو خبر بھی نہ ہو۔ تم یہ کہہ دو کہ یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں (بھی)
بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ
اور وہ (بھی) جس نے میری پیروی کی ہے بصیرت پر ہیں۔ اور اللہ پاک ہے، اور میں
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ
شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور (اے رسول) ہم نے تم سے پہلے
اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
بستیوں کے رہنے والوں میں سے ایسے آدمی ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ کیا یہ اس سرزمین میں نہیں چلے پھرے
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ
کہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے والوں کا انجام کیسا ہوا اور آخرت کا گھر تو ان ہی لوگوں کے لئے اچھا ہے۔
الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا
جو ڈرتے رہے کیا تم اتنا نہیں سمجھتے۔ یہاں تک کہ
اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ
جب رسول مایوس ہو گئے اور امت والوں نے یہ گمان کر لیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تو
نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ
ہماری مدد ان کے پاس آئی پس جس کو ہم نے چاہا اس کو نجات مل گئی۔ اور گناہگار لوگوں سے ہمارا عذاب ہٹایا ہی
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي
نہیں جاتا بیشک ان (رسولوں اور ان کی امت والوں) کے

(بقیہ صفحہ ۲۹۵)

۳ رب قد اٰتیتنی من الملک النھال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انبیاء کو سوائے چار کے زمین کی بادشاہت عطا نہیں فرمائی اس حدیث کے آخر میں حضرت نے فرمایا کہ ازاں جملہ یوسف علیہ السلام کو مصر اور اس کے بیابانوں کی بادشاہت عطا کی۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کی حضور میں جانا چاہا تو حضرتؑ کے خدام نے یہ کہا کہ جو کچھ تم سے ان کے حق صادر ہو چکا ہے اس کے سبب سے تو ہم تم کو پہنچانا پسند نہیں کرتے زلیخا نے کہا کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہو اس سے میں نہیں ڈرتی۔ چنانچہ جب سامنے پہنچ گئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا وہ تمہارا رنگ و روپ کیا ہوا؟ عرض کی الحمد للہ الذی جعل الملوک بمعصیتھم عبیدا وجعل العبید بطاعتھم ملوکا۔ (خدا کا شکر ہے کہ جس نے بادشاہوں کو ان کی نافرمانی کے سبب غلام بنا دیا اور غلاموں کو ان کی اطاعت کے سبب بادشاہ بنا دیا) یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم سے ظہور میں آیا اس کی وجہ کیا تھی؟ عرض کیا کہ آپ کا حسن صورت۔ فرمایا اگر تم نبی آخر الزماں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتیں تو کیا حالت ہوتی کہ وہ صورت میں مجھ سے زیادہ حسین اخلاق میں مجھ سے زیادہ غنی ہوں گے۔ عرض کی آپ سچ فرماتے ہیں۔ فرمایا تم نے کیسے جانا کہ میں سچ کہتا ہوں؟ عرض کی کہ آپ کے ذکر کرنے سے ان کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ وحی خدا ہوئی کہ اے یوسف بیشک یہ اپنے قول میں سچی ہے اور بوجہ ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے یہ ہم کو بھی محبوب ہے۔ پس اب تم اس سے شادی کر لو۔ زلیخا کے از سر نو جوان ہو جانے کی روایت نعیمہ میں پڑھئے۔

وقف النبی علیہ السلام

(جب تک ماں کے گرد گھومتا ہے بچہ تو گویا شیطان کی اطاعت کی اور اس طرح اطاعت میں اس کو خدا کا شریک قرار دے دیا خدا کی عبادت کے کئی طریقے عبادت کرتے۔ (باقی صفحہ میں پڑھئے)

حواشی صفحہ ھذا لہ وھم مشرکون۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں شرک سے اطاعت مراد ہے۔ شرک عبادت۔ مطلب یہ ہے کہ

الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ
قصوں میں ان کے لئے عبرت ہے یہ کوئی بنائی ہوئی بات نہیں۔ بلکہ جو اس سے پہلے ہے
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
اس کی تصدیق ہے۔ اور ہر چیز کی تفصیل ہے اور جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
ہدایت و رحمت ہے۔

حروفها ۴۶۱۴ سورة الرعد مدينة كلماتها ۸۶۳
سورہ رعد مدینہ میں نازل ہوا
ایاتها ۴۳ رکوعها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ
الٓمّٓرٰ۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے۔
الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ
وہ برحق ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اللہ وہی ہے جس نے
السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو بلند کیا پھر عرش پر (اس کا حکم) غالب آیا
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ
اور سورج اور چاند کو مسخر کرلیا۔ ہر ایک مدت معینہ تک کے لئے رواں ہے۔
الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾
تمام معاملات کی تدبیر خود کرتا ہے (اور) نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی ملاقات کا یقین کرلو۔
وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ
اور وہ وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ اور دریا مقرر کئے اور
كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ
ہر قسم کے پھلوں میں سے اس میں دو دو طرح کے پیدا کردیئے۔ دن کو وہ رات سے ڈھانپ دیتا ہے۔
النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَفِي الْاَرْضِ
بیشک اسی میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ اور زمین کے مختلف قسم کے ٹکڑے

۱ فی قصصهم عبرة لاولی الالباب مطلب یہ ہے کہ کامل عقل والوں کے لئے انبیاء اور ان کی امتوں کے قصوں میں نصیحت و عبرت موجود ہے چونکہ عام طور پر عورتیں کامل العقل نہیں ہوتیں لہٰذا کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی عورتوں کو سورہ یوسف نہ سکھاؤ اور نہ انہیں اس سورہ کے پڑھنے کی اجازت دو کہ اس میں بڑی بڑی آزمائشیں ہیں اور سورہ نور کی تعلیم دو کہ اس میں بہت سی نصیحت کی باتیں ہیں۔ (قول مترجم) جناب امیر علیہ السلام کا حکم ان ملکوں اور ان قوموں کے لئے مخصوص معلوم ہوتا ہے جن کا روزمرہ عربی زبان ہے۔ اور جہاں عربی زبان مفقود ہے اور وہ اپنی نماز کے معنی سمجھنے میں عاجز ہیں وہاں کسی آزمائش کا اندیشہ نہیں۔

۲ الذی بین یدیه تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد انبیاء سابق کی کتابیں ہیں۔

۳ المر یہ حروف مقطعات ہیں جن کے متعلق ابتدائے سورہ بقرہ میں ہم نوٹ دے چکے ہیں۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک معنی اس کے یہ بھی منقول ہیں انا الله المحی الممیت الرزاق گویا یہ فرماتا ہے (میں ہی اللہ ہوں، میں ہی زندہ کرنے والا ہوں میں ہی مارنے والا اور میں ہی رزق دینے والا ہوں) قول مترجم: چونکہ مشرک کی بنیادی اسی سے پڑی ہے کہ صفات کو ذات سے علیحدہ مانا، مشرکین عرب کا عقیدہ مثل مشرکین ہند یہی تھا کہ اللہ علیحدہ ہے۔ جلانے والا، مارنے والا اور رزق دینے والا یہ سب علیحدہ علیحدہ دیوتا ہیں۔ یہ مختصر آیت اسی عقیدہ کا چارحرفی رد ہے۔ قول مترجم: المر تلك ایت الكتاب اہل ایمان کے لئے اس کی تاویل نہایت ہی صاف ہے یعنی آل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو کتاب (ناطق) کی آیتیں ہیں جن لوگوں کے دلوں میں نفاق ہے وہ اس تاویل کے

ماننے میں عذر کریں گے۔ تو اس کے حال سے اللہ پہلے ہی خبر دے چکا ہے کہ ولكن اكثر الناس لا يومنون ۴ عمد تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ستون تو ہے مگر تم نہیں دیکھتے۔ قول مترجم: نئی روشنی والے حضرات خیال کریں کہ امام علیہ السلام نے کشش ثقل کو کس خوبی سے ثابت کیا ہے اور جو خدا کے دیدار کے قائل ہیں جو دیکھنے کے لئے حجاب کو جائز قرار دیتے ہیں کہ

قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ
ایک دوسرے کے پاس ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک ہی جڑ
وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۚ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى
میں سے کئی اگے ہوئے اور علیحدہ علیحدہ اگے ہوئے کہ یہ سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ اور ان کے
بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ
پھلوں کے بارے میں ہم ایک کو دوسرے پر برتری دے دیتے ہیں بیشک اس میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔
تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ
اور (اے رسول) اگر تم کو تعجب ہو تو ان کا یہ قول زیادہ عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے کو
جَدِيْدٍ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ
ہم از سر نو پیدا ہوں گے۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔ اور یہی ہیں
فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵
جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی جہنم والے ہیں جس میں یہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے۔
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ
اور یہ عافیت سے پہلے تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے عذاب کی بہت سی
قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي
مثالیں گزر چکی ہیں، اور بیشک تمہارا پروردگار کل آدمیوں کے لئے باوجود ان کی نافرمانی کے بڑا بخشنے
ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
والا ہے اور بیشک تمہارا رب بڑا سخت عذاب دینے والا بھی ہے اور جو لوگ
كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ
کافر ہو گئے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (ہماری خواہش کے موافق)
وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا
کیوں نہ اتاری گئی (اے رسول) سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم تو ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہر
تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸
مادہ کے حمل میں کیا ہوتا ہے اور ارحام کتنی کمی رکھتے ہیں اور کتنی بیشی۔ اور اس کے پاس ہر چیز اندازہ سے ہے
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ
(وہ) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بزرگ (اور) سب سے اعلیٰ ہے۔ تم میں سے جو شخص

۴ قطع متجورات اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھی زمین اور شورہ زار نرم و سخت کھیتی کے لئے موزوں مگر باغ کے لئے غیر موزوں یا بالعکس باغ کے لئے مناسب اور کھیتی کے لئے غیر مناسب یا دونوں کے لئے یکساں۔ اتنی مختلف قسمیں ہیں اور ایک دوسرے سے متصل چلی جاتی ہیں۔ ۴ صنوان و غیر صنوان، صنوان کھجور کے ایسے درختوں کو کہتے ہیں جو ایک جڑ سے کئی نکلیں اور غیر صنوان کھجور کے ایسے درخت جو ایک ایک جڑ سے ایک ہی ایک نکلیں۔ چنانچہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے عم الرجل صنو ابیہ (کسی شخص کا چچا بہ حیثیت نسب اس کے باپ کی سی منزلت رکھتا ہے) تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور تم ایک درخت سے ہیں۔ ۴ نفضل بعضها علی بعض فی الاکل مطلب یہ ہے کہ شکل میں مقدار میں ذائقہ میں خوشبو میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ ۴ المثلث جمع البلاغہ میں ہے کہ پہلی امتوں پر ان کی بدکرداریوں کے سبب سے جو جو عذاب نازل ہوئے ان سے عبرت حاصل کرو۔ راحت و مصیبت کی حالت میں ان کے حالات یاد کرتے رہو۔ مگر اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں تم ویسے ہی نہ ہو جاؤ۔

۵ ان ربك لذو مغفرة للناس علی ظلمهم وان ربك لشديد العقاب تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خدا کی طرف سے معافی اور درگزر نہ ہوتی تو کسی کو زندگی اچھی نہ معلوم ہوتی اور اگر خدا کی طرف سے وعید اور عذاب کا خوف نہ ہوتا تو ہر شخص کو ایسا بھروسا ہو جاتا کہ کوئی نیکی ہی نہ کرتا۔ التوحید میں جناب امام رضا علیہ السلام کے سامنے کبیرہ گناہوں کا ذکر آیا اور فرقہ معتزلہ کی اس گمراہی کے قول کا کہ کبیرہ گناہ کبھی نہ بخشے جائیں گے تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ قرآن مجید فرقہ معتزلہ کے قول کے برخلاف نازل ہوا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے ان ربك لذو مغفرة للناس علی ظلمهم الخ۔ ۶ ولكل قوم هاد تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول

مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ
چپکے سے بات کہے اور جو یہ پکار کر کہے دونوں برابر ہیں اور وہ جو رات کو چھپا ہوا ہو اور (وہ جو)
وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ
دن میں کھلی کوچوں میں پھرنے والا ہو (دونوں برابر ہیں) (ان میں سے) ہر ایک کے لئے
خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
پہرے والے (مقرر) ہیں جو خدا کے حکم سے آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے حفاظت کرتے ہیں۔ بیشک خدائے تعالیٰ
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا
کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حال کو نہ بدلیں۔ اور جب اللہ کسی قوم کے حق میں بدی چاہتا ہے تو
فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ
اس کا دفعیہ کچھ نہیں ہے اور بندوں کا اس کے سوا کوئی والی نگہبان نہیں ہے۔ وہ وہی ہے
يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾
جو ڈرانے کے لئے اور لالچ دلانے کے لئے تم کو بجلی کی چمک دکھلاتا ہے اور گھنگھور گھٹائیں پیدا کرتا ہے۔
وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ
اور رعد اس کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے اور کل فرشتے اس کے خوف سے (تسبیح پڑھتے ہیں) اور وہ بجلیاں گراتا ہے،
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ
پس جس کو چاہتا ہے ان کے ذریعہ سے نقصان پہنچا دیتا ہے حالانکہ یہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہی رہتے ہیں اور وہ بڑا سخت
وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
گرفت والا ہے۔ اسی سے دعا کرنا برحق ہے۔ اور جو اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان
مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَىْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ
کو کچھ جواب نہیں دیتے۔ مگر ایسے ہی جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ
اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
وہ خود اس کے منہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ کبھی اس کے منہ میں آنے والا نہیں ہے۔ اور کافروں کا
اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
دعا کرنا محض بیکار ہے۔ اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بخوشی و بہ جبر خدا کو سجدہ کرتے ہیں اور اسی طرح صبح و شام
طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة ۲ قُلْ مَنْ رَّبُّ
ان کے سائے (بھی) تم کہو کہ آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار کون ہے؟

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۹۸) کہ منذر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہر زمانہ میں ایک ہادی ہم میں سے ہوتا ہے جو ان چیزوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو خدا کا نبی لایا تھا اور یہ ہادی بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام تھے اور ان کے بعد اور اوصیاء یکے بعد دیگرے ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر امام جس زمانے میں ہوتا ہے اسی کے زمانے والوں کا ہادی ہوتا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کا رد کرتی ہے جو اس بات کے منکر ہوں کہ ہر زمانہ میں ایک امام ہوتا ہے اور اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ زمین خدا حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ ے ماتغیض الارحام وما تزداد تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ما تحمل کل انثیٰ سے مراد ہے کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور ما تغیض الارحام سے یہ مطلب ہے کہ نو مہینے سے جو مدت کم ہو جائے اور ما تزداد سے یہ مطلب ہے کہ حالت حمل میں جتنے دن خون حیض آتا رہا نو مہینے سے اتنے ہی دن اور بڑھیں گے۔

(حواشی متعلقہ صفحہ ھذا)

لے م عقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے پڑھنے والوں سے فرمایا کہ کیا تم عرب نہیں ہو؟ وہ حیران ہوئے تو فرمایا کہ معقبات کے معنی تو پیچھے آنے والے کے ہیں من بین یدیہ (یعنی آگے آنے والے) کیوں کر ہو گئے اور یحفظونہ من امر اللہ کے معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ خدا نے کوئی عذاب نازل کیا ہو یا کوئی حکم دے دیا ہو اس سے بچا لینا تو اس بات پر کون قادر ہو سکتا ہے کہ خدا کے عذاب سے یا

السجدۃ ۲

لے لکھے ہوئے معاملہ سے کسی چیز کو بچا لے تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میں قربان ہو جاؤں۔ اصل آیت کیوں کر ہے فرمایا یوں نازل ہوئی لہ معقبات من خلفہ ورقیب من بین یدیہ یحفظونہ بامر اللہ (اس کے لئے پہرے دار پیچھے کی طرف سے مقرر ہیں اور نگہبان آگے کی طرف سے جو حکم خدا کے لیے بموجب اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور ایسا کون ہو سکتا ہے جو خدا سے بچا لے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حکم خدا کے موجب انسان کی حفاظت اس کی چیزوں سے کرتے رہتے ہیں جیسے وہ حکم خدا کے موجب (باقی صفحہ نمبر ۳۰۰ پر ملاحظہ ہو)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ
تم کہو کہ اللہ۔ تم کہو کہ کیا اس کو چھوڑ کر تم نے ایسوں کو اپنا ولی بنایا ہے
اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ
جو نہ اپنے آپ کے لئے کسی نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نقصان کا۔ تم
يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ
کہو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوتے ہیں؟ یا اندھیریاں اور
وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ
روشنی برابر ہے؟ یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کئے ہیں جنہوں نے اسی کی سی مخلوق پیدا کردی ہے کہ
عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ
ان پر مخلوق کی شناخت مشتبہ ہوگئی ہو۔ تم یہ کہہ دو کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا و زبردست ہے۔
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ
اس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اپنی اپنی مقدار کے موافق نالے (ندیاں) بہہ نکلے۔ اور روجھاگ کو
زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ
اوپر اوپر لے گئی اور اس میں سے جو زیور یا مال بنانے کے لئے تپایا جاتا ہے ایسا ہی جھاگ
مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا
نکلا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔
الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي
پس جھاگ تو بیکار جاتا ہے اور رہا وہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین
الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا
میں رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے پروردگار کا حکم
لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي
ماننا خیر و خوبی ہے۔ اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو
الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ
جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی ہو کہ ان سب کو فدیہ دے دیں (تو بھی) وہ یہی ہیں
الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ
جن کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ کیا وہ شخص

(بقیہ حواشی صفحہ نمبر ۲۹۹)

گر پڑے یا دیوار اس پر آرہے یا ایسی ہی کوئی اور مصیبت آپڑے، الا جب کوئی امر مقدر و مقرر پیش آجاتا ہے تو اس وقت وہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں اور وہ دو فرشتے ہیں جو رات کو حفاظت کرتے ہیں اور دو ہیں جو دن کو رات والوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔

۲ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیر ما بانفسھم تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ معاملہ حتماً طے فرما دیا ہے کہ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرما دے گا تو اس سے وہ نعمت ہرگز ہرگز سلب نہ فرمائے گا۔ جب تک کہ وہ بندہ کوئی ایسا گناہ نہ کرے جس کے سبب سے اس نعمت کے چھن جانے کا مستوجب ہو جائے اور یہی خدا کے اس قول کا مطلب ہے۔ معانی الاخبار میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں یہ ہیں (۱) لوگوں پر زیادتی کرنا (۲) خیرات کرنے اور نیکی کرنے کی عادت چھوڑ دینا (۳) کفران نعمت کرنا (۴) شکر نعمت نہ بجالانا۔

۳ الرعد روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ رعد کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے اور اس کے پاس آگ کے چابک ہیں جن کے ذریعہ سے بادلوں کو (جہاں جہاں حکم ہوتا ہے) ہنکالے جاتا ہے۔

وقف النبی علیہ السلام

۴ فیصیب بھا من یشاء امالی میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے فرعونوں میں سے ایک فرعون کے پاس ایک شخص کو بھیج کر دین خدا کی دعوت دی تھی تو اس متکبر نے اپنی سے یہ کہا کہ مجھے جس پر ایمان لانے کو کہا جاتا ہے وہ چاندی کا ہے یا سونے کا یا لوہے کا ہے اپنی بے چارہ لوٹ آیا اور جو کچھ اس متکبر نے کہا تھا آنحضرت صلی

النصف ع ۱۱ ۸

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پھر جا اور دعوت اسلام دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ وہ تو سرکشی سے پیش آتا ہے، فرمایا (کچھ پرواہ نہیں) تو جا۔ چنانچہ وہ گیا اور اس فرعون نے پہلے ہی کی طرح بات کہی۔ اسی اثناء کلام ہی میں تھا کہ بادل گرجا اور اس کے سر پر بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اڑ گئی۔ اسی وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی و یرسل الصواعق الخ۔ قول مترجم: اس روایت میں فرعون سے مراد سرکش ہے۔

يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا

جو یہ جانتا ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا ہے وہ برحق ہے اس کے مانند (ہو سکتا) ہے جو (دل کا) اندھا ہو۔

يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا

اس بات کو تو عقلمند ہی سمجھتے ہیں۔ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔

يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ

اور اپنے پیمان کو نہیں توڑتے۔ اور جو ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہتے ہیں جن کی صلہ رحمی کا خدا نے حکم دیا ہے

يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾

اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور حساب کی سختی سے خوف کھاتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صبر کیا اور نماز پڑھی

وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا اس میں سے چھپا کر اور ظاہر طور پر (راہ خدا میں) خرچ کیا اور بدی کا بدلہ

السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ

نیکی سے کرتے رہے عاقبت کا گھر ان ہی کے لئے ہے۔ (یعنی) رہنے کے باغات جن میں خود

يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

وہ بھی ہمیشہ رہیں گے اور ان کے آباء و اجداد میں سے اور ازواج میں سے اور ان کی اولاد میں سے بھی جو (جو)

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَامٌ

اس قابل ہوں گے اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آیا کریں گے

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِينَ

(اور یہ کہا کریں گے کہ) یہ عوض تمہارے صبر کرنے کے تم پر سلامتی ہو دیکھو (تمہارا) انجام کار کیسا اچھا ہوا۔

يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ

اور جو عہد خدا کو بعد اس کے پختہ ہو جانے کے توڑ ڈالتے ہیں اور جن کی صلہ رحمی کا خدا نے حکم دیا تھا ان سے

اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ

قطع رحمی کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے لعنت ہے

اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

اور ان ہی کے لئے اس گھر کی خرابی ہے۔ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے

(گزشتہ سے پیوستہ) فطرت اسلام پر پیدا ہوئے ہیں اور جو بجز سجدہ کرتے ہیں وہ وہ ہیں جو جبراً داخل اسلام کئے گئے ہیں اور جو سجدہ نہیں کرتے ان کی پرچھائیاں تو صبح و شام سجدہ کرتی ہی رہتی ہیں۔

(حواشی صفحہ نمبر ۳۰۰)

۱ الاعمیٰ و البصیر تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں کافر و مومن۔

۲ الظلمات و النور اسی تفسیر میں ہے کہ اس سے مراد کفر و ایمان۔

۳ خلقوا کخلقه مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے ایسے شریک نہیں بنائے جو خدا کی طرح خالق بھی ہوں کہ ان کو خلق کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہہ سکتے کہ دیکھو ہمارے معبودوں نے بھی ایسی ہی مخلوق پیدا کر دی جیسی خدا نے تو جیسے وہ لائق عبادت ہے ویسے ہی یہ بھی قابل عبادت ہیں۔ بلکہ انہوں نے ایسے کمزوروں کو شریک بنایا جو ان چیزوں پر بھی قدرت نہیں رکھتے جن پر مخلوق پر بھی قدرت رکھتی ہے پھر بھلا خالق کی قدرت کا تو کیا ذکر ہے۔

۴ انزل من السماء ماء تفسیر قمی میں اس آیت کی تفسیر یوں آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حق آسمان سے اتارا پس دلوں نے اپنی اپنی خواہش کے مطابق اس کو قبول کیا۔ یقین والے نے اپنے یقین کے مطابق اور شک کرنے والے نے اپنے شک کے مطابق اور خواہش نفس نے بہت سے باطل کو بے فائدہ دل میں جگہ دی۔ پس پانی سے حق مراد ہے۔ اور وادیوں سے لوگوں کے دل اور رد سے مراد ہے خواہش نفسانی اور جھاگ اور زیورات کا میل باطل ہے اور زیور اور سرمایہ سے مراد حق ہے۔ پس جن لوگوں کو دین کا یہ سرمایہ اور زیور ملا انہوں نے اس سے نفع اٹھایا اور اسی طرح صاحب حق کو حق قیامت کے دن بھی نفع پہنچائے گا اور جس کو دنیا میں جھاگ اور زیوروں کا میل پہنچ ملتا ہے اور کچھ نفع نہیں ملتا۔ اسی طرح قیامت کے دن اہل باطل کوئی نفع نہ اٹھائیں۔

۵ سوء الحساب تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوء الحساب سے مراد یہ ہے کہ ان کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے گی اور کوئی گناہ نہ بخشا جائے گا۔

(حواشی صفحہ ھذا) ۱ اولوا الالباب تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو اس طرح خطاب فرمایا کہ انتم اولوا الالباب فی کتاب اللہ یعنی تم وہ لوگ ہو جن کو کتاب خدا میں اولوا الالباب کہا گیا ہے۔ اور مجمع البیان تفسیر فرات میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۳۰۲ پر ملاحظہ ہو)

وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي
اور لوگ دنیا کی زندگانی سے راضی ہوگئے ہیں۔ حالانکہ زندگانی دنیا
الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝۲۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ
آخرت کے مقابلہ میں سوائے ادنیٰ سرمایہ کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ
عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ
اس کے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری تم یہ کہہ دو کہ اللہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور
اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ
جو رجوع کرتا ہے اس کو اپنی راہ بتاتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل ذکر خدا سے مطمئن ہیں۔
اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
یاد رکھو کہ ذکر خدا سے دل مطمئن ہوجایا کرتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لے آئے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝۲۹ كَذٰلِكَ
اور انہوں نے نیکیاں کیں خوشحالی اور انجام بخیر ان ہی کے لئے ہے۔
اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ
ہم نے اس امت میں تم کو اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے، جیسے ان سے پہلے اور بہت سی امتیں گذر گئیں۔
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ
تاکہ تمہاری طرف جو ہم نے وحی کی ہے ان کو پڑھ کر سناؤ حالانکہ وہ رحمان کے منکر ہیں۔ تم کہہ دو کہ وہ میرا پروردگار ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا
اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی کی طرف میری بازگشت ہے۔ اور اگر کوئی قرآن (ایسا) ہوتا کہ
سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ
پہاڑ اس کے ذریعہ سے چلائے جاتے یا زمین اس کے ذریعہ سے ٹکڑے کر دی جاتی یا مردوں
الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
سے اس کے ذریعہ سے باتیں کی جاتیں (تو وہ یہی قرآن ہوتا) لیکن ہر قسم کا اختیار خدا ہی کو ہے۔ کیا
اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ
وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں
كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ
ان کو جو کچھ وہ کرتے رہتے ہیں اس کے عوض کوئی (نہ کوئی) مصیبت برابر پہنچتی رہے گی یا ان کے گھر کے آس پاس آتی رہے گی۔

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۰۱)
اور جو کچھ خدا نے ان کے بارے میں عہد لیا ہے اس عہد کے بارے میں اور عالم ذر میں جو پیمان متعلق قبول ولایت امیر المومنین و آئمہ معصومین علیہم السلام لیا گیا تھا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۳ ما امر اللہ بہ ان یوصل کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمدؐ کی صلہ رحمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کبھی اس سے مراد تمہارے اہل قرابت بھی ہو سکتے ہیں اور تم ان لوگوں میں سے ہرگز نہ ہونا جو کسی شے کی نسبت یہ کہہ دیں کہ یہ تو ایک ہی معاملے کے بارے میں ہے۔

۴ یخشون ربھم و یخافون، سوء الحساب کافی، معانی الاخبار، تفسیر عیاشی اور اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جب کسی شخص کو یہ دیکھتے کہ وہ اپنے عزیز یا مومن بھائی سے اپنا حق خوب جانچ کر کوڑی کوڑی طلب کرتا ہے تو یہی آیت تلاوت فرمادیا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ لوگ اس سے ڈریں گے کہ خدا کہیں ان پر ظلم نہ کرے۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ خدا کا کام نہیں ہے بلکہ خوف اسی بات کا تھا کہ کہیں خوب جانچ کے سختی سے حساب نہ لیا جائے اسی کو خدا نے سوء الحساب فرمایا ہے۔ (اس سے آگے کے حواشی ضمیمہ میں پڑھو)

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ الذین اٰمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دل مطمئن ہو جائیں گے۔ اور یہی ذکر اللہ ہیں اور یہی جواب اللہ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں الذین اٰمنوا تو شیعہ ہیں اور ذکر اللہ سے امیر المومنین اور آئمہ معصومین ہیں۔

۲ طوبیٰ اس کے لفظی معنی تو ہیں بہت خوشی اور خوشحالی۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی جڑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع

جب تک کہ خدا کا وعدہ پورا نہ ہو۔ بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور تم سے پہلے رسولوں کی یقیناً ہنسی اڑائی گئی، اور میں نے ان لوگوں کو جو کافر ہوگئے مہلت دی۔

ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى

پھر ان سے مواخذہ کیا۔ پھر میری سزا کیسی سخت تھی۔ کیا وہ جو ہر نفس کے اعمال کا نگراں ہے

كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ

(اس کی مانند ہوسکتا ہے جو ایسا نہیں ہے) اور انہوں نے اللہ کے شریک قرار دے لئے تم کہہ دو

سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ

کہ تم ان کے نام لو۔ یا تم اس کو ایسوں کی خبر دیتے ہو جن کو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں یا خالی باتیں

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ

ہی باتیں ہیں۔ بلکہ (صورت حال یہ ہے کہ) جو لوگ کافر ہوگئے ان کی چالیں ان کی نظروں میں زینت پا گئی ہیں

السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ

اور راہ راست سے وہ روک دیئے گئے ہیں اور جس سے اللہ توفیق ہدایت سلب کرلے اور اس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں ہوتا۔

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ

ان کے لئے زندگانی دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اور زیادہ سخت ہے۔ اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی

اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ

بچانے والا نہ ہوگا۔ جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے (اس کا حال یہ ہے کہ)

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ

اس کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی۔ اس کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا۔

اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو پرہیزگار ہے اور کافروں کا انجام جہنم ہے۔ اور وہ لوگ جن کو ہم نے

الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ

کتاب دی وہ اس سے جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا خوش ہیں اور گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں

يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ

جو اس کی بعض باتوں سے انکار کرتے ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ کروں۔

ع ۴

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

اور اس درخت کی بڑائی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اگر ایک سوار سو برس تک برابر اس کے سائے میں چلا جائے تو اس کے سائے سے باہر نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ایک کوا اس کی جڑ سے چوٹی کی طرف اڑے تو بوڑھا ہو کر گر پڑے گا۔ مگر چوٹی تک نہ پہنچے گا۔ یاد رکھو کہ تمہیں ایسی چیز کی رغبت ہونی چاہئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طوبیٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک درخت ہے کہ جزا اس کی میرے گھر میں ہے اور شائبیں اس کی اہل جنت پر سایہ افگن ہیں۔ پھر ایک مرتبہ دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے اس پر کسی نے کلام کیا (کہ پہلے تو آپ اور طرح فرما چکے ہیں) فرمایا (کہ یہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے) جنت میں میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہی ہے۔

۳ قرأ اسیرت بہ الجبال کانی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ قرآن جس میں وہ کچھ ہے جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جائیں اور مکلوں کے بکھرے اڑا دیئے جائیں یا مردے زندہ کر دیئے جائیں۔ اس کے وارث ہم ہیں۔

۴ افلم ییئس تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام اس کو افلم یتبین فرمایا کرتے تھے اور ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے صحابہ اور تابعین کی بھی یہی قرأت تھی اور یہی اس کی تفسیر ہے۔

إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ

اس کی طرف میں بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میری بازگشت ہے اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی زبان میں فرمان (بنا کر) نازل کیا ہے۔

وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ۙ مَا

اور اگر بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے تم ان کی خواہشوں کی پیروی کرو گے

لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن

تو خدا کے مقابلے میں پھر تمہارا کوئی نہ حامی ہوگا اور نہ بچانے والا۔ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے بھی کچھ رسول

قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَٰجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن

بھیجے تھے اور ان کے لئے ازواج بھی مقرر کی تھیں اور اولاد بھی۔ اور کسی رسول کا یہ کام نہ تھا

يَأْتِىَ بِـَٔايَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا۟ ٱللَّهُ مَا

کہ بغیر حکم خدا کوئی علامت ظاہر کرے۔ ہر وقت مقررہ کے لئے ایک تحریر (ہی حکم) ہے۔

يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ ﴿٣٩﴾ وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ

اللہ جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم فرما دیتا ہے۔ اور اسی کی کتاب اسی کے پاس ہے۔ اور جن جن

بَعْضَ ٱلَّذِى نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلَٰغُ

چیزوں کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں خواہ ان میں سے بعض تم کو دکھلا دیں یا تم کو (پہلے ہی) اٹھا لیں پس تمہارے

وَعَلَيْنَا ٱلْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّا نَأْتِى ٱلْأَرْضَ نَنقُصُهَا

ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارے ذمے ہے کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے

مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَٱللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِۦ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ

برابر کم کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور اللہ حکم دیتا ہے کہ اس کے حکم کا رد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

ٱلْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ ٱلْمَكْرُ

اور وہ سب سے تیز حساب لینے والا ہے۔ اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے یقیناً چالیں چلیں مگر تمام

جَمِيعًا ۚ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ ٱلْكُفَّٰرُ

چالوں کا بدلہ دینا تو اللہ کا کام ہے۔ ہر نفس جو کچھ کرتا ہے اللہ اس سے واقف ہے اور عنقریب کفار بھی

لِمَنْ عُقْبَى ٱلدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَسْتَ

جان لیں گے کہ اس گھر کا انجام (بخیر) کس کے لئے ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ یہ کہتے ہیں کہ تم کسی کے بھیجے ہوئے نہیں

مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًۢا

ہو تم یہ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو (ایک تو)

لہ وجعلنا لهم ازواجا وذرية الجوامع میں ہے کہ لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ عورتیں رکھنے سے طعن کرتے تھے۔ ان کو جواب دیا گیا کہ آنحضرتؐ سے پہلے بھی ایسے رسول ہو چکے ہیں جنکی ازواج بھی بہت تھیں اور اولاد بھی تھی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت پہلے رسولوں میں سے ایک کے مانند ہے کہ اللہ نے ان کو ازواج بھی دی ہیں اور اولاد بھی۔ اور یہ شرف ان کے لئے خاص ہے کہ جس پائے کے ان کے اہل بیت قبول اسلام میں ہوئے اس پائے کے اور کسی نبی کے نہیں ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ ذریت رسول اللہ جن کا ذکر اس آیت میں ہے وہ ہم ہیں۔

ع یمحو الله ما یشاء ویثبت و عنده ام الکتاب کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محو تو وہی چیز کی جائے گی جو پہلے سے قائم ہو اور اثبات اسی چیز کا کیا جائے گا۔ جو پہلے سے نہ ہو۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو فرشتے اور روح اور کاتبین آسمان اول تک آتے ہیں اور جو کچھ اس سال میں قضا و قدر خدا سے ہونا ہے لکھتے ہیں۔ پھر جس چیز کو خدائے تعالیٰ کا مقدم یا موخر کرنا یا زیادہ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ لکھنے والے فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی مرضی کے موافق محو یا اثبات کر دے جناب محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص صلہ رحمی کرتا ہے یعنی اپنے عزیزوں کے ساتھ اور مومنین کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے اور اس کی عمر کے تین ہی سال باقی ہوتے ہیں تو خدائے تعالیٰ ان کو بڑھا کر تیئیس سال کر دیتا ہے اور ایک شخص قطع رحمی کرتا ہے یعنی اپنے عزیزوں اور مومنین کی خبر گیری نہیں کرتا یا سلوک بد کرتا ہے اور اس کی عمر تیئیس سال باقی ہوتے ہیں تو خدائے تعالیٰ ان کو کم کر کے تین سال کر دیتا ہے یا اس سے بھی کم۔ (باقی حواشی صفحہ ۳۰۵ پر پڑھئے)

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اللہ کافی ہے (دوسرے) وہ جن کے پاس اس کتاب کا پورا علم ہے۔

جروفها ۳۶۰۱ سورة ابراهيم مكية كلماتها ۸۴۵

سورہ ابراہیم مکہ میں نازل ہوا

اياتها ۵۲ ركوعها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

الر یہ کتاب ہم نے تمہارے پاس اس غرض سے اتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب

اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۱﴾ اللّٰهِ

لوگوں کو کفر کی اندھیریوں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لاؤ یعنی اس زبردست لائق تعریف خدا کے راستے کی طرف

الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ

کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور کافروں کے واسطے

لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِۨ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ

جو آخرت کے مقابلے میں زندگانی دنیا کو اختیار کرتے ہیں

الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

اور لوگوں کو راہ خدا سے روکتے ہیں اور اس میں کجی کے خواستگار ہیں سخت عذاب کی ہلاکت ہے

عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ

یہی تو بڑی گمراہی میں ہیں ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی

اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ

ہی قوم کی زبان میں باتیں کرنے والا تاکہ ان سے مطلب کھول کر بیان کردے۔ پھر اللہ جس سے چاہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

توفیق ہدایت سلب کرلے اور جسے چاہے ہدایت فرمادے، اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ اور بالتحقیق موسیٰ کو ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

نشانیاں دے کر اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو کفر کی اندھیریوں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لاؤ اور

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

ان کو اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ بیشک ان واقعات میں ہر صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔

ع ۱۲ (بقیہ حواشی صفحہ نمبر ۳۰۴)

اور جناب امام جعفر صادقؑ جب یہ ذکر فرماتے تو یہ آیت بھی تلاوت فرمادیا کرتے یمحوا اللہ ما یشاء الخ۔ (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھئے ۱۲)

۳ ننقصها من اطرافها احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہیکہ اس سے اہل زمانہ کی ہلاکت مراد ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہیکہ اس سے خصوصاً علماء کی موت مراد ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ خواہ موت جلد آجائے یا قتل میرا نفس ہر طرح راضی ہے اسلئے کہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها ہمارے ہی بارے میں ہے۔ اور مراد اس سے علماء کا کم ہوجانا ہے۔ ۱۲

۴ فذلہ المکر تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ کے مکر سے مراد اس کا عذاب ہے،

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ من عندہ علم الکتاب کافی، الخراج اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے صرف ہم کو مراد لیا ہے، اور علیؑ ہم میں سے اول اور ہم میں سے افضل اور بعد جناب رسول ﷺ سب سے بہتر ہیں۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر المومنین سے دریافت کیا کہ آپ کی سب سے بڑی ہوئی تعریف کیا ہے آپ نے یہی آیت تلاوت فرمادی۔ اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی مراد من عندہ علم الکتاب سے ہی ہیں المجالس میں ہیکہ جناب محمد رسول خدا ﷺ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ یہ میرا بھائی علی ابن ابی طالب ہے تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام باقرؑ سے روایت کیا گیا کہ عبداللہ ابن سلام کا یہ گمان ہیکہ خدائے تعالیٰ نے جو یہ فرمایا

شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ کے اس احسان کو جو تم پر ہوا یاد
عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ
کرو کہ اس نے تم کو فرعون والوں کے ہاتھ سے نجات دی جو تم کو سخت سے سخت عذاب دیتے
الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ
تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے،
ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ
اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی، اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار
شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝۷
نے جتلا دیا تھا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں ضرور بڑھاؤں گا اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے،
وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ
اور موسیٰؑ نے یہ فرمایا کہ اگر تم زمین میں جتنے ہیں وہ سب مل کر کفران نعمت کرو تو خدا کا کیا نقصان ہے
فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ
اللہ ضرور بے نیاز اور لائق تعریف ہے، کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی
قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛؕ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ
جو تم سے پہلے قوم نوحؑ اور قوم عاد اور قوم ثمود سے گذرے اور انکی جو ان کے بعد گذرے، جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا،
لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا
ان کے رسول انکے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے اور انہوں نے اپنے
اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
ہاتھ ان رسولوں کے منہ میں ٹھونس ٹھونس دیئے اور یہ کہہ کہہ دیا کہ جو کچھ تم کو دے کر بھیجا گیا ہے
وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ
ہم اس سے یقیناً منکر ہیں اور جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم اس سے بہت ہی شک میں ہیں۔
اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ
ان کے رسولوں نے کہا کیا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے خدا کے بارے میں تم کو شک ہے۔؟
لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
وہ تم کو اس لئے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ اور ایک وقت معینہ تک تم کو ڈھیل دے،

(بقیہ صفحہ ۳۰۵) یہ میرے باپ کے بارے میں ہے، ان حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے یہ تو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نیز انہی حضرت سے منقول ہے، کہ یہ آیت جناب علی مرتضیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کے بعد جناب رسول خداﷺ اس امت کے عالم وہی ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ وہ شخص جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ نازل کیا الذی عندہ علم من الکتاب (وہ شخص جس کے پاس کتاب کے ایک جزو کا علم ہے) وہ زیادہ عالم ہے یا وہ شخص جس کی شان میں فرمایا ہے۔ من عندہ علم الکتاب فرمایا الذی عندہ علم من الکتاب کے ایسا تھا جیسا کوئی مچھر سمندر میں سے اپنا پر بھگو لے، اور جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اسے یاد رکھو کہ سارا وہ علم جو آدم علیہ السلام کے ساتھ آسمان سے زمین پر اتارا گیا اور تمام وہ علم جس سے خاتم النبیین تک انبیاء کو فضیلت دی گئی وہ سارے علوم خاتم النبیین کی عترت میں موجود ہیں۔ ۲ ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ، الخصال میں جناب رسول خداﷺ کی ایک حدیث میں منقول ہے کہ پروردگار عالم نے مجھ پر احسان کیا اور ارشاد فرمایا کہ اے محمدﷺ میں نے ہر رسول کو انہی لوگوں کی طرف بھیجا ہے جو اس کی زبان بولتے تھے، اور تم کو اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے گورے ہوں یا کالے، عرب ہوں یا عجم۔ ۳ وذکرھم بایام اللہ تفسیر قمی میں ہے انکو اللہ کے دن یاد دلاؤ، ظاہر اس دن خدا کے ہیں مگر یہ ضرور کوئی خاص دن ہیں جن کی نسبت جناب رسول خداﷺ کو یہ حکم پہنچا چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ ایام اللہ سے مراد تین دن ہیں۔ ۴ قائم آل محمد کے ظہور کا دن ۲ موت کا دن ۳ قیامت کا دن

(حواشی صفحہ ہذا) ۱ لئن شکرتم لازیدنکم۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص خدا کی نعمت کا دل سے اقرار کرلے تو قبل اس کے کہ وہ اپنی زبان

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا

انہوں نے جواب دیا تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو تم یہ چاہتے ہو کہ جن چیزوں کی ہمارے باپ دادا

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ

عبادت کیا کرتے تھے ان میں سے ہمیں باز رکھو پس کوئی کھلا معجزہ لے کر آؤ ، ان کے

رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ

رسولوں نے اس سے کہ دیا کہ ہم تو تم ہی جیسے آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے

يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ اور یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم بغیر حکم خدا کے تم کو کوئی معجزہ دکھائیں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ وَمَا لَنَآ اَلَّا

اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسا کرنا چاہیے اور ہم کو کیا ہوگیا ہے کہ

نَتَوَكَّلَ عَلَي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰي مَآ

ہم اللہ پر بھروسا نہ کریں حالانکہ اسی نے ہم کو اپنی راہیں دکھلائی ہیں اور جو

اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۱۲ وَقَالَ

تکلیفیں تم ہم کو پہنچاتے ہو ہم ان پر ضرور صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسا کرنے والوں کو بھروسا کرنا چاہیے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ

اور جو کافر ہوگئے تھے انہوں نے اپنے رسولوں سے یہ کہا کہ ہم تم کو اپنے ملک سے نکال کر چھوڑیں گے

لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

یا یہ ضرور ہے کہ تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ کے پس انکے پروردگار نے ان کو یہ وحی فرمائی کہ ہم ان نافرمانوں کو

الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۳ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ

ضرور ہلاک کردیں گے ،اور انکے بعد زمین میں تم کو آباد کریں گے ،

لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝۱۴ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ

یہ صلہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ہماری حضور میں کھڑے ہونے سے خوف کریں اور ہمارے عذاب سے ڈریں،اور (پیغمبر)

كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۱۵ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ

طالب فتح ہوئے اور ہر کینہ ور جو ظالم نامراد ہوا۔آگے اس کے جہنم ہے اور پیپ کے پانی میں سے اس کو پلایا جائے گا،

صَدِيْدٍ ۝۱۶ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ

وہ گھونٹ گھونٹ کرکے اسکو پیئے گا اور پھر بھی حلق سے نہ اتارسکے گا اور موت اس کو ہر طرف سے آمٹے گی۔

(بقیہ صفحہ ۳۰۶)

۲ ولئن کفرتم ۔کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے کفر کی تفسیر کی صورتوں میں منقول ہے کہ کفر کی کتاب خدا میں پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں ،از انجملہ کفر کی تیسری صورت کفران نعمت ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ لنھلکن الظالمین ولنسکننکم الارض من بعدھم تفسیر قمی میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو اس خواہش سے ایذا دے کہ اس کا مکان لے لے تو اللہ اس کا مکان اسی پڑوسی کو دلوا دے گا۔

۲ کل جبار عنید التوحید میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ ہر وہ شخص جو لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے ۔وہی جبار و عنید ہے،اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ عنید کے معنی ہیں حق سے روگردان ہوجانے والا۔

۳ من ورائہ جھنم ،اس کا مطلب یہ ہے کہ آتش جہنم اس ظالم کے سامنے ہوگی کہ یہ دنیا میں تو گویا اس کے کنارے ہی رہا آخرت میں بھی اسی شان سے مبعوث ہوگا۔

۴ من ماء صدید تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جبار عنید کو آتش جہنم میں زانیہ عورتوں کی شرمگاہوں سے جو خون اور پیپ بہ رہا ہوگا وہ پلایا جائے گا اور جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ جب وہ اس کے قریب لایا جائے گا تو اسے ناپسند کرے گا پھر قریب لایا جائے گا تو چہرہ جھلس جائے گا اور سر کی کھال گر جائے گی جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوہ اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو

ایسا دیا جائے گا جیسا پگھلا ہوا تانبہ اور سیکہ وہ چہروں کو بھس دیگا پھر وہ جس وقت اس کو پیئے گا تو اس کی انتڑیاں کٹ کے مبرز سے نکل جائیں گی جیسے خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے وسقوا ماء حمیما فقطع امعاءھم ۔اور ان کو ایک قسم کا گرم پانی پلایا جائے گا۔پس وہ ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ ۱۲

كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾
حالانکہ وہ مرنے والا ہوگا ، اس اس کے آگے اور سخت عذاب ہوگا ۔
مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ
جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ان کی حالت یہ ہیکہ ان کے اعمال اس راکھ کی مانند ہیں
الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ط
جس کو آندھی کے دن تیز ہوا اڑا لے جائے جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اس کے کسی جزو پر اختیار نہ رکھیں گے ،
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
انتہا درجے کی ناکامی تو یہی ہے ، کیا تم نے اس میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾
زمین کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے ، اگر وہ چاہے تم کو دور کردے اور اور نئی مخلوق لے آئے ،
وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ
اور یہ اللہ کیلئے ذرا دشوار نہیں ہے ، اور جس وقت سب خدا کی حضور میں نکل کر جمع ہوں گے تو
الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ
اس وقت چھوٹی عقلوں والے ان سے جو بڑے بن گئے تھے یہ کہیں گے کہ حضرت ہم تو آپ کے پیرو تھے
مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ط قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
تو اب آج آپ ہم کو کچھ عذاب خدا سے بھی بچا لیں گے ؟ وہ کہیں گے اگر اللہ کوئی سلسلی کا راستہ ہم کو بتا دے گا تو
لَهَدَيْنٰكُمْ ط سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ
ہم تم کو بھی بتا دیں گے ، مگر ہمارے لئے تو دونوں حالتیں برابر ہیں خواہ ہم روئیں پیٹیں یا صبر و سکوت اختیار کریں
مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ
ہمارے لئے تو کوئی چھٹکارا ہی نہیں ہے ، اور جب سب معاملہ چک جائے گا تو شیطان یہ کہہ دے گا کہ اللہ نے تو تم سے
وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ط وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ
سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے اسکے خلاف کیا ، اور میرا تو تم پر کوئی قابو تھا ہی
مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ج فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
نہیں سوائے اسکے کہ میں نے تم کو بلایا تھا اور تم نے مان لیا تھا ، پس تم مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو ،
وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ط
اب میں نہ تمہارا فریاد رس ہو سکتا ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو سکتے ہو ،

۱ اعمالھم مطلب یہ ہے کہ کفار کے جتنے نیک کام ہیں صدقہ دینا خیرات کرنا ۔ صلہ رحمی کرنا ، غلام آزاد کرنا ، قرض استادہ دینا ، قرض معاف کر دینا ، مظلوم کی فریاد رسی کرنا ۔ اس کی تکلیف کم کر دینا ، اس کی تکلیف بالکل دفع کر دینا یہ سب بیکار ہوں گے اس سبب سے کہ بنیاد ان کی معرفت خدا پر نہ ہوگی ،

۲ استکبروا مصباح المتہجد میں امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ غدیر منقول ہے ، جس میں اسی آیت کو تلاوت فرمانے کے بعد حضرت نے حاضرین سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو استکبار کے کیا معنی ہیں پھر اسکے معنی یہ ارشاد فرمائے کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اسکی اطاعت نہ کرنا اور جس کی پیروی کی تاکید کی گئی ہے اس سے اعلیٰ اور بالا بن بیٹھنا ۔

۳ لما قضی الامر تفسیر کبیر میں ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جب وہ دنیا کے کاموں سے اپنے یاروں سے نبٹ لے گا تب وہ ان سے وہ باتیں کریگا جو اس آیت میں ہیں ع ۱۵

اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ
جس کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا میں اس کا پہلے سے منکر ہو چکا تھا، یقیناً جو نافرمان ہیں ان ہی کے لئے
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
دردناک عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیکیاں بھی کیں وہ ان جنتوں میں داخل کئے جائیں گے
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ
جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ انہی میں رہنے والے ہوں گے اور وہاں
تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً
ایک دوسرے کی مبارکباد و سلام علیک ہوگی، کیا تم نے یہ خیال نہیں کیا کہ خدائے تعالیٰ نے پاک کلمہ کی کیسی مثال
طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾
بیان کی ہے کہ وہ ایک عمدہ درخت کی مانند ہے اس کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخ آسمان پر پہنچی ہوئی ہے۔
تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
ہر زمانہ میں وہ خدا کے حکم سے اپنا پھل دیتا رہتا ہے اور یہ مثالیں خدائے تعالیٰ آدمیوں کے
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ
لئے اس غرض سے بیان کرتا ہے کہ وہ یاد رکھیں، اور ناپاک کلمہ کی مثال بدحیثیت درخت کی سی ہے کہ
خَبِیْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾
زمین کے اوپر ہی اوپر سے نوچ لیا جائے اس کا قیام کچھ بھی نہ ہو، جو ایمان لائے ہیں
یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
ان کو تو اللہ زندگانی دنیا میں اور آخرت میں پکی بات پر قائم رکھے گا، اور ظالموں سے اللہ
وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۬ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾
توفیق ہدایت سلب کرلے گا، اور اللہ جو چاہے گا کرے گا،
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
کیا تم نے ان کے بارے میں غور نہیں کیا جنہوں نے خدا کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی ہلاکت
دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا
کے گھر (یعنی) جہنم میں جا اتارا وہ سب اس میں جائیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے،
لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ
اور انہوں نے اللہ کے کچھ شریک قرار دے دیئے کہ لوگوں کو اس کی راہ سے بھٹکائیں، تم کہہ دو کہ (چند روز) نفع اٹھالو۔

۱ کفرت التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی برأت یعنی علیحدہ ہو جانا۔ ۱۲

۲ کلمۃ طیبۃ اسکے معنی ہیں حق اور سچی بات اور نیک کاموں کی طرف بلانا۔

۳ کشجرۃ طیبۃ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت میں شجرۃ کا مطلب دریافت کیا گیا تھا، فرمایا، یہاں وہ درخت مراد ہے۔ جس کی جڑ جناب رسول خدا ﷺ اور تنہ امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ جو ان دونوں بزرگوں کی اولاد ہیں وہ اس کی شاخیں ہیں اور آئمہ کا علم اس درخت کا پھل ہے اور ان حضرات کے شیعہ یعنی مومنین اس درخت کے پتے ہیں، پھر فرمایا کہ واللہ جب کوئی مومن پیدا ہوتا ہے تو ایک پتا اس میں لگ جاتا ہے۔ اور جب کوئی مومن مرجاتا ہے تو اس کا ایک پتا گر جاتا ہے۔

۴ کلمۃ خبیثۃ، اس کے معنی باطل اور جھوٹی بات اور گمراہی اور فساد کی طرف بلانا۔ ۵ کشجرۃ خبیثۃ اس سے مراد ہیں بنی امیہ اور اس کی تفسیر سورہ بنی اسرائیل میں لعنۃ ملعونہ کی تفسیر میں انشاء اللہ آئے گی، تفسیر عیاشی میں

ع ۱۲ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت اور ان کے دشمنوں کی مثالیں بیان فرمادی ہیں ۶ مالها من قرار۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں بنی امیہ کی مثال بیان کی گئی ہے اور تفسیر قمی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ ایسی ہی حالت کافروں کی ہے کہ ان کے اعمال آسمان کی طرف بلند نہیں ہو سکتے اور بنی امیہ خدا کو کسی مجلس میں یاد کرتے ہیں اور نہ کسی مسجد میں اور سوائے کسی ایک آدھ کے ان کے اعمال

الذین: آمنوا۔ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہمارے دوستوں میں سے جب کسی شخص کو موت آتی ہے تو شیطان اس کے دائیں سے اور بائیں سے آتا ہے کہ اس کو عقیدہ سے ہٹادے جس پر وہ قائم ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ ایسا نہیں کرنے دیتا اور یہ مطلب خدائے تعالیٰ کے اس آیت سے ثابت ہے کہ علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ دونوں صاحب قبر سے کیوں کہ قبر اب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ اور صاحب قبر جواب دے گا (اس سے اگلے صفحہ ۳۱۰ پر)

مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا

کہ تمہاری بازگشت تو یقیناً جہنم ہی کی طرف ہے، میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہہ دو کہ نماز

الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس دن نہ کوئی سودا ہوگا اور نہ یاری دوستی کام دے گی

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر ہماری راہ میں خرچ کیا کریں، اللہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعہ سے تم کو روزی دینے کیلئے پھل

رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ

پیدا کئے اور جہازوں کو تمہارے تابع کر دیا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتے رہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور ندیوں کو تمہارے اختیار میں دے دیا، اور سورج اور چاند دونوں دائمی چلنے والوں کو تمہارے کام میں لگا دیا

دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ

اور رات اور دن کو تمہارے لئے معین کر دیا۔ اور جو کچھ تم نے اس سے مانگا بھی میں سے اس نے تم کو دیا،

مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ

اور اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو تو اس کا احاطہ نہ کر سکو گے بیشک انسان بڑا

الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ

بے انصاف اور ناشکرا ہے، اور اس وقت کو یاد کرو جس وقت ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ

اس شہر کو امن وامان والا قرار دے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش کرنے سے بچا لے، اے میرے پروردگار

اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ

بیشک ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جو میرا اتباع کرے گا وہ تو میرا ہے،

وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ

اور جو میری نافرمانی کرے گا تو اس میں شک نہیں کہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اے ہمارے پروردگار

ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا

میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے پاس ایسے جنگل میں جہاں کھیتی باڑی کچھ نہیں ہے آباد کر دیا ہے۔

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۰۹) کہ میرا رب خدائے تعالیٰ اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی جناب محمد ﷺ ہیں تو وہ یہ نہیں کہے گے کہ خدائے تعالیٰ جس چیز کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے اس پر مجھے ثابت قدم رکھے اور یہ مطلب خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سوال قبر کے بارے میں بشر طیکہ صاحب قبر کافر ہوگا جو کچھ وارد ہے اسکے آخر میں یہ بھی ہے، خدائے تعالیٰ اس کی قبر میں سانپوں کو متعین فرما دیگا کہ وہ اسے کاٹتے اور کھاتے رہیں گے اور شیطان اس کو برابر مغموم و محزون کرتا رہے گا۔ اور سوائے جنوں اور آدمیوں کے کل مخلوق خدا اس کے عذاب کی آواز سنتے ہیں۔ اور وہ بھی لوگوں کے چلنے اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز تک سنتا ہے۔

(باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

حواشی صفحہ ھذا

۱ واجنبني وبني ان نعبد الاصنام۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ شخص جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت سے کوئی بات دریافت کی آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ اسپر اس شخص نے کہا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو اس میں کچھ شک ہی نہیں کہ آپ بت پرستوں کی اولاد میں سے ہیں حضرت نے فرمایا تو نے غلط کہا ۔ اللہ نے حضرت ابراہیم کو یہ حکم دیا تھا کہ اسماعیل کو مکہ میں لاکر آباد کر دیں، انہوں نے ایسا کیا اور خدا سے یہ عرض کی رب اجعل ھذا البلد آمنا واجنبني وبني ان نعبد الاصنام۔ پس اولاد اسماعیلؑ میں سے کسی نے بت نہیں پوجا، ہاں عرب ضرور بت پرست تھے اور اولاد اسماعیلؑ میں سے جو بھی کافر ہو گئے انہوں نے بھی یہ کہا ھولاء شفعاءنا، یہ بت ہمارے سفارشی ہیں الابت پوجے نہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو ابراہیمؑ سے یہ فرمایا لا ینال

عهدي الظالمين جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا یعنی جو کچھ انبیاء اور اولیاء کے سپرد کیا جاتا ہے وہ ان کو نہیں دیا جا سکتا جو نجاست کفر شرک میں آلودہ ہو چکے ہوں اسلئے کہ شرک کو خود خدائے تعالیٰ نے ظلم فرمایا ان الشرك لظلم عظيم۔ (بیشک شرک بڑا ظلم ہے) پس ابراہیمؑ جب یہ سمجھ گئے کہ اللہ کی طرف سے امامت کا عہدہ بت پرست نہیں پا سکیں گے تو انہوں نے خدا سے دعا کی واجنبني وبني ان نعبد الاصنام (اما) میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اسی روایت کے قریب

لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيٓ إِلَيْهِمْ
تاکہ اے ہمارے پروردگار وہ (اور اس کی اولاد) نماز پڑھا کریں پس آدمیوں میں سے بعض کے دل ان کی طرف مائل
وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَآ إِنَّكَ
و گرویدہ کر دیجیو اور ان کو پھلوں سے روزی پہنچائیو تاکہ وہ شکر ادا کیا کریں۔ اے ہمارے پروردگار
تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِن شَيْءٍ فِي
یقیناً تو ان سب کو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ پر زمین کی اور آسمان
الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿٣٨﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى
کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ سب تعریف اللہ کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھے
الْكِبَرِ إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ ۗ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ
باوجود بڑھاپے کے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ عنایت فرمائے بیشک میرا پروردگار بڑا دعا کا سننے والا ہے۔
اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿٤٠﴾
اے میرے پروردگار مجھ کو نماز گزار قرار دے اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار اور میری عبادت قبول کر
رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾
اے ہمارے پروردگار جس دن حساب لیا جائے گا اس دن مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مومنین کو بخش دیجیو۔
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
اور جو ظلم کرتے ہیں اس سے اللہ کو بھی غافل نہ سمجھنا سوائے اسکے نہیں کہ
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ
وہ ان کو اس دن تک کے لئے ڈھیل دیتا ہے جس دن آنکھیں کھلی کھلی رہ جائیں گی لوگ اپنے سروں کو اٹھائے
لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ وَأَنذِرِ النَّاسَ
بے تحاشا بھاگے چلے جاتے ہوں گے خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہ نہ پھر سکے گی۔ اور دل ان کے
يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَآ أَخِّرْنَآ إِلٰى
(فرط حیرت و دہشت سے) خالی ہوں گے اور اے رسول ﷺ لوگوں کو اس دن ڈرائیے جس دن اب پر عذاب آئے گا پس ان میں جو ظالم ہیں
أَجَلٍ قَرِيبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوٓا
وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو تھوڑے سے عرصے کی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور تیرے رسولوں کے پیروں
أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ فِي
ہو جائیں۔ (جواب میں کہا جائے گا) کیا تم پہلے سے اس کی قسمیں نہ کھایا کرتے تھے کہ ہمکو تو کچھ زوال (ہی) نہ ہوگا۔ اور تم ان لوگوں کے گھروں میں

(بقیہ صفحہ ۳۱۰)
پس اللہ نے مجھے نبی بنایا اور میرے بھائی علی کو وصی قرار دیا۔
قول مترجم۔ اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ خلفائے ثلثہ بھی اولاد اسماعیل میں سے تھے تو اس طرح شائد وہ بھی بت پرستی سے بچے ہوں اور اس طرح امامت و خلافت کے مستحق ہوئے ہوں تو اول تو سب کی تحقیقات اس شبہ کو باطل کر دے گی دوسرے جیسے مشرک کو عہد امامت نہیں پہنچتا ویسے ہی کافر کو بھی نہیں پہنچتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ والکافرون هم الظالمون۔ اور بعثت جناب رسول ﷺ کے بعد بھی ایک عرصے تک وہ عرصے کم ہو یا زیادہ انکے کفر پر باقی اور قائم رہنے میں کسی مسلمان کو کلام ہو نہیں سکتا۔ اس سے نتیجہ نکال لیجئے کہ اس شبہ کی کیا ہستی رہ گئی۔

ع ۱۸ ۱ فاجعل افئدة من الناس
تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہاں کل آدمی مراد نہیں لئے ہیں بلکہ اے محبان اہل بیت خدا کی مراد تم ہو اور جو تم جیسے ہوں۔ وہ اس لئے کہ خدائے تم لوگوں کی مثال عام لوگوں میں ایسی ہی ہے جیسے کالے بیل کی جلد پر کچھ سفید بال ہوں لوگوں پر لازم ہے کہ کعبہ اللہ کا حج بجا لائیں اور بوجہ اس کے خدا اس کو عظمت دی ہے اس کی عظمت کریں اور بعد حج بیت اللہ ہم اہل بیت سے جہاں کہیں کہ ہم ہوں ملاقات کریں کہ اللہ تک پہنچانے والے ہم ہیں۔

۲ تهوی الیهم احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہوتے ہیں، اور دعائے جناب ابراھیم علیہ السلام بھی یہی تھی فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب ابراھیم علیہ السلام کا مطلب بیت اللہ نہ تھا ورنہ فرماتے تهوی الیه پس واللہ مقصود دعائے۔

مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا

آباد تھے۔ جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اور یہ بھی کھل چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا

بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ

اور تمہارے لئے ہم نے مثالیں بیان کر دی تھیں، اور وہ تو اپنی چال پوری چل چکے حالانکہ ان کی

اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا

(سزا دہی کے لئے) خدا کے پاس موجود ہے گو ان کی چال ایسی تھی کہ پہاڑ بھی اس سے ٹل جائیں

تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾

مگر اللہ سے ایسا گمان ہرگز نہ کرو کہ وہ اپنے رسولوں سے جو وعدے کئے ہیں ان کے خلاف کرنے والا ہے۔ بیشک اللہ بڑا زبردست اور

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

بدلا لینے والا ہے، جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان دوسرے آسمانوں سے اور سب زبردست ویکتا

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي

خدا کی حضور میں کھڑے ہوں گے، اور اس دن تم مجرموں کو طوقوں اور زنجیروں

الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ

میں جکڑا ہوا دیکھو گے، ان کے لمبے لمبے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں کے ڈھانک لے گی،

النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

تاکہ اللہ ہر نفس کو اس کے کئے کا بدلہ دے بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے، یہ غرض نصیحت لوگوں کے لئے کافی السلاغ ہے

الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

اور اس غرض سے بھی کہ وہ اس کے ذریعہ سے ڈرائے جائیں اور اس کے لئے بھی کہ وہ جان لیں کہ وہی

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

ایک معبود ہے اور اس لئے بھی کہ تمام عقلا اس سے نصیحت حاصل کریں۔

حروفها ۲۹۰۷ سورة الحجر مكية كلماتها ۶۶۳

سورہ حجر مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۶ ایاتها ۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

الرا۔ یہ کتاب کی یعنی کھلے قرآن کی آیتیں ہیں۔

۱ یوم تبدل الارض غیر الارض، تفسیر قمی اور عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ زمین ایسی زمین سے بدل جائے گی جس پر گناہ نہ کئے گئے ہوں گے اور جس پر نہ پہاڑ ہوں گے اور نہ نباتات جیسی کہ ابتداء میں بنائی گئی تھی، کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کی زمین گویا کہ آگ ہوگی، سوائے مومن کے سایہ کہ صدقہ اس پر سایہ کئے ہوگا، اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ خالص خدا کے واسطے دوستی رکھنے والے ہیں وہ عرش خدا کے سائے میں داہنے ہاتھ سبز زبرجد کی زمین پر ہوں گے۔

قول مترجم۔ ان سب روایتوں کا ماحصل ایک ہی ہے کہ زمین بدلی ہوئی ضرور ہوگی، اب ہر محمد شخص کے لئے وہ کیسی ہوگی؟ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ (باقی اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

۲ مقرنین فی الاصفاد، اصفاد جمع صفد کی ہے جس کے معنی بیڑی بھی ہیں اور طوق بھی اور مقرنین کے معنی ہیں پاس پاس کئے گئے، تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ قید میں ایک دوسرے سے ملا کر جکڑ دیئے جائیں گے (مثلاً ایک بیڑی میں ۱۰ یا ۱۲ کے دو پاؤں اور ایک طوق میں دو گردن وغیرہ، شاید اس کی بنا یہ ہو کہ جیسے وہ عقائد اور افعال و اعمال میں ایک دوسرے کے شریک تھے ویسے ہی قید میں بھی شریک ہوں) جناب رسول اللہ ﷺ نے جب دو دو کو بھائی بھائی بنایا ہے تو ایسے ہی دو دو چھانٹے تھے جن کا انجام ایک ہی ہونے والا تھا جیسے جناب سلمانؓ فارسی و حضرت ابوذر غفاریؓ یا حضرت عمار یاسر و حضرت مقدادؓ یا اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ طلحہ و زبیر عثمانؓ بن عفانؓ و عبدالرحمانؓ بن عوف وغیرہ،

۳ سرابیلهم، تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کو جبرئیل امین یہ خبر دی کہ اہل جہنم کے کرتوں میں سے اگر ایک کرتہ آسمان و زمین کے مابین لٹکا

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۲ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا
جو لوگ کافر ہو گئے ہیں بہت دفعہ وہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلم ہوتے ۔ انکو چھوڑ دو کہ وہ کھائیں (پئیں)
وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۳ وَمَآ
اور نفع اٹھائیں ۔ اور امید ان کی لہو و لعب میں ڈالے رہے آگے چل کر تو ان کو معلوم ہی ہو جائے گا ،
اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۴ مَا تَسْبِقُ
اور ہم نے ایک ایسی بستی بھی ہلاک نہیں کی کہ اس کے لئے پہلے سے نوشتہ مقرر نہ تھا ۔ کوئی گروہ اپنے وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ جاتا
مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۵ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ
اور نہ وہ پیچھے ہی رہ جائیں گے ۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اے وہ شخص جس پر
عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۶ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ
قرآن مجید نازل کیا گیا ہے تو ضرور دیوانہ ہے ۔ اگر تو سچوں میں سے ہوتا تو ہمارے پاس فرشتے
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۷ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا
کیوں نہ لے کر آتا؟ فرشتوں کو تو ہم موقع ہی سے بھیجا کرتے ہیں ۔ اور جن کی طرف بھیجتے ہیں
كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
پھر ان کو مہلت نہیں دی جاتی ، بیشک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور یقینا ہم ہی اسکے محافظ ہیں ۔
لَحٰفِظُوْنَ ۹ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۱۰
اور بالتحقیق ہم نے تم سے پہلے اگلے گروہوں میں بھی رسول بھیجے تھے ۔
وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۱ كَذٰلِكَ
اور ایک رسول بھی ان کے پاس ایسا نہ آتا تھا کہ وہ اس کی ہنسی نہ اڑاتے ہوں ،
نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۱۲ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ
مجرموں کے دلوں میں بسبب ان کی شرارتوں کے ہم ایسا ہی ڈال دیا کرتے ہیں وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے جس حال میں کہ پہلوں کی روش
سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۱۳ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا
یہی ہو چکی ہے ۔ اور اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیں اور یہ دن بھر اس پر چڑھتے چلے جائیں
فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۱۴ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ
تو بھی یہی کہیں گے ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم تو جادو کے
قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۱۵ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا
مارے ہوئے لوگ ہیں ۔ اور یقینا ہم نے آسمان میں برج مقرر کئے ہیں ۔

(۱۲) لو کانوا مسلمین، تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی پروردگار عالم کی طرف سے یہ ندا کرے گا کہ جنت میں سوائے ہر بندہ مسلم کے اور کوئی داخل نہ ہوگا، اس وقت کفار یہ خواہش کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلم ہوتے ۔ تفسیر مجمع البیان میں علاوہ اس روایت کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی منقول ہے کہ جب اہل جہنم میں جمع کر دیئے جائیں گے اور ان میں اہل قبلہ بھی ہوں گے تو اس وقت کفار ان سے یہ کہیں گے کہ کیا تم مسلم نہ تھے؟ وہ جواب دیں گے پھر تمہارا اسلام تمہارے کچھ کام نہ آیا ۔ اور تم بھی ہمارے ساتھ یہیں چلے آئے، وہ لوگ جواب دیں گے ہم اپنے گناہوں کے سبب سے گرفتار ہو کر آئے ہیں، خدا تعالیٰ انکا یہ جواب سن کر حکم دیگا کہ جو ہمارے مسلم بندے جہنم میں ہیں وہ جہنم سے نکال لئے جائیں اس وقت کافر کہیں گے ۔ کہ کاش ہم بھی مسلم ہوتے ۔ قول مترجم، یہاں اسلام مراد نہیں ہے بلکہ وہ حقیقی اسلام مراد ہے، جو بروز عید غدیر جناب امیر المومنینؑ کی ولایت کے ساتھ پسند کیا گیا ۔ اور جس کے متعلق ارشاد ہو چکا ہے ۔ ورضیت لکم الاسلام دینا (اصلامی ترجمہ کے لئے صفحہ ۱۲۷ سطر ۹) اب یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس اسلام کے پیرو کا جہنم سے کیا علاقہ ؟ تو یہ شبہ اسی نوٹ کے پڑھنے سے رفع ہو جائے گا کہ اسلام کے کامل پیروؤں کے لئے اوپر والی حدیث ہے اور ناقص کیلئے نیچے والی ۔ (۱۵) یظلمون الامل کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے تمہارے متعلق دو باتوں کا اندیشہ ہے۔ خواہش نفس کی پیروی، اور جھوٹی امید میں باندھ لینا ۔ خواہش نفس کی پیروی تو حق سے باز رکھتی ہے اور جھوٹی امیدوں کا باندھ لینا آخرت کو بھلا دیتا ہے ۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جتنا کوئی بندہ اپنی امید کو بڑھا دیتا ہے اتنا ہی بد عملی کرتا ہے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بندہ اپنی اجل کو دیکھتا ہوتا اور اس بات کو معلوم کر لیتا کہ وہ کس تیزی سے

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ
اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو زینت دی۔ اور ہر شیطان لعین سے اس کی حفاظت کی۔ سوائے اسکے
اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ
جو چوری چھپے کچھ سن لے تو بھی ایک چمکتا ہوا ستارہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور زمین کو
مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
ہم نے پھیلا دیا اور اس میں بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے اور ہر مناسب چیز اس میں اگا دی،
مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ
اور اس میں تمہاری زندگی بسر کرنے کے بھی سامان مقرر کر دیئے اور ان کے بھی جن کو تم
بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ
روزی دینے والے نہیں ہو۔ اور ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں
اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ
اور ہم اسکو مقررہ اندازہ سے نازل کرتے رہتے ہیں، اور ہم نے پانی سے بھری ہوئی ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے
السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا
آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے تم کو وہ پانی پلایا حالانکہ تم تو پانی کے جمع کرنے والے نہیں ہو۔
لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
اور بیشک ہم ہی جلاتے ہیں۔ اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی اصلی وارث ہیں۔ اور تم میں سے جو پہلے تھے،
الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾
ان کو بھی ہم نے جان لیا اور جو تم میں سے بعد میں آنے والے ہیں ان کو بھی ہم نے جان لیا
وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ
اور یقینا تمہارا پروردگار وہی تو ان کو جمع کرے گا، بالتحقیق وہی حکمت والا اور علم والا ہے۔ اور بے شک
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ
ہم نے آدمی کو کھنکھناتی سنی ہوئی سیاہ سڑی ہوئی کیچڑ سے پیدا کیا۔ اور ہم نے جنوں کو
خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
پہلے ہی نہایت تیز آگ سے پیدا کیا تھا، اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے کل فرشتوں سے کہا تھا کہ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾
میں ایک آدمی کو کھنکھناتی سنی ہوئی سیاہ سڑی ہوئی کیچڑ سے پیدا کرنے والا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۳۱۳) جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بروج ستاروں کے جھنڈ ہیں۔ فصل ربیع اور موسم گرما کے برج یہ ہیں۔ حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان، اسد، سنبلہ اور فصل خریف اور موسم سرما کے برج یہ ہیں، میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو، حوت۔

(حواشی صفحہ ھذا)

لے شہاب مبین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب تک جناب رسول خدا ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔ شیطان خبیث کے لئے آسمان پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے تو ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ ذرا ان ستاروں کو تو دیکھو جن سے راستہ کا پتہ لگایا جاتا ہے اور جاڑے گرمی کے موسم پہچانے جاتے ہیں، اگر خود بخود گر جائیں تب تو ہر چیز کی ہلاکت ہے اور اگر یہ قائم رہیں اور ان میں سے شہاب پھینکے جائیں تو ضرور کوئی امر حادث ہوا ہے۔ اور مکہ میں ایک یہودی بھی رہتا تھا۔ جس کا نام یوسف تھا اس نے جب ستاروں کو آسمان میں حرکت کرتے اور چلتے دیکھا تو وہ اپنے گھر سے نکل کر قبیلہ قریش کے جمع ہونے کی جگہ پر آیا اور کہا کہ اے گروہ قریش کیا آج کی رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو اس نے کہا تو ریت کی قسم تم غلطی کرتے ہو۔ آخر النبیین اور افضل المرسلین ضرور آج ہی شب کو پیدا ہوا ہے اور وہ وہی ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ جب وہ نبی پیدا ہوگا تو شیاطین کو رجم کیا جائے گا۔ اور وہ آسمانوں پر جانے سے روک دیئے جائیں گے۔ پس قریش میں سے ہر شخص اپنے اپنے گھر گیا اور اپنے اپنے اہل و عیال سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ بیشک عبداللہ ابن عبدالمطلب کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔

ے من کل شیء موزون۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پہاڑوں میں سونا۔ چاندی۔ جواہرات۔ گندھک۔ تانبا۔ سیسہ۔ جست۔ سرمہ اور ہڑتال اور ان سے ملتی جلتی چیزیں مختلف اوزان کی پیدا کر دیں اور وزن ہی کر کے یہ سب چیزیں بنگی جاتی ہیں۔ (قول مترجم) جدید سائنس کے جاننے والے ذرا غور سے دیکھیں کہ خدائے تعالیٰ نے کن مختصر الفاظ میں اور اما

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
پھر جب میں اس کو بنا چکوں اور اپنی پیدا کی ہوئی روح اس میں پھونک چکوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ
اس پر بھی فرشتوں نے تو سجدہ کیا۔ نہ کیا تو ابلیس نے۔ اسنے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے

يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ
سے سرتابی کی۔ (خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس مجھے کیا ہوگیا کہ تو نے سجدہ کرنے

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ
والوں کا ساتھ نہ دیا۔ عرض کی کہ میں تو ایسا نہ تھا کہ ایسے شخص کو سجدہ کرتا جسے تو نے خود کھنکھناتی

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ
سنی ہوئی سیاہ سڑی ہوئی کیچڑ سے پیدا کیا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اس جگہ سے نکل جا کہ

رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ
تو مردود ہے۔ اور فیصلے کے دن تک کے تجھ پر لعنت ہے۔ عرض کی کہ اے پروردگار

فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾
تو اس دن تک کے لئے مجھے مہلت دے دے جس دن سب لوگ مبعوث کئے جائیں گے۔

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ
فرمایا کہ وقت معلوم کے دن تک تجھے مہلت دی گئی۔ عرض کی کہ اے میرے پروردگار جیسے کہ تو نے

لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا
مجھ سے اپنی توفیق سلب کرلی میں بھی دنیا میں نافرمانی کو ان کی نظر میں زینت دوں گا۔ اور ان میں سے سوائے

عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ
تیرے خالص بندوں کے میں ضرور سب ہی کو بہکاؤں گا۔ فرمایا، یہ سیدھا راستہ ہے یا یہی وہ

مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا
سیدھی راہ ہے جس کی رعائیت مجھ پر لازم ہے۔ بیشک میرے بندے جو ہیں ان پر تیرا

مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
کوئی قابو نہیں سوائے ان کے جو گمراہ ہونے والوں میں سے تیرے پیروں ہوجائیں اور

اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ
یقیناً جہنم ان سب کی وعدہ گاہ ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں۔ ان سب کے ہر دروازہ کے لئے بٹا ہوا

۱؎ ونفخت فیہ من روحی کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ نفخ یعنی روح کا پھونکنا کیوں کر واقع ہوا تھا؟ فرمایا کہ روح مثل ریح یعنی ہوا کے ایک متحرک چیز ہے اور اس کو روح کہتے ہیں اس لئے کہ اس کا نام نفط ریح سے مشتق ہوا ہے، اور روح اور ریح ہم جنس ہیں اور خدائے تعالیٰ نے جو اپنی ذات کی طرف اس کی اضافت فرمائی یعنی میری روح فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اور روحوں میں سے اسے برگزیدہ کرلیا تھا جیسا کہ اور مکانوں سے ایک مکان کو برگزیدہ کرلیا اور اس کو کہا بیتی یعنی میرا گھر یا رسولوں میں سے ایک رسول کو برگزیدہ کرلیا۔ جیسا کہا حبیبی۔ یعنی میرا حبیب پس اس قسم کی جتنی چیزیں ہیں سب اس کی پیدا کی ہوئی۔ اس کی بنائی ہوئی اور اس کی ایجاد کی ہوئی ہیں۔ وہی ان کی تربیت کرتا ہے اور وہی ان کی تدبیر فرماتا ہے۔

قول مترجم۔ تحقیق روح کا میدان بہت وسیع ہے۔ یہاں ہم قول جناب امیر المومنین کا خلاصہ لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کی پانچ قسمیں ہیں یعنی روح القدس۔ روح الایمان روح القوۃ۔ روح الشہوۃ اور روح البدن اور سب آدمی تین قسم کے ہیں۔ السابقون، اصحاب الیمین، اصحاب الشمال، پہلی قسم کے لوگوں میں انبیاء اور صیاء داخل ہیں ان کو پانچوں روحیں ملتی ہیں، اور دوسری قسم میں مومنین ان کو پہلی چار روحیں ملتی ہیں اور تیسری قسم میں کفار و منافقین ان کو سب سے آخر والی تین ہی روحیں ملتی ہیں۔ کمیل ابن زیاد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے مولا جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے عرض کی کہ یا مولا یہ میرا نفس کیا چیز ہے اسے تو پہچنوا دیجئے، فرمایا کہ اے کمیل جو نے نفس کو پہچنوا دوں میں نے عرض کی یا مولا آیا نفس ایک سے زیادہ ہیں؟ فرمایا کہ اے کمیل ہاں نفس چار ہیں پہلا نامیہ نباتیہ، دوسرا حسیہ حیوانیہ۔ تیسرا ناطقہ قدسیہ جو تھا۔ کلیہ الٰہیہ اور ان میں سے ہر ایک کی پانچ پانچ قوتیں ہیں اور دو دو خاصیتیں ہیں پس نامیہ نباتیہ کی پانچ قوتیں یہ ہیں۔ ماسکہ۔ جاذبہ۔ ہاضمہ۔ دافعہ۔ مربیہ اور اس کی دو خاصیتیں ہیں۔ زیادت و نقصان۔ یعنی جسم کا بڑھانا اور گھٹانا اور اس نفس کے پیدا ہونے کی جگہ جگر ہے۔ دوسرا حسیہ حیوانیہ اس کی پانچ قوتیں یہ ہیں۔ سننا۔ دیکھنا، سونگھنا۔ چکھنا اور چھونا اور اس کی دو خاصیتیں یہ ہیں۔ رضا و غضب۔ (یعنی راضی ہونا اور ناراض ہونا) اور اس نفس کے پیدا ہونے کی جگہ دل ہے۔ (باقی صفحہ میں پڑھئے)

مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا

حصہ مقرر ہے۔ بیشک پرہیزگار لوگ جنتوں اور چشموں والی زمین میں ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ

بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

ان میں امن وامان اور سلامتی کے ساتھ چلے آؤ۔ اور ان کے دلوں میں جو کچھ کینہ ہوگا

اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا

ہم اس کو نکال دیں گے اور وہ تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل بھائی بھائی کی حیثیت سے بیٹھے ہوں گے۔

هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ

نہ ان جنتوں میں ان کو کوئی رنج پہنچے گا اور نہ ان سے نکالے جائیں گے۔ اے رسول ﷺ میرے بندوں کو خبر دے دو

الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ

کہ میں ہی بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی عذاب دردناک ہے اور ان

عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ

کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا واقعہ سنادو۔ کہ جب وہ انکے پاس آئے اور انہوں نے سلام کیا۔

قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

تو ابراہیمؑ نے کہا کہ ہم تو تم سے ڈرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں، ہم تو آپ کو ایک

بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ

صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں ابراہیمؑ نے کہا کہ کیا تم مجھ کو ایسے حال میں خوشخبری دیتے ہو

فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

جب کہ مجھ پر بڑھاپا چھا گیا ہے تو کس بات کی خوشخبری دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو آپ کو ٹھیک ٹھیک خوشخبری

الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا

دی ہے پس آپ مایوس ہونے والوں میں سے نہ ہوں۔ فرمایا سوائے گمراہوں کے اپنے رب کی رحمت سے

الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا

ناامید کون ہوسکتا ہے؟ پھر فرمایا کہ اے اچنبھے تم کو کیا مہم درپیش ہے۔ عرض کی کہ

اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا

ہم ایک مجرم گروہ کی طرف عذاب دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ سوائے آل لوطؑ کے

لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؕ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ

کہ ان سب کو ہم ضرور بچادیں گے۔ مگر زوجہ لوطؑ جس کی نسبت ہم نے سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ

---

۱ جزء مقسوم الضعال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے فرعون وقارون داخل ہوں گے اور ایک دروازے سے مشرکین وکفار یعنی وہ لوگ جو ان واحد کے لئے بھی خدا واحد پر ایمان نہ لائے ہوں گے، اور ایک دروازے سے مخصوص بنی امیہ جائیں گے، وہ ایسا ان کے لئے خاص ہوگا کہ کوئی دوسرا اس میں مزاحم باب لظیٰ بھی نہ ہوگا ہے باب سعیر بھی اور باب ہاویہ بھی کہ ان میں داخل ہونے والے ستر برس تک نیچے کو جائیں گے پھر ایک جوش آئے گا جو ان کو ابھار کر ستر برس کی بلندی تک اوپر لے آئے۔ غرض دوام کے لئے اسی حالت زیروزبر میں رہیں گے۔ اور ایک دروازے سے ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والے اور ہم سے محاربہ کرنے والے داخل ہوں گے یہ سب سے بڑا بھانک ہوگا اور اسکی گرمی بھی بہت تیز ہوگی۔ پھر فرمایا کہ وہ دروازہ جس سے بنی امیہ داخل ہوں گے۔ وہ ابوسفیان، معاویہ اور آل مروان کے لئے مخصوص ہے۔ اور جس وقت وہ اس دروازے میں گھسیں گے آگ ان کو ایسا نگل لے گی جیسا کہ نگلنے کا حق ہے نہ ان کو کوئی فریاد سنے گا اور نہ اس میں وہ جئیں گے اور نہ مریں گے۔ ۲ ونزعنا مافی صدورھم من غل۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ اے ہمارے شیعو اللہ وہ تم ہو جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ونزعنا مافی صدورھم اور ایک روائیت میں ہے کہ واللہ خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں سوائے تمہارے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے،

۳ بغلام علیم۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غلام علیم سے مراد حضرت اسماعیل

ماخوذ فرمایا جاتا تھا کہ جب اس قوم کی سرکشی سے بڑھ گئی تو خدائے تعالیٰ نے یہ طے فرمادیا کہ اس قوم پر عذاب نازل کیا جائے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مقرر فرمادیا کہ ایک صاحب علم کو اطلاع کیا جائے۔ (باقی صفحہ ۳۱۷ پر دیکھئے)

یں جو بطن ہاجرہ سے پیدا ہوئے تھے۔ ۴ انا ارسلنا الی مجرمین۔ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام جو کچھ منقول ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کو قوم لوطؑ پر عذاب نازل ہونے کی توقع تو تھی لیکن ان دونوں بزرگوں کی منزلت خدائے تعالیٰ کے نزدیک اتنی بڑی تھی کہ ان کے مودت وخلت کے لحاظ سے

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ
فسرور پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی۔ پھر جس وقت یہ بھیجی لوطؑ کے کنبے کے پاس پہنچے۔ تو لوطؑ نے فرمایا
قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ
کہ تم تو اجنبی معلوم ہوتے ہو، انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں
يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
یہ لوگ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم آپ کے پاس برحق حکم لے کر آئے ہیں اور ہم سرور سچے ہیں۔ پس آپ کچھ رات رہے سے
بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اپنے کنبہ کو چلتا کیجئے اور خود انکے پیچھے پیچھے جایئے اور آپ میں سے کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے
اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ
اور جہاں تم کو حکم دیا گیا ہے وہاں چلے جاؤ۔ اور یہ حکم ہم نے قطعی طور سے
الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ
ان کو سنایا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور اس شہر کے
الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا
لوگ خوش ہوتے ہوئے آئے۔ لوطؑ نے فرمایا۔ کہ یہ میرے مہمان ہیں پس تم مجھے
تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ
فضیحت نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کیا ہم نے آپ
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾
کو لوگوں کے مہمان کرنے منع نہیں کر دیا تھا؟ فرمایا۔ کہ اگر تم کچھ کرنا ہی ہے۔ تو یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں۔
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
اے رسول ﷺ تمہاری جان کی قسم وہ یقینا اپنے نشے میں لڑکھڑا رہے تھے۔
الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا
پس سورج نکلتے نکلتے ان کو چیخ نے آلیا۔ پھر ہم نے ان بستیوں کو زیروزبر کر دیا۔ اور اوپر سے ہم نے ان پر
عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
پتھرائی ہوئی مٹی کے ڈھیلے برسائے۔ یقینا اس واقعہ میں سمجھنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں
لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
اور یقینا وہ یعنی ان بستیوں کے نشان قائم راستہ پر موجود ہیں۔ اس واقعہ میں بیشک

(بقیہ صفحہ ۳۱۶) جس سے ہلاکت قوم لوطؑ کے سبب سے جو تکلیف پہنچے اس سے کسی پاسکیں لہٰذا جو فرشتے عذاب کے لئے بھیجے گئے تھے ان کو یہ حکم تھا کہ عذاب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ کی خوشخبری سناتے جائیں۔

۵ قدرنا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرقہ قدریہ پر افسوس ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے ہیں الا امراته قدرنا انها لمن الغابرین۔ مگر سمجھتے نہیں کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کس نے مقدر فرمایا

حواشی صفحہ ہذا

۱ بقطع من اللیل مطلب اس کا ہے کہ آدھی رات گزرنے کے بعد۔

۲ المدینہ اس سے مراد شہر سدوم۔

۳ اولم ننهك عن العالمین تفسیر صافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں ممانعت سے مراد یہ ہے کہ قوم لوطؑ نے حضرت لوطؑ کو منع کر دیا تھا کہ نہ وہ لوگوں کی مہمانی کریں اور نہ ان کو اپنے گھر میں اتاریں۔

۴ لعمرك تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد ﷺ تمہاری جان کی قسم اور خدائے تعالیٰ کا جناب رسول خدائے ﷺ سے اس طرح خطاب فرمانا اور انبیاء پر آنحضرت ﷺ کی فضیلت ثابت کرتا ہے۔

۵ للمتوسمین المتوسمین۔ کے لغوی معنی بڑی فراست رکھنے والے جن کی نظر ایسی پختہ تلی ہو کہ کسی شے کی علامت سے اس کی حقیقت پہچان لیں، کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کی آیت ان فی ذلک لآیات للمتوسمین کے بارے میں فرمایا کہ جناب رسول خدا ﷺ متوسم تھے اور میں ان کے بعد متوسم ہوں اور آئمہ جو میری اولاد میں ہوں گے وہ سب متوسم ہوں گے تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ متوسمون سے مراد آئمہ میں جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله۔ مومن کی عقل دوربین سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ نور خدا کے ذریعہ سے دیکھ لیتا ہے۔ ۶ لبسبیل مقیم الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہمارا اور محمد ﷺ کا قول ہے اور ہمارے شیعوں کا قول ہے اور ہمارے مخالفوں کا قول ہے اور ہمارے دشمنوں کا قول ہے اور یہ راستہ امام مبین ہے۔

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

مومنوں کے لئے ایک نشانی ہے اور بن والے یقینا نافرمان تھے ۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ

پس ہم نے ان سے بھی بدلہ لیا اور ان دونوں کے آثار کھلے راستے پر ہیں ۔ اور حجر والوں نے

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا ۔ اور ہم نے ان کو نشانیاں دی تھیں پھر وہ ان سے روگردان رہے

مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾

اور پہاڑوں کو تراش تراش کر امن والے مکان بناتے رہے پھر صبح ہوتے ہوتے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

ان کو چیخ نے آلیا ، پس جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آیا ،

يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اسکو

اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾

ٹھیک ٹھیک ہی پیدا کیا ہے ۔اور قیامت یقینا آنے والی ہے پس تم خوبی کے ساتھ درگزر کرتے رہو،

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ

بیشک تمہارا پروردگار وہی تو پیدا کرنے والا اور واقف ہے ۔اور بیشک ہم نے آپ کو بار بار دہرانے کی

الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا

سات آیتیں سورۂ فاتحہ اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے ان کے گروہوں کو ہم

مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

نے جن چیزوں سے نفع پہنچایا ہے تم ان کی طرف نظر نہ ڈالو اور نہ ان کے لئے رنجیدہ ہو

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾

اور مومنوں سے وانع کے ساتھ پیش آتے رہو ،اور کہدو کہ میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ

ہم نے تم پر یہ قرآن اسی طرح نازل کیا ہے جیسا ہم نے ان بکوے بکوے کرنے والوں پر نازل کیا تھا۔

عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا

جنہوں نے اپنے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔پس تیرے پروردگار کی قسم ہے جو کچھ بھی یہ کیا کرتے تھے اسکے بارے میں ہم ضرور ان سبھی سے تو

لے اصحاب الایکۃ ایکۃ کے معنی ایسا بن جس میں درخت بہت ہی گھنے ہوں اور اصحاب الایکۃ سے مراد ہیں قوم شعیبؑ کے لوگ جو ایک بن میں رہتے تھے اور حضرت شعیبؑ کی تکذیب کے باعث عذاب ان پر بصورت سائبان بھیجا گیا تھا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے تھے ۔ ۲ اصحاب الحجر ۔حجر ایک وادی کا نام ہے جو مدینہ اور شام کے مابین ہے اور اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے جو اس وادی میں آباد تھی ، اور انہوں نے حضرت صالحؑ کی تکذیب کی تھی ۔ ۳ سبعا من المثانی الیعون میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم سورۃ فاتحہ الکتاب کی ایک آیت ہے اور اس سورت کی بسم اللہ الرحمان الرحیم کی ملا کر سات آیتیں ہیں ۔اور میں نے خود جناب رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ سے خطاب کر کے یہ فرمایا ۔یا محمد ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم ۔پس سورہ فاتحہ کے عطا کرنے سے مجھ پر احسان خاص کیا اور اس کو قرآن عظیم کا مدمقابل قرار دیا ۔تفسیر عیاشی میں ہے جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا یہ سورہ حمد ہے جس کی سات آیتیں ہیں از آنجملہ بسم اللہ الرحمان الرحیم بھی ہے اور مثانی اس کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ دونوں رکعتوں میں پڑھی جاتی ہے ۔التوحید تفسیر کی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ مثانی جو خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمائی وہ ہم ہیں ۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ امام علیہ السلام کے اس قول کے یہ معنی لیتے ہیں جناب رسول خدا ﷺ نے ہم کو قرآن مجید کے ساتھ ملایا ہے اور امت کو دونوں ۔کے یعنی قرآن مجید اور ہمارے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا اور یہ خبر بھی دے دی کہ حوض کوثر پر پہنچنے تک ہم دونوں جدا نہ ہوں گے ۔قول مترجم ۔صاحب تفسیر صافی ، خدائے تعالیٰ نے جو سات فرمایا یہ غالبا اس اعتبار سے کہ چہار معصومین کے اسماء مبارک سات ہی ہیں ۔یعنی محمد ﷺ ۔علیؑ ۔فاطمہؑ ۔حسنؑ ۔حسینؑ ۔جعفرؑ ۔موسیٰؑ اصل اسمائے مبارک تو یہی ہیں باقی تین محمد اور

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾

باز پرس کریں گے ۔ اب تم کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے وہ کھول کر سنا دو اور مشرکوں سے روگردانی کرلو

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

یعنی ان کی ذرا پرواہ نہ کرو ان ہنسنے والوں کے شر سے بچانے کے لئے ہم تم کو کفایت کریں گے

اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ

جو اللہ کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں پھر آگے چل کر وہ بھی حقیقت حال جان لیں گے ۔

صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

اور ہم یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تم اس سے دل تنگ ہوتے ہو، پس تم اپنے رب

السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

کی تسبیح پڑھو اور سجدے کرو۔ جب تک تم کو موت نہ آئے اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔

حروفها ۷۹۷۴ سورة النحل مكية كلماتها ۱۸۷۱

سورہ نحل مکہ میں نازل ہوا

اياتها ۱۲۸ | ركوعها ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾

عذاب خدا آگیا پس اس کے لئے جلدی نہ کرو۔ جن چیزوں کو یہ شریک قرار دیتے ہیں ان سے وہ منزہ و برتر ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ

فرشتوں کو عالم ملکوت سے وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے

اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کہ لوگوں کو یہ جتلادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس مجھ ہی سے ڈرو ، اس نے آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

زمین کو عدل صحیح کے ساتھ پیدا کیا اور جن چیزوں کو لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں

مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ

وہ ان سب سے برتر ہے ۔ اسی نے انسان کو نطفے پیدا کئے کہ تمہارے لئے ان میں جاڑے کا سامان بھی ہے

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا

اور نفعے بھی اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو، اور ان ہی میں تمہارے لئے

﴿۲﴾ (بقیہ صفحہ ۳۱۸) تو اسکے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ قرآن ثانی قرار دیا اور ایک یہ کہ سبعا من المثانی یعنی سات سے دو چند یعنی تعداد چہاردہ معصومینؑ اس طرح سے جتلادی ۔ قول مترجم۔ اگر کسی کو یہ اعتراض سوجھے کہ چودہ معصومین میں تو خود رسول بھی داخل ہیں اور آیت کے معنی سے جو کچھ دیا گیا وہ الگ مفہوم ہوتا ہے۔ اور جس کو دیا گیا وہ علیحدہ ۔ تو وہ یہ سمجھ لیں کہ اصل مخاطب نور ہے جس کے سب اجزاء ہیں پس معطیٰ جو کچھ دیا گیا اور معطےٰ لہ جس کو دیا گیا کی مغائرت یعنی

﴿ع﴾ ان کا الگ الگ ہونا اعتباری ہے ۔ ﴿۴﴾ لاتمدن عینیک تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مصیبتوں پر صبر نہ کرے گا وہ دنیا سے بڑی حسرت کے ساتھ جائیگا، اور جو دوسروں کے مال پر نظر کرے گا اس کا رنج بڑھے گا اور غصہ کم نہ ہوگا، اور جو شخص کھانے اور کپڑے کے سوا خدا کی اور نعمتوں کو نعمت نہ سمجھے گا اس کے اعمال خیر کم ہو جائیں گے اور عذاب قریب آجائے گا اور جو دنیا کے لئے رنجیدہ ہوگا خدا اسے ضرور ناراض ہوگا۔ اور جو شخص ایسی مصیبت کی شکایت کرے گا جو اس پر پڑی ہو تو گویا وہ خدا کا شاکی ہوگا اور جو شخص اس امت کے قرآن پڑھنے والوں میں سے جہنم میں جائیگا پس وہ ان میں سے سمجھا جائے گا جنہوں نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی ہوگی اور جو شخص کسی دولتمند کے پاس آکر مال کی خواہش سے اظہار خشوع و خضوع کرتا ہے اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

﴿۱﴾ فاصدع بما تؤمر تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت نے آیت ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها کو منسوخ کر دیا کمال الدین میں جناب امام صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کے پاس پانچ برس تک خائف و خفیہ رہے امر رسالت کو علی الاعلان ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ صرف جناب امیر المومنین اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ پورا پورا ساتھ دینے والے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اس کا پورا پورا اظہار کرو چنانچہ اسی وقت سے اظہار کیا۔ ﴿۲﴾ انا كفيناك المستهزءين تفسیر عیاشی میں جناب امام باقرؑ سے منقول ہے کہ ولید ابن مغیرہ، عاص ابن وائل، اسود ابن مطلب، اسود ابن عبد یغوث اور حارث ابن طلاطلہ خزاعی (باقی صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝٦ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ
جب شام و صبح لاتے اور لے جاتے ہو زینت بھی ہے اور وہی چوپائے تمہارے بھاری بھاری
اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ
بوجھ ان شہروں تک لاد کر لے جاتے ہیں جن تک تم بغیر سخت جانکاہی کے پہنچ ہی نہ سکتے ۔ بیشک تمہارا
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٧ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا
رب بڑا شفقت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے ۔ اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ ان پر سوار ہو
وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ
اور وہ تمہاری زینت ہو اور آئندہ وہ ایسی سواریاں پیدا کرے گا جن کو تم نہیں ۔ اور اللہ کے ذمے ہے ٹھیک راستہ بتا دینا،
وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٩ هُوَ الَّذِيْٓ
اور اسی میں سے ایک ٹیڑھا بھی جاتا ہے ۔ اور اگر اس کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی راستہ پر چلا دیتا وہ وہی ہے
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ
جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا ہے جس میں سے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت بھی پیدا ہوتے ہیں
تُسِيْمُوْنَ ۝١٠ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ
جن میں تم مویشی چراتے ہو اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی پیدا کرتا ہے اور زیتون کے درخت اور کھجور کے درخت
وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اور انگور اور ہر طرح کے پھل بیشک غور فکر کرنے والوں کے لئے اسی میں ایک نشانی موجود
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝١١ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ
ہے اور اس نے رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا
وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
ہے اور ستارے اسی کے حکم کے تابع ہیں ۔ بیشک عقل رکھنے والوں کیلئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں موجود ہیں ۔
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝١٢ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا
اور جو کچھ تمہارے نفع کے لئے اس نے زمین میں پیدا کیا ہے ۔ وہ رنگ برنگ ہے
اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝١٣ وَهُوَ الَّذِيْ
بیشک یاد رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی نشانی موجود ہے ۔ اور وہ خدا وہی ہے
سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ
جس نے سمندر کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اس سے تازہ بہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے

لے حین تریحون وحین تسرحون ۔ اول کا یہ مطلب ہے کہ جب شام کے وقت تم ان کو چراگاہوں سے ان کے ٹھانوں کی طرف لاتے ہو اور دوسرے کا یہ مطلب ہیکہ جب صبح کے وقت تم ان کے ٹھانوں سے چراگاہوں کی طرف لے جاتے ہو جن کے میدان مویشی بکثرت ہوتے ہیں ۔ ان کے گھروں کی زینت ان ہی دو وقتوں میں ہوتی ہے اور دیکھنے والوں کی نظر میں ان کا اعتبار بڑھتا ہے اور شام کے وقت کو مقدم اس لئے رکھا کہ رونق و شان اس وقت کی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ دودھ سے ان کے تھن بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور دن بھر کے چرنے چگنے سے پیٹ تنے ہوئے ۔

ع ۱۲

۲ و یخلق مالا تعلمون تفسیر قمی میں ہے کہ وہ عجائبات جو اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں پیدا کئے ہیں ۔
قول مفسر جم ، ریل اور دخانی جہاز اور ہوائی جہاز اور جو عجیب چیزیں آئندہ پیدا ہوں گی اور انسان عقل خداداد سے جو کچھ ایجادیں کرے گا ضمناً وہ سب اس میں داخل ہیں ۔

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا
زیور کی چیزیں نکال کر پہنو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز اس کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ
(اس مطیع کر دینے سے غرض یہ ہے کہ تم خدا کے فضل کے خواستگار ہو اور یہ کہ شکر گزار رہو۔ اور زمین میں اس نے
اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾
بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے کہ تم کو لے کر کہیں طرف جھک نہ جائے اور نہریں اور راستے بنا دیئے تاکہ تم راہ پالو۔
وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا
اور علامتیں مقرر کر دیں اور ایک مقرر ستارہ کے ذریعہ سے لوگ راہ پالیتے ہیں، کیا وہ جو پیدا کرتا ہے
يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا
اس کے مانند ہو سکتا جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا ہے۔ کیا تم اتنا نہیں سمجھتے۔ اور اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو گے تو اسے پورا گن نہ سکو گے۔
تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ
بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو
وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ
اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ کے سوا یہ جن کو پکارتے ہیں وہ
شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا
ایک چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں
يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا
اور یہ بھی جانتے کہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود معبود یکتا ہے۔ پھر وہ لوگ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾
جو آخرت پر ایمان رکھتے دل انکے کافر ہیں اور وہ بڑا بننا چاہتے ہیں۔
لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا
بیشک یہ ضرور ہے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اس سب کو اللہ جانتا ہے
يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ
البتہ وہ بڑا بننے والوں کو دوست نہیں رکھتا، اور جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار
قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ

نے یہ کیا نازل کیا تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ نتیجہ ہوگا کہ

۱ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداﷺ نے فرمایا تھا کہ پروردگار عالم نے جس وقت سمندروں کو پیدا کیا تو وہ موج میں آئے اور انہوں نے بڑا فخر کیا اور یہ کہا کہ وہ کونسی چیز ہے جو ہم پر غالب آسکے تب خدا تعالیٰ نے جہاز پیدا کر دیا جو سمندروں پر چلتا ہے اور انکو ذلیل کرتا ہے۔ پھر زمین نے فخر کیا کہ مجھ پر کونسی چیز غالب آجائے گی تب خدا تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کر دیئے اور ان کو زمین کی پشت پر قائم کر دیا جو میخ کی طرح اس پر قائم ہے اور اسے ادھر ادھر جھکنے نہیں دیتے پس زمین بھی ذلیل ہو گئی اور ٹھہر گئی کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے ائمہ کو اس زمین کے لئے ارکان مقرر کیا ہے تاکہ یہ اپنے باشندوں کو ہلاک نہ کرنے پائیں کتاب اکمال الدین میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اگر امام روئے زمین سے ایک ساعت کے لئے بھی اٹھا لیا جائے تو زمین اور اس کے باشندوں میں ویسا ہی اضطراب پیدا ہو جائے جیسا کہ طوفان سخت موجیں آنے کی سورت میں ہوا کرتا ہے۔

ع ۱۲ ۸

۲ وعلامات وبالنجم هم یهتدون۔ کافی تفسیر مجمع البیان تفسی قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرات ائمہ معصومینؑ سے بہت سی حدیثیں وہ وارد ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ علامتیں تو ہم ہیں اور وہ ستارہ جناب رسول خداﷺ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنینؑ منقول ہے کہ جناب رسول خداﷺ نے یہ فرمایا کہ النجم سے جدی مراد ہے اسلئے کہ وہ ایسا ستارہ جو ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم ہے قبلہ کی شناخت اسی کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور خشکی اور تری کے چلنے والے اسی کے ذریعہ سے منزل مقصود کی راہ پالیتے ہیں۔ اور

جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں منقول منزل (۲) ہے کہ اس آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ قول مترجم خلاصہ ان سب حدیثوں کا یہ ہوا کہ ظاہری معنی جدی ستارہ یا قطب تارا سے ظاہری راستہ ملتا ہے۔ اور باطنی معنی جناب رسول خداﷺ جس سے باطنی یا حقیقی راستہ رضائے خدا تک کی رسائی کا ملتا ہے۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا
قیامت کے دن اپنے بوجھ تو یہ پورے پورے اٹھائیں گے
سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۲۵ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ
اور جن لوگوں کو بغیر جانے بوجھے گمراہ کرتے ہیں انکے وبال سے بھی حصہ لیں گے ،
بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ
خیال تو کرو یہ کیسا وبال کھینچے جاتے ہیں جو ان سے پہلے تھے چال تو وہ بھی چلے تھے
وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶ ثُمَّ يَوْمَ
پھر اللہ نے انکی جڑ بنیاد سے اکھیڑ دی پھر اوپر سے ان پر چھت گر پڑی تھی اور عذاب ان پر
الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
اس طرح سے آیا تھا کہ وہ سمجھتے ہی نہ تھے، پھر قیامت کے دن ان کو ذلیل کرے گا اور یہ فرمائے گا
تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ
کہ اب وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے سبب سے تم مومنین سے دشمنی کیا کرتے تھے ،
الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۷ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ
اور جن کو علم دیا گیا تھا۔ وہ یہ فرمائیں گے آج کے دن کی ذلت اور برائی ان ہی کافروں کے لئے ہے۔
الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
جن کا فرشتے اس حالت میں خاتمہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر خود ظلم توڑنے والے ہوں،
نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸
اور موت دیکھ کر مسلم کے خواستگار ہوں اور یہ کہیں کہ ہم تو کوئی بدی کرتے ہی نہ تھے۔ بیشک جو کچھ تم کیا کرتے
فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى
تھے اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ پس تم جہنم کے دروازوں میں چلے جاؤ ہمیشہ تم اس میں رہو گے ،
الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ
سو تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارے
قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ
پروردگار نے کیا نازل کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں خیر نازل کی ہے۔ جو نیکی کرتے ہیں۔
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ جَنّٰتُ عَدْنٍ
انکے لئے اس دنیا میں بھی نیکی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا گھر اور بھی اچھا ہے

ع ۲

۲۵ فخر علیہم السقف من فوقھم۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے اس امر کی تفصیل بیان کی ہے کہ مخالفین کے مکر کی بیخ کنی کیوں کر دی اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بہت سے منصوبے خدا کے ساتھ چال چلنے کے باندھے اور خدا نے ان کے ہلاکت ان ہی منصوبوں میں قرار دے دی۔ آپ گویا ان کی کیفیت ان لوگوں کے مانند ہوگئی جنہوں نے ایک عمارت بنائی اور اسے ستونوں سے مضبوط کیا پھر خدا نے عذاب ستون ہی کی تہ میں سے بھیجا کہ وہ متزلزل ہوگئے اور وہی چھت جس کی مضبوطی پر ان کو ناز تھا ان پر آپڑی اور وہ ہلاک ہوگئے۔

۲۷ الذین اوتوا العلم تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد آئمہ ہیں جو اپنے دشمنوں سے یہ فرمائیں گے کہ اب تمہارے وہ شریک کہاں ہیں؟ اور جن کی تم دنیا میں اطاعت کیا کرتے تھے۔ وہ کدھر گئے؟

يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ
دوامی باغات ہیں۔ جن میں وہ داخل ہو جائیں گے ان کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی اور ان میں جو کچھ
كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
وہ چاہیں گے ان کو ملے گا ان پرہیزگاروں کو خدائے تعالیٰ ایسی ہی جزا دے گا۔ جن کا خاتمہ
طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ
فرشتوں نے ایسی حالت میں کیا ہوگا کہ وہ پاک وصاف ہوں گے اور فرشتے ان سے یہ کہتے ہوں گے سلام علیکم
تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ
جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کے عوض میں جنت میں جاؤ۔ کیا یہ اس کے انتظار میں ہیں کہ فرشتے کے
رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ
پاس آجائیں یا تمہارے پروردگار کا حکم عذاب ان پر آجائے؟ جو ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کیا کرتے تھے، پھر ان کی کرتوت انہیں
عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
ملی اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آن گھیرا۔
اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ
اور جن لوگوں نے شرک کیا تھا۔ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی اور چیز
اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ
کی عبادت ہی نہ کرتے نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس کے حکم بغیر ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ
ایسا ہی انہوں نے بھی کیا تھا۔ جو ان سے پہلے تھے۔ تو کیا رسولوں کے ذمہ کھلا پیغام پہنچا دینے کے سوا
بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا
کچھ اور بھی ہے۔ اور بیشک ہم نے ہر امت میں ایک رسول اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اللہ کی
الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ
عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ پس ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی تھا جس کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور ان میں
الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
سے کوئی کوئی ایسا بھی تھا جس پر اپنی گمراہی محقق ہوگئی پس تم زمین میں چلو پھرو، اور غور سے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟

لے کذالک یجزی اللہ متقین۔ امالی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اللہ سے ڈرنے کو تم لازم سمجھو کہ تمام خیر و خوبی اسی میں جمع ہے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز میں خیر و خوبی نہیں ہے اور دنیا و آخرت کی جو خیر و خوبی خوف خدا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے وہ کسی اور ذریعے سے حاصل نہیں ہو سکتی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وقیل للذین اتقوا پھر حضرتؑ نے اسی آیت تک تلاوت فرمائی۔ ۲ے طیبین تفسیر قمی میں ہے کہ طیبین سے مراد وہ مومنین ہیں جن کی ولادت ہر حیثیت سے پاک و پاکیزہ ہوئی ہے۔ امالی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی انسان کی روح جسم سے جدا نہیں ہوتی جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ دونوں منزلوں میں سے کس کی طرف وہ جا رہا ہے جنت کی طرف یا جہنم کی طرف اور آیا وہ خدا کا دوست ہے یا پس اگر خدا کا دشمن ہے تو اس کے لئے جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کا راستہ صاف دکھائی دینے لگتا ہے اور جو کچھ خدا نے اس کے لئے مہیا فرمایا ہے وہ نظر آجاتا ہے۔ پس وہ دنیا کے ہر کام سے فارغ اور روز وبال سے آمادہ ہو کر اس میں جا پہنچتا ہے اور اگر خدا کا دوست ہے تو جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے راستے صاف کر دیئے جاتے ہیں اور جو جو کچھ اللہ نے اس کے لئے آئیں تیار کر رکھا ہے اسے وہ سب نظر آنے لگتا ہے۔ پس ہر طرح کی مصیبت و بلا اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ یہ واقعہ موت کے قریب گزرتا ہے اور تلقین کا وقت وہی ہے۔

۳ے اویاتی امر ربک تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں مراد ہے عذاب اور موت اور ظہور جناب قائم آل محمد علیہ السلام۔

۴ے حاق بہم لفظی معنی ان کو گھیر لیا یہ لفظ ہمیشہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جبکہ کوئی بدی کے وبال میں گھر گیا ہو۔

۵ے کذالک فعل الذین من قبلہم اس کا یہ مطلب ہے کہ ان سے پہلے لوگ بھی خدا سے شرک کیا کرتے تھے۔ اور خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیا کرتے تھے۔ اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کے مرتکب ہوا کرتے تھے۔ اور جب ان کے افعال کی خرابی انکو جتلائی جاتی تھی تو اپنے افعال کو خدا کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے اور یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ایسا کرتے۔ (باقی صفحہ ۳۲۴ پر)

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

(اے رسول ﷺ) اگر تم ان کو راہ راست پر لانے میں حریص ہو تو اللہ جس سے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے

لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

اس کی راہبری نہیں فرماتا اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا۔ انہوں نے اللہ کی سخت سے سخت قسم کھا کر کہا

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ

کہ جو مر جائے گا اس کو اللہ ہرگز مبعوث نہ کرے گا۔ ضرور مبعوث کرے گا اس کے بارے میں پختہ وعدہ ہے

حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ

لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے مبعوث کرنے کی غرض یہ ہوگی تاکہ جس بارے میں

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا

وہ اختلاف کیا کرتے تھے وہ انکے لیے کھول کر بیان کر دے اور جو کافر ہو گئے تھے۔ وہ یہ جان لیں کہ خود وہ

كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ

یقیناً جھوٹے تھے۔ ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمارا اس سے اتنا کہنا کافی ہے کہ ہو جا پس ہو جاتی ہے۔

فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

اور وہ لوگ جنہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا خدا کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ

ہم ضرور بالضرور ان کو دنیا میں رہنے کی اچھی جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہوگا۔

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

کاش وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کو جانتے ہوتے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا

اور اے رسول ﷺ تم سے پہلے ہم نے آدمیوں ہی کو کتابوں اور معجزوں کے ساتھ بھیجا تھا

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ

جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اے کہدو کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہل الذکر (یعنی آل رسول خدا سے پوچھ لو۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

اور تمہاری طرف یہ قرآن نازل کیا۔ تاکہ جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے تم لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دو

وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ

وہ غور و فکر کریں، جو بڑی چال چلتے ہیں۔ کیا وہ اس سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ

(حواشی صفحہ ۳۲۳) اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہماری ولایت کے ساتھ اور ہماری دشمنوں سے برأت کے ساتھ پھر حضرت نے یہی آیت من حفت علیہ الصلوٰۃ تک تلاوت فرمائی اور اس کے معنی یہ ارشاد فرمائے کہ گمراہی ان ہی کی ثابت ہوئی جنہوں نے آل محمدؐ کی تکذیب کی۔

ے الارض اس سے مراد ہے تکذیب کرنے والوں کے رہنے کی جگہ اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ قومیں جو پہلے ہلاک ہوئی ہیں ان کے حالات۔

(حواشی صفحہ ہذا)

لے اقسموا باللہ جھد ایمانھم، کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان حضرت نے ابوبصیر سے دریافت کیا کہ لوگ اس آیت کا مطلب کیا بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کا خیال تھا اور وہ جناب رسول خدا ﷺ سے قسمیں کھا کھا کر یہی کہا کرتے تھے کہ جو مرچکے ہیں ان کو اللہ ان کو پھر مبعوث نہ کرے گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اس کے قابل ہوئے وہ ہلاک ہوئے ذرا ان سے یہ تو دریافت کرو کہ مشرک اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے یا لات و عزیٰ کی ابوالبصیر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھ سے تو اس کا مطلب بیان فرما دیجئے۔ فرمایا اے بوبصیر جس وقت قائم آل محمد ﷺ ظہور فرمائیں گے خدائے تعالیٰ ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو مبعوث فرما دے گا اور وہ اس طرح آ کر ان حضرت سے بیعت کریں گے کہ ان کی تلواریں ان کے کندھوں پر ہوں گی۔ یہ خبر ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو جو اس وقت زندہ ہوں پہنچے گی اور وہ ذکر کرنے لگے کہ فلاں دیکھیے اور فلاں اور فلاں زندہ ہو گئے اور جناب قائم آل محمدؐ کی خدمت میں ہیں۔ تب یہ خبر ہمارے دشمنوں کے ایک گروہ کو پہنچے گی تو وہ کہیں گے کہ اے گروہ شیعہ تم سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے یہ تو تمہاری سلطنت کا زمانہ ہے پھر بھی تم اس میں جھوٹ بولتے ہو، خدا کی قسم نہ وہ لوگ زندہ ہوئے اور نہ قیامت تک زندہ ہوں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے یہاں انہی کا قول

وقف لازم

النصف

منزل (۳)

يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا عذاب ان پر اس طرح آئے کہ وہ کچھ سمجھیں۔
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ
یا ان کی آمد ورفت میں ان کو گرفتار کرلے کہ وہ خدا کو عاجز نہیں کرسکتے
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ
یا ان کو ڈر کی حالت میں دھر پکڑے بیشک تمہارا پروردگار بڑا نرمی کے ساتھ معاملہ کرنے والا اور
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
بڑا رحم کرنے والا ہے۔ کیا انہوں نے ایسی چیزوں کی طرف خیال نہیں کیا جن کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
کہ ان سائے دائیں سے اور بائیں سے خدا کے واسطے سجدہ میں پڑے ہیں اور وہ اسی
دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
طبع ومنقاد ہیں۔ اور جو حرکت کرنے والے آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہیں اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں
مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ
اور وہ فرشتے بھی جن کا کوئی معین مقام نہیں ہے اور یہ سب تکبر نہیں کرتے اپنے پروردگار
رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَقَالَ اللّٰهُ لَا
سے جو ان سے برتر ہیں ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے وہی بجالاتے ہیں اور اللہ نے یہ فرمایا
تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ
کہ دو خدا نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ وہ معبود یکتا ہے پس مجھ ہی سے
فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ
ڈرو۔ اور آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ اور واجب طور پر اطاعت
وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ
اسی کے لئے ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے۔ اور جو نعمت بھی تم کو ملی ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ
پھر جب کوئی مصیبت تم پر پڑتی ہے تو اسی سے تم فریاد کرتے ہو پھر جب وہ مصیبت کو تم سے دور
الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾
کردیتا ہے تو اسی دم تم ہی میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک قرار دینے لگتا ہے۔

۱ ظلالہ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر سایہ کا جو خدا کی مخلوق ہے ادھر سے ادھر ہو جانا حکم خدا کی اطاعت سجدہ ہے اور آخر آیت میں ظلل کے لئے ضمیر ھم بتانا اور داخرون یعنی واو اور نون کے ساتھ صیغہ جمع لانا ظاہر کرتا ہے کہ ان ظلل میں ومت عقل ثابت کیا گیا ہے اور یہ سب مطیع خدا ہیں۔ من دابۃ اس کا تعلق مافی السمٰوات اور مافی الارض دونوں سے ہے اس لئے کہ دبیب حرکت جسمانی کا نام ہے خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان پر

۳ من فوقھم یہ خدا کے صرف غالب و برتر ہونے کا بیان ہے نہ یہ کہ خدا کسی خاص سمت میں محدود ہے جیسا کہ بعض نافہم مترجموں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

۴ یفعلون مایؤمرون۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ خدا کے بہت سے فرشتے ساتوں آسمانوں میں ایسے ہیں کہ وہ پیدائش کے وقت سے قیامت تک سجدہ ہی میں پڑے رہیں گے خوف خدا سے ان کے پہلو کانپتے رہتے ہیں آنسو کا جو قطرہ ان کی آنکھ سے نکلتا ہے اس سے ایک فرشتہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اپنے سر اٹھا کر یہ کہیں گے ما عبدناک حق عبادتک ہم سے تیری عبادت ویسی نہیں بن پڑی جیسا کہ تیری عبادت کا حق ہے۔

۵ لاتتخذوا الھین اثنین انما ھو الٰہ واحد تاکید کے لئے اسم عدد جگہ ہے کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ اسم عدد جگہ اس آیت میں اس لئے لایا گیا ہے کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسئلہ توحید سب سے زیادہ توجہ کے قابل ہے کیونکہ اگر صرف انما ھو الٰہ کہا جاتا تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ الٰہیت تو ثابت ہوئی مگر وحدانیت نہیں ثابت ہوئی۔

۶ من نعمۃ تفسیر قمی ہے کہ یہاں نعمت کے معنی ہیں صحت و عافیت اور وسعت رزق۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص یہ دیکھے کہ خوراک و پوشاک میں خدا کی نعمت اس کے لئے موجود ہے تو اس کے عمل خیر کم ہو جائیں گے اور عذاب قریب آجائے گا۔

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾
تاکہ جو کچھ ہم نے ان عطا کیا ہے اس کے متعلق وہ کفران نعمت کریں سو اب تم نفع اٹھا لو آگے چل کر تمہیں معلوم ہی ہو جائے گا

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ
اور جو رزق ہم نے ان کو دیا اس کا ایک حصہ مصنوعی خداؤں کے لئے بھی مقرر کرتے ہیں جن کو یہ کچھ نہیں جانتے خدا کی قسم

لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ
جو جھوٹی باتیں تم بنا رہے ہو، اسکے متعلق تم سے ضرور باز پرس کی جائے گی اور اللہ کیلئے بیٹیاں

سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى
قرار دیتے ہیں اے سبحان اللہ اور اپنے لئے جو بھی چاہتا ہے وہ یعنی بیٹے اور ان میں سے جب کسی کو بیٹی کی ولادت کی خوشخبری

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ
سنائی جاتی ہے تو مارے غصے کے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ جس بات کی خوشخبری دی گئی تھی

مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى
اسے ناگوار سمجھنے کے باعث لوگوں سے پوشیدہ رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ باوجود ذلت کے اسے باقی رہنے دے یا چپ چاپ مٹی

التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
میں دفن کر دے۔ تو غور کرو یہ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
ان کے لئے بری حالت ہے۔ اور اللہ کے لئے شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے

الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ
اور اگر خدا تعالیٰ آدمیوں کے ظلم کے سبب ان سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی

عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا
چلنے والے کو باقی نہ رکھتا لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک کے لئے انکو ڈھیل میں ڈالے ہوئے ہے

جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾
پھر جب ان کا وقت آجائے گا تو ایک گھڑی بھر نہ اس سے پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ
اور اللہ کے لئے وہی چیز قرار دیتے ہیں جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ

لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾
اچھی اچھی خود ان ہی کے لئے ہیں ضرور جہنم انکے لئے ہے اور بیشک وہ اس میں ڈالنے کے لئے آگے بڑھائے جائیں گے۔

۱ نصیبا مما رزقناھم۔ تفسیر قمی ہے کہ عرب لوگ بتوں کے لئے اپنی کھیتی میں سے اپنے اونٹوں کے گلہ میں سے اپنی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک ایک حصہ مقرر کر دیا کرتے تھے۔ اسی کو خداوند عالم نے رد فرمایا ہے

۲ البنات۔ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔

۳ سبحانہ یہ فقرہ یا تو تعجب کے مقام پر ہے۔ جس طرح ہماری زبان میں بھی تعجب کے مقام پر سبحان اللہ کہدیا کرتے ہیں یا تنزیہہ کے طور پر جس کا یہ مطلب ہے کہ کفار جو کچھ بکواس بھی کرتے ہیں خدائے تعالیٰ کی ذات اس سے منزہ اور برتر ہے

۴ کظیم یہاں اس سے مراد ہے کہ اپنی زوجہ سے دل ہی دل میں غصہ ناک یا غصہ سے بھرا ہوا کہ اس کے ہاں لڑکی کیوں ہوئی۔

۵ مثل السوء اس کے معنی بری حالت۔ منشا اولاد کی تو ضرورت مگر بیٹوں سے خوش اور بیٹوں سے یہ نفرت بلکہ شرم کے خیال سے یا افلاس کے خوف سے ان کو زندہ دفن کر دینا

۶ المثل الاعلیٰ اس کے معنی ہیں صفات اعلیٰ کا مالک ہونا جیسے صفات الٰہیہ ہیں مثلاً زوجہ اور اولاد کی ضرورت نہ ہونا اور عام طور سے اپنی مخلوق کی کل صفتوں سے منزہ اور برتر ہونا۔ ع ۱۳

۷ ان لھم الحصنی کفار کے جھوٹ کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ وہ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ ہمارے لئے آئندہ کی خیر و خوبی بھی ہے چنانچہ دوسرے مقام پر بھی اسی مضمون کی دوسری آیت موجود ہے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی اور اگر اپنے رب کے پاس پلٹ کر جاؤں تو میرے لئے اس کے پاس بہتری ہوگی۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
خدا کی قسم ہم تم سے پہلے امتوں کی طرف یقینا رسول بھیجے تھے پس شیطان نے ان کے اعمال
اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ
کو ان کی نظروں میں زینت دے دیا تھا سو اس دن وہی ان کا حمایتی ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔
اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا
اور اے رسول ہم نے یہ کتاب تم پر صرف اس غرض سے نازل کی ہے کہ جس جس بارے میں یہ لوگ اختلاف کر چکے ہیں
فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ
تم اسے ان لوگوں کے لئے کھول کر بیان کردو اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت و رحمت ہو۔
السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا اور اسی کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیا۔ بیشک
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ
اس میں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں نشانی موجود ہے۔ اور بیشک تمہارے لئے چوپاؤں میں عبرت موجود ہے۔
نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
ہم انکے پیٹ میں جو گوبر اور خون وغیرہ ہے اس سے الگ کرکے تازہ تازہ دودھ تم کو پلاتے ہیں
سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ
جو پینے والوں کو بہت ہی گوارا ہوتا ہے۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ کی
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
چیزیں بھی بنالیا کرتے ہو۔ اور اچھی روزی بھی، بیشک سمجھنے والوں کے لئے اسی میں نشانی
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ
موجود ہے اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ
الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ
تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں اور اونچے اونچے چھتوں میں جو لوگ بنا لیتے ہیں پھر ہر پھل میں سے تو کھا
كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ
اور اپنے پروردگار کے راستوں پر عجز و انکسار کے ساتھ چلی جا۔ اسی مکھی کے پیٹ سے ایک شربت
بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ
رنگ برنگ کا نکلتا ہے جس میں آدمیوں کے لئے شفا ہے۔ بیشک

۱ اختلفوا فیہ۔ یہ اختلاف حلال و حرام میں تھا۔ یا مبداء و معاد میں اور قرآن مجید نے ان سب مسائل کی واضح طور سے بیان کردیا۔

۲ فاحیا بہ الارض بعد موتہا اس کے معنی ہیں کہ خشک ہوجانے کے بعد پھر نمی پہنچی۔ جس سے طرح طرح کی نباتات پیدا کردیں۔

۳ فی بطونہ چونکہ لفظ انعام اسم جمع ہے لہٰذا یہاں تو اس کے لئے ضمیر واحد مذکر غائب باعتبار لفظ کے آئی ہے اور سورۃ المومنون میں ضمیر واحد مونث غائب اسی لفظ کے لئے باعتبار معنی کے استعمال کی گئی ہے۔

۴ فرث تفسیر قمی میں ہے کہ فرث کے معنی ہیں وہ گوبر جو اوجھ یا پیٹ میں ہو۔

ع ۵ ۵ لبنا خالصا اس میں خدائے تعالیٰ اپنی صنعت کاملہ کا ثبوت دیتا ہے کہ دودھ بھی پیٹ میں سے نکلتا ہے مگر باوجود متصل ہونے کے نہ خون کا رنگ اختیار کرتا ہے نہ گوبر کی بو

۶ سائغا للشاربین کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کسی شخص کو دودھ پینے سے اچھو نہیں ہوتا یعنی نکلتے وقت گلے میں نہیں پھنستا اس لئے خدائے تعالیٰ فرماتا لبنا خالصا سائغا للشاربین سائغا کے لفظی معنی ہیں حلق سے بآسانی گزر جانے والا

۷ تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا تفسیر عیاشی میں جناب امام صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت شراب کو حرام قرار دینے والی آیت سے پہلے کی ہے۔ لہٰذا اس کے ذریعہ سے منسوخ ہے مگر اس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکال لے کہ بالتصریح شراب کو حرام قرار دینے سے پہلے کسی وقت شراب حلال بھی تھی اس لئے اس آیت میں نشہ کی چیز بنانے کو کچھ ایسے لفظوں سے یاد نہیں کیا گیا ہے اور جو رزق ان درختوں سے خود پیدا کرتا ہے

اس کو رزق حسن فرمایا ہے۔ جس سے مطلب یہ ہے رطب۔ خرما۔ انگور۔ مویز۔ کشمش۔ اور شیرہ۔ خرما۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ
غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں ایک نشانی موجود ہے ۔ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے
يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ
پھر وہی تمہارا خاتمہ کر دے گا۔ اور تم میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو نکمی عمر کو پہنچ جاتا ہے کہ جاننے کے بعد
بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ
پھر بہت کچھ سے لاعلم ہو جائے ۔ بیشک اللہ جاننے والا اور قدرت والا ہے ۔ اور خدا نے
بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ
روزی میں بھی تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے پس وہ جن کو فضیلت دی گئی ہے
رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ
وہ اپنا رزق اپنے ماتحتوں کو دینے والے نہیں ہیں مرزوق ہونے میں تو وہ سب برابر ہیں۔
اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
پھر کیا وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں ۔ اور اللہ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے
اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً
لئے ازواج مقرر کی ہیں اور تمہاری ازواج میں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنا دیئے
وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ
اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں عطا فرمائیں ۔ کیا پھر بھی وہ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں
اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ
کا انکار کئے جائیں گے ۔ اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے رہیں گے ۔ جو آسمان کی اور زمین
لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا
کی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے کہ ان کو بطور رزق کے دے دیں اور نہ کچھ اور ہی کر سکتے ہیں
يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ نہیں جانتے
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ
اللہ نے ایک ایسے غلام کی مثال دی ہے جو دوسرے کی ملک ہو اور کسی چیز کا اختیار نہ رکھتا
عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا
ہو اور اس کی جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھی روزی دے رکھی ہو اور وہ اس میں سے پوشیدہ اور

---

۱ ارذل العمر تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی سو برس کی عمر کا ہو جائے تو وہ ارذل العمر میں شمار ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ارذل العمر کو پہنچا ہوا وہ ہے جس کی عقل سات برس والے بچے کی سی ہو جائے۔ ع ۱۵

۲ فھم فیہ سواء تفسیر صافی میں ہے کہ ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ آقاؤں یا غلام رزق سب کو خدائے تعالیٰ دیتا ہے تو بحیثیت مرزوق دونوں برابر ہوئے لہٰذا آقا صاحبان یہ خیال نہ کریں کہ غلاموں کو ہم اپنے پاس سے رزق دیا کرتے ہیں بلکہ رازق حقیقی ان کے ہاتھوں سے دلوا دیتا ہے اور ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ آقاؤں کو جو رزق ملا ہے وہ ضرورت سے جس قدر زیادہ ہے یہ نہیں کرتے ۔ کہ غلاموں کو تقسیم کر کے خوراک و پوشاک میں اپنے برابر کر لیں اور ایک قول کے بموجب یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے عطائے رزق میں تمہارے درجے مختلف رکھے ہیں پس تم کو بھی رزق وہی چیزیں ملتی ہیں جو تمہارے لونڈی غلاموں کو اور بھی تم ہی جیسے آدمی ہیں تاہم جو نعمتیں خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں ۔ انہیں تم ان کو اپنا مساوی نہیں کرتے اور یہ کسی طرح تمہارا جی نہیں چاہتا کہ ان کو اپنا شریک بنا لو پھر یہ تمہاری عقل نے کیوں کر اجازت دی کہ مخلوق کو الوہیت میں خالق کا شریک کر دیا۔ اور جیسے کہ عبادت و قربت کے لئے تم کو خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا ویسے اسکے بندوں کی طرف متوجہ ہو گئے تفسیر قمی میں ہے کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی چیز مخصوص قرار دے الجوامع میں منقول باری حضرت ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ ہم نے خود جناب رسول خدا کو کہتے ہوئے سنا کہ تمہارے لونڈی غلام تمہارے بھائی بہن ہیں جو کچھ تم خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ ۔ اور جو کچھ تم خود پہنو ویسا ہی ان کو پہناؤ نیز اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا کوئی غلام ایسا نہیں دیکھا گیا کہ اس کا لباس آنحضرت ﷺ کے لباس کے مانند نہ ہو۔

وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

ظاہر خوب خرچ کرتا ہو آیا یہ برابر ہیں؟ ہرگز نہیں ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے ثابت ہے لیکن ان میں سے اکثر

يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا

کچھ نہیں جانتے۔ اور اللہ دو شخصوں کی مثل بیان کی ہے کہ ایک تو ان میں سے پیدائشی گونگا ہو جو کسی چیز پر

يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا

قادر نہ ہو اور وہ اپنے سرپرست پر بار بھی ہو کہ جدھر وہ اس کو بھیجے تو وہ کوئی کام بھی ٹھیک کر کے نہ لائے

يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

کیا وہ اور وہ شخص برابر ہو سکتا ہے جو انصاف پر قائم رہنے کا حکم دیتا ہو اور خود

وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ

بھی راہ راست پر ہو اور آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتیں خدا ہی سے متعلق ہیں

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ

اور قیام قیامت تک کا معاملہ ایک پلک جھپکنے کا یہ اس سے بھی کم کا ہوگا بیشک اللہ

هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ

ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس طرح نکالا کہ

مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ

تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اسی نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیا

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ

تاکہ تم شکر ادا کیا کرو کیا ان لوگوں نے ان پرندوں کی طرف جو آسمان سے خلاء میں

يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

تابع فرمان اڑ رہے ہیں۔ خیال نہیں کیا اس مقام پر سوائے خدا کے ان کو کوئی روکے ہوئے

اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ

ہیں ہیں بیشک ایمان والے لوگوں کے لئے اس میں نشانیاں موجود ہیں اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے

مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ

گھروں میں آرام کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھال سے مکان یعنی خیمے مقرر کر دیئے

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ

جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن اٹھانے بٹھانے میں ہلکا پاتے ہو اور

(بقیہ صفحہ ۳۲۸ گزشتہ) کے معنی ہیں بیٹی کے بیٹے اور ہم رسول اللہ کے حفدہ ہیں۔

۴ وبنعمة الله هم يكفرون تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس آیت میں نعمت خدا سے جناب رسول خدا ﷺ اور قرآن مجید اور دین اسلام مراد ہے۔

۵ عبدا مملوکا تفسیر صافی میں ہے کہ اس مثل کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جب ایسے دو شخص جن کا اس آیت میں ذکر ہوا باوجود ہم جنس اور مخلوق ہونے کے مساوی نہیں ہیں تو پھر بھلا بت جو عاجز ترین مخلوقات ہیں غنی و قادر خدا کے مساوی کیوں کر ہو جائیں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مملوک کا طلاق و نکاح اس کے مالک کے اذن پر موقوف ہے اس پر کسی نے عرض کی کہ اگر خود مالک کے اپنے تصرف میں ہو تب طلاق کسی کے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا خود اسی مالک کے ہاتھ۔

حاشیہ نمبر ۳۲۹

۱ من یامر بالعدل تفسیر قمی میں ہے کہ وہ جو عدل کا حکم دیتے ہیں جناب امیر المومنین ائمہ معصومین ہیں۔

أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَّمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨٠﴾

اور بھیڑوں کے اون سے اور اونٹوں کی اون سے اور بکریوں کے بالوں سے تمہارے اوڑھنے بچھانے کے سامان

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ

اور نفع اٹھانے کا اسباب ایک وقت معین تک کے لئے مقرر کر دیا اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں

أَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ

ان میں سے بعض کے سائے تمہارے لئے بنا دیئے اور پہاڑوں میں تمہارے بسنے کے لئے محفوظ مقام مقرر کیے

تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور تمہارے ایسے کپڑے پیدا کئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے لباس بنائے جو تم کو آپس کے حملوں سے

تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾

محفوظ رکھتے ہیں اس طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے۔ تاکہ تم حقیقی اطاعت کرو اس پر بھی اگر وہ روگردان ہو تو تمہارے ذمہ تو صرف

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾

کھول کر پہنچا دینا ہے وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی اس کا انکار کرتے ہیں حال یہ کہ ان میں سے اکثر کافر ہیں

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ

اور جس دن ہم ہر امت کے ایک گواہ بلائیں گے پھر وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں ان کو کوئی اجازت نہ دی جائے گی

كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

اور نہ ان کوئی عذر سنا جائے گا۔ اور جس وقت وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے عذاب کو دیکھیں گے تو پھر

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا رَأَ

نہ ان کا عذاب کم کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی اور جس وقت وہ لوگ

الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا

جنہوں نے شرک کیا ہے اپنے شریکوں کو دیکھیں گے یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے شریک

الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ

جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے پس وہ شرکاء بات کو انہیں پر الٹ دیں گے

لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا

کہ تم جھوٹے ہو اور وہ اس دن خدا کی حضور میں پیش کریں گے اور جو کچھ جھوٹ وہ بولا

كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن

کرتے تھے وہ سب ان سے جاتا رہے گا وہ لوگ جو کافر ہو گئے اور راہ خدا سے

١ یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون ترجمہ کے لئے دیکھئے صفحہ ۱۳۹ سطر ۱۰۔ نازل ہوئی تو اصحاب جناب رسول خدا ﷺ میں سے کچھ لوگ مسجد مدینہ میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس پر ان ہی میں سے ایک بولا کہ اگر اس آیت کا ہم انکار کرتے ہیں تو تو سارے ہی قرآن کے ہم منکر ٹھہرتے ہیں اور اگر ایمان لاتے ہیں تو یہ ذلت ہے کہ اس حالت میں ابوطالب کا بیٹا ہم پر مسلط ہوگا۔ اس پر اوروں نے کہا کہ تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ محمد ﷺ اپنے قول میں سچا ہے لیکن نہ ہم کبھی اس کے دوستدار بنیں گے اور نہ کبھی علی کی اطاعت کریں گے خواہ وہ اس بارے میں ہم کو کچھ ہی حکم دیا کرے۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی واقعہ پر نازل ہوئی ہے۔

٢ یوم نبعث من کل امۃ شھیدا تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ہر زمانے اور ہر امت میں ایک امام ہوتا ہے اور ہر امت اپنے امام کے ساتھ مبعوث کی جائے گی۔

٣ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان حضرات کی شان میں ہے جو بعد جناب رسول خدا ﷺ کافر ہو گئے تھے اور راہ خدا سے یعنی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی اطاعت سے خود بھی باز رہے تھے اور دوسروں کو بھی روکا کرتے تھے۔

سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا
روکا کرتے تھے تو بوجہ اس کے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے ہم ان کے عذاب پر عذاب زیادہ کردیں گے۔
يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ
اور جس دن ہم امت میں سے ایک ایک گواہ ان ہی کے برخلاف مبعوث کریں گے
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا
اور اے رسول ﷺ ان سب پر تم کو گواہ بنا کر بلائیں گے اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے کہ
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً
ہر چیز کا بلیغ بیان ہے۔ اور تسلیم الطاعت کرنیوالوں کیلئے ہدایت ورحمت و خوش خبری
وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
باتحقیق اللہ عدل کا اور احسان کا اور ذوی القربے کو ان کے حقوق دینے کا حکم دیتا ہے
وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
اور بے حیائی اور بدی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم
وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ
نصیحت حاصل کرو۔ اور اللہ کے عہد کو جب تم عہد کرچکے پورا کرو اور قسموں کو ان کے پختہ
اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ
کردینے کے بعد نہ توڑو جس حال میں کہ تم اللہ کو ضامن دے چکے ہو
جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
بیشک جو کچھ تم کرو گے اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ اور تم اس عورت کے مانند نہ ہوجانا جو اپنے
تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ
کاتے ہوئے کو مضبوط ہوجانے کے بعد ٹکوے ٹکوے کردیا کرتی تھی۔ کہ تم بھی اپنی قسموں کو باہمی
قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ
مکر وحیلہ کا سبب بنالو اس خیال سے کہ ایک گروہ دوسرے سے بڑھا چڑھا رہے سوائے اسکے نہیں کہ اللہ اس کے ذریعہ
اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ
سے تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس سب کو ضرور تمہارے لئے
لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ
قیامت کے دن صاف صاف کھول دیگا۔ اور اگر اللہ چاہتا

۱ جئنا بك شهدا على هولاء۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ ائمہ کے گواہ ہوں گے۔ اور ائمہ معصومین کل آدمیوں کے۔

۲ تبیانا لکل شئی تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ جو کچھ ہم آسمانوں میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ جنت میں ہے اسکو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ جہنم میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ آسمان وزمین۔ اور جنت کے مابین ہے اس کو بھی جانتے ہیں پھر فرمایا کہ یہ سب کچھ کتاب خدا میں موجود اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں جو کچھ زمین میں ہے میں اسے جانتا ہوں اور جو کچھ جنت میں ہے اس سے واقف ہوں اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے میں اس سے آگاہ ہوں پھر ذرا کی ذرا خاموش ہوئے اور ملاحظہ فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ دعوی سنا تھا کہ انکو گراں گزرا پھر انکا تعجب رفع کرنے کے لئے فرمایا کہ تمام علم مجھے کتاب خدا سے حاصل ہوا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔ فیہ تبیان لکل شئی انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر چیز کا کافی ووافی بیان فرمادیا ہے۔ واللہ کوئی ایسی چیز جس کی بندوں کو احتیاج ہو باقی نہیں چھوڑی یہاں تک کہ کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش فلاں چیز قرآن مجید میں نازل کی گئی ہوتی مگر یہ کہ اللہ اسے پہلے سے نازل کرچکا ہے (تصریح (مگر اس کے سمجھنے کے لئے علم اہل بیت درکار ہے نہ کہ علم عمرو بکر وزید یا موجود زمانہ کے اہل القرآن یا پرانے حسبنا کتاب اللہ کہنے والے جو ابتدا سے اس وقت تک عملاً اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف رہے اور اب بھی ہیں۔ ۳ بالعدل والاحسان تفسیر عیاشی میں جو مدینہ میں اس آیت کی تفسیر

میں منقول ہیں ان سب کا خلاصہ یہ کہ بالعدل سے مراد ہے کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور الاحسان سے مراد ہیں جناب امیر المومنین اور ایتای ذی القربی سے مراد ہے اہل بیت رسول اللہ کی حق شناسی اور ہر ایک کو ان کے درجے پر رکھنا اور ان سے مودت ومحبت کرنا

(باقی اگلے صفحہ ۳۳۲ پر ملاحظہ ہو)

اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ
تو تم کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسے
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا
چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور تم جو جو کچھ کرتے رہتے ہو اس کی بابت تم سے ضرور ضرور باز پرس کی جائے گی۔
اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا
اور تم اپنی قسموں کی باہمی مکر و حیلہ کا سبب نہ بناؤ کہ جمنے کے بعد پھر پاؤں اکھڑ جائیں
السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ
اور اس کے بدلے میں تم راہ خدا سے روکتے رہتے تھے برائی کا مزہ چکھو اور تمہارے لئے سخت عذاب ہو،
عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ
اور خدا کے عہد کو تھوڑی سی قیمت پر نہ بیچو بیشک جو کچھ
اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ
اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا اس کا اجر ہم ضرور
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ
اس سے کہیں بہتر عطا کریں گے جیسے کہ وہ عمل کیا کرتے تھے۔ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے
اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
جو شخص بھی کوئی نیک عمل کرے گا بشرطیکہ وہ ایمان رکھنے والا ہو تو ضرور ہم اس کی زندگی
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
اچھی گزار دیں گے اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے انکا اس سے کہیں بہتر صلہ ان کو ضرور دے دیں گے پھر جس وقت تم قرآن پڑھنا
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ
چاہو۔ تو شیطان ملعون کے شر سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو بیشک اسکا کوئی قابو
سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا
ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اسکا
سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
قابو تو ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کے دوست بنتے ہیں اور ان پر جو اس کو شریک کرنے والے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۳۳۱ گزشتہ)

۴ لا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب حکم ولایت علی ابن ابی طالب نازل ہوا اور جناب رسول خدا ﷺ نے سب سے فرمایا کہ اس وقت سے سب علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کریں تو اس کی تاکید اسی دن خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا ﷺ ان دونوں کو حکم دیا کہ تم دونوں بھی اٹھو اور علی کو السلام علیک یا امیر المومنین کہہ کر سلام کرو تو دونوں نے عرض کیا کہ آیا یہ حکم خدا کی طرف سے بھی ہے اور رسول ﷺ کی طرف سے بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے بھی ہے اور رسول خدا کی طرف سے بھی اسی پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۵ نقضت غزلھا قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہ عورت قبیلہ بنی تمیم ابن مرہ سے تھی۔ اور اس کا نام ریطہ بنت کعب تھا یہ بڑی بے وقوف تھی۔ اون کاتا کرتی تھی اور کاتنے کے بعد پھر توڑ ڈالا کرتی تھی پس اس کا کاتنا اور توڑنا عہد کرنے اور توڑ ڈالنے کے لئے ضرب المثل ہو گیا تھا۔ پس خدائے تعالیٰ نے بھی یہ مثال دے دی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ التی نقضت غزلھا سے حضرت عائشہ اور ان کا عہد توڑ دینا مراد ہے۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ دخلا اسی معنی کے باطن کا خلاف ظاہر ہونا اور مراد ہے دغل و مکر و خیانت و خدیعت

۲ تذوقوا السوء بما صددتم عن سبیل اللہ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ سب آیتیں علی مرتضیٰ کی ولایت اور ان کی بیعت کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھیں جبکہ جناب رسول خدا ﷺ نے حکم دیا تھا کہ علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کرو۔ ۳ حیوٰۃ طیبۃ تفسیر قمی میں ہے (باقی صفحہ ۳۳۳ پر پڑھئے)

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ

اور جب ہم نے کسی آیت کی جگہ کوئی آیت بدلی حالانکہ اللہ جو کچھ نازل فرماتا ہے

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

خود وہ اس کی مصلحت سے زیادہ واقف ہے تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ تو تو مفتری ہے حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بہت کچھ نہیں جانتے۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ

تم کہہ دو کہ اسے تو روح القدس نے تمہارے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ

تاکہ جو ایمان لائے ہیں ان کو ثابت قدم کردے اور تعمیل اطاعت کرنے والوں کے لئے ہدایت و بشارت ہو۔

نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کو تو ایک تعلیم دیتا ہے اس کی زبان

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

جس کی طرف یہ تعلیم کی نسبت دیتے ہیں عجمی ہے اور یہ تو کھلی عربی زبان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ

بالتحقیق وہ لوگ جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اللہ ان کو ہدایت نہ فرمائے گا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ جھوٹ تو وہی

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔ بعد ایمان لانے کے خدا کا انکار کر

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ

جانے سوائے اس صورت کے کہ اس پر جبر کیا گیا ہو

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ

در آنحالیکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

لیکن جو دل کھول کر کفر کرے پس ایسے ہی لوگوں پر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اور ان ہی کے لئے بڑا عذاب تیار ہے یہ اس سبب سے کہ انہوں نے زندگانی

(بقیہ صفحہ ۳۳۲) کہ جو کچھ خدا نے عطا کیا ہو اس پر قناعت کرنا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب ہے خدائی تقسیم پر راضی و قانع رہنا

۴ فاذا قرأت القرآن اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم پڑھنے کا ارادہ کرو۔

۵ فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدا سے پناہ کیوں کر مانگی جائے فرمایا یوں کہو۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم۔ قرب الاسناد میں سدیر سے منقول ہے کہ میں نے مغرب کی نماز جناب امام جعفر صادق کے پیچھے پڑھی تو حضرت نے پہلے بالجہر اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم واعوذ باللہ ان یحضرون پڑھی۔ پھر بالجہر بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھی ۶ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ شیطان مومن کے بدن پر تو مسلط کیا جاتا ہے لیکن اس کے دین پر کبھی مسلط نہیں کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام سے پر مسلط کیا گیا تھا۔ پس ان کے جسم کو بہت نقصان پہنچایا لیکن ان کے دین پر تسلط نہیں تھا۔ اور جن کے دین پر بھی تسلط ہوتا ہے اور جسم پر بھی ان کا ذکر آگے کی آیت میں موجود ہے۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ روح القدس۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام اور قدس کے معنی طاہر۔

۲ لیثبت الذین آمنوا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جس وقت ایمان لانے والے ان آیتوں کو سنتے ہیں جو پہلی بعض آیتوں کو یا حکموں کو منسوخ کرنے والی ہیں اور غور کرتے ہیں کہ ان میں کیا مصلحت رکھی گئی ہے اور کیا حکمت برتی گئی ہے تو ان کے عقائد مضبوط اور ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ۳ لسان الذین یلحدون الیہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ابو کلیدہ مولی ابن حنفی ہے جس کی زبان عجمی تھی اور وہ اہل کتاب سے تھا اور جناب رسول خدا ﷺ پر ایمان لایا تھا اور آنحضرت کا پیرو ہو گیا تھا۔

۴ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ان کا جواب ہے جو کہتے تھے کہ تو مفتری (بافی صفحہ ۳۳۴)

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کرلیا ہے اور بیشک اللہ منکر لوگوں کو ہدایت

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

نہیں فرماتا ۔ وہ وہی ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر چھاپا

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لگادیا ہے اور خود وہی غافل ہیں ضرور ہے کہ آخرت میں وہی گھاٹا اٹھانے والے

الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

ہوں گے ۔ پھر ضرور ہے کہ تمہارا پروردگار ان لوگوں کے و

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ

اسطے جنہوں نے آزمائے جانے کے بعد اپنے گھر چھوڑ دے پھر جہاد کیے

جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

اور صبر کیا بیشک تمہارا پروردگار ان سب باتوں کے بعد ان لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا

اور رحم کرنے والا ہے جس دن ہر نفس اپنے آپ سے جھگڑتا ہوا آئے گا اور ہر نفس

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ

کو جو جو کچھ وہ کیا کرتا تھا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا اور

اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

خدائے تعالیٰ نے ایک گاؤں کی مثل بیان کی ہے جو بے خوف و مطمئن تھا

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ

اور سامان رزق اس میں ہر طرف سے بکثرت چلا آتا تھا پھر وہاں کے باشندوں نے خدائی نعمتوں کا انکار کیا

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ

تو خدا نے ان کی کرتوت کی پاداش میں ان کو بھوک اور خوف کا نمایا مزا چکھادیا

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ

اور ان کے پاس ایک رسول انہی میں سے آیا انہوں اس کو جھٹلایا پس جس حال میں کہ وہ

الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

نافرمان تھے عذاب نے ان کو آلیا ۔ پس اللہ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے ۔ اس میں سے حلال چیزیں کھاؤ

(بقیہ صفحہ ۳۳۳ ترجمہ کے لئے دیکھئے صفحہ ۳۳۲ سطر ۹) مطلب یہ ہے کہ جھوٹ موٹ افترا کرنا ان ہی کے لئے زیبا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہوں ۔ کیوں کہ ایمان تو خود جھوٹ سے باز رکھنے والی چیز ہے ۔ ۵ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یہ آیت حضرت عمار کی شان میں نازل ہوئی ہے تفسیر صافی میں اس کا قصہ یوں منقول ہے کہ قریش نے حضرت عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ کو مرتد ہوجانے پر مجبور کیا ۔ ان کے ماں باپ نے انکار کیا اور وہ دونوں قتل کردیئے گئے اور یہ دونوں اسلام میں پہلے شہید ہیں اور عمار نے مجبوراً جو کلمہ وہ کہلوانا چاہتے تھے محض زبان سے کہدیا کسی نے اطلاع کی کہ یا رسول اللہ عمار کافر ہوگئے ۔ فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا عمار سرتاپا ایمان سے مملو ہے اور اس کے گوشت و پوست میں ایمان مخلوط ہے وہاں سے چٹ کر عمار روتے ہوئے جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے ۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھوں کے آنسو پونچھ دیئے اور فرمایا تمہارا کیا نقصان ہوا ، اگر پھر وہ لوگ تم کو تکلیف دیں تو پھر وہی کہدینا جو کہہ چکے ہو ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین نے منبر کوفہ پر یہ فرمایا کہ ایھا الناس دو زمانہ قریب ہے کہ تم سے یہ کہا جائے گا کہ مجھے برا کہو ۔ پس تم مجھے برا کہہ لینا پھر تم سے یہ کہا جائے گا کہ مجھ سے برأت ظاہر کرو تو مجھ سے برات ظاہر نہ کرنا ۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ علی مرتضیٰ کے برخلاف کتنا جھوٹ بولنے لگے ۔ پھر پہلے قول کی تو تصدیح فرمائی اور دوسرے کے متعلق یہ فرمایا کہ یہ نہیں فرمایا تھا کہ مجھ سے برائت ظاہر نہ کرنا بلکہ یہ فرمایا کہ میں دین محمد پر ہوں ۔ مسائل نے دریافت کیا کہ حضور کی کیا رائے ہے اگر ایک شخص سے یہ کہا جائے گا کہ قتل اختیار کرے یا برات تو کیا کرے؟ فرمایا جس وقت اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو اگر ظاہر اور برات بھی ظاہر کرے گا تو اس کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے کہ اور اس کی حالت وہی نہ ہوگی جو عمار یاسر کی گزری جس کے بارے میں خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی اور جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اے عمار تمہیں خدا تعالیٰ

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ
اور اگر اللہ ہی کے بندے بننا چاہتے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔
تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ
سوائے اس کے تمہیں ہے کہ اس نے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ ذبیحہ
الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا
جو اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو حرام کیا ہے۔ پھر جس کو اضطرار ہو نہ وہ
عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ
نافرمان ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور تمہاری زبانوں
اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا
سے جو جھوٹ نکلتا ہے اس کے قائل نہ ہو جیسا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اس طرح خدا پر جھوٹ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
باندھنے لگو۔ بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں گے وہ فلاح نہ پائیں گے
لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾
یہ چند روزہ فائدہ ہے اور آخر ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان پر
وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ
جو یہودی تھے ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جن کا قصہ ہم تم کو پہلے سنا چکے
قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾
اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا اور بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے
ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ
پھر ضرور تمہارا پروردگار ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے ازراہ نادانی بدی کی پھر اس کے بعد توبہ کرلی
بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
اور خرابی کی اصلاح کی تو بیشک تمہارا پروردگار ان باتوں کے بعد انکے لئے بڑا بخشنے
رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ
والا اور رحم کرنے والا ہے بیشک ابراہیمؑ ایک حنیف دل سے خدا کی فرمانبرداری کرنے والے تھے،
يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ
اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ۷ من شرح بالکفر صدرا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت عبداللہ ابن مسعود ابن ابی عثمان کے خالہ زاد بھائی کی شان میں نازل ہوئی ہے جو مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ اور فتح مکہ کے دن جناب رسول خدا ﷺ نے اس کا خون بدر فرما دیا تھا۔ مگر عثمان اس کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت کی خدمت میں لائے اور جان بخشی کے خواہاں ہوئے تھے اور انہوں نے اسے اپنے زمانہ میں مصر کا حاکم بنایا اور اسی قصے میں اس کی جان بھی بخشی۔

(حواشی صفحہ ۳۳۴ کا)

۱ طبع اللہ علی قلوبھم تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ احکام تو اپنے کل اصحاب کو سناتے تھے، مگر جن کو توفیق خیر من جانب اللہ عطا ہوئی تھی سنتے وہی تھے اور ان احکام کی خوبیوں کو سمجھتے بھی وہی تھے۔ اور جن سے بوجہ ان کی ہٹ دھرمی کے توفیق خیر سلب ہو گئی تھی ان کے دلوں پر گویا چھاپا لگ گیا تھا۔ کہ نہ وہ سنتے تھے اور نہ دیکھتے تھے ان ہی کے حال کی خدائے تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے۔

۲ فتنوا اس کا مطلب ہے کہ راہ خدا میں ان لوگوں کو تکلیفیں پہنچائی گئیں اور کفر پر وہ مجبور کئے گئے اور کفار کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے جو کچھ ان سے چاہا گیا اس میں سے کچھ زبان سے ادا بھی کر دیا جیسا کہ حضرت عمارؓ کا واقعہ گزرا ہے۔ ۳ قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے یہاں ایک ندی تھی جس کا نام بلیان تھا اور ان کا خطہ بڑا سرسبز و شاداب تھا، یہ لوگ روئیوں سے استنجا کیا کرتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو اسی پر آرام معلوم ہوتا ہے۔ پس خدا نے اس نعمت کا امتنان اور کفران کرنے کے باعث خدائے تعالیٰ نے وہ ندی خشک کر دی قحط سخت پڑا اور ان لوگوں کی یہ نوبت پہنچی کہ جن روئیوں کا استنجا کر کر کے ڈھیر لگا دیا تھا انہی کو باہم تقسیم کر کے کھا گئے۔

حواشی صفحہ ھذا ۱ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب تفسیر قمی میں ہے کہ یہودی یہ کہا کرتے تھے ما فی بطون ھذہ الانعام خالصۃ لذکورنا و محرم علی ازواجنا۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۷۳ سطر ۱۱) اسی کی ممانعت ان کو کی گئی ہے کہ بلا جتا دو نص صریح کے محض اپنی زبانوں کی ٹھن کے بموجب حلال و

وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا
اس نے ان کو برگزیدہ کرلیا تھا۔ اور ان کو راہ راست بتلادی تھی۔ اور ہم نے ان کو دنیا میں
حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ
خیر وخوبی عطا کی تھی۔ اور یقینا آخرت میں بھی وہ صالحین میں سے ہوں گے۔ پھر
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ
ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ تم یکسو ہوکر ملت ابراہیمؑ کی پیروی کرو
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ
وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ سوائے اس کے نہیں کہ سبت تو ان لوگوں پر واجب کیا گیا تھا،
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
جنہوں نے اس میں سے اختلاف کیا۔ اور بیشک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان تمام
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ
باتوں کا فیصلہ کردے گا جن جن میں یہ لوگ آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ تم اپنے پروردگار کے
رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ
راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحتوں کے ساتھ ان کو بلاؤ اور ان سے
اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
اس طریقہ سے بحث کرو جو بہت ہی اچھا ہو۔ بیشک تمہارا پروردگار ان سے بھی خوب واقف ہے
سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ
جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ان سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت یافتہ ہیں
فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ
اور اگر بدلا لو تو اتنا ہی بدلا لو جتنی کہ تم پر سختی کی گئی تھی۔ اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے
لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا
بہت ہی اچھا ہے۔ اور اے رسول صبر کرو اور تم سے صبر نہ ہوگا مگر اللہ ہی کی مدد سے اور ان شہداء احد
بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾
کے متعلق رنج نہ کرو اور کافر جو چال چلتے ہیں اس سے دل تنگ نہ ہو، بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾
جو کفر و گناہ سے بچے رہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۳۵) کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ منع فرما چکا ہو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ہاں لفظ مومن سے خارج ہو جاتا ہے ہاں لفظ اسلام اس پر باقی رہتا ہے پھر جس وقت توبہ کرلے گا بخش دیا جائے گا اور تب ایمان کی طرف عود کرے گا اور کفر جحود کی طرف نہ جانے پائے گا اور جس شخص استحلال کا مرتکب ہوا یعنی اپنی رائے سے حلال کو کہدیا کہ یہ حلال اور اسی کا معتقد ہو گیا تو ہمارے نزدیک وہ ایمان سے بھی خارج ہے اور اسلام سے بھی وہ کافر ہے اور مانند اس شخص کے ہے جو پہلے حرم میں داخل ہو کر پھر کعبۃ اللہ میں اور کعبہ کے اندر جا کر کوئی ادبی کرے پھر جس وقت وہ کعبہ اور حرم سے باہر آئے گا تو اس کی گردن ماردی جائے گی اور جہنم میں چلا جائے گا۔

۱۲ ان ابراھیم کانت امۃ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لفظ امت ایک شخص پر بھی صادق آتا ہے اور زیادہ پر بھی صادق آتا ہے اور زیادہ بھی، جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اور پھر حضرت نے یہی آیت پڑھی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چونکہ ابراہیمؑ کے سوا کوئی اور اس دین پر نہ تھا گویا وہی تنہا امت تھے اور قانت کے معنی مطیع ہیں اور حنیف کے معنی مسلم۔

(حواشی صفحہ ہذا)

۱ اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ مصباح الشریعۃ میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مومنین میں سے دانا لوگوں کے لئے اقتداء و اتباع سے زیادہ محفوظ کوئی طریقہ نہیں ہے کیونکہ یہ طریقہ اس طرح واضح ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خود فرمایا، ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ پس اگر دین خدا کے لئے کوئی اور مسلک اقتداء اور اتباع سے بہتر ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیا کو اسی کے اختیار کرنے کا حکم فرماتا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام حسینؑ سے منقول ہے کہ سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے اور کوئی ملت ابراہیم پر نہیں ہے اور لوگ جتنے ہیں سب ملت ابراہیم سے منحرف ہیں۔ (اس صفحہ

حروفها ۱۵۸۲ سورة بني اسرائيل مكية كلماتها ۹۷۱۰

سورہ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۱۱ — رکوعها ۱۲

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

منزہ ہے وہ جو راتوں رات اپنے بندہ کو مسجد الحرام

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ

سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے حوالی کو خود ہم نے برکت دی ہے

مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَاٰتَیْنَا مُوْسَی

تاہم اس کو اپنی نشانیوں میں سے بعض دکھادیں بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ اور موسیٰ

الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

کو ہم نے کتاب دی تھی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی

دُوْنِیْ وَكِیْلًا ② ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا

اور کو کارساز نہ بناؤ۔ (یہ) ان کی اولاد (تھے) جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا۔

شَكُوْرًا ③ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ

بیشک وہ بڑا شکر گذار بندہ تھا۔ اور ہم نے اسی کتاب میں بنی اسرائیل کو یہ خبر دے دی تھی

لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ④

کہ تم ضرور بالضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کروگے اور ضرور تم بڑی سرکشی کروگے۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ

پھر جب کہ ان دونوں میں سے پہلے وعدہ کا موقع آیا ہم نے تمہارے برخلاف اپنے

بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا

بڑی قوت والے بندے بھیج دیئے پس وہ شہروں میں گھس پڑے اور وعدہ

مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ

پورا ہوکے رہا۔ پھر ہم نے تم کو ان پر دوبارہ

اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ⑥

غلبہ دیا اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور ازروئے تعداد تم کو بہت بڑھادیا۔

الجزء (۱۵) — (۱) الی المسجد الاقصا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں روشن افروز تھے کہ ایک دفعہ آپ نے آسمان کی طرف نظر فرمائی۔ دوسری دفعہ کعبہ کی طرف اور پھر تین مرتبہ یہی آیت تلاوت فرمائی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا پھر اسماعیل جعفی کی طرف توجہ فرما کر ارشاد کیا کہ اے عراقی اہل عراق اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی یہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک لے گیا۔ فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں بلکہ اس سے اس تک لے گیا اور دوسرے لفظ اس کو فرماتے وقت آپ نے اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ان دونوں کے مابین کا نام حرم ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ وہ مسجد میں جن کے لئے خاص خاص فضیلتیں ہیں کون کون سی ہیں؟ فرمایا مسجد الحرام اور مسجد الرسول کسی نے عرض کی اور مسجد الاقصیٰ؟ فرمایا وہ تو بالائے آسمان ہے جہاں شب معراج جناب رسول خدا کو لے گئے تھے۔ اس پر عرض کی گئی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ مسجد الاقصیٰ سے بیت المقدس مراد ہے۔ فرمایا کہ اس سے تو مسجد کوفہ افضل ہے۔ کافی میں ہے کہ انہی حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا کو معراج کے مرتبہ ہوئی۔ فرمایا دو مرتبہ۔ (تفصیل ضمیمہ میں پڑھئے)

۲ عبدا شکورا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے ان حضرت سے دریافت کیا تھا کہ نوح علیہ السلام کے بارے میں خدا نے جو یہ فرمایا ہے انہ کان عبداً شکورا اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کچھ کلمات تھے جن کو نوح علیہ السلام زیادہ پڑھتے تھے۔ عرض کی کہ وہ کیا تھے؟ فرمایا صبح ہوتی تو یہ کہا کرتے تھے

اصبحت اشهدك ما اصبحت لی من نعمة او عافية فی دينی او دنياي فانك منك وحدك لا شريك لك فلك الحمد علی ذالك ولك الشكر كثيراً۔ (میں نے صبح اس حال میں کی ہے کہ تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ مجھے جو نعمت یا عافیت دین یا دنیا کی ملی ہے وہ تیری طرف سے ملی ہے تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں پس اس ہر

منزل (۴)

نعمت یا عافیت پر تیرا ہی حمد و شکر بہت بہت ہے) تین مرتبہ اس طرح کہا کرتے تھے اور تین مرتبہ یہ فرماتے تھے اور جو کوئی اس کے کلام کے وقت کہا کرے صبح اور شام کو (مواعظ عددیہ)

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ
اگر تم نے نیکی کی تو اپنی ذات کے لئے نیکی کی۔ اور اگر تم نے بدی کی تو وہ بھی اپنے ہی لئے،
فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا
پھر جب دوسرے وعدہ کا موقع آیا (تو ہم نے ان کو بھیج دیا) کہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور تاکہ
الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا
مسجد میں اسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلی دفعہ اس میں گھس گئے تھے اور تاکہ جب تک ان کو
تَتْبِيرًا ﴿٧﴾ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا ۘ
غلبہ رہے ایسا ہلاک کرتے رہیں جیسا کہ ہلاک کرنے کا حق ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے۔ اور اگر تم نے پھر وہی کیا تو ہم بھی
وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ
وہی کریں گے۔ اور کافروں کے لئے ہم نے جہنم کو قید خانہ مقرر کیا ہے۔ بیشک یہ قرآن
يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ
وہ راستہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان مومنوں کو جو نیکیاں کرتے رہتے ہیں
الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
(یہ) خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ
ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اور انسان بری چیز کے لئے بھی ویسی ہی دعا مانگتا ہے
دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ
جیسی کہ اچھی چیز کے لئے۔ اور انسان ہے جلد باز، اور ہم نے رات کو
وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
اور دن کو دو نشانیاں مقرر کیا پھر ہم نے رات کی نشانی کو تاریک کر دیا اور ہم نے دن کی نشانی کو
مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ
روشن بنا دیا، تاکہ تم اپنے رب کے فضل کی خواستگاری کرو اور تاکہ تم ان کے ذریعہ سے برسوں کی
السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾ وَكُلَّ
گنتی اور حساب سمجھ لیا کرو۔ اور ہر چیز کو ہم نے ایسا کھول کر بیان کر دیا ہے جیسا کہ
إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۚ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
کھول کر بیان کرنے کا حق ہے اور ہر انسان کا عمل ہم نے اس کے گلے کا ہار کر دیا ہے۔ اور قیامت کے دن

۱ یہدی للتی ھی اقوم المعانی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جناب امام زین العابدین علیہما السلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے صرف معصوم ہوگا اور عصمت کوئی ظاہری چیز جسم پر نہیں ہے جسے دیکھ کر معصوم کو پہچان لیا جائے لہٰذا ضرور ہے کہ وہ منصوص بھی ہو۔ کسی نے عرض کی کہ معصوم کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑنے والا اور حبل اللہ قرآن مجید ہے اور قرآن مجید امام کی طرف رہبری کرتا ہے اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے یہدی للتی ھی اقوم۔ ۲ یدع الانسان مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی نجات اور ہلاکت کے طریقے کو اچھی طرح پہچان لو کہ کہیں تم خدا سے ایسی چیز کی دعا نہ کر بیٹھو جس میں ممکن ہے کہ تمہاری ہلاکت ہو اور تم اسی گمان میں رہو کہ تمہاری اس میں نجات ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ویدع الانسان الخ۔ ۳ وکان الانسان عجولاً تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اپنی مخلوق روح ان میں پھونکنی قبل اس کے کہ ان کی خلقت پوری ہو کھڑے ہونے کی نیت سے اچھل پڑے اور گرے اسی پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا وکان الانسان عجولاً۔ ۴ فمحونا آیۃ اللیل علل الشرائع میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریات کیا گیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ سورج اور چاند دونوں چمک اور روشنی میں برابر نہیں ہیں؟ فرمایا جس وقت خدائے تعالیٰ نے ان دونوں کو پیدا کیا تو انہوں نے اطاعت کی اور کوئی نافرمانی نہیں کی۔ خدائے تعالیٰ نے جبرئیل امین کو حکم دیا کہ چاند روشنی کو محو کر دیں چنانچہ انہوں نے اسے محو کر دیا۔ پس چاند میں محو کرنے کا نشان کالی کالی دھاریاں موجود ہیں اور اگر چاند مثل سورج کے اپنی اصلی حالت پر باقی رہنے دیا جاتا تو دن اور رات کی تمیز مشکل ہوتی اور روزہ دار کو یہ نہ معلوم ہو سکتا کہ روزہ کتنی دیر تک رکھتے اور نہ لوگوں کو برسوں کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وجعلنا اللیل والنہار ایتین الخ الاحتجاج میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاند کو پیدا کیا تو اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین لکھ دیا۔ یہ جو تم چاند پر سیاہی دیکھتے ہو یہ وہی تحریر ہے۔ (باقی صفحہ ۳۳۹ پر)

الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى
اس کے لئے ہم ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ پھیلا ہوا پائے گا۔ (ہم اس کو حکم دیں گے کہ) اپنا نوشتہ پڑھ لے
بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
آج کے دن اپنی ذات کا حساب لینے کو تو خود ہی کافی ہے۔ جس نے ہدایت پائی
يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ
تو اس نے اپنی ذات کے لئے ہدایت پائی۔ اور جو گمراہ ہوگیا پس اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ
اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں
حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ
عذاب دینے والے نہیں ہیں۔ اور جب ہم کسی بستی کے ہلاک کر دینے کا
قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ
ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس میں مالدار لوگوں کو زیادہ کر دیتے ہیں پس وہ اس بستی میں
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
(ہمارے احکام کے بارے میں) نافرمانی کرنے لگتے ہیں پھر وہ بستی عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے
مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
پھر ہم اس کو پورا پورا تباہ کر دیتے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کے بعد ہم کتنے ہی گروہوں کو ہلاک کر چکے۔ اور تمہارا
خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ
پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کی دیکھ بھال کو کافی ہے۔ جو دنیا کا خواستگار ہوتا ہے تو
فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا
ہم اس میں سے جس کے لئے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں جلد اسے دے دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم مقرر کیا ہے۔
مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا
وہ اس میں برے حال سے اور رحمت خدا سے محروم ہو کر جھلا جائے گا۔ اور جو آخرت کا خواستگار ہوا اور اس کے حصول
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾
کیلئے ایسی ہی کوشش کی جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے درحالیکہ وہ مومن بھی ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی سعی مشکور ہوگی۔
كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ
ہم ہر ایک کی ان کی بھی اور ان کی بھی تمہارے پروردگار کی بخششوں سے امداد کرتے رہتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار کی

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۳۸) قول مترجم:
ان دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے معصومین اس امر پر مامور تھے کہ ہر شخص سے اس کی عقل کے موافق بات کریں جناب رسول خدا نے روشنی محو ہونے کی وجہ بیان فرمادی مگر ان سیاہ خطوط کی تفصیل نہیں فرمائی امام نے وہ تفصیل بیان فرمادی۔ حقیر کے خیال میں کامل کلمہ طیبہ کی نورانیت نے چاند کو مانند کر دیا۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ الزمناہ طائرہ فی عنقہ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو نیکی اور بدی انسان نے کی ہے وہ اس طرح اس کے ساتھ رہے گی کہ اس سے جدا نہ ہو سکے گی جب تک کہ قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال اس کو دے نہ دیا جائے۔ ۲ حسیبا۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ بندہ نے جو جو کچھ عمل کئے ہیں اور جو جو کچھ اس کے نامہ اعمال میں لکھا ہوگا وہ اس طرح اس کو یاد آجائے گا گویا وہ کام اسی وقت کیا ہے اسی وجہ سے گھبرا کر وہ لوگ یہ کہیں گے یا ویلتنا مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ و لا کبیرۃ الا احصاھا (ہائے خرابی ہماری یہ نوشتہ کیسا ہے اس نے تو کوئی چھوٹی اور بڑی چیز چھوڑی ہی نہیں جس کا احصانہ کر لیا ہو)

۳ حتی نبعث رسولاً بعثت رسول کا فائدہ یہ ہے کہ حجتوں کو کھول کر بیان کر دے احکام شریعت کی مشق کرادے اور اسکے ذریعہ سے لوگوں پر حجت قائم کر دے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا آدمیوں کے لئے کوئی ایسا آلہ مقرر کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے وہ پوری پوری معرفت حاصل کر لیں۔ فرمایا نہیں۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ آیا پوری پوری معرفت حاصل کرنا امام لوگوں کے ذمہ لازم ہے؟ فرمایا نہیں خدا کے ذمے صرف بیان کر دینا ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا (ترجمہ کے لئے دیکھئے پارہ ۳ رکوع ۷ اور فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا ما اتاھا (اللہ کسی نفس کو کوئی تکلیف نہ دے گا سوائے اتنی ہی کے جتنی قوت اسے دی ہو) ۴ امرنا مترفیھا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم وہاں زبردستی کرنے والوں یعنی مالدار لوگوں کو بڑھا دیتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ بلغۃ اصل میں ہے امر نا (بمیم مشدد) جس کے معنی ہیں ہم نے زیادہ کر دیا۔ امرنا نہیں ہے جیسا کہ اس زمانے کے

(اگر پڑھنے میں معنی حضرت سے منقول ہے (باقی صفحہ ۳۴۰ پر ملاحظہ ہو)

رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى
بخشش (کسی پر) بند نہیں ہے۔ غور کرو ہم نے کس طرح ایک پر دوسرے کو فضیلت دی ہے۔
بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا
اور آخرت کا فرق از روئے درجات بھی بہت بڑا ہوگا اور از روئے فضیلت بھی۔
تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾
اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ ٹھہراؤ ورنہ اس حال میں بیٹھے رہو گے کہ (تمہیں) سب برا کہیں گے اور سب (تمہیں) جھوڑ دیں گے،
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ
اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دے دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتے رہو،
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ
اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کے
لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾
سامنے اُف بھی نہ کرو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ادب و اخلاق کی باتیں کرو۔
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ
اور رحم و مروت سے عاجزی کا بازو ان کے سامنے خم کرو۔ اور یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ
تو ان دونوں پر ایسا ہی رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔ تمہارا پروردگار جو کچھ تمہارے
نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ
دلوں میں ہے اس سے خوب واقف ہے اگر تم نیک رہو گے تو وہ بھی توبہ کرنے والوں کے لئے بڑا ہی بخشنے والا ہے۔
غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ
اور (اے رسول) تم قرابت والے کو اس کا حق دے دو اور مسکین و مسافر کو
السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا
اس کا اور بے جا نہ اڑاؤ۔ بالتحقیق بے جا اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔
اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا
اور شیطان اپنے پروردگار کا سب سے زیادہ منکر ہے۔ اور اگر تم اپنے پروردگار کی
تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ
رحمت حاصل کرنے کے لئے جس کی تم کو امید ہے ان سے منہ بھی پھیرلو تو بھی

(بقیہ صفحہ ۳۳۹) امرنا اکابرینا ہم نے اس کے بڑے بڑے لوگوں کو زیادہ کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام تو امرنا بروزن عامرنا کہ دونوں کے معنی ایک ہی پڑھا کرتے تھے ایک قول کے بموجب مترفین یعنی مالداروں کی قید اس لئے لگائی ہے کہ وہ حماقت کی باتوں کو جلد قبول کر لیتے ہیں اور چھوٹے درجہ کے ان کی پیروی کے لئے آمادہ ہو جایا کرتے ہیں۔

۵ من کان یرید العاجلۃ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر دنیا ہی کے معاوضہ کا خواہش مند ہوگا اور جو چیز میں اللہ نے اس پر واجب کی ہیں ان کی بجا آوری سے بھی نہ تو رضائے خدا مدنظر ہوگی اور نہ ثواب آخرت تو اللہ بھی سامان دنیا اس جس قدر مناسب جانے گا اسے جلد جلد عطا فرما دے گا اور ثواب آخرت اسکے لئے کچھ نہ ہوگا اور خدائے تعالیٰ کے عطا فرمانے کی اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس عطیہ سے قوت پا کر طاعت و بندگی بجالائے۔ پھر اگر بندہ اسے معصیت میں صرف کرے تو پروردگار عالم اسی بنا پر اس کو عذاب دے گا۔

۶ من اراد الآخرۃ تفسیر صافی میں ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی گئی ہے کہ جو شخص آخرت کو پسند کر لے اسے لازم ہے کہ زندگانی دنیا کی زینت چھوڑ دے۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ کبر درجات تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ کبھی نہ کہو کہ جنت ایک ہی ہے کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ومن دونھما جنتان یعنی ان دو جنتوں کے علاوہ دو جنتیں اور ہیں اور یہ بھی ہرگز نہ کہو کہ ایک ہی ہے اسلئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے رفعنا بعضھم فوق بعض درجات (ہم نے ان میں سے بعض کو بعض درجوں کی حیثیت سے رتبہ عطا کیا ہے) مطلب یہ ہے کہ لوگ بوجہ اپنے اعمال کے ایک دوسرے سے درجوں میں بڑھے چڑھے ہوں گے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ دو مومن داخل جنت ہوئے ہوں اور ایک کا دوسرے سے بالا ہونا اور ایک ان میں سے اپنے دوسرے دوست سے ملنے کی خواہش کرے تو کیا ہوگا؟ فرمایا جو بلند درجہ پر ہوگا اسے اختیار ہوگا کہ نیچے کے درجہ والے سے اس کے درجہ میں آکر مل لے لیکن جو نیچے کے درجہ میں ہے اس کو یہ موقع نہ ہوگا کہ اوپر کے درجہ میں جا کر اس سے ملے کیوں کہ وہ اس حد تک پہنچا ہی نہیں ہے۔ (اس سے آگے

لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ
بات ان سے نرمی سے کیا کرو۔ اور نہ تو پورے بخل سے ہی بن جاؤ اور
عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
نہ بڑے فضول خرچی کہ پھر خالی ہاتھ پشیمان بیٹھے رہو۔
مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ
بیشک تمہارا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے روزی وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا
إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ
ہے یقیناً وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا اور (ان کی) دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ اور فقر و فاقہ کے خوف سے
خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ
اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔ بیشک ان کا قتل کرنا
خِطْئًا كَبِيرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَاءَ
کبیرہ گناہ ہے۔ اور زنا کے پاس نہ پھٹکو یقیناً وہ بے حیائی کی بات اور بری راہ ہے۔
سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ
اور کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے سوائے حق کے اور کسی طرح قتل نہ کرو
وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا
اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے گا تو ہم ضرور اس کے وارث کو غلبہ دیں گے۔
يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ
پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس
الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا
نہ جانا سوائے اس صورت کے جو اس کی بہتری کی ہو جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے
بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴿٣٤﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا
اور عہد کو پورا کرنا بالتحقیق عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔
كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ
اور جب ناپو تو پیمانہ پورا دو اور سچی ترازو سے تولو یہی بہتر ہے
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ
اور اسی کا انجام اچھا ہے اور اس بات کے درپے نہ ہوا کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔

۱ قولاً میسوراً تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جناب رسول خدا سے جب کوئی سوال کرتا اور آپ کے پاس دینے کو کچھ نہ ہوتا تو یہ فرما دیا کرتے کہ اللہ اپنے فضل سے ہم کو بھی رزق دے اور تم کو بھی۔ ۲ ملوماً محسوراً تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو جو آپ سے کسی ایسی چیز کا سوال کرتا جو آپ کے پاس ہوتی تو ع ۲ اسے خالی ہاتھ نہ پھیرتے۔ چنانچہ ایک شخص نے سوال کیا اور حضرت کے پاس کچھ نہ تھا تو فرمایا کہ انشاء اللہ جب ہوگا دوں گا۔ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قمیص ہی مجھے عنایت کر دیجئے۔ آنحضرتؐ نے اپنا قمیص دے دیا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل فرمائی اور تادیباً منع فرمایا کہ نہ تو کنجوسی ہی برتو اور نہ ایسے فضول خرچ ہو کہ خود برہنہ بیٹھے رہ جاؤ۔

۳ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ کافی میں ایک حدیث قدسی ہے از اجملہ یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے مناسب حال فقر و احتیاج ہے۔ اور اگر میں ان کو غنی کر دوں تو وہ غنا ان کا ستیاناس کر دے اور میرے بندوں میں ایسے بھی ہیں جن کے لئے دولتمندی موزوں ہے۔ اگر میں ان کو فقیر کر دوں تو فقر ان کا ستیاناس کر دے۔ بہرحال میں اپنے بندوں کی مصلحت سے خوب واقف ہوں۔

۴ خشیۃ املاق تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں فقر و فاقہ کے خوف سے۔ کیوں کہ عرب اپنی اولاد کو اسی خوف سے مار ڈالا کرتے تھے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حاجی کو املاق کبھی نہیں ستاتا۔ دریافت کیا گیا کہ یا حضرتؑ! یہ املاق کیا چیز ہے؟ فرمایا افلاس۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ۵ لا تقربوا الزنی الفقیہ اور الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے یہ بھی تھی کہ یا علیؑ زنا میں چھ خرابیاں ہیں۔ تین دنیا کی اور تین عقبیٰ کی دنیوی خرابیاں یہ ہیں: اول اس کے چہرہ کی رونق جاتی رہتی ہے۔ دوسرے موت جلد آتی ہے، تیسرے رزق کم ہو جاتا ہے۔ اور اخروی تین خرابیاں یہ ہیں: اول حساب کی سختی، دوم خدا کا غضب۔ سوم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا۔ ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جب زنا کا افشاء زیادہ ہوگا زلزلے کثرت سے آیا کریں گے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ
بالتحقیق کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے متعلق جواب طلب کیا جائے گا۔
مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ
اور زمین پر اتراتے ہوئے نہ چلو۔ یقیناً نہ تو تم زمین ہی پھاڑ ڈالو گے
الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ
اور نہ بڑھ کر پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکو گے۔ ان میں سے ہر بات
عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
کی برائی تمہارے رب کو ناپسند ہے۔ یہ ان میں سے ہیں جو حکمت کی باتیں تمہارے پروردگار نے تمہاری طرف
الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ
وحی فرمائی ہیں۔ اور تم اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنالینا۔ ورنہ ملامت زدہ اور رحمت
مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ
سے دور ہو کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ کیا تم کو تمہارے خدا نے بیٹے دینے کے لئے چن لیا ہے
مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ
اور خود فرشتوں میں سے اس نے (اپنے لئے) بیٹیاں لے لی ہیں؟ بیشک تم بڑا بول بولتے ہو۔
صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۚ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا
اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں بار بار (طریقے) بیان کئے ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں حالانکہ اس بیان نے
نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا
ان کی نفرت ہی بڑھائی۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر ان کے کہنے کے مطابق ان کے ساتھ اور بھی خدا ہوتے تو اس صورت
إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا
میں صاحب عرش تک پہنچنے کا راستہ وہ بھی تو ڈھونڈھ لیتے۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے اس کی ذات کہیں زیادہ
كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن
منزہ اور برتر ہے۔ ساتوں آسمان اور پوری زمین اور جو ان میں ہیں (وہ سب) اس کی پاکی بیان کرتے
فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ
رہتے ہیں۔ اور ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کی حمد کی تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم ان کی
تَسْبِيحَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ
تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔ بیشک وہ بڑا بردبار (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جس وقت تم قرآن مجید پڑھتے ہو

۱ لاتمش فی الارض مرحا الفقیہ میں جناب امیر المومنین سے اس وصیت میں جو آپ نے محمد ابن حنفیہ کو فرمائی تھی یہ بھی ہے کہ دونوں پاؤں کا فرض یہ ہے کہ ان کو تم عبادت خدا میں کھڑے کھڑے بوجھل کرو اور ان کے ذریعہ سے کوئی نافرمانی کی چال نہ چلو، جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۲ لا تجعل مع اللہ الھاً آخر تفسیر قمی میں ہے ظاہری خطاب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد امت ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کے ایک حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بعثت کے ابتدائی دس برس میں جو شخص مکہ معظمہ میں شہادتین کے اقرار و تصدیق کے ساتھ مرا اس پر کوئی عذاب نہیں کیا گیا۔ پھر دس برس کے بعد خدائے تعالیٰ نے مکہ ہی میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ تا خبیراً بصیراً کہ ان میں ادب بھی ہے نصیحت بھی ہے۔ تعظیم بھی ہے آسان سی ممانعت بھی ہے۔ اور کسی چیز کا وعدہ بھی نہیں فرمایا ہے اور جس چیز سے منع فرمایا ہے اس کے کرنے پر کچھ زیادہ وعید بھی نہیں کی۔ اور جن چیزوں سے نکلنے کا حکم دیا ان میں زیادہ سختی بھی نہیں فرمائی ہے پھر حضرت نے ولا تقتلوا اولادکم سے ملوماً مدحوراً۔ تک تلاوت فرمائی۔ ۳ واتخذ من الملائکۃ اناثاً تفسیر قمی میں ہے کہ یہ قریش کا رد ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔

۴ مایزیدھم الا نفوراً تفسیر قمی میں ہے کہ جب کفار قرآن مجید کو غور سے سنتے تو بھاگ جایا کرتے اور اسکی تکذیب کیا کرتے۔ ۵ وان من شیئ الا یسبح بحمدہ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دیواروں کے گرنے سے جو آواز نکلتی ہے وہ بھی تسبیح ہے۔ ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ کوئی پرند شکار نہیں کیا جاتا مگر اس سوا نہ وہ میں کہ وہ تسبیح خدا سے غافل ہو جاتا ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا سوکھے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں؟ فرمایا ضرور کرتے ہیں۔ کیا تم نے گھر کی کھڑکیوں کو چیختے ہوئے نہیں سنا۔ بس یہی ان کی تسبیح

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا
ہم تمہارے مابین اور ان لوگوں کے مابین جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک خفیہ پردہ قائم کر دیتے ہیں
مَّسْتُوْرًا ۙ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
اور ہم ان کے دلوں پر غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ وہ اس کو نہ سمجھیں۔ اور ہم ان کے کانوں میں بھاری پن
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا
ڈال دیتے ہیں۔ اور جس وقت تم قرآن مجید میں اپنے پروردگار یکتا کو یاد کرتے
عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ
ہو تو وہ نفرت کھا کر پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں۔ ہم خوب واقف ہیں کہ جب یہ کان لگا کر سنتے ہیں
يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ
تو کس غرض سے سنتے ہیں اور جب یہ ظالم ایک دوسرے سے چپکے چپکے یہ کہتے ہیں
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ
کہ تم تو ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ خیال تو کرو انہوں نے تمہارے لئے کیسی
الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا
کیسی مثلیں بیان کی ہیں پس یہ خود ہی گمراہ ہو گئے اب کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا
كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ
کہ جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر بھی ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے۔
كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِىْ صُدُوْرِكُمْ ۚ
تم (جواب میں) یہ کہہ دو کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا کوئی مخلوق جو تمہارے خیالات میں بڑی معلوم ہوتی ہو،
فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِىْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ
اس پر وہ کہیں گے کہ پھر ہم کو واپس کون لائے گا؟ تم یہ کہہ دینا کہ وہی جس نے تم کو اول مرتبہ پیدا کیا تھا۔
فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ
اس پر وہ تمہاری طرف (دیکھ دیکھ کر) اپنے (اپنے) سر ہلائیں گے۔ اور کہیں گے کہ یہ ہوگا کب؟
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ
تم کہہ دو شاید قریب ہی ہو جائے۔ جس دن وہ تم کو بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے دوڑے چلے جاؤ گے
بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِىْ
اور یہ خیال کرتے ہو گے کہ تم بہت ہی کم ٹھہرے۔ اور (اے رسول) میرے بندوں سے یہ کہہ دو کہ وہ

ل واذا ذکرت ربك فی القرآن وحدہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا اپنی دولت سرا میں داخل ہونے لگتے اور قریش کا بہت سا مجمع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے ہوئے ہوتا تو آپ بلند آواز سے فرماتے بسم اللہ الرحمان الرحیم تو قریش اس کو سن کر بھاگ جاتے۔ اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے تو قریش آنحضرت کی خوش آوازی سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ مگر جب حضرت بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھتے تو بھاگ جاتے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کی نماز پڑھاتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز بلند پڑھا کرتے۔ پس جو منافق حضرت کے پیچھے ہوتے وہ صفوں سے دور ہٹ جاتے اور جب حضرت سورہ شروع فرما دیتے تب وہ اپنی اپنی جگہ آجاتے اور یہ کہا کرتے کہ خدا سے ان کو اتنی محبت ہے کہ اس کا نام بار بار لیا کرتے ہیں اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قول مترجم: ان روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ کفار و منافقین ایک ہی خاصیت رکھتے تھے اسی سبب سے انجام بھی دونوں کا ایک ہی ہوگا۔ اور حضرات شیعہ اس بات کو بھی بغور جانچ لیں کہ منافقین آج تک بسم اللہ الرحمان الرحیم بالجہر پڑھنے سے ویسے ہی متنفر ہیں جیسے ان کے گروگھنٹال زمانہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں آنحضرت سے سن سن کر بھاگا کرتے تھے۔ ۲ ضربوا لك الامثال تفسیر صافی میں ہے کہ کبھی انہوں نے تم کو ساحر کہا کبھی شاعر کہا کبھی کاہن کہا کبھی مجنون بنایا۔ ۳ عظاما و رفاتا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابی ابن کعب جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا اور دیوار میں سے ایک پرانی ہڈی نکالنا لایا۔ اسکو چورا چورا کیا اور آنحضرت سے کہنے لگا کہ اے محمد ہم جب اس طرح ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر از سر نو پیدا کئے جائیں گے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں و ضرب لنا مثلا و نسی خلقه قال من یحی العظام و هی رمیم قل یحییها الذی انشاها اول مرة و هو بکل خلق علیم۔ (اور ہمارے لئے مثل بیان کرنے لگا اور اپنی خلقت کو بھول گیا کہنے لگا کہ ان ہڈیوں کو جو بوسیدہ ہو گئی ہیں کون زندہ کرے گا۔ (باقی صفحہ ۳۴۴ پر)

يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ
ایسی بات کہا کریں جو بہت ہی اچھی ہو یقیناً شیطان ان میں فساد ڈالتا ہے۔ بیشک
الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۚ
شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے
إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ
اگر وہ چاہے گا تم پر رحم فرمائے گا یا اگر چاہے گا تو عذاب دے گا۔ اور (اے رسول) ہم نے تم کو ان کا
وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ
وکیل بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ اور تمہارا پروردگار ان سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے خوب واقف ہے اور یقیناً
فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾ قُلِ
ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی۔ تم کہہ دو کہ
ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ
اس کے سوا (جن) جن کا تم کو گمنڈ ہے تم ان کو پکار لو کہ وہ تم سے نہ کوئی مصیبت رفع کر سکیں گے
عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ
اور نہ (اسے) بدل سکیں گے۔ یہی لوگ وہ ہیں جنہیں یہ تو پکارتے ہیں اور وہ خود اپنے رب کی
رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ
حضور میں وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ کون زیادہ قرب رکھنے والا ہے اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے
عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا
عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔ اور ایک بستی بھی
نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ
ایسی نہیں ہے جس کو ہم روز قیامت سے پہلے (پہلے) ہلاک نہ کر دیں۔ یا اس کو سخت عذاب نہ دیں۔
كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ
یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہیں۔ اور ہم کو نشانیوں کے بھیجنے سے کسی اور چیز نے نہیں روکا
بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ
سوائے اس کے کہ پہلوں نے ان کو جھٹلایا (اور جھٹلانے کا عذاب پایا) تھا۔ اور ہم نے قوم ثمود کو
مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾
صریح (نشانی) اونٹنی عنایت کی تھی۔ پھر انہوں نے اس پر ظلم کیا تھا اور ہم تو (ایسی) نشانیاں صرف ڈرانے ہی کے لئے بھیجا کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۴۳ گزشتہ) جس حال میں کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہیں (اے رسول) تم کہہ دو کہ ان کو ہی زندہ کر دے گا جس نے پہلی دفعہ ان کو بنا دیا تھا۔ اور وہ اپنی کل مخلوق کے حال سے آگاہ ہے۔

۴ خلقاً مما یکبر فی صدورکم تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مخلوق جو تمہارے خیالات میں بڑی ہے وہ موت ہے۔ ۵ مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ لوگ جب اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو مٹی سروں سے جھاڑتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے جائیں گے سبحانک اللھم وبحمدک یا اللہ تیری ذات منزہ و پاک ہے اور تیری تعریف کرتے ہوئے ہم اٹھے ہیں۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ ان یشا یذھبکم تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے پہلی آیتوں میں جو جناب رسول خدا کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے مومن بندوں سے یہ بات کہہ دو کہ مشرکوں سے ایسی بات کہیں جو اچھی ہو۔ اور اس طرح خطاب نہ کریں کہ ان کو غیظ و غضب آجائے۔ ایک قول کے بموجب یہ آیت اسکی تفسیر ہے یعنی یوں نہیں ربکم اعلم بکم اور صراحۃً یہ نہ کہہ دیں کہ تم جہنمی ہو کیوں کہ ایسا صراحت کرنا ان کو سخت بدی پر آمادہ کر دے گا۔ اور ہر شخص کے انجام کا علم داخل غیب ہے اور تم کو غیب کا علم نہیں دیا گیا ۲ فضلنا بعض النبیین علی بعض کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انبیاء و رسولوں کے سردار پانچ ہیں اور وحی کا دارومدار انہی پر ہے یعنی نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کو اور جملہ انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ علل الشرائع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انبیائے مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو تمام انبیائے مرسلین پر فضیلت دی ہے۔ اور اے علی فضیلت میں میرے بعد تمہارا درجہ ہے اور پھر ان ائمہ کا جو تمہارے بعد تمہاری اولاد میں سے ہوں گے اور فرشتے تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں۔ ۳ مھلکوھا الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ یہاں ہلاکت کے معنی ہیں موت کے ذریعے سے فنا کر دینا۔ ۴ وما منعنا ان نرسل بالآیٰت تفسیر قمی اور تفسیر صافی میں اس آیت کے بارے میں جو کچھ وارد ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں جب کسی نبی کی دعا سے کوئی آیت الٰہی ظاہر کی گئی (باقی صفحہ ۳۴۵ پر)

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا
اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ بیشک تمہارے پروردگار نے ان لوگوں کو گھیر لیا ہے اور وہ خواب
الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي
جو ہم نے تم کو دکھایا ہے اس کو ہم نے نہیں مقرر کیا ہے مگر لوگ آدمیوں کے لئے ایک آزمائش۔ اور قرآن مجید میں
الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ وَاِذْ
ایک لعنتی درخت (یعنی نسل) ۔ اور ہم ان کو ڈراتے ہیں مگر سوائے اس کے کہ ان کی سرکشی بڑھے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔
قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَ
اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ ہم نے کل فرشتوں سے یہ کہا کہ تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو پس سوائے ابلیس کے سب ہی نے سجدہ کیا تھا۔ اس نے یہ کہا
اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ
کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اس نے (یہ بھی) کہا کہ بھلا دیکھ تو یہی وہ ہے جس کو تو نے مجھ
عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا
پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو نے مجھے روز قیامت تک مہلت دی تو میں سوائے قدرے قلیل کے اس کی کل اولاد کی بیخ کنی کر دوں گا۔
قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ
فرمایا جا (دور ہو) ان میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا پس جہنم تم سب کا پورم پور بدلہ ہوگا۔
جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ
اور ان میں سے جس کو تو بہکا سکتا ہے۔ اپنی آواز سے بہکالے اور ان کے مقابلہ کے لئے اپنے سواروں اور پیادوں
بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي
کو پکارلے اور مال اور اولاد میں ان کا شریک ہو جا اور ان سے وعدے کر۔
الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
حالانکہ شیطان ان سے کوئی وعدہ نہ کرے گا مگر دھوکا۔
غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى
یقیناً (جو) میرے بندے (ہیں) ان پر تو تیرا کوئی قابو ہی نہ ہوگا۔ اور تیرا پروردگار ان
بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ
کا کارساز ہونے کو کافی ہے۔ تمہارا پروردگار وہی ہے جو تمہارے لئے سمندر میں جہازوں کو چلاتا ہے
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ
تاکہ تم اسکے فضل کے خواستگار ہو۔ بیشک وہ تمہارے لئے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جب تم پر

(بقیہ صفحہ ۳۴۴) تو پھر اس کی تکذیب کرنے والوں کو طرح بہ طرح کے عذاب بھی دینے لگے اور جناب رسول خدا کی ذات بابرکات چونکہ تمام عالم کے لئے رحمت تھی اور ادھر خدا کا قانون بدل نہ سکتا تھا لہٰذا کفار کے سوال کے بموجب آیات کا عطا کرنا روک دیا گیا تھا

ع ۸/۶ اس آیت میں یہی ذکر ہے۔

حواشی صفحہ ھذا

لے الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے معنی دریافت کئے گئے تھے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنی تیم و بنی عدی منبر پر ہیں اور لوگوں کو راہ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں پھر عرض کی گئی یہ شجرہ ملعونہ کیا چیز ہے۔ فرمایا وہ بنی امیہ ہیں۔ کافی میں جناب امام باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صبح کے وقت بہت ہی رنجیدہ و غمگین نظر آئے جناب امیر المومنین نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ میں حضور کو رنجیدہ و غمگین دیکھتا ہوں؟ ارشاد ہوا ایسا کیوں کر نہ ہو حالانکہ آج ہی رات کو میں نے یہ دیکھا کہ بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ میرے اس منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام سے برگشتہ کر کے مرتد بنا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ پروردگار یہ واقعہ میری زندگی میں ہوگا یا میرے بعد؟ پروردگار نے فرمایا کہ تمہاری وفات کے بعد۔

احتجاج طبرسی میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے از انجملہ یہ بھی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ عنقریب عثمان کے بعد معاویہ اور اس کا بیٹا سلطنت پائیں گے پھر سات شخص اولاد حکم ابن العاص سے یکے بعد دیگرے حکومت پائیں گے۔ اور اس طرح ضلالت کے بھی بارہ امام پورے ہو جائیں گے۔ اور یہی وہ تھے جن کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منبر پر دیکھا کہ اس امت کو راہ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ دس تو ان میں بنی امیہ سے ہوئے اور دو وہ جنہوں نے بنی امیہ کے لئے اس کی بنیاد ڈالی اور ان دونوں کی گردنوں پر قیامت تک اس امت میں جتنی بدیاں ہوں گی ان سب کا وبال رہے گا (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)

الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى
سمندر میں کوئی آفت پڑتی ہے تو اس کے سوا اور جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ نجات دے کر تم
الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۷ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ
کو خشکی تک پہنچا دیتا ہے۔ تو تم روگردان ہو جاتے ہو اور انسان ہے بڑا ناشکرا۔ آیا تم اس سے مطمئن ہو گئے ہو کہ
يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا
وہ خشکی کے ایک حصہ کو مع تمہارے دھنسا دے یا تم پر کنکریاں برسانے والی آندھی بھیج دے۔ پھر تم
تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝۶۸ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً
کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ۔ یا تم اس سے مطمئن ہو گئے ہو کہ ایک دفعہ اور تم کو سمندر میں لوٹا لے جائے
اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا
پھر وہ تم پر کشتی شکن ہوا بھیج دے۔ اور جو کفران نعمت تم کر چکے ہو اس کے عوض تم کو ڈبو دے
كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝۶۹ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا
پھر تم اس کے بارے میں ہمارا درپے کسی کو نہ پاؤ گے۔ اور یقیناً ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور خشکی و تری میں
بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
ان کو سواریاں دیں اور اچھی اچھی چیزوں سے ان کو روزی دی اور بہت سی مخلوق پر ان کو ایسی فضیلت دی
وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝۷۰ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ
جیسا کہ فضیلت دینے کا حق ہے۔ جس دن ہم ہر گروہ کو اسکے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ پس جس شخص کو اس
اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ يَقْرَءُوْنَ
کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس وہ تو اپنے نامہ اعمال کو (خوشی خوشی) پڑھیں گے
كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۱ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي
اور ان کو ایک سوت برابر بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ اور جو اس دنیا میں اندھا رہا پس وہ آخرت میں
الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۷۲ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ
بھی اندھا رہے گا اور راہ (راست) سے بھٹکا ہوا۔ اور قریب تھا کہ یہ لوگ تم کو بھی اس سے جو کچھ
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ
ہم نے تمہاری طرف وحی کی تھی ہٹانے کے لئے فتنہ میں ڈال دیں تاکہ تم اس کے خلاف کچھ ہماری طرف منسوب کر دو اور اس صورت میں یہ تم کو
خَلِيْلًا ۝۷۳ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـــًٔا
دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہم نے تم کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو قریب تھا کہ تم بھی کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے

۱ ان یخسف بکم جانب البر
تفسیر صافی میں جانب البر کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ وہ ساحل پر پہنچ کر کفر و روگردانی کرتے تھے اور یہ خیال نہ کرتے تھے کہ جس میں یہ قدرت ہے کہ سمندر میں تم کو ڈبو کر ہلاک کر دے اس میں یہ قدرت بھی ہے کہ تم کو خشکی میں دھنسا دے یا اس حال میں کہ تم اس پر موجود ہو خشکی کے کنارے کو لوٹ دے۔

۲ ولقد کرمنا بنی آدم
تفسیر صافی میں ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام کو یہ بزرگی عقل سے دی ہے نطق سے دی ہے۔ پاکیزہ صورت سے دی ہے۔ متوسط قد و قامت سے دی ہے۔ امور معاد و معاش کی تدبیر سے دی ہے نیز زمین پر جتنی چیزیں ہیں ان سب پر قابو دینے سے دی ہے۔ تمام قسم کے حیوانات کو ماتحت کر دینے سے اور صنعت پر قدرت عنایت کرنے سے اور بہت سی چیزوں سے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ تفسیر کمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کافر کی روح کی کوئی عزت نہیں رکھی بلکہ مومنین کی ارواح کو عزت دی ہے اور نفس و خون کی عزت روح کے ذریعے سے ہے اور اس آیت میں آگے چل کر جو یہ فرمایا ہے و رزقناهم من الطیبات تو رزق طیب سے مراد علم ہے۔

۳ وفضلناهم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا
تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مخلوق اس شان سے پیدا کی گئی ہے کہ اس کا منہ نیچے کی طرف لٹکا ہوا ہے (جو شان عبودیت ہے) الا انسان کہ اس کی خلقت سیدھی کی گئی ہے کہ منہ اس کا نیچے کی طرف لٹکا ہوا نہیں ہے اور امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی فضیلت ہر چوپائے اور ہر پرندے کے مقابلے میں یہ ہے کہ وہ اپنا کھانا پانی اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے منہ تک پہنچاتا ہے۔

 (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

قَلِيلًا ﴿۷۴﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا
اس صورت میں ہم تم کو زندگانی دنیا کا بھی دوسرا عذاب چکھاتے اور موت کے بعد کا بھی دوسرا پھر
تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿۷۵﴾ وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ
تم ہمارے خلاف کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے۔ اور اگر یہ فریب تھا کہ وہ تم کو اس زمین سے پریشان ہی
الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلٰفَكَ إِلَّا
کر چلتے بنے اس غرض سے کہ وہ تم کو اس سے نکال دیں اور اس صورت میں وہ بھی تمہارے بعد
قَلِيلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ
بہت ہی کم رہتے۔ اسی طریقہ پر بس برہم نے تم سے پہلے اپنے رسول بھیجے تھے۔ اور تم ہمارے طریقہ
لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿۷۷﴾ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ
میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ زوال آفتاب سے آدھی رات تک (مقررہ) نمازیں پڑھ لیا کرو۔
اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ
اور صبح کا قرآن (یعنی نماز) کے بارے میں گواہی دی جائے گی۔ اور (اے رسول)
اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
رات کے ایک حصہ میں تہجد پڑھا کرو یہ فریضہ تمہارے لئے مخصوص ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو مقام
مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾ وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ
محمود پر مبعوث کرے۔ اور یہ عرض کیا کرو کہ اے میرے پروردگار مجھ کو پسندیدہ مقام پر پہنچائیو اور خوبی کے ساتھ
صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَاءَ
مجھے یہاں سے لے جائیو اور میرے لئے اپنی طرف سے مدد کرنے والا غلبہ مقرر فرما دیجیو۔ اور یہ کہہ دو
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ
کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل کا کام ہی ہے مٹ جانا۔ اور قرآن میں
الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ
سے ہم وہ چیزیں نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لئے شفا و رحمت ہیں اور نافرمانوں کے لئے (وہی چیزیں) نقصان
إِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأٰ بِجَانِبِهٖ ۖ
ہی بڑھاتی ہیں۔ اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ روگرداں ہو جاتا اور پہلو تہی کرتا ہے۔
وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى

اور جب اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر عمل کیا کرتا ہے۔

---

۱ ضعف الحیوۃ وضعف الممات اس کی اصل تھی عذابا أضعافا فی الحیاۃ وعذابا أضعافا فی الممات۔ یہاں صفت قائم مقام موصوف کی ہو گئی اور اس کو اسی طرح اضافت دی گئی جس طرح خود موصوف کو دی جاتی ہے۔

۲ وإذا لیلبثون خلافك الا قلیلا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول اگر تم یہ مکہ سے نکال بھی دیں گے تو خود بھی تمہارے نکلنے کے بعد تھوڑے ہی دن باقی رہیں گے۔ چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ ہجرت کے ایک ہی سال بعد وہ سب بدر میں قتل ہو گئے۔

۳ سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ جو امت اپنے رسول کو نکالے وہ اسی رسول کی موجودگی میں ہلاک کی جائے۔

۴ اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل کافی، الفقیہ، تہذیب اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا کہ نمازیں واجب کون کون سی فرمائی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ رات اور دن کی پانچ نمازیں۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ آیا خدائے تعالیٰ نے ان کا نام لے دیا ہے اور اپنی کتاب میں ان کو کھول کر بیان کر دیا ہے؟ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول سے یہ ارشاد فرمایا اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل دلوک زوال آفتاب ہے اور غسق اللیل نصف شب پس زوال آفتاب سے آدھی رات تک چار نمازیں ہیں جن کا خدائے تعالیٰ نام بھی لیا ہے اور جن کو بیان بھی فرمایا ہے اور ان کا وقت بھی بتلا دیا ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهودا پس یہ پانچویں ہو گئی۔ اور کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز فجر کی فضیلت کا وقت دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهودا جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ نماز فجر پڑھ لیتا ہے۔ تو وہ جگہ بھی جاتی ہے یعنی رات کے فرشتے بھی اس کو لکھ لیتے ہیں اور دن کے بھی۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی تیسرہ میں پڑھئے)

شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَ

پس تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے جو راہ راست پر ہے۔ اور

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ

لوگ تم سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، تم کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کا حکم ہے اور تم کو اس بارے میں

مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ

بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو جو تمہاری طرف وحی کی ہے غائب کر دیتے

اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ

پھر تم اس کے لوٹانے کے لئے ہمارے برخلاف کسی کو اپنا کارساز نہ پاتے۔ سوائے اس کے کہ تمہارے پروردگار کی رحمت ہو گی۔

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ

بیشک اس کا فضل تم پر بہت ہی بڑا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر سب آدمی اور کل جن اس بات کے لئے

وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ

جمع ہو جائیں کہ اس قرآن (مجید) کے مانند بنا لائیں تو اس کے مانند نہ لا سکیں گے۔ گو ان میں ایک دوسرے کا پشت پناہ بھی

كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

ہو۔ اور یقیناً ہم نے کل آدمیوں کے نفع کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بار بار

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

بیان کی ہے پھر بھی بہت سے لوگ ناشکری کئے بغیر نہ رہے۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾

اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم تو تم پر ایمان لائیں گے نہیں جب تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ جاری نہ کر دو۔

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا

یا خاص تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ نہ ہو۔ پھر اس کے اندر ہی تم زمین کو پھاڑ کر ندیاں

تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ

نہ بہا دو۔ یا جیسا کہ تمہارا گمان ہے ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا نہ گرا دو یا اللہ کو اور

بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ

فرشتوں کو سامنے لا کر کھڑا نہ کر دو۔ یا خاص تمہارے سونے کا ایک محل نہ ہو

تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا

یا تم آسمان پر چڑھ نہ جاؤ اور ہم چڑھ جانے پر بھی ایمان نہ لائیں گے

---

۱ قل کل یعمل علی شاکلتہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی عمل خیر کی نیت کرنا خود اس عمل کے بجالانے سے بہتر ہے اور خود عمل کا بجالانا نعمت ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ شاکلتہ کے معنی نیت ہے۔ نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ جہنمی جہنم میں ہمیشہ اس لئے رہیں گے کہ دنیا میں ان کی نیتوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر وہ دوام کے لئے دنیا میں رہتے تو ہمیشہ خدا کی نافرمانی ہی کئے جاتے اور جنتی جنت میں ہمیشہ اس لئے رہیں گے کہ دنیا میں ان کی نیتوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر وہ دوام کے لئے دنیا میں رہتے ہیں تو ہمیشہ خدا کی اطاعت و فرماں برداری ہی کئے جاتے۔ پس اپنی اپنی نیتوں کے بموجب یہ بھی ہمیشہ رہیں گے اور وہ بھی۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۲ الروح کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو فرمایا کہ روح ایک ایسی مخلوق ہے کہ جبرئیل میکائیل سے عظمت میں بڑی ہے ملکوتی ہے اور جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کے ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ روح خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جس کو بصیرت بھی دی گئی ہے۔ قوت بھی تائید بھی، اور خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں کے اور مومنین کے قلوب میں جگہ دیتا ہے۔ قول مترجم: روح کا مفصل ذکر سورہ حجر میں آچکا ہے پارہ نمبر ۱۴، رکوع ۲ میں پڑھئے۔ ۳ الا قلیلاً تفسیر قمی میں ہے کہ یہودیوں نے جناب رسول خدا سے روح کا حال دریافت کیا گیا تو آپ نے حسب تعلیم خدا ارشاد فرمایا و

ما اوتیتم من العلم الا قلیلاً تو وہ کہنے لگے کہ ہم تو خاص لوگ ہیں۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہیں وہ آدمی آدم، ہیں انہوں نے کہا کہ اے محمد تمہارا تو یہ دعویٰ ہے کہ تم کو قرآن دیا گیا ہے اور ہم کو توریت ملی ہے اور تم قرآن میں ایک جگہ تو یہ ظاہر کرتے ہو کہ تم کو علم نہیں دیا گیا ہے مگر بہت ہی کم اور دوسری جگہ یہ کہتے ہو کہ و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۴ میں پڑھئے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا
جب تک ہم پر ایک نوشتہ نہ نازل کرو کہ اسے پڑھ کر دیکھ لیں۔ تم جواب دے دو کہ میرا پروردگار (اس سے) منزہ ہے
مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا
(کہ اس پر کسی کا حکم چلے) میں تو صرف ایک انسانی رسول ہوں (کچھ اور تو نہیں) اور آدمیوں کو جب کہ ان کے پاس ہدایت آ چکی
اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ
ایمان لانے سے روکا کس چیز نے ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ کیا خدا نے کسی آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر
یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا
اسی زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیجتے۔ تم کہہ دو کہ میرے اور تمہارے
رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
درمیان گواہی دینے کو اللہ ہی کافی ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر (اور ان کی) دیکھ بھال کرنے والا ہے اور جس کو خدا
بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ
ہدایت دیتا ہے پس وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جن سے توفیق ہدایت سلب کر لیتا
یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ یَوْمَ
ہے پس تم اس کے سوا کسی کو ان کا حمایتی نہ پاؤ گے اور قیامت کے دن ہم ان کو اس حالت میں اوندھے منہ
الْقِیٰمَةِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ
محشور کریں گے اور وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا
جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ
(اس کی آگ) جب ذرا بجھنے لگے گی ہم ان کی خاطر سے اور بھڑکا دیں گے۔ یہ سزا ان کی
بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا
اس لئے ہوگی کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ
گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے۔ کیا انہوں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ وہ خدا جس نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ
آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر ہے کہ ان جیسے اور پیدا کر دے اور اس نے ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دی ہے۔
لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ
جس میں کسی طرح کا شک نہیں پھر بھی یہ ظالم انکار کئے بغیر نہ رہے۔ تم کہہ دو

ع ۱۰

ف ۱ هل کنت الا بشراً رسولاً احتجاج طبرسی اور تفسیر امام میں سورہ بقر کی اس آیت کے متعلق امر تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسیٰ من قبل۔ (ترجمہ کے لئے پارہ نمبر ۱، رکوع ۱۲ میں پڑھئے) بروایت جناب امام علی نقی منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا مکہ معظمہ میں کعبۃ اللہ کی چوکھٹ پر بیٹھے تھے کفار کے اصحاب آپ کے ساتھ تھے اور آپ ان کو کتاب خدا سنا رہے تھے اور امر و نہی خدا پہنچا رہے تھے اسی عرصے میں رؤسائے قریش کا ایک گروہ جن میں ولید ابن مغیرہ مخزومی ابوالبختری ابن ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص بن وائل سہمی عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی اور بہت سے لوگ تھے جمع ہو گیا۔ اور یہ مشرک ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یارو! اب محمد کا کام چمک گیا اور ان کی شان بہت بڑھ گئی۔ آؤ اب ہم ان کو تکلیفیں پہنچائیں اور خوب رلائیں اور جھٹلائیں ان پر حجت قائم کریں اور جو کچھ یہ لے کر آئے ہیں اس کو باطل ثابت کریں تاکہ ان کے اصحاب کے سامنے ان کی حقارت ہو اور ان کی شان گھٹے اور اس صورت میں ممکن ہے کہ (معاذ اللہ) اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز رہیں۔ اور اگر پھر بھی یہ باز نہ رہے تو پھر ہم تیغ براں کو کام میں لائیں گے۔ ابوجہل بولا کہ ان کے کلام کا اور مجادلہ کا جواب کون دے گا؟ عبداللہ ابن ابی امیہ نے کہا کہ یہ میرا کام ہے۔ کیا تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ میں ان کے مجادلہ کے لئے بھی کافی ہوں۔ اور کلام کے مقابلے میں کلام کرنے میں بھی؟ ابوجہل نے کہا، کیوں نہیں۔ اب یہ سب جمع ہو کر آئے۔ اور عبداللہ بن ابی امیہ نے گفتگو شروع کی اس کی طولانی گفتگو (ضمیمہ میں درج ہے) کا لب لباب اور پرتی آیتوں میں و قالوا لن نؤمن لک سے حتی تنزل علینا کتاباً نقرءوہ تک خدائے تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے اور اپنے رسول کو یہ مختصر سا جواب تعلیم

لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ
کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کا اختیار رکھتے ہوتے تو اس وقت بھی تم ان کے خرچ
الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ
ہو جانے کے خوف سے بخل کرتے۔ اور انسان ہے ہی بخیل۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو
اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ
کھلی نشانیاں دی تھیں پس بنی اسرائیل سے دریافت کرلو کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے یہ کہہ دیا تھا
فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ
کہ اے موسیٰ میں تو یہ خیال کیا کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ (اے فرعون) اتنا تو تو بھی سمجھ گیا
اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَاِنِّيْ
کہ ان کو کسی اور نے نہیں اتارا ہے، مگر آسمانوں کے اور زمین کے پروردگار نے دلیلیں مقرر کر کے۔
لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ
اور اے فرعون میرا یہ خیال ہے کہ تیری شامت آئی ہے۔ پس فرعون نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو اس ملک
الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ
سے پریشان کر کے نکال دے پس ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے ان سب کو ڈبو دیا اور اس کے بعد
اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
بنی اسرائیل سے یہ کہہ دیا کہ تم اس زمین میں (جہاں سے فرعون نے تم کو نکالنا چاہا تھا) آباد ہو کر پھر جب آخرت کا
بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ
وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کر کے لائیں گے۔ اور حق کے ساتھ ہم نے اس کو نازل کیا اور حق ہی کے ساتھ
اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى
وہ اترا ہے اور ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا
مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ
کر کے اتارا تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنا دو اور ہم نے اسی طرح سے اتارا جس طرح اتارنا مناسب تھا۔ تم کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ
یا ایمان نہ لاؤ۔ بالتحقیق وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جس وقت ان کے سامنے یہ پڑھا جاتا ہے وہ منہ کے بل
لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا
سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار منزہ ہے بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ ضرور

لے تسبیح آیات بینات الخصال اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں۔ (۱) ٹڈیاں (۲) جوئیں (۳) مینڈک (۴) خون (۵) سیلاب (۶) عبور سمندر (۷) پتھر سے پانی نکلنا (۸) عصا (۹) ید بیضا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک یہودی نے جناب رسول خدا سے ان ہی احکام کی بابت سوال کیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ یہ ہیں (۱) تم خدا کا کسی کو شریک نہ کرو (۲) اسراف یعنی فضول خرچی اور زیادتی نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) بغیر حق (یعنی بلا قصاص یا بغاوت) کسی نفس کو قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو قتل کرانے کی نیت سے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) شوہر والی عورت پر اتہام نہ لگاؤ (۹) جہاد کے دن بھاگنے کی نیت سے منہ نہ موڑو اور یہودیو! تمہارے لئے مخصوص ایک آیت اور تھی کہ احکام سبت میں زیادتی نہ کرو۔ اس یہودی نے آنحضرتؐ کے ہاتھ چوم لئے اور عرض کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ہیں۔ قول مترجم بمندرجہ بالا دونوں تفسیر میں ظاہراً ایک دوسرے کے برخلاف معلوم ہوتی ہیں۔ مگر لفظ آیت کو سمجھ لینے سے یہ خدشہ دور ہو سکتا ہے آیت کے معنی نشانی اور معجزہ بھی ہیں اور آیت کے معنی حکم بھی ہیں پس اول کی روایت میں وہ کھلے معجزے شمار کر دیئے گئے جو جناب موسیٰ علیہ السلام کے دست حق پرست پر ظاہر ہوئے تھے اور آخری روایت میں وہ احکام بتلا دیئے گئے جو ان کی بدولت پہنچے تھے کھلے معجزے بھی گنتی میں نو ہی تھے اور کھلے احکام بھی جن پر قیامت تک عملدرآمد ہوگا نو ہی ہیں ۱۲

لقد علمت لغوی معنی تو نے یقیناً جان لیا۔ تفسیر مجمع البیان میں مسعودی ہے کہ جناب امیر المومنین نے اسی علمت کے بارے میں فرمایا کہ وہ دشمن خدا یعنی فرعون کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ الفقیہ جناب موسیٰ علیہ السلام جاننے والے تھے۔ پس انہوں نے لقد علمت فرمایا تھا جس کے معنی ہیں کہ میں نے یقیناً جان لیا۔ قول مترجم: جن لوگوں نے قرآن ناطق کو چھوڑ دیا ہے ان کا قرآن صامت کے الفاظ کو اس طرح زیر و زبر کرنا کچھ بعید نہ

لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة

پورا ہونا ہے۔ اور وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور (قرآن کا سننا) ان کے (خضوع و) خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ

تم کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو۔ جس (نام) سے بھی پکارو پس (سب) اچھے اچھے نام اسی کے ہیں

الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ

اور تم اپنی نماز میں اپنی آواز کو نہ بلند (ہی) کیا کرو اور نہ (ہی) اس میں چپکے چپکے پڑھا کرو بلکہ ان دونوں کے بین بین

سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

کا راستہ اختیار کرو اور یہ کہو کہ سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا اور نہ سلطنت میں کوئی اس کا شریک

شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

ہے۔ اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا حامی ہو اور تم اس کی بڑائی کبریائی کا اظہار کرتے رہا کرو۔

حروفها ۶۲۰ سورة الكهف مكية كلماتها ۱۶۰۸

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوا

آیاتها ۱۱۰ — رکوعها ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ

سب تعریف اس اللہ کے لئے (زیبا) ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں

عِوَجًا ؕ ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ

کوئی کجی نہ رکھی (ایسی) ٹھیک (کتاب) کہ اس کے ذریعہ سے خدا کے سخت عذاب کا خوف

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

دلائے اور ان مومنوں کو جو نیکیاں کرتے ہیں (یہ) خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے

حَسَنًا ۙ ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ

نیک معاوضہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جنہوں نے یہ کہہ دیا

اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ

تھا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ نہ تو خود ان کو اس کا کچھ علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا ہی کو تھا۔

كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾

بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ بڑا جھوٹ بولتے ہیں۔

۱ ادعوا اللہ او ادعوا الرحمان ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے اچھے نام ہیں سب خدا ہی کے لئے ہیں اور اچھا ہونا ان کا یہ ہے کہ ان کے معنی سے جو عظمت و شوکت و شان و بزرگی پائی جاتی ہے۔ وہ مستقل اور دوامی ہے۔ عارضی نہیں۔ پس جب ان کے نام اچھے ہی اچھے ہیں اور اللہ اور رحمان یہ دونوں بھی اچھے ہی ہیں۔ اب ان میں سے خواہ ایک سے پکارو یا دونوں سے مراد وہی ذات واحد ہے جو ان اسموں کا مسمّٰی ہے اور جس پر فلہ کی ضمیر دلالت کرتی ہے۔ تفسیر صافی میں

۱۲ ع ۱۲ اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب مشرکوں نے جناب رسول خدا کو یا اللہ یا رحمان کہتے سنا تو کہنے لگے کہ ہم کو تو دو خدا کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور خود ایک اللہ کے سوا دوسرے کو بھی پکارتے ہیں۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ یہودیوں نے یہ کہا تھا کہ آپ رحمان کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔ حالانکہ توریت میں اللہ نے اس نام کا بہت ذکر فرمایا ہے اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲ ولا تجھر بصلاتك ولا تخافت بھا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جھر سے تو بلند آواز مراد ہے۔ اور تخافت سے ایسی آواز جسے تمہارے کان بھی نہ سنیں۔ اور بین بین یہ ہے کہ تمہارے اپنے کان تو سن لیں۔ ان ہی حضرت سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ جماعت کی نماز میں آیا پیش نماز کے ذمہ یہ لازم ہے کہ جتنے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں وہ سب کو اپنی آواز سنائے۔ فرمایا کہ اس کے ذمے تو اتنا ہی ہے کہ اوسط درجے کی آواز سے پڑھے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب امام جعفر صادق سے ارشاد فرمایا کہ بیٹا یہ دو بدیوں کے مابین والی نیکی اختیار کرنی چاہئے کہ دونوں بدیوں کو بنا دیتی ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بابا جان وہ کیوں کر؟ تو حضرت نے تین مثالیں کلام خدا سے دیں ایک تو ان میں سے یہی آیت ہے اور دوسری یہ ہے کہ ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطھا كل البسط فتقعد ملوما محسورا۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۴ سطر ۲) تیسری یہ ہے والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وكان بین ذالك قواما (اور وہ جس وقت راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں تو حد سے زیادہ اور نہ ضرورت سے کم بلکہ ان دونوں کے مابین

مناسب خرچ کرتے ہیں) (باقی تفسیر میں پڑھئے)

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا
پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ تو شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے۔
الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا
بالتحقیق ہم نے اس کو جو زمین پر ہے اس کی زینت قرار دیا ہے کہ ہم ان کو آزمائیں کہ ان میں سب سے اچھا عمل
لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا
کرنے والا کون ہے۔ اور ہم جو کچھ بھی اس پر ہے (اسے فنا کر کے) چٹیل میدان بنانے والے ہیں۔
جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ
کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ غار (والے) اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں سے کچھ زیادہ عجیب تھے۔
اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا
(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ یہ نوجوان غار میں جا رہے اور انہوں نے عرض کی تھی کہ اے ہمارے پروردگار
مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى
ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت کر اور ہمارے لئے معاملہ کی درستی کا سامان کر دے،
اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ
پس اسی کھوہ میں ہم نے ان کو برسوں سلا رکھا۔ پھر ہم نے ان کو اٹھا بٹھایا تاکہ ہم یہ جان لیں کہ ان کے دو گروہوں میں
الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ
سے اس مدت کو جس میں وہ وہاں رہے ہیں زیادہ کس نے یاد رکھا ہے۔ ہم تم سے ان کی خبر ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں۔
بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝۱۳ وَّرَبَطْنَا
بیشک وہ ایسے جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا
عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
جب کہ وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارا پروردگار تو آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے
لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا
ہم ہرگز اس کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے کہ (اگر ایسا کریں تو) اس صورت میں گویا ہم نے بہت ہی نامناسب بات کہی۔ اس
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ
ہماری قوم نے تو اس کے سوا بہت سے خدا بنا لئے ہیں۔ پھر ان خداؤں کے متعلق کوئی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے؟ پس اس سے زیادہ ظالم
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا
کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے اور (اب) جب کہ تم ان سے الگ ہو چکے ہو اور جن چیزوں کو

لے لنبلوھم ایھم احسن عملاً کافی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے اولیاء میں سے کسی کے لئے دنیا کی زینت اور اس کی جلد فنا ہو جانے والی چیزوں کو پسند نہیں فرمایا اور نہ ان میں سے کسی کو خود دنیا اور اس کی خوشی کرنے والی چیزوں کی طرف رغبت دلائی بلکہ دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کی آزمائش کرے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے سب سے زیادہ عمل کرنے والا کون ہے ۱۲ اصحاب الکھف و الرقیم تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب کہف کے اتنی مدت زندہ رہنے کو عجیب نہ سمجھو بلکہ جو نشانیاں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو اس سے کہیں زیادہ عجوبہ سمجھو۔ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اس زمانہ فترت میں گزرے ہیں جو حضرت عیسیٰ اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین گزرا۔ قول مترجم: فترت اس زمانہ کو کہتے ہیں نہ ایک رسول صاحب شریعت کے بعد سے دوسرے رسول صاحب شریعت کے آنے تک گزرے۔ الرقیم سے مراد تانبے کی دو تختیاں ہیں جن میں ان نوجوانوں کے حالات، ان کے اسلام لانے کے واقعات اور اس کا ذکر کہ دقیانوس بادشاہ ان سے کیا چاہتا تھا اور آخر ان پر کیا گزری اور کیوں کر گزری یہ سب کچھ درج ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورہ کہف کی شان نزول میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قریش میں سے تین شخص نضر بن حارث بن کلدہ، عقبہ بن ابی معیط اور عاص بن وائل سہمی نجران اس غرض سے گئے تھے کہ یہود و نصاریٰ سے کچھ مسئلے سیکھ کر آئیں اور جناب رسول خدا کو دق کریں۔ علمائے یہود نے ان کو چار سوال بتا دیئے اور یہ کہہ دیا کہ اول تین سوالات کا جواب اگر ادھر ادھر بھٹکا کر نہ دیں بلکہ ٹھیک ٹھیک بتا دیں تو سمجھ لینا کہ وہ نبی ہیں اور چوتھے سوال کے متعلق کہہ دینا کہ یہ ایک جھوٹا شخص ہے جو چاہے اس کے ساتھ کچھ کر ڈالو۔ چنانچہ یہ لوگ مکہ میں آئے اور جناب رسول خدا سے ملے اور سوالات پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ کل جواب دوں گا۔ مگر انشاء اللہ نہ کہا۔ پندرہ روز تک وحی نازل نہ ہوئی۔ پھر جبرئیل آئے اور سورہ کہف لائے جس میں ان سوالوں کے جواب تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے انشاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے اتنی مدت تک وحی کو روکے رکھا۔ اب آئندہ ایسا نہ کرنا۔ (باقی صفحہ ۳۵۳ پر دیکھئے)

سوالات یہ تھے۔ نمبر (۱) زمانہ سابق میں کچھ جوان غار میں غائب ہو گئے تھے اور سو رہے تھے پھر جاگے تھے پھر سو گئے وہ کتنی مدت میں کے بعد جاگے تھے؟ اور ان کے ساتھ کیا چیز ہے؟ اور ان کا قصہ کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے حکم دیا تھا کہ ایک عالم کے پاس جاؤ اور ان سے کچھ سیکھو وہ عالم کون تھے؟ موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے رہے اور ان کا قصہ کیا ہے؟ وہ شخص کون تھا جو آفتاب کے طلوع اور

يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ
وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان کو چھوڑ چکے ہو تو کسی غار میں چل رہو تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت وسیع فرما دے گا اور تمہارے معاملہ میں
وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ
سہولت کے سامان مہیا کر دے گا اور تم آفتاب کو دیکھو گے کہ جس وقت نکلتا ہے
تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ
ان کے غار سے بچا بچا دائیں ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں ہاتھ کو کترا تا ہوا چلا جاتا ہے، اور وہ اس غار کے کھلے حصہ میں
الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
ہیں۔ یہ بھی خدائی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور جس سے
فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾
توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے پس اس کے لئے تم کوئی حامی (اور) ہدایت کرنے والے نہ پاؤ گے
وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ
اور تم ان کو جاگتا ہوا خیال کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم دائیں اور بائیں ان کو کروٹ بدلوا دیا کرتے ہیں،
الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ
اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر تم انہیں دیکھتا تو ان سے منہ پھیر کر بھاگ
عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَكَذٰلِكَ
اور تم پر ان کا رعب چھا جائے اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھا بٹھایا تھا کہ آپس میں
بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ
ایک دوسرے سوال کریں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہا کہ تمہیں یہاں کتنی دیر ہوئی، انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک دن ہوا یا کچھ کم۔
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا
انہوں نے کہا جتنا عرصہ بھی ہوا اس سے تمہارا پروردگار خوب واقف ہے۔
لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ
پس تم اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو کہ وہ جا کر دیکھے کہ کونسا کھانا پاکیزہ ہے پس وہ اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا
اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ
لائے، اور چپ چاپ جائے اور کسی کو تمہاری مطلق خبر نہ کرے۔ بیشک اگر وہ لوگ تم پر
بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ
غالب آگئے تو تم کو سنگسار کر دیں گے یا تم کو اپنے مذہب میں دوبارہ (جبراً) بلا لیں گے۔

۱ تزور عن کھفھم ذات الیمین اس کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب کی شعاع ان پر نہیں پڑتی کہ ان کو ایذا دے اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غار شمال رو بہ ہوگا۔

۲ وھم فی فجوۃ منہ مطلب یہ ہے کہ وہ غار کے کشادہ حصہ یعنی بیچ میں ایسے موقع پر ہیں کہ جہاں ہوا کی برودت اور فرحت ان کو پہنچتی رہتی ہے اور ان کا دم نہیں گھٹنے پاتا اور نہ آفتاب کی گرمی طلوع و غروب کے وقت ان کو ستا سکتی ہے۔

۳ من یھد اللہ فھو المھتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیاً مرشداً۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو ان حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت قیامت کے متعلق ہے اور اس کے معنی یہ ہیں خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ظالموں کو عزت و آبرو کے گھر کا راستہ بھلا دے گا اور ان صاحبان ایمان کو جو اعمال صالحہ بھی بجا لاتے رہے ہوں جنت تک پہنچا دے گا جیسا کہ خدائے تعالیٰ کے ان اقوال سے ثابت ہے۔ و یضل اللہ الظالمین و یفعل اللہ ما یشاء (اور ظالم لوگوں کو خدائے تعالیٰ راستہ بھلا دے گا اور ان کے حق میں جو مناسب جانے گا کرے گا) نیز فرماتا ہے ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات یھدیھم ربھم بایمانھم تجری من تحتھم الانھار فی جنات النعیم۔ (بالتحقیق جو لوگ ایمان لائے، اور اعمال نیک بجا لائے ان کا پروردگار ان کے ایمان کے سبب ان کو نعمت والی جنتوں میں اس جگہ تک پہنچا دے گا جہاں ان کے نیچے بہتی ہوں گی)

۴ نقلبھم ذات الیمین و ذات الشمال تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر چھٹے مہینے یا سال میں دو مرتبہ انہیں کروٹ بدلوا دیتے ہیں تاکہ ان کے جسم کا وہ حصہ جو زمین سے ملا ہوا ہے اسے مٹی نہ کھا جائے۔ ۵ وکلبھم جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کتے کا قصہ یہ ہے کہ جس وقت اصحاب کہف شکار کے بہانے سے نکلے ہیں تو راستے میں انہیں ایک چرواہا ملا اسے انہوں نے اپنے ساتھ لینا چاہا تو وہ ساتھ نہ ہوا مگر اس کے پاس ایک کتا تھا وہ ان کے ساتھ ہو لیا اور جس غار میں وہ رہے اس کے دہانے پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے لیٹا رہا۔ (باقی صفحہ ۳۵۴ پر پڑھئے)

فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

اور اس کی صورت میں تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور اس طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال

لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ

مطلع کر دیا تاکہ وہ یہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ ضرور سچا ہے۔ اور قیامت ضرور آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ

جس وقت وہ ان کے معاملے میں آپس میں جھگڑنے لگے تو انہوں نے کہا کہ ان پر ایک عمارت بنا دو۔

اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ

ان کا پروردگار ان کے حال سے خوب واقف ہے۔ اور ان لوگوں نے جو ان کے معاملہ میں غالب آگئے تھے

مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ

یہ بھی کہا کہ ہم تو ضرور بالضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔ عنقریب وہ یہ نہیں گے کہ وہ تین ہیں

سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ

(اور) چوتھا ان کا کتا ہے۔ اور بعضے اٹکل پچو یہ کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں (اور) چھٹا ان کا کتا ہے۔ اور بعضے ان میں سے

كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۣ فَلَا

یہ کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ تم کہہ دو کہ میرا پروردگار ان کی گنتی سے خوب واقف

تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

ہے ان کو بہت ہیں جانتے ہیں مگر بہت ہی کم۔ پس تم ان کے باب میں سوائے ظاہری بحث کے (کسی سے)

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ

کچھ جھگڑا نہ کرو اور ان کے باب میں ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ پوچھو۔ اور کسی چیز کی نسبت یہ

اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ

ہرگز نہ کہو کہ کل میں اسے ضرور کروں گا۔ سوائے اس کے کہ (یہ شرط لگا دو) اگر اللہ بھی چاہے اور جب بھول گئے ہو

مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ

اللہ کو یاد کر لو۔ اور یہ کہہ دو کہ شاید میرا پروردگار اس سے بھی بڑھ کر مجھے کوئی ہدایت کی بات سمجھا دے اور (وہ لوگ کہتے ہیں

وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ

کہ) وہ اپنے غار میں نو اوپر تین سو برس رہے۔ تم کہہ دو کہ اسے تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا رہے۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ

آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتیں اسی کے لئے ہیں وہ کیسا دیکھنے والا اور کیسا سننے والا ہے ان کا اس کے سوا کوئی

(بقیہ صفحہ ۳۵۳) بہائم جنت میں نہ ہوں گے۔ مگر تین اس سے مستثنیٰ ہیں بلعم باعور کا گدھا اور حضرت یوسف کا بھیڑیا اور اصحاب کہف کا کتا۔

۷ لولیت منہم فرار۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں ظاہراً خطاب جناب رسول خدا سے ہے مگر وہ حضرت مراد نہیں ہیں بلکہ مومنین مراد ہیں جن کا ذکر اس شان سے آیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے بات کریں تو یوں کہیں گے۔ ۸ رعباً اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس غار کے پاس ایک ہیبت پیدا کی ہے کہ اس کے پاس کوئی نہیں جاتا۔ ۸ ایہا یہ ضمیر بارز اقسام طعام کی طرف راجع ہے نہ کہ مدینے کی طرف۔ ۹ ازکی طعاماً الجالس میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد خرمے ہیں۔ ۱۰ ولیتلطف چونکہ لطف کے معنی یہ سمجھ میں نہ آیا یعنی پوشیدہ رہا۔ اور یہاں تلطف استعمال کیا گیا ہے جس باب میں تکلف و بناوٹ کو دخل ہے تو مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے جو شخص شہر کو جائے اس پر یہ لازم ہے کہ یہ چھپانے کی کوشش کرے اور اس کی تفسیر آگے کے الفاظ سے ہوتی ہے۔ ولایشعرن بکم احداً ۱۱ یرجموکم اس کے یہ معنی ہیں کہ تم کو بذریعہ رجم یا سنگساری قتل کر دیں گے اور یہ اقسام قتل میں سب سے بدتر ہے۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ ان الساعۃ لاریب فیہا اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت ایسی آنے والی ہے جس میں کسی قسم کا شک ہی نہیں جیسے تمہاری حالت ہے کہ سوتے ہو اور جاگتے ہو، مرتے ہو اور پھر اٹھ بیٹھتے ہو اور جناب رسول خدا کی حدیث میں آیا ہے کہ جیسے تم سوتے ہو اور اٹھ بیٹھتے ہو ویسے تم مرو گے اور پھر زندہ کر دیئے جاؤ گے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو

یہ بھی ہے کہ جو لوگ مر چکے تھے ان میں سے بہت سے پلٹ کر دنیا میں آ گئے ہیں از اں جملہ اصحاب کہف تھے کہ خدائے تعالیٰ نے تین سو برس ان کو مردہ رکھا۔ پھر ایسے لوگوں کے زمانے میں اٹھایا بٹھایا جو بعثت کے منکر تھے تاکہ ان کی حجت قطع کر دے اور ان کو اپنی قدرت دکھلا دے۔ اور تاکہ وہ یہ جان لیں کہ بعثت حق ہے۔ ۲ سبعۃ وثامنہم کلبہم مخالفین نے جناب امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ اصحاب کہف کی گنتی میں سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ اور روضۃ الواعظین کی ایک روایت شیعوں کے طریقے سے بھی یہی بتلاتی ہے۔ (اس

دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۚ وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ
کارساز نہیں ہے اور وہ اپنے فیصلہ میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا اور تمہاری طرف
اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ
تمہارے پروردگار کی کتاب سے جو کچھ وحی کی گئی ہے وہ پڑھ کر سنا دو اس کے کلمات کا بدلنے والا کوئی
دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
نہیں ہے اور تم اس کے سوا کسی اور کو ہرگز جائے پناہ نہ پاؤ گے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ بسر کرنے کی
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ
برداشت کرو جو صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا مانگتے ہیں اور اسی کی رضا کی خواستگاری
تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ
کرتے ہیں۔ اور اپنی نظر ان سے نہ ہٹاؤ کہ تم زندگانی دنیا کی زینت کے خواستگار ہو۔ اور اس شخص کی
ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ
پیروی نہ کرنا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے
رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۙ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا
گذر گیا ہے۔ اور تم یہ کہہ دو کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی
لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا
چاہے کافر ہو جائے بیشک ہم نے نافرمان لوگوں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس کے پردے ان کو گھیر لیں گے۔
یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ
اور اگر وہ (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ان کو ایسا پانی پلایا جائے گا جیسے پگھلا ہوا تانبا جو چہروں کو جھلس دے گا وہ کتنی بری
وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا
پینے کی چیز ہوگی۔ اور کتنی بری جگہ ہوگی؟ بالتحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے
نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ
یقیناً ہم نیک عمل کرنے والوں کا ثواب ضائع نہ کریں گے۔ وہ وہی تو ہیں جن کے لئے دائمی باغات ہیں جن کے
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
نیچے ندیاں بہتی ہیں، جن میں ان کو سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا اور سندس
وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا
اور استبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے (اور) ان ہی میں تختوں پر تکئے لگائے (بیٹھے ہوں گے)

۱ ولا یشرك بصیغہ مفارع غائب اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے ولا تشرك بصیغہ نہی واحد مذکر حاضر کا۔

۲ واصبر نفسك مع الذین یدعون ربھم الخ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت جناب سلمان فارسیؓ و حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت صہیبؓ اور حضرت خبابؓ وغیرہ جو اصحاب جناب رسول خدا میں سے کم مایہ تھے ان کی شان میں نازل ہوئی ہے اور سبب اس نزول کا یہ ہوا (مؤلفۃ القلوب) وہ لوگ جو جناب رسول خدا کا غلبہ دیکھ کر دیکھا دیکھی کے طور پر اسلام لے آئے تھے اور آنحضرت بھی اس لحاظ سے ان کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے کہ ان کو ظاہر مطیع اسلام دیکھ کر اور لوگ بھی جو ان کو بڑا جاننے والے ہیں داخل اسلام ہو جائیں۔ مثلاً عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس اور ان کے رشتہ دار خدمت جناب رسول خدا میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ اگر آپ صدر مجلس میں تشریف رکھیں اور ان لوگوں کو جو ادنیٰ بدبودار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ان کی بدبو کو ہم سے دور کر دیں تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے اور آپ سے کچھ حاصل کریں گے ورنہ نہیں کیوں کہ ہم کو آپ کی خدمت میں آنے سے یہی لوگ روکتے ہیں اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا اٹھ کر اپنے ان ہی اصحاب کی تلاش میں تشریف لے گئے تو ان کو مسجد کے پچھلے حصے میں عبادت خدا میں مصروف پایا۔ اس وقت یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو موت نہ دی جب تک مجھے یہ حکم نہ دے دیا کہ میرا نفس اپنی امت کے ایسے لوگوں کی معیت برداشت کرے جیسے کہ یہ ہیں اور میری زیست بھی انہی کے ساتھ ہو، اور میری موت بھی ان ہی کے ساتھ ہو۔

۳ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب سلمان فارسی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جن کے پاس ایک اونی چادر تھی کہ آٹا وغیرہ بھی اس میں باندھ کر لاتے اور اوڑھنا بچھونا بھی وہی تھی۔ عیینہ بن حصین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت آیا کہ سلمان فارسی موجود تھے اور چونکہ وہ سخت گرمی کا دن تھا اور جناب سلمان کو بہت پسینہ آیا ہوا تھا جو ان کی چادر میں جذب ہو گیا تھا تو عیینہ کو اس چادر کی بو سے بہت تکلیف پہنچی تب اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں تو اس شخص کو مار کر اپنے پاس سے نکال دیا کیجئے اور جب ہم آپ کے پاس سے چلے جایا کریں تو پھر آپ کو اختیار ہے کہ چاہئے اپنے پاس بٹھایا کیجئے

عَلٰٓى اٰثَارِهٖٓ اَسَفًا ۝ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِىْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِىْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّىْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِىْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِىِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ

عَلَى الْاَرْضِ بِآئِكِ ط نِعْمَ الثَّوَابُ ط وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ

یہ کیا اچھا صلہ ہے اور وہ کتنی عمدہ جگہ ہوگی؟ اور ان کے لئے

لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ

ان دو آدمیوں کو مثل بیان کردو کہ ہم نے ان دونوں میں سے ایک کے لئے انگور کے دو باغ لگا دیئے تھے

وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ

اور ان دونوں کو خرمے کے درختوں سے گھیر دیا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیانی حصہ میں کھیتی قائم کردی تھی

اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ لا

یہ دونوں باغ خوب پھل لایا کرتے تھے اور ان پھلوں میں ذرا سا بھی نقصان نہ ہوتا تھا اور ہم نے ان دونوں کے بیچ میں

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا

ایک بڑی جاری کردی تھی۔ اور اس شخص کے پاس بہت کچھ مال تھا پس وہ اپنے ساتھی سے باتیں کرنے میں

وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ

کہنے لگا کہ میں مال کی حیثیت سے تجھ سے بہت بڑھا ہوا ہوں اور تجھ کی حیثیت سے بھی بڑھا ہوا ہوں اور وہ اپنے باغ میں

اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ

ایسی حالت سے پہنچا کہ اپنے آپ پر خود ظلم کرنے والا تھا کہنے لگا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ

اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

یہ باغ کبھی بھی فنا ہوگا اور نہ میں یہ گمان کرتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

بھی گیا تو ضرور بالضرور اس سے بہتر حالت پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا کہ کیا تو اس

ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا ﴿٣٨﴾

کا انکار کرتا ہے جس نے (فی الحقیقت) تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے اچھا خاصا آدمی بنا دیا۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

رہا میں سو میرا پروردگار تو وہی اللہ ہے اور میں اپنے پروردگار کا شریک کسی کو نہیں کرتا۔ اور تو نے اپنے باغ

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ

میں داخل ہوتے ہوئے یہ کیوں نہ کہا کہ جو کچھ اللہ نے چاہا (سو ہوا) خدا کی قوت کے بغیر کوئی قوت نہیں تو تو سمجھتا ہو کہ میں مال

خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ

و اولاد میں تجھ سے کم ہوں۔ مگر اب قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے تجھ سے بہتر باغ دے دے اور اس (تیرے باغ) پر

(بقیہ صفحہ ۳۵۵) اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور اس آیت میں من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا سے مراد عیینہ بن حصین بن مذیفہ بن بدر فراوی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ ۴ قل الحق من ربکم کافی میں جناب محمد باقر سے منقول ہے کہ جبرئیل امین اس آیت کو یوں لائے تھے قل الحق من ربکم فی ولایۃ علی۔ ۵ المہل لغتی معنی روغن زیت کی تلچھٹ یا پگھلا ہوا تانبا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المہل سے مراد وہ چیز ہے جو روغن زیت میں سے بعد اسکے صاف کرنے کے نیچے بیٹھ جائے۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ واضرب لھم مثلاً رجلین لغتی معنی یہ ہیں کہ ان کے لئے ان دو آدمیوں کی مثل یا حالت بیان کردو اور مطلب یہ ہے کہ کفار اور مومن دونوں کے لئے ایسے دو شخصوں کی حالت بیان کرو جن میں سے ایک تو مالدار تھا اور ایک مفلس۔ چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے دو بڑے بڑے باغ تھے جن میں بہت ہی کثرت سے میوہ پیدا ہوتا تھا جیسا کہ خود خدائے تعالیٰ بیان فرماتا ہے اور ان دونوں باغوں کے حفیظ ڈوں پر کھجور کے درخت بھی بہت سے تھے اور زراعت بھی خوب ہوتی تھی۔ اور پانی بھی بکثرت تھا اور اس کے پڑوس میں ایک مفلس بھی رہتا تھا جس کے مقابل اس مالدار نے بہت کچھ شیخی بگھار دی تھی۔

۲ وکان لہ ثمرۃ لغتی معنی (اور تھا اسکے لئے پھل) مگر یہاں ثمر ان لغتی معنوں میں استعمال نہیں ہوا بلکہ ثمر سے مراد ہی معنی ہیں طرح طرح کا مال۔ چنانچہ جب عرب میں کسی کا مال زیادہ ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں ثمر مالہ (اس کا مال بڑھ گیا) اور ہماری زبان میں بھی دعا دی جاتی ہے کہ تم پھولو پھلو۔ یہاں پھلو سے مراد یہ نہیں ہے کہ تم میں آم اور نارنگیاں لگ جائیں بلکہ یہی مطلب ہوتا ہے کہ تمہارا مال دولت بڑھ جائے۔ تمہاری آل اولاد زیادہ ہو جائے۔ ۳ (ملاحظہ ہو نمبر میں) ۴ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ یہ باغ اور جو کچھ اس میں ہے خدائے تعالیٰ کی مشیت و مرضی پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو باقی رکھے اور چاہے تو برباد کردے اور لاقوۃ الا باللہ سے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں خود عاجز ہوں اور سوائے ارادہ و

فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ

آسمان سے عذاب بھیج دے کہ یہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس کا پانی اتنا گہرا چلا جائے کہ تجھ میں اس کے

لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ

نکالنے کی قوت ہی نہ رہے چنانچہ اس کے پھلوں پر آفت ہی آ گھیری پس جو مال وہ اس میں لگا چکا تھا اس پر سچ کو ہاتھ ملتا رہ گیا

فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ

باغ تو ٹٹیوں پر الٹا پڑا تھا اور مالک یہ کہہ رہا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہ کرتا۔

اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ

اور (اس وقت) کوئی جتھا خدا کے سوا اس کی مدد کرنے کو نہ تھا اور نہ وہ شخص خدا کے انتقام کو روک سکا،

مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ

اس موقع پر حکومت خدائے برحق ہی کی ہوگی۔ وہ ثواب دینے کے لئے بھی سب سے اچھا ہے اور انجام کی رو سے بھی

عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ

سب سے بہتر ہے۔ اور ان سے زندگانی دنیا کی مثال بیان کر دو کہ (وہ) اس پانی کے مانند ہے جس کو ہم نے

السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گیا کہ ہوائیں

الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

اس کو اڑائے دیتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (مال و) دولت اور بیٹے زندگانی دنیا

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

کی آرائش ہیں۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے نزدیک انجام کی حیثیت سے بھی بہتر

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ

ہیں اور امید و آرزو کرنے کی حیثیت سے بھی اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو کھلا ہوا دیکھو گے

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ

اور ہم ان کو اس طرح جمع کریں گے کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ اور وہ تمہارے رب کی حضور میں صف بہ صف پیش کئے جائیں

صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ

گے (اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ) تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ بلکہ تمہارا تو یہ گمان تھا کہ ہم نے

اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

تمہارے لئے کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔ اور اعمال نامے پیش کئے جائیں گے اس وقت

---

۱ صعیداً زلقاً ایسی صاف چٹیل زمین جس میں درخت اور گھاس پھونس کچھ نہ ہو۔ ۲ احیط بثمرہ لفظ احاط کے ساتھ جب با آئے تو اس کے معنی ہو جاتے ہیں مغلوب کر دینا اور ہلاک کر دینا۔ جیسے کوئی کہے احاط بہ العدو (دشمن نے اس کو گھیر لیا) اور مطلب ہے دشمن نے اس کو مغلوب کر لیا اور ہلاک کر دیا چنانچہ اس باغ کے پھلوں پر جو کیفیت گزری وہ تفسیر مجمع البیان میں اس طرح منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آگ بھیج دی جس نے باغ کو جلا دیا اور پانی اس باغ کا سب کا سب غائب ہو گیا اور نیچے کو اتر گیا یعنی دھنس گیا۔ ۳ فاصبح یقلب کفیہ لفظی معنی ہاتھ ملتا رہ گیا ہیں ہندوستان میں افسوس سے ہاتھ ملتے وقت ہتھیلی کو ہتھیلی پر رگڑتے ہیں اور عرب میں ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر ملتے ہیں ویقلب کفیہ کے معنی صحیح جب ہی ہو سکتے ہیں جب کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں نیچے کی طرف ہو جائیں۔ ۴ خاویۃ علی عروشہا اس کا مطلب تو یہ ہے کہ انگور کی ٹٹیاں تو زمین پر پڑی تھیں۔ اور بیلیں الٹی پلٹی ان ٹٹیوں پر پڑی تھیں۔ ۵ الباقیات الصالحات اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مالدار باغ والے کو اپنے مفلس پڑوسی کی نصیحت یاد آ گئی۔ اور وہ یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ باغ کی بربادی شرک کا نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اس نے تمنا کی کہ کاش وہ مشرک نہ ہوتا تو خدائے تعالیٰ اس کے باغ کو بھی برباد نہ کرتا۔ ۵ الباقیات الصالحات التہذیب اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ نے مال اور اولاد کو زندگانی دنیا کی زینت فرمایا ہے تو نماز شب کی آٹھ رکعتیں جو آخر شب میں پڑھی جاتی ہیں وہ آخرت کی زینت ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ باقیات صالحات سے مراد نماز ہے۔ پس نماز کی محافظت سے غافل نہ رہو۔ تفسیر مجمع البیان میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ باقیات الصالحات سے پانچ وقت کی نماز مراد ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ نماز شب بھی مراد ہے، اور ابن عقدہ نے روایت کی ہے کہ جناب جعفر صادق علیہ السلام سے حسین ابن عبدالرحمان سے فرمایا کہ اے حسین ہماری محبت کو چھوٹی بات نہ سمجھنا اس لئے کہ وہ باقیات الصالحات میں سے ہے۔ نیز تفسیر عیاشی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی پر اٹھا لو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا کوئی دشمن آ گیا ہے (اس سے

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا
تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ (ایک ایک کے) اعمال نامے میں ہوگا اس سے وہ ڈرتے ہوں گے کہ ہائے خرابی
يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا
ہماری، یہ کیسا نوشتہ ہے کہ اس نے نہ چھوٹی یا بڑی بات کو چھوڑا ہی نہیں جسے ضبط نہ کرلیا ہو
حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
الحاصل جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اس کو موجود پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی کے حق میں ظلم نہیں کرے گا اور اس وقت کو
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ
یاد کرو جب کہ ہم نے کل فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو پس ابلیس کے سوا سب نے ہی سجدہ کیا تھا،
رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ
وہ قوم جن سے تھا پس اس نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی۔ کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو دوست دار
بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ
بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ نافرمانی کرنے والوں کے لئے بدلہ کیسا برا ہے۔ میں نے آسمانوں کی
وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ
اور زمین کی پیدائش کا ان کو گواہ نہیں بنایا ہے اور نہ ان کی پیدائش کا۔ اور میں گمراہ کرنے والوں کو قوت بازو
عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
نہیں بناتا۔ اور اس دن خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ تم میرے ان شریکوں کو پکارلو جو تمہارے
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ
خیال میں تھے پس وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے مابین ایک مہلکہ
الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا
(یا آڑ) مقرر کردیں گے۔ اور گنہگار آتش جہنم کو دیکھیں گے اور یہ گمان کریں گے کہ اس میں اب گرے
مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ
اور اس سے گریز کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور یقیناً ہم نے کل آدمیوں کے نفع کے لئے اس قرآن میں طرح طرح کی مثل بار بار بیان کی
مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ
ہے۔ اور انسان جھگڑنے کے لئے ہر چیز سے بڑھا ہوا ہے۔ اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو ان کو ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار
يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ
سے گناہوں کی معافی مانگنے سے کسی اور بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ ان پر پہلوں کا قاعدہ جاری

(بقیہ ۳۵۷) فرمایا کہ دشمن تو نہیں آیا مگر جہنم سے بچنے کی سپر لے لو۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ وہ سپر کس چیز کی ہو؟ فرمایا کہو سبحان اللہ والحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر کہ یہ تسبیحات قیامت کے دن اس طرح آئیں گی کہ ان کے آگے بھی فرشتے ہوں گے اور ان کے پیچھے بھی۔ اور باقیات الصالحات یہی ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اپنے احاطہ میں درخت لگا رہا تھا۔ حضرت ٹھہر گئے اور کہا کہ کیا میں ایسا درخت نہ بتاؤں جس کی جڑ زیادہ قائم رہے اور پھل جلد لادے اور اس کے پھل خوشبودار بھی زیادہ ہوں۔ اور قائم بھی مدت تک رہیں۔ عرض کی یارسول اللہ ضرور بتائیے۔ صبح و شام تسبیحات اربعہ پڑھ لیا کرو کہ ہر ہر تسبیح کے بدلے بہشت میں دس دس درخت طرح طرح کے میووں کے لگا دیئے جائیں گے اور باقیات الصالحات سے وہی درخت مراد ہیں۔ ۶ و عرضوا علی ربك صفاً احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن زمین کے عرصہ میں کل آدمی ایک لاکھ چوبیس ہزار صفوں میں کھڑے کئے جائیں گے۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ یاویلتنا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اسے پڑھ۔ جب وہ اسے پڑھے گا تو اسے سب باتیں یاد آجائیں گی۔ چنانچہ اگر کوئی پلک جھپکائی ہے تو اور کوئی بات منہ سے نکالی ہے تو کوئی قدم اٹھایا ہے تو غرض کوئی بات ایسی نہیں کہ کی ہو اور اس میں مذکور نہ ہو اور یاد بھی اس کو اس طرح آتی جائے گی گویا وہ ابھی کی ہے۔ اسی وجہ سے سب گھبرا کے یہ کہنے لگیں گے

یاویلتنا الخ ۲ ووجدوا ما عملوا حاضراً حاضر آ کے لغوی معنی موجود اور مطلب یہ ہے کہ ان نوشتوں میں لکھا ہوا ملے گا۔ ۳ لا یظلم ربك احداً کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل کسی نے کمایا ہوگا اس کو وہ اس کے اعمال نامے میں لکھا ہوا پائے گا۔ کسی نیکی کرنے والے کا ثواب کم کردے گا۔ اور نہ کسی بدی کرنے والے کا عذاب اسکی بدی کی مقدار سے

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ

ہو جائے یا عذاب ان کے سامنے آ کھڑا ہو اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر اور جو

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ باطل کے لئے جھگڑا کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حق کو زائل کر دیں اور انہوں نے میری آیتوں کو

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

اور جس چیز سے ڈرائے گئے تھے اس کو دل لگی بنا لیا۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں کے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ

ذریعہ سے نصیحت کی جائے پھر وہ ان سے روگردانی کرے اور جو جو کرتوت اس کے ہاتھوں سے ہو چکی ہے اسے بھول جائے

يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

یقیناً ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی قرار دے دی ہے

وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ

اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ گے تو اس صورت میں بھی وہ کبھی ہدایت یافتہ نہ ہوں گے۔ اور تمہارا پروردگار

الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ

بڑا بخشنے والا (اور) رحمت والا ہے اگر وہ ان سے ان کے کئے کے بدلے میں مواخذہ کرتا تو ان کو بہت

الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ

جلد عذاب دیتا۔ لیکن ان کے وعدہ کا ایک وقت ہے جس سے بچنے کی وہ ہرگز کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ

یہ بستیاں جس وقت ان کے باشندوں نے نافرمانی کی ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے ہلاک کرنے کا (بھی) ہم نے ایک وقت مقرر کر دیا تھا۔

قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ

اور (اس وقت یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے جوان (ساتھی) سے یہ کہا کہ میں تو ہٹ کر جاؤں گا نہیں جب تک کہ میں دونوں

حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي

سمندروں کے مقام اتصال پر نہ پہنچوں یا برسوں چلا نہ چلوں، پس جب وہ دونوں سمندروں کے مقام اتصال پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی بھول

الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا

گئے پس اس مچھلی نے دریا میں اپنی راہ بنائی۔ پھر جب وہ دونوں اس سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) سے کہا کہ ہمارا

مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ

ناشتہ لاؤ ہمیں اس سفر سے یقیناً رنج پہنچا ہے (جوان ساتھی نے) کہا کہ آپ نے یہ بھی خیال کیا کہ جس وقت ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے

۱ ویجادل الذین کفروا بالباطل یہاں باطل سے مراد ایسی باتیں ہیں جیسے کفار انبیاء سے کہتے تھے کہ تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو تم میں ایسا کون سا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ خدا نے تم کو پیغمبر بنا دیا یا یہ کہتے تھے کہ خدا چاہتا تو کسی فرشتے ہی کو نہ بھیج دیتا۔ یا معجزہ دیکھنے کے بعد چنیں و چناں کرتے تھے یا انوکھے معجزوں کی فرمائش کیا کرتے تھے۔

۲ فلن یھتدوا اذاً ابداً۔ لفظی معنی تو ہیں واپس اس صورت میں وہ کبھی ہدایت یافتہ نہ ہوں گے۔ اور مطلب یہ ہے کہ ہدایت جو پاتا ہے وہ دو ہی طرح سے پاتا ہے۔ یا تحقیق سے جس کے لئے سمجھ درکار ہے اور یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں۔ یا تقلید سے جس کے لیے کم سے کم سننا ضروری ہے اور یہ کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔ ۳ موعد اس سے مراد ہے روز قیامت اور ایک قول کے موافق روز جنگ بدر۔ ۴ موعداً اس کے معنی ہیں وقت معلوم جس سے نہ گھڑی بھر پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کو لازم ہے کہ ہلاک شدہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں اور اپنے عذاب تاخیر ہو جانے سے دھوکا نہ کھائیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں موعداً مراد روز قیامت ہے جس دن وہ جہنم میں جائیں گے۔

ع ۵ واذقال موسیٰ لفتاہ الاکمال تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ فتیٰ جن کا اس آیت میں ذکر ہے یوشع بن نون ابن افرائیم ابن یوسف علیہ السلام تھے۔ اور چونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت اور خداوند عالم نے ان کو موسیٰ کا فتیٰ فرمایا۔

۶ مجمع البحرین وہ مقام جہاں فارس و روم کے سمندر ملتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہاں خضر تم کو مل جائیں گے۔

(قول مترجم) جغرافیہ حال کی رو سے یہ جگہ آبنائی باسفورس ہو سکتی ہے جہاں بحیرہ مدیسہ بحیرہ مارمورا روم والوں کا ہے، اور بحیرہ اسود اس وقت فارس والوں کا تھا اور چونکہ جغرافیہ طبعی سے معلوم ہوتا ہے کہ خشکی اور تری کے مقامات برابر بدلتے رہتے ہیں اسی سبب سے تعیین نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ خاص مقام اب کہاں ہیں؟ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب موسیٰ نے خضر سے سوال کیا کہ کیا کوئی شخص آپ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے؟ تو خضر نے جواب دیا کہ ہاں میں نے ایک پرندہ دیکھا کہ اس نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی لیا تو میں نے جانا کہ میرا علم اور تمام مخلوق کا علم خدا کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا اس پرندہ کی چونچ کا پانی دریا کے پانی کے مقابلہ میں ہے۔

نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ

تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا اور شیطان ہی نے مجھے یہ بات بھلا دی تھی کہ میں اسے یاد رکھتا اور (عجیب طرح سے

سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلَىٰ

اس نے دریا میں اپنی راہ بنالی تھی موسیٰ نے فرمایا کہ یہی (جگہ) تو ہم ڈھونڈ رہتے پھرتے ہیں پس دونوں اپنے

آثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ

پاؤں کے نشانوں پر کھوج لگاتے ہوئے پھر چلے اور ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا

عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ

جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی تھی اور اس کو ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عرض کی کہ

أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

کیا میں اس شرط سے آپ کے پیچھے پیچھے (ساتھ ساتھ) رہوں کہ جو علم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ

صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ

مجھے بھی سکھا دیں فرمایا کہ تم سے میرے ساتھ یقیناً صبر نہ ہو سکے گا۔ اور جس کی تم کو آگاہی نہ ہو اس پر تم صبر کرو گے بھی کیوں کر؟

سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ

(موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کی اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا ہی پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی

اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

نہ کروں گا۔ فرمایا بس تو اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود بخود اس کا ذکر تم سے نہ کروں۔ اب دونوں

فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا

چلے۔ یہاں تک کہ دونوں کشتی میں سوار ہو گئے جسے اس (یعنی خضر علیہ السلام) نے توڑ دیا (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کیا تم نے اسے اس لئے

لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن

توڑ دیا کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دے یقیناً یہ تو آپ سے بڑی بے جا بات ہوئی۔ فرمایا میں نے کہا نہ تھا کہ تم سے میرے ساتھ ہرگز

تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي

صبر نہ ہو سکے گا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کی کہ مجھ جو بھول ہو گئی اس کے عوض میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں اتنی سخت

مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ

گیری نہ برتئے، پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک لڑکے سے ملے پس اسکو اس (یعنی خضر علیہ السلام نے) قتل کر دیا (موسیٰ علیہ السلام نے)

أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ۖ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

کہا کہ کیا آپ نے ایک بے گناہ شخص کو بغیر قصاص کے مار ڈالا؟ یہ تو ضرور آپ نے انوکھی بات کی۔

(بقیہ صفحہ ۳۵۹) کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر توریت نازل، فرمائی اور مجھ سے کلام کیا اور ساتھ ہی دل میں یہ گذر کیا کہ مجھ سے زیادہ عالم کوئی نہ پیدا کیا ہوگا۔ فوراً جبرئیل امین کو حکم پہنچا کہ موسیٰ کی خبر لو ورنہ ان کی خرابی آجائے گی اور ان کو جتلاؤ کہ جہاں دونوں سمندر ملتے ہیں، وہاں چٹان کے پاس ایک شخص تم سے زیادہ عالم موجود ہے اس کے پاس جاؤ اور اس سے کچھ سیکھو۔ چنانچہ جبرئیل امین آئے اور یہ حکم پہنچایا۔ حضرت موسیٰ اپنے دل میں بہت ہی لئے گئے اور سمجھے کہ ایسا خیال کر گزرنا غلطی تھی۔ رعب بھی دل میں چھا گیا۔ الاتعمیل حکم کی غرض سے اپنے وصی یوشع کو حکم دیا کہ سفر کا سامان مہیا کرو۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ سمندروں کے اتصال کی جگہ تک جاؤں اور وہاں ایک شخص ملے گا اس کے کچھ دنوں رہوں اور اس سے کچھ سیکھوں۔ حضرت یوشع بن نون نے ایک نمک لگی ہوئی مچھلی بہم پہنچائی۔ اور دونوں روانہ ہو گئے۔

ے فلما بلغا مجمع بینهما نسیا حوتهما تفسیر کبیر میں ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع علیہما السلام دونوں چلے اور اپنے مقام تک پہنچ گئے تو انہوں نے ایک شخص کو وہاں چت لیٹے ہوئے پایا جسے انہوں نے نہیں پہچانا اور وہی موسیٰ نے مچھلی نکال کر اسے پانی سے دھویا اور اسے چٹان پر رکھ دیا اور مچھلی کو بھول کر دونوں آگے بڑھ گئے وہ پانی آب حیات تھا چنانچہ اس کے اثر سے وہ مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی اور موسیٰ اور یوشع اتنا چلے کہ تھک گئے۔ تفسیر عیاشی میں اس مچھلی کا قصہ دو اور طریقوں سے نقل کیا گیا ہے۔ ایک طریقہ سے تو جناب امام جعفر صادقؑ سے یوں روایت ہے کہ حضرت یوشع نے اس مچھلی کو بھون لیا تھا اور اس کو ایک پیمانہ (ناپ کے برتن) میں رکھ کر ساتھ لے لیا تھا پھر دونوں صاحب چلے یہاں تک کہ ایک ضعیف آدمی کے پاس پہنچے جو چت لیٹے ہوئے تھے اور ان کا عصا ان کے پہلو میں رکھا ہوا تھا اور ان کے اوپر ایک چادر پڑی ہوئی تھی کہ اس سے سر ڈھانکتے تو ان کے دونوں پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں

کھل جاتے تو سر کھل جاتا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے وہاں نماز پڑھنے لگے اور حضرت یوشع سے یہ فرمایا کہ تم سب چیزوں کی نگہبانی کرتے رہنا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان سے ایک بوند اس پیمانے میں گری جس سے وہ مچھلی تو پانی اور پیمانہ میں سے اچھل کر نکلی اور دریا میں پہنچ گئی خدائے تعالیٰ کے اس قول واتخذ سبیله فی البحر سربا کا یہی مطلب ہے (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے) اس صفحہ ۳۶۰

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ اِنْ

فرمایا میں نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے۔ عرض کی

سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ

اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کی نسبت سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھئے گا اب تو

لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۟ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ

میری طرف سے کافی معذرت ہوگئی، پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والے کے پاس

اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا

پہنچے جن سے انہوں نے کھانا مانگا اور انہوں نے ان دونوں کو مہمان کرنے سے انکار کردیا

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ

پس ان دونوں کو اس بستی میں ایک دیوار ملی جو گرا چاہتی تھی پس اسے اس (خضرؑ) نے ٹھیک

اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ

کردیا (موسیٰؑ نے) عرض کی کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے لیتے۔ (خضرؑ نے) فرمایا یہی میرے اور آپ کے

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ

مابین جدائی (کا باعث) ہے، ہاں جن باتوں پر آپ سے صبر نہ ہوسکا ان کا اصلی مطلب میں آپ کو جتلائے دیتا ہوں۔ (سنئے)

لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ

وہ کشتی تو غریب لوگوں کی تھی جو (اس کے ذریعہ سے) سمندر میں (اپنی روزی کمانے کے لئے) کام کیا کرتے

وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ

ہیں پس میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار بنادوں کہ آگے ایک ایسا بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو جبراً گرفتار کرلیا کرتا تھا۔

فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا

اب رہا لڑکا سو اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے پس ہم کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (لڑکا) سرکشی اور

وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً

کفر کرکے دونوں پر غالب نہ آجائے۔ پس ہم نے یہ چاہا کہ ان کا پروردگار ان دونوں کو اس کے بدلہ میں

وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي

(ایک ایسا بچہ) دے دے جو اس سے پاک نفسی میں (بھی) بہتر ہو اور رحمت و مہربانی میں (بھی) زیادہ۔ اب رہی دیوار

الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ

وہ اس بستی کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا ایک خزانہ تھا اور ان دونوں کا باپ ایک مرد نیک تھا۔

لہ لک کشتی توڑنے پر اعتراض کرنے کے جواب میں حضرت خضرؑ کا ایسا ہی مقولہ پہلے بھی آچکا ہے مگر اس کی نسبت اس میں لک زیادہ ہے۔ یہ زیادتی اس پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ پر صبر و ثبات کے خلاف کرنے کے سبب اور وصیت یا حکم کو چھوڑ دینے کے باعث عتاب زیادہ کیا گیا۔ ٢ قریۃ تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے اس حدیث کا تتمہ جس میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ کے سفر کا ذکر ہے، منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بجائے دو کے تین مسافت ہو گئے تھے اور تینوں ایک طرف چل پڑے۔ دریا سامنے آیا جسے عبور کرنا ضرور تھا۔ کشتی ملی تو وہ کچھا کھچ بھری ہوئی تھی مگر خود سواریوں نے ملاحوں سے سفارش کی کہ یہ لوگ نیک معلوم ہوتے ہیں انہیں ضرور لے لو۔ انہوں نے لے لیا تو حضرت خضرؑ نے راستہ میں کشتی توڑ دی جس پر حضرت موسیٰؑ کو غصہ آیا اور جو باتیں ہوئیں ان کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اب پار اترے کچھ لڑکے کھیلتے دیکھے ان میں ایک لڑکا بہت ہی حسین تھا۔ حضرت خضرؑ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اس پر حضرت موسیٰؑ بہت ہی بگڑے اور جو کچھ حسیں و سیس ہوئی اس کا ذکر اوپر کی آیتوں میں موجود ہے۔ پھر عذر کیا اور وہاں سے آگے چلے تو شام ایک گاؤں میں پہنچے جس کا نام ناصرہ تھا عیسائی لوگ اسی کی طرف منسوب ہونے سے نصرانی یا نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ اس گاؤں کے رہنے والوں نے نہ تو کبھی کسی کو مہمان کیا تھا اور نہ کبھی اپنے عزیز قریب کو بھی کھانا کھلایا تھا ان بزرگوں نے ان سے جا کر کھانا طلب کیا۔ پس انہوں نے نہ ان کو کھانا دیا اور نہ مہمان کیا (اور تفسیر عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ آئندہ قیامت تک وہ کسی کو مہمان کریں گے بھی نہیں) حضرت خضرؑ نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا قم باذن اللہ (خدا کے حکم سے مضبوط ہو کر کھڑی رہ) چنانچہ وہ مضبوط ہوگئی۔ حضرت موسیٰؑ کو گاؤں والوں کی کج خلقی پر غصہ تھا۔ فرمانے لگے کہ جب تک یہ لوگ ہم لوگوں کو مکان نہ دیتے اور کھانا نہ کھلاتے اس دیوار کو مضبوط کر دینا مناسب نہ تھا۔ اس پر جو واقعہ گذرا وہ آگے کی آیتوں سے ظاہر ہے۔ ٣ ینقض تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ امیر المومنین اس کو ینقاض پڑھتے تھے جس کے معنی ہیں پھٹ پڑے۔ ٤ کان وراءھم ملک لفظی معنی تو یہی ہیں کہ بادشاہ ان کے پیچھے تھا۔ مگر تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اس کا (باقی صفحہ ٣٦٢ پر پڑھئے)

فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا ۖ رَحْمَةً
پس تمہارے پروردگار نے محض اپنی رحمت کی وجہ سے یہ چاہا کہ وہ دونوں بالغ و عاقل ہو کر اپنا خزانہ خود
مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع
نکال لیں اور میں نے تو اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا (سمجھے) جن باتوں پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ان کا مطلب یہ ہے۔
عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا
اور (اے رسول) لوگ تم سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں تم کہہ دو کہ لو میں تمہیں اس کا حال سناتا ہوں، بیشک ہم نے
عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ
اس کو زمین میں حکومت دی تھی اور ہم نے اس کو ہر چیز کے متعلق ایک سبب عنایت کیا تھا پس اس نے ایک سبب
شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ
کا راستہ لے لیا، یہاں تک کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اس کو کالی دلدل کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا
وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا
اور اس چشمہ کے قریب کچھ (کافر) لوگوں کو پایا ہم نے (اس سے) کہا اے ذوالقرنین
ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ
(تمہیں اختیار ہے) خواہ تم ان کو عذاب دو خواہ ان کے بارے میں نیکی اختیار کرو۔ (ذوالقرنین نے)
أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا
عرض کی کہ جو ان میں سے نافرمانی کرے گا اسے تو ہم عذاب دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی حضور میں لوٹایا جائے گا
نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۚ
اور وہ اس کو (عذاب بھی) انوکھا عذاب دے گا۔ اور جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے بدلہ میں
وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ
نیکی ہے اور ہم اس کے متعلق اپنا حکم بھی آسان ہی دیں گے۔ اس کے بعد اس نے ایک اور سبب اختیار کیا۔
مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن
یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا تو اس کو ایسے لوگوں پر طلوع ہوتے پایا جن کے لئے ہم نے اس
دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ
(سورج) سے بچانے کی کوئی آڑ مقرر نہیں کی تھی۔ اور اس کے اختیار میں جو جو کچھ تھا اس سے ہم یقیناً خبردار تھے۔
سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا ۙ
پھر اس نے ایک اور سبب لیا، یہاں تک کہ وہ (قدرتی) آڑوں (یعنی پہاڑوں) کے مابین پہنچا تو

(بقیہ صفحہ ٣٦١) مطلب یہ ہے کہ بادشاہ ان کے سامنے یا آگے کی طرف تھا۔

۵ الغلام تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس کو یوں پڑھا کرتے تھے و اما الغلام فکان کافرا و ابواہ مومنین۔ علل الشرائع میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ اس بات کو جانتا تھا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہے گا تو اس کے ماں باپ اس کی محبت سے آزمائش میں پڑ کر کافر ہو جائیں گے۔ لہٰذا حضرت خضرؑ کو اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ جس سے مقصود ماں باپ کی نجات تھی۔ ایک دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے حجت کرنے پر حضرت خضرؑ نے اس لڑکے کا شانہ اکھاڑ کر دکھلا دیا کہ اس پر کافر مطبوع لکھا تھا۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ خوارج نے حضرت عبداللہ بن عباس سے بچوں کے قتل کے بارے میں تحریراً سوال کیا تو انہوں نے لکھا کہ جناب رسول خدا تو چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرتے تھے ہاں خضرؑ نے بچوں میں سے کافر کو قتل کر دینا اور مومنوں کو چھوڑ دینا ثابت ہے۔ پس اگر تم کو خضرؑ کا سا علم حاصل ہو تو تم ان کو قتل کر دو ورنہ ہرگز نہیں۔

٦ ان یبدلھما اس کی قرأت یبدلھما بھی ہے۔ کافی اور الفقیہ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام باقرؑ یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ لڑکا جو قتل کیا گیا تھا اس کے بدلہ میں خدا نے اس کے ماں باپ کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوئے۔

حواشی صفحہ ھذا

١ کنزھما تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ لکھا تھا بسم اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ خوش کیوں کر ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جو شخص قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے وہ (کسی چیز کے نقصان پر) رنجیدہ کیوں کر ہوتا ہے، مجھے تعجب ہے کہ جس شخص کو جہنم یاد ہے اسے ہنسی کیوں کر آتی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اہل دنیا کے انقلابات دیکھتا ہے اسے دنیا پر اطمینان کیوں کر

لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ
ان سے اس طرف ایسے لوگوں کو پایا جو قریب قریب ایسے تھے کہ کوئی بات نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ اے ذوالقرنین یاجوج
وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ
وماجوج اس ملک میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں تو آیا ہم آپ کے لئے کچھ خرچ اس شرط پر مقرر کر دیں کہ آپ ہمارے
تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ
مابین ایک دیوار بنا دیں۔ (ذوالقرنین نے) فرمایا کہ جن چیزوں کا اختیار میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے
فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾
وہ (تمہارے خرچ سے کہیں) بہتر ہے پس تم جسمانی طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے مابین ایک دیوار
اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
بنا دوں تم مجھے لوہے کی چادریں دو۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے پہلوؤں کے بیچ کی جگہ کو (بھر کر) برابر کر دیا
انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾
(تو) حکم دیا کہ دھونکو یہاں تک کہ جب اس (لوہے) کو (دھکا کر) آگ (انگارا سا سرخ) کر دیا تب حکم دیا کہ مجھے تانبا دو کہ
فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا
میں اس پر انڈیلدوں پس ان (یاجوج وماجوج) سے یہ نہ ہو سکا کہ اس (دیوار) پر چڑھ آتے اور یہ نہ ہو سکا کہ اس میں کوئی نقب
رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ
لگا دیتے۔ (ذوالقرنین نے) فرمایا کہ یہ (کارگزاری) میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے پھر جس وقت میرے پروردگار کا وعدہ کا وقت
حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي
آجائے گا تو وہ اس (دیوار) کو گرا کر زمین کے برابر کر دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے اور اس دن ہم اس طرح
الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ
چھوڑ دیں گے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم ان کو یکجا جمع کریں گے اور اس دن
عَرْضَۨا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا
ان کافروں کے لئے جن کی آنکھوں پر تو ہماری نصیحت کی طرف سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ (کانوں سے ہماری ہدایت) سن
يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا
ہی نہیں سکتے تھے، جہنم کو ہم ایسا ظاہر کر دیں گے جیسا کہ ظاہر کرنے کا حق ہے۔ کیا ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے ہیں یہ گمان کر لیا ہے کہ
عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾
میرے خلاف میرے بندوں کو حامی بنا لیں گے۔ یقیناً ہم نے ایسے ہی کافروں کے لئے جہنم کو بطور مہمانی کے تیار کیا ہے۔

منزل (۴)

خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ فما استطاعوا ان یظهروه وما استطاعوا له نقبا تمہارے اور دشمنان خدا کے مابین ایک سد مستحکم ہے جس کو وہ توڑ نہیں سکتے۔ اور یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء اس سے یہ مطلب ہے کہ ظہور قائم آل محمد کے وقت تقیہ اٹھ جائے گا اور دشمنان خدا سے انتقام لیا جائے گا۔ ۲ الذین کانت

۱ یاجوج وماجوج علل الشرائع میں جناب امام علی نقی سے منقول ہے کہ سارے ترک اور تمام مقلیہ کے رہنے والے یاجوج ماجوج اور چینی جتنے بھی ہیں یافث بن نوح کی اولاد میں ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاجوج وماجوج کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یاجوج ایک علیحدہ گروہ ہے اور ماجوج علیحدہ۔ پھر بجائے خود ہر ایک کے اندر چار چار سو گروہ ہیں اور ان میں کا ایک ایک (آدمی) اس وقت مرتا ہے جب اپنی نسل سے ایک ایک ہزار مرد ہتھیار بند دیکھ لے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کچھ ان کا حلیہ بیان فرمائیے فرمایا وہ تین قسم ان میں سے ارزقال کے مانند ہے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ارزقال کیا چیز ہے؟ فرمایا ملک شام میں ایک طویل درخت ہے۔ دوسری قسم ایسی ہے کہ ان کا طول وعرض برابر ہے۔ وہ وہی ہیں جن کے سامنے نہ پتھر ٹھہرتا ہے نہ لوہا۔ اور تیسری قسم ایسی ہے کہ وہ اپنے کان کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوڑھتے ہیں اور یہ جس قسم کے جانور کے پاس سے گزرتے ہیں اسے کھا جاتے ہیں۔ خواہ ہاتھی ہو یا اونٹ، گدھا ہو یا سور اور جو خود ان سے مرجاتا ہے اسے بھی کھا جاتے ہیں اور ان سب کو ملا کر اتنی بڑی تعداد ہے کہ اگر وہ روانہ ہوں تو اگلا حصہ شام میں ہوگا تو پچھلا خراسان میں اور مشرق کے تمام دریاؤں اور ندیوں کو اور طبرستان کے بحیرہ کو پی جائیں گے۔

۲ خرجا اسکی ایک قرأت خراجا بھی آئی ہے۔

۳ ردما اس کے معنی ہیں بڑی مضبوط آڑ جو سد سے بڑی ہو۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول اجعل بینکم وبینهم ردما کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ اس سے مراد تقیہ ہے پس تقیہ ایسی زبردست آڑ ہے کہ تمہارے دشمن تمہارے برخلاف کوئی چال چل ہی نہیں سکتے۔ جسے

۴ الذین کانت اعینهم فی غطاء عن ذکری تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کی تفسیر میں کیا فرماتے ہیں جو لوگ نفس معرفت (یعنی خدا ورسول وائمہ کی معرفت) سے اندھے ہیں

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

(اے رسولؐ) تم یہ کہہ دو کہ آیا میں تمہیں ان لوگوں کے حال سے آگاہ کروں جو اعمال کی رو سے سب سے زیادہ نقصان

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ

اٹھانے والے ہیں وہ وہ ہیں جن کی زندگانی دنیا کے بارے میں سب کوشش بیکار ہوگئی اور وہ یہی گمان کرتے رہے کہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ

ہم نیکی کر رہے ہیں۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا اور اس کی حضور میں جانے کا انکار کیا پس ان کے

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا

اعمال بیکار ہوگئے پس قیامت کے دن ہم ان کے اعمال کے لئے کوئی میزان قائم نہ کریں گے۔ یہ ان کا معاوضہ جہنم اس کے

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بدلہ میں ہوگا جس کا انہوں نے انکار کیا تھا (اور اس کے بدلہ میں کہ انہوں نے) میرے احکام کا اور میرے رسولوں کا ٹھٹھا اڑایا تھا۔

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

بہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے فردوس کے باغات بطور مہمانی کے ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ

حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ

رہیں گے اور کبھی ان کو بدلنا نہ چاہیں گے (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کے لئے روشنائی ہو جائیں

تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائیں گے ہم مدد کے لئے ویسا ہی (اور بھی) لے آئیں (اے رسولؐ)

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

تم یہ کہہ دو کہ (بحیثیت مخلوق) میں (بھی) تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں (فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود یکتا ہے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

پس جس کو اپنے پروردگار کی حضور جانے کی امید ہو اسے لازم ہے کہ نیک عمل بجا لائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

حروفها ۳۹۸۶ سورة مريم مكية كلماتها ۹۶۸

سورہ مریم مدینہ میں نازل ہوا۔

ایاتها ۹۸ رکوعها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى

کٓہٰیٰعٓصٓ یہ تمہارے پروردگار کا اپنے بندہ زکریاؑ پر رحم فرمانے کا ذکر ہے۔ جب کہ انہوں نے

(بقیہ صفحہ ۳۶۳) حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا گیا کہ خدا تو فرماتا ہے الذین کانت اعینهم فی غطاء عن ذکری الخ فرمایا وہ تو خدا کے اس قول کے مطابق ہے ما کانوا یستطیعون السمع وما کانوا یبصرون (نہ ہی وہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھ ہی سکتے تھے) اس پر عرض کیا گیا کہ اس نے ان پر عیب لگایا؟ فرمایا کہ جو کچھ اس نے خود ان کے لئے کیا ہے اس کے متعلق عیب نہیں لگایا لیکن جو کچھ انہوں نے خود اپنے بارے میں کر لیا ہے اس کے بارے میں عیب لگایا اور اگر وہ کوئی تکلف اور تصنع نہ کرتے تو ان کے ذمہ کوئی الزام نہ ہوتا العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنکھ کا پردہ ذکر سے باز نہیں رکھتا اور ذکر یا نصیحت آنکھوں سے دیکھنے کی چیز بھی نہیں ہے بلکہ علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا انکار کرنے والوں کو خدائے تعالیٰ نے اندھوں سے تشبیہ دی ہے اسلئے کہ وہ خود جناب رسول خدا کے قول کو اس بارے میں خفیف سمجھتے تھے اور اسے سن نہ سکتے تھے۔

۵ وکانوا لا یستطیعون سمعاً تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ ذکری سے مراد ولایت امیر المومنین اور یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ سن نہ سکتے تھے اسکا مطلب یہ ہے کہ جب بھی علی مرتضیٰ کا ذکر ان کے سامنے کیا جاتا تو بوجہ اس کے کہ ان حضرت سے اور ان کے اہل بیتؑ سے سخت بغض رکھتے تھے ان کا ذکر سن ہی نہ سکتے تھے۔ ع ۱۲

۶ افحسب الذین کفروا جس کے معنی ہیں آیا ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے یہ کافی ہے۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں سے مراد نصاریٰ اور ان کے علماء و درویش اور اہل قبلہ سے شبہات پیدا کرنے والے وقیاس پر چلنے والے خوارج اور بدعتی سب ہیں۔ (اس سے اگلے صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝۳ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ
اپنے پروردگار کو چپکے چپکے پکارا تھا۔ اور (یہ) عرض کیا (تھا) کہ اے میرے پروردگار بیشک میری ہڈیاں سست پڑ گئیں
وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ
اور بڑھاپے سے سر سفید ہو گیا اور اے پروردگار تجھ سے دعا کر کے میں کبھی ناامید نہیں رہا۔
شَقِيًّا ۝۴ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ
اور یقیناً مجھے اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے اور میری زوجہ بانجھ ہے پس مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر
عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝۵ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ
کہ وہ میرا (بھی) وارث ہو اور آل یعقوب کا (بھی) ہو۔ اور اے میرے پروردگار
يَعْقُوْبَ ۫ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
اسے پسندیدہ قرار دے (جواب ملا کہ) اے زکریا بیشک ہم تم کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام
بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝۷ قَالَ
یحییٰ ہوگا اور اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی نہیں بنایا۔ (زکریا نے) عرض کی اے میرے پروردگار
رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ
میرے لڑکا ہوگا کہاں سے حالانکہ میری زوجہ بانجھ ہے۔ اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں۔
مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ
فرمایا ایسا ہی ہوگا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ وہ میرے لئے آسان ہے اور میں تم کو پیدا کر چکا ہوں
وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ
حالانکہ تم کوئی چیز نہ تھے۔ عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی علامت قرار دے
لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰
فرمایا تمہارے لئے علامت یہ ہے کہ تم لوگوں سے باوجود صحیح و سالم ہونے کے تین رات (دن)
فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا
بات نہ کر سکو گے۔ پس (زکریا) محراب (عبادت) سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اشارہ سے ان سے کہا کہ
بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝۱۱ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ
تم صبح و شام اس کی تسبیح پڑھو (ہم نے حکم دیا کہ) اے یحییٰ کتاب (توریت) کو مضبوطی سے لئے رہنا۔ اور ہم نے
الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳
ان کو بچپن ہی میں فیصلہ کی قوت اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاک باطنی عطا کی اور وہ پرہیزگار

تھا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (قول مترجم) مطلب حضرت کا یہ ہے کہ جس مسلمان کو بوجہ میرے بچپن کے میری امامت میں شک ہو وہ قرآن شریف کی اس آیت کو پڑھ لے اور اپر عمل درآمد کرے) تفسیر مجمع البیان میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ سے بچوں نے کہا کہ چلو کھیل تو حضرت نے فرمایا کہ ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں۔ تفسیر امام حسن عسکری میں سورہ بقرہ کی آیت واستشهدوا شهيدين من رجالكم کی تفسیر میں یہ درج ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سوائے چار کے کسی

۱ الہوالی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد میں چچا اور چچازاد بھائی۔

۲ امراۃ تفسیر قمی میں ہے کہ زوجہ زکریا مریم بنت عمران ابن ماثان کہ بہن تھیں اور وہی ماثان اس زمانہ میں رؤسا بنی اسرائیل اور شاہان بنی اسرائیل سے تھے یعنی سلیمان ابن داؤد کی اولاد سے۔

۳ یرثنی ویرث من آل یعقوب تفسیر قمی میں ہے کہ جس دن زکریا نے یہ دعا مانگی ہے اس دن ان کے کوئی بچہ نہ تھا جو ان کا قائم مقام اور وارث مقرر ہوتا اور بنی اسرائیل جس قدر بدیے اور تحفے حضور خدا میں پیش کرتے تھے وہ سب احبار کا حق ہوا کرتے تھے، اور زکریا سردار احبار تھے۔ ۴ انی یکون لی غلام کافی میں معصومین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یحییٰ کو جو کچھ نصیحت فرمائی اس کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ میری مخلوق میں سے تمہاری نظیر کچھ ہیں جنہیں میں نے ان کے والدین کو باوجود بانجھ اور بیکار ہونے کے عطا کیا جس سے میری یہ غرض تھی کہ میری حجت ان پر ثابت ہو جائے اور تمہارے بارے میں یہ مطلوب ہے کہ عام مخلوق پر میری قدرت کا اظہار ہو۔ ۵ ثلاث لیال سویاً سورہ آل عمران میں اسی واقعہ کے ذکر میں لفظ ثلاثة ایام وارد ہے جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ حضرت زکریا نے اس علیہ کا شکر اور خدائے تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے تین دن اور تین راتیں مخصوص کر لی تھیں۔ ۶ واتینہ الحکم صبیاً۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت زکریا کے انتقال ہونے پر حضرت یحییٰ باوجود صغیر السن ہونے کے کتاب و حکمت کے وارث ہوئے۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امامت میں بھی وہی عمل درآمد فرمایا جو نبوت میں فرمایا

اور بچے کو اہل عقل مردوں کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا (الی آخر صفحہ ۳۶۷ سطر ۲)

وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ

اور اپنے ماں باپ کے حق میں نیکی کرنے والے تھے اور سخت گیر (و) نافرمان نہ تھے۔ اور ان پر سلامتی ہے اس دن بھی

وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

جس دن پیدا کئے گئے اور اس دن بھی جس دن مریں گے اور اس دن بھی جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور اس کتاب میں مریم کا

مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ

(قصہ) بیان کرو جب کہ وہ اپنے کنبہ والوں سے الگ ہو کر جانب مشرق ایک مکان میں چلی گئی۔ اور ان سے

مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

ایک آڑ کر لی پس ہم نے ان کی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو بھیجا اور وہ مریم کے لئے صحیح وسالم آدمی کی

سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

صورت بن گئے۔ (مریم نے) کہا کہ اگر تو نیک ہے تو میں تجھ سے ضرور خدائی پناہ مانگتی ہوں (کہ تو مجھ سے کوئی غرض بد رکھے) (روح الامین

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ

نے) عرض کی کہ میں تو تمہارے پروردگار کا فرستادہ ہوں کہ تمہیں ایک پاک و پاکیزہ لڑکا دے دوں۔

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ

(مریم نے) فرمایا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا؟ حالانکہ مجھے کسی مرد نے کبھی چھوا۔ اور نہ میں بدکار ہوں۔ (روح الامین نے) کہا ایسا ہی ہوگا

كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

تمہارے پروردگار فرمایا کہ وہ امر (بے باپ کے بیٹا پیدا کر دینا) میرے لئے آسان ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ ہم اس کو کل آدمیوں کے

وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ

لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت قرار دیں اور یہ معاملہ طے ہو چکا ہے۔ پس وہ (حضرت مریم) روح اللہ سے حاملہ ہو گئیں اور اپنے

مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مکان میں چلی گئیں پھر درد زہ ان کو ایک کھجور کے درخت کی جڑ میں لے آیا۔ وہ کہنے لگیں کاش میں اس سے

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾

پہلے مر جاتی۔ اور بھولی بسری ہو جاتی پس اس کے نیچے سے

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

اس (بچے) نے آواز دی کہ رنجیدہ مت ہو کہ تمہارے پروردگار نے تمہارے پاؤں کے نیچے تو ایک چشمہ جاری

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾

کر دیا ہے اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ کہ تازہ تازہ خرمے تم پر گریں گے۔

(بقیہ صفحہ ۳۶۵) عیسیٰ بن مریم یحییٰ بن زکریا رحمن وحسین پھر ان حضرات کے قصے بیان فرمائے۔

۱؎ حناناً من لدنا کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کے بارے میں جو حناناً من لدنا فرمایا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا احسان پوچھا گیا کہ وہ احسان کس حد تک پہنچا تھا؟ فرمایا کہ جب حضرت یحییٰ یا رب کہہ کر آواز دیتے تو جواب میں لبیک یا یحییٰ سنتے، محاسن الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے کہ جب حضرت یحییٰ اپنی دعا میں یا رب یا اللہ کہتے تو جانب آسمان سے خدائے تعالیٰ کی طرف سے یوں ندا آتی لبیک یا یحییٰ سل ما حاجتک

(حواشی صفحہ ھذا)

۲؎ یوم ولدو یوم یموت و یوم یبعث حیا العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ مخلوق خدا کے لئے زیادہ وحشت کے تین ہی موقع ہیں ایک وہ دن جس دن ماں کے پیٹ سے نکلے اور دنیا کو دیکھے اور دوسرا وہ دن جس دن مرے اور آخرت اور اہل آخرت کو دیکھے تیسرا وہ دن جس دن مبعوث ہو اور وہ نتائج دکھائی دیں جو دار دنیا میں نہ دیکھے تھے اور خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق ان تینوں موقعوں پر سلامتی کا اظہار فرمایا ہے، پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اسکے بعد ارشاد ہوا کہ ان ہی تین موقعوں کے متعلق حضرت عیسیٰ بن مریم نے اپنی ذات کے متعلق سلامتی کا اظہار کیا جیسا کہ اسی سورہ میں آئندہ کی ایک آیت سے معلوم ہوگا۔ پھر حضرت نے وہ آیت تلاوت فرمائی۔

۳؎ مکاناً شرقیاً تفسیر قمی میں ہے کہ وہ خرما کے ایک خشک پیڑ کے نیچے چلی گئی تھیں جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

لاھب لک غلاماً زکیا۔ اسکی قرأت لیھب لک بھی آئی ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ خدا تم کو عطا فرمائے یا میں تمہارے کرتے میں پھونک مارنے کے سبب عطائے خدا کا باعث ہوں گا۔ زکیا کے دو معنی ہیں یعنی گناہوں سے پاک و پاکیزہ آناً فاناً پڑھنے والا۔ (اس صفحہ کے اس کے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ

پس (کھانے) کھاؤ اور (چشمہ کا پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر کوئی آدمی نظر پڑ جائے

فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

تو اس سے (اشارہ سے) کہہ دینا کہ میں نے خدا کے لئے (خاموش رہنے کا) روزہ رکھا ہے لہٰذا آج میں کسی انسان سے

إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ

ہرگز بات نہ کروں گی۔ پس (حضرت مریمؑ) اس بچے کو لئے ہوئے اپنے لوگوں کے پاس آئیں وہ بولے کہ اے مریمؑ یہ تو

جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ

تم نامعوزون چیز لائیں۔ اے مقدس عورت نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ پس مریمؑ نے اس

وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ

(بچے) کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے کیوں کر بات کریں جو گہوارہ میں بچہ ہے۔

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ

وہ (بچہ بقدرت خدا) گویا ہوا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا

آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا

ہے۔ اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے برکت والا مقرر کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز

كُنْتُ ۖ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾

(ادا کرنے) کا اور زکوٰۃ (فطرہ دینے) کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے میری والدہ کا مطیع بنایا ہے اور مجھے سخت گیر

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ

(اور) بدبخت نہیں بنایا ہے۔ اور خاص سلامتی مجھ پر اس دن بھی ہے جس دن پیدا کیا گیا اور اس دن بھی ہوگی جس دن مروں گا اور اس دن بھی

يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ

جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ یہی ہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ سچی بات (اتنی ہی ہے) جس کے بارے میں یہ لوگ جھگڑتے ہیں۔ خدا کے لئے

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا

زیبا نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے اس کی ذات منزہ ہے (اس کی شان یہ ہے کہ) جب

كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۖ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

کسی معاملہ کو طے کر چکے تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ اسکی نسبت فرمائے کہ ہو اور وہ ہو جائے۔ اور

يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ

(عیسیٰؑ نے فرمایا کہ) اللہ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو۔

۱ انی نذرت للرحمان صوما۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل نزول یوں تھا انی نذرت للرحمان صوماً و صمتاً (قول مترجم) اصل ترجمہ میں ہمیں جتنا خط و صدا فی میں بڑھانا پڑا ہے وہ اس تفسیر کے مطابق کلام خدا ہی میں موجود تھا جنہوں نے کلام خدا سے اسے نکالا ہے۔ قیامت کے دن انشاء اللہ ان کی زبانیں نکالی جائیں گی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روزہ فقط کھانے اور پانی ہی سے پرہیز کا نام نہیں ہے پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت مریمؑ نے باشارہ فرمایا انی نذرت للرحمان صوما جس سے معلوم ہوا کہ خاموش رہنا بھی داخل صوم تھا۔ پس جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبان کی بھی حفاظت کرو اور اپنی آنکھیں بھی خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے بند رکھو۔

۲ لقد جئت شیئاً فریاً۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب لوگوں نے حضرت مریمؑ کو محراب میں نہ پایا تو ان کو ڈھونڈنے نکلے اور حضرت زکریاؑ نے انکا ایک بھائی تھا اسے بھیجا تھوڑی دیر میں حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو لئے ہوئے آئیں تو مومنات بنی اسرائیل نے ان کے منہ پر تھوکا اور دیکھی سے بات ہی نہ کرتی تھیں جہاں تک کہ جب وہ محراب میں پہنچ گئیں اور سرداران بنی اسرائیل اور حضرت زکریا آئے اور یہی کہا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا۔ ۳ یا اخت ھارون تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ہارون بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی مقدس آدمی تھا۔ اور یہ مشہور ہو گیا تھا کہ جو شخص نیکی میں بہت مشہور ہوتا وہ ہارون کی طرف منسوب کیا جاتا (یعنی مرد ہوتا تو اس سے یا اخا ھارون کہہ کے باتیں کرتے اور عورت ہوتی تو یا اخت ھارون کہتے) ۴ انی عبداللہ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جس وقت عیسیٰ بن مریم نے گہوارہ میں بات کی ہے اس وقت اور اس حالت میں کہ ابھی وہ گہوارہ میں ہی تھے حضرت زیاکرؑ پر بھی حجت ہو گئے تھے؟ فرمایا جس وقت حضرت عیسیٰؑ نے بات کی ہے اس حالت میں وہ حضرت مریم علیہا السلام کے لئے تو خدائی ایک نشانی اور خدا کی رحمت ضرور تھے کہ (باقی نمبر ۳۶۸ پر پڑھئے)

حجت خدا بھی تھے مگر رسول نہیں تھے۔ یحییٰ تم نے خدا کا قول نہیں سنا کہ وہ عیسیٰ کے قول کو نقل فرماتا ہے انی عبداللہ اٰتٰنی الکتاب و جعلنی نبیا اس وقت یہ نہیں و جعلنی رسولاً یا انی رسول اللہ الیکم اس پر کسی نے عرض کی کہ کیا اس وقت اور اس حالت میں کہ ابھی وہ گہوارہ میں ہی تھے حضرت زیاکرؑ پر بھی حجت ہو گئے تھے؟ فرمایا جس

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ
سیدھا یہی ہے۔ پھر ان میں سے گروہ گروہ مختلف ہوگئے، پس ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوگئے

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ
اس سخت دن کی حاضری بہت ہی افسوسناک ہوگی جس دن وہ ہماری حضور میں آئیں گے

وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾
اس دن وہ کیسے برے سننے والے اور کیسے برے دیکھنے والے ہوں گے لیکن آج تو یہ ظالم صریح

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا
کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور ان کو اس حسرت کے دن سے ڈراؤ جب کہ کل معاملہ ہی طے کر دیا جائے گا

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا
حالانکہ (آج) وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے

يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا
اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہوگی۔ اور اس کتاب میں ابراہیم کا (قصہ) بیان کرو

نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا
بیشک وہ صدیق نبی تھے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ انہوں نے اپنے چچا سے کہا کہ چچا جان تم ان کو کیوں پوجتے ہو جو نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ کچھ

يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ
دیکھتے ہیں۔ اور نہ تمہارے کچھ کام آسکتے ہیں۔ چچا جان مجھے یقیناً وہ علم ملا ہے جو آپ کو نہیں

فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ
ملا پس آپ میری پیروی کیجئے میں آپ کو ٹھیک راستہ بتلا دوں گا۔ چچا جان شیطان کے بندے نہ بنئے بیشک

الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ
شیطان خدا کا نافرمان (بندہ) ہے۔ چچا جان مجھے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کو خدا کی طرف سے عذاب پہنچے

عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ
پھر آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ (آزر) بولا کہ اے ابراہیم کیا تو میرے خدوں سے برگشتہ ہے

اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ
اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور تجھے سنگسار کردوں گا اور ایک عرصہ کے لئے مجھ سے جدا ہو جا۔

مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ
فرمایا (لو چلا) تم پر میرا سلام عنقریب میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے گناہوں کی بخشش مانگوں گا۔

(بقیہ صفحہ ۳۶۷) حضرت مریمؑ نے ان کے کلام سے عبرت و نصیحت حاصل کی، اور جتنے لوگوں نے اس وقت ان کا کلام سنا ان سب کے لئے نبی اور حجت خدا تھے پھر خاموش ہوگئے۔ اور دو برس تک کوئی بات نہ کی اور حضرت عیسیٰ کی خاموشی کے بعد جو دو سال گزرے، ان میں حضرت زکریا حجت خدا تھے پھر زکریا کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے حضرت یحییٰ باوجود صغیر السن ہونے کے کتاب و حکمت کے وارث رہے پھر جب حضرت عیسیٰ سات برس ہوگئے تو وحی خدا کے بموجب نبوت و رسالت کی باتیں کرنے لگے اور اس وقت سے حضرت یحییٰ اور کل آدمیوں پر حجت خدا قرار پاگئے۔

وقف لازم

۵ الزکوٰۃ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں زکوٰۃ جان یعنی فطرہ مراد ہے جو بچے اور بوڑھے برابر واجب ہے نہ کہ زکوٰۃ مال اس لئے کہ سب آدمی مالدار نہیں ہوتے۔ ۶ جباراً شقیاً العیون میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے عاق ہو جانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی عاق کو جبار و شقی فرمایا ہے۔ ۷ ذالک عیسیٰ ابن مریم اس کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت عیسیٰ یہ ہے جو ہم نے بیان کی نہ وہ جو نصرانی بیان کرتے ہیں اسلئے کہ خود ان کا بیان ان کی تکذیب کے لئے کافی ہے کہ کہتے تو ان کو خدا ہیں اور بندوں کی تمام صفتیں ان میں ہونے کے قائل ہیں۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ الاحزاب مراد ہیں یہود یا نصاریٰ کے مختلف فرقے کہ بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خود خدا ہیں کچھ دن کے لئے خدا اس صورت میں زمین پر آیا تھا پھر آسمان پر چلا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ خدا کے بندے اور نبی تھے۔ ۲ یوم الحسرۃ تفسیر صافی میں ہے کہ اس دن لوگ علی العموم افسوس کرتے ہوں گے بدکو اپنی بدیوں کے باعث اور نیک اپنی نیکیوں کے کمی کرنے کے سبب۔ المعالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یوم الحسرۃ سے مراد وہ دن ہے جس دن موت سب کے سامنے لا کر ذبح کر دی جائے گی۔ اس کا قصہ تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام یوں منقول ہے کہ ان حضرت سے اسی آیت کی تفسیر پوچھی گئی تھی تو حضرت نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں

(باقی صفحہ ۳۶۹ پر)

إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ
اپنے پروردگار سے گناہوں کی بخشش مانگوں گا بیشک وہ مجھ پر مدت سے زیادہ مہربان ہے۔ میں تم سے اور جن جن کو خدا کے سوا پکارتے ہو
وَأَدْعُو رَبِّي ۖ عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا
ان سے الگ ہوتا ہوں اور اپنے پروردگار سے دعا کروں گا امید ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا کرنے کے سبب ناکام نہ رہوں گا۔
اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۙ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَٰقَ
پس جس وقت وہ ان سے اور ان چیزوں سے جن کی وہ خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق
وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا
و یعقوبؑ عطا کئے۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی قرار دیا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ دیا
وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ
اور ہم نے ان سب کے لئے ذکر خیر بلند مرتبہ کا مقرر کیا۔ اور اس کتاب میں
مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنَٰهُ مِن
موسیٰ کا (قصہ) بیان کرو بیشک وہ برگزیدہ اور بھیجے ہوئے نبی تھے۔ اور ان کو ہم نے
جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا
(کوہ) طور کے دائیں جانب سے آواز دی تھی اور ہم نے ان کو رازدار ہونے کا تقرب بخشا تھا۔ اور ہم نے
أَخَاهُ هَٰرُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ
اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا دیا تھا۔ اور اس کتاب میں اسماعیلؑ کا (قصہ) بیان کرو۔
صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَوٰةِ
بہ تحقیق وہ وعدہ کا سچا کرنے والے اور رسول نبی تھے۔ اور وہ اپنے اہل (و عیال) کو نماز پڑھنے کا
وَالزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ
اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک وہ پسندیدہ تھے۔ اور اس کتاب میں
إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَرَفَعْنَٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾
ادریسؑ کا (قصہ) بیان کرو بیشک وہ صدیق نبی تھے۔ اور ہم نے ان کو رتبہ بلند تک رفعت دی تھی۔
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۖ
یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا ہے۔ کچھ تو اولاد آدمؑ میں سے انبیاء میں سے ہیں اور کچھ
وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۖ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْرَٰٓءِيلَ ۖ
ان کی اولاد میں سے جن کو نوحؑ کے ساتھ ہم نے کشتی میں سوار کر دیا تھا اور کچھ اولاد ابراہیمؑ اور

(بقیہ صفحہ ۳۶۸) اور جنت و جہنم کے مابین کھڑی کی جائے گی پھر سب کو آواز دی جائے گی کہ ذرا آگے بڑھ کر موت کی طرف دیکھو جب وہ لوگ اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھ کر دیکھیں گے تو خدائے تعالیٰ کا حکم اس کے ذبح کرنے کے متعلق ہوگا پس وہ ذبح کر دی جائے گی۔ پھر یہ کہا جائے گا کہ اے جنتیو ہمیشہ کیلئے جنت میں رہو کہ اب موت نہیں ہے اور اے جہنمیو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہو کہ اب موت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے وانذرھم یوم الحسرۃ اذا قضی الامر۔ اور قضی الامر کے معنی ہیں جنتیوں کے لئے ہمیشہ جنت میں رہنے کا حکم جہنمی اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو مارے خوشی کے مر جاتے اور جہنمیوں کے لئے ہمیشہ جہنم میں رہنے کا حکم ہے۔ جہنمی اس قدر چیخیں گے کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو چیخ چیخ کر مر جاتے۔

۳ انا نحن نرث الارض و من علیھا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور مالک و متصرف باقی نہ رہے گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر چیز جسے خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا ہے قیامت کے دن وہی اس کی وارثی کرے گا۔

۴ صدیقاً نبیاً تفسیر صافی میں ہے کہ صدیق سے یہ مطلب ہے کہ تمام معاملات میں ہمیشہ سچ بولنے والے اور تمام کتب خدا، انبیاء خدا، آیات خدا، اور معجزات کے بڑے تصدیق کرنے والے تھے، اور نبیاً کا یہ مطلب ہے کہ بجائے خود نبی تھے۔

۵ قال لابیہ یہاں اب کے معنی باپ نہیں ہیں بلکہ آزر حضرت ابراہیمؑ کا چچا یا نانا تھا۔ (تفصیل کیلئے ضمیمہ میں پڑھئے)

۶ یا ابت لغوی معنی وہی ہیں جو یا ابی کے معنی ہیں یعنی اے میرے باپ اس میں تا بجائے یا متکلم کے استعمال کی گئی ہے اور عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی لڑکا اپنے باپ یا دادا یا چچا یا نانا کو اپنے اوپر مہربان کرنا چاہے تو یا ابت کہہ کر بات کیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذیل کی آیتوں میں حضرت ابراہیمؑ سے یہ لفظ بار بار منقول ہے۔

(۱۱ سے ۱۷ کے حواشی پارہ ۱۶ میں پڑھئے) (۱ سے ۱۰ کے حواشی پارہ ۱۹ میں پڑھئے)

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ
یعقوبؑ میں سے اور کچھ ان میں سے جن کو ہم نے راہ بتلائی اور منتخب کرلیا، جس وقت ان کے سامنے خدا
خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ السجدة فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا
کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں، پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے
الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ
نماز (بھی) کھودی اور خواہش نفسانی کے پیچھے پڑ گئے پس عنقریب ان کو مصیبت پیش آئے گی۔ سوائے ان کے
وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ
جو توبہ کریں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل بجا لائیں کہ یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر ذرا بھی
شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ
ظلم نہ کیا جائے گا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ میں جن کا وعدہ خدائے رحمان نے بغیر اس کے کہ بندوں نے دیکھے ہوں ان سے کرلیا ہے
كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ
یقیناً اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ ان میں وہ سوائے اسلام کے کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ اور ان (باغوں) میں
رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ
ان کا رزق ان کے لئے صبح و شام آتا رہے گا۔ وہ باغ یہی ہیں۔ جن کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان کو کر دیتے
عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ
ہیں جو پرہیزگار ہیں۔ اور (اے رسول) ہم (جبرئیلؑ وغیرہ) بغیر آپ کے پروردگار کے حکم کے نہیں اترتے ہمارے سامنے
أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾
جو کچھ ہے اور پیچھے جو کچھ ہے ان دونوں حالتوں کے مابین جو کچھ ہے سب اسی کے حکم سے ہے اور تمہارا پروردگار غافل نہیں ہے
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ
(وہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت کی
لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا
تکلیف برداشت کرلو کیا تم یہ جانتے ہو کہ اس کا ہم نام کوئی اور بھی ہے۔ اور انسان یہ کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا
مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ
تو پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا کیا اس آدمی کو یہ یاد نہیں ہے کہ ہم نے پہلے اس کو پیدا کیا تھا، جب کہ وہ کوئی چیز ہی نہ تھا۔
مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ
پس تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان کو اور شیطانوں کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے۔ پھر ہم ان سب کو

لے بکیا۔ یہ باکی کی جمع ہے جیسے ساجد کی جمع سجدا آتی ہے۔ تفسیر صافی میں جناب رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ قرآن مجید پڑھو اور روؤ اور اگر تم کو رونا نہ آئے تو اپنی طبیعت کو جہاں تک ہو سکے رونے پر آمادہ کرو۔

سجدہ

ع خلف اولاد نیک کے لئے خلف سے لام متحرک آتا ہے۔ اور بد کے لئے خلف سے لام ساکن۔ فقط حرکت و سکون کا فرق معنی میں یہ تفاوت پیدا کر دیتا ہے۔

قول مترجم: اب ناظرین مضمون کا انتخاب ہے کہ چستی کام میں لائیں یا سستی۔ ع اضاعوا الصلوٰۃ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں نماز کے کھو دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے اوقات سے زیادہ تاخیر کر کے اور بلا کے پڑھنا کافی ہیں انہی حضرت سے ایک روایت منقول ہے کہ تھوڑی سی دیر کرنے میں یا تھوڑی سی جلدی کرنے میں تم کو ایسا فرق نہیں پہنچے گا جتنا زیادہ دیر کرنے میں اور ایسے ضائع کر دینے میں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے اضاعوا الصلوٰۃ۔

قول مترجم: ذرا دیر سے تو یہ مراد ہے کہ نماز قضا کے وقت کے شروع ہونے کے کچھ بعد پڑھنا اور ذرا جلدی کرنے سے یہ مراد ہے کہ جو دو دو نمازیں متصل پڑھی جا سکتی ہیں ان میں سے دوسری کا وقت فضیلت سے شروع ہونے سے ذرا پہلے پڑھ لینا مثلاً یوں سمجھ لیجئے کہ نماز ظہر کا وقت ع فضیلت اول زوال آفتاب ہے اور نماز عصر کا اول وقت فضیلت شاخص کے سایہ کے برابر ہو جانا۔ پس ظہر اول زوال سے جتنا ہٹا کر پڑھیں اتنا خیر ہے اور عصر کو جتنا اس کے وقت فضیلت شروع ہونے سے پہلے پڑھ لیں تعجیل ہے۔

(نکتہ) یہ بھی یاد رہے کہ کسی نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اگر نماز پڑھی جائے تو باطل ہے جیسے کہ فرقہ وہابی کے بعض افراد قبل زوال آفتاب نماز ظہر ادا دیتے ہیں۔ ع واتبعوا الشهوات الجوامع میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مضبوط عمارتیں بنائیں خوبصورت سواریوں پر سوار ہوں اور نفیس کپڑے پہنیں (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

ثُمَّ لَنَحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ
جہنم کے گرداگرد گھٹنوں کیبل کھڑا ہو کر حاضر کریں گے۔ پھر ضرور ہم ہر گروہ میں سے
شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ
ان کو الگ کریں گے جو خدا کے برخلاف زیادہ سرکشی کرنے والے تھے۔ پھر ہم تو ان سے زیادہ واقف ہیں
بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ
جو جہنم میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور ایسا تو تم میں سے ایک بھی نہیں ہے جو اس کے کنارے نہ پہنچے
عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ
یہ تو تمہارے رب کا حتمی طے کیا ہوا ہے۔ پھر ہم ان کو تو نجات دے دیں گے جو پرہیزگار ہوں گے اور نافرمانوں کو اسی
الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ
میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اور جس وقت ہماری کھلی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں
الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا ۙ أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا
تو کافر مومنوں سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ دونوں گروہوں میں سے مکان کس کے زیادہ اچھے ہیں اور
وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ
مجمع کس کے زیادہ شاندار ہیں۔ حالانکہ ہم ان سے پہلے بہت سے زمانوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ جن کے سامان
أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ
بھی اچھے اچھے تھے اور دکھاوا بھی۔ تم یہ کہہ دو کہ جو شخص بھی گمراہی میں ہوگا خدائے رحمان ضرور اس کو بہت سی
مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ط
ڈھیل دیتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے دیکھیں گے جس سے ان کو ڈرایا گیا تھا یعنی عذاب یا قیامت
فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ
تو اس وقت وہ یہ جان لیں گے کہ مکان یا مسند لشکر کس کے بدتر ہیں۔ اور گروہ کس کا کمزور ہے۔ اور جنہوں نے ہدایت پائی ہے خدا
الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ط وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
ان کی ہدایت کو اور زیادہ کر دے گا اور باقیات الصالحات تمہارے پروردگار کے ازروئے ثواب بھی بہتر ہیں اور
ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ
ازروئے انجام بھی۔ کیا تم نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور یہ کہا کہ مجھے (قیامت میں)
لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ
مال بھی ضرور دیا جائے اور اولاد بھی۔ کیا اس کو غیب کی خبر مل گئی ہے یا اس نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے۔

۱ جثیاً تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں گھٹنوں کے بل اور یہ بولا اس جگہ جاتا ہے جہاں بوجھ کی کثرت سے کوئی شخص سیدھا کھڑا نہ رہ سکتے۔ یہاں مراد ہوں کا اور نافرمانی کا وزر و بال ہوگا۔

۲ و ان منکم الا واردھا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں وارد کے معنی کنارے تک پہنچنے والے کے ہیں اور اندر جانے کے نہیں۔ کیا تم کسی کو یہ کہتے نہیں سنتے کہ فلاں شخص فلاں قبیلہ کے چشمہ پر وارد ہوا تو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس چشمہ کے اندر بھی گھس گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ وارد تو جہنم پر کل آدمی ہوں گے پھر اپنے اپنے اعمال کے بموجب اس پر سے گذر جائیں گے اول درجہ کے تو اس تیزی سے گزر جائیں گے جیسے بجلی چمک گئی دوسرے ایسے جیسے ہوا کا جھونکا گزر گیا تیسرے جیسے گھوڑ دوڑ کا گھوڑا نکل گیا۔ پھر کچھ ایسے جیسے شائستہ سواری والے چلے گئے ان کے بعد والے ایسے جیسے لدو اونٹ پر لدے ہوئے ان کے بعد ایسے جیسے پیدل چلنے والے۔

۳ حتماً مقضیاً اس بات کا فائدہ کہ سب کا ورود جہنم پر حتماً ہو۔ جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی کو جنت میں اس وقت تک داخل نہ کرے گا جب تک کہ اس کو جہنم اور جہنم کے عذاب نہ دکھلا دے تاکہ وہ خدا کے فضل اور اس کے کمال لطف و احسان سے آگاہ ہو اور جنت اور نعمات جنت میں پہنچ کر اس کی فرحت و خوشی زیادہ ہو اور اسی طرح کسی کو جہنم میں نہ بھیجے گا جب تک کہ اس کو جنت اور اس کی طرح طرح کی نعمتیں اور آسائشیں نہ دکھلا دے تاکہ جہنم میں پہنچ کر جنت و نعمات جنت کے کھو دینے کی حسرت اور اس کا افسوس اس کے عذاب کو اور بڑھا دے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ بخار (تپ موت کا قاصد ہے اور زمین پر خدائے تعالیٰ کا

مقرر کیا ہوا جیل خانہ اور آتش جہنم کی ایک لپٹ اور مومن کا حصہ آتش جہنم سے بس اتنا ہی ہے۔ قول مترجم: اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مومنین کا جب پل صراط سے گذر ہوگا تو ان کو کوئی حرارت محسوس نہ ہوگی۔ اس لئے کہ دنیا میں ان کو بخار آچکا اور اس کی تائید جناب رسول خدا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ قیامت کے دن جہنم مومن سے یہ کہے گا کہ

اے مومن جلد از جلد گزر جا کیونکہ تیرے نور سے میری آگ بجھ جائے گی (مترجم)

عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۖ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾
ہرگز ایسا نہ ہوگا جو کچھ وہ بکتا ہے ہم اسے لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بہت کچھ بڑھا دیں
وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً
گے۔ اور ان چیزوں میں جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہو جائیں گے اور قیامت کے دن
لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۖ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ
وہ ہمارے پاس تن آئے گا۔ اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر بہت سے خدا بنا رکھے تاکہ وہ ان کے لئے مددگار ہوں۔
عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ
ہرگز نہ ہوں گے۔ عنقریب وہ ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور ان ہی کے مخالف بن جائیں گے۔
تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ
کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم شیطانوں کو کافروں کے پاس بھیج دیتے ہیں کہ وہ ان کو خوب ابھاریں
نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ
پس اب ان کے بارے میں جلدی نہ کرو۔ ہم ان کے دم گن رہے ہیں، جس دن ہم پرہیزگاروں کو خدائے رحمان کے حضور میں
جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ
بحیثیت مہمان کے بلائیں گے اور گناہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح ہنکائیں گے ان کو شفاعت کا
عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾
کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جس کا کوئی عہد خدائے رحمن کے پاس ہو۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ خدائے رحمان نے بیٹا بنا لیا۔
تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ
یہ تو تم نے بڑی سخت بات کہی۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ
هَدًّا ﴿۹۰﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ
ہو جائیں کہ انہوں نے خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ حالانکہ خدا کو بیٹا بنانے کی کوئی ضرورت نہیں آسمانوں میں جو ہیں وہ اور زمین میں جو ہیں وہ خدائے
وَلَدًا ﴿۹۲﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ
رحمان کے حضور میں بندگی کا اظہار کرتے چلے آنے والے ہیں۔ ضرور اس نے ان سب کا احاطہ کر لیا ہے
عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ
اور ان کو ایسا شمار کر لیا ہے جو شمار کرنے کا حق ہے۔ اور قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اس کی حضور میں
الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ
یکہ و تنہا آنے والا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے عنقریب خدائے رحمان ان کے لئے

---

۱ سیکفرون بعبادتهم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہاں عبادت سے مراد رکوع و سجود نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطاعت مقصود ہے پس جس شخص نے خدا کی نافرمانی کر کے کسی بندہ کی اطاعت کی تو اس نے اس بندہ کو یقیناً اپنا معبود بنا لیا۔

۲ ویکونون علیهم ضدا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن یہی لوگ جنہیں بعض آدمیوں نے دنیا میں خدا یا اپنا معبود بنا رکھا تھا ان کے برخلاف ہو جائیں گے اور ان سے تبرا کرنے لگیں گے۔ قولہ مترجم: جس طرح امت محمدیہ کے بہت سے لوگوں نے ثلاثہ اور ثلاثہ پر دست علما ہو کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

۳ انما نعد لهم عدا۔ مطلب یہ ہے کہ تم ان کی ہلاکت اس غرض سے جلد نہ چاہو کہ ان کی شرارتوں سے تم کو راحت ملے کہ ان کے گنتی کے سانس باقی ہیں۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا تھا تو حضرت نے سائل سے دریافت کیا کہ تیرے خیال میں کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ دنوں کی گنتی فرمایا یہ نہیں ہے۔ یہ تو ماں باپ بھی کر لیا کرتے ہیں بلکہ یہاں مراد ہے مردم شماری یا سانسوں کی گنتی (جو خدا کے سوا بندوں سے ممکن نہیں) نہج البلاغہ میں ہے کہ آدمی کا ہر سانس موت کی طرف ایک قدم اٹھنے کا حکم رکھتا ہے۔ نیز ان حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جو چیز گنی جاتی ہے ختم ہونے والی ہے اور ہر چیز جس کی توقع ہے آنے والی ہے۔ ۴ وفدا وفد اس گروہ کو کہتے ہیں جو رعایا کے کسی بڑے مجمع کی طرف سے بطور وکالت بعض حقوق حاصل کرنے کی نیت سے یا عزت و انعام پانے کے خیال سے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے جناب رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تھی تو آنحضرت نے فرمایا تھا کہ اے علیؑ وفد کے لوگ ہمیشہ سواری ہوا کرتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ سے ڈرتے رہے پس اللہ کو بھی ان سے محبت و خصوصیت

لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ
ایک محبت قرار دے گا۔ پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا ہے اور غرض یہ ہے کہ تم اس
الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ
کے ذریعہ سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سناؤ اور اسی کے ذریعہ سے جھگڑالو لوگوں کو ڈراؤ۔ اور ہم نے ان سے پہلے کتنے ہی زمانوں والے ہلاک
قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾
کر دیئے ہیں آیا اب ان میں سے تم کسی کی کوئی حرکت (بھی) محسوس کرتے ہو یا ان کی کوئی خفیہ آواز (تک بھی) سنتے ہو۔

حروفها ۵۴۶۶ سورة طٰه مكية كلماتها ۱۳۵۱
سورہ طٰہٰ مکہ میں نازل ہوا
رکوعاتها ۸ — آیاتها ۱۳۵
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ
طٰہٰ۔ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ اس لئے (نازل کیا ہے) کہ جو ڈرتا ہے
يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾
اسکے لئے نصیحت ہو (یہ) اس کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو اور اونچے اونچے آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ وہی عرش
الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
(یعنی تمام عالموں پر اور علوم) پر حاوی ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ
مابین ہے اور جو کچھ طبقۂ خاک کے نیچے ہے (سب کچھ) اسی کا ہے اور اگر تم بات کو پکار کر کہو کے تو وہ تو
فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ
پوشیدہ سے بھی واقف ہے اور بہت ہی خفیہ سے بھی۔ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ
سب اچھے اچھے نام اسی کے ہیں۔ اور آیا تم تک موسیٰ کا قصہ بھی پہنچا ہے؟ کہ جس وقت انہوں نے ایک آگ دیکھی
لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ
تو اپنے اہل سے کہا کہ (ذرا یہیں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس میں سے تمہارے لئے چنگاری لاؤں گا
اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ﴿۱۱﴾
یا اس آگ کے پاس مجھے (کا پتہ) مل جائے گا۔ پس جب آگ کے پاس آئے تو (ان کو) آواز دی گئی کہ اے موسیٰ۔

---

۱ سیجعل لھم الرحمان ودا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنی نماز کے آخر حصہ میں ایسی بلند آواز سے کہ لوگ سن رہے تھے جناب امیر المومنین کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ تو مومنوں کے دل میں علیؑ کی محبت اور منافقوں کے دل میں علیؑ کی عظمت و ہیبت ڈال دے۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور کافی میں ان ہی حضرت سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ جناب امیر المومنین کی ولایت ہی وہ ود ہے جس کا خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

۲ قوما لدا روضۃ الواعظین میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اس سے مراد ظالم قوم بنی امیہ ہے۔ ۳ طٰہٰ المعانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طٰہٰ اسماء مبارکہ جناب رسول خدا میں سے ایک اسم ہے۔ اور اس کا مطلب ہے اے طالب حق اور اے ہادی راہ حق۔ ۴ لتشقی تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ پاؤں ورم کر آئے اور خدائے تعالیٰ نے لغت بنی طے میں خطاب کر کے فرمایا طٰہٰ یعنی اے محمد ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ۵ الرحمان علی العرش استویٰ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطنت قدرت الٰہی ہر چیز پر غالب ہے۔ ۶ وما تحت الثریٰ الخصال میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد کیا کہ ہر چیز مٹی پر ہے اور مٹی قدرت کے ساتھ قائم ہے اور قدرت الٰہی ہر چیز کی حامل ہے۔ ۷ السر و اخفی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ السر سے مراد وہ بات ہے جسے تم نے ارادۃً اپنے دل میں چھپایا ہو اور اخفیٰ وہ بات ہے جس کا خیال خود بخود آیا اور جاتا رہا۔ ۸ لہ الاسماء الحسنیٰ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ پروردگار عالم کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کا احصا کرے گا وہ

ضرور جنت میں پہنچے گا۔

اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾

میں تمہارا پروردگار ہوں اب تم اپنے اہل وعیال کی محبت اپنے دل سے نکال دو۔ بیشک تم اس وقت وادی مقدس طویٰ میں ہو۔

وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِىۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا

اور میں نے تم کو برگزیدہ کرلیا ہے پس جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو۔ یقیناً خدا میں ہی ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَاعۡبُدۡنِىۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ

پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھو۔ قیامت یقیناً آنے والی ہے

اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَنۡ

اس (کے وقت) کو چھپا رکھنے کو ہوں تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کے بموجب بدلہ دیا جائے۔ پس تم کو اس سے وہ ہرگز نہ

لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرۡدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ

روکنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا ہے اور جو اپنی خواہش کا پیرو ہے ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور اے موسیٰ

يٰمُوۡسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کی یہ میرا عصا ہے اس پر میں سہارا لیا کرتا ہوں اور اسی کے ذریعہ

غَنَمِىۡ وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلۡقٰىهَا

سے اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑ دیا کرتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کئی کام نکلتے ہیں۔

فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسۡعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ۟ سَنُعِيۡدُهَا

فرمایا اے موسیٰ اسے ڈال دو، چنانچہ انہوں نے اسے ڈالا ہی تھا کہ وہ یکایک ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔

سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ

فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں۔ ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو کے نیچے چھپا لو

مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ اٰيَةً اُخۡرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنۡ اٰيٰتِنَا الۡكُبۡرَى ﴿۲۳﴾ ۚ

وہ صاف روشن بے عیب نکلے گا۔ (یہ) دوسری نشانی (ہوگی) تاکہ ہم اپنی نشانیوں میں سے بڑی سے بڑی نشانی تم کو دکھلائیں۔

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ﴿۲۵﴾

اب تم فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (موسیٰ نے) عرض کی اے میرے پروردگار میرا سینہ میرے لئے کھول دے۔

وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ﴿۲۶﴾ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ﴿۲۷﴾ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ﴿۲۸﴾

اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ کہ لوگ میری بات سمجھیں۔

وَاجۡعَلۡ لِّىۡ وَزِيۡرًا مِّنۡ اَهۡلِىۡ ﴿۲۹﴾ هٰرُوۡنَ اَخِى ﴿۳۰﴾ اشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِىۡ ﴿۳۱﴾

اور میرا ایک وزیر (بوجھ اٹھانے والا) میرے ہی کنبہ میں سے کر دے۔ میرا بھائی ہارون اس کے ذریعہ سے میری کمر مضبوط کر دے۔

(بقیہ صفحہ ۳۷۳) مگر اندھیری اور اس رات کو برف بھی بہت گری تھی اور سردی بھی سخت تھی اور حضرت موسیٰؑ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا وہاں راستہ بھی بھول گئے اور جانور بھی منتشر ہو گئے تو اس وقت طور کی طرف ایک آگ روشن دکھائی دی اس وقت موسیٰ نے اپنے ماتحتوں سے فرمایا امکثوا انی انست نارا۔

۱؎ اٰتیکم منہا بقبس او اجد علی النار ھدیً تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ فرمایا اتیکم منہا بقبس اس سے تو یہ مطلب تھا کہ تم لوگوں کو سردی سے محفوظ رہنے کا ذریعہ میسر آجائے گا اور جو فرمایا اجد علی النار ھدیً اس کا یہ مطلب تھا کہ راستہ جو بھولے ہوئے تھے شاید روشنی میں وہ راستہ مل جائے جب آگ کے پاس پہنچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک درخت سبز ہے جس پر آگ جعل رہی ہے۔ جیسے ہی آگ کی طرف بڑھے آگ ان کی طرف لپکی یہ ڈر کر بھاگے۔ آگ پھر درخت کی طرف لوٹ گئی۔ اب جو مڑ کر دیکھتے ہیں تو آگ درخت پر ہے۔ پھر دوبارہ اس کے لینے کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر وہ ان کی طرف لپکی پھر چھوڑ کر بھاگے پھر مڑ کے دیکھا تو وہ درخت پر تھی پھر تیسری دفعہ اس کی طرف چلے اور پھر وہ ان کی طرف لپکی اب کہ ایسا بھاگے کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی (اس حدیث کا بقیہ سورہ قصص میں آئے گا)

حواشی صفحہ ھذا ع ۲۴

۱؎ فاخلع نعلیک الاکمال میں جناب صاحب الامرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ سائل نے ان حضرت سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدائے تعالیٰ جو موسیٰ کو یہ حکم دیا فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی اس کی اصلیت کیا ہے؟ اس لئے کہ فرد یقین کے علماء کا یہ خیال ہے کہ ان کی نعلین مردار کے چمڑے کی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس بات کا قائل ہو اس کے موسیٰؑ پر افترا کیا اور ان کے رتبہ نبوت کو نہ پہچانا اس لئے کہ یہ معاملہ اور حال سے خالی نہیں یا تو موسیٰؑ کی نماز ان نعلین کو پہنے ہوئے ہو تھی یا نماز ان کو پہنے ہوئے جائز تھی تو اس مقام پر بھی ان کا پہننا جائز تھا اس لئے کہ اگر وہ مقام مقدس نہ تھا تب تو جائز ہی تھا

وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ
اس کو میرے کام میں شریک کر دے۔ تاکہ ہم بہت تجھ تیری پاکی بیان کریں۔ اور بہت تجھ تیری یاد کیا کریں۔
كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ
بیشک تو ہمارے حال سے خوب آگاہ ہے۔ (خدا نے) فرمایا کہ اے موسیٰ تمہاری سب درخواستیں
يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى
قبول ہوگئیں۔ اور ایک مرتبہ اور بھی ہم نے تم پر احسان کیا تھا۔ جس وقت ہم نے تمہاری والدہ کی طرف
اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ
وہ وحی کی تھی جو (اب بھی) وحی کی جاتی ہے کہ اس کو ایک صندوق میں ڈال دو اور اس صندوق کو دریا میں چھوڑ دو کہ دریا
فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ
اس کو کنارہ پر جا ڈالے گا (اس لئے) کہ (وہاں سے) میرا دشمن اور اس کا دشمن اسے اٹھالے اور میں نے
عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ
اپنی طرف سے تم پر (تمہاری صورت پر) محبوبیت ڈال دی تھی اور (دوسرے) اس لئے کہ تم میری
فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ
نگاہبانی میں پرورش کئے جاؤ جب کہ تمہاری بہن چلی آرہی تھی پس وہ کہنے لگی کہ کیا میں تمہیں ایسا شخص بتادوں
تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۭ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ
جو اس کی کفالت کرے اس طرح ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس لوٹا دیا اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور
وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۣ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ
وہ رنجیدہ نہ ہو۔ اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور طرح طرح سے تم کو آزمایا
عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ
پھر کئی برس تم اہل مدین میں رہے۔ پھر اے موسیٰ تم معین حد پر آگئے۔ اور میں نے تم کو اپنے کام کا بنا لیا۔ اب تم اور
وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ
تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں کمی نہ کرنا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو
طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ
گیا ہے پس تم دونوں اس سے نرم نرم باتیں کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا (کم از کم) ڈر ہی جائے۔ ان دونوں نے عرض کی کہ
اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ
اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی کرے یا اور زیادہ سرکش ہو جائے (خدا نے) فرمایا

لے اذا وحینا الی امك ما یوحی تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ پر ایک تابوت نازل کیا اور ان کو یہ آواز دی گئی کہ تم اپنے بچہ کو اس صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دو اور نہ کسی طرح کا خوف کرو اور نہ حزن۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس بھی لائیں گے اور اس کو رسول بھی بنائیں گے۔ پس انہوں نے تابوت میں رکھا۔ اسے بند کیا اور دریائے نیل میں ڈال دیا۔ فرعون کے بڑے نفیس نفیس محل دریائے نیل کے کنارے کنارے بنے ہوئے تھے اور وہ مع اپنی مملکہ آسیہ کے محل پر سے دریائے نیل کے منظر کو دیکھ رہا تھا جس میں موجیں اس صندوق کو بلند کر رہی تھیں اور ہوائیں تھپیڑے مار رہی تھیں یہاں تک کہ فرعون کے اسی محل کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ تب فرعون نے اس کو اٹھا لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ صندوق اٹھا لیا گیا اور اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب فرعون نے اسے کھولا تو اس میں ایک بچہ پایا۔ فرعون نے کہا کہ یہ بچہ تو اسرائیلی ہے اور اللہ نے فرعون کے دل میں شدید محبت موسیٰؑ کی ڈال دی اور اسی طرح آسیہ کے دل میں اور فرعون نے یہ بھی چاہا کہ ان کو قتل کر دے اس پر آسیہ نے کہا لا تقتلوہ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولداً وھم لا یشعرون (اس کو قتل نہ کرو امید ہے کہ یہ ہم کو نفع دے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں اور وہ اس سے بے خبر تھے) کہ موسیٰؑ یہی ہیں۔ فرعون کے کوئی بچہ نہ تھا (اس کی بھی سمجھ میں آگیا) اس نے حکم دیا کہ ایک دایہ بلاؤ کہ اس کی پرورش کرے۔ پس لوگ بہت سی عورتیں بلا لائے جن کے بچے قتل کر دیئے گئے تھے۔ مگر موسیٰؑ نے کسی کا دودھ نہ پیا یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وحرمنا علیہ المراضع من قبل (اور ہم نے اس پر اور دودھ سے پہلے ہی حرام کر دیئے تھے) اور ان کی والدہ کو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰؑ کو فرعون نے لے لیا ہے تو وہ

بہت محزون ہوئیں اور رونے لگیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغاً ان کادت لتبدی بہ (اور موسیٰؑ کی والدہ کا دل بے چین ہو گیا قریب تھا کہ وہ اس راز کو ظاہر کر دیں) یا مر جائیں (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

مَعَكُمَآ اَسۡمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاۡتِيٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّكَ فَاَرۡسِلۡ

ذرا نہ ڈرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں (جو کچھ گزرے گی) میں سنوں گا اور دیکھوں گا۔ اب تم دونوں اس کے پاس پہنچو

مَعَنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ قَدۡ جِئۡنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنۡ

اور یہ کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ان کو تکلیفیں نہ پہنچا۔

رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡنَاۤ اَنَّ

ہم تیرے پروردگار کے پاس سے ایک نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور جو شخص بھی ہدایت کا پیرو ہو اس پر سلام خدا ہے۔

الۡعَذَابَ عَلٰى مَنۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنۡ رَّبُّكُمَا يٰمُوۡسٰى ﴿۴۹﴾

ہماری طرف یہ وحی یقینی کی گئی ہے کہ جو شخص تکذیب کرے گا اور منہ پھیرے گا عذاب خدا اسی پر ہوگا۔ (فرعون نے) کہا اے

قَالَ رَبُّنَا الَّذِىۡۤ اَعۡطٰى كُلَّ شَىۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا

موسیٰؑ وہ تم دونوں کا رب کون ہے؟ (موسیٰؑ نے) فرمایا کہ ہمارا پروردگار وہی ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت عطا فرمائی

بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ فِىۡ كِتٰبٍ ۚ لَا

پھر نفع اٹھانے کی ہدایت کر دی۔ فرعون نے کہا تو بھلا پہلے زمانہ والوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ان کا علم میرے پروردگار کے پاس ایک

يَضِلُّ رَبِّىۡ وَلَا يَنۡسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا

نوشتہ میں ہے۔ نہ میرا پروردگار چوک جاتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ (وہ وہی ہے) جس نے زمین کو تمہارا فرش بنایا ہے

وَّسَلَكَ لَـكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا

اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے نکال دیئے ہیں اور آسمان سے پانی اتارا ہے۔

بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوۡا وَارۡعَوۡا اَنۡعَامَكُمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ

پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف قسم کے نباتات کے جوڑے پیدا کر دیئے ہیں۔ تم بھی کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو چراؤ۔

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ

بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تم کو لوٹا دیں گے

وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدۡ اَرَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا

اور اسی سے تم کو دوسری دفعہ نکال کھڑا کریں گے۔ اور اس (فرعون) کو ہم نے اپنی نشانیاں سب ہی تو دکھلائیں

فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِكَ

پس اس نے تکذیب کی اور انکار ہی کرتا رہا۔ کہنے لگا کہ اے موسیٰؑ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے ملک سے

يٰمُوۡسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاۡتِيَنَّكَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكَ

اپنے جادو (کے زور سے) نکال دے۔ پس ضرور ہے کہ ہم بھی تیرے مقابلہ کے لئے ایسا ہی جادو لائیں گے پس اپنے

---

۱ فمن ربکما یا موسیٰ اس میں خطاب تو دونوں سے ہے مگر آواز خصوصیت کے ساتھ موسیٰؑ کو دی اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ موسیٰؑ تو اصل تھے اور ہارون ان کے وزیر اور تابع یا اس کی خباثت نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ موسیٰؑ سے جواب لے کیوں کہ وہ ہارون کی فصاحت سے واقف تھا۔ اور موسیٰؑ کی لکنت سے۔

۲ اعطیٰ کل شیء خلقه ثم هدی کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا مخلوق خدا میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ اسے ایسی شکل عطا نہ فرمائے کہ مذکر و مؤنث پہچانا جائے اس پر دریافت کیا گیا کہ ثم هدی کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر جاندار کو جفتی کا طریقہ بتلا دیا ہے اور اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے کہ صورت زنا کیا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت جو موسیٰؑ کا جواب ہے اپنے اختصار کے سبب سے نہایت ہی بلیغ ہے کہ تمام موجودات کو خواہ کسی مرتبہ کی ہوں احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس امر پر دلالت کرنے والی ہے کہ وہ غنی قادر بذات عام طور پر انعام کرنے والا خود خدائے تعالیٰ ہے اور جو کچھ بھی اس کے سوا ہے وہ اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور اپنے افعال میں اس کے محتاج اور اس کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہیں۔ اس جواب کا کمال اس بات سے ظاہر ہے کہ فرعون مبہوت ہو گیا اور اس کو کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ کلام کا رخ بدل دے۔ ع ۱۱

۳ ان فی ذالك لآیات لاولی النهی تفسیر کلی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ واللہ اولی النہیٰ ہم ہیں۔ اور کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا فرمایا کرتے تھے کہ تم میں جو سب سے بہتر ہیں وہی اولی النہیٰ ہیں۔ اس پر کسی نے عرض کی یا رسول اللہ آخرہ اولی النہیٰ کون ہیں؟ فرمایا وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ جن کی ولادت پاک و پاکیزہ ہے، صلہ رحم کرنے والے ہیں، مال اور باپ کے حق میں نیکیاں کرنے والے ہیں۔ (اس سے آگے صفحہ ۳۷۷ پر پڑھئے)

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ

اور ہمارے مابین صاف میدان میں مقابلہ کے لئے ایک وقت مقرر کرکہ جس کے نہ ہم خلاف کریں نہ تو۔

مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى

(موسیٰ نے) فرمایا تمہارے لئے وہ وقت عید کا دن ہے اور یہ کہ دن چڑھے سب لوگ جمع کرلئے جائیں۔

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا

پس فرعون پلٹ گیا اور اپنے سب داؤں اکٹھے کئے پھر (وقت پر) آموجود ہوا۔ موسیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا

تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ

تمہاری کیوں شامت آئی ہے اللہ پر جھوٹا بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی آفت سے تمہاری بیخ کنی کردے گا۔ اور جس

افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾

نے بھی جھوٹ باندھا وہ کبھی مراد نہیں پہنچا۔ پھر وہ اپنے معاملہ میں آپس ہی میں لڑنے لگے اور اپنے مشورہ کو پوشیدہ رکھا۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

(فرعون نے اور اس کے درباریوں نے) کہا یہ دونوں جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ

سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارے عمدہ مذہب کو باطل کردیں۔ سو تم بھی اپنے داؤں

ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا

اکٹھے کرلو پھر پرا باندھ کر آجاؤ۔ اور آج کے دن جو بڑھا رہا اسی نے پالا مار لیا۔ (جادوگر) بولے کہ اے

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ

موسیٰ تو اب تم ڈالتے ہو یا ہم ہی پہلے ڈالنے والے بنیں۔ (موسیٰ نے) فرمایا تم ہی ڈال لو پس یکایک

اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ

ان کی رسیاں اور ان کی لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے ایسی معلوم ہونے لگیں کہ دوڑ رہی ہیں۔

اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا

اب موسیٰ کو بھی اپنے دل میں کچھ خوف معلوم ہوا۔ ہم نے کہا کہ ڈرو نہیں غالب تو تم ہی رہو گے

تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا

اور جو کچھ تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ اسے ہڑپ کرجائے۔

صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ

انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگروں کا کرتب ہی تو ہے اور جادوگر

(بقیہ حواشی صفحہ ۳۷۶)

فقراء کی، پڑوسیوں کی اور یتیموں کی خبر گیری کرنے والے ہیں۔ لوگوں کو کھانے کھلاتے ہیں، تمام عالم میں سلامتی پھیلاتے ہیں، اور جب سب لوگ غافل سوتے ہوں وہ نماز پڑھتے ہیں۔

۳ منہا خلقنا کم کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ وہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے چنانچہ وہ فرشتہ لاکر نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے، جب تک کہ اس میں دفن نہ ہوجائے۔

حواشی صفحہ ھٰذا

۱ فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی ذات کے لئے نہیں ڈرتے تھے بلکہ خوف ان کو یہ تھا کہ کہیں جاہل غالب نہ آجائیں اور گمراہی نہ پھیل جائے، احتجاج طبرسی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت اپنا عصا ڈالا تھا اور دل ہی دل میں ڈرتے تھے اور یہ دعا کی تھی اللھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد لما امنتنی (یا اللہ میں محمد و آل محمد کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے محفوظ رکھیو) اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا لا تخف انک انت الاعلیٰ

اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ
جہاں بھی سامنے آئے کامیاب نہ ہوگا۔ پس وہ سب (جادوگر) مجبوراً سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے کہ ہم ہارونؑ و موسیٰ
وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ
کے رب پر ایمان لائے (فرعون نے) کہا کہ قبل اس کے کہ میں اجازت دوں تم اس پر ایمان
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
لے آئے (معلوم ہوتا ہے کہ) یہی تم سب کا گرو ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے تو اب میں تمہارے مقابل
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ
کے ہاتھ پاؤں کٹوا دوں گا اور تم کو کھجور کے درختوں پر دار پر کھچوا دوں گا اور یہ تم کو خوب ہی ہو جائے گا
النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ
کہ ہم میں سے کون زیادہ سخت اور زیادہ پائیدار عذاب دینے والا ہے (جواب میں جادوگر) بولے کہ موسیٰؑ جو
نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ
کھلے معجزے لائے اس کے مقابلہ میں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس کے برخلاف ہم
اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا
تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے۔ پس (اے فرعون) تو جو کچھ حکم دینے والا ہے دیدے تو فقط اسی دنیا
لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ
کی زندگانی ہی میں تو حکم چلا سکتا ہے۔ ہم اپنے پروردگار پر تو اسلئے ایمان لائے ہیں کہ وہ ہماری
وَّاَبْقٰٓى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ
خطاؤں کو اور جس جادو کے کرنے پر تو نے ہم کو مجبور کیا تھا اس کو بخش دے اور اللہ سب سے بہتر اور (ثواب دینے کے لئے) سب سے زیادہ
فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ
باقی رہنے والا ہے۔ یہ یقینی بات ہے جو اپنے پروردگار کی حضور میں گناہگار ہو کر آئے گا۔ جہنم اس کے لئے ضرور ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ
فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
جئے گا۔ اور جو اس کی حضور میں مومن ہو کر آئے گا جس نے نیک عمل (بھی) کئے ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اعلیٰ درجے ہیں (یعنی)
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ
ہمیشہ کی جنتیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور جو پاک رہے اس کی جزا یہی ہے۔ اور ہم نے ضرور
اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي
موسیٰؑ کو وحی فرمائی تھی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا لو

لے فالقی السحرۃ سجداً لفظی معنی یہ ہیں کہ جادوگر سجدہ میں ڈال دیئے گئے۔ مطلب یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ان کی رسیوں اور لکڑیوں کو ہڑپ کر گیا تو جادوگر یہ سمجھ گئے موسیٰ علیہ السلام کا کام جادو نہیں ہے بلکہ وہ خدائے تعالیٰ کی نشانی اور معجزہ ہے اور ان کے اسی سمجھنے نے ان کو خدائی حضور میں منہ کے بل سجدہ میں ڈال دیا تاکہ وہ جو کچھ وہ کر چکے تھے اس کی تو معافی ہو جائے اور جو کچھ دیکھ چکے تھے اس کی عظمت کا اظہار ہو۔

لے وما اکرھتنا علیہ من السحر الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ان جادوگروں نے (موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے سے پہلے) فرعون سے یہ کہا تھا کہ ہمیں موسیٰ علیہ السلام کو سوتے ہوئے دکھلا دے۔ چنانچہ (دکھلایا تو) انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اس حالت میں پایا کہ ان کا عصا ان کی حفاظت کر رہا تھا۔ اسی وقت جادوگروں نے کہا کہ یہ جادو نہیں ہے اس لئے کہ جادوگر جب سو جاتا ہے تو اس کا جادو باطل ہوتا ہے مگر فرعون کسی طرح نہ مانا اور اس نے ان کو مقابلہ کرنے پر مجبور کیا۔

ع ۱۲

الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ
کہ تم کو گرفتار ہوجانے کا اندیشہ اور ڈر نہ رہے پھر فرعون نے اپنے لشکر سمیت
فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ
ان کا پیچھا کیا اور دریا نے ان (فرعون اور فرعون والوں) کو اپنی موجوں میں لپیٹ لیا اور
فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ
اس طرح فرعون نے اپنی قوم کو بھٹکا دیا اور ان کا رہنما نہ بنا۔ اے اولاد اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے
عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ
دشمنوں سے یقیناً نجات دی اور مبارک پہاڑ طور کے برابر تم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور (صحرا میں)
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا
تم پر من وسلویٰ نازل کیا (اور یہ حکم دیا کہ) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے پاک چیزیں کھاؤ اور اس کے بارے
فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ
میں سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوگا وہ یقینی ہلاک ہوجائے گا۔
هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ
اور میں اس کے لئے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت یافتہ بھی ہو ضرور
اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ
بخشنے والا ہوں اور اے موسیٰ تم کو تمہاری قوم سے کس چیز نے آگے بڑھایا یا عرض کرنے لگے کہ وہ تو یہی
عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا
میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں اور اے میرے پروردگار میں تو اس لئے جلدی کر کے تیری حضور میں حاضر ہوگیا کہ
قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى
تو خوشنود ہوجائے۔ فرمایا تو ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کی آزمائش کی ہے اور سامری نے
قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا
ان کو بہکا لیا ہے۔ پس موسیٰ نے اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے آکے
حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ
(اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا؟ یہ کیا تمہیں بہت عرصہ گذر گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو کہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔ وہ بولے کہ
غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا

۱ واضل فرعون قومہ وما ھدیٰ
ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے تفسیر کلبی سے بروایت عبداللہ بن عباس نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو فرعون اور اس کی قوم کا حال جو سنایا ہے اس میں یہ بھی تھا کہ اس نے اپنی قوم سے یہ کہا تھا انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا ایسا پروردگار ہوں جو سب پر غالب ہوں) اور جس وقت وہ موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں سمندر کے کنارے پہنچا اور اس میں خشک راستے بنے ہوئے پائے تو اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ سمندر کو دیکھتے ہو کہ یہ میرے ہی خوف سے تو سوکھ گیا۔ انہوں نے راستے بنے ہوئے دیکھے تو اس کے قول کی تصدیق کی۔ اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و اضل فرعون قومہ وما ھدیٰ (اس قصہ کا تمام سورہ شعراء میں آئے گا)

۲ وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاً ثم ھدیٰ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے کیسی شرط لگا دی ہے کہ توبہ اور ایمان و عمل صالح اس کو کچھ نفع نہ دے گا جب تک کہ ہدایت یافتہ نہ ہو۔ واللہ اگر کوئی شخص کوشش کر کے عمل کرے تب بھی وہ قبول نہ کیا جائے گا جب تک کہ وہ راہ پایا ہوا نہ ہو۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ میں قربان ہو جاؤں کس کی راہ پایا ہوا نہ ہو؟ فرمایا ہماری۔ الحاصل میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضیٰ سے ایک حدیث میں یہ فرمایا کہ یا علیؑ جو تمہاری راہ سے بھٹک جائے وہ یقیناً گمراہ ہوگیا اور جس نے تم تک اور تمہاری ولایت تک راہ نہ پائی وہ ہرگز ہرگز خدا تک نہ پہنچے گا اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ انی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ پھر آنحضرت نے تفسیر اً فرمایا یعنی الی ولایتنا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم نیک نہ ہو گے جب تک کہ معرفت نہ حاصل کرو اور معرفت نہ پاؤ گے جب تک کہ تصدیق نہ کرو اور تصدیق نہ کرو گے جب تک کہ چاروں دروازوں کو تسلیم نہ کرو کہ ان میں سے پہلا بغیر آخر کے بیکار ہے۔ اصحاب ثلاثہ یعنی تینوں دروازے والے گمراہ بھی ہوئے اور بڑی سرداری میں جا پڑے۔ اللہ تو صرف عمل صالح کو قبول کرے گا اور وہ قبول کرنا بھی اس پر موقوف ہے کہ شروط و قیود کو پورا کیا ہو، پس جس شخص نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے پناہ میں آنے کا پروانہ پورا کیا اور جو کچھ اس نے اپنا عہد ہمارے حوالے کیا تھا اس کو پورا کیا اور جو کچھ اس نے ہمارے حق کا اقرار کیا تھا اس کو پورا کیا تو ہم نے اس کے لئے جنت کا ضامن ہونا اپنے اوپر لازم کر لیا اور اس کے لئے جنت کا ضامن ہونا اپنے اوپر لازم کر لیا اور اس کے لئے جنت کا ضامن ہونا اپنے اوپر لازم کر لیا۔ (اس سے آگے صفحہ ۳۸۰ پر پڑھئے)

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ
ہم نے اپنے اختیار سے تو آپ کے وعدہ کے خلاف نہیں کیا بلکہ (واقعہ یوں پیش آیا کہ) قوم فرعون کے زیوروں کے کہے
فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا
بوجھ ہم پر لاد دیے گئے تھے جن کو ہم نے لا کر آگ میں ڈال دیا اور ایسا ہی سامری نے بھی کیا۔ پھر اس نے (انہی جتھے ہوئے زیوروں سے)
جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾
سب کے دیکھتے دیکھتے ایک بچھڑا بنا دیا یعنی ایک جسد تھا جس میں گائے کی سی آواز بھی۔ پس بعض لوگوں نے کہہ دیا
اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا
کہ یہ تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے پس موسیٰ بھول کر (طور پر چلے) گئے ہیں۔ بھلا وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ بچھڑا
نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ
ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا تھا اور نہ ان کے ضرر کا اختیار رکھتا تھا اور نہ نفع کا۔ اور ہارونؑ نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری
بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا
قوم تمہاری اس بچھڑے کے ذریعہ سے آزمائش کی گئی ہے اور بیشک تمہارا پروردگار رحمان ہے پس تم میری
لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ
پیروی کرو اور میرے حکم کو مانو۔ (جواب میں) انہوں نے کہا تھا کہ اب تو ہم اسی کی عبادت کریں گے جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس پلٹ کر
يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ
نہ آئیں۔ (موسیٰ نے) کہا اے (بھائی) ہارونؑ جب تم نے ان کو بہکتے دیکھا تھا تو تم کو کیا چیز مانع تھی کہ تم نے میری پیروی نہ کی۔
اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ
کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ انہوں نے کہا کہ اے میری ماں جائے آپ میرے سر و ریش کو نہ پکڑیں
خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ
(یعنی سرتاپا مجھی کو الزام نہ دیں) مجھے تو یہ اندیشہ رہا کہ کہیں آپ یہ نہ فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں
قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ
پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا۔ (موسیٰ نے) پوچھا کہ اے سامری یہ تیری کیا حرکت ہے؟ اس نے عرض کی
يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا
کہ میں نے اسے دیکھا تھا جسے ان لوگوں نے نہیں دیکھا پس میں نے اس (خدا کے) پیک کے قدم کے نیچے کی ایک مٹھی
وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي
(خاک) لے لی تھی وہ میں نے اس بچھڑے میں ڈال دی تھی اور میرے دل میں یہی سما گئی تھی۔ (موسیٰ نے) فرمایا

(بقیہ صفحہ ۳۷۹)
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت کے راستوں سے خبردار کر دیا ہے اور ان کے لئے ان راستوں میں مینار قائم کر دیئے ہیں اور ان کو یہ بھی بتلا دیا ہے کہ وہ ان راستوں پر کیوں کر چلیں۔ چنانچہ فرمایا ہے و انی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدیٰ اور فرمایا انما یتقبل اللہ من المتقین (اس کے ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۳۳ سطر ۸) پس جو خدا سے اس کے بارے میں ڈرے گا جس کی بابت خدا نے حکم دیا ہے وہ خدائے تعالیٰ کی حضور میں اس طرح جائے گا کہ محمد مصطفیٰ جو کچھ لائے ہیں ان سب پر ایمان رکھتا ہو گا لوگ تو راہ راست سے بہت دور جا پڑے اور قبل اس کے کہ ان کو راہ ملی ہو مر گئے اور گمان یہی کرتے رہے کہ ہم مومن ہیں۔ حالانکہ وہ اس حیثیت سے شرک کرتے رہے کہ کچھ نہ سمجھے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا وہ تو پہنچا اور جس نے دروازوں کو چھوڑ دیا وہ ہلاکت کے راستہ پر چلا۔ اللہ نے اولو الامر کی اطاعت کو اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ پس جس نے اولو الامر کی اطاعت چھوڑ دی اس نے نہ اللہ کی اطاعت کی اور نہ اس کے رسول کی اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا اس سے یہ ثابت ہے۔ (قول مترجم) حدیث مذکورہ بالا میں چار دروازوں سے مراد ہے شرک سے توبہ، وحدانیت خدا پر ایمان، اعمال صالحہ بجا لانا، حجت ہائے خدا تک راہ پا لینا جیسا کہ اسی حدیث میں بیان ہوا اور اصحاب ثلاثہ سے اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جنہوں نے حجت ہائے خدا کی تو راہ نہ پائی اور سارے پاپڑ بیلے۔

حواشی صفحہ ھذا
لے ولقد قال لھم ھارون من قبل یاقوم انما فتنتم بہ الخ میں ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے اس قول کے جواب میں بنی اسرائیل ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے پس حضرت ہارون علیہ السلام ان کے سامنے سے ہٹ گئے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام نے چالیس شبین پوری کیں اور جب ذی الحجہ کی دسویں تاریخ آئی تو خدائے تعالیٰ نے ان پر لوحیں نازل کیں جن میں توریت بھی تھی اور تمام وہ احکام بھی جن کی ضرورت ہوتی خواہ عبر سے متعلق ہوں یا قصص سے۔ پس خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ ہم نے تمہاری غیبت میں تمہاری قوم کی آزمائش کی اور سامری

الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ
نکل جا تیری سزا یہ ہے کہ جب تک جیئے یہی کہتا رہے کہ مجھے نہ چھونا اور تیرے لئے ایک وعدہ گاہ ہے جس کے خلاف نہیں کیا جائے گا۔
وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ
اور لے اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کی عبادت کی طرف تو مائل تھا ہم ضرور اس کو بھسم کر دیں گے
ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝۹۷ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ
پھر اس کا ذرہ کر کے دریا میں ڈال دیں گے، سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا معبود ہی اللہ ہے جس کے سوا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۹۸ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ
کوئی اللہ نہیں وہ اپنے علم سے ہر شے پر حاوی ہے۔ اسی طرح ہم ان واقعات
مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝۹۹ۖ
کی خبریں جو پہلے گذر چکے ہیں تم کو سناتے ہیں۔ اور ہم نے ہی اپنے پاس
مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰ۙ خٰلِدِيْنَ
سے تم کو قرآن عطا کیا ہے۔ جو اس سے روگرداں ہوگا قیامت کے دن وہ ایک (بھاری) بوجھ لادے ہوئے آئے گا۔
فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي
ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے۔ اور قیامت کے دن ان کا یہ وبال بہت ہی برا ہوگا۔ جس دن صور پھونکا
الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝۱۰۲ۚ يَّتَخَافَتُوْنَ
جائے گا اور گناہگاروں کو ہم نیلی آنکھوں کے ساتھ محشور کریں گے۔ جو چپکے چپکے آپس میں یہ کہتے ہوں گے کہ
بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝۱۰۳ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ
(دنیا میں یا قبر میں) تم کوئی دس دن رہے ہوگے۔ جو باتیں یہ لوگ کریں گے ہم اس سے
يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝۱۰۴ وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ
خوب واقف ہیں کہ جو ان میں سے زیادہ واقف کار اور روبراہ ہوگا وہ یہ کہے گا کہ (نہیں جی) تم بہت ٹھہرے ہوگے تو ایک ہی دن۔
عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝۱۰۵ۙ فَيَذَرُهَا قَاۗعًا
اور یہ لوگ تم سے پہاڑوں کا حال دریافت کرتے ہیں تم یہ کہہ دو کہ میرا پروردگار ان کو ذرہ ذرہ کر دے گا
صَفْصَفًا ۝۱۰۶ۙ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝۱۰۷ۭ يَوْمَىِٕذٍ
پھر ان کی جگہ چٹیل میدان کر دے گا۔ جس میں نہ تم موڑ دیکھو گے اور نہ کوئی ٹیلا ٹیکرا۔
يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ
جس دن وہ سب ایک بلانے والے کے پیچھے چلے جائیں گے جس سے کوئی عدول نہ کرے گا اور

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) تو ہم نے چاہا کہ ان کی آزمائش کو اور بڑھا دیں (اس لئے آواز پیدا کر دی) ۲ لا تاخذ بلحیتی ولا برأسی علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ بچھڑا پوجنے میں حضرت ہارون علیہ السلام کا کوئی قصور نہ تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سراپا الزام کیوں دیا؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ہارون علیہ السلام ان کو چھوڑ کر نہ چلے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ جا ملے اس لئے کہ اگر وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاتے تو ان پر فوراً عذاب نازل ہوتا کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے یہ فرمایا ما منعك اذ رایتهم ضلوا الا تتبعن افعصیت امری اور انہوں نے معقول جواب دیا انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی۔ اور وہ قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ تھا اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (ترجمہ کے لئے پارہ نمبر ۹ رکوع نمبر ۶ میں دیکھئے)

حواشی صفحہ ھذا

۱ فان لك فی الحیاۃ ان تقول لا مساس تفسیر صافی میں ہے کہ سامری اس خوف سے لوگوں کو چھونے سے منع کرتا تھا کہ اگر کوئی اسے چھو دیتا تو اسے بھی بخار آجاتا تھا اور چھونے والوں کو بھی تفسیر کبیر میں ہے کہ سامری جب تک زندہ رہا اس وقت تک اس کی ذات کے لئے اور بعد میں اس کی اولاد کے لئے یہ علامت قائم ہوگئی کہ وہ یہ کہا کریں لا مساس (چھونا نہیں) تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ یہ سامری ہیں اور کوئی ان سے دھوکا نہ کھائے وہ لوگ اس وقت تک مصر و شام میں لامساس کے نام سے مشہور ہیں۔ اس تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو وحی ہوئی کہ اے موسیٰ اسے قتل نہ کرو اس لئے یہ مردنجی ہے ۲ و

محشر المجرمین یومئذ زرقا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ اور عرب کے نزدیک آنکھوں کا سب سے بدتر رنگ نیلا ہے اور ایک مطلب یہ کہ وہ اندھے ہوں گے اور ایک مطلب یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ ۳ و یسئلونك عن الجبال تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ بنی ثقیف میں سے کسی نے جناب رسول خدا سے

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ

خوف خدا سے آوازیں پست ہوجائیں گی پس تم کو کچھ گھسر پسر ہی سنائی دے گی۔

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

عام طور پر اس دن کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کو (خدائے) رحمان نے اذن

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ

دے دیا ہو اور جس کی بات پسند فرمائی ہو۔ وہ ان کے گزشتہ اور آئندہ سے واقف ہے اور یہ اس کے علم کا احاطہ نہیں کرسکتے۔

الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾

اور اس ہمیشہ قائم رہنے والے زندہ کے سامنے سب کے سب جھک گئے اور جو ظلم کے بار سے لدا ہوا آیا وہ یقیناً ناکام ہوگیا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا

اور جو شخص مومن ہونے کی حالت میں کوئی نیکی کرے گا تو کسی کمی اور نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔

هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ

اور اسی طرح ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن اتارا ہے، اور اس میں بار بار خوف دلایا ہے۔

الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى

تاکہ وہ باز رہیں یا یہ ان کے لئے نصیحت تازہ کرے۔

اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى

پس خدا بادشاہ برحق برتر ہے۔ اور تم قرآن کے پڑھنے میں قبل اس کے کہ اس

اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى

آیت کی وحی پوری ہو چکی ہو جلدی نہ کیا کرو۔ اور یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار میرا علم بڑھا دے۔

اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا

اور آدم کو ہم نے پہلے ہی ایک حکم دیا تھا پس وہ اس کو بھول گئے اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے کل فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم کو سجدہ کرو پس سوائے ابلیس

فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا

کے سب ہی نے سجدہ کیا وہ منکر رہا۔ پس ہم نے کہہ دیا کہ اے آدمؑ کہ یہ تمہارا اور تمہاری

مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾

زوجہ کا یقینی دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ

(بقیہ صفحہ ۳۸۱) جس میں مٹی نہ ہو۔ اور صفصف سے مراد وہ چٹیل زمین ہے جس پر گھاس پھونس نہ ہو۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ خشعت الاصوات للرحمان تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کل آدمیوں کو ننگے بدن اور ننگے پاؤں ایک جگہ جمع کردے گا۔ اور وہ تخمیناً پچاس برس اسی میدان میں کھڑے رہیں گے جہاں ان کو سخت پسینہ آئے گا اور دم لینا دشوار ہوجائے گا اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے وخشعت الاصوات للرحمان فلا تسمع الا ھمسا پھر ایک منادی عرش کی طرف سے ندا دے گا کہ نبی امی کہاں ہیں؟ لوگ عرض کریں گے کہ ان کا نام سماعت کیا جائے تو پھر یہ ندا دی جائے گی کہ نبی رحمت محمدؐ ابن عبداللہ امی کہاں ہیں تو جناب رسول خدا کل آدمیوں کے آگے آکر اس حوض تک پہنچیں گے جس کا طول اتنا بڑا ہے جتنا کہ ایلہ اور صنعاء کے مابین کا فاصلہ پس آنحضرتؐ وہاں کھڑے ہوجائیں گے پھر تمہارے آقا کو آواز دی جائے گی پس علی بن ابیطالب مرتضیٰ کل آدمیوں سے آگے ہو کر جناب رسولؐ خدا کے برابر کھڑے ہوجائیں۔ پھر لوگوں کو گزرنے کی اجازت دی جائے گی۔ پس کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جن کو حوض پر آنے کی اجازت دی جائے گی۔ پس کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جو روک دیئے جائیں گے۔ جس وقت جناب رسول خدا یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہمارے دوستوں میں سے بعض کو روک دیا گیا تو آنحضرتؐ گریہ فرمائیں گے اور عرض کریں گے کہ پروردگار میں دیکھتا ہوں کہ علی مرتضیٰ کے بعض شیعوں کو بھی حوض پر وارد ہونے سے روکا گیا ہے۔ اور جہنمیوں کی طرف کردیئے گئے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجے گا وہ آکر یہ عرض کرے گا کہ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں کل شیعان علی کو آپ کے حوالے کرتا ہوں اور آپ سے اور آپ کی عترت سے محبت رکھتے تھے ان کے کل گناہوں سے درگزر کرتا ہوں اور ان کو آپ کے ساتھ اور آپ کی عترت کے ساتھ ملائے دیتا ہوں اور ان کو آپ کے زمرے میں محسوب کئے دیتا ہوں پس آپ ان کو اپنے پاس حوض پر بلالیں۔ پس امام نے فرمایا کہ اس وقت کتنے ہی رونے والے مرد اور کتنی ہی رونے والی عورتیں صورت معاملہ یہ دیکھ کر یہ آواز دینے لگیں گی یا محمداہ یا محمداہ اور اس دن ایک بھی باقی نہ رہے گا

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ
حالانکہ اب تمہیں یہ بات حاصل ہے کہ نہ تم اس جنت میں بھوکے رہتے ہو اور نہ ننگے اور نہ اس میں کبھی پیاسے ہوتے ہو اور نہ دھوپ کھاتے
الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا
ہو۔ اب شیطان نے چپکے چپکے دل میں ڈالی اور یہ کہا کہ اے آدم کیا میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی کا درخت بتاؤں اور
يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا
ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو۔ پس دونوں نے اس میں سے کچھ کھالیا پس ان کی شرمگاہیں ان پر ظاہر ہوگئیں
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۛ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ
اور وہ دونوں جنت کے پتے اپنے بدن پر لپیٹنے لگے اور آدمؑ نے اپنے رب کے خلاف کیا
فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ
لہٰذا ناکام رہے۔ پھر ان کے پروردگار نے ان کو منتخب کرلیا اور ان کی توبہ قبول کرلی اور راہ راست بتلادی۔
اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا
فرمایا اب تم دونوں اس میں سے ایک ساتھ چلے جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔
يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا
پھر جب میری ہدایت تمہارے پاس آئے اس وقت جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا پس نہ وہ بہکے گا اور
يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا
نہ بدبخت رہے گا۔ اور جو میری نصیحت سے روگردان رہے گا پس اس کی زندگی بھی تنگی میں بسر ہوگی
وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ
اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار تو نے
اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا
مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا۔ خدائے تعالیٰ فرمائے گا ایسے ہی تو
فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ
تو نے کیا تھا یعنی جب ہماری نشانیاں تیرے پاس آئی تھیں تو تو نے ان کو بھلا دیا تھا اور آج کے دن اسی طرح تو بھی
مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے گا اور جو شخص زیادتی کرے اور اپنے پروردگار کے احکام پر ایمان نہ لائے ہم اس کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں
اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ پائیدار ہے۔ کیا اس نے ان کو بتا نہیں دیا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنے زمانے (والے) ہلاک کردیئے

(بقیہ صفحہ ۳۸۲) اور ہمارے ساتھ تھے اور وہی ہمارے حوض پر وارد ہوں گے۔

قول مترجم: ایلاء اور صنعاء ملک یمن کے دو شہر ہیں۔ (صفحہ ۳۸۲ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حواشی صفحہ ھذا

۱ وعصیٰ اٰدم ربہ فغوی اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس درخت کے پاس جانے کی ممانعت تھی گو اس کے پھل کھانے کی ممانعت نہ تھی تاہم مقتضائے احتیاط یہی تھا کہ نہ کھاتے۔ پس جب آدمؑ نے کھالیا تو خلاف احتیاط یا ترک اولیٰ ہوا۔ اسی کے نتیجہ کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فغویٰ عوام الناس اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ معاذ اللہ گمراہ ہوگئے لیکن تفسیر اہلبیت سے ثابت ہوا کہ ان کا مقصود جو تھا وہ حاصل نہ ہوا۔ اس لئے کہ اس پھل کے کھانے سے تو بہشت میں وہ دوام وخلود حاصل کرنا چاہتے تھے بجائے اس کے وہ اس بہشت سے نکالے گئے۔

۲ ومن اعرض عن ذکری کافی میں خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ ذکری سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب ہے۔

۳ فان لہ معیشۃ ضنکا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ یہ آیت ناصبیوں کے لئے ہے کسی نے عرض کی کہ ہم نے تو ان کو دیکھا ہے کہ بعض ان میں سے لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں اور مرتے دم تک ان کی روزی میں کچھ بھی کمی نہیں آتی۔ فرمایا ایسا ہی ہے مگر زمانہ رجعت میں وہ پاخانہ کھائیں گے۔

۴ ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں اندھے سے مراد آخرت میں تو آنکھوں کا اندھا اور دنیا میں ولایت جناب امیر المومنین کی طرف سے دل کا اندھا قیامت کے دن وہ پریشان ہو کر عرض کرے گا۔ رب لم حشرتنی اعمیٰ الخ جواب ملے گا کہ ہماری نشانیاں یعنی آئمہ آئے تھے تو تو نے ان کو بھلا دیا تھا یعنی نہ ان کا قول سنتا تھا اور نہ ان کے حکم کی اطاعت کرتا تھا یعنی ان کو چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھی جہنم میں چھوڑ دیا جائے گا۔ ۵ من اسرف ولم یؤمن بآیات ربہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ من اسرف فی ترک ما امر بہ من ولایۃ امیر المؤمنین ولم یؤمن بولایتہ ربہ کافی میں ہے کہ ولایت امیر المؤمنین میں شریک کرلیا اور ولایت امیر المؤمنین پر ایمان نہ لایا۔

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي
(جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں) بیشک سمجھداروں کے لئے اسی میں نشانیاں
النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ
موجود ہیں۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات کی پہل اور ایک وقت کا تعین نہ ہو چکا ہوتا
مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ
تو عذاب ضرور آتا۔ پس اب یہ جو کچھ کہیں اسے برداشت کرلو اور سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے
طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ
اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو۔ اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کے اوقات میں اس کی
وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا
پاکی بیان کیا کرو تاکہ تم خوش رہو۔ اور زندگانی دنیا کی جن جن چیزوں سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو
مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ
اس غرض سے نفع پہنچایا ہے کہ ہم ان کی اس میں آزمائش کریں۔ تم ان کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھنا
فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ
اور تمہارے پروردگار کا عطیہ سب سے اچھا اور پائیدار ہے۔ اور اپنے اہل بیت اور امت کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ
ہم تم سے کچھ کھانے کو تو نہیں مانگتے ہم تو خود تم کو سب کچھ دیتے ہیں۔ اور انجام پرہیزگاری ہی کا اچھا ہے۔
لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ
اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا ان کے پاس پچھلی
بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ
کتابوں میں جو کچھ ہے اس کی شہادت نہیں آچکی، اور اگر ہم ان کو رسول کے آنے سے پہلے
قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ
ہی کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے
مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ
پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے پہلے تیرے احکام کی پیروی کرتے۔
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾
تم کہہ دو کہ ہر ایک منتظر ہے سو تم بھی انتظار کرو عنقریب تم جان لوگے کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں۔

١ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها الخصال میں ہے کہ ع ١٣ ١٦ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمہ یہ بات لازم ہے کہ سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے دس دس مرتبہ یہ پڑھ لیا کرے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر۔ (سوائے خدائے یکتا کے جس کا کوئی اور شریک نہیں کوئی معبود نہیں ہے ہر قسم کا اختیار اسی کو ہے اور ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ خود ایسا زندہ ہے جس کو کبھی موت نہ آئے گی ہر طرح کی خیر و خوبی اسی کے ہاتھ ہے اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے)

٢ ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا سجدے میں بیٹھے اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کے کسی دلانے سے کسی نہ پائے گا اس کی زندگی دنیا کے بارے میں افسوس ہی کرتے کرتے تمام ہو جائے گی۔ اور جو شخص لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اسی پر نظر ڈالا کرے گا تو اس کا رنج و غم بڑھتا رہے گا اور اس کا غیظ و غضب کبھی کم نہ ہوگا اور جو شخص کھانے پینے کے سوا اور نعمتیں خدا کی جو اسے ملی ہوئی ہیں نہ پہچانے گا اس کی عمر کم ہو جائے گی اور عذاب قریب آلگے گا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

ع ١٧

حروفها ۵۱۵۴ سورۃ الانبیاء مکیۃ کلماتها ۱۱۸۷

سورہ انبیاء مکہ میں نازل ہوا

اٰیاتها ۱۱۲ رکوعها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ﴿۱﴾ مَا

کل آدمیوں کے لئے ان کے حساب کا وقت قریب آپہنچا۔ حالانکہ وہ ابھی غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ

کوئی نئی نصیحت ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر یہ کہ وہ اسے کان لگا کر سنتے ہیں

يَلْعَبُوْنَ ﴿۲﴾ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖۛ الَّذِيْنَ

اور (پھر اس کا مذاق اڑاتے ہیں، دل ان کے کھیل میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں

ظَلَمُوْا ۖۛ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ

(اور یہ کہتے ہیں کہ) یہ رسولؐ ہے ہی کیا۔ تم ہی جیسا تو آدمی ہے۔ کیا تم کھلی آنکھوں جادو کے پاس آتے ہو۔

وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ

(رسولؐ نے) فرمایا میرا پروردگار آسمان اور زمین کی ہر بات کو جانتا ہے اور وہ

وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۴﴾ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ

بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ یہ پریشان خیالات ہیں

اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۖۛ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ

بلکہ اس نے اپنے دل سے جوڑ کر بنا لیتا ہے بلکہ وہ ایک شاعر ہے (اگر ایسا نہیں ہے تو)

اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ

وہ ایسا ہی ایک معجزہ کیوں نہ لے آتا جیسے معجزے (دے کر) پہلے بھیجے گئے تھے۔ ان سے پہلے جس بستی

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ

کو ہم نے ہلاک کر دیا وہ تو ایمان لائے نہیں تو کیا یہ ایمان لائیں گے؟ اور ہم نے تم سے پہلے بھی آدمی ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم

اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ وَمَا

وحی کیا کرتے تھے پس اگر تم نہیں جانتے تو یاد والوں سے (یعنی آل رسولؐ سے) پوچھ لو۔ اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہ بنائے

جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾

تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے، پھر ہم نے اپنے وعدہ (عذاب) کو جو ان سے کیا تھا سچ کر دکھایا

۱ اقترب للناس حسابهم تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے کہ قیامت بھی قریب آگئی اور ساعت بھی اذر حساب بھی۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قرب کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت جناب رسول خدا کی بعثت بھی تھی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میری بعثت اور قیامت کا آنا ایسا ہی متصل ہے جیسے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی۔ الجوامع میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ دنیا کا خاتمہ بہت ہی جلد ہو گیا اب اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے، مگر اتنا ہی جیسے ایک برتن لڑھک جائے اور اس میں جو چیز ہو وہ گر جائے۔

۲ هل هذا الا بشر۔ مثلکم تفسیر صافی میں ہے کہ کفار کی مراد اس قول سے یہ تھی کہ جب یہ تم جیسا آدمی ہے، تو اپنے دعوی رسالت میں سچا نہیں۔ کیوں کہ ان کا اعتقاد تھا کہ رسول تو سوائے فرشتہ کے کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اس اعتقاد کا ظاہر نتیجہ یہ نکالتے تھے کہ جو معجزات آنحضرتؐ سے ظاہر ہوتے ہیں یہ سب جادو ہیں۔ پس آنحضرتؐ کے سامنے تو انکار کر دیتے تھے اور چپکے چپکے ایسے مشورے کرتے تھے کہ جن سے کار دین کو خراب کر دیں اور عام آدمیوں کو اس دین کی خرابی باور کرا دیں۔

۳ فلیاتنا بایة کما ارسل الاولون۔ اس سے ان کا مطلب ایسے معجزات ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ نے دکھلائے تھے۔ مثلاً ید بیضا پھر عصا کا اژدھا بن جانا، اور مادر زاد اندھوں کا اچھا کر دینا اور مردوں کا زندہ کر دینا۔

۴ افهم یؤمنون تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کیوں کر ایمان لائیں گے حالانکہ ان سے پہلے والے معجزات پر ایمان نہ لائے اور ہلاک ہو گئے۔

۵ فسئلوا اهل الذکر کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ ہمارے ہاں کچھ ایسے آدمی ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ خدا کے اس قول فسئلوا اهل الذکر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ فرمایا یہی وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ ان کو اپنے دین کی دعوت دیتے رہتے ہیں پھر اپنے دست اقدس سے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اہل ذکر ہم ہیں اور ہر

منزل (۴)

تجزیہ سے دریافت کی جا سکتی ہے۔

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا
پھر خود ان کو اور جس جس کو ہم نے چاہا نجات دے دی اور زیادتی کرنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا (اے قوم قریش)
الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ
ہم نے یقیناً ایک کتاب تمہاری طرف نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً
ہے کہ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ اور ہم نے کتنی ہی بستیاں جو نافرمان تھیں اجاڑ دیں
وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝۱۱ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ
اور ان کے اجاڑنے کے بعد اور لوگ پیدا کر دیئے۔ پھر جس وقت انہوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا
مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝۱۲ ؕ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ
تو لگے وہاں سے تیز تیز بھاگنے۔ (ہم نے ان سے کہا) اب تیز نہ بھاگو اور جہاں تم کو آسائش ملا کرتی تھی
فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا
اس مقام کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف لوٹ کر جاؤ تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے
ظٰلِمِيْنَ ۝۱۴ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ
وہ بولے کہ ہائے خرابی ہماری ہم تو یقیناً نافرمان تھے۔ پس وہ برابر یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے
حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝۱۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا
ان کو مار کاٹی ہوئی کھیتی کا سا ڈھیر لگا دیا اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے
بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝۱۶ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ
کھیل کے طور پر نہیں پیدا کیا۔ اگر ہم کوئی کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنی طرف سے (اپنی شان کے موافق) کرتے
لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝۱۷ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
بشرطیکہ ہم کو ایسا ہی کرنا ہوتا۔ بلکہ ہم تو حق کو باطل پر غالب کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا سر توڑ
فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ وَلَهٗ
دیتا ہے۔ پھر یکایک وہ باطل کا فور ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے جو کچھ تم بیان کرتے ہو افسوس ہے۔
مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
اور جو (ذوی العقول) آسمانوں اور زمین میں ہیں اسی کے ہیں اور اس کی حضور میں ہیں نہ اس کی عبادت
عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝۱۹ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ
سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں (اور)

۱ وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ کا فی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بستیوں کے رہنے والے ظالموں کی جو گت بنائی اس کا ذکر تم کو اپنی کتاب میں سنا دیا جیسا کہ وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ یہاں قریہ سے مراد اہل قریہ ہیں۔ جیسا کہ بعد کے حصۂ آیت وانشانا بعدھا قوماً اٰخرین۔ سے معلوم ہوتا ہے۔ ۲ فلما احسوا بأسنا کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے تو وہ بنی امیہ کی گرفتاری کے لئے ملک شام کی طرف لشکر بھیجیں گے تو بنی امیہ بھاگ کر روم کی طرف چلے جائیں گے۔ روم والے ان کو اپنے یہاں آنے سے انکار کر دیں گے۔ جب تک کہ وہ سب عیسائی نہ ہو جائیں چنانچہ وہ سب اپنے اپنے گلوں میں صلیبیں لگا کر داخل ہوں گے۔ اور جب حضرت کے اصحاب روم میں پہنچیں گے تو رومی والے امان کے اور صلح کے طالب ہوں گے۔ اس وقت اصحاب حضرت یہ کہیں گے کہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ جب تک کہ تم بنی امیہ کو ہمارے حوالے نہ کر دو چنانچہ وہ حوالے کر دیں گے۔ قول خدائے تعالیٰ لا تر کضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ و مساکنکم لعلکم تسئلون کا یہی مطلب ہے یعنی باوجود علم خداداد حضرت قائم آل محمد ان سے (مفہوم) خزانے طلب فرمائیں گے اور وہ جو کچھ کہیں گے وہ یا ویلنا سے حامدین تک ہے مطلب یہ ہے کہ تلوار سے ان کا کھیت سا کاٹ کر ڈال دیا جائے گا۔ تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی مضمون منقول ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ یہ آیتیں ایسی ہیں جن کے الفاظ تو ماضی ہیں اور معنی مستقبل یعنی جن کی تنزیل تو ہو چکی تاویل بعد میں ظاہر ہوگی۔ ۳ بل نقذف بالحق علی الباطل الحاسن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو باطل حق کے مقابل میں قائم ہوگا یہ ضرور ہے کہ حق باطل پر غالب آئے گا اور یہ بات خدائے تعالیٰ کے اسی قول سے ظاہر ہے نیز ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ ایک نہ ایک وقت اس پر حق نہ کھل جائے اور اس

لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ
اور کاہلی نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے زمین سے ایسے خدا بنالئے ہیں جو (مردوں کو) زندہ کردیں۔
يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ
اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں (بھی کے) اجڑ گئے ہوتے۔
فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا
پس جو جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں خدا تعالیٰ عرش کا مالک ان سب (باتوں سے) منزہ ہے
يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ
جو کچھ وہ کرتا ہے اس کی نسبت اس سے باز پرس نہیں کی جاسکتی۔ اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ
کیا انہوں نے اسے چھوڑ اور خدا بنالئے ہیں تم کہہ دو کہ تم اپنی اپنی (دلیل) پیش کرو۔ یہ (قرآن مجید)
مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ
ان کے لئے بھی نصیحت ہے جو میرے ساتھ ہیں اور ان کے لئے بھی نصیحت ہے
فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
جو مجھ سے پہلے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ حق کو سمجھتے نہیں اسی سے وہ روگردان ہوتے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے ایک رسول
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ
بھی ایسا نہ بھیجا کہ اس کی طرف ہم یہ وحی نہ کرتے رہے ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔
اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ
اور (وہ کہہ اٹھے کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنالیا اس کی ذات (اس تہمت سے) بری ہے بلکہ وہ تو اس کے
بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ
معزز بندے ہیں۔ جو بات کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے امر کے بموجب
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا
عمل کرتے رہتے ہیں۔ وہ ان کے آئندہ اور گزشتہ (سب) کا حال جانتا ہے اور وہ کسی کی سفارش
يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ
نہیں کرتے سوائے اس کے جو اس کو پسند ہو اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔
مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ
اور جو ان میں سے یہ کہہ دے کہ میں بھی اس کے علاوہ ایک معبود ہوں

۱ لو کان فیھما الا اللہ لفسدتا اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ عالم میں اصلاح و درستی پائی جاتی ہے یعنی اس کا وجود اور بقا یہی اس بات پر دلالت کرنے والی ہے کہ اس کا خالق اور موجد ایک ہی ہے۔ جل جلالہ و عظم شانہ التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدا کے ایک ہونے کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا اتصال تدبیر اور کمال صنعت جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۲ رب العرش عرش سے مراد وہ چیز ہے جو تمام اجسام پر محیط ہے اور وہی محل تدبیر ہے اور تقدیر سے جو نتائج نکلنے والے ہیں ان کے پیدا ہونے کی جگہ بھی وہی ہے۔

۳ لا یسئل عما یفعل علل الشرائع میں جناب امام علی نقی سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ جب خدائے تعالیٰ کوئی کام کرے تو اس سے باز پرس کیوں نہ کی جائے؟ فرمایا اس لئے کہ جو کچھ کرتا ہے محض حکمت و صواب ہے اور وہ متکبر و جبار و واحد و قہار ہے۔ پس جس شخص کے دل میں اس کے فیصلہ سے کچھ ناراضی پیدا ہوئی وہ کافر ہو گیا اور جس نے اس کے افعال میں سے کسی کا انکار کیا وہ منکر رہا۔ جناب امام رضا سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ابن آدم تو اپنے نفس کے لئے جو کچھ چاہتا ہے اس کے متعلق ہماری مشیت پہلے ہو چکی ہے اور جو فرض تو ادا کرتا ہے اس کے ادا کرنے کی قوت بھی ہم نے دی ہے اور نافرمانی کرنے کی قوت بھی ہماری دی ہوئی نعمت ہے۔ ہم نے تجھ کو سننے والا۔ دیکھنے والا اور قوت والا بنایا ہے پس جو خیر و خوبی تجھ کو پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان و تکلیف پہنچے وہ تیری ذات کی طرف سے ہے۔ اسی سبب سے ہم تیری بہ نسبت نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں اور تو ہماری بہ نسبت بدیوں کا زیادہ مستحق ہے اور اسی وجہ سے ہم جو کچھ کرتے ہیں اس کے متعلق ہم سے باز پرس نہیں ہو سکتی اور مخلوق سے باز پرس کی جائے گی۔

فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ ﴿۲۹﴾ أَوَلَمْ يَرَ
پس ایسے ہی کا بدلا تو ہم جہنم مقرر کریں گے ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔
الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
جو لوگ کافر ہو گئے ہیں کیا ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ آسمان و زمین دونوں بند تھے۔
كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ
پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنا دیا،
شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ
کیا (اب بھی) وہ ایمان نہ لائیں گے؟ اور زمین میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ قائم
تَمِيدَ بِهِمْ ۖ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳۱﴾
کر دیئے کہ کہیں ان کو لے کر جھک نہ جائے اور اس میں ان کے لئے چوڑے چوڑے راستے
وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ
بنا دیئے کہ وہ راہ پائیں۔ اور آسمان کو ہم نے ایک محفوظ چھت قرار دے دیا۔
عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
اور وہ ہیں کہ اس کی نشانیوں سے روگرداں ہوتے ہیں۔ اور وہ وہی تو ہے جس نے رات کو اور
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا
دن کو اور سورج کو اور چاند کو پیدا کر دیا کہ وہ سب آسمان میں تیر رہے ہیں۔ اور دوام تو ہم نے
جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ
تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے مقرر ہی نہیں کیا۔ کیا تم مر جاؤ گے تو یہ ہمیشہ رہیں گے؟ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا
الْخَالِدُونَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ
ہے۔ اور ہم آزمائش کے طور پر بدی اور نیکی سے تمہارا امتحان لیں گے، اور ہماری ہی
وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
طرف تمہاری بازگشت ہوگی۔ اور جس وقت وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں انہیں
إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ ۚ
دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی ہی اڑاتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کیا وہ شخص یہی ہے جو تمہارے معبودوں کا (بدی کے ساتھ)
وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُونَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ
ذکر کرتا ہے۔ حالانکہ وہ خود ذکر خدا کے منکر ہیں۔ انسان (گویا) پیدا جلدی سے

---

۱۹ ع

۱ کانتا رتقاً ففتقناھما کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت نے سائل سے فرمایا کہ شاید تو یہ گمان کرتا ہے کہ آسمان اور زمین دونوں ایک دوسرے سے چپٹے ہوئے تھے۔ پھر الگ الگ ہو گئے اس نے عرض کی جی ہاں! فرمایا خدا سے توبہ کر خدائے تعالیٰ کے اس قول کانتا رتقا کا یہ مطلب ہے کہ آسمان اس طرح بند تھا کہ اس سے پانی ہی نہیں برستا تھا۔ اور زمین اس طرح بند تھی کہ اس سے دانہ نہیں اگتا تھا۔ اور جب خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور زمین میں ہر طرح کا چلنے والا پھیلا دیا تو آسمان کو اس طرح کھول دیا کہ اس سے باران رحمت نازل فرمائی اور زمین کو اس طرح کھول دیا کہ اس سے دانے اگنے لگے سائل نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اولاد انبیاء سے ہیں اور آپ کا علم انبیاء کا سا ہے۔

(باقی روایتیں ضمیمہ میں پڑھئے)

۲ و جعلنا من الماء کل شیء حی تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ دوسرے موقع پر فرماتا ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء (اور اللہ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا) اس لئے کہ مادوں میں پانی سب سے زیادہ عظمت رکھتا ہے، اس جہت سے بھی کہ اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہے اور اس جہت سے بھی کہ اس سے نفع سب سے زیادہ ہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے ہر شئے کی زندگی کا سبب پانی کو قرار دیا کہ بغیر اس کے کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ ہر چیز کی نسبت پانی ہی کی طرف فرمائی اور پانی کی نسبت کسی دوسری چیز کی طرف نہیں فرمائی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پانی کا مزہ دریافت کیا گیا تو فرمایا پانی کا مزہ زندگانی کا مزہ ہے۔ ۳ افائن مت فھم الخالدون تفسیر قمی میں ہے کہ جب پروردگار عالم نے اپنی نبی کو ان مصائب کی اطلاع دی جو بعد آنحضرت کے ان کے اہل بیت پر پڑنے والے تھے تو جناب رسول خدا کو بہت رنج ہوا۔ پس خدائے تعالیٰ نے آپ کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۴ و نبلوکم بالشر و

عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی
کیا گیا ہے۔عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا۔پس تم مجھ سے جلدی کی خواہش نہ کرو۔اور وہ یہ کہتے
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتا دو کہ یہ وعدہ کب آئے گا؟کاش یہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں
حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ
اس وقت کو جان لیتے جب کہ یہ لوگ آگ جہنم کو نہ اپنے منہ کی طرف سے روک سکیں گے
وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا
اور نہ اپنی پیٹھ کی طرف سے اور نہ ان کی (کسی قسم کی) مدد (کی جائے گی) (تو کبھی جلدی نہ کرتے)
یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ
لیکن قیامت تو ان کو یکا یک آلے گی پھر وہ ان کو مبہوت کر دے گی پس یہ نہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔
بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
اور یقیناً تم سے پہلے رسولوں کی بھی ہنسی اڑائی گئی ہے۔پھر جو ان سے تمسخر کیا کرتے تھے
یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ
تو جس عذاب کی بابت وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آلیا۔تم یہ کہہ دو کہ رات میں اور دن میں
الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ
(عذاب) خدا سے تم کو بچا کون لے گا۔مگر وہ تو اپنے پروردگار کے ذکر ہی سے روگردان ہونے والے ہیں۔
اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ
آیا ان کے کوئی ایسے خدا ہیں جو ہمارے عذاب سے ان کو بچا لیں؟وہ اپنی ذات کی مدد تو کر
وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی
ہی نہیں سکتے۔اور نہ ہماری طرف سے ان کا ساتھ دیا جاتا ہے۔بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادوں
طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا
کو فائدہ پہنچایا یہاں تک کہ (خوشحالی میں) ان کی عمریں گزر گئیں،کیا وہ یہ نہیں دیکھتے
مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ
کہ ہم زمین کو برابر اس کے اطراف سے کم کرتے چلے آتے ہیں۔کیا اب بھی وہ غالب ہیں؟تم یہ کہہ دو کہ سوائے
بِالْوَحْیِ ۚ وَلَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ
اس کے نہیں کہ میں وحی کے مطابق تم کو ڈراتا ہوں اور بہروں کو جس وقت ڈرایا جائے تو وہ کبھی کی سنتے ہی نہیں اور نہ گھر

(بقیہ صفحہ ۳۸۸ گزشتہ)
فرمایا میں بری حالت میں پاتا ہوں۔انہوں نے کہا آپ اور ایسا فرمائیں!فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ونبلوکم بالشر۔والخیر اس خیر سے مراد ہے صحت اور دولت مندی اور شر سے مراد بیماری اور فقیری۔

۵ خلق الانسان من عجل تفسیر قمی میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے جسد آدم علیہ السلام میں روح ڈالی ابھی وہ گھٹنوں ہی تک پہنچی تھی کہ آدمؑ نے اٹھنے کا ارادہ کیا اور نہ اٹھ سکے اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا۔نہج البلاغہ میں ہے کہ تمام معاملات میں جب تک ان کا وقت نہ آجائے جلدی کرنے سے احتراز کرو اور جب ان کا کرنا ممکن ہو اس اس وقت سستی سے بچو۔

ع ۱۲

حواشی صفحہ ھذا

۱ نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم علماء کی موت سے زمین کو کم کرتے جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کسی عالم کا مر جانا خود زمین کا کم ہو جانا۔(اس کا کچھ ذکر سورہ رعد میں بھی ہو چکا ہے۔)

مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا

تمہارے پروردگار کا عذاب ذرا سا بھی ان کو چھوئے گا تو ضرور یہ کہنے لگیں گے کہ ہائے خرابی ہماری

ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا

ہم ہی تو نافرمان تھے۔ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں قائم کریں گے پس کسی نفس

تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

پر ذرا سا بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (کوئی عمل) ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے۔

اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

اور حساب لینے کو ہم ہی کافی ہیں۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

(حق و باطل کی) جانچ اور ان پرہیزگاروں کے لئے روشنی اور نصیحت عنایت کی تھی۔

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور قیامت کے آنے سے خائف ہیں

مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ

اور یہ برکت والی نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے کیا تم اسی کے منکر ہو۔

مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا

اور ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے سمجھ عنایت کی تھی اور ہم ان (کی قابلیت) سے واقف تھے۔

بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ انہوں نے اپنے چچا سے اور اپنی قوم سے یہ کہا تھا کہ یہ مورتیں

الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا

جیسی کیا ہیں جن کی تم تعظیم کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اپنے باپ

عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ

دادا کو ان کی پرستش کرتے پایا فرمایا تم اور تمہارے باپ دادا یقیناً کھلی گمراہی میں تھے

مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾

انہوں نے کہا آپ کوئی حق بات لائے ہیں یا یونہی دل لگی کرنے والے ہیں؟

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ

فرمایا ہاں تمہارا پروردگار وہی آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے۔

لے ولئن مستهم نفحة من عذاب ربك کافی میں جناب امام زین العابدینؑ کا ایک کلام وعظ اور زہد کے بارے میں ہے ازاں جملہ یہ بھی ہے کہ پھر خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں گناہگاروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ فرمایا ولئن مستهم نفحة من عذاب ربك ليقولن يا ويلنا انا كنا ظالمين پس اے لوگو! اگر تم یہ کہو کہ یہاں خدائے تعالیٰ نے مشرک مراد لئے ہیں تو ایسا ہو نہیں سکتا اسلئے کہ آگے فرماتا ہے ونضع الموازين القسط ليوم القيامة الخ اے بندگان خدا آگاہ ہو کہ مشرکوں کے لئے نہ میزانیں قائم کی جائیں گی اور نہ حساب کے دفتر کھولے جائیں گے ان کی تو ٹولیاں کی ٹولیاں جہنم میں بھیج دی جائیں گی۔ میزانوں کا قائم ہونا اور دفتر کا کھولا جانا تو محض اہل اسلام کے لئے ہے۔ پس اے بندگان خدا خدا سے ڈرتے رہو۔

ع الفرقان وضیاء وذکرا تفسیر صافی میں ہے کہ الفرقان سے مراد ہے ایسی کتاب جامع جو حق و باطل کے مابین فرق کرنے والی ہو۔ اور ضیاء سے مراد ہے وہ روشنی جس سے جہالت اور حیرت کی تاریکیوں سے نکل آئیں اور ذکر سے مراد وہ نصیحت جس سے پرہیزگار لوگ نصیحت حاصل کریں۔

فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ
جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں بھی اس بات پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ اور خدا کی قسم
لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ
جب تم پیٹھ کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے ان بتوں کے ساتھ (کوئی نہ کوئی) چال ضرور چلوں گا۔
جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ
چنانچہ ان کے بڑے کو چھوڑ کر اور سب ہی کو چکنا چور کر دیا تاکہ وہ اس کی طرف لوٹ کر آئیں (تو اسے سلامت پائیں۔ جب لوٹے تو) بولے
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى
ہمارے معبودوں کی جس نے یہ گت بنائی ہے وہ بیشک بڑا ہی ظالم ہے۔ بعض نے کہا کہ ہم نے تو
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ
ایک نوجوان کو جو ابراہیمؑ کے نام سے مشہور ہے ان کا ذکر برائی کے ساتھ کرتے ہوئے سنا تھا۔ وہ کہنے لگے
النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا
ایسا ہی ہے تو اسے آدمیوں کے روبرلاؤ کہ وہ گواہی دیں۔ (جب حاضر کیے گئے تو لوگ) بولے اے ابراہیم کیا تو نے ہی
بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا
ہمارے معبودوں کی یہ گت بنائی ہے؟ فرمایا جوان میں سے بڑا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ) اس نے ایسا کیا ہے
فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
پس اگر یہ بولتے ہوں تو ان ہی سے پوچھ لو۔ اس وقت وہ اپنے اپنے دل میں سوچے اور (بجائے خود)
فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى
قائل ہوئے کہ ظالم تو تم خود ہی ہو۔ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالے ہوئے بولے
رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ
یہ تو تم یقیناً جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔ فرمایا کیا تم خدا کو چھوڑ کر
اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا
ایسوں کو پوجتے ہو جو نہ تم کو کوئی نفع پہنچائیں اور نہ تم کو نقصان
يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا
پہنچائیں۔ تم پر بھی تف ہے اور ان پر بھی جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔
تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ
کیا تم اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے (اب تو کفار بگڑ کر) کہنے لگے کہ اگر تم سے ہو سکتا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے دیوتاؤں کی

۱ من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظالمین تفسیر قمی میں اس مقام پر حضرت ابراہیمؑ کا قصہ جو ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے لوگوں کو بتوں کی عبادت سے باز رکھنا چاہا اور اپنی حجت و دلیل ان پر قائم کر دی مگر وہ باز نہ آئے اور ان کی کوئی عید آئی تو وہ سب نمرود کے ساتھ باہر گئے تو ابراہیمؑ کچھ کھانا اور بسولا لے کر بت خانہ میں آپہنچے۔ ہر بت کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اسے کھایا مجھے جواب دے۔ جواب نہ ملتا تھا تو کسی کا ہاتھ توڑ دیتے تھے کسی کا پاؤں کسی کا سر، سب بتوں کی تو یہی گت بنائی۔ مگر بڑے کو جو صدر میں تھا یونہی رہنے دیا اور بسولا اس کی گردن میں لٹکا دیا۔ جب لوگ پلٹ کر میلے سے واپس آئے اور بت خانہ کی یہ حالت دیکھی تو اس وقت یہ کہا من فعل هذا بالهتنا (نمرود کے سامنے روبکاری ہونے کا اور حکم سزا دینے کا پورا قصہ تفسیر میں پڑھئے)

۲ قال بل فعله كبيرهم هذا فسئلوهم ان كانوا ينطقون۔ العیون میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ بولتے ہوں تو ان کے بڑے بت نے ایسا کیا اور اگر نہ بولتے ہوں تو ان میں سے بڑے تک نے کچھ بھی نہیں کیا پس نہ وہ بولتے تھے اور نہ ابراہیمؑ نے کوئی بات خلاف واقعہ فرمائی۔

إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ

مدد کرو۔ ہم نے کہا کہ اے آگ تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا مگر

إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا بِهِۦ كَيْدًا فَجَعَلْنَٰهُمُ ٱلْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾

سلامتی کے ساتھ۔ اور انہوں نے ابراہیمؑ سے چال چلی مگر ہم نے انہی کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا کر دیا۔

وَنَجَّيْنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٧١﴾

اور ہم نے ابراہیمؑ کو اور لوطؑ کو نجات دے کر ایک ایسی زمین پر پہنچا دیا جس میں ہم نے تمام عالموں کے لئے برکت دی تھی۔

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ ۖ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا

اور ہم نے اسے (بیٹا) اسحٰقؑ اور (پوتا) یعقوبؑ عنایت کئے۔ اور ان میں سے ہم نے

صَٰلِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ

ہر ایک کو نیک بنایا۔ اور ان کو ہم نے ایسا امام بنایا جو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت

إِلَيْهِمْ فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ ۚ

کرتے تھے اور ان کی طرف ہم نے نیکیاں کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی۔

وَكَانُوا لَنَا عَٰبِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا ءَاتَيْنَٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا

اور وہ سب کے سب ہماری بندگی کرنے والے تھے۔ اور لوطؑ کو ہم نے فیصلہ کی قوت

وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِى كَانَت تَّعْمَلُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ ۗ إِنَّهُمْ

اور علم عنایت کیا اور اس بستی سے نجات دی جو بدکاریاں کیا کرتی تھی۔ بیشک وہ بدکار (اور)

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَٰسِقِينَ ﴿٧٤﴾ وَأَدْخَلْنَٰهُ فِى رَحْمَتِنَآ ۖ

نافرمان لوگ تھے۔ اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا۔ یقیناً وہ نیک لوگوں

إِنَّهُۥ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ

میں سے تھے۔ اور نوحؑ جس وقت انہوں نے ہم کو پہلے ہی پکارا تھا ہم نے ان کی دعا قبول کر لی تھی

فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥ مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾

اور ان کو اور ان کے کنبے کو سخت مصیبت سے نجات دی تھی۔ اور ان لوگوں کے مقابلے میں

وَنَصَرْنَٰهُ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا بِـَٔايَٰتِنَآ ۚ إِنَّهُمْ

جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ہم نے ان کو مدد دی تھی۔ بیشک وہ

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ

لوگ بدکار تھے پھر ہم نے ان سب کو ڈبو بھی دیا تھا۔ اور داؤدؑ و سلیمانؑ

ل قلنا یانار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم۔ تفسیر قمی میں جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا ہے تو انہوں نے یہ دعا کی یا اللہ یا واحد یا احد یا صمد یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد نجنی من النار برحمتک (اے خدائے تنہا اے یکتا اے بے نیاز اے وہ جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمتا ہے اپنی رحمت سے تو مجھے اس آگ سے نجات دے) اور جس حال میں کہ وہ منجنیق میں رکھے ہوئے تھے۔ جبرئیلؑ امین نے بالائے ہوا ان سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ فرمایا خاص تم سے تو کوئی حاجت نہیں ہاں پروردگار عالم سے ضرور حاجت ہے اس وقت جبرئیلؑ امین نے ایک انگوٹھی ان کے حوالے کی جس میں لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الجأت ظھری الی اللہ و فوضت امری الی اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اللہ کو اپنا پشت پناہ بنا لیا اور اپنا معاملہ خدا کو سونپ دیا) پس خدائے تعالیٰ نے آگ کو حکم فرمایا کوئی برد آ۔ پس مارے سردی کے حضرت ابراہیمؑ کے دانت بجنے لگے اور جب تک یہ حکم نہ پہنچا وسلاماً علی ع ۵ ابراہیم وہ سردی موقوف نہ ہوئی۔

ع ونجیناہ ولوطاً الی الارض التی بارکنا فیھا للعالمین کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے جب نمرود کے بتوں کو توڑا تو نمرود کے حکم سے وہ باندھے گئے اور ایک بڑا گھیرا بنایا گیا جس میں لکڑیاں جمع کی گئیں اور آگ دے دی گئی۔ پھر ابراہیمؑ کو اس آگ میں ڈال دیا گیا کہ وہ جل جائیں اور جب تک آگ بجھ نہ گئی سب لوگ الگ رہے اب جو جھانک کر دیکھا تو ابراہیمؑ کو صحیح و سالم پایا۔ البتہ جس چیز سے باندھ کر ڈالا تھا وہ جل کر گر گئی تھی۔ نمرود کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو ہمارے ملک سے نکال دو اور وہ اپنے مال مویشی نہ لے جانے پائیں۔ اس پر ابراہیمؑ نے جھگڑا کیا اور فرمایا کہ جب ہمارے مال اور مویشی روکتے ہو تو جتنی عمر ہماری تمہارے ملک میں صرف ہوئی ہے وہ ہمیں واپس دو۔ یہ قصہ نمرود کے مقرر کئے ہوئے جج کے سامنے پیش ہوا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ کو جو کچھ اس ملک میں حاصل ہوا ہے وہ نمرود والوں کے حوالے کریں۔ اور نمرود والے ابراہیمؑ کو ان کی عمر

منزل (۴)

اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا
جب کہ اس کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ جس میں رات کے وقت ایک گروہ کی بکریاں چر گئی تھیں۔
لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا
اور ہم ان کے فیصلہ کے دیکھنے والے تھے۔ پس ہم نے سلیمانؑ کو وہ فیصلہ سمجھا
حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ
دیا تھا اور (یوں) فیصلہ کی قوت اور علم تو ہم نے ہر ایک کو دیا تھا۔ اور پہاڑوں کو
وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ
ہم نے داؤدؑ کے تابع کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ ساتھ تسبیح (خدا) کیا کرتے تھے اور اسی طرح پرندوں کو
لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾
اور ان باتوں کے کرنے والے ہم ہی تو تھے۔ اور ہم نے داؤدؑ کو زرہ بنانی سکھائی تھی کہ تم کو لڑائی میں محفوظ رکھے۔
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ
آیا تم اب بھی شکرگزار ہو۔ اور سلیمانؑ کا ہم نے تخت ہوا کو تابع کر دیا تھا کہ وہ ان کے حکم کے
بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ
بموجب اس سرزمین میں لے جایا کرتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی اور ہم ہر ہر چیز کے جاننے
الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ
والے ہیں۔ اور شیاطین میں سے (ان کے تابع وہ کر دیئے تھے) جو (سمندر میں) ان کی خاطر غوطے لگاتے تھے
وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ
اور اس کے علاوہ بہت سے کام انجام دیا کرتے تھے اور ہم ان سب کے نگہبان تھے۔ اور ایوبؑ
الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا
جس وقت انہوں نے اپنے پروردگار کو آواز دی کہ مجھے بیماری نے بہت ستایا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور جو تکلیف ان کو تھی وہ دفع کر دی اور اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور
بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
اس غرض سے کہ عبادت کرنے والوں کے لئے ایک یادگار رہے ان کے اہل و عیال (جو مر چکے تھے) پھر عطا کئے اور اتنے ہی اور
وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ
دیئے اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ ان میں سے ہر ایک صبر کرنے والا تھا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔
كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ

(بقیہ صفحہ ۳۹۲) کہ ابراہیمؑ کو اس کے مال و مویشی واپس دے دو لیکن اس کو جلد نکال دو۔ ورنہ اگر وہ باقی رہا تو تمہارا دین بگاڑ دے گا اور تمہارے بچوں کا ستیاناس کر دے گا۔ ۳ نافلة تفسیر قمی میں ہے کہ نافلہ کے معنی ہیں اولاد کی اولاد جیسے حضرت یعقوب جناب ابراہیمؑ کے تھے۔ ۴ وجعلناهم ائمة یهدون بامرنا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کتاب خدا میں دو قسم کے اماموں کا ذکر ہے ایک تو وہ ہیں جن کی نسبت خدا نے یہی ارشاد فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے ہیں۔ آدمیوں کے حکم کے بموجب نہیں یعنی آدمیوں کے حکم کے مقابل خدا کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے وجعلناهم ائمة یدعون الی النار (اور ہم نے ان کو ایسا امام بنایا ہے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں) جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے حکم کو خدا کے حکم کے مقابل مقدم رکھتے ہیں اور خدا کی کتاب میں جو کچھ ہے اس کے برخلاف اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

حواشی صفحہ ھذا ۳۹۳

۱ ففهمناها سلیمان کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی کہ تم اپنی اولاد میں سے ایک کو وصی بنا لو کیوں کہ ہمارے علم میں یہ بات پہلے ہی گزر چکی ہے کہ ہم ایک نبی بھی ایسا نہ بھیجیں گے جس کا وصی اس کے کہنے سے نہ ہو۔ اور داؤد علیہ السلام کے بہت سے بیٹے تھے ازاں جملہ ایک لڑکا ایسا تھا کہ اس کی والدہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں زیادہ حاضر رہتی تھی۔ اور داؤدؑ کی اس سے محبت بھی تھی۔ یہ وحی آنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام اس عورت کے پاس آئے اور اس سے ذکر فرمایا کہ مجھے وحی آئی ہے اور خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنی اولاد میں سے ایک کو وصی بنا لوں اس عورت نے حضرت داؤدؑ سے کہا پس وہ میرا ہی بیٹا ہونا چاہیے۔ فرمایا۔ ارادہ تو میرا بھی ایسا ہی ہے مگر وہاں خدائے تعالیٰ کے علم مختوم میں یہ گزر چکا ہے کہ وہی سلیمان علیہ السلام ہوں گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ جب تک میرا حکم نہ پہنچے ذرا جلدی نہ کرنا۔ داؤدؑ ٹھہر گئے اور زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دو آدمی بھیڑ بکریوں اور انگوروں کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے اور خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ اپنے سب بیٹوں کو جمع کرو۔ ان میں سے جو اس جھگڑے کا ٹھیک فیصلہ کرے گا وہی تمہارے بعد تمہاری جگہ خلیفہ ہوگا۔ حضرت داؤدؑ نے سب بیٹوں کو جمع کیا (باقی صفحہ ۳۹۴ پر پڑھئے)

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ

کہ وہ یقیناً نیکوں میں سے تھے۔ اور ذوالنون (یونسؑ) جب کہ وہ خفا ہو کر چلے گئے تھے

نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ

اور ان کو یقین تھا کہ ہم ان پر (رزق کی) تنگی نہ کریں گے پس وہ اندھیریوں میں (جا کر) چلائے کہ سوائے تیرے کوئی

اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ

معبود نہیں ہے میں تو قصوروار تھا۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کر لی۔ اور ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔

الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دے دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا نے جس وقت اپنے پروردگار کو

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا

پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ یو حالانکہ تو ہی تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کر لی۔

لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور ان کو یحییٰ سا بیٹا عطا کیا اور ان کی خاطر سے ان کی زوجہ میں (بچے کی) صلاحیت پیدا کر دی بیشک وہ سب کے سب نیک کاموں

يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا

میں جلدی کیا کرتے تھے۔ اور امید و بیم کے ساتھ ہم سے دعا مانگا کرتے تھے اور ہمارے لئے عاجزی کرتے

خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ

والے تھے۔ اور وہ عورت جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دی

رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

تھی اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام عالموں کے لئے ایک معجزہ بنا دیا تھا۔ بیشک یہ تمہارا گروہ ایک

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

ہی گروہ ہے۔ اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ پس میری ہی عبادت کیا کرو۔ اور لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں

بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ (آخر تو) سب ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ پس جو شخص مومن ہونے کی حالت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ

میں نیکیاں کرے گا اس کی کوشش کی ناقدری نہ کی جائے گی۔ جس حال میں ہم اس کو لکھتے جاتے ہیں۔ اور جس بستی

عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا

کو ہم ہلاک کر چکے ہیں اس کے لئے ممانعت ہے کہ وہ رجعت کے زمانے میں واپس نہ آئیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۳۹۳) اور فریقین نے اپنا اپنا قصہ بیان کیا۔ سلیمانؑ نے انگور والے سے پوچھا کہ تیرے انگوستان میں اس کی بھیڑ بکریاں کس وقت آئیں اس نے عرض کی کہ رات کے وقت۔ پس بھیڑ بکریوں والوں کو یہ فیصلہ سنایا کہ تیری بھیڑ بکریوں کے اس سال کے بچے دودھ اور اون سب کچھ اس انگور والے کو ملے گا۔ اس پر داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بھیڑ بکریاں ہی کیوں نہ دلوا دیں۔ حالانکہ علمائے بنی اسرائیل یہی فیصلہ کرتے آئے ہیں اور انگوروں کی قیمت بھیڑ بکریوں کی قیمت کے برابر بھی ہے۔ سلیمانؑ نے فرمایا انگور جڑ سے نہیں اکھاڑے گئے۔ ان بھیڑ بکریوں نے صرف ان کے پھل اور پتے ہی کھائے سال آئندہ پھل اور پتے پھر عود کر آئیں گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ اس جھگڑے کا فیصلہ جو سلیمانؑ نے کیا ہے وہی ٹھیک ہے۔ اے داؤدؑ تم کچھ اور چاہتے تھے اور ہم نے کچھ اور چاہا۔ پس داؤدؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور فرمایا ہم نے کچھ اور چاہا تھا اور اللہ نے کچھ اور مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ پس ہم امر خدا پر راضی ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے امامؑ نے فرمایا کہ یہی حالت اوصیاء کی بھی ہے۔ ان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ صاحب امر کو چھوڑ یہ امر کسی دوسرے کے حوالے کر دیں۔

(صفحہ ۳۹۳ گزشتہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حواشی صفحہ ھذا

۱ فظن ان لن نقدر علیہ ﴿۸۷﴾ العیون میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس پوری آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ حضرت یونسؑ ابن متے تھے جو اپنی قوم سے خفا ہو کر چلے گئے تھے اور ان کو یہ یقین تھا کہ ہم ان کی روزی تنگ نہ کریں گے۔ (لن نقدر علیہ کے جو معنی ہم نے لئے ہیں وہ خدا کے اس قول سے ثابت ہیں۔ واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ اور رہا وہ جس کی وہ آزمائش کرے اور پھر اس کا رزق اس پر تنگ کر دے) فادی فی الظلمات یہ تاریکیاں تین تھیں۔ ایک رات کی تاریکی، دوسری سمندر کی تاریکی، تیسری مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے ایسی عبادت میں غفلت ہوئی جیسی عبادت کا موقع تو نے مجھے مچھلی کے پیٹ میں دیا۔ پس خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو نجات دے دی اور دوسرے موقع پر خدا نے فرمایا ہے فلولا انہ کان

فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ
یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھولے جائیں گے
يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ
اور وہ ہر بلندی پر سے چلتے چلے آئیں گے۔ اور سچا وعدہ قریب آپہنچے گا۔
اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
تو یکایک ان لوگوں کی جو کافر ہو گئے تھے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ (اور وہ یہ کہیں گے) ہائے خرابی ہماری
بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
ہم تو اس سے غفلت ہی میں رہے بلکہ ہم نافرمان تھے۔ (کہا جائے گا کہ) یقیناً تم بھی اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت
حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً
کرتے تھے وہ بھی جہنم کا ایندھن ہو۔ تم اسی میں اترنے والے ہو۔ اگر یہ خدا ہوتے تو یہ جہنم میں نہ اترتے
مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ
حالانکہ ان میں سے ہر ایک ہمیشہ اسی میں رہنے والا ہے۔ ان کی چیخ پکار اسی میں ہوگی اور وہ اس میں
فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ
اور کچھ نہ سن سکیں گے۔ بالتحقیق وہ لوگ جن کے حق میں ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی طے ہو چکی ہے،
اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ
وہ اس سے دور رہیں گے۔ وہ اس کے ہلنے کی آواز نہ سنیں گے اور جن جن چیزوں کو ان کا جی چاہے گا
فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ۚ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
مدام ان ہی کا لطف اٹھاتے رہیں گے۔ (وہ قیامت کا) بڑا بھاری خوف ان کو رنج نہ دے گا۔
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ
اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور یہ کہیں گے کہ) بس دن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
وہ یہی ہے اس دن آسمان کو ہم اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح خطوط کا طومار لپیٹا جاتا ہے
لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا
جیسے ہم نے اول اس کو پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو دہرا دیں گے۔ (یہ کرنا) ہمارے ذمہ ہے
كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ
اور ہم ضرور اس کے کرنے والے ہیں۔ اور بیشک زبور میں ہم نے بعد نصیحت کے یہ لکھ دیا تھا

۱ یاجوج وماجوج تفسیر قمی میں ہے کہ جب آخر زمانہ ہوگا تو یاجوج وماجوج دنیا میں نکل آئیں گے اور لوگوں کو کھا جائیں گے۔

۲ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ہر اس چیز کو جس کی اس کے سوا پرستش کی گئی ہو حاضر کرے گا سورج ہو یا چاند یا کوئی اور۔ پھر ہر ہر انسان سے جس جس کی وہ عبادت کرتا رہا ہو سوال فرمائے گا۔ پس ہر وہ بندہ جس نے خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی ہوگی۔ عرض کرے گا کہ اے ہمارے پروردگار ہم تو ان کی عبادت اس لئے کیا کرتے تھے کہ یہ تیری حضور میں ہماری تقریب کر دیں۔ اس وقت خدائے تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ خود ان کو اور جن جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے ان کو جہنم میں لے جاؤ۔ سوائے ان کے جن کو ہم نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

۳ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ المجالس میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰؑ سے فرمایا اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر ہو گے ان میں سے جس جس سے تم محبت رکھو گے اسے بلاؤ گے اور جن جن سے تم کو نفرت ہوگی ان کو روک دو گے اور بڑے خوف کے دن عرش کے سائے میں تم ہی امن سے ہو گے اور سب لوگ پریشان ہوں گے اور تم پریشان نہ ہو گے اور سب لوگ رنجیدہ ہوں گے اور تم رنجیدہ نہ ہو گے اور تمہارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ اور تمہارے ہی لئے یہ آیت نازل ہوئی لا یحزنھم الفزع الاکبر الخ۔

۴ نطوی السماء کطی السجل للکتب تفسیر قمی میں ہے کہ سجل اس فرشتہ کا نام ہے جو فرشتوں کو نہ کرتا رہتا ہے۔ قول بہ تو جسم بلفظہ طومار جو ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے معنی مکتوب ہے جیسا کہ زمانہ قدیم میں خطوط کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ملا لیا کرتے تھے اور ریاست نیپال میں اب تک مسلیں اسی صورت میں رکھی جاتی ہیں۔

الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا
کہ (آخر میں) میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوجائیں گے۔ بیشک خدا پرست
لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ
لوگوں کے لئے اسی میں کافی نصیحت موجود ہے۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تم کو تمام عالموں کے لئے
اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
رحمت ہی کرکے بھیجا ہے۔ تم کہہ دو کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود یکتا ہے۔
مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ
تو آیا تم اب بھی مانو گے؟ پھر اگر وہ روگردان ہوں تو تم یہ کہہ دو کہ میں نے تو برابر اطلاع دی ہے کہ میں
اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
یہ نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا بعید، بیشک وہ بلند آواز کی بات کو (بھی)
مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ
جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کو (بھی) جانتا ہے۔ اور میں یہ نہیں جانتا کہ شاید یہ (تاخیر) تمہارے
لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا
لئے آزمائش ہو اور چند روز کا نفع پہنچانا۔ (رسولؐ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو حق کے ساتھ فیصلہ کردے
الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
اور ہمارا پروردگار ہی وہ رحمان ہے جس نے ان تمام باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو مدد طلب کی جاتی ہے۔

حروفها ۵۴۳۲ سورة الحج مدينة كلماتها ۱۲۸۳
سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوا
اياتها ۷۸ ركوعها ۱۰
بسم الله الرحمن الرحيم
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ
اے آدمیو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔
عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ
جس دن تم اس (قیامت) کو دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہوجائے گی
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى
جسے دودھ پلایا کرتی تھی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرادے گی۔ اور تم لوگوں کو

۱ ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ نیک بندے مہدی آخر الزماں کے اصحاب ہیں۔ صاحب مجمع البیان کہتے ہیں کہ اسی مطلب پر آنحضرتؐ کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے خاصہ اور عامہ نے اس طرح روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر عمر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے تعالیٰ اسی دن کو طولانی کردے گا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو۔

۲ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جو کسی زندیق کے جواب میں ہے۔ اس زندیق کے سوالات میں سے ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ اپنے نبی سے یہ کہتا ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمین اور پھر آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایمان کے مخالف بہت سے گروہ ہیں جن میں سے کچھ کفار ہیں یا کچھ کفار کے قائم مقام اور آج تک اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ بات سچی ہوتی اور آنحضرتؐ ان کے لئے رحمت ہوتے تو ضرور تھا کہ وہ سب ہدایت پاجاتے ان کو آتش جہنم سے نجات مل جاتی۔ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو اس زمانہ والوں کو مہلت دینے کے لئے مبعوث فرمائے۔ اور آنحضرتؐ کے پہلے جتنے انبیاء ہوئے وہ درگزر کے لئے مبعوث نہ ہوئے تھے بلکہ نہ ماننے والوں کے لئے صریح عذاب پہنچا دینے کے لئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب کسی نبی نے حکم خدا سنایا اور ان کی قوم نے مان لیا تو وہ بھی محفوظ رہتے تھے اور ان کے گھر کے تمام لوگ بھی۔ اور اگر اس حکم کی مخالفت کرتے تو وہ بھی ہلاک ہوتے تھے اور ان کے گھر والے بھی اور ان کے گھر والے بھی۔ اور اسی عذاب سے ہلاک ہوتے جس سے ان کا نبی ڈراتا اور اس کے نازل ہونے کی وعید سناتا تھا خواہ وہ زمین کا دھنسنا ہو یا پتھروں کا برسنا ہو۔

وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲ وَمِنَ
نشے کی سی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ خدا کا عذاب ہی سخت ہوگا۔
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ
اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو بغیر علم کے خدا کے بارے میں جھگڑتا ہے
مَّرِيْدٍ ۝۳ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ
اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ اس (شیطان) کے لئے یہ طے کر دیا گیا ہے کہ
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ
جو بھی اس سے تولا رکھے گا وہ اس کو ضرور بہکائے گا اور اس کو دہکتی ہوئی آگ کے عذاب تک پہنچائے گا۔ اے آدمیو!
مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
اگر تم مبعوث ہونے کی طرف سے شک میں ہو تو (اسی سے سمجھ لو کہ ابتدا) ہم نے تم کو مٹی سے پیدا
مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ
کیا پھر نطفہ سے پھر بستہ بوندے پھر گوشت کے لوتھڑے سے (جو یا تو) کامل الخلقت (ہو گیا) یا ناقص (رہ گیا)
لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ
تاکہ تمہارے لئے واضح کر دیں اور جس کو ہم چاہیں رحم میں ایک مدت معینہ تک کے لئے ٹھہرائے رکھیں پھر تم کو بچہ بنا کر
نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ
نکالیں پھر تم اپنی پوری قوت کو پہنچو اور تم میں سے کوئی تو (جوان ہی) مر جائے
يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ
اور کوئی تم میں سے بوڑھا پھونس ہو جائے کہ جاننے کے بعد پھر انجان بن جائے
بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا
اور زمین کو خشک اور مردہ دیکھتے ہو پھر جس وقت ہم اس پر پانی اتارتے ہیں
عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ
تو وہ ہری بھری ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی لہلہاتی نباتات کے جوڑے پیدا کر دیتی ہے۔
زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ
اس سے ذکر سے غرض یہ ہے کہ اللہ تو وہی برحق ہے اور وہی مردے کو زندہ کر دیتا ہے اور وہی ہر
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ
چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے، اور قیامت آنے والی ہے

۱ من یجادل فی اللہ بغیر علم۔ تفسیر قمی میں ہے یہ آیت نضر ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہ کہا کرتا تھا ملائکہ فرشتے تو اللہ کی بیٹیاں ہیں اور قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور مرنے کے بعد پھر اٹھنا وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ۲ فانا خلقناکم من تراب الخ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نطفہ رحم میں چالیس روز رہتا ہے جس کی صورت غلیظ گودے کی سی ہوتی ہے پھر وہ ایسا بستہ ہو جاتا ہے جیسے جما ہوا خون۔ چالیس دن اسی طرح رہتا ہے پھر گوشت کا لوتھڑا سا ہو جاتا ہے، اور چالیس روز تک اسی طرح رہتا ہے جب اس طرح پورے چار مہینے پورے ہو چکتے ہیں تو خدائے تعالیٰ دو بنانے والے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ دریافت کرتے ہیں۔ خداوندا نر پیدا کریں یا مادہ؟ اس کا جواب مل جاتا ہے۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں شقی یا سعید؟ اس کا بھی مل جاتا ہے پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ خدایا اس کی عمر کتنی ہوگی؟ اور اس کا رزق کتنا ہوگا؟ اور اسی طرح اس کے احوال کے متعلق ہر بات پوچھتے جاتے ہیں اور جو جو کچھ جواب ملتا جاتا ہے اس کا عہد نامہ دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ لکھ دیتے ہیں۔ پھر جب حمل کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے اور وہ آ کر اس بچے کو ایک جھڑکی دیتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے نکل آتا ہے اور اس عہد کو بھول جاتا ہے۔ ۳ الی اجل مسمی اس سے مراد ہے بچے کے پیدا ہونے کا وقت اور وہ کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نو مہینے۔ کافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ کوئی عورت چھ مہینے سے کم میں بچہ نہیں جن سکتی۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حمل کی انتہا دریافت کی گئی تھی یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں کتنے عرصے تک رہ سکتا ہے کیوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ میں برسوں رہ سکتا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولتے ہیں حمل کی انتہائی مدت نو مہینے ہیں اس سے ایک لمحہ زیادہ نہیں ہو سکتا اگر اس سے ایک ساعت بھی مدت بڑھ جائے گی تو قبل اس کی ولادت کے اس کی ماں مر جائے گی۔ قول مترجم: حالت مدہوشی کا ذکر ہے۔ ۴ ثم لتبلغوا اشدکم۔ اشد کے معنی ہیں عقل وقوت کا کمال۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ والد ماجد سے منقول ہے کہ جس وقت اس کی عقل پختہ ہو جائے گی اس وقت ختم ہو جائے گی۔ (باقی حواشی نمبر میں پڑھئے)

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

جس میں کسی قسم کا شک نہیں اور اللہ ان سب کو جو قبروں میں ہیں اٹھا کھڑا کرے گا۔ اور آدمیوں

يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ ثَانِيَ

میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے حالانکہ نہ اس کو علم ہے اور نہ ہدایت پہنچی ہے

عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

اور نہ کوئی کتاب جو روشنی پہنچانے والی ہو (وہ) نرا متکبر ہے جس کی غرض یہ ہے کہ (لوگوں کو)

وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۹ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

راہ خدا سے بہکائے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور قیامت کے دن ہم جلنے کے عذاب کا اسے مزہ چکھائیں گے۔

يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰ وَمِنَ النَّاسِ

(اور یہ نہیں کہے گے کہ) یہ اسی عمل کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے پہلے کیا اور اللہ اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ

اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو دین کے کنارے پر ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے پھر اگر اس کو خیر و خوبی پہنچ گئی

وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا

تب تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑی تو منہ پھیر کے پلٹ جاتا ہے۔

وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں کی طرف سے ٹوٹے میں ہے (اور) یہی صریح نقصان ہے۔ اور وہ اللہ کو چھوڑ کر

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

ان چیزوں کو پکارتا ہے جو نہ اسے ضرر پہنچائیں اور نہ اسے نفع پہنچائیں۔ یہی تو بڑی گمراہی ہے۔ (بلکہ)

الْبَعِيْدُ ۝۱۲ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ

وہ تو ان کو پکارتا ہے جن کا ضرر نفع کی بہ نسبت زیادہ یقینی ہے۔ وہ بہت ہی برا

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝۱۳ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مددگار اور بہت ہی برا رفیق ہے۔ بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ

نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ بیشک

اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۱۴ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جس شخص کو یہ گمان ہو گیا ہو کہ اللہ اس کی دنیا و آخرت میں ہرگز مدد نہ کرے گا۔

۱ ان اللہ یبعث من فی القبور۔ قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امینؑ سے فرمایا کہ اے جبرئیل! مجھے یہ دکھلا دو کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو کس طرح اٹھائے گا؟ عرض کی بہت اچھا پس مقبرۂ بنی ساعدہ کی طرف گئے اور ایک قبر پر پہنچ کر کہا کہ حکم خدا سے نکل آ۔ ایک شخص سر سے مٹی جھاڑتا ہوا نکلا اور کہتا تھا وللھفاہ پھر جبرئیلؑ امین نے کہا کہ قبر میں چلی جا۔ پس وہ قبر میں چلا گیا۔ پھر ایک اور قبر پر گئے اور کہا حکم خدا سے نکل آ، وہاں سے ع ۸ ایک نوجوان سر سے مٹی جھاڑتا ہوا اٹھا اور کہتا تھا اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ و اشھد ان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیھا و ان اللہ یبعث من فی القبور۔ پھر جبرئیل امین نے عرض کی اسی طرح قیامت میں لوگ اٹھائے جائیں گے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کے دن خدائے تعالیٰ مخلوق کو مبعوث کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو چالیس دن برابر مینہ برسے گا جس سے جوڑ باہم مل جائیں گے اور گوشت اگ آئیں گے۔

۲ و من الناس من یجادل فی اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوجہل کے بارے میں ہے۔ مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق خدا سے ان معاملات میں جھگڑے جن میں اس کو کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے تو گویا وہ خدائی کے بارے میں جھگڑنے والا سمجھا جائے گا اور ایسے شخص کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و من الناس من یجادل فی اللہ الخ یہ بھی فرمایا کہ اس شخص سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو عابدوں اور زاہدوں کا لباس پہن لے اور باطناً کچھ بھی نہ ہو۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ
پس اس کو چاہئے کہ آسمان کی طرف ایک رسی تانے پھر اسے گلے میں ڈال کر لٹک جائے
لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ
پھر دیکھے کہ آیا اس کی یہ تدبیر غصہ دلانے والی چیز کو رفع کرتی ہے یا نہیں؟ اور اس طرح ہم نے
اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ
اس قرآن کو کھلی آیتیں کرکے اتارا ہے۔ اور اللہ جس کی چاہتا ہے راہبری فرماتا ہے، بیشک جو لوگ ایمان لائے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى
اور جو یہودی ہوگئے اور ستارہ پرست اور نصاریٰ اور آتش پرست اور جن لوگوں نے شرک کیا
وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
قیامت کے دن خدائے تعالیٰ ان سب کے مابین فیصلہ فرمائے گا یقیناً اللہ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ
ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔ کیا تم نے اس میں غور نہیں کیا کہ جو آسمانوں
اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ
اور بہت سے آدمی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے عذاب کے مستحق ہوگئے ہیں۔
وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ
اور جس کی خدا اہانت کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں ہوسکتا۔
الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دونوں (آپس میں) دشمن ہیں جو اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑتے
يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ
رہے۔ پس جو کافر ہوگئے ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کردیئے گئے
رَبِّهِمْ ۣ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ
(اور) ان کے سروں پر گرم پانی انڈیلا جائے گا
يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
جس کے ذریعہ سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہوگا وہ ان کی کھالیں پگھلا دی جائیں گی۔

۱ ان اللہ یفعل ما یشاء التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین کو خبر دی گئی ہے کہ ایک شخص مشیت خدا کے بارے میں کچھ کلام کرتا ہے۔ فرمایا اسے میرے پاس بلالاؤ۔ جب وہ بلایا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا خدا نے جو تجھ کو پیدا کیا ہے وہ اپنی مشیت کے موافق یا تیری مرضی کے مطابق؟ اس نے عرض کی اپنی مشیت کے موافق۔ فرمایا اگر تجھے بیمار کرے تو آیا وہ جب چاہے گا یا تو چاہے گا۔ عرض کی جب وہ چاہے گا۔ فرمایا پھر جب وہ تجھے شفا عطا کرے گا تو جب وہ چاہے گا یا جب تو چاہے گا؟ عرض کی جب وہ چاہے گا۔ فرمایا جہاں وہ چاہے گا تجھے پہنچا دے گا یا جہاں تو چاہے گا؟ عرض کی جہاں وہ چاہے گا۔ امام فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین نے یہ جوابات سن کر اشارہ فرمایا کہ اگر تو اس کے خلاف کہتا تو ضرور تھا کہ میں تیرا سر توڑ دیتا۔

۲ ھذان خصمان تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد ہم اور بنی امیہ ہیں ہم نے تو یہ کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول دونوں نے سچ فرمایا اور بنی امیہ نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول دونوں جھوٹ بولے۔ الخصال میں جناب امام حسینؑ سے بجنسہٖ یہی منقول ہے لیکن اتنا اور زیادہ ہے کہ قیامت کے دن ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل اور دشمن ہوں گے۔

۳ فالذین کفروا تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد بنی امیہ ہیں۔

۴ والجلود تفسیر قمی ہے کہ آگ اس طرح جلائے گی کہ نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا اور اوپر کا اینٹھتے اینٹھتے وسط سر تک۔

بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ

اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہیں جب مارے تکلیف کے

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۘ وَذُوْقُوْا

وہ یہ ارادہ کریں گے کہ اس میں سے نکلیں اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور (ان سے یہ کہا جائے گا کہ)

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو۔ بالتحقیق اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ

جنہوں نے نیک عمل کئے۔ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے ندیاں بہتی ہیں

اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا

اور ان (بہشتوں) میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور (وہاں) پوشاک ان کی ریشمی ہوگی۔

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ

وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکیزہ کلمے کی ہدایت پائی تھی اور خدائے حمید کے راستہ کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ

(ہدایت پائی تھی) بیشک جو کافر ہوگئے اور لوگوں کو راہ خدا سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ

جس میں ہم نے سب آدمیوں کا حق برابر رکھا ہے وہاں کا رہنے والا ہو تو اور باہر سے آنے والا

وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ

ہو تو اور جو اس میں ناحق کجی کا خواستگار ہوگا اس کو ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور

اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کے پاس اس غرض سے جگہ دی کہ میرا کسی چیز کو شریک نہ کرو۔

شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ

اور میرے مکان کو طواف کرنے والوں کے لئے اور قیام کرنے والوں کے لئے اور

السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ

رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو۔ اور لوگوں کو حج کے لئے اعلان دو کہ وہ تمہارے پاس پیدل

ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ

آئیں تمام دور کے راستوں سے دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر چلے آئیں۔ تاکہ وہ اپنے دینی اور دنیوی نفعے بھی دیکھیں اور

۱ ولهم مقامع من حديد۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اگر ان میں سے ایک ہتھوڑا زمین پر رکھ دیا جائے اور تمام جن وانس اس کے اٹھانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو بھی نہ اٹھا سکیں گے۔

۲ کلما ارادوا ان یخرجوا منها الخ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ابوبصیر منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ ذرا مجھے ڈرائیے کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ اے ابومحمد کلو بیل زندگی کے لئے جو آنے والی ہے کچھ تیاری کرتے رہو کہ ایک مرتبہ جبرئیل امینؑ جناب رسول خدا کی خدمت میں رنجیدہ آئے حالانکہ اس سے پہلے ہمیشہ مسکراتے آیا کرتے تھے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیل آج تم رنجیدہ کیوں ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ آج جہنم کے دھونکنے کا کام پورا ہو گیا۔ فرمایا اے جبرئیلؑ امین جہنم کا دھونکنا کیسا؟ عرض کی یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ آتش جہنم کو دھونکا جائے پس وہ ہزار برس دھونکی گئی تو وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سفید ہو گئی۔ پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سیاہ ہو گئی۔ اب نہایت سخت سیاہ ہے۔ اور اگر اہل جہنم کی خوراک کا ایک قطرہ اہل دنیا کے پانی میں ملا دیا جائے تو تمام اہل دنیا اس کی بدبو سے مر جائیں اور اگر وہاں کی زنجیر میں جن کا طول ستر ہاتھ کا ہوگا اگر ان میں سے کسی ایک کی ایک کڑی بھی تمام دنیا پر رکھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت سے پگھل جائے اور اگر اہل جہنم کے کرتوں میں سے ایک کرتا آسمان اور زمین کے مابین لٹکا دیا جائے تو کل اہل زمین اس کی بدبو اور حرارت سے مر جائیں۔ یہ سن کر جناب رسول خدا نے گریہ فرمایا اور جبرئیل امین بھی روئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آ کر کہا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم دونوں کو تو امان دی ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جناب رسول خدا کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اہل جہنم تو جہنم کو بہت بڑی چیز سمجھتے ہیں اور اہل جنت جنت کو اور جہنم میں جس وقت وہ لوگ جائیں گے تو ستر برس تک نیچے ہی اترتے چلے جائیں گے۔ پھر جب اوپر ابھر کر آئیں گے تو لوہے کے ہتھوڑے سے ٹھونک کر نیچے کر دیئے جائیں گے۔ ان کی یہی حالت رہے گی جس کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے

(باقی صفحہ میں پڑھئے)

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ
معلومہ دنوں میں جو چوپائے خدا نے ان کو عطا کئے ہیں خدا کا نام لے کر ان کی
بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ
قربانی بھی کریں۔ پس ان میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔
الْفَقِيْرَ ۝۲۸ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
پھر چاہئے کہ اپنی کثافتیں دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس آزاد خانہ (خدا)
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۲۹ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ
کا طواف کریں۔ یہ تو ہو چکا اور جو شخص احکام خدا کی عظمت کرے گا
حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ
تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہت ہی اچھا ہے اور تمہارے لئے چوپائے
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ
حلال کئے گئے ہیں سوائے ان کے جن کا ذکر تم کو سنایا جائے گا پس اب تم بتوں کی گندگی سے
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝۳۰ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ
بچو اور تمام لہو ولعب کی باتوں سے اجتناب کرو۔ خالص دل سے خدا کے ہو جاؤ اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ رہو۔
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ
اور جو شخص کسی کو اللہ کا شریک کرتا ہے، تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑا پھر اس کو پرندے اچک لے گئے
اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ
یا ہوا نے اسے اڑا کر کسی دور کی جگہ پھینک دیا۔ یہ تو ہوا اور جو شخص خدا کی نشانیوں کی
شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲ لَكُمْ فِيْهَا
عظمت کرے گا پس یہ امر دلوں کی پرہیزگاری میں شامل ہے۔ تمہارے لئے
مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۳۳
ایک وقت مقررہ تک قربانی کے جانوروں میں منافع ہیں پھر اسی آزاد گھر کے پاس
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰي مَا
ان کے حلال ہونے کا محل ہے۔ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک عبادت کی جگہ قرار دے دی ہے کہ جو چوپائے
رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
ہم نے ان کو رزق کے طور پر دیئے ہیں ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا کریں پس تمہارا معبود یکتا ہے۔

۱ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ الرجس من الاوثان سے مراد ہے شطرنج اور قول الزور سے مراد ہے غنا یعنی گانا بجانا اور تفسیر مجمع البیان میں اتنا اور زیادہ ہے کہ تمام اقسام کے کھیل جن میں ہار جیت ہو۔ اور تمام لہو ولعب کی باتیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جھوٹی گواہی دینا خدائے تعالیٰ سے شرک کرنے کے برابر ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۲ حنفاء للہ التوحید میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب اور حنفیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرت نے فرمایا کہ حنفیت سے مراد فطرت ہے یعنی وہ حالت جس پر خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا خدائے تعالیٰ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بندوں کو اپنی معرفت کے ساتھ پیدا کیا۔

۳ فکانما خر من السماء اس کا یہ مطلب ہے کہ ایمان کی بلندی سے کفر کی پستی میں جا گرا۔

۴ ومن یعظم شعائر اللہ اس میں دین خدا کی جتنی نشانیاں ہوں سب کی عام تعظیم کا حکم معلوم ہوتا ہے مگر تفسیر قمی میں ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جو اونٹنیاں قربانی کے لئے لائی جائیں وہ عمدہ قسم اور اعلیٰ قیمت کی ہوں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفارہ جب تک ایک اونٹنی کی مد کو نہ پہنچے دوہرا ہو سکتا ہے۔ مگر جب اونٹنی کی مد کو پہنچ جائے تو دوہرا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ یہ بڑے سے بڑا جو ایک امر کے معاوضہ میں ہو سکتا ہے کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔

۵ لکم فیہا منافع الی اجل مسمی کافی اور الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ ہدی کے جو جانور تم قربانی کے لئے لے جاتے ہو اگر تم ان پر سواری کرنا چاہو تو سوار ہو سکتے ہو بشرطیکہ ان پر گراں نہ گذرے اور اگر وہ دودھ دیتی ہوں تو اس مدت تک دودھ بھی دوہ سکتے ہو جو ان کو دوبلا نہ کر دے۔

فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

پس تم اسی کے تابع ہوجاؤ اور ان تضرع و زاری کرنے والوں کو خوشخبری سنادو جن کے سامنے

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ

جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جو مصیبت ان پر پڑتی ہے

وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ

اس پر صبر کرنے والے ہیں اور نماز کے ادا کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کا ایک حصہ (راہ خدا میں) خرچ

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ

کرتے ہیں۔ اور موٹے تازے اونٹ ان کو بھی ہم نے تمہارے لئے خدا کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا

ان میں تمہارے لئے (دینی اور دنیوی نفعے ہیں) پس ان کو نحر کرتے وقت خدا کا نام لیا کرو۔ پھر جب وہ اپنے پہلوؤں کے بل گر پڑیں

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا

تو تم خود بھی ان میں سے کھایا کرو اور قناعت کرنے والے مسکینوں اور پھیری کرنے والے فقیروں کو بھی کھلایا کرو۔ اس طرح ہم نے

لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا

ان کو تمہارا مطیع کر دیا ہے تاکہ تم شکرگذار رہو۔ خدا کو نہ تو ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون بلکہ اس کو تو تمہاری

دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا

پرہیزگاری پہنچے گی۔ اسی طرح اس نے ان کو تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ اس ہدایت پر جو اس نے کی ہے

لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ

تم خدا کی بڑائی (بیان) کرتے رہو۔ اور (اے رسول) تم نیکی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

بالتحقیق اللہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں (مشرکوں کی تکلیف دہی کو) دفع فرمادے گا۔

يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ

بیشک اللہ کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا۔ ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے

ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

اس لئے اجازت دی جاتی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کو مدد دینے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ

اپنے ملک سے ناحق صرف اتنی سی بات کہنے پر نکالے گئے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

۱ فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف۔ یہ حکم نحر ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اونٹنی کھڑی نحر کی جائے گی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نحر کے لئے کھڑی کی جائے تو پنجے سے گھٹنے تک اس کے اگلے پاؤں باندھ دیئے جائیں۔

۲ فاذا وجبت جنوبہا کافی اور المعانی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ زمین پر گر پڑے۔

۳ القانع والمعتر المعانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قربانی کا ایک تہائی حصہ اپنے کنبے والوں کو کھلاؤ۔ اور ایک تہائی قانع کو دو اور ایک تہائی مسکین کو۔ کسی نے عرض کی آیا مسکین سے مراد سائل ہے؟ فرمایا ہاں۔ اور قانع وہ ہے کہ تھوڑا یا بہت جو کچھ تم اس کے پاس بھیج دو اسی پر وہ راضی ہے اور معتر وہ ہے کہ جو تمہارے سامنے سے گذرے اور سوال نہ کرے۔ ۴ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ایام جاہلیت میں جب اونٹنی کو نحر کرتے تھے تو بیت اللہ کو خون سے لتھیڑ دیتے تھے جب مسلمانوں نے حج کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کی وجہ دریافت کی گئی۔ فرمایا تعمیل حکم ہے اور مغفرت گناہ کہ خون قربانی کا جو پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو قربانی کرنے والے کے کل گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ نیز یہ جانچ بھی منظور ہے کہ بے دیکھے خدا سے ڈرتا کون ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا و لکن ینالہ التقوی منکم پھر فرمایا تم دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی کس طرح قبول فرمائی اور قابیل کی کس طرح رد کردی۔ ۵ لتکبروا اللہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس حکم سے مراد قربانی کے دنوں میں تکبیریں کہنا ہے۔ جو منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد کہی جائیں گی اور اور شہروں میں دس نمازوں کے بعد۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ
اور اگر خدا آدمیوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا رہتا تو عبادت خانے
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا
اور گرجا اور کنیسے اور مسجدیں جن میں خدا کا نام زیادہ لیا جاتا ہے سب گرادیے جاتے۔
اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور اللہ اس کی مدد ضرور کرے گا جو خود اللہ کی مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ
لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ
قوت والا (اور) زبردست ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں تمکن دیں کے
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا
تو وہ (باقاعدہ) نماز پڑھیں گے۔ اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک کاموں کا حکم کریں گے۔ اور بدی سے مانع
عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ
ہوں گے۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ اور اگر یہ لوگ تم کو جھٹلاتے ہیں
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾
تو ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور لوطؑ کی قوم
وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ
اور مدین والے (اپنے اپنے نبی کو) جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰؑ بھی جھٹلائے گئے تھے
مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ
پھر ہم نے کافروں کو مہلت دی پر ان کو دھر پکڑا۔ اور پھر میرا عذاب کیسا تھا؟
نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ
پھر کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں جن کو ہم نے ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کردیا۔
فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ
پس وہ اپنی اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی کنوئیں بیکار پڑے ہیں
مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ
اور مضبوط محل۔ کیا وہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ ان کے ایسے دل ہوجاتے
قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ
جن سے سمجھتے بوجھتے یا ان کے ایسے کان ہوجاتے

۱ الذین ان مکنّاھم فی الارض المناقب میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور ان کے جدامجد جناب شہید الشہداء علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت مخصوص ہم اہل بیت کی شان میں ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت آل محمدؐ کی شان میں ہے اور مہدی آخرالزماں اور ان کے اصحاب کو خدائے تعالیٰ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک کردے گا اور ان کے دین کو غالب فرمائے گا اور ان کے ذریعہ سے اور ان کے اصحاب کے ذریعہ سے تمام بدعتوں کو اور باطل کو اسی طرح نیست و نابود کردے گا جیسا کہ ان اشقیاء نے حق کو برباد کرنا چاہا تھا۔ یہاں تک کہ یہ دکھائی بھی نہ دے گا کہ ظلم کہاں ہے پھر وہ نیکیوں کا حکم دیں گے۔ اور بدیوں سے باز رکھیں گے۔

۲ وبئر معطلۃ وقصر مشید۔ الاکمال اور المعانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ بئر معطلۃ امام صامت ہے اور قصر مشید امام ناطق تفسیر قمی میں ہے کہ یہ مثل آل محمد کے لئے ہے۔ بئر معطلۃ وہ کنواں ہے جس سے پانی نہ کھینچا جائے اور یہ مثل امام غائب پر راست آتی ہے اس لئے کہ ان کے علم سے ان کے ظہور تک فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ اور قصر مشید کی مثل خود جناب امیرالمومنین اور ائمہ پر راست آتی ہے یعنی ان کے فضائل تمام عالموں پر ایسے ہی واضح ہیں جیسے کہ کسی آبادی میں قصر مرتفع ہو اور اس کی تائید خدا کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ
جن سے سنتے اس لئے کہ آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل
الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ
جو سینوں میں ہیں وہ بھی اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور (اے رسول) وہ عذاب کے بارے میں
اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ
تم سے جلدی کرتے ہیں حالانکہ اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا۔ اور تمہارے پروردگار کے نزدیک
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ
ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار برس کے برابر ہے۔ اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہوئیں
ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ
اور میں نے ان کو مہلت دی پھر ان کو دھر پکڑا۔ اور میری طرف بازگشت ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ اے آدمیو!
اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں تم سب کے لئے ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ پس جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾
اور جنہوں نے نیک عمل کئے، ان کے واسطے گناہوں کی بخشش ہوگی اور عزت کی روزی۔
وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں عاجز کر دینے کی نیت سے کوشش کرتے ہیں وہی
الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ
جہنمی ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جس وقت
وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ
اس نے کوئی خواہش کی شیطان نے اس کی خواہش میں کوئی (نہ کوئی) دخل دیا۔
اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ
پس شیطان جو دخل دیتا ہے اللہ اس کو مٹا دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي
اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان نے جو دخل دیا ہے
الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اس کو ان لوگوں کے لئے آزمائش قرار دے جن کے دلوں میں روگ ہے۔

ہو جائیں گے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر حرکت آسمان میں کچھ کمی نہ آجائے تو تمام عالم برباد ہو جائے۔ فرمایا یہ ان لوگوں کا قول ہے جن کا اسلام پر کوئی بھروسہ نہیں (ابن مغنیہ ۴۰۵ ہجری)

لے ولكن تعمى القلوب التي في الصدور۔ التوحید اور الخصال میں جناب زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ بندے کی آنکھیں چار ہوتی ہیں۔ دو تو وہ جن سے وہ اپنے امر دین و دنیا کو دیکھتا ہے اور دو وہ جن سے وہ اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے، پس جب خدائے تعالیٰ اپنے کسی بندے کی خیر و خوبی چاہتا ہے تو وہ اس کی وہ دو آنکھیں جو اس کے دل میں ہیں کھول دیتا ہے اور وہ ان کے ذریعے سے غیب کو اور اپنے امر آخرت کو دیکھ لیتا ہے اور جب خدائے تعالیٰ اس کی کرتوتوں کے باعث اس کے خلاف ارادہ کرتا ہے تو اس کا قلب جس حالت میں ہے اسی طرح چھوڑ دیتا ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعہ جتنے ہیں وہ سب چار آنکھوں والے ہیں اور ان کی دو آنکھیں تو سر میں ہیں اور دو قلب میں آگاہ ہو جاؤ کہ مخلوق اصل میں تو سب ایسی ہی ہے مگر فرق یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے دل کی آنکھیں کھول رکھی ہیں اور ان کے دل کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ ۱۲

ولن يخلف الله وعده ارشاد شیخ مفید میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا اور وہ کوفہ کی طرف تشریف لے جائیں گے تو اس میں چار مسجدوں کو منہدم فرما دیں گے اور کوئی مسجد روئے زمین پر ایسی جس میں کنگرے ہوں باقی نہ رہے گی کہ وہ ان کنگروں کو منہدم نہ فرمائیں گے اور ان کو مطابق شرع رسول بغیر میناروں کی اور چھوٹی دیواروں کی نہ بنائیں۔ اور بڑے راستوں کو وسیع فرما دیں گے اور تمام ان چھجوں کو جو راستہ کی طرف بڑھے ہوئے ہوں گے تڑوا دیں گے۔ اور راستوں پر جو پاخانے اوپر بنائے گرتے ہوں گے ان کو بند کرا دیں گے۔ اور کوئی بدعت ایسی نہ ہوگی جس کا ازالہ نہ فرمائیں اور کوئی سنت ایسی باقی نہ رہے گی جس کو قائم نہ کر دیں۔ اور قسطنطنیہ اور چین اور کوہستان دیلم کو فتح فرمائیں گے اور اس کے بعد سات برس صبر کریں گے کہ ہر برس ان میں سے تمہارے دس دس برس کے برابر ہوگا پھر اللہ جو چاہے گا کرے گا اس پر کسی نے عرض کی کہ یہ برس کیوں کر طویل ہو جائے گا؟ فرمایا خدائے تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ اپنی حرکت کم کر دے اس سے دن طویل ہو جائیں گے اور دنوں کے طویل ہو جانے سے لامحالہ برس بھی طویل

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ
اور ان کیلئے جو سنگ دل ہیں۔ اور بیشک ظالم سخت نافرمانی میں ہیں۔
بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ
اور ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے وہ یہ جان لیں کہ حق
مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ
تمہارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے پس وہ اس پر ایمان لے آئیں پس ان کے دل اس کے لئے نرم ہو جائیں۔
لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ
اور بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں صراط مستقیم تک پہنچا دینے والا ہے۔
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً
اور جو لوگ کافر ہو چکے ہیں وہ تو برابر اس کی طرف سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت
اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ
ان کو یا یک آلے گی یا انکے دن کا عذاب ان پر آجائے گا۔ اختیار اس دن خدا ہی کو ہوگا
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ
وہی ان کے مابین فیصلہ کرے گا۔ اب جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ تو
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
نعمت والی جنتوں میں ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ
پس ان ہی کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی
سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا
پھر وہ قتل کر دیئے گئے یا مر گئے ضرور اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی اچھا رزق عطا فرمائے گا اور بیشک
حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ
اللہ سب سے اچھا رزق عطا کرنے والا ہے۔ ضرور ان کو ایسے مقام میں پہنچا دے گا
مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ
جس کو وہ پسند کریں گے۔ اور بیشک اللہ بڑا جاننے والا اور بردبار ہے۔ یہ تو ہوگا
وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
اور جو اتنی تکلیف پہنچائے جتنی تکلیف خود اس کو پہنچائی گئی ہو پھر بھی اس کے برخلاف بغاوت کی جائے۔

(بقیہ صفحہ ۴۰۴)
حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے اور ان کے وہی کے لئے سورج کو پھر واپس بھیج دیا تھا۔ جیسا کہ یوشع بن نون وہی موسیٰ کے لئے پہلے بھیج چکا تھا اور روز قیامت کے طویل ہونے کی خبر دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون۔
(اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حاشیہ صفحہ نمبر ۴۰۵
۱ والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنھم اللہ رزقاً حسناً۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ اصحابؓ نے عرض کی کہ نصرت میں شہید کر دیئے گئے ان کی نسبت تو ہمیں خوب معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خیر و خوبی عطا فرمائی۔ حالانکہ جہاد ہم لوگ بھی اسی طرح کر رہے ہیں، جس طرح ان لوگوں نے کیا تو اگر ہم قتل نہ ہوں اور آپ کی معیت میں موت سے ہی مر جائیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں ۲ ومن عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ اس آیت میں جناب رسول خدا کا ذکر ہے جب کہ قریش نے ان کو مکہ سے نکالا اور آنحضرتؐ ان کے خوف سے غار میں چلے گئے۔ تب بھی وہ آنحضرتؐ کے قتل کی غرض سے ان کی تلاش میں گئے۔ پس خدائے تعالیٰ بدر کے دن ان کو اسی زیادتی کی سزا دی۔ اور عتبہ، شیبہ، ولید، ابو جہل، اور حنظلہ ابن ابی سفیان وغیرہم قتل کئے گئے۔ مگر جب جناب رسول خدا کا انتقال ہو گیا تو ان کفار کے خون کا مطالبہ کیا گیا۔ اور جناب امام حسینؑ اور آل رسولؐ خدا اسی مطالبہ میں از روئے بغاوت و ظلم و زیادتی شہید کئے گئے۔ جیسا کہ یزید کے ان اشعار کے پڑھنے سے ثابت ہوا۔ لیت

اشیاخی ببدر شھدوا۔ جزع الخزرج من وقع الاسل۔ کاش میرے بدر والے بزرگ نیزوں کے پڑنے سے انصار کا رونا پیٹنا دیکھتے۔
لاھلوا واستھلوا فرحا ثم قالوا یا یزید لا تشل تو وہ خوش ہو ہو کر خوب چیختے چلاتے، پھر یہ کہتے کہ اے یزید تو کبھی مشلول نہ ہو جیو۔ (باقی صفحہ نمبر ۴۰۶ پر پڑھئے)

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ

تو اللہ اس کی نصرت ضرور کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ یہ اس وجہ سے

بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

کہ اللہ رات کو دن میں داخل کردیتا ہے اور دن میں داخل کردیتا ہے

فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

اور اللہ بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ اللہ وہی

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

تو حق ہے اور جس کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ

اور اللہ وہی عالی شان اور بڑائی والا ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر زمین ہری بھری ہوجاتی ہے بیشک اللہ

لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ

صاحب لطف و خبر ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین ہے اسی کا ہے۔

اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ

اور یقینا اللہ بے پروا اور قابل تعریف ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ زمین میں

مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

جو کچھ ہے اللہ نے اس کو تمہارا مطیع کردیا ہے اور کشتی سمندر میں اسی کے حکم سے چلتی ہے

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

اور وہ آسمان کو اس بات سے روکے ہوئے ہے کہ بغیر اس کے حکم کے زمین پر گر پڑے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

ضرور خدائے تعالیٰ لوگوں پر بڑا مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ وہی ہے

اَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ

جس نے تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو موت دے گا پھر وہ تم کو زندہ کرے گا بیشک انسان

لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا

بڑا ناشکرا ہے۔ ہر امت کیلئے ہم نے ایک طریقہ بندگی مقرر کیا ہے جس پر وہ چلنے والے ہیں پس چاہیئے کہ

(بقیہ صفحہ ۴۰۵ صفحہ گزشتہ)

لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد وما کان فعل اگر میں اولاد احمدؐ سے احمدؐ کے افعال کا بدلہ نہ لوں تو میں بھی خندف کا بیٹا نہیں۔

قد قتلنا القوم من ساداتهم و عدلناه ببدر فاعتدل ہم نے ان میں کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا اور اس کو بدر کا بدلہ سمجھ لیا اب بدلہ پورا ہوگیا۔

و کذالك الشیخ اوصانی به فاتبعت الشیخ فی ما قد سئله اور شیخ نے مجھے اسی کی وصیت کی تھی پس جو کچھ شیخ نے مجھ سے چاہا تھا اسی کی میں نے پیروی کی۔ نیز جس وقت وہ جناب امام حسینؑ کے سر اقدس کو الٹ پلٹ کر رہا تھا اس وقت اس نے یہ کہا نقول و الراس مطروح مقلبة یالیت اشیاخنا ماضون بالخطر۔ جس حال میں کہ اس پڑے ہوئے سر کو ہم الٹ پلٹ کر رہے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ کاش ہمارے وہ بزرگ جو گزر گئے ہیں موجود ہوتے حتی یقیسوا قیاسا لویقاس بہ ایام بدر لکان الوزن بالقدر۔ تو وہ ایک قیاس کرتے کہ اگر ایام بدر کا اس واقعہ کربلا سے قیاس کیا جائے تو اندازہ میں دونوں وزن برابر ہو جائیں گے۔ پس خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذلک و من عاقب یعنی رسول اللہ بمثل ما عوقب بہ یعنی جس وقت ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا شیعہ بغی علیہ یعنی آنحضرتؐ کی اولاد قتل کی گئی: لینصرنہ اللہ یعنی آپ کی اولاد میں سے قائم آل محمدؐ کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ آپ کی مدد ضرور بالضرور فرمائے گا۔

حواشی صفحہ ھذا

لے ویمسك السماء ان تقع علی الارض الا باذنه۔ الاکمال میں جناب رسول خدا نے اس حدیث میں جس میں آپ نے بارہ اماموں کو نام بنام ذکر فرمایا ہے بعد ان کے اسماء مبارکہ کے یہ مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ جس شخص نے ان کا یا ان میں سے ایک کا بھی انکار کیا اس نے خود میرا انکار کیا۔ ان ہی کے سبب سے خدائے تعالیٰ آسمان کو اس امر سے روکے ہوئے ہے کہ اس کے حکم بغیر (زمین پر گر پڑے اور ان ہی کے سبب زمین کی

يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى
وہ تم سے امر دین میں نہ جھگڑیں اور تم اپنے رب کی طرف بلائے چلے جاؤ۔ یقیناً تم
مُّسْتَقِيْمٍ ۝۶۷ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
ہدایت مستقیم پر ہو۔ اور اگر وہ تم سے جھگڑا ہی کریں تو کہہ دو کہ جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے
تَعْمَلُوْنَ ۝۶۸ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ
خوب واقف ہے۔ قیامت کے دن اللہ تمہارے مابین ان معاملات میں فیصلہ فرمائے گا
فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۶۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاۗءِ
جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ اسے جانتا ہے۔
وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷۰
بیشک یہ سب ایک نوشتے میں ہے۔ بیشک یہ اللہ پر آسان ہے
وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا
اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوجتے ہیں جن کے بارے میں خدا نے کوئی دلیل نازل نہیں کی
لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝۷۱ وَاِذَا
اور جن کے بارے میں انکو کوئی علم نہیں ہے۔ اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ اور جس
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ
وقت ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو لوگ کافر ہوگئے ہیں ان
كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ
کے چہروں سے تم انکار (کے آثار) پہچان لوگے۔ ہماری آیتیں پڑھتے ہیں
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ
ان پر یہ لوگ حملہ کر بیٹھیں تم کہہ دو کیا میں تم کو اس سے بدتر کی خبر دوں وہ دوزخ ہے۔
وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۷۲ ع ۸ ۱۲
جو لوگ کافر ہوگئے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ
اے آدمیوں ایک مثل بیان کی گئی ہے اس کو غور سے سن لو۔
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
یقیناً وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کبھی ایک مکھی بھی پیدا نہ کرسکیں گے۔

لے فلا ینازعنک فی الامر الجوامع میں ہے کہ بدیل بن ورقہ وغیرہ قبیلہ خزاعہ کے کفار نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ تمہیں کیا ہوگیا کہ اپنے مارے ہوئے کو تو کھا لیتے ہو اور جسے اللہ نے مارا ہے یعنی مردار کو نہیں کھاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا
کو اس کے لئے سب جمع ہوجائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو
يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳ مَا
اس سے چھڑا نہ سکیں گے پیچھے پڑنے والے وہ دونوں بودے ہیں۔
قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۷۴ اَللّٰهُ
انہوں نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے بیشک اللہ قوت والا زبردست ہے۔
يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اللہ فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے رسولوں کو چھانٹ لیتا ہے بیشک اللہ
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۷۵ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ
سننے والا اور دیکھنے والا ہے وہ ان کے آئندہ کا حال بھی جانتا ہے اور گزشتہ کا بھی
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۷۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا
اور اللہ ہی کی طرف کل امور کی بازگشت ہوگی۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم رکوع کرو
وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ
اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ
تُفْلِحُوْنَ ۝۷۷ۚ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ
تم فلاح پاؤ۔ اور خدا کی راہ میں ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے۔ اس نے تم کو چن لیا ہے
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ یہ تمہارے باپ
اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا
ابراہیم ہی کی ملت ہے اور اس خدا نے پہلے ہی سے تمہارا نام مسلم مطیع و فرماں بردار
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى
رکھا اور اس قرآن میں بھی وہی نام رکھا تاکہ رسول تمہارے اعمال و افعال پر گواہی
النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
دیں اور تم لوگوں کے اعمال و افعال پر گواہی دو۔ پس اب تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ پر
بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۷۸
پورا پورا بھروسا رکھو۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ پس سب سے بہتر کارساز اور سب سے بہتر مددگار ہے۔

لے وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قریش لوگ ان بتوں کو جو کعبہ اللہ کے ارد گرد تھے مشک وعنبر سے لتھیڑ دیتے تھے ان میں سے یغوث تو در کعبہ کے سامنے تھا۔ اور یعوق کعبہ کے دائیں طرف تھا۔ اور نسر بائیں طرف۔ اور یہ لوگ جب حرم کعبہ میں جاتے تو یغوث کے سامنے کھڑے سے سجدہ میں گر پڑتے جھکتے نہیں تھے۔ پھر پیچھے ہٹ کے یعوق کے سامنے پھر اس کے بعد پیچھے کو ہٹ کر نسر کے سامنے۔ پھر تلبیہ کرتے یعنی یہ کہتے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک تملکہ وما ملک (ہم حاضر ہیں یا اللہ ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ تیرا شریک ہے جس پر تو اختیار رکھتا ہے۔ مگر وہ اختیار نہیں رکھتا) حضرت فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ایک سبز مکھی پیدا کردی جس کے چار پر تھے۔ اور وہ اس مشک وعنبر کو کل کو کھا گئی، اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سجدۃ عند الشافعیؒ

ے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً اس سے مطلب وہ فرشتے ہیں جو انبیاء کے پاس وحی لے کر آتے تھے۔ اور خدا اور انبیاء کے مابین سفارت کا کام انجام دیتے تھے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ ہیں۔

ہے و من الناس اس سے مطلب یہ ہے کہ آدمیوں میں سے ایسے رسول منتخب کرتا ہے جو لوگوں کو حق کی دعوت دیں اور جو کچھ ان رسولوں پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچائیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد انبیاء اور اوصیاء ہیں۔ پس انبیاءؑ میں سے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد علیہم السلام خاص ہیں اور پانچوں میں یہ خصوصیت آنحضرت ہی کو حاصل ہے کہ ان کی برگزیدگی ان کے نام کا جزء ہوگئی ہے یعنی خالی محمود کہنا نہیں کہتا بلکہ جب کہتا ہے یوں کہتا ہے محمد مصطفیٰ۔ اسی طرح اوصیاء میں سے علیؑ اور ائمہ علیہم السلام خصوصیت خاص رکھنے والے ہیں۔ (باقی ضمیمہ میں)

ع ۱۷

منزل (۴)

حروفها ۴۵۳۸ سورۃ المؤمنون مکیۃ کلماتها ۱۰۷۰

سورہ مومنون مکہ میں نازل ہوا

اٰیاتها ۱۱۸ رکوعها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾

بیشک ان مومنوں نے فلاح پائی۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ

اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ پھرانے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں

فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے

اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾

اپنی ازواج کے یا اپنے ہاتھ کے مال (لونڈیاں) کے کہ اس صورت میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

پس جو اس کے سوا خواہش کرے پس وہی تو زیادتی کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

اپنی امانتوں کی عہد و پیمان کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں

يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو وارث ہیں۔ جو جنت فردوس

الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

میں میراث لے لیں گے۔ اور وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہوں گے۔ اور ضرور ہم نے انسان کو

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۖ﴿۱۳﴾ ثُمَّ

مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک ٹھہری ہوئی جگہ میں نطفہ قرار دے دیا۔ پھر

خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

ہم نے اس نطفہ کو ایک بستہ لوتھڑا بنا دیا پس ہم نے اس بستہ کو ایک لوتھڑا بنا دیا پس اس لوتھڑے کو ہم نے ہڈیاں بنا دیا

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ

پس ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت کی پوشش پہنائی۔ پھر اس کے بعد ہم نے اس کی ایک دوسری صورت بنا دی

---

۱ قد افلح المؤمنون کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے کسی سے دریافت کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ یہ مومن کون سے ہیں۔ جنہوں نے نجات پائی؟ اس نے عرض کی کہ حضور زیادہ واقف ہیں۔ فرمایا یہاں مراد ہیں مومنین مطیعین اور متبع چیدہ ہی چیدہ لوگ ہیں۔

۲ فی صلاتهم خاشعون تفسیر قمی میں ہے کہ تمہارا خشوع نماز میں یہ ہے کہ اور سب باتوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلو اور پوری توجہ افعال نماز ہی کی طرف رکھو۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس وقت تم نماز شروع کردو تو تم کو پورے خضوع وخشوع سے اسی کی طرف رجوع کرنی چاہئے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ مومنین کی صفت میں فرماتا ہے الذین هم فی صلاتهم خاشعون اور بروایت انہی حضرتؑ کے جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ کسی شخص کے دل میں جتنا خشوع ہو اس سے جسمانی خشوع کچھ اور زیادہ ظاہر کرے تو یہ فعل ہمارے نزدیک نفاق ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے کسی شخص کو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء اور جوارح پر بھی اثر ہوتا۔ نیز یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نماز میں اپنی نظر مبارک آسمان کی طرف رکھا کرتے تھے۔ مگر جب سے یہ آیت نازل ہوئی تو سر اقدس جھکا لیا اور نظر مبارک زمین کی طرف رکھنے لگے۔

۳ عن اللغو معرضون ارشاد مفید علیہ الرحمۃ میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہر بات جس میں ذکر خدا نہ ہو وہی لغو ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے برخلاف بنا کر جھوٹی بات کہے یا تمہاری ایسی صفات بیان کرے جو تم میں نہ ہوں تو تم خدائی خوشنودی کے واسطے اس سے روگردانی کرو۔ الاعتقادات میں ہے کہ ان ہی حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا داستان گوئی کی داستان سننی جائز ہے؟ فرمایا نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لغو سے مراد غنا ہے۔ ۴ للزکوٰۃ فاعلون تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو زکوٰۃ کی ایک کوڑی بھی روک لے گا وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلمان اور خدا کے نزدیک اس

(کافی) (عورت کو وقت ضرورت باہر جانے کی اجازت ہے)

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾

تو کیسا برکت والا ہے جو سب بنانے والوں سے اچھا ہے۔ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ

پھر قیامت کے دن تم دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔ اور یقیناً ہم نے تمہارے اوپر سات

طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

آسمان بنائے اور ہم مخلوق کے پیدا کرنے سے غافل نہیں ہیں۔ اور ہم نے آسمان

مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ

سے ایک اندازہ سے پانی اتارا پھر اس کو زمین میں ساکن کر دیا اور یقیناً ہم

بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۖ

اس کو دور کر دینے پر قادر ہیں۔ پھر ہم نے اسی کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھجوروں

لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ

اور انگوروں کے باغات پیدا کئے جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور ان ہی میں سے تم کھایا پیا کرتے ہو۔

طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور ایک درخت جو طور سینا سے نکلتا ہے جو ایک روغن کو بھی ساتھ ہی لئے ہوئے اگتا ہے۔ اور کھانے والوں کیلئے

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ

سالن کو بھی اور یقیناً تمہارے لئے چوپایوں میں ایک نصیحت ہے کہ جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے

فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

اس میں سے ہم تم کو پلاتے بھی ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور انہی میں سے تم بعض کو کھاتے بھی ہو۔

تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور ان پر اور کشتیوں پر لدے پھندے پھرتے ہو اور بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تھا پھر انہوں نے یہ کہا کہ اے میری قوم

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا

تم اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟ تو ان کی قوم میں سے جو کافر ہو گئے تھے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ

ان کے سرداروں نے کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر تم ہی جیسا ایک آدمی چاہتا یہ ہے کہ

يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ

تم سے افضل ہو جائے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا۔

---

۱ احسن الخالقین۔ التوحید میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا خالق جلیل کے سوا اور کوئی خالق ہے؟ فرمایا خدا خود فرماتا ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین اور اس نے یقیناً یہ خبر دی ہے کہ اس کے بندوں میں خالق بھی تھے اور غیر خالق بھی۔ جو خالق تھے ان میں سے ایک عیسیٰ بن مریم بھی تھے جن کی نسبت اس نے خبر دی ہے کہ انہوں نے اس کے حکم سے گندھی ہوئی مٹی سے پرندے کی سی صورت پیدا کر دی اور ایک سامری تھا جس نے بنی اسرائیل کے لئے ڈکراتا ہوا بچھڑا بنا دیا تھا۔

وقف لازم

۲ وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پانچ دریا جنت سے نازل فرمائے ہیں دریائے سیحون یہ ملک ہند کا دریا ہے، دریائے جیحون جو بلخ کا دریا ہے۔ دریائے دجلہ اور دریائے فرات یہ دونوں عراق کے دریا ہیں۔ اور دریائے نیل یہ ملک مصر کا دریا ہے۔ ان پانچوں کو خدائے تعالیٰ نے ایک ہی چشمہ سے نازل فرمایا جو زمین میں جاری فرما دیا اور ان میں لوگوں کے بہت سے منافع رکھتے ہیں یعنی طرح طرح کے زندگی بسر کرنے کے سامان ان کے ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں اور یہی خدائے تعالیٰ کی اس آیت کا مطلب ہے۔

ع

۳ وشجرۃ تخرج من طور سیناء تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں شجرۃ سے مراد درخت زیتون ہے اور یہ جناب رسول خدا اور علی المرتضیٰ کی مثل بیان کی گئی ہے پس طور سے مراد پہاڑ ہے اور سینا سے مراد درخت ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ زیتون مبارک درخت ہے پس تم اس کو بطور سالن بھی کھایا کرو اور اس کا تیل بھی لگایا کرو۔ الجہذیب میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین کی وصیت میں یہ بھی تھا کہ

میرے تابوت کو پشت کوفہ کی طرف لے جانا، پس جہاں تمہارے قدم رکیں اور سامنے سے ہوا آئے وہیں مجھے دفن کر دینا کہ طور سینا کا اول حصہ وہی ہے۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور اسی کتاب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ذکر نجف اشرف میں منقول ہے کہ فرمایا وہ اس پہاڑ کا ٹکڑا ہے جس پر خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے تو ایسا کلام کیا جیسا کہ کلام کرنے کا حق ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی تقدیس فرمائی جیسا کہ تقدیس کرنے کا حق ہے اور ابراہیمؑ کو خلیل مقرر کیا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب بنایا اور اسی طرح اس کو کل انبیاء کا مسکن قرار دیا مگر واللہ بعد آدمؑ و نوحؑ کے

مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ
ہم نے تو اپنے باپ دادا میں پہلے ایسی بات کبھی نہیں سنی یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک مرد جس کو جنون ہو گیا ہے
فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾
پس تم بھی اسکے بارے میں کچھ انتظار کرو۔ نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے
فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ
تو بھی میری مدد کر۔ پس ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ تم کشتی ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے موافق تیار کرو
اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
پھر جس وقت ہمارا حکم پہنچے اور تنور سے فوارہ نکلے اس وقت ہر جانور کا جوڑا اس کشتی میں داخل کر دینا
وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي
اور اپنے گھر والوں کو بٹھا لینا سوائے اسکے جس کی بابت پہلے ہی بات طے ہو چکی ہے اور
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ
جو نافرمان ہو گئے ہیں ان کے بارے میں مجھ سے خطاب نہ کرنا وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے۔ پھر جس وقت تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں
مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ
وہ کشتی میں ہو بیٹھو تو یہ کہنا کہ سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو نافرمان لوگوں سے نجات
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ
دی اور یہ عرض کرنا کہ اے میرے پروردگار مجھے برکت کی جگہ اتاریو اور تو ہی سب سے اچھا اتارنے والا
الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ
ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں اور ضرور ہم ہی آزمائش کرنے والے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے
اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا
اور زمانے کے لوگ نئے سرے سے پیدا کر دیئے پس ان میں ایک رسول اس کے حکم کے ساتھ بھیجا
مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا
کہ تم اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں؟
تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
اور ان کی قوم میں سے وہ سردار جو کافر ہو گئے تھے اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا کرتے
بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ
تھے اور ہم نے ان کو زندگانی دنیا کی نعمتیں دے رکھی تھیں۔

۱ فاذا جاء امرنا وفار التنور۔ ابوالجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ نوح کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تم پانی کو تنور میں سے جوش مار کر نکلتے ہوئے دیکھو تو تم اور جو تمہارے ساتھی ہیں وہ کشتی میں سوار ہو جانا۔ پس جب تنور سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تو حضرتؑ کی زوجہ نے اطلاع دی۔ اور آپ کشتی میں سوار ہو گئے۔ (مفصل قصہ سورۂ ہود میں بیان ہو چکا ہے)

۲ رب انزلنی منزلاً مبارکاً۔ من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے جناب علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے علیؑ جب تم کسی منزل پر جا کر اترو تو یہ کہا کرو۔ اللھم انزلنی منزلاً مبارکاً۔ وانت خیر المنزلین۔ (یا اللہ تو مجھے مبارک جگہ میں اتاریو اور تو ہی سب سے اچھا مہمان نواز ہے) نتیجہ یہ ہوگا کہ اس منزل کی خیر و خوبی تو تم کو دی جائے گی اور اس کا شر تم سے دفع کیا جائے گا۔

۳ وان کنا لمبتلین نہج البلاغہ میں ہے کہ اس بات سے تو خدائے تعالیٰ نے تم کو محفوظ رکھا ہے کہ تم پر ظلم کرے مگر اس سے امان نہیں دی کہ تمہارا امتحان نہ لے اور آزمائش نہ کرے چنانچہ خود فرماتا ہے ان فی ذلک لآیات وان کنا لمبتلین۔

ع

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا

کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اسی میں سے یہ کھاتا ہے اور جو کچھ پیتے ہو

تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا

اسی میں سے یہ پیتا ہے اور اگر تم اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کرنے لگو گے تو اس صورت میں

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

تم بھی ضرور نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ کیا وہ تمہیں اس بات سے ڈراتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا

تو تم پھر قبروں سے نکالے جاؤ گے؟ جس بات سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ بہت ہی

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

بعید از عقل ہے جو کچھ بھی ہے یہی دنیا کی زندگانی ہے جہاں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اٹھائے نہیں جائیں گے

رَجُلُ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

یہ کچھ اور نہیں ہے مگر ایسا شخص جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے اور ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں ہے۔ اس رسول نے عرض کی

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

اے میرے پروردگار بہ سبب اسکے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا تو میری مدد کر۔ خدا نے فرمایا کہ عنقریب یہ ندامت اٹھانے والے ہو جائیں گے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ

پھر ان کو سچے وعدے کے مطابق چنگھاڑ نے آکپڑا پھر ہم نے ان کو خس وخاشاک کر دیا پس نافرمان لوگوں کیلئے دوری ہو۔

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ

پھر ہم نے ان کے بعد اور زمانہ کے لوگ نئے سرے سے بنا دیے۔ کوئی گروہ نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتا ہے

مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ

اور نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں۔ پھر ہم نے اپنے رسول لگاتار بھیجے۔ جب کسی امت کا رسول اسکے پاس آیا

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

انہوں نے اسی کو جھٹلایا پس ہم نے بھی ایک دوسرے کے قدم بقدم کر دیا اور ان کو قصہ کہانی بنا دیا

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

پس ان لوگوں کے لئے جو ایمان نہیں لاتے ہلاکت ہو۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں کے غلبہ کے ساتھ

۱ فاخذتهم الصيحة تفسیر صافی میں ہے کہ جبرئیل امین نے ان پر ایسی سخت چیخ ماری جس سے ان کے دل پھٹ گئے اور وہ مر کے رہ گئے۔ نیز اس واقعہ میں اس بات کی دلالت بھی ہے کہ اور جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ثم انشانا من بعدهم قرنا آخرین۔ وہاں قرن سے مراد قوم صالح ہے (اس لئے کہ قوم ہود تو ہوائے تند کے عذاب سے ہلاک کی گئی تھی)

۲ فجعلناهم غثاء تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غثاء زمین کی سوکھی سڑی نباتات کو کہتے ہیں۔

(تسریح)

قوم صالح علیہ السلام کی ہلاکت کو غثاء سے تشبیہ دی گئی اور غثاء اس گھاس پھونس کو کہتے ہیں جسے پانی کی رو بہالے جائے۔ چنانچہ عرب کا محاورہ ہے کہ جو ہلاک ہو جاتا ہے اس کے لئے کہتے ہیں کہ اسے ندی بہالے گئی۔

مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا
فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی متکبر۔
عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا
اور وہ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری خدمتگار ہے؟
عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ
پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا پس ہلاک ہو گئے اور
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ
ضرور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اور ہم نے
مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾
مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی مقرر کیا اور ان دونوں کو ایک اونچے ٹیلے پر ٹھہرنے کی جگہ تھی
يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا
اور صاف پانی کے پاس جگہ دی۔ اے پیغمبرو تم پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیکی کرتے رہو بیشک جو کچھ
تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا
تم کرتے ہو اس کا پورا پورا جاننے والا ہوں۔ اور تمہارا یہ گروہ حقیقۃً ایک ہی گروہ ہے اور میں
رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ
تمہارا پروردگار ہوں۔ پس مجھ ہی ڈرو۔ پھر امت کے لوگوں نے اپنے معاملہ (دین) کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔
حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى
ہر فرقے کے لوگ جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے خوش خوش ہیں۔ پس تم ایک زمانے تک ان کو ان ہی کی جہالت میں رہنے دو۔ کیا وہ یہ
حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾
گمان کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مدد مال سے اور بیٹوں سے کر رہے ہیں۔
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
تو یہ ان کیلئے خوبیوں کی جلدی کر رہے ہیں؟ بلکہ وہ شعور ہی نہیں رکھتے۔ بالتحقیق وہ لوگ
هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ
جو اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنے پروردگار کی نشانیوں
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہیں کرتے۔

۱ الی ربوۃ ذات قرار و معین۔ ربوہ کے لغوی معنی بلند مقام یا ٹیلا ذات قرار سے یہ مطلب ہے کہ پھیلی ہوئی جگہ اور اس بات کے لئے موزوں کہ اس میں قرار لیا جائے اور ٹھیتی کی جائے اور معین کے معنی وہ پانی ہے جو ظاہراً روئے زمین پر جاری ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں مراد ربوہ سے مراد کوفہ سے پہلے جو شہر حیرہ تھا اس کی زمین اور اس کا سواد ہے اور قرار سے مراد مسجد کوفہ ہے اور معین سے مراد آب فرات ہے۔ ۲ یاایھا الرسل کلوا من الطیبات تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ خود طیب ہے۔ اور طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اور اس نے مومنین کو ویسا ہی حکم دیا ہے جیسا کہ رسولوں کو حکم دیا۔ چنانچہ رسولوں سے فرمایا یایھا الرسل کلوا من الطیبات اور مومنین سے فرمایا یایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ سطر) ۳ کل حزب بما لدیھم فرحون۔ مطلب یہ ہے کہ ہر گروہ بس اعتقاد کے ساتھ گروہ بن گیا ہے اور اب جس دین پر ہے اسی پر نازاں و فرحاں ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کے لئے کوئی دین اختیار کر لیا ہے وہ اسی پر پھولا ہوا ہے۔ ۴ من مال و بنین تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ مومن اس وقت رنجیدہ ہوتا ہے جب کہ دنیا کی کسی چیز کو اس پر تنگ کر دیتا ہوں۔ حالانکہ یہ بات اس کے لئے قرب کا باعث ہے اور جب میں دنیا کو اس کے لئے وسیع کر دیتا ہوں تو وہ مجھ سے خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ بات مجھ سے دوری کا باعث ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ مال و اولاد تو ان کے لئے آزمائش ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ

اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل اس سے ڈرتے ہوتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار کی حضور میں

رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا

پلٹ کر جانے والے ہیں۔ وہی نیکیوں میں جلدی کیا کرتے ہیں اور وہی ان میں سب سے بڑھ جانے والے ہیں۔

سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ

اور ہم کسی ذی حیات کو اس کی قوت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ایک نوشتہ ہے جو حق حق بولے گا

يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ

اور ان لوگوں پر کوئی ستم نہ کیا جائے گا۔ لیکن ان کے دل اس کی طرف سے غفلت میں ہیں اور ان کے

هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰٓى اِذَآ

اعمال بد اس کے سوا کچھ اور بھی ہیں جن کے وہ (عادتاً) کرنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے

اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا

مالداروں کو عذاب میں گرفتار کرتے ہیں تو وہ یکایک واویلا کرنے لگتے ہیں۔ ہماری طرف سے کہا جاتا ہے کہ آج کے دن واویلا نہ مچاؤ

الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ دی جائے گی۔ تم پر میری آیتیں ضرور پڑھی جایا کرتی تھیں

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ۬

پس تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جایا کرتے تھے اور تکبر کر کے اس ہمارے رسول کو مثل کہانی کہنے والے کے چھوڑ

بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ

بیٹھا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے کلام خدا میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس اب کچھ آگیا ہے جیسا کے

يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ

پہلے باپ داداؤں کے پاس نہیں آیا تھا؟ یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا کہ وہ اس کے

مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ

منکر ہو گئے۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لے کر آیا ہے اور حالانکہ

وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

ان میں سے اکثر حق سے نفرت رکھنے والے ہیں۔ اور اگر حق ان کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

تو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے سب کا ستیاناس ہی ہو جائے بلکہ ہم نے

۱ والذین یؤتون ما اتوا و قلوبهم وجلة کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر تم میں سے یہ ہو سکتا ہے کہ تم مشہور نہ ہو تو ایسا ہی کرو کیوں کہ اس میں کوئی الزام نہیں ہے کہ لوگ تمہاری تعریف نہ کریں اور نہ اس میں تم پر کوئی الزام ہے کہ تم لوگوں کی نظر میں برے ہو جس حال میں کہ تم خدا کے نزدیک اچھے ہو، پھر فرمایا کہ میرے جد امجد جناب علی المرتضیٰ فرمایا کرتے تھے کہ سوائے دو قسم کے شخصوں کی زندگی کے اور کسی کی زندگی میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ ایک تو وہ شخص جو ہر روز کچھ نیکی زیادہ کرتا رہے اور دوسرے وہ شخص جو اپنی بدیوں کا توبہ سے تدارک کرتا رہے اور توبہ ہوئیں کی سکتی ہے؟ واللہ اگر کوئی سجدے کرتے کرتے اپنی گردن توڑ ڈالے خدائے تعالیٰ اس کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا جب تک کہ وہ ہم اہل بیتؑ کی محبت نہ رکھتا ہو، آگاہ رہو کہ جو لوگ ہمارا حق پہنچانیں اور ہمارے ذریعے سے ثواب کے امیدوار ہوں اور روزانہ ڈیڑھ پاؤ آٹے پر راضی ہو اور اتنے کپڑے سے جتنے سے ان کا جسم ڈھک جائے اور سر ڈھک جائے اور ہر حالت میں ایسے لوگ خدا سے خائف رہیں اور اس کو پسند کرتے ہوں کہ ان کا حصہ دنیا میں اتنا ہی ہو تو ان ہی کا خدائے تعالیٰ نے یہ وصف فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ما اتوا (جو کچھ بھی انہوں نے دیا) اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خدا کی اطاعت کا ثبوت مع ہماری ولایت کے دیا اور پھر بھی وہ اس میں خائف رہے۔ مگر وہ ان کا خوف شک کا خوف نہیں ہے بلکہ ان کو خوف اس بات کا رہا کہ کہیں وہ ہماری ولایت و محبت میں قاصر تو نہیں رہے۔

۲ وهم لها سابقون تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ تعریف علیؑ ابن ابی طالب کی ہے کہ ان سے سابق کوئی دوسرا ہوا ہی نہیں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا
تو ان کی نصیحت کی چیز ان کو دی ہے پھر وہ اپنی نصیحت کی چیز سے ہی روگردان ہونے والے ہیں

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ
آیا تم ان سے کوئی مزدوری مانگتے ہو تو تمہارے پروردگار کی مزدوری سب سے اچھی ہے اور وہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ اور تم

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ
ضرور ان کو راہ راست کی طرف بلاتے ہو۔ اور ضرور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ
اور راہ راست سے ہٹ جانے والے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف ان کو ہو اسے رفع کریں

لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا
تو وہ اپنی سرکشی میں اور بڑھ جائیں اور سرگردان ہوں اور ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا

اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
تو انہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے نہ اظہار عجز کیا اور نہ گڑگڑائے یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو

بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ
اس میں وہ یکایک ناامید ہونے لگے اور وہ خدا وہی ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کر دیئے۔

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾
تم کس قدر کم شکر ادا کرتے ہو۔ اور وہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا دیا

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
اور اسی کی حضور میں تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾
جو تمہیں جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کے سبب سے رات کا اور دن کا ادلنا بدلنا ہے۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا
بلکہ انہوں نے تو ویسی ہی بات کہدی جیسی پہلے لوگ کہا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے

تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا
اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے؟ تو کیا ہم پھر بھی اٹھائے جائیں گے؟ یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے ہی سے ہوتا

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾
چلا آیا ہے یہ کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ پہلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

۱ خرجا فخراج ربك بعض قاریوں نے دونوں جگہ خرج پڑھا ہے اور بعض نے دونوں جگہ خراج پڑھا ہے۔ خرج مقابل دخل ہے یعنی آمد وخرچ اور خراج بیشتر زمین کے لگان کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے کہ اس کے معنوں میں زیادتی بھی سمجھ میں آتی ہے اور دینے کی مجبوری بھی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ان دونوں لفظوں کے معنی اجر و اجرت منقول ہیں۔ ۲ الی صراط مستقیم تفسیر قمی میں ہے کہ صراط مستقیم سے مراد ولایت امیر المومنین ہے۔ ۳ عن الصراط لناکبون ظاہری مطلب یہ ہے کہ خوف آخرت اس بات کا زیادہ قوی سبب ہوتا ہے کہ انسان حق کا طالب بھی ہو، اور طریق حق پر چلے بھی، تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں امام برحق سے پھر جانے والے۔ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تبارک وتعالیٰ اگر چاہتا تو بندوں کو خود ہی اپنی معرفت عطا فرما دیتا لیکن اب تو اس نے ہم کو اپنا دروازہ، اپنی صراط، اپنی سبیل ٹھہرایا اور وہ وجہ مقرر کر دی جس سے اس تک رسائی ہو سکتی ہے پس جو جو ہماری ولایت سے روگردان ہو جائیں یا ہم پر کسی دوسرے کو فضیلت دے دیں انہی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ راہ راست سے ہٹ جانے والے ہیں۔ ۴ ما بهم من ضر الجوامع میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب قریش مبتلائے قحط ہوئے تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ خون میں ملی ہوئی اون تک کھا گئے۔ تو اس وقت ابوسفیان جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ میں آپ کو خدا کی اور صلہ رحمی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا آپ کا یہ گمان نہیں ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے حالانکہ آپ نے ہمارے بزرگوں کو تلوار سے قتل کیا اور ہمارے خوردوں کو بھوک سے مارے ڈالتے ہیں۔ اسی پر یہ پوری آیت نازل ہوئی۔ ۵ فما استکانوا لربهم وما یتضرعون۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ استکانت کے معنی ہیں دعا اور تضرع کے معنی

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾

تم یہ کہدو کہ یہ زمین کس کی ہے اور جو اس زمین میں ہیں وہ کس کے ہیں اگر تم جانتے ہو

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ

تو بتلاؤ قریب ہے کہ وہ یہ کہیں گے اللہ ہی کے ہیں تم کہدو پھر کیا تم غور نہیں کرتے؟ قریب ہے

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

کہ وہ یہ کہیں گے اللہ ہی کے ہیں تم کہدو کہ پھر کیا تم اس سے ڈرتے نہیں؟ تم

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

یہ کہو گے اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے

وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

پناہ دیتا ہے اور اس کے برخلاف کسی کو پناہ نہیں دی جاتی؟ قریب ہے کہ وہ کہیں گے کہ اللہ کے ہاتھ ہے

لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ

تم کہدو کہ پھر تم کہاں جادو میں گھسے چلے جاتے ہو؟ بلکہ ہم تو ان کے پاس حق لائے اور وہ ضرور

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۚ اِذًا

جھوٹے ہیں۔ نہ تو اللہ نے کوئی بیٹا بنایا اور نہ اسکے ساتھ کوئی اور خدا ہے کہ اس صورت میں ہر خدا جو جو کچھ پیدا کرتا اسی کو لے جاتا اور ان میں سے

لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ

ایک دوسرے پر غالب آجاتا (غرض) جو کچھ بھی یہ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے منزہ و پاک ہے۔ وہ چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

اور جن جن چیزوں کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ان سب سے منزہ اور برتر ہے اے رسول ﷺ تم یہ کہدو کہ

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا

میرے پروردگار جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اگر تو کبھی وہ مجھے بھی دکھائے تو اے میرے پروردگار تو مجھے ان نافرمان لوگوں کے

تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ

پاس نہ رکھیو۔ اور ہم ضرور اس بات پر قادر ہیں کہ جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں وہ تمہیں دکھلادیں یعنی تمہاری موجودگی میں نازل

لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا

کردیں اے رسول ﷺ تم بدی کو اس چیز سے دفع کرو جو بہت ہی اچھی ہو جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں ہم اس سے خوب واقف ہیں۔ اور تم یہ دعا

يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾

کرو کہ اے میرے پروردگار شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے پروردگار میں اس بات سے بھی

(بقیہ صفحہ ۴۱۵ گذشتہ)

استکانت کے معنی ہیں خضوع یعنی گڑگڑانا اور تضرع کے معنی ہیں ہاتھوں کا اٹھانا یعنی اظہار عجز کرنا۔

۶ حتیٰ اذا فتحنا علیہم بابا ذا عذاب شدید تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ زمانہ رجعت میں پیش آئے گا۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ عالم الغیب والشہادۃ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الغیب سے مراد وہ ہے جو اب تک نہیں ہوا۔ اور الشہادۃ سے مراد وہ ہے جو کچھ ہو چکا۔

۲ ما یوعدون تفسیر صافی میں ہے کہ سعد بن عبداللہ جابر ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب نے بروز فتح مکہ ہم لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا ایھا الناس میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ اور اگر تم ایسا کرو گے تو میں بھی تم کو تلوار سے ماروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں طرف رخ کیا اور لوگ کہنے لگے کہ جبرئیلؑ ان کو اشارہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ جبرئیلؑ نے کہا کہ کہہ دیجئے کہ علیؑ تم کو مار دیں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے وہی فرمادیا۔ اور ابان بن تغلب کی روایت جناب امام جعفر صادقؑ سے یوں منقول ہے کہ جس وقت آنحضرت نے فرمایا کہ میں تم کو تلوار سے ماروں گا تو اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ان سے یہ فرمائیے کہ انشاء اللہ میں تم کو تلوار سے ماروں گا۔ یا وہ مارنے والے علیؑ ابن ابی طالب ہوں گے۔ چنانچہ جناب رسول خدا نے اسی طرح فرمایا۔ پھر جبرئیلؑ امین نے عرض کی کہ ایک موقعہ آپ کو دیا جائے گا اور دوعلی المرتضیٰ علیہ السلام کو اور آپ کی وعدہ گاہ وادی السلام ہے۔ ابانؒ بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ وادی السلام کہاں ہے؟ فرمایا پشت کوفہ پر۔ قول صاحب تفسیر صافی یہ وعدہ زمانہ رجعت میں پورا ہوگا۔ ۳ من ھمزات الشیاطین تفسیر کبیر میں اس سے مراد وساوس شیاطین ہیں جو تمہارے دل میں واقع ہوتے رہتے ہیں۔

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ
تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ کر پھٹکیں کافروں کی یہی حالت رہے گی یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگے گی

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا
تو وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار اب مجھے لوٹا دے تاکہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کچھ نیکی کروں کہا جائے گا کہ ایسا نہیں ہو سکتا

كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
یہ تو ایک بات ہے جو یہ بنا رہا ہے اور ان کے آگے اس دن تک کھنچے جس دن وہ مبعوث کئے جائیں گے۔ عالم برزخ موجود ہے

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا
پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ آپس کے حسب ونسب باقی رہیں گے اور نہ

يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
باہم پوچھ گچھ کریں گے۔ پس جس کے پلے بھاری ہوگئے تو وہ فلاح پانے والے ہوئے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ
اور جس کے پلے ہلکے رہے پس وہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور ہمیشہ جہنم

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
میں رہنے والے ہوئے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دیگی اور وہ اس میں بدصورت ہو جائیں گے

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا
کیا میری آیتیں تم پر نہیں پڑھی جاتی تھیں پھر تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے؟ عرض کریں گے

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ
کہ اے ہمارے پروردگار ہماری کم بختی ہم پر غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ بن گئے تھے۔ اے ہمارے پروردگار

اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا
اس میں سے ہم کو نکال لے پھر اگر ہم ایسا کریں تو ہم ضرور ظالم ہوں گے۔ خدا فرمائے گا اسی میں ذلیل پڑے رہو

تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا
اور مجھ سے بات نہ کرو بیشک میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو یہ کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ
پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔ پس تم ان کا مذاق

سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
اڑایا کرتے تھے یہاں تک انہوں نے تم کو میری یاد بھلا دی تھی اور تم ان سے ٹھٹھا ہی کرتے رہتے تھے۔

۱ رب ارجعون اس میں واؤ جمع کا نہیں ہے بلکہ تعظیم کا ہے جیسا کہ کسی نے کہا تھا الا فرحموني يا اله محمد فان لم اكن اهلاً فانت له اهل۔ (اے محمدؐ کے خدا اب تو مجھ پر رحم کر کہ اگر میں اس قابل نہیں ہوں تو تو اس قابل ہے) تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زکوٰۃ روکنے والے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ صافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جو شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہوگا وہ موت کے قریب اپنی واپسی کی درخواست کرے گا۔ اسی کے قول کو خدائے تعالیٰ نقل فرماتا ہے۔ رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت۔

۲ من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ برزخ دو امروں کے مابین ایک امر ہے یعنی دنیا و آخرت کے مابین ثواب یا عقاب اور یہی قول جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھے تمہارے بارے میں برزخ سے ہی اندیشہ ہے اور رہا وہ وقت کہ جب معاملہ خود ہم تک پہنچ جائے گا تو اس وقت تو تمہارے بارے میں ہمیں سب طرح کا اختیار ہوگا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کی کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ہمارے شیعہ تو سب جنت میں ہوں گے۔ خواہ ان سے کیسے ہی افعال ہوئے ہوں۔ فرمایا ہاں میں نے ایسا ہی کہا تھا۔ واللہ وہ سب جنت میں ہوں گے۔ اس پر عرض کی گئی کہ گناہ تو بہت ہی بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا قیامت کے دن تو نبیؐ مطاع کی شفاعت سے یا وصی نبیؐ کی شفاعت سے تم سب جنت ہی میں ہوں گے۔ لیکن مجھے تمہارے بارے میں برزخ سے اندیشہ ہے۔ اس پر عرض کی گئی کہ برزخ کیا ہے؟ فرمایا قبر اور موت کے وقت سے لے کر قیامت تک۔ الخصال میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ قبر ہے اس میں ان کی بہت ہی ضیق میں بسر

ہوگی۔ واللہ قبر یا تو جنت کے چمنوں میں سے ایک چمن ہو جائے گی یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ ۳ فلا انساب بینھم۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ اس دن سوائے میرے حسب ونسب کے اور سب حسب ونسب منقطع ہو جائیں گے۔ ۴ ولا یتساءلون اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اپنی

مصیبت میں ایسے مبتلا ہوں گے کہ ایک دوسرے کا حال نہ پوچھیں گے۔ اور یہ قول اس کے خلاف نہیں (باقی صفحہ نمبر ۴۱۸ پر پڑھئے)

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ
آج جیسا کہ انہوں نے صبر کیا تھا ان کو میں جزا دی کہ وہ کامیاب ہیں۔
كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
اور پھر دریافت فرمائیگا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے ہوگے؟ عرض کریں گے کہ ایک دن یا دن کا
بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ
کچھ حصہ پس تو گننے والوں سے پوچھ لے۔ فرمائے گا کہ ہاں تم تھوڑے ہی رہے ہوگے کاش یہی سمجھے ہوتے۔
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا
کیا تم نے یہ گمان کرلیا تھا کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا
وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ
اور یہ کہ ہماری حضور میں پلٹ کر نہ آؤ گے۔ پس خدا بادشاہ برحق برتر ہے۔ سوائے اسکے کوئی معبود نہیں۔
اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
وہی بڑے عرش کا مالک ہے۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے گا جس کے بارے میں
اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ اسکا حساب خدا کے پاس رہے گا یقینا کافر
الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
فلاح نہ پائیں گے۔ اور تم یہ کہدو کہ اے میرے پروردگار تو بخش دے اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

حروفها ۶۴۱ سورة النور مدينة كلماتها ۱۴۲
سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوا
اياتها ۶۴ ركوعها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ
یہ ایک سورہ ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور جس کو ہم نے فرض گردانا اور اس میں ہم نے کھلے کھلے
لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ
احکام نازل کئے تاکہ تم یاد رکھو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ
ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ اور ان دونوں کے بارے میں قانون خدا کے اجرا میں تم کو رحم نہ آجائے

(بقیہ صفحہ ۴۱۷ گزشتہ)
واقبل بعضهم على بعض يتساءلون (اور ایک دوسرے کے پاس اس کا حال پوچھتا آئے گا) اس لئے کہ ایک میں تو صور پھونکے جانے کے وقت کا ذکر ہے اور دوسرے میں حساب ہو چکنے کے بعد کا۔ تفسیر قمی میں اسی آیت کی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہوگا۔

۵ تلفح وجوههم النار۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آگ ان پر مشتعل کی جائے گی اور وہ ان کو خوب جلائے گی۔ لفظ لفح ہم معنی تو نفخ کا ہے مگر تاثیر نفخ سے کچھ زیادہ ہے۔

۶ وهم فيها كالحون۔ کالحون کلوح سے ہے جس کے معنی ہیں دانتوں پر سے ہونٹوں کا ہٹ جانا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حالت ان کی یہ ہوگی کہ منہ ان کے کھلے ہوئے ہوں گے اور چہرے بگڑے ہوئے۔

۷ اخسئوا فيها اس کا مطلب یہ ہے کہ ذلت کا سکوت اختیار کرو۔ اس لئے کہ جہنم مقام سوال نہیں ہے یہ لغت کتے کے دھتکارنے میں بولا جاتا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے اور اللہ اس سے زیادہ واقف ہے کہ اہل جہنم جب تک قعر جہنم میں نہ پہنچ لیں ستر برس تک ایک دوسرے پر دھماد دھم گرتے ہی چلے جائیں گے۔

حواشی صفحہ ھذا
۱ فسئل العادين۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ عرض کریں گے کہ ان فرشتوں سے پوچھ لے جو ہمارے دن گنتے رہتے تھے اور ہماری ساعتیں لکھا کرتے تھے اور وہ اعمال بھی جو ہم کیا کرتے تھے۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ
بشرطیکہ تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ لَا
اور یہ بھی ضرور ہے کہ ان کی سزا کے وقت مومنوں کا ایک گروہ موجود ہو۔ زنا کرنے والا

يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ
مرد سوائے زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت کے اور کسی سے نکاح نہ کرنے پائے۔ اور زانی عورت سوائے زنا کار مرد کے

اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ
اور مشرک کے اور کسی سے نکاح نہ کرنے پائے اور یہ نکاح مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
شوہر والی عورتوں پر الزام لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ
تو ان کو اسی اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
اور وہ ضرور نافرمان ہیں۔ سوائے ان کے جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور خرابی کی

وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ
اصلاح کرلیں۔ تو اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی ازواج

اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ
پر اتہام لگائیں اور سوائے ان کی ذات کے اور گواہی نہ ہو تو ان کے اکیلے کی گواہی

اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶
یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ خدا کا نام لے کر گواہی دے کہ میں سچا ہوں۔

وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷
اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ
اور اس عورت سے سزا کو یہ بات ٹال دے گی کہ وہ چار مرتبہ خدا کا نام لے کر یہ گواہی دے کہ وہ جھوٹا ہے

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ
اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

---

۱ الزانی لا ینکح الا زانیۃ الخ
تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو زانیہ عورتوں سے متعہ اور نکاح کرنا حلال جانتے ہیں جس حالت میں کہ وہ مشہور و معروف ہوں اور کوئی شخص ان کو قید میں لانے پر قادر نہ ہو۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کے زمانہ میں کچھ مرد اور عورتیں زنا کے بارے میں مشہور تھیں پس خدائے تعالیٰ نے مومنوں کو ان سے نکاح کرنے کی ممانعت فرمائی اور آج کل تو اس حالت کے بہت سے ہیں۔
پس جو مرد و عورت زنا کے بارے میں مشہور ہوں یا ان پر حد جاری ہو چکی ہو تو تم ان سے نکاح نہ کرو۔ جب تک کہ ان کی توبہ بھی اسی طرح مشہور نہ ہو جائے۔ نیز ان ہی حضرتؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی اور اللہ نے زنا کرنے والے مرد کو مومن اور زنا کرنے والی عورت کو مومنہ نہیں فرمایا بلکہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا بلکہ یہ فعل کرتے وقت ایمان ان سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جیسے بدن سے کرتا اتر جاتا ہے۔

۲ والذین یرمون المحصنات
کافی اور التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو زنا کی تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے کو کتاب خدا اور سنت جناب رسول خدا کے مطابق حد لگائی جائے گی۔ ان ہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ تہمت تین طرح کی ہو سکتی ہے۔ (۱) ایک شخص یا دوسرے کو زنا کی تہمت لگائے (۲) اس کی ماں کو زانیہ بتلائے (۳) یا اس کو اس کے باپ کے سوا دوسرے کا بیٹا کہے۔

۳ ثم لم یأتوا بأربعۃ شہداء
علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ زنا میں چار گواہ کیوں مقرر کئے گئے حالانکہ قتل میں دو ہی ہیں۔ فرمایا بس اس نے چار گواہ ہوں کو تمہاری احتیاط کے لئے مقرر کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بہت سے لوگ سزا پاتے کیوں کہ چار گواہ کا ایک معاملہ میں جمع ہو جانا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۴۲۰ پر آئندہ پڑھئے)

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ
اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یہ قاعدے کیوں تعلیم کرتا
اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ
اور بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔ بیشک جن لوگوں نے تہمت لگائی
مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ
وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں
امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ
سے ہر شخص کے لئے جو گناہ بھی وہ کرے گا وہی ہے۔ اور جو ان میں سے گناہ کا بڑا حصہ لے گا
مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١١ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ
اسی کیلئے بڑا عذاب ہے جس وقت کہ تم نے اسکو سنا تھا تو
الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ
مومن مردوں اور مومن عورتوں نے نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں کہا کہ یہ
مُّبِيْنٌ ۝١٢ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا
صریح بہتان ہے۔ وہ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے پس جب چار گواہ نہ لائے
بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝١٣ وَلَوْلَا فَضْلُ
تو وہ اللہ کے نزدیک ضرور جھوٹے ہیں۔ اور اگر دنیا و آخرت میں تم پر
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ
خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم نے چرچا کیا تھا
اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٤ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ
اسکے سبب سے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔ جب کہ تم اس کو ایک دوسرے کی زبان سے نقل کرتے تھے
وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ
اور اپنے منہ سے وہ کچھ بکتے تھے جس کا تم کو علم نہیں ہے اور اس کو خفیف سی بات سمجھتے تھے
هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝١٥ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا
حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات تھی۔ اور جس وقت تم نے اس کو سنا تھا یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں کیا
يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝١٦
پڑی ہے کہ ہم اس کے بارے میں کلام کریں۔ حاشا وکلا یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ع

دوسری روایت میں ہے کہ جواب میں ارشاد فرمایا کہ زنا میں سزا پانے والے دو ہوتے ہیں اور قتل میں صرف ایک یعنی قاتل۔ نیز زنا میں یہ بھی جائز نہ رکھا کہ ہر ایک کے برخلاف دو دو الگ الگ گواہی دیں بلکہ چاروں گواہوں کی گواہی، یکجائی ہو کیوں کہ مرد و عورت دونوں کو سزا ملے گی۔

۴ فابلد وھم ثمانین جلد۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قاذف (جھوٹی شہادت دینے والے یا اتہام لگانے والے) کو اسی درے مارے جائیں گے۔ اور اس کی شہادت بھی قبول نہ کی جائے گی سوائے اس کے کہ توبہ کرلے یا اپنی ذات کو جھٹلائے۔ اور اگر چار میں سے تین گواہی دیں اور ایک انکار کرے تو تینوں کو درے لگائے جائیں گے۔ اور ان کی شہادت قبول نہ ہوگی جب تک کہ چاروں یہ نہ کہیں کہ ہم نے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ اور جو شخص اپنی ذات کے بارے میں گواہی دے کہ میں نے خود زنا کیا ہے تو اس کی شہادت بھی قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ وہ اسے چار مرتبہ نہ دہرائے۔ (اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھے جائیں)

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾
خدا تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر ایسا کبھی نہ کرنا۔
وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اور اللہ تم سے اپنے احکام کو کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے یقیناً وہ لوگ
يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ
جو اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی کی باتیں رائج ہوں ان کے لئے دنیا میں بھی دردناک عذاب ہے
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا
اور آخرت میں بھی اور اللہ اسکو خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ اور اگر تم
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا
پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو وہ تم پر جلد عذاب نازل کرتا اور بیشک اللہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
اے ایمان لانے والو۔ شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ اور جو شخص شیطان کے قدم
الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
بقدم چلے گا تو وہ ضرور اسکو بے حیائی اور بدی کی باتوں کا حکم دے گا اور
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ
اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت کی نظر نہ ہوتی تو تم میں
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
سے کوئی بھی پاک ہی نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا سننے والا
وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ
اور جاننے والا ہے اور تم میں سے مالدار اور صاحب مقدور لوگ یہ قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ رشتہ داروں
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
کو اور مساکین کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے اور ان کو چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔
لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ
آیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ بالتحقیق جو لوگ پاک دامن بے خبر
الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ
ایماندار عورتوں پر عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی اور انکے لئے

۱ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا کافی اور امالی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جو شخص کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بدی کی بات بیان کرے جو اس نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور دونوں کانوں سے سنی ہو تو وہ بھی ان میں داخل ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ اور کافی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں یہ بات بیان کی کہ میرے دینی بھائیوں میں سے ایک شخص کی نسبت مجھے ایسی بات کی خبر پہنچی ہے جسے میں بہت ہی ناپسند کرتا ہوں۔ اور جب میں اس سے اس کی بابت سوال کرتا ہوں تو وہ اس سے انکار کرتا ہے۔ حالانکہ مجھے بہت سے ثقہ لوگوں نے اس بات کی خبر دی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے ایسانی بھائی کے مقابل اپنے سنے ہوئے اور دیکھے ہوئے کو جھٹلا۔ اور گو پچاس آدمی قسم کھا کر اس کے برخلاف تیرے سامنے گواہی دیں اور وہ تجھ سے ایک بات کہے تو اسی کے قول کی تصدیق کر اور ان سب کو جھوٹا جان۔ اور اپنے ایمانی بھائی کے برخلاف کسی ایسی بات کو شہرت نہ دے جس سے اس میں عیب لگتا ہو اور اس کے ذریعہ سے مروت پائمال ہوتی ہو ورنہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی نسبت خدا فرماتا ہے ان الذین یحبون الخ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی بدی کی بات کو شہرت دی تو وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اسی نے پہلے اسی بدی کا ارتکاب کیا۔ ۲ لاتتبعوا خطوٰت الشیطٰن تفسیر صافی میں ہے کہ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے (عیب ظاہر کرنے میں اور بدباتوں کی اشاعت کرنے میں شیطان کی پیروی نہ کرو۔

۳ یامر بالفحشاء والمنکر تفسیر صافی میں ہے کہ الفحشاء سے مراد وہ باتیں ہیں جن کی خرابی اور برائی حد سے بڑھی ہوئی ہو اور منکر سے مراد وہ کام ہیں جو عقلاً بھی مذموم ہوں اور شرعاً بھی ممنوع۔ ۴ ولا یاتل اولوا الفضل منکم و السعۃ الجوامع میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت صحابہ کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی اس تہمت کے (باقی حواشی صفحہ ۴۲۲ پر پڑھئے)

عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

بہت بڑا عذاب ہے جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کی کرتوتوں کے بارے میں ان کے برخلاف

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ

گواہی دیں گے اسی دن اللہ تعالیٰ ان کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ان کو پورا پورا دے گا اور وہ یہ جان لیں گے کہ اللہ وہی

وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

تو حق مسریح ہے ۔بری بری باتیں برے لوگوں کے لئے زیبا ہیں اور برے برے لوگ

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

بری باتوں کے لئے موزوں ہیں اور اچھی اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے مناسب ہیں اور اچھے لوگ اچھی اچھی

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

باتوں کے لئے موزوں ہیں یہ اچھے لوگ ان باتوں سے جو برے لوگ بکتے ہیں بری ہیں ان کیلئے گناہوں کی بخشش بھی ہے اور آبرو کی روزی بھی

كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ

اے ایمان لانے والوں اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں جب تک کہ اجازت نہ لے لو

حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور اس کے رہنے والوں پر سلام نہ کرلو، نہ جا گھسنا۔ یہی طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا

تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ پھر اگر تم ان میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ ہو ہرگز ان میں نہ جاؤ

حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى

اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پلٹ جاؤ۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے ۔

لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے اس بارے میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ

تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

تم ایسے گھروں میں جاؤ جن میں کوئی رہتا نہ ہو۔ اور ان میں تمہارا کچھ فائدہ ہو۔ اور اللہ اسکو خوب جانتا ہے

تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ

جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ (اے رسول ﷺ) مومنوں سے کہدیجئے کہ وہ اپنی

اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ

نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۲۱)

۵ اولی القربیٰ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں اولی القربیٰ سے مراد جناب رسول خدا کے قرابتدار ہیں۔

۶ ولیعفوا ولیصفحوا تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا اس کی قرأت یوں فرماتے تھے ولتعفوا ولتصفحوا نیز آنحضرتؐ کے ولیعفوا ولیصفحوا قرأت کرنے کی روایت بھی موجود ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے قصور معاف کردو اور ایک دوسرے کی خطاؤں سے درگذر کرو کہ ایسا کرنے سے تم رحمت خدا کے مستحق ہوجاؤ گے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے الا تحبون ان یغفر اللہ لکم الخ۔ ع ۴

(حواشی صفحہ ہذا)

۱ یوم تشھد علیھم السنتھم الخ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مومن کے اعضاء و جوارح اس کے برخلاف گواہی نہ دیں گے اور جن کے اعضاء و جوارح ان کے برخلاف گواہی دیں گے وہ وہ ہوں گے جن کے برخلاف حکم خدا عذاب کا استحقاق ثابت ہوجائے گا۔ رہا مومن اس کو تو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ فأما من اوتی کتابہ بیمینہ فاولائک یقرؤون کتابھم ولا یظلمون فتیلا۔ ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۵ رکوع ۷)

۲ الخبیثات للخبیثین الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری باتیں اور برے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں اس لئے کہ وہی انکو تسلیم کرتے ہیں اور وہی بری باتیں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیکو کار مرد اور نیکو کار عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔ (اس آیت کی تفسیر کا کچھ ذکر سورہ انفال پارہ نہم کے آخر میں بھی آچکا ہے) احتجاج طبرسی میں منقول ہے کہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس مناظرہ میں ان کو اس طرح ساکت کر کے گویا ان کے منہ میں پتھر ٹھونس دیئے گئے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے معاویہ واللہ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات سے تو اور تیرے یہ ساتھی اور جو تیرے پیرو ہیں وہ سب مراد ہیں۔ اور الطیبات للطیبین والطیبون

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ

بیشک خدا ان چیزوں سے واقف ہے جو کچھ وہ کرتے رہتے ہیں۔اور تم مومن عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ اپنی نظریں

أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ

نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار کو سوائے اسکے جو خود بخود ظاہر ہو

مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ

ظاہر نہ کریں اور ان کو لازم ہے کہ اپنے گریبانوں پر سے اپنے دوپٹوں کے بکل مارے رہیں اور اپنا بناؤ سنگار کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں

إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ

سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادوں کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادوں کے

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ

یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے

نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ

یا اپنی عورتوں کے یا اپنے لونڈی غلاموں کے یا ایسے نوکر مردوں کے جن کو عورتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے

مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ

یا ایسے لڑکوں کے جو ابھی عورتوں کے بدنوں سے واقف (یعنی بالغ) نہ ہوئے ہوں۔

النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن

اور عورتیں چلنے میں اپنے پاؤں اس غرض سے (زمین پر زور سے) نہ ماریں کہ جو زینت وہ چھپائے ہوئے ہیں وہ

زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

ظاہر ہوجائے۔اور اے مومنو تم سب کے سب خدا کی حضور میں توبہ کرو تاکہ تم سب فلاح پاؤ۔

تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ

اور تم میں سے جو مرد بے زوجہ ہوں اور جو عورتیں بے شوہر ہوں ان کے اور تمہاری لونڈی غلاموں میں جو نکاح کے قابل

وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ

ہوں انکے نکاح کردو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا۔اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ

صاحب وسعت اور صاحب علم ہے۔اور جن کو تم میں سے نکاح میسر نہ ان کو عفت برتنی چاہیے۔

يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا

یہاں تک اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے۔اور تمہارے لونڈی غلام جو مکاتب کے خواستگار ہوں۔

---

۱ ویحفظن فروجھن تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں جہاں حفاظت فروج کا ذکر آیا ہے، وہاں زنا سے حفاظت مراد ہے۔سوائے اس آیت کے کہ یہاں نظر سے حفاظت مراد ہے پس نہ کسی مرد مومن کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ اپنے برادر مومن کے ستر کی طرف دیکھے اور نہ کسی مومن عورت کے لئے حلال ہے کہ وہ اپنی کسی مومنہ بہن کی ستر کی طرف دیکھے۔

۲ زینتھن الا ما ظھر منھا الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ زینت سے مراد لباس، سرمہ، انگوٹھی ہاتھوں کی مہندی اور کنگن ہیں اور زینت تین قسم کی ہوتی ہے، ایک زینت عام، دوسری زینت خاص محرموں کے لئے اور تیسری زینت مخصوص شوہر کے لئے۔پس عام زینت وہ ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور خاص محرموں کے لئے وہ زینت ہے جو گلے کے ہار کی جگہ سے لے کر اوپر اوپر کی ہو۔(یعنی سر اور کان اور ناک وغیرہ کی) اور خلخال اور پازیب کی جگہ سے لے کر نیچے نیچے کی اور بازو بند کی جگہ سے لے کر ہاتھوں کی انگلیوں تک۔اور شوہر کے لئے کل جسم کی ہے۔کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ نامحرم مرد کے لئے عورت کی کن کن چیزوں کا دیکھ لینا حلال ہے۔فرمایا چہرہ اور پنجوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں۔یہ بھی منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص کسی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو آیا وہ شخص بنظر تامل اس کے چہرہ کی طرف اور چلنے میں اس کی پشت کی طرف نگاہ ڈالے۔ فرمایا کچھ حرج نہیں ایک اور روایت کے بموجب یہ فرمایا کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کے چہرہ کی طرف اور پہنچوں تک ہاتھوں کی طرف دیکھنے کا مضائقہ نہیں۔

۳ التابعین غیر اولی الاربۃ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ایسا بوڑھا پھونس ہے جسے عورت کی حاجت ہی نہ رہی ہو۔کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے ہاں خواجہ سرا ہیں جو اس کے زمانہ میں آتے جاتے ہیں اور جب عورتیں وضو کرتی ہیں تو ان کے سر کے بال دیکھتے ہیں۔فرمایا نہ چاہئے۔(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ
تو اگر تم ان میں بھلائی کے آثار پاؤ۔ تو ان سے مکاتبت کرلو۔
وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ
اور ان کو اس مال میں سے جو خدا نے تم کو عطا کیا ہے کچھ دو۔ اور تمہاری لونڈیاں
عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
اگر پاکدامنی کی خواستگار ہوں تو ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو کہ اس سے تم کچھ دنیا کا نفع اٹھالو۔
وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۳
اور جو ان کو مجبور کرے گا تو اللہ ان کے مجبور کرنے کے بعد ان کے بارے میں بڑا بخشنے والا ہے اور رحم کرنیوالا ہے
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا
اور بیشک ہم نے تمہاری طرف کھلی کھلی نشانیاں اور ان لوگوں کے جو تم سے پہلے گزر
مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۳۴ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
گئے ہیں قصے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت نازل کی ہے۔ اللہ آسمانوں کا
وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ
اور زمین کا روشن کرنے والا ہے۔ اس کے نور کی مثال اس روشندان کی سی ہے جس میں ایک زبردست چراغ ہو
فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہو اور وہ قندیل ایسی ہو جیسے ایک چمکتا ہوا تارا
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ
اور زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے روشن ہو جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
گو آگ اس کو نہ چھوئے وہ نور بالائے نور ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی راہ بتلا دیتا ہے۔
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۳۵
اور اللہ آدمیوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے
فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ
یہ چراغ ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے ان کی تعظیم کی جائے
فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۳۶ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ
ان میں صبح و شام اسکی پاکیزگی ایسے لوگ بیان کرتے رہتے ہیں جن کو یاد خدا سے

ل فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیراً الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خیر سے مراد یہ ہے کہ پہلے تو کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو اور دوسرے اس کے ہاتھ میں کوئی ہنر یا پیشہ ایسا ہو جس سے اپنی روزی کما سکے۔ کافی میں ہے کہ انہی حضرتؑ سے ایک غلام کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جو اپنے آقا سے معاملہ مکاتبت کرنا چاہتا تھا اور آقا یہ خوب جانتا تھا کہ اس کے پاس تھوڑا یا بہت کچھ بھی مال نہیں ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ آقا کو چاہئے کہ اس سے مکاتبت کرے گو اس غلام کو لوگوں سے بھیک ہی مانگنی پڑے۔ مگر آقا اس بنا پر کہ غلام کے پاس کوئی مال نہیں ہے اس کی مکاتبت کو نہ روکے۔ ع ۱۸ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو اس طرح رزق پہنچاتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے پہنچتا ہے اور مومن کی مدد منجانب اللہ کی جاتی ہے۔ مکاتبت کے لئے دیکھو صفحہ)

ے ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء تفسیر قمی میں ہے کہ عام طور پر عرب اور خاص کر قریش لونڈیاں خرید لیتے تھے اور معاوضہ خدمت میں ان پر بھاری بھاری رقمیں لگا دیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ جاؤ زنا کرو اور خرچی سے یہ رقم پوری کرو۔ پس اسی کی ندائے تعالیٰ نے ان کو ممانعت فرمائی ہے۔

۳ ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس کو یوں قرأت فرمایا کرتے تھے من بعد اکراھھن لھن غفور رحیم جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر مالک اپنی لونڈیوں کو زنا کرنے پر مجبور کرے گا تو خدائے تعالیٰ ان لونڈیوں کے حق میں بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوگا نہ کہ مجبور کرنے والوں کے حق میں بھی۔

قول مترجم قریش کے بت پرستوں نے ان کے عیب چھپانے کے لئے کلام خدا میں جو جو کارروائیاں کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ۴ اللہ نور السماوات والارض۔ التوحید میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ آسمان کے رہنے والوں کا بھی رہنما ہے اور زمین کے رہنے والوں کا بھی رہنما ہے (باقی صفحہ ۴۲۵ پر دیکھئے)

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا
اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت باز رکھتی ہے اور نہ کوئی خرید و فروخت وہ اس دن سے ڈرتے رہتے
تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝۳۷ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا
ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی تاکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے
عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ
اللہ اس سے بدلا انہیں دے اور اپنے فضل سے ان کے لئے کچھ اور بڑھا دے۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب
حِسَابٍ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ
رزق عطا کرتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے کہ چٹیل میدان میں
الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ
چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اسکو پانی خیال کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اسکے پاس پہنچتا ہے تو اس کو کوئی چیز نہیں پاتا اور اللہ
فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ
کو اپنے پاس پائے گا پھر وہ اس کا پورا پورا حساب کر دے گا۔ اور اللہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے یا ان کافروں کے اعمال
لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ
ان اندھیروں کے مانند ہیں جو گہرے سمندر میں ہوں کہ اس کو موج نے ڈھانپ رکھا ہو اور اس موج پر ایک اور موج ہو
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ
اور اس موج پر ایک بادل ہو۔ اس طرح اندھیریاں ایک کے اوپر ایک ہوں۔ کہ جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اس کو بھی دیکھ سکے۔ اور
يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ
جس کے لئے خدا کوئی روشنی قرار نہ دے اسکے لئے کوئی روشنی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ
کہ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور پر پھیلا کر اڑنے والے پرندے اللہ ہی کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔
صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۱ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی نماز اور اپنی اپنی تسبیح کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۴۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ
اور آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ
سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ
بادل کو ہانک لاتا ہے پھر اسکے ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ دیتا ہے پھر ان کو تہ بہ تہ رکھ دیتا ہے۔

۱ اعمالھم کسراب بقیعۃ تفسیر صافی میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیت عقبہ بن امیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو زمانہ جاہلیت میں تو عبادت کیا کرتا تھا۔ اور دین حق کا خواستگار تھا۔ مگر جب اسلام آیا تو وہ کافر ہو گیا۔

۲ یسبح لہ من فی السموات و الارض۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایک فرشتہ مرغ کی صورت سبز اور چنگلے رنگ کا جس کے پنجے ساتوں زمین پر ہیں اور چوٹی اور تاج عرش کے نیچے اور اس کے دونوں بازو ایک مشرق میں ہے اور ایک بازو مغرب میں جو بازو مشرق میں ہے وہ برف کا ہے اور جو بازو مغرب میں ہے وہ آگ کا ہے جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہوتا ہے اور سر کو عرش کے نیچے بلند کرتا ہے اور ایک بازو کو دوسرے کی طرف جھکاتا ہے اور دونوں کو اس طرح پھٹ پھٹاتا ہے جیسے کہ خود تمہارے گھروں میں مرغ پھڑ پھڑایا کرتے ہیں مگر نہ برف آگ کو بجھاتی ہے اور نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے۔ پھر بلند آواز سے یہ ندا کرتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ و خاتم النبیین و ان وصیہ خیر الوصیین سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ و الروح (میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول تمام انبیاء کا خاتم ہیں اور آنحضرتؐ کے وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہیں ہمارا پروردگار تمام فرشتوں کا اور روح کا پروردگار سب سے زیادہ قابل تعریف اور سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ ہے) پس زمین میں کوئی مرغ ایسا نہیں رہتا جو اس کا جواب نہ دے اور خدا کے اس قول و الطیر صافات کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ کا یہی مطلب ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ
پھر تم انہیں میں سے مینہ کو نکلتے ہوئے دیکھتے ہو اور اللہ آسمان سے پہاڑ کی شکل کے بادلوں سے اولے برساتا ہے
بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ
پھر ان اولوں سے جس کو چاہتا ہے صدمہ پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان کو ہٹا دیتا ہے
سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ
قریب ہے کہ اسکی بجلی کی چمک بصارتوں کو غارت کر دے۔ اور اللہ رات کو اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہے،
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ
بیشک اس میں سمجھنے والوں کے لئے عبرت (موجود) ہے۔ اور اللہ نے ہر چلنے والا پانی سے پیدا کیا
مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ
پس ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو
عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا
دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو چار پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے پیدا
يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ
کرتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ یقیناً ہم نے حقیقتوں کی کھولنے
مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾
والی آیتیں نازل کیں۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے راہ راست تک پہنچا دیتا ہے
وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ
اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہیں پھر اس کے بعد ان
مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا
ہی میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور وہ مومن نہیں ہیں اور جب وہ اللہ کی اور اسکے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ
دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
رسول ان کے مابین فیصلہ کرے تو یکایک ان ہی میں سے ایک گروہ روگردان ہو جاتا ہے
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
اور اگر انکا کوئی حق حصہ ہوتا ہے تو فرمانبرداری کرتے رسول کے پاس چلے آتے ہیں۔ آیا ان کے دلوں میں
اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ
کوئی روگ ہے یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر کوئی ظلم کرے یہ کچھ نہیں ہے بلکہ

۱ فیصیب بہ من یشاء الفقیہ میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک ایسی حدیث میں جس میں ہوائی مختلف قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ منقول ہے کہ ان میں سے ایک ہوا ایسی ہے جو بادلوں کو آسمان و زمین کے مابین رد کے رکھتی ہے اور ایک ہوا ایسی ہے جو بادلوں کو نچوڑ ڈالتی ہے پھر وہ حکم سے مینہ برسا دیتے ہیں۔ اور ایک ہوا ایسی ہے جو بادلوں کو پراگندہ کر دیتی ہے۔

۲ خلق کل دابۃ من ماء تفسیر قمی میں ہے کہ اس پانی سے مراد منی ہے اور ایک قول کے مطابق وہ پانی مراد ہے جو جرومادہ ہے اس لئے کہ کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو نطفہ سے نہ پیدا ہوا ہو۔

۳ واذا دعوا الی اللہ ورسولہ تا بل اولئک ھم الظالمون۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین اور حضرت ثالث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ

حقیقت میں یہ ہیں ہی نافرمان۔ مومنوں کا قول تو بس وقت بھی

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا

وہ خدا اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جائیں کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کرے اس کے سوا اور کچھ ہوتا ہی نہیں

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور وہی پوری پوری فلاح پانے والے ہیں اور جو اللہ

وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور خدا سے ڈرے گا اور اس کی مخالفت سے بچتا رہے گا پس ایسے ہی لوگ تو کامیاب ہونے والے ہیں

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا

اور وہ اپنے مقدور بھر اللہ کی قسمیں کھا کر یہ کہیں گے کہ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تم کہہ دینا کہ قسمیں نہ کھاؤ،

تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ

نیک اطاعت مطلوب ہے (خالی خولی قسمیں نہیں) بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے۔ تم کہہ دینا کہ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم روگردان ہو گے تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ رسول کے ذمے اس

وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ

کی جوابدہی ہے جس پر وہ مامور کیا گیا ہے اور تمہارے ذمے اس کی جوابدہی ہے جس پر تم مامور کیے گئے۔ اور اگر تم اسکی اطاعت کرو گے تو راہ

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا

پالو گے۔ اور رسول کے ذمے سوائے واضح طور پر احکام پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ ان سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

جنہوں نے نیک عمل کیے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو اس زمین میں جانشین بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو

مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ

جانشین بنایا تھا۔ اور ضرور ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کر لیا ہے ان کی خاطر سے پائیدار کر دیگا

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ

اور ضرور ان کے خوف کو ان سے بدل دے گا۔ اس وقت وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا پس نافرمان وہی ہیں۔

ع ۱۲

۱ انما کان قول المومنین تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ وہ حضرت اس جگہ قول المومنین پڑھتے تھے۔ یعنی لام کو پیش کے ساتھ پڑھتے تھے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ پوری آیت جناب امیر المومنین کی شان میں ہے اور وہی حضرت اس میں مراد لئے گئے ہیں۔

۲ و یتقہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت کئی طرح سے آئی ہے۔ ایک تو یہی جو موجودہ اعراب کے ساتھ ہے۔ یعنی قاف کو سکون ہے اور تین اور آئی ہے و یتقہٖ و یتقِہٖ و یتقُہٗ یعنی ھا کو جزم۔

۳ فانما علیہ ما حمل علیکم ما حملتم۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک لمبے خطبہ میں جس میں جناب رسول خدا کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نبوت کے جن سخت سے سخت احکام پر مامور کئے گئے تھے ان سب کو آنحضرتؐ نے ادا کر دیا۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے یہ منقول ہے کہ جناب رسول خدا یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے قرآن مجید کے پڑھنے والو! اس کتاب خدا کی رو سے جو جو احکام تمہارے ذمے عائد کئے گئے ہیں۔ ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو، کیوں کہ سوال مجھ سے بھی ہوگا اور باز پرس تم سے بھی کی جائے گی مجھ سے تو صرف ادائے رسالت کی بابت سوال کیا جائے گا۔ اب رہے تم۔ سو تم سے ان تمام امور کی بابت باز پرس کی جائے گی جو کتاب خدا کی رو سے تمہارے ذمے عاید ہوئے ہوں تو اور میری سنت کی رو سے عائد ہوئے ہوں تو۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ

ان لوگوں کو جو کافر ہوگئے زمین میں خدا کا عاجز کردینے والا ہرگز خیال نہ کرو

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری بازگشت ہے۔ اے ایمان لانے والو

لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا

لازم ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور جو تم میں سے ابھی بلوغ کو نہ پہنچے

الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

ہوں وہ تمہارے پاس آنے کے لئے دن رات میں تین مرتبہ تم سے اجازت لیا کریں۔ ایک تو نماز فجر سے

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ۭ ثَلٰثُ

پہلے اور دوسرے جب تم دوپہر کو قیلولہ کے لئے اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور تیسرے تماز عشاء کے بعد

عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ

یہ تینوں تمہارے خلیے کے وقت ہیں۔ ان کے بعد بلا اجازت آنے جانے میں نہ تمہارے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ ان کے ذمے

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

تم ایک دوسرے کے پاس بکثرت آتے جاتے ہی رہتے ہو۔ اللہ اس طرح تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا ہے۔

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ

اور اللہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

تو ان کو لازم ہے کہ اسی طرح اجازت طلب کیا کریں جس طرح ان کے بزرگ ان کے پہلے سے اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ اس طرح

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ

اللہ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے اور بڑی بوڑھی عورتیں

الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ

جن کو نکاح کی امید باقی نہ ہو اگر وہ اپنا برقع وغیرہ اتار دیا کریں تو ان کے ذمے کچھ الزام نہیں ہے

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

جس حال میں کہ ان کو اپنے بناؤ سنگار کا اظہار منظور نہ ہو اور اگر وہ اس سے بھی باز رہیں تو یہ ان کے لئے اور بہتر ہے اور اللہ سننے والا

لے یستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الخ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے نابالغ بچے تین وقتوں میں تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں، نیز یہ بھی فرمایا کہ جو تم میں سے بالغ ہو جائے وہ اپنی ماں کے گھر میں بہن کے گھر میں، خالہ کے، پھوپھی کے یا اور کسی محرم کے گھر میں بلا اجازت نہ جائے اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام ضرور کرلے۔ کیوں کہ سلام کرنا خدائے تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا خادم جب بالغ ہو جائے تو تین مقررہ وقتوں میں تم سے اجازت ضرور لے۔ گو وہ اسی گھر میں رہتا ہو جس میں تم رہتے ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ عشاء کے بعد اور صبح کے وقت اور دوپہر کو۔ جب تم کپڑے اتار ڈالتے ہو تمہارے پاس اس لئے اجازت لے کر آنا لازم ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ اوقات تمہاری خلوت اور عورت کے اوقات مقرر کئے ہیں۔

ے واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک بچے نابالغ رہیں تب تک تو وہ تین معین اوقات میں تمہارے پاس آنے کی اجازت لیا کریں اور اور اوقات میں بلا اجازت آنے کی ممانعت نہیں ہے۔ مگر بعد بلوغ کے کسی وقت بھی بغیر اجازت کے نہ آئیں۔

۳ والقواعد من النساء الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان بوڑھی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو حیض آنا بھی موقوف ہو گیا ہو اور جو نکاح کے قابل بھی نہ رہی ہوں۔ اور وہ اپنا نقاب یا برقع اتار دیں حالانکہ اگر نہ اتاریں تو بہتر ہے۔

عَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

اور جاننے والا ہے نہ کسی اندھے کے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ لنگڑے کے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ

عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ

کسی بیمار کے ذمے کوئی الزام ہے اور نہ تمہارے اپنے ذمے اس میں کہ تم کھانا اپنے گھروں سے کھاؤ

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ

یا اپنے داداؤں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں

بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ

کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھر یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جہاں کی کنجیاں

بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ

تمہارے ہاتھ ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے اس میں بھی

صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ

تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ تم اکٹھے ہو کر کھاؤ یا الگ الگ

اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ

پھر جب تم گھروں میں آؤ تو اپنی ذات پر سلام کرو یہ اللہ کی طرف سے نفیس برکت والا تحفہ

عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

ہے اس طرح اللہ تم سے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم سمجھ لو

تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا

سوائے اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب کسی مجمع کے موقعہ پر رسول

كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ

کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں چلے نہیں جاتے۔ بیشک

الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ

جو لوگ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی تو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

پھر جب وہ تم سے اپنے کسی خاص کام کے لئے اجازت چاہیں تو ان میں سے جس کو چاہو اجازت دے دیا کرو

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ

اور ان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کیا کرو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ رسول کے پکارنے کو تم ایسا قرار نہ دو

لے لیس علی الاعمیٰ حرج الخ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اہل مدینہ اسلام لانے سے پہلے اندھوں، لنگڑوں اور بیماروں کو الگ کر دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھایا کرتے تھے اور انصار میں تکبر اور اپنے ذاتی اعزاز کا خیال بہت تھا اور وہ کہا کرتے تھے کہ اندھا تو کھانے کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور لنگڑا دعوت میں بآسانی پہنچ نہیں سکتا اور مریض مثل تندرست کے کھا نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اس قسم کے لوگوں کا کھانا الگ رکھ دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا ایک طرح کا گناہ سمجھتے تھے اور وہ بیچارے اندھے اور لنگڑے اور بیمار اپنی جگہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم ان کے ساتھ کھائیں تو شاید ہم ان کی تکالیف کا باعث ہوں۔ پس وہ ارادۃً الگ ہی کھایا کرتے تھے۔ جب جناب رسول خدا مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً او اشتاتاً

ع ان تأکلوا من بیوتکم تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے تمہارے وہ گھر مراد ہیں کہ جن میں تمہارے جورو بچے ہوں اور ان میں تمہاری اولاد کے بھی گھر داخل ہیں اس لئے کہ اولاد کا گھر مثل اپنے ہی گھر کے ہے۔ بقول آنحضرتؐ کے کہ اچھے سے اچھا کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھائے اور بیٹا اسی کمائی میں داخل ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی شخص کو اپنی اولاد کے مال سے کس قدر لینا جائز ہے؟ فرمایا سخت ضرورت میں بقدر قوت جس میں اسراف نہ ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ جناب رسول خدا نے تو ایک ایسے شخص سے جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ فرمایا تھا کہ جیسے تو اپنے باپ کا ہے ویسے تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے۔ فرمایا کہ اس کا قصہ یہ ہے کہ وہ شخص

آنحضرت کے پاس شکایت لے کر آیا تھا اور یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ اس نے میرے باپ نے میری ماں کی میراث ظلماً مجھے نہیں دی۔ اس پر اس کے باپ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ مال میں نے اس بیٹے کی پرورش میں اور اپنی ذات میں خرچ کیا ہے۔ اس پر آنحضرت نے فیصلہ فرمایا کہ جیسے تو اپنے باپ کا ہے ویسے ہی تیرا مال بھی اسی کا ہے۔

(اس صفحہ کے حواشی اگلے صفحہ پر ہیں)

الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

جیسا کہ تم اپنے مابین ایک دوسرے کو پکارتے ہو اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ

چپ چپاتے کھسک جاتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو جو امر رسول سے مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرتے رہنا

اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

چاہئے کہ ان پر کوئی مصیبت آپڑے یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔ خبردار رہو آسمانوں میں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ

جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔ تم جس روش پر ہو اسے وہ خوب جانتا ہے۔ اور جس دن وہ اس کی حضور میں لوٹائے جائیں

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

گے تو وہ کچھ ہو کیا کرتے تھے وہ ان کو اس سے آگاہ کردے گا اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا جاننے والا ہے۔

حروفها ۳۹۱۱ سورة الفرقان مكية كلماتها ۹۰۶

سورہ فرقان مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۶ | آیاتها ۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

صاحب برکت ہے وہ جس نے اپنے بندے پر (حق و باطل) کی جانچ نازل کی کہ وہ تمام عالموں کیلئے ڈرانے والا ہو۔

نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ

وہ ہی ہے جس کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت مسلم ہے اور اس نے کوئی

وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ

بیٹا نہیں بنایا اور نہ سلطنت کے معاملے میں کوئی اس کا شریک ہوا اور اس نے ہر چیز کو

فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

پیدا کیا پھر اس کا ایسا اندازہ کر دیا جیسا کہ اندازہ کرنے کا حق ہے۔ اور انہوں نے اسے چھوڑ کر ایسے خدا بنا لئے ہیں

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

جو ایک چیز بھی نہیں بناتے بلکہ خود بنائے جاتے ہیں اور نہ وہ اپنی ذات کے لئے کسی نفع یا ضرر

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زندگی کا اور نہ کسی کے دوبارہ اٹھانے کا

۱ فليحذر الذين يخالفون عن امره الخ الجوامع میں بجناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کے احکام کی مخالفت کرنے والوں پر دنیا میں ظالم بادشاہ مسلط کیا جائے گا۔ یا آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ ع ۱۵

۲ فقدرہ تقدیرا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضا نے کسی شخص سے یہ دریافت کیا کہ تو جانتا ہے کہ تقدیر کیا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ اجل اور رزق اور بقاء اور فنا کی کمی حدود کا مقرر کر دینا تقدیر ہے۔ پھر حضرتؑ نے دریافت کیا کہ جانتا ہے قضا کیا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ امر مقدر کا واقع ہونا قضا ہے۔

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ
اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے یہ کہہ دیا کہ تو نرا جھوٹ ہے جو اس شخص نے بنا لیا ہے اور لوگوں نے اسکے بنانے میں اس کی مدد کی ہے۔
فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ ۴ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
پس ان لوگوں نے نہایت ناانصافی کی اور جھوٹ بولا۔ اس حال میں یہ کہہ دیا کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں
اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ
جو اس شخص نے لکھ لی ہیں اور صبح و شام اس کو لکھوا دی جاتی ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ اس کو تو اس نے اتارا ہے۔
يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا
جو آسمانوں کی اور زمین کی سب چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا
رَّحِيْمًا ۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي
اور رحم کرنے والا ہے۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے یہ تو کھانا کھاتا ہے
الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۷ اَوْ
اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیج دیا کہ وہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا
يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ
اس پر خزانہ کیوں نہ ڈال دیا گیا یا اس کا کوئی باغ کیوں نہ ہوا کہ یہ اس میں سے کھاتا۔ اور
الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۸ اُنْظُرْ كَيْفَ
ناانصاف یہ کہتے ہیں کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔ دیکھو تو انہوں نے تمہارے لئے کیسی
ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۹
کیسی مثلیں بیان کیں پس خود ہی گمراہ ہو گئے سو اب راہ نہ پا سکیں گے۔
تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
صاحب برکت ہے وہ جو اگر چاہتا ہے تو تمہارے لئے اس بہتر مقرر کر دیتا یعنی ایسے باغات
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا
جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوتیں۔ اور تمہارے لئے بہت سے محل بنا دیتا بلکہ انہوں نے تو
بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۱۱ۚ اِذَا
قیامت کو جھٹلایا۔ حالانکہ جنہوں نے قیامت کو جھٹلایا ان کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی ہے۔
رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۱۲ وَاِذَآ
جو ان کو دور سے دیکھے گی تو یہ اس کے جوش و خروش کی آواز سن لیں گے اور

ل ان هذا الا افك افتراه واعانه عليه قوم اخرون۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ کفار یہ کہا کرتے تھے کہ جناب رسول خدا جو کچھ یہ پڑھ کر سناتے ہیں اور جن چیزوں کی ہم کو خبر دیتے ہیں یہ یہودیوں سے معاملہ سیکھ لیتے ہیں اور علمائے نصاریٰ سے لکھ لیتے ہیں اور ابن قبیطہ نام ایک شخص ہے وہ صبح و شام ان کو واقعات سنایا کرتا ہے اس سے یہ لکھ لیتے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے ان کے اس قول کو بھی بیان کر دیا اور رد بھی فرما دیا۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ افك کے معنی ہیں جھوٹ اور قوم اخرون سے ان لوگوں کی مراد ابو سیکہ اور جبر اور عداس اور یعایش مولائے خویلد تھے۔

م اساطیر الاولین اکتتبها تفسیر حقانی میں ہے کہ یہ قول نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ کا ہے جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قل انزله الذی یعلم السر فی السموات والارض جس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے فصاحت و بلاغت کی رو سے تم میں سے ایک ایک کو عاجز کر دیا اور کلام کے ضمن میں غیب کی آئندہ خبریں بھی دیتا ہے اور ایسی چھپی ہوئی باتیں ظاہر کرتا ہے جن کو عام اسرار کے سوا کوئی نہیں جان سکتا پھر تم اسے اساطیر الاولین کیسے قرار دیتے ہو۔

ن مال هذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق تفسیر حقانی میں ہے کہ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کا دعویٰ رسالت سچا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کی حالت ہماری حالت سے مختلف نہیں ہے۔ اور اس خیال کی بناء پر ان کی جہالت اور محسوسات میں غور و فکر کی کوتاہی تھی کیوں کہ رسول اور غیر رسول کی تمیز امور جسمانی پر موقوف نہیں بلکہ احوال نفسانی پر موقوف ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے اس مضمون کی طرف اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الهکم اله واحد (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۱۶ رکوع ۱۲) ع او تکون له جنة یاکل منها تفسیر صافی میں ہے کہ معتبر عین گھٹاتے گھٹاتے یہاں تک پہنچ گئے کہ اگر اس رسول پر کوئی خزانہ ڈالا گیا تو کم سے کم ایک باغ تو ہوتا جیسا کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے پاس ہوا کرتا ہے کہ یہ اس کی آمدنی سے یہ راحت و آرام زندگی بسر کرتا۔ اور ایک قرأت کے بموجب بجائے یاکل منها کے نأکل منها جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو اس میں سے کچھ کھانے (باقی صفحہ میں پڑھئے)

أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿۱۳﴾ لَا
جب اس کے کسی کونے میں جکڑ کر ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔
تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ
ان سے کہا جائیگا کہ آج ایک ہی موت کو پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔ (اے رسول ﷺ) تم کہدو کہ
أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ
آیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشہ کی بہشت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کا بدلا
جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿۱۵﴾ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ
اور ان کی بازگشت ہوگی۔ جو جو کچھ وہ چاہیں گے وہ اس میں ملے گا وہ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہوں گے۔
رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن
یہ ایک وعدہ ہے جس کا ایفاء تمہارے رب کے ذمے لازم ہے اور جس کا سوال کیا جائے گا اور جس دن خدا ان کو جمع کریگا
دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ
اور ان کو بھی جن کی یہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے پھر ان سے فرمائے گا کہ آیا تم نے میرے
ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ
ان بندوں کو گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ راست سے بھٹک گئے۔ تو وہ کہیں گے کہ تیری ذات منزہ ہے ہمیں کیا پڑی تھی کہ ہم تیرے سوا دوسرے
مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا
دوسرے کارساز بناتے لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ داداؤں کو نعمتیں دی تھیں یہاں تک کہ یہ تیری یاد اور نصیحت
الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ ۙ
کو بھول گئے تھے اور یہ لوگ ہلاک ہو جانے ہی کے قابل تھے۔ اس وقت ہم نہیں کہے کہ جو کچھ تم کہتے تھے کہ
فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ
اس میں تو تمہارے ان معبودوں ہی نے تم کو جھٹلا دیا پھر نہ تم عذاب کو ہٹا سکو گے اور نہ مدد لا سکو گے اور جو تم میں سے نافرمانی کریگا
عَذَابًا كَبِيرًا ﴿۱۹﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ
ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے۔ اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے تھے
لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ
وہ کھانا بھی کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں بھی چلا پھرا کرتے تھے اور ہم نے تم میں سے ایک کو
لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾
دوسرے کے لئے آزمائش مقرر کر دیا ہے آیا اب بھی تم صبر کر سکو گے؟ حالانکہ تمہارے پروردگار سب کا نگراں ہے۔

۱ واذعوا ثبورا کثیرا۔ تفسیر برہان میں بحوالہ امالی منقول ہے کہ کثیر ابن طارق نے حضرت زید شہید اور انہوں نے جناب امام زین العابدین سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے کثیر تو مرد نیک ہے اور کسی طرح بدنام نہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تو ہلاک نہ ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر امام ظالم جب اپنے مریدوں کے پاس سے جہنم میں گزرے گا تو وہ اس کا نام لے لے کر پکاریں گے کہ او فلانے ارے او مردک جو ہماری ہلاکت کا باعث ہوا اب یہاں آ اور ہمیں اس بلا سے چھڑا۔ پھر وہ سب مل کے بہت کچھ روئیں پیٹیں گے اور موت کی تمنا کریں گے، اس وقت ان سے کہا جائے گا لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا پھر حضرت زید شہید نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے میرے جد امجد جناب سید الشہداء علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت امیر المومنین سے یہ فرمایا کہ اے علی تم اور تمہارے اصحاب جنت میں رہو گے اور اے علی تمہارے پیرو بھی اسی جنت میں ہوں گے۔

۲ أأنتم اضللتم عبادی هؤلاء تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ سوال ہے جو خدائے تعالیٰ ملحدوں، بت پرستوں، آتش پرستوں، آفتاب پرستوں اور ستارہ پرستوں پر اپنی حجت قائم کرنے کے لئے قیامت کے دن ان کے مواجہہ میں ان چیزوں سے فرمائے گا۔

۳ وجعلنا بعضکم لبعض فتنة تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المومنین حضرت سیدہ اور جناب حسنین کو جمع کیا اور دروازہ بند کر لیا اور فرمایا کہ اے میرے اہل بیت اور اے اہل خدائے تعالیٰ تم سب پر سلام بھیجتا ہے اور جبرئیل امین اس گھر میں تمہارے ساتھ موجود ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے دشمنوں کو تمہارے لئے آزمائش مقرر کیا ہے اب تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم خدا کے حکم اور اس کے قضا و قدرت پر اس وقت تک صبر کریں گے جب تک ہم اس کی حضور میں حاضر ہوں۔ اور اس

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ
اوران لوگوں نے جو ہماری حضور میں آنے کی امید نہیں رکھتے یہ کہہ دیا کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے جاتے
نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾
یا ہم اپنے پروردگار کو کیوں نہیں دیکھتے یقیناً انہوں نے اپنے دلوں میں بہت ہی تکبر کیا اور بہت ہی بڑی سرکشی کی
يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ
جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن قصورواروں کے لئے کوئی خوشی خبری نہیں ہے
حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً
اور وہ یہ کہیں گے کہ ہمارے اور ان کے مابین کوئی روک اور آڑ کر دی جائے۔ اور جو عمل بھی انہوں نے کیا ہوگا
مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ
ہم اس کی طرف متوجہ ہوں گے پس اس کو بکھری ہوئی خاک کر دیں گے۔ جنت والے اچھی سے اچھی آرام گاہ اور بہتر سے بہتر خواب گاہ میں
مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ
ہوں گے اور اس دن آسمان ایک بدلی کے سبب سے پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے
تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى
جو اتارے جانے کا حق ہے سلطنت اس دن خدا ہی کی ثابت ہوگی۔ اور وہ دن
الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ
کافروں پر بہت ہی سخت ہوگا۔ اور اس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ اپنے دانتوں سے
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ
کاٹے گا کر کہے گا اور یہ کہے کہ کاش میں نے رسول ﷺ کا راستہ اختیار کیا ہوتا۔
اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ
ہائے خرابی میری کاش میں نے فلاں کو یار نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اس نے مجھ کو پند کرنے سے بعد اس کے کہ میرے پاس آچکا تھا بھٹکا دیا
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ
اور شیطان ہے ہی انسان کی مدد چھوڑ دینے والا۔ اور رسول اس وقت یہ فرمائیں گے
قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ
کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور اسی طرح ہم نے
نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾
ہر ہر نبی کے لئے گنہگاروں میں سے ایک ایک دشمن قرار دیا تھا۔ اور تمہارے پروردگار ہدایت و نصرت کے لئے کافی ہے

ف فجعلنٰہ ھباءً منثوراً تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو مبعوث فرمائے گا کہ ان کا نور ان کے سامنے سفید چادروں کے مانند پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر اس نور کو حکم دے گا کہ بکھرے ہوئے ذروں کے مانند پریشان ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے بھی رکھا کرتے تھے اور نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی تو وہ بھی لے لیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے سامنے جناب امیر المومنینؑ کی فضیلت کا کوئی ذکر آتا تو اس سے انکار کر جایا کرتے تھے۔ نیز فرمایا کہ ھباءً منثوراً ان پریشان ذروں کو کہتے ہیں جو تم کو سورج کی اس شعاع کے اندر معلوم ہوتے ہیں جب کہ تم کسی گھر کے اندر ہو۔ اور وہ شعاع ایک سوراخ یا درز میں سے داخل ہوتی ہو۔ البصائر میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ کن لوگوں کے اعمال ہوں گے؟ فرمایا کہ ہم سے بغض رکھنے والوں کے اور ہمارے دوستوں سے بغض رکھنے والوں کے۔

۲ احسن مقیلاً تفسیر صافی ہے کہ مقیل اس مکان کو کہتے ہیں جس میں تھوڑی دیر کے لئے استراحت کو چلے جائیں ظاہر آیہ مکان لفظ قیلولہ سے بطور تشبیہ مجازاً استعمال ہوا ہے اس لئے کہ جنت میں نیند تو ہوگی ہی نہیں۔ کافی میں حدیث سوال قبر میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ پھر نکیرین اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیں گے پھر اس سے کہیں گے کہ اب تو آرام سے جوانی کی گہری نیند سو رہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقراً و احسن مقیلاً۔

۳ بالغمام۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ غمام سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ
اور جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اس پر سارا قرآن ایک دفعہ ہی کیوں نہ نازل کیا گیا۔

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ
یہ اس لئے ایسا کیا گیا کہ ہم اس کے ذریعے سے تمہارے دل مضبوط کرتے ہیں اور ہم نے اور ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا

بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ
اور یہ جو مثل بھی تمہارے پاس لاتے ہیں ہم اس کا ٹھیک ٹھیک جواب اور بہتر سے بہتر بیان بہم پہنچا دیتے ہیں

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ
جو لوگ اپنے منہ کے بل جہنم میں جمع کئے جائیں گے وہی تو برے سے برے مکان میں

سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ
اور سب سے زیادہ راست سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت

هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
کی تھی اور ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر مقرر کیا تھا۔ پھر ہم نے حکم دیا کہ تم دونوں

بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ
ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے پھر ہم نے ان کو ایسا ہلاک کیا جو ہلاک کرنے کا حق ہے۔ اور نوحؑ کی قوم

اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا
جس وقت انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا اور لوگوں کیلئے ان کو نشان عبرت قرار دیا

اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ
اور ہم نے نافرمان لوگوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اور عادؑ کو اور ثمودؑ کو اور رس والوں کو اور ان کے

كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾
بیچ بہت سے زمانے والوں کو ہم نے اسی طرح عبرت بنا دیا۔ اور ہر ایک کے لئے ہم نے مثلیں بیان کیں اور ہر ایک کو

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ
ایسا ہلاک کر دیا جیسا کہ ہلاک کرنے کا حق ہے اور یقیناً وہ اس بستی پر سے بھی گزرے ہیں جس پر بری بارش برسائی گئی تھی۔

يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ
تو کیا یہ اس کو بنظر عبرت نہیں دیکھتے تھے۔ (ہاں بات یہ ہے کہ) یہ دوبارہ جی اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے۔ اور جس وقت

يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾
یہ تم کو دیکھتے ہیں تمہارے ہی تمہارا ٹھٹھا ہی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہی ہیں جن کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

۱ الذین یحشرون علی وجوھھم الی جھنم۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے سوال کیا گیا تھا کہ قیامت کے دن کفار اپنے چہروں کے بل کیوں کر محشور کئے جائیں گے۔ فرمایا وہ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں ان کے پاؤں کے بل چلاتا ہے اور اس پر بھی قادر ہے کہ انہیں ان کے چہروں کے بل چلائے۔

۲ فدمرناھم تدمیرا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے اس کی قرأت یوں مروی ہے فدمرانھم (امر صیغہ تثنیہ بانون ثقیلہ) اور ایک روایت کے بموجب قرأت ہے فدمراھم گویا خدا نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ تم دونوں ان کو ایسا ہلاک کر دو جو ہلاک کرنے کا حق ہے۔

۳ اصحاب الرس العیون اور علل الشرائع میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں ان حضرت کے قتل سے تین دن پہلے بنی تمیم کے سرداروں میں سے ایک شخص جس کا نام عمرو تھا حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا امیر المومنین مجھے اطلاع دے دیجئے کہ اصحاب الرس کون تھے؟ کس زمانہ میں تھے ان کی بستیاں کہاں تھیں ان کا بادشاہ کون تھا اور آیا خدا نے ان کے پاس کوئی رسول بھیجا تھا یا نہیں۔ اور وہ ہلاک کس وجہ سے کئے گئے؟ کیوں کہ میں کتاب خدا میں ان کا ذکر تو پاتا ہوں لیکن ان کا قصہ نہیں پاتا جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھی اور میرے بعد کوئی اور تجھ سے یہ بات بیان بھی نہ کرے گا سوائے اس کے کہ مجھ ہی سے روایت کرے اور کتاب خدا میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جسے میں نہ جانتا ہوں اور جس کی تفسیر کو سب سے زیادہ نہ سمجھتا ہوں اور میں اس سے بھی واقف ہوں کس مقام پر نازل ہوئی۔ نرم زمین یا سنگلاخ زمین میں اور کس وقت اتری۔ رات میں یا دن میں۔ اور اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں بڑا علم جمع ہے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ
اس نے تو ہم کو ہمارے خداؤں سے ہٹا دیا ہوتا اگر ہم ان کی عبادت پر ثابت قدم نہ رہتے۔
يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ
اور کچھ عرصہ بعد جس وقت یہ عذاب کو دیکھیں گے تو خود سمجھ لیں گے کہ راہ راست سے بھٹکا ہوا کون تھا۔ کیا تم نے اسے دیکھا
مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ
جو اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لے تو کیا تم اسکے نگہبان ہو سکتے ہو؟
تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا
یا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو چوپایوں کے مانند
كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ
ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور زیادہ گمراہ۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کی صنعت کو نہیں دیکھا کہ اسنے سایہ کو کس
الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ
طرح پھیلا دیا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا تو اس کو قائم کر دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو اس پر
دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ
راہبر مقرر کیا ہے۔ پھر ہم نے اسکو اپنی طرف تھوڑا کھینچ لیا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس
لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾
نے تمہارے لئے رات کو پردہ مقرر کیا ہے اور نیند کو راحت اور دن کو چلنے پھرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔
وَهُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیج دیتا ہے۔
السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِىَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ
اور ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا۔ کہ اس کے ذریعہ سے مردہ ملک کو زندہ کر دیں اور جو چوپائے ہم نے پیدا کئے ہیں ان کو
اَنْعَامًا وَّاَنَاسِىَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ
اور بہت سے آدمیوں کو وہی پانی پلائیں۔ اور یقیناً ہم نے لوگوں کے درمیان اسکو بار بار بیان کیا تا کہ وہ یاد رکھیں مگر بہت سے
فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ
آدمیوں نے سوائے ناشکری کے ہر بات کا انکار کر دیا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک ڈرانے والا بھیج دیتے۔
نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾
پس تم کافروں کی پیروی نہ کرو اور قرآن مجید کی دلیلوں کے ذریعہ سے ان سے خوب جہاد کرو۔

۱ ان هم الا کالانعام بل هم اضلا سبیلا۔ تفسیر ثنائی میں ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کی یہ حالت تھی کہ جب روزی تنگ ہوتی تو مکہ سے نکل کر متفرق ہو جاتے۔ اور جس شخص کو کوئی خوب صورت درخت یا خوب صورت پتھر نظر آتا تو وہ وہیں اتر کر اس کی پوجا کرتا (پھر اپنی قوم کو خبر کر دیتا) پس وہ سب اس کے سامنے آ کر کر اونٹ نحر کرتے اور خون سے اس پتھر کو لتھیڑ دیتے اور جب ان کے اونٹوں میں اور ریوڑ میں کوئی بیماری آجاتی تو اس پتھر کے پاس آتے اور تمام اپنے جانوروں کو اس سے چھوتے (اس سے آگے باقی مضمون ضمیمہ میں پڑھئے)

۲ ماءً طهوراً تفسیر ثنائی میں ہے کہ اس کے معنی پاک کرنے والا بہت پاک۔ اور ضمناً اس بات کا اشارہ ہے کہ صاف پانی اعلیٰ درجے کی نعمت اور اعلیٰ درجے کا احسان ہے اس لئے کہ وہ نہایت ہی مبارک ہے اور زیادہ نفع پہنچانے والا ہے بمقابل اس کے جس میں کوئی چیز مخلوط ہو کر اس کی طہوریت (یعنی پاک کرنے کی خصوصیت) کو کھو دیتی ہے اور اس کے نفع کو بھی کم کر دیتی ہے۔

۳ ولقد صرفناه بینهم تفسیر ثنائی میں ہے کہ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ اس بات کو کہ ہم نے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا وغیرہ۔ قرآن مجید میں اور کتابوں میں بار بار دہرایا کہ لوگ یاد رکھیں اور عبرت حاصل کریں۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ مکہ بارش کو لوگوں کے مابین مختلف اوقات میں اور مختلف حالتوں کے ساتھ یعنی کہیں تو موسلا دھار اور کہیں ہلکا چھینٹا برابر برساتا رہتا ہے۔ چنانچہ الفقیہ میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب سے خدائے تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا اہل دنیا پر ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جس میں مینہ نہ برسایا ہو۔ یہ اور بات ہے کہ

 خدائے تعالیٰ جہاں جہاں اور جتنا جتنا چاہے برسائے۔

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ
اور وہ وہی ہے تو ہے جس نے دو دریا ملا دیئے یہ تو میٹھا مزہ دار ہے اور یہ کھاری کڑوا
اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ
اور دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک مقرر کی ہوئی آڑ لگا دی۔ اور وہ وہی ہے جس
خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ
نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسکو بیٹا (بیٹی اور بہو) اور داماد بنا دیا اور تمہارا پروردگار
قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا
پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں
یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
جو ان کو نہ نفع پہنچاتے ہیں اور نہ ضرر اور کافر اپنے پروردگار کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ہم نے تم کو
مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ
خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تم کو کہہ دو کہ میں تو تم سے پیغام پہنچانے کی کوئی مزدوری نہیں
شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا
مانگتا سوائے اسکے کہ جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرلے۔ اور تم اس زندہ پر بھروسا کرو جس کو موت نہ آئے گی
یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ۚ ﴿۵۸﴾
اور اس کی حمد کی تسبیح پڑھو۔ اور وہی اپنے بندوں کے گناہ کی خبر رکھنے کو کافی ہے۔
الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ
جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اسے چھ دن میں پیدا کیا
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا
پھر عرش پر جا براجا۔ رحمان وہی ہے پس اس کے بارے میں کسی باخبر سے سوال کرو۔
قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ �ؗ اَنَسْجُدُ
اور جس وقت ان سے کہا جاتا کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے کہ رحمان ہے کیا چیز؟ کیا ہم اسکو سجدہ کریں
لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ۩ تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ
جس کی نسبت تم ہم کو حکم دیتے ہو اور یہ بات ان کی نفرت کو اور بڑھا دیتی ہے۔ بڑا برکت والا ہے وہ جس نے آسمان

۱ ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج کافی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہماری ولایت پانیوں کے اوپر پیش کی پھر جس جس نے ہماری ولایت قبول کی وہ تو شیریں اور عمدہ ہو گیا اور جس نے ہماری ولایت کا انکار کیا اسی کو خدائے تعالیٰ نے کڑوا کر دیا۔

۲ حجراً محجوراً اس سے مراد ہے ایسی زبردست روک کہ ایک دوسرے کے مزے کو بدلنے نہیں پاتا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جہاں دریائے دجلہ سمندر میں داخل ہوتا ہے وہاں اس آیت کی حسی مثال موجود ہے کہ میٹھا پانی میلوں کھاری پانی کو چیرتا ہوا چلا جاتا ہے اور ذرا اس کے مزے میں فرق نہیں آتا۔

۳ فجعلہ نسباً وصھرا امالی میں بروایت انس ابن مالک جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ انس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا علی مرتضیٰ آپ کے بھائی ہیں؟ فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے سمجھا دیجئے کہ علی آپ کے بھائی کیوں کر ہیں؟ فرمایا خدائے عزوجل نے آدم کو پیدا کرنے سے تین ہزار برس پہلے عرش کے نیچے ایک پانی پیدا کیا اور اس کو ایک سبز موتی میں جگہ دی۔ پھر موتی کو کہاں رکھا اس کا علم خدا کو ہے۔ جب آدم کو پیدا کیا تو اس موتی میں سے اس پانی کو صلب آدم میں پہنچا دیا پس اسی طرح وہ پانی ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں پہنچا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اس کے برابر کے دو حصے کر دیئے۔ اس میں سے نصف میرے والد عبداللہ کے صلب میں قرار دیا اور نصف میرے

سجدہ ع

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ
اور وہ وہی ہے جس نے رات کو اور دن کو اس شخص کیلئے جو ذکر کرنا چاہے
اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی
یا شکر ادا کرنا چاہے ایک دوسرے کا قائم مقام بنا دیا۔ اور خدائے رحمان کے بندے وہ ہیں جو
الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾
زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں سلامت رہو۔
وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ
اور جو رات کو اپنے پروردگار کی حضور میں سجدہ کرتے کرتے اور نماز پڑھتے پڑھتے بسر کر دیتے ہیں اور جو یہ کہتے
رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾
ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم سے عذاب جہنم کو دور کر دے۔ یقیناً اس کا عذاب پائدار ہوگا۔
اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ
بیشک وہ قرار وقیام کے لئے بہت ہی بری جگہ ہے اور وہ لوگ جس وقت کچھ خرچ کرتے ہیں
یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِیْنَ لَا
تو نہ ضرورت سے زاید صرف کرتے ہیں اور نہ کمی کرتے ہیں بلکہ ان کی گزران بین بین ہوتی ہے۔
یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ
اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہیں بنا لیتے اور کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کر دیا ہے
اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾
ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو ایسا فعل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔
یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا
قیامت کے دن اس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اس میں ذلیل ہو کر رہے گا سوائے اسکے
مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ
جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پس وہی تو ہیں جن کی بدیوں
سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جو شخص توبہ کرے
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِیْنَ لَا
اور نیک عمل بجا لائے تو وہی تو اللہ کی طرف پورا پورا رجوع ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کے خاص بندے

۱ جعل اللیل والنہار خلفۃ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تمہاری رات کی عبادت میں سے جو کچھ باقی رہ گئی ہو اسے دن میں قضا کے طور پر بجا لاؤ کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، پھر حضرت نے یہی آیت پوری تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص سے رات میں جو کچھ فوت ہوا ہو اس کی قضا دن میں بجا لائے اور جو کچھ دن میں فوت ہوا ہو اس کی قضا رات کو بجا لائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ یہ بات آل محمد کے اسرار پوشیدہ میں سے ہے۔

۲ الذین یمشون علی الارض ہوناً تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ خدا کے ان بندوں کی تعریف ہے جو جماعت انسانی کے مطابق زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ نہ ان کی چال میں کوئی بناوٹ ہوتی ہے اور نہ اکڑ فوں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے۔ فرمایا ائمہ علیہم السلام مراد ہیں جو اپنے دشمنوں کے خوف سے زمین پر پوشیدہ اور آہستہ چلتے پھرتے ہیں۔

۳ یبیتون لربہم سجداً و قیاماً تفسیر قمی میں ہے کہ رات کی تخصیص اس ذکر میں اس لئے کی گئی ہے کہ رات کی عبادت بہت سخت ہوتی ہے اور ریا سے بہت بچی ہوئی۔

۴ غراماً تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ غرام کے معنی میں ایسا لازم جو کبھی جدا ہی نہ ہو (اسی سے ہے غریم یعنی سخت تقاضا کرنے والا قرض خواہ جسے فارسی میں بدھیرا اور ہندی میں کھل اپاڈ کہتے ہیں۔

۵ لم یسرفوا ولم یقتروا تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جس شخص نے اسراف حق میں کچھ دیا اس نے تو اسراف کیا اور جس نے کسی حق کو روکا اس نے کمی کی اور جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں کو زیادہ خرچ ہو جائے مگر اسراف نہیں ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اسراف اس میں ہوتا ہے جو مال کو ضائع کرے اور بدن کو نقصان پہنچائے۔ عرض کیا گیا کہ اقتدار کیا ہے؟ فرمایا شخص نمک سے روٹی کھانا جس حال میں کہ تم اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہو۔ پھر عرض کیا گیا کہ میاندروی کیا ہے؟ فرمایا کہ دونوں وقت روٹی گوشت کھانا (باقی صفحہ میں پڑھئے)

يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ
بدی کی جگہ حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بیہودہ چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ اور جس وقت
اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾
ان کو ان کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اور وہ یہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری ازواج کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی
اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ
ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ ان ہی کو ان کا صبر کرنے کے معاوضہ میں اونچا مقام
بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
دیا جائے گا اور اس میں ہر طرف سے ان کو مبارک باد دی جائے گی اور سلام کیا جائے گا ہمیشہ اسی میں رہیں گے
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا
وہ کیسی اچھی جائے قرار ہے اور کیسا اچھا مقام۔ تم کہہ دو کہ اگر تم دعا نہ کرتے ہوتے تو میرا پروردگار تمہاری کچھ پروا نہ کرتا۔
دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾
اب یقیناً جھٹلایا ہے تو آگے چل کر یہی تکذیب تمہارے گلے کا ہار ہوگی۔

حروفها ۵۶۸۹ سورة الشعراء مكية كلماتها ۱۳۴۷
سورہ شعراء مکہ میں نازل ہوا
رکوعها ۱۱ — اياتها ۲۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ
طسم۔ یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ شاید تم اس بات پر
نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ
اپنی جان دینے والے ہو کہ یہ کہ یہ مومن کیوں نہیں ہو جاتے۔ اگر ہم چاہیں
السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ
تو آسمان سے ایسی نشانی ان پر نازل کر دیں کہ ان کی گردنیں اسکے آگے جھک جائیں۔ اور ان کے پاس
مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾
خدا کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہیں آتی کہ اس سے روگردان نہ ہوتے ہوں اور انہوں نے یقیناً

لا یشهدون الزور۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ زور سے مراد غنا (راگ راگنی) ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد غنا بھی ہے اور لہو و لعب کے کل مجلسے بھی۔

۲ واذا مروا باللغو مروا کراماً
تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا ارادہ مرد یا عورت کے اعضاء نہانی کے ذکر کرنے کا ہو تو لفظ کنایۃً ذکر کر دیتے ہیں۔

۳ وجعلنا للمتقین اماماً
المناقب میں سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ واللہ یہ پوری آیت جناب امیر المومنین کی شان میں خاص ہے وہ حضرت اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ربنا هب لنا من ازواجنا

اس سے مراد ہیں جناب ع فاطمہ زہرا و ذریتنا یعنی حسن اور حسن قرۃ اعین اس سے یہ مطلب ہے کہ جناب امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ واللہ میں نے اپنے پروردگار سے کبھی نہ ایسے بیٹے کا سوال جو بہت خوبصورت ہو اور ایسے بیٹے کا سوال کیا جو کشیدہ قامت ہو۔ بلکہ میں نے ہمیشہ ایسی اولاد کی خواہش کی جو خدا کے مطیع اور اس خائف و ترساں ہوں تاکہ حالت اطاعت و عبادت میں جب میری نظر ان پر پڑے تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

واجعلنا للمتقین اماما
اس سے مطلب یہ ہے کہ جو متقی ہم سے پہلے گذر گئے ہیں ان کی تو ہم اقتدا کریں اور جو متقی ہمارے بعد ہونے والے ہیں وہ ہماری اقتدا کریں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا سے سوال تو بہت بڑا کیا ہے کہ عام لوگوں کو

متقین کا امام بنا دے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ یا ابن رسول اللہ پھر یہ کیوں کر ہے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ نے تو منزل (۵) یوں نازل کی تھی واجعل لنا من المتقین اماما۔

قول مترجم: عوام الناس جمع معنی لیتے ہیں یہ اعتراض ان پر ہے مگر پہلے معنی پر۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی نیچے میں پڑھئے)

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦﴾

جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اس کی خبریں ان کے پاس آجائیں گی۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ

کیا انہوں نے زمین کی طرف غور سے نہ دیکھا کہ ہم نے کتنی قسم کے عمدہ عمدہ نباتات کے جوڑے اس میں پیدا

كَرِيمٍ ﴿٧﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

کر دیئے ہیں۔ بیشک اسی میں نشانی موجود ہے۔ حالانکہ ان میں سے بہت ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٩﴾ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ

اور یقیناً تمہارا پروردگار تو ضرور غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جس وقت تمہارے رب نے موسیٰ کو آواز دی

ع ۱

ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ﴿١١﴾ قَالَ

کہ تم ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ کہ یہ کیوں نہیں ڈرتے؟ انہوں نے عرض کی کہ

رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا

اے میرے پروردگار میں اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ تنگ ہوتا ہے

يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ

اور میری زبان نہیں چلتی پس تو ہارون کے پاس (بھی وحی) بھیج دے۔ اور میرے ذمے ان کا ایک قصور بھی ہے۔

فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا

پس میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ فرمایا نہیں نہیں اب تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ

مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ

ہم تمہارے ساتھ سننے والے موجود ہیں۔ اب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے یہ کہو کہ ہم

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ

تمام عالموں کے پروردگار کے رسول ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ فرعون نے کہا کیا

نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾

ہم نے تجھ کو اپنے گھر میں بچہ سا نہیں پالا اور تو اپنی عمر کے چند برس یہاں رہا سہا۔

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾

اور تو نے وہ کرتوت کی جو تجھ بھی کی اور تو احسان فراموش ثابت ہوا

قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا

موسیٰ نے فرمایا کہ یہ فعل تو میں نے اسوقت کیا تھا جب کہ میں راستہ بھول کر گیا تھا اسوقت جب کہ میں تم سے ڈرا تو میں خود ہی تم سے بھاگ

لے الم نربك فينا وليدا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو وہ اس کے دروازے پر آئے اور اس کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو ان کو اجازت نہیں ملی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے دروازے پر ایک عصا مارا کہ تمام دروازے ٹوٹ کر کھل گئے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس اندر آئے اور اس کو اطلاع دی کہ میں تمام عالموں کے پروردگار کا فرستادہ ہوں اور اس سے درخواست کی کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اس پر فرعون نے وہ کچھ کہا جس کو خدائے تعالیٰ نے حکایۃً الم نربك فينا سے وانت من الكافرون تک بیان فرمایا ہے۔

خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾
گیا تھا اور اب تو میرے پروردگار نے مجھے حکمت عطا کی ہے اور مجھے رسولوں میں سے قرار دیا۔
وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ
وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے یہی ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے
فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فرعون نے کہا کہ تمام عالموں کا پروردگار کیا ہے؟ موسیٰ نے فرمایا کہ آسمانوں کا اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا
اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کا پروردگار اگر تم اس کا یقین کرنے والے ہو۔ فرعون نے اپنے گرد و پیش والوں سے کہا
تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ
کیا تم غور سے نہیں سنتے؟ موسیٰ نے فرمایا کہ تمہارے پروردگار اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار۔ فرعون نے کہا
رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ
کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے موسیٰ نے فرمایا کہ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾
مشرق و مغرب کا پروردگار اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا اگر تم عقل رکھتے ہو۔
قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾
فرعون نے کہا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تم کو قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ
موسیٰ نے فرمایا اگر میں تیرے پاس ایک واضح چیز لایا ہوں۔ تو بھی؟ فرعون نے کہا کہ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ
اگر تو سچا ہے تو لا دکھلا پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ یکایک ایک ظاہر اژدہا بن گیا۔ اور
يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا
اپنا ہاتھ جو نکالا تو وہ یکایک تمام دیکھنے والوں کو روشن نظر آیا۔ فرعون نے اپنے گرد و پیش کے درباریوں سے کہا کہ یہ
لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۡ
بڑا ماہر جادوگر ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔
فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ
پس تم کیا حکم یعنی رائے دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دے کہ

۱ رب السمٰوٰت والارض وما بینھما کافی میں جناب امیر المومنین سے خطبہ جوامع التوحید میں منقول ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے نہ اس کی صفات کلی بیان کیں نہ جزئی۔ بلکہ انہوں نے اس کے افعال بیان کئے اور اس کی ظاہری نشانیوں سے اس کا پتہ بتلایا۔ وجہ یہ ہے کہ افعال ظاہر چیزیں ہیں۔ جن کے آثار سب کو دکھائی دیتے ہیں اور صفات کا سمجھنا عقل پر موقوف ہے جو کفار و مشرکین میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔

۲ فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو فرعون کے ہم نشینوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو بھاگ نہ گیا ہو اور فرعون پر اس قدر رعب چھا گیا کہ اس کا دل قابو میں نہ رہا اور اس نے گھبرا کر کہا کہ اے موسیٰ میں تم کو خدائی اور اپنے حق پروردش کی قسم دیتا ہوں کہ اس اژدہا کو مجھ سے روک لو پس حضرت نے اسے روک لیا۔ پھر ید بیضا کا معجزہ دکھلایا۔ مگر جس وقت موسیٰ نے عصا کو لیا ہے اس وقت فرعون اپنے آپے میں آیا اور قصد کیا کہ موسیٰ کی تصدیح کرے مگر ہامان نے الٹ کر کہا کہ اب تک تو تو خود خدا تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی اور اب تو ایک بندے کا تابع بنا جاتا ہے۔

حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ
وہ تیرے پاس تمام اعلیٰ درجہ کے جادو گر اکٹھے کرلائیں۔
لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ
پس ایک معین دن کے مقررہ وقت پر سب جادو گر اکٹھے کرلیے گئے۔ اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کیا
مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾
تم سب بھی جمع ہوجاؤ گے؟ تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں تو ہم ان ہی کی پیروی کریں۔
فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا
پس جب جادوگر آگئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہم کو کچھ صلہ بھی ملے گا؟
نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾
اس نے کہا کہ ضرور اور اس صورت میں تم مقرب بھی ہوجاؤ گے۔
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ
موسیٰ نے کہا کہ جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں
وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى
اور لکڑیاں ڈالیں اور یہ کہا کہ فرعون کی عزت کی قسم ضرور ضرور ہم ہی غالب رہیں گے
مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ
پس موسیٰ نے عصا ڈالا تو دیکھتے کیا ہے کہ جو ڈھکوسلا انہوں نے بنایا تھا وہ ہے کہ سب کو ہڑپ کیے جاتا ہے پس جادوگر
سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى
بے اختیار سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم تمام عالموں کے پروردگار پر یعنی موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لائے
وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ
فرعون نے کہا کہ کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اسکے کہ میں نے تمہیں اجازت دی ہو
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
ضرور وہی تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ تو خیر کچھ عرصہ کے بعد تم کو معلوم ہوجائے گا۔
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ
ضرور ہے کہ میں تمہارے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور ضرور تم سب کو سولی دے دوں گا۔
اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۚ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ
انہوں نے کہا کچھ ہرج نہیں ہم یقینا اپنے پروردگار کی حضور میں پلٹ جائیں گے۔ ہماری

ہمارے برابر کوئی جادوگر نہیں۔ پس اگر ہم موسیٰ پر غالب آگئے تو تیری طرف سے کیا ملے گا؟ کہا کہ اس صورت میں تم کو تقرب حاصل ہوگا۔ اور میں تمہیں سلطنت میں شریک کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر موسیٰ ہم پر غالب آگیا اور ہمارے سحر کو باطل کردیا تو ہم یہ جان لیں گے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ جادو نہیں ہے لہٰذا ہم اس پر ایمان لے آئیں گے اور

۱ بعزۃ فرعون انا لنحن الغالبون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ انہوں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لئے کھائی کہ ان کے دلوں میں یہ بات جمی ہوئی تھی کہ ہم کو غلبہ ضرور حاصل ہوگا اور جادو کی قسم سے جو لانا ممکن تھا وہ اعلیٰ سے اعلیٰ لا موجود کیا۔ نیز یہ قسم بھی جاہلیت کی قسموں میں سے ہے اور اسلام میں سوائے خدائے تعالیٰ کی ذات کے اور کسی چیز کے ساتھ قسم کھا کر حلف اٹھانا جائز نہیں ہے۔

۲ فالقی السحرۃ ساجدین تفسیر صافی میں ہے کہ ایک تو اس علم کے سبب کہ موسیٰ نے جو کچھ دکھایا وہ سحر کے ذریعہ سے نہیں ہوسکتا۔ دوسرے یہ کہا کہ اس واقعہ کو جن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں نے جس وقت موسیٰ کا معجزہ دیکھا تو ان کے دل ان کے قابو میں نہ رہے اور ان کی یہ حالت ہوئی گویا ان کو کسی نے پکڑ کر سجدہ میں ڈال دیا۔

۳ انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے بعض باتیں تو تمہیں سکھائیں اور بعض نہ سکھائیں۔ اس لئے تم پر غالب آگیا یا یہ کہ تم نے آپس میں ساز باز کرلی۔ غرض فرعون کی اس قسم کے بیانات سے یہ تھی کہ اسکی معاملے کو اپنی قوم پر مشتبہ کردے تاکہ وہ یہ نہ سمجھنے پائیں کہ جادو گر حق ظاہر ہونے پر سمجھ بوجھ کر ایمان لائے ہیں۔

۴ لا ضیر انا الی ربنا منقلبون تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرعون و ہامان دونوں نے جادو سیکھا تھا اور جادو ہی کے زور سے لوگوں پر غالب تھے اور جادو ہی کے سبب سے فرعون خدائی کا دعویٰ کیا کرتا تھا۔ پس موسیٰ سے جس دن بحث ہوئی اس کی صبح کو تمام ملک مصر کے شہروں میں ہرکارے بھیج دیئے اور ایک ہزار جادوگر جمع کرلئے۔ پھر ان ہزار میں سے ایک سو منتخب کئے اور ان سو میں سے اسی رکھے۔ پس ان جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ تو تو جانتا ہی ہے کہ دنیا میں

(اس کی تفسیر صافی کے حوالے سے تفصیل گزر چکی ہے۔ ناقل تفسیر پڑھئے)

اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ط

خواہش یہ ہے کہ ہمارا پروردگار ہماری خطائیں بخش دے کہ ہم پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم راتوں رات میرے بندوں کو نکال لے جاؤ یہ نسرور ہے کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

پھر فرعون نے شہروں میں قاصد بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہ گروہ تو چھوٹا سا

قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾

ہے اور اس پر یہ لوگ ہمیں غصہ دلاتے ہیں۔ اور ہم سب کے سب مسلح جماعت ہیں

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾

پس ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عزت کے مکانوں سے نکال باہر کیا۔

كَذٰلِكَ ط وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾

ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور ہم نے آخر میں بنی اسرائیل کو ان کا وارث کر دیا پس سورج نکلتے نکلتے وہ ان کے پیچھے لگے۔

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ

پس جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے صحابی بولے کہ ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے فرمایا

كَلَّا ج اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ

ہرگز نہیں بیشک میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ عنقریب مجھ کو راستہ بتا دے گا چنانچہ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم

بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ ج

سمندر کو اپنے عصا سے مارو۔ مارا تو وہ پھٹ گیا اور اسکا ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کے مانند ہو گیا۔

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ ج وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ

اور دوسروں کو بھی ہم نے وہیں قریب کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو اور جو ان کے ساتھ تھے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ج ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَمَا

ان سب کو تو نجات دے دی پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔ یقیناً اس میں نشانی ہے۔

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

حالانکہ امت موسیٰ میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا پروردگار بڑا زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ

اور رحم کرنے والا ہے۔ اور تم ان کو ابراہیمؑ کا واقعہ پڑھ کر سنا دو۔ جس وقت کہ

۱ انکم متبعون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے چھ لاکھ آدمی بطور مقدمۃ الجیش روانہ کئے اور دس لاکھ آدمیوں کے ساتھ خود سوار ہوئے۔

۲ اضرب بعصاك البحر۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب موسیٰ سمندر کے قریب پہنچے اور ادھر فرعون بھی تعاقب کرتا ہوا آپہنچا تو اصحاب موسیٰ نے گھبرا کر کہا کہ ہم گرفتار ہو گئے۔ موسیٰ نے کہا ایسا ہو نہیں سکتا۔ موسیٰ نے کہا کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھ کو نجات دے گا پس جیسے ہی سمندر کے پاس پہنچے اس سے کہا کہ پھٹ جا۔ سمندر نے کہا کہ اے موسیٰ آپ اتنے بڑے ہو گئے کہ میں آپ کے کہنے سے پھٹ جاؤں حالانکہ میں نے ایک لمحہ بھر بھی خدا کی نافرمانی کبھی نہیں کی اور تم بنی آدمؑ میں بہت سے نافرمان موجود ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا کہ تو بھی اس سے خوف کر کہ کہیں تو بھی نافرمانوں میں سے نہ ہو جائے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ آدمؑ محض ترک اولیٰ کرنے پر جنت سے نکال لے گئے اور ابلیس نافرمانی کرنے پر ملعون قرار دیا گیا۔ سمندر نے کہا کہ میرا پروردگار عظیم ہے اس کا ہر امر قابل اطاعت ہے۔ اور کسی چیز کے لئے بھی یہ زیبا نہیں کہ اس کی نافرمانی کرے۔ اس پر یوشع ابن نون نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ کے پروردگار کا حکم کیا ہے؟ فرمایا کہ سمندر کے پار جانے کا حکم ہے۔ پس حضرت یوشع نے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اضرب بعصاك البحر پس موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس وہ پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا بڑے بڑے پہاڑ کے مانند ہو گیا اور سمندر میں بارہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل کے ہر گروہ نے اپنا اپنا راستہ لیا حالت تو یہ تھی کہ پانی بلند تھا اور نیچے کی زمین سورج کے پڑنے سے خشک ہو گئی تھی۔ جس گروہ میں موسیٰ تھے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے بھائی بند کہاں گئے؟ فرمایا اسی سمندر میں تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ گرا ہوں نے حضرت کے اس قول کی تصدیق نہ کی۔ پس خدائے تعالیٰ نے اس جمع شدہ پانی کو حکم دیا کہ اس سے روزن کھل گئے ایک دوسرے کو دیکھنے لگا اور باتیں کرنے لگا۔ فرعون اور اس کا لشکر بھی سمندر تک

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ

انہوں نے اپنے چچا سے اور اس کی قوم سے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو بتوں کی پرستش کرتے ہیں

لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ

اور انہی کے مجاور بنے ہوئے ہیں فرمایا آیا جب تم پکارتے ہو یہ تمہاری سنتے بھی ہیں؟

يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

یا تم کو نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ تو کچھ نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ

کرتے پایا فرمایا تم نے خیال بھی کیا کہ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا پوجتے کن چیزوں کو رہے ہو؟

وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾

پس یہ میرے تو یقینی دشمن ہیں ہاں پروردگار عالم یقینی دوست ہے جس نے مجھ

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِیْ هُوَ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾

کو پیدا کیا پس وہی راہ بتائے گا اور وہ وہی ہے جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور مجھے پانی پلاتا ہے

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ يُمِيْتُنِیْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾

اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور وہ وہی ہے جو مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِیْ خَطِيْٓـَٔتِیْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ

اور وہی ہے جس سے میں خواہش رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخش دے۔ اے میرے پروردگار

لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی

مجھے حکم خلافت حقیقی عنایت کر اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اور میرے لئے آخر آنے والوں میں سے ایک سچائی

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ

کی زبان مقرر فرما۔ اور مجھے نعمت والی جنتوں کے وارثوں میں سے قرار دے۔ اور میرے چچا کے گناہ

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا

بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور جس دن لوگ مبعوث کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کرنا

يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾

جس دن نہ مال کسی کو نفع پہنچائے گا اور نہ بیٹے سوائے اسکے جو سالم دل سے خدا کی حضور میں آئے

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾

اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی۔ اور جہنم گمراہوں کے لئے کھول دی جائے گی۔ اور

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۴۲)

پس فرعون خود اپنا گھوڑا بڑھا کر سمندر کے کنارے آیا۔ اس وقت اس کے منجم نے بہ اصرار کہا کہ آپ سمندر میں داخل نہ ہوجئے۔ مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور فرعون ایک بڑے عمدہ گھوڑے پر سوار تھا جو پانی میں جانے رکا۔ مگر اسی وقت جبرئیل امینؑ ایک مادیان پر سوار ہو کر آگئے اور سمندر میں داخل ہوئے۔ فرعون کا گھوڑا بھی مادیان کے پیچھے پیچھے داخل ہوگیا اور فرعون کے لشکر کے لوگوں نے یہ دیکھ کر اپنی اپنی سواریوں کو مار پیٹ کر انہی راستوں پر لڈا لایہاں تک کہ قبطیوں کا جب آخری آدمی سمندر میں داخل ہو چکا اسی وقت بنی اسرائیل کا آخری آدمی سمندر سے باہر ہو چکا تھا۔ پس، خدائے تعالیٰ نے ہواؤں کو حکم دیا کہ انہوں نے پانی کے ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دیا اور فرعون اور فرعون والوں پر پانی کے پہاڑ کے پہاڑ آگرے۔ پس فرعون نے اس وقت گھبرا کر یہ کہا امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنواسرائیل وانا من المسلمین۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۱۲ رکوع ۱۳) اس وقت جبرئیلؑ امینؑ نے کالی کیچڑ کا ایک لوندا اٹھا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ پھر کہا الآن و قد عصیت قبل و کنت من المفسدین۔ اس قصہ کا کچھ حصہ سورہ یونس اور سورہ طٰہٰ کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے۔

(حواشی صفحہ ھذا)

۱ واجعل لی لسان صدق فی الاخرین۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ لسان صدق جو خدائے تعالیٰ کسی شخص کے لئے آدمیوں میں مقرر کر دے۔ وہ اس مال سے بہتر ہے جسے وہ خود کھائے اور اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جائے۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ مراد ہے حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی کہ میری اولاد میں سے ہمیشہ ایک ایسے شیعہ کو مقرر کرتا رہ جو میرے اصل دین کی تجدید کرتا رہے اور تمام لوگوں کو ان ہی باتوں کی دعوت دیتا رہے جن کی میں دعوت دیتا رہا تو وہ محمدؐ و علیؑ اور ان کی اولاد میں جو امام ہوئے وہ ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ لسان صدق سے مراد امیر المومنینؑ ہیں (تائید کے لئے دیکھو پارہ ۱۶ رکوع ۱۲)

۲ واغفر لابی انه کان من الضالین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ دعا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا کے حق میں اس لئے کی جس کا وعدہ کر چکے تھے جس کا ذکر خدائے تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے وما کان استغفار ابراهیم لابیه۔ (باقی صفحہ ۴۴۴ پر ملاحظہ ہو)

وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ

ان سے کہا جائیگا کہ جن کی تم خدا کے سوا پرستش کیا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں۔ آیا وہ

يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ

کچھ تمہاری مدد کریں گے یا انتقام لیں گے؟ پھر وہ معبود بھی اور وہ گمراہ لوگ بھی۔

وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا

اور ابلیس کا لشکر بھی سب کے سب اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اور جہنم میں

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ

جب کہ وہ لڑتے ہوں گے یہ کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔ جب کہ

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ

ہم تم کو پروردگار عالم کی برابر کہتے دیتے تھے۔ اور ہم کو تو دوسرے گناہگاروں نے گمراہ کیا۔ پس اب نہ ہمارا

شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ

کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی دل سوز دوست پس اگر ہم کو واپس جانا ملتا تو ہم ضرور مومنوں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

میں سے ہو جاتے۔ بیشک اس میں نشانی موجود ہے۔ حالانکہ امت ابراہیم میں سے بہت سے ایمان لانے والے نہ تھے۔

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور بیشک تمہارا پروردگار وہی تو بڑا زبردست اور رحم کرنے والا ہے نوح کی قوم نے بھی پیغمبر

نُوْحِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

نوح کو جھٹلایا۔ جس وقت ان کے ہم قوم نوح نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ

میں تم سب کے لئے ایک امانتدار ہوں؟ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور میں تم سے اس پیغمبری کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو پروردگار کے ذمے رہا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

مگر تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وہ کہنے لگے ہم آپ پر ایمان لے آئیں اس حال میں

الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ

کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے؟ فرمایا جو کچھ وہ کرتے رہے ہوں اس کا تو مجھے علم نہیں اگر

(بقیہ صفحہ ۴۴۳)

الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۱۱ رکوع ۲)

۳ الا من اتی اللہ بقلب سلیم تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو حب دنیا سے محفوظ رہا ہو، کافی میں ہے کہ ان ہی حضرتؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے فرمایا قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو خدا کی حضور میں اس حال میں جائے کہ اس میں سوائے خدا کے اور کسی چیز کا خیال نہ ہو۔ نیز فرمایا کہ جس دل میں شرک یا شک ہے وہ اس سے خارج ہے۔ مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ صاحب قلب سلیم سے مراد ہے پکی اور صاف نیت رکھنے والا، اس لئے کہ شک اور شرک سے قلب کے سالم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کل معاملات میں خدا کے لئے نیت کو صاف رکھے۔

(حواشی صفحہ ہذا)

۱ فکبکبوا فیھا ھم والغاون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ کبکبوا تو کبکبہ سے ہے جس کے معنی ہیں قلابازی کھانا اور مطلب یہ ہے کہ قعر جہنم میں پہنچنے تک کتنی ہی مرتبہ ان کے پاؤں اور سر نیچے اوپر ہوں گے۔

۲ و جنود ابلیس کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ذریت شیطان۔

۳ تاللہ ان کنا لفی ضلال مبین۔ اذ نسویکم برب العالمین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ لوگ ان سے جن کی پیروی کیا کرتے تھے یہ کہیں گے کہ ہم نے تو تمہاری ویسی ہی اطاعت کی جیسی ہم نے اپنی اللہ کی اطاعت کی تھی۔ پس تم بھی گویا خدا ہو گئے تھے۔

۴ و ما اضلنا الا المجرمون کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان مجرموں سے مراد وہ شرک فی الامامت کرنے والے ہیں جن کی بنی امیہ اور بنی عباس نے اقتداء کی اور اس شرک میں ان کا پورا اتباع کیا۔ ان آیتوں میں محض امت محمد مصطفیٰؐ کا ذکر ہے۔ غیر قوموں مثل یہود و نصاریٰ کی کوئی فرد اس میں داخل نہیں ہے اور اس کی تصدیق (باقی صفحہ ۴۴۵ پر پڑھئے)

حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ
تم شعور رکھتے ہو تو ان کا حساب تو میرے پروردگار ہی کے ذمے ہے۔ اور میں تو مومنوں کو
الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ
نہ دھتکاروں گا۔ میں تو ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اے نوحؑ اگر تم باز نہ آئے
یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ
تو تم ضرور سنگساروں میں سے ہو جاؤ گے۔ نوحؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے
كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ
مجھے جھٹلایا پس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما اور تو مجھ کو اور جو ایمان لانے والوں میں سے ہیں ان کو نجات دے
الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ
پس ہم نے نوحؑ کو اور جو بھری ہوئی کشتی میں ان کے ساتھ تھے ان کو نجات دی
اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
پھر باقی ماندوں کو ہم نے ڈبو دیا۔ یقیناً اس میں نشانی ہے حالانکہ امت نوحؑ میں سے بہت سے ایمان لانے
مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ
والے نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا پروردگار بڑا زبردست اور رحم کرنے والا ہے (اسی طرح) قبیلہ
الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ
عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ جس وقت ان کے بھائی ہودؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ
میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔
عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ
اور میں اس رسالت کی تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو پروردگار عالم کے ذمے ہے
بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ
تم ہر اونچی جگہ پر بیکار نشانیاں بناتے ہو؟ اور مضبوط عمارتیں بناتے ہو گویا
تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ہمیشہ یہیں رہو گے؟ اور جب تم غضب میں آتے ہو تو غضب کے ظالم بن جاتے ہو۔ پس تم اللہ سے ڈرو
وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ
اور میری اطاعت کرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ایسی چیزوں سے مدد کی جن کو تم جانتے ہو۔ اس نے تمہاری چوپایوں سے اور

(بقیہ صفحہ ۴۴۴)
خدائے تعالیٰ کے ان اقوال سے ہو سکتی ہے کہ پہلی قوموں کا تو یوں ذکر کیا کذبت قوم نوح المرسلین اور کذبت عاد المرسلین کذبت ثمود المرسلین کذبت قوم لوط المرسلین کذب اصحاب الئیکۃ المرسلین۔ (ترجمہ کے لئے صفحات آئندہ دیکھئے اور یہود و نصاریٰ کا یوں ذکر فرمایا ہے وقالت الیھود عزیز ابن اللہ و قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ۔ (دیکھو پارہ نمبر ۸ رکوع ۱۰ ترجمہ کے لئے) سو یہود و نصاریٰ کو بھی عنقریب خدائے تعالیٰ داخل جہنم کر دے گا اور اسی طرح ہر نافرمان قوم کو بسبب ان کے اعمال کے اب یہ حالت خدائے تعالیٰ اس وقت کی بیان فرماتا ہے جب کہ وہ سب جہنم میں جمع ہو جائیں گے تو اس وقت بنی امیہ اور گمراہ اور ان کے مسلک پر چلنے والے یہ کہیں گے کہ ہمیں تو ان سرگردہوں نے گمراہ کیا اس لئے کہ یہی ہم کو اپنے راستے پر چلنے کی دعوت کر گئے تھے۔ اسی کو دوسرے موقع پر خدائے تعالیٰ یوں ذکر فرما چکا ہے کلما دخلت امۃ لعنت اختھا حتی اذا ادارکوا فیھا جمیعا قالت اخراھم لاولٰھم ربنا ھٰؤلاء اضلونا فاٰتھم عذابا ضعفا من النار۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ سطر)

۵ فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم المحاسن میں جناب امام جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ شافعین تو ائمہ ہی اور صدیق مومنین میں سے ہوں گے۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؒ اور جناب امام جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ واللہ ہم اپنے گناہگار شیعوں کی ضرور شفاعت کریں گے یہاں تک کہ جب ہمارے دشمن یہ حالت دیکھیں گے تو یہ کہیں گے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم کافی میں جناب امام محمد باقرؒ سے منقول

ہے کہ شفاعت ضرور کی جائے گی مگر ناصبی کے بارے میں نہیں۔ اور ایک مومن اپنے پڑوسی کے بارے میں جس نے ایک نیکی بھی نہ کی ہوگی شفاعت کرے گا اور یہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار یہ میرا پڑوسی ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہ دیتا تھا۔ پس خدائے تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں تیرا پروردگار ہوں اور میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری

طرف سے معاف دوں چاہے تو پروردگار عالم اپنے بندوں کی اس ایک نیکی کو دیکھ کر اسے جنت میں داخل کر دے گا اور ان کی (باقی صفحہ ۴۴۶ پر)

بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَّجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
بیٹوں سے اور باغوں سے اور چشموں سے مدد کی ہے۔ بیشک میں تمہارے لئے بڑے دن کے عذاب
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ
سے ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے یکساں ہے خواہ آپ نصیحت کریں یا نصیحت
الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾
کرنے والے نہ بنیں۔ یہ تو پہلوں سے ہوتی ہوئی چلی آنے والی عادت ہے۔ اور ہم پر عذاب ہونا نہیں۔
فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
سو اسے انہوں نے تو ہودؑ کی تکذیب کی اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ بیشک اس میں ایک نشانی ہے
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ ع ۱۸
حالانکہ امت ہود میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار زبردست اور رحم کرنے والا ہے۔
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
اسی طرح قبیلہ ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جس وقت کہ ان کے بھائی صالحؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس رسالت
مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا
کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔ کیا تم یہاں کی چیزوں میں
هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا
باغات میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجور کے درختوں میں جن کی کلیاں ٹوٹی پڑی
هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ہیں امن کی حالت میں چھوڑ دیے جاؤ گے۔ اور دانائی سے پہاڑوں کو تراش تراش کر مکانات بناتے رہو گے؟
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ
پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور ان زیادتی کرنے والوں کا جو
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾
زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے کہنا نہ مانو انہوں نے کہا کہ سوائے اس کے
مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
نہیں ہے کہ تم پر جادو کا اثر ہے تم ہم ہی جیسے تو ایک آدمی ہو۔ پس اگر تم سچے ہو کوئی نشانی لاؤ۔

(بقیہ صفحہ ۴۴۵)
کو یہ حق عطا فرمائے گا کہ وہ تیس آدمیوں کی شفاعت کر سکے۔ اس موقع پر جہنمی یہ کہیں گے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم

(حواشی صفحہ نمبر ۴۴۵)
لہ تبنون بکل ریع آیۃ تعبثون تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ہر عمارت جو بنائی جائے گی قیامت کے دن اپنے بنانے والی پر وبال ہوگی سوائے اتنی کے جتنی کی اس کو واقعی ضرورت تھی۔
لہ بطشتم جبارین تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غضب و غصہ سے ناحق قتل کرتے ہیں۔

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ

فرمایا کہ یہ اونٹنی نشانی بھی موجود ہے ایک دن کا پانی اس کے لئے ہوگا اور ایک مقررہ دن کا پانی تم سب کے لئے

مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

اور اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم کو بڑے دن کا عذاب آلے گا۔

عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ

پس انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر پشیمان ہوئے پھر ان کو عذاب نے آلیا۔

الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾

بیشک اس میں نشانی ہے۔ حالانکہ امت صالحؑ میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ

اور بیشک تمہارا پروردگار ضرور زبردست اور رحم کرنے والا ہے اسی طرح قوم لوط نے بھی

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّيْ

رسولوں کو جھٹلایا جس وقت ان کے بھائی لوطؑ نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ

بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ

اس رسالت کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔

الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ

کیا تم ساری خدائی میں سے مردوں ہی کے پاس جاتے رغبت کرتے ہو۔ اور ان کو چھوڑ دیتے ہو

اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

جو تمہاری ازواج میں سے تمہارے لئے پیدا کی ہیں بلکہ تم زیادتی کرنے والے ہو۔ وہ بولے کہ

يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ

اے لوطؑ اگر تم باز نہ رہے تو تم ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔ لوطؑ نے کہا کہ میں تمہارے اعمال کو سخت ناپسند کرنے والوں میں سے ہوں

الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ ؕ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو جو عمل یہ کرتے ہیں اس کے وبال سے نجات دے پس ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾

سب کو نجات دی سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا

لے لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ پہلا چشمہ جو خدائے تعالیٰ نے اس سرزمین کو پھاڑ کر جاری کیا وہ صالح علیہ السلام کے لئے تھا۔ جس کے بارے میں انہوں نے یہ فرمایا کہ ایک دن کا پانی یہ اونٹنی پیا کرے اور ایک دن کا تم سب۔

ع ۸ ۱۹ ۱۲

ے فعقروھا تفسیر صافی میں ہے کہ کونچیں کاٹنے کے فعل کی نسبت جو خدائے تعالیٰ نے سب کی طرف فرمائی ہے حالانکہ کونچیں کاٹنے والا ایک ہی شخص تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ فعل سب کی رضامندی سے کیا گیا تھا اسی وجہ سے عذاب میں سب کے سب گرفتار کئے گئے۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ آدمی کسی معاملے کی رضامندی میں بھی جمع ہو سکتے ہیں اور ناراضی میں بھی۔ چنانچہ قوم ثمود کے ناقے کی کونچیں تو ایک شخص نے کاٹی تھیں اور چونکہ اس فعل پر راضی سب کے سب تھے اس لئے خدائے تعالیٰ نے عذاب میں سب کو عام طور پر شریک رکھا اور ذکر بھی سب کا عمومیت سے فرمایا

فعقروھا فاصبحوا نادمین اور حالت ان کی یہ ہوئی کہ ان کی زمین اس طرح دھنس گئی جیسے نرم زمین میں پگھلا ہوا سیسہ بیٹھ جاتا ہے۔

وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
اور ان پر پتھروں کا مینہ برسایا پس ان لوگوں کا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا تھا کیا برا مینہ تھا۔ بیشک اس میں ایک نشانی ہے
لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ
حالانکہ امت لوطؑ میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار ضرور زبردست اور رحم
الرَّحِيۡمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ لۡـَٔيۡكَةِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ
کرنے والا ہے اسی طرح بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جس وقت کہ شعیبؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم
شُعَيۡبٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّىۡ لَكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
خدا سے نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو
وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى
اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے رسالت کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔
رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾
پیمانے پورے کرو اور نقصان دینے والے نہ بنو۔ اور ٹھیک ترازو سے تولو۔
وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ
اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ پہنچاؤ اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔
اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِىۡ
اور جس نے تم کو اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ہے اس سے ڈرو۔
خَلَقَكُمۡ وَالۡجِبِلَّةَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ﴿۱۸۵﴾
وہ بولے کہ تم پر تو جادو کر دیا گیا ہے
وَمَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۱۸۶﴾
اور تم ہم ہی جیسے تو آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں
فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۸۷﴾
پھر اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دو۔
قَالَ رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ
فرمایا جو کچھ بھی تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے پس ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی
الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ
پھر ان کو سائبان کے دن والے عذاب نے آلیا۔ بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس میں نشانی ہے۔

فاخذھم عذاب یوم الظلۃ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں گرمی کے دن اور بادسموم چلنے کے دن۔ صاحب تفسیر قمی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھروں میں سخت گرمی معلوم ہوئی تو وہ اپنے گھروں سے نکلے، اور راحت پانے کے لئے ایک بادل کی طرف بڑھے جسے خدائے تعالیٰ نے ان کو عذاب دینے کے لئے بھیجا تھا پس جیسے ہی اس کے سائے میں پہنچے تو ان پر وہ حالت گزری جسے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے واخذ الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جاثمین۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۲۱ رکوع ۵) اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سات دن ان پر گرمی مسلط رکھی کہ ان کی نہریں بھی خشک ہوگئیں۔ پھر ایک بادل ان پر سایہ کرنے کو بھیجا جس کے نیچے وہ سب جمع ہو گئے پھر اسی سے ان پر آگ برسادی کہ وہ سب جل کر رہ گئے۔

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾
حالانکہ اکثر بنت شعیب میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور تمہارا پروردگار زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔
وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ
اور یقیناً تمام عالموں کے پروردگار کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین نے اس کو صاف عربی زبان تمہارے قلب پر اتارا ہے
قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي
تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور ضرور اس کا ذکر پہلی کتابوں میں
زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي
موجود ہے۔ کیا یہ ان کے لئے کوئی نشانی نہیں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے علماء اس سے
إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا
واقف ہیں؟ اور اگر ہم نے اس کو کسی عجمی پر اتارا ہوتا اور وہ ان کے سامنے پڑھتا
كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا
تو وہ اس پر بھی ایمان لانے والے نہ ہوتے۔ اسی طرح ہم نے گناہگاروں کے دل میں (ان کے اصرار کے سبب سے)
يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ
یہ بات ڈال دی ہے جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھیں گے ایمان نہ لائیں گے۔ اور وہ عذاب بھی ان کو یکا یک آلے گا
لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا
اور ان کو خبر تک نہ ہوگی۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ کیا ہم کو مہلت دی جا سکتی ہے؟ کیا یہ ہمارے عذاب
يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا
کی جلدی مچا رہے ہیں۔ کیا تم نے غور کیا کہ اگر ہم ان کو کچھ برسوں تک فائدہ پہنچا دیں۔ پھر بھی ان پر وہ آئے گا
كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَا
جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (اور) جن چیزوں سے یہ نفع اٹھا چکے ہیں وہ ان کو کچھ فائدہ نہ دیں گی۔
أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا
اور ہم نے کوئی بستی بھی ایسی برباد نہیں کی کہ جہاں آگاہ کرنے کے لئے ڈرانیوالے نہ آئے ہوں
ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا
اور ہم ظالم نہیں ہیں۔ اور اس کلام کو شیاطین نے کر نہیں اترے۔ اور نہ وہ اس لائق ہی تھے
يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾
اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے تھے۔ یقیناً وہ تو (فرشتوں کا کلام) سننے سے بھی ہٹا دیئے گئے ہیں

۱۹ نزل بہ الروح الامین تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد جبرئیل امینؑ ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کی وحی کے امین ہیں اس کی قرأت۔ یوں بھی آئی ہے نزل بہ الروح الامین کافی اور البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جو کچھ لے کے آئے تھے اس سے مراد ولایت جناب امیر المومنینؑ ہے۔ تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت جناب امیر المومنینؑ ہے جو بروز شہندیر نازل ہوئی۔

۲ بلسان عربی مبین۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت جناب امام محمد باقرؑ منقول ہے کہ خدا نے جو کتاب اور جو وحی نازل فرمائی وہ عربی زبان میں نازل کی مگر ہر نبی کے کان میں ان کی قوم کی زبان میں آواز پہنچتی تھی اور ہمارے نبی اس کو عربی ہی زبان میں سنتے تھے اور جب وہ اپنی قوم کو سناتے تھے تو عربی ہی زبان میں سناتے تھے اور عربی میں وہ لوگ سنتے تھے۔ اور جب کوئی شخص جناب رسولؐ خدا سے بات کرتا تھا تو خواہ وہ کسی زبان میں بات کرے مگر آنحضرتؐ کے کانوں میں اس کا کلام عربی زبان میں پہنچتا تھا۔ سبب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کو یہ بزرگی خدائے تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوئی تھی کہ جبرئیل امینؑ آنحضرتؐ کے لئے ترجمہ کرتے جاتے تھے۔

۳ وانہ لفی زبر الاولین تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولادت جناب امیر المومنینؑ کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی آچکا ہے۔

۴ اولم یکن لھم ایۃ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے کہ اولم تکن لھم ایۃ اس کا مطلب یہ ہے کہ علمائے بنی اسرائیل ان صفات کے ذریعے سے جو ان کتابوں میں درج ہیں جناب رسولؐ خدا کو پہچانتے ہیں تو کیا اہل عرب کے لئے اس بات میں ثبوت جناب رسولؐ خدا اور صحت کلام خدا کی کافی حجت موجود نہیں ہے۔

۵ ولو نزلناہ علی بعض الاعجمین تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس قرآن کو ہم عجم پر نازل کرتے تو عرب اس پر بھی ایمان نہ لاتے اور اب کہ یہ عرب پر نازل کیا گیا ہے جس کو یہ سمجھتے ہیں تو اس پر ایمان نہیں لاتے۔

منزل (۵)

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ

پس اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جن کو عذاب دیا جائے گا۔

عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

اور اپنے بہت قریب کے قبیلے والوں کو ڈراؤ۔ اور مومنین میں سے جو تمہارے پیرو ہیں ان سے بتواضع پیش آؤ۔

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ

پھر اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو کہدو کہ جو عمل تم کرتے ہو میں اس سے بری ہوں۔

عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي

اور اس زبردست (اور) رحم کرنے والے پر بھروسا رکھو۔ جو اس وقت بھی تم کو دیکھتا رہا ہے جب تم نبوت پر قائم ہوئے۔

السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ

اور سجدہ کرنے والوں (کے صلب ورحم) میں تمہارے منتقل ہونے کو (بھی دیکھتا رہا) بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے

تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ

کیا میں تم کو اس بات کی خبر دوں شیطان کن (کن) پر اترتے ہیں؟ ہر جھوٹے گناہگار پر اترتے ہیں۔

وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ

اور وہ ان کی باتوں پر کان دھرتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور منہ سے کچھ کہتے ہیں جو کرتے نہیں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

ہاں وہ لوگ مستثنے ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی اور بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا

مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

انہوں نے بدلہ لیا۔ اور عنقریب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے یہ جان لیں گے کہ کس کروٹ وہ پلٹے ہیں۔

حروفها ۴۸۷۹ سورة النمل مكية كلماتها ۱۱۶۷

سورۂ نمل مکہ میں نازل ہوا

آیاتها ۹۲ رکوعها ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى

طٰسٓ یہ قرآن مجید اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ان مومنوں کے لئے ہدایت

لے وانذر عشیرتك الاقربین تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے آگے و رهطك منهم المخلصین بھی نازل ہوئی تھی یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور جس وقت نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے کل بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس آدمی تھے اور ان میں سے ہر ایک ایک سالم بکرا کھایا جایا کرتا تھا اور ایک ایک مشک پانی پی جاتا تھا اور ان کے لئے تھوڑا سا کھانا میسر تھا تیار کیا اسی کو سب نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میرا وزیر میرا وصی میرا خلیفہ کون ہوگا؟ اور ابولہب نے کہا کہ محمدؐ نے تم پر یقیناً جادو کیا اور سب وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے دن بھی آنحضرتؐ نے ایسا ہی حکم دیا اور اسی طرح ان کو کھانا کھلایا گیا۔ پھر ان سب کو دودھ پلایا۔ یہاں تک کہ وہ سب سیر و سیراب ہو گئے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے میرا وزیر، میرا وصی، میرا خلیفہ کون ہوگا؟ ابولہب نے پھر کہہ دیا کہ محمدؐ نے تم پر جادو کر دیا اور وہ سب چل دیئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو جناب رسولؐ خدا نے پھر وہی حکم دیا اور ان سب کو جمع کر کے کھانا کھلایا اور سب کو دودھ پلایا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو میرا وصی اور میرا وزیر بنے اور میرے وعدے پورے کرے۔ اور میرا فرض ادا کرے۔ پس علیؑ مرتضیٰ جن کا سن سب سے کم اور پنڈلیاں سب سے پتلی اور بحیثیت مال بھی سب سے کم تھے کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ میں حاضر ہوں اور فرمایا بیشک تم ہی ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں اہل سنت کی روایت سے بھی قریب قریب یہی مضمون نقل ہوا ہے۔ اور آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ سن کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ لو اب تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو کہ تمہارے بھتیجے نے اس کو تم پر حاکم بنا دیا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ رهطك منهم المخلصین کا یہ مطلب لکھا ہے کہ اس گروہ سے مراد جناب علی ابن طالبؑ، حمزہؓ، جعفرؓ، حسنؑ، حسینؑ اور باقی ائمہ معصومینؑ ہیں۔ (اس کے متعلق باقی روایات اور

اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

اور بشارت ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور آخرت پر وہ (پورا پورا) یقین رکھتے ہیں۔ بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ہم نے ان کے اعمال کو ان کے لئے زینت دے دیا ہے پس وہ (خود ہی) سرگردان ہیں۔

لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِنَّكَ

وہ وہی ہیں جن کے لئے سخت عذاب ہے اور وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے اور یقیناً

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ

تم کو یہ قرآن صاحب حکمت (و) علم کے پاس سے سکھایا جاتا ہے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھ لی ہے میں بہت جلد اس کے پاس سے تمہارے پاس یا تو کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی دہکتا ہوا انگارا

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ

لاتا ہوں تاکہ تم تاپو۔ پس جب موسیٰ اس کے پاس پہنچے تو انکو آواز دی گئی کہ جو

فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸﴾ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ

اس آگ میں ہے وہ اور جو اس کے ارد گرد ہے وہ سب برکت دیے گئے ہیں اور اللہ تمام عالموں کا پروردگار منزہ اور پاک ہے۔ اے موسیٰ

اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ

میں ہی تو زبردست (اور) صاحب حکمت خدا ہوں۔ اور اپنا عصا تو ڈال دو۔ پھر جب اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا

كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا

گویا وہ ایک تیز رو سانپ ہے تو منہ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر نہ دیکھا (ہماری طرف سے یہ آواز دی گئی کہ) اے موسیٰ ڈرو نہیں کہ

يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ

رسول میرے پاس ڈرا نہیں کرتے۔ سوائے اس کے جس سے کوئی زیادتی ہو جائے پھر وہ بدل کر بدی کے بعد

سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

نیکی کرے تو بیشک میں بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔ اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال دو کہ

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ

وہ بے عیب سفید و نورانی ہو نکلے گا (یہ دونوں) معجزوں کے ہیں جو فرعون اور اس کی قوم کے لئے ہیں

منزل (۵)

---

۱ الا من ظلم تفسیر قمی میں ہے کہ الا من ظلم کے وہی معنی ہیں جو ولا من ظلم کے ہیں اور اصل میں تھا بھی یہی۔ پس یہ موقع ہے کہ حرف حرف سے بدل گیا یعنی واؤ الف سے بدل گیا۔

۲ من غیر سوء المعانی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ برص وغیرہ کسی بیماری سے ایسا نہ ہوگا۔

۳ فی تسع آیٰت تفسیر صافی میں ہے کہ معجزۂ ید بیضا منجملہ ان نو نشانیوں کے تھا یا ان کے علاوہ تھا اور وہ نو نشانیاں جو حضرت موسیٰ کو عطا کی گئی تھیں ایک حساب سے یہ تھیں۔ (۱) سمندر کا پھٹنا (۲) طوفان (۳) ٹڈیاں (۴) چچڑیاں (۵) مینڈک (۶) خون (۷) چہرے بگڑ جانا (۸) خشک سالی (۹) کھیتوں اور باغوں کی بربادی۔ دوسرے حساب سے یہ تھیں۔ (۱) طوفان (۲) ٹڈیاں (۳) چچڑیاں (۴) مینڈک (۵) خون (۶) چہرے بگڑ جانا (۷) قحط (۸) عصا (۹) ید بیضا۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً
یقیناً وہ نافرمان لوگ ہیں۔ پس جب ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں پہنچیں تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ
قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ
یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور انہوں نے ازروئے ظلم و تکبر ان معجزات کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل ان کا یقین
ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ
رکھتے تھے۔ پس غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟ اور بیشک
اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا
ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا کیا۔ اور ان دونوں نے یہ کہا کہ سب تعریف اس خدا ہی کے لئے زیبا ہے
عَلٰى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ
جس نے اپنے بندوں میں سے بہت سوں پر ہم کو فضیلت دی ہے۔ اور سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے
وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِينَا مِنْ كُلِّ
اور یہ کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر چیز
شَيْءٍ ۖ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُودُهُ
میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ یقیناً یہی تو کھلی فضیلت ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے ان کے لشکر
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٧﴾ حَتّٰٓى إِذَآ اَتَوْا عَلٰى
جنوں میں سے اور آدمیوں میں اور پرندوں میں سے اکٹھے کئے گئے وہ سب (تمہارا) پاس پاس کھڑے کئے جاتے تھے۔
وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا
یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کے میدان سے گزرے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔
يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُودُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ
ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ پس (سلیمانؑ)
ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ
اس کی اس بات پر ہنسنے کے لئے مسکرائے اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس بات کی توفیق دے کہ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِي
جو نعمتیں تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر مبذول فرمائی ہیں ان کا شکر ادا کروں اور کوئی ایسا نیک عمل بجالاؤں
بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ
جس کو تو پسند فرمائے اور اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں مجھے داخل کر۔ اور پرندوں کی حاضری لی تو فرمایا کیا بات ہے

۱ الحمد للہ الذی فضلنا تفسیر صافی میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کے اس شکر نے یہ جتلا دیا کہ انہوں نے تمام بزرگی کی بنیاد کو علم قرار دیا اور جو چیزیں ان کو ملی تھیں حتیٰ کہ سلطنت کو بھی علم کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ سمجھا۔ حالانکہ ویسی سلطنت کسی کو نہیں ملی۔
اس سے علم کی فضیلت اور اہل علم کا ع ۱۲ شرف ظاہر ہے۔ نیز عالم کے لئے اس بات کی دلیل بھی ہے کہ اسے حمد و شکر کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنے فضل سے علم عطا کیا اور اس بات کا بھی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ گو اس کو بہت سوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ مگر بہت سے ایسے بھی ہیں کہ جن کو خود اس پر فضیلت دی گئی ہے۔

۲ وورث سلیمان داؤد تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت سلیمان سلطنت کے بھی وارث ہوئے اور نبوت کے بھی۔ کافی میں ہے کہ امام محمد تقیؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ لوگ آپ کے بچپن کے امام ہو جانے کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ فرمایا خدائے تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کرو حالانکہ حضرت سلیمانؑ اس وقت بچے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے اس پر بنی اسرائیل کے علماء اور عباد معترض ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی نازل فرمائی کہ جن جن کو یہ تجویز کرتے ہیں ایک ایک لکڑی ان کی لے لو اور ایک لڑکی سلیمانؑ کی لے لو اور ان سب کو ایک مکان میں بند کر کے قفل لگاؤ اور انہی لوگوں کی اس پر مہر لگا دو اور صبح کو دیکھو جس کی لکڑی میں پتے اور پھل آ گئے ہوں وہی خلیفہ ہوگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان لوگوں کو اطلاع دی اور وہ سب اس فیصلہ پر راضی ہو گئے (نتیجہ وہ ہوا جو اس نوٹ کے عنوان میں ہے) باقی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

لَاَ اَرَی الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا
کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا؟ آیا وہ غیر حاضر ہے؟ میں ضرور اس کو سخت عذاب دوں گا۔
شَدِیْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَیْرَ
یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا ضرور ہے کہ وہ میرے پاس کوئی کھلی دلیل لائے پس کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی
بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ
تھی کہ وہ (آ گیا اور) کہنے لگا کہ مجھے اس بات کی خبر لگی ہے جس کی آپ کو بھی خبر نہیں اور میں ملک سبا سے
یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا
ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو پایا کہ وہ ان کی بادشاہ ہے اور اس کو ہر چیز سے حصہ وافر ملا
عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ
ہے اور اس کا تخت (تو) بہت ہی بڑا ہے۔ میں نے خود اس کو اور اس کی قوم کو یہ پایا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں
اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ
اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں زینت دے دیا ہے اس طرح راہ راست سے ان کو روک دیا ہے
لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ
اسی سے ان کو یہ (بات) نہیں سوجھتی کہ وہ خدا کو کیوں نہ سجدہ کریں جو آسمانوں کی اور زمین
وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ
کی پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں
الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ
وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ (سلیمانؑ نے) فرمایا کہ ہم ابھی جانچے لیتے ہیں کہ تو نے سچ بولا
الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ
یا جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور ان کے سامنے ڈال دے پھر ذرا ہٹ کر
فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ
دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (اس حکم کی تعمیل ہوگئی تو بلقیس اپنی جگہ) بولی اے بزرگان قوم! میرے پاس یہ بزرگ خط
كَرِیْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا
ڈالا گیا ہے۔ یہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اس میں یہ لکھا ہے کہ رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) میرے برخلاف
تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا
تعلی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔ (بلقیس نے) کہا اے ارکان دولت!

۱ یمانی لا ادری الھدھد الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ اپنی کرسی پر بیٹھے تھے تو تمام پرندے جن کو خدائے تعالیٰ نے ان کا مطیع کر دیا تھا جمع ہو کر خود کرسی پر اور بساط سلیمانی پر جو بیٹھے ہوتے تھے ان سب پر اپنے پروں سے سایہ کر لیتے تھے دھوپ کسی پر نہیں پڑنے دیتے تھے چونکہ پرندوں میں سے ہدہد غائب ہو گیا اتنی جگہ کھل گئی اور وہاں سے دھوپ حضرت سلیمانؑ کی گود میں آ کر پڑی تو انہوں نے سر بلند فرمایا اور وہ کچھ کہا کہ جو خدائے تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان فرمایا ہے۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سلیمانؑ جو ہدہد پر اس قدر خفا ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ پانی کا پتا دینا ہدہد کا کام تھا اور یہ ایک ایسی صفت تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اس پرندہ کو تو عطا کی تھی۔ لیکن حضرت سلیمان کو نہیں دی تھی حالانکہ ہوا چوٹیاں جن، انسان اور سرکش شیاطین سب ہی ان کے مطیع تھے۔ تاہم ہوا کے نیچے پانی کہاں ہے اس کو نہ جانتے تھے اور وہ پرندہ اس سے واقف تھا اور خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ولو ان قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتیٰ (ترجمہ کے لئے پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۴ دیکھئے) اور ہم اس قرآن کے وارث ہوئے ہیں جس میں وہ سب کچھ ہے جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جائیں اور جس کے ذریعہ سے ملکوں کے فاصلے طے کئے جائیں اور جس کے ذریعہ سے مردے زندہ کئے جائیں اور ہم پانی کو بھی جو ہوا کے نیچے ہوتا ہے جہاں جہاں ہوتا ہے پہنچا سکتے ہیں۔

۲ امراۃ تملکھم تفسیر صافی میں ہے کہ اس عورت کا نام بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھا۔

۳ اذھب بکتابی ھذا تفسیر قمی میں ہے کہ ہدہد نے یہ عرض کی تھی کہ بلقیس بڑے مضبوط قلعے میں ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تو میرا یہ نوشتہ اس کے قبہ پر جا کے ڈال دے۔ چنانچہ ہدہد آیا اور نوشتہ کو اس کی گود میں چھوڑ دیا۔ بلقیس اس تحریر کو دیکھ کر کانپ اٹھی۔ اس نے اپنے تمام لشکر اور سرداروں کو جمع کیا اور وہ کچھ کہا جس کو خدائے تعالیٰ نے یا ایھا الملؤا انی القی الی سے حتیٰ تشھدون تک فرمایا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

مجھے اس معاملے میں رائے دو کیونکہ میں کوئی معاملہ طے کرنے والی نہیں ہوں جب تک کہ جب تک تم میری حضور میں نہ ہو۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ

انہوں نے کہا کہ ہم بڑی قوت والے اور سخت لڑائیاں بھیلنے والے ہیں اور حکم حضور کے ہاتھ میں ہے

فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً

اب آپ خود طے کریں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں؟ (بلقیس نے) کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں آیا کرتے ہیں

اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

تو اسے اجاڑ دیا کرتے ہیں اور اس کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں۔ اور (معمولاً) وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور میں تو ان کے پاس ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا خبر لے کر پلٹتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِیَ اللّٰهُ خَیْرٌ

پس جس وقت (اپلچی) سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے

مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ

ہو پس اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے جو تم کو دیا ہے کہیں بہتر ہے تو اپنے اس تحفے سے تو تم ہی خوش رہو۔ اپنے اہل دولت کے

فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً

پاس پلٹ کر جا (اور ان کو یہ خبر دے کہ) ہم ان کے پاس ایسے لشکر لے کر آتے ہیں جس کے مقابلے کی ان میں قوت نہ ہوگی اور ہم ان کے

وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا

ملک سے ان کو ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے (اس کے بعد سلیمانؑ نے) فرمایا اے ارکان دولت! تم میں سے کون ایسا ہے جو بلقیس کا

قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ

تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ (اس کی قوم کے لوگ) میرے پاس فرمانبردار بن کر حاضر ہوں۔ جنات میں سے ایک سرکش بولا

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾

کہ قبل اس کے کہ حضور اپنے مقام سے اٹھیں میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں اور مجھ میں اس کے اٹھانے کی قوت بھی ہے اور میں

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

بھروسے کے قابل بھی ہوں اور اس شخص نے جس کے پاس علم کتاب کا ایک ادنیٰ جزو تھا یہ عرض کی کہ میں اسے لائے دیتا ہوں قبل اس کے

یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ

کہ آپ کی پلک بھی جھپکے چنانچہ جب اس کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو یہ فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا

۱ اولوا قوۃ الاکمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قائم آل محمد اولوا قوۃ کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اور اولوا قوۃ اس فوج کو کہتے ہیں جس کی تعداد دس ہزار سے کم نہ ہو۔

۲ و کذالک یفعلون تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں ان الملوک سے اذلۃ تک تو نقل قول بلقیس ہے اور یہ آخر کا فقرہ قول خدائے تعالیٰ ہے۔

۳ وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ تفسیر قمی میں ہے کہ بلقیس نے یہ کہا کہ اگر سلیمانؑ خدا کی طرف سے نبی ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو ہم کو ان کے مقابلے کی تاب نہیں اس لئے کہ خدا کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا لیکن میں ان کے پاس ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ اگر وہ شخص بادشاہ ہیں تو وہ دنیا کی طرف مائل ہو کر اسے قبول کر لیں گے اور ہم بھی یہ سمجھ لیں گے کہ وہ ہم پر قابو نہیں پا سکتے۔ چنانچہ ایک ڈبا بھیجا جس میں گران بہا موتی تھا اور اپنے سفیر سے یہ کہا کہ سلیمان سے یہ کہہ دینا کہ اس جوہر میں بغیر لوہے اور بغیر آگ کے سوراخ کیا جائے۔ سفیر جب اسے لے کر حاضر ہوا تو سلیمانؑ نے اپنے مختلف لشکروں میں سے ایک کیڑے کو حکم دیا کہ اس میں سوراخ کر دے چنانچہ اس نے اپنے منہ میں ایک دھاگا لے کر اس میں سوراخ کر دیا اور اس ڈورے کو دوسری طرف لے کر نکل گیا۔

۴ ارجع الیھم تفسیر قمی میں ہے کہ سفیر اس کے حکم کے بموجب بلقیس کے پاس پلٹ کر آیا اور اس کو اس واقعے کی بھی خبر دی اور حضرت سلیمانؑ کی قوت کی بھی جس سے وہ سمجھ گئی کہ سوائے حاضر ہو جانے کے کوئی صورت بچاؤ کی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے وہ چل پڑی۔

۵ ایکم یاتینی بعرشھا تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت سلیمان کو یہ علم ہو گیا کہ بلقیس ہماری طرف آ رہی ہے تو اسی وقت انہوں نے اپنے درباریوں سے یہ فرمایا اور مقصود اس سے یہ تھا کہ جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو بعض ایسے عجائبات دکھلا دیں جو خدائے تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ ان حضرت کو عطا فرمائے تھے اور وہ خدائے تعالیٰ کی عظمت قدرت اور ان حضرت کی صداقت نبوت پر دلالت کرنے والے تھے۔ نیز یہ بھی منظور تھا کہ اس

فَضْلِ رَبِّیْ ۙ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ
فضل ہے۔ تاکہ مجھ کو آزمائے کہ آیا میں شکرگزاری کرتا ہوں یا کفران نعمت۔ اور جو شکر کرے گا تو سوائے اسکے نہیں ہے کہ اپنی ذات کے لئے شکر
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا
کرے گا۔ اور جو کفران نعمت کرے گا تو یقیناً میرا پروردگار بے پروا (اور) صاحب کرم ہے۔ فرمایا بلقیس کے لئے اس کے تخت
عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا
(کی ہیئت) کو بدل دو کہ ہم دیکھیں کہ آیا وہ راہ پر آتی ہے یا انہیں لوگوں میں سے ہوتی ہے جو راہ پر نہیں آتے۔
جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ
پس جب وہ حاضر (دربار) ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ آیا یہ تیرا ہی تخت ہے؟ کہنے لگی معلوم تو ویسا ہی ہوتا ہے اور ہم کو اس کا علم پہلے ہی
مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ
دے دیا گیا ہے اور ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور جس چیز کی وہ خدا کے سوا عبادت کیا کرتی تھی اس نے اسے روک رکھا تھا
اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ
بیشک وہ کافر قوم میں سے تھی۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں چلیے
فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ
پس اس نے جب اس کو دیکھا تو اسے (کھڑا) پانی گمان کیا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول ڈالیں (تو سلیمانؑ نے) فرمایا
مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ
کہ یہ تو (شیش) محل ہے جس کے فرش میں بھی شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ (بلقیس) عرض کرنے لگی کہ اے میرے پروردگار بیشک میں نے
سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ
اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور اب میں سلیمانؑ کے ساتھ تمام عالموں کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں۔ اور بیشک ہم نے قبیلہ ثمود کی طرف ان کے
صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰقَوْمِ
بھائی کو اس کے حکم کے ساتھ بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو تو یکایک وہ دو گروہ ہو کر جھگڑنے لگے۔ (صالح نے) فرمایا کہ اے میری قوم!
لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ
تم بھلائی سے پہلے بدی کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش کیوں نہیں مانگتے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ
تاکہ تم پر رحم کیا جائے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تم کو اور جو تمہارے ساتھ ہیں ان کو منحوس سمجھا ہے۔ فرمایا تمہاری بدفالی تو
عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ
اللہ کے ہاتھ میں ہے بلکہ اصلیت یہ ہے کہ تم لوگوں کا امتحان لیا جا رہا ہے اور اس بستی میں نو آدمی تھے

۱ ادخلی الصرح تفسیر قمی میں ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے پہنچنے سے پہلے یہ حکم دیا تھا کہ شیشے کا ایک مکان بنایا جائے اور وہ مکان پانی پر قائم کیا جائے پھر جب ملکہ بلقیس آگئیں تو ان سے کہا گیا کہ محل میں چلئے جب وہ جانے لگیں تو خیال کیا کہ پانی ہے اس لئے اپنا کپڑا اونچا کیا۔ اور دونوں پنڈلیاں کھول دیں یکایک ظاہر ہوا کہ ان کی پنڈلیوں پر بال بہت ہیں۔ پس ادھر ملکہ کو یہ جتلایا گیا کہ یہ تو شیش محل ہے جس کے فرش میں بھی شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ ادھر ملکہ اپنے خیال کی غلطی سے متنبہ ہو کر عرض کرنے لگیں۔ رب انی ظلمت نفسی۔ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے شادی کرلی اور شیاطین سے کہا کہ کوئی ایسی تجویز کرو جس سے ملکہ کے بال دور ہو جائیں۔ پس انہوں نے حمام بنایا اور نورہ پکا کر ٹھیک کیا۔ پس حمام اور نورہ وہ چیزیں ہیں جن کو شیاطین نے تجویز کیا۔ اسی طرح وہ چکیاں جو پانی سے چلتی ہیں۔

۲ فاذا هم فریقان یختصمون تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان دونوں فریقوں میں ایک تصدیق کرنے والا تھا اور ع ۱۸ ایک تکذیب کرنے والا ان میں سے جو کافر تھے وہ تو یہ کہتے تھے کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ صالح نبی بنا کر خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟ اور مومن یہ کہتے تھے کہ نہ فقط گواہی دیتے ہیں بلکہ حضرت صالح علیہ السلام جو کچھ خدا کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ کافر اس کے جواب میں کہتے تھے کہ تم جن جن چیزوں پر ایمان رکھتے ہو ہم انہی کے منکر ہیں اور ادھر صالح علیہ السلام کہتے تھے کہ اگر آپ سچے ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیے۔ چنانچہ ان کی درخواست کے بموجب انہوں نے پہاڑ سے اونٹنی پیدا کردی جس کی انہوں نے کونچیں کاٹ ڈالیں اور جس شخص نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں وہ ندار نارنگ اس کا سرخ تھا اور آنکھیں نیلی۔

۳ لم تستعجلون بالسیئة قبل الحسنة تفسیر قمی میں ہے کہ اونٹنی کا معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے

(باقی صفحہ ۴۵۶ پر پڑھئے)

رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا
جو اس سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہ چاہتے تھے۔ ان سب نے باہم خدا کی قسم کھا کر
بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ
کہا کہ ہم رات کے وقت صالح (علیہ السلام) کو اور اس کے گھر والوں کو مار ڈالیں گے پھر اس کے وارثوں سے کہہ دیں گے
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا
کہ ہم تو ان کی ہلاکت کے وقت موجود (ہی) نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ اور وہ ایک چال چلے اور ہم بھی ایک چال چلے
يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ
اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ پس غور کر کے دیکھو کہ ان کی چال کا نتیجہ کیا ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو
وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ
سب ہی کو ہلاک کر دیا۔ اب یہ ان کے گھر بوجہ اس کے کہ وہ ظلم کیا کرتے تھے خالی پڑے ہیں۔ بیشک
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں ایک نشانی موجود ہے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور نجات دی۔
يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ
اور لوطؑ (کو ہم نے بھیجا) جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم جانتے بوجھتے بے حیائی کی بات کرتے ہو
تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ
تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت رانی کے لئے مردوں کے پاس جاتے ہو؟ بات یہ ہے کہ تم جاہل لوگ ہو۔
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا
پس ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ لوطؑ کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو
اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾
یہ وہ لوگ ہیں جو پاکیزہ بنتے ہیں۔ پس ہم نے لوطؑ کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دی سوائے
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا
ان کے زوجہ کے جس کی نسبت ہم نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی اور ان کے اوپر ہم نے (پتھروں کا)
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ
مینہ برسایا پس جن کو (عذاب سے) ڈرایا گیا تھا ان کی بارش کیسی بری (بارش) تھی۔ تم یہ کہو کہ ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے زیبا ہے۔
عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ اٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
اور اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے برگزیدہ کیا سلام ہے۔ آیا اللہ بہتر ہے یا جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں وہ؟

(بقیہ صفحہ ۴۵۵)
ان لوگوں نے درخواست کی کہ ہم پر دردناک عذاب نازل کرائیے اور اس سے ان کا قصد حضرت صالح علیہ السلام کا امتحان لینا تھا اس پر انہوں نے یہ کہا لم تستعجلون بالسیئۃ قبل الحسنۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت کے آنے سے پہلے عذاب کے خواستگار کیوں ہو گئے۔

۴ الطیرنا بك و بمن معك تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام سے یہ کہتے تھے کہ ہمارا شگون یہ ہے کہ جب سے تم نے یہ نیا دین ایجاد کیا ہے اس وقت سے ہم پر لگاتار سختیاں پڑ رہی ہیں۔ اور ہم میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان پر قحط بہت سخت پڑا تھا لہٰذا وہ یہ کہتے تھے کہ یہ تمہاری اور جو تمہارے ساتھی ہیں ان کے شومی کا سبب ہے۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ مکروا مکرا و مکرنا مکرا تفسیر صافی میں ہے کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ وادی حجر کی ایک گھاٹی میں حضرت صالح علیہ السلام نے ایک مسجد بنا رکھی تھی جس میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تمتعوا فی داركم ثلاثة ايام ذالك وعد غير مكذوب (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۵) تو اس قوم کے نوآدمیوں نے یہ کہا کہ صالح علیہ السلام کا تو یہ گمان ہے کہ ان کو ہم سے تین دن میں چھٹکارا ملے گا مگر ہم ان کا اور ان کے اہل و عیال کا تین دن سے پہلے ہی فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے قتل کر دینے کی نیت سے اس گھاٹی میں گئے (اس کو تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا مکروا مکرا) اور جب وہ گھاٹی کے اندر پہنچ چکے تو پہاڑ پر سے ایک بڑی چٹان نے گر کر ان کے راستہ کو بند کر دیا تو وہ تو وہاں گھٹ کر مر گئے اور باقی لوگ اپنے اپنے مکانوں میں چیخ کے سبب ہلاک ہو گئے۔ (یہ مطلب مکرنا مکرا کا ہے) ۲ سلام علی عبادہ الذین اصطفی تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بندے جن کو خدائے تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آل محمد ہیں علیہم السلام۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
آیا وہ کون ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا
مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ
پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے بارونق باغات پیدا کر دیئے۔ تمہاری تو یہ مقدرت نہ تھی کہ
تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾
تم ان باغوں کے درختوں کو اگالو۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہے تو نہیں) لیکن یہ لوگ ہیں کہ حق سے منحرف ہوئے جاتے ہیں۔ آ
اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا
یا وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار مقرر کیا ہے اور اس کے بیچ بیچ میں دریا بہا دیئے ہیں اور اس کے لئے
رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ
بڑے بھاری بھاری پہاڑ مقرر کر دیئے ہیں اور دو دریاؤں کے مابین ایک پردہ حائل کر دیا ہے۔ آیا خدا کے سوا کوئی اور خدا ہے؟
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ ؕ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ
(ہے تو نہیں) مگر ان میں سے بہت سے نہیں جانتے۔ آیا وہ کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کر لیتا ہے جب بھی وہ دعا مانگے
وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اور تکلیف کو رفع کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا حاکم مقرر کرتا ہے۔ آیا اللہ کے ساتھ کوئی اور
اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ
خدا ہے؟ (اس کی نعمتوں کو) تم کس قدر کم یاد کرتے ہو۔ آیا وہ کون ہے جو خشکی اور تری کی اندھیریوں میں تمہاری
وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ
راہبری کرتا ہے اور وہ کون ہے کو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوش خبری کے طور پر ہواؤں کو بھیج دیتا ہے۔
مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ ؕ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
کیا خدا کے ساتھ کوئی اور اللہ ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ کی ذات ان سب سے بڑی ہے۔ آیا وہ کون ہے جو خلقت کی ابتدا کرتا
يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ
ہے پھر اس کو دوبارہ پھیر دے گا اور وہ کون ہے جو آسمان و زمین میں سے تم کو رزق دیتا ہے۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور
اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا
خدا ہے؟ تم کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ تم یہ کہہ دو کہ جو جو
يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا
آسمانوں میں اور زمین میں ہیں (ان میں سے) غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا

(۲) ۱ امن یجیب المضطر اذا دعاہ تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب قائم آل محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے واللہ اعلم مضطر وہی ہیں اور جس وقت وہ مقام ابراہیمؑ میں آ کر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے۔ خداوند تعالیٰ فوراً ان کی دعا کو قبول فرمائے گا اور ان کی مصیبت کو دفع فرما دے گا اور ان کو ظاہر بظاہر تمام روئے زمین کا خلیفہ مقرر فرما دے گا اور ایک روایت کے بموجب پہلا وہ شخص جو ان کی بیعت کرے گا وہ جبرئیلؑ امین ہوں گے۔ پھر تین سو تیرہ مرد (اصحاب خاص اور مومنین کاملین) جو بجائے خود معلوم ہیں۔ قول مترجم بمعنی میں اس آیت کا سلسلہ اس آیت سے متعلق ہو سکتا ہے جو سورہ بقرہ میں پارہ نمبر ۲ رکوع ۶ پر واقع ہے۔

۲ لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ایک دن بعض ایسے واقعات کی خبر دی جو ابھی نہیں ہوئے تھے اس پر کسی نے عرض کی یا امیر المومنینؑ کیا آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے؟ حضرت ہنس پڑے اور فرمایا یہ خبر دینا علم غیب سے متعلق نہیں ہے، یہ تو صاحب علم سے سیکھنے کا نتیجہ ہے۔ رہا علم غیب وہ ایک تو قیامت کا علم ہے اور دوسرے وہ چیزیں ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں شمار فرما دیا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ (بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی یہ جانتا ہے کہ حمل میں کیا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا (اور) باخبر ہے) مطلب یہ ہوا کہ ان باتوں کو اللہ ہی جانتا ہے مثلاً عورت کے پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا یا لڑکی۔ بدصورت ہے یا خوبصورت۔ سخی ہے یا بخیل۔ بدبخت ہے یا نیک بخت، جہنم کا ایندھن بنے گا یا بہشت میں انبیاء کی صحبت میں رہے گا۔ پس اس قسم کی چیزیں علم غیب ہیں جن کو خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور ان کے ماورا جو کچھ ہے وہ ایک علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تعلیم فرمایا اور آنحضرتؐ نے (بحیثیت نائب) مجھے

کیا یاد دہیر سے حق میں یہ دعا فرمائی کہ میر اقلب اس علم کو محفوظ رکھے اور میرے اعضاء و جوارح اس پر محکم رہیں۔

يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ قف
اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ ان کا علم تو آخرت کے متعلق عاجز ہو گیا۔

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے یہ اندھے (قطعاً بے خبر) ہیں۔ اور جو لوگ

كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا
کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نکالے جائیں گے؟ اس کا ہم سے اور

هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
ہمارے باپ دادا سے پہلے ہی سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ تو فقط اگلے لوگوں کی کہانیاں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
ہیں۔ تم کہدو کہ تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا؟

عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ
اور (اے رسولؐ) تم ان کے لئے افسوس نہ کرو اور جو چالیں یہ چلتے ہیں ان سے دلگیر

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
تنگ نہ ہو۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ یہ وعدہ (عذاب) کب آئے گا؟

صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ
تم کہدو کہ جس کی تم جلدی کر رہے ہو قریب ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پس پشت آ

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
ہی پہنچا ہو۔ اور بیشک تمہارا پروردگار لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ
ان میں سے اکثر شکرگزار نہیں ہیں۔ اور بیشک تمہارا پروردگار ان سب چیزوں کو جانتا ہے

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ
جن کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں اور جن کا وہ اظہار کرتے ہیں۔ اور آسمان و زمین میں

وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى
کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب میں نہ ہو۔ بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾
سے بہت سی وہ باتیں بیان کرتا ہے۔ جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں

ع ۸

۱ بل ادارك علمهم في الآخرة
تفسیر کبیر میں ہے کہ جو کچھ وہ دنیا میں نہ جانتے تھے وہ بھی آخرت میں جان لیں گے۔

۲ وما من غائبة في السماء و الارض الا في كتاب مبين کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ کتاب خدا میں ایسی آیتیں بھی ہیں جن کی مراد میں ایسا کوئی امر داخل نہیں جس کا اللہ نے حکم نہ دیا ہو اور اللہ ہی کے حکم سے انبیاء و اوصیائے گزشتہ نے اپنی اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا جس کا ماحصل اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ام الکتاب میں قرار دے دیا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے وما من غائبة پھر فرمایا ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا (پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو کیا جن کو چن لیا تھا) پس وہ ہم ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے چن لیا۔ اور ہم کو اس کتاب کا وارث کیا ہے جس میں ہر چیز کا بلیغ بیان موجود ہے۔

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
اور یقیناً یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار ان کے مابین اپنے حکم سے
بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ
فیصلہ کرے گا۔ اور وہ بڑا زبردست (اور) جاننے والا ہے۔ پس تم اللہ پر بھروسہ کرو۔ یقیناً تم
عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ
(صاف) صاف حق پر ہو۔ یہ ضروری بات ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو سنا سکتے
الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي
ہو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ اور نہ تم اندھوں کو گمراہی
الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا
سے راہ راست پر لا سکتے ہو۔ تم صرف اس شخص کو سنا سکتے ہو جو
فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا
ہماری آیتوں پر ایمان رکھتا ہے کہ ایسے لوگ ماننے والے ہیں۔ اور جب بات ان پر پوری ہوگی تو ہم ان کے لئے زمین
لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا
میں سے ایک چلنے والا نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر
بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ
یقین نہیں رکھتے تھے۔ اور اس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ کو جو
يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْ قَالَ
ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے جمع کریں گے پھر وہ برابر کھڑے کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ سب آجائیں گے
اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ
تو (خدا تعالیٰ) ان سے فرمائے گا کہ کیا تم نے ہی میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ از روئے علم کے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا
تم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے تھے یا تم کچھ اور کیا کرتے تھے؟ اور ان کے برخلاف بعوض اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے (ہمارا) قول پورا
يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ
ہو جائے گا پھر وہ بول نہ سکیں گے کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے رات اس لئے بنائی ہے کہ وہ اس میں آرام کریں
وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾
اور دن کو دکھانے والا (مقرر کیا ہے) بیشک ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اس میں نشانیاں موجود ہیں۔

۱ اکثر الذی هم فیه یختلفون تفسیر صافی میں ہے کہ بنی اسرائیل میں جن جن مسائل میں اختلاف تھا وہ حسب ذیل تھے مسئلہ تشبیہ یعنی خدا کو بعض چیزوں کے مانند بیان کرنا، مسئلہ تنزیہ یعنی خدائے تعالیٰ کو مخلوق کی مشابہت سے منزہ و برتر بیان کرنا احوال جنت و دوزخ۔ حالات مسیح و عزیز علیہما السلام۔

۲ اخرجنا لهم دابة من الارض تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب جناب امیر المومنینؑ کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ مسجد میں سو رہے تھے اور ریگ کا ایک ڈھیر کر کے سر مبارک اس پر رکھے ہوئے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پائے مبارک سے حرکت دے کر فرمایا اے دابۃ الارض اٹھ! اصحاب میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم بھی آپس میں اس نام سے ایک دوسرے کو پکارا کریں؟ فرمایا نہیں۔ واللہ یہ نام خاص طور پر علیؑ ہی کے لئے ہے اور علیؑ ہی وہ دابہ ہے جس کا خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں ذکر فرمایا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ الخ پھر فرمایا اے علیؑ جب آخری زمانہ آئے گا تو تم کو نہایت ہی حسین صورت میں ظاہر کرے گا اور تمہارے پاس نشان لگانے کا ایک آلہ ہوگا۔ جس سے تم اپنے دشمنوں کو نشاندار کر دو گے۔ اس وقت ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق سے عرض کی کہ عامۃ الناس تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دابہ لوگوں کو مجروح کر دے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسا کہنے والوں کو خدائے تعالیٰ آتش جہنم سے مجروح کرے۔ یہاں لفظ تُكَلِّمُهُمْ نہیں ہے بلکہ تُكَلِّمُهُمْ ہے۔ نیز ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر سے عرض کی کہ یہ کتاب خدا کی ایک آیت نے میرے دل کی حالت خراب کر دی اور مجھے شکوک میں ڈال دیا۔ عمارؓ نے فرمایا کہ وہ آیت کون سی ہے؟ عرض کی کہ خدائے تعالیٰ کا یہی قول واذا وقع القول علیهم الخ اس میں یہ دابہ کونسا ہے؟ عمارؓ نے کہا واللہ جب تک میں تجھے یہ دابہ نہ دکھلا دوں نہ میں بیٹھوں گا اور نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا۔ پس عمارؓ نے اس شخص کو لے کر جناب امیر المومنینؑ کی خدمت میں آئے تو حضرت خرمے اور مکھن تناول فرما رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے ابو الیقظان آؤ شریک ہو جاؤ۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي
اور جس دن سور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہیں
الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى
سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے۔ سب ہی دبل جائیں گے اور سب ذلیل ہو کر اس کی حضور میں چلے آئیں گے۔
الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ
اور (اس وقت) تم پہاڑوں کو دیکھو گے کہ تم تو ان کو قائم سمجھتے ہو گے حالانکہ وہ بادل کا سا چلتا چل رہے ہوں گے
اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ
یہ اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ آگاہ ہے۔
جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ
جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا پس اس کے لئے اس کا عوض اس سے بہتر موجود ہے اور وہ اس دن خوف سے
اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي
امن میں ہوں گے۔ اور جو بدی لے کر آئے گا وہ اندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے
النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ
جو کچھ تم کرتے تھے اسی کا بدلہ تمہیں ملے گا۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ
اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ
میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم قرار دیا ہے اور
شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا
ہر چیز اسی کی ہے اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں سے ہو جاؤں۔ اور
الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ
یہ کہ میں قرآن (مجید) کی تلاوت کیا کروں۔ پس جو شخص راہ پر آجائے تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنی ذات کے لئے راہ پر آئے گا
فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
اور جو شخص گمراہ رہے تو تم یہ کہہ دو کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اور تم یہ کہہ دو کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے
سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا
زیبا ہے جو عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے گا پھر تم انہیں پہچان لو گے۔ اور جو جو عمل تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
ان سے بے خبر نہیں ہے۔

۱ الصور تفسیر صافی میں روایت کی بھی ہے کہ جناب رسول خداؐ سے دریافت کیا گیا تھا کہ صور کیا چیز ہے؟ فرمایا نور کا نرسنگھا ہے جس کو اسرافیل منہ میں لئے ہوئے ہیں اور وہ ایک طرف سے بہت کشادہ ہے اور ایک طرف سے تنگ۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اوپر کا حصہ کشادہ ہے اور نیچے کا تنگ۔ یا اس کے عکس اور ہر ایک کے متعلق ایک ایک وجہ بھی وارد ہوئی ہے اس نرسنگھے میں اتنے ہی سوراخ ہیں جتنے کہ انسان اور ہر ہر سوراخ ایک ایک کی روح کے لئے ہے۔ ۲ من جاء بالحسنة فله خير منها ۳ ومن جاء بالسيئة فكبت وجوههم کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت جناب امام محمد باقرؑ منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ الحسنة سے ہم اہل بیت کی ولایت کی معرفت اور ہماری محبت ہے۔ اور السیئة ہم اہل بیتؑ کی ولایت کا انکار اور ہم سے بغض و عداوت ہے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور جناب امام محمد باقرؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر و من يقترف حسنة نزد له فيها حسنا (اور جو ایک نیکی لائے گا ہم اس کے لئے اسی میں بہت کچھ خوبی بڑھا دیں گے) منقول ہے کہ جو شخص اوصیائے آل محمدؐ سے محبت رکھتا ہوگا اور ان کے اخبار و آثار کی پیروی کرتا ہوگا تو اس کا یہ پیروی کرنا پہلے انبیاء و مومنین کی دوستی بھی اس کے دل میں بڑھا دے گا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کی محبت بھی اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے من جاء بالحسنة فله خير منها سے مراد ہے داخلہ جنت۔ ۴ البلدة الذی حرمها تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد مکہ ہے اور کافی ۱۱ نجم ۳ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس وقت قریش نے کعبہ

(مالک ہوں جس دن میں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا اور اس کو دونوں پہاڑوں کے بیچ میں رکھا اور ان کو سات آسمانوں سے جو اس کے گرد اور محیط ہیں کہہ دیا (اس سے آگے کو اگلی میں پڑھیے)

اللہ کو منہدم کیا تو ان کو اس کی بنیاد میں سے ایک ایسا پتھر ملا جس پر کچھ کتابت تھی جس کو وہ پڑھ نہ سکے تا آنکہ کسی جاننے والے شخص کو بلا کر لائے اس نے اسے پڑھا اس میں یہ عبارت تھی انا الله ذوبكة حرمتها يوم خلقت السماوات والارض ووضعتها بين هذين الجبلين وحففتها بسبعة املاك صفا (میں خدائے تعالیٰ مکہ کا

حروفها ۶۰۱۱ سورۃ القصص مکیۃ کلماتها ۱۴۵۴

سورہ قصص مکہ میں نازل ہوا

آیاتها ۸۸ رکوعها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ②

طسم یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ

ہم ان لوگوں کے فائدہ جو ایمان رکھتے ہیں تم کو موسیٰ اور فرعون کی سچی خبر پڑھ کر سناتے ہیں۔

يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ

بیشک فرعون اس سرزمین پر غالب تھا اور اس کے باشندوں کو اس نے بٹی کردہ بنا دیا تھا کہ

اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ

ان میں سے ایک کو کمزور رکھتا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کیا کرتا تھا

وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④

اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا بیشک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ

اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ان لوگوں پر جو اس سرزمین پر کمزور کر دیے گئے ہیں احسان کریں

وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤ وَنُمَكِّنَ

اور ان کو امام بنائیں اور ان کو ہم وارث قرار دیں۔اور

لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اس سرزمین میں ان کو تسلط عطا کر دیں اور(اس) فرعون کو اور ہامان

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ

کو اور ان دونوں کے لشکر کو جو انہی میں سے تھے وہ کچھ دکھلا دیں جس کا (ان کی طرف سے) خوف کیا کرتے تھے۔اور ہم نے

مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي

والدۂ موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تم اس کو دودھ پلاؤ۔پھر اگر تم اس کی بابت خوف کرو تو اس کو دریا میں ڈال دو

الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ

اور نہ تم (اس کے آیندہ کے متعلق) خوف کرو اور نہ (اس کے فراق کا) رنج کرو یقیناً ہم اس کو تمہارے پاس واپس بھی کر دینگے

---

۱ یذبح ابناءھم تفسیر صافی میں ہے کہ فرعون کے اس فعل کی وجہ یہ تھی کہ ایک کاہن نے اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہے گی اس کے انسداد کے لئے اس نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کر دیا حالانکہ اس کا یہی فعل اس کی انتہائے حماقت پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ اگر کاہن کے قول کی تصدیق کرتا تھا تو قتل سے اس واقعہ کی جو ہونے والا تھا روک نہیں سکتا تھا اور اگر اس کا تکذیب کرنے والا تھا تو پھر قتل کی کوئی وجہ رہتی ہی نہیں۔

۲ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان واقعات قتل وظلم وغیرہ سے اطلاع دی جو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو فرعون کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تاکہ آنحضرتؐ کے اہل بیتؑ پر حضرت کی امت کے ہاتھوں جو مصائب گذرنے والے تھے اور ان کی خبر حضرت کو دی گئی تھی ان کے بارے میں حضرت کو صبر آجائے اور تسکین ہو جائے چنانچہ یہ کلی دینے کے بعد اس حضرت کو یہ بشارت بھی دی ہے کہ بعد ان مصائب کے خدائے تعالیٰ ان پر احسان خاص فرمائے گا اور ان کو تمام زمین کا خلیفہ اور اس حضرتؐ کی ساری امت کا امام مقرر فرمائے گا۔صاحب تفسیر قمی فرماتے ہیں کہ اگر یہ آیت حضرت موسیٰؑ اور فرعون ملعون کے بارے میں نازل ہوئی ہوتی تو خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون اور منھم نہ فرماتا اس لئے کہ اس فرعون و ہامان اور ان دونوں کے ساتھیوں کے جو کچھ بھی اندیشہ تھا شخص واحد سے تھا یعنی موسیٰ سے نہ کہ کل قوم بنی اسرائیل سے اور چونکہ پہلے اس آیت سے قول باری تعالیٰ یہ ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ اس سے ہم سمجھے کہ یہاں

سے جناب رسولؐ خدا سے خطاب خاص کے ساتھ شروع فرمایا منزل (۵) اور حق یہ ہے کہ تمام وہ حدیثیں جو جناب رسولؐ خدا اور ائمہ اہل بیتؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں ان سب کے خلاصے کا مضمون یہ ہے کہ یہ آیت منجملہ ان آیات کے ہے جن کی تنزیل ہو چکی اور تاویل باقی ہے۔(اس کے متعلق اور روایتیں ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ

اور اس کو رسولوں میں سے بھی قرار دیں گے۔ پس فرعون کے کنبے والوں نے اس کو اٹھا لیا

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ

(اور اس کی خبر نہ تھی) کہ یہی لڑکا ان کے لئے دشمنی اور رنج (کا باعث) ہوگا۔ بیشک فرعون

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝۸ وَقَالَتِ

اور ہامان اور ان دونوں کے لشکر خطا کار تھے۔ اور

امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ۡ عَسٰٓى

زوجہ فرعون نے یہ کہا کہ یہ میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہوگا اور تیری آنکھ کی بھی۔ اسے قتل مت کرو۔ قریب ہے کہ

اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹

یہ ہمیں نفع دے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں حالانکہ ان کو (آئندہ کی) خبر نہ تھی۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ

اور والدہ موسیٰ کا دل بے چین ہو گیا۔ اگر ہم اس کے دل کو

لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰

مضبوط نہ کر دیتے کہ وہ ایمان لانے والوں میں سے رہے تو قریب تھا کہ وہ اس کے متعلق راز کو ضرور کھول دیتی۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۚ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا

اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ خبر کے لئے اس کے پیچھے پیچھے چلی جا پس وہ دور سے اس کو دیکھتی رہی

يَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ

اور ان لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اور ہم نے اس پر دائیاں تو پہلے ہی سے حرام کر دی تھیں تو اس نے (جا کر) کہا

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ

کہ کیا میں تم کو ایسے گھر والے بتلا دوں جو تمہارے خاطر اس بچہ کی کفالت کریں اور وہ اس کے

نٰصِحُوْنَ ۝۱۲ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ

خیر خواہ (بھی) ہوں۔ پس ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس لوٹا دیا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کرے

وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳

اور وہ یہ بھی جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ ناواقف ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ

اور جب کہ موسیٰ اپنی پوری قوت کو پہنچے اور خوب ہاتھ پاؤں نکالے تو ہم نے ان کو فیصلے کی قوت اور علم عطا کیا۔

---

۱ قرت عین لی ولک تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرعون نے اپنی زوجہ کے جواب میں یہ کہا کہ یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو میری آنکھوں کی کیوں ہونے لگا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کی ہم قسم کھایا کرتے ہیں۔ اگر فرعون بھی مثل اپنی زوجہ کے اس بات کا اقرار کر لیتا کہ یہ میری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا تو خدائے تعالیٰ اس کو موسیٰؑ کے ذریعہ سے اسی طرح ہدایت فرما دیتا جیسا کہ اس کی زوجہ کو ہدایت فرما دی۔

۲ ان کادت لتبدی بہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ والدہ موسیٰ ایسی پریشان ہو گئیں تھیں کہ قریب تھا کہ لوگوں سے موسیٰ کی خبر کر دیں یا مر جائیں مگر پھر بتائید خدا انہوں نے اپنے آپ کو ضبط کیا۔

۳ لولا ان ربطنا علی قلبہا الاکمال میں جناب محمد باقرؑ سے اس قصے کے مفصل بیان میں ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ جب موسیٰ کی والدہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں لوگ اس بچہ کی آواز سن کر آگاہ نہ ہو جائیں تو خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم ایک صندوق بناؤ۔ اور اس بچہ کو اس میں رکھ دو۔ پھر رات کو اس صندوق کو نکال کر دریائے نیل میں چھوڑ دینا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تعمیل کی مگر بار بار جہاں تابوت پھینکا تھا وہاں لوٹ لوٹ کر آتی تھیں اور اس کو بھنور کی طرف دھکیل دیتی تھیں۔ آخر اس کو ہوا تھپیڑے مار کر لے چلی اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ پانی نے اسے ان کی نظروں سے غائب کر دیا تو انہوں نے قصد کیا کہ چیخ اٹھیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو مضبوط کر دیا۔

۴ وھم لہ ناصحون المجامع میں روایت کی گئی ہے کہ جس وقت خواہر موسیٰؑ نے یہ کہا تو ہامان بولا کہ یہ لڑکی اس بچے کو بھی ضرور جانتی ہے اور اس کے کنبے کو بھی۔ تو خواہر موسیٰ نے کہا کہ میرا تو یہ مطلب ہے کہ ھم للملک ناصحون یعنی ایسے لوگ بتلاؤں جو بادشاہ کے خیر طلب ہوں۔ ۵ بلغ اشدہ و استوی معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ
اور ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ اور وہ شہر میں ایسے وقت جب کہ اہل شہر
غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ
غافل تھے پہنچے تو اس میں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک تو ان کے گروہ
شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ
میں سے تھا اور ایک ان کے دشمنوں میں سے۔ پس اس شخص نے جو ان کے گروہ میں سے تھا اس شخص کے
عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۗ قَالَ
برخلاف جو ان کے دشمنوں میں سے تھا ان سے استغاثہ کیا۔ پس موسیٰؑ نے اس کے ایک گھونسا مارا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمانے لگے کہ
هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ
یہ (ان کا بھگڑا) شیطان کی کاروائی تھی۔ بیشک وہ کھلا دشمن (اور) بھٹکانے والا ہے۔ عرض کرنے لگے کہ
رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
اے میرے پروردگار میں نے اپنے آپ کو یہاں بے موقع پہنچایا پس تو مجھے بچالے (یعنی دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ کرلے) پس
الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا
خدا نے ان کو بچالیا بیشک وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار بسبب اس کے کہ تو نے مجھے نعمت
لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا
فرمائی ہے میں کبھی گناہگاروں کا پشت پناہ نہ بنوں گا۔ پس پس موسیٰؑ نے اس شہر میں اس حال میں صبح کی کہ خوف بھی کھاتے تھے اور اس بھی
الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى
لگائے ہوئے تھے یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ جس شخص نے کل ان سے مدد مانگی تھی (آج بھی) ان کو پکار رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اس سے فرمایا کہ
اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ
تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب یہ ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا مغلوب کر دیں

عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ
عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ
تو اس نے یہ کہا کہ اے موسیٰؑ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے بھی اسی طرح قتل کر دو جس طرح تم نے
نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ
کل ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ پس تم یہی چاہتے ہو کہ اس زمین میں بڑے سرکش بن جاؤ
وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ
اور یہ نہیں چاہتے کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور اس شہر کے انتہائی حصہ سے ایک شخص

۱ من شیعتہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تم کو یہ نام مبارک ہو یہی نے عرض کی حضور کون سا نام؟ فرمایا شیعہ پھر پوری یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۲ فقضیٰ علیہ العیون میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ انبیاءؑ تو معصوم ہیں پھر موسیٰؑ نے یہ کیا کیا؟ فرمایا تو دیکھتا نہیں کہ خدائے تعالیٰ فرمایا فقضیٰ علیہ پس موسیٰ علیہ السلام نے حکم خدا سے اسے گھونسا مارا تھا اور وہ مرگیا۔

۳ ھذا من عمل الشیطان تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد وہ لڑائی ہے جو ان دو شخصوں میں ہو رہی تھی نہ وہ فعل یعنی اپنے دشمن کا قتل جو موسیٰؑ نے حکم خدا سے کیا۔

۴ رب انی ظلمت نفسی۔ چونکہ ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقع اور بے جا رکھنا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ نے فرمایا کہ موسیٰ نے رب انی ظلمت نفسی اس لئے فرمایا کہ اس شہر میں ان کا پہنچ جانا بے محل تھا۔

۵ رب بما انعمت علی تفسیر صافی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ نے اس قوت کے بارے میں شکر کیا جس کے سبب ایک گھونسے سے کافر کو مار ڈالا تھا اظہار یہ کیا کہ اس قوت سے میں تیری راہ میں جہاد کروں گا۔ تاکہ تیری رضا حاصل ہو۔

۶ انک لغوی مبین العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے اس سے فرمایا کہ کل تو ایک شخص سے لڑا تھا اور آج اس سے لڑ رہا ہے (تو پکا مفسد ہے) میں تیسری ضرور خبر لوں گا یہ فرما کر اس کے پکڑنے کا

أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعٰى ۙ قَالَ يٰمُوسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ

دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ ؑ ارکان دولت تمہارے بارے میں یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ

لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۰ فَخَرَجَ مِنْهَا

تم کو قتل کر دیں پس تم فوراً نکل جاؤ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس موسیٰ ؑ اس شہر

خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۭ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۱ ع

سے ڈرتے ہوئے اور اس لگائے ہوئے نکل کھڑے ہوئے عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے ظالم لوگوں کے ہاتھ سے نجات

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاۗءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۗءَ

دے۔ اور جب مدین کی طرف ہو لئے تو کہنے لگے کہ قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے ٹھیک

السَّبِيْلِ ۝۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَاۗءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ

راستہ بتلا دے۔ اور جب مدین کے پانی (کنوئیں) پر پہنچے تو اس پر آدمیوں کے ایک گروہ کو

النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۡ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

پانی پلاتے ہوئے پایا اور اس سے نیچے کی طرف دو عورتوں کو اپنی بھیڑ بکریاں روکے ہوئے پایا۔

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۭ وَاَبُوْنَا

ان سے پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ جب تک یہ چرواہے (اپنے مویشیوں کو) ہٹا نہ لیں ہم انہیں پلا سکتے

شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝۲۳ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ

اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ پس موسیٰ ؑ نے پس ان دونوں کے خاطر سے (ان کے مویشیوں کو) پانی پلا دیا۔ پھر سائے میں چلے گئے

فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝۲۴ فَجَاۗءَتْهُ

اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار جو خیر و خوبی بھی تو میرے لئے نازل کرے میں اسی کا محتاج ہوں۔ پس ان دونوں عورتوں میں

اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

سے ایک شرمائی ہوئی چال سے ان کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلا رہے ہیں تاکہ تم نے جو ہمارے خاطر

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ

سے پانی پلا دیا تھا تم کو اس کا معاوضہ دیں۔ پس جب موسیٰ ؑ ان کے پاس پہنچے اور ان سے (اپنا) سارا قصہ بیان کیا

الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۡ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ

تو انہوں نے فرمایا کہ اب مت ڈرو۔ تم نے ظالموں کے ہاتھ سے نجات پائی۔ ان دونوں

الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ

میں سے ایک بولی کہ ابا جان ان کو اجیر رکھ لیجئے کہ جن کو بھی آپ اجیر رکھیں ان میں وہی بہتر

---

۱ وجاء رجل من اقصا المدینۃ یسعیٰ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ فرعون کا خواجگی تھا جو (علاوہ انبیاء سابق کے) موسیٰ پر بھی ایمان رکھتا تھا۔ اور چھ سو برس تک اپنا ایمان چھپاتا رہا اور یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وقال رجل مؤمن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ الخ اور فرعون کے کنبہ میں سے ایک شخص مومن نے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا یہ کہا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اتنی بات کہنے پر قتل کرتے ہو کہ میرا پروردگار اللہ ہے) اور جب فرعون کو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے تو اس نے موسیٰ کو قتل کرنے کے لئے تلاش کرایا۔ اس وقت اسی مسلمان مومن نے موسیٰ کو بذریعہ ایک شخص کے کہلا بھیجا کہ درباری تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا تم یہاں سے چل دو۔

۲ تلقاء مدین تفسیر صافی میں ہے کہ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی تھی اور کہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے مدین کے نام پر آباد کی گئی تھی حدود سلطنت فرعون سے باہر تھی اور اس شہر سے جہاں سے موسیٰ نکل کر بھاگے اتنا فاصلہ تھا کہ تین دن میں طے ہوا تھا۔ الاکمال میں ہے کہ موسیٰ مصر سے اس شان سے نکلے کہ نہ ان کے پاس کچھ زاد راہ تھا اور نہ کوئی سواری نہ کوئی خدمت گار (گرتے پڑتے) نشیب و فراز طے کرتے سرحد مدین میں پہنچے اور ایک ایسے درخت کے سایہ میں جا کر دم لیا جس کے نیچے کنواں بھی تھا۔

۳ فسقیٰ لھما تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ مدین کے کنوئیں پر پہنچے اور یہ دیکھا کہ لوگ پانی کھینچ کھینچ کر اپنے اپنے مویشی کو سیراب کر رہے ہیں یہ ایک طرف جا بیٹھے تھے اور تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ ان کی نظر دو لڑکیوں پر جا پڑی جو اپنی بھیڑ بکریوں کو روکے ہوئے ایک طرف کھڑی تھیں اور کنوئیں کے پاس نہ آتی تھیں۔ ان سے دریافت کیا کہ تم پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے جو جواب دیا اسے خدائے تعالیٰ حکایۃً بیان فرما چکا (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ
ہے جو قوی بھی ہو اور امانتدار بھی ہو۔(شعیب نے) فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ
اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ
ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ اس شرط پر کردوں کہ آپ آٹھ برس میری خدمت کریں
فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ
پھر اگر آپ دس پورے کر دیں تو یہ آپ کا احسان ہے۔اور میں آپ پر کوئی دباؤ ڈالنا نہیں چاہتا
عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ
انشا اللہ آپ مجھے صالحین میں سے پائیں گے۔(موسیٰ علیہ السلام نے) عرض کی کہ
بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ
میرے اور آپ کے مابین یہ معاملہ طے ہو گیا۔دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کر دوں پھر میرے ذمے کوئی بار نہ ہوگا۔
وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰي مُوْسَى الْاَجَلَ
اور جو کچھ میری اور آپ کی تقریر ہوئی ہے خدا اس کا شاہد ہے۔پھر موسیٰ نے جب وہ مدت پوری کر لی
وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ
اور اپنے اہل کو لے کر چلے تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ نظر آئی۔تو انہوں نے اپنے اہل سے کہا کہ
امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ
تم یہیں ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے یا تو میں اس کے پاس سے تمہارے لئے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا آگ کی
مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ
چنگاری لاتا ہوں کہ تم تاپ سکو۔پھر جب اس کے پاس
شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ
پہنچے تو اس مبارک جگہ میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت سے ان کو یہ آواز دی گئی کہ
يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ
اے موسیٰ میں ہی تو تمام عالموں کا پروردگار ہوں۔اور تم اپنا عصا تو ڈال دو۔
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ
پھر جب اس کو اس طرح لہراتا ہوا دیکھا جیسے بیت جاگتا سانپ تو پیچھے کو پھرے اور مڑ کر نہ دیکھا
يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ڰ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾
(پھر آواز دی گئی) کہ اے موسیٰ آگے بڑھو اور ڈرو نہیں تم یقیناً امن پانے والوں میں سے ہو۔

لہ ان خیر من استاجرت القوی الامین۔ الفقیہ میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ ان کی قوت تو تمہیں اس سے معلوم ہو گئی کہ کنویں پر سے پتھر انہوں نے تن تنہا ہٹا دیا۔مگر یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ امین بھی ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی یا بابا جان جب چلنے میں میں ان کے آگے چلی تو انہوں نے کہا کہ میرے پیچھے چلو اور جب میں راستہ بھولوں تو مجھے بتا دینا اس لئے کہ ہم ایسی قوم سے ہیں کہ (غیر) عورت کی پشت پر بھی نظر نہیں ڈالتے۔

مہ ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ موسیٰؑ ان دونوں مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی فرمایا جو زیادہ طویل تھی اور جس سے زیادہ اچھی طرح سے ایفاء ہو سکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تم سے یہ دریافت کرے کہ حضرت شعیبؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے اپنی کون سی بیٹی بیاہ دی تھی تو جواب دو کہ چھوٹی وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے بھیجی گئی تھی اور اسی نے یہ تجویز پیش کی تھی یا ابت استاجرہ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا یہ کون سی بیٹی نے کہا تھا ان ابی یدعوک؛ فرمایا اسی نے جس کو حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے بیاہ دیا اس پر دریافت کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا وہی جو سب سے زیادہ تھی یعنی دس برس والی۔ اس پر کسی نے سوال کیا کہ آیا اس شرط کے ایفاء سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہم بستری کی یا بعد میں؟ فرمایا پہلے۔ اس پر سوال کیا گیا کہ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا ہاں ایسوں کے لئے جائز ہے جیسے کہ حضرت موسیٰؑ تھے اس لئے کہ ان کو علم تھا کہ اس شرط کے پورا کرنے تک میں زندہ بھی رہوں گا اور اس کو پورا کرنے پر قادر بھی ہوں۔ کافی اور الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس زمانے میں اسلام میں اجارہ کا نکاح جائز نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۴۶۶ آئندہ پر پڑھئے)

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ

اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو کہ وہ بے عیب سفید (اور) روشن نکلے گا۔

سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ

اور رعب خوف کے لئے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیڑ لو پس

بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

تمہارے رب کی طرف سے یہ دو حجتیں فرعون اور اس کے درباریوں کے لئے ہے۔ بیشک وہ

فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ

نافرمان لوگ ہیں۔ (موسیٰ نے) عرض کی کہ اے میرے پروردگار میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پس میں ڈرتا ہوں

يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ

کہ وہ (قصاص میں) مجھے مار ڈالیں گے۔ اور میرے بھائی ہارون میری بہ نسبت زبان میں زیادہ فصیح ہیں پس ان کو

مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۫ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ وہ میری تصدیق کریں یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا

(خدائے تعالیٰ نے) فرمایا کہ عنقریب ہم تمہارے بھائی کے ذریعے سے تمہارے بازو کو قوی کر دیں گے اور تم دونوں کے لئے ایسا غلبہ مقرر

يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

کریں گے کہ وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے اور تم دونوں اور جو تم دونوں کی پیروی کریں گے وہ ہماری نشانیوں کے ذریعے

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا

سے غالب رہیں گے۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے یہ کہہ دیا

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

کہ یہ تو (خدا پر) افترا کیا ہوا جادو ہی ہے اور ہم نے تو ایسا اپنے پہلے بزرگوں میں سنا ہی نہیں۔

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ

اور موسیٰ نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے

عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اور اس سے بھی جس کے لئے اس گھر کا انجام نیک ہے۔ یقیناً ظالم لوگ فلاح نہ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ

پائیں گے۔ اور فرعون نے کہا کہ اے ارکان دولت میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا خدا جانتا نہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۶۵) کہ کوئی شخص کسی عورت کے باپ بھائی سے یہ کہے کہ تم اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح مجھ سے اس شرط پر کر دو کہ میں اتنے برس تمہارا فلاں فلاں کام انجام دیتا رہوں گا۔ فرمایا یہ اس لئے حرام ہے کہ وہ کام کرنا گویا اس کا مہر ہے اور اپنے مہر کی وہ خود مستحق ہے نہ کہ اس کا کوئی رشتہ دار اس کے متعلق اور روایتیں ضمیمہ میں پڑھئے) ۳ فلما قضی موسی الاجل وسار باهله تفسیر حسینی میں ہے کہ موسیٰ نے حضرت شعیبؑ سے عرض کی کہ اب مجھے اپنے وطن لوٹنا اور اپنے کنبے والوں کے پاس جانا ضروری ہے تو یہ فرمائیے کہ آپ مجھے کیا عطا فرمائیں گے؟ حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اس سال میں بھیڑ بکریوں اور دنبیوں کے جتنے چتکبرے بچے پیدا ہوں گے وہ سب تمہارے ہوں گے۔ پس موسیٰ نے ایک لکڑی لی جس کی چھال کہیں کہیں سے تو چھیل دی اور کہیں کہیں سے باقی رکھی اور اسے اس باڑے کے پنکھوں بیچ جہاں ریوڑ بندھتا تھا گاڑ دیا اور اس پر ایک ابلق چادر ڈال دی۔ اس کے بعد ان کے معز (یعنی بکرے اور مینڈھے جو اس ملک کے موافق الگ رکھے جاتے ہیں) ریوڑ میں چھوڑ دیئے پس اس سال جو بچہ پیدا ہوا وہ چتکبرا ہی تھا جب یہ سال ختم ہو گیا تو حضرت موسیٰ نے اپنی زوجہ اور اپنے ریوڑ کو اور اپنے ملازموں کو ساتھ لیا۔ اور شعیبؑ نے ان کو سفر خرچ اپنے پاس سے الگ دیا۔ چلتے وقت حضرت موسیٰ نے حضرت شعیبؑ سے ایک عصا کی درخواست کی۔ کیوں کہ ان کے پاس انبیاء کے کل عصا موجود تھے اور ان کو وراثۃً پہنچے تھے یہ سب انہوں نے ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑے تھے۔ شعیبؑ نے فرمایا کہ اندر جاؤ اور ایک لے لو۔ موسیٰ اندر گئے تو ان کے ہاتھ میں خود بخود عصا آ گیا جو باری باری نوحؑ اور ابراہیمؑ کے ہاتھ میں رہ چکا تھا۔ باہر لائے تو شعیبؑ نے کہا کہ اسے رکھ آؤ اور لاؤ، حکم کی تعمیل کی، مگر پھر وہی ہاتھ میں آیا۔ جب تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو شعیبؑ نے کہا کہ لے جاؤ۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ
پس اے ہامان ہماری خاطر سے ایک پزاوہ چڑھا پھر ہمارے لئے ایک اونچا
صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ
محل بنا کہ ہم اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کے حالات معلوم کریں حالانکہ ہم تو اس کو
الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ
جھوٹا ہی جانتے ہیں۔اور اس نے اور اس کے لشکر نے ناحق بڑائی چاہی
الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ
اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ ہماری طرف پلٹ کر ہی نہ آئیں گے۔پھر ہم نے اس کو
وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
اور اس کے لشکر کو گرفتار کیا پھر ان کو سمندر میں ڈال دیا۔پس غور کرو کہ نافرمان لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ
اور ہم نے وہ ایسے سردار بنائے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔اور
الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ
قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے۔
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
اور قیامت کے دن وہ (نہایت ہی) برے حال والوں میں سے ہو جائیں گے۔اور ہم نے
مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى
موسیٰ کو بعد اس کے کہ ہم پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کر چکے تھے
بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا
ایسی کتاب عطا فرمائی جو لوگوں کے لئے بصیرت تھی اور ہدایت و رحمت تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔اور
كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا
(اے پیغمبر) جس وقت ہم نے موسیٰ کا معاملہ طے کیا ہے اس وقت تم تو طور کی غربی
كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ
جانب موجود نہ تھے اور نہ تم اس معاملہ کو دیکھنے والوں میں سے تھے۔لیکن ہم نے بہت سے گروہ پیدا کئے
عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا
پھر ان کے اوپر ایک زمانہ گزر گیا۔اور نہ تم اہل مدین ہی میں مقیم تھے کہ ان کے متعلق ان کو ہماری نشانیاں

۱ یا ایھا الملأ ما علمت لکم من الٰہ غیری تفسیر کبیر میں بروایت عبداللہ بن عباس منقول ہے کہ جبرئیل امینؑ نے جناب رسول خداؐ سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کاش آپ مجھ کو اور فرعون کو اس حالت میں دیکھتے کہ وہ تو خلوص سے یہ کلمہ پڑھ رہا تھا آمنت انہ لا الٰہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل و انا من المسلمین۔(ترجمہ کے لئے پارہ ۱۱ رکوع ۳ دیکھو) اور میں اسے مارے غیظ و غضب کے پانی و کیچڑ میں ٹھونس ٹھونس دیتا تھا۔اندیشہ یہ تھا کہ کہیں یہ توبہ نہ کرے، اور اس کی توبہ درگاہ باری میں قبول نہ ہو جائے۔جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اس شدت غیظ و غضب کی وجہ کیا تھی؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ پہلا تو اس کا یہ کلمہ ما علمت لکم من الٰہ غیری اور دوسرا اس کا یہ کلمہ اس وقت کا جب کہ سمندر کے کنارے پہنچ لیا ہے انا ربکم الاعلیٰ (تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار میں ہوں) پہلے کلمہ سے دوسرے کلمے تک چالیس برس کا فصل تھا۔مگر مجھے آخری کلمہ نے سب سے زیادہ غصہ دلایا۔

ع ۲ فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الٰہ موسیٰ تفسیر کبیر میں ہے کہ فرعون کے اس حکم سے ہامان نے اتنا بلند مکان بنوایا کہ اس کے اوپر کے حصہ میں بوجہ دائمی آندھی اور جھکڑ کے آدمی کی یہ مجال نہ تھی کہ کھڑا ہو سکے۔ پھر بھی فرعون نے کہا کہ کیا تو اس پر قادر نہیں کہ اس مکان کو اور اونچا بنائے۔پس خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی آندھی بھیجی کہ اس نے سارے مکان کو گرا دیا۔اس پر فرعون و ہامان نے ایک اڑن کھٹولا بنایا اور عقاب کے چار بچے لے کر ان کو پرورش کیا جب وہ بڑے ہو گئے اور قوت پا گئے تو اول تو ان کو خوب بھوکا رکھا پھر اڑن کھٹولے کے چاروں کونوں پر چار اونچے اونچے بانس خوب مضبوط باندھے اور ان کے اوپر گوشت کے ٹکڑے لٹکائے اور نیچے کھٹولے کے چاروں پایوں سے عقابوں کی ٹانگیں باندھ دیں۔اب گوشت کو دیکھ کر انہوں نے بازو پھٹ پھٹائے اور اوپر کو اڑے۔چونکہ فرعون و ہامان کھٹولے منزل (۵) میں پہلے ہی بیٹھ چکے تھے ان کو بھی لے چلے اور گوشت چونکہ ان کے ہاتھ نہ آیا اس لئے دن بھر اوپر ہی کو اڑتے چلے گئے، آخر فرعون نے ہامان سے کہا کہ دیکھ ہم آسمان تک پہنچے یا نہیں۔ہامان نے نظر ڈالی تو کہنے لگا کہ مجھے تو آسمان اتنی ہی دور معلوم ہوتا ہے جتنا کہ زمین سے دور معلوم ہوتا تھا۔

(بقیہ تفسیر ملاحظہ فرمائیے)

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ
پڑھ کر سناتے بلکہ ہم ہی تم کو رسول بنا کر بھیجنے والے تھے۔ اور جس وقت ہم نے آواز دی تھی تم
بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ
طور کے کسی پہلو میں موجود نہ تھے بلکہ یہ (علم تم کو ملنا تو) تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے۔ تاکہ تم
قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ
ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے ڈرانے والا نہیں آیا ہے تاکہ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اور ایسا نہ ہو کہ ان پر جو کچھ ان کے ہاتھوں پہلے ہو چکا ہے اس کے بدلے میں کوئی مصیبت آئے
اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا
تو یہ کہہ دے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ
ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ہم بھی ایمان لانے والوں میں سے ہو جاتے۔ پھر جب
الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ
ہمارے پاس سے ان کے پاس حق پہنچا تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ان کو ویسی ہی چیزیں کیوں نہ دی گئی جیسی کہ موسیٰ کو دی گئی تھیں
اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ
تو کیا لوگوں نے ان کا پہلے سے انکار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں
تَظٰهَرَا ۖ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ
اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اور یہ کہہ دیا تھا کہ ہم تو ہر ایک کے منکر ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ
تو تم اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو (توریت و قرآن) دونوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو کہ میں اس کی پیروی کرنے لگوں
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ
پس اگر وہ تمہاری (بات) نہ مانیں تو یہ سمجھ لو کہ وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔
اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ
اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا
بیشک خدائے تعالیٰ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا۔ اور ہم نے ان کے واسطے یقیناً ایک قول کو دوسرے (قول) سے ملا رکھا ہے

ل وما كنت بجانب الطور اذ نادينا العيون میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کو مبعوث فرمایا اور ان کو اپنے کلام سے شرف بخشا اور سمندر کو ان کے لئے پھاڑ دیا اور بنی اسرائیل کو ان کے ذریعہ سے نجات دی اور ان کو کتاب توریت کی لوحیں عطا فرمائیں تو ان کو اپنی منزلت کا احساس و خیال ہوا اور عرض کرنے لگے کہ پروردگارا! تو نے مجھے وہ عظمت عطا فرمائی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا فرمائی۔ خطاب ہوا کہ اے موسیٰ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ محمد مصطفیٰ میرے نزدیک جمیع ملائکہ اور تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ موسیٰ نے عرض کی کہ پروردگارا اگر محمد مصطفیٰ تیرے نزدیک تمام مخلوق سے افضل ہیں تو آیا انبیاء کی آل میں سے کسی کی بھی میری آل سے افضل ہے؟ خطاب ہوا کہ اے موسیٰ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ تمام انبیاء کی آل کے مقابل آل محمدؐ کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسے کہ تمام اور سولوں کے مقابل خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ہے۔ موسیٰ نے عرض کی پروردگارا اگر آل محمد اس رتبے کے ہیں تو آیا اور انبیاء کی امتوں میں سے کسی کی امت تیرے نزدیک میری امت سے افضل ہے جن پر سایہ کرنے کے لئے تو نے بادل بھیجے اور (جن کو بھوک سے بچانے کے لئے) تو نے من و سلویٰ نازل فرمایا اور (جن کو دشمن سے چھڑانے کے لئے) تو نے سمندر کو پھاڑ کر ان کے لئے راستے بنائے خطاب ہوا کہ اے موسیٰ! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تمام اور امتوں کے مقابلہ میں امت محمد مصطفیٰ کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی کہ میری تمام اور مخلوق کے مقابلہ میں خود آنحضرت کی فضیلت۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ خداوندا میری تمنا ہے کہ میں ان کو (یعنی امت محمدیہ کو) دیکھتا وحی ہوئی کہ اے موسیٰ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے اس لئے کہ یہ

ع ۸

ان کے ظہور کا وقت نہیں ہے ہاں جنت میں پہنچ کر جنات عدن اور جنات فردوس میں تم ان کو محمد مصطفیٰ کی منزل (۵) حضور میں اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ جنت کی نعمتوں سے راحت پاتے ہوں گے اور وہاں کی لذتوں اور خوبیوں سے مسرور و شاداں ہوں گے۔ مگر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ان کا کلام تم کو سنوا دیں۔ عرض کی پروردگارا ضرور۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تم اپنی کمر کسو اور

لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ وہ لوگ جن کو ہم نے اس سے پہلے سے کتاب دی تھی

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے کلام خدا پڑھا جاتا ہے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ

تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ہم پہلے ہی سے اس کے

مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا

تسلیم کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا دہرا اجر دیا جائے گا

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور یہی بدی کو نیکی کے ذریعے سے دفع کرتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے رہتے

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا

ہیں۔ اور جس وقت کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

یقیناً جس کو تم چاہو راہ پر نہیں لاسکتے لیکن اللہ جس کو چاہے راہ پر لے آئے۔

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ

اور وہ راہ پر آنے والوں سے خوب واقف ہے۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کے پیرو ہو جائیں

نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى

تو ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں۔ کیا ہم نے ان کو ایسے امن دینے والے حرم میں جگہ نہیں دی

اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

جس کے جانب ہماری طرف سے رزق کے طور پر ہر چیز کے پھل (بکثرت) لائے جاتے ہیں لیکن ان میں سے بہت سے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ

کچھ نہیں جانتے۔ اور ہم نے کتنی بستیاں ہلاک کر دیں جو (آسائش سے) اترا کر اپنی بسر کرتی تھیں۔

فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ

اب یہ مکانات ان کے بعد بہت ہی کم آباد کئے گئے

ل اولٰئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد حضرت ائمہ معصومینؑ ہیں اور خود جناب امام جعفر صادقؑ نے یہ فرمایا کہ ہم تو صابر ہیں ہی لیکن ہمارے شیعہ ہم سے زیادہ صابر ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے تو ان چیزوں پر صبر کیا جن کے انجام کا ہم علم رکھتے ہیں اور ہمارے شیعوں نے ان مصائب پر صبر کیا جن کے انجام کا ان کو علم نہیں۔

م ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ تفسیر قمی میں ہے کہ حضرات ائمہ اور ان کے شیعہ جو شخص ان کے ساتھ بدی کرے اس کی بدی کا دفعیہ اس طرح کرتے ہیں کہ بدی کرنے والے سے اس کی بدی کے مقابل بہت سی نیکیاں کیا کرتے ہیں۔

ن واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں اللغو سے مراد جھوٹ لہو ولعب کی باتیں اور غنا یعنی راگ ورا گنی ہیں اور ائمہ ان سب سے روگردانی کرنے والے تھے اور جو ان لغو باتوں میں شریک ہوں ان سے یہ فرمانے والے تھے لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین۔

س انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالب عم جناب رسول خداؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ آنحضرت ان سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ چچا جان لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ میں قیامت کے دن اس کے ذریعہ سے آپ کو نفع پہنچاؤں گا اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ پیارے بھتیجے میں اپنی ذاتی حالت سے خوب واقف ہوں پھر جس وقت ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب نے جناب رسول خداؐ کے سامنے شہادت دی کہ حضرت ابوطالب نے موت کے وقت یہ کلمہ کہہ لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تو ان سے سنا نہیں مگر مجھے یہ امید ہے کہ قیامت کے دن میں ان کو ضرور فائدہ پہنچاؤں گا۔ نیز یہ ارشاد فرمایا کہ جس وقت میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی والدہ کے حق میں اپنے والد ماجد کے حق میں اور اپنے ایک بھائی کے حق میں جس نے میری بعثت سے قبل مجھ سے مواخات کی تھی اور قبل بعثت انتقال بھی کر گیا۔ ضرور شفاعت کروں گا۔ ۱۲ منہ۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوطالب کی مثل اصحاب کہف کی سی ہے جو ایمان کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے اور مشرکوں کے سامنے اظہار کیا کرتے تھے جس کے عوض میں خدا نے ان کو دہرا اجر عطا فرمایا (زادی تفسیر میں پڑھے)

وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى

اور (اصلی) وارث ہم ہیں۔ اور تمہارا پروردگار بستیوں کو برباد کرنے والا نہیں ہے۔

يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

جب تک کے ان کے صدر مقام میں کسی رسول کو مبعوث نہ کرلے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

اور ہم بستیوں کے برباد کرنے والے نہیں ہیں سوائے اس صورت کے کہ ان کے باشندے نافرمان ہوں اور تم لوگوں کو

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

جو چیز بھی دی گئی ہے وہ زندگانی دنیا کا سرمایہ اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی (سب سے) بہتر

وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ

اور زیادہ باقی رہنے والا ہے کیا تم اتنی سمجھ نہیں رکھتے؟ کیا وہ شخص جس سے ہم نے ایک اچھا وعدہ کیا ہے

لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ

اور اس کو وہ وعدہ ملنے والا بھی ہے اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس کو ہم نے زندگانی دنیا کے سرمائے سے نفع پہنچایا ہے پھر وہ قیامت

الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ

کے دن (عذاب کے لئے) حاضر کیا جائے گا۔ اور جس دن خدا ان کو آواز دے گا پھر فرمائے گا کہ

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ

میرے وہ شریک کہاں ہیں جن پر تم گھمنڈ کیا کرتے تھے۔ اس وقت وہ لوگ جن پر ہمارا قول ثابت ہو جائیگا

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ

یہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہی ہیں وہ جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو اسی طرح بہکایا

كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾

جس طرح ہم خود بہک گئے تھے۔ اب ہم تیری حضور میں ان سے تبرا کرتے ہیں۔ یہ ہماری پرستش نہیں کیا کرتے تھے۔

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

اور ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنے شریکوں کو پکارلو پس وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے

وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ

اور وہ عذاب کو دیکھیں گے (اور یہ تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ

خدا ان کو آواز دے گا پھر یہ فرمائے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟ پھر اس دن ان سے

لے ویوم ینادیھم فیقول ماذا اجبتم المرسلین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ عوام الناس کی روایت تو یہ ہے کہ ندا قیامت میں دی جائے گی اور خاص کی روایت جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ ہے کہ جس وقت بندہ قبر میں پہنچے گا اور اس سے پریشان ہوگا تو اس سے جناب رسولؐ خدا کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور یہ پوچھا جائے گا کہ تم اس بزرگوار کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارا پشت پناہ تھا۔ پس اگر یہ بندہ مومن تھا تو کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ لائے تھے وہ سب برحق ہے یہ سن کر اس سے کہا جائے گا کہ اب تم چین سے سو۔ اور شیطان وہاں سے چمپت ہوگا اور قبر میں اس کی سات سات گز کی وسعت کر دی جائے گی اور اس کو اپنا جنت کا مکان نظر آنے لگے گا اور اگر یہ بندہ کافر تھا تو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کسے پوچھتے ہو تو اس کے ایک ضربت ایسی لگائی جائے گی کہ آدمیوں کے سوا خدائی کل مخلوق سن لے گی اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے گا۔ جس کی دو آنکھیں تانبے کی یا آگ کی ایسی چمکتی ہیں جیسے کوندتی بجلی۔ اور اس سے کہے گا کہ ہم تم تو بھائی بھائی ہیں نیز سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہو جائیں گے اور قبر میں سخت اندھیری چھا جائے گی اور قبر اس کو ایسا جھنجھوڑ دے گی کہ اس کی پسلیاں بول جائیں گی۔

عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ
کوئی جواب نہ بن پڑے گا (اور) وہ ایک دوسرے سے سوال بھی نہ کر سکیں گے۔ پھر جو شخص
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ
توبہ کر لے گا اور ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے
الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ
والوں میں سے ہو جائے۔ اور تمہارا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور منتخب کرتا ہے بندوں کو
لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ
(انتخاب کا) کوئی اختیار نہیں ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ ان سے منزہ اور برتر ہے۔ اور تمہارا پروردگار
يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
ان چیزوں کو (بھی) جانتا ہے جن کو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور ان کو (بھی) جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے
اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ
جس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے۔ اول و آخر ہر قسم کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے۔ اور اسی کو حکم (کا حق) حاصل ہے
تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ
اور تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہوگی۔ (اے رسولؐ) تم یہ کہہ دو کہ آیا تم نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت کے دن تک تم پر
سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ
برابر رات ہی کو مسلط کر دیتا تو اللہ سوا اور کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے
بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ
روشنی لے آتا کیا تم (توجہ سے) نہیں سنتے؟ تم یہ کہہ دو کہ کیا تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت کے دن تک کے لئے
عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
تم پر برابر دن ہی رکھتا تو اللہ کے سوا کون ایسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آتا
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ
جس میں تم آرام کرتے۔ کیا اسے تم (دیدۂ دل سے) نہیں دیکھتے۔
رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ
اور اسی نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات (بھی) بنائی اور دن (بھی) تاکہ اس (رات) میں تم آرام کرو
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
اور اس لئے کہ (دن میں) تم اس کے فضل کے خواستگار ہو۔ اور اس لئے کہ (عام طور پر) شکر گزار بنو

۱ ربك يخلق من يشاء و يختار ما كان لهم الخيرة۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام کو خدائے تعالیٰ منتخب و مقرر فرماتا ہے بندوں کا یہ کام نہیں ہے کہ امام مقرر کر لیں۔ کافی اور الحجاس میں جناب امام رضاؑ سے ایک حدیث امام کی فضیلت و صفات کے بارے میں وارد ہوئی ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آیا لوگ امامت کی قدر جانتے ہیں اور امت کے مقابل میں جو امام کا رتبہ ہے اسے پہچانتے ہیں کہ ان کو امام کے انتخاب کا اختیار دیا جائے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ یقیناً لوگوں نے بہت سخت امر کا قصد کیا ہے اور صریح بہتان باندھا اور راہ راست سے گمراہ ہو کر بہت دور جا پڑے اور جب کھلی آنکھوں امام برحق کو چھوڑ دیا تو ضلالت و حیرت کے بھنور میں جا پڑے اور ان کی وہ حالت ہوئی جو خدائے تعالیٰ ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے وزين لهم الشيطان اعمالهم فصلهم عن السبيل و كانوا مستبصرين اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں زینت دے دیا تھا اور ان کو راہ راست سے روک دیا تھا حالانکہ وہ سوجھ بوجھ والے تھے یعنی انہوں نے خدا اور اس کے رسول کے پسند کئے ہوئے سے نفرت ظاہر کی اور اپنے پسند کئے ہوئے کو مان لیا باوجودیکہ قرآن مجید ان سے پکار پکار کر کہہ رہا تھا و ربك يخلق ما يشاء و يختار ما كان لهم الخيرة سبحان الله و تعالىٰ عما يشركون۔ نیز خدائے تعالیٰ صاف صاف فرما چکا و ما كان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضى الله و رسوله امراً ان يكون لهم الخيرة من امرهم (اور نہ یہ کہ کسی مومن کا کام ہے اور نہ کسی زن مومنہ کا جب خدا اور رسول کسی سے ان کے حق میں اچھا فیصلہ فرما دے یہ اس معاملہ میں اپنی رائے بھی ٹھونس دیں۔ الاکمال میں ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ سے سوال کیا گیا تھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ لوگوں کو اپنے لئے امام مقرر کر لینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ فرمایا کیا امام۔ اصلاح کرنے والا یا فساد پھیلانے والا؟ عرض کیا گیا کہ اصلاح کرنے والا۔ فرمایا آیا یہ ممکن ہے یا نہیں کہ لوگ اپنے خیال سے اصلاح کرنے والا منتخب کریں اور وہ حقیقت میں مفسد ہو کیوں کہ دوسرے کے صلاح و فساد سے کوئی شخص بھی واقف نہیں۔ عرض کیا گیا کہ ایسا تو ممکن ہے۔ فرمایا پس یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو انتخاب امام کا اختیار نہیں دیا گیا اور دل (عقول) اس سے عاجز ہیں اور نہ اس پر قادر ہیں کہ امام مقرر کر لیں۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ
اور جس دن خدائے تعالیٰ ان کو بلائے گا پھر دریافت فرمائے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہے
تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا
جن کی نسبت تم گمان کیا کرتے تھے؟ اور ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو الگ کریں گے، پھر ہم (ان سے) کہیں گے کہ
بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا
تم اپنی اپنی دلیل پیش کرو اس وقت وہ سمجھ لیں گے کہ حق تو اللہ ہی کا ہے اور جو جھوٹی باتیں
يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ
وہ بنایا کرتے تھے وہ سب ان سے جاتی رہیں۔ بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا پھر وہ ان سے باغی ہو گیا تھا
وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي
اور ہم نے اس کو خزانوں کی اتنی مقدار دی تھی کہ ان کی کنجیاں بڑے قوت والے کثیر گروہ پر بھی گراں گذرتی تھیں۔
الْقُوَّةِ ۚ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
جس وقت اس کی قوم نے ان سے کہا کہ تو اترا نہیں۔ یقیناً اللہ اترانے والوں کو
الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ
دوست نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھ کو دے رکھا ہے تو اس کے ذریعے سے آخرت کا طلبگار ہو اور اپنے دنیا کے حصے کو
نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا
فراموش نہ کر اور جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (اللہ کے بندوں کے ساتھ) احسان کر
تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾
اور زمین میں فساد کا خواستگار نہ ہو۔ بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔
قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
اس نے کہا کہ یہ جو کچھ مجھے دیا گیا یہ تو اس علم کے ذریعے سے دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ نے
قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً
اس سے پہلے بہت سے گروہوں کو جو اس سے قوت میں بھی زیادہ تھے
وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾
اور گروہ میں بھی ہلاک کر دیا تھا اور گناہگاروں سے ان کے گناہوں کی بابت سوال نہ کیا جائے گا۔
فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ
پس وہ اپنی قوم کے سامنے بناؤ سنگار کر کے نکلا۔ تو وہ لوگ جو زندگانی دنیا کے طلبگار ہیں کہنے لگے کہ

۱ ونزعنا من کل امۃ شہیداً تفسیر قمی میں جناب امام باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ امت محمدیہ کے ہر ہر فرقے کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے اور تفسیر صافی میں ہے کہ ان کا وہ امام ان کے اعتقادات و اعمال کی گواہی بھی دے گا۔

۲ ان قارون کان من قوم موسیٰ تفسیر صافی میں ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کے چچا کا بیٹا تھا اور قارون ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قارون موسیٰؑ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ قول متقدم اور پر کی دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کسی کا خالہ زاد بھائی بھی ہو اور چچا زاد بھی۔

۳ بالعصبۃ اولی القوۃ تفسیر قمی میں ہے کہ عصبہ اس جماعت کو کہتے ہیں کہ جس کی تعداد دس سے لے کر انیس تک ہو اور قارون کے خزانوں کی کنجیاں ایک بڑا قوی گروہ جس کے اشخاص کی تعداد اور پر بتائی گئی ہے اٹھایا کرتا تھا۔

۴ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین۔ الخصال میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ ان کے والد ماجد جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ کثرت مال پر ناز اں نہ ہو اور کسی مال میں میری یاد نہ چھوڑو اس لئے کہ مال کی کثرت گناہوں کو بھلا دیتی ہے۔ اور میری یاد کو چھوڑ دینا قساوت قلب پیدا کر دیتا ہے۔ التوحید میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے بدی کی سزا ملنی برحق ہے تو پھر یہ لوگوں کی خوشی کس بنا پر ہے۔

۵ ولا تنس نصیبک من الدنیا المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی صحت، قوت، فراغت، جوانی اور عیش و کامرانی کو بھول نہ جاؤ۔ یعنی جب یہ چیزیں حاصل ہوں تو ان کے ذریعہ سے آخرت کی بہبودی بہم پہنچاتے رہو۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
کاش ہمارے لئے بھی ایسا کچھ ہوتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے یقینا وہ
عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ
بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور ان لوگوں نے جن کو علم دیا گیا تھا یہ کہا کہ تمہارا برا ہو
خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا
اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے آخرت کا ثواب بہت ہی اچھا ہے اور یہ بات
الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ
سوائے صبر کرنے والوں کے کسی اور کو نہیں سکھائی جاتی۔ پھر ہم نے قارون کو اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا پس نہ کوئی
مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ
اس کا گروہ تھا جو اللہ کے عذاب سے بچانے میں اس کی نصرت کرتا اور نہ وہ خود ہی اپنے آپ کو بچا سکا
الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ
اور (وہ لوگ جو کل اس کی منزلت کی خواستگاری کر رہے تھے
يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
یہ کہنے لگے ہے ہے تو اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت کر دیتا ہے
وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا
اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا ارے غضب
يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا
کافر تو (کہیں) پناہ ہی نہیں پاتے۔ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے مقرر کرتے ہیں
يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ
جو نہ زمین میں تکبر چاہتے ہیں اور نہ فساد۔ اور انجام
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ
نیک پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ جو ایک (خاص) نیکی لائے گا پس (اس کا بدلہ) اس سے بہتر ہوگا۔
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا
اور جو ایک (خاص) بدی لائے گا تو ان لوگوں کو جو بدی کیا کرتے تھے صرف ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى
جیسے کہ وہ عمل کیا کرتے تھے۔ بالتحقیق وہ جس نے تم پر قرآن کو واجب کیا ہے تم کو تمہارے ٹھکانے کی طرف لوٹانے والا ہے۔

۱ قال الذین اوتوا العلم تفسیر قمی میں ہے کہ یہ کہنے والے موسیٰ کے اصحاب میں سے بہت ہی خاص خاص لوگ تھے۔

۲ فخسفنا بہ وبدارہ الارض الفقیہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص چلنے میں تکبر کو کام میں لائے، نیز فرمایا کہ جو شخص کوئی لباس پہن کر اس میں تکبر کرے گا تو خدائے تعالیٰ اسے جہنم کے کنارے کھڑا کر کے مع اس لباس کے اس میں دھنسا دے گا اور اس کو قارون کا ہم نشین قرار دے گا۔ کیوں کہ قارون پہلا شخص ہے جس نے اس قسم کا تکبر کیا اور خدائے تعالیٰ نے اس کو (جس پر تکبر کیا گیا تھا) مع اس کے مکان کے دھنسا دیا (ہلاکت قارون کا قصہ جس طرح تفسیر قمی درج ہے ضمیمہ میں پڑھئے)

۳ لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ جس وقت حاکم تھے بازاروں میں پھرتے تھے بھولے ہوؤں کو راستہ بتاتے کمزوروں کی مدد کرتے۔ خرید و فروخت کرنے والوں کے پاس سے گزرتے تو قرآن مجید کھول کر یہ آیت تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ ان لوگوں کے

ع ۱۱ بارے میں نازل ہوئی ہے جو عدالت کو قائم رکھتے ہیں اور حکومت و اختیار کے ہوتے تواضع اور فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص میں اتنی خود بینی بھی سما جائے کہ میرے جوتے کے تسمے میرے ساتھی کے جوتے کے تسموں سے کہیں بہتر ہیں تو وہ ان لوگوں میں داخل ہو جائے گا جو زمین میں تکبر کرنے والے اور فساد پھیلانے والے ہیں۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے حفص بن غیاث نے فرمایا کہ اے حفص نفس انسان کے مقابل اس دنیا کی منزلت ایک مردار کی منزلت ہے کہ جب انسان حلال روزی نہ ملنے کے سبب بھوک سے مضطر و پریشان ہو جائے تو مردار میں سے بقدر ضرورت کھا سکتا ہے اے حفص خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے کیا کیا کرنے والے ہیں اور انجام میں کہاں کہاں پہنچنے والے ہیں پس باوجود اپنے سابق علم کے ان کی بداعمالیوں سے چشم پوشی فرمائی مگر یہ بات تم کو دھوکے میں نہ ڈالے کہ خدا کی طرف سے اس کے احکام کی تعمیل کا مطالبہ سخت نہیں ہوتا وجہ یہ ہے کہ جیسا حکام دنیا کو اپنے اختیارات

اور طاقت کے بھروسے پر ملک کا نظم و نسق چلاتے ہیں ویسا خدا کو نہیں ہوتا (باقی آیت تلاوت فرمائی۔ (باقی صفحہ ۴۷۴ پر)

مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ

تم یہ کہدو کہ میرا پروردگار اس سے بھی واقف ہے جو ہدایت پر آیا اور اس سے بھی (آگاہ ہے) جو صریح

مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا

گمراہی میں ہے۔ اور تم کو تو یہ کوئی امید نہ تھی کہ تم پر کوئی کتاب اتاری جائے گی مگر

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾

تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہوئی پس تم ہرگز کافروں کی پشت پناہ نہ ہونا۔

وَلَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَادْعُ

اور تم کو خدا کی ان آیتوں کی تبلیغ سے جو تم پر نازل کی گئیں ہرگز کوئی چیز نہ روکے

اِلٰی رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾

اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ اور تم ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ كُلُّ شَیْءٍ

اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اللہ نہ بنا لو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ہرگز سوائے وجہ اللہ کے

هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

ہلاک ہونے والی ہے (اصلی) حکم اسی کا ہے اور اسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہوگی۔

حروفها ۲۵۴۷ سورة العنكبوت مكية كلماتها ۸۲۷

سورہ عنکبوت مکہ میں نازل ہوا

آیاتها ۶۹ رکوعها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا

الٓمّٓ کیا آدمیوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان

یُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ

کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ اور بیشک ہم نے ان سے پہلوں کو بھی آزمایا تھا پس اللہ ان کو بھی ضرور جان لے گا

الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ

جو سچے ہیں اور وہ جھوٹوں کو بھی ضرور جان لے گا۔ کیا ان لوگوں نے جو

یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾

بدیاں کرتے ہیں یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے۔ یہ کیسے برے حکم لگاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۷۳) اور گریہ فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا کہ واللہ اس آیت کے نازل ہونے پر تمام آرزوئیں مٹ گئیں۔ واللہ صرف نیک لوگوں نے کامیابی حاصل کی۔ جانتے ہو وہ کون ہیں؟ وہ وہ ہیں جو ایک چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دیتے۔ خدا سے ڈرنے کے لئے علم ہونا کافی ہے۔ اور خدا کی طرف سے غافل ہونے کے لئے جہالت کافی ہے۔

۴. ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد۔ اس آیت میں معاد کے معنی رجعت ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ تمہارے نبی بھی رجعت فرمائیں گے اور امیر المومنین بھی اور ائمہ معصومین بھی۔ نیز منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ کے سامنے جابر بن عبداللہ انصاریؓ کا ذکر کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جابر پر رحمت نازل کرے ان کا علم اس حد تک ترقی کر گیا تھا کہ وہ اس کی تاویل سے یعنی مسئلہ رجعت سے واقف تھے۔

وقف لازم

ع ۱۲ الملائة

حواشی صفحہ ہذا

۱ فلا تکونن ظهیرا للکافرین۔

۲ ولا یصدنك عن آیات الله

۳ ولا تکونن من المشرکین

۴ ولا تدع مع الله الها آخر ان پچھلے چاروں نمبروں کے متعلق تفسیر قمی میں یہ ہے کہ ان میں ظاہراً خطاب جناب رسول خدا سے ہے اور باطناً خطاب آنحضرتؐ کی امت مراد ہے۔ جیسا کہ جناب امام جعفر صادقؑ فرما چکے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ان اپنے نبی کو ایسا کلام دے کر بھیجا ہے کہ جیسا کہ شاعر عرب کہتا ہے ایاك اعنی واسمعی یا جارة (کہنا تو مجھے تجھ سے ہے اور پڑوسن سنتی تو رہیں)

۵ کل شیء هالك الا وجهه وجہ کے معنی چہرہ، ذات، سبب اور آخر میں جو اس کے ضمیر غائب ہے اس کا مرجع احادیث کی رو سے ہو اور بعض احادیث کی رو سے شیء ہے۔ عوام الناس میں بعضے ایسے یہود ہو بھی ہیں کہ انہوں نے لکھ دیا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ خدا کی بھی کل چیزیں فنا ہو جائیں گی صرف چہرہ ہی چہرہ رہ جائے گا ایسا اعتقاد اور ایسا قول کفر صریح ہے۔ چنانچہ التوحید میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ

جس کو خدا کی حضور میں جانے کی امید ہے تو خدا کا مقرر کیا ہوا وقت ضرور آنے والا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ

اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور جو شخص جہاد کرے گا سوائے اس کے نہیں ہے کہ

لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اپنی ذات کے لئے جہاد کریگا اس میں شک ہی نہیں کہ خدائے تعالیٰ تمام اہلِ عالم سے بے پروا ہے۔ اور جو

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہم ضرور ان کی بدیوں کو ان سے دور کر دیں گے

اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے اس سے بہتر بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے

بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور (یہ بھی کہ) اگر وہ دونوں تجھ پر زبردستی کریں کہ تو میرا شریک ایسی چیزوں

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا

کو قرار دے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی پھر جو جو عمل

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کیا کرتے تھے ہم اس سے تم کو آگاہ کر دیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا

ہم ضرور ان کو صالحین میں داخل کریں گے۔ اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو (منہ سے تو) یہ کہتا ہے کہ ہم اللہ پر

بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ

ایمان لے آئے پھر جب دین خدا کے بارے میں اس کو کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو وہ آدمیوں کی تکلیف دہی کو عذاب خدا کے

وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ

برابر قرار دے لیتا ہے اور جس وقت تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچ جائے گی تو ضرور وہ سب کے سب یہ کہیں گے کہ ہم تو

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ

آپ ہی کے ساتھ تھے۔ کیا اللہ اہل عالم کے دلوں میں جو کچھ ہے اس سے آگاہ نہیں ہے؟ اور ضرور اللہ ان کو بھی جان لے گا

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جو ایمان لے آئے اور وہ منافقوں کو بھی ضرور جان لے گا۔ اور کافروں نے ایمان لانے والوں سے یہ

۱ من کان یرجو القاء اللہ فان اجل اللہ لآت التوحید میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ جو شخص اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اسے مبعوث ہونا ہے تو ضرور وہ اس پر بھی ایمان رکھے گا کہ ثواب وعقاب کے متعلق جو خدا کا وعدہ ہے وہ بھی پورا ہونے والا ہے، پھر حضرت نے فرمایا کہ اس آیت میں لقاء کے معنی ملاقات یا رویت (آنکھوں سے دیکھنا نہیں ہیں بلکہ لقاء کے معنی ہیں بعثت بعد الموت یعنی مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا۔

۲ من جاھد تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو لذتوں سے خواہشوں سے اور گناہوں سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

۳ بوالدیہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہر شخص کے جسمانی ماں باپ ہیں جن سے وہ پیدا ہوا۔

۴ مالیس لک بہ علم تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس فقرے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس چیز کے صحیح ہونے کا علم نہ ہو اس کا مان لینا جائز نہیں ہے مگر اس کے غلط و باطل ہونے کا علم بھی نہ ہو۔ اور جب اس کے غلط و باطل ہونے کا علم ہو جیسے کہ خدا کا شریک تو وہ کسی طرح نہ ماننی چاہئے۔

۵ فلا تطعھما تفسیر صافی میں ہے کہ اس ممانعت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی جن میں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔

۶ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ ایسے آدمی کو جب کوئی دوسرا آدمی ستائے یا کوئی اسے نقصان پہنچ جائے یا فاقہ سہنا پڑے یا اپنے ہم مذہب جفا کار لوگوں سے کچھ اندیشہ ہو تو وہ آدمیوں کے افعال کی نسبت یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ یہ بھی مثل عذاب خدا کے ہیں جو ختم نہ ہوگا۔

كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

کہا کہ تم ہمارے راستہ کی پیروی کرو اور تمہارے گناہوں کا بوجھ ہم اٹھا لیں گے

خَطٰيٰكُمْ ط وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط

حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا بوجھ کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ

وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اور ضرور وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی

اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

اور جو جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے ہیں قیامت کے دن ان سے ان کے متعلق ضرور باز پرس کی جائے گی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ

اور یقیناً ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پس وہ ان میں پچاس برس کم

اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ط فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہزار سال رہے۔ پھر ان (انہت کے) لوگوں کو طوفان نے آلیا جس حال میں کہ وہ نافرمان تھے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

اور ہم نے نوحؑ کو اور کشتی والوں کو نجات دی اور اس کشتی کو تمام اہلِ عالم کے لئے ایک نشانی قرار دیا۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ط ذٰلِكُمْ

اور ابراہیمؑ کو (بھیجا) جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے (سب سے) بہتر ہے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو

اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور جھوٹی باتیں (خود بخود) بناتے ہو۔ بالتحقیق وہ جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو تمہارے

اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ

کسی طرح کے رزق کا اختیار نہیں رکھتے پس اللہ ہی سے رزق طلب کرو

وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا

اور اسی کی پرستش کرو اور اسی کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی۔ اور اگر تم جھٹلاؤ

فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ط وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا

تو تم سے پہلی امتیں بھی جھٹلا چکی ہیں۔ اور رسول کے ذمے سوائے کھول کر پہنچا دینے کے

۱ اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کفار مومنوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ کہ تم جس سے ڈرتے ہو اول تو وہ کوئی چیز نہیں ہے، اور بالفرض اگر وہ حق ہوا تو تمہارے گناہوں کا بوجھ ہم اٹھالیں گے۔ لہٰذا خدائے تعالیٰ ان کو دہرا دہرا عذاب دے گا ایک تو خود ان کے گناہوں کے بدلے میں اور ایک دوسروں کے گناہوں کی بابت جن کا بوجھ اٹھا لینے کے لئے وہ خم ٹھونکا کرتے تھے۔

۲ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس عرصہ میں نبوت میں کوئی حضرت نوح علیہ السلام کا شریک نہیں ہوا۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت کے لوگوں کو خفیہ خفیہ بھی دعوت دین فرماتے تھے اور کھلم کھلا بھی۔ مگر جب ان کا انکار اور سرکشی بڑھ گئی تو خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ پروردگار! میں مغلوب ہو گیا۔ اب میرے ستانے کے عوض تو خود ان سے لے لے۔

۳ وان تکذبوا فقد کذب امم من قبلکم تا واولائک لھم عذاب الیم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جہاں سے آیت وان تکذبوا شروع ہوئی ہے خدائے تعالیٰ نے خبر ابراہیم علیہ السلام کو منقطع کر دیا اور امت جناب رسولِ خدا سے خطاب شروع کر دیا پھر عذاب الیم پر آیت ختم ہونے کے بعد فما کان جواب قومہ سے خبر ابراہیمؑ پھر شروع فرما دی۔ اس طرح کی طرز بیان کو علم معانی و بیان میں منقطع معطوف کہتے ہیں۔

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ
اور کچھ ہے ہی نہیں۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ خلق کی ابتدا کیونکر دیتا ہے
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا
پھر اس کو دہراتا ہے۔ بیشک یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے۔ تم یہ کہدو کہ تم زمین میں چلو
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ
پھرو غور سے دیکھو کہ اللہ نے خلق کو شروع کیونکر کیا پھر وہی اللہ ان کی
يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾
آخری اٹھان بھی اٹھا لے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾
جس کو وہ چاہے گا عذاب دے گا اور جس پر چاہے گا رحمت فرمائے گا۔ اور تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ز
اور تم خدا کو نہ زمین میں تھکانے والے ہو اور نہ آسمان میں اور خدائے تعالیٰ کے سوا نہ تمہارا
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع وَالَّذِيْنَ
کوئی کارساز ہو گا اور نہ مددگار۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا اور
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ
اس کی حضور میں جانے کا انکار کیا ہے۔ وہی تو
رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ
میری رحمت سے مایوس ہوئے ہیں اور ان ہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔ پس ابراہیمؑ کی قوم کا جواب
قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ
اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ ان کو قتل کر دو یا ان کو جلا دو
اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾
پس اللہ نے ان کو آگ (نمرود) سے نجات دی۔ بیشک ان لوگوں کے لئے۔ وایمان رکھتے ہیں اس میں نشانیاں موجود ہیں۔
وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ
اور انہوں نے یہ فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر
مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
زندگانی دنیا میں آپس کی محبت کے لحاظ سے بتوں کو مان لیا ہے پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کو

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ وَّمَاْوٰىكُمُ

کافر بنو گے اور تم میں کا ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم

النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ

ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ پس لوط ؑ ابراہیمؑ پر ایمان لائے۔ اور کہنے لگے

مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ

کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کر کے جانے والا ہوں بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور ہم نے

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

ان کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کئے اور ان کی ذریت میں نبوت اور کتاب قرار دے دی

وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

اور ان کا اجر ان کو دنیا میں (بھی) دیا۔ اور آخرت میں (بھی) وہ صالحین میں سے ہوں گے۔

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

اور لوطؑ کو (بھیجا) جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم

الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

وہ بے حیائی کی بات کرتے ہو جو تم سے پہلے ساری خدائی میں کسی نے تمہیں کی؟

اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ

کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور (اپنی بدبودی کے سبب) راستہ بھی روکتے ہو۔

فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا

اور اپنے مجلسوں میں بدکاری کرتے ہو۔ تو ان کی قوم کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہدیا

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ

کہ اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر خدا کا عذاب لے آؤ۔ (لوطؑ نے) عرض کی

انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ

کہ اے میرے پروردگار ان مفسدلوگوں کے برخلاف میری مدد فرما۔ اور جس وقت ہمارے بھیجے ہوئے

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ

(فرشتے) خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس بستی کے رہنے والوں کو ہلاک

الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

کرنے والے ہیں۔ بیشک اس کے باشندے نافرمان ہیں

---

۱ یکفر بعضکم ببعض التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی برأت یا تبرا کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک دوسرے سے تبرا کرے گا یعنی علیحدگی کا اظہار کرے گا اور اس کی تطہیر سورہ ابراہیم میں بھی آچکی ہے۔ دیکھو قول شیطان پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۹ (نیز قول خلیل الرحمن پارہ نمبر ۱۳، رکوع ۱۷)

۲ یلعن بعضکم بعضاً تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار سے خطاب ہے کہ تم ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہو گے یا جن بتوں کو تم پوجا کرتے تھے ان کو برا کہو گے اور وہ تم کو برا کہیں گے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سوائے ہمارے شیعوں کے اور جتنے فرقے ہیں انہوں نے دنیا میں جس جس کو امام بنایا ہوگا قیامت کے دن اس شان سے آئیں گے کہ امام صاحب تو مقتدیوں پر لعنت کرتے ہوں گے۔ اور مقتدی امام صاحب پر۔ ۳ لوط حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے خالہ زاد بھائی تھے (انکے قصہ کے لیے دیکھو صفحہ کے کل نوٹ) ۴ انی مھاجر الی ربی تفسیر قمی میں ہے کہ اصلی مہاجر وہ ہے جو تمام بدیوں سے ہجرت کر جائے اور خدا کی حضور میں تائب ہو جائے۔ الاکمال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی نبوت کوفی میں شروع ہوئی اور یہ بستی اسی مقام پر تھی جہاں بعد میں کوفہ آباد ہوا۔ پھر وہ حکم خدا سے وہاں سے ہجرت فرما گئے مگر وہ ہجرت قتال کے سبب نہ تھی اور حضرت ابراہیمؑ کے ہجرت فرمانے کا ثبوت خدائے تعالیٰ کا یہ قول انی ذاھب الی ربی سیھدین یقیناً میں اپنے پروردگار کی حضور میں جانے والا ہوں جو عنقریب مجھے مقام مقصود تک پہنچادے گا۔ ۵ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد ابراہیمؑ جتنے نبی ہوئے وہ آل ابراہیمؑ ہی میں سے ہوئے۔ اور لفظ الکتاب میں چاروں کتابیں یعنی توریت، زبور، انجیل و قرآن مجید اور تمام وہ صحیفے جو بعد حضرت ابراہیمؑ نازل ہوئے شامل ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی ذریت طیبہ میں جناب خاتم النبیین اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ اور جناب امیر المومنین امام المتقین حضرت علی مرتضیٰؑ اور ان دونوں بزرگواروں کی عترت طاہرہ بھی داخل ہیں جن پر ابدالآباد صلوٰۃ و سلام تحیۃ و ثنا ہوتی رہے گی۔ ۶ تأتون فی نادیکم المنکر نادی کے لغتی معنی ہیں ایسا جلسہ یا محفل جس میں لوگ

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّاۤ

(ابراہیمؑ نے) فرمایا کہ اس میں تو لوطؑ بھی ہیں۔ ان (فرشتوں) نے کہا کہ جو (جو) اس میں ہیں ہم ان سے خوب واقف ہیں ہم ضرور ان کو اور ان کے کنبے والوں کو نجات دے دیں گے سوائے ان کی زوجہ کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی

اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا

اور جس وقت (وہی) ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس آئے ان کو ان کا آنا ناگوار ہوا

وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا

اور ان کے بارے میں اپنے آپ کو کوتاہ دست پایا تو انہوں نے کہا کہ نہ تم ڈرو اور نہ رنجیدہ ہو ہم تم کو اور تمہارے کنبے

امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ

والوں کو نجات دینے والے ہیں سوائے تمہاری زوجہ کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ بیشک ہم ان بستی

الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ

کے رہنے والوں پر بوجہ اس کے کہ نافرمانی کیا کرتے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔ اور یقیناً ہم ان لوگوں کے لئے

تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ

جو عقل رکھتے ہیں اس بستی کو ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا ہے۔ اور مدین کی طرف

اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا

ان کے بھائی شعیبؑ کو (بھیجا) پس انہوں نے یہ فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو

الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾

اور آخرت کے دن کے امیدوار رہو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ

پس انہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا پھر ان کو زلزلے نے آلیا پھر وہ اپنے (اپنے) گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے

جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ

رہ گئے۔ اور قوم عاد اور ثمود کو (بھی ہلاک کیا) جن کے مکانات کے

مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

نشان تم پر ظاہر ہو ہی چکے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں زینت دے

عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾

دیا تھا پس ان کو راہِ راست سے روک دیا تھا حالانکہ وہ سوجھ بوجھ والے تھے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى
اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہلاک کیا) اور موسیٰ علیہ السلام
بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۚ ﴿۳۹﴾
ضرور ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے پھر انہوں نے اس سرزمین میں بڑائی چاہی اور ان کی کچھ پیش نہ چلی۔
فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے عوض میں گرفتار کیا۔ پس ان میں سے کوئی تو ایسا تھا
حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
کہ ہم نے اس پر پتھراؤ بھیجا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو چیخ نے آلیا۔
خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ
اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو ہم نے ڈبو دیا۔
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾
اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔
مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ
ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز بنا لئے ہیں مکڑی
كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ
کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا۔ حالانکہ بودے سے
الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ
بودا گھر مکڑی کا ہے۔ کاش وہ اس بات کو جانتے ہوتے۔ یقیناً
اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
اللہ اس چیز کو جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں جانتا ہے اور وہ زبردست
الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا
(اور) حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں بیان تو ہم سب آدمیوں کے لئے کرتے ہیں۔
يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حالانکہ سوائے اہل علم کے سمجھتا ان کو ایک بھی نہیں۔ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو غرض
بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۴ ۱۶
صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ بیشک ان میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانی موجود ہے۔

۱ ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت تفسیر مدارک میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ گرمی و سردی سے بچانے کے بارے میں مکڑی کے جالے سے زیادہ بودا کوئی مکان نہیں ہو سکتا۔

۲ وما یعقلھا الا العالمون تفسیر قمی میں ہے کہ العالمون سے مراد آل محمدؐ ہیں، اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ عالم وہ ہے جو خدا کی طرف سے سمجھ رکھتا ہو۔ اس کی طاعت کے بموجب عمل کرتا ہو۔ اور اس کی ناراضی سے اجتناب کرتا ہو۔

وقف لازم

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ
تمہاری طرف اس کتاب میں سے جو وحی کی گئی ہے اسے تلاوت کرو اور نماز پڑھو یقیناً
الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ
نماز بے حیائی کی بات اور بدکاری سے باز رکھتی ہے۔اور ضرور خدا کی یاد سب سے بڑی
اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ
چیز ہے۔اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور اہل کتاب سے مجادلہ نہ کرو
الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ
مگر اسی طرح سے جو بہت ہی اچھا ہو سوائے ان کے جو ان میں سے ظالم ہو گئے
وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا
اور یہ کہو کہ ہم اس پر بھی ایمان لائے ہیں اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور (اس پر بھی) جو تمہاری طرف نازل کیا گیا
وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ
اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف (بھی)
اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ
یہ کتاب نازل کی ہے۔پس وہ لوگ جن کو ہم نے (پہلے کتاب دی تھی) اس پر ایمان رکھتے ہیں۔
وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا
اور ان میں سے بھی کوئی ایمان رکھتا ہے۔اور سوائے کافروں کے ہماری آیتوں کا انکار کوئی بھی نہیں کرتا۔
الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا
حالانکہ نہ تم سے پہلے کوئی نوشتہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے
تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ
کہ ایسی صورت میں ہٹ دھرم کچھ نہ کچھ پیدا کرتے۔بلکہ وہ کھلی آیتیں
بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ
ان لوگوں کے سینوں میں موجود ہیں جن کو علم دیا گیا ہے۔اور سوائے ظالم لوگوں کے ہماری آیتوں کا انکار کوئی بھی نہیں کرتا
اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کچھ نشانیاں (معجزے) کیوں نہ اتاری گئیں۔تم یہ کہہ دو کہ
قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ
سوائے اس کے کہ نشانیاں تو خدا کے پاس (یعنی اس کے اختیار میں) ہیں اور میں تو فقط ایک ڈرانے والا ہوں۔

(۱) ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب تک نماز کسی شخص کے بے حیائی اور بدکاری سے باز نہ رکھے گی تب تک اس کو خدا سے دوری ہی ہوتی چلی جائے گی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے اسی روایت کے بعد یہ بھی مروی ہے کہ انصار میں سے ایک نوجوان نمازیں تو جناب رسولؐ خدا کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ اور بہت سی بے حیائی کی باتوں کا مرتکب بھی ہوتا تھا۔ یہ واقعہ آنحضرتؐ کے سامنے بیان کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو۔ ایک دن اس کی نماز اسے ان بدیوں سے باز رکھے گی۔ چنانچہ بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ تائب ہو گیا (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں درج ہیں۔)

۲ فالذین اتیناھم الکتاب یؤمنون بہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جس کی طرف خدائے تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی وہ تو جناب رسولؐ خدا ہیں۔ اور جن کو کتاب عطا فرمائی وہ آل محمدؐ ہیں۔

۳ وما یجحد بآیاتنا الا الکافرون۔ تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امیر المومنین اور حضرات ائمہ معصومین کا انکار سوائے کافروں کے کوئی نہ کرے گا۔

۴ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت سورہ فرقان کی اس آیت پر معطوف ہے وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملیٰ علیہ بکرۃ واصیلا۔ (ترجمہ کے لئے پارہ ۱۸ رکوع ۱۶ دیکھئے) یعنی خدائے تعالیٰ نے کفار کے اس قول کے رد میں فرمایا کہ تم ہمارے رسول پر یہ الزام لگاتے کیوں کر ہو کہ تو جو کچھ ہم کو پڑھ کر سناتا ہے یا جن جن چیزوں کی ہمیں خبر دیتا ہے یہ کسی دوسرے سے لکھ لیتا ہے۔ حالانکہ اے رسول تمہاری یہ شان ہے کہ تم پہلے سے کوئی نوشتہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے کہ اگر ایسا ہوتا تو شک کرنے والوں کو شک کرنے کا موقع مل سکتا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایسی کتاب کا جو تمام اعلیٰ درجہ کے علوم کی جامع ہو ایک امی کے ہاتھوں ظاہر ہونا جس نے قرأت و تعلیم کی معرفت حاصل نہ کی ہو۔ یقیناً معجزہ اور خارق عادت ہے اور داہنے ہاتھ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرتؐ نے کسی کی پڑھائی ہوئی کتاب کو نہیں پڑھا اور نہ آپ کی ذات کا کسی کی طرف کچھ لکھنے کی نسبت دینا کسی طرح جائز ہے۔ (اس سے آگے ان آیات کی تفسیر صفحہ ۴۸۲ پر پڑھئے)

يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ
ان کے لئے یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے تم پر ایک ایسی کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بیشک
ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ
جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے ضرور اس میں رحمت اور نصیحت (موجود) ہے۔ تم کہدو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان
وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
گواہی دینے کو اللہ ہی کافی ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس سے آگاہ ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ
جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کا انکار کر دیا وہی تو نقصان اٹھانے والے ہیں
الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَا اَجَلٌ
اور وہ تم سے عذاب کے بارے میں جلدی کرتے ہیں حالانکہ اگر معینہ مدت
مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا
نامزد نہ کر دی گئی ہوتی تو ان پر عذاب بھی کا آچکا ہوتا۔ اور وہ ضرور ان کو یکا یک آلے گا اور ان کو
يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ
خبر تک نہ ہوگی۔ وہ تم سے عذاب کی بابت جلدی کرتے ہیں۔ حالانکہ جہنم کافروں
لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ
کو ضرور گھیرنے والا ہے۔ جس دن عذاب ان کو اوپر کی طرف سے بھی ڈھانپ
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾
لے گا اور ان کے پاؤں کے نیچے کی طرف سے بھی اور (خدائے تعالیٰ ان سے) یہ فرمائے گا
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ
کہ جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو یقیناً میری زمین بڑی فراخ ہے
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا
پس تم میری ہی عبادت کیا کرو ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم سب
تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
بازگشت ہماری طرف ہوگی۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ضرور ان کو جنت کے
مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
اونچے اونچے غرفوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی وہ (ہمیشہ) ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے

(بقیہ از صفحہ ۴۸۱ گزشتہ)
العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جناب رسول خدا آبے باپ کے رہ گئے تھے۔ مال وزر سے خالی ہاتھ تھے۔ بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مزدوری کیا کرتے تھے۔ نہ کبھی ان حضرت نے لکھنا سیکھا اور نہ کبھی کسی معلم کے پاس گئے۔ پھر ایسا قرآن لائے جس میں انبیاء کے قصے حرفاً حرفاً موجود اور جو گذر گئے ان کے واقعات اور جو قیامت تک آنے والے ہیں ان کے حالات موجود ہیں۔

۵ فی صدور الذین اوتوا العلم کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے اس آیت کو تلاوت فرما کر اپنے دست مبارک سے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ الذین اوتوا العلم سے مراد ائمہ ہیں اور بہت سی حدیثوں میں آیا ہے کہ الذین اوتوا العلم ہم ہیں اور خدائے تعالیٰ نے اس سے صرف ہم معصومین ہی کو مراد لیا ہے۔

۶ آیت من ربہ بھی آئی ہے یعنی بلفظ مفرد اور آیت سے مراد معجزہ ہے جیسے ناقہ صالحؑ، عصائے موسیٰ اور مائدہ عیسیٰ علیہم السلام۔

حواشی صفحہ ہذا۔

۱ ان فی ذلک لرحمۃ وذکری لقوم یؤمنون تفسیر صافی میں مروی ہے کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ شانے کی ایک ہڈی لے کر آئے تھے جس پر یہودیوں کے چند مقولے لکھے تھے آنحضرتؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی قوم کی ضلالت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ان کا نبی جو کچھ لایا ہو اس سے تو نفرت کریں۔ اور ایسے شخص سے جو نبی نہیں ہے کوئی چیز ملے تو اس کی طرف دوڑ دوڑ کر جائیں۔

۲ ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شہر میں تم کو عبادت خدا کرنا میسر و ممکن نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ اور ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں عبادت خدا کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ تم بدکار بادشاہوں کی اطاعت مت کرو اور اگر تم

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
ان عمل کرنے والوں کا بدلہ جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا
کتنا اچھا ہوگا! کتنے زمین پر چلنے والے ایسے ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھائے پھرتے۔ اللہ ان کو بھی رزق پہنچاتا ہے
وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
اور تم کو بھی۔ اور وہی بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر تم ان سے یہ سوال کرو گے کہ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ
آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے اور سورج اور چاند کو مطیع کس نے کر لیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ
فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
اللہ نے۔ پھر وہ کدھر بہکے جاتے ہیں؟ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے
وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
کم کر دیتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز سے (پورا پورا) واقف ہے۔ اور اگر تم ان سے
نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا
یہ دریافت کرو گے کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟ پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾
مرجانے کے بعد زندہ کس نے کیا تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ اللہ نے۔ تم کہہ دینا سب طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے زیبا ہے لیکن ان میں سے
وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
بہت سے عقل نہیں رکھتے اور یہ زندگانی دنیا تو سوائے کھیل کود کے کچھ بھی نہیں
لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ
اور دار آخرت وہ تو یقینا ہمیشہ کی زندگی ہے کاش یہ اتنا تو سمجھتے۔ پھر جب
دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا
وہ جہاز میں سوار ہو جاتے ہیں تو خالص دل سے خدا کی اطاعت کا اظہار کر کے اسی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب
هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ
وہ ان کو نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو یکایک وہی شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے
يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا
اسی کی ناشکری کریں اور چند روز نفع اٹھا لیں۔ پھر آگے چل کر وہ تو جان ہی لیں گے۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے

(بقیہ از صفحہ ۴۸۲ گذشتہ)
قالوا الم تکن ارض اللہ واسعة فتهاجروا فيها ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع نمبر ۱۰۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اس ملک میں جہاں تم ہو خدا کی نافرمانی شروع ہو جائے تو تم وہاں سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔ الجوامع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے گو ایک بالشت ہی ہٹا ہو وہ مستحق جنت ہو جائے گا۔ اور وہاں حضرت ابراہیمؑ و جناب رسول خدا کی رفاقت میں رہے گا۔

۳ کل نفس ذائقة الموت (اس کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۴ رکوع ۹)

حواشی صفحہ ہذا

۱ اللہ یرزقها وایاکم تفسیر قمی میں ہے کہ عرب بھوک کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے اسی لئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اللہ یرزقها وایاکم اور ایک قول کے بموجب اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ جب اصحاب رسول خدا کو مکہ سے ہجرت کا حکم ملا ہے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ بھلا ہم ایسے شہر کو کیوں کر جائیں جہاں ہماری کا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابن عمر نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول خدا کے ساتھ شہر مدینہ سے نکل کر انصار کے ایک باغ میں گئے جہاں حضرت نے خرمے تناول فرمانے شروع کئے اور فرمایا کہ آج چوتھی صبح ہے کہ میں نے کسی قسم کا کھانا زبان پر نہیں رکھا اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار سے دعا مانگتا اور وہ مجھ کو کسریٰ و قیصر کی سی سلطنت عطا فرما دیتا۔ مگر اے ابن عمر جب تو ایسے لوگوں کے ساتھ رہ جائے گا جو ایمان کی کمزوری کے سبب اپنا ایک ایک سال کا رزق چھپا چھپا کر رکھیں گے تو اس وقت تیری کیا حالت ہوگی؟ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہمارے اس باغ کے نکلنے کے پہلے سے ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ
حرم کو امن کا مقام مقرر کیا اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے۔
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ ظالم
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ
کون ہوگا جو اللہ سے جھوٹا بہتان باندھے یا حق کو جب بھی اس کے آس پاس آئے جھٹلائے۔
اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا
کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟ اور جو ہمارے (دین کے) بارے میں کوشش کریں گے
فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾
ہم ضرور بالضرور ان کو اپنا راستہ دکھلا دیں گے۔ اور اللہ ضرور نیکی کرنے والوں کے ساتھ (ساتھ) ہے۔

حروفها ۵۳۴۷ سورة الروم مكية كلماتها ۸۲۷
سورہ روم مکہ میں نازل ہوا
ایاتها ۶۰ ركوعها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
الم روم والے پاس کی زمین میں مغلوب ہو گئے۔ اور وہ عنقریب چند ہی سال میں مغلوب
غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ
ہونے کے بعد (پھر) غالب آجائیں گے۔ اللہ کی حکومت پہلے سے بھی تھی
قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ
اور بعد میں بھی رہے گی۔ اور اس دن ایمان والے اللہ کی نصرت سے خوش ہوں گے
يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا
وہ جس کی چاہتا ہے نصرت فرماتا ہے اور وہ زبردست (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے
يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾
اور اللہ بھی وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔
يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ
یہ لوگ زندگانی دنیا کے ظاہر حال کو جانتے ہیں۔ اور آخرت سے وہ (بالکل) غافل ہیں

۱ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا تفسیر صافی میں ہے کہ جاھدوا فینا کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے ظاہری و باطنی دشمنوں سے ہمارے حق کے بارے میں جھگڑتے رہیں۔ اور لنھدینھم سبلنا کے یہ معنی ہیں کہ پروردگار ان جھگڑنے والوں کو بوجہ ہماری طرف داری کے ہم تک پہنچا دے گا۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرے گا خدائے تعالیٰ اس کو اس علم کا بھی وارث کر دے گا جس کو وہ نہ جانتا ہو۔

۲ ان اللہ لمع المحسنین۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ع منقول ہے کہ یہ آیت آل محمد اور ان کے شیعوں کے بارے میں ہے معانی الاخبار میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ۔ قرآن مجید میں میرے بہت مخصوص نام ہیں پس تم کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ ان سے ناواقف رہ کر معاملہ دین میں بھٹک نہ جاؤ۔ محسن میں ہوں اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لمع المحسنین۔

۳ غلبت الروم تا بضع سنین کافی میں ہے کہ جناب امام باقر سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو حضرت نے فرمایا کہ اس کی تاویل بھی ہے جس کو اللہ جانتا ہے اور آل محمد میں سے جو راسخون فی العلم وہ جانتے ہیں مگر ظاہر قصہ اس کے متعلق یہ ہے کہ جب جناب رسول خدا ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آگئے اور اسلام کا اعلان و اظہار کیا تو ایک فرمان بادشاہ روم کو اور ایک فرمان بادشاہ فارس کو اسلام کے متعلق لکھا اور دعوت دی اور اپنے قاصد کے ہاتھ ہر ایک کے پاس بھیج دیا۔ بادشاہ روم نے آنحضرتؐ کے فرمان کی بھی تعظیم کی اور حضرت کے قاصد کا بھی اکرام کیا۔ رہا بادشاہ فارس اس نے آنحضرتؐ کے فرمان کی بھی حقارت کی اور اسے پھاڑ

(باقی صفحہ ۴۸۵ پر ہے)

ڈالا۔ اور حضرت کے قاصد کو بھی ذلیل کیا اور اس زمانے میں بادشاہ فارس بادشاہ روم سے جنگ کر رہا تھا اور مسلمانوں کی خواہش یہ تھی کہ بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب آجائے اس لئے روم کی مدد بہ نسبت فارس کے ان سے زیادہ قریب تھی۔ مگر نتیجہ جنگ میں جب بادشاہ فارس بادشاہ روم پر غالب آگیا تو مسلمانوں کو یہ امر ناگوار گذرا اور اس سے وہ رنجیدہ ہوئے۔

غٰفِلُوْنَ ۝۷ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

کیا انہوں نے اپنے دل میں اس پر غور نہیں کیا۔ کہ اللہ نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو نہیں پیدا کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور مقررہ مدت تک کے لئے

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸

حالانکہ آدمیوں میں سے اکثر اپنے پروردگار کی حضوری کے منکر ہیں

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا وہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا تھا۔

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا

جو ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور جو زمین کو قابو یا کرتے تھے

الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

اور اس سے زیادہ بسایا تھا جتنی انہوں نے بسائی ہے اور ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں

بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

لے کر آئے تھے۔ اور اللہ کی تو یہ شان نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے آپ پر خود ہی

يَظْلِمُوْنَ ۝۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ

ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر ان کا انجام جنہوں نے بدی کی تھی برا ہی ہوا

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا

کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی ہنسی اڑاتے رہے۔ اللہ مخلوق کی ابتدا کرتا ہے

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

پھر وہی اسے دوبارہ بنائے گا پھر اسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہوگی۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ

گناہگار ناامید ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ان کے شریکوں میں سے

شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۳ وَيَوْمَ

کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دن قیامت قائم ہوگی اس دن سب الگ الگ ہو جائیں گے۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے

(بقیہ صفحہ ۴۸۴ گذشتہ)

غُلِبَتْ بفتح غین و اللام اور سیُغلبون بضم یا اور بفتح لام بھی آیا ہے۔ اور اسی بنا پر وہ روایت ہے جو استغاثہ ابن عیاش میں مذکور ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہم نے علمائے اہل بیت سے لی ہے اور ان اسرار و علوم میں سے ہے جو ان حضرات سے شیعہ علماء کو ملے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ایک گروہ وہ جو قریش سے منسوب ہوگا مگر حقیقت میں قریش کے نسب سے نہ ہوگا۔ یہ آیت ان کے بارے میں ہے اور اس امر کو سوائے ان لوگوں کے جو معدن نبوت اور وارثان علم رسالت اور کوئی نہ جانتا ہوگا۔ یہ حقیقت بنی امیہ کی ہے۔ اس لئے کہ وہ فی الحقیقت قریش سے نہ تھے۔ بلکہ امیہ ایک رومی غلام تھا جس کو رئیس قریش نے پرورش کر لیا تھا۔ پس اسی امیہ کی اولاد کے بارے میں اس آیت کی تاویل کی ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اے آل محمد غلبت الروم یعنی یہ رومی نسل کے لوگ تمہارے آس پاس کی زمین میں غالب آگئے ہیں مگر تھوڑے ہی دن میں بنی عباس کے ذریعے سے وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور آگے ایک دن وہ آئے گا کہ خدا کی نصرت سے تم اور تمہارے سب شیعہ خوش ہوں گے۔

۴ یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا الخ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ علم نجوم و کہانت وغیرہ اسی میں داخل ہیں اور تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہری دنیا کی باتوں کو تو سمجھتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ اولم یسیروا فی الارض فینظروا الخ اس سے معلوم ہوا کہ ان کی آبادی کی شان اور ان کی عمارتوں کی حرکت بڑی تھی جس کو دیکھ کر یہ ایک ایسی دنیا کے رہنے والے تھے جس کی ظاہر بین (باقی صفحہ ۴۸۶ پر پڑھئے)

نہیں کیا کہ کچھ پاتے۔ ۲ کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم ۔۔۔ یا اکثر مما عمروھا تفسیر صافی میں ہے کہ ان پہلوں سے مراد قوم عاد اور قوم ثمود ہے اور ان کا بودے زمین پر غالب آنا یہ تھا کہ اس کو کھود کھود کر کنوئیں اور چشمے نکالے تھے اور نہریں جاری کر لی تھیں اور کانیں نکالی تھیں۔ اور طرح طرح کے تخم بو کر باغ اور کھیت قائم کر لئے تھے اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
تھے اور انہوں نے نیک عمل کیے تھے ان کا تو (باغ) بہشت میں اعزاز و اکرام کیا جائے گا۔ اور رہے وہ لوگ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ
جو کافر ہو گئے تھے اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کی حاضری کو جھٹلایا تھا پس وہی عذاب میں (ہر وقت) حاضر رکھے جائیں گے۔ پس
مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾
جس وقت تم کو شام ہوتی ہے اور جس وقت تم کو صبح ہوتی ہے۔
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ
خدا کی پاکیزگی بیان کرو۔ اور آسمانوں میں اور زمین میں اور شام کے قریب اور جس وقت
تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
تم لوگوں کو دوپہر ہوتی ہے (ظہر کی تعریف اسی کے لئے (زیبا) ہے۔ وہ مردے سے زندہ کو نکالتا ہے
الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ
اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور زمین کو بعد اس کی موت کے پھر زندہ کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح تم (قبروں سے)
اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ
نکالے جاؤ گے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم یکایک آدمی بن کر پھیلے ہوئے ہو۔ اور اس کی
تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہاری جنس سے
اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ
بیبیاں بھی پیدا کر دیں کہ تم ان کے پاس جا کر راحت پاؤ اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت قرار دی۔ بیشک ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ
کریں اسی میں نشانیاں موجود ہیں۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمانوں کا
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں کا اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا بھی ہے یقیناً جاننے والوں کے لئے
لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ
اس میں (بھی) نشانیاں موجود ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کا اور دن کا سونا
وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
اور تمہارا اس کے فضل کا خواستگار ہونا (بھی) ہے۔ یقیناً ان لوگوں کے لئے جو کان لگا کر سنتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۸۵ گذشتہ)
اور زیادہ پھیلنے کی گنجائش نہیں پس خدائے تعالیٰ نے غصے سے فرمایا ہے کہ باوجود ایسی پست حالت ہونے کے یہ اپنی دنیا پر مغرور اور ہمارے رسول کے مقابلے میں شیخی کرتے ہیں۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ حین تمسون و حین تصبحون تا حین تظهرون تفسیر صافی میں ہے کہ ایک روایت کے بموجب یہ آیت پانچوں نمازوں کی جامع ہے۔ تمسون سے مراد ہے نماز مغرب و نماز عشاء اور تصبحون سے مراد ہے نماز فجر، عشیاً سے مراد نماز ظہر عصر اور تظهرون سے مراد نماز ظہر ہے۔

۲ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر کے صلب سے مومن پیدا کرتا ہے اور مومن کے صلب سے کافر۔ تفسیر قمی میں بھی بجنسہٖ یہی معنی درج ہیں۔

۳ یحی الارض بعد موتها کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ زمین کو قطرات بارش سے زندہ کر دیتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے مرد پیدا کر دیتا ہے جو عدل کو زندہ کر دیں۔ اور عدل کے زندہ کر دینے سے زمین زندہ ہو جاتی ہے اور ظالموں اور بدکاروں کو واجبی سزائیں ملنا زمین کے حق میں چالیس روز کی بارش سے بھی زیادہ نافع ہے۔

۴ و اختلاف السنتکم و الوانکم کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آدمی جب کسی شخص کو آنکھ سے دیکھتا ہے تو اس کو اور اس کے رنگ کو پہچان لیتا ہے اور اگر دیوار کے پیچھے سے کوئی کلام سنتا ہے تو پہچان لیتا ہے کہ یہ مرد کا کلام ہے یا عورت کا۔ بچے کا ہے یا جوان کا۔ اور واقف کار کا ہے یا اجنبی کا۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کو من آیاته خلق السماوات والارض و اختلاف السنتکم الخ ۵ ان فی ذلك لآیٰت للعالمین کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ العالمین سے مراد علماء آل محمد ہیں جو ہر امتی کا کلام سن کر یہ جان لیتے ہیں کہ آیا یہ نجات

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
اس میں (بھی) نشانیاں (موجود) ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم کو ڈرانے کے لئے اور امیدوار کرنے کے
وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ
لئے بجلی دکھلاتا ہے۔ اور آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ
یقیناً ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں اس میں (بھی) نشانیاں موجود ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے
السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ
یہ بھی ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جس وقت وہ تم کو ایک آواز دے کر زمین میں سے بلائے گا
الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
تو تم یکایک نکل پڑو گے۔ اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اسی کے ہیں (اور) سب اسی کی مطیع ہیں۔
وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
اور وہ وہی ہے جو مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر اس خلقت کو دہرا دیتا ہے
يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ
اور وہ اس کے لئے آسان ہے اور آسمانوں میں اور زمین میں اعلیٰ درجے کی صفت اسی کے لئے ہے
وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ
اور وہ بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی نفوس میں کی ایک مثل بیان کی
اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ
کہ آیا تمہارے غلاموں میں سے ان چیزوں میں جو ہم نے تم کو دے رکھی ہیں کوئی بھی تمہارا شریک ہے کہ
فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ
(وہ اور) تم ان (چیزوں کے تصرف کرنے) میں برابر برابر ہو اور تم کو ان سے (بے جا تصرف کر لینے کا)
اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ
ویسا ہی اندیشہ ہو جیسا کہ تم کو آپس میں ایک دوسرے سے اندیشہ ہوتا ہے ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں ہم اسی طرح کی آیات کو
اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ
کھول کر بیان کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے ظلم کیا وہ بغیر سمجھے بوجھے اپنی اپنی خواہشوں کے پیرو ہو گئے۔ پس جس سے
اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
اللہ توفیق ہدایت سلب کر لے اس کو راہ پر کون لائے گا۔ اور ایسوں کا مددگار بھی کوئی نہ ہوگا۔ پس (اے نبیؐ) تم

ل وله المثل الاعلیٰ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں وصف عجیب اور ایسی شان کہ بعینہ ویسی یا مساوی درجہ کی یا اس کے قریب قریب کسی دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ التوحید میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ المثل الاعلیٰ کے یہ معنی ہیں کہ نہ خدائے تعالیٰ کو کسی شے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اور نہ اس کا کسی طرح وصف بیان کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ وہم و گمان میں آ سکتا ہے۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ المثل الاعلیٰ تم ہو اور لہ المثل الاعلیٰ کے یہ معنی ہیں کہ تم اس کے اعلیٰ درجہ کے بندہ ہو) اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے اپنے خطبے کے آخر میں یہ فرمایا نحن کلمة التقوی و سبیل الهدیٰ و المثل الاعلیٰ (ہم کلمہ تقویٰ ہیں اور ہم شاہراہ ہدایت ہیں اور ہم مثل الاعلیٰ ہیں) اور زیارات جامعہ میں جناب امام محمد تقی سے منقول ہے کہ یہ الفاظ موجود ہیں السلام علی ائمة الهدیٰ الخ تا آنکہ آخر میں ہے وورثة الانبیاء والمثل الاعلیٰ۔

ع ضرب لکم مثلاً من انفسکم تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ قبیلہ قریش اور عام عرب حج کے وقت یوں تلبیہ کیا کرتے تھے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمة لک والملک لک لا شریک لک (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع ۱۶) یہ وہ تلبیہ تھا جو حضرت ابراہیمؑ اور انبیاء فرمایا کرتے تھے پس ابلیس ان کے پاس ایک شیخ کی صورت میں آیا اور ان سے کہنے لگا کہ تمہارے بزرگوں کا تو یہ تلبیہ نہیں ہے۔ انہوں نے

پوچھا پھر ان کو تلبیہ کیوں کر تھا۔ اس نے کہا وہ تو یوں کہا کرتے تھے لبیک اللھم لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع ۱۶) اس کی اس بات سے قریش نے اختلاف کیا۔ پس ابلیس نے یہ کہا کہ ذرا صبر کرو۔ میری بات پوری ہو لینے دو۔ انہوں نے کہا اچھا وہ خاتمہ کی بات کہو۔ اس نے کہا دیکھو الا شریکا ھو لک کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ تو ایسا شریک ہے کہ تو اور تیرا شریک سب اس کی ملک ہیں اور وہ تم سب کا مالک ہے اور وہ تم پر اختیار رکھتا ہے اور تم اس پر اختیار نہیں رکھتے۔ (باقی صفحہ ۴۸۸ پر)

حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ

خالص دل سے دین کی طرف اپنا رخ کئے رہو۔ خدا کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا یہی ہے۔ خدا کی بناوٹ میں کوئی

لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

تبدیلی ہو نہیں سکتی۔ راہِ مستقیم یہی ہے۔ لیکن بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے۔

يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا

حالانکہ سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور اس سے ڈرو اور نماز پڑھو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۳۱ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ

(یعنی) ان میں سے جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے ہر فرقہ جو کچھ بھی

وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۳۲ وَاِذَا

اس کے پاس ہے اسی سے خوش خوش ہے۔ اور جس وقت آدمیوں کو کچھ

مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ

تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں پھر جس وقت

اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۳

وہ ان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو ان ہی میں کا ایک گروہ یکایک اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳۴

تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کا انکار کر دیں۔ پس کچھ دن نفع اٹھا لو۔ پھر آگے چل کر تم کو معلوم ہی ہو جائے گا۔ آیا

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ

ہم نے ان پر کوئی حجت نازل کی ہے کہ جس کو یہ شریک کر رہے ہیں وہ حجت اس کے بارے میں ان کو کچھ

يُشْرِكُوْنَ ۝۳۵ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ

بتلاتی ہو؟ اور جس وقت ہم آدمیوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝۳۶

ان پر ان ہی کے افعال کے سبب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو یکایک ناامید ہو جاتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اس

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳۷ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں نشانیاں ضرور موجود ہیں۔ پس (اے رسول) تم قرابت دار کو اس کا حق

(بقیہ از صفحہ ۴۸۷)

کہ خدائی قدرت اتنی وسیع ہے کہ شریک بد بھی اختیار رکھتا ہے اور جو جو چیزیں اس شریک کی ملکیت میں ہیں ان پر بھی اختیار رکھتا ہے۔ پس اس تصریح کو وہ مان گئے اور خوش ہو گئے۔ اور اس دن سے مخصوص گروہ قریش اسی طرح تلبیہ کرنے لگا۔ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو یہ آیت نازل بھی فرمائی جس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ تم کو تمہاری ہی ذات کے متعلق مثال دے کر سمجھاتا ہے کہ جو جو چیزیں اس نے تم کو دے رکھی ہیں اور ان کے تم مالک ہو۔ آیا تم کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا ان میں شریک ہو جائے اور خصوصاً ایسا شریک ہو جو تمہارا غلام بھی ہو اور جب تمہیں یہ پسند نہیں تو تم اس پر کیوں راضی ہو گئے کہ میری مملوکہ چیزوں میں میری مخلوق کو میرا شریک قرار دے لیا۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ فاقم وجهك للدين حنيفاً کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں الدین سے مراد ہے ولایت جناب امیر المومنین و ائمہ معصومین۔

۲ فطرت الله التی فطر الناس علیها۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب محمد امام باقرؑ نے فرمایا فطرت اللہ سے مراد ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ امیر المومنین۔

۳ فات ذا القربیٰ حقہ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر سے بیعت کر لی گئی اور ان کی حکومت مہاجرین و انصار پر قائم ہو گئی تو انہوں نے کسی شخص کو بھیجا کہ ملک فدک سے جناب فاطمہ بنت رسول خدا کے کارندہ کو نکال دے۔ جب ان حضرت کو اپنے کارندہ کے نکالے جانے کی خبر ملی تو ابوبکر کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا کہ اے ابوبکر مجھے جو میراث جناب رسول خدا سے پہنچی ہے تو مجھے اس سے کیوں روکتا ہے اور میرے کارندے کو تو نے کیوں نکال دیا ہے۔ حالانکہ جناب رسول خدا نے امر خدا کے بموجب فدک کو میرا خالصہ قرار دے دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملہ کے متعلق گواہ پیش کیجئے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ
دے دو اور مسکین کو (اس کا) اور مسافر کو (اس کا) یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو رضائے خدا کے خواستگار ہوں بہت بہتر ہے۔
اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ
اور ایسے ہی لوگ (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو سود بھی تم اس غرض سے دیتے ہو کہ وہ لوگوں کے مال کچھ بڑھا دے
اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ
تو اللہ کے نزدیک کچھ نہیں بڑھاتا۔ اور رضائے خدا کے لئے جو (زکوٰۃ بھی تم دیتے
تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ
ہو پس ایسے ہی لوگ (اپنے مال و ثواب کے) بڑھانے والے ہیں۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے
خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ
تم کو پیدا کیا پھر اس نے تم کو رزق دیا پھر وہ تم کو موت دیگا۔ پھر وہ تم کو زندہ کرے گا۔ آیا تمہارے
شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
شرکاء میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان باتوں میں سے کوئی بات کر دے۔ جن چیزوں کو یہ لوگ اس کا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي
شریک ٹھہراتے ہیں ان سے اس کی ذات منزہ و برتر ہے۔ لوگوں کے ہاتھوں جو کچھ ہوا اس کے سبب سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا
النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ
تاکہ جو عمل بھی انہوں نے کئے اس کے تھوڑے سے کا مزہ تو اللہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز رہیں۔ تم کہدو
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
کہ تم زمین میں چلو پھرو پھر غور سے دیکھو کہ ان لوگوں کا جو تم سے پہلے تھے انجام کیا ہوا؟
قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ پس تم دین مستقیم کی طرف اپنا رخ کئے رہو
الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ
قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کا پلٹ جانا اللہ کی طرف سے تو نہ ہوگا
يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
(اور) اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو کافر ہو گیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر رہے
فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
گا۔ اور جس نے کوئی نیکی کی تو وہ اپنی اپنی ذات کے لئے (بہتری کا) سامان کر رہے ہیں۔ تاکہ اللہ اپنے فضل سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے

۱ واما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک تو حلال ہے اور ایک حرام۔ حلال تو یہ ہے کہ ایک شخص اپنے دینی بھائی کو اس لالچ سے قرض دے کہ وہ جب اس کا قرض واپس کرے تو کچھ بڑھا کر واپس کرے مگر اس بڑھوتری کے متعلق کوئی شرط ان دونوں میں نہ ہو۔ پس اگر مدیون ادائے دین کے وقت دائن کو کچھ زیادہ دے دے بحالیکہ ان دونوں کے مابین اس زیادتی کے دینے کی کوئی شرط نہ ہو تو یہ رقم زائد قرض دینے والے کے لئے مباح ہوگی۔ الا اس کو اس قرض دینے کا خدا کی طرف سے کوئی ثواب نہ ملے گا۔ اور فلا یربوا عند اللہ کا یہی مطلب ہے۔ اب رہا ربائے حرام اس کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے اور یہ شرط کرے کہ مدیون اسے اتنا اور اتنا بڑھا کر دیا کرے پس یہ زیادہ لینا بھی حرام ہے اور زیادہ دینا بھی حرام ہے۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں کہ ایک ان میں سے جائز ہے اور دوسری ناجائز۔ پس جو جائز ہے وہ یہ ہے کہ تم کسی شخص کے لئے ایک تحفہ لے جاؤ اور غرض اس سے یہ ہو کہ وہ اس کے معاوضہ میں تمہیں اس سے بیش قیمت چیز دے۔ پس اگر اس نے دی تو یہ ربا ہوا۔ مگر جائز جس کا خدائے تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے۔ (وہ جو ناجائز ہے وہ وہی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے منع فرمایا اور اس پر آتش جہنم کی وعید بھی فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس آیت میں ربا سے مراد وہ ہدیہ ہے جو ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس غرض سے لے جائے کہ معاوضہ میں اس سے زیادہ بیش قیمت پائے۔ تو اس صورت میں نہ اس کے ثواب ہے نہ عذاب۔

۲ ما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں زکوٰۃ سے مراد وہ نیکی ہے جو تم اپنے برادر مومن کے ساتھ کرو اور وہ قرض جو بلا کسی لالچ کے ان کو دے دو۔ اور جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ دروازۂ بہشت پر یہ لکھا ہے کہ صدقہ دینے میں ایک کا بدلہ دس ملے گا اور قرض حسنہ دینے میں ایک کا بدلہ اٹھارہ۔

۳ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم (اس سے آگے تفسیر ۴۹۰ پر ملاحظہ ہو)

الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ
اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ جزا (مزدوری) دے بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اس کی نشانیوں میں سے
یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِیَ
یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے (اس لئے کہ وہ) خوشخبری دینے والی (ہوں) اور اس کے لئے کہ وہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائے
الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ
اور اس لئے کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور اس کے لئے تم اس کے فضل کے خواستگار ہو اور اس لئے کہ تم شکر گزار ہو۔ اور یقیناً
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ
ہم نے تم سے پہلے بہت سے رسول ان کی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے تھے پس وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے
فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ
پھر ہم نے ان لوگوں سے جنہوں نے جرم کیا تھا بدلہ لیا۔ اور مومنوں کی مدد کرنا ہم
الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی
پر لازم ہے۔ اللہ ہی وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو ابھار لاتی ہیں پھر وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے
السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ
آسمان پر پھیلا دیتا ہے اور کبھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اسی کے درمیان سے
خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ
مینہ نکلا چلا آتا ہے۔ پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر جس وقت چاہتا ہے برسا دیتا ہے تو وہ یکایک
یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ
خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اور اگرچہ قبل اس کے کہ وہ ان پر برسایا جائے وہ اس سے پہلے ہی
لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ
ناامید تھے۔ پس ذرا رحمت خدا کی نشانیوں کو غور سے دیکھو کہ وہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد کس طرح
مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾
زندہ کر دیتا ہے۔ یقیناً وہی تو مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہی ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے
وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾
اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں کہ وہ کھیتی کو زرد ہوئی (ہوئی) دیکھیں تو اس کے بعد ہی وہ ناشکری کرنے لگیں گے۔
فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا

یہ تو یقینی بات ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکارنے کی آواز سنا سکتے ہو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر

(بقیہ صفحہ ۴۸۹ گذشتہ)

مصباح الشریعہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ حرص کرنے والا محروم بھی رہتا ہے اور خواہ وہ حرص کسی چیز کے متعلق ہو باوجود اس کے محروم رہنے کے لوگ اسے برا بھی جانتے ہیں اور وہ محروم نہ کیوں ہو اس لئے کہ اس نے خدا کے کرم پر بھروسہ نہ کیا اور اس کے ایسے صریح قول کی مخالفت کی اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم

۴ ظهر الفساد فی البر والبحر تفسیر قمی میں جناب امام محمد جعفرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کے معنی اس وقت کھلے جس وقت انصار نے یہ کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔

۵ سیروا فی الارض فانظروا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں غور کرو اور سمجھو کہ تم سے پہلوں کا انجام کیا ہوا اور خدائے تعالیٰ نے اس کی نسبت تم کو کیا خبر دی۔

۶ یومئذ یصدعون تفسیر قمی میں ہے کہ وہ اس دن متفرق یا الگ الگ ہو جائیں گے یعنی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ فریق فی الجنة وفریق فی السعیر (ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں)

۷ فلانفسهم یمهدون تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ عمل نیک اپنے بنا لانے والے کو ضرورت جنت کی طرف لے جائے گا اور اس کے لئے اسی طرح فرش بچھا جائے گا جس طرح تمہارے خدمت گار تمہارا بچھونا بچھا دیا کرتے ہیں۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ کان حقاً علینا نصر المومنین تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جو مرد مومن بھی اپنے برادر ایمانی کی عوت پر سے کسی حملے کو دفع کر دے گا اسی کا خدا پر حق ہے کہ قیامت کے دن آتش دوزخ کو اس پر سے ہٹا دے۔ الفقیہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مومن کی نصرت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو خدا کی نافرمانی میں گرفتار دیکھ لے۔ ۲ اللہ الذی یرسل الریاح تا لظلوا من بعدہ یکفرون تفسیر صافی میں ہے

مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ
چل دیں۔ اور نہ تم (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ راست پر لانے والے ہو۔ تم تو صرف ان کو سنا سکتے ہو
اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں پھر فرمانبردار (بھی) ہوں۔ اللہ وہ ہے جس نے ابتداء میں تم کو
ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ
ضعف سے پیدا کیا پھر بعد ضعف کے قوت عطا کی پھر بعد قوت کے ضعیفی اور بڑھاپے کی
ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ
حالت کر دی۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہی صاحب علم (و) صاحب قدرت ہے۔ اور جس
تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ
دن قیامت قائم ہوگی گناہگار قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ (ہم) تو ایک گھنٹہ سے زیادہ (دنیا میں) رہے ہی نہیں
كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ
یہ (دنیا میں بھی) ایسے ہی بہکا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم تو خدا کے نوشتے کے بموجب (عالم دنیا اور عالم
لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ
برزخ میں) قیامت تک رہے تو آج تو یہ قیامت تک رہے تو آج تو یہ قیامت کا دن ہے
وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ
لیکن تم کو (اس کا) علم و یقین ہی نہ تھا۔ پس اس دن جنہوں نے ظلم کیا تھا ان کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ پہنچائے گی اور نہ ان کو رجوع کی طرف
ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا
توجہ دلائے گی۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگ آدمیوں
لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ
کے نفع کے لئے ہر طرح کی مثل بیان کی ہے۔ اور اگر تم کوئی نشانی بھی لے آؤ کے
لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ
تب بھی وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں یہی کہیں گے کہ تم نرے ناحق کوشش ہو۔ اللہ ان لوگوں کے دلوں پر
يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ
جو علم نہیں رکھتے اسی طرح چھاپا لگا دیا کرتا ہے۔ پس تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے
اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾
اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ کہیں تم کو سبک خیال (اور جاہل) نہ بنا دیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۹۰)
کہ جب بارش بند ہو جائے تو لوگ اللہ پر بھروسہ کریں۔ اور توبہ استغفار کے ساتھ اسی کی حضور میں التجا پیش کریں اور اس کی رحمت سے ہرگز ہرگز ناامید نہ ہوں اور جب وہ اپنی رحمت سے ان پر مینہ برسا دے تو اس کا شکر بجا لائیں اور اس کی عبادت متواتر کرتے رہیں۔ اور حد سے زیادہ خوشی نہ کریں۔ اور اگر وہ ان پر بلا نازل کرے کہ ان کی کھیتیاں زرد کر دے تو اس پر صبر کریں اور کفران نعمت نہ کریں۔

ع ۳ ۸ قرأ حفص بضم الضاد وفتحها الباقون بالضم مختار

حواشی صفحہ ہذا

۱ اذا ولوا مدبرین تفسیر صافی میں ہے کہ بیٹھ پھیرنے کی قید اس لئے لگائی کہ بہرہ پن کا نتیجہ زیادہ ثابت ہو۔ اس لئے کہ اگر بہرے کا رخ کسی کی طرف ہو تو گو وہ کسی کا کلام نہ بھی سنے تاہم حرکات کے ذریعے سے کچھ نہ کچھ سمجھ ہی لیتا ہے۔ جو پیٹھ پھیری ہونے کی صورت میں ناممکن ہے۔

۲ الذین اوتوا العلم و الایمان تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اصل آیت یوں تھی وقال الذین اوتوا العلم والایمان فی کتاب اللہ لقد لبثتم الی یوم البعث یعنی الفاظ فی کتاب اللہ بے ٹھکانے ہیں۔ کافی اور العیون میں جناب امام رضاؑ سے اس حدیث میں جس میں آپ نے امام کے اور امامت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ یہ مضمون بھی ہے کہ جناب رسول خدا نے خدا کے حکم سے اس قاعدے کے بموجب جو خدائے تعالیٰ نے لازم قرار دیا تھا۔ امر امامت علی مرتضیٰ کے سپرد فرمایا اور آئندہ کے لئے ان کی اولاد میں ان برگزیدہ لوگوں کے لئے قرار دے دیا جن کو خدائے تعالیٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا۔ اور جن کی شان میں فرماتا ہے الذین اوتوا العلم و الایمان

ع

۳ ولا یستخفنک تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ کفار چونکہ شک کرنے والے اور گمراہ ہیں ان سے تو یہ کچھ بعید ہی نہیں کہ وہ آپ کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں مگر ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ ان کے مقابلے میں آپ کو غصہ آجائے۔ قول مترجم: ظاہر خطاب جناب رسول خدا سے ہے اور مراد امت کے لوگ ہیں۔

حروفها ۲۲۱۷ سورة لقمان مكية كلماتها ۵۵۴

سورۂ لقمان مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۷۶ رکوعها ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

الٓمّٓ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ان نیکی کرنے والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہیں۔

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

جو (باقاعدہ) نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ

بھی (پورا پورا) یقین رکھتے ہیں۔ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف ہدایت

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

پر ہیں اور وہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے

يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

جو بیہودہ باتوں کا خریدار ہے کہ بغیر سمجھ کے لوگوں کو راہ خدا سے بھٹکائے

وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

اور ان کی ہنسی اڑائے۔ذلیل کرنے والا عذاب ایسوں ہی کے لئے ہے۔اور جب اس کو خدا

عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ

کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ تکبر کرتا ہوا روگردان ہو جاتا ہے گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کانوں میں

وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

گرانی ہے۔پس تم اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔بالتحقیق جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ

نیک عمل کئے نعمت والی جنتیں ان ہی کے لئے ہیں۔ان میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔یہ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔

حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

اور وہ بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔اس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے

تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا

جن کو تم دیکھتے ہو پیدا کیا ہے۔اور زمین میں (بھاری) بھاری پہاڑ قائم کر دیئے ہیں کہ وہ تم کو لے کر کسی طرف جھک نہ جائے

لہو الحدیث لفظی معنی ایسی باتیں جن کی کوئی اصل نہ ہو۔اور ایسی کہانیاں جن کا کوئی اعتبار نہ ہو۔نیز بھلے زمانے کی باتیں اور لغو گوئی۔تفسیر قمی ہے کہ اس سے مراد غنا،میخواری اور ہر قسم کا لہو ولعب۔کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ غنا ان چیزوں میں سے ہے جن پر خدائے تعالیٰ نے جہنم کی وعید فرمائی ہے۔پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔المعانی اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد غنا یعنی گانا ہے۔تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے امر حق میں طعن کرنا اور اس کا مذاق اڑانا جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی کیا کرتے تھے کہ ایک دن کہنے لگا اے گروہ قریش میں تمہیں وہ ذقوم نہ کھلاؤں جس سے تمہارے رفیق تمہیں ڈراتے رہتے ہیں۔پھر مکھن منگایا اور خرمے منگائے اور کہنے لگا دیکھو یہی ہے وہ ذقوم جس سے یہ حضرت تم کو ڈرایا کرتے ہیں۔

بغیر عمد ترونہا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ستون تو ہیں۔لیکن تم ان کو نہیں دیکھتے۔

قول مترجم: شاید کسی کو تاہ بین کو یہ سوجھے کہ خدا تو فرماتا ہے کہ بغیر عمد تو دیکھا اور امام فرماتے ہیں کہ ستون ہیں تو وہ ذرا معنوں پر گہری نظر ڈالیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ خدائے تعالیٰ نے عام نفی نہیں فرمائی۔بلکہ ایسے ستونوں کی نفی فرمائی ہے۔جن کو تم دیکھ سکو۔

مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ

اور اس میں ہر قسم کا چلنے والا بکثرت پھیلا دیا ہے اور ہم نے آسمانوں سے پانی اتارا پھر ہم نے اس میں ہر ہر چیز کے

كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ

نفیس جوڑے پیدا کر دیئے۔ یہ تو خدا کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھے یہ دکھاؤ کہ جو اس کے سوا ہیں انہوں نے

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

کیا پیدا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

لقمان کو حکمت عطا کی کہ تم خدا کا شکر کیا کرو۔ اور جو بھی شکر کرے گا تو وہ اپنی ذات کے نفع کے لئے شکر کرے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ

گا۔ اور جو کفران نعمت کرے گا تو اللہ بے پروہ (اور) لائق حمد و ثنا ہے۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ لقمانؑ نے

لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ

اپنے بیٹے سے کہا جس حال میں کہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے یہ فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے اللہ کا شریک مت ٹھہرا یقیناً بیشک شرک سب

عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا

سے بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں اس سبب سے کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر

عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ

اس کو حمل میں رکھا اور دو برس بعد (ولادت) اس کا دودھ چھٹا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گزار رہ اور اپنے والدین کا بھی۔

الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

(آخری) بازگشت میری ہی طرف ہوگی۔ اور اگر وہ دونوں مجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے

عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۪ وَّاتَّبِعْ

جس کا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کی اطاعت مت کر اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ اور راستے پر

سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا

اس شخص کے چل جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی پس

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

جو جو کچھ تم کیا کرتے تھے میں اس سے تم کو آگاہ کروں گا۔ اے میرے پیارے بیٹے اگر کسی کی بدی رائی کے دانہ کے برابر ہوگی

خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ

پھر وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں خدائے تعالیٰ اس کو حاضر کرلے گا

۱ ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو لفظ حکمت ہے اس سے مراد عقل و فہم ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام زمانہ کی معرفت ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ لقمان نبی نہ تھے بلکہ ایک ایسے بندے تھے جو صنعوات الٰہی میں بہت کچھ غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اور جن کا یقین اپنے خالق کے بارے میں بہت ہی اچھا تھا۔ چونکہ وہ خدا کو دوست رکھتے تھے خدائے تعالیٰ نے بھی ان کو پسند کیا اور حکمت عطا فرما کر ان پر احسان کیا۔ ایک دن دوپہر کو وہ سو رہے تھے کہ یکایک ان کو ایک آواز آئی۔ کہ اے لقمان آیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ خدائے تعالیٰ تم کو زمین کا خلیفہ مقرر کر دے تاکہ تم لوگوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلے کیا کرو؟ انہوں نے اس آواز کے جواب میں کہا کہ اگر میرا پروردگار مجھ کو اختیار دے تو میں عافیت کو قبول کرتا ہوں۔ اور آزمائش میں نہیں پڑنا چاہتا۔

وقف النبی علیہ السلام

۲ ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر نعمت کا شکریہ خواہ وہ نعمت کتنی ہی بڑی ہو یہ ہے کہ بندہ اس پر حمد خدا کرے۔

النصف

۳ ان الشرک لظلم عظیم۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ظلم تین طرح کا ہے ایک ظلم ایسا ہے جسے خدائے تعالیٰ بخش دے گا اور ایک ظلم ایسا ہے جسے وہ ہرگز نہ بخشے گا۔ اور ایک ظلم ایسا ہے جس سے چشم پوشی نہ کرے گا۔ پس وہ ظلم جسے خدائے تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا وہ شرک ہے اور وہ ظلم جسے خدا بخش دے گا وہ ایسا ہے جو بندہ نے خود اپنے ہی اوپر کیا ہوگا۔ اور رہا وہ ظلم جس سے وہ چشم پوشی نہ فرمائے گا وہ حق العباد ہے۔

۴ اشکرلی ولوالدیک الیّ المصیر۔ ایک جزو یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے بندے کو اپنا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور خود اس کے والدین کے شکر ادا کرنے کا بھی۔ پس جو شخص اپنے والدین کا شکر گذار نہ ہوا تو گویا اس نے خدا کا بھی شکر نہ ادا کیا۔ نیز ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ مخلوق میں سے جو شخص بھی اس پر احسان کرنے والا ہوا گر اس کا بھی شکر ادا نہ کرے تو گویا اس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا۔ (بقیہ حواشی آئندہ پارہ میں پڑھئے)

بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ
بیشک خدائے تعالیٰ باریک سے باریک چیزوں کا جاننے والا (اور) خبر رکھنے والا ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے نماز پڑھ اور سیکی کا حکم
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ
دے اور بدی سے باز رکھ اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اس پر صبر کر یقینا
ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا
پختہ ارادہ کے کاموں میں سے یہ بھی ہے۔ اور لوگوں کے (دکھانے کے) لئے اپنے گال نہ پھلا اور
تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾
زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ بیشک خدائے تعالیٰ کسی چھچھورے اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔
وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ
اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ کہ سب سے زیادہ ناگوار
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا
آواز گدھوں کی آواز ہے کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے
فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً
اور جو کچھ زمین میں ہے اس سب کو تمہارا مطیع کر دیا ہے اور تم پر اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں پوری کر دی
وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا
ہیں اور آدمیوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت
هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ
اور بغیر روشنی پہنچانے والی کتاب کے لڑتا پھرتا ہے۔ اور جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ
اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ
اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی کرو تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔
الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ
گو شیطان ان کے باپ دادا کو بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو تو بھی؟ اور جو شخص اپنے معاملہ
وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ
کو خدا کے سپرد کر دے اس حال میں کہ وہ نیک عمل بھی ہو تو اس نے یقینا مضبوط رسّا پکڑ
وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ
لیا اور تمام معاملات کا انجام خدا ہی کی حضور میں پیش ہوگا۔ اور جو شخص کافر ہو گیا تو اس کا کفر تم کو رنج نہ دے۔

لے واصبر علی ما اصابك تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو جو تکلیفیں اور ایذائیں تم کو پہنچیں ان کو برداشت کرلو۔

۲ ولا تصعر خدك للناس تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بروئے تکبر لوگوں کی طرف سے رخ نہ پھیرا لو۔ اور جو شخص تم سے بات کرتا ہو اس کی حقارت کرنے کے لئے اس کی طرف سے منھ نہ موڑلو۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی ایک قرأت ولا تصاعر بھی ہے۔ اور اصل اس کی صعر ہے یہ ایک بیماری ہے جو اونٹوں کو ہوا کرتی ہے جس سے ان کی گردن کج ہو جاتی ہے۔ ع ۸ ۱۱ اور ایک طرف کا گال پھول جاتا ہے۔

۲ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور المجالس اور الفقیہ میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے اس بات سے ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص چلنے میں اکڑتا ہوا چلے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کوئی لباس پہنے اور اسے پہن کر اکڑے تو خدائے تعالیٰ اس کو جہنم کے کنارے کھڑا کر کے مع اس کنارے کے اس کو دھادے گا۔ اور وہ قارون کا ہم نشیں قرار پائے گا اس لئے کہ قارون پہلا شخص ہے جو اکڑ کر چلنا دکھایا کرتا تھا اور وہ مع اپنے مکان کے زمین میں دھسا دیا گیا تھا یہ بھی فرمایا کہ اکڑ کر چلنے والا گویا خدائے تعالیٰ سے جبروت خداوندی کو چھین لینا چاہتا ہے۔

۳ واقصد فی مشیك۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیز تیز نہ چلو۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ بلا ضرورت خاص تیز تیز چلنا مومن کی شان میں بٹہ لگاتا ہے۔

۴ واغضض من صوتك الخ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ انکر الاصوات سے ایک مراد تو بہت بلند آواز سے اور بری طرح چھینکنا ہے دوسرے باتیں کرنے میں کسی شخص کا ہمہ تن طور سے آواز بلند کرنا۔ مگر تلاوت قرآن میں یا دعائیں پڑھنے میں اگر کوئی شخص بلند آواز کرے بشرطیکہ کسی دوسرے کا حرج نہ ہوتا ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (حضرت لقمان کی نصیحتیں اس آیت پر ختم ہو گئیں

اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
ان سب کی بازگشت ہماری طرف ہے پھر جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس سے ہم ان کو آگاہ کر دیں گے بیشک اللہ دلوں
الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ
کے حالات سے خوب واقف ہے۔ ہم تھوڑے دن ان کو نفع پہنچائیں گے پھر سخت عذاب کی طرف ان کو کھینچ
غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بلائیں گے۔ اور اگر ان سے یہ دریافت کرو گے کہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ
تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ تم یہ کہنا کہ ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے۔ لیکن اکثر ان میں سے
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾
نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔ بیشک اللہ وہی تو بے پروا (اور)
وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ
محمد تعریف ہے۔ اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں وہ قلمیں ہو جائیں اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور
مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
ہیں ان کے لئے روشنائی بن جائیں تو بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے۔ بیشک اللہ غالب
حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ
(اور) حکمت والا ہے۔ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا پھر اٹھا بٹھانا کچھ بھی نہیں ہے مگر اتنا ہی جتنا کہ ایک
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
شخص کا۔ یقیناً اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۙ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ
رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور سورج کو اور چاند کو اس نے مطیع کر لیا ہے
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
کہ ہر ایک ایک مدت مقررہ تک کے لئے چل رہا ہے۔ اور جو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ یہ سب
هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ
اس کی دلیل ہیں کہ اللہ وہی تو برحق ہے اور اس کے سوا جن جن کو بھی وہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور
هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ
اللہ وہی تو اعلیٰ (اور) بزرگ ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ کشتیاں سمندر میں

---

۱ ولئن سألتهم من خلق السماوات والارض التوحید میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنی یہ پہچانتا ہوا پیدا ہوتا ہے کہ خداوند عالم اس کا خالق ہے۔ اسی سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ولئن سألتهم الخ جناب امام محمد تقی سے واحد کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ واحد وہ ہے جس کی یکتائی بیان کرنے میں بے شمار زبانیں یک زبان ہوں۔

۲ والبحر یمدہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق اس کی قرأت یوں فرمایا کرتے تھے و البحر مداده۔

۳ ما نفدت کلمات الله تفسیر قمی میں ہے کہ یہودیوں نے جناب رسول خدا سے روح کا حال پوچھا تو حضرت نے جواب دیا الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً اس پر انہوں نے کہا کہ ہم تو خاص لوگ ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں آدمی تو سب ہی عام ہیں۔ انہوں نے کہا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ آپ تو خود ہی اس خیال کے ہیں کہ آپ کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے حالانکہ قرآن پاک آپ کو دیا گیا ہے اور ہم کو توریت دی گئی ہے اور آپ کا قرآن خود اس بات کی گواہی دیتا ہے و من یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۳ رکوع نمبر ۴) اس میں حکمت سے مراد توریت ہے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولو ان ما فی الارض الخ جس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کا علم تو بے حد و شمار ہے۔ خیر کثیر جس کو کہا گیا ہے وہ تمہارے مقابلے میں ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ قلیل ہے۔ (کلمات اللہ کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۵، رکوع نمبر ۹)

۴ ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدة تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافروں نے یہ کہا تھا کہ اے محمد آپ ہی تو یہ بیان فرماتے ہیں کہ خدا نے ہم کو بتدریج پیدا کیا کہ پہلے نطفہ بنایا پھر بستہ بوند بنائی پھر یونہی ہوتے ہوتے جان ڈال دی اور آپ ہی یہ کہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کو مبعوث کر دے گا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدة یہ مطلب ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ وہ ایک

ع ۱۱ ۱۲

تجوید و مشغول کرو ورنہ کی سے غائب ہو جائے گا (از مرتب ۴۹۷ ہے)

بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

خدا کی نعمت (یعنی ہوا) سے چلتی ہیں کہ وہ اپنی نشانیوں میں سے بعض تم کو دکھلا دے بیشک ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے اس

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ

میں بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ پھر جس وقت ان کو کوئی موج بادل کی طرح آکر ڈھانپ لیتی ہے تو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ

خالص دل سے اس کی اطاعت کا اظہار کر کے اللہ سے دعا مانگنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو کچھ تو ان میں سے

مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

اعتدال پر رہتے ہیں اور سوائے ہر بے وفا اور ناشکرے کے ہمارے نشانیوں کا انکار تو کوئی بھی نہیں کرتا۔ اے آدمیوں! تم اپنے پروردگار

النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ

سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کوئی بدلہ نہ دے سکے گا۔ اور نہ کوئی

وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کوئی چیز بدلے میں دینے والا بنے گا۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے پس تم کو

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

زندگانی دنیا دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ خدا کے بارے میں کوئی فریبی تم کو دھوکا دینے پائے۔ بیشک قیامت کا علم اللہ

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي

ہی کے پاس ہے۔ اور وہی مینہ برساتا ہے۔ اور وہی یہ جانتا ہے کہ حمل میں کیا ہے۔

الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا

اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کل اس کے نصیب میں کیا ہے۔ اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ

تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

کس سر زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا (اور) باخبر ہے

حروفها ۱۵۷۷ سورة السجدة مكية كلماتها ۲۳۴

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۳ — ایاتها ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾

الم۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا اتارا تمام اہل عالم کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۹۵ گذشتہ)

اس کے نزدیک تمام عالموں کا پیدا کرنا اور ایک نفس کا پیدا کرنا برابر ہے۔ اسے کسی چیز کے لئے تردد کرنا نہیں پڑتا اس کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو فرمائے کہ ہو بس وہ ہی ہو جائے۔

۵ یولج اللیل فی النھار ویولج النھار فی اللیل تفسیر فتحی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسم گرما میں رات کا جو حصہ گھٹتا ہے وہ دن میں جا داخل ہوتا ہے اور موسم سرما میں دن میں سے جو کچھ کم ہوتا ہے وہ رات میں جا گھستا ہے۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ تجری فی البحر بنعمت اللہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں نعمت کے معنی احسان کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسے اسباب خاص مہیا فرما کر جن سے کشتی چل سکے احسان خاص فرمایا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں نعمت کے معنی قدرت کے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ کشتیاں سمندر میں قدرت خدا سے رواں دواں ہوتی ہیں۔

۲ لکل صبار شکور تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو آیات خدا میں غور و فکر کرنے کے لئے اور اس کی نعمتوں میں فکر کرنے کے لئے اور ان کا شکر ادا کرنے کے لئے اپنے نفوس کو وقف کر دیں۔ تفسیر فتحی میں ہے کہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو نفروفاقہ برتا کرے اور ہر حالت میں خدا کا شکر کرتا رہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ صبار شکور سے مراد مرد مومن ہے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں آدھا اس کا صبر ہے اور آدھا شکر ہے۔ قول صاحب تفسیر صافی ایک مراد صبار شکور سے ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو رزق کی تلاش میں سمندر میں سوار نہ ہو بلکہ جو سوار ہوتے ہیں ان ہی کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور ایک مراد اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو جہاز پر سوار ہو۔ اس لئے کہ وہ حالت امید و بیم میں ہوتا ہے یعنی تو بچ جانے کی اور خوف ڈوب جانے کا۔ پس چونکہ وہ بلاء و نعمت کے بین بین ہے اس لئے صبر بھی کرتا ہے اور شکر بھی لہٰذا صبار بھی ہے اور شکور بھی۔ (باقی صفحہ ۴۹۷ پر)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ
یا وہ یہ کہتے ہیں کہ کسی نے اس کو بنا لیا ہے (جھک مارتے ہیں) بلکہ یہ برحق ہے (اور) تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ
تاکہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں ہے کہ وہ راہ پر آجائیں۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو چھ دن میں پیدا کیا پھر

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
عرش پر حاوی ہوگیا۔ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی حامی ہے اور نہ سفارشی۔

شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى
کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ آسمان سے زمین تک کے معاملے کی تدبیر وہی کرتا ہے

الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا
پھر اس دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار برس کی ہوگی کل معاملہ اسی کی حضور

تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶
میں پیش ہوگا۔ وہی چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا زبردست (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ
جس نے ہر چیز کو جسے پیدا کیا بہت ہی اچھا پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی

طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ
سے کی۔ پھر اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے خلاصے سے قرار دیا۔ پھر اس کو ٹھیک ٹھاک کیا اور اپنی

سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
(پیدا کی ہوئی) روح اس میں پھونک دی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل

وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي
بنا دیئے۔ تم شکر کی تھوڑا ادا کرتے ہو۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے تو کیا ہم

الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ
نئی صورت میں پیدا ہوں گے اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی حضور میں آنے ہی کے منکر ہیں۔

كٰفِرُوْنَ ۝۱۰ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ
تم یہ کہہ دو کہ ملک الموت جو تم پر معین کیا گیا ہے وہ تمہارا خاتمہ کرے گا

(بقیہ صفحہ ۴۹۶)

۳ الحیوۃ الدنیا کافی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ دنیا دو طرح کی ہے ایک تو تیاری آخرت کے لئے ایام گذاری کے ذریعہ اور ایک آخرت کو بھلا کر دوامی لعنت مول لینے کا اثاثہ۔

۴ ان اللہ عندہ علم الساعۃ۔ تا ما تدری نفس بای ارض تموت۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر سوائے خدائے تعالیٰ کے نہ کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہے اور نہ کوئی رسول و نبی۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ وہ علم غیب جس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ یہی چیزیں ہیں جن کا ان آیات میں مذکور ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں منقول ہے کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ائمہ و معصومین سے کئی معتبر حدیثوں میں مروی ہے کہ ان پانچ چیزوں کو تفصیلی اور تحقیقی طور پر سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ جس کا مطلب خود صاحب تفسیر صافی یہ بیان فرماتے ہیں کہ اجمالی خبریں ان امور کی بھی حضرات ائمہ معصومین نے اکثر دی ہیں مگر جیسا کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا وہ علام الغیوب سے علم حاصل کرنے کا تھا۔

۵ یعلم ما فی الارحام نہج البلاغہ میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ بدصورت ہے یا خوبصورت۔ سخی ہے یا بخیل۔ بدبخت ہے یا نیک بخت اور جہنم کا کندہ بننے والا یا جنت میں انبیاء کا مصاحب۔ ان تفصیلی باتوں کو اللہ ہی جانتا ہے۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس پوری آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جن امور کی تدبیر کرتا ہے وہ سب اور جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ اور جن کاموں کے کرنے کی ممانعت

فرمائی ہے تمام وہ اور سارے بندوں کے اعمال۔ قیامت کے دن ان سب چیزوں کا اظہار فرمائے گا اور اس دن کا طول تمہارے برسوں کے حساب سے ہزار برس کا ہوگا۔ مزید توضیح کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع نمبر ۱۳ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا

پھر تم اپنے پروردگار کی حضور میں لوٹائے جاؤ گے۔ اور کاش تم دیکھتے کہ جب یہ گناہگار اپنے پروردگار کی حضور میں سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

(اور یہ عرض کرتے ہوں گے کہ) اے ہمارے پروردگار اب ہماری آنکھیں اور کان کھلے اب اگر ہم کو واپس کر دے تو

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ

ہم نیکی ہی نیکی کریں گے بیشک ہم یقین کرنے والے ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر ہر نفس

هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

کو توفیق ہدایت دے دیتے لیکن میرا قول پورا اترا کہ میں جہنم کو جنوں سے اور آدمیوں سے ضرور ضرور پاٹ دوں گا

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

(پس ان سے کہا جائے گا کہ) اس کے عوض میں کہ تم آج کے دن کی حاضری کو بھول گئے تھے مزہ چکھو

هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ

(اب) ہم نے بھی تم کو بھلا دیا اور جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کے عوض میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا

سوائے اس کے نہیں کہ ہماری آیتوں پر ایمان وہی لوگ رکھتے ہیں جن کو جس وقت بھی ان کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے وہ سجدہ میں گر

سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى

پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں (وہ) اپنے پروردگار

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا

سے بیم و امید کی حالت میں دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کا ایک حصہ (ہماری راہ میں)

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ

خرچ کیا کرتے ہیں۔ پس کوئی نفس اس بات کو نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیا کیا چیزیں ان کے لئے

اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ

چھپا رکھی گئی ہیں۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔ کیا وہ شخص جو مومن ہے اس کے مانند ہے جو فاسق ہے

كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

(دونوں ہرگز) برابر نہیں ہیں۔ (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے پس جو عمل وہ کیا کرتے تھے

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

اس کے عوض میں ان کے لئے مہمانی کے طور پر رہنے کے (بہشتی) باغات ہوں گے۔

۱ تتجافی جنوبھم الخ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ شاید تم نے دیکھا ہو کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو سوتے نہیں حالانکہ اس بدن جب تک کہ جان اس میں سے نکل نہ جائے راحت بھجانا ضروری ہے۔ ہاں جب جان نکل جائے گی تب بدن کو خود ہی راحت مل جائے گی۔ اور روح کی بازگشت عمل کی قوت کے مطابق ہوگی۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت جناب امیر المومنین کی اور ہمارے شیعوں میں سے جو ان کی سیرت پر چلنے والے ہیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ اول شب میں سوتے ہیں اور جب وہ تہائی رات یا جتنی خدا کو منظور ہو جا چکتی ہے تو اٹھ کر اپنے پروردگار کی حضور میں گڑگڑاتے ہیں اور امید و بیم کی حالت میں اس سے دعا کرتے ہیں پس خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب میں اس کا ذکر کر دیا تم لوگوں کو بھی اطلاع دے دی کہ ان کو کیا کچھ عطا کیا ہے۔ یعنی ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دی اور ان کو اپنی جنت میں داخل کر لیا اور ان کو خوف سے مامون کر دیا اور ڈر ان کے دل سے نکال دیا۔

۲ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بندہ جو نیک کام بھی کرتا ہے اس کا ثواب قرآن مجید میں مذکور ہے۔ مگر نماز شب اس سے مستثنیٰ ہے کہ بوجہ اس کے کثرت ثواب کے خدائے تعالیٰ نے اس کے ثواب میں نہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا تتجافی جنوبھم تا بما کانوا یعملون۔ (اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

السجدۃ

وقف غفران

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

اور رہے جو نافرمان تھے پس ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جس وقت بھی وہ ارادہ کریں گے کہ جہنم سے نکلیں اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔

مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ

اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ اب تم اس آتش دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کا تم جھٹلایا کرتے تھے۔

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ

اور یہ بھی ضرور ہے کہ اس بڑے عذاب کے علاوہ ہم ان کو ایک چھوٹے عذاب کا بھی مزہ چکھائیں تاکہ وہ

الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

(زمانہ رجعت میں) پلٹ کر آئیں۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعے سے نصیحت کی گئی

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

پھر وہ ان سے روگرداں ہوگیا یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ اور بالتحقیق ہم نے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ

موسیٰ کو کتاب عنایت کی پس تم ان کی قیامت کی حاضری کے بارے میں شک میں نہ رہنا۔

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ

اور ہم نے اس کتاب کو اولاد اسرائیل کے لئے ہدایت مقرر کیا۔ اور چونکہ انہوں نے صبر کیا تھا

بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ

اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے ہم نے بھی ان میں سے ایسے امام مقرر کیے جو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے تھے۔ بیشک تمہارا

هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾

پروردگار قیامت کے دن ان تمام باتوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے مابین فیصلہ فرما دے گا۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

کیا اس بات نے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے ہی زمانہ والوں کو جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کر دیا

فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ

ان کو کچھ بھی نہ سمجھایا۔ بیشک اس میں نشانیاں موجود ہیں۔ کیا اب بھی وہ (توجہ سے) نہیں سنتے؟ کیا وہ

يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ

یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو چٹیل زمین کی طرف ہنکا کر لے جاتے ہیں پھر اس کے ذریعے سے کھیتی پیدا کرتے ہیں

مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

جس میں ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں، اور وہ خود بھی۔ کیا اب بھی وہ (غور سے) نہیں دیکھتے؟

السجدة

۱ ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر تفسیر قمی میں ہے کہ عذاب الادنی سے مراد ہے زمانہ رجعت میں تلوار کا عذاب۔ جو جناب صاحب الامر کے ہاتھ سے ان حضرت کے مخالفوں کو چکھنا پڑے گا۔

۲ انا من المجرمین منتقمون تفسیر صافی میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ عام طور پر گنہگاروں سے انتقام لینے کا حتمی وعدہ فرما چکا ہے تو ان لوگوں کی حالت عبرت کے قابل ہے جو سب ظالموں سے بڑھ کر ظالم ہیں۔

ع ۱۱ ۱۵

قول مترجم

عجائب اتفاق سے یہ بات بھی ہے کہ اس آیت کے اعداد کا مجموعہ بحساب جمل کبیر اور بحساب زبر و بینات (جس حال میں کہ محض زبر ہی زبر لیا جائے) ثلاثہ کے مشہور ناموں کے اعداد کے مجموعے کے برابر ہے۔

۳ وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ معصوم نے فرمایا کہ چونکہ علم خدا میں گذر چکا تھا کہ آل محمد پر جو مصیبتیں بھی پڑیں گی ان پر صبر کریں گے۔ لہٰذا انہی حضرات کو مقرر فرمایا (مزید توضیح و تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع)

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ
اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ فیصلہ کب ہوگا؟ تم یہ کہہ دو کہ فتح کے دن۔
الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾
ان لوگوں کو جو کافر ہوگئے ان کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾
پس تم ان سے روگرداں ہو اور انتظار کرو کہ (آخر) یہ بھی تو انتظار کر رہے ہیں۔

حروفها ۵۹۰۹ سورة الاحزاب مدينة كلماتها ۱۲۱۰
سورہ احزاب مدینہ میں نازل ہوا
رکوعها ۹ آیاتها ۷۳
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ
اے نبیؐ تم اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو۔ بے شک
اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ
اللہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے اس کی پیروی کرو۔
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
یقیناً اللہ اس عمل سے جو تم کیا کرتے ہو خبردار ہے۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔ اور کارسازی
وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا
کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ اللہ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔
جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ
اور نہ تمہاری ان بیویوں کے جن سے تم تظہار کرلو تمہاری ماں بنادیا ہے۔ اور نہ
اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
تمہارے منہبولے بیٹوں کو تمہارا (اصلی) بیٹا بنا دیا ہے۔ یہ تو تمہارے اپنے منہ کی کہن ہے۔
يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ
اور اللہ حق حق فرماتا ہے۔ اور وہی ٹھیک ٹھیک راستہ بتلاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي
حقیقی باپ کا کر کے پکارا کرو کہ خدا کے نزدیک یہی بات زیادہ انصاف کی ہے۔ پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو

۱ ویقولون متی ھذا الفتح تا انتم منتظرون تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ایک مثل ہے جو خدائے تعالیٰ نے رجعت کے بارے میں اور جناب قائم آل محمد کے بارے میں بیان فرمائی کہ جب منکروں کو جناب رسول خدا نے رجعت کی خبر دی تو وہ کہنے لگے متی ھذا الفتح ان کنتم صادقین۔ ان کا یہ قول خدائے تعالیٰ کے اس قول پر معطوف ہے و لنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر (توضیح کے لئے تمیمہ میں پڑھئے) (بعد اس کے حب تعلیم خدا جواب دیا گیا ہے)

الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ سورتہائے عزائم جن میں سے ہر ایک کا سجدہ واجب ہے چار ہیں از آں جملہ ایک یہ ہے۔ دوسری حم سجدہ (جو چوبیسویں پارہ میں ہے) تیسری والنجم (جو تانیسویں پارہ میں ہے) چوتھی اقرأ باسم ربك (جو تیسویں پارہ میں ہے)

۲ لاتطع الکافرین والمنافقین تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں وہی بات ہے جو جناب امام جعفر صادق نے فرمائی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا کلام دے کر بھیجا کہ کہنا تو مجھے تجھ سے ہے اور پڑوسنی تو رہیو۔ یعنی خطاب ظاہر تو نبی سے ہے۔ اور مراد امت کے لوگ ہیں۔

۳ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ تفسیر قمی میں جناب امام باقر سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی محبت کسی انسان کے سینے میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے کہ ایک سے تو کسی سے محبت کرے اور دوسرے سے اسی سے بغض رکھے پس ہمارا محب جو ہوا سے لازم ہے کہ ہمارے لئے اپنی محبت کو ویسے ہی خالص کرے جیسے سونا آگ میں تپا تپا کر خالص کرلیا جاتا ہے اور اس میں میل کچیل کچھ نہیں رہتا۔ پس جو یہ چاہے کہ ہماری محبت کو جانچے اسے لازم ہے کہ اپنی قلبی حالت کا امتحان کرے۔ اگر ہماری محبت کے ساتھ ہمارے دشمنوں کی محبت بھی اس میں شریک ہے تو وہ ہمارا اور نہ ہم اس کے اور ایسے لوگوں کا اللہ بھی دشمن ہے اور جبرئیل بھی و میکائیل

الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ لا

وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے (دینی) دوست ہیں۔ اور جو کچھ تم سے بھول چوک ہو جائے تم پر کوئی الزام نہیں

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵ اَلنَّبِيُّ

لیکن (اس میں ہے) جس کا قصد تمہارے دل کریں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ نبی

اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا

مومنین کی جانوں کا خود ان سے زیادہ اختیار رکھنے والا ہے۔ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

دار مومنین و مہاجرین میں سے خدا کے نوشتہ کے بموجب بعض بہ نسبت بعض کے (میراث کے)

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ

زیادہ مستحق ہیں اور یہ اور بات ہے کہ تم اپنے اولیاء کے ساتھ کچھ سلوک کرو۔

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ

کتاب میں لکھا ہوا حکم یہی ہے۔ (اور اس وقت کو یاد کرو) جس وقت ہم نے پیغمبروں

وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪

سے ان کا اپنا اپنا عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیمؑ سے اور موسیٰؑ سے اور عیسیٰؑ ابن مریم سے

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ

اور ہم نے ان سے عہد بھی سخت لیا۔ تاکہ خدا سچوں سے

صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ان کے سچ کی بابت سوال کرے اور کافروں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اے ایمان لانے والو!

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا

اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اسے یاد کرو۔ جس وقت تم پر لشکر کے لشکر آ چڑھے پس ہم نے

عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو عمل تم کیا کرتے ہو اللہ اس کو دیکھنے والا ہے۔

بَصِيْرًا ۝۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تم پر بلندی کی طرف سے بھی آئے اور پستی کی طرف سے بھی

زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

اور جب مارے ڈر کے تمہاری آنکھیں پتھرا گئیں اور تمہارے کلیجے منہ کو آ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے

منزل (۵)

(بقیہ صفحہ ۵۰۰)

اس خیال کا رد ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کی نسبت یہ کہہ لیتا کہ تیری پشت مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو اسی وقت سے اس کی زوجہ مثل اس کی ماں کے ہو جاتی ہے۔ (اس کا تتمہ الٹھائیسویں پارہ میں سورہ مجادلہ کی تفسیر میں آئے گا)

۵ وما جعل ادعیائکم ابنائکم تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ متبنّیٰ بیٹا نہیں ہو سکتا اور یہ عرب کے اس خیال کا رد ہے کہ وہ کسی شخص کے متبنّیٰ کو اصلی بیٹا سمجھا کرتے تھے اور اسی پر زید بن حارثہ کلبی کو جسے جناب رسول خدا نے خرید کر آزاد فرمایا تھا ابن محمد کہا کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر میں جناب امام جعفر صادق سے زید کی غلامی تبنیت اور شادی وغیرہ کا قصہ منقول ہے)

حواشی صفحہ ہذا

۱ النبی اولی بالمومنین من انفسھم تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی مومنین کے تمام معاملات میں ان کی ذات سے زیادہ تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے یعنی وہ ان کو جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو جو چیزیں ان کے لئے پسند کرتا ہے ان ہی چیزوں میں مومنین کی خیر و خوبی بھی ہے۔ اور انہیں میں ان کی کامیابی بھی درآنحالیکہ نفوس کی یہ حالت نہیں ہے (یعنی نفس انسان جس کام کے کرنے کا حکم دے اس کا نتیجہ علی العموم خراب ہی ہوگا) اسی لئے نبی کے حکم کو اولیٰ اور اعلیٰ بتایا گیا ہے۔ نیز یہ بھی ان پر واجب ہوا کہ اپنی ذات سے زیادہ نبی سے محبت رکھیں اور اپنے نفس کے حکم سے زیادہ نبی کے حکم کو نافذ سمجھیں۔ اور اپنی ذات سے زیادہ نبی کی ذات کی حفاظت و غور و پرداخت کریں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل آیت یوں نازل ہوئی تھی النبی اولی بالمومنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم وھو اب لھم۔ قول صاحب تفسیر صافی و ھو اب لھم کے یہ معنی ہیں کہ نبی دین و دنیا میں امت والوں کا باپ ہے۔ دین میں تو اس طرح کہ ہر نبی اس جہت سے اپنی کل امت کا باپ ہوتا ہے کہ دائمی زندگانی کی جزا اس کی ذات ہے اور اسی سے مومنین آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر یہ منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میں اور علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ تفسیر میں بیان ہو چکا ہے۔ (دیکھو صفحہ نوٹ نمبر) اور اس معنی میں وہ دونوں برابر

(باقی صفحہ ۵۰۲ پر دیکھئے)

الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

گمان کرنے لگے۔ اسی موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور ان کو بہت ہی سختی کے ساتھ ہلا

شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا

ڈالا گیا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا یہ کہنے لگے کہ

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے کچھ وعدہ نہیں کیا مگر نرا دھوکا۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہہ دیا کہ

يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ

اے یثرب کے رہنے والو اب تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں رہی اب پلٹ جاؤ۔ اور ان میں سے ایک گروہ

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ

نبیؐ سے یہ کہہ کر اجازت مانگتا تھا کہ ہمارے مکان غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ مکانات غیر محفوظ نہیں ہیں۔

يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ

وہ تو صرف بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور اگر لشکر ان پر اطراف سے آجاتے

سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ

پھر خود ان سے فساد برپا کرنے کو کہا جاتا تو ضرور برپا کر دیتے اور اس بارے میں اگر توقف کرتے بھی تو کچھ یونہی سا۔ اور یقیناً

كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

وہ پہلے سے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔ اور اللہ کے عہد کی

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ

بابت باز پرس (بھی) کی جائے گی۔ تم یہ کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز نفع نہ پہنچائے گا

الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ

اور اس صورت تم کو فائدہ (حیات) بھی کم دیا جائے گا۔ تم یہ کہہ دو کہ وہ کون ہے

يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ

جو اللہ سے تم کو بچالے گا۔ اگر وہ تم کو عذاب دینا چاہے۔ یا تمہارے حق میں رحمت کرنا چاہے۔

وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

اور وہ اللہ کے سوا کسی کو نہ اپنا کارساز پائیں گے اور نہ مددگار۔ یقیناً اللہ تم لوگوں میں سے

الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ

دیر کرنے والوں کو بھی جانتا ہے اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو بھی کہ ہمارے پاس چلے بھی آؤ۔

(بقیہ صفحہ ۵۰۱)

فرق انتہائی ہے کہ علی نبی کے بعد ہیں۔ اب رہا دنیا میں باپ ہونا، وہ اس حیثیت سے ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مومنین کی کفالت اور ان کے یتیموں اور کمزوروں کی تربیت جناب رسول خدا کے ذمہ قرار دے دی۔ اور اس کے متعلق اور ۱۰ آیتیں ضمیمہ میں پڑھئے) ۲ و ازواجه امهاتهم کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ازواج جناب رسول خدا امتیوں پر حرام ہونے میں ماں کا سا حکم رکھتی ہیں (نہ یہ کہ حقیقی ماں ہو گئیں، ورنہ ان کا امتیوں سے پردہ کرنا بے مع ۱۰ معنی بات ہوتی ہے)

الاکمال میں ہے کہ جناب قائم آل محمد سے اس طلاق کے معنی دریافت کئے گئے تھے جس کا حکم جناب رسول خدا نے جناب امیر المومنین کے سپرد کر دیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ازواج نبی کی شان کو بڑھایا اور ان کو امہات المومنین ہونے کا شرف بخشا۔ اور جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ یہ شرف ان کے لئے اسی وقت تک قائم ہے جب تک کہ وہ اطاعت پر قائم رہیں۔ پس میرے بعد ان میں سے جو بھی نافرمانی برتے اور تمہارے برخلاف خروج کرے اس کو میں طلاق دے کر زوجیت سے خارج کر دوں گا۔ اور مومنین کی ماں ہونے کے شرف سے اسے گرا دوں گا اور اس امر کے اظہار کا اختیار تم کو عطا کرتا ہوں۔

۳ و اولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ تو فرمایا کہ امیر المومنینؑ و حسنینؑ کی شان میں۔ اور پھر اس آیت کا حکم اولاد حسنینؑ میں جاری ہے پس ہم تمام مومنین اور مہاجرین و انصار سے امر خلافت کے بھی زیادہ مستحق ہیں۔ اور آنحضرت کی وراثت کے بھی۔ قال مترجم: بعینہٖ یہی آیت سورہ انفال کے آخر میں بھی آئی ہے۔ جہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ اس نے مہاجرین و انصار کے مابین بھائی چارہ کے ذریعہ سے میراث لینے کا جو قاعدہ جاری تھا اس کو منسوخ کر دیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں تعمیم ہے اور یہاں تخصیص ۱۲ ان

منزل (۵)

وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَإِذَا جَاءَ
حالانکہ وہ لڑائی کے میدان میں آتے ہی کم ہیں۔ (وہ) تمہاری مدد کرنے میں سخت بخیل ہیں۔ پھر جب
الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ
خوف کی صورت آجائے تو تم ان کو دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف نگاہ لگائے ہوئے ہیں اور ان کی پتلیاں اس طرح
عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ
پھر رہی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو مال غنیمت لینے کے لئے
حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ
گر پڑتے ہیں اور طرار زبانوں سے تم پر طعنوں کی بھرمار کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے۔ اور اللہ نے بھی ان کے اعمال اکارت
أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ
کر دیئے اور اللہ کے نزدیک یہ بات آسان ہے۔ کفار کے جتھوں کی نسبت یہ گمان کرتے ہیں
لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي
کہ وہ گئے نہیں ہے۔ اور اگر جتھے (دوبارہ) آجائیں تو ان کی خواہش یہی ہوگی کہ کاش (کہیں) یہ جنگلوں میں
الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا
بدوؤں میں ہوتے اور وہیں سے تمہاری خبریں پوچھا کرتے۔ اور اگر تم میں رہتے تو لڑائی نہ لڑتے
إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ
مگر بہت ہی کم۔ (اے لوگو!) بیشک تمہارے لئے پیروی کرنے کو اچھے سے اچھا نمونہ خود رسول اللہ میں موجود ہیں (یعنی) اس شخص کے لئے جو
كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَ
اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت سی یاد کیا کرتا ہو۔ اور جس وقت
الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
مومنوں نے کافروں کے جتھوں کو دیکھا تو یہ کہا کہ یہ وہی تو ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔
وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ
اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ غرض اس آزمائش نے ان کے ایمان اور تسلیم کو اور بڑھا ہی دیا۔
الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ
مومنین میں سے ایسے مرد بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو کچھ عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔ بس بعض ان میں سے ایسے ہیں
قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾
جن کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو (شہادت کا) منتظر ہے اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(بقیہ صفحہ ۵۰۲)
خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفاً جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ سلوک کر دیا جائے اور صاحب تفسیر مانی یہ فرماتے ہیں کہ بہ وصیت جو کچھ سلوک کیا جائے۔

۵ میثاقهم ومنك ومن نوح تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں ومنک کا واؤ زائد ہے۔ اصل کلام خدا یوں تھا و اذ اخذنا من النبیین میثاقهم منك و من نوح الخ اور مطلب اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق کل انبیاء سے عہد لیا۔ پھر اپنے نبی کے لئے تمام انبیاء سے بھی لیا۔ اور ائمہ سے بھی۔ پھر ان انبیاء کی نبوت کے متعلق اپنے رسول سے عہد لیا۔

۶ لیسئل الصادقین عن صدقهم یعنی قیامت کے دن انبیاء سے جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا۔ خدائے تعالیٰ سوالات کرے گا اور حضرات کی سچائی ظاہر و آشکارا ہو جائے گی۔

۷ اذ جاءتکم جنود تفسیر صافی میں ہے کہ ان لشکروں سے مراد ۲ ع ۱۲ ۱۸ ہیں احزاب قریش و بنی غطفان و یہود و بنی قریظہ و بنی نضیر۔

۸ بلغت القلوب الحناجر تفسیر صافی میں ہے کہ سخت خوف کے وقت کلیجہ منہ کو آتا ہے یہاں تک کہ وہ مقوم تک آجاتا ہے۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ یحسبون الاحزاب لم یذهبوا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تمام آیتیں غزوہ احزاب کے متعلق ہیں (احزاب جمع حزب کی ہے جس کے معنی ہیں گروہ) یعنی قریش کے اور عرب کے گروہ گروہ ٹولیاں باندھ باندھ کر جناب رسول خدا کے مقابلہ کے لئے آئے تھے اور صورت اس کی یہ تھی کہ سنہ ۵ ہجری میں قریش نے اجماع کیا اور تمام ملک عرب میں چلے پھرے۔ اور لوگوں کو جناب رسول خدا سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ اس کاروائی میں انہوں نے یہاں تک کامیابی حاصل کی کہ دس ہزار آدمی جمع کر لئے کنانہ، سلیم، فزارہ کے قبیلے بھی ان کے ساتھ تھے اور جناب رسول خدا نے بھی بنی نضیر کو جو یہودیوں کا ایک قبیلہ اور اطراف مدینہ میں تھا بوجہ ان کی بدعہدی کے مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔ یہ سب غیر چلے گئے تھے اور ان کا رئیس حیی ابن اخطب مکہ کے قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ اس محمد نے تم کو بھی نقصان پہنچایا اور ہم کو بھی۔ دیکھو ہم کو اور ہمارے بچیرے بھائیوں

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ
تاکہ اللہ سچوں کو اور ان کے سچ کے موافق بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب
شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ
دے یا ان کی توبہ قبول کرلے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور ان
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ
لوگوں کو جو کافر ہو گئے تھے اللہ نے ان کے غصے ہی کی حالت میں لوٹا دیا کہ وہ کسی مراد کو نہ پہنچے۔ اور اللہ نے
الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ
مومنوں کو لڑائی کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ اور اللہ صاحب قوت (و) غلبہ ہے۔ اور اہل کتاب میں سے
ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ
جن لوگوں نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا
قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾
کہ تم ایک گروہ کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو۔
وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ
اور تم کو ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا وارث کر دیا۔ اور ایسی زمین کا جس پر تمہارے کبھی قدم بھی نہ آئے تھے۔
تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ
اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اے نبیؐ تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو کہ
لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
اگر تم زندگانی دنیا اور اس کی زینت کی خواستگار ہو تو آؤ میں تم کو نفع پہنچا دوں اور پھر
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ
تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اور آخرت
وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ
کی گھر کی خواستگار ہو تو اللہ نے تم میں سے جو نیک ہوں گی، ان کے لئے بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے۔
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ
اے نبیؐ کی بیبیو! جو تم میں سے کوئی کھلی بدی کرے گی، تو اس کو عذاب
يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾
بھی دوسرا دیا جائے گا۔ اور اللہ پر یہ بات آسان ہے۔

لے وکفی اللہ المؤمنین القتال۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ بات جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ذریعے سے ہوئی کہ انہوں نے عرب کے نامی پہلوان عمرو بن عبدود رقہ کو قتل کر ڈالا۔ اور یہی واقعہ کل دشمنوں کی ہزیمت کا باعث ہو گیا۔

ے وانزل الذین ظاھروھم من اھل الکتاب تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بنی قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی جب رسول خدا غزوہ خندق سے لوٹ کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے ابھی لوائے رسول کھولا بھی نہ تھا اور آنحضرت نے صرف یہ ارادہ کیا تھا کہ غبار وغیرہ دور کرنے کی نیت سے غسل کرلوں۔ کہ جبرئیل امین نے آواز دی کہ ابھی جنگ کا بقیہ باقی ہے۔ فرشتوں نے بھی جو آپ کی مدد کو آئے تھے ابھی ہتھیار کھولے نہیں ہیں۔ پھر آپ کیسے کھولتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ نماز عصر بنی قریظہ میں جا کر پڑھئے۔

میں آپ کے آگے چلتا ہوں ان کے قلعے میں جا کر زلزلہ پیدا کر دیتا ہوں۔ فرشتے منزل حمراء الاسد تک شکست کھا کر بھاگ جانے والے لوگوں کو ڈراتے ڈراتے پہنچا آئے ہیں۔ پس جناب رسول خدا پھر مدینہ منورہ سے نکلے۔ حارثہ بن نعمان نے آپ کا استقبال کیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے حارثہ کیا خبر ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ وحیہ کلبی تمام آدمیوں میں آواز دیتا پھر گیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی شخص نماز عصر نہ پڑھے۔ بلکہ محلہ بنی قریظہ میں چل کر پڑھیں۔ فرمایا ہاں وہ جبرئیل امین تھے۔ اب تم علی مرتضیٰ کو بلا لو چنانچہ جناب امیرالمومنین آئے اور آنحضرت نے ان کو یہ حکم دیا کہ عام طور سے منادی کرا دو کہ نماز عصر سب لوگ پل کر میرے ساتھ محلہ بنی قریظہ میں پڑھیں۔ حضرت نے آواز دلوا دی، لوگ نکلے اور محلہ بنی قریظہ میں پہنچ گئے۔ ادھر جناب رسول خدا برآمد ہوئے اور جناب امیرالمومنین ان کے آگے آگے بڑا جھنڈا لئے ہوئے چلے۔ (بنو قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ۔ جتنے یہودی وہاں تھے ان کی قید، انصار میں سے بنی اوس کا ان کی حمایت کرنا، فریقین کا سعد ابن معاذ اوسی کو حکم قرار دینا اور تمام بنی قریظہ کا

(اس معرکے کی باقی روداد نمبر ۲۲ میں پڑھئے)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک عمل بجا لائے گی تو ہم اس کو

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ

اس کا اجر (بھی) دہرا دیں گے اور ہم نے ان کے لئے اچھی روزی (بھی) تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی عورتو!

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

اگر تم پرہیزگاری کرو تو تم اور عورتوں کے مانند نہیں ہو۔ پس نرم زبان سے باتیں نہ کیا کرو کہ

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ

وہ شخص جس کے دل میں کجی ہے کسی طمع کا لالچ کرے۔ اور نیک (یعنی شک سے بچی ہوئی) باتیں کیا کرو۔ اور اپنے

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ

گھروں میں (عزت و وقار سے) جمی رہو اور قدیم جاہلیت کا سا بناؤ سنگار کر کے باہر نہ نکلا کرو اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ

نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (برابر) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے اہل بیت سوائے

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

اس کے نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور کر دے اور تم کو ایسا پاک کر دے

تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ اور تمہارے گھروں میں خدا کی آیتیں اور حکمت کی باتیں جو پڑھی جاتی

وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ

ہیں انہیں یاد رکھو۔ بیشک خدائے تعالیٰ بڑا باریک بین (اور) خبردار ہے۔ یقیناً فرماں بردار مرد

وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ

اور فرماں بردار عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور دعا کرنے والے مرد

وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ

اور دعا کرنے والی عورتیں اور (اپنے قول و فعل میں) سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد

وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ

اور صبر کرنے والی عورتیں اور گڑ گڑانے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد

وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ

ع ۴ نؤتہا اجرہا مرتین تفسیر ثانی میں ہے کہ ایک اجر تو اس بنا پر ہوگا کہ طاعت خدا تو ان کو مدنظر تھی۔ اور دوسرا اجر اس بنا پر کہ قناعت و حسن معاشرت کے ساتھ رضائے جناب رسول خدا مدنظر تھی۔ تفسیر قمی ہے کہ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہ سب کچھ آخرت ہی میں ملے گا۔ کیوں کہ اجر دیں ہوگا جہاں عذاب ہوگا۔

قول مترجم: اسی طرح دوہرے عذاب کا ذکر اکیسویں پارہ میں آچکا ہے۔

۷ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاکمال میں بروایت عبداللہ ابن مسعودؓ جناب رسول خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ بعد موسیٰ کے تیس برس زندہ رہے۔ اور صفیرا بنت شعیبؑ زوجہ موسیٰ نے ان کے برخلاف خروج کیا اور یہ ادعا کیا کہ میں امر وصایت کی تم سے زیادہ مستحق ہوں۔ چنانچہ وہ حضرت اس سے لڑے۔ اس کے طرف داروں کو قتل کیا۔ اور جب اسے قید کر لیا تو اس کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ابوبکر کی بیٹی میری امت کے اتنے اتنے ہزار آدمیوں میں علیؑ کے مقابل خروج کرنے والی ہے پس علیؑ بھی اس سے لڑیں گے۔ اس کے حامیوں کو قتل کر دیں گے۔ اسے قتل کریں گے اور حالت قید میں اس کے ساتھ نیک سلوک کریں گے۔ اور اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ جاہلیت اولیٰ سے صفیرا بنت شعیبؑ کا واقعہ مراد ہے۔

قول مترجم: چونکہ اس امت کو امت جناب موسیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس میں بھی ویسے ہی واقعات گذریں گے لہٰذا جیسے موسیٰ کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ان کے خلیفہ سے مخالفت کر کے گوسالہ پرستی کی تھی۔ یہاں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق سے منحرف ہوئے اور جیسے وہاں وصی موسیٰ تیس برس بعد تک زندہ رہے ویسے ہی یہاں بھی

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ
رکھنے والے مرد اور محفوظ رکھنے والی عورتیں اور بہت کثرت سے خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا
ان سب کے لئے خدائے تعالیٰ نے مغفرت اور بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے۔ اور نہ کسی مومن مرد کے لئے یہ بات موزوں ہے
مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
اور نہ کسی مومن عورت کے لئے کہ جب خدا اور اس کے رسول نے ایک بات طے کر دی تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ
مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
میں کچھ بھی اختیار (باقی) رہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا یقیناً وہی تو
مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ
کھلی گمراہی میں پڑے گا۔ اور (اے رسول) جس وقت تم اس سے جس پر اللہ نے بھی احسان کیا تھا اور تم نے بھی احسان کیا تھا یہ کہہ رہے تھے کہ
اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ
تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دے اور خدا سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر
مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا
کرنے والا تھا اور تم لوگوں (کی بدگوئی) سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو۔ پس
قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى
جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس عورت کو اس غرض سے تمہاری زوجیت میں دے دیا کہ
الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ
مومنوں کے لئے ان کی متبنیٰ اولاد کی ازواج کے بارے میں جب کہ وہ اپنی حاجت پوری کر چکا کریں کوئی
وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ
روک ٹوک نہ رہے۔ اور خدا کا حکم ہو کر رہا۔ نبی کے لئے اس بات میں جو
حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ
اللہ نے واجب کر دی ہو کوئی روک نہیں۔ خدائے تعالیٰ کا قاعدہ ان لوگوں میں جو پہلے گذر چکے ایک ہی
قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ
چلا آتا ہے۔ اور خدا کا حکم ایک حد پر اندازہ کیا ہوا ہے۔ پیغمبر ایسے لوگ ہیں جو خدا کا
رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى
حکم پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں، اور سوائے اللہ کے اور کسی سے نہیں ڈرتے اور حساب

۱ واذکرات تفسیر مجمع البیان میں مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ جب اسماء بنت عمیس اپنے شوہر جعفر ابن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے بارے میں بھی قرآن مجید میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو یہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کی یا رسول اللہ عورتیں بالکل ٹوٹے ہی میں رہیں۔ حضرت نے فرمایا کس سبب سے عرض کی اس سبب سے کہ مردوں کا ذکر خیر تو قرآن میں آیا اور عورتوں کا نہیں۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں عورتوں کا ذکر تمام نیکیوں میں مردوں کے ساتھ مذکور ہے۔

۲ وما کان لمؤمن ولا مؤمنة تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے زینب بنت جحش اسدیہ اپنی پھوپھی زاد بہن کو زید ابن حارثہ اپنے آزاد کردہ غلام کے بارے میں پیغام دیا ہے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اتنا انتظار کیجئے کہ ذرا میں سوچ سمجھ لوں اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جسے سن کر زینب نے عرض کی یا رسول اللہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ ہے جو مناسب ہو کیجئے۔ پس آنحضرتؐ نے زید سے ان کا نکاح کر دیا۔

۳ للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد زید بن حارثہ ہیں، خدا کا انعام یہ تھا کہ داخل اسلام ہوئے اور آنحضرتؐ کا یہ کہ خرید کر آزاد کر دیا۔

۴ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ وہ بات جسے جناب رسول خدا اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو خبر دے دی تھی زید بن حارثہ اپنی زوجہ بنت جحش کو طلاق دے گا اور وہ عنقریب آپ کی ازواج میں داخل ہو جائے گی۔ چنانچہ جب زید آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ عرض کی کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ امسک علیک زوجک واتق اللہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اس تحریر کے بارے میں آپ کی رائے کمنٹس میں بتائیے)

بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

لینے کو اللہ ہی کافی ہے۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

وہ خدا کے رسول ہیں اور پیغمبروں کا خاتمہ۔ اور اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

اے ایمان لانے والو! اللہ کی یاد بہت کچھ کیا کرو۔ اور اس کی پاکی

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

صبح و شام بیان کیا کرو۔ وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوات بھیجتے ہیں

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ وہ تم کو (کفر و نفاق کی) اندھیریوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف نکال لائے، اور وہ مومنوں پر

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا

بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔ جس دن یہ لوگ خدا سے ملیں گے سلام ان کی اعلیٰ درجہ کی مدارات ہوگا۔ اور خدائے تعالیٰ نے ان کے لئے

كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

بہت ہی اچھا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی ہم نے تم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا

وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ

اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشنی پہنچانے والا چراغ

الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ

بنا کر بھیجا ہے۔ اور مومنین کو یہ خوشخبری پہنچا دو کہ اللہ کی طرف سے ان پر بہت بڑا فضل ہے۔ اور کافروں

الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور منافقوں کی بات نہ مانو اور ان کو ایذا دینا چھوڑ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ

اور کارسازی کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ اے ایمان لانے والو! جس وقت تم نے ایمان لانے والی عورتوں

الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ

سے نکاح کیا پھر قبل اس کے کہ تم نے ان سے مباشرت کی ہو ان کو طلاق دے دی تو ان کے ذمے تمہاری

عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ

خاطر کوئی عدت نہیں ہے جسے وہ پورا کریں۔ پس تم ان کو کچھ نفع پہنچا دو اور ان کو نہایت خوبی سے

لے ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زید ابن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ قریش یہ کہتے تھے کہ محمد ہم پر تو متبنّٰی کے بارے میں طعن کرتے ہیں، اور خود زید کو متبنّٰی کر لیا ہے (پس خدائے تعالیٰ نے ان کے اس قول کو رد کر دیا) تفسیر صافی میں ہے کہ جناب رسول خدا کے چار بیٹے قاسم، طیب، طاہر اور ابراہیم ہوئے، اس سے آیت کے عام معنی میں خلل پڑتا ہے۔ مگر ذرا غور و تامل سے وہ شک اس طرح رفع ہو سکتا ہے کہ ایک تو وہ رجال ہونے کی حد تک نہیں پہنچے تھے۔ دوسرے اگر اس حد تک پہنچتے بھی تو وہ رجال رسول اللہ ہوتے نہ کہ رجالکم اور اسی سبب سے آنحضرت ائمہ معصومین کے باپ ہیں کہ وہ سب حضرات رجال رسول اللہ ہیں نہ کہ رجال الناس۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں بطریق صحیح وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے حسن مجتبیٰ کی نسبت فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے، نیز حسنین کے بارے میں فرمایا کہ میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں، خواہ حصول خلافت کے لئے جنگ برپا کریں یا گھر بیٹھے رہیں۔ نیز فرمایا کہ ہر بیٹی کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر اولاد فاطمہؑ اس عموم سے مستثنیٰ ہے بحکم خدا ان باپ میں ہوں۔

ع ولکن رسول اللہ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ امت کے لوگوں کی بیٹیاں یا مطلقہ عورتیں اس کے لئے نکاح میں لانی حرام ہوں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے۔ شفیق ہے اور ان پر اس کی اطاعت و تعظیم واجب ہے، پس زید ابن حارثہ بھی داخل امت تھا۔

ع خاتم النبیین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت دونوں طرح آئی ہے یعنی تا کو زبر بھی اور زیر بھی۔ المناقب میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ یا علی میں خاتم الانبیاء ہوں اور تم خاتم الاولیاء اور جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ جناب محمد مصطفیٰ پر ایک ہزار انبیاء کا خاتمہ ہوا۔ (باقی ضمیمہ میں)

سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ

رخصت کردو۔ اے نبی! بیشک ہم نے تمہارے لئے وہ بیبیاں جن کے تم مہر دے چکے ہو اور وہ لونڈیاں

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

جو خدائے تعالیٰ نے بطور مالِ غنیمت تم کو عطا فرمائی ہیں اور جن کے تم مالک ہوگئے ہو

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا

تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ ہجرت کرکے آگئی ہیں اور ہر مومن عورت اگر وہ اپنے آپ کو

لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ

نبی کے حوالے کردے بشرطیکہ نبی کا بھی ارادہ ہو کہ اس سے نکاح کرے۔ خاص تمہارے لئے

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ

حلال کردی ہیں یہ حکم خاص تمہارے لئے ہے اور مومنوں کے لئے نہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ ہم نے

اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ

ان پر ان کی ازواج کے اور ان کی لونڈیوں کے بارے میں لازم کیا ہے تاکہ تمہارے لئے کوئی تنگی نہ ہو۔

حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ

اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ ان میں سے جس کو تم چاہو اپنے پاس رکھو۔

وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا

پھر جن کو تم الگ کرچکے ہو ان میں سے جس کو چاہو طلب کرلو تو تمہارے ذمے کوئی الزام

جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ

نہیں ہے۔ یہ خصوصیت اس سے قریب تر ہے کہ ان سب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنجیدہ نہ رہیں،

وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

اور جو کچھ تم نے ان کو دے دیا ہے اس سے وہ سب خوش رہیں۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے اللہ جانتا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ

اور اللہ بڑا جاننے والا (اور) بردبار ہے۔ اس کے بعد نہ تمہارے لئے اور عورتیں حلال ہیں۔ اور یہ بات کہ

تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

تم موجودہ ازواج کے بدلے اور ازواج کرلو تم کو ان کا حسن کتنا ہی اچھا معلوم ہو سوائے ان کے جن کے تم

لے وامرأۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی تفسیر قمی میں اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ انصار میں کی ایک عورت جناب رسول خدا کی خدمت میں بناؤ سنگار کرکے آئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ آیا آپ کو میری حاجت ہے، میں اپنی ذات کو ہبہ کرتی ہوں۔ جناب عائشہ نے اس سے کہا کہ خدا تیرا ستیاناس کرے تو مردوں پر کتنی فریفتہ ہے۔ آنحضرتؐ نے اس سے کہا اور عائشہ بک بک نہ کر۔ اسے خدا کے رسول کی خواہش ہے جس حال میں کہ تم خدا کے رسول سے متنفر ہو۔ پھر فرمایا کہ بی بی خدا تجھ پر بھی رحم کرے۔ اور اے گروہ انصار تم سب پر بھی رحم کرے کہ تمہارے مرد میری نصرت کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں مجھ سے رغبت رکھتی ہیں۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ اب تو تو اپنے گھر چلی جاؤ۔ میں اس امر میں حکم خدا کا انتظار کروں گا۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے یہی آیت نازل اور یہ نکاح ہبہ سوائے جناب رسول خدا کے کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب اس عورت نے اپنی ذات آنحضرت کو ہبہ کردی تو حضرت عائشہ نے کہا ان عورتوں کو ہوکیا گیا کہ بلا مہر اپنے آپ کو رسول خدا کے لئے ہبہ کئے دیتی ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عائشہ نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ آپ کی جو خواہش ہوتی ہے اللہ میاں بھی جھٹ پٹ اس کے موافق حکم نازل کردیتے ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تو خدا کی ایسی اطاعت کرے جیسی کہ میں کرتا ہوں تو تیری خواہش کے مطابق بھی حکم آجایا کرے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے پندرہ عورتوں سے عقد کیا۔ ازاں جملہ تیرہ سے مجامعت کی اور دو کو یونہی رخصت کردیا۔ اور جب انتقال فرمایا تو ۹ زندہ چھوڑیں (ان سب کے نام ضمیمہ میں پڑھئے)

يَمِيْنُكَ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
مالک ہوجاؤ (یعنی لونڈیاں) اور اللہ ہر چیز کا نگراں ہے۔ اے ایمان والو!
اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى
نبی کے گھروں میں نہ جاؤ۔ سوائے اس کے کہ تم کو کھانے کے لئے
طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ لا وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا
اجازت دی جائے سو ایسے وقت نہ جاؤ کہ کھانا ملنے کے منتظر رہو بلکہ تم کو بلایا جائے تو عین وقت پر جاؤ
فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط اِنَّ
اور جیسے ہی کھانا کھا چکو فوراً متفرق ہوجاؤ اور باتوں میں نہ لگو یقیناً یہ بات
ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز وَاللّٰهُ لَا
نبی کو تکلیف دیتی ہے پس وہ (تمہیں اپنے گھر سے نکالنے میں) شرم کرتے ہیں۔ اور اللہ حق
يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ
بات (بیان کرنے) سے نہیں شرماتا۔ اور جب تم ازواج نبی سے کوئی چیز مانگو تو
مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط
ان سے پس پردہ مانگا کرو۔ یہ بات تمہارے دلوں کے لئے بھی بڑی پاک کرنے والی ہے اور ان کے دلوں کے لئے بھی۔
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا
اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم ان کی ازواج سے ان کے بعد
اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾
کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی (برائی) ہے۔
اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ
اگر تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ تو ہر چیز کا (پورا پورا)
عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ
جاننے والا ہے۔ ان (عورتوں) پر نہ اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی حرج ہے اور نہ اپنے بیٹوں کے
اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا
اور اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی
نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ج وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ط
بیٹیوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں کے۔ اور ان کو چاہئے کہ اللہ سے ڈریں،

ع ۷ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو ولیمہ بھی تیار کیا اور اصحاب کو بلوا بھی دیا۔ لیکن اصحاب کی یہ حالت تھی کہ کھانا کھا چکتے، تو آنحضرتؐ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنا چاہے اور حضرت کو منظور تھا کہ آپ خلوت ہو تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیت یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی سے من وراء حجاب تک نازل فرمائی۔ اس میں اس امر کی بھی ممانعت مدنظر تھی کہ وہ بلا اجازت آنحضرت کے گھر میں چلے آیا کرتے تھے۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جب جناب رسول خدا کی خدمت میں آتے تو جب تک آنحضرتؐ کی اجازت نہ ہوتی مکان کے اندر نہ آتے۔ اور حضرت کے سامنے بیٹھتے تو اس طرح جس طرح غلام آقا کے سامنے بیٹھا کرتا ہے۔

ع ۷ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے آیت النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم نازل فرمائی اور جناب رسول خدا کی ازواج کو مسلمانوں پر حرام قرار دیا تو طلحہ کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ محمد اپنی عورتیں تو ہم پر حرام قرار دیتا ہے، اور ہماری عورتوں سے شادی کر لیتا ہے اگر خدا نے محمد کو ہمارے سامنے موت دی تو ہم بھی اس کی ازواج سے ایسا ہی معاملہ کریں گے جیسا کہ اس نے ہماری ازواج سے کیا ہے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (اس سے کے ضمیمہ میں پڑھو)

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
بے شک اللہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔ بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
(یعنی محمد و آل محمد) پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ
اور (ان کی فضیلتوں کو) ایسا تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں
اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ
اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔
يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ
اور جو لوگ ایماندار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں
احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
وہ بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے ذمے لیتے ہیں۔ اے نبی! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے
وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
اور ان اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔
جَلَابِيْبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
اس سے قرین (عقل) ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ
(اور) رحم کرنے والا ہے۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ
اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے ذرپے کردیں گے
لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ
پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم۔
اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا
اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ایسے قتل کئے جائیں گے
تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ
کہ جیسا کہ قتل کئے جانے حق ہے۔ اللہ کا قاعدہ ان لوگوں میں جو پہلے گذر گئے تھے (یہی تھا)

لے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے تو آنحضرت اور ان کی اولاد کا پاک کرنا اور ان کی تعریف کرنا ہے۔ اور فرشتوں کی طرف سے صلوات آنحضرت کی مدح وثنا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے صلوات ان حضرات کے لئے دعا کرنا اور ان کی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے اور خدائے تعالیٰ کا یہ قول جو ہے سلموا تسلیماً اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کو اور ان کی آل کو والی مطلق تسلیم کرو اور جو کچھ آنحضرت نے پہنچایا ہے اس سب کو مانو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ ظاہر تو خدائے تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ صلوا علیہ اور باطن یہ قول ہے وسلموا تسلیماً جس کے یہ معنی ہیں کہ جس کو آنحضرت نے اپنا وصی قرار دیا ہے اور تم سب پر اپنا خلیفہ کیا ہے اس کی فضیلت کو اور اس کے بارے میں جو حکم تم کو دیا ہے اس کو تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ بات انہی میں سے ہے جن کی میں نے تم کو اطلاع دی ہے کہ اس کی تاویل کو صرف وہ جانتا ہے جس کی جس لطیف ذہن صاحب اور قوت تمیز صحیح ہو (صلوات کے متعلق اور حدیثیں خمسہ میں ملاحظہ ہوں)

لے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے امیر المومنین کا حق غصب کرلیا اور جناب فاطمہ زہرا کا حق چھین لیا اور ان کو ایذا پہنچائی۔ حالانکہ جناب رسول خدا صاف صاف فرما چکے تھے کہ جس شخص نے فاطمہ زہراؑ کو میری زندگی میں ایذا دی ایسا ہے جیسا کہ اس کو میری وفات کے بعد ستایا اور جس نے میری وفات کے بعد اس کو ستایا وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے

اسے میری زندگی میں ایذا دی اور جس نے اس کو ایذا دی اس نے خود مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی اور ایسے لوگوں کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الی آخرہ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ

اور تم اللہ کے قاعدہ میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے لوگ تم سے قیامت

عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ

کا حال پوچھتے ہیں۔ تم کہہ دو کہ اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور تم کو کیا خبر ہے

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ

شاید قیامت قریب ہی ہو۔ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔

وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ

اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ

نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن ان کے منہ جہنم میں اوندھا دیئے جائیں گے۔

يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾

وہ یہ کہتے ہوں گے کہ کاش ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور (کاش ہم) رسول کی اطاعت کرتے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا

یہ بھی عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یقیناً ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑے بڑوں کی اطاعت کی تھی

السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

پس انہوں نے ہم کو راہ راست سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو عذاب کا دوہرا حصہ دے

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا

اور ان پر لعنت (بھی) بڑی سی لعنت کر۔ اے ایمان لانے والو! تم ان لوگوں کے مانند نہ ہونا

كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی تھی۔ پھر جو کچھ وہ لوگ کہا کرتے تھے اللہ نے موسیٰ کو تو اس سے بری کیا اور

وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا

موسیٰ اللہ کے نزدیک روادار تھے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو

قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

کہ تمہاری خاطر سے تمہارے کاموں کو سنوار دے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے۔

ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسی نے تو بڑی کامیابی حاصل کی۔

ع ۴ ربنا انا اطعنا سادتنا و کبراءنا تفسیر قمی میں ہے کہ سادتنا و کبراءنا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں آل محمد حق غصب کیا۔ یہ قول خدا نے ان لوگوں کا نقل فرمایا ہے جو شیطان کے بہکانے سے دنیا میں ان کو پیشوا سمجھتے رہے، اور جب وہ دن آیا جس کو خدا فرماتا ہے یوم تقلب وجوھھم فی النار تو وہ کچھ کہنے لگے جو ان آیتوں میں ہے ۲ السبیلا تفسیر قمی میں ہے کہ سبیل سے مراد جناب امیر المومنین ہیں۔ ۳ و العنھم لعنا کبیرا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے و لعنھم لعناً کثیراً (قول مترجم) یہ بات غور سے دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ منافقین و فاسقین و ظالمین پر لعنت کرنے سے خود بھی باز رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ قیامت کے دن تقلب وجوھھم فی النار کی مد میں بھی آئیں گے اور اٰتھم ضعفین من العذاب کی بھی دعا مانگیں گے۔ ۴ و العنھم لعناً کبیراً کی بھی رٹ لگائیں گے۔ اور ان بزرگواروں کو لعنت سے بچانا کیا ان پر تو دنیا میں بھی لعنت رہی مگر مومنین کی زبانوں سے اور آخرت میں بھی لعنت رہی اور وہ اپنے ہی تابعین کے منہ سے۔ ۵ فبرأہ اللہ مما قالوا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل یہ کہا کرتے تھے کہ موسیٰ کے وہ چیز ہے ہی نہیں جو مردوں کے ہوا کرتی ہے، اور موسیٰ کی یہ عادت تھی کہ جب غسل کا ارادہ ہوتا تو ایسے مقام پر جاتے جہاں انکو کوئی نہ دیکھے۔ ایک دن وہ کسی دریا کے کنارے غسل کر رہے تھے۔ اور انہوں نے کپڑے ایک چٹان پر رکھ دیئے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا اور وہ چٹان دوڑ چلی گئی، یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو ان کے برہنہ جسم کی طرف نظر ڈالنے کا موقع ملا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا ان کا گمان تھا موسیٰ ویسے نہیں ہیں۔ الجالس میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ یہ سب لوگوں کو راضی کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کی زبانیں بند کی جا سکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے موسیٰ کی نسبت یہ نہ کہا تھا کہ وہ عنین ہیں اور ان کو فتق ہے اور یہ کہ وہ آنکھ کے اندھے ہیں اور یہ کہ وہ اقرع ہیں اور یہ کہ وہ سیر و سیاحت کو کہیں جنگل میں روانہ تھے ۵ قبل ما قال

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ

بے شک ہم نے اس امانت کو آسمانوں پر اور زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا

فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ط

تو ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔

إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

یقیناً وہی (انسان) اپنے حق میں بڑا ہی ظالم (اور) نادان تھا۔ تاکہ اللہ منافق مردوں کو

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى

اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں کو اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور ایمان

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کی توبہ قبول کرلے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

حروفها ۳۶۳۶ سورة سبا مكية كلماتها ۸۹۶

سورہ سبا مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۶ | ایاتها ۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ

ہر قسم کی تعریف اسی اللہ کے لئے زیبا ہے۔ جس کی ملکیت آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ (بھی) ہے اور زمین میں جو کچھ ہے

الْحَمْدُ فِي الْأٰخِرَةِ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ

وہ (بھی) اور ہر قسم کی تعریف آخرت میں بھی اسی کی ہے۔ اور وہی حکمت والا (اور) صاحب خبر ہے۔ جو چیز

فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا

زمین میں داخل ہوتی ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو چیز اس سے نکلتی ہے اسے بھی اور جو آسمان سے اترتی ہے

يَعْرُجُ فِيْهَا ط وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

اسے بھی اور جو اس پر چڑھتی ہے اسے بھی۔ اور وہ بڑا رحم کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے

كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ط قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ لا

انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے قیامت (ہی) نہ آئے گی۔ تم کہہ دو ہاں میرے پروردگار کی قسم جو

عٰلِمِ الْغَيْبِ ج لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

غیب کا جاننے والا ہے اور جس سے کوئی ذرہ برابر چیز

(بقیہ صفحہ ۵۱۱ گزشتہ) کہ اے عبادِ تم کو حرام خوری اور حرام کاری سے باز رہنے نے دھوکا دے دیا ہے خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے یاایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم پس یہ جان لو کہ خدائے تعالیٰ کوئی عمل قبول نہ کرے گا جب تک کہ تم قول عدل (امامت و ولایت اہل بیتؑ کے قائل نہ ہوگے) ۶ ومن یطع الله و رسوله کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی ومن یطع الله ورسوله فی ولایة علی و الائمة من بعده فقد فاز فوزاً عظیماً (اور جو شخص علیؑ و مرتضیٰ اور ان کے بعد کے ائمہ کی ولایت کے بارے میں خدا اور رسول خدا کی اطاعت کرے گا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کرلے گا) ۷ انا عرضنا الامانة علی السماوات والارض والجبال العیون اور المعانی میں جناب امام جعفر صادق اور جناب امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے جس نے ناحق اس کا ادعا کیا وہ کافر ہوگیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت جناب امیر المومنین ہے۔ البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے۔ آسمان و زمین نے اور پہاڑوں نے اس کے حامل ہونے سے انکار کیا اور جو یہ فرمایا کہ حملها الانسان یہاں انسان سے مراد ابوبکر ہے۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت ہے۔ اور الانسان سے مراد ابوالشرور منافق۔ اور خلاصہ اس پوری حدیث کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ارواح ائمہ کو آسمانوں کے زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور ان کا نور ان سب پر چھا گیا اور ان کی فضیلت میں جو کچھ مناسب جانا فرمایا۔ پھر یہ ارشاد کیا کہ ان کی ولادت میری مخلوق کے پاس امانت ہوگی۔ پس تم میں سے اس کی گرانباری کو کون اٹھائے گا۔ اور ایسا کون ہوگا جو اپنے لئے اسی ولایت کا مدعی ہو۔ پس عظمت پروردگار عالم کے لحاظ سے سب نے اس

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ
آسمانوں کی پوشیدہ ہے اور نہ زمین کی اور نہ اُس سے چھوٹی چیز پوشیدہ ہے اور نہ بڑی،
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
مگر یہ کہ کھلے کتاب میں سب (کا مذکور) ہے قیامت تمہارے لئے ضرور آئے گی۔ تاکہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے
الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴
اور انہوں نے نیک عمل کئے جزائے خیر دے۔ گناہوں کی بخشش اور بہتر سے بہتر رزق اُن ہی کے لئے ہے۔
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ
اور جنہوں نے ہم کو ہرانے کے لئے ہماری آیتوں کے بالمقابل کرنے میں کوشش کی دکھ دینے والی تکلیفوں کا عذاب
رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ
اُن ہی کے لئے ہے۔ اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے یہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ
نازل کیا گیا ہے وہی حق ہے اور وہی زبردست (اور) لائق تعریف (خدا) کے راستہ کی طرف
الْحَمِيْدِ ۝۶ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ
ہدایت کرتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے انہوں نے یہ کہا کہ کیا ہم تمہیں ایسا شخص بتائیں
يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ
جو تمہیں یہ خبر دے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر تم از سر نو پیدا کئے جاؤ گے۔
جَدِيْدٍ ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا
کیا اُس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے یا اُسے جنون ہے؟ (یہ تو نہیں) بلکہ جو لوگ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ
آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب میں اور بڑی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے
يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ
اپنے آگے اور پیچھے اور آسمان و زمین کے متعلقات پر نظر نہیں ڈالی۔
وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ
اگر ہم چاہتے تو ہم ان سمیت زمین کو دھنسا دیتے یا اُن پر آسمان کا
عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ
ایک ٹکڑا گرا دیتے بیشک ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے اسی میں نشانی

(بقیہ صفحہ گزشتہ سے)
تو شیطان نے دوستی کے پیرائے میں ان کے دل میں یہ بات ڈالی۔ کہ اس منزلت کی تمنا کریں۔ اسی وجہ سے توفیق الٰہی ان کی یاور نہ رہی اور درخت گندم کھانے کی نوبت آئی۔ آخر حدیث یہ ہے کہ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بعد آدم تمام انبیاء اس امانت کی حفاظت کرتے رہے۔ اور اپنے اپنے اوصیاء کو اور اپنی اپنی امت کے خالص مومنوں کو اس کی اطلاع دیتے رہے۔ پس اس کے ادعا کے سب منکر بلکہ اس سے خائف رہے اور اس کا مدعی ایک ایسا انسان بنا جو قیامت کے دن ہر ظلم و زیادتی کا بانی اور سرچشمہ سمجھا جائے گا۔ (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیئے) صفحہ نمبر ۵۱۱ کے حواشی یہاں ختم ہوئے۔

حواشی صفحہ ۵۱۲ گزشتہ)

۱ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ طویل تھی مگر چونکہ اس میں عرب کے مردوں اور عورتوں کی عموماً اور قریش کی خصوصاً بداعمالیاں ظاہر کی گئی تھیں۔ اس لئے اسے کم کر دیا گیا اور اس میں تحریف کر دی گئی ہے ۱۲

۲ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ... تا... فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے خدائے تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ لکھ۔ پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا اس نے سب کچھ لکھ ڈالا ۱۲

حواشی صفحہ ہذا نمبر ۵۱۳)

۱ هُوَ الْحَقَّ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں ۱۲

عَبْدِ مُنِيْبٍ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ

موجود ہے۔ اور ضرور ہم نے داؤدؑ کو اپنی طرف سے بڑی عطا کی (ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ) اے پہاڑو

اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ

تسبیح میں اس کا ساتھ دو اور ایسا ہی پرندوں کو (حکم دیا) اور ہم نے لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا اور یہ حکم دیا کہ پوری پوری

وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾

زرہیں بناؤ اور اُن کے جوڑنے میں صحیح اندازہ کا خیال رکھو۔ اور نیکیاں کرتے رہو۔ بیشک جو عمل تم کرتے ہو میں اُس کا دیکھنے والا ہوں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا

اور سلیمانؑ کے لئے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا کہ ان کی صبح کی سیر بھی ایک مہینہ کی راہ تک ہوتی تھی اور شام کی سیر بھی ایک مہینہ کی راہ تک

لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ

اور ان کی خاطر سے ہم نے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا تھا۔ اور جنوں میں سے ایسے بھی تھے جو حکم خدا سے ان کی حضور میں کام انجام دیتے تھے۔

رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے انحراف کرتا تھا اُس کو ہم بھڑکتی آگ کے عذاب کا مزہ چکھاتے تھے۔

السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ

وہ (سلیمانؑ) جو جو کچھ چاہتے تھے یہ جنات اُن کے لئے بناتے رہتے تھے (جیسے) بڑی بڑی اونچی عمارتیں اور بڑے بڑے حوض سے

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

لگن اور ایک ہی جگہ جمی رہنے والی بڑی بڑی دیگیں۔ اے آل داؤدؑ ہمارا شکر بجالاؤ۔

شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا

حالانکہ میرے بندوں میں سے شکر گزار بہت ہم کم ہیں۔ پھر ہم نے جب سلیمانؑ پر موت کا حکم

عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

جاری کر دیا تو اُن (کے ماتحتوں) کو ان کی موت کی خبر سوائے دیمک کے جو اُن کا عصا کھا رہی

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اور کسی نے نہیں دی۔ پھر وہ گرے تب جنات سمجھے کہ اگر ہم غیب جانتے ہوتے

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ

تو بھی اس ذلیل کرنے والے عذاب میں گرفتار نہ رہتے۔ سبا والوں کے لئے

مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ

ان کے اپنے گھروں میں (بڑی) نشانی موجود تھی دائیں اور بائیں دونوں طرف دو باغ تھے۔ (اور اُن سے کہدیا گیا تھا کہ)

---

۱ یجبال اوبی معه والطیر و الناله الحدید۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت داؤدؑ جب جنگلوں میں سے گزرتے تو زبور پڑھتے۔ پس تمام درندے پرندے اور چرندے اور تمام جنگل اور پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے اور خدائے تعالیٰ اُن کے لئے لوہے کو مثل موم کے نرم کر دیا تھا۔ کہ اس سے جو کچھ بھی چاہتا بنا لیتے اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ داؤدؑ اور سلیمان کو جو معجزات ملے وہ، انبیاء سابقین میں سے کسی کو نہیں ملے پرندوں کی بولی اُن کو سکھائی گئی تھی لوہا اور تانبا بغیر آگ کے اُن کے لئے نرم کر دیا گیا تھا اور تمام پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پروردگار عالم کیا کرتے تھے ۱۲

۲ غدوها شهر و رواحها شهر تفسیر قمی میں ہے کہ ہوا بساط سلیمان کو اٹھا کر صبح کو بھی اتنے فاصلہ پر لے جاتی تھی جتنا کہ ایک مہینہ میں طے ہوتا ہے اور شام کو بھی اتنے ہی فاصلہ پر لے جاتی ۱۲

۳ عین القطر۔ تفسیر صافی میں ہے۔ کہ حضرت سلیمانؑ کی خاطر سے پگھلا ہوا تانبا معدن سے اس طرح جاری کر دیا تھا جس طرح چشمے سے پانی نکلتا ہے۔ اسی لئے عین کا لفظ جس کے معنی چشمہ میں استعمال کیا گیا ہے اور یہ کان ملک یمن میں تھی ۱۲ ۴ من محاریب وتماثیل۔ تفسیر صافی میں ہے کہ محاریب سے مراد میں مضبوط مضبوط محل اور عمدہ عمدہ مکانات اور محاریب اُن کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی چھتیں محرابوں پر قائم رہتی ہیں۔ اور وہ محرابیں سر آنے والی مصیبت کے مقابل سینہ سپر رہتی ہیں۔ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں، جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تماثیل سے مراد مردوں اور عورتوں کی صورتیں نہیں ہیں بلکہ یہ صورتیں درختوں وغیرہ کی تھیں ۱۲

(بقیہ خواشی ضمیمہ میں پڑھئے)۔

رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اُس کا شکر بجالاتے رہو۔ (رہنے کو) ایسا پاکیزہ شہر ہے اور (سرپرستی کو) بڑا بخشنے والا پروردگار

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

پھر (ہمارے احکام سے) انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے بھی ان پر زور کا سیلاب بھیج دیا اور ان کے

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ

دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا جن کے پھل کڑوے گچھے اور کچھ جھاؤ تھا اور کچھ

قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا

تھوڑی بہت بیری۔ اُن کے کفرانِ نعمت کے بدلے ہم نے اُن کو یہ بدلہ دیا تھا اور کفرانِ نعمت کرنے والوں کے سوا ایسی سزا

الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا

ہم کسی اور کو تھوڑا ہی دیتے ہیں اور ان کے مابین اور ان بستیوں کے مابین جس کو ہم نے برکت دی تھی

قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا

ہم نے کچھ ایسی بستیاں بھی رکھی تھیں جو ایک سے دوسری دکھائی دیتی تھیں اور ان کے مابین چلنا مقرر کر دیا تھا

اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

(اور یہ حکم دے دیا تھا کہ) ان میں راتوں کو اور دنوں میں بے کھٹکے چلو (پھرو) پھر انہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہماری

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

منزلوں کو دور کر دے اس طرح انہوں نے اپنے ہی اوپر ظلم کیا پس ہم بھی اُن کو پورا افسانہ بنا دیا اور ہم نے اُن کو پورا پورا ابتر کر دیا۔

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

بیشک اس واقعے میں ہر بڑے صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ اور یقیناً ابلیس نے اُن کے بارے میں اپنی رائے کو سچ

فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ

کر دکھایا کہ سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے سب ہی تو اُس کے پیرو ہو گئے۔ اور ان کا اُن پر کوئی

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ

قابو تو تھا نہیں مگر اس لئے ہم اُن کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اُن سے جو اُس کی طرف سے شک

شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

میں ہیں الگ پہچان لیں اور تمہارا پروردگار ہر چیز کا نگران ہے۔ تم کہہ دو کہ تم اُن کو بلا لو جن کا تم کو خدا کے سوا

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

گھمنڈ ہے۔ حالانکہ نہ وہ آسمانوں میں کسی ذرہ بھر (چیز) کے مالک ہیں

لسیل العرم تفسیر قمی میں ہے کہ یمن میں ایک دریا تھا اور سلیمانؑ اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ اس میٹھے دریا میں سے ایک نہر نکال کر بلاد ہند تک پہنچا دیں انہوں نے اس کی تعمیل کی تھی اور پتھروں سے اور چونے سے انہوں نے ایک بڑا بند باندھ دیا تھا کہ اس سے نہر میں نکل کر بقدر ضرورت تمام ملک یمن میں پانی پہنچایا کرتی تھیں اور اس کے دائیں بائیں ایسے ایسے باغات ہو گئے تھے کہ چلنے والا دس (۱۰) دس (۱۰) دن تک چلا جاتا اور اس پر دھوپ ہی نہ پڑتی۔ مگر جب انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ اور خدا۔ جل تعالیٰ کے حکم سے سرکشی کی اور نیک لوگوں کے منع کرنے سے باز نہ آئے تو خدائے تعالیٰ نے اس بند پر گھونس کو مسلط کر دیا جو ایک بڑی قسم کا چوہا ہے اور اس کا یہ کام تھا کہ جو پتھر آدمیوں کے ہلائے نہ ہلتے تھے اُسے اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا تھا۔ جب یہ حالت دیکھی تو سمجھ دار تو اس ملک کو چھوڑ کر چل دیئے گھونس اپنے کام میں لگی رہی اور گناہگاروں نے خیال بھی نہ کیا۔ یہاں تک کہ سارا بند خراب ہو گیا۔ رو بڑے زور میں آئی۔ جس سے لوگ ڈوب گئے۔ علاقہ ویران ہو گیا اور درخت برباد۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے یہی قصہ بیان فرمایا ہے ۱۲

ع ۲ ۱۲ ۸ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا

اور نہ زمین میں اور نہ اُن (آسمان و زمین) کے بنانے میں اُن کا کوئی ساجھا ہے

لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ

اور نہ اُن میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔ اور اُس کی حضور میں کوئی سفارش نفع نہ دے گی سوائے

اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ

اس شخص (کی سفارش) کے جس کے لئے وہ حکم دے دے۔ یہاں تک کہ جب اُن کے دلوں سے پریشانی دور ہوئی تو انہوں نے کہا کہ

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ

یہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ حق فرمایا۔ اور وہی تو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ دریافت کرو کہ

مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى

تم کو آسمانوں سے اور زمین سے روزی کون دیتا ہے۔ تم کہدو کہ اللہ۔ اب ہدایت پر

اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ

یا کھلی گمراہی میں ہم ہیں یا تم ہو؟ تم یہ کہدو کہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں ان کے متعلق تم سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا

اور جو عمل تم کرتے ہو اس کی باز پرس ہم سے نہ کی جائے گی۔ تم یہ کہدو کہ ہمارا پروردگار ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہمارے مابین

بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

فیصلہ کرے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا (اور) علم والا ہے۔ تم یہ کہدو کہ تم مجھے اُن کو دکھاؤ جن

شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا

کو تم نے شریک بنا کر اُس کے ساتھ ملا دیا ہے ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہی زبردست (اور) حکمت والا خدا ہے۔ اور ہم نے تم کو

كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

کل آدمیوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہی (بنا کر) بھیجا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

جانتے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ یہ وعدہ کب آئے گا؟

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا

تم یہ کہدو کہ تمہارے لئے وعدے کا ایک دن مقرر ہے جس سے تم ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکو گے اور نہ

تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا

آگے بڑھ سکو گے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہدیا کہ ہم نے کبھی اس

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

النصف ع

لے ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن لہ تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن انبیاء و اولیاء اور رسولوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک شفاعت کے بارے میں زبان نہ کھولے گا۔ جب تک کہ خدائے تعالیٰ اُن کو اذن نہ دے گا۔ مگر جناب رسولِ خدا اس سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ ان کو خدائے تعالیٰ نے روز قیامت سے پہلے ہی شفاعت کرنے کا اذن دے دیا ہے اور شفاعت کرنا ان کا حق ہے۔ اور ان آئمہ کا جو آنحضرتؐ کی اولاد میں۔ اس کے بعد کچھ اور انبیاء کا حق ہوگا۔ اور جناب امام باقرؑ سے منقول ہے کہ اولین و آخرین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو قیامت کے دن جناب رسولِ خدا کا محتاج نہ ہو پھر فرمایا کہ جناب رسولِ خدا کی شفاعت عام امت کے بارے میں ہوگی اور ہماری شفاعت خاص ہمارے شیعوں کی شفاعت اپنے اپنے متعلقین کے بارے میں پھر فرمایا کہ ایک ایک مومن اتنے آدمیوں کے بارے میں شفاعت کرے گا جتنے قبیلہ ربیعہ و مضر کے آدمی ہیں اور مومن اپنے خادموں اور نوکروں تک کی شفاعت کر سکے گا۔ عرض کرے گا کہ اے پروردگار یہ میرا خادم ہے۔ مجھے گرمی و سردی محفوظ رکھا کرتا تھا اس کا حق خدمت میرے ذمہ ہے (اسے بھی اس حق کے عوض بخش دے۔ مومن کی خاطر سے یہ سفارش مان لی جائے گی ۱۲

الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ
قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے تھیں۔ اور کاش تم دیکھتے کہ جس وقت یہ ظالم
مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ ِالْقَوْلَ ۚ
تمہارے پروردگار کی حضور میں کھڑے کئے جائیں گے۔ ایک دوسرے پر طعن کرتا ہوگا۔
یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ
اس وقت کمزور ان لوگوں سے جو بڑے بن گئے تھے یہ کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے
لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ
تو ہم ضرور مومن ہو جاتے۔ وہ لوگ جو بڑے بن گئے تھے ان لوگوں سے جو
اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ
کمزور تھے کہیں گے کہ بعد اس کے کہ ہدایت تمہارے پاس آچکی تھی کیا ہم نے تم کو اس سے روکا تھا
كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ
(یہ تو نہیں ہے) بلکہ تم خود (ہی) مجرم تھے۔ اور کمزور لوگ ان سے جو بڑے بن گئے تھے یہ کہیں گے کہ
اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ
تمہاری رات دن کی چالوں نے ہم کو روکا کہ تم برابر ہم کو یہ حکم دیتے رہے کہ ہم اللہ کا انکار
بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا
کریں اور اس کا شریک قرار دیں۔ غرض جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے
الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ
تو ندامت کا اظہار کریں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جو کفر کرتے رہے طوق ڈال دیں گے۔ کیا
یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ
ان کو سوائے اس کے جو عمل میں کیا کرتے تھے کچھ اور بدلہ دیا جائے گا؟ اور جس بستی میں ہم نے
نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾
کوئی ڈرانے والا بھیجا اس کے مالداروں نے یہ ضرور کہدیا کہ جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے یقیناً منکر ہیں۔
وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ
اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال میں اور اولاد میں بہت ہی بڑھے ہوئے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ تم یہ کہدو کہ
اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
بیشک میرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے لیکن بہت سے لوگ

۱ واسروا الندامۃ لما راوا العذاب۔ تفسیر قمی ہے۔ معصومؑ نے فرمایا کہ جب وہ ولی خدا کو دیکھیں گے تو جہنم میں بھی اپنی ندامت کو چھپائیں گے اس پر عرض کیا گیا یا ابن رسول اللہ جس حال میں کہ وہ عذاب میں ہیں گے ندامت کا چھپانا انہیں کیا فائدہ دے گا؟ فرمایا دشمنوں کی شماتت کو جب بھی برا جانتے ہوں گے۔ قول مترجم۔ اسرار لغات اضداد میں سے ہے جس کے معنی چھپانا بھی ہیں اور ظاہر کرنا بھی ۱۲

۲ نحن اکثر اموالا واولادا نہج البلاغہ میں ہے کہ رہے اُمراء جو اُمتوں میں سے علی العموم مالدار لوگ ہوتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ نعمتوں پر بے جا فخر کیا اور یہ کہہ کہہ دیا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین۔ پس اگر تم تعصب ہی پر اڑے رہو تو لازم ہے کہ تمہارا تعصب اچھی خصلتوں نیک عملوں اور مالی خوبیوں کے لئے ہو جن کے بارے میں عرب کے قبائل اور ان کے سردار ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی برتری اور اصالت ثابت کیا کرتے تھے ۱۲

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ
(اس کی مصلحت) نہیں جانتے۔ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد میں ایسی چیز نہیں ہیں کہ وہ ہماری حضور میں
عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ
تمہارا درجہ قریب کریں ہاں جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں کہ جو عمل (بھی)
الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ
وہ کریں کے اس کا دو چند معاوضہ ان کے لئے (مہیا) ہے اور وہی بالاخانوں میں امن سے رہیں گے۔ اور جو
يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾
لوگ (ہم کو) ہرا دینے کے خیال سے ہماری نشانیوں کے بارے میں کوشش کرتے رہتے ہیں وہی تو برابر عذاب میں رکھے جائیں گے۔
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ
تم کہدو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے (ایک وقت) روزی کو فراخ کر دیتا ہے
وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾
اور (ایک وقت) اسی کے لئے کم کر دیتا ہے اور جو چیز بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے پس وہ اس کا عوض ضرور دے گا۔ اور وہ سب سے اچھا
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اَهٰٓؤُلَاۗءِ اِيَّاكُمْ
رزق دینے والا ہے۔ اور جس دن وہ ان سب کو جمع فرمائے گا پھر کل فرشتوں سے یہ ارشاد کرے گا کہ کیا یہی
كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ
لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ (فرشتے) عرض کریں گے کہ تیری ذات منزہ ہے تو ہی ہمارا آقا ہے کچھ یہ تو ہیں نہیں
كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا
(ان سے کیا واسطہ؟) یہ تو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے اکثر ان ہی پر ایمان رکھتے تھے۔ سو آج کے دن
يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
تم میں سے ایک دوسرے کے نہ نفع کا اختیار رکھے گا اور نہ ضرر کا۔ اور جو لوگ ظالم ہو گئے
ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا
ہیں ان سے ہم یہ کہیں گے کہ اب آگ دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جس وقت
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ
ان کو ہماری کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص فقط اتنا چاہتا ہے کہ
يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ
جن چیزوں کی تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے ان سے تم کو باز رکھے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ محض بنی ہوئی باتیں ہیں

۱ فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق کے سامنے ایک شخص نے امراء کا ذکر کر کے ان کی کچھ مذمت کی۔ حضرت نے فرمایا خاموش رہ اس لئے کہ متمول شخص اگر صلہ رحمی کرنے والا اور اپنے بھائیوں کے حق میں نیکی کرنے والا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وما اموالکم ولا اولادکم ۱۲

۲ وما انفقتم من شیئ فهو یخلفه تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ہر شب جمعہ امر خداوندی آسمان دنیا پر اول رات سے اتر آتا ہے اور ہر رات کے پچھلے تہائی حصے میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اس امر کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو برابر طلوع فجر تک یہ آواز دیتا رہتا ہے۔ آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے آیا کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا ہے۔ کہ اس کے گناہ بخش دیے جائیں۔ آیا کوئی سوال کرنے والا ہے۔ کہ اس کی حاجت پوری کی جائے۔ یا اللہ تو خرچ کرنے والے کو اس کا عوض دے اور ہر بخیل کا مال تلف کر دے۔ پھر جب فجر طلوع کرتی ہے تو امر خداوندی عرش کی طرف لوٹ جاتا ہے اور رزق بندوں کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول وما انفقتم من شیئ فهو یخلفه کا یہی مطلب ہے۔ کافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جو شخص میسر ہونے کی حالت میں سخاوت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور جو کچھ وہ خرچ کرے گا خدائے تعالیٰ دنیا میں اس کا عوض دے گا اور آخرت میں کئی گنا ثواب۔ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق کی حضور میں عرض کی کہ میں راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں مگر اس کا عوض نہیں دیکھتا۔ فرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ خدائے تعالیٰ وعدہ خلافی کرے گا؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اس وجہ سے؟ کہنے لگا میں یہ نہیں جانتا۔ فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص حلال طریقہ سے مال پیدا کرے گا تو اس کا جو پیسہ بھی خرچ کرے گا اس کا عوض پائے گا۔ اور جناب امام رضا سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اپنے غلام سے پوچھا کہ آج تم نے کچھ خرچ کیا ہے۔ عرض کی کچھ نہیں۔ تو فرمانے لگے کہ

مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ
اور ان لوگوں نے جو کافر ہوگئے ہیں حق کی نسبت جس وقت وہ ان کے پاس آیا یہ کہدیا
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ
کہ یہ تو بلاشبہ کھلا جادو ہے۔ اور ان کو ہم نے کتابیں تو دی نہیں تھیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور نہ ہم
اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ
نے تم سے پہلے اُن کے پاس کوئی ڈرانے والا بھیجا تھا۔ اور اُن سے پہلے جو لوگ تھے
قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِىْ ۟ فَ
انہوں نے بھی جھٹلایا تھا حالانکہ جو کچھ ہم نے اُن کو دے رکھا تھا یہ اس کے دسویں حصہ کو بھی انہیں پہنچے ہیں غرض انہوں نے میرے رسولوں کو
كَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا
جھٹلایا تھا۔ پس میری ناخوشی کا نتیجہ کیسا ہوا؟ تم یہ کہدو سوائے اس کے نہیں کہ میں تو ایک ہی بات کی تم کو نصیحت کرتا ہوں
لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ
کہ تم دو دو ایک ایک کر کے خدا کے (کام کے) لئے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارے اس رفیق (پیغمبر) کو
جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ
جنوں تو نہیں ہے۔ یہ تو سخت عذاب کے آنے سے پہلے پہلے تمہارے لئے صرف ایک ڈرانے والا ہے۔ تم یہ کہدو کہ
مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ
جو اجرت میں نے مانگی ہے اس کا نفع تو تمہارے لئے ہے۔ میری مزدوری تو صرف خدا کے ذمے ہے۔
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّىْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ
اور وہ ہر چیز کا گواہ ہے۔ تم یہ کہدو کہ میرا پروردگار غیب کا جاننے والا حق کو دل
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا
میں ڈال دیتا ہے۔ تم کہدو کہ حق آگیا اور باطل ظاہر نہیں ہو سکتا اور نہ وہ پلٹ
يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ
سکتا ہے۔ تم کہدو کہ اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو میں اپنی ہی ذات کو ضرور پہنچانے کے لئے گمراہ ہوں گا
اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ
اور اگر میں راہ پر ہوں تو اسی کے ذریعہ سے جو میرا پروردگار مجھے وحی پہنچاتا ہے۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) قریب ہے۔
فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾
اور کاش کہ تم ان کو دیکھتے جبکہ وہ گھبرائے ہوئے پھریں گے اور کوئی بھاگنے کی جگہ نہ پائیں گے اور پاس سے گرفتار کر لئے جائیں گے۔ اور

۱ وما بلغوا معشار ما اتیناھم تفسیر مالی میں ہے کہ پہلے زمانے والوں کو جو قوت۔ کثرت مال اور طول عمر حاصل تھی اس زمانہ والوں کو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا۔ یا اس زمانہ والوں کو جتنی ہدایتیں اور کھلی ہدایتیں پہنچی ہیں اُس زمانہ والوں کو اُس کا دسواں حصہ بھی نہ پہنچا تھا۔ بہرحال کثرت پر نازاں ہونے کے سبب یا قلت ہدایت کے سبب ان کا تکذیب کرنا بمقابل ان کے تکذیب کرنے کے پھر بھی کچھ موزوں تھا اور اسی تقدیر ثانی کی بنا پر تفسیر قمی میں ہے کہ پہلے رسولوں کی ان لوگوں نے تکذیب کی تھی۔ حالانکہ محمد و آل محمد کو جو کچھ ہم نے دیا ہے اس کا دسواں حصہ بھی ان کو نہیں دیا تھا۔ تو اس کی نسبت سے محمد و آل محمد سے حسد بھی زیادہ ہونا چاہئے اور ان کی تکذیب بھی زیادہ ۱۲

ع ۵ ۱۱

۲ انما اعظکم بواحدۃ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے۔ کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے جس طرح آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا حالانکہ اگر چاہتا تو ایک پلک جھپکنے سے بھی پہلے پیدا کر دیتا۔ اسی طرح شریعت کی پختہ باتیں اور واجبات کے احکام مختلف اوقات میں بھیجے کیونکہ اس نے تدریج و آہستگی کو اپنے امینوں کے واسطے جنہیں مخلوق پر اپنی حجت بنا کر بھیجا تھا اپنی پیدا کرنے کی تدریج و آہستگی سے بطور مثال کے قائم کر دیا۔ چنانچہ سب سے پہلے ان کو اس بات کا پابند کیا کہ اس کی یکتائی اور اس کی ربوبیت کا اقرار کریں اور اس بات کی شہادت لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب وہ اس کے مقر ہو چکے تو اس کے بعد اپنے نبی کی نبوت کا اقرار کرایا اور ان کی رسالت کی شہادت دلوائی جب اسے بھی مان چکے تو ان پر بتدریج اول نماز پھر روزہ پھر جہاد پھر زکوٰۃ پھر صدقات اور مال غنیمت سے جو قائم مقام صدقات ہو یہ سب چیزیں واجب

کیں۔ اب منافق بولے کہ ہم پر ان سب چیزوں کے واجب کرنے کے بعد تمہارے خدا کو کچھ اور بھی واجب کرنا باقی ہے اگر کچھ ہو تو وہ بھی بتا دو کہ ہمارے دل تو مطمئن ہو جائیں کہ اب آگے کچھ اور باقی نہیں۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قل انما اعظکم بواحدۃ الخ یعنی ولایت علیؑ و اولادِ علیؑ پھر اس کی تصریح فرمائی انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ (دیکھو پارہ ۶ رکوع ۱۰ سورہ مائدہ نمبر ۱۱) (تفسیر قمی نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۰ طبع ایران)

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۲ۚ
وہ یہ کہیں گے کہ ہم اس (قائم آل محمدؐ) پر ایمان لائے اور اتنے پلے پر سے ان کو ایمان دستیاب کیوں کر ہوگا؟

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ
حالانکہ وہ پہلے سے اسی (قائم آل محمدؐ) کا انکار کر چکے تھے اور دور بیٹھے غیبت کے بارے میں اٹکل پچو باتیں بنایا

مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۳ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ
کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان اور جن جن چیزوں کی ان کو خواہش ہوگی ان کے درمیان ایک آڑ کر دی جائے گی

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۴
جیسا کہ ان سے پہلے گروہوں کے بارے میں کیا گیا۔ بیشک وہ سب کے سب پریشان کر دینے والے شک میں تھے۔

حروفها ۳۲۸۹ سورة الفاطر مكية كلماتها ۷۹۲

سورہ فاطر مکہ میں نازل ہوا

آیاتها ۴۵ رکوعها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰۗىِٕكَةِ
ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے (زیبا) ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور فرشتوں

رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا
کو رسول بنا کر بھیجنے والا ہے جو دو دو بازو والے بھی ہیں اور تین تین والے بھی اور چار چار والے بھی (اور) وہ جو کچھ چاہتا ہے مخلوقات میں

يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ
زیادہ کر دیتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ جو رحمت خدائے تعالیٰ آدمیوں کے لئے کھول دیتا ہے

مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ
اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اور جو کچھ وہ روک لیتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے۔

مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا
اور وہ بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے آدمیو! تم پر خدائے تعالیٰ کی جو نعمتیں

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ
ہیں ان کو یاد کرتے رہو۔ آیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا بھی ہے جو

السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ وَاِنْ
آسمان و زمین سے تم کو روزی دے دے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر تم کدھر بہکے چلے جاتے ہو۔ اور

---

۱ جائل الملائکتہ رسلا تفسیر صافی میں ہے کہ فرشتے خدائے تعالیٰ کے اور انبیاء و آئمہؑ کے مابین واسطہ ہوتے ہیں کہ احکام خداوندی کو بذریعہ وحی الہام و رؤیائے صادقہ کے ان حضرات تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲

۲ اولی اجنحۃ مثنی وثلث وربع۔ کافی میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ زیادہ فرشتے تین حصوں پر تقسیم ہیں ایک حصہ والوں کے دو بازو ہیں اور ایک حصہ ایسا ہے کہ ان کے تین بازو ہیں۔ اور ایک حصہ ایسا ہے کہ ان کے چار بازو ہیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکال لے کہ اس سے زیادہ بازوؤں والے نہیں ہیں اس لئے کہ آنحضرتؐ ہی سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے شب معراج جبریلؑ امین کو دیکھا کہ ان کے چھ لاکھ بازو ہیں اور اسی کی طرف کلام خدا میں بھی اشارہ ہے یزید فی الخلق مایشاء۔ اور الاکمال میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایک فرشتہ دردائیل نامی ہے جس کے سولہ ہزار بازو ہیں۔ اور ہر ایک بازو کے درمیان ایک خلاء واقع ہوا ہے جس کی وسعت آسمان و زمین کے خلاء کے وسعت کے برابر ہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرشتوں کو بہت کچھ مختلف پیدا کیا ہے اور جناب رسولؐ خدا نے جبریلؑ کو اس شان سے دیکھا کہ ان کی ایک پنڈلی پر چھ سو پر اس طرح ہیں جیسے گھاس کے پتوں پر اوس کے قطرے۔ مگر وسعت ایسی کہ یہ پنڈلی آسمان و زمین کے مابین کے بھر دینے کو کافی ہے اور میکائیلؑ کو زمین اترنے کا حکم دیا تو ان کا داہنا پاؤں آسمان ہفتم ہی پر رہا اور بایاں زمین پر پہنچ گیا اور خدائے تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جن کا نصف جسم برف کا ہے اور نصف آگ کا اور وہ یہ کہتے رہتے ہیں یا مؤلف بین

(اگر کسی تفسیر میں سلاطر فرمایئے)

الثردوالنار ثبت قلوبنا علی طاعتک (اے برف و آتش کے جمع کرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ) اور فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں کہ ان کی آنکھ کے گوشہ چشم تک کا فاصلہ پانسو برس میں طے ہو۔ اور فرمایا کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ مجامعت کرتے ہیں ان کی زندگی کا دارومدار ہوا پر ہے جو

يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ
اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی گئی۔ اور کل معاملات کی بازگشت
الْأُمُورُ ﴿٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ
خدا ہی کی طرف ہوگی۔ اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس زندگانی دنیا تم کو فریب نہ دے۔
الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿٥﴾ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ
اور کوئی دغا باز اللہ کے بارے میں تم کو دغا نہ دے دے۔ شیطان تمہارا یقینی دشمن ہے
عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ
پس تم بھی اس کو دشمن سمجھو۔ وہ اپنے گروہ کو محض اسی لئے بلاتا رہتا ہے کہ
السَّعِيرِ ﴿٦﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ
وہ جہنمی ہو جائیں۔ جو لوگ کافر ہوگئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ أَفَمَن
ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے گناہوں کی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ کیا
زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۚ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ
وہ شخص جس کی نظر میں اس کی بدکرداری کو زینت دے دی گئی ہے پھر اس کو اچھا بھی سمجھتا ہے (کیا اس کے مانند ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے
وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ
پس اللہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے راہبری فرما دیتا ہے۔ پس ان کے بارے میں افسوس کرتے
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٨﴾ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ
کرتے کہیں تمہاری جان نہ نکل جائے یقیناً جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے (پورا پورا) آگاہ ہے۔ اور اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے
فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ
پھر وہ بادل کو ابھارا کرتی ہیں پھر ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہنکا دیتے ہیں
مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ﴿٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ
پھر ہم اس (بادل) کے ذریعے سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی (قیامت میں) بھی اٹھنا ہوگا۔ جو شخص عزت کا
جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ
خواستگار ہو تو پوری عزت خدا ہی کے لئے ہے۔ اس کی طرف پاکیزہ کلمات پڑھ کر پہنچتے
يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ
ہیں اور وہی نیک عمل کو بلند کرتا ہے۔ اور جو برائیں کر کے بدیاں کرتے رہتے ہیں ان ہی کے لئے سخت عذاب ہے۔

ا افمن زین لہ سوء عملہ فراہ حسنا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس عجب کی نسبت دریافت کیا گیا تھا جو عمل کو فاسد کر دیتا ہے۔ تو فرمایا کہ عجب کے درجے ہیں از انجملہ ایک یہ بھی ہے کہ بندہ کی نفس میں اپنی بداعمالی زینت پا جائے اور وہ یہ گمان کرے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ اچھا ہی اچھا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زریح جنّ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وزریح وجنّ کی تصریح کے لئے ضمیمہ میں سے پڑھیے ۱۲

۲ کذالک النشور۔ الجالس اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ اپنی مخلوق کو مبعوث فرمائے تو چالیس دن متواتر آسمان سے زمین پر پانی برسائے گا۔ جس کے ذریعہ سے جوڑ باہم مل جائیں گے اور گوشت اُگ آئے گا۔ اور تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ صور دو مرتبہ کے پھونکا جائے گا تو پہلی مرتبہ کے پھونکے جانے کے بعد خدائے تعالیٰ اس سمندر کو جس کو اس نے بحر المجور فرمایا ہے اور جو ایسا ہے جیسے انسان کی منی ہوتی ہے اس سے زمین پر بارش ہونے کا حکم دے گا۔ پس جہاں اس کا پانی پرانے سے پرانے مُردوں کو چھوئے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے اور زندہ ہو جائے گا ۱۲

۳ من کان یرید العزۃ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے حقیقی عزت رکھنے والا میں ہوں پس جس شخص کو دین و دنیا کی عزت درکار ہے اُسے چاہئے کہ حقیقی عزت والے کی اطاعت کرے ۱۲ ۴ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کلمۂ اخلاص اور اس بات کا اقرار کہ جناب رسول خدا کے پاس جو جو فریضے لائے جن میں ولایت بھی داخل ہے برحق ہیں۔ عمل صالح کو

(باقی برصفحہ ۵۲۲ پر پڑھیے)

وَمَكْرُ أُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿١٠﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
اور ان ہی کی چال آخر بیکار ہو جائے گی۔ اور اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر
نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ
نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا۔ اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور کوئی بچہ نہیں جنتی
إِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ إِلَّا فِيْ
مگر یہ کہ خدا کو اس کا علم ہے۔ اور کسی بوڑھے کو زیادہ عمر نہیں دی جاتی اور نہ اس کی عمر میں سے کچھ گھٹائی جاتی ہے مگر یہ
كِتٰبٍ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ
کہ نوشتۂ خدا میں موجود ہے۔ یقیناً یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ اور ایسے دو دریا
هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ
برابر نہیں ہو سکتے کہ یہ تو میٹھا ہے (اور) اس کا پینا خوشگوار اور وہ دوسرا کھاری کڑوا۔ اور ہر ایک میں سے
كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ
تم تازہ تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیورات کی چیزیں نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو۔ اور
وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اس میں پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل کے خواستگار ہو اور تا
تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ
کہ تم اس کے شکر گزار ہو۔ وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ
اور سورج اور چاند کو اسے مطیع کر لیا ہے۔ ہر ایک ایک وقت معیّن کے لئے چل رہا ہے۔
اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا
یہی اللہ تو تمہارا پروردگار ہے ہر طرح کا اختیار اسی کا ہے۔ اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے
يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿١٣﴾ إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ
ہو ان کو کھجور کی گٹھلی کے پوست تک (یعنی ذرہ بھر تک) کا بھی اختیار نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہارا پکارنا نہ سنیں گے۔
وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ
اور اگر سن لیں گے تو تم کو کچھ جواب نہ دیں گے اور قیامت کے دن تمہارے
بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿١٤﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ
شرک کا انکار کر دیں گے۔ اور خدائے خبیر کے برابر تم کو کوئی خبر نہ دے گا۔ اے آدمیو! تم سب خدا کے محتاج ہو

(بقیہ صفحہ ۵۲۱)

خدا کی حضور تک پہنچا دیتا ہے۔ اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کلمۃ الطیب مومن کا یہ قول ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ اور عمل صالح اس بات کا قلبی اعتقاد کہ یہ حق ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے اور جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہر قول کی جانچ عمل سے ہوتی ہے جو اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتا ہے پس جب فرزند آدم کچھ کہتا ہے اور اپنے عمل سے اس کو سچا کر دکھاتا ہے تو اس کا وہ قول بوجہ اس کے عمل کے خدا کے حضور میں پہنچ جاتا ہے اور جب عمل خود اپنے قول کے برخلاف کرتا ہے تو اس کا وہ قول اس عمل خبیث کے ساتھ رد کر دیا جاتا ہے اور خود عمل کرنے والے کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا ۱۲ ۵ یمکرون السیئات تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس سے قریش کی وہ چالیں مراد ہیں جو دار الندوہ میں جناب رسول خدا کے لئے کی گئی تھی یعنی آنحضرت کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں۔ اسی طرح اصحاب سقیفہ کی چالیں بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے وصیت نبی کو رد کر دیا اور وصی نبی کو محروم ۱۲

حاشیہ صفحہ ھذا

لے وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الجوامع میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمر گھٹائی یا بڑھائی جاتی ہے اس کا نوشتہ پہلے سے موجود ہے یعنی لوح میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر فلاں شخص اطاعت خدا کرے گا تو فلاں وقت تک زندہ رہے گا اور جب نافرمانی کرے گا تو اس کی عمر میں سے اتنا کم کر دیا جائے گا

الثلاثۃ ع

اور اسی امر کی طرف جناب رسولؐ نے اشارہ فرمایا ہے جب کہ یہ ارشاد ہوا کہ صدقہ اور عزیزوں کے ساتھ سلوک نیک یہ دو چیزیں ملکوں کو آباد کر دیتی ہیں اور عمروں کو زیادہ۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ہم کو ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلہ رحمی کے مانند عمر کو بڑھاتی ہو یہاں تک کہ اگر کسی شخص کی حیات کے صرف تین برس باقی ہوں اور اس سے کسی رحمی کا جو قطع رحمی کرتا ہو قطع تعلق کر دے تو اس کی عمر سے تین برس کا اور اضافہ فرما کے تیس برس کا اور اضافہ فرما دیتا ہے اور اگر تیس باقی ہوں اور اس نے کسی رحمی کا جو قطع رحمی کرتا ہو قطع تعلق کر دیا تو اس کی عمر سے صرف تین برس کاٹ دیتا ہے۔

الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اور اللہ وہی بے نیاز (اور) قابل تعریف ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو دور کردے

وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ

اور نئی مخلوق لے آئے۔ اور اللہ کے لئے یہ کچھ دشوار نہیں ہے۔ اور کوئی

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ

اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور اگر کوئی بھاری بوجھ والا اپنا بوجھ بٹانے کے لئے کسی دوسرے

شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

کو بلائے تو اُس سے میں اس پر کچھ نہ لادا جائے گا گو وہ اس کا قریب بھی ہو۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم

بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ

کو اُن لوگوں کو ڈرا سکتے ہو جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہوں اور نماز پڑھتے ہوں۔ اور جو شخص گناہوں سے پاک رہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا

وہ اپنی ہی ذات کے لئے پاک رہے گا اور بازگشت اللہ ہی کی طرف ہوگی۔ اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔

الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي

اور نہ اندھیریاں اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔

الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ

اور نہ زندے اور نہ مردے برابر ہوتے ہیں۔ بیشک اللہ تو جس کو چاہے سنا دے۔ حالانکہ

بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

تم اُن کو جو قبروں میں ہیں کچھ نہیں سنا سکتے۔ تم تو صرف ایک ڈرانے والے ہو۔ بیشک ہم نے تم کو برحق

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ

خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور ایک گروہ بھی ایسا نہیں ہوا جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ

اور اگر وہ تمہاری تکذیب کریں تو یقیناً انہوں نے بھی تکذیب کی تھی جو اُن سے پہلے تھے۔

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ

(حالانکہ) ان کے رسول اُن کے پاس کھلی دلیلیں اور صحیفے اور روشنی پہنچانے والی کتابیں لے کر آچکے تھے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

پھر جو کافر ہو گئے تھے ان کو میں نے گرفتار کیا پھر میری ناخوشی کا انجام کیسا ہوا؟ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا

وما یستوی الاعمی والبصیر۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اعمی سے مراد ہے کافر اور بصیر سے مراد ہے مومن ۱۲

۲ ولا الظلمت ولا النور۔ تفسیر صافی میں ہے کہ الظلمت سے مراد ہے باطل اور نور سے مراد ہے حق ۱۲

۳ ولا الظل ولا الحرور۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ظل سے مراد ہے ثواب اور حرور سے مراد ہے عذاب اور تفسیر قمی میں ہے کہ ظل سے مراد ہیں انسان اور حرور سے مراد ہیں چوپائے ۱۲

۴ وما یستوی الاحیاء ولا الاموات۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ مومنین کی اور کفار کی دوسری مثال دی جو پہلے کی بہ نسبت زیادہ بلیغ ہے اور اسی لئے لفظ ما یستوی کی تکرار کی گئی ہے۔ نیز ایک قول کے بموجب احیاء سے مراد علماء ہیں اور اموات سے مراد جہلاء ۱۲

۵ وان من امة الا خلا فیها نذیر۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ڈرانے والا نبی ہو یا وصی نبی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک امام رہتا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ نے انتقال نہیں فرمایا جب تک کہ حکم خدا سے آئندہ کے لئے ڈرانے والا مقرر نہ کر دیا۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ ایسا نہیں ہوا تو گویا آنحضرتؐ نے اپنی امت کے ان کل آدمیوں کو جو اس وقت اپنے آباؤ اجداد کے صلب میں تھے ضائع کر دیا کسی نے عرض کی کہ آیا قرآن مجید ان کے لئے کافی نہیں ہے؟ فرمایا ضرور کافی ہے بشرطیکہ اس کے مفسر کو معلوم کر لیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ جناب رسول خدا نے اس کی تفسیر نہیں فرمائی؟ فرمایا کما حقہ تفسیر تو صرف ایک شخص کے لئے فرمائی۔ رہی باقی امت ان کے لئے اس شخص کی کما حقہ تفسیر فرما دی۔ یعنی اس کی عظمت و شان جتلا دی اور وہ بزرگوار علی ابن ابی طالب ہیں۔

ع ۳ ۱۵

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا
کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے طرح طرح کے پھل پیدا کئے
أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا
اور پہاڑوں میں سے کچھ تو راستے اور طبقے سفید ہیں اور کچھ مختلف رنگ کے (یعنی ہلکے متوسط اور گہرے) سرخ
وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ
اور گھنے سیاہ بھونرا۔ اور آدمیوں میں سے اور جانداروں میں سے اسی طرح مختلف رنگ کے ہوتے ہیں
مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ
اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔
الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ
بیشک اللہ زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو کتاب خدا کی تلاوت کرتے ہیں
وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً
اور انہوں نے نماز پڑھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے ظاہر اور چھپا کر ہماری راہ میں خرچ کیا
يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم
وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جس میں کبھی گھاٹا نہ ہوگا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر پورے پورے دے دے
مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ
اور اپنے فضل سے ان کے لئے کچھ اور بڑھا دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔ اور (اے رسول)
الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ
جو کتاب ہم نے تمہاری طرف بذریعہ وحی کے بھیجی ہے وہ برحق ہے (اور) اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ بیشک اللہ اپنے
لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ
بندوں کی حال سے واقف اور (ان کا) نگران ہے۔ پھر ہم نے اپنی اس کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا
عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۖ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۖ وَمِنْهُمْ
تھا۔ پس ان (بندوں) میں سے کچھ تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور
سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾
کچھ حکم خدا سے تمام نیکیوں میں بڑھ جانے والے ہیں۔ یہی تو بہت بڑا فضل ہے۔
جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن
یہ سب ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں داخل ہوں گے جائیں گے ان میں ان کو سونے کے کنگن

---

۱ انما یخشی۔ اللہ من عبادہ العلمو۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس آیت میں علماء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے قول کی تصدیق اپنے فعل سے کر دیں اور جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو وہ عالم نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ خدا کی نسبت زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائے گا جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو کافی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا سا حکم رکھتے ہیں۔ پس جس شخص کو معرفت خدا حاصل ہوگی اسے خوف خدا بھی ہوگا اور وہ خوف اس کو طاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھے گا اور صاحبان علم اور ان کے پیرو چونکہ معرفت خدا رکھتے تھے لہٰذا وہ قربہ الی اللہ اعمال بجا لاتے تھے اور انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ ۱۲

۲ فمنھم ظالم لنفسہ میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت اولاد علیؑ و فاطمہؑ کی شان میں ہے کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ سابق بالخیر۔ تو امام ہیں اور مقتصد وہ جو امام کی معرفت رکھتا ہے اور ظالم لنفسہ وہ ہے جو معرفت امام سے بے بہرہ ہو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وہ حضرت سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا اور یہ بھی سوال تھا کہ آیا یہ آیت مخصوص اولاد فاطمہؑ کے لئے ہے؟ تو فرمایا جس نے تلوار کھینچی اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف دعوت دی یعنی بغیر اس کے کہ وہ امام تھا دعوت امامت دی تو ایسا گمراہ کرنے والا گو وہ اولاد فاطمہؑ میں ہو اس آیت میں داخل نہیں ہے۔ عرض کیا گیا پھر اس آیت میں کون کون داخل ہیں؟ فرمایا ظالم لنفسہ تو وہ ہے جو لوگوں کو نہ ضلالت کی دعوت دے اور نہ ہدایت کی اور مقتصد ہم اہل بیتؑ میں سے وہ ہے جو حق امام کا شناسا ہو۔ اور سابق بالخیرات خود امام ہے۔ الخرائج والجرائح میں جناب امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے یہ سب آل محمد سے ہیں۔ پس ظالم لنفسہ وہ ہے جو امام کا مقر نہ ہو۔ اور مقتصد امام کی معرفت رکھنے والا ہے۔ اور سابق بالخیرات

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا لباس ریشمی ہوگا۔ اور وہ یہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے
الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ
جس نے ہم سے ہر قسم کا رنج و غم دور کر دیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔
اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا
جس نے ہم کو اپنے فضل سے ایسے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اتارا۔ جس میں نہ ہم کو کوئی رنج پہنچے گا
يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا
اور نہ اس میں ہم کو کوئی تکان پہنچے گی۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے ان کے لئے آتش جہنم ہے۔
يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ
نہ تو وہاں ان کو قضا ہی آئے گی وہ مر جائیں اور نہ ان کے عذاب جہنم ہی میں تخفیف کی جائے گی۔
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ
(اور) ہر ناشکرے کو ہم ایسی ہی سزا دیں گے۔ اور وہ اس میں پڑے چلائیں گے۔ کہ اے ہمارے پروردگار
اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ
ہم کو اس میں سے نکال لے تاکہ جو عمل ہم اب تک کرتے تھے اس کے برخلاف ہم نیک عمل کیا کریں (جواب ملے گا) کیا ہم نے تم کو
مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا
بہت سی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو بھی نصیحت حاصل کرنا چاہتا نصیحت حاصل کرتا۔ علاوہ بریں تمہارے پاس ایک خاص ڈرانے والا بھی آیا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ
تھا (جبکہ تم نے اس کو نہیں سنی تو) اب مزہ چکھو کہ (یہاں) نافرمانوں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ بیشک اللہ آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ
وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ
باتوں کا جاننے والا ہے۔ یقیناً وہی دلوں کے حال سے (پورا پورا) آگاہ ہے۔ وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں (پہلوں کا)
خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ
جانشین کر دیا۔ پھر جو شخص کافر ہو گیا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور کافروں کے لئے ان کا کفر ان کے پروردگار کے
الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ
نزدیک سوائے ناراضی کے اور کسی چیز کو نہیں بڑھاتا اور کافروں کے لئے ان کا کفر سوائے نقصان
كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
کے اور کچھ زیادہ نہیں کرتا۔ تم یہ کہدو کہ کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا ہے جن کو

(بقیہ صفحہ ۵۲۴)
اور ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے ثم اورثنا الکتب الخ پھر حضرت نے تینوں گروہوں کی تفسیر اسی طرح بیان فرمائی جیسا کہ اوپر گزرا۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ احلنا دار المقامة من فضله تفسیر قمی میں ہے دار المقامة کے معنی ہیں دار البقاء یعنی ہمیشہ رہنے کا گھر اور نصب کے معنی ہیں رنج و غم اور لغوب کے معنی ہیں کسل و تکان کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے یہ فرمایا کہ جب مومن جنت میں اپنے مکانات میں پہنچے گا تو اس کے سر پر شاہانہ تاج کرامت رکھا جائے گا اور اس کو زرتار حلے پہنائے جائیں گے۔ اس کے تاج میں یاقوت اور موتی ٹنکے ہوئے ہوں گے اور وہ رنگ میں مختلف ان کا تانا بانا سنہری اور روپہلی ہوگا۔ اور موتی اور یاقوت سرخ موقع موقع سے ان میں ٹنکے ہوئے ہوں گے۔ اسی کا ذکر خدائے تعالیٰ نے اوپر کی آیت میں اس شان سے فرمایا ہے یحلون فیہا من اساور من ذهب ولولوا ولباسهم فیها حریر۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی وجہ حوران بہشت میں سے ہوگی اپنے خیمے سے نکل کر مع اپنی کنیزوں کے اس کی طرف آئے گی۔ وہ مجسم حسن و خوبی ہوگی۔ وہ بھی ستر ایسے حلے جن کی بناوٹ میں یاقوت و زبرجد اور موتی ہوں گے اور جن میں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہوگی پہنے گی۔ اس کے سر پر تاج کرامت بھی ہوگا اور اس کے پاؤں میں سنہری جوتیاں جن پر یاقوت ٹنکے ہوئے ہوں گے۔ اور جن کے تسمے بھی یاقوت احمر کے ہوں گے۔ پس جب وہ اس دوست خدا کے قریب پہنچے گی اور یہ چاہے گا کہ اس کی خاطر سے کھڑا ہو جائے تو وہ کہے گی کہ اے ولی اللہ آج کا

دن رنج و تعب اٹھانے کا نہیں ہے میں تمہاری ہوں اور تم میرے ہو۔ اس کے بعد دونوں متحد ہو جائیں گے۔ اور دنیا کی گنتی سے پانچ سو برس تک یکجائی رہے گی مگر کسی کو تکان نہ ہوگی (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ
تم خدا کے سوا پکارتے رہتے ہو۔ ذرا مجھے تو دکھاؤ آیا زمین کی کوئی چیز انہوں نے پیدا کی ہے
اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی
یا آسمانوں میں ان کا کوئی ساجھا ہے؟ یا ان کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کے سبب
بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا
سے کھلی دلیل پر ہیں (یہ کچھ بھی نہیں) بلکہ یہ نافرمان لوگ ایک دوسرے سے محض دھوکا دہی کے وعدے کرتے ہیں۔
غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ
بیشک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو اس بات سے روکے ہوئے ہے کہ یہ (اپنی اپنی جگہ سے) ٹل جائیں
وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
اور اگر یہ (اپنی جگہ سے) ٹل جاتے تو اس کے بعد کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کو روک دیتا۔ یقیناً وہ
حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ
بڑا بردبار (اور) بخشنے والا ہے۔ اور انہوں نے اپنی پوری قوت بھر خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ
جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا
اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو ہم پہلی ہر امت سے زیادہ راہ راست پر آجانے والے ہو جائیں گے۔
جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِی
مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو ان کی نفرت اور بھی زیادہ ہوئی۔
الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِ ؕ وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا
اور روئے زمین پر ان کی شیخی (اور بڑھی) اور بری بری چالیں۔ حالانکہ بری چالیں اپنے کرنے والوں
بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ
ہی پر پڑتی ہیں۔ تو کیا یہ اپنے پہلوں کے قاعدہ کے منتظر ہیں؟ پس تم خدا کے قاعدہ میں
لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾
ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور نہ کبھی تم خدا کے قاعدہ کو ٹلتا ہوا پاؤ گے۔
اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
کیا وہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ وہ یہ دیکھتے کہ ان کے پہلوں کا انجام کیا ہوا تھا
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
حالانکہ وہ ان سے قوت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ

۱ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا۔ کافی میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے خدا کی نسبت یہ سوال کیا گیا تھا کہ آیا وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہے یا عرش اسے اٹھائے ہوئے ہے؟ فرمایا خدا کی شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے کہ کوئی اسے اٹھائے۔ بلکہ عرش ہے تو آسمان ہیں تو اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے مابین ہے ان سب کو اپنی قدرت کاملہ سے خدائے تعالیٰ سنبھالے ہوئے ہے اور یہی خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا۔ الاکمال میں جناب امام رضاؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ہمارے سب سے پروردگار عالم آسمان و زمین کو زائل نہیں ہونے دیتا۔ نیز کئی اماموں سے منقول ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی زمین میں باقی نہ رہے تو تمام اہل زمین معدوم ہو جائیں ۱۲

۲ لیکونن اھدی من احدی الامم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ قریش کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ اہل کتاب نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا تو انہوں نے یہ کہا کہ خدائے تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئے گا تو ہم پہلی ہر امت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ (اسی معنی کی ایک حدیث انشاء اللہ سورہ ص کی تفسیر میں بھی آئے گی) ۱۲

۳ ولا یحیق المکر السیء الا باھلہ صافی میں ہے کہ قریش کے سرداروں کی بری چالیں روز بدر ان کو مزہ چکھائیں ۱۲

۴ اولم یسیروا فی الارض۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا ظاہری مطلب ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ وہ اپنے شام و یمن و عراق کے سفروں میں جو آثار گزشتہ کے دیکھتے ہیں ان سے کچھ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن مجید میں اور گذشتہ ہلاک شدہ قوموں کے حالات میں غور و فکر نہیں کرتے۔

لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
آسمانوں کی اور زمین کی کوئی چیز اس کو ہرا دے۔ بیشک وہ (ہر چیز سے پورا) واقف (اور)
عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا
قدرت رکھنے والا ہے اور اگر اللہ آدموں سے جو فعل وہ کر چکے ہیں ان کا مواخذہ کرتا
تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
تو روئے زمین پر ایک جاندار کو بھی باقی نہ رکھتا لیکن اس نے ان کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے ڈھیل دے رکھی ہے۔
مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾
پس جب ان کا مقررہ وقت آجائے گا (تو بس) پھر اللہ ہی اپنے بندوں کے حال کا نگران ہوگا۔

حروفها ۳۰۹۰ سورة يٰسٓ مكية كلماتها ۷۹۳
سورہ یٰس مکہ میں نازل ہوا
رکوعها ۵ ایاتها ۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى
یٰس۔ حکمت والے قرآن کی قسم ہے۔ یقیناً تم ان رسولوں میں سے ہو
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ
جو صراط مستقیم پر تھے۔ (یہ قرآن) زبردست رحم کرنے والا کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ
قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى
جن کے بزرگ بھی ڈرائے ہی نہیں گئے اسی سے وہ غافل ہیں۔ فرمودۂ خدا ان میں سے اکثر پر یقیناً پورا ہو گیا
اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا
کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ بیشک ہم نے ان کو گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک ہیں
فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ
اسی سے ان کے سر اٹھے کے اٹھے رہ گئے۔ اور ہم نے ان کے آگے سے بھی ایک دیوار بنادی ہے
اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا
اور ان کے پیچھے سے بھی ایک دیوار پھر (اوپر سے) ہم نے ان کو ڈھانپ دیا ہے کہ وہ اب کچھ نہیں دیکھتے
يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا
اور ان کے حق میں (دونوں باتیں) برابر ہیں خواہ تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ

ع ۱۷

۱ یٰس العانی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یٰس جناب رسول خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے ظاہری معنیٰ ہیں۔ اے وحی کے سننے والے۔ اور الخصال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کے دس نام ہیں۔ جن میں سے پانچ قرآن مجید میں مذکور ہیں اور پانچ نہیں۔ پس وہ پانچ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں محمد، احمد، عبداللہ، یٰس، نون۔ قول مترجم۔

اس حدیث میں صرف ناموں کا ذکر ہے۔ القاب اور خطاب کا نہیں جیسے نبی، رسول، بشیر، نذیر، مزمل، مدثر۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام کی اس حدیث میں جو دربار مامون میں آپ نے بیان فرمائی تھی منقول ہے کہ حضرت نے علمائے عامہ سے سوال کیا کہ مجھے بتلاؤ یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم میں خدائے تعالیٰ کی مراد یٰس سے کون ہے؟ سب علماء نے جواب میں عرض کی کہ اس میں کسی کو شک ہی نہیں کہ یٰس سے مراد جناب رسول خدا ہیں۔ (اس حدیث کے باقی حصہ کے لئے دیکھو ضمیمہ متعلق صفحہ مقبول ترجمہ نوٹ نمبر) نیز اس کا ذکر مع ایک حدیث کے سورہ والصافات میں بھی آئے گا) تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے ہے کہ یٰس جناب رسول خدا کا نام ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل خدائے تعالیٰ کا یہ خطاب ہے۔ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔

۲ لقد حق القول علی اکثرھم کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو

جناب امیر المومنین اور ان کے بعد کے ائمہ کی ولایت کے مقر نہیں ہوئے اسی کو آگے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فھم لا یؤمنون۔ اور اس کے آگے کی آیت میں ان کی عقوبت کا بھی ذکر فرما دیا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے۔

يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ
ایمان نہ لائیں گے۔ ڈرا تو تم اس کو سکتے ہو جو نصیحت پر چلے
بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ
اور بے دیکھے خدا سے ڈرے پس ایسے شخص کو بخشش کی اور عمدہ سے عمدہ اجر کی خوشخبری سنا دو۔ بیشک ہم ہی مردوں
وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ
کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیجتے ہیں اور جو آثار ان کے پیچھے رہ جاتے ہیں ان سب کو ہم لکھتے جاتے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کو امام
مُّبِينٍ ﴿١٢﴾ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَاءَهَا
مبین میں (از روئے علم و شمار) جمع کر لیا ہے۔ اور ان کے لئے اس بستی والوں کی مثل بیان کرو کہ جس وقت ہمارے بھیجے ہوئے
الْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا
اس بستی میں آئے۔ (اور اس وقت کو یاد کرو) جب کہ ہم نے ان کی طرف دو (رسول) بھیجے پھر انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے
بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ
تیسرے (رسول) سے قوت پہنچائی اور ان تینوں (رسولوں) نے کہا کہ ہم تمہاری طرف (خدا کے) بھیجے ہوئے ہیں۔ بستی والوں نے کہا کہ تم تو
مِّثْلُنَا ۙ وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ ۙ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا
ہم ہی جیسے آدمی ہو اور (خدائے) رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں کی کہ تم نرا جھوٹ بولتے ہو۔
تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾ وَمَا
(تب) انہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔ اور
عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٧﴾ قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ
ہم پر سوائے کھول کر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ بستی والوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم
تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوا
باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو سنگسار کر دیں گے اور ضرور ہماری طرف تم کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ
طَائِرُكُم مَّعَكُمْ ۚ أَئِن ذُكِّرْتُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿١٩﴾
تمہاری بدشگونی تو تمہارے ہی ساتھ ہے۔ کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا گیا (تم ہم پر طعن کرتے ہو؟) حقیقت یہ ہے کہ تم بڑی زیادتی کرنے والے
وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا
لوگ ہو۔ اور اس شہر کے انتہائی حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا (آتے ہی) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی
الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٢١﴾
پیروی کرو۔ ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

۱ من اتبع الذکر۔ کافی کی اس حدیث میں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے منقول ہے کہ اس آیت میں من اتبع الذکر سے مراد جناب امیر المومنین ہیں۔

۲ انا نحن نحی الموتی' تفسیر صافی میں ہے کہ مردوں کو تو ہم رجعت یا بعثت کے وقت زندہ کر کے اٹھائیں گے اور جہال کو اب ہدایت سے زندہ کرتے ہیں۔

۳ نکتب ما قدموا وآثارهم تفسیر صافی میں ہے کہ ماقدموا سے وہ نیک و بد اعمال مراد ہیں۔ جو پہلے کر چکے اور

وقف لازم ع ۹

ان کا ظاہر ہمارا کوئی نشان باقی نہ رہا اور آثارهم سے اعمال مراد ہیں جن کے نشانات باقی رہیں جیسے کسی کو علم سکھا دیا (کوئی کتاب تصنیف کر دی، کنواں بنوا دیا، درخت لگا دیا) قدم نماز کے لئے مسجد کی طرف، شعائے کسی امر باطل کی اشاعت کر دی کسی ظلم و جور کی بنیاد ڈال دی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ کے لوگوں نے جو مدینہ منورہ کے ایک گوشہ میں آباد تھے۔ جناب رسول خدا سے شکایت کی کہ ہمارے گھر مسجد سے بہت دور ہیں۔ اور اس طرح نماز جماعت میں حاضر ہونے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (جس کا یہ مطلب ہے کہ بستی دور تم کو چل کر آنا پڑتا ہے ویسے ہی ہم تمہارے حق میں زیادہ ثواب لکھتے رہتے ہیں۔

۴ فی امام مبین۔ تفسیر کنز میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ ان حضرت نے خود فرمایا کہ واللہ وہ امام مبین میں ہوں حق و باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں اور میں نے یہ عہدہ جناب رسول خدا سے وراثتاً پایا ہے۔ معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقرؑ سے بروایت اپنے والد ماجد و جد امجد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا پر یہ آیت

وکل شیء احصیناہ فی امام مبین نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر و عمر اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کہ آیا امام مبین سے مراد توریت ہے؟ فرمایا نہیں۔ (باقی صفحہ ۵۲۹ پر)

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ ءَأَتَّخِذُ مِن

اور مجھے ہو کیا گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے حالاں کہ تم سب کی بازگشت بھی اسی کی طرف ہوگی۔ کیا میں اسے

دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ

چھوڑ کر ایسے خدا بنالوں کہ اگر (خدائے) رحمٰن مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام بھی نہ آئے

شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّي إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّي آمَنتُ

اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکیں۔ میں تو اس صورت میں کھلی تباہی ہی میں رہ جاؤں گا۔ سو (صاحبو) میں

بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي

تو یقیناً تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں۔ (اس سے) کہا جائے گا تو جنت میں چلا جا وہ کہے گا کہ کاش میری قوم کے لوگ

يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا

بھی یہ جان لیتے۔ کہ مجھے میرے پروردگار نے کس وجہ سے بخش دیا اور معززین میں سے قرار دے دیا۔ اور اس کے

أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا

بعد اس کی قوم پر (عذاب دینے کے لئے) ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارے اور نہ ہمیں اتارنے کی

مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾

کوئی ضرورت تھی۔ ان (کی گرفتاری) کے لئے ایک چیخ کافی تھی کہ یکایک وہ بجھ کر رہ گئے۔

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ

بندوں کے حال پر کیسا افسوس ہے کوئی رسول بھی ان کے پاس ایسا نہیں آتا جس کی یہ ہنسی نہ اڑاتے

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ

ہوں۔ کیا یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہوں کو ہلاک کر دیا کہ

أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا

آسمان کے پاس پلٹ کر نہیں آتے۔ اور اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے

مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا

جائیں گے۔ اور (یوں تو) مردہ زمین بھی ان کے لئے ایک معجزہ ہے کہ ہم اس کو زندہ

وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ

کر دیتے ہیں اور وہ اس میں سے غلے پیدا کر دیتے ہیں جن میں سے یہ کھاتے ہیں۔ اور اس میں سے

مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾

کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں چشمے بہا دیتے ہیں۔

(۲۲) (بقیہ صفحہ ۵۲۸) انہوں نے عرض کی۔ پھر انجیل ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر ان دونوں نے عرض کی۔ آیا قرآن ہے؟ فرمایا نہیں۔ اتنے میں جناب امیر المومنین تشریف لے آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا دیکھو وہ امام جس میں خدائے تعالیٰ نے ہر چیز کے علم کا احصا فرما دیا یہ ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب رسول خداؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے گروہ انسان کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو اور میں نے علی کو نہ سکھا دیا ہو اور جو علم بھی خدا نے مجھ میں احصا فرما دیا۔ اور میں نے امام المتقین (یعنی امیر المومنین) میں اس کا احصا کر دیا۔

۵ القری تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے انطاکیہ۔

۶ المرسلون تفسیر صافی میں ہے کہ قول کے بارے دو قول ہیں۔ ایک کہ ان کو خود خدائے تعالیٰ نے بھیجا تھا اور ایک یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے بحکم خط بھیجا تھا۔

۷ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوھما فعزز نا بثالث تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے جو روایتیں منقول ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے دو رسولوں کو بادشاہ انطاکیہ نے غصہ ہو کر قید کر دیا تھا۔ تیسرے جو پہنچے انہوں نے ایسا ربط و ضبط بڑھایا کہ بادشاہ کے دل میں جگہ کر لی۔ پھر ان دونوں قیدیوں کا قصہ خود ہی سے پوچھا اور جب ان سے وجہ قید بیان کی تو اس کو یہ صلاح دی کہ ان کا امتحان لینا مناسب ہے چنانچہ وہ طلب کرنے لگے اور ان کی دعا سے ایک مادر زاد اندھے کی آنکھیں کھل گئیں اور ایک پیدائشی لنگڑے لولے کے پاؤں صحیح و سالم ہو گئے اور آخر میں بادشاہ کا کلو تا بیٹا جسے مرے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا تھا زندہ ہو گیا اور جب بادشاہ نے اس سے دوبارہ زندہ ہو جانے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بیان کیا کہ وہ نیک بندوں کی دعا کی وجہ سے دوبارہ خدائے تعالیٰ نے مجھے خلعت حیات عطا فرمایا ہے اور جب اس سے دریافت کیا کہ تم ان کو دوبارہ پہچان سکتے ہو تو اس نے ہزاروں آدمیوں میں سے ان دونوں کو پہچان کر بتلا دیا۔ اس طرح خود بادشاہ اور اس کی سلطنت کے کل آدمی ایمان لے آئے۔ (باقی حواشی نمبر ۵ پڑھئے)

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾
تاکہ یہ ان کے پھلوں میں سے بھی کھائیں اور اپنے ہاتھوں کی محنت سے بھی۔ کیا اب بھی شکر نہ ادا کریں گے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ
منزہ ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کئے اس کے بھی جو زمین سے اگتی

اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ
ہے اور ان (منکرین) کی ذات کے (بھی) اور ان چیزوں کے (بھی) جن کو یہ نہیں جانتے

النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ
اور رات (بھی) ان کے لئے نشانی ہے جس میں سے ہم دن کو نکال لاتے ہیں پھر یہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى
(بھی ایک نشانی ہے) جو اپنے ایک مقررہ مقام کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑے زبردست صاحب علم

عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ
کا مقرر کردینا ہے۔ اور چاند (بھی ایک نشانی ہے) جس کی ہم نے منزلیں مقرر کردی

الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾
ہیں یہاں تک کہ وہ پلٹ کر پرانی شاخ کی (قوسی) صورت اختیار کرلیتا ہے نہ سورج ہی کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑ پائے اور نہ رات

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾
ہی کی یہ قدرت ہے کہ دن سے آگے بڑھ جائے حالاں کہ یہ سب کسی (نہ کسی) آسمان میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور ایک نشانی ان کے لئے یہ بھی

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ
ہے کہ ہم نے ان کے بزرگوں کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور ان کے لئے بھی ایسی ہی چیزیں پیدا کردی ہیں جن پر یہ سوار ہوتے رہتے

فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا
ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کو ڈبو دیتے پس نہ ان کا کوئی فریاد رس ہوتا اور نہ چھڑائے جاتے۔ سوائے اس کے کہ ہماری رحمت ہو اور ایک عرصہ

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا
کے لئے نفع پہنچانا (مدنظر ہو) اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اپنے گزشتہ (گناہوں) سے ڈرو

خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ
اور آئندہ (کے عذاب) سے خوف کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور ان کے پاس ان کے پروردگار

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا
کی نشانیوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں آئی جس سے یہ روگردان نہ ہوتے ہوں۔ اور جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو رزق

۱ خلق الازواج کلها مما تنبت الارض۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نطفہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتا ہے اور نباتات پر یعنی پھلوں اور درختوں پر قرار لیتا ہے۔ پس آدمی بھی اسی نباتات میں سے کھاتے ہیں اور جانور بھی۔ لہٰذا ان سب کے صلب میں وہ پہنچ جاتا ہے۔

۲ نسلخ منه النبات فاذا هم مظلمون۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا کا انتقال ہوتے ہی ایسا اندھیرا چھا گیا کہ لوگوں کو ان کے اہل بیتؑ کی فضیلت ہی نظر نہ آئی۔

۳ لمستقر لها تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ دونوں بزرگوار اس کو یوں تلاوت فرماتے تھے لامستقر لها جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو سکون و قرار نہیں ہے بلکہ برابر حرکت میں ہے۔

(قول مترجم) زمانہ حال کے ہیئت دان زمین کی ایک تیسری حرکت بھی ثابت کرتے ہیں یعنی اس فضائے وسیع میں آفتاب مع اپنے تمام نظام کے کسی طرف چلا جا رہا ہے۔ اس خیال کی تائید لامستقر لها سے ہوتی ہے جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اس کے لئے کوئی مقرر جگہ نہیں ہے۔

۴ منازل تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ اٹھائیس منزلیں ہیں جن میں سے ایک ایک میں چاند ہر رات کو پہنچتا رہتا ہے نہ کبھی سے پیچھے رہ جاتا ہے اور نہ کبھی سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ
خدا نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ (راہ خدا میں بھی) خرچ کرو۔ تو جو لوگ کافر ہو گئے ہیں مومنوں سے
لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾
یہ کہتے ہیں کیا ہم اس کو کچھ کھلائیں گے جس کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ (اس معاملہ میں) تم تو صریح گمراہی میں ہو۔
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (روز قیامت) کب تک آئے گا؟ اتنا
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا
غور نہیں کرتے کہ ایک چیخ ان کو یکایک آلے گی اور یہ لڑتے جھگڑتے ہی رہیں گے۔ پس نہ
يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي
اس وقت وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے بال بچوں کے پاس پلٹ کر آئیں گے۔ اور (دوبارہ) صور پھونکا
الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا
جائے گا تو یکایک وہ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی حضور میں حاضر ہونے کے لئے جلد جلد چلنے لگیں گے۔ کہتے ہوں گے
يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ
ہائے خرابی ہم کو خواب گاہ سے اٹھا کس نے دیا؟ (جواب دیا جائے گا کہ) یہی تو وقت ہے جس کا (خدائے) رحمان نے
وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ
وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچی (سچی) خبر دی تھی۔ پس ایک ہی چیخ تو ہوگی کہ یکایک وہ سب ہماری
جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا
حضور میں حاضر کر دیئے جائیں گے پس ان دن نہ تو کسی نفس پر کوئی ظلم کیا جائے
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ
گا اور نہ تم کو کوئی بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو عمل تم کیا کرتے تھے۔ بے شک جنتی لوگ تو
شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ
اس دن مزے اڑاتے ہوں گے وہ اور ان کی بیبیاں تختوں پر سایہ میں تکیہ لگائے بیٹھے
مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قف
ہوں گے۔ ان کے لئے جنت میں ہر میوہ اور ان کے لئے ہر وہ چیز جو وہ چاہیں گے موجود ہوگی۔
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾
بڑی رحمت کرنے والے پروردگار کی طرف سے سلام کہلایا جائے گا (اب ادھر کی سنئے) اور اے گناہ گارو! آج کے دن تم الگ ہو جاؤ۔

لے تاخذهم وهم يخصمون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آخر زمانہ کا ذکر ہے جب کہ لوگ بازاروں میں اپنے اپنے جھگڑے قصوں میں ہوں گے۔ اور ایک چیخ کی آواز یکایک آئے گی پس جو جس جگہ ہوگا وہیں مر جائے گا کسی کی یہ مجال نہ ہوگی کہ مکان کو لوٹے یا کوئی وصیت کر سکے۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ قیامت اس طرح آجائے گی کہ دو آدمیوں نے ایک کپڑا پھیلا رکھا ہوگا۔ ایک اس کو بیچتا ہوگا اور دوسرا خریدتا ہوگا۔ ابھی اسے تہ نہ کرنے پائیں گے کہ قیامت آجائے گی۔ اور ایک شخص لقمہ اٹھائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ اور ایک شخص حوض پر آکر کھڑا ہوگا کہ اپنے چوپائے کو پانی پلائے ابھی وہ پانی نہ پلا چکا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔

ع ۱۸ ۲

ماءها ماءها ماءها

ے من بعثنا من مرقدنا الجوامع میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کی قرأت یوں تھی من بعثنا من قرقدنا یعنی من حرف جار بعث مصدر مضاف یا ضمیر متکلم مضاف الیہ جملہ مجرور۔

(قول مترجم) من بعثنا پڑھنے میں کتاخانہ سوال پایا جاتا ہے۔ اور حقیقت حال سے بے خبری حالانکہ حقیقت اس وقت ایسی منکشف ہو چکی ہوگی جیسی کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں مطالعہ فرمائیے)

(☆) انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس جواب میں جو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ ان کو کھانا کھلانے پر قادر ہے اور پھر نہیں کھلاتا تو ہمیں ان کے کھلانے سے اور زیادہ احتراز کرنا چاہئے تاکہ خدا کے خلاف نہ ہو۔ اس کا دفعیہ یوں ہو سکتا ہے کہ حقیقتاً یہ جواب اعلیٰ درجہ کی جہالت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ جو کھانا کھلاتا ہے اس کے لئے اسباب ہیں۔ منجملہ ان کے ایک سبب یہ بھی ہے کہ امراء کو ترغیب و تحریض فرماتا ہے کہ محتاجوں کو اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کریں نیز ان کو اس امر کی توفیق بھی دیتا ہے

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ
اے اولاد آدمؑ! کیا میں نے تم کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ شیطان کے بندے نہ بننا۔ وہ یقیناً
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ
تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری عبادت کرنا۔ سیدھا راستہ یہی ہے۔
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ
اور اس نے تم میں سے بہتوں کو گمراہ کردیا۔ تو کیا تم خود کوئی سمجھ
تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾
نہ رکھتے تھے۔ اب یہ وہی جہنم (موجود) ہے جس سے تم کو ڈرایا جایا کرتا تھا۔
اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى
جیسا کہ تم کفر کیا کرتے تھے اس کے بدلے آج اس میں چلے جاؤ۔ ان دن ہم ان کے منہ
اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا
پر تو مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں جو (جو)
يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا
کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کی بابت گواہی دیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو پٹ کردیتے
الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى
پھر وہ راستے سے بھی آگے بڑھ جاتے پھر وہ کہاں سے دیکھتے؟ اور اگر ہم چاہتے تو ان کو یہیں مسخ کردیتے
مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ
پھر نہ وہ کہیں جاسکتے اور نہ پلٹ کر آسکتے اور جس کو ہم زیادہ عمر
نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ
دیتے تو اسے بناوٹ میں جھکا دیتے ہیں کہ کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ اور ہم نے اس کو (یعنی اپنے رسول کو) شعر
وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ
نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے لئے زیبا ہے۔ یہ تو صرف نصیحت اور کھلا قرآن ہے۔ تاکہ ان لوگوں
كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا
کو جو زندہ (حال) ہیں ڈرائے اور انکار کرنے والوں پر قول حق ثابت ہوجائے۔ کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ جو چوپائے
لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾
ہم نے اپنی قدرت سے بنائے ہیں ان کے نفع کے لئے پیدا کئے ہیں پس وہ (اس وقت) ان کے مالک بنے ہوئے ہیں۔

ع ۳ لا تعبدوا الشیطان کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت کی تو گویا اس نے اسی کی عبادت کی اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس نے کسی کہنے والے کی بات کو توجہ سے سنا پس وہ اس کا بندہ ہوگیا۔ اب اگر وہ بولنے والا خدا کی طرف سے کچھ کہتا ہے تو یہ سننے والا خدا کا بندہ بنا۔ اور اگر وہ بولنے والا شیطان کی طرف سے کہتا ہے تو یہ سننے والا شیطان کا بندہ بن گیا۔

ع ۴ تکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم تفسیر قمی میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ہر ہر آدمی کو اس کا نامہ عمل بھی عطا فرمائے گا وہ اس میں نظر ڈالیں اور انکار کریں گے کہ ہم نے تو ان میں سے ایک بات بھی نہیں کی اس پر خدائے ان کے برخلاف فرشتوں سے گواہی لے گا اور وہ یہ کہہ دیں گے کہ خدایا یہ تو تیرے ہی فرشتے ہیں یہ تیری ہی سی کہیں گے پھر دوبارہ قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نے تو ان میں سے ایک فعل بھی نہیں کیا اس واقعہ کو خدائے تعالیٰ ان لفظوں میں بھی فرما چکا ہے یوم یبعثھم اللہ جمیعاً فیحلفون لہ کما یحلفون لکم (جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو مبعوث فرمائے گا تو وہ اس کی حضور میں بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا لیتے ہیں) جب وہ اتنی جرأت کریں گے تو خدائے تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا ان کے اعضاء و جوارح جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب بیان کردیں گے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مومن کے اعضاء و جوارح اس کے برخلاف گواہی دیں گے۔ ایسی گواہی تو ان لوگوں کے برخلاف گذرے گی۔ جو عذاب جہنم کے مستحق قرار پاجائیں گے۔ رہا مرد مومن تو اس کا نامہ اعمال کہیں کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فمن اوتی کتبہ بیمینہ فاولئک یقرءون کتابھم ولا یظلمون فتیلاً

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا
اور ہم ہی نے ان چوپایوں کو ان کا مطیع کر دیا ہے کہ ان میں بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں۔ اور ان کے
مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لئے ان چوپایوں میں بہت سی منفعتیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا وہ اس کے شکر گذار نہ ہوں گے؟ اور انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور خدا بنا لئے
اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ
تاکہ وہ ان کو کچھ مدد کریں۔ وہ ان کی ذرا مدد نہ کر سکیں گے حالاں کہ ان کے لشکر کے لشکر ان (کی عبادت) کے
لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا
لئے حاضر رہتے ہیں۔ پس (اے رسولؐ) ان کی باتیں تم کو رنج میں نہ ڈالیں جو (جو)
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ
چھپاتے ہیں اور جو (جو) کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ آیا انسان اتنا نہیں سمجھتا کہ ہم نے
نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ
اس کو نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر یکایک وہ کھلا جھگڑالو بن گیا۔ اور ہمارے ہی لئے اس نے مثل بیان کی
خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا
اور اپنی خلقت کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ ہڈیوں کو جس حال میں کہ وہ خاک ہو جائیں گی
الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ
زندہ کون کرے گا؟ تم کہہ دو کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کر دیا تھا۔ اور وہ ہر مخلوق کے حال سے واقف ہے۔
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ
جس نے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ پیدا کر دی کہ اب تم اسی سے سلگاتے رہتے ہو
تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ
آیا وہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اس پر قادر نہیں ہے کہ ان کے ایسے
عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۙ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ
اور پیدا کر دے ضرور (قادر ہے) اور وہ بڑا پیدا کرنے والا (اور) جاننے والا ہے۔ یہ تو اسی
اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾
کی شان ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس سے صرف اتنا فرمائے کہ ہو بس وہ ہو جائے۔
فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾
پس منزہ ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور اسی کی حضور میں تم سب کی بازگشت ہوگی۔

منزل ۵

لے وذللنٰھا لھم تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چوپایوں کو ہم نے ان کا مطیع بنا دیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مثلاً اونٹ کو دیکھئے کہ باوجود اس قوت و عظمت کے ایک بچہ اس کو ہنکاتا پھرتا ہے۔

لے لا یستطیعون نصرھم وھم لھم جندمحضرون تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کا مطلب یہ منقول ہے کہ ان کے دیوتا تو ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اور وہ گروہ ان کے پاس حاضر رہتے ہیں اور ایک قول کے بموجب محضرون کے یہ معنی بھی آئے ہیں کہ جن بتوں کو یہ پوجا کرتے تھے انہی کے پیچھے پیچھے ان کے قول کے قول جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے۔ (قول مترجم) مشرکوں کو جو حالت بت پرستی کے سبب پیش آئے گی وہی ثلاثہ پرستوں کو اپنے خداؤں کے ذریعہ سے بھگتنی پڑے گی۔ جب جی چاہے تجربہ کر لیں کسی مصیبت میں پکار کر دیکھیں کہ وہ لا ینظیرون نصرھم کے مصداق ہیں یا نہیں اور یہ لوگ وھم لھم جند محضرون کے دنیا میں بھی مصداق ہیں اور اگر خدانخواستہ اسی عقیدہ پر مرے تو دوسرے معنی بھی ان پر راست آجائیں گے۔

لے قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ ابی بن خلف آیا اور دیوار میں سے ایک پرانی ہڈی لایا اور اس کو چورا کر کے کہنے لگا کہ اے محمد کیا جب ہم ہڈیاں اور راکھ ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مرنے کے بعد روح تو ایک مقام میں مقیم ہو جاتی ہے جسم کو کیڑا کی روٹی اور ریح میں اور بدکار کی تنگ و تاریک میں اور جسم مٹی ہو کر اسی مٹی میں مل جائے گا

حروفها ۳۹۵۱ سورة والصّٰفّٰت مكية كلماتها ۸۷۳

سورہ والصافات مکہ میں نازل ہوئی

ایاتها ۱۸۲ رکوعها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳

قسم ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی۔ پھر قسم ہے جھڑکنے والوں کی۔ پھر ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

بے شک تمہارا معبود ضرور یکتا ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ

ان کا پروردگار کرنے والا اور مشرقوں کا مالک ہے۔ یقیناً ہم نے اس دنیا کے آسمان کو ستاروں کی زینت

الْكَوَاكِبِ ۝۶ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

سے مزین کیا ہے۔ اور ہر سرکش شیطان کے لئے ان کی نگہبان بنا دیا ہے۔ اب وہ ملائے اعلیٰ

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ

کی گفتگو نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے ان کو بھگانے کے لئے مار پڑتی ہے۔ اور یہ ان کے لئے

عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

پائیدار عذاب ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی اڑتی ہوئی بات لے بھاگا سو ایک ستارہ ٹوٹ

ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا

کر اس کا (بھی) پیچھا لیتا ہے۔ اب ان سے پوچھو کہ از روئے پیدائش یہ خود زیادہ مضبوط ہیں یا

خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا

وہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے۔ یقیناً ہم نے ان کو لسدار مٹی سے پیدا کیا ہے۔ تم کو (ان کے انکار سے) تعجب ہوا

ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝۱۴ وَقَالُوْٓا

اور وہ (تمہارے تعجب کی) ہنسی اڑاتے ہیں اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے وہ نصیحت نہیں مانتے۔ اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اور

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

(زیادہ) ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝۱۶ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۱۷ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ

تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ آیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟ تم کہہ دو ہاں بلکہ

المنزل السادس (۶)

(بقیہ صفحہ ۵۳۳) اور جب بعث کا وقت آئے گا تو زمین پر وہ بارش برسے گی۔ جس سے مخلوق کی از سر نو پیدائش کا سلسلہ پھر شروع ہو جائے گا۔ پس زمین بالیدہ ہو جائے گی پھر اس کو اسی طرح حرکت دی جائے گی۔ جیسے دودھ کو بلونے کے وقت (ملک عرب میں اس مشک کو حرکت دیتے ہیں جس میں دودھ ہوتا ہے) پس آدمی کی مٹی عام مٹی سے اسی طرح الگ ہو جائے گی جیسے سونے کے ذرے پانی سے دھونے پر مٹی سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور مکھن یا مسکہ حرکت پانے پر دودھ سے الگ ہو جاتا ہے پھر ہر ہر جسم کی مٹی اپنی جسم کے ساتھ جمع ہو جائے گی اور خدائے قوی قادر کے حکم سے ہر جسم اپنی اپنی روح کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور صور حقیقی کے حکم سے صورتیں بھی اپنی اپنی اصلی حالت پر عود کر آئیں گی اور روحیں ان جسموں میں داخل ہو جائیں گی اور جب یہ حالت قائم ہو جائے گی تو کسی کو جائے انکار باقی نہ رہے گی۔ صفحہ ۵۳۳ کے باقی حواشی اس آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

حواشی صفحہ ۵۳۴

۱ والصفت صفا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد ہیں فرشتے اور انبیاء اور وہ سب لوگ جنہوں نے خدائے تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی اور اس کی خوشنودی کے لئے صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہوں گے۔

۲ المشارق تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد اور سیاروں کے طلوع ہونے کے مقام بھی ہیں اور آفتاب کے طلوع ہونے کا مقام بھی۔ کیوں کہ اس کا ہر روز کا مشرق اور مغرب جدا جدا ہوتا ہے۔ مگر مشرق ہی کے ذکر پر اس لئے اکتفا کی گئی کہ آفتاب کا طلوع ہونا قدرت پر زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔ اور نعمت میں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

۳ الا من خطف الخطفة۔ تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادق سے حدیث معراج میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل امین چوتھے چلے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ چوتھا چلا گیا یہاں تک کہ آسمان دنیا (یعنی آسمان اول) پر پہنچے اس پر ایک فرشتہ اسمٰعیل نام ہے صاحب خطہ دنیا ہے اور خدائے تعالیٰ نے اسی کے بارے میں فرمایا ہے الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب مطلب یہ ہے کہ شیاطین سے نگرانی وہی کرتا ہے اور شہاب ثاقب اسی کے حکم سے شیاطین کا پیچھا لیتے ہیں۔

دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾

تم سب ذلیل ہو کر آؤ گے۔ پس وہ ایک جھڑکی ہی تو ہوگی کہ وہ سب یکا یک (قبروں سے نکل کر) دیکھنے (کے دیکھتے) رہ جائیں گے۔

وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ

اور کہیں گے کہ ہائے خرابی یہی تو جزا و سزا کا دن ہے (جواب ملے گا جی) یہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ

جھٹلایا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو جنہوں نے نافرمانیاں کیں تھیں اور ان کی ازواج کو

وَمَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ

اور خدا کے سوا جن جن کو یہ پوجا کرتے تھے۔ ان سب کو اکٹھا کرلو پھر ان سب کو جہنم کا راستہ بتادو۔

الْجَحِیْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا

اور ان کو ٹھہرا لو کہ ان سے سوالات کئے جائیں۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے تم ایک دوسرے

تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ

کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ اس دن تو وہ بڑے تابعدار بنے ہوئے ہوں گے۔ اور ایک

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

دوسرے کے پاس سوال کرتے ہوئے آئیں گے۔ کہتے ہوں گے کہ تم تو ہمارے پاس داہنی طرف سے

تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا

(یعنی بڑے اہتمام سے) آیا کرتے تھے۔ وہ یہ کہیں گے کہ تم ہی ایماندار نہ تھے۔ اور

كَانَ لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ ﴿۳۰﴾

ہمارا تم پر کوئی قابو تو تھا نہیں بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے۔ پس ہم پر تو ہمارے رب کا قول پورا

فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۫ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَیْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا

اترا کہ ہم ضرور (عذاب کا) مزہ چکھنے والے ہیں۔ سو ہم نے تم کو بھی بہکایا کہ ہم تو

غٰوِیْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ یَوْمَىٕذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

گمراہ ہی تھے۔ پس اس دن وہ عذاب میں ملے جلے ہوں گے۔ ہم مجرموں کے

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ

اللّٰهُ ۙ یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَیَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا

سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے تو یہ اکڑا ہی کرتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم

۱ احشروا الذین ظلموا و ازواجھم تفسیر قمی میں ہے کہ الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا اور ازواجھم سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے مانند ہوں۔

۲ فاھدوھم الی صراط الجحیم تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو جہنم کے راستے کی طرف بلاؤ۔

۳ انھم مسئولون تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے ولایت جناب امیر المومنینؑ کی نسبت سوال کیا جائے گا۔ امالی اور العیون میں جناب رسول خدا سے بجنسہٖ یہی مضمون مروی ہے۔

علل الشرائع میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ بندہ ایک قدم بھی نہ اٹھائے گا جب تک کہ اس سے ان چار باتوں کی نسبت باز پرس نہ ہو جائے (۱) جوانی کی بابت کہ کس شغل میں کھوئی (۲) عمر کی بابت کہ کن کن کاموں میں صرف کی (۳) مال کی بابت کہ کہاں کہاں سے اکٹھا کیا اور کس کس کام میں اٹھایا (۴) ہم اہل بیتؑ کی بابت کہ ہم سے محبت رکھی یا نہیں؟

لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ

ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے ہیں؟ (دیوانہ کیسا؟) بلکہ وہ تو حق لے کر آیا ہے اور اس نے رسولوں

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

کی تصدیق کی ہے۔ تم یقیناً دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو۔ اور تم بدلہ اسی کا پاؤ گے۔ جو کچھ تم عمل کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

کرتے تھے۔ ہاں خدا کے خالص بندے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کے واسطے رزق (بھی) معین

مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾

ہے۔ (یعنی) میوے اور ان کی عزت (بھی) کی جائے گی۔ وہ نعمت والی جنتوں میں تختوں پر

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾

ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوں گے۔ صاف ستھرے مشروب کے گلاس کے دور چل رہے ہوں گے۔

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا

جس سے پینے والوں کو لذت حاصل ہوگی۔ اس میں نہ کوئی بھگڑا ہوگا اور نہ اس سے مدہوش

يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ

ہو جائیں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی (اور) بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) اسی طرح ہوں گی گویا

مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ

(رنگ کی صفائی میں) حفاظت سے رکھے ہوئے انڈے ہیں۔ پس وہ بھی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے۔

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ

ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا کہ میرا ایک ہم نشین تھا۔ جو یہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی تصدیق

الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

کرنے والوں میں سے ہے؟ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم کو

لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ

کوئی جزا یا سزا دی جائے گی؟ (پھر) کہے گا کہ آیا تم بھی اس سے واقف ہونا چاہتے ہو۔ پس جھک کر دیکھے گا

سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ

تو اس کو جہنم کے بیچوں بیچ دیکھے گا۔ (تب بے ساختہ) کہے گا کہ خدا کی قسم تو نے تو مجھے بھی مارا تھا۔ اور اگر میرے پروردگار

رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾

کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (اسی طرح) تیرے ساتھ ہوتا پکڑا (میں تم سے کہتا تھا کہ) ہم کو ہماری پہلی موت کے سوا مرنا ہی نہیں ہے

۱ اولئك لهم رزق معلوم کافی میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ جناب رسول خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل جنت کے حالات بیان کئے ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولائك لهم رزق معلوم اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خدام کو معلوم ہوگا۔ اور قبل اس کے کہ دوستان خدا ان سے سوال کریں کہ لاؤ وہ خود اس رزق کو لائیں گے اور یہ جو خدا نے فرمایا فواکه وهم مکرمون اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں جس چیز کی بھی وہ خواہش کریں گے انعاماً و اکراماً وہی ان کو دی جائے گی۔

۲ کأنهن بیض مکنون تفسیر صافی میں ہے کہ حوریاں جنت کو شترمرغ کے انڈے سے اس لئے نسبت دی گئی ہے کہ شترمرغ اپنے انڈے کو اپنے بال و پر سے چھپائے رہتا ہے اسی سے وہ صاف اور ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک و صاف رہتے ہیں۔ نیز ان کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے اور عرب میں یہ رنگ جسم انسان کے رنگوں میں سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔

۳ افما نحن بمیتین تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں۔ اس وقت موت حاضر کی جائے گی اور مابین جنت و جہنم مثل مینڈھے کے ذبح کر دی جائے گی۔ اور یہ اطلاع دے دی جائے گی کہ اب دوام ہے۔ اب موت کبھی نہ آئے گی۔ اس پر اہل جنت وہ کچھ کہیں گے جو آگے کی دو آیتوں میں منقول ہے۔

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ
اور نہ ہم کو (آخرت میں) عذاب ہی دیا جائے گا یقیناً بڑی سے بڑی کامیابی یہی
الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ
تو ہے۔ ایسی ہی (کامیابی) کے لئے تو چاہئے کہ کرنے والے کچھ کریں۔ کیا مہمانی
نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾
کے لئے یہ بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ کہ ہم نے اس کو نافرمانوں کے لئے عذاب مقرر کیا ہے۔
اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ
وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی گہرائی سے نکلتا ہے۔ اس کی چوٹی ایسی ہے جیسے شیطان کے سر ہوں
الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا
پس وہ ضرور اسی میں کھانے والے ہوں گے اور (چار وناچار) اسی سے پیٹ بھرنے
الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ
والے۔ پھر ان کے لئے اس کے اوپر سے گرم پانی کی پڑتی ہوگی۔ پھر
مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾
ان سب کی بازگشت ضرور جہنم ہی میں ہوں گی۔ انہوں نے یقیناً اپنے باپ دادا کو بھی گمراہ پایا تھا۔
فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ
تو ان کے نشان قدم پر یہ بھی دوڑے چلے آرہے تھے۔ اور بے شک ان سے قبل گمراہ ہوا تھا۔ تو ان کے نشان قدم پر یہ بھی دوڑے چلے آرہے
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ
تھے۔ اور بے شک ان سے قبل پہلے بہت سے گمراہ ہو گئے۔ حالاں کہ ہم نے ان میں ڈرانے والے ضرور بھیجے تھے۔ پس غور سے دیکھ لو کہ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾
جن کو ڈرایا گیا تھا۔ ان کا انجام کیا رہا (ہاں) اللہ کے مخلص بندے اس سے مستثنیٰ ہیں
وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
اور یقیناً نوح نے ہم کو پکارا تھا ہم ہی تو سب سے اچھا جواب دینے والے ہیں
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾
اور ہم نے خود انہیں اور ان کے اہل کو بڑی تکلیف سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کی اولاد کو (آئندہ دنیا میں) باقی رہنے والا قرار دیا۔
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى
اور ہم نے پچھلے آنے والوں میں اسے (یعنی ان کی صفت وثنا کو یا ان کے قصہ کو) باقی رکھا۔ نوح پر تمام عالموں میں سلام ہو۔

ا شجرۃ الزقوم تفسیر صافی میں ہے کہ یہ وہ درخت ہے جس کا پھل جہنمیوں کی مہمانی ہوگا اور لفظ نزل کے بعد اس کے بیان کرنے میں یہ مصلحت ہے کہ جنتیوں کے لئے وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی جن تک وہم وفہم پہنچ ہی نہیں سکتا اور ان سب کے مقابلے میں جہنمیوں کے کھانے میں صرف زقوم کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے پتوں کا بدبودار کڑوا درخت ہے جو تہامہ کے جنگل میں ہوتا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جب قریش نے یہ آیت سنی ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم (بیشک زقوم کا درخت گنہگاروں کی خوراک ہے) تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس درخت کو پہچانتے بھی نہیں۔ ابن الزبعری نے کہا کہ بربری کی زبان میں یا یمن کے لغات میں زقوم مکھن اور مکھن کو کہتے ہیں۔ اس پر ابوجہل نے اپنی لونڈی کو کہا زقیبینا (ہم کو زقوم تو کھلا) وہ لونڈی یہ سن کر مکھن اور خرمے لائی اور اس نے اپنے یاروں سے کہا لو بھائیو! یہ زقوم کھالو جس سے محمد تم کو ڈرایا کرتا ہے اور یہ گمان کیا کرتا ہے کہ آگ درخت اگائے گی حالاں کہ آگ درختوں کو جلایا کرتی ہے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں انہا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم طلعہا کانہ رؤس الشیاطین (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے اوروں کو ڈبو دیا۔ اور یقیناً

شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ

ابراہیمؑ بھی ان ہی کے پیروؤں میں سے تھے۔ جب کہ وہ اپنے پروردگار کی حضور میں سالم نیت سے آئے۔ جس وقت کہ

قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ

انہوں نے اپنے چچا سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے یہ کہا کہ تم یہ کیا پوجتے ہو؟ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے خداؤں

تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

کے مرید بنتے ہو؟ تمام عالموں کے پروردگار کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟ پھر ستاروں کی طرف ایک

النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾

نظر ڈالی۔ اور یہ فرمایا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔ پس یہ لوگ تو پیٹھ پھرا کر ان کے پاس سے (ادھر) گئے۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا

اور یہ چپ چاپ ان کے خداؤں کی طرف گئے اور دریافت کیا کہ تم کچھ کھاتے کیوں نہیں؟ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ بولتے

تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا

کیوں نہیں؟ اب تو چھپے چھپے ان پر دائیں ہاتھ کی ضرب لگانے لگے۔ اب وہ لوگ

اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ

منڈلا کر ان کی طرف آئے۔ فرمایا کیا تم ان چیزوں کی پوجا کرتے ہو جن کو اپنے ہی ہاتھوں سے تراشتے ہو۔ حالاں کہ اللہ نے

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي

تم کو (بھی) پیدا کیا ہے اور جو بت تم بناتے ہو ان کو (بھی) (پھر) انہوں نے آپس میں کہا کہ تم اس کے لئے ایک عمارت بناؤ

الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

پھر اس کو سخت آگ میں ڈال دو۔ پس اس طرح وہ ابراہیمؑ کے لئے ایک چال چلے سو ہم نے ان ہی کو ذلیل کر دیا۔

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ

اور ابراہیمؑ نے کہا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں کہ وہ عنقریب میری راہبری فرمائے گا۔

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ

اے میرے پروردگار مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ پس ہم نے ان کو ایک بردبار فرزند کی بشارت دی۔ پس جب وہ (فرزند) ان کے ساتھ

۱ سلم علی نوح فی العالمین تفسیر مسائی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ جملہ تو کنا کا مفعول ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے آئندہ امتوں اور نسلوں میں یہ دعائیہ جملہ نوحؑ کے لئے مقرر کیا اور دوسرے قول کے بموجب اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نوحؑ پر سلام ہو اور اس صورت میں تو کنا کا مفعول مثل صفت وثنا وغیرہ محذوف ہے۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی اولاد اور اپنے تابعین کو حضرت ہودؑ کے آنے کی خوشخبری پہنچائی اور ان کو یہ حکم دیا کہ ان کا اتباع کریں اور ہر سال ہماری وصیت کو ایک مقررہ دن سب کھول کر دیکھا کریں اور وہ دن ان کے لئے عید کا دن سمجھا جائے۔ یہ ایسا ہی حکم تھا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد حام اور اولاد یافث کی طرف سے ظلم و جور شروع ہوا تو اولاد سام نے جو علم ان کے پاس تھا اسے چھپا لیا۔ اس طرح نوحؑ کے بعد علم والہام ونبوت حضرت سام کی اولاد میں رہی۔ اور سلطنت یافث اور حام کی اولاد میں اور خدائے تعالیٰ کے اس قول وترکنا علیہ فی الاٰخرین کا یہ مطلب ہے کہ سلطنت نوحؑ کے برخلاف ظالموں کو دے دی گئی!: اس بیان سے خدائے تعالیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہے پھر فرمایا کہ عام کی اولاد سندھ اور ہند وحبش میں ہے اور سام کی اولاد عرب وعجم میں اور سلطنت بیشتر ان کے برخلاف رہی اور وصیت جو حضرت نوحؑ نے چھوڑی تھی اس کا وارث جب تک خدائے تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث نہ فرمایا ایک عالم دوسرے عالم کے بعد ہوتا رہا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا

چلنے پھرنے کے لائق ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں تو اب غور کرو

تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ

کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ بابا جان آپ کو جو حکم ملتا ہے بجا لائیے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ

مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پس جب دونوں نے اظہار اطاعت کیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ہم نے ان کو

يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

آواز دی کہ اے ابراہیمؑ تم نے بیشک اپنا خواب سچا کر دیا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ

بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ کھلی آزمائش ضرور ہے۔ اور ہم نے اس کا فدیہ ایک بڑی قربانی مقرر

عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾

کی ہے۔ اور اس (کے ذکر) کو ہم نے آئندہ آنے والوں میں باقی رکھا ہے۔ ابراہیمؑ پر سلام ہو۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ یقینا ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى

اور ہم نے ان کو نبی کی خوشخبری دی جو صالحین میں سے تھے۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر برکت نازل کی۔

اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ

حالاں کہ ان دونوں کی اولاد میں نیک بھی ہونے والے تھے تو کھلم کھلا اپنے آپ پر ظلم کرنے والے بھی۔ اور بے شک

مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ

ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر احسان کیا۔ اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو سخت

الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا

تکلیف سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کی نصرت کی جس سے وہی غالب رہے۔ اور ہم نے ان دونوں کو واضح

الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾

بیان والی کتاب عطا کی۔ اور ہم ہی نے ان دونوں کو راہ راست دکھائی۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

اور ہم نے آئندہ آنے والوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام ہو۔

۱ فانظر ماذا ترٰی تفسیر صافی میں ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیل حکم کا پختہ ارادہ کر چکے تھے۔ انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ اس لئے کیا کہ خدائی طرف سے جو امتحان ہونے والا ہے اس سے ان کو بھی مطلع کر دیں کہ اگر وہ اس سے پریشان ہوں تو ان کو ثابت قدم بنا لیں۔ اور اگر تسلیم کر لیں تو کھٹکا نہ رہے۔ بہرحال اپنے نفس کو امتحان کے لئے آمادہ کر لیں کہ امتحان آسان ہو جائے اور قبل نزول بلا اظہار اطاعت کا ثواب علیحدہ حاصل ہو۔

۲ ما تؤمر تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں مضارع اس لئے استعمال کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب چند مرتبہ دیکھا تھا اگر ایک ہی دفعہ دیکھا ہوتا تو ما امرت آتا۔

۳ فلما اسلما تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین اور جناب امام جعفر صادقؑ کی قرأت تھی فلما سلّما اس کا جواب محذوف ہے یعنی پھر آگے کیا کیا وجہ یہ ہے کہ حال خود شاہد ہے اور طرفین نے اپنی اطاعت کا ایسا ثبوت دیا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ (ذبح اسمٰعیل کا مفصل قصہ ضمیمہ میں پڑھئے) باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے

إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا
بے شک ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ دونوں ہمارے ایمان دار بندوں میں
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ
سے تھے۔ اور یقیناً الیاسؑ رسولوں میں سے تھے۔ جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے
أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٢٥﴾
کہا کہ تم ڈرتے نہیں۔ تم بعل کو پکارتے ہو۔ اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے
اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ
اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی چھوڑے دیتے ہو۔ پس انہوں
لَمُحْضَرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي
نے الیاسؑ کی تکذیب کی وہ سب (عذاب میں) ضرور دھرے جائیں گے۔ اللہ کے خالص بندے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور ان کا ذکر ہم نے
الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
پیچھے آنے والوں میں باقی رکھا۔ آل یاسین پر سلام ہو۔ بالیقین ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا
الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ
ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ بے شک ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور یقیناً لوطؑ رسولوں میں
الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي
سے تھے۔ جب کہ ہم نے ان کو اور ان کے تمام کنبے کو نجات دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے
الْغَابِرِينَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٣٦﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم
جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔ اور تم صبح و شام آتے
مُصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَبِاللَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ
جاتے ہو ضرور ان کے آثار (قدیم) کے پاس سے گذرتے رہتے ہو تو کیا تم کچھ سمجھتے ہی نہیں؟ اور یونسؑ بے شک
الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ
رسولوں میں سے تھے۔ جب کہ وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی میں چلے گئے۔ پس کشتی
مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ
والوں نے قرعہ ڈالا تو یہ مغلوب رہے۔ پھر ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور یہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ پس اگر یہ نہیں
كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾
تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو جس دن سب اٹھائے جائیں گے اس دن تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔

لے اتدعون بعلاً تفسیر قمی میں ہے کہ اس قوم کا ایک بت تھا جس کو وہ لوگ بعل کہا کرتے تھے۔

ع سلام علی آل یاسین تفسیر قمی میں ہے کہ پھر خدائے تعالیٰ نے آل محمد کا ذکر فرمایا اور پھر کہا تو کذلک علیہ فی الآخرین سلام علی آل یاسین پس یٰسین محمد ہیں اور آل یٰسین یعنی آنحضرت معصومین علیہم السلام۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد منقول ہے کہ جناب امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ یٰسین جناب محمد مصطفیٰ ہیں اور آل یٰسین ہم۔ الجوامع میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آل یٰسین آل محمد اور یٰسین آنحضرت کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اس کا ذکر سورۂ احزاب آیت درود میں اور شروع سورہ یٰسین میں آنحضرت کے اسماء مبارکہ کے ذکر میں آچکا ہے۔ اور اس کی مؤید یہ قرأت و کتابت بھی ہے کہ آج تک مخالفین کے قرآنوں میں آل یٰسین علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا ہے یعنی ملا کر الیاسین نہیں لکھا جاتا اور یہ جو بعضے قاریوں نے الیاسین ملا کر پڑھا ہے تو اس پر ایک قول قائم کیا ہے کہ ایک لغت ہم معنی الیاس ہے جیسے طور سینا اور طور سینین یہ قول ضعف اور دافعاً مخالفین آل یاسین کی من گھڑت تصنیف ہے اور بعضوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جمع ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس اور ان کے پیرو ہیں۔ اس ع ۸ قول پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر ایسا ہوتا تو الالیاسین استعمال ہوتا اس لئے کہ علم کی جمع بغیر الف لام کے عربی زبان میں نہیں آتی۔ دوسرے اور جتنے پیغمبروں کا اوپر ذکر ہوا ہے ان کے پیروؤں پر تو سلام ہو اور حضرت الیاس کے پیروؤں پر سلام بھیجا گیا اس تخصیص کی وجہ نہیں دکھائی دیتی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یٰسین حضرت الیاس کے والد کا نام تھا اور ان کا اصلی نام یہی

النصف

نسبت سے آل یٰسین تھا اور جس طرح اور پر کے ہر قصہ میں اس پیغمبر کے ذکر کے بعد اس پر سلام آیا ہے اسی طرح آل یٰسین پر بھی ہے اور یہ یاد رہے کہ ابتدا میں و ان الیاس لمن المرسلین کیوں پڑھتے ہو وہاں بھی پڑھو ان آل یاسین لمن المرسلین۔ (اس سے آگے مضمون اور اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

منزل (۶)

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ
پھر ہم نے ان کو ایک خالی جگہ میں ڈال دیا بس حال میں کہ وہ ناتوان تھے۔ اور ان کے اوپر کدو کا ایک درخت اگا دیا
يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا
اور ان کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ پس وہ لوگ ایمان لے آئے
فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ
اور ہم نے ان کو ایک (مقررہ) وقت تک فائدہ پہنچایا۔ اب ان سے پوچھو کہ کیا تیرے خدا کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور
الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ
ان کے لئے بیٹے؟ کیا ہم نے ان کو دکھ دکھ کر فرشتوں کو عورتیں پیدا کیا ہے۔ آگاہ رہ
اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾
ہو (یہ) یقیناً ان کا بہتان ہے (جو) یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کے (بھی) اولاد ہے اور یہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾
کیا اس نے بیٹے چھوڑ کر بیٹیاں اختیار کیں؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ
کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ یا تمہارے پاس کوئی کھلی حجت ہے۔ پس اگر تم
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ
سچے ہو تو اپنی کتاب پیش کرو۔ انہوں نے خدا اور جنات کے مابین رشتہ قرار دے دیا۔
وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
حالاں کہ جنات اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ یہ (مفتری) ضرور حاضر کئے جائیں گے۔ جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں خدائے تعالیٰ
يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا
اس سے منزہ ہے۔ اللہ کے مخلص بندے اس سے مستثنیٰ رہے۔ پس تم اور
تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ
جن جن کو تم پوجتے ہو وہ سب مل کر خدا کے برخلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ہو۔ سوائے اس کے جو جہنم میں جانے
الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ
والا ہے۔ اور ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کے لئے ایک معین ٹھکانا نہ ہو۔ اور یقیناً
الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾
ہم صف باندھنے والے ہیں۔ اور بے شک ہم تسبیح کرنے والے ہیں۔ اور یقیناً وہ یہ کہتے تھے کہ اگر

لے وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین تفسیر کبیر میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ مچھلی ان کو زمین کے مختلف حصوں میں اور سمندروں میں لئے لئے پھر یہاں تک کہ انہوں نے یہ تسبیح پڑھی لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (دیکھو پارہ ۱۷، رکوع ۵) اس وقت خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو سمندر کے کنارے ڈال دے۔ اس نے ڈال دیا تو ان کے بدن پر جلد عدار تھی اور گوشت بھی کچھ کم ہو گیا تھا خدائے تعالیٰ نے ان پر کدو کا درخت پیدا کر دیا جس کے سائے میں دھوپ سے بچے۔ پھر خدا نے اس درخت کو حکم دیا کہ ان کے جسم سے کچھ ہٹ جائے وہ ہٹ گیا۔ جب دھوپ پڑی تو یہ پریشان ہوئے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے وحی فرمائی اے یونس تم نے ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں پر رحم نہ کیا اور خود ایک ساعت کی تکلیف برداشت نہیں کرتے۔ اس وقت کہنے لگے یارب معوف معوف پس خدائے تعالیٰ نے ان کے جسم کو بحال کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس پلٹ آئے اور وہ ان پر ایمان لے آئے (حضرت یونس کا اپنی قوم میں واپس آنے کا قصہ ضمیمہ میں پڑھئے)

لے جعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا تفسیر کبیر میں ہے کہ بعض کفار تو یہ کہا کرتے تھے کہ جنات خدا کی بیٹیاں ہیں اور بعض جنوں سے فرشتے مراد لیتے تھے اس لئے کہ وہ بھی پوشیدہ ہیں اور بعض یہ کہتے تھے کہ خدا نے جنات سے رشتہ کر لیا اور فرشتے نکل بھاگے۔ اور بعض یہ کہتے تھے کہ اللہ اور شیطان بھائی بھائی ہیں عرش جو جو کچھ وہ ظالم کہتے تھے وہ سب خدا کی شان کے منافی تھا۔ اس کی ذات اس سے اعلیٰ و برتر ہے جس سے اس کو نسبت دی جائے۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾
ہمارے پاس پہلوں کی کتاب ہوتی تو ہم بھی خدا کے خالص بندوں میں سے ہوتے۔
فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا
خیر اب تو انہوں نے اس کا انکار کیا پس آگے چل کر ان کو معلوم ہی ہو جائے گا۔ اور ہمارا وعدہ ہمارے مرسل بندوں
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ
سے پہلے ہی ہو چکا تھا کہ ان سب کو یقینا مدد پہنچائے جائے گی۔ اور ہمارا لشکر ضرور
الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ
غالب رہے گا۔ پس تم ان سے ایک وقت تک کے لئے روگردان ہو جاؤ۔ اور ان کی حالت دیکھتے رہو
يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ
کہ آگے چل کر یہ خود دیکھ لیں گے۔ کیا یہ ہمارے عذاب کے بارے میں جلدی کرتے ہیں؟ تو جب وہ ان پر آ کر
فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ
اترے گا تو ان لوگوں کی جو ڈرائے جا چکے ہیں تو بہت ہی بری حالت ہو جائے گی۔ اور ایک وقت تک کے لئے تم ان سے
فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾
روگردان ہو جاؤ۔ اور دیکھتے رہو کہ کچھ عرصہ بعد ہی یہ دیکھ لیں گے۔ تمہارا پروردگار صاحب عزت و غلبہ ان سب باتوں سے منزہ ہے جو کچھ یہ لوگ
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾
بیان کرتے ہیں۔ اور تمام رسولوں پر سلام ہو۔ اور ہر قسم کی تعریف تمام عالموں کے پروردگار خدا ہی کے لئے (سزاوار) ہے۔

حروفها ۳۱۰۷ سورة صٓ مكية كلماتها ۷۳۸
سورہ صٓ مکہ میں نازل ہوا
رکوعها ۵ ایاتها ۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾
صٓ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی (یہ تو حق ہے) لیکن جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ تکبر اور نافرمانی میں (اڑے ہوئے) ہیں۔
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ
ہم ان سے پہلے کتنے ہی زمانوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر وہ چیخے چلائے مگر وہ بچاؤ کا وقت نہ تھا۔
مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ
اور انہیں تعجب یہ ہوا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا ان ہی میں سے آیا اور کافروں نے یہ بک دیا کہ

ع لو ان عندنا ذکرا من الاولین لکنا عباد اللہ المخلصین تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ کفار قریش یہ کہا کرتے تھے کہ خدا ان یہود و نصاریٰ کو غارت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کو کس طرح جھٹلایا۔ واللہ اگر ہمارے پاس پہلوں کی کتاب ہوتی تو ہم ضرور خدا کے خالص بندوں میں سے ہوتے مگر جب ان کے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے تو نتیجہ یہ ہوا کہ فکفروا بہ فسوف یعلمون

ع فاذا نزل بساحتهم ..... تا ..... فسوف یبصرون تفسیر قمی میں ہے کہ اذا نزل بساحتهم سے مراد وہ عذاب ہے جو آخر زمانہ میں بنی امیہ اور ان کے پیروؤں پر نازل ہوگا اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ لیکن اس وقت کا آنکھیں کھلنا ان کو کوئی نفع نہ دے گا۔ معصوم نے یہ بھی فرمایا کہ اہل قبلہ میں سے جتنے گمراہ اور شبہات پیدا کرنے والے ہیں یہ آیت ان کے بارے میں ہے۔

ع سبحان ربك ..... تا ..... رب العالمین کافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کے اعمال پوری ناپ سے ناپے جائیں اسے لازم ہے کہ جس وقت کسی جلسہ سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو ان تینوں آیتوں کو پڑھ لیا کرے۔ التوحید میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ ازلی ہے یعنی اس وقت تھا جب کہ کوئی شے اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ ایسا صاحب عزت ہے کہ اس سے پہلے کسی کی عزت ہی نہیں اور یہ اس کے اس قول سے ثابت ہے سبحان ربك رب العزة عما یصفون الخ تفسیر صافی میں ہے کہ اسی سورہ میں بعض رسولوں پر نام بنام خصوصیت سے سلام بھیجنے کے بعد سلام علی المرسلین کے ذریعے سے تمام رسولوں پر سلام بھیجا ہے اور یہ جو فرمایا والحمد للہ رب العالمین ان نعمتوں کا بھی شکریہ ہے جو اب موجود ہیں اور ان کا بھی جو آنے والی ہیں یا جن کا وعدہ ہو چکا ہے۔ اور اس کی بھی امید ہے کہ انجام بخیر ہوگا اور عام طور پر مومنین کی تعلیم بھی ہے کہ حمد خدا کیوں کر بجا لائیں اور اس کے رسولوں پر سلام کیوں کر بھیجیں۔ (اس صفحہ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں

هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٤ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ
یہ جھوٹا (اور) جادوگر ہے۔ کیا اس نے سب خداؤں کو ایک ہی خدا بنا دیا۔ بے شک یہ تو نہایت عجیب
عُجَابٌ ۝٥ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلٰى
بات ہے۔ اور ان کے شرفاء ایک دوسرے کے پاس (یہ کہنے) گئے کہ چلو تم اپنے معبودوں کی پوجا پر قائم رہو۔
آلِهَتِكُمْ ۚ إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ
بے شک یہ بات کسی غرض سے کہی جاتی ہے۔ پچھلی مذہب میں تو ہم نے یہ بات سنی نہیں۔
الْآخِرَةِ ۚ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝٧ أَءُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۖ
یہ تو ایک نئی پیدا کی ہوئی بات ہے۔ کیا ہم میں سے اسی کے اوپر نصیحت اتاری گئی
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي ۚ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ۝٨ أَمْ
اصل یہ ہے کہ وہ میرے ذکر سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ (یوں سمجھو کہ ابھی) انہوں نے عذاب ہی نہیں چکھا ہے۔ کیا
عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝٩ أَمْ لَهُم مُّلْكُ
تمہارے زبردست اور بڑے عطا کرنے والے پروردگار کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں؟
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝١٠
یا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا اختیار ان کو حاصل ہو گیا ہے۔ پس چاہئے کہ یہ (آسمانوں کی) سیڑھیوں پر
جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ
چڑھ جائیں وہ جتھوں میں سے ایک لشکر ہے تو یہیں جو عنقریب بھگا دیا جائے گا۔ ان سے پہلے نوح کی قوم
نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝١٢ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّأَصْحٰبُ
اور عاد اور میخوں والا فرعون بھی جھٹلا چکے ہیں۔ اور اسی طرح ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے وہ جتھے کے جتھے تھے۔
لْئَيْكَةِ ۖ أُولٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝١٣ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ
ان میں سے سب ہی نے تو رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ہمارے عذاب کے مستحق ہو گئے تھے۔
عِقَابِ ۝١٤ وَمَا يَنظُرُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ۝١٥
اور چیخ ہی کے منتظر ہیں۔ جس میں کچھ دیر نہ ہوگی۔ اور انہوں نے یہ کہا
وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝١٦ اصْبِرْ عَلٰى مَا
کہ اے ہمارے پروردگار روز حساب سے پہلے (پہلے) ہمارے حصہ کا عذاب تو ہمارے لئے جلد ہی بھیج دے۔
يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝١٧ إِنَّا سَخَّرْنَا
جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور ہمارے قوت والے بندے داؤد کو یاد کرو۔ بیشک وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے۔ ہم نے پہاڑوں کو

لے ما سمعنا بهذا فی الملة الآخرة تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دین کا اظہار فرمایا تو سب قریش جمع ہو کر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوطالب آپ کے بھتیجے صاحب نے ہمارے داناؤں کو تو احمق بنا دیا ہے اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں، ہمارے نوجوانوں کو بگاڑ دیا ہے اور ہمارے جتھے کو توڑ ڈالا ہے، اگر مفلسی نے انہیں اس بات پر مجبور کیا ہے تو ہم ان کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ قریش میں وہ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ اور ان کو ہم اپنا بادشاہ بھی بنائے لیتے ہیں۔ حضرت ابوطالب نے یہ خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر وہ لوگ سورج میرے دائیں ہاتھ میں دے دیں اور چاند بائیں ہاتھ میں تو مجھے وہ بھی منظور نہیں میں تو صرف ایک کلمہ کا خواستگار ہوں جس کے ذریعہ سے وہ عرب کے بھی بادشاہ ہو جائیں گے اور عجم بھی ان کے سامنے سر جھکا لے گا۔ اور آئندہ جنت میں بھی بادشاہی کریں گے۔ حضرت ابوطالب نے یہ خبر ان لوگوں کو پہنچا دی، انہوں نے کہا کہ ایک کلمہ کیا ہے ہم دس کلمے کہنے کو موجود ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بس اتنا ہی کہہ دو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگے واہ واہ واہ ہم تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ دیں اور ایک کو پوج لیں اس امر پر خدائے تعالیٰ نے وعجبوا ان جاءھم منذر منھم ..... سے ..... ان ھذا الا اختلاق تک نازل فرمایا (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ؕ

مسخر کر دیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ صبح و شام تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور پرندے بھی جمع رہتے تھے۔

كُلٌّ لَّهٗ أَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ

(اور) یہ سب ان کے مطیع تھے۔ سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے ان کو (قانون) شریعت اور فیصلہ کرنے

الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ أَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ إِذْ

کی قوت عطا کی تھی۔ اور آیا تمہیں جھگڑنے والوں کی بھی خبر ملی ہے۔ جب کہ وہ محراب کو پھاند کر (داؤدؑ کے پاس) آ گئے تھے۔

دَخَلُوا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى

اور وہ ان سے پریشان ہوئے تھے (اور) انہوں نے کہا تھا کہ ڈریئے نہیں ہم دونوں مدعی و مدعا علیہ

بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ إِلٰى

ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے پس آپ ہمارا فیصلہ (ٹھیک) ٹھیک کر دیجئے اور ہمیں

سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ إِنَّ هٰذَآ أَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ

راہ راست پر چلائیے۔ (دیکھئے) یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس تو ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس ایک ہی

وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

بھیڑ ہے۔ پس اس نے مجھ سے کہا کہ وہ ایک بھی میرے حوالے کر دے اور مجھے بات کرنے میں (بھی) دبا تا ہے

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ

(حضرت داؤدؑ نے) فرمایا کہ بے شک اس نے اپنی اتنی بھیڑوں کے ہوتے تیری بھیڑ

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ

تجھ سے مانگنے سے تجھ پر زیادتی کی اور یقیناً بہت سے شریک اسی طرح ایک دوسرے پر زیادتی کر جاتے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے

مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا

ہوں اور نیکوکار ہوں اور وہ ہے ہی تھوڑے اور (اس مدعا پر پہنچ کر) داؤدؑ سمجھ گئے کہ ہم نے اس فیصلہ کے ذریعے سے ان کی آزمائش کی پس

وَّأَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَإِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

انہوں نے اپنے پروردگار سے بخشش مانگی اور وہ رکوع میں گر پڑے اور خدا کی طرف رجوع کی پھر ہم نے بھی ان کی یہ لغزش معاف کر دی اور

يٰدَاوٗدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

یقیناً ہمارے نزدیک ان کا بڑا تقرب (بھی) اور انجام نیک (بھی)۔ اے داؤدؑ ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پس تم لوگوں کے

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ إِنَّ الَّذِيْنَ

مابین ٹھیک (فیصلہ کیا کرو اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تم کو راہ خدا سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً جو لوگ

ے وآتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب الجوامع میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ الحکمۃ سے مراد ہے قانون شریعت (جس سے تمام عالم کے اصول و قوانین ماخوذ ہیں) اس کا ایک جزو حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قول بھی تھا کہ گواہ لانا ذمہ مدعی اور بصورت انکار دعویٰ و عدم شہادت قسم بذمہ مدعا علیہ۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ فصل الخطاب سے مراد ہے تمام زبانوں کا سمجھنا۔ اور بہت سی حدیثوں میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ آئمہ اہل بیت کو حکمت اور فصل الخطاب دونوں عطا فرمائی گئی تھیں۔

ے فاحکم بین الناس بالحق العیون میں جناب امام رضاؑ سے حدیث عصمت انبیاء میں منقول ہے کہ آپ نے دریافت فرمایا کہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی یوں کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابلیس ایک خوبصورت پرندہ کی شکل بن کر پہلے تو محراب میں آ گیا اور پھر دیوار پھلانگ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نماز چھوڑ کر اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑے مگر وہ ایک مکان میں چھپ گیا یہ بھی چلے گئے پھر وہ ایک چھت پر چڑھ گیا۔ یہ بھی اس پر جا چڑھے۔ پھر وہ پرندہ اوندھا ہو کر زمین پر گر گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے چھت پر سے جھانکا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اوریا کی زوجہ نہا رہی ہے۔ ایک نظر پڑی تھی کہ عاشق ہو گئے۔ اوریا کو اس زمانہ میں بھی جہاد پر بھیج رکھا تھا۔ پس اپنے سپہ سالار کو لکھ بھیجا کہ لڑائی میں اوریا کو تابوت سے بھی آگے رکھا کرو۔ اوریا نے مشرکین پر فتح پائی۔ یہ خبر حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت شاق گذری پھر دوبارہ یہی حکم تھا کہ اوریا کو تابوت کے آگے رکھنا ایسا ہی ہوا اور اس مرتبہ اوریا قتل ہو گیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی زوجہ سے شادی کی۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ
راہ خدا سے بھٹک جائیں گے، ان کے لئے بوجہ اس کے کہ وہ روز حساب کو بھولے ہوئے تھے
الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ
سخت عذاب ہوگا۔ اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کو بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ
ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ
تو ان لوگوں کا گمان ہے جو کافر ہوگئے۔ پس ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوگئے جہنم کی ویل ہے۔ کیا ہم
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ
ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، زمین میں فساد کرنے والوں کی برابر سمجھیں گے؟ یا پرہیزگاروں
نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا
کو بدکاروں کے برابر رکھیں گے؟ یہ کتاب جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا بڑی برکت والی ہے
اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ
تاکہ وہ اس کے احکام میں غور کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان جیسا بہترین بندہ عطا کیا۔ بیشک
الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ ۚ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾
وہ خدا کی طرف بڑا رجوع کرنے والا تھا (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ شام کے قریب ان کے سامنے خاصے کے اصیل گھوڑے پیش کئے گئے
فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ
تھے۔ تو کہنے لگے کہ میں نے مال کی محبت میں اپنے پروردگار کی یاد چھوڑ دی یہاں تک کہ (سورج) پردے
بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ
میں چھپ گیا۔ انہیں میرے آگے پھر لوٹا لاؤ۔ پھر انہوں نے پنڈلیوں کو اور گردنوں کو چھو کر مسح کیا۔ اور
فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ
ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک (بے جان) لاشہ ڈال دیا پھر انہوں نے رجوع کی۔ عرض کرنے لگے کہ اے میرے
اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
پروردگار میری خطائیں بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد کسی اور کو میسر ہی نہ آئے۔ بیشک تو
الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾
بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا کہ وہ ان کے حکم جہاں وہ چاہتے ان کو نرمی و آسانی پہنچا دیتی تھی۔
وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾
اور شیاطین کو ان کا ماتحت کر دیا جو عمارتیں بناتے تھے اور دریا میں غوطے لگاتے تھے، اور کچھ اور تھے۔ جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

ع ۱۲

۱ ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات الخ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو فرمایا کہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات تو جناب امیر المومنین اور ان کے اصحاب ہیں۔ اور المفسدین فی الارض سے مراد جبت و زلیخا اور ان دونوں کے یار ہیں اور المتقین سے مراد ہیں جناب امیر المومنین۔ اور الفجار سے مراد ہیں ادکم و بنتر اور ان دونوں کے مددگار۔ الخصال میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ متقین کی کچھ علامتیں ہیں جن کے ذریعہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں سچ بولنا، امانت ادا کرنا، عہد پورا کرنا۔ فحش کرنا۔ برداشت کر لینا۔ اقربا کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ کمزوروں پر رحم کرنا۔ عورتوں کی صحبت میں کم بیٹھنا، جود و مدارتا، حسن اخلاق برتنا، بہت زیادہ بردبار ہونا اور ایسے علم کا اتباع کرنا جو قربت خدا کا باعث ہو۔ اور دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ فاجر وہ ہے جو اگر تم اسے امین بناؤ تو وہ تم سے خیانت کرے۔ اور اگر تم اسے مصاحبت میں رکھو تو تم کو عیب لگائے اور اگر تم اس پر بھروسہ کرلو تو تمہارا خیر خواہ نہ ہو اور کبھی تمہیں نیک بات نہ سجھائے۔
(باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى

یہ ہماری دین ہے اب خواہ دوسروں کو عطا کر دیا، بخل کرو، اس کے متعلق حساب نہ لیا جائے گا۔ اور بے شک سلیمان کو ہماری حضور میں تقرب

وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ

(بھی) حاصل تھا اور نیک انجام (بھی) اور ہمارے بندہ ایوب کا ذکر کرو جس وقت انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو رنج بھی

الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ

پہنچایا ہے اور دردناک تکلیف بھی۔ (ہم نے جواب دیا کہ) تم زمین پر اپنا پاؤں مارو (فوراً چشمہ جاری ہو گیا اور ہم نے حکم دیا کہ) یہ ٹھنڈا پانی

وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى

نہانے کے لئے بھی ہے اور پینے کے لئے بھی (تاکہ ظاہر و باطن صاف ہو جائے) اور ہم نے ان کو اہل و عیال بھی دیئے اور اتنے ہی اور بڑھا

لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا

دیئے یہ ہماری طرف سے ایک رحمت تھی اور سمجھداروں کے لئے نصیحت اور اپنے ہاتھ میں شاخوں کا ایک مٹھا لے لو اور اس کے ذریعہ سے مارو

وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ

اور اپنی قسم جھوٹی نہ کرو۔ بیشک ہم نے ان کو صابر پایا وہ کیسے اچھے بندے تھے یقیناً وہ بڑے رجوع کرنے والے تھے۔ اور ہمارے بندوں

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ

ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو یاد کرو جو بڑی قوت والے اور بڑی نظر والے تھے۔ ہم نے ان کو عاقبت کی یاد کے

ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ

واسطے خالص کر لیا تھا۔ اور وہ ہمارے نزدیک چیدہ اور نیک بندوں میں سے تھے۔ اور

اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ

اسماعیلؑ و الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کو بھی یاد کرو اور یہ سب کے سب نیک تھے۔ یہ تو ایک یادداشت ہے اور

لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾

پرہیزگاروں کے لئے انجام ضرور نیک ہے۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہوں گے۔

مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ

وہ ان میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور طرح طرح کے میوے اور پینے کی چیزیں ان میں طلب کرتے ہوں گے۔ اور ان کے پاس

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ

ہم عمر اور نیچی نگاہ والی (حوریں) ہوں گی۔ یہی تو وہ چیزیں ہیں جن کی بابت حساب کے دن کے متعلق تم سے وعدے کئے گئے تھے، بیشک یہ

هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾

ہمارا وہ عطیہ ہے جس کا خاتمہ ہونے والا نہیں۔ یہی تو ہے اور سرکشوں کے لئے ضرور انجام برا ہے۔

لے هذا عطآؤنا فامنن او امسك بغير حساب، کافی میں جناب امام جعفر صادق سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں یہ منقول ہے کہ سلیمانؑ کو بڑا ملک عطا کیا گیا تھا پھر اس کا آیت کا حکم جناب رسول خدا کے بارے میں جاری ہوا کہ آنحضرت کو یہ اختیار تھا کہ جس شخص کو جو کچھ چاہیں عطا فرما دیں۔ اور جس سے جو کچھ چاہیں روک لیں اور ایک بات تو حضرت سلیمانؑ کے اختیار سے بھی کہیں بڑھی ہوئی تھی کہ فرماتا ہے: ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتوا جو کچھ رسول کو تم دیں وہ لے لو اور جس سے تم کو منع کریں اس سے باز رہو، نیز اسی کتاب میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام رضا سے دریافت کیا تھا کہ آیا ہمارے ذمہ لازم ہے کہ ہم آپ سے باتیں دریافت کریں۔ فرمایا ہاں! پھر عرض کیا گیا کہ آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ ہماری باتوں کا جواب دیا کریں۔ فرمایا نہیں۔ ہم کو اختیار دیا گیا ہے کہ ہم مناسب سمجھیں تو جواب دیں نہ مناسب جانیں تو نہیں۔

ع ۱۲

وقف لازم ۹

ے انا وجدناہ صابرا، علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ایوبؑ کے ابتلا کا باعث وہ نعمتیں تھیں جو خدائے تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی تھیں اور انہوں نے ان کا شکر ادا کیا تھا۔ چونکہ ابلیس اس زمانہ میں عرش کے نیچے تک پہنچ جاتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت ایوب کا عمل متعلق ادائے شکر نعمت صعود کرتا چلا رہا ہے تو اس ملعون کو حسد پیدا ہوا اور اس نے عرض کی کہ پروردگار یہ ایوب جو تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے یہ عطیات دنیوی کا باعث ہے اگر یہ عطیات زائل کر دیے جائیں تو پھر نعمت کا شکر نہیں ادا کرے گا۔ اب ذرا مجھے اس کو دنیا پر تو مسلط کر دے تو تجھے بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ شکر نعمت ادا کرنے والا نہیں ہے۔ فرمایا میں نے تجھے ان کی دنیا پر مسلط کیا (اس سے آگے مضمون اور اس صفحہ کے دوسرے حواشی بھی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے۔)

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ

(یعنی) جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے۔ پس وہ ہی برا بچھونا ہے۔ یہی تو ہے پس چاہئے کہ اس کو چکھیں کیسا کھولتا پانی ہے اور

وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا

کیسی پیپ ہے اور اسی شکل کے اور بہت سے گروہ ہوں گے۔ یہ فوج کی فوج تمہاری ہی ساتھ گھسنے والی ہے

مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ؕ لَا مَرْحَبًا

ان کو کہیں ٹھکانا نہ ملے یہ بھی جہنم میں داخل ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ تم ہی کو ٹھکانا نہ ملے۔

بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ

تم ہی نے تو ہمارے لئے پہلے سے یہ تیار کیا ہے تو یہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔ پھر عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار جس نے

لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا

یہ راستہ ہمارے لئے پہلے سے تیار کیا تو اسی آگ میں اس کا عذاب دوگنا بڑھا دے۔ اور وہ کہیں گے کہ کیا ہو گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے

كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

جن کو ہم بدوں میں شمار کیا کرتے تھے، آیا ان کو ہم نے مخرہ بنا لیا تھا یا نگاہیں ان سے پھر گئی ہیں۔

الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ

بیشک یہ اہل جہنم کا آپس میں لڑنا برحق ہے۔ تم کہدو کہ میں تو صرف ایک ڈرانے والا ہوں

وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

اور سوائے خدائے یکتا زبردست کے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو

بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ

کچھ ان دونوں کے مابین ہے ان کا پروردگار بڑا زبردست (اور) بخشنے والا ہے تم کہدو کہ وہی تو خبر بزرگ ہے جس سے تم

مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ

روگردان ہونے والے ہو، مجھے عالم بالا کی تو کچھ خبر نہیں تھی۔ جب کہ وہ آپس میں جھگڑتے تھے۔

يُّوْحٰۤى اِلَيَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

مجھے کوئی اور وحی نہیں کی جاتی ہے مگر یہ کہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ تمہارے پروردگار نے کل فرشتوں سے کہا کہ

بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

میں مٹی سے ایک آدمی بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے بنا چکوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دوں تو

فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾

تم اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا پس سب ہی فرشتوں نے تو سجدہ کیا

۱ غساق، تفسیر قمی میں ہے کہ غساق جہنم میں ایک وادی ہے جس میں تین سو تیس قصریں اور ہر قصر میں تین سو گھر ہیں اور ہر گھر میں تیس زاویے ہیں اور ہر زاویے میں ایک ایک اژدہا ہے۔ اور ہر اژدہے پر تین سو تیس بچھو ہیں اور ہر بچھو کے سر پر تین سو تیس کانٹے زہر کے ہیں، اگر ان میں سے ایک بچھو بھی اپنے زہر کو تمام جہنم میں پھیلا دے تو اس کا زہر سب کی ہلاکت کے لئے کافی ہو۔ (مگر وہاں ہلاکت کہاں؟

۲ واخر من شکلہ ازواج۔ ازواج کے معنی یہاں اصناف واقسام ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس مراد بنی عباس ہیں،

۳ ھذا فوج مقتحم معکم، تفسیر صافی میں ہے کہ یہ خدائے تعالیٰ نے وہ قول بیان کیا ہے جو سرکشوں کے سرداروں سے اس وقت کہا جائے گا جب کہ وہ جہنم میں جاتے ہوں گے ہمراہی میں ان کی پیروی کرنے والوں کی فوجیں کی فوجیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ مقتحم اقتحام سے ہے جس کے معنی ہیں چھوٹے دروازے میں سے گروہ کثیر کا ہجوم کر کے گزرنا، تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ان لوگوں کی کثرت کے سبب جہنم ان پر ایسا تنگ ہو جائے گا جیسا کہ نیزہ کی بوڑی کے نیچے والے حصہ پر نیزہ کی ڈانڈ تنگی کیا کرتی ہے ۱۲۔

۴ لا مرحبا بھم، تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تو بنی امیہ کہیں گے اور اس کے جواب میں ان کے پیرو کہیں گے بل انتم لا مرحبا بکم،

(باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

إِلَّآ إِبۡلِيسَۖ ٱسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَٰٓإِبۡلِيسُ مَا
نہ کیا تو ابلیس نے اس نے بڑائی چاہی اور کافروں میں شمار کیا گیا۔ (خدائے تعالیٰ نے) سوال کیا کہ اے ابلیس
مَنَعَكَ أَن تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّۖ أَسۡتَكۡبَرۡتَ أَمۡ كُنتَ مِنَ
جسے میں نے اپنی قدرت خاص سے پیدا کیا اسے سجدہ کرنے سے تجھے کیا چیز مانع آئی، آیا تو نے خود سے) بڑائی چاہی یا تو اعلیٰ درجہ والوں میں
ٱلۡعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا۠ خَيۡرٞ مِّنۡهُۖ خَلَقۡتَنِي مِن نَّارٖ وَخَلَقۡتَهُۥ مِن طِينٖ ﴿٧٦﴾
سے ہو گیا؟ عرض کرنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا ہے۔
قَالَ فَٱخۡرُجۡ مِنۡهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٞ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِيٓ إِلَىٰ يَوۡمِ
فرمایا تو یہاں سے نکل جا کہ تو راندہ درگاہ ہے۔ اور تجھ پر روز جزا تک کے لئے میری لعنت ہے۔
ٱلدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرۡنِيٓ إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ
عرض کرنے لگا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اس دن تک کے لئے مہلت دے دے جس دن
ٱلۡمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوۡمِ ٱلۡوَقۡتِ ٱلۡمَعۡلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغۡوِيَنَّهُمۡ
یہ مبعوث کئے جائیں گے۔ فرمایا مجھے وقت معلوم کے دن تک کے لئے مہلت دی گئی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اب تیری ہی عزت کی قسم ان
أَجۡمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ ٱلۡمُخۡلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَٱلۡحَقُّ وَٱلۡحَقَّ
میں سے تیرے خالص بندوں کو چھوڑ کر اور تو میں سب ہی کو بہکاؤں گا۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے اور میں بھی ٹھیک ہی
أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمۡلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ أَجۡمَعِينَ ﴿٨٥﴾
کہے دیتا ہوں۔ میں بھی تجھ سے اور ان میں سے جو (جو) بھی تیرے پیرو ہو جائیں گے ان سب سے جہنم کو بھر ہی دوں گا۔
قُلۡ مَآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ أَجۡرٖ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾
تم یہ کہہ دو کہ میں تو تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر مانگتا ہی نہیں اور نہ میں تکلف کرنے والا آدمی ہوں۔
إِنۡ هُوَ إِلَّا ذِكۡرٞ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَأَهُۥ بَعۡدَ حِينِۢ ﴿٨٨﴾
یہ تو تمام اہل عالم کے لئے ایک نصیحت ہے اور اس کی واقعی خبر تم عنقریب کے بعد تم سب کو ضرور ہی معلوم ہو جائے گی۔

حروفها ۴۹۶۵ سورة الزمر مكية كلماتها ۱۱۸۴
سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوا
ركوعها ۸ آياتها ۷۵

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

تَنزِيلُ ٱلۡكِتَٰبِ مِنَ ٱللَّهِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ
اس کتاب کا نازل ہونا زبردست حکمت والے خدا کی طرف سے ہے ہم نے یہ کتاب تمہارے پاس

لے أستكبرت أم كنت من العالين، تفسیر برہان میں ابو سعید خدری کی حدیث میں منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور علی و فاطمہ و حسن و حسین۔ ہم خلقت آدم سے دو ہزار برس سے پہلے سرادق عرش میں تسبیح خدا کرتے تھے۔ اور سب فرشتوں نے ہماری تسبیح سن سن کر تسبیح کرنا سیکھا (اس کا بقیہ ضمیمہ میں پڑھئے۔

ج ما أسئلكم عليه من أجر۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حکم ہوا یا رسول اللہ تم خدا کے ان دشمنوں اور شیطان کے دوستوں سے جو تکذیب و انکار پر اڑے ہوئے ہیں یہ کہدو ما أسئلكم عليه من أجر وما أنا من المتكلفين، یعنی مکلف اس صورت میں ہوتا کہ تم سے ایسی بات چاہتا جو تمہارے بس کی نہ ہوتی۔ اس پر منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمد کے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ بیس برس سے ہماری گردنیں دبا رکھی ہیں اب یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری گردنیں اپنے اہل بیتؑ کے ہاتھ میں دے جائیں یہ خدا نے نازل نہیں کیا ہے۔ یہ خود ان ہی کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کے ذریعہ سے اپنے اہل کو ہم پر حاکم بنانا چاہتے ہیں اگر محمد قتل کر دیئے گئے یا اپنی عورت سے مر گئے تو ہم ان کے اہل بیت سے امارت کے بارے میں ضرور جھگڑیں گے اور خلافت ہرگز ان میں نہ جانے دیں گے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۲ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ
حق کے ساتھ اتاری ہے پس تم اطاعت کو خالص کر کے اللہ ہی کی عبادت کرو۔ خبردار ہو کہ اطاعت خالص خدا ہی
الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا
کے لئے ہے۔ اور جن لوگوں نے ان کے سوا اوروں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے (وہ یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کے پرستش صرف
لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ
اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کے نزدیک کر دیں ضرور خدائے تعالیٰ ان تمام باتوں کو جن میں وہ آپس میں
يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ
اختلاف کیا کرتے ہیں، فیصل فرما دے گا۔ یقیناً خدائے تعالیٰ اس شخص کی راہبری نہیں فرماتا جو جھوٹا بھی ہو (اور) بڑا منکر (بھی) اگر اللہ یہ
اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ
چاہتا کہ کوئی بیٹا بنائے تو جو کچھ وہ پیدا کرتا ہے اس میں جسے چاہتا اس کی ذات ایسی باتوں سے منزہ ہے وہ یکتا
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ
و زبردست خدا ہے اس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک (ٹھیک) پیدا کیا وہ رات کو دن پر ڈھانپ
عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ
دیتا ہے اور دن کو رات پر اور اس نے سورج کو اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے،
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ
ہر ایک وقت معین تک کے لئے پھرتا رہتا ہے۔ خبردار رہو وہ سب پر غالب اور بڑا بخشنے والا ہے، اسی نے تم کو ایک
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ
ذات واحد سے پیدا کر دیا پھر اسی (کی بچی ہوئی مٹی) سے اس کا جوڑا بنا دیا اور تمہارے واسطے چوپایوں کے
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ
آٹھ جوڑا نار دیجیے وہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں
فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
اس طرح پیدا کرتا ہے کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت (بدلتی چلی جاتی ہے۔ واللہ وہی تمہارا پروردگار ہے اسی کو ہر طرح کا اختیار ہے اس
فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضٰى
کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر پھرے جاتے ہو؟ اگر تم کفران نعمت کرو تو اللہ تو تم سے بے پروا ہے، اور وہ اپنے بندوں کے لئے
لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
کفران نعمت کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس کو تمہارے لئے پسند کرے گا اور کوئی اٹھانے والا

لے ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ احتجاج طبری میں جناب رسول خدا سے حدیث منقول ہے ج جس کا ایک جزو یہ ہے کہ پھر آنحضرت مشرکین عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمانے لگے کہ تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟ کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے تقرب خدا کے خواستگار ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کیا خدا کے حکم کے زیادہ ماننے والے اور اس کی زیادہ عبادت کرنے والے ہیں کہ تم کو ان کی تعظیم کے سبب تقرب خدا حاصل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا نہیں تو فرمایا ان کو تم ہی نے اپنے ہاتھوں سے بنا لیا ہے؟ عرض کی جی ہاں! فرمایا کہ اگر عبادت ان سے ممکن ہوتی تو زیادہ موزوں یہ تھا کہ یہ تم کو پوجتے (کہ تم ان کے بنانے والے ہو) نہ یہ کہ تم ان کو پوجو کیوں کہ ان کی تعظیم کے متعلق تمہارے پاس اس کا تو کوئی حکم موجود ہے نہیں جو تمہاری مصلحتوں سے واقف۔ تمہارے انجام سے خبردار۔ اور جن باتوں کی تم کو تکلیف دیتا ہے ان کی حکمتوں کا جاننے والا ہے۔ قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ہر اس چیز کو جس کی اس کے سوا پرستش کی جاتی تھی، سورج ہو یا چاند یا کوئی اور چیز۔ حاضر کرے گا اور ہر ہر انسان سے ان کی پرستش کرنے کی وجہ دریافت کرے گا۔ اور جس جس نے خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پرستش کی ہوگی وہ یہ کہے گا کہ پروردگار ہم تو ان کی پرستش صرف اس غرض سے کیا کرتے تھے کہ ان کے ذریعہ سے ہم کو تیرا تقرب حاصل ہو جائے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان پوجنے

والوں کو بھی اور جن جن کو یہ پوجا کرتے تھے ان کو بھی سوائے ان کے جن کو میں مستثنیٰ کر چکا ہوں جہنم میں پہنچا دو کہ جن کو مستثنیٰ کر چکا ہوں وہ جہنم سے علیحدہ ہی رہیں گے۔
(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمایئے)

وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو بازگشت تمہارے پروردگار کی طرف ہوگی پھر وہ
تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کردے گا۔ یقیناوہ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔ اور انسان پر جب کوئی مصیبت پڑتی
دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا
ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرکے دعا کرکے دعا مانگنے لگتا ہے پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جس
اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ
بات کے لئے دعا مانگا کرتا تھا اسے بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے اور لوگوں کو راہ خدا سے بھٹکانے۔ تم یہ کہدو کہ
بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ
تو اپنے کفر سے تھوڑے دن نفع اٹھالے۔ تو یقینا جہنمیوں میں ہے۔ آیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ
الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ
میں اور کھڑے کھڑے خشوع سے دعا کرنے والا ہو۔ اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہو
يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا
(مذکورہ بالا شخص کے مانند ہوسکتا ہے) تم یہ کہدو کہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو جائیں گے؟ سمجھتے تو اس کو خط عقل
الْاَلْبَابِ ۝۹ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ
والے ہی ہیں۔ تم یہ کہدو کہ اے میرے وہ بندو! جو ایمان لائے ہو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ ان لوگوں کے واسطے
اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى
جنہوں نے نیکی کی اس دنیا میں بھی خوبی ہے۔ اور اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ سوائے
الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ
اس کے نہیں کہ صبر کرنے والوں کو ان کے اجر بلا حساب پورے (پورے) دیئے جائیں گے۔ تم یہ کہدو کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں خدا کی
مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۱۱ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۲ قُلْ
عبادت کروں اور اسی کے لئے اطاعت کو خالص کرلوں۔ اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا فرمانبردار (ثابت) ہو جاؤں۔ تم یہ کہدو
اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۳ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ
کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ تم یہ کہدو کہ میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں
مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝۱۴ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ
اور اسی کے لئے اپنی اطاعت خالص رکھتا ہوں۔ پس تم اس کے سوا جس جس کی چاہو عبادت کرو۔

۱ آناء اللیل ساجدا وقائما، علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد نماز شب ہے۔ ۱۲۔ ۲ قل هل یستوی الذین یعلمون الخ۔ کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ الذین یعلمون تو ہم ہیں اور الذین لا یعلمون ہمارے دشمن ہیں۔ اولوالالباب ہمارے شیعہ ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارا اور ہمارے شیعوں کا اور ہمارے دشمنوں کا اپنی کتاب کی ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ هل یستوی الذین یعلمون الخ۔ پھر حضرت نے اس کی تفسیر اسی شان سے فرمائی جیسی کہ جناب امام محمد باقر نے فرمائی تھی۔ ۱۲

۳ للذین أحسنوا فی هذه الدنیا حسنة۔ تفسیر مائی میں ہے کہ فی ہذہ الدنیا آیا تو احسنوا سے متعلق ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کے لئے خیر وخوبی ہے یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یا اس کا تعلق حسنہ سے ہے جو اس کے بعد ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ "جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی خیر وخوبی کی مبانی نہیں اور دنیا کی خوبی سے مراد صحت وعافیت ہے امالی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ عمل خیر کرنے سے کم از کم دنیا کی خیر وخوبی تو خدائے تعالیٰ کرنے والے کو پہنچا ہی دیتا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جن کو خدائے تعالیٰ دنیا میں کچھ بھی عطا فرمائے گا آخرت میں ان سے اس کو کوئی حساب نہ لے گا۔ ۱۲ انما یوفی الصابرو أجرهم بغیر حساب۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیوان حساب کھولا جائے گا اور میزان عدالت قائم کی جائے گی۔ (اس سے آگے کا مضمون آئندہ صفحہ ۵۵۱ پر پڑھئے)

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ
تم یہ کہدو کہ حقیقی نقصان اٹھانے والے وہی ہیں جو قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے اہل (وعیال) کو نقصان
الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۵ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ
پہنچائیں گے۔ خبردار ہو کھلا نقصان یہی تو ہے۔ ان کے لئے ان کے اوپر کی طرف سے بھی
مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ
آگ کی چھتیں کی چھتیں ہوں گی اور ان کے نیچے کی طرف سے بھی انہیں کی تہیں (ہوں گی) یہی تو (وہ عذاب ہے) جس سے خدا اپنے بندوں کو
فَاتَّقُوْنِ ۝۱۶ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى
ڈراتا رہتا ہے۔ اے میرے بندو آپ تم مجھ سے ڈرو اور جو لوگ طاغوت سے بچتے رہے کہ اس کی عبادت نہ کریں اور خدا کی طرف رجوع کرتے
اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝۱۷ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ
رہے بشارت ان ہی کے لئے ہے۔ پس تم میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے رہے اور ان میں سے سب سے بہتر
فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ
کی پیروی کرتے رہے یہ خوشخبری سنادو کہ وہ وہی ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور وہی عقلمند ہیں۔
اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۱۸ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ
کیا وہ شخص جس پر حکم عذاب ٹھیک اترا (قابل بشارت ہو سکتا ہے) کیا تم اس کو جو جہنم میں پہنچ چکا ہو
مَنْ فِى النَّارِ ۝۱۹ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا
چھڑا سکتے ہو؟ لیکن وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لئے بلند مکان ہوں گے اور ان کے اوپر اور اونچے مکان بنے ہوئے
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ
ہوں گے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔
الْمِيْعَادَ ۝۲۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى
کیا تم یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر زمین میں اس کے چشمے بنا کر
الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ
جاری کر دیا پھر اس کے ذریعہ سے رنگ برنگ کی کھیتی پیدا کرتا ہے، پھر وہ خشک ہونے لگتی ہے
مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى
پھر تم اس کو زرد ہوا دیکھ لیتے ہو وہ اس کو کھلیان کر دیتا ہے۔ بیشک عقلمندوں کے لئے اس میں بھی نصیحت
الْاَلْبَابِ ۝۲۱ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ
موجود ہے۔ کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور ہدایت پر ہے

(بقیہ صفحہ ۵۵۰)
تو جن جن لوگوں کی خدائے تعالیٰ آزمائش فرما چکا ہے وہ دیوان و میزان دونوں سے بری رہیں گے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو لوگوں کی ایک جماعت سیدھی جنت کے دروازے پر آدھمکے گی اور دروازے کھٹ کھٹائیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم اہل الصبر ہیں۔ دریافت کیا جائے گا کہ تم نے کس چیز پر صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہم عبادت خدا بجا لانے کی اور خدا کی نافرمانی سے باز رہنے کی تکلیفوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اس پر خدائے تعالیٰ فرمائے گا یہ سچ کہتے ہیں۔ ان کو جنت میں داخل کرلو، خدائے تعالیٰ کے اس قول اِنما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب کا مطلب یہی ہے"۔

(حواشی صفحہ ہذا نمبر ۵۵۱)

۱ والذین اجتنبوا الطاغوت أن یعبدوھا، تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے وہ تم ہو اور جس شخص نے کسی ظالم کی اطاعت کی تو اس نے گویا اس کی پرستش کی۔

۲ فبشر عبادہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، کافی میں جناب امام موسیٰؑ کاظم سے منقول ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں اہل عقل و فہم کو بشارت دی ہے، چنانچہ فرمایا ہے فبشر عباد الخ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ خوشخبری ان بندوں سے متعلق ہے جو حدیث کو غور سے اور جیسی سنیں ویسی ہی بیان کردیں نہ کچھ بڑھائیں اور نہ گھٹائیں۔ تفسیر صافی میں فیتبعون احسنہ، کا مطلب یہ منقول ہے کہ حق و باطل میں وہ تمیز کر لیتے ہیں اور اطاعت کے لئے افضل کے بعد افضل کو اختیار کرتے ہیں۔ ۱۲۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ
یا کوئی اور؟ پس افسوس ان لوگوں پر ہے جن کے دل یاد خدا کرنے سخت ہو گئے ہیں۔ وہی تو کھلی گمراہی میں ہیں

مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ
اللہ وہی ہے جس نے اچھی سے اچھی بات نازل فرمائی ہے (یعنی ایک کتاب جس کی آیتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور بعض مکرر آئی

مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى
ہیں۔ اس سے جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں

ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
(اور) خدا کی یاد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، یہی تو خدا کی ہدایت ہے جس کے ذریعہ سے جس کو وہ چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور جس سے

لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ
خدائے تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کر لے تو اس کا راہبر کوئی نہیں ہوتا۔ پھر آیا وہ شخص جو اپنی ذات کو قیامت کے دن بڑے سے بڑے عذاب سے

لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
بچالے (سر سے محفوظ رہنے والے کے برابر ہو سکتا ہے) حالانکہ نافرمانوں سے اس دن یہ کہا جائے گا کہ تم جو کچھ کیا کرتے تھے (اب) اس

فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي
کا مزہ چکھو۔ جو لوگ ان سے پہلے گزر گئے انہوں نے (بھی پیغمبروں کو) جھٹلایا پس ان پر عذاب بھی اس طرح آیا کہ یہ کچھ نہ سمجھے۔ پس اللہ نے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ
زندگانی دنیا میں تو ان کو رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اور بڑھا ہوا ہے۔ کاش یہ اسے سمجھتے۔ اور ہم نے آدمیوں کے لئے اس قرآن میں

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾
ہر طرح کی مثل بیان کی۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے ہر طرح کی کجی سے بری ہے

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا
(جس کی غرض یہ ہے کہ وہ (خدا سے) ڈریں۔ خدائے تعالیٰ مثل بیان کی ہے ایک ایسے مرد کی جس میں کئی ایک جھگڑالو حصہ دار ہوں اور ایک ایسے

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ
مرد کی جو سالم اور خالص ایک ہی شخص کا ہو۔ آیا مثل میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لئے (زیبا) ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾
مگر ان میں سے اکثر یہ بھی نہیں جانتے۔ تم بھی یقیناً مرنے والے ہو۔ اور یہ بھی ضرور مرنے والے ہیں

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾
پھر قیامت کے دن تم سب کے سب ضرور اپنے پروردگار کے پاس جھگڑتے ہوئے آؤ گے۔

(باقی اس صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

۱ احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی، تفسیر ثنائی میں ہے کہ احسن الحدیث سے مراد ہے قرآن مجید اور متشابہا کا یہ مطلب ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے معجزہ ہونے میں باقاعدگی میں معنی کی صحت میں اور تمام منفعت میں مشابہت رکھتا ہے اور مثانی کے یہ معنی ہیں کہ بعض اقوال اس میں بار بار لائے جاتے ہیں۔ سورۃ الحمد کا نام مثانی ہونے کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ (دیکھو پارہ نمبر ۱ رکوع ۱، یہاں مثانی بطور صفت کے استعمال کیا گیا مالانکہ خود جمع ہے اور اس کا موصوف لفظ کتاب واحد اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب کا مجموعہ ہے اور بتکرار آیات کی ہوئی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ مثانی کو متشابہا کی تمیز قرار دیں۔ اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ جو آیات متشابہ ہیں وہ بار بار آئی ہیں۔ بار بار لانے کا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ علی العموم نفوس کو وعظ و نصیحت سے نفرت ہوتی ہے تو جب تک بار بار دہرائی نہ جائے گی بات ذہن میں راسخ نہ ہوگی قول صاحب تفسیر ثنائی اسی مضمون کو خدائے تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون۔

۲ تقشعر من جلود الذین یخشون ربهم تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب کسی بندے کی جلد پر خوف خدا سے بال کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت کے پتے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے برخلاف جھوٹ بولے اور سچ کو جب اس کے پاس آئے جھٹلائے۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ

کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟ اور وہ جو سچ کو لے کر آیا

وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ

اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی (خدا سے) پہلے ڈرنے والے وہی تو ہیں۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس جو

رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ

(جو) کچھ چاہیں گے موجود ہے نیکوکاروں کا بدلہ یہی تو ہے۔ تاکہ جو بڑی سے بڑی بدی انہوں نے کی تھی اس (کے وبال) کو

الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا

خدائے تعالیٰ ان سے دور کردے اور جو عمل (بھی) وہ کیا کرتے تھے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ

اس کے عوض میں انہیں زیادہ اچھا بدلہ ان کے دے۔ کے اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے؟ حالانکہ وہ تمہیں

مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

ان کے (ذریعہ) سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا ہیں۔ اور جس سے خدائے تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کرلیتا ہے اس کا کوئی راہبر نہیں ہوتا۔

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ

اور جسے خدا ہدایت فرما دیتا ہے اس کا کوئی بھٹکانے والا نہیں ہے۔ کیا اللہ زبردست (اور) انتقام لینے والا نہیں ہے۔ اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ

تم ان سے یہ دریافت کرو گے کہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہ کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ تم کہہ دو کہ

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ

آیا تمہاری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے رہتے ہو

هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ

آیا یہ اس کے نقصان کو رفع کرسکیں گے؟ یا وہ مجھ پر رحمت نازل کرنی چاہے تو آیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گے؟

رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ

(چونکہ ایسا نہیں ہے لہذا تم کہہ دو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے تو اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔ تم یہ

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ

کہہ دو کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ میں (اپنا) کام کررہا ہوں۔

الجزء (۲۴)

۱ کذب بالصدق إذ جاءه۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الصدق سے مراد ہے وہ حق جو جناب رسول خدا لائے اور ولایت جناب امیر المومنین

۲ والذی جاء بالصدق وصدق به۔ تفسیر مجمع البیان میں ائمہ معصومین میں سے مروی ہے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ جاء بالصدق یعنی وہ سچ لے کر آئے جناب محمد مصطفیٰ ہیں۔ اور صدق به یعنی وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔ ۱۲۔

۳ یخوفونك بالذین من دونه۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم سے صاف صاف کہتے ہیں کہ علیؑ کو خلیفہ نہ بنائیے اس سے ہمیں معاف رکھیئے اور تم کو دھمکی یہ دیتے ہیں کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم کفار سے جا ملیں گے۔ تفسیر صافی میں ایک ضعیف روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش نے یوں کہا تھا کہ آپ جو ہمارے بتوں کو عیب لگاتے ہیں۔ اس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں لوگ آپ کو مخبوط الحواس نہ کہہ دیں۔ ۱۲۔

۴ قل افرأیتم ما تدعون من دون الله، تفسیر صافی میں ایک روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے اس حکم بموجب ان کفار سے سوال کیا تھا اور وہ سب چپ رہے تھے اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اس میں ان کے دیوتاؤں کے لئے مؤنث کی ضمیریں یہ جتانے کی غرض سے استعمال کی گئی ہیں کہ وہ حد سے زیادہ بودے اور بے حقیقت ہیں۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

آگے چل کر تم یہ معلوم کر ہی لو گے۔ کہ وہ کون ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے اس کو ذلیل کر دے اور اسی پر پائیدار عذاب

مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

(بھی) نازل ہوتا ہے۔ بیشک ہم نے تم پر یہ برحق کتاب لوگوں کے فائدہ کے لئے نازل کی ہے، پس جو شخص ہدایت یافتہ ہوگا

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

تو اپنی ہی ذات کے نفع کے لئے اور جو بھٹک جائے گا تو وہ اپنی ہی ذات کو ضرر پہنچانے کے لئے بھٹکے گا۔ اور تم ان کے

بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ

نگہبان نہیں ہو۔ اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے اور جو ابھی مری نہیں ان کی سونے کے وقت

مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى

(لے لیتا ہے) پس جن پر موت کا حکم صادر کر چکا ہے ان کو تو روک رکھتا ہے اور دوسرے کو

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ

ایک وقت معین تک کے لئے بھیج دیتا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کریں نشانیاں (موجود) ہیں۔ آیا

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا

انہوں نے خدا کے سوا اور سفارشی بنا لئے ہیں؟ تم یہ کہہ دو کہ اگر وہ کسی چیز پر اختیار نہ رکھتے ہوں اور کوئی بات سمجھ

وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

نہ سکتے ہوں تو بھی (انہی کو سفارشی بناؤ گے) تم یہ کہہ دو کہ شفاعت تو بہ پوری پوری اللہ ہی کے ہاتھ میں اس کو آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

کا اختیار حاصل ہے اور (اسی کو) زمین کا پھر اسی طرف تمہاری بازگشت بھی ہوگی اور جس وقت خدائے یکتا کا ذکر کیا جاتا ہے

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے منقبض ہو جاتے ہیں اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے ماوراء ہیں

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تو وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔ تم یہ کہہ دو کہ اے اللہ! اے آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے!

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا

اے چھپی اور کھلی کے جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے مابین ان تمام معاملات میں فیصلہ فرمائے گا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

جن جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ اور اگر ان لوگوں کے اختیار میں جو نافرمانی کیا کرتے ہیں زمین میں جو کچھ ہے یہ سب

۱ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا الخ تفسیر صافی میں ہے کہ بدنوں سے نفوس کو اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ اگر موت آگئی ہے تو تعلق و تصرف ظاہری اور باطنی دونوں منقطع ہو جاتے ہیں اور اگر فقط نیند کی حالت ہے تو ظاہری تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور باطنی تعلق باقی رہتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب کوئی سوتا ہے تو اس کا نفس جانب آسمان صعود کر جاتا ہے اور اس کی روح اس کے جسم میں باقی رہتی ہے اور ان دونوں کے مابین ایسا سلسلہ باقی رہتا ہے جیسا کہ سورج اور اس کی شعاع میں۔ پھر اگر خدائے تعالیٰ کا حکم قبض روح کا صادر ہو جائے تو روح نفس کی دعوت قبول اور اگر خدائے تعالیٰ کا حکم بقائے روح کا صادر ہوتا ہے تو نفس روح کا کہنا مان لیتا ہے اور پلٹ آتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے اس قول اللہ یتوفی الانفس حین موتہا کا یہی مطلب ہے اس آمد و شد میں نفس، انسان آسمانوں میں عالم ملکوت میں جو کچھ دیکھتا ہے اس کی تو تاویل و تعبیر ہو سکتی ہے اور جو کچھ آسمانوں و زمین کے مابین دیکھتا ہے وہ شیطانی تخیلات و وساوس ہیں ان کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔ فعل توفی کو کسی آیت میں تو خدائے تعالیٰ سے نسبت دی گئی ہے اور کہیں ملک الموت سے کہیں اور فرشتوں سے اس کی وجہ کیا ہے وہ ہم سورۂ نساء میں بیان کر چکے ہیں (دیکھو پارہ ۵ رکوع ۱۳)

۲ اذا ذکر اللہ وحدہ الی آخرہ، تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں ہے جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کا تنہا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ جن آل محمد کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے تم ان کی اطاعت کرو۔

(اس سے آگے صفحہ ۵۵۵ پر پڑھئے)

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا
ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور جو قیامت کے دن عذاب کی سختی کے مقابلہ میں وہ اس (سب) کو بطور فدیہ دے دیں گے،

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
اور اللہ کی طرف سے ان کے بارے میں وہ کچھ ظاہر ہوگا جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔ اور جو افعال وہ کیا کرتے ہیں

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ
ان کی برائیوں ان پر صاف کھل جائیں گے اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑایا کرتے ہیں وہی ان کو آگھیرے گا۔ پس جس

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ
وقت انسان پر کوئی تکلیف آپڑتی ہے تو وہ ہم سے دعا کرنے لگتا ہے۔ پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہدیتا کہ

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾
یہ تو مجھے اپنے علم کی بدولت میسر آئی ہے۔ حقیقت میں یہ تو آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
ان سے جو پہلے تھے وہ بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے پس جو کچھ انہوں نے کمایا تھا اس نے ان کو کوئی

يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ
فائدہ نہ پہنچایا۔ پھر جو (جو) افعال انہوں نے کئے تھے ان کی تکلیفیں ان کو پہنچیں، اور ان میں سے جو نافرمان رہے

هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾
عنقریب ان کے افعال کی برائیاں ان کو پہنچیں گی اور وہ خدا کو عاجز نہ کرسکیں گے۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ
کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ یقیناً جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع کردیتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کردیتا ہے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى
بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں (موجود) ہیں۔ تم یہ کہدو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی ہی ذات پر

اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
زیادتی کی ہے (یعنی دل کھول کر گناہ کئے ہیں) تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یقیناً اللہ سب ہی گناہوں کو بخش

جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا
دے گا۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو

لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾
اور قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے اسی کے مطیع رہو۔ (ورنہ) پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی۔

بقیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۵۵۴۔

تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے دل بہت ہی متنفر ہو جاتے ہیں اور جب ان کا ذکر کیا جائے جن کی اطاعت کا خدا نے حکم نہیں دیا تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں (قول مترجم) ہم اپنے زمانہ میں مخالفین آل محمد کی یہی حالت پاتے ہیں کہ جب علی اور اولاد علی کا ذکر ہو تو ان کو حد سے زیادہ ناگوار گزرتا ہے۔ گو بعض مواقع پر کسی لحاظ سے کچھ کہہ نہ سکیں مگر چہرے کی رنگت و حالت دل کے حال سے خبر دے دیتی ہے۔ مگر جب دشمنان آل محمد کا ذکر ہو تو مارے مسرت کے بندقاٹوئے جاتے ہیں۔ ۱۲

حاشیہ صفحہ ہذا نمبر (۵۵۵)

۱ قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم الخ تفسیر قمی ہے کہ یہ آیت خصوصیت کے لئے شیعیان علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کا ذکر اس قول کے ساتھ کیا ہے۔ یاعبادی الخ پھر فرمایا واللہ اس آیت میں تمہارے سوا اس نے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے معانی الاخبار اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت خاص کر فاطمہ زہرا کی اولاد کے شیعوں کی شان میں نازل فرمائی ہے۔ الحاسن میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ملت ابراہیمؑ پر سوائے تمہارے اور کوئی قائم نہیں ہے اور عمل سوائے تمہارے کسی اور کے قبول نہ کئے جائیں گے اور گناہ سوائے تمہارے کسی اور کے نہ بخشے جائیں گے، نیز جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ: یاعبادی الذین اسرفوا الخ سے زیادہ وسعت والی اور کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ آیت مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے۔ اس میں سے اچھی سے اچھی بات کی پیروی

يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

کرتے رہو قبل اس کے کہ عذاب تم کو یکا یک آلے اور تم کو خبر تک نہ ہو (کہ) کوئی اس وقت کہنے لگے ہائے افسوس میں نے

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

جنب اللہ کے بارے میں یہ کیسی کمی کی اور میں بے شبہ اس اس کی ہنسی اڑانے والوں میں رہا۔ یا یہ

السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾

کہنے لگے کہ اگر مجھے اللہ ہدایت فرماتا تو میں (بھی) ڈرانے والوں میں سے ہو جاتا۔ یا جس وقت عذاب کو دیکھے یہ کہے کاش میرے لئے بازگشت ہوتی تو میں بھی نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔ (جواب ملے گا کہ ہاں) ہاں

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ

تیرے پاس میری آیتیں ضرور آئی تھیں پھر تو نے ان کو جھٹلایا تھا اور تو نے بڑا بننا چاہا تھا اور تو

وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى

انکار کرنے والوں میں سے تھا۔ اور قیامت کے دن تم ان لوگوں کو جنہوں نے خدا کے برخلاف جھوٹ بولا ہوگا

اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾

دیکھو گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ

اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں بامراد بنا کر نجات دے گا نہ کوئی تکلیف ان کو پہنچے گی اور

يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ

نہ وہ رنجیدہ رہیں گے۔ خدا (ہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کا انکار کر دیا

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾

نقصان پانے والے تو وہی ہیں۔ تم یہ کہدو کہ اے جاہلو! کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ

حالانکہ خود میری طرف اور جو مجھ سے پہلے تھے ان کی طرف یہ وحی یقینی کی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک

---

۷ یاحسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ۔ الاحسان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت وافسوس کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے عدل کے اوصاف بیان کئے۔ پھر خود ہی اس کے مخالف ہو گئے ایسوں ہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے: أن تقول نفس یاحسرتا الخ۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ جنب اللہ جناب امیر المومنین ہیں اور اسی طرح ان کے بعد اوصیاء میں سے ہر وہ بزرگ جو اس منزلت رفیعہ پر فائز ہو اہو، تا آنکہ یہ امر ان کے آخر قائم کو پہنچے۔ الاکمال اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جنب اللہ ہم ائمہ ہیں۔ المناقب میں ان ہی حضرت سے اور ان کے والد ماجد سے اور ان کے صاحبزادے جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جنب اللہ جناب علی ابن ابی طالب ہیں۔ اور وہی قیامت کے دن مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہوں گے اور جناب امام رضا سے منقول ہے۔ کہ اس آیت میں جنب اللہ کے معنی ہیں۔ ولایت علی۔ نیز جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جنب اللہ میں ہوں احتجاج طبرسی میں خود انہی حضرت سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدا سے عزوجل نے صاف صاف بیان کرنے میں اور حجت کو ثابت کرنے میں اپنے پاس قول سے جو کس نے اپنے اولیاء اور اصفیاء کی نسبت فرمایا ہے زیادہ توضیح کی ہے اور وہ قول یہ ہے۔ أن تقول نفس یاحسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ۔ یہ حقیقت مخلوق خدا کو سمجھانے کے لئے علیحدہ خدا کی قرب منزلت کی تعریف ہے کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم کسی قرب منزلت کی تعریف کرتے ہو تو تم کہا کرتے ہو کہ فلاں شخص فلاں بادشاہ یا نواب کے پہلو میں بیٹھنے والا ہے، چونکہ خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ بدلنے والے اس کی کتاب میں ہر طرح کے احداث کریں گے مثلاً حج اللہ کے ناموں کو اس میں سے گرا دیں گے اور ان کے امر کو امت پر ملتبس کر دیں گے تا کہ اس کے ذریعہ سے باطل کو قوت دیں اس لئے اپنی کتاب میں ایسے رموز قائم کر دئے کہ ان کو سوائے خود اس کی ذات کے اور اس کے انبیاء کے اور زمین پر جو

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

کیا تو تمہارے عمل ضرور مٹ جائیں گے۔ اور تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ لہٰذا صرف خدا ہی کی عبادت کیا کرو۔

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

اور شکر گذار بندوں میں سے ہو جاؤ۔ اور انہوں نے عظمت خدا کا اندازہ ہی نہیں کیا جیسا کہ اندازہ کرنے کا حق ہے

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ

حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اسی کی ملکیت ہوگی۔ اور آسمانوں اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

جن چیزوں کو یہ اس کا شریک گردانتے ہیں ان سے اس کی ذات منزہ و برتر ہے۔ اور (پہلی مرتبہ) صور پھونکا جائے گا

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ

تو جو آسمانوں میں ہیں وہ (بھی مر کر) گر پڑیں گے۔ اور جو زمین میں ہیں وہ (بھی) سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے

قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو یکایک وہ سب کھڑے ہو کر (ادھر اُدھر) دیکھنے لگیں گے۔ اور زمین اپنے مالک کے نور سے

وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

روشن ہو جائے گی اور نوشتے رکھ دیئے جائیں گے۔ اور نبی اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان کے مابین ٹھیک (ٹھیک) فیصلہ کیا جائے گا

يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا

اور ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور ہر نفس کو (جو) جو کچھ وہ کر چکا ہے اس کا پورا (پورا) بدلا دیا جائے گا اس لئے کہ جو (جو)

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا

یہ کچھ وہ کیا کرتے ہیں وہ اس سے خوب واقف ہے۔ اور جو کافر ہو چکے وہ ایک غول بنا کر جہنم کی طرف ہنکا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک

جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ

کہ وہ جب اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے نگہبان ان سے یہ کہیں گے کہ

مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ

کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور

هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾

تم کو تمہارے اس دن کی پیش آمد سے ڈراتے۔ وہ کہیں گے کہ ہاں (آئے تو ضرور تھے) لیکن (ہم نے نہ مانا اور) کافروں پر عذاب کا کلمہ پورا

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

ہوا۔ کہا جائے گا کہ جہنم کے پھاٹکوں میں جا گھسو ہمیشہ اسی میں رہنا۔

لہ وما قدر اللہ حق قدرہ۔ التوحید میں جناب امیر المومنین کا ایک خطبہ منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ جب عدول کرنے والوں ایسی مخلوق سے خدائے تعالیٰ کو تشبیہ دی جس کے حصہ بھی ہو سکتے ہیں اور جو اپنی صفات میں محدود بھی ہے اور جس کی مقدار میں اطراف ہیں اور مختلف طبقوں میں ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ پروردگار عزوجل اپنی ذات سے موجود ہے نہ کہ اعضاء و جوارح اور آلات وادوات سے لہٰذا اس نے نفی فرمادی کہ بندے اس کی عظمت کا کما حقہ اندازہ کرنے کے لئے کہ اس کی ذات عالی مثل و مانند کی شرکت سے پاک ہے اور اس کی رفعت عظمت کی جو مدد کافروں نے اپنے قیاس سے باندھنی چاہی ان کے قیاس سے وہ اعلیٰ و برتر ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: "وما قدروا اللہ حق قدرہ الخ"۔ پس قرآن مجید اس کی جو صفت تمہیں بتائے اس کی پیروی کرو تاکہ وہ تمہارے مابین اور اس کی معرفت کے مابین وسیلہ بن جائے اور اسی کے نور ہدایت سے روشنی حاصل کرو اس لئے کہ وہ نعمت و حکمت ہے جو تم کو عطا کی گئی ہے

ع پس جو کچھ تم کو عطا کیا گیا ہے اسے لے لو اور شکر گزار بن جاؤ۔

اور جو کچھ شیطان اس کی بابت تمہیں بتائے یعنی ایسی بات کہ جو نہ قرآن مجید میں تمہارے لئے فرض ہو اور نہ سنت رسول دائمہ معصومین میں کہیں اس کا پتہ ہو اس کا علم خدا کے سپرد کر دو کہ تمہارے ذمہ خدا کا انتہائی حق اسی قدر ہے اور جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان نہیں کی جا سکتیں اور یہوں کر بیان کی جا سکتی ہیں جب کہ وہ اپنی کتاب میں خود فرما چکا: وما قدروا اللہ حق قدرہ پس جس قدر بھی کوئی بیان کرے اس سے کہیں زیادہ موجود ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خوارج کے بارے میں آئی ہے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی نیمہ میں پڑھئے)

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى
سو تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا برا ہوگا۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے ان کی (سواریوں) کے دل جنت کی طرف
الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ
(باعزاز) لیجے جائیں گے۔ یہاں کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے
خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا
نگہبان آ کر کہیں گے سلام علیکم آپ لوگ تو طیب و طاہر ہو گئے آپ ہمیشہ رہنے کے لئے اس میں (تشریف لے) چلیئے،
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ
اور وہ کہیں گے سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہم کو اس زمین کا وارث کر دیا کہ
الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ
ہم اس جنت میں جہاں چاہیں رہیں سہیں تو نیک عمل کرنے والوں کا اجر کتنا اچھا ہے۔ اور تم فرشتوں کو دیکھو گے
حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ
کہ عرش کے گرداگرد سے گھیرے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہوں گے۔ اور ان کے مابین ٹھیک (ٹھیک)
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾
فیصلہ کیا جائے گا اور یہی کہا جائے گا (کہ) ہر طرح کی تعریف تمام عالموں کے پروردگار اللہ ہی کے لئے (زیبا) ہے۔

حروفها ۵۲۱۳ سورة المؤمن مكية كلماتها ۱۲۴۲
سورہ مومن مکہ میں نازل ہوا
ایاتها ۸۵ ركوعها ۹
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ
حم۔ اس کتاب کا اتارا، صاحب حکم (اور) زبردست خدا ہی کی طرف سے ہے۔ جو گناہ کا بخشنے والا
الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَاۤ
اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے اور فضل و کرم والا بھی۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا
سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو کافر ہو گئے خدا کے احکام میں کوئی اور نہیں جھگڑتا،
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾
سو تم کو ان کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے

۱ طبتم تفسیر قمی میں ہے کہ تمہاری ولادت پاک و پاکیزہ ہے اس لئے کہ جنت میں صرف وہی جائیں گے جن کی ولادت پاک و پاکیزہ ہوگی۔

۲ فادخلوها خالدین، الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے خود جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں از انجملہ ایک سے نبی اور صدیق داخل ہوں گے، اور ایک سے شہداء و صالحین اور پانچ دروازوں سے ہمارے شیعہ اور ہمارے محب داخل ہوں گے اور میں برابر پلصراط پر کھڑا رہوں گا اور عرض کرتا رہوں گا کہ خدا وندا میرے شیعوں کو میرے محبوں کو۔ میری نصرت کرنے والوں میرے دوستوں کو اور جس نے بھی دنیا میں میرا تولا برتا اس کو بھی محفوظ رکھ اور جہنم میں گرنے سے اسے بچالے،
اور بطنان عرش سے ایک ندا آئے گی کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی اور تمہارے شیعوں کے بارے میں تمہاری شفاعت منظور ہوگئی اس وقت ہر شخص کو جو میرے شیعوں میں سے ہوگا جس نے مجھ سے تولا رکھا ہوگا اور جس نے میری مدد کی ہوگی اور جو میرے دشمن سے لڑا ہوگا فعلیا قولا اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنے پڑوسیوں اور اپنے عزیزوں سے ستر ستر ہزار کی شفاعت کرلے۔ اب رہا ایک دروازہ اس میں سے سارے ایسے مسلمان داخل ہوسکیں گے جنہوں نے شہادت لا إله إلا الله ادا کی ہوگی اور ان کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ہم اہل بیت کا بغض نہ ہوگا۔ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اللہ کی طرف گمان نیک رکھو اور یہ جان لو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ہر دروازے سے ۔۔۔۔ برس کی مسافت کے برابر ہے۔

۳ اورثنا الأرض تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہاں الارض سے مراد ہے ارض جنت ۱۲ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ

اس سے پہلے نوح کی قوم نے (بھی) تکذیب کی تھی اور ان کے بعد اور گروہوں نے (بھی) اور ہر (ہر) امت نے اپنے (اپنے)

اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ

رسول کی نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اسے گرفتار کرلیں اور باطل کے ذریعہ کے وہ جھگڑتے تھے کہ اس سے حق کو زائل کردیں

فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

تب میں نے ان کو دھر پکڑا تو پھر میرا عذاب کیسا رہا؟ اور اسی طرح تمہارے پروردگار کا کلمہ ان لوگوں کے برخلاف جو کافر ہوگئے

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ

پورا اترے گا کہ وہ جہنمی ہیں۔ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد (گرد) ہیں

وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ

وہ (برابر) اپنے رب کی حمد و تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

ہیں ان کے لئے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں (اور یہ کہتے رہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا

ہر چیز پر حاوی ہے پس جن لوگوں نے توبہ کرلی ہے اور وہ تیری راہ پر چلتے ہیں ان کے گناہ بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے

وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

(اور) اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل فرمادے اور ان کے باپ

وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸ وَقِهِمُ

دادا میں سے اور ان کی ازواج میں سے اور ان کی اولاد میں سے جو (جو) نیک ہوں ان کو (بھی) بالتحقیق تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ

اور ان کو تکلیفوں سے بچالے۔ اور جس کو تو نے اس دن تکلیفوں سے بچالیا اسی پر تو نے یقیناً رحمت فرمائی اور

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ کافر ہوگئے تھے ان سے یقیناً آواز دے کر کہا جائے گا کہ خدا کی ناراضی اس سے نہیں زیادہ ہے

مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰

جتنا کہ تم اپنے آپ سے ناراض ہو کہ تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اس پر (بھی) تم انکار کردیا کرتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا

وہ عرض کریں گے کہ پروردگار تو نے تو ہم کو دو دفعہ مارا اور دو ہی مرتبہ جلایا پھر ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا

---

۱ الاحزاب من بعدھم تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قوم نوح کے بعد اپنے اپنے رسولوں کے برخلاف گروہ بندی کی تھی اور ان کی عداوت پر کمربستہ ہوگئے تھے جیسے عاد وثمود وقوم لوط واصحاب مدین

۲ اصحاب النار تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ان سے مراد بنی امیہ ہیں۔

۳ الذین یحملون العرش ومن حولہ تفسیر قمی میں ہے کہ الذین یحملون العرش سے مراد ہیں جناب رسول خدا اور ان کے بعد ان کے اوصیاء اس لئے کہ یہ حضرات حاملان علم خدا ہیں اور من حولہ سے مراد فرشتے ہیں۔

۴ ویستغفرون للذین امنوا تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں للذین آمنوا سے مراد شیعان آل محمد ہیں۔ اور العیون میں جناب امام رضا سے منقول ہے للذین آمنوا سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتے ہوں اور کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا کے کچھ فرشتے ہمارے شیعوں کی پیٹھ پر سے سناہوں کو اس طرح گرایا کرتے ہیں جیسے ہوا موسم خزاں میں درختوں سے پتے

اس آیت میں انہی کا ذکر ہے نیز

ع ۱۰ ارشاد فرمایا کہ واللہ ان کا استغفار کرنا صرف تمہارے لئے ہے اور لوگوں کے لئے نہیں ہے

۵ فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک تفسیر قمی میں ہے کہ الذین تابوا کا مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے فلاں وفلاں اور بنی امیہ کی ولایت سے توبہ کی اور اتبعوا سبیلک کے یہ معنی ہیں کہ ولایت دلی خدا کو تسلیم کیا۔

(۱۱ صفحے کے اس حوالہ کی تفسیر صفحہ پر ہے)

۶ من صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریتھم تفسیر قمی میں ہے کہ من صلح کے یہ معنی ہیں کہ جس نے علیؑ مرتضیٰ سے تولا رکھا کہ صلاح ان کی یہی ہے (یعنی کسی اور امر سے ان کی بہبودی و بہتری متعلق امور آخرت ایسی نہیں ہوسکتی جیسی کہ تولا سے۔

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ

تو اب (بھی) اس عذاب سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ (جواب ملے گا) بات تو یہی ہے کہ جب خدائے یکتا کو پکارا جاتا تھا

وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ

تب تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو اس پر ایمان لے آیا کرتے تھے

الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ

سو اب تو حکومت خدائے بزرگ و برتر ہی کی ہے۔ وہ وہی تو ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے رزق

وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ

نازل کرتا ہے۔ اور اس سے نصیحت تو وہی حاصل کرتا ہے جو غور و فکر سے رجوع کرتا ہے۔ پس (اب)

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ

تم اللہ کے لئے دین خالص کر کے اسے پکارو گو کافروں کو برا لگے۔ (خدائے تعالیٰ) بڑے درجوں والا (اور) عرش والا ہے۔

اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ

اپنے بندوں میں سے اپنے حکم سے جس کو چاہتا ہے روح (قدس) کے ذریعہ سے نصیب پہنچاتا ہے تاکہ وہ بندہ قیامت کے

بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ

دن سے لوگوں کو ڈرائے۔ جس دن کہ وہ سب (قبروں سے) نکل کر آئیں گے۔ اللہ پر ان کی کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ

(سوال کیا جائے گا کہ) آج سلطنت کس کی ہے (جواب دیا جائے گا کہ) خدائے یکتا زبردست کی۔ (پھر ندا دی جائے گی) آج ہر

الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ

نفس کو اس کے کئے کا بدلہ ملے گا آج (ذرا) بے انصافی نہیں ہے یقیناً اللہ بڑا جلد حساب لینے والا ہے۔ اور ان کو قریب آنے

الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا

والے دن سے ڈراؤ جبکہ مارے رنج و غم کے دل حلقوم کے پاس (یعنی کلیجے منہ کو) آجائیں گے (اور) ظالموں کا نہ کوئی

شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ

سرگرم دوست ایسا ہوگا اور نہ سفارشی جس کی سن لی جائے۔ وہ آنکھوں کی خیانت کو (بھی) جانتا ہے اور جس بات کو سینے چھپائے

يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ

ہوئے ہیں اس کو (بھی) اور اللہ تو ٹھیک (ٹھیک) فیصلہ فرماتا ہے اور جن کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی بات

اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ع ۱۱

(بھی) طے نہیں کر سکتے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا (اور) بڑا دیکھنے والا ہے۔ کیا یہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ

۱ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم وان یشرک بہ تؤمنوا: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ جب خدائے یکتا کا ذکر اس شخص کی ولایت کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کی ولایت کا خود اس نے حکم دیا ہے تو تم اس سے انکار کر جاتے ہو اور جب اس کو شریک کر دیا جاتا ہے جس کا ولایت میں کوئی حق نہیں ہے تو تم اس پر ایمان لے آتے ہو کہ ہاں ولایت اسی کیلئے ہے

۲ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ: تفسیر قمی میں ہے کہ الروح سے مراد ہے روح القدس اور وہ جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ سے مخصوص ہے۔

۳ یوم التلاق معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق سے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ روز قیامت کو یوم التلاق اس لئے کہا کہ اس دن آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے باہم بالمشافہ ملاقی ہوں گے (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

غور کرتے کہ جو ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ

وہ (تو) قوت کی حیثیت سے اور زمین میں نشان چھوڑنے کی حیثیت سے ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے پھر اللہ نے

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ

ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو دھر پکڑا اور اللہ کی گرفت) سے ان کو بچانے والا کوئی بھی نہ ہوا۔ یہ

بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا

اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آیا کرتے تھے پس انہوں نے انکار کیا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ

پھر خدائے تعالیٰ نے ان سے مواخذہ کیا۔ بیشک وہ بڑا قوت والا (اور) سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور یقیناً

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ

ہم نے موسیٰؑ کو معجزات اور کھلے غلبہ کے ساتھ فرعون وہامان وقارون کے پاس

وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

بھیجا تھا پس انہوں نے کہدیا کہ (یہ تو) جادوگر (اور) بڑا جھوٹا ہے پس جب وہ ہماری طرف سے

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

حق لے کر ان کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے کہا کہ جو اس پر ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو تو قتل کر دو

وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾

اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دو۔ حالانکہ کافروں کی کوئی چال ایسی نہیں ہے جو بیکار نہ گئی ہو

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ

اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو تو سہی کہ میں موسیٰؑ کو قتل کروں اور اسے چاہئے کہ یہ اپنے رب کو پکارے

اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

مجھے اندیشہ ہے کہ یہ کہیں تمہارے دین کو بدل دے یا ملک میں فساد پھیلا دے۔

الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے تو ہر متکبر کے شر سے (بچنے کے لئے) جو قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھتا

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ

ہو اپنے پروردگار کی اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگ لی ہے۔ اور فرعون کے کنبے میں سے ایک مرد مومن نے

۱ فقالوا ساحر کذاب تفسیر صافی میں ہے کہ ان گستاخانہ الفاظ سے ان تینوں ملعونوں کی مراد حضرت موسیٰؑ ہیں۔

۲ اقتلوا ابناء الذین امنوا معہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ جو برتاؤ تم پہلے کیا کرتے تھے وہ پھر کرنے لگو تاکہ وہ موسیٰؑ کی حمایت سے باز رہیں۔

۳ ذرونی اقتل موسیٰ تفسیر صافی میں ہے کہ فرعون نے اپنی جلادت کے اظہار کے لئے اور جناب موسیٰؑ کی دعوت دینی کی طرف سے بے پروائی ثابت کرنے کے لئے ایسا کہا ایک قول کے بموجب اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کے درباری اس کو موسیٰؑ کے قتل سے روکتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جس سے حضور کو خوف ہے بلکہ یہ ایک جادوگر ہے اور اگر اسے قتل کیا گیا تو یہ گمان کیا جائے گا کہ حضور جیسا صاحب قدرت وقوت اپنی حجت پیش کرنے سے عاجز رہا۔ یہ بات بھی کچھ کم قابل لحاظ نہیں ہے کہ فرعون جس کی عادت میں سفاکی داخل تھی یعنی بہت ذرا ذرا سی باتوں پر لوگوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ وہ موسیٰؑ کے قتل کے بہانے ڈھونڈ رہا ہے اس کی یہ بہانے ڈھونڈھنا اس امر کی دلیل ہے کہ اسے موسیٰؑ کے نبی ہونے کا پورا یقین تھا اسی سے وہ ان کے قتل سے ڈرتا تھا یا یہ سمجھتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کرنا چاہا تو کر نہ سکوں گا۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ فرعون کو قتل موسیٰؑ سے کونسی چیز باز رکھتی تھی فرمایا حضرت موسیٰؑ کی قوت (ظاہر افوت) اعجاز جو وہ عصا کے اژدہا بننے کی دیکھ چکا تھا) نیز یہ بات کہ انبیاء اور اولاد انبیاء کو سوائے اولاد زنا کے اور کوئی قتل نہیں کیا کرتا

ع ۸ قول مترجم حدیث کے اس آخری جزو سے یہ معلوم ہوا کہ فرعون کا فرتھا۔ موسیٰ وہارونؑ کا مخالف تھا تاہم ولد الزنا نہ تھا۔ مگر اسی امت کے

منزل (۶)

فرعون وہامان اور ان کے متابعین بنی امیہ اور بنی عباس نے جب جب ان کو موقع ملا خود سر دار انبیاء اور ان کی اولاد کو ہلاک کرنا چاہا اور ہلاک کیا۔ تفصیل حالات کی یہاں گنجائش نہیں۔ تاریخ ومناظرہ کی کتابیں ان واقعات سے بھری ہوئی ہیں۔ ۴ رجل مؤمن من آل فرعون العین میں

(باقی صفحہ ۵۶۲)

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ

جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا یہ کہا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اتنی ہی بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ

رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا

میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے یقیناً کھلی دلیلیں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے

فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ

تو اُس کے جھوٹ کا وبال اُسی پر رہا۔ اور اگر وہ سچا ہے تو جس کا تم سے وعدہ کرتا ہے اُس کا کچھ حصہ تو

يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

تم پر بھی پڑے گا۔ بیشک اللہ اُس شخص کی جو فضول خرچ اور بڑا جھوٹا ہو راہبری نہیں فرمایا کرتا۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ

اے میری قوم! آج تو اُس سرزمین میں تمہارا اختیار ہے غالب تم ہی ہو۔ لیکن (کل) عذاب خدا سے

يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ

اگر وہ ہم پر آپڑے، بچانے کے لئے ہماری مدد کون کریگا؟ فرعون نے کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دیتا ہوں

اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ

جو میں (نیک) سمجھتا ہوں اور میں سوائے بھلائی کی راہ کے اور کوئی راہ تم کو نہیں بتاتا۔ اور اُس شخص نے

الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ

جو ایمان لایا تھا یہ کہا کہ اے میری قوم! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم پر پچھلی امتوں کے سے

الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ

دن نہ پڑ جائیں (یعنی) قوم نوح اور عاد اور ثمود اور اُن کے بعد والوں کی سی حالت نہ گزرے۔

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ

حالانکہ اللہ بندوں کے حق میں ظلم نہیں چاہتا۔ اور اے میری قوم!

اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا

مجھے تمہارے بارے میں قیامت کے دن کا بھی اندیشہ ہے جس دن تم روگردان ہو کر چلو گے

لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

(تو) اُس دن اللہ کی طرف سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اور جس سے خدائے تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کرلے پس اُس کا راہبر

هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ

کوئی ہو ہی نہیں۔ اور یقیناً یوسف پہلے یہ تمہارے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے

(بقیہ صفحہ ۵۶۱)

جناب امام رضا سے منقول ہے کہ وہ مرد مومن فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا اور ایک دوسری حدیث کے بموجب چچازاد بھائی تھا (بہرحال عزیز قریب تھا) تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وہ فرعون کے خزانوں کا مالک تھا اور اس نے چھ سو برس اپنا ایمان پوشیدہ رکھا اور وہ دوسری ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا وقال رجل مؤمن من آل فرعون الخ اور اس کے متعلق اور حدیثیں تیسرے میں پڑھئے

۵ یکتم ایمانہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس مرد بزرگ نے چھ سو برس اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا۔ قول مترجم۔ تقیہ اسی کا نام ہے جس پر بھی معترض ہوتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تقیہ میرے دین کا اور میرے آباؤ اجداد کے دین کا ایک اجزو ہے اور جو شخص تقیہ کا منکر ہے اس کو کوئی دین ہی نہیں نیز فرمایا کہ تقیہ اہل زمین کے لئے خدائے تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ایک ڈھال ہے اس لئے کہ اگر مومن آل فرعون نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا ہوتا تو وہ ضرور قتل کر دیا جاتا۔ المجالس میں جناب رسول ﷺ سے منقول ہے کہ صدیق تین ہیں۔ ازانجملہ آنحضرت ﷺ نے حزقیل مومن آل فرعون کو بھی شمار فرمایا (پوری حدیث سورۂ یٰسین میں بیان ہو چکی۔

(حواشی صفحہ ہذا نمبر ۵۶۲)

لہ لایہدی من ھو مسرف کذاب، تفسیر صافی میں ہے کہ مومن آل فرعون نے موسیٰ کو قتل سے بچانے کے لئے تین تخمینیں پیش کیں اول یہ کہ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ لہذا قتل کی ضرورت نہ رہی۔ دوسرے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم اس میں بھی قتل کے وبال سے بہت کچھ ڈرایا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ وہ انصاف کریں۔ تعصب کو چھوڑ دیں۔ نیز تقیہ اور احتیاط کا پہلو بھی نہیں چھوڑا کہ کاذب ہونے کا ذکر پہلے کیا اور صادق ہونے کا بعد (اس کے آگے صفحہ آئندہ ۵۶۳ پر پڑھو)

فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

پس جو کچھ وہ تمہارے پس لے کر آئے تھے تم اس کے بارے میں برابر شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم نے یہ کہہ دیا

يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

کہ ان کے بعد اللہ کسی رسول کو مبعوث ہی نہ کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کے جو حد سے گزر جانے والا

هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ

اور شکی ہو توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے یہ ایسے ہی لوگ ہیں جو خدائے تعالیٰ کی آیتوں میں

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ

بغیر اس سند کے کہ کوئی دلیل آئی ہو جھگڑتے رہا کرتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک اور جو لوگ ایمان لائے ہیں

اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾

ان کے نزدیک (یہ رویہ) بہت ہی ناپسند ہے۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر چھاپا لگا دیتا ہے

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ

اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک اونچا محل تو بنا تا کہ میں وسیلے تم پہنچ جاؤں

الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى

(اور) آسمان کے راستے پاؤں کہ مجھے موسیٰ کے خدا کی حالت معلوم ہو جائے حالانکہ میں

وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کی نظر میں اس کی بد عملی زینت پا گئی تھی

وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

اور وہ راست سے روک دیا گیا تھا۔ اور فرعون کی جو چال تھی وہ تباہی کی تھی۔

وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ

اور اس شخص نے جو ایمان لایا تھا یہ کہا کہ اے میری قوم! تم میری پیروی کرو میں تم کو نیک بختی کی راہ

الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ

دکھلاؤں گا۔ اے میری قوم! یہ زندگانی دنیا تو (ذرا سی) پونجی ہے۔ اور آخرت

الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا

وہی تو یقیناً ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جو شخص کوئی بدی بھی کرے گا تو اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا

مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور جو شخص مرد ہو یا عورت کوئی نیک عمل اس حال میں بجالائے گا کہ وہ مومن بھی

(بقیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۵۶۲)

اب یہ تیسری اور آخری حجت ہے اور یہ دو جہتیں ہیں، یعنی اس میں دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ اگر حضرت موسیٰ مسرف و کذاب ہوتے تو خدائے تعالیٰ ان کو ایسی دلیلیں عطا نہ فرماتا اور ایسے معجزات سے ان کو قوت نہ پہنچاتا، دوسرے یہ کہ مسرف و کذاب کو جب خدا ہی چھوڑ دیتا ہے تو اس کے ہلاک ہونے میں کیا شک رہا۔ پس تم ان کو قتل کر کے کیا لو گے، اغلب یہ ہے کہ انہوں نے پہلے معنی مراد لئے ہیں اور دوسرے معنی کا مسرف خیال دلایا ہے تا کہ ان کی سخت عادتوں میں نرمی پیدا ہو، نیز اس سے فرعون پر بھی تعریض کی ہے کہ وہ مسرف و کذاب ہے، خدائے تعالیٰ اسے بھی مراد صواب کی ہدایت نہ فرمائے گا۔

۲ فمن ینصرنا من باس اللہ إن جاء نا: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم اپنے کام کو نہ بگاڑو اور اس کو قتل کر کے اپنے آپ کو خدا کے عذاب کا مستحق نہ بنالو، اس لئے کہ اگر ہم پر وہ عذاب آپڑا تو ہم میں سے کوئی اسے روک نہ سکے گا۔ مرد مومن نے بھی اپنی ذات کو اس میں شریک کر لیا ہے تا کہ ان کو یہ دکھائے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور جو خیر خواہی کی باتیں تم سے کہہ رہا ہوں ان میں بھی میں حصہ دار ہوں۔

۳ یوم التناد، یعنی وہ دن جس دن ایک دوسرے کو آواز دے گا، معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یوم التناد سے وہ دن مراد ہے جس دن جہنم والے جنتیوں سے پکار پکار کہیں گے، أفیضوا علینا من الماء أو مما رزقکم اللہ (ترجمہ و تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۸، رکوع نمبر ۱۲

۵ لقد جاءکم یوسف من قبل تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ان حضرات سے دریافت کیا گیا حضرت یوسف نبی رسول تھے، فرمایا ہاں، کیا تو یہ نہیں جانتا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات (یہ پوری حدیث سورہ یوسف میں بیان ہو چکی ہے۔ (پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۴)

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾
ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾
اور اے میری قوم! یہ بات کیا ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ
تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا منکر ہو جاؤں اور اس کا شریک ایسی چیزوں کو قرار دوں

عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا
جن کا مجھ کو کچھ علم نہیں حالانکہ میں تم کو بڑے زبردست (اور) بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں، ہاں

تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ
تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو اس کو دنیا و آخرت میں بلانے کا کوئی حق نہیں ہے،

وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾
اور ہم سب کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہوگی اور حد سے بڑھ جانے والے، یقیناً وہی تو جہنمی ہیں۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ
پس جو (جو) کچھ میں میں کہا کرتا ہوں عنقریب تم اس (سب) کو یاد کرو گے اور میں تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیے دیتا ہوں، بیشک

اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ
خدا سب بندوں کا نگراں (حال) ہے۔ چنانچہ جو (جو) چالیں وہ چلے اللہ نے ان کو خرابیوں سے اسے بچائے رکھا اور

بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا
بڑے سے بڑے عذاب نے فرعون کے سارے کنبے کو آگھیرا۔ (یعنی) آگ نے جس کے سامنے وہ صبح و شام

وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ڬ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ
کھڑے کیے جاتے ہیں، اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ (اس دن یہ حکم دیا جائے گا کہ) فرعون والوں کو سخت سے

الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا
سخت عذاب پہنچاؤ۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ جہنم میں آپس میں حجتیں کرتے ہوں گے پس کمزور

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ
اور ان لوگوں سے جو بڑے بن گئے تھے، کہتے ہوں گے کہ ہم تو آپ ہی کے پیرو تھے سو

عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ
آپ آگ سے بچانے میں ہمارے کچھ بھی کام آسکیں گے؟ جو بڑے بن گئے تھے وہ کہیں گے ہم (تم) سب

لے فوقاہ اللہ سیات ما مکروہ۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق سے ایک حدیث منقول ہے اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ حزقیل ان لوگوں کو توحید خدا کی اور جناب موسیٰ کی اور جناب محمد مصطفیٰ کو کل انبیاء سے افضل ماننے کے اور جناب علی مرتضیٰ اور ائمہ کو تمام اوصیاء سے افضل اعتقاد رکھنے کی دعوت دیتے رہتے تھے ساتھ ہی فرعون کو خدا ماننے سے اظہار نفرت کرتے رہتے تھے پس پرچہ نویسوں نے فرعون کو اس مضمون کا پرچہ دیا اور سمجھا کہہ دیا کہ حزقیل آپ کی مخالفت کی دعوت دیتا ہے اور آپ کو خبر پہنچانے کے لئے آپ کے دشمنوں کو مدد پہنچاتا ہے۔ فرعون نے ان سے کہا کہ میرا چچازاد بھائی اور سلطنت کا ولی عہد ایسا کام کرے! اگر تمہارا کہنا ٹھیک نکلا تو وہ میری طرف سے کفران نعمت کے سبب یقیناً عذاب کا مستحق ہوگا اور اگر تم جھوٹے نکلے تو تم سخت سے سخت عذاب کے مستحق ٹھہرو گے اس لئے کہ تم نے خاندان شاہی میں آگ بھڑکانی چاہی ہے۔ چنانچہ حزقیل کی اور ان کی ایک وقت میں رو بکاری کی اور ان لوگوں کی رو بکاری کی اور ان لوگوں کی طرف سے سوال ہوا کہ آیا تم بادشاہ فرعون کے رب ہونے کے منکر ہوا اور کفران نعمت کرتے ہو۔ حزقیل نے دریافت کیا کہ اے بادشاہ آیا تجھ پر بھی جھوٹ کا الزام قائم ہوا ہے؟ فرعون نے کہا نہیں، حزقیل نے کہا تو اب آپ دریافت کریں کہ ان کا رب کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا یہی فرعون پھر ان سے دریافت کیا کہ تمہارا خالق کون ہے؟ انہوں نے کہا یہی فرعون۔ پھر پوچھا کہ تمہارا رازق کون ہے جو تمہاری معیشت کا کفیل ہو اور تم ان سے ہر قسم کی تکلیف کا دفع کرنے والا ہو؟ انہوں نے کہا یہی فرعون ہے۔ حزقیل نے کہا اے فرعون اس وقت میں خود حضور کو اور ان تمام درباریوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا پروردگار ہے اور جو ان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وہی میرا روزی رساں ہے (اس سے آگے صفحہ آئندہ ۵۶۳ پر)

فِيهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي

اسی میں ہیں، بیشک اللہ نے بندوں کے مابین فیصلہ کردیا، اور جو لوگ آگ میں

النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

ہوں گے وہ جہنم کے خزانچیوں سے کہیں گے کہ تم (ہی) اپنے پروردگار کو پکارو کہ کسی دن تو ہمارا عذاب

الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ

ہلکا کردے۔ اور (جواب میں) کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے؟

قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

جواب دیں گے جی! (آئے تو تھے) (خزانچی) کہیں گے کہ بس تو تم ہی پکارلو۔ حالانکہ کافروں کا پکارنا کچھ نہ ہوگا مگر

ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ

رائیگاں۔ بیشک ہم زندگانی دنیا میں اپنے رسولوں کی (بھی) مدد کرتے رہتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی بھی جو ایمان لائے

الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ

ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔ اس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ

نہ پہنچائے گی اور ان ہی کے لئے لعنت ہوگی اور ان ہی کے لئے اس گھر کی برائی۔ اور ہم نے

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾

یقیناً موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو ایسی کتاب کا وارث کردیا۔

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

جو صاحبان عقل کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔ سو تم صبر کرو، بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے

وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ

اور گناہوں کی مغفرت مانگ لو، اور صبح وشام اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھتے رہو۔

وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو، جھگڑتے رہتے ہیں

اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ

ان کے سینوں میں سوائے تکبر کے اور کچھ ہے ہی نہیں حالانکہ اپنے مطلب تک وہ (کبھی) پہنچنے والے نہ ہوں گے،

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ

سو تم اللہ کی پناہ مانگو۔ بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ ضرور

(بقیہ از صفحہ ۵۶۴ گزشتہ)

اور جو کے امور معیشت کی اصلاح کرنے والا ہے وہی میرے امور معیشت کی اصلاح کرنے والا ہے، میرا رب، میرا خالق۔ میرا رازق۔ ان کے رب۔ ان کے خالق اور ان کے رازق سے علیحدہ نہیں ہے۔ اور میں خود حضور کو اور کل اہل دربار کو گواہ کرتا ہوں کہ سوائے ان کے رب اور ان کے خالق اور ان کے رازق کے اور جو کوئی رب اور خالق اور رازق ہو اس سے میں علیحدہ ہوں۔ ظاہراً ع ۳ حو قیل یہ کہہ رہے تھے اور باطنا یہ مراد تھی۔ کہ ان کا پروردگار حقیقت میں اللہ ہے۔ اور وہی میرا پروردگار ہے کیوں کہ انہوں نے یوں نہیں ادا کیا کہ جس کو یہ اپنا پروردگار کہتے ہیں وہ میرا پروردگار ہے۔ اس لئے اصل امر فرعون اور اس کے درباریوں پر پوشیدہ رہا اور وہ یہی گمان کرتے رہے کہ یہ فرعون ہی کو اپنا پروردگار و خالق و رازق جانتا ہے، یہ سن کر فرعون نے ان سے کہا کہ اے بدمعاش قوم اور اے فسادی گروہ تم میرے سلطنت اور میرے خاندان میں فتنہ و فساد ڈالنا چاہتے تھے تم مجھ میں اور میرے چچازاد بھائی اور قوت بازو میں خاص فساد ڈالنا چاہتے تھے لہذا تم میری سزا کے مستحق ہو گئے۔ چونکہ تم نے میرے چچازاد بھائی کو ہلاک کرانا چاہتے تھے لہذا تمہاری سزا یہ ہے یہ کہتے ہی فرعون نے میخیں منگوائیں اور ایک لٹھے پر ان کے جسم کو بچھا کے ایک ایک میخ ان کی پنڈلیوں میں اور ایک ایک میخ ان کے سینے میں ٹھکوا دی پرارے والوں کو حکم دیا کہ ان کو چیر ڈالو۔ اسی واقعہ کو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فوقاہ اللہ سیات ما مکروا، یعنی فرعون

سے انہوں نے تو چغلی اس بنا پر بھائی تھی کہ ان کو ہلاک کردیں منزل (۶) اور نتیجہ یہ ہوا۔ حاق بآل فرعون سوء العذاب جس سے مراد یہی میخیں ٹھوکی جانی اور چیرا جانا ہے،

(اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے سے (کہیں) بڑھا ہوا ہے، لیکن بہت سے آدمی
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ
(اتنا) بھی نہیں جانتے۔ اور اندھا اور بینا برابر نہیں ہوتے
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا
اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے (وہ) اور بدکار برابر نہیں ہوسکتے تم سوچتے ہی
تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
بہت کم ہو۔ قیامت ضرور آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں لیکن آدمیوں میں سے بہت سے
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ
ایمان نہیں رکھتے، اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں (جو تمہارے نفع کی ہوگی وہ) ضرور قبول کرلیا کروں
لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ
گا۔ یقینا وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں
جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا
داخل ہوں گے، اللہ وہی تو ہے جس نے رات تمہارے لئے اسی غرض سے بنائی کہ اس میں آرام کیا
فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
کرو اور دن کو دکھلانے والا (بنادیا) بیشک اللہ کل آدمیوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے،
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
لیکن بہت سے آدمی شکر گذار نہیں ہوتے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ
ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم کدھر بہکے جاتے ہو؟ اسی طرح
يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ
وہ بھی بہک جایا کرتے تھے، جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے۔ اللہ وہی تو ہے جس نے زمین کو
لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ
تمہارے لئے جائے قرار مقرر کیا ہے، اور آسمان کو ایک عمارت (یعنی شامیانہ) اور تم کو صورت عطا کی ہے
صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ
سو تمہاری صورتیں کیسی اچھی بنا دی ہیں اور تم کو پاکیزہ چیزیں کھانے کو دی ہیں، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔

لے ادعونی استجب لکم، احتجاج میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا ندا یہ نہیں فرماتا: أدعونی استجب لکم، حالانکہ ہم بہت سے مضطر و پریشان حال لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دعا مانگتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی، اور کتنے ہی مظلوم ایسے ہیں کہ اپنے دشمنوں کے برخلاف مدد مانگتے ہیں اور ان کو مدد نہیں ملتی۔ فرمایا اے ہو تجھ پر کوئی ایسا شخص نہیں کہ دعا مانگے اور قبول نہ ہو، اب رہا ظالم تو اس کی دعا اس وقت تک رد ہے جب تک کہ توبہ نہ کرلے اور رہا وہ شخص جو حق پر ہو وہ جس وقت بھی دعا مانگتا ہے۔ قبول کی جاتی ہے اور اس سے بلا ہٹا دی جاتی ہے اس طرح سے کہ اس کو خبر تک نہیں ہوتی اور اس کے لئے اس دن کے واسطے جس دن اس کو ضرورت ہوگی بڑا ثواب ذخیرہ کیا جاتا ہے، اور (وہ چیز ہے جس کے لئے بندہ سوال کرتا ہے اگر اس کا عطا کرنا اس کے لئے بہتر نہ ہو تو اسے خدائے تعالیٰ روک لیتا ہے، جب کہ اس کو ضرر نہ پہنچ جائے، اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معرفت مومن پر خدائے تعالیٰ سے ایسے معاملات میں دعا کرنا جن میں وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ دعا مانگنا ٹھیک ہے یا نہیں گراں گزرا کرتا ہے اس مضمون کی اور حدیثیں سورہ بقرہ کی تفسیر میں اجیب دعوۃ الداع إذا دعان، کے متعلق بیان ہوچکیں۔ دیکھو پارہ نمبر ۲، رکوع ۶)

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ
سو اللہ تمام عالموں کا پروردگار بڑا برکت والا ہے۔ (حقیقی) زندہ وہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ
سو تم دین کو اسی کے واسطے خالص کر کے اسے پکارو۔ سب تعریف اسی اللہ کے لئے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے، تم یہ کہدو
نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ
کہ مجھے تو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو میں ان کی عبادت کرنے لگوں، جب
الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾
کہ میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس کھلی دلیلیں آچکی ہیں اور اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام عالموں کے پروردگار کی
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ
اطاعت کروں، وہ وہی ہے تو جس نے اول تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر بستہ بوند سے پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتا ہے
ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا
پھر (زندہ) رکھتا ہے تاکہ تم اپنی پوری قوت کو پہنچو اس کے بعد تم بوڑھے ہو جاؤ،
شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا
اور تم میں سے کوئی (کوئی) پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے (اور زندہ رکھنے کی غرض یہ ہے) کہ تاکہ تم مدت معینہ کو پہنچ
مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا
جاؤ اور تاکہ تم سمجھ بوجھ لو، وہ وہی ہے جو جلاتا (بھی) ہے اور مارتا (بھی) ہے، پھر جب
قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى
کسی معاملہ کو طے فرما دیتا ہے تو اس کی نسبت اتنا ہی فرماتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا
الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِيْنَ
جو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے رہے ہیں، (وہ) کدھر پھرے جاتے ہیں؟
كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ
انہوں نے کتاب کو (بھی) جھٹلایا اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا اس کو (بھی) سو آگے چل کر وہ
يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ
جان لیں گے کہ جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں
يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ
کھولتے ہوئے پانی میں وہ گھسیٹے جائیں گے۔ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر

ع ۸ ۱۲

لہ الحمد للہ رب العالمین، تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے حضرت سے بہت سے مسئلے پوچھے۔ پھر حاضر ہوا کہ اتنے ہی مسئلے اور پوچھے تو حضرت نے فرمایا کہ انجیل میں یہ آچکا ہے کہ جو عمل تم کو نہ کرنا ہو اس کا علم بھی حاصل نہ کرو اس لئے کہ جب عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے گا تو خدا کی طرف سے دوری کا مستحق ہوتا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ اے شخص قرآن مجید کو لازم جان اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے جنت کو اپنے دست قدرت سے بنایا ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور اس کا فرش مشک کا ہے اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔ اور اس کی کنکریاں موتی ہیں اور اس کے درجے اتنے مقرر کئے ہیں جتنی قرآن مجید کی آیتیں پس جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہوگا اسے حکم دے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ پس جو جوان میں سے جنت میں پہنچ جائے گا تو سوائے انبیاء اور صدیقین کے اور کوئی شخص اس سے اعلیٰ درجہ کا نہ ہوگا، اس شخص نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ پھر زہد کیا ہے؟ فرمایا زہد کے دس حصے ہیں پس زہد کا جو اعلیٰ درجہ ہے وہ رضا و تسلیم کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اور آگاہ رہو کہ زہد خدائی کتاب میں ایک آیت میں آگیا ہے اور وہ یہ ہے۔ لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم (تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا ہے اس پر تو تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ اس نے تم کو عطا فرمایا ہے اس پر تم نازاں نہ ہو) پس اس شخص نے لا إله إلا الله کہا۔ حضرت نے فرمایا کہ لا إله إلا الله تو بھی کہتا ہوں۔ مگر میں تم سے جب کوئی شخص لا إله إلا الله کہے تو اس کے ساتھ ہی الحمد للہ رب العالمین بھی کہہ لیا کرے کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، هو الحي لا إله إلا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العالمين۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا

ان سے یہ کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں، جن کو تم اللہ کے سوا شریک کیا کرتے تھے۔ (جواب میں) کہیں کے

ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ

کہ وہ تو ہم سے گم ہوگئے بلکہ ہم (تو) پہلے سے کسی چیز کو پکارا ہی نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح

يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي

اللہ کافروں کو نامراد کردے گا۔ یہی ہے جس پر تم زمین میں ناحق خوش ہوا کرتے تھے

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ

اور (یہی ہے) جس پر تم اترایا کرتے تھے، اب جہنم کے دروازوں میں

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ

جا گھسو اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہوکے۔ پس تکبر کرنے والوں کا کیسا برا ٹھکانا ہے۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ

پس تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے، پھر اگر ہم اس چیز کا جس سے ان کو ڈراتے ہیں

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ

کوئی حصہ تم کو دکھلا دیں یا تمہارا خاتمہ کردیں، تو ہماری ہی طرف ان سب کی بازگشت ہوگی۔ اور بے شک تم سے پہلے ہم نے

قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

بہت سے رسول بھیجے تھے۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جن کا قصہ ہم نے تم کو سنایا ہے

عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا

اور ان میں سے ایسے (بھی) ہیں جن کا قصہ ہم نے تمہیں نہیں سنایا۔ کسی رسول کا یہ کام نہ تھا کہ بغیر خدا حکم کے

جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ

کوئی معجزہ دکھلا دے پس جب حکم خدا آجائے گا تو ٹھیک (ٹھیک) فیصلہ کردیا جائے گا اور اس وقت

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾

باطل والے ٹوٹے میں رہیں گے اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے کہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو

وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ

اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں اور منافع (بھی) ہیں اور یہ غرض (بھی) ہے

وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾

کہ ان پر سوار ہو کر تم اپنے مقصود تک جو تمہارے دلوں میں ہے پہنچ جاؤ، اور ان پر اور کشتیوں پر تم لدے (لدے) پھرتے ہو۔

۱ کذالک یضل اللہ الکافرین۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے نامبیوں کا نام کافرین بھی رکھا ہے اور مشرکین بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کو جھٹلایا حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ کتاب بھی بھیجی ہے اور تاویل کتاب بھی۔ پس جس نے کتاب کو جھٹلایا یا جو تاویل کتاب خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ بھیجی ہے اس کو جھٹلایا پس وہ مشرک بھی ہے اور کافر بھی۔

۲ ولقد أرسلنا رسلا من قبلك، الخصال میں معصومین سے مروی ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ومنهم من لم نقصص علیک، تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے سودان میں ایک نبی بھیجا تھا جس کا قصہ ہم سے بیان نہیں کیا۔

وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے پھر تم اللہ کی نشانیوں میں سے کونسی کا انکار کرتے ہو؟ کیا وہ زمین میں
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ
نہیں چلے پھرے کہ یہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہوا؟ جو ان سے تعداد میں (بھی) زیادہ
كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى
تھے اور قوت میں (بھی) اور زمین میں نام ونشان کی حیثیت سے (بھی) پھر جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ ان کے کچھ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
(بھی) کام نہ آیا۔ پس جس وقت ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو جو علم ان کے
بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا
پاس پہلے سے تھا اسی پر نازاں رہے اور انجام کار (جس) (عذاب) کا وہ ٹھٹھا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آن گھیرا۔ پھر جس وقت انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے
وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ
اب ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو اس کو شریک کیا کرتے تھے اب ہم ان سب کے منکر ہو گئے،
اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ
مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو اللہ کے اس قاعدے کے موافق جو اس کے بندوں میں جاری رہا ہے
قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع
ان کا ایمان ان کو کوئی نفع نہ پہنچائے گا۔ اور کافر وہاں ٹوٹے ہی میں رہے گے۔

حروفہا ۳۴۰۶ سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکیۃ کلماتہا ۸۰۹
سورہ حم سجدہ مکہ میں نازل ہوا
رکوعہا ۶ آیاتہا ۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ
حم رحمن (و) رحیم کی طرف سے اس کتاب کا اتارا ہے۔ جس کے احکام صاف صاف ہیں
اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ
ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں، عربی زبان کا قرآن۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے۔

فلما رأوا بأسنا۔ العیون میں ہے کہ جناب امام رضا سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے فرعون کو کیوں غرق کر دیا۔ حالانکہ وہ خدا پر ایمان لایا تھا اور اس کی توحید کا مقر ہو گیا تھا۔ فرمایا اس لئے کہ وہ عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا تھا اور جو ایمان عذاب دیکھنے کے بعد لایا جائے وہ مقبول نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ کا یہ فیصلہ پہلوں کے لئے بھی تھا اور یہی پچھلوں کے لئے بھی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے: فلما رأوا بأسنا إلی آخر السورۃ۔ کافی میں ہے کہ متوکل عباسی کے سامنے ایک عیسائی پیش کیا گیا۔ جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تھا متوکل نے اس پر حد جاری کرنی چاہی تو وہ مسلمان ہو گیا تب لوگوں نے کہا کہ اقرار شہادتین نے اس کے شرک وکفر کو بھی محو کر دیا۔ اور اس کی بدفعلی کو بھی محو کر دیا۔ بعضوں نے کہا اسے سہ چند حد لگنی چاہئے۔ بعضوں نے کچھ اور کہا۔ آخر متوکل نے پریشان ہو کر علال مشکلات امام ع ۱۴ زمان حضرت علی نقی کے پاس بھی کو بھیج کر یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت نے لکھا کہ اس کو پیٹا جائے تا آنکہ وہ مر جائے۔ علمائے عامہ نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ تو انہوں نے ایسی بات فرما دی۔ جس کے بارے میں نہ کتاب خدا کچھ کہتی ہے اور نہ سنت رسول خدا۔ لہذا دوبارہ حضرت سے آپ کے حکم کی تشریح چاہی تو حضرت نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہی دونوں آخری آیتیں لکھ کر بھیج دیں جن کو دیکھ کر متوکل کو اطمینان ہو گیا اور اس نے حکم دیا اس نصرانی پر ضرب پڑنے لگی تا آنکہ وہ پیٹتے پیٹتے مر گیا۔

فَاَعۡرَضَ اَكۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ۝۴ وَقَالُوۡا
پس ان میں سے بہت سوں نے روگردانی کی سو وہ نہیں سنتے۔ اور انہوں نے یہ کہدیا
قُلُوۡبُنَا فِىۡۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ وَفِىۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ
کہ ہمارے دل تو اس کی طرف سے جس کی طرف تم بلاتے ہو غلاف میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھیٹی ہے
وَّمِنۡۢ بَيۡنِنَا وَبَيۡنِكَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا
اور ہمارے درمیاں اور تمہارے درمیان ایک آڑ ہے پس تم اپنے دین پر عمل کئے جاؤ،
عٰمِلُوۡنَ ۝۵ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ
ہم (اپنے دین پر) عمل کرتے رہیں گے تم یہ کہدو کہ میں (صورت میں) تو تم ہی جیسا آدمی ہوں
اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِيۡمُوۡۤا اِلَيۡهِ
(مگر فرق یہ ہے کہ) میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا ایک یکتا ہے۔ پس تم اسی کی طرف سیدھے ہو جاؤ
وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝۶ الَّذِيۡنَ لَا
اور اسی سے مغفرت طلب کرتے رہو۔ اور ان مشرکوں کے واسطے ویل ہے۔ جو
يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۝۷ اِنَّ
زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے بھی (پورے پورے) منکر ہیں۔ بیشک
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ
جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان کے لئے ایسا اجر ہے جس کا کوئی
مَمۡنُوۡنٍ ۝۸ قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ
احسان نہ جتایا جائے گا، تم یہ کہدو کہ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو
الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ
دو دن میں پیدا کیا اور اس کے لئے شریک قرار دیتے ہو؟ تمام عالموں کا
رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۹ وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا
پروردش کرنے والا وہی تو ہے۔ اور اسی نے اس زمین میں (بڑے بڑے) بوجھل پہاڑ اوپر کی طرف سے قائم کئے
وَبٰرَكَ فِيۡهَا وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ
اور اسی نے اس (زمین) میں برکت دی اور اسی نے اس میں چار دن کے عرصہ میں ان کی قوت بسری کے سامان
سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ
اندازہ سے مقرر کردیے۔ جو سب مانگنے والوں کے لئے برابر ہیں۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا

لے ویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا آیا تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مشرکوں سے ان کے مال کی زکوٰۃ طلب کی ہو جس مال میں کہ وہ اس کی ذات کا شریک ٹھہراتے ہوں۔ اس لئے کہ ظاہر لفظوں میں وہ فرماتا ہے، ویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ الخ اس پر کسی نے عرض کی۔ قربان ہو جاؤں حضور اس کی تفسیر بیان فرمائیں، فرمایا ان مشرکوں کے لئے ویل ہے جنہوں نے امام اول کے بارے میں شرک کیا وھم بالآخرۃ ھم کافرون، کا یہ مطلب ہے کہ وہ بعد کے ائمہ کے بھی منکر رہے (اے شخص) خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی ذات پر ایمان لانے کی دعوت سب سے پہلے دی۔ پھر جب وہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آئے تب ان کے لئے اور فریضے مقرر کیے، قول صاحب تفسیر صافی جہاں تک میری تحقیق ہے یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ کفار ع ۱۵ ۱ ومشرکین جب تک اپنے کفر وشرک پر باقی ہیں اس وقت تک احکام شرعی کے مکلف یا پابند قرار نہیں دیے جاتے۔ قول مترجم کفار کا فروع کے ساتھ مکلف ہونا اکثر علماء کے نزدیک مسلم مسئلہ ہے اور بعض آیات قرآنی بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور اس آیت کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ان مشرکین کے واسطے ویل ہے جو بشرائط زکوٰۃ نہیں دیتے، مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کیوں نہیں کرتے اور قبول اسلام کے بعد زکوٰۃ کیوں نہیں دیتے۔

(اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ

حالانکہ وہ اس وقت دھواں تھا پس اس نے زمین و آسمان کو حکم دیا کہ تم بخوشی یا بکراہت حاضر ہو۔

كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ

دونوں نے عرض کی ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس اس نے دو دن میں ان کو سات

سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ

آسمان بنا دیا اور ہر ہر آسمان میں بذریعہ وحی اس کے مناسب حال حکم پہنچا دیا۔

وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖۚ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ

اور سب سے نیچے والے آسمان کو ہم نے ستاروں (کے چراغوں سے) زینت دی۔ اور (اس کی) نگہبانی (بھی کی)

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ

یہ زبردست صاحب حکم کی قرار داد ہے، پس اگر وہ اس پر بھی رو گردان ہوں تو تم یہ کہدو کہ

اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ ؕ اِذْ

میں تو تم کو ویسی ہی بجلی سے ڈراتا ہوں جیسی بجلی (قوم) عاد و ثمود پر گری تھی۔ جب کہ

جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

ان کے پاس رسول ان کے (پیدا ہونے سے پہلے) سے (بھی) (یہ حکم لے کر) آئے، اور ان کے بعد (بھی)

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ

کہ تم سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ (اور) انہوں نے (جواب میں) یہ کہا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو

مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ

فرشتے بھیج دیتا پس تم کو جو کچھ (حکم) دے کر بھیجا ہے ہم اس کے منکر ہی رہیں گے، اب رہی (قوم) عاد

فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ

تو انہوں نے ناحق (ناحق) زمین میں بڑا بننا چاہا اور یہ کہا کہ

اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ

قوت میں ہم سے زیادہ ہے کون؟ کیا وہ اتنا (بھی) نہ سمجھے کہ وہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے

هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

وہ قوت میں ان سے کہیں زیادہ ہے۔ بہرحال وہ ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ

پس ہم نے (بھی) ان پر منحوس دنوں میں باد صرصر بھیج دی

۱ سواء للسائلین، تفسیر قمی میں ہے کہ سائلین سے مراد کل حاجتمند ہیں اور عالم میں جن جن کو خدا نے پیدا کیا ہے تو گو وہ ظاہر سوال نہ کرتے ہوں، مگر چونکہ وہ اپنی ضروریات پر قادر نہیں ہیں۔ ضرور کسی نہ کسی وقت حاجتمندانہ سوال کرتے ہیں۔ قول صاحب تفسیر صافی تمام مخلوق زبان حال سے ہر وقت سوال کرتی ہے اور یہ زبان حال زبان مقال سے بدرجہا زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔

۲ قالتا اتینا طائعین تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضا سے ایسے شخص کی بابت سوال کیا گیا تھا جس سے خدائے تعالیٰ نے باتیں کی ہوں اور وہ نہ جنوں میں سے ہو اور نہ آدمیوں میں سے فرمایا ہاں، وہ آسمان و زمین ہیں۔ جن سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ائتیا طوعا و کرھا اور انہوں نے جواب میں عرض کی اتینا طائعین تفسیر صادق میں ہے کہ یا تو یہ کلام بالمثل شان کا تھا جس میں نہ آواز میں ہوتی ہیں اور نہ حروف اور یا تاثیر قدرت خدائے تعالیٰ کو بطور مثال کے بیان کیا گیا ہے کہ اس کی طرف سے امر ہوتا ہے۔ اور ان کی طرف سے اظہار اطاعت جیسے کن فیکون کی حالت (دیکھو پارہ نمبر ۳، رکوع ۴)

۳ اوحی فی کل سماء امرھا تفسیر قمی میں ہے کہ اس وحی سے مراد وحی تقدیر و تدبیر ہے

۴ بمصابیح وحفظا الاکمال میں جناب رسول خدا ﷺ سے منقول ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں، پس جس وقت ستارے جاتے رہیں گے اہل آسمان بھی جاتے رہیں گے، اور میرے اہل بیت زمین کے لئے امان ہیں، پس جس وقت میرے اہل بیت ختم ہو جائیں گے اہل زمین باقی نہ رہیں گے۔ ۵ فان اعرضوا، تفسیر قمی میں ہے کہ اعراض کرنے والوں سے مراد قریش ہیں اور یہ آیت شروع سورہ کی آیت فاعرض اکثرھم وھم لا یسمعون پر عطف ہے۔

لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ
تاکہ ہم ان کو زندگانی دنیا میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾
اور آخرت کا عذاب تو زیادہ رسوا کرنے والا ضرور ہی ہے اور ان کو کوئی مدد نہ کی جائے گی۔
وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى
اب رہی (قوم) ثمود سو ہم نے تو ان کو ہدایت کی اور انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی
الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا
کو پسند کیا پس جیسی کرتوت وہ کیا کرتے تھے (ویسے ہی) اس کے عوض میں ذلت کے عذاب کی بجلی نے
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
ان کو (بھی) آلیا۔ اور جو ایمان لے آئے تھے اور ڈرتے رہتے تھے ان کو ہم نے نجات
يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ
دے دی۔ اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کے پاس جمع کئے جائیں گے، پھر وہ (جو پہلے پیچھے اوروں کے انتظام میں)
يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ
رو کے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ (سب) جہنم میں پہنچ جائیں گے تو
سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا
ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں جو (جو) بدعملی وہ کیا کرتے تھے اس کی بابت ان کے برخلاف
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ
شہادت دیں گے، اور اپنی کھالوں سے یہ کہیں گے کہ (بھلا) تم نے ہمارے برخلاف شہادت
عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ
کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہم کو تو اسی خدا نے گویا کر دیا جس نے ہر چیز کو گویائی دی ہے
وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا
(الحاصل) اسی نے تم کو پیدا کیا۔ اور اسی کی حضور میں تمہاری بازگشت ہوگی۔ اور
كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ
تم اس (خوف) سے کہ تمہارے کان تمہارے برخلاف گواہی دیں گے (گناہوں کو) چھپاتے ہی نہ تھے
اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ
اور نہ اس (خوف) سے کہ تمہاری آنکھیں (گواہی دیں گی) اور نہ اس (خوف) سے کہ تمہاری کھالیں (گواہی دیں گی) بلکہ تم نے تو یہ گمان

۱ ریحاصرصراً تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہ سرسر ٹھنڈی ہوا تھی۔

۲ فی ایام نحسات تفسیر صافی میں ہے کہ نحسات کی قرأت نحسات بہ سکون ما بھی آئی ہے، ۱۲۔

۳ فھم یوزعون تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے اس کے یہ معنی منقول ہیں کہ اول آنے والے روکے جائیں گے تاکہ پچھلے بھی ان سے آملیں، اور سب کھچ پچ ہو کر اوپر تلے دھما دھم جہنم میں جا گریں۔ ۱۳۔

۴ شھد علیھم سمعھم وابصارھم الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اپنے بداعمال دیکھ کر انکار کر جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم نے تو ان میں سے ایک کام بھی نہیں کیا تب وہ فرشتے جو ان کے اعمال لکھا کرتے تھے گواہی دیں گے، جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ لوگ بے حیا بن کر عرض کریں گے کہ خداوندا یہ تیرے ہی فرشتے ہیں تیری ہی سی گواہی دیں گے پھر خدا ہی کی قسم کھا کر کہیں گے کہ یہ فعل تو ہم نے کئے ہی نہیں۔ اسی کو خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ یوم یبعثھم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم (جس دم خدا تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا پس وہ اس کو حضور میں بھی اسی طرح قسم کھا کر بات کریں گے جیسے تمہارے سامنے قسم کھا کر بات کرتے ہیں) اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کسی کا حق غصب کیا تھا غرض سی جھوٹی قسم خدا۔ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر کر دے گا، پس اول تو ان کے کان جو کچھ خدا کی حرام کی ہوئی باتیں انہوں نے سنی ہوں گی اس کی گواہی دیں گے، پھر آنکھ جس جس حرام چیز پر نظر ڈال چکی ہوگی اس کی گواہی دے گی، پھر ہاتھ جو جو کچھ لے چکے ہوں گے اس کی گواہی دیں گے، پھر پاؤں خدا کی جن جن حرام کی ہوئی باتوں میں دوڑتے پھرتے ہوں گے ان کی بابت گواہی دیں گے، پھر انکے ستر جن جن حرام چیزوں کے مرتکب ہو چکے ہوں گے ان کی گواہی دیں گے اس کے بعد خدا تعالیٰ ان کی زبانیں کھول دے گا اور وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے لم شھدتم علینا الخ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں

لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ
کرلیا تھا کہ جو بداعمالیاں تم کیا کرتے تھے ان میں سے بہت کو بھی باتوں کو خدا جانتا ہی نہیں، اور تمہاری اسی بدگمانی نے
الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدٰىكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ
جو تم نے اپنے پروردگار کی نسبت کرلی تھی تمہیں تباہ کردیا کہ سخت نقصان اٹھانے والوں
الْخٰسِرِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ
میں سے ہوگئے۔ اب اگر صبر کریں تو جہنم ان کا خاصا ٹھکانے ہے
وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿۲۴﴾
اور اگر وہ توبہ چاہیں تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی توبہ قبول کی جائے۔
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
اور ہم نے ان کے لئے ایسے ہم نشین مقرر کردیے تھے کہ وہ جو کچھ ان کے سامنے
وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ
تھا اس کو اور جو کچھ ان کے بعد آنے والا تھا اس کو انکے لئے زینت دیتے رہتے تھے اور تمام امتوں میں
خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ
جو ان سے پہلے گذریں جنات کی قسمیں تو اور انسان کی قسمیں تو ان پر ہمارا قول پورا اترا کہ وہ ضرور نقصان
كَانُوا خٰسِرِينَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا
اٹھانے والے ہوئے، اور جو لوگ کافر ہوگئے تھے انہوں نے یہ کہا کہ تم
لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿۲۶﴾
اس قرآن ہی کو نہ سنو اور اس کے (پڑھے جانے کے وقت) میں خرافات بکو تاکہ تم ہی غالب رہو
فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا ۙ
پس ہم ان لوگوں کو جو کافر ہوگئے ہیں ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ
اور جو بدعمل وہ کیا کرتے تھے ہم اس سے بدتر بدلہ انکو ضرور بالضرور دیں گے۔
جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ
اللہ کے دشمنوں کا بدلہ یہی جہنم ہے اس میں ان کے ہمیشہ رہنے کا گھر ہے
جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
جیسا وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ ویسا ہی اس کا بدلہ ہے۔ اور جو لوگ

۱ ذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم الخ، تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ سب سے آخری بندہ جس کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا وہ ادھر ادھر منہ کرکے دیکھے گا، پس خدائے تعالیٰ اس کی نسبت حکم دے گا کہ اسے واپس لاؤ فرشتے اسے واپس لائیں گے۔ منجانب خدا سوال ہوگا کہ تو نے ادھر ادھر کیا دیکھا؟ وہ عرض کرے گا پروردگار! میرا گمان تیری طرف سے یہ نہ تھا، ارشاد ہوگا اچھا پھر تیرا گمان میری نسبت کیا تھا؟ اور عرض کرے گا پروردگار! میرا گمان تیری نسبت یہ تھا کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے گا اور مجھے جنت میں جگہ دے گا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت خدائے تعالیٰ حکم دے گا کہ اے فرشتو! مجھے اپنے عزت وجلال اور اپنے علوئے شان
۲ ع ورفعت مکان کی قسم ہے کہ میرے اس بندے نے کبھی ایک ساعت کے لئے بھی میری نسبت گمان نہیں کیا۔ اگر ایک نیک نہیں کیا۔ اگر ایک ساعت کے لئے بھی گمان نیک کیا ہوتا تو میں اس سے آتش جہنم سے خوف بھی نہ دلاتا۔ مگر چونکہ یہ اہل بیت رسول کا دشمن نہیں ہے۔ ہم اپنے حقوق کی نسبت درگزر کرتے ہیں اور اس کے اس وقت کے اقرار کو بھی مانے لیتے ہیں، جاؤ اسے جنت میں داخل کردو۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک بندہ بھی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی نسبت نیک گمان رکھے اور اس کا نیک گمان اسے نفع نہ پہنچائے اور علیٰ ہذا خدا کی نسبت بدگمانی نقصان نہ دے جیسا کہ خدائے تعالیٰ کے اسی قول سے ثابت

ہے۔ وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم الخ ۲ قرۃ عین تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے شیاطین جن وانس مراد ہیں۔ ۳ والغوفیہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو مذاق بناؤ اور لغو کہو، اور تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے مقابلے میں تم بھی کچھ خرافات بکو۔

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
کافر ہو گئے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ان دونوں کو دکھلا دے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا کہ ایک ان میں سے جنوں میں سے
نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾
ہے اور ایک آدمیوں میں سے تاکہ ہم ان اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں کہ وہ سب سے نیچے ہو جائیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ
بیشک جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (ولایت) امیر المومنین) پر بھی قائم رہے
عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا
ان پر فرشتے (یہ پیغام لے کر) نازل ہوں گے کہ تم نہ آئندہ کے لئے خوف کرو اور نہ گزشتہ کے متعلق افسوس اور
بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي
جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اس کی بشارت لو۔ ہم زندگانی دنیا میں (بھی)
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا
تمہارے دوست تھے۔ اور آخرت میں (بھی) ہیں۔ اور جنت میں تمہارے لئے وہ ہر چیز
تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا
موجود ہے جس کو تمہارا جی چاہے، اور اس میں تمہاری خاطر ہر وہ چیز جو طلب کرو۔
مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
بڑے بخشنے والے اور رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی کے طور پر مہیا ہے، اور
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ
اس سے بہتر بات کس کی ہوگی۔ جو اللہ کی طرف بلائے، اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ یقیناً میں
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ
(خدا کی) اطاعت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی تو برابر ہوتی نہیں۔
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
تم بدی کا دفعیہ اس چیز سے کرو جو بہت ہی اچھی ہو تو یکایک وہ شخص جس کے اور تمہارے مابین عداوت ہوگی ایسا ہو جائے
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ
گا جیسے سرگرم دوست ہوتا ہے۔ اور اس خصلت کے قبول کرنے کی توفیق سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے
صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا
صبر کیا ہے اور کسی کو نہیں ملے گی اور اس خصلت پر عمل کرنے کی توفیق سوائے ان کے جن کا حصہ بہت بڑا ہے اور کسی کو نہ ملے گی۔

لے الذین اضلانا من الجن والانس، تفسیر قمی میں ہے کہ عالم آل محمد یعنی جناب امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ جنوں میں سے تو وہ ابلیس ہے جس نے دارالندوہ مکہ میں جناب رسول خدا کے قتل کا مشورہ دیا اور تمام آدمیوں کو بہکا بہکا کر گناہوں پر آمادہ کرتا ہے قول صاحب تفسیر صافی۔ شائد حضرت کی مراد یہ ہو کہ ایک ایک والد الزنا دو دو کا نقطہ ہوتا ہے یعنی زانی کا بھی اور شیطان کا بھی اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس آیت میں جو دو مراد ہیں واللہ وہی دونوں ہیں واللہ وہی دونوں ہیں۔ ۱۲۔

۲ ثم استقاموا۔ ثانی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ائمہ کی اطاعت پر قائم رہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام رضا سے سوال کیا گیا کہ استقامت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا واللہ وہی جس پر تم قائم ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے ولایت امیر المومنین پر قائم رہنا۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں خدا کے وعدے اور اس کی حجت کے مطابق بات کر رہا ہوں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ سو اب تم ربنا اللہ تو کہہ چکے پس اس کی کتاب پر اور اس کے حکم کے راستے پر اور اس کی عبادات کے بہترین طریقے پر استقامت بھی اختیار کرو۔ پھر دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں میں بدعت پیدا کرو اور نہ اس کی مخالفت اختیار کرو کیونکہ جتنے اس سے الگ ہو جانے والے ہیں قیامت کے دن خدا سے اور ان سے کوئی واسطہ نہ رہے گا۔

۳ تتنزل علیہم الملائکۃ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ (عام مومنین کے لئے) امت کے قریب فرشتے آتے ہیں۔ (اس

سے آگے صفحہ ۵۷۵ پڑھئے)

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ
اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ ڈالا جائے تو تم اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ یقیناً وہ
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ
بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے۔ اور رات اور دن اور سورج اور چاند اسی کی نشانیوں میں سے
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا
ہیں تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو
لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ
جس نے ان کو پیدا کیا ہے اگر تم اسی کے بندے بننا چاہتے ہو۔
تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ
پھر اگر یہ اکڑیں تو تمہارے پروردگار کے پاس تو وہ موجود ہیں جو
السجدۃ ۵
يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾
رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ (ذرا بھی) نہیں اکتاتے۔
وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا
اور ان کی نشانیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ زمین کو تم دبیل (خشک حالت میں) دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے
عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْۤ اَحْيَاهَا
ہیں تو وہ لہلہاتی اور ابھر جاتی ہے۔ جس نے اس کو زندہ کردیا وہ مردوں کو (بھی) ضرور زندہ
لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
کرنے والا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے یقیناً وہ لوگ
يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي
جو ہماری آیتوں میں بے جا دخل دیا کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا وہ جو جہنم میں ڈالا
النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا
جائے گا اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے گا؟ تمہارا جو جی
مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
چاہے کرتے رہو جو (جو) کچھ تم کر رہے ہو خدائے تعالیٰ یقیناً اس کا دیکھنے والا ہے۔ بیشک وہ وہی
كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ
لوگ ہیں جنہوں نے قرآن مجید کا جس وقت بھی ان کے پاس آیا انکار کردیا۔ حالانکہ وہ ایسا زبردست

(بقیہ صفحہ ۵۷۴ گزشتہ)
اور انہیں وہ خوشخبری سناتے ہیں، جو آگے اسی آیت میں درج ہے البصائر میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقر سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ فرشتے آپ کے یہاں نازل ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ قسم بخدا نازل ہوتے ہیں۔ بلکہ آکر ہمارے بچھونوں پر بیٹھتے ہیں کیا تو کتاب خدا نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الخ الخ میں جناب امام جعفر صادق سے اس آ۔۔ کی تفسیر میں منقول ہے کہ وہ اللہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم فرشتوں کے لئے اپنے مکان میں بچھونے بچھاتے ہیں۔ وہ ہمارے بچوں سے ہم سے زیادہ مانوس ہیں۔ اور ہم انکے نرم نرم پر بچھونوں پر اکثر اٹھالیا کرتے ہیں، (اور اپنے بچوں کے گلوں میں تعویذ بنا کر ڈال دیتے ہیں) کافی میں انہی حضرت سے بروایت اپنے والد ماجد اور جدامجد کے حدیث شب قدر میں منقول ہے کہ عبداللہ ابن عباس کو یہ گمان ہوگیا تھا کہ جن لوگوں کی شان میں یہ آیتیں ہیں، ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا الخ میں بھی داخل ہوں جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ یا ابن عباس کبھی تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے آکر کہا ہو نحن اولیائکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ یا انہوں نے یہ کہا الا تخافوا ولا تحزنوا۔ ابن عباس گھبرا کر بولے یا ابن رسول اللہ آخر اللہ یہ تو فرماتا ہی ہے انما المؤمنون اخوۃ کہ مومن سب بھائی بھائی ہیں، اس آیت میں تو ساری امت داخل ہے (گویا جب آپ نے فرشتوں سے ملاقات کی تو میں نے ہی کی) حضرت فرماتے ہیں کہ میں خوب ہنسا اور کہا کہ ہاں یا ابن

عباس بیشک ٹھیک کہتے ہو (اس سے اگلے حواشی صفحہ نمبر ۵۷۴ ضمیمہ میں پڑھئے۔) (حواشی صفحہ ہذا) ۱ اما ینزغنک من الشیطان نزغ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہر اً خطاب جناب رسول خدا سے ہے، اور مراد حضرت کی امت ہے۔ ۲ ان الذین کفروا بالذکر تفسیر قمی جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہاں الذکر سے مراد قرآن

عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ
نوشتہ ہے کہ نہ گزشتہ کے متعلق اس کی خبریں غلط ہیں اور نہ آئندہ کے متعلق غلط
خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ
ہوں گی۔ وہ صاحب حکمت اور لائق تعریف (خدا) کی طرف سے اتارا ہوا ہے، تمہارے لئے کچھ
اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ
اور نہیں کہا جاتا ہے مگر وہی جو تم سے پہلے رسولوں کے لئے کہا گیا ہے، بیشک تمہارا پروردگار
مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا
ضرور بخشنے والا (بھی) ہے اور دردناک عذاب دینے والا (بھی) اور اگر ہم اس قرآن
اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ
کو عجمی زبان میں اتارتے تو اس وقت لوگ یہ کہتے کہ اس کے احکام (ہماری سمجھ) کچھ کے لائق
وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ
صاف کیوں نہ کہے گئے کیا (کلام) عجمی ہوتا حالانکہ مخاطب عربی ہیں۔ تم یہ کہدو وہ ان لوگوں کے لئے تو جو ایمان لائے ہدایت وشفا ہے۔
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ
اور جو ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں میں تو سنیچی ہے اور قرآن ان کے لئے نابینائی ہے۔
عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ
وہ ایسے ہی رہیں گے کہ (گویا) ان کو دور سے آواز دی جارہی ہے۔
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا
اور ہم نے یقینا موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی۔ پھر اس میں اختلاف کیا گیا۔
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ
اور اگر تمہارے پروردگار کا کلمہ (متعلق مہلت) سابق نہ ہو چکا ہوتا تو ان کے مابین ابھی کا فیصلہ ہو چکتا۔
وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ
اور بیشک وہ اس کی طرف سے ضرور بے چین کرنے والے شک میں رہیں گے، جو شخص
صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ
کوئی نیکی کرے گا تو اپنی ذات کی بھلائی کے لئے اور جو کوئی بدی کرے گا تو اس کا ضرر اسی کو پہنچے گا،
وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾
اور تمہارا پروردگار بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

لہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ تفسیر مانی میں ہے کہ توریت وانجیل وزبور جو قرآن مجید کے پہلے ہیں باطل نہیں ہیں اور نہ بعد قرآن مجید کوئی ایسی کتاب آنے والی ہے جو اس کو باطل قرار دے دے۔

مہ واعجمی وعربی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اگر یہ قرآن عجمی ہوتا تو وہ لوگ کہتے کہ ہم اسے سمجھیں کیوں کر۔ حالانکہ ہماری زبان عربی ہے اور آپ قرآن عجمی لے کر آئیں ہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے اسی کو پسند فرمایا۔ کہ اپنا کلام پاک انہی کی زبان میں نازل فرمائے اور اسی کے بارے میں ارشاد فرمایا وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه (دیکھو پارہ ۱۳، رکوع ۱۳) تصریح۔ اعجمی اس کلام کو کہتے ہیں جو سمجھ میں نہ آئے، نیز اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بات سمجھ میں نہ آئے اور جناب امیر المومنین کی قرارت تھی، اعجمی بعد ہمزہ استفہام عین مفتوح وجیم مضموم جس کا مطلب ہوا منسوب بہ ملک عجم، فاختلف فیہ، تفسیر مانی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا کو تسلی دینے کے لئے نازل کی گئی۔ کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہود نے توریت میں ایسا ہی اختلاف کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن میں اس امت نے کیا ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ قائم آل محمد جناب امیر المومنین کا جمع کیا ہوا قرآن مجید لے کر آئیں گے اور یہ لوگ اس میں اختلاف کریں گے۔ یہاں تک کہ بہت سے تو اس کا صاف انکار کر دیں گے تب وہ حضرت کے حکم سے گرفتار کئے جائیں گے اور ان کی گردنیں مار دی جائیں گی۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ
قیامت (کب آئے گی اس) کا علم اسی کو ہے، اور اس کے علم بغیر نہ کوئی پھل
اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ
اپنے غلاف سے نکلتا ہے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے،
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا
اور اس دن وہ ان (مشرکوں) کو ندا دے کر فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم تو تجھ کو اطلاع دے
مِنْ شَهِيْدٍ ۚ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ
چکے کہ ہم میں سے کوئی بھی (شرک کی) گواہی دینے والا نہیں ہے، اور جن جن کو وہ پہلے سے
وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ
پکارا کرتے تھے، اب وہ سب ان سے جاتی رہیں گی اور ان کو یقین ہو جائے گا کہ ہمارے لئے کوئی چھٹکارا نہیں۔ انسان بھلائی کی دعاء (مانگنے)
دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾
سے تو اکتاتا ہی نہیں اور اگر اس کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے
وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
اور اگر بعد اسکے کہ مصیبت اس پر پڑ چکی ہو ہم اس کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو ضرور ہی یہ کہے گا کہ اس
هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ
کا تو میں مستحق ہی تھا اور میرے خیال میں قیامت آنے ہی کی نہیں اور اگر میں اپنے پروردگار کی حضور میں
اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لوٹایا بھی گیا تو میرے لئے اس کے پاس (اس سے) اچھی حالت (موجود) پس جو لوگ
بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾
کافر ہو گئے ہیں ان کو ہم جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں ضرور جتلائیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے
وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا
اور جب ہم نے انسان کو نعمت عطا کی تو اس نے (شکر سے) روگردانی کی اور (غرور سے) اپنی ہی آپے کی طرف مائل ہوا اور اگر
مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اسے کوئی مصیبت چھو گئی تو لمبی چوڑی دعا والا بن گیا۔ تم کہہ دو کہ آیا تمہاری سمجھ میں یہ بات آئی ہے
اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ
اگر یہ (قرآن) خدا کی طرف سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوئے ہو تو جو بھی بڑھی ہوئی نافرمانی میں ہو

۱ شرکائی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد وہ ہیں جن کی لوگ خدا کے سوا پرستش کیا کرتے تھے،

۲ ما منا من شہید، تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ اب ہم میں سے کوئی انکو تیرا شریک قرار دینے کی شہادت نہ دے گا، اس لئے کہ یہاں کی حالت اور بازپرس کی کیفیت دیکھ کر ہم ان سے تبرا کر چکے ہیں، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو وہ دکھائی ہی نہیں دیتے، اس لئے کہ وہ ہم میں سے گم ہو گئے ہیں۔ ۱۲۔

۳ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی، تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت پر یقین نہ کرنے والوں کا گمان یہ ہے کہ اگر بالفرض قیامت ہوئی بھی تو بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ہر طرح کی صوت اور نعمت ملے گی، اس لئے کہ اس کے اعتقاد میں جو نعمت اسے دنیا میں ملی ہوئی ہے وہ بوجہ کسی نہ کسی استحقاق کے ہے جو گویا وہاں بھی اس کو حاصل ہوگا۔

مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ
اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے؟ ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں آفاق عالم میں (بھی) دکھلائیں گے

وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ
اور خود ان کو ذات میں (بھی) یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ حق ہے،

اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ
کیا تمہارا پروردگار اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ وہ ہر (ہر) چیز کا نگراں ہے، خبردار ہو وہ اپنے پروردگار حضور میں

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾
جانے کے متعلق شک میں ہیں آگاہ رہو کہ وہ تمہارا پروردگار) ہر چیز کو (علم و قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے۔

حروفها ۳۵۸۵ سورة الشوریٰ مکیة کلماتها ۸۶۹
سورہ شوریٰ مکہ میں نازل ہوا
رکوعها ۵ آیاتها ۵۳
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ
زبردست حکمت والا خدا اسی طرح تمہاری طرف وحی کرتا ہے اور اسی طرح ان کی طرف (کیا کرتا تھا)

قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
جو تم سے پہلے تھے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے،

الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
اور وہی بلند مرتبہ اور عظمت والا ہے، قریب ہے کہ آسمان (عظمت الٰہی کے خوف سے)

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کرتے رہتے ہیں،

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ
اور جو لوگ زمین میں ان کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں، آگاہ رہو کہ اللہ وہی تو بڑا بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ
(اور) رحم کرنے والا ہے، اور جن لوگوں نے اس کو چھوڑ کر اور سرپرست بنا لئے ہیں، خدا نے تعالیٰ نے ان کا نگراں ہے،

عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ
(اور اے رسول) تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو، اور اسی طرح ہم

لے سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی أنفسهم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ آفاق عالم کی نشانیاں سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور سمندر اور درخت اور قسم بہ قسم کے جانور ہیں اور نفوس کی نشانیاں وہ عجیب عجیب صنعتیں اور وہ نفیس نفیس تدابیر اور حکمتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ نے ان میں ودیعت فرما دی ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آفاق کی نشانیوں میں سے سورج گہن۔ چاند گہن، زلزلے اور جو نشانیاں آسمان میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ سب ہیں اور نفوس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ کبھی بھوک سے عبرت دلائی جاتی ہے اور کبھی پیاس سے اور کبھی پیٹ بھرنے سے، کبھی آدمی بالکل تندرست ہوتا ہے۔ تو کبھی مریض۔ اور کبھی بعد مرض پھر صحت پاتا ہے۔ کبھی غنی ہوتا ہے۔ کبھی فقیر، کبھی خوش ہوتا ہے تو کبھی غضبناک اور کبھی ڈرتا ہوتا ہے اور کبھی نڈر یہ تمام باتیں خدائے تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرنے والی ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے

ففی کل شیئ لہ آیة تدل علی انه واحد

(ہر چیز میں اس کی ایک نشانی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ یکتا ہے) ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ ان آفاق کی آیتوں سے مراد ہیں وہ فتنے جو تمام زمین میں پھیلیں گے اور انفس کی نشانیوں سے مراد ہے) حق کے دشمنوں کا مسخ ہو جانا قول صاحب تفسیر صافی امام نے جو کچھ فرمایا یہ رجعت کے زمانے میں اور قائم آل محمد کے ظہور کے وقت واقع ہوگا یعنی اس زمانہ کے (لوگ آفاق و انفس میں اتنے عجائبات وغرائبات دیکھیں گے کہ امام و ولایت، ظہور امام کو برحق مان لیں گے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے حتی یتبین لهم انه الحق۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ

نے تمہاری طرف قرآن عربی زبان بذریعہ وحی بھیجا۔ تاکہ تم خاص مکہ اور اس کے اردگرد کے رہنے والوں کو ڈراؤ

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي

اور قیامت کے دن سے ڈراؤ جس کے بارے میں کچھ شک نہیں ہے کہ ایک گروہ (اس دن) جنت میں ہوگا اور ایک گروہ

السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ

بھڑکتی ہوئی آگ میں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ تو جس کو چاہتا ہے

مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا

اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، اور نافرمانی کا نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔

نَصِيرٍ ﴿٨﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ

یا انہوں نے اسے چھوڑ کر اور سرپرست بنا لئے ہیں۔ حالانکہ اللہ وہی تو سرپرست ہے

يُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ

اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر (پوری) پوری قدرت رکھنے والا ہے، اور جس کسی چیز میں تم اختلاف کرو

مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ﷺ

پس اس کا فیصلہ اللہ ہی پر ہے۔ وہی اللہ میرا پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے،

وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ

اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ جس نے تمہارے لئے

أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ

تمہاری ذات سے جوڑے بنا دیئے اور چوپایوں میں سے بھی جوڑے (جوڑے) بنا دیئے اسی میں وہ تم کو بڑھاتا ہے،

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُ مَقَالِيدُ

کوئی چیز اس کی مانند نہیں ہے۔ اور وہ بڑا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا

إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ

ہے، بیشک وہ ہر چیز سے (پورا پورا) آگاہ ہے تمہارے لئے دین کی اس نے وہی باتیں مقرر کیں جن کی بابت

نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ

اس نے نوح کو وصیت کی تھی اور (اے رسول) جس کی بابت ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے اور جس کی بابت ہم نے ابراہیم

۱ أم القریٰ و من حولها تفسیر مدارک میں منقول ہے کہ اس سے مراد ہے کہ مکہ اور تمام زمین کے باشندے اور مکہ کا نام ام القریٰ ہونے کی وجہ تسمیہ کے لئے دیکھو، پارہ نمبر ۷، رکوع ۱۶۔

۲ فریق فی الجنة وفریق فی السعیر۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ اس شان سے بلند کیا کہ مٹھی بند تھی اور دریافت کیا کہ لوگو بتاؤ میری اس مٹھی میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا قیامت تک جو لوگ جنتی ہونے والے ہیں ان کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر اسی شان سے بایاں ہاتھ بلند کیا اور دریافت فرمایا کہ لوگو بتاؤ میرے اس [illegible] میں کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا قیامت تک جتنے جہنمی ہونے والے ہیں ان کے نام اور ان کے باپ دادوں کے نام ہیں اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے یعنی فریق فی الجنة وفریق فی السعیر۔

۳ ولو شاء الله لجعلهم أمة واحدة۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ چاہتا تو اس بات پر قادر تھا کہ تم سب کو معصوم کر دیتا جس طرح کہ فرشتے معصوم بنائے گئے ہیں۔

(باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ

اور موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی تھی کہ دین قائم رکھو اور اس کے بارے میں فرقے فرقے نہ بن جاؤ۔

عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ

مشرکوں پر وہ امر جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو بہت ہی گراں گزرا۔ اللہ اس امر کے لئے جس کو چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

منتخب فرمالیتا ہے اور توفیق ہدایت اسی کو عطا کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔ اور بعد اس کے کہ ان کے

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

پاس علم آچکا تھا وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقہ فرقہ بن گئے اور اگر تمہارے پروردگار (کی طرف سے مہلت)

رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا

کا حکم ایک مدت معینہ کے لئے نہ ٹھہر چکا ہوتا تو ان کے مابین (کبھی کا) فیصلہ ہو چکتا۔ اور بیشک جن لوگوں کو

الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ

ان کے بعد کتاب کا وارث کیا گیا وہ (آج تک) اس کے بارے میں شک ہی میں ہیں جو انہیں ڈانواڈول کئے ہوئے ہے۔ پس

فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ

(اے رسول) تم اسی کی طرف ان کو بلائے جاؤ اور جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے ویسے ہی قائم رہو اور ان کی خواہشوں کو پیروی نہ کرو اور یہ کہہ دو کہ

اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ

اللہ نے جو کتاب نازل کی ہے اس پر ایمان لایا ہوں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے مابین عدالت کروں۔

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ

اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی، ہمارے اعمال لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

ہمارے اور تمہارے مابین کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اللہ (قیامت کے دن) ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف (سب کی) بازگشت ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ

اور جو لوگ (دین) خدا کے بارے میں کٹ حجتی کئے جاتے ہیں بعد اس کی بات (سلیم) مان لی جا چکی ہے

دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ

ان کی حجت ان کے پروردگار کے نزدیک لغزش میں ہے اور ان پر غضب ہوگا اور ان کے لئے

شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا

سخت عذاب ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ اتارا اور میزان کو (بھی) اور

---

۱ اقیموا الدین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں مراد ہے خدا کو ایک جاننا۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور ان تمام قواعد و احکام کا ماننا جو کتب خدا میں آچکے۔ اور امیر المومنین کی ولایت کا اقرار کرنا۔

۲ کبر علی المشرکین ما تدعوھم الیہ۔ کافی میں جناب امام زین العابدین سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس آیت میں مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ولایت امیر المومنین کے بارے میں شرک کرتے ہیں اور تدعوھم الیہ کی ضمیر غائب جناب امیر المومنین ہی کی طرف راجع ہے، نوشتہ خدا میں اسی طرح درج ہے۔

۳ وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم۔ تفسیر میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جہالت سے پھوٹ نہیں پڑی۔ بلکہ جب کلام خدا ان کے پاس آگیا اور انہوں نے سمجھ لیا اور امیر المومنین کو خدا کے حکم کے بموجب اپنے سے افضل پایا۔ تب باہمی حسد برتا اور بغاوت کی۔ اور الگ الگ مذہب نکال لئے۔ اور اپنی اپنی رائے اور خواہش کے پابند ہو گئے۔

۴ ولولا کلمۃ سبقت من ربک۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اگر خدا نے پہلے یہ مقدر نہ فرما دیا ہوتا کہ ان کو مہلت دی جائے گی تو جیسے ہی انہوں نے اختلاف کیا تھا ویسے ہی ان کا معاملہ بھی چکا دیا جاتا یعنی ان کو ہلاک کر دیتا اور کبھی مہلت نہ دیتا۔ لیکن اب جو ان کو مہلت دی گئی ہے تو اسی مدت معینہ کے لئے جو اول سے مقدر ہو چکی ہے۔

۵ ان الذین اورثوا الکتاب من بعدھم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ کنایہ انہی لوگوں سے ہے جنہوں نے حکم جناب رسول خدا کے خلاف کیا۔ ۱۲۔

۶ فلذلک فادع۔ تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المومنین کی طرف بلائے جاؤ۔ ۷ والذین یحاجون فی اللہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر بھی حجت قائم کرنا چاہیں گے۔ بعد اس کے کہ اللہ نے چاہا کہ ان پر رسول بھیجے، چنانچہ اس نے ان کے پاس رسول بھی بھیجے اور کتاب بھی بھیجی۔ مگر انہوں نے رسولوں کے

احکام کو دھتلا اور کتابوں کو بدل ڈالا پھر قیامت دن حجت بھی کرتے ہوئے آئیں گے کہ ہمیں ان کی وجہ سے خدا کے نزدیک کیا اجر ہوگا۔ ۸ اول الکتاب والحکم والمیزان۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں امیر ان سے مراد جناب امیر المومنین ہیں۔

يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا

تمہیں کیا خبر ہے شاید قیامت قریب ہی ہو۔ اس کی نسبت جلدی تو وہی لوگ کرتے ہیں جو

يُؤْمِنُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُونَ

اس پر ایمان نہیں لائے۔ اور جو ایمان والے ہیں وہ تو اس سے ڈرنے والے ہیں اور یہ جانتے ہیں

أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي

کہ وہ برحق ہے۔ آگاہ رہو کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں (وہ) بیشک بڑی

ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۚ

گمراہی میں ہیں۔ اللہ اپنے کل بندوں پر بہت ہی مہربان ہے جسے (جسے) چاہتا ہے۔ جس جس کو چاہتا ہے، رزق عطا فرماتا ہے

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي

اور وہ بڑا قوت والا (اور) زبردست ہے۔ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی کو خوب

حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي

بڑھا دیں گے۔ اور جو دنیا کی خرمن چاہتا ہے۔ تو ہم اس کو اسی میں سے دے دیں گے اور اس کا آخرت

الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ

میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ کیا ان کے کوئی شریک ایسے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کے

الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ

ایسے قواعد مقرر کر دیئے ہوں جن کا خدا نے حکم نہیں دیا۔ اور اگر فیصلہ کی بات نہ ہوگئی ہوتی

بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى

تو ان کے مابین کبھی کا چکوتا ہوگیا ہوتا۔ اور بیشک نافرمانوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تم

الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ

نافرمانوں کو دیکھو گے کہ جو کچھ وہ کر چکے ہیں اس سے ڈرتے ہیں حالانکہ ان کا وبال ان پر پڑنے والا ہے۔ اور جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ بہشت کے چمنوں میں ہوں گے۔ انکے لئے (جو)

يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ

جو کچھ وہ چاہیں گے انکے پروردگار کے پاس (مہیا) ہے۔ یہی تو وہ بڑا فضل ہے۔ یہی تو وہی ہے

الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ

جس کو اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے خوشخبری دیتا ہے

۱ إن الذين يمارون في الساعة لفي ضلال بعيد۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں ساعۃ سے مراد قیامت ہے کفار کی یہ حالت تھی کہ جناب رسول خدا سے یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی قیامت قائم کردو۔ اور اگر تم سچے ہو تو جن جن چیزوں سے ہمیں ڈراتے ہو وہ سب لے آؤ۔ اسی کا خدائے تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے، إن الذين يمارون في الساعة۔ الخ ۱۲۔

ع ۳ ۲ حرث الآخرة۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ثواب آخرت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس لئے کہ وہ ایک فائدہ ہے جو دنیا میں عمل کرنے سے وہاں حاصل ہوگا۔ اسی لئے کہا گیا ہے، الدنيا مزرعة الآخرة۔ ۱۲۔

۳ نزد له في حرثه اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ایک کے بدلہ میں دس سے لیکر سات سو تک دیں گے اور کبھی موقع پر اس سے بھی زیادہ ہم عطا کریں گے۔

۴ حرث الدنيا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مال اور بیٹے دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمال نیک آخرت کی کھیتی۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ خدائے تعالیٰ ان کے لئے دونوں چیزیں جمع کر دیتا ہے۔ کافی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص محض نفع دنیا کے لئے بات کرے گا، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور جو شخص اسی بات سے آخرت کی بہبودی کی مد نظر رکھے گا اسے خدائے تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں کی بہبودی عطا فرمائے گا۔

(اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ

تم یہ کہدو کہ میں تو اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی مزدوری نسلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابتداروں کی محبت۔ اور جو

يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾

اس (کے بارے میں کوئی نیکی بھی کرے گا اس کی خاطر سے ہم (اس کی) نیکی کو بہت بڑھا دیں گے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا قدر

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى

دان ہے۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا۔ پس اگر اللہ چاہے تو تمہارے دلوں پر مہر لگا دے

قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

حالانکہ اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کرتا ہے، بیشک

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ

وہ دلوں کی حالت سے (پورا پورا) آگاہ ہے۔ اور وہ وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے،

وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ

اور ان کی بدکاریاں معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو وہ جانتا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور ان کے حق میں اپنا فضل (وکرم) بڑھا دیتا ہے

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ

اور کافر جو رہے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق بڑھا دیتا

لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ

تو وہ زمین میں ضرور بغاوت کرتے مگر وہ تو ایک اندازے سے جو کچھ چاہتا ہے اتارتا رہتا ہے۔ بیشک وہ

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اپنے بندوں کے حال سے (پوری پوری) خبر رکھنے والا (اور) ان کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ اور وہ وہی تو ہے جو بعد اس کے کہ وہ

قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ

مایوس ہو چکے ہوں بارش نازل کرتا اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ اور وہی سرپرست (اور) سزاوار حمد ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے

خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا بھی ہے اور جتنے چلنے پھرنے والے ان دونوں میں ہیں ان کا (پیدا کرنا)

وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ

اور جس وقت وہ چاہے ان کے جمع کر لینے پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جو مصیبت (بھی) تم کو پہنچتی ہے

ل فان شاء اللہ یختم علی قلبك۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ انصار جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی نصرت کی۔ اب آپ ہمارے نال و منال کا بھی ایک حصہ لے لیں جس سے ضرورت کے وقت آپ مستغنی ہو سکتے ہیں۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی۔ قل لا أسئلكم عليه اجرا إلا المودة في القربى جس میں قربیٰ سے مراد ہیں اہل بیت، اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا کوئی دوست ہوتا ہے اور اس شخص کے دل میں اس کے اہل بیت کی طرف سے کچھ کینہ ہوتا ہے تو اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ پس اللہ نے چاہا کہ اس کے رسول کے دل میں امت کی طرف کوئی بے اطمینانی کی بات نہ رہے۔ لہٰذا رسول کے اہل بیت کی مودت امت پر فرض کر دی۔ اب اگر وہ مانیں گے تو فریضہ ادا کرنے والا سمجھے جائیں گے اور اگر نہ مانیں گے تو فریضہ کے ترک کرنے والے محسوب ہوں گے۔ غرض یہ سن کر وہ حضرت کے پاس سے چلے گئے اور بعض ان میں سے یہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے مال پیش کئے وہ تو نہ لئے اور مطلب یہ ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت کی طرف سے لوگوں سے لڑتے پھر دا اور ایک گروہ نے کچھ اور کہا یعنی یہ خدا کا کلام ہی نہیں ہے رسول اللہ نے اپنی طرف سے کہدیا اسی کو خدائے تعالیٰ بطور حکایت فرماتا ہے۔ ام یقولون افتری علی الله کذبا۔ پس خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ تم یہ کہدو کہ اگر میں نے افترا کیا ہوتا تو خدا چاہتا تو میرے قلب پر مہر لگا دیتا بتاؤ۔ یمح الله الباطل ویحق الحق بکلماته۔ جس میں کلمات سے مراد ائمہ معصومین خصوصاً قائم آل محمدؐ ہیں۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا
وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اللہ بہت کچھ معاف کرتا رہتا ہے۔ اور باوجود یکہ
أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ
تم زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو (پھر تکبر کرتے ہو۔) اور اللہ کے سوا اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا سرپرست ہے
وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِن
اور نہ کوئی مددگار۔ اور اسی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑ جیسی جہاز ہیں۔ اگر
يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ جہاز (بھی) سمندر کی سطح پر کھڑے (کے کھڑے) رہ جائیں۔ یقیناً اس میں
لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ
ہر اس شخص کے لئے جو بڑا صبر و شکر کرنے والا ہے نشانیاں موجود ہیں۔ یا (اگر وہ چاہے تو) ان کی سواریوں کو بوجہ ان کے کرتوتوں کے ہلاک
عَن كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا ۚ مَا لَهُم مِّن
کر دے حالانکہ وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا رہتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں، یہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے
مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا
لئے کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔ پس جو چیز (بھی) تم کو دی گئی ہے یہ تو زندگانی دنیا کا سرمایہ ہے۔ اور
عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾
جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر اور کہیں زیادہ پائیدار ہے (صرف) ہے ان کے لئے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے
وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا
ہیں۔ اور جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں۔ اور جب
غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا
ان کو غصہ آجاتا ہے تو وہ بخش دیتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز
الصَّلَاةَ ۖ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
پڑھتے ہیں اور ان کا معاملہ باہمی مشورہ سے (طے) ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کا جزو
يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾
ہماری راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان سے بغاوت کی جاتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔
وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى
اور ہر بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی سے ہو سکتا ہے۔ پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر

۱ لکل صبار شکور: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ہر اس شخص کے لئے جو اپنی ہمت کو اس میں صرف کرے اور اپنے آپے کو اس پر آمادہ کرے کیا کہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں غور کیا کرے اور دوسرے یہ معنی ہیں کہ ہر ایسے مومن کے لئے جو کامل الایمان ہو اس لئے کہ ایمان کے دو برابر حصے ہیں آدھا صبر ہے اور آدھا شکر ہے۔

۲ کثیر الاثم، اس کی تفسیر کیلئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع ۱۲۔

۳ وإذا ما غضبو هم يغفرون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں غصہ کو رد کرے جب کہ وہ اس کے جزائی پوری قدرت رکھتا ہو تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امن سے اور ایمان سے بھر دے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص خواہش کے وقت نہ خوف کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دے گا۔ اس مطلب کی حدیثیں کافی وغیرہ کتب احادیث میں بکثرت ہیں۔ ۱۲۔

۴ وأمرهم شورى بينهم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو امر دین میں جس چیز کی احتیاج ہوتی ہے اس میں امام سے مشورہ کر لیتے ہیں، جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے، ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولى الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵۔ رکوع نمبر ۶۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے مشورہ کرلے گا تو اسے صحیح رائے معلوم ہو جائے گی۔ ۱۲۔

(اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو بعد ظلم سہنے کے بدلہ لے پس وہی تو ایسے ہیں

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ

جن پر (ستانے کی) کوئی راہ نہیں۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ ایسی راہ تو ان پر (کھلی) ہے

یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ

جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور زمین میں (ناحق) ناحق بغاوت کرتے ہیں۔ وہی تو ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ

جن کے لئے دکھ دینے والا عذاب (مہیا) ہے، اور البتہ جو صبر کرے اور بخش دے تو اس میں شک نہیں کہ یہ

الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى

معاملات کی پختگی میں داخل ہے۔ اور جس سے اللہ توفیق ہدایت سلب کرلے تو اس کے بعد اس کا کارساز کوئی نہ ہوگا۔ اور

الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ

ظالموں کو تم دیکھو گے کہ جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے تو یہ کہیں گے کہ کیا (دنیا کی طرف) لوٹ جانے کی

سَبِیْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ

بھی کوئی سبیل ہے؟ اور تم ان کو دیکھو گے کہ وہ دوزخ کے سامنے بلائے جائیں گے اس حال میں کہ ذلت کے مارے جھکے

یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ

ہوئے ہوں گے اور چوری (پچھی) نظروں سے دیکھتے جاتے ہوں گے۔ اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں وہ یہ کہتے ہوں گے

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ

کہ حقیقی نقصان اٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو (بھی) نقصان پہنچایا اور اپنے عزیزوں کو (بھی) آگاہ رہو کہ

الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ

ظالم دوامی عذاب میں رہیں گے۔ اور اللہ کے سوا انکے لئے کوئی ایسے اور کارساز نہ ہوں

یَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

گے جو ان کی نصرت کریں۔ اور جس سے خدا توفیق ہدایت سلب کرلے اس کے لئے کوئی (ہدایت نجات کی)

سَبِیْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ

راہ نہیں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کا ٹلنا خدا کی طرف سے مقدر نہیں ہے۔ تم اپنے پروردگار کا حکم مانو، اس دن نہ

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ ﴿۴۷﴾

تو تمہارے لئے کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ اس دن تمہارا کوئی انکار چل سکے گا

۱ إنما السبيل على الذين يظلمون الناس..... تا ... ألا إن الظالمين في عذاب مقيم۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اوپر کی آیت میں جو آچکا ہے ولمن انتصر بعد ظلمہ، اس سے مراد قائم آل محمد اور ان کے اصحاب ہیں کہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو بنی امیہ سے اور جھٹلانے والوں سے اور ناصبیوں سے انتقام لیں گے جس کی اجازت خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ إنما السبيل على الذين يظلمون الناس الخ اور وترى الظالمين سے مراد وہ ظالم ہیں جنہوں نے آل محمد کو اذیت دی۔ لما رأوا العذاب سے یہ مطلب ہے کہ جب وہ جناب علی مرتضیٰ کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں عذاب دلوانے آئے ہیں تو کہیں گے: هل إلى مرد من سبيل، تاہم علی کی دوستی اختیار کریں اور خاشعين من الذل سے یہ مطلب ہے کہ وہ علی مرتضیٰ کی موجودگی کے سبب ذلت کے مارے سہمے ہوئے ہوں گے۔ اور ينظرون من طرف خفي سے یہ مطلب ہے کہ وہ جناب علی مرتضیٰ کی طرف بچی نظروں سے دیکھتے ہوئے جاتے ہوں گے۔ اور قال الذين آمنوا سے مراد آل محمد اور ان کے شیعہ ہیں۔ اور إن الظالمين في عذاب مقيم یہاں ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کو اذیت دی۔ امام فرماتے ہیں واللہ جن ناصبیوں نے جناب امیر المومنین اور ان کی اولاد کی عداوت قائم کردی اور ان کی تکذیب کرتے رہے یہاں وہی مراد ہیں۔

۲ إذا أذقنا الإنسان منا رحمة الخ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کے پہلے جملہ کو تو إذا سے شروع کیا ہے اور دوسرے کو إن سے اس لئے کہ نعمت کا ذائقہ چکھانا تو یقینی ہے۔ بخلاف تکلیف کے پہنچنے کے پہلے جملہ کی جزا صاف بیان کی گئی ہے۔ اور دوسرے کی جزا کا قائم مقام یہ جملہ ہے۔ فإن الإنسان كفور۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا
اس پر بھی اگر وہ روگردان ہوں تو ہم نے تم کو ان کا محافظ بنا کر نہیں بھیجا تمہارے ذمہ صرف
الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ
پہنچا دینا ہے۔ اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے
وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ
اور اگر ان ہی کی کرتوت کی بدولت کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو انسان (اس کے بارے میں)
كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ
بڑا ہی ناشکرا ہو جاتا ہے، آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے (مسلم) ہے، وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے
يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ
جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عنایت فرماتا ہے
يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ
یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں جوڑواں دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے،
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا
بیشک وہ صاحب علم (اور) صاحب قدرت ہے۔ اور کسی بشر کی یہ منزلت نہیں ہے کہ اللہ اس سے بات کرے،
اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا
سوائے اس کے کہ وحی کے ذریعہ سے ہو یا پس پردہ سے یا کسی رسول کو بھیج دے۔ پھر جو چاہے اپنے حکم سے
يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا
اس کو وحی پہنچائے۔ بیشک وہ بلند مرتبہ (اور) حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے روح (الامین)
مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ
کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا۔ (جس کے پہلے) تم یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ کہ (تعلیم) ایمان کیا چیز ہے، لیکن
جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ
ہم نے اس کو ایک نور قرار دیا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت کر دیں۔ اور بیشک تم
لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي
راہ راست کی طرف ہدایت کرتے ہو۔ (یعنی) اس اللہ کی راہ کی طرف کہ
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾
آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ آگاہ رہو کہ تمام امور کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہوگی۔

ع ۵

۱ وحیاً تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو دیکھے اور اس سے کچھ سنے یا بغیر کسی کو دیکھے دل میں خود بخود کوئی بات واقع ہو۔ اور وحی کی اصل وہ خفیہ کلام ہے جو منجانب اللہ فی الفور ذہن میں آجائے۔

۲ او من ورائی حجاب۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مقلب بغیر کسی صورت کے دیکھے محض آواز سنے۔ تفسیر کمی میں ہے کہ ایک وحی بالمشافہ ہے اور ایک وحی ہے اور ایک الہام وہ ہے جو دل میں واقع ہو جاتا ہے یا محض آواز سن لیتے ہیں جیسے خدا نے اپنے نبیؐ سے کلام کیا یا جیسے موسیٰؑ سے اللہ نے کلام کیا۔ اور آواز آگ سے آئی۔ یا کسی رسول کو بھیج دیتا ہے پس وہ اس کے حکم سے اس کے منشاء کو پہنچا دیتا ہے پس وحی بالمشافہ وہ ہے جو حکم کھول کر لوگوں کو پہنچایا جائے۔

۳ روحاً کافی میں جناب امام صادقؑ سے منقول ہے کہ روح خدا کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرئیل و میکائیل سے زیادہ ہے اور جو جناب رسول خدا کے ہمراہ ہمیشہ رہی اور آپ کو خبر پہنچاتی رہتی تھی اور صلاح دیتی رہتی تھی اور صلاح دیتی رہتی تھی۔ اور بعد آنحضرتؐ کے آئمہ کے ہمراہ رہی اور ایک روایت میں ہے کہ جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے وہ روح جناب محمد مصطفیٰ پر نازل کی وہ پلٹ کر نہیں گئی اور وہ ہم میں موجود ہے۔

(اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۳۶۵۶ سورة الزخرف مكية كلماتها ۸۴۸

سورہ زخرف مکہ میں نازل ہوا

آیاتها ۸۹ رکوعها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰمٓ۔ قسم ہے واضح کتاب کی، بیشک ہم نے اس کو عربی قرآن مقرر کیا تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۴﴾

تم سمجھو۔ اور بیشک وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں ضرور عالی شان (اور) حکمت والا ہے۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾

کیا ہم نصیحت کو تم سے (بالکل) باز رکھیں گے (اسی وجہ سے) کہ تم حد سے زیادہ بدکار ہو گئے ہو۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا

اور ہم نے پہلوں میں کتنے ہی نبی بھیجے۔ اور ان کے پاس جب کوئی نبی آتا

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

تو وہ ضرور اس کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ پھر ہم نے ان کو جو قوت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے، ہلاک کیا

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اور پہلوں کی مثل جاری ہو گئی۔ اور اگر تم ان سے یہ پوچھو گے کہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کس نے کیا

لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ان کو اس زبردست (و) صاحب علم نے پیدا کیا ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے

مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ

فرش مقرر کیا اور اس میں تمہارے لئے راستے مقرر کر دیے۔ تاکہ راہ پاؤ۔ اور جس نے آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ

ایک اندازے سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح

تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

تم (بھی) قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ اور جس نے ہر قسم کے جوڑے (جوڑے) پیدا کئے اور تمہارے لئے

الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ

کشتیاں اور چوپائے مقرر کر دیے۔ جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر درست ہو بیٹھو

۱ إنه في أم الكتاب معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق سے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ جس کا ذکر ام الکتاب یعنی سورہ فاتحہ میں ہے وہ جناب امیر المومنین ہیں کیوں کہ اس میں خدائے تعالیٰ کا یہ قول درج ہے۔ إهدنا الصراط المستقيم۔ اور الصراط المستقيم سے خود جناب امیر المومنین اور ان کی معرفت مراد ہے،

۲ أفنضرب عنكم الذكر صفحاً تفسیر قمی میں ہے کہ اس استفہام کا یہ مطلب ہے کہ آیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم تم کو بیکار چھوڑ دیں گے اور بذریعہ اپنے رسول کے یا امام کے یا حجتوں کے تم پر حجت قائم نہ کریں گے۔

۳ وما يأتيهم من نبي إلا كانوا به يستهزؤن۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔ کیوں کہ آپ کی قوم آپ پر ہنستی تھی۔

۴ فأهلكنا أشد منهم بطشا، تفسیر صافی میں ہے کہ منکرین قریش سے پہلے خطاب تھا۔ اور آپ جناب رسول خدا کی طرف خطاب فرمایا اور پہلوں کے قصے بیان کیے جس میں آنحضرت سے وعدہ ہے اور منکروں کے لئے ویسے واقعات کی وعید ہے جیسے کہ پہلوں پر گذر چکے ہیں۔

ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ
پھر جب تم ان پر درست بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو۔ اور یہ کہو کہ منزہ ہے
الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا
وہ جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا حالانکہ ہم اس کی (قابو میں لانے کی) طاقت نہ تھی اور بیشک ہم اپنے پروردگار
لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ
کی حضور میں پلٹ کر جانے والے ہیں، اور انہوں نے اس کے بندوں میں سے بعض کو اسی کا ایک جزو (یعنی اولاد) بنا دیا بیشک انسان
لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ
کھلا ناشکرا ہے۔ یا جو کچھ وہ پیدا کرتا ہے اس میں سے بیٹیاں تو اس نے لیں اور بیٹوں سے تم کو نوازا
بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ
حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس (یعنی بیٹی) کی بشارت دی جاتی ہے جس کی وہ (خدائے) رحمن کے لئے مثل بیان کرتا تھا
وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي
تو مارے غصے کے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ آیا وہ جو زیور (اور زینت) میں پرورش کیا جائے اور
الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ
وہ جھگڑے میں کچھ نہ کر سکے (خدا کے لئے ٹھہراتے ہیں) اور انہوں نے فرشتوں کو جو (خدائے) رحمن کے بندے ہیں بیٹیاں قرار دے دیا۔
الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ
آیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ عنقریب ان کی گواہی لکھی جائے گی
وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ
اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ اور انہوں نے یہ کہدیا کہ اگر (خدائے) رحمن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ ان کو اس
بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا
کا کوئی علم نہیں ہے۔ وہ تو محض اٹکل پچو باتیں بناتے ہیں، یا ہم نے ان کو پہلے سے کوئی کتاب دی ہے جس
مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
کو وہ مضبوط پکڑے ہوئے ہیں، بلکہ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ بہ تحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا
عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
اور ہم تو ان ہی کے قدم بقدم چلے جائیں۔ اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔
قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
تو اس کے دولتمند نے یہی کہا کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا

---

۱ سبحان الذی سخر لنا ھذا الخ۔ کافی میں ہے جناب امام رضا سے منقول ہے کہ جب تم کسی جانور پیٹھ پر سوار ہو تو یہ آیت پڑھ لیا کرو اور جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ اگر سوار ہو کر خشکی میں چلو تو یہ آیت پڑھ لو کیونکہ جو بندہ سوار ہوتے وقت اس کو پڑھ لے گا اور پھر وہ اونٹ یا کسی اور سواری سے گر پڑے گا تو حکم خدا سے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔

۲ وما کنا لہ مقرنین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو ہم میں یہ طاقت تھی کہ ہم اونٹ کو قابو میں لا سکتے اور نہ یہ کہ کشتی چلا سکتے اور نہ سمندر میں کھنچنے کی جرأت کر سکتے۔ اگر اللہ نے ان چیزوں کو ہمارا تابع نہ کر دیا ہوتا۔

۳ وانا الی ربنا لمنقلبون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کو جو پہلی آیت سے ملایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سواری کی اصلی غرض ہوتی ہے نقل مکان اور سب سے بڑھ کر نقل مکان خدا کی حضوری میں جانا ہے اور وہ راستہ یقیناً پر خطر ہے پس کس سوار کے لئے یہ موزوں نہیں ہے کہ اس سے غافل ہو جائے بلکہ یہی مناسب ہے کہ اس کی حضوری کے لئے تیار رہے۔

۴ وجعلوا لہ من عبادہ جزءاً تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قریش یہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور تفسیر صافی میں ہے کہ جزو اس لئے کہا کہ اولاد باپ کی پارہ جگر ہوتی ہے۔

۵ أم اتخذ مما یخلق بنات۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے اور کفار قریش کی حالت پر تعجب کرنے کی شان سے استعمال کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسی پر قناعت نہ کی خدا کی اولاد قرار دی۔ بلکہ اس کی مخلوقات سے اس کے لئے وہ نامزد کیا جسے اپنے لئے کم درجہ کا سمجھتے ہیں بلکہ کسی طرح اپنے پسند ہی نہیں کرتے جیسا کہ آگے کی آیت سے ظاہر ہے۔ ۱۲۔ ۶ ظل وجھہ مسوداً۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان کے چہرے کا رنگ حد سے زیادہ سیاہ اس لئے ہو گیا تھا کہ ان کو رنج پہنچا تھا۔ ۱۲۔ ۷ وانا علی آثارھم مھتدون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان کے پاس اور کوئی عقلی یا نقلی حجت تو تھی نہیں لہٰذا انہوں نے اپنے باپ دادوں کی تقلید کی حجت ڈھونڈی۔ ۱۲۔ ۸ و کذلک ما ارسلنا من قبلک (باقی صفحہ ۵۸۸ پر)

عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى
اور ہم تو ان ہی کے قدم بقدم چلے جائیں گے۔ (اس ڈرانے والے نے یہ) کہا کہ کیا (یہ طریقہ پر) تم نے اپنے باپ دادا کو پایا تھا
مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
اگر میں اس سے زیادہ سیدھا طریقہ لے کر آیا ہوں (تو بھی)؟ انہوں نے کہدیا کہ جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے اس کے تو ہم ضرور
كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
منکر ہیں۔ پس ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا۔ پھر دیکھ لو کہ ان جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟
الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا
اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ (یعنی چچا) سے اور اپنی قوم سے یہ کہا کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو ان سے
تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً
تو میں بری ہوں۔ مگر اس کو (پوجتا ہوں) جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے پس وہ عنقریب مجھے ہدایت فرمائے گا۔ اور اسی (اعتقاد) کو
بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ
اپنی اولاد میں انہوں نے یادگار کے طور پر چھوڑا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کرتے رہیں۔ لیکن میں ان کو اور ان کے باپ دادا کو نفع پہنچاتا
حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا
رہا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور کھلا رسول آ گیا۔ اور جب ان کے پاس حق آ گیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ
هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى
یہ جادو ہے اور ہم اس کے یقیناً منکر ہیں۔ اور انہوں نے یہ (بھی) کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں
رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ
کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا؟ کیا وہ تمہارے پروردگار کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں۔
نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا
ہم زندگانی دنیا میں ان کے مابین ان کی روزی تقسیم کردی ہے۔ اور ہم نے ان کے ایک
بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ
کو دوسرے پر جتنا بڑھا دیا ہے۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کا مذاق بنایا کریں
وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً
اور تمہارے پروردگار کی رحمت ان چیزوں سے جو یہ جمع کرتے ہیں کہیں بہتر ہے اور اگر ایسا ہوتا کہ لوگ
وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ
ایک ہی جتھا ہو جاتے تو ہم ان کے لئے جو (خدائے) رحمٰن کا انکار کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتیں (بھی) چاندی کی بنا دیتے

(بقیہ صفحہ گزشتہ ۵۸۷ کا)
تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کا منشاء جناب رسول خدا کو تسلی دینا ہے اور یہ جتلانا کہ اس طرح کی تقلید جتلانا پرانی گمراہی ہے اور مالداروں کی تخصیص کرنا یہ بتلانے کی غرض سے ہے کہ ناز و نعم میں پرورش پانا اور لغویات کو دوست رکھنا ان کو اس بات کی طرف مائل کرتا ہے کہ غور و فکر کو کام میں نہ لائیں اور اور فکروں میں پڑ جائیں۔

النصف ع ۸

(حواشی صفحہ ہذا)

۱ واذ قال ابراھیم الخ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں ابراہیمؑ کا ذکر اس مناسبت سے لایا گیا ہے کہ وہ غور کریں کہ انہوں نے تقلید سے کس طرح تبرا کیا۔ اور برہان و دلیل سے کیسا تمسک فرمایا۔ لہذا قریش کو اگر تقلید ہی کرنی ہے تو ان کی تقلید کریں کہ وہ ان کے آباؤ اجداد میں بھی اشرف ہیں۔ ۱۲۔

۲ وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ۔ الاکمال میں جناب امام زین العابدینؑ سے اور علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے اور معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ امامت قیامت تک اولاد حسینؑ میں باقی رہے گی۔ یہی مضمون المناقب اور تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے اور احتجاج طبرسی میں جناب رسول خداؐ سے خطبہ غدیر میں یہ فقرہ منقول ہے کہ اے لوگو! قرآن مجید تم کو یہ بتلاتا ہے کہ علیؑ کے بعد ائمہ انہی کی اولاد سے ہوں گے۔ اور میں بھی تم کو یہ جتا چکا ہوں کہ وہ ائمہ محمدؐ سے اور علیؑ سے ہوں گے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ (قرآن مجید میں) یہ فرماتا ہے۔

۲ وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ۔ اور میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ المناب میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ امامت اولاد حسینؑ میں رہے گی۔ صلب حسینؑ سے نو امام ہوں گے، از اں جملہ حضرت امام مہدیؑ بھی ہوں گے۔ (اس سے اگلے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا
اور زینے (بھی) جن پر وہ چڑھتے ہیں، اور ان کے مکانوں کے دروازے (بھی) اور وہ تختت (بھی) جن پر
يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۵﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ
تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اور (چاندی کے علاوہ) سونا بھی (کر دیتے) مگر یہ سب کچھ زندگانی دنیا کی پونجی ہوتی۔
وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
اور تمہارے پروردگار کے نزدیک آخرت پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ اور جو شخص (خدائے) رحمٰن کی نصیحت سے
نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ
آنکھیں بند کرلے گا ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیں گے، پس وہی اس کا ساتھی رہے گا۔ اور یقیناً (وہی شیاطین تو)
السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ
راہ راست سے روکتے رہیں گے اور لوگ یہ گمان کرتے رہیں گے کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو
يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ
(وہ اس شیطان سے) کہے گا کاش میرے اور تیرے مابین مشرق و مغرب کی دوری ہوتی کہ (تو) بہت ہی برا ساتھی ہے۔
يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾
اور جب تم ظلم کر چکے ہو تو یہ (تمہاری حسرت) تم کو آج اس بارے میں کوئی نفع نہ پہنچائے گی کہ تم عذاب میں ایک دوسرے کے شریک رہو۔
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ
کیا تم بہروں کو سناؤ گے؟ یا اندھوں کی اور ان کی جو کھلی گمراہی میں ہیں راہبری کرو گے؟
مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ
پس اگر تم کو ہم لے جائیں گے تو ہم ان سے بھی ضرور ہی بدلہ لینے والے ہیں، یا ہم تم کو وہ دکھلا دیں گے
الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْۤ
جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ہم ان پر (پورا پورا) اختیار رکھنے والے ہیں، پھر جو کچھ تمہاری طرف
اُوْحِىَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ
وحی کی گئی ہے تم اسے مضبوط پکڑے رہو۔ بیشک تم راہ راست پر ہو۔ اور یہ ضرور تمہارے لئے
وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور آگے چل کر تم سے سوال کیا جائے گا۔ اور جو اپنے رسول ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے
مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾
ان سے پوچھ لو کہ آیا ہم نے سوائے (خدائے) رحمٰن کے کچھ اور خدا مقرر کر دیے تھے جن کی پرستش کی جاتی تھی

جس کی اطاعت کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا تھا اس کے لئے خدائے تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کر دیا ہے پس وہی اس کا ساتھی رہے گا، (دنیا میں بھی اور جہنم میں بھی)

(اس صفحہ کے باقی حواشی جو اس سے آگے ہیں ضمیمہ میں پڑھئے)

لے والآخرة عند ربك للمتقين، کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اپنے مومن بندہ سے جس کو دنیا میں محتاج رکھا تھا اس طرح عذر فرمائے گا جس طرح ایک بھائی اپنے بھائی سے عذر کیا کرتا ہے اور یہ فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں نے تجھے ذلیل سمجھ کر دنیا میں محتاج نہیں رکھا تھا۔ اب یہ پردہ اٹھا اور دیکھ لے کہ میں نے تجھ کو دنیا کے عوض کیا کیا دیا ہے چنانچہ وہ پردہ اٹھائے گا تو یہ عرض کرے گا کہ جو جو نعمتیں تو نے مجھ سے روک رکھی تھیں، ان کا عوض مجھے ایسا عطا فرمایا ہے کہ اسے روکنے کا ضرر مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے مسکینو! خوش رہو اور تہ دل سے قضائے خدا پر راضی رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے صبر کا تم کو ثواب دے گا اگر ایسا نہ کرو گے تو تم کو کوئی ثواب نہ ملے گا۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ اولاد آدمؑ میں سے مومن مومن فقیر ہوا کرتے تھے اور کافر کافر امیر۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم مبعوث ہوئے اور انہوں نے عرض کی ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا۔ (اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں آزمائش نہ بنا۔) پس خدائے تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا لیا۔ جس سے مومنین میں بھی مالدار و محتاج قرار پانے لگے اور کفار میں بھی۔

ع ۸

ے ومن يعش عن ذكر الرحمن۔ الخصال میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی گناہ کا اہتمام کیا اس نے یا خدا سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور جس شخص نے اس سے احکام سیکھنا چھوڑ دیا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ
اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں
رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
ضرور تمام عالموں کے پروردگار کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے ہماری نشانیاں لے کر پہنچے تو وہ یکایک ان (نشانیوں) کا
يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ
ٹھٹھا اڑانے لگے۔ اور ہم ان کو کوئی نشانی ایسی نہیں دکھاتے تھے جو دوسری سے بڑھ کر نہ ہو۔
اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ
اور ہم نے ان کو عذاب میں بھی گرفتار کیا تاکہ وہ رجوع کریں۔ اور انہوں نے کہا کہ
السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا
اے جادوگر تو ہماری خاطر اپنے پروردگار سے اس چیز کی دعا کر جس کا اس نے تجھ سے عہد کیا ہے کہ ہم ضرور راہ پر آنے والے ہیں، پھر جب
كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ
ہم نے ان سے عذاب کو دور کر دیا تو یکایک وہ اقرار سے پھر گئے۔ اور فرعون نے اپنی
قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ
قوم میں آواز دے یہ کہہ کر کہا کہ اے میری قوم! کیا سلطنت مصر اور یہ ندیاں جو میرے نیچے بہتی ہیں میرے نہیں ہیں؟
تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ
کیا تم دیکھتے نہیں؟ یا یہ کہ اس شخص سے جو ذلیل ہے اور جو صاف بات تک نہیں کر سکتا بدرجہا بہتر (نہیں) ہوں؟
وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ
(اگر ایسا نہیں ہے تو) پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہ اتارے گئے یا اس کے ساتھ فرشتے پر
الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا
باندھے ہوئے کیوں نہ آئے؟ پس اس نے اپنی قوم کو احمق بنایا اور انہوں نے اس کی اطاعت کر لی۔ یقیناً وہ
قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ
نافرمان لوگ تھے۔ پھر جس وقت انہوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے (بھی) ان سے بدلہ لیا پس ان سب
اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾
کو ڈبو دیا۔ اور ہم نے ان کو آنے والوں کے لئے پیشرو اور ضرب المثل بنا دیا
وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾
اور جس وقت فرزند مریمؑ کی مثل بیان کی گئی تو یکایک تمہاری قوم پر غل مچانے لگی۔

۱ یا آیہ السحر۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یا تو انہوں نے حضرت موسیٰ کو اپنی تند مزاجی اور کثرت حماقت کے سبب ساحر کہا اور یا اس لئے کہ ان کے یہاں عالم کامل کو ساحر کہا کرتے تھے تفسیر قمی بھی پچھلے قول کی تائید کرتی ہے۔ ۱۲۔

۲۔ فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب نہج البلاغۃ میں ہے کہ موسیٰ ابن عمران مع اپنے بھائی ہارون کے فرعون کے پاس اس حالت میں آئے کہ دونوں بھائی اونی کرتے پہنے ہوئے تھے۔ اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں ایک ایک عصا تھا اور اس سے یہ شرط کرنے لگے کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری سلطنت قائم اور تیری عزت دائم رہے گی۔ فرعون نے درباریوں سے کہا کہ کہیں ان دونوں پر تعجب نہیں آتا کہ خود تو فقیری اور ذلت کی حالت میں ہیں اور میری عزت کے دوام اور سلطنت کے بقا کی شرط کرتے ہیں پس چونکہ اس کی نظر میں سونا اور اس کا جمع کر لینا بہت ہی معزز تھا اور اون اور اون کا پہننا بہت ہی حقیر۔ اس لئے اس نے کہا کہ ان دونوں کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو انبیاء کو مبعوث کرنے کے وقت ان کے لئے سونے کے خزانے کے خزانے اور کندن کی کانیں کی کانیں اور بہشت کے چمن کے چمن کھول دے اور آسمانوں کے پرندوں اور زمین کے چوپایوں کو ان کے ساتھ جمع کر دے تو ایسا کر سکتا تھا مگر ایسا کر دیتا تو امتحان باقی نہ رہتا اور جزا و سزا باطل ہو جاتی اور نبوت بیکار ہوتی اس صورت میں نہ ماننے والوں ہی کے لئے اجر ہوتا اور نہ مومنین ہی نیک عمل کرنے والوں سے ثواب کے مستحق ہوتے اور نہ ملعون کے لئے معنی لازم ہوتے۔

ع

(اس سے آگے کا مضمون اور اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ
اور وہ کہنے لگے کہ آیا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ انہوں نے تمہاری سامنے یہ (مثل) صرف جھگڑنے کے لئے بیان کی ہے بلکہ وہ لوگ ہی
قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا
ہیں جھگڑالو۔ وہ (مسیح) نہیں ہے مگر ایک بندہ جس کو ہم نے نعمت دی تھی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ
نمونہ (قدرت) قرار دیا تھا۔ اور اگر ہم چاہتے تو تم ہی میں سے فرشتے بنا دیتے۔ جو زمین میں تمہاری
يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا
جانشین ہوتے۔ اور بیشک وہ قیامت کی شناخت ہے پس تم ذرا اس کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کیے جاؤ یہی
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
راستہ سیدھا ہے۔ اور شیطان تم کو روک نہ دے۔ یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب عیسیٰ ان کے پاس
مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ
کھلی دلیلیں لے کر آئے تو فرمایا کہ میں ضرور تمہارے پاس حکمت (شریعت) لے کر آیا ہوں اور اس لئے
وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
کہ جن جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے ہو میں ان کے بعض کو تمہارے لئے واضح کر دوں تم اللہ سے ڈرو
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ
اور میری اطاعت کرو۔ بیشک اللہ وہی تو میرا پروردگار (بھی) ہے اور تمہارا پروردگار (بھی) پس تم اسی کی اطاعت کرو۔ یہی
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
راہ سیدھی ہے۔ پس گروہ (گروہ) آپس میں مختلف ہو گئے۔ تو جو لوگ درد ناک دن کے
ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ
عذاب سے سر تابی کرتے ہیں ان کے لئے افسوس ہے کیا وہ اسی کے منتظر ہیں کہ قیامت
تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ
ان کو یکا یک آلے اور وہ اس سے بے خبر ہی رہیں۔ دوستی رکھنے والے اس دن ایک دوسرے کے
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
دشمن ہوں گے متقی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (ندا آئے گی کہ (اے میرے بندو! آج نہ تم کو (آئندہ کی بابت)
وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾
کوئی خوف ہے اور تم (گذشتہ کی بابت) رنجیدہ ہو گے۔ جو لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان لائے تھے۔

۱ یصدون۔ معانی الاخبار میں جناب رسول خدا سے اس آیت میں یصدون کے معنی یضجون منقول ہیں۔

۲ وانه لعلم للساعة تفسیر قمی میں ہے کہ پھر خدائے تعالیٰ نے امیر المومنین کی منزلت کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد کیا، وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم۔ یہاں صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین ہیں،

۳ ولا یصدنکم الشیطان تفسیر قمی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ثانی تم کو امیر المومنین کی ولایت و محبت سے باز نہ رکھے۔

۴ الاخلاء یومئذ۔ بعضهم لبعض عدو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس دن دوست ایک دوسرے سے دشمنی کریں گے اور جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یاد رکھو دنیا میں جو دوستی خدا کے لئے نہ ہوگی وہی قیامت کے دن دشمنی سے بدل جائے گی۔

۵ إلا المتقین۔ (پچھلی حدیث کا سلسلہ چلا آتا ہے)۔ ہاں پرہیزگاروں کی جو دوستی ہے وہ چونکہ خدا کے لئے ہوتی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ نفع پہنچاتی رہے گی۔ نیز کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے اس آیت کو پڑھا، پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے سوائے تمہارے (اے شیعو!) اور کسی کو مراد ہی نہیں لیا۔ مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ تم پرہیزگاروں کی دوستی کی خواہش کرو گو زمین کی اندھیریوں میں ہوں تو ان کی طلب میں تمہاری عمر فنا ہو جائے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے روئے زمین پر بعد انبیاء کے ان سے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا اور کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کا انعام کسی اس شخص کے برابر نہیں ہے جس کو متقین کی محبت کی نعمت عنایت فرمائی ہو کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: "الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو إلا المتقین اور میرا گمان ہے کہ جو شخص ہمارے اس زمانہ میں بے عیب دوست کی تلاش کرے گا وہ ہمیشہ بے دوست ہی رہیگا۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ
اور فرمانبردار رہے تھے۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) تم اور تمہاری ازواج جنت میں چلے جاؤ کہ تمہاری عزت کی جائے۔ ان کے سامنے
بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ
سونے کی رکابیاں اور کوزے دور کے طور پر لائے جائیں گے۔ اور ان میں وہ چیزیں ہوں گی جن کو دل چاہیں
وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ
اور (جن سے) آنکھیں مزے اٹھائیں۔ اور تم ان (جنتوں) میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہو گے۔ اور یہی تو وہ جنت ہے
اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ
جس کے تم اپنے اعمال کے سبب وارث کئے گئے ہو۔ اس میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہوں گے جن میں
مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا
سے تم کھاتے رہو گے۔ یقینا گناہگار عذاب جہنم میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے
يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا
ان کے عذاب میں کوئی سستی نہ کی جائے گی اور وہ اس (جہنم) میں مایوس ہو جائیں گے۔ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں
هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ
کیا لیکن وہ (اپنے حق میں) آپ ہی ظالم ہوئے۔ وہ آواز دیں گے کہ اے مالک کاش تیرا پروردگار ہمارا خاتمہ ہی کر دے
اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ
(مالک جواب میں) کہے گا تمہیں تو یونہی رہنا ہے۔ ہم یقینا تمہارے پاس حق لے کر آئے لیکن تم میں سے بہت سے
كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا
حق سے نفرت کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے کسی بات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو ہم بھی پکا ارادہ کرنے والے ہیں۔ یا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم
نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ
ان کے بھید کو اور خفیہ باتوں کو سنتے نہیں (ہم) ضرور (سنتے ہیں) اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے جاتے ہیں۔ تم کہہ دو
اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ
کہ اگر (خدائے) رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو سکتا ہے تو سب سے پہلا عبادت کرنے والا تو میں ہی ہوتا۔ آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ
عرش کا مالک ان باتوں سے جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ (یعنی بیٹا وغیرہ ہونے سے) منزہ ہے۔ اب ان کو چھوڑ دو کہ
يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾
یہ باتیں بنایا کریں اور کھیل کود میں پڑے رہیں تاکہ اس دن سے ان کا سامنا ہو جائے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

۱ وفیہا ما تشتہیہ الأنفس۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت ما تشتھی الانفس بھی آئی ہے احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امام آخر الزماں سے دریافت کیا گیا تھا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے اولاد بھی پیدا ہوگی۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ جنت میں نہ تو عورتوں کو حمل رہے گا۔ نہ اس شان سے ولادت ہوگی۔ نہ حیض ہوگا نہ نفاس۔ اور نہ بچوں کی ولادت کے متعلق جو تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں وہ دہوں گی۔ لیکن چونکہ خدائے تعالیٰ فرما چکا ہے کہ جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کے لئے دل للچائیں اور جس سے آنکھیں لطف اٹھائیں۔ پس اگر کسی مومن کا دل بچے کو چاہے گا تو خدائے تعالیٰ بغیر حمل و ولادت اس صورت کا بچہ بھی پیدا کر دے گا جیسا کہ اس کا دل چاہتا ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی جیسے آدم کو پیدا کر دیا تھا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جنت میں ایک ایک جنتی اتنے اتنے عرصہ تک تو آرام کیا کرے گا جتنے دن دنیا میں زندگی بسر کی ہوگی اور ایک ایک مرتبہ میں اتنا اتنا کھایا کرے گا جتنا کہ تمام عمر میں کھا چکا ہوگا۔

۲ إن المجرمين في عذاب جهنم خالدون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دشمنان آل محمد ہوں گے۔

۳ ونادوا یا مالک۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین کی قرأت یا مال تھی یا تو ترخیم کے سبب یا یہ اظہار مقصود ہو کہ جہنمی اس قدر کمزور ہوں گے۔ کہ پورا لفظ بھی ادا کرنے کی قوت بھی نہ رکھتے ہوں گے لہذا اختصار کریں گے۔

۴ لقد جئناکم بالحق۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ قول پروردگار عالم ہے جس میں حق سے مراد ولایت جناب امیر المومنین ہے۔

۵ ولکن اکثرھم للحق کارھون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم حق سے یعنی ولایت جناب امیر المومنین سے نفرت ہی کرتے رہے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
اور وہ (خدا) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہ حکمت والا (اور)
الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
جاننے والا ہے، اور وہ مصاحب برکت ہے جس کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے
بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ
اس کی بادشاہت ہے اور قیامت تک کا علم اسی کے پاس ہے اور اسی کی طرف تم سب کی بازگشت ہوگی۔
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ
اور جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہ رکھیں گے، سوائے اس کے جو حق کی گواہی دے جس حال میں
يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى
وہ جانتے بھی ہوں، اور اگر تم ان سے دریافت کرو گے کہ ان کو پیدا کس نے کیا ہے تو وہ ضرور یہ کہہ دیں گے کہ اللہ نے پھر یہ کدھر
يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾
بہکے جاتے ہیں؟ اور رسول کے یارب کہنے کی قسم ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے،
فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾
پس تم (بھی) ان سے درگزر کرو اور کہدو (لو بس) اسلام۔ پھر آگے چل کر تو یہ جان ہی لیں گے۔

حروفها ۱۳۹۵ سورة الدخان مكية كلماتها ۳۴۹
رکوعها ۳ آیاتها ۵۹
وہ دخان مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا
حٰمٓ قسم ہے واضح کتاب کی، یقیناً ہم نے اس کو برکت والی رات میں اتارا ہے کہ ہم ہی ڈرانے والے ہیں،
مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا
ہر حکمت والا کام اسی (رات) میں مقرر کیا جاتا ہے، یہ حکم ہماری طرف سے ہے، ہم تمہارے رب کی طرف سے رحمت
مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ
کرکے بھیجنے والے ہیں، بیشک وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے، جو آسمانوں کا اور زمین کا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا پروردگار ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو (تو سمجھ لو کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں

۱ وهو الذی فی السماء إله وفی الأرض إله، احتجاج طبری میں جناب امیر المومنین سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کا وهو الذی فی السماء إله وفی الأرض إله، اور اس کے اس قول کا وهو معکم أینما کنتم (اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو) اور اس کے اس قول کا مایکون من نجوی ثلثة إلا هو رابعهم الخ (کسی راز میں ایسے تین نہیں ہوتے۔ کہ ان کا چوتھا خود اللہ تعالیٰ نہ ہو الخ) پس ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے امین اس قدرت ج کے ساتھ جو اس نے اس میں ترکیب دے دی ہے، اپنی تمام مخلوق پر متعین فرمادئے ہیں، اور ان کا جو فعل ہے وہ خود اسی کا فعل ہے، ۱۲۔

۲ فلا یملك الذین یدعون من دونه الشفاعة، تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جن جن کی پرستش کی گئی ہے قیامت کے دن وہ سب اپنی پرستش کرنے والوں کے لئے شفاعت کا کوئی اختیار نہ رکھیں گے۔ ۱۲۔

۳ فاصفح عنهم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کو دعوت اسلام دینے سے باز آؤ اور ان کے ایمان سے مایوس ہو جاؤ۔ ۱۲۔

۴ قل سلام، تفسیر صافی میں ہے کہ یہ چھوڑ دینے کا اور آخری سلام ہے۔ ۱۲۔

۵ فسوف یعلمون، تفسیر صافی میں ہے کہ یہ جناب رسول خدائے کے ج لئے دھمکی اور اس کی قرأت یوں بھی آئی ہے فسوف تعلمون،

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ
وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے تمہارا (بھی) پروردگار اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا (بھی) لیکن وہ تو شک میں پڑے
يَّلْعَبُوْنَ ۝٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝١٠ يَّغْشَى
کھیلتے ہیں، سو تم (اس دن) کا انتظام کرو جس دن آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ جو کل آدمیوں کو
النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١١ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا
ڈھانپ لے گا، یہی تو دردناک عذاب ہے، (وہ عرض کریں گے کہ) اے ہمارے پروردگار! ہم سے (اس) عذاب کو دور کر دے ہم یقینا
مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ
ایمان لانے والے ہیں، اب انہیں نصیحت کہاں سے مل سکتی؟ حالانکہ ان کے پاس کھول کر سنانے والا رسول آچکا ہے۔ پھر
تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا
انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ یہ تو سکھایا ہوا دیوانہ ہے، ہم تھوڑے عرصہ کے لئے عذاب دور کرنے والے ہیں
اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝١٦
(اور) تم پھر وہی کرنے والے ہو، جس دن ہم بڑی سے بڑی گرفت کریں گے، (اسی دن تو) ہم بدلہ لینے والے ہیں۔
وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝١٧ اَنْ اَدُّوْٓا
اور ضرور ہم نے ان سے پہلے فرعون کی (قوم) کی آزمائش کی تھی اور ان کے پاس ایک عزت دار رسول (یہ حکم لے کر) آیا تھا کہ
اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝١٨ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ
اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو۔ بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں، اور یہ کہ خدا کے برخلاف تکبر نہ کرو میں
اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝١٩ ۚ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝٢٠
تمہارے پاس نمایاں غلبہ کے ساتھ آیا ہوں، اور میں اپنے پروردگار کی اور تمہارے پروردگار کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار
وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝٢١ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ
کرسکو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ پھر اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ گناہگار لوگ ہیں
مُّجْرِمُوْنَ ۝٢٢ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝٢٣ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ
(حکم آیا کہ) پس تم میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ۔ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا اور دریا کو ٹھہرا
رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝٢٤ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝٢٥
ہوا چھوڑ دینا یقینا وہ لشکر کے لشکر ڈبو دینے والے ہیں، کتنے باغات اور چشمے تھے جو چھوڑ گئے۔
وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝٢٦ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝٢٧
اور اچھے (اچھے) مکان اور عزتیں جن کا وہ لطف اٹھایا کرتے تھے چھوڑ گئے۔

لے یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ تفسیر مالی میں ہے کہ اس حدیث میں جس میں قیامت کی شرطیں بیان کی گئی ہیں یہ بھی روایت ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی یہ ہوں گی۔ دھواں نزول عیسیٰ علیہ السلام، ایک آگ جو مدن عین کے قعر سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہنکا کر لے جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ یہ دھواں کیسا ہوگا؟ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ مشرق سے مغرب تک چھا جائے گا اور چالیس دن ایک ہی حالت پر رہے گا اس سے مومن کو تو صرف اتنا ہی صدمہ پہنچے گا جیسے کہ زکام ہو جاتا ہے اور کافر کی یہ حالت ہوگی جیسے کہ نشے میں کوئی متوالا ہوتا ہے اس کے دونوں نتھنوں سے اور دونوں کانوں سے اور اس کی مبرز سے دھواں نکلتا رہیگا۔

۲ وقالوا معلم مجنون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا پر وحی نازل ہوتی تھی تو ظاہر ا ایک غشی کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی، اسی سے کفار و منافقین کہا کرتے تھے کہ آنحضرت مجنون ہیں،

۳ انکم عائدون۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین، تو یہ واقعہ اور یہ دن قبل از قیامت ہوگا اس لئے کہ اگر قیامت کے دن ہوتا تو انکم عائدون نہ فرماتا کیونکہ آخرت و قیامت کے بعد کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس کی طرف عود کریں۔ ۱۲۔

۴ البطشة الکبریٰ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد قیامت ہے اور بطش کے لغوی معنی ہیں قوت و دبدبہ کے ساتھ پکڑ لینا۔ ۱۲۔

۵ أدوا إلي عباد الله، تفسیر مالی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے بندگان خدا! تم پر خدا کا حق ہے کہ اس کی دعوت قبول کرو اور ایمان لاؤ سو اسے ادا

۶ واترك البحر رهوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ [illegible] اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جہاں جہاں سے پانی کھل گیا اور راستہ بن گیا ہے اس کو اس کی اسی حالت پر ساکن چھوڑ دو۔

كَذٰلِكَ ۗ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ
ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور ہم نے ان چیزوں کا وارث دوسرے لوگوں کو کر دیا پس نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین
وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ
اور نہ ان کو ڈھیل دی گئی اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے ذلت
الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ
دینے والے عذاب سے نجات بخشی بیشک فرعون زیادتی کرنے والوں میں سے متکبر
الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾
تھا اور ہم نے دیدہ دانستہ ان کو تمام عالموں سے برگزیدہ کر لیا تھا
وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾
اور ہم نے ان کو اپنی نشانیوں میں سے وہ دی تھیں جن میں کھلی آزمائش تھی یہ تو ضرور یہی کہتے ہیں
اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ
کہ انجام کار ہماری پہلی ہی موت تو ہے ہم پھر مبعوث نہیں کئے جائیں گے
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ
پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو بلا لاؤ آیا یہ اچھے ہیں یا تبع کے لوگ؟ اور وہ جو ان سے پہلے تھے
اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ
جن کو ہم نے ہلاک کر دیا یقیناً وہ گناہگار لوگ تھے اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ
کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اسے کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا ہم نے ان دونوں کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا ہے
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾
لیکن ان میں سے بہت سے (لوگ) اس بات کو نہیں جانتے یقیناً (حق و باطل) جدائی کا دن ان سب کے لئے مقررہ وقت ہے
يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
جس دن کوئی یار کسی یار کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کو مدد دی جائے گی وہ اس سے مستثنیٰ ہیں
اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ
جن پر اللہ نے رحمت فرمائی وہ بڑا زبردست (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے، یقیناً تھوہر کا درخت گناہگاروں کی خوراک ہو
الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ
گا (جو) پگھلے ہوئے تانبے کے مانند (ہے) معدوں میں ایسی کھلبلی مچا دیگا جیسے گرم پانی کا اُبلنا (حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو

۱ فما بکت علیہم السماء والأرض۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنین کے سامنے سے ایک ایسا شخص گزرا کہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا تو حضرتؑ نے ہی آیت تلاوت فرمائی، فما بکت علیہم السماء والأرض وما کانوا منظرین، پھر حضرت کے صاحبزادے جناب امام حسین آپ کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر آسمان اور زمین ضرور روئیں گے۔ پھر فرمایا کہ آسمان و زمین یا تو حضرت یحییٰؑ ابن زکریا پر روچکے ہیں یا اب حسینؑ پر روئیں گے تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحییٰؑ ابن زکریا اور حضرت امام حسینؑ ابن علی مرتضیٰؑ پر چالیس چالیس دن رویا ہے اور ان دونوں حضرات کے سوا اور کسی پر نہیں رویا کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اس کے رونے کی علامت کیا تھی، فرمایا کہ طلوع و غروب کی علامت کیا تھی، فرمایا کہ طلوع و غروب کے وقت بہت ہی زیادہ سرخی ہو جایا کرتی تھی، المناقب میں ان ہی حضرات سے منقول ہے کہ آسمان جناب امام حسینؑ پر چالیس روز خون سے رویا اور جناب امام صاحب الزماںؑ سے منقول ہے کہ یحییٰؑ اسی طرح ذبح کئے گئے تھے جس طرح امام حسین علیہ السلام اور آسمان و زمین سوائے ان دو حضرات، کے سوا اور کسی پر نہیں روئے۔ ۱۲۔

۲ من العذاب المہین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد بو ہے فرعون کا بنی اسرائیل کا غلام بنا لینا اور ان کے بیٹوں کو قتل کرنا۔

۳ علی العالمین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں خود بنی اسرائیل کے زمانہ کے لوگ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں لفظ عام ہے اور معنی خاص تصریح کو یا ظاہر العالمین سے معلوم کو یا سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ اور آئندہ والے سب مگر مقصود ہیں صرف ان ہی زمانہ والے

فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ
پھر اس کو جہنم کے بیچوں بیچ لاؤ، پھر اس کے اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ڈال دو
الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ
(یہ) مزہ چکھ تو بڑا عزت دار سردار ہے، اس عذاب کے بارے میں تم شک کیا کرتے تھے
تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾
وہ یہی ہے، بلا شک پرہیز گار لوگ امن والے مقام میں باغوں میں اور چشموں میں
يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ
مہین اور موٹے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، ایسا ہی ہوگا اور ہم ان کی شادی
بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا
بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت حوروں سے کر دیں گے، وہ ان میں بے خوف ہر طرح کے میوے پکار پکار کر طلب کریں گے
الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ
پہلی موت کے سوا ان (جنتوں) میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے اور یہ تمہارے پروردگار کی
رَّبِّكَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ
عنایت ہے، جو ان کو عذاب جہنم سے بچالے گا، یہی تو بڑی کامیابی ہے، پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾
میں بہت ہی آسان کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں پس تم بھی انتظار کرو یہ بھی منتظر ہیں۔

حروفها ۲۱۳۱ سورة الجاثية مكية كلماتها ۴۹۲
سورہ جاثیہ مکہ میں نازل ہوا
آیاتها ۳۷ رکوعها ۴
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي
حم اس کتاب کا اتارا زبردست حکمت والے خدا کی طرف سے ہوا ہے، بیشک
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا
آسمانوں میں اور زمین میں ایمان لانے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں (موجود) ہیں، اور تمہاری پیدائش میں اور
يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ
جتنے زمین پر چلنے والوں کو وہ پھیلا دیتا ہے ان کی پیدائش میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں (موجود) ہیں، اور رات اور دن کے آنے جانے میں

۱ إنك أنت العزيز الكريم۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ابو جہل نے جناب رسول خدا سے یہ کہا تھا کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ معزز و مکرم کوئی نہیں ہے، تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ ابو جہل یہ کہا کرتا تھا أنا العزيز الكريم، لہذا آتش جہنم میں اسے یہی طعنہ دیا جائے گا (ذُقْ) إنك أنت العزيز الكريم۔

۲ زوجناهم بحور عين، کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے تو پروردگار عالم جناب علی مرتضی کو بھیجے گا کہ وہ اہل جنت کو ان کے مکانات میں جگہ دے دیں اور حوران بہشتی سے ان کو تزویج کر دیں۔ پس وہ علیؑ ہیں جو جنت میں اہل جنت کی شادیوں کا کام خدا کی طرف سے بنا انجام دیں گے۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کا خاص فضل اور علی مرتضی کی خاص عزت ہے جو کسی دوسرے کو عطا نہ کی جائے گی۔ ۱۲۔

۳ يدعون فيها بكل فاكهة آمنين۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جس جس قسم کے میوے کو ان کا جی چاہے گا اسی کے حاضر کرنے کا وہ حکم دیں گے نہ کوئی تخصیص موسم کی ہوگی اور نہ کسی مقام کی (جیسا کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بے موسم اور غیر ملکوں کے میوے گران قیمت پر اور بدشواری دستیاب ہوتے ہیں۔

وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ

اور جو رزق اللہ نے آسمان سے اتارا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس نے زمین کو اس کی موت کے بعد پھر زندہ کر دیا ہے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵

اس میں اور ہواؤں کے چلنے میں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں (موجود) ہیں،

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو ٹھیک (ٹھیک) پڑھ (پڑھ) کر سناتے ہیں، پس خدا کے اور اس کی آیتوں کے بعد یہ لوگ

وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ

کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟ ہر اس جھوٹے گناہگار پر سب سے زیادہ افسوس ہے، جو خدا کی آیتیں

تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ

اپنے سامنے پڑھتے ہوئے سنتا ہے پھر از روئے تکبر (اپنے کفر پر) اسی طرح اصرار کرتا ہے گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں، تو اب تم

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ

بھی اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا، اور جب اس کو ہماری آیتوں کا کچھ علم ہو جاتا ہے تو وہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے،

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ ؕ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا

ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے (اور) آگے ان کے جہنم ہے، اور

يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ان کے نہ وہ تو کچھ کام آئے گا جو انہوں نے کمایا ہوگا اور نہ وہ (کام) آئیں گے جن کو اللہ کے سوا انہوں نے

اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ ؕ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ

سرپرست ٹھہرایا ہوگا، اور انکے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا، ہدایت یہی تو ہے، اور جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ

اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے ان کے لئے دردناک عذاب کی مار ہے، اللہ وہی ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

جس سمندر کو تمہارا مسخر کر دیا ہے کہ اس میں کشتیاں اس کے حکم سے چلتی

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

رہیں اور اس لئے تم اس کے فضل کے خواستگار ہو اور تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس سب کو

فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۳

اس نے اپنے فضل سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں (موجود) ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں،

۱ وتصریف الریح۔ تفسیر قمی ہے کہ ہوا ہر طرف سے آتی ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ گرم لوں چلتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بادِ خنک یعنی ایسی ہوتی ہے کہ بادل کو جا بجا لے جاتی ہے، اور بعض تمام زمین میں پھیل جاتی ہے اور بعض ایسی ہوتی ہیکہ درختوں میں پھول پھل لاتی ہے اور بعض ایسی کہ پھلوں کو خراب کر دیتی ہے تو یہ سب خدا کی نشانیوں میں داخل ہیں، تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی دوسری قرأت تصریف الریح بھی آئی ہے ۱۲۔

۲ فبأی حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس میں اللہ کا نام جو آیاتہ سے مقدم کیا گیا ہے یہ تعظیم اور مبالغے کی بنا پر ہے جیسے کہ عرب میں کہتے ہیں: أعجبنی زید و کرمہ، (مجھے زید نے اور اس کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا)۔ تصریح یعنی بجائے اس کے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ مجھے زید کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا اس طرح ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا یہی حال اس آیت کا بھی ہے،

۳ اذا علم من آیاتنا شیئا الخ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں لفظ علم بمعنی رائی (دیکھا) استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی علم کے معنی رؤیت کے لئے گئے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ

تم ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں یہ کہدو کہ وہ ان کو جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے معاف کردیں کہ

قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو جیسا (جیسا) وہ کیا کرتے تھے اس کے بموجب خود سزا دے دے گا، جو شخص کوئی نیک کام کرے گا

اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ

تو اپنی ذات کے (نفع کے لئے) اور جو بدی کرے گا اس کا وبال بھی اسی کے ذمہ ہے، پھر تم (سب) اپنے پروردگار کی حضور میں لوٹائے

اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

جاؤ گے، اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور قوت فیصلہ اور نبوت عطا کی تھی، اور ہم نے ان کو اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دی تھیں

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا

اور ہم نے ان کو تمام عالموں پر فضیلت دی تھی، اور ہم نے ان کو امور دین کی کھلی دلیلیں عطا کی تھیں۔ پس

اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ

انہوں نے باہم اختلاف نہیں کیا مگر ان کے پاس علم پہنچ جانے کے بعد محض آپس کی سرکشی کے باعث۔ بیشک تمہارا پروردگار

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾

قیامت کے دن ان کے مابین ان تمام چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے فیصلہ فرمادے گا۔ پھر

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

ہم نے اسی (امور دین) کی شریعت پر تم کو مقرر کیا پس تم اسی کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ

جو بے علم ہیں۔ یقیناً وہ اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے اور بیشک

الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا

یہ ظالم اور ایک دوسرے کے یار ہیں۔ اور اللہ پرہیزگاروں کا مددگار ہے۔

بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ

کل آدمیوں کے لئے یہ عمدہ دلیلیں ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ہدایت و رحمت ہے، آیا وہ لوگ

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو بدیاں کرتے ہیں انہوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کے مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾

نیک عمل کئے ان کا جینا مرنا یکساں ہوگا۔ جو حکم وہ لگاتے ہیں ہیں بہت ہی برا ہے،

ع ۱۸

۱ قل للذین آمنوا یغفروا الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیات کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت علیہ السلام سے یہ فرماتا ہے ہے تم ائمہ جور کے بارہ میں بددعا نہ کرو تا کہ خدائے تعالیٰ ان کو ان کی بدعملی کی سزا خود ہی دے دے گا۔

۲ أنهم لن یغنوا عنك من الله شیئا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا ظاہر تو جناب رسول خدا کے لئے تادیب ہے مگر باطناً آنحضرت ﷺ کی امت کے لئے تعلیم ہے۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا
اور اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو غرض صحیح سے پیدا کیا اور اس لئے کہ ہر نفس اپنے کئے کا بدلہ
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ
پائے گا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ آیا تم نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا
وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى
اور اللہ نے بھی حیران بوجھ کر اس سے توفیق ہدایت سلب کر لی اور اس نے اس کے کانوں پر اور دل پر مہر لگا دی
بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾
اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پس اللہ کے بعد اس کی راہبری کون کرے گا؟ کیا تم نصیحت حاصل کرتے؟
وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا
اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ ہماری زندگانی دنیا ہی تو ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اور ہم کو زمانے کے سوا کوئی
الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا
ہلاک نہیں کرے گا حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے وہ نرا قیاس (دوڑایا) کرتے ہیں، اور
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا
جب ہماری کھلی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کی حجت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی کہ وہ
بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ۔ تم یہ کہہ دو کہ اللہ ہی نے تم کو حیات دی ہے پھر وہی تم کو موت دے گا
ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
پھر وہی قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں ہے تم سب کو جمع کرے گا لیکن بہت سے لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
(اتنی بات بھی) نہیں جانتے۔ اور آسمانوں کا اور زمین کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ اور جس دن
السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ
قیامت قائم ہوگی اسی دن جھٹلانے والے نقصان اٹھائیں گے۔ اور تم ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھو گے۔
كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ
ہر گروہ اپنے اپنے نوشتے کی طرف بلایا جائے گا، (اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ جو) جو عمل تم کیا کرتے تھے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ
آج تم اس کا بدلہ پاؤ گے۔ یہ ہمارا نوشتہ تمہارے برخلاف ٹھیک ٹھیک گواہی دیتا ہے،

۱ من اتخذ الٰھہ ھوٰہ تفسیر صافی میں ہے کہ مشرکین عرب کی یہ حالت تھی کہ جس پتھر کو اچھا سا دیکھتے اسی کو پوجنے لگتے پھر اگر کوئی اس سے اچھا نظر آجاتا تو پہلے کو چھوڑ کر اس دوسرے کو پوجنے لگتے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت کل قریش کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے۔ اور ان سب چیزوں کے بارے میں بھی جن جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور بعد جناب رسول خدا اس کے معنی آنحضرت کے اصحاب میں اس شان سے جاری رہے کہ انہوں نے حق جناب امیر المومنین غصب کر لیا اور اپنی خواہش نفسانی سے دوسروں کو امام مقرر کیا۔

۲ نموت و نحیا تفسیر قمی میں ہے کہ جامع القرآن سے یہ مقدم و موخر ہو گیا ہے اس لئے کہ دھریئے تو مرنے کے بعد جی اٹھنے کے قائل ہی نہیں ہیں جو وہ نموت و نحیا کہتے بلکہ انہوں نے تو نحیا و نموت کہا تھا اور خدائے تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے۔ (اس صفحہ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

ع ۱۹

بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

(جو) جو عمل تم کیا کرتے تھے ہم اسے لکھواتے جاتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ

اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں سو ان کو تو ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی تو

هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

وہ کھلی کامیابی ہے، اب رہے وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے (ان سے یہ کہا جائے گا کہ) کیا میری آیتیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا

تمہارے سامنے نہیں پڑھی جایا کرتی تھیں پھر تم ان سے اکڑا کرتے تھے اور تم تھے ہی گناہگار لوگ۔ اور جب

قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ

یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے تو تم یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم جانتے

مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا

ہی نہیں قیامت کیا چیز ہے۔ ہم تو اس کو ایک خیال ہی خیال سمجھتے ہیں اور ہم (اس پر) یقین لانے والے نہیں ہیں، اور

لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کی بدی اب ان پر کھل گئی اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آگھیرا

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا

اور (ان سے) یہ کہا جائے گا کہ آج ہم تم کو اسی طرح بھلا دیں گے (یعنی عذاب میں چھوڑ دیں گے) جیسا کہ تم نے اس دن کے آنے کو

وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ

بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور (اب) تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے، یہ اس لئے کہ تم نے

اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا

اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا بنا لیا تھا اور زندگانی دنیا نے تم کو دھوکا دیا تھا، پس اس دن نہ وہ اس سے با

يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ

ہر جانے پائیں گے اور نہ ان سے (اپنے رب کے) راضی کرنے کے لئے خواہش کی جائے گی، پس ہر قسم کی تعریف

السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي

آسمانوں کے پروردگار اور زمین کے پروردگار (یعنی) تمام عالموں کے پروردگار۔ اللہ ہی کے لئے (زیبا)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع ۴

ہے اور آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

ع ۴

۱ اتخذتم آیات اللہ ھزوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آیات اللہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں، (اور ان مجرمین میں سے جو جو جہنم میں ہوں گے خدائے تعالیٰ ان سے سوال فرمائے گا کہ) آیا تم انہی ائمہ کی تکذیب کرتے اور انہی کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

۲۔ ولا ھم یستعتبون تفسیر قمی میں ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب دے سکیں گے اور نہ انکا کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔ ۱۲۔

۳ ولہ الکبریاء فی السماوات والأرض۔ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریاء میری رداء اور عظمت میری چادر ہے پس جو شخص ان دونوں صفتوں میں سے کسی میں بھی میرا مدعی بنے گا تو میں اس کو آتش جہنم میں جھونک دوں گا۔

حروفها ۲۷۰۹ سورة الاحقاف مكية كلماتها ۷۵

سورہ نساء مدینہ میں نازل ہوا

اياتها ۳۵ | ركوعها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ② مَا خَلَقْنَا

حٰمٓ اس کتاب کا نزول زبردست حکمت والے خدا کی طرف سے ہوا ہے، ہم نے آسمانوں کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق ہی کے ساتھ اور ایک مقررہ وقت کے لئے پیدا کیا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا

اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ ان چیزوں سے جن سے ڈرایا جاتا ہے روگردان ہیں، (اے رسول) تم یہ کہہ دو کہ آیا تم نے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

غور بھی کیا کہ (جن جن) چیزوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ زمین میں سے انہوں نے کیا پیدا کیا ہے

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ

یا آسمانوں کی (پیدائش) میں ان کا کوئی ساجھا ہے۔ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب میرے پاس لے آؤ

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا

یا کسی علم کا بقیہ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا۔ جو خدا کو چھوڑ کر ایسے کو پکارے جو قیامت

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ

تک اس کا جواب ہی نہ دے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر بھی رہیں،

دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً

اور قیامت کے دن سب آدمی جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن بھی ہوں گے

وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

اور ان کی عبادت کے منکر بھی۔ اور جب انکے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہے

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦

تو وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں حق کے بارے میں جب کہ وہ ان کے پاس آچکا ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ

یا وہ یہ کہتے ہیں کہ (اس رسول) نے اسے خود بنالیا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ (بالفرض) اگر میں نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے تو

الجزء (۲۶)

۱ اِیتونی بکتاب من قبل هذا أو اثارة من علم۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا، فرمایا کہ کتاب سے مراد توریت اور انجیل ہے اور اثارة من علم، سے انبیاء واصیا کا علم۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین کی قرأت بجائے آثارة من علم کے اثارة من علم تھی۔ ۱۲۔

۲ ومن أضل ممن یدعوا من دون الله.... تا ..... بعبادتهم کافرین تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ مشرکوں سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے ہر بات کے سننے والے ہر دعا کے قبول کرنے والے ہر قسم کی قدرت رکھنے والے اور ہر طرح کی خبر رکھنے والے خدا کی عبادت چھوڑ دی اور ان کی عبادت کی طرف مائل ہو گئے جو بالفرض اگر ان کی دعا سن بھی لیں تو ان کو کوئی جواب نہیں دینے چہ جائیکہ ان کے راز پر مطلع ہوں اور ان کی مصلحتوں کو مدنظر رکھیں تفسیر قمی میں ہے کہ جو جو سورج چاند ستاروں چوپایوں، درختوں اور پتھروں کو پوجتے ہوں گے، قیامت کے دن یہ چیزیں ان کی دشمن ہو جائیں گی اور انکی عبادت کا انکار کریں گے۔

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا
تم خدا کے عذاب سے مجھ کو بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے (جن جن) چیزوں میں تم لگے ہوئے ہو اس سے وہ خوب واقف ہے۔

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا
میرے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو وہی کافی ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ تم یہ کہدو کہ میں رسولوں

مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا
میں سے کوئی انوکھا نہیں ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا (کیا جائے گا) میں تو اس کی

يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ
پیروی کرتا ہوں جو کچھ میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں فقط ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔ تم یہ کہدو کہ آیا تم نے اس میں بھی غور کیا کہ اگر یہ

عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى
(قرآن مجید) خدا کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسی طرح کی ایک کتاب

مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
پر گواہی دی ہے پس وہ ایمان لایا اور تم اینٹھتے ہی رہے (تو تمہارا انجام کیا ہوگا؟) یقیناً اللہ نافرمان لوگوں کی راہبری

الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا
نہیں فرماتا۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو ایمان لے آئے ہیں یہ کہدیا کہ اگر یہ

مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ
(رسول جو کچھ لایا ہے وہ) اچھا ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے اور اب چونکہ انہوں نے اس کے بارے میں ہدایت نہیں پائی

قَدِيْمٌ ۝۱۱ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا
ہے پس وہ تو یہی نہیں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب راہبر اور رحمت تھی۔ اور یہ

كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى
کتاب عربی زبان میں اس کی تصدیق کرنے والی ہے تاکہ ان لوگوں کو جنہوں نے نافرمانی کی ہے ڈرائے اور

لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا
نیکی کرنے والوں کے لئے بشارت ہو۔ بیشک جو لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر قائم بھی رہے

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۳ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
پس ان کو نہ (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (گذشتہ کا) رنج کریں گے۔ وہی لوگ جنتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۴ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ
جو عمل وہ کیا کرتے تھے، اس کے بدلے میں وہ اس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہیں اور ہم نے انسان کو

۱ قل ما کنت بدعا من الرسل وما أدری ما یفعل بی ولا بکم۔ تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر کی حدیث کا ایک حصہ منقول ہے کہ آنحضرت پر جب کوئی حکم نازل ہوتا تو جس پر کچھ عرصہ تک عمل فرماتے اس کے بعد اور حکم آجاتا پھر اس پر عمل فرماتے اور اسی کا اپنے اصحاب اور اپنی امت کو فرماتے تو زرگ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں ایک چیز کا حکم دیتے ہیں اور جب ہم اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور اس پر اچھی طرح عمل کرنے لگتے ہیں تو آپ دوسرا حکم دے دیتے ہیں، آنحضرت اسکے جواب میں خاموش رہے، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اسی تفسیر میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قل ما کنت بدعا من الرسل الخ جس کا مطلب جہاد کے نتائج سے متعلق تھا تو قریش نے یہ کہا کہ ہم ایسے نبی کی پیروی کس برتے پر کریں جس کو یہ خبر نہیں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ إنا فتحنا لک فتحا مبینا، بیشک ہم نے فتح کی تمہارے لئے ایک کھلی فتح نیز ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ ان اتبع إلا ما یوحی إلی۔ اصل نزول یوں ہوا تھا أن أتبع إلا ما یوحی إلی فی علی۔ (یعنی علی کے بارے میں جو وحی میری طرف جاتی ہے میں اسی کی پیروی کرتا ہوں) ۱۲۔

۲ وشهد شاهد من بنی اسرائیل تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں شاہد سے مراد جناب امیر المومنین اور دلیل اس پر سورہ ہود کی یہ آیت ہے، أفمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه۔ ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ ۱۲ رکوع ۱۔ جس سے صاف صاف جناب امیر المومنین مراد ہیں (قول مترجم) چونکہ جناب امیر المومنین تمام کتب کے عالم تھے اور علم لدنی کے مالک لہذا بنی اسرائیل کے علوم کے بھی شواہد دیا کرتے تھے اور بنی اسرائیل کو ماننا پڑتا تھا۔ ۳ إن الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا کا یہ مطلب

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ نمبر ۶۰۳ پر ملاحظہ فرمائیے)

بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ

اپنے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے اس کو جنا۔

وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

اور اس کے حمل کی اور اس کے دودھ چھٹنے کی مدت تیس مہینے ہوئی۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا

سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ

تو اس نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں جو

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ

تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر مبذول فرمائی ہے اور میں کوئی ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند فرمائے اور میرے لئے

ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

میری اولاد میں صالح پیدا کر دے۔ بیشک میں نے تیرے حضور میں رجوع کی ہے اور یقیناً میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، یہی لوگ

الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ

جنتیوں میں ایسے ہیں جن کے اچھے عمل کو ہم قبول کریں گے۔ اور جن کی بدیوں سے

سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا

ہم درگذر فرمائیں گے (یہ) سچا وعدہ ہے۔ جو ان سے (دنیا میں) کیا جاتا تھا۔

يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْۤ اَنْ

اور وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ سے یہ کہا کہ مجھے تم سے نفرت ہے کیا تم دونوں مجھے اس سے ڈراتے ہو

اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ

کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سے زمانے (والے) گزر چکے ہیں۔ اور وہ دونوں خدا کی فریاد کر کے

وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ

اس سے یہ کہتے تھے کہ تیرا برا ہو ایمان لے آ۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ مگر وہ یہی کہتا رہا کہ یہ تو فقط پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ

کہانیاں ہیں، ایسے ہی لوگ ہیں جن پر قول پورا اترا (اس امت میں اور) ان گروہوں میں

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

بھی جو جنوں اور آدمیوں میں سے چل بسے۔ بیشک وہ سب

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

ٹوٹا اٹھانے والے تھے، اور ہر ایک کے لئے ان کے اعمال کے مطابق درجے ہیں اور اس لئے کہ وہ ان کے اعمال کا

(اس سے آگے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

(بقیہ حواشی صفحہ گزشتہ ۶۰۲)

لہ ووصینا الإنسان بوالدیہ إحسانا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا کے حمل میں جناب امام حسین تھے، تو جبرئیل امین جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ عنقریب فاطمہ زہرا کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کرے گی، پس یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا کو اس حمل سے بھی رنج پہنچا اور وضع حمل کے وقت اس ولادت سے بھی، پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ماں ایسی نظر نہ آئے گی جو بیٹے کو جن کر رنجیدہ ہوئی ہو مگر جناب سیدہ ان کو رنج اس وجہ سے ہوا کہ ان کو یہ علم ہو چکا تھا کہ ان کا یہ فرزند قتل کیا جائے گا۔ اور اسی امام مقتول و مظلوم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جبرئیلؑ امین پھر نازل ہوئے اور یہ عرض کی یا رسول اللہ پروردگار عالم آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کو خوشخبری دیتا ہے، کہ وہ امامت و ولایت و وصایت کو اسی فرزند کی اولاد میں مقرر فرمانے والا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں راضی ہوں، یہ جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسین نے إصلح لی فی ذریتی نہ فرمایا ہوتا یعنی لفظ فی سے مقید نہ کر دیا ہوتا تو ان حضرت کی کل ذریت امام ہی امام ہوتی۔ پھر فرمایا جناب امام حسین نے نہ جناب سیدہ کا دودھ پیا ہے اور نہ کسی اور عورت کا بلکہ وہ جناب رسول خدا کی خدمت لائے جاتے تھے اور آنحضرت اپنا انگوٹھا انکے منہ میں دے دیتے۔ جسمیں وہ اتنا کچھ چوس لیتے تھے کہ دو تین دن کو کافی ہو جاتا تھا۔ پس جناب امام حسین کا گوشت جناب رسول خدا کے گوشت و خون سے پیدا ہوا اور سوائے حضرت یحییٰ ابن زکریا و جناب امام حسین کے اور کوئی بچہ چھ مہینے میں نہیں پیدا ہوا۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ

بدلہ پورا پورا دے اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے، اور جس دن وہ لوگ کافر ہوئے آتش جہنم کے سامنے لائیں جائیں گے

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ

(تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ) اپنی زندگانی دنیا کے مزے تو تم خوب لوٹ چکے اور اس کا نفع بھی خوب اٹھا چکے،

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي

پس آج کے دن بوجہ اس کے کہ تم زمین میں ناحق بڑائی چاہا کرتے تھے اور بوجہ اس کے کہ تم نافرمانی

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا

کیا کرتے تھے تم کو ذلت کے عذاب کے سزا دی جائے گی ہے۔ اور قوم عاد کے بھائی

عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ

(ہودؑ) کو یاد کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو احقاف (کے ریتیلے میدانوں) میں ڈرایا حالانکہ ان سے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

پہلے اور پیچھے اور بھی ڈرانے والے آچکے تھے (اور یہ کہا کہ) تم لوگ سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، مجھے تمہارے بارے میں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ

بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے خداؤں سے ہٹا دو،

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ

سو اگر تم سچے ہو تو جس چیز سے ہم کو ڈراتے ہو وہی ہم پر لے آؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ علم تو

عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

اللہ کے پاس ہے اور مجھے تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے وہی پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ

تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا

تم ایسے لوگ ہو جو جہالت کرتے ہو، پس جب ان لوگوں نے ایک بادل اپنے میدانوں کی طرف آتے دیکھا تو وہ کہنے لگے

هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا

یہ بادل ہم پر مینہ برسائے گا۔ (ہودؑ نے فرمایا) بلکہ یہ تو وہ ہے جس کے بارے میں تم جلدی کیا کرتے تھے۔ ایک ہوا

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى

ہے جس میں دردناک عذاب ہے، یہ ہر شے کو اپنے پروردگار کے حکم سے ہلاک کر دے گی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

کہ صبح کو ان کے مکان ہی مکان دکھائی دیتے تھے، ہم گناہگار لوگوں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

لے إذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت فلاں قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ تم نے کھایا، پیا۔ پہنا اور سوار ہوئے (یعنی ہر طرح کے آرام حاصل کرلئے اور مزے اڑائے) امالی شیخ مفید علیہ الرحمۃ میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین کے سامنے ملوا لایا گیا تو آپ نے اس کے نفوش فرمانے سے انکار کیا۔ اس پر لوگوں نے عرض کی کہ کیا حضور اس کو حرام قرار دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں میرا نفس اس کا شائق نہ ہو جائے اور پھر ہمیشہ میں اس کو طلب کیا کروں۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی، مناقب ابن شہر آشوب میں احنف ابن قیس سے مسروی ہے کہ میں معاویہ کے پاس گیا تو اس نے شیریں اور ترش (یعنی قسم ہا قسم کا) اتنا کھانا میرے سامنے چنا کہ مجھے اس کی کثرت سے تعجب ہوا، پھر ایک کھانا میرے سامنے رکھا جسے میں جانتا ہی نہ تھا کہ کیا ہے پس میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ تفع کی انتڑیاں ہیں جن میں گوبھر کر روغن پستہ میں بھون کر اوپر سے قند چھڑکا گیا ہے۔ میں یہ سن کر رو پڑا۔ معاویہ نے پوچھا کہ تیرے رونے کا باعث کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے علی یاد آگئے، ایک دفعہ میں ان حضرت کے حضور میں حاضر تھا کہ افطار کا وقت آگیا، حضرت نے مجھ سے ٹھہرنے کو فرمایا پھر ایک چھلی منگائی جس کے منہ پر مہر لگی ہوئی تھی، میں نے دریافت کیا کہ اس چھلی میں کیا ہے؟ فرمایا جو کے ستو ہیں میں نے عرض کی کہ کیا آپ کو اس کا خوف تھا کہ اس میں سے کوئی لے لے۔ یا آپ نے بخل فرمایا کہ اس پر مہر لگا دی ہے؟ فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں سے تو ایک بھی نہیں لیکن مجھے یہ اندیشہ ضرور تھا کہ حسین اس میں کوئی چکنائی یا روغن زیت نہ ملا دیں۔ میں نے عرض کی کہ آیا وہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں ہے مگر ائمہ برحق پر یہ واجب کہ ایسا کھانا کھائیں مفلس سے لوگوں کو میسر آسکے تاکہ فقیر سے بیدل اور سرکش نہ ہو۔ معاویہ نے یہ سن کر کہا کہ تو نے ایسے شخص کا ذکر کیا جس کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (اس صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا
اور ہم نے ضرور ان کو ان مقامات میں جگہ دی تھی جن میں تم کو جگہ نہیں دی ہے اور ہم نے انکے لئے بھی کان
وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ
اور آنکھیں اور دل مقرر کردئے تھے، جب وہ خدا کی نشانیوں کا انکار کرنے لگے تو نہ کچھ ان کے کان ہی
وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ
ان کے کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل اور جس عذاب کی
بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ
وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا۔ اور تمہارے اردو گرد کی بستیوں
مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا
کو ہم نے ضرور ہلاک کیا۔ اور ان آیتوں کو بار بار بیان کیا تاکہ وہ (نافرمانی سے) باز رہیں۔ پھر جن کو
نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا
انہوں نے خدا کے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے خدا بنالیا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے غائب ہوگئے۔
عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ
اور ان کے جھوٹ کے اور افترا پردازیوں کی اصلیت یہی ہے۔ اور اس وقت یاد کرو جب کہ ہم نے
اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
جنوں کے ایک گروہ کو تمہارے پاس بھیجا کہ وہ قرآن مجید کو غور سے سنیں۔ چنانچہ جب وہ اسے سننے آگئے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش رہو۔
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾
پھر جب وہ ختم ہو چکا تو وہ ڈرانے کے لئے اپنی قوم میں پھر گئے، (وہاں جا کر) کہنے لگے کہ اے ہماری قوم!
قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا
ہم ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں، جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے۔ اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾
اور حق کی طرف اور راہ راست کی طرف راہبری کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے
يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ
کی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور تم کو
وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ
دردناک عذاب سے بچالے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی (بات) نہ مانے گا

۱ کانوا یجحدون بایات اللہ وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزؤن۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو بہت کچھ نعمتیں عطا کی تھیں پھر انہوں نے کفر کیا تو ان پر عذاب نازل ہوا۔ پس تم اس بات سے ڈرتے رہو کہیں تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہو جیسا کہ ان پر ہوا۔

۲ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا والھۃ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنے جن دیوتاؤں پر یہ بھروسا تھا کہ وہ خدا کے یہاں ان کی تقریب کردیں گے اور یہ کہا کرتے تھے۔ ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (یہ خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہوں گے) انہوں نے ان کو ہلاکت سے کیوں نہ بچالیا۔

۳ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو تمہاری طرف مائل کردیا تھا اور نفر ایسے گروہ کو کہتے ہیں جن کے شرکا کی تعداد دس سے کم ہو احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ یہ جن تھے اور تعداد میں نو تھے ایک تو جنات نصیبین سے تھا اور آٹھ بنی عمرو بن عامر سے کتاب مسطور میں ان کے نام بھی لکھے ہیں۔ ۱۲۔

۴ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اولوالعزم کے معنی ہیں صاحبان شریعت جنہوں نے اپنی اپنی شریعت کے قائم کرنے اور برقرار رکھنے میں پوری کوشش کی۔ اور جو جو تکلیفیں پیش آئیں اور ان کو برداشت کیا۔ نیز اس سے مراد ہیں رسولوں میں سے بڑے کوشش کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے اور خطاب خود آنحضرت سے ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منزل (۶) منقول ہے کہ اولوالعزم من الرسل، نوح و ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کسی نے دریافت کیا کہ یہ اولوالعزم کیسے ہوگئے؟ فرمایا کہ نوح کتاب و شریعت کے ساتھ مبعوث کئے گئے تھے اور ہر پیغمبر جو بعد نوح کے آیا وہ انہی حضرت کی کتاب اور شریعت پر عامل رہا تا کہ آنکہ حضرت ابراہیم اپنے

(تفسیر حوالہ نمبر ۶۰۴ پر ملاحظہ فرمائیے)

بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي

وہ زمین میں تو اس (اللہ) کو عاجز نہ کر سکے گا اور سوائے اس (اللہ) کے کوئی اس کا کارساز نہ ہوگا۔ ایسے ہی لوگ

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

کھلی بدبختی میں رہیں گے، کیا انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ وہی اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو

وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ

پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں اس پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى

ہاں وہ ضرور ہر چیز پر (پوری) پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس دن وہ لوگ جو کافر ہو گئے

النَّارِ ۚ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا

جہنم کے سامنے کیے جائیں گے۔ (تو ان سے یہ بھی کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے ہمارے پروردگار کی قسم یہ ضرور حق ہے۔

الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو

فرمائے گا کہ اب جیسا تم انکار کیا کرتے تھے اس کے عوض اس عذاب کا مزہ چکھو۔ پس (اے رسول) تم ویسا ہی صبر کرو

الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ

جیسا کہ رسولوں میں سے اولوالعزم رسول صبر کیا کرتے تھے اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کرو۔

مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ

جس دن یہ اسے دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو یہ ایسا سمجھیں گے کہ گویا دن کے ایک گھنٹہ سے زیادہ دنیا میں نہیں رہے۔

فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

(یہی سمجھانا) کافی ہے۔ کیا نافرمان لوگوں کے سوا کوئی اور ہلاک ہوگا؟

حروفها ۲۴۷۵ سورة محمد مدينة كلماتها ۵۵۸

سورہ محمد مدینہ میں نازل ہوا

رکوعها ۴ — ایاتها ۳۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

أَلَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾

جو لوگ کافر ہو گئے اور (انہوں نے لوگوں کو) راہ خدا سے روکا خدا نے ان ہی کے اعمال باطل کر دیے،

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور جو کچھ محمد (مصطفیٰ) پر نازل کیا گیا۔

(صفحہ ۶۰۵ کا بقیہ حواشی)
بلکہ اس حیثیت سے کہ اب وہ منسوخ ہو گئی پس ہر نبی جو بعد ابراہیم مبعوث ہوا وہ انہی حضرت کی شریعت اور طریقے اور صحیفوں پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام توریت اور اپنی شریعت اور یہ حکم لے کر آئے کہ اب صحف ابراہیم متروک کیے جائیں، پس بعد موسیٰ جو نبی مبعوث ہوا وہ توریت اور ان کی شریعت پر عمل کرتا رہا۔ تا آنکہ مسیح انجیل اور یہ حکم لے کر آئے کہ اب شریعت موسیٰ متروک ہو۔ پس بعد مسیح جو نبی مبعوث ہوا وہ انہی کی شریعت اور انہی کے طریقے پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جناب محمد مصطفیٰ اور اپنی شریعت لے کر آئے پس آنحضرت ﷺ نے جس چیز کو حلال قرار دے دیا وہ قیامت تک حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیا وہ قیامت تک حرام ہے۔
(اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ②

اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اس پر بھی ایمان لائے ان سے ان کی بدیاں دور فرمادیں اور ان کی حالت درست کردی

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہ اس لئے کہ جو کافر ہوگئے انہوں نے تو باطل کا اتباع کیا اور جو ایمان لائے انہوں نے اس حق کی

اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ

پیروی کی جو ان کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ اس طرح اللہ آدمیوں کے لئے ان کی مثالیں بیان

اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ

فرماتا ہے، پس جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو گردنوں کا مارنا ہے

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً

یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چکو تو کس کس کے مشکیں باندھ لو، پھر اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے یا فدیہ لے لینا

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ

جب تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار نہ ڈال دے۔ ایسا ہی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے

مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ

بدلہ لیتا لیکن اس لئے کہ تم میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائے (اس نے حکم جہاد دیا) اور جو لوگ راہ خدا میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ

مارڈالے گئے وہ ہرگز ان کے اعمال ضائع نہ کرے گا عنقریب وہ ان کو (جنت تک) پہنچا دے گا اور ان کے حال

بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

کی اصلاح فرمائے گا، اور وہ ان کو جنت میں داخل کردے گا جو اس نے ان کو پہچنوا دی ہے، اے ایمان لانے والو!

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦ وَالَّذِيْنَ

اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔ اور جو لوگ

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ⑧ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ

کافر ہوگئے ہیں پس ان کے لئے ہلاکت ہے اور ان کے اعمال باطل کردے گا۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے جو کچھ

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ⑨ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اتارا اس سے انہوں نے نفرت کی پس اس نے بھی ان کے اعمال اکارت کردیئے، کیا وہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ

یہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا، اللہ نے ان کو ہلاک کردیا

---

۱ کفر عنہ سیاتہم واصلح بالھم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوذر غفاریؓ۔ سلمانؓ فارسی۔ عمار یاسرؓ اور مقدادؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عہد شکنی نہیں کی اور جو کچھ محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لائے یعنی اس ولایت پر جو اللہ نے نازل کی تھی ثابت قدم رہے اور وہ خدا کی طرف سے حق ہے اس سے مراد خود جناب امیر المومنین ہیں، ۱۲۔

۲ اتبعوا الباطل، تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مطلب وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین کے دشمنوں کا اتباع کیا، ۱۲۔

۳ اتبعوا الحق من ربھم تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ سورہ محمد میں ایک آیت ہمارے بارے میں ہے (جو یہی ہے) اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے (جس کا نوٹ اس سے پہلے ہو چکا۔

۴ فاما منا بعد واما فداء کافی اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد یہ فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی کے بارے میں دو حکم ہیں ایک تو یہ کہ جب تک لڑائی برپا ہے اور ہتھیار نہیں رکھے گئے ہیں اور لڑنے والے مقتول نہیں ہوئے ہیں تو اس حال میں جو کافر گرفتار کیا جائے گا امام کو اختیار ہے خواہ اس کی گردن مار دے یا اس کے مقابل کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر اس کو یونہی چھوڑ دے کہ وہ خون میں لوٹتے لوٹتے مر جائے یہ تو خدا کے اس قول کے مطابق ہے: انما جزآء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الخ۔ (دیکھو پارہ نمبر ۶۔ رکوع ۸) اور دوسرا حکم اس وقت کا ہے جب کہ لڑائی موقوف ہو چکے اور مخالف مقتول ہو چکیں تو جو قیدی اس حالت میں گرفتار کیا جائے گا اور مومنین کے ہاتھوں میں ہوگا تو امام کو اختیار ہوگا کہ چاہے اس پر احسان کرے

عَلَيْهِمْ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ⑩ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ

اور کافروں کے لئے ویسے ہی انجام ہیں، یہ اس لئے کہ اللہ ان لوگوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا مددگار کوئی بھی نہیں۔

اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ⑪ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ایسی جنتوں میں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ

اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ (دنیا میں) اسی طرح نفع اٹھا لیں گے جیسے چوپائے چر پک لیتے ہیں اور (آخرت میں)

مَثْوًى لَّهُمْ ⑫ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ

(آتش دوزخ) ان کا ٹھکانا ہوگا۔ اور کتنی ہی بستیاں تمہاری اس بستی سے جس نے تم کو نکال باہر کیا قوت

اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ⑬ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

میں بہت زیادہ تھیں ہم نے ان کو ہلاک کر دیا پھر ان کا کوئی مددگار نہ اٹھا۔ کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف

مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ⑭ مَثَلُ

سے دلیل پر ہو اس کے مانند ہو سکتا ہے جس کی نظر میں اس کی بداعمالی زینت دے دی گئی ہو اور انہوں نے اپنی

الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ

(اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہو اس جنت (والوں) کی مثل جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اس میں ندیاں تو ایسے پانی کی ہوں گی کی

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

جس کی بو یا مزہ بدلا ہوا نہ ہوگا اور کچھ ندیاں ایسی دودھ کی ہوں گی جن کا مزہ بدلا ہوا نہ ہوگا اور کچھ ندیاں ایسی شراب کی ہوں

لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

گی جس سے پینے والوں کو مزہ آجائے گا۔ اور کچھ ندیاں صاف کئے ہوئے شہد کی ہوں گی اور ان لوگوں کے لئے اس (جنت)

الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا

میں ہر قسم کے میوے ہوں گے۔ اور ان کے پروردگار کی طرف سے معافی۔ کیا اس شخص کی مانند ہو سکتی ہے، جو

مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ⑮ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى

دوامی جہنم میں رہے گا اور جن کو ایسا گرم پانی پلایا جائے گا کہ ان کی انتڑیاں کاٹ کاٹ ڈالے گا، اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو

اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ

تمہاری باتیں غور سے سنتا ہے یہاں تک جب تمہارے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہیں کہ ابھی

۱ للکافرین أمثالها۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہو گئے اور علی کے بارے میں جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اس سے منکر رہے، تو ان کو ہلاکت و عذاب ایسا ہی دیا جائے گا جیسا کہ پہلی امتوں کو دیا جا چکا ہے،

۲ مولی الذین آمنوا، تفسیر قمی میں ہے کہ الذین آمنوا سے تو وہ لوگ مراد ہے جو امامت جناب امیر المومنین پر قائم رہے اور تفسیر صافی میں ہے کہ مولی کے معنی ہیں ان کے دشمنوں کے برخلاف ان کی نصرت کرنے والا۔

۳ وأن للکافرین لا مولی لهم تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے عذاب کا دفع کرنے والا کوئی نہ ہوگا یہ آیت خدائے تعالیٰ کے اس قول کے خلاف نہیں ہے، ثم ردوا إلی الله مولهم الحق، دیکھو پارہ نمبر ۷، رکوع ۱۳۔ اس لئے کہ اس میں مولی کے معنی مالک کے ہیں (اور یہاں بلاد دفع کرنے والے کے ۱۲۔

۴ کان علی بینة من ربه، تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المومنین ہیں، ۱۲۔

۵ کمن زین له سوء عمله واتبعوا أهواءهم، تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے جناب امیر المومنین کا حق غصب کیا تھا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ان لوگوں سے منافق مراد ہے، ۱۲۔

۶ مثل الجنة، تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مطلب ہے مثل أهل الجنة اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین اس کی قرأت یوں فرمایا کرتے تھے أمثال الجنة

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اِنْفًا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

اس (رسول) نے کیا کہا تھا، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیرو ہو گئے ہیں

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ

اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہو گئے ان کی ہدایت کو اور زیادہ کر دے گا اور ان کو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائے گا پس کیا

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى

قیامت کے سوا وہ اور کسی چیز کے منتظر ہیں کہ انہیں اچانک آ لے، سو اس کی علامتیں تو آ چکی ہیں، پس اب

لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ

جب ان کی نصیحت بھی ان کے پاس آ گئی تو یہ ہیں کہ کس خیال میں؟ پس یہ سمجھ لو کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور

لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ

تم اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اور مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرو۔ اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے کو

وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ

اور تمہارے ٹھکانے کو خوب جانتا ہے، اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ (جہاد کے بارے میں) کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی گئی

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ

پھر جس وقت صاف صاف سورت اتاری گئی اور اس میں لڑائی کا ذکر کیا گیا تو تم نے ان لوگوں کو

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ

جن کے دلوں میں روگ ہے دیکھ لیا کہ وہ تمہاری طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھا کرتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو

فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ؕ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ

سو انہی کے لئے خرابی ہے، حکم مانا اور اچھی بات کہنا (بہتر ہے) پھر جب معاملہ پختہ ہو جائے، پس اگر

صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ

وہ اللہ سے سچے رہیں گے تو (انجام) انکے لئے بہتر ہوگا، پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ

تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تو تم زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہیں

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا، تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے

اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ

یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں، تحقیق جو لوگ بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت ظاہر ہو چکی تھی۔

---

۱ اُولٰئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم، تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ تو سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں اور جس کی بدنفسی کے باعث خدائے تعالیٰ کو بھی اس کو خیر و خوبی مدنظر نہ ہوتی اس کے دل پر چھاپا لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا، پس خدائے تعالیٰ کے قول اولئک الذین طبع اللہ الخ، کا یہی مطلب ہے، ۱۲۔

۲ فقد جاء أشراطها، الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، فرمایا۔ اس وقت قائم ہوگی جب کہ نجوم پر لوگوں کا ایمان ہوگا اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔ علل الشرائع میں جناب رسول خدا سے عبداللہ ابن سلام کے سوالوں کے جواب منقول ہیں، از اں جملہ یہ بھی ہے کہ رہیں قیامت کی علامتیں جو لوگوں کو مشرق سے ہانکا کر مغرب کی طرف لا جمع کرے گی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ فالج زیادہ کرے گا اور ناگہانی موتیں زیادہ ہوں گی۔ روضۃ الواعظین میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ قیامت کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم دور ہو جائے گا جہالت ظاہر ہو جائے گی، شراب پی جائے گی، زنا پھیل جائے گا، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں اس قدر بڑھ جائیں گی کہ پچاس پچاس عورتوں میں ایک ایک مرد ہوگا، تفسیر قمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی

روایت سے جناب رسول خدا کا حضرت سلمان فارسی سے قیامت کی علامتیں بیان کرنا جو منقول ہے وہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں (باقی اس صفحہ کے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾

اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے، شیطان نے ان کو فریب دیا، اور ان کو امیدیں دلائیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ

یہ اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے خدا کے نازل کئے ہوئے کو برا سمجھا ہوا تھا یہ کہا کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری اطاعت

بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ

کریں گے، اور اللہ ان کے بھید کو خوب جانتا ہے۔ پھر اس وقت کیا حالت ہوگی جب کہ فرشتے

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا

ان کا خاتمہ اس حالت میں کریں گے کہ ان کے منہ پر اور ان کے پیٹھ پر مارتے ہوں گے، یہ اس لئے کہ انہوں نے اس کی تو پیروی کی

مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ

جس نے خدا کو ناراض کیا اور اس کی خوشنودی کو برا جانا پس اس نے بھی ان کے اعمال کو اکارت کر دیا آیا ان لوگوں نے جن کے

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ

دلوں میں روگ ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر نہ کرے گا۔ اور اگر ہم چاہیں

نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

تو ہم ان لوگوں کو تمہیں دکھلا دیں پھر تم ان لوگوں کو انکی علامتیں سے پہچان لو اور تم ان کو ان کی بات کے لہجے سے ضرور پہچان لو گے

الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ

اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے، اور ہم تمہارے آزمائش ضرور کریں گے یہاں تک کہ

الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور تمہارے خبروں کو جانچ لیں، بیشک جو لوگ کافر ہو گئے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور انہیں نے (لوگوں کو) راہ خدا سے باز رکھا اور بعد اس کے کہ ہدایت ان پر مکمل چکی تھی انہوں نے رسول کی نافرمانی

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ

کی وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑیں گے، اور وہ ان کے اعمال بہت جلد اکارت کر دے گا۔ اے

اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو بیکار نہ کرو۔

وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے (لوگوں کو) راہ خدا سے باز رکھا

---

۱ الشیطان سول لھم تفسیر قمی میں اور پر کی روایت کسی قدر کمی وبیشی کے ساتھ مروی ہے۔

۲ اتبعوا ما اسخط اللہ و کرھوا رضوانہ روضۃ الواعظین میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ان لوگوں نے جناب امیر المومنین علی مرتضی سے جن کی ولایت کا خدا نے حکم دیا تھا بہت سے موقعوں پر نصرت کی۔ خصوصاً بدر کے دن حنین کے دن لیلۃ عقبہ میں حاجیوں کو پانی پلانے کے دن اور اس عرفہ کے دن جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے پندرہ آیتیں نازل فرمائیں، اور اس حج میں جس میں جناب رسول خدا مسجد الحرام سے روکے گئے اور جحفہ میں اور خم غدیر میں تفسیر قمی میں ہے کہ ما اسخط اللہ سے مراد ہے فلاں اور فلاں کی دوستی خصوصاً اور جناب امیر المومنین پر ظلم کرنے والوں کی دوستی عموماً۔۱۲

۳ ولتعرفنھم فی لحن القول، امالی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ میں نے چار باتیں کہی تھیں جن کی تصدیق خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی، ازاں جملہ میں نے یہ کہا تھا المرء مخبوء تحت لسانہ فاذا تکلم ظھر (آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے جب بات کرے گا ظاہر ہو جائے گا) قول مترجم شیخ سعدیؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

تو مرد سخن نگفتہ باشد عیب ہنرش نہفتہ باشد

پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ولتعرفنھم فی لحن القول تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ لحن القول سے مراد ہے ان لوگوں کا علی ابن ابی طالب سے بغض رکھنا، نیز یہ بھی کہا ہے کہ ہم زمانہ جناب رسول خدا میں منافقوں کو اس طرح پہچان لیتے تھے کہ وہ علی سے بغض رکھا کرتے تھے، ایسی ہی روایت حضرت جابرؓ ابن عبد اللہ انصاری سے بھی منقول ہے۔

(اس سے آگے اور اس صفحہ کے دوسرے حصہ میں پڑھئے)

اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا

پھر کفر کی حالت میں مر گئے۔ تو خدا ہرگز ان کے گناہ نہ بخشے گا۔ پس سستی نہ کرو اور صلح کی خواہش نہ

وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ

کرو، جس حال میں کہ تم غالب ہو۔ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال کو

اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا

معطل نہ کرے گا۔ سوائے اس کے نہیں کہ زندگانی دنیا تو تفصیل کود ہے اور اگر تم ایمان لے آئے اور پرہیزگار رہے

يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا

تو تمہارے اجر تم کو عطا کرے گا اور تمہارے کل مال تم سے نہ مانگے گا۔ اگر تم سے کل مال مانگے

فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ

پھر تم کو تنگ کرے تو تم بخل کرنا اور وہ تمہارے کینوں کو دور کر دے گا۔ لو سنتے بھی ہو اب تم بلائے جاتے ہو

لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا

کہ راہ خدا میں کچھ خرچ کرو سو تم میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو بخل کرے گا۔ اور جو بخل کرے گا وہ

يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا

اپنی ہی ذات سے بخل کرے گا۔ اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ اور اگر تم روگرداں ہو جاؤ گے

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

تو وہ تمہارے بدلے اور لوگ لے آئے گا۔ پھر وہ تمہارے مانند نہ ہوں گے۔

حروفها ۱۶۶۶۷ سورة الفتح مدينة كلماتها ۲۷۲۰

سورۂ فتح مدینہ میں نازل ہوا

رکوعها ۴ | ایاتها ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

بیشک ہم نے تمہارے لئے فتح کی ایک کھلی فتح تاکہ اللہ تمہاری خاطر سے تمہاری (امت سے) اگلے گناہوں کو بھی

ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا

بخش دے اور پچھلوں کو بھی اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کرے اور تم کو

مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے، اور عزت والی نصرت کے ساتھ اللہ تمہاری نصرت کرے۔ وہ وہی تو ہے جس نے

۱ ولن یترکم أعمالکم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ لفظ وترہ سے ہے جس کے معنی ہیں کسی کے عزیز یا سرگرم دوست کو قتل کر ڈالنا اور تنہا کر دینا اعمال کے لئے جو یہ لغت استعمال کیا گیا ہے تو اس کے معنی ہیں کسی شخص کے اعمال کو ضبط کر لینا اور اس کو تنہا یعنی اعمال سے خالی چھوڑ دینا اور یہ آیت خدائے تعالیٰ کے اس قول کی ناسخ ہے وإن جنحوا للسلم فاجنح لها الخ (دیکھو پارہ نمبر ۱۰ رکوع ۳

۲ ولا یسئلکم أموالکم تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ تمہارے مال پورے پورے طلب نہیں فرمائے گا۔ بلکہ اس کے تھوڑے جزو پر اکتفا کرے گا مثلاً دسواں، بیسواں یا چالیسواں حصہ ۱۲۔

۳ و یخرج أضغانکم، تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ عداوت ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔

۴ وإن تتولوا تفسیر قمی میں ہیکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اگر تم ولایت علی سے روگردان ہو جاؤ گے تو ۱۲۔

۵ یستبدل قوماً غیرکم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ دوسرے لوگوں کو تمہارا قائم مقام کر دے گا، تفسیر قمی میں ہے کہ آوروں کو اس امر میں داخل کر دے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے گروہ عرب اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو خدائے تعالیٰ تمہارے بدلے اور لوگوں کو لے آئے گا، یعنی مفتوحہ قوموں میں سے، اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اللہ مفتوحہ قوموں میں سے ان سے بہتر ان کے بدلے میں لے آیا، نیز اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ جناب رسول خدا کے اصحاب میں سے بعض نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے؟ اس وقت سلمانؓ

فارسی آنحضرتؐ کے پہلو میں بیٹھے تھے، حضرت نے اپنا دست مبارک سلمانؓ کی ران پر مار کر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم اور اسی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر ایمان ثریا میں بھی ہوگا تو فارس کے کچھ لوگ اس کو اتار لائیں گے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۗ
مومنین کے دلوں میں تسکین نازل فرمائی تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ اطمینان کو اور بڑھا دے،
وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۴﴾
اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ ہی صاحب علم و حکمت ہے
لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
تاکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کردے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں
خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ
جن میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں اور ان سے ان کی بدیوں کو دور کردے، اور یہی اللہ کے نزدیک
فَوْزًا عَظِيمًا ﴿۵﴾ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ
بڑی کامیابی ہے، اور منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک
وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ
عورتوں کو جو اللہ کی نسبت برے (برے) گمان کیا کرتے ہیں خوب سزا دے، ان بدیوں کا پھیر ان ہی
السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ
پر پڑے گا، اور اللہ پر غضبناک ہوگا اور ان پر لعنت کرے گا اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿۶﴾ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
اور (وہ) بہت ہی برا ٹھکانا ہے، اور آسمانوں کے اور زمین کے لشکر ہی کے ہیں۔ اور اللہ
عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۷﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۸﴾
زبردست (اور) حکمت والا ہے (اے رسول) بیشک ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری پہنچانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے،
لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً
تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کو قوت پہنچاؤ اور اس کی عظمت کرو۔ اور صبح و شام اس کی پا
وَأَصِيلًا ﴿۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ
کی بیان کیا کرو۔ (اے رسول) حقیقت میں جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر
فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ
اللہ ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔ پھر جو (عہد کو) توڑ دے اس کا نقصان اسی کی ذات پر پڑے گا۔ اور جو اس (عہد) کو پورا کرے
بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۰﴾ سَيَقُولُ لَكَ
جس پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو عنقریب وہ بھی اس کو بڑا اجر عطا کرے گا۔ عنقریب ہے کہ بدوؤں میں سے

۱ السکینۃ، تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ثبات عقل اور اطمینان قلب اور کافی میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ السکینۃ سے مراد ایمان ہے۔ ۱۲۔

۲ المؤمنین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول خدا کی مخالفت نہیں کی اور صلح کرنے کو موقعہ نہیں سمجھا۔

۳ الظانین باللہ ظن السوء، تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صلح کو بے موقعہ سمجھا، اور جناب رسول خدا پر اتہام لگایا۔

۴ ید اللہ فوق ایدیہم، تفسیر قمی میں ہے کہ اے رسول جس وقت وہ تم سے بیعت کرتے ہیں اور تم ان کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہو تو وہ تمہارا ہاتھ بمنزلہ خدا کے ہاتھ کے ہیں اس لئے کہ وہ تم سے بیعت کرنے میں فی الحقیقت خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث لوگوں کے بیعت کرنے کے بارے میں درج ہے جس میں یہ فرمایا کہ بیعت کا اقرار کرنا چھنگلیا سے لے کر انگوٹھے تک ہے اور اس کا توڑ دینا انگوٹھے سے لے کر چھنگلیا تک ہوتا ہے ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں ایک حدیث لوگوں کے جناب امام رضا سے بیعت کرنے کے بارے میں ہے از ال جملہ یہ ہے کہ جناب امام رضا نے اپنا دست مبارک اٹھا کر پہلے اپنے روئے مقدس پر پھیرا اور پھر ان لوگوں کے منہ پر پھیرا۔ پس مامون سے ان حضرت سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ بیعت کیلئے پھیلائیے، جناب امام رضا نے فرمایا کہ جناب رسول خدا اسی طرح بیعت لیا کرتے تھے، چنانچہ لوگ ان حضرت سے بیعت کرلے تھے، اور آپ کا دست مبارک ان لوگوں کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا تھا، تفسیر قمی میں ہیکہ یہ پوری آیت بیعت الرضوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس میں خدائے تعالیٰ نے ان سے یہ شرط کرلی تھی کہ بعد اس کے پھر جناب رسول خدا کی کسی بات کو بے موقع نہ سمجھیں گے۔ (باقی صفحہ ۶۱۳ پر)

الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ
جو پیچھے رہ گئے تھے تم سے یہ کہیں گے کہ ہمارے مالوں نے اور ہمارے بال بچوں نے ہم کو کام میں لگائے رکھا آپ ہمارے لئے مغفرت
لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ
(کی دعا) مانگیں یہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے، تم یہ کہدو کہ اگر اللہ
لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ
تمہارے بارے میں کوئی نقصان چاہے یا تمہارے حق میں کوئی نفع چاہے تو اس کے مقابلہ میں کون ہے جس کا تمہاری خاطر کچھ بھی
كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ
بس چل سکے بلکہ اللہ تو جو عمل تم کرتے ہو اس سے خوب واقف ہے، بات یہ ہے کہ تم نے تو یہ گمان کر لیا تھا
الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
کہ رسول اور مومنین اپنے بال بچوں میں کبھی پلٹ کر ہی نہیں آئیں گے اور یہی بات تمہارے دلوں میں زینت پا گئی
وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝۱۲ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ
تھی اور تم نے بڑے بڑے گمان کر لئے تھے اور تم ہو ہی ہلاک ہونے والے لوگ۔ اور جو اللہ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝۱۳ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا تو ہم نے بھی ضرور بالضرور کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے، اور
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
آسمانوں کا اور زمین کا اختیار اللہ ہی کو ہے، وہ جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا،
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۴ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ
اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ پیچھے رہ جانے والے جب تم مال غنیمت کے لئے جاؤ گے یہ کہیں گے کہ
اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا
ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے پیچھے (پیچھے) چلیں، وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے وعدے
كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ
کو بدل دیں۔ تم یہ کہدو کہ تم ہرگز ہمارے پیچھے نہ آنے پاؤ گے یہ تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔
فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۵
پھر وہ عنقریب یہ کہیں گے کہ نہیں تم ہی ہم سے حسد کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہی کم ہیں۔
قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ
تم ان پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے یہ کہدو کہ عنقریب تم ایک بڑی سخت لڑاکا قوم کی طرف بلائے جاؤ گے

(بقیہ صفحہ ۶۱۲)

خواہ وہ کچھ ہی کریں، اور جس بات کے کرنے کا وہ حضرت حکم دیں گے اس میں ان کی مخالفت نہ کریں گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے نزول آیت رضوان کے بعد یہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ الخ۔ اور خدائے تعالیٰ سے ان سے راضی ہی اس شرط سے ہوا کہ اس کے بعد خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو کبھی نہ توڑیں جس کی وجہ سے خدا ان سے راضی ہوا ہے۔ قرآن مجید جمع کرنے والوں نے اس آیت شرط کو آیہ رضوان سے مقدم کر دیا۔ حالانکہ بیعت رضوان والی آیت پہلے نازل ہوئی تھیں، اور شرط والی بعد میں۔

حواشی صفحہ ھذا

۱ المخلفون من الأعراب۔ تفسیر ثانی میں ہے کہ اس قول کے بموجب ان سے مراد قبائل اسلم جہینہ۔ مزینہ اور غفار میں جن سے جناب رسولؐ خدا نے سال حدیبیہ میں جہاد کی نیت سے نکلنے کو فرمایا تھا مگر یہ پیچھے رہ گئے تھے اور اپنے بال بچوں کی اور اپنے مال و متاع کی حفاظت کا بہانہ کر دیا تھا، حالانکہ پیچھے رہ جانے والے کا سبب کم ہمتی ضعیف عقیدہ اور قریش سے لڑنے کا خوف تھا کہ ہم کو ضرور وہیں گے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جن سے جناب رسول خدا نے حدیبیہ جاتے وقت ساتھ چلنے کو فرمایا تھا اور جب آنحضرت حدیبیہ سے مدینہ کو لوٹ آئے تو غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت ان پیچھے رہ جانے والوں نے حضرت سے ساتھ جانے رہ جانے کی اجازت مانگی، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سیقول المخلفون إذا انطلقتم الخ

۲ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء۔ تفسیر ثانی میں ہے کہ مغفرت بخشش اور رحمت تو اس کی خاص شان ہے اور عذاب دینا اس کی قضا قدر کے ماتحت اسی سبب سے

حدیث قدسی میں آیا ہے۔ سبقت رحمتی غضبی، (میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ ۳ یریدون أن یبدلوا کلام اللہ۔ تفسیر ثانی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے غزوہ حدیبیہ میں جانے والوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو غنیمت مکہ کے بدلے غنیمت خیبر عطا فرمائے گا اور تقسیم کرنے والے یہ چاہتے تھے کہ غنیمت خیبر میں ہم بھی شریک ہو جائیں اور اس طرح خدا کے وعدے کو بدل دیں۔ ۱۲

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ
(یا تو) تم ان سے لڑو گے۔ یا وہ اسلام لے آئیں گے۔ پھر اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تم کو بہت ہی اچھا اجر عنایت
اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ
فرمائے گا۔ اور اگر تم اسی طرح رو گردان ہو جاؤ گے جیسا کہ تم پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ
درد ناک عذاب سے معذب کرے گا۔ نہ اندھے پر کوئی الزام ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی الزام ہے
وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
اور نہ بیمار پر کوئی الزام ہے اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اس کو
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا
ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی۔ اور جو روگردانی کرے گا اسے دردناک عذاب سے معذب
اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ
فرمائے گا۔ بیشک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب کہ وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت
الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ
کر رہے تھے اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے آگاہ ہے پھر اس نے تسکین ان پر نازل فرمائی
وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
اور ان کو ایک قریب کی فتح اور بہت سی لوٹ کا موقع دیا جسے وہ لے لیں گے ، اور اللہ
عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ
زبردست (اور) حکمت والا ہے، اللہ نے تم سے بہت سی غنیمت کا وعدہ کیا ہے۔ جسے تم لے لو گے پھر اس نے
لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً
تمہاری خاطر سے جلد اس کا موقع لا دیا اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور اس لئے کہ یہ (لڑائی)
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
مومنوں کے لئے تو ایک نشانی ہو جائے اور وہ (اللہ) تم کو سراط مستقیم کی ہدایت کر دے، اور ایک اور فتح جس پر
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ
تم قابو نہ پا سکے تھے بیشک اللہ نے اس پر احاطہ کر لیا تھا، اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھتا ہے، اور اگر
قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا
وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں تم سے لڑ پڑیں گے تو ضرور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر وہ کوئی یار پائیں گے

۱ سندعون إلى قوم أولي بأس شديد، تفسیر صافی میں ہے کہ اس قوم سے مراد قبیلہ ہوازن وقبیلہ ثقیف ہیں، ۱۲۔
۲ أجراً حسناً، تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے دنیا میں مال غنیمت اور آخرت میں ثواب وجنت۔
۳ لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة (قصۂ بیعت کے لئے دیکھو صفحہ ۶۱۳ نوٹ نمبر ۱) تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے معاویہ کو یہ تحریف فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة کے مطابق جن لوگوں نے اس درخت کے نیچے جناب رسول خدا بیعت کی تھی ان میں سے پہلا میں ہوں۔
۴ فتحا قريبا، تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے فتح خیبر جو مدینہ کے واپس آنے کے بعد میسر ہوئی۔ ۱۲۔
۵ ومغانم كثيرة يأخذونها۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد غنیمت خیبر

نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ
او رنہ مددگار۔ اللہ کے قاعدے کے موافق جو پہلے سے ہوتا چلا آیا، اور تم اللہ کے قاعدے میں کوئی
اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ
تبدیلی نہ پاؤ گے، اور وہی ہے جس نے شہر مکہ کے بیچوں بیچ بعد اس کے کہ تم کو کفار پر غلبہ دے دیا تھا
عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا، اور عمل بھی تم کرتے
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ
ہو اللہ اس کو دیکھنے والا ہے۔ وہی لوگ تو ہیں جو کافر ہوگئے اور انہوں نے تم کو
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا
مسجد الحرام سے روکا اور قربانی کو اس بات سے روک رکھا کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پہنچے اور اگر کچھ
رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـــُٔوْهُمْ
ایسے ایمان والے مرد اور ایمان دار عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم نہ جانتے تھے (اور لڑائی میں) تم ان کو کچل ڈالتے
فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ
اس طرح تم کو انکی طرف سے بے خبری میں نقصان پہنچ جاتا تو وہ تم کو نہ روکتا مگر روکا اس لئے تاکہ اللہ جس شخص کو چاہے
مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا
اپنی رحمت میں داخل کرلے اگر یہ (مومنین وہاں سے) ہٹ جاتے ہم ان لوگوں کو جو کافر ہوگئے تھے ضرور دردناک
اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ
عذاب سے معذب کرتے۔ (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور وہ
الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ
بھی جاہلیت کی حمیت تو اللہ نے بھی تسکین اپنے رسول پر اور مومنین پر نازل کردی
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
اور ان کے لئے کلمۂ تقوی لازم کردیا اور وہ تھے بھی اس کے مستحق اور اس کے اہل اور اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ
ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے، بیشک اللہ نے اپنے رسول کے برحق خواب کو سچا کر دکھایا
لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ
کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم امن امان کے ساتھ اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے

ع ۱۱

۱ سنة الله التي قد خلت من قبل، تفسیر حقانی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو امتیں گزر چکیں ان میں خدا نے قاعدہ یہی مقرر کر دیا تھا کہ اس کے انبیاء غالب رہیں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی، (اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔

۲ من بعد أن أظفركم عليهم تفسیر حقانی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد اس بات کے کہ تم نے مدینہ منورہ سے حرم مکہ کا قصد کیا وہ خود تم سے طالب صلح ہوئے حالانکہ اس سے پہلے مدینہ میں وہ تم پر چڑھ چڑھ کر آتے تھے اور تم طلب صلح ہوا کرتے تھے اب الٹے وہ طالب صلح ہیں۔

۳ رجال مؤمنون ونساء مومنات... تا... بغیر علم۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی نبی کو اطلاع دے دی کہ اس صلح کا اصلی باعث یہ ہے کہ جو مومن مرد اور مومن عورتیں مکے میں تھیں، اگر صلح نہ ہوئی ہوتی، اور لڑائی ہوتی تو وہ قتل ہو جاتے، صلح ہو جانے سے وہ امن میں رہے، اور انہوں نے اپنے اسلام کو بھی ظاہر کر دیا اسی سے کہا جاتا ہے کہ یہ صلح اہل اسلام کی بڑی سے بڑی فتح تھی، بہ نسبت اس کے کہ وہ دبے غالب رہتے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ

اور بال کترواتے ہوئے مسجد حرام میں جا داخل ہو گئے پھر بھی تم کو خوف پیش نہ آئے گا پس وہ جانتا تھا

تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

جو تم نہیں جانتے پس اس نے اس کے علاوہ ایک اور فتح قریب ہی مقرر فرما دی، وہ وہی تو ہے جس نے

رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى

اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور دیکھ بھال

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى

کے لئے اللہ کافی ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو بھی حقیقتاً ان کے ساتھ ہیں وہ

الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

کافروں پر بھاری ہیں اور آپس میں رحم دل تم ان کو رکوع و سجود کی حالت میں دیکھو گے کہ وہ خدا کے فضل اور اس کی

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ

خوشنودی کے خواستگار ہیں ان کی علامتیں ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہیں یہ

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ

مثل تو ان کی توریت میں بیان کی گئی ہے اور انجیل میں ان کی مثل یہ ہے کہ

شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

وہ کھیتی کے مانند ہیں کہ اس نے اپنی کونپل نکالی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی اب کھیتی کرنے والوں کو

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اچھی معلوم ہوتی ہے تاکہ ان کے ذریعہ سے کفار کو غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے

الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

جو ان میں سے ایمان لائے ہیں اور نیکوکار ہیں مغفرت کا اور بڑے اجر کا وعدہ کر لیا ہے۔

حروفها ۱۵۷۳ سورة الحجرات مدينة كلماتها ۳۵۰

سورہ حجرات مدینہ میں نازل ہوا

رکوعها ۲ | آیاتها ۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

اے ایمان لانے والو! اللہ اور اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرو

لے لیظهره علی الدین کله، تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ امام ہے کہ جسے خدائے تعالیٰ ظاہر فرمائے اپنے دین کا حاکم مقرر فرما دے گا۔ پس وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح معمور فرما دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی اور یہ آیت منجملہ ان کے ہے جن کی تاویل تنزیل کے بعد کی تاویل تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی۔ ۱۲۔

ع محمد رسول الله... تا ...ومثلهم فی الانجیل۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے بارے خدائے تعالیٰ پہلے فرما چکا ہے الذین آتیناهم الکتاب یعرفون کما یعرفون ابناءهم (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۲۔ رکوع ۱) اس لئے کہ خدائے تعالیٰ توریت میں اور انجیل میں اور زبور میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت، آنحضرت کے اصحاب کے حالات آنحضرت کی بعثت اور ہجرت کی جگہ سب کچھ جتلا چکا تھا اور اسی کو اپنے اس قول میں یہاں جتلایا ہے قول ۱۲ منہ ترجمہ، صحابہ پرست لفظ اصحاب دیکھ کر بیجا خوشی نہ کریں، اس لئے کہ اصحاب منافقین ان صفتوں سے جن کا اس آیت میں ذکر ہے کوئی بہرہ نہ تھا یہ صرف اصحاب مومنین کا ذکر ہے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا
بے شک اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے، اے ایمان لانے والو! اپنی آوازوں کو
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے میں ان سے ایسے زور (زور) سے بولو جیسے
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ
تم ایک دوسرے سے چیخ پکار کر باتیں کیا کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو
الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آوازوں کو پست رکھتے ہیں وہی تو ہیں
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳
جن کے دلوں کا اللہ نے پرہیز گاری سے امتحان لے لیا ہے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا
(اے رسول) بیشک جو لوگ تم کو (تمہارے) مکانات کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے
يَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا
بہت سے بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ اتنی دیر صبر کرتے کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو ان کے لئے بہت ہی اچھا ہوتا
لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ
اور اللہ بڑا بخشنے (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے پاس
فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى
کوئی گنہگار کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو تم بغیر جانے بوجھے کوئی صدمہ نہ پہنچا دو کہ
مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ
جس کے کئے پر تمہیں خود ہی نادم ہونا پڑے، اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ کا رسول تم میں موجود ہے، ا
يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ
گر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہنا مانے تو تم ضرور ہلاکت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ اپنے فضل و کرم سے ایمان کو تمہارا محبوب
الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ
بنا دیا ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں زینت دے دی ہے اور کفر و نافرمانی اور گناہ کو تمہارے لئے
وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ
ناپسند قرار دے دیا ہے ایسے ہی لوگ ہوشیار ہیں۔ یہ اللہ کا فضل

لے لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي، تفسیر قرطبی میں ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنی تمیم کے مہمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کی یہ حالت تھی کہ جب جناب رسول خدا کی خدمت میں آتے تو حضرت کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے کہ اے محمد ہم سے ملنے باہر آیئے اور جب جناب رسول خدا باہر آتے تو چلنے میں حضرت کے آگے آگے چلتے، اور جب آنحضرت سے بات کرتے تو اپنی آوازوں کو حضرتؐ کی آواز سے بلند کرتے اور برابر یہ کہتے کہ یا محمد یا محمد آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں اور اس میں کیا فرماتے ہیں؟ یعنی بالکل اسی طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کیا کرتے ہیں، بس خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھئے۔)

۲ الحجرات۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں آنحضرت کی ازواج کے حجرے۔

۳ إن جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا اور بعضوں نے فتبينوا کی بجائے فتثبتوا تلاوت کیا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں اس وقت تک صبر کرو جب تک کہ تم پر اصلی حال نہ کھل جائے، تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب کہ اس نے حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ پر الزام لگایا گیا تھا۔ اور ان کو جریج قبطی کے ساتھ متہم کیا تھا، پس جناب رسول خدا نے جریج کے قتل کا حکم دیا تھا کہ تاکہ حضرت عائشہ کا جھوٹ کھل جائے اور وہ اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ سورہ نور میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ دیکھو پارہ نمبر ۱۸، سورہ نور۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور اس کی نعمت ہے۔ اور اللہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے، اور اگر مومنوں کے دو گروہ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى
آپس میں لڑیں تو ان کے مابین صلح کرادو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے
فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ
تو اس سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو تا آنکہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف رجوع کرے
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
تو انصاف سے ان دونوں کے مابین اصلاح کردو اور عدالت برتو بیشک اللہ عدالت برتنے
الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ
والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ مومنین بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کردو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ
اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے، اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ تو مرد مردوں کی ہنسی اڑائیں
قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ
کہ شاید وہ (انجام میں) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں
نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا
کہ شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ تم آپس میں عیب لگاؤ۔ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکار
تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ
ایمان کے بعد نافرمانی کے نام رکھنا بہت ہی بری چیز ہے۔
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اور جو اس سے توبہ نہ کرے گا پس ایسے ہی لوگ نافرمان سمجھے جائیں گے اے ایمان والو!
اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا
بہت سے گمان کرنے سے پرہیز کرو۔ بیشک بعض گمان گناہ ہے اور حالات کی تفتیش نہ کرو
وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ
اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اسے پسند کرتا ہے
اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو برا سمجھو گے۔ اور اللہ ڈرو۔ بیشک اللہ

لے وان طائفتن من المومنین اقتتلوا الخ۔ کافی اور تہذیب اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت اپنے والد ماجد کے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیل پر کیا، دریافت کیا گیا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا: خاصف النعل، جس سے مراد جناب امیر المومنین تھے (چنانچہ وہ وقت آیا تو) عمار ابن یاسر نے فرمایا کہ میں اسی علم کے نیچے تین مرتبہ جناب رسول خدا کی معیت میں جہاد کر چکا ہوں۔ واللہ اگر یہ لوگ ہم کو مارتے مارتے نخلستان حجر تک بھی پہنچا دیں تب بھی ہمارے اس یقین میں کبھی فرق نہ آئے گا کہ ہم حق پر ہیں اور یہ باطل پر ہیں۔ اور بروز جنگ جمل جناب امیر المومنین کا برتاؤ اہل بصرہ کے ساتھ وہی تھا جو جناب رسول خدا کا روز فتح مکہ اہل مکہ کے ساتھ تھا کہ آنحضرت نے ان کے مال بچوں کو نہیں لوٹا تھا بلکہ یہ فرمادیا تھا کہ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے وہ امان میں ہے۔ اور جو اپنے ہتھیار ڈال دے وہ امان میں ہے اور جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے وہ امان میں ہے۔ اسی طرح جناب امیر المومنین نے بصرے میں آواز دلوادی تھی کہ ان کے مال بچوں کو نہ لوٹا جائے اور کسی زخمی پر حملہ نہ کرنا اور کسی بھاگتے کا پیچھا نہ کرنا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اور اپنے ہتھیار ڈال دے وہ امان میں ہے۔ (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھئے)

اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے

تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى

بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اے آدمیو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اور تم کو شاخیں اور قبیلے بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر لیا کرو۔ یقیناً خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے

اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ

جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ صاحب علم (اور) صاحب خبر ہے۔ بدو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تم کہہ دو کہ

لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ

تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ تم یہ کہو کہ ہم اسلام لائے (یعنی) ہم نے مان لیا اور ایمان تو تمہارے دلوں میں

قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

بیٹھا ہی نہیں۔ اور اگر تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے۔ تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کم نہ کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ مومن تو وہ لوگ ہیں

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہ کیا اور راہ خدا میں اپنے مالوں سے اور اور اپنی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ

جانوں سے جہاد کیا۔ ایسے ہی لوگ تو سچے ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ کیا تم اللہ کو اپنا دین

بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ

جتلاتے ہو حالانکہ اللہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو بھی۔ اور

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا

اللہ ہر چیز کا (پورا پورا) جاننے والا ہے۔ وہ تم پر اس کا احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے۔ تم کہہ دو کہ تم

عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ

اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کر دی۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

بشرطیکہ تم سچے ہو۔ بیشک اللہ آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا

وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

ہے، اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے۔

ا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو اپنی ننھیال اور دادھیال پر فخر کیا کرتے ہیں، جناب رسول خدا نے فتح مکہ کے دن یہ فرمایا تھا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنا دور فرما دیا، عربیت اس پر نہیں ہے کہ کسی کا باپ عرب ہو عربیت تو ایک زبان ہے پس جو شخص اس زبان میں کلام کرے وہی عربی ہے، یہ خوب سمجھ لو کہ تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے اور خدا کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، ۱۲۔

۲ قالت الأعراب آمنا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت بنی اسد کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو قحط سالی کے زمانہ میں مدینہ منورہ آ گئے تھے اور اظہار کلمہ لا إله إلا الله محمد رسول الله کرتے تھے اور جناب رسول خدا سے یہ کہتے تھے کہ ہم مع اپنے بال بچوں کے حضرت کی خدمت میں آ گئے ہیں اور ہم کبھی آپ سے لڑے نہیں جیسے کہ فلاں اور فلاں قبیلے لڑے اور غرض اس بات کے جتانے سے یہ تھی کہ ایک تو آنحضرت صدقات دیا کریں اور دوسرے یہ اپنا احسان جتلاتے رہیں۔ خدائے تعالیٰ کا حکم پہنچا کہ قل لم تومنوا کیوں کہ ایمان تو اس تصدیق کا نام ہے جس میں وثوق بھی ہو۔ اور اطمینان قلب بھی ہو اور یہ تمہیں حاصل نہیں ہوا۔ ولکن قولوا أسلمنا کیوں کہ اسلام کے معنی ہیں اطاعت کر لینا صلح میں داخل ہو جانا، اظہار شہادتین کرنا اور لڑائی چھوڑ دینا۔

۳ إنما المؤمنون الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ع ۲ (اس صفحہ کے بائیں حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۱۵۳۵ سورة قٓ مكية كلماتها ۳۷۶

سورہ ق مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۴۵ رکوعها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

ق، قرآن مجید کی قسم۔ انہوں نے تو اسی کا تعجب کیا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا ان ہی میں سے آگیا

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

پس کافروں نے یہ کہدیا کہ یہ تو عجیب بات ہے، کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے۔

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ

(تو ہم لوٹیں گے) یہ لوٹنا ہی بعید (از عقل) ہم خوب جانتے ہیں کہ زمین ان (کے جسموں) میں سے کیا کیا گھٹاتی جاتی ہے۔

وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

اور ہمارے پاس حفاظت کرنے والی کتاب (موجود) ہے۔ بلکہ انہوں نے تو حق جس وقت بھی ان کے پاس آیا

فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ

اس کی تکذیب کی پس وہ دین کے امر میں پریشان ہیں، کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف غور سے نہیں دیکھا کہ ہم نے

بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

اس کو کیسا بنایا ہے اور اس کو کیسا مزین کیا ہے اور ہم نے اس میں ایک بھی سوراخ نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا ہے اور اس میں بڑے

وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷

(بڑے) پہاڑ ٹھہرا دیئے ہیں، اور اس میں ہر قسم کی لہلہاتی ہوئی نباتات پیدا کردی ہے

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے (یہی) قدرت نمائی اور نصیحت ہے۔ اور آسمان سے ہم

مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹ وَالنَّخْلَ

نے برکت والا پانی اتارا پھر اسی کے ذریعہ سے ہم نے بندوں کو روزی دینے کے لئے باغات اور اناج کے کھیت۔ اور لمبے

بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً

(لمبے) کھجور کے درخت جن کے گابھے تہ بہ تہ ہوتے ہیں پیدا کردیئے۔ اور اسی (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے

مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ

مردہ زمین کو زندہ کردیا۔ (قیامت کے دن) نکلنا بھی اسی ہوگا۔ ان سے پہلے نوح کی امت

۱ ق معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قاف وہ پہاڑ ہے۔ جو زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہیں آسمان کی سبزی اسی سے ہے اور اس کے ذریعہ سے اللہ زمین کو اس سے روکے ہوئے ہے کہ وہ اپنے بسے والوں کو لے کر کسی طرف کو جھک جائے۔ ۱۲۔

۲ بل عجبوا أن جاءهم منذر منهم۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ تعجب کرنے والے قریش تھے اور ڈرانے والے جناب رسول خدا۔

۳ ذلك رجع بعيد۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابی ابن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ابوجہل سے یہ کہا تھا کہ آؤ میں تم کو محمد سے باتیں کر کے تعجب میں ڈالوں، پھر ایک ہڈی لے کر اس کا چورا چورا کیا۔ پھر آ کر کہنے لگا کہ اے محمد اسی کی نسبت تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ زندہ ہوجائے گی۔ ۱۲۔

۴ فهم في أمر مريج۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جناب رسول خدا کی نسبت گمراہی گمراہی پریشانی کی باتیں کرتے ہیں، کبھی تو آنحضرت کو شاعر بتا دیتے ہیں کبھی ساحر کبھی کاہن کہہ دیتے ہیں ۱۲

۵ ونزلنا من السماء ماء مبارکا کے معنی میں ہیں، بہت سے نفع بخشنے والا، کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ زمین کا کوئی پانی ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ آسمان کا پانی مخلوط نہ ہو۔

۶ كذلك الخروج۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعہ سے زمین سے ہر طرح کی نباتات اگائی اور مردہ علاقہ کو زندہ کردیا اسی طرح تمہاری موت کے بعد ہم تم کو زندہ کر کے نکال لیں گے اور یہ ان کے قول کا جواب ہے۔ وإذا متنا وكنا ترابا ذلك رجع بعيد۔

(دیکھو صفحہ ۶۲۰ سطر ۵)

وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾

اور اصحاب رس اور (قوم) ثمود اور (قوم) عاد اور فرعون اور لوط کی امت۔

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

اور اصحاب ایکہ (بن والے) اور قوم تبع (اپنے اپنے نبی کی) تکذیب کر چکے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا پھر

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ

میرا ڈراوا بھی پورا اترا۔ کیا ہم پہلی دفعہ کے پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں، اور بات ہے کہ وہ پہلی ہی مرتبہ کی پیدائش کے بارے میں

جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ

شک میں ہیں۔ اور یقیناً ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور جو (جو) کچھ اس کا نفس اس کے دل میں (وسوسہ ڈالتا ہے

نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى

اسے بھی ہم خوب جانتے ہیں، اور ہم اس کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب کہ دائیں سے

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ

اور بائیں سے دو لینے والے بیٹھے (بیٹھے) ہر بات کو لیتے جاتے ہیں۔ ایک بات بھی منہ

قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

سے نہیں نکالتا کہ اس کے لئے نگراں پاس ہی موجود نہ ہو۔ اور موت کی غفلت جو برحق ہے

بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ

آپہنچی۔ یہی تو ہے جس سے تو کتراتا پھرتا تھا۔ اور صور پھونک دیا گیا وہ ڈراوے کا

يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾

دن یہی تو ہے، اور ہر نفس اس شان سے آئے گا کہ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ اس کے ساتھ (ساتھ) ہوگا۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ

تو اسی سے تو غفلت میں تھا سو اب ہم نے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نظر

فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ ؕ

بہت تیز ہے۔ اور اس کا ہم نشین یہ کہے گا کہ میرے پاس جو کچھ ہے یہ حاضر ہے اور ہانکنے والے

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

اور گواہ حکم ہوگا کہ تم دونوں ہر منکر سرکش کو جہنم میں ڈال دو جو نیکیوں سے بڑا روکنے والا زیادتی کرنے والا

مُّرِيْبِ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ

شک کرنے والا تھا۔ (اور) جو خدا کے ساتھ اور خدا (بھی) ٹھہراتا تھا پس تم دونوں اس کو سخت عذاب میں

---

۱ اصحاب الرس وہ لوگ جنہوں نے اپنے نبی کو زندہ دفن کر دیا تھا۔

۲ اصحاب الایکۃ مراد ہے قوم شعیب جن کا قصہ سورۂ حجر کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے، دیکھو پارہ نمبر ۱۴۔ رکوع ۵

۳ قوم تبع ان کا ذکر سورہ دخان کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے صفحہ نمبر ۵۹۵

۴ بل هم فی لبس من خلق جدید، التوحید میں ہے کہ

۱۵ ع جناب امام محمد باقر سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اس مخلوق کو اور اس اعلم کو فنا فرما چکے گا تو جنتی جنت میں جا لے لیں گے اور جہنمی جہنم میں جا چھپیں گے تو خدائے تعالیٰ اس عالم کے سوا ایک اور عالم اور اس مخلوق کے سوا ایک اور مخلوق بغیر نر و مادہ کے پیدا کرے گا، جو اس کی عبادت کیا کریں گے اور اس کو دیکھا جائیں گے۔ ان کے واسطے زمین بھی اس زمین کے سوا اور پیدا فرمائے گا جس پر وہ آباد ہوں گے اور آسمان بھی اس آسمان کے سوا اور پیدا فرمائے گا جو ان پر سایہ ڈالتا ہوگا۔ شاید تم یہ سمجھتے ہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سوا اور آدمی ہی پیدا نہیں کئے ایسا نہیں ہے۔ واللہ خدائے تعالیٰ نے ہزاروں ہزار عالم اور ہزاروں ہزار آدم پیدا کئے ہیں تم تو ان عالموں اور ان آدمیوں سب سے پہلے ہو۔ الخصال اور تفسیر عیاشی میں ان حضرت سے قریب قریب یہی روایت منقول ہے اور اس مضمون کا کچھ ذکر سورہ ابراہیم میں بھی ہو چکا ہے۔ (دیکھو پارہ نمبر ۱۳، رکوع ۱۲)

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ

ڈال دو۔ اس کا ہم نشین عرض کرے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے تو اس کو سرکش نہیں بنایا تھا لیکن یہ خود ہی

ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ

بڑی گمراہی میں تھا۔ (خدائے تعالیٰ) فرمائے گا کہ میرے حضور میں جھگڑا نہ کرو۔ میں تمہاری طرف ڈراوا پہلے ہی

بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾

بھیج چکا تھا۔ میری حضور میں بات بدل نہیں جا سکتی۔ اور نہ میں بندوں کے حق میں ستم کرنے والا ہوں۔

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾

جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کہ آیا تیرا پیٹ بھر گیا اور عرض کرے گا کہ آیا کچھ اور بھی ہے؟

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

اور جنت پرہیزگاروں کی خاطر بہت ہی قریب کر دی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کا تم میں سے

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ

ہر رجوع کرنے والے اور نگہداری کرنے والے سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ جو بے دیکھے (خدائے) رحمٰن سے ڈرتا رہا اور جو رجوع کرنے والے دل

بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ

کے ساتھ حاضر ہوا ایسوں ہی سے کہا جائے گا کہ تم سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ یہی تو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا دن ان کے واسطے جو جو

مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

کچھ وہ چاہیں گے اس میں موجود ہے اور ہمارے پاس مزید برآں۔ اور ان سے پہلے ہم کتنے ہی زمانے والے کو

قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ

ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے قوت میں کہیں زیادہ تھے پھر انہوں نے سارے ہی ملک چھان مارے کہ کہیں

مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى

بھی بچنے کا موقع ہے۔ بیشک اس میں اس شخص کے لئے نصیحت ہے، جو دل رکھتا ہو یا تو جہ

السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

سے کان لگائے۔ اور یقیناً ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى

چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو کوئی تکان نہ ہوئی۔ پس

مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

جو کچھ یہ کہتے ہیں کہ اس کی برداشت کرو اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو

۱ قال قرینہ ربنا ما أطغیتہ، تفسیر قمی میں ہے کہ قرینہ کے معنی اس کا شیطان ہے جو یہ عرض کرے گا ربنا ما أطغیتہ اور ان کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرمائے گا، لا تختصموا لدی وقد قدمت إلیکم بالوعید۔

۲ ھل امتلأت وتقول ھل من مزید، تفسیر قمی میں ہے کہ یہ استفہام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس کو بھر دے گا چنانچہ جب وہ بھر جائے گی تو اس سے یہ سوال فرمائے گا اھل امتلئت اور وہ جواب میں عرض کرے گی ھل من مزید، یہ ظاہر استفہام ہے مگر یہ اظہار کرنا مقصود ہے کہ مجھ میں بس اب گنجائش نہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ اس وقت جنت یہ عرض کرے گی کہ پروردگار تو نے جہنم سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو بھر دیگا اور مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھ کو بھر دے گا۔ بس تو نے جہنم کو تو بھر دیا اور مجھے ابھی نہیں بھرا تو اس وقت خدائے تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا جس کے ذریعہ سے جنت کو بھی بھر دے گا۔ یہ حدیث بیان فرما کر امام جعفر صادق نے فرمایا کہ خوشحال ان لوگوں کا جنہوں نے دنیا کا ہم رغم نہ دیکھا اور پیدا ہوتے ہی جنت میں چلے گئے۔ ۱۲۔

۳ أزلفت الجنة للمتقین أزلفت کی لغوی معنی ہیں ان سے قریب کی گئی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی جلد اور پھرتی سے اس کے لئے جنت مزین کر دی گئی۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

اور رات کے بعض حصوں میں اس کی پاکی بیان کیا کرو اور نمازوں کے بعد بھی۔

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ

اور جس دن ایک پکارنے والا قریب کے مکان سے پکارے گا تو اسے غور سے سننا۔ جس دن

يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْىٖ

وہ سب واقعی چنگھاڑ نہیں کے یہی تو نکلنے کا دن ہے۔ بیشک ہم ہی تو زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں

وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ

اور ہماری طرف بازگشت ہے۔ جس دن زمین ان کی نعشوں پر سے پھٹ کر الگ ہو جائے گی (اور) وہ دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے

سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

یہی جمع کرنا ہمارے لئے آسان ہے۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں ہم اس سے خوب واقف ہیں اور تم ان پر جبر کرنے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

والے نہیں ہو۔ پس جو میرے وعدہ سے ڈرتا ہو اس کو قرآن مجید سنا سنا کر نصیحت کرتے رہو۔

حروفها ۱۶۶۶۷ سورة الذاريات مكية كلماتها ۲۷۲۰

سورۂ ذاریات مکہ میں نازل ہوا

اياتها ۶۰ | ركوعها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (بکھر کر) اڑنے والی ہیں، پھر ان بدلیوں کی جو (بارش کا) بوجھ اٹھانے والی ہیں، پھر ان کشتیوں کی جو آسانی چلنے

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾

والی ہیں، پھر ان فرشتوں کی جو کام تقسیم کرنے والے ہیں، بیشک جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچی ہے۔ اور بدلہ ضرور ملنے والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

اور قسم ہے راستوں والے آسمان کی کہ تم بھگڑے کی بات میں ہو۔ جس سے وہی گمراہ

اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَ

ہو جاتا ہے جو گمراہ کر دیا گیا۔ غارت ہوں یہ اٹکل پچو باتیں بنانے والے۔ جو جہالت کے بھنور میں غافل ہیں۔ (اور) پوچھتے ہیں

اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾

فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ اس دن آئے گا جس دن ان کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

۱ أدبار السجود کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے خدا کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تھا جس فرمایا کہ اس سے مراد وہ دو رکعتیں ہیں جو نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ایسی ہی روایت جناب رسول خدا جناب امیر المومنین اور جناب امام حسن سے منقول ہے۔ ۱۲۔

۲ یوم ینادالمناد الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک منادی قائم آل محمد اور ان کے والد ماجد کا نام لے کر اعلان کر دے گا اور ان کی آواز سب کو یکساں پہنچ جائے گی۔ ۱۲۔

۳ الصيحة بالحق تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب قائم آل محمد کی وہ آواز ہے جو آسمان کی طرف سے سنی جائے گی

۴ ذلك يوم الخروج تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس دن سے مراد رجعت ہے۔

۵ ذلك حشر علينا يسير۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امام نے فرمایا یہ واقعہ رجعت میں پیش آنے والا ہے، ۱۲۔

۶ والذاريات ذروا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین سے دریافت کیا گیا تھا کہ الذاریات ذروا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ہوا۔ پھر دریافت کیا گیا کہ الحملات وقرا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ابر۔ پھر دریافت کیا گیا الجاریات یسرا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جہاز اور کشتیاں۔ پھر دریافت کیا المقسمات أمرا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا فرشتے۔

(اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ
(اور یہ کہا جائے گا کہ) اپنے عذاب کا مزہ چکھو وہ یہی ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے، بیشک
الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ
پرہیزگار لوگ جنتوں اور چشموں کی سرزمین میں ہوں گے، ان کے پروردگار نے جو کچھ عطا کیا ہوگا
كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
اس کا لطف اٹھانے والے ہوں گے بیشک وہ اس سے پہلے نیکو کار تھے۔ (اور) راتوں کو وہ کم سویا کرتے تھے،
وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ
اور صبح کو وہ مغفرت طلب کیا کرتے تھے، اور ان کے مالوں میں مانگنے والوں کا اور نہ مانگنے والوں کا (بھی)
وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ
حصہ ہوتا تھا۔ اور یقین کرنے والوں کے لئے اس زمین میں (بھی) نشانیاں موجود ہیں۔ اور تمہاری ذات میں بھی
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ
تو کیا تم نہیں دیکھتے۔ اور آسمان میں تمہارا روزی بھی موجود ہے اور جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بھی پس
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ اَتٰىكَ
آسمانوں کے اور زمین کے پروردگار ہی کی قسم ہے یہ ایسا ہی برحق ہے جیسے کہ تم باتیں کر رہے ہو۔ آیا تمہارے پاس
حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا
ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا۔ جس وقت کہ وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا
سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ
(جواب میں) انہوں نے بھی سلام کہا اور یہ فرمایا کہ تم اجنبی لوگ ہو۔ پھر چپکے سے اپنے مہمانوں کے پاس گئے
سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ
پھر وہاں سے ایک موٹا تازہ بچھڑا (کباب کر کے) لائے۔ پھر اسے ان کے پاس رکھا (اور) کہا کیا تم کھاتے نہیں؟ پھر اپنے
خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ
دل ہی دل میں ان سے ڈرے۔ انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں۔ اور انہوں نے انہیں ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری سنائی، پھر
امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا
ان کی زوجہ اس گروہ میں آگئیں۔ اور اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا کہ بڑھیا اور بانجھ (میں کیوں کر بچہ جنوں گی) انہوں نے کہا
كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾
کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ بیشک وہ صاحب حکمت (اور) صاحب علم ہے۔

۱ کانوا قلیلا من اللیل ما یهجعون۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وہ لوگ سوتے تو تھے، مگر جب ان میں سے کوئی کروٹ لیتا تو یہ کہتا الحمد للہ ولا إله إلا الله والله اکبر۔ ۱۲۔

۲ وبالأسحار هم یستغفرون، التہذیب اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وہ نماز وتر میں آخر شب میں ستر مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔

۳ المحروم، کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ المحروم سے وہ بدبخت مراد ہے جسے لین دین کرنے سے بھی نفع نہ ہو۔ اور نیز آنحضرت سے اور ان کے والد ماجد سے منقول ہے کہ محروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں کوئی فتور نہ ہو اور اس کے رزق میں وسعت نہ ہو اور تقدیر اس کے مخالف رہے۔ ۱۲۔

۴ وفی الأرض آیات للموقنین، تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں آیات سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی عظمت، اس کے علم اس کی قدرت، اس کے ارادے، اس کی یکتائی اور اس کی کمشرت، رحمت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

وفی کل شیء له آیة تدل علی أنه واحد

ہر چیز میں اس کی نشانی ایک ایسی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ یکتا ہے) ۱۲۔

۵ وفی أنفسکم، تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری ذات میں بھی نشانیاں موجود ہیں اس واسطے کہ تمام عالم میں ایک چیز بھی ایسی نہیں کہ اس کی نظیر انسان کی ذات میں موجود نہ ہو وہ تو اپنی ہمگ دلالت کرتی ہے اور اس بات میں جس میں انسان منفرد ہے کہ بہت اس کو نفع بخش عطائی بھی ہے، اور صورت خوبصورت ترکیبیں، اس میں عجیب عجیب رکھی ہیں اور ایسے ایسے کام کرنے کی قدرت عطا کی ہے جن سے حیرت ہوتی ہے، مختلف صنعت وحرفت پیدا کر لینے کا ملکہ اس میں موجود ہے اور طرح طرح کے کمالات اپنی ذات میں جمع کر سکتا ہے، تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو سننے والا اور دیکھنے والا پیدا کیا ہے اور تم کو بھی کبھی اور تم کو بھی کبھی کی ہے اور یہ سب خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ (باقی حواشی نمبر میں پڑھئے)

الجزء (۲۷)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے رسولو! تم کو کیا اہم درپیش ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم ایک گناہگار قوم کی طرف

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔ جو آپ کے پروردگار کے پاس حد سے زیادہ گزرجانے

رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾

والوں کے لئے نشان کئے ہوئے تیار ہیں۔ پس ان بستیوں میں مومنوں میں سے کوئی تھا اسے ہم نے نکال دیا

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً

اور ہم نے ان میں فرمانبرداروں میں سے ایک گھر کے سوا اور کسی کو نہ پایا۔ اور ہم نے ان میں ان لوگوں کیلئے

لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

جو دردناک عذاب سے ڈریں گے ایک نشانی چھوڑ دی۔ اور اسی طرح واقعہ موسیٰؑ میں نشانی ہے جب کہ ہم نے

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

فرعون کی طرف کھلے غلبہ کے ساتھ بھیجا۔ پس اس نے اپنے برتے پر روگردانی کی اور کہنے (لگا کہ) یہ جادوگر ہے یا دیوانہ

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ

پھر ہم نے اسکو اور اس کے لشکر کو دھر پکڑا۔ اور ان سب کو سمندر میں ڈال دیا جس حال میں کہ وہ فرعون اپنے ہی آپ کو برا کہتا تھا۔ اور اسی طرح

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا

واقعہ قوم عاد میں نشانی ہے جب کہ ہم نے ان پر ایک منحوس آندھی بھیجی۔ کہ جس چیز پر وہ پہنچتی تھی اس کو چورا کئے

جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾

بغیر نہ چھوڑتی تھی۔ اور واقعہ ثمود میں بھی نشانی ہے جب کہ اس سے یہ کہا گیا کہ ایک مدت معینہ تک نفع اٹھالو

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا

پھر انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی تو ان کے دیکھتے دیکھتے ان کو ایک کڑک نے آلیا۔ پھر

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ

وہ نہ تو وہ کھڑے ہی ہوسکے اور نہ بدلہ لے سکے۔ اور نوحؑ کی قوم کو اس سے پہلے ہی

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

ہم نشانی بنا چکے تھے۔ یقیناً وہ لوگ نافرمان تھے اور آسمان کو ہم نے ہی اپنے دست قدرت

لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾

لہ قال فما خطبکم ایھا المرسلون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ فرشتے ہیں۔ اور یہ بھی ان کو معلوم تھا کہ فرشتے ہیں۔ یکبارگی اس وقت تک نازل نہیں ہوتے جب تک کہ کوئی بڑا کام درپیش نہ ہو۔ اس لئے ان سے سبب نزول دریافت کیا۔

لہ الی قوم مجرمین تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے قوم لوط۔ تفسیر برہان میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی انہوں نے جناب رسول خدا بخل سے خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے فرمایا کہ ہاں اے ابومحمد صبح وشام آنحضرت خدا کی پناہ مانگا کرتے ہیں۔ اسی کے بارے میں تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ومن یوق شح نفسہ فاولائک ھم المفلحون (اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے محفوظ رہا پس ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں) اور (اے ابومحمد) میں تم کو بخل کے انجام سے آگاہ کروں گا وہ یہ ہے کہ قوم لوط ایسی بستی کے رہنے والے تھے جو لوگوں کو کھانا دینے کے بارے میں بڑی بخیل تھی نتیجہ یہ ہوا کہ اس بخل نے ان کے سر میں ایسی بیماری پیدا کردی جس کا کوئی علاج ہی نہ ہوسکا۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

ع ۱۳

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوا إِلَى
اور ہر چیز کو ہم ہی نے جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم یاد رکھو ۔ سو تم اللہ ہی کی طرف
اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ
بھاگ چلو میں بیشک تمہارے لئے اسی کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں ۔ اور اللہ کے ساتھ تم اور خدا نہ بناؤ ،
إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۵۱﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
میں تمہارے لئے اسی کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں ۔ اسی طرح ان لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے
مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۵۲﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ
ایک رسول بھی ایسا نہیں آیا جس کی نسبت انہوں نے یہ نہ کہدیا ہو کہ یہ جادوگر ہے یا مجنون ہے ۔ کیا وہ اس قول کی ایک دوسرے کو
قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ ﴿۵۴﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ
وصیت کرتے چلے آئے ہیں بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہیں ہی سرکش اب تم ان سے منہ پھیر لو کہ تم پر کوئی ملامت نہیں ہے ۔ اور نصیحت کئے جاؤ
الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
کہ نصیحت مومنوں کو یقیناً نفع دے گی ۔ اور میں نے جنوں کو اور آدمیوں کو نہیں پیدا کیا مگر اسلئے کہ
لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿۵۷﴾
میری عبادت کیا کریں ۔ میں ان سے کوئی روزی تو نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیا کریں ۔
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿۵۸﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا
بیشک اللہ ہی تو بڑا روزی دینے والا اور زبردست ہے پس یقیناً ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نافرمانی کی ہے
ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ
ویسا ہی چرسا بھرا ہوا ہے یعنی اتنا ہی عذاب ہے جیسا کہ ان کے پہلے ہم رتبہ لوگوں کیلئے چرسا بھرا تھا پس وہ میرے عذاب کے لئے جلدی
لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۶۰﴾
نہ کریں پس ان لوگوں کے لئے جو اس دن کے منکر ہیں جس دن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ویل ہے ۔

حروفها ۱۳۳۴ سورة الطور مكية كلماتها ۳۱۹
سورہ طور مکہ میں نازل ہوا
آیاتها ۴۹ رکوعها ۲
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالطُّورِ ﴿۱﴾ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ ﴿۲﴾ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ ﴿۳﴾ وَالْبَيْتِ
قسم ہے طور کی اور پھیلی ہوئی جھلی میں لکھی ہوئی کتاب کی اور بیت المعمور کی

لے ومن کل شیئ خلقنا زوجین تفسیر برہان میں ہے کہ جس سال میں جناب امیر المومنین کوفہ کی مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے ۔ ایک شخص جس کا نام ذعلب تھا اور جس کی زبان بہت چلتی تھی اور دل کا بڑا قوی اور نڈر تھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ فرمایا کہ اے ذعلب مجھ پر افسوس ہے ۔ آیا میں کسی ایسے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس کو نہ دیکھا ہو؟ عرض کی تو پھر آپ نے اسے کیوں کر دیکھا ہے؟ فرمایا کہ اے ذعلب آنکھیں اس کو مشاہدہ اشیاء کے نہیں دیکھتیں بلکہ دل اس کو حقائق ایمانی سے دیکھتے ہیں ۔ اے ذعلب میرا پروردگار لطیف ہے ۔ لیکن ایسا لطیف کہ لطف سے اس کا وصف نہیں ہو سکتا ۔ میرا پروردگار عظیم ہے مگر لفظ عظمت اس کی عظمت کے اظہار کے لئے کافی نہیں ہے ۔ میرا پروردگار کبیر ہے لیکن لفظ کبر اس کی کبریائی کو نہیں بیان کر سکتا ۔ میرا پروردگار جلیل ہے مگر اس کی جلالت کا بیان ممکن نہیں وہ ہر شے سے مقدم ہے اور کسی شے کو اس سے قبل نہیں کہہ سکتے وہ ہر شے کے بعد ہے مگر اس کے لئے بعد کا کہنا بھی بے ادبی ہے اس کے ارادے سے کل اشیاء پیدا ہوئیں مگر کسی کے لئے اس کو فکر کی ضرورت نہیں ۔ اس نے تجھ کو بھی پیدا کر دیا مگر تجھ انوکھا نہیں ۔ وہ تمام اشیاء میں موجود ہے مگر کسی چیز میں ملا ہوا ہے ۔ اور وہ (کسی چیز سے) الگ ہے ۔ وہ فاعل ہے مگر اس طرح نہیں کہ کسی چیز کو چھونے کی ضرورت ہو ۔ وجود اس کا روشن ہے ۔ مگر دیکھنے پر موقوف نہیں ۔ علیحدہ ہے مگر نہ تو قریب ہے نہ دور ۔ لطیف (باریک بین) ہے مگر نہ اس طرح کہ جسم کے ساتھ موجود ہو اور نہ اس طرح کہ معدوم ہونے کے بعد پیدا ہو گیا ہے ۔ کام کرنے والا ہے مگر اضطراب و اضطراب کے ساتھ نہیں ۔ اشیاء کا [illegible] مقدر کرنے والا ہے [illegible] ارادہ فرمانے والا ہے مگر سوچ بچار کی ضرورت نہیں ۔ دیکھنے والا ہے بغیر آنکھوں کے دیکھنے والا ہے ۔ سننے والا ہے بغیر کانوں کے ۔ نہ مکان اس کا احاطہ کر سکتا ہے [illegible] کے ساتھ اتحاد ہیں ۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ

اور بلند کی ہوئی چھت کی اور بھرے ہوئے سمندر کی یقیناً تمہارے پروردگار کا

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ

عذاب واقع ہونے والا ہے۔ جس کا کوئی دفع کرنے والا نہ ہوگا جس دن کہ آسمان بڑے زور سے چکر کھائے گا اور

الْجِبَالُ سَيْرًا ؕ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ

پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کر کے نابود ہو جائیں گے۔ تو اس دن جھٹلانے والوں کے لئے جو لغو باتوں میں پڑے

يَّلْعَبُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ

کھیلا کرتے ہیں ویل ہوگا۔ اور جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکے پر دھکے دیئے جائیں گے اور یہ جتلایا جائے گا کہ آگ وہی ہے

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۙ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۱۵﴾

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اب بتلاؤ آیا یہ جادو ہے یا تم کو سوجھتی ہی نہیں۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا

اب تم اس میں جھلسے جاؤ خواہ تم برداشت کرو یا نہ برداشت کرو تمہارے لئے یکساں ہے جو عمل تم کیا کرتے تھے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ

صرف اسی کا بدلہ تم کو دیا جاتا ہے بیشک پرہیزگار لوگ جنتوں میں اور نعمتوں میں ہوں گے (جو) کچھ ان کے

اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۚ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

پروردگار نے ان کو دیا ہوگا۔ اس کی لذتیں پاتے ہوں گے ان کا پروردگار ان کو جہنم کے عذاب سے بچائے گا۔ (اور ان سے یہ فرمائے گا کہ) جو

هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ

عمل تم کیا کرتے تھے اس کے بدلہ میں (خوب) کھاؤ پیو (تم کو) رچے پچے (اور) برابر بچھے ہوئے تکیے لگائے (بیٹھے) اور بڑی بڑی

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۚ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کی شادیاں کر دیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی

بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ

ان کی اولاد کو بھی ہم انکے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال (نیک) میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔

كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۚ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا

ہر شخص اپنے کئے (کی جوابدہی) میں گرفتار ہوگا۔ اور ہم ان کو میووں سے اور گوشت سے جو (جو) کچھ وہ چاہیں گے

يَشْتَهُوْنَ ۚ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۚ﴿۲۳﴾

مدد دیں گے۔ جنت میں وہ آپس میں ایسے پیالے کی چھین جھپٹ کریں گے جس میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ کوئی گناہ۔

۱ البحر المسجور تفسیر صافی میں ہے کہ مسجور کے ایک معنی ہیں بھرا ہوا اور دوسرے معنی میں گھیرنے والا اور تیسرے معنی ہیں بھڑک اٹھنے والا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن سمندر بھڑک اٹھے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ سمندروں کو آگ بنا دے گا اور ان کے ذریعے سے آتش جہنم کو بھڑکائے گا۔

۲ ماله من دافع تفسیر صافی میں ہے کہ چونکہ اس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ یہ واقع ہونے والا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ کا قسم کھانا یہ بتلاتا ہے کہ جو کچھ واقع ہونے والا ہے وہ کمال قدرت کے تحت میں ہے اور عقل و حکمت کے مطابق اور جو چیزیں خدا کی کتاب میں آچکی ہیں ان کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اور سزا و جزا کے لئے بندوں کے اعمال منضبط کئے جاتے ہیں۔

۳ فی خوض یلعبون تفسیر قمی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کی نافرمانیوں ہی میں بسر کرتے ہیں۔

۴ افسحر هذا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم وحی کی نسبت تو یہ کہا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ اب جو جہنم کی تصدیق ہو بھی تو آیا یہ بھی جادو ہے یا نہیں۔

۵ فاصبروا اولا تصبروا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہر صورت اس میں جا گھسو خواہ تمہیں صبر آئے یا نہ آئے کیوں کہ اس میں سے نکلنا اب تمہارے لئے ممکن نہیں۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ

اوران کے وہ غلام جو چھپے ہوئے موتیوں کے مانند ہوں گے ان کی خدمت میں چکر لگایا کریں گے اور

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا

ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر وہ سوالات کریں گے۔ بعض کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم تو اپنے بال بچوں میں تھے

مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا

اور ڈرتے ہی رہتے تھے پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا ہم تو

مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ

اس سے پہلے ان سے دعائیں مانگا کرتے تھے بیشک وہ بڑا نیکی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ پس (اے رسول) تم نصیحت کئے جاؤ

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ

تم اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کاہن ہو اور نہ دیوانے آیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کے بارے میں ہم زمانہ کی گردش کا

الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ

انتظار کرتے ہیں ؟ تم کہدو کہ تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں آیا

تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

ان کی عقلیں ان کو ایسا ہی بتلاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں ؟ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ

تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا

پیغمبر نے اسے دل سے بنا لیا ہے بات یہ ہے کہ وہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ پس وہ چاہیں تو وہ بھی کوئی ایسی ہی بات بنا لائیں

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا

آیا وہ بغیر کسی چیز کے خود پیدا ہو گئے ہیں یا وہ (اپنے آپ کو) پیدا کرنے والے ہیں ؟ یا انہوں نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ

آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ یہ کچھ بھی نہیں وہ یقین ہی نہیں رکھتے آیا ان کے پاس تمہارے پروردگار کے

اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ

خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں؟ یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس کے اوپر چڑھ کر وہ آسمان کی خبریں سن لیتے ہیں

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾

ایسا ہے تو ان کا سننے والا کوئی صاف دلیل لے آئے یا خدا کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے بیٹے ؟

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ

یا تم ان سے کوئی مزدوری مانگتے ہو جس کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں ؟ یا ان کے پاس

---

۱ مشفقین تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں عذاب سے ڈرانے والے۔

۲ عذاب السموم تفسیر قمی میں ہے کہ سموم کے معنی ہیں سخت گرمی۔ اور تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ایسی آگ کا عذاب جو مسامات میں اس طرح گھستی چلی جائے جیسے باد سموم (لوں) کا اثر نفوذ کر جاتا ہے۔

۳ ریب المنون تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب المنون کے معنی ہیں موت اور عام معنی زمانہ کے حادثات سے نفس انسانی پر جو قلق گزر جائے وہ ہے۔

۴ احلامھم عقلی معنی ان کی عقلیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ دنیا میں قریش سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں۔

۵ بھذا یہ اسم اشارہ قریش کے ان اقوال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو پہلی آیتوں میں بیان ہو چکے ہیں کہ جناب رسول خدا کو کبھی کاہن کہتے تھے کبھی مجنون۔ کبھی شاعر بتلاتے تھے (کبھی ساحر) اور مقصود یہ ہے کہ باوجود دانا ہونے کے قریش سے ایسا کلام کیوں صادر ہوتا ہے جو ایک دوسرے کے مخالف ہے۔ اس لئے کہ کاہن تو وہ شخص ہے جو بات کو جانچ کر قول کرتا ہے اور مجنون وہ ہے جس کی عقل سلب ہو چکی ہو۔ اور شاعر وہ ہے جس کی بات میں خیال بندی ہوتی ہے اور کلام جچا تلا۔ اس کے برخلاف مجنون سے ایسا کلام صادر ہو ہی نہیں سکتا۔

۶ فلیاتوا بحدیث مثلہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں کفار کے اوپر کے اقوال کو رد کیا گیا ہے۔ اور یہ دعوی کیا گیا ہے کہ تمہارے خیال میں تمہارے بہت سے فصحاء موجود ہیں۔ پس قرآن مجید جیسی کوئی چیز تم بھی بنا لاؤ۔ اس لئے کہ قریش کے جتنے قول تھے سب ظاہر بظاہر فساد پھیلانے والے تھے۔

۷ ام لہ البنات ولکم البنون تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بھی قریش کا ایک قول تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان ہے ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے اور یہ مجھ میں آتا ہے کہ جو شخص ایسی عقل رکھتا ہو وہ عقلاء میں شمار کیوں ہو سکتا تو یہ بھلا کہاں ممکن ہے کہ اس کی روح عالم ملکوت تک جا سکے اور امور غیبیہ پر مطلع رہے۔

الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

غیب کی خبریں ہیں جن کو ہو لکھتے جاتے ہیں؟ یا وہ تم سے کوئی چال چلتے ہیں پس جو کافر ہو گئے چال میں

هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

تو خود ہی پھنس گئے ہیں۔ یا خدا کے سوا ان کا کوئی اور معبود ہے؟ جن جن کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں

يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ

خدا تعالیٰ کی ذات ان سب سے منزہ ہے اور اگر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تو یہ کہیں کہ یہ تو

مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾

جما ہوا بادل ہے سو تم ان کو رہنے دو یہاں تک وہ دن ان کے سامنے آئے جس دن وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ

جس دن ان کی چال ذرا بھی ان کے کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی اور بیشک

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾

ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے ظلم کیا اس کے علاوہ بھی عذاب ہے لیکن ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ

اور تم اپنے پروردگار کے حکم کے بارے میں صبر کرو کہ یقیناً تم ہماری حفاظت میں ہو اور جس وقت تم

تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

نماز شب کے لئے اٹھو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو اور رات کے کسی حصہ میں بھی اور ستاروں کے ڈوبتے وقت بھی۔

حروفها ١٤٥٠ سورة النجم مكية كلماتها ٣٦٥

سورہ نجم مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ٦٢ | ركوعها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ

قسم ہے ستارے کی جس وقت وہ اترا تمہارا رفیق نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے۔ اور وہ خواہش نفسانی سے

عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ

کچھ نہیں کہتا۔ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ اس کو بڑی قوتوں والے اور بڑی عقل والے نے تعلیم کیا۔

مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ

پھر وہ کھڑا ہو گیا جس حال میں کہ وہ اونچے سے اونچے افق کے قریب تھا۔ پھر وہ اور قریب ہوا پھر معلق ہو گیا۔ پھر وہ

---

۱ کیدا تفسیر عثمانی میں ہے کہ اس سے مراد ان کا وہ مکر ہے جو انہوں نے دار الندوہ میں بیٹھ کر جناب رسول خدا کے بارے میں کیا تھا۔

۲ ھم المکیدون تفسیر عثمانی میں ہے کہ ان کے مکر کا وبال ان پر پڑا کہ بدر کے دن وہ قتل کئے گئے۔

۳ وان للذین ظلموا تفسیر قمی میں ظلموا کی تفسیر ہے ظلموا آل محمد حقھم یعنی اس آیت میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد کے حق غصب کر لئے۔

۴ عذابا دون ذالک تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے آخرت کے عذاب کے علاوہ اور عذاب۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے زمانہ رجعت کا عذاب جو تلوار کے ذریعہ سے دیا جائے گا۔

۵ باعیننا تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ہماری حمایت و حفاظت میں اس لئے کہ ہم ہر وقت تم پر نظر رکھتے ہیں اور تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اور لفظ عین (آنکھ) دو تین وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ (۱) اس لئے کہ ضمیر جمع متکلم کی طرف مضاف ہے۔ (۲) اس لئے کہ اسباب حفاظت بہت کثرت سے ہیں۔ (۳) اس لئے کہ خدائے تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

۶ حین تقوم تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے جب آپ نماز شب کے لئے اٹھیں۔

۷ فسبحه یہ نماز شب بجالانے کا حکم ہے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝١٠ مَا كَذَبَ

کمان کا فاصلہ رہا یا کچھ کم۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو کچھ بھی وحی فرمائی اس نے (رسول ﷺ) نے

الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

جو کچھ دیکھا ان کے دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا۔ آیا تم لوگ اس رسول سے اس کے متعلق بحث کرتے ہو جو کچھ کہ وہ دیکھتے ہیں

اُخْرٰى ۝١٣ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥ اِذْ

حالانکہ انہوں نے اسے ایک مرتبہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس یقیناً دیکھا تھا۔ جس کے پاس رہنے کی جگہ بہشت بھی ہے۔

يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝١٧ لَقَدْ رَاٰى

جس وقت کہ سدرہ پر جو کچھ بھی چھا رہا تھا چھا رہا تھا۔ نہ تو (رسول کی) نظر نے کجی کی اور نہ وہ اچٹ گئی۔ بیشک انہوں نے اپنے

مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝١٨ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝١٩ وَمَنٰوةَ

پروردگار کی نشانیوں سے بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ آیا تم نے لات و عزیٰ کو اور ایک اور تیسری

الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝٢٠ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝٢١ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ

منات کو غور سے دیکھا؟ آیا تمہارے حصہ میں تو بیٹے آئے ہیں اور خدا کے حصہ میں بیٹیاں یہ تو بڑی بے جب

ضِيْزٰى ۝٢٢ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

تقسیم ہے یہ تو نام ہی نام ہیں جو ان کے تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں خدا نے تعالیٰ نے

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

تو اس کے بارے میں کوئی سند اتاری نہیں ہے۔ وہ تو نرے گمان کی اور ان چیزوں کی پیروی کرتے ہیں

الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝٢٣ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا

جن کو ان کے دل چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کی جانب سے ہدایت آچکی ہے آیا انسان

تَمَنّٰى ۝٢٤ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝٢٥ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا

جو خواہش کرتا ہے وہ پوری ہو جاتی ہے؟ پس آخرت اور دنیا دونوں جہان کا اللہ ہی مالک ہے اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں کہ

تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـــًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

ان کی شفاعت کچھ کام نہ آئے گی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے اور پسند بھی

وَيَرْضٰى ۝٢٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ

فرمائے۔ بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے ایسے نام رکھتے ہیں

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝٢٧ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

اور اس بارے میں ان کو علم خاک بھی نہیں ہے۔ وہ نری اٹکل پر چلتے ہیں۔

لے عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ المأویٰ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے۔ اور جنت الماویٰ اس کے قریب ہے۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب پہنچے تو جبرئیلؑ امین رہ گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیل تم مجھ سے ایسے مقام پر چھوڑے دیتے ہو عرض کی کہ یا رسول اللہ اب آپ خود بڑھیں۔ واللہ آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ آپ سے پہلے مخلوق خدا میں سے کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے نور عظمت دیکھا اور وہ سدرۃ المنتہیٰ کے اور میرے مابین حائل ہو گیا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت آنحضرتؐ نے روئے مبارک سے زمین کی طرف اشارہ فرمایا اور دست مبارک سے آسمان کی طرف اور تین مرتبہ یہ فرمایا جلال ربی جلال ربی جلال ربی (اس محل کی اور روایتیں ضمیمہ میں نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیے)

ع لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کی کوئی آیت (نشانی) مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے تفسیر قمی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ سے فرمایا کہ اے علی اللہ تعالیٰ نے سات موقعوں پر تم کو میری خاص معیت عطا فرمائی ہے۔

(اس سے آگے اور اس صفحہ کے دوسرے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ
حالانکہ اٹکل حق کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتی پس جس نے ہماری یاد سے منہ پھیرا لیا ہے اور سوائے زندگانی دنیا کے
تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ
اور کسی چیز کا خواستگار ہی نہیں ہے۔ پس تم بھی اس سے منہ پھیر لو۔ انکے علم کی انتہاء اتنی ہی ہے
مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ
بیشک تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے
وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ
اور اس سے بھی آگاہ ہے جس نے ہدایت پائی ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین ہے وہ اللہ ہی کا ہے
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
تاکہ وہ ان کو جنہوں نے بدی کی ہے ان کی کرتوت کی سزا دے اور ان کو جنہوں نے نیکی کی ہے نیک جزا
بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا
دے۔ جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں گو صغیرہ سے نہ کریں
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ
بیشک تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے وہ تمہارے حال سے اس وقت بھی خوب واقف تھا جب کہ
مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا
اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس وقت بھی جب کہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں جنین تھے۔ پس تم
اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى
اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہراؤ جو پرہیزگار ہے اس سے خوب واقف ہے۔ آیا تم نے اس شخص کو غور سے دیکھا جس نے حق سے روگردانی کی۔
قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ
اور تھوڑا خرچ کیا اور ہاتھ روک لیا۔ آیا علم غیب اس کے پاس ہے کہ وہ اس سے کچھ دیکھ رہا ہے یا اس کو اس کی خبر نہیں دی گئی
بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ
جو کچھ موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیمؑ کے جنہوں نے حق الخدمت پورا پورا ادا کر دیا تھا یعنی یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا
اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ
دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے اتنے کی جتنی اس نے کوشش کی ہو۔
يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾
اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی۔ پھر اسکو اسکا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا اور یہ کہ انتہا تمہارے پروردگار ہی کے

۱ کبائر الاثم تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قرأت کبائر الاثم بھی آئی ہے (اور کبیرہ گناہوں کی مزید تصریح کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۵ رکوع ۱)

۲ الفواحش کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ فواحش سے مراد زنا و سرقہ۔

۳ اللمم مجمع البحرین میں ہے کہ اللمم سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا بندہ جہالت سے کبھی کبھی مرتکب ہو جائے پھر نادم ہو کر توبہ کرے مغفرت مانگے اور وہ بخش دیئے جائیں۔

۴ ھو اعلم بمن اتقی علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ نماز پڑھنے پر زیادہ روزے رکھنے پر۔ زیادہ زکوٰۃ دینے پر یا زیادہ قربانیاں کرنے پر فخر نہ کرے اس لئے کہ اس سے خدا ہی زیادہ واقف ہے کہ تم میں سے زیادہ متقی کون ہے۔ (اس کا بقیہ ضمیمہ میں پڑھئے)

۵ افرأیت الذی تولی تا وان سعیہ سوف یری تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ سات آیتیں عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو صدقہ دیا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں خرچ کرتا تھا اس کے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح نے یہ کہہ دیا کہ تم یہ کرتے کیا ہو۔ میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ عثمان نے کہا میرے ذمے گناہ بہت ہیں اور میں جو کچھ کرتا ہوں اس سے رضائے خدا کا طلبگار ہوں اور اسی کے عفو کا امیدوار۔ عبداللہ نے اس سے کہا کہ تم اپنی سواری کی ساڑھنی کل سامان کے ساتھ مجھے دے دو اور میں تمہارے کل گناہوں کا بار اپنے ذمے لیتے لیتا ہوں۔ چنانچہ عثمان نے اپنی ساڑھنی دے دی اور اس پر کسی کو گواہ بھی کر لیا اور پھر راہ خدا میں خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی افرأیت الذی تولی آیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے (احد کے دن جہاد راہ خدا سے) روگردانی کی۔ واعطی قلیلاً واکدی الخ اور تھوڑا سا خرچ کیا اور ہاتھ روک لیا۔ (باقی حواشی صفحہ آئندہ نمبر ۶۳۲ پر پڑھئے)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

حضور میں ہوئی۔ اور یہ کہ اسی نے ہنسایا اور رلایا اور یہ کہ اسی نے مارا اور جلایا۔ اور یہ کہ نطفے سے

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ

جب وہ رحم میں پہنچا دیا گیا اسی نے دونوں قسمیں نر و مادہ پیدا کیا اور یہ کہ دوبارہ

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ

پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہے اور یہ کہ اسی نے مالدار اور صاحب ثروت بنایا۔ اور یہ کہ وہی (ستارہ) شعریٰ کا مالک ہے۔ اور یہ کہ اسی نے

الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ

پہلے عاد کو ہلاک کیا۔ اور ثمود کو اسی طرح کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور نوح کی قوم کو

نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

ان سے پہلے ہی کہ یقیناً وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے۔ الٹی ہوئی بستیوں کو بھی اسی نے دے پٹخا۔

اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا

پھر ان پر گزری جو کچھ گزری۔ پس تم نے اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں میں شک کرتے ہو؟ یہ تو

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے آنے والی قریب آپہنچی۔ اللہ کے سوا اس کا ٹالنے والا

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا

کوئی نہیں ہے۔ کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔

تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

اور تم کھیل کود میں لگے ہوئے ہو پس خدا کے واسطے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

السجدة

حروفها سورة القمر مكية كلماتها

رکوعها ۳ — سورۂ قمر مکہ میں نازل ہوا — آیاتها ۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر یہ لوگ کوئی معجزہ بھی دیکھیں گے تو اس سے روگردانی کریں گے

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَكُلُّ

اور یہی کہے جائیں گے کہ ہمیشہ کا جادو ہے اور انہوں نے جھٹلا دیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

۶ وابراهيم الذی وفی تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس جس چیز کا خدا نے ان کو حکم دیا تھا وہ اس امر سے متعلق ہو تو۔ نہی سے متعلق ہو تو۔ بیٹے کے ذبح کرنے سے متعلق ہو تو وہ سب کو بجالائے۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھو)

حواشی صفحہ ھذا

۱ وان الی ربك المنتهی کافی اور التوحید میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ ان الی ربك المنتهی اس کا یہ مطلب ہے کہ جب کلام میں نوبت خود خدائے تعالیٰ کے ذکر تک پہنچے تو خاموش ہو جاؤ۔

تصریح: اس لئے کہ انسانی عقلیں نہ کنہ ذات کو سمجھ سکتی ہے نہ کنہ صفات کو پھر گفتگو کیا کریں۔

۲ اضحك و ابكی تفسیر قمی میں ہے کہ ابکی سے یہ مطلب ہے کہ آسمان سے مینہ برسایا اور اضحك سے یہ مراد ہے کہ زمین کو لہلہاتے سبزے سے گلزار کر دیا۔

۳ من نطفة اذا تمنیٰ تفسیر قمی میں ہے کہ نطفہ خون سے بنتا ہے اس طرح کہ پہلے تو خون تھا۔ پھر وہ دماغ کی ایک رگ میں جس کا نام ورید ہے نطفہ بن جاتا ہے اور وہاں سے ریڑھ کی ہڈی کے ایک ایک جوڑ کے گذرتا چلا جاتا ہے۔ تا آں کہ گردوں میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر سفید ہو جاتا ہے۔ رہا عورت کا نطفہ وہ سینے سے ہو کر اترتا ہے۔

(باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اَمۡرٌ مُّسۡتَقِرٌّ ۚ﴿۳﴾ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِيۡهِ مُزۡدَجَرٌ ۙ﴿۴﴾
انتہا کو پہنچنے والا ہے۔ اور انکے پاس یقیناً ایسی خبریں آچکی تھیں۔ جن میں دھمکی بھی تھی۔
حِكۡمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۙ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ ؕ يَوۡمَ يَدۡعُ
اور انتہا درجہ کی دانائی بھی پھر بھی وہ دھمکیاں کچھ کام نہیں دیتیں۔ اب تم ان سے منہ پھیر لو۔ جس
الدَّاعِ اِلٰى شَىۡءٍ نُّكُرٍ ۙ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ
دن بلانے والا ان کو مکروہ چیزوں کی طرف بلائے گا؟ آنکھیں ان کی جھکی ہوئی ہوں گی قبروں سے
الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ۙ﴿۷﴾ مُّهۡطِعِيۡنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ
اس طرح نکلیں گے گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ بلانے والے کی طرف تیز تیز جاتے ہوں گے۔
يَقُوۡلُ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا يَوۡمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ
اور کافر یہ کہتے ہوں گے کہ یہ دن تو بڑا ہی کٹھن ہے ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تھا۔
فَكَذَّبُوۡا عَبۡدَنَا وَقَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّازۡدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ
پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی تھی اور یہ کہا تھا کہ یہ تو دیوانہ اور ستایا ہوا ہے۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار
مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحۡنَاۤ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ ﴿۱۱﴾
سے دعا کی کہ میں تو مغلوب ہو گیا اب تو انتقام لے لے۔ پس ہم نے موسلا دھار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے
وَّفَجَّرۡنَا الۡاَرۡضَ عُيُوۡنًا فَالۡتَقَى الۡمَآءُ عَلٰۤى اَمۡرٍ قَدۡ قُدِرَ ۚ﴿۱۲﴾
اور ہم نے زمین کو پھاڑ کر چشمے ہی چشمے کر دیئے پس اس امر کے بموجب جو یقیناً طے کر دیا گیا تھا (آسمان کے) پانی سے (زمین کا) مل گیا
وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۙ﴿۱۳﴾ تَجۡرِىۡ بِاَعۡيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنۡ
اور ہم نے اس (نوح) کو تختوں اور کیلوں والی (یعنی کشتی) پر اٹھائے رہے جو ہماری حفاظت میں چلتی رہی (یہ) معاوضہ
كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدۡ تَّرَكۡنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيۡفَ كَانَ
اس شخص کے لئے (تھا) جس کی قدر نہ کی گئی تھی اور یقیناً ہم نے اس کو ایک نشانی بنا کر چھوڑا پس کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے؟
عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ
پھر میرا عذاب اور میری دھمکی کیسی رہی؟ اور یقیناً ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کو آسان کر دیا تو آیا کوئی
مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتۡ عَادٌ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا
نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ قوم عاد نے بھی جھٹلایا تھا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا؟ بیشک ہم نے
عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡ يَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنۡزِعُ
ان پر دائمی منحوس دن میں ٹھنڈا جھکڑ بھیجا جو آدمیوں کو اس طرح

۱ یوم یدع الداع الی شیئ نکر۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امام آخر الزماں جس وقت ظہور فرمائیں گے لوگوں کے حقوق اہل بیت کی طرف بلائیں گے جن کا وہ ہمیشہ انکار کیا کرتے تھے اور ایک قول کے بموجب اس آیت میں یوم سے مراد یوم قیامت ہے۔ جس کی تائید آگے کی آیت سے ہوتی ہے۔

۲ ھذا یوم عسر۔ کافی میں جناب زین العابدین سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین نے روز قیامت کی حدیث میں فرمایا کہ بندوں پر ظہور قدرت خدا فرشتوں کے ایک گروہ کی صورت میں بالائے عرش ہوگا۔ اور ان فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو خدائے تعالیٰ حکم دے گا کہ وہ ان سب میں ندا کرے گا کہ اے گروہ خلائق سب خاموش رہو۔ اور ندائے جبار کے منادی کی ندا سنو۔ پس حضرت نے فرمایا کہ دور والے اور پاس والے اس آواز کو یکساں سنیں گے۔ اس ندا کے سنتے ہی ان کی آوازیں پست ہو جائیں گی اور نفسیں نیچی اور پہلو (مارے خوف کے) کانپنے لگیں گے اور ان کے دل ڈر جائیں گے اور ان کے سر اور اس آواز کی طرف اٹھ جائیں گے اور وہ اس بلانے والے کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ اس وقت کفار یہ کہیں گے ھذا یوم عسر۔

۳ فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر کافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ نوح ان میں نو سو پچاس برس رہے اور خفیہ اور اعلانیہ ان کو دعوت اسلام دیتے رہے مگر جب انہوں نے انکار و سرکشی کی حد کر دی تو انہوں نے عرض کی پروردگار! اب میں مغلوب ہو گیا ہوں تو ان سے بدلہ دے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی نمبر میں ملاحظہ فرمائیے)

النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

گراتا تھا گویا وہ کھجور کے تنے جڑے اکھڑے پڑے ہیں ۔ پھر میرا عذاب اور میرا ڈراوا

وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾

کیسا رہا؟ اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کو ضرور آسان کیا ہے پس کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ

(قوم) ثمود نے (بھی) ڈرانے والی نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔ سو انہوں نے یہ کہا تھا کہ کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک اکیلے آدمی کی پیروی کریں جائیں کہ

اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ

اس صورت میں ہم گمراہی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوں گے ۔ کیا ہم میں سے وحی اسی پر آپڑی

هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا

جی نہیں وہ تو جھوٹا شیخی خورہ ہے ۔ یہ تو کل ہی جان لیں گے کہ جھوٹا شیخی خور کون ہے؟ ہم

مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ

ان کو آزمائش کے لئے ایک سانڈنی بھیجنے والے ہیں ۔ پس تم ان کے نگراں رہو اور برداشت کرو۔ اور ان کو یہ خبر دے دو کہ

اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا

ان کے (اور اونٹنی کے) مابین پانی تقسیم ہوگیا ہے ۔ تو ہر ایک (فریق اپنی اپنی) باری پر حاضر ہو۔ پھر انہوں نے اپنے رفیق

صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّا

کو پکارا پھر اس نے ہاتھ چلایا پھر اس کی کوچیں کاٹ دیں ۔ پھر میرا عذاب اور میرا ڈراوا کیسا رہا؟ یقیناً ہم

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾

نے ان پر ایک چیخ بھیجی پھر وہ روندے ہوئے خشک شدہ بھوسے کے مانند ہوگئے ۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس قرآن کو یقیناً آسان کر دیا ہے تو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے؟

لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

لوطؑ کی قوم نے بھی ڈرانے والی باتوں کو جھٹلایا ۔ یقیناً ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا (اور) لوطؑ کے کنبے کو مستثنیٰ

نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ

کیا ان کو ہم نے سحری کے وقت نجات دے دی ۔ یہ ہماری طرف سے ایک احسان تھا اور جو شکر گذار ہوتا ہے

شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ

ہم اس کو ایسا ہی عوض دیا کرتے ہیں ۔ اور لوط نے ضرور ان کو ہماری گرفت سے ڈرایا تھا ۔ پھر انہوں نے ڈرانے میں شک کیا ۔ اور

فی یوم نحس مستمر مستمر غلیظ الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بدھ کا دن دوا ئی منحوس ہے ۔ اس لئے کہ جن دنوں میں خدائے تعالیٰ نے قوم عاد پر عذاب بھیجا ہے اس کا اول بھی بدھ کا دن تھا اور آخر بھی بدھ کا ۔ جس کا مجمل ذکر خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے سخرھا علیھم سبع لیال و ثمانیۃ حسوما (اس ہوا کو ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط رکھا) الفقیہ اور الخصال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے لشکر ہواؤں کے بھی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ ان لوگوں کو جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں عذاب پہنچاتا ہے ان میں سے ہر ہوا پر ایک مطیع فرشتہ مقرر ہے پس خدائے تعالیٰ نے کسی قوم کو کوئی عذاب دینا چاہتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس فرشتے کو جو اس خاص ہوا پر موکل ہے جس سے وہ عذاب دینا چاہتا ہے وحی فرما دیتا ہے اور وہ فرشتہ اس ہوا کو حکم دیتا ہے پس وہ اس طرح بیہجان میں آتی ہے جس طرح شیر غضبناک ہو کر اٹھے اور ان میں سے ہر ہر ہوا کا ایک ایک نام ہے کیا تم نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا انا ارسلنا علیھم ریحاً صرصراً فی یوم نحس مستمر (یعنی اس ہوا کا نام جو قوم عاد پر بھیجی گئی ع ۲ مرمر تھا)

۲ تنزع الناس لغتی معنی میں ان کے پاؤں اکھاڑ دیتی تھی اور ان کو ادھر اٹھا لیتی تھی ۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ کھوہوں میں، بھٹوں میں اور گڑھوں میں گھس گئے اور ایک سے دوسرا چمٹ گیا تاہم ہوا نے ان کو ادھر اٹھا لیا اور مردہ بنا کر زمین پر ڈال دیا۔

۳ اعجاز نخل منقعر تفسیر صافی میں ہے کہ کھجور کے ایسے لٹھے جو جڑوں سمیت

زمین سے اکھڑے پڑے ہوں ان کو ان لٹھوں سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ ہوا ان کے سروں کو اڑا لے گئی تھی اور خالی جسم زمین پر پڑے ہوئے تھے ۔ ۴ صاحبھم تفسیر صافی میں ہے اس کا نام قدار ابن سالف ابن احمر ثمود ۵ فتعاطی فعقر تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کی جرأت کی اور قتل کر دیا۔ یا

رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾
انہوں ضرور ان کے مہمانوں سے ارادہ بد کیا پھر ہم نے انکے دیدے پٹم کر دیئے (اور یہ کہہ دیا کہ لو) اب میرا عذاب ڈراونے کا مزہ چکھو۔
وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ
اور ضرور صبح ہی صبح ان کو ایک پائیدار عذاب نے آپکڑا۔ (پھر ان سے یہ کہہ دیا کہ لو) اب میرا عذاب اور میرے ڈراونے
وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ
کا مزہ چکھو اور ہم نے نصیحت کیلئے اس قرآن کو ضرور آسان کر دیا ہے تو آیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ اور
جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ
فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے ضرور آئے تو اس پر انہوں نے ہماری کل نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے بھی ان کو ایسا لے ڈالا
عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي
جیسا کہ زبردست صاحب اقتدار لے ڈالا کرتا ہے۔ (اے گروہ قریش) آیا تمہارے کفار ان (مذکورہ بالا امتوں) سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے
الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ
کتابوں میں چھٹکارا آگیا ہے؟ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والے گروہ ہیں۔ عنقریب یہ گروہ
وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى
ہزیمت دیا جائیگا اور یہ پیٹھ دکھائیں گے۔ بات یہ ہے کہ قیامت ان کے وعدے کا دن ہے اور قیامت بڑی سخت
وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي
اور بڑی ہی تلخ چیز ہے۔ بیشک گناہگار (یہاں تو) گمراہی میں ہیں اور (وہاں) بھڑکتی آگ میں (ہوں گے) جس دن کہ
النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ
وہ آگ میں اپنے چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) جہنم کے چھو جانے کا مزہ چکھو۔ بیشک ہم نے ہر ایک چیز کو
خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ
ایک اندازے سے پیدا کیا ہے اور ہمارا حکم نہیں ہے مگر جیسے ایک جھپک کا جھپک جانا۔ اور
اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي
ہم تمہارے ہمسروں کو ضرور ہلاک کر چکے ہیں پس ہے بھی کوئی نصیحت پانے والا؟ اور ہر کام جو انہوں نے کیا تھا
الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ
نوشتوں میں موجود ہے اور ہر چھوٹا اور بڑا عمل لکھا ہوا ہے بالتحقیق پرہیزگار لوگ
وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾
جنتوں میں اور نہروں میں ذی اقتدار بادشاہ کے پاس خوشنودی کی جگہ میں ہوں گے۔

۱ فطمسنا اعینهم تفسیر صافی میں ہے کہ جبرئیل امین نے ان کی طرف ایک انگلی ماری جس سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اور ایک روایت کے بموجب چھوٹی چھوٹی کنکریاں لیں اور ان کے منہ پر ماریں جس سے ان کے چہرے بجھ گئے اور اس شہر کے کل رہنے والے اندھے ہو گئے (اس واقعہ کے متعلق دیکھو پارہ نمبر ۱۲، رکوع ۶، اور ان کے نوٹ)

۲ ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورہ میں یہ آیت کئی مرتبہ آئی ہے یعنی ہر قصہ کے ساتھ دھرائی گئی ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ ہر رسول کا جھٹلانا اس بات کا مقتضی ہوا ہے کہ لوگوں پر عذاب نازل کیا جائے اور ہر قصہ کو غور سے سننا اس بات کا باعث ہوتا ہے کہ سننے والا اسے یاد رکھے اور اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور اس کو تنبیہ ہو جائے اور وہ خواب غفلت سے چونک پڑے یعنی بھول چوک اور غفلت اس پر طاری نہ رہے۔ اسی طرح سورہ الرحمٰن میں فبای الاء ربکما تکذبان بار بار لایا گیا ہے۔ اور سورہ مرسلات میں ویل یومئذ للمکذبین۔

۳ کذبوا بایٰتنا کلها کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہاں آیات سے مراد اوصیاء ہیں اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے کل اوصیاء کو جھٹلایا تھا (یعنی حضرت یوسفؑ سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک جس قدر اوصیاء ہوئے فرعون والوں نے ان سب کی تکذیب کی تھی۔

ع ۳ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۱۶۸۳ سورة الرحمان مدنية کلماتها ۳۵۱

سورۂ رحمان مدینہ میں نازل ہوا

رکوعها ۳ اياتها ۷۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾

(خدائے) رحمان کے قرآن (مجید) تعلیم فرمایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اسی نے اس کو بیان (کرنا) سکھایا۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۬ۙ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾

سورج اور چاند (مقرر) حساب پر (چلتے) ہیں اور بیل اور درخت دونوں سجدے میں ہیں

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾

اور آسمان کو اسی نے بلند کیا اور میزان کو نیچے رکھا۔ تاکہ تم میزان کے بارے میں سرکشی نہ کرو

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ

اور انصاف سے وزن کو ٹھیک (ٹھیک) جانچو اور میزان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ اور زمین کو

وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ﴿۱۰﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾

اسی نے لوگوں کے لئے بنایا ہے جس میں میوے (بھی) ہیں اور خوشے دار کھجور کے درخت (بھی)

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

اور بھوسے والا دانہ اور خوشبودار پھول ہیں۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ

اسی نے انسان کو ٹھیکرے جیسی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا اور اسی نے جنوں کو

مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۙ﴿۱۵﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

آگ کے شعلے سے پیدا کیا پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ دونوں مشرقوں کا مالک ہے

وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۙ﴿۱۷﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

اور دونوں مغربوں کا مالک ہے۔ پس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اسی نے دو دریا بہا دیئے

يَلْتَقِيٰنِ ۙ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ﴿۲۰﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

وہ باہم ملتے ہیں (اور) ان دونوں کے مابین پردہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کر سکتا۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں سے موتی مونگا برآمد ہوتا ہے۔ پس تم دونوں اپنے پروردگار کی

۱ الرحمٰن علم القرآن تفسیر صافی میں ہے کہ یہ سورہ چونکہ بہت سی دنیوی و اخروی نعمتوں کا ذکر لئے ہوئے ہے اس لئے اس کا آغاز لفظ الرحمان سے کیا گیا ہے اور جو نعمتیں زیادہ بزرگ اور زیادہ عزت والی ہیں ان کو مقدم رکھا ہے۔ اور وہ تعلیم قرآن ہے کہ وہ دین کی بنیاد بھی ہے اور شریعت کا منشاء بھی ہے۔ اور سب سے بڑی وحی بھی اور تمام کتابوں میں سب سے زیادہ معزز بھی۔ اس اعتبار سے بھی کہ خود وہ معجزہ ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ پہلی کل کتابوں کا اس میں ذکر آگیا ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی کہ وہ اپنی ذات کی بھی تصدیق کرنے والی ہے اور پہلی کل کتابوں کی بھی۔

۲ خلق الانسان علمه البيان تفسیر صافی میں ہے کہ تعلیم قرآن کے بعد اپنی دوسری نعمت خلقت انسانی بیان فرمائی اور یہ کہ انسان کو اور تمام حیوانوں کے مقابلہ میں امتیاز عطا کیا گیا ہے کہ اس کے دل میں جو کچھ ہو اس کو بیان کر سکتا ہے اور جو کچھ خود سمجھ گیا ہے دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ البیان وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعہ سے ہر چیز کا علم ہوا۔ تفسیر قمی میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ الرحمٰن علم القرآن کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی۔ عرض کیا گیا کہ علمه البیان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ الانسان جناب امیر المومنین ہیں۔ عرض کیا گیا کہ علمه البیان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے جس کی انسان کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ الشمس والقمر بحسبان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں عذاب خدا میں ہیں۔

(اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ
کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟ اور سمندر میں پہاڑوں کے مانند اونچے (اونچے) جہاز اسی کے ہیں پھر
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
تم دونوں اپنے پروردگار کی کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ہر شخص جو زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور تمہارا پروردگار کی ذات
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ
صاحب جلال وعزت باقی رہے گی۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ جو (جو) آسمانوں میں اور زمین میں
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
ہیں اسی سے مانگتے رہتے ہیں وہ ہر روز ایک نئی حالت میں ہے ۔ پھر تم دونوں اپنے
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اے دونوں گروہو! ہم عنقریب تمہارے حساب کے لئے فارغ ہو جائیں گے ۔ پھر تم
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ
دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ اے گروہ جن وانس اگر تم سے ہو سکتا ہے کہ تم آسمانوں کے اور زمین کے
تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ
کناروں سے نکل جاؤ تو (جاؤ) نکل جاؤ حالانکہ بغیر غلبہ (پائے) تم نکل نہ سکو گے
اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا
پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے ؟ تم دونوں پر آگ کی لپٹ اور پگھلا
شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
ہوا تانبا بھیجا جائیگا پس تم دونوں روک نہ سکو گے پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی
تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾
کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے ؟ پھر جب آسمان پھٹے گا اور جب سرخ زی کی طرح لال ہو جائیگا
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ
پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ پھر اس دن نہ تو انسان سے اس کے گناہوں کی بابت پوچھا جائیگا
وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ
اور نہ جن سے ۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ گناہگار اپنی اپنی علامتوں سے پہچان لئے
بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
جائیں گے پھر اگلی سے چوٹی تک گرفتار کئے جائیں گے ۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی

ع ۱ ۱ ۱

۱ کل من علیھا فان تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ روئے زمین پر جو جو ہیں وہ سب فانی ہیں۔

۲ ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ وجہ اللہ ہم ہیں جن کے ذریعہ سے خدا پہچانا جاتا ہے اور جن کے ذریعے سے خدا ہر حکم پہنچتا ہے۔ المناقب میں ہے جناب امام جعفر صادقؑ سے ویبقی وجہ ربک کے یہی معنی منقول ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ ہم وجہ اللہ ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رضاؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یا ابن رسول اللہ اس حدیث کے جسے عام لوگ روایت کرتے ہیں کیا معنی ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ وجہ اللہ کو دیکھ لینے کا؟ جواب میں حضرت نے سوال کرنے والے سے فرمایا کہ اے ابوالصلت جس نے خدائے تعالیٰ کا چہرہ مثل اور چہروں کے سمجھا یا بیان کیا وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ ہاں وجہ اللہ سے مراد اس کے انبیاء و رسل اور اس کی حجتیں ہیں کہ ان ہی کی وجہ سے بندے خود خدائے تعالیٰ کی طرف اور اس کے دین کی طرف اور اس کی معرفت کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں اور انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام نیز فرماتا ہے کل شیئ ھالک الا وجھہ اس وجہ کی مزید تفسیر کے لئے ص ۴۷۴ نوٹ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔ باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ

کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (کہا جائے گا کہ) وہ جہنم ہے گناہگار جھٹلایا کرتے تھے یہی ہے اب وہ اس کے

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ

اور کھولتے پانی کے مابین پھریں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ اور جو اپنے پروردگار کی حضور میں

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ

کھڑے ہونے سے ڈرا اسکے لئے دو باغ ہیں۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ طرح طرح کی نعمتوں

اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾

والے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں دو چشمے بہتے ہیں

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں ہر میوہ دو دو قسم کا ہوگا

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ وہ ایسے فرشتوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے

اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

استر ریشمی ہوں گے۔ اور میوے ان دونوں باغوں کے جھکے ہوئے ہوں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾

ان جنتوں میں نگہ کی روکنے والی حوریں ہوں گی جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ گویا وہ یاقوت اور مونگا ہوں گی

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ کیا نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے کچھ

الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا

اور ہو سکتا ہے؟ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ اور ان دونوں کے علاوہ

جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

دو باغ اور ہوں گے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ دونوں ہرے کچور سے (ہوں گے) پھر تم دونوں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں دو چشمے ابلتے ہوں گے پھر تم دونوں اپنے پروردگار

۱ ولمن خاف مقام ربه جنتان کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص یہ سمجھ لے گا کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو سنتا ہے اور جو عمل نیک یا بد وہ کرتا ہے اسے خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے اور جانتا ہے تو اس شخص کا یہ سمجھ لینا اس کو بہت سی بدیوں سے باز رکھے گا۔ اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ (جس نے اپنے پروردگار کی حضور میں کھڑے ہونے سے ڈر کر خواہش نفسانی سے اپنے آپ کو باز رکھا)

۲ دان تفسیر صافی میں ہے کہ ان دونوں جنتوں کے پھل اتنے قریب ہوں گے کہ وہ بیٹھے بیٹھے بھی لے سکے گا اور لیٹے لیٹے بھی۔

۳ قصرات الطرف تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی نگاہیں اپنے شوہروں کی طرف لگی ہوئی ہوں گی۔ غیروں کا خیال تک نہ کریں گی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حوران جنت کی آنکھوں کی چمک ایسی ہوگی کہ آنکھوں میں اس سے چکا چوندی پیدا ہوگی۔

۴ لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حوریں انسانوں کے واسطے ہیں ان کو کسی انسان نے نہ چھوا ہوگا اور جو حوریں جنوں کے واسطے ہیں ان کو کسی جن نے نہ چھوا ہوگا۔

۵ كانهن الياقوت والمرجان تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے رخساروں کی سرخی اور بشرہ کی سفیدی اور ان دونوں کا صفائی میں ایسا ہونا۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ اہل جنت کی عورت کی پنڈلی کا گودا استر ریشمی حلوں میں سے نمایاں ہوگا۔ (اس صفحہ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں میوے اور خرمے اور انار ہوں گے پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان جنتوں میں نیک سیرت اور خوب صورت عورتیں ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ

یعنی حوریں جو خیموں میں چھپی ہوئی ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ جن

يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾

کو ان سے پہلے نہ کسی آدمی نے چھوا ہے اور نہ کسی جن نے۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اونچے اونچے سبز فرشوں پر خوبصورت قیمتی قالینوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ پھر تم دونوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ تمہارے صاحب عزت وجلالت پروردگار کا نام بڑا بابرکت ہے۔

حروفها ١٧٦٨ سورة الواقعة مكية كلماتها ٣٨٤

سورہ ذاریات مکہ میں نازل ہوا

اياتها ٩٦ ركوعها ٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ

جب کہ قیامت واقع ہوجائے۔ جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں (وہ) پست کرنے والی بھی ہے

رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾

اور بلند کرنیوالی (بھی) جس وقت زمین ایسی ہلائی جائے گی جیسا کہ ہلائے جانے کا حق ہے۔ اور پہاڑ ایسے اکھاڑ دیئے جائیں گے جیسا کہ

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿٦﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ

اکھاڑ دیئے جانے کا حق ہے۔ پھر وہ پھیلا ہوا غبار ہوجائیں گے۔ اور تم تین گروہ ہوجاؤ گے۔

الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ

پس دائیں طرف والے کیا کہنے دائیں طرف والوں کے۔ اور بائیں طرف والے پھوٹ مجھے

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾

نصیب ان کے بائیں طرف والوں کے۔ اور آگے بڑھنے والے وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔

ل خیرات حسان الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خیرات حسان سے مراد اہل دنیا کی عورتیں ہیں جو وہاں حوران بہشتی سے زیادہ خوبصورت ہوجائیں گی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ایسی لونڈیاں ہیں جو کنارۂ کوثر پر مثل نباتات کے پیدا ہوجائیں گی۔ جس وقت ان میں سے کسی ایک کو لے لوگے وہیں دوسری پیدا ہوجائے گی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص جو دوسرے سے کہتا ہے جزاك الله خيراً فرمایا خیر نام جنت میں ایک نہر ہے جو کوثر سے نکلی ہے۔ اور خود کوثر ساق عرش سے نکلا ہے۔

ع ۳ ۱۳ اس نہر کے کنارے اوصیاء و انبیاء کے اور ان کے شیعوں کے مکان ہیں اور اس کے دونوں کناروں پر لونڈیاں اگ کر پیدا ہوں گی کہ اگر ان میں سے ایک اکھاڑ لی جائے تو بجائے اس کے دوسری اگ جائے گی۔ اور ان لونڈیوں کے نام بھی اسی نہر کے نام پر ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کے اس قول

ع خیرات حسان کا یہی مطلب ہے۔ پس جو کوئی اپنے رفیق سے

ف کہتا ہے جزاک اللہ خیراً تو اس کا مطلب ان ہی خاص عمارتوں سے ہوتا ہے جو اس نہر کے کنارے ہیں۔

ن حور مقصورات فی الخیام تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ان خیموں میں سے ہر ایک ایک موتی کا ہے جن میں سے ہر اس کے ہر ہر گوشہ میں وہ حوریں جو اس مومن کے لئے خدا نے مخصوص کی ہیں رہتی ہیں کہ کوئی غیر ان کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔

(اس سے آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾

نعمت والی جنتوں میں مقرب بارگاہ تو وہی ہیں بہت سے ہیں۔

وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿١٤﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا

اور پچھلے میں سے تھوڑے سے بنے ہوئے جڑاؤ تختوں پر آمنے سامنے تکیے

مُتَقَابِلِينَ ﴿١٦﴾ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ

لگائے بیٹھے ہوں گے ہمیشہ لڑکے گلاس اور لٹیاں اور ایسی شراب کے جام لئے ہوئے ان کے پاس آتے جاتے

وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا

رہیں گے۔ جس سے نہ ان کو کبھی درد سر ہوگا اور نہ ان کے

يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا

ہوش حواس گم ہوں گے۔ اور پھل وہ لائیں گے جن کو یہ پسند کریں۔ اور پرندوں کا گوشت ایسا جس کا ان کو جی چاہے۔

يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً

اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ ایسی جیسے چھپے ہوئے موتی۔ جو نیک عمل یہ کیا

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا

کرتے تھے یہ اس کا عوض ہوگا۔ سوائے سلام اور سلام کہنے کے وہ جنت میں نہ کوئی لغو سنیں گے

قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾

اور نہ کوئی گناہ کی بات۔ اور داہنے ہاتھ والے کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے۔ وہ بغیر کانٹوں والی بیریوں میں

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ

ہوں گے اور تہ بہ تہ کیلوں میں اور پھیلے ہوئے سائے میں اور بہتے ہوئے پانی میں۔

مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾

اور بہت سے میوے میں۔ جو نہ ختم ہوگا اور نہ روکا جائے گا اور اونچے اونچے فرشوں

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾

پر ہوں گے (اور حوریں بھی ان کو ملیں گی) ہم یقینا ان کو بالکل نیا پیدا کیا ہے۔ پھر ہم ان کو کنواریاں

عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ

پیار دلانے والیاں اور ہم سن۔ خاص کر داہنے ہاتھ والوں کے لئے قرار دیا ہے۔ یہ بہت سے پہلوں میں سے ہوں گے

الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۙ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾

اور بہت سے پچھلوں میں سے ہوں گے۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا بری گت ہوگی بائیں ہاتھ والوں کی۔

۱ ولدان مخلدون تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے مشرکوں کے بچوں کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اہل جنت کے خادم ہوں گے۔

۲ لحم طیر مما یشتھون کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے کل سالنوں کا سردار گوشت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ دنیا اور آخرت کی کل کھانوں کا سردار گوشت ہے۔

۳ اصحاب الیمین تفسیر قمی میں ہے کہ الیمین جناب علی مرتضیٰ ہیں۔ اور اصحاب الیمین شیعیان جناب امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

۴ طلح منضود تفسیر مجمع البیان میں عامۃ الناس کی روایت ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر المومنین کے سامنے وطلح منضود پڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ طلح کا کیا موقعہ ہے اصل تو طلع جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے و نخل طلعھا ھضیم (دیکھو پارہ ۱۹، رکوع ۱۱) کسی نے عرض کی پھر حضور اسے بدل کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا آج اس کا موقعہ نہیں ہے کہ قرآن مجید کی اصلاح کر کے عوام الناس کو ہیجان میں لایا جائے۔ (آئمہ علیہم السلام میں یہ حق مخصوص جناب صاحب الامر علیہ السلام کا ہے کہ قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں پر پڑھوائیں گے جس حد پر وہ زمانہ جناب رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ہمارے بہت سے علماء نے یعقوب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق کے سامنے وطلح منضود پڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ اصل تو یوں نہیں ہے اصل تو وطلع منضود تھا۔ (اس صفحہ کے بائی حواشی ثمیمہ میں پڑھئے)

فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾
آگ کی تپش میں اور کھولتے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوئے گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ نفع بخش

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ
بے شک وہ اس سے پہلے بڑی آسائش میں تھے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کیا

الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ
کرتے تھے ۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے

اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ
تو کیا ہم پھر بھی اٹھائے جائیں گے ؟ کیا ہمارے پہلے باپ دادا اٹھائے گئے ؟ تم یہ کہدو کہ پہلے

وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ
اور پچھلے ایک مقررہ دن کے معین وقت پر ضرور جمع کئے جائیں گے پھر

اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ
تم اے گمراہو! اے جھٹلانے والو! تھوہر کے درخت میں سے کھانے

زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ
والے اور اسی پیٹ بھرنے والے ہوگے پھر اس کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی

الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ
پینے والے پیاسے اونٹوں کی سی پلائی پینے والے ہوگے جزا وسزا کے دن یہ ان کی مہمانی

الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
ہوگی ہم نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں نہیں تصدیق کرتے ؟ کیا تم نے غور کیا

تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا
کہ جو منی (تم رحم) میں پہنچاتے ہو کیا تم اس سے آدمی کو پیدا کردیتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ۔ ہم نے

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ
ہی تمہارے مابین موت کو مقرر کردیا ہے اور ہم (اس میں) عاجز نہیں ہیں کہ تمہارے

اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
بدلے میں تم جیسے اور بنادیں اور تم کو اس حالت میں پیدا کردیں جسے تم نہیں جانتے اور پہلی پیدائش کو

النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾
تم یقینا سمجھ گئے ہو پھر اس کو کیوں نہیں یاد رکھتے ؟ کیا تم نے اس میں بھی غور کیا کہ جو بیج تم بوتے ہو

۱ فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم۔ تفسیر صافی میں ہے کہ سموم تو آتش جہنم کا ایک نام ہے اور حمیم وہ پانی جو اس آگ میں اونٹا جائے گا اور ظل من یحموم ایسی اندھیری جس میں سخت گرمی ہوگی لا بارد ولا کریم کے یہ معنی ہیں کہ نہ وہ کسی طرح ٹھنڈا ہوگا اور نہ نفع بخش۔

۲ میقات یوم معلوم تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جو دنیا کی انتہا مقرر کیا گیا ہے اور اس معین دن کی حد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

۳ شرب الھیم تفسیر صافی میں ہے کہ ھیم ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو پیاس کی بیماری ہو اور وہ بیماری استسقاء سے مشابہ ہوتی ہے۔ الفقیہ، المحاسن، اور المعانی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے الھیم کی بابت دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ پیاسے اونٹ۔ اور ایک روایت کے بموجب الھیم اس ریتیلی زمین کو بھی کہتے ہیں جس میں پانی کھپتا ہی چلا جائے اور وہ سیراب نہ ہو۔

۴ ھذا نزلھم یوم الدین تفسیر صافی میں ہے کہ نزل کے معنی ہیں وہ سامان جو کسی آنے والے کے لئے اس کی عزت یا ذلت کے لئے مہیا کیا جاتے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں جزاء وسزا کے دن ان کے لئے یہ کچھ کیا جائے گا۔

۵ النشأۃ الاولیٰ کافی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ تعجب اور پورا تعجب اس شخص سے ہے جو دوسری پیدائش کا منکر ہو جس حال میں کہ وہ پہلی پیدائش کو (کھلی آنکھوں) دیکھ رہا ہے۔

ءَ أَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ
کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اس کو اگانے والے ہیں ؟ اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا
حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ
(چورا) کردیتے پھر تم باتیں ہی بناتے رہ جاتے کہ ہم پر تو ڈنڈ پڑ گیا بلکہ ہم
مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ
تو بدنصیب لوگ ہیں ۔ آیاتم نے اس پانی کے بارے میں غور کیا جسے تم پیتے ہو؟ کیا تم نے
أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ
اسکو بادلوں سے اتارا ہے یا ہم کو اتارنے والے ہیں ؟ اگر ہم چاہتے تو اس کو
أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى تُورُونَ ﴿٧١﴾
کڑوا اور کھاری کردیتے پھر تم شکر کیوں ادا نہیں کرتے ؟ آیا تم نے اس آگ کے بارے میں بھی غور کیا جسے تم سلگاتے ہو؟
ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنشِـُٔونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَٰهَا
کیا اسکے ایندھن کے درخت کو تم نے پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟ ہم نے اس کو
تَذْكِرَةً وَمَتَٰعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾
آتش جہنم کا یاد دلانے والا اور جنگل کے رہنے والوں کے لئے نفع کی چیز قرار دیا ہے پس اے رسولؐ تم اپنے عزت والے خدا کی تسبیح
فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ
پڑھو پس قسم ہے ستاروں کے گرنے کی جگہ کی اور اگر تم سمجھو تو یہ قسم بہت ہی بڑی ہے
عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُۥٓ
بیشک نفع دینے والا قرآن (مجید) ضرور پوشیدہ نوشتہ میں ہے جس کے سوائے ان لوگوں کے جو پاک کردیئے
إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ أَفَبِهَٰذَا
گئے ہیں کوئی چھوتا ہی نہیں تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا تم اسی
ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ
بات کے متعلق کاہلی کرتے ہو؟ اور اپنی روزی کا شکریہ اسی بات کو قرار دیتے ہو کہ جھٹلایا کرو ۔
تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ
پھر اس وقت تمہارا قابو کیوں نہیں چلتا جب کہ جان حلق تک آپہنچی ہے اور تم وقت (پڑے پڑے)
تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾
دیکھا کرتے ہو اور ہم اس (موت) کی نسبت تم سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم کو سوجھتا ہی نہیں

لے وانتم تزرعونه ام نحن الزارعون تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ کوئی تم میں سے کبھی یہ نہ کہے زرعت (میں نے زراعت کی یعنی میں نے اگایا) بلکہ یہ کہو حرثت (میں نے بیج ڈالا)

٢ تفکھون تفسیر صافی میں ہے کہ تفکہ کے لفظی معنی ہیں دل بہلانے اور لطف اٹھانے کے لئے کسی قسم کے میوں کو تھوڑا تھوڑا کھانا اور یہاں بطور استعارہ بات کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

٣ النار التی تورون تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تمہاری یہ آگ بحیثیت حرارت جہنم کی آگ سے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور اس پر بھی ستر مرتبہ پانی سے بجھائی گئی ہے اور اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو کسی آدمی کی یہ قدرت نہ تھی کہ اسے بجھا سکتا اور قیامت کے دن یہ آگ آتش جہنم پر بھی جائے گی تو ایسی سخت آواز سے چیخے گی کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی مرسل نبی ایسا باقی نہ رہے گا جو اس کی چیخ سے گھبرا کر اپنے اپنے گھٹنوں کے بل نہ کھڑا ہو جائے۔

٤ فسبح باسم ربک العظیم تفسیر مجمع البیان اور الفقیہ میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس ذکر کو تم اپنے رکوع کے لئے قرار دو۔ (اس صفحہ کے اس سے اگلے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الربع ١٥

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ
پھر اگر تم کسی کے ماتحت نہیں ہو۔ اگر تم سچے ہو تو اس (جان) کو لوٹا کیوں نہیں لاتے ؟
صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ
پس اگر وہ مقربان بارگاہ سے ہے تو اس کے لئے راحت اور خوشبو ہے
وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ
اور نعمت والی جنت ہے اور اگر وہ داہنی طرف والوں میں سے ہے تو داہنی طرف والوں
لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ
سے تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے اور اگر وہ جھٹلانے والے اور گمراہوں میں سے ہیں
الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا
تو کھولتے ہوئے پانی میں مہمانی ہے اور جہنم میں جانا ہے (جو کچھ بیان کیا گیا ہے) یہ ضرور
لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾
بھی قطعی یقینی خبر ہے۔ پس اے رسول تم اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھو۔

حروفها ۲۵۹۹ سورة الحدید مدنیة کلماتها ۵۸۶
سورہ حدید مدینہ میں نازل ہوا
رکوعها ۴ آیاتها ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾
آسمانوں میں اور زمین میں جو جو کچھ ہے وہ خدا کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ
پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے وہی اول ہے اور وہی آخر وہی غالب ہے اور وہی حقیقت سے آگاہ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے وہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر اس کا حکم غالب آیا وہ اس کو بھی خوب جانتا ہے

۱ فروح وریحان و جنت نعیم تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ روح اور ریحان کی خوشخبری تو اس کی قبر کے متعلق ہے اور جنت ونعیم کی خوشخبری آخرت کے متعلق۔

۲ فسلام لک من اصحاب الیمین کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے جناب علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا یا علی اصحاب الیمین تمہارے شیعہ ہیں اور سلام لک کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری اولاد کو وہ قتل نہ کریں گے۔

۳ واما ان کان من المکذبین الضالین تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اصحاب الشمال ہیں جن کا ذکر ان کے افعال کے ساتھ بیان کیا اس کی ایک غرض تو یہ ہے کہ وہ ان افعال سے باز رہیں۔ اور دوسری یہ کہ اگر وہ انہی افعال پر مصر رہے تو جن جن چیزوں سے ان کو ڈرایا گیا ہے ان کا واقع ہونا بھی لازم سمجھیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ المکذبین الضالین سے مراد مشرکین ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد دشمنان آل محمدؐ ہیں۔

(قول مترجم) ان دونوں میں حقیقی اختلاف کچھ نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے الکفر ملة واحدة توحید میں شرک کرنے والے ہوں تو نبوت میں شرک کرنے والے ہوں تو۔ امامت میں شرک والے ہوں تو سب کے سب سگ زرد برادر شغال ہیں۔ دشمنان آل محمدؐ نے چونکہ علم خدا اور رسول کو آل محمدؐ کے بارے میں رد کر دیا لہٰذا شرک فی التوحید کے بھی مرتکب ہوئے اور شرک فی النبوۃ کے بھی۔

۴ فنزل من حمیم و تصلیة جحیم امالی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے نزل من حمیم تو ایسے شخص کی قبر کی حالت ہے اور تصلیة جحیم آخرت کی۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا

جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کو بھی جو اس سے نکلتا ہے اور اسکو بھی جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور

يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اس کو بھی جو کچھ آسمان میں چڑھ جاتا ہے اور جہاں کہیں تم ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو عمل تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اللہ اس کا نگراں ہے آسمانوں کا اور زمین کا اختیار اسی کو ہے اور کل معاملات کی بازگشت اللہ

الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ

ہی کی طرف ہے وہ رات کو دن میں داخل کردیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کردیتا ہے

وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا

اور دلوں کے حال کا جاننے والا وہی ہے تم اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور جن (جن)

مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

چیزوں میں اس نے تم کو پہلوں کا جانشین بنایا ہے ان کا ایک حصہ اس کی راہ میں خرچ کرو پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے

وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ

اور انہوں اسکی راہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے اور تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ

حالانکہ رسولؐ تم کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ اور اگر تم ماننے والے ہو تو (خدائے تعالیٰ بھی)

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ

تم سے اسی کی بابت پختہ عہد لے چکا ہے وہ وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی نشانیاں

بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ

نازل کرتا ہے تاکہ تم کو کفر کی تاریکی سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لائے۔ اور یقیناً اللہ تمہارے بارے

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

میں بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ تم راہ خدا میں کوئی چیز خرچ نہیں کرتے

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ

حالانکہ آسمانوں کی اور زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے تم میں سے جس نے فتح مکہ سے

اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً

پہلے راہ خدا میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہوسکتا ایسے لوگ ان سے جنہوں نے بعد فتح

۱ مما جعلکم مستخلفین فیہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ اموال ہیں جو تم نے اپنے مورثوں سے میراث میں پائے ہیں اور تم ان کے جانشین بن کر ان میں تصرف کرنے کے مستحق ہوگئے کہ یہ حقیقت میں ان کے لئے تھے تمہارے لئے نہیں تھے یا وہ مال مراد ہیں کہ جن میں تصرف کرنے اور ان کا مالک بننے کے لئے تم سے پہلوں نے تم کو جانشین کردیا ہے۔ تو اس آیت کے بموجب ان میں سے راہ خدا میں خرچ کرنا بہت سی خوبیاں رکھتا ہے۔ اور اپنی ذات پر خرچ کرنا بہت سی خرابیاں۔

۲ من الظلمات والی النور تفسیر صافی میں ہے کہ الظلمات سے مراد کفر کی اندھیریاں ہیں اور النور سے مراد ایمان کی روشنی۔ تفسیر برہان میں بحوالہ مناقب ابن شہر آشوب جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے اتنا اور منقول ہے کہ نور ایمان سے مراد ہے ولایت جناب امیر المومنین۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

خرچ کیا اور جہاد کیا درجہ میں کہیں بڑھے ہوئے ہیں اور اللہ نے اجر نیک کا وعدہ تو سب ہی سے کیا ہے۔

الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ

اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ خدا اسے اسکی

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى

خاطر سے کئی گناہ کردے اور اس کے لئے نفع بخش اجر بھی ہو۔ جس دن تم مومن مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور انکے آگے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ دوڑتا جاتا ہے

وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان سے کہا جائے گا آج تمہارے لئے خوش خبری ہے یعنی وہ جنتیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ

ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہوگے۔ یہی تو وہ بڑی کامیابی ہے اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ

ایمان لانے والوں سے یہ کہیں گے کہ ذرا ہمارا بھی انتظار کرلو کہ ہم (بھی) تمہارے نور سے فائدہ اٹھائیں

نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ

کہا جائے گا کہ تم پیچھے پلٹ جاؤ کوئی نور ڈھونڈ لو، پھر ان (مومنین و منافقین)

بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ

کے مابین ایک فصیل قائم کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اسکے اندر کی طرف

الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ ؕ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى

تو اس میں رحمت ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ (منافق) ان (مومنوں) کو پکار کر کہیں گے کہ

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ جواب دیں گے ہاں تھے لیکن تم نے اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالا اور تم نے (مومنین کے حق میں نزول بلا کا)

وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

انتظار کیا اور تم شک میں پڑ گئے اور تم کو آرزوؤں نے دھوکا دیا یہاں تک کہ قیامت آگئی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان تم کو دھوکے ہی دیتا

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

رہا سو آج کے دن نہ تم سے ہی کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان سے ہی جو کافر ہو گئے تھے

۱ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ۱۲ جب زمانہ نافرمانوں کا ہو تو امام کا حق ان کو پہنچا دو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا سے تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے جو کچھ ان کے پاس ہے کچھ اس لئے وہ قرض نہیں مانگا ہے کہ اسے اس کی ضرورت ہے۔ بلکہ اللہ کا جو کچھ حق ہے وہ اس کے ولی کو پہنچتا ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ ان حضرت نے میاج سے فرمایا کہ اے میاج ایک درم جو امام کی خدمت میں پہنچایا جائے وہ وزن میں کوہ احد سے بھی زیادہ ہے۔

۲ یسعیٰ نورھم بین ایدیھم و بایمانھم تفسیر برہان میں ہے کہ صالح ابن سہل کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم پھر حضرت نے فرمایا کہ مومنین کے اماموں کا نور قیامت کے دن مومنین کے آگے آگے اور ان کے دائیں ہاتھ دوڑتا جاتا ہوگا یہاں تک کہ جنت میں وہ اپنے اپنے مکانوں میں جا اتریں گے۔ نیز جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک دن ہم جناب رسول خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آنحضرتؐ نے یکایک جناب علیؑ مرتضیٰ کی طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا اے ابوالحسن میں تمہیں آج ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ عرض کی یا رسول اللہ! ضرور سنائیے۔ فرمایا یہ جبرئیل امین موجود ہیں یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ خبر دیتے ہیں کہ اس نے تمہارے شیعوں اور تمہارے دوستوں کو سات باتیں عطا فرمائی ہیں (۱) موت کے وقت سہولت (۲) تنہائی کے وقت

موانست (۳) ظلمت قبر کے وقت نور (۴) پریشانی کے وقت امن (۵) اعمال کی جانچ کے وقت کفایت (یعنی نیکیاں اتنی کافی ہونا کہ جنت میں جانا آسان ہو) (۶) اور صراط سے بآسانی گذر جانا (۷) اور سب آدمیوں سے پہلے جنت میں پہنچ جانا۔ حالت ان کی یہ ہوگی نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ
تمہارا ٹھکانا آتش جہنم ہے وہی تمہاری حاکم ہے اور وہی سب سے بری بازگشت ہے کیا ان لوگوں کیلئے
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ
جو ایمان لائے اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل خدا کی یاد کے لئے اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کے لئے پگھل
الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ
جائیں اور وہ ان لوگوں کے مانند نہ ہو جائیں جن کے پہلے کتاب دی گئی (تھی) پھر ان پر
عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾
ایک زمانہ گزر گیا پس ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں
اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ
یہ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد ضرور زندہ فرمائے گا بیشک ہم نے تمہارے لئے آیتوں کو کھول کر بیان کر دیا
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ
تاکہ تم سمجھو۔ یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں
وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ
اور وہ جنہوں نے خدائے تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا انکے لئے دوچند کر دیا جائے گا اور ان کے لئے نفع بخش
كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ
اجر ہوگا۔ اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں وہی تو اپنے پروردگار کے نزدیک
الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
صدیق اور شہید ہیں ان کا اجر اور ان کا نور ان ہی کے لئے ہوگا۔
وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور جھٹلایا وہی تو جہنمی ہیں
الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ
(یہ) خوب سمجھ لو کہ زندگانی دنیا سوائے کھیل کود اور آرائش و پیرائش
وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ
اور آپس میں بڑائی مارنے کے اور مال اور اولاد کی زیادتی کی خواہش کرنے کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی مثال
غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

بارش کی سی مثال ہے کہ اس کے ذریعے سے نباتات کا پیدا ہونا کفار کو تعجب میں ڈالتا ہے پھر وہ لہلہاتی ہے پھر تم اسکو زرد ہوا

---

۱ ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت قائم آل محمد کی غیبت کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس نبی خدا پر عمل کرنے والے ہیں وہی مومن ہیں۔

۲ یحی الارض بعد موتہا الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ زمین کو اس کے مرنے کے بعد قائم آل محمد کے ذریعے سے زندہ فرمائے گا (امام فرماتے ہیں کہ) اس آیت میں زمین کی موت سے مراد اہل زمین کا کفر ہے اور کافر خدا کے نزدیک میت کے حکم میں ہیں۔

۳ ان المصدقین و المصدقات و اقرضوا اللہ قرضاً حسناً کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں ایک فریضہ مقرر فرمایا ہے اس کے ادا کرنے پر ان کی کوئی تعریف نہیں کی جا سکتی اور وہ زکوٰۃ ہے جس کے ذریعے سے ان کے (مال و اور ان کی) جانیں محفوظ رہتی ہیں اور اسی کے ذریعہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں زکوٰۃ کے سوا کچھ اور حقوق بھی مقرر فرمائے ہیں چنانچہ فرماتا ہے و ع ۲ ۱۸ فی اموالھم حق للسائل و المحروم (دیکھو پارہ نمبر ۲۳ رکوع ۸) یہ حدیث طویل ہے آخر میں حضرت نے فرمایا کہ انہی حقوق کے ادا کرنے والوں کی شان میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان المصدقین و المصدقات و اقرضوا اللہ قرضاً

حسناً تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ دروازہ جنت پر لکھا ہوا ہے کہ قرض حسنہ میں منزل (۷) ایک کا بدلہ اٹھارہ اور صدقہ میں ایک کا عوض دس ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض واقعی حاجت مندی کے لئے ہوتا ہے اور صدقہ اکثر ایسے ہاتھوں میں بھی جا پڑتا ہے جن کی اس کو واقعی حاجت نہ ہو۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی نمبر میں پڑھئے)

ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ
دیکھتے ہو پھر وہ چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب بھی ہے اور اللہ کی
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾
طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور زندگانی دنیا سوائے دھوکے کی ٹٹی کے اور کچھ بھی نہیں ہے
سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ
تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ
آسمان وزمین دونوں کے عرض کے برابر ہے اور وہ ان ہی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے
الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ
جو مصیبت بھی زمین پر اور تمہاری ذات پر گزرتی ہے قبل اسکے کہ ہم اسکو پیدا کریں
اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
وہ ہمارے پاس ایک نوشتہ میں لکھی ہوئی موجود ہے بیشک یہ امر
اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ
اللہ کے لئے آسان ہے تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اس پر تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس
اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
پر آپے سے باہر نہ ہوجاؤ اور اللہ ہر شیخی باز خود پسند نہیں رکھتا جو خود بھی کنجوسی
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
برتتے ہیں اور لوگوں کو بھی کنجوسی برتنے کا حکم دیتے ہیں اور جو روگردان ہوجائے گا تو اللہ ضرور
الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
صاحب حمد اور بے پروا ہے۔ بیشک ہم نے اپنے رسول کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجے اور ہم نے ان کے ساتھ
الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا
کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدالت پر قائم ہوجائیں اور ہم نے خاص لوہا
الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ
نازل کیا جس میں سخت خوف (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے نفع (بھی) اور یہ غرض (بھی) کہ اللہ یہ جان لے کہ

۱؎ کعرض السماء والارض تفسیر صافی میں ہے کہ اگر آسمان وزمین دونوں کو پھیلا دیا جائے تو ان کے مجموعے کا جو عرض ہوگا وہ یہاں مراد لیا گیا ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جنتیوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کا مکان اتنا بڑا ہوگا کہ اگر تمام جن و انس اس کے مہمان ہوجائیں تو وہ سب کو بے تکلف کھانا پانی اور آرام پہنچا سکے۔

۲؎ ما اصاب من مصیبة ... الی آخرہ علل الشرائع میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ وہ فرشتہ جو رحم مادر پر موکل ہے انسان پر دنیا میں جو جو کچھ گزرنے والی ہے وہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین لکھ دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے اس قول ما اصاب من مصیبة الخ کا یہی مطلب ہے (اس کی باقی تفسیر ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

۳؎ لکیلا تاسوا علی ما فاتکم و لا تفرحوا بما اٰتکم نہج البلاغہ میں ہے کہ تمامی زہد قرآن مجید کے ان دو جملوں میں آگیا ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتکم پس جو شخص گزشتہ کا افسوس نہ کرے اور جو کچھ آنے والا ہے اس پر اترائے نہیں تو گویا زہد کے دونوں پہلو اس کے ہاتھ آگئے۔ اس میں سے ایک ممانعت پہلے زمانہ سے متعلق ہے اور دوسری پچھلے زمانہ سے لاتاسوا علی ما فاتکم کا یہ مطلب ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب جن جن فضیلتوں کے ساتھ مخصوص کئے گئے وہ تم کو نہیں ملیں ان پر افسوس نہ کرو اور لا تفرحوا بما اٰتکم کا یہ مطلب ہے کہ بعد جناب رسول خدا جو فتنہ پیش آیا اور اس سے تم نے دنیوی نفع اٹھایا اس پر اتراؤ نہیں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ

اس کی اور اس کے رسولوں کی بغیر دیکھے کون کون مدد کرتا ہے بیشک اللہ صاحب قوت وغلبہ ہے اور یقیناً

اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ

ہم نے نوح کو اور ابراہیم کو بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت

وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ

وکتاب کو قرار دے دیا پس ان میں سے کوئی کوئی ہدایت یافتہ ہے اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں پھر

قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ہم نے ان کے پیچھے ان ہی کے نقش پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰ بن مریم

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً

کو بھیجا اور ان کو ہم نے انجیل عطا کی اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے ان کی پیروی کی

وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا

مہربانی اور رحمت قرار دے دی اور ترک دنیا کو انہوں نے خود ایجاد کیا ہم نے اسے ان پر واجب نہیں کیا تھا مگر

ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا

خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اسے خود ایجاد کر لیا پھر انہوں نے اس کی ویسی رعایت نہیں کی جیسا کہ اس رعایت کا حق تھا۔ پھر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں سے ایمان لائے تھے ان کا اجر دے دیا اور بہت سے ان میں نافرمان رہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ

اے ایمان لانے والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ کہ وہ

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ

اپنی رحمت کا دوہرا حصہ تم کو دے اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دے جس کے ذریعے سے تم چلو اور تمہارے گناہ

لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا

بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے تاکہ اہل کتاب یہ جان لیں کہ وہ خدا کے فضل

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ

کے کسی حصے پر قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ فضل صرف خدا کے ہاتھ ہے وہ جسے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ع ۱۹ ۱ وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ والکتاب تفسیر برہان میں ہے کہ مامون نے جو علماء جناب امام رضاؑ سے مناظرہ کرنے کو جمع کیے تھے انہوں نے حضرت سے دریافت کیا کہ آیا عترت آل میں داخل ہے یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خود آل ہے یہ سن کر تو علماء (جامے سے باہر ہو گئے) اور کہنے لگے۔ یہ دیکھئے خود جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ میری امت میری آل ہے اور یہ دیکھئے آنحضرتؐ کے اصحاب سے یہ حدیث منقول ہے جس کا دفعیہ ممکن ہی نہیں کہ آل محمدؐ آنحضرتؐ کی امت ہے حضرتؑ نے فرمایا (گھبراؤ نہیں آپے سے باہر نہ ہو) ذرا مجھے یہ بتلاؤ کہ آیا آل پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا بس تو آل و امت میں یہی فرق ہے۔ وائے ہو تم پر۔ آیا تم قرآن مجید سے بالکل کورے ہو۔ یا تم حد سے زیادہ گزر گئے ہو۔ آیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وراثت وطہارت صرف ان کے حصے میں آئی ہے جو برگزیدہ اور ہدایت یافتہ ہیں سب کو نہیں ملی۔ وہ کہنے لگے یا حضرتؑ یہ آپ کہاں سے فرماتے ہیں؟ فرمایا خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ولقد ارسلنا نوحاً وابراھیم و جعلنا فی ذریتہما النبوۃ و الکتاب الخ پس نبوت و کتاب مہتدین کو عنایت کی گئی نہ کہ فاسقین کو۔ آیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ جس وقت نوحؑ نے اپنے پروردگار سے عرض کی رب انی ابنی من اھلی و ان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین (دیکھو پارہ ۱۲ الربع) وجہ اس دعا کی یہ تھی کہ خدائے تعالیٰ ان سے وعدہ کر چکا تھا کہ ان کو اور اہل کو نجات دے ع ۲۰ گا۔ اس دعا کے جواب میں

خدائے تعالیٰ نے فرمایا یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین (دیکھو پارہ ۱۲۔) (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۲۱۰۳ سورة المجادلة مدنية كلماتها ۴۷۹

سورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوا

آیاتها ۲۲ رکوعها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سنی جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی ہے اور خدا کی حضور میں شکایت کرتی ہے اور اللہ

يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ

تم دونوں کی گفتگو سنتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا سننے والا (اور) بڑا دیکھنے والا ہے تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں سے

مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ

ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہوجاتیں ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے

وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

اور ضرور ایسا کہنے والے بے ہودہ بات (کہتے) اور جھوٹ بکتے ہیں۔ اور ضرور اللہ بڑا معاف کرنے والا

غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا

(اور) بڑا بخشنے والا ہے اور جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر وہ جو کچھ کہہ چکے ہیں اس کا تدارک کرنا چاہیں

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

تو قبل اسکے کہ دونوں مباشرت کریں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے یہ اس لئے کہ تم کو اس کے ذریعے سے نصیحت کی جائے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

(کہ تم پھر ایسا نہ کرو) اور جو بھی تم کرتے ہوں خدا تعالیٰ اس سے خبردار ہے پھر جسے یہ میسر نہ ہو تو قبل اس کے کہ دونوں مجامعت کریں

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ

(ظہار کرنے والے کے ذمے) دو مہینے کے متواتر روزے رکھنا ہے۔ پھر جس سے یہ ممکن نہ ہو تو (اسکے ذمہ) ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے۔

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرو۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا

کیلئے دردناک عذاب (تیار) ہے بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل کئے جائیں گے جیسے

كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

وہ لوگ ذلیل کئے گئے وہ ان سے پہلے تھے اور ہم نے کھلی کھلی نشانیاں اتاری ہیں اور نہ ماننے والوں کیلئے

۲۸ ع ۱ لقد سمع الّتی تجادلك فی زوجها تفسیر کبیر میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ سب سے پہلا شخص جس نے اسلام میں ظہار کیا اوس بن صامت انصاری تھا۔ یہ شخص بوڑھا پھونس تھا۔ ایک دن اپنی زوجہ پر غصہ ہوا اور اس سے کہہ بیٹھا انت علی کظهر امی پھر اس پر نادم ہوا اور زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی اپنی زوجہ سے انت علی کظهر امی کہہ لیتا تو وہ دوام کے لئے اس پر حرام ہو جاتی۔ اب اس نے اپنی زوجہ سے یہ کہا اے خولہ جاہلیت میں تو ہم اس کو حرام جانتے ہی تھے مگر اب تو خدائے تعالیٰ نے ہمیں اسلام سے مشرف فرمایا ہے۔ تو جناب رسول خدا کی خدمت میں چلی جا اور آنحضرت سے اس کے بارے میں سوال کر۔ چنانچہ خولہ آئی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں۔ اوس بن صامت میرے چچا کا بیٹا ہے۔ میرا شوہر ہے۔ اور میری اولاد کا باپ ہے اور مجھ سے یہ کہہ چکا ہے کہ انت علی کظهر امی اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے بمو جب ہم ایسا کہنے والے پر اس کی زوجہ کو دوام کے لئے حرام جانتے ہیں مگر اب تو خدائے تعالیٰ نے حضورؐ کی بدولت ہم کو اسلام سے مشرف فرمایا ہے۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے قریب قریب یہی مضمون درج ہے مگر آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا کہ اے عورت! اس وقت تو میرا فیصلہ بھی یہی ہے کہ تو اس پر حرام ہے اس عورت نے یہ سن کر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور کہنے لگی کہ میں اپنے شوہر سے چھٹ جانے کی شکایت خدا سے کرتی ہوں۔ پس خدائے تعالیٰ نے قد سمع اللہ سے لعفو غفور تک آیتیں نازل فرمائیں۔ پھر اس کے بعد خدائے تعالیٰ نے ظہار کے باب منزل (۷) میں کفارے کا حکم صادر فرمایا اور وہ حکم والذین یظاهرون من نسائهم سے عذاب الیم تک کی آیتوں میں ہے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ
ذلت دینے والا عذاب (مہیا کیا) ہے جس دن اللہ ان سب کو مبعوث فرمائے گا پھر جو کچھ یہ کر چکے ہیں اس کو آگاہ کرے گا

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
اللہ نے تو انکے اعمال کا شمار کرلیا ہے اور یہ ان کو بھول گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر گواہ ہے کیا تم اتنا نہیں

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ
سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں جو کچھ ہے اسکو (بھی) اور زمین میں جو کچھ ہے اسکو (بھی) جانتا ہے کسی راز میں تین ایسے (شریک) ہوتے کہ

اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ
وہ خود ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ ایسے ہوتے کہ وہ ان کا چھٹا نہ ہو ورنہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ

اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ
اس سے زیادہ مگر یہ کہ جہاں بھی وہ ہوں وہ خود ان کے پاس ہوتا ہے پھر جو کچھ بھی وہ کر چکے ہیں قیامت کے

الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ
دن وہ ان کو جتلائے گا بیشک خدائے تعالیٰ ہر بات کا جاننے والا ہے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
سرگوشی کرنے سے روکے گئے پھر جس بات سے روکا گیا وہی کرتے ہیں اور گناہ کے بارے میں اور زیادتی کے بارے میں

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ
اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں آپس میں کانا پھوسی کرتے ہیں اور اے رسول جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو تم کو اس طریقے سے

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ
سلام کرتے ہیں جس طریقے سے تم کو اللہ نے سلام نہیں کیا اور اپنے دلوں میں یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اس کے عوض میں

جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
خدا ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتا؟ ان کے لئے جہنم کافی ہے جس میں وہ جائیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے اے ایمان والوں جب

تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ
تم کانا پھوسی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں کانا پھوسی نہ کیا کرو

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا
وہاں نیکی اور پرہیزگاری کے بارے میں کانا پھوسی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے حضور میں تم جاؤ گے سوائے

النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ
اسکے نہیں ہے کہ بدی کے بارے میں کانا پھوسی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین رنجیدہ ہوں۔

ل ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس راز میں خدائے تعالیٰ کی شرکت سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے محیط ہونے کی قدرت اور علم کے ذریعے سے شریک ہے نہ یہ کہ ذات سے۔ کیوں کہ مکانات تو محدود چیزیں جن کو حدود اربعہ گھیرے ہوتے ہیں۔ پس اگر ذات سے شرکت مانی جائے تو کسی مکان میں اس کا ہونا لازم آئے گا۔ اور کسی میں نہ ہونا۔ نیز جناب امیر المومنینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ اللہ کہاں ہے؟ فرمایا یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے ہر جگہ ہے۔ اوپر بھی ہے، نیچے بھی ہے۔ جمیع ہر طرف سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور ہمارے ساتھ ہے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرما کر اشارہ کیا کہ تین راز کہنے والوں کا چوتھا اور پانچ راز کہنے والوں کا چھٹا ہوتا ہے۔ یعنی وہ ان سب پر محیط ہے۔ اور سب پر غالب ہے اور اس کا علم ان تمام باتوں کے متعلق جو رازوں میں کہی جائیں کامل ہے اور اس کے گواہ ان کے راز کہنے کے وقت ان کے پاس حاضر رہتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات مقدس سے ان کا شریک اور گنتی میں مثل ان کے ایک ہو اس لئے کہ اس سے محدود ہونا اور کسی مکان میں ہونا اور کسی مکان میں نہ ہونا لازم آتا ہے۔ (جو خدا کی شان کے منافی ہے) کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت فلاں اور فلاں اور ابو عبیدہ ابن الجراح، عبدالرحمان ابن عوف، سالم مولائے ابی حذیفہ اور مغیرہ بن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ ان لوگوں نے باہمی مشورے سے ایک نوشتہ لکھا تھا اور آپس میں اس کا پختہ عہد کر لیا تھا کہ اگر محمدؐ کا انتقال ہو گیا تو ہم بنی ہاشم میں نبوت و خلافت کو ہرگز جمع نہ ہونے دیں گے۔ تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون منقول ہے۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
حالانکہ بغیر مشیت خدا کے وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مومنین کو صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اے ایمان لانے
اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ
والو جب تم سے یہ کہا جائے کہ اپنے جلسوں میں کشادگی کردو (تو کشادگی کرو) اللہ بھی تمہارے لئے کشادگی
لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ
فرمادے گا اور جب تم سے یہ کہا جایا کرے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو اللہ ان لوگوں کے جو تم سے ایمان لائے ہیں
وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱ يٰۤاَيُّهَا
اور جن کو علم دیا گیا ہے بہت سے درجے بلند فرمادے گا اور جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ اے ایمان
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰىكُمْ
لانے والو! جب تم رسول سے علیحدہ میں کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنے اس تخلیہ سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو
صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
یہ تمہارے لئے بہتر (بھی) ہے اور زیادہ پاک کرنے والا (بھی) پھر تم کو اگر یہ میسر نہ ہو تو ضرور اللہ بڑا بخشنے والا
رَّحِيْمٌ ۝۱۲ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ
(اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم اس سے ڈر گئے کہ اپنے تخلیہ کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرتے
فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
اب چونکہ تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے بھی تمہارے توبہ قبول کر لی اب باقاعدہ نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳ اَلَمْ تَرَ اِلَى
اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کئے جاؤ اور جو عمل بھی تم کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ کیا تم نے
الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ
ان کی طرف خیال نہیں کیا جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جن پر خدائے تعالیٰ غضبناک ہوا ہے نہ وہ تم ہی میں سے ہیں اور نہ ان ہی میں سے
وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۴ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا
اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی جھوٹی باتوں پر حلف اٹھایا کرتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے
شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
بیشک جو عمل وہ کرتے ہیں وہ بہت ہی برا ہے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۶ لَنْ تُغْنِىَ
اور لوگوں کو راہ خدا سے باز رکھتا ہے پس ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار ہے۔ عذاب سے

۱ اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا تفسیر صافی میں ہے کہ اس حکم کے آنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جناب رسول خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور آنحضرت کے کلام سننے کے شوق میں ایک دوسرے سے بہت ہی مل کر یا گھچ پچ ہو کر بیٹھا کرتے تھے۔

۲ واذا قیل انشزوا فانشزوا تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا مسجد میں تشریف لاتے تو لوگ آنحضرت کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ خدائے تعالیٰ نے اس اٹھنے سے تو منع فرمادیا اور یہ فرمایا تفسحوا یعنی آنحضرت کے لئے مجلس میں بیٹھنے کی جگہ دے دو۔ پھر فرمایا واذا قیل انشزوا فانشزوا جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم سے اٹھنے کو کہا جائے تب اٹھو۔

۳ والذین اوتوا العلم درجات تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ عالم کی بزرگی شہید سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اور شہید کی بزرگی عابد سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اور قرآن مجید کی بزرگی اور تمام کلام کے مقابلے ایسی ہے جیسی کہ خدائے تعالیٰ کی بزرگی اس کی تمام مخلوقات کے مقابلے میں اور عالم کی بزرگی تمام آدمیوں کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسی کہ خود میری بزرگی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کے مقابلے میں۔ الجوامع میں آنحضرت سے منقول ہے کہ عابد کے مقابلے میں عالم کی بزرگی ایسی ہی ہے جیسی کہ تمام ستاروں کے مقابلے میں چودھویں رات کی چاند کی۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ عابد و عالم کے مابین سو درجے کا فرق ہے۔ جن میں ایک درجے سے دوسرے درجے تک

اتنا فصل ہے کہ بنایا ہوا اصیل گھوڑا ستر برس تک یکساں دوڑ سکے۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کا حق تین گروہوں کو دیا جائے گا اول انبیاء کو پھر علماء کو پھر شہید کو۔ (اس سے آگے مضمون اور اس صفحہ کے دوسرے حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

بچانے کے لئے نہ ان کے مال کچھ ان کے کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد

النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ

وہی جہنمی ہیں (اور) وہی اس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ ان کو ایک ساتھ مبعوث کرے گا تو یہ

لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

اس کے سامنے اسی طرح قسم کھائیں گے جیسے کہ تمہارے سامنے حلف اٹھاتے ہیں اور گمان یہ کریں گے کہ وہ کچھ تو راستی پر ہیں۔ خبردار ہو کہ

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ

وہ لوگ سرور بالغرور جھوٹے ہیں۔ شیطان ان پر غالب آگیا ہے اور ان کو یاد خدا بھلا دی ہے۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ

وہ شیطان کا گروہ ہیں خبردار رہو کہ شیطان کا گروہ وہ ہی تو ٹوٹا اٹھانے والے ہیں

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي

بیشک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کرتے ہیں سب سے زیادہ ذلیلوں میں وہی ہیں

الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾

یہ تو اللہ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول سرور بالغرور غالب رہیں گے یقیناً اللہ قوت والا اور زبردست ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ

تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پاؤ گے جنہوں نے

حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہو گو وہ ان کے باپ (دادا) ہوں یا ان کے بیٹے (پوتے) یا ان کے

اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

بھائی (بند) یا ان کا کنبہ (قبیلہ) وہی تو ہیں جن کے دلوں میں

الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے روح (ایمان) سے ان کی تائید فرمائی ہے۔ اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ (ہمیشہ) ان ہی میں رہنے والے ہوں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

وہی خدا کا گروہ ہیں۔ آگاہ رہو کہ خدا کا گروہ وہی تو پوری پوری فلاح پانے والے ہیں۔

ع

لے استحوذ علیہم الشیطان اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ایمان تلوار کے خوف سے اور جزیہ موقوف ہونے کے لالچ سے فقط زبانی اقرار ہے اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے یوم یبعثھم اللہ جمیعاً فیحلفون لہ کما یحلفون لکم اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوا ان سب لوگوں کو جنہوں نے آل رسول کا حق غصب کیا تھا جمع فرمائے گا اور ان کے کل اعمال ان کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم تو ان میں سے ایک بات بھی نہیں جانتے۔ اور یہ قسم ان کی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ انہوں نے جناب رسولؐ خدا کے سامنے دنیا میں کھائی تھی جب کہ وہ آپس میں عہد کر چکے تھے کہ ولایت و امامت کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے اور جب کہ انہوں نے باہم ارادہ کر لیا تھا کہ آنحضرتؐ کو عقبہ میں قتل کر دیں گے۔ مگر خدا نے اپنے نبی کو مطلع کر دیا اور اس کی خبر دے دی۔ تو حضرتؐ کے سامنے قسم کھا کر یہ کہا کہ ہم لوگوں نے نہ ایسا کہا ہے اور نہ ایسا قصد کیا ہے۔ اس پر خدا نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم و ھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیراً لھم۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۰ رکوع ۱۵) اور جب اسی معاملہ کو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ان کے سامنے پیش کرے گا تو پھر اس کا انکار کریں گے اور اسی طرح جھوٹی قسمیں کھائیں گے جس طرح جناب رسولؐ خدا کے سامنے کھائی تھیں۔ اسی مضمون کی حدیث سورہ یاسین اور سورہ حم سجدہ میں آچکی ہے۔ (دیکھو پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۱۵، اور پارہ نمبر ۲۴، رکوع ۱۶) باقی حواشی ضمیمہ میں

حروفها ۲۰۱۶ سورۃ الحشر مدنیۃ کلماتها ۴۵۵
سورۂ حشر مدینہ میں نازل ہوا
اٰیاتها ۲۴ رکوعها ۳
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس نے خدا کی تسبیح کی۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے
الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے تھے ان کے گھروں سے پہلی مرتبہ
دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
جلا وطن کر دیا۔ تم کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور ان کو یہ خیال تھا کہ
مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ
ان کے قلعے ان کو عذاب خدا سے بچانے والے ہیں پس عذاب خدا ان پر اس طرح آیا جس طرح ان کو
يَحْتَسِبُوْا ۡ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ
گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اپنے مکانوں کو
بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۡ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ②
اپنے ہاتھوں سے اور مومنین کے ہاتھوں سے برباد کر رہے تھے تو اے آنکھوں والو! عبرت پکڑو۔
وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ
اور اگر خدائے تعالیٰ نے ان کو سزا جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو اس دنیا میں بھی ان کو عذاب دیتا۔ اور
فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ
آخرت میں (تو) یہ ان کیلئے عذاب دوزخ موجود (ہی) ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی
وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ
اور جو اللہ کی مخالفت کرے گا تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ عمدہ خرمے کے درختوں میں سے
لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ
جو تم نے کاٹ ڈالا یا جنے اس کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ خدا کے حکم سے تھا اور اس لئے تھا کہ
الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ
نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ اور جو مال حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان لوگوں سے بغیر لڑے عنایت کیا ہے۔ تو اس پر نہ تم نے

۱ لاول الحشر تفسیر صافی میں ہے کہ حشر کے لغوی معنی ہیں کسی گروہ کو ایک مقام سے نکال کر دوسرے مقام میں لے جانا اور لاول الحشر۔ کا یہ مطلب ہے کہ یہودی مدینہ منورہ سے شام کی طرف جلاوطن کئے گئے اور ان کا آخری حشر زمانہ رجعت میں ہوگا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام حسنؑ سے اس حدیث میں جو آپ نے بادشاہ سے فرمائی تھی۔ یہ منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک آگ مشرق کی طرف سے پیدا کرے گا اور ایک مغرب کی طرف سے اور ان دونوں کے پیچھے دو تند ہوائیں ہوں گی جن کے ذریعے سے تمام آدمی بیت المقدس کی چٹان کے پاس جمع کر دیئے جائیں گے۔ تفسیر قمی میں اس آیت کی شان نزول میں یہودی بنی نضیر کے مدینہ منورہ سے نکالے جانے کا جو قصہ منقول ہے وہ ضمیمہ میں پڑھئے۔

۲ فاتٰهم الله من حيث لم يحتسبوا التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان پر عذاب اس طرح بھیجا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد عذاب خدا۔ اور وہ رعب و اضطراب و جلاوطنی کی صورت میں آیا۔

۳ ما قطعتم من لينة تفسیر صافی میں ہے کہ لینۃ کے معنی ہیں عمدہ قسم کا درخت خرما، کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لینۃ سے مراد عجوہ ہے اور یہ تمام اقسام درخت خرما کی اصل ہے۔ اور یہی ہے جس کو خدائے تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بہشت سے نازل کیا تھا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ

گھوڑے دوڑائے ہیں نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس جس پر چاہتا ہے مسلط فرما دیتا ہے۔

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ

اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ دیہات والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بدون جہاد

اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

عنایت کیا وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور رسول کے قرابت مندوں کا اور ان ہی کے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ

تاکہ وہ مال فقط تمہارے دولتمند کے مابین چکر کھاتا نہ پھرے۔ اور

اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا

رسول جو کچھ تم کو دیں اسے لے لو۔ اور جس سے تم کو باز رکھیں اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ نیز (یہ مال فے) ہجرت کرنے والوں میں سے ان فقیر و تمندوں کا حق بھی ہے

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

جو اپنے گھروں سے بھی نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بھی (الگ کئے گئے تاہم) خدائے تعالیٰ کے فضل

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

اور اس کی خوشنودی کے خواستگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کئے جاتے ہیں وہی تو سچے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ

اور (ان کا حق بھی ہے) جو ہجرت کرنے والوں کے پہلے سے دار ہجرت میں مقیم اور ایمان پر قائم ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ان

اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى

سے محبت رکھتے ہیں اور جو کچھ ان ہجرت کرنے والوں کو دیا جائے اس کی اپنے دلوں میں خواہش نہیں پاتے

اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

اور گو انہیں خود ضرورت موجود ہو تاہم دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے نفس کو حرص سے بچا لیا جائے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ

تو ایسے ہی لوگ تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔ اور (ان کا حق بھی ہے) جو (ان مہاجرین اور انصار کے بعد) یہ عرض کرتے ہوئے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا

آئے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے (گناہوں) اور ہمارے بھائیوں کے گناہوں کو جنہوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے بخش دے

---

۱ فما اوجفتم علیہ من خیل و لا رکاب تفسیر صافی میں ہے کہ اوجفتم وجیف سے ہے جس کے معنی ہیں تیز چلنا، بیان یہ ہے کہ دیہات مدینہ منورہ سے صرف دو میل کے فاصلہ پر تھے اور سوائے جناب رسول خدا کے اور سب لوگ پیدل گئے تھے۔ اور آنحضرت ﷺ گدھے یا اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں زیادہ لڑائی بھی نہیں ہوئی تھی اسی لئے آنحضرت ﷺ نے وہاں کے مال غنیمت سے انصار کو کچھ نہ دیا۔ سوائے دو تین آدمیوں کے جو محتاج تھے۔

۲ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل تفسیر صافی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس آیت میں اللہ کے ذوی القربیٰ سے ہم کو مراد لیا ہے۔ اور ہم کو اپنی ذات اور اپنے نبی سے ملا دیا ہے۔ جہاں یہ ارشاد فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذا القربیٰ اور یتامیٰ اور مساکین سے خاص کر ہمارے یتیم و مساکین مراد ہیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا حصہ مقرر نہیں کیا اور صدقہ ہم پر حرام کیا ہے۔ اللہ نے ہمارا اور اپنے نبی کا یہ اکرام فرمایا ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس کا میل کچیل ہم کو نہیں کھلایا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں الیتامیٰ سے مراد ہمارے یتیم ہیں اور مساکین سے مراد ہمارے مسکین ہیں اور ابن السبیل سے مراد ہمارے مسافر ہیں (اس کی مزید تفسیر کے لئے پارہ نمبر ۱۰ کے آغاز میں دیکھئے) اس سے آگے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کوئی کی نہ رہنے دے اور ہمارے پروردگار بیشک بڑا مہربانی کرنے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم نے ان منافقوں کی طرف نظر نہیں کی جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر ہو جانے

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ

والے بھائیوں سے یہ کہتے تھے کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور بالضرور ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں بھی کسی

اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ضرور بالضرور ہم تمہاری مدد کریں گے حالانکہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا

ضرور جھوٹے ہیں، اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے۔ اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ

يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا

ان کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر انہوں نے انکی مدد بھی کی تو ضرور بالضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے اور پھر

يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

ان کی کوئی مدد نہ کی جائیگی۔ ان کے دلوں میں خدا سے زیادہ تمہارا خوف چھایا ہوا ہے سوائے اسکے

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى

کہ یہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ یہ اکٹھے ہو کر تم سے کبھی نہ لڑیں گے سوائے اسکے کہ

مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ

محفوظ بستیوں میں ہوں یا فصیلوں کے پیچھے ہوں ان کی لڑائی آپس ہی میں سخت ہوتی ہے۔ تم تو ان

جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ ۚ كَمَثَلِ

کو متفق خیال کرتے ہو حالانکہ انکے دل متفرق ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ ان کی مثال

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ان لوگوں کی سی ہے جو ابھی (ابھی) ان سے پہلے اپنے کئے کی سزا کا مزہ چکھے ہیں۔ اور ان کے لئے (آخرت میں بھی)

اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ ۚ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ

دردناک عذاب ہے (یا) ان (منافقوں) کی حالت شیطان کی سی ہے۔ جس وقت اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا۔ تو جب وہ کافر ہو گیا

قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

تو یہ کہہ دیا کہ میں تجھ سے الگ ہوں میں تو تمام عالم کے پروردگار خدا سے ڈرتا ہوں۔

ع ۲

۱ الذین نافقوا تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۲ الذین کفروا من اہل الکتاب تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد یہود بنی نضیر ہے۔

۳ ولئن قوتلوا لا ینصرونہم تفسیر صافی میں ہے جیسی خدائے تعالیٰ نے پیشین گوئی فرمائی تھی ویسا ہی ہوا کہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے پیغام تو بنو نضیر کو وہ بھیجا جو اوپر کی آیت میں ہے پھر جب ان کی وہ گت بنی جو اس دن کے شروع میں ہے تو انہوں نے خلاف وعدگی کی۔

۴ باسہم بینہم شدید تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ان کے ضعف اور بزدلی کے سبب نہیں۔ اس لئے کہ جب ایک دوسرے سے لڑتا ہے تو ان کی آپس میں لڑائی سخت ہو جاتی ہے بلکہ یہ اس رعب کے سبب ہے جو خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کے مقابلے میں آجائے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا بہادر ہو بزدل ضرور ہو جائے گا۔ اور کتنا ہی زبردست ہو پست ضرور ہو جائے گا۔

۵ کمثل الذین من قبلہم قریبا ذاقوا وبال امرہم تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد بنی قینقاع۔

۶ کمثل الشیطان تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں خدائے تعالیٰ نے ابن ابی اور بنو نضیر کی مثل بیان کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کمثل الشیطان الخ۔

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
پس نتیجہ ان دونوں کا یہ ہوا کہ وہ دونوں جہنم میں جائیں گے (اور) دونوں ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہوں گے اور نافرمانوں کا
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا
بدلہ بھی یہی۔ اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کل (روز قیامت) کے واسطے
قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا
کیا بھیجتا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ جو (جو) کچھ تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔ اور
تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
ان لوگوں کے مانند نہ بن جاؤ جو اللہ کو بھول گئے پس اللہ نے بھی ان کو ان کا آپا بھلا دیا۔ وہی تو نافرمان ہیں۔
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ
جہنم والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں جنت والے (واقعی) کامیاب تو وہی ہیں
الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ
اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم اسکو خوف خدا سے لرزتا اور پھٹتا کر لیتے۔
لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ
اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾
چھپی اور کھلی کا جاننے والا وہی رحمان (اور) رحیم ہے
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ
وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے پاکیزہ ہے صاحب سلامتی ہے امان عطا فرمانے والا نگہبانی کرنے والا
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾
زبردست حکم چلانے والا (اور) سب سے بڑا ہے۔ جن جن چیزوں کو لوگ شریک قرار دیتے ہیں ان سب سے اللہ (کی ذات) منزہ ہے۔
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ
وہ اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا (اور) صورت عطا فرمانے والا ہے کل اچھے اچھے نام اسی کے ہیں۔
يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾
آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کی تسبیح کرتا ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

لے لایستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ الیقین میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ آیت تلاوت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ اصحاب الجنۃ وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں اور میرے بعد علیؑ مرتضیٰ کو تسلیم کریں اور ان کی ولایت کا اقرار کریں۔ اور جہنمی وہ ہیں جو ولایت علیؑ ابن ابی طالب سے ناراض ہوں۔ عہد شکنی کریں اور میرے بعد علیؑ ابن ابی طالب سے لڑیں۔

ع ۲ الغیب و الشہادۃ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ الغیب سے مراد وہ سب کچھ ہے جو واقع نہیں ہوا۔ اور الشہادۃ سے مراد وہ کچھ ہے جو ہو چکا۔

ع ۳ القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر تفسیر صافی میں ہے کہ القدوس کے یہ معنی ہیں کہ جو جو چیزیں نقصان کی موجب ہوتی ہیں ان سب سے بالکل بری۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جہالت کے نتائج اور آفتوں کے اسباب سے ہر طرح سے بری اور السلام کے معنی ہیں ہر نقصان و آفت سے محفوظ رہنے والا المؤمن کے معنی ہیں امن دینے والا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو عذاب سے مامون فرمائے گا۔ المهيمن کے معنی ہیں سختی کے ساتھ نگرانی کرنے والا اور ہر چیز کی حفاظت کرنے والا۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ہر چیز کا دیکھنے والا یا ہر جگہ موجود۔ العزیز کے معنی ہیں ایسا شخص جس کی مشیت ہر شخص کے بارے میں چل سکے اور اس کے بارے میں کسی کا ارادہ نہ چلے۔ الجبار کے معنی ہیں ایسا شخص جو اپنی مخلوق کے احوال کی اصلاح کرے۔ المتکبر کے معنی ہیں ایسا عالیشان بزرگ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور اس میں کسی طرح کا نقص راہ نہ پا سکے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے)

حروفها ۱۵۹۳ سورة الممتحنة مدنية كلماتها ۳۷۰

سورہ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوئی

ایاتها ۱۳ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ

اے ایمان والو تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نا بناؤ تم ان سے

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ

محبت سے پیش آتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آچکا ہے وہ اس کے قطعی منکر ہو چکے ہیں

الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ

وہ رسول کو اور تم کو اسی بنا پر تو نکالتے ہیں کہ تم اللہ اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم میرے راہ میں

جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖۗ وَاَنَا

جہاد کرنے کے لئے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو (تو ایسا نہ کرو کہ)

اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

تم انہیں چپکے چپکے دوستی کے پیغام دیتے ہو حالانکہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جس کا تم اظہار کرتے ہو میں اس سے خوب واقف ہوں۔

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا

اور جو تم میں سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے قطعی بھٹکا ہوا ہے۔ اگر وہ تم کو پکڑ پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝۲ ؕ لَنْ

اذیت رسانی کے لئے تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں اور زبان درازی کریں اور خواہش یہ کریں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔

تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ

نہ تمہارا کنبہ رشتہ تم کو نفع پہنچائے گا اور نہ تمہارے بال بچے۔ قیامت کے دن وہ تمہارے

بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ

مابین جدائی فرمادے گا اور جو کچھ بھی عمل تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے۔ تمہارے لئے ابراہیمؑ

اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا

اور ان لوگوں (کی باتوں) میں جو ان کے ساتھ تھے اچھا نمونہ موجود ہے جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ ہم تم

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ

سے اور ان چیزوں سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو یقیناً بیزار ہیں ہم تم سے علیحدہ ہو چکے اور جب تک تم خدائے یکتا پر ایمان نہ لے

لا تتخذوا عدوی وعدوا لکم اولیاء تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لفظ تو اس آیت کے عام ہیں مگر معنی خاص، سبب اس کا یہ تھا کہ حاطب داخل اسلام ہو کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا تھا، اور اس کے اہل وعیال مکہ ہی میں تھے اور قریش کو یہ کھٹکا لگا ہوا تھا کہ جناب رسول خدا ان کے برخلاف جہاد کرنے والے ہیں، لہٰذا وہ حاطب کے بال بچوں کے پاس گئے اور ان سے یہ کہا کہ تم حاطب کو خط لکھ کر محمدؐ کی خبر دریافت کرو کہ آیا ان کا ارادہ مکہ پر چڑھائی کا ہے یا نہیں؟ پس انہوں نے حاطب کو خط لکھ کر یہ بات دریافت کی۔ پس حاطب نے لکھ بھیجا کہ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ارادہ ہے اور یہ خط اس نے صفیہ نامی عورت کو دیا۔ جس نے اس کو اپنی مینڈھیوں میں رکھ لیا اور چل دی۔ پس جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور حضرتؐ کو اس واقعہ کی خبر دی آنحضرتؐ نے جناب امیر المومنین اور زبیر ابن العوام کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان بزرگواروں نے اسے راستہ ہی میں جالیا۔ جناب امیر المومنین نے اس سے فرمایا کہ بتا خط کہاں ہے؟ اس نے عرض کی کہ میرے ساتھ کچھ بھی نہیں ہے، چنانچہ اس کی تلاشی لی تو کچھ بھی نہ نکلا۔ پس زبیر نے کہا کہ ہم تو اس کے پاس کوئی چیز دیکھتے نہیں۔ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ واللہ نہ رسول اللہ نے کبھی ہم سے جھوٹ بولا اور نہ آنحضرتؐ نے کبھی جبرئیلؑ امین پر بہتان باندھا ہے۔ اور نہ جبرئیلؑ امین نے کبھی خدا کی طرف سے جھوٹی خبر پہنچائی ہے۔ اے عورت اگر تو نے خط

ما نقموا الا ان یؤمنوا

ظاہر نہ کر دیا تو خدا کی قسم میں تیرا سر کاٹ کر جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچا دوں گا (اب وہ گھبرائی کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ یہ حضرت جو کچھ منہ سے فرما دیتے ہیں اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں) عرض کرنے لگی کہ آپ دونوں حضرات میرے پاس سے ذرا کی ذرا ہٹ جائیں کہ میں اسے نکال دوں۔ (باقی صفحہ نمبر ۶۵۸ پر پڑھئے۔)

وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
آؤ۔ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان کھلم کھلا دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی مگر ابراہیمؑ کا اپنے چچا سے یہ کہنا کہ میں تمہارے لئے
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ
بخشش کی دعا ضرور کروں گا (پیروی کے قابل نہیں ہے) اس کے سوائے تمہارے لئے خدا کی حضور میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے۔
تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسا کیا اور ہم نے تیری طرف رجوع کی اور تیری ہی حضور میں بازگشت ہوگی۔ اے ہمارے پروردگار ہم
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ
کو ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں (ذریعہ) آزمائش نہ بنا اور ہم کو بخش دے۔ اے ہمارے پروردگار تو ضرور زبردست (اور) حکمت والا
كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ
ہے۔ بیشک تمہارے لئے ان لوگوں (کی باتوں) میں اچھا نمونہ موجود ہے (مگر) اس کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا
وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ
ہو۔ اور جو روگردان ہوگا تو اللہ بھی ضرور بے پروا (اور) قابل تعریف ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تمہارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جن
وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
سے تم نے دشمنی کی ہے دوستی پیدا کر دے۔ اور اللہ (ہر بات پر) قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے
رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ
والا ہے۔ جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا خدائے تعالیٰ تم کو
يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اس سے منع نہیں فرماتا کہ تم ان سے سلوک کرو اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
کو دوست رکھتا ہے۔ خدائے تعالیٰ تم کو صرف ان لوگوں کے دوست رکھنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے
وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ
اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے والوں کے پشت پناہ بنے اب جو ایسوں کو دوست رکھے
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
وہی تو نافرمان ہیں۔ اے ایمان لانے والو! جب ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے
جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ
تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لے لو۔ اللہ تو ان کے ایمان (کی حالت) سے واقف ہی ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۶۵۷)

چنانچہ اپنے مینڈھیوں سے وہ خط نکال کر پیش کر دیا۔ جناب امیر المومنین اس سے لے لیا اور واپس آ کر) آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آنحضرتؐ نے حاطب کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ حاطب نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم نہ میں منافق ہوں اور نہ میں نے کوئی تغیر تبدل کیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ خدا کے برحق رسول ہیں، لیکن میرے اہل وعیال نے یہ لکھا تھا کہ قریش ان کے ساتھ بہ نسبت میری پیش آئے اور میں بھی چاہا کہ ان کے بہ نسبت پیش آنے کا ان کو بدلہ دوں۔

پس خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیتیں نازل فرمائیں ع ۵

۲ کفرنا بکم۔ التوحید میں جناب امیر المومنین سے اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی میں الگ ہو جانا یا تبرا کرنا اور کفرنا بکم کے معنی میں ہم سے تم سے کوئی واسطہ نہیں ہم تم سے الگ ہوتے ہیں یا تم سے تبرا کرتے ہیں۔

(حواشی صفحہ ہذا ۶۵۸)

۱ الا قول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لك تفسیر صافی میں ہے کہ کلام کا یہ جزو قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم سے مستثنیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے جو اپنے کافر چچا کے لئے استغفار فرمایا تھا یہ ضرور نہیں ہے کہ تم بھی اس کی پیروی کرو۔ اس لئے کہ ان کا استغفار کرنا تو وعدے کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا تھا۔ (دیکھو پارہ نمبر ۱۱، رکوع ۲)

۲ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اولاد آدمؑ میں سے ہر مومن فقیر ہوتا تھا اور ہر کافر دولت مند یہاں تک کہ جناب ابراہیمؑ آئے اور انہوں نے یہ دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں (ذریعہ) آزمائش نہ بنا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اس گروہ میں بھی بعض کو مالدار بنا دیا اور بعض کو محتاج۔ اس گروہ میں بھی بعض کو مالدار

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ
پس اگر تم بھی ان کو صاحب ایمان سمجھ لو تو پھر ان کافروں کی طرف واپس نہ بھیجو۔ نہ تو یہی (ایمان والی عورتیں)
لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہی (کافر شوہر) ان (ایمان دار عورتوں) کے لئے حلال ہیں۔ ہاں جو کچھ وہ خرچ کر چکے ہوں
اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ
تم ان کو دے دو اور اس میں تم پر کوئی الزام نہیں کہ تم ان سے نکاح کر لو جب کہ تم ان کے مہر دے دو۔ اور کافر عورتوں کو
الْكَوَافِرِ وَاسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ
تم اپنے نکاح میں نہ رکھو اور جو کچھ تم خرچ کر چکے ہو وہ (ان سے) مانگ لو اور جو کچھ وہ خرچ کر چکے ہیں وہ تم سے مانگ لیں
اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ
خدا کا فیصلہ یہی ہے۔ وہ تمہارے مابین حکم دیتا ہے۔ اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی
اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ
تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کی طرف چلی جائے پھر کفار کا مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو جن لوگوں
مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا
کی عورتیں چلی گئی ہوں ان کو (اس مال غنیمت میں سے) اتنا دے دو جتنا وہ خرچ کر چکے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو
النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ
اے نبیؐ! جب ایمان لانے والی عورتیں تمہارے پاس اس شرط پر تمہاری بیعت کرنے آئیں کہ نہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک قرار دیں
شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ
اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور نہ (اپنے شوہروں پر) اپنے ہاتھوں اور پیروں کے
بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ
مابین کوئی بہتان باندھ کر (یعنی غیر کے بچوں کو شوہر کا نہ قرار دیں) اور نہ کسی نیکی میں تمہاری نافرمانی کریں
مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾
تو ان کی بیعت قبول کر لو اور ان کے بارے میں خدا سے مغفرت مانگو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ
اے ایمان لانے والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر خدا نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور
يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع
وہ آخرت سے ایسے ہی مایوس ہیں جیسے کافر لوگ مردوں (کے زندہ ہونے) سے۔

۱ واتوھم ما انفقوا تفسیر قمی میں ہے کہ جب مشرکوں کی کوئی عورت مسلمانوں سے آملے تو اس کا امتحان لیا جائے گا کہ وہ خدا کی قسم کھا کر یہ کہے کہ اس کے مسلمانوں سے آملنے کے باعث نہ تو اس کے اپنے کافر شوہر کی دشمنی ہے اور نہ کسی مسلمان کی دوستی، بلکہ اسلام نے اس کو اس پر آمادہ کیا۔ پس جب اسلام لانے سے پہلے وہ ایسی قسم کھالے تو مسلمانوں کو حکم ہے کہ اس کے مہر کے متعلق اس کے کافر شوہر نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ تم اپنے پاس سے اسے دے دو۔ پھر کسی مسلمان سے اس کا عقد کر دو۔

۲ ولا تمسکوا بعصم الکوافر تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس شخص کے عقد میں کوئی کافرہ عورت ہو یعنی ایسی عورت جو ملت اسلام پر نہ ہو تو لازم ہے کہ اس عورت کو اسلام کی خوبیاں بتائی جائیں۔ اگر وہ انہیں قبول کرلے تو وہ اس کی زوجہ رہی۔ اور اگر نہ قبول کرے تو اس سے الگ کر دی جائے گی۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے اسے نکاح میں رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح دائمی نہ کرنا چاہئے، کسی نے عرض کی کہ اس کے حرام ہونے کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ کا یہ قول ولا تمسکوا بعصم الکوافر ۳ واسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری ازواج میں سے کوئی چلی جائے اور ان کفار سے جا ملے جن سے تمہارا معاہدہ ہے تو تم ان سے ان کا مہر

مانگ لو اور اگر ان کی عورتوں میں سے کوئی تم سے آئے اس عورت کا مہر انہیں دے دو۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۹۹۱ سورة الصف مدنية كلماتها ۲۲۳

سورہ صف مدینہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۴ رکوعها ۲

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اس نے اور جو کچھ زمین میں ہے اس نے اللہ کی پاکی بیان کی اور وہی غالب

الْحَكِيْمُ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ

(اور) حکمت والا ہے۔ اے ایمان لانے والو! جو کرتے نہیں وہ منہ سے کہتے کیوں ہو؟ خدا کے

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ

نزدیک یہ بات حد سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ منہ سے وہ کچھ کہو جو کرو نہیں۔ بیشک اللہ تو ان لوگوں

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ

کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں۔ اور (اس وقت کو یاد کرو)

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم مجھے کیوں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو کہ میں تمہارے لئے

اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

خدا کا رسول ہوں پھر اب انہوں نے بھی اختیاری تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو کج کر دیا۔ اور اللہ بدکار لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔

الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے یہ فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! ضرور میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

توریت کی جو مجھ سے پہلے سے ہے تصدیق کرنے والا ہوں اور ایسے رسولؐ کی خوشخبری دینے والا ہوں

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔ پھر وہ ان کے پاس واضح دلیلیں لے کر آیا تو

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

انہوں نے کہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے

الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔

۱ یا ایها الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون تفسیر صافی میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اس میں اپنے مال بھی خرچ کر دیں گے اور اپنی جانیں بھی لڑا دیں گے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جو آگے مذکور ہے۔ ان اللہ لا یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفاً الخ مگر احد کے دن بھاگ گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی لم تقولون ما لا تفعلون تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جناب رسول خدا کے ان اصحاب سے خطاب ہے۔ جنہوں نے آنحضرت سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ وہ حضرت کی مدد کریں گے اور حضرت کے کسی حکم کی مخالفت نہ کریں گے اور امیر المومنین کے بارے میں جو عہد آپ نے لیا ہے وہ بھی نہ توڑیں گے۔ مگر اللہ یہ جانتا تھا کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اسے پورا نہ کریں گے (اسی لئے فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون) اور یا ایها الذین اٰمنوا سے انہیں اس لئے مخاطب فرمایا کہ زبان سے وہ لوگ ان سب چیزوں کا اقرار کرتے تھے گو دل سے نہ تھا۔

۲ کبر مقتاً عند الله الخ مقت کے معنی ہیں سخت سے سخت بغض وعداوت، نہج البلاغہ میں ہے کہ وعدہ خلافی کرنا خدا کو بھی حد سے زیادہ ناپسند ہے اور بندوں کو بھی۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کبر مقتاً عند الله الخ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کسی مومن کا اپنے مومن بھائی سے وعدہ کر لینا ایسی ایک نذر ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ پھر جس شخص نے خلاف وعدگی کی اس نے گویا خدا سے خلاف وعدگی کرنے کی بنا ڈالی اور اس کی ناراضگی کے خطرے میں اپنے آپ کو ڈالا۔ اور یہ خود اس کے قول سے ظاہر ہے پھر حضرت نے یہی دونوں آیتیں تلاوت

 فرمائیں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الظّٰلِمِيْنَ ۝۷ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ

وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے

نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

گو کافروں کو برا لگے۔ وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹

تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے گو مشرکوں کو برا لگے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

اے ایمان لانے والو! آیا میں تم کو ایسا سودا بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ کہ

اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱

سے جہاد کرو اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے یہ سب سے بہتر ہے

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ تمہارے خاطر سے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ وَاُخْرٰى

اور ان پاکیزہ مکانوں میں (پہنچائے گا) جو دوامی جنتوں میں ہیں اور دوسری وہ چیز (عطا فرمائے گا)

تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ يٰٓاَيُّهَا

جسے تم بہت ہی دوست رکھتے ہو یعنی اللہ کی طرف سے نصرت اور جلد آنے والی فتح۔ اور مومنین کو خوشخبری سنا دو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اے ایمان لانے والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے فرمایا تھا

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ

کہ اللہ کے لئے میرے مددگار کون کون ہوں گے؟ تو حواریوں نے جواب دیا تھا کہ اللہ کے مددگار ہم

اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ

ہیں پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لایا تھا اور ایک کافر ہو گیا تھا

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴

پھر ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے برخلاف تائید کی تھی تو وہ غالب رہے تھے۔

لے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ولایت جناب امیر المومنین کو اپنی زبانی باتوں سے اڑا دیں اور خدا سے امامت کا پورا کرنے والا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا (پس تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ) پس النور سے مراد امام ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ واللہ متم نورہ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ قائم آل محمد کے ذریعے سے کار امامت کو پورا کرنے والا ہے، اس طرح کہ جب وہ حضرت ظہور فرمائیں گے تو خدائے تعالیٰ ان کو سب پر غالب فرما دے گا۔ اور ان کے ذریعے سے دین اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ پس سوائے خدا کے کسی اور کی پرستش نہ کی جائے گی۔

ع تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس سے پہلی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اگر ہمیں وہ تجارت معلوم ہو جاتی جو ہم کو عذاب الیم سے نجات دے سکتی ہے تو ہم اس کے بارے میں اپنے مال اور جان اور اولاد سب ہی کچھ خرچ کر دیتے تب خدائے تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں جو تو منوا باللہ ورسولہ سے ذالک الفوز العظیم تک ہیں۔

ع واخری تحبونھا تفسیر مانی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان مذکورہ نعمتوں کے علاوہ ایک نعمت اور بھی ہے جو تم کو بہت ہی پسند ہے اور اس لفظ پسند کہنے میں ان اصحاب رسول خدا پر ایک طعن بھی ہے جو آخرت کے مقابلے میں دنیا کی

چیزوں کو پسند کرنے والے تھے۔ ع وفتح قریب تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے قائم آل محمد کی فتح نیز فتح مکہ ع للحواریین الحواریون کی تفسیر کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۳، رکوع ۱۲)

حروفها ۷۸۷ سورة الجمعة مدنية كلماتها ۱۷۶

سورۂ جمعہ مدینہ میں نازل ہوا

آیاتها ۱۱ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

آسمانوں میں جو کچھ ہے زمین میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح کرتا رہتا ہے جو بادشاہ ہے پاک ہے

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

زبردست ہے (اور) حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے مکے میں رہنے والوں میں ایک رسول ان ہی میں سے مبعوث

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق

فرمایا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے (ظاہر و باطن) کو پاک کرتا ہے اور ان کو قرآن اور شریعت کی تعلیم دیتا ہے

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

گو اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہیں میں سے دوسروں کے لئے بھی (مبعوث فرمایا)

يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عنایت

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا

فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔ ان لوگوں کی مثال جن پر توریت (کے علم و عمل) کا بار ڈالا

التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بھار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

ان لوگوں کی حالت جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا ہو کیا ہی بری ہے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ

راہ نہیں فرماتا۔ تم یہ کہدو کہ اے وہ لوگو! جو یہودی ہو گئے ہو اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ

اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ

تم ہی خدا کے دوست ہو نہ اور لوگ تو اگر تم (اپنے اس گمان میں) سچے ہو تو موت کی آرزو کرو

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ

اور جو اعمال ان کے ہاتھ پہلے کر چکے ان کی وجہ سے یہ موت کی تمنا کبھی نہ کریں گے

لے الامیین تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے الامیین کے بارے میں منقول ہے کہ وہ لوگ لکھتے تھے لیکن چونکہ ان کے پاس نہ خدا کی طرف سے کوئی کتاب آئی تھی اور نہ کوئی رسول آیا تھا اس لئے خدا نے الامیین فرمایا۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام محمد تقیؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا کو امی کیوں کہا گیا؟ حضرت نے فرمایا کہ عوام الناس کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا وہ تو یہ کہتے ہیں امی آنحضرت کا نام اس لئے رکھا گیا کہ ان میں لکھنے کی صلاحیت نہ تھی۔ فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة پس آنحضرت ان کو اس چیز کی تعلیم کیوں کر دیتے تھے جس کی وہ صلاحیت نہ رکھتے تھے واللہ جناب رسول خدا بہتر سریانی فرمایا کہ تہتر زبانوں میں لکھتے پڑھتے تھے اور امی تو آنحضرت کو اس لئے کہا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے اور مکہ امہات القریٰ میں سے ہے اور یہی خدا کے اس قول کا مطلب ہے لتنذر ام القریٰ ومن حولها (دیکھو پارہ ۷، رکوع ۱۶) تصریح: ہر بڑی بستی کو جو چھوٹی بستیوں کے مابین ہو۔ اور ان کی ضروریات بہم پہنچاتی ہو ام القریٰ کہتے ہیں۔ اور مکہ کی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا میں وہ سب سے پہلی آبادی کی جگہ ہے۔ اس لئے کہ زمین پر سب سے پہلے خشک ہو کر جو جگہ قابل آبادی ہوئی وہ مکہ ہی ہے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ
اور اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔ تم یہ کہدو کہ وہی موت جس سے تم بھاگتے ہو تم سے
فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
ضرور ملاقات کرنے والی ہے پھر تم کھلی اور چھپی کے جاننے والے کی حضور میں پیش کئے جاؤ گے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
پھر جو عمل تم کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کردے گا۔ اے ایمان لانے والو! جب تم کو جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے
نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا
پکارا جائے تو تم خدا کی یاد کی طرف دوڑ پڑو اور لین دین چھوڑ دو۔
الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ
اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر جب نماز
الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ
ختم ہوجائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کے فضل کے خواستگار ہو
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ
اور اللہ کو زیادہ یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور انہوں نے جب کوئی سوداگری یا کھیل کود کی بات دیکھی تو (وہ نیت توڑ کر)
لَهْوِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ
اس کی طرف دوڑتے چلے گئے اور تم کو (نماز پڑھتے) کھڑا چھوڑ گئے تم یہ کہدو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کھیل کود
مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱
اور اس سوداگری سے بہت بہتر ہے۔ اور اللہ سب رزق دینے والوں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

حروفها ۸۳۱ سورة المنافقون مدنية كلماتها ۱۸۳
سورۂ منافقون مدینہ میں نازل ہوا
ركوعها ۲ | ایاتها ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ
جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ضرور اللہ کے رسول ہو
يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱
اور اللہ بھی یہ جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول ہو۔ اور یہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

۱ فانه ملقیکم تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اے لوگو ہر بھاگنے والے کو اپنے گریز کی حالت میں اسی سے سابقہ پڑتا ہے جس سے وہ بھاگا تھا۔ اور اجل ہر نفس کو گھیر کر لے آتی ہے اور اس سے بھاگنا خود اسی تک پہنچ جانا ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اول برس گنے جاتے ہیں پھر مہینے، پھر دن، پھر گھڑیاں، پھر دم شماری ہوتی ہے۔ فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون (آگے ضمیمہ میں پڑھئے)

۲ من يوم الجمعة کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ روز جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو اسی دن میں جمع کر کے جناب محمد مصطفیٰؐ اور ان کے وصی علی مرتضیٰؑ کی ولایت کا سب سے عہد لیا نیز اسی کتاب میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں کے ذمے پینتیس (۳۵) نمازیں واجب فرمائی ہیں۔ ازاں جملہ ایک کا جماعت سے پڑھنا واجب ہے۔ وہ جمعہ کی نماز ہے اور یہ نو قسم کے آدمیوں سے معاف کی گئی ہے۔ (۱) نابالغ لڑکا، (۲) بہت زیادہ بوڑھا، (۳) دیوانہ، (۴) مسافر، (۵) غلام، (۶) عورت، (۷) بیمار، (۸) نابینا، اور (۹) وہ شخص جو مقام نماز سے چھ میل شرعی کے فاصلے پر رہتا ہو۔

(احکام جمعہ کے متعلق اور حدیثیں اور اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنَّهُمْ سَآءَ

انہوں نے اپنی (جھوٹی) قسموں کو سپر بنا لیا پس لوگوں کو راہ خدا سے روکا۔ بیشک

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى

جو عمل یہ کرتے ہیں وہ بہت ہی برا ہے۔ یہ اس سبب سے کہ وہ ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے۔ اب اس کا

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۳ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ

ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا گیا تو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اور جب تم ان کو دیکھو تو ان کا

اَجْسَامُهُمْ ط وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ط كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ

ڈیل ڈول تم کو اچھا معلوم ہوگا۔ اور اگر وہ باتیں کریں تو تم ان کی باتیں سنو گے۔ (مگر یہ علم و عقل سے ایسے خالی ہیں) گویا دیواروں میں

مُّسَنَّدَةٌ ط يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ط هُمُ الْعَدُوُّ

جن کو دیوار کے سہارے کھڑا کر دیا ہو ہر چیخ کو یہ سمجھتے ہیں کہ انہی پر پڑی ہے۔ وہ دشمن ہیں

فَاحْذَرْهُمْ ط قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ز اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

سو ان سے بچے رہو خدا ان کو غارت کرے کدھر بہکے جاتے ہیں؟ جس وقت ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ

تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ

آؤ رسول خدا تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں تو وہ اپنے سروں کو پھرا لیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو گے کہ

يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ

وہ متکبرانہ انداز سے منہ بھی پھرا لیتے ہیں۔ ان کے لئے برابر ہے خواہ تم ان کے حق میں دعائے مغفرت

لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا

مانگو یا ان کے حق میں دعائے مغفرت نہ مانگو۔ اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ بیشک اللہ

يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۶ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا

بدکار لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔ یہ وہی تو ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے پاس جو لوگ

عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ط وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ

ہیں ان پر اپنا پیسہ خرچ نہ کرو تاکہ وہ بھاگ جائیں۔ حالانکہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۷ يَقُوْلُوْنَ

آسمانوں کے اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط

اگر ہم مدینہ پلٹ کر گئے تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ مدینہ سے زیادہ ذلیل کو ضرور باہر نکال دیگا۔

۱ واذا قیل لھم تعالوا مندرجہ بالا حدیث کے سلسلے میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ولایت جناب امیرالمومنین کی طرف آؤ یستغفر لکم رسول اللہ رسول خدا تمہارے گزشتہ گناہوں کے لئے مغفرت طلب کریں گے۔ لووا رؤسھم اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و رایتھم یصدون یعنی ولایت جناب امیر سے وھم مستکبرون اس کے بعد چونکہ خدائے تعالیٰ ان کے انجام کی حالت سے واقف ہے اس کا اظہار یوں فرماتا ہے سواء علیھم استغفرت ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم۔ ان اللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ جن سے مراد وہ نافرمان ہیں جنہوں نے وصی کے بارے میں نافرمانی کی۔
(تفسیر قمی میں اس سورت کی شان نزول میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ضمیمہ سے پڑھئے)

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا
حالانکہ تحقیقی عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنین کی لیکن منافق (اتنا بھی) نہیں جانتے
يَعْلَمُوْنَ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ
اے ایمان لانے والو! تم کو تمہارے مال خدا کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور
اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
نہ تمہاری اولاد اور جو ایسا کریں گے وہی تو نقصان اٹھانے والے ہیں۔
الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ
کسی کو موت آجائے۔ پھر وہ عرض کرے اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور
قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ
کیوں نہ دی۔ کہ تصدق کرتا اور میں نیک بندوں میں سے ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جب کہ اس کی اجل آجائے
نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱
کی ہرگز مہلت نہ دے گا اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

حروفها ۱۱۲۲ سورة التغابن مدنية كلماتها ۲۴۷
سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوا
ایاتها ۱۸ رکوعها ۲
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
آسمانوں میں جو چیز ہے وہ اور زمین میں جو چیز ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے سلطنت اسی کی ہے
الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ
اور طرح کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے اور وہی ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا
كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲ خَلَقَ
تم میں سے کوئی تو کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کا دیکھنے والا ہے۔
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ
اس نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور تم کو صورت عطا فرمائی ہے۔ تو تمہاری صورتیں کتنی اچھی بنا دی ہیں

تعالیٰ نے اولاد آدم سے عہد و پیمان کیا ہے اور وہ سب اس وقت بصلب آدمؑ میں عالم ذر میں تھے تو جو ان میں سے ہماری ولایت پر ایمان لانے والے تھے ان کو بھی پہچان لیا اور مومن کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور جو ہماری ولایت ترک کر کے اس کے منکر ہونے والے تھے ان کو کافر کے خطاب سے مخاطب کیا۔ منزل (۷)

۱ فاولائك هم الخاسرون تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں خدائے تعالیٰ اس سے منع فرماتا ہے کہ مال کی تدبیر اور اولاد کی پرورش تم کو ذکر خدا یعنی نماز اور عبادتوں سے باز رکھے، اور جو ایسا کریں گے وہی نقصان اٹھائیں گے۔ اس لئے انہوں نے ہمیشہ باقی رہنے والی اعلیٰ درجے کی چیزوں کو فنا ہو جانے والی ذلیل چیزوں کے بدلے میں بیچ دیا۔

ع ۸ ۱۳

۲ فاصدق واكن من الصالحين۔ من لا يحضره الفقيه میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کسی نے ان حضرت سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا تھا تو فرمایا اصدق تو صدقہ سے ہے یعنی میں میں صدقہ دیتا اور اكن من الصالحين کا یہ مطلب ہے کہ میں حج بجالاتا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس آیت میں صلاح سے مراد حج ہے۔

ع ۱۴

۳ ولن يؤخر الله نفساً اذا جاء اجلها تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کے پاس ایک نوشتہ موجود ہے، جس میں سے جس چیز کو چاہتا ہے مقدم فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر کر دیتا ہے، پس جب شب قدر آتی ہے تو آئندہ شب قدر تک جو کچھ ہونے والا ہے اسے خدائے تعالیٰ نازل فرما دیتا ہے، ولن يؤخر الله نفساً اذا جاء اجلها سے وہی مراد ہے اس لئے کہ جب خدائے تعالیٰ اسے نازل فرما دیتا ہے اور آسمانی نوشتہ میں اسے لکھ دیتا ہے تو پھر اس میں تقدیم و تاخیر نہیں فرماتا

۴ هو الذي خلقكم فمنكم كافر و منكم مومن کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ جس دن خدا نے

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

اور بازگشت اسی کے حضور میں ہونے والی ہے۔ وہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کو (بھی) جانتا ہے

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٤

اور زمین میں جو کچھ ہے اس کو بھی اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کو (بھی) جانتا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اس کو (بھی) اور اللہ دلوں کے

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ

حالات سے آگاہ ہے۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبریں نہیں پہنچی جو پہلے سے کافر ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزہ

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

(یہاں بھی) چکھا اور (وہاں بھی) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

لے کر آئے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے پس انہوں نے انکار کیا اور روگردان ہوئے

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝٦ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

اور اللہ نے بھی ان کی پروا نہ کی۔ اور اللہ بے پروا (اور) قابل تعریف ہے۔ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں انہوں نے یہ گمان کیا ہے

لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

کہ وہ ہرگز زندہ نہ کئے جائیں گے۔ تم کہہ دو کہ میرے رب کی قسم تم ضرور زندہ کئے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کر چکے

عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ہو اس کی بابت ضرور تم کو آگاہ کیا جائے گا۔ اور یہ بات خدا کے لئے آسان ہے۔ پھر اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس

وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨ يَوْمَ

نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آگاہ ہے۔

يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

جب وہ قیامت کے دن تم کو جمع کرے گا یہی تو ہار جیت کا دن ہے۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے گا

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور نیک عمل کرے گا (تو) اللہ اس کی بدیوں کو اس سے دور کر دے گا اور اس کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩

کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

اور جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا جہنم والے وہی ہیں

لے والنور الذی انزلنا تفسیر قمی میں ہے کہ النور سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ النور سے مراد امامت ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا۔ نیز فرمایا کہ النور سے مراد امام ہے، اور جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا واللہ النور سے مراد تمام آئمہ ہیں۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے جتنی چمکتا ہوا آفتاب دن میں پہنچاتا ہو اور مومنین کے دلوں کو ائمہ ہی روشن کرتے ہیں اور جن سے خدائے تعالیٰ کو توفیق ہدایت سلب کرنی منظور ہو تو ائمہ کے نور کو ان سے روک لیتا ہے پس ان کے دل اندھیرے میں آجاتے ہیں۔

۲ لیوم الجمع تفسیر صافی میں ہے کہ قیامت کے دن کا نام یوم جمع اس لئے رکھا گیا ہے کہ حساب و کتاب بھی اسی دن ہے اور جزا و سزا بھی اسی دن۔ نیز یہ کہ اگلے اور پچھلے سب اسی دن کا ایک جا جمع ہوں گے۔

۳ یوم التغابن قیامت کا یہ ایک اور نام ہے اور اس کی وجہ تسمیہ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے یوں منقول ہے کہ ایک بندہ مومن بھی ایسا جنت میں داخل نہ ہوگا جو اپنا ٹھکانہ جہنم میں نہ دیکھے گا کہ اگر بدکار ہوتا تو وہاں جاتا اور اس کی غرض یہ ہوگی کہ وہ زیادہ شکر بجا لائے اور اسی طرح ایک بندہ بھی ایسا داخل جہنم نہ ہوگا جو اپنا مکان جنت میں نہ دیکھے اگر نیکی کرتا اور باایمان مرتا تو اسے پالیتا اور اس کی غرض یہ ہوگی کہ اسے حسرت و افسوس زیادہ ہو۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ اہل جنت ان مکانات کو غبن کریں گے جو جنت میں ان لوگوں کے لئے بنائے گئے تھے جو اس قابل ثابت نہ ہوئے اور جہنم میں چلے گئے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ
جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے ہوں گے۔ اور وہی سب سے بری بازگشت ہے۔ بغیر حکم خدا کے
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اللہ اس کے دل کو ہدایت کر دیگا۔ اور اللہ ہر چیز کا (پورا، پورا)
عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ
جاننے والا ہے۔ اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم روگردان ہو جاؤ گے
فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى
تو ہمارے رسول پر تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا واجب ہے۔ خدا وہی ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور
اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ
مومنوں کو لازم ہے کہ خدا پر ہی توکل کیا کریں۔ اے ایمان لانے والو! یقینا
اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ
تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض بعض ضرور تمہارے دشمن ہیں پس ان سے بچتے رہو اور اگر
تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ
تم معاف کر دو گے اور درگزر کرو گے اور بخش دو گے تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے
اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾
سوائے اس کے نہیں ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہارے لئے) ایک آزمائش ہیں اور اللہ جو ہے اس کے پاس بہت بڑا اجر موجود
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا
ہے پس جہاں تک تم سے بن پڑے اللہ سے ڈرو اور (اس کی نصیحت) سنو اور (اس کے احکام) مانو۔ اور اپنی ذات کی بہتری کے لئے
خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
اس کی راہ میں مال خرچ کرو۔ اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچا لیا گیا پس وہی تو (پوری، پوری) فلاح پانے والے ہیں۔
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ
اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ اس کو تمہارے لئے دو چند کر دے گا اور تمہارے
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ
گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بڑا قدردان (اور) بڑا بردبار ہے۔ کھلی اور چھپی کا
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾
جاننے والا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔

ع ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸

ع ۱۵ و من یؤمن باللہ یھد قلبہ تفسیر کی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے دل میں خدائے تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہوگا جب خدائے تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کو واضح کر کے بیان فرمائیگا تو وہ اس کو ضرور اختیار کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے توفیق ہدایت اور زیادہ کر دے گا جیسا کہ فرمایا ہے ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی (دیکھو پارہ نمبر ۱۶، سورہ مریم، آیت ۷۵) کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب تک ایمان پر قائم نہ ہو جائے اس وقت تک قلب مضطرب رہتا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سینہ اور حلق کے مابین اچھل رہا ہے، اور جب ایمان پر قائم ہو گیا قرار پکڑ لیتا ہے، خدا کے اس قول و من یؤمن باللہ یھد قلبہ کا یہی مطلب ہے۔

ع ۱۶ یا ایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم و اولادکم الخ تفسیر کی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب کوئی شخص ہجرت کر کے جناب رسول خدا کی خدمت میں آنا چاہتا تھا تو اس کے جورو بچے اس سے چمٹ جاتے اور کہتے کہ ہم خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ چھوڑ کر نہ جاؤ۔ ورنہ ہم تمہارے بعد ضائع ہو جائیں گے۔ بعض ان میں سے ایسے ہوتے کہ وہ جورو بچوں کے لالچ میں رہ جاتے ایسے ہی لوگوں کو اللہ نے جورو بچوں سے ڈرایا ہے اور ان کا کہنا مان لینے سے منع فرمایا ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کو چھوڑ چھاڑ کر چل دیتے اور ان سے صاف کہہ دیتے کہ اگر تم اس وقت ہجرت کر کے نہیں چلتے پھر اگر دار الہجرت میں مجھے اور تمہیں خدا ملائے گا تو میں ہرگز تم کو کوئی نفع نہ پہنچاؤں گا۔ مگر جب اللہ نے ان کو ملایا تو ایسے شخص کو یہ حکم دیا

کہ ان کے ساتھ نیکی کرے، اور صلہ رحم کو کام میں لائے چنانچہ فرمایا کہ وان تعفوا و تصفحوا فان اللہ غفور رحیم۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۱۲۳۷ سورة الطلاق مدنية كلماتها ۲۹۸

سورۂ طلاق مدینہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۲ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبیؐ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کے عدت کے (یعنی حیض سے پاک ہونے کے) وقت

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ

اور عدت کا شمار رکھو۔ اور اللہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ نہ تم ان کو ان کے گھروں سے نکالو

بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ

اور نہ خود نکلیں سوائے اس کے کہ انہوں نے کوئی کھلی بے حیائی کی ہو۔ اور یہ خدا کی (مقرر کردہ)

حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا

حدیں ہیں۔ اور جو خدا کی (مقرر کردہ) حدوں سے تجاوز کرے۔ تو اسی نے تو اپنے آپ پر یقیناً ظلم

تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

کیا کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس (قضیہ) کے بعد شاید خدا کوئی بات پیدا کر دے (اور ملاپ ہو جائے) پھر جب وہ اپنی مدت پوری

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا

کر چکیں تو یا تم انہیں حسن سلوک کے ساتھ روک لو یا انہیں معقول طریقے سے رخصت کر دو اور (باوقت طلاق)

ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ

اپنے میں سے دو گواہ کر لو اور (اے گواہو) للہ تم ٹھیک ٹھیک گواہی دینا ان احکام کی ان کو

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ

نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا

لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ

خدائے تعالیٰ اس کیلئے بچاؤ کی راہ پیدا کر دیگا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ

عَلَي اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ

پر بھروسہ کرے گا تو اللہ ہی اس کے لئے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنے کام کو پورا کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک

شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ

اندازہ مقرر فرما دیا ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر

لے یاایها النبی تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں خطاب تو نبی سے ہے اور مراد امت کے لوگ ہیں۔ ۲ فطلقوهن لعدتهن تفسیر کنز میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں عدہ کے معنی ہیں حیض سے پاک ہونا، اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ طلاق یہ ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو چکی ہو تو اس پاکی کے زمانے میں قبل اس کے کہ اس سے مجامعت کرے یہ کہے انت طالق اور نیت میں اس کا طلاق منظور ہو اور اپنے اس قول پر دو عادل شخصوں کو گواہ کر لے۔

۳ واحصوا العدۃ تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں عدہ سے مراد ہے پورے تین مرتبہ حیض آ کر پاک ہو جانا اور وہ یہ مدت ہے جس میں مطلقہ عورت دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔

۴ لا تخرجوهن من بیوتهن کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جن کو دو طلاق مل چکی ہوں پس وہ اس وقت تک گھر سے نہ نکالی جائیں گی جب تک کہ تیسری طلاق دی جائے اور جب تیسری طلاق مل جائے گی تو وہ شوہر سے بالکل جدا کر دی جائے گی اور شوہر کے ذمہ اس کا نان نفقہ نہ رہے گا۔ اور جس عورت کو مرد نے ایک ہی طلاق دی ہو پھر اسے ڈال رکھے کہ مدت گذرے تو ایسی عورت شوہر ہی کے گھر رہے گی، اور عدہ ختم ہونے تک اس کا نان و نفقہ بہم پہنچانا بھی شوہر ہی کے ذمہ ہے۔ اور مکان کسنی دینا بھی۔ ۵ بفاحشة مبينة تفسیر مجمع البیان، تفسیر قمی، کافی، من لا یحضرہ الفقیہ اور کتاب اکمال الدین میں جناب امام محمد باقرؑ، جناب امام جعفر صادقؑ، جناب امام علی رضاؑ، اور جناب صاحب العصر والزمان سے اس کے بارے میں جو جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فاحشہ مبینہ سے مراد زنا بھی ہے، سحق بھی، غیر مردوں کے سامنے آنا جانا بھی۔ شوہر کے ساتھ بدزبانی بھی۔ اور شوہر کے کنبہ والوں کو اپنی بدزبانی سے تکلیف دینا اور ان کے ساتھ بدخلقی برتنا بھی۔ لہٰذا اگر مطلقہ عورت جس کو طلاق بائن نہ دی گئی ہو اور وہ امور مندرجہ بالا میں سے کسی کی مرتکب ہو تو شوہر کو جائز ہے کہ قبل عدہ پورا ہونے کے اسے اپنے گھر سے نکال دے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی نہیں میں پڑھئے)

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ
تم کو (ان کے بارے میں) شک ہو تو ان کا عدہ تین مہینے ہے۔ اور ایسا ہی ان کا جن کو اب تک حیض آیا ہی نہیں
الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ
اور حمل والیوں کا عدہ یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے اور جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ
مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ
اس کے لئے اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے لئے اتارا ہے۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا
يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ
اللہ اس کی بدیاں اس سے دور کر دے گا اور اس کے لئے اجر کو بڑھا دے گا۔ مطلقہ عورتوں
حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا
کو حتی الامکان وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور تنگ کرنے کی غرض سے انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ
عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ
اور اگر وہ حاملہ ہوں تو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے انہیں خرچ دیتے رہو پھر
حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا
اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلائے تو ان کی اجرت ان کو دیتے رہو۔ اور آپس میں
بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝۶
حسن سلوک سے معاملہ کرو اور اگر نباہ میں تم میں کشمکش ہو تو مرد کے خاطر (بچے کو) کوئی اور عورت دودھ پلائے
لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ
تاکہ مقدور والا تو اپنے مقدور بھر خرچ کرے۔ اور جس کی روزی تنگ ہو تو اسے لازم ہے کہ اللہ نے جو کچھ اسے دیا
مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ
ہوا سی کے مطابق خرچ کرے۔ اور اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنا کہ اس کو عطا فرمایا ہے۔ عنقریب
اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا
اللہ تعالیٰ سختی کے بعد گشائش عطا فرمائے گا۔ اور کتنی ہی بستیوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولؐ کے حکم
وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸
سے سرتابی کی پھر ہم نے بھی بڑی سختی سے ان کا امتحان کیا اور ہم نے عذاب بھی ان کو انوکھا عذاب دیا۔
فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ
پھر انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھا اور ان کے معاملے کا انجام نقصان ہی نقصان ہوا۔ اللہ نے ان کے لئے

دی ہو تو اس نیت سے ضرر نہ پہنچائے کہ وہ تنگ آ کر عدہ سے پہلے مکان چھوڑ دے کہ اللہ نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۷ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن تفسیر مجمع البیان میں معصومین علیہم السلام میں روایت ہے کہ یہ حکم مخصوص طلاق کے بارے میں ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ موت کے بارے میں دوسرا حکم ہے۔ یعنی اگر عورت حاملہ ہو اور وضع حمل جلد ہو جائے تو بھی اس کے عدے کے چار مہینے دس دن پورے کرنے چاہئیں۔ اور اگر بچہ پیدا ہونے میں چار مہینے دس دن سے زیادہ عرصہ لگے تو وہ زیادہ مدت بھی عدہ میں محسوب ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور وہ حاملہ ہے اور اس کے رحم مادر میں دو بچے ہیں۔ اور اس نے ایک تو جن دیا، اور دوسرا باقی ہے۔ فرمایا وہ بچہ پہلے ہی شوہر کا ہے اور یہ عورت کسی دوسرے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ جو کچھ رحم میں ہے اسے نہ جنے، نیز انہی حضرت سے ایک ایسی حاملہ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ جس کا شوہر مر گیا، پھر اس سے بچہ پیدا ہو گیا۔ اور چار مہینے دس دن گزرنے سے پہلے اس نے نکاح کر لیا؟ فرمایا کہ اگر دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہے تو فوراً ان میں جدائی کرا دی جائے گی۔ اور اس مرد کے لئے یہ دوام کے لئے حرام ہو گی۔ اور اس عورت کو چار مہینے دس دن میں سے جتنی مدت باقی تھی اتنے دن تو شوہر اول کی بابت عدت پورا کرنا پڑے گا اور تین مہینے اس شوہر ثانی کی بابت اور اگر اس نے مجامعت نہیں کی ہے تو بھی ان دونوں میں جدائی کرا دی جائے گی۔ اور شوہر اول کی عدہ کی جو مدت باقی تھی وہ عورت کو پوری کرنی ہو گی۔

۸ لا تضارو ھن لتیضقوا علیھن کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے

۹ وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن تفسیر قمی میں ہے کہ ایسی مطلقہ عورت کے لئے جس کے بارے میں شوہر کو حق مراجعت باقی ہو جب تک وہ عدت میں رہے اس کا مکان نفقہ اور اس کا کھانا کپڑا شوہر کے ذمہ ہے۔ پھر اگر حاملہ ہے تو وضع حمل تک اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جب تک وہ بچہ دودھ پیتا رہے تو اس کی اجرت کی ذمہ دار ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۶۷۰ پر پڑھئے)

لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ

سخت عذاب تیار فرمایا ہے۔ پس اے صاحبان عقل! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے ڈرتے رہو

اٰمَنُوْا ۭ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ۙ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ

یقیناً اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو رسول بنا کر بھیجا ہے جو تم کو خدا کی کھلی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔

اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

طرف نکال لائے۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ

میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہنے والے ہوں گے۔

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ

یقیناً اللہ نے ایسے شخص کے لئے اچھا رزق مہیا فرمایا ہے۔ اللہ وہی ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا ہے

الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي

اور انہیں کے برابر زمینوں کو حکم خدا ان ہی میں سے ہو کر نازل ہوتا ہے تاکہ تم یہ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲

(پوری، پوری) قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے) علم سے ہر چیز کا ضرور احاطہ کر لیا ہے۔

حروفها ۱۱۲۴ سورة التحريم مدنية كلماتها ۲۵۳

سورہ تحریم مدینہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۲ رکوعها ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے نبی! جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے تم اسے کیوں حرام کرتے ہو؟ کیا تم اپنی بیبیوں کی

اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ

خوشنودی چاہتے ہو؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے تعالیٰ نے تمہارے لئے (کفارے)

اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۲

تمہاری قسموں کا توڑ دینا مقرر فرما دیا ہے اور اللہ تمہارا مالک ہے اور وہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۶۹)

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں مل چکی ہوں اس کا نان ونفقہ اس کے شوہر کے ذمہ بالکل نہیں ہاں ان عورتوں کا نان ونفقہ ہے جن کے بارے میں شوہر کا حق مراجعت باقی ہے۔

۴ لینفق ذو سعة من سعته کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک صاحب مقدور شخص بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے بناتا ہے، مثلاً طرح طرح کی اوڑھنے چادریں اور بہت سے کرتے، کہ ایک پر دوسرے کو پہنے اور ایک دوسرے کی حفاظت کرے اور محمل بھی مدنظر رکھتا ہے، تو آیا ایسا شخص مسرف سمجھا جائے گا؟ فرمایا نہیں کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ لینفق ذو سعة من سعته۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولا۔ العیون میں جناب امام رضاؑ کے اس قول فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (پارہ ۱۴، رکوع ۵ آیت ۱۸) کی تفسیر میں منقول ہے کہ الذکر سے جناب رسول خداؐ ہیں اور اہل الذکر سے ہم آل رسول اور اس بات کو خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سورہ طلاق میں بیان فرما دیا جہاں یہ ارشاد فرمایا ہے فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین اٰمنوا قد انزل اللہ الیکم ذکراً۔ رسولاً یتلوا علیکم اٰیٰت اللہ مبینٰت لیخرج الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات من الظلمات الی النور۔

۲ اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلھن تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول والسماء ذات الحبک (دیکھو پارہ ۲۶، سورہ ذاریات) کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ اس سے زمین کی طرف راستے بنے ہوئے ہیں پھر اپنی انگلیوں کی انگلیوں میں ڈال کر جال سا بنا دیا۔ پھر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش کی کیفیت اور ان کے ایک دوسرے پر ہونے کی شان بیان کی کہ سب سے نیچے والا آسمان (باقی صفحہ ۶۷۱ پر)

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ
اور جس وقت نبیؐ نے اپنی کسی زوجہ سے ایک بات بطور راز کے کہی۔ اور اس نے اس راز سے کسی اور کو آگاہ کر دیا۔
وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا
اور اللہ نے اپنے نبیؐ پر یہ معاملہ کھول دیا تو نبیؐ نے کچھ حصہ تو اس کا جتایا اور کچھ حصہ سے چشم پوشی کی۔ پھر
نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ
جس وقت نبیؐ نے اس (عورت) کو اس سے مطلع کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟ فرمایا مجھ کو بڑے جاننے والے
الْخَبِیْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا
(اور) بڑے خبردار نے خبر دی۔ اگر تم دونوں خدا کے حضور میں توبہ کرلو (تو بہتر ہے) پس تم دونوں کے دل
عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دونوں ہمارے رسول کے برخلاف ایک دوسرے کی پشت و پناہ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝۴ عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ
بنو تو اللہ اور جبریلؑ اور صالح المومنین اس کے مددگار ہیں۔ اور بعد اس کے کل فرشتے اس کی پشتی پر ہیں۔ اگر وہ تم کو طلاق دے دے تو قریب
یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ
ہے کہ اس کا پروردگار بدلے میں اس کو ایسی ازواج دے دے جو تم سے بہتر ہوں فرمانبرداری کرنے والیاں
تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝۵ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
ایمان والیاں، اطاعت کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ اور کنواریاں۔ اے ایمان لانے
قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
والو! اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر
عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ
اس پر نہایت تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو خدائے تعالیٰ کی کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیتا ہے
وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۶ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا
نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا ان کو حکم دیا جاتا ہے وہی بجا لاتے ہیں۔ اے وہ لوگوں جو کافر ہو گئے ہو آج کے دن
الْیَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۷ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
تم کوئی عذر نہ کرو سوائے اس کے نہیں کہ جو عمل تم کرتے تھے اسی کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اے ایمان لانے والو!
تُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ
خدا کی حضور میں اثر پذیر توبہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے تمہاری برائیوں کو دور کر دے

(بقیہ حواشی صفحہ ۶۷۰ کا)

اس زمین کے اوپر مثل قبے کے ہے اور دوسری زمین آسمان دنیا کے اوپر ہے، اور دوسرا آسمان اس زمین پر مثل قبے کے ہے اور اسی طرح ساتویں تک سلسلہ چلا گیا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن کا یہی مطلب ہے۔ پھر فرمایا کہ صاحب الامر فی الحقیقت جناب رسول خدا ہیں اور بعد ان کے وہ وصی جو روئے زمین پر قائم ہو اور امر خدا سب سے اوپر کے آسمان سے آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہوا اتر کر اس کے پاس پہنچتا ہے (اس پوری حدیث کو پارہ نمبر ۲۶ سورہ الذاریات کے شروع میں پڑھیں)

۳ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک... تا... نبائی العلیم الخبیر تفسیر قمی میں ہے کہ سبب نزول اس سورہ کا یہ ہوا کہ جناب رسول خدا کے ایک دن حفصہ کے گھر میں تھے اور ماریہ قبطیہ حضرت کی خدمت کر رہی تھی اور حفصہ کسی کام کو گئی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ نے ماریہ سے ہمبستری کی۔ حفصہ کو اس کی خبر ہوئی تو بہت ہی جھنجھلائی اور جناب رسول خدا کے رو در رو یہ کہا کہ یا رسول اللہ میرے ہی دن میں میرے ہی گھر میں اور میرے ہی بستر پر۔ آنحضرت کو حیا آئی اور اس سے فرمایا کہ بس کر بس کر۔ میں ماریہ کو آئندہ سے اپنے لئے حرام کرتا ہوں۔ اس نے اس کے بعد کبھی ہمبستری نہ کروں گا۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما تفسیر مانی میں ہے کہ یہ خطاب حفصہ اور عائشہ سے ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ عتاب مد سے زیادہ ہے اور فقد صغت قلوبکما کا یہ مطلب ہے کہ مخالفت رسول کے سبب تمہارے دل حق سے ہٹ گئے ہیں اور تم سے وہ باتیں سرزد ہوئی ہیں جو توبہ کو تم پر واجب کرتی ہیں ورنہ تم کو تو لازم تھا کہ جس چیز کو رسول اللہ پسند کرتے تھے تم بھی پسند کرتیں اور جس چیز سے رسول اللہ کو نفرت ہوتی تم کو بھی اس سے نفرت ہوتی۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا

اور تم کو (اس دن) ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی۔ (اس دن)

يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ

جس دن خدائے تعالیٰ نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کریگا ان کا نور ان کے سامنے

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ

اور ان کے دائیں بائیں ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لئے پورا

لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

کردے اور ہمارے گناہ بخش دے۔ بیشک تو ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اے نبی تم کافروں اور

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ

منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

الْمَصِيْرُ ۝۹ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ

اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں نوح کی زوجہ اور لوط کی زوجہ کی مثل بیان کی ہے کہ

وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

یہ دونوں ہمارے نیک بندوں میں سے دو نیک بندوں کی ماتحت تھیں پھر ان دونوں نے ان دونوں کے حق میں خیانت کی

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ

پس وہ دونوں خدا کے عذاب سے بچانے میں ان دونوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان دونوں سے یہ کہا جائے گا کہ تم بھی جانے والوں کے ساتھ

مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ

جہنم میں چلی جاؤ اور اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں فرعون کی زوجہ کی مثل بیان

فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ

کی ہے کہ جس وقت اس نے یہ عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے اور مجھ کو

مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱ وَمَرْيَمَ

فرعون سے اور اس کی بدکاری سے نجات دے اور مجھے ان نافرمان لوگوں کے ہاتھ سے چھٹکارا دے۔ اور عمران

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

کی بیٹی مریم کی (مثل بیان کی ہے) جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲

پھونک دی تھی اور وہ اپنے پروردگار کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کیا کرتی تھی اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی۔

---

۱ نورھم یسعیٰ بیان ایدیھم وبایمانھم تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ائمہ مومنین کے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ سعی فرماتے ہوں گے۔ تا آنکہ ان کو جنت میں ان کے مکانوں میں پہنچا دیں گے۔ تفسیر قمی میں بھی ان حضرت سے قریب قریب یہی مضمون ہے اور جناب امام محمد باقرؑ سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جس شخص کو اس دن نور میسر آیا اس نے ضرور نجات پائی اور مومن ایک بھی ایسا نہ ہوگا جسے اس دن نور میسر نہ آئے گا۔

۲ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین۔ (جس کے معنی یہ ہوئے کہ منافق چونکہ ظاہراً تمہارے تابع ہیں لہٰذا ان کے ذریعے سے کافروں سے جہاد کرتے رہو) اور وہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول خدا بھی منافقین سے نہیں لڑے وہ حضرت تو ہمیشہ ان کی تالیف قلوب ہی کرتے رہے۔ تفسیر قمی میں ان ہی سے حضرت سے خدائے تعالیٰ کے اس قول جاہد الکفار والمنافقین میں یہ منقول ہے کہ یہ اسی طرح نازل ہوا تھا اور جناب رسول خدا نے کافروں سے جہاد کیا اور جناب علی المرتضیٰ نے منافقین سے یعنی علی مرتضیٰ نے جہاد رسول خدا کی تکمیل کی (دیکھو پارہ نمبر ۱۰، رکوع ۱۵)

۳ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرأت نوح و امرأت لوط تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کا یہ حال ظاہر کرنے کے لئے کہ ان کو ان کے کفر و نفاق کی سزا دی جائے گی اور ان کو نبی اور مومنین کے مابین جو تعلقات ہیں اور خود ان سے جو ان کے برتاؤ ہیں اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ زوجہ نوح اور زوجہ لوط کا حال مثال کے طور پر بیان کیا ہے اور اس میں عائشہؓ اور حفصہؓ پر تعریض ہے کہ ان دونوں نے جناب رسول خدا سے خیانت کی۔ آنحضرتؐ کا راز فاش ہو گیا۔ دونوں نے آنحضرتؐ سے نفاق برتا۔ اور آنحضرتؐ کے برخلاف ایک دوسرے کی مدد گار بنیں جیسا کہ پہلے دو رسولوں کی ازواج بھی کر چکی تھیں۔ پس جیسا کہ وہ دونوں رسول باوجود شوہر ہونے کے عذاب خدا سے بچانے میں اپنی ان ازواج کے کچھ کام نہ آئے۔ ویسے ہی یہ بھی ناکام رہیں گی۔ (اس صفحہ

حروفها ۱۳۵۹ سورة الملك مكية كلماتها ۳۳۹

سورۂ ملک مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۳۰ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ

برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں (تمام جہان کی) بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ جس نے

الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

موت کو بھی پیدا کیا اور حیات کو بھی تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون شخص عمل میں بہتر ہے۔ اور وہی زبردست (اور)

الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ

سب سے زیادہ بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمانوں کو تہ بر تہ پیدا کیا۔ تم (خدا کے) رحمٰن کی پیدائی ہوئی کوئی

الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ

چیز میں کوئی اختلاف نہ پاؤ گے۔ پھر نظر ڈال کر دیکھو آیا تم کوئی خلل دیکھتے ہو؟ پھر

ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿۴﴾

بار بار نظر ڈالو وہ نظر تمہاری طرف تھک کر ذلیل ہو کر لوٹ آئے گی۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی ہے اور ان کو شیطانوں کے لئے (پھینک کر) مارنے کا آلہ قرار دیا ہے۔

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿۵﴾ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ

اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کو عذاب تیار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اپنے پروردگار کا انکار کر چکے ہیں

جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۶﴾ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ

جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ جس وقت وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی چنگھاڑ سونیں گے

تَفُوْرُ ۙ﴿۷﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ

حالانکہ وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہوگا کہ وہ غصے کے مارے پھٹ پڑے۔ جب کوئی گروہ اس میں ڈالا

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا

جائے گا تو اس کے نگہبان ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا (نبی) نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں ڈرانے والا

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿۹﴾ وَقَالُوْا

(نبی) تو ہمارے پاس ضرور آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھٹلا دیا تھا (یہ) کہہ دیا تھا کہ اللہ نے تو کوئی چیز بھی نہیں اتاری تم خود ہی بڑی گمراہی میں

(۲۹) ۱ خلق الموت والحیوۃ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حیات کو موت سے پہلے پیدا کیا ہے اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ حیات و موت خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں۔ پس جب موت آتی ہے تو وہ انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور جس چیز میں موت داخل ہو جائے۔ حیات اس میں سے ضرور نکل جاتی ہے۔

۲ ایکم احسن عملاً تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس قول خدائے تعالیٰ کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھا ہے؟ پھر فرمایا کہ تم میں سے زیادہ کامل عقل کس کی ہے؟ اور تم میں سے خوف خدا میں کون زیادہ بڑھا ہوا ہے؟ اور جن چیزوں کے کرنے کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جن جن چیزوں سے باز رکھا ہے ان میں سب سے زیادہ خوبی کے ساتھ غور کرنے والا تم میں سے کون کون ہے؟ گو عبادت کرنے میں وہ تم سے کم ہی ہو؟ (مگر اوپر کی باتوں میں سب سے بڑھا ہوا ہے) اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ یہ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھا ہے؟ اور خدائے تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے زیادہ بچنے والا کون ہے؟ اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کی طرف سے سب سے زیادہ جلد مائل ہو جانے والا کون ہے؟ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زیادہ عمل کرنے والا کون ہے؟ بلکہ یہ غرض ہے کہ سب سے زیادہ صحیح عمل کس کے اترتے ہیں اور اعمال کا صحیح ہونا خدا کے خوف اور نیت کی سچائی پر موقوف ہے، پھر فرمایا کہ اس کا مطلب ہے برابر عمل کئے جانا، یہاں تک کہ عمل خالص ہو جائے اور یہ سب سے زیادہ سخت عمل ہے اور خالص سے مراد وہ عمل ہے جس کی نسبت تمہارے ارادے میں یہ نہ ہو کہ اس عمل پر سوائے خدا کے کوئی بھی تمہاری تعریف کرے اور نیت عمل سے افضل ہے۔ خبردار ہو کہ نیت ہی اصل عمل ہے۔ پھر حضرت نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول تلاوت فرمایا قل کل یعمل علی شاکلتہ (دیکھو پارہ ۱۵، رکوع ۹) قول صاحب تفسیر صافی برابر عمل کئے جانا کل پر باقی رہنا اس سے زیادہ قوی ہے کہ عمل کم سے زیادہ سخت ہو جائے اور ظاہر ہے کہ عمل سے زیادہ سخت عمل ہونا اس کا خالص ہونا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عمل خالص وہی ہوتا ہے جو صرف خدا کے لئے کیا جائے اور ریا و سمعہ سے بالکل پاک ہو۔ (باقی نمبر ۳ پڑھئے)

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوْا

ہو۔ اور وہ یہ بھی نہیں کہ اگر ہم سنتے اور سمجھ لیتے تو ہم جہنمیوں میں (داخل) نہ ہوتے۔ پس وہ

بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے پس جہنمیوں کے لئے خدا (اپنی رحمت سے) دوری کرے۔ بیشک وہ لوگ

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا

جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے لئے گناہوں کی بخشش اور بڑا اجر ہے اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو

بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ

یقیناً خدائے تعالیٰ دلوں کے حال سے واقف ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا

حالانکہ وہ باریک ہیں اور خبردار ہیں وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کر دیا ہے

فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ ءَاَمِنْتُمْ

پس تم اس کے راستوں پہ چل پھرو اور خدائے تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ (پیو) اور اسی کی طرف تم سب کو اٹھ کر جانا ہے۔ کیا تم

مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ اَمْ

اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ (فرشتوں کا گروہ) جو آسمان میں رہتا ہے تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ زمین یکایک بھونچال

اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ

میں آجائے یا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ جو آسمان میں ہے وہ تم پر پتھراؤ کی بارش بھیج دے پھر تم جان ہی لو گے

كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ

کہ میرا ڈراوا کیسا ہے؟ اور یقیناً ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے جھٹلایا تھا پس میرا ناخوش ہونا

نَكِيْرِ ﴿١٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛؕ مَا

(عذاب کا نازل کرنا) کیسا رہا؟ کیا انہوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا جو ان کے اوپر (اڑتے ہیں) پر پھیلائے رہتے ہیں اور

يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿١٩﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ

(کبھی ان کو اڑنے میں) سمیٹ لیتے ہیں سوائے (خدائے) رحمٰن کے کوئی اور ان کو روکے ہوئے نہیں ہے یقیناً وہی ہر چیز کا دیکھنے والا ہے

هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ

یا کوئی شخص (جس کو تم معبود جانتے ہو) جو تمہارا لشکر ہے سوائے (خدائے) رحمٰن کے ایسا ہے کہ تمہاری مدد کرے؟ کافر محض دھوکے میں ہیں آپڑے

غُرُوْرٍ ﴿٢٠﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ

ان میں سے کوئی ایسا ہے جو تم کو رزق دے دے اگر خدائے تعالیٰ اپنا رزق روک لے؟ بات یہ ہے کہ یہ سرکشی اور نفرت میں

لو کنا نسمع او نعقل تفسیر قمی میں ہے کہ انہوں نے سنا بھی ضرور تھا اور سمجھا بھی تھا لیکن نہ انہوں نے اطاعت کی اور نہ انہوں نے مانا جیسا کہ فاعترفوا بذنبهم سے ظاہر ہے۔

٢ علیم بذات الصدور

٣ اللطیف الخبیر تفسیر برہان میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کا نام جو علیم رکھا گیا تو اس سے کوئی تازہ علم مراد نہیں ہے، جس سے اس نے اشیاء کو جانا ہو یا آئندہ معاملات کے یاد کرنے پر اس سے مدد لی ہو یا جن چیزوں کو وہ پیدا کرتا ہو ان کے سمجھنے میں وہ مدد دیتا ہو اور جو گذر چکا اور جس مخلوق کو ختم کر چکا اس کے متعلق علم ضائع ہو گیا ہو۔ اس لئے کہ ایسا علم اگر اسے پہلے سے نہ ہوتا۔ اور اب اس کا مددگار بنتا تو خدا جاہل اور کمزور ثابت ہوتا جیسا کہ ہم مخلوق کے علماء کی حالت دیکھتے ہیں کہ وہ اسی علم تازہ کی بدولت عالم کہلاتے ہیں جس کے حصول سے پہلے وہ ضرور جاہل تھے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ آئندہ وہ ان کا علم جاتا رہتا ہے اور پھر وہ جاہل کے جاہل رہ جاتے ہیں۔ ہاں اللہ کو جو عالم یا علیم کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کی بابت وہ پہلے جاہل تھا نہ اب جاہل ہے نہ آئندہ جاہل ہوگا۔

وقف لازم باختلاف

پس لفظ تو خالق و مخلوق دونوں کے لئے ایک ہی بولا جاتا ہے مگر معنی اس قدر مختلف ہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھ لئے۔ اب رہا لطیف تو یہ اس لطافت سے نہیں ہے کہ جس کے معنی قلت اور کمی اور چھوٹائی کے ہوں۔ بلکہ یہ اس لطافت سے مشتق ہے جس کے معنی چیزوں کی تہ تک پہنچ جانا اور اس بات سے باز رکھنا ہیں کہ کوئی اس کی تہ تک پہنچ سکے۔ جیسے کہ تم کہتے ہو لطف عنی هذا الامر (یہ امر میری سمجھ سے باہر ہے) اور

لطف فلان فی مذهبه (اور فلاں شخص اپنی رائے میں بہت گہری سمجھ رکھتا ہے) پس اس قول سے تم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عقل بڑی ہے اس نے غور و خ
خوب کیا ہے اور تمہارا وہم و گمان اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس اسی طرح ہمارے پروردگار تبارک و تعالیٰ کا لطف ہے کہ نہ کسی تعریف سے وہ سمجھا جا سکتا ہے اور نہ کسی بیان سے مدد دیا جا سکتا ہے او

عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ
بہت ہی بڑھ گئے ہیں۔ آیا وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اپنے منہ کے اوندھا چل رہا ہے۔ یا وہ جو کھڑا (کھڑا) سراط مستقیم چلا جا رہا
سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ
ہے تم کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے۔
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ
(مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ تم کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین
ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ
میں پھیلا دیا ہے اور اسی کے حضور میں تم اکٹھے کئے جاؤ گے اور (وہ) یہ کہتے ہیں کہ اگر
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ
تم سچے ہو (تو بتلاؤ) یہ وعدہ کا وقت کب آئے گا؟ (تم) کہہ دو کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو
مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا
فقط ظاہر باظاہر ڈرانے والا ہوں مگر جب اس کو قریب آتا دیکھیں گے تو ان لوگوں کے منہ جو کافر ہو گئے ہیں
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ
بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی ہیں جس کی تم خواہش کیا کرتے تھے۔ (تم) کہہ دو کہ آیا تم اسے سمجھے
اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ
کہ اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں ان کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچا لے گا؟ (تم) کہہ دو
اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ
وہی (خدائے) رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ سو عنقریب تم بھی جان لو گے کہ کھلی گمراہی
اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾
میں کون ہے؟ (تم) کہہ دو کہ آیا تم یہ بھی سمجھے کہ اگر تمہارا پانی گہرا ان میں چلا جائے تو چشمہ کا پانی تمہارے لئے کون لے آئے گا؟

حروفها ۱۲۹۵ سورة القلم مكية كلماتها ۳۰۶
سورۂ قلم مکہ میں نازل ہوا
رکوعها ۲ — آیاتها ۵۲

بسم الله الرحمٰن الرحيم
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ

نٓ۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ تم اپنے رب کی نعمت کے سبب دیوانے نہیں ہو۔ اور یقیناً

(بقیہ صفحہ گزشتہ) پر دلالت کرتی ہے۔ یہاں بھی اسم تو ایک ہے، مگر معنی مختلف، اب رہا غیر سو وہ ایسا غیر ہے کہ نہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ ہے اور نہ اس سے کوئی چیز غائب ہے۔ اس کا غیر ہونا تجربہ اور عبرت پر موقوف نہیں ہے اگر دونوں نہ ہوں تو وہ کوئی چیز ہی نہ جانتا یہ تو جاہل کی صفت ہو سکتی ہے اور اللہ جن جن چیزوں کو پیدا کرتا ہے ان سب کی بابت اول تو غیر ہے اور غیر بصیر ہی رہے گا۔ اور آدمیوں میں سے وہ غیر بصیر ہے جو اپنی جہالت دور کرنے کے لئے لوگوں سے بہت سی خبریں دریافت کرے۔ یہاں بھی نام ایک ہے اور معنی مختلف۔ (اس مطلب کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۷ رکوع ۱۸)

حواشی صفحہ ہذا

۱ امن یمشی سویا علی صراط مستقیم۔ کافی اور المعانی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دل وہ ہے جس میں نفاق بھی ہو اور ایمان بھی۔ اور ایک دل وہ ہے جو الٹا ہوا ہو اور ایک دل وہ ہے جس پر مہر لگی ہوئی ہو اور ایک دل وہ ہے جو روشن و منور ہو پس جس دل پر مہر لگی ہوئی ہو وہ تو منافق کا دل ہے اور جو روشن اور منور ہے وہ مومن کا دل ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کوئی چیز عطا فرماتا ہے وہ شکر کرتا ہے اور اگر اسے بلا میں مبتلا کرتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اب رہا الٹا ہوا دل۔ وہ مشرک کا دل ہے، پھر حضرت نے یہ پوری آیت تلاوت فرمائی افمن یمشی مکبا علی وجهه اهدیٰ امن یمشی سویا علی صراط مستقیم۔ اب رہا وہ دل جس میں ایمان بھی ہو اور نفاق بھی تو وہ ایسے لوگ ہیں جیسے کہ طائف میں تھے۔ اگر ان میں سے کسی کو موت نے ایسے وقت میں آلیا کہ وہ حالت نفاق میں ہے، تب تو وہ غارت ہوا اور اگر موت ایسے وقت میں آئی کہ حالت ایمان میں تھا تو نجات پا گیا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مثل جو علی مرتضیٰ کی ولایت سے پھر گیا ہو اس شخص کی سی بیان کی ہے جو اپنے منہ کے بل چلتا ہو اور اپنے معاملہ میں کوئی راہ نہ پاتا ہو۔ اور اس شخص کی مثل جو علی مرتضیٰ کا پیرو ہوا اسی کی سی بیان کی ہے جو صراط مستقیم یا راہ راست

منزل (۷)

لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ

تمہارے لئے ایسا اجر (مہیا) ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ہے۔ اور بیشک تمہارا خلق بہت بڑھا ہوا ہے۔

وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے۔ اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے دیوانہ کونسا ہے؟ بالتحقیق تمہارا پروردگار ہر شخص

سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾ وَدُّوْا لَوْ

کو خوب جانتا ہے۔ جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس تم جھٹلانے والوں کی بات نہ ماننا

تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ

وہ چاہتے ہیں کہ اگر تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔ اور تم کسی ایسے شخص کی بات میں نہ آ جانا جو بڑا قسمیں کھانے والا

مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ

ذلیل خیال عیب جو چغلخور نیکی سے روکنے والا حد سے گزر جانے والا سخت ناہنجار منہ پھٹ اور پرلے درجہ کا حرامی بھی ہو۔

زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٤﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ

محض اس سبب کے وہ مال و اولاد والا ہے۔ جس وقت اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں وہ کہہ دیتا

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا

ہے یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ عنقریب ہم اس کی ناک پر ایک نشان لگائیں گے۔ بیشک ہم نے ان کی اسی طرح آزمائش کی ہے جیسے

بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا

کہ ہم نے ایک باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ کل صبح ہم اس باغ کے پھل ضرور توڑ لیں گے۔

يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾

اور انشاء اللہ نہ کہا تھا۔ پس اس باغ پر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بلا پھر گئی اور وہ سوتے ہی رہے۔

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى

پس وہ ایسا ہو گیا کہ اس میں ایک پھل بھی باقی نہ رہا۔ اور صبح کے وقت وہ ایک دوسرے کو آواز دینے لگے کہ اگر تم کو پھل لینے ہیں

حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَنْ لَّا

تو اپنے باغ کو سویرے ہی سویرے چلو۔ پس وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جاتے تھے کہ

يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾

آج کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آنے پائے۔ اور انہوں نے (اپنے باغ میں پہنچ کر) ایسی حالت میں صبح کی کہ

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ

وہ (صرف) روک تھام کی قدرت رکھتے تھے۔ پھر جب اس کو (اجڑا ہوا) دیکھا تو کہنے لگے ہم یقیناً بھول گئے۔ بلکہ (بات یہ ہے کہ) ہم ہی ہی

---

۱ انك لعلى خلق عظيم۔ تفسیر قمی اور المعانی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خلق عظیم کے معنی ہیں دین عظیم۔ البصائر میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو اخلاق و آداب کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين (دیکھو پارہ ۹، رکوع ۱۳) اور جب اس حکم کی تعمیل ہوئی تو ارشاد فرمایا انك لعلى خلق عظيم۔

۲ فستبصر ويبصرون بايكم المفتون۔ الحاسن اور الجوامع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں میری خالص محبت نہ ہو اور کسی کے دل میں میری خالص محبت نہیں ہو سکتی جب تک کہ علیؑ کی خالص محبت اس کے دل میں نہ ہو۔ یا علیؑ وہ جھوٹا ہے جو یہ گمان کرے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (جناب رسول خدا سے یہ سن کر) منافقوں میں سے دو شخصوں نے کہا کہ رسول خدا تو اس لڑکے (علی مرتضیٰ) کی محبت میں دیوانے ہو گئے ہیں۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فستبصر ويبصرون بايكم۔ المفتون اس کے بعد پھر امام نے فرمایا کہ اس سے آگے کی آیت بھی ان ہی دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۳ انا بلوناهم كما بلونا اصحاب الجنة۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اہل مکہ کی بھوک سے اسی طرح آزمائش کی گئی جس طرح اس باغ والوں کی کی گئی۔ اس آیت میں جنت سے مراد دنیا کا ایک باغ ہے جو ملک یمن میں شہر صنعاء سے نو میل کے فاصلے پر تھا اور اس کا نام رضوان تھا۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا
بدنصیب ان میں سے جو سب سے اچھا تھا اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم خدائی تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ کہنے لگے کہ ہمارا
ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا
پروردگار منزہ ہے بیشک ہم ہی ظالم رہے۔ اب لگے ایک دوسرے کو ملامت کرنے۔ اور یہ کہتے کہ ہائے خسرابی
إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ﴿٣١﴾ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا
ہماری ہم ضرور سرکش رہے۔ قریب ہے کہ ہمارا پروردگار اس کے بدلے میں ہم کو اس سے بہتر عطا فرمائے
رَاغِبُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوا
یقیناً ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔ عذاب یوں ہوا کرتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے نہیں بڑھا ہوا ہے۔ بشرطیکہ
يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ
یہ لوگ سمجھتے ہوتے بیشک پرہیزگاروں کے لئے نعمت والی جنتیں ہیں۔ کیا
الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ
ہم فرماں برداروں کو مجرموں کے مانند کر دیں گے۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ یہ کیسے فیصلے کرتے ہو؟ آیا تمہارے
كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ
پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو۔ کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہ تم کو اس میں ضرور ملے گا؟ یا تمہاری قسمیں
عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ
ہمارے ذمے ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ جو کچھ تم حکم کرو گے وہ ضرور تم کو مل جائے گا۔ ان سے دریافت کرو کہ
أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ۖ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن
ان میں سے اس کا ضامن کون ہے؟ یا ان کے کچھ شریک ہیں۔ پھر اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں۔
كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا
جس دن پنڈلی کھولی جائے گی (یعنی جو سخت پریشانی اور گھبراہٹ کا دن ہوگا) اور لوگ سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو
يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا
(سجدہ) نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں نیچی ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ اور دنیا میں
يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا
بھی یہ سجدے کے لئے بلائے جاتے تھے جس حال میں کہ یہ تندرست تھے اب اسے جو اس بات کو جھٹلاتا ہے مجھ پر چھوڑ دو
الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ
(کہ میں سمجھ لوں گا) ہم ان کو رفتہ رفتہ عذاب سے اس طرح قریب کریں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اور میں ان کو ڈھیل دیتا رہوں گا

ل یوم یکشف عن ساق تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن معاملہ بہت ہی سخت ہو جائے گا۔ آفتیں بہت ہوں گی اور کشف ساق ایسی حالت بیان کرنے کی مثل ہے اور اصل اس کی یہ ہے کہ حملہ کے وقت یا بھاگنے کے وقت پنڈلی پر سے کپڑا اٹھا جاتا ہے۔ نیز یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جس دن معاملہ کی اصلیت و حقیقت اس طرح کھل جائے گی کہ آنکھیں دیکھ لیں گی اس صورت میں یہ استعارہ ہے جیسوں کہ درخت کے تنے کو بھی ساق کہتے ہیں اور اس کی چھال چھیل ڈالنے پر لکڑی کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور اگر انسان کی پنڈلی مراد لی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ گوشت پوست دور کرنے پر اس کی حقیقت بھی پوشیدہ نہیں رہتی۔ لفظ ساق کو نکرہ لانا بھی یہ بتاتا ہے کہ وہ دن بڑا ہولناک ہوگا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دونوں حضرات نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ قیامت کے ہول سے لوگ متحیر ہو کر خاموش ہو جائیں گے۔ ہیبت ان پر طاری ہو جائے گی۔ چونکہ ندامت و ذلت ان پر سوار ہوگی اور رسوائی کا سامنا ہوگا۔ اس سے ان کی آنکھیں تو کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ اور نیچے منہ کو آجائیں گے۔ ۲ وقد کانوا یدعون الی السجود العیون میں جناب امام رضا سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حجاب نور کھل جائے گا تو مومن تو سجدے میں گر پڑیں گے اور منافقین کی ریڑھ کی ہڈی ایسی سخت ہو جائے گی کہ وہ سجدہ ہی نہ کر سکیں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں ہے کہ منافقین کی پشت ایسی سخت ہو جائے گی جیسے لوہے کی سلاخ۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾
کہ میری تدبیر نجیدہ ہے۔ آیا کہ تم ان سے کوئی اجرت مانگتے ہو کہ وہ تاوان کے مارے دبے ہوئے ہیں؟

أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن
یا ان کے پاس غیب کی خبریں ہیں جنہیں وہ لکھ لیتے ہیں۔ اب تم اپنے پروردگار کے فیصلے کے انتظار

كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۘ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ
میں صبر کرو اور مچھلی والے (یعنی یونس) کے مانند نہ ہو جاؤ جبکہ انہوں نے غم و غصے کی حالت میں پکارا تھا۔ اگر ان کے پروردگار کی مہربانی

مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ
ان کی خبر گیری نہ کرتی تو وہ برے حال سے چٹیل میدان میں پڑے ہوئے ہوتے۔ مگر ان کے پروردگار نے ان کو

الصَّالِحِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا
برگزیدہ کر لیا اور ان کو نیک بندوں میں سے قرار دیا۔ قریب ہے کہ کافر جس وقت قرآن مجید کو سنیں تو اپنی نظروں کے ذریعے سے

سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾
تمہیں پھسلا دیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ حالانکہ وہ (قرآن) تمام عالموں کے لئے نصیحت ہے۔

حروفها ۱۱۳۴ سورة الحاقة مكية كلماتها ۲۶۰
سورۂ حاقہ مکہ میں نازل ہوا
ایاتها ۵۲ رکوعها ۲
بسم الله الرحمن الرحيم
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

الْحَاقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٣﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ
برحق ہونے والی ہے۔ کیا چیز ہے وہ برحق ہونے والی۔ اور تم کیا سمجھے کہ وہ برحق ہونے والی کیا ہے؟ (قوم) ثمود

وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ وَأَمَّا عَادٌ
و عاد نے تو اس کھڑکھڑا ڈالنے والی کو تو جھٹلا ہی دیا تھا۔ پس ثمود تو حد درجہ کے عذاب (بڑی چیخ) سے ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ اور رہے عاد

فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ
تو وہ ایک تیز و تند ٹھنڈی ہوا سے ہلاک کئے گئے۔ جس کو (خدا نے) لگاتار سات رات

وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ ۙ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ ۙ كَأَنَّهُمْ
اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا سو تم ان لوگوں کو اس طرح پڑا ہوا دیکھتے گویا وہ

أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ
کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہیں۔ پس اب بھی تم ان کا کچھ بقیہ دیکھتے ہو؟ اور فرعون

لے ولا تکن کصاحب الحوت اس سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں (ان کے قصہ کے لئے ضمیمہ ملاحظہ فرمائیے)

ے وان یکاد الذین کفروا الی اخرہ کافی اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد خذیف کے پاس سے گذرتے تو مسجد کے بائیں طرف نظر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جناب رسول خدا نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ پھر دوسری طرف نظر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ وہ جگہ ابوبکر و عمر و سالم مولائے ابوحذیفہ اور ابوعبیدہ ابن الجراح کے خیمہ کی ہے، جس وقت ان لوگوں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت اس شخص (یعنی جناب رسول خدا) کی آنکھوں کی طرف دیکھو وہ ایسی گردش کر رہی ہیں جیسے دیوانے کی آنکھیں پس جبرئیل امین اس وقت یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ تفسیر قمی میں لما سمعوا الذکر کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسول خدا نے ان کو فضیلت جناب امیر المومنین کی اطلاع دی۔ اور وما ھو الا ذکر للعالمین میں ھو سے جناب امیر المومنین مراد ہیں اور اس پوری آیت کے ایک معنی یہ بھی لئے گئے ہیں کہ اے رسول وہ تم کو چشم زخم پہنچانا چاہتے ہیں کیوں کہ روایت میں وارد ہے کہ قبیلہ بنی اسد میں بعضے بڑے نظر والے تھے اور ان میں سے کسی نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ آنحضرت کو چشم زخم پہنچائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قول مترجم: نظر لگنا برحق ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ نظر آدمی کو قبر اور اونٹ کو دیگ میں پہنچا دیا کرتی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے بھائی جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے تو آنحضرت نے ان کے [illegible] (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ
اور جو لوگ اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول
فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي
کی نافرمانی کی تو اس نے بھی ان کو بہت ہی سخت گرفت کی۔ یہ ہم ہی تھے جب پانی نے طغیانی کی تو ہم نے تم کو کشتی میں
الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲ فَاِذَا
سوار کر دیا۔ تاکہ ہم اس کو تمہارے لئے ایک یادگار قرار دیں اور ایک یاد رکھنے والا کان ان کو یاد رکھے۔ پھر جب کہ
نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ
صور ایک دم سے پھونکا جائے گا۔ اور زمین اور پہاڑ اٹھا لئے جائیں گے
فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝۱۴ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱۵ وَانْشَقَّتِ
پھر یکایک چکنا چور کر دیے جائیں گے۔ پس اسی دن قیامت واقع ہوگی۔ اور آسمان
السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝۱۶ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ
پھٹ جائے گا تو وہ اس دن بالکل کمزور ہو جائے گا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔ اور تمہارے
عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝۱۷ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى
پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ اپنے اوپر لئے ہوئے ہوں گے۔ اس دن تم پیش کر دیے جاؤ گے
مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝۱۸ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ
اور تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہے گا۔ اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا
اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝۱۹ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝۲۰ فَهُوَ فِيْ
لو آؤ اور میرے نوشتہ کو پڑھو۔ میں تو یقین رکھتا تھا کہ مجھے حساب دینا پڑیگا
عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۲۱ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۲۲ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝۲۳ كُلُوْا
اب تو وہ پسندیدہ عیش میں عالی شان باغ میں ہوگا۔ جس کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے
وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝۲۴ وَاَمَّا مَنْ
(ان سے کہا جائے گا کہ) گزشتہ دنوں میں جو جو تم پہلے کر چکے ہو اس کے عوض میں اب مزے سے کھاؤ پیو۔ اور رہا
اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝۲۵ وَلَمْ
وہ جس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کاش میرا نوشتہ ہی مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔
اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝۲۶ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝۲۷
اور میں جانتا ہی نہیں کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت نے فیصلہ ہی کر دیا ہوتا۔

۱ وتعیھا اذن واعیۃ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں اور تمہیں دور نہ کروں۔ میں تمہیں سکھاتا جاؤں گا اور تم اسے یاد رکھتے جانا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ تمہیں یاد رہے گی اسی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ نیز کتاب مذکور اور العیون اور جوامع میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا اے علیؑ میں نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ تمہارے کان کو یاد رکھنے والا کان قرار دے اور روایت میں یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا اللھم اجعلھا اذن علی (یا اللہ اسے علی کا کان قرار دے) جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے میں نے جو بات جناب رسول خدا سے سنی اور اسے کبھی نہ بھولا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت و تعیھا اذن واعیۃ نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ یا علی یہ کان تمہارا کان ہے۔

۲ ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عرش سے مراد ہے علم اور حاملان عرش آٹھ ہیں۔ منجملہ ان کے چار تو ہم میں سے ہوں گے۔ اور چار ان میں سے جن میں سے اللہ کو منظور ہو۔ تفسیر قمی میں ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حاملان عرش آٹھ ہیں۔ چار پہلوؤں میں سے اور چار پچھلوں میں سے پہلوؤں میں سے تو نوحؑ اور ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں۔ اور پچھلوں میں سے چار جناب محمد مصطفیٰؐ اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب حسنین ہیں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھے جائیں)

مَآ اَغۡنٰى عَنِّيۡ مَالِيَهۡ ۚ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيۡ سُلۡطٰنِيَهۡ ۚ﴿۲۹﴾ خُذُوۡهُ فَغُلُّوۡهُ ۙ﴿۳۰﴾

میرا مال تو میرے کچھ بھی کام نہ آیا میری سلطنت بھی مجھ سے جاتی رہی۔ (حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو۔

ثُمَّ الۡجَحِيۡمَ صَلُّوۡهُ ۙ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِىۡ سِلۡسِلَةٍ ذَرۡعُهَا سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا

پھر اس کو جہنم میں جھونک دو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کا طول ستر ہاتھ کا ہو

فَاسۡلُكُوۡهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ ۙ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى

اسے جکڑ دو۔ یہی ہے جو خدائے بزرگ پر ایمان نہ لاتا تھا اور نہ مسکین کے

طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ؕ﴿۳۴﴾ فَلَيۡسَ لَهُ الۡيَوۡمَ هٰهُنَا حَمِيۡمٌ ۙ﴿۳۵﴾ وَّلَا

کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج نہ سو تو اس کا یہاں کوئی دلسوز دوست ہے۔ اور

طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِيۡنٍ ۙ﴿۳۶﴾ لَّا يَاۡكُلُهٗۤ اِلَّا الۡخَاطِـُٔوۡنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقۡسِمُ

نہ پیپ کے سوا اور کوئی کھانا۔ جس کو گنہگاروں کے سوا اور کوئی نہ کھائے گا۔ پس مجھے

بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ

ان چیزوں کی بھی قسم ہے جو تم دیکھتے ہو۔ اور ان کی بھی جو تم نہیں دیکھتے۔ یقیناً یہ عزت دار رسول کا

كَرِيۡمٍ ۙ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۴۱﴾ وَلَا

قول ہے۔ اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ تم لوگ کس قدر کم ایمان لاتے ہو۔ اور نہ

بِقَوۡلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ؕ﴿۴۲﴾ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ

کسی کاہن کی خیال بندی ہے۔ کس قدر تم لوگ نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ (قرآن)

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا

تو تمام عالموں کے لئے پروردگار کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ اور اگر رسول ہمارے برخلاف کچھ باتیں بنا لیتے۔ تو ہم

مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ

اپنی قدرت سے ان کو گرفتار کرتے۔ پھر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ تو تم میں سے کوئی ان

اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذۡكِرَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعۡلَمُ اَنَّ

کی طرف سے دفع کرنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ پرہیزگاروں کے لئے ضرور نصیحت ہے۔ اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ

مِنۡكُمۡ مُّكَذِّبِيۡنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسۡرَةٌ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۰﴾

تم میں سے کچھ جھٹلانے والے بھی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ کافروں کے لئے حسرت ہے۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الۡيَقِيۡنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۵۲﴾

اور یہ قطعاً سچ ہے۔ پس (اے رسول) تم اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھے جاؤ۔

لے ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعاً فاسلکوہ۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر اسی زنجیر کی جس کا طول ستر ہاتھ کا ہے، ایک کڑی دنیا پر رکھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت سے پگھل جائے۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس زنجیر کا خدا وند تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے وہ معاویہ کے لئے ہوگی اور یہ کہ وہ اس امت کا فرعون تھا۔ البصائر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پس پشت تھا اور وہ حضرت ع ۵ ایک خچر پر سوار تھے۔ یکایک خچر بھڑکا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا آدمی ہے جس کے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ اور ایک شخص اس کے پیچھے پیچھے چلا آتا ہے۔ یہ بوڑھا تو یہ کہتا ہے کہ یا ماءَ ابن الحصینؑ مجھے پانی پلایئے اور وہ شخص یہ کہتا جاتا ہے کہ اس کو پانی نہ پلایئے۔ اللہ اسے کبھی نہ پلائے، اللہ اسے کبھی سیراب نہ کرے، پھر فرمایا کہ وہ بوڑھا شخص معاویہ تھا نیز ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ وادیٔ نجمان میں اترے ہوئے تھے کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا لا غفر اللہ لک (خدا تجھے کبھی نہ بخشے) پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم سمجھے کہ میں نے جو کچھ کہا کیوں کہا؟ انہوں نے عرض کی ہم آپ پر تصدق ہو جائیں آپ ہی فرمایئے کہ کیوں ارشاد فرمایا۔ فرمایا اسی وقت معاویہ ابن ابی سفیان اپنی زنجیر کھینچتا ہوا میرے پاس سے گذرا تھا۔ زبان اس کی باہر لٹکی ہوئی تھی اور مجھ سے یہ درخواست کرتا تھا کہ میں اس کے لئے استغفار کروں۔ (اسی کے جواب میں میں نے یہ کہا تھا) اور یہ ع ۱۵ وادیٔ نجمان) جہنم کی وادیوں میں سے ایک ہے۔

حروفها ۹۷۷ سورة المعارج مكية كلماتها ۲۲۰

سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۴۴ رکوعها ۲

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ

ایک سوال کرنے والے نے بڑی درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے واقع ہوتا رہتا ہے اور اس کا دفع کرنے

ذِى الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ

والا کوئی نہیں ہوسکتا۔ فرشتے اور روح اس کے حضور میں (حاضر ہونے کے لئے) ایک ایسے دن میں جس کا اندازہ

خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾

پچاس ہزار برس ہوگا چڑھ جاتے ہیں۔ سو تم نہایت خوبی کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔ یہ لوگ تو اس (قیامت) کو دور سمجھتے ہیں

وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

اور ہم اس کو قریب ہی دیکھتے ہیں۔ جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو جائے گا۔ اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی مانند ہو جائیں

كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

گے۔ اور آنکھوں دیکھتے کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا۔ اور گنہگار یہ آرزو کریگا کہ وہ اس دن کے عذاب سے نکلنے کے لئے اگر ہو

يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾

سکے تو اپنے بیٹوں کو اور اپنی بی بی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے کنبے کو جو انہیں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اور زمین بھر میں جو (جو)

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾

ہیں ان سب کو بطور فدیہ کے دے دے۔ پھر وہ (فدیہ) اسے (اس عذاب سے) محفوظ رکھے (تو) ہرگز ایسا نہ ہوگا وہ (جہنم کی آگ)

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ

بھڑکتا ہوا شعلہ ہے جو کھال کو کھینچ کر ادھیڑ دے گا یہ (جہنم) ان لوگوں کو بلاتی ہوگی جنہوں نے پیٹھ پھیری اور روگردانی کی اور

فَاَوْعٰى ۙ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا

مال جمع کیا پھر اسے (بخل سے) روک رکھا۔ بیشک انسان حریص پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس پر کوئی تکلیف پڑتی ہے تو بڑا گھبرا جانے والا ہے

مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

اور جب اسے دولت مل جاتی ہے تو بڑا روکنے والا ہے۔ ہاں وہ نماز پڑھنے والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جو اپنی نمازوں پر

دَآئِمُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِىْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ

قائم رہنے والے ہیں اور وہ لوگ جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا ایک مقرر حق ہے۔

۱ سال سائل بعذاب واقع للکافرین تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ بروز خم غدیر جناب رسول خدا نے جب علی مرتضیٰؑ کو اپنا قائم مقام کیا اور یہ فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور یہ امر جگہ جگہ مشہور ہوا تو نعمان ابن حارث فہری آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے ہم کو اللہ کی طرف سے حکم دیا کہ ہم خدا کی یکتائی کی شہادت دیں۔ اور آپ کی رسالت کی شہادت دیں ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے ہم کو جہاد کا، حج کا، روزہ کا، نماز کا، اور زکوٰۃ کا حکم دیا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اس پر بھی آپ نے بس نہیں کی یہاں تک کہ آپ نے اس لڑکے کو اپنا قائم مقام اور اپنا حاکم مقرر کر دیا۔ اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ آیا یہ بات آپ کی طرف سے ہے یا حکم خدا سے ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اسی (خدا) کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، نعمان ابن حارث یہ سن کر پیٹھ پھیر کر چلا اور یہ کہتا جاتا تھا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء (دیکھو پارہ نمبر ۹ رکوع ۱۷) پس خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کے سر پر ایک پتھر آ کر لگا جس نے اس کا ڈھیر کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ کافی میں ہے کہ یوں نازل ہوئی تھی سال سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی اور اسی طرح مصحف فاطمہ میں درج ہے۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

اور وہ لوگ جو فیصلے کے دن کو سچا جانتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے عذاب

عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِيْنَ

سے ڈرنے والے ہیں۔ بیشک ان کے پروردگار کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے کہ اس سے بے خوف ہو جائیں اور وہ لوگ

هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ

جو اپنی شرمگاہوں کو اپنی بیبیوں یا اپنی لونڈیوں کے سوا اور وں سے محفوظ رکھنے والے ہیں

اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کہ اس صورت میں ان کو کوئی ملامت نہیں کی جا سکتی۔ پس جو اس کے سوا خواستگار ہو تو ایسے ہی لوگ

الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو

بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾

اپنی گواہیوں پر قائم ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ

ایسے ہی لوگ تو جنتوں میں عزت پائیں گے۔ پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ ان کی ٹولیاں کی ٹولیاں

مُهْطِعِيْنَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿٣٧﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ

داہنے سے اور بائیں سے تمہاری طرف دوڑی چلی آتی ہیں۔ کیا ان میں سے ہر شخص یہ خواہش رکھتا ہے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾

کہ اسے نعمت والی جنت میں داخل کر دیا جائے۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ ہم نے ان کو اس چیز سے پیدا کیا ہے جس کو یہ جانتے ہیں۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿٤٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ

پس مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم ہم اس بات پر ضرور قادر ہیں کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر

خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا

لے آئیں اور (اس بارے میں) ہم سے کوئی بازی نہیں لے جا سکتا۔ اب تم ان کو چھوڑ دو کہ یہ باتیں

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

بناتے رہیں اور کھیلتے (کودتے) رہیں تاآنکہ اس دن سے مڈبھیڑ ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس دن یہ (اپنی اپنی) قبروں سے

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

نکل کر (اس طرح) بھاگتے ہوں گے گویا جھنڈوں کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں نیچی ہوں گی

١ والذين يصدقون بيوم الدين کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یوم الدین سے مراد قائم آل محمد کے ظہور کرنے کا دن مراد ہے۔

٢ والذين هم على صلاتهم يحافظون کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے نماز واجب۔ اور پہلے جو آچکا ہے الذين هم على صلاتهم دائمون۔ اس سے مراد ہیں نماز نافلہ پڑھنے والے اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہیں ہمارے وہ شیعہ جو پچاس رکعت روزانہ پڑھتے ہیں۔

٣ فمال الذين ... تا عزين احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جس حال میں وہ حضرت منافقوں کا ذکر فرما رہے تھے یہ ع ارشاد کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے اور ان کو تقرب بخشتے تھے اور ان کو دائیں بائیں اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کو دور کرو چنانچہ فرمایا واهجرهم هجرا جميلا (ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو) نیز فرمایا فمال الذين كفروا الخ

٤ ايطمع ... تا نعيم تفسیر صافی میں ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے مطلب یہ ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی داخل جنت ہو ہی نہیں سکے گا۔ کیوں کہ اگر ایسا ہو جائے تو منافق مومنوں سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم تم سے کہیں بڑھے رہے کہ تم ایمان لا کر اور مصیبتیں اٹھا کر یہاں تک پہنچے اور ہم بغیر ایمان لانے کے یہاں آدھمکے۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی صفحہ ٦٨٣ آئندہ پر پڑھئے)

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۱ ۸

اور ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ (اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔

حروفها ۹۷۴ سورة نوح مكية كلماتها ۲۳۱

سورۂ نوح مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۲۸ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

بالتحقیق ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (اس حکم کے ساتھ) بھیجا کہ تم اپنی قوم کو قبل

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا

اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے ڈرائے۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم بیشک میں تمہارے لئے ایک کھلا ڈرانے والا ہوں کہ

اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ

تم اللہ کی عبادت کیا کرو اور اس سے ڈرا کرو اور میرا کہنا مانتے رہو۔ کہ وہ تمہارے بعض گناہ بخش دیگا اور وہ معینہ مدت

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ

تک تم کو مہلت دے گا۔ بیشک جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو وہ ہٹایا نہیں جاتا کاش تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿۵﴾ فَلَمْ

اسے سمجھ لیتے۔ (پھر نوح نے) عرض کی اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا۔ مگر

يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

میرے بلانے نے ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا سوائے اس کے کہ (مجھ سے) زیادہ بھاگے۔ اور جب بھی میں نے ان کو اس غرض سے بلایا کہ

جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

تو ان کے گناہ معاف کر دے تو انہوں نے اپنے (اپنے) کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اپنی بات پر

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّيْۤ

اڑے رہے اور حد سے بڑھ کر تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو علم کھلا بلایا۔ پھر میں نے ان کے لئے اپنی دعوت کا اعلان کیا اور

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ﴿۹﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا

خفیہ خفیہ بھی ان سے راز میں باتیں کیں اور یہ کہا کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو۔

رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾

بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ جو آسمان سے تم پر موسلا دھار پانی برساتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۸۲ گزشتہ)

۵ کلا انا خلقناہ مما یعلمون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ کلا سے تو یہ مراد ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ اور مما یعلمون سے مراد ہے نطفہ اور علقہ۔ قول صاحب تفسیر صافی چونکہ انسان ایک نجس قطرہ سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ اس وقت تک (بہشت کے) پاک مکانات میں جانے کے لائق نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایمان اور اطاعت کی تکمیل نہ کرلے اور اخلاق ملکوتی اسے حاصل نہ ہو جائیں۔

۶ برب المشارق والمغارب معانی الاخبار میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ سورج کے لئے ۳۶۰ مشرق ہیں، اور ۳۶۰ مغرب جس دن وہ کسی مشرق سے طلوع کرتا ہے تو آئندہ سال کے اسی دن سے پہلے وہ پھر اس نے طلوع نہیں کرسکتا تھا۔ اور جس دن کسی مغرب میں جا ڈوبتا ہے تو اگلے سال کے اس دن سے پہلے پہلے پھر اس میں کبھی نہیں ڈوبتا۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ یرسل... تا ہذین تفسیر صافی میں ہے کہ جب ان کو خدا کے دین کی طرف بہت بلایا گیا اور ان کا اصرار بڑھتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے چالیس برس بارش روک لی۔ اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا پھر حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے وعدہ کیا کہ اگر تم اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو تو ایسا ایسا ہوگا۔ ان کے مفصل قصہ کے لئے دیکھو پارہ نمبر ۱۲، رکوع ۳ سے لے کر رکوع ۲ تک)

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ
اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد فرماتا ہے اور تمہارے لئے باغات پیدا کرتا ہے اور تمہارے لئے ندیاں
اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾
جاری کرتا ہے تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ تم خدا کی عزت نہیں کرتے۔ حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح کا پیدا کیا ہے۔
اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ
کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ خدائے تعالیٰ نے سات آسمانوں کو تہ بر تہ پیدا کیوں کر کیا ہے۔ اور ان میں
فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ
چاند کو روشن کیا اور سورج کو ایک چراغ بنا دیا۔ اور اللہ نے زمین سے تم کو پیدا اس طرح کیا ہے
الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ
جیسا کہ پیدا کرنے کا حق ہے پھر وہ اسی میں تم کو لوٹا دے گا اور ایک دفعہ (اسی سے) تم کو نکال لے گا۔ اور اللہ نے
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾
زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا ہے۔ تاکہ تم اس کے چوڑے چوڑے راستوں میں چلو پھرو۔
قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ
(پھر) نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس شخص کی پیروی کی جس کے مال اور اولاد
اِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ
نے اس کا نقصان ہی بڑھایا۔ اور یہ بڑی بڑی چالیں چلے۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ تم اپنے
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ
خداؤں کو نہ چھوڑنا اور تم نہ ودّ کو چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث و یعوق و نسر کو۔ اور
اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ
انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کیا۔ اور (اے پروردگار) ان کی ہلاکت زیادہ نہ کیجو
اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
(چنانچہ) اپنے گناہوں کے سبب سے وہ ڈبو دئے گئے اور جہنم میں جھونک دئے گئے۔ پھر اللہ کے سوا انہوں نے اپنے مددگار نہ پائے۔
اَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
اور نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار روئے زمین پر کافروں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑ
دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا
بیشک اگر تو نے ان کو باقی رکھا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد سوائے گناہگار کافر کے

لے وقد خلقکم اطوارا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو اس شان سے پیدا کیا ہے کہ تمہارے ارادے اور خیالات اور خواہشیں مختلف ہیں اور ایک قول کے مطابق مطلب یہ ہے کہ کبھی تم مٹی تھے پھر نطفہ بنے پھر بستہ بوسیدہ ہو گئے پھر لوتھڑا بنے پھر ہڈیاں اور گوشت و پوست بنے۔ پھر اس میں ایک خوبصورت صورت پیدا کر دی۔ یہ سب باتیں خدائے تعالیٰ کی عظمت اور اس کی حکمت کے کمال پر دلالت کرنے والی ہیں۔

ع ودا ولا... نسرا تفسیر صافی میں ہے کہ یہ نام ان نیک لوگوں کے ہیں جو آدمؑ اور نوحؑ کے بیچ کے زمانے میں گذرے۔ جب یہ لوگ مر گئے تو برکت کے لئے ان کی مورتیں بنائی گئیں اور جب عرصہ زیادہ گزر گیا تو ان کی پوجا بھی ہونے لگی۔ ع ۱۶

اور وہ مورتیں عرب میں لائی گئیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ لوگ نوحؑ سے پہلے تھے اور مومن تھے جب مر گئے تو لوگوں کو ان کے بارے میں رنج ہوا۔ ابلیس ان کے پاس آیا اور ان کی مورتیں ان کے لئے بنا دیں تاکہ ان سے دل بہلے اور انس ہو جائے۔ چنانچہ جب انس پیدا ہو گیا اور اس پر جاڑے کا موسم آیا تو ان مورتوں کو گھروں میں رکھ لیا جب وہ صدی گذر گئی اور دوسری صدی آ گئی تو ابلیس ان لوگوں کے پاس پہنچا اور ان سے یہ کہا کہ یہ تو تمہارے معبود ہیں تمہارے باپ دادا ابھی ان کو پوجا کرتے تھے پس وہ بھی پوجنے لگے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا آخر نوحؑ نے ان کے لئے بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ تفسیر قمی میں یہ بھی لکھا ہے کہ ود قبیلہ بنی کلب کا بت تھا اور یغوث بنی مراد کا اور یعوق بنی ہمدان کا اور نسر بنی حمیر کا۔

ع ولا یلدوا الا فاجرا کفارا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ نوح نے جو دعا میں یہ کہا لا یلدوا الا فاجرا کفارا اس کا علم ان کو کہاں سے ہو گیا تھا؟ فرمایا تو نے خدائے تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے لن یؤمن من قومک الا من قد آمن (دیکھو پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۳)

كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

اور کچھ نہ ہوگی۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے (بھی) بخش دے اور میرے ماں باپ کو (بھی) اور ہر اس شخص کو جو حالت ایمان میں میرے

وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

گھر آئے اور تمام ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو (بھی) اور نافرمانوں کے حق میں سوائے تباہی کے اور کچھ نہ بڑھائیو۔

ع ٨ ١٦

حروفها ١١٢٦ سورة الجن مكية كلماتها ٢٨٢

سورۂ جن مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ٢ | آياتها ٢٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا

تم یہ کہدو کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں میں سے کچھ لوگوں نے کان لگا کر سنا پھر یہ کہا کہ بیشک ہم نے عجیب کتاب سنی۔

عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ

(جو) سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم اپنے پروردگار کا کسی

اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهٗ

کو ہرگز شریک نہ کریں گے۔ اور ہمارے پروردگار کی شان بہت بڑی ہے اس نے نہ کوئی جورو اختیار کی اور نہ کوئی بیٹا (بنایا) اور بیشک

كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ

ہم میں سے احمق خدا کے برخلاف لغو بکا کرتے تھا۔ اور ہم نے گمان کیا تھا کہ آدمی اور جن خدا کے برخلاف

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ

(اس کے لئے شریک قرار دینے میں) ہرگز جھوٹ نہ کہیں گے اور ضرور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے

يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا

بعض لوگوں کی پناہ چاہتے تھے جس نے جنوں کی سرکشی بڑھا دی۔ اور بیشک وہ بھی یہی گمان کیا کرتے تھے

كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿٧﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ

جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو ہرگز مبعوث نہ کرے گا۔ اور ضرور ہم نے آسمانوں کو چھوا

فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿٨﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

تو ہم نے اس کو بڑے قوی نگہبانوں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور ہم سننے کے لئے اس کے بعض مقامات میں

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا

جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب کوئی جا کر سننا چاہے تو اپنے لئے شعلے کو تیار پائے گا۔

١ ولين دخل بيتي مؤمناً کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بیتی سے ولایت مراد ہے اور جو شخص ولایت میں داخل ہو گیا وہ انبیاء کے گھر میں داخل ہو گیا۔

٢ وانه تعالى جد ربنا التهذیب اور الخصال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ایک بات ہے جو جنوں نے اپنی جہالت سے کہی تھی، اور خدائے تعالیٰ نے ان کا مقولہ حکایتاً نقل کر دیا ہے۔

٣ كان ... تا من الجن تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس زمانہ میں لوگ ایسے کاہن کے پاس جسے شیطان خبر پہنچاتا تھا جایا کرتے تھے اور اس سے یہ کہتے تھے کہ اپنے شیطان سے کہہ دو کہ فلاں فلاں تیری پناہ میں آ گئے، نیز اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا کی ولادت سے پہلے بعض جن بعض آدمیوں کے پاس آیا کرتے تھے اور جو کچھ ان کو پہنچایا کرتے تھے اور وہ آسمان سے سنتے تھے اور وہ خبریں لوگ جنوں کی ان خبروں کے بموجب کہانت کیا کرتے تھے۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ

اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ جو لوگ زمین میں ہیں ان کی نسبت کسی بدی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار ان کے بارے میں

رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا

کسی نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور یہ کہ ہم میں سے کچھ تو نیک ہیں اور ان میں سے کچھ اس کے علاوہ ہم میں ہی کئی طریقے کے

طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿١١﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ

فرقے ہیں اور یہ ہم کو بھی یقین ہے کہ نہ ہم زمین میں خدا کو ہرا سکیں گے اور نہ بھاگ کر ان کو عاجز کر سکیں گے۔

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿١٢﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ

اور جب بھی ہم نے ہدایت سنی ہم اس پر ایمان لے آئے جو اپنے پروردگار پر ایمان لایا تو

بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿١٣﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا

نہ اسے کسی نقصان کا خوف ہے اور نہ عذاب کا۔ اور ضرور ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور ہم میں سے

الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿١٤﴾ وَاَمَّا

کچھ نافرمان۔ پس جو فرمانبردار ہوا تو ایسے ہی لوگ سیدھے راستے پر چلے۔ اور رہے

الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى

نافرمان تو وہی جہنم کے کندے بنے۔ اور جو یہ سیدھے راستے پر قائم رہتے

الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ

تو ہم ان کو بکثرت پانی سے سیراب کرتے۔ تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں اور جو شخص

يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ

اپنے پروردگار کی یاد سے روگردان ہوگا اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔ اور ضرور سجدے کے مقامات

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿١٨﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ

اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور ضرور جب خدا کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوجاتا ہے

كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ

تو لوگ ہجوم کر کے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ تم کہہ دو سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں تو اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک

اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ

نہیں ٹھہراتا۔ تم کہہ دو کہ نہ میں تمہارے لئے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع کا۔ تم کہہ دو کہ مجھے اللہ کے مقابلے

يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ اِلَّا بَلٰغًا

میں کوئی شخص ہرگز پناہ نہ دے گا اور میں اس کے سوا پناہ کی کوئی جگہ ہرگز نہ پاؤں گا۔ سوائے

---

۱ لما سمعنا الهدیٰ امنا به فمن یؤمن بربه فلا یخاف بخسا ولا رهقا کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ الھدیٰ سے ولایت مراد ہے امنا بمولانا (یعنی ہم اپنے مولا پر ایمان لائے) اور فمن یؤمن بربہ سے مراد ہے فمن آمن بولایة مولاہ (پس جو اپنے مولا کی ولایت پر ولایت پر ایمان لایا) فلا یخاف بخساً ولا رهقاً تفسیر قمی میں ہے کہ بخس کے معنی ہیں نقصان اور رھق کے معنی عذاب۔ کسی نے عرض کی کہ آیا الفاظ اسی طرح نازل ہوئے تھے۔ تو فرمایا نہیں یہ تاویل ہے یعنی مطلب یہ ہے ۲ فاولائك تحروا رشداً تفسیر قمی میں جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ہماری ولایت کا اقرار کیا۔ ۳ وان لو استقاموا علی الطریقة لاسقیناهم ماء غدقاً کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ امیر المومنین کی ولایت اور ان اوصیاء کی ولایت پر جو ان حضرت کی اولاد میں ہیں قائم رہتے اور امر و نہی میں ان کی اطاعت کرتے تو ہم ان کے دلوں کو ایمان سے سیراب کر دیتے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو بہت سے علم کا فائدہ پہنچاتے جس کو وہ آئمہ سے سیکھ لیتے۔ ۴ عن ذکر ربه تفسیر قمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اس سے پروردگار عالم کا ولایت جناب امیر المومنین کو ذکر کرنا مراد ہے۔ ۵ و ان المساجد للہ الفقیہ میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ المساجد سے مراد اعضائے سجدہ یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام تقی سے نیز تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون منقول ہے۔ ۶ وانه لما قام عبدالله تفسیر مانی میں ہے کہ عبداللہ سے مراد جناب رسول خدا ہیں۔ ۷ قل انی لا املك لكم ضراً ولا رشداً کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے لوگوں کو ولایت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی دعوت دی تو قریش

مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ
اس کے کہ میں خدا کی طرف سے پہنچادوں اور اس کے پیغاموں کو ادا کردوں۔ (کہ میرے لئے پناہ اسی میں ہے) اور جو اللہ کی اور اس کے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ
رسول نافرمانی کرے گا تو اس کے آگے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ
مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا
کیا جاتا تھا تو وہ یہ سمجھ لیں گے کہ مددگار کی حیثیت سے کون زیادہ کمزور ہے اور تعداد کی حیثیت سے کون زیادہ کم ہے۔ تم کہدو کہ میں نہیں جانتا کہ
تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى
جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ زیادہ قریب ہے یہ میرا پروردگار اس کی مدت بڑھادے گا۔ غیب کا جاننے والا وہی ہے پس اپنے غیب پر
غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ
کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کو وہ رسول میں سے (مسئلہ غیب کے لئے) منتخب کرے کہ اس کے
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ
آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے نگاہبان مقرر فرمادیتا ہے۔ تاکہ وہ یہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچادیئے
وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾
اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس سب پر خدائے تعالیٰ حاوی ہے اور ہر چیز کو اس نے گن لیا ہے۔

حروفها ۸۶۴ سورة المزمل مكية كلماتها ۲۰۰
سورۂ مزمل مکہ میں نازل ہوا
اياتها ۲۰ ركوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
اے چادر لپیٹنے والے (رسول) تم رات کو (نماز کے لئے) اٹھا کرو مگر کم (یعنی) آدھی رات یا اس سے
قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ
کچھ کم کردو۔ یا اس پر کچھ بڑھالو اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ عنقریب ہم تم پر ایک سخت حکم
قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ
نازل کریں گے۔ یقیناً رات کا اٹھنا بڑی سخت کوفت اور ذکر کا بہت ٹھیک وقت ہے۔ بیشک دن
فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾
میں تمہارے لئے بڑی فراغت ہے۔ اور تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب طرف سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

(بقیہ صفحہ ۶۸۶)
یہ حکم انہوں نے اپنی طرف سے دے دیا ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

۸ ومن یعص اللہ ورسولہ کافی میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص ولایت جناب امیر کے بارے میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم سے نازل فرمائی کرے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

۱ ما یوعدون حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے مراد جناب قائم آل محمد اور ان کے انصار ہیں۔

۲ أقریب ما توعدون تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا نے لوگوں کو اس امر کی خبر دی جو رجعت میں ہوگا تو انہوں نے کہا کہ ایسا کب ہوگا؟ تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد تم کہدو کہ ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا۔

۳ الا من ارتضیٰ من رسول کافی میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ ان رسولوں میں سے جن کو خدائے تعالیٰ نے پسند فرمالیا ہے۔ الخرائج میں جناب امام رضا علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ رسول اللہ تو اللہ کے نزدیک مرتضیٰ (پسندیدہ) ہیں اور ہم اس رسول کے وارث ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب میں سے جس جس چیز کو چاہا اس پر مطلع فرمادیا پس ہم سے جو کچھ ہو چکا ہے اسے بھی جانتے ہیں اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اسے بھی جانتے ہیں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝٩ وَاصْبِرْ
وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم اسی کو کارساز بنا لو۔ اور لوگ جو کچھ
عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝١٠ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي
بھی کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو۔ اور مجھے ان جھٹلانے والے صاحبان نعمت سے بدلہ لینے کے لئے چھوڑ دو
النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝١١ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝١٢ وَّطَعَامًا ذَا
اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے دو۔ بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں بھی ہیں اور جلانے والی آگ بھی۔ اور گلے میں
غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٣ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ
پھنسنے والا کھانا بھی اور دردناک عذاب بھی۔ (اس دن کے لئے) جس دن زمین اور پہاڑ لرزنے
الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝١٤ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا
لگیں اور پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں۔ یقیناً ہم نے تم لوگوں کی طرف ایک رسول تمہارے حالات کی گواہی
عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝١٥ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
دینے والا اسی طرح بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ پس فرعون نے
الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝١٦ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا
اس رسول کی نافرمانی کی تھی تو ہم نے بھی اس کو سخت وبال میں دھر پکڑا تھا۔ پھر اگر تم نے کفر کیا تو تم اس دن سے کیوں کر بچو گے
يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝١٧ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝١٨
جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ اور آسمان اس پر پھٹ پڑے گا۔ اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔
اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝١٩ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ
یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ اب جو چاہے اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لئے راستہ اختیار کر لے۔ بیشک تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ
اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں ان میں کا ایک گروہ رات کے دو تہائی کے قریب اور (کبھی) آدھی رات تک اور کبھی) ایک تہائی رات تک نماز
مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ
پڑھتے رہتے ہو۔ اور اللہ رات اور دن کا خوب اندازہ کرتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اس کا (ٹھیک) اندازہ کبھی نہ کر سکو گے
عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ
پس اس نے (اپنی مہربانی سے) تم پر آسانی کر دی اب قرآن میں سے جتنا میسر ہو پڑھ لیا کرو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ عنقریب تم میں سے بعض
مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ
بیمار ہو جائیں گے اور کچھ اور فضل خدا کی خواستگاری کرنے کے لئے سفر میں ہوں گے

۱ تبتل الیہ تبتیلاً تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس موقع پر تبتل کے معنی ہیں نماز میں دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور ایک روایت کے بموجب ہے کہ خدا کی حضور میں ہاتھوں کو اٹھانا اور گڑگڑانا۔

۲ علیٰ ما یقولون کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ لوگ جو کچھ تمہارے بارے میں کہتے ہیں۔

۳ واھجرھم ھجراً جمیلاً احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منافقوں کے ذکر میں منقول ہے ازاں جملہ یہ بھی ہے کہ آنحضرت برابر ان کی تالیف قلوب فرماتے رہے ان کو اپنے قریب میں جگہ دیتے تھے ان کو دائیں بائیں بٹھاتے تھے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے یہ حکم بھیج دیا۔

۴ والمکذبین کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل میں یوں نازل ہوا تھا والمکذبین بوصیک (یعنی تمہارے وصی کو جھٹلانے والے ہیں)

۵ ان ربک یعلم الخ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت ایسا ہی عمل درآمد فرمایا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کی خوشخبری دے دی تھی مگر ان پر یہ امر بہت ہی شاق گزرتا تھا (سبب یہ تھا کہ اس زمانے میں گھنٹے گھڑیاں وغیرہ وقت کا اندازہ بتلانے کے لئے موجود نہ تھے) جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے علم ان لن تحصوہ پس جو شخص محتاط ہوتا تھا اس کو تو ساری ساری رات نماز پڑھتے گذر جاتی تھی اس لئے کہ اسے یہ خبر تو ہوتی نہ تھی کہ آدھی رات کب ہوئی اور دو تہائی کب ہوئی لہٰذا اس خوف سے کہ

منظور شدہ وقت فوت نہ ہونے پائے وہ نماز ہی پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتا تھا لہٰذا خدائے تعالیٰ نے فتاب علیکم فرما کے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور فاقرءوا ما تیسر من القرآن کے ذریعے سے یہ حکم دیا کہ نماز شب چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کے ختم کر دو اور خدائے تعالیٰ نے بھی یہ جتلایا۔ (باقی اس سے آگے صفحہ ٦٨٩ آئندہ پر پڑھئے)

وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ
اور کچھ اور راہ خدا میں لڑتے رہو گے ۔ پس جتنا اس میں سے آسان ہو پڑھ لیا کرو
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا
اور باقاعدہ نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو اور جو نیکی
تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ
تم اپنی ذات کے لئے کر خدا کے حضور میں پیش کرو گے اللہ کے پاس اس سے بہتر اور اجر میں بڑھا ہوا بدلہ پاؤ گے
اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۰
اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

حروفها ۱۱۴۵ سورة المدثر مكية كلماتها ۲۵۱
سورۂ مدثر مکہ میں نازل ہوا
رکوعها ۲ — ایاتها ۵۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴
اے کپڑا اوڑھنے والے رسول اٹھو اور ڈراؤ۔ اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ اپنے کپڑوں کو پاک کر ڈالو۔
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ
اور میل کچیل کو دھو ڈالو۔ اور نیکی اس لئے نہ کیا کرو کہ اس سے زیادہ کی خواہش رکھو۔ اور اپنے پروردگار کیلئے صبر کرو۔ پس جس وقت صور
فِي النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ
پھونکا جائے گا تو وہی دن تو کافروں پر سخت دن ہوگا آسان نہ ہوگا
يَسِيْرٍ ۝۱۰ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝۱۲
مجھے اس سے نبٹ لینے دو جسے میں نے وحید (اکیلا) پیدا کیا اور اسے بہت سا مال دیا اور آنکھوں کے
وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝۱۳ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝۱۵ كَلَّا ۭ
سامنے رہنے والے بیٹے دیئے اور اس کے لئے بہت کچھ ساز وسامان بہم پہنچا دیا۔ پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اور بڑھا دوں ہرگز ایسا نہ ہوگا۔
اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝۱۶ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝۱۷ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝۱۸
وہ تو ہماری نشانیوں کا دشمن ہے قریب میں اسے بلند پرلے جاؤں گا یقینا اس نے غور کیا اور اندازہ کیا
فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۱۹ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۱ ثُمَّ عَبَسَ
پس وہ غارت کیا جائے اس نے کیسا اندازہ کیا؟ پھر وہ غارت کیا جائے اس نے کیسا اندازہ کیا؟ پھر اس نے غور کیا اس نے تیوری

(بقیہ صفحہ ۶۸۸ گزشتہ)
کہ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جو نماز شب اول شب میں پڑھتا ہو (بلکہ سب آخر شب میں پڑھا کرتے تھے)

۶ یبتغون من فضل اللہ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تجارت کے لئے اور تحصیل علم کے لئے سفر کرتے ہیں۔

حواشی صفحہ ہذا

۱ واقرضوا اللہ قرضا ۱۲ ع حسناً تفسیر قمی میں ہے کہ زکوٰۃ کے سوا اور جو کچھ بھی ہے راہ خدا میں خرچ کیا جائے اور سب اس مد میں داخل ہے۔

۲ یا ایہا المدثر قم فانذر تفسیر صافی میں یہ روایت ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں غار حرا میں تھا کہ مجھے ایک آواز دی گئی۔ میں نے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کوئی دکھائی نہ دیا پھر میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو وہ فرشتہ جس نے مجھے آواز دی تھی آسمان وزمین کے مابین ایک تخت پر بیٹھا نظر آیا مجھ پر رعب چھا گیا اور میں خدیجۃ الکبریٰ کے پاس پلٹ کر آیا اور ان سے کہا کہ مجھے دثّرونی کپڑا اوڑھا دو۔ جب میں کپڑے میں لپٹ چکا تو جبرئیلؑ امین نے منجانب اللہ نازل ہو کر یوں آواز دی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ کپڑے تو آنحضرتؐ کے پاک ہی رہتے تھے۔ یہاں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ دامنوں کو اٹھالیا کرو کہ چلتے وقت وہ چھٹے نہ رہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ تم اپنے کپڑوں کے دامن کم کرا دو نیز ان حضرت سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کپڑوں کو دھونا ہم و غم کو برطرف کر دیتا ہے اور وہ نماز کے لئے طہور (بہت ہی پاک وصاف کرنے والا فعل) ہے اور کپڑوں کے دامن کا

اٹھالینا بھی نماز کے لئے طہور (پاک کرنے والی چیز) کا حکم رکھتا ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و ثیابک فطہر یعنی اپنے کپڑوں کے دامن کو اٹھالو (اس صفحہ کے اس سے آگے حواشی نمبر ۲ میں پڑھئے)

وَبَسَرَ ﴿۲۴﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ

چڑھائی اور منہ بنایا پھر بیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر یہ کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر جادو پہلے سے چلا آیا ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہے

اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ

مگر کسی آدمی کا قول۔ عنقریب میں اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکوں گا اور تم کو کیا خبر ہے کہ بھڑکتی ہوئی آگ کیا ہے؟ وہ نہ کوئی

وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ

چیز باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ آدمی کو جھلس کر سیاہ کر دینے والی ہے۔ اس پر انیس فرشتے موکل ہیں۔ اور ہم نے جہنم کے

النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ

داروغہ سوائے فرشتوں کے اور کوئی نہیں کہے ہیں۔ اور ہم نے گنتی ان کی نہیں مقرر کی ہے مگر اسلئے کہ کافروں کے واسطے آزمائش ہو

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا

تاکہ وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے یقین کریں اور جو ایمان لے آئے ہیں انکا ایمان اور بڑھ جائے

يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ

اور جن کو کتاب دی گئی ہے وہ اور ایمان لانے والے شک نہ کریں اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ

نفاق کی بیماری ہے اور کفار یہ کہیں کہ اللہ نے اس مثل سے کیا خوش رکھی ہے؟ اللہ جس سے چاہتا ہے

اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا

یونہی توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت فرما دیا کرتا ہے اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں

هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ

جانتا۔ اور یہ تو آدمی کیلئے صرف ایک نصیحت ہے۔ ہرگز نہیں قسم ہے چاند کی اور رات کی جب کہ وہ پیٹھ پھیرے اور صبح کی

اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ

جبکہ وہ روشن ہو جائے بیشک وہ بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔ وہ آدمیوں کے لئے ڈرانے والی خصوصاً اس کے لئے جو

يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ

تم میں سے یہ چاہے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے رہ جائے۔ ہر نفس جو کچھ کر چکا ہے اسکے بارے میں گروی ہے۔ سوائے داہنی طرف

الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ

والوں کے جو جنتوں میں گناہگاروں سے دریافت کرتے ہوں گے کہ رات کو بھڑکتی آگ میں کس چیز

فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ

نے پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نمازیوں میں سے تھے اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلایا

لے فقال.... البشر تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ولید ابن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ شخص بڑا بوڑھا تجربہ کار عرب کے عقلاء میں شمار ہوتا تھا اور جناب رسولؐ خدا کی ہنسی اڑانے والوں میں سے تھا۔ جناب رسولؐ خدا ایک حجرے میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے پس قریش ولید ابن مغیرہ کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے اے ابوعبدالشمس محمد جو کچھ کہتا ہے یہ کیا ہے؟ آیا شعر ہے یا کہانت ہے یا خطبہ؟ اس نے کہا ٹھہرو مجھے بھی ان کا کلام سننے دو۔ پس آنحضرت کے پاس آیا اور کہنے لگا یا محمد اپنے کچھ شعر مجھے سناؤ۔ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شعر نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کا کلام ہے جسے اس کے فرشتوں نے بھی پسند کیا ہے اور نبیوں نے بھی اور رسولوں نے بھی۔ کہنے لگا کہ اچھا اسی میں سے کچھ سنایئے پس رسول خدا نے اسے سورۂ حم السجدہ پڑھ کر سنائی۔ اور جس وقت اس آیت پر پہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود (دیکھو پارہ نمبر ۲۴ رکوع ۱۵) ہی ولید کو لرزہ چڑھ آیا اور اس کے سر اور داڑھی کانپنے لگی اور وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے گھر کو چلا گیا اور قریش کے پاس پلٹ کر نہ آیا۔ وہ سب ابوجہل کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالحکم ابوعبدالشمس تو اپنے دین کو چھوڑ کر دین محمد میں چلا گیا تو نے خیال نہیں کیا کہ وہ ہمارے پاس لٹ کر نہیں آیا اگلے دن صبح ہی ابوجہل ولید کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ چچا جان آپ نے تو ہمارا سر جھکا دیا اور ہمیں رسوا کیا ہمارے دشمنوں کو ہم پر ہنسایا کہ آپ اپنا دین چھوڑ کر دین محمد میں چلے گئے۔ ولید نے کہا نہیں تو میں ان کے دین کی طرف نہیں گیا لیکن میں نے کلام ایسا سخت سنا کہ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ابوجہل نے کہا آیا یہ خطبہ ہے؟ کہا نہیں تو خطبہ تو مسلسل کلام ہوتا ہے اور یہ پاشان ہے جس کی ایک آیت دوسری سے (معنی میں) مشابہت

 نہیں رکھتی۔ (باقی ضمیمہ میں پڑھئے)

الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ
کرتے تھے۔ اور ہم باطل میں غلط پڑنے والوں کے ساتھ غلط پڑا کرتے تھے۔ اور ہم فیصلے کے دن کو
الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾
جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک ہم کو موت آگئی۔ پس شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے کچھ کام نہ آئے گی

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٩﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ
اب انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے اس طرح روگردانی کرنے والے ہیں۔ گویا وہ وحشی گدھے ہیں۔ جو شیر سے بھاگتے ہیں

مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾
بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے پھیلی ہوئی کتابیں دے دی جائیں ایسا ہرگز نہ ہوگا

كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾
بلکہ وہ آخرت ہی سے نہیں ڈرتے۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا یہ تو ایک نصیحت ہے۔ اب جو چاہے اسے یاد رکھے اور اگر اللہ نہ چاہے گا

وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾
تو انکو یاد ہی نہ رہے گی۔ وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشنے کا اہل ہے۔

حروفها ٦٨٢ سورة القيامة مكية كلماتها ١٦٤

سورہ قیامہ مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ٢ | اياتها ٣٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿١﴾ وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾
قسم کھاتا ہوں میں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ
کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے؟ ہاں (ہاں) ہم اس پر قادر ہیں کہ اسکی پور پور (پھر سے ٹھیک ٹھیک)

بَنَانَهٗ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿٥﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ
بنادیں بات یہ کہ انسان کا قصد چاہتا ہے کہ آئندہ بھی بدکاری کرتا رہے۔ پوچھتا ہے کہ قیامت کا

الْقِيٰمَةِ ؕ ﴿٦﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ
دن کب آئے گا تو جب آنکھیں چندھیاں جائیں گی اور چاند کو گہن لگ جائے گا۔ اور سورج

وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ اِلٰى
اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔ انسان اس دن کہے گا کہ اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ ہرگز نہیں کوئی ٹھکانا نہیں

١ فما لهم عن التذكرة معرضين۔ کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں تذکرہ سے مراد ہے جناب امیر المومنین کی ولایت اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے ہر وہ چیز جو جناب امیر المومنین کی ولایت کو یاد دلائے۔

٢ بل... تا... منشرة تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جناب رسول خدا سے یہ کہہ دیا کہ جب تک ہم میں سے ہر ایک کے پاس آسمان سے ایک نوشتہ نہ آجائے جس میں خدا کی طرف سے یہ لکھا ہوا ہو کہ اے فلاں شخص تو محمدؐ کی پیروی کر اس وقت تک ہم ہرگز ہرگز تمہاری پیروی نہ کریں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر سے بسبب نزول میں یہ منقول ہے کہ لوگوں نے یہ عرض کی تھی کہ اے محمد ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص گناہ کرتا تھا تو صبح کو اس کا گناہ اور اس کا کفارہ اس کے سر کے قریب ملتا تھا۔ تو جبرئیلؑ امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ کی امت گناہوں کے بارے میں بنی اسرائیل کا سا معاملہ چاہتی ہے پس اگر یہ اس پر آمادہ ہیں تو ہم ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں گے یعنی جیسے بنی اسرائیل کو ان کے کرتوت کے بارے میں گرفتار کیا کرتے تھے ان کو ان کے کردار کے بارے میں دھر پکڑیں گے۔ گمان لوگوں کو یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنی امت کے لئے اسے منظور نہ فرمایا (تاکہ ان لوگوں کی پردہ دری نہ ہو)

٣ هو اهل التقوىٰ واهل المغفرة التوحید میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا نے تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بات کا مستحق ہوں کہ مجھ سے ڈرایا جائے اور میرا کوئی بندہ کسی چیز کو میرا شریک نہ کرے میں اس بات کا مستحق ہوں کہ میرا جو بندہ کسی چیز کو میرا شریک نہ کرے اس کو میں داخل جنت کر دوں گا۔ نیز فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو لوگ آخرت سے قائل ہوں گے میں ان کو آتش جہنم سے کبھی معذب نہیں کروں گا۔

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ
اس دن تو فرار لینے کی جگہ تمہارے پروردگار ہی کے حضور میں ہے۔ اس دن انسان کو وہ سب کچھ جتلایا دیا جائے گا
وَاَخَّرَ ؕ ﴿١٣﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ؕ ﴿١٥﴾
جو وہ پہلے کر چکا ہے اور پیچھے ڈال چکا ہے۔ بلکہ انسان اپنے نفس کا بڑا دیکھنے والا ہے گو وہ اپنے عذر پیش کیا کرے
لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ ﴿١٧﴾
تم اس کے ساتھ اپنی زبان کو اس غرض سے حرکت نہ دو کہ اسے جلد ادا کر لو۔ بیشک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ
پھر جب ہم اسے پڑھا دیں تو تم اسے پڑھتے رہنا۔ پھر اس کا واضح کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ہرگز نہیں (عذر بیکار ہے) بات یہ ہے کہ تم
الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا
لوگ دنیا کو پسند کرتے ہو۔ اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ کچھ چہرے تو اس دن چمکتے ہوں گے۔ اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کی طرف
نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ؕ ﴿٢٥﴾
دیکھتے ہوں گے۔ اور کچھ چہرے اس دن اداس ہوں گے۔ اور یہ گمان کرے ہوں گے کہ کمر توڑنے والی مصیبت ہم پر پڑے گی۔
كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾
یہی نہیں ہے جبکہ سانس ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔ اور وہ (مرنے والا) سمجھے گا کہ اب جدائی ہے
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ
اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹے گی تیرے پروردگار کے حضور میں جانے کا وہی دن ہے پس نہ اس نے تصدیق
وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ؕ ﴿٣٣﴾
کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا۔ پھر وہ اپنے اہل وعیال کی طرف اکڑاتا ہوا گیا
اَوْلٰى فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ؕ ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ
افسوس ہے۔ تیرے لئے پھر افسوس ہے۔ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ یوں
يُّتْرَكَ سُدًى ؕ ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً
ہی چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔ پھر وہ بستہ خون
فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ؕ ﴿٣٩﴾
ہوا پھر (خدا نے) اس سے صورت کو پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کر دیا پھر اسی سے جوڑے کو پیدا کیا (یعنی) نر و مادر کر دیا۔
اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾
کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ زندہ کر دے۔

١ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نیکی کو تو ظاہر کرتا ہے اور بدی کو چھپاتا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالتا ہے تو خوب سمجھتا ہے کہ جیسا ظاہر کر رہا ہوں ویسا نہیں ہوں نیز اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ باطن کی جب اصلاح ہو جاتی ہے تو ظاہر پر اس کا نمایاں اثر پڑتا ہے۔

٢ ولو القیٰ معاذیرہ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے اس آیت کی تلاوت فرمائی پھر یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ جو کچھ جانتا ہے اس کے برخلاف لوگوں کو جتلانے کی کوشش آدمی کیوں کرتا ہے۔ جناب رسول خدا یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی عادت کو چھپائے گا خدائے تعالیٰ اس کا اثر نمایاں طور سے اس پر ظاہر کر دے گا۔ اگر عادت نیک ہے تو اثر نیک اور اگر وہ بد ہے تو اثر بد۔ ع ١٧

٣ ولا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا پر جب قرآن مجید کا کوئی حصہ نازل ہوتا تھا تو حضرت بہت جلد اسے اپنی زبان پر نازل کرنا چاہتے تھے کچھ تو اس محبت کے باعث جو آپ کو کلام خدا سے تھی اور کچھ شوق کا تقاضا کہ کلام خدا جلد زبان پر جاری ہو اور کچھ اس کا خیال کہ بہت جلد یاد ہو جائے کچھ اس کا کہ وہ رہ نہ جائے پس خدائے تعالیٰ نے آنحضرت کو اس بات سے منع کیا (اور آگے کی آیتوں میں اس کی وجہ سمجھا دی) تفسیر قمی میں اس آیت کا سبب نزول ایک اور لکھا ہے جو آگے آتا ہے۔ ع ١٨ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۱۰۹۹ سورة الدهر مكية كلماتها ۲۴۶
سورۂ دہر مکہ میں نازل ہوا
ایاتها ۳۱ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝۱ اِنَّا
یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت آیا کہ وہ کوئی چیز ہی نہ تھا جو ذکر کیا جاتا۔ بیشک ہم نے
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا
انسان کو زن ومرد کے ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا کہ ہم اسے آزمائیں پھر ہم نے اسے سننے والا
بَصِيْرًا ۝۲ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ اِنَّا اَعْتَدْنَا
دیکھنے والا بنا دیا۔ بالتحقیق ہم نے اسے ٹھیک راستہ بتا دیا۔ اب یا تو وہ شکر گزار ہوگا یا ناشکرا۔ یقیناً ہم نے منکروں
لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ
کے لئے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک نیک لوگ اس پیالہ (شراب) میں سے پئیں گے
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا
جس میں کافور ملا ہوا ہوگا۔ (وہ ایک) ایسا چشمہ (ہے) جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسکو
تَفْجِيْرًا ۝۶ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷
جاری کریں گے۔ منتوں کو وہ پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی۔
وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا
اور مسکین اور یتیم اور قیدی کو باوجود اس (کھانا) کی خواہش کے کھانا کھلاتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو
نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ
تم کو محض خدا کی خوشنودی کیلئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے بدلا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ ہم تو اپنے پروردگار سے اس
مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
سخت دن کا خوف کرتے ہیں جس میں (کافروں کے) چہرے بگڑ جائیں گے (اور) سکڑ جائیں گے۔ پس اللہ ان کو اس دن کی سختی سے
وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲
بچائے گا اور ان کو (صورت میں) تروتازگی اور (دلوں میں) خوشی عطا فرمائے گا۔ اور جیسا انہوں نے صبر کیا ہے اس کے عوض میں ان کا بدلہ
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳
جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا۔ ان (جنتوں) میں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ اس میں دھوپ دیکھیں گے اور نہ (بہت) ٹھنڈی ہوا۔

۱ لم یکن شیئا مذکورا تفسیر مجمع البیان میں، جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ علم میں مذکور تھا مگر خلق میں مذکور نہ تھا۔

۲ انا ھدیناہ السبیل تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے نیک و بد راہ اس کے لئے کھول کر بیان کر دی ہے۔

۳ عینا یشرب بھا عباد اللہ المجالس میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ چشمہ جناب رسول خدا کے مکان میں ہوگا اور اسی میں سے یہ بہہ کر کل انبیاء اور دیگر مومنین کے مکانات میں پہنچے گا۔

۴ یوفون بالنذر تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اہل بیت رسالت کا بہت ہی بلیغ وصف ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب وہ اس واجب کے ادا کرنے میں جو انہوں نے اپنی ذات پر لازم کیا تھا اتنے مستعد ہیں تو اللہ کے مقرر کئے ہوئے واجبات کی ادائیگی کرنے میں کتنے مستعد ہوں گے۔

۵ مستطیرا تفسیر قمی میں ہے کہ مستطیراً کے معنی ہیں اعظم یعنی بزرگ۔

۶ ویطعمون... ولا شکورا المجالس میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ علی حبہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ خود بھی خواہش کھانے کی رکھتے ہیں۔ پھر بھی ایثار فرماتے تھے۔ نیز فرمایا کہ وہ مسکین مسلمان مسکینوں سے تھا اور وہ یتیم مسلمان یتیموں میں سے تھا اور قیدی مشرک قیدیوں میں سے تھا اس سے آگے جو کچھ خدائے تعالیٰ نے فرمایا یہ ان حضرات نے اپنی زبان سے نہیں ادا کیا صرف دل میں خیال گذرا تھا جسے خداوند تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں مذکور ہے کہ خاص اور عام (یعنی شیعہ و سنی) دونوں کی روایتوں سے ثابت ہے کہ اس سورہ کی آیتیں ان الابرار یشربون سے و کان سیعلم مشکورا تک علیؑ و فاطمہؑ

حسن و حسینؑ علیہم السلام کی شان میں اور ان کی ایک لونڈی فضہ

 نامی کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ (اس سے آگے کے مضمون ضمیمہ میں پڑھئے)

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ
جڑاؤ گرمی یا سردی سے اذیت ہو اور ان (درختوں کے) سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور میوے کے خوشے ان کے اختیار میں

بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ
کر دیئے جائیں گے اور ان کے سامنے چاندی کے برتنوں اور شیشوں کے پیالوں کا دور چلے گا۔ یہ شیشے بھی چاندی کے ہوں گے

قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿١٧﴾
جن کا انہوں نے مناسب اندازہ کر لیا ہوگا۔ اس (جنت) میں وہ (بہشتی لوگ) ایسے پیالہ میں (شراب) سے سیراب کیے جائیں گے

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ
جن میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی۔ ایسے چشمے کی جو اس (بہشت) میں موجود ہے جس کا نام سلسبیلا رکھا گیا ہے۔ اور ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے

اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا
لڑکے چکر لگاتے رہیں گے جب تم ان کو دیکھو گے تو تم ان کو بکھرے ہوئے موتی خیال کرو گے۔ اور جب تم وہاں نظر اٹھا کر دیکھو گے

وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا
تو نعمتیں اور بڑی سلطنت پاؤ گے ان کے اوپر سبز مہین اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور ان (بہشتی لوگوں)

اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ
کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا مالک ان کو پاک شراب پلائے گا۔ (اور یہ کہے گا کہ)

لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
یہ تو تمہارے لئے بدلا ہے اور تمہاری سعی شکر گزاری (یا قدر) کے قابل ہے۔ بالتحقیق ہم نے قرآن مجید کو تم پر تھوڑا تھوڑا

تَنْزِيْلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾
کر کے اتارا۔ پس تم اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کرو اور ان میں سے کسی گناہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانو

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٢٥﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا
اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور رات کو اسے سجدے کیا کرو اور بڑی رات تک اس کی تسبیح پڑھا کرو۔

طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا
بیشک یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور سخت دن کو اپنے پیچھے چھوڑے دیتے ہیں۔

ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ
ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اور ہم نے انکی خلقت کو مضبوط کر دیا ہے اور جب ہم چاہیں

اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿٢٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
تو ان ہی جیسے اور بدل دیں بیشک یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کی حضور میں پہنچنے کے لئے

لے قواریر من فضة قدروها تقديراً تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جنت کی چاندی میں سے نظر اسی طرح نفوذ کر جائے گی جیسے صاف شیشے میں سے۔

٢ عيناً فيها تسمى سلسبيلاً الخصال میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پانچ چیزیں مجھے عطا کی ہیں اور پانچ علی مرتضیٰ کو مجھے کوثر عطا فرمایا اور علی کو سلسبیل۔

٣ ملكاً كبيراً المعانی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ یہ ملک کبیر کیا چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بھی اتنا بڑا سمجھا کہ خود اپنے کلام میں کبیر فرمادیا؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کر دے گا تو اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کے پاس اپنے قاصد کو بھیجے گا جو اس کے دروازے پر بہت سے دربانوں کو پائے گا جو اس سے یہ کہیں گے کہ اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک کہ ہم تمہارے لئے اجازت لے لیں۔ پس خود خدائے تعالیٰ کا قاصد بھی بغیر اذن نہ پہنچ سکے گا اسی کو خدائے تعالیٰ نے ملک کبیر فرمایا ہے۔

٤ حلوا اساور من فضة۔ قول مترجم اس تمام سورہ میں ذہب (سونے) کا ذکر نہیں آیا۔ اشیائے استعمال اور زیورات فضہ (چاندی) کے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ غالباً فضہ خاتون کنیز جناب رسالت مآب کی خاطر داری کی تھی جو خدائے تعالیٰ نے ان کی خلوص نیت کی وجہ سے فرمائی۔ (باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾

راستہ اختیار کرلے۔ مگر جب تک خدا کی مرضی نہ ہو تم ایسا چاہو گے ہی نہیں۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے۔ اور جو نافرمان ہیں ان کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حروفها ۸۴۶ سورة المرسلات مكية كلماتها ۱۸۱

سورۂ مرسلات مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۲ | اياتها ۵۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے فرشتوں کے ان جماعتوں کے جو احکام معروف دے کر بھیجے گئے ہیں۔ پھر تیزی سے ان کو پہنچانے والے ہیں اور قسم ہے ان کی جو

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا

(احکام ہدایت کو زمین میں) خوب پھیلانے والے ہیں۔ پھر (حق و باطل میں) خوب فرق کرنے والے ہیں۔ پھر (انبیاء کے دل میں)

تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾

نصیحت ڈالنے والے ہیں حجت تمام کرنے اور ڈرانے کے لئے بیشک جس چیز (یعنی قیامت) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونیوالی ہے

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

پس جب ستارے مٹا دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔ اور پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جبکہ رسول ایک وقت جمع کئے

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ

جائیں گے کون سے دن کیلئے ان (رسولوں) کو ڈھیل دی گئی ہے؟ فیصلہ کے دن کیلئے۔ اور تم کیا سمجھتے کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

والوں کی بڑی شامت آئے گی کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟ پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچتے رہتے ہیں

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ

ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی (معاملہ) کیا کرتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی کیا

نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ

ہم نے تم کو ایک ذلیل پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے ایک معین اندازہ تک اس کو ایک محفوظ مقام میں رکھا۔

مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾

پھر ہم نے اندازہ کیا تو ہم کیسے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی

منزل (۷)

ہوں۔ قول صاحب تفسیر صافی گویا ان آیتوں سے ان فرشتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو رجعت کی نشانی اور قیامت کی علامتیں دے کر بھیجے جائیں گے اور اس غرض سے بھیجے جائیں گے کہ قبروں کی مٹی کو ہلا دیں اور مردوں کو زندہ کر کے ان میں سے الحاد یں اور دابۃ الارض کو نکال لائیں اور مومن کافر سے الگ کریں اور لوگوں کے دلوں میں ذکر کا

۱ وما تشاؤن الا من یشاء اللہ الخ الخرائج والجرائح میں ہے کہ جناب قائم آل محمد علیہ السلام سے فرقہ مفوضہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو

ع حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ۲۰ ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل خدائے تعالیٰ کی مشیت کے ظروف ہیں۔ پس جب وہ چاہتا ہے ہمارا بھی ارادہ ہوتا ہے، پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ قول مترجم: مفوضہ وہ فرقہ ہے جس کا یہ قول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امور عالم آئمہ علیہم السلام کو تفویض (یعنی سپرد) فرما دیئے ہیں خود کچھ نہیں کرتا ہے جو کچھ ان کا جی چاہے کریں۔ اس فرقہ کو ائمہ نے جھوٹا اور کافر فرمایا ہے اور اس پر لعنت کی ہے۔

۲ یدخل من یشاء فی رحمتہ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں رحمت خدا سے مراد ہم اہل بیت کی ولایت ہے۔

۳ والمرسلات عرفا تفسیر مجمع البیان میں اصحاب جناب امیرالمومنین سے اس کا مطلب یہ منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرشتوں کے ان گروہوں کی قسم کھاتا ہے جنہیں اپنے احکام یعنی اوامر و نواہی دے کر بھیجا تھا۔ پھر وہ تکمیل حکم میں ایسے تیز آئے تھے جیسے آندھی یا باطل دینوں کو انہوں نے مٹا دیا اور احکام شرع اور علوم اور آثار ہدایت کو تمام روئے زمین پر پھیلا دیا پھر حق و باطل میں فرق کر دیا پھر انبیاء کو کلام خدا پہنچا دیا کہ جو حق پر چلنے والے ہیں ان کے لئے اتمام حجت ہو جائے اور جو باطل پر اڑنے والے ہیں ان کے لئے ڈراوا ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ والمرسلات عرفا سے مراد یہ ہیں نشانیاں جو ایک کے بعد دوسری آئیں فالعاصفات عصفاً سے مراد ہے قبر۔ والناشرات نشراً سے مراد ہے مردوں کو زندہ کرنا۔ فالفارقات فرقاً سے مراد ہے دابۃ الارض فالملقیات ذکراً سے مراد ہے فرشتے۔ عذراً او نذراً سے مراد ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے تم پر اتمام حجت بھی کرتا ہوں اور تم کو ڈراتا بھی

(اس سجدہ کے بقیہ حواشی صفحہ پیش پارہ ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا

کیا ہم نے زمین کو زندہ اور مردہ کا سمیٹنے والی نہیں قرار دیا؟ اور ہم نے اس میں اونچے (اونچے) اور بڑے (بڑے) پہاڑ

رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

قائم کر دیئے اور ہم نے تم کو میٹھا (میٹھا) پانی پلایا اس دن ان چیزوں کے جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

(اس دن کہا جائے گا کہ) جس (عذاب) کو تم جھٹلایا کرتے تھے اسکی طرف چلو۔ تین شاخ والے سائے کی طرف چلو۔

ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ

جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ آگ کی لپٹ سے بچائے گا۔ وہ آگ ایسی (بڑی بڑی) چنگاریاں پھینکتی ہوگی

بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾

جیسے (بڑے بڑے) محل ہوتے ہیں گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔ اس دن ان جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی یہی وہ دن ہے

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

وہ (پریشانی کے مارے) بول نہ سکیں گے۔ اور نہ ان کو اسکی اجازت دی جائے گی کہ وہ کچھ عذر و معذرت کریں۔ اس دن ان جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ

والوں کی (بڑی) شامت آئے گی یہی تو فیصلے کا دن ہے (آج) ہم نے تم کو اور پہلوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ اگر تمہیں

لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ

کوئی چال چلنی آتی ہے تو ہو مجھ سے چلو۔ اس دن ان جھٹلانے والوں کی (بڑی) شامت آئے گی۔ بیشک پرہیزگار لوگ

ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا

سایوں اور چشموں میں اور اپنے میووں میں (بسر کرتے) ہوں گے جن کی وہ خواہش کریں گے ان سے کہا جائے گا کہ جو عمل نیک تم کیا کرتے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

تھے اس کے عوض میں چین سے کھاؤ پیو۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی)

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

شامت آئے گی۔ (نصیحت کے طور پر) ان سے کہا جاتا ہے کہ اس دنیا میں کھالو اور چند روز نفع اٹھالو کہ ضرور تم گناہگار ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾

کی (بڑی) شامت آئے گی۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

اس دن ان جھٹلانے والوں کی بڑی شامت آئے گی۔ پس اس قرآن کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔

---

۱ ذی ثلاث شعب۔ تفسیر صافی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی جہنم کی طرف جانے کے لئے تیار ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ پہلے اس سایہ میں چلو۔ جو تین شاخوں والا ہے اور یہ آتش جہنم کے دھوئیں سے ہوگا اور اسے جنت سمجھ کر وہ غول کے غول اس میں چلے جائیں گے۔ یہ واقعہ ٹھیک دوپہر کے وقت واقع ہوگا۔ اور اہل جنت جن جن چیزوں کی خواہش کرتے ہوں گے وہ ان کو ان کے مکانات میں جنت میں دی جائیں گی اور وہ بھی ٹھیک دوپہر ہی کے وقت اپنے اپنے مکانات میں داخل ہوں گے۔

۲ بشرر کالقصر تفسیر قمی میں ہے کہ آتش جہنم کے شرارے اتنے اتنے بڑے ہوں گے کہ جیسے محل اور پہاڑ ہوتے ہیں۔

۳ کانہ جاملت صفر تفسیر صافی میں ہے کہ پہلی تشبیہ تو شراروں کی بڑائی تھی اور یہاں کے رنگ کی ان کی کثرت کی۔ ان کے یکے بعد دیگرے آنے کی اور ایک دوسرے سے مل جانے کی اور ہر تیز حرکت کرنے کی دی گئی ہے۔

۴ ولا یوذن لھم فیعتذرون کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور عدالت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بندہ کا کوئی عذر ہو اور وہ نہ سنے بلکہ مطلب یہاں یہ ہے کہ بندہ اپنے کرتوت کے سبب ایسا مبہوت ہوگا گویا فالج زدہ ہے۔ اور اس کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا۔

۵ ان المتقین فی ظلال و عیون کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ واللہ ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔ سوائے ہمارے ملت ابراہیم پر اور کوئی نہیں ہے اور کل آدمی اس سے الگ ہیں۔

۶ واذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت بنی ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب رسول خدا نے نماز کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم لاٹھ نہ جھکائیں گے کہ یہ عار کی بات ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس دین میں کچھ خوبی نہیں ہے جس میں رکوع و سجود نہ ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب

حروفها ۸۰۱ سورة النبا مكية كلماتها ۱۷۴
سورۂ ذاریات مکہ میں نازل ہوا
اياتها ۴۰ ركوعها ۲
الجزء (۳۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝٢ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
لوگ کس کی نسبت ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں؟ اس خبر بزرگ کی نسبت جس کے بارے میں
مُخْتَلِفُوْنَ ۝٣ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥ اَلَمْ نَجْعَلِ
وہ اختلاف کرنے والے ہیں حق یہ ہے کہ عنقریب وہ جان لیں گے۔ پھر حق یہ کہ عنقریب وہ جان لیں گے۔ کیا ہم نے
الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝٨
زمین کو فرش نہیں بنایا؟ اور پہاڑ کو میخیں نہیں بنایا۔ اور تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔
وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠ وَّجَعَلْنَا
اور تمہاری نیند کو تکان کو دور کرنے والا مقرر کیا اور ہم نے رات کو وہ پردہ بنایا۔ اور ہم
النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢ وَّجَعَلْنَا
نے دن کو روزی کمانے کا وقت مقرر کیا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط کر دیئے اور ہم نے
سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝١٤ لِّنُخْرِجَ
ایک روشن چراغ مقرر کیا۔ اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے سے
بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝١٦ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ
دانے اور گھاس اور درخت بھرے ہوئے باغ پیدا کر دیں۔ بیشک فیصلے کا ایک دن معین وقت ہے۔
مِيْقَاتًا ۝١٧ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝١٨ وَّفُتِحَتِ
جس دن صور پھونکا جائیگا پھر تم گروہ کے گروہ ہو کر آجاؤ گے۔ اور آسمان کھول دیا جائے گا
السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝١٩ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝٢٠ اِنَّ
تو اس میں دروازے (دروازے) ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ چمکتا ہوا ریت ہو جائیں گے۔ بیشک
جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝٢١ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝٢٢ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ
جہنم گھات کی جگہ اور سرکشوں کے رہنے کا مقام ہے جس میں وہ مدتوں رہیں گے
اَحْقَابًا ۝٢٣ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝٢٤ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝٢٥
نہ اس میں ٹھنڈے پانی کا مزہ چکھیں گے اور نہ سوائے گرم پانی اور بہتی پیپ کے

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

لے عم...تا...العظیم کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ جناب امیر المومنین کی شان میں ہے۔ جناب امیر المومنینؑ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ نہ خدائے تعالیٰ کی کوئی نشانی مجھ سے بڑھ کر ہے اور نہ اس کی کوئی چیز مجھ سے زیادہ عظیم ہے۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے بروایت اپنے آباء واجداد کے خود جناب امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؑ مرتضیٰ سے یہ فرمایا کہ یا علی تم حجت خدا ہو۔ تم دروازۂ (علوم) خدا ہو۔ تم خدا تک پہنچنے کا راستہ ہو۔ تم خبر بزرگ ہو۔ تم صراط مستقیم ہو، اور تم مثل الائی ہو۔ الخ۔ کافی میں خطبہ الوسیلہ میں خود جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ انی النبأ العظیم (میں ہوں خبر بزرگ) اور عنقریب جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے تم جان لوگے۔

جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

کسی اور پینے کی چیز کا (ان کے عقائد و اعمال کا) یہ پورا (پورا) بدلہ ہوگا۔ بیشک وہ حساب و کتاب کی امید نہ رکھتے تھے۔ اور ہماری نشانیوں کو

كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا

(بہت کچھ) جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم نے لکھ (لکھ) کر ہر چیز کو شمار کر لیا ہے۔ لہٰذا (ہم کہیں گے کہ) چکھو کہ ہم سوائے عذاب کے تمہارے

عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ

لئے کچھ نہ بڑھائیں گے۔ بیشک پرہیزگاروں کیلئے کامیابی ہے یعنی باغات اور انگور۔ اور نوخیز ہم سن عورتیں۔

اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾

اور چھلکتا ہوا پیالہ۔ وہ ان جنتوں میں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بدلہ ہوگا اور پورا (پورا) عطیہ۔ (یعنی) آسمانوں اور زمین کے اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ

ان دونوں کے مابین ہے اسکے مالک (خدائے) رحمان کی طرف سے جس سے وہ بات نہ کر سکیں گے۔ (اس دن) جس دن روح (جو

وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ

فرشتوں سے بڑھ کر ہے) اور فرشتے صف بہ صف کھڑے ہوں گے مگر بات نہ کرتے ہوں گے سوائے اس کے جسے (خدائے) رحمان نے

صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

اجازت دی ہو اور وہ بھی ٹھیک (ٹھیک) کہے گا یہ دن برحق ہے۔ اب جو چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ

بیشک ہم نے تم کو قریب آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ (اس دن کے عذاب سے) جس دن آدمی وہ کچھ دیکھ لے گا جو اسکے ہاتھوں

يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

پہلے ہو چکا ہے اور کافر یہ کہے گا کہ کاش میں (آج) مٹی ہوتا۔

حروفها ۷۹۱ سورة النازعات مكية كلماتها ۱۸۱

سورۂ نازعات مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۴۶ رکوعها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾

قسم ہے بہ شدت جان نکالنے والے فرشتوں کی۔ اور بہت آہستہ سے روح کھینچ لینے والوں کی۔ اور قسم ہے روحوں کے ساتھ (ساتھ) تیرتے

۱ و کذبوا بآیٰتنا کذابا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین کی قرأت کذابا بغیر تشدید تھی جس کے معنی ہیں جھوٹ کذابا بجائے تکذیباً کے لایا گیا ہے یہ جتلانے کو کہ وہ اپنی تکذیب میں جھوٹے تھے۔

۲ جزاء من ربك عطاء حساباً امالی جناب امیر المومنین سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا خدا تعالیٰ ان کی خاطر سے ان کی نیکیوں کا شمار فرمائے گا۔ ہر ایک نیکی کے بدلے دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک عطا فرمائے گا اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جزاء من ربك عطاء حساباً اور دوسری جگہ فرماتا ہے اولائك لهم جزاء الضعف بما عملوا (دیکھو پارہ نمبر ۲۲ رکوع ۷)

۳ الروح تفسیر قمی میں ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جو عظمت میں جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے بھی بڑا ہے۔ وہ جناب رسول خدا کے ساتھ رہتا تھا اور بعد آنحضرتؐ کے ائمہ علیہم السلام کے ساتھ رہتا ہے۔

۴ من اذن له الرحمان وقال صوابا کافی میں جناب موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ واللہ وہ ہم ہیں۔ ہمیں کو قیامت کے دن بولنے کا اذن دیا جائے گا اور ہم ہی وہ ہیں جو ٹھیک ٹھیک بولیں گے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ حضرات کلام کریں گے تو کیا فرمائیں گے؟ فرمایا پہلے اپنے پروردگار کی تعریف بیان کریں گے۔ پھر اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجیں گے اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ اور خدائے تعالیٰ ہماری شفاعت رد نہ فرمائے گا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ

پھرنے والوں کی۔ پھر سبقت کر کے (جنت کی طرف) لے جانے والوں کی۔ پھر (امور عالم کی) تدبیر کرنے والوں کی قسم دن (نفخ صور)

الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾

کی ایک بڑی دہلانے والی آواز آئے گی اسکے بعد (اسی کی ایک) دوسری آواز آئے گی۔ دل اس دن سخت خوف زدہ ہوں گے۔ آنکھیں ان

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَ

(دلوں) کی جھکی ہوئی ہوں گی۔ (کفار) کہتے ہیں کہ کیا ہم (مرنے کے بعد) پہلی حالت پر لوٹا دیئے جائیں گے؟ کیا

اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا

اس وقت بھی کہ ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے (ہم زندہ ہو سکتے ہیں)؟ (کافروں نے) کہا کہ اس صورت میں تو یہ کوٹنا بڑا نقصان دینے والا ہے

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

پھر (نفخ صور کی) آواز تو صرف ایک جھڑکی ہوگی کہ یکایک وہ کھلے میدان میں ہوں گے۔ آیا تمہیں موسیٰ

مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى

کا قصہ پہنچا ہے؟ جب کہ وہ ان کو ان کے پروردگار نے طویٰ کے پاک میدان میں پکار کر کہا۔

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى

فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پھر اس سے کہو کہ آیا اس بات کی خواہش ہے کہ تو (شرک سے) پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے

رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾

پروردگار کی راہ بتلا دوں کہ تو ڈرے؟ چنانچہ اس کو بڑی سے بڑی نشانی دکھلائی۔ پھر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾

پھر روگردان ہوا اور برخلاف تدبیر کرنے لگا۔ پھر لوگوں کو جمع کیا۔ اور پکار کر کہا کہ میں تم سب کا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ

پھر خدا نے اسکو قول آخر اور قول اول کے عذاب میں دھر پکڑا۔ بیشک اس (واقعہ) میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جو ڈرے۔

يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ

آیا خلقت میں تم زیادہ مضبوط ہو۔ یا آسمان جس کو اس نے بنایا ہے؟ اس کی

سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾

بلندی کو بڑھایا پھر اس کو درست کیا۔ اور اس کی رات اندھیری رکھی اور اس کی دھوپ نکالی

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا

اور بعد اس کے زمین کو بچھا دیا۔ اس کا پانی اور اس کی چراگاہ

ف۱ تلك اذا كرة خاسرة تفسیر قمی میں ہے کہ یہ کافروں کا قول بطور ہنسی اڑانے کے تھا۔

ف۲ زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة تفسیر قمی میں زجرة سے مراد ہے دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا۔ اور ساهرة ایک مقام کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ملک شام میں واقع ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ساهرة کے لغوی معنی سفید ہموار زمین کے ہیں اور فاذا هم بالساهرة کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت وہ دوسرے صور کی آواز سنیں گے تو اپنی اپنی قبروں سے نکل آئیں گے۔ اور وہ زمین پر برابر صف بستہ ہو جائیں گے۔

ف۳ اذ ناداه ربه یہ واقعہ مفصل سورہ طٰہٰ پارہ نمبر ۱۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

ف۴ نكال الآخرة والاولى تفسیر قمی میں ہے کہ نکال کے معنی عذاب اور الآخرة سے مراد فرعون کا وہ قول ہے جو اسی سورہ میں آچکا ہے، انا ربكم الاعلى اور الاولى سے مراد اس کا وہ قول ہے جو وہ پہلے کہہ چکا ہے ما علمت لكم من اله غيري (پارہ نمبر ۲۰ رکوع ۶) پس اس کی ان دونوں باتوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔ النحال اور تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فرعون کی ان دونوں باتوں کے مابین چالیس برس کا زمانہ گذرا تھا۔ اور ان ہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل امین نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے عرش کی پروردگار کا تو فرعون کے چھوڑے ہوئے ہے حالانکہ وہ انا ربكم الاعلى کہتا

ہے۔ ارشاد ہوا کہ تجھ جیسے بندے ہی کو ایسا کہنا زیبا ہے جس کو وقت کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو (ہمارے ہاتھ سے فرعون ہو یا کوئی اور نکل کر کہاں جائیں گے؟)

وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾

اسی سے نکالی۔ اور پہاڑوں کو اسی نے (بیچ میں) قائم کیا۔ کہ تمہارے لئے اور تمہارے جانوروں کے لئے نفع (ہو)

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا

پھر جب بڑی مصیبت (قیامت) آجائے گی۔ اس دن جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا۔

سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ

اور (ہر) اس شخص کے لئے جو دیکھتا ہوگا جہنم نمایاں کردی جائے گی۔ پس جس نے سرکشی کی ہوگی۔ اور

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ

زندگانی دنیا کو اختیار ہوگا تو یقینا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور جو اپنے پروردگار

مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

کی حضور میں کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا اور نفس کی خواہش سے روکتا ہوگا۔ یقینا جنت اس کا ٹھکانا ہوگا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ

لوگ تم سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقت کونسا ٹھہرا ہے؟ اس کے بتلانے سے تم کو کیا کام ہے؟

ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾

(کہہ دو کہ) تمہارے پروردگار تک اس کی انتہا ہے۔ تم تو اس شخص کو ڈرانے والے ہو جو قیامت سے ڈرتا ہو۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

جس دن وہ اس کو دیکھیں گے یہ سمجھیں گے کہ وہ دنیا میں نہیں رہے ہیں مگر شام کی شام یا صبح کی صبح۔

حروفها ۵۵۳ سورة عبس مكية كلماتها ۱۳۲

سورۂ عبس مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ — اياتها ۴۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ﴿۳﴾ اَوْ

ایک شخص نے اس سے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا۔ کہ نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک نابینا آگیا۔ اور تجھ کو کیا معلوم ہے شاید کہ

يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ

پاکیزہ ہو جائے۔ یا نصیحت حاصل کرلے تو وہ نصیحت سے اس کو نفع پہنچائے۔ لیکن جو مالدار ہے اس کے لئے تو تو آمادہ رہتا ہے۔

تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾

حالانکہ تجھ کو اس کی پرواہ ہونی چاہیے کہ وہ پاکیزہ نہیں ہوتا۔ اور وہ جو تیرے پاس نیکی کی غرض سے آتا ہے

۱ من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ایسے بندے کا ذکر ہے جو خدا کی نافرمانی پر قدرت رکھتا ہو اور نافرمانی کو نافرمانی سمجھتا بھی ہو۔ پھر خدا سے ڈر کر چھوڑ دے اور اپنے نفس کو اس سے باز رکھے تو اس کا معاوضہ جنت ہے، کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس بات کو سمجھا ہوگا کہ میرے قول و فعل کو خدائے تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے اور جو نیکی یا بدی میں کرتا ہوں اس کو وہ خوب جانتا ہے تو یہ بات اس بندے کو بداعمالی سے ضرور روکے گی اور ایسے ہی شخص کے لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ

۲ الا عشية او ضحها تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے دن کا کوئی حصہ جیسے فرمایا ہے۔ الا ساعة من نهار (دیکھو پارہ نمبر ۲۶، رکوع ۴) اور اسی وجہ سے لفظ ضحیٰ کی اضافت عشیۃ کی طرف فرمائی کیوں کہ یہ دونوں ایک ہی دن سے تعلق رکھتے ہیں۔

۳ عبس و تولى ان جاءه الاعمىٰ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان اور ابن مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ ابن ام مکتوم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن تھے اور نابینا تھے یہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایسے وقت آئے کہ بہت سے اصحاب موجود تھے ازاں جملہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو عثمان سے مقدم اور بالا رتبہ بد بٹھایا، عثمان نے برا مانا اور روگردانی کی۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

قول مترجم: عوام الناس نے خدا ان سے سمجھے یا ان کی ہدایت کرے اس سورۃ کی ابتدائی آیات کا نزول خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تجویز کر دیا ہے۔

وَهُوَ يَخْشٰى ۝٩ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝١٠ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ
اور وہ (خدا سے بھی) ڈرتا ہے۔ تو اس سے اعراض کرتا ہے۔ حق یہ کہ یہ قرآن (کا سورہ) تو ایک نصیحت ہے۔ پس جو
شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝١٤
چاہے اسے یاد رکھے۔ (اصل کتاب) معزز بلند مرتبہ اور پاک صحیفوں میں ہے جو نیکوکاروں
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧ مِنْ
بزرگ سفیروں کے ہاتھوں میں رہی۔ غارت ہو انسان وہ کیسا ناشکرا ہے۔ اسے
اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝١٨ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝١٩ ثُمَّ السَّبِيْلَ
(خدا نے) پیدا کس چیز سے کیا ہے؟ نطفہ ہی سے تو اسے پیدا کیا۔ پھر اس کے لئے تقدیر مقرر کر دی۔ پھر راہ اس کے لئے
يَسَّرَهٗ ۝٢٠ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝٢١ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝٢٢
آسان کر دی۔ پھر اسے موت دی پھر اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب چاہے گا اسے اٹھا بٹھائے
كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝٢٣ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝٢٤ اَنَّا
کوئی نہیں جو کچھ خدا نے اس کو حکم دیا اسے اس نے پورا نہ کیا۔ اب انسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف غور کرے۔ کہ ہم
صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۝٢٥ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝٢٦ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
نے پانی زور سے برسایا۔ پھر ہم نے ہی اچھی طرح سے زمین کو پھاڑ دیا۔ پھر ہم نے (ہی) اس میں
حَبًّا ۝٢٧ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۝٢٨ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۝٢٩ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝٣٠
غلہ اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور میں اور گنجان باغ اور میوے اور گھاس خود
وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝٣١ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝٣٢ فَاِذَا جَآءَتِ
تمہارے نفع کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے نفع کے لئے پیدا کر دیئے پھر جب کانوں کے پردے پھاڑنے والی
الصَّآخَّةُ ۝٣٣ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝٣٤ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝٣٥
چیخ آجائے گی۔ تو اس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے
وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝٣٦ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝٣٧
اور اپنی جوروں سے اور اپنے بچوں سے بھاگتا پھرے گا۔ اور اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایک خاص حالت ہوگی۔ جو اسے اوروں سے
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝٣٨ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝٣٩ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
بے پروا کر دے گی۔ بہت سے چہرے تو اس دن روشن خنداں اور شادمان ہوں گے اور بہت سے چہرے
عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝٤٠ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝٤١ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝٤٢
اس دن گرد میں اٹے ہوئے ہوں گے۔ کہ ان پر سیاہی چھا جائے گی۔ آخر الذکر یہی تو کفار اور بدکار ہیں۔

ل فلینظر الانسان الی طعامہ کا میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول میں طعام سے کیا مراد ہے؟ فرمایا انسان کا علم جو وہ اس سے حاصل کرے۔ جس سے کہ حاصل کرنا چاہئے۔ قول صاحب تفسیر صافی تشریح اس کی یہ ہے کہ طعام دو قسم کا ہے ایک جسمانی اور ایک روحانی جیسے کہ خود انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے یعنی جسم و روح کا۔ پس جس طرح وہ اس بات پر مامور ہے کہ اپنی غذائے جسمانی کو غور سے دیکھے کہ کس طرح آسمان سے خدائے تعالیٰ پانی برساتا ہے اور زمین سے نباتات وغیرہ اگاتا ہے۔ اسی طرح وہ اس بات پر بھی مامور ہے کہ علم آسمان سے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اسی طرح کہ خدا نے وحی کی بارش زمین نبوت اور درخت رسالت اور چشمہ حکمت پر برسائی اور پھر اس سے حقائق کے دانے اور معارف کے میوے پیدا کئے تاکہ جو روحیں تربیت کے قابل ہیں ان کو ان سے غذا پہنچے۔ پس حضرت کے قول علمہ الذی یاخذہ عمن یاخذہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو چاہئے کہ اپنے علم کو اہل بیت نبوت سے حاصل کرے جن کے گھر میں وحی نازل ہوئی اور جو علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں اس لئے کہ ان کے کل علوم خدائی طرف سے ہیں، اور ان سے علوم لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی روح کو غذا پہنچے گی۔ اوروں کے علوم غذائے روحانی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ان میں اور خدا میں وحی والہام کا کوئی سلسلہ نہیں ہے بلکہ ان کے علوم یا تو لوگوں کے اقوال ہیں جو انہوں نے یاد کر لئے ہیں جو کسی طرح حجت نہیں ہو سکتے یا محض جھگڑنے کا آلہ ہیں جن کو صراط مستقیم میں کوئی دخل نہیں اور یہ دونوں چیزیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہیں۔

ع ۱۵ اسی وجہ سے روح و ایمان کی غذا نہیں ہو سکتیں۔ عوام الناس آیت کے ظاہری مطلب پر تو اعتراض نہیں کرتے ہاں باطنی اور اصل مطلب پر

(حاشیہ ۱۵ کے آگے) اعتراض بلکہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں معنی ایک ہی لفظ سے حاصل ہیں جیسا کہ ہم نے تشریح کر کے ثابت کر دیا ہے۔ ۲ خدائے تعالیٰ نے جو فرمایا ہے فاکہۃ و ابا یا اپنے ان احسانات کا شمار فرمایا ہے جو اس نے اپنی مخلوق پر فرمائے ہیں یعنی جس طرح سے ان کو اور ان کے چوپایوں کو غذا پہنچائی ہے جس سے ان کے نفوس زندہ اور ان

حروفها ۴۳۶ سورة التكوير مكية كلماتها ۱۰۴

سورۂ تکویر مکہ میں نازل ہوا

اٰیاتها ۲۹ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْجِبَالُ

جب کہ سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی۔ اور جب کہ تاروں کی روشنی جاتی رہے گی۔ اور جب کہ پہاڑ

سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵

چلائے جائیں گے۔ اور جب کہ گیا بھن اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گے۔ اور جب کہ جانور جمع کئے جائیں گے۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ

اور جبکہ دریاؤں میں آگ لگ جائے گی اور جب کہ نیک بدنفسوں کے جوڑے ملائے جائیں گے۔ اور جب کہ زندہ دفن کی

سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا

ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی تھی۔ اور جب کہ نامۂ اعمال پھیلائے جائیں گے۔ اور جب کہ

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَاِذَا الْجَنَّةُ

آسمان اپنے مقام سے کھینچ لیا جائے گا۔ اور جب کہ دوزخ بھڑکائی جائیگی۔ اور جب کہ جنت

اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵

قریب کر دی جائے گی۔ تو ہر نفس جان لے گا کہ وہ کیا کیا لے کر آیا ہے۔ تو قسم ہے مجھ کو چھپنے اور چلنے والوں

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷ وَالصُّبْحِ اِذَا

اور پھر چھپنے والوں کی۔ اور رات کی جب کہ وہ خوب تاریک ہو جائے۔ اور صبح کی جب

تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي

کہ روشن ہو جائے۔ بیشک یہ (قرآن) ایک معزز قوت والے رسول کی زبانی آیا ہے۔

الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱ وَمَا صَاحِبُكُمْ

صاحب عرش کے ہاں رتبہ والا سردار و امین ہے اور تمہارے ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔

بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝۲۳ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ

اور یقیناً انہوں نے اس (جبرئیل) کو آسمان کے کنارے صاف کھلا دیکھا ہے۔ اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں

بِضَنِيْنٍ ۝۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝۲۵ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝۲۶

بخیل نہیں ہے۔ اور نہ یہ شیطان ملعون کا قول ہے تم پھر کدھر بہکے جاتے ہو؟

---

۱ العشار ان سے مراد ہیں وہ اونٹنیاں جن کے حمل کا دسواں مہینہ شروع ہو جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ کل مخلوق مرجائے گی اونٹ بھی بیکار ہو جائیں گے یعنی نہ کوئی لادنے والا رہے گا نہ سوار ہونے والا نہ دودھ دوہنے والا۔

۲ سجرت تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے گرداگرد جتنے سمندر ہیں وہ سب آگ ہو جائیں گے۔

۳ واذا النفوس زوجت تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اہل جنت تو خیرات حسان سے بیاہے جائیں گے۔ اب رہے دوزخی ان میں سے ہر شخص کے لئے ایک شیطان اس کا جوڑی دار بنا دیا جائے گا پس کافرین ہوں تو اور منافقین ہوں تو شیاطین سے ملا دیئے جائیں گے۔ اور اس طرح ان پر زوجیت کے معنی پورے اتریں گے۔

۴ واذا الموءدة سئلت تفسیر قمی میں ہے کہ عرب کا دستور تھا کہ غیرت کے سبب بیٹیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے (یا زندہ دفن کر دیتے تھے) پس جب قیامت کا دن آئے گا تو جو زندہ دفن کی گئی ہیں ان سے سوال کرے گا بای ذنب قتلت تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام محمد جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اصل میں مودت ہے اور اس کے معنی ہیں رحم و قرابت۔ اور مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قطع رحمی کی ہوگی اس سے اس کا سبب دریافت کیا جائے گا اور جناب امام محمد باقرؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس مودت سے مراد ہے قرابت جناب رسول خدا اور جو بھی اقربائے آنحضرتؐ سے جہاد میں شہید ہوا۔ اور ایک روایت کے بموجب فرمایا کہ جو شخص ہماری مودت میں شہید ہوا ہے وہ بھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اس مودت کے بارے میں سوال کروں گا جس کے فرض ہونے کے بارے میں حکم نازل کر چکا ہوں یعنی قرابت داران رسول خدا کی مودت کے بارے میں اور قاطعین سے یہ سوال ہوگا کہ تم نے ان کو کس گناہ پر قتل کیا تھا؟

(باقی ضمیمہ میں)

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾

یہ اور کچھ نہیں ہے مگر تمام عالموں کے لئے نصیحت خاص کر اس شخص کے واسطے جو تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے

وَمَا تَشَآءُوْنَ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور تم کچھ بھی نہ چاہو گے سوائے اس کے کہ جو اللہ تمام عالموں کا پروردگار چاہے۔

حروفها ۷۵۸ سورة الانفطار مكية كلماتها ۱۷۲

سورۂ انفطار مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ | ایاتها ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائیں گے اور جب کہ تارے گر کر تتر بتر ہو جائیں گے۔ اور جب کہ دریا

فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

بہہ کر مل جائیں گے۔ اور جب کہ قبریں الٹ پلٹ کر دی جائیں گی اس وقت ہر شخص جان لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا

وَأَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ

اور پیچھے کیا چھوڑا۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے دھوکا دیا تیرے صاحب کرم پروردگار کے مقابلے میں۔ جس نے

خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ أَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ

تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا پھر تجھے موزوں بنایا۔ پھر جس صورت میں مناسب جانا تیرے اعضاء (وجوارح) کو ترکیب دے دیا

تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾

یوں نہیں بات یہ ہے کہ تم جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ بزرگ لکھنے والے تم پر نگہبان (مقرر) ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ

جو جو کچھ کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔ بیشک نیک لوگ بہشت میں ہوں گے اور یقیناً بدکار جہنم میں ہوں گے

جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ

فیصلے کے دن وہ اسی میں جلیں گے۔ اور وہ اس سے حاضر نہ ہو سکیں گے اور تم کو

أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا

کیا خبر ہے کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ پھر تم کو کیا معلوم ہے کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ اس دن

تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۭ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے بارے میں کسی قسم کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اس دن حکم دینا صرف خدا کے ہاتھ ہوگا۔

۱ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہؑ کے دلوں کو اپنے ارادوں کا مورد قرار دیا ہے۔ یعنی جب اللہ کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی اسے چاہتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کے اسی قول سے ثابت ہے۔

۲ ما قدمت واخرت تفسیر قمی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اخرت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بعد کوئی نیکی ایسی چھوڑ گیا ہو جو جاری رہی اور اس کا ثواب ملتا رہا یا کوئی ایسی بدی چھوڑ گیا جس کا سلسلہ چلتا رہا اور عذاب ملتا رہا۔

۳ ما غرك بربك الكريم تفسیر صافی میں جو کچھ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیطان یہ کہہ کے بہکاتا ہے کہ جو کچھ تیرا جی چاہے کئے جا اس لئے کہ تیرا خدا کریم ہے اور عالمین میں سے کسی کو سزا نہ دے گا اور ایک مطلب یہ ہے کہ اس مقام میں لفظ کریم کو رب کی صفت ڈالنا اور کسی اسم کو اسمائے الٰہی میں سے صفت نہ قرار دینا اس میں رمز یہ ہے کہ گویا خداوند عالم نے اس طرح بندہ کو جواب تلقین فرما دیا ہے کہ وہ یہ کہہ سکے کہ مجھے کریم کے کرم نے دھوکا دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ انسان کی جہالت نے اس کو دھوکا دیا۔

۴ تکذبون بالدین تفسیر صافی میں ہے کہ دین کے معنی ہیں جزا و سزا اور اسلام اور تفسیر قمی میں ہے کہ دین کا مطلب جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین ہیں۔ قول مترجم: ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ قمی میں اصل اصول کے پہچاننے والوں کو بیان کر دیا ہے اور صافی نے خود اصول کو۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۷۵۸ سورة المطففين مكية كلماتها ۱۷۲

سورۂ مطففین مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۱ آیاتها ۳۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢

ان کمی کرنے والوں کے لئے ویل ہے۔ جو لوگوں سے جب (ناپ) کرلیں تو بھرپور لیتے ہیں۔

وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ

اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھاٹا پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ اس کا یقین نہیں رکھتے کہ وہ ایک بڑے دن قبروں

مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ

سے اٹھائے جائیں گے؟ جس دن سب لوگ تمام عالموں کے پروردگار کی حضور میں کھڑے

الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

ہوں گے حق یہ ہے کہ یقینا بدکاروں کا نوشتہ سجین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر ہے

سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ

کہ سجین کیا ہے؟ وہ ایک لکھا ہوا نوشتہ ہے۔ اس دن ان جھٹلانے والوں کے لئے جو فیصلے کے دن کو جھٹلاتے ہیں ویل ہے۔

يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢

اور اس کو اور کوئی جھٹلاتا ہی نہیں سوائے ہر زیادتی کرنے والے گنہگار کے۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى

کہ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ یوں نہیں بات یہ ہے کہ

قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

جو افعال وہ کیا کرتے تھے۔ ان سے ان کے دل سیاہ ہوگئے۔ اتنا ہی نہیں اس دن وہ اپنے پروردگار کی رحمت

لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ

سے بھی یقینا محروم رہیں گے۔ پھر وہ جہنم میں بھی یقینا جھلسیں گے۔ پھر ان سے یہ کہا جائے گا کہ جس کو

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝١٨ وَمَآ

تم جھٹلایا کرتے تھے وہ یہی ہے۔ حق یہ ہے کہ بیشک نیک لوگوں کا نوشتہ علیین میں ہوگا۔

اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝١٩ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٢٠ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝٢١

اور تم کو کیا خبر ہے کہ علیین کیا ہے؟ وہ لکھا ہوا نوشتہ ہے۔ جس کو مقربان بارگاہ الٰہی دیکھتے رہتے ہیں۔

لے ویل للمطففین تفسیر قمی میں ہے کہ مطفف ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ناپ اور تول میں خریدنے والے کو نقصان پہنچائیں۔ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا مدینہ منورہ آئے تو اہل مدینہ ناپ کے معاملے میں سب سے بدتر لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ سورت نازل فرمائی۔ اس کے بعد سے انہوں نے اپنے عمل کو درست کرلیا۔ وہی حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ویل کے متعلق ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ جہنم میں ایک کنواں ہے اور اللہ اس کے حال سے اچھی طرح واقف ہے اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ناپ میں نقصان پہنچانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے ویل للمطففین اور اس سے پہلے کسی شخص کے بارے میں ویل نہیں فرمایا جب تک کہ اس کافر نہ کہا ہو جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم (دیکھو پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۵)

۲ یوم یقوم الناس لرب العالمین تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ لوگ اپنے آدھے آدھے کانوں تک اپنے ہی پسینے میں ڈوبے کھڑے ہوں گے اور دوسری حدیث میں ہے کہ لوگ کھڑے ہوں گے اور پسینہ بہنے بہتے ان کے کانوں کی لو تک چڑھ جائے گا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کی حالت جب کہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہوں گے ایسی ہوگی جیسے تیر ترکش میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یعنی زمین پر ان کو پاؤں ٹکانے کی تو جگہ ملے گی جیسے تیر کا سرا ترکش میں لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ باقی ادھر ادھر ہلنے جلنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ
بیشک نیک لوگ بہشت میں تختوں پر بیٹھے نظارے کرتے ہوں گے۔ ان کے چہروں سے تم نازونعم
نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ
کی تروتازگی پہچان لوگے۔ اس کو سربمہر خالص شراب پلائی جائے گی۔ جس کی مہر مشک کی ہوگی
فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا
اور خواہش کرنے والوں کو اس کی خواہش کرنی چاہئے۔ اور اس میں آب تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے
الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾
جس سے مقربان بارگاہ الٰہی پئیں گے۔ بیشک جو لوگ گنہگار تھے وہ ایمان لانے والوں سے ہنسی کیا کرتے تھے
وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا
اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو چشمک زنی کیا کرتے تھے۔ اور جب اپنے بال بچوں میں پلٹ کر آتے تو خوش
فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ
(خوش) آتے تھے۔ اور جب ان (مومنوں) کو دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو یقیناً گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر
حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى
نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ تو آج کے دن وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کافروں سے ہنسیں گے
الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾
تختوں پر بیٹھے نظارے کریں گے۔ (اور کہیں گے کہ) آیا کافروں کو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کا (پورا پورا) بدلا مل گیا۔

حروفها ۴۴۸ سورة الانشقاق مكية كلماتها ۱۰۸

سورۂ انشقاق مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ — ایاتها ۲۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْأَرْضُ
جب آسمان پھٹ جائے گا، اور اپنے پروردگار کا حکم سن لے گا اور ہونا بھی یوں ہی چاہئے، اور جب زمین
مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾
تان دی جائے گی، اور جو کچھ اس میں ہے اسے نکال کر ڈال دے گی، اور خالی ہو جائے گی۔ اور اپنے مالک کا حکم سن لے گی اور ہونا بھی یونہی
يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾ فَأَمَّا مَن
چاہئے (جب قیامت آجائے گی) اے انسان تو اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچنے کی سخت کوشش کرنے والا ہے تو اس سے جا ملے گا۔ پس

۱ ختامہ مسک تفسیر صافی میں ہے کہ مٹی یا لاکھ کی جگہ مشک کی مہر لگی ہوئی ہوگی اور یہ انتہائے نفاست ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جب مومن اسے پیئے گا تو اس میں مشک کی خوشبو محسوس کرے گا۔

۲ و مزاجه من تسنیم تفسیر صافی میں ہے کہ تسنیم ایک چشمہ کا نام ہے یا تو اس وجہ سے اس کا مقام بہت ہی بلندی پر ہے، یا اس وجہ سے کہ اس کا پانی بہت ہی اعلیٰ درجہ کا ہے، ظاہراً یہ لفظ سلمہ کا مصدر ہے جس کے لفظی معنی ہیں اس کو بلند کر دیا۔ کیوں کہ جنت والوں کے پینے کی چیزوں میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ اسی کا ہے، یا یہ سب سے زیادہ بلندی سے آتا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ کل جنت کے پینے کی چیزوں میں تسنیم کا پانی سب سے بہتر ہے کیوں کہ وہ سب سے زیادہ بلندی سے ان کے پاس آتا ہے۔

۳ عیناً یشرب بها المقربون تفسیر قمی میں ہے کہ المقربون سے

ع ۱ مراد ہیں آل محمد جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے السابقون السابقون اولائك المقربون (دیکھو پارہ نمبر ۲۷ سورہ واقعہ) جس سے مراد ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد ان کے ساتھ ملا دی جائے گی کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے الحقنا بهم ذريتهم (پارہ نمبر ۲۷، سورہ طور میں دیکھو) مقربون تو خالص تسنیم کا پانی پئیں گے اور رہے مومن ان کے لیے تسنیم کا پانی اور پانیوں میں ملا دیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مقرب بندوں کی توجہ خدا کے سوا اور کسی کی طرف جاتی ہی نہ تھی۔ (باقی حواشی نمبر ۴ میں پڑھئے)

أُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ﴿۸﴾

جس شخص کو اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو آگے چل کر اس سے حساب بھی آسان لیا جائے گا۔

وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ

اور وہ اپنے بال بچوں کی طرف خوش خوش پلٹ آئے گا۔ اور رہا وہ جس کا نامۂ اعمال اس کے پس پشت سے

ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ

دیا جائے گا تو وہ آگے بڑھ کر موت ہی موت پکار سے گا۔ اور جہنم واصل ہوگا۔ بیشک وہ

كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ

اپنے اہل وعیال میں خوش (خوش) تھا۔ یقیناً وہ یہ گمان کرتا تھا کہ پھر پلٹ کر نہ آئے گا۔ (پلٹنا) ضرور ہے

رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا

بیشک اس کا پروردگار اس کا نگراں تھا۔ پس قسم ہے شفق کی، اور رات کی، اور جن چیزوں کو

وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾

وہ ڈھانک لیتی ہے۔ اور چاند کی جب کہ وہ پورا ہو جائے۔ تم ضرور منزل بہ منزل (پہلوں کے راستے پر) چلو گے

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا

تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا جاتا ہے

يَسْجُدُوْنَ ؕ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۘ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

تو سجدہ نہیں کرتے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ جھٹلاتے ہیں۔ تو جو کچھ وہ دلوں میں رکھتے ہیں اللہ

بِمَا يُوْعُوْنَ ۖ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

ان سے خوب واقف ہے۔ اب تم ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کہ ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

حروفها ۴۷۵ سورة البروج مكية كلماتها ۱۰۹

سورۂ بروج مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ — ایاتها ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور گواہی دینے والے کی

۱ فسوف یحاسب حساباً یسیرا۔ المعانی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا جائے گا اسے عذاب بھی دیا جائے گا۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ پھر خدا کے اس قول کا کیا مطلب ہے فسوف یحاسب حساباً یسیرا فرمایا اس سے تو مراد درگذر ہے۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ حساب یسیر سے مراد نیکیوں کا ثواب دینا اور بدیوں سے درگذر کرنا اور جس شخص سے حساب میں جھگڑا کیا گیا اسے وسزا ملنی ضرور ہے۔

معانقہ ۱۷

۲ واما من اوتی کتابہ وراء ظھرہ تفسیر صافی میں ہے کہ ایسے شخص کا داہنا ہاتھ تو اس کی گردن میں باندھ دیا جائے گا اور بایاں ہاتھ پس پشت سے بڑھا کر نامۂ عمل اس میں دیا جائے گا۔

۳ فسوف یدعوا ثبورا تفسیر قمی میں ہے کہ ثبور کے معنی ہیں ویل اور تفسیر صافی میں ہے کہ وہ موت کی تمنا کرے گا اور پکارے گا وثبورا جس کے معنی ہیں ہلاکت۔

السجدہ ۵

۴ لترکبن طبقا عن طبق احجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلے امتوں کے لوگوں نے انبیاء کے بعد اوصیاء سے غدر وبے وفائی کرنے میں جو راستہ چلا تھا وہی تم بھی ضرور چلو گے۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ گویا یہ امت اپنے نبی کے بعد فلاں وفلاں وفلاں کی محکوم ہو کر منزل بہ منزل گمراہی میں انہیں بڑھی (ضرور بڑھی) تفسیر قمی میں اس کا یہ مطلب منقول ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کے راستے پر ضرور چلو گے اور یہ مشابہت ایسی ٹھیک ٹھیک اترے گی

ع

(اس مضمون کا باقی حواشی گیارہویں پارہ میں پڑھئے)

جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے کے مشابہ ہوتا ہے اور تیر کا ایک پہلو دوسرے پہلو سے مشابہ ہوتا ہے۔ تم ان کے راستے پر چلنے میں ذرا سی بھی کمی نہ کرو گے نہ گز بھر نہ باتھ بھر نہ بالشت بھر۔ یہاں تک کہ اگر تم سے پہلے والے کسی گوہ کے بھٹ میں جا گھسے ہوں گے تو تم بھی اسی بل میں ضرور جا گھسو گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ پہلوں سے مراد یہود ونصاریٰ

وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ

اور جس کی گواہی دی گئی۔ اس کی دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے اس حال میں قتل کئے گئے تھے

عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا

کہ وہ ان خندقوں کے کنارے بیٹھے ایمان والوں کے ساتھ میں جو سلوک کر رہے تھے اس کا تماشا دیکھ رہے تھے

نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

اور ان کو ان کی کوئی بات بری نہیں لگی تھی مگر یہی کہ وہ اس زبردست لائق تعریف خدا پر ایمان لائے تھے۔ جس کے لئے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ بیشک جن لوگوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو تکلیف دی پھر توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

اور ان ہی کے لئے جلنے کا عذاب بھی ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۱ اِنَّ بَطْشَ

ایسے باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ یقیناً

رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ ذُو

تمہارے پروردگار کی گرفت بڑی سخت ہے۔ بیشک وہی نئے سرے سے پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (پیدا) کرے گا۔ اور وہ بڑا بخشنے والا

الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝۱۵ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۶ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝۱۷

بڑا محبت کرنے والا بڑے عرش کا مالک (اور) جو کچھ چاہے اس کا کرنے والا ہے۔ آیا تمہارے پاس لشکروں کی خبر آئی؟

فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝۱۸ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝۱۹ وَّاللّٰهُ مِنْ

(یعنی) فرعون و ثمود کی بات یہ ہے کہ جو کافر ہو گئے ہیں وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اللہ

وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝۲۰ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝۲۱ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝۲۲

ہر طرف سے ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ بزرگ قرآن لوح محفوظ میں ہے۔

حروفها ۲۵۴ سورة الطارق مكية كلماتها ۶۱

سورۂ طارق مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ | آیاتها ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

۱ قتل اصحاب الاخدود۔ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲ فی لوح محفوظ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک موقعہ پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور جبرئیل علیہ السلام بھی آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے کہ جبرئیل کی نظر یکایک آسمان کی طرف گئی۔ آخر نتیجہ یہ کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ اسرافیل علیہ السلام دربان دربار باری تعالیٰ ہیں۔ اور تمام مخلوق خدا کی نسبت اس درگاہ میں زیادہ قرب رکھتے ہیں۔ اور یا وقت سرخ کی لوح ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے جیسے ہی پروردگار عالم (ج) کے ذریعے سے کلام فرماتا ہے تو وہ لوح اسرافیلؑ کی پیشانی کو چھو جاتی ہے اور وہ اس پر نظر ڈالتے ہیں۔ پھر جو کچھ اس میں دیکھتے ہیں ہم کو پہنچا دیتے ہیں۔ اور ہم اس کو لے کر آسمان میں زمین میں جہاں جہاں حکم ہوتا ہے پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ لوح کے دو کنارے ہیں۔ ایک کنارہ اس کا عرش کے دائیں حصہ سے ملا ہوا ہے، اور دوسرا حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی سے ہے۔ جب پروردگار عالم جل شانہ کلام فرماتا ہے تو وہ لوح اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی سے چھو جاتی ہے اور وہ لوح میں نظر ڈال کر جو وحی اس میں باقی ہیں وہ جبرئیل امین علیہ السلام کو پہنچا دیتے ہیں۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ
قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے (گھپ اندھیری) رات میں آنے والے کی، اور تم کیا سمجھے کہ (گھپ اندھیری) رات میں
الثَّاقِبُ ۝٣ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ فَلْيَنْظُرِ
آنے والا کیا ہے؟ وہ جگمگ جگمگ کرتا تارہ ہے، ایک نفس بھی ایسا نہیں کہ اس پر کوئی نگہبان مقرر نہ ہو۔ پس انسان کو
الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ مِنْۢ
چاہئے غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اچھلے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پشت
بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨ يَوْمَ
اور سینے کی ہڈیوں کے مابین سے نکل کر آتا ہے۔ بیشک وہ (خدا) اس کے دوبارہ لانے پر ضرور قدرت رکھتا ہے
تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠ وَالسَّمَآءِ
جس دن پوشیدہ باتیں جانچی جائیں گی۔ پس نہ اس دن اس کا کچھ زور ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔ قسم ہے
ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝١٢ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ
گردش کرنے والے آسمان کی اور پھٹنے والی زمین کی۔ بیشک یہ (قرآن) ضرور طے شدہ بات ہے،
فَصْلٌ ۝١٣ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝١٤ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝١٥
اور یہ کوئی ہنسی (قافیہ) نہیں ہے۔ بیشک وہ ایک چال چلتے ہیں اور میں ایک تدبیر کرتا ہوں،
وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝١٦ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝١٧
سو تم کافروں کو مہلت دے دو ان کو کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دو۔

حروفها ۲۹۹ سورة الاعلیٰ مكية كلماتها ۷۲
سورۂ اعلیٰ مکہ میں نازل ہوا
ركوعها ۱ | اياتها ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِيْ قَدَّرَ
اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی تسبیح کر۔ جس نے پیدا کیا پھر درست کیا، اور جس نے اندازہ کیا
فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ
پھر راہ بری فرمائی، اور جس نے چارہ اگایا پھر اس کو خشک اور سیاہ کر دیا (اے رسول) عنقریب ہم تم کو
فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧
پڑھائیں گے پھر تم نہ بھولو گے۔ مگر جو خدا چاہے، بیشک وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور

۱ النجم الثاقب الخصال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک یمنی شخص سے فرمایا کہ تمہارے نزدیک نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے؟ یمنی نے عرض کی کہ وہ تو منحوس ہے حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسا کبھی نہ کہنا وہ تو جناب امیر المومنین علیہ السلام کا تارہ ہے اور وہ تمام اوصیاء کا تارہ ہے اور وہی نجم الثاقب ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا النجم الثاقب یمنی نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ ثاقب کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا اس کے طلوع ہونے کی جگہ تو ساتواں آسمان ہے، مگر اس کی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چمکتی ہے۔ پروردگار عالم نے اسی کو النجم الثاقب فرمایا ہے۔

۲ تبلی السرائر تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ پوشیدہ باتیں کیا ہوں گی۔ جن کے متعلق خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی جانچ فرمائے گا؟ فرمایا وہ خفیہ باتیں تمہارے اعمال ہیں یعنی نماز، روزے، زکوٰۃ، وضو، غسل جنابت اور جو جو باتیں اللہ تعالیٰ نے واجب فرمائی ہیں کہ کل اعمال میں یہ شان موجود ہے کہ ان کو چھپایا جائے۔ مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اور اس نے نہ پڑھی ہو۔ اور یہ کہے کہ میں نے وضو کر لیا ہے اور اس نے نہ کیا ہو یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو فرمایا یوم تبلی السرائر۔

۳ انه لقول فصل۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید حق و باطل کے مابین اس طرح فیصلہ کرتا ہے کہ اس نے دونوں چیزوں میں سے سب کو خوب کھول کر بیان کر دیا۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ

پھر ہی بات کو بھی، اور ہم تمہارے لئے ایک سہل طریقے کو آسان کر دیں گے۔ پس نصیحت کرتے ہوا گر نصیحت فائدہ پہنچائے

يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ

جو (اللہ سے) ڈرتا ہے وہ عنقریب نصیحت حاصل کرے گا، اور وہ بدبخت اس (نصیحت سے) الگ رہے گا جو بڑی آگ میں جائے گا۔

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ

پھر اس میں نہ اس کو موت ہی آئے گی نہ زندہ ہی رہے گا۔ (یعنی راحت نہ ملے گی) اس نے یقیناً فلاح پائی جو پاک رہا،

فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ

اور اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ لیکن تم زندگانی دنیا کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت زیادہ اچھی

هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشک یہی مضمون پہلی کتابوں میں بھی ہے (یعنی) ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں۔

حروفها ۳۸۴ سورة الغاشية مكية كلماتها ۹۲

سورۂ غاشیہ مکہ میں نازل ہوا

آیاتها ۲۶ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾

آیا تمہارے پاس ڈھانپنے والی (مصیبت) کا ذکر بھی پہنچا ہے؟ اس دن کتنے ہی چہرے رسوا ہوں گے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾

مشقتیں جھیلتے تھکے ہوئے۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے۔ (انہیں) کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے گا۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ

ان کا کھانا ضریع (جہنمی خاردار تلخ گھاس) کے اور کچھ نہ ہوگا۔ جو نہ تو موٹا ہی کرے گا اور نہ بھوک سے ہی بچائے گا۔

جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ

(اور) کچھ چہرے اس دن خوشحال اور اپنی کوشش سے (نہال) ہوں گے۔ عالی شان باغ میں ہوں گے کہ

عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ

اس میں کوئی فضول بات نہ سنیں گے۔ اس میں بہتا ہوا چشمہ ہوگا۔ اور اس میں اونچے

مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ

اونچے تخت ہوں گے اور چنے ہوئے آبخورے۔ اور برابر لگے ہوئے تکئے۔ اور بچھی ہوئی

۱ لا یموت فیها ولا یحیی تفسیر صافی میں ہے کہ زندگی تو ان کی بیکار ہوگی۔ اب رہی موت اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ویاتیه الموت من کل مکان وما هو بمیت (دیکھو پارہ ۱۳، رکوع ۱۴)

۲ قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول قد افلح من تزکی کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا جس شخص نے عید کے دن فطرہ نکالا اس کے لئے کہا گیا ہے و ذکر اسم ربه فصلی کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ فرمایا اس سے یہ مطلب ہے کہ صحرا کی طرف نکل جائے اور نماز عیدین پڑھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے دریافت کیا تھا کہ خدائے تعالیٰ اس قول وذکر اسم ربه فصلی کے کیا معنی ہیں؟ اس شخص نے عرض کی کہ یہ ہے کہ جب اپنے پروردگار کا نام یاد کر کے کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو فرمایا تو خدا تعالیٰ نے بے اندازہ تکلیف دی ہے اس شخص نے پوچھا کہ پھر اور کیا مطلب ہے؟ فرمایا اپنے پروردگار کو یاد کرے تو محمد و آل محمد پر درود بھیجے۔ (اس صفحہ کا باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مَبْثُوْثَةُ ۚ﴿۱۶﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى
مندیں۔ تو کیا وہ اونٹ کی طرف (نہیں دیکھتے) وہ کیوں کر پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کی طرف (نہیں دیکھتے)
السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى
کہ وہ کیوں کر بلند کیا گیا ہے؟ اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیوں کر قائم کئے گئے ہیں۔ اور زمین کی طرف
الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ
(نہیں دیکھتے) کہ وہ کیوں کر پھیلائی گئی ہے؟ پس نصیحت کرو، تم تو فقط نصیحت کرنے والے ہو۔ تم ان پر کوئی داروغہ تو ہو نہیں؟
عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ
سوائے اس شخص کے جو روگردان ہوا اور کافر ہو گیا کہ اللہ اس کو بہت بڑا عذاب دے گا۔ یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے۔
الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾
پھر ہمارے ہی ذمے ان سب کا حساب لینا ہے۔

حروفها ۵۸۵ سورة الفجر مكية كلماتها ۱۳۷
سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوا
ركوعها ۱ ایاتها ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾
قسم ہے صبح کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی۔ اور رات کی جب کہ وہ فریب ختم ہو۔
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾
ضرور اس میں صاحب عقل کے لئے قسم ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ
اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ
جو ستونوں والے ارم کے رہنے والے تھے کہ دنیا شہر شہروں میں بنایا ہی نہیں گیا۔ اور ثمود کے ساتھ
الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ
جنہوں نے میدان میں چٹانوں کو تراشا (اور ان کو گھر بنایا) تھا۔ اور فرعون کے ساتھ (جو سزا کے لئے)
طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ
میخیں رکھنے والا تھا کیسا معاملہ کیا کہ ان سب نے ملکوں میں سرکشی کی تھی۔ پھر ان میں خرابی کو بہت بڑھا دیا تھا۔
رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ
پس تمہارے پروردگار نے بھی ان پر عذاب کا کوڑا لگایا۔ بیشک تمہارا پروردگار ضرور گھات میں ہے۔ اب رہا انسان جب

ع ۱ النصف

۱ الی الابل کیف خلقت تفسیر صافی میں ہے کہ اونٹ کی خلقت خدائے تعالیٰ کی کمال قدرت اور اس کی حسن تدبیر پر پوری پوری دلالت کرنے والی ہے اس لئے کہ اس کو پیدا اس غرض سے کیا ہے کہ بھاری بھاری بوجھ اٹھا اٹھا کر بڑے دور دور کے شہروں میں پہنچا دے اسی لئے اس کو عظیم الجثہ بنایا ہے اور اس بات کے لئے موزوں کہ بہت سا بوجھ اٹھا سکے اور بوجھ لے کر بیٹھے سے اٹھ کھڑا ہو۔ اور پھر بانکنے والے کے تابع دار رہے۔ اور گردن لمبی علما کی ہے کہ وزنی چیزوں کو اس کے ذریعے سے اونچا کر دے اور اونچے اونچے درختوں سے پیٹ بھر سکے، پیاس کا تحمل بنایا کہ جنگل و بیابان طے کر سکے، اسی کی صفت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ و تحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس (دیکھو پارہ نمبر ۱۴، رکوع ۷) اور اس کے علاوہ اس میں اور بھی بہت سے منافع ہیں ۲ ان الینا ایابهم ثم ان علینا حسابهم کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کے دن آئے گا اور خدائے تعالیٰ اولین و آخرین کو آخری فیصلے کے لئے جمع فرمائے گا تو جناب رسول خدا بھی بلائے جائیں گے اور جناب امیر المومنین بھی اور جناب رسول خدا کو ایک سبز حلہ پہنایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک کو منور کر دے گی۔ پھر ویسا ہی حلہ علی مرتضیٰ کو پہنایا جائے گا۔ اس کے بعد جناب رسول خدا کو ایک کلغی رنگ کا حلہ پہنایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی اور پھر علی مرتضیٰ کو ویسا ہی حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر یہ دونوں بزرگوار ایک بلند مقام پر بٹھا دیئے جائیں گے۔ پھر ہم کو بلایا جائے گا اور لوگوں کا حساب ہمارے سپرد کر دیا جائے گا۔ پس واللہ اہل جنت کو ہم جنت میں داخل کریں گے اور اہل جہنم کو جہنم میں پہنچا دیں گے اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہماری طرف کل مخلوق کی رجوع ہوگی۔ پھر ہمارے ذمہ ان کا حساب لینا ہوگا جو گناہ خدا اور مخلوق کے مابین ہوگا اس کی نسبت تو ہم سے خدائے تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ اس کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دے گا اور جو کچھ ان

اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝۱۵

اس کا پروردگار اس کو (اس طرح) آزماتا ہے کہ اس کی عزت کرتا ہے اور اس کو نعمت دیتا ہے۔ تب تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝۱۶ ۚ

عزت کی۔ اور جب وہ اسے (اس طرح) آزماتا ہے کہ اس کا رزق اس کے لئے تنگ کر دیتا ہے تب وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ

ذلیل کر دیا یہ ہرگز نہیں ہے بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تر

الْمِسْكِيْنِ ۝۱۸ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝۱۹ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا

غیب نہیں دیتے۔ اور میراث کا مال (حلال و حرام) ملا کر نگلے چلے جاتے ہو۔ اور مال کو جمع کرنے کے بڑے حریص

جَمًّا ۝۲۰ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝۲۱ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ

ہو۔ ایسا ہی نہیں ہے (بلکہ) جب زمین تو ڑ توڑ کر چکنا چور کر دی جائے گی۔ اور تمہارا پروردگار (یعنی اس کا حکم) اور فرشتے

صَفًّا صَفًّا ۝۲۲ وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ

صف بصف آموجود ہوں گے اور جہنم لا حاضر کیا جائے گا۔ اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا مگر اس وقت اس کے لئے نصیحت

الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝۲۳ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝۲۴

حاصل کرنا کہاں (مفید ہوگا)؟ کہے گا کہ کاش میں نے اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا

فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝۲۵ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝۲۶

پس اس دن نہ تو کوئی خدا کا سا عذاب دے سکے گا۔ اور نہ اس کا سا جکڑنا جکڑ سکے گا۔ (فرمائے گا کہ)

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۝۲۷ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

اے اطمینان والے نفس! تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی بھی ہے اور (اس

مَّرْضِيَّةً ۝۲۸ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝۲۹ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝۳۰

کا) پسندیدہ (بھی) پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں چلا آ۔

حروفها ۳۴۱ سورة البلد مكية كلماتها ۸۳

سورۂ بلد مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ | اياتها ۲۰

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ وَّمَا

مجھے اس شہر مکہ کی قسم۔ درآنحالیکہ تم اسی شہر میں اترے ہوئے ہو۔ اور باپ (آدم علیہ السلام) کی اور

۱ فیقول ربی اکرمن۔ تا فیقول ربی اھانن۔ تفسیر ماثی میں ہے کہ انسان کی ان دونوں باتوں کے کہنے پر خدائے تعالیٰ نے اس کی مذمت اس لئے کی کہ وہ بغیر غور و فکر کے ایسا کہہ بیٹھتا ہے ورنہ غور و فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی رزق کی تنگی دونوں جہان کی خوبیوں کو پہنچا دیتی ہے۔ اور رزق کا بکثرت ہونا دشمنوں کا نشانہ بنا دیتا ہے۔ اور دنیا کی محبت میں ڈبو دیتا ہے۔

۲ اکلا لما اس کے معنی ہیں حلال و حرام کو ملا کر کھا جانا کیوں کہ وہ لوگ بیٹیوں کو اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو میراث نہیں دیتے تھے۔ ان کے حصے کھا جاتے تھے، یا یہ مطلب ہے کہ باوجود یہ سب کچھ جاننے کے کہ مورث نے حلال و حرام جمع کیا ہے وہ سب کچھ کھا جاتے تھے۔

۳ وجاء ربک الیعون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت کی نشانیاں اور اس کے قہر و غلبہ کے آثار اسی طرح نمایاں ہوں گے جیسے کسی بادشاہ کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

ع ۱۱ (اس صفحہ کے اور حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَلَدٍ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ

(ان کی) اولاد کی قسم۔ بیشک ہم نے انسان کو محنت میں پیدا کیا کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے اوپر اور کوئی بھی قابو نہ پائے گا؟

اَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۷﴾

کہتا ہے کہ میں نے مال کثیر ضائع کیا۔ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں؟

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾

کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں؟ اور ایک زبان اور دو ہونٹ (نہیں دیئے)؟

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ

اور ہم نے اس کو دونوں راستے دکھلا دیئے۔ پھر بھی وہ (شکر کی بات سے) نہ اترا۔ اور کیا سمجھے کہ (شکر کی) گھاٹی کیا ہے؟

اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا

کسی بندہ کی گلو خلاصی کرنا، یا بھوک کے دن کسی رشتہ دار یتیم یا خاکسار مسکین کو کھانا کھلا دینا۔ پھر وہ ان لوگوں میں سے ہوتا

مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

جو ایمان لائے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کرنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی

بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ

وصیت کرتے رہتے ہیں ایسے ہی لوگ تو نیک فال و مبارک ہیں۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

اور بدشگون و منحوس ہیں۔ چولہ فہ سے بند کی ہوئی آگ ان پر ہی ہوگی۔

حروفها ۲۵۴ سورة الشمس مكية كلماتها ۵۶

سورۂ شمس مکہ میں نازل ہوا

ركوعها ۱ — ایاتها ۱۵

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اس کی چڑھتی ہوئی دھوپ کی قسم ہے چاند کی جب کہ وہ سورج کے پیچھے ظاہر ہو۔ قسم ہے دن کی جب کہ (خدا)

جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾

اس (آفتاب) کو روشن کرے۔ اور قسم ہے رات کی جب کہ وہ اس (آفتاب) کو ڈھانپ لے۔ قسم ہے آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا

ہے۔ اور قسم ہے زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا ہے۔ اور قسم ہے جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک پیدا کیا ہے

---

۱ لقد خلقنا الانسان فی کبد۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان مستقیم القامت بنایا گیا ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ انسان تعب اور مشقت کے لئے پیدا کیا گیا ہے یعنی دنیائی مصیبتیں بھی جھیلتا ہے اور آخرت کی سختیاں بھی اٹھائے گا۔ وقف لازم

۲ ایحسب ان لن یقدر علیه احد صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد ثالث ہے۔

۳ اهلکت مالاً لبداً تفسیر قمی میں ہے کہ لبداً کے معنی ہیں بہت سا اور یہ مقولہ عمرا بن عبدود کا ہے کہ جس وقت جنگ خندق میں جناب امیر المومنین نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا تو اس وقت اس نے کہا تھا کہ میرا وہ بہت سا مال جو میں خرچ کر چکا ہوں کہاں سے ملے گا۔ حالانکہ یہ مال لوگوں کو راہ خدا سے روکنے کے لئے صرف کیا تھا۔ لہٰذا اس کی سزا میں جناب امیر المومنین نے اسے قتل کر دیا۔

۴ النجدین تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے راہ خیر اور راہ شر کسی نے عرض کی کچھ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ مال کی دونوں چھاتیاں اس کو بتلا دیں۔ فرمایا ہرگز نہیں بلکہ ان دونوں راہوں سے مراد خیر و شر ہے۔ ع ۱۵

۵ العقبة تفسیر صافی میں ہے کہ العقبة کے معنی ہیں پہاڑ کی وہ گھاٹی یا درہ۔ اس سے بطور استعارہ مراد ہے وہ کام جو مثل طے کرنے درہ کوہ کے سخت و دشوار ہے اور اقتحام عقبہ کے معنی ہیں دشوار امر میں پیش قدمی کرنا جیسے بندہ کا آزاد کرنا، اور بھوکے کو اس مال میں کھانا کھلانا کہ خود بھوکا ہو۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے جواب دیا کہ جس کو خدا نے ہماری ولایت کی دعوت عطا فرمائی وہ اس گھاٹی سے عبور کر گیا اور مراد اس گھاٹی سے جس

 میں ڈرانے کے لئے نجات ہے ہم اہل بیت ہیں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾

پھر اس کی بدکاری اور اس کی بہتری (بھی) اسے پہنچوادی ہے۔ جس نے اسے پاک کرلیا وہ تو یقیناً کامیاب ہوا۔ اور جس نے اسے (خفیہ گناہ سے) دبا دیا وہ یقیناً ناکام رہا۔ (قوم) ثمود نے اسی کی سرکشی کے سبب جھٹلایا جب کہ اسی قوم کا سب سے بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔ پس ان سے اللہ

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ

کے رسول نے کہا تھا کہ خدا کی اونٹنی کو اور اس کے پانی پینے کو نہ چھیڑنا۔ پس انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ پس

رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۚ فَدَمْدَمَ

ان کے پروردگار نے ان پر ان کی اس گناہ کے سبب عذاب نازل کیا پھر ان کا پٹڑا کر دیا، اور اسے تو کسی کے بدلا لینے سے ڈر ہے ہی نہیں۔

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

حروفها ۳۱۴ سورة اللیل مکیة کلماتها ۷۱

سورۂ لیل مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۱ — ایاتها ۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳﴾

قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے۔ قسم ہے دن کی جب کہ وہ چمک اٹھے۔ قسم ہے اس کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا ہے

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾

بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔ پس جس شخص نے دیا اور پرہیزگاری برتی۔ اور ٹھیک باتوں کی تصدیق کی

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ

تو بہت جلد ہم اسے آسانی کی توفیق دیں گے۔ اور رہا وہ جس نے کنجوسی اور بے پروائی برتی اور اچھی باتوں کو جھٹلایا۔

بِالْحُسْنٰى ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾

تو بہت جلد ہم اسے سختی میں پھنسا دیں گے۔ اور جب وہ مرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا

بیشک ہمارے ذمے ضرور ہدایت کر دینا ہے۔ اور بیشک ہمارے ہی لئے (ملک) آخرت اور دنیا ہے۔ سو میں نے تم کو

تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾

بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے کہ اس میں کوئی نہ جائے گا مگر وہی بدبخت۔ جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ

اور عنقریب اس سے وہ پرہیزگار بچا لیا جائے گا جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا

---

۱ اشقٰها تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے قدار ابن سالف جو قوم میں سب سے زیادہ شقی تھا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے علی ابن ابی طالب سے دریافت کیا تھا کہ پہلے والوں میں سب سے زیادہ شقی کون ہوا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ناقہ صالح کی کوچیں کاٹنے والا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کہا، اب بتاؤ کہ آخرین میں سے سب سے زیادہ شقی کون ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ یہ میں نہیں جانتا۔ آنحضرتؐ نے جناب امیر المومنین کے سر مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جو اس پر ضربت لگائے گا وہ۔

۲ ولا یخاف عقبٰها تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد اس کے کہ ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا کیا یہ اب بھی نہیں ڈرتے؟ اس کی قرأت فلا یخاف بھی آئی ہے اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ اور اہل شام کے قرآن مجید میں بجائے "واؤ" کے "فا" تھی۔

۳ والنهار اذا تجلی تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ النہار سے مراد ہم اہل بیت میں سے قائم یعنی قائم آل محمد کہ جب وہ اٹھ کھڑے ہوں گے تو ہر رات باطل پر غالب آئیں گے۔ پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے متکلم بیان کی ہیں اور چونکہ اس کے مخاطب خدا کے نبی ہیں اور ہم ان کے اہل بیت ہیں لہٰذا ہمارے سوا کسی غیر کو ان باتوں کا علم نہیں ہے۔

۴ وما خلق الذکر والانثٰی تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے وخلق الذکر والانثٰی منقول ہے یعنی لفظ (ما) نہیں آیا ہے اور راوی کا بیان ہے کہ جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنینؑ کی قرأت یہی تھی۔ المناقب میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں الذکر سے مراد ہیں جناب امیر المومنین اور الانثٰی سے مراد سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا۔

۵ ان سعیکم لشتی تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جواب قسم ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ تم میں سے بعض نیکی میں کوشاں ہیں اور بعض بدی میں ساعی۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿١٩﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

احسان نہیں ہے کہ اس کا بدلہ دیا جائے بلکہ وہ اپنے عالی شان پروردگار کی رضا چاہتا ہے اور آگے چل کر وہ ضرور اس سے راضی ہو جائے گا۔

حروفها ۱۶۶ سورة الضحیٰ مکیة کلماتها ۴۰

سورۂ ضحیٰ مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۱ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾

قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی۔ اور قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے (اے رسولؐ) تمہارا پروردگار تم سے دست بردار ہوا اور نہ ناراض ہوا۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

اور تمہارے واسطے آخرت دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ اور آگے چل کر تمہارا پروردگار تم کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ

فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿٧﴾

تم خوش ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی۔ اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچا دیا۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَاَمَّا

اور تم کو محتاج پایا اور مالدار کر دیا۔ پس اب یتیم پر ظلم نہ کرنا۔ اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑکنا۔ اور رہی

السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

تمہارے پروردگار کی نعمت سو اس کا ذکر کرتے رہنا۔

حروفها ۱۰۲ سورة الم نشرح مکیة کلماتها ۳۷

سورۂ الم نشرح مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۸ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ

کیا ہم نے تمہاری خاطر سے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور تم پر سے وہ بوجھ تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتا تھا (تمہیں) اتار دیا اور

ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ

تمہاری خاطر سے تمہارے ذکر کو بلند (نہیں) کیا۔ تو بے شک تکلیف کے ساتھ راحت ہے۔ (اور) یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

پس جب تم فارغ ہو چکو تو اب اپنا (قائم مقام) مقرر کر دو۔ اور اپنے پروردگار کے حضور میں جانے کی خواہش کرو۔

۱ ما ودعك ربك وما قلى ۱۷ ع ۱۷ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی شان نزول میں یہ منقول ہے کہ پہلی سورۃ جو جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو پہنچائی وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق تھی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی نہیں آئی۔ تو جناب خدیجۃ الکبریٰ نے یہ عرض کی کہ شاید پروردگار عالم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کہ پھر آپ کے پاس وحی نہیں بھیجتا۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا جناب فاطمۃ الزہراؑ کے گھر آئے وہ اونٹ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھیں اور اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں اور اپنے بچے کو دودھ بھی پلاتی جاتی تھیں جناب رسول خدا نے جب یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ بیٹی آخرت میں جو لطف ملنے والے ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کی ہر سختی پر ضرور صبر کرو۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ۱۸ ع نازل فرمائی۔ المناقب میں بھی ایسی ہی روایت موجود ہے اور آخر میں جناب سیدہ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں الحمد للہ علی نعمائہ والشکر علی آلائہ سب تعریف اللہ کے لئے بوجہ اس کی تمام نعمتوں کے زیبا ہے اور واقعی شکر اس کی کل نعمتوں کا ہونا چاہئے) تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میرے جد امجد اس وقت راضی ہوں گے کہ کوئی موحد جہنم میں باقی نہ رہے اور محمد حنفیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اے اہل عراق تمہارا تو یہ گمان ہے کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت یہ ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی ۱۹ ع انفسھم اور ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ہے۔ واللہ یہ ذکر شفاعت ہے جس کے ذریعے سے ہمارے جد امجد لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو بھی داخل جنت فرمائیں گے۔ (بشرطیکہ وہ بغض اہل بیت نہ رکھتے ہوں) اور خدائے تعالیٰ قبول کرتا چلا جائے گا جب تک کہ وہ یہ نہ فرما دیں گے رب رضیت اے میرے

حروفها ۱۶۵ سورة التين مكية كلماتها ۳۴

سورۂ والتین مکہ میں نازل ہوا

اياتها ۸ ركوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینا کی۔ اور اس امن والے شہر کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بہت ہی

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵

اچھے کینڈے پر بنایا۔ پھر ہم نے اسے پست سے پست حالت کی طرف پھیر دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا

اور نیکیاں کرتے رہے کہ ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔ تو (اے رسول!) ان کے بعد تم کو قیامت کے بارے میں

يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

کون جھٹلائے گا؟ کیا خدا سب فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟

حروفها ۲۹۰ سورة العلق مكية كلماتها ۷۲

سورۂ علق مکہ میں نازل ہوا

اياتها ۱۹ ركوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ

پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھ

وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ

اور تیرا ہی پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ اور انسان کو وہ کچھ سکھا دیا

يَعْلَمْ ۝۵ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷ اِنَّ اِلٰى

جو کچھ نہ نہ جانتا تھا۔ دیکھو انسان جب اپنے آپ کو بے پروا پاتا ہے تو وہ ضرور سرکش ہو جاتا ہے۔

رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝۱۰

بیشک تمہارے پروردگار ہی کی حضور میں تو پلٹ کر جانا ہے۔ آیا تم نے اسے بھی دیکھا جو ایک بندے کو

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝۱۲ اَرَءَيْتَ اِنْ

جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے؟ آیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اگر وہ ہدیت پر ہو یا باز رہنے کا حکم دیتا ہو

۱ والتین والزیتون تفسیر صافی میں ہے کہ قسم کے لئے ان دونوں میووں کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انجیر عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ کم ہوتا ہے اور غذا جلد ہضم ہو جانے والی ہے اور دوا ایسی ہے جس کا نفع بہت بڑا ہے کہ وہ طبیعت کو ملائم کرتی ہے جو بلغم کو گھلا دیتی ہے گردوں کو صاف کرتی ہے ریگ مثانہ کو دور کرتی ہے اور جگر اور طحال کے سدے کھول دیتی ہے اور بدن کو موٹا کرتی ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ انجیر بواسیر کو دور کرتا ہے اور درد نقرس کو نفع پہنچاتا ہے۔ اب رہا زیتون وہ میوہ کا میوہ ہے اور سالن کا سالن اور دوائی دوا اور اس کا روغن بہت ہی لطیف ہوتا ہے اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں ہے۔

ع ۱ ۲۰ ۲ و طور سینین تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات فرمائی تھی اور سینین اور سینا دونوں نام ایک گاؤں کے ہیں جس میں وہ پہاڑ واقع ہے۔

۳ و هذا البلد الامین الخصال اور المعانی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے شہروں میں سے چار کو پسند فرمالیا ہے پس ارشاد فرمایا والتین والزیتون و طور سینین و هذا البلد الامین پس والتین سے مراد ہے مدینہ اور والزیتون سے مراد ہے بیت المقدس اور طور سینین سے مراد ہے کوفہ اور هذا البلد الامین سے مراد ہے مکہ معظمہ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ التین سے مراد ہے جناب رسول خدا اور الزیتون سے مراد ہیں جناب امیر المومنین اور طور سینین سے حسن و حسینؑ اور هذا البلد الامین سے آئمہ۔ المناقب میں جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ والتین و الزیتون سے جناب امام حسن و حسین علیہما السلام ہیں اور طور سینین سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں اور هذا البلد الامین سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ

(تو رد کرنا کیا معنی؟) آیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ اگر اسے جھٹلایا اور روگردانی کی (تو کیا نتیجہ پائے گا؟) کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ ضرور دیکھتا ہے۔

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿١٧﴾

ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم ضرور اس کو پیشانی کے بل کھینچیں گے۔ جھوٹے قصوروار کی پیشانی کے بل۔ اس وقت چاہئے کہ وہ اپنی جمعیت کو

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾

پکار لے۔ ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ دیکھو! اس کا کہنا نہ مانو اور سجدہ کرو اور قرب خدا حاصل کرو۔

سورۃ القدر مکیۃ

حروفها ۱۱۲ كلماتها ۳۰ آياتها ۵ ركوعها ۱

سورۂ قدر مکہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ

بیشک ہم نے اس کو شب قدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں

الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا

سے بہتر ہے۔ اس میں روح اور کل فرشتے اپنے پروردگار کے حکم سے ہر معاملہ لے کر اترتے

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾

ہیں (یہ رات) فجر کے طلوع ہونے تک (سلامتی) سلامتی ہے۔

سورۃ البینۃ مدنیۃ

حروفها ۴۱۱ كلماتها ۹۵ آياتها ۸ ركوعها ۱

سورۂ بینہ مدینہ میں نازل ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ

اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے ہیں وہ اور مشرک علیحدہ ہونے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہ آجائی۔

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾

(یعنی) اللہ کی طرف سے رسول جو ان کو پاک صحیفے پڑھ کر سناتا ہے۔

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

جن میں پختہ نوشتے موجود ہیں۔ اور وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی تھی متفرق نہیں ہوئے مگر بعد اس کے

---

۱ لنسفعا بالناصیۃ تفسیر صافی میں ہے کہ سفع کے معنی ہیں مضبوط پکڑنا اور زور سے کھینچنا اور مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو پیشانی کے بل گرفتار کریں اور جہنم میں قید رکھیں گے۔

۲ فلیدع نادیہ تفسیر صافی میں ہے کہ نادیہ کے معنی ہیں مجلس اور مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو اور جمعیت کے لوگوں کے پکارے کہ وہ آکر اس کی مدد کریں۔ روایت میں وارد ہے کہ ابوجہل ایک دن آنحضرتؐ کے پاس سے گذرا۔ حضرت کو نماز پڑھتے دیکھا تو خفا ہو کر بولا۔ میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا۔ آنحضرتؐ نے بھی نہایت غصے سے جواب دیا۔ اور فرمایا تو ڈراتا دھمکاتا ہے حالانکہ دن مکہ میں سب سے زیادہ مجمع میرے ساتھ ہوگا اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا تو ابوجہل اور ولید علیہما اللعنۃ نے لوگوں کو پکار کر یہ کہا کہ آؤ اب محمدؐ کو قتل کر ڈالو کہ ان کا مددگار جو تھا اب وہ نہیں ہے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ

۳ واسجد واقترب کافی اور العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بندہ کو خدائے تعالیٰ سے جو قرب حاصل ہوتا ہے سجدے ہی کی حالت میں ہوتا ہے اس کی دلیل یہی آیت ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں اور کتب میں ائمہ سے واجب سجدوں کی جو تفصیل منقول ہے (اسے ضمیمہ میں پڑھیں) اس کے علاوہ جو سجدے ہیں وہ سب مسنون ہیں۔ العیون میں جناب امام جعفر رضاؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ سب سے پہلی سورۃ جو نازل ہوئی وہ بسم اللہ الرحمان الرحیم اقرا باسم ربک الذی خلق الخ ہے اور سب سے آخر میں جو سورۃ نازل ہوئی وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمان الرحیم اذا جاء نصر اللہ والفتح (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھیے)

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۞ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
کہ ان کے پاس کھلی دلیل آچکی۔ حالانکہ ان کو کچھ اور حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں خالص
الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ
بندگی اسی کی کریں (معاند باطلہ سے) ایک طرف رہیں نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور (یہ سمجھ لیں کہ) ٹھیک (ٹھیک)
الْقَيِّمَةِ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ
دین یہی ہے۔ بے شک اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے وہ اور مشرک دوزخ کی آگ میں جائیں گے (اور)
نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ
ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ساری مخلوق سے بدتر یہی لوگ ہیں۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ جَزَآؤُهُمْ
نیک کام کئے ساری مخلوق سے بہتر وہی لوگ ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے پروردگار کے پاس ہمیشہ
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
رہنے کی باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اللہ ان سے
اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۞
راضی اور وہ اس سے خوش ہوں گے۔ یہ اسی کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ہو۔

حروفها ۱۵۸ سورة الزلزال مدينة كلماتها ۳۷

سورۂ زلزال مدینہ میں نازل ہوا

ایاتها ۸ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۞ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۞ وَقَالَ
جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے اور زمین اپنے دفینے نکال دے، اور انسان یہ کہنے لگے کہ اسے ہو کیا گیا
الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۞ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۞ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۞
ہے؟ اس دن (زمین) اپنی خبریں بیان کر دے گی۔ کیوں کہ تمہارے پروردگار نے اسے حکم دیا ہوگا۔
يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۞ فَمَنْ يَّعْمَلْ
اس دن لوگ مختلف حالتوں میں نکلیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔ پس جس شخص نے
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞
ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

ل ان الذین کفروا من اھل الکتاب تفسیر کبیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کیا مگر یہ لوگ مرتد اور کافر ہو گئے اور جناب امیر المومنین کی ان لوگوں نے نافرمانی کی۔

ل ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ امالی میں حضرت جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ علی ابن ابی طالب تشریف لائے اور آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اب تو تمہارے پاس میرا بھائی آگیا۔ پھر کعبۃ اللہ کی طرف توجہ فرمائی اور اس پر اپنا ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں، پھر فرمایا کہ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اللہ کے عہد کا سب سے زیادہ پورا کرنے والا اور خدا کے حکم کو سب سے زیادہ مضبوطی سے بجالانے والا، رعیت میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والا، اور مال غنیمت کا سب سے زیادہ ٹھیک ٹھیک تقسیم کرنے والا اور خدا کے نزدیک فضیلت میں سب سے بڑھا ہوا علی ابن ابی طالب ہے۔ جس وقت آنحضرت نے یہ فرمایا اسی وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولائک ھم خیر البریۃ اصحاب جناب رسول خدا کا اس وقت سے یہ معمول ہو گیا کہ جب علی مرتضیٰ کو آتے دیکھتے تو یہ کہا کرتے کہ خیر البریہ وہ آئے اور جناب رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضیٰ کی طرف توجہ کر کے فرمایا یا علی واللہ اس آیت میں تم مراد لئے گئے ہو۔ اور تمہارے شیعہ تمہاری اور ان کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے تم کل اس شان سے آؤ گے کہ سروں پر تاج ہوں گے اور چہرے اور پیشانیاں نورانی ہوں گی۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی یہی مطلب مندرج ہے اور الحاسن میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ہم اہل بیت کے شیعہ مراد ہیں۔

(اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حروفها ۱۷۰ سورة العٰدیٰت مکیة کلماتها ۴۰

سورۂ عادیات مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۱ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِيْرٰتِ

قسم ہے سرپٹ دوڑانے والے گھوڑوں کی جو فرائے بھرتے جاتے ہیں، پھر پتھر پر ٹاپ

صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝۵ اِنَّ الْاِنْسَانَ

مار کر آگ نکالتے جاتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت چھاپا مارتے ہیں۔ تو اس سے گرد وغبار بلند کر دیتے ہیں،

لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ

پھر دشمنوں کے دل میں گھس جاتے ہیں۔ بیشک انسان اپنے رب کے لئے بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور وہ اس بات

لَشَدِيْدٌ ۝۸ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹ وَحُصِّلَ مَا

پر خود بھی گواہ ہے۔ اور وہ مال کی بہت محبت رکھتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ جب مردے قبروں سے نکالے جائیں گے۔

فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝۱۱

اور سینوں کے بھید کھول دیئے جائیں گے۔ اس دن ان کا پروردگار ان سے ضرور واقف ہوگا۔

حروفها ۱۶۰ سورة القارعة مکیة کلماتها ۳۵

سورۂ قارعہ مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۱۱ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ يَوْمَ يَكُوْنُ

کھڑکھڑانے والا (واقعہ) کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والا (واقعہ)؟ اور تم کیا سمجھتے کہ وہ کھڑکھڑانے والا (واقعہ) ہے کیا؟

النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵

وہ دن ہے جس دن آدمی ایسے ہو جائیں گے جیسے پھیلے ہوئے پتنگے۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی اون۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ

پس جس کے اعمال نیک کی تول بھاری اترے گی۔ وہ تو خاطر خواہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال نیک

مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

کی تول کم اترے گی تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے؟ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

۱ والعادیات ضبحاً تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے غازیوں کے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے جو دوڑتے ہیں اور دوڑنے میں ان کی سانس کی آوازیں نکلتی ہیں۔

۲ فالموریات قدحا تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ وہ ملک پتھریلا تھا۔ اس سبب سے گھوڑوں کی ٹاپیں پڑنے سے چنگاریاں نکلتی تھیں۔

۳ لکنود۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ آیا تم لوگ جانتے ہو کنود کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ کنود وہ ہے جو کھانا تو اکیلے کھائے اور خیرات وعطیات کو روکے اور اپنے غلام کو مارے پیٹے۔

۴ لحب الخیر لشدید تفسیر صافی میں ہے کہ الخیر کے معنی ایک قول کے بموجب مال ہیں اور ایک قول کے بموجب زندگی۔

۵ حصل ما فی الصدور ع ۱۱ ۲۵ امالی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سورہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ جناب رسول خدا نے اسی سریہ میں حضرت عمر ابن الخطاب کو سردار کر کے بھیجا تھا۔ وہ شکست کھا کر اس شان سے لوٹے کہ اپنے ساتھیوں کو بزدلی کا الزام دیتے تھے اور وہ لوگ خود انہیں بزدل بتلاتے تھے اور وہ لوگ خود انہیں بزدل بتلاتے تھے۔ جب یہ قضیہ جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ سردار قوم تم ہو اب اس سریہ کی فتح کے لئے تم ہی آمادہ ہو۔ مہاجرین اور انصار کے سواروں میں سے جنہیں جنہیں مناسب سمجھو ہمراہ لے جاؤ۔ حضرت نے تعمیل کی جناب رسول خدا نے ان کو اس مہم پر روانہ کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ دن کو ہمیشہ کسی گوشے میں قیام کیا کرنا اور ع ۱۱ ۲۶ رات کو چلا کرنا اور دشمن کے

(اس سورے کے بارے میں حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

حالات پر نظر رکھنا، جناب امیر علیہ السلام نے حکم جناب رسول خدا کی پوری پوری تعمیل کی۔ وہاں پہنچ کر منزل (۷) قریب صبح ان لوگوں پر چھاپہ مارا۔ اور یہاں خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورہ والعادیات نازل کی (جس میں جناب علی مرتضیٰ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف فرمائی) تفسیر قمی میں اس واقعہ کے متعلق جو مفصل قصہ درج ہے ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

حروفها ۱۲۳ سورة التكاثر مكية كلماتها ۲۸

سورۂ تکاثر مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۸ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا

زیادتی کے فخر نے تم کو غافل بنائے رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کو دیکھا (یعنی تم کو موت آگھیری) آگاہ ہو جاؤ کہ آگے چل کے تم

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾

جان لو گے پھر سن رکھو کے آگے چل کے تم جان لو گے۔ دیکھو اگر تم یقین کے طور پر جان لیتے (تو غافل نہ ہوتے) تو تم دوزخ

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾

تو ضرور دیکھو گے۔ پھر تم اس کو یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔ پھر تم سے اس دن نعمتوں کی بابت ضرور باز پرس کی جائے گی۔

حروفها ۱۷۴ سورة العصر مكية كلماتها ۱۰۴

سورۂ عصر مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۳ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

وقت عصر کی قسم۔ انسان ضرور ٹوٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، اور ایک دوسرے

الصّٰلِحٰتِ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

کو حق کی پیروی کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

حروفها ۱۳۵ سورة الهمزة مكية كلماتها ۳۳

سورۂ ہمزہ مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۹ | رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ

ہر عیب جوئی کرنے والے طعنے دینے والے کے حال پر افسوس ہے۔ جو مال جمع کرتا ہے، اور اسے گنتا رہتا ہے۔

مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۚ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا

گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا وہ ضرور بھسم کرنے والی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

۱ الهٰكم التكاثر حتی زرتم المقابر تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ اپنے کنبے اور قبیلے کی تعداد زیادہ دکھانے کے لئے جب تم اپنے زندوں کے عدد گن چکے تو قبرستان کو چلے اور اپنے کنبوں کے مردوں کی زیادتی پر بجائے اس کے کہ عبرت پکڑتے فخر کرنے لگے اس کی تائید نہج البلاغہ سے بھی ہوتی ہے کہ جناب امیرؑ نے اس سورۃ کو تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ آیا وہ اپنے باپ دادا کی قبروں پر فخر کرتے ہیں یا اپنے قبیلے سے مرجانے والوں کی تعداد پر ناز اں ہوتے ہیں پھر آگے ارشاد فرمایا کہ حق تو یہ ہے کہ وہ لوگ ان کے لئے باعث عبرت ہیں نہ باعث فخر و مباحات الخ اور روایتیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں۔

ع ۸ ۲۷

۲ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے عوام الناس کا خیال معلوم کرنے کے لئے جناب ابوحنیفہ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا اور یہ فرمایا کہ اے نعمان تیرے خیال میں النعیم کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ پیٹ بھر کر جو کھانا مل جائے اور ٹھنڈا پانی۔ فرمایا کہ اگر قیامت کے دن مجھے اس بات کی توفیق مل گئی کہ حضور پروردگار عالم بلایا گیا اور ایک کھانے اور پینے کے تجھ سے سوال کیا گیا تو پورا پورا حساب سمجھانے کے لئے برسوں مجھے کھڑا رہنا پڑے گا۔ عرض کرنے لگا کہ میں قربان جاؤں پھر نعیم کیا ہے؟ فرمایا کہ ہم اہل بیت وہ نعیم ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا ہے اور ہماری ہی وجہ سے ان میں اتفاق پیدا کر دیا ہے۔ بعد اس کے کہ سخت اختلاف تھا اور ہماری ہی وجہ سے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی ہے اور ان کو بھائی بھائی بنا دیا ہے بعد اس کے کہ وہ دشمن تھے اور ہماری ہی وجہ سے اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی ہے۔

ع ۲۸

یہی نعمت خدائی ایسی ہے جو منقطع نہ ہوگی اور اسی نعمت کے حقوق کی بابت خدائے تعالیٰ ان سے سوال کرے گا کیوں کہ یہی نعمت ایسی ہے جس کے ذریعے اس نے ان پر احسان فرمایا ہے۔ یہ نعیم نبیؐ اور عترت نبیؐ میں۔ اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں۔ (اس صفحہ کے باقی حواشی ضمیمہ میں پڑھئے)

الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷

اور تم کیا سمجھے کہ بھسم کرنے والی کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک جا چڑھے گی۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

پھر وہ بڑے (بڑے) لمبے (لمبے) شہتیروں کی صورت میں ان کو ہر طرف گھیرے گی۔

حروفها ۹۴ سورة الفيل مكية كلماتها ۲۴

سورۂ فیل مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۱ | ایاتها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ

کیا اس نے ان کی چال کو بے کار نہ کر دیا؟ اور ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان کے اوپر پتھریلی

مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

مٹی کی کنکریاں پھینکتے تھے۔ پھر ان کو چبائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا تھا۔

حروفها ۷۹ سورة القريش مكية كلماتها ۱۷

سورۂ قریش مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۱ | ایاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝۲ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ

چونکہ قریش کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کر دیا تھا ان کے اس مانوس کر دینے کے سبب ان کو چاہئے کہ اس گھر کے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں

هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۴

جس نے اپنے رسول کو بھیج کر لوگوں کو حج کی طرف مائل کر کے بھوک سے بچانے کے لئے ان کو کھانا دیا اور (لوٹ کھسوٹ کے) خوف سے ان کو مطمئن کر دیا۔

حروفها ۱۱۵ سورة الماعون مكية كلماتها ۲۵

سورۂ ماعون مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۱ | ایاتها ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

۱ کیف فعل ربک باصحاب الفیل تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورہ اہل حبشہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ وہ ہاتھی لے کر آئے تھے اس غرض سے کہ اس کے ذریعے سے کعبۃ اللہ کو گرا دیں جب اسے دروازہ مسجد الحرام کے قریب لائے تو حضرت عبد المطلب نے اس ہاتھی سے فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ یہ لوگ تجھے کس قصد سے لے کر آئے ہیں؟ اس نے اپنے سر کے اشارے سے عرض کی کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا یہ تجھے اس غرض سے لے کر آئے ہیں کہ تیرے ذریعے سے کعبۃ اللہ کو گرا دیں۔ آیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ پس حبشہ والوں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ ہاتھی مسجد الحرام میں گھس جائے مگر اس نے ایک نہ مانی۔ آخر حبشیوں نے ہاتھی پر حملہ کر کے خود اس کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے پرندوں کے جھلڑ کے جھلڑ بھیج دیئے جو لگاتار چلے آتے تھے۔

۲ ترمیہم بحجارۃ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر پرندہ کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں۔ ہر پرندہ اڑتا ہوا ٹھیک ان کے سروں پر آجاتا تھا اور کنکری کو سر کے مقابل چھوڑ دیتا تھا۔ پس وہ مسرز سے نکل جاتی تھی اور ان کی حالت ایسی بنا جاتی تھی جیسی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ فجعلھم کعصف ماکول کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اسی مطلب کی دو روایتیں درج ہیں جن کے الفاظ میں کچھ کمی بیشی اور کچھ تفاوت ہے ازاں جملہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ایک پرندہ اس صورت میں بھیجا جیسی ابابیلیں ہوتی ہیں اس کی چونچ میں مسور کے دانے کے برابر پتھر تھے۔ جس شخص پر اس کو وہ پتھر پھینکنا منظور ہوتا تو ٹھیک اس کے محاذ میں آجاتا پھر اس کے اوپر وہ پتھر چھوڑ دیتا جو اس کا جسم توڑ کر سرزمین کی راہ سے نکل جاتا۔ یہاں تک کہ اس سارے لشکر سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچا یہ شخص بھاگ کر چلا گیا تھا اور جو کچھ دیکھ چکا تھا وہ لوگوں سے کہتا پھرا ایک جگہ بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک پرندہ آگیا۔ اس شخص نے جتلایا کہ دیکھو وہ پرندہ اسی صورت کا تھا وہ

(یہ حقائق باعتبار اس کے ہیں کہ پرندے اس لشکر کی چھوڑی ہوئی گندگی پر ٹوٹ کر نکل پڑے اور یہ وبائی بلائیں سر کردہ لشکر کے متعلق اور وہ شکل اور اس مخرب کے باقی حواسی نفسیہ میں پڑ گئے)

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ وَلَا

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا کھلانے

يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

کی ترغیب نہیں دیتا، پس ویل ہے ان نماز پڑھنے والوں کے واسطے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں اور جو

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں اور عاریت دینے کی چیزوں کو روکتے ہیں۔

حروفها ۳۷ سورة الكوثر مكية كلماتها ۱۰

سورۂ کوثر مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۳ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

یقیناً (اے رسول) ہم نے تم کو کوثر عطا کی ہے، اب تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور اپنے دونوں ہاتھوں تک بلند کرو یقیناً تمہارا دشمن جو ہے وہی بے اولاد رہے گا۔

حروفها ۹۹ سورة الكافرون مكية كلماتها ۲۶

سورۂ کافرون مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۶ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ

(اے رسول) تم کہہ دو کہ اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہ کروں گا۔ اور نہ

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ

تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم نے عبادت کی ہے،

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦

اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور میرا دین میرے لئے ہے۔

حروفها ۸۲ سورة النصر مدنية كلماتها ۱۹

سورۂ نصر مدینہ میں نازل ہوا

ایاتها ۳ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان و رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

۱ ارأیت الذی یکذب بالدین تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورت ابوجہل اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲ الذی یدع الیتیم تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یتیم اس کا حق نہیں دیتے۔ ایک قول کے بموجب ابوجہل ایک یتیم کے ع ۳۲ مال کا سرپرست تھا۔ ایک موقع پر وہ یتیم برہنہ حالت میں اس کے پاس آیا اور اپنے ذاتی مال سے اس نے کچھ طلب کیا۔ ابوجہل نے اس کو ہٹا دیا اور ابوسفیان نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ اس سے اسی یتیم نے گوشت مانگا تو ابوسفیان نے اس کو اپنے عصا سے مارا۔

۳ الذین هم عن صلاتهم ساهون تفسیر قمی میں ہے کہ اس ع ۳۳ سے تارک الصلوٰۃ لوگ مراد ہیں۔ کیوں کہ سہو تو نماز میں ہر انسان سے ہوتا ہے تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ سہو وسوسہ شیطان ہے؟ فرمایا نہیں یہ تو ہر شخص کو پیش آتا رہتا ہے، بلکہ یہاں سہو سے مراد غفلت کا کرنا اور نماز کا اول وقت سے بے عذر چھوڑ دینا ہے۔ الخصال میں جناب امیرالمومنین سے مروی ہے کہ نماز سے بڑھ کر کوئی عمل خدائے تعالیٰ کو پسند نہیں ہے پس دنیا کے کاموں میں سے کوئی کام تم کو اس بات سے باز نہ رکھے کہ نماز کو اس کی فضیلت کے وقت میں بجالاؤ اس لئے خدائے تعالیٰ اسی غفلت کرنے والوں کے بارے میں ع ۳۴ فرماتا ہے الذین هم عن صلاتهم ساهون

۴ الذین هم یراءون تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ منافقین ہیں جو نماز پڑھتے تھے تو اس سے ثواب کی امید نہ رکھتے تھے اور نہ پڑھتے تھے تو اس سے کسی عذاب کا اندیشہ نہ کرتے تھے گویا پورے پورے غافل رہتے یہاں تک کہ اس کا وقت گذر جاتا اور وہ غافل ہی رہتے پس مومنین کے ساتھ ان کا نماز پڑھنا محض ریا تھا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے الذین هم یراءون۔

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ

جب آئی اللہ کی مدد اور فتح (ہو گیا مکہ) اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ خدا کے دین میں گروہ (کے گروہ) داخل ہو رہے ہیں تو اب تم

اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھو اور اس سے طلب مغفرت کرو بیشک وہ بڑا قبول کرنے والا ہے۔

حروفها ۸۱ سورة اللهب مكية كلماتها ۲۲

سورۂ لہب مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۵ رکوعها ۱

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا

ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور غارت ہو جائے وہ خود اور اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا

كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَأَتُهُ ۚ

اس کے کچھ کام نہ آیا۔ عنقریب وہ بھی لپٹ والی آگ میں چلا جائے گا اور اس کی جورو بھی (

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝٥

جہنم) کا ایندھن اٹھائے ہوئے (چلی جائے گی) جس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی۔

حروفها ۴۹ سورة الاخلاص مكية كلماتها ۱۷

سورۂ اخلاص مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۴ رکوعها ۱

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝١ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣

تم کہہ دو کہ وہ اللہ یکتا ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا والد ہے اور نہ وہ (خود) کسی

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝٤

سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

حروفها ۷۳ سورة الفلق مكية كلماتها ۲۲

سورۂ فلق مکہ میں نازل ہوا

ایاتها ۵ رکوعها ۱

بسم الله الرحمن الرحيم

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

۱ اذا جاء نصر اللہ والفتح تفسیر برہان میں بحوالہ امالی منقول ہے کہ جب یہ سورت جناب رسول خدا پر نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر اس فتنے میں جو میرے بعد ہوگا جہاد کو اسی طرح واجب فرما دیا ہے جس طرح میرے ہمراہ ہو کر مشرکوں سے جہاد واجب کیا ہے اس موقعہ پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؑ مرتضیٰ میں جو گفتگو ہوئی وہ ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے) کافی اور العیون میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلی سورت اقرا باسم ربک الذی خلق ہے اور سب سے پچھلی اذا جاء نصر اللہ ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی کے آخر سال میں اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے یہ فرمایا کرتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے پھر یہی سورت تلاوت فرمائی۔ (اس سے آگے ضمیمہ میں دیکھئے)

۲ تبت یدا ابی لهب تفسیر صافی میں ہے کہ تباب کے معنی میں ایسا نقصان جو ہلاکت تک پہنچا دے اور یدا سے مراد ہے اس کا نفس اور ذات یا دنیا و آخرت تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین (دیکھو پارہ نمبر ۱۹ رکوع ۱۵) نازل ہوئی تو حضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور ایک آواز دی جس سے قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے تمہیں کیا امر پیش آیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بھلا اگر میں تمہیں یہ اطلاع دوں کہ دشمن اس پہاڑ کے پیچھے چھپا ہوا ہے اور صبح و شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا ضرور ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ فرمایا میرے ہی بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے ان ھو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید (دیکھو پارہ نمبر ۲۱، رکوع ۵) اس پر ابولہب نے کہا کہ تبا لک (تیرا ستیاناس ہو) کیا تو نے اسی بات کے لئے ہم سب

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾

تم کہہ دو کہ میں پیدا کیے ہوئے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا،

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی

اور اندھیری رات کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے، اور گروہوں پر پھونک مارنے والوں کے شر سے (جب کہ وہ پھونک ماریں)

الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۗ﴿۵﴾

اور حسد کرنے والے کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔

حروفها ۷۳ سورة الناس مكية كلماتها ۲۰

سورۂ ناس مکہ میں نازل ہوا

رکوعها ۱ — اياتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمان ورحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾

تم کہہ دو کہ میں آدمیوں کے پروردگار کی آدمیوں کے بادشاہ کی، آدمیوں کے معبود کی اس شیطان کے وسواسوں

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

سے شر سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے (ان میں سے)

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۧ﴿۶﴾

ایک جنوں میں سے ہے اور ایک آدمیوں میں سے ہے۔

دعائے ماثورہ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ

اے خدا میری قبر میں میری پریشانی کو دور کرنا اور قرآن عظیم کے وسیلہ سے مجھ پر رحم فرما اور قرآن کو میرے لئے پیشوا و باعث نور اور سبب

اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا

ہدایت فرما اور قرآن میں سے جو کچھ میں بھول گیا ہوں یاد دلا اور قرآن میں سے جو کچھ میں نہیں جانتا وہ سکھا دے اور رات دن مجھے اس کی

جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهُ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

تلاوت نصیب کر اور قیامت کے لئے اس کو میرے لئے دلیل بنا اے عالم کے پرورش کرنے والے میری دعا قبول کر۔

نظامی پریس بک ڈپو، وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

۱ قل اعوذ برب الفلق تفسیر صافی میں ہے فلق کے معنی ہیں پھٹ کر الگ ہو جانا اور مخصوص یہ اصطلاح پو پھٹنے کے لئے قرار پا گئی ہے اسی لئے یہی مطلب لیا جاتا ہے اور روایتیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں۔

۲ ع ۳۸ ومن شر النفاثات فی العقد طب الائمہ میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جبرئیل امینؑ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے آپ پر جادو کیا اور وہ جادو کی چیز فلاں قبیلہ کے کنوئیں میں اس شخص نے ڈال دی ہے۔ پس آپ اس کنوئیں پر اس شخص کو بھیجئے جس پر آپ کو بھروسہ سب سے زیادہ ہو اور جس کی عظمت آپ کی نظر میں سب سے زیادہ ہو اور جو آپ کے نفس کی سی شرافت رکھتا ہو تاکہ وہ اس جادو کو نکال کر آپ کے پاس پہنچا دے۔ چنانچہ آنحضرت نے علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور فرمایا کہ تم فلاں قبیلے کے کنوئیں پر چلے جاؤ کہ اس میں ایک جادو ہے جو لبید ابن عاصم یہودی نے میرے بارے میں کیا ہے۔ جناب امیر کا جانا جادو نکال کر باطل کر دکھانا اور دوسرے اصحاب کا شک کرنا اور جناب امیر کے جوابات ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے۔

۳ ع ۳۹ من شر حاسد اذا حسد تفسیر صافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا معوذتین جزو قرآن مجید ہیں؟ فرمایا ہاں جزو قرآن مجید ہیں۔ کسی شخص نے عرض کی کہ عبداللہ بن مسعود کی قرأت اور ان کے قرآن میں تو یہ جزو قرآن نہیں پائی گئیں فرمایا ابن مسعود نے خطائی یا بولی فرمایا کہ ابن مسعود نے غلطی کی یہ دونوں ضرور جزو قرآن ہیں اس شخص نے عرض کی کہ میں ان دونوں کو لکھ لوں اور پڑھوں فرمایا ضرور۔ (بقیہ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔ نوٹ ۴ بھی)

چلتے پھرتے اس کتاب کو پڑھا کریگی اور خدائے تعالیٰ اس کا حفظ کرنا ان کے لئے آسان کردیگا اور وہ جناب حضرت محمد مصطفےٰ کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی اور ان کے وصی علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو بھی مانتے ہوں گے کہ تمام علوم کو انہی سے حاصل کریں گے اور ہر امر میں انہی کی پیروی کریں گے اور جو شخص محمد مصطفےٰ کا مخالف بنے گا اپنی سیف قاطع سے اس کو ذلیل کریں گے اور جو شخص آنحضرتؐ سے بحادلہ و مخاصمہ پیش آئیگا اس کو اپنی زبردست دلیلوں سے خاموش کردیں گے تنزیل کتاب خدا پر بندگان خدا سے یہاں تک لڑیں گے کہ چار و ناچار لوگ اس کو مان لیں پھر جب جناب محمد مصطفےٰ رضوان خدا کی طرف انتقال فرمائیں گے اور بہت سے وہ لوگ جو ظاہر ایمان لائے ہوں گے مرتد ہو جائینگے وہ اس کتاب کی تاویلوں میں تحریف کریں گے اور اس کے معنی اور مطالب کو بدل ڈالیں گے اور جو صورتیں اس سے پیدا ہونگی اس کے خلاف لوگوں کو سمجھائیں گے تو جناب علی مرتضےٰ اس کتاب کی تاویل پر ان لوگوں سے جہاد فرمائیں گے یہاں تک کہ ابلیس ملعون جو ان لوگوں کا بہکانے والا اور ان کا رسوا کرنے والا ہے وہ خود ذلیل و مطرود و مغلوب ہو جائیگا پھر فرمایا کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں آنحضرتؐ کو ظاہر کیا پھر وہاں سے انکو مدینہ منورہ بھیجدیا اور وہاں ان کو غلبہ عطا فرمایا اور اپنی کتاب ان پر نازل فرمائی اور اس کی سب سے بڑی سورت کے شروع میں آیت الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ قرار دی (یعنی یہ وہی کتاب ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ الٓمٓ یہ وہی کتاب ہے جس کی بابت میں نے اپنے انبیاء سابقین کو خبر دیدی ہے پس اے محمدؐ میں عنقریب وہی کتاب تم پر نازل کرنے والا ہوں لَا رَيْبَ فِيْهِ کا مطلب یہ ہے کہ خبر انبیاء کی تصدیق ہو گئی یعنی محمد مصطفےٰ پر ایک ایسی برکت والی کتاب نازل کی جائیگی جسے باطل مٹا نہ سکے گا اور آنحضرتؐ اور ان کی ساری امت اس کتاب کو ہر حالت میں تلاوت کرتے رہیں گے پھر بہوری خلاف مقصود خدا اس کی تاویل کریں گے اور اس میں تحریف کریں گے اور کھینچ تان کر اس میں وہ علم داخل کرنا چاہیں گے جو خدائے تعالیٰ نے ان سے سلب کر لیا ہوگا یعنی اس امت کے لئے تہتیس نام زد کریں گے اور یہ کہ اس کا تسلط کتنے دن رہیگا چنانچہ ان کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا آپ نے جناب علی مرتضےٰ کو ان کا جواب دینے پر مامور فرمایا اس وقت ان کے کہنے والے نے یہ کہا کہ اگر محمدؐ اپنے بیان میں سچے ہیں تو ان کی امت کا تسلط ہم خوب سمجھ گئے کہ کل اکہتر برس رہیگا کیونکہ الف - ۱ - ل - ۳۰ - م - ۴۰ - علی مرتضےٰ نے فرمایا کہ پھر تم الف - ل - م - ص کو کیا کروگے وہ بھی تو انہی حضرتؐ پر نازل ہوا۔ انھوں نے کہا ایک سو اکسٹھ برس یہی فرمایا کہ الف - ل - م - ر کو کیا کروگے یہ بھی تو آنحضرتؐ پر نازل ہوئی انھوں نے کہا یہ تو سب میں زیادہ ہے یہ تو دو سو اکتیس ہو گئے۔ جناب علی مرتضےٰ نے فرمایا کہ پھر الف - ل - م - ر - یہ بھی تو آنحضرتؐ پر نازل ہوا ہے وہ بولے یہ تو دو سو اکہتر برس ہو گئے اس پر حضرتؐ نے فرمایا آیا ان میں سے کوئی ایک اس امت کے بارے میں ہے یا سب کے سب؟ اب یہاں ان میں خود اختلاف پڑ گیا کوئی کہتا تھا کہ ایک ہے کوئی کہتا تھا کہ سب اور سب کا مجموعہ سات سو چونتیس ہوتے ہیں۔ پھر سلطنت اور تسلط دین یہود کا ہوگا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آیا خدائے تعالیٰ کی کوئی کتاب اس بات کو بتاتی ہے یا تمہاری اپنی رائیں اور عقلیں ایسا بتلاتی ہیں؟ بعض تو ان میں سے کہنے لگے کہ کتاب خدا ایسا ہی کہتی ہے اور دوسروں نے کہا کہ نہیں ہماری رائیں ایسا بتلاتی ہیں۔ پہلوں سے تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ہمیں وہ خدا کی کتاب دکھلاؤ جس کے الفاظ تمہارے قول کے بموجب ہوں وہ تو اس کے پیش کرنے سے عاجز رہے دوسروں سے یہ فرمایا کہ یہ رائے صحیح کیونکر ہے اس کی دلیل پیش کرو انھوں نے عرض کی کہ ہماری رائے کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ حساب جمل کے مطابق ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم کہتے ہو حساب جمل اس پر دلالت کیونکر کرتا ہے حالانکہ ان حروف میں کوئی ایسی خبر نہیں ہے جو تم خود بخود بیان کرتے ہو جبتک کہ تم واضح طور پر سمجھا نہ سکو بھلا خیال تو کرو اگر تم سے یہ کہا جائے کہ یہ حروف امت محمدؐ کا تسلط بیان نہیں کرتے بلکہ ان میں کا ہر حرف اس بات کو بتلاتا ہے کہ ہر ایک کے عدد کے موافق ہم ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو اتنے اتنے درہم یا دینار ملیں گے یا اس بات کو بتاتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ذمہ اس عدد کے حساب کے موافق علی ابن ابیطالبؑ کے اتنے دینار قرض ہیں یا تم میں سے ہر ایک پر اتنی ہی مرتبہ لعنت کی گئی ہے جتنے حروف کے عدد ہیں۔ وہ بولے کہ ابوالحسنؑ جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس پر الٓمٓ و الٓمٓصٓ و الٓرٰ و الٓمٓرٰ میں سے تو کوئی نص نہیں دلالت کرتی۔ پس اگر ہمارا قول باطل ہے تو آپ کا قول بھی باطل ہوا۔ ان کا بولنے والا کہنے لگا کہ اے علیؑ اگر ہم اپنے دعوے پر حجت نہ لاسکے تو تم اس پر خوش نہ ہو اس لئے کہ آپ بھی تو اپنے دعوے پر کوئی حجت نہیں پیش کرسکے سوائے اس کے کہ آپ نے ہمارے عجز کو اپنے لئے حجت قرار دیا بس اب نہ ہمارے لئے ہمارے قول کی دلیل ہے نہ تمہارے قول کی۔ یہ سنکر جناب علی مرتضےٰ نے فرمایا کہ ہم تم برابر نہیں ہماری حجت تو کھلا معجزہ موجود ہے پھر حضرتؐ نے ان یہودیوں کے اونٹوں کو آواز دی کہ اے یہود کے اونٹو تم محمد مصطفےٰ اور ان کے وصی کے بارے میں گواہی دو۔ پس وہ اونٹ بے تامل بول اٹھے کہ اے وصی محمد مصطفےٰ آپ سچے ہیں اور یہ یہودی سراسر جھوٹے ہیں پر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ان یہودیوں سے تو یہ جانور اچھے ہیں پھر فرمایا کہ اے یہودیوں کے بیٹو تم بھی محمد مصطفےٰ اور ان کے وصیؑ کے بارے میں شہادت دو پس کل کپڑے گویا ہوئے کہ یا علیؑ آپ سچے ہیں آپ سچے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد مصطفےٰ خدا کے برحق رسولؐ ہیں اور اے علیؑ آپ ان کے برحق وصی ہیں جو بزرگی ہمیشہ سے جناب محمد مصطفےٰ کے لئے ثابت ہے آپ بھی ویسی ہی بزرگی حاصل کرنے کے ہے انہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں پس نور خدا کی چمک سے آپ دونوں بھائی پیدا ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے (ظاہر میں) آپ دونوں کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا حالانکہ فضائل میں آپ دونوں شریک ہیں فرق اتنا ہے کہ محمد مصطفےٰ کے بعد نبی کوئی نہ ہوگا یہ شہادت منکر یہود یوں کی زبان بند ہو گئی اور اس واقعہ کے سننے اور دیکھنے والوں میں سے بعض آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور اور یہود یوں پر اور باقی دیکھنے والوں پر شقاوت و بدبختی غالب آگئی۔ **قولِ مترجم:-** الٓمٓ ظاہر بظاہر حروف تہجی میں سے تین حروف ہیں اور حروف تہجی کی کل تعداد اٹھائیس ہے ان میں سے جتنے حروف قرآن مجید میں اس شان سے وارد ہوئے ہیں کہ گو لکھنے میں ملے ہوئے لکھے جائیں مگر پڑھنے میں ایک ایک حرف جدا جدا کرکے پڑھا جاتا ہے پہلے تو ہم ان سب کی ایک فہرست لکھتے ہیں جس سے ان کی تعداد معلوم ہو جائے۔ بعد میں انشاء اللہ کچھ اور دلچسپ باتیں بھی تحریر کریں گے۔ وہ فہرست یہ ہے۔ الٓمٓ - الٓمٓصٓ - الٓرٰ - الٓمٓرٰ - الٓرٰ - كٓهٰيٰعٓصٓ - طٰهٰ - طٰسٓمٓ - طٰسٓ - الٓمٓ - الٓمٓ - الٓمٓ - الٓمٓ - يٰسٓ حٰمٓ - حٰمٓ - حٰمٓعٓسٓقٓ - حٰمٓ - حٰمٓ - حٰمٓ - قٓ - نٓ۔

بنا بر مشہور موجودہ ترتیب میں ایکسو چودہ سورتیں موجود ہیں حالانکہ بنا بر تقسیم اجزائے قرآن یہ بات صاف نہیں ہے کیونکہ پہلا پارہ جہاں سے شروع ہوتا ہے وہ الٓمٓ یعنی آغاز سورۂ بقرہ ہے اور تیسواں یا آخری پارہ جس سورہ پر ختم ہوتا ہے وہ سورۂ الناس ہے۔ الحمد بہر صورت علیحدہ رہی اور وہ فی الحقیقت ہے بھی الگ رہنے کے لائق اس لئے کہ اس کی عظمت بتمام قرآن مجید سے بدرجہا زیادہ ہے اور چونکہ اس کا نام سورۂ فاتحہ ہے اس لئے اس کا ذکر دیباچہ میں انشاء اللہ علیحدہ آئیگا۔ اب رہیں باقی ایکسو تیرہ سورتیں ان میں اٹھائیس ایسی ہیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں اِن حروف مقطعات کی کل تعداد چودہ ہے حروف ہیں جب ان کے حروف کی تلخیص کی جائے۔ یعنی جتنے حروف

مکرر تحریر ہیں وہ سب گرائے جائیں تو مندرجۂ ذیل چودہ ۱۴ حروف باقی رہتے ہیں۔ ا۔ ل۔ م۔ ر۔ ك۔ ه۔ ی۔ ع۔ ص۔ ط۔ س۔ ح۔ ق۔ ن۔ ان حروف کو اگر ترتیب دیا جائے تو ستائیس ۲۷ کروڑ بیاسی ۸۲ لاکھ اکیانوے ۹۱ ہزار دو سو ۲۰۰ طرح سے ہو سکتی ہے مگر ایسی عبارت جس سے نکتۂ لطیف پیدا ہو اور حق کا نور ہویدا ہو یہی ہے۔ صِرَاطُ عَلِيٍّ حَقٌّ نَمَسِّكُهٗ (علیؑ کا راستہ برحق ہے جس کی ہم پیروی کرتے ہیں) یہ بات تمام دنیا میں مسلّمات سے ہے کہ کسی سلطنت کے بادشاہ اور اس کے ارکینِ دولت کے مابین ایک خط رموز میں ہوتا ہے جس کے اشارات اور کنایات غیر لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ کلام چونکہ معجزہ ہے اس لئے خدائے تعالیٰ نے خود اپنے اور اپنے رسولؐ کے مابین معمولی حروف کو رمز قرار دیا اور اس رمز کو سوائے ان کے کماحقہٗ کوئی نہیں سمجھا ماں جو اُن سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ کم از کم اتنا تو سمجھ لے کہ یہ حروف کتنی مرتبہ ترتیب دیئے جا سکتے ہیں اور بامعنی عبارتیں کیا کیا پیدا ہوتی ہیں جو ان کے ایمان اور اطمینان کے لئے کافی ہے۔ نیز ان حروف کے چودہ ۱۴ ہونے نے بھی یہ اشارہ کیا کہ ان رموز کے لئے چودہ ۱۴ ہی منتخب کئے گئے ہیں ان چودہ ۱۴ حروف میں بھی تین ۳ نقطہ دار ہیں اور گیارہ بے نقط جس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ چودہ ۱۴ میں بھی تین کی عزت خاص ہے از انجملہ نون سے صاف صاف نبیؐ مراد ہیں تو قاف سے علیؑ۔ کوتاہ بیں کے نزدیک بے ادبی معلوم ہوتی ہے کہ نون کے عدد پچاس ۵۰ اور قاف کے سو یعنی ظاہر بظاہر دو چند کا فرق مگر جب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو دوشِ رسولؐ پر کعبۃ اللہ میں دو بالا دیکھے گا تو پچاس ۵۰ کا دو چند سو ہو جائیگا نیز اعدادِ احاد میں نو کا عدد کامل اور اشرف سمجھا گیا ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ جس طرح شریف آدمی خواہ کسی درجہ پر پہنچ جائے اپنی شرافت کو نہیں چھوڑتا یہی حالت نو کے عدد کی ہے مثلاً اس کا دو چند لیا جائے اٹھارہ ۱۸ ہوگا اب اس کے ظاہری عدد کا مجموعہ وہی آٹھ اور ایک نو ۹۔ سہ چند لیا جائے ستائیس ۲۷ ہوا ظاہری عدد کا مجموعہ سات اور دو ۲ نو ۹۔ چہار چند لیا جائے تو چھتیس ۳۶ ہوا جس کا مجموعہ ۶ و ۳ نو ۹۔ پانچ گنا کیا جائے تو پینتالیس ۴۵ ہوا مجموعہ پانچ اور چار کا نو ۹۔ چھ گنا لیا جائے تو چون ۵۴ مجموعہ چار اور پانچ نو ۹۔ سات گنا لیا جائے تو ۶۳ ہوا مجموعہ ۳ اور ۶ کا ۹ ہوا۔ آٹھ گنا لیا جائے تو بہتر ۷۲ ہوا اور مجموعہ ۲ اور ۷ کا نو ۹ ہوا۔ نو گنا لیا جائے تو ۸۱ مجموعہ ایک اور آٹھ کا نو ۹ ہوا۔ دس گنا لیا جائے تو ۹۰ ہوا مجموعہ صفر اور ۹ کا ہوا نو ۹۔ گیارہ گنا لیا جائے تو ۹۹ جس کا مجموعہ ۹ اور ۹ اٹھارہ کا پھر لیا جائے تو آٹھ اور ایک کا نو ۹۔ بارہ گنا لیا جائے تو ۱۰۸۔ جس کا مجموعہ ۹۔ تیرہ گنا لیا جائے تو ۱۱۷۔ جس کا مجموعہ ۹ ہوا۔ چودہ گنا لیا جائے تو ۱۲۶ جس کا مجموعہ ۹ ہوا۔ اب دوسرے ہندسہ کو مثلاً آٹھ کو لیجئے اس کا دوگنا ہوا سولہ جس کا مجموعہ ۷ رہ گیا اب سہ چند لیجئے تو وہ ہوا ۲۴ جس کا مجموعہ ۶ ہوا چہار چند لیجئے تو ہوا ۳۲ اس کا مجموعہ ۵ ہی رہ گیا پانچ گنا لیجئے تو ۴۰ ہوا جس کا مجموعہ ۴ رہ گیا چھ گنا لیجئے تو ہوا ۴۸ جس کا مجموعہ ہوا ۱۲ مگر اس کا آئندہ مجموعہ ہوا ۳ اور سات گنا لیجئے تو ۵۶ جس کا مجموعہ گیارہ یعنی ایک اور ایک دو ۲ اور آٹھ گنا لیجئے تو ۶۴ جس کا مجموعہ ہوا دس ۱۰ صفر خالی باقی ایک ہی رہ گیا گویا اپنی مقدار تک بڑھ کر ایک ہی رہ گیا۔

عدد نو ۹ کے کمال اور شرافت کا اس سے پتہ لگ گیا۔ اب قاف کے عدد ہیں ۱۰۰ یعنی ایک عدد اور دو ۲ اضافی نقطے یا درجے اب اس میں سے گیارہ ۱۱ مرتبہ نو ۹ برآمد ہو سکتا ہے اور پھر عدد ایک کا ایک رہتا ہے اور چونکہ قاف سے اشارہ ہے علی مرتضےٰ کی طرف جس سے معلوم ہوا کہ ان کی نسل سے گیارہ ۱۱ کامل اور اشرف انسان پیدا ہوں گے ق اور ی دونوں دو دو ۲ نقطے والے ہیں مگر فرق اتنا ہی ہے کہ ق کے نقطے فوقانی اور یار کے تحتانی جس سے یہ اشارہ پایا گیا کہ علیؑ اور فاطمہؑ ہم رتبہ ہیں صرف مرد و عورت کا فرق ہے اور نون کے ایک نقطہ ہونے نے یہ بتلایا کہ نبی نہ فقط تمام مخلوقات میں بلکہ انبیاء میں بھی فرد و یکتا ہیں جن کا ثانی ہی نہیں اور ان چودہ ۱۴ حروف میں صرف پانچ نقطہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چودہ ۱۴ میں سے پانچ کا اجتماع ایک وقت میں ہو جائیگا اور ان تینوں نقطہ والے حرفوں کو بترتیب جمع کریں تو لفظ نقی پیدا ہوتا ہے جس سے یہ پتہ لگا کہ چودہ ۱۴ میں سے یہ تین چیدہ ہیں اگر کسی کو اس نکتہ میں کلام ہو کہ نقطہ سے ذاتِ معصوم مراد لی ہے تو وہ جناب امیر علیہ السلام کی اس حدیث کو دیکھے کہ وہ حضرت فرماتے ہیں اَنَا النُّقْطَةُ تَحْتَ الْبَاءِ (کہ بائے بسم اللہ کے نیچے کا نقطہ میں خود ہوں) جس کے متعلق شاعر نے خود حقیر کی فرمائش سے یہ شعر موزوں کیا ہے ؎

علی ہیں نقطۂ زیبائے بائے بسم اللہ جسے کلام ہو اس میں وہ آئے بسم اللہ

چونکہ بعض روایتوں سے اس کا بھی پتہ لگتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک حرف خدائے تعالیٰ کے ایک ایک نام کا بتانے والا ہے اس سبب سے ان حروف کے اسرار لاتعد و لاتحصےٰ ہو جاتے ہیں۔ جن میں سے صرف ایک حرف الف کے متعلق یہاں کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ الف کے ملفوظی اعداد ایک سو گیارہ ۱۱۱ ہوتے ہیں یعنی ایک کائی۔ ایک دہائی اور ایک سیکڑہ جس سے باقاعدہ تین حرف پیدا ہوئے۔ الف۔ یار۔ قاف اور جب اس کو دو ۲ گنا کیا تو دو سو بائیس ۲۲۲ ہوئے جس سے بار۔ کاف۔ رار پیدا ہوئے۔ اور سہ چند کیا تو تین سو تینتیس ۳۳۳ ہوئے جس سے جیم۔ لام۔ شین پیدا ہوئے اور چوگنا کرنے سے چار سو چوالیس ۴۴۴ یعنی دال۔ میم۔ تار۔ پانچ گنا کرنے سے پانچ سو پچپن ۵۵۵ ہوئے جس سے۔ نون۔ ثار پیدا ہوئے چھ گنا کرنے سے چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ ہوتے ہیں۔ ان سے واو۔ سین۔ خار۔ سات گنا کرنے سے سات سو ستہتر ۷۷۷ ہوئے جس سے زار۔ عین ذال۔ آٹھ گنا کرنے سے آٹھ سو اٹھاسی ۸۸۸ ہوئے جس سے حار۔ فار۔ ضار پیدا ہوئے۔ نو گنا کرنے سے نو سو ننانوے ۹۹۹ ہوئے جس سے طار۔ صاد۔ ظار پیدا ہوئے اس طرح ستائیس ۲۷ حرف پیدا ہو گئے اب رہا اٹھائیسواں اس کے عدد ایک ہزار ہیں۔ ہزار کو عربی میں اَلْفٌ کہتے ہیں۔ الف و الف میں تخیس خطی ہے تو وہ بھی گویا الف سے ہی پیدا ہوا۔ اب تمام علوم ان اٹھائیس ۲۸ حروف ہی میں بند ہیں اور یہ ہم نے ثابت کر دیا کہ سب ایک حرف الف سے نکلے ہیں تو معلوم ہوا کہ سب علوم کا سرچشمہ صرف حرف الف ہے تشبیہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ ذات واحد فرد ہونے میں الف سے مشابہ ہے تو جس طرح الف مصدر جمیع علوم ثابت ہوا اسی طرح واجب الوجود بھی مصدر جمیع موجودات ثابت ہے۔ ہاں بیّن و باریک فرق اتنا ضرور موجود ہے کہ یہاں الف مثل اور حرفوں کے خود بھی الف ہی سے پیدا ہوا ہے اور وہاں اس کے حکم و قدرت سے تو سب کچھ پیدا ہوا لیکن وہ خود کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی اس کے مثل و مانند ہو سکتا ہے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔

یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ الٓمٓ کی تفسیر ایک اور صرف ایک ہو سکتی ہے اور تفسیر وہ ہے جو فرمودۂ رسولؐ سے ثابت ہو۔ اس لئے کہ مہبط جبرئیل بھی جناب رسولِ خدا ہیں اور مفسر اور معلّم تفسیر بھی آنحضرتؐ ہی ہیں۔ یعنی الٓمٓ سے مراد آلِ محمدؐ ہیں تو اب آیت کا منشا یہ ہوا کہ آلِ محمدؐ اور وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں متقیوں کے لئے ہدایت ہیں۔ اب فرمودۂ رسولؐ کو دیکھئے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں يَا مَعْشَرَ النَّاسِ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (اے گروہِ انسان میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز ہرگز کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گی جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں) اس حدیث کو جو فریقین کے نزدیک مسلّم ہے سنئے۔ کے بعد اگر الٓمٓ کے معنی آلِ محمدؐ

نہیں ہیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ فقط کتاب متقین کی راہبر اور راہنما ہو سکتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

صفحہ ۴ نوٹ ۴ جب صحابہ کو امیر المومنینؑ سے بیعت کرنے کا اور ان پر بلفظ امیر المومنین سلام کرنے کا حکم دیا تو ابوبکر و عمر مہاجرین و انصار میں سے نو شخصوں کے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں بحث و تمحیص کی کہ جس وقت رسولؐ اللہ کا انتقال ہو جائے تو علیؑ مرتضےٰ سے امر خلافت چھین لینے کی کوشش کریں اور جس چال سے ممکن ہو انھیں خلیفہ نہ ہونے دیں اور سب وقتاً فوقتاً رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ کہتے رہیں کہ آپ نے ایسے شخص کو ہمارا امیر مقرر کیا ہے جو تمام مخلوق میں اللہ کا اور آپ کا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جس کے سہارے سے ہم ظالموں کے ظلم سے بالکل محفوظ رہیں گے چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کے دلوں میں عداوت ہے اور مستحق کو اس کے حق سے الگ کرنا چاہتے ہیں پس اس آیت سے اپنے رسولؐ کو انکی حالت سے خبر دیدی۔ ۱۲

صفحہ ۴ نوٹ ۵ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ :۔ مطلب یہ ہے کہ رسولؐ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور جو انکے دلوں میں ہے اس کے خلاف ظاہر کرتے ہیں کیونکہ رسولؐ کو دھوکہ دینا خود خدا کو دھوکہ دینا ہے جیسے رسولؐ کی اطاعت کرنا خود خدا کی اطاعت کرنا ہے حسب قول باری تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جیسے رسولؐ کی بیعت کرنا خود خدا کی بیعت کرنا ہے مثل ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا گیا کہ نجات کس چیز میں ہے فرمایا کہ نجات صرف اس میں ہے کہ اللہ کو تم ایسا دھوکہ نہ دو کہ وہ تم سے بدلے کیونکہ جو اللہ کو دھوکہ دیتا ہے خدا اس سے عوض لیتا ہے اور وہ یہ کہ اس کے ایمان کو اس سے سلب کر لیتا ہے اور اگر شعور ہو تو وہ (دھوکہ دینے والا) سمجھے کہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس پر سائل نے پوچھا کہ اللہ کو دھوکہ کیسے دیا جا سکتا ہے فرمایا اس طرح کہ ظاہر میں تو تعمیل حکم خدا کی ہو رہی ہے اور باطن میں اطاعت اس کی مدنظر نہیں ہے پس ریاکاری سے ڈرو کہ یہ خدا کے ساتھ ایک نوع کا شرک ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴ نوٹ ۶ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ :۔ مرض سے مراد ہے نفاق و شک اور مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں نبی اور وصی اور مومنین کی طرف سے کینہ و حسد و غم و غصہ جوش مارتا ہے بلفظ مرض کو نکرہ لانا اور جملہ کو ظرفیہ استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نفاق انکے دلوں میں خوب جڑ پکڑے ہوئے ہے ورنہ ہو سکتا تھا کہ بجائے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ کے فرماتا قلوبھم مَّرِضَتْ۔ ۱۲

صفحہ ۴ نوٹ ۷ کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ :۔ یعنی انسانیت میں کامل مقتضائے عقل پر عمل کرنے والے ایسے خالص ایمان والے جو نفاق کے شائبے سے پاک ہوں جیسے سلمانؓ ابوذرؓ عمارؓ مقدادؓ۔ ۱۲

صفحہ ۴ نوٹ ۸ اَلسُّفَھَآءُ :۔ لفظی معنی احمق۔ منافقوں نے ایسے لوگوں کی نسبت جو خالص مومن تھے اور سچے دل سے رسولؐ اللہ کی اطاعت کرتے تھے یہ لفظ طعناً استعمال کیا۔ مطلب یہ تھا کہ اگر رسولِ خدا کا کام بگڑ جائیگا تو جو رسولؐ کے دشمن ہیں وہ انکو قتل کر ڈالیں گے اور اپنے آپ کو دانا سمجھتے تھے کہ دونوں طرف بنی رکھتے تھے خدا نے یہ لفظ انہیں پر الٹ دیا جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے احمق ہیں کہ حق کو پہچانتے ہی نہیں امر رسالت ایسا معمولی امر نہیں کہ وہ بگڑ جائے اور کھلی نسبتی انکی سفاہت کی یہ ہے کہ ادھر تو رسولِ خدا اور انکے وصی اور انکے اصحاب سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ ہم کو منافق جانتے ہیں اور ادھر انکے مخالفوں سے بھی مطمئن نہیں ہو سکتے کیونکہ ظاہراً تو ادھر کا ساتھ دیا ہی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴ نوٹ ۹ شَیٰطِیْنِھِمْ :۔ انکے منافق یار جو تکذیب رسولؐ میں انکے شریک تھے۔ ۱۲

صفحہ ۵ نوٹ ۵ انکے نفاق پر مطلع نہ ہو جائیں اور انکی بیخ کنی نہ کر دیں جس وقت وہ حضرت سے بیعت توڑنے والوں کے حق میں لعنت یا وعید سنتے تھے تو وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے تاکہ وہ نہ سنیں کیونکہ اس کے سننے سے یہ ممکن تھا کہ رنگ میں تغیر ہو اور مومنین اس طرح ان کو پہچان لیں۔ ۱۲

صفحہ ۵ نوٹ ۶ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا :۔ اس آیت میں یہ خوبی مدنظر رکھی گئی ہے کہ مومنین و کافرین و منافقین کے فرقوں کا ذکر اور جو انکی حالتیں انجام کار ہونے والی ہیں ان کا حال بیان فرما کے التفات خاص کے ساتھ عام خطاب فرماتا ہے تاکہ سننے والوں کو ایک خوشی حاصل ہو اور مثالی عظمت کے موجب امر عبادت میں اہتمام کریں اور چونکہ ایسے عظیم الشان نے ان سے خطاب فرمایا ہے لہٰذا اس خطاب کی لذت کے خیال میں عبادت کی تکلیف کو تکلیف نہ سمجھیں۔ ۱۲

صفحہ ۵ نوٹ ۷ لَعَلَّکُمْ :۔ لعلّ کے معنی تو شاید ہیں مگر جب یہ آدمیوں کی طرف منسوب ہو تو اس میں امید اور گمان قوی اس کام کے ہونے کا ہوتا ہے اور جب خدا کی طرف نسبت ہے تو اس امر کا ہونا لازم اور ضرور ہے کیونکہ اس کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ بندہ کو بلا نفع کے تکلیف دے یا اس کو اپنے فضل کا امیدوار کر کے ناامید کر دے۔ ۱۲

صفحہ ۶ نوٹ ۴ اَلنَّاسَ :۔ تفسیر قمی میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آتشِ دنیا آتشِ جہنم کا ایک جزء ہے جو ستر مرتبہ پانی سے بجھائی گئی ہے اور پھر بھڑک اٹھی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی آدمی کی یہ قوت نہ تھی کہ اس آگ کو بجھا سکتا۔ ۱۲

صفحہ ۶ نوٹ ۵ اَلْحِجَارَۃَ :۔ کتاب الاصحاح میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک پہاڑ پر گذرے جس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اے پہاڑ تو کیوں روتا ہے اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مسیح علیہ السلام میرے پاس سے اس حالت میں گذرے کہ آدمیوں کو اس آگ سے ڈراتے تھے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے مجھے خوف ہے کہ وہ پتھر کہیں میں نہ ہوں ان حضرتؐ نے فرمایا کہ تو خوف نہ کر وہ پتھر گندھک ہے۔ اس پہاڑ کے یہ سنکر آنسو تھم گئے یہ بھی کہا گیا کہ ان پتھروں سے مراد وہ بت ہیں جنکی آدمیوں نے اس لالچ سے کہ ان کی شفاعت کریں گے عبادت کی تھی جیسا کہ کلام خدا سے ظاہر ہوتا ہے اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ یعنی تم اور جس چیز کی خدا کے سوا تم پرستش کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہونگے۔ ۱۲

صفحہ ۶ نوٹ ۶ بَعُوْضَۃً :۔ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھر کی مثل اس لئے بیان کی کہ اس میں باوجود اتنا چھوٹا ہونے کے وہ سب اعضاء پیدا کئے ہیں جو ہاتھی میں باوجود اتنے بڑے ہونے کے ہیں بلکہ مچھر کو دو عضو اس سے زیادہ دیئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ

کا مقصود یہ تھا کہ مومنوں کو اپنی عجیب و غریب صنعت سے آگاہ کرے۔ ۱۲

صفحہ ۷ نوٹ ۵ | نافرمانی سے استدلال کر کے بہ حیثیت اجماع خطاب کے جواب میں یہ بات پیش کی کہ کیا تو زمین میں ایسے کو مقرر فرمائیگا جو فساد اور خونریزی کرے اور اپنی تسبیح و تقدیس کے اظہار سے ضمناً رہنا استحقاق خلافت پیش کیا مگر خدائے تعالیٰ نے اس نوری مخلوق کا اجماع اس حجت سے باطل کر دیا کہ تم کو آئندہ کا کافی علم نہیں دیا گیا۔ ۱۲

قول مترجم: ۔ جب معصوم اور نوری مخلوق یعنی فرشتوں کا اجماع کامل خدا کے نزدیک حجۃ خدا کی تعیین میں کے بارے میں اعتراض کرنے پر باطل ٹھہرا تو گنہگار رعایا کی بندوں کا اجماع ناقص خود خلیفہ کے مقرر کرنے میں کس درجہ باطل ہوگا کسی صاحب شعور سے پوشیدہ نہیں نیز پروردگار عالم کے جواب سے جو فرشتوں کے اعتراض پر دیا گیا ثابت ہے کہ حجت اور خلیفہ خدا اصلاح کرے گا نہ فساد و خونریزی اور اصلاح خطاکار سے ممکن نہیں لہٰذا خلیفہ معصوم ہی ہوگا۔" ۱۲

صفحہ ۷ نوٹ ۶ | اَلْاَسْمَآءَ سے مراد انبیاء خدا کے نام اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و ائمہ اولاد امام حسین علیہ السلام کے نام اور انکے شیعوں کے نام (البرہان) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ وہ اسماء ہم ہیں کسی بندے کا کوئی عمل بغیر ہماری معرفت کے کبھی قبول نہ ہوگا اور مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرات ائمہ علیہم السلام ذات خدا کی معرفت کے وسائل اور اس کی صفات کے ظہور کے مظاہر ہیں اور کسی شے کو کوئی علم بغیر انکے توسل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

صفحہ ۷ نوٹ ۷ | عَرَضَهُمْ:۔ یعنی محمدؐ و علیؑ و ائمہ علیہم السلام کے نور فرشتوں کو دکھائے اور فرمایا کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو ان کے نام مجھے بتلاؤ اور چونکہ وہ ان کے نام بتانے سے بھی عاجز رہے تو انکی خوبیوں کو جو آئندہ ان سے ظاہر ہونے والی تھیں کیا سمجھ سکتے تھے اسی سبب سے ان کو اپنے علم کے محدود ہونیکا اعتراف اور خدا کے علیم و حکیم ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ ۱۲

صفحہ ۸ نوٹ ۴ | مِنَ الظّٰلِمِيْنَ:۔ عیون اخبار الرضا میں وارد ہے کہ حضرت آدمؑ و حضرت حوا سے فی الحقیقت کوئی گناہ منافی عصمت ثابت نہیں ہوا کیونکہ خدا نے ان دونوں سے فرمایا تھا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اس درخت کے پاس نہ جانا یہ نہیں فرمایا تھا لَا تَاْكُلَا مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَكَانَا مِنْ جِنْسِهَا یعنی اس درخت میں سے اور حوا اس جنس کے ہیں ان میں سے کچھ نہ کھانا پس آدمؑ و حوا اس درخت کے پاس ہرگز نہیں گئے اور وسوسۂ شیطانی سے اگر کچھ کھایا تو اسی جنس کے ایک اور درخت سے کھایا لہٰذا کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ ۱۲

صفحہ ۸ نوٹ ۵ | كَلِمَاتٍ:۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کلمات یہ تھے اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالطَّيِّبِيْنَ مِنْ اٰلِهِمْ لَمَا تَفَضَّلْتَ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِيْ وَغُفْرَانِ زَلَّتِيْ وَاِعَادَتِيْ مِنْ كَرَامَتِكَ اِلٰى مَرْتَبَتِيْ یعنی اے اللہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور انکی آل میں جو معصوم ہیں ان کے مرتبہ کے لحاظ سے میری توبہ قبول فرما میری لغزش کو معاف فرما اور اپنی بزرگی کو کام فرما کے مجھے میرے مرتبہ پر بحال فرما دے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آدم علیہ السلام نے یہ کلمات عرض کئے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَارْحَمْنِيْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ترجمہ:۔ "یا اللہ سوائے تیرے معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے برا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو میری توبہ قبول کر اور میری خطا بخشدے حالانکہ تو سب سے اچھا بخشنے والا ہے۔ یا اللہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے برا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو مجھے بخشدے اور تو مجھ پر رحم کر بے شک تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یا اللہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے برا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو میری توبہ قبول فرما بے شک تو سب سے بڑا توبہ قبول کرنے والا اور سب سے بڑا رحم کرنیوالا ہے" اور دوسری روایت کے بموجب ان کے ساتھ یہ لفظ بھی تھے بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور ایک تیسری روایت کے بموجب الفاظ یہ تھے بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے یہ ترک اولیٰ سرزد ہوا اور انہوں نے اپنے پروردگار سے معذرت چاہی اور یہ عرض کی يَا رَبِّ تُبْ عَلَيَّ وَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَاَعِدْنِيْ اِلٰى مَرْتَبَتِيْ وَارْفَعْ لَدَيْكَ دَرَجَتِيْ فَلَقَدْ تَبَيَّنَ نَقْصُ الْخَطِيْئَةِ وَذُلُّهَا يَا عِصْمَتِيْ وَسَاَئِرُ بَدَنِيْ ترجمہ "اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عذر سن اور میرے رتبے پر مجھے پہنچا دے اور میرا درجہ اپنے حضور میں بلند کر اس لئے کہ اس ترک اولیٰ کی خرابی اور اس کی ذلت میرے تمام اعضاء اور میرے سارے بدن سے ظاہر ہو گئی" منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ آیا تم کو بہار ایہ حکم یاد نہیں کہ جب تم پر مصیبتیں۔ سختیاں اور بلائیں نازل ہوں تو تم ہم سے محمدؐ اور ان کی آل پاک کا واسطہ دیکر دعا مانگنا آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ خدایا بے شک (مجھے خیال نہ رہا تھا) پھر خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا خصوصیت سے واسطہ دیکر ہم سے دعا مانگو ہم تمہاری درخواست کو قبول کر لیں گے اور تمہاری خواہش سے زیادہ تم کو عطا کریں گے" آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگارا! ان کا درجہ اس قدر بڑا ہے کہ ان کی توسل سے تو میری توبہ بھی قبول کریگا اور میرا ترک اولیٰ بھی بخشدیگا۔ حالانکہ مجھے تو نے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ اپنے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا اور اپنی جنت مجھے رہنے کو عنایت فرمائی اور اپنی کنیز خاص حوا میرے نکاح میں دی اور اپنے معزز فرشتوں سے میری خدمت کرائی خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ! میں نے جو فرشتوں کو تعظیماً تمہارے سجدہ کا حکم دیا تو وہ انہی انوار کے باعث تھا جن کے تم مخزن قرار دیئے گئے ہو اور اگر تم اس ترک اولیٰ سے پہلے انہی کا واسطہ دیکر ہم سے یہ سوال کرتے کہ ہم اس ترک اولیٰ سے بھی تمہیں بچا لیں گے اور یہ کہ تمہارا دشمن ابلیس تمہارے برخلاف کوئی چال نہ چلنے پائے گا تم اس سے محفوظ رہتے تو ہم ایسا ہی کرتے۔ لیکن ہمارے علم سابق میں ایسا ہی گزر چکا تھا تو تمہیں وہ خیال ہی کیوں آتا۔ سو اب تم انہی کا واسطہ دیکر ہم سے دعا کرو ہم قبول کر لیں گے۔ اس پر آدم علیہ السلام نے وہ دعا مانگی جو صفحہ انوٹ نمبر ا میں درج ہو چکی ہے۔ تفسیر برہان میں حسن ابن راشد سے منقول ہے کہ جب تم سوتے سے اٹھو تو وہ کلمات کہہ لیا کرو جو حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے تھے اور وہ یہ تھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُكَ غَضَبَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ ترجمہ فرشتوں کا اور روح کا مالک بڑا پاک و پاکیزہ ہے۔ تیری رحمت تیرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے بے شک اپنی ذات پر ظلم کیا سو تو مجھے بخشدے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا۔ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے"

صفحہ ۹ لوٹ ۶ یَعْنِیْ :- جس نعمت کو پروردگار عالم جتلاتا ہے اس سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے بزرگوں کو عطا کی گئی تھیں اور یہ محاورۂ عرب میں داخل ہے کہ بزرگوں نے جو کچھ کیا ہو اس کے متعلق خوردوں سے اس طرح بات کیجاتی ہے کہ گویا وہ فعل انھوں نے ہی کیا ہے اسی لئے بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور وہ نعمتیں یہ ہیں کہ ان کے بزرگوں کو نبوت عطا فرمائی اور ان انبیاء نے انھیں رسالت آخری اور وصایت کی ہدایت کی اور ان سے اس کا اقرار لیا کہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل اطہار پر ایمان لائیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح دنیا میں ان انبیاء کے احکام پر عمل کرنے سے ملک شام کی بادشاہی ملی اسی طرح محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ماننے سے عاقبت میں جنت پر قبضہ ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۹ لوٹ ۷ فَضَّلْتُكُمْ :- اس زمانے کے لوگوں پر جو انبیائے بنی اسرائیل کے مخالف تھے خود بنی اسرائیل کو جو انبیاء کے تابع تھے کئی باتوں میں فضیلت دی گئی مثلاً جب حکمِ خدا سے شام کی طرف سفر کر رہے تھے تو غیر موسم میں بادل ان پر سایہ کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے من و سلویٰ ان پر نازل کیا گیا پتھر سے انکے لئے میٹھا پانی جاری کیا گیا۔ سمندر میں ان کے لئے راستہ بنایا گیا ان کو نجات دی گئی اور ان کے دشمنوں کو ڈبو دیا گیا۔ ۱۲

صفحہ ۹ لوٹ ۸ يَوْمًا :- تفسیر امام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس یوم سے مراد یوم الموت ہے کیونکہ تاخیر موت کے بارے میں کوئی شفاعت قبول نہیں ہو سکتی ورنہ قیامت کے دن ہماری شفاعت سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا پس ہم اور ہمارے کامل شیعہ مثل سلمان و مقداد و ابوذر و عمار وغیرہ کے اپنے کمزور شیعوں کی ہر طرح حمایت اور شفاعت کریں گے اور جو ان میں سے جہنم میں بھی بھیجدیئے جائیں گے ان کو جہنم میں سے ہم اس طرح اٹھالائیں گے جیسے باز اپنے شکار کو اچک لیجاتا ہے یا جیسے کبوتر دانے چن لیتا ہے اور ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائیگا جس نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے مگر ہماری دوستی اسکے دل میں موجود ہوگی اور اس کو ایک لاکھ کے مابین کھڑا کیا جائیگا اور اس سے کہا جائیگا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا اس وجہ سے یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ یعنی بہت سے منکرین (ولایت) آرزو کریں گے کہ وہ بھی امامت کے تسلیم کرنے والے ہوتے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰ لوٹ ۵ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ :- بچھڑا پوجنے کے جرم کے سبب یہ حکم آیا تھا کہ نہ پوجنے والے پوجنے والوں کو قتل کریں خواہ وہ انکے کیسے ہی عزیز قریب ہوں اس پر انھوں نے واویلا مچائی کہ یہ تو ہماری بھی سزا ہے (حالانکہ انکی اتنی سزا واجبی تھی کیونکہ گو خود انھوں نے نہ پوجا تھا لیکن پوجنے والوں کو باز رکھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی) تاہم خدا نے رحم فرما کر یہ حکم دیا کہ اگر یہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کریں گے تو ان کے لئے قتل کرنا آسان ہو جائیگا۔ بچھڑا پوجنے والے بھی اس حکم سے واقف ہوئے اور انھوں نے بھی اسی توسل سے دعا مانگنی شروع کی چنانچہ خدا نے ان کا گناہ بھی معاف کر دیا اور اس سزا سے بھی انکو بری قرار دیا اور بعض روایتوں کے بموجب دس ہزار کے قتل کی نوبت پہونچ چکی تھی اس کے بعد معافی ہوئی۔ ۱۲

صفحہ ۱۰ لوٹ ۶ لَنْ نُّؤْمِنَ :- تفسیر امام میں ہے کہ جس وقت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور علیؑ و اولادِ علیؑ کی امامت کا اقرار لینا چاہا تو انھوں نے کہدیا کہ جبتک ہم خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں اور وہ ہم سے خود نہ کہے ہم باور نہیں کریں گے کہ یہ خدا کا حکم ہے اس گستاخی کے سبب کہنے والوں پر بجلی گری جو باقی رہے ان سے موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ اس امر کا انکار کرنے سے ان پر کیا گزری آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو زندہ کر دے کہ ہم ان سے دریافت کر کے اطمینان کر لیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ زندہ ہوئے اور انھوں نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ ہم نے آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر کرسی پر جنت میں دوزخ میں کسی کو وہ تسلط نہ پایا جو محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و ائمہؑ اولادِ حسینؑ کا ہے چنانچہ جب ہم کو جہنم کی طرف لے چلے تو منجانب محمدؐ و علیؑ آواز آئی کہ ان لوگوں پر ابھی عذاب نہ کرو کہ یہ ایک سائل کے سوال پر زندہ کئے جائیں گے اور ان سے ہمارا اور ہماری آل کا شرف دریافت کیا جائیگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۲ لوٹ ۵ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا :- تفسیر امام میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اے بندگانِ خدا گناہوں میں مشغول رہنے سے اور ان کو چھوڑ دینے میں سستی برتنے سے حذر کرو کہ گناہوں کا متواتر کرنا توفیق خدا کو سلب کر لیتا ہے اور اس سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک گناہ کا عادی اس گناہ سے کسی دوسرے بڑے گناہ کا بھی ارتکاب کرتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ ولایت وصی رسولؐ نبوت رسولؐ خدا اور توحیدِ خدا کا بھی منکر ہو جاتا ہے اور دین خدا میں ایجاد کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۲ لوٹ ۶ قَالَ خَوْفٌ :- تفسیر برہان میں منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کے چہرے پر آثار خوف ملاحظہ فرما کر دریافت کیا کہ اے شخص تیری کیا حالت ہے اس نے عرض کیا کہ مجھے خدا کا خوف ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا اپنے گناہوں سے خوف کر اور اگر خدا کے بندوں پر ظلم کیا ہے تو اسکے عدل سے ڈر جن چیزوں کی تجھے تکلیف دی ہے ان میں اسکی اطاعت کر اور جو چیزیں تیری اصلاح کی مقرر فرمائی ہیں ان میں نافرمانی نہ کر پھر خدا سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ نہ وہ کسی پر ظلم کریگا اور نہ کسی کو ایسا عذاب دیگا جس کا وہ مستحق نہ ہو ہاں اس کا خوف ہو سکتا ہے کہ انجام برا نہ ہو کیونکہ تغیر و تبدل کا کھٹکا لگا ہوا ہے اگر تیری خواہش یہ ہے کہ خدا تیرا انجام بخیر کرے تو اس کا خیال رکھ کہ جو خیر و خوبی ہوتی ہے یہ خدا کے فضل اور اس کی توفیق سے اور جو خرابی اور مصیبت تجھ پر پڑتی ہے یہ خدا کے ڈھیل دینے سے کہ تیری آزمائش کی جائے۔ ۱۲

صفحہ ۱۲ لوٹ ۷ الطُّوْرَ :- جناب امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ امین کو حکم دیا کہ جبل فلسطین سے ایک اتنا بڑا ٹکڑا جو یہودیوں کے لشکرگاہ کے برابر تھا اٹھالائیں اور ان لوگوں کے سروں کے مقابل کر کے انھیں دکھائیں اور موسیٰ علیہ السلام اس وقت ان کو یہ حکم دیں کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو تسلیم کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائیگا بعضوں نے بچے دل سے قبول کر لیا اور سجدے میں گر گئے اور بہت سے ایسے تھے جنھوں نے دل سے اطاعت نہیں کی بیشانی بھی خاک پر رکھی اور رخسار بھی مگر خضوع و خشوع کی غرض سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ دیکھیں پہاڑ گرتا ہے یا نہیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے ہمارے خدا نے جو توفیق تم کو عنایت کی ہے اس کا شکریہ ادا کرو کہ تم خاک پر سجدہ کرتے ہو مگر کفارِ بنی اسرائیل کی طرح نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۲ نوٹ ۸ اَلسَّبْتِ:- مطلب ہے آرام و اماں کا دن خدائے تعالیٰ کا بنی اسرائیل کے لئے یہ حکم تھا کہ اتوار سے جمعہ تک چھ دن برابر کام کریں اور ہفتہ کو آرام۔ عبادتِ خدا ضرور بجالائیں لیکن کاروبار اس دن مطلق نہ کریں۔ ۱۲

صفحہ ۱۲ نوٹ ۹ کُوْنُوْا:- اکثر یہودی سبت کے احکام کو توڑتے رہتے تھے یہاں خدائے تعالیٰ نے خاص ایک گروہ کا قصہ بیان فرمایا ہے جو سمندر کے کنارے ایک شہر میں آباد تھا تعداد انکی اسّی ہزار پانچ سو تھی جن میں سے ستر ہزار نافرمانی کرتے تھے اور خاص سبت کے دن تدبیروں سے مچھلی کا شکار کر لیتے تھے انبیائے وقت نے طرح طرح سے انکو نافرمانی سے باز رکھنا چاہا جب انھوں نے نہ مانا تو ساڑھے دس ہزار فرمانبرداروں کو حکم ہوا کہ وہ شہر چھوڑ دیں پاس کے گاؤں میں چلے جائیں اور یہ بقیہ ستر ہزار بندروں کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے اور تین دن میں ہلاک ہو گئے کسی شخص نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ ایک ناصبی ہم سے یہ کہتا ہے کہ اگر امام حسین علیہ السلام کا قتل کرنا ناحق تھا تو ظاہر ہے کہ وہ سبت کے دن مچھلیوں کے شکار سے بدرجہا بڑھا ہوا گناہ تھا پھر کیا وجہ ہے کہ قاتلین امامؑ پر اتنا سخت عذاب بھی نازل نہیں ہوا جتنا کہ ان مچھلیوں کے شکاریوں پر۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان ناصبیوں سے کہدو کہ ابلیس کا گناہ ان تمام کفار کے گناہوں سے بڑھا ہوا ہے جنہوں نے اس کے اغوا سے کفر کیا پھر کیا وجہ ہے کہ خدا نے ان کافروں کو تو برباد کر دیا جیسا کہ قومِ نوح کو غرق کر دیا اور ابلیس کو ہلاک نہیں کیا حالانکہ زیادہ سزا کا مستحق وہ تھا مگر اسمیں کوئی مصلحت خدا کی ہے کہ سبت کی عزت نہ کرنے والوں کو فوراً سزا دیدی اور ابلیسؑ کی عزت نہ کرنے والوں کو فوراً سزا نہ دی لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ اس سے اسکے افعال کی نسبت کچھ باز پرس کر سکے حالانکہ بندوں سے باز پرس کی جائے گی۔) ۱۲

صفحہ ۱۳ نوٹ ۱ کہ اس کو کچھ عرصہ کے لئے زندگی عطا فرمائے کہ وہ اپنی مطلوبہ کے ساتھ بعیش بسر کر سکے خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ہم نے اسکو ستر برس کی زندگی اور مرحمت کی پس وہ دونوں ستر برس تک زندہ رہے اور ساتھ ہی مرگئے اور یہ بھی فرمایا کہ اے موسیٰؑ اگر قاتلین ہم سے ان بزرگوں کا واسطہ دیکر یہ دعا کرتے کہ ان کا راز فاش نہ ہو تو ہم ان کی بھی دعا قبول کر لیتے اگر عام قاعدہ یہ ہے کہ سخت گناہوں کے مرتکب ہونے والوں کا دل ایسا سیاہ ہو جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ ولایت و نبوت و توحید سب سے دست بردار ہو جاتے ہیں پھر ایسوں کو ایسی دعا کا خیال ہی کیوں آنے لگا) پھر اس قبیلہ والوں نے جنہیں گائے کی قیمت بھرنی پڑی تھی گریہ وزاری شروع کی کہ ہمارا تو سارا قبیلہ فقیر ہو گیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کرو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس قبیلہ کے رؤساء فلاں خرابے میں جا کر فلاں موقع کو کھودیں اور جو وہاں سے نکال لیں اور لے لیں اور اسی نسبت سے آپس میں تقسیم کر لیں جس طرح گائے کی قیمت جمع کرتے وقت ہر ایک نے دیا تھا۔ چنانچہ وہاں ایک کروڑ اشرفی نکلی اور آپس میں تقسیم ہو گئی۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے توسط کا یہ ادنیٰ صلہ ہے کہ انکے مال دوچند ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ نوٹ ۲ روشن تھیں کہ چھپ نہ سکتی تھیں باوجود اس کے رسولؐ اللہ کو نہ مانتے تھے اور انھیں علماء کی تقلید کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ خدا نے ان کی اسی طرح ہماری امت کے عوام اگر یہ دیکھیں کہ ان کے فقہاء ظاہراً فسق و فجور میں مبتلا ہیں یا شدید تعصب رکھتے ہیں یا مال دنیا کے ایسے گرویدہ ہیں کہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے جس کے مخالف ہوتے ہیں اس کے ہلاک کے درپے ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں گو وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ پس جو شخص ہمارے عوام میں سے اس قسم کے فقہاء کا مقلد ہوگا اس کی خدا نے ایسی ہی مذمت فرمائی ہے کہ جیسی کہ عوام یہود کی اب رہا وہ جو فقہاء میں سے ایسا ہو کہ اپنے نفس کو بچائے اپنے دین کی حفاظت کرے اپنے خواہش نفسانی کے خلاف عمل کرے اور اپنے مولا کے حکم کا مطیع ہو ہمارے عوام کے ذمہ اسکی تقلید لازم ہے اور یہ بات شیعوں میں سے کسی کسی کو حاصل ہوتی ہے سب کو نہیں پس جن میں یہ باتیں نہ پائی جائیں انکی کوئی بات نہ ماننی چاہیے اور انکی کوئی اطاعت نہ کرنی چاہیئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ نوٹ ۳ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً:- یہود کا قول تھا کہ ہمیں اتنے ہی دن عذاب کیا جائے گا جتنے روز ہم نے بچھڑا پوجا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵ نوٹ ۵ وہ رفیق الاعلیٰ میں ہمارے ساتھ ہوگا اور یہ حدیث ایسی ہے کہ میرے آباء و اجداد نے سلسلہ بسلسلہ خود جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ تک پہونچائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵ نوٹ ۶ اَلْمِسْکِیْنُ بروئے لغت وہ ہے جس کی حرکت کو فقر و فاقہ نے ساکن کر دیا ہو جو شخص اپنے مال سے ایسے مسکین کی حاجت پوری کرے گا خدا تعالیٰ اس سے خوشنود ہوگا مگر محمدؐ و آلِ محمدؐ سے وہ شخص زیادہ مستحق امداد جو دشمنوں کا دینی معاملات میں مقابلہ نہ کرے پس جو شخص انکو علمی قوت پہنچا کر اس لائق کر دے کہ وہ نواصب و خوارج کے حملوں کو دفع کر سکیں اور گمراہ نہ ہونے پائیں اس کا درجہ سب مواسات کرنے والوں سے زیادہ ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۵ نوٹ ۷ حُسْنًا:- جناب صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص سے شیریں زبان سے بات کرو خواہ مومن ہو یا مخالف مومنوں سے تو خندہ پیشانی سے پیش آؤ جس سے انکے دل باغ باغ ہو جائیں اور مخالفوں سے مدارات سے بات کرو تاکہ وہ ایمان کی طرف مائل ہوں اور اگر اس سے ناامیدی ہو تو کم از کم اتنا فائدہ تو ہوگا کہ تم اپنے نفس کو اور اپنے مومن بھائیوں کو ان کے شر سے بچا سکو گے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵ نوٹ ۸ ثُمَّ اَنْتُمْ:- جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیتیں ظاہراً یہودیوں کے بارے میں ہیں لیکن کیا میں تم کو ایسے لوگ نہ بتلاؤں جو اس امت کے یہودی ہیں لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ضرور بتلائیے فرمایا میری امت کا ایک گروہ میرے مذہب پر ہونے کا اقرار کرتا ہوگا اور میری اولاد میں سے جو سب سے افضل ہوں گے انہیں قتل کریگا میری شریعت اور سنت کو بدل ڈالے گا اور میرے حسینؑ کو اس طرح قتل کرے گا جیسا کہ ان یہودیوں کے بزرگوں نے یحییٰؑ اور زکریاؑ کو قتل کیا تھا خدا کی طرف سے ان پر ایسی ہی لعنت ہوگی جیسی کہ ان یہودیوں پر ہوئی تھی اور قیامت سے پہلے پہلے خدائے تعالیٰ اس گروہ پر اولادِ حسینؑ میں سے جناب مہدیؑ کو مسلط فرمائے گا کہ ان حضرتؑ کے مددگار انکو فی النار کر دیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۵ نوٹ ۹ ھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُھُمْ:- تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت جناب ابوذر غفاری کی شان میں اور عثمان بن عفان نے جو کچھ برتاؤ ان کے ساتھ کیا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ جب عثمان نے اتنے زبدہ بھیجے جانے کا حکم دیا تو اس زمانہ میں وہ بیمار تھے لکڑی کے سہارے آئے اور عثمان کے سامنے ایک لاکھ درہم دیکھے دریافت کیا کہ یہ مال کیسا ہے کہا کہ ایک عامل نے بھیجے ہیں اتنا ہی اور آجائے تو انکی نسبت کوئی رائے قائم کروں۔ جناب ابوذر نے فرمایا کہ لاکھ درہم زیادہ ہوتے ہیں یا چار دینار اس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہے کہ لاکھ درہم بہت زیادہ ہیں فرمایا کیا تمہیں یاد نہیں کہ ایک شب

بوقت عشاء میں تم خدمتِ جناب رسولِ خدا میں گئے تھے تو آنحضرتؐ کو بہت رنجیدہ پایا اور پھر صبح کو گئے تو آنحضرتؐ خوش تھے میں نے ہر دو رنج اور خوشی کا سبب دریافت کیا فرمایا میرے پاس مال مسلمین سے چار دینار تھے جنکی تقسیم باقی تھی اور مجھے موت کے آجانے اور امانت کے باقی رہ جانے کا خوف تھا اب وہ امانت ادا ہو چکی ہے یہی خوشی ہے۔ عثمان نے یہ سنکر کعب الاحبار کی طرف نظر کی اور کہا کہ جب زکوٰۃ واجبہ ادا کر دی جائے تو پھر بھی کوئی بات باقی رہتی ہے اس نے کہا کچھ نہیں گو سونے چاندی کے کھتے بھرے پڑے ہوں۔ جناب ابوذرؓ کو اس پر غصہ آیا اور اپنا عصا کعب الاحبار کے سر پر دے مارا اور فرمایا تو احکام مسلمین کو کیا جانے خدائے تعالیٰ کا فرمانا سچا ہے یا تیرا قول کہ وہ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ فرض یہ آیتیں مَا كَنَزْتُمْ تَكْنِزُوْنَ تک پڑھیں عثمان نے کہا تمہاری تو بڑھاپے سے عقل جاتی رہی ہے اگر مجھے صحبتِ رسولؐ کی رعایت منظور نہ ہوتی تو تمہیں ابھی قتل کر ڈالتا انھوں نے فرمایا کہ اے عثمان تو جھوٹ بولتا ہے جناب رسولِ خدا فرما گئے ہیں کہ آزمائش میری تو ضرور ہوگی لیکن مجھے قتل کوئی نہ کر سکے گا مجھے جناب رسولِ خدا نے وہ حدیث جو بنی امیہ کے بارے میں فرمائی ہے یاد ہے۔ عثمان نے کہا کہ ہاں آپ نے رسولِ اللہؐ سے میرے بارے میں اور میری قوم (بنی امیہ) کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت ابوذرؓ غفاری نے فرمایا کہ میں نے خود آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب آلِ ابوالعاص کی تعداد تیس مرد تک پہنچ جائیگی مالِ خدا پر ہتھ پھیر کریں گے اور کتابِ خدا کو (معانی و مطالب بدلکر) پھانسنے کا جال بنائینگے اور بندگانِ خدا کو لونڈی غلام قرار دیں گے نیک لوگوں سے جنگ کریں گے اور بدکاروں کو اپنی ٹولی بنائیں گے۔" عثمان نے کہا کہ اے گروہِ اصحابِ محمدؐ آیا تم میں سے کسی نے جنابِ رسولِ خدا سے یہ حدیث سنی ہے؟ سب نے (ایمان نگل کر عثمان کی خاطر سے صاف) کہدیا کہ ہم نے تو جناب رسولِ خدا سے یہ نہیں سنی۔ اس پر عثمان بولا کہ ذرا علیؑ کو تو بلاؤ۔ چنانچہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اس کے پاس آئے تو عثمان نے ان سے کہا کہ یا ابالحسنؑ ذرا سنیے تو سہی یہ جھوٹا بڈھا کیا بکتا ہے؟ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے عثمان! ان کو جھوٹا نہ کہہ کہ میں نے خود جنابِ رسولِ خدا کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آسمان نے کسی شخص پر سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے کسی ایسے کو اٹھایا نہیں ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔" (تصریح۔ معصومینؑ اس سے مستثنیٰ ہیں غیر معصومینؑ کا ذکر ہے) اصحابِ رسولؐ اللہ نے (جو اس وقت موجود تھے) اقرار کیا کہ علی مرتضےٰ سچ فرماتے ہیں ہم نے بھی جنابِ رسولِ خدا سے یہ حدیث سنی ہے۔ اس پر حضرت ابوذرؓ رو پڑے اور فرمایا کہ وائے ہو تم پر تم میں سے ہر ایک نے اپنی گردن اس مال کی طرف دراز کر لی تھی اور تم میری نسبت یہ گمان کرتے تھے کہ میں اور جنابِ رسولِ خدا کے برخلاف جھوٹ بولتا ہوں (گویا مقصد یہ تھا کہ یہ علیؑ مرتضےٰ ہیں جن کے تشریف لانے نے تم جیسے دنیا طلب لوگوں کو میری تصدیق پر مجبور کیا) پھر ان کی طرف نظر ڈالی اور دریافت کیا تم میں سب سے بہتر کون ہے؟ سب بولے کہ آپ تو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ہی ہم سب سے بہتر ہے فرمایا ہاں! میں نے اپنے حبیب جنابِ رسولِ خدا کو جس وقت وداع کیا ہے تو میں یہی جبہ پہنے ہوئے تھا اور اب تک میں اسی جبہ میں ہوں (تصریح۔ مقصد یہ ہے کہ جس حال پر میں اس وقت تھا اسی حال پر اب تک ہوں یعنی جیسے لباس ظاہر کو نہیں بدلا ہے ویسے ہی باطن بھی نہیں بدلا ہے) اور تم لوگوں نے تو بڑے بڑے احداث کئے ہیں جن کی بابت خدائے تعالیٰ تم سے باز پرس کریگا اور مجھ سے کچھ باز پرس نہ فرمائے گا۔ اس پر عثمان نے (بات کاٹ کر) کہا اے ابوذرؓ! میں جنابِ رسولِ خدا کے حق کی قسم دیکر تم سے دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم سے پوچھنے والا ہوں اس کی بابت مجھے ٹھیک ٹھیک خبر دینا۔ حضرت ابوذرؓ غفاری نے فرمایا کہ واللہ اگر تو جنابِ رسولِ خدا کے حق کی قسم دیئے بغیر بھی مجھ سے پوچھتا تو میں تجھے ٹھیک ہی ٹھیک خبر دیتا (عثمان کے ایمان و یقین کا اندازہ کرنے کے لئے یہ بات کافی ہے) یہ سنکر بولا کہ "تمہیں سب سے زیادہ پسند کونسا شہر ہے کہ تم اس میں رہا کرو؟" فرمایا مکہ معظمہ جو اللہ کا بھی حرم ہے اور اللہ کے رسولؐ کا بھی حرم ہے۔ میں اپنی موت کے آنے تک اسی میں خدا کی عبادت کیا کرونگا" عثمان نے کہا نہیں خدا تمہاری یہ مراد پوری نہ کرے۔ حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا تو پھر مدینہ! جو جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم ہے۔ عثمان نے کہا نہیں یہ بھی تمہیں میسر نہ ہو۔ راوی حدیث جناب امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت ابوذرؓ خاموش ہو گئے! اب عثمان نے دریافت کیا کہ وہ شہر کونسا ہے جس میں رہنا تم سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہو؟ فرمایا وہ ربذہ ہے جس میں دین اسلام میں آنے سے پہلے رہتا تھا۔ عثمان نے کہا تو اچھا جاؤ وہیں چلے جاؤ۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے جو سوال کیا میں نے اس کا سچا سچا جواب دیدیا اب میں جو سوال تجھ سے کرتا ہوں اس کا تو بھی مجھے ٹھیک ٹھیک جواب دیجیو! اس نے کہا اچھا! فرمایا اگر تو نے مجھے اپنے اور اصحاب کے ساتھ مشرکوں سے لڑنے کے لئے بھیجا ہوتا اور وہ مجھے قید کر لیتے اور یہ کہتے کہ ہم اس کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ تو اپنے تمام مال و املاک کی تباہی نہ دیدے (تو تو کیا کرتا)" کہنے لگا کہ میں ضرور اتنا ہی فدیہ دیکر اپنے کو چھڑا لیتا" فرمایا اور اگر وہ یہ کہتے کہ ہم تو تیرے مال و املاک کا نصف لیکر ان کو چھوڑیں گے (تب کیا کرتا)" کہا اس حال میں بھی میں فدیہ دیکر آپ کو چھڑا لیتا۔ فرمایا اور اگر وہ یہ کہتے کہ ہم تو اس کو چھوڑیں گے ہی نہیں جب تک کہ تو اپنی کل ملکیت اس کے فدیہ میں ہمیں نہ دے دے (تب کیا ہوتا) کہا میں سب کچھ آپ کے فدیہ میں دیدیتا اور آپ کو چھڑا لیتا (فرمایا وہ فدیہ دینا زیادہ ہوتا یا مجھے مکہ یا مدینے میں رہنے دینا؟ کہا یکسی طرح منظور نہیں) اس پر ابوذرؓ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! مجھ سے میرے حبیب جنابِ رسولِ خدا نے ایک دن فرمایا تھا کہ اے ابوذرؓ اس دن تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم سے یہ کہا جائے گا کہ تمہیں کونسا شہر زیادہ پسند ہے کہ تم اس میں رہا کرو اور تم یہ کہو گے کہ مکہ معظمہ جو اللہ کا حرم اور اس کے رسولؐ کا حرم ہے میری خواہش ہے کہ میں اپنی موت آنے تک اسی میں اللہ کی عبادت کرتا رہوں اس وقت کہا جائیگا کہ نہیں خدا تمہاری یہ مراد پوری نہ کرے پھر تم کہو گے کہ مدینہ منورہ جو اللہ کے رسولؐ کا حرم ہے اس وقت تم سے کہا جائیگا کہ نہیں خدا تم کو یہ بھی میسر نہ کرے پھر تم سے دریافت کیا جائیگا کہ وہ کونسا شہر ہے جس میں رہنا تمہیں سب سے زیادہ ناپسند ہے تو تم کہو گے کہ ربذہ جس میں میں دین اسلام میں داخل ہونے سے پہلے رہتا تھا۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ تم وہیں چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ یہ واقعہ یونہی ہونے والا ہے فرمایا ہاں اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ ضرور واقع ہونے والا ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آیا میں اس وقت اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھکر اس سے قدم قدم پر ان کو نہ ماروں؟ فرمایا نہیں! (جو کچھ بھی تجھے کہا جائے) سن اور خاموش رہ گو غلام حبشی کی اطاعت کرنی پڑے۔ اور اے ابوذرؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں اور تیرے دشمن عثمان کے بارے میں ایک آیت نازل فرمائی ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ خدائے تعالیٰ کا یہ قول ہے اور پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

صفحہ ۱۶ نوٹ ۲ | نہیں سمجھتے اس قرأت کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے وہ یہ ہے وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ وَفِيْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ" انھوں نے یہ کہدیا کہ جس بات کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اسے ہمارے دل کسی طرح قبول ہی نہیں کرتے اور نہ ہمارے کان سنتے ہیں اور ہمارے اور آپکے مابین تو پردہ حائل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۶ نوٹ ۳ یَسْتَفْتِحُوْنَ :- کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں یہ منقول ہے کہ یہودیوں کو اپنی کتاب میں یہ بات ملی تھی کہ آخری رسول جس کا نام محمدؐ ہوگا اس کا دار الہجرت عبد اور احد کے مابین ہوگا پس وہ اس مقام کی تلاش میں اپنی جگہ سے چلے اور ایک پہاڑ کے پاس پہونچے جس کا نام جبیل تھا اور دوسرا ایک پہاڑ اور ملا جس کا نام حداد ہے یہاں سے انکے گروہ الگ ہوگئے ایک نے تیماء میں مقام کر دیا ایک نے فدک میں ایک نے خیبر میں یہ اب تیماء والوں کو اپنے بھائیوں سے ملنے کا خیال پیدا ہوا انھوں نے بنی قیس میں سے ایک بدو کا اونٹ کرایہ پر کیا اور اس سے یہ کہا کہ ہمیں عیر اور احد کے درمیان سے جو راستہ جاتا ہے اس سے لے چل اور یہ بھی کہدیا کہ ہمیں وہاں پہونچتے ہی بتا دینا چنانچہ اس بدو کی امداد سے وہ زمین مدینہ پر پہونچ گئے اور جیسے ہی انکو وہ مقام معلوم ہوا فوراً اپنے اونٹ سے اتر پڑے اور اس سے کہا کہ ہمارا مطلب حاصل ہوگیا اب جہاں تیرا جی چاہے اپنی سواری کو لیجا پھر اپنے بھائیوں کو جو فدک اور خیبر میں تھے خطوط بھیجے کہ وہ ٹھیک موقع جس کی کتابوں میں ذکر ہے مل گیا ہے اب تم سب ہمارے پاس چلے آؤ انھوں نے جواب میں لکھا کہ یہاں ہم مکان بنا چکے ہیں کھیتی باڑی کاروبار پھیلا ہوا ہے تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں، جب وہ موقع آئے ہم کو بھی شریک کر لینا اب ان لوگوں نے زمین مدینہ میں اپنے مکان بنائے رفتہ رفتہ مالدار ہوگئے اتفاق سے یہاں تبع (ایک بادشاہ) آگیا اس نے ان سے لڑائی کی ٹھان دی یہ قلعہ بند ہوگئے اس نے ان کا محاصرہ کر لیا چونکہ یہ اہل کتاب سے تھے تبع کی فوج کے جو لوگ ضرورتمند تھے انکو یہ رات کے وقت کھجوریں جو اور اسی قسم کا سامان انپر رحم کھا کر بھیج دیتے تھے تبع کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اس کے دل میں بھی انکی طرف سے جگہ پیدا ہوئی اور اس نے انھیں امن دیا اب یہ اس سے ملنے آئے تو اس نے ان سے یہ کہا کہ مجھے تمہارا ملک بہت پسند آیا میں بھی چاہتا ہوں کہ یہیں سکونت اختیار کر لوں انھوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا یہ تو ایک نبی کا دار الہجرت ہے اور کسی کے لئے یہاں رہنا موزوں نہیں اس نے کہا کہ ایسا ہے تو خیر میں اپنے قیدیوں میں سے یہاں کچھ ایسے لوگ چھوڑے جاتا ہوں جو اس وقت اس نبی کی مدد کریں۔ چنانچہ دو قبیلے اوس اور خزرج یہاں چھوڑ گیا ان قبیلوں کی تعداد جب زیادہ ہوگئی تو یہ انھیں یہودیوں پر زیادتیاں کرنے لگے، ان کا مال چھین لیتے تھے اور یہودی ان سے یہ کہتے تھے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے محمد مصطفےٰؐ کو مبعوث کیا ہم تم کو تمہارے گھروں سے نکالیں گے اور اس وقت ہمارے مال تمہاری دسترس سے بچیں گے مگر جب خدا نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو انصار تو ان پر ایمان لے آئے اور یہودی منکر ہوگئے اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے سے تو کافروں کے برخلاف اس کے ذریعہ سے طالب فتح تھے مگر جب وہ ان کے پاس آیا تو اسے نہ پہچانا بلکہ انکار کر دیا۔ خدا ان کافروں کو اپنی رحمت سے دور کرے۔

کافی میں یہ ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین کے زمانے میں یہ کچھ لوگ تھے جو بت پرستوں کو آنحضرتؐ کے نام سے ڈرایا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ضرور بالضرور ایک ایسا نبیؐ مبعوث ہوگا جو تمہارے بتوں کو توڑ ڈالے گا اور تمہاری ایسی اور ایسی گت بنائیگا مگر جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انہی لوگوں نے آنحضرتؐ کا انکار کر دیا اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہودی آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے پہلے عربوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے عرب دیکھو اب اس نبیؐ کے ظہور کا وقت قریب ہے جو مکہ سے مبعوث ہوگا اور ہجرت کرکے مدینہ آئیگا وہ سب نبیوں سے آخر اور سب سے افضل ہوگا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی اور دونوں شانوں کے بیچ میں نبوت کی مہر ہوگی۔ ردا اوڑھے گا اور اپنی غذا میں چند لقموں اور چند خرموں پر اکتفا کیا کرے گا بغیر ساز و زین کے گدھے پر سوار ہوا کرے گا۔ بہت ہنس مکھ ہوگا لڑائی کے وقت اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھے گا اور مقابلہ میں کوئی بھی آجائے اس کی پروا نہ کرے گا اس کے قوی دلائل اور براہین مسکوں میں اس سرے سے اس سرے تک پہنچ جائیں گے۔ اے گروہ عرب ہم اس نبیؐ کے ساتھ ہو کر ضرور تم سب کا قتل عام کریں گے مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو انہی صفات کے ساتھ مبعوث فرمایا تو انہی یہودیوں نے آنحضرتؐ سے حسد کیا اور کافر ہوگئے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ الخ (دیکھو صفحہ ۲۱ سطر ۳)

اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں بروایت جناب امیر المومنین علیہ السلام منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو یہودیوں کے اس ایمان کی اطلاع دی تھی جو وہ آنحضرتؐ کے ظہور سے پہلے ان پر رکھتے تھے اور اس بات کی بھی اطلاع دی تھی کہ آنحضرتؐ کا ذکر کرکے اور آنحضرتؐ پر اور ان کی آلؑ پر درود بھیج بھیج کر اپنے دشمنوں کے برخلاف ان پر فتح پانے کی دعائیں کیا کرتے تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو جناب موسیٰؑ کے زمانے میں اور ان کے بعد یہ حکم دیا تھا کہ جب ان پر کوئی سخت مصیبت پڑے یا کوئی بلا نازل ہو تو وہ جناب محمد مصطفےٰؐ اور ان کی آل پاک کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں اور ان کے ذریعہ سے مدد مانگا کریں اور وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ کے رہنے والے یہودی جناب محمد مصطفےٰؐ کے ظہور سے برسوں پہلے یہی عمل کیا کرتے تھے اور بڑی بڑی سخت بلاؤں اور مصیبتوں کو اسی عمل سے روک دیتے تھے اور آنحضرتؐ کے ظہور سے دس برس پہلے بنی اسد و بنی غطفان اور مشرکوں کا ایک گروہ یہودیوں کا دشمن ہوگیا تھا اور ان کو ایذا پہنچانے کے درپے رہا کرتا تھا پس یہ ان کے شر سے بچنے کے لئے اور اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے پروردگار سے جناب محمد مصطفےٰؐ اور ان کی آلؑ پاک کا واسطہ دیکر دعا کرتے رہتے تھے یہانتک کہ ایک موقع پر بنی اسد و بنی غطفان نے تین ہزار سواروں سے حوالی مدینہ میں جو یہودیوں کے مواضعات تھے ان کو جا گھیرا یہودی ان سے بمقابلہ پیش آئے حالانکہ ان کے سوار کل تین سو تھے مگر انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگی اور ان تین ہزار میں سے ایک حصہ کو تو کاٹ ڈالا اور باقی کو شکست دیکر بھگا دیا اب بنی اسد و بنی غطفان نے ایک دوسرے سے یہ کہا کہ آؤ اب ہم کل قبیلوں سے ان کے برخلاف مدد مانگیں چنانچہ انھوں نے قبیلوں سے انکے برخلاف مدد مانگی وہ لوگ آکر بکثرت جمع ہوئے یہانتک کہ تیس ہزار سوار ہوگئے اور ان سب نے یہ قصد کیا کہ ان تین سو کو ان کے گاؤں ہی میں قتل کر دیں یہ تین سو اپنے اپنے گھروں میں پناہ گزین ہوگئے اور ان تیس ہزار نے ان کا پانی بند کر دیا یعنی وہ نہر کاٹ دی جو ان کے گاؤں میں آتی تھی اور ان کا کھانا بھی روک دیا یعنی رسد بند کر دی) یہودیوں نے امان مانگی تو ان کو امان بھی نہیں دی اور یہ کہا کہ تمہارے لئے کوئی چارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم تم کو قتل کرینگے اور غارت کرینگے۔ اب یہودیوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ ہم کیا کریں ان میں سے جو برابر والے تھے اور جو صاحبان بزرگی و رائے تھے انہوں نے یہ کہا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے بزرگوں کو اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو بزرگ تھے ان کو یہ حکم دے گئے تھے کہ جب تم پر وقت آپڑے تو تم محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر گڑگڑا گڑگڑا کر خدائے تعالیٰ سے دعا کرنا لوگ کہنے لگے کہ ہاں کہہ تو گئے تھے انھوں نے کہا بس تو اب دعا کرو چنانچہ انہوں نے یہ دعا کی "یا اللہ محمدؐ اور ان کی آل طاہرہ کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں

کہ جیسا تو نے ہمیں پانی پلایا تھا ان ظالموں نے ہمارا پانی بند کر دیا ہے ہمارے بوڑھے کمزور و ضعیف ہو گئے ہیں اور ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے اس سے سخت پریشان ہو گئے ہیں اور ہم ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں" پس خدائے تعالیٰ نے ان پر موسلا دھار مینھ برسایا جس سے اُن کے حوض و تالاب نہریں اور برتن سب پُر ہو گئے انھوں نے کہا کہ دو خوبیوں میں سے ایک تو ہم کو یہ حاصل ہوئی پھر چیتوں پر چڑھ کے محاصرہ کرنے والے لشکروں کی حالت دیکھی تو معلوم ہوا کہ مینھ نے ان کو بہت ہی تکلیف دی ہے۔ اسکے اموال و اسباب و ہتھیار سب خراب ہو گئے ہیں اور اسی سبب سے کچھ ان میں سے چلے بھی گئے ہیں چونکہ یہ مینھ خلافِ موسم سخت گرمی میں آیا تھا جس وقت عموماً مینھ نہیں ہوتا اب اس لشکر میں سے جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے کہا کہ خیر پانی تم کو مل گیا تو کھانا کہاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ چلے بھی گئے تو ہم تو اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک کہ تم کو اور تمہارے بال بچوں کو مغلوب و مقید نہ کر لیں اور تمہارے مال لوٹ نہ لیں اور اس طرح اپنی تشفی خاطر نہ کر لیں یہودیوں نے کہ جس نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا کرنے سے پانی عطا فرمایا ہے وہ اِس پر بھی قادر ہے کہ ہم کو کھانا دے اور جس نے اتنے لوگوں کو بھگا دیا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ باقی جو رہے ہیں ان کو بھی بھگا دے۔ پھر انھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر یہ دعا کی کہ خدا ان کو کھانا بھی پہنچائے پس ایک بڑا قافلہ اناج لیکر آیا ان کے پاس دو ہزار اونٹ اور خچر اور گدھے گیہوں اور ستوؤں سے بھرے ہوئے تھے قافلہ والوں کو لشکروں کی کچھ خبر نہ ہوئی مگر جب ان کے پاس پہنچے تو ان سب کو سوتا پایا اور لشکر والوں کو ان کی خبر نہ ہوئی اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی نیند گہری کر دی تھی قافلہ والے بستی میں آ گئے ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ اپنا مال لا کر ڈالا اور سب فروخت کر دیا اور چل دیئے۔ اہلِ لشکر کو اب بھی سوتا ہی چھوڑ گئے ان کا کوئی جاسوس بھی بیدار نہ تھا جو ان کو دیکھتا۔ جب وہ دور نکل گئے تب یہ لشکر والے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑنے پر آمادہ ہوئے ایک دوسرے سے کہتا تھا آؤ آؤ جلد آؤ ان کو تو بھوک نے خوب ستا رکھا ہے اب یہ ہمارے سامنے ذلیل ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے ان سے کہا کہ ایسا خیال بھی نہ کرنا ہمیں ہمارے پروردگار نے کھانا پہنچا دیا اور تم سوتے ہی رہے۔ ہم کو اس طرح اور اس طرح رزق پہنچ گیا اور اگر سوتے میں ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو یہ بھی ہمارے لئے آسان تھا۔ لیکن ہم نے تم پر زیادتی کرنا خود ہی پسند نہ کیا اب بھی خیر سے تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ ورنہ ہم محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر تمہارے برخلاف بددعا کریں گے اور خدائے تعالیٰ سے طالبِ نصرت ہوں گے کہ تم کو اسی طرح ذلیل و رسوا کرے جیسے کہ ہم کو پانی اور کھانا پہنچایا ہے انہوں نے از روئے سرکشی انکار کیا انہوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیکر بددعا کی اور ان کے برخلاف نصرت مانگی پھر یہی تین سو اُن تیس ہزار کے برخلاف نکل کھڑے ہوئے کتنوں کو ان میں سے قتل کیا اور کتنوں کو قید کیا اور کتنوں ہی کو کچل ڈالا اور کتنوں کو ان کے قیدیوں کے ہاتھوں سے بندھوا دیا وہ ان قیدیوں کو کچھ تکلیف یوں نہیں پہنچاتے تھے کہ اس سے ڈرتے تھے کہ یہودی ہم کو ایذا پہنچائیں گے (دس برس پہلے تو یہ حالت تھی) مگر جب آنحضرتؐ کا ظہور ہوا تو وہی یہودی آنحضرتؐ سے حسد کرنے لگے اور آنحضرتؐ کو جھٹلانے لگے اس لئے کہ آنحضرتؐ عرب سے تھے"

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ مشرکوں کے برخلاف یہودیوں کی مدد اس لئے فرمایا کرتا تھا کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو یاد کر کے دعا مانگا کرتے تھے۔ پس اے امتِ محمد تم بھی مصیبت و تکلیف کے وقت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کو یاد کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعے سے ان شیاطین کے برخلاف جو تمہیں ایذا پہنچانے کا قصد رکھے ہوں تمہاری مدد فرمایا کرے اس لئے کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ تو اسکے داہنی طرف رہتا ہے جو اس کی نیکیاں لکھتا جاتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اس کی بدیاں لکھتا جاتا ہے اور ابلیس کی طرف سے دو شیطان اس کے ساتھ رہتے ہیں جو اسے اغوا کرتے رہتے ہیں پس جب وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور یہ کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے تو دونوں شیطان دبک جاتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں"

صفحہ ۱۶ نوٹ ۲ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ :- کتاب کافی و تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں پر پہلا غضب تو اس وقت نازل ہوا جبکہ جناب عیسیٰؑ کی انھوں نے تکذیب کی جس کے مظلومین بندر بنا دیئے گئے اور حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے خدا نے ان پر لعنت کرائی۔ اور دوسرا غضب اس وقت نازل ہوا جس وقت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تکذیب کی اور یہ اس صورت میں ہوا کہ خدا نے آنحضرتؐ کے ساتھ والوں کی تلواریں ان پر مسلط کر دیں جن سے وہ مجبور و مقہور ہو گئے اور یا تو ذلت سے جزیہ دینا اختیار کیا یا مجبوراً اسلام لائے۔ ۱۲

صفحہ ۱۷ نوٹ ۳ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ :- جناب محمد مصطفےٰ اور علیؑ مرتضےٰ اور انکی اولاد کا تو یہ دعویٰ تھا کہ خدا کے دوست ہم ہیں اور جو ہمارے مخالف ہیں وہ خدا کے دوست نہیں ہو سکتے چونکہ یہودیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم خدا کے دوست ہیں اور سوائے یہودیوں کے جنت میں اور کوئی داخل ہی نہ ہوگا اسلئے خدا نے حکم دیا کہ تم اپنی موت کی تمنا کرو کیونکہ توریت میں یہ لکھا ہے کہ خدا کے دوست موت کے متمنی ہونگے اور اس سے خوف نہ کریں گے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جس شخص کو اپنے جنتی ہونے کا یقین ہوگا وہ جنت میں جانے کا مشتاق اور اس عالم سے جہاں طرح طرح کے جھگڑے پیش آتے رہتے ہیں جلد خلاصی پانے کا آرزومند ہوگا جیسا کہ امیر المومنینؑ نے جنگ جمل کے موقع پر فرمایا تھا کہ لَا اُبَالِيْ وَقَعْتُ عَلَى الْمَوْتِ اَوْ وَقَعَ عَلَيَّ الْمَوْتُ (مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں موت کے منہ میں چلا جاؤں یا موت مجھے آئے) اور چونکہ یہودی ایسے دعوے میں جھوٹے اور ظالم تھے اس آزمائش یا کسوٹی سے پرہیز کر گئے جیسا کہ خدا آگے فرماتا ہے وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا۔ ۱۲

صفحہ ۱۷ نوٹ ۴ عَدُوٌّ لِّجِبْرِيْلَ :- تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مروی ہے کہ پروردگارِ عالم نے یہودیوں کی مذمت اس وجہ سے کی کہ ان کو جبرئیلؑ امین سے بغض تھا کہ جو چیز جبرئیلؑ ان کو بری معلوم ہوتی تھیں جبرئیلؑ اس میں قضائے خدا جاری کرتے تھے جیسے کہ وانیال علیہ السلام کو بے گناہ بخت نصر کے ہاتھ سے قتل کرا دینا اور اسی طرح اس امت کے یہودی یعنی نواصب کی مذمت فرمائی ہے کہ وہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دیگر فرشتگانِ خدا سے عداوت رکھتے تھے اس بنا پر کہ وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی امداد کے لئے نازل ہوتے رہے اور علی علیہ السلام ہمیشہ تیغ براں سے کافرین اور منافقین پر غالب آئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۸ نوٹ ۳ جیسا کسی کو زہر کی ماہیت اور نقصانات سے واقف کیا جائے پھر اس کے دھیہ کی چیز بنائی جائے اور کہہ دیا جائے کہ جس کو اس زہر سے مسموم دیکھو اسکا زہر دفع کر دو اور خبردار اس زہر سے کسی کو قتل نہ کرنا (جب لوگوں نے آمادگی ظاہر کی تو) نبی نے ان دونوں فرشتوں کو حکم دیا کہ اب تم آدمی کی صورت میں ظاہر ہو اور جو کچھ خدا نے تمہیں علم دیا ہے وہ انھیں تعلیم کر دو اور انھیں نصیحت کر دو۔ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور دونوں کسی کو وہ سحر اور اس کے باطل کرنے کا طریقہ اس وقت تک نہ سکھاتیں حَتّٰى يَقُوْلَا جب تک کہ سیکھنے والے سے یہ نہ کہدیں اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ "ہم بندوں کے لئے ایک آزمائش ہیں تاکہ وہ جو کچھ بھی سیکھتے ہیں

اس میں خدائے تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کریں کہ اس کے ذریعے سے جادو کی تدبیر کو باطل کر دیں اور خود جادو نہ کریں فَلَا تَكْفُرْ اس کا یہ مطلب تھا کہ تو اس جادو کا استعمال کر کے اور اس کے ذریعے سے کسی کو ضرر پہنچا کے یا لوگوں کو یہ جتلا کے کہ تو اس کے ذریعے سے موت وحیات پر قادر ہے اور ایسی چیزیں کر سکتا ہے جو سوائے خدا کے کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا کیونکہ اس قسم کی سب باتیں کفر ہیں کافر نہ ہو۔ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا پس جو جادو سیکھنے کے طالب ہوتے ہیں پس وہ ان دونوں قسموں میں سے یعنی اس سے بھی جسکو خدا نے فرمایا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ اور اس سے بھی جسکو خدائے تعالیٰ نے فرمایا مَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۝ یعنی ان دونوں قسموں کا جادو سیکھتے تھے۔ مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ مطلب یہ ہے کہ ایسی چیزیں سیکھتے تھے جن سے آدمیوں کو ضرر پہنچائیں یعنی طرح طرح کے حیلوں سے اور حسد خوریوں سے شک ڈالنے سے اور یہ کہنے سے کہ فلاں علسم فلاں جگہ دفن کیا گیا ہے اور فلاں عمل اس طرح کیا گیا ہے تاکہ عورت کا دل مرد کی طرف سے پھٹ جائے اور مرد کا دل عورت کی طرف سے بیزار ہو جائے اور اس طرح اُن دونوں میں کوئی جدائی کی صورت پیدا ہو وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے سیکھنے والے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر یہ کہ خدا اس کو جانتا ہے اور ان سے مزاحمت نہیں کرتا اس لئے کہ اگر چاہے تو جبراً اور قہراً روک دے وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انھوں نے یہ سحر اس لئے سیکھا کہ اُس سے جادو کریں اور نقصان پہنچائیں تو ضرور انھوں نے ایسی چیز سیکھی جس سے وہ اپنے دین کے بارے میں نقصان اٹھائیں اور نفع دینی کچھ بھی نہ پائیں بلکہ دین خدا سے بالکل نکل جائیں وَلَقَدْ عَلِمُوا یعنی ایسے سیکھنے والے جانتے ہیں لَمَنِ اشْتَرَاهُ یعنی جس نے اپنے دین کو بیچ کر یہ سحر سیکھ لیا ہو مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ثواب جنت اس کے حصہ میں کچھ نہیں ہے

عیون اخبار الرضا میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے "چونکہ ان کے اعتقاد میں آخرت کوئی چیز نہ تھی لہٰذا وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب آخرت ہوگی ہی نہیں تو دنیا کے بعد دارِ آخرت میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے اور اگر دنیا کے بعد آخرت ہو بھی جیسے کہ واقعی ہے تو بوجہ اس کے کہ وہ آخرت کے منکر تھے ان کا حصہ آخرت میں کچھ بھی نہ ہوگا" وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ انھوں نے اپنی جانیں دیکر عذاب خدا خرید لیا لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ کاش وہ اسے سمجھتے کہ انھوں نے آخرت کی بہبودی فروخت کر دی اور جنت میں جو ان کا حصہ تھا اسے چھوڑ بیٹھے اس لئے کہ اس سحر کو جن لوگوں نے ضرر پہنچانے کی نیت سے سیکھا ان کے اعتقاد میں نہ خدا تھا نہ رسولؐ۔ نہ قیامت تھی نہ بعثت۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم ایسی رہتی ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جب بنی آدم کے گناہ زیادہ ہو گئے تو فرشتوں نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو زمین پر بھیجنے کے لئے منتخب کیا اور اللہ نے ایک تیسرے کے ساتھ ان کو دنیا میں بھیجا اور وہ دونوں کے دونوں زہرہ نام ایک عورت پر مفتون ہو گئے اور ان دونوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا۔ شراب پی۔ اور ناحق ایک شخص کو قتل کر دیا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو (چاہ) بابل میں عذاب دے رہا ہے اور یہ کہ جادوگر انہی سے جادو سیکھتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو مسخ کر کے ستارہ بنا دیا اور ستارۂ زہرہ وہی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا مَعَاذَ اللَّهِ مِنْ ذَٰلِكَ! خدا کے فرشتے معصوم ہیں اور خدائے تعالیٰ کے الطاف وعنایات سے ہر قسم کی برائی سے اور کفر سے محفوظ ہیں خدائے تعالیٰ خود ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (دیکھو صفحہ ۸۹۵ سطر ۴) نیز فرماتا ہے وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۵) نیز فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ..... تا ..... مُشْفِقُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۶ سطر ۶) رہی کی نسبت خدائے تعالیٰ ایسا فرمائے ان سے ایسے افعال ناشائستہ سرزد نہیں ہو سکتے)

العیون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے زہرہ کی بابت جیسا کہ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں دریافت کیا گیا یعنی وہ ایک عورت تھی جس کی وجہ سے ہاروت و ماروت کی آزمائش کی گئی نیز سہیل کی بابت جیسا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ وہ ملک یمن کا عشار یعنی دسواں حصہ حق سلطانی وصول کرنے والا تھا اس کی نسبت بھی حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جو کچھ بکتے ہیں سب غلط ہے یہ دونوں تو ستارے ہیں اور اسی نام کے دو بحری جانوروں میں سے تھے پس لوگوں نے غلط طور پر غلط ملط کر لیا اور یہ گمان کر لیا کہ جاندار اور ستارے ایک ہی چیز ہیں پس یہ خدا کا کام نہیں ہے کہ اپنے دشمنوں کو مسخ کر کے نورانی بنائے پھر ان کو آسمان اور زمین کے باقی رہنے تک باقی رکھے۔ یہ بھی فرمایا کہ جو مسخ ہوئے وہ تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہے مر گئے اور ان سے کوئی نسل بھی پیدا نہیں ہوئی اور آج روئے زمین پر کوئی مسخ شدہ موجود نہیں ہے اور جو جاندار ایسے باقی ہیں کہ ان پر مسخ کا نام وارد ہوتا ہے جیسے بندر۔ سؤر اور ریچھ وغیرہ یہ حقیقت میں ان کے ہم صورت ہیں جن لوگوں کو خدائے تعالیٰ نے مسخ کر دیا تھا اور ان پر غضب ولعنت خدا بوجہ اس کے نازل ہوئی تھی کہ انھوں نے توحید خدا کا انکار کیا تھا اور اس کے رسولوں کو جھٹلا دیا تھا۔ رہے ہاروت و ماروت یہ دو فرشتے تھے جو لوگوں کو جادو اس لئے سکھلاتے تھے کہ وہ جادوگروں کے شر سے محفوظ رہیں اور ان کی چال کو باطل کر دیا کریں اور انھوں نے جب کسی کو کوئی چیز سکھلائی تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (دیکھو صفحہ ۴۴ سطر ۵) اب کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے ان چیزوں کا استعمال کیا جن سے انکو منع کیا گیا تھا اور اس طرح کافر ہو گئے اور مرد و عورت میں جدائی ڈلوانے لگے۔

قولِ صاحبِ تفسیر صافی:۔ عوام الناس میں ہاروت و ماروت کا اور زہرہ کے مسخ ہونے کا قصہ جس شان سے مشہور ہے اس کا جھٹلانا تو آپ کو اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو گیا مگر تفسیر قمی و تفسیر عیاشی میں حضرات ائمہ علیہم السلام سے وہ قصہ بھی منقول ہے جو عوام الناس میں رائج ہے پھر اس تکذیب و تصدیق کا اختلاف کیونکر رفع ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عوام الناس کی حکایات کو حضرات معصومینؑ نے کسی مصلحت سے باقی رکھا اور ان کے رموز سمجھا دیئے مگر جب یہ دیکھا کہ لوگوں کے اعتقاد پر اس کے ظاہری لفظوں کے معنوں سے بُرا اثر پڑتا ہے تو اصل قصہ کی تکذیب فرما دی۔

قولِ مترجم:۔ بعض روایتیں اہلبیتؑ اطہار سے ایسی بھی وارد ہو گئی ہیں جن سے قولِ مشہور کی موافقت کا توہم ہوتا ہے لیکن غور و تدبر کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ ان احادیث کا مطلب قولِ مشہور کے موافق ہرگز نہیں ہے مثلاً انہی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فرشتے ملکی شان سے ہٹا کر انسانی حیثیت میں داخل کر کے دنیا میں بھیجے گئے تھے لہٰذا ان سے اگر معاصی کا صدور ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اس لئے کہ معصومیت تو ان کو ملکی حیثیت میں حاصل تھی اور جب وہ بغرض امتحان بھیجے گئے تو وہ حیثیت بھی سلب کر لی گئی تھی۔

صفحہ ۱۸ نوٹ ۴ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ :- جو شخص ان فرشتوں کے پاس سیکھنے کے ارادے سے آتا تھا وہ اس سے یہ کہتے تھے کہ ہم بندوں کے لئے اس بات میں آزمائش ہیں تاکہ وہ ہم سے جو کچھ سیکھ کر جائیں اس سے وہ صرف جادو کا اثر باطل کر دیں۔ نہ یہ کہ اسکے استعمال سے وہ لوگوں کو نقصان پہنچائیں اور انھیں یقین دلائیں کہ ہم بندوں کی موت وحیات پر خود قادر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۹ نوٹ ۲ اس کی یاد اڑا نہیں دیتے، جبتک کہ تم کو اور اس سے بہتر نہ پہنچا دیں یعنی دوسری آیت جو بجائے منسوخ شدہ کے آتی ہے، اس میں ثواب و صلاح تمہارے لئے زیادہ ہوتی ہے اور تم سب کی زیادہ بہتری متصور ہوتی ہے اور اس تنسیخ و تبدیل سے ہماری غرض تمہاری ہی مصلحتیں ہیں اور پھر آنحضرتؐ سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اسی طرح نسخ و تبدیل پر بھی قادر ہے۔ محمد ابن مسلم جناب امام ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کرتے ہیں کہ ناسخ وہ امر ہے جس نے امر سابق کو بہ حکم مصلحت تبدیل کر دیا یا منسوخ کر دیا ہو جیسے جناب یونس علیہ السلام کی قوم پر پہلے عذاب آنے والا تھا، انھوں نے ایسے سچے دل سے توبہ کی کہ خدا نے رحمت فرمائی اور عذاب ہٹا لیا۔ یا جیسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے حکم ملا تھا کہ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ وَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ (ان سے روگردانی کرو تم پر کوئی الزام نہیں ہے) پھر حکم پہنچا اَدْرِكْهُمْ بِرَحْمَةٍ (رحمت و مہربانی کے ساتھ ان کی خبر گیری کرو) عمرو ابن بزید روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کا مطلب دریافت کیا مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ بھلاتے ہیں جب تک کہ اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کر دیں) حضرتؑ نے فرمایا ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں، آیت یوں نہیں ہے۔ اگر خدا کسی آیت کو منسوخ کرتا اور ویسے ہی بدلے میں لاتا تو پھر منسوخ ہی کیوں فرماتا؟ میں نے عرض کی خدا نے یوں ہی تو فرمایا ہے، فرمایا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا، میں نے عرض کی کہ پھر خدا نے کیونکر فرمایا ہے؟ فرمایا کہ خدا نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں الف واو ہرگز نہیں ہے۔ خدا نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا مِثْلِهَا اس آیت قرآن میں لفظ آیت سے مراد امام ہیں، مطلب خدا کا یہ ہے کہ ہم کسی امام کو اس دنیا سے اس لئے نہیں اٹھاتے کہ اس کا ذکر فراموش ہو جائے بلکہ اٹھانے سے پہلے اس کے صلب سے ایک خیر پیدا کر دیتے ہیں جو اس کے مثل امام ہوتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰ نوٹ ۱ جیسا کہ رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ کہو اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) مطلب یہ ہے کہ ہم تجھی یکتا کو مانتے ہیں اور اسطرح نہیں کہتے جس طرح کہ دہریے کہتے ہیں کہ کل چیزیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور انکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا، نہ اس طرح کہتے ہیں جسطرح ثنویہ کہتے ہیں کہ نور و ظلمت ہی عالم کے مدبر ہیں، نہ اس کے قائل ہیں کہ جو کچھ مشرکین عرب مانتے ہیں کہ بت ہمارے خدا ہیں۔ بلکہ اے خدا ہم ان کفار کے قول سے بیزار ہیں نہ ہم کسی کو تیرا شریک کرتے ہیں اور نہ ہم تیرے سوا کسی کو خدا سمجھتے ہیں نہ ہم یہود و نصاریٰ کے اس قول کے قائل ہیں کہ تیرا کوئی بیٹا ہو تیری شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

قولِ مترجم :- بحث و جدال کا بہترین طریقہ یہ ہے اور دلیل اسی کو کہتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۰ نوٹ ۲ وَقَالَتِ الْيَهُودُ :- جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ ایک گروہ یہودیوں میں سے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا تھا اور ایک نصرانیوں میں سے اور انھوں نے یہ عرض کی تھی کہ ہمارے مابین فیصلہ کر دیجئے، آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے اپنا اپنا قصہ بیان کرو، یہودیوں نے کہا ہم خدائے واحد و حکیم اور اس کے دوستوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نصاریٰ کا دین کچھ نہیں ہے اور نہ یہ حق پر ہیں اور بعینہٖ یہی نصاریٰ نے ان کے خلاف کہا تھا، جناب رسولِ خدا نے ان سے فرمایا کہ تم سب باطل پر ہو، دینِ خدا میں تم نے غلطی کی ہے اور امرِ خدا کے تم خلاف کرتے ہو، یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر کافر ہیں، حالانکہ کتابِ خدا (توریت) ہمارے پاس ہے، جسے ہم پڑھتے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم کیونکر مخالفِ حق ہیں، حالانکہ کتابِ خدا (انجیل) ہمارے پاس موجود ہے جسے ہم پڑھتے ہیں، جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے یہود و نصاریٰ تم دونوں کتابِ خدا کے مخالف ہو اور اس پر ایک کا بھی عمل نہیں ہے اگر تم کتابِ خدا پر عمل کرنے والے ہوتے تو بلا دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ بناتے، کیونکہ جو کتابیں خدا نے نازل کی ہیں وہ دل کی نابینائی کو دور کرتی ہیں اور جو انکے مطابق عمل کرتے ہیں وہ آگ و گمراہی میں نہیں رہنے دیتیں بلکہ صراطِ مستقیم تک پہونچا دیتی ہیں اور چونکہ تم لوگوں نے خدا کی کتاب پر عمل نہیں کیا ہے لہٰذا وہ تمہارے لئے وبال ہے اور خدا کی حجت کی اطاعت نہ کرنے کے سبب تم خدا کی نافرمانی کرنے والے قرار پائے ہو اور اس کے عذاب کے مستحق ہو۔ ۱۲

صفحہ ۲۰ نوٹ ۳ وَمَنْ أَظْلَمُ :- جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے جناب امام حسنؑ سبطِ اکبر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے مکہ میں مبعوث فرمایا اور حضرتؐ نے دینِ خدا کی دعوت شروع کی اور کلامِ خدا کو پھیلایا اور کفار کی بت پرستی کو عیب بتلایا اور اس پر مواخذہ شروع کیا تو ان لوگوں نے حضرتؐ کو ستانا شروع کیا اور ان کی عافیت تنگ کر دی اور جو لوگ رسولؐ اللہ پر ایمان لے آئے تھے اور کعبہ کے اطراف میں عبادت کے لئے انھوں نے مسجدیں بنالی تھیں، ان مشرکوں نے ان کو ستانا اور مسجدوں کو توڑنا شروع کر دیا، جناب رسولؐ خدا اور ان کے باایمان اصحاب کو اس قدر ستایا کہ وہ مکۂ معظمہ چھوڑ دینے اور مدینۂ منورہ کو چلے جانے پر مجبور ہوئے، آنحضرتؐ نے شہر مکہ سے چلتے وقت خطاب کر کے یہ فرمایا کہ اللہ اس کا عالم ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں اور اگر تیرے رہنے والے مجھ کو یہاں سے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑ کر کسی اور شہر کی سکونت اختیار نہ کرتا، مجھے تیری مفارقت کا صدمہ ہے۔ خدا نے آنحضرتؐ پر اسی وقت وحی بھیج کر اے رسولؐ علی اعلیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد ہم تم کو سلامتی کے ساتھ اسی شہر میں فاتح و غالب و قادر بنا کر بھیجیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱ نوٹ ۲ یعنی ہیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے علم سے کل چیزوں کو نیا پیدا کیا ہے جن کا مثل اور ہم صورت پہلے سے کوئی موجود نہ تھا اسیطرح آسمانوں اور زمینوں کو بھی ایجاد کیا ہے، پہلے سے آسمان و زمین موجود نہ تھے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱ نوٹ ۳ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا :- صفوان ابن یحییٰ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدا کے اور مخلوق کے ارادے میں فرق کیا ہے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ مخلوق کا ارادہ اوّل دل میں گذرتا ہے اس کے بعد اگر عمل میں آئے تو لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے مگر خدا کا ارادہ خود فعل ہے اس لئے کہ سوچنا اور غور کرنا اور ایک کام کے ہر پہلو پر نظر ڈالنا اسکی صفتیں ہیں جسکا علم ناکافی اور جسکی قدرت وقوت محدود ہو۔ خدا کی ذات اس قسم کی صفات سے منزّہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱ نوٹ ۴ يَقُولُ :- کے معنی یہ ہیں کہ فرماتا ہے مگر لفظوں میں نہیں نہ ایسی آواز سے کہ کوئی سنے نہ زبان کا محتاج ہے کہ اس سے بولے نہ دل و دماغ کا کہ اس سے غور

وفکر کرے ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱ نوٹ ۵ وَلَنْ تَرْضٰی :۔ اس آیت میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان یہود و نصاریٰ کے داخلِ اسلام ہونے سے ناامیدی دلائی گئی ہے جنکے بارے میں آنحضرتؐ کوشش فرماتے ہوں گے اور مطلب صاف ہے کہ جب وہ آپ سے سوائے اس صورت کے کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں راضی بھی نہیں ہو سکتے تو آپ کی ملت میں کب داخل ہوں گے ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱ نوٹ ۶ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ :۔ اس آیت میں ظاہراً خطاب رسول اللہ سے ہے مگر حقیقت میں آنحضرتؐ کی امت کے لوگ مراد ہیں، کیونکہ یہ کھلی بات ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے احکام خدا کے کسی اور کی خواہش کی پیروی کرنے والے تھے ہی نہیں ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱ نوٹ ۷ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ :۔ تفسیر مجمع البیان، تفسیر عیاشی اور کتاب کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ لوگ جو کتاب کی تلاوت اس شان سے کرتے ہیں جو تلاوت کا حق ہے وہ ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۔ ۱۲

صفحہ ۲۲ نوٹ ۳ حجر بنی اسرائیل، حجر اسود ۔ ۱۲

صفحہ ۲۲ نوٹ ۴ اَلثَّمَرَاتِ :۔ کتاب علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ مکہ کے رہنے والوں کو پھلوں کی روزی مرحمت فرمائے تو رود اردن (شام کا ایک دریا) کے قریب کی آراضی کے ایک کو حکم ہوا اور وہ مع اپنے درختوں اور پھلوں کے اپنی جگہ سے حرکت کر کے البیت کے گرداگرد طواف کرتا ہوا حکم خدا سے اُس موقع پر قائم ہو گیا جو اب تک طائف کہلاتا ہے اور جسکا نام اسی وجہ سے طائف (طواف کرنے والا) رکھا گیا ہے ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مِنَ الثَّمَرَاتِ سے مراد ہے مِنْ ثَمَرَاتِ الْقُلُوْبِ یعنی لوگوں کی محبت اور اس تاویل کی شہادت میں سورۂ ابراہیمؑ کی آیت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں میں سے یہ بھی تھی کہ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ (پس لوگوں کے دل اُن کی (یعنی اہلبیتؑ کی) طرف مائل کر دے) ۱۲

صفحہ ۲۲ نوٹ ۵ مِنَ الْبَیْتِ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جس وقت حضرت اسماعیلؑ بالغ ہو گئے خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو البیت کی بنا کا حکم دیا انھوں نے عرض کی پروردگار اکس جگہ پر بناؤں؟ فرمایا اُس جگہ بناؤ جہاں میں نے آدمؑ پر قبہ نازل کیا تھا، ابراہیم علیہ السلام کو وہ موقع معلوم نہ تھا کیونکہ جو قبہ آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا وہ ایام طوفانِ نوح تک قائم رہا تھا اور جہاں سے جہاں تک اس کی روشنی پہونچی تھی اس کو حرم کہتے ہیں، پس جس وقت طوفان نے دنیا کو غرق کر دیا تو خدائے تعالیٰ نے قبہ کو اٹھا لیا لیکن اس کی جگہ اور مقام غرق نہ ہوا اسی سبب سے جب وہاں مکان بنا تو اس کا نام بیت العتیق رکھا گیا یعنی وہ مقام جو غرق سے بچ گیا تھا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت کے لئے پروردگار عالم نے جبرئیلؑ کو بھیجا جنہوں نے البیت کے مقام کو خط کھینچ کر بتا دیا، پھر اس کے لئے ستون بھی جنت سے بھیجے اور جس حجر کو اب حجر اسود کہتے ہیں یہ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور اُس وقت وہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا، جب کافروں نے اپنے ہاتھوں سے اسے چھوا تو وہ سیاہ پڑ گیا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو البیت کی عمارت بناتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وادی سے پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے، دیواریں لوہا ہاتھ بلند کی گئیں، اس کے بعد جبرئیلؑ امین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ موقع بتایا جہاں حجر اسود تھا، چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اُسے اس مقام سے نکال کر اس جگہ نصب کر دیا جہاں وہ اب تک ہے ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے البیت کے دو دروازے بنائے ایک مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف ان میں سے مغرب والے دروازے کا نام مستجار (جائے پناہ) رکھا ۔ پھر کھجور کی لکڑی اور اذخر (سرکنڈے یا کچے نیزے) سے چھت پاٹ دی اور حضرت ہاجرہؑ نے اس کے دروازے پر اپنی چادر (مثل شامیانے کے) تان دی ۔ جس کے نیچے یہ بزرگوار بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے ۔ ۱۲

صفحہ ۲۴ نوٹ ۴ تِلْكَ اُمَّةٌ :۔ یہ آیت دو دفعہ نازل ہوئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طبیعتوں میں یہ بات مستحکم ہوتی ہے کہ اپنے آباء و اجداد کے بارے میں فخر کیا کرتے ہیں اور جو مراتب اور مدارج ان کو حاصل ہو چکے ہوں ان کو اپنے لئے بھی کافی سمجھا جاتا ہے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے ۔ اسی غلطی کو پروردگار عالم بتاتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ان کے اعمال ان کے لئے تھے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ان کے اعمال پر تم کو بھروسہ کرنا کسی طرح زیبا نہیں ہے ۔ پہلی آیت میں لفظ امت سے مراد انبیاءؑ سابق کی امت ہے اور دوسری آیت میں لفظ امت سے مراد یہود و نصاریٰ کے بزرگ ہیں ۔ ۱۲

ضمیمہ متعلق پارہ دوم

صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۱ | پھر آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ سبت کے دن کام چھوڑ دیتے ہو۔ پھر اس کے بعد اور دنوں میں وہ سارے کام کرتے ہو پھر سبت کے دن اُن کاموں کو چھوڑ دیتے ہو پھر اُس کے بعد سب کام کرتے ہو تو آیا تم حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف جاتے ہو یا باطل چھوڑ کر حق کی طرف آتے ہو یا باطل کو چھوڑ کر باطل کی طرف جاتے ہو یا حق کو چھوڑ کر حق کی طرف آتے ہو۔ اب جو جی چاہے جواب میں کہو وہی محمد (مصطفےٰ) کا قول اور ان کا بھی جواب تمہارے لئے ہوگا۔ یہودی کہنے لگے کہ سبت کے دن کام چھوڑنا بھی حق ہے اور اس کے بعد کام کرنا بھی حق ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ بس اسی طرح بیت المقدس کا قبلہ ہونا بھی اپنے وقت میں حق تھا اور کعبہ کا قبلہ ہونا بھی اپنی جگہ برحق ہے۔ اب وہ کہنے لگے کہ اے محمدؐ! جیسا تمہارے خیال کے موجب تمہارے خدائے تعالیٰ نے تم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا تو جب اسے بدل کر کعبہ کی طرف نماز کا حکم دیدیا تو کیا خدا کو بداء واقع ہوا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں خدا کو کوئی بداء واقع نہیں ہوا اسلئے کہ جو کاموں کے انجام کو جاننے والا ہو وہ اپنی ذات میں کوئی غلطی نہیں پکڑ سکتا اور نہ پہلے کے خلاف کوئی رائے قائم کیا کرتا ہے اس کی شان اس سے کہیں زیادہ رفیع ہے نہ اُس کے لئے کوئی ایسا مانع ہو سکتا ہے جو اس کے مقصود و مراد سے اُس کو روکے اور نہ ایسے اوصاف والے کیلئے بداء واقع ہو سکتا ہے اس کی شان اس سے کہیں زیادہ بلند ہے کہ اُس سے کسی غلطی کے واقع ہونے کا احتمال ہو سکے۔ پھر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے یہودیو! ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ خدائے تعالیٰ کسی کو بیمار بنا دیتا ہے تو کسی کو صحتمند بنا دیتا ہے اور کسی کو تندرست بنا دیتا ہے اور پھر اسی کو بیمار بنا دیتا ہے۔ آیا اس میں اسے بداء واقع ہوا ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا بس اسی طرح اُس نے اپنے نبی محمد مصطفےٰ کو حکم دیا کہ کعبہ کی طرف نماز پڑھا کریں بعد اس کے کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دے چکا تھا پس اس کے پہلے حکم میں کوئی بداء واقع نہیں ہوا۔ پھر فرمایا کہ آیا ایسا نہیں ہوتا کہ وہ گرمی کے بعد جاڑا لے آتا ہے اور جاڑے کے بعد گرمی کیا ان میں سے ہر موسم کے لانے میں اس کو بداء واقع ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں! فرمایا بس اسی طرح قبلہ کی تبدیلی میں بھی بداء واقع نہیں ہوا پھر فرمایا کہ آیا اُس نے جاڑے میں تم پر یہ واجب نہیں کیا ہے کہ موٹے کپڑے پہن کر سردی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو اور گرمی میں اپنے آپ کو حرارت سے بچایا کرو۔ آیا گرمی میں اُسے بداء واقع ہو جاتا ہے کہ تم کو اُس حکم کے خلاف حکم دینے لگتا ہے جو حکم وہ جاڑے میں دے چکا تھا؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں! فرمایا بس اسی طرح وہ تمہاری صلاح کے بموجب تمکو ایک حکم دیتا ہے اور دوسرے وقت میں دوسری صلاح کے بموجب دوسرا حکم دیتا ہے اگر تم دونوں حالتوں میں خدا کی اطاعت کروگے تو ضرور تم خدا کے ثواب کے مستحق ہوگے۔ اسی کے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی ہے لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے اُس کے حکم کی بجا آوری کیطرف توجہ کی ہے تو جو رضا حاصل کرنا تمہارا مقصود ہے اور جو ثواب ملنے کی تمہیں امید ہے تو وہ ایسی ہی توجہ سے میسّر ہوگی۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا تم لوگ مثل مریض کے ہو اور اللہ تمام عالم کا پروردگار مثل طبیب کے ہے اور مریض کی خیر و صلاح اُسی میں ہے جو کچھ طبیب اس کو بتلائے اور اُس کے لئے تجویز کرے۔ اس میں جس کو مریض کا دل چاہے اور مریض اُس کی فرمائش کرے۔ آگاہ ہو کہ تم کو خدا کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے کہ اسی سے تم کامیاب ہوگے۔

صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۲ | اُمَّةً وَسَطًا: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں وارد ہیں، جن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ امت وسطا خدا کی طرف سے مخلوق خدا پر گواہ اور خدا کی زمین میں اس کی حجت ہم ہیں حلال و حرام خدا سے ہم واقف ہیں اور جس نے جو کچھ ضائع اور باطل کر دیا اس کی گواہی ہم دیں گے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سے تمام مسلمان اہل قبلہ مراد ہیں وہ غلطی پر ہیں، کیوں کہ مسلمانوں میں تو ایسے بھی موجود ہیں کہ جن کی شہادت ساگ کی ایک گڈی پر تو قبول نہیں کی جاتی پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ پروردگار عالم کل اُمم سابقہ کی موجودگی ان سے شہادت طلب فرمائے۔ ۱۲

صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۳ | مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ: تفسیر امامؑ اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تابعین اُن لوگوں سے ممیّز ہو جائیں جو اپنے باپ دادا کی محبت کی وجہ سے اس دین مرتد ہو جایا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۴ | إِيمَانَكُمْ: تفسیر عیاشی میں ہے کہ ابو عمرو بصری نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ مجھے بتلائیے کہ ایمان کیا ہے آیا وہ قول و عمل دونوں ہے یا قول بلا عمل؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ عمل تو بدرا ہے اور قول کچھ حصہ اور وہ عمل خدا کی طرف سے واجب ہے اس کی کتاب میں کھول کر بیان کیا گیا ہے اس کا نور واضح ہے، اس کی حجت ثابت ہے کتاب اس کی گواہی بھی دیتی ہے اور اس کے بجا لانے کی دعوت بھی۔ جس وقت خدا نے اپنے نبیؐ کا رُخ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف کر دیا تو مسلمانوں نے جناب رسول خدا سے عرض کیا کہ جو نمازیں ہم بیت المقدس کیطرف پڑھتے رہے ان کی کیا حالت ہوگی۔ اور جو لوگ ہم میں سے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے پڑھتے مر گئے اُن کا کیا حشر ہوگا؟ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے نماز کو ایمان کے نام موسوم کیا ہے، پس جو شخص اللہ سے ڈرتا رہے گا اور اپنے کُل اعضاء کی حفاظت کرے گا اور ہر عضو سے وہی کام لے گا جو خدائے تعالیٰ نے اس سے لینا لازم کر دیا ہے۔ تو وہ خدا کے حضور میں کامل ایمان کے ساتھ جائے گا اور اہل جنت سے ہوگا اور اگر ان میں سے کسی بات میں خیانت کریگا یا خدا کے حدود انتظام سے کچھ تجاوز کرے گا تو وہ خدا کے

سامنے ناقص الایمان جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۲۵ نوٹ نمبر ۵ | شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ یہ آیت سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ سے پہلے کی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ پہلے حصۂ آیت میں جناب رسولِ خدا اور اہلِ مدینہ سے خطاب ہے اور دوسرے میں کل نمازیوں سے خواہ وہ مغرب میں رہتے ہوں یا مشرق میں۔ اور مقصود یہ ہے کہ جو لوگ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہیں اُن کے لئے تو خود بیت اللہ قبلہ ہے اور جو مسجد الحرام سے باہر لیکن حرم کے اندر رہوں اُن کیلئے مسجد الحرام قبلہ ہے اور تمام اہلِ زمین کیلئے کل حرم مکہ۔ قول مترجم: جو لوگ کعبۃ اللہ کو دیکھ سکتے ہیں اُن کے لئے تو خود کعبۃ اللہ قبلہ ہے اور مابقی لوگوں کے لیئے سمتِ قبلہ۔ پہلے قول کے علماء بھی قائل ہیں مگر عمل قول آخر پر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۱ | گذشتہ سے پیوستہ: اور نیکیوں کے خزانے بند کر دیتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے اور باز رہنے والا باز رہے اور نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے اور عبرت پکڑنے والا عبرت پکڑے۔ اس آیت میں عام امتحان کی بھی خبر ہے اور خاص کی بھی۔ قول مترجم: اس آیت کے تمام الفاظ سے عام امتحان کا حتمی وعدہ ظاہر بظاہر صاف صاف معلوم ہوتا ہے اور خاص بندوں کے خاص امتحان کا خاص اشارہ اس خاص شان سے موجود ہے کہ وعدۂ امتحان نون ثقیلہ کے ساتھ کیا گیا ہے جو جو وہ صیغوں پر داخل ہوتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ چودہ بندوں بلا امتحان خاص ہوگا۔ یہ ذکر تو چہاردہ معصومین علیہم السلام کے امتحان کا تھا اب خاص مومنین کے خاص امتحان کا ذکر کتاب کمال الدین میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جن آزمائشوں کا ذکر ہے۔ قائم آل محمدؐ کے ظہور کی علامتیں ہیں کہ اس وقت مومنین کا خدا کی طرف سے امتحان ہوگا یہ جو خدا نے فرمایا ہے بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ بنی امیہ کے ان بادشاہوں سے ہوگا جو ان کے غلبہ کے آخر زمانہ میں ہوں گے اور یہ جو فرمایا وَالْجُوْعِ یہ اُس زمانہ کے نرخ حد سے زیادہ مہنگے ہو جانے سے دیکھا۔ اور یہ جو فرمایا وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ یہ تجارتوں کے خراب ہو جانے سے اور فصلوں کے کم ہو جانے سے ہوگا اور یہ جو فرمایا وَالْاَنْفُسِ یہ طرح طرح کی موت واقع ہونے سے ہوگا اور وَالثَّمَرَاتِ جو فرمایا ہے یہ جو کچھ زراعت کریں گے اس میں کمی پیدا وار کی وجہ سے ہوگا اور یہ جو فرمایا وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ یہ خوشخبری ان لوگوں کو دیئے جانے کا حکم ہے جو ان مصیبتوں کے وقت قائم آل محمدؐ کے خروج کے منتظر ہوں گے پھر فرمایا کہ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس آیت کی تاویل ہے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ۔

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۶ | اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ نہج البلاغہ میں مرقوم ہے کہ ہمارا یہ قول اِنَّا لِلّٰهِ اپنی ذات کیلئے اس بات کا اقرار ہے کہ ہم خدا کے بندے اور اس کی ملکیت ہیں اور ہمارا یہ قول کہ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اپنی ذات کے لیے اس بات کا اقرار ہے کہ ہم کو مرنا ضرور ہے تفسیر عیاشی اور الخصال میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی اس کو خدا کے سب سے بڑے نور میں جگہ ملے گی۔ (۱) اس کے ایمان کی سپر یہ کلمہ ہو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۲) مصیبت کے وقت اس کا تکیہ کلام یہ ہو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (۳) خیر و خوبی پہنچنے کے وقت اس کا مقولہ ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۴) اور جب کوئی خطا اس سے سرزد ہو جائے تو اس کا اعتراف ہو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۔ ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۷ | اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ۔ مکہ معظمہ کے دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ (قول مترجم) مناسک حج میں یہ بھی داخل ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان کھڑے ہو کر دوڑے۔ حج کے تمام احکام معلوم کرنے کیلئے تحفۃ المقبول کتاب الحج ملاحظہ کیجئے۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ اس آیت کی تفصیل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کی بابت سوال کیا گیا تھا کہ آیا یہ واجب ہے یا سُنّت؟ تو حضرت نے فرمایا کہ واجب ہے اس پر کسی نے عرض کی کہ آیا خدائے تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا جس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ اس پر کچھ الزام نہیں ہے کہ ان دونوں کے مابین سعی کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو مطلب تم سمجھتے ہو وہ عمرہ قضا سے متعلق تھا اور واقعہ اُس کا یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے مشرکین مکہ سے شرط کر لی تھی کہ آنحضرتؐ کے عمرہ بجالانے کے وقت وہ صفا و مروہ پر سے بتوں کو ہٹا لیں گے۔ پس ایک شخص اُن دنوں میں اور کاموں میں مشغول رہا اور سعی نہ بجالایا دن ختم ہو گئے بت پھر اپنی جگہ کو لائے گئے۔ لوگوں نے آکر عرض کی کہ فلاں شخص نے صفا و مروہ کے مابین سعی نہیں کی اور جب بت اپنی جگہ کو ہٹا دیئے گئے ہیں اس پر خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہاڑ تو در حقیقت خدا کی نشانیوں میں داخل ہیں فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جب وہ اپنے قضا شدہ مناسک ادا کرے تو لوگوں پر بت بھی رکھے ہوں لیکن چونکہ اس کی نیت میں تعمیل حکم خدا ہے اس لئے ایسی حالت میں بھی سعی کرنے کے باعث اس پر کوئی الزام نہیں۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ قریش نے اپنے بت صفا و مروہ کے مابین قائم کرتے تھے اور جب سعی کرتے تو ان کو بھی چھو لیا کرتے تھے جب غزوۂ حدیبیہ میں جناب رسول خداؐ سے صلح قرار پائی اور اس وقت آنحضرتؐ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکا تو یہ شرط کر لی تھی کہ سال آئندہ بیت اللہ کو آنحضرتؐ کے لئے خالی کر دیں گے تاکہ آپ تین دن عمرہ بجالائیں اور پھر وہاں سے چلے آئیں چنانچہ سنہ ہجری میں جب آنحضرتؐ عمرہ بجالانے کیلئے داخل مکہ ہوئے تو قریش سے فرمایا کہ اپنے بتوں کو صفا و مروہ کے درمیان سے ہٹا لو تاکہ میں سعی کروں۔ چنانچہ انھوں نے ان کو ہٹا لیا الیٰ آخر الحدیث۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسلمان یہ گمان کیا کرتے تھے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا مشرکین کا فعل ہے لہٰذا خدائے تعالیٰ نے ان کو ہٹا لیا الیٰ آخر الحدیث۔ ـــــ حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ صفا و مروہ کے مابین دوڑنا خدائے تعالیٰ نے گردن کشوں کی سرکشی کے لیئے قرار دیا ہے۔

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۸ | فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنا واجب ہے یا سنت، حضرتؑ نے فرمایا کہ واجب ہے اس پر یہ عرض کی گئی کہ کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ ارشاد ہوا کہ یہ تو عمرۂ قضا شدہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ اس لیے کہ جب کفار قریش مکہ معظمہ پر حاوی تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزوۂ حدیبیہ کے موقع پر اُن سے یہ شرط کر لی تھی کہ آنحضرتؐ کے عمرہ بجالانے کے وقت وہ صفا و مروہ سے تین دن کے لئے بتوں کو ہٹا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، مگر حضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص کسی کام میں مصروف رہا اور سعی نہ کر سکا اور وہ تین دن گذر گئے اور بت پھر اپنی جگہ لا کر قائم کر دیئے گئے اب اور لوگوں نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ فلاں شخص صفا و مروہ کے مابین سعی نہ کر سکا اور بت اپنی جگہ قائم کر دیئے گئے اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ خدا کی نشانیاں ہیں چوں کہ تمہاری نیت میں اطاعتِ خدا کرنی ہے پس گو اُن پر بت رکھے ہوں تم سعی کرو۔ ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۹ | اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان چھپانے والوں سے مراد یہودیوں کے وہ علماء ہیں جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بارے میں شہادت دینے والی آیتوں کو ان دونوں حضرات کی تعریف کرنے والی آیتوں کو

اور ان کے تحلیہ مبارک بتانے والی آیتوں کو چھپاتے تھے۔ اور وہ ناصبی مراد ہیں جو فضائل جناب امیرالمومنین کے بارے میں قرآن مجید میں جو کچھ نازل ہوا ہے چھپاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۳ | وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ تفسیر برہان میں منصور ابن حازم سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا کہ جناب علیؑ مرتضیٰ کے دشمن جو ابدالآباد جہنم میں رہیں گے (قول مترجم) انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جو دنیا میں خارجی رہے وہ آخرت میں نار جہنم میں داخلی رہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۴ | حَلَالًا طَيِّبًا ۝ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ عبادت کے نشر حصے ہیں جن میں سے افضل طلب حلال ہے (یعنی یہ کوشش کرنا کہ حلال طریقے سے روزی پیدا کرے اور اس سے حلال و پاک چیزیں بہم پہنچا کر کھائے) (قول مترجم) جو لوگ کفار و مشرکین کی: ائی ہوئی اور ان کی چھوئی ہوئی ترچیزیں بے تامل کھا پی لیتے ہیں گو ان کا اصل مال بطریق حلال بھی پیدا ہوا ہو وہ اس آیت اور اس حدیث کو بغور دیکھیں کہ ان کی کل عبادت محض اکارت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۵ | خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۝ التہذیب میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے فخر کرنے کی قسم کھائی ہے، فرمایا اس کی یہ قسم خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ میں داخل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے کام کی بابت حلف کرے جس کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے تو اُسے ضروری بجالائے اور حلف و قسم کا کوئی کفارہ اس کے ذمہ نہ ہوگا کیوں کہ اس قسم کی حلف و قسم خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ میں داخل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۶ | وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ بندوں پر خدائے تعالیٰ کا حق کیا ہے فرمایا کہ جس بات کا علم رکھتے ہوں وہ کہیں اور جس کا علم نہ رکھتے ہوں اُس پر خاموش رہیں۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ دو خصلتوں سے بچتے رہو کیوں کہ جو ہلاک ہوا انھیں دو کے سبب سے ہلاک ہوا ایک یہ کہ اپنی رائے سے فتویٰ دینے سے پرہیز کرو، دوسرے جس امر کا علم نہ رکھتے ہو اُس کے متعلق فیصلہ کن بات نہ کہو۔ ۱۲

صفحہ ۲۹ نوٹ نمبر ۷ | وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۝ تفسیر قمی میں اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بہائم کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اُن کا مالک جب اُن کو ڈانٹتا ہے تو وہ آواز تو سنتے ہیں مگر یہ کچھ نہیں سمجھتے کہ وہ کہتا کیا ہے یہی حالت کفار کی ہے کہ جب تم انکو اللہ کا کلام سناتے ہو اور ان کو ایمان لانے کی ترغیب دیتے ہو تو وہ بہائم کی طرح کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۰ نوٹ نمبر ۴ | قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۝ چونکہ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ سب سے بڑی نیکی قبلہ کی طرف رُخ کرنا ہے اور اسی سبب سے جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم پہونچا ہے تو بہت سے لوگ قبلہ کے بارے میں بہت کچھ غور و خوض کرنے لگے۔ خدائے تعالیٰ نے اُن کے اس خیال کی تردید فرمائی کہ یہ کوئی نیکی کی بات نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کیطرف کرلو۔ (اور اس میں یہ رمز ہے کہ نصاریٰ کا قبلہ مشرق تھا اور یہود کا قبلہ مغرب) بلکہ اصلی نیکی ان چیزوں میں ہے جن کی تفصیل آیت میں کی گئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۶ | بِالْحُرِّ ۝ گذشتہ سے پیوستہ ۝ کہ آزاد غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا بلکہ اُسے خوب پیٹا جائے گا۔ اور غلام کی دیت دلائی جائے گی اور مرد عورت کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا سوائے اس صورت کے کہ نصف دیت اس مرد کے وارثوں کو دیدی جائے تو قتل کیا جاسکتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۷ | مِنْ أَخِيهِ ۝ وارث مقتول کو لفظ اخی سے اس واسطے یاد کیا گیا ہے کہ وہ قاتل کے ساتھ نرمی، رحم اور مروّت سے برتاؤ کرے اور اُدھر قاتل بھی اس کا جانبے معافی قصاص ہوجانے کے بعد ادائے دیت میں کچھ ڈھیل نہ کرے اور مثل بھائی کے مروت برتے، نیز یہ بھی نکتہ ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۸ | ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ ۝ خدا کی طرف سے تخفیف اور سہولت یہ ہے کہ اگر محض قتل یا محض عفو کا حکم ہوتا تو مقتول کے وارث بوجہ اختلاف طبائع و مزاج پورے خوش نہیں ہوسکتے تھے اور شریعت میں یہ ایک نقص ہوتا جیسے یہود کے ہاں محض قصاص لینا واجب تھا اور نصاریٰ کے یہاں محض معاف کردینا لازم تھا۔ اس آیت میں مقتول کے وارثوں کو اختیار دے کر آسانی کردی گئی ہے اور اسطرح شریعت کی تکمیل ہوگئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱ نوٹ نمبر ۹ | وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ ۝ یہ کلام لفظوں میں بہت ہی کم ہے اور فصاحت و بلاغت میں بہت بڑھا ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ مجھ سے اس کا قصاص ضرور لیا جائے گا۔ کبھی تو اس خوف سے وہ قتل سے باز رہتا ہے تو یہ قصاص کے خوف سے باز رہنا اس کی حیات کا بھی باعث ہوا۔ جس کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اس کی حیات کا بھی باعث ہوا جو خود قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اس طرح عام طور پر لوگوں کی زندگی کا باعث ہوگیا جو قصاص کے خوف سے قتل کی جرأت ہی نہیں کرسکتے۔ امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ میرے چار قولوں کی تصدیق خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ اَلْقَتْلُ يُقِلُّ الْقَتْلَ (قتل قتل کو کم کردیتا ہے)۔ اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۳ | گذشتہ سے پیوستہ ۝ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیتیں آیات میراث سے منسوخ ہوچکی ہیں (قول مترجم) اب ان پر عمل درآمد اس طرح ہوسکتا ہے کہ مورث اعلیٰ اُن ورثہ کے حق میں جو محجوب الوارث ہوجائیں مناسب وصیت کرجائے دادا یا نانا ان پوتوں یا نواسوں کے حق میں جن کا باپ یا ماں مرگئی ہو کچھ وصیت کرجائے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۴ | الصِّيَامُ ۝ اس مقام پر صوم کی جمع نہیں ہے بلکہ مصدر ہے جس کے معنی ہیں روزہ رکھنا۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۵ | عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۝ اس سے مراد انبیا و سابقین ہیں اُن کی اُمتیں نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۶ | مَرِيضًا ۝ کافی، تہذیب اور الفقیہ میں مروی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ مرض کی وہ حد کیا ہے جہاں تک پہونچکر روزہ چھوڑ دینا چاہیئے اور نماز کھڑے ہوکر نہ پڑھنی چاہیئے تو حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ (انسان اپنے نفس کی حالت سے خوب واقف ہے) یعنی وہ خوب جانتا ہے کہ اُس میں روزہ رکھنے یا نماز کھڑے ہوکر پڑھنے کی قوت ہے یا نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۷ | أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ ۝ بہت سی حدیثوں میں ائمہ معصومین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص سفر جائز میں ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ وہ شخص جو حالت اقامت میں روزہ نہ رکھے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں روزہ خود افطار فرمایا اور نماز کو قصر کیا اور اپنے ساتھ والوں کو قصر کا اور افطار کا حکم دیا مگر بہت سے اصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو آنحضرت نے ان کو نافرمان کا خطاب عنایت فرمایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لوگ قیامت تک نافرمان رہیں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ہم اُن کو اور اُن کی اولاد کو پہچانتے ہیں (قول مترجم) مخالف فرقہ میں آج تک

یہ مسئلہ اسی طرح چلا جاتا ہے کہ سفر میں اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا افطار کرے یعنی جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی جائز ہے اور اُن نافرمان لوگوں کی بھی، مگر بیشتر اصحاب نافرمان ہی کے قول پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۸ | عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ ؛ سے مراد بہت بوڑھے پھونس یا حاملہ عورت جو جننے کے قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی جس کا دودھ کم ہو اور وہ شخص جس کو پیاس کا مرض ہو۔ بڑا نکتہ قابلِ غور اس جگہ یہ ہے کہ وسعت ہے بے تکلف برداشت کرنا اور طاقت ہے بتکلف برداشت کرنا۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (خدائے تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف ہی نہیں دیتا مگر اس کی وسعت کے موافق)۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۹ | فَمَنْ شَهِدَ ؛ التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دار د ہے کہ جب ماہِ رمضان شروع ہو جائے تو کسی شخص کو بلا ضرورت سفر کرنا جائز نہیں ہے اور جائز سفر ایسا ہو سکتا ہے کہ حج کیلئے ہو یا عمرہ کے لیے یا اپنے مال کے تلف کے اندیشے سے یا اپنے کسی بھائی کی ہلاکت کے اندیشے سے اگر بھائی کے مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس کے لئے خواہ اُسے سفر کرنے کی ضرورت نہیں مکہ تیسویں شب گذر جانے کے بعد مضائقہ بھی نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲ نوٹ نمبر ۶ | وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ ؛ تفسیر عیاشی اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ ہم میں ایک شخص ایسا بھی ہے کہ اُس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ باسائش بسر کر سکے اور اُس پر قرض بھی ہے تو آیا جائز ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کا خرچ اٹھاتا رہے اور ادائے قرض کیلئے اس کا انتظار کرے کہ جب خدا اُسے اور زیادہ فراغت عنایت فرمائے اُس وقت قرض ادا کر دے اور پھر اگر تنگی ہو جائے اور کام نہ چلے تو اس قرض پر اور قرض لے لے یا صدقات قبول کرلے۔ فرمایا جو کچھ اس کے پاس موجود ہے اُس سے پہلے قرض ادا کر دے اور جس حالت میں ادا کر سکتا ہے لوگوں کا مال نہ کھائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ ۱۲

صفحہ ۳۵ نوٹ نمبر ۴ | وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؛ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جس شخص کو استطاعت ہو اُس کیلئے عمرہ بھی بمنزلہ حج واجب ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ حج کی تکمیل زیارت امام پر موقوف ہے۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص حج کرے اُسے لازم ہے کہ ہماری زیارت پر اختتام کرے کہ حج کا اتمام اسی پر موقوف ہے۔ ۱۲ قول مترجم۔ اس زمانے میں معصومینؑ کے مشاہد کی زیارت اُن کی ملاقات اور زیارت کے قائم مقام ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے اور اُن حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ یہ سب زیارتیں حج کی تکمیل کرنے والی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۵ نوٹ نمبر ۵ | فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ ؛ مُحْصَر سے مراد مریض ہیں اور مصدود وہ شخص جسے دشمن یا ظالم نے حج سے روک دیا ہو جیسے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین مکہ نے روک دیا تھا مُحْصَر کے لئے حالت احرام میں مباشرت کی ممانعت ہے اور مصدود کیلئے اجازت۔ ۱۲

صفحہ ۳۵ نوٹ نمبر ۶ | فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ؛ یعنی اونٹ، گائے، بکری جو میسّر آجائے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵ نوٹ نمبر ۷ | صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ؛ صیام سے مراد تین دن کا روزہ اور صدقہ سے مراد چھ مسکین کو کھانا کھلانا کہ ہر ایک کو نصف صاع (یا قریب آدھ پاؤ ڈیڑھ سیر وزن اسی قولہ) دیا جائے، نُسُک سے بکری مراد ہے۔ ۱۲ قول مترجم۔ اس جگہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص احرام باندھ چکا ہو اور پھر حج کو نہ جا سکے تو اپنی طرف سے جو قربانی ممکن ہو بھیجدے اور جب تک قربانی عام حلال ہونے کی جگہ تک نہ پہنچ لے سر نہ منڈائے اور اگر کسی ضرورت سے سر بھی منڈا لیا ہو تو اس کا فدیہ یہ بتلایا گیا ہے جیسے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو جوؤں کی زیادتی کے سبب سے حالتِ احرام میں سر منڈانے کی اجازت دے دی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۳۵ نوٹ نمبر ۸ | فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ؛ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ قرآن مجید میں جس جگہ آیا ہے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ (یعنی جسے ایسا ایسا میسّر نہ ہو وہ ایسا ایسا کرے) اس میں اول صورت اول کرنی چاہیئے یعنی یہ ترتیب احکام ہے نہ یہ کہ مکلف کو اختیار دیدیا گیا ہو کہ دونوں میں سے جو مناسب سمجھے کرے اور جہاں لفظ اَوْ استعمال کیا گیا ہے یعنی یا یہ کرے، وہاں بندے کو اختیار دے دیا گیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۵ | الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؛ تفسیر قمیؒ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ حرث سے مراد اس موقع پر دین ہے اور نسل سے مراد انسان۔ ۱۲ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (اوپر والی آیت میں جن اشخاص کا ذکر ہے اور جن کی تفصیل ہم نوٹ نمبر ۳ کے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں) وہ اپنے ظلم اور اپنی بدو سے زراعت کو بھی برباد کریں گے اور مخلوقِ خدا کو بھی۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان کے ظلم کی شومی سے خدائے تعالیٰ بارش روک لے گا جس سے مخلوقِ خدا بھی ضائع ہوگی اور کھیتی باڑی بھی برباد ہوگی اور ظلم کے ایسے ہی اور نتیجے بھی نکلیں گے۔

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۶ | وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ ؛ مخالفین نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے اور ہمارے بہت سے اصحاب و علماء نے ہمارے ائمہؑ سے متعدد حدیثیں اس بارے میں نقل کی ہیں کہ یہ آیت جناب امیرالمومنینؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ وہ حضرتؐ شب ہجرت بستر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب ارشاد آنحضرتؐ سو رہے اور آنحضرتؐ غارِ ثور کو تشریف لے گئے اور آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ جس وقت وہ حضرتؑ سو رہے تھے تو اس وقت جبرئیلؑ امین اُن کے سرہانے اور میکائیلؑ اُن کے پائنتی کھڑے تھے اور جبرئیلؑ امین یہ کہہ رہے تھے کہ اے علیؑ ابن ابی طالبؑ آپ کا مانند ہو کون سکتا ہے مبارک ہو آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ ۱۲

اہلسنت کے امام ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور ابن عقبہ نے اپنی کتاب نکہ میں اور ابو السعادات نے اپنی کتاب فضائل العشرہ میں اور امام غزالی نے اپنی کتاب الاحیاء میں اپنی اپنی روایتوں سے ابو الیقظان سے اور ہمارے علماء اثنا عشری کے گروہ نے مثل علامہ ابن بابویہ القمی اور ابن شاذان اور کلینی اور طوسی اور ابن عقدہ اور برقی اور ابن فیاض اور عمد کی اور صفوانی اور ثقفی نے اپنی اپنی سندوں سے ابن عباس سے ابی رافع سے اور ہند ابن ابی ہالہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ قرار دی ہے پس تم دونوں میں سے کون ہے ایسا ہے جو اپنے بھائی کی خاطر موت کو قبول کرلے اور اس کی زندگی کا طالب ہو دونوں میں سے ہر ایک نے موت کو پسند نہیں کیا (اور اپنے بھائی کی خاطر جان دینا نہ چاہا) اس پر خدائے تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی فرمائی کہ تم میرے ولی علیؑ ابن ابیطالبؑ کے مانند کیوں نہیں بنتے کہ میں نے اس میں اور اپنے نبی محمد مصطفیٰؐ میں مواخات قرار دی ہے تو علیؑ مرتضیٰ نے محمد مصطفیٰؐ کی جان بچانے کی خاطر اپنی جان خطرہ میں جھونک دی ہے اور اُس کے بچھونے پر بجائے اُس کے جان دینے کیلئے اسوقت لیٹا ہے اور سو رہا ہے تم دونوں اسی وقت زمین پر جاؤ اور اُس کے دشمنوں سے اُس کی حفاظت کرو۔ بس

جبرئیلؑ اُتر کر آن حضرتؐ کے سرہانے بیٹھے اور میکائیلؑ پائنتی بیٹھے اور جبرئیلؑ یہ کہنے لگے کہ اے فرزند ابوطالب! مبارک ہو مبارک ہو آپ کا مثل و مانند کون ہو سکتا ہے کہ آپ کی وجہ سے خدائے تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الخ تفسیر برہان میں الجالس کی روایت سے منقول ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ راوی ہیں کہ ابن الخطاب کے مقرر کئے ہوئے شوریٰ کے بموجب جناب امیر علیہ السلام اور عثمان اور طلحہ و زبیر اور عبدالرحمٰن ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص ایک مکان میں داخل ہوئے اور دروازہ اس کا بند کر دیا گیا اور امر خلافت میں باہم شورہ دینے لگے تو چونکہ اُس نے تین دن کی مدت مقرر کر دی تھی اور یہ قرار دے دیا تھا کہ پانچ ایک بات پر متفق ہو جائیں اور ایک رائے سے علیحدہ رہے تو اسے قتل کر دینا اور چار متفق ہو جائیں اور دو الگ رہیں تو ان دو کو قتل کر دینا مگر جب سب ایک رائے پر متفق ہوئے تو جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ان سے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں تم سے کہوں وہ تم سن لو اگر وہ حق ہو تو اسے قبول کرنا اور باطل ہو تو اس کا انکار کر دینا سب نے کہا فرمائیے تو حضرتؑ نے اپنے فضائل بیان کرنا شروع کیے اور وہ سب قبول کرتے جاتے تھے اُس وقت جناب امیرؑ نے منجملہ اور فضائل کے یہ بھی فرمایا کہ آیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس کے بارے میں آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الخ نازل ہوئی ہو اور آیا میرے سوا اور کوئی تھا جو شب ہجرت جناب رسول خدا کی بچانے کے لیے ان کے فرش خواب پر سویا ہو اُن پانچوں نے اقرار کیا کہ آپ کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اور یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (قولِ مترجم) اہلسنت کی کتب احادیث میں اور اہل تشیع کی گیارہ کتب میں متعدد اور معتبر راویوں سے یہ حدیث منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر تعصب کا خدا مُنہ کالا کرے کہ متاخرین میں ایسے بے حیا بھی پیدا ہوئے جو اس حدیث کے بارے میں شکوک پیدا کرتے ہیں اور علی مرتضیٰؑ کی کوئی فضیلت سننا پسند نہیں کر سکتے بلکہ حضرت کے ذکر سے انکاروں پر لوٹ جاتے ہیں۔

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر ۱ | گذشتہ سے پیوستہ ؛ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ (سوائے اس کے نہیں کہ شیطان یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں آپس میں عداوت و بغض ڈال دے اور تمہیں یاد خدا اور نماز سے باز رکھے آیا تم بھی ان چیزوں سے بچو گے؟) ان آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے اس سے پرہیز کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور وہ وجوہ بھی بیان کر دی ہیں جن سے اسے حرام قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (کہو دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میرے پروردگار نے بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ کو حرام کیا ہے اور ناحق بغاوت کو) اور چونکہ پہلی آیت میں خدا نے فرمایا تھا فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ اور اس آیت میں فرمایا اَلْاِثْمَ اس سے معلوم ہو گیا کہ خدا نے نسے حرام قرار دیدیا اور یہ اعلیٰ درجہ کی تدبیر ہے کہ بتدریج حرام کیا۔

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر ۲ | اَلْعَفْوَ ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اَلْعَفْوَ سے مراد سال بھر کے خرچ سے جو کچھ بچ رہے، انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ آیت آیۂ زکوٰۃ سے منسوخ ہو گئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر ۳ | يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ (بیشک جو لوگ یتیموں کا مال بطریق ظلم کھا جاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں) تو جس جس شخص کی سپردگی میں کوئی یتیم تھا اُس کو اُس نے نکال دیا۔ پھر جناب رسول خدا سے جا کر اُس کے نکالنے کے بارے میں سوال کیا تو اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۰ نوٹ نمبر ۴ | وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق اور جناب امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ۔ تو ان لوگوں نے یتیموں کا اپنے خرچ میں علاحدہ رکھنا بُرا سمجھا یہ بات یتیموں پر گراں گزری انھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر شکایت کی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۚ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یتیموں کے مال سے اتنا لے لو جتنا ان کی ضرورتوں کو کافی ہو اور اپنے مال میں سے اتنا جتنا تمہاری ضرورتوں کو کافی ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ اگر یتیم چھوٹے اور بڑے ہوں اور بعض اُن میں سے بعض کی نسبت اچھا کپڑا پہنیں اور بعض ان میں سے بعض کی نسبت زیادہ کھاتے ہوں اور مال سب کا یکجائی ہو تب کیا حکم ہے؟ فرمایا کپڑے کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ ہر ایک کے ذمہ اُس کے اپنے اپنے کپڑے کی قیمت ہے جیسا وہ پہنے اور کھانا سب کا ایک جا ہونا چاہیئے کیونکہ بچہ بھی بڑے ہی کے قریب قریب کھاتا ہے اور ایک روایت کے بموجب اتنا اور فرمایا تھا کہ ان کے مال سے زیادہ نہ لے لینا ورنہ وہی جہنم میں پہونچا دینے کا موجب ہو جائے گا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہم اپنے کسی بھائی سے ملنے جائیں جو یتیموں کے گھر میں رہتا ہو اور اُن یتیموں کا نوکر ہو اور ہم اُن یتیموں کا پانی پئیں اور ان کے فرش پر بیٹھیں اور ان کا خدمتگار ہمارا کچھ کام کر دے اور کبھی ایسا بھی ہو کہ ہم اپنے بھائی کے ساتھ جو کھانا کھائیں اس میں یتیموں کا کھانا ملا ہو تو اس میں حضرت کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اگر تمہارا اس شخص کے پاس جانا ان یتیموں کے نفع کی غرض سے ہو تو کچھ حرج نہیں اور اگر تمہارے جانے میں ان کا کچھ ضرر ہے تو ہرگز مت جاؤ۔ اور اس نفع و ضرر کو تم خود بھی سمجھ سکتے ہو کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (بلکہ انسان اپنے نفس کی حالت خود ہی خوب جانتا ہے) پس اصل تم پر پوشیدہ نہ رہے گا اور اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ ۱۲

صفحہ ۴۱ نوٹ نمبر ۶ | اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؛ ان نیکیوں سے باز رہنے کے لئے خدا کی قسم کھانا منع کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ قسم کھانے والا خدا کے مقابلے میں جری ہو جاتا ہے اور جو شخص خدا کے مقابلے میں جری ہو جائے وہ پارسا ۱۲ پرہیزگار نہیں رہ سکتا اور نہ لوگوں کے مابین صلح کرانے میں اس پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اسی لئے پروردگار عالم نے زیادہ قسم کھانے والے کی مذمت ان لفظوں میں کی ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ (ہر زیادہ قسم کھانے والے ناقص الرائے کی بات پر ہرگز نہ چلو)۔ ۱۲

صفحہ ۴۱ نوٹ نمبر ۷ | بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ؛ سے مراد ایسی قسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی وعدہ یا ارادہ نہیں ہوتا ہے جیسے عرب کے لوگ محض محاورے میں بغرض تاکید کلام بولتے ہیں لَا وَاللّٰهِ اور بَلٰى وَاللّٰهِ۔ ۱۲

صفحہ ۴۱ نوٹ نمبر ۸ | بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؛ اس سے مراد ہے نیت، وعدہ، قصد، ارادہ جو قسم کھانے کے وقت ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۲ نوٹ نمبر ۴ | گذشتہ سے پیوستہ ؛ اس عورت نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مرد بر آدمیوں میں سے سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کے ماں باپ کا پھر اُس نے عرض کی کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اُس کے شوہر کا، اُس نے عرض کی کہ میرا حق شوہر پر ایسا نہ ہو گا جیسا کہ اُس کا مجھ پر ہے؟ فرمایا نہیں سو کے مقابل ایک بھی نہیں، اُس نے عرض کی کہ اسی کی قسم جس نے آپکو نبیؐ برحق بنا کر بھیجا ہے میں ہرگز ہرگز آپ اپنے کو کسی مرد کے عقد نکاح میں نہ دوں گی۔ ۱۲

صفحہ ۴۲ نوٹ نمبر ۵ | اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ؛ یعنی نیکی کے ساتھ آزاد کر دینا۔ ۱۲

صفحہ ۴۲ نوٹ نمبر ۶ | فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ؛ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عورت اپنے شوہر سے یہ کہہ دے کہ میں کسی بات میں تیری اطاعت نہ کروں گی تو مرد جو کچھ اس سے لے لے سب جائز ہے اور پھر اس سے رجوع کرنا مناسب نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۲ نوٹ نمبر ۷ | فَإِنْ طَلَّقَهَا ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے جو دو طلاق کے بعد دی جائے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳ نوٹ نمبر ۵ | وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ ؛ والدات یہاں عام ہیں خواہ مطلقہ ہوں یا غیر مطلقہ اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں خاص مطلقہ مراد ہیں اسلئے کہ سلسلہ مطلقہ ہی کا چلا آرہا ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آزاد عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کی جائے گی۔ ہاں لونڈی مجبور کی جائے گی اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اگر آزاد عورت اپنی خوشی سے اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو روکی نہ جائے گی کیونکہ وہ اس کا حق ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بچے کے لئے اس کی ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہو سکتا۔ الفقیہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ کوئی دودھ جس سے بچہ پرورش پائے اس کے حق میں اس کی ماں کے دودھ سے زیادہ نافع نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

صفحہ ۴۳ نوٹ نمبر ۶ | حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ؛ کاملین کے معنی پورے دو برس ہیں، کاملین سے اسلئے تاکید کی گئی ہے کہ لوگ علی العموم اس بارے میں بے توجہی کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۵ نوٹ نمبر ۴ | گذشتہ سے پیوستہ ؛ پس آنحضرت نے اس نماز میں دعائے قنوت پڑھی اور پھر سفر اور حضر میں ہر نماز میں برابر قنوت پڑھتے رہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص پانچوں واجب نمازیں اُن کے اوقات کا لحاظ اور اُن کے حدود کی رعایت کر کے ٹھیک ٹھیک ادا کریگا وہ قیامت کے دن خدا کی حضور میں اس طرح جائیگا کہ خدائے تعالیٰ اُس کے جنت میں داخل کرنے کا ضامن ہوگا اور جس نے حفاظتِ اوقات یا رعایتِ احکام میں بے پروائی برتی ہوگی وہ اس حالت سے پہنچے گا کہ خدا کی ضمانت کچھ نہ ہوگی چاہے بخش دے چاہے عذاب کرے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵ نوٹ نمبر ۵ | فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ؛ کافی اور الفقیہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں جداگانہ حدیثیں منقول ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ میدان جنگ میں یا ایسی جگہ جہاں درندوں یا چوروں کا خوف ہو فقط تکبیریں کہہ لیں اور رکوع و سجود وغیرہ اشارے سے ادا کر لیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۶ نوٹ نمبر ۳ | اور وہاں انبیاء بنی اسرائیل میں سے حزقیل نامی ایک نبی کا گذر ہوا۔ انھوں نے یہ ہڈیاں دیکھیں تو بہت روئے اور عرض کی کہ اے پروردگار اگر تو چاہے تو ایک ہی ساعت میں ان کو زندہ بھی کر سکتا ہے جیسے کہ تو نے ان کو موت دیدی کہ یہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیرے بندے اس سے پیدا ہوں گے اور یہ جو دوبارہ زندگی پائیں گے نئے پیدا ہونے والوں کے ساتھ ملکر تیری عبادت کیا کریں گے۔ خدائے تعالیٰ نے بذریعۂ وحی ان سے دریافت کیا کہ کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ ہم ان کو زندہ کر دیں؟ انھوں نے عرض کی کہ پروردگار ضرور۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے ان سب کو زندہ کر دیا اور صورت اُس کی یہ ہوئی کہ اُن نبی کو وحی فرمائی کہ تم فلاں فلاں الفاظ اپنی زبان پر جاری کرو۔ انھوں نے حکم کے مطابق وہ الفاظ جاری کیئے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ الفاظ اسم اعظم تھے جیسے ہی حضرت حزقیل نے وہ الفاظ ادا کیے دیکھا کہ وہ ہڈیاں دوڑ دوڑ کر ایک دوسرے سے مناسب دھوزوں مقامات پر مل گئیں اور وہ سب لوگ زندہ ہو کر لگے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے! اور خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر و تہلیل کرنے اُس وقت حضرت حزقیل نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ قصہ بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

العوالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث مذکور ہے جس میں اہل فارس کی عید نوروز کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی نے اپنے پروردگار سے یہ عرض کی تھی کہ ان لوگوں کو زندہ کر دے جو اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں موت کے خوف سے نکل گئے تھے اور پھر تو نے اُن کو بھی موت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اُن نبی کو وحی فرمائی کہ تم اُن کی قبروں پر پانی چھڑک دو چنانچہ انھوں نے اسی نوروز کے دن ان پر پانی چھڑکا تھا اور وہ زندہ ہو گئے تھے اور وہ تعداد میں تینتیس ہزار تھے۔ یہیں سے نوروز کے دن پانی چھڑکنا قدیم زمانے کی سنت ثابت ہے۔ سوائے راسخون فی العلم کے اور کوئی اس کا سبب نہیں جانتا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے انہی لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جن کو خدا نے حکم دیا تھا کہ مر جاؤ اور پھر اُن کو زندہ کیا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے اُن کو زندہ دیکھا تھا تو آیا پھر ان کو موت دیدی تھی یا انھیں دنیا میں رہنے کی مہلت دی تھی کہ وہ مکانوں میں آباد ہوئے ہوں اور کھانا کھاتے ہوں؟ فرمایا موت نہیں دی تھی بلکہ ان کو دنیا میں بھیجدیا تھا کہ وہ مکانوں میں بھی آباد رہے اور انھوں نے کھانے بھی کھائے اور عورتوں سے مباشرت بھی کی اور جتنی مدت خدا کو منظور تھا دنیا میں رہے بھی پھر اپنی موت سے مختلف اوقات میں مرتے گئے۔

صفحہ ۴۶ نوٹ نمبر ۴ | أَضْعَافًا كَثِيرَةً ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا (جو ایک نیکی لائے گا پس اُسے اُس سے بہتر معاوضہ دیا جائے گا) تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پروردگار عالم مجھے اس سے زیادہ عنایت فرما تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (جو ایک نیکی لائے گا اُسے اس کا دس گنا معاوضہ دیا جائے گا) اس پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پروردگار اس سے بھی زیادہ عطا کر تب خدا نے یہ آیت نازل کی مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً جس سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سمجھ لیا کہ خود خدا جسے کثیر فرمائے اس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہو سکتی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶ نوٹ نمبر ۵ | إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ ؛ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت کے بموجب یہ نبی اشموئیل تھے جس کی وجہ اشمعیل ہوتی ہے۔ اور ایک اور روایت کے بموجب ارمیا تھے اس زمانے میں بنی اسرائیل میں نبوت و سلطنت ایک گھرانے میں جمع نہ ہوتی تھی بلکہ نبوت تو اولاد لاوی ابن یعقوب میں تھی اور سلطنت اولاد حضرت یوسف میں۔ ۱۲

صفحہ ۴۸ نوٹ نمبر ۲ | گذشتہ سے پیوستہ ؛ جب یہ لوگ اس دریا پر پہونچے تو بہت ہی تھوڑے ایسے تھے جنھوں نے نہ پیا ہو باقی سب نے پی لیا۔ ان پانی پی لینے والوں کی تعداد ستر ہزار تھی۔ حالانکہ یہ ایک امتحان تھا جس کی خدا نے پہلے سے خبر دے دی تھی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ گروہ قلیل جنھوں نے نہ پیا اور نہ چلو میں اٹھایا تین سو تیرہ تھے جب یہ لشکر اُس دریا سے پار اترا گیا اور جالوت کے لشکر پر اس کی نظر پڑی تو جو پانی پی گئے تھے انھوں نے تو یہ کہا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ اور جنھوں نے پانی نہ پیا تھا انھوں نے کہا کہ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ داؤد علیہ السلام جالوت کے مقابلہ میں آ ڈٹے۔ جالوت

ایک ہاتھی پر سوار تھا اُس کے سر پر تاج تھا اور پیشانی پر ایک یاقوت جگمگا رہا تھا اور لشکر اس کے دائیں بائیں پوری آن بان سے کھڑا تھا۔ داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں میں سے ایک پتھر لیکر جالوت کے میمنہ (لشکر کے دائیں حصّے) پر پھینکا یہ پتھر ہوا میں اڑ کر اسطرح ان پر جا پڑا کہ سب بھاگ گئے، پھر دوسرا پتھر جالوت کے میسرہ (لشکر کے بائیں حصّے) پر پھینکا وہ بھی بھاگ گئے۔ اس کے تیسرا پتھر خود جالوت کے مارا وہ یاقوت پر اس زور سے لگا کہ وہ یاقوت جالوت کی پیشانی کو توڑ کر اس کے دماغ میں گھس گیا اور وہ وہیں گر کر ٹھنڈا ہو گیا اسی کو خدا نے فرمایا ہے۔ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ۔ ۱۲

صفحہ ۴۸ نوٹ نمبر ۳ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ ۔ پروردگار عالم نیکوں کے طفیل میں بدوں کی بلائیں بھی دفع فرماتا رہتا ہے۔ ۱۲

پارۂ دوم تمام شُد

ضمیمہ متعلق پارہ سوم

صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۴ ۔ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (اس دن سفارش کوئی نفع نہ دے گی سوائے اس کے جس کو رحمٰن نے اجازت دے دی ہوگی اور اس کی بات کو پسند بھی فرماتا ہوگا) ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد یوم موت ہو جیسا کہ پہلے وَاتَّقُوا يَوْمًا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا کی تفسیر میں آچکا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۹ نوٹ نمبر ۸)

صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۵ ۔ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ اس میں ضمیر (هُمْ) تاکید کے لئے آئی ہے اور اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ان کا ظلم اپنی ذات پر انتہا کو پہونچ گیا ہے اور ایک یہ کہ اور جو جو اور جیسے جیسے ظالم ہو سکتے ہیں۔ ان کو ان پر قوت حاصل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۶ ۔ لَا تَأْخُذُهُ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کسی شخص کو ان حضرتؑ نے اسطرح بیٹھے دیکھا کہ اس نے اپنا ایک پاؤں دوسری ران پر رکھ چھوڑا تھا اسی وقت حضرت سے سوال کیا گیا کہ آیا یہ طریقہ نشست مکروہ ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کیا اسلئے کہ یہودی یہ کہتے ہیں کہ جب پروردگار عالم آسمان و زمین کی پیدائش سے فارغ ہوا تو وہ آرام کرنے کی غرض سے اسی طرح بیٹھا تھا۔ حالانکہ ان کے اسی قول کی تردید میں خدا نے آیۃ الکرسی نازل فرمائی ہے۔ قول مترجم ۔ مطلب یہ ہوا کہ اس طرح بیٹھنا مکروہ نہیں ہے، اور خدا کی یہ شان ہی نہیں ہے کہ اٹھنے بیٹھنے کیوں کہ وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۷ ۔ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اس آیت کو یوں تلاوت فرماتے تھے لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ۱۲

صفحہ ۴۹ نوٹ نمبر ۸ ۔ كُرْسِيُّهُ ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا آسمان و زمین میں کرسی سمائی ہوئی ہے یا کرسی میں آسمان و زمین، فرمایا کہ ہر شئی کرسی میں سمائی ہوئی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کل آسمان اور زمین اور جتنی مخلوق ان میں ہے وہ سب جوف کرسی میں ہیں اور کرسی کو خدا کے حکم سے چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ کتاب التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرش و کرسی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک صورت تو یہ ہے کہ عرش سے مراد تمام مخلوق ہے اور کرسی ان سب کا ظرف ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ عرش سے مراد وہ علم ہے جس پر خدا نے اپنے انبیاءؑ اور رسولوں اور حجتوں کو مطلع فرمایا ہے اور کرسی سے مراد وہ علم ہے جس پر ان میں سے کسی کو مطلع نہیں فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۵ ۔ گذشتہ سے پیوستہ ۔ فرمایا کہ ہاں، ان کا کوئی دین نہیں ہے اور ان پر کوئی عتاب نہیں، کیا تم نے خدا کا کلام نہیں سنا کہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (یعنی گناہوں کی تاریکی سے توبہ و مغفرت کی روشنی کی طرف بوجہ ولایت امام عادل و منصوص من اللہ منتقل کر دیتا ہے، پھر فرمایا کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ اس سے یہ مطلب ہے کہ پہلے وہ نور اسلام میں تھے، جب امام ظالم کی اطاعت کی جو خدا کی طرف سے نہ تھا تو ایسوں کی ولایت تاریکی کفر کی طرف لے گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے کفار کے ساتھ اُن کے لئے بھی جہنم واجب کر دیا۔ ابن ابی یعفور کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سے عام کافر مراد نہیں ہیں؟ فرمایا وہ ہرگز نہیں کیوں کہ کافروں کے پاس پہلے نور ہی کون سا تھا جس سے نکال کر طاغوت اُن کو ظلمات کی طرف لے گئے۔

صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۶ ۔ خَالِدُونَ ۔ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دشمن کو کتنے ہی بڑے عابد اور پرہیزگار ہوں ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۷ ۔ اَنَّ اَمَانَةَ اللّٰهِ الْمُلْكُ ۔ کتاب الخصال میں برقی سے مرفوعاً یہ حدیث مروی ہے کہ چار آدمی پورے پورے زمین کے مالک ہوئے ہیں، جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔ مومن تو سلیمان بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے اور کافر نمرود اور بخت نصر۔ ۱۲

صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۸ ۔ اِفْعَالَ اِبْرَاهِيمَ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کے بعد کا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۹ ۔ اَوْ كَالَّذِي ۔ اس سے ارمیاؑ نبی مراد ہیں اور بروایت ضعیف عزیرؑ نبی مراد ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۰ نوٹ نمبر ۱۰ ۔ مِائَةَ عَامٍ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل پر خدا نے سخت نفرین کو مسلط کیا تو حضرت عزیرؑ بھاگ کر ایک کھوہ میں پناہ گزیں ہوئے اور حضرت ارمیاؑ علیہ السلام سو برس تک مردہ رہے۔ اس کے بعد خدا نے انھیں زندہ کیا۔ زندہ کرنے کے وقت سب سے پہلے خدا نے ان کی آنکھ میں جان ڈالی اور ان سے بذریعہ وحی سوال کیا کہ تم یہاں کتنی دیر رہے؟ عرض کی کہ ایک دن پھر سورج کی طرف نظر ڈال کر کہا کہ دن کا کچھ حصہ (یعنی پورا دن بھی نہیں) اس وقت خداوند عالم نے کہ نہیں بلکہ سو برس۔ اب تم اپنے کھانے پینے کی طرف دیکھو کہ ان میں کچھ تغیر نہیں ہوا۔ غرض یہ ہے کہ ہم خود تم کو لوگوں کے لئے ایک نشانی مقرر کریں گے اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ کس طرح ہم اس کی ہڈیاں جوڑتے اور اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنی اسرائیل نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی اور نافرمانی زیادہ کی تو خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اُن پر ایسے شخص کو مسلط کرے جو ان کو ذلیل بھی کرے اور قتل بھی کرے۔ پس حضرت ارمیا علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے ارمیا بلیہ شہر کتنا بڑا ہے کہ جس کو میں نے اپنے شہروں میں سے منتخب کیا پھر اُس میں اچھے اچھے پودا لگایا اور وہ ایسا بُرا نکلا کہ اُس سے مرتوب پیدا ہوا۔ حضرت ارمیا علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے نیک لوگوں کو اس امر سے اطلاع دی تو انھوں نے عرض کی کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں پھر عرض کیجئے کہ ہم کو اس مثل کے معنی بتلائے پس حضرت ارمیا علیہ السلام نے سات دن روزے رکھے (پھر عرض معروض کی) تو وحی الٰہی ہوئی کہ اے ارمیا بلیہ شہر سے مراد بیت المقدس ہے

اور جو کچھ میں نے اُس میں بویا ہے وہ بنی اسرائیل ہیں جن کو میں نے اس شہر میں آباد کیا مگر وہ نافرمانی کو کام میں لائے میرے قواعد کو انھوں نے بدل دیا۔ اور میری نعمت کا احسان ماننے کے بدلے کفر کیا پس میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی کہ میں سخت آزمائش سے اُن کو آزماؤں گا کہ بڑے بڑے دانا بھی اس میں حیران رہ جائیں گے اور اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو جس کی ولادت بھی بہت ہی برے طریقہ سے ہوئی ہو اور جس کا کھانا بھی بہت ہی بُرا اور ذلیل کھانا ہو۔ ان پر مسلط کردوں گا۔ اور وہ جبّار اور قہّار اُن کے اوپر غلبہ حاصل کرے گا پھر ان میں سے جو لڑنے کے قابل ہوگا اُن کو قتل کرے گا اور ان کی عورتوں کو قید کریگا اور اپنے جس بیت مقدس پر وہ نازاں ہیں اُس کو وہ برباد کر دیگا اور جس پتھر کی وجہ سے وہ تمام بنی نوع انسان پر اپنا فخر جتلاتے ہیں اُس کو وہ گھوڑے پر ڈال دیگا اور ستّر برس وہ وہیں پر رہے گا۔" ارمیا علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے نیک لوگوں کو یہ خبر پہونچائی تو انھوں نے عرض کی کہ آپ پھر اپنے پروردگار کے حضور میں رجوع کریں اور یہ عرض کریں کہ جو لوگ فقیر و مسکین و ضعیف ہیں اُن کا کیا قصور ہے (یہ تو گیہوں کے ساتھ گھُن بھی پسا جاتا ہے) حضرت ارمیا نے پھر روزہ رکھا۔ اس کے بعد شام کو کھانا کھایا تو کوئی وحی نہ ہوئی پھر سات دن روزے رکھے (اور عرض معروض کی) تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم اس معاملہ میں سکوت اختیار کرو ورنہ میں تمہارے چہرے کو پشت کی طرف پھیر دوں گا۔ پھر وحی کی گئی کہ تم ان (مساکین و فقرا) سے کہدو کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے بدی کو دیکھا اور اس سے روکا نہیں۔ ارمیا نے عرض کی اے میرے پروردگار! مجھے یہ توجتلا دے کہ وہ شخص کون ہے؟ تاکہ میں اس کے پاس جاؤں اور اپنی ذات کے لئے اور اپنے اہلبیت کیلئے اُس سے امان لے لوں۔ فرمایا کہ فلاں فلاں موقع پر جاؤ وہاں تم ایک لڑکے کو دیکھو گے کہ پرانی سے پرانی سخت بیماری اسکو عارض ہے اور ولادت کی رو سے بھی وہ بہت ہی خبیث ہوگا۔ اور جسم میں سب سے زیادہ کمزور اور غذا بھی اس کی سب سے بدتر ہوگی پس وہی وہ شخص ہے۔" حضرت ارمیا اس شہر میں پہونچے تو یکایک ایک لڑکے کو ایک پرانی سرائے کے بیچوں بیچ ایک مزبلے پر سخت پرانی بیماری کی حالت میں پڑے ہوئے دیکھا اور یکایک اس کے پالنے والی کو بھی دیکھا کہ ایک پیالے کے ٹھیکرے میں کچھ ٹکڑے بڑے بڑے اُس نے ڈال رکھے ہیں اور اُن کے اوپر مادۂ سؤر کا دودھ دوہ رہی ہے اس کے بعد اُس لڑکے کے قریب لاتی ہے اور وہ اُسے کھا لیتا ہے۔" حضرت ارمیا علیہ السّلام نے خیال کیا کہ جس شخص کی حالت خدائے تعالےٰ نے بیان کی تھی ہو نہ ہو دنیا میں تو وہ یہی ہو سکتا ہے چنانچہ اُس کے قریب آئے اور اس سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے عرض کی تخت نصر! (دنام سن کر) پہچان لیا کہ یہ وہی ہے پھر اُس کا علاج کیا۔ یہاں تک کہ وہ اچھا ہوگیا پھر اُس سے فرمایا کہ تو مجھے پہچانتا ہے؟ اُس نے کہا کہ جانتا تو نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ آپ بڑے نیک شخص ہیں فرمایا کہ میں بنی اسرائیل میں سے ایک نبی ہوں۔ ارمیا میرا نام ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب وہ تجھکو بنی اسرائیل پر مسلط فرمائیگا سو تو ان کے مردوں کو تو قتل کرے گا اور جو کچھ بھی تجھے کرنا ہے ان کے ساتھ سبھی کچھ کر گزریگا۔ امام فرماتے ہیں کہ اُس وقت وہ لڑکا یہ باتیں سن کر اپنے دل میں حیران رہ گیا۔ پھر حضرت ارمیا نے فرمایا کہ تو اپنی طرف سے ایک نوشتہ میرے لیے امان کا لکھدے چنانچہ اس نے ایک نوشتہ لکھدیا۔ اور اب راتوں کو یہ لڑکا پہاڑوں میں جاتا اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لاتا اور شہر میں لاکر اُن کو بیچا کرتا۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ لوگوں کو بنی اسرائیل سے لڑنے کیلئے لوگوں کو بلانے لگا۔ بنی اسرائیل کا صدر مقام اُس وقت بیت المقدس تھا لوگ کثرت سے اس کے بلانے پر جمع ہوگئے اور بخت نصر اُن سب کو لیکر بیت المقدس کی طرف بڑھا جب حضرت ارمیا کو اس کے بیت المقدس کی طرف آنے کی خبر ہوئی تو وہ ایک گدھے پر سوار ہوکر اس کے استقبال کے لیے چلے اور بخت نصر نے جو امان نامہ ان کو لکھکر دیا تھا وہ اُن کے پاس تھا مگر اس کے لشکر اور مصاحبوں کی کثرت کے سبب حضرت ارمیا اس تک نہ پہنچ سکے مسئلے انھوں نے وہ امان نامہ ایک لکڑی پر باندھ کر اسے بلند کیا۔ بخت نصر نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ فرمایا میں وہی ارمیا نبی ہوں جس نے تجھے اس بات کی بشارت دی تھی کہ تو عنقریب بنی اسرائیل پر مسلط ہو جائیگا اور یہ تیرا امان نامہ ہے جو تو نے میرے لیے دیا تھا۔ اُس نے کہا کہ بہت اچھا آپ کو تو میں نے امان بخشی! اب رہے آپ کے اہلبیت! تو میں اسی جگہ سے بیت المقدس کی طرف ایک تیر پھینکتا ہوں اگر میرا وہ تیر بیت المقدس تک پہنچ گیا تو میں ان کو امان نہ دوں گا۔ اور اگر نہ پہنچا تو وہ سب مامون ہوں گے۔ یہ کہتے ہی اُس نے کمان کھینچی اور بیت المقدس کی طرف ایک تیر سر کیا۔ ہوا نے اس کا تیر بیت المقدس تک پہونچا دیا کہ وہ اُس کے پردے میں جا اٹکا۔ بخت نصر نے کہا کہ اب میں ان کو امان نہیں دے سکتا۔ ساتھ ہی اس کی نظر مٹی کے ایک ٹیلے پر پڑی جو اس کے بیچوں بیچ تھا دیکھتا کیا ہے کہ اس کے بیچوں بیچ سے خون جوش مار مار کر نکل رہا ہے اور جتنی مٹی اس پر ڈالی جاتی ہے خون اور زیادہ ابلتا ہے۔ بخت نصر نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کا ایک نبی تھا جس کو بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے قتل کر دیا۔ یہ اُس کا خون ابلتا ہے اور جتنا بھی ہم اس کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں وہ اور زیادہ جوش کھا کھا کر نکلتا ہے۔ بخت نصر نے کہا تو میں بھی بنی اسرائیل کو اُس وقت تک قتل کیے ہی جاؤں گا جب تک یہ خون نہ تھمے۔ اور وہ خون حضرت یحییٰ ابن حضرت زکریا علیہما السّلام کا تھا۔ اُن حضرت کے زمانے میں ایک بڑا ظالم بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کیا کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے پاس سے بھی گزرا کرتا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السّلام اس سے فرمایا کرتے تھے کہ اے بادشاہ یہ فعل تیرے لیے جائز نہیں ہے اس سے پرہیز کر ایک موقعہ پر ان عورتوں میں سے جس سے زنا کرنا تھا ایک عورت نے نشہ کی حالت میں اُس سے کہدیا کہ اے بادشاہ یحییٰ کو قتل کر دے چنانچہ اس نے حکم دیدیا کہ یحییٰ علیہ السّلام کا سر اُس کے سامنے لایا جائے۔ سو یحییٰ علیہ السّلام کا سر ایک طشت میں رکھ کر اس کے سامنے لایا گیا۔ سامنے آتے ہی وہ سر اُس سے باتیں کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ اے شخص اللہ سے ڈر یہ فعل تیرے لیے جائز نہیں ہے پھر خون اُس طشت سے ابلا یہاں تک کہ زمین پر پہنچا۔ پھر زمین سے ابلا اور اس وقت سے اب تک ابلتا جاتا ہے ٹھہرتا ہی نہیں۔ حالانکہ یحییٰ علیہ السّلام کے قتل اور بخت نصر کے خروج کے مابین سو برس کا زمانہ گذر چکا تھا۔ اب بخت نصر ان کے قتل پر تُل پڑا۔ گاؤں گاؤں میں جاتا تھا۔ اور مردوں، عورتوں، بچوں اور ان کے جانوروں تک کو قتل کرتا تھا لیکن وہ خون کسی طرح نہیں ٹھہرتا تھا۔ یہاں تک کہ جتنے بھی اس ملک میں تھے اس نے سب فنا کر دیئے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آیا اس ملک میں اب کوئی باقی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں فلاں موضع میں ایک بڑھیا باقی ہے کسی کو بھیجا اور اُس نے جا کر خود اس خون کے اوپر بڑھیا کی گردن کاٹ ڈالی جس وقت خون ٹھہرا۔ یہ بڑھیا باقی رہنے والوں میں سب سے زیادہ آفت تھی۔ اس کے بعد بخت نصر ارض بابل میں آیا اور یہاں اُس نے ایک شہر بنوایا۔ اسی میں اقامت اختیار کی اور ایک کنواں کھدوایا جس میں حضرت دانیال علیہ السلام کو ڈلوایا اور ان کے ساتھ ایک شیرنی بھی اسی میں ڈلوا دی۔ یہ شیرنی تو اس کنوئیں کی مٹی کھاتی تھی اور حضرت دانیالؑ اس کا دودھ پیتے تھے اسی طرح ایک مدت گزر گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اُس نبی کو جو اسوقت بیت المقدس میں تھے یہ وحی فرمائی کہ تم یہ کھانا اور پانی لیکر دانیالؑ کے پاس جاؤ اور اُن کو ہمارا سلام پہونچاؤ۔ انھوں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ ہیں کہاں؟ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں موقع پر چاہ بابل میں ہیں۔ امام فرماتے ہیں کہ وہ نبی چاہ بابل پر آئے اور کنوئیں میں جھک کر آواز دی کہ اے دانیالؑ! حضرت دانیالؑ نے جواب دیا لبیک! یہ آواز تو عجیب ہے نبی نے کہا کہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کے لیے کھانا اور پانی بھیجا ہے پھر ڈول کی طرح لٹکا کر وہ چیزیں انھیں پہونچائیں اسوقت حضرت دانیال علیہ السّلام نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَنْسٰی مَنْ ذَکَرَهٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یُخَیِّبُ مَنْ دَعَاهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْهِ کَفَاهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِهٖ لَمْ یَکِلْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَاةً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَکْشِفُ ضُرَّنَا عِنْدَ کُرَبِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ مُقِیْلُنَا حِیْنَ یَنْقَطِعُ الْحِیَلُ مِنَّا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ سَرِیْعٌ جَاوُزُنَا حِیْنَ سَاءَ ظُنُوْنُنَا بِاَعْمَالِنَا۔

ترجمہ:۔ سب تعریف اس خدا کے لئے زیبا ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو ترک نہیں فرماتا۔ سب تعریف اُسی خدا کے لیے زیبا ہے جو اپنے دعا مانگنے والے کو ناامید نہیں فرماتا۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے زیبا ہے جو اُس شخص کے لیے کفایت فرماتا ہے جو اس پر بھروسہ کرے۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے زیبا ہے جو اپنے اوپر پختہ بھروسہ کرنے والے کو

کسی غیر کے سپرد نہیں فرماتا۔ سب تعریف اُس اللہ کے لیے زیبا ہے جو نیکی کا بدلہ نیک ہی دیتا ہے۔ سب تعریف اُس اللہ کے لیے زیبا ہے جو صبر کے لیے نجات دیتا ہے۔ سب تعریف اُس اللہ کے لئے زیبا ہے جو ہماری سخت تکلیف کے وقت ہماری مصیبت کو رفع کر دیتا ہے اور سب تعریف اُسی اللہ کے لیے زیبا ہے جو ہماری تدبیریں قطع ہونے کے وقت ہمارا سہارا ہوتا ہے۔ اور سب تعریف اُسی اللہ کے لیے زیبا ہے جو اُس وقت ہماری اُمید گاہ ہوتا ہے۔ جبکہ ہم اپنی بد اعمالی کے سبب بدگمان ہوتے ہیں۔"

امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اسی موقع پر خدائے تعالیٰ نے بخت نصر کو سوتے میں ایک خواب دکھلایا کہ اس کا سر لوہے کا ہوگیا ہے اور اس کے دونوں پاؤں تانبے کے اور اس کا سینہ سونے کا حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اُس نے مجنموں کو بلایا اور اُن سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے کیا خواب دیکھا؟ وہ بولے کہ ہم کیا جانیں حضور نے کیا دیکھا؟ ہاں جو کچھ حضور نے دیکھا ہو ارشاد فرمائیے (تو ہم کچھ تعبیر دے سکیں) بادشاہ نے (غصہ ہو کر) کہا کہ میں تمھیں اتنی مدت سے تنخواہیں یوں ہی دے رہا ہوں اور تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے اُسی وقت حکم دیا گیا اور وہ سب قتل کیے گئے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اُس وقت کسی مصاحب نے یہ عرض کی کہ اس خواب کو اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ بتا سکتا ہے جو کنوئیں میں قید ہے اس لیے کہ وہ معجزہ تو اس کا ظاہر ہے کہ) آج تک شیر فی نے اُس سے کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ خود مٹی کھاتی ہے اور اُسے دودھ پلاتی ہے۔ بادشاہ نے فوراً کسی کو بھیجکر حضرت دانیالؑ کو نکلوایا اور ان سے دریافت کیا کہ بتلائیے میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ فرمایا کہ اے بادشاہ! تو نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ سر تیرا فلاں چیز کا ہوگیا ہے اور پاؤں تیرے فلاں چیز کے ہوگئے ہیں اور سینہ تیرا فلاں چیز کا ہوگیا ہے۔ اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے یہی دیکھا ہے۔ اب بتلائیے اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا تیری سلطنت ختم ہو گئی تو تین دن میں قتل کر دیا جائے گا۔ اور تجھکو فارس کا ایک شخص قتل کرے گا۔" اُس نے کہا میرے گرداگرد سات شہر ہیں اور ہر شہر کے دروازے پر نگہباں ہیں اور میں اتنے پر بھی مطمئن نہیں ہوا بلکہ ہر شہر کے دروازے پر تانبے کی ایک بطخ بنا کر رکھدی ہے کہ جب کوئی پردیسی اس دروازے میں گھستا ہے تو وہ چیختی ہے اور جب تک وہ پکڑ نہ لیا جائے وہ چیختی رہتی ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ حضرت دانیالؑ علیہ السلام نے کہا کہ ہونا تو وہی ہے جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اُسی وقت بخت نصر نے بہت سے سوار فصیل کے گرداگرد پھیلا دینے اور یہ حکم دیدیا کہ جو تمھیں ملے اُسے قتل کر دو وہ کوئی کیوں نہ ہو اور دانیال علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ تم ان تین دن کہیں نہ جاؤ میرے ہی پاس بیٹھے رہو اگر (مجھ پر) تین دن (خیر سے) گذر گئے تو تمھیں قتل کر دوں گا چنانچہ جب تیسرے دن شام ہونے کو ہوئی تو بخت نصر کے دل پر ایک غم طاری ہوگیا وہ مکان سے باہر نکلا اور اُسے ایک لڑکا ملا جو اہل فارس میں سے تھا اور اس کے بیٹے کی خدمتگاری کرتا تھا۔ مگر بادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ اہل فارس سے ہے۔ بادشاہ نے اپنی تلوار اُسے دی اور یہ کہا کہ اے لڑکے آج مخلوق خدا میں سے جو بھی تجھے ملے اُسے قتل کر دینجیو۔ اور اگر میں بھی تجھے مل جاؤں تو مجھے بھی قتل کر دینجیو۔ لڑکے نے تلوار لے لی اور فوراً بخت نصر کے ایک ضربت لگائی اور وہیں اُسے قتل کر دیا۔ اس وقت حضرت ارمیا علیہ السّلام اپنے گدھے پر سوار ہوئے ان کے پاس کچھ انجیر بطور ناشتے کے تھے اور کچھ شیرہ۔ اس وقت انھوں نے خشکی کے درندوں کو بھی دیکھا اور تری کے درندوں کو اور ہوا کے پرندوں کو دیکھا کہ مردار جسموں کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اُسی وقت ایک ساعت غور و فکر کی اور پھر اپنے دل میں یہ کہا کہ اللہ اس کو دوبارہ کیوں کر پیدا کرے گا حالانکہ مختلف درندے اسے کھا گئے ہیں خدائے تعالیٰ نے فوراً اُسی جگہ ان کو موت دے دی اسی کا ذکر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:" اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط۔

ثُمَّ بَعَثَهٗ کے یہ معنی ہیں کہ ان کو پھر زندہ کیا۔ پھر جب خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر رحم کیا اور بخت نصر کو ہلاک کر دیا تو مقتولین بنی اسرائیل کو پھر زندہ کر کے دنیا میں بھیجا اور بخت نصر کو جس وقت اللہ نے بنی اسرائیل پر مسلط کیا تھا اُس وقت حضرت عزیرؑ بھاگ کر ایک چشمہ میں چلے گئے تھے اور غائب ہوگئے تھے اور حضرت ارمیا اس طرح ستّو برس تک مرے پڑے رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تو سب سے پہلے اُن کی آنکھوں میں جان ڈالی پتلیوں میں جان اسی طرح آئی جس طرح انڈے کی زردی میں ہوتی ہے پھر نور یعنی روح اُن سے دریافت کیا کَمْ لَبِثْتَ؟ انھوں نے عرض کی لَبِثْتُ يَوْمًا پھر سورج کی طرف نظر ڈالی اور دیکھا کہ اونچا ہو گیا ہے تو عرض کی اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے فرمایا بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا (دیکھو صفحہ ۷۰ سطر ۱) اب لگے وہ گلی ہوئی چورا چورا ہڈیوں کی طرف دیکھنے کہ وہ کیوں کر جمع ہوتی جاتی ہیں اور گوشت جسے درندے کھا گئے تھے۔ کیونکر ہڈیوں پر چڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ خود بھی کھڑے ہوگئے اور گدھا بھی کھڑا ہو گیا آخر بول اُٹھے اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پچاس برس کی عمر میں اپنے اہل و عیال سے جدا ہو کر کہیں تشریف لے چلے زوجہ ان کی حاملہ تھیں (راستہ میں ان پر ایسا ہی واقعہ گذرا جیسا اوپر کی آیتوں میں بیان ہو چکا ہے یعنی) خدائے تعالیٰ نے ان کو ستّو برس کے لیے موت دی اس کے بعد از سر نو زندہ کیا تو وہ اپنے بال بچوں میں اس طرح پلٹ کر آئے کہ پچاس ہی برس کے تھے اور بیٹا ان کا ستّو برس کا تھا تو اس طرح ان کا بیٹا ان سے سن میں بڑا تھا۔ یہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ ابن الکوّا نے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے عرض کی کہ یا امیرالمؤمنینؑ دنیا میں کوئی بیٹا ایسا بھی ہوا ہے جو اپنے باپ سے سن میں بڑا ہو؟ فرمایا ہاں وہ حضرت عزیر علیہ السّلام کا بیٹا تھا جبکہ ان کا گذر ایک اُجڑی ہوئی بستی پر سے ہوا تھا اور اسی موقع پر بیٹا بھی ایک عورت سے پیدا ہوا تھا۔ یہ اُس وقت گدھے پر سوار تھے ان کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں انجیر تھے اور ایک کوزہ تھا جس میں کچھ شیرہ بھرا ہوا تھا۔ اُس اُجڑی ہوئی بستی پر سے گذرے تو فرمایا اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا چنانچہ ستّو برس کے لیے خدا نے خود انھیں موت دے دی یہاں اُن کا بیٹا بڑا ہوا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی بلکہ اولاد در اولاد پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا تو وہ پلٹ کر اپنے گھر آئے تو یہ وہ بیٹا تھا جو اپنے باپ سے سن میں بڑا تھا۔ اور روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ جب وہ اپنے لوگوں کے پاس اپنے اسی گدھے پر سوار ہوئے آئے اور یہ کہا کہ میں عزیر ہوں تو انھوں نے ان کی تہذیب کی۔ تب انھوں نے ساری توریت حفظ سُنائی اور توریت کو حضرت عزیرؑ کے سوا اور کسی نے حفظ کیا ہی نہیں تھا اسی سے لوگوں نے انھیں پہچان لیا اور بہت سے کہنے لگے کہ یہ ابن اللہ ہیں اور ایک قول کے بموجب جب وہ اپنے گھر پلٹ کر آئے تو یہ خود تو جوان تھے اور ان کے بیٹے پوتے بوڑھے۔ جب وہ ان سے کوئی بات کہتے تو وہ کہتے کہ یہ ستّو برس کی بات ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی۔ ظاہراً ان روایتوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ حضرت ارمیا علیہ السّلام کے لیے یافث لکھا ہے اور دوسری جگہ حضرت عزیر علیہ السلام کیلئے اور ایک جگہ حضرت عزیرؑ کے غائب ہونے کا حال لکھا ہے اور دوسری جگہ موت کا۔ مگر یہ اختلاف اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السّلام کیلئے بھی ایسا واقعہ ہوا ہو اور حضرت عزیر علیہ السّلام کے لیے بھی۔ نیز کسی نے حضرت عزیر علیہ السّلام کا غائب ہونا خیال کیا ہو اور اسی طرح روایت کر دی ہو اور

بعد میں اُنھوں نے آکر اپنی موت کا اظہار کیا ہو۔ ایک یہ امر بھی خیال کے قابل ہے کہ تفسیر قمی میں بخت نصر کا بنی اسرائیل کو حضرت یحییٰ ابن زکریا کے خون پر قتل کرنا بیان کیا گیا ہے اور بعض روایتوں اور کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کی ولادت بخت نصر کے واقعہ کے بعد ہوئی ہے تو یہ تعجب بھی اس طرح رفع ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کوئی یحییٰ ابن زکریا پہلے بھی گذرے ہوں وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ ۔

صفحہ ۵۷ نوٹ نمبر ۲ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے الاختصاص میں اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے سوال کیا کہ یا علیؑ تم نے آج کی رات کوئی عمل کیا ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ حضرت یہ سوال کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا تمھارے بارے میں اللہ تعالےٰ نے چار معنی نازل فرمائے ہیں۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں میرے پاس چار درہم تھے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن میں اور ایک درہم چھپا کر دیا اور ایک ظاہر بظاہر۔ فرمایا اسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے تمھارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (دیکھو صفحہ ۷۲ سطر ۲)

قول مترجم۔ ہمارے علماء میں سے صاحب تفسیر عیاشی و صاحب تفسیر مجمع البیان و علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتابوں میں یہی مضمون نقل کیا ہے تو ہم اثنا عشریوں کے تو چار عالموں نے نقل کیا ہے اور چار یا روں کے بارہ راوی ہیں ازاں جملہ اوّل ابوالموئید موفق ابن احمد دوسرے امام ثعلبی جنھوں نے ایک روایت ضحاک سے لی ہے دوسری مجاہد سے تو یہ کل تین ہوئے چوتھے ابراھیم ابن محمد الحموینی پانچویں صاحب فصول المہمہ مالکی انھوں نے واحدی مفسر سے نقل کی ہے پھر چار روایتیں حافظ ابونعیم اصفہانی کی ہیں پہلی عبدالوہاب ابن مجاہد سے دوسری سلمہ سے تیسری یحییٰ ابن الیمان سے چوتھی احمد ابن علی سے یہاں تک کہ ٹوٹ ہوئے دسویں ابن مغازلی شافعی جنھوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے گیارھویں علامہ ابن شہر آشوب جنھوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سدی۔ مجاہد۔ کلبی۔ ابوصالح۔ واحدی۔ طوسی۔ ثعلبی۔ طبری۔ ماوردی۔ کثیری۔ ثمالی۔ نقاش۔ فتال۔ عبداللہ ابن الحسین علی ابن حرب طائی۔ مفسرین سے روایت ہے کہ ان سب نے اپنی اپنی تفسیروں میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جناب علی ابن ابیطالبؑ کے پاس چار درہم چاندی کے تھے پس ایک آنحضرتؐ نے رات میں خیرات کیا اور ایک دن میں ایک پوشیدہ خیرات کیا اور ایک ظاہر بظاہر پس اللہ تعالیٰ نے آیۂ اَلَّذِیْنَ الخ مذکورہ بالا نازل فرمائی اور ایک ایک درہم کو مال کے نام سے نامزد کیا۔ اور آنحضرتؐ کو اس خیرات کے قبول کرنے کی بشارت دی۔ علامہ فلسطری نے اپنی کتاب خصائص میں اس کا ذکر کیا ہے بارھویں علامہ ابن ابی الحدید معتزلی ہیں جو علمائے عامہ میں فرقۂ معتزلہ کے بہت بڑے عالم ہیں انھوں نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے استاد ابوجعفر اسکافی نے حافظ کی رو میں فرمایا کہ تم خود دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آیہ نجوے نازل فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ الخ (دیکھو صفحہ ۲۶۴ سطر ۲) تو اس پر سوائے علیؑ بن ابیطالبؑ کے اور کسی نے بھی عمل نہیں کیا حالانکہ تم خود اقرار کرتے ہو کہ علی ابن ابیطالبؑ فقیر تھے اور ان کا ہاتھ خالی تھا اور ابوبکر کے پاس وسعت مال کی حالت تھی جس کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں مگر پھر بھی دھمکا دینے کے خوف سے رازدیں باتیں کرنے سے باز رہا پھر اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر عتاب فرمایا اور یوں ارشاد کیا ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ الخ (دیکھو صفحہ ۲۶۵ سطر ۱) ان آخری لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے صدقہ دینے سے باز رہنے کو گناہ قرار دیا ہے پھر ہم کیسے اس بات کو تسلیم کر لیں کہ ابوبکر نے کسی وقت میں بقول تمھارے چالیس ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کیے ہوں گے جبکہ جناب رسولؐ خدا سے بعینہٖ راز بات کرنے میں ایک دو درہم کے خرچ کرنے کے لیے بھی اپنے نفس کو راضی نہ کر سکا رہے علی علیہ السلام ان کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ انھوں نے باوجود خواہش طعام ہونے کے اپنا کھانا مسکین و یتیم و اسیر کو کھلا دیا (اور ایسا ہی عمل اُن کی زوجہ۔ اُن کی دو بیٹیوں اور ان کی لونڈی فضہ نے بھی کیا) جس کے سبب سے خدائے تعالیٰ نے خود ان کی شان میں ان کی زوجہ محترمہ کی شان میں اور اُن کی دونوں بیٹیوں کی شان میں قرآن مجید کی پوری ایک سورت نازل فرمائی اور وہی ایسے ہیں کہ جن کے پاس کل چار درہم تھے تو ان میں سے ایک درہم پوشیدہ خیرات اور ایک اعلانیہ پھر ایک دن میں خیرات کیا اور ایک رات میں جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اُن کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الخ (دیکھو صفحہ ۷۲ سطر ۲) اور وہی ہیں کہ جنھوں نے رازمیں بات کرنے سے پہلے صدقہ پر صدقہ دیا جس حال میں کہ کل مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل سے روگردانی کی۔ اور وہی ہیں کہ جنھوں نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی خیرات میں دی جس کے سبب سے خدائے تعالیٰ نے اُن کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَھُمْ رٰكِعُوْنَ ؕ

صفحہ ۵۸ نوٹ نمبر ۲ کہ اے پروردگار ہم کیا لکھیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ ان دونوں کو وحی کرتا ہے کہ تم دونوں اپنے اپنے سر اٹھا کر اس کی ماں کے سر کی طرف دیکھو وہ دونوں جب اپنے اپنے سر اٹھاتے ہیں تو یکایک ایک لوح کو اس کی ماں کی پیشانی سے ٹکراتا ہوا دیکھتے ہیں جب اُس میں غور سے نظر کرتے ہیں تو اس لوح میں اس بچہ کی صورت اس کی زینت اس کی مدت اور اس کا عہد اور یہ کہ وہ شقی ہوگا یا سعید اور اسی طرح کل حال لکھا ہوا پاتے ہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُسوقت اُن دونوں فرشتوں میں سے ایک اپنے ساتھی کو بتاتا جاتا ہے اور جو کچھ اُس لوح میں ہے وہ دونوں لکھتے جاتے ہیں اور جو کچھ مٹتے ہیں اُس میں بداء یعنی مصلحت خدا کی شرط لکھتے جاتے ہیں پھر اس نوشتہ کو بند کر کے مہر لگاتے ہیں اور اُسے اس بچہ کی دونوں آنکھوں کے مابین رکھ دیتے ہیں پھر اُس کو اُس کی ماں کے پیٹ میں سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ بچہ سرکشی کر کے الٹا ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا عموماً نہیں ہوتا سوائے کسی بڑے سرکش شریر کی حالت کے۔ پھر جب اس بچے کے نکلنے کا وقت پہنچتا ہے خواہ پورا نکلنے والا ہو خواہ ادھورا تو خدائے تعالیٰ رحم کو وحی فرماتا ہے کہ تو اپنا دروازہ کھول دے کہ میری یہ مخلوق میری زمین پر نکلے اور اس کے بارے میں میرا حکم جاری ہو کہ اس کے نکلنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ رحم ولادت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور خدائے تعالیٰ ایک فرشتے کو جس کا نام زاجر ہے بھیجتا ہے۔ یہ آتے ہی ایسی سخت جھڑکی دیتا ہے کہ بچہ اُس سے ڈر کر منقلب ہو جاتا ہے یعنی اُس کے پیر اوپر ہو جاتے ہیں اور سر نیچے (مصلحت اس میں یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ عورت پر ولادت کو اور بچہ کے لیے نکل آنے کو آسان کر دے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ (منقلب ہونے کے بعد) بچہ پھر ٹھہر جاتا ہے تو وہ فرشتہ ایک ڈانٹ اور بتاتا ہے جس سے ڈر کر یہ بچہ روتا ہوا زمین پر آپڑتا ہے۔

صفحہ ۵۸ نوٹ نمبر ۳ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ؕ وہ آیتیں ہیں جن کی عبارتیں صاف ہیں ان میں کچھ اجمال یا گنجلک نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۳ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔ کافی میں جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حدیث ہشام میں وارد ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ہشام خدائے تعالیٰ نے نیک لوگوں کا ذکر اس شان سے فرمایا ہے کہ وہ اپنی دعا میں یہ عرض کرتے ہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ دل کج ہو جایا کرتے ہیں اور جہالت اور ہلاکت کی طرف عود کر جایا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص خدا سے نہ ڈرے گا وہ خدا کی باتیں نہ سمجھے گا، اور جو شخص خدا کی باتیں نہ سمجھے گا اُس کا دل معرفت خدا پر قائم نہ ہو سکے گا کہ وہ اس میں غور کرے اور اس کی حقیقت کو سمجھ لے اور کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا سوائے اُس کے جس کا فعل اُس کے قول کے مطابق ہو اور جس کا باطن اُس کے

ظاہر کے موافق ہو اسلیئے کہ خدا نے باطنی اور پوشیدہ عقل کی دلالت ظاہری قول و فعل کو قرار دیا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول کہ یہ آیت رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ بہت پڑھا کرو اور کسی وقت (حق سے) ہٹ جانے سے مطمئن نہ ہو جانا۔ ۱۲

صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۴ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ ۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا جب غزوۂ بدر میں قریش کو شکست دیکر مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو بازار قینقاع میں جمع کیا اور اُن سے یہ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ یہود بدر کے دن جو مصیبت قریش پر نازل ہوئی۔ اُس سے ڈرو اور قبل اس کے کہ تم پر ویسی ہی مصیبت نازل ہو داخلِ اسلام ہو جاؤ کیونکہ تم یہ پہچان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں اور میرا ذکر تمہاری کتابوں میں موجود ہے انھوں نے جواب میں کہا کہ اے محمدؐ یہ بات تم کو دھوکے میں نہ ڈالے تمہارا مقابلہ جاہل لوگوں سے ہوا تھا جن کو فن جنگ سے کوئی بھی واقفیت نہ تھی اسی سبب سے اُن کے مقابلے میں حسب منشاء کامیاب ہو گئے۔ اگر کہیں ہم سے تمہارا مقابلہ آپڑا تو تم کو معلوم ہو گا کہ ہم بھی کچھ آدمی ہیں اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اور پھر جو کچھ فرمایا تھا کر دکھایا اور اپنا وعدہ اسطرح سچا کیا کہ بنی قریظہ قتل کیئے گئے اور بنی نضیر جلاوطن کیے گئے اور خیبر فتح ہوا جو باقی رہ گئے اُن پر جزیہ مقرر ہوا اور اس خبر کا سچ ہونا بھی آنحضرتؐ کی نبوت کی ایک دلیل ہو گئی۔

صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۵ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۔ اس سے مراد بدر کے دن کی لڑائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹ نوٹ نمبر ۶ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ یعنی رسولؐ اللہ اور ان کے اصحاب ۱۲

صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۲ ۔ عیون اخبار الرضا میں ایک حدیث عترتِ جناب رسولؐ خدا اور امتِ جناب رسولؐ خدا کا فرق دکھلانے کیلئے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن خلیفہ مامون نے جناب علیؑ ابن موسیٰ الرضا کی خدمت میں عرض کی کہ آیا خدائے تعالیٰ نے عترتِ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالموں پر فضیلت دی ہے اُن حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بیشک خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب کے محکم حصہ میں عترتِ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے مامون نے کہا کہ وہ کتاب خدا میں کس جگہ ہے؟ فرمایا کہ وہ خدا کے اس کلام میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى الخ ۱۲ قول مترجم ایسے عمران تین گزرے ہیں جن کا ذکر کتاب خدا میں آیا ہے ایک عمران ابن یُصہر ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السّلام جن کے بیٹے موسیٰؑ اور ہارون علیہما السّلام تھے اور دوسرے عمران ابن ماثان جو یہود ابن یعقوب علیہ السّلام کی تانیسویں پشت میں تھے جن کی بیٹی حضرت مریمؑ اور جن کے نواسے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ہیں۔ تیسرے عمران جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے عمِ مکرم اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے والد ماجد ہیں جن کی کنیت ابوطالبؑ مشہور رہے اور ہم نے ضمیمہ میں مفصلاً اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ اس سورہ اور اس آیت میں یہی تیسرے عمرانؑ مراد ہیں اور انہی کی آل کو جو آلِ محمدؐ بھی ہیں خدا نے تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ آیہ مذکورہ سے منجانب اللہ دو شخصوں کی اصطفا کا اعلان ہونا پایا جاتا ہے اور دو گروہوں کے اصطفا کا۔ وہ دونوں شخص حضرت آدمؑ صفی اللہ اور حضرت نوحؑ نجی اللہ علی نبینا وعلیہما السّلام ہیں اور دو گروہ آلِ ابراہیمؑ و آلِ عمران ہیں اصطفاؑ کے لغوی معنی ہیں برگزیدہ کر لینا چھانٹ لینا اور اصطلاحی معنی چند معلوم ہوتے ہیں۔ از آنجملہ ایک یہ کہ خصوصیتِ خاصہ سے تمام نوع پر فضیلت دینا جو بات جناب رسولؐ خدا کو حاصل تھی کہ نوعِ بشر میں ایسی خصوصیت و فضیلت خاص رکھتے ہیں کہ فعل اصطفا کسی نبیؑ یا رسولؐ کے نام کا جزو نہیں بنا آج تک کسی مسلمان نے نہ سنا ہو گا کہ عام طور سے آدمؑ مصطفےٰ کہا جائے یا نوحؑ مصطفےٰ یا ابراہیمؑ مصطفےٰ یا موسیٰؑ مصطفےٰ یا عیسیٰؑ مصطفےٰ مگر محمدؐ مصطفےٰ اس کثرت اور تواتر کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ خالی محمدؐ کہنے والا شاید ہزاروں میں کوئی ایک مسلمان ہو دوسرے اصطلاحی معنی اصطفا کے یہ ہو سکتے ہیں کہ کسی خاص زمانے اور خاص گروہ کی ہدایت کیلئے برگزیدہ کرنا اور کسی خاص واقعۂ ہدایت کا اس سے متعلق ہونا اور کسی خاص زمانہ تک اُس کا عمل درآمد رہنا جیسا کہ اس آیت سے بھی پایا جاتا ہے اصطفائے آدم کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آدم علیہ السّلام جیسے اول بشر تھے ویسے ہی اوّل نبیؑ اوّل رسولؐ اور اوّل صاحب شریعت بھی تھے جن کی شریعت پر نوح علیہ السّلام کے مبعوث ہونے تک پورا پورا عمل درآمد رہا۔ اصطفائے نوحؑ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ طوفانِ نوحؑ نے سوائے نوحؑ اور تابعین نوحؑ کے سب کو صاف کر دیا اور بعد طوفانِ نوحؑ اولادِ نوحؑ کے سوا جتنے بھی ایسے ایمان لانے والے تھے وہ سب نا ولد فوت ہو گئے۔ اور تمام عالم کی موجودہ آبادی حضرت نوحؑ کی نسل سے ہے جن کو اس حساب سے آدم ثانی کہنا زیبا ہے بعثتِ نوحؑ سے لیکر بعثتِ ابراہیمؑ تک نوحؑ کی شریعت ہی پر عمل درآمد رہا تو بڑا واقعہ یہ ہے کہ نوح علیہ السّلام ہی کی اولاد باقی رہی اور نوحؑ علیہ السّلام ہی کی شریعت۔ تیسرے نمبر پر چاہیئے تھا کہ اصطفائے ابراہیم علیہ السّلام کا اعلان کیا جاتا مگر نہ کیا گیا بلکہ آلِ ابرہیمؑ کے اصطفا کا کیا گیا جس کی بابت تفحص کرنے سے کتب سماوی و سیر و تواریخ و احادیث سے یہ پتہ لگا کہ ابراہیم علیہ السّلام سے خدائے تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ نبوت و امامت تمہاری نسل میں محدود رہے گی۔ یہ مطلب موجودہ محرفہ مترجمہ توریت مقدس میں بھی موجود ہے اور قرآن مجید میں بھی (دیکھو پ ۱ سطر ۱۶، اب موسیٰ علیہ السّلام ہوں کہ اور عیسیٰ علیہ السّلام ہوں تو کہ اول الذکر عمران کے بیٹے ہیں اور آخر الذکر عمران ثانی کے ظاہراً نواسے اور حکماً بیٹے اگر ان کے اصطفا کا اعلان ویسی ہی خصوصیتِ خاصہ اور فضیلتِ خاصہ کے باعث ہوتا جیسا کہ جنابِ رسولؐ خدا کا ہوا تو یہ بھی موسیٰؑ مصطفےٰ اور عیسیٰؑ مصطفےٰ کے ناموں سے موسوم ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا تو سمجھ میں یہ آتا ہے کہ آلِ ابراہیمؑ میں اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی نسل میں جتنے نبی گزرے ہیں سب کے اصطفا کا اعلان عام ہے اسی لیے موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی تخصیص نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید کے ترتیب دینے والوں نے وہ آیات جن میں حضرت مریم علیہا السّلام کی ولادت اور کفالت اور تربیت کی کیفیتیں درج ہیں سب اس سورہ میں لاکر جمع کر دی ہیں تاکہ یہ امر لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ آلِ عمرانؑ سے مراد موسیٰؑ و عیسیٰؑ ہرگز مراد نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ کوئی خصوصیت خاصہ اُن کی نہ دکھلائی جائے اور وہ خصوصیتِ خاصہ اور فضیلتِ خاصہ جناب محمد مصطفےٰ کی اُن دونوں نبیوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ آلِ ابراہیمؑ کے اصطفا کا عام اعلان کر کے موسیٰؑ یا عیسیٰؑ کے اصطفا کا خصوصیت کے ساتھ اعلان کرے اور جناب محمد مصطفےٰ کے اصطفا کا اعلان چھوڑ دے۔ لہٰذا وہ دونوں عمران یہاں مراد نہیں ہو سکتے بلکہ یہ کوئی تیسرے عمران ہیں جن کا پتہ کتبِ اسلام کے دیکھنے سے یہ لگا کہ وہ عمرانؑ جناب رسالتمآب کے بڑے چچا ہیں جن کی کنیت ابوطالبؑ تھی اور جن کا نام عمرانؑ اس مضمون کے سمجھ لینے سے عمران کے معنی صاف ہو گئے اور تفسیر قمی میں جو لفظ آلِ محمدؐ لکھا تھا اُس کا مطلب یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ آلِ عمران کی تفسیر ہے۔ کیونکہ حضرت ابوطالبؑ کی اولاد میں اصطفا کے لائق علیؑ اور ائمہ معصومینؑ ہیں جو اولاد علیؑ علیہ السّلام سے ہیں اور یہ ہی آلِ محمد علیہم السّلام بھی ہیں اور ان کی خصوصیت خاصہ اور فضیلتِ خاصہ ظاہر و باہر ہے تاہم معترضین کی تشفی کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ اہم واقعہ کیا تھا جس نے باوجود آلِ ابراہیمؑ کے اصطفا کے عام اعلان ہو جانے کے ان کے خاص اصطفا کا اعلان کرایا وہ اہم واقعہ جناب محمد مصطفےٰ پر نبوت کا ختم ہونا ہے۔ اور اس اعلان کا یہ مطلب ہے کہ مخلوق خدا نبوت ختم ہو جانے سے اس دھوکے میں نہ پڑے کہ ختم نبوت کے بعد ہدایت بھی ختم ہو گئی اور اب کوئی ہادی باقی نہیں ہے بلکہ نبیؐ آخر الزماں کے ذریعہ سے پروردگار عالم نے ہدایت کو

مکمل فرمادیا اور اپنی رضامندی کا ایسا جامع اور مانع قانون بھیجدیا جس میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں لیکن امت کا ہر کس و ناکس اُس کی تفسیر و تشریح کبھی نہیں سمجھ سکتا جب تک کہ نبی آخر الزماں کے مقرر کیے ہوئے مفسر سے حاصل نہ کرے۔ لہٰذا وہ ہادی جس کو کتاب خدا کی تفسیر سپرد کی گئی اور تمام امت کو ان سے معنی اخذ کرنے کا اور انکی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا وہ آلِ عمران یا آلِ محمدؐ ہیں جو کتاب خدا کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں کہ حوض کوثر تک جدا نہ ہوں گے۔

صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۳ اِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ ۔ زوجۂ عمران ابن ماثان والدۂ مریمؑ بتول حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نانی فاقوذا کی بیٹی تھیں اور ان کا مشہور نام حنہؑ تھا جیسا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۴ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۔ یعنی بیت المقدس کی خدمت کے لئے آزاد کروں گی اور کسی کام میں اُسے نہ لگاؤں گی۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مُحَرَّرًا اُسے کہتے تھے جو خانۂ خدا کی خدمت کرتا رہتا تھا اور اُسکے حدود سے باہر نہ جاتا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۶۳ نوٹ نمبر ۵ اُنْثَى : کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے عمران ابن ماثان کو وحی فرمائی تھی کہ میں تم کو ایک لڑکا عنایت کروں گا جو ستوی الخلقت اور مبارک ہوگا کہ خدا کے حکم سے مادر زاد اندھوں کو اچھا کرے گا، کوڑھیوں کو تندرست کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور میں اس کو بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجوں گا۔ عمران نے یہ سب کیفیت اپنی زوجہ سے بیان کردی چنانچہ جب حنہؑ کو حمل رہا تو دونوں کو یہی گمان تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا مگر جب بچہ پیدا ہوا تو حنہؑ نے تعجب سے عرض کی کہ بارالٰہا یہ تو لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکے اور لڑکی میں بہت بڑا فرق ہے یعنی لڑکی نہ تو رسول ہوسکتی ہے اور نہ پوری خدمت بیت المقدس کی کرسکتی ہے اسلئے کہ خاص حالت میں اس کو باہر نکل جانا پڑے گا۔ اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو مریمؑ بتول تھیں یعنی حیض و نفاس سے پاک دوسرے یہ کہ عمران کی نسل میں بیٹی سے صاحب اعجاز رسول پیدا ہونے والا تھا جس کی پیشین گوئی پہلے سے چلی آتی تھی تاکہ لوگ اس بات کیلئے آمادہ ہوجائیں اور ان کو اس میں شک باقی نہ رہے کہ بیٹی کی اولاد اس شخص کی نسل سے شمار ہوگی جس کی بیٹی ہے اور بیٹی کی نسل سے ہادی پیدا ہوسکتا ہے کہ ان کو پھر کسی طرح آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ کے بارے میں شک اور جائے گفتگو باقی نہ رہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴ نوٹ نمبر ۳ یہ فرما کر کہ وہ دنیا ان کے حوالے کیا اور بیت الشرف کو تشریف لائے دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف فرما ہیں اور جناب سیدہؑ نماز میں پڑھ رہی ہیں اور ان دونوں حضرات کے درمیان ایک چپنر ڈھکی رکھی ہے جب جناب سیدہؑ نماز سے فارغ ہوئیں تو اس کو کھولا دیکھا تو ایک کاسۂ بزرگ گوشت اور روٹی سے مُلَبَّب ہے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ يَا فَاطِمَةُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا (اے فاطمہؑ یہ تمہارے لئے کہاں سے آیا) جناب سیدہؑ نے عرض کی هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اللہ کے پاس سے آیا، اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا فرماتا ہے)

صفحہ ۶۴ نوٹ نمبر ۴ حَصُوْرًا : اس کے معنی ہیں اپنے نفس کو خواہشوں سے اور کھیل کود سے بڑا روکنے والا۔ روایت ہے کہ جناب یحییٰؑ بچپن میں بچوں کے پاس سے گزرے انھوں نے انکو کھیل کے واسطے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ میں کھیل کیلئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں منقول ہے کہ بچوں کو خدائے تعالیٰ نے کامل العقل مردوں کے ساتھ ملحق نہیں کیا ہے مگر یہ چار اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ، یحییٰؑ ابن زکریاؑ اور حسنینؑ علیہما السّلام پھر ان چاروں کا قصہ بیان کیا کہ ان میں سے اوّل یحییٰؑ نے جو پہلے پہل تصدیق عیسیٰؑ علیہ السّلام کی کی وہ یہ ہے کہ حضرت زکریاؑ بیت المقدس کے اس حجرے میں جس میں حضرت مریمؑ عبادت کیا کرتی تھیں، ایک سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھکر تن تنہا اُن کے پاس جایا کرتے تھے اور جب اُترتے تو دروازے پر قفل لگادیا کرتے تھے۔ دروازے کے اوپر ایک چھوٹا سا روشندان تھا جس کے ذریعہ سے انکو ہوا پہنچتی تھی۔ پس جب حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کو حاملہ پایا تو ان کو بڑا رنج ہوا۔ اور انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کے پاس سوائے میرے اور کوئی تو آتا نہیں اور یہ حاملہ ہوگئیں۔ اب بنی اسرائیل میں میں ہی فضیحت ہوں گا، اور کسی کو اس بات میں شک نہ رہے گا کہ حمل کا باعث میں ہوں۔ غرض انھوں نے اپنی زوجہ کے پاس آکر سب قصہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا اے زکریاؑ چونکہ آپ خدا کے نیک بندے ہیں آپ کچھ خوف نہ کریں، اللہ آپ کے حق میں بہتر کرے گا، ذرا مریمؑ کو آپ میرے پاس لے آئیں تاکہ میں بھی اسکو دیکھ لوں اور اس کا حال دریافت کروں، چنانچہ حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کو اپنی زوجہ کے پاس لائے اور خدا کی طرف سے یہ انتظام ہوا کہ حضرت مریمؑ کو کسی سوال کا جواب نہ دینا پڑا، زوجہ حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کی حقیقی بڑی بہن تھیں، اسلئے وہ تعظیم کو نہ اٹھیں خدائے تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کو کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں تھے حکم دیا کہ انھوں نے شکم مادر میں گدگدی کی اور ان کو پہچین کیا اور ان کو آواز دی کہ اے والدہ سیدہ نساء العالمین جن کے بطن میں سید رجال العالمین ہیں وہ آتی ہیں اور تم کھڑی نہیں ہوتیں چنانچہ وہ پہچین ہوئیں اور فوراً کھڑی ہوتیں اور حضرت یحییٰؑ نے اس حالت میں کہ شکم مادر میں تھے حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو سجدۂ تعظیمی کیا۔ یہ حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کی پہلی تصدیق ہے جو حضرت یحییٰؑ نے کی اور اُسی سے حضرت رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب حسنینؑ علیہما السّلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سردارِ جوانانِ اہل بہشت ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائی عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹ نوٹ نمبر ۴ روایت میں وارد ہے کہ جب نصارائے نجران کو مباہلہ کے لیے بلایا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں ذرا سوچ لینے دیجئے پھر غور و فکر کرنے کے بعد انھوں نے عاقب سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے یہ سب میں زیادہ عقیل و فہیم سمجھا جاتا تھا اُس نے کہا کہ خدا کی قسم تم اس شخص کی نبوت کو تو پہچان چکے اور تمہارے آقا و عیسیٰ علیہ السّلام) کے بارے میں قولِ فیصل بیان کرچکا ہے خدا کی قسم جس قوم نے نبی کے ساتھ مباہلہ کیا وہ ضرور ہلاک ہوگئی پس اگر تمہارے دین کی محبت تمہیں ہٹ دھرمی پر مجبور کرتی ہے تو اس شخص سے مصالحت کرلو اور پلٹ چلو چنانچہ (یہ رائے مختتم کرکے) وہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے صبح کا وقت تھا اور آنحضرتؐ اس شان کے ساتھ برآمد ہوئے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السّلام کو گود میں لیے ہوئے تھے اور جناب امام حسن علیہ السّلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السّلام آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السّلام اُن کے پیچھے پیچھے تھے اور آنحضرتؐ ان سب بزرگواروں سے یہ فرما رہے تھے کہ جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا اب (جب نصرانیوں نے ان حضرتؐ کو اس شان سے دیکھا تو) ان کے بڑے بڑے پادریوں نے ان سے یہ کہا کہ اے گروہ نصاریٰ ہم ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ خدا سے پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کا بھی سوال کریں گے تو وہ اُس کو ضرور ہٹا دیگا پس تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ضرور ہلاک ہوجاؤ گے پس انھوں نے آنحضرتؐ کی بزرگی تسلیم کی اور دو ہزار سُرخ حُلّے اور تیس فولادی زرہیں بطور جزیہ دینی قبول کرلیں اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے

قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو مسخ ہوکر بندر اور سؤر بن جاتے اور ان کا تمام میدان آگ سے بھر جاتا اور خدائے تعالیٰ نجران والوں کی بیخکنی کر دیتا یہاں تک کہ نجران کے درختوں کے بیٹھنے والے پرند بھی مرجاتے۔ یہ روایت اہلسنت کی کتب سے لی گئی ہے۔ یہ آنحضرتؐ کی نبوت کی بھی دلیل ہے اور آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ کے شرف وفضیلت کی بھی اسلیئے کہ اس سے اہلبیتؑ کا ایسا شرف ثابت ہوا جس میں مخلوقِ خدا میں سے کوئی بڑھ ہی نہیں سکتا اس لیے کہ اس آیت میں علیؑ مرتضیٰ کو نفس رسولؐ قرار دیا ہے۔ تفسیر قمیؒ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب نصارائے نجران کا گروہ جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کے سردار اُہتم عاقب اور سید تھے اِن لوگوں کی نماز کا وقت آیا تو لگے ناقوس بجانے اور نماز پڑھنے تب اصحاب رسولؐ (بگڑے اور) عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ یہ (بدعت اور) آپ کی مسجد میں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا تم ان سے کوئی غرض نہ رکھو (یہ میرے مہمان ہیں) جب وہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ کے قریب آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ دعوت کس چیز کی دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اس گواہی کی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ کا رسول ہوں اور عیسیٰ علیہ السّلام اُس کے پیدا کیئے ہوئے بندہ تھے جو کھانا بھی کھاتے تھے اور پانی بھی پیتے تھے اور اُن سے بول وبراز بھی صادر ہوتا تھا اُن لوگوں نے عرض کی کہ اچھا بتایئے کہ اُن کے والد کون تھے؟ آنحضرتؐ پر اُسی وقت وحی نازل ہوئی اور حکم آیا کہ تم یہ کہو کہ تم آدمؑ کے باب میں کیا کہتے ہو آیا وہ خدا کے پیدا کیئے ہوئے بندے تھے کھانا کھاتے تھے پانی پیتے تھے اُن سے بول وبراز بھی صادر ہوتا تھا اور وہ اپنی زوجہ سے ہم بستری بھی کرتے تھے یا نہیں؟ چنانچہ آنحضرتؐ نے اُن سے یہ سب سوال کیے تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ سب صحیح ہے اور یہ سب کچھ ہوتا تھا فرمایا کہ اب بتاؤ آدم علیہ السّلام کے باپ کون تھے؟ اب جواب میں وہ مبہوت ہو کے رہ گئے اسوقت خدا تعالیٰ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ سے لیکر فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ۝ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ (دیکھو ص۹۰ سطر ۳ تا ۸)

اُسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب تم مجھ سے مباہلہ کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو لعنت تم پر نازل کی جائے گی اور اگر (معاذ اللہ) جھوٹا ہوں تو مجھ پر نازل کی جائے گی انھوں نے کہا ہاں یہ انصاف کی بات ہے پس وہ مباہلہ کیلئے آمادہ ہوگئے اور جب اپنے مقام پر پلٹ کر آئے تو ان کے سرداروں نے یعنی سیّد و عاقب و اُہتم نے کہا کہ اگر انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو لیکر ہم سے مباہلہ کیا تو تو ہم ان سے مباہلہ کریں گے (اور سمجھ لیں گے) کہ یہ نبی نہیں ہیں اور اگر یہ خاص اپنے اہلبیتؑ کو لیکر ہم سے مباہلہ کرنے چلے آئے تو ہم ان سے مباہلہ نہ کریں گے اسلیئے کہ یہ اپنے اہلبیتؑ کو اسی صورت میں لیکر آئیں گے جبکہ وہ بالکل سچے ہوں صبح ہوئی تو یہ سب لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب امیر المومنینؑ حضرت فاطمہ زہراؑ اور جناب حسنین علیہم السّلام تھے نصرانیوں نے پوچھا کہ یہ کون کون ہیں؟ اُن سے جواب میں کہا گیا کہ یہ تو آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور آپ کے وصی اور داماد علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں اور یہ آنحضرتؐ کی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ ہیں اور یہ دونوں آنحضرتؐ کے (فی الحقیقت نواسے اور حکماً) بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ یہ سنتے ہی نصرانی ہٹ گئے اور جناب رسولِ خدا سے صلح کے طالب ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمیں مباہلہ سے معاف کر دیجئے پس آنحضرتؐ نے ان سے جزیہ پر صلح کرلی اور وہ اپنے اپنے مکان پر گئے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب اختصاص میں اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ محمد ابن المنکدر بروایت اپنے باپ دادا کے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نجران کے دونوں پادری سیّد اور عاقب شتر سوار اپنے ساتھ لیکر جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں بطور ڈیپوٹیشن کے آئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا درآنحالیکہ کرزنامی جوان کی رصد کا منتظم تھا چلا آرہا تھا کہ اتنے میں اُس کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو اُس نے کہا کہ وہ غارت ہو جس کے پاس تو آیا ہے یہ سُن کر اس کے ساتھی عاقب نے کہا کہ تو ہی غارت ہو سیّد نے کہا تو ایسا کیوں کہتا ہے کہا کہ اسلیے کہ تو نے نبی امی احمدؐ کو کوسا۔ سیّد نے کہا کہ تجھے اُن کے نبی ہونے کا علم کہاں سے ہوا؟ عاقب نے کہا کیا تو نے اُس وحی کی کہ جو حضرت مسیح علیہ السّلام کو ہوئی تھی مفتاح رابع نہیں پڑھی کہ اے مسیح بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم کتنے جاہل ہو کہ اپنے آپکو خوشبوؤں سے معطّر کرتے ہو تا دنیا میں اہل دنیا کے نزدیک اور اپنے بھائی بندوں کے نزدیک خوشبودار بن جاؤ۔ حالانکہ میرے نزدیک تمھارے بھائی بند اور تم مردار کی بدبو سے بھی بدتر ہو اے بنی اسرائیل میرے رسولؐ بنی اُمی پر ایمان لاؤ جو آخری زمانہ میں ہوگا اور اس کا چہرہ چاند سا روشن ہوگا۔ وہ سُرخ اونٹ پر سوار ہوتا ہوگا اور نور سے بھرا ہوا ہوگا۔ کپڑے اُس کے موٹے جھوٹے اور نیت اس کی نخیر ہوگی میرے نزدیک وہ تمام گذشتہ انبیاءؑ کا سردار ہوگا اور جتنے آنے والے ہیں ان سب میں اشرف ہوگا میرے معاملہ میں صبر کرنے والا اور سنتوں کو جاری کرنے والا ہوگا اور میری خاطر مشرکوں سے اپنے ہاتھ سے لڑنے والا ہوگا پس بنی اسرائیل کو اس کی خوشخبری پہونچادو اور بنی اسرائیل کو حکم دیدو کہ اس کو قوت پہنچائیں اور اس کو مدد دیں عیسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی اے قدوس اے قدوس یہ نیک بندہ کون ہے جس کی محبت میرے دل میں سما گئی حالانکہ میری آنکھ نے ابھی اسے نہیں دیکھا فرمایا وہ تجھ سے ہے اور تو اس سے ہے تیری ماں (بہشت میں) اس کی زوجہ ہوگی اس کی اولاد کم ہوگی اور بیبیاں زیادہ ہوں گی وہ مکہ میں سکونت رکھتا ہوگا۔ اسی مقام کے قریب جہاں ابراہیم علیہ السّلام نے وطن بنانے کی نیت سے پہلی نیو رکھی تھی اس کی نسل ایک ایسی برکت والی عورت (خدیجہؑ) سے پھیلے گی جو جنت میں تمھاری ماں کی سوتن ہوگی اُس نبی کی خاص خاص علامتیں یہ ہوں گی کہ اس کی دونوں آنکھیں سوتی ہوں گی تو بھی اس کا دل بیدار رہے گا۔ ہدیہ اور تحفہ کھائے گا صدقہ قبول نہ کرے گا زمزم کے کنارے سے لیکر سورج کے غائب ہونے کی جگہ تک اُس کا ایک حوض ہوگا۔ جس میں رحیق اور تسنیم کے دو پرنالے گرتے رہیں گے اس میں چھوٹے چھوٹے کوزے آسمان کے ستاروں کے ہم عدد ہوں گے جو ایک مرتبہ اس حوض میں سے پانی پی لے گا پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی یہ سب اس وجہ سے کہ میں نے اس کو تمام رسولوں پر فضیلت دی ہے اُس کا قول اُس کے فعل کے مطابق ہوگا۔ اور اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا پس خوشحال ہو اس کا اور خوشحال اُس کی اُن اُمتوں کا جو اس کی ملّت پر زندگی بسر کریں اُسی کے طریقہ پر مرجائیں اور اُسی کے اہلبیتؑ کی طرف پورے پورے مائل ہوں امن سے ہوں اور ایمان واطمینان رکھتے ہوں وہ ایسا صاحب برکت ہوگا کہ خشک سالی کے زمانہ میں اس کا ظہور ہوگا وہ مجھ سے دعا کریگا تو میں آسمان سے بارانِ رحمت اُس کے لئے نازل کردوں گا تو اس کی برکت کا اثر اطراف واکناف میں دکھائی دے گا اور جس چیز پر وہ ہاتھ کھولے گا میں اس میں برکت دوں گا تب عیسےٰ علیہ السّلام نے عرض کی کہ الٰہی میری خاطر سے اُس کا نام بھی مجھے خدا نے فرمایا اُس کا نام احمدؐ بھی ہوگا اور محمدؐ بھی وہ تمام مخلوقات کی طرف میرا رسولؐ ہوگا۔ اور منزلت میں سب سے زیادہ میرا مقرب ہوگا اور میرے حضور میں سب سے زیادہ شفاعت کرنے والا ہوگا جن باتوں کو میں پسند کرتا ہوں وہ انہی کا حکم دے گا اور جو چیزیں مجھے ناپسند ہوں گی وہ انہی سے منع کرے گا۔ یہ سُن کر سیّد نے کہا کہ جس شخص کی یہ صفتیں ہوں ایسا شخص ہم نے کہاں پایا یا عاقب نے کہا کہ ہم اسکے حالات گواہ ہیں اور اُس کے ایام کے منتظر ہیں پس اگر یہ وہی ہے تو ہم اس کی ایسی مدد کریں گے کہ اسے کسی بات کی ضرورت ہی نہ رہے اور ہم اپنے اہل دین یعنی نصرانیوں سے بچانے کیلئے اپنے مال سے اس کی کافی مدد کریں گے اور اس طرح سے کہ اُسے خبر بھی نہ ہوگی اور اگر وہ جھوٹا ہے تو چونکہ خدا کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہے تو ہم اس کے جھوٹ کی

سزا دینے کے لیے بھی کافی ہیں عاقب نے کہا کہ جب تم نے علامتیں دیکھ لیں تو تم اُس کی پیروی کیوں نہیں کرتے ؟ سید بولا یہ نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسے کچھ سلوک کیے ہیں ہماری تعظیم وتکریم یہ کرتے ہیں۔ مالدار انھوں نے ہم کو بنا رکھا ہے فرمایا انھوں نے ہمارے لیے لیتا نے ہیں اور غلو کے ساتھ یہ ہمارا ذکر کرتے رہتے ہیں پھر نفس ایسے دین میں داخل ہو یا کیونکر پسند کرے جس میں شریف اور ذلیل دونوں برابر ہو جائیں غرض ایسی ہی ایسی باتیں کر۔ تے مدینہ پہنچے تو اصحاب جناب رسولؐ خدا میں سے جو دیکھ چکے تھے انھوں نے کہا کہ ہم عرب کے ڈیپوٹیشنوں میں سے آج تک ایسا ڈیپوٹیشن نہیں دیکھا یہ خوبصورت بھی سب سے زیادہ ہے اور ان کا قبیلہ بھی بہت بڑا ہے اور لباس بھی وہ سب علماء کا پہنے ہوئے ہیں آنحضرتؐ اس وقت مسجد سے الگ تھے ان لوگوں کی نماز کا وقت آیا تو انھوں نے مشرق کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے بعض لوگوں نے انکو منع کرنا چاہا تو اُسی وقت خود جناب رسولؐ خدا تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو کوئی مزاحمت نہ کرو جب وہ اپنی نماز ختم کر چکے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر بیٹھے اور آپ سے مناظرہ کرنے لگے کہ اے ابوالقاسم آپ ہم سے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بحث کر لیجیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اللہ کے بندے تھے اور اُسکے رسول اور اس کا کلمہ جس کو اُس نے مریمؑ کی طرف القا فرمایا تھا اور اس کی پیدائی ہوئی روح تھی اس پر اُن دونوں میں سے ایک بولا یوں نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک خدا کے بیٹے اور دو میں سے دوسرے تھے دوسرے نے کہا نہیں بلکہ وہ تین میں سے تیسرے تھے یعنی باپ بیٹا روح القدس میں سے ایک تھے اور قرآن مجید جو آپ پر نازل ہوا ہے اس میں بھی ہم نے سُنا ہے کہ اُس نے جمع کے صیغے استعمال کیے ہیں جیسے فَعَلْنَا (ہم نے کیا) جَعَلْنَا (ہم نے رکھا یا بنایا) خَلَقْنَا (ہم نے بالکل نیا پیدا کیا) اگر وہ اکیلا ہوتا تو یوں کہتا فَعَلْتُ (میں نے کیا) جَعَلْتُ میں نے رکھا یا بنایا) خَلَقْتُ (میں نے بالکل نیا بنایا) آنحضرتؐ پر اس وقت آثار وحی ظاہر ہوئے اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آسّی اس آیت تک نازل ہوئیں فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ پس آنحضرتؐ نے اُن کو یہ حصۂ قرآن مجید سُنایا تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ خدا تمھارے آقا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تفصیل دار خبر اس نوشتہ نے دیدی اور آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تم سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ کل صبح ہم آپ سے مباہلہ کریں گے اور آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہمیں یہ دیکھنا منظور ہے کہ یہ ہم سے مباہلہ کس چیز کے ساتھ کریں گے آیا اپنے پیروؤں کی کثرت پر نازاں ہو کر اوباشوں اور اراذل کو ساتھ لیکر یا صاحبان عصمت وطہارت کے ایک چھوٹے سے گروہ کو ساتھ لیکر اس لیے کہ وہ انبیاء کی اصل دنسل ہیں اور وہی باعث قبول دعا ہو سکتے ہیں چنانچہ جب اگلی صبح ہوئی تو آنحضرتؐ اس صورت سے ظاہر ہوئے کہ داہنے پر حضرت علیؑ علیہ السلام اور بائیں پر حسنین علیہما السلام تھے اور اُن کے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام یہ سب حضرات ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور جناب رسولؐ خدا کے دوش مبارک پر ایک دھاری دار کمل تھا جو نہ بہت بڑا تھا اور نہ چھوٹا تھا آنحضرتؐ نے دو درختوں کے مابین جھاڑو دیئے جانے کا حکم دیا چنانچہ جھاڑو دی گئی اور ان دونوں کے اوپر وہ کمل پھیلا دیا گیا اور ان سب حضرات کو اس کمل کے نیچے لے لیا گیا اور اپنا بایاں شانہ بھی اسی کمل کے نیچے داخل کیا اور اپنی کمان پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور اپنا ہاتھ مباہلہ کے لیے آسمان کی طرف اٹھایا لوگ دیکھ رہے تھے کہ سید اور عاقب کا رنگ زرد پڑ گیا اور ایسا لرزہ طاری ہوا کہ قریب تھا کہ انکی عقلیں جاتی رہیں اُس وقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم ان سے مباہلہ کرو گے ؟ اُس نے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ جس قوم نے نبی سے مباہلہ کیا پھر نہ اُن کا چھوٹا بچا اور نہ بڑا یکیں تم اپنا غیر متوجہ ہونا ان پر ظاہر کر دو اور جس قدر وہ مال اور ہتھیار تم سے طلب کریں تم انھیں دیدو اس لیے کہ یہ شخص لڑائی کا آدمی ہے اور ان سے یہ کہدو کیا آپ انہی اپنے چند عزیزوں کے ذریعہ سے ہم سے مباہلہ کرتے ہیں یہ تدبیر اس لیے ہے کہ وہ یہ نہ سمجھ جائیں کہ ہمیں اُن کی اور ان کے اہلبیتؑ کی فضیلت پہلے سے معلوم ہو چکی ہے جب آنحضرتؐ سے مباہلہ کیلئے آسمان کی طرف اپنا ہاتھ اُٹھایا تو ان پادریوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص سے (معاملہ کو) جلد طے کر لو یہ کون سی دور اندیشی ہے (کہ سکوت میں پڑے ہو) ؟ اگر اس شخص نے لعنت کا لفظ اپنی زبان پر جاری کیا تو ہم اپنے اہل و عیال تک لوٹ کر ہرگز نہ جا سکیں گے۔ اب تو دونوں بولے کہ اے ابوالقاسم کیا آپ ان (چند عزیزوں) کے ذریعہ سے ہم سے مباہلہ کرتے ہیں ؟ فرمایا ہاں روئے زمین پر میرے بعد خدا کے نزدیک ان سے زیادہ دوسرا کوئی رو دار نہیں ہے اور نہ توسل کے لیے اس کے حضور میں ان سے زیادہ کوئی معزز ہے اب تو دونوں پر پھر لرزہ طاری ہوا اور دونوں عرض کرنے لگے کہ اے ابوالقاسم ہم آپ کو تو ایک ہزار تلواریں دیتے ہیں اور ایک ہزار زرہیں اور ایک ڈھالیں اور ایک ہزار اشرفی سالانہ اس شرط پر کہ یہ ہمارے ہتھیار آپ کے پاس عاریت رہیں گے جب تک کہ ہم اپنی قوم کے پاس جائیں اور آئیں جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے اُن سے بیان کریں تو معاملہ سب کی رائے سے طے ہو کہ یا تو سب اسلام لائیں گے یا جزیہ دیا کریں گے یا سال بسال کے لیے کوئی رقم طے ہو جائے گی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے تمھاری یہ شرط منظور ہے لیکن اُسی کی قسم جس نے مجھے عزت وکرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم ان کی معیت میں جو کساء کے نیچے ہیں میرے ساتھ مباہلہ کرتے تو خدائے تعالیٰ تمام میدان کو آگ سے بھر دیتا اور ایک پلک جھپکتے میں جلسکے وہ تم سب کا خاتمہ کر دیتی اُسی وقت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ جو کساء کے نیچے ہیں اگر آپ ان لوگوں کو ساتھ لیکر تمام اہل آسمان و زمین سے مباہلہ کرتے تو آسمان و زمین کے ٹکڑے اڑ جاتے اور کہیں آسمان زمین والوں کو ٹھکانہ نہ ملتا اُسوقت آنحضرتؐ نے دست مبارک بلند کیا یہاں تک کہ سفیدیِ زیر بغل نمایاں ہوئی۔ اور یہ فرمایا کہ جو تمھارا حق بجور وظلم لے لیگا یا میرے اس اجر میں کمی کرے گا جو خدائے تعالیٰ نے تمہارے بارے میں واجب فرمایا ہے اُس پر قیامت تک خدائے تعالیٰ کی لعنت ہوتی رہے گی المختصر اسلام کی نصرانیت کے مقابلہ میں ایسی تین فتح ہوئی ہے کہ جس سے بڑھی ہوئی تلوار و توپ کی کوئی فتح نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہی واقعہ نصرانیوں کا زمین پر باقی رکھنے والا ہو گیا ورنہ آنحضرتؐ سے مباہلہ کرنے کے بعد ایک نصرانی کا بھی زمین پر زندہ رہنا محال و ناممکن ہو جاتا پس اسلام کی کوئی عید عید مباہلہ سے بڑی نہیں ہو سکتی جس میں اسطرح اسلام کی فضیلت غیر فرقہ کے علماء نے تسلیم کی یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پنجتن پاک کی فضیلت اور ان پانچ بزرگواروں کی خاص بزرگی عام طور سے اُسی دن سے ایسی شائع وذائع ہوئی کہ مخالفین میں سے کوئی مفسر یا محدث یا مورخ اس میں اختلاف کی جرأت نہ کر سکا کہ مباہلہ کے وقت جناب رسولؐ خدا ان ہی چار بزرگوں کو ساتھ لے کر آئے تھے لفظ نِسَاءَنَا سے جناب سیدہؑ ہی مراد تھیں حالانکہ نساء کے معنی ازواج کے بھی ہیں مگر ایک در من بھر ازواج میں سے کوئی ایک بھی اُس دن نہ لائی گئی اور نہ کوئی مُنہ بولی بیٹی آئی کیونکہ اللہ کے نزدیک کسی کی وجاہت وہ تھی ہی نہیں جو جناب سیدہؑ (حقیقی بیٹی) کی تھی ابنَاءَنَا سے مراد بس حسنؑ وحسینؑ ہی تھے اور کسی کو ابن رسولؐ ہونے کی نہ لیاقت نہ قابلیت نہ جرأت اور نہ محض علیؑ ہی کی شان تھی کہ ان کو خود خدائے تعالیٰ نے نفس رسولؐ قرار دیا ہے آنحضرتؐ کی آنکھ بند ہو جانے کے بعد غصب خلافت کر کے کئی بزرگ بن بیٹھے مگر اُس دن کسی کی نہ چلی کہ اپنے آپکو نفس رسولؐ قرار دلا لیتا مگر جیسا کہ آپ نے خاتمۂ روایت پر ملاحظہ فرمایا غصب حق کرنیوالوں پر قیامت تک خدا کی لعنت اسطرح ہو رہی ہے کہ کوئی قوت آجتک اسے روک سکی ہے اور نہ روک سکے گی واقعۂ مباہلہ اہلسنت کے بیسیوں معتبر کتابوں میں باختلاف الفاظ وارد کیا گیا ہے مگر ہم بخوف طوالت ان سب کا ذکر چھوڑے دیتے ہیں۔

صفحہ ۷، نوٹ نمبر ۳ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ کتاب التوحید میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عرب کبھی کبھی یہ کہا کرتے ہیں کہ وَاللّٰہِ مَا يَنْظُرُ اِلَيْنَا فُلَانٌ (خدا کی قسم فلاں شخص ہماری طرف نہ دیکھے گا) جس سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے ہمکو کوئی خیر و خوبی نہیں پہنچے گی تو یہاں وہی مطلب ہے کہ جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں ہے خدائے تعالیٰ کیطرف سے ان کو قیامت کے دن کوئی خیر و خوبی نہ پہونچے گی۔ ۱۲

صفحہ ۷، نوٹ نمبر ۴ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو گناہوں سے پاک نہ فرمائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۷، نوٹ نمبر ۵ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہودی لوگ بعض باتیں جن کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے جھوٹ اور افتراء کے طور پر کہتے تھے کہ یہ توریت میں موجود ہیں۔ اُنہی کی خدا نے تکذیب فرمائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷، نوٹ نمبر ۶ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ ۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ ابو رافع قرظی اور سید نجرانی دونوں نے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کیا کریں اور آپ کو اپنا پروردگار قرار دے لیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ معاذ اللہ کہ سوائے خدا کے کسی کی پرستش کی جائے یا ہم سوائے عبادت خدا کے کسی اور کی عبادت کا حکم دیں نہ خدا نے مجھے اس لیے مبعوث کیا ہے نہ اس کا حکم دیا ہے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ عیون اخبار الرضاؑ میں مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جس قدر میرا رتبہ ہے اس سے مجھے نہ بڑھاؤ اسلیئے کہ پروردگار عالم نے مجھے نبی بنانے سے پہلے اپنا بندہ قرار دیا پھر آنحضرتؐ نے یہی تلاوت فرمائی۔ اسطرح جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے حالانکہ اسمیں میرا کچھ قصور نہیں ایک تو وہ محب جو میرا رتبہ حد سے زیادہ بڑھا دیں گے اور دوسرے وہ دشمن جو میرا رتبہ گھٹانے کے درپے رہیں گے۔ اور جو لوگ ہمارے بارے میں غلو کریں گے اور ہمارا رتبہ ہماری حد سے زیادہ بڑھائیں گے ہم خدا کے حضور میں اُن سے اپنی برأت اسی طرح ظاہر کریں گے جس طرح حضرت عیسٰی ابن مریمؑ نصاریٰ سے اپنی برأت ظاہر کریں گے۔ ۱۲

صفحہ ۷، نوٹ نمبر ۷ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے عالم ذر میں یہ سوال فرمایا کہ کیا تم نے خود اس کا اقرار کیا اور اپنی اپنی امتوں سے اس کا عہد لے لیا انھوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ اُس وقت خدائے تعالیٰ نے کل فرشتوں سے یہ کہا کہ تم گواہ رہو اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ انبیاءؑ اور ان کی امتوں نے خدائے تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہ بات عرض کی کہ جس بات کے اقرار کا تو نے حکم دیا ہے ہم اس کے مقر ہیں تو خدائے تعالیٰ نے انبیاءؑ سے یہ کہا کہ تم اپنی اپنی امتوں کے اقرار کے گواہ رہو اور میں تمہارا اور تمہاری امتوں کے اقرار کا گواہ رہوں۔ ۱۲

صفحہ ۷، نوٹ نمبر ۸ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرتؑ نے اس آیت کو تلاوت فرما کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا تو زمین کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہے گا جس میں شہادت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی منادی نہ پکاری جائے۔ ۱۲

تمام شد پارۂ سوئم



ضمیمہ متعلق پارہ چہارم

صفحہ ۳، نوٹ نمبر ۲ ؎ اور ان کے پاس اصلی توریت موجود تھی وہ اس بات کی جرأت نہ کر سکے کہ اس توریت میں سے اونٹ کی حرمت ثابت کر دیتے۔ ۱۲

صفحہ ۳، نوٹ نمبر ۳ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ ؎ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکہ کا نام مکّہ اس لیے رکھا گیا کہ لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہوتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ روتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مقصد یہ ہے کہ بڑے بڑے جبّاروں کی گردنیں جھکا دیتا ہے نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ آبادی کا نام تو بکّہ ہے اور خاص بیت اللہ کی زمین کا نام مکّہ ہے۔ ۱۲

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے اور من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ زمین کو پیدا کرے تو اُس نے ہواؤں کو حکم دیا اور ہوا نے پانی کو خوب ٹکرایا جس سے موج پیدا ہو گئی پھر جھاگ بنے پھر جھاگ بن کر اکٹھے ہوئے پھر ان سب کو اُس جگہ جمع کر دیا یہاں بیت اللہ ہے پھر انہی جھاگوں سے ایک پہاڑ بنایا پھر اسی کے نیچے سے زمین پھیلا دی اور خدائے تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا اور من لا یحضرہ الفقیہ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ زمین میں پہلی جگہ جو خدائے تعالیٰ نے پیدا کی وہ کعبہ ہے پھر اُس سے اور زمین پھیلائی گئی اور اُس کتاب میں یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہر چیز میں سے ایک چیز کو پسند فرمایا ہے چنانچہ ساری زمین میں سے کعبہ کی جگہ کو پسند فرمایا ہے علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکّہ کا نام بکّہ اس لیے رکھا گیا کہ مرد بھی اس میں روتے ہیں اور عورتیں بھی اور عورت وہاں تمہارے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں اور ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے اور اس کا کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ حالانکہ عورت کا اس طرح نماز پڑھنا اور تمام ملکوں میں مکروہ ہے الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکّہ کے پانچ نام ہیں اُمّ القریٰ۔ مکّہ۔ بکّہ۔ بساسہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو اس میں رہ کر ظلم کرتا ہے اُسے یا تو خارج کر دیتا ہے) ہلاک اور اُمّ رحم اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں جو آ رہے ہیں اُن پر خدا رحم کرتا ہے اسی کے ہم معنی ایک حدیث من لا یحضرہ الفقیہ میں منقول ہے نیز اُسی کتاب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مکانِ کعبہ کو پروردگارِ عالم نے حضرت آدم علیہ السّلام کی خاطر جنت سے اُتارا تھا اُس وقت وہ ایک سفید موتی تھا پھر اُسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا فقط اُس کی بنیاد باقی رہ گئی اور وہ موجودہ بیت اللہ کے گرداگرد ہے اور ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے حکم خدا سے آتے ہیں جو پھر دوبارہ نہیں آ سکتے پس خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السّلام کو حکم دیا کہ انہی بنیادوں پر اس مکان کو بنائیں من لا یحضرہ الفقیہ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی زمین کل روئے زمین پر ایک بلند ٹیلا تھا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا یہ حالت اس وقت تک رہی جب تک کہ آدم علیہ السّلام کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا اس واقعہ کے بعد وہ سیاہ ہو گئی پھر جب آدم علیہ السّلام آئے تو خدائے تعالیٰ نے اس زمین کو اُن کی خاطر سے کل زمین سے اونچا کیا کہ انھوں نے اُسے دیکھ لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ سب تیرے لیے ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا یہ زیادہ چمکتی ہوئی زمین کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ اس زمین میں میرا حرم ہے اور اے آدمؑ تمہارے ذمہ میں نے یہ واجب کر دیا کہ ہر روز سات سو مرتبہ طواف اس مقام کا بجا لاؤ۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا پایا گیا کہ میں خدا خدائے ایکتا ہوں بکّہ کا مالک ہوں میں نے اس کو اُس دن پیدا کیا ہے جس دن آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور جس دن سورج اور چاند کو پیدا کیا اور اُس کی گرداگرد سات فرشتے مقرر کر دیئے اس میں رہنے والے برکت دیئے جائیں گے ان کو نہ پانی کی کمی ہوگی اور نہ دودھ کی اور ان کا رزق ان کو تین طریقوں سے پہنچے گا اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے اور گھاٹیوں میں سے قولِ صاحب تفسیر صافی مقام ابراہیم کا آیات اللہ ہونا اس سے ثابت ہے کہ وہ حسب خواہش ابراہیم علیہ السّلام بلند ہو جاتا تھا یہاں تک کہ پہاڑوں سے بھی اونچا ہو گیا تھا جس کا ذکر انشاء اللہ سورۂ حج میں آئے گا۔ اب رہا حجر اسود اس کا آیت اللہ ہونا اس سے ثابت ہے کہ انبیاء و اوصیاء کے لیے اُس سے عجائبات ظہور میں آتے رہے ہیں اُس وقت بھی جبکہ وہ ایک جوہر تھا اور آدم علیہ السّلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں رکھا تھا اور اُسوقت بھی جبکہ وہ بڑے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا اور خدائے تعالیٰ نے آدمیوں سے جو عہد و پیمان لیا تھا اُس کی بابت اُسے حکم دیا تھا کہ اُسے بطور لقمہ نگل جائے اور اپنے پاس امانت رکھے نیز اس حیثیت سے بھی آیت ہے کہ قیامت کے دن وہ اس شان سے حاضر ہوگا کہ اس کی ایک زبان بڑی بولنے والی ہوگی اور دو آنکھیں ہوں گی جن سے کل مخلوق کو پہچانے گا اُن کی گواہی بھی دے گا جنھوں نے اس عہد کو پورا پورا ادا کیا ہے اور میثاق اس کے پاس سے اُس کے مطابق عمل کیا ہے اور ہر اس شخص کے برخلاف گواہی دیگا جس نے انکار وغیرہ کیا ہے جیسا کہ اخبار ائمہ علیہم السّلام سے ثابت ہے نیز اس کا آیت اللہ ہونا اس حیثیت سے بھی ثابت ہے کہ بعض ائمہ علیہم السّلام کے لیے اس نے بات کی ہے جیسے کہ جناب امام زین العابدین کے لیے اس وقت جبکہ ان کے چچا جناب محمد حنفیہ نے امر امامت میں ان سے جھگڑا کیا تھا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ بعد جناب امام حسین علیہ السّلام کے امام میں ہوں اور حضرت نے فرمایا تھا کہ چچا جان امام وہ ہوتا ہے جس کی کل مخلوق گواہی دے سکے چنانچہ طرفین کی رضامندی سے حجر اسود حکم بنایا گیا جس نے محمد حنفیہ کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا پھر جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے جواب میں اس فصاحت سے آپ کے امام ہونے کی گواہی دی کہ موافق و مخالف سب قائل امامت ہو گئے نیز اس حیثیت سے بھی حجر اسود کا آیت اللہ ہونا ثابت ہے کہ جب اُس کو اُس کے موقع پر نصب کرنا چاہا ہے تو اُس نے بھی غیر معصوم کی اطاعت نہیں کی جیسا کہ بارہا تجربہ ہو چکا اب رہا منزل اسمٰعیل علیہ السّلام کا آیت اللہ ہونا تو منازل تو منشک کیا گیا تھا مگر اُس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے لیے دفعتاً فوقتاً پانی جاری ہوتا رہا اور مقام ابراہیم کا خصوصیت سے قرآن مجید میں ذکر آیا ہے اور چیزوں کا ذکر وضاحت کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ کل آدمیوں کے لیے کوئی نشان مقام ابراہیمؑ سے زیادہ ظاہر نہیں ہے اور اُس پر حج

نشانِ قدم بنے ہوئے ہیں اُن کی نسبت ایک قول تو یہ ہے کہ جب کعبہ کی دیواریں بلند ہوگئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام اس پتھر پر کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ دیواروں کے پتھر اوپر پہنچانے ممکن ہوں پس دونوں قدموں کے نشان اُس پر بن گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب شام سے مکہ معظمہ کی زیارت کو آئے تو زوجہ اسمٰعیلؑ نے عرض کی کہ آپ اُتریے اور سر دھو ڈالیے مگر آپ نہیں اُترے تو وہ اس پتھر کو اٹھا لائیں اور آپ کی سواری کے داہنی طرف رکھ دیا۔ حضرت نے اپنا داہنا پاؤں اُس پر رکھا اور زوجہ اسمٰعیلؑ علیہ السّلام نے آپکے سر مبارک کا داہنا حصہ دھو دیا پھر پتھر کو اٹھا کے بائیں طرف رکھ دیا اور حضرت نے بایاں پاؤں اُس پر رکھا اور زوجہ اسمٰعیلؑ نے بائیں طرف کا حصہ دھو دیا اس طرح دونوں قدموں کا نشان اُس پتھر پر بن گیا اور باقی رہ گیا۔

قولِ مترجم۔ ادبر کے دونوں قولوں میں سے کون سا صحیح ہے اس کی تصدیق مشاہدہ پر موقوف ہے۔ اگر دونوں قدموں کے نشان باقاعدہ بنے ہوئے ہیں یعنی داہنے پاؤں کا داہنے طرف اور بائیں پاؤں کا بائیں طرف تو قولِ اوّل صحیح ہے اور اگر نشان اس کے خلاف بنے ہوئے ہیں یعنی بائیں طرف داہنے پاؤں کا نشان ہے اور داہنی طرف بائیں پاؤں کا نشان ہے تو قولِ ثانی صحیح ہوگا۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اُس مقام ابراہیمؑ کی جگہ جسے ابراہیم علیہ السّلام نے خود رکھا تھا بیت اللہ کی دیوار سے متصل تھی اور وہ برابر وہیں رہا تا آنکہ زمانہ جاہلیت میں کفار نے اُسے اُس مقام تک ہٹا دیا جہاں آجتک ہے پھر جب آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ کو فتح کیا تو اُسے اٹھا کر اُسی مقام پر واپس پہنچا دیا جہاں ابراہیم علیہ السّلام نے اُسے رکھا تھا پس یہ برابر وہیں رہا تا آنکہ عمر ابن الخطاب حاکم ہوا اُس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو اس جگہ کو بنا سکے جہاں مقام ابراہیمؑ زمانۂ جاہلیت میں تھا ایک شخص نے کہا کہ میں نے اُس کے فاصلہ کو اُس وقت ناپ لیا تھا اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ عمر نے کہا کہ ہمارے پاس لے آ۔ وہ شخص لے آیا عمر نے خود اسے جانچا پھر مقام ابراہیمؑ کو بیت اللہ کے پاس سے ہٹا کر اُس جگہ کر دیا جہاں کفار نے زمانۂ جاہلیت میں قائم کیا تھا۔

قولِ مترجم۔ اس بدعت کا موقوف کرنا بھی جناب صاحب الامر علیہ السّلام کے حقوق میں داخل ہے۔

صفحہ ۳، نوٹ نمبر ۴ آیاتٌ بَیِّنٰتٌ: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اُن حضرت سے سوال کیا گیا تھا کہ یہ آیاتِ بیّنات کیا چیز ہیں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ایک تو مقام ابراہیمؑ ہے یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کو بنایا تھا اور اُس پر اُن کے دونوں قدموں کے نشان بن گئے ہیں، دوسرے حجرِ اسود یہ، تیسرے منزلِ اسمٰعیلؑ۔ ۱۲

علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ابوحنیفہ سے دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کو سنتے ہو اس کا مطلب مجھے سمجھا کہ یہ مقام زمین پر کس جگہ واقع ہے اُس نے عرض کی یہ کعبۃ اللہ ہے حضرت نے فرمایا کہ حجّاج ابن یوسف نے جب کعبۃ اللہ کا محاصرہ کر کے عبداللہ ابن زبیر کے مغلوب کرنے کے لیے منجنیق قائم کیے اور پھر ابن زبیر کو قتل بھی کیا تو آیا عبداللہ کعبہ میں مامون ہوا یعنی امن سے تھا؟ یہ سُن کر ابو حنیفہ چپ سا رہ گیا پھر حضرت سے جواب کا طالب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قائم آلِ محمد علیہ السّلام کی بیعت کرے گا اور آنحضرت علیہ السّلام کی اطاعت میں داخل ہوگا اور آنحضرتؑ کے دستِ مبارک کو مس کرے گا اور اُن کے اصحاب کے گروہ میں داخل ہوگا وہ مزورِ امن پائے گا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص اس گھر یعنی (بیت اللہ) کا ارادہ کر کے آئے اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ خانۂ خدا یہی ہے جس کے حج کا خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اور وہ ہم اہلبیتؑ کے حق کو ایسے ہی پہچانتا ہو جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو وہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں امن سے رہے گا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جو شخص بیت اللہ میں اس شان سے داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس پر واجب کیا ہے اُس سب کا شناسا ہو تو آخرت میں داغی عذاب سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام اُن دعاؤں میں (جو کہ بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت پڑھنی چاہئیں) یہ فقرہ بھی منقول ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَاٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ (یا اللہ تو نے یہ فرمایا ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ہوگیا" پس مجھے عذابِ دوزخ سے مامون فرما دے) نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں اُنہی حضرت علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آدمیوں میں سے جو شخص حرم مکہ میں داخل ہو جائے اور خدا کی پناہ پکڑ لے وہ عذابِ خدا سے اُس میں مامون ہو جاتا ہے اور جو چوپاؤں یا پرندوں میں سے اس میں آجائے وہ جب تک حرم سے باہر نہ نکل جائے اس بات سے مامون ہے کہ کوئی اُسے ستائے یا بھڑکا دے۔ نیز انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جب بندہ نے حرم سے باہر کوئی قصور کیا پھر وہ بھاگ کر حرم میں آگیا تو کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اُسے حرم کے اندر گرفتار کرے لیکن بازار میں اُس سے لین دین بند کر دیا جاوے اور کھانا پینا اُسے نہ دیا جاوے اور کوئی شخص اُس سے بات بھی نہ کرے کہ ایسا کرنے سے امید ہے کہ وہ باہر نکلے گا اُس وقت وہ گرفتار کیا جائے اور اگر کسی نے حرم کے اندر ارتکاب جرم کیا ہو تو اس پر حرم کے اندر ہی حد جاری کی جائے گی۔ اور کافی میں اتنی عبارت اور زیادہ ہے کہ یہ اس سبب سے کہ اُس نے حرم خدا کی حرمت کی رعایت نہیں کی۔ نیز کافی میں منقول ہے کہ سماعہ نے اُن حضرت سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ذمہ میرا مال ہوا اور وہ عرصہ تک غائب رہے اور پھر میں اُس کو کعبۃ اللہ کے گرد طواف کرتے دیکھوں تو آیا جائز ہے کہ میں اپنے مال کا تقاضا اُس سے کروں۔ فرمایا نہیں۔ نہ تو اس کو سلام کرو اور نہ اُسے کسی طرح ڈراؤ دھمکاؤ جب تک وہ حرم سے باہر نہ آجائے مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْهُ میں منقول ہے کہ جو شخص حرم خدا یا حرم رسولؐ میں مر جائے گا خدا اُس کو امن پانے والوں میں مبعوث کرے گا۔ اور جو شخص دونوں حرموں کے مابین مر جائے گا تو اُس سے حساب نہ لیا جائے گا اور جو شخص حرمؐ میں دفن ہو جائے گا وہ قیامت کے بڑے خوف سے مامون رہے گا۔

قولِ مترجم۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی حرم میں دفن ہونے کے قابل نہ ہو نقل کرنے والے بلا نکہ جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں اُسے اُس مقام محترم سے منتقل کر کے ایسی جگہ پہونچا دیتے ہیں جہاں کے وہ لائق ہو۔

صفحہ ۳، نوٹ نمبر ۵ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص کعبۃ اللہ میں اس حال سے داخل ہو کہ ہمارے حقوق کو اُسی طرح پہچانتا ہو جس طرح کعبہ کا شناسا ہے تو اس کے کل گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اس کی دنیا و آخرت کی مہمات پوری کی جائیں گی۔ ۱۲

کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اس آیت میں جو خدا نے لفظ سبیل فرمایا ہے تو سبیل سے کیا مطلب ہے فرمایا اُس کے پاس اتنا ہو جس سے حج بجا لائے راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ عرض کی اگر کسی کے سامنے اتنا پیش کیا جاتا جس سے وہ حج بجا لا سکے پھر وہ اُس کے لینے سے حیا کرے تو آیا وہ بھی مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (دیکھو صفحہ ۳، سطر ۱) کی حد میں آجائے گا؟ فرمایا ہاں ضرور آجائے گا کیا وجہ ہے کہ وہ حیا کرے

کو اُسے ایسے گدھے پر سوار ہو کر بھی جانے کا موقع ملے جس کی ناک بھی کٹی ہو اور دُم بھی اور اگر کسی میں اِس بات کی طاقت ہو کہ کچھ راستہ پیدل چل سکے اور کچھ سوار ہو کر تو بھی اُسے حج بجالانا چاہیئے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کسی کے پاس سواری کے لیے نہ ہو تو بھی نکل کھڑا ہو اور پیدل چلے اس پر کسی نے عرض کی اگر چلنے کی بھی قوت نہ رکھتا ہو فرمایا کچھ پیدل چلے اور کچھ سوار ہو کر عرض کی گئی کہ اس کا مقدور نہیں رکھتا کہ سوار ہو فرمایا اس صورت میں بعض لوگوں کی خدمت یا نوکری اختیار کرلے اور اُن کے ساتھ جائے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اُن حضرتؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص جسمانی طور سے صحیح ہو اور راستہ بھی صاف ہو اور اس کے پاس زادِ راہ اور سواری ہو تو وہ اُن لوگوں میں سے ہوا جو حج کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اس روایت کا راوی یہ بھی کہتا ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے پاس مال ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اُن حضرتؑ سے اِس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت نے دریافت کیا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کی گئی لوگ تو زادِ راہ اور سواری کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو اُن حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ اس صورت میں تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے کہ اگر ایک شخص کے پاس زادِ راہ اور سواری ہو یعنی اتنا کہ اپنے بال بچوں کی خبر گیری کر سکے اور اس کے سبب سے لوگوں سے مستغنی ہو تو اگر اُسے حج میں صرف کر دے تو کیا بال بچوں کے قوت کے لیے لوگوں سے جا کے بھیک مانگے اور اس طرح وہ سب مارے پڑے اس پر عرض کی گئی کہ پھر سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ وسعتِ مال کہ اُس کے ایک حصّہ سے حج کرے اور اس کا ایک حصّہ اپنے اہل و عیال کے لیے باقی رکھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ نے زکوٰۃ کو واجب کیا ہے ان لوگوں پر جن کے پاس کم از کم دو سو درہم ہوں۔

قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی۔ آخری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس اتنا ہی مال ہو جس سے وہ اپنے بچوں کی خبر گیری کر سکتے ہیں اگر اُن پر یہ واجب کیا جاتا کہ اُس مال کو وہ زادِ راہ اور سواری میں اُٹھا دیں پھر وہ اپنے اہل و عیال کے قوت کے لیے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرتے تو یہ صورت لوگوں کی بربادی کا موجب ہوتی اور اوپر کی روایتیں بتلاتی ہیں کہ جس کے پاس تھوڑا سا بھی ہو اُسے حج کو جانا چاہیئے۔ ان روایتوں کے اختلاف کی وجہ لوگوں کے حالات کا مختلف ہونا ہے معذور ہونے کی حیثیت سے ہو اور قوت و ضعف جسمانی سے ہو تو اس کا مختصر فیصلہ خداوند عالم یوں فرماتا ہے۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ (دیکھو صفحہ ۹۳۲ سطر ۸)

قولِ مترجم۔ حج کے مفصل احکام و شرائط کتب فقہیہ میں دیکھو اور اجتہاد یا تقلید کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۶ حَجُّ الْبَیْتِ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حج البیت سے مراد حج و عمرہ دونوں ہیں کیوں کہ دونوں واجب ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۷ اِسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا کہ اِس آیت کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا حج اُس کے ذمہ واجب ہے جس کو صحتِ جسمانی بھی حاصل ہو اور قوت مال بھی۔ ۱۲ (تفصیل ضمیمہ میں دیکھیئے)

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۸ وَمَنْ کَفَرَ ۔ اس جگہ کَفَرَ لَمْ یَحُجَّ کا قائم مقام ہے یعنی خدائے تعالیٰ بجائے اس کے کہ یہ فرماتا کہ جس نے حج نہ کیا یوں فرمایا کہ جس نے کفر کیا۔ الفقیہہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ وصیت جو علیؑ مرتضیٰ کو فرمائی تھی درج ہے۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ اے علیؑ جو شخص باوجود استطاعت کے تارکِ حج ہوگا وہ کافر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا، وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یا علیؑ جو کوئی حج کو ٹالتا رہے گا یہاں تک کہ مر جائے تو قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اُس کو یہودی یا نصرانی اٹھائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۹ وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ لفظ اصل میں مُسَلِّمُوْنَ ہے، یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ نبیؐ نے جو احکام پہنچائے ہیں اُن سب کے بجالانے والے اور خود نبیؐ کے مطیع۔ ۱۲

صفحہ ۳۷ نوٹ نمبر ۵ بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا ۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ حَبْلٌ سے مراد ہے توحید اور ولایت اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آلِ محمدؐ خدا کی وہ مضبوط رسی ہیں جن سے متمسک ہونے کا خدا نے اس آیت میں سب کو حکم دیا ہے۔ ۱۲

تفسیر برہان میں بروایتِ جابر ابنِ عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں اہلِ یمن کا ایک گروہ بطور مہمان وارد ہوا آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ تمہارے پاس اہلِ یمن آتے ہیں جو بہت ہی باریک بین ہوتے ہیں پھر جب وہ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تب فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جنکے دل نرم ہیں اور جن کے ایمان مضبوط ہیں منصور انہی میں سے ہوگا جو میرے برحق خلیفہ کی ستر ہزار آدمیوں سے نصرت کرے گا اور اسی طرح میرے وصی کے بیٹے کی وہ سب اپنی تلواریں حمائل کیے ہوں گے لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ آپ کا وصی کون ہے؟ فرمایا وہ ہے جس کی پیروی کرنے کا خدائے تعالیٰ نے تم سب کو حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (دیکھو صفحہ ۹۳ سطر ۸) لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارے لیے اسے کھولکر بیان کیجئے کہ یہ حبل کیا ہے؟ فرمایا خدا نے اسکے کا یہ قول دیکھو اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (دیکھو صفحہ ۷۶ سطر ۲) پس حبل من اللہ خدا کی کتاب ہے اور حبل من الناس میرا وصی لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کے وصی ہیں کون سے؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (دیکھو صفحہ ۴۱۱ سطر ۲) لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اِس جنب اللہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا۔ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۔ (دیکھو صفحہ ۵۷۰ سطر ۹) وہی میرا وصی ہے جو میرے بعد مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی اُس کی قسم جس نے آپ کو برحق بنا کر بھیجا ہے ہمیں اُسے دکھا دیجئے کہ ہم اُس کے بہت ہی مشتاق ہو گئے۔ فرمایا وہ وہی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے سمجھنے والوں کے لیے نشانی بنا دیا ہے پس اگر تم اُس کو اُس نظر سے دیکھو گے جس نظر سے وہ شخص دیکھے جس کی تعریف میں خدا فرماتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ (دیکھو صفحہ ۴۸۰ سطر ۱) تو تم اُسے پہچان لوگے کہ وہی میرا وصی ہے جیسا کہ تم نے مجھے پہچان لیا کہ میں تمہارا نبیؐ ہوں اب تم صفوں میں سے گزرو اور چہروں کو غور سے دیکھو تو جس کی طرف تمہارے دل مائل ہو جائیں تو بلاشک وہ ہی میرا وصی ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اس کے بارے میں ابراہیم علیہ السّلام کی دعا یوں نقل فرماتا ہے فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ (دیکھو صفحہ ۴۱۳ سطر ۲) جس سے مراد ہے اس کی طرف اور اس کی اولاد کی طرف۔ جابرؓ کہتے ہیں اس پر ابو عامرہ اشعری قبیلۂ اشعر میں سے اور ابو غرۃ الخولانی قبیلۂ خولانیین میں سے ہے اور عثمان ابن قیس اور عمرہ دو حمی قبیلۂ دوسیین میں سے اور لاحق ابن علاقہ کھڑے ہوئے صفوں میں گئے چہروں کو غور سے دیکھا اور اُس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جس کی پیشانی کے بال اُڑے ہوئے اور پیٹ

بڑھا ہوا تھا عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ ہمارے دل تو اس کے گرویدہ ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جبکہ تم نے وصیِّ رسولؐ خدا کو قبل اس کے کہ تم انھیں پہچانتے ہو اس طرح شناخت کر لیا تم خود برگزیدۂ خدا ہو گئے۔ اچھا اب یہ تو بتاؤ تم نے شناخت کیونکر کیا کہ یہ وہی ہے؟ جناب رسولؐ خدا کی زبان سے اپنی تعریف سن کر یہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ اے رسولؐ اللہ ہم نے اور لوگوں کی طرف دیکھا تو ہم ان سے ذرا بھی نہ ڈرے اور جب ہم نے اس بزرگوار کی طرف دیکھا تو ہمارے دل کانپ گئے پھر ہمارے نفس مشتاق ہوئے اور ہمارے دل تھرا گئے اور ہماری آنکھیں بھر آئیں اور ہمارے سینے نورانی ہو گئے۔ گویا یہ ہمارا باپ ہے اور ہم اس کے بیٹے ہیں آنحضرت نے فرمایا وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ (تم ان لوگوں کی منزلت میں کہ گئے جن کی تعریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (دیکھو صفحہ ۴۴۲ سطر ۱) اور تم آتش جہنم سے دور ہو گئے۔ جابر ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ یہ سب بزرگوار جن کے نام لے گئے اُس وقت تک زندہ رہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگِ جمل و صفین میں شریک ہوئے اور بالآخر صفین میں شہید ہو گئے خدائے تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل کرے آنحضرتؐ اُن کو جنت کی بشارت دیا کرتے تھے اور اس بات کی خبر کہ تم علی ابن ابیطالب علیہ السّلام کے ساتھ شہید ہو جاؤ گے اُسی کتاب میں جناب امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا مع اپنے اصحاب کے مسجد میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمانے لگے کہ ابھی تھوڑی دیر میں اس دروازہ سے ایک جنتی آئے گا اور جو مطلب اُسے پوچھنا ہے دریافت کرے گا چنانچہ ایک طویل القامت آدمی مضر کے لوگوں سے مشابہ آیا آگے بڑھ کے آنحضرتؐ کو اُس نے سلام کیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسولؐ اللہ میں نے سنا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یہ بھی فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۲) پس یہ حبل کون سی ہے جس کو چنگل مار کے خدائے تعالیٰ نے ہم کو پکڑنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ اُس سے جدا نہوں یہ سوال سُن کر آنحضرتؐ نے سر مبارک جھکا لیا پھر بلند کر کے ہاتھ سے علی مرتضیٰ علیہ السّلام کی طرف اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ کی رسّی یہ ہے جو اس سے متمسک ہوگا دنیا میں بھی اس کے ذریعہ سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کی آخرت بھی اُس کے ہاتھ سے نہ جانے پائے گی پس وہ شخص جھپٹ کر اٹھا اور علی مرتضیٰؑ کے پس پشت جا کر حضرتؐ سے چمٹ گیا اور یہ عرض کرتا جاتا کہ میں اللہ کی رسّی سے متمسک ہو گیا پھر اٹھا اور پھر آکر مسجد سے چلا دیا اس اثنا میں لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسولؐ اللہ میں اس شخص سے ملاقات کروں اور کہوں کہ میری مغفرت کی خدا سے دعا کرے آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں اگر تجھے اس کی توفیق ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے چنانچہ یہ شخص بھی نکل کر اس شخص سے جا ملا اور اُس سے درخواست کی کہ میرے لیے دعائے مغفرت کر شخص اول نے کہا تو یہ سمجھا کہ حضرت نے مجھ سے کیا فرمایا اور میں نے آنحضرتؐ سے کیا عرض کیا؟ اس نے کہا کہ ہاں سمجھا شخص اول نے کہا کہ پس اگر تم اِن بزرگوار سے متمسک ہو جو حبل اللہ ہیں تو اللہ تمہارے سب گناہ بخشدے اور اگر تم ان سے متمسک نہیں ہو تو خدا تمھیں بھی نہ بخشے۔ کتاب المناقب میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ہم جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کرنے لگا یا حضرتؐ میں نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا تو وہ حبل اللہ کیا ہے جسے ہم چنگل مار کر پکڑیں پس آنحضرت نے اپنا دستِ مبارک علی مرتضےٰؑ کے ہاتھ پر مار کر فرمایا اس سے متمسک ہو کہ وہ حبل المتین یہی ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ ایک اعرابی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے آنحضرتؐ سے اس آیت وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا کے معنی دریافت کیے تو جناب رسولؐ خدا نے علی مرتضےٰؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے اعرابی حبل اللہ یہ ہے اس سے متمسک ہو جا وہ اعرابی پھر جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کے پیچھے آیا اور حضرتؐ کو آغوش میں لیکر کہنے لگا کہ یا اللہ میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے بڑی رسی کو تھام لیا تو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ وہ ایک جنتی شخص کی طرف نظر کرے تو اُسے چاہیئے کہ اس اعرابی کو دیکھے۔

صفحہ ۷۴ نوٹ نمبر ۶ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ اس آیت میں نعمت اللہ سے مراد جناب رسولؐ خدا جناب علی مرتضےٰؑ اور آئمہ معصومین علیہم السّلام ہیں ثبوت ہر ایک کا حسب ذیل ہے۔

(۱) تفسیر برہان میں ہے کہ یہ آیت وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۱) بنی اوس اور بنی خزرج کے بارے میں نازل ہوئی جن میں ایک سو برس تک برابر لڑائی رہی رات دن ہتھیار اتارتے نہ تھے اسی حالت پر اُن کی اولاد پیدا ہوتی رہی جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو حضرتؐ نے اُن میں صلح کرادی اور یہ لوگ اسلام لائے۔ حضرتؐ کی وجہ سے وہ عداوت ان کے دلوں سے دور ہو گئی اور وہ لوگ بالکل بھائی بھائی ہو گئے۔ قولِ مترجم۔ اس صورت میں آنحضرت کی ذاتِ نعمتِ خدا ہوئی اور آنحضرت کا ذکر کرنا امرِ خدا کی تعمیل یعنی عبادت ہوئی۔

(۲) جناب رسولؐ خدا حج آخر سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو چلے اور راستہ میں جحفہ کے قریب مقام خمِ غدیر پر بہ تعمیل امرِ الٰہی جناب علی مرتضیٰ علیہ السّلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا تو منجانب خدا یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (دیکھو صفحہ ۱۶۹ سطر ۹) جس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے علی مرتضیٰؑ کو اور اُن کی ولایت یا امامت کو اپنی نعمت سے تعبیر فرمایا پس علی مرتضیٰؑ اور آئمہ علیہم السّلام خدا کی نعمت ہوئے اور چونکہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ (علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے) اور آنحضرت کی حدیث کے صحیح ہونے کی جانچ یہ ہے کہ اس کا مضمون کتابِ خدا کے مضمون سے موافق ہے چنانچہ اس حدیث کا مضمون وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ سے مطابق و موافق ہے لہٰذا یہ حدیث بھی صحیح ہے اور علی مرتضیٰ کی ذات اور اُنکی ولایت دونوں نعمتِ خدا ہیں۔

(۳) تفسیر برہان میں ابراہیم ابن العباس سولی المکاتب بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن جناب امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السّلام کی خدمت میں حاضر تھے تو حضرتؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں کوئی حقیقی نعمت نہیں ہے۔ حضرتؑ کے حضور میں جو لوگ حاضر تھے ان میں سے ایک عالم نے یہ کہا کہ خدائے تعالیٰ جو فرماتا ہے لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (دیکھو صفحہ ۹۰ سطر ۲) یہ نعیم تو دنیا ہی میں ہے اور اس سے مراد ٹھنڈا پانی ہے جناب امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا اور اس فرمانے میں حضرتؑ کی آواز بھی بلند ہو گئی کہ تم نے اس کی ایسی ہی تفسیر کی ہے بلکہ اس کی تفسیر کوئی اور طرح سے کی ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد ٹھنڈا پانی ہے دوسرا عمدہ کھانا کہتا ہے تیسرا میٹھی نیند مراد لیتا ہے حالانکہ میرے والدِ ماجد نے اپنے والدِ ماجد جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں لوگوں کے یہ اقوال آنحضرتؑ کے سامنے بیان ہوئے تو آپ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جو چیزیں عطا فرما چکا ہے ان کے بارے میں اُن سے ہرگز سوال نہ کرے گا اور نہ اُن پر احسان جتائے گا جبکہ احسان جتانا اُس کی مخلوق کے لیے بھی بدنما ہے تو پھر ایسی چیز کی نسبت خالق کی طرف کیسے دی جا سکتی ہے جو مخلوق کے لیے بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی بلکہ اس آیت میں النَّعِيمِ سے مراد ہم اہلبیتؑ کی محبت و ولایت ہے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ بندہ سے بعد توحید و نبوت کے سوال کرے گا۔ اور جو بندہ اس امتحان میں پورا اُتر جائیگا اُسے نعیمِ جنت تک پہونچا دے گا جو کبھی زائل ہونے والی نہیں ہے

قولِ مترجم: اس سے ثابت ہوا کہ ائمہ اہلبیتؑ اور ان کی ولایت خدا کی نعمت ہے۔

صفحہ ۴، نوٹ نمبر ۱ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً : ایک ضعیف روایت: یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اَوس اور خزرج دونوں حقیقی بھائی تھے اُن کی اولاد میں عداوت قائم ہوگئی تھی اور ایک سو بیس برس تک برابر لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے اُس عداوت کی آگ بجھا دی اور اپنے رسول کے صدقے سے ان میں میل جول کرا دیا۔ ۱۲

صفحہ ۴، نوٹ نمبر ۲ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام اِس لفظ کو اَئِمَّةٌ تلاوت فرمایا کرتے تھے کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کُلِّ امت پر واجب ہے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا گیا کہ کیوں؟ فرمایا کہ صرف اس کے ذمہ ہے جو قوت رکھتا ہو لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں اور وہ معروف و مُنکر کی تمیز بھی رکھتا ہو۔ اُن کم علم لوگوں کے ذمہ نہیں ہو سکتا جو خود ہی راہِ حق کو نہ پہچانتے ہوں اور جو بات وہ اپنے مُنھ سے کہیں وہ سمجھ نہ سکتے ہوں کہ آیا حق ہے یا باطل اور اس قول کی دلیل کتابِ خدا میں موجود ہے پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت خاص ہے عام نہیں جیسے کہ خدا نے فرمایا وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ (موسیٰؑ کی قوم میں ایک گروہ ایسا تھا جو حق کی ہدایت کرتا تھا اور خود اسی کے مطابق چلتا تھا۔ ۱۲

یعنی خدائے تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ موسیٰؑ علیہ السّلام کی ساری اُمت کے ذمہ حق کی ہدایت کرنا لازم تھا اور نہ یوں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السّلام کی ہر ہر قوم کے ذمہ ہدایت کرنا ضروری تھا حالانکہ اس زمانہ میں اس قوم میں مختلف گروہ بنے ہوئے تھے بلکہ یوں فرمایا کہ قومِ موسیٰ میں سے ایک اُمّت ایسی ہو جو حق کی ہدایت کیا کرے اور خود بھی اُسی راستے پر چلے اور لفظِ اُمّت جو اس آیت میں فرمایا تو امت کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا (دیکھو صفحہ ۴۴۳ سطر ۳) مطلب یہ ہے کہ اس وقت ابراہیم علیہ السّلام ہی ایسے خدا کے مطیع تھے اور اس وقت میں بھی اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اُسے نیکی بدی کا علم ہو ہو مگر نہ تو اسے قوت و قدرت ہو اور نہ اس کا کوئی حمایتی یا گروہ ہو اور نہ اس کی بات مانی جاتی ہو تو اس کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے انہی حضرتؑ سے یہ دریافت کیا گیا جناب رسولِ خدا کی جو یہ حدیث ہے کہ ظالم حاکم کے سامنے انصاف کی ایک بات کہدینا سب سے بڑا جہاد ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ اُس شخص کے ذمہ ہے جو امر بالمعروف کرنے سے پہلے اس کی پوری معرفت بھی رکھتا ہو (یعنی حقیقت امر کو بھی پہچانتا ہو اور اس شخص کے بھی عادات و اطوار سے واقف ہو) اور اس کا یقین بھی رکھتا ہو کہ اس کی بات قبول کی جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کے ذمہ لازم نہیں ہے نیز انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا تو مومن کے حق میں ہونا چاہیئے کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا جاہل کے حق میں ہونا چاہیئے کہ وہ علم حاصل کرے اب رہے ذی اختیار ظالم حاکم اُن سے چشم پوشی بہتر ہے (کہ وہ بجائے نیک بات ماننے کے تمہاری جان و عزت و آبرو کے درپے ہو جائیں گے) تفسیر قمّی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ یہ آیت اٰلِ محمدؐ اور اُن کے تابعین سے مخصوص ہے کہ وہ امورِ خیر کی طرف بلاتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے باز رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں۔ جناب امام المتقین امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ بدی سے لوگوں کو منع کرو اور خود بھی اس سے باز رہو۔ اس لیے کہ منع کرنے کا حکم تم کو اُسی حالت میں دیا گیا ہے جبکہ تم خود بھی باز رہتے ہو۔ انہی حضرتؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ایسے نیکی کا حکم کرنے والوں پر لعنت کرے جو خود اس نیکی پر عمل نہ کرتے ہوں اور ایسے بدی پر منع کرنے والوں پر لعنت کرے جو خود اسی بدی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خدائے تعالیٰ کے مخلوق میں سے دو مخلوق ہیں پس جو ان دونوں کی نصرت کریگا خدائے تعالیٰ اُس کو عزت دیگا اور جو ان دونوں کی نصرت چھوڑ دے گا خدائے تعالیٰ اُس کی نصرت چھوڑ دے گا (یعنی اُس کو ذلت دیگا) تہذیب الاحکام میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلّم سے منقول ہے کہ جب تک لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہیں گے اور نیکی میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے تب تک وہ برابر خیر و خوبی میں رہیں گے اور جب ایسا نہ کریں گے تو برکتیں اُن سے سلب ہو جائیں گی وہ ایک دوسرے پر مسلّط ہو جائیں گے اور اُن کا کوئی مددگار نہ زمین میں رہے گا اور نہ آسمان میں۔ کافی اور تہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دکھاوے کی پیروی کرتے ہوں گے قرآن مجید پڑھتے ہوں گے اور الٹی چال چلتے ہوں گے۔ نئی نئی باتیں نکالنے والے کم عقل نہ امر بالمعروف کو واجب جانتے ہوں گے اور نہ نہی عن المنکر کو سوائے اس صورت کے کہ جب کسی ضرر سے بچنے کا موقعہ ہو وہ اپنی ذات کے لیے آسانیاں اور بہانے ڈھونڈتے رہیں گے۔ عالموں کی غلطیوں کی پیروی اور ان کے علم کے نقص کی تقلید کرتے رہیں گے نماز اور روزہ یعنی ایسی چیز میں جو ان کے جان و مال کو ضرر نہ پہنچائیں بجا لاتے رہیں گے اور اگر نماز یا اس کے افعال اُن کے مالوں اور جسموں کو ضرر پہنچاتے تو وہ اُسے بھی چھوڑ بیٹھتے جیسا کہ انھوں نے اعلیٰ اور اشرف فریضہ کو چھوڑ دیا ہے (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو) بے شک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی بڑے واجب امر ہیں جن کے ذریعے سے روزہ و نماز و واجبات قائم ہوتے ہیں (ان سے چشم پوشی کے سبب خدائے تعالیٰ کا غضب اُن پر پورا ہوگا) اور عقاب خدا عام طور سے اُن گھیرے گا پس اُس وقت بدوں کے گھروں میں نیک لوگ بھی ہلاک ہو جائیں گے اور بڑوں کے ساتھ چھوٹے بھی۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بجالانا نبیوں کا طریقہ اور نیک لوگوں کا راستہ ہے۔ اور بہت بڑا فریضہ ہے جس کے ذریعہ سے اور فرائض قائم ہوتے ہیں اصل مذہب مامون و محفوظ رہتا ہے اور حلال روزی کمائی جا سکتی ہے اور کسی پر ظلم ہو گیا ہو تو اس کا معاوضہ دیا جا سکتا ہے ملک اس سے آباد ہوتا ہے اور دشمنوں سے انتقام لیا جا سکتا ہے اور تمام معاملات ٹھیک ٹھاک ہو سکتے ہیں پس تم بدیوں کو دل سے برا جانو اور پھر زبان سے برا کہو اور اس کی وجہ سے لوگوں کے اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو پس اگر کچھ لوگ مان جائیں اور حق کی طرف پھر آئیں تو پھر ان کو نہ ستاؤ۔ ستانا تو ان لوگوں کو چاہیئے جو اور لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق ناحق ملک میں زیادتی کرتے ہیں اُن کے لیے وہاں بھی دردناک عذاب ہے۔ پس جو ایسے ہوں اُن سے اپنی جسمانی کوشش سے بھی لڑو اور دل سے بھی اُن سے بغض رکھو مگر تمہارا مطلب نہ قبضہ پا لینا ہو نہ مال دبا لینا اور نہ ظلم کے ذریعہ سے قابو یافتہ ہو جانا ایسی کوشش اُس وقت تک جاری رہنی چاہیئے کہ وہ امر خدا کی طرف پھر آئیں اور حق کی طرف رجوع کر لیں اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرنے لگیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السّلام کو وحی فرمائی کہ میں تمہاری اُمّت کے ایک لاکھ چالیس ہزار بدکاروں کو عذاب دونگا اور ساٹھ ہزار نیکوکاروں کو انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا بدکار تو اپنی بدی کے سبب عذاب پائیں گے نیکوکاروں کو کیوں عذاب دیئے جائیں گے؟ ارشاد ہوا کہ یہ اس سبب سے کہ بدکاروں سے چشم پوشی کیا کرتے تھے اور میرے ناراض ہونے پر بھی اُن سے ناراض نہ ہوتے تھے۔

صفحہ ۷۵ نوٹ نمبر ۱ ان پانچوں جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس اُمّت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا اُس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں اِن لوگوں سے سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد اُن دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر (یعنی کتاب خدا) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پسِ پشت ڈال دیا۔ اور رہا ثقلِ اصغر یعنی اہلبیتِ رسولؐ اُن سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا آنحضرتؐ فرماتے ہیں میں اُن سے یہ کہوں گا کہ تمھارے کالے منہ ہوں گے تم جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ پھر دوسرا جھنڈا اِس اُمّت کے فرعون (عمر) کا میرے پاس آئے گا اور میں اُن سے بھی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ جواب دیں گے ثقلِ اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پھاڑ ڈالا اور اُس کی مخالفت کی۔ اب رہا ثقلِ اصغر اُن سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے لڑے تو میں اُن سے کہوں گا کہ تمھارا بھی منہ کالا ہو تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اُس کے بعد تیسرا جھنڈا اس اُمّت کے سامری (عثمان) کا آئے گا اُن سے بھی یہی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد میرے متعلقین کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ جواب دیں گے ثقلِ اکبر کی ہم نے نافرمانی کی اور اُسے چھوڑ دیا اور ثقلِ اصغر کی ہم نے نصرت چھوڑ دی اور اُن کو ضائع کر دیا تو میں اُن سے کہوں گا کہ تمھارا بھی منہ کالا ہو جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اِس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالثدیہ کا جس کے ساتھ اول سے آخر تک کل خوارج ہوں گے آئے گا میں اُن سے بھی یہ سوال کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم نے کیا کیا؟ وہ یہ کہیں گے کہ ثقلِ اکبر کو ہم نے پھاڑ ڈالا اور اس سے علیٰحدہ رہے اور ثقلِ اصغر کے ساتھ ہم لڑے اور اُن کو قتل کیا میں اُن سے کہوں گا جاؤ جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ پھر پانچواں جھنڈا امام المتقین سیدالوصیین قائدالغرالمحجلین وصی رسولِ ربّ العٰلمین کا میرے پاس وارد ہوگا میں اُن سے دریافت کروں گا کہ تم میرے بعد ثقلین کے ساتھ کس کس طرح پیش آئے؟ وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ثقلِ اکبر کی ہم نے پیروی کی اور اطاعت کی اور ثقلِ اصغر سے ہم نے محبت و موالات کی اور اُن کو یہاں تک مدد دی کہ ان کے بارے میں ہمارے خون تک بہا دیئے گئے پس میں اُن سے کہوں گا کہ تم سیر و سیراب ہو کر سفید رو بنکر جنت میں چلے جاؤ۔ اِس کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں جو یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ سے هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک ہیں (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۱۰ و صفحہ ۱۰۰ سطر ۴)

صفحہ ۷۸ نوٹ نمبر ۴ (تم کو غور و فکر کی ضرورت نہیں) امرِ خدا یہ ہے کہ علیؑ کو اپنا وصی اور اپنے بعد ولی امر قرار دیدو پس اس آیت میں خدا کا مطلب یہ ہے نہ وہ جیسا کہ عوام الناس نے سمجھا کہ اس لڑائی کے معاملہ میں رسولؐ خدا کو کچھ اختیار نہ تھا۔ وہ اختیار کیوں نہ ہوتا حالانکہ یہ امر انہی کو خدا نے تفویض فرمایا تھا کہ جس چیز کو وہ حلال قرار دیدیں وہ حلال ہو اور جس کو حرام قرار دے دیں وہ حرام جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ رسولؐ تم کو دیدیں وہ لے لو اور جس سے تم کو روکیں اُس سے باز رہو) ۱۲

صفحہ ۷۸ نوٹ نمبر ۵ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۔ سود لینے والوں کا یہ دستور تھا کہ ایک مدت کے لیے رقم سود پر دیدیتے تھے اور اُس مدت کے بعد اصل میں سود ملا کر پوری رقم کو پھر اصل قرار دیتے اور دوسری مدت میں اُس کُل پر سود لگا لیتے اور اسی طرح بڑھاتے بڑھاتے اپنی اُس تھوڑی سی رقم کے ذریعے سے مدیون کا کُل مال ہضم کر جاتے۔ قولِ مترجم ۔ نمبر (۱) اس زمانے میں بھی سود در سود بالکل اُسی زمانے کی مانند جاری ہے نمبر (۲) اس سے یہ نتیجہ کوئی نہ نکالے کہ محض سود در سود ممنوع ہے بلکہ سود مفرد بھی ممنوع ہے جس کا حکم دوسرے مقام پر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۹ نوٹ نمبر ۴ اور حدیث کی لفظوں میں بھی نماز کا تہیہ ہی دار دہے ۱۲

صفحہ ۷۹ نوٹ نمبر ۵ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا ۔ تفسیر عیاشی اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ علیہ السّلام سے آیت کی تفسیر میں اصرار کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ بندہ مرتکب گناہ ہو کر نہ خدا سے مغفرت طلب کرے اور نہ اپنے نفس کو توبہ کی طرف مائل کرے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ کوئی بندہ اصرار کر کے گناہ سے بری نہیں ہو سکتا اور جو بندہ گناہ سے بری ہوا ہے اقرار کرنے کے سبب سے بری ہوا ہے۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اصرار سے صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا (یعنی کبیرہ ہو جاتا ہے اور استغفار سے کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا (یعنی بخشدیا جاتا ہے) نیز بروایتِ ضعیف جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت ہے کہ جو شخص استغفار کرے وہ اصرار کرنے والوں میں شمار نہ کیا جائے گا۔ گو ایک گناہ کا ایک ہی دن میں ستّر مرتبہ ارتکاب کرے۔ ۱۲

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے غزوۂ احد کا اصلی سبب یہ منقول ہے کہ کفارِ قریش جب بدر کی لڑائی سے پلٹ کر مکّہ معظمہ میں آئے اور اس ذلت پر خیال کرنے لگے جو بدر کی لڑائی میں قتل و قید سے اُن کو پہونچی تھی اسلئے کہ ستّر ہی تو قتل کیئے گئے اور ستّر ہی قید کیئے گئے تھے اور ابوسفیان نے کہا کہ اے گروہِ قریش تم اپنی عورتوں کو اپنے مقتولوں پر رونے نہ دو اس لئے کہ جب آنسو نکل جائیگا تو وہ رنج کو اور محمدؐ کی عداوت کو دور کر دیگا چنانچہ اُحد کی لڑائی میں جب آنحضرتؐ سے یہ لوگ لڑنے آئے ہیں اُس دن انھوں نے اپنی عورتوں کو رونے پیٹنے کی اجازت دی (تاکہ غصّہ بھڑک جائے اور جوش بڑھ جائے) اور مکّہ معظمہ سے تین ہزار سوار اور دو ہزار پیدل نکلے اور عورتوں کو بھی اپنے ساتھ نکال لائے جناب رسولؐ خدا کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور اُن کو جہاد کی ترغیب دی تو عبداللہ ابن اُبیّ (مشہور منافق) نے یہ عرض کی "یا رسولؐ اللہ مدینہ سے نہ نکلئے تاکہ ہم ان سے کوچوں میں لڑ سکیں۔ اس صورت میں گلی کوچوں کے ناکوں پر اور چھتوں پر سے بڈھے آدمی غلام اور عورتیں تک لڑ سکیں گی۔ اور اب تک کا تجربہ بھی یہی ہے کہ جب کوئی قوم ہم پر چڑھ کر آئی اور ہم اپنے قلعوں میں اور گھروں میں بیٹھے رہے تو وہ ہم پر کبھی غالب نہیں ہوئی اور جب کبھی ہم دشمن کے مقابل نکلے تو ہمیشہ انہی ہمارے خلاف غلبہ رہا" اس پر سعد ابن معاذ انصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ "یا رسولؐ اللہ جس حال میں کہ ہم مشرک اور بت پرست تھے تب تو کسی عرب کی ہمارے برخلاف چلی ہی نہیں اب ہم پر کیا غالب آئیں گے۔ جس حال میں کہ حضور یہاں موجود ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم تو ان سے نکل کر لڑیں گے کہ جو ہم میں سے قتل ہو جائے گا شہید ہوگا۔ اور جو ہم میں سے باقی رہے گا وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والا شمار ہوگا" پس آنحضرتؐ نے انہی کی رائے مان لی اور اپنے اصحاب کے ایک گروہ کو لیکر شب کے وقت لڑائی کی جگہ جا رہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (ترجمہ کے لیے دیکھو صفحہ ۱۰۳ سطر ۵) اور عبداللہ ابن اُبیّ آنحضرتؐ کی نصرت چھوڑ کر مدینہ منوّرہ میں رہ گیا۔ اور خزرج کے ایک گروہ نے اُس کی رائے مان لی۔ قریشِ اُحد کے پاس آ پہنچے اور آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جن کی تعداد ساتھ سو تھی صلاحِ جنگ سے آراستہ کیا۔ پس عبداللہ ابن جُبیر کو پچاس تیر اندازوں سمیت اُس کھائی کے دروازہ پر مقرر فرمایا جو لشکر کے پسِ پشت تھی

اور یہ خوف تھا کہ اسی طرف سے دشمن جو کمین گاہ میں ہیں ان پر آپڑیں گے۔ لہٰذا عبداللہ ابن جبیر اور اُن کے ساتھیوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ "اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے قریش کو ایسی شکست دی ہو کہ ان کو مکہ پہنچا دے تب بھی تم اس جگہ سے نہ ہٹنا اور اگر تم یہ دیکھو کہ انھوں نے ہم کو شکست دی یہاں تک کہ ہم مدینہ جا گھسے تب بھی تم یہاں سے نہ ٹلنا اور اپنے اپنے مقام پر جمے رہنا" اُدھر ابوسفیان نے خالد ابن ولید کو نوّے سواروں کے ساتھ گھات میں بٹھا دیا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ "جب تم یہ دیکھو کہ ہم باہم مل گئے تو تم اس گھاٹی کے راستہ سے اُن پر حملہ کر بیٹھنا تا آنکہ اُن کے پیچھے پہنچ جاؤ" ادھر جناب رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب کو مرتب کیا اور اپنا رایت جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کے سپرد فرمایا۔ اس وقت انصار نے مشرکین قریش پر ایک حملہ کر دیا اور اُن کو بڑی سخت شکست دی اور پھر اصحاب جناب رسولؐ خدا اُن کے گرد ہوں پر ٹوٹ پڑے اور خالد ابن ولید دو سو سواروں سمیت عبداللہ ابن جُبیر پر آیا تو اُن لوگوں نے تیروں سے جواب دیا۔ وہ پلٹ گیا۔ اِدھر عبداللہ ابن جُبیر کے ساتھیوں نے اصحاب رسولؐ خدا پر نظر ڈالی تو وہ قریش کا مال لوٹتے ہوئے دکھائی دیئے۔ پس انھوں نے عبداللہ ابن جُبیر سے کہا کہ "ہمارے ساتھیوں نے تو مال غنیمت لے لیا اور ہم یوں ہی ملا غنیمت رہ گئے۔" عبداللہ نے اُن سے کہا کہ "اللہ سے ڈرو۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں" مگر انھوں نے نہ مانا اور ایک ایک کر کے نکلنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے مقامات خالی کر دیے اور عبداللہ ابن جُبیر صرف بارہ آدمیوں سے رہ گئے اُس دن قریش کا علَم طلحہ ابن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا جو قبیلۂ عبدالدار کا ایک نامی جوان تھا۔ اِسے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے قتل کیا تو علَم کو سعید ابن ابی طلحہ نے لے لیا اُسے بھی جناب علیؑ مرتضیٰ نے قتل کیا تا آنکہ قبیلۂ عبدالدار کے یکے بعد دیگرے نو جوان قتل کیے۔ نوبت یہ پہنچی کہ مشرکوں کا علَم اسی قبیلہ کے حبشی غلام کے ہاتھ پڑا جس کا نام صواب تھا جناب امیر علیہ السّلام نے قریب پہنچ کر اُس کا داہنا ہاتھ اڑا دیا تو اس نے علَم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ اور جب حضرتؐ نے اس کا بایاں ہاتھ بھی قلم کر دیا تو اس نے کٹے ہوئے ہاتھوں سے علَم کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا پھر ابوسفیان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ "تو نے دیکھا کہ قبیلۂ بنی عبدالدار نے آج علَم کی کیسی عزت رکھی ہے؟" اس عرصہ میں جناب امیر علیہ السّلام نے اُس کے سر پر ایسی ضربت لگائی کہ وہ تو قتل ہو گیا اور علَم گر گیا جسے عمرہ بنت علقمہ کنانیہ نے آگر اٹھا لیا اتنے میں خالد ابن ولید عبداللہ ابن جُبیر پر جس کے ساتھی بھاگ چکے تھے اور گنتی کے آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا نوّے سواروں سمیت ٹوٹ پڑا اور اُن کو گھاٹی کے دروازہ پر قتل کر کے مسلمانوں کا پیچھا آ لیا اور قریش نے دیکھا کہ اُن کا علَم گر کر پھر کھڑا ہو گیا تو وہ اپنے علَم کی طرف جھپٹ کر آئے اور جناب رسولؐ خدا کے اصحاب نے بڑی شکست کھائی اور وہ اِدھر اُدھر پہاڑوں پر چڑھنے اور گھاٹیوں میں گھومنے لگے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن شکست کی حالت دیکھی تو اپنے سر مبارک پر سے خود ہٹا دیا اور خود آواز دینی شروع کی۔ فرمایا کہ "لوگو! میری طرف آؤ میں اللہ کا رسولؐ یہاں موجود ہوں۔ تم خدا کے رسولؐ کو چھوڑ کر کدھر بھاگے جاتے ہو؟ اس وقت ہندہ بنتِ عتبہ زوجۂ ابوسفیان کے لشکر کے بیچوں بیچ موجود تھی گروہ قریش میں سے جو شخص بھاگنا چاہتا تھا اس کو سرمہ دانی اور سلائی دیکر یہ کہتی کہ "تو اب مرد نہیں رہا۔ لے یہ سرمہ تو لگائے" (اس طرح شرم دلا دلا کر وہ کفار کو بھاگنے سے روکتی تھی) اس وقت حضرت حمزہؓ بن حضرت عبدالمطلب گروہ قریش پر حملہ کر رہے تھے۔ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ کفار بھاگے اور ان کے سامنے کوئی جم کر نہیں لڑتا (اور پھر دیکھا کہ پلٹ آئے تو انھوں نے عام حملہ شروع کر دیا) ہندہ بنت عتبہ وحشی نامی غلام سے یہ عہد کر چکی تھی کہ اگر تو نے محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؓ کو قتل کر دیا تو تجھے اتنا اتنا دیا جائے گا یہ وحشی جُبیر ابن مُطعم کا حبشی غلام تھا اس نے اپنے دل میں سوچا کہ محمدؐ پر تو قابو نہ پا سکوں گا۔ رہے علیؑ وہ بڑے ہوشیار ہیں اور ہر طرف نظر رکھتے ہیں لہٰذا ان پر بھی داؤں گھات نہیں چل سکتا۔ پس وہ حضرت حمزہؓ کیلئے گھات میں بیٹھ گیا۔ اِس لیے کہ اُس نے اُن حضرتؐ کو جوش میں لوگوں پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تھا کہ وہ کہتا ہے کہ وہ حضرتؐ میرے پاس سے گذرے اور ایک نالے کے کنارے ٹھٹکے تو میں نے اپنے نیزہ کو خم دیکر اس طرح لگایا کہ اُن حضرتؐ کے کولھے سے اوپر لگ کر دوسری طرف نکل گیا۔ اور حضرت حمزہؓ گر گئے۔ وحشی کا بیان ہے کہ میں نے قریب پہنچ کر آپ کے شکم مبارک کو چاک اور اُن کا کلیجہ نکال کر ہندہ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ یہ حمزہؓ کا کلیجہ ہے اُس ملعونہ نے کلیجہ اپنے مُنہ میں ڈال لیا۔ چبایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے اُس کے منہ میں ایسا سخت کر دیا ــــ جیسے کہ گھٹنے کی ہڈی ہوتی ہے اُسنے اُسے اپنے مُنہ سے نکالکر پھینکدیا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو مامور کیا کہ اُس نے اس کلیجہ کو اٹھا کر اس کے مقام پر پہونچا دیا پھر ہندہ نے حضرت حمزہ علیہ السّلام کی لاش پر آکر اور آپ کے عضو تناسل کو اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ کر لے گئی (تاریخ گواہی دیتی ہے کہ ان سب کا ہار بنا کر پہنا) اور جناب رسولؐ خدا کے پاس سوائے ابودجانہ کے جن کا نام سمک ابن خرشہ تھا اور سوائے جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السّلام کے اور کوئی باقی بھی نہ رہا پس جب کوئی گروہ آنحضرتؐ پر حملہ کرتا تھا جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السّلام مقابلہ کر کے اُن سب کو دفع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرتؐ نے اپنی تلوار ذوالفقار اُن کو عنایت فرمائی اور آنحضرت کو اُحد کے ایک گوشہ میں جاگزین ہو کر ٹھہر گئے اس لیے لڑائی چوطرفہ ہونے کے بدلے ایک ہی طرف رہی اور علیؑ مرتضیٰ دشمنوں سے یہاں تک لڑتے رہے کہ سارا میدان اُن سے خالی کرا لیا۔ اور اُن حضرت علیہ السّلام کے چہرۂ مبارک و سر مبارک پر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں پر ستر زخم لگے تھے اس حالت میں جبرئیل امین علیہ السلام یہ کہتے تھے یا رسولؐ اللہ مواسات اس کو کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کیوں نہ ہو علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے جبرئیل امینؑ کو آسمان و زمین کے مابین سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کہتے ہوئے سُنا تھا لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ (یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں ہے اور علیؑ کے سوا کوئی جوانمرد نہیں ہے) روایت میں وارد ہوا ہے کہ مسلمانوں کے شکست کھانے کا اصلی سبب یہ تھا کہ ابلیس نے اُن کے مابین ایک آواز لگا دی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے اور آنحضرت اُس وقت لوگوں کے اِزدحام میں تھے اور لوگ انھیں دیکھ نہیں رہے

صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۲ وَمَا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا : تفسیر عیاشی میں اس آیتے کے بارے میں وارد ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ابھی کل چیزیں عالم ذر ہی میں تھیں کہ خدائے تعالیٰ ان سب کے بنانے سے پہلے اُن سب کے حال سے واقف تھا اسی طرح وہ خوب جانتا تھا کہ کون کون جہاد کریں گے اور کون کون نہ کریں گے۔ جیسا کہ اپنی مخلوقات کو موت دینے سے پہلے یہ جانتا ہے کہ ان کو موت دوں گا حالانکہ زندگی کی حالت میں موت انھیں نہیں دکھلاتا۔ ۱۲

صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۳ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ : تفسیر قمیؒ میں اس آیت کے بارے میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین کو شہداء بدر کی خبروں سے آگاہ کیا تو بہت سوں کو لالچ آیا اور انھوں نے عرض کی کہ پروردگارا۔

کوئی لڑائی، ہمیں بھی پیش آجائے کہ ہم اُس میں شہید ہو جائیں خدا نے ان کی دعا قبول کی اور معرکۂ اُحد پیش آگیا جس میں معدودے چند ثابت قدم رہے اِسی لیے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ ۱۲

صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۴ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ ؛ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کیا کہ جو شخص قتل کیا گیا وہ مرا یا نہیں؟ فرمایا نہیں موت اور چیز ہے اور قتل اور چیز ہے پھر اُس نے عرض کی کہ جو شخص قتل ہوا وہ ضرور مرا، امامؑ نے فرمایا کہ اللہ کا قول تیرے قول سے زیادہ سچا ہے اُس نے قرآن مجید میں ان دونوں باتوں میں فرق رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ (اگر وہ مر جائے گا یا قتل ہو جائے گا) اور دوسری جگہ فرماتا ہے لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (اگر تم مرو یا قتل ہو خدا کی حضور میں ضرور محشور ہو گے) پس تیرا قول صحیح نہیں ہے اور یہی صحیح ہے کہ موت اور چیز ہے اور قتل اور چیز ہے اس پر کسی نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ خدا تو فرماتا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ حضرتؑ نے فرمایا کہ صحیح ہے لیکن جو قتل ہوا اُس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور یہیں سے مسئلہ رجعت ثابت ہے کہ جس شخص نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا ضرور ہے کہ وہ دنیا میں رجعت کرے اور موت کا ذائقہ چکھے۔ ۱۲

صفحہ ۸۰ نوٹ نمبر ۵ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؛ بلفظی معنی پچھلے پاؤں پھر جائیگا اور مراد یہ ہے کہ مرتد ہو جائے گا۔ احتجاج طبرسی میں خطبۂ غدیر کے یہ فقرے وارد ہیں۔ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَنْذَرْتُكُمْ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِي الرُّسُلُ اَفَائِنْ مُّتُّ اَوْ قُتِلْتُ اَنْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اَلَا وَاِنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمَوْصُوْفُ بِالصَّبْرِ وَالشُّكْرِ وَمِنْ بَعْدِيْ مِنْ صُلْبِهٖ وَلَدِيْ مِنْ صُلْبِهٖ (اے گروہ مردان میں تم کو ڈراتا ہوں کہ خدا نے مجھ تم سب کے پاس رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ سے پہلے بھی رسولؐ گذر چکے ہیں کیا میں مر جاؤں گا یا قتل ہو جاؤں گا تو تم دین حق کو چھوڑ دو گے اور جو شخص دین حق کو چھوڑ دے گا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب خدائے تعالیٰ شکر گزار بندوں کو بہت ہی اچھا بدلہ دیگا۔ خبردار ہو کہ علیؑ وہ شخص ہے جو صفاتِ صبر و شکر سے موصوف ہے اور اس کے بعد میری اولاد جو اُس کے صُلب سے ہوگی) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ بعد جناب رسولؐ خدا کے سوائے تین شخصوں کے اور سب مرتد ہو گئے۔ سوال کیا گیا کہ وہ تین کون تھے فرمایا۔ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، پھر اور لوگوں کو تھوڑی دیر بعد حق و باطل پہچنوایا گیا۔ پس وہ لوگ جن پر ایمان کی پکّی کا پاٹ چل رہا تھا یہی تھے۔ یہ بعث باطلہ سے قطعاً منکر رہے۔ یہاں تک کہ لوگ جبراً امیرالمؤمنینؑ کو لائے اور حضرتؑ سے مصالحت ہوئی۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ رسولؐ اللہ اپنی موت سے مرے یا قتل کیے گئے؟ فرمایا تو خدا کے کلام کو نہیں دیکھتا کہ وہ فرماتا ہے اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ پھر ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں نے موت سے پہلے زہر کھلا دیا تھا۔

قول مترجم ؛ مطلب حضرتؑ کا وہی دو عورتیں ہیں خدا اُن پر اور ان کے بابوں پر لعنت کرے۔ ۱۲۔

صفحہ ۸۱ نوٹ نمبر ۵ يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں اُس وقت نازل ہوئی جبکہ وہ معرکۂ اُحد کے میدانِ جنگ سے بھاگتے ہوئے مومنوں سے یہ کہتے جاتے تھے کہ اپنے بھائیوں کے پاس چلے چلو، اور اپنے پچھلے دین کو اختیار کر لو۔ ۱۲

صفحہ ۸۱ نوٹ نمبر ۶ اَلرُّعْبَ ؛ معرکۂ اُحد کے دن کفار کے دلوں میں ایسا رُعب چھا گیا کہ وہ لڑائی چھوڑ کر ظاہراً بغیر کسی سبب کے خود بخود بھاگ گئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ والہ سے منقول ہے کہ میری نصرت رُعب کے ذریعہ سے کی گئی تھی اور وہ میرے مقام سے ایک ایک مہینے کی راہ تک کفار کو محسوس ہوتا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۳ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز اُڑائے گا قیامت کے دن اس چیز کو آتش جہنم میں دیکھے گا، پھر اس کو اس پر مجبور کیا جائے گا کہ داخل جہنم ہو کر اس چیز کو نکال لائے ۱۲

صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۴ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ ؛ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جو خوشنودی خدا کے تابع ہیں وہ ائمہؑ ہیں اور جن کے درجات اللہ کے نزدیک ہیں وہ مومنینؑ ہیں اور جس قدر ہمارؑی ولایت اور معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے اُسی قدر اُن کے اعمال کے ثواب کو خدائے تعالیٰ بڑھاتا جاتا ہے اور جس نسبت سے اُن کے ثواب کو بڑھاتا ہے اُسی نسبت سے ان کے درجے بلند فرماتا جاتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۵ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ ؛ تفسیر عیاشی میں وارد ہے کہ ہر بھیر کر غضبِ خدا میں گرفتار ہونے والے وہ لوگ ہیں جو حق امیرالمؤمنین علیؑ اور حقوق ائمہ اہلبیتؑ کے منکر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۸۴ نوٹ نمبر ۶ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ؛ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مسلمانوں نے بدر کے دن ایک سو چالیس ۱۴۰ مشرکوں کو صدمہ پہونچایا تھا اسطرح کہ ستّر کو قتل کیا تھا اور ستّر کو قید اور اُحد کے دن مسلمانوں میں سے ستّر شہید ہو گئے، اس پر رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ اللہ نے تو نصرت کا وعدہ کیا تھا یہ مصیبت ہم پر کیوں پڑی؟ اسی کے جواب میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم پر تو ایک ہی مصیبت پڑی ہے حالانکہ تم دوسروں پر تو دوگنی ڈال چکے ہو اور پھر یہ بھی ہماری طرف سے مصیبت نہیں ہے۔ یہ بھی تمہاری ہی طرف سے ہے۔ ۱۲

صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۳ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت شہداءِ بدر و اُحد کی شان میں نازل ہوئی اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو راہِ خدا میں قتل ہوا ہو، جہاد جان طلبِ رضاءِ خدا میں دینی پڑتی ہے، یا جہاد اکبر میں قتل ہوا ہو، جہاں ریاضت سے ہر خواہش نفسانی کا قلع و قمع کر دیا جاتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمدؑ باقر سے

روایت ہے کہ ایک شخص جناب رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں جہاد کی طرف بہت راغب ہوں۔ اور مجھے اُس سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ضرور تو راہِ خدا میں جہاد کیا کر (کہ اس کی ہر صورت میں فائدہ ہے یعنی) اگر تو اس میں قتل ہو گیا تو حقیقت میں تو نے ہمیشہ کیلئے زندگی پائی اور تو خدا کے پاس سے رزق پائے گا۔ اور اگر تو جہاد کی تیاری یا عین جہاد میں اپنی موت سے مر گیا تب بھی خدا کے ذمہ تیرا اجر رہا۔ اور اگر صحیح و سلامت واپس آیا تو کوئی گناہ تیرے ذمے نہیں رہا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا کی تفسیر یہی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۴ ۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ اس آیت میں اس مقام پر مراد ہمارے شیعہ ہیں جس وقت اُن کی روحیں جنت میں جائیں گی خدائے تعالیٰ کی طرف سے جس کرامت کی وہ مستحق ہیں اُس سے اُنکا استقبال ہوگا۔ اُس وقت اُنکو معلوم ہو جائے گا کہ ہم واقعاً دین خدا پر اور حق پر تھے۔ پس مؤمنین میں سے اُن کے بھائی جو پیچھے رہ گئے وہ اُن کو یہ خوشخبری دیں گے کہ نہ ان کو آئندہ کے متعلق کچھ خوف ہوگا اور نہ اُس کو گزشتہ کے متعلق کوئی رنج اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ کسی شخص نے آنحضرتؐ سے یہ عرض کی کہ عوام الناس یہ روایت کرتے ہیں کہ مومنین کی روحیں عرشِ خدا کے گرد اگرد سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہیں گی، حضرتؐ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہے، مومن کی عزت خدا کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ اُس کی روح کو کسی پرندے کے پوٹے میں جگہ دے بلکہ اُن روحوں کو اور بدن مثل اُن کے پہلے بدنوں کے دیئے جاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۸۶ نوٹ نمبر ۲ ۔ فَاخْشَوْهُمْ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدرِ صغریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے قصہ اُس کا یہ ہے کہ ابوسفیان نے معرکۂ اُحد کے دن میدان سے جاتے وقت جناب رسولؐ خدا سے یہ کہا تھا کہ یا محمدؐ آئندہ بدرِ صغریٰ کے مجمع کے موقع پر ہماری اور تمھاری لڑائی رہی آنحضرتؐ نے بھی اسے منظور فرمالیا تھا۔ چنانچہ دوسرے سال ابوسفیان اہل مکہ کو لیکر نکلا اور اپنے اونٹوں وغیرہ سمیت ایک باغ میں اترا پھر خدا نے اس کے دل میں رُعب ڈال دیا اور اُس نے واپس آنا چاہا نعیم ابن مسعود اشجعی سے جو بہ نیت عمرہ آرہا تھا ملاقات ہوئی اُس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے بدرِ صغریٰ میں مقابلہ کا وعدہ کر لیا تھا، مگر یہ قحط کا سال ہے اور ہمارے لیے وہ سال موزوں ہوتا ہے کہ جس میں گھاس چرانے کو ملے اور دودھ پینے کو۔ تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس سال بدرِ صغریٰ تک نہ جاؤں مگر یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمدؐ آئیں اور مجھے نہ پائیں کہ اُس سے اُن کی جرأت اور بڑھے گی، پس تم ذرا مدینے چلے جاؤ اور ان کے ساتھیوں کو ڈرا دھمکا کر روک آؤ، اس خدمت کے معاوضہ میں دس اونٹ تمکو دوں گا۔ کہ سہیل ابن عمر کے حوالے کیے دیتا ہوں۔ نعیم مدینے آیا اور لوگوں کو ابوسفیان کے مقابلہ کیلئے نکلنے کی تیاری کرتے پایا۔ اُس نے اُن سے کہا کہ تمھاری رائے کیسی ہمی رائے ہے کہ جب وہ گذشتہ سال تمھارے گھروں پر چڑھ کر آئے تھے تب تو تم میں سے بہت ہی تھوڑے نکلے تھے اور اب تمھارا ارادہ ان کے مقابلہ کا ہے حالانکہ وہ اس میلے کے وقت بہت سے جمع ہو کر آئیں گے جن کا مقابلہ کر کے بخدا تم میں سے کوئی زندہ پلٹ کر نہ آئیگا۔ اصحاب رسولؐ کو اتنا سہارا ملنا تھا کہ وہ جہاد کے جانے کو مکروہ سمجھنے لگے۔ جناب رسالتمآبؐ نے جب یہ حالت دیکھی تو یہ فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور مقابلہ کیلئے نکلوں گا گو میں تنہا ہوں اور کوئی بھی میرے ساتھ نہ جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بزدل سب رہ گئے اور بہادر آمادۂ جہاد و قتال ہو کر نکلے اور رسولؐ اللہ نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ پس جناب رسولؐ خدا اور اصحاب شجاع بدرِ صغریٰ تک پہنچے۔ بدرِ صغریٰ ایک پانی کا نام ہے جو جنبی کنانہ کی ملکیت تھا اور زمانۂ جاہلیت میں وہاں آٹھ دن کیلئے سالانہ میلہ ہوا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ ابوسفیان کے انتظار میں ٹھہرے رہے مگر وہ حجفہ سے مکہ کو لوٹ گیا تھا۔ اہلِ مکہ نے ابوسفیان کے اشکر کا نام جیش السویق رکھا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ ستو بھانکتے گئے تھے اور خالی خولی لوٹ آئے۔ آنحضرتؐ اور اُن کے اصحاب کو ایک مشرک بھی مکہ کا نظر نہ آیا۔ میلہ کے تمام زمانے میں آنحضرتؐ وہیں رہے۔ اور اصحاب حضرتؐ نے خوب تجارت کی یہاں تک کہ ان کے ایک ایک کے دو دو ہو گئے تا آنکہ وہ صحیح و سالم اور مالا مال ہو کر مدینے لوٹ آئے۔ ۱۲

صفحہ ۸۶ نوٹ نمبر ۳ ۔ ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ ۔ یہاں شیطان سے مراد نعیم اشجعی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب کو ڈرانے کے لیے آیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۸۸ نوٹ نمبر ۳ ۔ مَنْ حَزَنَ عَنِ النَّاسِ ۔ مجالس الابرار میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے خدائے تعالیٰ کا یہ قول بیان کیا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا کہ علیؑ سے دوستی رکھنے والا ہو اور میں اُسے جہنم سے بچا نہ لوں اور جنت میں جگہ نہ دوں اور اسی طرح میرے بندوں میں کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا کہ علیؑ سے بغض رکھنے والا ہو اور میں اُس سے بغض نہ رکھوں اور اُسے داخل جہنم نہ کروں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں، جو سخی ہیں اور سب سے بدتر وہ ہیں جو بخیل ہیں۔ اور کسی شخص کے خالص مومن ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں سے نیکی کرے اور اُن کی حاجت براری میں سعی کرے۔ ۱۲

صفحہ ۸۹ نوٹ نمبر ۲ ۔ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ سب سے بڑی عبادت مصنوعاتِ خدا اور قدرتِ خدا میں غور کرنا ہے۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے غور و فکر سے اپنے دل کو ہوشیار رکھو، رات کو نہ سوؤ اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ جناب امام رضا علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ کثرتِ صوم و صلوٰۃ عبادت نہیں ہے بلکہ امرِ خدا میں غور کرنے کا نام عبادت ہے۔

قولِ مترجم۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز و روزہ بالکل چھوڑ دے اور صرف گیان دھیان کر لیا کرے جیسے کہ بعض اہل مذاہب کا خیال ہے بلکہ قولِ امام یہ ہے کہ امرِ خدا میں غور کرنے کا نام عبادت ہے۔ چونکہ نماز روزہ کا بجالانا خود امرِ خدا ہے اس لیے اس کے منافع و فوائد میں غور و خوض کرنا اور صحیح ارکان کے بموجب اُسکو بجالانا چاہیئے نہ محض عادتاً اٹھک بیٹھک کرنا یا بھوکے پیاسے مرنا۔ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ایک ساعت (صنعِ خدا میں) تفکر کرنا ایک شب کی عبادت سے بہتر ہے۔ دوسری روایت کے بموجب ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ان تینوں روایتوں کے باہمی اختلاف کا موجب تفکر کے

مراتب کا مختلف ہونا، تفکّر کرنے والوں کے درجوں کا متفاوت ہونا اور جن چیزوں میں تفکّر کیا جائے ان کی نوعیت میں فرق ہونا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۸۹ نوٹ نمبر ۳ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ظالموں کے ایسے امام نہ ہوں جو اُن کی کچھ مدد نہ کر سکیں۔ ۱۲

صفحہ ۸۹ نوٹ نمبر ۴ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ ۔ اس سے مراد رسولِ خدا ہیں اور ایک قول ضعیف کے بموجب قرآن مجید ہے۔ ۱۲

صفحہ ۹۰ نوٹ نمبر ۱ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۔ تقلّب کے لفظی معنی ہیں اِدھر اُدھر چلنا پھرنا۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ کاروبار کے لیے، سیر و سیاحت کے لیے، تجارت و زراعت کے لیے، عیش و راحت کے لیے مختلف شہروں اور ملکوں میں آنا اور جانا۔ ۱۲

صفحہ ۹۰ نوٹ نمبر ۲ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۔ اس سے مراد نجاشی بادشاہِ حبشہ ہے جس کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس کی وفات کی جبرئیلؑ امین نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ اور آنحضرتؐ نے لوگوں سے یہ فرمایا کہ چلو اور اپنے بھائی کے جنازے کی نماز پڑھو جس کا انتقال پردیس میں ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ وہ کون ہے؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا نجاشی۔ پھر جناب رسولِ خدا بقیع میں تشریف لائے اور زمین مدینہ سے حبشہ تک سب کی سب اُن لوگوں کو دکھلائی دینے لگی یہاں تک کہ تابوت بھی اُس کا نظر آنے لگا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُس پر نماز پڑھی۔ اور منافقوں نے کہا کہ یہ کیسے رسولؐ ہیں کہ ایک حبشی عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے دین پر نہیں تھا۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کی شانِ نزول میں بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت اَسّی آدمیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو سب کے سب دینِ عیسیٰؑ پر تھے اور رسولِ خدا پر ایمان لائے تھے۔ انہیں سے چالیس نجران کے رہنے والے تھے اور بتیس حبشہ کے اور آٹھ روم کے۔ ۱۲

صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۳ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ۔ الفقیہہ اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے اُن حضرتؑ سے حضرت حوّاؑ کی پیدائش کی کیفیت دریافت کی اور یہ عرض کی کہ ہمارے قریب و جوار میں ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی آخری بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ امامؑ نے یہ سن کر فرمایا کہ خدا کی شان ان باتوں سے بہت رفیع اور اس کی ذات اِن سب ہذیانات سے بَری ہے جو اس بات کا قائل ہے وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ خدائے تعالیٰ میں حضرت حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی پسلی کے سوا کسی طرح پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی اور وہ طعن و تشنیع کرنے والوں کو گفتگو کا موقع دیتا ہے کہ وہ کہیں کہ آدمؑ کے ایک جُزو کا نکاح دوسرے جُزو کے ساتھ ہوا تھا اسلیئے کہ زوجہ پسلی سے تھی۔ کیا ان لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے ہیں؟ خدا ان سے سمجھے۔ پھر (اصلی قصّہ) یوں ارشاد ہوا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے جس وقت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور فرشتوں کو اُن کے سجدہ کا حکم دیا اور وہ سجدہ بھی کر چکے آدمؑ پر نیند غالب کی گئی۔ پھر حضرت حوّاؑ کو اپنی قدرت سے اُسی شان سے حضرت آدمؑ کے واسطے پیدا کیا۔ اور اُن کو آدمؑ کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں جگہ دی۔ مصلحت اس میں یہ تھی کہ عورت ہمیشہ مرد کی تابع رہے۔ حضرت حوّاؑ نے اس جگہ سے ہٹ جانے کا ارادہ کیا۔ اور اُن کی حرکت سے حضرت آدمؑ بیدار ہو گئے۔ اور جیسے ہی وہ بیدار ہوئے حضرت حوّاؑ کو یہ آواز آئی کہ تم ان کے پاس سے ہٹ جاؤ۔ جب حضرت آدمؑ نے اُن سے بات کی تو حضرت حوّاؑ نے اُنھی کی زبان میں اُس کا جواب دیا۔ حضرت آدمؑ کا سوال تھا کہ تم کون ہو؟ حضرت حوّاؑ کا جواب تھا کہ میں ایک مخلوق ہوں خدائے تعالیٰ نے مجھے ایسا ہی پیدا کیا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اُس وقت آدمؑ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ عرض کی یہ خوبصورت مخلوق کون ہے؟ جس کی طرف دیکھنا اور جس کے پاس ہونا میرے دل کو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ میری کنیز حوّاؑ ہے کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ یہ تمہارے پاس رہے اور تم سے مانوست کرے اور تم سے باتیں کیا کرے اور تمہارے حکم کی تابع ہو؟ عرض کی پروردگارا بیشک بلکہ اس نعمت کا زندگی بھر شکریہ بھی ادا کرتا رہوں گا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا تم باقاعدہ اس کی ہم سے خواستگاری کرو کہ یہ ہماری لونڈی ہے اور تمہاری زوجہ بننے کی اس میں صلاحیت ہے۔ اس کے ساتھ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ میں شہوت بھی پیدا کی اور ہر چیز سے کام لینے کا علم ان کو پہلے سے سکھا دیا گیا تھا۔ اُس وقت آدمؑ نے عرض کی پروردگارا میں تجھ سے اِس عورت کے بارے میں خواستگاری کرتا ہوں تیری اس بارے میں رضا کیا ہے؟ فرمایا کہ میری رضا یہ ہے کہ تم اس کو میرے دین کے قواعد تعلیم کر دو۔ آدمؑ نے عرض کی کہ اگر تیری مشیّت اِس کے بارے میں میرے لیے ہو تو میں اس کو تعلیم دینے کے لیے حاضر ہوں۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ میری یہی مشیّت ہے اور میں نے اسے تمہاری زوجیّت میں دیا اب تم اس سے متحد ہو جاؤ۔ اُس وقت آدم علیہ السّلام نے حضرت حوّاؑ سے خطاب کر کے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ حضرت حوّاؑ نے انکار کیا اور یہ کہا بلکہ آپ میرے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ایسا ہی ہوا، چنانچہ وہ گئے اور اگر ایسا نہ ہوا تو عورتیں ہمیشہ مردوں کی خواستگاری کرنے جایا کرتیں۔ خلقتِ حوّاؑ کا اصلی قصّہ اتنا ہے (ان دونوں بزرگواروں کی ابتداءِ اولاد کا قصّہ حواشی صفحہ ۹۱ تا ۹۲ پر دیکھئے) تفسیر برہان و علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اولادِ آدمؑ کی نسل ابتداءً کیونکر پھیلی اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی فرمائی تھی کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی اپنے بیٹوں سے کر دیں اور یہ تمام موجود مخلوق بھائیوں اور بہنوں کے میل سے پیدا ہوئی ہے حضرت نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہ خدائے تعالیٰ کی شان اس سے کہیں ارفع و اقدس ہے کہ وہ ایسا حکم دے جو شخص اس بات کا قائل ہے۔ وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے برگزیدہ لوگوں کو یعنی اپنے دوستوں کو۔ نبیوں کو اور رسولوں کو ایماندار مردوں۔ اور ایماندار عورتوں کو اور احکام کے ماننے والے مرد اور عورتوں کو معاذ اللہ حرام سے پیدا کیا۔ اور اس میں اس بات کی قدرت نہ تھی کہ وہ ان سب کو حلال سے پیدا کرتا۔ حالانکہ اُن سے اس بات کا پختہ عہد لے لیا تھا کہ وہ حلال پر اور پاکی و پاکیزگی پر قائم رہیں اور حرام اور ناپاک چیزوں کے پاس بھی نہ پھٹکیں اور مجھے تو یہاں تک تحقیق خبر ملی ہے کہ کسی چوپایہ کو دھوکا دیا گیا تھا کہ اس کی بہن بچہ جان میں نہ آئی جب وہ اُس سے جفتی کھا کر اُترا تو اصلی حالت اس پر ظاہر کی گئی اور اُس نے جان لیا کہ اس کی بہن ہے تو اُس نے اُسی وقت اپنا عضوِ تناسل نکالا پھر دانتوں سے اسے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور گر کر فوراً مر گیا۔ ایک اور چوپایہ کو بعینہٖ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ اس کی ماں پہچان میں نہیں آئی تھی اور وہ اسی طرح مر گیا تھا۔ تو کیا انسان باوجود اپنے علم و فضل کے حیوانات سے بھی گیا گزرا ہوگا ہاں بات یہ ہے کہ اس مخلوق سے جس کو تم دیکھ رہے ہو ایک گروہ نے خاندانِ انبیاء کے علم سے مُنہ پھیر لیا اور جہاں سے لینے کا حکم نہ تھا وہاں سے علم لیا اس کا نتیجہ وہ جہالت اور جلالت ہوئی جسے تم دیکھتے ہو پھر فرمایا وائے ہو اُن لوگوں پر کدھر چلے گئے اُس قول سے جس میں نہ فقہائے حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ فقہائے عراق نے خدائے عزّ و جل نے قلم کو حکم دیا اور اُس نے قیامت تک کے

احکام لوحِ محفوظ پر آدم علیہ السلام کی پیدائش ہونے سے دو ہزار برس پہلے لکھ دیے اور جتنی کتابیں قلم نے (بحکم خدا) لکھی ہیں ان سب میں بھائیوں کا بہنوں پر حرام ہونا درج ہے۔ اور اُن چاروں کتابوں میں جو تمام عالم میں مشہور ہیں یہی مضمون ہم نے دیکھا ہے اُن میں سے کسی کتاب میں بھائیوں کا بہنوں پر حلال ہونا ثابت نہیں ہے میں تم سے حق بات کہتا ہوں کہ جو ایسی ایسی باتوں کا قائل ہے وہ مجوسیوں کی محبت کو قوی کرتا ہے انھیں کیا ہو گیا ہے خدا ان پر لعنت کرے پھر جناب امام علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی ذرّیت کی ترقی نسل کا بیان شروع کیا پس فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے ہاں ستر ولادتیں ہوئیں ہر ولادت میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی جب ہابیل قتل ہو گئے تو آدم علیہ السلام کو بیحد صدمہ ہوا کہ عورت کے پاس بھی آنا جانا چھوڑ دیا اور پانچ سو برس تک حضرت حوّا علیہا السلام سے ہم بستری نہیں کی۔ پھر خدائے تعالیٰ نے ان کے غم کو دور کیا تا آنکہ وہ حضرت حوّا علیہا السلام کے پاس گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِس ولادت میں صرف ایک بیٹا شیثؑ نام عطا فرمایا جن کے ساتھ توام کوئی نہ تھا یعنی لڑکی پیدا نہ ہوئی تھی۔ انہی شیثؑ کا نام ہبۃ اللہ بھی ہے یہ روئے زمین پر پہلے وصی ہیں جنھیں اولاد آدمؑ میں سے خدائے تعالےٰ نے نیابت کے لیے منتخب فرمایا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام سے شیث علیہ السلام کے بعد دوسرا بیٹا یافث پھر پیدا ہوا۔ اُن کے ساتھ بھی کوئی دوسرا نہ تھا۔ اور جب یہ دونوں بیٹے بالغ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اُن کی نسل پھیلے جیسا کہ تم اُسے دیکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی منظور تھا کہ لوح و قلم کے ذریعے سے جن چیزوں کو حرام قرار دے چکا ہے وہ حرام ہی رہیں جیسے بہنوں کا بھائیوں سے نکاح ہونا۔ لہٰذا جبرئیل کے دن بعد عصر جنّت سے ایک حور کو نازل کیا جس کا نام نزلہ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیثؑ کی اس سے شادی کر دو چنانچہ حضرتؑ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر دوسرے دن عصر کے بعد ایک اور حور جنّت سے نازل کی جس کا نام منزکہ تھا اور خدائے تعالیٰ نے اُس کی نسبت حکم دیا کہ اس کی شادی یافث سے کر دو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ شیثؑ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور یافث کے ہاں لڑکی اور جب یہ دونوں بچے بالغ ہو گئے تو شیثؑ کا بیٹا یافث کی بیٹی سے بیاہا گیا۔ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور برگزیدہ بندے انہی دونوں کی نسل سے ہیں اور جیسا کہ عوام الناس قائل ہوئے ہیں ہرگز ایسا نہیں ہے کہ بہنوں کی شادی بھائیوں سے ہوتی تھی مَن لَا یحضرہ الفقیہ میں بھی قریب قریب یہی مضمون منقول ہے کافی اور تفسیر عیاشی میں کئی حدیثیں اس مضمون کی منقول ہیں کہ سلسلۂ نسل کیونکر چلا۔ خلاصہ اُن سب کا یہ ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کے چند بیٹے یا پوتے پیدا ہوئے اور وہ ایک جن کی بیٹیوں سے بیاہے گئے لہٰذا آدمیوں میں حسن و خلق و خوبصورتی و حلم وغیرہ جو اچھی اچھی صفتیں ہیں وہ تو حور کی طرف سے درافتا کی ہیں اور غیر مزاجی و غصہ و جہالت اور حماقت و بدصورتی یہ اُس جن کی بیٹیوں کی طرف سے ہے۔

صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۴ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ تم سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور صلۂ رحمی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ آیا تم نے تقویٰ کیا تھا اور صلۂ رحمی کی تھی۔ یعنی اپنے عزیزوں سے نیک سلوک کیا تھا یا نہیں؟

صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۵ فِی الْیَتٰمٰی ؕ یہاں مراد یتیمی سے یتیم لڑکیاں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم کو یہ اندیشہ ہو کہ اُنکے ماں باپ یعنی حمایتی نہ ہونے کے سبب تم ان کے ساتھ عدالت کا برتاؤ نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے نکاح کر لو جن کے ساتھ عدالت کا برتاؤ کرنے پر اُن کا کنبہ تم کو مجبور کرے۔ ۱۲

صفحہ ۹۱ نوٹ نمبر ۶ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ عدل کر ہی نہ سکو گے تو دو، تین، چار کی اجازت نہیں۔ صرف ایک ہی سے نکاح کرو۔ ۱۲

صفحہ ۹۴ نوٹ نمبر ۱ قولِ مترجم۔ جب کسی مرد یا عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کا ادا کرنا سب سے پہلے لازم ہے پھر اگر اُس نے کوئی وصیّت کی ہو تو باقی مال کی ایک تہائی تک اُس کی وصیّت کے بموجب صرف ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد جو بچے وہ وارثوں کا حق ہے۔ وارث دو وجہ سے بن سکتے ہیں ایک نسب کے باعث دوسرے سبب کے بموجب

نسب کا بیان :۔ وارثانِ نسبی کے تین طبقے ہیں۔ اوّل طبقہ میں ماں باپ اور اولاد ہے۔ دوسرے طبقہ میں دادا دادی نانا نانی بھائی بہن اور ان کی اولادیں۔ تیسرے طبقہ میں چچا۔ پھوپھی۔ ماموں۔ خالہ۔ اور ان کی اولاد ہے۔

تنبیہ :۔ واضح ہو کہ اگر پہلے طبقہ کے لوگ موجود ہوں تو دوسرے اور تیسرے طبقہ کے لوگ میراث سے محروم رہیں گے۔ اور دوسرے طبقہ والوں کی موجودگی میں تیسرے طبقہ والے لوگ میراث نہ پائیں گے شوہر اور زوجہ ہر طبقہ کے ساتھ اپنا حق لے سکتے ہیں۔ اور عینی بھائی بہن کے ہوتے پدری بھائی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔

صاحبانِ فروض و قرابت کا بیان :۔ صاحبِ فرض وہ شخص ہے جس کا حصّہ وراثت صراحتاً قرآن مجید میں مذکور ہے وہ دس ہیں۔ ماں۔ باپ۔ بیٹے۔ چند بیٹیاں۔ بہن۔ چند بہنیں۔ عینی یا پدری۔ مادری بہن بھائی۔ شوہر۔ زوجہ۔ صاحب قرابت وہ شخص ہے جس کا سہم وراثت صراحتاً کلام مجید میں مذکور نہیں بلکہ تفسیر میں آنحضرتؐ نے ایک عام قاعدہ بتا دیا ہے جس سے اُس شخص کا حصّہ معلوم ہو جاتا ہے وہ دس ہیں دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ چچا۔ پھوپی اور ان کی اولاد۔ خالہ۔ ماموں اور اُن کی اولادیں۔

سہام و فروض کا بیان :۔ حدیث و قرآن کی رو سے جس قدر مال پانے کا وارث مستحق ہوتا ہے اُتنے مال کو سہم کہتے ہیں سہام چھ ہیں۔ نصف۔ ثلث۔ ثلثین۔ ربع۔ سدس۔ ثمن۔

نصف۔ یعنی آدھا ترکہ پانے کے تین شخص مستحق ہیں۔ اوّل شوہر جبکہ زوجہ اپنے بطن سے اولاد یا اولاد کی اولاد نہ چھوڑے۔ دوسرے صرف ایک بیٹی۔ تیسرے صرف ایک بہن خواہ عینی ہو یا پدری۔

ثلث۔ یعنی ایک تہائی ترکہ پانے کے وہ شخص مستحق ہیں اوّل میّت کی ماں جبکہ میّت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اور دو یا زیادہ بھائی عینی یا پدری نہ ہوں۔ دوسرے دو یا دو سے زیادہ مادری بھائی بہن یا ان کی اولاد۔

ثلثین ۔ یعنی دو تہائی ترکہ دو قسم کے لوگ پا سکتے ہیں۔ اوّل صرف بیٹیاں جبکہ دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ دوسرے صرف بہنیں خواہ عینی ہوں یا پدری۔

ربع ۔ یعنی چوتھائی مالِ میّت دو قسم کے آدمی پائیں گے۔ اوّل شوہر جبکہ زوجہ اپنی نسل سے اولاد چھوڑے۔ دوسرے زوجہ اپنے شوہر کے متروکہ میں سے جبکہ شوہر اور اولاد نہ چھوڑے خواہ اُسی زوجہ کے بطن سے ہو یا کسی دوسری کے۔

سُدس ۔ یعنی چھٹا حصّہ یہ سہم تین وارثوں کا ہے۔ اوّل ماں۔ باپ جبکہ میّت نے اولاد یا اولاد کی اولاد چھوڑی ہو دوسرے ماں جبکہ میّت دو بھائی یا زیادہ۔ یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا چار بہنیں چھوڑے اور میّت کا باپ موجود نہ ہو۔ تیسرے ایک مادری بہن یا بھائی۔

ثمن ۔ یعنی آٹھواں حصّہ سہم زوجہ کا ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ جبکہ میّت اولاد یا اولاد کی اولاد چھوڑے۔ خواہ وہ اولاد موجودہ زوجہ کی نسل اور بطن سے ہو یا اور کسی زوجہ سے۔

میراث پانے والوں کا جو حق قرآن مجید اور احادیث کی رو سے ثابت ہے اُس کا مختصر ذکر یہ ہو چکا۔ اس سے زیادہ تفصیلِ احکام اور تقسیم میراث کے طریقے جنکو دیکھنے منظور ہوں وہ ہماری کتاب تحفۃ المقبول میں ملاحظہ فرمالیں۔

صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۴ ؛ مِنْ قَرِیْبٍ ؛ ایک مطلب اس کا یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس بدی کی محبّت اس کے دل میں بیٹھ جائے اور طبیعت اسکی عادی ہو جائے توبہ کرلے۔ اور ایک مطلب اس کا یہ ہے کہ وقتِ موت سے پہلے توبہ کرلے کہ موت آجانے پر توبہ قبول نہیں ہے جیسا کہ فرمایا حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ موت کا نام خدا نے قریب رکھا ہے اسلیئے کہ مدت حیات بہت ہی تھوڑی ہے جیسا کہ فرمایا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ۔ تفسیر صافی اور مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے اپنے آخری خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے گا خدائے تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک سال تو بہت ہے جو شخص اپنے مرنے کے ایک مہینہ پہلے بھی توبہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک مہینہ بھی بہت ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے مرنے سے ایک دن پہلے بھی توبہ کرلے گا اللہ تعالےٰ اس کی بھی دعا قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ ایک دن بھی بہت ہے جو شخص اپنے مرنے سے ایک ساعت پہلے بھی توبہ کرلیگا تو خدائے تعالےٰ اُس کی بھی دُعا قبول فرمائیگا۔ پھر فرمایا کہ ایک ساعت بھی بہت ہے جو شخص اس وقت بھی توبہ کرلیگا جبکہ اُس کا دم یہاں تک پہونچا ہوگا (اسوقت اپنے دستِ مبارک سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) اس وقت بھی خدائے تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔ اور آخر میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جو شخص ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے بھی توبہ کرلے گا اللہ تعالیٰ اس کی بھی توبہ قبول فرمائیگا۔ اور ایک روایت میں یہ وارد ہے کہ جب ابلیس راندۂ درگاہ کیا گیا ہے تو اُس نے عرض کی کہ تیری ہی عزت و عظمت کی قسم میں فرزندانِ آدمؑ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ روح اُس کے جسم سے مفارقت نہ کرجائے پروردگارِ عالم سبحانہٗ تبارک و تعالےٰ شانہٗ نے فرمایا مجھے بھی اپنی عزت و عظمت کی قسم میں بھی اپنے بندہ سے اس وقت تک توبہ کو باز نہ رکھوں گا جب تک کہ اس کی سانس اُلٹی نہ چلنے لگے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب سانس یہاں تک پہنچ جائے (اُسوقت حضرتؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ فرمایا) اسوقت تو عالم کے لیے تو توبہ نہیں ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقر علیہ السّلام سے بھی یہ ہی حدیث منقول ہے مگر اُس کے آخر میں اتنا اور زیادہ ہے مگر جاہل کی توبہ اس وقت بھی قبول ہو جائے گی۔

قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی ۔ اس وقت عالم کی توبہ قبول نہ ہونے کا سبب غالباً یہ ہو کہ موت کی علامتیں دیکھکر اُس کو زندگی سے مایوسی ہو ہی جاتی ہے برخلاف جاہل کے کہ جب تک اس کو غیب کی چیزیں نظر نہ آئیں اُس وقت تک بھی مایوسی نہیں ہوتی۔ منجملہ ان الطاف کے جو خدائے تعالےٰ نے مبذول فرمائے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ روح قبض کرنے والے فرشتہ کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ شروع پاؤں کی انگلیوں سے کرے پھر سہج سہج اوپر کو چڑھتا جائے پھر صدر تک پہنچے اور آخر میں حلق تک تاکہ مرنے والے کو اس بات کی مہلت ملے کہ اپنا دل خدا کی طرف متوجہ کرے اور وصیت کرسکے اور فرشتہ کو دیکھنے سے پہلے ہی توبہ کرلے اور صاحبانِ حقوق سے حقوق بخشوا سکے اور خدائے تعالےٰ کو یاد کرسکے۔ اور دم نکلتے نکلتے اس کی زبان پر ذکرِ خدا رہے کہ اس صورت میں خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے خدائے تعالےٰ اپنے لطف و کرم سے سب مومنوں کو ایسی ہی موت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۵ ؛ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ سے مراد ہیں گنہگار مومنین جو پہلی آیت میں ہے اور لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ سے مراد ہیں منافقین۔ ۱۲

صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۶ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ؛ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیّت میں قبائل عرب کا یہ دستور تھا کہ جب کسی شخص کا کوئی قریبی رشتہ دار مرجاتا اور اپنی زوجہ چھوڑتا تو وہ شخص اس عورت پر اپنا کپڑا ڈال دیتا بوجہ اس کے کہ متوفی نے مہر ادا کرکے اس سے نکاح کیا تھا تو جیسے یہ رشتہ دار اُس کے اور مال کا وارث ہوتا ویسے ہی اس عورت کا بھی مالک ہوجاتا۔ چنانچہ جب ابوالقیس ابن الاشلت کا انتقال ہوگیا تو اُس کے بیٹے محصن ابن ابی قیس نے اپنے باپ کی زوجہ کبیشہ بنت معمر بن معبد کے سر پر کپڑا ڈالا اور دستور کے مطابق اس کا مالک ہوگیا، مگر پھر اس کو نظر انداز کردیا نہ کبھی اس کے پاس آتا جاتا اور نہ اسے روٹی کپڑا دیتا۔ پس وہ جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں شکایت لیکر آئی اور یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ابوالقیس ابن الاشلت تو مرگیا اور اس کا بیٹا محصن میرے نکاح کا مالک ہوگیا۔ اب نہ وہ میرے پاس آتا جاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تو تُو اپنے گھر چلی جا۔ اگر خدائے تعالیٰ نے تیرے بارے میں کچھ حکم دیا تو میں تجھ کو اطلاع دوں گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِیْلًا۔ اس کے حکم کے بموجب وہ آزاد ہوکر اپنے میکے چلی گئی، مگر مدینہ منوّرہ میں اور بھی ایسی بہت سی عورتیں تھیں جن کے نکاح کے وارث اور لوگ ہوگئے تھے۔ فرق اتنا ہی تھا کہ نکاح کبیشہ کا وارث اس کے خاوند کا بیٹا تھا۔ اس لیے دوسرا حکم یہ نازل ہوا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ط

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک عورت کو صرف اسی لیے روک رکھا تھا کہ جب یہ مر جائے تو اس کے مال کا وارث میں بن جاؤں حالانکہ اُس کو اور کوئی ضرورت نہ تھی۔ ۱۲

صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۷ ۞ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ ۞ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک عورت تھی کہ وہ اس کو مارتا تھا۔ غرض یہ تھی کہ وہ کچھ فدیہ دیکر اُس سے چھوٹ جائے اسی سے خدائے تعالےٰ نے ممانعت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۹۵ نوٹ نمبر ۸ ۞ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۞ لفظی معنی اِس کے ہیں کھلی بدی اور مراد اس سے ہے شوہر کی نافرمانی، اس کے ساتھ بُرا برتاؤ اور صاحب عفت نہ ہونا ۱۲

صفحہ ۹۶ نوٹ نمبر ۶ ۞ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۞ اس آیہ نے اصلی اولاد اور متبنیٰ کی حقیقت کھول دی یعنی خدا کے نزدیک متبنیٰ کوئی چیز نہیں اور اولاد خواہ اپنی ہو خواہ بیٹے کی خواہ بیٹی کی سب اس حکم میں داخل ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں حضرتؑ نے جناب حسینؑ کو جناب رسولؐ خدا کا صلبی بیٹا ثابت کیا ہے کیونکہ بحث کرنے والے نے یہ کہا تھا کہ عیسیٰؑ نوحؑ کے یا ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں۔ اس لیے کہ بیٹی کے بیٹے کو بیٹا کہدیتے ہیں اور یہ جو خدا نے جناب رسولؐ خدا سے ارشاد فرمایا کہ فَقَالُوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا تو یہ بھی عرب کا محاورہ ہے کہ بیٹے تو کسی کے ہوں اور دوسرا کہہ دے۔ اَبْنَآءَنَا یہ کچھ صلبی بیٹا ہونے کا ثبوت نہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ میں صلبی بیٹا ہونے کا ثبوت کتاب خدا سے دیتا ہوں تو ان سے یہ سوال کر کہ آیا حسینؑ کی مطلقہ ازواج سے جناب رسولؐ خدا نکاح کر سکتے تھے۔ اگر وہ کہدیں کہ کر سکتے تھے تو انھوں نے جھوٹ کہا اور فاجر و فاسق اور مستحق لعن ہوئے۔ اور اگر کہیں کہ نہیں تو ثابت ہوا کہ حسینؑ رسولؐ خدا کے صلبی بیٹے اس آیت کے بموجب ہیں الفقیہہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اُس کے پاس ایک لونڈی ہے اُس نے اُسکو برہنہ کر کے بنظرِ شہوت دیکھا تو آیا وہ اس شخص کے باپ کیلئے حلال ہے؟ اور اگر باپ نے ایسا کیا ہو تو وہ اس کے بیٹے کے لیے حلال ہے؟ فرمایا اگر باپ نے ایسا کیا ہے تو اس کے بیٹے کے لیے حلال نہیں ہے۔ اور اگر بیٹے نے ایسا کیا ہے تو باپ کے لیے حلال نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۹۶ نوٹ نمبر ۷ ۞ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ۞ کافی میں وارد ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی یا خلع حاصل کیا ہے یا مبارات کی ہے آیا جائز ہے کہ وہ اس کی بہن سے عقد کرے؟ فرمایا اگر اُس سے پورا قطع تعلق ہو گیا ہے اور رجوع کرنے کا کوئی موقع نہیں رہا ہے تو جائز ہے۔ اسی طرح ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ دو بہنیں اُس کی کنیزی میں تھیں اُس نے ایک سے مجامعت کی پھر دوسرے سے کی۔ فرمایا جب دوسری سے مجامعت کی تو پہلی اس وقت تک کے لیے حرام ہو گئی جب تک کہ دوسری مر نہ جائے۔ راوی نے عرض کی کہ جب دوسری کو بیچ ڈالے تو پہلی اُس کے لیے حلال ہو جائے گی؟ فرمایا کہ اگر کسی ضرورت سے بیچے تو پہلی کیطرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ اور اگر محض اسی غرض سے بیچی کہ پہلی کی طرف رجوع کرنے کا موقع ملے تو وہ حلال نہ ہوگی۔ ۱۲

۞ تمام شد ضمیمہ جات پارۂ چہارم ۞

ضمیمہ متعلق پارہ پنجم (۵)

صفحہ ۹۷ نوٹ ۳

اور دوسری مرتبہ یہ کہا ثَلٰثٌ كُنَّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ اَنَا مُحَرِّمُهُنَّ وَ مُعَاقِبٌ عَلَيْهِنَّ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَ مُتْعَةُ النِّسَآءِ وَحَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ فِي الْاَذَانِ (تین باتیں عہد رسولؐ اللہ میں جاری تھیں اور میں ان تینوں کو حرام قرار دیتا ہوں اور کرنے والوں کو سزا دونگا، ایک متعۂ حج دوسرے متعۂ نساء تیسرے حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ اذان میں کہنا) متعہ کے بارے میں ائمہؑ سے مخالفین نے جو مباحثے کئے ہیں :-

کافی میں ہے کہ ابوحنیفہ سنیوں کے امام اعظم نے ابوجعفر محمد نعمان سے (جو مؤمن طاق کے نام سے مشہور تھے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے خاص صحابی تھے) دریافت کیا کہ آپ متعہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آیا آپ اس کو حلال جانتے ہیں؟ مؤمن طاق نے کہا کہ ہاں۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ پھر اس سے آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کو حکم دیں کہ وہ متعہ کیا کریں اور آپ کے لئے روپیہ کمایا کریں؟ مؤمن طاق نے فرمایا کہ جو افعال اور پیشے حلال ہوں یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ان سب کو کرے بھی اور ہر شخص کا ایک مرتبہ اور اس کی ایک قدر و منزلت ہے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اپنی قدر و منزلت کو بڑھائیں (نہ یہ کہ اپنی منزلت گھٹائیں) مگر ہاں ابوحنیفہ صاحب ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ کا قول "نبیذ" (شراب خرما) کے بارے میں کیا ہے؟ آیا آپ کے خیال میں وہ حلال ہے؟ ابوحنیفہ نے کہا جی ہاں حلال ہے۔ مؤمن طاق نے فرمایا پھر آپ کے لئے کیا چیز مانع ہے کہ آپ اپنی جوروؤں اور بیٹیوں کو دوکانوں میں بٹھائیں اور ان سے نبیذ بکوائیں کہ وہ چھان چھان آپ کے لئے روپیہ پیدا کیا کریں؟ ابوحنیفہ بولا یہ تو تُرکی بہ تُرکی جواب دیا۔ بلکہ آپ کا ہی تیر زیادہ نشانے پر بیٹھا۔ پھر بولا کہ اے ابوجعفر سورۃ المعارج کی آیتیں متعہ کے حرام ہونے پر صاف صاف دلالت کرتی ہیں۔ (ان آیتوں کے لئے دیکھئے صفحہ ۹۰۹ سطر ۲ تا ۵) اور جناب رسولؐ خدا سے بھی متعہ کے منسوخ فرمادینے کی روایت آئی ہے۔ یہ سنکر ابوجعفر یعنی مؤمن طاق نے فرمایا اے ابوحنیفہ (دروغگو را حافظہ نہ باشد) سورۃ المعارج مکی ہے (یعنی اس زمانہ میں نازل ہوئی ہے جبکہ رسولؐ خدا مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے) اور آیۂ متعہ مدنی ہے (یعنی اس زمانہ میں نازل ہوئی ہے جبکہ آنحضرتؐ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کے مدینۂ منورہ میں آبسے تھے تو بھلا بعد کی آیت کو پہلے والی آیت منسوخ کیونکر کرسکتی ہے) اور تمہاری روایت شاذہ و وردیہ یعنی خراب ہے (جس کا راوی کوئی ایک آدمی مجہول الحال شخص ہو) اب ابوحنیفہ (چڑکے) بولا کہ آیت میراث بھی تو متعہ کو منسوخ کرتی ہے (اس کا مطلب یہ ہے کہ زوجۂ منکوحہ میراث پاتی ہے اور متوعہ کو میراث نہیں ملتی تو گویا وہ زوجہ ہی نہیں) مؤمن طاق نے فرمایا کہ نکاح کا ہونا بغیر میراث کے یقیناً ثابت ہے ابوحنیفہ بولا بھلا یہ آپ کہاں سے کہتے ہیں؟ مؤمن طاق نے فرمایا بھلا اگر کوئی مسلمان کسی یہودی یا نصرانی عورت سے عقد کرلے پھر وہ مرجائے تو اس کے بارے میں کیا کہتے ہو (آیا وہ عورت میراث پائے گی یا نہیں؟) ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ عورت تو اس کی میراث نہیں پائے گی۔ مؤمن طاق نے فرمایا کہ دیکھو (تمہارے ہی قول سے) نکاح بغیر میراث کے ثابت ہے (یعنی آیت میراث متعہ کو منسوخ نہیں کرسکتی) اتنی باتیں کرکے دونوں اپنی اپنی طرف چلے گئے۔ کافی میں ہے کہ عبداللہ ابن عمر یعنی جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت متعۃ النساء کے بارے میں کیا فرماتے ہیں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور اپنے نبیؐ کی زبان سے اس کا اعلان کرادیا ہے پس وہ قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ یہ سنکر عبداللہ بولا کیا حضرتؑ آپ جیسا شخص یہ فرمائے حالانکہ عمر (ابن الخطاب) نے اس کو حرام کردیا اور اس سے ممانعت کردی۔ حضرتؑ نے فرمایا گو اس نے ایسا ہی کیا ہو۔ عبداللہ بولا معاذ اللہ آپ اس چیز کو حلال قرار دیں جسے عمر نے حرام قرار دیا ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں تو اپنے صاحب جمر کے قول پر ہے اور میں جناب رسولؐ خدا کے حکم کا قائل آؤ اس بات پر ہم اور تم مباہلہ کرلیں کہ جو کچھ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا وہ حق ہے اور جو کچھ تیرے صاحب نے بکا وہ باطل۔ راوی کہتا ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اسے قبول نہیں کیا بھاگ گیا۔ اسی کتاب میں ہے کہ ابوحنیفہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا حضرت نے فرمایا متعہ دو ہیں تو کونسے کی بابت سوال کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں متعۃ الحج کے بارے میں تو حضرت سے پہلے سوال کرچکا ہوں اب متعۃ النساء کے بارے میں یہ فرمائیے کہ آیا یہ حق ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ کیا تو کتاب خدا نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۹ سطر ۴) ابوحنیفہ کہتا ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ واللہ گویا میں نے یہ آیت کبھی پڑھی ہی نہ تھی۔ مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْهُ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے دنیا میں دوبارہ آنے پر ایمان نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے (مضمون رجعت کے لئے دیکھو ضمیمہ متعلق نوٹ نمبر ۲ صفحہ ۹۴)

صفحہ ۹۷ نوٹ ۴

مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۱۲- کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ کسی نے ان حضرتؑ سے دریافت کیا کہ آیا وہ لونڈی سے عقد کرلے؟ فرمایا نہیں سوائے اس کے کہ اسے اضطرار ہو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ منقول ہے کہ آجکل کسی مرد آزاد کو کسی لونڈی سے عقد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ضرورت اُس وقت تھی کہ جب خدا نے فرمایا تھا وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا (جسکو تم میں سے مقدرت نہ ہو) اور طَوْل سے مراد ہے مہر اور آجکل آزاد عورت کا مہر لونڈی کے مہر کے برابر یا اس سے بھی کم ہے۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ لونڈی کے ہوتے آزاد عورت سے عقد ہوسکتا ہے اور آزاد عورت کے ہوتے لونڈی سے عقد باطل ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ عورت اجازت دیدے اور اگر اس طرح اجازت سے دونوں کا اجتماع ہوجائے تو آزاد عورت کے دو دن ہیں اور لونڈی کا ایک دن۔ ۱۲

صفحہ ۹۷ نوٹ ۵

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ :- جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کی لونڈی ہے

بلا اجازت اس کے مالک کے کسی نے عقد کر لیا؟ فرمایا وہ مرتکب زنا ہوا اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ ۱۲۔

صفحہ ۹۷ نوٹ ۶ اَلْعِصْمَةُ:۔ العصمت کے معنی ہیں جوڑنے کے بعد ہڈی کا ٹوٹ جانا اور استعارۃً ہر مشقت و ضرر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ ایسے گناہ سے ڈرتا ہو جس کا گناہ غلبۂ شہوت سے ہو جائے۔ ۱۲

صفحہ ۹۸ نوٹ ۴ گذشتہ سے پیوستہ:۔ مثلاً کسی کو حرام نظر ڈالنے کا بھی موقع ہے اور بوسہ لینے کا بھی اور اس نے نظر ہی ڈالنے پر اکتفا کی تو چونکہ بڑا گناہ جس پر کہ یہ قادر تھا اس نے ترک کیا تو ممکن ہے کہ اس چھوٹے گناہ کو جو اس سے سرزد ہوا خدائے تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے۔ ۱۲

صفحہ ۹۸ نوٹ ۵ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ:۔ الفقیہ میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ ایک شے کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات کے لئے دوست رکھتا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے دشمن۔ وہ شے سوال ہے۔ خدا کو سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ خود اس سے سوال کیا جائے۔ اور مخلوق سے سوال کرنے کو بہت ہی برا جانتا ہے۔ پس تم میں سے کوئی شخص خدا کے فضل سے سوال کرنے میں کسی چیز کی شرم نہ کرے گو وہ چیز کسی ہی حقیر و ذلیل ہو (سوال سے مراد ایسا مانگنا ہے کہ کوئی حق ثابت نہ ہو پھر بھی سوال کرے اور منت کوئی شے کسی سے مانگے) تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت جناب رسولؐ خدا مروی ہے کہ رزق کا خدا ضامن ہے اور وہ مقسوم و مقدر ہے مگر فضل خدا طلوع فجر سے طلوع شمس تک تقسیم ہوتا رہتا ہے اور یہ جو خدا نے فرمایا وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اس سے یہی فضل مراد ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ طلب رزق ہمیں بعد طلوع فجر ذکر خدا کرنا تمام زمین میں مارے مارے پھرنے سے زیادہ کارآمد ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۰ نوٹ ۳ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ:۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت خاص کرامت جناب محمد مصطفیٰؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہر قرن میں ان میں سے ایک امام ہوگا جو ان کے اعمال و افعال کی گواہی دیگا۔ اور جناب محمد مصطفیٰؐ اہم ائمہؑ کے اعمال و افعال کی گواہی دیں گے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث اہل محشر کے احوال میں مذکور ہے جس میں یہ بھی ذکر ہے کہ رسولؐ کھڑے کئے جائیں گے اور ان سے دریافت کیا جائیگا کہ جن رسالتوں کا حامل بنا کر تم کو تمہاری امتوں کی جانب بھیجا گیا تھا وہ تم نے پہنچا دیں یا نہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے پہنچا دیں، پھر امتوں سے دریافت کیا جائیگا وہ انکار کریں گے جیسا کہ کلام خدائے تعالیٰ میں وارد ہے فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (ضرور بالضرور ہم ان سے بھی دریافت کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے ہیں اور ضرور بالضرور ہم رسولوں سے بھی دریافت کریں گے) اور وہ امتیں جو کچھ کہیں گی اس کی بھی خبر دیدی ہے مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۝ (ہمارے پاس کوئی خوشخبری پہونچانیوالا نہ کوئی ڈرانیوالا آیا) اس وقت اور رسولؐ جناب محمد مصطفیٰؐ کو اپنا گواہ دینگے۔ پس آنحضرتؐ رسولوں کی تصدیق اور ان کی امتوں کے منکروں کی تکذیب کی گواہی دیں گے اور ہر امت سے یہ فرمائیں گے بَلٰى قَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَّاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (بے شک تمہارے پاس بشیر و نذیر آیا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ یہاں لانیکا یہ فائدہ ہے کہ امتوں کا یہ جتلانا مقصود ہے کہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اعضا سے اس بات کی گواہی دلوادے کہ ان رسولوں نے اپنی رسالت تم تک پہونچا دی ہے اسی لئے خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (پس وہ جناب رسالتمآبؐ کی شہادت کو رد نہ کر سکیں گے کہ کہیں ان کے منہ پر مہر نہ لگا دی جائے اور ان کے اعضا و جوارح گویا نہ کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اپنی قوم اور اپنی امت کے منافقین و منکرین و ملحدین کے برخلاف شہادت دیں گے کہ کس طرح انھوں نے عناد برتا، کیونکر عہد رسولؐ کو توڑا، کس کس طرح سنت رسولؐ کو بدلا، کیسی کیسی اہلبیت رسولؐ پر زیادتی کی، کیونکر اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے، کس طرح ارتداد اختیار کیا۔ اور پچھلے انبیاءؑ کی ظالم اور خائن امتوں کی کس درجہ تک پوری پوری پیروی کی اور ان کے قدم بقدم چلے۔ اس زبردست شہادت کے گذرنے پر سب گھبرا کر اقرار کریں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ (اے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب ہوگئی اور ہم گمراہ ہو گئے۔) ۱۲

صفحہ ۱۰۲ نوٹ ۲ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ:۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے یہ کہا تھا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے یار ہیں) اور یہ کہا تھا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (سوائے یہود و نصاریٰ کے جنت میں ہرگز کوئی داخل نہ ہوگا) تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ وارد ہے اس آیت میں وہ لوگ بھی مراد ہیں جنھوں نے اپنے کو آپ سے آپ صدیق اور فاروق اور ذی النورین قرار دے لیا۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۲ نوٹ ۳ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ:۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا اور ان کی منزلت کا حسد کیا۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۵ بِاٰيٰتِنَا:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آیات سے جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ معصومین علیہم السلام مراد ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۶ غَيْرَهَا:۔ احتجاج طبرسی میں وارد ہے کہ ابن ابی العوجا نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ بھلا غیر کا کیا گناہ ہے تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر یہاں غیر سے بھی وہی مراد ہے، اس نے عرض کی میری سمجھ میں نہیں آیا امر دنیا سے کسی چیز سے مثال دیجئے فرمایا ہاں کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک آدمی مٹی کی کوئی چیز بنا لیتا ہے پھر اس کو توڑ موڑ کے اسی مٹی سے دوسری چیز بنا لیتا ہے تو وہی چیز عین بھی ہے اور غیر بھی۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۷ اَلْاَمٰنٰتِ:۔ کافی وغیرہ میں کئی روایتیں اس امر میں وارد ہیں کہ اس آیت میں حقیقی خطاب ائمہؑ سے ہے اور ان میں سے ہر ایک مامور کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بعد کے امام کو امانت سپرد کر دے اور وصیت کر دے اور اس کا حکم اور امانتوں کے بارے میں بھی جاری ہے یعنی عام بھی ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے اس آیت میں ہم ائمہؑ کو مراد لیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ امام اول اپنے بعد والے امام کو علم و کتب و سلاح سونپتا رہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت ہر اس شخص کے بارے میں ہے جس کو امانت میں سے کوئی امانت سونپی جائے، خواہ امانات خدا میں سے ہو جیسے اوامر و نواہی خواہ امانات بندگان خدا میں سے ہو جیسے ایک دوسرے کے پاس اپنا مال وغیرہ سونپ دیتے ہیں۔ انہی حضراتؑ سے کئی روایتوں میں یہ بھی وارد ہے کہ کسی شخص کی لمبی چوڑی نماز کی طرف خیال نہ کرو کیونکہ یہ تو ایک ایسی شے ہے جسکا وہ عادی ہو گیا ہے اور اگر یہ چھوڑے تو اس کو وحشت پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ

وہ بات کا کہاں تک سچا ہے اور ادا و امانت میں کیسا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایسا شخص جس نے حضرت امیر المومنینؑ پر تلوار چلائی ہو اور ان کا قاتل ہو مجھے کوئی امانت سونپے یا مجھ سے کوئی نیک صلاح مانگے یا مشورہ طلب کرے پھر میں اس کی امانت قبول بھی کروں تو اس کی امانت ادا کر دوں گا اور اسے رائے دوں تو نیک رائے دوں گا۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۱ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! تم میرے اہلبیتؑ کو تعلیم نہ دو اس لئے کہ وہ تم سے کہیں زیادہ عالم ہیں۔ نیز فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ تم لوگوں کو باب ہدایت سے کبھی ہرگز ہرگز باہر نہ کریں گے اور باب ضلالت میں کبھی داخل نہ کریں گے اگر جناب رسولؐ خدا خاموش رہے ہوتے اور یہ نہ بتاتے کہ ان کے اہلبیتؑ کون ہیں تو اس وقت مناسب تھا کہ آل فلاں اور آل فلاں یہ دعویٰ اپنے لئے پیش کرتے اور بروایت عیاشی آل فلاں سے پہلے آل عباس اور آل عقیل زیادہ ہے مگر اللہ نے تو اپنے نبیؐ کی تصدیق کے لئے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمادی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۶۷۳ سطر ۸) اس وقت علی مرتضےٰ۔ حسنؑ مجتبےٰ۔ حسینؑ سید الشہداء اور فاطمہؑ زہرا یہ سب حضرات صلوات اللہ علیہم اجمعین جناب ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں موجود تھے جناب رسولؐ خدا نے ان سب کو اپنی چادر کے نیچے لے لیا اور پھر فرمایا کہ یا اللہ ہر نبی کے کچھ اہلبیت اور گرامی منزلت لوگ ہوا کرتے ہیں اور میرے اہلبیتؑ اور گرامی قدر یہ ہیں حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا میں آپ کے اہلبیتؑ سے نہیں ہوں فرمایا تمہارا انجام بخیر ہوگا لیکن میرے اہلبیت ہیں تو اور گرامی قدر ہیں تو یہی ہیں۔ (یہ حدیث طویل ہے لیکن بقدر ضرورت لے لی گئی ہے) نیز منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اسلام کی بنیاد کن کن چیزوں پر قائم ہے کہ جب ان کو حاصل کر لیا جائے تو معاملہ ایسا صاف ہو جائے کہ اس کے بعد جن چیزوں کو نہ جانتے ہوں ان کا نہ جاننا کچھ ضرر نہ پہنچا سکے تو ان حضرتؑ نے یہ فرمایا کہ پہلے تو اس بات کی شہادت کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمدؐ اس کے رسول ہیں پھر جو کچھ وہ خدا کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرنا اور مال میں سے زکوٰۃ واجب نکالنا اور اس ولایت کا قبول کرنا جس کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے یعنی ولایت آل محمدؐ کا قبول کرنا اس لئے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مر جائیگا اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانتا ہوگا وہ کفر کی موت مرے گا نیز خدائے تعالیٰ نے فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ تو پہلے اولی الامر جناب علیؑ مرتضےٰ تھے پھر اسکے بعد جناب حسن مجتبےٰ علیہ السلام ہوگئے پھر ان کے بعد جناب حسین شہید کربلا علیہ السلام ہوئے پھر جناب علیؑ بن الحسینؑ پھر جناب محمد ابن علی علیہما السلام ہوئے (پھر میں ہوں) پھر اسی طرح یہ سلسلہ برابر چلا جائیگا اس لئے کہ زمین کی صلاحیت بغیر امام کے ہو نہیں سکتی۔ (یہ حدیث طویل ہے بقدر ضرورت لی گئی) معانی الاخبار میں بروایت سلیم ابن قیس الہلالی منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم وہ بات جس سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے کیا ہے؟ فرمایا اس بات کا نہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس شخص کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس پر کس کی ولایت فرض فرمائی ہے اور اپنی زمین میں اپنی حجت اور اپنی مخلوق کے نیک و بد اعمال کا گواہ کس کو مقرر کیا ہے۔ سائل نے عرض کی۔ یا امیر المومنینؑ وہ کون ہیں فرمایا وہ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبیؐ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (ترجمہ کے لئے صفحہ ۱۳۸ سطر ۸ دیکھو) راوی کہتا ہے کہ میں نے ان حضرت کے سر مبارک کو چوم لیا اور عرض کی کہ آپ نے میرے لئے راہ حق کو واضح کر دیا میری فکر کو دور کر دیا اور ہر قسم کا شک جو میرے دل میں تھا اسے دفع فرما دیا۔ الاکمال میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ البتہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو تو پہچان لیا یہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابر! وہ میرے بعد خلیفہ ہیں اور مسلمانوں کے امام ہیں کہ اول ان میں سے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ ابن الحسینؑ پھر محمدؐ ابن علیؑ جو توریت میں باقر کے نام سے مشہور ہیں علیہم السلام اور اے جابر! عنقریب ان کو پاؤ گے پس جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہہ دینا۔ ان کے بعد جعفر ابن محمد الصادق علیہ السلام ہوں گے پھر موسیٰ ابن جعفر پھر علیؑ ابن موسیٰ پھر محمدؐ ابن علیؑ پھر علیؑ ابن محمدؐ پھر حسن ابن علی علیہم السلام ہیں پھر میرا ہمنام اور ہم کنیت اللہ کی زمین میں اللہ کی حجت اور اللہ کے بندوں میں اللہ کا بقیہ محمد ابن حسنؑ المہدی ہوں گے یہ ابن الحسنؑ ابن علیؑ ہی وہ شخص ہوں گے جن کے ہاتھوں پر خدائے تعالیٰ اس زمین کے مشرق و مغرب کو فتح فرما دیگا اور یہ ہی وہ ہیں جو اپنے شیعوں اور اپنے دوستوں سے اتنی مدت تک غائب رہیں گے کہ ان کی غیبت کے زمانہ میں ان کی امامت کا قائل سوائے اس شخص کے اور کوئی نہ رہے گا جس کے قلب کا خدائے تعالیٰ ایمان سے امتحان لے چکا ہوگا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آیا ان کے شیعہ غیبت میں بھی کچھ ان سے منتفع ہوں گے؟ فرمایا ہاں اس کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ لوگ ان کی غیبت کے زمانے میں ان کے نور سے روشنی حاصل کریں گے اور ان کی ولایت سے نفع اٹھائیں گے اسی طرح جس طرح آدمی سورج سے نفع اٹھایا کرتے ہیں اگرچہ بادلوں نے اس کو ڈھانپ رکھا ہو۔ اے جابرؓ! یہ خدائے تعالیٰ کے اسرار مکنونہ اور علوم مخزونہ میں سے ہے پس تم بھی اس کو پوشیدہ رکھنا سوائے ان لوگوں کے جو اس کے اہل ہوں کتب متداولہ معتبرہ میں اس معنی کی حدیثیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا حصار نہیں ہو سکتا۔ التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کو اللہ ہی کے ذریعہ سے پہچانو اور رسول کو رسالت کے ذریعے سے اور اولی الامر کو امر بالمعروف اور عدل و احسان کے ذریعے سے۔ نیز علل الشرائع میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہ ہونی چاہیئے اطاعت تو صرف اللہ کی ہو اور اس کے رسولؐ کی اور والیان امر کی اللہ نے رسولؐ کی اطاعت کا حکم اس لئے دیا کہ وہ معصوم و مطہر ہیں وہ خدا کی نافرمانی کا حکم ہی نہ دیں گے اور والیان امر کی اطاعت کا حکم اس لئے دیا کہ وہ بھی (مثل رسولؐ) معصوم و مطہر ہیں وہ کبھی خدا کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتے۔

صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۲ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ:۔ خدا کی طرف پھیرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی محکم کتاب سے رجوع کی جائے اور رسولؐ کی طرف پھیرنے کے یہ معنی ہیں کہ ان کے زمانے میں تو خود ان سے سوال کیا جائے اور بعد میں ان کی سنت پر عمل کیا جائے اور جس شخص کو رسولؐ نے اپنے بعد ولی امر بنایا ہو اس سے رجوع کی جائے کہ اس کی طرف پھرنا خود رسولؐ کی طرف پھرنا ہے اور اس کی اطاعت خود رسولؐ کی اطاعت ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا کرتے تھے فَاِنْ حَقَّقْتُمْ تَنَازُعًا فِیْ اَمْرٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤی اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۸ اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی کیونکہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اولی الامر کی اطاعت کا حکم بھی دے اور پھر ان سے جھگڑا کرنے کی اجازت بھی دے بلکہ یہ حکم تو ان مامورین کے حق میں ہے جن سے اَطِیْعُوا اللّٰہَ کہا گیا ہے۔ نہج البلاغہ میں خوارج کے ذکر میں ہے کہ جس وقت انہوں نے آدمیوں کے فیصلے سے انکار کیا تو یہ لفظ کہے کہ ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا تھا حالانکہ یہ قرآن سطروں میں لکھا ہوا ایک خط ہے جو دو دفتیوں کے مابین ہے اس کی کوئی زبان نہیں جو بولے پس لابد ہے کہ کوئی اس کا مطلب بیان

کہنے والا ہو اور وہ مطلب بیان کرنے والے ہوں نہیں آدمی ہی ہوں گے اور جب مخالف لوگوں نے ہم کو اس بات کی دعوت دی کہ ہم اپنے مابین قرآن کو حکم قرار دیں تو ہم ایسا گروہ تو تھے نہیں کہ جو کتاب خدا سے روگرداں ہو حالانکہ خدائے سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (دیکھو صفحہ ۳۵۹ سطر ۱) پس اللہ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس کی کتاب سے فیصلہ چاہیں اور رسولؐ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کی سنت پر عمل کریں پس جب کتاب خدا سے سچا سچا فیصلہ کیا جائے تو کتاب خدا کے سمجھنے اور سمجھانے والے سب آدمیوں سے بہتر ہم ہیں اور جب سنتِ رسولؐ اللہ سے فیصلہ کیا جائے تو آنحضرتؐ سے بھی سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہم ہی ہیں۔ نیز جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے عہد میں مالک اشتر سے فرمایا کہ جب معاملات تجھ پر مشتبہ ہوں اور طرفین کے بیان تجھے دقت میں ڈالیں تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف رجوع کیجیو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے جن لوگوں کی ہدایت و ارشاد کو پسند فرمایا انہیں یہ حکم دیا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پس اللہ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی کتاب کے محکم حصے سے نتیجہ اخذ کیا جائے اور رسولؐ کی طرف رد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان حضرت کی ایسی سنت سے نتیجہ اخذ کیا جائے جو جامع ہو متفرق کرنے والی نہ ہو مطلب یہ ہے کہ متفق علیہ ہو اختلاف کی اس میں گنجائش نہ ہو۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک خطبہ ہے جس میں آنحضرتؑ کے یہ الفاظ ہیں کہ تم لوگ ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت واجب ہے کہ وہ خدا و رسولؐ خدا کی اطاعت سے ملا دی گئی ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ نیز فرماتا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا (دیکھو صفحہ ۱۴۴ سطر ۷) مگر جب تک تم میں وہ صفت نہ ہو جس کا ذکر اس طرح فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اس وقت تک تم سے ان احکام کی تعمیل نہ ہوگی اس لئے کہ ایمان ہی وہ چیز ہے جو ان احکام کی تعمیل کراتا ہے۔

صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۳ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زبیر ابن عوام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کا ایک باغ کی بابت ایک یہودی سے جھگڑا ہوا تھا پس زبیر نے یہ کہا تھا کہ ہم ابن شیبہ یہودی کے فیصلے پر راضی ہیں اور اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر راضی ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے گروہ میں سے دو آدمیوں کا قرض یا میراث کے بارے میں کچھ جھگڑا ہوا اور وہ بادشاہ وقت یا اس کے مقرر کئے ہوئے ججوں کی طرف رجوع کریں تو آیا یہ حلال ہے؟ فرمایا جو شخص طاغوت سے فیصلہ چاہے اور وہ اس کے موافق فیصلہ کر دے تو گو اس کا حق بھی ہو تاہم وہ مال حرام کھانے والا سمجھا جائیگا کیونکہ اس کو حکم طاغوت سے ملا ہے جس کے انکار کا خدا نے حکم دیا تھا۔ حضرتؑ سے دریافت کیا گیا کہ پھر وہ کیا کریں؟ فرمایا کہ ان لوگوں کو ڈھونڈیں جو ہماری احادیث کے راوی ہوں اور ہمارے مقرر کئے ہوئے حلال و حرام پر ان کی نظر ہو، ہمارے احکام کو جانتے ہوں۔ لازم ہے کہ تم ان کے فیصلے پر راضی ہو۔ کیونکہ ہم نے ان کو تم پر حاکم بنایا ہے پس جس وقت ایسا کوئی شخص ہمارے حکم کے بموجب فیصلہ دے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے تو اس نے حکمِ خدا کا استخفاف کیا اور ہم سے بغاوت کی۔ اور جس نے ہم سے بغاوت کی اس نے خدائے تعالیٰ سے بغاوت کی اور شرک کی حد تک پہونچ گیا۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۴ کافی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ حدیث قدسی منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے بنی آدمؑ تیرا وجود میری مشیت سے ہے تو اپنے نفس کے لئے جو جی چاہے خواہش کرے، تو نے میرے فرائض کو میری عطا کی ہوئی قوت سے ادا کیا ہے اور میری نعمتوں کے سبب سے تجھ کو یہ قوت حاصل ہوئی ہے کہ تو میری معصیت کرے، میں نے تجھ کو سمیع و بصیر و قوی بنا دیا ہے۔ پس جو نفع تجھ کو پہونچا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان تجھ کو پہونچا ہے وہ تیری ذات کے سبب سے۔ پس تیری خوبیاں میری طرف منسوب ہونی چاہئیں نہ کہ تیری طرف اور تیری بدیاں تیری طرف منسوب ہونی چاہئیں نہ کہ میری طرف۔ تجھ سے میرے کسی فعل کی بابت سوال نہیں کیا جا سکتا اور بندوں سے ضرور سوال کیا جائیگا۔ تفسیر عیاشی میں جو روایت وارد ہے اس کا بھی قریب قریب یہی مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۵ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ:۔ لفظی معنی یہ ہیں جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ رسولؐ صرف پہونچانے والے ہیں اور حقیقی امر و نہی فرمانے والا خود خدا ہے اسی لئے مروی ہے کہ خود جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے حقیقت میں خدا سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے فی الواقع خدا کی اطاعت کی۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ ہم کو تو شرک سے منع کرتے ہیں اور خود شرک کی باتیں کرتے ہیں، ان کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰؑ کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح ہم ان کو پروردگار سمجھ لیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چوتھی بات اور معاملات کی کنجی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور خدا کی رضامندی یہ ہے کہ امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کی جائے اس لئے کہ خدا فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور سبب یہ ہے کہ رسولؐ جس چیز کا پہنچانے والا ہے امام اس کی اشاعت کرنے والا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۸ نوٹ ۴ لَهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا:۔ المجالس میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص غیبت میں اپنے مسلمان بھائی کے لئے نیک دعا کرے تو وہ دعا اس کی قبول ہو جاتی ہے اور فرشتہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تجھے اس سے دوچند ملے گا، نصیب یہی ہے۔ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ فرشتے جب کسی مومن کو غیبت میں اپنے برادر مومن کے لئے دعا کرتے ہوئے یا اس کی یاد کرتے ہوئے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تو اپنے بھائی کا کیسا اچھا بھائی ہے کہ وہ تجھ سے غائب ہے مگر تو اس کا ذکر کرتا ہے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے جو کچھ تو نے خدا سے اس کے لئے طلب کیا خدا نے اس کا دوچند تجھ کو عطا کیا اور جس قدر تو نے اس کی تعریف کی خدا نے دوچند تیری تعریف کی اور تجھ کو اس پر فضیلت دی۔ اور جب وہ فرشتے کسی کو اپنے بھائی کے حق میں بدی کرتے ہوئے یا بد دعا کرتے ہوئے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تو کیسا برا بھائی ہے، تو اپنے نفس کی طرف قدم کرا اور اس کے گناہوں پر اور عیب پر پردہ ڈال۔ اللہ کی تعریف کر جس نے تیرے عیب نہیں کھلنے دیئے اور یہ بھولے کہ اللہ اپنے بندے کے حالات سے تجھ سے بہت زیادہ واقف ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۸ نوٹ ۵ مُقِیْتًا:۔ اس کے معنی ہیں حاضر، نگہبان اور نگران یعنی حاجت برآری پر قادر۔ اتحاف میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بواسطۂ آباء و اجداد خود برمایہ جناب رسولِ خدا مروی ہے کہ جو شخص کسی کو نیک کام کا حکم دے یا بد کام سے باز رکھے یا کوئی نیک بات بتلا دے یا اس کا اشارہ کر دے

تو وہ اس میں شریک ہے اور اگر کوئی کسی کو بد کام کا حکم دے یا اس کا اشارہ کر دے تو وہ اس کا شریک ہے۔ ۱۲۔ اس شخص کو زیادہ دوست رکھتے ہیں جو سلام کرنے میں ابتدا کرے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ سلام میں افشا کرنے کو دوست رکھتا ہے۔ (یعنی بہ آواز بلند سلام کرنے کو)

قولِ صاحبِ تفسیر صافی: ۔ اس حدیث میں لفظ افشا کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص بھی تم سے ملے تم اسے سلام کرو خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو۔ جناب امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین موقعے ایسے ہیں کہ ان میں جمع کے صیغے سے جواب دینا چاہئے گو مخاطب ایک ہی ہو ایک تو چھینک کے موقع پر کہنا چاہیئے یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ (خدا تم پر رحم فرمائے) کو چھینکنے والے کے ساتھ کوئی اور نہ ہو۔ دوسرے جب ایک شخص دوسرے کو سلام کرے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ تیسرے جب کوئی شخص کسی شخص کے لئے دعا مانگے تو بھی جمع ہی کے صیغے بولے مثلاً عَافَاکُمُ اللّٰہُ (اللہ تمہیں عافیت عطا فرمائے) گو وہ شخص اکیلا ہی ہو اس کے ساتھ ظاہراً کوئی اور نہ ہو اسلئے کہ ہر شخص کے ساتھ اس کی حفاظت کرنے والے اور اس کے اعمال نیک و بد لکھنے والے فرشتے موجود رہتے ہیں۔ اور سلام کا جواب بطریق احسن دینا یہ ہے کہ لفظ رَحْمَۃُ اللّٰہِ جواب میں بڑھا دے اور اگر خود سلام کرنے والے ہی نے وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ بڑھا دیا تو جواب دینے والا وَبَرَکَاتُہٗ اور بڑھا دے اور یہ انتہا ہے یعنی اگر سلام کرنے والے نے وَبَرَکَاتُہٗ بھی کہا ہو تو جواب اتنا ہی دیا جائے زیادہ نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ایک گروہ کے پاس سے گزرے ان لوگوں کو حضرتؑ نے سلام کیا تو انہوں نے جواب میں عرض کیا عَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَرِضْوَانُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ ہمارے حق میں اس سے زیادہ نہ بڑھاؤ جتنا فرشتے ہمارے جد ابراہیم علیہ السلام کے لئے کہہ چکے ہیں انھوں نے اتنا ہی تو کہا تھا رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ (دیکھو صفحہ ۲۶۶ سطر ۲۰) روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسولِ خدا سے عرض کی السلام علیک حضرتؐ نے جواب میں فرمایا وَعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ایک تیسرے شخص نے عرض کی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا وعلیک اس شخص نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے تو آپ نے نقصان ہی میں رکھا خدائے تعالیٰ نے جو فرمایا ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا (دیکھو صفحہ ۱۳۵ سطر ۴) اس کی تعمیل کہاں ہوئی آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے میرے لئے بڑھانے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی لہٰذا میں نے دوسرے حکم کی تعمیل کی جو اس کے آگے لکھا ہے اَوْ رُدُّوْھَا اس کا یہ مطلب ہے یا ویسا ہی جواب دید و چنانچہ میں نے ویسا ہی جواب دیدیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے جو شخص السلام وعلیکم کہے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص کہے سلامٌ علیکم ورحمۃ اللہ تو بیس نیکیاں ہوئیں اور جو شخص سلامٌ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہے تو یہ تیس نیکیاں ہوئیں نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مقیم کے لئے سلام کا خاتمہ مصافحہ پر ہونا چاہیئے اور سافر کے لئے معانقہ پر بروایت انہی حضرتؑ کے جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اہل کتاب کو سلام کرنے میں تم ابتدا مت کرو اور جب وہ تم کو سلام کریں تو جواب میں اتنا کہدو وَعَلَیْکُمْ۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین قسم کے آدمی سلام نہ کریں ایک وہ جو جنازہ کے ساتھ جا رہا ہو۔ دوسرا وہ شخص جو نماز جمعہ کو جا رہا ہو۔ تیسرا وہ جو حمام میں ہو۔ انخصال میں بروایت انہی حضرتؑ کے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ یہود کو سلام کرو اور نہ نصاریٰ کو نہ مجوس کو نہ بت پرست کو اور نہ اس کو جو شراب کا سامان سامنے لیے بیٹھا ہو اور نہ اسے جو شطرنج اور چوسر لیے بیٹھا ہو نہ بھرے کو نہ ایسے شاعر کو جو پاکدامن عورتوں پر بہتان باندھے یا عیب لگائے اور نہ نماز پڑھنے والے کو اس لئے کہ نماز پڑھنے والا حسب منشائے آیت جواب سلام نہیں دے سکتا حالانکہ سوال کرنے والے کی طرف سے سلام کی ابتدا ہو نا سنت ہے اور جواب دینے والے کی طرف سے اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اسی طرح مسلمانوں سے سود لینے والوں پر سلام نہ کرو اور نہ اس شخص پر جو پاخانہ میں بیٹھا ہو اور نہ اس پر جو حمام میں ہو اور نہ اس بدکار پر جو کھلے خزانہ بدی کرتا ہو۔

صفحہ ۱۰۹ نوٹ ۲ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں اس آیہ کا شانِ نزول بنی اشجع اور بنی ضمرہ کے بارے میں وارد ہوا ہے اور قصہ اس کا یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا جس وقت اپنے وعدہ کے موافق بدر کو تشریف لے گئے تو ان کے ملک کے قریب سے گزرے اور اس سے پہلے جناب رسولِ خدا نے بنی ضمرہ کو ہٹا دیا تھا اور وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم تم سے لڑیں گے۔ اصحاب رسولِ خدا نے عرض کی کہ بنی ضمرہ ہم سے قریب ہیں اور ہم کو خوف ہے کہ مدینہ تک ہماری مخالفت نہ کرتے جائیں یا ہمارے برخلاف قریش کی مدد نہ کریں۔ پس اگر ہم اُن سے ہی لڑنا شروع کر دیتے تو اچھا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا اس لئے کہ یہ قبیلۂ عرب میں سب سے زیادہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنیوالا اور عزیزوں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا اور اپنے عہد کا سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے اور قبیلۂ اشجع کا ملک بنی ضمرہ کے ملک سے ملا ہوا تھا اور یہ بنی کنانہ کی ایک شاخ تھی۔ اور قبیلۂ اشجع اور قبیلۂ بنی ضمرہ میں مراعات اور امان کے بارے میں حلف تھا یعنی جس کو ایک قبیلہ امان دیدے تو دوسرا بھی اس کو امان دیدے اور جس کے ساتھ ایک قبیلہ کچھ رعایت برتے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ وہی رعایت کرے۔ پس اشجع کے ملک میں قحط پڑا اور بنی ضمرہ کے ملک میں سماں تھا اور اشجع بنی ضمرہ کے ملک کو چلے گئے۔ جب رسولِ خدا کو خبر ہوئی تو آنحضرتؐ بنی اشجع پر چڑھائی کے لئے تیار ہو گئے تاکہ بنی ضمرہ سے جو معاہدہ تھا اس کی رو سے بنی ضمرہ سے لڑیں اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور بنی اشجع حضرتؐ کی تشریف آوری سے خائف ہوئے اور اپنے ملک کو چلے گئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۹ نوٹ ۳ فَلَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ عَلَیْھِمْ سَبِیْلًا ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سیرت جناب رسولِ خدا قبل نزولِ سورۂ برأت یہ تھی کہ جب تک کوئی آنحضرتؐ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرتا آپ اس سے نہ لڑتے کیونکہ اسی آیہ پر آنحضرتؐ کا عمل تھا اور جب سورۂ برأت نازل ہوئی تو حضرتؐ کو عام طور پر مشرکین کے قتل کا حکم آگیا خواہ وہ کنارہ کشی کریں یا نہ کریں، ہاں اس حکم سے وہ مستثنیٰ تھے جن سے آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے دن معاہدہ کر لیا تھا مثلاً صفوان ابن امیہ، سہیل ابن عمرو وغیرہما۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۱ نوٹ ۲ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً ۔ ایک قول کے مطابق یہ آیت کہ کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اسلام تو لائے تھے مگر جب ہجرت واجب ہوئی تو ہجرت نہیں کی۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے جناب امیر المومنینؑ کا جہاد میں ساتھ نہیں دیا اور ان سے کنارہ کشی کی، فرشتوں نے ان سے موت کے قریب کہا فِیْمَ کُنْتُمْ انھوں نے کہا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ (اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ حق کس کی طرف ہے اس وقت جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ہو لیتے) اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا (اس کا یہ مطلب ہے کہ کیا دین خدا اور کتاب خدا ایسی واضح نہ تھی کہ تم اس میں سے حق و باطل پہچان لیتے؟)

قولِ مترجم:- اوپر کی دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ پہلی تفسیر ہے دوسری تاویل اور خود آیت دونوں پر مشتمل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۲ نوٹ ۲ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعت پڑھ لے تو اعادہ کرے یا نہیں؟ فرمایا اگر اس کے سامنے قصر کی آیت پڑھی گئی اور اس کا مطلب اس کی سمجھ میں آگیا ہے اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے اور اگر یہ آیت اس کے سامنے نہیں پڑھی گئی اور وہ اس سے واقف نہیں ہے اور اس نے پوری پڑھ لی تو اس کے ذمہ اعادہ نہیں ہے، اور ہر نمازِ فریضہ سفر میں دو رکعت ہے سوائے مغرب کے کہ وہ سفر میں بھی تین ہی رکعت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۲ نوٹ ۳ اِنْ خِفْتُمْ:- کافی اور الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حالتِ خوف میں دو رکعتی نماز بھی ایک رکعت کی جا سکتی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولِ خدا مکہ معظمہ جانے کے ارادہ سے مقام حدیبیہ تک تشریف لے گئے جب قریش کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے خالد ابن ولید کو نو سو سوار دیکر آنحضرتؐ کے مقابلہ کے لئے بھیجدیا۔ یہ حضرتؐ سے آگے آگے رہتا تھا اور جہاں حضرتؐ مقام فرماتے وہاں یہ مقابل میں پہاڑ پر ٹھہرتا تھا ایک دن راستہ میں کسی جگہ نمازِ ظہر کا وقت آگیا بلال نے اذان کہی اور جناب رسولِ خدا نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اس وقت خالد ابن ولید نے یہ کہا کہ جب یہ نماز پڑھ رہے ہوں اگر اس وقت ہم ان پر حملہ کر دیں تو ہم حسب دلخواہ ان کو قتل و قید کر لیں گے اس لئے کہ یہ لوگ نماز کو قطع نہیں کیا کرتے اور تھوڑی دیر میں ان کی دوسری نماز کا وقت آیا چاہتا ہے جو ان کو اپنی آنکھوں کی روشنی سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ پس جب اس نماز کو شروع کریں گے ہم ان پر حملہ کر دیں گے اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت لیکر نازل ہوئے جس میں صلوٰۃ الخوف کا حکم ہے پس جناب رسولِ خدا نے اپنے اصحاب کے دو گروہ کر دیئے کہ ایک تو مسلح ہو کر رخ کر کے دشمن کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرے نے رسولؐ اللہ کے ساتھ نماز پڑھی اور چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ جا ڈٹے اور وہ لوگ جنھوں نے نماز نہ پڑھی تھی وہ ادھر آئے اور جناب رسولِ خدا کے ساتھ دوسری رکعت انھوں نے پڑھی جو کہ اپنی اوّل رکعت قرار دیا اور جب جناب رسولِ خدا تشہد کے لئے بیٹھے تو ان اصحاب نے کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت پڑھ لی پھر تشہد اور سلام کے بعد نماز کو ختم کیا۔ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے غزوہ ذات الرقاع میں اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی اور وہ اس طرح کہ اپنے اصحاب کو دو فرقوں میں بانٹ دیا ایک فرقہ تو دشمن کے مقابل میں ڈٹا رہا اور ایک گروہ آنحضرتؐ کے پیچھے آکھڑا ہوا جب آنحضرتؐ نے تکبیر کہی تو انھوں نے بھی تکبیر کہی۔ آنحضرتؐ نے جب الحمد اور سورہ قرأت کیا تو وہ پیچھے سنتے رہے پھر آنحضرتؐ نے جب سجدہ کیا تو انھوں نے بھی سجدہ کیا پھر آنحضرتؐ تو باقاعدہ اپنی دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنی دوسری رکعت الگ پڑھ لی اور جلدی سے سلام پھیرا اور اپنے ساتھیوں کے پاس دشمن کے مقابلہ میں جا ڈٹے اور ان کے ساتھی آکر جناب رسولِ خداؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر حضرتؐ نے وہ رکعت ان کے ساتھ پڑھی پھر حضرتؐ نے تو تشہد پڑھا اور سلام پھیرا اور ان لوگوں نے کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت پڑھ لی پھر ایک نے دوسرے کو سلام کر کے اپنا اپنا راستہ لیا۔ یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے نمازِ خوف کی ترکیب دریافت کی گئی تھی تو فرمایا کہ امام نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ آکر اس کے پیچھے کھڑا ہو جائے اور ایک گروہ اس کے دشمن کے مقابل رہے امام ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر کھڑا ہو جائے اور یہ بھی کھڑے ہو جائیں ابھی امام تو حالتِ قیام ہی میں رہے کہ یہ جلدی سے اپنی دوسری رکعت ختم کر کے سلام پھیر کر چلے جائیں اور دشمن کے مقابل میں اپنے ساتھیوں کی جگہ جا لیں اور وہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہو جائیں جسے پڑھکر امام تو بیٹھ جائے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت ختم کریں پھر سلام کے بعد متفرق ہو جائیں۔

قولِ مترجم:- چونکہ حالتِ سفر میں چار نمازیں تو دو رکعتی ہیں ان کا تو حکم آپ نے سن لیا اور مغرب کی نماز تین رکعتی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ پہلا گروہ رکعت اولیٰ میں شرکت کرے اور دو رکعتیں جلدی سے پڑھ کے ختم کر دے اور دوسرے گروہ کی جگہ جا لے اور دوسرا گروہ ادھر آکر دو رکعتیں امام کے پیچھے پڑھ لے اور ایک رکعت آخری اپنے طور پر ختم کر لے۔

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۲ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ:- لفظی معنی اس کے یہ ہیں کہ تم یا اہل کتاب یہ امید تو کرتے ہی نہیں ہو کہ تمہاری بدی کا تم کو عذاب نہ ہو اور جو شخص کوئی بدی کرے گا اس کو بدلہ ضرور ملیگا۔ عیونِ اخبار الرضاؑ میں منقول ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ بابا جان آپ ہمارے فرقے کے گنہگاروں کے بارے میں اور غیروں کے گنہگاروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جواب میں امامؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی سب روئے اور بہت رنج کیا اور ہم نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس آیت نے تو کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اسی کی قسم کہ یہ آیت اہلِ کتاب کے حق میں بھی نازل ہوئی ہے اور تمہارے حق میں بھی۔ لیکن تمہارے لئے مژدہ ہو کہ اگر تم میانہ روی اختیار کرو گے تو تم میں سے اگر کسی پر کوئی مصیبت پڑے گی تو اس کے عوض میں خدائے تعالیٰ اس کی کچھ نہ کچھ خطائیں معاف کر دیگا یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی لگ جائیگا تو وہ بھی معافی سے خالی نہ رہے گا۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۳ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ:- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ نازل ہوئی تو اصحاب رسولؐ میں سے کسی نے کہا کہ یہ آیت کس قدر سخت ہے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کیا تمہاری جانوں پر، مال پر، اولاد پر کچھ بلائیں نہیں وارد ہوتی رہتیں؟ انھوں نے عرض کی ضرور، فرمایا بس ان کے سبب سے خدائے تعالیٰ حسنات تمہارے نامۂ اعمال میں لکھتا جائیگا۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب خدا کو کسی بندے کا اکرام منظور ہوتا ہے اور اس کے ذمے کوئی گناہ بھی ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کو کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو کسی حاجت میں مبتلا کرتا ہے اور یہ بھی نہ کیا تو اس کی موت کو اس پر سخت کر دیتا ہے تاکہ اس گناہ کی مکافات ہو جائے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۴ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا:- کافی میں جناب امام محمد باقرؑ و جناب امام جعفر صادقؑ علیہما السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عبد مقرر فرمایا اور رسول بنانے سے پہلے اپنا نبی بنایا اور خلیل بنانے سے پہلے رسول مقرر کیا اور امام بنانے سے پہلے اپنا خلیل بنایا۔ **(قولِ مترجم:-** صاحبانِ بصیرت اسی سے شانِ امامت کا اندازہ فرمالیں) کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب خدائے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل مقرر کیا تو ان کی خلّت کی بشارت دینے والے آئے۔ چنانچہ ملک الموت ایک نوجوان خوبصورت آدمی کی صورت میں آئے جو دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کے سر سے پانی یا چکنائی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اور جیسے ہی ابراہیمؑ اپنے گھر میں جانے لگے یہ ان کو نکلتے ہوئے ملے۔ ابراہیمؑ بڑے غیور شخص تھے اور ان کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ کسی کام کو نکل کر جاتے

تو دروازہ بند کر جاتے اور کنجی اپنے پاس رکھتے۔ چونکہ وہ اسی وقت پلٹے تھے اور دروازہ کھولا تھا ایک خوبصورت شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا ہاتھ پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ اے بندۂ خدا تجھ کو میرے گھر میں کس نے پہنچایا؟ اس نے عرض کی کہ اس کے حقیقی مالک نے۔ فرمایا بے شک اس کا حقیقی مالک مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے۔ لیکن یہ تو بتلائیے کہ آپ ہیں کون؟ عرض کی میں ملک الموت ہوں۔ جناب ابراہیمؑ نے خوفزدہ ہو کر فرمایا آیا تم قبض روح کے لئے آئے ہو؟ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک بندے کو خلیل مقرر فرمایا ہے اسے خوشخبری دینے آیا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے مجھے معلوم ہو جائے تو تادم مرگ میں اس کی خدمت کرتا رہوں۔ ملک الموت نے عرض کی کہ آپ ہی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ سنکر حضرت سارہؑ کو بھی یہ خوشخبری سنائی کہ خدا نے مجھ کو اپنا خلیل مقرر فرمایا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام بڑے ہی مہمان نواز تھے اور اگر ایسا اتفاق ہوتا کہ جب ان کے ہاں مہمان نہ آتے تو وہ اپنا دروازہ بند کر کے کنجیاں ساتھ لیکر مہمانوں کی تلاش میں دور دور نکل جاتے ایک دن جو اپنے گھر پلٹ کر آئے تو کیا ایک دیکھتے کیا ہیں کہ مرد کی صورت کا ایک شخص گھر میں موجود ہے اس سے دریافت فرمایا کہ اے بندۂ خدا تو اس گھر میں کس کی اجازت سے آیا؟ اس نے تین مرتبہ جواب دیا کہ میں اس گھر میں اس کے حقیقی مالک کی اجازت سے آیا۔ اس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام نے پہچانا کہ وہ جبرئیل امین علیہ السلام ہیں پس وہ اپنے پروردگار عالم کی حمد بجا لائے پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ کے پروردگار نے اپنے بندوں میں سے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا ہے جسے اس نے اپنا خلیل بنایا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم مجھے اسے بتا دوگے کہ وہ کون ہے؟ تاکہ میں بھی مرتے دم تک اس کی خدمت کرتا رہوں حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی کہ وہ آپ ہی ہیں فرمانے لگے کہ یہ کیوں کس وجہ سے ایسا ہوا؟ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی اس وجہ سے کہ آپ نے خود تو کوئی چیز کسی سے مانگی نہیں اور جب کبھی نے آپ سے کوئی چیز مانگی تو آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ تفسیر قمی میں بروایت ابنی حضرتؑ کے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جن کے لئے ریگ بدلکر آٹا ہو گیا تھا اور واقعہ اس کا یہ ہوا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے ایک دوست کے پاس جو مصر میں تھا آٹا قرض لینے گئے تھے وہ اپنے مکان پر نہ ملا اور انہیں یہ کچھ اچھا نہ معلوم ہوا کہ اپنے گدھے کو خالی لئے چلے آئیں۔ اس لئے اس کی گونوں میں ریت بھر لیا اور جب اسے گھر میں لے آئے تو شرم کے مارے گدھے کو حضرت سارہؑ کے پاس چھوڑا اور آپ اپنے حجرے میں جا کے سو رہے حضرت سارہؑ نے جو کھولکر دیکھا تو گونوں میں ایسا عمدہ آٹا پایا جیسا اچھے سے اچھا ہو سکتا۔ پس انھوں نے روٹی پکائی اور کھانا حضرت کے سامنے لاکر رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم نے یہ روٹیاں کہاں سے بہم پہنچائیں؟ انھوں نے عرض کی اسی آٹے سے پکائی ہیں کہ جو آپ اپنے مصری دوست کے ہاں سے لائے ہیں۔ یہ سنکر فرمانے لگے کہ ہاں دوست تو ہے مگر یہ وہ مصری نہیں ہے اسی پر خدائے تعالیٰ نے ان کو خلیل ہونے کا رتبہ عطا فرمایا جس پر وہ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائے اور وہ کھانا کھایا۔ اتحاف عبسی میں جناب رسولخدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ ہم جو کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ تو لفظ خلیل خلّت سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں فقر و فاقہ تو مطلب یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام فقط اپنے پروردگار ہی سے حاجت رکھنے والے تھے سوائے اس کے کسی سے کوئی حاجت نہ رکھتے تھے بلکہ اس کے غیر سے مستغنی و بے پرواہ و روگرداں رہتے تھے اس کا پورا ثبوت اس وقت ملا جبکہ ان کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا گیا اور اسی غرض سے منجنیق میں ڈالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کو حکم دیا کہ جلد میرے بندہ کی خبر لے جبرئیل امین آئے اور ہوا میں حضرت ابراہیمؑ سے ملے اور کہا جو آپ کی ضرورت ہو وہ کام مجھ سے لیجئے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ ہی کی نصرت کے لئے بھیجا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بَلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (بلکہ اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی سب سے اچھا کارساز ہے) میں اس کے غیر سے کچھ نہیں چاہتا اور سوائے اس کے اور کسی سے میری کوئی حاجت نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ نے ان کا نام خلیل اللہ قرار دیا جسکے معنی ہیں۔ اللہ کا فقیر۔ اللہ کا محتاج اور اللہ کے سوائے کسی دوسرے سے غرض نہ رکھنے والا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جب اس کے معنی خلّت سے لیجائیں تو خلیل وہ ہوا جو معنی و مقصود و بطون سے واقف اور اسرار پر ایسا مطلع ہو کہ دوسرا ویسا مطلع نہ ہو تو اب اس کے معنی ہوں گے اس شخص سے بھی واقف اور اس کے معاملات سے بھی آگاہ۔ اور اس سے خدا کی تشبیہ اس کی مخلوق سے لازم نہیں آتی (اسلئے کہ وہ اپنے خاص بندوں کو اپنے امور و معاملات سے مطلع کرتا رہتا ہے جیسے کہ دوست اپنے دوست کو آگاہ کر دیا کرتا ہے) کیا تم نہیں سمجھتے کہ دونوں معنی راست آتے ہیں یعنی اگر پورا پورا اسی کی طرف متوجہ نہ ہو تب بھی اس کا خلیل نہیں ہو سکتا اور جبتک وہ اپنے اسرار پر کسی کو مطلع نہ کرے تب بھی اس کا خلیل نہیں ہو سکتا۔ عیون اخبار الرضا میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس لئے اپنا خلیل مقرر کیا کہ انھوں نے کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کی اور سوائے اللہ کے کسی سے کچھ نہیں مانگا علل الشرائع میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ زمین پر زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے خلیل اللہ کا خطاب پایا اور جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب محمد مصطفےٰؐ اور آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ پر زیادہ درود بھیجنے کے سبب سے یہ خطاب پایا اور جناب رسولِ خدا سے مروی ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلانے کے سبب سے اور راتوں کو ایسے وقت نماز پڑھنے سے جبکہ اور لوگ سوتے ہوں یہ خطاب پایا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس معنی میں سب مشترک ہیں کہ وہ خدا کی رضا کے جویا تھے اس کے سوا کسی دوسرے سے غرض نہیں رکھتے تھے اور اس کے ماسوا جو کچھ ہے اس سے مستغنی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل قرار دیا۔ اور ایک روایت میں خلیل اللہ مقرر ہونے کی وجہ یہ وارد ہوئی ہے کہ ایک موقعہ پر فرشتوں میں آپس میں باتیں ہوئیں ایک نے دوسرے سے کہا یہ بات ہی کیا ہوئی اللہ تعالیٰ نے تو ان کو ماں کے پیٹ ہی سے خلیل قرار دے دیا تھا اور ملکِ عظیم و جزیل عطا کرنا (یعنی نبی اور رسول قرار دینا) ٹھان لیا تھا خدائے تعالیٰ نے ان فرشتوں کو وحی فرمائی کہ تم فرشتوں میں سے جو سب سے زیادہ زاہد اور تم میں سردار ہوں ان کو اپنا معتمد علیہ قرار دے لو (کہ وہ جا کر ہمارے خلیل کا امتحان لے لیں کہ آیا ہم نے اسے یونہی خلیل قرار دیا ہے یا اس میں کوئی خاص بات بھی ہے) فرشتوں نے باہمی اتفاق سے جبرئیلؑ و میکائیلؑ کو منتخب کیا یہ دونوں ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایسے دن آئے جسدن ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ریوڑ سب جمع کئے تھے ابراہیم علیہ السلام کے ہاں چار ہزار تو چرواہے تھے اور چار ہزار کتے جن میں سے ہر ایک کے گلے میں کندن کا ایک ایک بھاری طوق پڑا ہوا تھا اور چالیس ہزار بھیڑ بکریاں فقط دودھ دینے والی تھیں اور گھوڑے اور اونٹ لاتعداد تھے کہ انکا علم خدا ہی کو ہے۔ پس یہ دونوں فرشتے اس مجمع کے ادھر اُدھر کھڑے ہوئے اور ایک نے بہت ہی دل لبھانے والی آواز سے یہ لفظ اپنے منھ سے نکالے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ دوسرے نے اسکے جواب میں کہا رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں ان کلمات کو پھر دہراؤ اور میرا آدھا مال لیلو انھوں نے دوبارہ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم دونوں ان کلمات کو پھر ادا کرو اور تم دونوں میرا مال بھی لیلو اور میری اولاد بھی لیلو اور میرا جسم بھی تمہاری خدمت کیلئے حاضر ہے۔ اسوقت کل آسمان کے فرشتے ایک زبان بول اٹھے کرم اسی کا نام ہے۔ کرم اسی کا نام ہے اور اسی وقت ایک منادی کو عرش کی طرف سے یہ کہتے سنا کہ خلیل وہی ہے جو اپنے خلیل سے اس طرح موافقت رکھے۔

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۵ | فِی النِّسَآءِ :۔ لفظی معنی ہیں عورتوں کے بارے میں اور مراد ہے ان کی میراث کے بارے میں چنانچہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا سے ازواج کی میراث کے بارے میں سوال کیا گیا تو خدائے تعالیٰ نے ان کا چہارم و ہشتم مقرر فرما دیا۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۴ وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ ط:- کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت میں آکر محتاجی کی شکایت کی حضرتؑ نے فرمایا کہ شادی کرے۔ اس نے تعمیل کی مگر اس سے مفلسی اور بڑھ گئی، پھر اس نے آکر شکایت کی، حضرتؑ نے فرمایا کہ اب اپنی زوجہ کو طلاق دیدے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس سے اس کی حالت سنور گئی۔ جب اس نے دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو دونوں حکم خدا کے حکم کے بموجب دیئے تھے۔ پہلا حکم خدا کا یہ ہے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (اور تم میں سے جو مرد بے زن ہوں اور جو عورتیں بے شوہر ہوں ان کے نکاح کردو اور تمہاری لونڈی غلاموں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کردو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردیگا اور اللہ صاحب وسعت وعلم ہے) اور دوسرا حکم خدا کا یہ ہے وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ۔ (قولِ مترجم:- مقصود امام یہ ہے کہ بموجب حکم خدا تمہاری ثروت وغنا کی پہلے ایک تدبیر کی گئی اور اس نہ آئی تو دوسری کی گئی جو اس آگئی) ۱۲

صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۱ (قولِ مترجم:- یہاں اصطلاحِ چار یار کا حل کردینا ضروری ہے کہ اس سے مراد کیا ہے۔ چونکہ علی العموم فارسی دار دو زبانوں میں یار ہمیشہ ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو بدی میں ایک دوسرے کے رازدار ہوں۔ پس لفظ یار بظاہر مہمل ہے بلکہ وہ چار یار دہ تھے جنہوں نے ابتدا میں وہ مکاتبت لکھی جس کا اوپر کی حدیث میں ذکر آیا ہے اور وہ چاروں ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ ابن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ تھے۔ اب وہ اصطلاحِ چار یار تو زبان زدِ عوام باقی رہ گئی مگر اس کے مفہوم کو علی العموم نہیں جانتے جو یہاں جتلا دیا گیا ہے) ۱۲

صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۲ اٰیٰتِ اللّٰہِ:- تفسیر قمی میں ہے کہ اٰیٰتِ اللّٰہِ مراد ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۳ فَلَا تَقْعُدْ وَّامَعَھُمْ:- کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جس وقت تم کسی شخص کو حق کا انکار کرتے اس کی تکذیب کرتے اور اہلِ حق کی بدی کرتے سنو تو اس کے پاس سے اٹھ جاؤ اور اس کے پاس کی نشست و برخاست موقوف کردو۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سننے کی قوت کے لئے یہ بات خدا نے واجب کی ہے کہ جن چیزوں کا سننا پروردگارِ عالم نے حرام کیا ہے ان سے اس قوت کو محفوظ رکھے اور جن چیزوں کی خدا نے ممانعت کی ہے انکو حتی الامکان کان میں پڑنے ہی نہ دے۔ بعد اس کے حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد ہوا کہ موضع نسیان کو خدا نے مستثنیٰ کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ مَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (اور اگر شیطان تم کو بھلاوے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو) ۱۲

صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۴ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ:- اس آیت میں پروردگار نے مومنین کے غلبہ کو فتح سے تعبیر فرمایا اور کافروں کے غلبہ کو لفظِ نصیب سے، اسلئے کہ کافروں کا غلبہ صرف دنیوی کامیابی ہے اخروی کچھ نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے رویہ کو جو وہ جہاد کے وقت برتا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کیا کہ مسلمانوں کی فتح ہوجاتی تھی تو مالِ غنیمت کا حصہ لینے ادھر آجاتے تھے اور اگر کافروں کا غلبہ ہوجاتا تھا تو احسان جتانے اُدھر چلے جاتے تھے کہ یہ ہماری کوتاہ دستی نے تم کو زندہ چھوڑ دیا۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۵ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا:- عیونِ اخبار الرضاؑ میں منقول ہے کہ کسی شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ نواصح کو فرمیں ایک قوم ایسی ہے جس کا گمان یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا سے کبھی سہو نہیں ہوا حضرتؑ نے فرمایا وہ جھوٹے ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ جو ذات سہو سے بری ہے وہ صرف ذاتِ معبود ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ (قولِ مترجم:- سہو و نسیان دو چیزیں جداگانہ ہیں۔ جناب رسولِ خدا کی ذات نسیان سے بری تھی ورنہ ہو سکتا تھا کہ خدا کا حکم پہنچتا کچھ اور بتلا دیتے کچھ اور۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی (یعنی اے رسولؐ عنقریب ہم تم کو پڑھائیں گے پھر تم اس کو نہ بھولو گے) اور سہو ایسی بات ہے کہ مثلاً دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھنا چاہیے تھا مگر سہواً کھڑے ہونے لگے پھر خود ہی یاد آیا بیٹھ گئے۔ یا مقتدی نے لفظ اللہ اکبر کہا اور بیٹھ گئے۔ اس قسم کا سہو جناب رسولِ خدا پر اگر طاری ہوگیا تو ظاہر اچند وجوہ سے۔ ایک یہ کہ جداور معبود کا فرق جیسا کہ امامؑ نے فرمایا ظاہر ہوجائے۔ دوسرے یہ کہ امت کو مسائل سہو کے معلوم ہوجائیں۔ تیسرے یہ ظاہر ہوجائے کہ قلبِ نبیؐ اس قدر محو ذکرِ خدا ہے کہ تصورِ غیر نہیں آنے پاتا۔ اس سے ارکان کا خیال جنکو اعضا بجالاتے ہیں مرتفع وغیر ذالک) پھر اس شخص نے عرض کی کہ ان میں ایک قوم ایسی بھی ہے کہ وہ گمان کرتی ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ علیہا السلام شہید نہیں ہوئے بلکہ منظر ابن اسعد شامی اُن حضرتؑ کی شبیہ بنا دیا گیا تھا اور وہ حضرتؑ مثلِ عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہ لوگ اسی آیہ سے حجت لاتے ہیں وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ الخ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں اُن پر خدا کا غضب ہو اور خدا کی لعنت ہو، وہ جناب رسولِ خدا کی حدیثیں جھٹلانے کے سبب کافر ہوگئے۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ نے متواتر خبر دی ہے کہ حسینؑ شہید کئے جائیں گے۔ واللہ جناب امام حسینؑ شہید کئے گئے اور جو ان سے بہتر تھے وہ بھی شہید کئے گئے، یعنی جناب امیر المومنینؑ و حسنؑ ابن علیؑ اور ہم ائمہؑ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو شہید نہ کیا جائے واللہ میں بھی ایک فریب دینے والے کے فریب سے شہید کیا جاؤنگا اور اس بات کو میں اس عہد کے سبب سے جانتا ہوں جو جناب رسولِ خدا سے مجھ تک پہونچا ہے اور اُن حضرتؐ کو جبرئیلؑ امین نے رب العالمین کی جانب سے پہنچایا ہے۔ رہا خدا کے اس قول وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ الخ کا مطلب سو وہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ مومن پر کافروں کی حجت غالب نہ ہونے دیگا خدائے تعالیٰ خود کفار کی نسبت خبر دیتا ہے کہ انبیاءؑ کو انھوں نے قتل کیا مگر باوجود اس کے کہ انھوں نے انبیاءؑ کو قتل کیا انبیاءؑ پر وہ حجت میں غالب نہیں آئے۔ ۱۲

تمام شد پارۂ پنجم

ضمیمہ متعلق پارہ ششم

صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۳ لِلْکٰفِرِیْنَ:- تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں کافرین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسولؐ اللہ کا اقرار کیا اور جناب امیر المومنینؑ کا انکار۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۴ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ :- مراد یہ ہے کہ اے رسولؐ تم سے تو انھوں نے یہی سوال کیا ہے کہ آسمان سے کتاب نازل کر دو تو یہ سوال تم کو بڑا نہ معلوم ہو کیونکہ بڑا سوال تو وہ تھا جو انھوں نے موسیٰؑ سے کیا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے پھر اپنے لفظوں میں بیان کیا اور یہ سوال حضرت موسیٰؑ سے ان کے بدیہی معجزے اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد کیا گیا تھا۔ زمانۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو یہودی موجود تھے موسیٰ علیہ السلام سے سوال تو ان کے آباء و اجداد نے کیا تھا مگر خدا اس طرح بیان فرماتا ہے گویا خود انھوں ہی نے وہ سوال کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے آباء و اجداد کے مذہب پر قائم تھے اور انھیں جہالتوں پر جمے ہوئے اور انھیں خیالات پر ڈٹے ہوئے تھے جو ان کے آباء و اجداد کے انبیاءؑ کی مخالفت پر ہوتے تھے۔ قولِ مترجم :- یہ آیت صاف رویتِ باری تعالیٰ کی نفی کرتی ہے کیونکہ وہ کبھی بھی اگر ممکن ہوتی تو جب معجزے کے طور پر طلب کرتے تھے ضرور راستہ عاقبول کی جاتی نہ کہ اس سوال کو بڑی گستاخی پر محمول کیا جاتا۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۴ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ :- اس واقعہ کا ذکر سورۂ آل عمران میں اس آیت کی تفسیر میں آچکا ہے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ یہاں خدا نے ان کے اقوال مردودہ سے انھیں پر حجت قائم کی ہے کہ تم نے خدا کے برخلاف جرأت کی اور ایسے نبی کے قتل کا قصد کیا جس کی تائید معجزاتِ قاہرہ سے کی جاتی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۵ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ :- کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے ہونے سے لوگوں میں اختلاف پڑ گیا۔ بعض یہودی یہ کہتے تھے کہ جو قتل ہو گیا تھا تو وہ جھوٹا لیکن ہم نے سچا کہہ دیا تھا اور بعضے متردد رہے، بعض یہ کہتے تھے کہ اگر یہ عیسیٰؑ تھا تو ہمارا ساتھی کدھر گیا، بعض یہ کہتے تھے کہ چہرہ تو عیسیٰؑ کا سا تھا اور جسم ہمارے ساتھی کا سا۔ کسی نے حضرت عیسیٰؑ کو یہ دعا مانگتے سنا تھا کہ خداوندا تو ہم کو آسمان پر بلالے، ان کا یہ خیال تھا کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ ان کی روح تو آسمان پر اٹھائی گئی اور جسم صلیب پر لٹکتا رہا۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۶ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ :- من لایحضرہ الفقیہ میں جناب امام زین العابدینؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانوں میں کچھ بقعات خدا کے ہیں، جب کسی شخص کو ان بقعات میں کسی بقعہ تک پہنچنا ملے تو گویا خدا نے اس کو اپنے پاس بلا لیا۔ کیا تم نہیں سنتے کہ خدا عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے قصہ میں فرماتا ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (بلکہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلا لیا) تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر بلائے گئے ہیں تو اُون کا جو غم پہنے ہوئے تھے جسے حضرت مریمؑ نے اپنے ہاتھ سے کاتا تھا، بُنا تھا اور سیا تھا، جب وہ آسمان پر پہنچ گئے تو آواز آئی کہ اے عیسیٰؑ اب دنیا کی زینت کو دور کر دو۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۷ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ :- ائمۂ معصومینؑ میں سے کسی سے یہ روایت ہے کہ یہودیوں اور نصرانیوں میں سے ایک بھی باقی نہ رہیگا جو اپنے مرنے سے پہلے اس بات پر ایمان نہ لائے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے گویہ ایمان لانا جان نکلتے کے وقت کچھ فائدہ نہ پہنچائے۔ تفسیر قمی میں شہر ابن حوشب سے منقول ہے کہ مجھ سے حجاج نے یہ کہا کہ اے شہر کتاب خدا کی ایک آیت نے مجھ کو پریشان کر دیا، میں نے کہا کہ اے امیر وہ کون سی آیت ہے تو اس نے یہ آیت تلاوت کی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور یہ کہا میں کسی یہودی یا نصرانی کی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں پھر ذرا سی اس کو مہلت دیدیتا ہوں پھر اس کے ہونٹ بھی حرکت کرتے نہیں دیکھتا کہ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے کا پتہ چلے۔ شہر بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے اس آیت کی تاویل یہ نہیں ہے جو آپ نے فرمائی۔ اس نے کہا پھر کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ عیسیٰؑ قبل قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی ایسا باقی نہ رہے گا جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور وہ خود حضرت مہدیؑ آخر الزماں کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے۔ حجاج بولا وائے ہو تجھ پر یہ تاویل تو نے کہاں سے پیدا کی میں نے کہا کہ مجھ سے یہ حدیث امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے آباء و اجداد کے بیان کی ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ گوہر تو ایسے چشمے سے نکلا ہے جس میں کوئی میل کچیل نہیں ہے۔ تفسیر قمی میں یہ روایت بھی وارد ہے کہ جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجعت فرمائیں گے تو کل لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر یوں وارد ہے کہ کسی دین کا آدمی نہ مریگا جبتک کہ وہ جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المومنینؑ صلوات اللہ علیہما کو دیکھ نہ لے۔ اس معنی کی بہت سی حدیثیں دیگر مقامات پر بھی منقول ہیں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت مخصوص ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں سے کوئی شخص نہ مریگا جبتک امام وقت اور اس کی امامت کا مقرر نہ ہو جائے جیسا کہ حضرت یعقوب کے اور بیٹے حضرت یوسفؑ کی بزرگی کے مقر ہو گئے تھے۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا (خدا کی قسم آپ کو خدا نے ہم پر بزرگی دی ہے) (قصص ۹۱ع) امامؑ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ اہل الکتاب سے مراد اولاد فاطمہؑ ہے تو یہ خدا کے اس قول سے بھی مطابق ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا ان کو جن کو ہم نے اپنے بندوں سے منتخب کر لیا تھا) اس جگہ پر برگزیدہ بندوں سے مراد اولاد فاطمہؑ ہے جیسا کہ اس کی تفسیر اپنے موقع پر آئے گی۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۶ نوٹ ۴ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ :- کافی، تہذیب الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں اس کی تفسیر میں یوں وارد ہے کہ موسیٰ کا بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں مذبوح اس کی خلقت پوری ہو جائے یعنی اس پر بال اور اُون بھی پیدا ہو گئے ہوں اور اس کی ماں کو ذبح کیا گیا ہو تو اس بچہ کا بھی تذکیہ ہے کہ ماں کا تذکیہ ہو گیا۔ کافی اور تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس آیت سے مراد حلتِ جنین ہی ہے مگر خلقت پوری نہ ہوئی ہو تو اس کے متعلق علیحدہ روایت موجود ہے کہ اس کو نہ کھائیں۔

قول صاحبِ تفسیر صافی :- اس آیت کے بہت سے معنی ہیں منجملہ ان کے ایک کا اوپر بیان ہوا نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ان سب حدیثوں سے مراد کسی پوشیدہ چیز کا بیان ہو یا یہ کہ اول الذکر کی حد باندھنا مقصود ہو یعنی یہ کہ جب اون اور بال پیدا ہو جائیں اور اس پر اس وقت لفظ بہیمہ صادق آجائے تو وہ اس کی حلت کا وقت ہے اس طرح اس کے معنی عمومیت کے منافی نہیں ہیں کیونکہ اس کی ماں کے حلال ہونے کا ذکر تو نص میں پہلے ہی آگیا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے بالتی اور یہ بچو اور بندر کے گوشت کھانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ ان مسوخی میں داخل نہیں ہیں جن کے گوشت کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۶ نوٹ ۵ اَلْقَلَآئِدَ :- قلائد سے مراد قربانیاں ہیں جو کعبہ کو بھیجی جاتی تھیں تو بعض گلے میں ایسی نعل جس میں نماز پڑھ چکے ہوں یا کوئی اور چیز اس غرض سے ڈال دی جاتی تھی جس سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور کوئی اس سے معترض نہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۷ نوٹ ۲ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ علیہما السلام سے منقول ہے کہ حجۃ الوداع کے

حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت روز غدیر خم جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو تمام حاضرین کے روبرو کل مخلوق کی ہدایت کے لئے ہادی مقرر فرمایا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان دونوں حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آخری فریضہ تھا جس کے بعد کوئی اور فریضہ نازل نہیں ہوا۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ ایک فریضہ دوسرے کے بعد نازل ہوتا رہا ولایت سب سے آخری فریضہ تھا جس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے کل فرائض کو پورا کر چکا اس کے بعد کوئی اور فریضہ نازل نہ کروں گا۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں بھی ان حضرتؑ سے قریب قریب یہی مضمون درج ہے (تصریح) دین کے اظہار کا ولایت و اعلان خلافت پر کامل ہو جانا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پروردگار عالم نے جو علم سپرد فرمایا تھا وہ آپ نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا اور جو وصیاء ان کی اولاد میں ہونے والے تھے ان کو سلسلہ بسلسلہ پہنچا دیا۔ اور جب ان کو اپنا قائم مقام کر دیا اور لوگوں کو حرام و حلال کے بارے میں ان سے کل امور دریافت کرنے کا موقع مل گیا تو تمام امت کو یہ حکم دیدیا کہ وہ ہر معاملہ میں ان سے رجوع کریں حلال و حرام انھیں سے دریافت کریں اور چونکہ ان کے یکے بعد دیگرے اس امر پر قائم ہونے سے بندوبست استراری ہو گیا لہٰذا دین کامل ہو گیا اور نعمت پوری ہو گئی۔ (خطبۂ غدیر میں یہ مضمون انشاء اللہ بیان کیا جائیگا) ۱۲

صفحہ ۱۲۷ نوٹ ۲ مِنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ :۔ مکلبین جمع مکلب کی ہے اس کے معنی ہیں شکاری جانور کا سدھانیوالا۔ کافی اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کسی باز یا شکرے یا عقاب کو شکار کے لئے چھوڑو تو اس کا شکار کیا ہوا جانور نہ کھاؤ سوائے اس صورت کے کہ تم جانور کو زندہ پالو اور اس کا تذکیہ کر لو۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے کتے اور شکرے کے شکار پر چھوڑنے کے متعلق دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ شکرے کا تو یہ حکم ہے کہ اس کا شکار نہ کھاؤ تاآنکہ تم اس کو زندہ نہ پالو اور تذکیہ نہ کر لو۔ اور کتے کا یہ حکم ہے کہ اگر اس کو چھوڑتے وقت تم نے خدا کا نام لے لیا ہے تو اس کا شکار کیا ہوا حلال ہے خواہ اس نے گوشت کا کوئی حصہ کھا لیا ہو یا نہ کھایا ہو۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز اور شکرے اور چیتے اور کتے کے شکار کی بابت دریافت کیا گیا کہ اگر کتے کے پکڑنے سے شکار مر جائے؟ حضرتؑ نے فرمایا کچھ حرج نہیں دیکھتے کہ خدا فرماتا ہے فَکُلُوْا مِمَّا اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ پھر اس علیکم کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ ہر درندہ شکار اپنی ذات کے لئے پکڑتا ہے سوائے سدھے ہوئے کتے کے کہ یہ اپنے آقا کے لئے پکڑتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب تم کتے کو شکار کے لئے چھوڑو تو اس پر خدا کا نام لے کر چھوڑو کہ یہی اس کے تذکیہ کے لئے کافی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۲ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ :۔ کافی، تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا حکم خدا کے اس قول سے منسوخ ہے وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ (اور کافر عورتوں کی ناموس پر قبضہ نہ رکھو) تفسیر مجمع البیان میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اس قول سے بھی منسوخ ہے وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ۔ تہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص کے نکاح میں آزاد مسلمان عورت موجود ہو اور وہ کسی یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور دیگر حدیثوں میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی سے صرف متعہ (یعنی نکاح میعادی) کا جواز ثابت ہے (اور زمانۂ غیبت امامؑ میں اسی پر عملدرآمد ہے) ۱۲

صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۳ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ :۔ تہذیب اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جب تم سونے سے اٹھو۔ تفسیر عیاشی میں یہی معنی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہیں۔ ان صریح احادیث کے ہوتے ہم کو اور مفسرین کے خیالات اور اشارات و کنایات کے تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب رہا سوائے نیند کے اور صورتوں میں وضو کا واجب ہونا تو وہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ہم کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو دکھلا دیجئے تو حضرتؑ نے پانی سے بھرا ہوا ایک طشت یا بڑا پیالہ طلب فرمایا پھر اپنا دہنا ہاتھ ڈبو کر اس میں سے ایک چلو پانی لیا اور اس کو اپنے چہرۂ مبارک پر ڈالا کر اپنا منہ دھو ڈالا پھر بایاں ہاتھ ڈبو کر ایک چلو پانی لیا اور اس کو داہنی کلائی پر ڈالا اور کہنی سے انگلیوں تک ہاتھ کو دھو ڈالا مگر اس طرح کہ بایاں ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے ہوئے لائے نیچے سے اوپر کو نہیں لے گئے۔ پھر دہنا ہاتھ طشت میں ڈبو کر ایک چلو پانی لیا اور اس کو بائیں کلائی پر ڈالا اور اس کو کہنی سے انگلیوں کے سرے تک اسی طرح دھو ڈالا جس طرح داہنا ہاتھ دھویا تھا۔ پھر اپنے ہاتھوں کی تری سے سر مبارک کا اور دونوں پایۂ مبارک کا مسح کیا اور مسح کے لئے کوئی جدید پانی نہیں لیا۔ پھر یہ فرمایا کہ آنحضرتؐ کبھی نعلین مبارک پہنے ہوتے تھے تو اس کے تسمے کے نیچے انگلیاں نہیں پہنچاتے تھے۔

قولِ مترجم:۔ نعلین عربی میں صرف ایک تلا ہوتا ہے اور اوپر دو تسمے ہوتے ہیں ایک انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں اور دوسرا بند کے طور پر ٹخنے کے اوپر ہوتا ہے۔ پس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسمے کے نیچے انگلی نہیں پہنچاتے تھے تو اس سے مطلب وہ تسمہ ہے جو انگلی اور انگوٹھے کے بیچ میں ہوتا ہے۔ سوتے سے اٹھنے کے علاوہ اور نواقض یعنی وضو توڑنے والی چیزوں کے صدور کے بعد وضو کرنے کا واجب ہونا احادیث سے ویسے ہی ثابت ہے جیسے کہ جنابت کے علاوہ اور صورتوں میں غسل کا واجب ہونا دوسرے مقام سے ثابت ہوا ہے اور قرآن مجید کی کل مجمل باتوں کی تفسیر اہلبیت علیہم السلام ہی نے کی ہے اور وہ حضرات (اہلبیت علیہم السلام) اوروں کی بہ نسبت اس سے خوب واقف ہیں جو کچھ آیت میں نازل ہوا۔ چنانچہ خزینۃ الاحکام میں مروی ہے کہ وجہ (چہرہ) وہ ہے جو سامنے نظر آتا ہے پس اگر کسی کے ڈاڑھی کے بال گھنے ہوں یعنی خطاب کرنے کے وقت ان (بالوں) کے اندر کی جلد نظر نہ آتی ہو تو ان (بالوں) کو حرکت دینا واجب نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں فقط بالوں کا سامنا ہوتا ہے اور اس جلد کا سامنا نہیں ہوتا جو ان (بالوں) کے نیچے ہوتی ہے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تہذیب میں منقول ہوا ہے کہ چہرہ کے جن حصوں کو بالوں نے گھیر لیا ہو ان (حصوں) کا بندوں پر طلب اور ان پر پانی جاری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ فقط بالوں پر پانی جاری کرنا چاہیئے۔ تہذیب اور کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص وضو کرتا ہے کیا وہ اپنی ڈاڑھی کے نیچے بھی پانی پہنچائے؟ فرمایا۔ نہیں۔ اب رہی چہرہ کی حد تو من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ وہ چہرہ جس کے دھونے کا خدا نے حکم دیا ہے اور کسی شخص کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ اس پر زیادتی کرے یا اس کو کم کرے اور یہ کہ اگر اس پر زیادتی کرے تو ثواب کا مستحق نہ ہو اور اگر اس سے کم کرے تو گنہگار ہو۔ اس (چہرہ) کی حد یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھا سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اس کو گھیر لے۔ اور چہرہ کے جن حصوں پر کہ دورہ کرنے کی حالت میں دونوں انگلیاں جاری ہو جائیں پس وہ (حصے) چہرہ کے داخل ہیں اور اس کے علاوہ کوئی حصہ چہرہ کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کسی نے عرض کی کہ کنپٹیاں وجہ میں داخل ہیں؟ فرمایا نہیں۔ اور باقی اعضاء میں پانی اور تری کا جلد تک پہنچانا اور جو چیز کہ اس پانی یا تری کے پہنچنے سے مانع ہو اس چیز کا حرکت دینا واجب

ہے جیسا کہ غسل اور مسح کے حکم کا مقتضا ہے۔ پس سر کا مسح ٹوپی پر اور پاؤں کا مسح موزوں پر کافی نہ ہوگا۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عمر ابن الخطاب نے جناب رسولؐ خدا کے اصحاب کو جمع کیا اور ان میں جناب امیرالمومنین علی مرتضےٰ علیہ السّلام بھی موجود تھے اور سب سے پوچھنے لگا کہ آپ لوگ موزوں پر مسح کر لینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مغیرہ بن شعبہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نے جناب رسولؐ خدا کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے جناب امیر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد۔ مغیرہ بولا کہ یہ تو میں نہیں جانتا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ موزوں پر کتاب خدا سابق ہو چکی ہے سورۂ مائدہ آنحضرتؐ کی وفات سے دو یا تین مہینے پہلے نازل ہوئی ہے۔

قولِ صاحبِ تفسیر صافی۔ یہ مغیرہ بن شعبہ منافقوں کے سرگروہوں میں سے ایک تھا جنہوں نے مقام عقبہ پر جناب رسولؐ خدا کی ہلاکت کی تجویزیں کیں اور مقام سقیفہ پر علی مرتضےٰ کے حقوق غصب کرنے کی تدبیریں کیں۔ خدائے تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمت سے دور کرے من لا یحضرہ الفقیہ میں عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے اپنا وضو دوسرے کی جلد پر کرنا مناسب سمجھا ہو۔ نیز عائشہ ہی سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ موزے پر مسح کرنے سے تو میں اسے اچھا سمجھتی ہوں کہ جنگل میں جو اونٹ پھر رہے ہوں ان کی پیٹھ پر مسح کر لو۔ اور جناب رسولؐ خدا کے پاس کبھی موزے کا ہونا نہیں پایا جاتا سوائے ایک جوڑی موزے کے جو نجاشی بادشاہِ حبشہ نے ایک مرتبہ بطور تحفہ کے بھیجے تھے۔ تو یہ پاؤں کی پشت کی طرف سے کھلے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے اپنے پائے مبارک میں ان کو پہنے ہوئے ان پر مسح کیا تو لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرتؐ نے اپنے موزوں کی جگہ مسح کیا حالانکہ یہ حدیث بھی صحیح سندوں سے نہیں پہنچی۔ من لا یحضرہ الفقیہ کی عبارت یہاں تمام ہو چکی۔ اب چونکہ ہاتھ کا اطلاق پہنچے سے نیچے نیچے جتنا ہے اتنے پر بھی ہو سکتا ہے اور کہنی سے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی اور مونڈھے سے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے جتنا اس میں سے دھونا چاہئے اسکی انتہا صاف صاف بیان فرما دی۔ جیسے تم کسی لڑکی سے کہدو کہ تو پہنچے تک مہندی لگالے۔ یا تلوار کے بارے میں کہدو کہ قبضہ تک صیقل کی جائے آیت کے لفظوں میں کوئی دلالت اس بات کی نہیں ہے کہ ہاتھ کا دھونا انگلیوں سے شروع کر کے کہنی تک پہنچایا جائے جیسا کہ ان دونوں عبارتوں سے خضاب لگانے میں ہاتھ کی انگلیوں سے ابتدا کرنا اور صیقل کرنے میں تلوار کے سرے سے ابتدا کرنا نہیں سمجھا جاتا۔ لہٰذا آیت اس معنی میں مجمل اور اہلبیت علیہم السّلام کی تشریح اور تفسیر کی محتاج رہی۔ اب یہ مرفق یا مَرفِق وہ جگہ ہے جہاں بازو کی اور کلائیوں کی ہڈیاں آکر مل گئی ہیں اور ظاہر آیت میں کوئی دلالت اس بات کی نہیں پائی جاتی کہ ہاتھ کے دھونے میں مرفق کو بھی داخل کیا جائے اور نہ اس بات کی دلالت ہے کہ پاؤں کے مسح کرنے میں ٹخنے کو بھی شامل کیا جائے اس لئے کہ انتہا جس جگہ پر ہوتی ہے کبھی وہ داخل بھی جاتی ہے اور کبھی خارج۔ لہٰذا اس معنی میں بھی آیت مجمل رہی اور حضرات ائمہ علیہم السّلام کی تفسیر کی محتاج اور کبھی چیز کا غسل دو طرح سے ثابت ہو سکتا ہے یا تو اس عضو پر پانی بہا دینے سے یا اسی عضو کو پانی میں ڈبو دینے سے اگرچہ ملا دلانہ جائے اور بِرُءُوسِكُمْ میں جو (ب) آئی ہے یہ تبعیض کے لئے ہے جیسا کہ آیتِ تیمم میں بِوُجُوهِكُمْ کی (ب) تبعیضیہ ہے اور یہی حالت اَرْجُلَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ کی بھی ہے جو بِرُءُوسِكُمْ اور بِوُجُوهِكُمْ پر معطوف ہیں اور کعب یعنی ٹخنہ اس ہڈی کو کہتے ہیں جو گولائی لئے ہوئے ہے اور اس جگہ واقع ہوئی ہے جہاں پنڈلی اور پاؤں دونوں ملے ہوئے ہیں یہ پاؤں کی پشت کی طرف سے آئی ہے اور اس کا ایک سر پنڈلی کے سرے میں جوڑ دیا گیا ہے جیسا کہ گائے اور بھیڑ بکری کے پاؤں میں بھی ہوتا ہے جس سے اکثر بچے کھیلا کرتے ہیں اور کبھی کبھی جوڑ کی جگہ کو بھی قریب ہونے کی وجہ سے کعب یعنی ٹخنہ کہدیتے ہیں۔ چونکہ لوگوں نے صاحبانِ لغت اور صاحبانِ تشریح کے کلام میں تو غور نہیں کیا اور معصومینؑ کی احادیث میں تاویل کرنے سے روگرداں ہیں اس لئے کعب کے سمجھنے میں بھی انھوں نے اختلاف کیا ہے۔ اب چونکہ رجل کا اطلاق قدم پر بھی ہو سکتا ہے اور گھٹنے کے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی اور کولے کے نیچے نیچے جتنا ہے اس پر بھی لہٰذا خدائے تعالیٰ نے جتنے پر مسح کیا جائیگا اتنے کی حدبیان فرمادی۔ اب رہی آیت کی دلالت اس بات میں کہ دونوں پاؤں پر مسح کرنا چاہیئے وہ اس سے بھی زیادہ روشن ہے جتنا کہ آفتاب نصف النہار پر روشن ہوتا ہے خاص کر اس وقت جبکہ اَرْجُلِكُمْ لام کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے اور جو لوگ غسلِ رجلین کے قائل ہیں انہیں سے بھی بہت سے اس بات کے معترف ہیں کہ قاعدہ سے مسح ہی ہونا چاہیئے اور اَرْجُلِكُمْ بھی زیر ہی سے ہونا چاہیئے۔ التہذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ اَرْجُلِكُمْ کے لام پر زیر ہے یا زبر؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ زیر ہے۔ صاحبِ تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ زبر پڑھنے کی صورت میں بھی معنی مسح ہی کے رہیں گے اس لئے کہ عطف اس کا رؤس کے محل پر ہے جیسے کہ عرب کی زبان میں رائج ہے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَّعَمْرٍو کی جگہ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَّعَمْرًا بول دیتے ہیں اس لئے کہ اس کا عطف وجوہ پر کرنا نہ فقط قانونِ فصاحت سے خارج ہے بلکہ اسلوبِ زبانِ عربیت سے بھی خارج ہے۔ عامہ (مخالفین) نے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے وضو فرمایا اور عربی نعلین پہنے پہنے پائے مبارک پر مسح کیا۔

قولِ مترجم۔ عربی نعلین کی تشریح اصل نوٹ میں حاشیۂ قرآن مجید پر موجود ہے۔ نیز عامہ نے حضرت عبداللہؓ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تو مسحِ رجلین کا حکم دیا مگر لوگوں نے نہ مانا زبردستی غسل شروع کر دیا نیز انھوں نے یہ فرمایا کہ وضو میں دو غسل ہیں اور دو مسحے ہیں اس میں جو مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں نیز انھوں نے آنحضرتؐ کا وضو کر کے دکھلایا تو اپنے دونوں پاؤں پر مسح کیا التہذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے پاؤں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ جبرئیلؑ امین تو یہی حکم لکر آئے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ بعض بعض آدمیوں کو ساٹھ ساٹھ ستر ستر برس گزر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ایک نماز بھی قبول نہیں کرتا عرض کیا گیا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا اس طرح ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جس جگہ مسح کا حکم دیا اُسے دھوتا رہتا ہے من لا یحضرہ الفقیہ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص چالیس برس تک خدا کی عبادت کرتا رہے گا مگر وضو میں خدا کی اطاعت نہ کرنے کے سبب سب برباد ہو جائیگی کیونکہ خدا نے جس کے مسح کا حکم دیا تھا یہ اس کا غسل کرتا رہا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے جناب رسولؐ خدا کے وضو کی نقل کر کے دکھلائی جس کا ذکر ہم نوٹ میں کر چکے ہیں تو اس کے بعد یہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ (دیکھو سطر ۱ صفحہ ۱۷) پس کسی بندے کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ چہرے کے کسی حصہ کو بغیر غسل کے چھوڑ دے اور چونکہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونے کا حکم ہے بندے کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کہنیوں سے لیکر انگلیوں تک کوئی حصہ بھی بغیر دھلا چھوڑ دے اس لئے کہ خدا کے حکم اِغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ کی پوری تعمیل اسی سے ہو گی پھر فرمایا وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (دیکھو سطر ۲ صفحہ ۱۷) پس جب بندے نے اپنے سر کے کچھ حصہ کا مسح کر لیا اور اپنے دونوں پاؤں کے کسی حصہ کا انگلیوں کے سرے سے لیکر کعبین تک کے مابین

مسح کرلیا وہ اس کے لئے کافی ہوگیا۔ کسی نے عرض کی کعبین کہاں ہے؟ فرمایا یہ ہے یعنی وہ جوڑ بتلایا جو پنڈلی کی ہڈی سے نیچے ہے۔ اس پر کسی نے پنڈلی کی ہڈی کے دونوں طرف جو گٹھیاں سی نکلی ہوئی ہیں ان پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ یہ پنڈلی کی ہڈی کا جزو ہے اور کعب قدم کا وہ حصہ ہے جو ان دونوں کے بیچ تک پہنچا ہے اور ان سے نیچا ہے۔ کسی نے عرض کی خدا آپ کو خیر و خوبی عطا فرمائے آیا ایک ایک چلو منہ دھونے کے اور کلائیوں کے لئے کافی ہے؟ فرمایا ہاں کافی ہے جبکہ تم پانی کے پہنچانے کی کوشش کرو اور دکو دو ڈالو تو پانی اچھی طرح رواں ہو ہی جائیگا۔ من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں زرارہ بن اعین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا آپ مجھے مطلع نہ فرمائیں گے یہ آپ نے کہاں سے جانا اور کہاں سے فرمایا کہ سر کے کچھ بعض حصہ کا مسح چاہیئے اور دونوں پاؤں کے بھی بعض حصہ کا؟ حضرت متبسم ہوئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے زرارہ یہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے کتاب بھی اسی کے موافق نازل ہوئی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ اس سے ہم نے سمجھا کہ چہرہ کل کا کل دھویا جانا چاہیئے پھر فرمایا وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ یعنی کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو منہ کے ساتھ ملایا جس سے ہم یہ سمجھے کہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو بھی دھونا چاہیئے پھر اس نے اپنے کلام میں خود ہی فصل کر دیا اور یہ فرمایا وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ پس اس لفظ برؤسکم سے ہم نے سمجھا کہ سر کے بعض حصہ کا مسح مقصود ہے جس پر کلمۂ با دلالت کرتا ہے پھر دونوں پاؤں کا ذکر سر کے ذکر کے بعد کیا جیسا کہ دونوں ہاتھوں کا ذکر منہ کے ذکر کے بعد فرمایا تھا اور یوں ارشاد فرمایا وَاَرْجُلِكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اسے ملانے سے ہم سمجھے کہ دونوں پاؤں کے بھی بعض حصوں کا مسح ہونا چاہیئے اس کے بعد خود جناب رسولِ خدا نے اپنے عمل سے اس کی تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ مگر پھر بھی لوگوں نے خدا کے حکم اور رسولؐ کے حکم و عمل کو ضائع کر دیا۔ اس حدیث کے آخر میں تیمم کا ذکر بھی آگیا ہے اس کا خلاصہ نوٹ نمبر ۱۷۱ میں لکھا گیا ہے۔

صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۴ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا:۔ یہ ٹکڑا پہلی شرط کی فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ پر معطوف ہے۔ تو گویا مطلب یہ ہوا کہ جب تم سونے سے نماز کیلئے اٹھو تو وضو کرو اور اگر جنب ہو تو غسل کر ڈالو اور اس کی جزا شرط پر معطوف ہونے کی دلالت خدا کے اس قول سے پائی جاتی ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اس لئے کہ وہ یقیناً اسی شرط کے ماتحت ہے اور اگر اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا۔ اِذَا قُمْتُمْ پر معطوف ہوتا یا قطعاً جدا ہوتا تو دونوں جملوں میں ربط نہ رہتا۔ اور یہ لام آتا ہے کہ غسل و صلوٰۃ میں بھی اس آیت کی رو سے کوئی ارتباط نہیں ہے اور اس صورت میں لفظ اِنْ کا استعمال بھی موزوں نہ ہوتا۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوتا وَاِذَا كُنْتُمْ جُنُبًا جو اسلوب کلام کے سمجھنے والے ہیں وہ اس کلام کو سمجھ لیں گے۔ اور اس بات پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جو کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ سے ایک عورت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس سے اس کے شوہر نے جماع کیا ہوا اور اس کو فوراً حیض آگیا ہو تو وہ غسل کرے۔ فرمایا کہ چونکہ اس کو وہ حالت عارض ہو گئی ہے کہ جس سے نماز ساقط ہے لہٰذا وہ غسل نہ کرے (اس سے غسل و نماز کا ارتباط ثابت ہے) (باقی حدیثیں ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں) ۱۲

صفحہ ۱۲۸ نوٹ ۵ فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ:۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جس وقت مکلف کو پانی نہ ملے تو وضو ساقط ہے اور تیمم میں ان چیزوں کے ایک جزو کا مسح کافی ہے جن کے غسل کا حکم ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ اور اسی سے پھر لفظ اَيْدِيْكُمْ کو متصل فرمایا ہے اور اس کے بعد فرمایا مِّنْهُ جس کے معنی ہیں اسی تیمم سے۔ تو چونکہ پروردگار عالم جانتا تھا کہ نہ تو ساری ہتھیلی پر مٹی لگی رہ سکتی ہے اور نہ سارے چہرے یا ہاتھوں پر مثل پانی کے رواں ہو سکتی ہے اس لئے باء تبعیضی کو استعمال فرمایا کہ بندوں کو تکلیف مالا یطاق نہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۱ نوٹ ۲ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ:۔ یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم خدا کے بیٹے عزیر کے پیرو ہیں اس لئے ہم بھی خدا کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ اور نصاریٰ کا یہ گمان تھا کہ ہم خدا کے بیٹے مسیحؑ کے پیرو ہیں۔ لہٰذا ہم بھی خدا کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۱ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ:۔ فترہ سے مراد دو رسولوں کے مابین کا زمانہ جس میں وحی نہ آئی ہو۔ جناب صدوق علیہ الرحمہ نے اکمال الدین میں فرمایا ہے کہ فترہ کے معنی ہیں وہ زمانہ جس میں کوئی نبی یا وصی ظاہر و معروف نہ ہو اور ہمارے نبیؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے مابین بہت سے نبی ہوئے ہیں جن میں سے زیادہ خفیہ رہے ہیں۔ ازاں جملہ خالد ابن سنان عیسیٰؑ بھی تھے یہ زمانہ تخمیناً پانچ سو برس کا گزرا۔ صدوق علیہ الرحمہ کے اس قول کی بنا جناب امیر المومنینؑ کی یہ حدیث ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی خواہ وہ حجت ظاہر و مشہور ہو خواہ خائف و مغمور۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۲ اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ تم اس ارض مقدس میں چلے جاؤ پس وہ اس میں نہیں گئے تو خدا نے وہ زمین ان پر اور ان کے بیٹوں پر حرام کر دی پھر ان کے پوتوں کو اس میں داخلہ کا موقع ملا۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۳ اَلَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے جن لوگوں کے حق میں ارض مقدسہ لکھی گئی تھی نافرمانی کی وجہ سے ان کے نام سے مٹا دی گئی۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۴ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دو شخصوں سے مراد حضرت یوشعؑ بن نون اور کالبؑ بن یوفنا ہیں اور وہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۳ نوٹ ۱ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ زمینوں میں سب سے اچھی زمین شام کی ہے اور باشندوں میں سب سے بدتر اس کے باشندے ہیں اور ملکوں میں سب سے بدتر ملک مصر ہے کہ وہ ان لوگوں کا جن سے خدا ناراض ہے جیل خانہ ہے۔ اور بنی اسرائیل کا اس میں پہنچنا اسی وجہ سے تھا کہ انھوں نے خدا کی نافرمانی کی تھی اس لئے جب ان کو وہاں سے رہائی دی تب فرمایا اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (دیکھو صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۱) اس میں ارض مقدسہ سے مراد شام کا ملک تھا۔ پس انھوں نے اس میں جانے سے انکار کیا تو چالیس برس تک مصر اور اس کے بیابانوں میں سرگرداں پھرتے رہے پھر چالیس برس کے بعد شام پہنچے اور ان کا مصر سے نکلنا اور شام میں پہنچنا توبہ قبول ہونے کے بعد اور اس کی رضامندی حاصل ہونے کے بعد ہوا یہ بھی فرمایا کہ میں اس چیز کا کھانا بھی مکروہ جانتا ہوں جو مصر کی مٹی کے برتن میں پکا ہو اور میں مصری مٹی کے دھونا بھی پسند نہیں کرتا اس خوف سے کہ اس کی مٹی ذلت پہنچاتی ہے اور عزت کھو دیتی ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور ان کی امت کے اس قول کا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ اور بکواس کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زمین مقدس کو چالیس برس کے لئے حرام کر دیا اور ان کو خوب سرگرداں پھرایا چنانچہ جب عشار کا وقت ہوتا اور وہ کوچ بولتے تو ان کے قافلہ سالار

یہ آواز میں نکالتے اَلرَّحِیْلُ اَلرَّحِیْلُ۔ اَلْوَحَا اَلْوَحَا۔ اور وہ برابر چلے جاتے یہاں تک کہ شام ہو جاتی تا اینکہ وہ کوچ کرتے اور زمین ان کو سیدھی راہ پر لے چلتی تو حق تعالیٰ زمین سے خطاب فرماتا کہ ان کو چکر دیدے پس وہ برابر چلتے رہتے تا اینکہ جب وقتِ سحر ہوتا اور صبح قریب آتی تو وہ کہنے لگتے کہ یہ پانی ہے جس کے پاس تم پہنچ گئے ہو پس تم اتر پڑو پس جب صبح ہو جاتی تو وہ اپنی اسی تیہ اور منزلوں میں موجود ہوتے جن میں وہ ایک روز قبل تھے اس کے بعد وہ ایک دوسرے سے کہتے کہ تم راستہ بھول گئے اور سخت غلطی کی غرض جب تک خدا کا حکم نہ ہوا ایسے ہی بھٹکتے پھرتے رہے۔ پھر ارضِ مقدس میں پہنچے جس کو حق تعالیٰ ان کے لئے مقرر کر چکا تھا۔ کافی میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اسی زمانے میں جبکہ بنی اسرائیل سرگردانی کی حالت میں تھے انتقال فرما گئے اور ایک منادی کرنے والے نے آسمان سے ندا دی کہ موسیٰ انتقال فرما گئے اور ایسا نفس کونسا ہے جو نہ مرے گا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل انتقال فرما گئے تھے اور دونوں کا انتقال اسی صحراؤ سرگردانی میں ہوا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہے تو سب گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اگر موسیٰ ہم میں سے نکل گئے تو یقیناً ہم پر عذاب نازل ہوگا پس روتے ہوئے آنحضرتؑ کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری توبہ قبول کرلے۔ تفسیر برہان میں ہے کہ عمارہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے وفاتِ موسیٰؑ ابن عمران کا واقعہ سنا دیجئے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان کی اجل آگئی اور جب ان کی مدت پوری ہوگئی اور کھانا بھی ان کا چھوٹ گیا تو ملک الموت ان کی خدمت میں آئے اور عرض کی السلام علیک یا کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا علیک السلام، تم کون ہو؟ انھوں نے عرض کی میں ملک الموت ہوں فرمایا کس ضرورت سے آئے؟ عرض کی اسلئے آیا کہ آپ کی روح قبض کروں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میری روح کہاں سے قبض کرو گے؟ انھوں نے عرض کی منہ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کیونکر ہوگا؟ اس لئے کہ میں نے اسی منہ سے اپنے پروردگار جلّ جلالہٗ سے باتیں کی ہیں انھوں نے عرض کی تو اچھا ہاتھ کی طرف سے؟ فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ ہاتھ سے میں نے توریت اٹھائی ہے۔ انھوں نے عرض کی اچھا تو پھر دونوں پاؤں کی طرف سے؟ فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے ان سے تو میں طورِ سینا پر چلا پھرا ہوں۔ عرض کی تو اچھا دونوں آنکھوں کی طرف سے؟ فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ امیدالٰہی میں عرصہ تک کھلی رہی ہیں۔ عرض کی تو اچھا دونوں کانوں کی طرف سے؟ فرمایا (رواہ) یہ کیونکر ہو سکتا ہے ان سے تو میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا ہے۔ اس اثناء میں ملک الموت کو اپنے پروردگار کی طرف سے وحی ہوئی کہ تم اس وقت تک انکی روح قبض نہ کرو جب تک کہ یہ خود ارادہ نہ کریں چنانچہ ملک الموت ٹل آئے اور موسیٰ علیہ السلام اتنی دیر جب تک خدا کو منظور تھا اور زندہ رہے پھر یوشع ابن نون کو بلا کر اپنا وصی کیا اور ان کو حکم دیا کہ اصل امر کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور اپنے بعد اپنے والی امر کو وصیت کر دیں۔ اور پھر موسیٰؑ اپنی قوم سے غائب ہو گئے اور اسی حالتِ غیبت میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو قبر کھود رہا تھا اس سے فرمایا کہ کیا اس قبر کے کھودنے میں میں تیرا مددگار نہ بنوں؟ اس نے عرض کی ضرور مدد کیجئے چنانچہ اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبر گہری اور اندر کا ہویدہ بھی صاف ہو گیا پھر موسیٰ علیہ السلام اس میں جا لیٹے تاکہ دیکھیں کہ کیفیت کیا ہوتی ہے تو پردہ آپ کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تب انھوں نے جنت میں اپنی جگہ دیکھی اور عرض کرنے لگے کہ پروردگار اب میری روح قبض کرلے۔ اس وقت ملک الموت نے حکم خدا ان کی روح قبض کر لی اور اسی قبر میں ان کو دفن کر دیا اور مٹی ڈالکر برابر کر دی اور وہ جو آدمی کی صورت میں قبر کھود رہا تھا وہ فرشتہ تھا۔ اور واقعہ صحرائے تیہ میں گزرا۔ اس وقت آسمان سے ایک منادی نے ندا دی کہ کلیم اللہ کا انتقال ہو گیا اور وہ نفس کونسا ہے جو زندہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ میرے والد ماجد نے بروایت میرے جدِّ امجد کے اور انھوں نے بروایت اپنے والد کے مجھ سے یہ بیان فرمایا کہ جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ فرمایا سرخ ٹیلے کے پاس اس شارع عام پر جو مصر سے شام کو آتا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ محمد ابن مسلم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا آیا ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے فرمایا ہاں! کیا تو حضرت ہارونؑ کا یہ قول نہیں دیکھتا جس کو خدا نے نقل فرمایا ہے۔ یَابْنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ (دیکھو صفحہ ۵۰۰ سطر ۱) وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی ان دونوں میں سن میں بڑا کون تھا فرمایا حضرت ہارونؑ میں نے عرض کی وحی دونوں پر ایک ساتھ آتی تھی؟ فرمایا وحی صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آتی تھی اور حضرت ہارونؑ کو خبر کر دیا کرتے تھے پھر میں نے عرض کی کہ احکام اور فیصلے اور امر اور نہی وغیرہ دونوں کی طرف سے ایک ساتھ ہوتے تھے فرمایا نہیں وہ موسیٰ علیہ السلام تھے جو اپنے پروردگار سے مناجات کرتے تھے علوم لکھتے تھے اور بنی اسرائیل کے مابین فیصلے کرتے تھے اور جب یہ مناجات کرنے چلے جاتے اور لوگوں میں نہ ہوتے تو حضرت ہارونؑ ان کے خلیفہ اور قائم مقام ہوتے تھے میں نے عرض کی ان دونوں میں سے پہلے کس کا انتقال ہوا؟ فرمایا حضرت ہارونؑ کا مگر دونوں کا انتقال وادیِ تیہ (بنی اسرائیل کی سرگشتگی کے جنگل) میں ہوا ہے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوئی اولاد تھی؟ فرمایا نہیں اولاد ہارون علیہ السلام کے تھی اور نسل انہی سے چلی۔ تفسیر برہان میں ہے علی ابن اسباط کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت عرض کی کہ اہلِ مصر تو یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کا ملک بہت ہی مقدس ہے فرمایا بھلا یہ کیونکر؟ میں نے عرض کی وہ کہتے ہیں کہ اُن کے وادی کے ستر ہزار آدمی تو بلا حساب کے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ فرمایا میری جان کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے جب ناراض ہوا تب تو ان کو مصر میں داخل کیا اور جب ان سے رضامند ہو گیا تو ان کو مصر سے نکالکر اور ملک میں لے گیا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس ملک سے یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں بھی نکالکر لیجاؤ تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو ڈھونڈنا شروع کیا جو اس قبر کی جگہ پہچانتا ہو تو ان کو ایک اندھی اپاہج بڑھیا بتلائی گئی کہ یہ قبر سے واقف ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے درخواست کی کہ وہ قبر مجھے بتلا دے تو اس نے انکار کیا کہ جب تک دو باتیں میرے لئے نہ کرو نہیں بتلاؤں گی۔ ایک تو اللہ سے دعا کرو کہ میری بیماری کھو دے اور دوسرے مجھے جنت میں اسی درجے میں پہنچا دے جس میں خود آپ ہوں گے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (اس کے) اس سوال کو عظیم سمجھا خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ تم کیوں تردد کرتے ہو جو کچھ بھی یہ مانگتی ہے دیدو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کر دی اور اس عورت نے یہ وعدہ کیا کہ جس وقت چاند نکلے گا اس وقت بتلاؤں گی چنانچہ خدائے تعالیٰ نے چاند کے نکلنے کو اس وقت تک موقوف رکھا جس وقت تک کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وعدے کی جگہ نہ پہنچ گئے اس وقت اس نے بتلایا پس بڑھیا نے ان (راستوں) کو رود نیل سے ایک چینی کے صندوق میں نکالا اور حضرت موسیٰؑ اسے اٹھا کر لے گئے یہ ذکر فرما کے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مصر کی مٹی کے برتن میں کھانا نہ کھاؤ اور اس کی مٹی سے اپنے سر نہ دھوؤ کہ اس سے ذلت پہنچے گی اور عزت جاتی رہے گی۔

صفحہ ۳۳ نوٹ ۳ سلیمان ابن خالد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی میں قربان ہو جاؤں پھر یہ اولادِ آدمؑ کی نسل کیونکر چلی؟ کیا حوّا کے سوا کوئی اور عورت تھی یا آدمؑ کے سوا کوئی اور مرد تھا؟ فرمایا کہ اے سلیمان! خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بطن حوّا سے پہلے تو قابیل عطا فرمایا اور پھر ہابیلؑ جب قابیل جوان ہو گیا تو اس کے لئے خدائے تعالیٰ نے ایک جنیہ کو بھیجا اور آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ قابیل کی اس سے شادی کر دو چنانچہ آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور قابیل کو اس کے ساتھ تک سلوک کرنے کا حکم بھی دیا پھر ہابیل بالغ ہو گئے تو ان کے لئے خدائے تعالیٰ نے ایک حوریہ کو بھیجا اور آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہابیلؑ کی اس سے شادی کر دو آدم علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اب ہابیلؑ جب قابیل کے

ہاتھ سے قتل کئے گئے تو وہ حورِ حاملہ تھی اس سے بعد میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ وصیت اور اسم اعظم اس کے سپرد کر دو پھر حضرت حوا سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضرت آدم علیہ السلام نے شیثؑ رکھا جب شیثؑ بالغ ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ایک حوریہ نازل فرمائی اور آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ شیثؑ کی شادی اس سے کر دو اس کی نعمیل ہوئی اور اس حوریہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام آدم علیہ السلام نے حورہ رکھا اور جب یہ لڑکی بالغ ہو گئی تو آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ سے اس کا عقد کیا پھر آدم علیہ السلام کی نسل ان دونوں سے چلی۔ پھر ہبۃ اللہ ابن ہابیلؑ کا بھی انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اب وصیت اور اسم اعظم اور علم نبوت جو میں نے تم پر ظاہر کیا ہے اور علم الاشیاء جو میں نے تم کو تعلیم کیا ہے یہ سب شیثؑ کے حوالے کر دو۔ پس اے سلیمان اصل واقعہ یہ ہے۔

تفسیر برہان میں بروایت ابو حمزہ ثمالی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اور ان کے دن پورے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ اب تمہاری نبوت ختم ہوئی اور تمہارے دن پورے ہوئے تو اب جو علم تمہارے پاس ہے وہ اور ایمان اور اسم اعظم اور میراث علم اور آثارِ علم نبوت اپنی اولاد میں باقی رہنے کے لئے اپنے بیٹے ہبۃ اللہ کے حوالے کر دو کیونکہ میں قیامت تک ان چیزوں کو تمہاری نسل سے خارج نہ کروں گا اور زمین کو کبھی ایسے عالم سے خالی نہ رکھوں گا جس کے ذریعے سے میرا دین مشہور رہو اور میری اطاعت پہچانی جائے اور جو تمہارے اور نوح علیہ السلام کے مابین لوگ پیدا ہوں ان سب کے لئے باعثِ نجات ہو اور آدم علیہ السلام نے نوحؑ کی بھی خوشخبری دی کہ اللہ ایک ایسے نبیؑ کو مبعوث کرنے والا ہے جس کا نام نوحؑ ہو گا وہ خدا کی طرف بلاتا ہو گا اور اس کی قوم کے لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو طوفان سے ہلاک کر دے گا اور حضرت آدمؑ اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس پشت کا فصل ہے یہ سب کے سب نبیؑ ہوئے ہیں اور آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ کو یہ وصیت فرمائی کہ تم اپنی اولاد کو برابر وصیت کرتے جانا کہ تم میں سے جو شخص نوح علیہ السلام کو پائے اس پر لازم ہے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے اور انکی تصدیق کرے تاکہ غرق ہونے سے محفوظ رہے۔ پھر آدم علیہ السلام اس مرض میں بیمار ہوئے جس میں کہ انتقال فرمایا۔ تو ہبۃ اللہؑ کو بھیجا اور یہ فرمایا کہ جبرئیلؑ سے، اور فرشتوں سے ملاقات ہو جائے تو ان سے میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ اے جبرئیلؑ میرے والد یہ چاہتے ہیں کہ کچھ جنت کے پھل ان کے لئے بطور ہدیہ کے لاؤ چنانچہ یہ ملے تو جبرئیلؑ امین نے کہا کہ اے ہبۃ اللہ آپ کے والد کا تو انتقال ہو گیا اور ہم ان پر نماز ہی پڑھنے کے لئے آئے ہیں اب آپ چلئے چنانچہ یہ پلٹ کر آئے تو دیکھا کہ واقعاً آدم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے۔ پس جبرئیلؑ امین نے غسل دینے کی ترکیب بتلائی چنانچہ ان کو غسل دیا گیا۔ جب نماز کی نوبت آئی تو ہبۃ اللہ نے کہا کہ اے جبرئیلؑ اب تم آگے کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام پر نماز پڑھو۔ پس جبرئیلؑ نے کہا کہ ہم لوگوں کو تو خدا تعالیٰ نے آپ کے باپ آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ جنت میں تھے۔ پس ہمارے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ ہم ان کے کسی بیٹے کے امام بنکر کھڑے ہو جائیں۔ پس ہبۃ اللہ آگے ہوئے اور جبرئیلؑ اور فرشتوں کے لشکر ان کے پیچھے۔ پس ہبۃ اللہ نے اپنے والد آدم علیہ السلام پر سلام بھیجا اور ان پر بتدریج تیس تکبیریں کہیں پھر جبرئیل امینؑ نے ان سے کہا کہ پچیس ۲۵ تکبیریں موقوف کر دو۔ پس آج تک ہم میں سنت پانچ تکبیریں رہیں اور اہل بدر پر جناب رسولِ خدا نے سات سات اور نو نو بھی پڑھیں۔ پھر جب ہبۃ اللہ آدم علیہ السلام کو دفن کر چکے تو ہابیل ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبۃ اللہ میں نے دیکھا کہ میرے والد آدم علیہ السلام نے تمہیں ایسے ایسے علم سے مخصوص کر دیا ہے کہ ویسے علم سے مجھے مخصوص نہیں کیا اور وہ ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعے سے تمہارے بھائی ہابیلؑ نے دعا کی تو ان کی قربانی قبول ہو گئی اور میں نے انہیں قتل کر دیا تاکہ ان کی اولاد میری اولاد پر یہ کہکر فخر نہ جتایا کرے کہ ہم اس کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہو گئی تھی اور تم اس کے بیٹے ہو جس کی قربانی متروک کر دی گئی تھی اب اگر تم نے اس علم کا اظہار کیا جس سے تمہیں تمہارے باپ نے مخصوص کر دیا ہے تو میں تمہیں بھی اسی طرح قتل کر دونگا جس طرح میں نے تمہارے بھائی ہابیلؑ کو قتل کر دیا تھا۔ پس ہبۃ اللہ ان کی اولاد اس علم اور ایمان اور اسم اعظم اور میراث علم اور آثارِ علمِ نبوت کو جو ان کے پاس تھا چھپاتے ہی رہے تا آنکہ خدائے تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا اور اس وقت ہبۃ اللہ کی وصیت ان کی اولاد میں ظاہر ہوئی جب انھوں نے وصیت آدم علیہ السلام پر گہری نظر ڈالی تو انھوں نے نوح علیہ السلام کو ایسا نبیؑ پایا جس کے بارے میں ان کے باپ آدمؑ بشارت دے گئے تھے پس وہ نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کا اتباع کیا اور ان کی تصدیق کی اور حضرت آدم علیہ السلام نے ہبۃ اللہ کو یہ وصیت کی تھی کہ ان کی یہ وصیت سال کے پہلے دن دیکھ لی جایا کرے اور وہ دن ان کی عید کا ہوتا تھا پس وہ اس دن نوح علیہ السلام کی بعثت کا اور اس زمانے کا جس میں وہ ظاہر ہوں گے آپس میں ذکر اور معاہدہ کر لیا کرتے تھے اور یہی حالت آئندہ ہر نبیؑ کی وصیت کی رہی ہے تا آنکہ خدائے تعالیٰ نے آخری نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

ہشام ابن حکم کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ ہبۃ اللہ کو وصیت کر دے تو اس کے ساتھ ہی ان کو یہ حکم بھی تھا کہ ان وصایا کو چھپائیں پس سنت یہی جاری ہو گئی کہ ہر وصی اپنے ماقبل کے اسرار کو چھپاتا رہے۔

قولِ مترجم:۔ ہبۃ اللہ حضرت ہابیلؑ کے بیٹے کا نام ہے اور حضرت شیثؑ ابن آدمؑ کا لقب ہے جو بعد وفات فرزند ہابیلؑ ان کو عطا کیا گیا۔

صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۱ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ:۔ تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین علیہ السّلام نے اُن دونوں بھائیوں کی قربانی کے ذکر کے بعد فرمایا کہ قابیل یہ نہیں جانتا تھا کہ قتل کیونکر کرے یہاں تک کہ ابلیس نے آکر اسے سمجھایا کہ اس کا سر دو پتھروں کے مابین رکھ کر کچل دے۔ جب اس طرح قتل کر چکا تو یہ نہیں جانتا تھا کہ نعش کو دفن کیونکر کرے۔ اس اثناء میں دو کوّے آئے اور وہ باہم لڑے یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور پھر اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کھود کر اسے اس میں دفن کر دیا۔ اس پر قابیل نے یٰوَیْلَتٰی اہ کہکر افسوس کیا اور بھائی کی نعش کو زمین کھود کر اسے اس میں دفن کر دیا۔ اسی دن سے مردوں کے زمین میں دفن کرنے کا سلسلہ جاری ہوا۔ دفن کرنے کے بعد قابیل اپنے والد ماجد کے پاس پلٹ کر آیا اور انھوں نے ہابیلؑ کو اس کے ساتھ نہ دیکھا تو اس سے دریافت فرمایا کہ تو میرے بیٹے کو کہاں چھوڑ آیا اس پر قابیل نے کہا کہ آپ نے کوئی مجھے ان کا نگراں بنا کر تھوڑا ہی بھیجا تھا۔ اس پر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ قربانی کے مقام تک چل۔ قابیل کے فعل کا کھٹکا آدم علیہ السلام کے دل میں ہو چکا تھا۔ جب قربانی کے مقام پر پہنچے تو قابیل کا قتل کرنا ظاہر ہوا۔ آدم علیہ السلام نے اس زمین پر لعنت کی جس نے ہابیلؑ کا خون قبول کر لیا تھا۔ اور آدم علیہ السلام کو حکم آیا کہ وہ قابیل پر بھی لعنت کریں اور آسمان کی طرف سے قابیل کو ندا دی گئی کہ جس طرح تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا اسی طرح تجھ پر لعنت کی گئی۔ اور اسی وقت سے حکم دیا گیا کہ زمین آئندہ خون نہ پیا کرے۔ پس آدم علیہ السلام وہاں سے چلے آئے اور چالیس شب و روز ہابیلؑ کے لئے روتے رہے۔

قولِ مترجم:۔ شاید کہ شہداء اور اموات کے لئے چہلم تک سوگ رکھنے کی سنت یہاں سے پیدا ہوئی ہو۔ جب حضرت کا رنج و غم زیادہ ہوا تو خدائے تعالیٰ سے اس کی شکایت کی

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں تم کو ایک فرزند ایسا دینے والا ہوں جو ہابیلؑ کا قائم مقام ہوگا۔ چنانچہ حضرت حوّاؑ کے ہاں ایک پاک طینت و مبارک لڑکا پیدا ہوا اور جب سات دن ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے آدمؑ یہ بچہ ہماری طرف سے تم کو عطا کیا گیا ہے سو تم اس کا نام ہبۃ اللہ رکھنا۔

(قولِ مترجم:۔ شاید کہ مولود کے ساتویں دن نام رکھنے کا استحباب اسی وقت سے ثابت ہوا ہو۔) تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قابیل ابن آدمؑ سورج میں اپنے بالوں کے بھل لٹکا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بھرتا رہتا ہے۔ وہ کرّۂ زہریر سے گزرے تو اور کرّۂ حمیم سے گزرے تو وہ قیامت تک اسی طرح پھرتا رہے گا اور جب قیامت ہوگی تو خدائے تعالیٰ اس کو جہنم میں بھیجدیگا۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ طاؤس یمانی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور وہ دن کونسا تھا کہ جس دن ایک تہائی آدمی مرگئے تھے؟ فرمایا کہ اے بندۂ خدا تہائی آدمی تو کبھی نہیں مرے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ چوتھائی آدمی کب مرگئے تھے؟ اس نے عرض کی یہ کیونکر؟ فرمایا کہ ایک وقت آدمؑ و حوّا اور قابیل و ہابیلؑ چار تھے پس ہابیلؑ کے شہید ہوجانے سے چوتھائی آدمی مرگئے تھے۔ طاؤس نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تجھے یہ بھی خبر ہے کہ قابیل کی کیا گت بنائی گئی؟ عرض کی۔ نہیں۔ فرمایا کہ وہ سورج میں لٹکا دیا گیا اور قیامت قائم ہونے تک وہ سخت گرم پانی میں برابر پکایا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۲ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کے الفاظ تو خاص بنی اسرائیل کے بارے میں ہیں اور معنی اس کے کل آدمیوں کے بارے میں ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۳ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا :۔ ایک قتل کے سبب سے ایسا جو سمجھا گیا کہ گویا کل آدمیوں کو قتل کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے خونِ انسان کی ہتک حرمت قتل کا طریقہ جاری کیا اور لوگوں کو اس پر جرأت دلائی۔ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ کل آدمیوں کا قتل کرنے والا بھی اسی میں بھیجا جائے گا اور ایک آدمی کا قتل کرنے والا بھی اسی میں اور حدیثوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ گو درجہ عذاب کا کم و بیش ہوگا مگر مقام سب قاتلوں کا ایک ہی ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۴ فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا :۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جو شخص کسی نفس کو جلنے سے، ڈوبنے سے، یا کسی عمارت وغیرہ کے گرنے کے صدمے سے یا درندے سے بچالے یا اس کے اخراجات کی کفالت کرکے مستغنی کردے یا فقر کی حالت سے اُسے غنا کے درجے پر پہنچا دے اور سب سے افضل یہ ہے کہ گمراہی سے راہِ راست پر لے آئے تو ان سب حالتوں میں یہ سمجھا جائیگا گویا اس نے کل آدمیوں کے ساتھ وہی عمل کیا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں ہے کہ جلنے سے بچایا یا ہونا ڈوبنے سے۔ کسی نے عرض کی۔ اور اگر کسی کو ضلالت سے نکال کر ہدایت تک پہنچا دیا ہو۔ فرمایا کہ یہ آیت کی سب سے بڑی تاویل ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں یہی مضمون جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔ اور یہ بھی ان حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی نفس کو ضلالت سے نکال کر ہدایت تک پہنچا دیا تو گویا اس نے اس کو زندہ کردیا اور جس نفس کو ہدایت سے ہٹا کر ضلالت تک پہنچایا تو اس کو یقیناً قتل کردیا۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی آدمی کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو تو اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو تو اس کو ایسا ثواب ملے گا گویا اس نے ایک نفس کو زندہ کردیا اور اس کا ثواب خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا گویا اس نے کل آدمیوں کو زندہ کردیا۔ تفسیر برہان میں ہے کہ محمد ابن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ جہنم میں ایک خاص ٹھکانا ایسا ہے کہ اگر کوئی شخص کل آدمیوں کو قتل کردے گا تب بھی وہیں جائے گا اور ایک دو کو قتل کرے گا جب بھی وہیں۔ حمران کہتے ہیں کہ میں نے خدا کے اسی قول کا مطلب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ بھی ساتھ ہی عرض کی کہ جس شخص نے ایک ہی آدمی کو قتل کیا ہے وہ سب آدمیوں کے قاتل کے مانند کیسے ہوگیا؟ فرمایا بات یہ ہے کہ وہ جہنم کے ایسے مقام پر رکھا جائے گا جہاں اہلِ دنیا کے عذاب کی انتہائی تکلیف اس کو پہنچے گی اور اگر کل آدمیوں کو قتل کرتا تب بھی جانا اسی جگہ۔ میں نے عرض کی کہ پھر ایک کے اور دو کے قاتل میں فرق کیا رہا؟ فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ مقام ایک ہی ہو اور دو کے قاتل کے لئے خدتِ عذاب دوچند ہوجائے۔

صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۵ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی ضبہ کا ایک گروہ بیمار ہوکر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم ہمارے پاس ٹھہرو جب تم تندرست ہوجاؤ گے تب ہم تم کو جہاد پر بھیجیں گے انھوں نے عرض کی کہ ہم کو مدینے سے کہیں باہر بھیج دیجئے چنانچہ حضرتؐ نے ان کو وہاں بھیج دیا جہاں صدقے کے اونٹوں کا گلہ تھا جن کے دودھ وغیرہ سے یہ نفع اٹھاتے تھے جب تندرست ہوگئے اور قوت آگئی تو گلہ کے محافظوں میں سے تین آدمیوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو لیکر چلدیئے۔ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آنحضرتؐ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو ان کی سزا کے لئے مامور کیا۔ یہ باغی قریب سرزمین یمن ایک وادی میں راستہ بھول گئے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جا کر ان کو گرفتار کیا اور جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں لاکر پیش کیا۔ انھیں کی سزا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان باغیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اس طرح کہ ایک ایک ہاتھ اور اس کے خلاف کا ایک ایک پاؤں (مثلاً دایاں ہاتھ تو بایاں پاؤں) انھیں حضرتؐ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ فرمایا کہ ان حدود کا عمل درآمد اختیارِ امامؑ میں ہے جیسا مناسب سمجھے کرے اس پر یہ عرض کیا گیا کہ جس کو چاہیں جیسی سزا دیدیں فرمایا نہیں جیسا جرم ویسی سزا مثلاً جو شخص راہزنی کرے، قتل بھی کرے، مال بھی لے تو اس کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹے جائیں گے اور سولی بھی دیا جائیگا۔ اور جو شخص راہزنی کرے اور قتل کرے مگر مال نہ لے وہ صرف قتل کیا جائیگا اور جو شخص راہزنی کرے اور مال لے مگر قتل نہ کرے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائیگا اور جو شخص صرف راہزنی کرے، نہ قتل کرے، نہ مال لے تو وہ جلاوطن کیا جائیگا۔ ۱۲

جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جلاوطن کیسے کیا جاتا ہے اور جلاوطنی کی حد کیا ہے؟ فرمایا جس شہر میں اس نے ایسا فعل کیا ہو جس سے اس کا اخراج لازم آئے تو وہاں سے اسے نکال کر دوسرے شہر کو بھیجدیا جائے اور اس شہر والوں کو یہ لکھا جائے کہ یہ شخص جلاوطن کیا گیا ہے پس نہ تم اس شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور نہ اس سے لین دین کرنا اور نہ اس کے ساتھ بیاہ شادی کرنا اور نہ اس کے ساتھ کھانا پینا۔ سال بھر ایسا ہی کیا جائے گا اور اگر اس عرصہ میں وہ اُس شہر سے نکل کر کسی اور شہر میں چلا جائے تو وہاں والوں کو بھی ایسا ہی لکھدیا جائے گا تا آنکہ سال پورا ہوجائے۔ اور ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ ممکن ہے وہ اس ذلت سے پریشان ہوکر جلد توبہ کرلے یعنی سال ختم ہونے

سے پہلے پہلے۔ کسی نے عرض کی کہ اگر وہ مشرکوں کی زمین کی طرف چلا جائے۔ فرمایا تو وہاں کے رہنے والوں سے قتال کیا جائے گا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ قتل اس صورت میں کیے جائیں گے جبکہ وہ اس شخص کو اپنے ملانا چاہیں اور مسلمانوں کے طلب کرنے پر اس کو نہ دیں۔ اور اگر وہ جوائے کر دیں تو اسی جگہ اس کی گردن ماردی جائیگی۔ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان حضرت علیہ السلام سے ایک گروہ کے بارے میں دریافت کیا تھا جو ڈاکو بنے ہوئے تھے فرمایا اگر انھوں نے فقط راستہ کو پُرخطر بنا دیا ہے اور کسی کو قتل نہیں کیا نہ کوئی مال لیا ہے تو ان کو پکڑ کر قید کر ان کے لئے جلاوطنی کے معنی اسی طرح پورے ہو جائیں گے۔ اور کافی کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جو شخص محاربہ کرنے والا ہو اس کی جلاوطنی یہ ہے کہ اس کو سمندر میں پھینک دیا جائے تاکہ اس نے جو قتل کئے ہوں یا جو صلیب پر چڑھائے ہوں ان سب کا بدلہ ہو جائے۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص رات کو ہتھیار باندھ کر پھرے وہ محارب ہے مگر وہ شخص اس حکم سے مستثنیٰ ہے جس کی نسبت کسی کو شبہہ نہ ہو۔

صفحہ ۱۳۴ نوٹ ۶ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ:۔ ایک قول کے بموجب اس آیت میں استثنیٰ جو بیان ہوا ہے وہ محض حق اللہ کا استثناء ہے رہا قصاص میں قتل تو چونکہ اس کا اختیار خدا نے ورثاء کو دیا ہے تو توبہ کر لینے سے اس کا قتل کرنا واجب تو نہ رہے گا مگر جائز ضرور رہے گا یعنی ورثاء کا حق ساقط نہ ہوگا اور اگر مجرم گرفتار ہونے کے بعد توبہ کرلے تو سوائے اس کے کہ شرک کا مجرم ہمیشہ عذاب آخرت اس کو معاف کر دیا جائیگا لیکن سزائے دنیا اس کو معاف نہ ہوگی۔

صفحہ ۱۳۵ نوٹ ۳ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے چور کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ اوّل دفعہ چرائے گا تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو دوسری دفعہ چرائے گا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا پھر تیسری دفعہ چرائے گا تو اسے قید کیا جائے گا اور داہنا پاؤں باقی رکھا جائے گا تاکہ اس سے پاخانہ پیشاب کو جاسکے اور بایاں ہاتھ باقی رکھا جائے گا کہ اس سے کھانا کھا سکے اور استنجا کر سکے اور فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ کسی شخص کو اس حالت میں باقی رکھوں کہ وہ کسی چیز سے منتفع نہ ہو سکے اسے قید رکھوں گا کہ وہ قیدی کی حالت میں مرجاوے۔ پھر فرمایا کہ جناب رسولِ خدا نے چور کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹنے کے بعد پھر اور کچھ نہیں کاٹا۔ تفسیر عیاشی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے اور اسی مضمون کی اور حدیثیں بھی بہت ہیں۔ اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص چوری کرنے کے بعد چوری سے توبہ کرلے اور مالک مال کو اس کا مال واپس کر دے تو اگر اس کی توبہ اس سے پہلے ہو کہ وہ امام کے ہاتھ میں پڑ جائے تو اس کی توبہ بھی قبول ہو جائیگی اور ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا اور عذاب آخرت سے بھی محفوظ رہے گا اور اگر امام کے ہاتھ میں آجانے کے بعد توبہ کرے تو گو مالک مال معاف بھی کر دے تب بھی ہاتھ کاٹنے کی حد ساقط نہیں ہوگی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی نسبت دریافت کیا گیا جس نے چوری کی یا شراب پی یا زنا کیا اور کسی کو اس کے اس جرم کی خبر نہیں ہوئی اور نہ وہ پکڑا گیا اور آخر میں اس نے توبہ کر لی اور نیکی اختیار کر لی۔ فرمایا جب وہ نیکی اختیار کر چکا اور اس کی خوبی مشہور ہو چکی اب اگر پچھلا واقعہ معلوم بھی ہو جائے تو اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی چور کو پکڑ لے پھر اسے معاف کر دے تو یہ اسے اختیار ہے لیکن جب معاملہ امام کی حضور میں لے جائیگا تو امام چور کا ہاتھ کٹوا دے گا گو صاحب مال یہ کہتا رہے کہ میں اسے معاف کرتا ہوں مگر امام کے حضور میں معاملہ پہنچنے کے بعد امام ہاتھ کٹوائے بغیر نہ مانے گا اس لئے کہ معافی امام کے حضور میں پہنچانے سے پہلے دی جا سکتی ہے اور امام کی تو یہ شان ہے کہ خدائے تعالیٰ ائمہ کے بارے میں فرماتا ہے وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔ پس جب حد امام تک پہنچ گئی تو پھر کسی دوسرے کی یہ منزلت نہیں ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک شخص کی نسبت دریافت کیا گیا تھا کہ اس نے چور کو پکڑا ہے اب وہ اُسے حضور میں حاضر کرے یا چھوڑ دے؟ فرمایا نظیر یہ واقعہ سن لو) کہ صفوان بن امیہ مسجد الحرام میں لیٹا تھا پھر وہ اپنی چادر رکھکر پیشاب کرنے چلا گیا پلٹ کر آیا تو دیکھتا ہے کہ چادر چوری ہو گئی۔ اب یہ پوچھنا پھر اکہ میری چادر کس نے لی یہاں تک کہ لینے والے کو پکڑ پایا اور اسے جناب رسولِ خدا کی خدمت میں لے آیا آنحضرت نے حکم دیا کہ چور کا ہاتھ کاٹو۔ اب صفوان نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ میری چادر کے سبب اس کا ہاتھ کٹواتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ صفوان نے کہا یا رسول اللہ میں یہ چادر ہی اسے بخشے دیتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس معاملہ لانے سے پہلے کیوں نہ بخشدی؟ یہاں تک واقعہ سنکر کوئی شخص بولا کہ آیا امام کی بھی وہی منزلت ہے جو جناب رسولِ خدا کی تھی؟ فرمایا ہاں وہی منزلت ہے جب ایسا معاملہ امام کے سامنے لایا جائے۔

صفحہ ۱۳۶ نوٹ ۱ بنو نضیر و بنو قریظہ اولاد ہارون علیہ السلام سے یہودیوں کے دو قبیلے تھے جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ بنو قریظہ کوئی سات سو آدمی تھے اور بنو نضیر کوئی ہزار۔ اور بنو نضیر بہ نسبت بنو قریظہ کے زیادہ مالدار اور خوشحال تھے اور عبداللہ ابن ابی مشہور منافق کے ہم سوگند بھی تھے اور اگر اتفاقاً ان دونوں قبیلوں کے جھگڑے میں کوئی قتل ہو جاتا اور وہ مقتول بنو نضیر میں سے ہوتا تو بنو نضیر بنو قریظہ سے کہتے کہ ہم تو اس پر راضی نہیں ہوں گے کہ ہمارے مقتول کے بدلے تم میں سے بھی ایک مقتول ہو جائے اس پر طرفین میں مدت تک جھگڑا اور گفتگو رہی یہاں تک کہ قریب تھا کہ قتل واقع ہو۔ آخر بنو قریظہ اس پر راضی ہوئے اور ان کے مابین ایک نوشتہ لکھا گیا کہ بنو نضیر میں کا جو شخص بھی بنو قریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دے تو وہ اونٹ پر الٹا بٹھایا جائے یعنی دم کی طرف منہ کر کے اور اس کے منہ پر کچھ مل دی جائے اور اس تشہیر کے بعد آدھا خون بہا وہ ادا کر دے اور جو شخص بنو قریظہ میں سے بنو نضیر کے کسی شخص کو قتل کر دے تو وہ پورا خون بہا بھی دے اور قتل بھی کیا جائے۔ جب جناب رسولِ خدا ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آگئے اور اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے داخل اسلام ہو گئے تو یہودی بہت کمزور ہو گئے اس وقت بنو قریظہ میں سے بنو نضیر کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تب بنو نضیر نے ان کو کہلا بھیجا کہ مقتول کی دیت بھی ہمیں بھیجو اور قاتل کو بھی بھیجو کہ ہم اسے قتل کریں بنو قریظہ نے کہلا بھیجا کہ یہ توریت کا فیصلہ نہیں ہے۔ یہ وہ بات ہے جو تم نے ہم سے زبردستی منوالی تھی۔ اب یا تو دیت ہی لے لو یا قاتل ہی کو لے لو۔ ورنہ یہ محمدؐ موجود ہیں یہ ہمارے تمہارے مابین فیصلہ کریں گے چلو ان کو حکم بنائیں۔ پس بنو نضیر اپنے ہم سوگند عبداللہ ابن ابی کے پاس پہنچے اور اس سے یہ کہا کہ تم محمدؐ سے یہ کہو کہ اس معاملہ قتل میں جو ہمارے اور بنو قریظہ کے درمیان ہے ہماری شرط نہ توڑیں۔ عبداللہ ابن ابی نے کہا کہ تم کسی شخص کو بھیجو جو میرا بھی کلام سنے اور محمد مصطفےٰ کا بھی کلام سنے اگر وہ تمہاری مرضی کے موافق فیصلہ کر دیں تو ماننا ورنہ اس فیصلے کو نہ ماننا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک شخص اس کے ساتھ کر دیا۔ اب یہ منافق جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! یہ بنو قریظہ اور بنو نضیر حاضر ہیں اور بتراضی طرفین آپس میں ایک عہدنامہ لکھ چکے ہیں اور اب آپ کے یہاں تشریف لے آنے سے ایک فریق اسکے توڑنے کے درپے ہے مگر معاملہ کو آپ کے فیصلے پر چھوڑنے کو راضی ہیں تو مجھ کمبخت کی رائے یہ ہے کہ) آپ ان کا عہدنامہ اور ان کی شرط نہ توڑنے دیں کیونکہ بنو نضیر بڑی قوت والے بھی ہیں اور ہتھیار والے بھی اور موٹی والے بھی اور ہم کو اپنی جگہ زمانے کی گردش کا اندیشہ ہے۔ جناب رسولِ خدا یہ سنکر مغموم ہوئے اور اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ پس تھوڑی ہی دیر میں جبرئیل امین یہ آیتیں لیکر نازل ہوئے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۔ اس سے مراد عبداللہ ابن ابی اور سب بنو نضیر ہیں۔ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا یہ کہنے والا ابن اُبَی ہے اور جس سے کہا ہے وہ بنو نضیر اور قول اس کا یہ ہے کہ اگر فیصلہ تمہاری مرضی کے موافق کردیں تب تو قبول کرنا ورنہ نہیں۔

صفحہ ۱۳۶ نوٹ ۳ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ :- اس کی تفسیر التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حاکم مسلم کے پاس جب اہل توریت یا اہل انجیل اپنے اپنے جھگڑے لیکر آئیں تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وہ ان کا فیصلہ کردے یا نہ کرے۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۶ نوٹ ۴ وَالرَّبَّانِيُّوْنَ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ربانیون سے ائمہؑ مراد ہیں نہ کہ انبیاء جو کہ لوگوں کو اپنے علم کے ذریعے سے تربیت کرتے تھے اور احبار سے مراد ہیں وہ علماء جو ربانیین کے علاوہ تھے انہی کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ کتاب ان کو سپرد کی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے۔ یہ نہیں فرماتا کہ کتاب ان پر لادی گئی تھی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ہم ائمہؑ کی شان میں نازل کی گئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۷ نوٹ :- اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ :- اس سے مطلب یہ ہے کہ نفس کے بدلے نفس قتل کیا جائیگا اور وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ سے یہ مطلب ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ نکال لی جائے گی اور وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ سے مراد یہ ہے کہ ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے گی وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ کا یہ مطلب ہے کہ کان کے بدلے کان کاٹا جائیگا وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ کا یہ مطلب ہے کہ دانت کے بدلے دانت اکھاڑا جائیگا۔ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ سے یہ مطلب ہے کہ جیسا زخم لگائیگا ویسا ہی زخم لگایا جائیگا۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت خدا کے اس قول سے منسوخ ہوگئی كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى (ترجمہ مقتولین کے بارے میں قصاص واجب کیا گیا آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت) مگر آیت کا اس قدر ٹکڑا وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ یہ منسوخ نہیں ہوا۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۷ نوٹ ۳ هُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ :- کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنے بڑے زخم کو کوئی معاف کریگا اتنے ہی بڑے گناہ اس شخص کے خدا معاف فرمائیگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۷ نوٹ ۴ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ :- اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید جن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ان کا ایسا نگراں ہے کہ ان میں تغیر و تبدل نہیں کرنے دیتا یعنی اگر منکرین کردیتے ہیں تو وہ اس کا اعلان کردیتا ہے اور ان کی صحت و ثبات کا گواہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۳۸ نوٹ ۵ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ :- اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی امداد پر دوستانہ بھروسہ نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ یارانہ نشست و برخاست رکھو کیونکہ جو ان سے دوستانہ مدد مانگے گا وہ انہی جیسا کافر بھی جائیگا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص آلِ محمدؐ سے دوستی رکھے اور جیسی بزرگی ان کو قرابتِ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے ویسے ہی یہ ان کو کل آدمیوں سے بزرگ و مقدم سمجھے تو آلِ محمدؐ کے نزدیک وہ شخص بمنزلہ آلِ محمدؐ کے ہو جائیگا۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا شمار سادات آلِ رسولؐ میں ہو جائیگا۔ بلکہ بوجہ ان کا اتباع کرنے اور ان سے تولا رکھنے کے انہی میں سے سمجھا جائیگا۔ اور یہ بات خدا کے اس فیصلے سے ثابت ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (ترجمہ تم میں سے ان سے جو محبت رکھے گا وہ انہی میں محسوب ہوگا) اور یہی بات قول جناب ابراہیمؑ سے بھی ثابت ہے فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا) ۱۲

صفحہ ۱۳۹ نوٹ ۴ قولِ مترجم :- وہ رات جس کی صبح کو رایت جنابِ رسولِ خدا علیؑ مرتضےٰ کو بلا لشکر جناب رسولِ خدا میں بڑی بے چینی سے گزری ہر شخص اس آرزو میں تھا کہ علم رسولؐ مجھے ملے۔ یہ حوصلہ کرنے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ علیؑ مرتضےٰ بوجہ چشم مدینہ منورہ ہی میں چھوڑے گئے تھے اور اہل کتاب کے مقابلہ میں فتح پانا ایسی بین بزرگی تھی کہ جتنی بھی اسکی آرزو کی جائے تھوڑی ہے۔ طلوعِ فجر سے پہلے پہلے جناب رسولِ خدا کے خیمے کے سامنے اچھا خاصا ہجوم ہوگیا معلوم ہوتا ہے کہ اس صبح کی نماز حضرتؐ نے خیمہ کے اندر ہی ادا فرمائی اور بعد نماز علم اپنے دست مبارک سے باندھا طلوعِ آفتاب کے ساتھ علم دست مبارک میں لئے ہوئے خیمے سے برآمد ہوئے اصحاب کے مجمع پر ایک عام نظر ڈالی بہت سوں کے دل اس وقت دھڑک رہے تھے اور بہت یہ کوشش کر رہے تھے کہ اپنی طرف جناب رسولِ خدا کو متوجہ کرلیں۔ مگر ان کی تمام امیدوں پر پانی پڑ گیا جس وقت جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا اَيْنَ اَخِيْ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ ؟ نبیؐ اور وصیؑ کے مابین کیا سلسلہ ہے؟ وہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نبیؐ بعد نماز علم درست کر رہے ہوں اور وصیؑ بعد نماز دلدل کسے جانے کا حکم دیں ادھر نبیؐ خیمے سے برآمد ہوں ادھر وصیؑ مسجد سے نکلیں ادھر علم ہاتھ میں لیا جائے ادھر قدم رکاب میں دیا جائے ادھر آواز دی جائے اَيْنَ اَخِيْ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ ؟ ادھر معبوث سے طیٔ الارض کرکے جواب عرض کیا جائے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابھر کیا تھا منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی۔ ایک شخص نے آگے بڑھکر عرض کی تو یہ کی کہ یا رسولؐ اللہ ان کی تو آنکھیں دکھ رہی ہیں حضرتؐ نے فوراً لعاب دہن مبارک لگا دیا اور یہ الفاظ فرمائے اَللّٰهُمَّ اَكْفِهِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ پھر رایت عنایت فرما کے یہ ارشاد ہوا کہ یا علیؑ اس قلعہ کو فتح کئے بغیر ادھر رُخ نہ کرنا تعمیل حکم اسے کہتے ہیں کہ رایت لینے کے بعد اور قلعہ کی طرف چند قدم بڑھنے کے بعد یہ دریافت کرنا کہ سلسلہ حرب کہاں تک جاری رکھا جائے مگر رخ آنحضرتؐ کی طرف کرکے یہ بات نہیں پوچھی بلکہ رُخ قلعہ ہی کی طرف اور آنحضرتؐ سے سوال کیا گیا۔ جواب میں حکم ہوا کہ جب تک وہ سب قائل شہادتین نہ ہو جائیں۔ جس پر آگے بڑھے تن تنہا بیدھڑک حارث و مرحب وغیرہما کو قتل کیا۔ بائیں ہاتھ سے اس مشہور قلعہ کے زبردست دروازہ کو جو در کا بھی کام دیتا تھا اور پل کا بھی۔ اکھیڑ ڈالا۔ تمام اہل قلعہ کو داخلِ دائرۂ اسلام کیا۔ مرحب کی بہن کو جو آئندہ زوجۂ رسولؐ ہونے والی تھیں عزت و احترام سے خدمتِ رسولِ خدا میں بھجوا دیا اور حکم جناب رسولِ خدا کی اس طرح تعمیل کی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ فقط اہل قلعہ سے کہلوا دیا بلکہ آج تک صوتِ حیدری کے خوف سے پانچوں وقت مسلمان ہر جگہ پکارتے ہیں۔ فتح کے بعد جب ادھر رُخ کیا ہے تو جناب رسولِ خدا نے ایک عدد خاص تک استقبال کیا۔ چھاتی سے لگایا۔ گرد چہرے کی اپنے دامن سے صاف کی دونوں آنکھوں کے مابین پیشانی کے بوسے لئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ "یا علیؑ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری امت کے لوگ تمہارے حق میں وہ کچھ کہنے لگیں گے جو نصاریٰ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے بارے میں کہنے لگے تو میں آج تمہاری کچھ فضیلتیں بیان کرتا جن کا یہ نتیجہ ہوتا کہ جس طرف سے تم گزرتے لوگ تمہارے قدم کے نیچے کی خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں میں بطور سرمہ لگاتے اور اپنے بیماروں کا اس سے معالجہ کیا کرتے۔

اب اس آیت کے نکات کی طرف نظر ڈالئے تو یہ وصف کہ اہل ایمان کے ساتھ نرمی اور ملائمت سے پیش آنا اور کافروں کے حق میں سخت اور شدید ہونا۔ خدا کی راہ میں بیدھڑک جہاد کرنا۔ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈرنا ایسے ہیں کہ سوائے علیؑ مرتضےٰ کے کسی دوسرے سے ظاہر ہی نہیں ہوئے۔ کل مقاماتِ مشہورہ میں دین کی نصرت

کرنا۔ ملت و شریعت کو مضبوط بنانا۔ مومنوں کے ساتھ رافت و رحمت سے پیش آنا اہل شرک و کفر کے اوپر سکہ بٹھانا۔ اور ان کو واجب و مناسب سزائیں دینا ایسے کھلے واقعات ہیں کہ علیؑ مرتضےٰ کے اور استحقاق مثالیں دیئے جائیں تو بھی ان باتوں کی طرف سے آنکھ بند نہیں کی جاسکتی (المختصر ان باتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کا نزول خصوصیت کے ساتھ انہی حضرتؑ کے حق میں ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ رسول اللہ کا ارشاد فرمانا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ خدائے تعالیٰ کا فرمانا أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ اور جناب رسولؐ خدا کا فرمانا كَرَّارٌ غَيْرُ فَرَّارٍ خدائے تعالیٰ کا فرمانا يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اور جناب رسولؐ خدا کا فرمانا لَنْ يَرْجِعَ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ سوائے علیؑ مرتضےٰ کے اس وقت تک کسی دوسرے پر راس نہیں آیا۔) خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ بصرہ کے دن فرمایا کہ واللہ اس آیت کے ابتدائی حصے کے اہل سے اب تک قتال نہیں کیا گیا تھا اور پھر پوری آیت تلاوت فرمائی۔

قولِ مترجم: ۔ لیجئے اصحاب منافقین کی ایک نئی فضیلت ثابت ہوئی مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کی وہی تمام فضیلتیں جو روز خیبر ثابت ہوئی تھیں روز بصرہ بھی ثبوت کو پہنچیں۔ تفسیر قمی میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ ۔ جناب رسول خدا کے اُن اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کر لیا اور دین خدا سے پھر گئے۔ جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن میرے اصحاب کا ایک گروہ میرے پاس آئیگا مگر تھوڑی دیر میں وہ میرے حوض سے ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کرونگا کہ خداوندا یہ میرے اصحاب ہیں میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا کہ تم کو علم نہیں ہے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا فتنے برپا کئے۔ کیا کیا بدعتیں کیں یہ سب کے سب مرتد ہو گئے تھے اور دین خدا سے پچھلے پاؤں پلٹ گئے تھے۔ تفسیر قمی میں یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اِس امت کے مہدیؑ اور انکے اصحاب کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حصۂ اوّل میں ان لوگوں سے خطاب ہے جنہوں نے آلِ محمدؐ پر ظلم کیا اور ان کو قتل کیا اور ان کا حق غصب کر لیا۔ تفسیر مجمع البیان میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ قولِ خدا فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ قوم وقت نزولِ آیت موجود نہ ہو اور آیت ان کے حق میں پوری اترے جو قیامت تک اس صفت سے متصف ہوتے آویں۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں کوئی منافات و اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ آیات میں خاص بھی ہیں اور عام بھی۔ خاص نزول علیؑ کی شان میں اور عام مہدی علیہ السلام کی شان میں ہو سکتا ہے۔

قولِ مترجم: ۔ خاص اور عام، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ وغیرہ سے کیا مراد ہے؟ یہ سب ذکر دیباچہ میں ملاحظہ کیجئے گا۔ انشاء اللہ۔

صفحہ ۱۳۹ لوٹ ۵ رَاكِعُونَ:۔ المجالس میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ داخل زمرۂ اسلام ہوا۔ جن میں عبداللہ ابن سلام، اسد ابن ثعلبہ، ابن امین اور ابن صوریا بھی شامل تھے۔ ایک موقع پر یہ لوگ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ حضرت موسیٰؑ نے یوشع ابن نون کو اپنا وصی مقرر کیا تھا پس آپکا وصی اور ہمارا ولی بعد آپ کے کون ہے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اٹھو چلو چنانچہ سب اٹھ کر مسجد کو آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سائل مسجد سے نکلتا ہے، آنحضرتؐ نے سائل سے دریافت کیا تجھ کو کسی نے کوئی چیز دی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! یہ انگوٹھی دی ہے۔ فرمایا یہ تجھے کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کی اس شخص نے دی ہے جو نماز پڑھ رہا ہے۔ فرمایا تجھے کس حالت میں دی تھی؟ عرض کیا جس وقت وہ رکوع میں تھا۔ یہ سن کر جناب رسولِ خدا نے تکبیر فرمائی اور جو لوگ مسجد میں تھے انھوں نے بھی تکبیر کہی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میرے بعد تمہارا ولی ہے اور انھوں نے عرض کی رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِعَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَلِيًّا (ہم خدا کی ربوبیت سے، اسلام کے دین سے، محمدؐ کی نبوت اور علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ولایت سے راضی ہیں) اس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل کی وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں وارد ہے کہ وَلِيُّكُمْ کا مطلب ہے کہ تمہارے معاملات میں تمہاری جانوں پر اور تمہارے مالوں پر سب سے زیادہ استحقاق رکھنے والا اللہ ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے یعنی علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں قیامت تک جتنے امام ہوں گے وہ سب چونکہ لفظ الَّذِينَ آمَنُوا بہت عام تھا اس لئے خاص صفت یہ بیان کی الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نماز ظہر پڑھ رہے تھے دو رکعتیں پڑھ چکے تھے حالتِ رکوع میں تھے ایک حلّہ پہنے ہوئے تھے جس کی قیمت ہزار دینار تھی جناب رسولِ خدا نے وہ آپکو عطا فرمایا تھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں نجاشی بادشاہ حبشہ نے بطور تحفہ بھیجا تھا پس سائل آیا اور یہ الفاظ عرض کئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ وَأَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ تَصَدَّقْ عَلٰى مِسْكِينٍ (ترجمہ:۔ اے ولیِ اللہ اور اے مومنوں سے زیادہ انکی جانوں پر اختیار رکھنے والے آپ پر سلام ہو مسکین کو کچھ صدقہ دیجئے) حضرتؑ نے وہ حلّہ جسم اطہر سے گرا دیا اور انگلی سے اشارہ کر دیا مطلب یہ تھا کہ اسے لیجا! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور جو کچھ عطا فرمایا اس میں ان کی اولاد کو بھی شریک کر دیا پس جو حضرتؑ کی اولاد میں سے درجۂ امامت کو پہنچے گا وہ اس نعمت میں مثل ان حضرتؑ کے ہوجائیگا اور وہ بھی حالتِ رکوع میں تصدق ضرور کرے گا اور وہ سائل جس نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا تھا فرشتوں میں سے تھا۔ اور جو کچھ ان ائمہؑ سے جو حضرتؑ ہی کی اولاد میں ایسے موقع پر سوال کریں گے وہ بھی فرشتوں میں سے ہوں گے۔ انہی حضرتؑ سے بروایت اپنے پدر بزرگوار اور جد بزرگوار کے قولِ خدا يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب آیہ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ الخ نازل ہوئی تو اصحاب رسولؐ اللہ کا ایک گروہ مسجد مدینہ میں جمع ہوا ان میں سے بعض نے تو یہ کہا کہ اگر ہم اس آیت کے منکر ہوں گے تو گویا ہم سارے ہی قرآن کے منکر ہوئے اور اگر ہم ایمان لائے تو یہ آیت بتاتی ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کو ہم پر مسلط کیا جائیگا۔ وہ بولے کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ محمدؐ جو کچھ کہتا ہے اپنے اقوال میں سچا ہے لیکن ہم تو خود اُسی سے قرار رکھیں گے مگر اس حکم کو نہ مانیں گے علیؑ کی اطاعت ہرگز نہ کریں گے۔ امامؑ فرماتے ہیں اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا یہاں نعمت اللہ سے مراد ہے ولایتِ علیؑ مرتضےٰ اور آخر میں جو فرمایا ہے وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ اس میں کفرانِ نعمت خدا یعنی انکارِ ولایت مراد ہے۔ انہی حضرتؑ سے سوال کیا گیا تھا کہ آیا اوصیاء جناب رسولِ خداؐ کی اطاعت واجب ہے؟ فرمایا ضرور! وہی تو وہ ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اور وہی تو ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے۔ جب خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ جس سے

مراد تھی ولایت تو منافق بولے کہ جتنی چیزیں ہم پر آپکا پروردگار واجب کر چکا ہے ان کے علاوہ کوئی اور چیز بھی باقی رہ گئی ہے جسے وہ واجب کریگا اگر ایسا ہے تو اسے بھی بیان کر دیجئے کہ ہمارے دل تسکین پائیں اور ہم سمجھ لیں کہ اب اور کوئی بات باقی نہیں رہی اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الخ اور امت کے مابین اِس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس دن ان میں سے کسی نے سوائے ایک شخص کے ایسی حالت میں کہ وہ رکوع کر رہا ہو زکوٰۃ نہیں دی اور اگر اس کا نام کتاب میں مذکور کر دیا جاتا تو جو کچھ کہ اس کتاب میں سے گرایا گیا ہے اس کے ساتھ اسے بھی گرا دیا جاتا۔ اور بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمایا یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الخ تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس آیت کے نازل ہونے کا سبب تم لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جبرئیلؑ امینؑ میرے پاس تین مرتبہ آئے اور مجھے میرے پروردگار کی طرف سے جو خود سلام ہے سلام پہنچایا اور یہ حکم دیا کہ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر ہر گورے اور کالے کو یہ حکم دیدوں کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میرا بھائی، میرا وصی، میرا خلیفہ اور میرے بعد امام ہے۔ اور وہ اللہ اور رسولؐ اللہ کے بعد تمہارا ولی ہے اور اسی کے بارے میں پروردگار عالم اپنی کتاب میں مجھ پر ایک آیت نازل فرما چکا ہے اور وہ یہ ہے "اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ الخ" اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ہی وہ شخص ہے جس نے نماز پڑھی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی اور ہر حال میں رضائے خدا کو مدِ نظر رکھا۔ الخصال میں منقول ہے کہ منجملہ ان حجتوں کے جو جناب امیر المومنینؑ نے ابوبکر پر قائم کیں ایک یہ بھی تھی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ جس آیت میں آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے کا ذکر ہے اس میں خدا اور رسولؐ کی ولایت کے ساتھ مخاطب اللہ میری ولایت واجب کی گئی ہے یا تیری؟ ابوبکر نے کہا کہ نہیں حضور آپ ہی کی واجب کی گئی ہے۔ نیز اسی کتاب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مناقب اور انکی تعریف میں یہ بھی ہے کہ فضیلت نمبر ۶۵ یہ ہے کہ میں مسجد رسولؐ میں نماز پڑھ رہا تھا اور رکوع کی حالت میں تھا کہ ایک سائل آیا اور میں نے اپنی انگلی میں سے اپنی انگوٹھی اس کو دیدی اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حالت میں جناب رسولِ خدا تشریف فرما تھے اور یہودیوں کا بھی ایک جرگہ آنحضرتؐ کے پاس حاضر تھا جن میں عبداللہ ابن سلام بھی تھا آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرتؐ وہاں سے نکلکر مسجد کی طرف آئے اور ایک سائل کو سامنے آتے دیکھا اس سے اسی وقت دریافت فرمایا کہ کسی نے کوئی چیز تم کو دی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں اس نماز پڑھنے والے نے دی ہے۔ پس آنحضرتؐ اور آگے آئے اور دیکھا کہ وہ نماز پڑھنے والا جناب امیر المومنینؑ ہیں۔

قولِ صاحبِ تفسیر صافی:۔ عامہ اور خاصہ کی روایتوں سے اِس بارے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے روایتیں اور حدیثیں بہت ہی کثرت سے منقول ہیں، تفسیر مجمع البیان میں جمہور مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ آپ نے رکوع میں اپنی انگوٹھی تصدق فرما دی اور پھر ابن عباسؓ سے اُس کا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ مگر ظاہراً کافی کی روایت میں اور مجمع البیان کی روایت میں یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تصدق کرنے میں حلّہ کا ذکر ہے اور یہاں انگوٹھی کا اور خاصہ اور عامہ کی روایتوں میں زیادہ انگوٹھی ہی کا ذکر ہے تو ان دونوں روایتوں سے رفع اختلاف کی ظاہر صورت یہ ہے کہ علیؑ مرتضےٰ صدقہ دینے کے بہت ہی عادی تھے تو ممکن ہے کہ ایک وقت رکوع میں حلّہ تصدق فرمایا ہو اور دوسری دفعہ انگوٹھی۔ اور آیت اس دوسرے تصدق کے بعد آئی ہو۔ اور خدائے تعالیٰ کے قول میں جو لفظ یُؤْتُوْنَ آیا ہے یہ بتلاتا ہے کہ صدقہ ایک ہی دفعہ نہیں دیا بلکہ دیتے ہی رہتے ہیں اور چونکہ مضارع میں زمانہ مستقبل بھی شامل ہوتا ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دیتے بھی رہیں گے یعنی اِن کی اولاد میں جو اس مرتبہ پر فائز ہوں گے وہ بھی اسی طرح تصدق کیا کریں گے۔ (قولِ مترجم:۔ جہاں آپ حضرات یہ اخبارِ مسرت سن چکے وہاں یہ حسرتناک منظر بھی دیکھ لیجئے۔)

تفسیر صافی میں ہے روایت میں خود عمر ابن الخطاب سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ واللہ میں نے چالیس انگوٹھیاں حالتِ رکوع میں تصدق کیں کہ میرے بارے میں بھی ویسا ہی کچھ نازل ہو جائے جیسا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں نازل ہوا ہے مگر کچھ بھی نہ آیا۔

قولِ مترجم:۔ آیہ تو ضرور آیا مگر آپ کو سناتے ہوئے جھاب آیا لہٰذا ہم سنائے دیتے ہیں کہ لوگ ناواقف نہ رہیں۔ "فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۝ وَلٰکِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ نہ قولِ رسولِ خدا کی تصدیق کی نہ حکمِ خدا نما نائبِ علیِ مرتضےٰ کی ولایت تسلیم کی بلکہ مخالفت کر کے اپنے لئے ولایت چاہی تو ایسی نماز نماز ہی کیوں ہوتی بلکہ صریح تکذیب ہے اور احکام سے روگردانی۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان دونوں آیتوں میں جو الفاظ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آئے ہیں ان سے مراد عام مومنین نہیں ہیں بلکہ وہ حجج اللہ اور اوصیاء مراد ہیں جن کو یکے بعد دیگرے اپنی مخلوق پر اپنا امین مقرر فرماتا رہا ہے۔

التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن جناب رسولِ خدا اپنے پروردگار پر تکیہ اور بھروسہ کئے ہوئے آئیں گے اور ہم اپنے نبیؐ پر بھروسہ کئے ہوئے آئیں گے اور ہمارے شیعہ ہم پر بھروسہ کئے ہوئے آئیں گے اور ہمارے شیعہ حزب اللہ ہیں اور حزب اللہ کی صفت خود خدا نے بیان فرمائی۔ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ

صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۵ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد علیؑ اور اولادِ علیؑ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۶ مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ :۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ مِنْ فَوْقِھِمْ سے مراد ہے بارش اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ سے مراد ہے نباتات۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۷ اُمَّۃٌ مُّقْتَصِدَۃٌ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ داخلِ اسلام ہو گیا تھا خدائے تعالیٰ نے اُمَّۃٌ مُّقْتَصِدَۃٌ (یا میانہ رو گروہ) انہی کو فرمایا۔

صفحہ ۱۴۲ نوٹ ۱ تفسیر عیاشی میں بھی روایت سے مختصراً اسی قدر واقعہ نقل ہوا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ثعلبی اور خشکانی وغیرہ کئی مفسرین اہلسنت سے قریب قریب یہی واقعہ درج کیا گیا ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المومنینؑ کا حکم جمعہ کے دن کہ عرفہ بھی تھا آیا تھا اور خدا کا یہ حکم تھا کہ اکمالِ دین اور اتمامِ نعمت علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ولایت کا حکم سنا دینے پر موقوف ہے۔ جناب رسالتمآبؐ نے یہ عرض کیا کہ میری امت چونکہ ابھی ابھی کفر سے داخلِ اسلام ہوئی ہے تو اگر میں اپنے ابن عم کے بارے میں یہ اطلاع دوں گا تو کوئی کچھ کہیگا اور کوئی کچھ کہیگا آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے

زبان سے کسی سے نہیں کہی تھی بلکہ صرف میرے دل میں ایسا خیال گذرا تھا کہ خدا کا دوسرا حکم تاکیدی ہو پہنچا جس میں مجھے عذاب سے ڈرایا گیا تھا اگر اس حکم کو نہ پہنچاؤں۔ چنانچہ یہ پوری آیت یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ الخ نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضےٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا ایہا الناس جو انبیاء مجھ سے پہلے گذرے ہیں ان میں سے ہر ایک کا خدا نے ایک وقت مقرر کر دیا تھا جب ان کو بلایا چلے گئے اب قریب ہے کہ میں بھی بلایا جاؤں اور چلا جاؤں سوال مجھ سے بھی کیا جائیگا اور تم سے بھی اس وقت تم کیا کہو گے؟ سب نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے احکامِ خدا پہنچائے ہماری خیر خواہی کی جو کچھ آپ کے ذمے تھا اُسے آپ نے ادا فرمایا پس اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں اور رسولوں سے افضل جزا آپ کو دے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ میرے بعد تم سب کا ولی اور والی ہے تم میں سے جو حاضر ہیں وہ غائب کو یہ خبر پہنچا دیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ خلق خدا پر علم خدا کے اور اس دین کے جو خدا تعالیٰ نے پسند فرمایا تھا امین تھے حق امانت ادا فرما گئے۔ نیز انہی حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو ولایت علیؑ کا حکم دیا اور اُن پر آیہ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ نازل فرمائی اور اولی الامر کی ولایت واجب کی مگر لوگ سمجھتے نہیں تھے کہ وہ چیز کیا ہے پس خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ ولایت کی تفسیر ان کے لئے ایسی ہی کر دیں جیسے کہ نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کی تفسیر کی تھی جب خدا کا یہ حکم پہنچا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قدر تردد ہوا خوف یہ تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں اور میری تکذیب نہ کریں پس پروردگار عالم کی طرف رجوع کی تو اُدھر سے یہ وحی آئی یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ الخ حضرتؐ نے امرِ خدا کی تعمیل کی۔ یوم غدیر خم اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ پکارے جانے کا حکم دیا اور علی کو مولا مقرر فرمایا اور لوگوں کو یہ حکم دیدیا کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو اس امر کی خبر کر دے۔

صفحہ ۱۴۲ نوٹ ۱ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ برابر نازل ہوتا رہتا اور ولایت و امامت سب سے آخری فریضہ ہے اس کے نازل ہو چکنے کے بعد خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ گویا خدائے تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اب میں کوئی اور واجب نازل نہ کرونگا تمہارے لئے تمام واجبات کو پورا کر چکا۔

احتجاج طبرسی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا مدینہ منورہ سے حج کرنے چلے اس حالت میں کہ اپنی قوم کو سوائے حج اور ولایت کے اور کل احکام پہنچا چکے تھے جبرئیلؑ امین آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تھے اور یہ پیغام لائے تھے کہ یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے انبیاء سے کسی نبیؑ کو اور اپنے رسولوں میں سے کسی رسول کو اس وقت تک نہیں اٹھایا جب تک کہ اپنے دین کو کامل نہیں کر دیا اور اپنی حجت کے بارے میں تاکید نہ کر دی اب آپ پر دو واجب باقی ہیں جن کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی قوم کو پہنچا دیں ایک فریضہ حج اور دوسرے فریضہ ولایت و خلافت۔ اس لئے کہ میں نے اپنی زمین کو کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رکھا اور نہ کبھی خالی رکھوں گا۔ پس یا رسولؐ اللہ خدا کا حکم ہے کہ آپ اپنی قوم کو حج کے احکام پہنچائیں خود آپ حج فرائض اور جس شخص کو خانۂ خدا تک پہنچنے کا مقدور ہو وہ بھی حج کرے خواہ وہ شہر کا رہنے والا ہو یا اطراف و اکناف کا۔ ان سب لوگوں کو آپ حج کے احکام اسی طرح تعلیم فرما دیں جس طرح ان کو نماز و روزہ اور زکوٰۃ کے احکام تعلیم فرمائے ہیں۔ اور ان کو اسی طرح اس کے کل ارکان و مناسک سے واقف کر دیں جس طرح شریعت کے اور احکام سے واقف کیا ہے۔ پس جناب رسولِ خدا کی طرف سے ایک منادی نے کل آدمیوں میں آواز دی کہ امسال رسولِ خدا حج کا ارادہ رکھتے ہیں اور تم لوگوں کو اس کے احکام اسی طرح تعلیم فرمائیں گے جیسے کہ شریعت کے اور احکام تعلیم کر چکے ہیں اور خود اس کا عمل کر کے دکھائیں گے جیسا کہ اور چیزوں کا عمل کر کے دکھایا ہے۔ بس آنحضرتؐ روانگی کے ارادے سے نکلے اور لوگ بھی ان کے ساتھ نکلے۔ یہ ٹھانے ہوئے کہ دیکھتے جائیں کہ حضرتؐ کیا کیا کرتے ہیں تاکہ وہ بھی اسی طرح کریں پس آنحضرتؐ نے ان سب کے ساتھ حج ادا کیا پس اس موقعہ پر جناب رسولِ خدا کے ساتھ خود اہل مدینہ میں سے اور آس پاس کے رہنے والوں اور بدوؤں میں سے سب ملا کر ستر ہزار آدمی یا زیادہ تھے اور یہ اصحاب موسیٰؑ کی اس تعداد کے موافق تھے جن سے ان حضرتؑ نے ہارون علیہ السلام کی بیعت لی تھی اور ان سب نے بیعت توڑ کر گوسالہ پرستی اور سامری کا اتباع اختیار کر لیا تھا اسی طرح جناب رسولِ خدا نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی بیعت لی تھی اور ان لوگوں نے بھی بیعت توڑی اور اس امت کے گوسالہ کا اتباع کیا تاکہ امتِ موسیٰؑ سے تشبیہ پوری پوری ہو جائے۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک صدائے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ مسلسل سنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرتؐ نے موقف میں جا کر قیام فرمایا تو جبرئیلؑ امین منجانب رب العالمین آئے اور یہ پیغام لائے کہ یا رسولؐ اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری اجل کا اور تمہاری مدت کا اندازہ کیا اور ہم اب تمہیں اپنے حضور میں بلانے والے ہیں بہ مشیت ہماری حتمی ہے پس اب آپ اپنی وصیت پہنچا دیں اور عہدے لیں اور آپ کے پاس علم اور میراثِ علوم الانبیاء اور سلاح اور تابوت اور اپنے سے پہلے انبیاء کی جو نشانیاں اور تبرکات ہیں وہ سب اپنے وصی اور اپنے خلیفہ اور میری حجت بالغہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے حوالے کر دیں اور اس کو تمام آدمیوں کے سامنے اپنا قائم مقام اور علمِ ہدایت قرار دیدیں اور اس عہد و پیمان کی تجدید کریں اور بیعت از سر نو لیں اور جس بات پر پہلے ان سے بیعت لے چکے ہیں اور عہد و پیمان کر چکے ہیں وہ پھر ان کو یاد دلا دیں تاکہ ولایتِ ولی سے منکر نہ ہو سکیں اور یہ سمجھ لیں کہ ان کا مولا اور ہر مومن و مومنہ کا مولا علیؑ ابن ابیطالبؑ ہے اس لئے کہ میں نے اپنے انبیاء میں سے کسی نبیؑ کو اس وقت تک نہیں اٹھایا جب تک کہ اپنے اولیاء کی ولایت اور اپنے دشمنوں کی دشمنی کا حکم ان کو جتا کر اپنے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو پورا نہ کر دیا اور میری توحید اور میرے دین کی تکمیل اور میری نعمت کا میری خلق پر پورا ہونا اسی بات پر موقوف ہے کہ میرے ولی کا اتباع اور اس کی اطاعت کی جائے اس لئے کہ میں اپنی زمین کو اپنے ولی سے خالی نہیں رکھتا ہوں کہ وہ میری مخلوق پر میری طرف سے حجت ہو پس آج کے دن میں نے تمہارا دین اپنے ولی کی ولایت کے ساتھ کامل کر دیا۔ وہ ہر مومن و ہر مومنہ کا مولا ہے میرا خاص بندہ ہے میرے نبیؐ کا وصی ہے اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے میری مخلوق پر میری حجت ہے اس کی اطاعت محمد مصطفےٰؐ کی اطاعت سے ملی ہوئی ہے اور اس کی اطاعت محمد مصطفےٰؐ کی اطاعت سے ملی ہوئی ہے جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے یقیناً میری نافرمانی کی میں نے اپنے اور اپنی مخلوق کے مابین نشان مقرر کیا ہے جس نے اس کو پہچانا وہ مومن ہو گیا اور جس نے اس کو نہ پہچانا وہ کافر رہا اور جس نے اس کی بیعت میں کسی اور کو شریک کیا وہ مشرک ہو گیا۔ اور جو اس کی ولایت کے اقرار کے ساتھ میرے حضور میں آئے گا یقیناً وہ داخلِ جنت ہو گا اور جو اس کی عداوت کے ساتھ میرے پاس پہنچے گا وہ یقیناً داخلِ جہنم ہو گا۔ پس اے محمدؐ آپ علیؑ کو علمِ ہدایت قائم کر دیں اور ان کے لئے بیعت لے لیں اور میرے عہد کی ان لوگوں کے ساتھ پھر تجدید کریں اور جو پیمان ان سے آپ لے چکے ہیں اسے پھر لے لیں اس لئے کہ میں آپ کو اٹھانے والا اور اپنی حضور میں بلانے والا ہوں۔" پس جناب رسولِ خدا اپنی قوم سے عموماً اور اہل نفاق و شقاق سے خصوصاً اندیشہ ناک تھے کہ یہ پھوٹ ڈالیں گے

اور کفر کی طرف عود کریں گے چونکہ ان کی عداوت سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ علیؑ مرتضٰے کی طرف سے کیا کینہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا ہے۔ پس حضرتؐ نے جبرئیل امینؑ سے یہ کہا کہ پروردگار عالم سے یہ سوال کرو کہ لوگوں کے شر سے مجھے محفوظ رکھے اور اس بات کے منتظر رہے کہ جبرئیلؑ امین خدا کی طرف سے حفاظت کی ضمانت لائیں اس لئے اس حکم کو پہنچانے میں اس وقت تک تاخیر کی کہ مسجد خیف میں پہنچے پس جس وقت مسجد خیف پہنچے ہیں تو جبرئیلؑ امین پھر یہ حکم لائے کہ لوگوں سے عہد لو اور علیؑ مرتضٰے کو علم ہدایت قائم کرو۔ مگر اس وقت تک منجانب اللہ حفاظت کا وعدہ نہیں آیا جو حضرتؐ کا مقصود تھا۔ پھر حضرت روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ کے مابین کراع الغمیم تک پہنچے پھر جبرئیلؑ امین آئے اور وہی حکم منجانب اللہ لائے جو پہلے آچکا تھا مگر حفاظت کا وعدہ اب بھی نہیں تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ مجھے اپنی قوم سے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے اور علیؑ کے بارے میں میرے قول کو قبول نہ کریں گے پھر حضرت روانہ ہو گئے اور جب غدیر خم پر پہنچے جو تجھ کے سامنے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اس وقت جبرئیلؑ امین ایسے وقت کہ ٹھیک پانچ گھنٹے دن چڑھا تھا انتہائی تاکیدی حکم معہ وعدۂ عصمت و حفاظت لیکر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فِيْ عَلِيٍّ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اس قافلہ کا اگلا حصہ تجحہ کے قریب پہنچ چکا تھا لہٰذا حکم یہ آیا کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے ہیں ان کو واپس کرو اور جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کو اسی جگہ روکو تاکہ علیؑ مرتضٰے کو کل آدمیوں کے لئے اپنا قائم مقام مقرر کر سکو اور جو کچھ خدائے تعالیٰ نے علیؑ کے بارے میں نازل کیا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور یہ بھی خبر پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے شر سے آپ کو محفوظ رکھنے کی ضمانت فرمائی ہے۔ پس جب حفاظت کی ضمانت آگئی تو جناب رسولخدا نے منادی کو حکم دیا کہ کل آدمیوں میں ندا دیدے کہ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ (سب کی نماز ایک ہی جگہ ہوگی) اور جو آگے بڑھ گئے ہیں ان کو پیچھے بلا لائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کو اس جگہ پہنچنے پر روک لیں پھر شارع عام کے دائیں کنارے سے ہٹ کر مسجد غدیر کے برابر پہنچ گئے اس لئے کہ جبرئیلؑ امین نے خدا کے حکم سے اسی مقام تک آنے کا حکم دیا تھا اور اس مقام پر ایک پہاڑی تھی۔ پس جناب رسولخدا نے حکم دیا کہ اس کے دامن میں قیام کریں اور پتھروں سے منبر کی سی صورت تیار کر دیں تاکہ جب اس کے اوپر بیٹھیں تو جناب رسولخدا کو کل آدمی دیکھ سکیں۔ پس آگے بڑھ جانے والے پلٹ کر آئے اور پیچھے آنے والے اسی جگہ رک گئے۔ ابھی یہ تانتا لگا ہوا ہی تھا کہ جناب رسولخدا ان پتھروں کے اوپر تشریف فرما ہوئے۔ پھر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا اس طرح فرمانی شروع کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَلَا فِيْ تَوَحُّدِهٖ وَدَنَا فِيْ تَفَرُّدِهٖ وَجَلَّ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَعَظُمَ فِيْ اَرْكَانِهٖ وَاَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّهُوَ فِيْ مَكَانِهٖ وَقَهَرَ جَمِيْعَ الْخَلْقِ بِقُدْرَتِهٖ وَبُرْهَانِهٖ مَجِيْدُ الذَّاتِ مَحْمُوْدُ الْاٰيَاتِ لَا يَزَالُ بَارِئُ السَّمٰوٰتِ وَدَاحِي الْمَدْحُوَّاتِ وَجَبَّارُ الْاَرْضِيْنَ وَالسَّمٰوٰتِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ مُتَفَضِّلٌ عَلٰى جَمِيْعِ مَنْ بَرَاَهُ مُتَطَوِّلٌ عَلٰى جَمِيْعِ مَنْ اَنْشَاَهُ يَلْحَظُ كُلَّ عَيْنٍ وَالْعُيُوْنُ لَا تَرَاهُ كَرِيْمٌ وُدُوْدٌ اَنَاةٌ قَدْ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ بِرَحْمَتِهٖ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ بِنِعْمَتِهٖ لَا يَعْجَلُ بِاِنْتِقَامِهٖ وَلَا يُبَادِرُ اِلَيْهِمْ بِمَا اسْتَحَقُّوْا مِنْ عَذَابِهٖ قَدْ فَهِمَ السَّرَآئِرَ وَعَلِمَ الْخَفِيَّاتِ وَلَا تَخْفٰى عَلَيْهِ الْمَكْنُوْنَاتُ وَلَا اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْخَفِيَّاتُ لَهُ الْاِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ وَالْغَلَبَةُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَالْقُوَّةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَالْقُدْرَةُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ مُنْشِئُ الشَّيْءِ حِيْنَ لَا شَيْءَ وَدَآئِمٌ قَآئِمٌ بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ جَلَّ عَنْ اَنْ تُدْرِكَهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ لَا يَلْحَقُ اَحَدٌ وَصْفَهٗ مِنْ مُعَايَنَتِهٖ وَلَا يَجِدُ اَحَدٌ كَيْفَ هُوَ مِنْ سِرِّهٖ وَعَلَانِيَتِهٖ اِلَّا بِمَا دَلَّ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَشْهَدُ بِاَنَّهُ الَّذِيْ مَلَأَ الدَّهْرَ قُدْسُهٗ وَالَّذِيْ يَغْشَى الْاَبَدَ نُوْرُهٗ وَالَّذِيْ يُنْفِذُ اَمْرَهٗ بِلَا مُشَاوَرَةِ مُشِيْرٍ وَلَا مَعَهٗ شَرِيْكٌ فِيْ تَقْدِيْرٍ وَلَا تَفَاوُتَ فِيْ تَدْبِيْرٍ صَوَّرَ مَا اَبْدَعَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ وَخَلَقَ مَا خَلَقَ بِلَا مَعُوْنَةٍ مِنْ اَحَدٍ وَلَا تَكَلُّفٍ وَلَا اِحْتِيَالٍ اَنْشَاَهَا فَكَانَتْ وَبَرَاَهَا فَبَانَتْ وَهُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُتْقِنُ بِالصَّنْعَةِ الْحَسَنِ الصَّنِيْعَةِ الْعَدْلُ الَّذِيْ لَا يَجُوْرُ وَالْاَكْرَمُ الَّذِيْ تَرْجِعُ اِلَيْهِ الْاُمُوْرُ وَاَشْهَدُ اَنَّهُ الَّذِيْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِهٖ وَخَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِهَيْبَتِهٖ مَالِكُ الْاَمْلَاكِ وَمُمْلِكُ الْاَفْلَاكِ وَمُسَخِّرُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُكَوِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا قَاصِمُ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَمُهْلِكُ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ لَمْ يَكُنْ مَّعَهٗ ضِدٌّ وَلَا نِدٌّ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَللّٰهُ وَاحِدٌ وَرَبُّ مَاجِدٌ يَّشَآءُ فَيُمْضِيْ وَيُرِيْدُ فَيُقْضِيْ وَيَعْلَمُ فَيُحْصِيْ وَيُمِيْتُ وَيُحْيِيْ وَيُفْنِيْ وَيُغْنِيْ وَيُضْحِكُ وَيُبْكِيْ وَيُذِلُّ وَيُقْصِيْ وَيُعْطِيْ وَيَمْنَعُ وَيُعْطِيْ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ مُسْتَجِيْبُ الدُّعَآءِ وَمُجْزِلُ الْعَطَآءِ مُحْصِيُ الْاَنْفَاسِ وَرَبُّ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ لَا يَشْغَلُهٗ شَيْءٌ وَلَا يُضْجِرُهٗ مُرَاخُ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَلَا يُبْرِمُهٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّيْنَ الْعَاصِمُ لِلصَّالِحِيْنَ وَالْمُوَفِّقُ لِلْمُفْلِحِيْنَ وَمَوْلَى الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ اسْتَحَقَّ مِنْ كُلِّ مَنْ خَلَقَ اَنْ يَّشْكُرَهٗ وَيَحْمَدَهٗ عَلَى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالشِّدَّةِ وَالرَّخَآءِ وَاُوْمِنُ بِهٖ وَبِمَلَآئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ اَسْمَعُ اَمْرَهٗ وَاُطِيْعُ وَاُبَادِرُ اِلٰى كُلِّ مَا يُرْضَاهُ وَاَسْتَسْلِمُ لِقَضَآئِهٖ رَغْبَةً فِيْ طَاعَتِهٖ وَخَوْفًا مِّنْ عُقُوْبَتِهٖ لِاَنَّهُ الَّذِيْ لَا يُؤْمَنُ مَكْرُهٗ وَلَا يُخَافُ جَوْرُهٗ اَقِرُّ لَهٗ عَلٰى نَفْسِيْ بِالْعُبُوْدِيَّةِ وَاَشْهَدُ لَهٗ بِالرُّبُوْبِيَّةِ وَاُؤَدِّيْ مَا اَوْجَبَ اِلَيَّ حَدًّا مِّنْ اَنْ لَّآ اَفْعَلَ فَتَحُلَّ فِيَّ مِنْهُ قَارِعَةٌ لَّا يَدْفَعُهَا عَنِّيْ اَحَدٌ وَّاِنْ عَظُمَتْ حِيْلَتُهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَآ اِنَّهٗ قَدْ اَعْلَمَنِيْ اَنِّيْ اِنْ لَّمْ اُبَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيَّ فَمَا بَلَّغْتُ رِسَالَتَهٗ وَقَدْ ضَمِنَ لِيْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْعِصْمَةَ وَهُوَ اللّٰهُ الْكَافِيْ الْكَرِيْمُ فَاَوْحٰى اِلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فِيْ عَلِيٍّ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ ذٰلِكَ مُسَبَّبٌ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ هَبَطَ اِلَيَّ مِرَارًا ثَلٰثًا يَّاْمُرُنِيْ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ اَنْ اَقُوْمَ فِيْ هٰذِهِ الْمَشْهَدِ

فَاعْلَمْ كُلُّ أَبْيَضٍ وَأَسْوَدٍ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِيطَالِبٍ أَخِي وَوَصِيِّي وَخَلِيفَتِي وَالْإِمَامُ مِنْ بَعْدِي الَّذِي مَحَلُّهُ مِنِّي مَحَلُّ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيَّ بِذَلِكَ آيَةً مِنْ كِتَابِهِ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ وَعَلِيُّ ابْنُ أَبِيطَالِبٍ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَهُوَ رَاكِعٌ يُرِيدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي كُلِّ حَالٍ وَسَأَلْتُ جِبْرَئِيلَ أَنْ يَسْتَعْفِيَنِي لِي عَنْ تَبْلِيغِ ذَلِكَ إِلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ لِعِلْمِي بِقِلَّةِ الْمُتَّقِينَ وَكَثْرَةِ الْمُنَافِقِينَ وَإِدْغَالِ الْآثِمِينَ وَحِيَلِ الْمُسْتَهْزِئِينَ بِالْإِسْلَامِ الَّذِينَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ بِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَيَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ وَكَثْرَةِ أَذَاهُمْ لِي غَيْرَ مَرَّةٍ حَتَّى سَمَّوْنِي أُذُنًا وَزَعَمُوا أَنِّي كَذَلِكَ لِكَثْرَةِ مُلَازَمَتِهِ إِيَّايَ وَإِقْبَالِي عَلَيْهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ عَلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ أُذُنٌ خَيْرٌ لَكُمْ الْآيَةَ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ بِأَسْمَائِهِمْ لَسَمَّيْتُ وَأَنْ أُومِيَ إِلَيْهِمْ بِأَعْيَانِهِمْ لَأَوْمَأْتُ وَأَنْ أَدُلَّ عَلَيْهِمْ لَدَلَلْتُ وَلَكِنِّي وَاللَّهِ فِي أُمُورِهِمْ قَدْ تَكَرَّمْتُ وَكُلَّ ذَلِكَ لَا يَرْضَى اللَّهُ مِنِّي إِلَّا أَنْ أُبَلِّغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيَّ ثُمَّ تَلَا يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فَاعْلَمُوا مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ نَصَبَهُ لَكُمْ وَلِيًّا وَإِمَامًا مُفْتَرِضًا طَاعَتُهُ عَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَعَلَى التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَعَلَى الْبَادِي وَالْحَاضِرِ وَعَلَى الْأَعْجَمِيِّ وَالْعَرَبِيِّ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَعَلَى الْأَبْيَضِ وَالْأَسْوَدِ وَعَلَى كُلِّ مُوَحِّدٍ مَاضٍ حُكْمُهُ جَائِزٌ قَوْلُهُ نَافِذٌ أَمْرُهُ مَلْعُونٌ مَنْ خَالَفَهُ مَرْحُومٌ مَنْ تَبِعَهُ وَمَنْ صَدَّقَهُ فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَلِمَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَأَطَاعَ لَهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّهُ آخِرُ مَقَامٍ أُقَوِّمُهُ فِي هَذَا الْمَشْهَدِ فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَانْقَادُوا لِلْأَمْرِ بِكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ مَوْلَاكُمْ وَوَلِيُّكُمْ وَإِلَهُكُمْ ثُمَّ مِنْ دُونِهِ رَسُولُهُ مُحَمَّدٌ وَلِيُّكُمُ الْقَائِمُ الْمُخَاطِبُ لَكُمْ ثُمَّ مِنْ بَعْدِي عَلِيٌّ وَلِيُّكُمْ وَإِمَامُكُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ رَبِّكُمْ ثُمَّ الْإِمَامَةُ فِي ذُرِّيَّتِي مِنْ وُلْدِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَلْقَوْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا حَلَالَ إِلَّا مَا أَحَلَّهُ اللَّهُ وَلَا حَرَامَ إِلَّا مَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَرَّفَنِي الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَأَنَا أَفْضَيْتُ بِمَا عَلَّمَنِي رَبِّي مِنْ كِتَابِهِ وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ إِلَيْهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا مِنْ عِلْمٍ إِلَّا وَقَدْ أَحْصَاهُ اللَّهُ فِيَّ وَكُلُّ عِلْمٍ عَلَّمْتُهُ فَقَدْ أَحْصَيْتُهُ فِي عَلِيٍّ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَمَا مِنْ عِلْمٍ إِلَّا وَقَدْ عَلَّمْتُهُ عَلِيًّا وَهُوَ الْإِمَامُ الْمُبِينُ مَعَاشِرَ النَّاسِ لَا تَضِلُّوا عَنْهُ وَلَا تَنْفِرُوا مِنْهُ وَلَا تَسْتَنْكِفُوا مِنْ وَلَايَتِهِ فَهُوَ الَّذِي يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَيَعْمَلُ بِهِ وَيُزْهِقُ الْبَاطِلَ وَيَنْهَى عَنْهُ وَلَا تَأْخُذُهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالَّذِي فَدَى رَسُولَ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَالَّذِي كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا أَحَدَ يَعْبُدُ اللَّهَ مَعَ رَسُولِهِ مِنَ الرِّجَالِ غَيْرُهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ فَضِّلُوهُ فَقَدْ فَضَّلَهُ اللَّهُ وَاقْبَلُوهُ فَقَدْ نَصَبَهُ اللَّهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّهُ إِمَامٌ مِنَ اللَّهِ وَلَنْ يَتُوبَ اللَّهُ عَلَى أَحَدٍ أَنْكَرَ وَلَايَتَهُ وَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ حَتْمًا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ بِمَنْ خَالَفَ أَمْرَهُ فِيهِ وَأَنْ يُعَذِّبَهُ عَذَابًا نُكْرًا أَبَدَ الْآبَادِ وَدَهْرَ الدَّاهِرِينَ فَاحْذَرُوا أَنْ تُخَالِفُوهُ فَتَصْلَوْا نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ أَيُّهَا النَّاسُ بِي وَاللَّهِ بَشَّرَ الْأَوَّلُونَ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَأَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْحُجَّةُ عَلَى جَمِيعِ الْمَخْلُوقِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرَضِينَ فَمَنْ شَكَّ فِي ذَلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ بِكُفْرِ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَمَنْ شَكَّ فِي شَيْءٍ مِنْ قَوْلِي هَذَا فَقَدْ شَكَّ فِي الْكُلِّ فَالنَّارَ النَّارَ مَعَاشِرَ النَّاسِ حَيَّانِيَ اللَّهُ بِهَذِهِ الْفَضِيلَةِ مَنَّا مِنْهُ عَلَيَّ وَإِحْسَانًا مِنْهُ إِلَيَّ وَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ مِنِّي أَبَدَ الْآبِدِينَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِينَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ فَضِّلُوا عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدِي مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ الرِّزْقَ وَبَقِيَ الْخَلْقُ مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَغْضُوبٌ مَغْضُوبٌ مَنْ رَدَّ قَوْلِي هَذَا وَإِنْ لَمْ يُوَافِقْهُ أَلَا إِنَّ جِبْرَئِيلَ أَخْبَرَنِي عَنِ اللَّهِ تَعَالَى بِذَلِكَ وَيَقُولُ مَنْ عَادَى عَلِيًّا وَلَمْ يَتَوَلَّهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي وَغَضَبِي فَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ أَنْ تُخَالِفُوهُ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّهُ جَنْبُ اللَّهِ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ تَدَبَّرُوا الْقُرْآنَ وَافْهَمُوا آيَاتِهِ وَانْظُرُوا إِلَى مُحْكَمَاتِهِ وَلَا تَتَّبِعُوا مُتَشَابِهَهُ فَوَاللَّهِ لَنْ يُبَيِّنَ لَكُمْ زَاجِرَهُ وَلَا يُوَضِّحُ لَكُمْ تَفْسِيرَهُ إِلَّا الَّذِي أَنَا آخِذٌ بِيَدِهِ وَمُصْعِدُهُ إِلَيَّ وَشَائِلٌ بِعَضُدِهِ وَمُعْلِمُكُمْ أَنَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَهُوَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيطَالِبٍ أَخِي وَوَصِيِّي وَمُوَالَاتُهُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَهَا عَلَيَّ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ عَلِيًّا وَالطَّيِّبِينَ مِنْ وُلْدِي هُمُ الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ وَالْقُرْآنُ هُوَ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ فَكُلُّ وَاحِدٍ مُنْبِئٌ عَنْ صَاحِبِهِ وَمُوَافِقٌ لَهُ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ أَمْنَاءُ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ وَحُكَّامُهُ فِي أَرْضِهِ أَلَا وَقَدْ أَدَّيْتُ أَلَا وَقَدْ بَلَّغْتُ أَلَا وَقَدْ أَسْمَعْتُ أَلَا وَقَدْ أَوْضَحْتُ أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَأَنَا قُلْتُ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَلَا إِنَّهُ لَيْسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أَخِي هَذَا وَلَا تَحِلُّ إِمْرَةُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدِي لِأَحَدٍ غَيْرِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى عَضُدِهِ فَرَفَعَهُ وَكَانَ مُنْذُ أَوَّلِ مَا صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ شَالَ عَلِيًّا حَتَّى صَارَتْ رِجْلُهُ مَعَ رُكْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ مَعَاشِرَ النَّاسِ هَذَا عَلِيٌّ أَخِي وَوَصِيِّي وَوَاعِي عِلْمِي وَخَلِيفَتِي عَلَى أُمَّتِي وَعَلَى تَفْسِيرِ كِتَابِ اللَّهِ وَالدَّاعِي إِلَيْهِ وَالْعَامِلُ بِمَا يُرْضِيهِ وَالْمُحَارِبُ لِأَعْدَائِهِ وَالنَّاهِجُ إِلَى مَحَبَّتِهِ وَالدَّائِبُ فِي مَرْضَاتِهِ وَالنَّاهِي عَنْ مَعْصِيَتِهِ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْإِمَامُ الْهَادِي وَقَاتِلُ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالسَّارِقِينَ بِأَمْرِ اللَّهِ أَقُولُ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ بِأَمْرِ اللَّهِ رَبِّي أَقُولُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَالْعَنْ مَنْ أَنْكَرَهُ وَاغْضَبْ عَلَى مَنْ جَحَدَ حَقَّهُ اللَّهُمَّ إِنَّكَ

أَنْزَلَتْ عَلَيَّ إِنَّ الْإِمَامَةَ لِعَلِيٍّ وَلِيِّكَ عِنْدَ تِبْيَانِي ذٰلِكَ وَنَصْبِي إِيَّاهُ بِمَا أَكْمَلْتُ لِعِبَادِكَ مِنْ دِينِهِمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْهِمْ نِعْمَتَكَ وَرَضِيتَ لَهُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَقُلْتَ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ إِنِّي قَدْ بَلَّغْتُ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّمَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَكْمَلَ دِينَكُمْ بِإِمَامَتِهِ فَمَنْ لَمْ يَأْتَمَّ بِهِ وَبِمَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ مِنْ وُلْدِي مِنْ صُلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَعُرِضَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ اللّٰهُ الْعَذَابَ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ مَعَاشِرَ النَّاسِ هٰذَا عَلِيٌّ أَنْصَرُكُمْ لِي وَأَحَقُّكُمْ بِي وَأَعَزُّكُمْ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنَا عَنْهُ رَاضِيَانِ وَمَا نَزَلَتْ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى رِضًى إِلَّا فِيهِ وَمَا خَاطَبَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا بِهِ وَلَا نَزَلَتْ آيَةُ مَدْحٍ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فِيهِ وَلَا شَهِدَ اللّٰهُ بِالْجَنَّةِ فِي هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ إِلَّا لَهُ وَلَا أَنْزَلَهَا فِي سِوَاهُ وَلَا مَدَحَ بِهَا غَيْرَهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ هُوَ نَاصِرُ دِينِ اللّٰهِ وَالْمُجَادِلُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ وَهُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الْهَادِي الْمَهْدِيُّ نَبِيُّكُمْ خَيْرُ نَبِيٍّ وَوَصِيُّكُمْ خَيْرُ وَصِيٍّ وَبَنُوهُ خَيْرُ الْأَوْصِيَاءِ مَعَاشِرَ النَّاسِ ذُرِّيَّةُ كُلِّ نَبِيٍّ مِنْ صُلْبِهِ وَذُرِّيَّتِي مِنْ صُلْبِ عَلِيٍّ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ إِبْلِيسَ أَخْرَجَ آدَمَ مِنَ الْجَنَّةِ بِالْحَسَدِ فَلَا تَحْسُدُوهُ فَتُحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَتَزِلَّ أَقْدَامُكُمْ فَإِنَّ آدَمَ أُهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ بِخَطِيئَةٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ صِفْوَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَيْفَ بِكُمْ وَأَنْتُمْ وَمِنْكُمْ أَعْدَاءُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّهُ لَا يُبْغِضُ عَلِيًّا إِلَّا شَقِيٌّ وَلَا يَتَوَلَّى عَلِيًّا إِلَّا تَقِيٌّ وَلَا يُؤْمِنُ بِهِ إِلَّا مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ وَفِي عَلِيٍّ وَاللّٰهِ أُنْزِلَ سُورَةُ الْعَصْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَالْعَصْرِ إِلَى آخِرِهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ قَدِ اسْتَشْهَدْتُ اللّٰهَ وَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَتِي وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ مَعَاشِرَ النَّاسِ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ مَعَاشِرَ النَّاسِ آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا مَعَاشِرَ النَّاسِ النُّورُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ ثُمَّ مَسْلُوكٌ فِي عَلِيٍّ ثُمَّ فِي النَّسْلِ مِنْهُ إِلَى الْقَائِمِ الْمَهْدِيِّ الَّذِي يَأْخُذُ بِحَقِّ اللّٰهِ وَبِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَنَا لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ جَعَلَنَا حُجَّةً عَلَى الْمُقَصِّرِينَ وَالْمُعَانِدِينَ وَالْمُخَالِفِينَ وَالْخَائِنِينَ وَالْآثِمِينَ وَالظَّالِمِينَ مِنْ جَمِيعِ الْعٰلَمِينَ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنِّي أُنْذِرُكُمْ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِي الرُّسُلُ أَفَإِنْ مِتُّ أَوْ قُتِلْتُ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِينَ أَلَا وَإِنَّ عَلِيًّا إِلَيْهِ الْمَوْصُوبُ بِالصَّبْرِ وَالشُّكْرِ ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ وُلْدِي مِنْ صُلْبِهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ لَا تَمُنُّوا عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى إِسْلَامَكُمْ فَيَسْخَطَ عَلَيْكُمْ وَيُصِيبَكُمْ بِعَدَابٍ مِنْ عِنْدِهِ إِنَّهُ لَبِالْمِرْصَادِ مَعَاشِرَ النَّاسِ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أَئِمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُونَ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَأَنَا بَرِيئَانِ مِنْهُمْ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّهُمْ وَأَشْيَاعَهُمْ وَأَتْبَاعَهُمْ وَأَنْصَارَهُمْ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ أَلَا إِنَّهُمْ أَصْحَابُ الصَّحِيفَةِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ فِي صَحِيفَتِهِ قَالَ فَذَهَبَ عَلَى النَّاسِ إِلَّا شِرْذِمَةٌ مِنْهُمْ أَمْرُ الصَّحِيفَةِ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنِّي أُودِعُهَا إِمَامَةَ وَوِرَاثَةَ فِي عَقِبِي إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَدْ بَلَّغْتُ مَا أُمِرْتُ بِتَبْلِيغِهِ حُجَّةً عَلَى كُلِّ حَاضِرٍ وَغَائِبٍ وَعَلَى كُلِّ أَحَدٍ مِمَّنْ شَهِدَ أَوْ لَمْ يَشْهَدْ وَوَلَدٍ أَوْ لَمْ يُولَدْ فَلْيُبَلِّغِ الْحَاضِرُ الْغَائِبَ وَالْوَالِدُ الْوَلَدَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَيَجْعَلُونَهَا مُلْكًا وَاغْتِصَابًا أَلَا لَعَنَ اللّٰهُ الْغَاصِبِينَ وَالْمُغْتَصِبِينَ وَعِنْدَهَا سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ فَيُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَكُمْ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّهُ مَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَاللّٰهُ مُهْلِكُهَا بِتَكْذِيبِهَا وَكَذٰلِكَ مُهْلِكُ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالَى وَهٰذَا إِمَامُكُمْ وَوَلِيُّكُمْ وَهُوَ مَوَاعِيدُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يُصْدِقُ مَا وَعَدَهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ قَدْ ضَلَّ قَبْلَكُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ وَاللّٰهُ لَقَدْ أَهْلَكَ الْأَوَّلِينَ وَهُوَ مُهْلِكُ الْآخِرِينَ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَمَرَنِي وَنَهَانِي وَقَدْ أَمَرْتُ عَلِيًّا وَنَهَيْتُهُ فَعَلِمَ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاسْمَعُوا لِأَمْرِهِ تَسْلَمُوا وَأَطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَانْتَهُوا إِلَى نَهْيِهِ تُرْشَدُوا وَصِيرُوا إِلَى مُرَادِهِ وَلَا تَتَفَرَّقَ بِكُمُ السُّبُلُ عَنْ سَبِيلِهِ أَنَا صِرَاطُ اللّٰهِ الَّذِي أَمَرَكُمُ اللّٰهُ بِاتِّبَاعِهِ ثُمَّ عَلِيٌّ مِنْ بَعْدِي ثُمَّ وُلْدِي مِنْ صُلْبِهِ أَئِمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ثُمَّ قَرَأَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ إِلَى آخِرِهَا وَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ وَلَهُمْ عَنَتْ وَبِإِيَّاهُمْ خُصَّتْ أُولٰئِكَ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ أَلَا إِنَّ أَعْدَاءَ عَلِيٍّ هُمْ أَهْلُ الشِّقَاقِ الْعَادُونَ وَإِخْوَانُ الشَّيَاطِينِ الَّذِينَ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا الَّذِينَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ تَعَالَى لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَهُمُ الَّذِينَ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَهُمُ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ آمِنِينَ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلٰئِكَةُ بِالتَّسْلِيمِ ادْخُلُوهَا خَالِدِينَ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَهُمُ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ أَلَا إِنَّ أَعْدَاءَهُمُ الَّذِينَ يَصْلَوْنَ سَعِيرًا أَلَا إِنَّ أَعْدَاءَهُمُ الَّذِينَ يُسْمَعُونَ لِجَهَنَّمَ شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ وَلَهَا زَفِيرٌ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا الْآيَةَ أَلَا إِنَّ أَعْدَاءَهُمُ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَهُمُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ مَعَاشِرَ النَّاسِ شَتَّانَ مَا بَيْنَ السَّعِيْرِ وَالْجَنَّةِ عَدُوٌّ نَا مَنْ ذَمَّهُ اللّٰهُ وَلَعَنَهُ وَوَلِيُّنَا مَنْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَدَحَهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَلَا وَاِنِّيْ مُنْذِرٌ وَّعَلِيٌّ هَادٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنِّيْ نَبِيٌّ وَّعَلِيٌّ وَّصِيٌّ اَلَا وَاِنَّ خَاتَمَ الْاَئِمَّةِ مِنَّا الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ اَلَا اِنَّهُ الظَّاهِرُ عَلَى الدِّيْنِ اَلَا اِنَّهُ الْمُسْتَقِيْمُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ اَلَا اِنَّهُ فَاتِحُ الْحُصُوْنِ وَهَادِمُهَا اَلَا اِنَّهُ قَاتِلُ كُلِّ قَبِيْلَةٍ مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ اَلَا اِنَّهُ مُدْرِكُ كُلِّ ثَارٍ لِاَوْلِيَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا اِنَّهُ نَاصِرُ دِيْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلَا اِنَّهُ الْغَرَّافُ مِنْ بَحْرٍ عَمِيْقٍ اَلَا اِنَّهُ يَسِمُ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ بِفَضْلِهٖ وَكُلَّ ذِيْ جَهْلٍ بِجَهْلِهٖ اَلَا اِنَّهُ خِيَرَةُ اللّٰهِ وَمُخْتَارُهٗ اَلَا اِنَّهُ وَارِثُ كُلِّ عِلْمٍ وَالْمُحِيْطُ بِهٖ اَلَا اِنَّهُ الْمُخْبِرُ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ الْمُنَبِّهُ بِاَمْرِ اِيْمَانِهٖ اَلَا اِنَّهُ الرَّشِيْدُ السَّدِيْدُ اَلَا اِنَّهُ الْمَفْوَضُ اِلَيْهِ اَلَا اِنَّهُ قَدْ بَشَّرَ بِهٖ مَنْ سَلَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَلَا اِنَّهُ الْبَاقِيْ حُجَّةً وَّلَا حُجَّةَ بَعْدَهٗ وَلَا حَقَّ اِلَّا مَعَهٗ وَلَا نُوْرَ اِلَّا عِنْدَهٗ اَلَا اِنَّهُ لَا غَالِبَ لَهٗ وَلَا مَنْصُوْرَ عَلَيْهِ اَلَا اِنَّهُ وَلِيُّ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ وَحُكْمُهٗ فِيْ خَلْقِهٖ وَاَمِيْنُهٗ فِيْ سِرِّهٖ وَعَلَانِيَتِهٖ مَعَاشِرَ النَّاسِ قَدْ بَيَّنْتُ لَكُمْ وَاَفْهَمْتُكُمْ وَهٰذَا عَلِيٌّ يُفْهِمُكُمْ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنَّ عِنْدَ انْقِضَاءِ خُطْبَتِيْ اَدْعُوْكُمْ اِلٰى مُصَافَقَتِيْ عَلٰى بَيْعَتِهٖ وَالْاِقْرَارِ بِهٖ ثُمَّ مُصَافَقَتِهٖ مِنْ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنِّيْ قَدْ بَايَعْتُ اللّٰهَ وَعَلِيٌّ قَدْ بَايَعَنِيْ وَاَنَا اٰخِذُكُمْ بِالْبَيْعَةِ لَهٗ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَلَا اِنَّهٗ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ اَلَا يَبْدَءُ مَعَاشِرَ النَّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ فَمَا وَرَدَهٗ اَهْلُ بَيْتٍ اِلَّا اسْتَغْنَوْا وَكَانَتْ خَلَّتُوْا عَنْهُ اِلَّا افْتَقَرُوْا وَمَعَاشِرَ النَّاسِ مَا وَقَفَ بِالْمَوْقِفِ مُؤْمِنٌ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهٖ اِلٰى وَقْتِهٖ ذٰلِكَ فَاِذَا انْقَضَتْ حُجَّتُهٗ اُسْتُؤْنِفَ عَمَلُهٗ مَعَاشِرَ النَّاسِ الْحُجَّاجُ مَغْفُوْرُوْنَ وَنَفَقَاتُهُمْ مُخَلَّفَةٌ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ مَعَاشِرَ النَّاسِ حُجُّوا الْبَيْتَ بِكَمَالِ الدِّيْنِ وَالتَّفَقُّهِ وَلَا تَنْصَرِفُوْا عَنِ الْمَشَاهِدِ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَاِقْلَاعٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَئِنْ طَالَ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَقَصَّرْتُمْ اَوْ نَسِيْتُمْ فَعَلِيٌّ وَلِيُّكُمْ وَمُبَيِّنٌ لَّكُمُ الَّذِيْ نَصَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَعْدِيْ وَمِنْ خَلْفِهٖ اللّٰهُ مِنِّيْ وَمِنْهُ يُخْبِرُكُمْ بِمَا تَسْئَلُوْنَ مِنْهُ وَيُبَيِّنُ لَكُمْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا اِنَّ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ اُحْصِيَهُمَا وَاُعَرِّفَهُمَا فَاَمَرُ بِالْحَلَالِ وَاَنْهٰى عَنِ الْحَرَامِ فِيْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ فَاَمَرْتُ اَنْ اٰخُذَ الْبَيْعَةَ عَلَيْكُمْ وَالصَّفْقَةَ لَكُمْ بِقَوْلٍ مَا جِئْتُ بِهٖ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنِّيْ وَمِنْهُ اُمَنَاءُ قَائِمَةٌ وَفِيْهِمُ الْمَهْدِيُّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ مَعَاشِرَ النَّاسِ وَكُلُّ حَلَالٍ دَلَلْتُكُمْ عَلَيْهِ وَكُلُّ حَرَامٍ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرْجِعْ عَنْ ذٰلِكَ وَلَمْ اُبَدِّلْ اَلَا فَاذْكُرُوْا ذٰلِكَ وَاحْفَظُوْهُ وَتَوَاصَوْا بِهٖ وَلَا تُبَدِّلُوْهُ وَلَا تُغَيِّرُوْهُ اَلَا وَاِنِّيْ اُجَدِّدُ الْقَوْلَ اَلَا فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اَلَا وَاِنَّ رَاْسَ اَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ اَنْ تَنْتَهُوْا اِلٰى قَوْلِيْ وَتُبَلِّغُوْهُ مَنْ لَّا يَحْضُرُهٗ وَتَاْمُرُوْهُ بِقَبُوْلِهٖ وَتَنْهَوْهُ عَنْ مُّخَالَفَتِهٖ فَاِنَّهٗ اَمْرٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنِّيْ وَلَا اَمْرَ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا نَهْيَ عَنْ مُّنْكَرٍ اِلَّا مَعَ اِمَامٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَلْقُرْاٰنُ يُعَرِّفُكُمْ اَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ وُّلْدِهٖ وَعَرَّفْتُكُمْ اَنَّهٗ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ حَيْثُ يَقُوْلُ اللّٰهُ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ وَقُلْتُ لَنْ تَضِلُّوْا مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا مَعَاشِرَ النَّاسِ اَلتَّقْوٰى اَلتَّقْوٰى اِحْذَرُوا السَّاعَةَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ اُذْكُرُ الْمَمَاتَ وَالْحِسَابَ وَالْمَوَازِيْنَ وَالْمُحَاسَبَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالثَّوَابَ وَالْعِقَابَ فَمَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ اُثِيْبَ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَيْسَ لَهٗ فِي الْجِنَانِ نَصِيْبٌ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّكُمْ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُصَافِقُوْنِيْ بِكَفٍّ وَّاحِدَةٍ وَاَمَرَنِيَ اللّٰهُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ اَلْسِنَتِكُمُ الْاِقْرَارَ بِمَا عَقَدْتُّ لِعَلِيٍّ مِّنْ اِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ جَآءَ بَعْدَهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ مِنِّيْ وَمِنْهُ عَلٰى مَا اَعْلَمْتُكُمْ اَنَّ ذُرِّيَّتِيْ مِنْ صُلْبِهٖ فَقُوْلُوْا اِيَّانَا سَامِعُوْنَ مُطِيْعُوْنَ رَاضُوْنَ مُنْقَادُوْنَ لِمَا بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنَا وَرَبِّكَ فِيْ اَمْرِ عَلِيٍّ وَّاَمْرِ وُلْدِهٖ مِنْ صُلْبِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ نُبَايِعُكَ عَلٰى ذٰلِكَ بِقُلُوْبِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَلْسِنَتِنَا وَاَيْدِيْنَا عَلٰى ذٰلِكَ نَحْيٰى وَنَمُوْتُ وَنُبْعَثُ وَلَا نُغَيِّرُ وَلَا نُبَدِّلُ وَلَا نَشُكُّ وَلَا نَرْتَابُ وَلَا نَرْجِعُ عَنْ عَهْدٍ وَّلَا نَنْقُضُ الْمِيْثَاقَ وَنُطِيْعُ اللّٰهَ وَنُطِيْعُكَ وَعَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوُلْدَهُ الْاَئِمَّةَ الَّذِيْنَ ذَكَرْتَهُمْ مِّنْ ذُرِّيَّتِكَ مِنْ صُلْبِهٖ بَعْدَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ الَّذِيْنَ فَلَوْ عَرَّفْتُكُمْ مَكَانَهُمَا مِنِّيْ وَمَحَلَّهُمَا عِنْدِيْ وَمَنْزِلَتَهُمَا مِنْ رَبِّيْ فَقَدْ اَدَّيْتُ ذٰلِكَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاُمُّهُمَا الْاِمَامَانِ بَعْدَ اَبِيْهِمَا عَلِيٍّ وَاَنَا اَبُوْهُمَا قَبْلَهٗ وَقُوْلُوْا اَطَعْنَا اللّٰهَ بِذٰلِكَ وَاِيَّاكَ وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَئِمَّةَ الَّذِيْنَ ذَكَرْتَ عَهْدَهُمْ وَمِيْثَاقَهُمْ مِنَّا فَاَمَّا تَخُوْنُ الْاَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ قُلُوْبِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَلْسِنَتِنَا وَمُصَافَقَةِ اَيْدِيْنَا مَنْ اَدْرَكَهُمَا بِيَدِهٖ وَاَقَرَّ بِهِمَا بِلِسَانِهٖ لَا نَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ بَدَلًا وَلَا نَرٰى مِنْ اَنْفُسِنَا عَنْهُ حِوَلًا اَبَدًا اَشْهَدَنَا اللّٰهُ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا وَاَنْتَ بِهٖ عَلَيْنَا شَهِيْدٌ وَكُلُّ مَنْ اَطَاعَ مِمَّنْ ظَهَرَ وَاسْتَتَرَ وَمَلٰٓئِكَةُ اللّٰهِ وَجُنُوْدُهٗ وَعَبِيْدُهٗ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَهِيْدٍ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا تَقُوْلُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ كُلَّ صَوْتٍ وَخَافِيَةَ كُلِّ نَفْسٍ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَنْ بَايَعَ فَاِنَّمَا يُبَايِعُ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ مَعَاشِرَ النَّاسِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَبَايِعُوْا عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَئِمَّةَ كَلِمَةً بَاقِيَةً يُهْلِكُ اللّٰهُ مَنْ غَدَرَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ اَوْفٰى فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَلَا يَا مَعَاشِرَ النَّاسِ قُوْلُوا الَّذِيْ قُلْتُ لَكُمْ وَسَلِّمُوْا عَلٰى عَلِيٍّ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَقُوْلُوا الْحَمْدُ

لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَنَّ فَضَآئِلَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَثِیْرٌ وَقَدْ اَنْزَلَهَا عَلَیَّ فِی الْقُرْاٰنِ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ اَحْصٰیهَا فِیْ مَكَانٍ وَاحِدٍ فَمَنْ اَنْبَاكُمْ بِهَا وَعَرَفَهَا فَصَدِّقُوْهُ مَعَاشِرَ النَّاسِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَعَلِیًّا وَّالْاَئِمَّةَ الَّذِیْنَ ذَكَرْتُهُمْ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا مَعَاشِرَ النَّاسِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی مُبَایَعَتِهٖ وَمُوَالَاتِهٖ وَالتَّسْلِیْمِ عَلَیْهِ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ مَعَاشِرَ النَّاسِ قُوْلُوْا مَا یَرْضَی اللّٰهُ بِهٖ عَنْكُمْ مِنَ الْقَوْلِ فَاِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاغْضِبْ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ وَالْكٰفِرٰتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

ترجمہ :۔ (رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جو اپنی توحید میں (لوگوں کے خیالات سے) دور و برتر ہے اور اپنی یکتائی میں نزدیک ہے اور اپنی سلطنت میں غالب اور اپنی خدائی کے اصول میں عظیم الشان ہے جو چیز جہاں جہاں ہے اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں تمام مخلوق پر اپنی قدرت اور اپنی دلیل سے غالب ہے ایسا صاحب عزت و بزرگی کہ ہمیشہ سے ہے اور ایسا لائق حمد کہ ہمیشہ رہیگا تمام بلند چیزوں کا پیدا کرنیوالا اور تمام بچھی ہوئی چیزوں کا بچھانے والا زمینوں اور آسمانوں کا انتظام کرنیوالا۔ سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ جس کے سب نام نیوا ہیں تمام فرشتوں کا اور روح کا پروردگار جن جن چیزوں کو پیدا کیا ہے ان سب پر احسان و انعام کرنیوالا ہر آنکھ کو خود دیکھتا ہے حالانکہ آنکھیں اس کو نہیں دیکھتیں۔ صاحب کرم ہر دیار بتدریج کام کرنیوالا جس نے ہر شے کو اپنی وسیع رحمت سے حصہ دیا ہے اور اپنی نعمت سے مخلوق پر احسان کیا ہے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا نہ عذاب دینے میں جس کے لوگ مستحق بھی ہوں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور دلوں کے حال سے آگاہ ہے پوشیدہ باتیں اس پر چھپی نہیں رہتیں اور نہ خفیہ باتوں میں اس کو کوئی شبہہ پڑ سکتا ہے۔ ہر شے پر اس کا احاطہ ہے اور ہر چیز پر اس کا غلبہ ہے ہر چیز میں اس کی قوت ساری ہے اور ہر چیز پر اس کی قدرت حاوی ہے۔ کوئی شے اس کے مانند نہیں ہے اور وہی شے کا پیدا کرنے والا ہے جبکہ کوئی شے موجود نہ تھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ باقی رہیگا اس زبردست حکمت والے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی شان اس سے زیادہ ہے کہ بینائیں اس کا ادراک کرسکیں حالانکہ وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ بڑا باریک بیں اور کارآگاہ ہے کوئی شخص اس کے اوصاف کو از روئے معائنہ بیان نہیں کرسکتا اور نہ کوئی ظاہر یا باطن کی رو سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیا ہے ہاں اپنی چیزوں سے اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے جن کو کہ اس نے اپنی ذات (کی معرفت) کے لئے قائم کیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کی قدوسیت تمام عالم پر حاوی اور اس کا نور ابدالآباد پر غالب ہے اور اس کا حکم بغیر کسی مشورہ دینے والے کے مشورہ کے نافذ و جاری ہے۔ معاملات کے اندازہ کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں اور اس کی تدبیر میں اختلاف نہیں ہے جس چیز کی اس نے صورت بنائی نئی بنائی (یعنی اس کی کوئی مثال سے موجود نہ تھی) اور جو کچھ بھی پیدا کیا اس طرح پیدا کیا کہ نہ کسی کی مدد لینی پڑی اور نہ کوئی حیلہ کرنا پڑا پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور وہ ہوگئی اور جس وقت اسے پیدا کر دیا وجود میں آگئی اور وہ وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو کاریگری میں پختہ ہے اچھی چیزیں بنانے والا ایسا منصف کہ کبھی ظلم نہیں کرتا اور ایسا کریم کہ تمام امور کی بازگشت اسی کی طرف ہوگی اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہر چیز اس کی قدرت کے آگے پست اور ہر شے اس کی ہیبت سے سرنگوں ہے تمام فرشتوں کا وہ مالک اور تمام آسمانوں کا گردش دینے والا سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کہ ان میں سے ہر ایک معین وقت کے لئے گردش میں ہے وہ رات کو دن پر مستولی کر دیتا ہے اور دن کو رات پر غالب کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگا جاتا ہے ہر کینہ توز ظالم کا سر توڑنے والا ہے اور ہر سرکش شیطان کا ہلاک کرنے والا نہ اس کا کوئی مدمقابل ہے اور نہ اس کا کوئی شریک یکتا ہے بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ وہ کسی کا فرزند ہے اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ہے معبود یکتا اور پروردگار بزرگ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے فوراً فیصل کر دیتا ہے وہ جانتا ہے اور کما حقہٗ جانتا ہے وہ مارتا ہے اور جلاتا ہے وہی فقیر کرتا ہے اور وہی امیر وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے۔ وہی فریب کرتا ہے وہی دور کرتا ہے وہی روک لیتا ہے اور وہی عطا کرتا ہے۔ ہر طرح کا اختیار اسی کو ہے اور ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے ہے سب خیر و خوبی اسی کے ہاتھ ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے رات کو دن میں ٹھونس دیتا ہے اور دن کو رات میں ٹھونس دیتا ہے۔ سوائے اس زبردست بڑے بخشنے والے کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ دعا کا قبول کرنے والا اور عطیات کا دل کھول کر دینے والا تمام جنوں اور آدمیوں کا پروردگار اور پرورش کرنے والا اس کے لئے کوئی چیز بھی مشکل نہیں ہے نہ فریاد کرنیوالوں کی فریاد اس کو پریشان کر سکتی ہے اور نہ گریہ و زاری کرنیوالوں کی گریہ و زاری اس کو تنگ اور عاجز کر سکتی۔ نیک بندوں کا بچانے والا اور فلاح پانے والوں کو توفیق دینے والا تمام عالموں کا سردار، ہر اس شخص کے ذمے جس جس کو پیدا کیا یہ استحقاق رکھتا ہے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور ہر ایک خوشی اور ناخوشی اور سختی اور آسانی کی حالت میں اس کی تعریف کرے۔ میں اس پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اس کے حکم کو سنتا ہوں اور اس کی اطاعت کے لئے حاضر اور جو کچھ اس کو پسند ہے اس کے بجالانے پر تیار اور اس کا فیصلہ ماننے پر مستعد، اس خواہش سے بھی کہ اس کی اطاعت کے لئے آمادہ ہوں اور اس خوف سے بھی کہ اس کی عقوبت سے ڈرتا ہوں کیونکہ اس کے بدلہ لینے سے بے خوف نہ ہونا چاہیئے اور اس بات سے ڈرنا نہ چاہیئے کہ اس کی طرف سے کوئی ظلم ہوگا میں اپنی ذات کے لئے اپنے بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے مالک ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور جو کچھ اس نے میری طرف وحی فرمائی ہے اسے ادا کرتا ہوں۔ اس خوف سے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھ پر ایسی بلا نازل ہوگی کہ جسے مجھ سے کوئی دفع نہ کر سکے گا خواہ کیسا ہی بڑا تدبیر کرنے والا کیوں نہ ہو سوائے اس خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ جو حکم اس وقت مجھ پر نازل کیا گیا ہے اگر میں اسے نہ پہنچاؤں تو گویا میں نے اس کی رسالت ہی نہیں پہنچائی اور اس بزرگ و برتر خدا نے اس بات کی ضمانت فرمائی ہے کہ وہ مجھے آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اللہ خود کافی اور کریم ہے جس نے میرے پاس ان لفظوں میں وحی فرمائی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے رسولؐ! جو کچھ تمہارے پاس علیؑ کے بارے میں تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا تم نے اس کی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو محفوظ رکھے گا۔ اے لوگو جو کچھ بھی اس نے نازل فرمایا میں نے اس کے پہنچانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور اب میں اس آیت کی شانِ نزول بھی تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہوں کہ جبرئیلؑ میرے پاس تین مرتبہ آئے اور میرے پروردگار کی طرف سے جو خود سلام ہے یہ حکم مع سلام لائے کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوں اور ہر گورے اور کالے کو یہ اطلاع دوں کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میرے بھائی اور میرے وصی اور میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔ ان کی منزلت مجھ سے وہی ہے

جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ہاں وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد تم سب کا ولی ضرور ہے۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی کتاب میں ایک آیت نازل فرما چکا ہے وہ یہ ہے۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے نماز پڑھی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی اور ہر حال میں خدا کی خوشنودی اس کے مدنظر تھی اور اے لوگو میں نے جبرئیلؑ امین سے یہ خواہش کی کہ خدائے تعالیٰ مجھے اس حکم کے تم تک پہنچانے سے معافی دے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ متقی تم میں بہت کم ہیں اور منافق زیادہ اور گنہگار چالیں چلنے کو تیار اور اسلام کی ہنسی اڑانے والے حیلہ جوئی کے لئے مستعد یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں اس طرح فرماتا ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو کچھ ان کے دلوں میں نہیں ہوتا اور وہ اسے معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی سخت بات ہے اور وہ مجھے کتنی ہی دفعہ تکلیفیں بھی بہت دے چکے ہیں یہاں تک کہ میرا نام رکھا کہ یہ کان ہی کان ہیں اور میری نسبت گمان بھی کر لیا کہ میں ایسا ہی ہوں اس وجہ سے کہ میں علیؑ کو اپنے پاس زیادہ رکھتا ہوں اور اُن کی طرف توجہ زیادہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مجھ پر یہ آیت نازل کی اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو نبیؐ کو ایذا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہ کان ہی کان ہیں تم ان لوگوں کے برخلاف جو تم کو ایسا سمجھتے ہیں یہ کہدو کہ تمہارے لئے ان کا کان ہونا بہتر ہے اور اگر میں یہ چاہوں کہ ان کے نام بتلادوں تو بتلا سکتا ہوں اور اگر یہ چاہوں کہ ان کی طرف اشارہ کر دوں تو کر سکتا ہوں اور اگر یہ چاہوں کہ ان کا پتہ بتا دوں تو بتا سکتا ہوں لیکن واللہ میں نے ان کے تمام معاملات میں اخلاق کریمانہ کا برتاؤ کیا ہے مگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کوئی عذر قبول نہیں فرماتا اور یہی حکم دیتا ہے کہ میری طرف جو کچھ اس وقت نازل کیا ہے وہ پہنچا دوں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اے رسولؐ جو کچھ علیؑ کے بارے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (گویا) تم نے اس کی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو محفوظ رکھیگا۔ سو اے لوگو! تم سمجھ لو کہ اللہ نے علیؑ کو یقیناً تمہارے واسطے ایسا ولی اور ایسا امام مقرر کر دیا ہے جس کی اطاعت مہاجرین پر بھی لازم ہے اور انصار پر بھی اور جو نیکی میں انکے تابع ہیں ان پر بھی اور جنگلی پر بھی اور شہری پر بھی عجمی پر بھی اور عربی پر بھی آزاد پر بھی اور غلام پر بھی بچے بھی اور بوڑھے پر بھی گورے پر بھی اور کالے پر بھی اور ہر خدا کے بکتا ماننے والے پر اس کا حکم جاری ہوگا اس کا قول ماننا پڑیگا اس کا فرمان نافذ ہوگا جو اسکی مخالفت کریگا ملعون ہو جائیگا اور جو اسکی متابعت اور اسکی تصدیق کریگا اس پر رحم کیا جائیگا کہ اللہ نے خود اس کو مغفور فرمایا ہے اور جو شخص اس کی بات سنے گا اور اس کی اطاعت کریگا اس کو بھی۔ اے لوگو! یہ آخری مقام ہے کہ میں اس جگہ اس کو قائم مقام بناتا ہوں پس تم سنو اور مانو اور اپنے پروردگار کے حکم کی اطاعت کرو کہ خدائے عزوجل تمہارا پروردگار اور تمہارا معبود ہے پھر اس کے بعد اس کا رسول محمدؐ تمہارا ولی ہے جو اس وقت کھڑا ہوا تم سے بات کر رہا ہے پھر میرے بعد تمہارے پروردگار کے حکم سے علیؑ تمہارا ولی اور تمہارا امام ہے پھر قیامت کے دن تک یعنی اس دن تک کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے حضور میں پہنچو گے ائمہ میری اولاد میں چلی جائیگی جو علیؑ کے صلب سے ہونگی کوئی چیز حلال نہ ہوگی سوائے اس کے جسے اللہ نے حلال قرار دیا اور کوئی چیز حرام نہ ہوگی سوائے اس کے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا اس نے مجھے حلال و حرام پہنچوا دیا اور میں نے اپنے پروردگار کی کتاب کا علم اور حلال و حرام کا علم علیؑ کے سپرد کر دیا۔ اے لوگو! کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے خدا تعالیٰ نے میری ذات میں احصا نہ فرما دیا ہو اور میں نے وہ امام المتقین علیؑ کے سپرد نہ کر دیا ہو۔ کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ میں نے علیؑ کو تعلیم نہ کیا ہو امام مبین یہی ہے۔ لوگو! اس سے بہک کر اور طرف نہ جانا اس سے الگ نہ ہونا اور اس کو حاکم بنانے سے نفرت نہ کرنا اس لئے کہ یہی حق کی ہدایت کریگا اور یہی حق پر عمل کریگا اور یہی باطل کو مضمحل کرے گا اور یہی اس سے باز رکھے گا اور اللہ کے کام سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اُسے باز نہ رکھے گی پھر یہ بھی سمجھ لو کہ یہی پہلا شخص ہے جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لایا اور جس نے رسولؐ پر اپنی جان فدا کی اور رسولؐ کے ساتھ ہو کر اللہ کی عبادت ایسی حالت میں کرتا رہا کہ کوئی اور شخص مردوں میں سے رسولؐ اللہ کا ساتھی نہ تھا۔ لوگو! اس کی فضیلت تسلیم کرو کہ اسے اللہ نے فضیلت دی ہے اور اس کی امامت کو مانو کہ اللہ نے اس کو امام مقرر کیا ہے۔ لوگو! یہ اللہ کی طرف سے امام ہے اور اللہ کسی ایسے شخص کی توبہ قبول نہ کریگا جو اس کی ولایت کا منکر ہو اور ہرگز اسے نہ بخشے گا۔ اور اللہ پر لازم ہے کہ جو علیؑ کے بارے میں اس کے حکم کی مخالفت کرے اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرے کہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سخت سے سخت اور انوکھے سے انوکھا عذاب دے پس تم اس کی مخالفت سے بچتے رہنا کہیں اس آگ میں نہ چلے جاؤ جس کا ایندھن آدمی ہونگے اور پتھر وہ کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔ لوگو! میرے ہی سبب سے پہلوں کو بشارت دی گئی ہے نبی ہوں تو رسول ہوں تو اور نبی ہی تمام نبیوں اور رسولوں کا خاتمہ ہوں اور تمام مخلوق پر کہ وہ آسمانوں کے رہنے والے ہوں تو اور زمینوں کے رہنے والے ہوں تو خدا کی حجت ہوں پس جو اس میں شک کرے وہ ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ اب سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں کافر ہوا کرتے تھے اور جو میرے اس قول میں کچھ بھی شک کرے تو اس نے گویا کل امور میں شک کیا اور جو کل باتوں میں شک کرنے والا ہے اس کے واسطے جہنم تیار ہے۔ لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان و کرم سے جو مجھ پر ہر دم مبذول ہے یہ فضیلت مجھے عطا فرمائی ہے اُس خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ہمیشہ ہمیشہ سے ہر حال میں اسی کی حمد و ثنا کرتا رہا ہوں۔ لوگو! علیؑ کو بزرگ جانو کہ وہ میرے بعد کل لوگوں سے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت افضل ہے۔ ہمارے ہی سبب سے اللہ تعالیٰ رزق نازل فرماتا ہے اور سب مخلوق اسی سے باقی ہے جو شخص کہ میرے اس قول کو رد کرے وہ ملعون ہے ملعون ہے مغضوب ہے مغضوب ہے اگرچہ اس کے خیال کے موافق نہ ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جبرئیلؑ امین نے مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے خبر پہنچائی ہے اور وہ خود یہ فرماتا ہے کہ جو شخص علیؑ سے دشمنی کرے اور ان سے دوستی نہ رکھے تو اس پر میری لعنت بھی ہوگی اور میرا غضب بھی ہوگا پس ہر نفس کو خور کرنا لازم ہے کہ وہ کل کے لئے آگے کیا بھیجتا ہے اللہ سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو کہ ثابت قدمی کے بعد کہیں قدم لغزش نہ کر جائیں بیشک جو کچھ تم کرتے ہو خدائے تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ لوگو! وہ جنب اللہ ہے (اسی کے بارے میں) اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا کہ بعض نفس یہ کہیگا کہ افسوس میں نے جنب اللہ کے بارے میں کیسی کوتاہی کی! لوگو! قرآن مجید میں غور کرو اور اس کی آیتوں کو سمجھو اور اس کے محکمات میں نظر ڈالو اور اس کے متشابہات کی پیروی نہ کرو خدا کی قسم سوائے اس شخص کے جس کا ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہوں اور جسکو میں اپنی طرف اٹھائے ہوئے ہوں اور جسکا بازو میں تھامے ہوئے ہوں کوئی اور تنبیہوں کو تمہارے لئے ٹھوکر بیان نہ کریگا اور اس کی تفسیر کی تمہارے لئے وضاحت نہ کریگا اور تمہارا سکھانے والا نہ بنے گا بیشک جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے اور یہی علیؑ ابن ابیطالبؑ میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور اس کا یہ ولی ہونا اللہ کی طرف سے ہے اور اسی نے مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ لوگو! یہ علیؑ اور جتنے میری اولاد میں سے معصوم ہیں وہ سب ثقل اصغر ہیں اور قرآن مجید ثقل اکبر ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھ والے کے حالات سے آگاہی دیتے والا ہے اور اس سے موافقت کرنے والا ہے یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے جبتک

کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں ۔ یہ خدائے تعالیٰ کی مخلوق میں اس کے امین ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کے مقرر کئے ہوئے حاکم۔ آگاہ رہو کہ میں نے ادا کر دیا سمجھ لو کہ میں نے پہنچا دیا ہوشیار ہو کہ میں نے سنا دیا خبردار ہو کہ میں نے کھولکر بیان کر دیا۔ دیکھو خدائے عزوجل نے فرمایا اور میں نے خدائے عزوجل کی طرف سے سنا دیا سمجھ رکھو کہ میرے اس بھائی کے سوا کوئی اور امیرالمومنین نہ ہوگا اور میرے بعد اسکے سوا کسی دوسرے کے واسطے امارتِ مومنین جائز نہیں ہے پھر علیؑ کے بازو پر ہاتھ مار کر ان کو اور بلند کیا یہانتک کہ ان کے پاؤں جناب رسولِ خدا کے گھٹنوں کے برابر آ گئے حالانکہ ہاتھ تو اسی وقت سے تھامے ہوئے تھے جس وقت سے کہ آپ منبر پر تشریف لے گئے تھے پھر فرمایا لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرے علم کا خازن اور میری امت پر اور کتاب خدا کی تفسیر پر میرا خلیفہ اور خدا کی طرف بلانے والا اور جن چیزوں کو خدائے تعالیٰ پسند فرماتا ہے ان پر عمل کرنے والا اور خدا کے دشمنوں سے لڑنے والا اور خدا کی اطاعت پر دوستی کرنے والا اور اسکی نافرمانی سے روکنے والا۔ خدا کے رسولؐ کا خلیفہ مومنوں کا امیر خدا کا حکم پہنچانے والا اور خدا کے حکم سے ناکثین و قاسطین و مارقین سے لڑنے والا ہے۔ میں اپنے پروردگار خدائے تعالیٰ کے حکم کے بموجب کہتا ہوں اور میری بات پلٹی نہیں جائیگی میں بحکم خدا یہ کہتا ہوں کہ یا اللہ تو اُس سے دوستی رکھیو جو اس سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھیو جو اس سے دشمنی رکھے اور اس پر لعنت کیجیو جو اس کا انکار کرے اور اس پر غضب نازل کیجیو جو اس کے حق کا منکر ہو جائے یا اللہ تو نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ امامت تیرے ولی علیؑ کے لئے ہے اور جب میں نے اس کو کھولکر بیان کیا اور علیؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تو تو نے وہ آیت نازل فرمائی جس سے اپنے بندوں کے دین کی تکمیل کر دی اور ان پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تو نے ان کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا پھر تو نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہوگا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا یا اللہ میں تجھکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے پہنچا دیا۔ لوگو! سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدائے عزوجل نے دین کو اس کی امامت کے ساتھ کامل کیا ہے پس جو شخص اس کو امام نہ مانے اور اس کے بعد قیامت تک میری اولاد سے اور اس کے صلب سے جو اسکے قائم مقام ہوں انکو امام نہ مانے تو جب وہ خدا کی حضور میں پیش کیا جائیگا تو وہ وہی لوگ ہونگے جنکے کل اعمال بیکار کر دیئے جائیں گے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) جہنم میں رہنے والے ہوں گے اللہ ان کے عذاب میں تخفیف نہ فرمائیگا اور نہ انکو مہلت دی جائیگی۔ لوگو! علیؑ سب سے زیادہ میری نصرت کرنے والا ہے اور تم سب سے زیادہ مجھ سے قرابت رکھنے والا ہے اور تم سب سے زیادہ میرا عزیز ہے اور خدائے عزوجل اور میں دونوں اس سے راضی ہیں خوشنودیٔ خدا کی کوئی آیت ایسی نہیں اتری جو اس کے بارے میں نہ ہو اور مومنوں کو کسی جگہ خدائے تعالیٰ نے مخاطب نہیں کیا مگر یہ کہ آغاز اسی سے فرمایا ہے اور قرآن مجید میں مدح کی کوئی آیت ایسی نہیں اتری جو اس کی شان میں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے سورہ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ میں جنت کی شہادت خاص اسی کے لئے دی ہے اور وہ سورت اس کے سوا کسی دوسرے کی شان میں نازل نہیں فرمائی اور نہ اس کے سوا کسی اور کی اس میں تعریف فرمائی ہے ۔ لوگو! وہ اللہ کے دین کی نصرت کرنیوالا اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے جدال و قتال کرنیوالا اور وہ چیدہ و برگزیدہ خدا تک پہنچانیوالا اور خود ہدایت یافتہ ہے تمہارا نبیؐ سب سے اچھا نبیؐ اور تمہارا وصیؑ سب سے اچھا وصیؑ ہے اور اس کی اولاد سے بہترین اوصیاء ہونگے ۔ لوگو! ہر نبی کی ذرّیت خود اس کے صلب سے ہوئی ہے اور میری ذرّیت علیؑ کے صلب سے ہے ۔ لوگو! ابلیسؑ نے آدم علیہ السلام کو حسد کے سبب جنت سے نکالا پس تم علیؑ سے حسد نہ کرنا ورنہ تمہارے کل اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تمہارے قدم لغزش کر جائینگے ۔ آدم علیہ السلام صرف ایک ترکِ اولیٰ کے سبب زمین اتار دیئے گئے تھے حالانکہ وہ خدا کے برگزیدہ بندے تھے تو پھر تمہاری کیا حالت ہوگی جس حال میں کہ تم ہو جو کچھ ہو اور تم میں بعض خدا کے دشمن بھی موجود ہیں خبردار رہو کہ علیؑ سے سوائے شقی کے اور کوئی بغض نہ رکھے گا اور سوائے برگزیدہ خدا کے کوئی اور علیؑ کا دوست نہ بنے گا اور سوائے مومنِ خاص کے کوئی اس پر ایمان نہ لائیگا و اللہ علیؑ ہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے سورۂ عصر نازل فرمائی ہے ۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر آنحضرتؐ نے سورۂ وَالْعَصْرِ تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں نے اللہ کو گواہ کیا اور اپنی رسالت تم کو پہنچا دی اور رسولؐ کے ذمہ سوائے کھولکر پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے ۔ لوگو! اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر اسی حالت میں کہ تم تسلیم کرنیوالے ہو ۔ لوگو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ پر اور اس نور پر جو اس کے ساتھ ہی ساتھ اتارا گیا ہے ۔ قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں پھر ان کو انکی پشت کی طرف پھیر دیں ۔ لوگو! خدائے عزوجل کی طرف سے نور مجھ میں موجود ہے پھر وہ علیؑ میں چلا جائیگا ۔ پھر اس کی نسل میں مہدیؑ قائم تک رہیگا جو اللہ کے حق کی بابت بھی مواخذہ کریگا اور ہمارے ہر حق کی بابت بھی ۔ اس لئے کہ خدائے عزوجل نے تمام اہل عالم کی تقصیر کرنیوالوں پر عناد برتنے والوں پر، مخالفت کرنے والوں پر ۔ ضمانت کرنیوالوں پر ۔ گناہ کرنے والوں پر اور ظلم کرنے والوں پر ہم کو حجت قرار دیا ہے ۔ لوگو! میں تم کو ڈراتا ہوں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۔ مجھ سے پہلے اور رسولؐ بھی گزر چکے ہیں کیا میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو شخص اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائیگا تو وہ اللہ کا کبھی کچھ نہ بگاڑیگا اور اللہ شکر گزار بندوں کو جزائے خیر دیگا ۔ آگاہ رہو کہ علیؑ صبر و شکر سے موصوف ہیں اور انکے بعد میری وہ اولاد جو انکے صلب سے ہے ۔ لوگو! تم اللہ تعالیٰ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ ورنہ وہ تم سے ناراض ہو جائیگا اور اس کی طرف سے تم کو عذاب پہنچے گا یقیناً وہ ایسے لوگوں کی گھات میں ہے ۔ لوگو! عنقریب میرے بعد ایسے امام ہونگے جو جہنم کی طرف بلائیں گے اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کی جائیگی ۔ لوگو! اللہ تعالیٰ اور میں دونوں ان سے بیزار ہیں ۔ لوگو! یقیناً وہ سب اور ان کے دوست دار اور ان کے پیرو اور ان کے مددگار جہنم کے سب سے نیچے والے طبقہ میں ہوں گے تکبّر کرنے والوں کی جگہ کیسی بری ہے ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہی اشخاص اصحاب صحیفہ (کتبہ لکھنے والے) ہیں پس تم میں سے (جسکو مطلوب ہو) چاہیئے کہ وہ صحیفہ میں نظر کرلے (راوی کہتا ہے کہ جملہ حاضرین سے امرِ صحیفہ پوشیدہ رہا یعنی وہ یہ نہ سمجھے کہ آنحضرتؐ کس صحیفہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) سوائے چند لوگوں کے (یعنی وہ لوگ سمجھ گئے کہ حضرتؐ کا مقصود کیا ہے) (مترجم کہتا ہے کہ اس کلام میں صحیفہ سے وہ صحیفۂ ملعونہ مراد ہے جس کو منافقین نے غصبِ خلافت کے باب میں باہم عہد کر کے لکھا تھا) لوگو! میں امامت اور وراثت کو قیامت تک اپنی اولاد میں چھوڑتا ہوں اور جس بات کو پہنچانیکا مجھکو حکم دیا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دی تاکہ ہر حاضر و غائب پر حجت ہو اور ہر اس شخص پر جو یہاں موجود ہے یا جو موجود نہیں ہے اور ہر اس شخص پر جو پیدا ہو چکا ہے یا جو پیدا نہیں ہوا ہے اس لئے کہ ہر حاضر کو لازم ہے کہ غائب تک اس خبر کو پہنچائے اور ہر باپ کو لازم ہے کہ اپنے بیٹے کو یہ خبر پہنچائے اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح سے جاری رہے ۔ اور عنقریب لوگ اس کو از روئے غصب سلطنت بنالیں گے ۔ آگاہ رہو کہ خدا تعالیٰ غصب کرنیوالوں پر اور ان کے ساتھیوں پر لعنت کریگا اور اسی وقت اے دونوں گروہ! ہم تمہارا حساب لینے کے لئے جلدی سے فارغ ہو جائیں گے پھر تم دونوں پر آگ کی لپٹ اور بگھلا ہوا تانبا بھیجا جائیگا کہ تم دونوں اسے روک نہ سکو گے ۔ لوگو! یقیناً خدائے عزوجل جس حالت میں کہ تم ہو اسی میں تم کو نہ چھوڑیگا جب تک کہ برے کو اچھے سے الگ نہ کرے اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے ۔ لوگو! کوئی بستی ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ اسکی تکذیب کرنیوالوں کو اس کی تکذیب کے باعث ہلاک کر دیگا اور اسی طرح ہر ظلم

کرنیوالی بستی بھی ہلاک کیجائیگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ذکر فرما چکا ہے اور یہ تمہارا امام ہے اور تمہارا ولی ہے اور وہ اللہ کے وعدے ہیں اور اللہ نے جو وعدہ اِس سے کر لیا ہے وہ سچا کر دکھائیگا۔ لوگو! تم سے پہلے بہت سے بہک گئے اور اللہ نے پہلوں کو بھی ہلاک کر دیا اور وہ پچھلوں کو بھی ہلاک کرنیوالا ہے۔ لوگو! بیشک اللہ نے مجھکو امر بھی فرمایا اور نہی بھی فرمائی اور میں نے علیؑ کو امر بھی کیا اور نہی بھی کی پس علیؑ نے امر و نہی (کا حکم) خدا کی طرف سے سیکھا لہٰذا تم اس کے امر کو سنو تو سلامت رہو گے اور اسکی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ گے اور اس کے نہی کرنے سے باز رہو تو کامیاب ہو جاؤ گے اور جدھر وہ لے چلنا چاہتا ہے اُدھر ہی چلو اور مختلف راستے تم کو اس کے راستے سے نہ ہٹا دیں میں خدا کی صراطِ مستقیم ہوں جس کے اتباع کا خود خدا نے تم کو حکم دیا ہے پھر میرے بعد علیؑ صراطِ مستقیم ہیں پھر میرے بیٹے جو اسکی صلب سے ہیں ایسے امام ہیں جو حق کی راہبری کریں گے اور خود اسی پر چلیں گے پھر آنحضرتؐ نے پوری سورۂ الحمد تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور ان کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور ان کے لئے عام بھی ہے اور انہی کے لئے خاص بھی ہے وہی اللہ کے ایسے وصی ہیں جنکو نہ آئندہ کی بابت کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ گزشتہ کا رنج کرینگے آگاہ رہو کہ اللہ کے گروہ کے لوگ وہی تو غالب آنے والے ہیں سمجھ لو کہ علیؑ کے دشمن وہی نافرمانی کرنیوالے اور زیادتی کرنیوالے ہیں اور وہی ان شیاطین کے بھائی ہیں جو دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے کان میں سنہری باتیں پھونکتے رہا کرتے ہیں خبردار رہو کہ ان کے دوست جتنے ہیں وہی پکے مومن ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم اِن لوگوں کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہو۔ آگاہ رہو کہ انکے جو دوست دار ہیں انکے اوصاف خدائے عزوجل نے یوں بیان فرمائے ہیں کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملتبس نہ کیا امن و اطمینان انہی کے لئے ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ خبردار رہو انکے دوستدار جو ہیں وہ امن و امان کے ساتھ جنت میں پہنچیں گے اور فرشتے انہی کو سلام کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آئیں گے کہ تم پاک و پاکیزہ ہو گئے اب ان جنتوں میں ہمیشہ (ہمیشہ) کے لئے جا رہو۔ آگاہ رہو کہ انہی کے دوست ہیں جنکے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جنت میں بلا حساب داخل ہو جائینگے۔ سن رکھو کہ انہی کے دشمن وہ ہیں جو بھڑکتی ہوئی آگ میں جائینگے۔ بھول نہ جانا کہ انہی کے دشمن وہ ہوں گے جو جہنم کی چنگھاڑ سنیں گے جس وقت کہ وہ جوش مارتا ہوگا اور اس کی چیخ نکلتی ہوگی۔ جب بھی کوئی گروہ اس میں داخل ہوگا تو وہ اپنے ہم جنس گروہ کو لعنت کرتا ہوگا (پوری آیت کے لئے دیکھو صفحہ ۲۷۵ سطر ۹) سمجھ لو کہ وہ انہی کے دشمن ہیں جنکے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائیگا تو اس کے نگہبان ان لوگوں سے دریافت کریں گے کہ آیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا (پوری آیت کے لئے صفحہ ۸۹ سطر ۲ ملاحظہ ہو) سمجھ لو کہ وہ انہی کے دوست ہیں جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں انکے لئے گناہوں کی بخشش بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔ لوگو! جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں اور جنت میں بڑا فرق ہے ہمارا وہ ہے جس کی اللہ نے مذمت بھی کی ہے اور اس پر لعنت بھی کی ہے اور دوست ہمارا وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دوست بھی رکھا ہے اور اس کی مدح بھی کی ہے۔ لوگو! یاد رکھو کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ مقامِ مقصود تک پہنچانیوالے ہیں۔ لوگو! میں نبیؐ ہوں اور علیؑ میرے وصی ہیں آگاہ رہو کہ آخری امام قائمؑ آلِ محمدؐ مہدی ہم ہی دونوں کی نسل سے ہوگا۔ خبردار رہو کہ وہی تمام دینوں پر غالب آئیگا۔ یہ سمجھ لو کہ ظالموں سے بدلہ لینے والا وہی ہوگا یاد رکھو کہ خدا کے دوستوں کے ہر خونِ ناحق کا بدلہ لینے والا وہی ہوگا۔ یاد رکھو کہ قلعوں کا فتح کرنیوالا اور ان کا منہدم کرنیوالا وہی ہوگا۔ سمجھ لو کہ مشرکوں کے ہر قبیلہ کو قتل کر دینے والا وہی ہوگا۔ سمجھ لو کہ خدائے عزوجل کے دین کی نصرت کرنے والا وہی ہوگا یاد رکھو کہ اس گہرے سمندر سے چلو بھر لینے والا وہی ہوگا۔ آگاہ رہو کہ ہر فضیلت والے کو اس کی فضیلت کے ساتھ اور ہر جاہل کو اس کے جہل کے ساتھ وہی نامزد کریگا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور پسندیدہ ہوگا۔ خبردار رہو کہ وہ ہر علم کا وارث اور اس پر پورا احاطہ رکھنے والا ہوگا۔ یہ بھی سُن رکھو کہ وہ اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے صبر دینے والا اور ایمان کی بابت تنبیہ کرنیوالا ہوگا۔ یاد رکھو کہ وہ اعلیٰ درجہ کا سمجھدار اور متین ہوگا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ کُل معاملہ اسی کے سپرد ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے جو گزرے سب نے اس کی بشارت دی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ حجتِ خدا کے طور پر وہی باقی رہیگا اور اس کے بعد کوئی نئی حجت نہ ہوگی حق صرف اسکے ساتھ ہوگا اور نور صرف اس کے پاس ہوگا۔ خوب سمجھ لو کہ اس پر کوئی غالب نہیں آئیگا اور اس کے برخلاف کوئی فتح نہ پائیگا۔ یاد رکھو کہ وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا ولی ہے اور خدا کی مخلوق میں اس کا مقرر کیا ہوا حاکم ہے اور ظاہر و باطن پر خدا کا امین ہے۔ لوگو! میں نے تمہارے لئے کھولکر بیان کیا اور تم کو سمجھا دیا اب یہ علیؑ میرے بعد تم کو سمجھایا کریگا۔ سمجھ لو کہ اپنا خطبہ پورا ہو چکنے پر میں تمہیں بلاؤنگا کہ علیؑ کی بیعت کرنے کے لئے اور اس کا اقرار کرنے کے لئے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارو پھر میرے بعد اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے خدا سے بیعت کی اور علیؑ نے خود مجھ سے بیعت کی اور میں خدا کے حکم سے اس کی بیعت تم سے لیتا ہوں اب جو اس کو توڑیگا اس کا ضرر اسی کی ذات پر پڑیگا۔ لوگو! حج و عمرہ اور صفا و مروہ خدا کی نشانیاں ہیں۔ پس جو شخص خانۂ خدا کا حج کرے یا عمرہ بجا لائے تو لوگوں خانۂ خدا کا حج کیا کرو اس لئے کہ جس خاندان کے لوگ بیت اللہ جائینگے وہی غنی ہو جائیں گے اور جو باوجود استطاعت حج سے جی چرائیں گے وہی فقیر ہو جائینگے۔ لوگو! جو مومن موقف میں جا کھڑا ہوگا خدائے تعالیٰ اس کے کُل پچھلے گناہ اس وقت تک کے بخش دیگا جب اس کا حج پورا ہو چکے تو وہ اپنے عمل کو از سرِ نو شروع کرے۔ لوگو! حج کرنیوالوں کو مدد بھی دی جائیگی اور جو کچھ ان کا خرچ پڑیگا اس کا بدل بھی انکو ملیگا۔ اور اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہ فرمائیگا۔ لوگو! بیت اللہ کا حج دین کو کامل کرکے اور فقہ کو ابھی طرح سمجھ کے کرنا اور مشاہرِ مقدسہ سے بغیر توبہ کے اور گناہ کے ارادے سے اپنے نفس کو پاک کئے نہ جانا۔ لوگو! نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔ اگر تمہاری مدت بڑھا دی جائے پھر تم سے کوتاہی ہو جائے یا تم بھول جاؤ تو یہ علیؑ تمہارا حاکم ہے اور یہ تمہارے لئے ان باتوں کو کھولکر بیان کر دیگا کہ خدائے عزوجل نے اسی کو میرے بعد مقرر کیا ہے اور اسی کو میرا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے جو خدا کی باتیں تم اس سے دریافت کرو گے وہ تمہیں بتائیگا اور جو کچھ تم نہیں جانتے ہو وہ تمہارے لئے کھولکر بیان کر دیگا۔ آگاہ رہو کہ حلال و حرام کی تعداد اتنی ہے کہ اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور نہ میں سب تمہیں پہنچوا سکتا ہوں ہاں ایک ہی مقام پر حلال کو بجا لانے کا حکم دیتا ہوں اور حرام کے ارتکاب سے ممانعت کرتا ہوں لہٰذا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ امیر المومنینؑ علیؑ کے بارے میں اور جو امام انکے بعد ہونگے کہ وہ مجھ سے اور علیؑ سے ہیں وہ قیامت تک حق پر قائم رہنے والا ایک گروہ ہوگا۔ مہدیؑ بھی انہی میں سے ہوگا جو حق حق فیصلے کیا کریگا ان سب کے بارے میں جو کچھ خدا کی طرف سے میرے پاس آیا ہے اس کے قبول کرنے کے بارے میں تم سے بیعت لیلوں سو اب تم میرے ہاتھ پر ہاتھ مار دو۔ لوگو! ہر حلال جو میں تم کو بتلا چکا ہوں اور ہر حرام جس سے میں تم کو منع کر چکا ہوں خوب سمجھ لو کہ میں اُس سے نہ کبھی ہٹوں گا اور نہ کبھی بدلونگا۔ لہٰذا تم بھی اسے یاد رکھو اس کی حفاظت کرو اور اس کے بارے میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہو اور اس کو کبھی نہ بدلنا اور کبھی اس میں تغیر نہ کرنا

دیکھو میں پھر اس بات کی تجدید کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا نیک کاموں کا حکم کرتے رہنا اور بدی سے باز رکھنا یہ بھی سمجھ لو کہ نیکی کا حکم دینے میں چوٹی کی بات یہ ہے کہ میرے قول کے بموجب عمل کرو اور جو میری بات سننے کے لئے حاضر نہ ہو اس تک اسے پہنچا دو اور اس سے میری بات منوا لو اور اس کی مخالفت سے اسے باز رکھو اس لئے کہ یہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے اور میرا بھی حکم یہی ہے اور بغیر امام کے نہ امر بالمعروف ہو سکتا ہے نہ نہی عن المنکر۔ لوگو! قرآن مجید تم کو جتلا چکا ہے کہ اس کے بعد ولے ائمہؑ اسی کی اولاد میں سے ہوں گے اور میں یہ بھی تم کو جتلا چکا ہوں کہ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جس موقع پر خدا یہ فرماتا ہے اور اس نے اسے اس کی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیدیا اور میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو۔ قیامت سے ڈرو جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔ موت کو یاد کرو حساب کو یاد کرو خدا کے حضور میں جا پہنچو اور جوابدہی کو یاد کرو ثواب و عذاب کو یاد کرو۔ جو شخص خاص نیکی لیکر آئیگا اسے ثواب دیا جائیگا اور جو شخص خاص بدی لیکر آئیگا جنت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔ لوگو! ایسے تو تم میں بہت سے ہیں جو ایک ہاتھ سے مجھ سے بیعت کرتے ہیں لیکن اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہاری زبانوں سے بھی اس بات کا اقرار لیلوں کہ میں نے علیؑ کے لئے امارت مومنین مقرر کر دی اور اس کے بعد ان ائمہؑ کے لئے جو مجھ سے بھی ہوں گے اور اس سے بھی جیسا کہ میں تم کو جتلا چکا ہوں کہ ذریت میری اس کے صلب سے ہے تو لو اب تم سب مل کے کہدو کہ آپ نے ہمارے پروردگار کی طرف سے اور اپنے پروردگار کی طرف سے علیؑ کے معاملہ میں اور ان ائمہؑ کے معاملہ میں جو انکی اولاد سے اور ان کے صلب سے ہوں گے جو کچھ بھی پہنچایا ہم اس کے سننے والے ہیں اور اسکے ماننے والے ہیں اس پر راضی ہیں اطاعت پر تیار ہیں ہم اپنے دل سے۔ جان سے زبان سے اور ہاتھ سے اسی پر بیعت کرتے ہیں اسی پر ہم جئیں گے اسی پر مریں گے اور اسی پر مبعوث ہوں گے ہم اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کریں گے نہ اس میں کسی شک و شبہہ کو راہ دینگے نہ کبھی اس عہد سے پھریں گے نہ اس پیمان کو توڑیں گے اور ہم اللہ کی اطاعت کریں گے اور آپ کی اور امیر المومنین علیؑ کی اطاعت کریں گے اور ان ائمہؑ کی اطاعت کریں گے جو ان کی اولاد سے ہیں اور جنکا آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ کی ذریت سے اور ان کے صلب سے حسنؑ و حسینؑ کے بعد ہوں گے حسنین علیہما السلام کے تعلقات جو مجھ سے ہیں میں بتلا چکا ہوں اور ان دونوں کی منزلت جو میرے پروردگار کے نزدیک ہے وہ میں تم کو اچھی طرح دکھلا چکا ہوں یہ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور دونوں اپنے باپ علیؑ کے بعد امام ہیں اور میں بحکم خدا علیؑ سے پہلے انکا باپ قرار دیا گیا ہوں اور یہ بھی کہو کہ ہم نے اس معاملہ میں اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی اطاعت کی اور علیؑ کی اطاعت کی اور حسنؑ حسینؑ کی اور ان ائمہؑ کی اطاعت کی جنکا کہ آپ نے ذکر فرمایا یہ عہد و پیمان ہے جو امیر المومنینؑ کے لئے ہمارے دلوں سے جانوں سے زبانوں سے اور اس شخص (یعنی رسولِ خدا) کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے لیا گیا ہے۔ جس نے ان دونوں (یعنی حسنینؑ) کو اپنے ہاتھ میں بھی لیا اور اپنی زبان سے بھی ان دونوں (کی بزرگی) کا اقرار کیا۔ ہم اس بات کے بدلے میں کسی اور کو نہ چاہیں گے اور جب تک جان میں جان باقی ہے کبھی اس عہد سے نہ پھریں گے۔ ہم اللہ کو گواہ کرتے ہیں اور اللہ گواہی دینے کو کافی ہے اور آپ بھی اس معاملہ میں ہمارے گواہ رہیں اور ہر وہ شخص گواہ رہے جو خدا کا مطیع ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اور خدائے تعالیٰ کے فرشتے اور اس کے لشکر اور اس کے بندے بھی گواہ رہیں اور سب گواہوں سے بڑھکر خود خدائے تعالیٰ ہے۔ لوگو! تم کیا کہتے ہو؟ اسلئے کہ اللہ ہر آواز کو جانتا ہے اور ہر نفس کی پوشیدہ باتوں کو پہچانتا ہے اب جو ہدایت پائے تو اپنی ذات کی بہتری کے لئے اور جو بھٹک جائے تو اپنے ہی آپ کو نقصان پہنچائیگا اور جو بیعت کرے وہ اللہ سے بیعت کریگا یعنی اسکے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہو گا۔ لوگو! اللہ سے ڈرو اور امیر المومنین علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان ائمہؑ سے جو کلمہ باقیہ ہیں بیعت کرلو (بعد اسکے) جو بیوفائی کریگا اللہ اسے ہلاک کریگا اور جو وفا کریگا اللہ اس پر رحم فرمائیگا اور جو اس بیعت کو توڑیگا اس توڑنے کا ضرر اسی کی ذات پر پڑیگا۔ لوگو! جو کچھ میں تم سے کہہ چکا ہوں وہ کہو اور اس وقت سے علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کیا کرو اور یہ بھی کہو کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور تیری ہی طرف بازگشت ہو گی۔ اور یہ بھی کہو کہ سب تعریف اسی اللہ کیلئے زیبا ہے جس نے ہم کو ان باتوں کی ہدایت فرمادی اور اگر اللہ ہماری راہبری نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ لوگو! اللہ کے نزدیک علیؑ بن ابیطالب کے فضائل بہت ہیں اور جو کچھ اس نے مجھ پر قرآن مجید میں نازل فرمائے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ میں کسی ایک مقام پر اپنے خطبہ میں ان کو بیان کر سکوں پس جو شخص بھی تم کو وہ فضائل جتلائے اور بتلائے تو تم اس کی تصدیق کرنا۔ لوگو! جو اللہ کی اور اسکے رسولؐ کی اور علیؑ کی اور ان ائمہؑ کی جنکا میں ذکر کر چکا ہوں اطاعت کریگا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کریگا۔ لوگو! جو علیؑ سے بیعت کرنے میں ان سے دوستی رکھنے میں اور ان کو امیر المومنین تسلیم کرنے میں سبقت کرنیوالے ہوں گے جنت کی نعمتوں کے بارے میں وہی کامیاب ہوں گے۔ لوگو! وہی بات کہو جس بات کے کہنے سے اللہ تم سے راضی ہو پھر اگر تم اور زمین میں جتنے بھی ہیں وہ سب کافر بھی ہو جائیں تو اللہ کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکیگا۔ یا اللہ تو کل مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخشدے اور کل کافر مردوں اور کافر عورتوں پر اپنا غضب نازل کر اور ہر طرح کی تعریف تمام اہل عالم کے پروردگار ہی کے لئے زیبا ہے۔

بس سب لوگوں نے پکار کر کہا کہ جی ہاں ہم نے سنا اور ہم امرِ خدا اور امرِ رسولِ خدا کی دلوں سے اور زبان سے اور ہاتھوں سے اطاعت کرنے کو حاضر ہیں اور ہر طرف سے جناب رسولِ خدا اور علیؑ مرتضےٰ پر ہجوم کر کے آگئے اور انکے ہاتھوں پر بیعت کرنے لگے۔ پہلے اشخاص جنہوں نے جناب رسولِ خدا سے عہد و پیمان کیا وہ اوّل و ثانی و ثالث و رابع تھے اور پھر باقی مہاجرین و انصار پھر باقی کل آدمی ہر طبقہ اور ہر پیشہ کے سلسلہ وار اپنی اپنی منزلت و مرتبہ کے بموجب۔ یہاں تک کہ مغرب و عشار کی نمازیں خوب اندھیرا ہو جانے پر ایک ہی ساتھ پڑھی گئیں اور یہ عہد و پیمان وبیعت تین مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مار مار کر کی جاتی تھی اور جب کوئی گروہ آکر بیعت کرتا تھا تو جناب رسولِ خدا یہ الفاظ فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ (سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے ہم کو تمام اہل عالم پر فضیلت دی ہے) اور بیعت کے وقت ہاتھ پر ہاتھ مارنا سنت اور رسم قرار پا گیا یہاں تک کہ اسے وہ لوگ بھی کام میں لانے لگے جنکا خلافت و امامت میں کوئی حق نہ تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولِ خدا حجۃ الوداع سے واپس آرہے تھے اور حجۃ الوداع جناب رسولِ خدا نے مدینہ منورہ میں تشریف لے آنے کے دسویں سال کے آخر میں کیا ہے۔ اس حج کے موقعہ پر منیٰ میں جو خطبہ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا وہ حسب ذیل ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاُثْنِیْ عَلَیْهِ (ثُمَّ قَالَ) اَیُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ وَاعْقِلُوْهُ عَنِّیْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَلْقَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا (ثُمَّ قَالَ) هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالَ النَّاسُ هٰذَا الْیَوْمُ قَالَ فَاَیُّ شَهْرٍ قَالَ النَّاسُ هٰذَا الشَّهْرُ قَالَ وَاَیُّ بَلَدٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً

قَالُوْا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمٍ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَيُّهَا النَّاسُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثُمَّ قَالَ اَلَا كُلُّ مَاْثَرَةٍ اَوْ بِدْعٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ لَيْسَ اَحَدٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰى اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَكُلُّ رِبًا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ مَوْضُوْعٍ مِّنْهُ رِبَا الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَلَا وَكُلُّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ مَوْضُوْعٍ مِّنْهُ دَمُ رَبِيْعَةَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يَّعْبُدَ بِاَرْضِكُمْ هٰذِهٖ وَلٰكِنَّهٗ رَاضٍ بِمَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا وَاِنَّهٗ اِذَا اُطِيْعَ فَقَدْ عُبِدَ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ الْمُسْلِمَ اَخُو الْمُسْلِمِ حَقًّا وَلَا يَحِلُّ لِاِمْرِئٍ مُّسْلِمٍ دَمُ اَمْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَمَالُهٗ اِلَّا مَا اَعْطَاهُ بِطِيْبَةِ نَفْسٍ مِّنْهُ وَاِنِّيْ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآئَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ اَلَا فَهَلْ بَلَّغْتُ اَيُّهَا النَّاسُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ احْفَظُوْا قَوْلِيْ تَنْتَفِعُوْا بِهٖ بَعْدِيْ وَافْقَهُوْهُ تَنْتَعِشُوْا اَلَا لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ عَلَى الدُّنْيَا فَاِنْ اَنْتُمْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ وَلَتَفْعَلُنَّ لَتَجِدُنِّيْ فِيْ كَتِيْبَةٍ بَيْنَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ اَضْرِبُ وُجُوْهَكُمْ بِالسَّيْفِ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنْشَآءَ اللّٰهُ اَوْ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَاِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ فَاِنَّهٗ قَدْ نَبَّاَنِيَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اَنَّهُمَا لَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ اَلَا فَمَنِ اعْتَصَمَ بِهِمَا فَقَدْ نَجٰى وَمَنْ خَالَفَهُمَا فَقَدْ هَلَكَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَاِنَّهٗ سَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ مِنْكُمْ رِجَالٌ يُّعْرَفُوْنَ نَبِيَّ فَيُذَادُوْنَ عَنِّيْ فَاَقُوْلُ رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ وَغَيَّرُوْا سُنَّتَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا

رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) سب تعریف اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور میں اسی کی حمد و ثنا کرتا ہوں (پھر فرمایا کہ) اے لوگو! میری بات سنو اور میرا مطلب سمجھو۔ میں ایسا جانتا ہوں کہ اس سال کے بعد پھر تم سے ملاقات نہ کروں گا (پھر فرمایا) آیا تم یہ جانتے ہو کہ عزت و حرمت میں کونسا دن سب دنوں سے بڑھا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہی آج کا دن (فرمایا پھر مہینوں میں کونسا مہینہ؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہی مہینہ (فرمایا اور شہروں میں کونسا شہر حرمت میں زیادہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہمارا یہی شہر (مکہ معظمہ) (فرمایا تمہاری جانیں تمہارے مال اور تمہارے ناموس اسی طرح محفوظ و محترم ہیں (یعنی دوسروں کو غصباً انکا لینا ویسا ہی حرام ہے) جیسا کہ آج کے دن اس مہینے میں اور اس شہر محترم میں (کسی کی جان کا لینا یا مال کا چھیننا یا عزت کا بگاڑنا حرام ہے) اس دن تک کہ تم اپنے پروردگار کی حضور میں پہنچو اور وہ تم سب سے تمہارے اعمال کی بابت باز پرس کرے۔ کیوں لوگو! میں نے حکم خدا پہنچا دیا؟ سب نے ایک زبان عرض کی کہ بیشک پہنچا دیا۔ فرمایا اللہ تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ ہر وہ رسم یا بدعت جو زمانۂ جاہلیت میں جاری تھی یا کسی کا خون کسی کے ذمے تھا یا کسی کا مال کسی کے ذمے تھا اب وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے (مطلب یہ تھا کہ انکو بھول جاؤ اور مٹا دو) کوئی شخص دوسرے سے زیادہ معزز نہیں ہے سوائے اس کے جو پرہیزگاری میں بڑھا ہوا ہو۔ آیا میں نے حکم پہنچا دیا؟ سب نے عرض کی بیشک پہنچا دیا۔ فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ خوب سمجھ لو کہ ہر سود جو زمانۂ جاہلیت میں لیا جاتا تھا اب وہ یک قلم موقوف! اور سب سے پہلے میرے چچا عباس ابن عبدالمطلب کا جو سود کسی کے ذمے ہو وہ سب معاف اور ہر خون جو زمانۂ جاہلیت میں ہوا وہ معاف اور سب سے پہلے قبیلۂ ربیعہ کے خون جو لوگوں کے ذمے ہیں وہ معاف۔ آیا میں نے حکم پہنچا دیا؟ سب نے عرض کی بیشک پہنچا دیا۔ فرمایا۔ الٰہی تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں پھر اسکی پوجا کی جائے۔ اب وہ اسی پر راضی ہے کہ تمہارے نیک اعمالوں میں سے جو کچھ بھی کم اور خراب ہو جائیں وہی سہی تو اب یہ تم خوب سمجھ لو کہ جب کبھی اسکی اطاعت کی گئی گویا اس کو پوجا گیا۔ اے لوگو! آگاہ رہو یہ بات برحق ہے کہ ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مرد مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ دوسرے مرد مسلمان کا خون گرائے اور نہ ایک کا مال دوسرے کو جائز ہے سوائے اس کے کہ وہ بخوشی اس کو دیدے اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے وہاں تک لڑوں جہاں تک کہ وہ کلمۂ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہو جائیں اور جب وہ اس کے قائل ہو گئے تو انکی جانیں بھی محفوظ ہو گئیں اور انکے مال بھی محفوظ ہو گئے سوائے اتنے کے جو کسی دوسرے کا حق ہو اور آخری حساب سب کا خدا کے ذمے ہے کیوں لوگو! آیا میں نے حکم خدا پہنچا دیا؟ سب نے یک زبان عرض کی۔ جی ہاں پہنچا دیا! فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو۔ پھر فرمایا کہ لوگو! میری بات کی حفاظت کرنا اس سے میرے بعد نفع اٹھاؤ گے اور اُسے خوب سمجھنا کہ درجۂ اعلیٰ پاؤ گے دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ دنیا کی خاطر تم میں سے ایک دوسرے کی گردن پر تلوار چلائے کہ اگر تم نے ایسا کیا اور ضرور تم کرو گے تو تم مجھکو جبرئیل اور میکائیل کے مابین ایک لشکر میں دیکھو گے کہ میں خود تم پر تلوار چلاتا ہوں گا پھر دائیں طرف دیکھا اور ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں ہونگا۔ ورنہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میری جگہ ہوں گے۔ پھر فرمایا آگاہ رہو! کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر تم نے ان دونوں سے تمسک کیا تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیتؑ ہیں! اسلئے کہ باریک بیں اور ہر چیز کے جاننے والے پروردگار نے مجھے خبر پہنچائی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جبتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ لیں۔ آگاہ رہو جس نے ان دونوں کو مضبوط پکڑ لیا اس نے ضرور نجات پائی اور جس نے ان دونوں کی مخالفت کی وہ ضرور ہلاک ہو جائیگا۔ لوگو! میں نے حکم پہنچا دیا؟ سب بولے جی ہاں پہنچا دیا۔ فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو پھر فرمایا خوب سمجھ لو کہ تم میں سے کچھ لوگ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے اور وہ مجھے پہچانتے بھی ہونگے مگر میرے پاس سے ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کرونگا کہ الٰہی یہ تو میرے اصحاب ہیں تب مجھ سے کہا جائیگا کہ اے محمدؐ انھوں نے تمہارے بعد بڑے بڑے فتنے برپا کیے اور تمہاری سنت کو بدل ڈالا تو اس وقت میں کہونگا کہ "دور کر دو ان کو دور کر دو"۔

پھر جب ایام تشریق کا آخری دن آیا یعنی ۱۳ ذی الحجہ تو خدائے تعالیٰ نے سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل فرمایا اور جناب رسول خدا

نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے پھر منادی نے ندا کی کہ آج مسجد الخیف میں عام نماز جماعت ہوگی سب لوگ جمع ہو گئے آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ "اللہ اس شخص کی مدد فرمائے جو میری باتیں سنکر انکو یاد رکھے اور اس شخص تک پہنچادے جس نے انکو نہ سنا ہو اسلئے کہ بہت سے مسئلے جاننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ خود عالم نہیں ہوتے اور بہت سے مسائل پہنچانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے سے زیادہ عالم کو پہنچا دیتے ہیں اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ مردِ مسلم کے دل سے نہیں ہٹائی جاسکتیں۔ ایک تو خدا کے لئے خالص عمل کرنا۔ دوسرے ائمۃ المسلمین کا خیر خواہ ہونا۔ تیسرے ان کی جماعت میں شریک رہنے کا التزام کرنا۔ مومن بھائی بھائی ہیں ان کے خون برابر ہیں۔ ان کی ذمہ داری ادنیٰ مومن سے بھی متعلق ہو سکتی ہے اس لئے کہ خدا کی دعوت انکو ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔ وہ غیر کے مقابلہ میں سب ملکر ایک ہاتھ کا حکم رکھتے ہیں۔ لوگو! میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ دو بزرگ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہلبیتؑ! اسلئے کہ ہر چیز کے جاننے والے باریک بیں پروردگار عالم نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہونگی جب تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ لیں اور یہ دونوں اس طرح ساتھ ساتھ رہیں گی جیسے میری یہ دو انگلیاں۔ اور اس وقت حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی کلمہ کی انگلیاں ملائیں اور فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ یہ دونوں اس طرح ساتھ ہیں اور اس وقت آپ نے ایک ہی ہاتھ کی کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر دکھائی کہ یہ تو ایک دوسری سے بڑھی ہوئی ہے اس وقت حضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک گروہ مجتمع ہوا اور کہنے لگا کہ محمدؐ یہ چاہتا ہے کہ امامت کو اپنے اہلبیتؑ میں قرار دے جائے۔ اور ان میں سے چار آدمی نکلکر مکہ پہنچے اور کعبۃ اللہ میں گئے اور وہاں آپس میں عہد و پیمان کئے اور فیما بین خود ایک نوشتہ لکھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اگر خدائے تعالیٰ محمدؐ کو موت دے یا یہ شخص قتل ہو جائے تو امر خلافت کو اس کے اہلبیتؑ میں کبھی نہ جانے دیں۔

قولِ مترجم:۔ اصطلاح میں جو چار یار مشہور ہیں وہ شاید یہی چار یار ہوں۔

اس وقت خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۸۹ سطر ۱ تا صفحہ ۹۰ سطر ۱) پھر جانب رسولِ خدا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک منزل پر آکر اترے جسکا نام غدیر خم تھا اس وقت تک لوگوں کو مناسکِ حج تعلیم کر چکے تھے اور اپنی وصیت انکے ذہن نشین کر چکے تھے کہ اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی۔ یٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ پس جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ تہدید بھی ہے اور وعید بھی ہے پھر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ لوگو! تم جانتے ہو کہ میں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ اختیار رکھنے والا ہوں۔ سب نے کہا بیشک! فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو! پھر تین مرتبہ اسی بات کو دُہرایا اور ہر مرتبہ خود بھی مثل پہلے کے فرماتے تھے اور اور لوگ بھی۔ اور لوگوں کے اقرار کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ کہتے جاتے تھے الٰہی گواہ رہیو۔ پھر جناب امیر المومنینؑ کا ہاتھ پکڑا اور انکو اتنا بلند اٹھایا کہ آنحضرتؐ کی بغل کے نیچے کی سفیدی معلوم ہونے لگی۔ پھر ارشاد فرمایا اَلَا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّهٗ (خبردار ہو جاؤ جس کا میں مالک و آقا ہوں یہ علیؑ اس کا مالک و آقا ہے۔ یا اللہ تو اس سے دوستی کر جو علیؑ کا دوست بنے اور اس کا دشمن ہو جا جو اس سے دشمنی کرے اور تو اس کی نصرت کیجیو جو اس کی نصرت کرے اور تو اس کی نصرت چھوڑ دیجیو جو اس کی نصرت چھوڑ دے اور تو اُس سے محبت کیجیو جو اس سے محبت رکھے) پھر فرمایا یا اللہ تو انکے اقرار کا گواہ رہیو اور میں بھی گواہ ہوں۔" اس وقت اصحاب میں سے عمر ابن الخطاب نے سوال کیا کہ یا رسولؐ اللہ آیا یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں یہ اللہ کی طرف سے اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے ہے کہ علیؑ امیر المومنین ہے۔ علیؑ امام المتقین ہے اور علی قائد الغرّ المحجلین ہے قیامت کے دن خدائے تعالیٰ صراط کے اوپر علیؑ کو بٹھادیگا کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کرے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں پہنچا دے۔ پھر ان اصحاب رسولؐ نے جو بعد میں مرتد ہو گئے یہ کہا کہ وہاں مسجد خیف میں تو محمدؐ نے جو کچھ کہا تھا سو کہا ہی تھا اب یہاں بھی جو کچھ کہا کہا۔ اب اگر مدینے واپس پہنچ گیا تو پھر ہم کو علیؑ کی بیعت پر مجبور کریگا۔ اس وقت چودہ آدمی مجتمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ رسولؐ اللہ کو قتل کر ڈالیں اور یہ سب کے سب ایک گھاٹی میں جا بیٹھے اور اس گھاٹی کا نام ہرشے ہے یہ جحفہ اور ابواء کے مابین واقع ہے۔ سات آدمی تو (اس گھاٹی کے) دائیں طرف بیٹھے تھے اور سات بائیں طرف! غرض یہ تھی کہ جناب رسولِ خدا کی اونٹنی کو بھڑکا دیں۔ جب رات اچھی طرح چھا گئی جناب رسولِ خدا روانہ ہوئے اور اس رات کو حضرت سارے لشکر کے آگے آگے تھے اور اپنی سواری کی اونٹنی پر سوتے بھی جاتے تھے جیسے ہی اس گھاٹی کے قریب پہنچے۔ جبرئیلؑ امین نے آواز دی کہ اے محمدؐ فلاں اور فلاں اور فلاں آپ کے لئے گھات میں بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ یہ میرے پیچھے کون ہے؟ حذیفہ ابن الیمان نے آواز دی یا حضرتؐ میں ہوں تب حذیفہ ابن الیمان سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے سنا ہے وہ تو نے بھی سنا ہے؟ عرض کی جی ہاں سنا ہے! فرمایا اسے پوشیدہ رکھیو۔ پھر آنحضرتؐ ان گھات میں بیٹھنے والوں کے قریب پہنچے اور ان کے نام لے لے کر ان کو آوازیں دیں جب انھوں نے رسولؐ اللہ کی آواز سنی تو بھاگے اور لوگوں کے دل میں جا گھسے اور یہاں اپنی اپنی سواریاں انھوں نے باندھ رکھی تھیں انہیں یونہی چھوڑ گئے۔ اب اور لوگ بھی جناب رسولِ خدا سے آملے اور ان کو تلاش کرنے لگے۔ آنحضرتؐ خود انکی سواریوں تک پہنچے اور سواریوں کو پہچان لیا جب منزل پر جاکر اترے تو ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انھوں نے کعبہ میں جاکر یہ حلف اٹھایا کہ اگر خدائے تعالیٰ محمدؐ کو موت دیگا یا وہ قتل ہو جائیگا تو امر خلافت و امامت کو اس کے اہلبیتؑ میں کبھی نہ جانے دیں گے۔ پس وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور بحلف عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے تو نہ کوئی ایسی بات کہی نہ کوئی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہم نے حضور کے بارے میں نہ کوئی قصد بد کیا۔ اسی وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ (ترجمہ اور سلسلے کے لئے دیکھو صفحہ ۱۴۶ سطر ۲) پس جناب رسولِ خدا مدینہ منورہ پلٹ کر آئے اور پورے ماہِ محرم اور آدھے ماہِ صفر تک اچھے رہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہوئی پھر وہ درد پیدا ہوا جس میں انتقال فرمایا۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی تھی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تو اصحاب میں سے جو آنحضرتؐ کی حفاظت کیا کرتے تھے ان سے حضرتؐ نے فرمادیا کہ اب تم اپنے گھروں میں جاؤ اللہ نے آدمیوں کے شر سے میری حفاظت کرنیکا وعدہ فرمایا۔

صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۳:۔ اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا اَكَلَ مِنَ الْمَآئِدَةِ عَذَابًا لَّا تُعَذِّبُ بِهٖٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَنْهُمْ لَمَا لَعَنْتَ

اَصْحَابَ السَّبْتِ (یا اللہ جنہوں نے آسمانی خوان سے کھانے کے بعد انکار کیا ہے ان کو ایسا عذاب دے کہ پھر تو تمام عالم میں کسی کو ویسا عذاب نہ دے اور ان پر ویسی ہی لعنت کر جیسی کہ تو نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی) اس دعا کے اثر سے وہ سب سور بنا دیئے گئے اور وہ کل پانچ ہزار آدمی تھے۔

صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۴ | كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ :- یہ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا بیان ہے کہ وہ نہ خود بدیوں سے باز رہتے تھے اور نہ ایک دوسرے کو منع کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ وہ بدیاں یہ تھیں (۱) سور کا گوشت کھاتے تھے (۲) شراب پیتے تھے اور (۳) عورتوں سے ایام حیض میں مباشرت کرتے تھے۔ ثواب الاعمال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل میں نافرمانی زیادہ پھیل گئی تو نوبت یہ پہنچی کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو گناہ کرتے دیکھتا اور اسے منع کرتا اور وہ باز نہ آتا تو اس منع کرنے والے کو اس سے نفرت پیدا نہ ہوتی یہ مثل سابق اس کے پاس اٹھتا بیٹھتا کھاتے پینے میں شریک رہتا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی عداوت ڈال دی اور قرآن مجید میں ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہی حضرتؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ شیعوں کا ایک گروہ سلطان کی ملازمت میں داخل ہے وہ خدمات متعلقہ بھی انجام دیتے ہیں اور وہ بادشاہ اور اس کے عمال سے محبت اور موالات بھی رکھتے ہیں۔ حضرتؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ بس تو وہ شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ وہی ہیں اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی لُعِنَ الَّذِيْنَ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۵ | اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً :- یہ جو خدا فرماتا ہے کہ تم یہودیوں اور مشرکوں کو مومنوں کا سب سے زیادہ دشمن اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا کفر بہت بڑھ گیا تھا خواہش نفس کی پیروی میں منہمک رہتے تھے۔ عادات و اطوار میں کھرا پن آگیا تھا تقلید کی طرف مائل تھے، تحقیق سے دور انبیاءؑ کو جھٹلانے اور ان سے دشمنی کرنے کے مشاق ہو گئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۶ | اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً :- یہ جو فرمایا کہ تم نصاریٰ کو مومنوں کا زیادہ دوست پاؤ گے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سب فرقوں میں علم و عمل زیادہ تھا، حرص دنیا ان میں کم تھی، رقیق القلب تھے اور عادات و اخلاق میں ان کے نرمی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۷ | قِسِّيْسِيْنَ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کے بارے میں ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا یہ منقول ہے کہ ان سے مراد مذہب مسیحی کے وہ علماء اور درویش ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانوں کے بین بین ہوئے اور آنحضرتؐ کی آمد کے منتظر تھے۔ ۱۲

تمام شد پارۂ ششم

ضمیمہ متعلق پارہ ہفتم

صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۱ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ:۔ پروردگار عالم نے اپنے رسول پر لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ سے وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ تک آیتیں اسی بارے میں نازل فرمائیں (نجاشی کے دربار میں جو ردوبکاری ہوئی اس کی کیفیت اور کفار قریش کے وکلاء کے اخلاق کا کچا چٹھا ملاحظہ کیجئے۔)

قریش کو جس وقت حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمانوں کے سوار ہونے کی خبر پہنچی تو انھوں نے عمرو ابن العاص اور عمارہ ابن الولید کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجنا چاہا تاکہ وہ ان مسلمانوں کو کفار قریش کے پاس واپس بھیجدے اور عمرو اور عمارہ دونوں میں آپس میں عداوت تھی اور ان کے مقابل قبیلوں کو بھی شکایت تھی اسی وجہ سے قریش میں سے بعض نے اعتراضاً یہ کہا کہ ایسے دو شخصوں کو ہم کیونکر بھیج سکتے ہیں جو آپس میں بھی دشمن ہیں اور قبیلوں کے بھی قصوروار ہیں چنانچہ بنی مخزوم نے عمارہ کے قصور سے درگزر کی اور بنی سہم نے عمرو ابن العاص کے قصور سے دست برداری کی اب عمارہ جو نہایت ہی خوبصورت جوان تھا ادھر سے اترا تا ہوا نکلا اور ادھر سے عمرو ابن العاص معہ اپنے سب کنبہ کے آیا۔ جہاز پر سوار ہوئے اور خوب ڈٹ ڈٹ کر شرابیں پیں اور حالت نشہ میں عمارہ نے عمرو ابن العاص سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہو کہ وہ میرے بوسے لے عمرو نے کہا واہ واہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اس پر عمارہ چپ تو ہو رہا مگر جب عمرو کو خوب نشہ ہو گیا اور اس وقت وہی جہاز کے بیچ بیچ تھا تو عمارہ نے اسے دھکا دیکے سمندر میں پھینک دیا۔ عمرو سے جس طرح بن پڑا جہاز سے آچمٹا آخر اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور نکال لیا۔ اب جب یہ نجاشی کے پاس پہنچے تو جو ہدیے اور تحفے اس کے لئے لائے تھے وہ سب لیکر اسکی حضور میں گئے اس نے وہ منظور کئے اب عمرو ابن العاص نے تقریر شروع کی کہ اے بادشاہ ہماری قوم میں سے کچھ لوگ ہمارے دین میں ہمارے مخالف ہو گئے ہیں اور انھوں نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دینی شروع کی ہیں اور اب وہ سب بھاگ کر حضور کی پناہ میں آگئے ہیں لہٰذا ہم ملتجی ہیں کہ انکو ہمارے حوالے کر دیا جاوے بادشاہ نجاشی نے یہ سنکر حضرت جعفر طیار کو بلایا جب وہ آگئے تو بادشاہ نے کہا کہ اے جعفر دیکھو یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ جعفر نے عرض کی کہ اے بادشاہ آپ ہی فرمائیں کہ کیا کہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم آپ لوگوں کو انکے حوالے کر دیں۔ حضرت جعفر نے فرمایا کہ اے بادشاہ آپ ان سے دریافت کریں کہ آیا ہم ان کے غلام ہیں؟ عمرو نے کہا نہیں بلکہ نہایت معزز آزاد لوگ ہیں۔ فرمایا تو آیا اس کا کوئی قرض ہمارے ذمہ ہے جس کا یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں عمرو نے کہا کہ نہیں ہمارا ان پر کوئی قرضہ نہیں ہے۔ جعفر نے فرمایا کہ آیا ہمارے ذمے ان لوگوں کے کچھ خون ہیں جنکا یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں؟ عمرو نے کہا کہ نہیں۔ حضرت جعفر نے فرمایا تو پھر تم ہم سے اور کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو ستایا ہم تمہارے شہر سے نکلکر چلے آئے۔ عمرو ابن العاص نے عرض کی کہ اے بادشاہ ان لوگوں نے ہمارے دین میں ہماری مخالفت کی اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں ہمارے نوجوانوں کو بگاڑ دیا اور ہمارے گروہ کو پراگندہ کر دیا پس انکو ہمارے حوالے کر دے تاکہ ہم اپنے معاملات کو درست کر لیں حضرت جعفر نے فرمایا کہ ہاں اے بادشاہ ہم نے انکی مخالفت ضرور کی اللہ نے ہم میں سے ایک نبی کو مبعوث کیا جس نے ہم کو حکم دیا کہ ہم خدا کے شریکوں کو چھوڑ دیں اور تیروں کے ذریعہ سے جو تقسیم ہوا کرتی تھی اس کو موقوف کر دیں۔ نیز ہم کو نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ظلم و جور کو۔ ناحق خونریزی کو۔ زنا کو سود خواری کو اور مردار خون و سور کا گوشت کھانے کو حرام قرار دیا۔ نیز ہم کو حکم دیا کہ ہم عدل و انصاف کریں۔ لوگوں کے ساتھ بسلوک پیش آئیں عزیزوں کو انکے حقوق پہنچائیں۔ بدی سے۔ بے حیائی کی باتوں سے اور بغاوت سے باز رہیں۔ نجاشی نے یہ سنکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی انہی احکام کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا۔ پھر نجاشی نے کہا کہ اے جعفر تمہارے نبی پر اللہ نے جو اپنا کلام نازل کیا ہے اس میں سے کچھ تم کو یاد ہے؟ انھوں نے فرمایا یاد ہے چنانچہ سورۂ مریم پڑھکر سنایا اور جب خدائے تعالیٰ کے اس قول پر پہنچے وَھُزِّیْٓ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا فَکُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا (دیکھو صفحہ ۴۸۸ سطر ۱۰) بنجاشی نے یہ سنا تو ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ یہ سب برحق ہے۔ عمرو ابن العاص نے پھر عرض کی کہ اے بادشاہ یہ ہمارا مخالف ہے اسے ہمارے حوالے کر۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ اٹھا کر عمرو کے منہ پر ایک تھپڑ مارا اور کہا خاموش رہ۔ خدا کی قسم اگر تو نے اس شخص کا حقارت سے ذکر کیا تو ضرور میں تیری جان نکال دونگا۔ عمرو ابن العاص دربار سے اس طرح اٹھکر گیا کہ چہرے پر خون بہ رہا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ! اگر معاملہ یونہی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو اچھا ہم ان سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اس وقت نجاشی کے پس پشت ایک لونڈی کھڑی تھی جو مگس رانی کر رہی تھی اس نے عمارہ ابن ولید کو دیکھا کہ یہ بہت ہی حسین جوان تھا تو یہ اس پر عاشق ہو گئی۔ جب عمرو عاص اپنے مکان پر لوٹ آیا تو عمارہ سے کہا کہ اگر تو بادشاہ کی لونڈی کو پیغام دے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اس نے پیغام دیا تو لونڈی نے اسکے پیغام کا مناسب جواب دیا۔ عمرو عاص نے عمارہ سے کہا کہ اب تو اس لونڈی سے یہ کہلا بھیج کہ بادشاہ کے استعمال کرنے کی خاص خوشبو میں سے کچھ تجھے بھی بھیجدے۔ چنانچہ اس نے کہلا بھیجا اور اس نے کچھ خوشبو بھیجدی۔ عمرو نے وہ خوشبو خود لے لی اور چونکہ عمارہ کی طرف سے دل میں وہ کینہ رکھتا تھا کہ اس نے اسے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ لہٰذا وہ خوشبو بادشاہ کے پاس تک پہنچائی اور عرض کی کہ اے بادشاہ جب ہم لوگ آپکے شہر میں آگئے اور اس میں امن سے ہیں تو ہم پر بادشاہ کا احترام اور اس کی اطاعت لازم ہے اور اس احترام کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ ہم بادشاہ کے ساتھ کوئی دغا اور فریب نہ کریں اور کسی طرح کی خیانت کو دل میں جگہ نہ دیں میرے اس ساتھی نے کہ اس وقت بھی میرے ساتھ ہے حضور کے حرم میں پیغام بھیجکر اس لونڈی کو دھوکا دیا اور اس نے آپکے استعمال کرنے کی خوشبو میں سے کچھ اسکے پاس بھیجدی۔ یہ کہکر وہ خوشبو بادشاہ کے سامنے رکھدی۔ نجاشی کو سخت غصہ آیا پہلے تو اس نے عمارہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر یہ کہا کہ جو شخص ہمارے شہر اور ہماری امان میں آگیا اس کا قتل تو کچھ مناسب نہیں لیکن جاؤ دونوں کو بلا کر حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی کرو جو قتل سے بھی زیادہ سخت ہو چنانچہ ان لوگوں نے

اس کو پکڑ کر اس کے عضوِ تناسل میں پھونک کے ذریعہ سے بارہ پہنچا دیا جس سے اسکی یہ نوبت ہوئی کہ وہ صبح و شام جنگلی جانوروں کے ساتھ رہنے لگا اور آدمیوں کے ساتھ ذرا بھی انس نہ رکھتا تھا قریش نے کچھ آدمی اس پر مامور کئے کہ اس کو پکڑیں چنانچہ وہ ایک ایسی جگہ گھات لگا کر بیٹھے جہاں جنگلی جانور پانی پینے آیا کرتے تھے اور اس کو پکڑ لیا وہ انکے ہاتھوں میں جنتک رہا ایسا ہی رہا گویا رسّے تڑاتا ہے اور چیختا ہی رہا یہانتک کہ مرگیا۔ عرو ابن العاص، قریش کے پاس لوٹ کر آیا اور ان کو یہ خبر پہنچائی کہ جعفرؓ سرزمین حبشہ میں بہت ہی عزت سے ہیں چنانچہ حضرت جعفر اسی طرح رہے یہانتک کہ قریش نے جناب رسولؐ خدا سے لڑنے کے بعد مصالحت کی اور اس کے بعد خیبر کی فتح واقع ہوئی اس کے بعد جعفرؓ سب کو لیکر واپس آئے۔ اسی اثنا میں حضرت جعفرؓ طیار کے ہاں اسماء بنت عُمَیس کے بطن سے عبداللہ ابن جعفر پیدا ہوئے اور نجاشی بادشاہ حبشہ کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے محمد رکھا تھا۔

صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۲ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ:- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام و حضرت بلالؓ موذن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عثمان ابن مظعونؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے تو یہ قسم کھائی تھی کہ ہرگز ہرگز رات کو نہ سویا کریں گے۔ حضرت بلالؓ نے یہ قسم کھائی تھی کہ دن میں ہمیشہ روزہ رکھا کریں گے اور حضرت عثمان ابن مظعونؓ نے یہ قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجہ سے کبھی ہمبستری نہ کریں گے۔ تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ عثمان ابن مظعون کی زوجہ عائشہ کے پاس آئی یہ بہت ہی خوبصورت عورت تھی عائشہ نے کہا کیا بات ہے کہ میں تجھے سنگھار سے خالی پاتی ہوں اس نے کہا میں سنگھار کس کے لئے کروں خدا کی قسم اتنی اتنی مدت ہوئی کہ میرے شوہر نے میری طرف رخ بھی نہیں کیا۔ وہ تو زاہد بن گیا ہے اس نے مکمل وغیرہ کے کپڑے پہن لئے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا جب تشریف لائے تو عائشہ نے حضرتؐ کو اس بات کی خبر دی حضرت فوراً باہر نکلے اور حکم دیا کہ منادی کردو کہ آج نماز کے وقت سب لوگ حاضر ہوں جب لوگ جمع ہوگئے آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنی ذات پر پاک چیزوں کو حرام قرار دے لیتے ہیں۔ میں خود رات کو سوتا بھی ہوں اور اپنی عورتوں سے قربت بھی کرتا ہوں اور دن میں کھانا بھی کھاتا ہوں پس جس شخص کو میری سنت سے نفرت ہو وہ میری امت سے نہیں ہے یہ سنکر یہ تینوں بزرگوار اٹھے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ ہم تو اس بات پر حلف کر چکے کہ ان کاموں کو نہ کریں گے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ الخ

قولِ صاحبِ تفسیر صافی:- اس قسم کے خطاب و عتاب سے اس شخص کی شان میں جس سے خطاب کیا گیا ہو کوئی بٹہ نہیں لگتا جیسا کہ خدائے تعالیٰ جناب رسولِ خدا سے فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۳ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ:- ان سے وہ قسمیں مراد ہیں جو بلا قصد سرزد ہوتی ہیں۔ کافی اور الفقیہہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عرب لوگوں کے محاورہ میں جو لَا وَاللّٰہِ اور بَلٰی وَاللّٰہِ رائج ہے جس سے کوئی زبان دینا اور معاہدہ کرنا مقصود نہیں ہوتا وہ انھیں لغو قسموں کی قسم میں داخل ہے۔ (قولِ مترجم:- چونکہ اس قسم کی قسموں میں کوئی نیت یا ارادہ نہیں ہے اس لئے مواخذہ بھی کچھ نہیں ہے) ۱۲

صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۴ عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ:- یعنی جن قسموں کو تم نے بہ نیت و ارادہ پختہ کیا ہو اور پکا عہد باندھا ہو ان کی مخالفت پر ضرور مواخذہ ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۵ فَكَفَّارَتُهٗ:- یہاں قسم کا کفارہ مراد ہے اور کفارہ اس عمل کو کہتے ہیں جو گناہ کو دور کر دے اور اُسے چھپا دے۔ چنانچہ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکین کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائیں یا کپڑا پہنائیں زیادہ میسر ہو تو ایک غلام آزاد کیا جائے۔ ان میں سے کچھ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھے جائیں چنانچہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوسط درجہ یہ ہے کہ روغن زیتون یا سرکہ سے روٹی کھلائیں اور اعلیٰ یہ ہے کہ گوشت روٹی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی کس ایک مُدّ گیہوں دیدیئے جائیں (مُدّ اسّی تولہ کے وزن سے احتیاطاً چودہ چھٹانک کا ہوتا ہے) اور کپڑے دیئے جائیں تو فی کس دو کپڑے (مثل احرام) ۱۲

صفحہ ۱۴۵ نوٹ ۶ اَوْ:- کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جس جگہ اَوْ آیا ہے (اَوْ حرف عطف تردیدی ہے جس کے اردو معنی ہیں یا) یعنی یہ یا یہ وہاں بندے کو اختیار دیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۴ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہر پینے کی چیز جب وہ نشہ دے خمر ہو جاتی ہے اور جب اس میں نشہ پیدا ہو گیا تو حرام ہونے میں اس کا تھوڑا اور بہت برابر ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ ابوبکر نے حرام ہونے سے پہلے خمر خوب پی اور جب اس کا نشہ ہوا تو بدر میں جو مشرکین قتل ہو گئے تھے انکی تعریف میں شعر کہنے لگا اور انکے احوال پر رونے لگا۔ آنحضرتؐ نے سنا تو فرمایا کہ یا اللہ اسکی زبان بند کر دے اللہ نے اس کی زبان بند کر دی جب تک نشہ رہا ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ نے اس کی حرمت کا حکم بھیجدیا۔ خمر کی حرمت کا حکم جس زمانے میں مدینہ میں آیا ہے تو اس زمانے میں پختہ و خام خرمے سے شراب بہت تیار ہوتی تھی جس کو فضیخ کہتے ہیں تو حکم آنے کے بعد جناب رسولؐ خدا شہر سے باہر نکلے اور ایک مسجد میں آکر بیٹھ گئے لوگوں کے برتن منگائے جن میں نبیذ (شراب خرما) تیار کیا کرتے تھے ان سب برتنوں کو الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ سب خمر ہے اور اللہ نے اس کو حرام فرما دیا ہے۔ اس دن جو کچھ پھینکا گیا اس میں زیادہ فضیخ (قسم شراب) تھی۔ انگور کی شراب کا تو شاید ایک ہی برتن تھا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ منقےٰ اور خرما ملی ہوئی تھی انگور کا خیرہ تو اس زمانے میں مدینہ میں ہوتا ہی نہ تھا۔ بہرحال خدائے تعالیٰ نے خمر کو خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت اور اسکے بیچنے اور خریدنے اور اس سے نفع اٹھانے کو سب باتوں کو حرام قرار دیدیا اور جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص شراب پیے اُسکے کوڑے لگاؤ دوبارہ پیے تو پھر لگاؤ تیسری مرتبہ پیے تو پھر لگاؤ اور چوتھی مرتبہ پیے تو اس کو قتل کر دو۔ نیز یہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے لئے حق حاصل ہے کہ خمر پینے والے کو زنا کرنے والی عورتوں کے اندام نہانی سے جو پیپ اور کچ لہو بہیگا اور جس کی بدبو سے حرارت سے اہلِ جہنم بھی ایذا پائیں گے وہ پلائے۔ نیز جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص خمر پیے گا تو پینے کے دن سے چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر ان چالیس دن کے اندر بغیر توبہ کئے مر گیا تو خدائے تعالیٰ اس کو وہ پیپ اور کچ لہو پلائیگا جو زناکاروں کے اندام نہانی سے بہہ بہہ کر برسوں جہنم کی دیگچوں میں جوش کھا چکا ہوگا

صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۵ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ واللہ تم سے پہلے لوگوں میں سے کوئی ہلاک ہوا ہے اور نہ قائم آلِ محمدؐ کے آنے تک کوئی ہلاک ہوگا مگر اس بنا پر کہ ہماری ولایت کو ترک کر دے اور ہمارے حق کا انکار کر دے اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ اس امت کی گردن پر

ہمارا حق لازم نہ کر دیا۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۶ جُنَاحٌ :۔ لفظی معنی ہے گناہ۔ تفسیر قمی میں مروی ہے کہ جب شراب اور جوے کے بارے میں حرمت نازل ہوئی اور ان کے متعلق سختی کا حکم آیا تو مہاجرین و انصار کے بہت سے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہمارے بہت سے ایسے یار و دوست قتل ہو چکے ہیں جو شراب پیتے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے تو اس کو رجس فرمایا اور کار شیطانی قرار دیا اور آنحضرتؐ نے جو فرمایا وہ اس کے علاوہ رہا، اب ہمارے دوست جو مر گئے ہیں ان کو تو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، گویا یہ جتلا دیا کہ حرام ہونے سے پہلے جس نے شراب پی تھی تو بشرط ایمان و تقویٰ اور عمل صالح کے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔

قولِ صاحبِ تفسیر صافی :۔ از بسکہ ایمان اور تقویٰ کے بہت سے درجے اور منزلیں ہیں جیسا کہ ائمہ علیہم السلام سے وارد ہوا ہے تو بعید نہیں کہ ان دونوں کا جو آیہ شریفہ میں مکرر ذکر ہوا ہے اس سے غالباً انہی درجات اور منازل کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے درجے ہیں۔ طبقے ہیں اور منزلیں ہیں۔ ان میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ انتہا تک پورا ہو چکا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ ناقص ہے اور اس کا نقصان بھی ظاہر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بہت بڑھ گیا ہے اور اس کا پلہ بھاری ہے۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین مختلف منزلتوں پر ہیں۔ بعض ان میں سے ایک منزلت پر ہیں بعض دو منزلتوں پر بعض تین پر بعض چار پر بعض پانچ پر بعض چھ پر بعض سات پر۔ اب اگر تم ایک منزلت والے پر دو منزلت والے کا بار ڈالنا چاہو تو وہ نہ اٹھا سکے گا۔ اسی طرح دو والا تین کا بار نہ اٹھا سکے گا۔ یہ آگے یہ سلسلہ اسی طرح چلا گیا۔ بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اسی طرح درجے بھی ہیں۔ مصباح الشریعۃ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تقویٰ تین طرح کا ہوتا ہے۔ پہلے تقوے فی اللہ ہے۔ یہ تقوے وہ ہے جس میں حلال کو بھی چھوڑ دیا جاتا ہے شبہ کا تو ذکر ہی کیا ہے یہ تو خاص الخاص لوگوں کا تقویٰ ہے (جیسے جناب رسولِ خداؐ اور جناب امیر المومنینؑ نے کبھی گیہوں کا دانہ تک نہ کھایا) دوسرے تقویٰ من اللہ ہے اس میں شبہات تک کو چھوڑا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ حرام سے تو کلی اجتناب ہوگا۔ یہ خاص لوگوں کا تقویٰ ہے۔ تیسرے وہ تقویٰ ہے جو آتشِ جہنم اور عذاب کے خوف سے ہو۔ اور اس میں حرام سے اجتناب ہوتا ہے اور یہ عام لوگوں کا تقویٰ ہے اور تقویٰ کی مثال اس پانی کی سی ہے جو کسی نہر میں جاری ہو اور ان تینوں طبقوں کی مثال جو تقویٰ کے معنی کے متعلق بیان کئے گئے ان درختوں کی سی ہے جو نہر کے کنارے لگے ہوئے ہوں کہ ہر ایک کی قسم اور رنگ جدا گانہ ہو یعنی ہر درخت اس نہر سے پانی تو ضرور چوس لیتا ہے مگر اپنے جوہر اور اپنی طبیعت اور لطافت اور کثافت کے موافق لیتا ہے۔ پھر ان درختوں سے اور انکے پھلوں سے لوگوں کو منافع بھی اتنے ہی پہنچتے ہیں جیسی انکی قدر و قیمت ہوتی ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ (رکوع ۱۴ پ ۱۳) پس عبادتوں کے لئے تقویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ درختوں کے لئے پانی اور جیسا کہ درختوں کا رنگ اور ذائقہ طبیعتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے ایسے ہی تقویٰ کے درجے ایمان کے درجے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جس شخص کا ایمان درجہ میں اعلیٰ ہے اور اس کی روح کا جوہر صفائی میں سب سے بڑھا ہوا ہے وہ تقویٰ میں بھی سب سے اعلیٰ ہوگا اور جس کا تقویٰ سب سے بڑھا ہوا ہوگا اس کی عبادت بھی سب سے زیادہ خالص اور سب سے زیادہ ظاہر ہوگی اور جو شخص ایسا ہوگا اس کو قربِ خدا بھی سب سے زیادہ حاصل ہوگا اور ہر وہ عبادت جس کی بنا تقویٰ پر نہیں ہے محض بیکار ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَّمْ مَّنْ اَّسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۔

صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۷ لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ :۔ لفظی معنی تو یہ ہیں کہ کچھ شکار سے پروردگارِ عالم تمہاری آزمائش کریگا اور مطلب اُس وقت کی آزمائش ہے کہ جب حالت احرام میں ہو۔ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت غزوۂ حدیبیہ میں نازل ہوئی جس وقت اصحاب جناب رسالتمآبؐ کی آزمائش کے لئے پروردگارِ عالم نے اس قدر جانور جمع کر دیئے تھے کہ آدمیوں کے سامانوں کے بیچ میں سے گزر جاتے تھے اور کافی میں ہے کہ شکار اس قدر غزوۂ حدیبیہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جمع کر دیئے گئے تھے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب کے ہاتھ اور نیزے بہ آسانی ان تک پہنچتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۳ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اصل میں ذو عدل تھا یعنی صاحب عدل۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ذو عدل سے مراد ہیں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد میں امام جو ان کا قائم مقام ہو۔ اور ذوا عدل ان مقامات سے ہے جن میں کاتبانِ قرآن نے غلطیاں کی ہیں (قولِ مترجم :۔ ذوا عدل کا الف غلط ہونے کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حاکم دو ہوں حالانکہ حاکم ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت میں حاکم تھے اور بعد انکے ہر زمانے کا امام اپنے وقت میں حاکم ہوتا رہا ہے) التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ العدل سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں اور بعد میں وہ امام جو خدا کے حکم سے انکا قائم مقام ہو۔ مسئلہ بتلانے کا حق انہی کو ہے اور ذَوَا عَدْلٍ بھی ہیں تو جس وقت تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم جناب رسولِ خدا نے دیا ہے یا کسی امام برحق نے تو وہ تمہارے لئے کافی ہے اور اس سے زیادہ تم کو سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمے حالتِ احرام میں هَدْیٌ واجب ہو جائے اسے اختیار ہے کہ جہاں جی چاہے اسے نحر یا ذبح کرے سوائے اس هَدْیٌ کے جو شکار کے عوض میں ہو کہ اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ یعنی ایسا هَدْیٌ یا قربانی کعبہ پہنچائی جائیگی۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمے کسی شکار کی وجہ سے جو اس نے حالت احرام میں کیا ہو قربانی واجب ہو گئی ہو تو اگر وہ احرام حج کا تھا تو یہ قربانی جو اسکے ذمے واجب ہوئی ہے منیٰ میں نحر یا ذبح کی جائیگی اور اگر عمرہ کا احرام تھا تو وہ قربانی شہر مکہ میں کعبۃ اللہ کے سامنے نحر یا ذبح کی جائیگی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے حالت احرام میں شتر مرغ یا گورخر کو شکار کر لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اس کے ذمے ایک بدنہ (جوان اونٹنی) کی قربانی ہے جو پانچ برس کی پوری ہو کر چھٹے میں داخل ہو گئی ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر اتنی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور کھانے میں ہر مسکین کو ایک مُدّ (تخمیناً تین پاؤ) وہ غلہ دینا چاہیئے جو خود کھاتے ہوں۔ عرض کیا گیا اگر اتنی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا اٹھارہ دن کے روزے رکھ دے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے حالتِ احرام میں ایک جنگلی گائے کا شکار کیا ہو؟ فرمایا اس کے ذمے ہے کہ ایک گائے قربانی کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اسکی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا تو نو دن کے روزے رکھے۔ کسی نے عرض کی اگر ہرن کو شکار کیا ہو تو اس کے ذمے کیا ہے؟ فرمایا ایک بکرے کی قربانی کرنا۔ عرض کی اگر اسے اتنی قدرت نہ ہو تو؟ فرمایا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ عرض کی گئی کہ اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو؟ فرمایا تو تین دن کے روزے رکھے۔

صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۱ جس کو تو اپنا باپ کہتا ہے۔ پھر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کا یہ گمان ہے کہ میری قرابت نفع نہ پہنچائیگی اُسے کیا ہوگیا ہے وہ اپنے باپ کا حال مجھ سے کیوں نہیں دریافت کرتا؟ اس پر عرب نے کھڑے ہو کر یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں غضبِ خدا اور غضبِ رسولِ خدا سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ میرا قصور معاف فرمادیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا تک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سوالات تم پہلے کرچکے ہو اسے اللہ نے معاف کیا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۲ مِنْ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ:۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی اونٹنی ایک بطن سے دو بچے جنتی تھی تو وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اب یہ اونٹنی وصیلہ ہوگئی پھر نہ اس کا ذبح کرنا حلال جانتے تھے نہ اس کا گوشت کھانا۔ اور جو اونٹنی دس بچے جن چکتی تھی تو وہ اس کو سائبہ قرار دیتے تھے۔ اب اس کی پیٹھ پر چڑھنا بھی حرام جانتے تھے اور اس کا گوشت کھانا بھی۔ اور حام کے معنی اونٹوں کا سانڈ۔ اسکے بھی کھانے کو اور اس پر سوار ہونے کو حرام جانتے تھے۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی کہ خدا نے ان کو حرام قرار نہیں دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچے نَک دے چکتی تھی تو اگر پانچواں نر ہوتا تو اسے نحر کرکے مرد و عورت کھا لیتے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کے کان چیر دیتے۔ بحیرہ اُسی کو کہتے ہیں۔ اس کا گوشت اور دودھ عورتوں پر حرام ہوتا اور اگر مرجاتی تو میتہ اسکا عورتوں کے لئے حلال سمجھا جاتا۔ اور سائبہ وہ اونٹ تھا جو کسی کی منت پوری ہونے سے آزاد کیا جاتا تھا۔ مثلاً کوئی یہ منت مان لیتا کہ خدا مجھے صحت دیگا یا منزل پر پہنچا دیگا تو میں ایک اونٹ آزاد کرونگا اور وصیلہ بھیڑ بکریوں میں سے ہوتی تھی۔ کوئی بکری جب سات بچے دے چکتی تو اگر ساتواں نر ہوتا تو وہ ذبح کیا جاتا اور اس کو مرد و عورت کھا لیتے اور اگر مادہ ہوتی تو وہ ریوڑ میں چھوڑ دی جاتی اور اگر ایک نر اور ایک مادہ ہوتے تو اس میں سے مادہ کی نسبت کہا جاتا کہ یہ اپنے بھائی کے ساتھ پیدا ہوئی ہے یہ وصیلہ ہے پس وہ ذبح نہ کئے جاتے اور دونوں کا گوشت عورتوں پر حرام سمجھا جاتا سوائے اس کے کہ ان میں سے کوئی مرجائے کہ اُس وقت اس کا کھانا مرد و عورت دونوں کے لئے جائز سمجھا جاتا۔ اور حام ایسا سانڈ تھا کہ جس کی اولاد کی اولاد سواری میں کام آئے کہ اس کی نسبت کہتے تھے کہ اب اس کی پیٹھ کا بچانے والا ہوگیا۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ حام اونٹوں میں سے وہ ہوتا تھا کہ جس سے دس بچے ہوچکیں تو کہتے تھے کہ اب اس نے اپنی پیٹھ بچالی پھر نہ اس پر سوار ہوتے تھے اور نہ اس کو چارے اور پانی سے روکتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۳ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ:۔ یعنی یہ جھوٹا بہتان ہے کہ مندرجۂ بالا چیزوں کے حرام جاننے میں تقلید تو اپنے رؤساء کی کرتے ہیں اور نسبت خدا کی طرف دیتے ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ عمرو بن لحی ابن قمعہ ابن جذب مکہ کا بادشاہ ہوگیا تھا۔ اور یہ اول شخص ہے جس نے دین اسمٰعیل کو بدلا، بتوں کی عبادت شروع کی، بتوں کو قائم کیا۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام وغیرہ رسمیں جاری کیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس کو جہنم میں اس شان سے دیکھا کہ جہنم والے بھی اس کی بوئے استخوان سے ایذا پاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۴ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ کفار کے اس قول سے ان کی عقل کی کمی اور بزرگوں کی اندھی تقلید میں ان کا انہماک پایا جاتا ہے اور اس کا بھی پتہ لگتا ہے کہ اپنے کردار کی وہ کوئی اور سند نہیں لاسکتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۵ عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ:۔ تفسیر صافی میں مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کا باعث یہ ہے کہ مومنین اپنے کافر رشتہ داروں کے لئے افسوس کیا کرتے تھے اور ان کے ایمان لانے کے متمنی رہا کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں اس آیت کے معنی یہ لکھے ہیں کہ اپنی ذات کی تم اصلاح کرو اور لوگوں کے عیب نہ نکالو اور نہ ان کا خیال کرو کیونکہ اگر تم خود نیک ہو تو ان کی گمراہی تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابو ثعلبہ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تھے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم نیک عمل بجالاؤ اور بدیوں سے باز رہو اور جس وقت یہ دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرتے ہیں، بخل برتتے ہیں، خواہش نفسانی کی پیروی کرتے ہیں اور ہر صاحب رائے کو اپنی رائے پر گھمنڈ ہے تو اس وقت تم کو لازم ہے کہ اپنی ذات کی تو اصلاح کرو اور عام لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۹ نوٹ ۲ تمیم داری کے پاس ایک خورجین تھی اور کچھ برتن سونے سے نقش کئے ہوئے تھے اور ایک گلوبند ایسا تھا جسے وہ عرب کے اکثر بازاروں میں بیچ کر چکا تھا۔ اتفاق تمیم داری سخت مریض ہوا اور مرتے ہوئے اس نے کل اسباب اپنے ان عیسائی ساتھیوں کے سپرد کردیا کہ جب مدینے پہنچیں تو اس کے وارثوں کے حوالے کردیں ان لوگوں نے اور چیزیں تو اس کے ورثاء کو پہنچادیں مگر برتن اور گلوبند اڑالیا، تمیم کے ورثاء نے ان چیزوں کو نہ پاکر سوال کیا کہ آیا اس کا مرض کچھ زیادہ طویل تھا کہ خرچ زیادہ پڑگیا ہو انھوں نے کہا نہیں وہ تو تھوڑے ہی دن بیمار رہا تھا پھر انھوں نے کہا کہ اس سفر میں اس کا کچھ مال چوری گیا انھوں نے کہا نہیں۔ پھر انھوں نے دریافت کیا کہ آیا اس نے کوئی تجارت کی تھی کہ اس میں اس کو نقصان پہنچا ہو، انھوں نے کہا کہ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ پھر کیا سبب ہے کہ اس کے اسباب میں سے جو عمدہ چیزیں تھیں وہ نہیں ہیں۔ یعنی اس کے ساتھ جڑاؤ برتن تھے اور گلوبند۔ انھوں نے کہا کہ اس نے جو کچھ ہم کو دیا تھا ہم نے وہ تمہیں پہنچا دیا۔ پس وارثوں نے یہ معاملہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے دونوں نصرانیوں سے قسم لی اور ان کے قسم کھانے پر ان کو چھوڑ دیا، اس کے بعد ان دونوں کے پاس وہ چیزیں نکلیں تو تمیم کے ورثاء جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی۔ حضرتؐ نے اس بارے میں خدا کے حکم کا انتظار کیا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ الخ پس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ورثاء تمیم دلدری کو حکم دیا کہ اب تم حلف اٹھاؤ جیسا کہ اللہ نے انکو حکم دیا تھا پس ان لوگوں نے قسم کھائی تب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ گلوبند اور برتن ابن بیدائے اور ابن ماریہ سے ورثاء تمیم کو دلوا دیئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۹ نوٹ ۳ مَاذَآ اُجِبْتُمْ:۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پروردگار عالم پیغمبروں سے ان کے اوصیاء کے بارے میں جن کو وہ اپنی امتوں پر خلیفہ کرگئے تھے یہ دریافت فرمائیگا کہ تمہارے حکم کی کہاں تک تعمیل کی گئی تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہماری امتوں نے جو کچھ ہمارے بعد کیا اس کا علم ہم کو نہیں اور تو علّام الغیوب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۱ نوٹ ۴ :۔ اور ان کو یہ جتلایا ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ مسئلۂ تثلیث خود نصاریٰ کی

ایجاد ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے کسی قول پر مبنی نہیں ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگ حساب کے لئے اکٹھے کئے جائیں گے تو اس صاف میدان تک جہاں سب کو جمع ہونا ہے پہنچتے پہنچتے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی پڑیں گی اور بڑے بڑے ہولناک منظر پیش نظر آئیں گے۔ جب سب پہنچ چکیں گے تو منجانب عرش ایسی ایک آواز سے جسے سب سنتے ہوں گے پہلا شخص جس کا نام لیکر پکارا جائیگا وہ حضرت محمدؐ ابن عبداللہ النبی القریشی العربی ہونگے چنانچہ آنحضرتؐ آگے بڑھکر عرش کی داہنی طرف جا کھڑے ہوں گے پھر تمہارے آقا اور مولا کا نام لیکر پکارا جائیگا وہ آنحضرتؐ کی بائیں طرف جا کھڑے ہونگے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائیگا اور وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے بائیں ہاتھ سلسلہ وار جا کھڑے ہوں گے پھر اول سے آخر تک ایک ایک نبی کو معہ انکی امت کے بلایا جائیگا یہ سب عرش کے بائیں طرف کھڑے ہوں گے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رو بکاری شروع ہوگی اول جس کو اظہار دینے کے لئے بلایا جائیگا وہ قلم ہوگا جو آدمی کی صورت میں آکر کھڑا ہوگا۔ منجانب اللہ اس سے سوال کیا جائیگا کہ ہم نے جو الہام تجھ کو کیا تھا اور جو احکام بطریق وحی بھیجے تھے آیا انکو تو نے لوح میں لکھدیا تھا؟ قلم عرض کریگا کہ پروردگارا! تو خوب واقف ہے کہ بروئے وحی جو حکم تو نے مجھے دیا تھا اور جو الہام فرمایا تھا وہ سب میں نے لوح میں لکھدیا تھا۔ منجانب اللہ سوال ہوگا کہ تیری اس بات کا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریگا کہ خداوندا! تیرے اسرار پوشید کا سوائے تیرے واقف کوئی نہیں اُس وقت منجانب اللہ آواز آئیگی کہ تو نے اپنی حجت کو پورا کر دیا۔ اس کے بعد لوح کو طلب کیا جائیگا وہ بھی آدمی کی صورت میں حاضر ہوگی اور قلم کے پاس کھڑی ہو جائے گی اس سے سوال کیا جائیگا کہ آیا قلم نے ہمارا حکم اور ہمارا الہام جو کچھ اس کو بذریعہ وحی پہنچا تھا تجھ میں لکھا تھا؟ لوح عرض کریگی پروردگارا ضرور لکھا تھا۔ اور میں نے اسرافیلؑ کو پہنچا دیا تھا پھر اسرافیلؑ بلائے جائیں گے یہ بھی آدمی کی صورت میں لوح وقلم کے برابر آکر کھڑے ہونگے۔ ان سے خدائے تعالیٰ دریافت فرمائیگا کہ آیا قلم نے جو وحی لوح میں لکھی تھی وہ لوح نے تم کو پہنچائی؟ وہ عرض کریں گے کہ خداوندا! ضرور پہنچائی اور وہ میں نے جبرئیلؑ کو پہنچا دی۔ جبرئیلؑ طلب کئے جائیں گے جو اسرافیلؑ کے برابر آکر کھڑے ہونگے ان سے منجانب اللہ یہ سوال کیا جائیگا کہ آیا اسرافیلؑ نے تم کو وہ حکم پہنچا دیئے جو انکو پہنچے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ خداوندا! انھوں نے مجھے پہنچا دیئے اور میں نے تیرے تمام انبیاء کو پہنچا دیئے جو حکم بھی مجھے جسکی نسبت ملا آسی کو پورا پورا پہنچا دیا اور میں نے تیری رسالتیں ایک ایک نبی کو اور ایک ایک رسول کو پوری پوری پہنچائیں اور تیری وحی اور ہر صحیفہ اور ہر کتاب جس جس کو پہنچنی چاہیئے تھی اسی کو پہنچائی۔ اور سب سے آخر میں تیری رسالت۔ تیری وحی۔ تیری حکمت۔ تیرا علم اور تیری کتاب اور تیرا کلام تیرے حبیب محمدؐ ابن عبداللہ العربی القرشی الامّی کو پہنچا دیا۔ یہاں پہنچکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اولاد آدمؑ میں سے جس شخص کو پہلے رو بکاری کے لئے طلب کیا جائیگا وہ محمدؐ ابن عبداللہ ہوں گے ان کو منزلت خاص عطا کی جائیگی۔ اس دن کسی مخلوق کو خدائے تعالیٰ سے وہ قرب حاصل نہ ہوگا جو آنحضرتؐ کو ہوگا۔ خدائے تعالیٰ دریافت فرمائیگا کہ اے محمدؐ آیا جبرئیلؑ امین نے وہ تمام وحی تم تک پہنچائی جو میں نے بھیجی تھی اور آیا اس کے ذریعے سے میری کتاب اور میری حکمت اور میرا علم تم تک پہنچا؟ جناب رسولؐ خدا عرض کریں گے پروردگارا! بیشک جو وحی اور جو کتاب اور حکمت اور علم تو نے جبرئیلؑ کے ذریعے سے بھیجا وہ سب انھوں نے مجھے پہنچا دیا۔ اس وقت خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ سے سوال کریگا کہ اچھا جبرئیلؑ نے جو میری کتاب اور میری حکمت اور میرا علم تم کو پہنچایا آیا تم نے وہ اپنی امت کو پہنچا دیا؟ آنحضرتؐ عرض کریں گے خداوندا! جو کچھ بھی تو نے بذریعۂ وحی میری طرف بھیجا وہ تیری کتاب تھی تو اور تیری حکمت تھی تو اور تیرا علم تھا تو وہ سب کا سب میں نے اپنی امت کو پہنچا دیا اور تیری راہ میں کوشش کی حد کر دی اس وقت خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ سے فرمائیگا کہ اس کا گواہ کون ہے؟ آنحضرتؐ عرض کریں گے کہ پروردگارا! سب سے پہلا میرا گواہ تو ہے پھر تیرے فرشتے ہیں پھر میری امت کے نیک لوگ ہیں حالانکہ تو ہی تیری ہی کافی ہے۔ اس وقت فرشتے بلائے جائیں گے وہ سب آنحضرتؐ کی تبلیغ رسالت کی شہادت دیں گے۔ پھر آنحضرتؐ کی امت بلائی جائیگی اور ان سے سوال کیا جائیگا کہ آیا محمد مصطفےٰ نے ہماری رسالت ہماری کتاب ہماری حکمت اور ہمارا علم تم کو پہنچایا اور ان سب چیزوں کی تم کو تعلیم دی یا نہیں؟ چنانچہ وہ سب لوگ بھی آنحضرتؐ کے حق میں رسالت اور حکمت اور علم کے پہنچانے کی گواہی اور تعلیم کرنے کی گواہی دینگے پھر خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ سے دریافت کریگا کہ آیا تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو اپنی امت میں اپنا خلیفہ بنایا تھا جو میری حکمت اور میرے علم کو ان میں قائم رکھے اور میری کتاب کی انکے لئے تفسیر کرتا رہے اور جن جن باتوں میں وہ باہم اختلاف کریں ان سب کو کھولکر بیان کرتا رہے اور وہ تمہارے بعد میری حجت اور زمین میں میرا خلیفہ ہو؟ آنحضرتؐ جواب دیں گے کہ خداوندا! ضرور میں نے علی ابن ابیطالبؑ اپنے بھائی۔ اپنے وزیر۔ اپنے وصی اور اپنی امت میں سے سب سے بہتر شخص کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور اپنی زندگی میں ان سب کے لئے اس کو علم ہدایت قائم کر دیا تھا اور ان سب کو اس کی اطاعت کی دعوت دی تھی اور اپنی امت میں اسکو اپنا خلیفہ اور ایسا امام مقرر کر دیا تھا کہ میرے بعد قیامت تک تمام امت خود اس کی اور اسکے بتلائے ہوئے اماموں کی پیروی کرتی رہے۔ پھر علیؑ ابن ابیطالبؑ طلب کئے جائینگے اور ان سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا جناب محمد مصطفےٰ نے تم کو اپنا وصی بنایا اور تم کو اپنی امت میں اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تم کو اپنے ایام حیات میں اپنی امت کے لئے بطور علم ہدایت کے مقرر کیا اور آیا تم بعد ان کے انکے قائم مقام ہوئے؟ اس وقت جناب علیؑ مرتضےٰ عرض کریں گے کہ خداوندا! جناب محمد مصطفےٰ نے ضرور مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی امت میں مجھکو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی زندگی میں ان سب کے لئے مجھے علم ہدایت مقرر کیا۔ مگر جس وقت تو نے آنحضرتؐ کی روح مبارک قبض فرمائی امت نے میرا انکار کیا۔ میرے حق میں چالیں چلے مجھے کمزور کر دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں جن کو تو نے مؤخر فرمایا تھا ان کو مجھ پر مقدم کر دیا اور جنکو تو نے مقدم کیا تھا انکو مؤخر کر دیا۔ میری بات نہ سنی۔ میرا کہنا نہ مانا پس میں بھی جب تک کہ انھوں نے مجھ کو قتل نہ کر دیا تیری راہ میں ان سے برابر لڑتا ہی رہا۔ اس وقت علی مرتضےٰ سے پھر دریافت کیا جائے گا کہ آیا تم نے اپنے بعد امت محمد مصطفےٰ میں کسی کو حجت اور زمین خدا کا خلیفہ مقرر کیا جو میرے بندوں کو میرے دین کی طرف اور میری راہ کی طرف بلاتا رہے؟ جناب علیؑ مرتضےٰ عرض کریں گے کہ خداوندا میں نے اپنے بڑے بیٹے اور تیرے نبیؐ کی بیٹی کے بڑے بیٹے حسنؑ مجتبےٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اس وقت حسنؑ مجتبےٰ بلائے جائیں گے اور ان سے ویسے ہی سوال ہونگے جیسے کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ سے ہو چکے ہونگے پھر ان کے بعد اور امام یکے بعد دیگرے بلائے جائیں گے اور ان کے زمانے والے بھی بلائے جائیں گے ائمہ علیہم السلام اپنی اپنی حجتیں پیش کریں گے خدائے تعالیٰ ان کے عذر کو قبول فرمائیگا اور انکی حجتوں کو جائز رکھے گا اور نہ ماننے والوں پر باقاعدہ جرم قائم ہو جائیگا) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت خدائے تعالیٰ فرمائے گا هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (دیکھو صفحہ ۲۰۲ سطر ۸)

صفحہ ۱۵۲ نوٹ ۳ | کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس امر میں شک کرنا ہی بعید از عقل ہے۔ یہاں تک اس سورے کی جو دو آیتیں ہوئیں ان میں سے پہلی توحید کی دلیل ہے اور دوسری توحید اور بعثت دونوں کی۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۲ نوٹ ۴ :- فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ :- تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانوں میں اور زمین میں خدا ہی کی پرستش کی جاتی ہے

اور وہی معبود ہونے میں اور یکتائی میں مشہور بھی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ (وہ وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے) کتاب التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس شان سے خدائے تعالیٰ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی شان سے ہر جگہ ہے۔ کسی نے اُن حضرتؑ سے دریافت کیا کہ آیا وہ اپنی ذات سے موجود ہے فرمایا وائے ہو تجھ پر مکانات تو کوئی نہ کوئی حد رکھتے ہیں اور جب تو یہ کہیگا کہ وہ اپنی ذات سے کسی مکان میں موجود ہے تو تجھے یہ بھی کہنا پڑیگا کہ اس کے لئے حد ہوگئی یعنی وہ بھی محدود ہوگیا۔ لیکن محدود ہونا شان مخلوق ہے اور خالق اپنی مخلوق کی ہر صفت سے بالکل علیٰحدہ ہے۔ ہاں جن چیزوں کو پیدا کیا ہے اپنے علم و قدرت و غلبہ سے اُن سب پر حاوی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ زمین میں جو چیزیں ہوں ان کا علم یہ نسبت آسمان والی چیزوں کے کم ہو یا کوئی چیز اس سے قریب ہو یا بعید بلکہ از روئے علم و قدرت و غلبہ و احاطہ ہر شے سے اس کا تعلق برابر برابر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۳ نوٹ ۱ پھر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ تو جو یہ کہتا ہے کہ تم نبی ہوتے تو تمہاری تصدیق کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھی ہوتا جسے ہم دیکھتے بلکہ اللہ کو ہمارے پاس کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو وہ کسی فرشتے ہی کو بھیج دیتا نہ کہ ہم جیسے آدمی کو۔ تو بھلا یہ تو بتلا کہ تجھ جیسے آدمی اپنے حواس سے فرشتے کو دیکھتے کیونکر؟ اسلئے کہ فرشتہ جنس ہوا سے ہے اور ہوا کو تم دیکھتے نہیں ہو اور اگر یہ صورت اختیار کی جائی کہ تمہاری بصارت کی قوت بڑھا دی جاتی اور تم اس کو دیکھتے تو تم صاف یہ کہہ دیتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ انسان ہے اس لئے کہ وہ تم پر آدمی ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا تاکہ تم اس کی بات سمجھو اور اس کے مطلب اور غرض کو پہچانو پھر اب تم سمجھا دو کہ تم لوگ اس فرشتہ کا سچا ہونا کیسے جانتے؟ (چونکہ طرف ثانی سے کوئی جواب نہ بن پڑا حجت ثابت ہوگئی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ) قولِ خدا برحق ہے اس نے آدمی کو رسولؐ بنا کر بھیجا اور اس کے ہاتھ پر ایسے معجزات ظاہر کئے جو انسان کے لئے طبعی نہیں ہیں۔ پس تم اپنے عجز سے اس بات کو سمجھ سکتے ہو اور تمہارے دل خود اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ نبی نے جو کچھ کیا ہے وہ معجزہ ہے اور وہی خدا کی طرف سے اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے اور اگر تم پر کوئی فرشتہ ظاہر ہوتا اور اس کے ہاتھ سے ایسی باتیں بن پڑتیں جن سے کہ انسان عاجز ہوتا تو وہ اس کے خدا کی طرف سے ہونیکی دلیل نہ ہوتیں اس لئے کہ فرشتوں کی طبائع سے عادۃً عجائبات ظاہر ہونے ہی چاہئیں تو پھر وہ معجزہ کہاں ہوا۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ پرندوں کا اڑنا کوئی معجزہ نہیں ہے کیونکہ ان کے لئے اڑنا تو طبعی قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اگر کوئی آدمی پرندوں کا سا اڑنا اُڑے تو بے شک وہ عجیب بات ہوگی۔ پس اللہ نے تو معاملہ کو جتنا سہل کیا ہے اور نہیں جیسے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے کہ تم پر اس کی حجت قائم ہوجائے۔ اور تم معاملہ کو ایسا دشوار کرنا چاہتے ہو کہ اس سے کوئی حجت قائم نہ ہوسکے۔ (اس حدیث کا ایک جزو سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں دوسرا سورۂ فرقان میں اور تیسرا سورۂ زخرف میں انشاء اللہ بیان کیا جائیگا۔) ۱۲

صفحہ ۱۵۳ نوٹ ۲ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ :- تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات پر اتنی باتیں واجب کی ہیں کہ اپنی معرفت کی تم کو ہدایت کرے اور دلیلیں قائم کرکے اور کتابیں نازل کرکے اپنی توحید کا علم تم تک پہنچا دے۔ اور اگر تم کفر کرو اور نافرمانی کرو تو تم کو مہلت دے تاکہ اس کمی کا تدارک کرسکو اور تمہاری کوئی حجت باقی نہ رہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۴ نوٹ ۴ اور آنحضرتؐ مکہ ہی میں تھے یہ بھی انھوں نے کہا کہ ہم نے یہود و نصاریٰ سے آپ کا حال پوچھا تھا تو انھوں نے کہا کہ ان کا کوئی ذکر ہماری کتابوں میں نہیں ہے۔ اب تم کوئی ایسی بات پیش کرو جو اس بات کی شہادت دے کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھ دی۔

صفحہ ۱۵۴ نوٹ ۵ وَ مَنْۢ بَلَغَ :- تفسیر مجمع البیان، تفسیر عیاشی اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں مَنْۢ بَلَغَ کے یہ معنی منقول ہیں کہ وہ آل محمدؐ میں سے ایک امام ہوتا رہے گا جو قرآن کے ذریعہ سے اسی طرح امت کو ڈراتا رہے گا اور اس کے مطالب اسی طرح لوگوں کو پہنچاتا رہیگا جیسے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرایا کرتے تھے اور پہنچایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۲ وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ :- کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ قسم کھا کے جو یہ کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ ہم ولایت و خلافت و امامت کو علیؑ اور اولادِ علیؑ ہی کا حق سمجھتے تھے اور غیر کو اس میں نہیں شریک کیا کرتے تھے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ باوجود یہ جاننے کے کہ اس سے کچھ نفع نہ پہنچے گا پھر بھی وہ کبھی خوف و پریشانی کے مارے خدا کے حضور میں جھوٹ بول دیں گے اور اس پر قسم بھی کھالیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۳ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ :- احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اُن حضرتؑ نے قیامت کے خوفناک مواقع کا ذکر فرمایا ہے۔ از آنجملہ وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ پھر سب لوگ ایک اور جگہ جمع کئے جائیں گے اور وہاں ان کے اظہار لئے جائیں گے اور وہ یہ کہیں گے ہمارے پروردگار خدا کی قسم ہے ہم تو مشرک نہ تھے۔ یہ خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کا ذکر ہے جو دار دنیا میں توحید کے قائل تھے مگر یہ محض اللہ پر ایمان رکھنا ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچائیگا۔ جس حال میں کہ وہ اس کے رسولوں کے مخالف رہے اور جو کچھ ان رسولوں نے ان کو پروردگار کی طرف سے پہنچایا اس میں شک کرتے رہے اور اپنے اوصیاء کے بارے میں رسولوں نے جو عہد ان سے لئے ان کو توڑتے رہے اور اچھی چیزوں کو گھٹیا چیزوں سے بدلتے رہے اسی سبب سے انھوں نے اپنے اظہاروں میں ایمان کا جھوٹا دعویٰ کیا اس کی خدائے تعالیٰ نے تکذیب فرمادی اور فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا الخ۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان سے مراد اس امت کا قدریہ فرقہ ہے کہ ان کو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن ستارہ پرستوں اور مجوسیوں اور نصرانیوں کے ساتھ محشور فرمائیگا۔ وہ عرض کریں گے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائیگا اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا الخ۔ اور اسی تفسیر میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر امت میں مجوس ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قدر کوئی چیز نہیں۔ ہر طرح کی مشیت و قدرت خود ہمیں کو حاصل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۴ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ :- تفسیر صافی میں ہے کہ اساطیر کے معنی ہیں اباطیل یعنی جھوٹی باتیں اور وہ جمع ہے سطر کی جس کے معنی ہیں لکھی ہوئی چیز اور مطلب اس جگہ یہ ہے کہ کفار کا جھٹلانا اس حد کو پہنچ گیا تھا کہ وہ خدا کے کلام کو جس سے زیادہ سچا کلام ہو نہیں سکتا پرانے زمانے کے لوگوں کی جھوٹی کہانیوں سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۵ :- يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ :- تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد ہیں وہ بنی ہاشم جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتے تھے

اور آنحضرتؐ سے قریش کی ایذا کو باز رکھتے تھے اور ساتھ ہی خود بھی دور رہتے تھے یعنی آنحضرتؐ پر ایمان نہ لاتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۵ نوٹ ۶ وَقِفُوْا عَلَى النَّارِ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یہ تمنا کریں گے کہ کاش ایک مرتبہ پھر ہمیں دنیا میں پہنچا دیا جاتا۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۶ نوٹ ۱ میں تو کسی کو نہیں دیکھتا۔ فرمایا اے جابرؓ! برہوت اس وقت مجھے دکھلایا گیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیعین اور ان کے لشکر برہوت کے تالاب میں مقید ہیں اور عذاب پا رہے ہیں اور ان دونوں نے مجھ سے چیخ کر کہا ہے کہ اے ابوالحسنؑ اے امیرالمومنینؑ ہم کو دنیا میں واپس بلائیے ہم آپکی فضیلت اور ولایت کا اقرار کریں گے۔ اور میں نے وہ الفاظ کہے پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ اے جابرؓ جو شخص وصی نبیؐ کی مخالفت کریگا وہ قیامت کے دن اندھا محشور کیا جائیگا۔ اور میدان حشر میں اوندھے منہ پھرایا جائیگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۶ نوٹ ۲ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ:۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے اس آیت کو پڑھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ واللہ جھٹلانے میں تو ان لوگوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر اصل میں یہ لفظ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ نہیں ہے بلکہ لَا يُكْذِبُوْنَكَ ہے جس کے معنی ہیں کہ کوئی ایسا باطل نہ پیش کر سکیں گے جس سے تمہارے حق کو جھوٹا ثابت کر سکیں۔ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اس آیت کو لَا يُكْذِبُوْنَكَ پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ لوگ کوئی ایسی بات نہ پیش کر سکیں گے جو تمہارے حق سے زیادہ حق ثابت ہو جائے۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۶ نوٹ ۳ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا:۔ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے صبر کیا وہ بھی تھوڑے عرصہ کے لئے ہے اور جس نے بے صبری کی وہ بھی تھوڑے ہی عرصہ کے لئے۔ پھر فرمایا کہ تم کو اپنے تمام معاملات میں صبر اختیار کرنا چاہئے اس لئے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا اور آنحضرتؐ کو صبر و نرمی کا حکم دیا۔ اور یہ فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا (لوگ جو کچھ بھی کہیں اس پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ اس کو چھوڑ بیٹھو) اور یہ فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (بدی کو ایسی تدبیر سے ٹالو جو بہت اچھی ہو کہ یکایک اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ شخص جس کے اور تمہارے مابین عداوت ہے ایسا ہو جائیگا گویا ہمیشہ کا تمہارا سرگرم دوست ہے) پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرتؐ پر بہت بڑے بڑے الزام لگائے اور طعن کئے اور آنحضرتؐ دلتنگ ہوئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (ہم خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے تم بہت دل تنگ ہوتے ہو) پھر لوگوں نے حضرتؐ کو جھٹلایا اور طعن کئے جس سے آنحضرتؐ محزون و مغموم ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں جو قَدْ نَعْلَمُ سے نَصْرُنَا تک ہیں۔ پس حضرتؐ نے اپنی ذات کے لئے صبر لازم کر لیا اور بیٹھ رہے اور خدائے تعالیٰ کی یاد کرتے رہے اور وہ لوگ حضرتؐ کو جھٹلاتے رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے عرض کی کہ خداوندا میں نے اپنی ذات کے معاملہ میں اور اپنی عترت کے معاملہ میں تو صبر کر لیا مگر میرے معبود کی شان میں جو یہ بے ادبی کرتے ہیں اس پر مجھے صبر نہیں ہوتا۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (بے شک ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہم کو کچھ تکان نہیں ہوئی۔ پس جو کچھ بھی لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو) اب جناب رسول خدا نے ہر حال میں صبر فرمایا تو پھر آنحضرتؐ کی اولاد سے ائمہؑ ہونے کی آپ کو بشارت دی گئی اور خدائے تعالیٰ نے ان کا وصف بھی صبر ہی کے ساتھ فرمایا اور یہ ارشاد کیا وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (اور ہم نے ان کو بوجہ ان کے صبر کرنے کے اور اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے امام مقرر کیا کہ وہ لوگوں کو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کیا کریں) اس پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث فرمائی کہ صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم سے ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس کی قدردانی فرمائی اور یہ آیت نازل کی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (اور بنی اسرائیل پر بوجہ ان کے صبر کے تمہارے رب کا بھلا قول پورا ہو گیا اور فرعون اور اس کی قوم جو بنایا اور بلند کیا کرتے تھے اس سب کو ہم نے برباد کر دیا) پس جناب رسول خدا نے فرمایا کہ یہ آیت خوشخبری کی بھی ہے اور انتقام کی بھی پس خدائے تعالیٰ نے مشرکین کا قتل جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں مباح کر دیا اور ان کو جناب رسولؐ خدا اور آنحضرتؐ کے دوستوں کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ اور اس طرح آنحضرتؐ کے صبر کا بدلہ علاوہ اس اجر کے جو آخرت میں آنحضرتؐ کے لئے مہیا فرمایا ہے دنیا میں بھی عطا فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۷ نوٹ ۶ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور نہج البلاغہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیا خدائے تعالیٰ نے اپنا دین ناقص نازل فرمایا ہے کہ ان لوگوں سے اس کے اتمام میں مدد مانگی یا یہ اس کے شریک ہیں کہ ان کا یہ منصب ہو کہ جو ان کا جی چاہے وہ کہہ دیں اور اس کا یہ کام ہو کہ وہ ان کے قول کو پسند کرے یا خدا نے دین کامل نازل کیا اور رسولؐ نے اس کے پہنچانے میں کوئی کوتاہی کر دی حالانکہ وہ فرماتا ہے پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اس میں ہر چیز کا کھلا بیان موجود ہے) عیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے حدیث وصف امامت میں منقول ہے کہ لوگ علی العموم جاہل ہیں اور انھوں نے اپنے دین کے بارے میں دھوکا کھایا ہے۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کو اس وقت تک اٹھایا جبتک کہ دین کو کامل نہ کر دیا اور ان پر پورا قرآن مجید نازل نہ کر دیا جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور اس میں خدائے تعالیٰ نے حلال اور حرام کو حدود اور احکام کو اور سب ان چیزوں کو جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے پورا بیان فرما دیا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۷ نوٹ ۷ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ:۔ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس اونٹ پر سوار ہو کر تین حج ادا کئے گئے ہوں اس کا شمار جنت کے چوپاؤں میں ہو جائیگا۔ اور ایک روایت میں سات حج بھی آیا ہے۔ اسی کتاب میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے دیکھا کہ ایک اونٹنی بندھی ہے اور اس کا اسباب اس پر لدا ہوا ہے۔ فرمایا اس کا مالک کہاں ہے، اس سے کہدو کہ قیامت کے دن اس کی جواب دہی کو تیار رہے۔ الخصال میں جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث قیامت میں منقول ہے کہ اس دن سوائے چار کے اور کوئی سوار نہ ہوگا۔ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور صالحؑ نبی اللہ۔ پس میں تو براق پر ہوں گا اور میری بیٹی فاطمہؑ زہرا میرے ناقۂ غضبا پر اور صالحؑ خدا کی اس اونٹنی پر جس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی تھیں۔ رہے علیؑ سو وہ ایک ناقۂ ذریر پر ہوں گے جس کی نکیل یاقوت کی

ہوگی اور وہ دو سبز حلّے پہنے ہوں گے ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۷ نوٹ ۸ صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن لوگوں نے اوصیاء کو جھٹلایا ہے اور ظلمات سے مراد یہاں ظلمتِ کفر ہے پس خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ بہرے بھی ہیں اور گونگے بھی اور وہ کفر کی اندھیریوں میں ہیں پس جو اولادِ ابلیس سے ہوں گے نہ کبھی وہ اوصیاء کی تصدیق کریں گے اور نہ ان پر ایمان لائیں گے اور خدائے تعالیٰ بھی ان سے توفیقِ ہدایت سلب کر لیگا ۔ اور جو اولادِ آدمؑ سے ہوں گے وہ اوصیاء پر ایمان لائیں گے اور وہی صراطِ مستقیم پر ہوں گے ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۲ حضرت قنبرؓ نے فرمایا بیشک حجاج نے کہا کہ اگر میں تیری گردن ماروں تو تو کیا کریگا ۔ حضرت قنبرؓ نے فرمایا کہ میں سعادت ابدی حاصل کروں گا اور تو شقاوت دائمی ۔ چنانچہ اس ملعون نے حکم دیا اور وہ شہید کئے گئے رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۳ أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً :۔ لفظی معنی ہم نے ان کی اچانک خبر لی ۔ اور تفسیر قمی اور تفسیر برہان کے بموجب یہ مطلب ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام کے قیام و ظہور کا زمانہ جس میں باغیوں کو یہ معلوم ہوگا کہ گویا ان کا تسلّط کبھی ہوا ہی نہ تھا ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۴ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا :۔ تفسیر برہان میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے ؟ فرمایا وہ شخص جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتا ہو اور جن چیزوں میں حرام ہونے کا شبہہ ہو ان سے بھی گریز کرتا ہو اس لئے کہ جو شخص شبہہ حرام سے نہ بچے گا تو وہ اس طرح حرام میں مبتلا ہو جائیگا کہ اس کو خبر بھی نہ ہوگی اور جب کوئی بدی اس کے سامنے آئیگی تو وہ اس کے کرنے سے انکار نہ کریگا اور رفتہ رفتہ بدی اس پر اس قدر غالب آجائیگی کہ وہ خدا کی نافرمانی کرنے کو اچھا سمجھنے لگے گا اور جب وہ خدا کی نافرمانی کو اچھا سمجھنے لگے گا تو گویا اس نے کھلم کھلا خدا سے عداوت کا اظہار کیا ۔ اور جس شخص نے ظالموں کی بقا چاہی اس نے اللہ کی نافرمانی کو دوست رکھا ۔ حالانکہ پروردگار عالم ظالموں کو ہلاک کرنے کے سبب خود اپنی تعریف فرماتا ہے ۔ اس کے بعد حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب تم یہ دیکھو کہ خدائے تعالیٰ تمہاری نافرمانیوں کو چھپائے چلا جاتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کی طرف سے تم کو ڈھیل دی جارہی ہے پھر آنحضرتؐ نے آیت فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ سے ۔۔۔۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک تلاوت فرمائی ۔ اور اسی تفسیر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اے ابن آدمؑ جب تو یہ دیکھے کہ پروردگار عالم کی طرف سے تجھ پر متواتر نعمتوں کی بوچھار ہے تو اس وقت خاص طور سے ڈر (مبادا تجھ کو مہلت دی جاتی ہو اور غفلت میں ڈال کر تجھکو یکلخت سزا دینا منظور ہو) ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۸ نوٹ ۵ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی کہ جس وقت جناب رسولِ خدا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے تھے اور آنحضرتؐ کے واقعی جو ساتھی تھے ان کو سخت تکلیفیں اور امراض پیش آئے تھے جس کی آنحضرتؐ سے انھوں نے شکایت کی تھی پس خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا کہ تم پر تو صرف دنیا ہی کی تکلیف گذری ہے روادر دناک عذاب جس میں ہلاکتِ ابدی ہوگی وہ صرف ظالموں کا حصہ ہے ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی امیہ کی گرفت اچانک ہوئی اور بنی عباس کی کھلم کھلا ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۲ احکام پہنچانے والے تھے اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس کلام سے ثابت ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ان سے دونوں باتیں پائی جاتی ہیں ۔ اتباع بھی اور تبلیغِ رسالت بھی ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۳ اَلْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اعمٰی سے مراد ہے جاہل اور بصیر سے مراد ہے عالم اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ بصیر سے مراد ہیں اہلبیتؑ ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۴ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ :۔ تفسیر قمی میں اس آیت کی شانِ نزول یہ بھی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گروہ محتاج مومنوں کا تھا جو اصحابِ صفہ کہلاتے تھے اور جناب رسولِ خدا نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ سب کے سب مسجد کے ایک صفہ یا چھت میں رہا کریں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس انکی خبر گیری فرماتے تھے اور اکثر ان کے کھانے کی چیزیں خود اٹھا کر لایا کرتے تھے اور وہ لوگ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے جاتے تو حضرتؐ ان کو اپنے قریب بٹھاتے ، دیر تک ان سے صحبت رکھتے اور ان سے اُنس و محبت فرماتے تھے ۔ اصحابِ رسولؐ میں جو لوگ مالدار تھے وہ جب کبھی آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچتے تو انکو ناگوار معلوم ہوتا اور وہ یہ کہتے کہ یا حضرتؐ ان کو پاس سے نکالئے چنانچہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی وقت اصحابِ صفہ میں سے ایک صحابی آنحضرتؐ کے پاس تھے اور حضرتؐ سے ملے ہوئے بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ ان سے باتیں کرتے تھے پس وہ انصاری صاحب ان سے ہٹ کر بیٹھے جناب رسولِ خدا نے ان سے ارشاد بھی فرمایا کہ آگے آؤ مگر انھوں نے اس حکم تعمیل نہ کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شاید تو اس سے ڈر گیا کہ اس کی فقیری تجھ سے چمٹ جائے گی اس وقت انصاری نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ان کو تو اپنے یہاں سے نکال ہی دیجئے ۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۵ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ :۔ لفظی معنی یہ کہ ہم نے ان میں سے بعض کا امتحان بعض کے ذریعہ سے لیا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ امتحان امرِ دین میں لیا گیا تھا مثلاً انہی کمزور لوگوں یعنی اصحابِ صفہ کو بوجہ ایمان میں سابق ہونے کے اشرافِ قریش پر فضیلت دی تھی ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۶ اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ قول متکبرین قریش کا تھا جو اس استفسار سے گویا انکار کرتے تھے کہ ایسے مسکین و ضعیف لوگ تو اس لائق ہیں کہ خدائے تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کو سعید بنا دے گا اور ہم کو چھوڑ دے گا حالانکہ رئیس اور بڑے بڑے لوگ تو ہم ہی ہیں ۔ ۱۲

صفحہ ۱۵۹ نوٹ ۷ فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک روایت کے بموجب یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے نکالنے کی خدا نے نبیؐ کو ممانعت فرما دی تھی ۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت ان لوگوں کو دیکھتے تھے تو خود ان پر سلام کرنے کی ابتداء فرماتے تھے اور یہ ارشاد کیا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی داخل کئے ہیں جن کی نسبت مجھ کو حکم ہے کہ میں ان کو سلام کرنے میں ابتدا کروں ۔ اور ایک روایت کے بموجب یہ آیت حمزہ اور جعفر اور عمار اور مصعب ابن عمیر وغیرہم کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔ اور ایک روایت میں یہ ہے

کہ ایک گروہ جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں آیا اور یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم سے گناہ بہت سرزد ہوئے ہیں آنحضرتؐ یہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت عام طور پر توبہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اس کی تائید آیت کا آخری حصہ کرتا ہے۔ تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جس وقت دم یہاں تک پہنچے (حضرتؐ نے اپنے حلق مبارک کی طرف اشارہ کیا) اس وقت عالم کی توبہ قبول نہ ہوگی اور جاہل کی توبہ اس وقت تک بھی قبول ہوگی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائے جو موت سے پہلے توبہ کرلے اس لئے کہ توبہ گناہوں کی میل کچیل کو صاف کر دینے والی اور ہلاکت ابدی کی بدبختی سے بچانے والی ہے اور پروردگار عالم نے اپنے نیک بندوں کے لئے اپنی ذات پر رحمت واجب فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور سورۂ نساء میں فرمایا وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱۴ سطر ۷) (قولِ مترجم:۔ ظاہر میں یہ چار روایتیں ہیں مگر باہم مخالف نہیں ہیں فرق صرف خصوص اور عموم کا ہے اور رحمت الٰہی کا اظہار سب سے ہوتا ہے)۔ ۱۲

صفحہ ۱۶۰ نوٹ ۳ جیسے کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر ہے هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (اور وہ خدا وہ ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور مقرر فرمایا) نیز دوسری آیت میں فرماتا ہے وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ (دیکھو صفحہ ۲۰۶ سطر ۸) نیز فرماتا ہے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (دیکھو صفحہ ۵ سطر ۹) مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی روح مبارک قبض فرمائی تو اس کے بعد اندھیری پر اندھیری چھاگئی اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ کی فضیلت ان لوگوں کو نہیں سوجھی خدائے تعالیٰ کی اس آیت وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (دیکھو صفحہ ۲۷۹ سطر ۱) کا بھی یہی مطلب ہے۔

صفحہ ۱۶۰ نوٹ ۴ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ورقہ سے مراد وہ بچہ ہے جو ولادت کے وقت معین سے پہلے ساقط ہو جائے مگر بولے۔ اور رطب سے مراد نطفہ ہے جو رحم مادر میں ساکن ہو لیکن ابھی اس کی خلقت پوری ہوئی ہو اور نہ حرکت کرنے لگا ہو اور یابس سے مراد وہ بچہ ہے جس کی خلقت ہر طرح سے پوری ہو گئی ہو اور صحیح و سالم پیدا ہوا ہو۔ کتاب مبین سے مراد ہے امام مبین۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے آقا جناب امیر المومنین علیہ السلام کے واسطے یہ فرمایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (تم یہ کہدو کہ اللہ اور وہ شخص جس کے پاس علم کتاب ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو کافی ہیں) اور خدائے تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین میں نہ ہو) اور اس کتاب کا علم انھی حضرتؑ کے پاس ہے۔

قولِ مترجم:۔ کتاب کے معنی تاویلاً کیا ہوتے چاہئیں وہ ہم سورۂ بقرہ کے اوّل میں حل کر چکے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۶۰ نوٹ ۵ اَجَلٌ مُّسَمًّى:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد موت ہے۔

صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۳ طرف کے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۴ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ایسا عذاب ہے جیسا کہ فرعون ڈبویا گیا اور قارون دھنسایا گیا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے زلزلہ اور دھنسنا۔ قولِ مترجم:۔ یہ سب عذاب نیچے کی طرف کے ہیں۔

صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۵ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے لڑائی میں ایک دوسرے سے باہم بھڑ جانا اور مخلوط ہو جانا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے عداوت اور تعصب سے ایک دوسرے کو مارنا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے دین میں اختلاف کرنا اور ایک دوسرے پر طعن کرنا۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ میری پوری امت پر کسی غیر دین والے کو غلبہ نہ ہو خدائے تعالیٰ نے منظور فرمالیا پھر میں نے عرض کی کہ میری ساری امت بھوک سے ہلاک نہ کی جائے اسے بھی منظور فرمالیا پھر میں نے عرض کی کہ میری پوری کی پوری امت گمراہی میں نہ پڑے اسے بھی منظور فرمالیا پھر میں نے عرض کی کہ میری امت کے گروہ کے گروہ ہو کر ایک دوسرے سے نہ لڑیں۔ اس دعا سے مجھے خدائے تعالیٰ نے منع فرمادیا۔ (قولِ مترجم:۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بابِ امتحان مسدود ہو جاتا حالانکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے) ایک اور حدیث میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس وقت میری امت کے مابین تلوار چل جائے گی تو وہ پھر تا قیامت نہ رُکے گی۔ (قولِ مترجم:۔ مصالحت کے خواستگار اسے ذرا غور سے ملاحظہ فرمالیں)

صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۶ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ:۔ تفسیر صافی اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے ایک کا دوسرے کو قتل کرنا اور یہ سب اہل قبلہ میں سے ہوں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہیں بُرے پڑوسی

صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۷ اَلَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا:۔ تفسیر قمی میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو وہ ہرگز ایسے جلسے میں نہ بیٹھے جس میں کسی امام کی نسبت بے ادبی کی جاتی ہو یا کسی مسلمان کی غیبت اس لئے کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ:۔ علل الشرائع میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ جس جلسہ میں اور جس شخص کے پاس تمہارا جی چاہے بیٹھو اٹھو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ الخ۔

صفحہ ۱۶۲ نوٹ ۴ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بصارت کو اتنی قوت عطا کر دی گئی تھی کہ وہ آسمانوں سے پار گزر جاتی تھی جو کچھ آسمانوں میں ہے اسے بھی دیکھتی تھی عرش کو بھی دیکھتی تھی اور جو کچھ عرش سے اوپر ہے اس کو بھی دیکھتی تھی۔ المناقب میں ہے کہ جابر ابن یزید جعفی نے انہی حضرتؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے جابر کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا فرمایا اپنا سر اٹھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے جو سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس مکان کی چھت ندارد ہو گئی اور میری نظر اس سورراخ سے پار ایک نور پر پڑی اور اس سے بھی گزر گئی فرمایا بس اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت کو

دیکھا تھا۔ پھر فرمایا کہ اب تو زمین کی طرف دیکھ پھر اپنا سر اٹھا اب جو میں نے سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چھت جیسی پہلے تھی ویسی ہی موجود ہے پھر حضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے اس گھر سے نکالا اور مجھے ایک کپڑا پہنا دیا اور فرمایا کہ اپنی دونوں آنکھیں ایک ساعت کے لئے بند کرلے پھر فرمایا اب تو ظلمات میں پہنچ گیا ہے۔ ذوالقرنین نے دیکھا تھا۔ میں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو میں وہاں کوئی چیز نہ دیکھ سکا۔ پھر چند قدم اٹھائے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اب تو آب حیات کے چشمہ پر پہنچ گیا ہے جہاں خضر علیہ السلام نے پانی پیا تھا پھر ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے فرمایا کہ یہ سب ملکوت الارض میں داخل ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں آنکھیں بند کرلے اور میرا ہاتھ حضرتؑ نے پکڑ لیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ہم اسی مکان میں آگئے جس میں پہلے تھے اور وہ لباس جو مجھے پہنایا گیا تھا اتروا لیا گیا۔ میں نے عرض کی قربان جاؤں دن کا کتنا حصہ گزرا ارشاد فرمایا فقط تین ساعت۔ کافی تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنتیں دیکھیں تو ایک شخص کو زنا بھی کرتے دیکھا اسکے حق میں بددعا کی وہ مرگیا پھر دوسرے کو دیکھا اس کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مرگیا پھر پھر تین شخصوں کو دیکھا ان کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مرگئے اس وقت خدائے تعالیٰ نے انکی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ دعا تو تمہاری مستجاب ہے مگر میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو اس لئے کہ اگر مجھے تمہاری بددعا سے ان کو مارنا منظور ہوتا تو میں سرے سے انکو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نے اپنی مخلوق جتنی پیدا کی ہے وہ تین قسم کی ہے ایک قسم کے لوگ تو محض میری عبادت کریں گے۔ کسی چیز کو میرا شریک قرار نہ دینگے پس میں انکو ثواب دونگا۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوں گے جو مجھے چھوڑ کر اوروں ہی کی عبادت کیا کریں گے مگر میرے قابو سے تو کبھی باہر نہ جائیں گے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو خود تو عبادت اور وں کی کیا کریں گے مگر انکی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرونگا جو میری ہی عبادت کیا کریں گے۔

صفحہ ۱۶۳ نوٹ ۵ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي:۔ عیون اخبار الرضاؑ میں منقول ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا آپ یہ نہیں فرماتے کہ انبیاءؑ معصوم ہیں؟ فرمایا ضرور۔ مامون نے کہا تو خدا کے اس قول کا مطلب بتلائیے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو تین گروہوں سے واسطہ پڑا تھا کہ ان میں سے ایک گروہ زہرہ کی پرستش کرتا تھا اور ایک گروہ چاند کی اور ایک گروہ سورج کی۔ (قولِ مترجم:۔ چندر بنسی اور سورج بنسی کی اصل یہیں سے معلوم ہوتی ہے) جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس غار سے نکلے جس میں کہ وہ چھپے ہوئے تھے اور رات چھا گئی تو انھوں نے زہرہ کو دیکھا اور اپنی قوم سے خود انکار کے طور پر اور ان سے استفسار کے طور پر فرمایا هَٰذَا رَبِّي اور جب وہ غروب ہوگیا تو فرمایا کہ میں غروب ہوجانے والوں کو دوست نہیں رکھ سکتا (پھر ان کی عبادت تو کیا کرتا) کیونکہ غروب ہوجانا حادث کی صفت ہے نہ کہ قدیم کی۔ پھر جب چاند نکل آیا اور اس کو دیکھا تو اسی شان سے اس کی نسبت سوال کیا اور اس کے غروب ہونے پر یہ فرمایا کہ اگر میرے پروردگار نے مجھ کو ہدایت نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ ہوتا۔ پھر جب صبح ہوگئی اور سورج کو سب سے زیادہ روشن دیکھا تو اقرار و اعتبار کی شان سے نہیں بلکہ انکار و استخبار کی شان سے فرمایا هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ پھر جب شام کو وہ غروب ہوا تو ان تینوں گروہوں سے یہ فرمایا کہ اے میری قوم جن جن کو تم شریک کرتے ہو ان سے میں بالکل بری ہوں میرا تو رخ خالص طور پر اسی کی طرف ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرک نہیں ہوں۔ پس ابراہیمؑ نے جو کچھ فرمایا اس سے انکا مطلب ان لوگوں کے دین کا باطل کرنا تھا اور اس بات کا ثابت کرنا کہ عبادت آسمان و زمین کے خالق کی جو خود ان سیاروں کا بھی خالق ہے زیبا ہے پس اس قوم پر حجت کا ثابت کرنا خود خدائے تعالیٰ نے اس طرح ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ الہام کے عطا فرمایا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ (اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے برخلاف عنایت کی تھی اور ہم جس کے چاہیں درجے بلند کردیں) مامون نے یہ سنکر عرض کی یا ابن رسول اللہ خدائے تعالیٰ آپ کو اس امر کی جزائے خیر دے۔ (آپ نے خوب عصمتِ انبیاء ثابت فرمائی۔)

صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۳ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا:۔ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو انؑ حضرتؑ نے فرمایا کہ جس حصہ کو چاہتے تھے چھپاتے تھے اور جس قدر چاہتے تھے ظاہر کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ توریت کو متفرق اوراق میں لکھ لیتے تھے پھر اس کے جس حصے کو چاہتے تھے ظاہر کرتے تھے اور جتنا چاہتے تھے چھپا لیتے تھے۔ (قولِ مترجم:۔ کاغذ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جیسا رسمی کاغذ اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں ویسا کاغذ اس زمانہ میں تھا بلکہ اس زمانہ میں چمڑا جھلیاں، بعض درختوں کی پتیاں بعضے درختوں کی چھالیں اور بعضے درختوں کا گودا اور موم جامہ وغیرہ بطور کاغذ کے کام میں لایا جاتا تھا) تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ توریت میں جو چیزیں جناب رسولِ خدا کے متعلق تھیں ان کو یہود چھپایا کرتے تھے۔ (قولِ مترجم جیسے اس زمانہ کے یہودی آلِ رسولؐ کے متعلق جو آیتیں اور حدیثیں ہیں ان کو چھپاتے، ان کو ادلتے بدلتے اور ان میں تاویلیں پیدا کرتے ہیں۔)

صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۴ أُمَّ الْقُرَىٰ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے کہ مکہ اور مکہ کا نام ام القریٰ اسلئے رکھا گیا کہ یہ پہلا خشکی کا حصہ ہے جو خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا۔

صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۵ وَمَنْ حَوْلَهَا:۔ اس سے مراد ہے شرق و غرب، وجنوب و شمال کے رہنے والے اس لئے کہ مکہ معظمہ کے چاروں طرف قابلِ سکونت زمین پھیلتی چلی گئی ہے۔

صفحہ ۱۶۵ نوٹ ۶ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آخرت کی تصدیق کرتا ہوگا وہ انجام سے بھی ڈرے گا اور انجام کا خوف اس کو غور و فکر کی طرف مائل رکھے گا یہاں تک کہ وہ آخرت پر ایمان لے آئیگا اور عبادت کی حفاظت کرے گا خصوصاً نماز کی اس لئے کہ وہ دین کا ستون اور ایمان کی نشانی ہے۔

صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۳ اور خدائے تعالیٰ نے ایک مخلوق زمین سے اور ایک مخلوق آسمانوں سے پیدا کی اور اس سے جو جبرئیلؑ کے دائیں ہاتھ میں تھی فرمایا کہ تجھ سے رسول، انبیاء، اوصیاء، مومن اور شہید اور وہ لوگ جن کی عزت مقصود ہے پیدا ہوں گے پس ایسا ہی ہوا اور جو خاک جبرئیل امینؑ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس سے فرمایا کہ تجھ سے ظالم، مشرک، منافق، سرکش اور جن جن کی مجھ کو ذلت اور شقاوت منظور ہے وہ پیدا ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ دونوں قسم کی مٹی خوب

مخلوط کر دی جائے پس خدائے تعالیٰ کے اس قول کا اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی یہ مطلب ہے کہ حبّ سے مراد ہے طینتِ مومنین جس میں خدائے تعالیٰ نے اپنی محبت ڈال دی اور نوٰی سے مراد ہے طینت کافرین جس کو ہر خیر و خوبی سے دوری ہے اور نوٰی اس کا نام اسی سے رکھا گیا ہے کہ اس کو حق سے بُعد اور دوری ہوگئی (بقیہ ضمیمہ میں ملاحظہ ہو) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا۔

صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۴ | فَالِقُ الْاِصْبَاحِ :۔ سے مراد دن کا لانے والا اور اندھیرے کے بعد روشنی پیدا کرنے والا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حاجت طلب کرو تو دن میں طلب کرو کیونکہ خدا نے حیا آنکھ میں قرار دی ہے اور جب شادی کرو تو رات کو شادی کرو اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے رات کو سکون و قرار مقرر فرمایا ہے۔ حسنؑ ابن علیؑ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ خدائے تعالیٰ نے رات کو بھی سکون و راحت قرار دیا ہے اور عورات کو بھی۔ لہٰذا سنت قرار پائی کہ شادی بھی رات کو کرو اور کھانا بھی رات ہی کو کھلاؤ۔ علی ابن عقبہ نے بتوسط اپنے باپ کے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ تم لوگ رات کو شادی کیا کرو کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اسے سکون قرار دیا ہے اور رات کو حاجتیں طلب نہ کیا کرو اسلئے کہ رات اندھیری ہے۔ نہج البلاغہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اول شب کو راستہ نہ چلو کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو سکون قرار دیا ہے اور مقام کرنا اس کی غرض و غایت ہے نہ کوچ کرنا۔ پس اس میں تم اپنے جسم کو راحت پہنچاؤ اور پشت بستر سے لگا دو۔ کافی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے غلاموں کو حکم دیا کرتے کہ جب تک صبح نہ ہو کسی جانور کو ذبح نہ کرو اور فرماتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے شب کو ہر چیز کے لئے راحت اور سکون قرار دیا ہے۔

صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۵ | اَلنُّجُوْمُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ النجوم سے مراد آلِ محمدؐ ہیں۔

صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۶ | ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ :۔ اس سے مراد ہیں وہ معاملات جس میں اشتباہ ہو اور وہ راستے جن میں پیچیدگیاں ہوں اور بطور استعارہ ان کو ظلمت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس اندھیرے کو نورِ آلِ محمدؐ دور کر سکتا ہے۔

صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۱ | صاحبِ تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ یہاں جو امامؑ نے فلاں شخص کا لفظ فرمایا ہے اس سے مراد ابوالخطاب محمد ابن مقلاص غالی ہے جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔

صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۲ | وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں جن سے مراد فرشتے ہیں جنکو ان کافروں نے خدا کا شریک قرار دیدیا تھا اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ درحقیقت یہ خدا کی بیٹیاں ہیں مگر چونکہ ہماری آنکھوں سے ان کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اسی سبب سے انکا نام جن رکھ دیا ہے۔ نیز ان کی شان گھٹانے کے لئے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر ہے وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا (کہ انھوں نے خدا کے اور جنات کے مابین رشتہ قائم کر دیا) اور ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس آیت میں جن سے مراد شیاطین ہیں۔ اس لئے کہ کفار جنوں کی ایسی ہی اطاعت کرتے تھے جیسی کہ خدا کی کی جاتی ہے۔ اور انہی کے بہکانے سے بتوں کو پوجتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا تو خیر کا پیدا کرنے والا ہے اور ابلیس شر کا۔

صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۳ | وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ مشرک تو یہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور اہلِ کتاب یہ کہتے تھے کہ عزیرؑ اور مسیحؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ (ان سب کا مجمل ذکر خدائے تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔)

صفحہ ۱۶۷ نوٹ ۴ | خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ :۔ کتاب الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس حیثیت سے کہ ہر چیز خدا کے علم میں گزری ہے اور ہر بات کا خدائے تعالیٰ نے اندازہ فرمایا ہے بندوں کے افعال بھی خدا کی مخلوق ہیں مگر اس حیثیت سے نہیں کہ ان افعال کو خدا نے خود کیا یا بندہ کو ان کے کرنے پر مجبور کیا۔ خدا تعالیٰ ہر شے کا خالق ضرور ہے مگر ہم نہ جبر کے قائل ہیں اور نہ تفویض کے۔

صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۲ | وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ :۔ (الکافی، التوحید اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ لطیف سے مراد یہاں اختصار اور چھوٹائی نہیں ہے بلکہ اس سے مطلب ہے چیزوں کی انتہا تک معلوم کر لینا اور خود ایسا نہ ہونا کہ کوئی اس کو سمجھ سکے جیسا کہ محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے لَطُفَ عَنِّیْ ھٰذَا الْاَمْرُ (یہ بات میری سمجھ سے باہر رہی) یا یہ کہنا لَطُفَ فُلَانٌ فِیْ مَذْھَبِہٖ وَقَوْلِہٖ (فلاں شخص اپنی تدبیر میں اور اپنی بات میں بڑا باریک خیال ہے) پس جو شخص یہ محاورہ بولتا ہے وہ تم کو بتلاتا ہے کہ اس نے اپنی پوری عقل دوڑائی مگر کسی طرح بات کی تہہ تک نہ پہنچا، ناکامیاب رہا۔ اور معاملہ ایسا نازک رہا کہ اس کا وہم و خیال ادراک سے عاجز رہا پس لطف پروردگار عالم ایسا ہی کہ نہ کسی تعریف سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی طرح کے وصف سے اس کی تعریف ہو سکتی ہے۔ رہی ہمارے نزدیک لطافت اس سے مطلب چھوٹا پن، کمی اور باریکی ہے۔ پس یوں سمجھنا چاہئے کہ اسم تو دونوں کے لئے ایک ہی آیا مگر معنی مختلف ہیں پھر ان حضرتؑ نے فرمایا کہ خبیر اس کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے مخفی نہ رہے اور کوئی چیز اس سے جاتی نہ رہے اور یہ قوت چیزوں کے تجربے اور اعتبار سے حاصل نہ ہوئی ہو اس لئے کہ تجربہ اور اعتبار تو دو فائدہ پہنچانے والے علم ہیں اور اگر وہ کمی میں نہ ہوں گے تو وہ ان چیزوں کے علم سے بے بہرہ جاہل رہیگا حالانکہ پروردگار عالم ان چیزوں کے متعلق بھی خبیر ہے جن کو وہ پیدا کریگا اور ان چیزوں کی بابت بھی خبیر ہے جن کو وہ پیدا نہ کرے گا اور آدمیوں میں خبیر اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنی جہالت کے سبب خبر دریافت کرے اور جس کو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے۔ پس یہاں بھی خدا اور بندے کے لئے لفظ تو ایک ہی استعمال ہوا ہے مگر معنی مختلف ہیں۔

صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۳ | وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکُوْا :۔ تفسیر مجمع البیان میں اہلبیت علیہم السلام سے اس کی تفسیر یوں وارد ہے کہ اگر خدا چاہتا تو ان سب کو مومن اور معصوم بنا دیتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی خدا کی نافرمانی نہ کرتا اور اس صورت میں نہ جنت کی ضرورت ہوتی اور نہ جہنم کی لیکن اللہ نے تو ان کو بعض چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض چیزوں کے کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس طرح ان کا امتحان لیا ہے اور ان کو ایسی قوت اور ایسے اعضاء اور آلات عنایت فرمائے ہیں کہ جن کے ذریعے سے ان پر حجت قائم ہو جائے تاکہ عذاب و ثواب دونوں کے مستحق ہو سکیں۔

صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۴ | وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ :۔ ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ کفار جن باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہیں تم ان کی برائیوں کا ذکر نہ کرو۔ تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث

کے معنی پوچھے گئے اِنَّ الشِّرْكَ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلٰى صَفَا سَوْدَآءَ فِيْ لَيْلَةٍ ظَلْمَآءَ (کہ شرک اندھیری رات میں سیاہ چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی نکیر سے زیادہ پوشیدہ ہے) تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابتدا میں ایسا ہوتا تھا کہ مشرک خدا کو چھوڑ جن چیزوں کے پوجنے والے ہوتے مومن انہی کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔ پس اللہ نے مومنوں کو منع کیا کہ ان کے معبودوں کو برا نہ کہیں تاکہ کفار مومنوں کے معبود کو برا نہ کہنے پائیں اور اس طرح کے مومن جو خدا کو برا کہلواتے تھے اس حیثیت سے شرک کرتے تھے حالانکہ یقیناً وہ سمجھتے نہیں تھے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خبردار دشمنانِ خدا کو ایسی جگہ برا بھلا نہ کہنا کہ جہاں سے وہ سن پائیں اور بغیر سوچے سمجھے زیادتی کر کے خدا کو برا کہنے لگیں۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ان سے اس کے معنی دریافت کئے گئے تو فرمایا کہ تم نے کبھی ایسا شخص بھی دیکھا ہے جو خدا کو برا کہتا ہو عرض کی گئی کہ نہیں، فرمایا کہ بس جو خدا کے دوستوں کو برا کہتا ہے اس نے گویا خدا کو برا کہا۔ الاعتقادات میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ کسی نے آکر یہ عرض کی کہ یا ابن رسولؐ اللہ ہم نے مسجد میں دیکھا کہ فلاں شخص آپ کے دشمنوں پر علی الاعلان سب ولعن کرتا ہے فرمایا کہ اسے کیا ہو گیا ہے خدا اس پر لعنت کرے وہ ہماری آبرو کا درپے ہوا ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ان کو برا نہ کہو ورنہ وہ تم کو برا کہیں گے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص کسی دوستِ خدا کو برا کہے تو گویا اس نے خود خدا کو برا کہا۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا تھا کہ جس نے تم کو برا کہا اس نے خود مجھ کو برا کہا اور جس نے مجھے برا کہا اس نے اللہ کو برا کہا اور جس نے اللہ کو برا کہا وہ ناک کے بل اوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائیگا۔

صفحہ ۱۶۸ نوٹ ۵ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل الٹ جائیں گے یعنی اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائیگا اور ان کی بصارت ایسی جاتی رہے گی کہ وہ جناب امام مہدی علیہ السلام کو نہ دیکھیں گے اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہما السلام نے یہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے دل کا الٹنا ہاتھ کے جہاد سے دست کشی کرنا ہے پھر پاؤں کے جہاد سے رک جانا اور انجام کار دل کے جہاد سے باز رہنا۔ پھر جس شخص کا دل نیکی کو نیک نہ سمجھے اور بدی کو بد نہ جانے تو اُسے الٹا ہوا سمجھو یعنی اس کا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو گیا اور ایسا دل پھر کبھی نیکی قبول نہ کرے گا۔

ضمیمہ متعلق پارۂ ہشتم

صفحہ ۱۶۹ نوٹ ۳ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس تم ہرگز ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اسی طرح کا کلام ہے کہ کسی موقع پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (اور اے رسول تم ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا) یہ ظاہر بات ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نہ شرک کرنے والوں میں سے تھے اور نہ شک کرنے والوں میں سے۔ یہ خطاب عرب کے محاورہ کے مطابق تھا کہ جس میں بات کسی اور سے کیا کرتے ہیں اور سنانا کسی اور کو مقصود ہوتا ہے۔ پس یہاں خطاب جناب رسول خدا سے ہے اور سنانا اُمت کو مقصود ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۶۹ نوٹ ۴ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے صفات امام میں وارد ہے کہ امام ماں کے پیٹ میں لوگوں کی باتیں سنتا ہے اور جس وقت وہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دونوں شانوں کے مابین۔ اور ایک روایت کے بموجب داہنے بازو پر یہ پوری آیت لکھی جاتی ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ پھر جب امر امامت اس کے سپرد کیا جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ نور کا ایک ستون اس کے لئے قائم کر دیتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنی رعایا کے کل اعمال کو دیکھتا رہتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۰ نوٹ ۵ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ مَيْتًا سے مراد ایسا جاہل ہے جو کسی چیز کو نہ پہچانے اور نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ سے مراد ایسا امام ہے جس کی امامت کا قائل ہونا چاہیئے اور كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ سے مراد وہ شخص ہے جو امام کو نہ پہچانتا ہو کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث میں اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس کی موت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مٹی کافر کی مٹی کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور زندگی اس کی یہ ہوئی کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلمات کے ذریعہ سے ان دونوں کو علٰحدہ علٰحدہ کر دیا۔ قولہ حٰمٓ:۔ سورۂ فاتحہ میں حروف تہجی میں سے سات حروف نہیں آئے ہیں اعنی ث، ج، خ، ز، ش، ظ، ف۔ وہ سب اس پوری آیت میں واقع ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۴ فَيَتَّقِيَ حَرَجَاهُ الْعَانِي میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ اگر فقط ضیق ہو تو وہ تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسا منفذ باقی رہے کہ جس سے کچھ سُن لے اور یہ دیکھ لے اور جب حرج بھی ہو تو وہ ایسا ٹھوس ہو کہ اس میں کوئی منفذ ہی نہیں کہ جس سے کچھ سنے اور سمجھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۵ كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ: لفظی معنی گویا وہ آسمان پر چڑھا چلا جاتا ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ ضیق صدر کے مقابلہ کے لئے لایا گیا ہے اور اسی شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایسی بات کرنے کے درپے ہو جو اس کے بس کی نہ ہو کیونکہ آسمان پر چڑھنا مثل میں اس شخص کے لئے بیان کیا جاتا ہے جس کی استطاعت وقدرت سے وہ بات خارج ہو۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۶ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلرِّجْسَ سے مراد یہاں شک ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ دل طلب حق میں سینہ میں تڑپتا رہتا ہے اور جب حق اسے مل گیا تب وہ قرار پکڑتا ہے اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ پھر ان حضرتؑ نے یہ پوری آیت وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ: سے لَا يُؤْمِنُوْنَ تک تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۷ دَارُ السَّلَامِ: تفسیر صافی میں ہے کہ ہر آفت وبلا سے سلامتی کا مکان اور تفسیر قمی میں ہے کہ مراد اس سے جنت ہے اور سلام سے مراد ہے امان وعافیت وخوشی۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۸ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ: تم نے آدمیوں میں سے بہت سوں کو گمراہ کر لیا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو شخص کسی گروہ سے محبت رکھے وہ اسی میں محشور ومحسوب ہوگا۔ گو ان کی جنس سے نہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۳ نوٹ ۶ وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا: اس سے مراد ہیں ایسے جانور جن کے ذبح اور نحر کے وقت خدا کا نام نہ لیتے تھے اور ایک قول کے بموجب ان پر سوار ہو کے حج نہ کرتے اور لبیک نہ پکارتے اس ساری آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین نے اپنے زعم باطل میں اپنے مویشی کی تقسیم مقرر کر رکھی تھی ایک حصہ کو تو انھوں نے ممنوع اور اچھوتا مقرر کیا تھا اور ایک کو ایسا کہ اس کی سواری ناجائز اور ایک حصہ ایسا کہ جس پر خدا کا نام لینا ممنوع اور اپنی اس خیالی تقسیم کو خدا کی طرف منسوب کر دیتے۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۳ نوٹ ۷ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا: تفسیر قمی میں ہے کہ مشرکین عرب ان بچوں کو جو ان مویشی کے پیٹ سے نکلتے تھے عورتوں کے لئے حرام قرار دیتے تھے۔ اور اگر وہ بچہ مُردہ نکلتا تو مرد وعورت کھا لیتے۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۴ نوٹ ۳ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ: کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا میرے والد کھیتی کاٹتے وقت اور پھل خرما جمع کرتے وقت دونوں ہاتھ بھر بھر کر دینے کو اسراف سمجھتے تھے اور ایک ایسے ہی موقع پر

آپ نے اپنے غلام کو اسی طرح لب بھر بھر کر دیتے ہوئے دیکھا تو چیخ کر فرمایا کہ ایک ہاتھ سے مٹھی بھر بھر کر دے اور اسی طرح بالوں کا مٹھا بھی۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے کہ فلاں ابن فلاں انصاری نے جس کے یہاں کھیتی تھی جس وقت اس کو جمع کیا سب تصدق کر دی اور اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کے ٹٹے کچھ نہ رکھا فرمایا اسی کو اللہ نے اسراف کہا ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ فضول خرچی سے بھی خدا نے منع فرمایا ہے اور بخیلی سے بھی۔ پس جو کچھ مراد ہے یہ ہے کہ بین بین عمل کرو یہ نہیں کہ جو کچھ ہے سب خرچ کر بیٹھو اور پھر خدا سے دعا کرو کہ ہم کو اور دے کیونکہ ایسی دعا وہ قبول نہ کرے گا۔ ۱۲

صفحہ ۷۴ انوٹ ۴ وَمِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۝: کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے آٹھ جوڑے کشتی میں لے لئے تھے جن کو خدا نے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ فرمایا ہے۔ پھر ٹے دو یعنی ایک پالتو کا اور ایک جنگلی کا جن کا شکار جائز ہے اور بکری کے دو ایک پالتو کا اور ایک جنگلی کا، اونٹ کے دو ایک عربی کا اور دوسرا بختی کا اور گائے کے دو ایک پالتو کا اور ایک جنگلی کا۔ اور ہر قسم کا پاک پرند جنگلی اور پالتو سب لے لئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۷۸ انوٹ ۱ پھر دابۃ الارض اپنا سر بلند کر کے حکم خدا سے آسمان و زمین کے مابین کی سب چیزوں کو دیکھ لے گا یہ واقعہ مغرب کی طرف سے سورج نکلنے کے بعد ظاہر ہوگا اس وقت سے توبہ اٹھا دی جائے گی یعنی نہ کوئی توبہ قبول ہوگی اور نہ کوئی عمل مانا جائے گا اور اسی وقت کی تعریف خدا نے اس طرح فرمائی ہے کہ کسی نفس کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کر چکا ہو پھر اس حدیث کے راوی صعصعہ نے مغرب کی طرف سے سورج نکلنے کا یہ مطلب بیان کیا کہ اس کے معنی ہیں قائم آل محمدؐ کا ظہور فرمانا۔ ۱۲

صفحہ ۷۸ انوٹ ۲ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ اس دن جو شخص ایمان لائے گا اس کا ایمان اس کو کبھی کوئی نفع نہ دے گا تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اس قول يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ کا مطلب ہے مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا، دجال کا خروج کرنا اور دھوئیں کا پیدا ہونا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ہٹ پر قائم رہیگا اور مقتضاء ایمان پر عمل نہ کرے گا اور یہ نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو اس کا ایمان اس کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۷۸ انوٹ ۳ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ اس فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ کو فَارَقُوْا دِيْنَهُمْ پڑھتے تھے۔ اور كَانُوْا شِيَعًا کے یہ معنی ہیں کہ فرقہ فرقہ ہو گئے اور ہر فرقہ کسی ایک امام کا پیرو ہو گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں وہ سب لوگ مراد لئے گئے ہیں جو اس امت سے نکل کر ضلالت میں چلے گئے اور شبہات میں پڑ گئے اور بدعتی ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ عنقریب میری امت میں تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی جن میں سے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے اور وہ ایک وہ ہوگا جو میرے وصی علیؑ کی پیروی کرے گا۔ ۱۲

صفحہ ۷۸ انوٹ ۴ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی کہ مجھے اس سے زیادہ عطا فرما اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل کی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا: کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ فضائل و احکام و حدود میں مومن کو مسلم پر کوئی فضیلت ہے فرمایا انہیں ان باتوں میں دونوں کی ایک ہی سی حالت ہے لیکن اعمال میں اور جس چیز کے ذریعہ سے خدا سے تقرب حاصل کر سکتے ہیں اس چیز میں مومن کو مسلم پر فضیلت ہے اس موقع پر حضرتؑ سے اعتراضاً پوچھا گیا کہ خدا یہ نہیں فرماتا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور آپ کا بھی یہ خیال ہے کہ مسلم نماز میں زکوٰۃ میں حج میں روزہ میں مومن کے ساتھ ساتھ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (اس کے واسطے کئی گناہ بڑھا دیتا ہے) پس مومن ہی وہ ہیں جن کی نیکیوں کو خدائے تعالیٰ اس طرح بڑھا دیتا ہے کہ ہر نیکی کو ستر گنا کر دیتا ہے لہٰذا یہ مومن کی مسلم پر فضیلت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا اس کی نیکیوں کو بڑھانا اس کے ایمان کی صحت کی مقدار پر موقوف ہے اور اللہ مومنین کے ساتھ جس قدر نیکی چاہے گا کرے گا۔ ۱۲

صفحہ ۷۸ انوٹ ۵ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب خدائے تعالیٰ ابلیس کو وہ قوت عطا فرما چکا جس کا اس نے سوال کیا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی پروردگار اس کو تو نے میری اولاد پر مسلط فرمایا تا آنکہ ان کی رگوں میں جہاں جہاں خون ہے گا اسکو بھی پہونچا دیا اور جو جو کچھ تو نے چاہا عطا فرمایا اب میرے لئے اور میری اولاد کے لئے کیا عطا ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے یہ ہے کہ بدی کا بدلہ ایک اور نیکی کا عوض دس۔ عرض کی پروردگار اچھا اور بڑھا۔ فرمایا کہ توبہ کو ہم نے اس قدر وسعت دی کہ جب تمہاری اولاد میں سے کسی کا دم حلقوم تک پہونچے گا اور اس وقت بھی توبہ کرے گا تو بھی ہم قبول کر لیں گے۔ عرض کی پروردگار اور بڑھا۔ فرمایا کہ اگر کوئی ایمان کو سالم لے آیا اور توبہ نہیں بھی کی تو خواہ کتنے ہی گناہ کئے ہوں گے میں بخش دوں گا اور کچھ پروا نہ کروں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی بس کافی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۸ انوٹ ۶ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حنیفیت نے کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا تا آنکہ ناخون کٹوانا، مونچھیں کتروانا، ختنہ کرانا بھی اس میں داخل ہیں اور انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس امت میں سے دین ابراہیمؑ پر چلنے والا سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم اور ہمارے شیعہ ہی ملت ابراہیم پر ہیں اور کل دوسرے اس سے الگ۔ ۱۲

صفحہ ۷۹ انوٹ ۳ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ: اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائم مقام ہو اور زمین میں تصرف کرے جیسے کہ اہل اسلام جو یہود و نصاریٰ اور مجوس کی سلطنتوں کے فاتح اور ان کے تصرف و تسلط کے قائم مقام بنے۔ ۱۲

صفحہ ۷۹ انوٹ ۴ اَنَا الْمُقَفّٰى: معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث میں معنی ان حروف کے یہ منقول ہیں اَنَا اللّٰهُ الْمُقْتَدِرُ۔۔

دُ الصّادِقُ یعنی میں زبردست سچا اللہ ہوں۔ نیز اس کتاب میں اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ بنی اُمیّہ میں سے ایک شخص جو زندیق تھا حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ خدا نے اپنی کتاب میں یہ آلمٓصٓ فرمایا ہے اس سے کیا مطلب نکالا اس میں حلال و حرام کیا چیز ہے جس سے لوگوں کو نفع ہو راوی کہتا ہے امام علیہ السّلام کو یہ سُن کر غصہ آیا فرمایا وائے ہو تجھ پر خاموش رہ الف کا عدد ایک ہے اور لام کے تیس اور میم کے چالیس اور صاد کے نوّے بتا سب کا مجموعہ کیا ہوا اس نے عرض کی ایک سو اکسٹھ فرمایا جب ۱۶۱ سنہ ختم ہو جائے گا تو بنی امیّہ کی سلطنت ختم ہو جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس کو غور کرتا رہا جب ۱۶۱ سنہ ختم ہو کر عاشورہ کا دن آیا تو مسودہ کوفہ پہنچا اور بنی امیّہ کی سلطنت جاتی رہی۔ ۱۲

صفحہ ۷۹ انوٹ ۵ قَآئِلُوْنَ ۝ : قیلولہ سے ہے جس کے معنی دوپہر کے سونے والے مطلب ساری آیت کا یہ ہے کہ ہمارا عذاب جب کسی قوم پر آیا ہے تو ان کی غفلت و راحت کے وقت ان کو آیا ہے جیسے قوم لوطؑ کو شب کے وقت اور قوم شعیبؑ کو دوپہر کے وقت۔ قولِ متحکم:۔ عذاب کے ایسے اوقات پر آنے کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ بوقت آرام سب مجتمع ہوتے ہیں کوئی متفرق نہیں ہوتا دوسرے خداوند عالم کو اس سے حیا آتی ہے کہ لوگ ہوشیار ہوں اور معذب کئے جائیں جس کی تائید میں قصۂ قوم لوطؑ ضمیمہ میں دیکھئے۔ ۱۲

صفحہ ۸۰ انوٹ ۳ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ صَوَّرْنٰكُمْ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خَلَقْنٰكُمْ سے یہ مطلب ہے کہ پہلے نطفہ پیدا کیا پھر بستہ بوند بنائی پھر لوتھڑا بنایا پھر ہڈی پیدا کی پھر گوشت چڑھایا اور صَوَّرْنٰكُمْ سے یہ مراد ہے کہ آنکھ، ناک، کان، منھ، ہاتھ پاؤں بنا دیئے پھر بدصورت، خوبصورت، موٹا، دُبلا، بلند قامت، پستہ قد جیسا منظور ہوا بنا دیا۔ قولِ متحکم:۔ شاید کسی کو یہ وہم پیدا ہو کہ حضرت آدم علیہ السّلام تو کسی نطفہ سے نہیں پیدا کئے گئے پھر ان پر خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ کیونکر صادق آیا ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السّلام کی خلقت مٹی سے ہوئی جس کی کوئی خاص صورت نہیں پس ان کی ہڈی گوشت پوست کا بنانا تو خلق کرنا ہوا اور پھر اس میں کل اعضاء پیدا کرنا یہ صورت کا بنانا ہوا اور اس طرح دونوں لفظ صادق آ گئے۔ ۱۲

صفحہ ۸۰ انوٹ ۴ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ : کافی، احتجاج اور علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ جو آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو حنیفہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ مسائل میں تو قیاس کرتا ہے اس نے اقرار کیا حضرتؑ نے فرمایا قیاس نہ کیا کر کیونکہ پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جس وقت اس نے یہ کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اس نے آگ اور مٹی کے درمیان قیاس کیا اور اگر وہ آدمؑ کی فوقیت کو نار کی نوریت سے جانچتا تو ایک کو جو فضیلت و صفائی دوسرے پر حاصل ہے اسے پہچان لیتا۔ ۱۲

صفحہ ۸۰ انوٹ ۵ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا روایت میں وارد ہے کہ اس آیت میں تنبیہ ہے کہ تکبیر اہل جنّت کے لائق نہیں اور یہ کہ شیطان کو خدائے تعالیٰ نے نہ فقط اس کی نافرمانی کے باعث بلکہ اس کے تکبّر کے سبب مردود و مطرود قرار دیا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تواضع اختیار کرے گا خدائے تعالیٰ اس کو رفعت عنایت کرے گا اور جو تکبّر کرے گا اس کو خوار و ذلیل کر دیگا۔ ۱۲

صفحہ ۸۱ انوٹ ۴ اُخْرُجْ مِنْهَا تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب خدائتعالیٰ نے ابلیس کو نکل جانے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی کہ خداوند تو تو عادل ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا کیا میرے عمل کا سب ثواب باطل ہی ہو جائے گا۔ فرمایا نہیں تو امیر دنیا سے جو چاہے ثواب کے بدلے مانگ لے میں تجھے دیدوں گا۔ پس پہلی چیز جو اس نے مانگی قیامت تک کی زندگی۔ خدائتعالیٰ نے ظہور قائم آل محمدؐ تک کی زندگی اسے عنایت فرمائی۔ پھر اس نے کہا مجھے اولاد آدم پر تسلّط بھی دے فرمایا کہ میں نے تسلّط کر دیا پھر کہا کہ رگوں میں جس طرح خون چلتا ہے اس طرح میں سرایت کر سکوں۔ فرمایا یہ بھی منظور۔ عرض کی کہ جب ان کے یہاں ایک بچّہ پیدا ہو میرے یہاں دو ہوں میں تو ان کو دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھیں اور مجھے یہ اختیار ہو کہ میں جس صورت میں چاہوں ان کے سامنے آ سکوں۔ خدائتعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ عطا کیا۔ پھر اس نے عرش کی کہ پروردگار کچھ اور بھی دے دے۔ فرمایا کہ میں نے تیری اور تیری اولاد کا ان کے سینوں میں ٹھکانا قرار دیا اس وقت اس نے عرض کی کہ بس اب کافی ہے اور اسکے بعد کہا فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (تیری عزت و جلال کی قسم میں ان سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے مخلصین بندوں کے جو ان میں سے ہوں) بعد اس کے اس نے خدا کی درگاہ میں وہ عرض کی جس کو اس نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ سے شٰكِرِیْنَ تک جب امام علیہ السّلام یہاں تک فرما چکے تو کسی نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں ابلیس کو کیا استحقاق تھا کہ خدائتعالیٰ نے اس کو اتنا کچھ اختیار عطا فرمایا امام نے ارشاد فرمایا جو بھی نیکی اس نے کی تھی خدا نے اس کا معاوضہ دیدیا اس پر عرض کی گئی کہ وہ نیکی کیا تھی فرمایا کہ اس نے دو رکعتیں اتنی طول دیکر ادا کی تھیں کہ چار ہزار برس کی مدت صرف ہو گئی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۸۱ انوٹ ۵ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ : لفظ وسوسہ کے معنی اصل میں ہیں خفیہ آواز۔ اب عربی میں اس کے استعمال کی دو صورتیں ہیں ایک حرف اِلیٰ کے ساتھ اور ایک لام کے ساتھ یعنی وَسْوَسَ اِلَیْهِ اور وَسْوَسَ لَهٗ پس جب وَسْوَسَ اِلَیْهِ آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ایک مطلب کو خفیہ آواز کے ذریعہ سے پہنچا دیا اور جب وَسْوَسَ لَهٗ آئے جیسا کہ اس آیت میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہم پیدا کر دیا کہ یہ بات خیر خواہی کی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۸۱ انوٹ ۶ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ : اس کی اصل تدلیہ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو اوپر کی طرف سے نیچے کو لٹکانا۔ یہاں یہ مطلب ہے کہ ان کو اس درخت کے پھل کھانے کی طرف مائل کر دیا۔ اس ذریعہ سے ان کو اعلیٰ درجہ سے اسفل کی طرف لے آیا۔ بِغُرُوْرٍ کے معنی دھوکے سے فریب سے اور فریب یہ دیا کہ ان دونوں کے سامنے خدا کی قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور انھوں نے سمجھ لیا کہ کوئی شخص جھوٹ خدا کی قسم نہ کھا سکتا ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۸۱ انوٹ ۷ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب خدائتعالیٰ نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں جگہ دی اور سوائے ایک درخت کے ہر چیز کا کھانا پینا ان کے لئے مباح کیا تو یہ بات بتلائی ہے کہ اس نے ایک خلقت پیدا کر دی تھی جس کی بقا امر و نہی کی تعمیل پر، غذا و لباس پر، پردہ پوشی پر اور مرد و عورت کے میل جول پر موقوف تھی اور یہ نفع وہ ضرر کی چیزوں پر بغیر بتلائے واقف نہیں ہو سکتے تھے۔ اب جو ابلیس نے آکر یہ کہا کہ جس درخت سے اللہ نے منع کیا ہے اگر تم اس درخت کے پھل سے تم کھالو گے تو تم دونوں فرشتے ہو جاؤ گے اور ہمیشہ جنت میں رہو گے اور اگر تم نے

یہ پھل نہ کھائے تو وہ تم کو جنت سے نکالے گا اور قسم کھا کے بیان کیا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پس آدم علیہ السّلام نے اُنہی بات مان لی کہ اس کے ہم جنس درخت سے پھل کھا لئے اس وقت ان پر وہ حالت گزری جو خدائے تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ لباس جنت جو ان کو پہنا رکھا تھا وہ گر گیا۔ برہنگی ان کی ظاہر ہو گئی اور وہ پتوں سے پردہ پوشی کرنے لگے۔ ۱۲

صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۴ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ: تفسیر قمی، تفسیر عیاشی، تفسیر مجمع البیان، کافی، من الحجۃ الفقیہ، الخصال، الجوامع وغیرہ میں اس کے متعلق جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ عیدین میں اور جمعہ کے دن غسل کرنا سفید اور اچھے کپڑے پہننا جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی سنت ہے اور ہر نماز کے وقت کنگھا کرنے کی سخت تاکید ہے۔ اور اس سے روزی بڑھتی ہے بال خوبصورت ہوتے ہیں۔ حاجت برآری ہوتی ہے نزلہ دور رہتا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ دونوں رخساروں پر کنگھے کو چالیس مرتبہ اوپر سے نیچے کو لاتے تھے اور سات مرتبہ نیچے سے اوپر کو لے جاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے ذہن بڑھتا ہے۔ اور بلغم دفع ہوتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۵ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آیا تمہارا یہ ہے کہ جس شخص کو خدا نے نعمت دنیا زیادہ دے رکھی ہے تو کچھ اس سبب سے خدا کے نزدیک اس کا رتبہ بڑھا ہے یا جس کو نعمات دنیا سے محروم کیا ہے تو کچھ اس وجہ سے وہ خدا کے نزدیک ذلیل ہے ایسا نہیں ہے بلکہ جس قدر مال ہے حقیقت میں خدا کا مال ہے بندوں میں سے جس کے پاس جتنا چاہا رکھ دیا۔ اور یہ ان کے لئے جائز کر دیا کہ متوسط درجہ کا کھائیں پہنیں کپڑا پہنیں نکاح کریں اور سواری رکھیں اور جو جائز ضرورتوں سے بچے وہ فقراء و مومنین پر تقسیم کریں اور ان کی پریشانیوں کو دفع کریں پس جو شخص ایسا کرتا ہے اس کا کھانا بھی حلال ہے، پینا بھی حلال ہے، نکاح بھی حلال ہے اور سواری بھی حلال ہے اور جو اس کے خلاف عمل کرتا ہے اس پر سب حرام ہے۔ پھر فرمایا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا مال امانت رکھ دیا گیا اور اس نے دس ہزار روپے کی ایک گھوڑی خرید لی حالانکہ بیس روپے کی گھوڑی بھی کام دے سکتی تھی۔ اور ہزار اشرفی کی ایک کنیز خرید لی حالانکہ بیس اشرفی کی کنیز سے بھی کاربرآری ہو سکتی تھی پس ایسوں ہی کو خدا تعالیٰ نے مسرف فرمایا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کے نصف حصہ میں خدا تعالیٰ نے ساری طب جمع کر دی ہے کیونکہ فرمایا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اپنے زیادہ کھانے کی مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جس شخص کے پاس ایک دن کا کھانا ہو اور لوگوں سے مانگے وہ بھی مسرف ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۶ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ: خوارج نے اور مومنوں اور مخالفوں نے اُمّہ پر لباس فاخرہ پہننے پر جو اعتراضات کئے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے۔ کافی میں ہے کہ سفیان ثوری نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کو قیمتی اور عمدہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا میں ان پر حاکر حجت قائم کرتا ہوں اور ان کو سخت تنبیہ کرتا ہوں قریب آ کے بولا یا ابن رسول اللہ جناب رسول خدا نے کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے اور نہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السّلام نے پہنے اور نہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے اور کسی نے پہنے حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا عسرت کے زمانے میں تھے اور ایسے ہی عسرت کے زمانے میں ہمارے اور بھی بزرگ رہے اور اس کے بعد دنیا نے ادھر رُخ کیا تو جو اس میں ابرار ہیں وہ اس سے نفع اٹھانے کے زیادہ مستحق ہیں پھر حضرتؑ نے یہ آیہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ تلاوت فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا فرمایا ہم اس کے لینے کے زیادہ مستحق ہیں پھر اپنے اوپر کے کپڑے تو دیکھا ہے یہ قیمتی نوگوں کے دکھلانے کے لئے پہنے ہیں پھر سفیان کا ہاتھ اپنی طرف کھینچا اور اوپر کا کپڑا اٹھا کر نیچے والا نکالا تو جسم مبارک سے جو ملا ہوا تھا وہ ویسا ہی موٹا تھا (جیسا کہ حضرتؑ کے بزرگ پہنا کرتے تھے) پھر فرمایا دیکھ یہ تو میں اپنے نفس کے لئے پہنتا ہوں اور وہ جو تو نے دیکھا وہ لوگوں کے دکھانے کے لئے۔ اس کے بعد سفیان کا اوپر والا کپڑا کھینچ لیا جو بہت ہی موٹا اور کھردرا تھا تو اندر سے ایسا کپڑا نکلا جو بہت ہی نفیس اور نرم تھا فرمایا کہ تو نے یہ اوپر کا لباس تو لوگوں کے دکھانے کو پہن رکھا ہے اور اندر کا اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے۔ بئنر منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اپنے کسی صحابی پر سہارا دیئے ہوئے جا رہے تھے اور آپ شہر مرو کے بنے ہوئے نفیس کپڑے پہنے ہوئے تھے کہ عباد ابن کثیر سے ملاقات ہوئی۔۔ اس نے عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ تو اہل بیت نبوت سے ہیں اور آپ کے والد ماجد اور ایسے تھے اور آپ کے جد امجد ایسے اور ایسے تھے پھر یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اگر ان سے گھٹیا کپڑے آپ پہنتے تو موضوع ہوتا حضرتؑ نے فرمایا کہ اے عباد! وائے ہو تجھ پر مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط پھر فرمایا کہ خدائے عزّ وجلّ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو اس بات کو بھی دوست رکھتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس بندے پر دیکھے تو ان کپڑوں کے پہننے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اے عباد! وائے ہو تجھ پر میں جناب رسول خدا کا لخت جگر ہوں پس مجھ کو ایزامت دے (یہ فرمانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ) اس وقت عباد خود روئی کے دوہرے دوہرے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے آنحضرتؑ سے عرض کی کہ خدا حضور کا بھلا کرے آپ ذکر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السّلام موٹے جھوٹے کپڑے پہنا کرتے تھے کہ تا ایسا پہنتے تھے جو چار درم کو آتا تھا۔ یا اسی کے قریب قریب۔ اور آپ کو ہم عمدہ لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السّلام وہ لباس اس زمانے میں پہنتے تھے جبکہ وہ لباس حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اگر وہ لباس حضرت آج کل پہنتے تو مطعون ہو جاتے پس ہر زمانے میں جو لباس اہل زمانہ میں رائج ہو اس کو اختیار کرو۔ ہاں اس حکم سے قائم آل محمدؐ صلوات اللہ علیہ مستثنیٰ ہیں کس لئے کہ جب وہ حضرتؑ تشریف لائیں گے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کا سا لباس بھی پہنیں گے اور آنحضرتؐ کی سیرت اختیار کریں گے۔ قول مترجم:۔ ایک اور روایت میں خود جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے اس بات سے منقول ہے کہ وہ حضرتؑ موٹا جھوٹا کیوں کھاتے تھے اور پہنتے تھے۔ وجہ یہ کہ خداوند عالم نے ائمہؑ علیہم السّلام پر عدل کو واجب کیا تھا کہ اپنی ذات کو محتاج سے محتاج آدمی کے برابر کر دکھائیں تاکہ فقیر کو اس کا فقر ناگوار نہ گزرے اور غنی کو اپنی غنا پر گھمنڈ نہ ہو۔

صفحہ ۱۸۳ نوٹ ۷ خَالِصَةً: اس آیت میں مومنین کی جاگیر کا ذکر ہے۔ کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے روئے زمین کے دریاؤں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا جو کچھ ان میں سے پی لیا گیا وہ ہمارا ہے اور جو ہمارا ہے وہ ہمارے شیعوں کا ہے اور ہمارے دشمنوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انھوں نے کچھ غصب کر لیا۔ رہے ہمارے دوست وہ اس کے اور اس کے مابین یعنی آسمان و زمین کے مابین ہماری طرف سے حلال کئے ہوئے ہیں (یعنی یہ جو چیزیں ہمارے حق کی اپنے استعمال میں لائیں ان کے متعلق ہماری ولایت کے سبب کوئی باز پرس نہ ہوگی) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن وہ سب کچھ مومنوں کو ہی مل جائیگا جو کفّار اور منافقین و مخالفین نے ان سے غصب کر لیا تھا۔ اور وہاں کوئی غصب نہ کر سکے گا امالی میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ اے بندگان خدا ایسے سمجھ کر متقی لوگوں کو فوری نفع بھی حاصل ہوگا اور آئندہ کا بھی۔ یعنی وہ اہل دنیا کی دنیا میں تو شریک ہیں اور اہل دنیا ان کی عقبے میں ان کے شریک نہ ہوں گے۔ دنیا میں اللہ نے ان کے لئے وہ مباح فرمایا ہے جو ان کے لئے کافی ہوگا اور ان کو بے پروا کر دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ الآیۃ پس وہ دنیا میں اچھے سے اچھے گھروں میں رہے۔ جن میں دنیا رکھ سکتی تھی اور انھوں نے دنیا میں اچھے سے اچھا کھایا جو وہ کھلا سکتی تھی۔ اہل دنیا کے ساتھ وہ ان کی دنیا میں شریک رہے۔ کھانے کی پاک چیزوں میں سے جو وہ کھاتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور پینے کی پاک چیزوں میں سے جو کچھ وہ پیتے ہیں یہ بھی پیتے رہے۔ اور اچھے سے اچھے کپڑے جیسے وہ پہنتے ہیں یہ بھی پہنتے رہے اور اچھے سے اچھے مکان جن میں وہ رہتے ہیں یہ بھی رہتے رہے۔ اور عمدہ سے عمدہ ازواج جیسی ان کو میسر ہیں یہ بھی ویسی ہی کرتے رہے اور اچھی سے اچھی سواریاں جن پر وہ سوار ہوتے تھے یہ بھی سوار ہوتے رہے۔ غرض دنیا کی مدّت تو اہل دنیا کے ساتھ اٹھائی اور کل قیامت کے دن خدا کے مہمان ہوں گے۔ کہ جو تمنا اس سے کریں گے وہ ان کو عطا فرمائیگا۔ اور ان کی کسی دعا کو رد نہ کرے گا۔ اور نہ ان کی لذت کا کوئی حصّہ کم کرے گا۔ پس اے بندگان خدا جس شخص میں عقل ہے وہ تو ایسی ہی حالت کا مشتاق ہوگا۔

صفحہ ۸۳ انوٹ ۸ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ الْفَوَاحِشَ کی تفصیل میں جو خداوند عالم فرماتا ہے مَا ظَهَرَ مِنْهَا اس سے مراد ہے ایسا رہنا جو اعلان کے ساتھ کیا جائے اور دوسرے زمانۂ جاہلیت میں بدکار عورتیں اپنے گھروں پر جھنڈے نصب کر دیا کرتی تھیں (یا جیسے ہندوستان میں کوٹھوں پر بیٹھ جاتی ہیں) اور یہ جو خداوند عالم نے فرمایا ہے وَمَا بَطَنَ اس سے مراد ہے باپ کی ازواج سے نکاح اس لئے کہ بعثرت جناب رسول خدا سے پہلے مرد جیسے اپنے باپ کے مال کا مالک ہوتا تھا ایسے ہی اس کی ازواج کا بھی مالک ہوتا تھا سوائے اس کے جس کے بطن سے پیدا ہوا ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو حرام قرار فرما دیا ہے آگے فرمایا وَالْاِثْمَ اس سے مراد ہے خمر کہ خدا تعالےٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ میں کتاب خدا میں اَلْاِثْمَ سے مراد خمر و میسر ہے اور تفسیر عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اَلْمَيْسِرِ سے مراد ہے تر و یعنی جوئے کا سامان اور شطرنج اور چوسر وغیرہ۔ اور آگے فرمایا اَلْبَغْيَ سے مراد ہے چھپا کے زنا کرنا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اکثر اَلْفَوَاحِشَ سے ایسے گناہ مراد لئے جاتے ہیں جن کی قباحت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ خفیہ اور عام طور سے اَلْاِثْمَ کا لفظ ہر گناہ کے لئے بھی آیا ہے اور اَلْبَغْيَ کا مطلب ظلم اور تکبر بھی ہے کہ اس صورت میں لفظ بِغَيْرِ الْحَقِّ سے اس کی تاکید ہوئی ہے اور مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا سے مراد حکم یعنی جبراً ایک بات کو ماننا اور منوانا کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ خداوند عالم اس بات کی کوئی دلیل نازل کرے کہ اس کے غیر کو اس کا شریک کیا جائے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ پس جو کچھ خداوند عالم نے قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے اس سے باز رہنے کو فرمایا ہے وہ تو ظاہر ہے اور باطن اس کا آئمہ جور ہیں۔ اور اسی طرح جن جن چیزوں کو خداوند عالم نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے یا ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے وہ تو ظاہر ہیں اور باطن ان کا آئمہ حق ہیں اور اس بات سے منع کیا ہے کہ تم خدا کے برخلاف وہ کچھ نہ کہو جو کچھ تم نہ جانتے ہو یعنی اپنی طرف سے بات نہ بناؤ اور افترا نہ کرو۔ نیز کافی اور خصال میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ دو عادتوں سے بچتے رہو کیونکہ جو ہلاک ہوا وہ انہی دو باتوں کے سبب سے ہلاک ہوا۔ ایک تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتویٰ دینا۔ اور دوسرے جو نہ جانتے ہو اس کے بموجب فیصلہ کرنا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک تو دین خدا میں باطل کو مذہب قرار دینا دوسرے جو کچھ تم نہ جانتے ہو اس کے بموجب دوسروں کو فتویٰ دینا۔ نیز اسی کتاب میں اور التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ کسی نے آنحضرتؑ سے دریافت کیا تھا کہ بندوں پر اللہ کی حجّت کیا ہے فرمایا یہ کہ جو جانتے ہوں وہ کہیں اور جو نہ جانتے ہوں اس میں خاموش رہیں من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی وہ وصیت منقول ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادے محمد ابن حنیفہ کو فرمائی اس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ بیٹا جو کچھ تم نہ جانتے ہو وہ نہ کہو بلکہ جتنا جانتے ہو وہ بھی سب نہ کہو۔ العیون میں بروایت جناب امیر المومنین جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جو شخص بغیر علم کے لوگوں کو فتوے دے کل آسمانوں کے اور زمین کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

صفحہ ۸۳ انوٹ ۹ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اجل وہ وقت ہے جو شب قدر میں ملک الموت کو بتا دیا جاتا ہے۔ کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پہلے سال گذر جاتے ہیں پھر مہینے پھر دن پھر سال اور جب ٹھیک وقت آجاتا ہے تو پھر وعدہ سے دم زیادہ نہ کم۔ ۱۲

صفحہ ۸۶ انوٹ ۴ البصائر اور احتجاج میں بھی یہ حدیث اسی طرح ہے مگر آخر میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتا کہ بندے اس کی ذات کے معرفت کسی اور طرح حاصل کر لیں تو وہ قادر تھا کہ بندے کسی اور طرح حاصل کر لیتے مگر اب تو اس نے اپنی معرفت کی صرات، سبیل (راہ) اور باب ہم کو مقرر کیا ہے۔ قول متوجم:۔ اس حدیث میں لفظ اعراف تین معنوں میں استعمال کیا گیا ہے، پہلے سے بلندیاں یا چوٹیاں مراد ہے۔ دوسرے سے معرفت کے نشان تیسرے سے وہ سردار جو رئیسوں کے ماتحت کسی گروہ کے امور کا اہتمام و انصرام کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۸۶ انوٹ ۵ اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ اعراف جنت و جہنم کے مابین کی بلندیاں ہیں اور جال سے مراد ائمۂ علیہم السلام ہیں جو اپنے گنہگار شیعوں کو ان بلندیوں پر لئے ہوئے کھڑے ہوں گے اور جو شیعہ گناہوں سے پاک ہوں گے وہ جنت میں جا چکے ہوں گے تو ائمۂ علیہم السلام گنہگار شیعوں سے فرمائیں گے جو تمھارے بھائی جنت میں جا چکے ہیں دیکھو کس طرح بے حساب جنت میں داخل ہو گئے چنانچہ وہ ان کی طرف دیکھ کر ان کو سلام کریں گے جیسے خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اپنے دشمنوں کو جہنم کی طرف دیکھو اس وقت کی حالت خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اور اس وقت اصحاب الاعراف یعنی انبیاء و اوصیاء ان لوگوں سے جن کو پہچانتے ہوں گے اور وہ جہنم میں ہوں گے فرمائیں گے مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ پھر ان گنہگار شیعوں کے

دشمنوں سے جو جہنم میں ہوں گے خطاب فرما کے دریافت کریں گے اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اس کے بعد ان گنہگار شیعوں سے فرمائیں گے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۱۲۵

صفحہ ۸۶ انوٹ ۶ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ: تفسیر عیاشی میں امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اہل جہنم میں پیاسے مرتے ہیں اور پیاسے ہی قبر میں جاتے ہیں اور پیاسے ہی جہنم میں جائیں گے۔ پھر ان کے عزیز جو جنت میں پہونچ گئے ہیں ان کو دکھائے جائیں گے تو ان سے وہ پکار کر کہیں گے اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ تو وہ جواب دیں گے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۱۲۵

صفحہ ۸۷ انوٹ ۴ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ: احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں تدبیر درست کی اور اس کا امر غالب رہا اور کافی میں جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر دقیق اور جلیل امر پر غالب آیا۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر چیز پر اس کا غلبہ مساوی ہے پس کوئی شی بہ نسبت دوسری کے اس سے قریب تر نہیں ہے۔ قولہ متوجم:۔ کلام خدا میں جو لفظ عرش آیا ہے اور احادیث جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ میں جو اس کی تشریح کی گئی ہے اس سے قوی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ عرش سے مراد وہ جسم ہے جو کل اجسام کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور کہیں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کل عالم جسمانی مراد ہے اور کبھی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ واسطہ مراد ہے جس پر کل اجسام کا قیام ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا کے سوا ہے وہ مراد ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم خدا جو ماسوا کے متعلق ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم خدا مراد ہے جس پر انبیاءؑ اور رسولوں اور حجتوں کو مطلع کیا اور اکثر یہی تفسیر کی گئی ہے کہ عرش سے مراد خدا تعالیٰ کا مالک ہونا اور ہر شے پر حاوی ہونا۔ بہر حال آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی تفسیر یہ بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات جسم و حسیات مکان و مقام سے منزہ و پاک ہے اور ایسا نہیں ہے جیسا کہ عوام الناس نے تخت کو ایک عرش سمجھا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس پر بیٹھا ہوا تصور کر لیا ہے روایات کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر شی پر حاوی و غالب ہے اور کوئی شی بہ نسبت دوسری کے اس سے قریب تر نہیں ہے۔ حالانکہ انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کو مقربین کہا جاتا ہے اور شیاطین کو مبعدین تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں قرب و بُعد روحانی مراد ہے جسمانی ۱۲

صفحہ ۸۷ انوٹ ۵ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ: خلق سے مراد عالم اجسام اور امر سے مراد عالم ارواح ہے ۱۲

صفحہ ۸۷ انوٹ ۶ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے ایک وادی میں پہونچے تو لوگ چلا چلا کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے لگے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! ٹھہرو ٹھہرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم اس سے دعا مانگتے ہو جو سمیع و قریب ہے وہ تو ہر مقام پر اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے مصباح الشریعۃ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شب و روز ہر وقت اپنے تمام معاملات میں گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے اعانت طلب کیا کرو جیسا کہ وہ خود حکم دیتا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ:۔ قول مترجم:۔ اعتداء اس طرح چیخ چیخ کر پڑھنے کو کہتے ہیں کہ پڑوسیوں کے گھروں کے نہیں تو اپنے گھر کے سب سوتے جاگتے اچھل پڑیں ۱۲

صفحہ ۸۸ انوٹ ۵ اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ: کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام کی شریعت یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت توحید اور اخلاص کے ساتھ کی جائے اور جو خدا کے شریک بنا رکھے ہیں چھوڑ دیئے جائیں اور یہی وہ فطرت ہے جس پر خدا تعالیٰ نے آدمیوں کو پیدا کیا اور اللہ نے نوح علیہ السلام سے اور انبیاء سے جو عہد لیا وہ یہی تھا کہ خدا کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان کو نماز کا حکم دیا تھا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرمایا تھا اور حلال و حرام کا حکم دیا تھا باقی ان پر حدود و قصاص کے احکام اور میراث وغیرہ کے واجب نہیں کئے گئے تھے۔ پس ان کی شریعت اتنی ہی تھی ۱۲

صفحہ ۸۹ انوٹ ۱ اکمال الدین میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے شیعوں کو بلایا اور یہ فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایک غیبت ہوگی جس میں بہت سے سرکش ظہور کریں گے۔ پھر عنقریب خدا تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک شخص کو قائم کرے گا جس کا نام ہودؑ ہوگا جو صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہوگا جس کی وجہ سے میری تکلیفیں رفع ہو جائیں گی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت ہودؑ مبعوث ہوئے تو اولاد سام ان پر ایمان لائی اور باقی ایمان نہیں لائے اور آندھی سے ہلاک ہوئے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ بھی روایت ہے کہ انبیاءؑ کی بعثت عام بھی ہوتی ہے اور خاص بھی چنانچہ حضرت ہودؑ خاص قوم عاد ہی کے لئے بھیجے گئے تھے ۱۲

صفحہ ۸۹ انوٹ ۲ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم عاد کا ہر ایک آدمی قد میں کھجور کے درخت کے برابر تھا اور پہاڑ کی بڑی بڑی چٹانیں اپنے ہاتھ سے توڑ کر علاحدہ کر لیتا تھا ۱۲

صفحہ ۸۹ انوٹ ۳ اٰلَآءَ اللّٰهِ: کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے کسی سے دریافت کیا تھا کہ جانتا ہے اٰلَآءَ اللّٰهِ یعنی نعمات خدا سے کیا مراد ہے؟ اس نے عرض کی نہیں، فرمایا سب سے بڑی نعمت جو خدا نے اپنی مخلوق عنایت کی وہ ہماری ولایت ہے ۱۲

صفحہ ۹۰ انوٹ ۲ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا: ثمود عرب کا ایک دوسرا قبیلہ تھا جن کا نام اپنے جد ثمود ابن ارم ابن سام ابن نوحؑ کے نام پر ثمود ہی تھا اور صالح علیہ السلام بھی قوم ثمود ہی سے تھے کتاب اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ صالح علیہ السلام قبیلہ ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور اس قبیلہ کا سمندر کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں پورے چالیس گھر بھی نہ تھے ۱۲

صفحہ ۹۰ انوٹ ۳ نَاقَةُ اللّٰهِ: یوں تو اونٹنی کیا ہر چیز اللہ ہی کی ہے مگر اس کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے اضافت دی گئی کہ بلا واسطہ (نر و مادہ) کے پیدا کی گئی تھی اور اس لئے خدا کی ایک نشانی تھی ۱۲

صفحہ ۱۹۰ نوٹ ۴ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا: تفسیر مجمع البیان میں یہ روایت کی گئی ہے کہ قوم عاد کے لوگوں کی عمریں اس قدر دراز ہوتی تھیں کہ اینٹ اور رکھڑی کے مکان ان کی عمریں ختم ہونے کے پہلے ہی گل کر گر پڑتے تھے اس وجہ سے ان کو ضرورت تھی کہ خالص پتھر کے مکان بنائیں۔ ۱۲

صفحہ ۱۹۱ نوٹ ۳ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ قوم حضرت صالح علیہ السلام کس طرح ہلاک ہوئی۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حضرت صالحؑ اپنی قوم کی طرف سو لہ برس کی عمر میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہ اتنی مدت ان میں رہے کہ ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے ہو گئے مگر انھوں نے ان کی ایک بات بھی نہ مانی اور ان لوگوں کے مشترکات تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تو حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ لوگو! مجھے تم میں ایک سو چار برس گزر گئے اب میں تمھارے سامنے دو باتیں پیش کرتا ہوں یا تو تم یہ منظور کرو کہ مجھ سے جو چیز چاہے مانگو میں اپنے خدا سے اس کا سوال کروں گا وہ فوراً تم کو عطا کرے گا اور یا یہ منظور کرو کہ میں تمھارے خداؤں سے کچھ مانگوں اگر انھوں نے میری وہ بات پوری کر دی تو پھر میں تمھارے پاس چلا جاؤں گا اس لئے کہ میں تم سے اکتا گیا ہوں اور تم مجھ سے اکتا گئے ہو۔ انھوں نے کہا کہ اے صالحؑ یہ بات تو انصاف کی ہے چنانچہ ایک دن مقرر کیا گیا جس میں وہ بتوں کو اپنی بیٹھ پر لاد کر نکلے اور کھانے پینے کی چیزیں تیار کیں اور کھا پی کے جب فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا لو صالحؑ اب تم ان سے مانگو۔ صالح علیہ السلام نے ان میں سے بڑے کا نام پوچھا ان لوگوں نے نام بتایا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فلاں فلاں حاجت پوری کر جب کچھ جواب نہ ملا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے تو کوئی جواب نہیں ملتا۔ انھوں نے کہا کیا حرج ہے آپ دوسرے سے مانگیئے۔ چنانچہ انھوں نے نام لے لے کے سلسلہ وار سب سے مانگا اور کچھ جواب نہ پایا تب وہ لوگ اپنے بتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے یہ تم کو ہو کیا گیا ہے کہ تم صالحؑ کی دعا قبول نہیں کرتے اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا۔ تب انھوں نے کہا آپ ایک ساعت کے لئے یہاں سے علٰحدہ ہو جائیں اور ہم کو اور ہمارے خداؤں کو چھوڑ دیں۔ پھر تو انھوں نے وہاں سے فرش بھی اٹھا ڈالے اور اپنے کپڑے بھی اتار ڈالے اور خاک پر ان کے سامنے لوٹنے لگے اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگے۔ اور اپنے بتوں سے یہ کہا کہ اگر آج تم نے صالحؑ کی بات پوری نہ کی تو ہم ذلیل ہو جائیں گے پھر صالح علیہ السلام کو بلایا اور ان سے کہا کہ اے صالحؑ اب ان سے دعا کرو چنانچہ دعا کی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اب حضرت صالحؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو! دن کا بڑا حصہ تو جاتا رہا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے خدا میری ایک بات کا بھی جواب نہیں دیتے اب تم اگر مجھ سے کہو تو میں اپنے خدا سے دعا مانگوں۔ جو فوراً میری بات کا جواب دے گا چنانچہ ان میں سے جو بزرگ اور شریف تھے ان میں سے ستر آدمی آمادہ ہو گئے اور انھوں نے کہا اے صالحؑ ہم تم سے سوال کریں گے اگر تمھارے پروردگار نے ہماری بات قبول کر لی تو ہم بھی تمھاری پیروی کریں گے اور ہماری بستی کے کل رہنے والے بھی تمھاری پیروی کر لیں گے حضرت صالحؑ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب جو تمھارا جی چاہے مانگو انھوں نے کہا آپ اس پہاڑ تک ہمارے ساتھ چلئے۔ پہاڑ قریب ہی تھا حضرت صالح علیہ السلام ان کے ساتھ گئے جیسے ہی پہاڑ پر پہونچے انھوں نے کہا اے صالحؑ! اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ہمارے لئے ایک اونٹنی خالص سرخ رنگ کی بڑے بڑے بالوں والی دس مہینہ کی حاملہ ایسی نکلے کہ اس کے دونوں پہلوؤں کی چوڑائی ایک میل ہو۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسی چیز مانگی ہے جو میرے لئے تو مشکل ہے مگر میرے خدا کے نزدیک آسان ہے چنانچہ حضرتؑ نے دعا کی اور وہ پہاڑ اس زور سے پھٹا کہ قریب تھا کہ یہ لوگ اس کے صدمہ کی آواز سن کر دیوانے ہو جائیں پھر اس میں اس طرح کا زلزلہ پیدا ہوا جیسے عورت کی حالت ہوتی ہے جبکہ اس کو دردِ زہ عارض ہوا اور تھوڑی دیر میں جہاں سے پہاڑ شق ہوا تھا وہاں سے اونٹنی کا سر نکلا پھر گردن نکلی پھر سارا جسم نکلا پھر وہ زمین پر پوری کھڑی ہو گئی۔ جب یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ اے صالحؑ! اے خدا نے تو تمھاری دعا بہت جلد قبول کر لی۔ اب اس سے یہ دعا بھی کرو بچہ بھی جلدی سے پیدا کر دے۔ حضرتؑ نے دعا کی بچہ بھی اس نے جن دیا اور وہ بچہ اس کے آس پاس پھرنے لگا۔ ان لوگوں سے پوچھا اب کچھ اور باقی ہے؟ انھوں نے کہا اب آپ ہمارے ساتھ ہماری قوم کے پاس چلئے تاکہ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے اپنی قوم کو اطلاع دیں۔ اور وہ سب آپ پر ایمان لے آئیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ لوٹے تو نشتر ان کے نشتران کے پاس نہیں پہونچے ان میں سے چونسٹھ مرتد ہو گئے اور انھوں نے یہ کہا کہ یہ جھوٹ ہے اور جادو ہے اور جمع کے پاس پہونچ کر جس نے حق کہا تھا جمع نے بھی باقی کے ساتھ یہی کہا کہ جھوٹ ہے اور جادو ہے اور اسی پر سب قائم رہے پھر ان چھ میں سے بھی ایک نے شک کیا اور وہ ان لوگوں میں داخل ہو گیا جنھوں نے اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دوستوں میں سے ایک شخص سے جس کا نام سعید ابن یزید تھا جناب امام علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے شام کے ملک میں بچشم خود وہ پہاڑ دیکھا ہے جس سے یہ اونٹنی نکلی تھی اور اس کے دونوں پہلوؤں کا اثر اس شان سے موجود ہے کہ پہاڑ جو پھٹا ہے اس کے دونوں حصوں کے درمیان کا فاصلہ ٹھیک ایک میل اب بھی موجود ہے۔

قولِ متجسم: ۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام والی روایت تو ختم ہو گئی۔ ہم اس قصہ کا بقیہ کتاب کافی سے جناب امام محمد جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے نقل کرتے ہیں۔

جب ان لوگوں کی حسب استدعا یہ اونٹنی پیدا ہو گئی تو خدائے تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ اے صالحؑ ان لوگوں سے کہدو کہ جو چشمہ ان لوگوں کے پانی پینے کا ہے اس کا ایک دن کا پانی خدا نے اس اونٹنی کے لئے مقرر فرما دیا ہے اور ایک دن کا تم لوگوں کے لئے۔ پس جو دن اونٹنی کے پانی پینے کا ہوتا اس دن وہ چشمہ کا سارا پانی پی جاتی اور یہ لوگ اس کا دودھ دوہ دوہ کر پیتے اور ان کا چھوٹا بڑا کوئی ایسا باقی نہ رہتا کہ جو اس کا دودھ نہ پیتا اور دوسرے دن کا پانی یہ لوگ پیتے اس دن اونٹنی کچھ نہ پیتی مدت تک یہی درآمد عمل رہا۔ پھر ان لوگوں نے خدائے تعالیٰ کے برخلاف سرکشی اختیار کی ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے اور یہ مشورہ کرنے لگے کہ اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالو ہم کسی طرح راضی نہیں ہیں کہ ایک دن کا پانی یہ پیئے اور ایک دن کا ہم پئیں انھوں نے کہا وہ کون ہے جو اس کے قتل پر آمادہ ہو ہم اس کی مرضی کے موافق اس کو انعام دینے کو تیار ہیں؟ تو ایک شخص ولد الزنا سرخ رنگ کبود چشم جس کے باپ کا پتہ نہ تھا جس کا نام قدار تھا جو سب سے بڑھ کے شقی اور اس قوم میں سب سے زیادہ منحوس تھا۔ آمادہ ہوا اور انھوں نے اس کے لئے انعام مقرر کیا تو جب وہ اونٹنی پانی کی طرف گئی اس وقت تو کچھ نہ کہا یہاں تک کہ وہ پانی پی کر لوٹی یہ شخص اس کے راستے میں گھات میں بیٹھ گیا اپنی تلوار سے پہلے ایک ضربت لگائی اس کا کچھ اثر نہ ہوا پھر دوسری ضربت لگائی وہ کاری لگی اونٹنی اپنے پہلو کے بل زمین پر گری اور اس کا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے تین مرتبہ چیخا اور قوم صالح سب کی سب آئی اور اس اونٹنی کے ضربتیں لگائیں۔ کوئی بھی باقی نہ رہا جس نے ضربت

نہ لگائی ہو اور سب نے اس کا گوشت آپس میں بانٹ لیا اور چھوٹے بڑے سب نے کھایا۔ صالح علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو ان سے فرمایا کہ اے قوم تم نے یہ کیا کیا؟ کس چیز نے تم کو اپنے پروردگار کی نافرمانی پر آمادہ کیا؟ اس وقت خدائے تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تمہاری قوم نے بغاوت کی۔ سرکشی کی اور اس اونٹنی کو مارا جس کو میں نے ان پر حجت قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا اس سے ان کو ضرر نہ پہونچتا تھا بلکہ بہت بڑا نفع پہونچتا تھا اب ان سے کہدو کہ میں تین دن میں ان پر اپنا عذاب بھیجنے والا ہوں اگر یہ توبہ کرلیں اور رجوع کریں تو میں ان کی توبہ قبول کرلوں گا۔ اور اس عذاب کو ان سے روکوں گا اور اگر انھوں نے توبہ نہ کی اور حق کی طرف رجوع نہ کی تو میں تیسرے دن ان پر عذاب بھیج دونگا صالح علیہ السلام نے آکر ان سے فرمایا کہ اے میری قوم میں تم سب کی طرف تمہارے پروردگار کا رسول ہو کر آیا ہوں اور وہ تم سے یہ فرماتا ہے کہ اگر تم نے توبہ کی اور حق کی طرف رجوع کی اور مغفرت مانگ لی تو میں تم کو بخش دوں گا اور تمہاری توبہ قبول کرلوں گا (بصورت دیگر تین دن میں اپنا عذاب نازل کروں گا) حضرت صالح علیہ السلام کا ان سے یہ فرمانا تھا کہ انکی سرکشی اور خیانت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور انھوں نے یہ کہا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا لوگو! کل صبح کو تمہارے منہ زرد ہو جائیں گے۔ پرسوں سرخ اور اس سے اگلے دن سیاہ۔ چنانچہ عذاب کا پہلا دن ہوا تو ان کے منہ زرد ہو گئے ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہنے لگے کہ دیکھو صالحؑ نے جیسا کہا تھا ہو ا تو ویسا ہی۔ مگر سرکش بولے ہم تو صالحؑ کی بات نہ سنیں گے اور اس کا کہنا نہ مانیں گے خواہ کتنی ہی اچھی بات کیوں نہ ہو۔ دوسرا دن ہوا تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے پھر ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہا کہ دیکھو صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا سب پورا ہوا (اب عذاب ہی آنا باقی ہے) ان میں سے سرکش بولے کہ صالحؑ کی باتوں کا ذکر ہی نہ کرو دن تو گزر گیا رات جب آدھی آئی تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر ایک چیخ ماری جس سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے۔ جگر شق ہو گئے اور دل پارہ پارہ ہو گئے یہ تین دن جو گزرے تھے اس میں وہ لوگ اپنا انتظام اور اہتمام کرتے رہتے تھے اور وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ عذاب ان پر آنے والا ہے۔ جب عذاب آیا تو ایک پلک جھپکتے میں چھوٹے بڑے سب مر گئے۔ اور ان کا کوئی پرندہ اور چرندہ بھی باقی نہ رہا۔ کہ اللہ نے اس کو ہلاک نہ کر دیا ہو چنانچہ وہ اپنے گھروں میں اور بستروں میں مرے کے مرے رہ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اسی چیخ کے ساتھ ان پر آسمان سے ایک آگ بھی بھیجی جس نے ان کو جلا کر راکھ کر دیا۔

صفحہ ۱۹۱ نوٹ ۵ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ: لفظی معنی بے حیائی کی بات، کھلی بدی یا خرابی میں بڑھی ہوئی بدکاری مگر یہاں مراد ہے عمل قوم لوطؑ جس کی ابتدا قوم میں حسب روایت کانی اور علل الشرائع اس طرح ہوئی تھی کہ ابلیس حسین صورت میں عمدہ کپڑے پہنے ہوئے اس شان سے کہ اس کی صورت سے زنانہ پن ٹپکتا تھا اس قوم کے کچھ جوان لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے ایسا اور ایسا فعل کرو اگر خلاف کا طالب ہو تا تب تو وہ انکار کر دیتے مگر چونکہ خود مفعول بننے کا طالب ہوا انھوں نے قبول کر لیا اور اس فعل کی ایسی لذت معلوم ہوئی کہ ابلیس تو چلا گیا اور وہ ایک دوسرے سے مبتلا ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۲ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا: روایت میں وارد ہے کہ یہ لوگ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد تھے اور شعیبؑ بھی انہی میں سے تھے۔ اپنے حسن بیان کے سبب خطیب الانبیاء و مشہور تھے ان کی قوم کا نام ان کے جد امجد کے نام پر تھا اور یہی نام انھوں نے اپنے شہر کا رکھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو مدین میں نبی بنا کر بھیجا اور یہ شام کے راستے میں ایک بستی ہے اور وہ لوگ حضرت شعیبؑ پر ایمان نہیں لائے۔ اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ شعیبؑ کو خدا نے نبی بنا کر مدین میں بھیجا جہاں پورے چالیس گھر بھی نہ تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۳ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ: یہ الفاظ بتلاتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی نبوت کی صحت کا کوئی معجزہ دکھلایا تھا مگر اس کا تفصیلی ذکر نہ تو قرآن مجید میں کہیں ہے نہ احادیث میں۔ ۱۲

صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۴ لَاَقْعُدُوْا لِكُلِّ صِرَاطٍ: روایت میں آیا ہے کہ یہ لوگ راستے میں آبیٹھے تھے اور آنے جانے والوں سے یہ کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) شعیبؑ جھوٹے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو تمہارے دین سے بہکا دیں۔ یہی ڈھنگ قریش کا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی مخالفت میں تھا اور یہ شیطان کی پوری پیروی ہے جس نے اولاد آدمؑ کو بہکانے کے لئے خدا تعالیٰ سے عرض کیا تھا۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۱۲۵

صفحہ ۱۹۲ نوٹ ۵ اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ: روایت میں وارد ہے کہ مدین ابن ابراہیمؑ خلیل نے حضرت لوطؑ کی بیٹی سے شادی کی تھی ان سے جو بچہ پیدا ہوا خدا تعالیٰ نے بڑی برکت دی اور تجارت کے سبب سے ان کی دولت بھی بہت بڑھ گئی چونکہ یہ لوگ لوگوں کے حقوق بہت مارنے لگے اسی سبب سے انکو حکم دیا گیا لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور ان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ جن سے مراد حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ کی قومیں تھیں جن سے یہ قریب العہد تھے۔ ۱۲

پارۂ ہشتم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ نہم

صفحہ ۱۹۸ نوٹ ۴ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ جب جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور لوگ ایمان لائے تو ہامان نے فرعونؑ سے کہا کہ لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے لگے ہیں تو اس پر تاکید کر کہ جو ان کے دین میں داخل ہوتا جائے اسکو قید کریں چنانچہ بنی اسرائیل میں سے جو بھی موسیٰؑ پر ایمان لایا تھا اس کو قید کر دیا گیا موسیٰ علیہ السلام فرعونؑ کے پاس آئے اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اس نے نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ نے اسی سال میں ان لوگوں پر طوفان بھیجا اور ان کے مکانات اور آبادیوں کو ویران کر دیا یہانتک کہ جنگلوں میں نکل گئے اور خیمے ڈالکر رہنے لگے اور فرعونؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ طوفان کو ہم سے باز رکھے تو میں بنی اسرائیل اور ان کے سب ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی خدائے تعالیٰ نے طوفان کو ان سے روک لیا۔ فرعونؑ نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے مگر ہامانؑ نے کہا کہ اگر تو نے بنی اسرائیل کو چھوڑا تو موسیٰؑ تجھ پر غالب آجائیں گے اور تیری سلطنت جاتی رہیگی۔ ہامانؑ کی بات مان لی گئی اور بنی اسرائیل کو نہ چھوڑا گیا دوسرے سال خدائے تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں بھیجیں تو نباتات اور درخت کی قسم سے جو کچھ تھا وہ سب کھا گئیں یہانتک کہ انکے بالوں اور ڈاڑھیوں کو بھی کھانے لگیں۔ فرعونؑ (اور فرعون والے) اس سے چیخ اٹھے انھوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہم سے ان ٹڈیوں کو روک لے تو میں بنی اسرائیل کو اور تمہارے اصحاب کو چھوڑ دونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اس نے ٹڈیاں ان سے ہٹالیں اور ہامانؑ نے اب بھی بنی اسرائیل کو نہ چھوڑنے دیا تو تیسرے برس خدائے تعالیٰ نے ان پر چھڑیاں (کھٹیاں) بھیجدیں جس سے تمام کھیتیاں اٹھی جاتی رہیں اور وہ بھوکے مرنے لگے پھر فرعونؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر چھڑیوں کا عذاب ہم سے دفع کر دو تو میں بنی اسرائیل کو چھوڑ دونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی وہ چھڑیاں بھی جاتی رہیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے پہل چھڑیاں اسی زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں (قصص یہ چھڑیاں خاص قسم کی تھیں جو درختوں کو اور نباتات کو چٹ کر جاتی تھیں زمین کو چاٹ جاتی تھیں اور لباس کے اندر گھس کے بدن کو بھی کاٹتی تھیں تو سارے بدن پر چیچک سی نکل آتی تھی جس سے نیند بھی اڑ جاتی تھی اور آرام و قرار بھی) بہرحال بنی اسرائیل کو اس نے پھر بھی نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اسکے بعد مینڈکیاں بھیجیں اور انکے کھانے میں مینڈکیاں ہی مینڈکیاں ہوگئیں اور روایت میں یہانتک وارد ہوا ہے کہ انکے کانوں سے اور ناک سے اور انزال نہانی سے بھی مینڈکیاں ہی برآمد ہوتی تھیں اس سے بہت کچھ چیخے پیٹے اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم سے ان مینڈکیوں کو دفع کر دو تو ہم آپ پر ایمان بھی لائیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ کر دیں گے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اللہ نے اس بلا کو بھی ان سے دفع کر دیا پھر بھی بنی اسرائیل کے چھوڑنے سے انکار ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کا پانی انکے لئے خون کر دیا۔ قبطیوں کو تو خون نظر آتا تھا اور اسرائیلیوں کو پانی جب اسرائیلی اسے پیتا تو پانی ہوتا اور جب قبطی اسے پیتا تو خون۔ چنانچہ قبطی اسرائیلی سے یہ کہتے تھے کہ تم اپنے منہ میں پانی لیکر ہمارے منہ میں ڈالدو پس وہ ایسا ہی کرتے تھے مگر قبطی کے منہ میں پانی آتے ہی خون بن جاتا تھا۔ اب اس سے بہت چیخے پیٹے اور سب نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر یہ خون کی مصیبت ہم سے دفع ہوگئی تو ہم بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ ضرور ہی بھیجدینگے مگر جب اللہ تعالیٰ نے خون کی مصیبت دفع کی تو پھر انھوں نے بغاوت کی اور بنی اسرائیل کو نہیں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر رجز کو نازل کیا جس سے مراد ہے برف اور اس سے پہلے انھوں نے کبھی برف نہیں دیکھی تھی بہت سے اس میں مرگئے باقی روئے پیٹے کیونکہ اس سے انہوں نے وہ تکلیف پائی جو پہلے کبھی نہ پائی تھی تب انہوں نے عرض کی کہ اے موسیٰ تم اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے بموجب اس عہد کے جو اس نے تم سے کیا ہے دعا کرو اگر تم نے یہ برف کا عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم تم پر ایمان بھی ضرور لے آئینگے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ ضرور ہی بھیجدینگے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی اس نے برف کا عذاب ان سے دور کر دیا۔ اس موقع پر فرعونؑ نے بھی بنی اسرائیل کو آزاد ہی کر دیا جیسے ہی وہ آزاد ہوئے موسیٰؑ کے پاس جمع ہوگئے اور موسیٰؑ انہیں مصر سے نکلے فرعونؑ کے پاس سے جو جو بھاگے تھے وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوگئے۔ اب فرعون کو یہ خبر پہنچی تو ہامانؑ نے کہا کہ میں نے تو بنی اسرائیل کے آزاد کرنے سے پہلے ہی منع کیا تھا اب دیکھ یہ لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے۔ فرعونؑ پھر گھبرایا اور شہر میں تاصد دوڑا دیئے اور جمع غفیر جمع کر کے موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلا نتیجہ میں جس طرح غرق ہوگیا وہ مشہور عام ہے)

صفحہ ۲۰۰ نوٹ ۱ عیون اخبار الرضاؑ میں جو حدیث ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضاؑ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ موسیٰؑ تو کلیم تھے کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ خدا سے رویت کا سوال کر بیٹھے۔ فرمایا کلیم اللہ بے شک اس بات کو سمجھتے تھے لیکن واقعہ یوں گذرا تھا کہ جب حضرت موسیٰؑ کو شرف کلام حاصل ہوا ہے تو انھوں نے آکے بیان کیا مگر لوگوں نے اس کا یقین نہ کیا اور یہ کہدیا کہ جب تک ہم خود نہ سن لیں ہم تو ایمان نہیں لائیں گے وہ لوگ تعداد میں سات لاکھ تھے حضرت موسیٰ نے ان میں سے انتخاب کرتے کرتے ستر آدمی منتخب کر لئے اور انھیں لیکر طور سینا میں گئے، دامن کوہ میں تو ان کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ خدائے تعالیٰ نے باتیں کیں ان لوگوں نے بھی ہر طرف سے آوازیں سنیں اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک درخت میں قوت گویائی پیدا کر دی تھی۔ اب ان لوگوں کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی کہ انھوں نے صاف کہدیا کہ ہم تو جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں گے ہرگز ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ اسی بڑے بول کے سبب ان پر بجلی گری اور وہ سب کے سب مرگئے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ پروردگارا بنی اسرائیل مجھے الزام دیں گے کہ تیرا دعویٰ ہی غلط تھا اسی وجہ سے ان سب کو قتل کر آیا لہٰذا خدائے تعالیٰ نے ان کو پھر زندہ کیا۔ اب انھوں نے موسیٰؑ سے یہ کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کر لیتا، موسیٰؑ نے فرمایا اے لوگو خدا آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہ آیات و علامات سے پہچانا جاتا ہے۔

نے کہا کہ جب تک آپ یہ سوال نہ کرلیں ہم تو ایمان نہیں لاسکتے۔ موسیٰؑ نے کہا خدایا تو نے ان کا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ جو کچھ یہ کہتے ہیں سوال کرو ہم ان کے جہل کے سبب تم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ اس کا اطمینان ہو لینے پر موسیٰؑ نے وہ جرأت کی تھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور اس کا نتیجہ وہ ہوا تھا کہ جو اس نوٹ کے شروع میں لکھا جا چکا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۰ نوٹ ۲: وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ :۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم جفر کے بارے میں یوں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو تختیاں جنتی زبرجد کی حضرت موسیٰؑ پر نازل فرمائی تھیں ان میں قیامت تک جو کچھ ہونیوالا تھا وہ سب درج تھا جب موسیٰؑ کا آخر وقت آیا تو ان کو حکم آیا کہ زینت نامی پہاڑ میں ان تختیوں کو امانت رکھدو اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہو چکی تو یمن کا ایک قافلہ حضرتؐ کی خدمت میں آتا تھا ان کا گزر اس پہاڑ کی طرف سے ہوا ان کو وہ تختیاں دکھائی دیں مگر ملفوف تھیں انھوں نے اٹھالیا مگر ایسا رعب غالب ہوا کہ دیکھ نہ سکے۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب آئے تو جبرئیل امین نے پہلے ہی سے خبر دے رکھی تھی جب ان لوگوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جو چیز تم کو ملی ہے وہ لاؤ ان لوگوں نے عرض کی کہ آپ کو کہاں سے خبر ہوگئی فرمایا کہ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے وہ لوحیں ہیں یہ سچی خبر سن کر وہ لوگ ایمان بھی لائے اور لوحیں بھی حاضر کر دیں جو عبرانی میں تھیں۔ آنحضرتؐ نے وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سپرد فرمائیں اور یہ ارشاد فرمایا کہ انکی حفاظت کرنا کہ انمیں علوم اولین و آخرین ہیں۔ جناب امیر المومنینؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے انکی نقلیں بھی کیں انھیں نقلوں کا نام جفر ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ نقلیں بھی ہمارے پاس ہیں اور اصلی لوحیں بھی ہمارے پاس ہیں۔ عصاء موسیٰؑ بھی ہمارے پاس ہے اور ہم کل انبیاءؑ کے وارث بھی ہیں۔ (یہ حدیث طویل ہے یہاں صرف خلاصہ درج کیا گیا ہے) ۱۲

صفحہ ۲۰۰ نوٹ ۳: جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ :۔ گوسالہ کا قصہ تو سورۂ بقر میں بیان ہو چکا یہاں صرف دو باتیں بیان کی جاتی ہیں ایک یہ کہ خوار کے معنی ہیں گائے کی آواز دوسرے تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے پروردگار عالم سے مناجات کی تھی تو اس میں یہ دریافت کیا تھا کہ خداوندا پھر تو سامری نے بنایا تھا یہ آواز اس میں کہاں سے آئی تھی وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ یہ ہماری طرف سے آزمائش تھی تم اس کی تفتیش نہ کرو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے عرض کی کہ خداوندا اس بچھڑے کے بت میں آواز کس نے پیدا کر دی فرمایا میں نے اس پر موسیٰؑ نے عرض کی اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِيْ بِهَا مَنْ تَشَاءُ (یہ تیری ہی طرف سے آزمائش ہے اسی کے ذریعہ سے جس سے تو چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے)۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۱ نوٹ ۱: پوجنے کے وقت چھوڑ نہ دیا اور حضرت موسیٰؑ سے جا نہ ملے اگر حضرت ہارونؑ ایسا کرتے تو بنی اسرائیل پر فوراً عذاب خدا نازل ہو جاتا۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۱ نوٹ ۲: يَابْنَ أُمَّ :۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب ہارونؑ نے اِبْنَ اُمِّیْ نہیں فرمایا اس لئے کہ باپ سے جتنے بیٹے ہوں اور مائیں ان کی مختلف ہوں تو ان کے مابین عداوت کچھ بعید نہیں ہے سوائے ان کے جن کو خدائے تعالیٰ محفوظ رکھے اور ایک ماں سے جتنے ہوتے ہیں ان میں آپس میں عداوت بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے تین برس بڑے تھے اور بڑے حلیم و بردبار تھے اسی سبب سے بنی اسرائیل ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے وارد ہے کہ وحی خدا کا نزول حضرت موسیٰؑ پر ہوتا تھا اور وہ حضرت ہارونؑ کو اس سے مطلع فرما دیا کرتے تھے خدائے تعالیٰ سے مناجات بھی حضرت موسیٰؑ ہی کرتے تھے احکام جو ملتے تھے وہ بھی حضرت موسیٰؑ ہی تحریر فرماتے تھے اور بنی اسرائیل میں جو جھگڑے ہوا کرتے تھے وہ بھی حضرت موسیٰؑ ہی فیصل فرمایا کرتے تھے مگر حضرت موسیٰؑ کی کوئی اولاد نہ تھی اولاد حضرت ہارونؑ ہی کی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۱ نوٹ ۴: وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ :۔ افتراء ان کا یہ قول تھا کہ انھوں نے کہا تھا کہ هٰذَا اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کو تلاوت فرما کر یہ فرماتے تھے کہ بدعتی کو تم ہمیشہ ذلیل پاؤ گے اور جو اللہ پر اور اللہ کے رسولؐ پر اور اہلبیت رسولؐ پر افتراء باندھے گا اس کو بھی ذلیل پاؤ گے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۲ نوٹ ۳: اَلرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ :۔ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ رسول وہ ہے کہ جس سے فرشتہ نازل ہو کر کلام کرے اور نبی وہ جس کو خواب میں احکام ملیں اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت ایک ہی ذات میں جمع ہو جاتی ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی کیوں کہا گیا۔ فرمایا کہ مکہ سے نسبت رکھنے کے سبب جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (تاکہ تم اُمّ القریٰ اور اس کے اردگرد والوں کو ڈراؤ) پس اُمّ القریٰ مکہ ہے اور اسی کی نسبت کے سبب آنحضرتؐ امّی ہوئے۔ علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے اسی کی نسبت سوال کیا گیا تو انؑ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا عوام الناس کا کیا خیال ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ تو یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ حضرتؐ اس لئے امی کہلائے کہ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں خدا کی ان پر لعنت ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (وہ خدا وہی ہے جس نے اُمّ القریٰ کے رہنے والوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث کیا جو اس کے احکام انھیں پڑھکر سناتا ہے اور (ظاہر و باطن) انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے) پس جب کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے تو اس کی اُن کو تعلیم کیوں کر دیتے تھے۔ واللہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر یا فرمایا کہ تہتر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے اور امی تو حضرتؐ کا نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور مکہ ان بستیوں میں سے ہے جو اُمّ القریٰ کے نام سے موسوم ہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ قولِ مترجم:۔ مطلب یہ ہے کہ بعد تعلیم خدا لکھ پڑھ سکتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۲ نوٹ ۴: يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ :۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ لکھا ہوا پاتے تھے اور جو کچھ وہ لکھا ہوا پاتے تھے وہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک اور آنحضرتؐ کی صفات ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ

سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی گئی تو انھوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری پہنچائی پھر اور انبیاءؑ خوشخبری دیتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ مسیح ابن مریمؑ کو مبعوث فرمایا تو انھوں نے بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری پہنچائی اور یہی اس آیت کا مطلب بھی ہے ۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۳ نوٹ ۲ صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے کہ جبرئیلؑ امین شب معراج آنحضرتؐ کو ان کے پاس لے گئے تھے اور حضرتؐ نے انھیں دس سورتیں پڑھکر سنائی تھیں جو اس وقت تک مکہ میں اتر چکی تھیں ۔ پس وہ سب آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور آنحضرتؐ کی انھوں نے تصدیق کی اور آنحضرتؐ نے انھیں حکم دیا کہ وہ وہیں رہیں اور سبت کی پابندی چھوڑ دیں اور نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں ۔ چنانچہ انھوں نے ان احکام کی تعمیل شروع کر دی اور انکے سوا اور کوئی واجب ان تک نہیں پہنچا ۔ نیز صاحب مجمع البیان یہ فرماتے ہیں کہ یہ سب قوم قائم آلِ محمدؐ کے ساتھ خروج کرے گی ۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ذوالقرنین ان سے ملے تھے اور ان سے یہ کہا تھا کہ اگر مجھ کو مقام کرنے کا حکم ملا ہوتا تو مجھے یہی بات پسند آتی کہ میں تمہارے پاس ٹھہرا رہوں ۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۳ نوٹ ۳ اَسْبَاطًا :- اسباط سبط کی جمع ہے جس کے معنی ہیں اولاد کی اولاد ۔ اور اسباط اولاد یعقوبؑ میں ایسے ہی تھے جیسا کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں قبائل ۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۴ نوٹ ۱ مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ :- امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے حکم خدا کو بھی بھلا دیا اور نصیحت کرنیوالوں کی نصیحتوں کو بھی نہ مانا تو انھوں نے کہا کہ بھائی ہم تورات کو تمہارے ساتھ اس بستی میں رہیں گے نہیں جس میں خدا کی مخالفت ہو چکی ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر عذابِ خدا نازل ہو اور ہم بھی لپیٹ میں آجائیں پس وہ شہر سے نکل گئے اور زیرِ آسمان رات بسر کی ۔ صبح ہوئی تو فرماں بردار اُن نافرمانوں کی حالت دریافت کرنے آئے تو شہر کا دروازہ بند پایا بہت کھٹکھٹایا مگر جواب ندارد ۔ فصیل سے ملا کر ایک سیڑھی لگائی اور ایک آدمی کو دیکھنے کے لئے چڑھایا تو اس نے دیکھا کہ وہ سب بندر ہو گئے ۔ اس شخص سے یہ بات سن کر انھوں نے دروازہ توڑا اور اندر گئے تو وہ بندران لوگوں کو پہچانتے تھے کہ یہ کس قبیلہ سے ہیں مگر وہ آدمی ان کو نہیں پہچانتے تھے کہ یہ کس کس قبیلہ سے ہیں ۔ پس ان لوگوں نے بندروں سے اتنا کہا کہ کیا ہم نے تم لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے منع نہیں کیا تھا ۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ اس شہر کے کل باشندے کچھ اوپر اسّی ہزار تھے جن میں دس ہزار بچے اور کچھ اوپر ستّر ہزار بندر بنا دیئے گئے ۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۵ نوٹ ۵ مخصوص کیا ہے ۔ ایک تو یہ کہ جب تک جانتے نہ ہوں کچھ نہ کہیں ۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ نہ جانتے اس کو رد نہ کریں اور یہ دونوں حکم ان آیتوں میں موجود ہیں ۔ پہلی آیت یہ ہے اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اور دوسری یہ ہے بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ (بلکہ انھوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا ان کو علم نہ تھا) ۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۵ نوٹ ۶ اَلْجَبَلَ :- تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر توریت نازل کی تھی تو وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے تو خدائے تعالیٰ نے بھی کوہِ طورِ سینا کو ان کے سروں پر بلند کیا تو حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمایا کہ اگر تم اس کتاب کے احکام قبول نہ کروگے تو یہ پہاڑ تم پر گرے گا تب انھوں نے سر جھکا کر قبول کر لیا ۔

صفحہ ۲۰۵ نوٹ ۷ بِقُوَّةٍ :- تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس سے قوتِ جسمانی مراد ہے یا قوتِ قلبی ۔ فرمایا دونوں قوتیں ساتھ ساتھ مراد ہیں ۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۱ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ تم گواہ رہنا ۔ فرشتوں نے عرض کی کہ ہم گواہ ہیں ۔ فرمایا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ کہدیں اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔

یہاں ان کو علم پہنچانے اور ان سے اقرار لینے کا یہ مطلب ہے کہ اپنی ربوبیت کی دلیلیں انکے لئے قائم کر دیں اور انکی عقلوں میں ایسی ترکیب پیدا کی کہ وہ سمجھ بوجھ کر اقرار کریں ۔ پس انکا اپنی ذات کے لئے یہ گواہی دینا مثال کے طریقہ پر ہے اور اسکی نظیر خدائے تعالیٰ کا یہ کلام موجود ہے اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ نیز یہ قول فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ اب یہ ظاہر ہے کہ یہاں حقیقتاً کچھ کہنا سننا نہیں ہے بلکہ مثال اور مطلب کی تصویر ہے اسی طرح جس وقت لوگوں کے نفوس اپنے آباؤ اجداد کے صُلب میں روحانی حیثیت سے اصلی معنوں میں تھے اور وہ ان حقیقتوں کے اصلی دقیقے تھے تو انکے آباؤ اجداد کو خدائے تعالیٰ سے لفظِ ظہور سے تعبیر فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ نفوس انہی سے ظاہر ہونے والے تھے یا یہ مطلب ہے کہ نوری صورت میں اس کے نزدیک اپنی اپنی ذات میں ظاہر تھے تو اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کا یہ مطلب ہوگا کہ اسی حالتِ نورانی و روحانی میں ایسے قوائے عقلی عنایت فرمائے تھے کہ خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کو اسی طرح سمجھ سکتے تھے جیسے دنیا میں جسمانی قوتوں کے ذریعہ سے ظاہری خطاب کو سنتے ہیں اور انہی عقلوں کی زبانوں سے یہ جواب بھی دیا تھا کہ بیشک تو ہمارا پروردگار ہے تو نے ہم کو یہ وجہِ قدسی اور ربانی عطا فرمایا ہے ہم نے تیرا کلام سنا اور تیرے خطاب کا جواب عرض کیا اور یہ کچھ بعید بات نہیں ہے کہ ایسا بولنا ملکوتی زبان سے عالمِ مثالی میں ہوا ہو جو عالمِ عقل سے ماوراء ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اس عالم میں ہر چیز کی ملکوتی قوت موجود ہے جس کی طرف خدائے تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے ۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (دیکھو صفحہ ۷۱۱ سطر ۱) ملکوت سے مراد ہے قوتِ باطنی اور ہر ذرہ کی ایک ملکوتی زبان ہے جو تسبیح و تمجید و تہلیل و تحمید و توحید میں ہر وقت مصروف رہتی ہے وہی وہ زبان ہے جسکے ذریعے سے کنکریاں اور پتھریاں جناب رسولِ خدا کے دستِ مبارک میں گویا ہوئیں اور اسی کے ذریعے سے قیامت کے دن زمین باتیں کریگی يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (دیکھو صفحہ ۹۵۸ سطر ۴) اور اسی کے ذریعے سے اعضاء و جوارح بات کریں گے جیسا کہ فرمایا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۔

صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۲ اَلَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا :- تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بلعم ابن باعور کی شان میں نازل ہوئی ہے جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور اس کو کتبِ خدا میں سے بعض کا علم دیا گیا تھا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ اصل تو اس آیت کی بلعم کے بارے میں ہے

پھر مثل کے طور پر خدائے تعالیٰ نے تمام اہلِ قبلہ میں سے ہر اس شخص کے لئے بیان کی ہے جو ہدایتِ خدا کے برخلاف اپنی خواہش نفسانی کو اختیار کرے۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مغیرہ ابن سعید کی مثل بلعم کی سی مثل ہے جس کو اسم اعظم دیا گیا تھا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۳ مِنَ الْغٰوِیْنَ :۔ تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بلعم ابن باعورا کو اسم اعظم عطا کیا گیا تھا جس کے ذریعہ سے جو دعا وہ مانگتا قبول ہو جاتی پس وہ فرعون کی طرف مائل ہو گیا پھر جب فرعون حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا تو اس نے بلعم سے کہا کہ موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کے برخلاف ایسی دعا کر کہ وہ ہماری قید میں آجائیں۔ پس وہ بھی اپنے گدھے پر سوار ہوا کہ موسیٰ کی تلاش میں نکلے۔ گدھے نے چلنے سے انکار کیا۔ اس نے اسے مارنا شروع کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اسے گویائی عطا فرمائی تو اس نے کہا کہ مجھے مارتا کیوں ہے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ جاؤں کہ تو اللہ کے نبیؑ اور مومنین کے برخلاف دعا کرے مگر وہ اسے مارے ہی گیا یہاں تک کہ اسے مار ہی ڈالا۔ اور وہ اسم اعظم بھی اس کی زبان سے جاتا رہا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَانْسَلَخَ مِنْهَا۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۴ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ :۔ خدائے تعالیٰ نے بلعم کی اور اسی حکم کے اعمال کرنے والوں کی مثال کتے سے دی ہے اور یوں فرمایا ہے اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو نصیحت کرو گے تو گمراہ رہیں گے نہ کرو گے تو گمراہ رہیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۶ نوٹ ۵ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ :۔ باعتبار لفظ ہدایت یافتہ کو واحد سے اور گمراہوں کو جمع سے تعبیر کیا ہے اور معناً اس میں اس بات کی آگاہی پائی جاتی ہے کہ ہدایت یافتہ بوجہ اتحاد طریقہ کے مثل نفس واحد کے ہیں اور گمراہ بوجہ مختلف راہوں کے بہت سے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۲ پارۂ اول کے نوٹ نمبر ۱ صفحہ ۹ میں جہاں اس مضمون کو حل کرنا چاہیئے تھا وہاں نہیں کیا گیا اس لئے اس کو اس جگہ لکھتے ہیں۔ وہاں جو خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو اسماء کل کے کل تعلیم کئے اسکے متعلق تفسیروں میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے کل پہاڑوں کے نام کل سمندروں کے نام کل میدانوں کے نام ہر طرح کی نباتات کے نام اور ہر قسم کے حیوانات کے نام۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آدم علیہ السلام کا وہ علم کیا کیا تھا فرمایا کل زمینوں کا علم تھا کل پہاڑوں کا علم تھا کل میدانوں کا علم تھا کل گھاٹیوں کا علم تھا۔ پھر حضرتؑ کے نیچے جو فرش بچھا ہوا تھا اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس فرش تک کا علم بھی ان کو سکھایا گیا تھا۔ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں بحوالہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام سکھا دیئے تھے از آنجملہ انبیائے خدا کے نام بھی تھے۔ اولیائے خدا کے نام بھی تھے اور خدا کے سرکش دشمنوں کے نام بھی تھے۔

قولِ صاحب تفسیر صافی :۔ اسماء کی تحقیقات اور مختلف روایتوں میں موافقت پیدا کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم بعض اسرار بیان کر دیں جن سے تمام مطلب صاف طور سے سمجھ میں آجائے۔ یہاں تعلیم اسماء سے مراد ان اسماء کی تعلیم نہیں ہے جو فقط معنی پر دلالت کیا کرتے ہیں اس لئے کہ یہ تو تعلیم لغت ہوئی اور لغت کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ اسکے ذریعے سے فرشتوں کے مقابل فخر کیا جائے اور ان پر فضیلت حاصل ہو جائے بلکہ اسماء سے مراد اس پیدا ہونیوالی مخلوقات کی حقیقت ہے جو عالم جبروت میں تھی جس کو ایک گروہ کلمات کے نام سے تعبیر کرتا ہے دوسرا اسماء سے تیسرا عقول سے اور یہ سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ حقیقی مراد اس مخلوق کے وجود میں آنے کے اسباب ہیں یا اسکی ہر قسم کی قوتِ مربّیہ جسکے ذریعہ سے وہ مخلوق پیدا ہو گی مدتِ معینہ تک رہیگی اور روزی پائیگی الاسماء سے خدائے تعالیٰ کی مراد یہی ہے اسلئے کہ یہ مخلوق عالم ظہور میں ظاہر ہو کر اپنے ظاہر کرنے والے پر اسی طرح دلالت کرتی ہے جیسا کہ اسم مسمّے کو بتلایا کرتا ہے کیونکہ دلالت جیسے لفظ سے ہو سکتی ہے ویسے ہی ذات سے بھی ہو سکتی ہے اصل معنی اور مطلب کے بتلانے میں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور اللہ کے نام مخلوق کے نام سے مشابہ نہیں ہوتے اسی لئے حدیث میں کبھی کبھی ان سے کل مخلوق مراد لی گئی ہے کیونکہ مخلوق سب کی سب ان اسماء کی مظاہر ہے اسلئے کہ انکی پوری پوری صفات مخلوق ہی میں ظاہر ہوتی ہیں یعنی لطف و قہر کی ساری صفتیں اولیائے خدا میں ظاہر ہیں اور قہر کی ساری صفتیں دشمنانِ خدا میں اور اسی امر کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے جو خدائے تعالیٰ نے اس وقت فرمائی جبکہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ صورتیں میری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ یہ تو محمدؐ ہے اور میں حمید جسکے افعال کی تعریف ہی تعریف ہو گی میں نے اس کے لئے ایک نام اپنے نام سے نکالا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علی العظیم ہوں اسکے لئے بھی میں نے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اسی طرح سلسلہ حدیث کا چلا گیا ہے تو مطلب نام کو نام سے نکالنے کا یہ ہے کہ اپنی صفت کو اس میں ظاہر کیا ہے اور اصل کی بناء یوں ظاہر کر رکھی ہے تاکہ جو اصل کو نہ سمجھے وہ سبب کو سمجھ کر مسبّب تک پہنچ جائے اور آدم علیہ السلام کو کل اسماء کی تعلیم دینے سے یہ مطلب ہے کہ انکو ایسے اجزاء سے پیدا کیا جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور قوتیں اُن میں ایسی رکھیں جو ایک دوسرے کی ضد تھیں جس سے طرح طرح کی باتیں سمجھنے کی استعداد پیدا ہو گئی خواہ وہ معقولات سے ہوں یا محسوسات سے یا متخیّلات سے ہوں یا موہومات سے نیز انکو ایسا الہام عطا فرما دیا جس سے چیزوں کی ذات کو بھی پہچان لیں اور خواص کو بھی علم سے اصول بھی سمجھ لیں اور صنعتوں کے قانون بھی اور انکے آلات کی کیفیت بھی اور خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے مابین تمیز بھی کر لیں پس اسی معرفت کا آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ آدم خدائے تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے پورے پورے مظہر تھے اور اس مرتبۂ یکتائی تک پہنچ گئے تھے جس کی وجہ سے تمام قسم کی موجودات سے انکا مرتبہ بڑھا ہوا تھا اور وہ اس مقامِ اصلی کی طرف رجوع کی قابلیت پیدا کر چکے تھے جس سے کہ وہ آئے تھے اور خدائے تعالیٰ کی کتاب کبیر ہونے کے لئے منتخب ہو گئے تھے جس سے مراد عالم اکبر ہے اور جس کو جناب امیر المومنین علیہ السلام یوں فرماتے ہیں وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ۔

قولِ مترجم :۔ لفظ اسم اور اسماء کی تشریح کے لئے ہم صاحب تفسیر صافی کی ایک دوسری تقریر بھی نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ۔ اسم وہ ہے جو مسمّٰی پر دلالت کرے اور اس کے سمجھ لینے کا ذریعہ ہو جائے پس بعض اسم تو ایسے ہیں کہ ان سے مسمّٰے کی کوئی صفت ظاہر ہوتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان میں اس قسم کا اظہار نہیں ہوتا پس اوّل قسم والے موصوف کی ذات پر ایک معیّن صفت کے ذریعے سے دلالت کرتے ہیں مثلاً لفظ رحمٰن اس ذات پر دلالت کرتا ہے جو صفت رحمت سے متصف

ہو اور لفظ قَهَّارُ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں قہر پایا جائے وغیر ذالک۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے معنی میں اسم اس مظہر پر دلالت کرے جس میں کسی ذات کی صفت اِس شان سے پائی جائے کہ وہ مظہر بھی اسی صفت سے متصف ہو مثلاً نبی کہ وہ خدائے تعالیٰ کی ہدایت کا مظہر ہے لہٰذا خدا کے اس اسم کا بھی مظہر ہوا۔ اَلْهَادِیْ لِعِبَادِہٖ (اپنے بندوں کو ہدایت کرنیوالا) اِس اعتبار سے لفظوں سے جو نام پیدا ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اسماء الاسماء یا ناموں کے نام ہیں۔ کسی نے جناب امام رضا علیہ السّلام سے اسم کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ وہ اصل میں کیا ہے؟ فرمایا کہ موصوف کی صفت ہے۔ حضرتؑ کے اس جواب سے دو معنی پیدا ہوتے ہیں ایک لفظ اور دوسرے مظہر حالانکہ مظہر ہی میں معنی زیادہ ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم سے وہ معنی ذہنی مراد ہوتے ہیں جو لفظ سے سمجھے جاتے ہیں اسی بنا پر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی یہ حدیث ہے کہ جس شخص نے خدائے تعالیٰ کی عبادت محض وہم پر کی وہ تو یقیناً کافر ہوا اور جس نے اسم اور معنی دونوں کی عبادت کی وہ مشرک ہوا اور جس نے اس معنی کی عبادت کی جس پر تمام اسماء ان صفات کے ساتھ دلالت کرتے ہیں جن سے اس معنی نے اپنی ذات کو بیان کیا ہے اور اسی پر اپنے دل کی پوری توجہ صرف کی اور اسی کا ذکر ظاہر و باطن اپنی زبان پر جاری کیا ایسے ہی لوگ سچے مؤمن ہیں۔ تو حضرتؑ کی مراد یہاں اسم سے وہ ذات ہے جو لفظ سے سمجھ میں آجاتی ہے خود لفظ نہیں اسلئے کہ لفظ کی تو عبادت نہیں کی جاتی اور معنی سے وہ ذات مراد ہے جو لفظ صادق آتا ہے۔ پس اسم تو ایک ذہنی معنی ہے اور اصل معنی موجود عینی ہے اور مسمّیٰ وہ ہی ہے اور اسم و مسمّیٰ دونوں الگ الگ ہیں مثلاً انسان کا وہ مطلب و معنی جو تمہارے ذہن میں موجود ہے وہ مطلب انسان انسان نہیں ہے نہ اس میں جسمیت ہے نہ حیات ہے نہ حس و حرکت ہے نہ نطق ہے نہ کوئی اور شئے ہے جو خواصِ انسانی سے ہو۔ صاحبِ تفسیر صافی کہتے ہیں کہ اس مضمون میں جب غور کروگے تو حدیث کے معنی اچھی طرح سمجھ میں آجائیں گی۔ اب اس تمہید کے بعد سمجھو کہ خلاقؑ کے جتنے اسماء ہیں ان میں سے ہر اسم کے لئے موجودات میں سے ایک مظہر ضرور موجود ہے جس میں اسی صفت کا ظاہر ہونا غالب ہے جو اس اسم سے ظاہر ہوتی ہے اور وہ اللہ کا نام اس اعتبار سے ہے کہ اسی صفت سے متصف ہونے کے سبب خدا کی ذات پر دلالت کرنیوالا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اسماء میں سے ایک ایک اسم کے ذریعے سے اپنی طرح طرح کی مخلوق میں سے ہر ہر نوع کو پیدا بھی فرماتا ہے اور انکی تدبیر بھی کرتا ہے اس طرح سے گویا وہ اسم ربّ النّوع ہے اور خدائے تعالیٰ ربّ الارباب ہے۔ اسی مضمون کی طرف کلام اہلبیت علیہم السّلام میں اُن حضرتؑ کی دعاؤں میں اس طرح سے اشارہ ہوا ہے کہ فرماتے ہیں وَبِالْاِسْمِ الَّذِیْ خَلَقْتَ بِهِ الْعَرْشَ وَبِالْاِسْمِ الَّذِیْ خَلَقْتَ بِهِ الْكُرْسِیَّ وَبِالْاِسْمِ الَّذِیْ خَلَقْتَ بِهِ الْاَرْوَاحَ (اس اسم کا واسطہ جس سے تو نے عرش کو پیدا کیا اور اس اسم کا واسطہ جس سے تو نے کرسی کو پیدا کیا اور اس اسم کا واسطہ جس سے تو نے روحوں کو پیدا کیا) اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ واللہ خدائے تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ہم ہیں کہ بغیر ہماری معرفت کے خدائے تعالیٰ بندوں کا کوئی عمل قبول نہ کریگا جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرات خدا تعالیٰ کی ذات کی شناخت کا وسیلہ ہیں اور اسکی صفات کے ظہور کا واسطہ اور اسکی مخلوقات کی انواع کے ربّ النوع۔ کسی شخص کو کل اسماء کا علم حاصل نہیں ہو سکتا سوائے اس صورت کے کہ وہ ان سب کا مظہر بھی ہو اور اس کی جبلّت میں ان سب کے قبول کی استعداد بھی ہو۔ اب یہ جو کچھ ہم بیان کر چکے اس کو سمجھنے کی کوشش کرو اور خدا سے دعا کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ راہِ راست پالوگے۔

صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۳ (تم تو اسے اُن مبارک ناموں سے یاد کرو اور ان لوگوں سے کوئی واسطہ نہ رکھو جو اس کے ناموں سے بتوں کو موسوم کرتے ہیں یا اس کی صفتیں ایسی بیان کرتے ہیں جن کے وہ لائق نہیں ہے اور اس کو ایسے ناموں سے پکارتے ہیں جن سے پکارنا نہ چاہئے) یعنی از روئے جہالت کے بغیر علم حاصل کئے۔ پس جو لوگ بغیر علم کے اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں وہ مشرک ہیں چاہے وہ جانتے نہ ہوں اور وہ اس کی ذات کے ساتھ کفر کرنے والوں میں محسوب ہیں گو وہ سمجھتے ہوں کہ ہم نیکی کر رہے ہیں۔ اسی لئے ان کے بارے میں فرماتا ہے وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (ان میں سے بہت سے اللہ پر ظاہرا ایمان لائے ہیں مگر ہیں وہ مشرک) پس یہ وہی ہیں جو بغیر سمجھے بوجھے اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں یعنی ان اسماء مبارکہ کو وہاں صرف کرتے ہیں جہاں ان کے صرف کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۴ وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۝ :- تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پیروؤں کے بارے میں ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اسی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ امت ضرور تہتر ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی اور ان میں سے سوائے ایک فرقے کے اور سب جہنم میں جائیں گے اور اس آیت میں اسی فرقہ کا ذکر ہے اور اس امت میں سے وہی نجات پائیگا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ آیت تو تمہارے لئے ہے اور ایسی ہی ایک قوم موسیٰؑ کو بھی دی گئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۔ قولِ مترجم :- جیسے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب موسیٰؑ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اُن کے قوتِ بازو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو ان کے قوت بازو حضرت ہارونؑ سے اور اُن کی اولاد کو ان کی اولاد سے۔ اسی طرح ان کی امت کو انکی امت سے تشبیہ دی گئی ہے چنانچہ جیسے اُس آیت میں مِنْ تبعیضیہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ قومِ موسیٰؑ میں سے بھی ایک گروہ ناجی تھا ویسا ہی مِنْ تبعیضیہ اس آیت میں بھی موجود ہے اور بتلاتا ہے کہ اس امت کا بھی ایک ہی گروہ ناجی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۰۷ نوٹ ۵ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ :- کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ اس سے مراد ایسے بندے ہیں جو گناہ کرتے ہیں تو انھیں اور نعمت دی جاتی ہے تاکہ اس نعمت میں مشغول ہو کر گناہ سے استغفار کرنا بھول جائیں اور نتیجہ وہ ہو جو آگے کی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۲ اور جو آپ کو محروم کرے آپ اس کو عطا کیجئے اور جو آپ سے قطع رحمی سے پیش آئے آپ اس سے صلۂ رحمی سے پیش آئیے۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مکارم الاخلاق پر مامور کیا ہے اور تمام قرآن مجید میں کوئی آیت اخلاق کی خوبیوں کی جامع اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔ العیون میں جناب امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو لوگوں کے ساتھ مدارات پیش آنے کا حکم دیا اور

فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۳ اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ایسے بندے ہیں جو گناہ کا قصد کریں اور پھر سوچ سمجھ کر اس سے باز رہیں ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جب شیطان انکو گناہ یاد دلائے اور اس پر آمادہ کرے تو یہ اللہ کو یاد کریں تو اس کا نتیجہ وہ ہوگا جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (یعنی یکایک انکی آنکھیں کھل جائیں گی) ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۴ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ :۔ الفقیہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش نماز کے پیچھے ہو تو (نماز جہریہ میں) اول کی دو رکعتوں میں قرأت کے وقت کچھ نہ پڑھو بلکہ خاموش سنتے رہو اور پچھلی دو رکعتوں میں بھی کچھ نہ پڑھو کیونکہ خدائے تعالیٰ مومنین کو حکم دیتا ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ (یعنی نماز میں پیش نماز کے پیچھے) فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اور پچھلی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں کی تابع ہیں ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش نماز کے پیچھے بہ نیت جماعت نماز پڑھ رہے ہو تو (نماز اخفات میں) یا تو خاموش رہو یا چپکے چپکے اپنے دل میں سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے رہو ۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قرآن مجید نمازیں پڑھا جائے یا ویسے اس کے سننے کے لئے خاموش رہنا واجب ہے ۔ **قولِ مترجم** :۔ اس مسئلہ کا تفصیلی حکم فقہ کی کتابوں سے معلوم ہوگا کیونکہ علماء اعلام نے ہر مسئلہ کے متعلق اس کی کل حدیثوں پر نظر ڈال کر اسے طے فرمادیا ہے ۔ نیز جس مجتہد کی تقلید کی جائے اس کے عملیہ سے یا خود اس سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ تہذیب الاحکام میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی بابت دریافت کیا گیا تھا جو کسی گروہ کی پیشنمازی کرتا ہے اور ایک شخص اس کی پیشنمازی پسند نہیں کرتا اور مصلحتاً اسکے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو جن نمازوں میں بلند آواز سے قرأت نہیں کی جاتی انمیں تو وہ چپکے چپکے اپنے دل میں الحمد و سورہ پڑھ سکتا ہے اور جن میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے انمیں کیا کرے ۔ فرمایا کہ جس وقت کتاب خدا کو پڑھتے ہوئے سنے خاموش رہے ۔ اس پر راوی نے عرض کی کہ اگر وہ میرے سامنے اپنے مشرک ہونیکا ثبوت دے چکا ہو ۔ فرمایا کہ اس نے خدا کی نافرمانی کی ۔ مگر تو خدا کی اطاعت کر ۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سوال کو کسی وقت پھر دہرایا تو حضرتؑ نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہو اور یہ شخص پیچھے کچھ بھی پڑھے گو نیت فرادیٰ کی ہو ۔ راوی نے کہا اگر میں پہلے اپنے گھر نماز پڑھ آیا کروں اور پھر آکر مصلحتاً اس کے پیچھے بھی پڑھ لیا کروں ۔ فرمایا یہ تجھے اختیار ہے ۔ (دوسری روایت یہ ہے) نیز فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نماز صبح پڑھا رہے تھے اور ابن الکوا حضرتؑ کے پیچھے تھا اس نے بلند آواز سے یہ آیت پڑھی ۔ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ تو حضرت تعظیم قرآن کی وجہ سے خاموش ہو گئے جب وہ آیت سے فارغ ہوا تو حضرتؑ نے اپنی قرأت پھر شروع کی ابن الکوا نے اسی آیت کو پھر دہرایا حضرتؑ پھر خاموش ہو گئے پھر قرأت شروع کی تو ابن الکوا نے پھر اعادہ کیا پھر بھی حضرتؑ خاموش ہو گئے اور اسکے ختم کرنے پر فرمایا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۖ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اسکے بعد حضرتؑ نے اس سورت کو پورا کیا جس کو پڑھ رہے تھے اور رکوع کیا ۔

قولِ صاحبِ تفسیر صافی :۔ جو روایتیں نوٹ میں اور ضمیمہ میں بیان کی گئی ہیں ان سے ظاہر قرآن کے موافق یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جب قرأت بالجہر ہو رہی ہو تو اس کا سننا اور خود خاموش رہنا واجب ہے ۔ مگر علمائے فریقین نے یہاں حکم وجوب نہیں سمجھا ہے بلکہ استحباب پر اور سنتِ مؤکدہ ہونے پر محمول کیا ہے بلکہ جب مخالف کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں اور تقیہ نہ ہو تو گو اسکی قرأت سننے میں آتی ہو تاہم اپنی قرأت کا حکم صاف وارد ہے ۔ اگرچہ مخالف کے ساتھ بدونِ تقیہ بھی اقتدا کرنا ممدوح ہے لیکن ایسی صورت میں اپنی قرأت کے ترک نہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے ۔

قولِ مترجم :۔ یہاں تقیہ سے مراد خاص ایسا تقیہ ہے جو جان کے خوف سے کیا گیا ہو ۔

صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۵ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً :۔ دونوں مصدر ہیں مگر بطور حال استعمال کئے گئے ہیں اور معنی ہیں "گڑگڑا کر اور ڈرتے ڈرتے" ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرشتہ تو اتنا ہی کہتا ہے جتنا سنتا ہے اور خدا حکم دیتا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً پس اس ذکر کا ثواب جو شخص اپنے دل ہی دل میں کرے اتنی عظمت رکھتا ہے کہ اس کو خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے دل ہی دل میں خدا کو یاد کیا اسی نے خدا کو زیادہ یاد کیا ۔ منافق اعلانیہ خدا کو یاد کیا کرتے تھے اور دل میں اسے یاد نہیں کرتے تھے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں) ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۶ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شام کے وقت یہ کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمِيْتُ وَيُحْيِيْ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ۔ ہر قسم کا اختیار اور ہر طرح کی تعریف اسی کے لئے زیبا ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی مارے گا اور جلائیگا اور وہ ایسا زندہ ہے جو کبھی نہ مریگا اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے) کسی نے عرض کی کہ بِيَدِهِ الْخَيْرُ بھی تو ہے فرمایا یوں تو ہر قسم کی خیر و خوبی اسی کے ہاتھ ہے لیکن تم اتنا ہی دس مرتبہ پڑھ لیا کرو جتنا میں بتا چکا ہوں اور سورج کے طلوع و غروب ہونے کے وقت دس مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ (میں ہر آواز کے سننے والے اور بات کے جاننے والے خدا کی پناہ مانگتا ہوں) کہہ لیا کرو ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۰ نوٹ ۷ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ :۔ تلاوت قرآن کے سجدوں میں سے یہ پہلا سجدہ ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ اولاد آدمؑ میں سے جو کوئی شخص آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اس سے الگ ہو جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہائے افسوس وائے افسوس اس شخص کو سجدہ کا حکم ملا اس نے اس کی تعمیل کی اور جنت کا مستحق ہو گیا اور مجھے سجدہ کا حکم ملا تھا اور میں نے نافرمانی کی اور جہنم کا مستحق ہو گیا ہائے ہائے وائے وائے وائے وائے ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۱ نوٹ ۱ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (اے رسولؐ تم محمدؐ کو مالِ غنیمت اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا ہے) ان دونوں کو اختیار ہے جس طرح چاہیں صرف کریں۔ تہذیب الاحکام میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے فے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ جو زمین اس طرح ہاتھ آئے کہ اس میں نہ خون بہایا گیا ہو اور نہ اس میں جہاد کی نیت سے گھوڑے دوڑائے گئے ہوں) بلکہ کسی قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو۔ اور جو زمین غیر آباد پڑی ہو یا پانی کی تہہ میں ہو یا پانی کے راستے میں ہو یہ سب کے سب فے اور انفال میں داخل ہے اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی ملکیت ہے اور اللہ کا حصہ بھی اسکے رسولؐ ہی کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اس کو صرف کرے اور بعد رسولؐ کے امام کو بھی وہی حق حاصل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال وہ زمینیں ہیں جنکے اوپر گھوڑے اور اونٹ دوڑائے گئے ہوں یعنی انکے حاصل کرنے میں کد و کوشش نہ کی گئی ہو یا جس قوم سے مصالحت ہو گئی ہو یا جس قوم نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور ہر زمین ویران اور پانی کے راستے کہ یہ سب جناب رسولِ خداؐ کی ملکیت ہیں اور انکے بعد امام وقت کی کہ جہاں چاہیں وہ اپنے اختیار سے خرچ کریں۔ نیز انہی حضرتؑ سے کئی حدیثوں میں منقول ہے کہ جو شخص بغیر وارث چھوڑے مرجائے اس کا مال داخلِ انفال ہے۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری اطاعت اللہ نے فرض کی ہے انفال بھی ہمارے لئے ہیں اور چیدہ مال بھی ہمارے لئے ہے۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال ہمارا حق ہے کسی نے عرض کی کہ انفال کیا ہے؟ فرمایا کہ معدنیات بھی انمیں سے ہے اور جنگلات بھی اور ہر وہ زمین بھی جس کا کوئی مالک نہ ہو اور ہر وہ زمین بھی جسکے رہنے والے مر گئے ہوں یہ سب ہمارا حق ہے۔ نیز فرمایا کہ مفتوحہ ممالک میں سے جو جائیر کہ بادشاہوں کا حق ہو وہ داخلِ انفال ہے۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انفال میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بغیر لڑائی کے کفار کے ملک سے ہاتھ آئے اور ہر وہ زمین جس سے اس کے رہنے والے بغیر لڑائی کے نکل جائیں جسکو فقہا کی اصطلاح میں فے کہتے ہیں۔ نیز غیر آباد زمینیں، جنگلات۔ پانی کے راستے بادشاہوں کی خاص جاگیریں اور ہر اس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہ ہو یہ سب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا مال ہے اور بعد رسولؐ کے اس شخص کا جو منجانب اللہ رسولؐ اللہ کا قائم مقام ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے انفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ آبادیاں ہیں جو ویران ہو گئی ہوں اور ان کے باشندے جلاوطن ہو گئے ہوں کہ اب وہ اللہ کی ملکیت ہیں اور اللہ کے رسولؐ کی اور جناب رسولِ خدا کے بعد امامؑ کی۔ اسی طرح ممالک مفتوحہ میں سے جو بادشاہوں کی مخصوص ملکیت ہو وہ بھی مالِ امامؑ ہے اور جن زمینوں کے حاصل کرنے میں گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہوں وہ اور ہر وہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو اور جن میں سے معدنیات نکلیں وہ اور اس شخص کی میراث جس نے کوئی وارث نہ چھوڑا ہو وہ سب داخلِ انفال ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ آیت فتح غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی جبکہ مخالف گروہ شکست کھا کر بھاگ گیا تو اصحاب جناب رسولِ خدا تین قسم کے تھے۔ ایک گروہ ان لوگوں میں سے تھا جو خیمۂ جناب رسولِ خدا کے پاس قائم رہے تھے اور دوسرا وہ تھا جنہوں نے مال لوٹا۔ اور تیسرا وہ تھا جنہوں نے بھاگتوں کا پیچھا کیا اور لوگوں کو قید بھی کیا اور مالِ غنیمت بھی جمع کیا۔ جب سب مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر چکے تو انصار نے قیدیوں کے بارے میں گفت گو شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے قیدی اور مالِ غنیمت مباح قرار دیدیئے تو سعد ابن معاذ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آخر ہم محروم کیوں رہیں نہ تو ہم نے جہاد سے دست کشی کی اور نہ ہم نے دشمن کے پیچھے دوڑنے سے بزدلی کا اظہار کیا بلکہ ہم تو اس اندیشے سے ٹھہرے رہے کہ اگر آپ کے موقعے کو خالی پائیں تو ایسا نہ ہو کہ انکا گروہ ادھر آپڑے اسی لئے حضورؐ کے خیمہ کے پاس بڑے بڑے مہاجرین اور انصار جمع رہے اور ان میں سے ایک بھی نہیں سرکا۔ اب یا رسولؐ اللہ آدمی تو بہت سے ہیں اور مالِ غنیمت تھوڑا سا ہے اگر آپ نے یہ انہی لوگوں کو دیدیا تو آپ کا ساتھ دینے والوں کے لئے تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ خوف اس شخص کو یہ تھا کہ کہیں جناب رسولِ خدا غنیمت اور مقتولین کے مال کو جہاد کرنے والوں ہی پر تقسیم نہ کر دیں اور ان لوگوں کو جو خیمہ کے پاس موجود رہے کچھ بھی نہ عطا کریں اسی وجہ سے ان میں اختلاف ہوا تھا اور اسی بناء پر انھوں نے آنحضرتؐ سے یہ سوال کیا تھا کہ آخر یہ غنیمت کس کا حق قرار پایا تو اسکے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۔ اب لوگ یہ سمجھے کہ مالِ غنیمت میں انکا کچھ حصہ ہی نہیں ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (الخ دیکھو صفحہ ۲۸۹ سطر ۱) پس جناب رسولِ خدا نے وہ مالِ غنیمت بحصۂ مساوی ان سب لوگوں میں تقسیم کر دیا اس پر سعد ابن ابی وقاص نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ایک لڑنے والے کو جس نے قوم کی حمایت میں جان لڑا دی ایک کمزور کے برابر جو اپنی جگہ ہی بیٹھا رہا عطا فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تم کو جو مدد ملتی ہے وہ ان کمزوروں کی (دعاؤں کی) بدولت ملتی ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے غنیمتِ بدر میں سے خمس نہیں لیا۔ بدر کے بعد سے خمس لینا شروع فرمایا۔

صفحہ ۲۱۲ نوٹ ۵ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ ۔ اس سے مراد جنابت بھی ہے اور وسوسہ بھی کیونکہ روایت میں وارد ہے کہ غزوۂ بدر میں جناب رسولِ خدا اور ان کے اصحاب ایسے مقام پر اترے تھے جہاں ریت کے ٹیلے تھے اور پاؤں دھنسے جاتے تھے اور پانی وہاں نہ تھا۔ رات کو سوئے تو اکثر ان میں سے محتلم ہو گئے اور بدر جس جگہ کا نام ہے وہاں کے پانی پر مشرکین کا قبضہ تھا پس شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمہاری مدد کیا خاک کی جائیگی جبکہ پانی تک تمہارے قبضہ میں نہیں اور تمہارا تو یہ حال ہے کہ تم خدا کے دوست ہو اور اس کا رسولؐ تم میں موجود ہے حالانکہ نماز تم کو جُنُب حالت میں پڑھنے پڑیں گی۔ پس ان وسوسوں سے متاثر ہو کر وہ لوگ ڈرے اور خدائے تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی۔ ساری رات مینھ برستا رہا صبح جو اٹھ کر دیکھتے ہیں تمام جل تھل بھرے پڑے ہیں پس تمام سواریوں کو پانی پلایا، غسل کیا، وضو کیا اور شیریں پانی جمع کر لیا اور مطمئن ہو گئے اور مینھ برسنے سے چونکہ ریت مضبوط ہو جاتا ہے اسی طرح ثابت قدم رہنے کا بھی ثبوت ہو گیا۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۲ نوٹ ۶ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۔ یہ احکام غزوۂ بدر سے متعلق ہیں جس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ اعیان و اشرافِ قریش بڑی تعداد میں شرابیں پیتے دف بجاتے اپنی قوت و کثرت و شجاعت پر غرہ کرتے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں آئے تھے اور آنحضرتؐ کے ساتھ صرف تین سو تیرہ آدمی تھے جن میں سے بہت سے ایسے بھی تھے کہ شیطان کے ذرا وسوسہ ڈالنے سے اُن کے دلوں پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ خدائے تعالیٰ

نے اپنے رسولؐ کی خاطر سے بار بار اطمینان دلایا چنانچہ جس دن واقعی لڑائی ہوئی اور یہ چھوٹا سا گروہ بحکم خدا غالب آیا اور وہ بڑی جمعیت جس کے سردار ابوجہل و عتبہ و عقبہ ابن ابی معیط اور نضر ابن حارث ابن کلاہ وغیرہ تھے مغلوب ہوگئی۔ ستّر ان میں سے قید کئے گئے اور ستّر قتل کئے گئے باقی بھاگتے نظر آئے۔ ان ستّر مقتولوں میں سے صرف جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنے دست حق پرست سے ایک روایت کے بموجب ستائیس[۲۷] اور ایک روایت کے بموجب چھتیس[۳۶]۔ ایک روایت کے بموجب چھیالیس[۴۶] قتل کئے تھے باقی سینتالیس[۴۷] یا چونتیس[۳۴] یا چوبیس[۲۴] کے قاتل حضرت حمزہؓ۔ جوانان انصار و مہاجرین اور وہ فرشتے جو امداد کے لئے بھیجے گئے تھے سب تھے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ غزوۂ بدر کا اصلی سبب یہ تھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ ملک شام کی طرف گیا تھا جس میں انکی بڑی بڑی رقمیں لگی ہوئی تھیں آنحضرتؐ نے اپنے اصحابؓ کو حکم دیا کہ مدینہ سے نکلیں اور اس قافلے کو گرفتار کرلیں اور انکو یہ بھی خبر دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حتمی وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھے فتح عنایت فرمائیگا یا قافلۂ تجارتی پر یا اعیانِ قریش پر اسی بنا پر آنحضرتؐ تین سو تیرہ اصحاب کو لیکر نکل کھڑے ہوئے اور بدر کے قریب قریب جا پہنچے اُدھر ابوسفیان قافلۂ تجارتی کا سردار تھا اسے جب یہ اطلاع ملی کہ آنحضرتؐ قافلۂ تجارتی کی مخالفت کے خیال سے نکلے ہیں تو وہ بہت ہی ڈرا اور شام کی طرف جلد جلد چلا جب مقام فقرہ پر پہنچا تو اس نے ضمضم ابن عمرو خزاعی کو دس اشرفی اجرت پر مقرر کیا اور ایک نوجوان اونٹنی اس کو عطا کی اور اس سے یہ کہا کہ تو قریش کے پاس چلا جا اور انکو یہ خبر پہنچا دے کہ محمدؐ اور نوجوانانِ اہل یثرب تمہارے قافلے کی گرفتاری کی نیت سے نکل کھڑے ہوئے اب تم اپنے قافلے کی خبر لو اور ابوسفیان نے اِس شخص کو یہ بھی وصیت کی کہ اپنے ناقہ کی ناک میں نکیل ڈال لے اور اسکے کان کاٹ ڈالے کہ خون بہتا ہوا جائے اور اپنا کپڑا آگے پیچھے سے پھاڑ ڈالے اور جب مکہ میں پہنچے تو اپنا منھ اونٹ کی دُم کی طرف کرلے اور بہت بلند آواز سے چیخ کر یہ کہے کہ اے آلِ غالب اے آلِ غالب لطیمہ[۱] قافلہ لُٹ گیا قافلہ لُٹ گیا۔ خبر لو خبر لو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم کو خبر نہیں لیتے اور روہاں محمدؐ اور نوجوانانِ اہل یثرب تمہارے قافلہ کو لوٹنے پر مستعد ہوگئے۔ الغرض ضمضم تیز تیز مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہاں عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے پہنچنے سے تین دن پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور وہ آواز دے دیکر یہ کہتا ہے کہ اے آلِ غدر! اے آلِ غدر! تیسری صبح کو تم اپنے اپنے مقتولوں میں پہنچ جاؤ گے۔ پھر وہ اپنے اونٹ کو ابوقبیس پر لے گیا اور وہاں سے ایک پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ پر دے مارا اور قریش کا کوئی گھر ایسا باقی نہ بچا کہ اس پتھر کی کرچ اس میں نہ پہنچی ہو اور وادیٔ مکہ کا نشیبی حصہ سب خون سے بھر گیا یہ دیکھکر عاتکہ خوف زدہ بیدار ہوئیں اور عباس کو اس بات کی خبر دی۔ عباس نے اسکی خبر عتبہ بن ربیعہ کو کی عتبہ نے کہا کہ یہ کوئی نئی مصیبت قریش پر آنیوالی ہے اور اس خواب کو تمام قریش میں افشا کردیا ابوجہل کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا عاتکہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا لات و عزیٰ کی قسم یہ اولادِ عبدالمطلب میں سے دوسری نبیہ بننا چاہتی ہے ہم تین دن انتظار کریں گے اگر عاتکہ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ سچ ہے تو جیسا اس نے دیکھا ہے ہو جائیگا اور اگر اس کے خلاف ہوا تو آپس ایک نوشتہ لکھیں گے کہ بنی ہاشم کے مردوں یا عورتوں سے جھوٹا خاندان عرب بھر میں اور کوئی نہیں ہے جب اسے ایک دن گزر گیا تو ابوجہل نے کہا لو ایک دن تو گزر گیا جب دوسرا دن ہوا تو ابوجہل نے کہا لو یہ دو دن بھی گزر گئے اب تیسرا دن ہونا تھا کہ ضمضم وادیٔ مکہ سے یہ چیختا ہوا آیا۔ اے آلِ غالب اے آل غالب لطیمہ لطیمہ قافلہ قافلہ۔ خبر لو خبر لو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم کو خبر نہیں لیتے اور اُدھر محمدؐ اور نوجوانان یثرب تمہارے قافلہ کو لوٹنے کے لئے جس میں تمہارے خزانے ہیں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے تمام مکہ میں شور مچا دیا اور لڑائی کے لئے نکلنے کی تیاری ہونے لگی۔ سہیل ابن عمرو۔ صفوان ابن امیہ اور ابوالبختری ابن ہشام منبہ و نبیہ۔ پسرانِ حجاج و نوفل۔ ابن خویلد آمادہ ہوگئے انھوں نے کہا کہ اے گروہ قریش واللہ اس سے زیادہ کوئی سخت مصیبت تم پر پڑی ہی نہیں کہ محمدؐ اور نوجوانانِ اہل یثرب لالچ میں آجائیں اور تمہارے قافلہ کو لوٹنا چاہیں جس میں تمہارے خزانے ہوں واللہ کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں ہے جس کا اس قافلے میں کچھ نہ کچھ حصہ نہ ہو۔ مدد کے لئے مستعد ہو جاؤ اور یہ سمجھو کہ اس سے زیادہ کوئی ذلت اور حقارت ہو ہی نہیں سکتی کہ محمدؐ کو تمہارے مال لیلے کی خواہش پیدا ہوا اور وہ تم میں اور تمہارے مالِ تجارت میں جدائی ڈالدے۔ صفوان ابن امیہ نے پانچ سو اشرفی نکالی اور اس سے سامان کرنا شروع کیا۔ اتنا ہی مال سہیل ابن عمرو نے نکالا اور قریش کے بزرگوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا جس نے کچھ نہ کچھ مال نہ نکالا ہو اور کچھ نہ کچھ قوت نہ پہنچائی ہو اور سواریاں اکٹھی نہ کی ہوں۔ خود آپے سے باہر ہو کر سرکش اور سدھی ہوئی سواریوں پر سوار ہو ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ ان کے ساتھ عباس ابن عبدالمطلبؓ۔ نوفل ابن حارث اور عقیل ابن ابیطالبؑ کو بھی نکلنا پڑا اور گانے والی لونڈیوں کو بھی ساتھ لیکر نکلے۔ شرابیں پیتے جاتے تھے اور دف بجاتے جاتے تھے اُدھر جناب رسولِ خداؐ تین سو تیرہ آدمیوں کو ساتھ لیکر برآمد ہوئے اور جب مقام بدر رات بسے کے فاصلے پر رہا تو آنحضرتؐ نے بشر ابن ابی الرغباء اور محمد ابن عمرو کو بطور جاسوس تجارتی قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا یہ دونوں چاہِ بدر پر وارد ہوئے اپنی سواریاں بٹھائیں پانی نکالکر پیا اور پلایا اور دو لونڈیوں کو آپس میں ایک دوسری سے لڑتے سنا کہ ایک کا دوسری کے ذمہ ایک درم چاہیئے تھا اور وہ اس کا مطالبہ کر رہی تھی اور اس مدیونہ نے یہ کہا تھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کل تو فلاں مقام پر ٹھہرا تھا اور کل یہاں آجائیگا۔ میں انکی خدمت کرونگی اور اجرت جو ملیگی اس سے تیرا درم ادا کردونگی لونڈیاں تو دونوں چلدیں اور جاسوسوں نے جو کچھ سنا تھا جناب رسولِ خداؐ کو جا سنایا اُدھر ابوسفیان قافلۂ تجارتی کے ساتھ آیا مگر بدر کا سوار نہ نظر آنے لگا تو قافلہ سے آگے بڑھکر تیز تیز تنہا چلا آیا یہانتک کہ چشمۂ بدر پر پہنچا یہاں ایک شخص قبیلۂ جُہَینہ سے تھا جسکو کَسبُ الجہنی کہتے تھے اس سے ابوسفیان نے کہا کہ اے کسب آیا تجھے محمدؐ اور انکے اصحاب کا کچھ علم ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر تو نے محمدؐ کے معاملے کو ہم سے چھپایا تو قریش کی اور تیری ہمیشہ کے لئے عداوت ہو جائیگی اس لئے کہ قریش میں سے ایک بھی متنفس ایسا نہیں ہے کہ جس کا اس قافلہ میں بیس درہم یا زائد کا حصہ نہ ہو لہٰذا تو مجھ سے اصل معاملے کو پوشیدہ نہ کیجو۔ کسب نے کہا واللہ مجھے محمدؐ اور انکے اصحاب کا باقاعدہ تو کوئی علم ہے نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں نے آج دو سوار دیکھے تھے کہ وہ یہاں آئے اور اس جگہ سواریاں ٹھہرائیں اور پانی پیا اور چلے گئے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کون تھے۔ ابوسفیان یہ سنکر انکے اونٹوں کے ٹھہرنے کے مقام پر آیا اور مینگنیاں اپنے ہاتھ میں لیکر توڑیں تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں پائیں تو کہا یہ تو یثرب کا چارہ ہے واللہ یہ ضرور محمدؐ کے جاسوس تھے۔ اتنا کہکر لٹے ہی پاؤں بھاگا اور قافلہ کو جا کر حکم دیا کہ وہ سمندر کے کنارے کنارے ہولیں اور معینہ راستہ چھوڑ دیں انھوں نے ایسا ہی کیا اور بڑے تیز تیز چلدیئے۔ اُدھر جبرئیلؑ امین جناب

---

[۱] لطیمہ سے قریش کا وہ قافلہ مراد ہے جس کو ابوسفیان ملک شام سے لیکر آیا تھا اور اسمیں قریش کا مال موجود تھا اور اسمیں قریش کے چالیس[۴۰] ستر سوار بھی تھے۔ ۱۲ مترجم

رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خبر دی کہ قافلہ تو اس طرح راستہ چھوڑ گیا اور قریش اپنے قافلہ کی حمایت میں آ گئے۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ان سے لڑیے اور نصرت کا وعدہ دیا ہے۔ اس وقت آنحضرتؐ چشمۂ صفراء کے کنارے اترے ہوئے تھے آپ نے چاہا کہ اپنے ساتھیوں کی آزمائش کریں کیونکہ گھر میں بیٹھے بیٹھے تو سب نے آنحضرتؐ کو مدد دینے کے لمبے چوڑے وعدے کئے تھے پس آنحضرتؐ نے اب انکو اطلاع دی کہ لوگو! قافلۂ تجارتی تو نکل گیا اور قریش اپنے قافلے کی حمایت میں آ گئے اور اللہ نے مجھے حتماً حکم دیا ہے کہ میں ان سے لڑوں یہ سنتے ہی اصحاب رسولؐ خدا کے چھکے چھوٹ گئے اور مارے خوف کے ان کا حال پتلا ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو یہ سننا تھا کہ حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسولؐ اللہ یہ قریش ہیں اور تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں جب سے کافر ہوئے کبھی ایمان نہیں لائے اور جب سے عزت پائی کبھی ذلیل نہیں ہوئے اور آجتک لڑائی کے لئے گروہ بندی کر کے باہر نہیں نکلے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو اس مرتبہ حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور انھوں نے بھی ابوبکر کی سی باتیں بنائیں اور حکم وہی سنا۔ اب حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور بولے کہ یا رسولؐ اللہ یہ قریش ہیں اور تکبر میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ہوا کریں ہم تو آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کر چکے اور ہم تو اس بات کی گواہی دے چکے ہیں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ برحق ہے اور اللہ کے پاس سے ہے واللہ اگر آپ ہم کو حکم دیں گے کہ ہم آگ میں کود پڑیں تو ہم کود پڑیں گے اور اگر یہ حکم دیں گے کہ کانٹے دار جھاڑیوں میں گھس جائیں تو ہم گھس جائیں گے اور ہم آپ سے وہ فقرہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیلؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝ بلکہ ہم تو آپ سے یہ عرض کرینگے إِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُونَ ۝ (چلیے آپ اور آپ کا پروردگار لڑیے ہم بھی آپ کے ساتھ لڑنیوالوں میں ہونگے) آنحضرتؐ نے حضرت مقدادؓ کو جزائے خیر کی دعا دی وہ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ لوگو! مجھے مشورہ دو۔ اب سعد ابن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ کیا آپ ہم انصار کی رائے طلب فرماتے ہیں؟ فرمایا بیشک۔ عرض کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ نکلے تو کچھ اور سوچ کے تھے اور اب حکم کچھ اور آ گیا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم تو آپ پر ایمان لا چکے اور آپ کی تصدیق کر چکے اور اس بات کے گواہی دے چکے کہ آپ خدا کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں وہ برحق ہے جو کچھ آپ کا جی چاہے ہم کو حکم دیجئے اور ہمارے مالوں میں سے جتنا جتنا حضور کا جی چاہے لے لیجئے اور جتنا جتنا جی چاہے چھوڑ دیجئے اور مجھے تو وہ جو آپ لے لینگے بہ نسبت اسکے جو آپ چھوڑ دیں گے زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ خدا کی قسم اگر آپ حکم دیں گے کہ ہم اس سمندر میں کود پڑیں تو ہم آپ کے ساتھ کود پڑیں گے۔ پھر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ واللہ میں کبھی اس راستے سے نہیں آیا اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے اور ہم مدینہ میں ایسے لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں جو آپ کی خاطر جہاد کرنے میں ہم سے بڑھے رہیں گے اور ان کو یہ خبر ہوتی کہ لڑائی پیش آئے گی تو وہ کبھی پیچھے نہ رہتے۔ ڈاک بیٹھی ہوئی ہے اور ہم دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ہم مقابلہ خوب ڈٹ کر کریں گے اور لڑائی میں ذرا بھی ہمت نہ ہاریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعے سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک کا سامان بہم پہنچائیگا۔ پس اگر نتیجہ وہی نکلا جو کچھ آپ چاہتے ہیں تو واہ وا اور اگر (خدانخواستہ) خلاف ہوا تو آپ سواری پر بیٹھ جائیں اور ڈاک بدلتے ہوئے ہمارے لوگوں سے جا ملیں (سعد ابن معاذ کی ڈھارس بندھانیوالی تقریر سنکر) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ اس کے خلاف کریگا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں اس جگہ مارا گیا اور فلاں اس جگہ قتل کیا گیا۔ ابوجہلؓ یہاں خون میں لوٹا۔ اور عتبہ بن ربیعہ وہاں۔ شیبہ بن ربیعہ یہاں مقتول ہوا اور منیہ اور منیہ پسران حجاج وہاں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے حتمی وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک پر مجھ کو کامل فتحیابی عنایت فرمائیگا اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہ کریگا۔ اس وقت حضرتؐ پر جبرئیل امین یہ آیت لیکر آئے كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ..... تا ..... وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ پس جناب رسولِ خدا نے کوچ کا حکم دیا۔ یہانتک کہ عشار کے وقت چشمۂ بدر کے کنارے شامی پڑاؤ پر آ اترے۔ اُدھر سے قریش بھی آئے اور وہ یمنی پڑاؤ پر اترے اور انھوں نے اپنے غلاموں کو پانی لانے کے لئے بھیجا۔ اصحاب جناب رسولِ خدا نے انکو پکڑ لیا اور قید کر لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم قریش کے غلام ہیں پوچھا تو بتاؤ کہ قافلۂ تجارتی کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ہم کو قافلہ کی کچھ خبر نہیں پس یہ انکو مارنے لگے۔ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اپنی نماز قطع کر دی فرمایا کہ جب یہ لوگ سچ بول رہے ہیں تو تم انکو مارتے ہو اور اگر یہ تم سے جھوٹ بولیں گے تو انکو چھوڑ دو گے۔ انکو میرے سامنے لاؤ چنانچہ انکو آنحضرتؐ کے سامنے لائے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کی کہ اے محمدؐ ہم قریش کے غلام ہیں۔ فرمایا یہ لوگ تعداد میں کتنے ہیں عرض کی کہ حضرتؐ ہم کو تعداد کی خبر نہیں۔ فرمایا روز کتنے اونٹ نحر کئے جاتے ہیں عرض کی نو سے دس تک فرمایا کہ نو سو سے کم نہیں اور ہزار سے زیادہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون؟ عرض کی عباس ابن عبدالمطلب۔ نوفل ابن حارث اور عقیل ابن ابیطالب ہیں۔ پھر غلاموں کی نسبت حکم دیا کہ انکو قید رکھا جائے قریش کو یہ خبر پہنچی تو اسکا ڈر کے مارے بہت ہی برا حال ہوا۔ یہاں عتبہ بن ربیعہ ابوالبختری ابن ہشام سے ملنے گیا تو اس سے کہا کہ بھلا تم نے یہ زیادتی دیکھی خدا کی قسم مجھے تو چلنے کی جگہ بھی نہیں سوجھتی ہم تو اپنے قافلۂ تجارتی کی حمایت کے لئے نکلے تھے اور وہ راستہ بدل کے چلدیا تو ہمارا آگے بڑھکر آنا محض ظلم و زیادتی ہے خدا کی قسم جس قوم نے زیادتی کی کبھی فلاح نہیں پائی اور مجھے تو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ میں اولادِ عبد مناف کا جتنا مال تھا وہ سب ہی تلف ہو جاتا۔ لیکن ہم اس راستے نہ آتے ابوالبختری نے کہا کہ آپ تو سردارانِ قریش میں سے ایک سردار ہیں ذرا لوگوں میں چلئے پھریے اور جس قافلۂ تجارتی کو محمدؐ اور انکے اصحاب نے مقامِ نخلہ پر نقصان پہنچایا تھا اس نقصان کی اور ابن حضرمی کے خون کی ذمہ داری لے لیجئے کہ وہ آپ کا حلیف تھا۔ عتبہ نے کہا کہ تو تم مجھے یہ رائے دیتے ہو حالانکہ سوائے ابن حنظلہ یعنی ابوجہل کے اور کوئی ہم میں سے میرے خلاف نہیں ہوگا اچھا تم ابوجہل کے پاس چلے جاؤ اور اس کو اطلاع دید و کہ میں اس نقصان کا بھی ذمہ دار ہوں جو قافلے نے محمدؐ کے ہاتھوں نخلہ کے مقام پر اٹھایا تھا اور ابن حضرمی کی دیت کا بھی۔ ابوالبختری کا بیان ہے کہ میں ابوجہل کی خیمہ کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی زرہ سنبھال رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ ابوالولید نے مجھ کو آپکے پاس بطور ایلچی کے بھیجا ہے۔ یہ سنکر ابوجہل بڑا خفا ہوا اور بولا کہ عتبہ کو سوائے تیرے کوئی ایلچی نہیں ملا میں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر اس کے سوائے کوئی اور بھیجنے والا ہوتا تو میں کبھی نہ آتا۔ مگر چونکہ ابوالولید سردار قبیلہ ہے اتنا سننا تھا کہ ابوجہل پھر آپے سے باہر ہو گیا اور بولا تو اس کو سردارِ قبیلہ کہتا ہے میں نے کہا میں اسے کیا کہتا ہوں سب قریش یہی کہتے ہیں اس لئے کہ اسی نے تو سارے قافلہ کا نقصان اپنے ذمہ لیا ہے اور ابن حضرمی کی دیت بھی۔ ابوجہلؓ بولا کہ عتبہ کی زبان درازی ظاہر ہے اور اس کا کلام بھی فصیح و بلیغ ہوتا ہے اور چونکہ وہ بنی عبد مناف سے ہے اس لئے وہ بلاشک و شبہہ محمدؐ کی بیچ کرتا ہے اور اس کا بیٹا اس کے ساتھ ہے اور یہ اسکو لوگوں میں چھوڑ کر چلدینے کا ارادہ کرتا ہے۔ لات و عزیٰ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا جب تک ہم یثرب پہنچکر ان پر ہجوم نہ کریں اور ان کو قید نہ کر لیں اور مکہ میں انکو قیدی کی

حیثیت سے لیکر آئیں تمام عرب اس کی خبر سن لے اور پھر ہمارے اور ہمارے مقام تجارت کے مابین کوئی مانع باقی نہ رہے۔ اصحاب رسولِ خدا کو جو گروہ قریش کی کثرت کی خبر پہنچی تو مارے ڈر کے انکی بہت ہی بُری حالت ہوئی اور بگے رونے پیٹنے شکایتیں کرنے اور استغاثہ کرنے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل فرمائیں اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ " جب شام ہوئی اور اندھیری خوب چھا گئی تو اصحاب جناب رسولؐ خدا کو نیند آگئی اور اللہ نے ان پر پانی برسایا کیونکہ آنحضرتؐ ایسے موقع پر ٹھہرے ہوئے تھے جس میں ریت کے سبب سے پاؤں نہیں جمتے تھے پس اللہ نے ان پر تو اتنا مینھ برسایا کہ زمین سخت ہوگئی اور پاؤں جمنے لگے۔ جو خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ یہ اس لئے فرمایا کہ بعض اصحاب محتلم ہوگئے تھے آگے فرماتا ہے وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ قریش پر تو یہ مینھ لگاتار پڑا تھا اور اصحاب جناب رسولِ خدا پر چھوہارا یعنی اتنا کہ جس سے صرف زمین مضبوط ہوجائے۔ اب قریش پر بڑا خوف چھا گیا۔ اور وہ محافظت رکھنے کرنے کہ کہیں شب خون نہ مارا جائے۔ آنحضرتؐ نے عمار ابن یاسرؓ اور عبداللہ ابن مسعود کو بھیجا اور فرمایا کہ تم ان لوگوں میں جاؤ گھسو اور انکی خبر ہمارے پاس لاؤ۔ یہ دونوں انکے لشکر کو ڈھونڈتے پھرے جسے انھوں نے دیکھا ڈرتا ہوا اور پریشان پایا اتنے میں گھوڑیاں ہنہنائیں اور بڑی دیر تک ہنہناتی رہیں پھر منبہ ابن حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج تو بھوک ہم کو سونے ہی نہیں دیتی ضرور ہے کہ یا تو ہم مرجائیں یا بھوک ہی ہمکو مار ڈالیگی راوی حدیث جناب امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ واللہ اس وقت وہ سب پیٹ بھرے تھے انہوں نے جو اس وقت ایسا کہا تو خوف کے مارے کہا تھا کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۸) جب صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے کھڑا کیا۔ آنحضرتؐ کے لشکر میں کل دو گھوڑے تھے ایک زبیر بن العوام کا اور ایک مقداد کا اور سارے لشکر میں کل ستر اونٹ تھے جن پر اترتے چڑھتے آئے تھے چنانچہ جناب رسولِ خدا اور حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ اور مرثد ابن ابی المرثد غنوی تینوں ایک ہی اونٹ پر اترتے چڑھتے آئے تھے اور اس اونٹ کا مالک مرثد تھا۔ اُدھر قریش کے لشکر میں چار سو گھوڑے ہی گھوڑے تھے پس جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو سامنے ترتیب سے کھڑا کرلیا تو ارشاد فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرلو اور لڑائی کی ابتدا تم ہرگز نہ کرنا اور نہ تم میں سے کوئی کسی سے بات کرے۔ قریش نے جب اصحاب رسولِ خدا کی تعداد کم دیکھی تو ابوجہل بولا۔ یہ تو ایک جانور کا کھایا جائیں اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی انکی طرف بھیجدینگے تو ان سب کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے آئیں گے۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ بھی تم کو خبر ہے کہ کہیں گھات میں نہ بٹھا رکھے ہوں اور کوئی کمک پیچھے سے نہ آتی ہو اس پر عمرو ابن وہب جمحی کو بھیجا جو بڑا بہادر سوار تھا۔ اس نے اپنا گھوڑا پھینکا یہانتک کہ جناب رسولِ خدا کے سارے کیمپ کا کاوا کاٹ گیا پھر میدان میں بلندی کے اوپر چڑھا اور وہاں سے خوب چیخ کر آواز دی پھر قریش کے پاس لوٹ کر آیا اور کہا کہ نہ تو انکی کوئی گھات معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی کمک آنیوالی ہے بلکہ یہ یثرب کے آبکش اونٹ ہیں جو موت کو لاد کر لائے ہیں یعنی ایسے منجھے بہادروں کو لائے ہیں جو ہمارے لئے بمنزلۂ موت ہیں) ایک کے منھ سے بھی آواز تو نکلتی نہیں مگر یہ سانپوں کی طرح اپنے اپنے ہونٹ چبا رہے ہیں اور سوائے اپنی تلواروں کے اور کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں پاتے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت تک پیٹھ نہ پھیرینگے جب تک کہ قتل نہ کردیے جائیں اور اس وقت تک قتل نہ ہونگے جب تک کہ تم میں سے انکے برابر قتل نہ ہوچکیں۔ تم سوچ سمجھ کے رائے قائم کرو۔ ابوجہل نے کہا تو جھوٹا اور بزدل ہے اہل یثرب کی تلواریں دیکھکر تیرا پھیپڑا پھول گیا ہے (اور تیری سٹی گم ہوگئی ہے) اِدھر اصحاب جناب رسولِ خدا نے جو قریش کی کثرت اور قوت دیکھی تو حد سے زیادہ پریشان ہوگئے۔ پس خدائے تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ حالانکہ خدائے تعالیٰ یہ جانتا تھا کہ وہ صلح کی طرف مائل ہونگے اور نہ صلح کی بات کا جواب دیں گے لیکن اس آیت کے نازل کرنے سے یہ مطلب تھا کہ اصحاب رسولِ خدا کا دل خوش ہوجائے جناب رسولِ خدا نے قریش کے پاس کسی شخص کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش مجھے عرب بھر میں سب سے زیادہ یہ بات ناگوار ہے کہ میری پہلے پہل تم سے لڑائی ہو پس تم مجھے اور عرب کو چھوڑ دو اگر میں سچا ہوں تو میرے سبب سے تمہاری عزت بڑھیگی اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا کام تمام کرنے کو یہ عرب کے بھیڑیے ہی کافی ہوں گے تم اپنی عزت و آبرو کے ساتھ یوں کے یوں ہی لوٹ جاؤ عتبہ نے یہ سنکر کہا واللہ جن لوگوں نے ایسی بات رد کی انھوں نے کبھی فلاح نہیں پائی۔ پھر ایک سُرخ اونٹ پر جو اس کا تھا سوار ہوا۔ آنحضرتؐ دیکھ رہے تھے کہ وہ اسے لشکر میں گھماتا پھرتا تھا اور سب کو لڑائی سے روکنے کی کوشش کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا کہ اگر کسی میں کچھ نیکی باقی ہے تو اس سُرخ اونٹ والے میں ہے اگر اسکی مانوگے تو نتیجہ اچھا ہوگا۔ اب عتبہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ اے گروہ قریش سب قریب آجاؤ اور میری بات سنو جب وہ قریب آگئے تو اس طرح ان سے خطاب کیا۔ برکت و وسعتِ خیال کے ساتھ ہے اور وسعتِ خیال برکت کے ساتھ ہے۔ اے گروہ قریش آج تم میری بات مان لو پھر چاہے عمر بھر نہ ماننا اس وقت مکہ کو لوٹ چلو شرابیں پیو سیاہ چشم عورتوں سے معانقہ کرو اس میں شک نہیں کہ محمدؐ کے دئے کچھ تمہارے مطالبات ہیں مگر وہ تمہارا ابن عم ہے تو اب تو تم لوٹ ہی چلو اور میری رائے کو رد نہ کرو ایک مطالبہ تو تم محمدؐ سے اس قافلہ کا کرتے ہو جو انھوں نے نخلہ میں گرفتار کرلیا تھا اور ایک ابن حضرمی کے خون کا حالانکہ وہ میرا حلیف تھا اور اس کی دیت میرے ذمے ہے ابوجہل نے جو یہ سنا اس کو سخت غصہ آیا اس نے کہا کہ عتبہ بڑا زبان دراز اور باتون آدمی ہے اگر اسکے کہنے سے اس وقت قریش لوٹ گئے تو ہمیشہ کے لئے قریش کا سردار یہی ہوجائیگا پھر وہ بولا کہ اے عتبہ تو نے اولاد عبدالمطلب کی تلواریں دیکھیں اور ان سے ڈر گیا اور تیرا پھیپڑا پھول گیا ہاتھ پاؤں پھول گئے) لوگوں کو لوٹ جانے کی رائے دیتا ہے حالانکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اپنے خون کا بدلہ لیے لیتے ہیں۔ عتبہ یہ سنکر اپنے اونٹ سے اترا اور اس نے ابوجہل پر حملہ کیا جو گھوڑے پر سوار تھا اسکے بال پکڑ لیے اور لوگوں سے کہا کہ اس کو قتل کرتا ہے۔ اس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے اور کہا کہ مجھ جیسے آدمی کو تو بزدلی کا الزام لگاتا ہے قریش کو ابھی ابھی معلوم ہوجائیگا کہ ہم میں سے زیادہ بزدل اور بخیل اور اپنی قوم کے لئے سب سے زیادہ مفسد کون ہے اب تو موت کی طرف کھلی آنکھوں میں اور تو ہی چل رہے ہیں۔ پھر کہا کہ یہ تو میرا عمل ہے اور اسکی خوبی جو کچھ ہے اسی میں ہے اور ہر شخص جیسی کریگا ویسی بھریگا۔ پھر اس کے بال پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے چلا لوگ جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالولید خدا سے ڈر آپس کی قوت میں پھوٹ نہ ڈال تو اوروں کو ایسی باتوں سے باز کیا رکھے گا جبکہ تو خود ہی ایسی باتوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ بہرحال ابوجہل کو انھوں نے اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

اس وقت عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کی طرف نظر کی اور بولا کہ بیٹا اٹھو اور خود بھی اٹھا زرہ پہنی لوگوں نے اس کے لئے خود تلاش کیا مگر اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ اس کے سر کے برابر خود نہیں ملا تو اس نے دوعمامے اپنے سر پر لپیٹے پھر تلوار اٹھائی اور وہ خود اور اس کا بیٹا اور بھائی آگے بڑھے اور آواز دیکے کہا کہ اے محمدؐ قریش میں سے جو ہمارے ہمسر ہیں انکو ہمارے مقابلہ کے واسطے بھیجدو ادھر سے انصار کے تین آدمی عفراء کے بیٹے معوذ اور عون انکے مقابلے کے لئے نکلے عتبہ نے کہا کہ تم کون ہو؟ اپنا نسب بیان کرو تاکہ ہم تم کو پہچان لیں۔ یہ بولے کہ ہم عفراء کے بیٹے خدا اور رسولؐ خدا کے انصار ہیں۔ انہوں نے کہا تم لوٹ جاؤ ہم تم سے مقابلہ نہیں چاہتے ہم تو قریش میں سے اپنا ہمسر چاہتے ہیں چنانچہ جناب رسولِ خدا نے انکے پاس کسی کو بھیجکر حکم دیا کہ تم لوٹ آؤ وہ لوٹ آئے اور اپنی جگہ آکر کھڑے ہو گئے آنحضرتؐ بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ پہلا حملہ انصار کریں پھر آنحضرتؐ نے عبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب کی طرف نظر کی جنکا سن ستر برس کا تھا ان سے فرمایا کہ اے عبیدہ اٹھ کھڑے ہو۔ چنانچہ وہ تلوار لیکر سامنے آکھڑے ہوئے پھر حمزہ ابن عبدالمطلب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ چچا تم بھی اٹھو پھر امیرالمومنین کی طرف دیکھکر کہا کہ اے علیؑ تم بھی اٹھو حالانکہ حضرتؐ اس وقت سب سے زیادہ کم سن تھے پھر فرمایا تم اپنا وہ حق حاصل کرو جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اس لئے کہ قریش غرور و تکبر کے ساتھ آئے ہیں۔ ارادہ ان کا یہ ہے کہ نورِ خدا کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ کو سوائے اسکے اور کچھ منظور نہیں ہے کہ اپنے نور کو پورا کرے تو جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے عبیدہ تم تو عتبہ کی خبر لو اور اے چچا حمزہ آپ شیبہ کی خبر لیں اور علیؑ مرتضےٰ سے کہا کہ تم ولید ابن عتبہ کی خبر لو۔ پس یہ چلے اور ان لوگوں کے پاس پہنچے تو عتبہ نے کہا کہ اپنا نسب بیان کرو کہ ہم تم کو پہچان لیں عبیدہ بولے کہ میں عبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہوں عتبہ نے کہا کفوِ کریم ہو یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے فرمایا کہ یہ حمزہ ابن عبدالمطلب ہیں اور یہ علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں۔ وہ بولا یہ دونوں بھی کفوِ کریم ہیں۔ خدا اس پر لعنت کرے جس نے ہم کو اور تم کو اس جگہ لا کھڑا کیا۔ (مراد ابوجہل ہے جس نے لڑائی کے میدان سے واپس نہ ہونے دیا حالانکہ عتبہ دو مرتبہ اظہارِ رائے کر چکا تھا) اب شیبہ نے حمزہؓ سے کہا تم کون ہو؟ فرمایا کہ میں حمزہ ابن عبدالمطلب شیرِ خدا اور شیرِ رسولِ خدا ہوں۔ شیبہ نے کہا کہ آج تو مجھے ہم قسم صاحبوں کے شیر سے واسطہ پڑا۔ بھلا اے شیرِ خدا دیکھوں تو تمہارا حملہ کیسا ہے جنیدہ نے عتبہ پر حملہ کیا اور ایک ایسی ضربت اس کے سر پر لگائی کہ اس کی کھوپڑی کے دو کر دیئے ادھر اس نے عبیدہ کی پنڈلی پر ایسی ضربت لگائی کہ اسے کاٹ دیا اور دونوں ایک ساتھ ہی گر گئے ادھر حمزہؓ نے شیبہ پر حملہ کیا اور دونوں میں تلوار چلنے لگی یہاں تک کہ دونوں تلواریں کُند ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی ڈھال سے بچاتا جاتا تھا۔ اور جناب امیرالمومنینؑ نے ولید ابن عتبہ پر حملہ کیا اسکے کندھے پر ضربت لگائی اور تلوار بغل سے نکل گئی۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ ولید نے اپنا داہنا کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ سے اٹھا کر میرے سر پر اس زور سے مارا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آسمان زمین پر گر پڑا۔ اسکے بعد خود گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پس حمزہؓ اور شیبہ باہم گلوگیر ہو گئے مسلمانوں نے پکار کر کہا کہ یا علیؑ دیکھتے نہیں اِس کتے نے تمہارے چچا کو مغلوب کر لیا ہے چنانچہ علیؑ مرتضےٰ نے شیبہ پر حملہ کر دیا پھر فرمایا کہ چچا ذرا تم اپنا سر جھکا لو کیونکہ حمزہؓ شیبہ سے قد میں اونچے تھے حضرت حمزہؓ نے اپنا سر اپنی چھاتی کے برابر کر لیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے شیبہ کے سر پر ضربت لگائی اور آدھا اڑا دیا پھر عتبہ کی طرف متوجہ ہوئے اس میں بھی کچھ جان باقی تھی اس کا بھی خاتمہ کیا اور عبیدہ کو حضرت علیؑ مرتضےٰ اور حضرت حمزہؓ اٹھا کر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں لائے جناب رسولِ خدا نے انکو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے عبیدہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں شہید نہیں ہوں؟ فرمایا کہ تم میرے اہلبیتؑ میں سے اوّل شہید ہو پھر عبیدہ بولے کاش اِس وقت میرے چچا زندہ ہوتے وہ بھی یہ جان لیتے کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا میں اسکی تعمیل میں مقدم رہا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کونسے چچا کو یاد کر رہے ہو عرض کرنے لگے کہ ابوطالبؑ کو۔ اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں:

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نَبْزِيْ مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ
وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَآئِنَا وَالْحَلَآئِلِ

(خدا کے گھر کی قسم تم جھوٹے ہو کہ ہم محمدؐ کو چھوڑ دیں گے حالانکہ ہم ان کی طرف سے اپنی جانیں لڑا دینگے اور انکے دشمنوں کو دفع کرینگے اور انکو حوالہ نہ کرینگے جبتک کہ اپنی زوجہ اور اپنے بچوں کو بھولکر انکے گرد اگرد نہ گرا دیے جائیں) جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ انکا بیٹا شیرِ غازی کی طرح خدا اور خدا کے رسولؐ کی حضور میں دشمنوں کا شکار کر رہا ہے اور انکا دوسرا بیٹا سرزمین حبشہ پر راہِ خدا میں جہاد کر رہا ہے۔ عبیدہ نے عرض کی کیا اس بات پر حضرتؐ مجھ سے ناراض ہو گئے فرمایا نہیں۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں بلکہ تم نے میرے شفیق چچا کو مجھے یاد دلا دیا جس سے میرا دل بھر آیا۔ ادھر ابوجہل نے قریش سے کہا کہ نہ تو تم جلدی کرو اور نہ اتراؤ جیسا کہ ربیعہ کے لونڈے اپنی اکڑفوں میں جلدی کر گئے پہلے تم اہلِ یثرب کی خبر لو انکی تو کھال تک اتار لو پھر قریش کی خبر لینا اور انکو فقط گرفتار کر لینا تاکہ انکو مکے میں لے چلیں اور انکی وہ گمراہی انکو جتائیں جس پر وہ اڑے ہوئے ہیں۔ قریش کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو مکہ میں اسلام لا چکے تھے اور انکے بزرگوں نے انکو قید کر رکھا تھا اس وقت وہ قریش کے ساتھ نکل کر بدر تک آئے تو تھے مگر انکے دل شک و شبہہ و نفاق سے پُر تھے۔ از آنجملہ قیس ابن ولید ابن مغیرہ تھا اور ابوقیس ابن الفاکہہ حارث ابن ربیعہ۔ علی ابن امیہ ابن خلف اور عاص ابن منبہ۔ جب انھوں نے جناب رسولِ خدا کے اصحاب کی کمی دیکھی تو بولے ان بیچاروں کو انکے دین نے دھوکا دیا ہے۔ اب تھوڑی دیر میں مارے جائیں گے۔ اسی کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی

اِنْ يَّقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور ابلیس ملعون سراقہ ابن مالک کی صورت میں قریش کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تو تمہارا ہمسایہ ہوں لاؤ یہ اپنا جھنڈا مجھے دو انھوں نے اپنا جھنڈا اس کو دیدیا۔ اب اِس نے اپنے شیاطین کو بلایا جن کے ذریعے سے اصحاب جناب رسولِ خدا کے دلوں میں ہول پیدا کر دیئے طرح طرح کے خیالات ڈالے اور انکو پریشان کیا اُدھر سے قریش آگے بڑھے جن کے آگے آگے ابلیس انکا جھنڈا لئے ہوئے تھا جناب رسولِ خدا نے اس کو دیکھا تو اصحاب کو حکم دیا کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو اور دانت پیسو اور جبتک میں تم کو حکم نہ دوں تلواریں نہ کھینچنا پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ الٰہی اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائیگی اور اگر تجھے ہی یہ منظور ہو کہ تیری عبادت نہ کی جائے تو دوسری بات ہے۔ پھر حضرتؐ پر آثارِ نزولِ وحی طاری ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب یہ حالت دور ہوئی تو چہرۂ مبارکؐ سے پسینہ ٹپک رہا تھا حضرت نے فرمایا کہ لو یہ جبرئیلؑ ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری پشتی کے لئے آگئے۔ راوی کہتا ہے ہم نے دیکھا کہ ایک سیاہ بادل آیا جس میں بجلی چمک رہی تھی اور

یہ جناب رسولِ خدا کے لشکر کے اوپر آگیا کسی کہنے والے کی آواز بھی یہ کہتے سنائی دیتی تھی کہ حیزوم آگے بڑھو حیزوم آگے بڑھو پھر ہم نے فضائے آسمان سے ہتھیاروں کی جھنکار بھی سنی اور ابلیسؑ نے جبرئیلؑ امین کو دیکھا تو وہ قریش کا جھنڈا پھینک کر بھاگا جسے منبہ ابن حجاج نے اٹھالیا اور کہنے لگا کہ اے سراقہ وائے ہو تجھ پر تو لوگوں کی جماعت کو پریشان کرتا ہے۔ ابلیسؑ نے اس کی چھاتی پر لات ماری اور کہا میں تو تم سے الگ ہوں میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اسی کو خدائے تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ پھر خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۱ سطر ۷) پس جبرئیلؑ امین نے ابلیسؑ پر حملہ کیا اور اس کے پیچھے گئے یہانتک کہ اس نے اپنے آپ کو سمندر میں گرادیا اور عرض کرنے لگا کہ خداوندا تو نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ تک مجھے زندہ رکھیگا تو اس کو پورا کر۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جس حالت میں بھاگا جارہا تھا ابلیسؑ نے جبرئیلؑ امین کی طرف مڑکر یہ بھی کہا تھا کہ اے شخص جو کچھ تم ہم کو عطا کر چکے ہو کیا اس میں تم کو بداء واقع ہوگیا تو کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ابلیسؑ کو خوف تھا کہ جبرئیلؑ امین اسکو قتل کردینگے فرمایا کہ یہ خوف تو نہیں تھا مگر یہ ڈر ضرور تھا کہ اسے ایسی ضربت لگائیں گے جسکا عیب قیامت تک اس کے لئے باقی رہیگا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۳ سطر ۷) کیونکہ قریش اپنے غرور و تکبر میں یہ سوچتے ہوئے آئے تھے کہ ہم نورِ خدا کو بجھادیں گے اور اللہ کو سوائے اسکے اور کچھ منظور نہ تھا کہ اپنے نور کو پورا کرے اِدھر ابوجہل دونوں صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا اللہ محمدؐ نے قطع رحم کیا ہے اور ہمارے مقابلے میں ان لوگوں کو لاکر کھڑا کیا ہے جنکو ہم پہچانتے بھی نہیں۔ پس تو آج اسکی بات بگاڑ دے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۴ سطر ۹) اس وقت جناب رسولِ خدا نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر اٹھائی اور قریش کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ بگڑ جائیں یہ چہرے اللہ نے اسی وقت ایک تیز ہوا چلائی جو قریش کے چہروں پر تھپڑ مارتی تھی اور وہی انکی شکست کا باعث ہوئی اور جناب رسولِ خدا نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اس امت کا فرعون یعنی ابوجہل ابن ہشام بچکر نہ جانے پائے۔ چنانچہ قریش میں سے ستر تو قتل ہوئے اور ستر ہی قید کئے گئے اور عمرو ابن الجموح کی مٹ بھیرا ابوجہل سے ہوئی تو عمرو نے ابوجہل کی ران پر ضربت لگائی اور ابوجہل نے عمرو کے ہاتھ پر جس سے اس کا ہاتھ بازو سے الگ تو ہوا مگر تھوڑی سی کھال کے ذریعے سے لٹکتا رہ گیا تو عمرو نے اپنا ہاتھ اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ وہ الگ ہوگیا اور اس کو اٹھا کر پھینک دیا۔ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس ایسی حالت میں پہنچا کہ وہ اپنے خون میں لوٹ رہا تھا میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے اس نے تجھکو ذلیل کیا ابوجہل نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ خدا نے اپنے بندے ابن امِّ عبد (یعنی عبداللہ ابن مسعود) کو ذلیل کیا۔ تجھ پر وائے ہو یہ تو بتا کہ آج دین اور میدان کس کے ہاتھ رہا؟ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ہاتھ رہا اور میں تجھے قتل کرنیوالا ہوں یہ کہتے ہوئے میں نے اپنا پاؤں اسکی گردن پر رکھدیا تو کہنے لگا کہ ارے چرواہے تو تو بڑی منزلت پر پہنچ گیا آج کے دن کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہے کہ تو اور مجھے قتل کرے۔ ارے مجھے اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی نے قتل نہ کیا نہ ان لوگوں میں سے جو ہمارے ہم قسم تھے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ وہ تو یہ بکتا ہی رہا اور میں نے اسکے سر پر سے خود اتارا پھر اسے قتل کیا اور اسکا سر لیکر جناب رسولِ خدا کی حضور میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ مژدہ باد یہ ابوجہل ابن ہشام کا سر ہے آنحضرتؐ سجدۂ شکر بجالائے۔ اُدھر ابوالیسر بن کعب بن عمرو انصاری نے عباس ابن عبدالمطلب اور عقیل ابن ابیطالب کو گرفتار کیا تھا اور دونوں کو لیکر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ نے اس سے دریافت کیا کہ اس گرفتاری میں کسی نے تمہاری مدد کی تھی؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں سفید کپڑوں والے ایک شخص نے مدد کی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا۔ پھر جناب رسولِ خدا نے عباس سے فرمایا کہ اپنی ذات کا فدیہ ادا کرو انھوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں تو اسلام لاچکا تھا یہ لوگ مجھ کو زبردستی لے آئے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ آپ کے اسلام سے تو خدا آگاہ ہے اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں تو اسکی جزائے خیر اللہ آپکو دیگا مگر ظاہر صورت میں تو آپ ہمارے برخلاف ہوکر آئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے عباس تم لوگوں نے اللہ سے لڑائی کی نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے تم کو مغلوب کردیا۔ پھر فرمایا کہ اب تم اپنی طرف سے بھی فدیہ دو اور اپنے بھتیجے کی طرف سے بھی عباس کے پاس چالیس اوقیہ سونا تھا جو لوٹ میں جناب رسولِ خدا کے پاس آچکا تھا اب جبکہ جناب رسولِ خدا نے عباس سے فرمایا کہ اپنی ذات کا فدیہ دو تو انھوں نے عرض کی کہ اس سونے کو میرے فدیے میں محسوب کرلیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جی نہیں۔ وہ تو ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آپ سے ہمیں دلوادی مگر اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ آپ ادا کریں عباس نے کہا کہ میرے پاس سوائے اس مال کے جو مجھ سے جاتا رہا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مال تمہارے پاس ضرور ہے۔ وہ جو تم مکہ میں امّ الفضل کے پاس چھوڑ آئے اور ان سے یہ کہہ آئے ہو کہ مجھ پر اگر کوئی حادثہ واقع ہوجائے تو تم آپس میں بانٹ لینا۔ اب عباس بولے تو کیا آپ مجھے محتاج ہی بناکر چھوڑیں گے کہ میں لوگوں سے بھیک مانگتا پھروں اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ پھر فرمایا وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ پھر جناب رسولِ خدا نے عقیل سے فرمایا کہ اے ابویزید اللہ نے ابوجہل ابن ہشام عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، منبہ و نبیہ پسران حجاج اور نوفل ابن خویلد کو قتل کیا اور سہیل ابن عمرو اور نضر ابن حارث ابن کندہ، عقبہ ابن ابی معیط اور فلاں اور فلاں کو قید کیا۔ عقیل بولے اچھا ہوا۔ اب تہامہ میں آپ سے جنگ کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ اب جبکہ آپ ان لوگوں پر غالب آگئے ہیں تو اب ان کے کندھوں پر سوار ہوجئے۔ جناب رسولِ خدا انکی بات سنکر مسکرائے۔ بدر کے مقتول بھی ستر تھے اور قیدی بھی ستر۔ از آنجملہ جناب امیرالمومنینؑ نے تنِ تنہا ان میں سے ستائیس کو قتل کیا تھا (دوسروں کی نصرت میں جو کو قتل کیا ہو وہ اس سے علیحدہ ہے)

مگر کسی کو قید نہیں کیا تھا۔ اب لوگوں نے سب قیدیوں کو اکٹھا کیا اور پاس پاس کر کے رسّیوں میں جکڑا اور انکو بیدل لیکر چلے اور مالِ غنیمت بھی سب اکٹھا کر لیا اصحاب جناب رسولِ خدا کا شمار کیا گیا تو ان میں سے ۷۰ شہید ہوئے تھے۔ منجملہ ان کے سعد ابن خیثمہ آنحضرتؐ کے نقیبوں میں سے تھے اب حضرتؐ نے کوچ فرمایا اور سورج کے ڈوبتے ڈوبتے مقام اثیل پر آکر قیام کیا جو بدر سے چھ میل کے فاصلے پر ہے اس وقت جناب رسولِ خدا نے عقبہ ابن ابی معیط اور نضر ابن حارث ابن کندہ کی طرف خاص نظر سے دیکھا کہ یہ دونوں ایک ہی رسّی میں بندھے ہوئے تھے۔ نضر نے عقبہ سے کہا کہ اے عقبہ میں اور تو دونوں مارے گئے۔ عقبہ نے کہا کہ قریش میں ہوتے ہوئے؟ کہا ہاں محمدؐ نے ہماری طرف ایسی نظر سے دیکھا ہے جس میں مجھے قتل کے آثار معلوم ہوئے۔ چنانچہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ میرے پاس نضر اور عقبہ کو لیکر آؤ نضر بڑا ہی خوبصورت آدمی تھا جسکے سر پر بال بھی تھے جنہیں پکڑ کر علیؑ مرتضےٰ اسے کھینچتے ہوئے جناب رسولِ خدا کے پاس لے آئے نضر نے عرض کی کہ اے محمدؐ میں اس قرابت کا واسطہ دیتا ہوں جو میرے اور آپ کے مابین ہے کہ آپ میرے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں جیسا کہ قریش کے ایک شخص کے ساتھ اگر آپ انکو قتل کریں تو مجھے بھی قتل کریں اور ان سے فدیہ لیں تو مجھ سے بھی فدیہ لے لیں اور اگر انکو آزاد کریں تو مجھے بھی آزاد کر دیں۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ تیرے اور میرے مابین کوئی قرابت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے رشتوں کو اسلام کے ذریعے سے قطع فرما دیا ہے یا علیؑ اسکو آگے بڑھاؤ اور اسکی گردن مار دو۔ پھر عقبہ بولا کہ اے محمدؐ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ قریش باندھکر قتل نہ کیے جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو قریش سے کب ہے تو تو روم و حبش کے میل کا دوغلہ کافر ہے۔ پیدائش کی رو سے اپنے اُس باپ سے بھی بڑا ہے جسکا بیٹا ہونے کا ادّعا کرتا ہے۔ یا علیؑ اسکو بھی آگے بڑھاؤ اور اسکی گردن مار دو چنانچہ اسے بھی آگے بڑھایا اور اس کی گردن ماردی جب جناب رسولِ خدا نضر اور عقبہ کو قتل کرا چکے تو انصار کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی طرح سب قیدی قتل نہ کرا دیے جائیں جناب رسولِ خدا کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے شتر کو قتل کیا اور شتر کو قید کیا اور یہ سب آپ ہی کی قوم اور آپ ہی کے قیدی ہیں۔ یا رسولؐ اللہ یہ قیدی ہم کو عطا فرما دیجیے۔ مطلب یہ تھا کہ ان سے جزیہ لے لیجیے اور انکو آزاد فرما دیجیے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۹۵ سطر ۱) چنانچہ اس بات کی ان کو اجازت دی گئی کہ قیدیوں سے فدیہ لے لیں اور ان کو آزاد کر دیں مگر شرط یہ کی گئی کہ آئندہ سال میں اتنے ہی تمہارے آدمی قتل کیے جائیں گے جتنوں سے تم نے فدیہ لیا ہے سو وہ لوگ اس پر رضامند ہو گئے۔

صفحہ ۲۱۳ نوٹ ۲ اصلی سبب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاک پھینکنا تھا جس کے ظاہری فاعل آنحضرتؐ تھے اور باطنی اثر بخشنے والا خدا تھا اسلئے کہ اثر بخشا قوتِ بشری سے باہر ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر بھی آگیا ہے۔ وہاں حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبی کے فعل کو اپنا فعل فرمایا ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ اسکی تنزیل کے بالکل مطابق ہی نہیں ہے بلکہ کچھ علیحدہ ہے تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ علی مرتضےٰ نے جناب رسولِ خدا کو وہ مٹی اٹھا کر دی جو آنحضرتؐ نے مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکی اور خدا نے یہ فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

صفحہ ۲۱۳ نوٹ ۳ إِنْ تَسْتَفْتِحُوا :۔ ایک روایت کے بموجب یہ خطاب اہل مکّہ سے بطور استہزا و مذاق کے ہے اس لئے کہ جب انھوں نے مکّہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا تو کعبہ کا پردہ پکڑ کے یہ دعا مانگی تھی کہ یا اللہ جو دونوں گروہوں میں زیادہ ہدایت یافتہ اور زیادہ معزز و مکرم ہو اسکی نصرت کیجیو اور اُسی کو فتح دیجیو۔ تفسیر مجمع البیان میں ابو حمزہ کی حدیث میں ہے کہ ابو جہل نے ان لفظوں میں دعا مانگی تھی "یا اللہ اے ہمارے پروردگار ہمارا دین قدیم ہے اور محمدؐ کا دین حادث پس ان دونوں دینوں میں سے جو تیرے نزدیک پسند اور تجھے پیارا ہو آج کے دن اسی دین والوں کی نصرت فرما" اور ایک روایت کے بموجب یہ بھی کہا تھا کہ ہم میں سے جو زیادہ اپنوں کو چھوڑ دینے والا اور قطع رحم کرنے والا ہو آج کے دن اسی کو ذلیل کر اور اسی کو ہلاک کر۔ چنانچہ یہ دعا اسکی بہ حسن وجوہ قبول ہو گئی۔ اور دوسری روایت کے بموجب اس آیت کا خطاب مومنین سے ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۳ **قولِ مترجم** :۔ یعنی ایک وقت ہر شخص کے لئے ایسا ضرور آتا ہے کہ وہ حق کو حق سمجھ لے اور باطل کو باطل۔ اب ماننا یا نہ ماننا یہ اس کا اپنا فعل ہے اور توفیق کا ملنا یا نہ ملنا اسی کے ارادہ پر موقوف ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۴ فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً :۔ مطلب یہ ہے کہ وہ فتنہ عام ہو گا یعنی نقصان اس کا سب کو پہنچے گا اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی کرنا، آپس میں پھوٹ ڈالنا اور بدعتیں پھیلانا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد ہی لوگوں کو وہ فتنہ پیش آیا جس سے بچنے کا خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا وہ یہ تھا کہ علیؑ مرتضےٰ کو لوگوں نے چھوڑ دیا اور غیر شخص سے بیعت کر لی حالانکہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ علیؑ کا اور آلِ محمدؐ میں سے جو وصی ہوں گے ان کا اتباع کرنا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام محمد باقر علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ دونوں حضراتؑ لَا تُصِيبَنَّ کو لَتُصِيبَنَّ فرماتے تھے۔ اور جناب عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اسی وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو شخص میرے بعد میری جانشینی کے بارے میں علیؑ پر ظلم کریگا وہ ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے میری نبوت کا انکار کیا اور اُن کُل انبیاءؑ کا انکار کیا جو مجھ سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۵ لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ :۔ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ آیت ۵ھ ہجری میں غزوۂ بنی قریظہ کے وقت ابو لبابہ بن عبد المنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں خیانت کی تھی اس کا نزول سورۂ توبہ کی بعض آیتوں کے ساتھ ہوا ہے اور درج اس جگہ غزوۂ بدر کی آیتوں کے ساتھ کی گئی ہے جو ہجرت کے سولھویں مہینہ میں واقع ہوا۔ منجملہ اُن دلیلوں کے جو یہ تلافی

ہیں کہ ترتیب قرآن مجید خلاف تنزیل ہے ایک یہ بھی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ابولبابہ ابن عبدالمنذر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے وجہ اس کی یہ تھی کہ جناب رسولؐ خدا نے قبیلہ بنی قریظہ کے یہود کا ایکسو شبوں تک محاصرہ کیا پس وہ لوگ آنحضرتؐ سے انہی شرائط پر صلح کے خواستگار ہوئے جن شرائط پر انکے بھائی قبیلہ نضیر کے یہودی صلح کر چکے تھے یعنی یہ چاہتے تھے کہ ملک شام میں اذرعات اور اریحا کے مقامات پر اپنے بھائیوں کے پاس چلے جائیں آنحضرتؐ نے اس امر کے قبول فرمانے سے انکار کیا اور یہ اشارہ کیا کہ تم کو سعد ابن معاذ کے فیصلے پر راضی ہونا چاہیئے انھوں نے عرض کی کہ اچھا ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیجدیجئے یہ انکے خیر خواہ تھے کیونکہ انکے اہل وعیال اور انکا مال انہی کے پاس تھا آنحضرتؐ نے ان کو بھیجدیا جب یہ پہنچے تو انھوں نے دریافت کیا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم سعد ابن معاذ کے فیصلے پر راضی ہو جائیں؟ ابولبابہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اس طرح اشارہ کیا جس سے یہ جتا دیا کہ انکا فیصلہ تمہارا قتل ہے اس پر راضی نہ ہونا اُدھر جبرئیل امینؑ نے جناب رسولؐ خدا کو آکر یہ خبر دیدی ابولبابہ کا بیان ہے کہ میرے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے کہ میں سمجھ گیا کہ میں نے اللہ اور اسکے رسولؐ کی خیانت کی اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں باندھ دیا اور یہ کہا کہ واللہ میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا جبتک کہ میں مر نہ جاؤں یا اللہ میری توبہ قبول نہ کرے۔ چنانچہ سات دن اسی حالت میں رہا نہ کھانا کھاتا تھا نہ پانی پیتا تھا آنکھ غش کھا کر گر پڑا پس اللہ نے اس کی توبہ قبول کی کسی نے آکر کہا کہ اے ابولبابہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی تو انھوں نے کہا کہ نہیں واللہ میں تو اپنے آپکو اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک کہ جناب رسولؐ خدا خود مجھے نہ کھولدیں۔ آخر آنحضرتؐ خود تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے انکو کھولا پھر ابولبابہ نے عرض کی کہ میری توبہ کی تکمیل تو یوں ہوگی کہ میں اپنے اس قومی گھر کو بھی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ گناہ ہوا اور اپنے مال سے بھی دست بردار ہو جاؤں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تہائی مال بطور صدقہ کے دیدو۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ اور اسکے رسولؐ سے خیانت کرنا ان دونوں کی نافرمانی ہے اب رہی امانت کی خیانت تو اسکے متعلق یہ ہے کہ ہر شخص ان تمام معاملات کا جو کہ اللہ نے انسان پر واجب کئے ہیں امانت دار ہے (اب جس قدر کسی سے ادائے واجبات میں کمی ہوتی ہے اتنی ہی اس سے امانت میں خیانت ہوتی ہے) پھر فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر ابولبابہ ابن عبدالمنذر کے بارے میں نازل ہوئی تھی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا الخ۔

صفحہ ۲۱۴ نوٹ ۶ | اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ (یا اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں) اسلئے کہ ایسا تم میں سے ایک بھی نہیں جو فتنہ سے خالی ہو اور فتنہ کو دوست نہ رکھتا ہو جیسا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ مطلب یہ ہے کہ تمہارے مال بھی اور تمہاری اولاد بھی خدا کی طرف سے آزمائش ہیں پس اگر کوئی شخص پناہ مانگے تو یوں مانگے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ (یا اللہ جو ایسی آزمائشیں ہیں جو راہ راست سے ہٹا دینے والی ہیں ان سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔) ۱۲

صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۱ | نے پوری آیت وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ سے وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ تک تلاوت فرمائی (ہجرت فرمانے یا مکہ معظمہ چھوڑنے کی بنا یہی واقعہ ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور سبب نزول اس کا یہ ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا نے مکہ میں علی الاعلان دعوت دینی شروع فرمادی تھی تو آنحضرتؐ کے پاس بنی اوس اور بنی خزرج بھی حاضر ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھکو پناہ دو تو یہ میرے ذمے ہے کہ اپنے پروردگار کی کتاب تم کو پڑھکر سناؤنگا اور یہ اللہ کے ذمے رہا کہ تمہارا معاوضہ جنت ہوگا۔ انھوں نے عرض کی بہت اچھا جو کچھ آپ چاہیں اپنے پروردگار کے لئے اور اپنی ذات کے لئے ہم سے لے لیں فرمایا کہ اچھا تم ماہ ذیحجہ کی گیارہویں شب کو متصل عقبہ کے مجھ سے ملاقات کرنا چنانچہ انھوں نے حج کیا اور منیٰ کو آئے اور حج کرنیوالوں میں سے بہت لوگ تھے جبکہ گیارہویں تاریخ ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا کہ تم رات کو حضرت عبدالمطلب کے مکان میں جو عقبہ کے قریب ہے آنا کسی سوتے کو نہ جگانا اور ایک ایک کرکے اس مکان کے اندر پہنچ جانا چنانچہ اوس و خزرج میں سے ستر آدمی اسی ترتیب اور اسی حکم کے بموجب داخل ہوئے جناب رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا کہ تم میری حمایت کرو اور مجھے پناہ دو میں اپنے پروردگار کی کتاب تم کو پڑھکر سناؤنگا اور اللہ اسکے معاوضہ میں تم کو جنت عطا فرمائیگا۔ سعد ابن زرارہ۔ براء ابن معرور اور عبداللہ ابن حرام نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ بہت اچھا آپ اپنے پروردگار کے لئے اور اپنے لئے ہم سے جو چاہیں شرط فرمالیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے لئے تو میں تم سے یہ شرط چاہتا ہوں کہ تم اسی کی عبادت کرنا اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرانا اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط کرتا ہوں کہ تم میری ان چیزوں کے ساتھ حمایت کرنا جن سے اپنی جانوں کی حمایت کرتے ہو اور میری اہل وعیال کی ان چیزوں سے حمایت کرنا جن چیزوں سے اپنی اہل وعیال اور اولاد کی حمایت کرتے ہو انھوں نے عرض کی کہ ہم کو اس کا معاوضہ کیا ملیگا فرمایا آخرت میں جنت اور دنیا میں یہ کہ عزت کے تم مالک ہو جاؤ گے اور عجم تمہارے مطیع ہو جائیں گے اور جنت میں بھی تم بادشاہ ہوگے انھوں نے عرض کی کہ ہم راضی ہیں فرمایا تو اچھا اپنے میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کردو کہ وہ تمہارے اس معاملے کے گواہ رہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ گواہ لیے تھے جبرئیل امینؑ نے ایک ایک نقیب کو بتایا کہ یہ ہے اور یہ ہے۔ نو بنی خزرج میں سے لیے گئے اور تین بنی اوس میں سے۔ بنی خزرج میں سے جو لیے گئے انکے نام یہ ہیں۔ سعد ابن زرارہ براء ابن معرور۔ عبداللہ ابن حرام (والد جابر ابن عبداللہ) رافع ابن مالک۔ سعد ابن عبادہ۔ منذر ابن عمرو۔ عبداللہ ابن رواحہ۔ سعد ابن ربیع۔ عبادہ ابن صامت بنی اوس میں سے یہ لیے گئے۔ ابوالہیثم ابن التیہان یہ یمنی تھے اور اسد ابن حصین اور سعد ابن خیثمہ۔ جب یہ لوگ مجتمع ہو کر جناب رسولؐ خدا کی بیعت کرنے لگے تو ابلیس چیخ اٹھا کہ اے گروہ قریش وعرب یہ دیکھو محمدؐ اور اہل یثرب کے نوجوان جمرۂ عقبہ کے پاس محمدؐ کی بیعت کرتے ہیں تاکہ تم سے لڑیں۔ تمام اہل منیٰ نے اس آواز کو سنا۔ قریش میں ایک ہیجان پیدا ہوا وہ ہتھیار لیکر آپہنچے۔ جناب رسولؐ خدا نے بھی اس آواز کو سنا تھا انصار سے فرمادیا تھا کہ تم سب چلدو انہوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑیں تو ہم ایسا ہی کریں گے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی مجھے اس کا حکم نہیں ملا ہے اور نہ مجھے اللہ

تعالیٰ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا ہے انہوں نے عرض کی کہ تو آپ ہمارے ساتھ چلیں فرمایا کہ میں حکم الٰہی کا منتظر ہوں قریش صبح ہی صبح ہتھیار باندھے ہوئے عقبہ پر پہنچے اِدھر جناب حمزہؓ اور حضرت امیرالمومنینؑ تلوار لئے ہوئے نکلے اور عقبہ پر کھڑے ہو گئے۔ قریش نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو کہا کہ تم سب کس بات کے لئے یہاں جمع ہوئے ہو حضرت حمزہؓ نے فرمایا جمع ہونا کیا معنی یہاں کوئی بھی نہیں ہے واللہ جو اس عقبہ سے گزرنا چاہیگا میں اس کو اپنی تلوار سے کاٹ ڈالونگا۔ قریش مکہ کو لوٹ گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم ہرگز اس بات سے مطمئن نہیں ہیں کہ ہمارا معاملہ خراب ہو جائیگا تو بزرگانِ قریش میں سے کوئی دین محمدؐ میں داخل ہو جائیگا اس لئے وہ سب ندوہ میں جمع ہوئے اور دارالندوہ میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا جو پورے چالیس برس کا نہ ہو چکا ہو بزرگانِ قریش میں سے اس میں چالیس آدمی آئے تھے اسی وقت ابلیس لعین بھی ایک بوڑھے پھونس آدمی کی صورت میں پہنچا دربان نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں اہل نجد میں سے ایک سن رسیدہ شخص ہوں مجھے یقین ہے کہ تم میری صائب رائے سے اس موقع پر فائدہ اٹھاؤ گے اس لئے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم فلاں شخص کے معاملہ میں الجھے ہوئے ہو تو میں بھی اس لئے آیا ہوں کہ تم کو اس معاملہ میں مشورہ دوں۔ انہوں نے کہا کہ بہت اچھا آؤ جب ابلیس بھی اندر پہنچ گیا اور یہ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ چکے تو ابوجہل بولا کہ اے گروہِ قریش عرب میں سے کوئی شخص ہم سے زیادہ عزت دار نہیں ہے ہم اہل اللہ مشہور ہیں۔ سال میں دو مرتبہ عرب کے گروہ کے گروہ ہمارے ہاں آتے ہیں ہمارا اکرام کرتے ہیں ہم حرم خدا کے رہنے والے ہیں جسکی وجہ سے کوئی طمع کرنیوالا ہمارے بارے میں طمع بھی نہیں کرتا ہم برابر اسی عزت کی حالت میں رہے یہانتک کہ ہم میں محمدؐ ابن عبداللہ پیدا ہوا جسکی صلاحیت صداقت اور سکینہ و وقار کو دیکھ کر ہم اس کو امین و صادق کہتے رہے ہمارے اسی اکرام کرنے سے نوبت یہ پہنچی کہ اس نے خدا کا رسول ہونے کا دعوےٰ کر دیا اور اس بات کا بھی مدعی بن گیا کہ آسمانی چیزیں اسکے پاس آتی ہیں۔ ہماری عقلوں کو عیب لگاتا ہے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس نے بگاڑ دیا ہے اور ہمارے گروہ میں پھوٹ ڈالدی ہے اور اس کا گمان یہ بھی ہے کہ ہمارے بزرگوں میں سے جو مر گئے وہ سب جہنم میں گئے اس سے زیادہ کوئی سخت مصیبت آجتک ہم پر نہیں پڑی۔ لہذا میں نے اس کے بارے میں ایک رائے قائم کی ہے۔ سردارانِ قریش بولے کہ وہ رائے کیا ہے؟ کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے میں سے ایک آدمی خفیہ اسکے پاس بھیجدیں کہ وہ اس کو قتل کر دیوے۔ پھر اگر بنی ہاشم اس کے خون کا مطالبہ کریں گے تو ہم ان کو دس گناخوں بہا دیدینگے۔ شیطان لعین بولا کہ یہ رائے بیہودہ ہے۔ وہ بولے کیونکر؟ اس نے کہا کہ محمدؐ کا جو قاتل ہوگا وہ یقیناً مارا جائیگا۔ تم میں سے وہ کونسا سورما ہے جو اپنی جان لڑا دے اور اپنے قتل کرانے پر آمادہ ہو جائے۔ اسلئے کہ جس وقت محمدؐ قتل کیا گیا تو تمام بنی ہاشم اور انکے ہم سوگند بنی خزاعہ خون کے مطالبہ کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے اور بنی ہاشم کبھی اس بات پر راضی نہ ہونگے کہ قاتلِ محمدؐ زندہ رہے اور زمین پر چلتا پھرتا ہے لامحالہ تمہارے مابین تمہارے ہی حرم میں لڑائیاں شروع ہو جائیں گی اور تم فنا ہو جاؤ گے۔ اس پر ایک دوسرا بولا کہ میری رائے اور ہے۔ ابلیس نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم محمدؐ کو ایک گھر میں قید کر دیں روزانہ کھانا پانی وہاں پہنچا دیا کریں یہانتک کہ وہ مر جائے جیسے کہ زہیر اور نابغہ اور امرالقیس مر گئے ابلیس نے کہا یہ پہلی رائے سے بدتر ہے۔ وہ بولا کیونکر؟ ابلیس نے کہا کہ بنی ہاشم کبھی اس پر راضی نہ ہونگے اور جب عربوں کے یہاں جمع ہونے کا موسم آئیگا تو وہ ان سے فریاد کریں گے وہ سب تمہارے برخلاف مجمع کر کے محمدؐ کو نکال لائیں گے۔ ایک اور شخص بولا کہ اچھا یہ بھی نہ سہی ہم اپنے شہر سے انکو نکالے دیتے ہیں پھر ہم اپنے معبودوں کی عبادت بفراغت کیا کریں گے۔ ابلیس بولا کہ یہ رائے پہلی دونوں رایوں سے اور بدتر ہے قریش بولے کیونکر؟ ابلیس بولا اس طرح کہ تم جان بوجھ کر میدانِ عرب میں ایک ایسے شخص کو بھیجو جو صورت میں سب سے زیادہ حسین ہے۔ زبان جسکی سب سے زیادہ چلتی ہے۔ کلام میں سب سے زیادہ فصیح ہے تو ضرور ہے کہ وہ جنگلی عربوں کو خوب دھوکا دیگا اور اپنی زبان کے زور سے ان سب کو مطیع کر لیگا کچھ زیادہ عرصہ نہ گزریگا کہ تمہارے برخلاف انکو لاکر بسا دے اور سواروں سے میدان کو بھر دیگا اب وہ سب حیران رہ گئے۔ پھر سب نے ابلیس سے کہا کہ اے شیخ تم ہی بتاؤ کہ آخر کونسی رائے اختیار کی جائے؟ ابلیس نے جواب دیا کہ اس بارے میں رائے صرف ایک ہی ہے۔ سب بولے وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہے کہ قریش کی جتنی شاخیں ہیں ان سب میں سے ایک ایک آدمی جمع کرو اور ایک بنی ہاشم میں سے بھی ہو اور ان میں سے ہر ایک ایک آہنی چھری۔ آہنی حربہ یا تلوار لیلے اور ایک ہی وقت سب مکان میں گھس پڑیں اور ایک ہی مرتبہ سب کے سب ضربت لگائیں تاکہ ان کا خون تمام قریش میں پھیل جائے اور بنی ہاشم بوجہ اس کے کہ ایک ان میں کا بھی شریک ہوگا خون کا مطالبہ ہی نہ کر سکیں اور اگر وہ تم سے سوال بھی کریں کہ دیت دیدو تو زیادہ سے زیادہ انکو تین دیت دیدینا یعنی تین گناخوں بہا وہ بولے کہ ہم دس دیت تک دیدے کو موجود ہیں یعنی دس گناتک۔ الحاصل شیخ (شیطان) نجدی کی یہ رائے سب کے نزدیک پاس ہو گئی وقتِ معینہ پر سب جمع ہوئے اور ابولہب جناب رسولِ خدا کا چچا بنی ہاشم کی طرف سے ان میں داخل ہوا۔ جبرئیل امین نے جناب رسولِ خدا کو اطلاع دی کہ قریش اس طرح آپکے برخلاف تدبیر کرنے کے لئے دارالندوہ میں جمع ہوئے ہیں اور آنحضرتؐ کو اسی بارے میں یہ آیت پہنچائی وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ قریش نے باہم اس پر اتفاق کیا کہ رات کو آنحضرتؐ کے گھر میں گھس پڑیں اور آپ کو قتل کر دیں۔ اسی نیت سے مسجد الحرام کیطرف سیٹیاں بجاتے اور پنجارتے گئے اور جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے اسی کے بارے میں پروردگارِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اس میں مُكَآءً سے مراد ہے منہ سے سیٹی بجانا اور تَصْدِيَةً سے مراد ہے ہاتھوں سے تالیاں پیٹنا یہ آیت پہلی آیت اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ پر معطوف ہے گو موجودہ ترتیب میں کئی آیتوں کے بعد لکھی گئی ہے۔ مقررہ شب کی شام ہوئی تو قریش اکٹھے ہو کر آئے کہ گھر میں گھس پڑیں مگر ابولہب نے کہا کہ میں تم کو رات کے وقت اندر نہ جانے دونگا اسلئے کہ گھر میں کچھ بچے ہیں کچھ عورتیں اور ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہو سکتے کہ کسی کا ہاتھ غلطی سے ان پر پڑ جائے بس رات کو تم ہمارے گھیرے رہیں گے جب صبح ہوگی تو ہم ضرور انکے پاس جائیں گے اور جو کچھ کرنا ہے کر گزریں گے) پس جناب رسولِ خدا کے حجرے کے گرداگرد یہ لوگ سو رہے۔ اُدھر جناب رسولِ خدا نے حکم دیا کہ انکے لئے بچھونا بچھایا جائے بچھونا بچھایا گیا تو علیؑ ابن ابیطالبؑ کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنی جان مجھ پر فدا کرو۔ عرض کی بسر و چشم حاضر ہوں۔ فرمایا میرے بچھونے پر سو جاؤ اور میری چادر اوڑھ لو پس جناب علیؑ مرتضےٰ جناب رسولِ خدا کے بچھونے پر سوئے اور انکی چادر اوڑھ لی۔ اس میں جبرئیل امین آئے اور انھوں نے جناب رسولِ خدا کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ

کو قریش کے روبرو باہر نکالا وہ سب سو رہے تھے اور آنحضرتؐ یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے تھے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ جبرئیلؑ امین نے عرض کی کہ اب آپ غارِ ثور کا راستہ لیں یہ منےٰ کے راستے پر ایک پہاڑ ہے جسکا مدّ سبیل کا سا مدّ ہے پس آنحضرتؐ غارِ ثور میں جا پہنچے اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ ادھر صبح ہوئی تو قریش مکان میں جا گھسے اور بچھونے پر حملہ کا قصد کیا کہ ایک دفعہ ہی جناب علیؑ مرتضےٰ جھٹ کران کے سامنے کھڑے ہو گئے دریافت کیا کہ یہاں آنے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ وہ بولے کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے مجھکو انکا نگہبان مقرر کیا تھا جو مجھ سے دریافت کرتے ہو؟ تم کہا نہیں کرتے تھے کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے پس وہ تمہارے شہر سے نکل گئے ہوں گے۔ اب یہ لوگ لگے حضرتؑ کو مارنے اور کہنے کہ تم ساری رات تو ہم کو دھوکا دیتے رہے۔ جواب میں جب حضرتؑ نے انکی خبر نہ دی تو بھاگے۔ پھر وہ (جناب رسولِ خدا کی تلاش میں) پہاڑوں میں پھیل گئے۔ ان میں ایک شخص بنی خزاعہ میں سے تھا جس کا نام ابو کرز تھا۔ یہ نشانِ قدم سے کھوج نکال لیا کرتا تھا قریش نے اس سے کہا کہ اے ابو کرز تمہارے فن کی جانچ کا آج موقعہ ہے چنانچہ وہ آنحضرتؐ کے دروازے پر آکھڑا ہوا اس نے کہا کہ یہ محمدؐ کا قدم ہے اور ایک اور مقام پر جاکر کہا کہ یہاں سے دوسرا قدم بھی ساتھ ہوا ہے۔ صورت یہ تھی کہ ابو بکر جناب رسولِ خدا کی طرف آتا تھا اسکو جناب رسولِ خدا اپنے ہمراہ لے گئے تھے پھر ابو کرز نے یہ کہا کہ یہ دوسرا قدم یا ابو قحافہ کے بیٹے کا ہے یا خود ابو قحافہ کا پھر آگے بڑھکر اس نے کہا کہ یہاں سے ابو قحافہ کا بیٹا ہی گزرا ہے۔ بہرحال وہ ان کو لیے چلا گیا تا آنکہ انکو غارِ ثور کے دروازے پر جاکھڑا کیا۔ پھر اس نے کہا وہ اس جگہ سے آگے نہیں بڑھے یا تو آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں جا گھسے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مکڑی کو بھیجدیا تھا کہ اس نے غار کے دروازے پر جالا تن دیا اور فرشتوں میں سے ایک سوار دروازۂ غار پر (حفاظت کے لئے) آکھڑا ہوا تھا۔ ابو کرز نے کہا کہ اس غار میں کوئی نہیں ہو سکتا اب یہ لوگ تو یہاں سے متفرق ہو گئے اور اللہ نے اپنے رسولؐ کی حفاظت فرمائی ان لوگوں کو دیکھنے نہ دیا پھر آنحضرتؐ کو یہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔

صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۲ لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا :- یہ قول نضر ابن حارث ابن کلاہ کا ہے اور انتہا درجہ کی ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تیرہ برس سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کلام خدا کا اعلان فرما رہے تھے اور سب ویسا کلام بنا کر لانے سے عاجز رہے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۳ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ :- ایک قول کے بموجب یہ کلام نضر کا ہے اور تفسیر قمی کے بموجب ابو جہل کا اور کافی کے بموجب حرث ابن عمر فہری کا اور مجمع البیان کے بموجب نعمان ابن حرث کا ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جبکہ جناب رسولِ خدا نے قریش سے یہ فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں تمام دنیا کے بادشاہوں کو (اگر وہ دینِ حق قبول نہ کریں) تو قتل کر دوں اور انکی سلطنت تم کو دلوادوں اور جس بات کی طرف تم کو بلاتا ہوں اسے قبول کرلو کہ تم اس کے ذریعہ سے عرب کے بھی مالک ہو جاؤ گے اور عجم بھی اسی کے ذریعے سے تمہارے مطیع ہو جائیں گے۔ اور جنت کے بھی تم بادشاہ ہو گے تو ابو جہل نے جناب رسولِ خدا سے حسد کرنے کے باعث یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اگر جو کچھ محمدؐ کہتے ہیں یہ برحق ہے اور تیری طرف سے ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ پھر کہنے لگا کہ ہم اور بنی ہاشم گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کے مانند تھے جب وہ حملہ کرتے ہم بھی حملہ کرتے اور جب وہ نیزہ مارتے تھے تو ہم بھی نیزہ مارتے تھے اور جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے تو ہم بھی بھڑکاتے تھے جب دوڑ میں ہم اور وہ بالکل مساوی ٹھہرے تو ان میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہدیا کہ ہم میں ایک نبی موجود ہے تو ہم اس امر پر کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ بنی ہاشم میں تو نبی ہو اور بنی مخزوم میں نہ ہو پھر بولا اللّٰهُمَّ غُفْرَانَكَ (یا اللہ تیری مغفرت درکار ہے) اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۷ سطر ۴) اس آیت میں يَسْتَغْفِرُونَ سے اشارہ اسی قول غُفْرَانَكَ اللّٰهُمَّ کی طرف ہے۔ پھر جب انھوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا اور حضرتؐ کو مکہ سے نکال دیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ کا یہ مطلب ہے کہ قریش مکہ میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ ۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ اے رسولؐ تم اور تمہارے ساتھی اس لائق ہو کہ اسی میں رہو اسی بنا پر خدائے تعالیٰ نے بدر کے دن قریش کو مبتلائے عذاب کیا کہ انکے بزرگ قتل کر دیئے گئے۔ کافی میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ جس حال میں جناب رسولِ خدا تشریف فرما تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ تم میں عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی شباہت ہے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت کے بعض گروہ تمہارے بارے میں ویسا ہی کچھ کہنے لگیں گے جیسا کچھ نصاریٰ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے بارے میں کہتے تو میں تمہارے بارے میں ایک ایسی بات کہتا کہ آدمیوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی تم گزرتے وہ تمہارے قدموں کے نیچے کی خاک برکت حاصل کرنے کے لئے اٹھایا کرتا۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا یہ قول سنکر دو بدوؤں کو (مراد ابو بکر و عمر ہیں) اور مغیرہ ابن شعبہ کو اور قریش میں سے بہت سوں کو سخت غصہ آیا کہنے لگے کہ اس رسول کو کسی طرح چین ہی نہیں پڑا جبتک کہ اپنے چچازاد بھائی کو عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے برابر نہ کر دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ (مِنْ بَنِي هَاشِمٍ) مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۸۷ سطر ۸) فرماتے ہیں کہ حرث ابن عمر فہری کو یہ آیتیں سنکر بڑا غصہ آیا اور اس نے یہ کہا کہ یا اللہ اگر یہ امر تیری طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم بادشاہت

---

۱ مدّ وہ بیل کے جسم کے اس حصے کو کہتے ہیں جو پشت اور گردن کے درمیان ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو بعض بعض جگہ کھانڈ بھی بولتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

۲ یہ روایت اگرچہ بظاہر مرفوع ہے اور امام علیہ السلام کے اسم گرامی کی آمیں تصریح نہیں مگر عجب نہیں کہ وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو اسلئے کہ ابو بصیر انہی بزرگواروں کے اصحاب میں داخل ہیں اس صورت میں ممکن ہوگا کہ اس قول کے قائل امام علیہ السلام ہوں۔ واللہ یعلم۔ ۱۲

کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے رہیں گے (جیسے کہ ہرقل کے بعد ہرقل ہوتا ہے) تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر حرث کا مقولہ بھی نازل فرمایا اور اس کے بعد کی یہ آیت بھی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۸۶ سطر ۴) پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرو یا تو توبہ کر ورنہ یہاں سے چلدے۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری منگائی اور سوار ہو کر شہر سے باہر گیا جیسے ہی وہ باہر پہنچا ہے ایک پتھر اس پر آکر گرا کہ اس نے اس کی کھوپری کو چکنا چور کر دیا۔ جناب رسولِ خدا کے پاس اس وقت جسقدر منافق بیٹھے ہوئے تھے ان سے جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنے یار کی حالت دیکھ لو اور اس نے جس چیز کی دعا کی تھی وہ اس پر آپڑی اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباء واجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خدا نے علیؑ مرتضےٰ کو غدیر خم کے دن اپنا قائم مقام مقرر کیا اور ارشاد فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یہ بات شہر شہر پہنچی تو نعمان ابن حرث فہری آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی کہ آپ نے اللہ کی طرف سے ہمکو یہ حکم پہنچایا کہ اسکی گواہی دیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ نیز آپ نے ہم کو جہاد کا حکم دیا۔ روزہ کا حکم دیا۔ نماز کا حکم دیا اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہم نے ان سب کو قبول کر لیا پھر بھی آپ کسی طرح سیری نہیں ہوئی یہانتک کہ آپ نے اِس لڑکے کو ہم پر حاکم بنا دیا اور یہ بھی کہدیا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اب یہ بات آپکی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں ہے یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے پس نعمان ابن حرث نے پیٹھ پھیری اور وہ یہ کہتا ہوا چلا کہ یا اللہ اگر یہ حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پتھر اس کے سر پر آکر لگا جس نے اس کو وہیں ڈھیر کر دیا اور اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝ مِنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ (دیکھو صفحہ ۹۰ سطر ۹)

قولِ مترجم:- اگر کسی کو ان روایتوں میں اختلاف معلوم ہو تو وہ ذرا غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک واقعہ کا چند مرتبہ واقع ہونا خلافِ عقل نہیں ہے۔ ابوجہل و حرث ابن عمرو فہری و نعمان ابن حرث فہری نے غضب و غصہ میں ایک طرح کی دعا کی ہو گو مختلف اوقات میں کی ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔

صفحہ ۲۱۵ نوٹ ۴ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ:- یہ مشرکوں کے اس قول کا رد ہے جو یہ کہتے تھے کہ ہم بیت اللہ کے اور حرم خدا کے تصرف کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کے اس قول کو رد فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ مسجد الحرام کے تصرف کے زیادہ مستحق متقی لوگ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۲ موافق ہیں تو ہی اِن کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور یہ اعمال نیک مومن کی طینت سے ہیں اور اس کے مزاج کے موافق ہیں وہ ان کا زیادہ مستحق ہے آج کے دن کوئی ظلم نہیں کیا جاتا بے شک خدائے تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اس مطلب کی تائید قرآن مجید کی آیتوں سے ہوتی ہے دیکھو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ (بری بری باتیں برے لوگوں کے لئے ہیں اور برے آدمی بری باتوں کے لئے اور اچھی اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے ہیں اور اچھے آدمی اچھی باتوں کے لئے) پھر دوسری آیت حضرتؑ نے یہی تلاوت فرمائی وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ سے أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۔ وافی میں ابو اسحاق لیثی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ فرمائیے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے کوئی مومن جب اپنے ایمان اور معرفت کے کمال کو پہنچ جائے آیا زنا کا مرتکب بھی ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی لواطہ کا؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی کیا شراب پی لیگا؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی کہ کسی گناہ کا بھی ارتکاب اس سے ممکن ہے؟ فرمایا نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں ان جوابات سے بہت ہی متحیر ہوا اور میرا تعجب بہت ہی بڑھ گیا۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں تو جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں میں اور آپ کے دوستوں میں ایسے لوگ پاتا ہوں کہ کوئی ان میں سے شراب پیتا ہے کوئی سود کھاتا ہے کوئی زنا کرتا ہے کوئی لواطہ کرتا ہے کوئی نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور ایسے امور خیر میں سستی کرتا ہے یہانتک کہ ان میں بعض ایسے بھی موجود ہیں کہ ان کا مومن بھائی مختصر سی حاجت انکے پاس لیکر آتا ہے اور وہ اسے بھی پوری نہیں کرتے۔ یا ابن رسول اللہ فرمائیے یہ کیونکر ہے؟ اور کس وجہ سے؟ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابو اسحاق جو کچھ تم کہہ چکے اسکے سوائے اور بھی تمکو کچھ کہنا ہے؟ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ ضرور عرض کرنا ہے وہ یہ کہ میں ناصبیوں میں بعض بعض ایسے اشخاص کو بھی پاتا ہوں کہ مجھے انکے کفر میں تو ذرا بھی شک نہیں ہے مگر وہ ان سب باتوں سے پرہیز کرتے ہیں یعنی نہ شراب کو حلال جانتے ہیں اور نہ کسی مسلمان کا پیسہ مار لیتے ہیں نہ نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ و جہاد میں سستی کرتے ہیں۔ بلکہ مومنین و مسلمین کی حاجتیں صرف خدا کی خوشنودی کے لئے پوری کرتے ہیں اب فرمائیے کہ یہ کیونکر ہے؟ اور کیونکر ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیم اسکے متعلق ایک باطنی امر ہے اور وہ پوشیدہ راز ہے اور وہ خزانۂ الٰہی کا ایسا دروازہ ہے جو ابتک کھولا نہیں گیا وہ تم پر اور بہت سوں پر اور تمہارے یا دوستوں پر مخفی ہے اور خدائے تعالیٰ نے اسکی اجازت نہیں دی کہ اس کا راز اور اس کا غیب عام طور پر کھولا جائے ہاں ان لوگوں پر کھولا جا سکتا ہے جو اس کے متحمل ہو سکتے ہیں اور اسکے اہل بھی ہوں۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ خدا کی قسم میں تو آپ حضرات کے رازداروں کا رازدار ہوں۔ آپ حضرات کا دشمن اور ناصبی نہیں ہوں حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیم بیشک تو ایسا ہی ہے لیکن ہمارا علم ایسا مشکل اور دشوار ہے کہ اسکا متحمل کوئی ہو ہی نہیں سکتا سوائے اسکے کہ فرشتہ مقرب ہو یا نبی مرسل ہو یا ایسا مومن ہو جسکے قلب کا امتحان خدائے تعالیٰ ایمان کے بارے میں لے چکا ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ تقیہ ہمارا دین اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے اور جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بیدین ہے اور اے ابراہیم اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ کا چھوڑنے والا بے نماز کے مانند ہے تو یہ کہنا میرا بالکل حق ہوگا اے ابراہیم ہماری حدیثوں میں سے، ہمارے اسرار میں سے، ہمارے علم باطنی میں سے ایسی باتیں ہیں جنکی برداشت نہ مقرب فرشتے کر سکتے ہیں نہ مرسل نبی نہ وہ مومن جسکا خدائے تعالیٰ امتحان لے چکا ہو۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے آقا اور اے میرے مولا پھر ان کی برداشت کون کر سکتا ہے؟ فرمایا جسے اللہ چاہے اور جسے ہم چاہیں۔ پھر تین دفعہ فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ شخص ہمارے اسرار کو سوائے اہل کے کسی دوسرے پر ظاہر کر دیگا وہ ہم میں سے نہ ہوگا۔ آگاہ ہو کہ جو شخص ہمارا راز فاش کر دیگا خدائے تعالیٰ اس کو لوہے کی حرارت کا

عذاب چکھائیگا ۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیم جس علم باطن کا تونے سوال کیا تھا اور جو خدائے تعالیٰ کے علم میں اس وقت تک بخزون ومحفوظ تھا یا اس نے اپنے رسُول کو بتلایا تھا یا اس کے رسُول نے اپنے وصی جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کو تعلیم فرمایا تھا لے ہم تجھ پر ظاہر کرتے ہیں ۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ (دیکھو صفحہ ۹۱۵ سطر ۱۱) اے ابراہیم تونے مجھ سے ہمارے مولا امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ علیہما السلام کے شیعوں میں سے جو مومن ہیں انکا حال دریافت کیا اور ناصبیوں میں سے جو زاہد وعابد ہیں انکا ۔ انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۷۷ سطر ۵) اور انہی کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ۝ ان ناصبیوں کی جملت میں یہ بات داخل ہے کہ ہم سے بغض رکھیں ہمارے فضائل کو رد کرتے رہیں ۔ ہمارے جدّامجد جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کی خلافت کو باطل سمجھیں معاویہ اور بنی امیہ کی خلافت کو حق سمجھیں اور یہ گمان کرتے رہیں کہ وہ خدا کی زمین میں خدا کے خلیفہ تھے اور یہ بھی گمان کرتے رہیں کہ جس نے انکے خلاف خروج کیا اس کا قتل واجب ہے اور اس بارے میں محض جھوٹی روایتیں بیان کرتے رہیں ۔ یہ بھی روایت کرتے رہیں کہ جو شخص غالب آجائے گو وہ خارجی اور ظالم بھی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ بھی روایت بیان کریں کہ جناب امام حسین علیہ السّلام (معاذ اللہ) خارجی تھے جنہوں نے یزید ابن معاویہ کے برخلاف خروج کیا اور یہ بھی گمان کرتے رہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنا زکوٰۃ کا مال سلطانِ وقت کے حوالے کردیا کرے گو وہ ظالم ہی ہو ۔ اے ابراہیم یہ سب کچھ خدا کے بھی برخلاف ہے اور رسُولِ خدا کے بھی ۔ سبحان اللہ ان لوگوں نے خدا کے برخلاف کیسا جھوٹ کا طوفان اٹھایا ہے اور رسُولِ خدا کے خلاف بھی محض جھوٹ بولتے ہیں ان لوگوں نے اللہ کی بھی مخالفت کی ہے اور اللہ کے رسُول اور انکے برحق خلفاء کی بھی ۔ اے ابراہیم میں تمہارے لئے اس مضمون کی تشریح کتابِ خدا سے ایسی کرونگا جس سے نہ کسی کو انکار کی مجال ہو سکے نہ فرار کا موقع مل سکے اور جس نے خدا کی کتاب کا ایک حرف بھی رد کیا وہ یقیناً خدا اور خدا کے رسُول کا منکر ہو گیا ۔ میں نے عرض کی یا ابن رسُول اللہ جو مضمون میں نے حضور سے دریافت کیا ہے یہ کتابِ خدا میں ہے ؟ فرمایا ہاں یہی مضمون جو تم نے مجھ سے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کے شیعوں کے بارے میں اور انکے ناصبی دشمنوں کے بارے میں دریافت کیا کتابِ خدائے عزوجل میں موجود ہے ۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ بھی بجنسہ ؟ فرمایا ہاں بھی بجنسہ اور اس کتاب میں جسکی تعریف میں خدا فرماتا ہے وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۔ کیا تم سمجھے کہ یہ زمین کونسی ہے ؟ میں نے عرض کی نہیں ۔ حضرتؑ نے فرمایا سمجھ لو کہ خدائے عزوجل نے ایک زمین طیب وطاہر پیدا کی اور اس کے اندر سے ایک ایسا چشمہ جاری کیا جسکا پانی صاف، ستھرا، میٹھا، مزیدار اور ایسا جسکا پینا گوارا ہو ۔ اور اس زمین پر ہم اہلبیتؑ کی ولایت عرض کی گئی تو اس نے اسے قبول کرلیا ۔ پس خدائے تعالیٰ نے وہی پانی سات دن اس پر جاری رکھا پھر ساتویں دن کے بعد اس پانی کو اس پر سے غائب کردیا اور اس مٹی کے خلاصہ میں سے ایک طینت لے لی جسکو اس نے ائمہ علیہم السّلام کی طینت قرار دیا پھر خدائے تعالیٰ نے اسکی معمولی مٹی لی اور اسی طرح ہماری اس بچی ہوئی طینت سے ہمارے دوستوں اور شیعوں کو پیدا کیا ۔ پس اے ابراہیم اگر تمہاری طینت بھی یونہی چھوڑ دی جاتی جیسے کہ ہماری طینت چھوڑ دی گئی تھی تو تم اور ہم برابر ہوتے میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ہماری طینت کے ساتھ کیا کیا ؟ فرمایا اس نے تمہاری طینت میں آمیزش کردی اور ہماری طینت میں کوئی آمیزش نہیں کی ۔ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ہماری طینت میں کس چیز کی آمیزش کی گئی ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمین شورہ زار خبیث وبدبودار بھی پیدا کی تھی اور اس میں ایک چشمہ جاری کیا تھا جسکا پانی کھاری تلخ شور اور بدبودار تھا پھر اس زمین پر بھی جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کی ولایت عرض کی گئی اس نے اس کو قبول نہ کیا اور وہ پانی سات دن تک اسنے اس پر جاری رکھا اس کے بعد اس پانی کو اس سے غائب کردیا پھر اس خبیث سڑی ہوئی مٹی میں سے جو بدتر سے بدتر تھی کچھ لی اور اس سے کافروں کے امام سرکشوں کے امام اور بدکاروں کے امام پیدا کئے گئے پھر اس طینت میں سے جو باقی رہا اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو ہماری طینت کے ساتھ آمیز کردیا اگر انکی طینت اپنے حال پر چھوڑ دی گئی ہوتی اور تمہاری طینت کے ساتھ اسکی آمیزش نہ فرماتا تو وہ لوگ کبھی کوئی نیک کام نہ کرتے نہ وہ کسی کی امانت ادا کرتے نہ اقرار شہادتیں کرتے نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ حج کرتے بلکہ صورت تک میں تم سے مشابہ نہ ہوتے ۔ اے ابراہیم مومن پر اس سے زیادہ کوئی بات گراں نہیں گزرتی کہ وہ خدا کے دشمنوں میں سے کسی کی صورت خوبصورت دیکھے اور اس بیچارہ کو اس بات کی خبر نہ ہو کہ وہ خوبصورتی مؤمن کی طینت اور اسکے مزاج کی وجہ سے ہے ۔ اے ابراہیم پھر خدائے تعالیٰ نے ان دونوں طینتوں کی پہلے اور دوسرے پانی کے ساتھ آمیزش فرمائی پس تم ہمارے شیعوں اور دوستوں میں جو سود خواری ۔ زناکاری ۔ لواطت ۔ خیانت ۔ شراب خوری اور نماز و روزہ وزکوٰۃ وحج وجہاد کے بارے میں غفلت دیکھتے ہو یہ سب ہمارے دشمن ناصبی اور انکی اصل اور انہی کے مزاج کی وجہ سے ہے جو انکی طینت میں شامل ہوگئی اور جو کچھ ان دشمنوں ناصبیوں میں زہد ۔ عبادت ۔ نمازکی پابندی ۔ زکوٰۃ ۔ روزہ ۔ حج اور جہاد کی ادائیگی اور اعمالِ خیر ونیک دیکھتے ہو یہ سب کے سب مومن کی طینت اسکی اصل اور اسکی آمیزش کی وجہ سے ہے ۔ جس وقت خدائے تعالیٰ کی حضور میں مومن کے اور ناصبی کے اعمال پیش ہونگے تو خدائے تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں منصف ہوں ظلم ہرگز نہ کرونگا تجھے اپنی عزت وجلال اور رفعت کی قسم ہے کہ میں کسی مومن کو اس گناہ کی وجہ سے سزا نہ دونگا جو ناصبی کی طینت اور اصلیت کی آمیزش کے سبب اس سے ہوگیا ہے ۔ یہ نیک اعمال جتنے ہیں یہ سب مومن کی طینت اور اسکے مزاج کی وجہ سے ہوتے ہیں اور یہ جتنے بداعمال مومن سے ہوئے ہیں یہ ناصبی اور دشمن کی طینت کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ ان میں سے ہر ایک کے لئے اسی چیز کو چسپاں کردیگا جس سے اس کی اصل اور اسکا جوہر اور اسکی طینت ہے اور وہ اپنی کل مخلوق میں سے اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہے ۔ کیوں اے ابراہیم کیا اسمیں تو کوئی ظلم یا جور زیادتی پاتا ہے ؟ پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی مَعَاذَ اللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِندَهُ ۖ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ ۝ اے ابراہیم جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں ملکوں ملکوں میں ظاہر ہوجاتی ہیں تو آیا وہ سورج کے کرہ سے علیحدہ ہوتی ہیں یا اس سے متصل ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اسکی شعاعیں دنیا میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں مگر جب وہ غائب ہوتا ہے تو شعاعیں بھی لوٹ جاتی ہیں اور اسی طرف رجوع کرتی ہیں کیا ایسا نہیں

ہوتا؟ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ ضرور ایسا ہوتا ہے۔ فرمایا بس تو اسی طرح ہر ہر چیز اپنی اپنی اصل اور جوہر اور عنصر کی طرف عود کریگی۔ جب قیامت کا دن ہوگا خدائے تعالیٰ اس ناصبی دشمن سے مومن کی اصل اسکا مزاج اور اسکی طینت اور اسکا جوہر اور عنصر معہ کل اعمال صالحہ کے لیکر انکو مؤمن کے حوالے فرمادیگا اور اسی طرح اس مؤمن سے ناصبی کی اصل اور اسکا مزاج اور اسکی طینت اور اسکا عنصر معہ کل اعمال بد کے لیکر ناصبی کے حوالے فرما دیگا اور یہ خدائے جل جلالہٗ وتقدست اسماءہٗ کی جانب سے عدل ہی عدل ہوگا اس لئے کہ وہ خود ناصبی سے فرمادیگا کہ تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا یہ اعمال خبیثہ تیری ہی طینت اور تیرے ہی مزاج کے باعث ہیں اور تو ہی انکا سب سے زیادہ مستحق ہے اور یہ اعمال نیک مومن کی طینت اور اسکے مزاج کے موافق ہیں لہٰذا وہ انکا مستحق ہے اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۷ سطر ۹) آیا اس میں تم کوئی ظلم وجور دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ بالکل نہیں بلکہ میں تو بڑی بڑھی ہوئی حکمت اور نہایت کھلا ہوا عدل وانصاف دیکھتا ہوں۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ آیا اس مطلب کو میں قرآن مجید سے اور زیادہ کھولکر تمہیں سمجھاؤں؟ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ ضرور سمجھائیے۔ حضرت نے فرمایا دیکھو کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۶۲ سطر ۴) نیز خدائے عزوجل فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰي بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ میں نے عرض کی سبحان اللہ جو شخص اس آیت کو سمجھے اسکے لئے خدائے تعالیٰ نے مطلب کو کتنا کھولدیا اور اس منحوس مخلوق کے دل (جنہوں نے آل رسولؐ کو چھوڑ دیا ہے) آیات الٰہی کا مطلب سمجھنے سے کتنے اندھے ہوگئے ہیں حضرتؑ نے (یہ سنکر) ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم اسی مطلب کو تو خدائے تعالیٰ بھی فرماتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۷۹ سطر ۱۱) خدائے تعالیٰ اس پر بھی راضی نہیں ہوا کہ انکو گدھوں سے۔ بیلوں سے۔ کتوں سے اور چوپایوں سے تشبیہ دے بلکہ مضمون کو ترقی دیکر فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ۝ نیز فرماتا ہے وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ نیز فرماتا ہے وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا ۭ اسی طرح یہ ناصبی جو جو نیک عمل آگے بھیج چکا ہے انکو اپنے حق میں نافع خیال کرتا رہیگا مگر جب وہاں پہنچے گا تو انکو کوئی چیز نہ پائیگا پھر اسی مضمون کی خدائے تعالیٰ نے دوسری مثل بیان فرمائی ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۴۶ سطر ۶) پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابراہیم آیا میں اسی مضمون کو قرآن مجید سے تمہارے واسطے اور بھی بیان کروں؟ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا دیکھو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (دیکھو صفحہ ۵۸۲ سطر ۱) مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمارے شیعوں کی بدیوں کو نیکوں سے بدل دیگا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو بدیوں سے (اور خدائے تعالیٰ اپنے اختیار کا اظہار اس طرح فرماتا ہے يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۱۲ سطر ۱۱) نیز فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (دیکھو صفحہ ۴۰۵ سطر ۶) نیز فرماتا ہے لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۱۱) اے ابراہیم یہ خدائے تعالیٰ کے علوم مکنونہ اور اسرار مخزونہ میں سے بعض باتیں تھیں جو میں نے تم کو بتلادی ہیں۔ آیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ ان باطنی باتوں میں سے کچھ اور بھی تمہارے سینہ میں زیادہ ہوجائیں؟ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ ضرور۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اسی خدا کی قسم جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور جو صبح کا نور پھیلانیوالا اور زمینوں کا اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ میں نے تم کو ٹھیک خبر دیدی اور اللہ اعلم واحکم ہے۔

قولِ مترجم:۔ اس حدیث کو دیکھنے والے شاید شبہہ کریں کہ جب خدائے تعالیٰ نے ایسی طینت سے پیدا کیا تو پھر کفار ومنافقین اور مجرمین کا قصور ہی کیا ہے؟ تو وہ یہ سمجھ لیں کہ ابتدائے عالم ارواح میں روحوں پر طینت پر آب پر جداگانہ ولایت محمدؐ وآل محمدؐ عرض کی گئی ہے تو جحت ان پر وہ ہیں تمام ہوچکی اور جن جن چیزوں نے اس ولایت کو قبول نہ کیا انہی سے کفار ومنافقین کی پیدائش کی گئی لہٰذا خدا کی حجت غالب ہے اس پر کسی دوسرے کی حجت غالب نہ آسکے گی۔

صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۳ اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہیکہ ایک شخص نے ان حضرتؑ سے گذارش کی کہ میں بنی امیہ کی طرف سے حاکم تھا اور بہت سا مال اکٹھا کیا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ میرے لئے سلال نہیں ہے تب میں نے اسکے مطابق سوال کیا تو مجھے یہ جواب ملا کہ تیرے اہل وعیال تیرا مال اور تیری ہر چیز حرام ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جواب دینے والوں نے جو تجھ سے کہا ہے اصل امر یوں نہیں ہوا اس نے عرض کی تو آیا میرے لئے توبہ ہے فرمایا کہ ہاں تیرے لئے توبہ کتاب خدا میں یہ موجود ہے قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۴ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ۔:۔ فتنہ کے معنی یہاں ہیں کفر وشرک اور یہ آیت پہلے دو حکموں کی ناسخ ہے جن میں ایک ہی كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ (اپنے ہاتھوں کو روکو) اور دوسرا ہے وَدَعْ اَذٰىهُمْ (انکو تکلیف دینا چھوڑ دو) کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہیکہ بعد اسکے کہ جناب سرورؐ خدا نے اپنی اور اپنے اصحاب کی حاجتوں اور ضرورتوں کے باعث کفار سے جزیہ لیکر انکو انکے دین پر باقی رہنے کی اجازت دی اس آیت کی تاویل نہیں آئی اگر اس آیت کی تاویل آگئی ہوتی تو کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جاتا اور وہ یہانتک قتل کے سزاوار ہوجاتے کہ سب توحید خدا پر ایمان لاتے اور شرک کا نشان باقی نہ رہتا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہیکہ اس آیت کی تاویل نہیں ہے اور جب ہمارا قائم ہمارے بعد کھڑا ہوگا تو جو شخص اس زمانہ کو پائیگا اس آیت کی تاویل کو بھی دیکھ لیگا اور یہ ضروری بات ہیکہ دین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم میں اسطرح پھیل جائیگا کہ تمام روئے زمین پر شرک کا نشان باقی نہ رہیگا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا (میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے ۔ ۱۲

ضمیمہ متعلق پارہ دہم (۱۰)

صفحہ ۲۱۶ نوٹ ۳ اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں ظاہراً خطاب تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہے لیکن مراد آنحضرتؐ کے اصحاب ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے قریش کی تعداد کم کرکے دکھلائی تھی اور اگر زیادہ دکھلاتا تو بجائے جہاد کرنے کے وہ خوب روتے چیختے۔ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ابلیس مسلمانوں کو کافروں کی نظروں میں کم دکھلاتا تھا اور کافروں کو مسلمانوں کی نظروں میں زیادہ دکھلاتا تھا۔ پس جبرئیل امین ایک تلوار لے کر اس پر جھپٹے تو وہ ان کے خون سے یہ کہتا ہوا بھاگا کہ اے جبرئیل مجھے تو مہلت ملی ہوئی ہے اور بھاگتے بھاگتے سمندر میں جا پڑا۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ جب اسے مہلت ملی ہوئی ہے تو خون کس بات کا تھا؟ فرمایا اس بات کا کہ جبرئیل امین اس کا کوئی عضو قطع کر دیتے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۷ نوٹ ۴ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا الجوامع میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ مشرکین ہماری نظروں میں اتنے کم نظر آتے تھے کہ میں نے اپنے پہلو میں کسی سے سوال کیا کہ یہ تو کوئی ستر آدمی نظر آتے ہیں نا؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مجھے تو کوئی سو نظر آتے ہیں۔ پھر ہم نے ان میں سے ایک کو قید کیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم کتنے تھے تو اس نے کہا کہ ہم ایک ہزار تھے۔ ۱۲

صفحہ ۲۱۷ نوٹ ۵ وَیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ نقلی ہے۔ تم کو ان کی نظروں میں کم دکھلاتا تھا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے تو یہ کہہ دیا کہ بھائی رے مسلمان ہیں ہی کتنے۔ ایک اونٹ کا کھا جاہیں، اور ابوجہل نے کہا کہ یہ ہیں ہی کتنے۔ ہمارے ایک جانور کا پیٹ بھرنے کے لائق ہیں۔ ہم کو مقابلہ میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی بھیجیں تو وہ اپنے ہاتھوں سے انھیں گرفتار کرکے لا حاضر کریں گے، اور غرض اس کم کرکے دکھلانے سے یہ تھی کہ مقابلہ کرنے سے پہلے تو مشرکین جری رہے اور جب مقابلہ میں آگئے تو پھر مسلمانوں کو ان کی نظروں میں زیادہ کرکے دکھلایا تاکہ شوکت کثرت سے مغلوب ہو جائیں دچنانچہ ہو گئے، اور یہ بات خدائے تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات اور واقعہ بدر کی عظیم الشان نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی کیونکہ یوں تو آنکھ کو کبھی کبھی کثیر قلیل اور قلیل کو کثیر دکھتی ہے لیکن نہ ایسی خاص صورت میں اور نہ اس خاص حد تک۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۱ نوٹ ۳ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤی :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ اور نوفلؓ ابن حرث کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ روز غزوۂ بدر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ حکم دیا تھا کہ جو بنی ہاشم مشرکوں کی طرفدار ہیں ان میں سے کوئی قتل نہ کیا جائے اور ابوالبختری۔ لہٰذا یہ سب اسیر کئے گئے تھے اور آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ کو بھیجا کہ دیکھو بنی ہاشم میں سے کون کون گرفتار ہیں۔ جب وہ حضرتؐ تشریف لے گئے تو عقیلؓ نے کہا کہ بھائی ہماری حالت دیکھتے ہو۔ امیرالمومنینؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کر دیا کہ ابوالفضل یعنی عباس فلاں شخص کے ہاتھ میں گرفتار ہیں اور عقیلؓ فلاں شخص کے ہاتھ میں۔ آنحضرتؐ پہلے اٹھ کر عقیلؓ کے پاس گئے اور یہ فرمایا کہ اے ابویزید ابوجہل تو مارا گیا۔ عقیلؓ نے جواب دیا کہ اچھا ہوا اب ملک تہامہ میں آپ سے کوئی جھگڑا نہ کریگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر آج تم نے ان لوگوں (مسلمانوں) کو مغلوب کر لیا ہوتا تو تم ان کی خوب تکسیں کساتے۔ پھر عباس آنحضرتؐ کے سامنے لائے گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے فدیہ دو۔ انھوں نے عرض کی کہ مجھے اتنی مہلت ملے کہ میں قریش سے کچھ طلب کر لوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ کبھی نہیں دیتے جو تم ام الفضل کے پاس چھوڑ آئے ہو اور ان سے یہ کہہ آئے ہو کہ جب مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو یہ روپیہ تم اپنی ذات پر اور اپنے بچوں کی پرورش پر خرچ کرنا۔ حضرت عباس نے عرض کی کہ یہ خبر مجھ کو کسی یا آپ کی چچی کو، تیسرا اس سے کوئی واقف نہ تھا۔

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اور فدیہ دے کر مشرک کے مشرک چلے گئے مگر حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ اور نوفلؓ داخل اسلام ہو گئے۔ انھیں کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۱ تقسیم مال میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا دنیا کے بارے میں کوئی رغبت ہے کہ اپنے اور اپنے اہلبیت کے لئے کچھ زیادہ لے لیا ہو اور تم کو نہ دیا جس سے تم میرے خلاف ہو گئے ہو اور میری بیعت توڑ دی۔ انھوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا آیا میں نے جرائم کی سزائیں تم کو دی ہیں اور دوسروں کو رعایت کرکے چھوڑ دیا ہے؟۔ انھوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ میری بیعت توڑی جاتی ہے اور دوسرے کسی کی نہیں توڑی گئی۔ میں نے اس معاملہ کو اول سے آخر تک چھان ڈالا مگر اس میں مجھے سوائے کفر کے اور کچھ نہ ملا جس کا علاج تلوار ہے۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ ؔ پوری آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسی کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور کوئے کو پیدا کیا ہے اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے اس آیت کے مورد وہی لوگ ہیں اور جس دن سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اس کی تعمیل آج تک نہیں ہوئی تھی۔ لآج ہوتی ہے)۔ تفسیر عیاشی میں انھی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جو تمہارے اس دین میں تم پر طعن کرے وہ یقیناً کافر ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ۝ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ طلحہ اور زبیر کے بارے میں میں عنداللہ معذور ہوں

کہ ان دونوں نے بلا اکراہ و اجبار بخوشی میری بیعت کی پھر بعد اس کے کہ مجھ سے کوئی امر جدید سرزد ہوا ہو میری بیعت توڑ دی۔ خدا کی قسم جس وقت سے یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ الخ جو اس کے اہل ہیں کوئی ان سے نہیں لڑا یہاں تک کہ میں ان سے لڑا ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۲ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ :۔ اس آیت میں جتنے وعدے خدا نے فرمائے ہیں سب پورے کر دیئے اور یہ دلائل نبوت میں سے ایک بیّن دلیل۔ تفسیر عیاشی میں ابوالاغر النجی سے روایت ہے کہ جنگ صفین میں میں کھڑا ہوا تھا اور عباس ابن ربیعہ ابن حرث ابن عبدالمطلب کا ہتھیاروں کا آزمائش کرنا دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اہل شام سے عمرو ابن ادہم نے آواز دی کہ اے عباس بڑے بہادر ہو تو میدان میں کیوں نہیں چلے آتے۔ ہاشمی کو طعن کی تاب کہاں۔ آگئے۔ دور سے دونوں میں تلوار چلتی رہی اور بوجہ کامل الفن ہونے کے دیر تک ایک دوسرے کے قریب نہ پہونچ سکا۔ آخر عباس نے شامی کی زرہ گرا دی اور اب جو تلوار ماری تو شامی کا پہلو چاک کر دیا۔ شامی گر کر اپنے خون میں لوٹ گیا اور لوگوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ زمین ہل گئی۔ میں نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے سنا قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ الخ جو متوجہ ہوا تو دیکھا کیا ہوں کہ وہ تلاوت کرنے والے خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۳ اَنْتُمْ مُؤْمِنُوْنَ :۔ تفسیر قمی اور کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین سے مراد اس آیت میں آل محمد یعنی ائمہ معصومین ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۵ نوٹ ۴ وَلِيْجَةً :۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا راز دار نہ بناؤ ورنہ تم مومن نہ ہوگے بیشک ہر سبب ہر نسب ہر قرابت ہر دوستی ہر بدعت اور ہر شے ختم ہو جائے گا سوائے اس کے جو قرآن شریف باقی رکھے۔ اور جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ ولیجہ سے مراد یہاں وہ ہے جو بجائے صاحب الامر آدمیوں کے بنانے سے بن گیا ہو۔ اور مومنین کا لفظ جو اس موقع پر آیا ہے اس کے لفظی معنی ہیں اللہ کی طرف سے امان دینے والے اور وہ ائمہ علیہم السلام ہیں جن کی امان کو اللہ تعالیٰ جائز رکھے گا۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۱ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جو لفظ کفر آیا ہے اس کے باطنی معنی ہیں اول ثانی کی ولایت اور ایمان کے باطنی معنی ہیں علی ابن ابیطالب کی ولایت۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۲ حُنَيْنٍ :۔ مکہ معظمہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے۔ تفسیر قمی میں غزوۂ حنین کی جو وجہ لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جناب رسول خدا فتح مکہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں تو آنحضرتؐ نے ظاہر یہ کیا تھا کہ قبیلہ ہوازن کے برخلاف ارادہ رکھتے ہیں۔ اس قبیلہ کو جو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے بھی تہیہ کیا اور بڑا مجمع جمع کیا اور بہت سے ہتھیار منگوائے اور تمام سرداران قبیلہ ہوازن مالک ابن عوف نضری کو اپنا سردار بنا کر مال اور عورتیں اور بچے سب ساتھ لے کر اوطاس میں آ اترے۔ آنحضرتؐ بھی بعد فتح مکہ بارہ ہزار آدمی لے کر ان کے مقابلہ میں گئے۔ عین مقابلہ کے وقت سوائے علی مرتضیٰ اور ان کے چند ساتھیوں کے میدان میں اور حضرت عباسؓ و ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب کے جناب رسول خداؐ کے پاس کوئی نہ ٹھہرا۔ (حسب روایت صحیح بخاری) عمر ابن خطاب کا نیز بھاگنے والوں میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھاگنے والوں کے منہ پر خاک پھینکتی جاتی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی (تمہارا جائے سنیا ناس) تم اللہ اور اللہ کے رسول سے بھاگ کے جاتے کہاں ہو؟۔ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھاگنے والے بھاگتے تھے اور آنحضرتؐ ان سے فرماتے تھے کہ کہاں کہاں میرے پاس آؤ میں اللہ کا رسول موجود ہوں۔ مگر کوئی نہیں سنتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ کی سند تو بھاگنے والوں کو ملی اور جناب رسول خداؐ نے خدائے تعالیٰ سے ان لفظوں میں دعا کی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ (تیرا ہی سب تعریف ہے ہی لئے زیبا ہے اور تجھی سے شکایت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد طلب کرتا ہوں) خدائے تعالیٰ نے فرشتے مدد کے لئے بھیجے قبیلہ ہوازن کو شکست ہوئی۔ جناب علی مرتضیٰ نے تن تنہا چالیس مشرک قتل فرمائے۔ بنی ہوازن کا کل مال، عورتیں اور بچے غنیمت میں آئے۔ لشکر الٰہی کو دیکھ کر بھگوڑے بھی لوٹ آئے مگر جناب رسول خداؐ کی حضور میں آتے ہوئے شرماتے مزور تھے۔ ۱۲

تفسیر قمی میں سبب غزوۂ حنین یہ تحریر ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے قصد سے چلے ہیں تو اظہار یہ فرمایا تھا کہ قبیلۂ ہوازن کا قصد رکھتے ہیں۔ یہ خبر قبیلۂ ہوازن کو پہنچی تو انہوں نے بہت تہیہ کیا کیا۔ جماعتیں بھی بڑی بڑی اکٹھی کیں اور ہتھیار بھی کثرت سے جمع کئے اور ان کے سب سردار جمع ہو کر مالک ابن عوف نضری کے پاس آئے۔ سب نے مل کر اس کو اپنا سردار بنایا اور اپنے اپنے مقامات سے اپنے ہر قسم کے اموال اور عورات و اطفال کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ یہاں تک کہ وادی اوطاس میں آ کر اترے۔ ان لوگوں میں دُرید ابن صمہ جشمی بھی تھا جو قبیلہ جشمی کا سردار تھا۔ یہ بڈھا آدمی تھا جس کی بڑھاپے کے سبب سے آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔ اس نے زین کو ہاتھ سے چھو کر دریافت کیا کہ تم لوگ کونسی وادی میں ہو؟ جو اس پاس تھے بولے کہ وادی اوطاس میں۔ کہنے لگا ٹھیک یہ گھوڑے دوڑانے کی اچھی جگہ ہے۔ نہ تو سخت پتھریلی ہے نہ نرم ریتیلی مگر یہ کیا بات ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا گدھوں کا رینکنا گایوں کا ڈکرانا بکریوں کا ممیانا اور بچوں کا رونا ایک ساتھ سن رہا ہوں؟۔ لوگوں نے کہا بات یہ ہے کہ مالک ابن عوف کل لوگوں کو معہ ان کی اہل و عیال اور ہر طرح کے مال کے لے آیا ہے تاکہ ہر ایک مرد اپنی اہل و عیال کی حمایت اور اپنی جان و مال کی حفاظت مدنظر رکھ کر لڑے۔ دُرید نے یہ سن کر کہا آخر تو بھیڑ بکریاں چرانے والا ہے نا؟ رب کعبہ کی قسم اسے فن جنگ سے کیا واسطہ؟ پھر کہا کہ ذرا مالک کو تو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آیا تو اس سے کہا کہ اے مالک یہ تو نے کیا کیا ہے؟۔ مالک نے کہا کہ میں تمام لوگوں کو معہ ان کے اموال اور اہل و عیال کے لے آیا ہوں تاکہ ہر شخص اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کو پس پشت رکھے اور ان کی پشتیبانی لینے میں بہت ہی جم کر لڑے۔ اس بوڑھے نے کہا کہ اے مالک تو اپنی قوم کا سردار ہے اور مقابلہ میں ایک مرد کریم کے جا رہا ہے۔ آج اس کا موقعہ باقی ہے کہ آئندہ کے لئے اصلاح کر لے۔ قبیلۂ ہوازن کے بال بچوں کو مخالف کے گھوڑوں کے آگے ڈال دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ سوائے ہوچھ پر تو نے یہ غور نہیں کیا کہ بھاگنے والا پلٹ کر کبھی کسی چیز کی طرف بھی نہیں دیکھا کرتا۔ تو قبیلۂ ہوازن کے بال بچوں کو بلند علاقوں میں بھیجدے جہاں دشمنوں کے سوار نہ پہنچ سکیں اور مردوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے سامنے کر اس لئے کہ اگر تجھے کوئی چیز نفع دے سکتی ہے تو وہ سواران شمشیر زن ہونگے۔ پھر اگر میدان تیرے ہاتھ رہا تو ان سب سے جا ملے گا اور اگر تن تیرے برخلاف پڑا تو تو اپنے اہل و عیال کی فضیحت کا باعث تو نہ ہوگا۔ مالک نے اس سے کہا چونکہ تم زیادہ بوڑھے ہو گئے ہو اس لئے تمہارے عقل و علم بھی پرانے ہو گئے ہیں۔ بہرحال دُرید کی بات نہ مانی۔ دُرید نے دریافت کیا کہ قبیلۂ کعب و کلاب نے کیا کیا؟ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے تو کوئی بھی نہیں آیا۔ کہنے لگا بس تو عزم و کوشش

کا بھی خاتمہ ہی سمجھو۔ اگر خوش بختی اور برتری ہونے والی ہوتی تو کعب وکلاب غائب نہ ہوتے۔ اچھا ہوازن میں سے کون کون موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو ابن عامر عوف ابن عامر۔ کہا وہ تو بچے ہیں۔ ان سے نہ کوئی نفع پہنچے گا نہ نقصان۔ پھر دُرید نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ لڑائی شدید آن پڑی۔ پھر یہ شعر پڑھے ؎

لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعْ أَخُبُّ فِیْهَا وَأَضَعْ اقود وطفاء الزمع کَأَنَّهَا شَاةٌ صَدَعْ

(ترجمہ): کاش میں اس لڑائی میں نوجوان ہوتا تو میں اس میں مدد کرنے کیلئے تیز تیز بھاگتا دوڑتا (یعنی خوب جدّ وجہد کرتا) اور میرے لئے اس لمبے چوڑے لشکر کی سپہ سالاری کرنا ایک دبلی پتلی بکری کے لے چلنے سے زیادہ اہم نہ ہوتا۔

جناب رسول خدا کو بھی وادی اوطاس میں قبیلہ ہوازن کے جمع ہونے کی خبر پہنچ گئی پس آپ نے قبائل کو جمع فرمایا۔ ان کو جہاد کی ترغیب دی اور نصرت کا وعدہ فرمایا: اور ان کو یہ اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا مال، ان کے بچے، ان کی عورتیں سب ہم کو غنیمت میں مل جائے گا۔ پس لوگ بھی جہاد کیلئے تیار ہوگئے اور اپنے اپنے جھنڈوں کے تحت میں چل کھڑے ہوئے۔ آنحضرتؐ نے سب سے بڑا علم خود اپنے دست مبارک سے درست کرکے امیرالمومنین علیہ السلام کے حوالہ کیا اور مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت جو شخص اپنی قوم کا علمدار تھا حکم دیا کہ وہ اب بھی علمدار ہو کر چلے۔ اس طرح بارہ ہزار فوج کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے۔ ازانجملہ دس ہزار وہ تھی جو آنحضرت کے ساتھ ساتھ آئی تھی۔ یہ سب چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے پاس ایسے وقت پہنچ گئے کہ رات کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا تھا۔ ادھر مالک ابن عوف اپنی قوم سے یہ کہہ رہا تھا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کو پس پشت رکھے اور تم سب لوگ اپنی اپنی تلواروں کے میان توڑ دو اور اس میدان کے نشیبی مقاموں اور درختوں میں چھپ کے بیٹھ جاؤ۔ جیسے ہی یہ پہنچے اندھیرے اندھیرے ان پر ایک دم حملہ کر دینا۔ اس لئے کہ محمدؐ کو اب تک کسی ایسے سے پالا ہی نہیں پڑا ہے جو لڑائی کے محل اور موقعہ کو اچھی طرح پہچانتا ہو۔

راوی کہتا ہے کہ جب آنحضرتؐ صبح کی نماز پڑھ چکے تو وادی حنین کے نشیب میں چلے اور اس وادی میں نشیب بہت ہے۔ قبیلہ بنی سلیم آنحضرتؐ کے مقدمہ پر تھا ان پر قبیلۂ ہوازن کے دستے ہر طرف سے نکل اور بنو سلیم شکست کھا کر بھاگے اور جو ان کے پیچھے تھے وہ بھی بھاگے۔ سوائے جناب امیرالمومنینؑ اور ان کے چند ساتھیوں کے جو کفار سے لڑتے رہے اور کوئی بھی بھاگنے سے نہ بچا۔ (سب پر طرہ یہ ہے کہ) بھاگنے والے آنحضرتؐ کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آنحضرتؐ کی سواری کے خچر کی لگام دائیں طرف سے تو حضرت عباس ابن عبدالمطلب تھامے ہوئے تھے اور بائیں طرف سے ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب اور جناب رسول خداؐ برابر آواز دے رہے تھے کہ اے گروہ انصار! تم بھاگے کہاں جاتے ہو۔ میں اللہ کا رسول موجود ہوں مگر کوئی پیچھے پھر کے نہ دیکھتا تھا۔ نتیجہ بنت عبد مازنیہ ان بھاگنے والوں کے منہ پر خاک جھونکتی تھی اور کہتی تھی (کہ مونڈی کاٹو) تم اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ کر بھاگے کہاں جاتے ہو؟ عمر ابن الخطاب بھی اس کے پاس سے گزرا کہنے لگی خدا تیرا کھوج کھودے یہ تو نے آج کیا کیا؟ آپ فرمانے لگے کیا ہیں کہ اجی اللہ کا منشا یہی تھا۔ جب آنحضرتؐ نے ہزیمت کی یہ حالت دیکھی تو حضرت علیؑ کی طرف جانے کے لئے اپنے خچر کو ایڑ لگائی اور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی اور ارشاد فرمایا کہ اے عباس تم اس بلندی پر چڑھ جاؤ اور آواز دو کہ اے اصحاب الشجرہ تم بھاگے کہاں جاتے ہو؟ جناب رسول خداؐ تو یہ موجود ہیں۔ (چنانچہ حضرت عباس نے اس حکم کی تعمیل کی) اور جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ (ترجمہ) یا اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے اور شکایت بھی تجھی سے کرتا ہوں اور مدد بھی تجھی سے طلب کرتا ہوں) جبرئیل امین اسی وقت نازل ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے تو انھیں لفظوں میں دعا مانگی جن لفظوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت دعا مانگی تھی جبکہ اللہ نے ان کے واسطے دریا کو پھاڑ دیا تھا اور فرعون کے پنجے میں آجانے سے ان کو بچایا تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے ابوسفیان ابن حارث سے فرمایا کہ مجھے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر دیدو۔ چنانچہ انھوں نے مٹھی بھر کر دیدی اور انھوں نے مشرکین کے منہ پر ماری اور یہ الفاظ فرمائے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (منہ بگڑ جائیں یہ چہرے) پھر سر مبارک آسمان کی طرف بلند کرکے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَمْ تُعْبَدْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ لَا تُعْبَدَ لَا يُعْبَدُ (ترجمہ) یا اللہ اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی اور اگر تو چاہے کہ یہ منظور ہے تیری عبادت نہ کی جائے تو نہ کی جائیگی) مگر وہ انصار نے جب حضرت عباس کی آواز سنی تو پلٹ پڑے اور اپنی تلواروں کے میان توڑ دیے اور یہ آوازیں لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ حاضر حاضر جناب رسول خداؐ کے پاس سے گزرے تو شرم کے مارے حضرت کو منہ نہیں دکھلایا بلکہ علم کے نیچے جمع ہو گئے۔ جناب رسول خداؐ نے عباس سے دریافت کیا کہ اے ابوالفضل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ انصار ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب آتش جنگ شعلہ ور ہوئی۔ چنانچہ اسی وقت آسمان سے مدد نازل ہوئی اور قبیلہ ہوازن کو شکست ہوئی۔ وہ فضائے آسمانی میں ہتھیاروں کی جھنکار برابر سنتے تھے اور ہر طرف کو بھاگ نکلے اور خدا نے ان کے مال اور ان کے بچے سب غنیمت میں جناب رسولؐ خدا کو عطا فرمائے اور خدائے تعالیٰ کے اس قول لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ کا مطلب یہی ہے اور روایت ابوالسجارود سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اس سے مراد ان کا قتل ہے) وَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ میں منقول ہے کہ قبیلۂ نصر ابن معاویہ کے ایک شخص نے جس کا نام شجرہ ابن ربیعہ تھا اور وہ مسلمانوں کے پاس قید تھا مسلمانوں سے کہا کہ وہ ابلق گھوڑیاں اور وہ سوار جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے کہاں ہیں؟ انھی کے ہاتھوں سے ہم قتل کئے ہیں حالانکہ اگلے ہم نے تم کو نہایت حقیر سمجھا تھا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ وہ ملائکہ تھے (جن کو خدا نے اپنے رسول کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔) کافی میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے کسی نے سکینہ کے معنی پوچھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ جنت کی ہوا تھی جس کی ہوا مشک سے زیادہ تھی۔ صورت اس کی آدمی جیسی تھی۔ اس کو خدائے تعالیٰ نے جنگ حنین میں اپنے رسول کے پاس بھیجا جس نے مشرکوں کو شکست دے کر میدان کارزار سے بھگا دیا۔

صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۵ — أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ: اجماع میں ہے کہ جس وقت دونوں گروہوں کا مقابلہ ہوا تھا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا تھا کہ ہم تو آج غالب نہیں آئیں گے۔ اس کا یہ کہنا جناب رسولؐ خدا کو برا معلوم ہوا تھا۔ روایت میں ہے کہ وہ کہنے والے میاں جی ابوبکر تھے۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۱ — کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا مجوس کا بھی کوئی نبی تھا؟ فرمایا ہاں تھا کیا تم

کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا وہ خط نہیں پہنچا جو اہل مکہ کو لکھا تھا کہ یا تو اسلام لاؤ یا لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ اور ان لوگوں نے آنحضرتؐ کو یہ جواب لکھا تھا کہ آپ ہم سے جزیہ لیا کریں اور بتوں کی عبادت کرنے دیں۔ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں لکھا تھا کہ میں سوائے اہل کتاب سے اور کسی سے جزیہ لینے کا مجاز نہیں ہوں اور ان لوگوں نے آنحضرتؐ کو جھٹلانے کی غرض سے یہ لکھا کہ آپ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ سوائے اہل کتاب کے کسی اور سے جزیہ نہیں لیتے حالانکہ مجوس ہجر سے آپ نے جزیہ لیا۔ اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے تحریر فرمایا کہ مجوس کا نبی تھا۔ اس کو ان لوگوں نے قتل کر دیا تھا اور کتاب کو جلا ڈالا تھا۔ ان کا نبی جو کتاب لایا تھا وہ بارہ ہزار بیلوں کی کھالوں پر لکھی تھی۔ ۱۲

کافی، من لایحضرہ الفقیہ، علل الشرائع اور تہذیب میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (یا ابن رسول اللہ) عورتوں سے جزیہ کیوں ساقط ہوا؟ (یعنی جزیہ کا حکم ان سے کس لئے اٹھا دیا گیا) حضرتؑ نے فرمایا بات یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دار الحرب میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے عموماً منع فرمایا ہے۔ صرف اس وقت اجازت دی ہے جبکہ وہ (مردوں کے ہمراہ ہو کر مسلمانوں سے) لڑیں۔ اسپر بھی اگر کوئی حرج نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے طرح دی جائے۔ پس جبکہ دار الحرب میں عورتوں کا قتل جائز نہ ہوا تو دار السلام میں بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگا۔ پس اگر دو عورتوں پر جزیہ قرار دیا جاتا (اور) وہ جزیہ نہ دیتیں تو بھی ان کا قتل جائز نہ ہوتا۔ پس جبکہ ان کا قتل کرنا ممکن نہ ہوا تو جزیہ کا حکم بھی ان سے برطرف کر دیا گیا۔ ہاں اگر مرد جزیہ دینے سے انکار کریں تو عہد شکنی کی وجہ سے ان کا خون مباح اور ان کا قتل حلال ہے۔ اس لئے کہ مردوں کا قتل دار الحرب میں بھی مباح ہے۔ اب رہے اپاہج مشرکین اور کفار اور اندھے اور مسجد بوڑھے اور بچے ان سے بھی عورتوں کیطرح جزیہ نہیں لیا جاتا کیونکہ دار الحرب میں ان کا قتل بھی جائز نہیں ہے۔ اس لئے ان سے بھی جزیہ برطرف کیا گیا۔ نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے حنین کے دن چالیس کافروں کو اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا۔ کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طریقہ یہی قرار پایا ہے کہ کم عقلوں اور پاگلوں سے جزیہ نہ لیا جائے۔ نیز مذکورہ بالا دونوں کتابوں میں اور تفسیر عیاشی و تفسیر قمی میں انہی حضرت سے روایت ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے مولا جزیہ کی حد کیا ہے؟ اہل کتاب سے کتنا جزیہ لیا جائے؟ آیا جزیہ کی کوئی حد معین کر دی گئی ہے جس سے زیادہ لینا اور تجاوز کرنا جائز نہیں؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ جزیہ کا تعین کرنا امام زمانہ کی مصلحت پر موقوف ہے۔ کہ وہ ہر شخص سے اس کی حیثیت اور مالیت کے موافق جتنا چاہے لیا کرے کیونکہ اہل کتاب نے جزیہ دیکر اپنی جانوں کو غلام بننے سے اور اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچایا ہے لہذا جزیہ ان کی استطاعت بھران سے لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ پس وہ شخص ذلیل و خوار کیسے ہو سکتا ہے جو اپنے مال کی پروانہ کرے اگرچہ کہتا ہی اس سے لیا جائے مگر جبکہ جزیہ دینے میں اسے ذلت حاصل ہوگی تو تنگ آکر اسلام لے آئے گا۔ کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے مولا اہل جزیہ سے سوائے جزیہ کے ان کے مال اور ان کی جانیں میں سے کچھ اور بھی لے لینا جائز ہے؟۔ حضرتؑ نے فرمایا نہیں۔ تفسیر برہان میں ہے کہ محمد بن مسلم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اہل کتاب کو کیا کرنا چاہئے جس سے ان کا مال اور ان کی جانیں محفوظ رہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ وہ لوگ خراج (محصول) ادا کیا کریں۔ پس اگر ان کے راس المال سے جزیہ لیا جائے تو پھر ان کی زمینوں سے کچھ نہ لیا جائے اور اگر زمینوں سے محصول لیا جائے تو پھر ان کے راس المال سے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۳ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ :- احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہودیوں کے اس قول کے بارے میں ان سے حجت طلب کی تو انھوں نے عرض کی کہ ان حضرتؑ نے توریت کو بعد اس کے کہ وہ گم ہو چکی تھی زندہ کیا۔ ایسا کام سوائے اس کے جو خدا کا بیٹا ہو دوسرا کون ہو سکتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عزیر نے توریت کو گم کرنے کے بعد زندہ کرنے سے خدا کے بیٹے ہو گئے اور موسیٰ خدا کے بیٹے نہ ہوئے جن کی وجہ سے خود توریت کا وجود ہوا تھا؟ اور اس کے علاوہ جس قدر انھوں نے معجزے دکھلائے تھے ان سے تم ناواقف نہیں ہو۔ تمہاری عقل اس بارے میں کیا گواہی دیتی ہے کیا اس میں موسیٰ کا زیادہ استحقاق تھا یا عزیر کا؟۔ انھوں نے لاجواب ہو کر کہا کہ ہم پھر سوچ کر جواب دینگے۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۴ اَلْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ :- احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نصاریٰ سے بھی ان کے اس قول کی حجت طلب کی تو انھوں نے یہ عرض کی کہ چونکہ خدائے تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے بہت سے عجائبات ظاہر کئے پس بوجہ کرامت خدائے تعالیٰ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہودیوں سے جو میں نے تقریر کی وہ تم نے سنی ہے؟۔ اس کا حضرت نے پھر اعادہ فرمایا اور سب خاموش رہے مگر ان میں سے ایک بول اٹھا کہ آپ بھی تو حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کہتے ہیں۔ اگر ہم مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں تو ہمیں کیوں روکا جاتا ہے۔ فرمایا کہ ہم حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کن معنوں میں کہتے ہیں پہلے یہ تو سمجھ لو۔ لفظ خلیل خُلَّةٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں فقر و فاقہ۔ پس خلیل اللہ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ابراہیم صرف خدا کے محتاج تھے کسی دوسرے کے محتاج نہ تھے جیسا کہ انھوں نے ثابت دید یا کہ جب نمرود نے ان کو آگ میں پھینکوایا تو انھوں نے جبرئیل کی مدد قبول نہیں کی۔ ایسے جسے ان کو خلیل اللہ کا خطاب عنایت ہوا (یعنی خاص خدا سے غرض رکھنے والا) اور یہ لفظ خلیل خُلَّةٌ سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی ہیں محرم اسرار کہ اس معنی میں خلیل کہنا خدا کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دینا ہے۔ ۱۲

تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد سے ان جناب نے اپنے پدر بزرگوار سید الشہداء جناب امام حسین ابن علی علیہما السلام سے اور آنحضرتؑ نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب صلوات اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت میں پانچ مذہب کے لوگ جمع ہوئے۔ یہود۔ نصاریٰ۔ دہریہ۔ ثنویہ اور مشرکین عرب۔ یہود نے کہا ہم لوگ عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر آپ نے ہماری متابعت کی تو بہتر ہے۔ ہم پہلے ہی سے حق پر ہیں اور اس طرح آپ سے افضل ہیں اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہم آپ سے جھگڑینگے۔ نصاریٰ بولے کہ ہم مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا ہے۔ ہم آپ کے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ کیا کہتے ہیں۔ اگر آپ ہماری پیروی کریں تو بہت اچھا ہے کہ ہم راہ صواب پر ہیں اور آپ سے بہتر ہیں اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہم آپ سے جھگڑینگے۔ پھر دہریے آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ہمارا دعوے یہ ہے کہ تمام چیزیں ازلی ہیں۔ ان کے لئے کوئی ابتدا نہیں۔ ہم لوگ

آپ سے مباحثہ کے لئے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ اس مسئلہ کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے پیرو ہیں تو خوب ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور آپ سے افضل ہیں اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہمارا آپ کا جھگڑا ہوگا۔ پھر نجوتیہ بولے کہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ نور و ظلمت تمام دنیا کے مدبر ہیں اور یہی دونوں خالق ہیں۔ ہم آپ سے بحث کرنے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ ہم کو کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے مطیع ہوگئے تو بہت اچھا کہ دعوے ہمارا برحق ہے اور آپ پر ہم کو فضیلت حاصل ہے اور اگر آپ ہماری مخالفت کرینگے تو ہماری آپ سے لڑائی ہوگی۔ پھر مشرکین عرب نے کہا کہ ہمارا قول یہ ہے کہ یہ بت ہمارے معبود ہیں۔ ہم آپ سے بحث کرنے آئے ہیں کہ دیکھیں آپ کیا کہتے ہیں۔ اگر آپ نے ہماری پیروی اختیار کر لی تو یہ حق بجانب ہیں۔ ہم لوگ آپ سے زیادہ حقدار ہیں افضل ہیں اور اگر آپ نے ہم سے مخالفت کی تو ہمارا آپ کا جھگڑا ہوگا۔

جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان سب کے دعوے سنکر، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو خدائے وحدہ لاشریک لہٗ پر ایمان لایا ہوں اور اس کے سوا تمام معبودوں کا میں انکار کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے مجھے حق کیساتھ تمام مخلوق کیطرف (ان کی ہدایت کیلئے) بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں سارے عالم پر خدا کی رحمت ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی چال کو جو دین میں اس کے ساتھ چلے گا اسی کے گلے کا ہار کر دیگا۔ پھر یہود کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم لوگ میرے پاس اس لئے آئے ہو کہ میں تمہاری بات بغیر دلیل کے مان لوں؟ یہود نے جواب دیا کہ ہماری غرض یہ تو نہیں ہے کہ آپ ہمارے دعوے کو خواہ مخواہ تسلیم کرلیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر تم لوگ حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کس لئے کہتے ہو؟ یہود نے جواب دیا کہ وجہ یہ ہے کہ حضرت عزیرؑ نے توریت کو اس کے ناپید ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور بنی اسرائیل کے سامنے لائے۔ اس کا باعث بس یہی تھا کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر بات اتنی ہی ہے تو حضرت عزیرؑ خدا کے بیٹے کیسے ہوگئے؟۔ (اس حساب سے تو) حضرت موسیٰ کو خدا کا بیٹا ہونا چاہئے تھا کہ وہ توریت کو پہلے پہل لائے اور انھوں نے تم کو وہ معجزات و عجائبات دکھائے جو تمہیں معلوم ہیں اور اگر عزیرؑ اس لئے خدا کے بیٹے ہیں کہ ان کی بزرگی توریت کو دوبارہ موجود کرنے سے ظاہر ہوئی تو اس بنا پر بھی موسیٰ خدا کا بیٹا ہونے کے زیادہ حق دار ہیں اور اگر اتنی سی بزرگی نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بنا دیا تو حضرت موسیٰؑ کو اس کرامت و بزرگی سے چند در چند بزرگی حاصل تھی جس کے سبب سے حضرت موسیٰؑ کو وہ اعلیٰ مرتبہ ملنا چاہیے جو فرزندی سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہو، اور اگر حضرت عزیرؑ کو تم لوگ خدا کا بیٹا اس طور سے بتاتے ہو کہ عزیرؑ خدا سے پیدا ہوئے ہیں جس طرح کہ بچے ماں کے پیٹ سے اور باپ کے نطفہ سے دنیا میں پیدا ہوا کرتے ہیں تو اس اعتقاد سے تم لوگ کافر ہوگئے کہ خدا کو تم نے مخلوق کا مشابہ قرار دیا اور مخلوق کی صفتیں تم نے خالق میں مان لیں اور اس حساب سے خود خدائے تعالیٰ تمہارے گمان میں مخلوق اور حادث ہوگیا پھر اس کے لئے بھی کسی اور خالق اور صانع کی ضرورت پڑیگی جس نے اس خدا کو پیدا اور ایجاد کیا ہو۔ یہود بولے کہ یہ تو ہم ہرگز نہیں کہتے ہیں نہ یہ ہمارا مقصود ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ بیشک یہ عقیدہ موجب کفر ہے بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ حضرت عزیرؑ بوجہ کرامت خدا کے فرزند ہیں۔ اگرچہ ولادت کا واسطہ ان میں اور خدا میں نہ ہو۔ دیکھیے ہمارے بعض علما شخص اجنبی سے جس کا اکرام ان کو مدنظر ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ دکھانا مقصود ہوتا ہے بسا اوقات اسے فرزند کہہ کر خطاب کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ولادت کا تعلق اس شخص سے نہیں ہوتا اور نہ ان دونوں میں باہم کوئی قرابت نسبی ہوتی ہے تبھی وہ فرزند کہلاتا ہے۔ اسیطرح خدائے تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو بزرگی عطا فرمائی اور انھیں اپنا بیٹا بنا لیا۔ یہ فرزندی کرامت کے لحاظ سے ہے اس لئے نہیں ہے کہ حضرت عزیرؑ کی ولادت خدا سے ہوئی ہو۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی تم سے کہہ چکا کہ اس دلیل سے تو حضرت موسیٰؑ کے لئے مرتبہ نبوت اور منزلت فرزندی اولیٰ ہے (حضرت عزیرؑ کا فرزند ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا) خداوند عالم بہت جلد ہر باطل پرست کو اسی کے اقرار سے رسوا کرتا ہے اور اس کی دلیل کو اسی پر لوٹا دیتا ہے۔ تم نے جو دلیل بیان کی ہے یہ تم کو ایسی خرابی کیطرف لیجائیگی جو اس خرابی سے بدتر ہوگی جس کو میں نے تم سے (پیشتر) بیان کیا ہے (دیکھو) تمہارا مقولہ یہی ہے نا کہ ہمارا عالم کسی شخص سے جس سے رشتہ ناتہ نہ ہو یا بُنَیَّ (اے فرزند) کہہ کر بات کرتا ہے اور کسی سے ھٰذَا ابْنِیْ (یہ میرا بیٹا ہے) کہہ دیا کرتا ہے۔ اسیطرح تم نے اس عالم کو کسی اجنبی سے یہ بھی کہتے سنا ہوگا ھٰذَا اَخِیْ (یہ میرا بھائی ہے) کسی سے وہ کہتا ہوگا ھٰذَا اُسْتَاذِیْ (یہ میرا بزرگ ہے) اور کسی سے اس کی آبرو بڑھانے کیلئے یا سَیِّدِیْ (اے میرے سردار) یا ھٰذَا سَیِّدِیْ (یہ میرا سردار ہے) کہتے بھی سنا ہوگا بلکہ جتنی جتنی اس کی بزرگی مدنظر ہوگی اتنے ہی اتنے شائستہ الفاظ اس کی نسبت زبان پر آتے ہونگے پس چونکہ حضرت موسیٰؑ کا مرتبہ حضرت عزیرؑ سے بڑھا ہوا ہے لہٰذا تم کو چاہئے کہ حضرت موسیٰؑ کو خدا کا بھائی یا اس کا بزرگ یا اس کا باپ یا اس کا سردار کہا کرو۔ جس طرح (خدا نے تمہارے خیال کے بموجب) حضرت عزیرؑ کو ان کا مرتبہ بڑھانے کے لئے یا بُنَیَّ فرمایا تو حضرت موسیٰؑ سے (جو کہ حضرت عزیرؑ سے بھی افضل ہیں) یا ان کا رتبہ بڑھانے کے لئے یَا سَیِّدِیْ۔ یَا شَیْخِیْ۔ یَا عَبْدِیْ۔ یَا مَوْلَایَ۔ یَا اَمِیْرِیْ۔ فرمایا ہوگا نا؟ پس یہ جواب سن کر یہود تو مبہوت اور متحیر ہوگئے اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہمیں کچھ مہلت دو کہ ہم آپ کے ارشاد کئے ہوئے مضامین میں غور کرلیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا تم لوگ اپنے دلوں میں انصاف کو جگہ دے کے سوچ لو۔ خدا تم کو راہ راست پر لائے۔

پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصاریٰ کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے جو یہ کہا ہے کہ خدائے قدیم نے مسیح کو اپنا بیٹا بنایا تو اس کلام سے تمہارا مقصود کیا ہے؟ کیا یہ مطلب ہے کہ خدائے قدیم حضرت عیسیٰؑ کی صورت میں ظاہر ہو کر حادث بن گیا؟ یا حضرت عیسیٰؑ جن کا وجود حادث ہے خدا کا مظہر بننے سے قدیم ہوگئے؟ یا تمہارے اس قول کا کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے بیٹا بنایا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو ایسی کرامت سے خصوصیت بخشی جو اور کسی کو عطا نہ فرمائی تھی جس کی وجہ سے خود خدائے تعالیٰ (حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ) حادث ہوگیا؟ تو یہ تو تمہارا دعوے باطل ہے۔ اس لئے کہ قدیم کا حادث کی صورت میں بدل جانا محال ہے اور نہ یہی ہو سکتا ہے کہ حادث چیز بدل کر قدیم بن جائے اور اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے میں بیٹا بنایا ہے انکو خصوصیت بخشی تھی اور تمام بندوں پر ان کو بزرگی عطا فرمائی تھی تو اس بیان سے تم حضرت عیسیٰؑ کے حادث ہونے کے قائل ہوگئے اور وہ چیز بھی حادث ہوگئی جس کیوجہ سے خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس لئے کہ جب حضرت عیسیٰؑ خود حادث ٹھہرے اور خدائے تعالیٰ نے ان کو بیٹا بنانا چاہا تو ان میں وہ صفت پیدا کر دی جس سے وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے بڑھ گئے۔ اس صورت میں خود حضرت عیسیٰؑ بھی حادث ٹھہرے اور وہ صفت بھی حادث ٹھہری۔ حالانکہ یہ تمہارے دعوے کے خلاف ہے

نصاریٰ نے کہا کہ اے محمدؐ بات یہ ہے کہ جب خدا نے حضرت عیسیٰؑ کے امور عجیبہ ظاہر کئے تو ان کو بوجہ کرامت اپنا بیٹا بنا لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا جواب تو میں نے ہو دکو جو دیا ہے وہ تم سب نے سن لیا۔ پھر جناب رسولخداؐ نے اس تقریر کو ان کیلئے دُہرایا اور سب تو خاموش ہو رہے مگر ان میں سے ایک بولا کہ آپ بھی تو حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کہتے ہیں پھر ہمیں حضرت ابن اللہ کہنے سے کیوں روکتے ہیں؟۔ جناب رسولخداؐ نے جواب دیا کہ ہم جو حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کہتے ہیں وہ تمہارے قول ابن اللہ کے مشابہ نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے قول ابراہیم خلیل اللہ میں لفظ خلیل خُلّۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں فقر و فاقہ۔ پس خلیل اللہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ صرف خدا کے محتاج تھے کسی اور کے حاجتمند نہ تھے ان کو خدا پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ تمام مخلوق سے منھ پھیر کے وہ ہمہ تن خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے توکل کو عملی صورت میں لاکر دکھا دیا اور مخلوق سے اپنے بے پروا ہونے کا پورا پورا ثبوت اسوقت دیدیا جبکہ نمرود مردود نے انکو منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھکوایا تو خدائے تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کو ان کے پاس بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ لے جبرئیل بہت جلد میرے بندے کے پاس پہنچ۔ جبرئیل امینؑ ٹھیک ایسے وقت حاضر ہوئے کہ وہ حضرت ابھی ہوا ہی ہوا میں اڑے جا رہے تھے اور عرض کرنے لگے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ کی نصرت کیلئے بھیجا ہے۔ جو حاجت ہو بیان فرمائیے کہ میں اسے پورا کروں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ میرا اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی سب سے اچھا کارساز ہے۔ میں خدا کے سوا کسی سے سوال کرنا پسند نہیں کرتا (مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں) اسی دن سے حضرت ابراہیم کو جناب احدیت سے خلیل اللہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ یعنی جناب ابراہیم خاص الخاص خدائے تعالیٰ سے غرض رکھنے والے اور صرف اسی کی حضور میں اپنی حاجت پیش کر نیوالے تھے۔ اور اگر اس کے معنی خُلّۃٌ سے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوست کے باطن سے واقف اور اس کے ایسے رازوں کا رازدار جن سے کوئی دوسرا واقف نہ ہو اور اس کی ذات سے اور اس کے معاملات سے پورا پورا آگاہ۔ تو یہ معنی موزوں اور زیبا نہیں ہیں کیونکہ یہ خدا کو اس کی مخلوق سے مشابہ کر دیتے ہیں۔ آیا تم نہیں سمجھے کہ جبتک کوئی بندہ اسپر پورا پورا بھروسہ نہ کرے تو وہ خُلّۃٌ سے جو خلیل مشتق ہے وہ خلیل نہیں ہو سکتا اور جبتک کوئی پورا پورا اس کے اسرار سے واقف نہ ہو تو وہ خُلّۃٌ سے جو خلیل مشتق ہے وہ خلیل نہیں ہو سکتا۔ اب رہی یہ بات کہ جو شخص از روئے ولادت کسی کا بیٹا ہو تو خواہ وہ اپنے بیٹے کو حد سے زیادہ ذلیل کر دے خواہ اس کا رتبہ حد سے بڑھا دے بہرحال وہ اس کے بیٹا ہونے سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ تعلق ولادت اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ پھر اگر محض اس بنا پر کہ خدائے تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل فرمایا ہے قیاس کر کے عیسیٰ کو ابن اللہ کہنا تمہارے نزدیک ضروری ہے تو اسیطرح موسیٰ کو بھی ابن اللہ کہو۔ بلکہ ایک اعتبار سے موسیٰ کو شیخ اللہ۔ عم اللہ۔ سید اللہ۔ رئیس اللہ۔ امیر اللہ تم کو کہنا چاہیئے جیسا کہ میں ابھی ہو دسے بیان کر چکا ہوں۔ اسلئے کہ حضرت موسیٰ کو خدا کی درگاہ سے ان معجزات کے علاوہ جو حضرت عیسیٰؑ کو عطا ہوئے اور بھی معجزات مرحمت ہوئے تھے۔ (دیسنکر) ایک نصرانی بولا اچھا یہ تو بتائیے کہ خدا کیطرف سے آنیوالی کتابوں میں کیوں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اپنے باپ کے پاس جانیوالا ہوں؟۔ (اس سے تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے فرزند تھے) جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس کتاب پر عمل کرتے ہو تو اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے یہ بھی فرمایا تھا اِنِّیْ ذَاہِبٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَبِیْکُمْ (وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور وہ میرا بھی باپ ہے اور تم سب کا بھی باپ ہے) تو اس بنا پر یہ کہو کہ وہ لوگ جن سے حضرت عیسیٰؑ نے خطاب کیا تھا سب کے سب خدا کے بیٹے ہو گئے۔ دلیل وہی ہے جو تم حضرت عیسیٰؑ کے خدا کا بیٹا ہونے پر لائے ہو۔ اب تم ان سب لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا کرو اور تم نے جو کتاب خدا سے حضرت عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے کی سند پیش کی ہے وہ الٹی تم پر پڑتی ہے جس سے تمہارا دعویٰ باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ تمہارا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک خصوصیت خاص کی وجہ سے خدا کے بیٹے تھے اور تم ابھی کہہ چکے ہو کہ وہ خدا کے بیٹے اس اختصاص کی وجہ سے تھے جو کسی اور کو حاصل نہ تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جو بات حضرت عیسیٰؑ کو خدا سے ملی تھی وہ ان لوگوں کو نصیب نہیں ہوئی تھی جن سے حضرت عیسیٰؑ نے اَذْھَبُ اِلٰی اَبِیْ وَ اَبِیْکُمْ فرمایا تھا لہٰذا یہ قول تمہارا باطل ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا سے بیٹا ہونے کی کوئی خصوصیت ہو۔ کیونکہ تمہارے نزدیک خود حضرت عیسیٰؑ کی سی خصوصیت حاصل نہ تھا (حالانکہ خطاب میں انکی نسبت بھی وہی لفظ فرمایا کہ جو اپنی نسبت فرمایا) حقیقت حال یہ ہے کہ لفظ تو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اور تاویل ان کی بیجا بیان کی۔ اس لئے کہ جب آنحضرتؐ نے اَبِیْ وَ اَبِیْکُمْ فرمایا تو ان کی مراد وہ نہ تھی جو تم نے لی اور سمجھی۔ بھلا تم کیا جانو۔ شاید انکی مراد ان لفظوں کے فرمانے سے کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں' حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ ہوں اور غرض یہ ہو کہ خدائے تعالیٰ مجھے اس زمین سے اٹھائے لیتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچائے دیتا ہے جو میرے بھی باپ ہیں اور تمہارے بھی باپ ہیں اور یہی حالت حضرت نوح علیہ السلام کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی مراد اس کے سوا دوسری تھی ہی نہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نصاریٰ یہ سنکر چپ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے تو آپکا سا جھگڑنے والا اور بحث کرنے والا دیکھا نہیں۔ اب ہم اپنے معاملات میں غور اور فکر کرینگے۔

پھر جناب رسول خداؐ دہریوں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہم تمہارے اس دعوے پر کہ دنیا کی چیزوں کی ابتدا ہی نہیں ہے یہ ہمیشہ سے تھیں اور ہمیشہ رہینگی، دلیل کیا ہے؟۔ دہریوں نے جواب دیا کہ ہم بغیر مشاہدہ کوئی حکم نہیں لگاتے اور سنے اشیائے عالم کی ابتدا نہیں دیکھی لہٰذا سمجھ لیا کہ ان چیزوں کے لئے آغاز ہی نہیں ہے اور ادھر چونکہ سنے ان چیزوں کو فنا اور ختم ہوتے نہیں پایا اس سے جان لیا کہ ان کے واسطے انتہا بھی نہیں ہے۔ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کیا تم لوگ ہمیشہ سے اس عالم کی قدامت کا مشاہدہ کر رہے ہو اور برابر اس کی بقا کو دیکھتے رہے ہو۔ اگر تم یہ کہو کہ ہاں ایسا ہی ہے تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہاری سمجھ میں یہ بات بھی آگئی ہے کہ تمہاری ہیئت تمہاری عقلیں برابر ہمیشہ سے ایک ہی حالت پر ہیں اور اسیطرح ہمیشہ باقی رہیں گی۔ پس اگر تم یہ کہنے لگو گے تو یہ تمہارا دعوے مشاہدہ کیخلاف ہوگا اور دنیا کے جو لوگ تم کو (ابتدائے پیدائش سے) دیکھتے رہے ہیں وہ تم کو جھٹلائیں گے۔ سب کے سب کہنے لگے ہاں بیشک کسی چیز کی قدامت اور بقائے ابدی کو ہم دیکھ سکتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر تم نے یہ حکم کیسے لگا دیا کہ یہ چیزیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی جبکہ تم نے مشاہدہ نہیں کیا اور تم تمیز نہیں کر سکتے تو بہتر یہی ہے کہ تم ان چیزوں کے حدوث اور فنا کے قائل ہو جاؤ۔ کیونکہ جس نے مثل تمہارے ان کی قدامت اور بقائے ابدی نہیں دیکھی ہے وہ تو ان کو حادث اور فانی ہی سمجھے گا۔ کیا تم لوگ دن اور رات کیطرف نظر نہیں کرتے کہ ان میں سے ایک کے بعد ایک آتا جاتا ہے۔ سب نے کہا بیشک ہم دیکھ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کے بارے میں تمہاری رائے یہی ہوگی نا کہ یہ دونوں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگے؟۔ دہریوں نے کہا بیشک۔ آنحضرتؐ نے

فرمایا تو اس بنا پر تمہارے نزدیک یہ دونوں ساتھ ہی ساتھ شروع ہو سکتے ہیں؟ سب نے کہا نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر ساتھ ساتھ شروع نہیں ہو سکتے تو ایک کا ختم ہوا ہوگا تب دوسرے کی ابتدا ہوئی ہوگی۔ ایک پہلے سے آیا ہوگا اور دوسرا اس کے بعد شروع ہوا ہوگا۔ سب نے کہا ایسا ہی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بس تو تم نے خود ہی اپنی زبان سے مقدم اور سابق پر خواہ دن ہو یا رات حدوث کا حکم لگا دیا۔ حالانکہ تم نے اپنی آنکھ سے ان کا حدوث نہیں دیکھا تھا۔ سو اب تم کو خدا کی قدرت کا انکار کرنا زیبا نہیں ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بس تم تو نے رات میں سے ایک کو مقدم فرض کر کے بتاؤ کہ وہ متناہی ہے یا غیر متناہی ہے؟ اگر تم اس کو غیر متناہی کہو تو دوسرا تم تک کیسے پہنچ گیا۔ حالانکہ پہلا ابھی ختم نہیں ہوا اور اگر تم اس کو متناہی مانو تو دوسرے کا حدوث اور پہلے کا ختم ثابت ہو گیا۔ سب نے جواب دیا ہے تو ایسا ہی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہاری سمجھ کے بموجب یہ عالم قدیم ہے حادث تو نہیں ہے مگر اس مضمون کا تم ایک معنی میں اقرار کر چکے ہو اور ایک معنی میں انکار کر چکے ہو۔ سب نے عرض کی بیشک۔ تب جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہیں کہ عالم میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو دوسری چیزوں کی محتاج ہیں۔ جبتک وہ ان سے نہ ملائی جائیں وجود اور قیام ان کا نہیں ہو سکتا مثلاً مکان ہی کو دیکھئے کہ اس کے بعض اجزا بعض کے محتاج ہیں۔ جبتک وہ سب نہ ہوں مکان نہیں بن سکتا اور نہ وہ مضبوط و مستحکم ہو سکتا ہے۔ اسیطرح عالم کی تمام چیزوں کو آپس میں ایک کو دوسرے کا محتاج پاتے ہو۔ پس جبکہ یہ عالم جس کا بعض حصہ ضعیف دوسرے حصہ قوی کا محتاج ہے تمہارے نزدیک قدیم ہے تو اب بتاؤ کہ اگر عالم حادث ہوتا تو وہ کیسا ہوتا اور اس کی کیا صفت ہوتی؟ یہ سنکر وہ سب کے سب بہوت ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ جو صفت حادث کی ہونی چاہئے یعنی احتیاج وہ اس عالم کے کل اجزا میں موجود ہے جسے ہم قدیم سمجھے ہوئے ہیں۔ پس کچھ جواب نہ بن پڑا اور کہا ہم اس میں غور کر لیں تب آپ سے بات چیت کرینگے۔

پھر جناب رسولخداؐ ثنویہ فرقہ کریطہ ملتفت ہوئے جنھوں نے یہ دعوے کیا تھا کہ نور اور ظلمت دونوں مدبر ہیں اور فرمایا تم لوگ نور اور ظلمت کو کس دلیل سے مدبر عالم مانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا بات یہ ہے کہ ہمنے عالم کو دو طرح پر پایا۔ خیر اور شر اور پھر خیر اور شر کو آپس میں ایک دوسرے کی ضد پایا۔ پس ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ فاعل ایک ہو۔ پھر وہ ایک کام بھی کرے اور اسکی ضد بھی۔ بلکہ لازم یہ ہے کہ ہر ایک کا فاعل جداگانہ ہو۔ کیا آپ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ برف ٹھنڈا ہے مگر ممکن نہیں کہ برف کی ہیئت باقی رہے اور گرم ہو جائے۔ اسیطرح آگ گرم ہے تو محال ہے کہ وہ آگ باقی رہ کر ٹھنڈک پہنچائے۔ اس سے ہم نے ان میں سے ہر ایک کیلئے جدا جدا دو صانع قدیم کہ وہ نور اور ظلمت ہیں مان لئے۔ جناب رسولخداؐ نے ان سے فرمایا کہ آیا تم سیاہی۔ سفیدی۔ سرخی۔ زردی اور سبزی نہیں پاتے اور نہیں دیکھتے کہ ان میں سے ہر ایک اور سب کی ضد واقع ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی دو ایک جگہ جمع ہی نہیں ہو سکتے جیسے کہ گرمی اور سردی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور ایک جگہ میں ان کا اکٹھا ہو جانا محال ہے۔ سب نے عرض کی بیشک ہے تو ایسا ہی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تو آیا تم نے ہر ہر رنگ کیلئے ایک ایک صانع قدیم تسلیم کر لیا ہے کہ وہ ان مختلف رنگوں میں سے کسی ایک کا تو فاعل ہو اور جو دوسرے رنگ اس کی ضد آن کر پڑے ہیں ان کا فاعل نہ ہو۔ اب تو وہ سب چپ رہ گئے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا اس نور اور ظلمت میں اتفاق کیونکر ہوا؟ حالانکہ ایک بالطبع بلندی کیطرف مائل ہے اور دوسرا پستی کیطرف۔ کیا یہ بات تمہاری سمجھ میں آتی ہے کہ ایک شخص تو مشرق کی طرف رخ کر کے چلنا شروع کرے اور دوسرا مغرب کی طرف اور دونوں اپنی اپنی سیدھ پر چلتے بھی رہیں تو آپس میں ان کی مٹھ بھیڑ ہو گی؟ سب نے کہا کبھی نہیں۔ فرمایا تو اس سے تمہیں ماننا لازم ہو گیا کہ نور اور ظلمت کبھی مل ہی نہیں سکتے۔ پھر یہ عالم السیوں کے میل سے کیسے پیدا ہو گیا جن کا ملنا ہی محال ہے (بجائے اس کے کہ یہ دونوں تمام عالم کے مدبر اور خالق ہوتے یہ ثابت ہوتا ہے کہ) یہ دونوں مخلوق ہیں اور کوئی ایسا مدبر موجود ہے جو ان دونوں کی بھی تدبیر کرتا ہے۔ اب تو وہ سب اکھڑا کر بولے ہم اپنے معاملہ (اعتقاد) میں غور کرینگے۔

پھر جناب رسولخداؐ مشرکین عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بھلا تم لوگ خدا کو چھوڑ کر بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟ انھوں نے عرض کی صرف اس لئے کہ اس ذریعے سے ہم خدا کا تقرب حاصل کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آیا یہ بت اپنے پروردگار کا حکم سنتے، اس کے احکام کی اطاعت کرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں کہ تم ان کی تعظیم کرنے کے سبب سے خدا کا تقرب حاصل کر لوگے؟ انھوں نے عرض کی ایسا تو نہیں ہے بلکہ آیا تم ہی تو ان کو اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو؟ دعرض کی جی ہاں۔ فرمایا) اس صورت میں اگر یہ عبادت کر سکتے تو بجائے اس کے کہ تم ان کی پرستش کرو یہ زیادہ موزوں ہوتا کہ یہ تمہاری پرستش کرتے۔ کیونکہ جو تمہاری مصلحتوں سے واقف اور انجام کار سے آگاہ ہے اور جس چیز کا بھی تم کو حکم دیتا ہے وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس نے تو تم کو ان کی تعظیم کا کوئی حکم دیا نہیں۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے یہ فرمایا تو ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ بعض تو ان میں سے یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت کے آدمیوں کے جسم میں حلول فرمایا تھا پس ہمنے تعظیماً یہ صورتیں بنائی ہیں تاکہ ان صورتوں کی ہم تعظیم کر سکیں جنہیں ہمارے پروردگار نے حلول فرمایا تھا۔ دوسرے بولے کہ یہ پہلے بزرگوں کی صورتیں ہیں جو ہم سے قبل اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے تھے۔ پس ہمنے صرف خدا کی تعظیم کیلئے ان کی صورتیں بنائی ہیں اور ہم ان کی پرستش کرتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرشتوں کو ان کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا (تو بھلا ہم سجدہ کیسے نہ کریں؟) ہم تو فرشتوں کی بہ نسبت اس کا زیادہ استحقاق رکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور چونکہ ہم ان کو نہ پا سکے لہذا ہم نے ان کی صورت بنالی اور فقط قربت خدا حاصل کرنے کے لئے ہم اسی (صورت) کو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ فرشتوں نے قربت خدا حاصل کرنے کے لئے خود آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور جیسا کہ آپ اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو مکہ کیطرف سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آپ سجدہ کرتے ہیں۔ پھر آپ نے مکہ کے سوا اور شہروں میں محرابیں بنالی ہیں جن کیطرف آپ لوگ کعبہ کیطرف سجدہ کرنے کی نیت سے سجدہ کرتے ہیں۔ وہ سجدہ آپ کا ان محرابوں کو نہیں ہوتا۔ نیز کعبہ کیطرف بھی آپ کا سجدہ خدا کو سجدہ کرنے کی غرض سے ہوتا ہے نہ کہ خود کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کی غرض سے۔ جناب رسولخداؐ نے فرمایا تم سب سے حقیقی راستہ سمجھنے میں چوک ہوئی اور تم سب گمراہ ہو گئے۔ اب حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے جنھوں نے یہ کہا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے بعض مردوں کی صورت میں حلول فرمایا تھا اور ان کی یہی صورتیں تھیں جو ہمنے تمثیلاً بنالی ہیں تاکہ ہم ان صورتوں کی بزرگی کر سکیں جن میں ہمارا پروردگار حلول کر چکا ہے اور ان سے ارشاد فرمانے لگے کہ تم نے تو اپنے پروردگار میں مخلوقات کی سی صفتیں ثابت کر دیں۔ آیا تمہارے پروردگار کا کسی چیز میں حلول کرنا بغیر اس کے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ اس چیز میں پورا سما گیا ہو اور اس چیز نے پورا پورا اسے گھیر لیا ہو۔ (انھوں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا) تو پھر خدا میں اور ان میں

ف۵ قدیم فریکل جو گرفی (جغرافیہ طبعی کے مطابق ہے اور تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے ماتحت

ہیں جو کسی جسم میں کے ہوئے ہیں جیسے رنگ ہے۔ ذائقہ ہے۔ بو ہے۔ نرمی ہے۔ سختی ہے۔ بھاری پن ہے۔ ہلکا پن ہے۔ ان سب میں فرق کیا ہے؟ جس جسم میں حلول کیا گیا ہے یہ حادث کیوں ہے۔ قدیم کیوں نہ ہوا؟۔ مناسب تو یہ تھا کہ حلول کرنے حادث ہوتا اور جس میں حلول کیا ہے وہ قدیم اور جو حلول کرنے سے پہلے موجود تھا وہ ایسی چیز کا محتاج کیوں ہوا جو حلول کرے اور یہ تم جانتے ہو کہ خدائے عزوجل پہلے سے موجود تھا۔ اب جبکہ تم نے اس میں حلول وغیرہ حادث چیزوں کی صفتیں تسلیم کر لیں تو تم کو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہ کبھی نہ کبھی زائل بھی ہو جائے اور جس میں تم نے زائل ہونے کی اور حادث ہونے کی صفتیں تسلیم کیں تو اس کا تم کو فانی بھی کبھی بھی ماننا پڑیگا۔ اس لئے کہ جو حلول کرتا رہتا ہے اور جس میں حلول کرتا رہتا ہے وہ ان دونوں کیلئے فنا لازم ہے اور یہ صفتیں ذات باری کے سوا اوروں ہی کیلئے سزاوار ہو سکتی ہیں اور اگر کہیں یہ جائز ہو کہ ذات باری کسی چیز میں حلول کرکے متغیر ہو سکتی ہے تو یہ بھی جائز ہوگا کہ اس میں اور تغیرات بھی جائز ہو سکتے ہیں یعنی ممکن ہے کہ وہ حرکت کرے، ساکن ہو جائے۔ کالا ہو جائے۔ گورا ہو جائے۔ سرخ ہو جائے، زرد ہو جائے اور یکے بعد دیگرے اس میں وہ سب صفتیں پیدا ہونے لگیں جو ان چیزوں میں ہوا کرتی ہیں جن کو تم ان صفتوں سے موصوف کرتے ہو۔ یا یوں کہو کہ مخلوق کی کل صفتیں خالق میں آجائیں اور وہ خود ہی حادث ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ کی شان اس لغو اعتقاد سے کہیں ارفع ہے۔ پھر جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ جب تمہارا ایسی خیال باطل ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ کسی چیز میں سما سکتا ہے تو وہ چیز تو گئی گزری ہوئی، جس چیز پر تم نے اپنے قول کی بنیاد رکھی تھی (کہا یا اب تمہیں کچھ اور کہنا ہے؟)

جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تو بالکل خاموش ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ اپنے اعتقادات میں پھر غور کرینگے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ دوسرے گروہ کیطرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ تم ذرا سمجھ کر اپنی حالت بیان کرو۔ جب تم نے ان لوگوں کی صورت کو پوجنا شروع کیا جو خدا کی عبادت کیا کرتے تھے تو تم نے ان کیلئے سجدہ بھی کیا اور ان کی نماز بھی پڑھی اور ان کے سامنے تم نے عزت دار چہروں کو خاک پر بھی رکھ دیا تو بتاؤ تم نے خداوند عالم کیلئے کیا چیز باقی رکھی ہے؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جس کی تعظیم و عبادت لازم ہو اس کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے غلام کو اس کے برابر نہ رکھا جائے؟ کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ اگر تم کسی بڑے بادشاہ کو تعظیم اور خضوع و خشوع کرنے میں اس کے غلام کے برابر کر دو تو وہ تم پر اس کا الزام قائم نہ کریگا کہ بڑے کی بڑائی کرنے میں تم نے کمی کی اور چھوٹے کو بڑھا دینے میں زیادتی کی۔ انھوں نے عرض کی بیشک ایسا ہی ہے۔ فرمایا کہ تم تم یہ نہیں جانتے کہ جبکہ خدائے تعالیٰ کی بزرگی کے خیال سے اس کی اطاعت کرنے والے بندوں کی صورت کی اتنی ہی تعظیم کرتے ہو تو خود پروردگار عالم کی اتنی ہی تحقیر کرتے ہو۔ یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے (معتقدات کے) معاملہ میں غور اور فکر کرینگے۔ پھر جناب رسولخداؐ نے تیسرے گروہ کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمارے لئے مثل بیان کی اور اپنے آپ کو ہمارے مانند ٹھہرایا حالانکہ ہم تم برابر نہیں ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تو اللہ کے بندے ہیں۔ اسی نے ہم کو پیدا کیا اور وہی ہم کو روزی دیتا ہے۔ جس چیز کا وہ ہم کو حکم دیتا ہے ہم اس پر چلتے ہیں اور جس بات سے وہ ہم کو روکتا ہے اس سے ہم باز رہتے ہیں۔ جس حیثیت سے وہ چاہتا ہے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اب اگر اس نے مختلف صورتوں میں سے کسی خاص صورت کا حکم دیا تو اس کی اطاعت کرینگے اور دوسری صورت کیطرف جس کے بارے میں ہم کو کوئی حکم نہ دیا ہو خود بخود نہ دوڑ پڑینگے۔ اس لئے کہ ہم یہ نہیں جانتے کہ جیسا اس نے ایک صورت کی ہم سے خواہش کی ہے۔ وہ دوسری صورت کو بھی پسند کرتا ہو۔ ممکن ہے کہ دوسری کو ناپسند ہو۔ اب وہ ہم کو اس بات سے منع کر چکا ہے کہ ہم ملا حکم خود بخود کسی بات میں پیل کر بیٹھیں۔ جب اس نے ہم کو یہ حکم دیا کہ کعبہ کیطرف رخ کرکے اس کی عبادت کیا کریں ہم نے تعمیل کی۔ پھر جب اس نے ہم کو یہ حکم دیا کہ جن شہروں میں بھی ہم ہوں اس کی عبادت کیا کریں کعبہ کی طرف رخ کیا کریں۔ ہم نے اس کو مان لیا۔ لہذا ہم کسی حال میں اور کسی جگہ اس کے حکم کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں۔ اب تم غور کرو کہ جب خدائے عزوجل نے خود حضرت آدمؑ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو ان کی صورت کی طرف سجدہ کرنے کا حکم تو نہیں دیا۔ کیونکہ وہ یقیناً آدمؑ نہیں ہے اور تمہارا یہ کام نہیں کہ تم ایک کا قیاس دوسرے پر کر لو۔ اس لئے کہ تم یہ نہیں جانتے کہ شاید خدائے تعالیٰ کو تمہارا یہ فعل ناپسند ہو۔ کیونکہ اس نے تم کو اس کا حکم تو دیا ہی نہیں ہے۔ پھر جناب رسولخداؐ نے ان سے فرمایا کہ آیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر ایک شخص تم کو اپنے گھر میں کسی مقررہ دن میں آنے کی اجازت دے تو تم کو یہ حق کبھی حاصل ہو جائیگا کہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اور دنوں میں بھی جا گھسو؟ یا تمہیں یہ سہولت حاصل ہو جائیگی کہ اس کے اور گھر والوں میں بغیر اس کے حکم کے چلے جاؤ یا مثلاً کوئی شخص تم کو اپنے کپڑوں میں سے ایک کپڑا دیدے یا اپنے غلاموں میں سے ایک غلام تم کو بخش دے یا اپنی سواری کے جانوروں میں سے ایک جانور تم کو عطا کر دے تو آیا تم کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ اسے لے لو اور اگر اسے نہ پاسکو تو اس کی صورت کا دوسرا بھی لے لو؟۔ انھوں نے عرض کی نہیں ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جیسی اجازت اس نے ہم کو پہلی چیز کی دی تھی ویسی اجازت دوسری کی تو نہیں دی۔ فرمایا یہ تو بتاؤ کہ آیا خدائے تعالیٰ کا حق اس بات میں زیادہ ہے کہ اس کی ملک میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف نہ کریں یا بعض بندوں کا؟۔ انھوں نے عرض کی کہ نہیں خدا کا حق اس بات میں زیادہ ہے کہ اس کی ملک میں بغیر اس کے حکم اور اذن کے کوئی تصرف نہ کیا جائے۔ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور تم کو کس نے حکم دیا کہ تم مورتی کو سجدہ کرو۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو رہے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے معاملات (معتقدات) میں پھر غور اور فکر کرینگے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی قسم جس نے ہمارے نبی کو حق کیساتھ مبعوث کیا تین دن گزرنے سے پہلے پہلے پچیس۲۵ آدمی یعنی ہر گروہ میں سے پانچ پانچ جناب رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل دائرۂ اسلام ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے محمدؐ ہم نے کسی کی حجت ایسی نہیں دیکھی جیسی کہ آپ کی اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی بات پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ کہ اس میں ان تینوں کا رد موجود ہے۔ خداوند تعالیٰ نے جو یہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو یہ فرقہ دہریہ کا رد ہو گیا جن کا دعوے یہ تھا کہ اشیاء کی ابتدا ہی نہیں ہے۔ یہ ہیئت سے یونہی چلی آتی ہیں اور پھر جب فرمایا کہ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۝ تو یہ فرقہ ثنویہ کا رد ہو گیا جن کا قول یہ تھا کہ نور اور ظلمت دونوں مل کر اس عالم کے مدبر ہیں۔ پھر جب یہ فرمایا ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ مشرکین عرب کا رد ہو گیا جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے سب ہی معبود ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نازل فرمایا جس میں ان سب لوگوں کا رد ہے جو خداوند تعالیٰ کا شریک اور سہیم قرار دیتے ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم اِیَّاكَ نَعْبُدُ کہا

کردے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تجھ خدائے یکتا کی عبادت کرتے ہیں۔ نہ تو ہم دہریوں کی سی باتیں بناتے ہیں کہ چیزوں کی ابتدا ہی کو نہ مانیں اور نہ ان کو دائمی جانیں اور نہ ہم ثنویہ کا قول مانتے ہیں جو اس کے قائل ہیں کہ نور اور ظلمت دونوں مدبران عالم ہیں اور نہ مشرکوں کا قول تسلیم کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بت ہمارے معبود ہیں۔ خدایا ہم تیرا شریک کسی چیز کو نہیں ٹھہراتے اور تیرے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں مانتے جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں اور تیری شان میں وہ باتیں نہیں بناتے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیرے لئے کوئی بیٹا ہوگیا۔ تیری شان اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔

صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۵ فَاَلْعَنَهُمُ اللّٰهُ : احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ یہاں اس کے معنی ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یعنی خدائے تعالیٰ نے لعنت کو قتال سے موسوم فرمایا ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ یہود پر خدائے تعالیٰ اس وقت غضبناک ہوا جبکہ انھوں نے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا اور نصاریٰ پر اس وقت جبکہ انھوں نے مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہا اور اس امت میں سے خدا کا غضب ان لوگوں پر نازل ہوگا جو میرا خون گرائیں گے اور میری عترت کے بارے میں مجھ کو ایذا پہنچائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۶ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ (تفسیر کیلئے دیکھو ص ۶۸ نوٹ ۱) ۱۲

صفحہ ۲۲۸ نوٹ ۷ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسیحؑ کی دیسے تو انھوں نے نافرمانی کی اور اپنے خیال میں ان کی عظمت یہاں تک کی کہ بعض نے یہ گمان کرلیا کہ وہ معبود ہیں اور بعض نے یہ کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ تین میں کے تیسرے ہیں اور ایک گروہ نے یہ کہا کہ خود وہی خدا ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۲۹ نوٹ ۱ احتجاج میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان لوگوں نے یہ چاہا کہ قرآن میں ایسی باتیں بڑھادی جائیں جو خدا نے نہیں فرمائی ہیں تاکہ مخلوق خدا پر اصلی بات پوشیدہ ہوجائے۔ پس خدا نے ان کے دلوں کو اندھا کردیا اور انھوں نے اس میں اتنا کچھ باقی رہنے دیا جس سے اس کا پتہ چلنا آسان ہوگیا کہ انھوں نے اس میں کیا کیا احداث کیا اور کیا کیا کم کردیا۔ (بڑھا تو کچھ بھی نہ سکے)

انہی جناب سے منقول ہے کہ جو لوگ کتاب خدا کے ظاہر و باطن پر عمل کرتے ہیں اور ان کے احکام کو قائم رکھتے ہیں وہ ایسے درخت سے پیدا ہوئے ہیں جس کی اصل نہایت مضبوط اور محکم ہے شاخیں اس کی آسمان میں ہیں۔ ہر وقت وہ بار دار رہتا ہے یعنی علوم کے میوے لوگوں کے ہاتھ آتے ہیں اور ان کے دشمن جو اپنے منہ سے خدا کا نور بجھانے کا قصد کر رہے ہیں شجرۂ ملعونہ سے ان کی خلقت ہے مگر خدا کو تو لبس یہی منظور ہے کہ وہ اپنے نور کو پیدا کردے۔ الاکمال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی تلاش میں حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرا دیئے تھے اسیطرح بنی امیہ اور بنی عباس نے جبکہ ان کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ قائم آل محمدؐ کیونکر ہیں ان کے جابروں کی سلطنت مٹی میں مل جائیگی تو انھوں نے قائم آل محمدؐ کی طرف سے اپنے دلوں میں عداوت قائم کرلی ہے اور اہلبیتؑ رسولؐ کے قتل پر تلواریں اٹھائی ہیں اس ارادے سے کہ نسل ان کی قطع ہوجائے اور ان کے زمرہ میں قائم آل محمدؐ بھی مارے جائیں مگر خدا کو منظور نہیں ہے کہ کسی دشمن پر قائم آل محمدؐ کا حال ظاہر ہو یہاں تک وہ اپنے نور کو کمال بخشے۔ اگر مشرکوں کو برا لگے۔

صفحہ ۲۲۹ نوٹ ۲ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خدا نے رسول کو حکم دیا کہ اپنے وصی کی ولایت ظاہر کردیں۔ ولایت سے مراد دین حق ہے جو قائم آل محمدؐ کے زمانۂ ظہور میں تمام دینوں پر غالب آجائیگا۔ خدائے تعالیٰ ولایت قائم کو ولایت علیؑ کے ذریعے سے پورا کردیگا۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔ کسی نے عرض کیا اے مولا! کیا اس آیت کا یہی مطلب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ اسی کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ سے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذکر میں فرمایا میں اپنے کلمات کو ضرور پورا کرونگا اور اپنے دین کو سب دینوں پر غالب کردونگا یہانتک کہ ہر مکان میں میری عبادت کی جائیگی۔ احتجاج میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان جناب نے فرمایا "صاحب الامر ایک عذر کیوجہ سے غائب ہوجائینگے۔ اس وقت میں لوگوں کے قلوب فتنے برپا کرینگے۔ یہانتک کہ آدمیوں میں سے جو سب سے زیادہ ان کا فرمانبردار ہوگا وہ ان کا سخت دشمن ہوجائیگا۔ اس وقت خدائے تعالیٰ ان کی ایسے لشکر سے مدد کریگا جس کو تم نہ دیکھوگے اور اپنے پیغمبرؐ کے دین کو خدا ان کے ہاتھ سے سب دینوں پر غالب کردیگا اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو۔" تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دین محمدی کا غلبہ اس وقت ہوگا کہ جب مہدی آل محمدؐ ظاہر ہونگے۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا باقی نہ رہیگا جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کرے۔ الاکمال اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہمارا قائم اپنے رعب و دبدبہ سے منظفر و منصور ہوگا۔ مدد غیبی سے اس کی نصرت کی جائیگی۔ زمین اس کیواسطے سمٹ جائیگی (کہ جہاں چاہینگے دم بھر میں چلے جائینگے) زمین کے خزانے ان پر ظاہر ہوجائینگے۔ ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک پہنچے گی۔ ان کے ذریعے سے خدا اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کردیگا۔ کوئی ویرانہ ایسا نہ رہے گا جہاں آبادی نہ ہوجائے۔ عیسیٰ روح اللہ بن مریم نازل ہونگے اور ان حضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھینگے۔

صفحہ ۲۲۹ نوٹ ۳ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے تین مرتبہ فرمایا سونا بھی غارت ہو چاندی بھی غارت ہو۔ اصحاب کو آنحضرتؐ کا یہ قول ناگوار گزرا۔ عمر نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ کونسا مال جمع کریں۔ فرمایا یاد خدا کرنے والی زبان، اور شکر خدا بجا لانے والا دل اور ایماندار زوجہ جو تم میں سے دین میں کسی کی مددگار ہوسکے۔ **قول مترجم**: عرض دینداری جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس جواب سے بھی ثابت ہے۔ اس لئے کہ یہ نہیں فرمایا کہ دین میں تیری مددگار ہوسکے بلکہ یہ فرمایا کہ کسی کی مددگار ہوسکے یعنی جو مومن ہوگا اس کی زوجہ اس کی مددگار ہوگی۔ الخصال میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ درہم و دینار نے تم سے پہلے والوں کا بھی ہلاک کیا اور تم کو بھی یہی دونوں ہلاک کرینگے (اس آیت کا ذکر ص ۱۵ پر بھی آچکا ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کتنے مال میں زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے فرمایا کہ زکوٰۃ ظاہری کو پوچھتے ہو یا زکوٰۃ باطنی کو؟ سائل نے عرض کی دونوں کو۔ فرمایا ظاہری تو ہر ہزار میں پچیس ہیں اور باطنی یہ ہے کہ تمہارا بھائی جس چیز کا تم سے زیادہ ضرورتمند ہو اپنے لئے اس چیز کو نہ رکھو اور یہ کچھ کہ خدائے تعالیٰ نے جو مال تم کو زیادہ دیا ہے تو اس کی غرض یہ ہے کہ جن اغراض میں خدا کا منشاء ہے ان اغراض میں اسے صرف کردو۔ اس غرض سے

نہیں دیا ہے کہ اسے جوڑ جوڑ کر رکھو۔

تفسیر قمی میں اس حدیث کا بقیہ جسے ہم سورہ بقر میں بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ عثمان ابن عفان نے کعب الاحبار سے دریافت کیا کہ اے ابو اسحاق تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو۔ ایک شخص نے واجب ہونے کے بعد اپنے مال کی زکوٰۃ دیدی اب بتاؤ کہ پھر بھی اس کے ذمہ کچھ رہا؟ کعب نے جواب دیا کہ پھر اگر چہ وہ چاندی سونے کی اینٹیں بھی بنا کر رکھ لے تب بھی اس پر کچھ نہیں۔ حضرت ابوذر غفاری نے (جو اتفاق سے اس وقت وہاں موجود تھے) اپنا عصا اٹھا کر کعب کے سر پر دے مارا اور فرمایا اے یہودیہ کاذبہ کے جسے تیری بھی اتنی مجال ہو گئی کہ تو مسلمانوں کے احکام میں دخل دینے لگا۔ خدا کا قول تیری بکواس سے کہیں زیادہ سچا ہے۔ تو نہیں جانتا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ جو لوگ اپنے رسول کو خبر دی ہے کہ جو لوگ سونا یا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

قول مترجم سبحان اللہ چشم بد دور!! خلیفۂ رسول کہلائیں اور ایک چھوٹا سا مسئلہ دوسروں سے پوچھتے پھریں۔ قرآن تک یاد نہ تھا نہ اس کی کوئی منزلت سمجھے تھے جبھی تو اس کی بنائی کہ کہیں کی آیت کہیں لا ڈالی۔ اس پر ستم یہ کہ بہت سے نسخے آگ میں رکھ کر جلا دیے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ درہم ہوں یا دینار (یعنی روپئے ہوں یا اشرفی) جب گنتی میں چار ہزار سے زیادہ ہوں تو کنز کے حکم میں ہیں خواہ ان کی زکوٰۃ دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔ جو اس تعداد سے کم ہوں وہ سامان خرچ سمجھا جائے گا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ دو ہزار درہم (روپئے) سے جو زیادہ ہو تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ اما فی میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو وہ کنز میں داخل نہیں ہے گو ساتوں زمینوں کے نیچے تک چلا جائے اور جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی ہو وہ کنز ہے گو زمین کے اوپر ہی ہو۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں کو اجازت ہے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے اسے نیک کاموں میں صرف کرتے رہیں مگر جب قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہو جائیں گے تو جو صاحب خزانہ پر خزانہ کا اپنے پاس رہنے دینا حرام ہو جائے گا۔ اسی وقت اس کو لازم ہوگا کہ اپنے خزانہ کو ان حضرتؑ کی حضور میں پہنچا دے تاکہ وہ حضرتؑ اسے اپنے دشمنوں کے برخلاف کام میں لاسکیں اور خدائے تعالیٰ کے اس قول وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ کا یہی مطلب ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی ۔ ظاہرا روپیہ کی چار حدیثوں میں اختلاف ہے۔ ان میں موافقت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حقوق واجب ادا کرنے کے بعد کسی غرض صحیح کے لئے دو ہزار یا چار ہزار تک جمع کر لینا جائز ہے اور منجملہ حقوق کے حق امام بھی ہے جبکہ امام ظاہر ہو اور اس میں کل وہ حصۂ مال داخل ہے جو صاحب مال کی واجبی ضرورت سے زیادہ ہو۔

قول مترجم ۔ مومنین کو زکوٰۃ تو اس طرح ادا کرنی چاہیے جس طرح جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ظاہری اور باطنی زکوٰۃ ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس پر بھی اگر کچھ بچ رہے اور جمع کرنے ہی کا شوق ہو تو غرض صحیح پیش نظر رکھیں کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام تشریف لائے اور ہم سب ان کی خدمت بابرکت میں پہنچایا تاکہ وبال دنکال سے محفوظ رہیں اور اجر و ثواب کے مستحق ہوں۔ اما فی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی انتڑیاں دوزخ کی آگ میں کھینچی جائیں گی۔ نیز منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے درہم و دینار (روپیہ اشرفی) کے بارے میں دریافت کیا کہ اے مولا کسی کے پاس زیادہ ہو جائیں تو وہ کیا کرے؟۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ درہم و دینار (روپیہ اشرفی) زمین پر خدا کی مہریں ہیں جو خدا نے زمین پر اپنی مخلوق کی اصلاح حالت، دستی شان اور اغراض صحیح پورا کرنے کے لئے مہیا فرمائی ہیں جس کے پاس یہ کثرت سے ہوں اور وہ ان میں خدائے تعالیٰ کے حقوق سمجھے اور وہ ان کی زکوٰۃ وغیرہ باقاعدہ نکالے تو اس نے خدائے تعالیٰ کا مقصد پورا کر دیا اور جو مال بچا وہ اس کے لئے حلال ہے اور جس کے پاس مال بکثرت ہو اور وہ کنجوسی اختیار کرے اور خدا کے حقوق اس میں سے نہ ادا کرے۔ مکان اونچے اونچے بنوائے تو وہ عذاب خدا کا مستحق ہوگا اور اسی کے بارے میں خدا نے یہ وعید فرمائی ہے يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا نے سونا چاندی (روپیہ اشرفی) کا خزانہ جمع کرنا حرام قرار دیا ہے اور ان کو راہ خدا میں صرف کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ الخ۔ التہذیب میں انہیں حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس بندے کی خیر و خوبی خدا کو منظور ہو اس کو تین ہزار درہم بھی ایک دم نہیں دیتا۔ نیز فرمایا کہ کوئی شخص دس ہزار درہم محض حلال ہی حلال سے جمع نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو لوگوں کا خازن ہو اور جب کسی شخص کو بقدر ضرورت روزی بھی ملتی ہو اور عمل خیر کی بھی توفیق عطا ہوئی ہو تو اس کے لئے اللہ نے دنیا و آخرت کی خیر (خوبی) کو جمع کر دیا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ملک شام میں تھے اور روزانہ صبح سویرے بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے کہ اے خزانے والو! تم کو خبردار رہنا چاہیے کہ روز قیامت اسی سونے چاندی سے پیشانیاں داغی جائیں گی پہلو داغے جائیں گے کمریں پر داغ لگائے جائیں گے یہاں تک کہ آگ کی حرارت شکموں میں بھڑکنے لگے گی۔

قول مترجم ۔ اس منادی کرنے کے باعث حضرت ابوذر غفاری علیہ الرحمہ اور عثمان کے درمیان جو واقعہ گزرا اس کے لئے دیکھو قرآن مجید مترجم کا صفحہ ۱۵ نوٹ نمبر ۹ مع ضمیمہ متعلقہ۔

صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۳ ثَانِيَ اثْنَيْنِ : لفظی معنیٰ "دو میں کا دوسرا" اور مطلب یہ ہے کہ اس وقت ظاہری ساتھی سوائے ایک شخص کے اور کوئی نہ تھا۔ پروردگار عالم ان منافقوں سے جو غزوۂ تبوک کے موقع پر نصرت رسولؐ سے جی چراتے تھے یہ فرماتا ہے کہ تم اگر ہمارے رسولؐ کی نصرت نہ کرو گے تو ہم کو پروا کیا ہے؟ ہم نے تو اس کی ایسے وقت میں مدد کی ہے جبکہ کافروں نے اس کو اس کے وطن سے نکال دیا تھا۔

اس ۔۔۔

اس حالت میں کہ الفاق سے اس کے ساتھ ہو جانے والا ہمراہی ایک ہی تھا اور وہ بھی بار خاطر تھا نہ یار شاطر کہ بے عمل روئے دیتا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۴ | اَلْغَارِ : اس سے مراد غار ثور ہے جو کہ معظمہ سے جانب یمن ایک پہاڑ ہے اور شہر سے ایک گھنٹہ کے فاصلہ کی راہ پر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۶ | لَاتَحْزَنْ : لفظی معنی "جو امر تیرے ہاتھ سے نکل گیا اس پر افسوس نہ کر"۔ عوام الناس اس کو لاتخف کا مرادف قرار دیتے ہیں جس کے معنی ہیں "ڈر نہیں، خوف نہ کر"۔ حالانکہ خوف و حزن دونوں جداگانہ چیزیں ہیں۔ خوف ہمیشہ آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق ہوا کرتا ہے اور حزن گزشتہ واقعات کے متعلق ہوا کرتا ہے یعنی جو ہو چکے ہوں (جس کو یقین نہ ہو وہ اہلسنت کی تفسیر بیضاوی دیکھ لے) اگر شیخ جی کو براہ شفقت بزرگانہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرفتار ہو جانے یا قتل ہو جانے کے متعلق خوف ہوتا جیسا کہ ان کے مریدوں کا ادعا ہے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ لَاتَخَفْ فرماتے لَاتَحْزَنْ نہ کہتے۔ آنحضرتؐ کا لَاتَحْزَنْ فرمانا ہی بتلا رہا ہے کہ شیخ جی کے ہاتھ سے کوئی برد نکل گئی اور ان کا کوئی منصوبہ بگڑ گیا تھا جس پر ان کو افسوس ہو رہا تھا اور وہ روئے دیتے تھے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ فرما رہے تھے کہ تو افسوس نہ کر، توغم نہ کھا۔ ہم دونوں کے (میرے اور علیؑ کے) ساتھ تو اللہ موجود ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا غار میں ابوبکر سے فرما رہے تھے کہ چپ رہ بیشک اللہ میرے اور علیؑ کے ساتھ ہے اور وہ خوب چیخ چیخ کر رو رہا تھا اور کسی طرح چپ ہی نہ ہوتا تھا۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ اے شخص تو چاہتا ہے کہ میں انصار میں سے اپنے اصحاب کو تجھے دکھلا دوں جو اپنے اپنے مقامات میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور جعفرؑ اور اس کے ساتھیوں کو دکھلاؤں جو سمندر میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے جا رہے ہیں۔ عرض کی جی ہاں۔ تو آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس کے منہ پر پھیر دیا تو انصار بھی اپنے مجلسوں میں باتیں کرتے نظر آنے لگے اور جعفرؑ بھی سمندر میں جاتے دکھائی دینے لگے۔ شیخ جی کے دل میں اسی وقت یہ بات گزری کہ (معاذ اللہ) یہ ساحر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۶ | اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا : بتحقیق اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ دونوں سے کون مراد ہیں اور معیت خدا کا کیا مطلب ہے **قول مترجم** اس آیت میں لفظ مَعَنَا میں ضمیر تثنیہ کی ہے یا جمع کی اس لئے کہ متکلم کی ضمیر میں تثنیہ اور جمع میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ پس اگر ضمیر تثنیہ کی مانی جائے تو ان دو سے مراد جناب محمد مصطفےٰ اور جناب علی مرتضیٰ ہیں اس لئے کہ ظاہر لفظ یہی دونوں معرض خطر میں تھے بستر پر ہوں تو غار میں ہوں تو کیونکہ ابوبکر بظاہر مسلمان تھے اور اپنی اسی مسلمانی کے پیچھے پنج اپنے سامان برزادہ کے بحیثیت ادائی میں جانے والے مسلمانوں کے ساتھ بھیجنے جانے کے لئے تیاری کر چکا تھا کہ ابن الدغنہ رئیس قبیلہ نے جو مشرکین قریش کا حلیف (یعنی سوگند قبیلہ تھا) اس کو امان دیدی تھی اور اسی امان کے بھروسہ پر یہ سفر توڑ کر چلا آیا تھا اور مکہ میں دندناتا پھرتا تھا اس لئے کہ رسم جاہلیت کے بموجب اگر کسی قبیلہ کا رئیس کسی شخص کو امان دیدیتا تھا تو اس کے سب قبیلہ کے ہر متنفس کو بھی اس کی امان کا پاس کرنا پڑتا تھا اس حیثیت سے ابوبکر کو ابن الدغنہ کی معیت حاصل تھی اور مشرکین قریش سے اسے کسی طرح کا دغدغہ اور خطرہ نہ تھا اگر گرفتار بھی ہوتا تو اس کا بال بیکا نہ ہوتا پس جو دغدغے اور خطرہ میں تھے انہی کو کسی زبردست کی معیت اور امان کی ضرورت تھی وہ سب سے زبردست اور سب کا حقیقی محافظ اللہ ہے جس کی معیت جناب محمد مصطفےٰ اور جناب علی مرتضیٰ کو اس وجہ سے حاصل تھی کہ وہ دونوں مقدس بزرگوار بخلوص اسی کے کام میں لگے ہوئے تھے جسے خدا کی معیت حاصل ہو وہ آن واحد کے لئے کسی دشمن کا بندہ اور پرستار ہو ہی نہیں سکتا۔ مثال کے لئے ملاحظہ کیجئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول جسے خدائے تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ (دیکھو صفحہ سطر) یہ اس وقت فرمایا ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر چل کھڑے ہوئے ہیں اور فرعون اپنے لشکروں کو ہمراہ لے کر ان کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے تعاقب کرتے کرتے قریب آ پہنچا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے فرعون اور اس کی جمعیت کو دیکھ بھی لیا اور بول اٹھے کہ اب ہم گرفتار ہوئے جاتے ہیں مگر معیت خدا ایسی چیز ہے کہ نہ موسیٰ مرعوب ہوئے نہ مضطرب و مضطرب بلکہ کمال ثابت قدمی سے دوسروں کا بھی اطمینان کر دیا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری رہبری فرمائیگا اور ضمناً یہ مطلب بھی تھا کہ اگر تم میرے ساتھ رہے تو ہرگز اس موذی کے پنجے میں نہ پھنسنے پاؤ گے چنانچہ ایک بھی اس کے ہاتھ نہ پڑا۔ یہاں بھی وہی ما جرا درپیش ہے۔ ڈھونڈھنے والے غار کے دروازے تک جا پہنچے مگر چونکہ جناب رسول خدا کو معیت خدا حاصل تھی نہ کوئی آنحضرتؐ تک پہنچا نہ کوئی آنحضرتؐ کو پا سکا ابوبکر جو ظاہراً جناب رسول خدا کے ساتھ تھا وہ بھی آنحضرتؐ کی برکت سے مشرکین کے ہاتھ میں پڑنے سے ویسا ہی محفوظ رہا جیسا کہ موسیٰ کے منافق اصحاب فرعون کے ہاتھ میں پڑنے سے موسیٰ کی برکت سے بچ گئے تھے۔ (موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کیسے تھے ان کا قول اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ جو خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں نقل فرمایا ہے اور ابوبکر کا یہ قول احادیث و سیر و تواریخ میں پایا جاتا ہے بالکل یکساں ہے۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ میں حضرت ہارون ایسے تھے کہ ہر طرح ان کے تابع اور ایسے بھروسے کے لائق کہ خود موسیٰ عرض کرتے ہیں رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ اسیطرح جناب محمد مصطفےٰ کے لئے علی مرتضیٰ تھے کہ ہر طرح کے حکم کے تابع اور ایسے بھروسے کے لائق کہ آنحضرتؐ کو یقین واثق تھا کہ اگر کفار اس تک پہنچ بھی جائیں گے تو کچھ بھی گزر جائے میرا پتہ ہرگز نہ بتائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جہاں کفار کے پہنچنے کا اندیشہ صریح تھا وہاں خطرہ کلی صحیح تھا لہذا معیت خاص کی ضرورت بھی صریح تھی اور بحمد اللہ وہ حاصل تھی۔ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مثیل موسیٰ علیہ السلام تھے تو جناب علی مرتضیٰ یقیناً شبیہ ہارون تھے۔ نبی اور وصی کو معیت خدا اس شان سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے خطاب کر کے فرماتا ہے اِنَّنِیْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔

صفحہ ۲۳۰ نوٹ ۷ | فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ : تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ عوام الناس خدائے تعالیٰ کے اس قول ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کو ہمارے مقابلہ میں بطور حجت پیش کرتے ہیں حالانکہ اس میں ان کے لئے کوئی حجت نہیں ہے۔ قسم بخدا خدائے تعالیٰ نے یوں فرمایا تھا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اور اس آیت میں فرمایا ہے (وہ منافقوں کے دکھانے کے لئے)

ایک معمولی خبر دی ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ آپ اس کی قرأت اسی طرح فرماتے ہیں فرمایا ہاں ہم اسی طرح پڑھتے ہیں۔ ۱۲۔

صفحہ ۲۳۴ نوٹ ۱ | وَفِی الرِّقَابِ : ان سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کے ذمہ مختلف قسم کے کفارے ہوں مثلاً بھول چوک سے قتل کر دینے کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، حالت احرام میں شکار کرنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ۔ اور ان کے پاس ادا کفارہ کا سامان نہ ہو اور ہوں وہ مومن تو اللہ تعالیٰ نے صدقات میں سے ایک حصہ اسی لئے مقرر فرما دیا ہے کہ ان کے کفارے ادا ہو جائیں۔ وَالْغَارِمِیْنَ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ذمہ ایسا قرض ہو جو انھوں نے بغیر فضول خرچی کے اطاعتِ خدا میں صرف کیا ہو۔ پس امام کے ذمہ واجب ہے کہ ان کا ایسا قرض ادا کر دے اور مال صدقات میں سے ان کو اتنا دیتا رہے کہ ان کے خرچ کے لئے کافی ہو۔ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو جہاد میں جائیں اور ان کے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ ہو یا ایسے مسلمان جن کے پاس حج کرنے کا یا نیک کام کرنے کا سامان نہ ہو تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے ان کو اتنا دے کر حج کرنے کی یا جہاد کرنے کی ان کو قوت بہم پہنچ جائے۔ وَابْنِ السَّبِیْلِ اس سے مراد ہیں وہ مسافر جو عبادت و اطاعت خدا کے لئے سفر میں نکلے ہوں۔ پھر ان پر کوئی افتاد پڑ جائے اور ان کا مال جاتا رہے تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے ان کو اتنا دے کر وہ اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔ صدقات آٹھ حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ پس ہر شخص کو انھیں آٹھ حصوں میں سے اس کی ضرورت کے مطابق بلا کم و بیش دے۔ اس کا انتظام امام کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہی ان مصلحتوں کا جانتا ہے جن کے موافق علم در آمد کیا جا سکے۔

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جتنے مؤلفۃ القلوب آج کل ہیں اتنے کبھی نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو خدا کو ایک جانتا ہے۔ شرک سے تو وہ نکل آئے نکل آئے مگر ابھی ان کے دلوں میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہیں ہوئی اور نہ ان باتوں کی ان کے قلوب میں جگہ ہوئی جو آنحضرتؐ نے خدا کی طرف سے بیان فرمائیں کبھی تو جناب رسول خدا ان کی تالیف قلوب کرتے تھے اور ان کے بعد مومنین (یعنی امان دینے والے ہم ائمہؑ) کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کو پوری پوری معرفت حاصل ہو جائے۔ کافی اور عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلم یا مومن مر جائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو پس اگر وہ بدکاری اور فضول خرچی کے سبب سے نہیں ہے تو امام پر اس کا ادا کرنا لازم ہے اور اگر امام ادا نہ کریگا تو اس شخص کے ذمہ اس کا وبال رہے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الخ پس مقروض مسلم یا مومن صنف غارمین میں داخل ہے جن کا حصہ خدائے تعالیٰ نے صدقات میں قرار دیا ہے۔ اگر وہ حصہ امام کے پاس موجود ہے اور اگر امام اس حصہ کو روک رکھے گا تو قرضدار وبال سے بری نہیں ہو سکتا۔ (امام چونکہ عادل ہے لہٰذا وہ بلا وجہ موجہ کسی کو گرفتار وبال کیوں رہنے دیگا) کافی میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدوی عربوں کے صدقات بدوی عربوں ہی پر تقسیم کر دیتے تھے اور شہریوں کے صدقات شہریوں کو دیتے تھے اور ان سب کو برابر کا حصہ عطا نہ فرماتے تھے بلکہ جتنے مستحقین آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو جس کو وہ جناب جتنے کے لائق دیکھتے تھے اتنا ہی عطا فرما دیتے تھے۔ کیونکہ صدقات دینے کا نہ کوئی وقت مقرر ہے اور نہ یہ وظیفہ ہے جو برابر کا حصہ دیا جائے۔ آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ یہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ اور ان لوگوں کا حصہ جن کو آزاد کرانا مقصود ہو عام ہے اور باقی سہام خاص ہیں جو انھیں لوگوں کو دیئے جائیں گے جن کو معرفت حاصل ہو چکی ہوگی وہ حصے غیروں کو نہ دیئے جائیں گے۔ الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کو صرف دو صورتوں میں صدقہ لینا جائز ہے۔ ایک وہ وقت جبکہ وہ بے حد پیاسے ہوں پس جب ان کو پانی ملے تو اتنا پی لیں جتنے سے پیاس بجھ جائے۔ دوسرے یہ کہ آپس کے صدقات لے لیں (یعنی بنی ہاشم کا صدقہ بنی ہاشم پر جائز ہے۔ من لایحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکاتب غلام کے بارے میں جو اپنی آزادی کے بارے میں حصہ حصہ ادا کر چکا ہو اور باقی بوجہ محتاجی کے نہ ادا کر سکتا ہو دریافت کیا تھا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کا بقیہ صدقات سے دے کر اس کو ادا کر دیا جائے۔ اسی لئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَفِی الرِّقَابِ اور اس سے مراد ایسے ہی غلام ہیں۔

صفحہ ۲۳۴ نوٹ ۲ | وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ عبد اللہ ابن نفیل ایک منافق تھا جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آ بیٹھتا تھا اور آنحضرتؐ کے کلام کو سن کر منافقوں میں جا کر بیان کر دیتا تھا اور حضرتؐ کی چغلیاں کھاتا تھا۔ پس جبرئیل امینؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ منافقوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس بیٹھتا ہے اور آپ کی چغلیاں منافقوں سے جا کر کھاتا ہے اور آپ کی باتیں منافقوں تک پہنچاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے؟ جبرئیل نے عرض کی وہ شخص وہ ہے جس کا رنگ سیاہ، سر بڑا، بال گھنے، آنکھیں بڑی بڑی اور زبان شیطان کی سی زبان ہے۔ آنحضرتؐ نے اس شخص کو بلا کر خبر دی تو وہ قسم کھا گیا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا میں تیری قسم قبول کئے لیتا ہوں مگر آئندہ ایسا نہ کیجیو۔ جب وہ اپنے یاروں میں پلٹ کر آیا تو کہنے لگا کہ محمدؐ تو کانوں کے بڑے کچے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو خبر دی کہ میں ان کی چغلیاں کھاتا اور ان کی خبریں پہنچا دیتا ہوں تو اس کو مان لیا اور جب میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا تو میری بات مان لی۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ط قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ جس کے آخری الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ جو کچھ فرماتا ہے رسولؐ اس کی بھی تصدیق کرتا ہے اور جو کچھ تم عذر پیش کرتے ہو ظاہر میں اس کو مان لیتا ہے مگر باطن میں نہیں۔ اس مان لینے کی بنا یہ ہے کہ جیسا تمہارا ایمان ظاہری ہے ویسے ہی رسول کی تصدیق بھی ظاہری ہے۔

صفحہ ۲۳۴ نوٹ ۳ | یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مومنوں سے قسم کھا کھا کے کہتے تھے کہ ہم تم ہی میں سے ہیں اور اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں کو راضی کر لیں۔

صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۲ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ : تفسیر مجمع البیان میں قرأت اہلبیت علیہم السلام ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِيْنَ اور انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کبھی منافقین سے لڑائی نہیں کی بلکہ ان کی تو تالیف قلب کرتے تھے اور منافقین کفر کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے اور ان کے کفر کے متعلق خدا کا علم ان کے قتل کا مباح ہونے کا باعث نہیں ہو سکتا تھا اس لئے کہ ظاہر میں تو وہ ایمان کا اظہار کرتے تھے پھر قتل کیا اور جہاد کیوں؟) تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تو یوں نازل ہوئی تھی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ بِالْمُنٰفِقِيْنَ اس لئے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے منافقین سے تلوار کے ذریعہ سے کبھی جہاد ہی نہیں فرمایا۔ یہ قول تو سورۂ توبہ کے متعلق ہے اور سورۂ تحریم کی تفسیر میں خدائے تعالیٰ اس قول کے متعلق یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ وہاں کی آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کفار سے جہاد فرمایا تھا اور علی مرتضیٰ نے منافقین سے اور اس طرح جناب علی مرتضیٰ کا جہاد عین جہاد رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا جہاد تھا۔ ۱۲

صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۳ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے کعبۃ اللہ میں باہم قسم کھائی تھی کہ بعد رسول امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ رہنے دیں گے۔ یہ تو ان کا کفر تھا اور پھر گھاٹی میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی گھات میں جا بیٹھے اور آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا۔ اور اسی تفسیر میں کسی دوسرے موقع پر ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور آنحضرتؐ نے ان کو بلایا تو آنحضرتؐ کے سامنے ان لوگوں نے حلف بیان کیا کہ نہ ہم نے ایسا کہا اور نہ ہم نے ایسا قصد کیا۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ کے دن جناب امیر کو اپنا قائم مقام کرنا چاہا ہے تو آنحضرتؐ کے سامنے منافقین میں سے سات شخص تھے اور وہ سانوں یہ تھے ابوبکر، عمر، عبدالرحمان ابن عوف، سعد ابن ابی وقاص، ابوعبیدہ ابن الجراح، سالم مولائے ابوحذیفہ، مغیرہ ابن شعبہ۔ اور اسی وقت عمر نے آنحضرتؐ کی شان میں یہ الفاظ کہے کہ اس شخص کی دونوں آنکھیں نہیں دیکھتے ہو گویا مجنون کی سی آنکھیں ہیں۔ ابھی ابھی یہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرے پروردگار نے ایسا کہا ہے اور ایسا کہا ہے پس آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور کہا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ (تمہاری جانوں کا مالک تم سے زیادہ کون ہے؟) سب نے جواب دیا، اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (اللہ اور اس کا رسولؐ) آنحضرتؐ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ (یا اللہ اب تو ان کے اس قول کا گواہ رہیو) پھر فرمایا اَلَا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (آگاہ رہو جس کا میں مالک و حاکم ہوں علیؑ اس کا مالک اور حاکم ہے) پھر حکم دیا سَلِّمُوْا عَلَيْهِ بِاِمْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آج سے علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو کہ یا علیؑ کا امیر المومنین ہونا بصدق دل تسلیم کرو) اس وقت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو ان لوگوں کے قول کی خبر دی۔ آنحضرتؐ نے ان کو بلا کر دریافت کیا تو صاف انکار کر گئے اور قسمیں کھانے لگے اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت اہل عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس لئے کہ انھوں نے یہ بات اپنے دلوں میں ٹھان لی تھی کہ جب جناب رسولخدا غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت عقبہ میں پہنچیں گے تو آنحضرتؐ کو قتل کر ڈالیں گے اور تجویز اس کی یہ سوچی تھی کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں گے پھر حضرتؐ سمیت اس ناقہ کو نیچے کی طرف دھکیل دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو خبردار فرما دیا۔ یہ بات آنحضرتؐ کے معجزات میں سے تھی کیونکہ بغیر وحی ایسے امور پر مطلع ہونا ممکن نہیں۔ حاصل کلام جناب رسول خدا مقام عقبہ پر تن تنہا پہنچے اس طرح کہ عمارؓ حضرت کے ناقہ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے اور حذیفہ ابن الیمان پیچھے پیچھے اونٹ ہانکتے چلے آ رہے تھے کیونکہ اور سب لوگوں کو آنحضرتؐ نے یہ حکم دے دیا تھا کہ بادی میں ہو کر چلیں اور وہ لوگ جنھوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ تعداد میں بارہ یا پندرہ تھے۔ جناب رسول اللہؐ نے ان سب کو پہچانا اور ان کے نام لے لے کر بتا دیا۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آٹھ ان میں سے قریش میں سے تھے اور چار عرب عرب میں سے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداؐ غدیر خم میں جو کچھ فرما چکے اور لوگ اپنے اپنے خیمہ میں پہنچ گئے تو حضرت مقدادؓ کا گزر ایک گروہ کے پاس سے ہوا جو آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دیکھو تو سہی جب محمدؐ کی موت قریب پہنچی اور زندگی کے دن پورے ہو چکے اور کوچ کا وقت قریب آ لگا تو یہ ارادہ کیا کہ اپنے بعد علیؑ کو سہارا حاکم بنا جائے۔ خدا کی قسم (اس ارادہ میں جیسی کچھ کامیابی ہوگی) اسے بھی معلوم ہو جائیگا) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپس میں) آگے بڑھ گئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ندا کر دو نماز کے لئے سب لوگ جمع ہو جائیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپس میں انھوں نے کہا کہ مقداد نے ہم پر تہمت لگائی ہے تو آؤ ہم بھی حاضر ہو کر اس کے برخلاف ہو کر حلف اٹھائیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ لوگ آ کر جناب رسول خداؐ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اسی کی قسم جس نے آپ کو مبعوث مبعوث کیا ہے اور اسی کی قسم جس نے آپ کو بزرگی بخشی ہے اور اسی کی قسم جس نے آپ کو نوع انسانی پر فضیلت دی ہے جو خبر آپ کو پہنچی ہے یہ بات سچے ہرگز نہیں کہی۔ اس پر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا (یا محمدؐ لیلۃ العقبۃ) بِمَا لَمْ يَنَالُوْا الخ وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ انھوں نے ایسا نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کفر کا کلمہ ضرور کہا وہ اپنے اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے اور (اے محمدؐ عقبہ سے گزرنے والی رات کو) انھوں نے اس بات کا قصد ضرور کیا جس میں کامیاب نہ ہوئے۔ ابان بن تغلب سے منقول ہے جبکہ شہنشاہ انس و جن نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا وزیر بنایا اور غدیر خم میں مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فرمایا تو حاضرین میں سے دو قریشیوں نے سر ہلا کے کہا کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں وہ تو کبھی نہ ہونے پائے گا۔ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی تو آنحضرتؐ نے ان دونوں کو بلا کر واقعہ پوچھا دونوں صاف مکر گئے اور جھوٹی قسمیں کھانے لگے۔ پس جبرئیل امین نازل ہوئے

اور یہ آیہ لائے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ دونوں بتکلف حاکم بھی بنے اور مرسل بھی گئے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے کعبہ میں بیٹھ کر باہم یہ حلف لیا تھا کہ امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے اسی کو خدائے کلمہ کفر فرمایا ہے۔ پھر یہی لوگ گھاٹی میں جناب رسول خداؐ کے قتل کے ارادہ سے گھات میں جا بیٹھے تھے جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا۔ علامہ ابن بابویہ القمی نے باسناد خود حضرت حذیفہ ابن الیمان سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت جناب رسول خداؐ کی اونٹنی کو بھڑکانا چاہا وہ مندرجہ ذیل چودہ آدمی تھے۔ ابوالمنذر (ابوبکر) ابوالدواہی (عمر) ابوالمعارت (عثمان) عفانؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ ابن ابی وقاص۔ ابوعبیدہ ابن الجراح۔ ابوالاعور۔ مغیرہ۔ سالم مولا ابی حذیفہ۔ خالدؓ ابن الولید۔ عمروؓ ابن العاص۔ موسیٰ الاشعری۔ عبدالرحمن ابن عوف۔ انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا۔ علامہ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب معاملہ غدیر خم پر افسوس اور لوگ وہاں سے چلے گئے تو ایک مقام پر قریش میں سے چند آدمی بیٹھے ہوئے واقعہ غدیر خم پر افسوس کر رہے تھے۔ ناگاہ ایک گوہ کا ان کے پاس سے گزر ہوا۔ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش! محمدؐ اس گوہ کو ہمارا حاکم بنا دیتے تو اچھا ہوتا۔ علیؑ کو نہ بناتے۔ یہ باتیں حضرت ابوذر غفاری نے بھی سن لیں اور انھوں نے جناب رسول خدا کو اس امر سے آگاہ کر دیا۔ آنحضرتؐ نے کسی کو بھیج کر انھیں بلوایا اور ان کی کہی ہوئی باتیں ان کے سامنے دہرائیں۔ سب بلاعذر نے صاف انکار کر دیا اور حلف اٹھا لیا کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَحْلِفُوْنَ الخ۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ زمین نے کسی ایسے کا بوجھ نہیں اٹھایا اور آسمان نے کسی ایسے پر اپنا سایہ نہیں ڈالا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔

قول مترجم۔ مراد آنحضرتؐ کی یہ ہے کہ غیر معصومین میں حضرت ابوذر سب سے زیادہ سچے ہیں تو بشہادت پیغمبر خداؐ یہ صدیق ہوئے نہ کہ وہ جن کو یار لوگوں نے بنا دیا۔

تفسیر عیاشی میں جابر ابن ارقم سے منقول ہے کہ ہم لوگ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید ابن ارقم کا بھائی حدیثیں بیان کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک شخص گھوڑے پر سوار مسافرانہ ہیئت سے ہمارے قریب آیا اور گھوڑا روک کر اس نے سلام کیا اور پوچھا آیا تم لوگوں میں زید ابن ارقم بھی ہے؟ زید نے جواب دیا کہ ہیں ہوں۔ زید ابن ارقم سے آپ کو کیا کام ہے؟ اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں کہاں سے آرہا ہوں؟ زید نے کہا مجھے کیا خبر تم کس جگہ سے آرہے ہو؟ وہ سوار بولا میں فطاس مصر سے اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے جناب رسول خداؐ کی ایک حدیث کے بارے میں دریافت کروں جو آپ نے بیان کی ہے اور مجھے اس کی خبر پہنچی ہے۔ زید نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟ سوار نے جواب دیا وہ حدیث غدیر خم ہے جو ولایت جناب علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں ہے۔ زید نے کہا عزیز من واقعہ غدیر خم سے پہلے کا قصہ میں تم سے بیان کرتا ہوں (دل لے سن لو) وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت روح الامینؑ ولایت علی ابن ابیطالبؑ کا حکم لے کر جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے بعض اصحاب کو جن میں یہ خادم بھی تھا طلب فرما کے معاملہ ولایت میں مشورہ کیا تاکہ زمانۂ حج میں حکم الٰہی امت تک پہنچا دیں۔ اس وقت ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا جو ہم رائے دیتے۔ جناب رسول خداؐ گویہ فرمانے لگے۔ جبرئیل امینؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ گریہ کیوں فرماتے ہیں۔ کیا امر کو امر الٰہی کی تبلیغ پر رونا آگیا؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا حاشا وکلا! اے جبرئیل!! یہ وجہ نہیں ہے اے جبرئیل! خدا خوب جانتا ہے کہ جب قریش نے میری خلافت کو نہ مانا تو ان کے ہاتھوں مجھے کبھی کبھی ایذائیں پہنچیں۔ یہاں تک کہ خدا نے مجھے جہاد کا حکم دیا اور آسمان سے لشکر کے لشکر میری مدد کے لئے اتارے (اور ان لشکروں سے میری مدد کی (تب کہیں اسلام کی یہ صورت بنی)۔ اب مجھے خوف یہ ہے کہ یہ لوگ میرے بعد علیؑ ابن ابیطالبؑ کی امامت وحکومت کا کیسے اقرار کریں گے۔ یہ سن کر جبرئیل امین واپس چلے گئے پھر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! کیا آپ اس حکم کو جو وحی کا حصہ ہے امت تک نہ پہنچائیں گے اور اس کی وجہ سے خواہ مخواہ دلتنگ رہیں گے؟ (دلے سوازا) جب ہم حج سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف پلٹے اور جحفہ میں اترے تو ہم نے اپنے خیمے نصب کر دیے۔ اسی وقت جبرئیل امین آیہ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ حضرت جناب رسول خدا میں آئے۔ ہم لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے کہ یکایک جناب رسول خداؐ کی آواز سنی کہ وہ جناب فرما رہے ہیں أَيُّهَا النَّاسُ داعی اللہ کی بات کو مانو۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ یہ آواز سنکر ہم لوگ دھوپ کی گرمی میں دوڑتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا سر پر کہ وہ جناب حرارت آفتاب کی وجہ سے ایک کپڑا سر پر باندھے ہوئے ہیں نیچے ڈالے ہوئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ہم لوگوں کو درختوں کے نیچے صفائی کرنے کا حکم دیا۔ پس وہ مقام صاف کیا گیا جو کچھ وہاں جھاڑ جھنکاڑ کنکر پتھر تھا وہ سب ہٹا دیا گیا۔ اس وقت ایک شخص بولا بھلا اس مقام کے صاف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ ابھی یہاں سے کوچ کا ارادہ ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) مزدر کو کوئی بلا تم پر نازل ہونے والی ہے۔ پس جب وہ مقام صاف ہو گیا تو جناب رسول خداؐ نے حکم دیا کہ اپنے اونٹوں کے پالان اور رسیاں اور کاٹھیاں حاضر کرو۔ پس ہم لوگ یہ سب چیزیں لائے اور ان کو تلے اوپر رکھ کر (رسی سے کس کے) منبر کی صورت بنا دی۔ پھر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر آنحضرتؐ اسپر رونق افروز ہوئے۔ اول خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا بجالائے اس کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم! آگاہ ہو جاؤ عرفہ کی شام میرے پاس پروردگار عالم کا ایلچی حکم آیا تھا جس کے پہنچانے سے مجھے جھوٹوں کی تکذیب کا بیحد خوف ہوا۔ آج یہاں پہنچ کر پھر وہی حکم بڑی شدت سے آیا ہے کہ اب اگر اس کو بیان نہ لاؤں گا تو مستحق عتاب الٰہی کا ہو جاؤں گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اب مجھے اس کے بیان کرنے میں کسی کی مخالفت کا اندیشہ ہے نہ کسی کی قرابت کا لحاظ و پاس کہ اس کی محبت مجھے باز رکھ سکے۔ آیا ان میں! تمہارے نفسوں پر کون حاکم ہے؟ سب نے کہا اللہ۔ اور اس کا رسولؐ ہمارا حاکم ہے۔ آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ یا اللہ! تو گواہ رہنا اور اے جبرئیل! تم بھی ان لوگوں کے اقرار پر گواہ رہنا۔ پس جناب رسول خداؐ نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بازو پکڑ کے ہاتھوں پر بلند کر کے درگاہ خدا میں عرض کی اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ خدایا جس کا میں حاکم ہوں علیؑ بھی اس کا حاکم ہے۔ یا اللہ جو شخص علیؑ کو حاکم سمجھے تو اسے دوست رکھ اور جو کوئی علیؑ سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کیجیو۔ یا اللہ جو علیؑ کی نصرت کرے تو بھی اس کی مدد کیجیو اور جو علیؑ کی نصرت چھوڑ دے تو بھی اسکی

بدونہ کہجیو۔ تین مرتبہ آنحضرتؐ نے یہ دعا مانگی۔ پھر فرمایا ایہا الناس کیا تم لوگوں نے سن لیا جو میں نے کہا؟ سب نے ہاتھ اٹھا کر (کہا) خدا گواہ ہے ہم نے سن لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ سب نے کہا بے شک! آنحضرتؐ نے فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو اور اے جبرئیل تم بھی (میرے تبلیغ امر اور ان کے اقرار پر) گواہ رہنا۔ پھر آنحضرتؐ اتر آئے اور ہم لوگ اپنے اپنے ڈیروں میں چلے آئے۔ میرے خیمہ کے پہلو میں قریش کے ایک گروہ کا ڈیرہ تھا اور وہ گنتی میں تین آدمی تھے اور میرے ہمراہ حذیفہ ابن الیمان تھے۔ پس میں نے سنا کہ ان تین میں کا ایک (مدرک) کہہ رہا ہے۔ قسم بخدا یہ محمدؐ (معاذ اللہ) احمق ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے بعد علیؑ ابن ابیطالبؑ کی حکومت برقرار کر دے (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) دوسرا (پاجی) بولا کہ یہ سب کے سب بیوقوف ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ وہ مجنون ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہ تھا کہ وہ پسر ابوکبشہ کی زوجہ کے قبیح گرفتا چاہتا تھا۔ تیسرا (گدھا) بول اٹھا میاں چھوڑو بھی جانے دو چاہے وہ احمق ہو یا مجنون ہو۔ خدا کی قسم اس نے جو کہا ہے وہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ان نابکاروں کا بیہودہ کلام سن کر حذیفہ (جوش محبت جناب رسول خداؐ سے) غضب میں بھر گئے اور خیمہ کا کنارہ اٹھا کر ان کی طرف اپنا سر نکالا اور فرمایا کہ (اے منافقو! تم نے آئندہ کا حال بھی) جان لیا۔ حالانکہ جناب رسول خدا یہاں موجود ہیں اور ان کی معرفت وحی خدا تم کو سنا دی گئی ہے۔ خدا کی قسم کل صبح سویرے میں تمہاری باتوں کی خبر آنحضرتؐ کو ضرور دونگا۔ وہ مردود کہنے لگے کہ اے ابو عبداللہ! (اوہو) آپ یہیں تشریف رکھتے ہیں۔ ہماری باتیں آپ نے سن لیں (برائے خدا) آپ اس راز کو چھپا ڈالئے۔ کیونکہ پڑوسی کا بڑا حق ہے۔ اس کی امانت محفوظ رکھتے ہیں۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا کہ یہ موقع پڑوسی کی امانت چھپانے کا نہیں ہے۔ اگر میں اس خبر کو پوشیدہ رکھونگا تو خدا و رسول کا خیر خواہ کیسے رہونگا۔ وہ ملاعنہ بولے کہ اے ابو عبدہ! تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ خدا کی قسم ہم لوگ حلف اٹھالیں گے کہ ہنسی یہ باتیں نہیں کیں۔ حذیفہ ہم پر تہمت لگاتا ہے۔ تم بھی دیکھ لوگے کہ جناب رسول خدا تمہاری تصدیق کریں گے اور ہمیں جھوٹا جانیں گے حالانکہ دم ایک ہو اور ہم تین ہیں۔ حذیفہ نے جواب دیا کہ جب میں خدا و رسولؐ کا خلوص ادا کر دونگا تو مجھے ہرگز اس کی پروا نہیں ہے جو تمہارا جی چاہے کہے جاؤ اور کہہ دینا۔ پس حذیفہ خدمت جناب رسول خدا میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بھی ایک طرف تلوار حمائل کئے تشریف رکھتے تھے۔ ان منافقوں کی گفتگو سے حذیفہ نے جناب رسول خداؐ کو آگاہ کر دیا۔ آنحضرتؐ نے ایک آدمی ان کے پاس بھیجکر انہیں بلایا۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں نابکارو! تم نے کیا کہا تھا؟ سب (جھوٹے فریبی) بولے خدا کی قسم ہم نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ جو کچھ خبر حضور کو دی گئی ہے وہ سب ہم پر افترا اور بہتان ہے۔ اس وقت جبرئیل امینؑ یہ آیت یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ لے کر نازل ہوئے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لوگ جو چاہیں کہہ لیں۔ خدا کی قسم میرا دل میری پسلیوں میں اور میری تلوار میری گردن میں حمائل ہے۔ اگر یہ لوگ میرے قتل کا قصد کرینگے تو میں بھی ان کو جواب دے لونگا۔ جبرئیل امینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جو حادثے (علیؑ پر) پڑنے والی ہیں ان پر صبر فرمیجیے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل امینؑ کی پوری گفتگو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو سنا دی اور فرمایا اے علیؑ! اس وقت صابر اور راضی برضاء تقدیر رہنا۔ اس موقع پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (زید کی یہ تقریر سنکر) اس مجمع کا ایک بڈھا بول اٹھا اگر میں اس وقت موجود ہوتا جبکہ یہ بیہودہ ان لوگوں نے کی تھیں (اور میں کچھ نہ کہتا) تو میں گدھے سے بدتر تھا۔ اس بوڑھے کے پہلو میں ایک جوان بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ اے زید! (جیسا تم کہتے ہو) اگر یہ سچ ہے تو بیشک ہم لوگ گدھے سے بدتر ہیں۔

صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۴ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۝ : تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ (زمانۂ جاہلیت میں) ان (اصحاب رسول میں سے کوئی تو سری بیچا کرتا تھا اور کوئی پائے۔ کوئی عورتوں کے موباں بٹا کرتا تھا۔ پھر (ظاہر اسلام کی اطاعت کر لینے کے سبب سے) خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ سے ان کو مالدار بنا دیا تو بجائے شکر نعمت کے کفران نعمت کرنے لگے۔ حالانکہ واجب یہ تھا کہ شکر نعمت کرتے (اور وہ شکر نعمت کرنا یہ تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی وصیت کو ضائع نہ کرتے۔) ۱۲

صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۵ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ : تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ثعلبہ ابن حاطب ابن عمرو ابن عوف ہے۔ پہلے وہ محتاج تھا پھر اس نے اللہ سے وہ معاہدہ کیا (جو درج آیت ہے) اور جب خدا نے اس کو مال دیا تو ادا حقوق میں بخل کرنے لگا۔ الجواب ہے کہ یہ معاہدہ کرنے والا ثعلبہ ابن حاطب ہے جس نے یہ عرض کی تھی کہ یا رسول اللہؐ! خدا سے دعا کیجئے کہ مجھے مال عطا فرمائے اور آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ اے ثعلبہ وہ تھوڑا سا جس کا تو شکر یہ ادا کر سکے اس بہت سے بہتر ہے جس کا تجھ سے شکر نہ بن پڑے تو اس وقت اس نے عرض کی تھی کہ قسم اسی کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر پروردگار عالم مجھے مال عطا فرمائیگا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور بالضرور دیا کرونگا۔ آنحضرتؐ نے اس کے حق میں دعا مانگی۔ اس نے بھیڑ بکریاں پالیں تو وہ اتنی بڑھیں اتنی بڑھیں جیسے کیڑے بڑھ جاتے ہیں۔ یہانتک کہ مدینہ میں ان کے رہنے کیلئے جگہ نہ رہی تو وہ ان کو لیکر ایک وادی میں اتر گیا۔ اب جمعہ اور جماعت سے بھی محروم ہو گیا اور آنحضرتؐ نے صدقہ وصول کرنے والے کو اس کے پاس بھیجا کہ صدقہ وصول کر کے لائے تو اس نے بخل برتا اور کہنے لگا کہ واہ صاحب یہ تو جزیہ کی نظیر ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر اے ثعلبہ۔ تو اپنا عہد بھول گیا۔ ۱۲

صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۴ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ : العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ان کو ان کے ہنسنے کا بدلہ دیگا۔ ۱۲

صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۵ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ لوٹ کر آئے تھے اور عبداللہ ابن ابی مشہور منافق بیمار تھا اور اس کا بیٹا عبداللہ مومن تھا۔ پس یہ مومن عبداللہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایسے وقت آیا جبکہ اس کا باپ حالت احتضار میں تھا اس نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اگر آپ میرے

میرے باپ کے پاس تشریف نہ لائے تو ہمارے کنبہ پر یہ عیب لگایا جائیگا آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف نہ لے گئے۔ اس وقت بہت سے منافق اس کے پاس تھے۔ عبداللہ ابن عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس کیلئے استغفار فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے استغفار فرمایا۔ عرنے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا آپ کو خدا نے منع نہیں کیا ہے کہ منافقوں پر نماز نہ پڑھئے اور ان کیلئے استغفار نہ کیجئے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر منہ پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ عرض کی پس آنحضرتؐ نے فرمایا خدا مجھے غارت کرے یہ مجھے اختیار دیا گیا ہے پس میں اپنے اختیار کو کام میں لایا تو دیکھتا نہیں ہے کہ خدا فرماتا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ پس جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر مناسب ہو تو اس کے جنازہ پر بھی تشریف لے چلئے۔ پس آنحضرتؐ تشریف لیگئے اور اس کی قبر پر بھی کھڑے ہوئے۔ اس وقت عرنے پھر عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا خدا نے آپ کو منع نہیں فرمایا ہے کہ اگر کوئی منافق مر جائے تو نہ کبھی اس کی نماز پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو جئے۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تیرا برا ہو تو یہ بھی جانتا ہے کہ میں نے دعا یہ کی ہے اَللّٰهُمَّ احْشُ قُبُوْرَهُمْ نَارًا وَجَوْفَهُمْ نَارًا وَاصْلِهِمْ نَارًا (یا اللہ تو اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اس کے پیٹ کو بھی آگ سے بھر دے اور اس کو جہنم میں پہنچا دے) اس طرح (عمر کی چھیڑ خوانی سے) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ بات ظاہر ہوگئی جس کے اظہار کو آنحضرتؐ پسند نہ فرماتے تھے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ جب کسی میت کی نماز پڑھتے تو تکبیر کے بعد تشہد پڑھتے۔ دوسری تکبیر کے بعد انبیاء پر درود وسلام بھیجتے، تیسری تکبیر کے بعد عام مومنین کیلئے دعا فرماتے، چوتھی تکبیر کے بعد خاص اس میت کے حق میں دعا فرماتے اور پانچویں تکبیر کے بعد نماز ختم کر دیا کرتے تھے۔ جب سے پروردگار عالم نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت فرمائی تو اس وقت سے مومنین کے جنازہ کی نماز کا تو وہی طریقہ شرعی رکھا اور منافقین کے جنازہ کی نماز اس طرح ادا فرمانے لگے کہ پہلی تکبیر کے بعد تشہد پڑھتے، دوسری تکبیر کے بعد انبیاء پر درود وسلام بھیجتے، تیسری تکبیر کے بعد عام مومنین کیلئے دعا فرماتے اور چوتھی تکبیر پر نماز ختم فرما دیتے اور خاص اس میت کیلئے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔ قول مترجم آج تک ہمارے مخالف فرقہ میں یہی منافقوں والی نماز جاری ہے اور ہم لوگوں میں وہی مومنوں والی فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرد کی جنازہ کی نماز میں پانچ تکبیریں کہتے تھے اور ایک قوم کی نماز میں چار تکبیریں فرماتے تھے۔ ایک دن ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور سائل کے جواب میں فرمایا کہ یہ منافق تھا۔ حنان نے اپنے باپ سدیر سے اور سدیر نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ زمانۂ جناب رسولخدا میں ایک منافق مر گیا (اس کا بیٹا مومن تھا) آنحضرتؐ نے اس کے پاس کہلا بھیجا کہ جب تم جنازہ لیکر چلنے لگو تو مجھے خبر کر دینا پس جب وہ لوگ مرد کے کام انجام دے چکے ایک دن کو اطلاع کیلئے آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے اور اس میت کے فرزند کا ہاتھ پکڑ کے جنازہ کے ہمراہ چلے۔ عرنے اعتراض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپ کو خدا نے ان لوگوں پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں کے پاس کھڑے ہونے کو منع نہیں کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا جیسے ہی وہ لوگ جنازہ لئے ہوئے قبر پر پہنچنا چاہتے تھے کہ عر ابن خطاب نے جناب رسولخداؐ سے پھر وہی خطاب کیا کیا آپ کو خدائے تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں پر کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا ہے؟ ان لوگوں نے تو خدا و رسول کا انکار کیا ہے اور یہ کفر کی حالت میں مرے ہیں۔ آنحضرتؐ نے اس وقت عر سے فرمایا کہ تو نے نہ تو مجھ کو اس کی جنازہ پر نماز پڑھتے دیکھا اور نہ میں اس کی قبر پر کھڑا ہوا (پھر تو مجھ پر اعتراض کیوں کرتا ہے؟) چونکہ اس کا بیٹا با ایمان ہے ہم کو اس کا حق ادا کرنا ضروری تھا (اس لئے ہم چلے گئے) عر نے کہا کہ میں خدا کے غضب سے اور اے جناب رسولخداؐ آپ کے غضب سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ محمد ابن الحلبی جو نے اپنی ماں اسکر سے روایت کی ہے کہ میں (ایک روز) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گئی اور میں نے عرض کی کہ اے فرزند رسولخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے ایک مرتبہ فرقۂ مرجیہ کی ایک عورت (سفر حج میں) میرے ہمراہ تھی۔ جب قافلہ حیل اُثَیل کے پاس پہنچا تو سب آدمیوں نے احرام باندھ لیا اور اس عورت نے بھی احرام باندھ لیا لیکن میں نے وادی عقیق میں پہنچکر احرام باندھا پس وہ عورت بولی کہ اے گروہ شیعہ! تم لوگ اس چھوٹی سی بات میں بھی عام مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہو کہ انھوں نے تو کوہ اثیل سے احرام باندھا اور تم نے وادی عقیق سے۔ اسی طرح تم لوگ نماز میت میں بھی ان کے مخالف ہو کہ وہ تو میت پر چار تکبیریں کہتے ہیں اور تم لوگ پانچ تکبیریں کہتے ہو۔ (اے مولا!) وہ عورت خدا کی قسم کھا کر یہ بات کہہ رہی تھی کہ میت پر چار ہی تکبیریں کہنی چاہئیں۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ جناب رسولخداؐ کا دستور یہ تھا کہ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ پہلی تکبیر کے بعد تشہد پڑھتے تھے، دوسری کے بعد صلوات، تیسری کے بعد عام مومنین کیلئے استغفار، چوتھی کے بعد خاص اس میت کیلئے دعا، پانچویں پر ختم کر دیتے اور تشریف لے جاتے تھے اور جب سے خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو منافقین کے جنازہ پر نماز پڑھنے کو (یعنی چوتھی تکبیر کے بعد خاص ان کیلئے دعا کرنے کو) منع فرمایا تو اس دن سے وہ جناب منافقین کی نماز جنازہ یوں پڑھنے لگے کہ پہلی تکبیر کے بعد تشہد، دوسری کے بعد صلوات، تیسری کے بعد عام مومنین کیلئے استغفار اور چوتھی پر ختم کر دیتے اور خاص اس میت کیلئے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔

صفحہ ۲۳۸ نوٹ ۶ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا : خدائے تعالیٰ کا یہ فقرہ منافقوں کی دنیا اور آخرت کی حالت کی خبر دیتا ہے یعنی چند روزہ دنیا میں تو یہ ہنس لیں گے اور آخرت میں ابدالآباد کے لئے روتے رہیں گے۔ امر کے صیغے اس لئے استعمال کئے گئے ہیں کہ یہ سمجھ لیں کہ ایسا ہونا اور جزماً ہوگا اور ہنسنے اور رونے کا لفظ جو استعمال فرمایا یہ خوشی اور رنج کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

ضمیمہ متعلق پارہ یازدہم ۱۱

صفحہ ۲۴۲ نوٹ نمبر ۵ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب یہ زکوٰۃ حُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ماہِ مبارک رمضان میں نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ نے منادی کو حکم دیا کہ تمام آدمیوں کو خبر دے دے کہ تم پر اللہ نے نماز کی طرح زکوٰۃ بھی واجب فرمادی ہے پس منادی نے آواز دی اے مسلمانو! خدا نے تم پر اونٹ، گائے، بکری، جَو، گیہوں، خرما، انگور (کشمش و منقے) میں زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے سوا اور چیزوں میں معافی دی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں پھر اُن مسلمانوں کے مالوں میں سے کوئی چیز جناب رسولِ خدا کے پاس نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک سال ختم ہوگیا اور دوسرا ماہِ رمضان آگیا) پس ان لوگوں نے روزے رکھے۔ جب عید الفطر آئی تو حضرت نے پھر منادی کو ندا کرنے کا حکم دیا۔ منادی نے (مدینہ کے) تمام مسلمانوں میں پکار دیا اے مسلمانو! اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں۔ پھر حضرت نے مالِ زکوٰۃ تحصیل کرنے کیلئے عاملوں اور خراج زمین وصول کرنے والوں کو ان کے پاس بھیجا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جن لوگوں کا گمان یہ ہے کہ امام (زمانہ) آدمیوں کے مال کا محتاج ہے وہ کافر ہیں بلکہ وہ خود محتاج ہیں کہ امام ان کے مالوں کو قبول کرے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا اُن کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے لو کہ ان کو بھی پاک کردو اور اس زکوٰۃ لینے کی وجہ سے اُن کے مال کو بڑھادو۔

صفحہ ۲۴۲ نوٹ نمبر ۶ يَاخُذُ الصَّدَقَاتِ ؛ تفسیر عیاشی میں امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میں اپنے پروردگار کی جانب سے اس کا ضامن ہوں کہ صدقہ جب تک پروردگار کے ہاتھ نہ پہنچ لے بندے کے ہاتھ میں نہیں پہنچتا۔ اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاخُذُ الصَّدَقَاتِ۔ کافی میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ ہر شے کے قبول کرنے کے لیے ہم نے موکل مقرر کر دیئے ہیں سوائے صدقہ کے کہ اُسے میں اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ایک خُرما یا ایک خُرمے کا ٹکڑا بھی صدقے میں دیتا ہے تو اُسے میں اسی طرح پرورش کرتا ہوں جس طرح آدمی اپنی اولاد کو پرورش کرتا ہے اور قیامت کے دن وہ اُسے کوہِ اُحد کے برابر یا اُس سے بھی بڑا پائے گا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جب جناب امام زین العابدین علیہ السّلام کسی سائل کو کچھ عطا فرماتے تھے تو اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیتے تھے۔ کسی نے عرض کیا اے مولا آپ کس لیے سائل کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے پاس پہنچتا ہے پھر بندے کے ہاتھ میں جاتا ہے خدا نے ہر چیز پر ایک فرشتہ موکل کر دیا ہے مگر صدقہ پر کسی کو مقرر نہیں کیا پس وہ خدا ہی کے ہاتھ میں جائیگا راوی کہتا ہے میرا گمان یہ ہے کہ جناب روٹی یا درہم کو بوسہ دیا کرتے ہوں گے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جب کسی کو کچھ صدقہ دیتے تھے تو اُس کے ہاتھ میں رکھنے کے بعد اُٹھا لیتے تھے اور بوسہ دیکر سونگھتے تھے پھر اُسی کو دیدیتے تھے۔ الخصال میں ہے جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم کسی سائل کو صدقہ دو تو اُس سے دعا کا التماس کرو کیونکہ اُس کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگی اور اُس کے اپنے لیے قبول نہیں ہوگی جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا ایک دن میں نے ایک دینار صدقہ میں دیا تو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد کیا یا علیؑ کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ صدقہ جب مؤمن کے ہاتھ سے نکلتا ہے تو ستر شیطانوں کے جبڑوں کو توڑ دیتا ہے اور سائل کے قبضہ میں جانے سے پہلے پروردگار کے ہاتھ میں پہنچتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاخُذُ الصَّدَقَاتِ کیا اُنھوں نے یہ نہیں جانا کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور (اُن سے) صدقات لے لیتا ہے۔ معلّٰے ابن خنیس سے منقول ہے کہ ایک رات جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام دولتسرا سے برآمد ہوئے۔ اُس وقت کچھ بوندیاں پڑ رہی تھیں پس وہ جناب بنی ساعدہ کی جھونپڑیوں کی طرف چل نکلے میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا ناگاہ کوئی چیز حضرت کے دستِ مبارک سے چھوٹ پڑی۔ حضرت نے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اُرْدُدْ عَلَيْنَا فرمایا یعنی میں اللہ کا نام لیتا ہوں خدایا تو اس چیز کو میری طرف پھیر دے۔ اتنے میں یہ غلام بھی اُن جناب تک پہنچ گیا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضرت نے (جواب سلام دیکر) فرمایا کہ تو معلّٰے بن خنیس ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ حضرت نے فرمایا اے معلّٰے ذرا اس جگہ اپنے ہاتھ سے ٹٹولو جو کچھ تمہیں ملے وہ مجھے دیدو۔ میں نے جو تلاش کیا تو روٹیاں پھیلی ہوئی پائیں پس میں ایک ایک دو دو کر کے اٹھانے لگا۔ اُن جناب کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی جس کے بوجھ سے وہ حضرت تھک گئے تھے۔ میں نے عرض کیا اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ زنبیل حضور میرے حوالے کر دیں (میں اسے پہنچا دوں گا) حضرت نے جواب دیا اے معلّٰے (ابن خنیس) میں یہ نسبت تمہارے اس کام کے کرنے کا زیادہ حقدار ہوں۔ البتہ تم میرے ہمراہ چلے چلو۔ پس ہم دونوں قبیلۂ بنی ساعدہ کے جھونپڑے پر پہنچ گئے دیکھا ہم نے کہ ایک جماعت بڑی ہوئی سو رہی ہے۔ پس حضرت نے آخر تک کسی کے پاس ایک روٹی، کسی کے پاس دو روٹیاں چھپا دیں۔ یہاں تک کہ جب وہ جناب واپس ہوئے میں نے عرض کیا اے مولا کیا انھیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ان کے پاس روٹیاں رکھی ہیں حضرت نے جواب دیا نہیں اگر وہ جان لیتے تو ہم پر یہ بھی لازم تھا کہ ہم روٹی کے ساتھ نمک بھی اُن کو دیتے (آگاہ ہو جاؤ) خداوند عالم نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ہر ایک کے لیے ایک خازن مقرر کیا ہے جو اُسے محفوظ (جمع) رکھے مگر صدقہ کا حافظ خود خدا ہے۔ میرے پدر بزرگوار جب کسی کو صدقہ دیتے تھے تو سائل کے ہاتھ میں رکھ کے واپس لیتے تھے اور اُسے بوسہ دیکے سونگھتے تھے۔ پھر اُسی سائل کو عطا فرما دیتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے

پھر سائل کے ہاتھ میں جاتا ہے پس مجھے یہی مناسب ہے کہ میں صدقے کو جو م لیا کروں کہ وہ خدا کے ہاتھ میں گیا ہے۔ اور (آگاہ ہو جاؤ کہ) رات کے وقت صدقہ دینا خدا کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حساب (قیامت) میں آسانی پیدا کر دیتا ہے اور دن میں صدقہ دینا مال کو زیادہ کرتا ہے اور عمر کو بڑھاتا ہے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ دو چیزوں میں کسی کی شرکت مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی ایک وضو ہے جو میں اپنی نماز کے لیے کرتا ہوں دوسرے صدقہ ہے جو خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے۔

صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۱ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یوں نہیں ہے دراصل تھا وَالْمَأْمُوْمُوْنَ اور مامومون ہم ہیں۔ ۱۲

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ پس جب وہ منصبِ امامت پر فائز ہوتے ہیں تو ہر بستی میں ایک منارہ نور کا قائم کیا جاتا ہے جس کی روشنی میں بندوں کے اعمال کو وہ دیکھ لیتے ہیں۔ یزید عجلی کہتا ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا پس میں نے دریافت کیا اے مولا آیۂ اِعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ میں مومنون سے مراد کون ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا اس سے ہم اہلبیتِ رسالت مراد ہیں۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا اے مولا آیا بندوں کے اعمال جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں؟ حضرتؑ نے جواب دیا بیشک کیا تم نے قول باری تعالیٰ اِعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ میں غور نہیں کیا خدا نے اپنی مخلوق پر اپنے گواہ مقرر کیے ہیں عبداللہ بن ابان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا اے آقا آپ کے دوستوں میں سے ایک جماعت نے مجھے سفارشی بنایا ہے کہ آپ اُن کے حق میں دعا فرمائیں حضرتؑ نے فرمایا والد میں ہر روز اُن کے اعمال خدا کی حضور میں پیش کرتا ہوں۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا اے مولا ابوالخطاب یوں کہتا تھا کہ جناب رسولِ خدا کے سامنے ہر پنجشنبہ کو آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ آنحضرتؐ کے سامنے اُن کی کل اُمت کے اعمال خواہ وہ نیک ہوں یا بد ہر صبح کو پیش ہوتے ہیں پس تم کو بداعمالیوں سے بچنا چاہیئے اور یہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ یہ کہکر حضرتؑ خاموش رہے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ مؤمنون سے حضرات ائمہ علیہم السّلام مراد ہیں۔ یعقوب بن شعیب نے حضرت صحیح ناطق جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں مؤمنون سے حضرات ائمہ طاہرین مراد ہیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ آنحضرتؐ چند اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ تم لوگوں میں میرا موجود رہنا میری مفارقت سے بہتر ہے اور میری مفارقت بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ یہ سن کر جابر بن عبداللہ انصاری اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ کا وجود ہم لوگوں میں آپ کی رحلت سے افضل ہے لیکن آپ کا مفقود ہو جانا کیونکر بہتر ہوگا؟ حضرتؐ نے جواب دیا میرا ہونا تمہارے واسطے اس لیے اچھا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ اس آیت میں عذاب سے مراد تلوار کا عذاب ہے۔ اب رہی میری مفارقت۔ وہ تمہارے لیے یوں اچھی ہوگی کہ تمہارے اعمال ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ اگر وہ اعمال اچھے ہوں گے تو اس کا میں خدا کی جناب میں شکر ادا کیا کروں گا۔ اور اگر بُرے ہوں گے تو میں تمہارے لیے استغفار کیا کرونگا۔ داؤد بن کثیر رقی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُن جناب نے خود بخود مجھ سے ارشاد کیا کہ اے داؤد پنجشنبہ کے دن تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوئے پس میں نے اُن عملوں میں ایک یہ عمل بھی پایا کہ تم نے اپنے فلاں چچازاد بھائی کا صلۂ رحم ادا کیا (تم نے اس کی مصیبت میں مدد کی) اُس سے میں خوش ہو گیا۔ اس لیے کہ تمہارے صلۂ رحم سے مجھے معلوم ہو گیا کہ بہت جلد اُس کی زندگی تمام ہو جائے گی۔ داؤد کہتا ہے میرا ایک چچازاد بھائی بیحد دشمن خدا ناصبی۔ خبیث تھا مجھے اس کی اور اس کے عیال کی خرابی حال اور فقر و فاقہ کی خبر پہنچی تو میں نے اُس کے پاس خورد و نوش کا سامان مکہ معظمہ کی طرف سفر کرنے سے پہلے بھیجدیا۔ پس جب میں مدینہ آیا تو جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے یہ واقعہ مجھ سے بیان فرمایا جسے علبی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اے مولا کوئی حدیث حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام کی شان میں بیان فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا آیا تفصیل سے بیان کروں یا مجملاً؟ میں نے عرض کیا مجملاً ہی سہی۔ حضرتؑ نے جواب دیا عَلِيٌّ بَابُ الْهُدٰى مَنْ تَقَدَّمَهٗ كَانَ كَافِرًا وَّمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ كَانَ كَافِرًا ۔ یعنی حضرت علیؑ بن ابی طالب باب ہدایت ہیں جو اس دروازے سے آگے بڑھ جائے وہ بھی کافر ہے اور جو اس دروازے سے پیچھے رہے وہ بھی کافر ہے میں نے عرض کیا اے آقا کچھ اور ارشاد فرمایئے حضرتؑ نے ارشاد کیا آگاہ ہو جاؤ روز قیامت عرش کی داہنی جانب ایک منبر رکھا جائے گا جس کی چوبیس سیڑھیاں ہوں گی پس جناب امیر المومنین علیہ السّلام اپنے دست مبارک میں لواء الحمد لیے ہوئے تشریف لائیں گے اور اُس منبر پر رونق افروز ہوں گے۔ پھر تمام مخلوق اُن حضرتؑ کے سامنے پیش ہوگی جس کو وہ جناب پہچانتے ہوں گے۔ وہ تو جنت میں داخل ہوگا اور جس سے وہ حضرت واقف نہ ہوں گے وہ سب دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا آیا کوئی آیت قرآنی اس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں تم اس قول باری تعالیٰ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ میں کیا کہتے ہو؟ خدا کی قسم مؤمنوں سے علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام (اور آئمہؑ اولاد آنحضرتؐ) مراد ہیں۔

صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۲ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے مشرک تھے جنھوں نے امیر حمزہؓ اور جعفر طیارؓ اور اس قسم کے مومنوں کو قتل کیا تھا پھر وہ داخل اسلام ہو گئے اور شرک چھوڑ دیا مگر ادھر تو ان کے دلوں نے اب تک ایمان کی معرفت نامہ حاصل نہیں کی تھی کہ مومن ہو جاتے اور اُن کے لیے جنّت واجب ہو جاتی اور نہ کفر و انکار ہی پر اڑے رہے کہ جہنم ان کے لیے واجب ہوتا۔ پس وہ اُس حالت میں رہے جسے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۳ مَسْجِدٌ ضِرَارًا ۔ الجوامع میں روایت ہے کہ عمرو ابن عوف نے اس وقت میں جبکہ مسجد قبا تیار ہوئی اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اس میں نماز پڑھنے لگے تو برادرانِ قبیلۂ عثم ابن عوف بدرشک کیا اور یہ کہا کہ ہم اپنی مسجد علیحدہ تیار کریں گے اور اس میں نماز پڑھا کریں گے اور محمدؐ کی جماعت میں نہ داخل ہوں گے پس انھوں نے مسجد قبا کے برابر ایک مسجد بنائی اور جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

غزوۂ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے اُس وقت اگر یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ چل کر اس میں نماز پڑھا دیں۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ میں تو سفر کو جا رہا ہوں اور جب حضرت غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو یہ آیتہ نازل ہوئی پس آنحضرتؐ نے ایسے لوگوں کو بھیجدیا جنھوں نے مسجد کو منہدم کر دیا اور جلا دیا۔ اور حضرتؐ نے حکم دیا کہ بجائے اس کے منزبلہ بنا دیا جائے کہ لوگ اُس پر مُردار اور کوڑا کرکٹ ڈالا کریں۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۴ تَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسجد قبا میں نماز کے لیے جمع ہوئے تھے اور اُن منافقین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کو اس مسجد سے باہر کرا دیں اور اُن میں پھوٹ ڈلوا دیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۵ لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۔ اس سے مراد ہے ابو عامر راہب، ایک قول کے بموجب ان لوگوں نے یہ مسجد اس غرض سے بنائی تھی کہ ابو عامر راہب جب شام سے آجائے گا تو اُس میں ان کو نماز پڑھائے گا۔ اجوامع میں ہے کہ ایام جاہلیت میں ابو عامر راہب رہ چکا تھا۔ جب جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو اس نے آنحضرتؐ سے حسد کیا اور حضرتؐ کے کام میں خرابی ڈالنی چاہی۔ پھر فتح مکّہ کے بعد بھاگ کر روم میں چلا گیا اور عیسائی ہو گیا اور یہ لوگ متوقع تھے کہ وہ پھر واپس آئیگا اور اُسی کیلئے یہ مسجد تیار کی تھی کہ وہ آکر نماز پڑھائے گا۔ اور آنحضرتؐ کے برخلاف اُس کو قوت دیں گے وہ چونکہ پہلے کئی غزووں میں آنحضرتؐ سے لڑ بھی چکا تھا۔ اب شام کو اس لیے گیا تھا کہ قیصر سے لشکر لے کر آئے اور اس کے ذریعہ سے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے لڑے۔ اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی اور قنسرین میں مر گیا۔

قمّی نے اس آیت کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آیا آپ ہم کو اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ محلۂ بنی سالم میں ایک مسجد بنالیں جس میں ہمارے بیمار اور بوڑھے پھونس اور ہم لوگ بارش کی رات میں نماز پڑھ لیا کریں حضرتؐ اس وقت سفر تبوک کی تیاری میں مصروف تھے مسجد بنانے کی اجازت اُن کو دیدی۔ وہ بولے یا رسولؐ اللہ ہماری آرزو یہ ہے کہ حضور وہاں تشریف لے جا کے اُس مسجد میں نماز پڑھ لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اب تو میں سفر میں جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ بعد واپسی اُس مسجد میں آکر نماز پڑھوں گا۔ پس جب اُن جناب نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو یہ آیت ابو عامر راہب اور مسجد کی مذمت میں نازل ہوئی۔ حالانکہ وہ منافقین رسولؐ اللہ کے سامنے قسمیں کھا چکے تھے کہ ہم یہ مسجد نیکی اور صلاح کے لیے بناتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ط (اس سے مراد ہے ابو عامر راہب جو ان لوگوں کے پاس آکر جناب رسولؐ خدا کا اور آنحضرتؐ کے اصحاب کا ذکر کیا کرتا تھا) وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ط لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ (اس سے مراد ہے مسجد قبا) اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (ان لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو پانی سے طہارت کیا کرتے ہیں) سورۂ بقرہ کی آیت لَا تَقْتُلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تفسیر میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو بادشاہ دومۃ الجندل کا ارادہ معلوم ہوا جس کی بہت بڑی سلطنت نواحیٔ عرب میں ملک شام کے متصل تھی اس سے متعلق خبریں آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں اور وہ بادشاہ جناب رسولؐ خدا کو اصحاب سمیت قتل کرنے کی دھمکی دیا کرتا تھا اصحاب جناب رسولؐ خدا کو اس کی طرف سے خوف اور ڈر تھا پھر منافقوں نے مخالفت جناب رسولؐ خدا پر آپس میں اتفاق کر لیا اور سب نے ابو عامر راہب سے جس کا نام حضرتؐ نے فاسق رکھا تھا بیعت کر لی اور اس کو اپنا امیر بنا لیا اور سب کے سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ ابو عامر راہب نے منافقین سے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں مدینے سے چند روز کے لیے چلا جاؤں تاکہ مجھ پر الزام نہ آنے پائے اور اتنے دن غائب رہوں کہ تم لوگوں تدبیر پوری ہو جائے اور تم لوگ اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کو لکھ بھیجنا کہ وہ آکر مدینہ کو تباہ و برباد کر دے۔ پس خداوند عالم نے اپنے رسولؐ پر وحی بھیجی اور منافقوں کے مشورے اور اتفاق رائے سے مطلع کیا۔ اور حکم دیا کہ آپ تبوک پر چڑھائی کر دیں۔ اور جناب رسولؐ خدا کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی غزوہ کو تشریف لے جاتے تو غیروں سے اپنے مافی الضمیر کو پوشیدہ رکھا کرتے سوائے اس غزوہ تبوک کے کہ اس کے متعلق آنحضرتؐ کے دل میں جو کچھ تھا وہ ظاہر فرما دیا تھا۔ اور منافقوں کو اس کا موقع دیا تھا کہ اس غزوہ کے بارے میں جو چالیں وہ چل سکیں چلیں یہی غزوہ تبوک وہ لڑائی ہے جس میں منافق ذلیل اور رسوا ہوئے۔ اور اسی جنگ میں شریک نہ ہونے کے سبب خدا نے ان کی مذمت فرمائی ہے اور جناب رسولؐ خدا نے وحی خدائے تعالیٰ کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ اور یہ اظہار فرمایا کہ خدائے تعالیٰ عنقریب ہم کو اکیدر پر غلبہ دیگا۔ وہ ہمارے ہاتھوں میں قید ہو جائیگا اور اس شرط پر صلح کر لیگا کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے ماہ رجب میں اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے ماہ صفر میں دیتا رہے اور یہ بھی خبر دیدی کہ میں اتنی دن میں بسلامت مدینہ لوٹ آؤں گا۔ نیز جناب رسولؐ خدا نے اُن سے فرمایا کہ موسیٰؑ نے (چلتے وقت) اپنی قوم سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں تم سے اتنی راتوں کا وعدہ کرتا ہوں کہ مدت مذکورہ پر تمھارے پاس بسلامت مال غنیمت لیے ہوئے۔ مظفر و منصور واپس آجاؤں گا نہ وہاں کوئی لڑائی ہوگی اور نہ کسی مومن کی کوئی شکایت پیش آئیگی۔ منافقوں نے آپس میں کہا خدا کی قسم یہ آخری دفعہ ہے جس کے بعد یہ کوئی خبر نہ دیا کریں گے۔ ان کے بعض صحابی گرمی کی شدّت میں ہلاک ہو جائیں گے اور بعضے صحرا کی گرم ہواؤں کی وجہ سے مر جائیں گے اور بعضے وہاں کا خراب اور بدمزہ پانی پی کر مر جائیں گے۔ جو اس سے بچ رہیں گے وہ اکیدر کے ہاتھوں یا تو مارے جائیں گے یا زخمی ہو جائیں گے۔ پس منافقوں نے حیلہ بہانہ کر کے ہمراہ نہ جانے کی اجازت لے لی۔ کسی نے کہا مجھے گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہے کسی نے بہانہ کیا میں بیمار ہوں۔ کسی نے اپنے عیال کی بیماری کا عذر کیا غرض آنحضرتؐ نے سبھی کو اجازت دے دی پس جب دو سو دن ہوا اور حضرتؐ کا ارادہ تبوک کے طرف جانے کا مصمم ہو گیا تو منافقوں نے عمداً مدینہ کے باہر ایک مسجد بنائی۔ اُس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ وہ لوگ اس میں جمع ہوتے۔ نماز کے پیرایہ میں وہ اپنی تدبیریں اس جگہ کیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ اپنے ارادوں کو سہل طریقوں سے پورا کر سکیں۔ پھر ایک گروہ منافقوں کا جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہمارے مکان آپ کی مسجد سے دور ہیں۔ اور ہم کو بغیر جماعت نماز پڑھنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور ہر جماعت میں حاضر ہونا بھی ہمارے امکان سے باہر ہے اس لیے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے ہماری آرزو یہ ہے کہ حضور وہاں تشریف لے چلیں اور ہم لوگوں کو نماز جماعت پڑھائیں۔ تاکہ حضورؐ کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھ کے ہم لوگ برکت حاصل کیا کریں۔ چونکہ آنحضرتؐ کو منافقوں کے قصد اور ارادے سے خدا نے ابھی اطلاع نہیں دی تھی اس وجہ سے آنحضرتؐ نے

ان کی دعوت قبول فرمالی اور حکم دیا کہ میرا گدھا لیفور لاؤ جب وہ آگیا تو حضرتؐ اُس پر سوار ہوئے اور اُن کی مسجد کا قصد کیا لیکن ہر چند آنحضرتؐ نے اور اصحاب نے اُسے مسجد منافقین کی طرف ہانکا مگر وہ نہ چلا مگر جب دوسری طرف چل نکلا۔ یہ حال دیکھکر حضرتؐ نے فرمایا شاید اس نے مسجد کی طرف کوئی چیز دیکھ لی ہے جبھی تو اس طرف کا رُخ نہیں کرتا۔ اچھا میرا گھوڑا لاؤ اس پر سوار ہوکر جاؤں گا۔ جب گھوڑا حاضر کیا گیا آنحضرتؐ اس پر سوار ہوئے اور مسجد منافقین کی طرف ہانکا مگر وہ بھی نہ چلا۔ پھر اصحاب نے اُسے حرکت دی لیکن اُسے بالکل جنبش نہ ہوئی۔ اور جب دوسری طرف کو چلایا تو بخوبی چل نکلا۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اس نے بھی کوئی چیز دیکھ لی ہے کہ اُس طرف جانے سے کراہت کرتا ہے۔ آنحضرتؐ نے عرض کیا پیدل چلیں۔ پس جب اصحاب سمیت آنحضرتؐ نے اُس مسجد کی طرف پیدل چلنے کا قصد کیا تو سب کے سب بھاری پڑ گئے بالکل حرکت نہ کر سکے اور جب دوسری طرف کا انہوں نے قصد کیا تو بدن اُن کے ہلکے پڑ گئے اور دل اُن کے خوش ہو گئے۔ یہ حال دیکھکر حضرت ختمی منزلتؐ نے فرمایا خدا کو اس وقت ہمارا مسجد کی طرف جانا پسند نہیں اب انہیں مہلت دو انشاء اللہ جب میں تبوک سے واپس آؤں گا تو اس معاملہ میں موافق مرضی باری تعالیٰ غور کروں گا۔ پس حضرتؐ نے تبوک کا عزم بالجزم کر دیا اور منافقوں نے یہ مشورہ کیا کہ جب یہ لوگ چلے جائیں تو باقیماندوں کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینک دو۔ پس خداوند عالم نے جبرئیلؑ کو خدمت جناب رسولؐ خدا میں بھیجا۔ حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ علی الاعلیٰ بعد تحفۂ سلام ارشاد فرماتا ہے یا تو آپ تبوک جائیں اور علیؑ کو چھوڑ جائیں یا علیؑ کو بھیجدیں اور آپ مدینہ میں موجود رہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ بن ابیطالبؑ کا یہاں رہنا مناسب ہے۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے عرض کیا میں خدا و رسولؐ کا حکم بجالانے کے لیے بسر و چشم حاضر ہوں اگرچہ مجھے کسی حال میں رسولؐ اللہ کا فراق گوارا نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہو جائے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے ملا تھا۔ مگر (انّھا الناس) علیؑ بن ابی طالبؑ میرے بعد نبی نہیں ہیں۔ جناب امیرالمؤمنین نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں راضی ہوں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ بخواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملنا اُتنا ہی مدینہ میں رہنے سے ملیگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں تنہا ایک امت قرار دیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ایک امت قرار دیا تھا۔ مدینہ میں تمہارا رہنا اور تمھاری ہیبت کفّار اور منافقین کو مسلمانوں پر دست درازی سے باز رکھیگی پس جب حضورؐ سرور عالم تبوک کی طرف روانہ ہو گئے اور جناب امیرالمؤمنینؑ ہمراہ رکاب سعادت انتساب رخصتی کے لیے مدینہ کے باہر آئے تو منافقین معاملہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام میں بات چیت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمدؐ نے علیؑ بن ابیطالبؑ کو مدینہ میں بوجہ عداوت و ملال کے چھوڑ دیا ہے اس سے اُن کا بس یہی مقصود ہے کہ منافقین رات کے وقت موقع پاکر علیؑ بن ابیطالب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ خبر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے گوش گذار ہوئی تو جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ حضورؐ نے سُنا جو منافقین نے میرے بارے میں کہا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اس کی پروا نہ کرو تم بمنزلہ اس جلد کے ہو جو میری دونوں آنکھوں کے مابین ہے۔ تم میرے نورِ نظر ہو اور تم بمنزلہ اُس روح کے ہو جو میرے بدن میں ہے۔ پس جناب سرورِ دو جہاں بادشاہِ اِنس و جاں نے اپنے اصحاب کو روانگیٔ تبوک کا حکم دیا اور جنابِ امیرالمؤمنین قاتل المشرکین مدینہ واپس آئے اور منافقین بہت سی تدبیریں نقصان پہنچانے کی کر گزرے لیکن جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کے ڈر سے وہ کچھ نہ کر سکے اور انھیں اس بات کا خوف تھا ایسا نہ ہو کہ علیؑ بن ابیطالب ہمکو مسلمانوں کی طرفداری میں مدینہ سے مار کر نکال دیں۔ پھر اُن منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ اس لڑائی سے وہ جناب ہرگز واپس نہ آئیں گے۔ یہاں تک کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے واقعہ بیان کیا اور خبر دیدی کہ اکیدر نے مغلوب ہو کر جنابِ رسولؐ خدا سے صلح کر لی۔ پس جب جنابِ رسالت پناہ بسلامت مظفر و منصور جنگِ تبوک سے واپس ہوئے اور خدا نے منافقوں کے مکر کو جھوٹا کر دیا تو ان جنابؐ نے مسجد ضرار کے پھونک دینے کا حکم دیا اور خدا نے یہ آیت وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ نازل فرمائی۔ امام علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ابو عامر راہب اس امت کا مثل گوسالۂ امت موسیٰؑ کے سامری تھا۔ خدا نے اس پر عذاب نازل کیا کہ وہ ملعون قولنج اور برص اور لقوہ اور فالج میں مبتلا رہا اور چالیس شبانہ روز عذاب دنیوی میں گرفتار رہکر عذاب دائمی کی طرف چل بسا۔

صفحہ ۲۴۳ نوٹ نمبر ۶ | یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؛ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ پانی سے استنجا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۵ نوٹ نمبر ۲ | اَلَّذِیْنَ ؛ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قصۂ غزوۂ تبوک کے بارے میں ہے اور جن کا ذکر ہے وہ حضرت ابوذرؓ اور ابو خیثمہ اور عیرہ ابن وہب ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے اور پھر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے جا ملے تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کچھ ایسے لوگ جو صاحبان بصیرت تھے جن کو کوئی شک کبھی عارض نہیں ہوا تھا وہ پیچھے رہ گئے تھے اور انھوں نے یہ کہا تھا کہ ہم جا ملیں گے از آنجملہ ابو خیثمہ بھی تھے ان کی دو بیبیاں تھیں اور دو بنگلے تھے اور ان کی دو بیبیوں نے دونوں بنگلوں کو خوب آراستہ کیا۔ اُس نے کہا واللہ یہ رسولؐ اللہ کے حق میں انصاف نہیں ہے۔ باوجودیکہ وہ معصوم ہیں وہ تو جہاد کے لیے آندھی اور پانی میں ہتھیار لگا کر چلے گئے اور ابو خیثمہ مٹا کٹا اپنے بنگلے میں حسین جوروؤں کے ساتھ پڑا رہے واللہ یہ انصاف نہیں ہے پھر سانڈنی کے ذریعہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے قریب جا پہونچے۔ لوگوں نے راستہ پر کسی سوار کو آتے ہوئے دیکھا تو آنحضرتؐ کو اس کی خبر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابو خیثمہ ہوگا چنانچہ ابو خیثمہ ہی تھے۔ لوگوں نے کہا آئیے اور انھوں نے جو توقف گوارا تھا جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بیان کیا۔ پس حضرتؐ نے دعاء خیر دی۔ اور حضرت ابوذرؓ غفاری آنحضرت سے تین دن پیچھے رہ گئے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کا اونٹ نہایت ہی لاغر تھا۔ آخر وہ ایک جگہ کھڑا ہی ہو گیا۔ مجبوراً حضرت ابوذرؓ نے اپنا اسباب اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا اور تین دن بعد جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے جا ملے جب دن چڑھا تو لوگوں کو ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے چنانچہ وہ ابوذرؓ ہی تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ان کو پانی پلاؤ یہ پیاسے ہیں لوگوں نے ان کو پانی پلایا۔ جب حضرت ابوذرؓ آنحضرتؐ کے سامنے آئے تو اُن کے ساتھ تھوڑا پانی بھی تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ تمھارے پاس پانی تھا اور تم پیاسے رہے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں ایک سخت زمین پر پہنچا جس پر مینہ کا پانی کھڑا تھا میں نے اُسے چکھا تو وہ میٹھا اور ٹھنڈا تھا۔ میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ جب تک اس میں سے حبیبِ خدا نہ چکھیں گے میں بھی نہ پیوں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ تم پر خدا رحم کرے تم تنہا ہی زندگی بسر کرو گے اور تنہا ہی انتقال کرو گے اور تنہا قبر سے مبعوث ہو گے اور تنہا جنت میں داخل ہو گے۔ اہل عراق کا ایک گروہ آجائیگا اور تمھارے غسل و کفن وغیرہ کا سامان کرے گا۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۵ نوٹ نمبر ۳ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؛ ثلثہ سے مراد کعب ابن مالک شاعر یہ مرارہ ابن ربیع اور ہلال ابن امیہ ہیں۔ ان کا مختصر حال یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں یہ پیچھے رہ گئے تھے اور یہ سوچتے رہے کہ آج چلتے ہیں کل چلتے ہیں تا آنکہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واپس آ گئے۔ جب یہ آنحضرتؐ کی واپسی پر مبارکباد دینے گئے تو حضرتؐ نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ نہ کسی اور نے جواب دیا جب یہ خبر ان کے کنبہ والوں کو پہونچی تو انھوں نے بھی بولنا چھوڑ دیا ان کی عورتوں نے آکر حضرتؐ سے کہا کہ آیا ہم ان سے قطع تعلق کر لیں؟ فرمایا کہ قطع تعلق تو نہ کرو مگر ان کے پاس نہ جاؤ۔ کعب ابن مالک اور اس کے دو ساتھیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو ایک پہاڑ میں جا کر خوب رو ئے ان کے کنبہ والے ایک طرف کھانا لا کر رکھ جایا کرتے تھے وہ رو تے تھے اور مغفرت کی دعا کرتے تھے جب عرصہ گذر گیا اور توبہ قبول نہ ہوئی تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ باہم حلف اٹھالیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور ایک دوسرے سے باتیں نہ کریں یہاں تک کہ یا تو توبہ قبول ہو یا ہم یوں ہی مر جائیں جب تین دن گذر گئے تو تیسری رات کو اس حال میں کہ جناب رسولؐ خدام سلمہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے ان کی توبہ کی آیت نازل ہوئی اور ان کی توبہ قبول ہو گئی کیوں کہ خدائے تعالیٰ ان کی صدق دلی سے واقف تھا۔

صفحہ ۲۴۵ نوٹ نمبر ۴ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ صادقین سے مراد ائمہ معصومین علیہم السّلام ہیں اور کتاب اکمال الدین میں ہے کہ زمانہ خلافت عثمان میں جناب امیر المؤمنین نے مہاجرین و انصار کے ایک گروہ سے دریافت کیا کہ میں تمکو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور سلمان فارسی نے یہ دریافت کیا تھا کہ یا رسولؐ اللہ یہ آیت عام ہے یا خاص تو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مامور تو عام مومنین ہیں جن کو صادقین کے ساتھ ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور صادقین خاص میرے بھائی اور میرے اوصیاء ہیں تو ان کے بعد یکے بعد دیگرے قیامت تک ہوں گے۔ اور جناب امیر المؤمنینؑ کے جواب میں سب نے کہا۔ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ (اللہ گواہ ہے یہی سچ ہے) ۱۲

صفحہ ۲۴۶ نوٹ نمبر ۲ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ ؛ اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن اس بات پر مامور کئے گئے ہیں کہ جو کفار ان سے قرابت میں یا سکونت میں زیادہ قریب ہیں ان سے لڑیں اسی حکم کا نظریہ وہ حکم ہے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور اے رسولؐ اپنے کنبہ کے جو بہت ہی قریب کے ہیں ان لوگوں کو ڈراؤ) اس لیے کہ جو زیادہ قریب ہیں وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے حق میں شفقت برتی جائے اور ان کی اصلاح کی جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر قوم کے لیے واجب ہے کہ جو کفار ان سے اور امام سے قریب ہوں ان سے لڑیں اور جب تک اس کو طے نہ کر لیں آگے نہ بڑھیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۶ نوٹ نمبر ۳ فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ ان لوگوں کا رد ہے جن کا یہ گمان ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اولاد آدمؑ کے اعضاء و جوارح پر ایمان کو فرض کر دیا ہے اور اُسے اُن سب پر تقسیم کر دیا ہے اور ان سب میں پھیلا دیا ہے۔ پھر حضرتؑ نے اُس کا مضمون واضح کر کے بیان فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی کہ میں ایمان کی کمی کو اور اس کے کامل ہونے کو تو سمجھ گیا مگر یہ زیادتی اُس میں کہاں سے آئی فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کو دیکھ۔ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ یعنی تو اس کے متن میں درج ہے اور مطلب یہ ہے کہ سورہ کے معنی میں غور و خوض کرنے سے علم بڑھتا ہے اور علم کی زیادتی کے ساتھ ایمان و یقین بڑھتا ہے اور ایمانداروں کو اس سورہ کے نازل ہونے کی خوشی ہوتی ہے کہ وہ اُن کے ایمان کے زیادہ ہونے کا باعث ہوئے اور درجوں کے بلند ہونے کا۔ نیز اس قول کو دیکھ کہ وہ فرماتا ہے وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى (اور ہم نے ان کو از روئے ہدایت کے بڑھا دیا) اور اگر ہر شخص کے ایمان کی حالت یکساں ہی ہوتی اور اُس میں نہ زیادتی ہوتی اور نہ کمی تو کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ ہوتی۔ اور نعمتیں بھی سب کو برابر ہی ملتیں اور ہر حیثیت کے لوگ مساوی ہی رہتے اور ایک کا دوسرے سے بڑھنا محض باطل ہی ہوتا لیکن صورتحال یہ ہے کہ پورا ایمان ہونے سے مومن جنت میں داخل ہوں گے اور ایمان میں زیادتی کے سبب ہم مومنوں کے درجے اللہ کے نزدیک بڑھے ہوئے ہوں گے اور ایمان میں کمی کرنے سے کمی کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۲۴۷ نوٹ نمبر ۳ کافی میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے اس آیت کو یوں نازل فرمایا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِنَا عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْنَا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

صفحہ ۲۴۹ نوٹ نمبر ۲ ؛ مگر یہ منافق اُس رئیس المنافقین کے پاسنگ بھی نہ تھا جس نے ناگوار ہونے کو ظاہر نہ کیا بلکہ ظاہر طور پر آکر مبارکباد دی حالانکہ دل میں تو یہی تھا کہ یارِ زندہ صحبت باقی۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۵ نوٹ نمبر ۱ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ؛ معنی تو اس کے متن میں مندرج ہیں مگر مترجم ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف دلاتا ہے کہ عوام الناس میں جو یہ شہرت ہے کہ فرقہ شیعہ تبرا کرتا ہے۔ اور ہم تو صاحب کسی کو بُرا کہتے ہی نہیں یہ آیت صاف تبرا ہے۔ اور امر کے صیغے سے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ کو حکم ہوا ہے کہ ایسا ایسا کہو یعنی قُلْ کا لفظ پہلے آچکا ہے اور امت بھی اس حکم کی محکوم اور اسی امر پر مامور ہے اور جب کسی نے اس آیت کی تلاوت کی تبرا تو اُس نے کیا۔ اب اگر باطن کا یا ظاہر و باطن دونوں کا اندھا ہے تو وہ جو آگے آیتیں ہیں ان کے حکم میں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۲ اِنْ اَشْكُمْ عَذَابُهٗ ؛ تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس عذاب سے مراد وہ ہے جو آخری زمانہ میں نافرمان مسلمانوں پر اس وجہ سے نازل کیا جائیگا کہ وہ نزولِ عذاب کے منکر ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۳ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؛ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدا کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ

اے رسولؐ یہ لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں جو کچھ تم کہتے ہو آیا یہ حق ہے؟ تم اس کے جواب میں کہو ہاں میرے پروردگار کی قسم یہ ضرور برحق ہے۔ اور تم خدا کو عاجز کرنے والے نہیں ہو (جس کا یہ مطلب ہے کہ اگر تم علی مرتضیٰ علیہ السّلام کو جسے خدا نے میرا خلیفہ مقرر کیا ہے تسلیم نہ کروگے اور اپنی پنچایت سے کسی کو چودھری بنالوگے تو اس سے خدا کے انتظام میں تم کوئی گڑبڑ نہیں ڈال سکوگے اور تمہارے اجماع اور پنچایت سے خدا اس پر مجبور نہیں ہوسکتا کہ تمہارے بنائے ہوئے خلیفہ کو اپنا خلیفہ قبول کرلے) تفسیر عیاشی، تفسیر قمی اور الحالس میں جناب امام محمدؑ باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اے رسولؐ اہل مکّہ تم سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا علیؑ ابن ابیطالبؑ علیہما السّلام امام ہیں؟ تم ان کے جواب میں کہدو ہاں میرے پروردگار کی قسم وہی امام ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۴ ظَلَمَتْ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں سے یہ معنی مقدر ہیں ظَلَمَتْ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ یعنی آل محمدؐ پر یہ ظلم کرے گا کہ ان کے حق لے لیگا۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۵ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؛ مطلب یہ ہے کہ اگر اس ظالم کے ہاتھ میں زمین کے کل خزانے اور مال ہوتے تو وہ عذاب سے بچنے کے لیے زمانۂ رجعت میں فدیہ دے دیگا۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۶ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ ؛ تفسیر مجمع البیان، تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جب وہ عذاب میں ہوں گے تو پھر ندامت کا چھپانا کیا فائدہ دے گا۔ فرمایا دشمنوں کی شماتت ناپسند کرتے ہوں گے (فائدہ) یہ لغات اضداد میں سے ہے جس کے معنی اظہار و اخفاء دونوں کے ہیں فافہم۔ ۱۲

صفحہ ۲۵۶ نوٹ نمبر ۷ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ؛ تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے بروایت اپنے والد ماجد کے جناب رسالتمآب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں درد سینہ کی شکایت کی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو قرآن مجید کے ذریعہ سے علاج کرلے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کے ذکر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ سے خدا کا رسولؐ اور خدا کی کتاب دونوں مراد ہیں۔

صفحہ ۲۶۰ نوٹ نمبر ۱ ریّان ابن صلت سے مروی ہے کہ ایک روز جناب علی بن موسیٰ الرضا علیہ السّلام مامون ملعون کے دربار میں تشریف لے گئے اسوقت وہاں ایک گروہ علماء اور فقہاء اور متکلمین کا بیٹھا ہوا تھا پس علماء نے اُن جناب سے عترت اور امت میں فرق اور عترت رسولؐ کی بزرگی اور مرتبہ دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا قرآن میں بارہ جگہ لفظ اصطفا کی تفسیر سے (عترت و امت کا فرق) معلوم ہوتا ہے (عترت کا مرتبہ دیکھو) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی مسجد سے اپنی ذرّیت یعنی عترت کے سوا سب کو نکال باہر کردیا۔ یہاں تک کہ اصحاب اس بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ نے ہم کو تو مسجد سے نکال دیا اور اپنی عترت کو نہیں نکالا۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے اختیار سے نہ انہیں باقی رہنے دیا ہے اور نہ تمکو خارج کیا ہے بلکہ اللہ نے اُن کو باقی رکھا ہے اور تمکو نکال دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا اس میں شرح اس مضمون کی یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام سے فرمایا اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ سے تھی۔ علماء (مخالفین) نے کہا یہ مضمون قرآن مجید میں کہاں ہے؟ ۱۔ جناب امام رضا علیہ السّلام نے جواب دیا کہ میں اس بارے میں قرآن مجید کی آیت نکال کر تمہارے لیے تلاوت کروں؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں ضرور فرمایا قول خدائے تعالیٰ یہ موجود ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً۔ پس اس آیت سے ہارونؑ کی منزلت جو موسیٰ سے تھی معلوم ہوگئی اور اسی سے منزلت علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام کی جو جناب رسولؐ خدا سے تھی معلوم ہوگئی اور اُن کے ماوا قول جناب رسولؐ خدا سے پوری دلیل نکلتی ہے جبکہ اُن جناب نے فرمایا آگاہ ہوجاؤ کہ اس مسجد میں کوئی شخص سوائے میرے اور میری آل کے جنابت کی حالت میں نہیں آسکتا۔ علمائے مخالفین نے کہا اے ابوالحسنؑ (علی بن موسیٰؑ) یہ بیان اور ایسی شرح سوائے آپ اہلبیتؑ رسولؐ کے اور کسی کے پاس نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا ہمارے علم کا کون انکار کرسکتا ہے؟ حالانکہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ عَلِيٌّ بَابُهَا۔ پس جو شخص شہر میں داخل ہونے کا قصد کرے اُس کو دروازے سے جانا چاہیئے۔ (سنو) جو کچھ میں نے (اہلبیتؑ کی) فضیلت اور تقدس اور اُن کے پاک و پاکیزہ ہونے کی توضیح اور تشریح کی ہے اُس کا انکار سوائے دشمن خدا کے اور کوئی نہیں کرسکتا ابن مغازلی شافعی نے المناقب میں حذیفہ ابن اسید غفاری تک راویوں کا سلسلہ پہونچانے کے روایت کی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم مدینہ میں تشریف لائے اصحاب جناب رسولؐ خدا بھی پہنچ گئے۔ ان کے پاس مکان تو تھے ہی نہیں جن میں وہ رات بسر کیا کرتے۔ پس وہ لوگ مسجد جناب رسولؐ خدا میں سورہا کرتے تھے۔ اسی میں اُن کو احتلام بھی ہوجایا کرتا تھا۔ ایک دن جناب رسولؐ خدا نے اُن سے فرمایا کہ اب تم لوگ مسجد میں نہ سویا کرو کہ تم کو احتلام بھی ہوجاتا ہے تب ان لوگوں نے مسجد کے چاروں طرف مکان بنالیے اور دروازے ان مکانوں کے مسجد میں رکھے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے معاذ بن جبل کو ابوبکر کے پاس بھیجا۔ معاذ نے دروازہ پر پکار کے کہا اے ابوبکر خدا کا حکم ہے کہ تم اپنے دروازہ کو مسجد کی طرف سے بند کرلو اور مسجد سے باہر ہوجاؤ۔ ابوبکر نے جواب دیا بہت اچھا (یہ کہکر) اپنا دروازہ بند کرلیا اور مسجد سے باہر ہوگیا۔ پھر آنحضرتؐ نے معاذ بن جبل کو عمر خطاب کے پاس بھیجا۔ معاذ نے عمر سے کہا کہ جناب رسولؐ خدا کا حکم ہے کہ تم مسجد کی طرف سے اپنا دروازہ بند کرلو اور مسجد سے نکل جاؤ۔ عمر نے کہا بہت خوب مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک سوراخ مسجد کی طرف باقی رہے جو کچھ عمر نے کہا تھا وہ بعینہٖ معاذ نے جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کردیا۔ پھر اُن جناب نے معاذ کو عثمان بن عفان کے پاس اسی حکم کے ساتھ بھیجا اور اس زمانہ میں رقیہ (جناب خدیجۃ الکبریٰ کی تربیت کردہ بیٹی) عثمان کے نکاح میں تھیں۔ عثمان نے بھی کہدیا بسروچشم اور دروازہ بند کرکے مسجد سے نکل آیا۔ پھر جناب حمزہؓ کے پاس یہی پیغام بھیجا۔ انھوں نے بھی اپنا دروازہ بند کرلیا۔ اور یہ فرمایا کہ میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کے لیے موجود ہوں۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام اس معاملہ میں متردد تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ آیا وہ اُن لوگوں میں محسوب ہوں گے جن کا مسجد میں رہنا جائز ہو یا اُن میں شمار کیے جائیں گے جو نکال دیے گئے۔ حالانکہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان حضرتؑ کے لیے اپنے مکانوں کے بیچ میں ایک مکان بنوایا تھا اور اس کا دروازہ مسجد میں رکھا تھا

پس اُن جنابؑ نے امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا اے علیؑ تم پاک و پاکیزہ ہو اس مکان میں رہو۔ یہ خبر حضرت امیر حمزہؓ کو پہنچی تو وہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ ہم کو تو مسجد سے نکالتے ہیں اور اولاد عبدالمطلب کے بچوں کو رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا چچا جان اگر میرا اختیار ہوتا تو میں آپ پر کسی کو فوقیت نہ دیتا۔ خدا کی قسم یہ مرتبہ تو علیؑ ابن ابیطالب ہی کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اور آپ بھی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے خیر خواہ ہیں۔ آپ کو بشارت ہو۔ آنحضرتؐ کی اس بشارت دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر حمزہؓ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کی اس منزلت نے بہت سے لوگوں کے دلوں میں حسد و رشک پیدا کر دیا وہ لوگ اُن جنابؑ سے دلوں میں عداوت رکھنے لگے اور اس مرتبہ سے تمام صحابہ پر اُن جنابؑ کو فضیلت حاصل ہو گئی۔ ایک دن جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا ایُّھا الناس علیؑ بن ابیطالب کے مسجد میں رہنے سے بہت سے آدمی اُن کے دشمن ہو گئے اور اپنے دلوں میں کینہ رکھنے لگے۔ خدا کی قسم نہ میں نے خود سے اور لوگوں کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ علیؑ بن ابیطالب کو مسجد میں جگہ دی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں کچھ مکان بناؤ اور اپنے مکانوں کو نماز کی جگہ قرار دو اور ان میں نماز پڑھا کرو۔ پس بمبروحی جناب موسیٰؑ نے حکم دیا کہ سوائے ہارونؑ اور ذرّیتِ ہارونؑ کے کوئی شخص اُن کی مسجد میں نہ رہے اور نہ مسجد میں عورتوں سے جماع کرے۔ اور نہ کوئی جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہو اور بیشک علیؑ ابن ابی طالب کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو جناب موسیٰؑ سے تھی۔ علیؑ بن ابی طالب میرا بھائی ہے میں اپنے جملہ قرابتداروں سے زیادہ اس کو دوست رکھتا ہوں۔ پس سوائے علیؑ بن ابی طالب اور ان کی ذرّیتِ طاہرہ کے اور کسی شخص کو میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرنا حلال نہیں ہے۔ جس کسی کو میرا یہ کہنا برا معلوم ہو اُس کا راستہ اس طرف ہے اور دست مبارک سے ملک شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ ابن مغازلی شافعی نے مناقب میں بروایت عدی بن ثابت یہ بھی لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد میں آئے اور ارشاد کیا خدائے تعالیٰ نے جناب موسیٰؑ پر وحی کی تھی اے موسیٰؑ تم ایک پاک و پاکیزہ مسجد بناؤ جس میں تمہارے اور ہارونؑ کے سوا کوئی اور نہ رہنے پائے (اے گروہِ صحابہ) اسی طرح میری مسجد میں بھی سوائے میرے اور علیؑ بن ابی طالب اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اور کوئی نہ رہنے پائے گا۔

صفحہ ۲۶۱ نوٹ نمبر ۴

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ اس آیت سے تین مرتبہ اقرار ایمان نکلتا ہے مگر چونکہ یہ اضطرار کے وقت تھا اس لیے قبول نہیں ہوا حالانکہ وقت اختیار کے ایک دفعہ کا اقرار کافی ہوتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۶۱ نوٹ نمبر ۵

قَدْ عَصَیْتَ ۔ العیون میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ فرعون کیوں ڈبو دیا گیا حالانکہ وہ خدا پر ایمان بھی لے آیا تھا اور اس کی توحید کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ فرمایا اسلئے کہ عذاب کو دیکھ کر وہ ایمان لایا تھا اور اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا اور یہ خدا کا عام حکم ہے پہلوں کے لیے بھی یہی حکم تھا اور پچھلوں کے لیے بھی جیسا کہ فرماتا ہے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ۝ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پھر جس وقت انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے اکیلا پر ایمان لائے اور جن جن چیزوں کو ہم اس کا شریک کیا کرتے تھے ان سب کے ہم منکر ہو گئے۔ مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو پھر ان کا ایمان ان کو کوئی نفع نہ دے گا۔ یہ خدا کا قاعدہ اس کے بندوں میں پہلے ہی سے چلا آیا ہے اور ایسے وقت ایمان لانے سے کافر یقیناً ٹوٹے میں رہے) اور نیز خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا (ترجمہ کے لیے دیکھو پارۂ ہشتم) پس اسی طرح جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس نے کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ پس اُس سے کہا گیا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ۔ اور فرعون سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُسے غرق کیا ہے تو اس کے جسم کو ایک بلند زمین پر ڈال دیا تاکہ وہ اپنے بعد والوں کے لیے علامت رہے۔ اور وہ دیکھیں کہ باوجود لوہے سے بھاری ہونے کے بھی وہ اونچی زمین پر پڑا ہوا ہے حالانکہ بھاری چیز کی خاصیت ہے کہ وہ پانی میں نیچے کو بیٹھ جائے ادپر نہ آئے یہ بھی ایک نشانی اور علامت ہے ایک اور وجہ فرعون کو غرق کر دینے کی یہ بھی تھی کہ اُس نے ڈوبتے وقت موسیٰ علیہ السّلام سے فریاد کی تھی، اللہ سے فریاد نہیں کی تھی پس خدائے تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ تم فرعون کی فریاد کو نہیں پہنچے۔ کیونکہ وہ تمہاری مخلوق نہ تھا۔ اگر اس نے ہم سے فریاد کی ہوتی تو ہم اس کی فریاد کو ضرور پہنچتے۔

قمّی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ علیہ السّلام سے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ خدا کی درگاہ میں دعا کیجیے کہ وہ ہماری بلا کو دور کر دے۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی۔ جواب میں وحی آئی اے موسیٰؑ ان لوگوں کو آگے لے جاؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا خداوندا آگے تو دریائے (قلزم) ہے ارشادِ باری ہوا اے موسیٰؑ آگے بڑھ جاؤ اسی طرح ہمارا حکم ہے اس کی تعمیل تم پر واجب ہے۔ یہ دریا تمہارے لیے شگافتہ ہو جائے گا۔ پس جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو آگے بڑھایا فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ قریب تھا کہ فرعون بنی اسرائیل کے قریب پہنچ جائے۔ بنی اسرائیل نے جو مُڑ کر دیکھا تو فرعون کو اپنے سروں پر پایا موسیٰؑ نے دریا کو اپنے لیے شگافتہ ہونے کا حکم دیا دریا سے آواز آئی میں تو (بغیر حکم خدا) شگافتہ نہیں ہو سکتا۔ بنی اسرائیل بولے اے موسیٰؑ تم نے ہم کو دھوکا دیا تم نے ہمیں ہلاک کر دیا! کاش کہ آپ ہمیں (مصر ہی میں) چھوڑ آتے کہ آلِ فرعون ہم کو غلام بنا لیتے۔ ہم لوگ گھروں سے نہ نکلتے۔ اب ہم سب کے سب یکبارگی قتل کر دیے جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے ارشاد فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ عنقریب ہمارے لیے راہ پیدا کر دیگا۔ جاہل قوم کی اس گفتگو نے موسیٰ علیہ السّلام کو رنج پہونچایا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰؑ ہم لوگ فرعونیوں کے پنجوں میں قید ہوا چاہتے ہیں۔ آپ نے تو یہ کہا تھا کہ ہمارے لیے دریا میں راستہ نکل آئے گا اُس میں سے ہم سب گذر جائیں گے۔ اور چلے جائیں گے۔ (دیکھیے) فرعون اور اس کا لشکر نزدیک آ گیا۔ اور آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ ہم سے کتنے قریب ہوتے جاتے ہیں پس حضرت موسیٰؑ نے درگاہِ خدا میں دعا کی۔ خداوند عالم نے وحی کی اے موسیٰؑ اپنا عصا اس دریا پر مارو جونہی حضرت موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا دریا شگافتہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ مع اپنی قوم کے پار اُتر گئے۔ فرعون کا لشکر جب دریا کے قریب آیا تو وہ دریا میں کشادہ راہیں دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔ فرعون نے کہا میں نے ہی تو تم لوگوں

کے لیے یہ راستہ بنایا ہے پس تم لوگ اسی راہ سے گزر کر جاؤ۔ جب فرعون اپنے لشکر سمیت دریا کے بیچ میں پہنچ گیا خدا نے دریا کو مل جانے کا حکم دیدیا۔ دریا کے ملتے ہی وہ سب کے سب ڈوب گئے۔ پس فرعون نے ڈوبتے وقت کہا۔ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ جواب دیا گیا اب تو ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے تو نافرمانی کر چکا اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ آج ہم صرف تیرے بدن کو نجات دیکر بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کیلئے نشانی قرار دیں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ فرعون کی ساری قوم دریا میں جلی گئی تھی ان میں سے کوئی نہ بچا۔ وہاں سے وہ سب دوزخ میں چلے گئے۔ لیکن صرف فرعون کے لاشے کو خدا نے ساحل (کنارہ) پر پھینکدیا تاکہ لوگ اُسے دیکھیں اور اُسے پہچانیں اور آئندہ لوگوں کے لیے وہ لاشہ قدرتِ خدا کی نشانی قرار پائے کہ فرعون کے ہلاک ہونے میں کسی کو شک و شبہہ باقی نہ رہے کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں نے فرعون کو اپنا پروردگار سمجھ لیا تھا۔ پس خدا نے فرعون کو مُردار بنا کے ساحل پر پھینکدیا اور سب کو دکھا دیا کہ عبرت اور نصیحت حاصل کریں۔ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ یعنی بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے بیخبر ہیں نیز اسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب سے فرعون غرق ہوا تھا حضرت جبرئیلؑ ہر پیغمبر کے پاس مغموم و محزون آیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کی خدمت میں بھی اُسی طرح آتے رہے لیکن جس دن آیۂ اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ لائے تو خرم و شاداں تھے۔ جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیلؑ آج تمھاری خوشی کا کیا سبب ہوا؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ بات یہ تھی کہ جس وقت فرعون ڈوبنے لگا اور اُس نے اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ کہا تو میں نے کیچڑ کا ایک لوندا اُٹھا کے اُس کے مُنہ میں ٹھونس دیا پھر میں نے کہا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ چونکہ میں نے یہ کام بغیر حکم خدا کیا تھا تو مجھے اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ اگر خدا فرعون کے حال پہ رحم فرمائے تو مجھے میرے اس کیے پر عذاب دیگا۔ اسی وجہ سے میں ہمیشہ غمگین رہتا تھا۔ مگر اس وقت جو میں آپ کے پاس حکم پروردگار لے کے آیا ہوں تو اس میں وہی کلمہ موجود ہے جو میں نے فرعون سے کہا تھا۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ وہ فعل میرا مرضیٔ خدا کے موافق تھا۔ اس وجہ سے میں خوش ہو گیا اور میرا رنج و ملال دور ہو گیا۔ وہی جناب فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب فرعون ڈبو دیا گیا تو حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیلؑ کو فرعون کے ہلاک ہو جانے کی خبر دی۔ مگر انھوں نے یہ خبر سچی نہ سمجھی۔ پس خدا وندِ عالم نے فرعون کا لاشہ کنارے پر پھینکدیا تاکہ بنی اسرائیل اس کو اپنی آنکھوں سے مُردہ دیکھ لیں محمد ابن ابی عمیر نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے عرض کیا قولِ باری تعالیٰ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ کا مطلب کیا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا قَوْلًا لَّيِّنًا سے یہ مراد ہے کہ اس سے کلام کرنا تو اس کی کنیّت یعنی ابو مصعب کہکر اُسے مخاطب بنانا (اس کا نام نہ لینا) فرعون کا نام ابو مصعب ولید بن مصعب تھا اور لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى سے مطلب یہ ہے کہ اس کلمہ سے خدا نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرعون کے پاس جانے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ فرعون آخری عذاب دیکھے بغیر نہ ڈرے گا۔ اور نہ عبرت حاصل کرے گا۔ کیا تم یہ نہیں سُنتے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرعون ڈوبنے ہی لگا تب اُس نے یہ کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا اٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ دربار میں چلے گئے تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون بھی لشکر سمیت چلدیا مگر فرعون کا گھوڑا پانی کے اندر جانے سے جھجکا تو اُسی وقت جبرئیلؑ گھوڑی پر سوار ہو کر آدمی کی شکل میں آموجود ہوئے فرعون کے گھوڑے نے جونہی گھوڑی کو دیکھا اُس کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ فرعون اور اُس کا لشکر دریا کے بیچوں بیچ پہنچ گیا تو وہ سب کے سب ڈبو دیے گئے۔ الاختصاص میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بروایت عبداللہ بن جندب جناب علیؑ بن موسیٰ الرضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ چھ لاکھ آدمی فرعون کے مقدمۂ لشکر میں تھے۔ اور دو لاکھ اُن کے بعد اور لشکر کے آخری حصہ میں دس لاکھ۔ پس جب حضرت موسیٰؑ دریا میں پہنچ گئے تو فرعون نے لشکر سمیت ان جنابؑ کا پیچھا کیا۔ دریا کے پانی کو دیکھکر فرعون کا گھوڑا ٹھٹکا۔ پس جبرئیلؑ امین آدمی کی صورت میں مادیان پر سوار اُسکے سامنے آگئے فرعون کے گھوڑے کی نگاہ جو اُس مادیان پر پڑی بے اختیار اُس کی طرف چلا۔ اس طور سے فرعون اور اُس کا لشکر دریا میں داخل ہو گیا۔ پھر سب کے سب ڈبو دیئے گئے (قولِ مترجم۔ اس قصہ کے متعلق اور روایتیں انشاء اللہ سورۂ شعراء پارہ ۱۹ میں آئیں گی)۔

صفحہ ۲۶۱ نوٹ نمبر ۶ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ ۝ علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام علی نقی علیہ السّلام سے ان کے بھائی موسیٰؑ نے اس آیت کے متعلق اُس موقع پر سوال کیا جبکہ یحییٰ ابن اکثم نے ان کے پاس کچھ سوال لکھکر بھیجے تھے از انجملہ یہ بھی تھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس آیت کا مخاطب کون ہے؟ اگر جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے مخاطب ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا نے جو کچھ ان پر نازل کیا ہو اس میں انھوں نے شک کیا ہو اور اگر اس کا مخاطب کوئی اور ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس اور پر بھی خدا نے کتاب نازل کی تھی۔ موسیٰ ابن محمد تقی علیہ السّلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی علی نقی علیہ السّلام سے یہ سوال کیا تو اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کے مخاطب جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں اور جو کچھ اللہ نے اُن پر نازل کیا اس میں انھوں نے کبھی شک نہیں کیا لیکن چونکہ جاہلوں نے یہ کہا تھا کہ خدائے تعالیٰ فرشتوں میں سے کوئی نبی کیوں نہیں بھیجتا کہ ہم میں اور اس میں فرق بیّن ہو یعنی وہ نہ کھانا کھائے اور نہ پانی پیئے اور نہ بازاروں میں چلے پھرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو وحی فرمائی کہ تم جاہلوں کے سامنے اُن لوگوں سے جو پہلی کتابیں پڑھتے ہیں یہ سوال کرو کہ آیا خدا نے پہلے بھی کوئی ایسا رسولؑ بھیجا ہے جو نہ کھانا کھاتا ہو اور نہ بازاروں میں چلتا پھرتا ہو۔ اور چونکہ سب ایسے ہی تھے جو کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی اس معاملۂ خاص میں اُنھیں کے پیرو ہو اور جو فرماتا ہے۔ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ حالانکہ وہ شک میں نہیں نہیں تھے۔ بلکہ اس کتاب میں روئے سخن ان جاہلوں کی طرف تھا جو شک کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ آیۂ مباہلہ میں فرماتا ہے فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ۝ (ترجمہ کے لیے دیکھو پارۂ سوم صفحہ ۲۷، ۶۸)

اگر خدائے تعالیٰ یوں کہتا ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (پھر ہم گڑگڑائیں اور خدا کی لعنت تم پر قرار دیں) تو نصرانی مباہلہ کو سرے سے قبول ہی نہ کرتے۔ حالانکہ خدا جانتا تھا کہ اس کا رسولؐ جو اس کی طرف سے پیغام پہونچاتا ہے جھوٹا نہیں ہے اور اسی طرح رسول بھی جانتے تھے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہی سچ کہہ رہا ہوں لیکن انھوں نے بھی اسی کو پسند کیا کہ بات ایسی ہی کہی جائے جسے مخالف بھی انصاف سمجھ لے اور آنحضرتؐ کی ذات کو خواہ مخواہ ترجیح دیا جانا نہ سمجھا جائے۔

تفسیر قمی میں ابوالجارود نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب حضور سرورِ دو عالم شبِ معراج آسمان پر تشریف لے گئے تو خدائے تعالیٰ نے جناب علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام کی فضیلت میں وحی نازل فرمائی اور شرف و بزرگی اُن حضرتؑ کی ظاہر کی جب آنحضرتؐ واپسی میں بیت المعمور پہنچے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی خاطر سے تمام انبیاء کو جمع کیا اور انھوں نے آنحضرتؐ کے پیچھے نماز جماعت پڑھی اُس وقت آنحضرتؐ کے دل میں اُس وحی کی بابت جو جناب علیؑ مرتضیٰ کی عظمت کے بارے میں نازل ہوئی تھی کچھ خیال گزرا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (یعنی اگر تمھیں اس فضیلت میں جو ہم نے علیؑ کے بارے میں نازل کی ہے کچھ شبہہ ہے تو اُن نبیوں سے جو تم سے پہلے کتاب پڑھتے تھے دریافت کر لو (کہ یہ اسوقت تمھارے پاس ہی موجود ہیں) ہم نے ان کی کتابوں میں علیؑ بن ابی طالب کے ایسے ہی فضائل نازل کر دیئے ہیں جیسے تمھاری کتاب میں اتارے ہیں) لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ امام فرماتے ہیں کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو شک نہ ہوا اور نہ آنحضرت نے کسی سے کچھ دریافت کیا۔ قولِ مترجم: جناب رسولؐ خدا کے خیال مبارک میں جو کچھ گزرا ہوگا وہ منافقین امت کے شکوک کی بابت گزرا ہوگا جس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں ظاہراً خطاب حضرتؐ سے ہے اور باطناً انہی واقعی شک کرنیوالوں کی تہدید اور تنبیہ مراد ہے" ابراہیم بن عمر نے جناب امام محمد باقر یا جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب نبی منزلت صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا مجھے کچھ بھی شک نہیں ہے۔ عبدالصمد بن بشیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا معراج کیلئے بالائے آسمان تشریف لے گئے اور وہاں اپنے پروردگار سے مناجات کر چکے تو بیت المعمور کی طرف واپس آئے۔ یہ بیت اللہ خانۂ کعبہ کے مقابل چوتھے آسمان پر ہے اس جگہ خدائے تعالیٰ نے تمام رسولوں اور نبیوں اور ملائکہ کو جمع کیا اور جبرئیلؑ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی پھر اقامت کہی۔ اور جنابِ رسولؐ خدا نے سب کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔ پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ الخ۔ علامہ ابن شہر آشوب نے اس آیت کی تفسیر میں جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ فرماتے ہیں کہ جب میں معراج کیلئے بالائے آسمان گیا اور چوتھے آسمان پر پہنچا تو جبرئیلؑ نے تمام نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور فرشتوں کو جمع کر کے اذان دی پھر اقامت کہی پس میں آگے بڑھا اور سب کو نماز پڑھائی پھر واپسی میں جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ان سے دریافت کر لیں کہ یہ سب کس بات کی گواہی دیتے ہیں؟ (جب میں نے پوچھا) وہ سب کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور علیؑ بن ابی طالب امیرالمؤمنین ہیں۔ تفسیر ثعلبی اور اربعین خطیب میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے فرمایا کہ جب میں شبِ معراج آسمان پر گیا اور جبرئیلؑ کے ہمراہ چوتھے آسمان پر پہونچا تو میں نے وہاں یاقوت سُرخ کا ایک مکان دیکھا جبرئیلؑ نے کہا بیت المعمور یہی ہے جسے خدائے تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی خلقت سے پچاس ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔ پھر جبرئیلؑ کہنے لگے یا رسولؐ اللہ اٹھیئے اور نماز پڑھائیے اور اللہ تعالیٰ نے کُل انبیاؑ کو جمع فرما دیا تھا میں نے اُن سب کو نماز پڑھائی جب آخری سلام پھیر چکا تو ایک فرشتہ حکم پروردگار سے میرے پاس آیا اور اُس نے کہا اے محمدؐ خداوند عالم جلّ جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ اُن نبیوں سے دریافت کیجیے کہ یہ لوگ آپ سے پہلے کس اعتقاد پر دنیا میں بھیجے گئے تھے؟ جب میں نے ان سے سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا ہم سب آپ کی ولایت اور علیؑ بن ابیطالب کی ولایت پر مبعوث ہوئے تھے۔

صفحہ ۲۶۲ نوٹ نمبر ۱ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھ سے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے بیان کیا اور اُن سے جبرئیلؑ امین نے بیان کیا کہ یونس بن متّے کو خدا نے تیئیس سال کی عمر میں اُن کی قوم کے پاس نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت یونسؑ گرم مزاج تھے اور اپنی قوم کی ایذا رسانی پر بہت کم صبر کرتے تھے اور اپنی قوم سے مدارات کم کرتے تھے بارِ نبوّت کے تحمّل میں عاجز آگئے تھے اور اُس کے بوجھ سے ایسی تھک گئے تھے جیسے کہ تین برس کا اونٹ کا بچہ لدنے سے تھک جاتا ہے تیئیس سال تک اپنی امت میں مقیم رہے اور برابر لوگوں کو خدا پر ایمان کی طرف بُلاتے رہے اور اپنی تصدیق اور اپنی متابعت کی رغبت دلاتے رہے (اتنی ہدایت پر) اُن کی قوم میں سے صرف دو آدمی ایمان لائے اور اُن کے پیرو ہوئے اُن دونوں میں سے ایک کا نام روبیل تھا دوسرے کا نام تنوخا۔ روبیل خاندان علم و نبوّت و حکمت سے تھا اور حضرت یونسؑ کے مبعوث بہ نبوّت ہونے سے پہلے اُن کا مصاحب تھا۔ اور تنوخا ایک مردِ کم علم تھا مگر عابد و زاہد سبکی ہمیشہ عبادت میں بسر ہوتی تھی مگر عالم اور صاحب حکمت نہ تھا۔ روبیل کے پاس بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں جن کو چرایا کرتا تھا۔ انہی سے اُس کی بسر اوقات ہوتی تھی اور تنوخا ہیزم فروش تھا جو اپنے سر پر لکڑیاں اٹھا کر لاتا اور بیچا کرتا۔ اور اسی پیسے سے اپنی بسر اوقات کرتا۔ روبیل کا مرتبہ اس کے علم و حکمت اور صحبتِ قدیم کی وجہ سے جتنا حضرت یونسؑ کے نزدیک تھا اُتنا تنوخا کا نہ تھا۔ پس جب حضرت یونسؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ میری بات نہیں مانتے اور ایمان نہیں لاتے تو تنگ آگئے اور اپنی ذات میں زیادہ صبر کی گنجائش نہ پائی تو خدا کی درگاہ میں شکایت کی اور شکایت میں یہ عرض کی کہ پروردگارا! تو نے مجھے اس قوم کی طرف تیئیس برس کی عمر میں نبی بنا کر بھیجا مجھے تیئیس برس ان میں گزرے کہ میں برابر ان کو تجھ پر ایمان لانے اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے کی دعوت دیتا رہا ہوں اور تیرے عذاب و نکال سے ڈراتا رہا ہوں۔ مگر یہ لوگ مجھے جھٹلاتے رہے اور مجھ پر ایمان نہ لائے میری نبوّت کا انکار کیا۔ میری رسالت کو حقیر جانا مجھے یہ لوگ دھمکیاں دیتے رہے۔ اب مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہیں یہ قوم مجھے قتل نہ کر دے۔ لہٰذا تو ان پر اپنا عذاب نازل فرما کہ یہ وہ لوگ ہیں کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اس قوم میں کچھ تازہ حاملہ عورتیں ہیں

اور کچھ ایسی بھی ہیں کہ جن کے پیٹ میں بچے کی صورت بن چکی ہے یا خلقت تمام ہو چکی ہے۔ کچھ بچے ہیں کچھ۔ بوڑھے بھی ہیں۔ کمزور مرد اور ضعیف عورتیں بھی ہیں اور کچھ بیمار و ناتواں بھی ہیں اور میں حاکم عادل ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ تمہاری امت میں بڑوں کے گناہ کے سبب سے بے گناہ چھوٹوں پر عذاب کروں۔ اے یونسؑ وہ میرے بندے اور میری مخلوق ہیں۔ میرے شہروں میں وہ آباد ہیں میں انہیں روزی دیتا ہوں۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ ابھی توقف کروں۔ میں ان پر مہربانی کروں اور اُن کی توبہ کا منتظر رہوں۔ اے یونسؑ میں نے تم کو تمہاری قوم کی طرف اس لیئے بھیجا ہے کہ تم ان کی حفاظت کرو اور ان کے ساتھ نرمی اور رحمدلی سے پیش آؤ اور انبیاء کی سی مہربانی کے ساتھ ان کو ڈھیل دو اور رسولوں کی سی دانائی کے ساتھ اُن کے اذیت دینے پر صبر کرو اور تمہیں اُن کے لیے مثل علاج کرنیوالے طبیب کے ہونا چاہیئے۔ جو دواؤں کے استعمال کا جاننے والا ہوتا ہے۔ پس تم نے اُن کے ساتھ دانائی کا سلوک کیا اور تم نے ان کے دلوں میں نرمی کو جگہ نہ دی اور رسولوں کا سا معاملہ ان کے ساتھ نہ کیا پھر تم اپنی سخت نظری کے سبب مجھ سے اُن پر عذاب نازل کرنے کا سوال کر بیٹھے۔ میرے بندہ نوحؑ کو دیکھو کہ اُس نے اپنی قوم کے ظلم وستم پر تم سے کتنا زیادہ صبر کیا۔ وہ اپنی قوم سے کتنا اچھا برتاؤ رکھتا تھا اور میرے نزدیک وہ صبر کرکے کتنی ڈھیل سے کام لیتا تھا اور عذر خواہی میں بیحد مبالغہ کرتا تھا۔ اسی لیے جب وہ اپنی قوم پر میری خاطر غضبناک ہوا تو میں بھی اس کی خاطر غضبناک ہوا۔ جب اُس نے مجھ سے دعا مانگی تو میں نے اس کی دُعا کو قبول کر لیا۔ حضرت یونسؑ نے عرض کیا پروردگارا! میں نے بھی ان پر تیری محبت میں غصہ کیا ہے۔ اور جب وہ لوگ تیرے نافرمان بن گئے تو میں نے ان کے حق میں بددعا کی ہے۔ قسم ہے تیری عزت کی میں کبھی ان پر مہربانی نہ کروں گا۔ اور جب وہ لوگ کافر ہو چکے اور مجھے جھٹلا چکے اور میری نبوت کا انکار کر چکے تو اب میں ان کی نصیحت کا انتظار نہ کروں گا۔ پس اب تو اُن پر اپنا عذاب نازل کر دے کہ یہ لوگ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ ارشاد باری ہوا اے یونسؑ! یہ ایک لاکھ یا زیادہ آدمی میری مخلوق ہیں۔ میرے شہروں کو یہ آباد کرتے ہیں۔ میرے بندے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ ابھی ان کو مہلت دیدوں۔ اس مصلحت کے لیے جو مجھ کو سابق ہی سے معلوم ہے اور میری تقدیر اور تدبیر پہلے ہی مقرر ہو چکی ہے تمہیں ان باتوں کا علم ہی نہیں ہے۔ اے یونسؑ! تم میرے رسول ہو میں حکمت والا پروردگار ہوں۔ میں عالم الغیب ہوں تمہیں اس کا انجام معلوم نہیں۔ تم تو ظاہر کے جاننے والے ہو باطن کے حال سے تم بیخبر ہو۔ اے یونسؑ! میں نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا لیکن اس سے میرے نزدیک تمہارا زیادہ حصہ نہ ہوگا اور نہ یہ دعا تمہاری شان کے لائق ہے۔ اے یونسؑ شوال کے وسط میں چہارشنبہ کے دن طلوع آفتاب کے بعد ان پر عذاب نازل ہوگا۔ جاؤ۔ انہیں خبر دیدو۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ مژدہ سن کر جناب یونسؑ خوش ہو گئے کچھ بھی تو انہیں رنج نہ ہوا۔ مگر انہیں انجام معلوم نہ تھا پس حضرت یونسؑ تنوخا عابد کے پاس گئے اور اُس سے بیان کیا کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ فلاں روز اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ چلو ان لوگوں کو خبر دیدیں۔ تنوخا بولا انہیں گنہگاروں میں پڑا رہنے دو۔ یہاں تک کہ عذاب ان پر آپڑے۔ حضرت یونسؑ نبی نے فرمایا۔ اچھا روبیل کے پاس چلیں وہ خاندانِ نبوت کا عالم اور حکیم ہے۔ دیکھو وہ اس معاملہ میں کیا مشورہ دیتا ہے۔ اب دونوں روبیل کے پاس گئے۔ حضرت یونسؑ نبی نے فرمایا۔ اے روبیل! میرے پاس وحی آئی ہے کہ وسط شوال میں بدھ کے دن سورج نکلنے کے بعد ان لوگوں پر عذاب نازل ہوگا۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ آیا ان لوگوں کو نزول عذاب کی خبر دیدیں (یا کیا)؟ روبیل نے عرض کیا آپ خدا کی طرف صاحبِ حکمت نبی اور رسول کریم کی مانند رجوع کریں اور واپسی عذاب کی دعا مانگیں کہ ان کے عذاب سے غنی ہے اور وہ اپنے بندوں پر مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ اگر ان پر عذاب نازل ہوگا تو اس سے آپ کو نفع نہ پہنچے گا۔ اور نہ آپ کی پیش خدا منزلت بڑھے گی۔ شاید آپ کی قوم کسی دن ایمان لے آئے۔ اگرچہ آپ اُن کے کفر کو سن چکے ہیں ان کے انکار کو مشاہدہ فرما چکے۔ پس آپ کچھ اور صبر فرمائیں اور توقف کریں۔ تنوخا نے کہا افسوس ہے تم پر اے روبیل یہ تم کیسی رائے دیتے ہو۔ حالانکہ وہ لوگ کافر ہو چکے۔ نبی خدا کا انھوں نے انکار کیا اور جھٹلایا گھر سے ان کو نکال دیا۔ سنگسار کرنے کا وہ ارادہ رکھتے ہیں روبیل نے کہا اے تنوخا چپ رہ تو ایک مرد عابد ہے۔ علم تجھ میں بالکل نہیں۔ پھر روبیل حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا اے یونسؑ! یہ تو فرمایئے کہ جب خداوند عالم آپ کی قوم پر عذاب نازل کرے گا تو آیا سب کو ہلاک کر دیگا یا بعض کو ہلاک کرے گا اور بعض کو باقی رہنے دیگا۔ حضرت یونسؑ نے جواب دیا بلکہ ان سب کو ہلاک کر دیگا یہی میں نے خدا سے دعا کی ہے یہ دل اُن پر مہربان نہیں ہے کہ میں خدا کی طرف رجوع کروں اور واپسی عذاب کی خدا سے دعا مانگوں۔ روبیل نے عرض کیا اے یونسؑ کیا آپ کو یہ خبر ہے کہ اگر وہ لوگ عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھیں تو اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور (گڑگڑا کر) خدا سے بخشش کی دعا مانگیں پس خدا اُن پر رحم فرمائے کہ وہ ارحم الراحمین ہے اور عذاب کو ان کی طرف سے پھیر دے حالانکہ آپ بدھ کے دن نازل ہونے کی خبر دے چکے ہوں تو کہیے کہ پھر آپ اُن کے نزدیک جھوٹے ٹھہریں گے؟ تنوخا نے کہا اے روبیل! وائے ہو تجھ پر تو نے بڑی منہ زوری کی۔ خدا نے اپنے رسول کو نزولِ عذاب کی وحی کی ہے خدا کا رسول خبر دے رہا ہے کہ اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ اے روبیل! تو قول خدا و رسول کو رد کر رہا ہے اور قولِ رسول میں شک کرتا ہے چلا جا یہاں سے کہ تیرے سارے اعمال مٹ گئے روبیل نے تنوخا سے کہا تیری عقل خراب ہو گئی۔ (میں تجھ سے بات نہیں کرتا) پھر روبیل حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کرنے لگے (خیر آپکو اختیار ہے جو چاہیئے کیجئے) اپنی قوم پر خدا سے عذاب نازل کرایئے۔ اُس کا قول سچا ہے (لیکن یاد رکھیے) جب عذاب نازل ہوگا تو ساری قوم آپ کی ہلاک ہو جائے گی۔ بستیاں ان کی اُجڑ جائیں گی۔ تو کیا آپ نام نہیوں کے دفتر سے خدائے تعالیٰ محو نہ فرمائے گا۔ اور آپ کی رسالت کو نہ مٹائیگا۔ اُس وقت آپ مثل اور لوگوں کے ہو جائیں گے۔ کیا آپ کو ایک لاکھ سے زیادہ بندوں کا مرنا پسند ہے؟ حضرت یونسؑ نے روبیل کی نصیحت نہ سُنی اور تنوخا کو ساتھ لے اپنی قوم کو وحی خدا سے خبر دی کہ وسط شوال میں بدھ کے دن سورج نکلنے کے بعد تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ اُن لوگوں نے قولِ یونسؑ کو رد کر دیا اور جھٹلا دیا اور بری طرح اپنی بستی سے نکال دیا۔ حضرت یونسؑ تنوخا کے ہمراہ بستی سے تھوڑی دور جا ٹھیرے اور عذاب خدا کا انتظار کرنے لگے۔ روبیل اپنی قوم کے ہمراہ بستی میں رہا۔ یہاں تک کہ ماہ شوال شروع ہوا تو روبیل نے ایک پہاڑی پر چڑھ کے بلند آواز سے اپنی قوم کو پکارا اے قوم آگاہ ہو جاؤ کہ میں روبیل ہوں اور تم پر بڑا مہربان ہوں۔ تم نے عذاب خدا کا انکار کیا۔ اب وہ مہینہ جس میں نزولِ عذاب کی یونسؑ نبی نے خبر دی تھی شروع ہو گیا۔ اس مہینہ کے وسط میں بدھ کے دن طلوع آفتاب کے بعد عذاب تم پر نازل ہوگا۔ خدا اپنے رسول سے ہرگز جھوٹا وعدہ نہیں کرتا۔ اب اپنی اپنی تدبیروں میں غور کرو۔ اس کلام نے سب کے دلوں کو ہلا دیا۔ وہ سب خوفزدہ ہو گئے اور اُن کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ بیشک ہم پر عذاب نازل ہوگا۔ پس وہ سب روبیل کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے روبیل! تم عالم اور حکیم ہو تم ہی ہمکو مشورہ دو۔ (افسوس) ہم نہ جانتے تھے کہ تم ہم لوگوں پر اس درجہ مہربان ہو۔ جو کچھ تم نے حضرت یونسؑ کو مشورہ دیا تھا اُس کی ہمیں خبر پہونچ گئی ہے۔ اب اپنی رائے ظاہر کرو اور ہم کو حکم دو (کہ ہم آسے بجالائیں) روبیل نے جواب دیا بس میرے نزدیک یہی مناسب ہے اور یہی میری رائے ہے کہ (اُس دن کا) انتظار کرو اور آمادہ رہو۔ جب چہارشنبہ کی صبح وسط شوال میں طلوع کرے تو تم بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کر دو۔ بچے تو پہاڑ کے نیچے جنگل کی راہوں میں رہیں عورتیں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑی ہوں۔ یہ سب باتیں طلوع صبح

سے پہلے پہلے طے ہو جائیں۔ پھر تم سب بچے اور بوڑھے ملکر فریاد کرو اور خوب روؤ اور خدا کی درگاہ میں رو رو کے توبہ کرو اور استغفار پڑھو اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کے یوں کہو پروردگار بے شک ہم نے ظلم کیا اور تیرے نبی کو جھٹلایا۔ اب ہم اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتے ہیں۔ اگر تو ہمیں نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ضرور ہم نقصان اٹھائیں گے اور تیرے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے (اے ہمارے معبود!) تو ہماری توبہ قبول کرلے اور اے ارحم الراحمین! تو ہم پر رحم فرما۔ پھر جب تک آفتاب غروب نہ کرے یا عذاب دور نہ ہو برابر روتے پیٹتے اور غُل مچاتے رہنا۔ پس ان لوگوں نے روبیل کی رائے پسند کرلی اور سب متفق ہو گئے کہ جو کچھ روبیل نے مشورہ دیا ہے اس پر عمل کریں جب نزولِ عذاب والا بدھ کا دن آگیا تو روبیل اس بستی سے جدا ہو گئے اور ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سے اس کی فریاد کو نہیں اور عذاب کو نازل ہوتے دیکھیں۔ جب چہارشنبہ کی صبح ظاہر ہوئی تو قوم یونسؑ نے وہی کیا جو روبیل نے انھیں حکم دیا تھا۔ جس وقت آفتاب بلند ہوا تو کالی زردی مائل آندھی تیزی سے اٹھنے لگی بھیانک آوازیں اُس سے آتی تھیں جونہی ان لوگوں نے آندھی کو دیکھا سب چیخنے لگے اور رو رو کے خدا کی درگاہ میں توبہ کرنے لگے اور بخشش کی دعا مانگنے لگے بچے رو رو کر اپنی ماؤں کو ڈھونڈھتے تھے اور جانوروں کے بچے اپنی اپنی دودھ پلانے والی کی تلاش میں الگ غُل مچا رہے تھے چار پائے اپنے گڈریوں کی تلاش میں الگ دوڑتے پھرتے تھے اسی حالت میں وہ دیر تک مبتلا رہے۔ حضرت یونسؑ اور تنوخا اُن کی آوازیں اور شور و فریاد سُن رہے تھے۔ اور دعا کر رہے تھے کہ خداوندا تو ان پر عذاب کو اور سخت کر دے روبیل بھی اُن کا چیخنا چلانا سُن رہے تھے اور نازل ہونے والا عذاب دیکھ رہی تھی اور دعا کرتے تھے خدایا تو اس عذاب کو دور کر دے پس جب دن ڈھل گیا اور آسمان کے دروازے کھل گئے تو پروردگار کا غضب ٹھہر گیا۔ خدائے رحمٰن نے اُن پر رحم فرمایا اور اُن کی دعا منظور کی اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی خطائیں معاف کیں اور اسرافیلؑ کو وحی کی کہ اے اسرافیلؑ تم قومِ یونس کے پاس جاؤ کہ اُن لوگوں نے میرے سامنے فریاد کی اور رو رو کر مجھ سے توبہ کی اور مجھ سے بخشش چاہی۔ پس میں نے اُن پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول کرلی کیونکہ میں توبہ قبول کرنے والا مہربان خدا ہوں۔ جو بندہ میری درگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے میں اس کی توبہ جلد قبول کر لیتا ہوں میرے بندے اور میرے رسول یونسؑ نے اپنی قوم پر نزولِ عذاب کی دعا کی تھی میں نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور میں معبود برحق ہوں اپنی عہد کا سچے زیادہ وفا کرنیوالا ہوں۔ مگر یونسؑ نے جس وقت مجھ سے ان پر عذاب نازل کرنے کا سوال کیا تھا تو یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ میں انکو ہلاک بھی کر دوں لہٰذا اے اسرافیلؑ تم زمین پر اترو اور میرے عذاب کو ان لوگوں سے پھیر دو اسرافیلؑ نے عرض کی پروردگارا! ابرا عذاب تو ان لوگوں کے کندھوں تک پہنچ چکا۔ قریب ہے کہ وہ اُن سب کو ہلاک کر دے۔ میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ عذاب اُن کے قریب ہو گیا ہے اب میں اس کو کہاں لے جاؤں کس طرف پھیر دوں؟ ارشاد باری ہوا اے اسرافیلؑ ہرگز ایسا نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنے فرشتوں سے کہدیا ہے کہ جب تک میرا حکم نہ پہونچے عذاب اُن پر نہ اترنے دو۔ اے اسرافیلؑ جلد اترو اور اُن پہاڑوں پر اور چشموں کے نکلنے کے موقعوں پر اور سیلابوں کے جاری ہونے کے مقاموں پر جو بڑے بڑے سرکش پہاڑوں پر ہیں جو دوسرے پہاڑوں کے مقابلہ میں غرور کرتے ہیں اس پر عذاب کو پہنچا دو کہ اس کی وجہ سے ان پہاڑوں کو ذلت حاصل ہوگی اور وہ نرم پڑ جائیں گے اور جم کر لوہا بن جائیں گے۔ پس اسرافیلؑ اترے اور اپنے پروں کو پھیلا کے ان پہاڑوں پر عذاب کو پھونک دیا جن کے بارے میں خدا نے حکم دیا تھا۔ جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں وہ پہاڑ موصل کے اطراف میں ہیں پس قیامت تک ان میں سے لوہا نکلتا رہے گا۔ جب قوم یونسؑ نے دیکھا کہ عذاب ان کے سروں سے ہٹ گیا تو سب کے سب پہاڑ کی چوٹیوں سے اتر کر اپنے اپنے گھروں میں آگئے اور اپنی عورتوں اور اپنے بال بچوں کو اور اپنے مال مویشی کو جمع کرلائے اور اس بات پر خدا کا شکر بجا لائے کہ اُن سے عذاب کو ہٹا دیا۔ پس حضرت یونسؑ اور تنوخا جب پنجشنبہ کی صبح کو اس جگہ سے جہاں وہ تھے اٹھے تو انھوں نے غُل و شور کے بند ہو جانے سے جان لیا کہ بیشک عذاب نے اُن سب پر نازل ہو کر اُن کو ہلاک کر دیا۔ پس صبح سویرے سورج نکلنے کے ساتھ ان لوگوں کا حال دیکھنے کیلئے بستی کی طرف چلے۔ جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ لکڑہارے اور گدھے والے اور چرواہے بستی سے نکل رہے ہیں اور وہ لوگ نہایت اطمینان میں ہیں۔ یہ حال دیکھکر حضرت یونسؑ نے تنوخا سے فرمایا کہ وحی نے میری تکذیب کی۔ اس گروہ سے میرا وعدہ خلاف ہوا بخدا کی قسم بعد اس تکذیب کے اب یہ لوگ میرا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس یہ کہکر حضرت یونسؑ دریائے ایلہ کی طرف (بغیر حکمِ خدا) خفا ہو کے بھاگ نکلے۔ اس خیال سے کہ جب یہ لوگ مجھے دیکھیں گے تو جھوٹا کہیں گے چنانچہ خداوند عالم اس واقعہ کی خبر آیہ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ الخ میں دیتا ہے اور تنوخا بستی میں آیا۔ روبیل سے ملاقات کی۔ روبیل نے کہا اب فرمائیے۔ ان دونوں را یوں میں کون سی حق پر تھی تمھاری یا میری۔ تنوخا نے جواب دیا آپ نے حکیم اور عالم کی سی رائے دی۔ آپ ہی کا مشورہ ٹھیک تھا۔ میں تو ہمیشہ اپنی عبادت و پرہیزگاری کی وجہ سے اپنے کو آپ پر فضیلت دیتا تھا۔ آج آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی خدا نے آپکو علم و حکمت سے ممتاز کیا ہے اس پر آپ شقی بھی ہیں۔ یہ باتیں اس عبادت اور زہد سے افضل ہیں جو بغیر علم کے ہو پس یہ دونوں آپس میں مل جل کے اپنی قوم میں رہے اور حضرت یونسؑ تو اُسی وقت وہاں سے خفا ہو کے چلے گئے تھے اور ان کا یہ روداد واقعہ اس طرح گزرا تھا جس کی خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ تک خبر دی ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے عرض کی کہ یا ابن رسولؐ اللہ۔ حضرت یونسؑ اتنے دن اپنی قوم سے غائب رہے کہ پھر اُن میں نبوت اور رسالت کے ساتھ آئے۔ پس وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اور اُن جناب کی تصدیق کی حضرتؑ نے فرمایا چار ہفتے ایک ہفتہ میں دریا کے کنارے پہنچے۔ دوسرے ہفتہ مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ تیسرا ہفتہ کدو کے درخت کے نیچے گزارا جو تھے ہفتہ میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ آیا یہ ہفتے مہینوں کے تھے یا دنوں کے یا ساعتوں کے؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ اے ابو عبیدہ ان لوگوں پر میدان میں عذاب نیمۂ شوال میں بدھ کے دن آیا تھا اُسی دن وہ ہٹ گیا۔ اور حضرت یونسؑ خفا ہو کر جمعرات کے دن جلد گئے۔ سات دن تو سمندر تک پہنچنے میں صرف ہوئے اور سات دن مچھلی کے پیٹ میں بسر ہوئے اور سات دن خالی جگہ کدو کے درخت کے نیچے پڑے رہے۔ سات روز میں اپنی قوم کی طرف لوٹے یہ کل اٹھائیس روز ہوئے جبکہ حضرت یونس علیہ السّلام اُن لوگوں کے پاس آئے تو وہ لوگ مومن ہو گئے اور سچے حضرت یونسؑ کو سچا جانا اور فرمانبرداری اختیار کی اسی وجہ سے خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کیا وجہ ہے کہ قوم یونسؑ سے عذاب ہٹا دیا گیا حالانکہ عذاب ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔ یہ حال کسی اور امت کا کیوں نہ ہوا؟ حضرت نے جواب دیا بات یہ ہے کہ خدا کے علم میں یہ گذر چکا تھا کہ قوم یونسؑ توبہ کرے گی اس وجہ سے عذاب اُن سے روک دیا جائے گا۔ خدا نے جو حضرت یونسؑ کو پہلے سے مطلع نہ کیا (کہ عذاب انھیں ہلاک نہ کرے گا) تو اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند عالم کو منظور تھا کہ یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں اپنی عبادت کے لیے فارغ البال بنا دے تاکہ زیادتی ثواب اور کرامت کے وہ مستحق ہو جائیں۔ کافی میں انہی جناب سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ

نے قوم کی ہلاکت کو مستثنیٰ کر دیا تھا لیکن حضرت یونسؑ نے اس کو غور سے نہیں سُنا۔ تفسیر قمیؒ اس واقعہ کے بیان میں تفسیر عیاشی سے موافق ہے فرق اتنا ہے کہ ایک تو واقعہ مختصر کر کے بیان کیا ہے دوسرے عابد کا نام بجائے تنوخا کے یلیخا لکھا ہے۔ تیسرے آخر میں کچھ اور بڑھا دیا ہے جو ہم سورۂ والصّافات کی تفسیر میں انشاء اللہ درج کریں گے اور اسی قصّہ کا کچھ حصّہ سورۂ انبیاء میں بھی آئے گا۔ تفسیر علیؒ بن ابراہیم قمیؒ میں جمیل سے مروی ہے وہ کہتا ہے مجھ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے یونسؑ کو ان کی قوم پر مبعوث کیا۔ وہ جناب اُن لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے مگر وہ لوگ انکار کرتے تھے اور کہنا نہ مانتے تھے پس حضرت یونسؑ نے اُن کے حق میں بد دعا کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اُس قوم میں (صرف) دو آدمی مسلمان تھے۔ ایک عابد تھا دوسرا عالم تھا۔ ایک کا نام تنوخا دوسرے کا نام روبیل تھا وہ عابد حضرت یونس علیہ السّلام کو بد دعا برابھلا تا تھا اور عالم روکتا تھا اور کہتا تھا اے حضرت یونسؑ آپ انھیں بد دعا نہ دیجئے کیونکہ آپ کی دعا خداوند عالم قبول فرمائے گا مگر اسے اپنے بندوں کا ہلاک کرنا پسند نہیں۔ پس حضرت یونسؑ نے عابد کا کہنا کیا اور عالم کی بات نہ مانی اور اُن کے حق میں دعائے بد کر ہی دی۔ خدا نے وحی نازل فرمائی کہ فلاں سنہ فلاں مہینے فلاں روز ان پر عذاب نازل ہوگا۔ جب نزدیکِ عذاب کا وقت قریب آگیا حضرت یونسؑ عابد کو لیے ہوئے بستی سے نکل کھڑے ہوئے وہ مردِ عالم اُنہی لوگوں میں رہ گیا۔ جب وہ دن آیا اور عذاب نازل ہوتا معلوم ہوا تو عالم نے اپنی قوم سے پکار کے کہا ایّھا النّاس خدا کی درگاہ میں روؤ پیٹو تاکہ وہ تم پر رحم فرمائے اور عذاب تم سے پھیر دے۔ ان لوگوں نے کہا اب ہم کیا تدبیر کریں عالم نے جواب دیا تم سب کے سب جنگل میں نکل پڑو۔ عورتوں سے اولاد کو اونٹوں اور گایوں اور بکریوں سے اُن کے بچوں کو جدا کر دو پھر رو رو کے دعا مانگو۔ پس وہ لوگ صحرا میں چلے گئے عالم کی بتائی ہوئی تدبیر عمل میں لائے چیخیں مار مار کے روئے خدا نے اُن پر رحم کیا عذاب کو اُن سے پھیر دیا۔ وہ عذاب پہاڑوں پر گرا دیا گیا۔ حالانکہ اُن کے قریب ہو چکا تھا۔ پس حضرت یونس علیہ السّلام یہ دیکھنے کے لیے کہ اُس قوم کو خدا نے کیونکر ہلاک کیا۔ بستی کی طرف چلے۔ دیکھا کہ کسان لوگ کھیتی کا کام کر رہے ہیں۔ حضرت یونسؑ نے فرمایا ارے کسانو! یہ تو بتاؤ! قوم یونسؑ نے کیا عمل کیا (جو عذاب اُن سے واپس ہو گیا) ان لوگوں نے جناب یونسؑ کو نہ پہچانا کہنے لگے کہ حضرت یونسؑ نے اُن کے بارے میں بد دعا کی تھی۔ خدا نے ان کی دعا قبول قبول فرمائی۔ عذاب اُن پر نازل ہوا۔ پس وہ لوگ جمع ہوئے اور رو رو کے دعا مانگی خدا نے اُن پر رحم فرمایا اور عذاب اُن سے پھیر کے پہاڑوں پر ڈال دیا۔ اب وہ لوگ یونسؑ نبی کو تلاش رہے ہیں کہ اُن پر ایمان لائیں۔ یہ سُن کر حضرت یونسؑ کو غصّہ آگیا اُسی وقت مُنہ اٹھائے خفا ہو کے (بغیر حکمِ خدا) چلدیے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود اس قصّہ کو بیان فرمایا ہے۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا الخ یعنی حضرت یونسؑ غصّہ ہو کر چلدیئے اور دریا کے کنارے پہنچے۔ دیکھا ایک کشتی پڑی ہے لوگ اُسے چلانا چاہتے ہیں یونسؑ نے آواز دی اس کشتی میں مجھے بھی بٹھالو۔ پس کشتی والوں نے اُن کو سوار کر لیا۔ جب وہ کشتی بیچوں بیچ دریا میں پہنچی خدا نے ایک بڑی مچھلی کو وہاں بھیج دیا جس نے کشتی کو سامنے سے روک لیا۔ جونہی حضرت کی نظر اس مچھلی پر پڑی کانپ اٹھے اور کشتی کے پچھلے حصّہ میں جا بیٹھے مچھلی بھی اسی طرف پہنچ گئی اور منہ اپنا کھولدیا یہ حال دیکھ کر کشتی والے نکل کر کہنے لگے ضرور ہم میں کوئی نافرمان بندہ ہے۔ اُن لوگوں نے قرعہ ڈالا قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ۔ آخر پس کشتی والوں نے حضرت یونسؑ کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیا۔ دریا میں گرتے ہی مچھلی انھیں نگل کے چلتی بنی۔ ایک یہودی نے جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے سوال کیا تھا بتائیے وہ کون سا قید خانہ ہے جو قیدی کو لیے ہوئے زمین کے اطراف میں گھومتا رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ قید خانہ ایک مچھلی ہے جس کے پیٹ میں حضرت یونسؑ قید کیے گئے تھے پھر وہ مچھلی دریائے قلزم میں پہنچی وہاں سے دریائے مصر میں آئی پھر دریائے طبرستان گئی پھر دجلہ میں وارد ہوئی۔ پھر دزبن کے نیچے اس مقام پر پہونچی جہاں قارون جو حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام کے زمانے میں ہلاک ہوا تھا۔ قید تھا۔ اُس پر خدا نے ایک فرشتہ مقرر کیا تھا جو اُسے ہر روز زمین میں ایک قدآدم دھنسا دیتا تھا۔ حضرت یونسؑ علیہ السّلام مچھلی کے پیٹ میں خدا کی تسبیح کرتے تھے اور استغفار پڑھتے تھے۔ جیسے ہی یہ آواز قارون نے سُنی تو اُس نے فرشتہ سے کہا آپ مجھے تھوڑی مہلت دیجیے کہ میں نے آدمی کی آواز سُنی ہے (میں اُس سے کچھ باتیں کروں) خدا نے فرشتہ کو الہام کیا کہ اسے مُہلت دیدو۔ فرشتہ نے قارون کو بات کرنے کی اجازت دیدی۔ قارون نے کہا تم کون ہو؟ (تمھارا کیا نام ہے؟) حضرت یونسؑ نے جواب دیا میں ایک بھاگا ہوا بندہ یونسؑ بن متّے ہوں۔ قارون نے کہا اے حضرت یونسؑ بتائیے کہ حضرت موسیٰؑ بن عمران نے جو خدا کے بارے میں شدید الغضب تھے کیا کیا؟ حضرت یونسؑ نے جواب دیا کہ بہت دن ہوئے کہ انھوں نے وفات پائی۔ قارون نے کہا اچھا یہ تو فرمائیے کہ حضرت ہارونؑ ابن عمران جو اپنی قوم پر مہربان اور رحم دل تھے کیا ہوئے حضرت یونسؑ نے جواب دیا وہ بھی انتقال کر گئے۔ پھر قارون نے اُن سے کلثم بنت عمران کا حال دریافت کیا جو اُس سے نامزد تھیں۔ جناب یونسؑ نے فرمایا عرصہ ہوا وہ بھی مر گئیں۔ اب کوئی آلِ عمران سے باقی نہیں رہا۔ قارون نے کہا افسوس آلِ عمران میں سے کوئی نہ بچا (چونکہ قارون نے آلِ عمران کے فنا ہو جانے کا افسوس کیا تھا۔ اس کی جزا میں خداوند عالم نے نگہبان فرشتہ کو حکم دیا کہ جب تک دنیا باقی ہے اتنے دن قارون سے عذاب کو روک دے) پس عذاب اس سے اٹھا دیا گیا۔ جب حضرت یونسؑ نے یہ حال دیکھا تو ظلمات میں عرض کیا خدایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک میں نے اپنے نفس کو ستایا (کہ بغیر تیرے حکم کے چلا آیا) خدا نے حضرت یونسؑ کی توبہ قبول کر لی اور مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو اگل دے۔ اس نے حضرت یونسؑ کو دریا کے کنارے ڈال دیا درآنحالیکہ اُن کی کھال اور گوشت جاتا رہا تھا۔ خدا نے کدو کا درخت اگایا۔ جس نے حضرت یونسؑ کو دھوپ سے بچایا۔ کچھ دنوں حضرت یونسؑ اُس کے سایے میں رہے۔ پس خدا نے کدو کے درخت کو حکم دیا کہ ان پر سے ہٹ جائے۔ دھوپ کی تیزی نے جناب یونسؑ کو بیچین کر دیا۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی اے یونسؑ تم کو ایک لاکھ سے زیادہ پر رحم نہ آیا اور خود ایک ساعت کی اذیّت میں گھبرا گئے۔ حضرت یونسؑ نے عرض کی پروردگارا بخشدے میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔ پس خداوند عالم نے اُن کو تندرستی عطا فرمائی۔ وہ اپنی قوم میں واپس آئے۔ وہ لوگ اُن جناب پر ایمان لائے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ روایت ابی الجارود میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے یوں منقول ہے کہ حضرت یونسؑ تین روز مچھلی کے پیٹ میں رہے پس انھوں نے تین ظلمتوں میں کہ ایک ظلمت تو دریا کی تھی۔ دوسری تاریکی رات کی تھی۔ تیسری اندھیری مچھلی کے پیٹ کی تھی۔ آواز دی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی مچھلی نے ان کو کنارے پر ڈال دیا۔ خدا نے سایہ کے لیے ایک کدو کی بیل ان کے قریب اُگا دی۔ وہ حضرتؑ اُسے چوستے تھے اور اُس کے پتّوں کا اپنے بدن پر سایہ کرتے تھے۔ بال اُن کے اُڑ گئے تھے۔ کھال اُن کی باریک پڑ گئی تھی۔ وہ حضرت رات دن خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ اور رات دن اُس کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ پس جب بدن میں ان کے قوت آگئی اور اعضا سخت ہو گئے تو خدا نے دیکھ کو بھیجدیا وحی نے بیل کی جڑ کو کھا لیا جس سے وہ بیل خشک ہو گئی۔ اس کا سوکھ جانا جناب یونسؑ پر شاق گزرا اور رنجیدہ ہو گئے۔ خدا نے وحی کی کہ اے یونسؑ تمھارے حزن و ملال کا سبب کیا ہوا؟ یونسؑ نے عرض کیا پروردگارا دیکھ نے اس بیل کو جو مجھ پر اپنے پتّوں سے سایہ کرتی تھی خراب کر دیا وہ سوکھ گئی۔ ارشاد باری ہوا اے یونسؑ تم ایک درخت کے خشک ہو جانے سے

جس کو نہ تم نے بویا تھا نہ اُسے تم نے سینچا تھا اور نہ تمھیں اس کی چنداں پروا تھی فقط اس لیے رنجیدہ ہوگئے کہ وہ تم پر سایہ کیا کرتی تھی مگر ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کے لیے تم غمگین نہ ہوئے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اہلِ نینوا ایمان لے آئے اور پرہیزگار ہوگئے۔ اے یونسؑ تم ان کے پاس واپس جاؤ۔ پس حضرت یونسؑ چلے جب نینوا کے قریب پہنچے تو بستی میں جانے سے شرم آئی۔ ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اُس سے جنابِ یونسؑ نے فرمایا تو اہلِ نینوا کو خبر کر دے کہ یونسؑ آگئے۔ چرواہا بولا آپ جھوٹ بولتے ہیں آپکو شرم نہیں آتی۔ یونسؑ تو دریا میں ڈوب کے ملکِ عدم کو چلے بھی گئے۔ حضرتِ یونسؑ نے فرمایا۔ اگر یہ بکری گواہی دے کہ میں یونسؑ ہوں تو تو مان لے گا؟ چرواہے نے کہا بیشک۔ حضرت یونسؑ نے عرض کیا خدایا! تو اس بکری کو گویائی عطا فرما کہ وہ میرے یونسؑ ہونے کی گواہی دے۔ پس بکری نے بزبانِ فصیح کہا ہاں یہ یونسؑ خدا کے نبی ہیں۔ جب چرواہا اپنی قوم کے پاس یہ خبر لیکر آیا اور اُن سے حضرت یونسؑ کا آنا بیان کیا تو اُن لوگوں نے اُس چرواہے کو پکڑ لیا اور پیٹنے کا ارادہ کیا۔ چرواہے نے کہا جو میں کہتا ہوں اُس کا میرے پاس گواہ موجود ہے وہ گواہ یہ بکری ہے جو میری سچائی اور یونسؑ کے واپس آنے کی گواہی دے گی۔ پس وہ بکری قدرتِ خدا گویا ہوئی اور گواہی دی۔ یہ حال دیکھکر وہ لوگ تلاشِ حضرت یونسؑ میں بستی سے نکل پڑے۔ اور سب کے سب حاضرِ خدمت ہوئے اور بصدقِ دل ایمان لائے لہٰذا خدا نے اُن کو عذاب سے نجات دینے کے بعد ایک مدت تک زندہ رکھا۔

تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ دوازدہم ۱۲

صفحہ ۲۶۵ نوٹ ۴

اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ تعداد میں عمل کس کے زیادہ ہوں گے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ زیادہ اچھے عمل کس کے ہوں گے اور عمل کا اچھا ہونا خدا کے خوف اور نیت کی صداقت پر موقوف ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۶۵ نوٹ ۵

اُمَّۃٍ مَّعْدُوْدَۃٍ :۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُمَّۃٍ مَّعْدُوْدَۃٍ سے مراد قائم آل محمدؐ اور ان کے اصحاب ہیں اور انس حضرت رسولؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ ان کی تعداد بدر والوں کی تعداد کے برابر ہوگی۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب قائم آل محمدؐ ۳۱۰ سے کچھ اوپر ہوں گے وَاللّٰہ اُمّۃ معدودۃ سے وہی مراد ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ واللّٰہ وہ ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے فصل خریف کے بادلوں کے ٹکڑے۔ ۱۲

صفحہ ۲۶۵ نوٹ ۶

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ جب مابین مکہ و مدینہ منزل قدیدہ پر جا کر اترے تو علی مرتضیٰ علیہ السلام سے یہ ارشاد فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اور تمہارے مابین موالات (محبت) قائم کر دے پس اس نے کر دی اور میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا کہ میرے اور تمہارے مابین مواخات (بھائی چارہ) قائم کر دے پس اس نے قائم فرما دی۔ اور میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا کہ تم کو میرا وصی قرار فرما دے پس اس نے قرار دیدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سن کر قریش کے دو شخصوں نے یہ کہا کہ واللّٰہ ایک صاع خرمے جو پرانی مشک میں ہیں ہمارے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہیں اگر کچھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے سوال کئے بھلا اس نے اپنے پروردگار سے کسی فرشتہ کی بابت سوال نہ کیا جو اس کے دشمنوں کے برخلاف اس کا مددگار ہوتا یا خزانہ کا سوال نہ کیا جس کے ذریعہ سے آئے دن کے فاقوں سے نجات پاتا۔ واللّٰہ اس نے اپنے پروردگار سے کسی امر حق یا امر باطل کی دعا نہیں مانگی جو اس نے پوری نہ کر دی ہو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ الخ۔ تفسیر قمی میں اور تفسیر عیاشی میں مضمون اس کے قریب قریب ہے اور عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز کے آخر میں ایسی بلند آواز سے کہ لوگ صاف سنتے تھے امیر المؤمنین کے حق میں یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِعَلِیٍّ وَّالْمُؤَدَّۃَ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْھَیْبَۃَ وَالْعَظَمَۃَ فِیْ صُدُوْرِ الْمُخَالِفِیْنَ (یا اللہ تو مومنین کے دل میں علی علیہ السلام کی محبت عطا فرما اور منافقین کے دل میں اس کی ہیبت و عظمت قائم فرما دے) پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (یا تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کئے عنقریب خداوند عالم ان کے لئے محبت قرار دیگا) اس پر ابن الخطاب وہ کہا جو اوپر کی روایت میں قریش کے دو شخصوں کا قول نقل ہوا ہے اور خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں سورۂ ہود کی دس آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے پہلی یہ ہے تفسیر عیاشی میں زید ابن ارقم سے یہ روایت ہے کہ روح الامین عمر کی شام کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ولایت علی علیہ السلام کا حکم لیکر نازل ہوئے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا اور کچھ لوگوں کو جن میں بھی تھا بلا کر اس کے بارے میں مشورہ کیا کہ آیا ہم میں یہ احکام سنائے جائیں یا نہیں۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا کیا جواب دیں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر پر فرمایا اور جبرئیل امین نے یہ عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ امر خدا کے پہنچانے سے دل تنگ ہوتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل یہ بات نہیں ہے بلکہ میرا پروردگار جانتا ہے کہ قریش کے ہاتھوں سے مجھے کتنی اذیتیں پہنچی ہیں جب انھوں نے میری رسالت کا اقرار نہ کیا تو پروردگار عالم نے مجھے ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور آسمان سے میری نصرت کیلئے لشکر بھیجے اور انھوں نے میری مدد کی۔ پھر وہ میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار کیوں کر کر لیں گے یہ سن کر جبرئیل گھر میں چلے گئے اور اس کے بعد پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۲۶۶ نوٹ نمبر ۲

احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے مولا اپنی بڑی سے بڑی فضیلت بیان فرمایئے پس ان جناب نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ اور ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خداؐ شاہد ہیں ہوں اسی کتاب کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک زندیق نے کہا کہ میں تو یہ پاتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ (اپنی کتاب میں) خبر دیتا ہے کہ ہمارے نبیؐ کے بعد ایک شاہد آئے گا (وہ شاہد کون ہے) حضرتؑ نے جواب دیا قول باری تعالیٰ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد خدا کی حجت ہے جس کو خدا نے اپنی مخلوق پر مقرر کیا ہے اور یہ بات ان کو جعلا دی ہے کہ نبیؐ کی جگہ کا حقدار ایسا شخص ہے جو ان کا قائم مقام ہو سکے اور ان کے بعد ایسا شخص انکا نائب ہوگا جو مثل جناب رسول خداؐ کے پاک پاکیزہ ہوتا کہ اس شخص کو جو بحالت کفر سے کسی وقت آلودہ ہو چکا ہے جناب رسول خداؐ کی جگہ بیٹھنا جائز نہ ہو اور ظلم و گناہ پر اعانت کرنے والوں کو (لاعلمی کے) عذر کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس شخص پر جو کافر ہو چکا ہے عہدۂ نبوت و ولایت کو حرام فرمایا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے جناب ابراہیمؑ کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۵) اس آیت میں ظالمین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ ظلم بھی شرک ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۶۵ سطر ۴) پس جب حضرت ابراہیمؑ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ خدائے تعالیٰ کا یہ منصب بت پرستوں کو نہیں مل سکتا تو درگاہ باری میں عرض کی وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۱ سطر ۸) آگاہ ہو جاؤ کہ جس نے منافقوں کو بجوں پر اور کفار کو مومنوں پر ترجیح دی اس نے خدا پر بہت بڑا افترا کیا اور بڑی تہمت لگانے کا وبال سمیٹا خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تصدیق کرنے والے اور جھٹلانے والے میں اور طاہر نجس میں اور مومن و کافر میں فرق بتا دیا ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ وفات جناب رسول خداؐ کے بعد ان کا عہدہ ایسے ہی شخص کو ملے گا جو ان ہی کی طرح سچا اور عادل اور پاک پاکیزہ و افضل ہو۔ اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا اگر میرے لئے مسند قضا بچھا دی جائے تو میں اہل توریت پر توریت کے موافق فتویٰ دوں گا۔ انجیل والوں کو انجیل والوں کا مقتدا انجیل کے مطابق فیصلہ کروں گا قرآن والوں کے لئے قرآن مجید سے فیصلہ کروں گا میرے روشن فیصلے خدا کے پاس پہنچیں گے خدا کی قسم جتنی آیتیں قرآن میں نازل ہوئی ہیں خواہ وہ دن میں آئی ہوں یا رات میں آئی ہوں مجھ ان سب کی شان نزول معلوم ہے اور جس جس کا معاملہ سے مونہ ٹیڑھا ہے اس کی آیت قرآنی مرضی ہے خواہ وہ آیت اس کو جنت میں لے جائے یا جہنم میں پہنچائے یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین

بتلیئے آپکی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے؟ حضرت نے فرمایا تو نے یہ قول باری تعالیٰ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ نہیں سنا؟ پس جناب رسول خدا اپنے پروردگار کیطرف سے روشن دلیل پر تھے اور میں ان جناب کا شاہد ہوں اور ان ہی سے ہوں اور ان کا قائم مقام ہوں۔

شیخ نے اپنے امالی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ حدیث لکھی ہے کہ ان حضرتؑ نے جمعہ کے خطبہ میں بالائے منبر ارشاد فرمایا قسم ہے کہ اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جانداروں کو خلق فرمایا قریش میں کوئی مرد ایسا نہیں ہے جس کے سر پر استرا پھرا ہو مگر یہ کہ اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی آیت قرآن مجید میں ضرور نازل ہوئی ہے مجھے وہ آیتیں اسی طرح معلوم ہیں جس طرح وہ اشخاص معلوم ہیں ایک شخص نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ کی شان میں کون سی آیت ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا اگر تو پوچھتا ہے تو سمجھ بھی لے اور یاد رکھ کہ آئندہ میرے سوا کسی اور سے ایسا سوال نہ کرنا آیا تو نے سورۂ ہود پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی یا امیر المؤمنینؑ پڑھی ہے حضرت نے فرمایا کیا قول باری تعالیٰ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ تو نے سنا ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں سنا ہے حضرتؑ نے فرمایا اپنے پروردگار کی کھلی ہوئی دلیل پر جو تھے وہ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جو شاہد ان کے خاندان سے ان کے پیچھے پیچھے آیا وہ میں ہوں خدا کی قسم میں ہی جناب رسول خدا کا گواہ ہوں اور میں ہی ان حضرتؐ کی عترت سے ہوں۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کے دربار میں ایک طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مردم ایس تم سے ایک بات کہتا ہوں تمہارے کان بھی ہیں اور دل بھی سنو ہم اہلبیتؑ رسالت ہیں خدا نے ہم کو شرف اسلام سے نوازا مشی پھر میں تمام مخلوق میں سے پسند کر کے برگزیدہ اور ممتاز فرمایا اور رجس سے ہم کو دور فرمایا اور ہم کو ایسا پاک قرار دیا جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے رجس کے معنی ہیں شک کرنا پس ہم نہ تو خدا کے برحق ہونے میں شک کرتے ہیں اور نہ دین اسلام کے برحق ہونے میں۔ ہر طرح کے نقصان اور عیب سے خدا نے ہم کو پاک قرار دیا ہے آدم علیہ السلام سے لیکر ہم تک سب کے سب قصہائے خدا کا بخلوص شکر ادا کرتے رہے ہیں جب کبھی آدمیوں میں دو حصے ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے ہم کو بہترین حصہ میں رکھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور رسالت کے لئے منتخب کیا اور قرآن مجید ان کے پاس بھیجا پھر لوگوں کو خدا کی طرف بلانے کا حکم دیا سب سے پہلے خود آلہ داد ما جدنے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی یہ دعوت قبول کی اور سب سے اوّل ہم نے ایمان کا اظہار کیا۔ اور خدا و رسولؐ کی تصدیق فرمائی پس خداوند عالم نے اپنی کتاب میں جو جناب رسول خدا پر نازل ہوئی ہے ارشاد کیا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کی کھلی ہوئی دلیل پر تھے اور میرے پدر بزرگوار ان کے گواہ تھے تو آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے (ہدایت کیلئے آئے)۔

شیخ مفید نے اپنی امالی میں بروایت عباد بن عبد اللہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا امیر المؤمنین اس آیت اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں حضرتؑ نے ارشاد کیا مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر تھے اور میں ان جناب کا گواہ ہوں اور ان ہی کے عترت سے ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اسی کی قسم قریش میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے سر پر استرا پھرا گیا ہو کہ اس کی شان میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی ہو اور اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اہلبیتؑ کے لئے خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی امّی کی زبانی کیا کچھ ظاہر فرمایا تو تم اس کو سمجھ لو کہ مجھ وہ اس قدر معلوم ہے کہ اگر میرے سامنے کا یہ میدان سونے سے بھرا ہوا ہو تو اس کے مقابل سب ہیچ ہے۔ واللہ ہماری مثال اس امت میں کشتی نوح کی سی ہے اور بارہ خلفائے نبی اسرائیل کی سی ہے۔

سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب سے وہ گفتگو جو قیس بن سعد بن عبادہ اور معاویہ میں ہوئی نقل کی گئی ہے قیس نے کہا کہ جب حضور سرور عالم نے وفات پائی تو انصار جمع ہو کر ابو بکر کے پاس مجتمع ہوئے اور (آپس میں یہ) کہنے لگے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ کی بیعت کیلئے چلتے ہیں۔ اتنے میں قریش بھی آگئے قریش نے ہمارے مقابلے میں مجتمعیں پیش کیں جو جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب اور ان کے اہل بیتؑ پیش کرتے اور ہم لوگوں کے خلاف جناب رسول خدا کے حقدار اور عترت قریب ہونے کی حجت سے غالب آئے اس کے بعد قریش نے انصار پر بھی ظلم کیا۔ اور آخر محمد پر بھی البتہ میں بقسم کہتا ہوں کہ انصار میں سے قریش میں سے عرب میں سے عجم میں سے کوئی بھی اس عہد کا مستحق نہ تھا بلکہ منصب خلافت سوائے علی بن ابیطالب اور ان کے بعد انکی اولاد کے اور کسی کا حق نہ تھا۔ یہ سنکر معاویہ نے غضبناک ہو کر کہا کہ اے پسر سعد یہ مضمون تو نے عمر سے سنا یا ابو بکر سے سنا۔ غالباً اپنے باپ ہی سے سنا ہوگا اور اسی نے بیان کی ہوگی قیس نے جواب دیا کہ میں نے تو یہ روایت اس سے سنی ہے جو میرے باپ سے بھی بہتر ہے اور میرے باپ کی نسبت اس کا حق کچھ زیادہ ہے معاویہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ قیس نے جواب دیا وہ اس امت کے عالم اور اس کے ربانی اور صدیق اور فاروق حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جن کی شان میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اس کے بعد جو آیتیں حضرتؑ کی شان میں نازل ہوئی تھیں اس نے پڑھ کر سنائیں معاویہ بولا کہ صدیق امت تو ابو بکرؓ ہے اور فاروق امت عمرؓ ہیں خطاب اور مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد عبد اللہ بن سلام ہے قیس نے کہا کہ ان خطابات کا سب سے زیادہ سزاوار اور ان آیات کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کی شان میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ نیز یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۶ سطر ۱) اور وہ شخص ہے جس کو جناب رسول خدا نے غدیر خم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اور یہ فرمایا کہ جس کا میں حاکم ہوں اس کا یہ علی بھی حاکم ہے اور غزوۂ تبوک کے (جاتے) وقت فرمایا تھا کہ اے علیؑ! تم کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو جناب ہارونؑ کو جناب موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

کشف الغمہ میں ہے عباد بن عبد اللہ اسدی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے بالائے منبر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں ایک دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں منبر کے نیچے سے ایک شخص نے عرض کی بتایئے آپ کی شان میں کون سی آیت اتری ہے؟ حضرت یہ سن کر خفا ہوئے اور فرمایا اگر تو سب کے سامنے سوال نہ کرتا تو میں تجھ کو جواب نہ دیتا دائے ہو تجھ پر کیا تو نے سورۂ ہود نہیں پڑھی ہے؟ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ خدا کی کھلی ہوئی دلیل پر تھے اور میں انہی سے ہوں اور ان جناب کا گواہ ہوں۔

ابن شہر آشوب نے طبری اور ابو نعیم نے راویوں کے ذریعہ سے جابر بن عبد اللہ انصاری سے اور اصبغ بن نباتہ اور جناب امام زین العابدین اور جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے فرمایا۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد میں ہی ہوں۔

حافظ ابو نعیم نے تین طریقوں سے عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ جناب رسول خدا ہیں اور۔ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ میں ہوں۔

خطیب خوارزمی نے بھی یہی لکھا ہے۔

ابن مغازلی شافعی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے فرمایا میں اپنے پروردگار کی واضح دلیل پر ہوں اور علی بن ابیطالب علیہ السلام میرے گواہ ہیں۔

ابن مغازلی شافعی نے راویوں کے ذریعہ سے علی بن عابس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں اور ابو مریم دونوں عبد اللہ بن عطا کے پاس گئے ابو مریم نے کہا اے عبد اللہ تو علی بن عابس سے وہ حدیث بیان کر جو تو نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی مجھ سنائی تھی اس نے کہا میں ان حضرت کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہماری طرف سے پسر عبد اللہ بن سلام ہمدانی گزرا۔ میں نے عرض کیا۔

اے مولا میں آپ کے فدا ہو جاؤں کیا یہ آصف کا بیٹا ہے جس کی شان میں آیا ہے ۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۔ حضرتؑ نے فرمایا نہیں وہ تو تمہارے آقا امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کی مدح میں ہے جن کی شان میں بہت سی آیات قرآنی آئی ہیں مثلاً ۱۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۔ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۵۰۹ سطر ۱۰) اور ۲۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ۔ اور ۳۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ؕ

ابانؔ بن تغلب نے مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور سلمان فارسی کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے سوائے ہمارے اور کوئی ان جناب کے پاس موجود نہ تھا کہ یکایک غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے مہاجروں کے تین گروہ حاضر ہوئے انھیں دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد تین فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ اہل حق کا ہوگا جو ذرا بھی باطل میں آلودہ نہ ہوگا ان کی مثال سونے کی سی ہوگی کہ جتنا بھی اسے آگ میں تپاؤ گے اتنا ہی اس کا کھرا پن کھلتا جائے گا اور اس کی خوبی بڑھتی جائے گی اور ان کا امام اس تہائی میں سے ایک شخص ہوگا اور وہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ۔ اِماماً وَّرَحْمَةً ۔ فرمایا ہے (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۳۵۵ سطر ۶) دوسرا فرقہ اہل باطل کا ہوگا جس کو حق سے کچھ سروکار نہ ہوگا انکی مثال لوہے کے زنگ کی سی ہوگی کہ جتنا اسے آگ میں تپایا جائے اس کا میل کچیل اور زیادہ ثابت ہوگا اور ان کا امام اس دوسری تہائی میں سے ایک ہوگا تیسرا فرقہ اہل ضلالت کا ہوگا۔ وہ مذبذب ہوگا نہ ادھر ہوگا نہ ادھر۔ ان کا امام اس تیسری تہائی میں سے ایک ہوگا۔ مسلم کہتا ہے کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ اہل حق اور ان کا امام کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ حضرت علی ابن ابی طالب متقیوں کے امام ہیں لیکن اور دو پیشواؤں کو ظاہر نہ کیا میں نے کوشش بھی کی کہ کسی طرح ان دونوں خبیثوں کا نام بھی وہ مجھے بتا دیتے مگر انھوں نے نہ بتایا اس حدیث کو خوارزم کے بڑے خطیب موفق بن احمد نے نقل کیا ہے اور ابو الفرج المعانی صحیح بخاری والے کے استاد نے بھی روایت کیا ہے۔

صفحہ ۲۶۷ نوٹ نمبر ۱ قول صاحب تفسیر صافی چار بادشاہوں سے مراد ثلثہ اور معاویہ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ۱ صالح ہروی نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے عرض کیا اے مولا! حضرت نوحؑ کے زمانہ میں تمام دنیا میں کیوں غرق کر دی گئی۔ حالانکہ ڈوبنے والوں میں بچے اور بے گناہ لوگ بھی تھے حضرتؑ نے فرمایا ان میں اطفال بالکل نہ تھے اس لئے کہ خداوند عالم نے طوفان سے چالیس برس پہلے عورتوں کے رحموں کو بانجھ کر دیا تھا پس انکی نسل قطع ہو گئی تھی۔ اور وہ سب کے سب ڈبو دیئے گئے اور ان میں کوئی طفل نہ تھا۔ خدائے عادل کے خلاف شان ہے کہ وہ بے گناہوں پر عذاب کرے۔ اب رہے اور لوگ چونکہ انھوں نے نبیٔ خدا حضرت نوحؑ کو جھٹلایا تھا یا ان کی تکذیب کرنیوالوں کے فعل پر راضی ہو گئے تھے اس لئے وہ غرق کر دیئے گئے کیونکہ جو شخص کسی امر سے غائب ہو مگر اس پر راضی ہو جائے تو وہ مثل ان لوگوں کے شمار کیا جائے گا۔ جو حاضر ہو۔ اور اس کا مرتکب ہو۔

مفضل بن عمرو کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ابو العباس کے پاس تشریف لے چلے تو اس وقت میں حضرتؑ کے ہمراہ کوفہ میں موجود تھا جب محلہ کناسہ پہنچے تو حضرتؑ نے فرمایا اس جگہ میرے چچا زید کو سولی دی گئی تھی خدا ان پر رحم فرمائے وہاں سے چلکر وہ حضرت روغن فروشوں کے کوچوں میں تشریف لائے یہ وہ مقام ہے کہ اس جگہ چراغ فروشوں کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔ پس وہ جناب سواری سے اتر پڑے اور مجھ سے فرمایا تو بھی اتر آ کیونکہ اس جگہ مسجد کوفہ تھی جسے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں اس جگہ سوار ہو کر چلوں میں نے عرض کیا اے مولا! اس مسجد کو کس نے مٹا دیا؟ حضرتؑ نے فرمایا پہلے تو طوفان نوحؑ نے خراب کیا پھر بادشاہ کسریٰ اور نعمان کے آدمیوں نے اسے تباہ کیا۔ رہی سہی زیاد ابن ابوسفیان نے مٹا دی۔ میں نے عرض کی اے مولا! کیا کوفہ اور مسجد کوفہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں تھے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں اے مفضل تھے۔ حضرت نوحؑ اور انکی قوم کوفہ کی سمت مغرب میں فرات کے کنارے ایک بستی میں رہتے تھے اور حضرت نوحؑ بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے پس خدا نے ان کو برگزیدہ کیا اور اپنا نبی مقرر فرمایا۔ حضرت ان لوگوں میں سے اوّل شخص ہیں جنھوں نے کشتی بنا کر پانی پر چلائی حضرت نوحؑ اپنی قوم کو نو سو پچاس برس تک ہدایت کرتے رہے لیکن وہ لوگ ان جناب سے مذاق اور مسخرا پن کرتے تھے۔ پس جب حضرت نوحؑ کو معلوم ہو گیا (کہ اب یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے) تو ان کے واسطے بددعا کی۔ اور درگاہ باری میں عرض کیا پروردگار! تو زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رکھ کہ اگر تو انھیں چھوڑ دے گا تو یہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور کافروں کی بدکار اولاد پیدا ہوگی خدا نے وحی نازل فرمائی اے نوح! بہت جلد ایک بڑی کشتی تیار کرو پس حضرت نوحؑ نے اپنے ہاتھوں سے مسجد کوفہ میں کشتی بنانا شروع کر دی جس کے لئے لکڑی بہت دور سے لائی جاتی تھی یہاں تک کہ اسے بنا کے فراغت پائی مفضل کہتے ہیں چونکہ زوال ہو گیا تھا اس لئے امام علیہ السلام خاموش ہو گئے پس حضرتؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز ظہر و عصر ادا فرمائی جب مسجد سے واپس ہوئے تو بائیں طرف متوجہ ہو کر دار الداریین کی جانب دست مبارک سے اشارہ کیا۔ یہاں ابن حکیم کا مکان تھا اور اس زمانہ میں اس جگہ فرات کا پانی جاری ہے پس حضرت نے فرمایا اے مفضل اس مقام پر قوم نوحؑ نے اپنے بُت یغوث و یعوق و نسر قائم کر رکھے تھے پھر حضرتؑ تھوڑی دور چل کر گھوڑے پر سوار ہو گئے میں نے عرض کی اے آقا حضرت نوحؑ نے کتنے دن میں کشتی تیار کر لی تھی۔؟ حضرتؑ نے فرمایا دو دَوروں میں میں نے عرض کیا دو دَوروں کی کتنی مقدار ہوتی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا اسّی برس میں نے عرض کیا کہ مخالفین تو یوں کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے کشتی پانسو برس میں بنائی تھی حضرتؑ نے فرمایا کہ حاشا و کلّا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَوَحْيِنَا ۔ (دیکھو صفحہ ۳۵۹ سطر ۴) **قول مترجم**: صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ حدیث کے آخری فقرہ ۔ وَوَحْيِنَا ۔ میں دو احتمال ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو چیز کہ خدا کا حکم اور اس کی تعلیم سے تیار کی جائے اس کا زمانہ اس مدّت (پانسو سال) تک کیونکر طولانی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ اس مقام پر وحی کی سرعت و عجلت کے ساتھ تفسیر کی ہے اس لئے کہ لفظ وحی اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے جس محاورہ میں کہا جاتا ہے۔ اَلْوَحَا اَلْوَحَا ۔ ممدودہ و مقصورہ دونوں کے ساتھ جس سے جلدی کرنا مراد ہوتا ہے اور دوسرا معنی سند کے مقام پر زیادہ چسپاں ہیں ۔

میں نے عرض کی کہ اے مولا! یہ تو بتائیے کہ وہ تنور تھا۔ کہاں جس میں سے پانی ابلا تھا اس کا واقعہ کیا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ تنور ایک ایماندار بڑھیا کے گھر میں تھا جس کا مکان مسجد کے دہنے حصّہ کے پیچھے قبلہ کی طرف تھا۔ میں نے عرض کی کہ اب اس کا نشان کہاں ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ آج کل جہاں پر باب الفیل کا گوشہ ہے پھر میں نے عرض کی سب سے پہلے اسی تنور سے پانی ظاہر ہوا۔ حضرتؑ نے جواب دیا ہاں خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ قوم اپنی آنکھ سے علامت عذاب دیکھ لے پھر خدا نے ان پر موسلا دھار پانی برسایا اور زمین کے کل چشمے بھی جاری کر دیئے پس ان سب کو تو خدائے تعالیٰ نے ڈبو دیا اور حضرت نوحؑ کو مع ان کے ہمراہیوں کے جو کشتی میں تھے غرق ہونے سے بچا لیا میں نے عرض کیا نوح علیہ السلام کو کشتی میں کتنے دن لگے کہ پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ اور وہ کشتی سے برآمد ہوئے؟ حضرتؑ نے فرمایا سات شبانہ روز۔ اور حضرتؑ نے سات دن تک بیت اللہ کا طواف کیا بعد ازاں کشتی کوہ جودی پر ٹھہری یہ اس دریائے فرات کا منبع ہے جو کوفہ کے پاس بہتا ہے میں نے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں مسجد کوفہ تھی؟ حضرتؑ نے فرمایا وہ انبیاءؑ کے خدا کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جب حضور سرور عالم شب معراج یہاں وارد ہوئے تو جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنے پدر بزرگوار آدم علیہ السلام کی مسجد میں اتریے کہ انبیاء علیہم السلام کا مصلّٰے ہے پس وہ جناب اتر پڑے اور نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔

عبد الحمید ابن دیلم نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہمراہ کشتی میں جانوروں کے آٹھ جوڑے لئے تھے جن کی خبر خدا نے قرآن میں دی ہے۔ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۚ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ط (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۲۲ سطر ۴) (کشتی میں) آٹھ جوڑے تھے دو جوڑے بھیڑ کے تھے۔ ایک اہلی جسے آدمی پالتے ہیں دوسرا وحشی جو پہاڑوں میں رہتے ہیں شکار اس کا حلال ہے دو جوڑے بکری کے تھے ایک پالتو جسے آدمی پرورش کرتے ہیں دوسرا جنگلی وہ ہرن کا سا گھر ہے۔ جو جنگل میں رہتا ہے گائے کے بھی دو جوڑے تھے۔ ایک پالتو دوسرا نیل گائے اونٹ کے بھی دو جوڑے تھے ایک بخاتی دوسرا عربی اور ہر قسم کے پرندے بھی تھے پالتو بھی اور جنگلی بھی بعد اس کے تمام زمین ڈبو دی

عنی (سوائے عبیلات اللہ کے)

ابو بصیر کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب کہ خداوند عالم نے قوم نوحؑ کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس برس پہلے عورتوں کو بانجھ بنا دیا پھر ان میں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا پس نوحؑ کشتی تیار کر چکے تو خدا کا حکم پہنچا کہ پانی زبان میں آواز دو۔ یہ وہی حضرت نوح نے پکارا سارے وحشی اور حیوان حاضر ہو گئے پس حضرت نوحؑ نے حیوان کی ہر جنس سے دو دو جوڑے اپنی کشتی میں رکھ لئے اور تمام دنیا میں کل اسّی آدمی ایمان لائے تھے ان کو بھی سوار کر لیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے "قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ" ۴۔ (ترجمہ کہیئے پھر صفحہ ۳۵۹ سطر ۱) (جب تنور نے جوش کھایا تو) ہم نے کہہ دیا کہ اس کشتی میں ہر قسم کا ایک ایک جوڑا لے لو اور اپنے کل اہل و عیال کو سوائے ان کے جن کے برخلاف پہلے ہی ہمارا حکم ہو چکا ہے اور جو ایمان لایا ہے (اسے بھی بٹھا لو) حالانکہ ان کے ساتھ بہت کم ایمان لائے تھے وہ کشتی مسجد کوفہ سے جاری ہوئی تھی۔ جب قوم نوحؑ کے ہلاک ہونے کا وقت آیا زوجۂ نوح اس مقام پر روٹی پکا رہی تھی جو مسجد کوفہ میں التنور کے ساتھ معروف ہے حضرت نوحؑ نے کشتی میں جس حیوان کے لئے جتنا جتنا درجہ بنائے تھے ان میں ہر ایک کے کھانے پینے کا سامان بھی رکھ لیا تھا جب تنور سے پانی ابلنے لگا تو حضرت نوحؑ کی زوجہ چیخنے لگیں پس حضرت نوحؑ تنور کے پاس آئے اور اس پر مٹی رکھ کر مہر کر دی تا آنکہ تمام حیوانات کو عفیدہ میں داخل کر لیا پھر آپ دوبارہ تنور کے پاس آئے اور مہر اپنی توڑ دی اور مٹی اس سے ہٹا دی آفتاب کو گہن لگا آسمان سے بغیر قطروں کا موسلا دھار پانی پڑنے لگا، زمین سے چشمے کھل گئے چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اس واقعہ کی یوں خبر دیتا ہے "فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝" اس وقت حضرت نوحؑ نے فرمایا "ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا" ۵۔ (ترجمہ کہیئے پھر صفحہ ۳۶۰ سطر ۱) جب سب لوگ سوار ہو گئے تو کشتی چل نکلی۔ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا کہ وہ کبھی گھومتا ہے کبھی کھڑا ہوتا ہے۔ فرمایا اے فرزند! تو بھی ہمارے ساتھ آ جا کافروں کا ساتھ نہ دے اس نے کہا کہ میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے ڈوبنے سے بچا لے گا حضرت نوحؑ نے فرمایا آج کے دن خدا کے عذاب سے کوئی بچنے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر خدا رحم فرمائے (جب) حضرت نوحؑ نے (اپنے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو) اپنے پروردگار کو پکار کر عرض کیا اے میرے اللہ میرا بیٹا میرے اہل میں داخل ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ارشاد باری ہوا اے نوحؑ! وہ تمہاری اولاد سے نہیں ہے کیونکہ وہ بدعمل ہے پس تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو۔ اس کی بابت تم مجھ سے سوال نہ کرو کہیں تم جاہلوں میں شمار نہ ہو جاؤ حضرت نوحؑ نے عرض کیا پروردگار میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے میں ایسی بات کی درخواست کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اگر تو مجھے معاف کرے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا پس موج ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور نوحؑ کا بیٹا ڈوب گیا امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موجوں کے تھپیڑوں نے کشتی کو چلایا یہاں تک کہ وہ مکہ معظمہ پہنچی اور خانہ کعبہ کے اس نے سات دورے کئے تمام دنیا پانی میں ڈوب گئی تھی مگر خانہ کعبہ کا مقام غرق نہ ہوا تھا اسی لئے اس کا نام بیت عتیق ہوا کہ وہ ڈوبنے سے آزاد (محفوظ) کیا گیا۔ اور چالیس روز تک آسمان سے پانی برستا رہا اور زمین سے چشمے ابلتے رہے یہاں تک کہ کشتی بلند ہو گئی اور آسمان کے دروازے کھل گئے حضرت نوحؑ نے ہاتھ اٹھا کے دعا مانگی خدایا اب تو اس پانی کو روک دے پس خدائے تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی پی لے۔ چنانچہ قرآن مجید میں خبر دیتا ہے کہ گیا اے زمین تو اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان تو رک جا۔ تمام پانی سکھا دیا گیا۔ معاملے کر دیا گیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی زمین نے اپنے پانی کو اتار دیا جب ہی داخل ہونا چاہا تو زمین نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے یہ حکم ہے کہ میں اپنا پانی کھینچ لوں پس آسمان کا پانی روکے زمین پر باقی رہ گیا اور کشتی نوح کو جودی پر جو موصل کے قریب ایک بڑا پہاڑ ہے ٹھہر گئی پس خدائے تعالیٰ نے جبرئیل امین کو بھیجا انھوں نے وہ پانی ان سمندروں میں پہنچا دیا جو دنیا کے گرداگرد ہیں حضرت نوحؑ کو یہ حکم ہوا اے نوحؑ! تم اور جو گروہ تمہارے ساتھ ہے کشتی سے اترو تم پر اور تمہارے ساتھ والوں پر ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں اور ان ہی میں سے کچھ گروہ ایسے ہوں گے جن کو ہم عنقریب نفع پہنچائیں گے پھر ہماری طرف سے ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ پس نوحؑ علیہ السلام اسّی آدمیوں سمیت موصل میں کشتی سے اتر پڑے اور بلدۃ الثمانین ہی جگہ آباد کیا۔

قمیؒ نے طوفان نوحؑ کا واقعہ یوں لکھا ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نوحؑ نے اپنی قوم کو تین سو برس تک خدا کی طرف بلاتے رہے اور ہدایت کرتے رہے مگر کسی نے ان کا کہنا نہ مانا پس ان جناب نے ان لوگوں پر دعائے بد کرنے کا ارادہ کیا تو طلوع آفتاب کے قریب فرشتوں کے بارہ ہزار گروہ پہلے آسمان سے ان کے پاس آموجود ہوئے حضرت نوحؑ نے استفسار کیا تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم بارہ ہزار گروہ ملائکہ آسمان اوّل کے رہنے والے ہیں آسمان دنیا کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور اسی قدر زمین سے آسمان دنیا تک فاصلہ ہے طلوع صبح کے وقت ہم وہاں سے چلے تھے۔ اس وقت ہم آپ کے پاس پہنچ گئے ہم سب آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کو بددعا نہ کریں حضرت نوح نے فرمایا میں نے ان کو تین سو برس کی مہلت دی پس جب چھ سو سال گزر گئے اور یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ان پر بددعا کرنے کا قصد کیا۔ اسے میں دوسرے آسمان سے بارہ ہزار فرشتوں کی جماعت نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آنجنابؑ نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہم بارہ ہزار قبیلے دوسرے آسمان کے ہیں (یہ ملحوظ خاطر رہے کہ) دوسرے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور اسی قدر آسمان دنیا سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے آسمان دنیا کی موٹائی بھی پانسو برس میں طے ہوتی ہے اور اتنی ہی مسافت آسمان دنیا سے زمین تک ہے ہم سب طلوع آفتاب کے وقت وہاں سے چلے تھے۔ چاشت کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ہماری اسناد آپ سے یہ ہے کہ آپ اپنی قوم کے لئے بددعا نہ فرمائیں حضرت نوحؑ نے فرمایا میں نے انکو تین سو برس کی اور مہلت دی جب تین سو برس ہو گئے اور ایمان نہ لائے تو ان کے لئے بددعا کا قصد کیا۔ خدا نے حضرت نوحؑ کو وحی کی اے نوح تمہاری قوم میں سے جو ایمان لا چکے وہ لا چکے اب کوئی بھی ایمان نہ لائے گا پس جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اس سے تم رنجیدہ نہ ہو اس وقت نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو زمین پر کافروں سے کسی ایک بسنے والے کو بھی نہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور بدکار کفار ان کی اولاد میں پیدا ہوں گے۔ پس خدا نے حکم دیا اے نوحؑ! تم عرشہ کے درخت لگاؤ یہ حکم پاتے ہی وہ حضرت عرشہ کے درخت لگانے میں مصروف ہو گئے ان کی قوم کے لوگ ادھر سے گزرتے تھے اور مسخراپن اور مذاق کرتے تھے اور وہ لوگ کہتے تھے اس بوڑھے کو دیکھو کہ تو سو برس کی عمر میں اب باغ لگانے بیٹھے ہیں ساتھ ہی وہ ملامتہ ان جناب پر تمسخر اڑاتے تھے پس جب پچاس برس اور گزر گئے۔ عرشہ کے درخت بڑے ہو کر اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ تو خدا نے ان کو کاٹنے کا حکم دیا (یہ حال دیکھ کر) انھوں نے ہنسی اڑائی۔ کہ یہ درخت تو رسیدہ ہو گئے تھے (انھیں کیوں برباد کر دیا) اس واقعہ کی خدا خبر دیتا ہے کہ جب قوم نوح انکی طرف سے گزرتی تھی۔ تو ان سے مسخرا پن کیا کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے کہا اگر تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔ (کر رہے کسی وقت) ہم بھی تم سے یونہی ہنسی کریں گے عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ پس خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ اور تعلیم کے لئے جبرئیلؑ کو آنے پاس بھیجا دیا۔ اور زمین میں اس کشتی کا طول بارہ سو ہاتھ کا تھا اور اس کا عرض آٹھ سو ہاتھ اور اونچائی اسّی ہاتھ کی تھی۔ نوح علیہ السلام نے درگاہ خداوند میں عرض کی اے میرے پروردگار کشتی کے بنانے میں کون میری مدد کرے گا؟ ارشاد باری ہوا اے نوحؑ اپنی قوم سے کہو جو ہماری کشتی کے بنانے میں ہاتھ بٹائے گا اور بڑھئی کا کام کرے گا۔ تو اسے چاندی اور سونا مزدوری میں ملے گا۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی آواز دی۔ وہ لوگ مزدوری کے لئے آگئے کام بھی کرتے تھے۔ اور مزاح بھی اڑاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دیکھو یہ خشکی میں کشتی بناتے ہیں۔

الاکالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم پر عذاب نازل ہونے کی خدا سے درخواست کی تو خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ جبرئیلؑ حاضر خدمت ہوئے ان کے ساتھ عرشہ کی سات گٹھلیاں تھیں جبرئیلؑ نے عرض کیا یا نبی اللہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یہ لوگ میری مخلوق اور بندے ہیں میں ان کو اپنے عذاب سے اس وقت ہلاک کرونگا۔ کہ ان کو دوبارہ ہدایت کی جائے اور ان پر حجت تمام کر دی جائے پس تم اپنی قوم کی نصیحت میں پھر کوشش کرو۔ میں تمہیں اس کا ثواب دونگا۔ اور تم یہ گٹھلیاں لو دو کہ تم کو ان کے بنانے اور رسیدہ ہونے اور پھل لانے کے زمانہ تک اس مصیبت سے نجات اور رہائی حاصل ہو گی۔ اور تم اس کی ان لوگوں کو بھی خوشخبری دیدو۔ جو تم پر ایمان لائے ہیں پس جب درختوں کے کلّے چھوٹے اور وہ سخت ہو گئے۔ اور کمال کو پہنچ گئے۔ اور بہت دنوں کے بعد اس پر پھل لگے۔ تو حضرت نوحؑ نے خدائے تعالیٰ سے وعدہ وفائی کی درخواست کی۔ ارشاد باری ہوا اب تم ان درختوں کی گٹھلیاں لگاؤ کچھ زمانہ تک اور صبر کرو اس قوم کو مکرر ہدایت کرکے حجت تمام کر لو پس حضرت نوحؑ نے ان لوگوں کو خبر دی۔

(عذاب کی دفعہ عذاب آئے گا) یہ خبر سن کر تین سو آدمی مرتد ہو گئے (ایمان سے پھر گئے) اور کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہوتا تو اس کا پروردگار وعدہ خلافی نہ کرتا پس خداوند عالم ہر دفعہ دنیا باغ لگانے کا حکم دیتا رہا یہانتک کہ سات مرتبہ باغ لگائے اور ہر دفعہ ایمان والوں میں سے ایک ایک گروہ مرتد ہوتا رہا (یہانتک کہ ستر آدمی اسلام پر باقی رہ گئے) اس وقت خداوند عالم نے وحی کی اے نوح اب بات اور دن میں فرق ہو گیا تمہاری آنکھوں کے سامنے حق ظاہر ہو گیا جن کی اصلیت بُری تھی وہ دین سے پھر گئے پس اس وقت میں اگر کفار کو ہلاک کر دیتا تو یہ مرتد ہو نے والے جو (ظاہر میں) ایمان لا چکے تھے باقی رہ جاتے تو میں نے تم سے تمہاری قوم کے خالص مومنوں اور توحید کے ماننے والوں کیلئے جو وعدہ کیا تھا وہ کیسے سچا ہوتا (اس لئے) تمہاری نبوت کے ماننے والوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بناؤں گا اور دین کے اظہار کی انھیں قدرت دوں گا۔ اور نئے نوح کو امن سے بدل دوں گا تاکہ شرک و کفر کے دور ہونے سے وہ میری اچھی طرح عبادت کر سکیں پس جب کہ میں ان مُردوں کے ضمیر اعتقاد اور نیات طینت اور بد باطنی سے جس کا انجام نفاق اور طرح بدطرح کی گمراہی ہے بخوبی واقف تھا تو ایسے لوگوں کو کیونکر خلیفہ بناتا اور کیسے قدرت و امن دیتا اور جب کہ خلیفہ بناتے وقت مومنین کو حکومت ملنے کی ان کو خبر ہو جاتی تو مومنین کے دشمن انکو ہلاک کر دیتے اس وقت فالموں کی بُری نیتیں روح پا جاتیں اور ان کا نفاق مستحکم ہو جاتا ان کے دلوں کی گمراہی کا برج بیجان میں آتا سامنے بھائیوں سے صلم کھلا عداوت رکھتے اور طلب حکومت و ریاست پر ان سے لڑتے پھر کیونکر مومنین کو امر نئے دین پر قدرت ہوتی اور اس اختلاف و جھگڑوں میں فتنہ و فساد برپا ہونے میں ہرگز ان کا فرمان جاری نہ ہوتا پس اب تم ہمارے روبرو ہماری وحی کے موافق کشتی تیار کرو۔

نیز نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جب کہ خداوند عالم نے قوم نوح کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس برس پہلے عورتوں کو بانجھ بنا دیا اس عرصہ میں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا پس جب حضرت نوح کشتی بنانے لگے تو حکم خدا ہوا اے نوح اب تم مُرغابی زبان میں ایک آواز لگاؤ کہ تمام جانور تمہارے پاس آجائیں گے۔ جونہی ان جناب نے آواز دی سارے کے سارے آموجود ہوئے پس حضرت نوح نے ہر جنس میں سے سوائے بلی اور چوہے کے دو دو جوڑے کشتی میں بٹھا لیئے جب آدمیوں نے جانوروں کے گوبر اور پیشاب اور فضلۂ انسان کی جناب نوح سے شکایت کی تو ان حضرت نے سؤر کو بلا کر اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اسے چھینک آئی تو اس کی ناک سے (بقدرت خدا) ایک جوڑا چوہے کا گر پڑا پس جب چوہوں کی نسل پھیلی اور وہ نقصان دینے لگے تو یہ حال ان لوگوں نے جناب نوح سے بیان کیا حضرت نے شیر کو طلب فرما کے اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کے پھیرتے ہی اسے چھینک آئی تو اس کی ناک سے ایک جوڑا بلی کا (بقدرت خدا) نکل پڑا۔ دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت نوح سے فضلہ کے بکثرت ہو جانے کی شکایت کی تو ان جناب نے ہاتھی کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا کہ چھینک کے ساتھ سؤر کا جوڑا اس کی ناک سے نکل پڑا۔

علل الشرائع میں ہے جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا امیر المومنین کیا وجہ ہے کہ بھڑ کی شرمگاہ برہنہ ہے اور دم اس کی چھوٹی ہے (اور دنبہ کے چکتی ہوتی ہے) حضرتؑ نے فرمایا جس وقت نوح نے بھڑ کو کشتی میں داخل کرنا چاہا تو یہ رک گئی پھر اُسے دھکیلا تو اس کی دُم ٹوٹ گئی اور دنبہ جلدی سے کشتی میں چلا گیا حضرت نوح نے اس کی شرمگاہ پر ہاتھ پھیرا پس اس کی دُم کی جگہ چکتی نمودار ہو گئی۔ اقبال میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں نوّے (۹۰) جوڑے جانوروں کے واسطے بنائے تھے۔

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۳ کہ نہار مرتبہ فرمایا یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ۔ یعنی اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ اور کشتی ٹھیک چلنے لگی پس نوحؑ نے فرمایا جس کلام نے مجھے غرق سے نجات دی وہ اس لائق ہے کہ کسی وقت مجھ سے جدا نہ ہو۔ پھر جو بانچھ ہو گئی تھیں انھوں نے اپنی انگوٹھی پر یہ ذکر نقش کرا لیا جس کی عربی یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ۔ احتجاج طبرسی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور ان کو غرق کا خوف ہوا۔ تو انھوں نے یہ عرض کیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَنَنْتَ عَلَیَّ وَنَجَّیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ فَاَنْجَاہُ اللّٰہُ مِنَ الْغَرَقِ بِمَا اَنْجَیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ یا اللہ میں تجھ سے اس پیارے سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ سے تو مجھے غرق سے بچا لے ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۴ اِبْنَہٗ کا اس سے مراد ہے کنعان۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ کا بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ ان کی زوجہ کا بیٹا تھا جو ساتھ آیا تھا (یعنی مادر حاملہ تھا) اور نبی سے بطور لغت کے بمعنے زوجہ کے بیٹے کو جو ساتھ آئے (اِبْنَہٗ) کہتے ہیں چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ وہ اِبْنَہٗ قرأت فرماتے تھے اور ایک روایت کے بموجب اِبْنَھَا بھی ہے جس میں ضمیر مؤنث صاف ہے ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۵ وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ۔ یہ آیت فصاحت میں بہت ہی بڑھی ہوئی ہے خاصکر اپنے لفظوں کی عظمت کے سبب اور نظم کلام کی خوبی کے سبب اور باوجود اختصار کل واقعات پر دلالت کرنے کے باعث اور نیز اس سبب سے بھی کہ اس میں فعل مجہول استعمال کیا گیا ہے جو فاعل کی بزرگی پر دلالت کرتا ہے گویا وہ مخاطب کے نفس میں ایسا متعین ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی کیونکہ وجہ اس علم کے کہ ان افعال پر سوائے اس کے کوئی قادر ہی نہیں ہو سکتا اس کا خیال کسی دوسرے کی طرف جا ہی نہیں سکتا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک گلہ برشت میں منقول ہے کہ کشتی پھرتی رہی اور مرجیں اس کو تھپیڑے مارتی رہیں یہانتک کہ وہ کعبہ معظمہ پر پہنچی اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا حالانکہ اس وقت تمام دنیا سوائے بیت اللہ کے مقام کے ڈوب چکی تھی۔ اور اسی سبب اس مکان (یعنی کعبۃ اللہ) کا نام بیت العتیق ہوا۔ کہ یہ غرق ہونے سے آزاد رہا پس چالیس دن آسمان سے موسلا دھار پانی پڑتا رہا۔ اور زمین سے چشمے ابلتے رہے یہاں تک کہ کشتی بہت ہی بلند ہو گئی اس وقت نوحؑ نے ہاتھ بلند کر کے کہا یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ جس کا مطلب یہ ہے اے پروردگار اب احسان کر پس خدائے تعالیٰ نے وہ حکم دیا جو اس آیت میں ہے جس پر زمین اپنا پانی نگل گئی اور جب آسمان کے پانی نے زمین میں گھسنے کا ارادہ کیا تو زمین نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ مجھے باری تعالیٰ نے صرف اپنا پانی نگلنے کا حکم دیا ہے پس آسمان کا پانی زمین کے اوپر باقی رہ گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری جو علاقۂ موصل میں ایک بڑا پہاڑ ہے پھر خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ جہاں پانی زمین کے اوپر ہے اس کو خشک کر کے سمندر قرار دیدو جو دنیا کے گرداگرد ہیں ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۶ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یہ اس کا مطلب ہے کہ جن کی نجات کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ تمہارے تابعین ہیں اور یہ تمہارے دین پر نہیں ہے تفسیر مجمع البیان، تفسیر عیاشی اور العیون میں بروایت جناب امام رضا علیہ السلام جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام سے یہ فرمایا ہے اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ ان کا مخالف تھا۔ اور جس نے نوح علیہ السلام کا اتباع کیا اس کو ان کا اہل قرار دیا گیا ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۴ وَلَا تُخْزُوْنِ۔ تفسیر مجمع البیان میں معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ زکوٰن کے معنی ہیں حجت اقامت فرمانا ہی اور زکوٰن کے لغوی معنی ہیں تھوڑا سا مائل ہونا اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کے برخلاف کرنا اس شخص پر صادق آئے گا جو کسی بادشاہ دنیا کے پاس آتا جاتا ہو اور اس سبب سے اس کی بقا کا خواستگار ہو کہ وہ اپنے کیسے اسے کچھ دیا کرے ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۵ فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں خلود اور دوام نہیں رکھا گیا۔ بلکہ جیسا ادنیٰ میلان تھا ویسے ہی تھوڑے زمانہ کے لئے عذاب بھی ہوگا ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۶ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ۔ التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دن کی دونوں طرفوں سے مراد ہے وقت فجر مغرب اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے مراد نماز عشا ہے ۱۲

صفحہ ۲۷ نوٹ نمبر ۷ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ:۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مشہور ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں سے انسان اجتناب کرتا ہے تو ایک نماز سے دوسری نماز کے عرصہ

ہیں جتنے گناہ صغیرہ ہوں گے نماز ان کا کفارہ ہو جائیگی (امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر ایک نیکی ایک بدی کا کفارہ ہو جاتی ہے) کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مومن کا نماز پڑھنا اس کے دن بھر کے گناہوں کو دھو دیتا ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں چار فضیلتیں ہوں گی۔ تو ان کے ہونے کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اس کو ہلاک نہ کرے گا۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اہل بیت کی محبت نہ رکھنے کے سبب ہلاک ہو۔ اوّل یہ کہ بندہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے اور اس کو کرے پھر اگر اس نے وہ کام نہیں بھی کیا تو خدائے تعالیٰ اس کی نیک نیّت کے سبب ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔ اور اگر کر لیا ہے تو کم از کم دس نیکیاں ضرور لکھے گا۔ دوم یہ کہ جب کوئی بندہ کسی بدی کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر وہ کچھ نہ کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں بھی کچھ نہ لکھے گا۔ اور اگر کچھ کر گزرا تو سات ساعت کی مہلت دی جائے گی اور کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے جو بائیں طرف رہتا ہے یہ کہتا ہے کہ ابھی اس کے اندراج میں جلدی نہ کر شاید کہ یہ اس کے بعد کوئی نیکی کرے جس سے یہ بدی محو ہو جائے یا اس کے بعد استغفار کرے پس تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر بعد اس بدی کے اس بندے نے کوئی نیکی کی تو بموجب اس آیت اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کے وہ بدی نہیں لکھی جاتی اور چوتھی خصلت یہ ہے کہ اگر اس نے استغفار ان لفظوں میں کر لیا ہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ہ تو اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو کئے ہوئے سات ساعتیں گزر گئیں اور اس بندے نے نہ کوئی نیکی کی اور نہ یہ استغفار پڑھا تو کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے یہ کہے گا کہ اس بدبخت محروم کے نامۂ اعمال میں یہ بدی درج کر لو۔ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کوئی چیز نہیں ہے جس کا انجام گناہ سے زیادہ کٹھن اور خراب ہو اور جس سے جلد ندامت و پشیمانی حاصل ہو۔ اور نہ کوئی چیز نیکی سے بڑھ کر ہے۔ کہ جو گناہ کو جلدی سے مٹا دے اور اس پر غالب آجائے مگر یہ ان گناہوں کو دور کرتی ہے۔ اور گرانی ہے جو نامۂ اعمال میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور بندہ ان کو بھول جاتا ہے۔ نیکی کا گناہ کو دور کر دینا قول باری تعالیٰ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ہ سے ظاہر ہے۔

جمیل بن صالح سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (اے جمیل!) تم آدمیوں کے فریب اور دھوکے میں نہ پڑو اس لیئے کہ ان کی دھوکہ بازی کا برا اثر تم ہی پر ہوگا۔ اور دنیا کی زندگی کو ایسے ویسے کاموں میں بسر ہونے دو کہ تمہارے ساتھ ساتھ (خدا کا) نگہبان بھی رہتا ہے (جو تمہارے اعمال لکھ لیتا ہے) میں نے تو نیکی سے بڑھ کر ابھی تک کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ جو گناہان کبیرہ پر بہت جلد غالب آجائے۔ تم کو لازم ہے کہ تم عمل خیر کو چھوٹا نہ سمجھو کہ وہ بروز قیامت تمہیں خوش کر دیگا اور نہ کسی برے کام کو حقیر جانو کہ وہ فردائے قیامت تمہیں رنج دے گا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ہ

ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے حاضرین سے خطاب فرمایا (اَیُّهَا النَّاسُ) تمہارے نزدیک قرآن مجید میں کونسی آیت ایسی ہے جو سب سے زیادہ بندوں کو رحمت خدا کی امید وار بنانے والی ہے؟ ایک نے کہا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۳۶ سطر ۲) حضرتؑ نے فرمایا یہ ایک نیکی ہے یہ وہ آیت نہیں ہے بعض نے کہا یہ آیت ہے۔ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۷ سطر ۹) حضرتؑ نے فرمایا یہ بھی نیکی ہے وہ آیت نہیں (جو میں دریافت کرتا ہوں) بعض نے کہا یہ آیت ہے وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۰۵ سطر ۸) حضرتؑ نے فرمایا یہ بھی حسنہ ہے وہ آیت نہیں ہے۔ امام فرماتے ہیں یہ سن کر ان لوگوں نے سر جھکا لیئے حضرتؑ نے فرمایا اے گروہ مسلمین! تمہیں کیا ہو گیا (کیوں جواب نہیں دیتے ہو؟) ان لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم اب تو ہمیں اور کوئی آیت معلوم نہیں حضرتؑ نے فرمایا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے زیادہ امیدوار بنانے والی کتاب خدا میں یہ آیت ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط حضور سرور عالمؐ نے یہ آیت پوری تلاوت کرکے ارشاد کیا اے علیؑ! قسم ہے اس کی جس نے مجھے برحق بشیر و نذیر مقرر کیا ہے جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے تو اس کے اعضائے وضو کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ظاہر و باطن کو (خدا کی طرف) متوجہ کرتا ہے تو جس وقت وہ اپنی نماز کو تمام کرے گا تو گناہوں سے اس طرح باہر آئے گا گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے پھر اگر وہ گناہ کرے گا تو دوسری نماز میں اس کی وہی حالت ہو جائے گی یہاں تک کہ ان جنابؐ نے پانچوں نمازیں شمار کیں اور فرمایا اے علیؑ! یہ پنج وقتہ نماز میری امت کے لئے اس نہر جاری کی مانند ہے جو کسی کے دروازے پر بہتی ہو پس تم سمجھو کہ جس کے بدن میں میل کچیل ہو اور وہ ایک دن میں پانچ مرتبہ اس میں نہائے تو کیا اس کے بدن میں میل باقی رہے گا خدا کی قسم اسی طرح میری امت کو یہ پانچ وقت کی نماز (بشرط قبولیت) گناہوں سے پاک و صاف کر دیتی ہے۔

سماعہ بن مہران کہتا ہے کہ ایک پہاڑی آدمی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو بادشاہ (جابر) کے کاموں سے کچھ مال ہاتھ لگا پس کچھ تو اس نے صدقہ میں دیا اور کچھ مال اپنے عزیزوں میں تقسیم کیا اور کچھ مال اسے حج بیت اللہ میں صرف کیا تاکہ اس کے گناہ معاف ہوں اور (ہر کام کے وقت) اس آیت کو پڑھ دیتا تھا۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ حضرتؑ نے فرمایا یہ اس نے خطا کی گناہ سے گناہ دور نہیں ہو سکتا بلکہ نیکی سے بدی زائل ہوتی ہے۔

صفحہ ۲۸۰ نوٹ نمبر ۲ اور شنیوں کے چار امام ہیں مگر انھوں نے چوتھا بھی قائم کر دیا ۱۲۔

صفحہ ۲۸۲ نوٹ نمبر ۴ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ × ایک ضعیف روایت کے بموجب اس کہنے کا سبب یہ تھا کہ اس سرزمین میں بھیڑیئے بہت تھے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ تم کسی کو جھوٹ نہ بتاؤ ورنہ یہ جھوٹ تم ہی سے بولا جائے گا چنانچہ یعقوبؑ علیہ السلام کے بیٹے بھی نہیں جانتے تھے کہ بھیڑیا آدمی کو کھا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے والد ہی نے بتایا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یعقوبؑ علیہ السلام اپنے بیٹے کے فراق میں اس لئے مبتلا کئے گئے کہ انھوں نے ایک تازہ دنبہ ذبح کیا تھا۔ اور ان کے پڑوس میں ایک شخص بھوکا تھا جس کو شام کو بھی کچھ میسّر نہ آیا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام اس کے حال سے غافل رہے اور اس کو کچھ نہ کھلایا جن کے درجے ہیں سو ان کو سوا مشکل ہے پڑوسی کے حق میں ذرا سی غفلت ہونے کے سبب درد فراق پس اس قدر مدت تک مبتلا رہے) اس کے بعد تو یہ حالت تھی کہ ہر روز ایک منادی ندا کیا کرتا تھا کہ جو روزے سے نہ ہو وہ دن کا کھانا حضرت یعقوب علیہ السلام کے دسترخوان پر چل کر کھائے۔ اور ہر شام کو ایک منادی ندا دیا کرتا تھا کہ جو روزے سے ہو وہ شام کا کھانا حضرت یعقوبؑ کے دسترخوان پر چل کر کھائے ۱۲۔

صفحہ ۲۸۲ نوٹ نمبر ۵ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ × تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسفؑ کو گھر سے لیکر چلے ہیں تو حضرت یعقوبؑ ان کے پیچھے تیز قدم گئے اور راستہ میں ان کو جا لیا اور یوسف علیہ السلام کو ان کے ہاتھ سے لیکر گلے لگایا اور خوب پیار کیا اور خوب روئے پھر بھائیوں کو دیدیا ادھر ان کا گھر کی طرف رُخ کرنا تھا کہ یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکر خوب زور سے بھاگے کہ کہیں حضرت یعقوب علیہ السلام پھر نہ آلیں اور پھر ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار نہ کر دیں۔ غرض جب برادران یوسفؑ کو یقین ہو گیا کہ اب یعقوبؑ نہ آئیں گے تو وہ سب کے سب حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک بن میں (گنجان) درختوں کے نیچے لائے اور کہنے لگے اس درخت کے نیچے اسے مار کر ڈال دیں کہ رات کو بھیڑیا آکر کھا جائے گا بڑے بھائی (یہودا) نے کہا یوسفؑ کو قتل تو نہ کرو بلکہ تمہیں تو کچھ ایسا ہی کرنا ہے تو کسی گہرے کنویں میں اسے پھینک دو کہ اسے کوئی راہگیر اٹھا لے جائے گا پس وہ لوگ حضرت یوسفؑ کو ایک کنویں پر لائے اور ان کو اس کنویں میں ڈھکیل دیا ان کا گمان یہ تھا کہ یوسفؑ اس کے پانی میں ڈوب جائیں گے مگر جس وقت یوسفؑ کنویں کی تہہ میں پہنچے تو اپنے بھائیوں کو آواز دیکر بولے کہ اے اولاد رو بین! تم میرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو میرا سلام کہنا جس وقت ان کے کان میں یوسفؑ کی آواز پہنچی تو آپس میں کہنے لگے کہ جب تک یہ مر نہ جائے ہم کو یہیں ٹھہرا رہنا چاہیئے۔ پس وہ شام تک اسی جگہ موجود رہے۔ جب رات ہو گئی۔ تو گھر واپس گئے۔

تفسیر قمی میں اس کا ہے کہ وہ لوگ حضرت یوسفؑ کو ایک کنوئیں کے قریب لائے اور کنوئیں کی منڈیر پر بٹھا کے کہا اے یوسفؑ اپنا کرتہ اتار دے حضرت یوسفؑ یہ سن کر رونے لگے اور کہا اے بھائیو تم مجھ برہنہ

ذکر و پس ان میں سے ایک نے چھری نکال کے کہا اگر تو کرتہ نہ اتارے گا تو میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا یہ سن کر حضرت یوسفؑ ڈر گئے اور (بیدلی سے) کرتا اتار دیا۔ پس بھائیوں نے ان حضرتؑ کو کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور خود

وہاں سے کنارے ہو گئے جب یوسف علیہ السلام تہ میں پہنچے تو درگاہ خدا میں عرض کی اے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے معبود تو میری بیکسی اور بیچارگی اور بیکسی پر رحم فرما پھر جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا اور اس قول کو ابن طاؤس نے

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے کہ برادران یوسفؑ نے واپسی کے وقت کہا ہم اس لڑکے کے خون میں لتھڑے ہوئے ہیں باپ سے کہا دیں گے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا تو ان کے بھائی لاوی نے کہا (تمہاری

حضرت ابراہیمؑ و اسحٰق و یعقوب علیہم السلام کی شریعت کا یہ حکم تھا کہ ہر جماعت میں گیارہ آدمی سے کم نہ ہوں ان میں سے ایک امام بنے اور دس ماس کے نیچے نماز پڑھیں پس ان لوگوں نے کہا اب ہم کیا کریں کوئی امام تو ہے نہیں (نماز

جماعت کیسے ہو) لاوی نے کہا خدا کو ہم اپنا امام بنائے لیتے ہیں غرض ان سب نے نماز پڑھی اور رو رو کے خدا سے دعا مانگی اسے ہمارے پروردگار آپ ہمارے اس معاملہ کو پھیلا دے۔

صفحہ ۲۸۳ نوٹ نمبر ۶ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ یہ بھی مطلب اس کا ہے کہ باوجود صغیر السن ہونے کے خدائے تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی نازل فرمائی جیسے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ بھی حضرت جبرئیلؑ کی معرفت آئی تھی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس وقت حضرت یوسفؑ

کا سن سات برس کا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۳ نوٹ نمبر ۴ کہ مجھ کو قتل تو نہ کرو اور جو بھی چاہے کرو۔ تو وہ انھیں لیکر قافلہ والوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اسے بیچنے ہیں جس کا بھی چاہے خرید لے ایک شخص نے انھیں بیس درہم میں خرید لیا قول مترجم۔

اس قیمت کو خدائے تعالیٰ نے ثَمَنٍۢ بَخْسٍ فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں ناقص قیمت اور اصلی معنی ہیں حرام قیمت کیونکہ شخص آزاد کی قیمت لینا حرام ہے اور چونکہ حرام کے مال میں

برکت نہیں ہوتی اس لیئے اس کو ناقص سے تعبیر کیا۔ شیخ عمر بن ابراہیم اوسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا اے جبرئیلؑ آیا تم باوجود اس قوت و طاقت کے کبھی تھکے بھی ہو؟ یعنی کبھی تم کو زحمت و مشقت بھی ہوئی ہے جبرئیلؑ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ دین مرتبہ میں تھکا ہوں اور بڑی محنت کرنی پڑی ہے پہلے اس دن جبکہ ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو مجھے حکم خدا ہوا بہت جلد میرے بندہ

ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ اے جبرئیلؑ میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم سے پہلے ابراہیمؑ آگ میں پہنچ گئے تو میں تمہارا نام دفتر فائز سے کاٹ دونگا۔ پس میں یہ (حکم پاتے ہی) نہایت تیزی سے اترا اور ایسے وقت میں ابراہیمؑ کو جا لیا کہ وہ آگ اور ہوا کے بین تھے۔ پس میں نے عرض کیا اے ابراہیمؑ! اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا خدا سے مرا و رہے بگر تم سے نہیں۔ دوسرے اس دن جب کہ ابراہیمؑ اپنے فرزند اسماعیلؑ

کے ذبح کرنے پر امور ہوئے تو بھی مجھے حکم ہوا اے جبرئیلؑ جلد جا۔ اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری چل گئی تو میں تمہارا نام فرشتوں کے دفتر سے مٹا دونگا۔ پس میں جلدی سے آسمان اور چھری کو اڑتے کرتے ہوئے اس کے نیچے ڈالدیا۔ تیسرے اس دن کہ یوسفؑ کنوئیں میں پھینکے گئے میرے پاس خدا کی وحی آئی۔ اے جبرئیلؑ یوسفؑ کی جلد خبر لو۔ اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تم ہمارے جانے سے پہلے یوسفؑ

کنوئیں کی تہہ میں پہنچ گیا تو میں تمہارا نام دفتر ملائکہ سے محو کر دوں گا پس میں بہت جلد اترا اور ہوا میں یوسفؑ کو جا لیا۔ اور ایک پتھر کنوئیں کی تہہ میں تھا۔ یوسفؑ کو بار ہا مٹھا دیا۔ اور بسلامت ان کو اتار دیا پس میں تھک گیا۔ (یا رسول اللہ) اس کنوئیں میں سانپ اور اژدہے بہت تھے جس وقت انھیں یوسفؑ کی آہٹ معلوم ہوئی تو پس میں سے کہنے لگے خبردار اب نکلنا کہ نبیؑ کریم یہاں نازل ہوا ہے اور ہمارے مکان میں آیا ہے۔ یہ سن کر

کوئی بھی اپنے بھٹوں سے باہر نہ نکلا۔ مگر ایک اژدہا باہر آیا ہوا۔ اور یوسفؑ کے ڈسنے کا ارادہ کیا۔ تو میں اس پر جلتا پانی کی وجہ سے اسکے کان قیامت تک کے واسطے بہرے ہو گئے۔

صفحہ ۲۸۴ نوٹ نمبر ۱ پس نتیجہ خود ابلیس کے اقرار سے یہ نکلا کہ اس نے یوسفؑ کو اغوا نہیں کیا۔ اور ہم یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ جاہل بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ شبہات پیدا کرتے ہیں اگرچہ خدا کے دین کے پیرو ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت و عصمت کے بارے میں خدائے تعالیٰ کی شہادت قبول کریں اور اگر شیطان کے پہلے جانثاروں میں سے ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام

کی عصمت و طہارت کے بارے میں ابلیس ہی کی شہادت قبول کر لیں۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۴ نوٹ نمبر ۲ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو الہام کیا کہ انھوں نے عزیز مصر سے کہدیا کہ یہ لڑکا اس امر کی گواہی

دے گا۔ کہ اس عورت نے خود مجھے پھسلانا چاہا تھا چنانچہ عزیز مصر نے اس لڑکے سے دریافت کیا اور خدائے تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی خاطر اسی لڑکے کی بھولی ہوئی بولے میں گویائی کھول دی۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۴ نوٹ نمبر ۳ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ کا اس کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کا مکر شیطان کے مکر سے بڑھا ہوا ہوتا ہے اس لیئے کہ سامنے ہونے کے سبب ان کی چال کا شر دل و دماغ پر زیادہ ٹھہرتا ہے

اور شیطان چونکہ دکھائی نہیں دیتا اس لئے اس کا مکر و سوسہ ہی ہوتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۵ نوٹ نمبر ۶ کہ مجھ پر آپ کی تعلیمیں پڑی ہیں وہ محبت ہی کے سبب بڑی ہیں خالہ محبت رکھتی تھیں تو انھوں نے مجھے پوچھ دنیا تھا باپ محبت رکھتے تھے تو بھائیوں نے حسد کیا عزیز مصر کی بیگم نے محبت کی تو قید کرایا

(اور تم نے محبت کی تو خدا جانے کیا آفت آئے گی) جب یوسف علیہ السلام زندان میں تھے تو خدائے سکینا یہ عرض کی کہ میں قید کا مستحق کیوں قرار دیا گیا؟ جواب ملا یہ وحی آئی کہ تم نے خدا سے اختیار کیا

ہے جو یہ کہا اَلسِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ان وقت تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ اَلْعَافِيَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ۔ الحاصل میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ بڑے رونے

والے پانچ ہوئے ہیں (۱) حضرت یعقوبؑ ہیں کہ وہ حضرت یوسفؑ کے لئے یہاں تک روئے کہ تمام قیدی ان کے رونے سے تنگ آگئے اور ان سے کہا کہ یا تو رات میں رویا کرو اور دن میں خاموش رہو یا دن میں رویا کرو اور رات کو

خاموش رہا کرو۔ آخر ان میں سے کسی ایک پر مصالحت کر لی گئی میں ان کی حضرت سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین یوسفؑ کے پاس آئے جب وہ زندان میں تھے اور کہا کہ آپ کا رونا کے بعد یہ پڑھ لیا کریں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَ

نَرْزُقْنِيْ مِنْ حَيْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ (۲) اور حضرت یعقوبؑ کے نواسے حضرت علی بن الحسینؑ ہیں کہ وہ بھی اپنے گھر سے نکلنے کا ارادہ فرماتے اور رزق وہاں سے بھی پہنچتا جہاں سے میرا گمان نہیں ہے اور وہاں سے بھی جہاں سے میرا گمان نہیں ہے) ۱۲

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۲ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ ہو تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی، ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْہِ یَعْصِرُوْنَ یعنی یَعْصِرُوْنَ کو معروف پڑھا جیسا کہ آپ موجودہ قرآن میں دیکھتے ہیں) حضرت نے فرمایا واہ رے تو تجھ پر پردہ کیا نچوڑیں گے آیا خمر نچوڑیں گے؟ اس شخص نے عرض کی یا امیر المؤمنینؑ پھر میں اسے کیونکر پڑھوں؟ فرمایا خدا نے تو یوں نازل فرمائی ہے۔ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْہِ یُعْصَمُوْنَ یعنی یُعْصَمُوْنَ کو مجہول بتلایا جس کے معنی ہیں یہ فرمایا کہ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائے گا۔ اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول لائے وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا) **قول مترجم**: معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خوار علما کی خاطر یَعْصِرُوْنَ کو یُعْصَمُوْنَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لئے ان کے کرتوت کے معرفت آسمان کر دی ہم اپنے امامؑ کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تفسیر یہ لوگ دیں تم اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو، وہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب حاجب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا حق ہے اور ان ہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدائے تعالیٰ پڑھا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۳ فَسْئَلْہُ مَا بَالُ النِّسْوَۃِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَہُنَّ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے حکم سے فوراً چلے آنے میں دیر کی اور یہ چاہا کہ شہر کی عورتوں سے سوال اور ان کا تفتیش حال ہو جائے تاکہ بادشاہ پر ان کی صفائی بھی ظاہر ہو جائے اور یہ بھی مکمل ہو جائے کہ الحق قید کئے گئے اور انھوں نے عزیز مصر کی زوجہ کا خود کرتوت نہیں کیا باوجودیکہ اس کی طرف سے اُن کے حق میں اس قدر زیادتی ہو چکی تھی۔ اس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو ذاتی کرم اور دوسرے محسن کے احسان کی رعایت۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۴ اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ یہ خود زلیخا کا بیان ہے اور اس پر کسی مزید شہادت کے لانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جب ایک فریق خود قبول کرے کہ اُس کی مخالف حق پر ہے اور وہ خود باطل پر تو پھر کسی اور شہادت کی کیا ضرورت ہے ۱۲۔

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۵ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ ۔ بموجب تفسیر قمی کے بموجب یہ آیت اور اس سے اگلی آیت جو تیرہویں پارہ کی ابتدا ہے زلیخا کے قول کا تتمہ ہے اور اس کا مطلب جیسے کہ کچھ میں نے کہا اس غرض سے کہا کہ یوسفؑ یہ جان لیں کہ جب اُن کی غیبت میں ان کی نسبت مجھ سے سوال کیا گیا تو میں نے ان پر کوئی جھوٹ نہیں کہا حالانکہ میں اپنے آپ کو خیانت سے بری نہیں جانتی کیونکہ جب میں نے ان پر تہمت باندھی تھی اور جھوٹ بولی تھی تو میں نے ضرور خیانت کی تھی۔ ۱۲

پارہ دوازدھم ختم شد

ضمیمہ متعلق پارہ سیزدھم ۱۳

صفحہ ۲۹۲ نوٹ نمبر ۲ اخوان میں ہمکہ یعقوبؑ نے اپنی بہن سے کہا کہ یوسفؑ اس وقت سے تمہارا غلام ہے مگر اس شرط پر کہ نہ تم اسے بیچو اور نہ کسی کے ہاتھ ہبہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ میں آپکی بات اس شرط پر قبول کرتی ہوں بلکہ اسے آزاد کرتی ہوں کہ آپ سے میرے پاس سے نہ لے جائیں چنانچہ ایسی ہی پر معاملہ طے ہو گیا۔ ۱۲

صفحہ ۲۹۲ نوٹ نمبر ۳ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۔ ظاہر کلام تو یہ ہے کہ تمہاری خواہش کے موافق اس کے سوا جس کے پاس ہمارا مال نکلا ہے کسی دوسرے کو لیں تو تمہارے خیال میں بھی ہم ظالم ہوں گے اور باطن یہ ہمکہ چونکہ خدا نے ہم کو اپنی مصلحتوں کے سبب سے جن کا علم اسی کو ہے یہ حکم دیا ہے کہ ہم غیا میں کو روک لیں اگر کسی دوسرے کو لیجائے اس کے رکھیں گے۔ تو ہم ظالم یعنی نافرمان ثابت ہوں گے۔

تفسیر قمی میں ہمکہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اَلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ یہ نہیں کہا اِلَّا مَنْ سَرَقَ مَتَاعَنَا (سوائے اس کے جس نے ہمارا مال چرایا) ۱۲

صفحہ ۲۹۲ نوٹ نمبر ۴ كَبِيْرُهُمْ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے بڑے بھائی کا نام یہودا تھا اور تفسیر قمی میں ہے کہ بڑے کا نام لاوی تھا۔ ۱۲

صفحہ ۲۹۳ نوٹ نمبر ۵ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہمکہ یوسفؑ کے اور بھائی تو اپنے والد کے پاس گئے اور یہودا باقی رہ گئے یہ مینا مین کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لئے پھر حضرت یوسفؑ کے پاس آئے بات دونوں میں بڑھی یہاں تک کہ یہودا کو غصہ ہو آیا اور یہودا کے شانوں پر کچھ بال تھے جو غصہ کے وقت کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور ان سے خون ٹپکنے لگتا تھا یہاں اولاد یعقوب میں سے اس وقت کوئی کچھ نہ دیتا تو غصہ جاتا رہتا۔ حضرت یوسفؑ کا چھوٹا بیٹا اس وقت سونے کے انار سے کھیل رہا تھا جب حضرتؑ نے یہودا کی یہ حالت دیکھی بچے کے ہاتھ سے انار لیکر یہودا کی طرف پھینکا دیا بچہ وہ انار لینے کے لئے اس طرف دوڑا اور اس حالت میں یہودا کے دل میں شک تو ہوا مگر کچھ سمجھ نہ سکے۔ اور حضرتؑ سے یہودا نے یہ بھی کہا کہ اس گھر میں کوئی شخص اولاد یعقوب علیہ السلام سے ہے الحمد من مرتبہ ابساہی وقوع میں آیا۔ ۱۲

صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۳ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا ۔ یہ قمیص اصل میں حضرت ابراہیمؑ کا تھا اور یعقوبؑ رد میں تھے تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی وغیرہ میں اس کرتے کے متعلق جو واقعات ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہمکہ جنت کا کپڑا تھا اور جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تھے تو ان کو پہنایا گیا تھا غایت اسکی یہ تھی کہ اس کے پہننے والے کو نمرود ضرر پہنچا سکتی تھی۔ نمرود۔ اپنے آخر وقت حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو پہنا دیا تھا اور حضرت اسحٰقؑ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور جب یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کو پہنا دیا گیا اور یوسف علیہ السلام پر جو واقعات گزرے ان سب حالتوں پر ان کے بازو پر رہا اور جب یوسفؑ نے اسے مصر سے بھیجنا چاہا ہے تو تعویذ سے اسے نکالا اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جو فلسطین میں تھے اس کی خوشبو پہنچ گئی کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ آخر وہ قمیص کہاں گیا۔ فرمایا جو اس کے اہل تھے اُن کے پاس ہے اور جب قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے۔ تو ان کے پاس ہوگا پھر فرمایا جس نبی نے جو کچھ ورثہ چھوڑا علم ہو یا تبرک وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آل محمد علیہم السلام تک پہنچ گیا۔ ۱۲

صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۴ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۔ لفظی معنی یہ ہیں اگر تم مجھے فند سے منسوب کرو اور فند کے معنی ہیں عقل کی کمی کی جو بہت زیادہ بوڑھا ہو جانے سے عارضی ہوتی ہے (جس کو ہندوستان کے محاورہ میں سٹھیا جانا ستر الجھرا کہتے ہیں) ۱۲

صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۵ اَلْبَشِيْرُ ۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ خوشخبری لانے والا یہودا حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۶ فَاَمْ قَدَّ بَصِيْرًا ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہمکہ جبرئیل امینؑ نے یعقوبؑ کو یہ دعا تعلیم کی تھی اور یہ عرش کی تھی کہ اس دعا کیساتھ دعا مانگنے سے خدائے تعالیٰ آپکی بصارت بھی لوٹا دے گا اور بیٹوں سے بھی ملا دے گا۔ چنانچہ رات کو یہ دعا پڑھی اور صبح سے پہلے یہ خوشخبری پہنچ گئی کرتہ منھ پر ڈالا گیا اور بصارت لوٹ آئی۔ دعا یہ تھی يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ كَيْفَ هُوَ وَحِيْثُ هُوَ وَقُدْرَتُهٗ لَا تُطِيْقُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَكَسَرَ الْاَرْضِ عَلَى الْمَاءِ وَاخْتَارَ لِنَفْسِهٖ اَحْسَنَ الْاَسْمَاءِ اَنْتَنِيْ بِرَوْحٍ مِّنْكَ وَفَرَجٍ مِّنْ عِنْدِكَ (اے وہ کہ جس کو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیونکر ہے اور کس طرح کا ہے اور نہ اس کی قدرت کو کوئی جانتا ہے مگر اتنا سب جانتے ہیں کہ ہے اے وہ کہ جس نے ہوا کو آسمان میں بند کیا ہے اور زمین کو پانی میں ڈھانپ دیا ہے اور اپنی ذات کیلئے سب سے اچھا نام پسند کیا ہے تو اپنی طرف سے میری راحت و کشائش کا سامان مجھ پہنچا دے) ۱۲

صفحہ ۲۹۴ نوٹ نمبر ۷ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۔ علل الشرائع میں ہمکہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے جو یہ کہا۔ يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ انھوں نے فرمایا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ یعنی اُن کے لئے طلب مغفرت کرنے کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے تاخیر میں ڈالا اور یوسف علیہ السلام سے جب ان سب نے عرض کیا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا انھوں نے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ایک تو یہ کہ جوان کے بہ نسبت بوڑھا کے رقیق القلب ہوا کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا جو قصور تھا۔ وہ یوسف علیہ السلام کی ذات کے تو متعلق تھا۔ اور یعقوبؑ علیہ السلام کو جو صدمہ پہنچا تھا۔ وہ بھی یوسفؑ علیہ السلام کو ہی تکلیف دے کر۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام نے اپنا حق معاف کر دینے کی جلدی کی اور یعقوبؑ علیہ السلام کو چونکہ دوسرے کا حق معاف کرنا تھا۔ اس لئے تاخیر فرمائی۔ اور وہ تاخیر شب جمعہ سے روز جمعہ کی صبح تک تھی۔ ۱۲

صفحہ ۲۹۵ نوٹ نمبر ۲

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۱۲۰

صفحہ ۲۹۵ نوٹ نمبر ۳

تفسیر قمی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے جب عزیز مصر (قطفیر) قحط کے زمانہ میں مر گیا تو اس کی زوجہ زلیخا مفلس اور قلاش ہو گئی یہاں تک کہ بھیک مانگنے لگی لوگوں نے اس سے کہا کس لئے تو عزیز مصر (یوسفؑ) کے پاس نہیں جاتی جو تجھے کچھ دیدیں گے تیرے حال زار پر رحم کھائیں گے) اس زمانہ میں مصر کے بادشاہ کو عزیز مصر کہا کرتے تھے اسی سبب سے جناب یوسفؑ کا بھی لقب عزیز مصر ہو گیا۔ زلیخا نے جواب دیا کہ (میں کس منہ سے ان کے سامنے جاؤں) مجھے تو حیا آتی ہے غرض ان لوگوں کے بار بار کہنے سننے سے ایک دن زلیخا گذر گاہ حضرت یوسفؑ پر جا بیٹھی اتنے میں اُن جناب کی سواری نہایت شان و شوکت سے اس طرف ہو کر گزری۔ زلیخا نے ان حضرتؑ کا تزک و احتشام دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ بِالْمَعْصِيَةِ عَبِيْدًا وَّجَعَلَ الْعَبِيْدَ بِالطَّاعَةِ مُلُوْكًا (منتزہ ہے وہ اللہ جس نے بادشاہوں کو بسبب انکی نافرمانی کے غلام بنا دیا اور غلاموں کو بوجہ اطاعت و فرمانبرداری کے بادشاہ بنا دیا) (یہ سنکر) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تو وہی زلیخا ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں حضرتؑ نے فرمایا اے زلیخا تجھے مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ زلیخا نے جواب دیا (وہ جناب) اب میں بڑھیا ہو گئی تو مجھ سے آپ اب پوچھتے ہیں کہوں آپ میری ہنسی اڑاتے ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا۔ زلیخا نے جواب دیا آپ مجھ سے ضرور دل لگی کرتے ہیں۔ جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میرے مکان پر آؤ غرض زلیخا حسب ارشاد دولتسرائے جناب یوسفؑ میں حاضر ہوئی اس وقت زلیخا بہت بڑھیا ہو گئی تھی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے فلاں فلاں حرکت میرے ساتھ نہیں کی تھی؟ زلیخا نے جواب دیا اے نبیؑ خدا! آپ مجھے بجل فرمائیں ملامت نہ کریں کہ میں اس وقت تین بلاؤں میں مبتلا تھی کہ آج تک کوئی ان میں گرفتار نہیں ہوا۔ حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے دریافت کیا وہ بلائیں کیا تھی؟ زلیخا نے جواب دیا ایک تو آپ کی محبت تھی کہ عہدے تمام عالم میں کوئی شخص آپ کی نظیر پیدا نہیں کیا دوسرے میری صورت ایسی تھی کہ تمام ملک مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی خوبرت جمیلہ و جمیلہ نہ تھی اور نہ کسی کے پاس مال اس کثرت سے تھا۔ جو (افسوس ہے کہ) مجھ سے چھن گیا تیسری بلا یہ تھی کہ میرا شوہر نامرد تھا حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے زلیخا تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا آپ خدا سے دعا فرمائیے کہ مجھے دوبارہ جوان کر دے پس ان جناب نے درگاہ خداوند میں دعا مانگی دعا ان کی قبول ہو گئی زلیخا پھر سے جوان ہو گئی۔ حضرت یوسفؑ نے اس سے نکاح کر لیا اور اسے باکرہ پایا۔

صفحہ ۲۹۵ نوٹ نمبر ۴

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۞ الاکمال میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک سو چالیس برس زندہ رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک سو بیس برس۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت یعقوبؑ مصر میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کتنے دن زندہ رہے۔ فرمایا دو برس۔ کسی نے سوال کیا کہ اس وقت مجھ سے کون تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام فرمایا کہ مجھ سے تو یعقوبؑ علیہ السلام تھے اور بادشاہ یوسفؑ علیہ السلام اور جب یعقوبؑ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو ان کا نعش حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک شام کو بھیج دیا اور وہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے پس بعد یعقوبؑ علیہ السلام کے حضرت یوسف علیہ السلام حجت اللہ مقرر ہوئے اس پر کسی نے سوال کیا کہ کیا یوسفؑ عند رسول اور نبی تھے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ (اور یقیناً یوسفؑ علیہ السلام پہلے ہی تمہارے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آ چکے ہیں) ۱۲۔

صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۱

تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں آئی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مر جاتا اور فلاں شخص نہ ہوتا کہ مجھ پر ایسی اور ایسی مصیبت پڑ جاتی اور فلاں شخص نہ ہوتا تو میرا گھر برباد ہو جاتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا کہنے والا خدائے تعالیٰ کے اختیارات میں شریک قرار دیتا ہے کیونکہ رزق دینا اور بلاؤں کا دفع کرنا خاص خدا کا کام ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کے باعث سے اگر خدا نے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا فرمایا کہ ہاں اس طرح کوئی مضائقہ نہیں ۱۲۔

صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۲

عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ہ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے یہاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور مَنِ اتَّبَعَنِیْ سے جناب امیر المؤمنینؑ اور وہ اوصیاء جو ان کے بعد ہوئے مراد ہیں۔ اور جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بوجہ کم سنی کے ان حضرتؑ کی امامت کا انکار کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم انکار کیا کرتے ہو اللہ نے تو اپنے نبیؑ سے یہ فرمایا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ واللہ سوائے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ابتداءً کسی نے اتباع نہیں کیا تھا اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اس وقت نو برس کے تھے اور یہ بھی تو برس کے تھے اور یہ بھی تو برس کے ہوں ۱۲۔

صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۳

سُبْحٰنَ اللّٰهِ ہ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُبْحَانَ اللّٰهِ کی تعریف دریافت کی گئی تو فرمایا کہ یہ کلمہ خدائے تعالیٰ کی برتری بیان کرتا ہے (مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات انسان کے وہم و گمان سے برتر ہے اور انسان کسی طرح اس کا بیان نہیں کر سکتا) کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی آدمی کسی چیز سے تعجب کرتا ہے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا ہے ۱۲۔

صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۴

رِجَالًا ہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کبھی فرشتوں کو اس غرض سے نہیں بھیجا کہ نبی یا امام یا حکام بنیں۔ ہاں انبیاءؑ کی مدد کے لئے یا ان کے پاس وحی لیکر ضرور آئے ہیں ۱۲۔

صفحہ ۲۹۶ نوٹ نمبر ۵

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ہ چونکہ ظاہری معنی آیت کے یہ ہیں یہاں تک کہ جب رسول ہماری مدد کے پہنچنے سے ایوس آگئے اور انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ ان سے ضرور جھوٹ بولا گیا تب ہماری مدد ان کے پاس آئی۔ چونکہ ان معنوں سے عصمت انبیاء میں بٹہ لگتا ہے۔ عیون اخبار الرضاؑ میں ہے کہ مامون نے یہ شبہہ جناب امام رضا علیہ السلام سے ظاہر کیا تو حضرتؑ نے اس آیت کے معنی یوں ارشاد فرمائے کہ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ یعنی اپنی قوم کے ایمان لانے سے (نہ یہ کہ خدا کے وعدے سے) وَظَنُّوْٓا انھوں نے گمان کیا یعنی امت والوں نے گمان کیا۔ اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ان سے قطعی جھوٹ بولا گیا یعنی رسولوں نے ہم کو عذاب کا جھوٹا ڈراوا دیا ہے جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ہماری مدد رسولوں کے پاس پہنچی یعنی ان کی امت کے کافروں پر عذاب نازل ہوا ۱۲۔

صفحہ ۲۹۷ نوٹ نمبر ۵

سَرَابٌ وَّحَمِيْمٌ اٰنٍ ہ یہاں مطلب ہے کہ پھلوں کے ہر نوع کی باعتبار صفات دو دو قسمیں بھی ہیں جیسے سفید و سیاہ انگور میٹھا و کڑوا تر و ہرا اور چھوہارا وغیرہ ۱۲۔

صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۵

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةَ السَّيِّئَةَ ہ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ جس گھر میں فرقت و سرور زیادہ ہوگا وہاں اس کے بعد تکبر بھی آ جائے گا۔ اور جس کو تکبر ہوا وہ جہنمی ضرور ہو جائے گا۔ پس جب تم کسی بدی کا ہونا محسوس کرو۔ تو اس کے بعد کوئی نیکی جلدی کر لو کہ وہ اس کو محو کر دے۔ اور نیکیوں کرنا لازم سمجھو کہ وہ بدی کی عداوتوں کو دور کر دیتی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو علی مرتضیٰ سے یہ ارشاد فرمایا تو امت کے لوگوں کی تادیب کیلئے نہ یہ کہ معاذ اللہ ان حضرتؑ میں کوئی ایسی بات پائی جاتی تھی ۱۲۔

صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۶

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آباء و اجداد میں سے، ازواج میں سے، ذریات میں سے وہ اس درجہ کے نہ ہوں مگر ان کی عظمت شان کی خاطر سے پروردگار عالم ان کو ان تک پہنچا دے گا۔ الخصال میں منقول ہے کہ ام سلمہؓ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر کسی عورت کے یکے بعد دیگرے دو شوہر ہوئے ہوں اور مرنے کے بعد دونوں مستحق جنت ہو گئے ہوں تو یہ دونوں میں سے کس کو ملیگی فرمایا اے ام سلمہ یہ اس عورت کی پسند پر موقوف ہوگا۔ اور اے ام سلمہ یہ پسند اسکو ملے گی جو خلق میں بہتر

اور اپنے کنبہ میں زیادہ نیک سلوک کرنے والا ہوگا۔ اے اسکے شر سے جو دنیا و آخرت کی کل خوبیوں سے بڑھا ہوا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۷ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۞ کافی اور تفسیر قمی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مومن کی اس حالت اور حلالت کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو جنت اور جنت کے محلوں میں پہنچنے سے اس کی ہوگی۔ اس حدیث کا اول حصہ تو انشاء اللہ سورۂ فاطر اور سورۂ نمر کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔ اور آخر حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہزار فرشتے جناب خداوند عالم اس کو مبارکباد دینے کیلئے اور جو ان جنت سے اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے اس کے پاس خدائے تعالیٰ بھیجے گا۔ اس کے پہرہ دار بچہ دار۔ اور نقیب اور داروغہ جہاں مقرر ہوں گے ان سب کے پاس آداب ٹھہرتے ہوئے اور اجازت لیتے ہوئے اس محل میں پہنچیں گے جہاں یہ شخص اپنے زوجہ کے ہوگا اور جس کے ہزار دروازے ہوں گے۔ اور ہر دروازے پر ایک ایک فرشتہ دربان ہوگا اور اس کی اجازت سے ہر ہر دربان ہر دروازہ کھولے گا اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک فرشتہ اس کو تہنیت دینے آئے گا۔ اسی حالت کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے ۱۲

صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۸ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ یہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ائمہ معصومین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ان کے ان شیعوں کے بارے میں جنھوں نے دشمنوں کے تکلیف پہنچانے پر صبر کیا تھا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقول ہے کہ ہم تو صابر ہیں ہی لیکن ہمارے شیعہ ہم سے زیادہ صابر ہیں اس لئے کہ ہم تو باوجود علم صبر کرتے ہیں اور وہ ان چیزوں پر صبر کرتے ہیں جن کا ان کو علم نہیں دیا گیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۰۱ نوٹ نمبر ۹ مِيْثَاقَهٗ ۚ یہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ عہد و قرار ہے جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں لیا گیا تھا۔ اور وہ اول تو عالم ذر میں لیا گیا تھا۔ اور پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیر خم میں لیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۰۴ نوٹ نمبر ۲ تفسیر برہان میں فضل بن یسار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ ہے جو تمام مخلوق سے پوشیدہ ہے خدا کے سوا کوئی اس پر اطلاع نہیں رکھتا دوسرا علم وہ ہے کہ جو خدا نے اپنے فرشتوں اور رسولوں کو سکھا دیا ہے پس جو باتیں خدائے تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور نبیوں کو بتا دی ہیں۔ وہ ضرور ہو گی ہیں۔ ان سے متعلق نہ خدا کا وعدہ جھوٹا ہوگا۔ نہ وہ فرشتے اور انبیاء جھوٹے پڑیں گے۔ اور جو علم خدا کے پاس مخزون ہے اس میں سے خدائے تعالیٰ نے جس چیز کو چاہے تقدم کرے اور جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ اور جو چاہے ثابت و برقرار رکھے۔

ابو حمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاءؑ کے نام بتائے اور ان کی عمروں سے اطلاع دی۔ جب حضرت داؤد نبیؑ کے نام کی نوبت آئی اور آدم علیہ السلام نے ان کی دنیاوی زندگانی چالیس برس کی پائی تو در گاہ خدا میں عرض کی اے میرے پروردگار داؤدؑ کی عمر کتنی کم ہے اور میری عمر کتنی زیادہ ہے پروردگار اگر میں اپنی عمر میں سے تیس برس داؤدؑ کو دیدوں۔ تو آیا اس کی زندگی میں تیس برس اور بڑھا دے گا؟ فرمایا ہاں اے آدم ایسا ہی ہوگا۔ اس پر انھوں نے عرض کی خداوندا تو میں نے اپنی عمر میں سے تیس برس اسکو دیدیئے۔ تو اس کی بابت حکم نافذ فرما دے یہ تیس برس اسکی عمر میں بڑھا۔ اور میری عمر میں سے کم کر دے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے لئے تیس برس زیادہ کر دیئے۔ اور وہ ان کے لئے مثبت ہو گئے۔ حالانکہ پہلے اُن کے لئے اس سے کہ زندگی ثابت ہو چکی تھی۔ قول باری تعالیٰ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ اسی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی خدا نے وہ زندگی جو آدم علیہ السلام کے واسطے نہ تھی۔ محو کر دی اور جو حضرت داؤد علیہ السلام کے واسطے تھی۔ وہ بڑھا دی۔ امامؑ نے فرمایا جب آدمؑ کی مدت حیات پوری ہو چکی اور ملک الموت اپنی قبض روح کیلئے آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت ابھی تو میری عمر میں سے تیس برس باقی ہیں (الٰہی سے تم کیوں آئے ہو) ملک الموت نے عرض کی اے آدمؑ! جب آپ وادیٔ روحا میں تھے اور آپ کے سامنے انبیاءؑ کے نام اور انکی عمریں پیش ہوئی تھیں، تو کیا آپ نے اپنی عمر میں سے تیس برس کم کر کے اپنے فرزند داؤدؑ کو نہیں دیئے تھے حضرت آدمؑ نے جواب دیا۔ یہ تو مجھے یاد نہیں۔ ملک الموت نے کہا اے آدمؑ! کیا آپ انکار کرتے ہیں (یاد نہ کرتے) کیا آپ نے خدائے تعالیٰ سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ تیس برس کی عمر میں بڑھا دے۔ پس خدا نے (آپ کی سفارش کے بموجب) تیس برس کتاب اول میں حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے قائم کر دیئے اور کتاب ذکر میں آپ کی عمر میں سے تیس برس محو فرما دیئے۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہاں لکھا ہے (آپ کچھ بھی معلوم ہو جائے امامؑ نے فرمایا آدم علیہ السلام نے اپنے یاد نہ رہنے کا سچا عذر کیا تھا۔ یہ اُن کا انکار نہ تھا۔ اور اسی دن سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیدیا کہ جب آپس میں مقررہ وقت کے لئے قرض کا لین دین یا کوئی اور معاملہ کیا کریں تو لکھ لیا کریں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے معاملہ کو بھول گئے تھے۔ اور انھوں نے کہہ دیا تھا کہ میں نے تو اقرار نہیں کیا تھا۔

تفسیر عیاشی میں ایوب بن نوح سے مروی ہے وہ کہتا ہے میں مدینہ میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی حضور میں حاضر تھا۔ اُن حضرت نے از خود میرے سوال کے بغیر ہی مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ایوب کو خداوند عالم نے اپنے نبیوں میں سے کسی کو اس وقت تک شرف نبوت سے مشرف نہیں فرمایا۔ جب تک کہ ان سے تین باتوں کا اقرار نہ لے لیا۔ اوّل یہ کہ گواہی دیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دوسرے یہ کہ خدا کے لئے کسی کو شریک نہ مانیں تیسرے یہ (عقیدہ رکھیں) کہ خدا ارادہ رکھتا ہے۔ جس وقت جس چیز کو چاہے مقدم کرے اور جس کو چاہے مؤخر کر دے القصہ اگر بات ضرور ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف پھیل جائے گا تو ان میں اُس وقت تک چلا جائے گا کہ جب تک کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام ظہور نہ فرمائیں۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے لیلۃ القدر سے متعلق سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا شب قدر میں ملائکہ اور لکھنے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اس سال میں جو کچھ ہونے والا ہے اور نیزوں پر جو کچھ گزرنے والی ہے وہ سب لکھ لیتے ہیں مگر بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں۔ جن میں بوجہ مشیت خدا موقوف ہیں پس اُن میں سے (موافق مصلحت) جس کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تاخیر میں ڈال دیتا ہے اور کسی چیز کو مٹا دیتا ہے اور کسی کو قائم کر دیتا ہے اور حقیقی نوشتہ اُسی کے پاس ہے۔

زرارہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کتاب خدا میں ایک آیت نازل نہ ہوتی تو میں تمہارے سامنے گذشتہ اور آئندہ قیامت تک کی خبریں بیان کر دیتا میں نے عرض کی وہ کونسی آیت ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۔

فضیل بن یسار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو یقینی ہو کے رہیں گی۔ اور بعض ایسی ہیں جو مشروط ہیں خدا کے نزدیک کسی چیز پر موقوف ہیں اُن میں سے جس کو چاہتا ہے مقدم یا موخر کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے محو یا ثابت کر دیتا ہے ان امور پر خدا نے کسی کو اطلاع نہیں دی ہے لیکن جو باتیں رسولوں سے (بغیر کسی قید کے) خدا کی طرف سے پہنچائیں۔ اور بیان کیں وہ ضرور بالضرور ہو کر رہنے والی ہیں۔ ان میں ردّ و بدل کر کے خدا اپنے نبی کو اور فرشتوں کو اور اپنے آپ کو جھوٹا نہ کرے گا۔

ابن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ جنابؑ فرماتے ہیں، خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے نابت کر دیتا ہے۔ اسے ہر چیز کا علم ہے خدا جس کام کا ارادہ کرتا ہے کرنے سے پہلے ہی وہ علم خدا میں ہوتی ہے ان چیزوں میں خدا کو مصلحت پیش آتی ہے خدا کو ان مصلحتوں کا پہلے ہی سے علم ہوتا ہے کیونکہ جہالت اس پر محال ہے۔

عمار بن موسیٰ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے حضرتؑ نے فرمایا اس کتاب سے مراد ایک الہامی نوشتہ ہے جس میں سے خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم کر دیتا ہے اسی لئے دعا کیجو جب سے قضا ٹل جاتی ہے اور یہی اس میں لکھا ہوگا کہ فلاں دعا سے یہ قضا ٹل جائے گی۔ مگر جو باتیں اُمّ الکتٰب (لوح محفوظ) میں ہوں۔ تو ان میں کسی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں (میرے سامنے) محمد بن صالح ارمنی نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ کی تفسیر دریافت

کی۔ حضرتؑ نے فرمایا خواہ وہی چیز کی جائے گی جو پہلے سے ہو اور ثابت وہی چیز کی جائے گی جو پیشتر سے نہ ہو (ابو ہاشم کہتے ہیں) میں نے اپنے جی میں کہا یہ تو (معلوم) ہشام سے بالکل خلاف ہے تاوقتیکہ کوئی چیز ہو نہ جائے گی۔ اس کا علم ہو ہی نہیں سکتا۔ بس وہ جناب میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا (شاہ) ہو جاؤ کہ خدائے جبار تمام چیزوں کے پیدا کرنے سے پہلے ہر چیز کا عالم تھا۔ اور اس کو پیدا کرنے کی قدرت اس وقت موجود تھی۔ جب کوئی چیز پیدا ہی نہیں فرمائی تھی۔ اور وہ پروردگار کبھی ایسا اس وقت بھی تھا۔ جب کہ کوئی ایسا وجود موجود نہ تھا۔ جسکی پرورش فرماتا۔ اور قادر وہ اس سے پہلے تھا۔ کہ ان چیزوں کا ظہور ہو جس پر ان کا قدرت رکھنا ثابت ہو سکے (ابو ہاشم کہتے ہیں کہ یہ تقریر کر کے) میں نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا اور اس کے عادل ولی ہیں اور آپ امیر المومنین کے قدم بقدم ہیں۔

صفحہ ۳۰۸ نوٹ نمبر ۳ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ :- تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں وَقَالَ الشَّيْطٰنُ آیا ہے وہیں ثانی مراد ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۰۹ نوٹ نمبر ۸ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ :- التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ ظالموں کو اپنے دار کرامت سے نکالدیگا۔ **قول مترجم** :- مومنین ذرا ان معنی کا خیال کریں جو امام برحق نے بتلائے ہیں اور ان معنوں کو دیکھیں جو عوام الناس نے اسی موقع پر لکھے ہیں اور وہ یہ ہے۔ اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ جس سے خدا اور شیطان میں (معاذ اللہ) کوئی تمیز ہی نہیں رہتی۔ ۱۲

صفحہ ۳۰۹ نوٹ نمبر ۹ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ :- کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تھا۔ تو فرمایا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں عرض کیا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ قریش کے دو بدکار قبیلوں کے بارے میں یعنی بنو مغیرہ اور بنو امیہ کے۔ فرمایا واللہ کل نافران قریش کے بارے میں ہے خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب کر کے یہ فرمایا تھا۔ کہ میں نے قریش کو تمام عرب پر فضیلت دی۔ اور اپنی نعمت ان پر پوری کی۔ اور اپنا رسول انکی طرف بھیجا پس انھوں نے میری نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں قریش کو تمام عرب پر فضیلت دی۔ اور اپنا رسول انکی طرف بھیجا پس انھوں نے میری نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ کل قریش ہیں جنھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت کی اور آنحضرتؐ سے لڑے اور ان کے وصی کا انکار کر دیا۔ **قول مترجم** :- واقعہ غدیر خم میں جب بجناب رسول خدا علی مرتضیٰ کو اپنا جانشین فرما چکے۔ تو بمنجانب خدا یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ :- جس کا ظاہر مفہوم یہ ہے (آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ وغیرہ) تو اس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے ولایت و خلافت علیؑ کو اپنی نعمت فرمایا اور اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ کفار قریش نے خدا کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔ تو ظاہر ہے کہ خلافت علیؑ تو نعمت خدا تھی۔ اب جس سے بدل گئی وہ کفر ہوا یا کچھ اور۔ تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جنھوں نے سنت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدل دیا۔ اور آنحضرتؐ کے وصی سے انکار کیا۔ اور اس بات سے نہ ڈرے کہ ان پر عذاب نازل کیا جائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نعمت جس کے ذریعہ سے اس نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا ہم ہیں اور قیامت کے دن ہر شخص کامیاب ہوگا۔ وہ ہمارے ہی ذریعہ سے کامیاب ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۰ نوٹ نمبر ۱ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ :- تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اس کو یوں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ وَاٰتَاكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ **قول مترجم** :- جو موجودہ صورت اس آیت کی لکھنے پڑھنے کی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کا تم خدا سے سوال کرتے ہو ہم اس کا ایک حصہ دیا اس میں کا کچھ حصہ تم کو عطا کر دیتا ہے۔ اور ائمہ معصومینؑ کی قرات یہ بتلاتی ہے۔ کہ جن جن چیزوں کا تم نے سوال کیا وہ سب تمہیں عطا فرمائیں اور مراد مَا سَاَلْتُمُوْهُ سے یہ بھی ہے کہ جو چیز قابل سوال ہو خواہ مانگی جائے۔ یا نہ مانگی جائے۔ وہ عطا فرماتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۰ نوٹ نمبر ۳ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہم سے محبت رکھے گا۔ وہ ہم اہلبیتؑ میں سے شمار کیا جائے گا۔ اس پر عرض کیا گیا کہ آپ اہلبیتؑ میں سے فرمایا ہاں ہم میں سے کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ۔ **قول مترجم** :- اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ داخل نسل ہو جائے گا۔ بلکہ اسے عزت و منزلت حاصل ہو جائے گی۔ جیسے سلمان و ابوذر و مقداد وغیرہ جو جناب امام حسین علیہ السلام اور انکی اولاد کے ساتھ داخل ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۰ نوٹ نمبر ۴ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ (جن کا ابراہیمؑ نے ذکر کیا) وہ ہم ہیں اور اس ذریت کا بقیہ ہم ہیں اور تفسیر مجمع البیان میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا خاص کر ہمارے ہی لئے تھی۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ملک شام کے ایک صحرا میں مقیم تھے حضرت ہاجرہؑ کے بطن مبارک سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ تو حضرت سارہؑ کو اس بات کا بے حد رنج و ملال ہوا۔ کہ میرے تو ابھی تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ (ہاجرہؑ کے لڑکا بھی ہو گیا) جناب سارہؑ حضرت ابراہیمؑ کو ہاجرہؑ کے بارے میں بہت ایذا دیتی تھیں۔ اور غمگین رکھتی تھیں۔ ایک دن خدا کی درگاہ میں حضرت ابراہیمؑ نے اس امر کی شکایت کی۔ ارشاد باری ہوا اے ابراہیمؑ (عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے اگر تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے۔ تو اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ اور اگر اسے سیدھا کرو گے۔ تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ (اچھا) اب تم یہاں سے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو لے جاؤ جناب ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کہاں لیجاؤں؟ ارشاد ہوا میرے حرم میں لیجاؤ جسے میں نے امن قرار دیا ہے۔ اور زمین کے حصوں میں سب سے پہلے اسکی زمین کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور وہ سرزمین مکہ ہے پس جبرئیلؑ براق لے کر حاضر ہوئے۔ اور حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و ہاجرہؑ کو اس پر سوار کیا۔ راہ میں جہاں کہیں حضرت ابراہیمؑ سرسبز و شاداب زمین جس میں باغ اور کھیتی دیکھتے تھے۔ تو فرماتے تھے اے جبرئیلؑ! کیا یہیں کا حکم ہوا ہے جبرئیلؑ عرض کرتے تھے نہیں ابھی چلے چلئے۔ یہاں تک کہ زمین مکہ پر پہنچے اور خانہ کعبہ کی جگہ سواری روک دی گئی۔ حضرت ابراہیمؑ چلتے وقت سارہؑ سے اتنا کہہ کر آئے تھے۔ کہ مرکب سے اترے بغیر واپس آجاؤں گا۔ اس لئے ان جناب نے ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ کو اتار دیا اور خود مرکب سے اس جگہ ایک درخت تھا۔ اس کے نیچے ہاجرہؑ بیٹھ گئیں اور درخت پر چادر دیکھ کر اس کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ پس جس وقت ابراہیمؑ نے ان کو چھوڑنا اور سارہؑ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ تو ہاجرہؑ نے عرض کیا اے ابراہیمؑ آپ ایسی جگہ مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہیں جہاں نہ کوئی مونس و غمخوار ہے نہ توشہ ہے۔ نہ یہاں پانی ہے اور نہ یہاں کھیتی ہوتی ہے حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اے ہاجرہؑ! حکم خدا یہی ہے کہ میں تم دونوں کو اس مقام میں چھوڑ جاؤں وہ ہر جگہ موجود ہے۔ (وہی تمہارا نگہبان ہے) یہ کہہ کر حضرتؑ واپس ہوئے جب کداء پر پہنچے جو ادنیٰ ذی طوے میں ایک پہاڑ ہے تو اسمٰعیلؑ و ہاجرہؑ کی طرف منہ کر کے درگاہ خدا میں عرض کی۔ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ (پھر حضرت ابراہیمؑ وہاں سے چلدیئے۔ ہاجرہؑ اکیلی رہ گئیں جب آفتاب بلند ہوا تو حضرت اسمٰعیلؑ کو پیاس لگی اور پانی طلب کیا حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں اس مقام پر آئیں جہاں (دیکھ کر عرض) صفا کی جانب سے اور آواز دی آیا کوئی اس جنگل میں مونس و غمخوار ہے (جو میرے بچے کو پانی پلائے)؟ (اسی دوڑ دھوپ میں) حضرت اسمٰعیلؑ ہاجرہؑ کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ (وہاں سے واپس ہوئیں) اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں صحرا کی طرف نگاہ دوڑائی تو ایک جگہ (کو ہو مروہ کے قریب) سراب (پانی کی صورت کی ریت) نظر آئی۔ ہاجرہؑ نے خیال کیا یہ پانی ہے (سبب چین ہو کر) اسکی طرف دوڑیں۔ جب دور نکل گئیں تو پھر اسمٰعیلؑ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے (نظر کر دیکھا) تو صفا کے قریب پھر آن کو سراب نظر آئی۔ پانی کے خیال میں پھر وہاں سے صفا کی طرف روانہ ہوئیں (اتنی دور نکل گئیں کہ اسمٰعیلؑ دکھائی نہ دیتے تھے۔ (مجبور ہو کے) صفا پر چڑھ گئیں۔ اور چاروں طرف پانی کو دیکھنے لگیں تو پھر الفیں کو ہ مروہ کی طرف پانی کی صورت ریت نظر آیا۔ پھر وہاں سے مروہ کی طرف لوٹیں اور اتنی دور جا کر ٹھہر گئیں کہ اسمٰعیلؑ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر پھر الفیں کوہ صفا کی طرف پانی کی صورت ریت نظر پڑا وہاں سے پھر پلٹیں یہاں تک۔ کہ مروہ سے صفا تک سات دوڑ ہو گئے۔ جب ساتویں چکر میں کوہ مروہ سے اپنے معصوم بچے کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ اسمٰعیلؑ کے پیروں کے قریب زمین سے پانی اُبل رہا ہے۔ (بے چین ہو کے دوڑیں) اسمٰعیلؑ کے پاس آئیں۔ اور پانی کے گرد ریت جمع کر دیا۔ پھر خدا وند عالم جاری فرمایا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کے چاروں طرف ریت اکٹھا کر کے اسے روک دیا۔ اس لئے اس مقام کا نام

ہو گیا۔ جب مکہ میں پانی ظاہر ہو گیا تو پرندے اور وحشی جانور وہاں آنے لگے۔ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ ذی کداء اور عرفات کے بائیں طرف ہوئے سے تھے۔ انھوں نے اس مقام میں پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا تو سبب معلوم کرنے کیلئے پہلے پہاڑ تک، اس مقام پر آئے جہاں حضرت ہاجرہؑ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو اپنی گود میں لیئے ہوئے بیٹھی تھیں۔ درخت پر سایہ کے لئے چادر تان لی تھی۔ پانی اُنکے قریب ظاہر ہو چکا تھا۔ پس اُن لوگوں نے بڑھ جانے سے بی بی ہاجرہ اور اس بچے کا واقعہ اور سرگزشت پوچھا ہے؟ ہاجرہؑ نے جواب دیا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کے فرزند کی ماں ہوں اور یہ اُن کا فرزند ہے۔ اُن جناب کو خدا نے حکم دیا تھا کہ ہم دونوں کو اس جگہ پہنچا دیں مگر لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم بھی اس جگہ بود و باش اختیار کریں۔ (ہاجرہؑ نے ان سے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اجازت دے دو) جب تیسرے دن جناب ابراہیم علیہ السلام مزاج پرسی کی غرض سے وہاں آئے۔ تو ہاجرہؑ نے قبیلہ جرہمؑ کی درخواست اُن حضرت سے بیان کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اجازت دیدی حضرت ہاجرہؑ نے ان لوگوں سے کہدیا۔ پس وہ لوگ وہاں رہنے لگے۔ کچھ اپنے خاندان سے لے آئے۔ دوسرے اپنے ڈالدیئے۔ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ ان سے مانوس ہو گئے۔ جب تیسری مرتبہ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے۔ تو وہاں بکثرت لوگوں کو آباد پایا یہ حال دیکھ کر وہ جناب بیحد خوش ہوئے۔ باقی واقعہ سورۂ بقرہ میں گزرا (دیکھو حاشیہ ۳۸ نوٹ نمبر ۱)

صفحہ ۳۱۱ نوٹ نمبر ۳

وَالشَّمْسِ اِلَخ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں شمس سے مرد دلوں کے پھل ہیں اور مطلب اس کا یہ ہے کہ اولاد اُنفضل کی محبت ان کے دلوں میں ڈالدے کہ یہ لوگ ان کے پاس آئیں اور پھر آئیں انھوالی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اطراف و اکناف سے مکہ و معظمہ کے رہنے والوں کے لیئے پھل لائے جاتے ہیں۔ اور دعا و ابراہیمؑ کی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ بلاد مغرب و مشرق کا کوئی پھل ایسا نہیں ہے جو مکہ و معظمہ میں نہ ملتا ہو یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ جاڑے کے گرمی کے، خریف کے، ربیع کے پھل ایک دن میں میسر ہو جاتے ہیں۔

صفحہ ۳۱۱ نوٹ نمبر ۴

قَوْلُ مُتَرْجِمِہٖ:۔ اوپر کی دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے ایک باطنی معنی پر دلالت کرتی ہے اور ایک ظاہری پر اور میرے اس قول کی تائید میں یہ آیت موجود ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول کی۔ تو یہ فرمایا:۔ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ (کیا ہم نے انکو اس امن والے حرم پر متمکن نہیں کر دیا جس کی طرف ہر طرح کے چیدہ چیدہ پھل لائے جاتے ہیں) ۱۲۔

صفحہ ۳۱۱ نوٹ نمبر ۵

مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ یہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ خدا سے دعا کرتا ہے تو وہ بندہ کے ارادہ سے تو واقف ہے لیکن یہ اس کو پسند ہے کہ حاجتیں اس سے بیان کی جائیں۔ پس جب تم دعا مانگو۔ تو اپنی حاجتوں کا نام لیا کرو۔ ۱۲۔

صفحہ ۳۱۱ نوٹ نمبر ۶

وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ یہ ایک قول کے بموجب جناب ابراہیم علیہ السلام ننانوے برس کے تھے۔ تب جناب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ اور جب ایک سو بارہ برس کے ہوئے تب جناب اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔ ۱۲۔

صفحہ ۳۱۱ نوٹ نمبر ۶

وَلِوَالِدَيَّ یہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں تھا۔ وَلِوَالِدِيَّ جس سے مراد تھے اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیت میں کاتبوں کی غلطی سے تصحیف ہو گئی ہے۔ ۱۲۔

صفحہ ۳۱۲ نوٹ نمبر ۱

تفسیر برہان میں ثوبان سے مروی ہے کہ ایک یہودی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے محمدؐ! میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں اس کا آپ مجھے جواب دیجئے؟ پس ثوبان نے اسے ڈھٹکا دیکر نکالا۔ اور کہا (اے بدبخت نام محبوں لیتا ہے) یا رسول اللہ کہہ کر مخاطب کر۔ اور وہ یہودی بولا میں تو نام ہی لے کر پوچھونگا اور وہی نام لوں گا جس کے یہ سزاوار ہیں پھر آنحضرتؐ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ بتایئے کہ جب زمین دوسرے زمین سے اور آسمان دوسرے آسمان سے بدلے جائیں گے؟ تو اس دن آدمی کہاں ہوں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا ظلمات میں عشر کے قریب ہوں گے اس نے کہا کہ جب لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے انھیں کھانے کو کیا چیز دی جائے گی؟ حضرتؐ نے جواب دیا مچھلی کا کلیجہ۔ اس نے کہا کھانے کے بعد کیا چیز پئیں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا سلسبیل کا پانی اس نے کہا اے محمدؐ سچ کہتے ہو۔

محمد بن مسلم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب سے خدا نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ ایسے ایسے سات عالم خلق فرمائے۔ جن میں آدم علیہ السلام کی اولاد نہ تھی۔ وہ لوگ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے انکو خدا نے ایک بعد دیگرے ایک ایک عالم میں آباد کیا۔ پھر خدا نے آدمؑ ابوالبشر کو اور اُنکی ذریت کو ان سے پیدا کیا۔ خدا کی قسم جیسے جیسے پیدا ہوئی ہے وہ بھی اور مومنوں سے خالی نہ رہی۔ اور نہ دوزخ اور نہ کفار و گنہگاران سے خالی رہا۔ شاید جب تم یہ سنتے ہو گے کہ جب قیامت برپا ہو گی۔ اور بہشتی بندوں کے بدن اور روحیں جنت میں داخل ہو جائیں گی۔ اور اہل دوزخ کے جسم اور روحیں دوزخ میں چلی جائیں گی۔ تو خدا کے شہروں میں نہ کوئی اس کی عبادت کرے گا اور نہ کوئی جدید مخلوقات پیدا کی جائے گی۔ جو خدا کی پرستش کرے۔ اور اسکی وحدانیت کو مانے (یہ خیال تمہارا غلط ہے بلکہ) خدائے عزوجل (اس دنیا کے فنا ہونیکے بعد) بغیر مردوں اور عورتوں کے ایک مخلوق کو پیدا کرے گا جو اسکی عبادت کیا کرے گی۔ اور اس کو ایک جائیگی اور اسکی تعظیم کیا کرے گی۔ ان کے لئے ایک زمین پیدا کرے گا جس میں وہ لوگ آباد ہوں گے اور ان پر سایہ کرنیکے لیئے ایک نیا آسمان بنائے گا پانچ خدا نو عالم فرمائے ہے۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ نیز خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (دیکھو حاشیہ ۸۴ سطر ۱)

تفسیر برہان میں ہے کہ ابرش کلبی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ خدائے تعالیٰ کے اس قول يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کے بارے میں یہ فرماتے تھے کہ یہ زمین بدل کر روٹی ہو جائے گی۔ حضرتؑ نے فرمایا میں لوگوں سے تجھے وقت میں کہتے ہوں گے یہ زمین بدل کر نہایت ہی نفیس روٹی بنجائیگی جس میں سے لوگ کھائیں گے۔ یہ سن کر ابرش خوب ہنسا اور کہنے لگا صاحب دنیا بڑا ہی آسان کام ہے۔ کہ انھیں صاحب دینے کا بھی ہوش رہے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا دانے ہو جھ ہر (خدا کے معاملات میں ہنسی کیسی؟ یہ تو بتا کہ وہ دونوں مقاموں میں سے زیادہ کام میں پھنسے ہوئے کہاں ہونگے اور زیادہ بُری حالت میں کس جگہ ہونگے آیا موقف میں (جہاں حساب ہو رہے ہوں گے) یا جہنم میں جہاں عذاب پا رہے ہوں گے۔؟ اس نے کہا کہ یہ تو فقرہ ہے کہ جہنم میں زیادہ مشغول اور زیادہ بُرے حال میں ہونگے۔ فرمایا دانے پر جھ پر دیکھ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس حال کے بارے میں جو کہ وہ جہنم میں ہونگے۔ فرمایا ہے۔ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ (ترجمہ دیکھو صفحہ ۸۵ سطر ۹) یہ سنکر ابرش چپ رہ گیا۔ دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا کہ جب وہ لوگ دوزخ میں اور عذاب میں ہوں گے۔ اس وقت تو انکو ضریع کے کھانے سے اور حمیم کے پینے سے کوئی چیز مانع ہی نہ رکھے گی۔ تو بھلا اس حساب دینے کی حالت میں وہ کھانے سے کیونکر باز رہ سکتے ہیں۔؟

تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ چاردھم ۱۴

صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۳ عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ :۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے گودام اور ذخیرے بھر کے رکھ چھوڑے ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہم میں قدرت موجود ہے کہ جو چیز جس مقدار میں جس وقت چاہیں پیدا کر دیں تفسیر قمی میں ہے کہ ایک خزانہ بارش بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ آسمان سے اتارتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے حیوان کے لئے اس کی غذا پیدا کر دیتا ہے۔

صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۴ اَلرِّیَاحَ :۔ تفسیر عیاشی میں بروایت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ تم ہواؤں کو برا نہ کہو کہ وہ خوشخبری پہنچانے والی اور ڈرانے والی اور پانی کو لاد کر لانے والی ہیں۔ پس اللہ سے نفع پہنچانے والی ہواؤں کے بھیجنے کا سوال کرو اور ضرر پہنچانے والی ہواؤں سے پناہ مانگتے رہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۵ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ :۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ پروردگار عالم نے سخت زمین سے، نرم زمین سے، عمدہ زمین سے، اور شور زمین سے مٹی لیکر اس کو پانی سے سانا، کہ وہ صاف ہو گئی پھر اس مٹی کو متھا کہ اس میں چپک پیدا ہو گئی۔ پھر اس سے جوڑ بندوانی اور ہاتھ پاؤں رکھنے والی ایک صورت بنائی پھر اس کو ٹھہرایا کہ اس میں قیام پیدا ہو گیا۔ پھر اس کو سخت کیا کہ بھاسے سے اس میں آواز آنے لگی۔ اور جتنی دیر مناسب سمجھا اسے یونہی رہنے دیا۔ پھر اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح ڈالدی کہ وہ ہی صورت انسان بن گئی کیسا انسان جس میں خیال کے لئے ذہنی قوت موجود ہے اور معاملات میں دخل دینے کے لئے غور و فکر اور کام کرنے کیلئے اعضاء (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ) موجود ہیں اور شناخت کی ایک ایسی قوت موجود ہے جس کے ذریعہ سے وہ چکھنے کی چیزوں میں اور سونگھنے کی چیزوں میں اور رنگوں میں اور جنسوں میں تمیز کرتا ہے۔ یہ خود ایک معجون مرکب ہے جو خاک برنگ کی مٹی سے اور قسم قسم کی صورتوں سے اور ایسی حدی چیزوں سے جو ایک علاج کرنے کی دشمن ہیں۔ اور ایسے خلطوں سے جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں یعنی گرمی سے سردی، تری سے خشکی سے، رنج سے اور خوشی سے مل ملا کر ترکیب پایا گیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۴ نوٹ نمبر ۶ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جن اولاد جان سے ہیں ان میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی، یہودی بھی ہیں نصرانی بھی) اور مختلف دین کے بھی اور شیاطین اولاد ابلیس سے ہیں اور ان میں سوائے ایک کے کوئی مومن نہیں ہے اس کا نام ہام ابن ہیم ابن لاقیس ابن ابلیس ہے یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے ایک دن ہام بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ وہ بے حد لمبا چوڑا (اور عظیم الجثہ) ہے اور اس کی صورت ڈراؤنی ہے پس حضرتؐ نے ارشاد کیا تو کون ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام ہام بن ہیم بن لاقیس ہے جس دن قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کیا۔ میری عمر چند سال کی تھی۔ میرا شیوہ یہ تھا۔ کہ میں خدا پر توکل کو منع کرتا تھا۔ اور حرام چیزیں کھانے کی طرف رغبت دلاتا تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری جان کی قسم وہ جو ان سب سے بدتر ہے جسے امیدیں دلائی جائیں۔ اور وہ بہکانے میں ایسے اور اسی طرح وہ اور جو اس سے بدتر ہے۔ جس کو عذاب خدا سے اطمینان دلایا جائے۔ اور وہ باوجود بدکاری کے مطمئن ہو جائے۔ اس نے کہا اے محمدؐ آپ مجھے خاصت نہ کریں میں حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر توبہ کر چکا ہوں۔ اور کشتی میں ان حضرتؑ کے ہمراہ تھا۔ اور میں ان حضرتؑ پر قوم کے برخلاف دعا کرنے پر ناراض بھی ہوا تھا۔ اور میں اس وقت بھی حاضر تھا جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تھے۔ آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ صحیح و سالم رہے تھے۔ اور میں حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ اس وقت بھی موجود تھا۔ کہ جب اللہ نے فرعون کو ڈبو دیا۔ اور بنی اسرائیل کو نجات دی تھی۔ اور میں حضرت ہودؑ کے ساتھ تھا۔ جب کہ انھوں نے اپنی قوم کو بددعا کی تھی۔ اور میں ان سے بھی ناراض ہوا تھا۔ اور میں حضرت صالحؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب کہ انھوں نے اپنی قوم پر نزول عذاب کی خدا سے درخواست کی تھی۔ میں نے بددعا کرنے سے انکو روکا بھی تھا۔ میں نے تمام صحیفوں پڑھی ہیں۔ ہر کتاب میں آپ کے ظہور کی میں نے بشارت دیکھی ہے۔ اور تمام نبیوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔ اور وہ سب یہ بھی کہتے تھے کہ آپ سارے نبیوں سے افضل اور بزرگ مرتبہ ہیں۔ اب آپ بھی اس میں سے جو کچھ آپ پر خدا نے نازل کیا ہے۔ مجھے کچھ تعلیم فرمائیے۔ جناب رسول خداؐ نے امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد کیا۔ اے علیؑ تم اسے (احکام دین) کر دو۔ ہام نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو سوائے نبی اور وصی نبی کے کسی کی اطاعت نہیں کرتے۔ یہ بزرگوار کون ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے بھائی اور وصی اور وزیر اور میرے وارث علیؑ ابن ابیطالب ہیں اس نے عرض کی بیشک میں نے ان کا نام کتب آسمانی میں الیا میں دیکھا ہے پس امیر المومنین علیہ السلام نے اسے تعلیم دی پھر جنگ لیلۃ الہریر میں بھی جو مقام صفین پر برپا ہوئی تھی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ہام حاضر ہوا تھا۔

قول مترجم :۔ اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود علم نبوت ہام کے حالات سے آگاہ نہ تھے۔ بلکہ بہت سی مصلحتیں اس کی مقتضی ہوا کرتی ہیں کہ ایسے لوگ اپنی بیتی خود کہہ سنائیں تاکہ انسان صورت شیطان سیرت لوگوں کی ہدایت کا باعث ہو۔

صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۱ تیسرا نفس نباتہ قدسیہ اس کی پانچ قوتیں یہ ہیں فکرؔ، ذکرؔ، علمؔ، حلمؔ، متابہتؔ اور اس کی دو خاصیتیں ہیں نضارت و سخت یعنی تمام بری چیزوں سے علیحدہ رہنا اور باقی اس نفس کے پیدا ہونے کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ یہ فرشتوں کے نفس سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور چوتھا نفس کلیہ الٰہیہ اس کی پانچ خاصیتیں یہ ہیں۔ فنا کی حالت میں باقی رہنا، کچھ نہ ملنے کو نعمت سمجھنا، خالت ذلت کو عزت سمجھنا۔ باوجود کہ غنی ہونے کے فقیر رہنا، ہر بلا میں صبر کرنا اس کی دو خاصیتیں یہ ہیں رضا و تسلیم۔ یہی وہ ہے جس کا بندہ خدا کی طرف سے ہوا۔ اور اس کا ہو بھی خدا اسی کی طرف ہو گا۔ اور اسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ اور اسی سے خطاب ہو گا۔ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (اے اطمینان والے نفس اپنے پروردگار کی طرف اس حالت میں لوٹ کر آ کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے) اور عقل ان میں سے ہر ایک کا وسط ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۲ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ :۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس دن کے متعلق دریافت کیا گیا تھا۔ تو حضرت نے راوی سے فرمایا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ دن وہ دن ہے جس دن کل آدمی مبعوث کئے جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس دن تک کے لئے مہلت دیدی ہے جس دن قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے۔ ظہور فرمانے کے وقت وہ مسجد کوفہ میں ہوں گے۔ اور ابلیس سامنے آ کر گھٹنے کے بل بیٹھے گا۔ اور یہ عرض کرے گا۔ کہ آج کے دن سے چھٹکارا نہیں معلوم ہوتا۔ پس وہ حضرتؑ اس کی پیشانی پکڑ کر اس کی گردن مار دیں گے۔ پس يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ یہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۴ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ :۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ منقول ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ راستہ بزرگی

اور شرف رکھنے والا اور درست و راست ہے نیز یہ بھی منقول ہے کہ هٰذَا صِرَاطٌ عَلِيٌّ مُسْتَقِيْمٌ جس کے صاف معنی یہ ہیں (یہ علیؑ کا سیدھا راستہ ہے) موجودہ صورت جواب قرآن میں لکھی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ راستہ مستقیم ہے اور میرے اوپر یہ حق ہے کہ اس کی نگرانی کیا کروں۔ قولِ مترجم۔ پڑھنے والے کچھ پڑھا کریں مگر تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ :۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کی تفسیر پوچھی گئی تھی۔ تو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ تو ان کو جنت یا جہنم میں پہنچائے گا نیز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وَاللّٰهِ لَفَعَلَ بِاَوْلِيَائِهٖ سے خدائے تعالیٰ کی مراد سوائے آئمہ اور ان کے شیعوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۵ نوٹ نمبر ۵ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے جو کچھ منقول ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم کے طبقے ایک دوسرے کے اوپر ہیں یہاں تک کہ ان حضرتؑ نے اپنا ہاتھ ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر بتلایا تھا۔ کہ اس طرح ہیں۔ پس دروازے بھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے سب سے نیچے والے طبقے کا نام جہنمؔ ہے اس کے اوپر والا لظیٰؔ۔ اس سے اوپر حطمہؔ۔ اس سے اوپر سقرؔ اس سے اوپر جحیمؔ۔ اس سے اوپر ہاویہؔ اس سے اوپر ہاویہؔ۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۸ نوٹ نمبر ۵ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن مجید کو پارہ پارہ کر دیا اور جس طرح اللہ نے نازل کیا تھا اس طرح جمع نہیں کیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۲ جس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جناب رسولؐ خدا نے سمجھ لیا کہ خدائے تعالیٰ نے ان سب کو ذلیل کیا اور بری موت سے مارا (انکی سب کی موت کی تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ ہو) تفسیر قمی میں ان ہنسی اڑانے والوں کا اور ان کے انجام کا ذکر کرنے کے بعد یہ منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا دولت سرا سے برآمد ہوئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ قریش! اے قوم عرب! میں تم کو اس امر کی شہادت دینے کی دعوت دیتا ہوں کہ سوائے خدائے کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور میں تم کو یہ حکم دیتا ہوں کہ بتوں کو یعنی جن کو تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ انکو پھوڑ دو کہ میرا یہ حکم ماننے سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور عجم بھی تمہارا مطیع ہو جائے گا۔ اور جنت کی بادشاہی بھی تمہارے ہاتھ آئے گی۔ یہ سن کر لوگ خوب ہنسے اور کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) محمدؐ ابن عبداللہ کو تو جنون ہو گیا ہے کہنے کو تو یہ کہا مگر حضرت ابو طالبؑ کی شان و منزلت کے لحاظ سے کسی نے آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کی۔ ۱۲

ان سب کی موت کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان جنابؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث اپنے آباؑ طاہرین سے روایت کی ہے کہ ملک شام کا رہنے والا ایک یہودی عالم جو توریت و انجیل و زبور کو پڑھا ہوا تھا۔ صحف انبیاؑ سے وہ واقف تھا۔ انبیاؑ کے دلائل و معجزات سے اطلاع تھی۔ ایک دن مسجد رسولؐ میں آیا اور بیٹھ گیا۔ اصحاب رسولؐ کا مجمع اس وقت مسجد میں موجود تھا۔ ان میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور عبداللہ ابن عباسؓ اور ابو سعید جہنی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پس یہودی نے کہا اے امت محمدؐ! تم نے کسی نبی کا درجہ کسی رسول کی فضیلت نہیں چھوڑی جو اپنے نبیؐ کو نہ دیدی ہو۔ اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ تم لوگ اس کا مجھے جواب دو۔ یہ سنکر سب نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا۔ لیکن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بیشک خداوند عالم نے تمام نبیوں اور رسولوں کے مراتب اور فضائل جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں جمع کر دیے ہیں۔ بلکہ بہ نسبت تمام انبیاء و مرسلین کے چند درجہ کمال ان جناب کو خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ یہودی بولا تم میرے سوال کا جواب دو گے؟۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں آج میں تیرے سامنے رسولؐ اللہ کے ایسے فضائل بیان کرونگا۔ جن سے مومنین کی آنکھیں ٹھنڈ ہو جائیں گی۔ اور شک کرنے والوں کے شک دور ہو جائیں گے۔ اور میں جو فضائل بیان کرونگا ان سے کسی نبی پر عیب لگانا یا انکی منقصت ظاہر کرنا میرا مقصود نہ ہوگا۔ بلکہ خدا کی شکر گزاری ہو گی کہ اس نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مدارج عطا فرمائے۔ جو اور نبیوں کو دیئے تھے بلکہ اس سے زیادہ عنایت کیے۔ جس کے سبب سے وہ جناب تمام رسولوں سے افضل ہو گئے۔ یہودی نے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں اس کا جواب دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا بیان کر۔ اس نے عرض کی آپ اس کے قائل ہیں یا نہیں۔ کہ خدائے تعالیٰ نے جو کچھ اور انبیاؑ کو دیا تھا۔ وہ ہمارے نبیؐ کو بھی عطا کیا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا بیشک! جو کچھ اور نبیوں کو عطا کیا تھا۔ وہ بھی دیا اور اس سے بھی زیادہ عنایت کیا اب یہودی نے یہ عرض کیا کہ دیکھئے کہ حضرت موسیٰؑ بن عمران کو تو خدائے تعالیٰ نے فرعون کے پاس رسول بنا کر بھیجا اور انکو اپنی بڑی سے بڑی نشانی دکھائی۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسی ہی ہمارے رسولؐ کی حالت ہے بلکہ ان جناب کو خدا نے بہت سے فرعونوں کے پاس بھیجا تھا۔ مثلاً ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابوالبختری، نضر ابن الحارث، ابی بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے منبہ و نبیہ۔ اور پانچ آدمی ہنسی اڑانے والے ولید بن مغیرہ مخزومی، عاص بن وائل سہمی، اسود بن عبد یغوث زہری۔ اسود بن مطلب۔ حارث بن طلاطلہ۔ پس خدائے تعالیٰ نے ان سب کو اطراف میں اور خود انکی ذاتوں میں ایسی نشانیاں دکھلا دیں۔ کہ ان سب پر جناب رسولؐ خدا کا برحق ہونا ظاہر ہو گیا تھا۔ (یہ اور بات ہے کہ ایمان نہ لائے) یہودی بولا خدائے موسیٰؑ کا بدلہ فرعون سے لیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اسی طرح یہاں بھی ہوا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے فرعونوں سے جناب رسولؐ خدا کا انتقام لیا۔ ہنسی اڑانے والوں کے انجام کی خبر تو خدا نے اپنے قول اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ میں دے دی ہے پس وہ پانچوں مختلف طور سے ایک ہی دن اور ایک ہی ساعت میں مار ڈالے گئے۔ مگر اس طرح کی ایک کی موت دوسرے سے مختلف تھی۔ ولید بن مغیرہ تو یوں مرا کہ وہ کہیں جا رہا تھا۔ راستہ میں بنی خزاعہ میں سے ایک شخص نے تیر میں پر لگا کے رکھدیا تھا۔ ولید کے پاؤں میں اس کی بوری گھس گئی جس سے اس کی رگ اکحل کٹ گئی۔ بدن کا خون بہنے لگا۔ یہانتک کہ وہ مر گیا مرتے وقت اس نے کہا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے رہا عاص بن وائل سہمی۔ وہ کسی کام کو کسی ایسے موقع پر گیا تھا۔ جو ایک بڑے پتھر کے نیچے واقع تھا۔ وہ پتھر اس جگہ اور اس کے بدن کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ وہ مر گیا اور مرتے مرتے کہتا تھا۔ کہ محمد مصطفےٰ کے خدا نے مجھے قتل کیا ہے اسود بن عبد یغوث کا یہ حال ہوا کہ وہ اپنے بیٹے زمعہ کے استقبال کے لئے گھر سے نکلا اور ایک درخت کے سایہ میں جا کھڑا ہوا پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اس کے سر کو درخت کے تنہ پر دے مارا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا تو اسکو (جو میرا سر توڑے ڈالتا ہے) منع کر اس نے جواب دیا میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ خود آپ اپنا سر درخت کے تنہ پر مار رہے ہیں اور کوئی یہاں موجود نہیں۔ پس وہ مر گیا مرتے وقت بولا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے۔ اسود بن المطلب کو جناب رسولؐ خدا نے بددعا کی تھی۔ کہ خدایا تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو بیٹے کے غم میں مبتلا کر۔ پس جب نزول عذاب کا دن آیا تو وہ اپنے گھر سے نکلا جب ایک مقام پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے ایک سبز پتی اس کی آنکھوں میں لگا دی پس وہ اندھا ہو گیا۔ پھر وہ زندہ رہا یہانتک کہ وہ اپنے بیٹے کے غم میں ہلاک ہو گیا اور حارث بن طلاطلہ بادِ سموم کے موسم میں گھر سے باہر آیا ہوا کی گرمی سے رنگ اس کا کالا پڑ گیا۔ پس جب وہ گھر میں جانے لگا۔ اس کی اولاد نے اسے روکا اس نے کہا میں حارث ہوں یہ سن کر وہ لوگ جھٹلانے اور اس کو مار ڈالا قتل ہوتے وقت وہ کہہ رہا تھا مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کیا ہے۔ نیز دوسری روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اسود بن المطلب نے ٹڈیاں شوربہ کی پھلی کھائی تھی پھلی کھاتے ہی اسے پیاس نے غلبہ کیا۔ پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ مرتے وقت اس نے کہا مجھے محمدؐ کے پروردگار نے قتل کیا ہے ان پانچوں ملعونوں کو ایک وقت میں یہ سزا دی اس لئے دی گئی تھیں کہ انھوں نے جناب رسولؐ خدا سے یہ کہا تھا کہ اے محمدؐ! ہم ظہر کے وقت تک تمہارا انتظار کرتے ہیں یا تو اس عرصے میں آپ اپنے دعوئے نبوت

سے باز آ گئے ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ جناب رسولؐ خدا کو ان کے اس قول سے بہت ہی صدمہ پہنچا۔ بیت الشرف میں تشریف لے گئے۔ دروازہ بند کر لیا۔ جبرئیلؑ امین منجانب رب العالمین اسی وقت حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ! پروردگار عالم بعد تحفۂ درود و سلام یہ ارشاد فرماتا۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ جس کا یہ مطلب ہے کہ اہل مکہ پر اہر دین کو ظاہر کرو اور انکو قبول ایمان کی دعوت دو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ امین ان ہنسی اڑانے والوں کا اور جو دھمکی دے چکے ہیں۔ اس کا کیا علاج کروں؟ جبرئیلؑ امین نے عرض کی خدائے تعالیٰ سے فرمایا ہے۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ فرمایا اے جبرئیل! ابھی ابھی تو وہ میرے روبرو موجود تھے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ! ابھی ابھی انکا فیصلہ کئے دیتا ہوں اور حضور اسی وقت اظہار امر دین فرمائیں ان پانچ کے علاوہ جو فرعون باقی رہے وہ سب بدر کے دن تلوار سے گھاٹ اتار دیے گئے۔ انکی پوری جمعیت کو خدائے تعالیٰ نے شکست دی اور وہ گروہ پیٹھ دکھا کر بھاگے۔

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۳ يَمَا يَقُوْلُوْنَ :۔ لغوی معنی ہیں جو کچھ یہ کہتے ہیں مطلب یہ ہیکہ آپ کے جھٹلانے میں آپ پر طعن کرتے ہیں اقرآن مجید کے بارے میں جو جو کچھ کہتے ہیں اور کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہیکہ آپ جو اپنے دشمنوں کے مقدمات بیان کرتے ہیں۔ ان مقدمات کو سن سن کر منافقین جو کچھ کہتے ہیں اس سے آپ کو سخت رنج پہنچتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۴ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ :۔ مطلب یہ ہے کہ جب منافقین وکفار تمہیں ستائیں۔ تم خدائے تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور نماز میں مشغول ہو جایا کرو کہ تمہارا وہم وغم دفع ہو جایا کرے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تم کو اپنے کل معاملات میں صبر لازم ہے اللہ تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ان کو صبر وملائمت کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہاں تک کہ لوگوں نے دفعیۂ جنون کے منتر پڑھنے شروع کئے اور بعضوں نے سحر کرنا چاہا تب خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ الخ ہم جانتے ہیں تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا کو رنج دینے والا امر پیش آتا۔ تو آنحضرت نماز میں مشغول ہو جایا کرتے۔ **قول مترجم** :۔ فرقہ شیعہ جو ہر امر میں تابع اہلبیتؑ ہنوی ہے اپنی نماز کے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اور سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ جو کہتا ہے وہ اسی حکم کی تعمیل ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ مخالفین وبحمدہٖ کے لفظ کو اڑا دیتے ہیں خدا انکو ہدایت کرے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۵ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ :۔ تفسیر قمی میں ہیکہ جب قریش نے یہ کہا کہ ہم پر عذاب نازل کر دیجئے۔ تو خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے کسی امر کے متعلق خبر دے چکا کہ وہ ہونے والا ہے تو گویا وہ ہو ہی گیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۶ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ :۔ البصائر میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا جبرئیلؑ امین تو وہ فرشتہ ہے جو انبیاءؑ پر نازل ہوتا رہتا ہے اور روح وہ ہے جو انبیاء واوصیاءؑ کے ہر دم ساتھ ہے کسی وقت ان سے جدا ہی نہیں اور یہی سبب ہے کہ انبیاءؑ اور اوصیاءؑ ہر بات کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے ہیں اور انکی ہر بات پختہ کی ہوتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۷ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ :۔ تفسیر قمی میں ہیکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان کو بدبودار پانی کے ایک قطرہ سے پیدا کیا پھر وہ بڑا فصیح وبلیغ لڑاکو اور جھگڑالو بن گیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۱۹ نوٹ نمبر ۸ دِفْءٌ :۔ تفسیر قمی میں ہیکہ دنبوں اور بھیڑوں کی اون اور بکریوں اور اونٹوں کے بالوں سے جو کپڑے اور خیمے سردی کے دفعیہ کے لئے بنائے جائیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۱ نوٹ نمبر ۳ لَاۤ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ :۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں آخرت سے مراد رجعت ہے۔ **قشیری** :۔ رجعت کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا اور حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام اور خاص خاص مومنین اور خاص خاص کفار ومنافقین قبل از قیام قیامت ایک مرتبہ اس دنیا میں اور آئیں گے کہ نیکی کا بدلہ بھلا اور بدی کا منہ کالا ہو جائے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۱ نوٹ نمبر ۴ مُسْتَكْبِرُوْنَ تا اَلْمُسْتَكْبِرِيْنَ :۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان الفاظ سے وہ لوگ مراد ہیں جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے سے اکڑے اور جنھوں نے آنحضرتؐ کے سامنے اپنے آپ کو بڑا بتانا چاہا تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا گزر کچھ مسکینوں کی طرف سے ہوا جنھوں نے اپنی چادر بچھا رکھی تھی اور روٹیوں کے ٹکڑے اس پر پڑے ہوئے تھے۔ اور وہ کھا رہے تھے۔ حضرتؑ کو دیکھا تو انھوں نے کہا کہ بن رسول اللہ آیئے حضرت دو زانو ہو بیٹھے اور ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو دوسرے سے افضل سمجھے وہ مستکبرین میں شمار کیا جائے گا۔ اس پر عرض کیا گیا کہ اگر کسی کو حرج گناہ کا مرتکب دیکھ لیں اور ہم اس سے بچے ہوئے ہوں تب بھی اپنے آپ کو اس سے افضل نہ سمجھیں فرمایا ہرگز نہیں ہرگز نہیں کیونکہ یہ امید ہے کہ اس کے بڑے بڑے گناہ ان واحد میں معاف ہو جائیں اور تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہوں کا محاسبہ قیامت پر موقوف رہے کیا تم نے موسیٰؑ کے مقابلہ میں جو باوجود اس کے کہ آئے تھے ان کا قصہ نہیں پڑھا (مطلب یہ ہیکہ فرعون کو خدا مان کر حقیقی خدائے رسولؐ کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اور ایک بجدہ کرنے میں اتنا بڑا گناہ بخش دیا گیا) **قول مترجم** :۔ پچھلی دو حدیثوں نے آیت کے عام معنی بتلائی ہیں اور پہلی خاص۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۱ نوٹ نمبر ۶ لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے امیر المومنینؑ کا حق غصب کیا ہے وہ اپنے گناہ پورے پورے تو اٹھائیں گے ہی اور جن لوگوں نے انکی پیروی کی ہے ان سب کے گناہوں میں کا بھی کچھ کچھ وبال برداشت کرنا پڑے گا۔ چنانچہ قول جناب امام جعفر صادق علیہ السلام یہ ہے کہ واللہ ایک سیخی بھر خون بھی نہیں گرایا گیا ہے۔ اور ایک لکڑی بھی لکڑی پر نہیں ٹوٹی ہے اور ایک عورت بھی غاصبانہ طور سے تصرف میں نہیں آئی ہے۔ اور کوئی مال بھی بیجا نہیں لیا گیا ہے مگر یہ کہ ان میں سے ہر ہر فعل کا وزر ووبال ان دونوں صاحبوں کی گردن پر ہوگا۔ بلا اس کے کہ اصل مرتکبین کا وبال کچھ بھی کم کیا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۲ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت کیا کہ لوگ اس آیت کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے فرمایا کفار تو خدا کی قسم نہیں کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت تو امت محمدیہ کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن سے کہا گیا تھا کہ موت کے بعد اور قیامت کے پہلے تم کو رجعت ہوگی۔ اور انھوں نے قسم کھا کر کہا تھا۔ کہ ہم کو رجعت نہ ہوگی۔ خدائے تعالیٰ نے ان کے قول کو رد کیا اور یہ فرمایا لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ یعنی وہ رجعت کے بارے میں منکر اور جھوٹے تھے لہٰذا ان کو زندہ رجعت میں پھر بلائے گا اور قائم آل محمدؐ انکو قتل کریں گے۔ اور اسی طرح مومنوں کے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۳ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ :۔ ایک قول کے بموجب اس سے مراد جناب رسولؐ خدا اور مہاجرین ہیں قریش نے ان پر ظلم کیا تھا پھر ان میں سے کچھ تو حبشہ کی طرف اور کچھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۴ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمؤمنینؑ سے منقول ہے کہ یہ تھا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو بہت ہی اچھی منزلت عطا فرمائیں گے اور اس منزلت سے مراد ہے اہل مکہ پر غلبہ محمدؐ نے ان پر ظلم کیا تھا۔ پھر کل عرب پر غلبہ اور پھر تمام مشرق و مغرب پر غلبہ۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۵ اَهْلَ الذِّكْرِ :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ الذکر سے مراد ہیں جناب رسولؐ خدا اور ان سے منقول ہے کہ الذکر سے مراد ہیں آل رسولؐ خدا۔ اور امت اس پر امور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہوں آل رسولؐ خدا سے دریافت کریں۔ الغرض جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے (بتحقیق اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو یعنی رسولؐ کو اتارا جو تم کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے) پس ذکر تو جناب رسولؐ خدا ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ائمہؑ پر ایک ایسا فرض ہے جو ان کے شیعوں پر نہیں ہے اور ہمارے شیعوں کے ذمہ ایک ایسا فرض ہے جو ہم پر نہیں ہے ان کو تو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہم سے سوال کریں چنانچہ فرمایا۔ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور ہم کو جواب دینے میں اختیار دیا ہے۔ کہ اگر ہم مناسب جانیں تو جواب دیں اور اگر مناسب نہ جانیں تو نہ دیں کافی اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خدا نے جو یہ فرمایا۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اس میں اہل الذکر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں فرمایا کیا خدا کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ تم کو اپنے دین کی طرف دعوت دیں اور تم ان سے سوالات کرتے پھرو؟ پھر اپنے دست اقدس سے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اہل الذکر ہم ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۶ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ :۔ ایک قول کے بموجب اس کے معنی ہیں معجزات کے ساتھ اور کتابوں کے ساتھ گویا یہ اس شخص کا جواب ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کن چیزوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۷ اَلذِّكْرِ :۔ البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ الذکر سے یہاں قرآن مجید بھی مراد ہے اور اس کے اہل بھی اَن محمدؐ ہیں (جن کی معیت اس کے ساتھ حوض کوثر پر پہنچنے تک کے لئے خود جناب رسولؐ خدا نے بیان فرما دی تھی) کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ نے جو قرآن کے اہل ہیں انہیں سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جاہلوں سے سوال کرنے پر لوگ مامور نہیں کئے گئے اور خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید کا بھی نام ذکر رکھا چنانچہ فرمایا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۴ نوٹ نمبر ۸ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ :۔ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ کی ایک حدیث نصیحتوں کے اور زہد کے بارے میں ہے از ان جملہ یہ بھی ہے کہ تم ان ظالموں میں سے نہ ہو جو دنیا کی زینت کی طرف مائل ہوتے تھے۔ اور بُری بُری چالیں چلتے تھے۔ کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب کے محکم حصہ میں فرماتا ہے۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ الخ۔ پس خدائے تعالیٰ نے ظالموں کو جو بدلہ دیا ہے اس کا ذکر اپنے کتاب میں کر کے جو تم کو ڈرایا ہے اُس اور اس سے مطمئن نہ ہو جاؤ کہ ظالموں سے جو وعید کی گئی ہے اس کا کوئی حصہ تم پر نازل نہ ہوگا۔ واللہ خدائے تعالیٰ نے دوسروں کا حال بیان کر کے تم کو نصیحت فرمائی ہے۔ اور سعید وہی ہے جو دوسروں کے حالات سے خود نصیحت قبول کرے۔ ۱۲

صفحہ ۳۲۷ نوٹ نمبر ۸ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وحی کے معنی ہیں الہام اور الہام کے معنی ہیں دل میں ڈال دینا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ شہد کی مکھی اور شہد میں بہت سی باتیں غور سے دیکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے قابل ہیں۔ از ان جملہ یہ خصوصیت کہ شہد اس مکھی کے منہ سے نکلتا ہے دوسرے یہ بات کہ شفا اور زہر ہر ایک چھوٹے سے جانور میں جمع کر دیا ہے تیسرے یہ کہ اس مکھی میں اور اس کی طبیعت میں خدائے تعالیٰ نے کیسے کیسے عجائبات ترکیب دیئے ہیں اور سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بہت سی آفتوں سے بچانے کے لئے ان میں ایک اسلوب مقرر فرمایا ہے۔ کہ وہ ان کا حاکم ہے۔ وہ سب سے مقدم ہوتا ہے اور ہر طرح کی آفت کو ان سے دفع کرتا ہے ان کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ انتظام سیاسی قائم رکھتا ہے اور وہ سب ہر بات میں اس کا اتباع کرتی ہیں۔ اور اگر وہ کہیں جا چاہے تو سب اس کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہیں۔ اور جب وہ گم ہو جائے تو ان کا انتظام ٹوٹ جاتا ہے قوام جاتا رہتا ہے اور متفرق ہو کر سب ہلاک ہو جاتی ہیں۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے جو فرمایا ہے۔ اَنَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ اس میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ منقول ہے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ النحل سے مراد ائمہ معصومین ہیں۔ اور الجبال سے عرب اور الشجر سے عجم اور آزاد شدہ غلام اور مما یعرشون سے وہ غلام جو آزاد نہیں ہیں مگر اللہ اور رسولؐ و ائمہ کے دوستدار ہیں۔

پس ائمہ کو الہام کیا گیا ہے کہ ان سب قوموں میں سے اپنے شیعوں کو لیں اور شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ سے مراد مختلف علوم ہیں جو حضرات ائمہ کے لبوں و صدور سے شائع ہوئے اور فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ یقیناً انفعی علوم کی تعریف ہو سکتی ہے کہ جن میں امراض شک و نفاق کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ شفا موجود ہے جو حالت ظاہری شہد میں ہمیشہ یقینی نہیں ہو سکتی اور خدا کا قول خلاف نہیں ہو سکتا۔ النَّاسِ تو شیعہ ہیں دوسرے جو کچھ ہیں وہ جانیں اور انکا خدا جانے۔ ۱۲

صفحہ ۳۳۱ نوٹ نمبر ۳ اور اَلْفَحْشَآءِ سے مراد ہیں جناب اوّل اور المنکر سے مراد ہیں حضرت ثانی اور اَلْبَغْیِ سے مراد ہیں مسطح ثالث روایت میں وارد ہے کہ یہ آیت جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے پڑھی گئی تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو میں کہتا ہوں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى فِيْ حَقِّهٖ عرض کیا گیا کہ زید ابن ثابت کی قرأت میں تو ہم یوں نہیں پڑھتے ہیں فرمایا لیکن علیؑ ابن ابیطالب کی قرأت میں تو ہم یوں ہی پڑھتے ہیں۔

صفحہ ۳۳۳ نوٹ نمبر ۵ اور پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے اعتراض کی وقعت کو جانچیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۳۶ نوٹ نمبر ۲ اَلسَّبْتُ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا تھا۔ کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن مخصوص خدا کی عبادت کا رکھیں اور وہ دن وہ ہو جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کیا ہے مگر انھوں نے اس میں اختلاف کیا۔ قولہ مستوجبہ :۔ وہ دن شنبہ تھا۔ اور اس کا مفصل ذکر سورۂ اعراف میں ہو چکا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۳۶ نوٹ نمبر ۳ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ :۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ سے مراد قرآن مجید ہے اور احتجاج طبرسی اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں سورۂ بقرہ کی آیت قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق کے سامنے دین کے متعلق جدال کا ذکر کیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ جناب رسولؐ خدا اور ائمہؑ ہدیٰ کو اس کی ممانعت ہے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ اس جدال سے ممانعت ہے جو احسن نہ ہو کیا تم نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور اس کا دوسرا قول اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ پس ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ علمائے دین کو احسن طریقہ سے تو جدال کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور وہ جدال جو احسن طریقہ سے نہ ہو وہ حرام ہے جو اللہ نے ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے

اور عام جدال کو خدائے تعالیٰ کو منکر حرام قرار دیتا حالانکہ خود فرماتا ہے۔ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى پھر اس کے جواب میں فرماتا ہے تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ پھر جدال کا حکم دیتا ہے قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اس سے معلوم ہوا کہ سچائی اور ایمان کا علم و دلیل و برہان ہی پر قرار دیا ہے اور دلیل سوائے احسن طریقے کے اور کسی طرح پیش نہیں کی جا سکتی۔ کسی نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ اجدال احسن اور غیر احسن کیا ہے۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا جدال غیر احسن یہ ہے کہ تم کسی مخالف مذہب سے مناظرہ کرو اور وہ تمہارے سامنے کوئی امر باطل پیش کرے۔ جس کو تم خدا کی بتائی ہوئی حجت سے رد نہ کر سکو بلکہ تم اس کے جواب میں کسی ایسے امر حق کا انکار کر دو جسے مخالف اپنے باطل دعوے کے ثبوت میں تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہو بس تم یہ خیال کرکے کہ اگر دشمن فلاں حق بات کو اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرے گا۔ تو مجھ سے جواب نہ بن پڑے گا۔ لاؤ پہلے ہی سے اس کا انکار کر دیں بس اس طریقہ کا مجادلہ ہماری شیعوں پر حرام ہے اس لیئے کہ ایسے مجادلہ اور جواب سے ضعیف الاعتقاد مؤمنین پر اور مذہب کے باطل کرنے والے مخالفین پر برا اثر پڑے گا۔ مخالفین پر تو اس وجہ سے برا اثر ہوگا کہ وہ کمزور عقیدے والوں کو اور کمزور بنا دیں گے۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں پر برا اثر ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگ تمہارا جواب ناقص پائیں گے۔ تو ان کے دل غمگین ہونگے کہ باطل مذہب والوں سے مذہب حق والے مغلوب ہو گئے۔ اب رہا وہ جدال جو احسن ہو۔ وہ یہ ہے جس کا خدا نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا ہے کہ جو کوئی تم سے سننے کے بعد اٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرے تو تم اس سے مناظرہ کرو چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱۷ سطر ۲) اس قول کے رد میں خدا نے اپنے رسولؐ پر وحی نازل فرمائی۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ چاہا کہ وہ باطل پر اڑنے والے لوگوں سے نرمی کہا کرتے تھے۔ کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بوسیدہ ہڈیوں کو پھر مبعوث فرمائے گا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ابتداء میں جب کہ کوئی چیز نہ تھی۔ از سر نو پیدا کر سکا کیا وہ اس سے عاجز ہو جائے گا کہ پرانی بوسیدہ چیزوں کا پھر اعادہ کرے کیونکہ تمہارے خیال کے مو جب کسی چیز کا ابتداءً بنانا یا کرنا اس کے دوبارہ بنانے یا کرنے سے بہت دشوار ہوتا ہے۔ پھر فرمایا:۔ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب اس نے گیلے اور ہرے درخت میں جلانیوالی آگ کو پوشیدہ کر رکھا ہے جس کو ضرورت کے وقت نکال دیتا ہے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ سڑی گلی چیز کے دوبارہ پیدا کرنے پر تو اور زیادہ قدرت رکھتا ہوگا۔ پھر فرمایا اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۱۷ سطر ۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا تمہارے نزدیک بھی بہت بڑی بات ہے اور تمہاری عقلیں بھی ایک بوسیدہ چیز کے دوبارہ پیدا کرنے سے ایسکو زیادہ عظیم الشان جانتی ہیں تو پھر تم نے یہ کیسے مان لیا کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان کام انجام دیا ہوگا۔ اور تمہارے خیال میں جو اتنا سخت کام ہے اس کو پورا کیا ہوگا۔ اور جب تم نے اسے مان لیا تو جو کام تمہاری نظر میں بھی اس سے زیادہ آسان ہے یعنی بوسیدہ چیز کا پھر پیدا کر دینا اسے کیوں نہیں تسلیم کرتے۔؟

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیات مذکورہ بالا کی تلاوت فرما کے اور انکا مطلب بیان فرما کے ارشاد فرمایا کہ یہ طریقۂ جدال تو وہ ہے جسے جناب رسولؐ خدا نے احسن فرمایا ہے اس لیئے کہ اس سے کافروں کے عذر منقطع ہو جاتے ہیں اور انکے شبہات دور ہوتے ہیں۔ اب رہا وہ طریقۂ جدال جو غیر احسن ہے کہ تم کو ایک امر حق میں اور مجادلہ کرنیوالے کے پیش کردہ امر باطل میں تمیز تو دشوار ہو اور تم اس کے باطل کے دفع کرنے کے خیال سے اس حق کا انکار کر جاؤ تو ایسا مجادلہ کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ تم اور تمہارا مخالف اس معاملہ میں یکساں ہو گئے۔ یعنی ایک حق کا وہ انکار کرتا تھا ایک کے تم بھی منکر ہو گئے۔

صفحہ ۳۳۶ نوٹ نمبر ۴ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روز اُحد جب جناب رسولؐ خدا نے یہ دیکھا کہ آپکے عم مکرم جناب حمزہؓ ابن عبد المطلبؑ کی نعش مبارک کے ساتھ کیسی کیسی بے ادبی کی گئی ہے تو یہ عرض کی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَرٰى (خدایا تو ہی اس تعریف کے لائق ہے اور تو ہی شکایت کے لائق ہے اور جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اسکی نسبت تجھی سے شکایت کیجاتی ہے اور تجھی سے مدد چاہی جاتی ہے) پھر فرمایا کہ اگر میں قریش پر غالب آؤں گا تو ضرور بالضرور الخ مُثلہ کروں گا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا الخ پس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اَصْبِرُ اَصْبِرُ (میں صبر کرتا ہوں میں صبر کرتا ہوں) ۱۲

صفحہ ۳۳۶ نوٹ نمبر ۵ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ ۔ مطلب یہ ہے کہ جو اصحاب شہید ہو گئے اُن پر اور جو بے ادبی بعد شہادت انکے ساتھ کی گئی ہے اس پر رنج و غم نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے انکو دار کرامت کی طرف منتقل کر دیا۔ ۱۲

۱۴

پارہ چہاردہم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ پانزدہم ۱۵

صفحہ ۳۳۷ نوٹ ۱ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں براق لے کر حاضر ہوئے جو قد میں خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے بڑا تھا۔ کونتیاں اس کی برابر چلتی رہتی تھیں۔ نظر اس کی اپنے سموں پر رہتی تھی اور جہاں سے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے اتنے عرصہ کو ایک قدم میں طے کر لیتا تھا اور کافی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جب وہ کسی پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کرتا تو اس کے آگے کے پاؤں چھوٹے ہو جاتے اور پچھلے بڑے اور جب پہاڑ سے اترنے کا ارادہ کرتا تو اگلے پاؤں بڑھ جاتے اور پچھلے چھوٹے ہو جاتے۔ اس کی داہنی طرف کی یال کے بال کھڑے رہتے تھے۔ اس کے دونوں پہلو پیچھے کی طرف لگے ہوئے تھے۔

عیون اخبار الرضا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے براق کو میرے لئے مسخر فرما دیا تھا اور وہ جنت کے چوپایوں میں سے ایک چوپایا ہے۔ قد میں نہ تو بہت چھوٹا ہے اور نہ بہت بڑا۔ اس پر بھی اگر خدائے تعالیٰ اسے حکم دیتا تو ایک ہی دفعہ کے چلنے میں دنیا اور آخرت کا پورا چکر کر جاتا اور وہ تمام چوپاؤں میں رنگ کی حیثیت سے بھی سب سے خوبصورت تھا۔

تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مروی ہے کہ جناب جبرئیل امین اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل براق لے کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے تو لگام تھامی دوسرے نے رکاب پکڑی اور تیسرے نے اس پر آنحضرتؐ کے لباس کو ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ اب براق لگا کلیلیں کرنے تو جبرئیلؑ امین نے اس کے طمانچہ مار کر فرمایا کہ اے براق ٹھہر جا کہ ان جیسا کوئی نبی نہ تو ان سے پہلے تجھ پر سوار ہوا اور نہ ان کے بعد کوئی سوار ہوگا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کو لے کر چلا اور بلند ہونا شروع ہوا۔ بہت زیادہ نہیں۔ جبرئیل امین ساتھ ساتھ تھے اور آنحضرتؐ کو آسمان و زمین کی نشانیاں دکھاتے جاتے تھے آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں چلا ہی جا رہا تھا کہ داہنی طرف سے پکارنے والے نے پکارا یا محمدؐ میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے بائیں طرف سے پکارا میں نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا اور اس طرف بھی توجہ نہ کی۔ پھر ایک عورت میرے سامنے آئی جس کی دونوں باہیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور وہ دنیا کی ہر زیب و زینت سے مزین تھی اور وہ کہنے لگی کہ اے محمدؐ ذرا ٹھہر جایئے مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ کی پھر میں آگے بڑھا چلا گیا تو میں نے ایک آواز سنی جس نے میرا دل دہلا دیا۔ (ذرا طبیعت ٹھہری تھی) کہ جبرئیلؑ امین نے مجھے اتارا اور مجھ سے کہا کہ نماز پڑھ لیجئے میں نے اتر کر نماز پڑھی اور مجھ سے دریافت کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا نہیں۔ تو انھوں نے بتایا کہ یہ مدینۂ طیبہ ہے۔ جہاں آپ کو ہجرت کر کے آنا ہے۔ پھر میں سوار ہوا اور جہاں تک خدا کو منظور ہوا ہم چلے گئے۔ پھر جبرئیل امین نے مجھ سے کہا کہ اتریئے اور نماز پڑھئے چنانچہ میں نے نماز پڑھی تو انھوں نے دریافت کیا کہ حضور سمجھے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی میں نے کہا نہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ نماز آپ نے طور سینا میں پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔ پھر میں سوار ہوا اور جہاں تک خدا کو منظور تھا ہم چلے گئے۔ اس کے بعد جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ اتریئے اور نماز پڑھئے چنانچہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے سمجھا بھی کہ یہ نماز آپ نے کہاں پڑھی۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ جبرئیلؑ بولے آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے اور بیت اللحم کے اطراف میں ہے۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ بن مریم پیدا ہوئے تھے۔ پھر ہم سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ بیت المقدس پہونچے اور جس حلقے میں انبیائے سابقین اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے اسی میں میں نے براق کو باندھ دیا اور مسجد میں داخل ہوا جبرئیلؑ امین میرے ساتھ ساتھ تھے۔ یہاں میں نے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو انبیاءؑ کے گروہ میں جو مشیت الٰہی سے وہاں موجود تھے دیکھا۔ وہ سب کے سب میرے گرد اگرد جمع ہو گئے۔ اقامت کہی گئی۔ مجھے ذرا بھی شک نہ تھا کہ جبرئیلؑ ہم سے آگے کھڑے ہوں گے مگر جب صفیں درست ہو گئیں تو جبرئیلؑ نے میرا بازو پکڑ کے مجھے سب سے آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے ان سب کی پیشنمازی کی مگر مجھے اس بات پر کچھ فخر نہیں ہے۔ نماز کے بعد خازن (مہمان خانۂ الٰہی کا داروغہ) میرے سامنے تین پیالے لایا۔ ایک میں دودھ تھا۔ دوسرے میں پانی۔ تیسرے میں شراب۔ ساتھ ہی میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اگر انھوں نے پانی لے لیا تو یہ خود بھی ڈوب جائیں گے اور ان کی امت بھی ڈوب جائے گی۔ اور اگر شراب پی لی تو خود بھی بہکیں گے اور امت بھی بہک جائے گی۔ اور جو لیا دودھ تو خود بھی راہ راست پر قائم رہیں گے اور ان کی امت بھی۔ آنحضرتؐ کا بیان ہے کہ میں نے دودھ کا پیالا اٹھایا۔ اور اس میں سے جتنا مناسب جانا پی لیا۔ اس پر جبرئیلؑ امین مجھ سے کہنے لگے (یا رسول اللہ!) آپ بھی راہ راست پر برقرار رہے اور آپ کی امت کی ہدایت کا بھی سامان ہو گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے مجھ سے پوچھا یا حضرتؐ آپ نے راہ میں کیا کیا چیزیں ملاحظہ فرمائیں؟ میں نے جواب دیا کہ اپنی داہنی طرف سے میں نے ایک منادی کی آواز سنی تھی جبرئیلؑ نے عرض کی آپ نے اسے کوئی جواب تو نہ دیا تھا۔ میں نے کہا جواب کیسا میں نے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ پکارنے والا یہود کا پیشوا تھا اگر آپ اس سے خطاب کرتے تو آپ کے بعد آپ کی ساری امت یہودی ہو جاتی۔ جبرئیلؑ بولے پھر آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا؟ میں نے جواب دیا کہ کسی منادی نے میری بائیں

لگی کہ اے محمدؐ ذرا ٹھہریے مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ اس پر جبرئیلؑ امین نے دریافت کیا کہ آپ نے اس عورت سے کچھ بات کی؟ میں نے کہا نہ تو میں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ جبرئیلؑ نے کہا وہ عورت دنیا تھی۔ اگر آپ اس سے بات کر لیتے تو آپ کی ساری امت آخرت چھوڑ کر دنیا کو اختیار کر لیتی۔ میں نے کہا پھر مجھے ایسی ہولناک آواز آئی جس نے میرے دل کو دہلا دیا۔ جبرئیلؑ بولے یا رسول اللہ آپ نے کچھ سنا؟ میں نے کہا ہاں کچھ سنا۔ کہنے لگے ستر برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ کہ جہنم کے کنارے ایک پتھر تھا جسے میں نے اس میں دھکیل دیا تھا۔ اس وقت وہ تہہ میں جا کر بیٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس خبر کے سننے کے بعد جب تک آنحضرتؐ زندہ رہے کبھی نہیں ہنسے۔ حضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر جبرئیلؑ آسمان اوّل پر گئے ان کے ساتھ ساتھ میں بھی گیا۔ اس پر ایک فرشتہ ہے جس کا نام اسمٰعیلؑ ہے۔ صاحب خطفہ وہی ہے جو شیاطین کو تیروں سے مارتا ہے۔ جس کے بارے میں جناب باری عزّ اسمہ ارشاد فرماتا ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ اس فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک فرشتے کے ماتحت ستر ستر ہزار فرشتے ہیں۔ اس فرشتے نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ تمہارے ہمراہ کون بزرگوار ہیں۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا میرے ہمراہ (پیغمبر آخر الزماں) جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کیا وہ جناب مبعوث برسالت ہو گئے؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ پس اس نے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اس نے جواب میں مجھے سلام کیا۔ میں نے اس کے لئے طلب مغفرت کی اور اس نے میرے لئے طلب مغفرت کی اور میرے آنے پر اظہار خوشنودی کیا اور ملائکہ مجھ سے بغلگیر ہوئے یہاں تک کہ جب آسمان اوّل میں داخل ہوا تو کوئی فرشتہ مجھے ایسا نہ ملا جو مجھے دیکھ کر خوش نہ ہوا ہو اور مجھے اس نے بشارت نہ دی ہو۔ مگر ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ جس سے بڑی کوئی مخلوق میں نے اس وقت تک نہیں دیکھی تھی۔ صورت اس کی بدصورت اور چہرے سے اس کے غیظ و غضب کے آثار نمایاں تھے۔ پس اسے سلام و دعا کے کلمات تو ادا کئے مگر ہنسا نہیں اور نہ میں نے اس کے چہرے سے وہ خوشی کے آثار پائے جو اور فرشتوں کے چہروں سے ظاہر ہوئے تھے۔ جو مجھے دیکھ کر مسکرائے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں تو پریشان ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اس سے تو پریشان ہونا ہی چاہیئے۔ اس لئے کہ ہم سب اس سے پریشان رہتے ہیں۔ یہ مالک داروغہ جہنم ہے۔ یہ کبھی نہیں ہنسا اور جب سے خدائے تعالیٰ نے اسے جہنم کا اختیار دیا ہے خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر اس کا غیظ و غضب بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور خداوند عالم اس کے ذریعہ سے ان لوگوں سے انتقام لے گا اگر آپ سے پہلے جو گزرے ہیں ان میں سے کسی کے سامنے یہ ہنسا ہوتا یا آپ کے بعد جو آنے والے ہیں ان میں سے کسی کے لئے یہ ہنسنے والا ہوتا تو بیشک یہ آپ کے حضور میں بھی ہنستا۔ مگر اس کو تو کبھی ہنسی آتی ہی نہیں۔ الغرض میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب سلام دینے کے بعد مجھے جنت کی خوشخبری دی۔ پھر میں نے جبرئیلؑ سے یہ کہا اور جبرئیلؑ کی وہ قدر و منزلت تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مدح میں فرمایا ہے مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ اے جبرئیلؑ تم آیا مالک کو حکم نہیں دیتے کہ وہ ہمیں دوزخ کا معائنہ کرا دے۔ جبرئیلؑ نے مالک سے فرمایا اے مالک تم جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو جہنم کا معائنہ کرا دو۔ یہ سنتے ہی اس نے اوّل تو دوزخ کی آڑ کو دور کیا اور پھر اس کا ایک دروازہ کھول دیا پس اس سے ایک شعلہ بلند ہوا جو آسمان میں پھیل گیا۔ جہنم کی آگ بھڑکی اور بلند ہوئی یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ مجھکو لپیٹ لے گی۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا اے جبرئیلؑ مالک سے کہدو کہ اس آڑ کو پھر قائم کر دے مالک نے آڑ کو حکم دیا کہ اپنی جگہ قائم ہو جائے۔ چنانچہ وہ آڑ جس مقام سے ہٹی تھی اسی جگہ قائم ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے روانہ ہوا۔ راہ میں ایک بزرگوار گندم رنگ قوی الجثہ میری نظر پڑے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے دادا حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آنحضرتؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان جناب کے سامنے ان کی ذریت پیش ہو رہی ہے تو وہ فرماتے جاتے ہیں کہ اچھی خوشبو ہے اور اچھی خوشبو پاک جسم سے آ رہی ہے پھر آنحضرتؐ نے سورہ مطففین کی اٹھارھویں آیت كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ سے شروع کر کے آخر تک تلاوت فرمائی۔ پھر حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا حضرت آدمؑ پر سلام کیا اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا اور میں نے ان کے لئے استغفار کیا ان حضرتؑ نے مجھے دعا دی اور فرمایا مرحبا اے فرزند صالح اور نبی صالح تم زمانہ صالح میں مبعوث برسالت ہوئے۔ پھر میرا گزر ایک فرشتہ کے پاس سے ہوا جو ایک مقام بلند پر بیٹھا ہوا تھا اس کے دونوں گھٹنوں کے مابین ساری دنیا تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک نور کی لوح تھی اور اس میں ایک نوشتہ بھی تھا۔ جس کی طرف وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ نہ دائیں طرف توجہ کرتا تھا نہ بائیں طرف۔ رنجیدہ دردمند کی طرح اسی لوح کی جانب (سر جھکائے ہوئے) نگراں تھا۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا یہ ملک الموت ہے قبض روح اس کا کام ہے میں نے کہا اے جبرئیلؑ تم مجھے اس کے قریب لے چلو کہ میں اس سے باتیں کروں گا وہ مجھ کو اس کے پاس لے گئے۔ اور میں نے اس پر سلام کیا۔ جبرئیلؑ امین مخاطب ہوئے کہ اے ملک الموت یہ نبی رحمت ہیں۔ خدا نے اپنے بندوں کی طرف ان کو رسول مقرر کر کے بھیجا ہے یہ سن کر ملک الموت نے مجھ سے مرحبا کہا اور سلام کر کے کہا اے محمدؐ خوش ہو جیئے میں آپ کی امت میں ہر قسم کی بھلائی دیکھتا ہوں میں نے جواب دیا میں خدائے منّان کی حمد بجا لاتا ہوں جس نے اپنے بندوں کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں (جو کچھ مجھ پر خدا کی مہربانی ہے) یہ میرے پروردگار کا مجھ پر فضل اور اس کی رحمت ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اس ملک مقرب کا عمل سارے فرشتوں سے زیادہ سخت ہے۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ! آیا وہ سب لوگ جو مر چکے ہیں یا اس زمانہ کے بعد مریں گے ان سب کی روح یہی قبض کریں گے؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں۔ میں نے پوچھا جہاں جہاں آدمی ہوتے ہیں آیا یہ فرشتہ ان سب کو دیکھ لیتا ہے اور (قبض روح کے وقت) سب کے پاس پہونچ جاتا ہے؟ جبرئیلؑ بولے جی ہاں۔ ملک الموت کہنے لگے ساری دنیا کی مثال جس کو خدا نے میرے قابو میں کیا ہے اور اس پر مجھے پوری قدرت دی ہے۔ ایسی ہے جیسے آدمی کے ہاتھ میں ایک درہم ہوتا ہے اور وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے اور کوئی گھر ایسا نہیں ہوتا جس میں ہر روز پانچ مرتبہ نظر نہ کرتا ہوں۔ جس گھر والے کسی مردہ پر روتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ اس کے غم میں نہ روؤ کہ میں تمہارے پاس بھی مکرر آؤں گا۔ تا انکہ تم میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ رہیگا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اے جبرئیلؑ بربادی کے لئے موت کافی ہے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا موت کے بعد خود بربادی ہے۔ وہ موت کی بربادی سے زیادہ سخت ہے۔ پھر میں وہاں سے آگے بڑھا۔ تو میرا گزر ایسی قوم کی طرف سے ہوا جن کے سامنے دسترخوان بچھے ہوئے ہیں کہ ان پر عمدہ گوشت بھی ہے اور خراب بھی مگر وہ لوگ عمدہ گوشت کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور برے گوشت کو کھاتے ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مال حرام کھاتے ہیں۔ اور مال حلال کو چھوتے بھی نہیں۔ اور یہ سب آپ کی امت میں سے ہیں۔ پھر میں نے ایک فرشتے کو دیکھا جس میں خدا نے تعجب صنعت قرار دی ہے کہ آگ ہاویہ میں ان کا آگ کا ہاتھ اور آگ ہاویہ کا نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے نہ برف آگ کو بجھاتی ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ كَفَّ حَرَّ هٰذِهِ النَّارِ فَلَا يُذِيْبُ الثَّلْجَ وَكَفَّ بَرْدَ الثَّلْجِ فَلَا يُطْفِئُ حَرَّ هٰذِهِ النَّارِ اَللّٰهُمَّ مُؤَلِّفَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ "پاک ہے

اللہ جس نے اس آگ کی حرارت کو رد کا کہ وہ برف کو پگھلا نہیں سکتی اور اس برف کی برودت کو رد کا کہ وہ آگ کو بجھا نہیں سکتی۔ اے اللہ اے برف اور آگ کے مابین الفت پیدا کرنے والے تو اپنے مومن بندوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دے۔" میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون فرشتہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا یہ ایک ملک مقرب ہے جس کو پروردگار نے آسمان اور زمین کے اطراف پر مقرر فرمایا ہے۔ یہ فرشتہ مومنین کا جو زمین پر رہتے ہیں بڑا خیر خواہ ہے۔ جب سے یہ پیدا ہوا ہے ان کے لئے خدا سے دعا کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ سن رہے ہیں۔ وہ فرشتے آسمان کے دروازے پر اور ہیں ایک ان میں سے یوں دعا کرتا ہے۔ خدایا جو فوج تیری درگاہ میں مال صرف کریں تو ان کو اس کا عوض عطا فرما دے اور دوسرا یہ عرض کرتا ہے یا اللہ ہر بخیل بندہ کے مال کو تلف فرما دے۔ پھر آگے بڑھا اور ایک گروہ کی طرف سے گزر ہوا۔ جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی مانند تھے۔ ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جاتا تھا۔ اور ان کے منھ میں ڈالا جاتا تھا۔ جبرئیلؑ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بندگانِ خدا کی عیب جوئی اور چغل خوری کیا کرتے ہیں۔ پھر میرا ایک قوم پر گزر ہوا جن کے سروں کو فرشتے پتھر سے کچلتے تھے میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر نماز عشاء ادا کئے ہوئے سو جاتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر میری نظر پڑی جن کے منھ میں آگ ڈالی جاتی تھی اور پشتوں کی راہ سے نکل جاتی تھی۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق، ناحق اور بروئے ظلم کھا جاتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ آگ کھاتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈالے جائیں گے۔ پھر آگے چلا تو کچھ لوگ دیکھے کہ یہ لوگ کھڑا ہونا چاہتے ہیں مگر قوندبڑی ہونے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی کہ یہ لوگ سود خور ہیں قیامت کے دن اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان مس کر کے خبطی بنا دے۔ یہ لوگ فرعون کی راہ پر ہیں۔ صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ میں یہ لوگ عرض کرتے ہیں خدایا قیامت کب قائم ہوگی؟ پھر میں نے آگے چل کے چند عورتیں دیکھیں جو پستانوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے دریافت کیا یا جبرئیلؑ یہ عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے عرض کی یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کی اولادیں جنتی ہیں اور اپنے شوہروں کے مال ان کو میراث میں دلواتی ہیں۔ یہ سن کر حضور سرورِ عالمؐ نے فرمایا خدا ان پر سخت عذاب نازل کرے جو اپنے بچوں کو غیروں کی نسل میں داخل کر دیتی ہیں کہ وہ ان لوگوں کی (نامحرم) عورتوں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کا مال ناجائز کھاتے ہیں۔ پھر ہم ایک فرشتے کے گروہ کے پاس سے گزرے جن کو خدا تعالیٰ نے جیسا چاہا ہے پیدا کیا ہے۔ اور ان کے چہروں کی وضع قطع جیسی چاہی قرار دی ہے۔ ان فرشتوں کے جسموں کا کوئی جوڑ بند ایسا نہیں ہے جو خدا کی حمد اور تسبیح مختلف آوازوں میں چلا چلا کے اور خوف خدا سے رو رو کے نہ کرتا ہو۔ میں نے ان کا حال جبرئیل سے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ جس طور سے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اسی طرح یہ فرشتے پیدا کئے گئے ہیں نہ تو آج تک ان میں سے ایک فرشتے نے دوسرے سے بات کی ہے اور نہ انھوں نے اپنے سروں کو بلند کیا ہے اور نہ نیچے کو جھکایا ہے۔ یہ سب باتیں خدا کے ڈر اور خوف کی وجہ سے ہیں۔ میں نے ان پر سلام کیا مگر انھوں نے میری طرف بغیر نظر کئے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ جبرئیلؑ ان سے مخاطب ہوئے کہ اے فرشتو! آگاہ ہو جاؤ یہ ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ نبیِّ رحمت۔ خدا نے ان کو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔ نبوت ان پر ختم ہو چکی یہ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ تم ان جناب سے کلام کیوں نہیں کرتے ہو؟ ان فرشتوں نے جبرئیلؑ کی یہ گفتگو سنی تو سب نے متوجہ ہو کر مجھ پر سلام کیا اور میرا اکرام کیا۔ اور مجھ کو اور میری امت کو بھلائی کی بشارت دی۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر پہونچے وہاں دو شخص دیکھے جو ایک دوسرے سے شکل و صورت میں مشابہت رکھتے تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ دونوں کون ہیں؟ جواب دیا یحییٰ اور عیسیٰ خالہ زاد بھائی ہیں۔ پس میں نے ان دونوں پر سلام کیا اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے ان کے لئے دعا کی انھوں نے بھی مجھے دعا دے کر کہا مرحبا۔ اے برادر صالح اور اے نبیِّ صالح۔ بعد اس کے میں نے فرشتوں کا ایک گروہ دیکھا جن کے چہروں سے خضوع و خشوع کا اثر نمایاں تھا۔ خدا نے جس سمت چاہا ان کے چہروں کا رُخ قرار دیا تھا۔ ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو طرح طرح کی آوازوں میں خدا کی حمد و تسبیح نہ کرتا ہو۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں ایک شخص ایسا حسین و خوبصورت تھا جس کا حسن تمام خلائق سے اس قدر زائد تھا جیسے چودھویں رات کا چاند تمام ستاروں پر روشنی میں فوقیت و فضیلت رکھتا ہے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ آپ کے بھائی یوسف (نبی) ہیں۔ پس میں نے ان پر سلام کیا انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے ان کے لئے دعا کی انھوں نے بھی دعا دے کر کہا مرحبا۔ اے برادر صالح اور اے نبی صالح جو مناسب زمانہ میں مبعوث برسالت ہوئے پھر میں نے یکایک وہاں بھی اسی طور کے فرشتے دیکھے۔ جن کا خضوع و خشوع مثل آسمان اوّل اور آسمان دوم کے فرشتوں کے تھا۔ جبرئیلؑ نے ان سے میرے بارے میں وہی کہا جو اور فرشتوں سے کہا تھا اور وہ سب میرے ساتھ اسی طرح پیش آئے جیسے اور فرشتے پیش آئے تھے۔ پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے وہاں ناگاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ حضرت ادریسؑ (نبی) ہیں۔ جن کو خدا نے بلند مرتبہ مکان کی طرف اٹھا لیا ہے میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے ان کو دعا دی انھوں نے مجھ کو دعا دی۔ وہاں ملائکہ کو خضوع و خشوع میں ویسا ہی پایا جیسا کہ پہلے آسمانوں میں۔ پھر ان سب نے مجھے اور میری امت کو خیر و خوبی کی بشارت دی۔ پھر میں نے ایک فرشتے کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کی ماتحتی میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ اور ہر ہر فرشتے کے زیر حکم ستر ہزار ملک اور تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خیال گزرا یہ تو بڑا عظیم الشان فرشتہ ہے (یہ حال دیکھ کر) جبرئیلؑ نے اس فرشتہ سے چلا کر کہا اٹھ کھڑا ہو۔ وہ (جبرئیلؑ کے حکم سے کھڑا ہو گیا اور) قیامت تک کھڑا رہے گا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے۔ وہاں میں نے ایک ادھیڑ عمر کے شخص کو دیکھا جن سے زیادہ حسن ابتک میں نے کوئی نہ دیکھا تھا۔ جن کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور ان کے گرد اگرد ان کی امت کا ایک بڑا گروہ جمع تھا۔ جن کی کثرت سے مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ اپنی قوم کی بات مان لینے والے ہارونؑ بن عمران نبی ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انھوں نے مجھ کو سلام کیا میں نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی انھوں نے میرے لئے دعا کی۔ وہاں بھی اور آسمانوں کی طرح (بہت سے) فرشتے خضوع و خشوع میں مصروف پائے۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر پہونچے وہاں ایک شخص گندمی رنگ طویل القامت دیکھا ان کے جسم پر اتنے بڑے بڑے بال تھے کہ وہ اگر کرتے بھی پہنتے تو ان کے بال کرتوں سے باہر نکل آتے۔ میں سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ بنی اسرائیل کا گمان یہ تھا کہ میں اولاد آدمؑ میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ زرک ہوں حالانکہ یہ شخص (جناب پیغمبر آخر الزماںؐ) پیش خدا مجھ سے گرامی تر ہیں۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ آپ کے بھائی موسےٰ بن عمران ہیں۔ پس میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے مجھ کو سلام کیا۔ میں نے ان کو دعا دی اور انھوں نے مجھ کو دعا دی۔ اور اس جگہ بھی میں نے اور آسمانوں کی طرح (بہت سے) فرشتے خضوع و خشوع میں مشغول پائے۔ پھر ہمارا آسمان ہفتم پر ورود ہوا۔ اب جس فرشتے کی طرف سے میرا گزر ہوتا تھا وہ کہتا تھا اے محمدؐ آپ بھی پچھتے لگوائیے اور اپنی امت کو بھی پچھنے لگوانے کا حکم دیجئے۔ اور

اس آسمان پر ایک بزرگوار کو دیکھا جن کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ اور سفید ملے جلے تھے۔ کرسی پر وہ جناب رونق افروز تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جو ساتویں آسمان پر بیت المعمور کے دروازہ پر جوارِ رحمتِ خدا میں فروکش ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے جدِ نامدار حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ اور آپ کی امت میں سے متقیوں کا محل یہی ہے (امام فرماتے ہیں) پس رسول خدا صلے اللہ وعلیہ وآلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ پس میں نے ان پر سلام کیا اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔ اور فرمایا مرحبا اے نبیٔ صالح اور اے فرزند صالح اے مناسب زمانے میں رسالت پر مبعوث ہونے والے اس آسمان پر بھی مثل دیگر افلاک کے (بہت سے) فرشتوں کو خضوع وخشوع میں مشغول پایا۔ پس انھوں نے مجھے اور میری امت کو خیر وخوبی کی بشارت دی۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے کہ میں نے ساتویں آسمان میں کچھ سمندر نور کے جگمگ جگمگ کرتے ہوئے دیکھے جنکی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور کچھ سمندر تاریکیوں کے دیکھے اور کچھ سمندر برف کے دیکھے جن سے گرج کی آوازیں نکلتی تھیں۔ جب میں ان کے دیکھنے سے پریشان ہوا تو میں نے جبرئیلؑ امین سے دریافت کیا انھوں نے جواب دیا یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو اور خدائے متعال نے جو اعزاز واکرام آپ کا کیا ہے اس کا شکریہ بجا لائیے اور جو برتاؤ آپ کے ساتھ کیا ہے اس کا شکریہ بجا لائیے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مدد وقوت سے مجھے قائم رکھا کہ جبرئیلؑ امین سے میں نے بہت ہی کچھ باتیں کیں۔ مجھے بھی اپنی جگہ حیرت ہوتی تھی اور انھیں بھی۔ انھوں نے مجھ سے کہا یا رسولؐ اللہ جو کچھ آپ دیکھتے ہیں اسی کو آپ عظیم سمجھتے ہیں یہ تو آپ کے پروردگار کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے تو وہ خالق کیسا ہوگا جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ جنھیں آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور ان چیزوں کو بھی پیدا کیا ہے جو آپ کی پروردگار کی مخلوق میں ان سے کہیں بڑی ہیں اور ان کو آپ دیکھ بھی نہیں رہے۔ یقین جانیئے کہ خدائے متعال اور اس کی مخلوق کے درمیان نوّے ہزار حجاب ہیں اور خدائے متعال کی مخلوق میں سب سے زیادہ قرب رکھنے والا میں ہوں اور اسرافیلؑ ہیں مگر خدائے متعال اور ہمارے مابین بھی چار حجاب ہیں۔ ایک حجاب نور کا ہے۔ ایک حجاب ظلمات کا۔ ایک حجاب بادلوں کا۔ ایک حجاب پانی کا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ منجملہ ان عجیب چیزوں کے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور اپنے ارادے کے ماتحت رکھی ہیں میں نے ایک مُرغ کو دیکھا۔ جس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کی تہہ تک پہونچے ہوئے ہیں اور اس کا سر عرش کے قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالےٰ نے جیسا چاہا ہے پیدا کیا ہے۔ اس فرشتہ کے بھی دونوں پاؤں تو ساتویں زمین کی تہہ تک پہونچے ہوئے ہیں اور قد اوپر کو بڑھتا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان کی ہوا میں جا نکلا اور اس سے بھی بڑھتے بڑھتے قریب عرش جا کر ختم ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ تسبیح کرتا رہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ حَيْثُ مَا كُنْتُ لَا حَدَّ لِيْ اَيْنَ رَبُّكَ مِنْ عَظِيْمِ شَأْنِهٖ " (میرا پروردگار پاک اور پاکیزہ ہے اور تم کہیں بھی ہو اس کی عظمت اتنی بڑی ہے کہ اس کو سمجھ ہی نہیں سکو گے کہ وہ کہاں ہے) اس مرغ کے مونڈھوں پر دو بازو ہیں کہ ان دونوں کو جب پھیلاتا ہے تو مشرق ومغرب سے نکل جاتے ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو وہ اپنے دونوں بازو پھیلا کر پھڑ پھڑاتا ہے اور یہ تسبیح ادا کرتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (اللہ تعالےٰ جو بادشاہ ہے اور پاک وپاکیزہ ہے ہر طرح سے منزّہ ہے خدائے متعال بڑی عظمت والا بڑے مرتبے والا ہر طرح سے پاک وپاکیزہ ہے۔ سوائے اس زندہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا کے اور کوئی معبود نہیں ہے) جس وقت وہ یہ کہتا ہے تو زمین کے سب مُرغ تسبیح کرتے ہیں اور اپنے اپنے بازوؤں کو پھڑ پھڑاتے ہیں اور چیخنے لگتے ہیں۔ اور جب آسمان کا وہ مرغ خاموش ہو جاتا ہے تو زمین کے بھی کل مرغ چُپ ہو جاتے ہیں اس مُرغ کے رونگٹے سبز تھے اور پر ایسے سفید تھے جن کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اور ان سفید پروں کے نیچے چھوٹے چھوٹے سبز رونگٹے تھے اور ان کی سبزی سے زیادہ تیز سبزی میں نے کبھی نہیں دیکھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جبرئیل امین کے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ بیت المعمور میں پہونچا اور وہاں میں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ میرے ساتھ کچھ لوگ میرے اصحاب میں سے بھی تھے جن کے لباس نئے نئے تھے اور کچھ ایسے تھے کہ ان کے لباس پھٹے پرانے تھے۔ پس نئے لباس والے تو اندر جا سکے اور پھٹے پرانے کپڑے والے روک دیئے گئے۔ پھر میں مسجد سے نکلا تو میرے سامنے دو نہریں لائی گئیں۔ از آنجملہ ایک نہر کا نام کوثر ہے اور دوسری نہر کا نام رحمت ہے۔ کوثر سے تو میں نے پانی پیا اور رحمت سے غسل کیا۔ پھر اور بہت سی چیزیں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ یہاں تک کہ میں جنت میں پہونچا تو یکایک میں نے اس کے وسط میں اپنے مکان اور اپنی ازواج کے مکان دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ وہاں کی مٹی مشک کی مانند (خوشبو) ہے اور ایک لونڈی کو دیکھا کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگاتی ہے اس سے میں نے دریافت کیا کہ اے لڑکی تو کس کے لئے ہے؟ اس نے عرض کی کہ زیدؓ بن حارثہ کے لئے۔ جب صبح ہوئی تو زیدؓ بن حارثہ کو میں نے یہ خوشخبری پہونچا دی۔ میں نے جنت کے پرندوں کو دیکھا کہ وہ قد میں بختی اونٹ کے برابر ہیں۔ اور وہاں کے انناروں کو دیکھا کہ وہ بڑے بڑے ڈول (یعنی بڑے ڈول کے جیسے بیل وغیرہ کھینچتے ہیں) کے برابر ہیں ایک درخت ایسا دیکھا کہ اگر ایک پرندہ اس کی جڑ کے دور کرنے کے لئے اڑا یا جائے تو سات سو برس میں بھی اس کا پورا چکر نہ کر سکے۔ اور جنت میں ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جس میں اس درخت کی شاخ موجود نہ ہو۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا درخت طوبےٰ یہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں جنت میں پہونچا تو اس وقت میرے حواس بجا ہوئے اور اس وقت میں نے جبرئیلؑ امین سے ان دریاؤں کا حال دریافت کیا اور جو عجائبات ان کے متعلق تھے اور جو جو خوف دلانے والی چیزیں ان میں تھیں ان سب کی بابت دریافت کیا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ ان حجابوں کے سراپردے ہیں۔ جو خدا اور مخلوق کے مابین حائل ہیں۔ اور اگر یہ پردے نہ ہوتے تو نور عرش صاف نمایاں ہوتا۔ اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی دکھائی دیتیں۔ اس کے بعد میں صدرۃ المنتہےٰ تک پہونچا دیکھتا کیا ہوں کہ اس کا ایک ایک پتہ ایک ایک امت پر سایہ کرنے کو کافی ہے وہاں سے میں اس جگہ پہونچا جس کے بارے میں خدائے متعال نے فرمایا ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پس اس وقت منجانب ربّ العزت آواز آئی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الخ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! تو نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بہت سی تفضیلیں عنایت کی ہیں پس مجھے بھی کچھ عطا فرما۔ منجانب ربّ العزت خطاب ہوا (کہ ہمارے حبیب) ہم نے جو کچھ تم کو عطا فرمایا ہے اس میں تو کلمے خاص اپنے عرش کے نیچے سے عطا فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ (بغیر خدا کے وسیلے کے نہ کوئی زور ہے نہ کوئی قوت تجھ سے بھاگ کر سوائے تیری ہی حضوری میں لوٹ آنیکے کہیں نجات ہی نہیں مل سکتی۔) آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ وہاں کے فرشتوں نے مجھے ایک دعا بتلائی جو میں صبح وشام پڑھا کرتا ہوں چنانچہ میں صبح کے وقت یوں کہتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ ظُلْمِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِمَغْفِرَتِكَ وَذُلِّيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِعِزَّتِكَ وَفَقْرِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِغِنَاكَ وَرَجَائِيْ الْغَافِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِرَوْحِكَ الْبَاقِيْ الَّذِيْ لَا يَفْنٰى (یا اللہ رات بھر میں جو بات مجھ سے بیجا ہوتی ہے وہ تیری معافی کے بھروسے

برتے پر (یعنی تیرا عزت دینا اسے ذلت نہ رہنے دیگا۔ اور میرا فقر و فاقہ تیرے غنی کرنیکی بدولت فقر و فاقہ نہ رہیگا اور میری فنا ہو جانے والی ذات تیری ہمیشہ رہنے والی اور غیر فانی ذات کی پناہ میں ہے) اور جب شام ہوتی ہے تو یوں کہتا ہوں اَللّٰھُمَّ اِنَّ ظَنِّیْ اَمْسٰی مُسْتَجِیْرًا بِعَفْوِکَ وَذِمَّتِیْ اَمْسٰی مُسْتَجِیْرًا بِمَغْفِرَتِکَ وَدُنْیَایَ اَمْسٰی مُسْتَجِیْرًا بِعِزَّتِکَ وَفَقْرِیْ اَمْسٰی مُسْتَجِیْرًا بِغِنَاکَ وَوَجْهِیَ الْفَانِیْ اَمْسٰی مُسْتَجِیْرًا بِوَجْهِکَ الْبَاقِیْ الَّذِیْ کَا یَفْنٰی (یا اللہ دن بھر میں جو بات مجھ سے بیجا ہوئی وہ تیری معافی کے بھروسے پر اور جو گناہ مجھ سے ہوا وہ تیری مغفرت کے سہارے اور جو ذلت مجھے پہونچی وہ تیری عزت کے برتے پر (یعنی تیرا عزت دینا اسے ذلت نہ رہنے دیگا) اور میرا فقر و فاقہ تیرے غنی کرنے کی بدولت فقر و فاقہ نہ رہیگا اور میری فنا ہو جانے والی ذات تیری ہمیشہ رہنے والی ذات اور غیر فانی ذات کی پناہ میں ہے) پھر میں نے اذان سنی تو دیکھتا کیا ہوں اذان ایک ایسا فرشتہ دے رہا ہے جو اس رات سے پہلے کبھی آسمان میں نہیں دیکھا گیا اس نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے میں اس سے بڑا ہوں کسی طرح کوئی میرا وصف بیان کر سکے پھر اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے خدا میں ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پھر اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے بیشک محمدؐ میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے ہی اسے مبعوث کیا اور میں نے ہی اسے منتخب کیا۔ پھر اس نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندہ نے سچ کہا اور میرے فریضہ کی طرف بلایا پس جو شخص بخوشی خاطر اور امیدوار ثواب ہو کر اس کی طرف جائے گا تو اس کے جو گناہ گزر چکے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے گا پھر اس نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا بیشک یہ نماز صلح بھی ہے فلاح بھی ہے نجاح بھی ہے۔ پھر میں نے ان فرشتوں کی پیش نمازی کی جیسے کہ بیت المقدس میں انبیاءؑ کی پیش نمازی کر چکا تھا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ پر ایک وجد کی سی حالت طاری ہو گئی۔ میں بے اختیار سجدہ میں گر پڑا اور مجھے میرے پروردگار نے آواز دیکر فرمایا کہ میں نے ہر نبی پر جو تم سے پہلے تھے پچاس وقت کی نماز واجب کی ہے اب تم پر اور تمھاری امت پر بھی واجب کر دی لہٰذا تم بھی بجا لایا کرو اور اپنی اُمّت کو تاکید کر دو کہ بجا لایا کریں۔ اس کے بعد میں اترنے لگا یہاں تک کہ ابراہیمؑ کے پاس سے گزرا انھوں نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی۔ اب موسیٰؑ کے پاس پہونچا تو انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ یا حضرتؐ کہیئے آپ نے کیا کیا؟ میں نے بیان کیا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میں نے تم سے پہلے ہر نبی پر پچاس وقت کی نماز واجب کی تھی اور اب تم پر اور تمھاری امت پر بھی اتنی ہی واجب کی۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ یا حضرتؐ آپ کی اُمّت تو سب سے آخر اُمّت اور سب سے کمزور اُمّت ہے اور آپ جو کچھ عرض کریں گے اسے خدا تعالیٰ رد نہ کرے گا اور آپ کی اُمّت سے پچاس وقت کی نماز ادا کرنا ممکن نہ ہوگا۔ پس آپ اپنے پروردگار کی حضور میں پھر جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے (آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ) میں پھر پلٹ کر گیا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچا اور وہاں جا کر سجدہ میں گر پڑا پھر عرض کی پروردگارا! تو نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی ہے اسقدر کی تو مجھ میں اور میری امت میں تاب نہیں ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے دس کم فرما دیں اب میں موسیٰ علیہ السلام تک پلٹ کر آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ انھوں نے فرمایا پھر جایئے اتنی بھی نہیں ہو سکے گی۔ پھر میں لوٹ کر اپنے پروردگار کی حضور میں پہونچا۔ پھر اس نے دس کم کر دیں۔ اب میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔ انھوں نے فرمایا کہ پھر جایئے۔ غرض ہر دفعہ لوٹ کر جانے میں میں سجدہ میں گر پڑتا تھا (اور میرا پروردگار ہر دفعہ اپنے فضل سے دس نمازیں کم کر دیتا تھا۔) یہاں تک کہ آخر میں دس ہی وقت کی نماز رہ گئی اب میں موسیٰؑ علیہ السلام کے پاس آیا ان کو اطلاع دی انھوں نے فرمایا یہ بھی نہ ہو سکے گی۔ پھر اپنے پروردگار کی حضور میں پلٹ کر پہونچا اور اس نے پانچ اور کم کر دیں۔ اب میں پھر موسیٰؑ کے پاس واپس آیا اور ان کو اس کی خبر دی تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں اتنی بھی نہ ہو سکے گی۔ اس پر میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے عرض کرتے شرم آتی ہے میں تو اتنے ہی پر بس کروں گا۔ اس وقت ایک منادی نے مجھے ندا دی کہ چونکہ تم نے اس پر بس کی ہے اس لئے یہ پانچ پچاس کی منزلت میں قرار دی گئی ہیں۔ یعنی ہر نماز کا ثواب دس گنا کر دیا گیا ہے اور جو شخص بھی تمھاری اُمت میں سے نیکی کا قصد کریگا اگر اسے بجا لایا تب تو اس کے لئے کم از کم دس گنا ثواب لکھا جائیگا۔ اور اگر نہ بجا لایا تب بھی ہم اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیں گے۔ اور جو شخص آپ کی امت میں سے بدی کا قصد کرے گا اگر اسے کر گزرا تو اس کے ذمہ ایک بدی لکھی جائے گی۔ اور اگر کچھ نہ کیا تو (محض قصد کرنے کے سبب) کچھ بھی نہ لکھا جائے گا۔ یہ فرما کر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس اُمّت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے اس قول سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ کی تفسیر یہ ہے۔

الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا کو شب معراج بیت المقدس تک پہونچایا تو جبرئیلؑ امین آپ کو براق پر سوار کر کے لے گئے تھے اور جب دونوں صاحب بیت المقدس پر پہونچے تو جبرئیلؑ امین نے آنحضرتؐ کو انبیاءؑ کی محرابیں دکھلائیں اور آنحضرتؐ نے ان سب میں نمازیں پڑھیں اور جب بعد معراج آنحضرتؐ کو واپس لائے تو واپسی میں جناب رسولؐ خدا کا گزر قریش کے ایک قافلہ کے پاس سے ہوا وہاں آپ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برتن ان کا پانی بھرا ہوا ہے اور ایک اونٹ ان کا گم ہو گیا ہے جسے وہ تلاش کر رہے ہیں تو جناب رسولؐ خدا نے اس پانی میں سے کچھ پیا اور باقی کو ڈھانک دیا۔ صبح جب جناب رسولؐ خدا نے قریش کو یہ واقعہ سنایا کہ خدا تعالیٰ نے شب مجھے بیت المقدس پہونچایا اور مجھے انبیاءؑ کی نشانیاں اور ان کے مقامات دکھلائے اور میں واپسی میں فلاں مقام پر قافلہ کے پاس سے گزرا اور ان کا ایک اونٹ کھویا گیا تھا اور ان کے پانی میں سے کچھ میں نے پیا باقی کو ڈھانک دیا تو ابوجہل بولا (یا رو!) موقعہ تو تم کو اچھا ملا اب ان (حضرتؐ) سے پوچھ لو کہ اس میں ستون کتنے ہیں اور قندیلیں کتنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے پوچھا کہ اے محمدؐ! یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو بیت المقدس کو دیکھ آئے ہیں بھلا بتایئے تو سہی کہ اس کے ستون کتنے ہیں؟ قندیلیں کتنی ہیں؟ اور محرابیں کتنی ہیں؟ جبرئیلؑ امین اسی وقت آئے اور بیت المقدس کی صورت آنحضرتؐ کے سامنے پیش کر دی پس جو کچھ یہ لوگ پوچھتے جاتے تھے آنحضرتؐ اس کا جواب ان کو دیتے جاتے تھے۔ جب ان کو پورا جواب دے چکے تو کہنے لگے کہ اچھا (اب فیصلہ اس وقت ہوگا جب) قافلہ بھی آ لے اور جو کچھ آپ نے ان کی نسبت فرمایا ہے ہم اسے بھی دریافت کر لیں۔ اس پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس کی تصدیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ قافلہ کل صبح سورج نکلنے کے ساتھ تمھارے پاس پہونچے گا۔ اور ابلق رنگ کا اونٹ اس کے آگے آگے ہوگا۔ پس دوسرے دن جیسے ہی صبح ہوئی یہ لوگ گھاٹی کی طرف نظر دوڑانے کے لئے بڑھے اور کہنے لگے کہ لو سورج تو نکل آیا پس یہ کہنا ہی تھا کہ سامنے سے قافلہ بھی نمودار ہوا جیسے جیسے کرۂ آفتاب بلند ہوتا گیا ویسے ویسے قافلہ بھی قریب آتا گیا جس کے آگے ابلق رنگ کا اونٹ تھا۔ ان لوگوں نے

اہل قافلہ سے جناب رسولؐ خدا کے قول کی تصدیق چاہی ان لوگوں نے بیان کیا کہ بیشک فلاں مقام پر ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور ہم نے پانی رکھا تھا جو صبح کو گرا ہوا پایا گیا۔ یہ سُن کر بجائے تصدیق کرنے کے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی۔

تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی روایت موجود ہے۔

کشف الغمہ میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ شب معراج آپ کے پروردگار نے آپ سے کس لہجے میں بات کی؟ تو فرمایا مجھ سے علیؑ ابن ابیطالب کے لہجے میں خطاب فرمایا تھا۔ اور اسی وقت میرے دل میں یہ بات آئی اور میں نے عرض کیا کہ پروردگار! آیا تو مجھ سے خطاب فرما رہا ہے یا علیؑ؟ ارشاد ہوا کہ اے احمد! میں شے ہوں مگر اشیاء کے مانند نہیں۔ نہ میرا قیاس انسانوں کا سا کیا جا سکتا ہے اور نہ میرا وصف اشیاء کے ساتھ بیان ہو سکتا ہے میں نے تم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور علیؑ کو تمہارے نور سے پیدا کیا پس میں تمہارے دل کے بھیدوں پر مطلع ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تمہارے دل میں علیؑ ابن ابیطالب سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے علیؑ کی زبان میں تم سے خطاب کیا کہ تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔

قولِ مترجم:- صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ قصۂ معراج کے متعلق حدیثیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا کسی ایک کتاب یا ایک رسالہ میں جمع کرنا محال ہے اور ان میں بہت سی باتیں اسرار کی ایسی ہیں کہ سوائے اَلرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کے اور کسی سے ان کا حل ممکن ہی نہیں۔

صفحہ ۳۳۷ نوٹ ۳+۴

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ ..... تا ..... وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ تفسیر قمی میں ہے کہ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے ان کو اطلاع دی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل سے خطاب منقطع کر کے خدا متعالےٰ نے امت محمدیہؐ کو مخاطب فرمایا اور ارشاد کیا لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ جس کا مطلب وہی دونوں صاحب ہیں اور ان کے ساتھی اور ان کا عہد توڑنا پھر فرمایا وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا اس کا مطلب وہ ادعاء ہے جو انھوں نے خلافت کی بابت کیا تھا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا یہ قصۂ روز جمل ہے اور بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ اس سے مراد ہیں جناب امیرؑ اور ان حضرتؑ کے اصحاب۔ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے تم کو تلاش کیا اور قتل کیا۔ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا اور جو وعدہ تھا پورا ہو کر رہا ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ اس کے یہ معنی ہیں کہ بنی امیہ کو آل محمدؐ کے مقابلہ میں امتحاناً غلبہ دیا۔ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے بنی امیہ تم کو علیؑ مرتضیٰ کے بیٹوں حسنینؑ اور ان دونوں کے اصحاب کے مقابل مال، اولاد اور بھیڑ بھاڑ سے امداد دی مگر تم نے اس کا برا استعمال کیا یہاں تک کہ آل محمدؐ کی عورتوں تک کو لوٹ لیا۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اس سے مراد ہیں جناب قائمؑ آل محمدؐ اور ان کے اصحاب۔ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بنی امیہ کے منہ کالے کر دیں گے۔ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ ان داخل ہونیوالوں سے مراد جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرؑ المومنین اور ان حضراتؑ کے اصحاب ہیں وَلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا اس کا یہ مطلب ہے کہ جب قائم آل محمدؐ تم پر غالب آئیں گے تو تم کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر توجہ آل محمدؐ کی طرف فرمائی اور یہ ارشاد کیا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم کو تمہارے دشمنوں پر غالب فرما دیگا۔ پھر بنی امیہ سے خطاب کر کے فرمایا وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اس کا یہ مطلب ہے کہ جب تم سفیانی کی سرداری کے ساتھ عود کرو گے تو ہم قائم آل محمدؐ کی سرپرستی میں لوگوں کو بھیجیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۰ نوٹ ۱

اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن بندوں کے جو درجے بڑھائے جائیں گے اور وہ اپنے پروردگار کا قرب حاصل کریں گے یہ ان اپنی اپنی عقلوں کے اندازہ پر ہوگا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ثواب کا اندازہ عقل پر موقوف ہے (یعنی جتنا نیکی کو نیکی سمجھ کر انجام دیتا ہے اور طاعت خدا جس قدر سمجھ بوجھ کر کی ہے اتنا ہی اعلیٰ درجہ ملے گا)۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۰ نوٹ ۲

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ : تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہر خطاب جناب رسولؐ خدا سے ہے اور امت کے ہر ہر مقتفس سے بھی مگر مراد امت ہی کو سنانا اور معنی خطاب بھی امت ہی سے ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۰ نوٹ ۳

بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا : کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا تھا کہ وہ احسان کیا ہے؟ فرمایا کہ ان کی خدمت میں حاضر رہنے کو اچھا جانے اور گو وہ مالدار بھی ہوں تاہم اس کی ان کو تکلیف نہ ہونے دے کہ وہ کوئی چیز اس سے طلب کریں (بلکہ ان کی تمام ضرورتوں کی چیزیں خود بخود مہیا کر تارہ) کہا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور فرماتا ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اگر تم پر خفا بھی ہوں تو تم ان کے مقابلہ میں اُف تک نہ کرو (یعنی کوئی کلمہ حقارت کا نہ کہو) اور اگر وہ تم کو ماریں تو ان کو جھڑک نہ دو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو ماریں تو تم کہو غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمَا کہ تمہاری طرف سے قول کریم یہی ہے اور خدا فرماتا ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کی طرف بھر نظر دیکھو تو رحمت کی نیت سے اور ترس کھانے کی غرض سے ہو اور تم اپنی آواز ان دونوں کی آواز پر بلند نہ کرو اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے اونچا نہ اٹھاؤ اور اپنا پاؤں ان کے پاؤں سے آگے نہ بڑھاؤ۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر خدا کے علم میں کوئی چیز اُف سے زیادہ حقیر ہوتی تو اس سے بھی (ماں باپ کے مقابلہ میں کہنے سے) ضرور منع فرما دیتا اور اس لفظ کا کہنا عاق ہو جانے کا ادنیٰ درجہ ہے اور کافی میں ہے کہ عاق جن جن باتوں سے ہو جاتا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی اپنے والدین کی جانب تیز نظر سے دیکھے۔ اور جناب موسیٰؑ کا ظلم سے منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا تھا کہ بیٹے پر باپ کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا نام لے کر ذکر نہ کرے، چلنے میں اس سے آگے نہ چلے، بیٹھنے میں اس سے پہلے نہ بیٹھے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس کے سبب سے لوگ اس کے باپ کو برا کہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۰ نوٹ ۴

بِلَّذِيْنَ اَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَوَّابِيْنَ کے معنی ہیں بڑا توبہ قبول کرنے والا، بڑا عبادت کرنیوالا اور بڑا گناہوں سے باز رہنے والا۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص دو دو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ اور قل ھو اللہ احد پچاس مرتبہ تو وہ اوّابین شمار کیا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۰ نوٹ ۵

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ : تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْقُرْبٰى سے مراد ہے قرابت جناب رسولؐ خدا اور یہ آیت جناب فاطمہ زہراؑ کی شان میں ہے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے فدک ان کے لئے مخصوص فرما دیا تھا۔ اور اس آیت میں مسکین سے مراد وہ مسکین ہے جو اولاد فاطمہؑ سے ہو اور

ابن السبیل (مسافر) سے بھی مراد وہ ابن السبیل ہے جو اولاد فاطمہؑ سے ہو۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام مہدی خلیفہ عباسی کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ وہ بندگان خدا کے حقوق واپس کر رہا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے مہدی! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ہمارا حق واپس نہیں دیتا؟ اس نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن! وہ حق کون سا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا جبکہ خداوند عالم نے اپنے نبی کے ہاتھ پر بغیر لڑائی فدک اور اس کے قریب والے املاک فتح کر دیئے۔ ان مقامات پر مسلمانوں نے چڑھائی نہیں کی تھی (اس لئے وہ صرف رسول اللہ کا مال تھا) پس خدا نے یہ آیۂ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ نازل فرمایا۔ آنحضرتؐ نہیں جانتے تھے کہ اس سے کون مراد ہیں؟ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے اور انھوں نے خود ربّ العالمین سے دریافت کیا کہ ذوالقربیٰ سے کون کون مراد ہے وحی آئی اے رسولؐ! یہ فدک اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیدو۔ پس آنجنابؐ نے حضرت فاطمہؑ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہؑ! مجھے حکم پروردگار پہونچا ہے کہ میں فدک تمھیں دیدوں۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے آپ کے اور خدا کے عطیہ کو بسر و چشم قبول کیا پس جب تک جناب رسولؐ خدا حیات رہے جناب سیدہؑ کے وکلاء تحصیل وصول کیا کرتے تھے جس وقت ابوبکر حاکم بن بیٹھا تو اس نے جناب سیدہؑ کے وکیلوں کو فدک سے نکال باہر کیا جب سیدہؑ ابوبکر کے پاس گئیں اور فرمایا اے ابوبکر! تو میرا حق مجھے واپس دے۔ اس نے کہا تم اپنے دعوے پر گواہ لاؤ خواہ کالے ہوں یا گورے کہ جناب رسولؐ خدا نے فدک تمھیں دیدیا ہے۔ جناب معصومہؑ حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ اور حضرت ام ایمنؑ کو لے گئیں۔ ان دونوں نے گواہی دی۔ ابوبکر نے فدک واپس دینے کا پروانہ لکھ دیا۔ جناب سیدہؑ اس پروانہ کو لئے ہوئے دوسرا کی طرف تشریف لے چلیں راہ میں عمر ملا اور کہا اے دختر رسولِ خدا! یہ تمھارے پاس کیا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا پروانہ ہے جو پسر ابوقحافہ نے میرے لئے لکھا ہے۔ عمر نے کہا ذرا مجھے تو دکھاؤ؟ جناب سیدہؑ نے انکار کیا اس نے زبردستی پروانہ چھین لیا۔ اور دیکھا پھر اس پر تھوک کر لکھے ہوئے کو مٹا کے چاک چاک کر ڈالا اور کہا یہ وہ ہے جس پر مشرکہ نے چڑھائی نہیں کی ہے پس تم ہمارے گلے گھونٹ دو۔ یہ سنکر مہدی نے کہا کہ اے ابوالحسن فدک کی حدود تو بتایئے؟ حضرتؑ نے فرمایا ایک حد اس کی کوہ اُحد ہے۔ دوسری حد عریش مصر ہے۔ تیسری حد سیف البحر ہے۔ چوتھی حد دومۃ الجندل ہے۔ خلیفہ مہدی نے کہا یہ سب فدک میں ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ہاں یہ سب وہ مقامات ہیں جو بغیر لڑائی کے فتح ہوئے ہیں۔ مہدی نے کہا یہ تو بہت ہے میں اس میں غور کروں گا۔

ریّان بن الصلت سے مروی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا قول باری تعالےٰ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ میں ایک خصوصیت ہے جس کے ساتھ خدائے عزیز و جبار نے ذریت رسولؐ کو خاص کیا ہے اور تمام امت پر ان کو بزرگی بخشی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا صلوٰت اللہ علیہا کو طلب فرما کے ارشاد کیا اے فاطمہؑ! یہ فدک وہ ہے جس پر فوج کشی نہیں کی گئی۔ یہ صرف میرا مال ہے مسلمانوں کا اس میں بالکل حق نہیں ہے۔ میں خدا کے حکم سے تم کو اور تمھاری اولاد کو دیتا ہوں تم اسے لے لو۔

تفسیر برہان میں بطریق عامہ ثعلبی سے روایت ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے ملک شام کے ایک شخص سے فرمایا آیا تو نے قرآن مجید پڑھا ہے۔؟ اس نے عرض کی جی ہاں!۔۔۔ حضرتؑ نے فرمایا آیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل میں آیت وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ نہیں پڑھی؟ اس نے جواب دیا کہ آیا وہ اقربا جن کے حق دیے جانے کا خود حق تعالیٰ نے حکم دیا آپ ہی حضرات ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں وہ ہم ہی ہیں۔

تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب یہ آیت وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ الخ نازل ہوئی تو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے جبرئیل سے مسکین کو تو میں سمجھ گیا یہ ذالقربا کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کیا وہ آپ کے عزیز قریب ہیں۔ پس آنجنابؐ نے حسینؑ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کو بلا کر ارشاد فرمایا مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ زمینیں جو بغیر لڑائی بھڑائی کے خدائے تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں وہ میں تمھیں دے دوں لہٰذا فدک کی جاگیر میں نے تم کو دے دی۔

عطیہ عوفی کہتا ہے جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے خیبر کو فتح کیا اور فدک بغیر لڑائی کے مفتوح ہو گیا اور خدائے تعالےٰ نے آیۂ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ نازل کیا تو جناب رسولؐ خدا نے جناب سیدہؑ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ فدک تمھارا حق ہو گیا۔

عبدالرحمٰن بن فلاح سے مروی ہے کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن موسیٰ العبسی کو خط لکھ کر معاملۂ فدک اس سے دریافت کیا۔ اس نے جواب میں یہی حدیث لکھ دی جو اوپر گزری ہے۔

عطیہ سے روایت ہے کہ مامون نے اولاد فاطمہؑ کو فدک واپس دے دیا۔

ابوطفیل سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے شوریٰ کے دن ارشاد فرمایا آیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کی شان میں آیۂ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ نازل ہوا؟ سب نے جواب دیا ایسا تو کوئی نہیں ہے۔

قولِ مترجم: ۔عوام الناس میں ملکِ فدک باغ فدک کے نام سے مشہور ہے جس سے یہ دھوکا دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی بڑی چیز تھی صرف دو چار کھجور کے درخت تھے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ فدک ملک خیبر کے یہودیوں کے مواضعات میں سے ایک موضع تھا جس کی آمدنی نہایت معقول تھی اور جو باغ فدک کہا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ علاقہ اس قدر زرخیز تھا کہ اس پاس کے ملک کے مقابلہ میں باغ کہا جاتا تھا جیسے کہ انگریز ملک اودھ کو باغ ہند کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لفظاً اصلاً باغ فدک تھا یعنی دونوں چیزوں کے درمیان میں واو عطف تھا جس سے یہ مطلب ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب سیدہؑ کو اپنا باغ بھی دے دیا تھا۔ جو مدینہ منورہ کے قریب موضع عوالی کے رقبہ میں واقع تھا اور قریۂ فدک بھی دے دیا تھا جو مدینہ منورہ سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ وہاں دو دن میں پہونچ سکتے تھے کسی کاتب کی خود اپنی حماقت یا کسی خائن عوالی کے رقبہ میں واقع تھا اور قریۂ فدک بھی دے دیا تھا جو مدینہ منورہ سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ وہاں دو دن میں پہونچ سکتے تھے کسی کاتب کی خود اپنی حماقت یا کسی خائن حاکم کی ہدایت سے باغ و فدک کا واؤ لکھنے سے رہ گیا۔ یار لوگوں نے باغ فدک پڑھنا شروع کر دیا جیسے گلستاں کے اس مصرع کی گت بن گئی۔ ع خاندان و نبوتش گم شد۔ جس کا مضمون مطابق قرآن مجید ہے اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ مگر کاتب صاحب کے واؤ اڑا دینے نے اور لوگوں کے نون کو باپر مقدم کر دینے نے "خاندان نبوتش گم شد" پڑھوا دیا حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کی نبوت ہی جاتی رہی یعنی وہ بیٹا ہونے سے خارج کر دیا گیا یہی حالت باغ و فدک کی ہو گئی۔

صفحہ ۳۴۰ نوٹ ۶ | وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا : تبذیر کے لفظی معنی کم کر دینا اور مراد ہے مال کو ایسی جگہ صرف کرنا جہاں ضرورت نہ ہو یا ضرورت سے زیادہ اٹھانا۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے فرمایا جو شخص طاعت خدا کے برخلاف کوئی چیز صرف کرتا ہے وہی مُبَذِّر ہے اور جو شخص راہ خدا میں صرف کرتا ہے وہ مُقْتَصِدٌ (میانہ رو) ہے۔ انہی حضرتؑ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا مالِ حلال میں بھی تبذیر ہو سکتی ہے؟ فرمایا ہاں ہو سکتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۵ قول مترجم: نجف روشنی کے حضرات اس حدیث صحیح کو ذرا غور سے پڑھیں اور پھر عورتوں کا پردۂ شرعی اٹھانے کے نتائج پر عقل سلیم سے غور کریں یورپ کی تقلید پر نہ مرمٹیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۶ اِلَّا بِالْحَقِّ: تفسیر صافی میں ہے کہ وہ حق جس سے قتل نفس جائز ہو جاتا ہے وہ تین باتوں سے ایک ہے۔ ایمان کے بعد کافر ہو جانا، صاحبِ زوجہ یا صاحبِ شوہر ہو کر زنا کرنا اور عمداً کسی مومن کو قتل کرنا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۷ فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ: کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا اور یہ سوال بھی کیا گیا کہ اسراف کیا ہے؟ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ قاتل کے سوا کسی اور کو قتل کیا جائے، یا قاتل کو مثلہ کیا جائے۔ عرض کی گئی کہ پھر خدا کے اس قول کے کیا معنی ہیں اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا؟ فرمایا کہ اس سے بڑھ کر نصرت کیا ہوگی کہ قاتل مقتول کے ورثہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے کہ وہ اس کو قتل کرتے ہیں، اور اس قتل سے ان پر کوئی الزام نہ آخرت میں آتا ہے نہ دنیا میں۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جب ایک شخص کے قتل میں کئی شریک ہوں تو وارث کو یہ حکم ہے کہ ان میں سے جس ایک کو چاہے قتل کرا دے مگر یہ حق نہیں ہے کہ ایک سے زیادہ کو قتل کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اگر تمام اہل زمین ان حضرتؑ کے خون ناحق کے عوض میں قتل کئے جائیں تو بھی اسراف نہ ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۸ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے وہ طریقہ مراد ہے جس سے یتیم کے مال کی نگہداشت ہو سکے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۹ اَشُدَّهٗ: الفقیہ میں جناب جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی لڑکا چودھویں برس میں داخل ہو جائے تو اس پر وہ تمام امور واجب ہو جاتے ہیں جو بالغ پر ہونے چاہئیں خواہ اسے احتلام ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اس کی بدیاں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اپنے کل معاملات میں تصرف اس کے لئے جائز ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ کم عقل ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۱۰ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ: الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو خلاف کرنے کی رخصت نہیں دی۔ از آنجملہ حضرتؑ نے وفاء عہد کو بھی شمار فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۱۱ بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے وہ ترازو مراد ہے جس میں کمی بیشی بتانے والا کانٹا لگا ہوا ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۱ نوٹ ۱۲ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ: علل الشرائع میں جناب زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ تم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ جو جی چاہے تم زبان سے نکال بیٹھو چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائے جو کوئی بات کرے تو نیک بات کرے تاکہ فائدہ اٹھائے یا خاموش رہے کہ ہر آفت سے محفوظ رہے۔ اور تم کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا ہے کہ جو جی چاہے سنو کیوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ الخ: ۱۲

صفحہ ۳۴۵ نوٹ ۱ تفسیر صافی میں ہے کہ مخالفین میں سے بعض نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ ان کے منبر پر چڑھتے ہیں اور بندروں کی طرح کودتے پھاندتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی امیہ کو ان کے اسلام لانے کے عوض میں دنیوی جاہ و حشم مل جائے گا۔ اور بعض یوں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے منبر پر بندر چڑھتے اترتے ہیں یہ حال دیکھ کر آنحضرتؐ کو صدمہ ہوا اور رنجیدہ ہو گئے۔

قمی نے لکھا ہے کہ جب حضور سرورِ عالمؐ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے منبر پر بندر چڑھتے اترتے ہیں اس خواب سے حضرتؐ کو بہت رنج ہوا۔ اور غمگین رہنے لگے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ اس میں شجرۂ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔

صحیفۂ سجادیہ کے مقدمہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباءؑ اجداد کے مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر کچھ غنودگی سی آ گئی۔ تو آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں اور مسلمانوں کو پچھلے پاؤں چلاتے ہیں یعنی مرتد بناتے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر آنحضرتؐ اٹھ بیٹھے۔ چہرۂ مبارک سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ اتنے میں جبرئیلؑ یہ آیت لائے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ الخ مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں سے مراد بنی امیہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ کیا یہ لوگ میرے ہی عہد اور میرے ہی زمانہ میں ہوں گے؟ جبرئیلؑ نے عرض کی نہیں بلکہ اسلام کی چکی آپ کی ہجرت سے لے کے دس برس تک ایک شان سے چلتی رہے گی۔ پھر ۳۵ھ تک اسلام کی چکی ایک دوسری شان سے چلے گی اس کے بعد پانچ برس اوّل شان سے چلے گی۔ اس کے بعد ضرور ہے کہ گمراہی کی چکی اپنی کیلی پر قائم ہو کے چلتی رہے پھر فرعون لوگ ملک کے مالک ہو جائیں گے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اس میں ہزار مہینہ سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں بنی امیہ سلطنت اسلامی پر قابض رہیں گے۔ اور اس زمانہ میں شب قدر مطلق نہ ہوگی۔ امامؑ فرماتے ہیں پس خداوند عالم نے اپنے نبیؐ کو مطلع کر دیا کہ بنی امیہ اس امت کے بادشاہ ہو جائیں گے اور ان کی مدتِ شاہی بھی بتلا دی کہ اگر اتنے زمانہ کے اندر بیہاڑ بھی ان کا مقابلہ کریں گے تو وہ غالب آ جائیں گے اور وہ برابر غالب ہی رہیں گے یہاں تک کہ خدا ان کی حکومت کو برباد کر دے اور وہ لوگ اتنی مدت میں ہم اہلبیتؑ کی دشمنی کو خوب ظاہر کریں گے اور خدا نے اپنے رسولؐ کو ان صدموں اور اذیتوں سے خبر دے دی ہے جو ان کے ہاتھوں سے ان کے زمانہ میں اولادِ رسولؐ اور ان کے محبوں اور شیعوں کو پہونچیں گے۔

قول صاحبِ تفسیر صافی:۔ آنحضرتؐ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ میں لوگوں کو اسلام سے مرتد ہوتے دیکھتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اسلام کا اظہار کرتے

تھے۔ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ باوجود اس کے تھوڑا تھوڑا کر کے اسلام سے نکلتے جاتے تھے۔ گویا ان کی حالت اس شخص کی سی تھی جو راہِ راست پر تو ہو اور منہ بھی اس کا حق کی طرف یعنی منزلِ مقصود کی طرف ہو مگر بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے کو ہٹتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ جب اپنا چلنے کا کام پورا کر چکے تو اپنے آپ کو جہنم میں پائے۔

احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ ہے کہ مروان بن حکم سے فرمایا اے مروان! صرف میں ہی تجھے اور تیرے باپ کو برا نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا نے تجھ پر اور تیرے باپ پر اور تیری اولاد و ذریت پر اور تیرے باپ کی نسل پر اپنے رسولؐ کی زبانی قیامت تک کے لئے لعنت کی ہی۔ اے مروان! تو اس کا انکار نہیں کر سکتا اور نہ وہ لوگ انکار کر سکتے ہیں جن کے سامنے جناب رسولؐ خدا نے تجھ پر اور تیرے باپ پر لعنت کی ہے۔ اور اے مروان! جتنا خدا نے تمہیں خوف دلایا اور ڈرایا اتنا ہی تم اور سرکشی کرنے لگے۔ بیشک خدا نے اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے جہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا اے مروان! اس شجرۂ ملعونہ سے قرآن مجید میں تو اور ذریت مراد ہیں۔ نیز جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرؑ سے ایک اور حدیث میں منقول ہے کہ جو لوگ قرآن مجید پر قائم ہیں اور اس کے ظاہر و باطن پر عمل کرتے ہیں ان کا نکاس ایک ایسے درخت سے ہے جس کی جڑ نہایت مضبوط اور محکم ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں وہ ہر زمانہ میں اپنے پروردگار کے حکم سے اپنا پھل دیتا رہتا ہے۔ یعنی اس سے وقتاً فوقتاً سمجھنے والوں کے لئے ایسے ایسے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کے دشمنوں کا نکاس شجرۂ ملعونہ سے ہے جو اپنے منہ سے بھونک مار مار کر نورِ خدا کو بجھانا چاہیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا۔ اے مروان! اگر منافقوں، ملعونوں کو معلوم ہوتا کہ ان آیتوں کے باقی رکھنے میں جن کی تاویل میں نے تجھ سے بیان کی انکا کتنا بڑا ضرر ہے۔ تو وہ ان کو بھی قرآن مجید سے ایسے ہی نکال دیتے جیسے کہ وہ آیتیں نکال دیں۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جب سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح اترتے چڑھتے ہیں تو ایسے غمگین ہوئے کہ مرتے دم تک آپؐ کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

صفحہ ۳۴۵ نوٹ ۲ شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیہودہ اور فحش گالیاں بکنے والے بے حیا پر جو اس کی پروا نہ کرتا ہو خود وہ کیا بکتا ہے اور نہ اس کی لوگ اس کے حق میں کیا کیا بکتے ہیں جنت حرام کر دی ہے اور اگر تم اس کی تفتیش کرو گے تو اس کے سوا کچھ اور نہ پاؤ گے کہ وہ اولاد زنا ہے یا اس کے باپ کا نطفہ منعقد ہوتے وقت شیطان کی شرکت ہوئی ہے۔ کسی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آدمیوں میں شیطان کی شرکت ہے؟ فرمایا کیا تو خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھتا وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ کافی میں بروایت امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ شیطان عورت کے پاس آ کر اسی طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح اس کا مرد اور جو کچھ مرد کرتا ہے وہی شیطان بھی کرتا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کی بھلا یہ پہچانا کیسے جائے (کہ اس شخص میں نطفۂ شیطان شریک ہے یا نہیں؟) فرمایا کہ ہماری محبت سے اور ہمارے بغض سے۔ پس جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ تو بندۂ خدا کا نطفہ ہے اور جو ہم سے بغض رکھتا ہے وہ شیطان کا نطفہ ہے انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ بسم اللہ کہہ لی جائے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے۔ اور اگر بسم اللہ کہے بغیر مجامعت کی جائے تو پھر فعل دونوں کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور نطفہ ایک منعقد ہوتا ہے تفسیر قمی میں ہے کہ مال حرام جو کچھ بھی ہو وہ شرکتِ شیطان ہے پس اگر ایسے مال سے لونڈیاں خریدی جائیں یا مہر ادا کر کے عقد کیا جائے اور ان سے اولادیں پیدا ہوں تو ان میں شیطان کا حصہ ضرور رہا اور ایسے شخص کی مباشرت کے وقت جو فعل حرام کرے شیطان ضرور ساتھ ہوگا۔ اور بچہ مشترک نطفہ سے پیدا ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۵ نوٹ ۳ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ تفسیر عیاشی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن جن کو دوست رکھتا ہوگا ان کے حق میں بھی اس کا حکم جاری فرما دے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۴ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ: الخ بس میں ہے کہ جناب امام حسینؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک امام نے ہدایت کی طرف بلایا کچھ لوگوں نے اس کی مان لی اور ایک امام نے گمراہی کی طرف بلایا کچھ لوگوں نے اس کی مان لی۔ پس وہ جنت میں گئے اور یہ جہنم میں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپ کل آدمیوں کے امام نہیں ہیں؟ فرمایا میں تو کل آدمیوں کی طرف خدا کا رسولؐ ہوں لیکن عنقریب میرے بعد خدا کی طرف سے میرے اہلبیتؑ میں سے کل آدمیوں کے لئے امام بھی مقرر کیے جائیں گے۔ جو آدمیوں پر اپنا حق ثابت کر دیں گے پھر بھی جھٹلائے جائیں گے۔ اور کفر و ضلالت کے امام اور ان کے پیروکار ان اصلی اماموں پر ظلم کریں گے۔ پس جو شخص ان حقیقی اماموں سے دوستی رکھے گا اور ان کا اتباع کرے گا اور ان کی تصدیق کرے گا پس وہ مجھ سے ہے اور میرے ساتھ ہوگا۔ اور عنقریب مجھ سے آملے گا۔ اور غور سے سن لو کہ جو شخص ان برحق اماموں پر ظلم کرے گا اور ان کی تکذیب کرے گا پس نہ وہ مجھ سے ہوگا اور نہ میرے ساتھ ہوگا اور نہ مجھ سے اور اس سے کوئی واسطہ ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۵ مَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ: الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ سب سے زیادہ اندھا پن اس شخص کا ہے جو ہماری فضیلت کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لے۔ اور بلا اس کے کہ ہم نے اس کا کچھ جرم کیا ہو ہماری عداوت پر کمر باندھے ہم نے تو اتنا ہی کیا کہ اس کو حق کی طرف بلایا۔ اور جو ہمارے برخلاف تھے انہوں نے فتنے کی طرف اور دنیا کی طرف بلایا۔ پس وہ ان کی طرف تو چلا گیا اور ہمارا دشمن ہو گیا۔ اور ہم سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۶ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت امیر المومنینؑ کے بارے میں ہے (مطلب یہ ہے کہ وحی نے جو بتلائے ہیں وہ تو علیؑ مرتضیٰ ہیں اور جو ان کے غیر کو خلیفہ سمجھے وہ خدا پر افتراء بازی کرتا ہے) ۱۲

صفحہ ۳۴۶ نوٹ ۷ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا: تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ فتح مکہ کے دن جناب رسولؐ خدا نے کعبۃ اللہ اور مسجد الحرام سے بتوں کو نکلوا دیا۔ ایک بت کوہِ مروہ پر تھا قریش نے درخواست کی کہ اسے رہنے دیں۔ پھر آنحضرتؐ نے اس کے بھی توڑ دینے کا حکم دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جس وقت میں یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولؐ خدا یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا (یا اللہ مجھے ایک لمحہ بھر کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کیجیو)۔ انہیں میں جناب امام رضاؑ سے اس حدیث میں

جو آپ نے مامون سے عصمت انبیاءؑ کے بارے میں بیان فرمائی تھی۔ منقول ہے کہ جس وقت اس نے حضرتؑ سے عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ کے معنی دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ اسی قبیل سے ہے کہ میری مُراد تو تجھے سنانا ہے اور پڑوسن سنتی تو ہو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مخاطب تو اپنے نبی کو فرمایا ہے اور مراد اس سے آنحضرتؐ کی امت ہے اور یہی حالت خدا تعالیٰ کے اس قول کی بھی ہے۔ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے کل اعمال باطل ہو جائیں گے اور ضرور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے) اور یہی حالت اس آیت کی بھی ہے جس کے متعلق نوٹ لکھا گیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۵ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ: تہذیب میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے نوافل کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا تو ارشاد فرمایا کہ ایک فریضہ ہے اس پر سننے والے گھبرا گئے تو ارشاد فرمایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ نماز شب جناب رسُول خداؐ پر واجب تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔ (الخصال میں ہے کہ جناب رسُول خدا نے علیؑ پر نفلی کو خصوصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ یا علیؑ دنیا میں مومن کو خوش کرنے والی تین چیزیں ہیں۔ برادرانِ ایمانی سے ملاقات کرنا، روزہ کھولنا، رات کو نماز تہجد پڑھنا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۶ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا: روضۃ الواعظین میں جناب رسُول خدا سے منقول ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ نیز یہ فرمایا کہ جب میں مقام محمود پر ہوں گا تو کبیرہ گناہ والوں کی میں شفاعت کروں گا۔ اور ان کے بارے میں میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ لیکن جن لوگوں نے میری اولاد کے بارے میں مجھے ستایا ہے قسم بخدا میں ان کی شفاعت ہرگز نہ کروں گا۔ ۱۲

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میں مقام محمود پر بیٹھوں گا تو اپنے والدین کی اور اس بھائی کی سفارش کروں گا جو زمانۂ جاہلیت میں میرے ہمراہ رہا کرتا تھا۔

تفسیر برہان میں سماعہ بن مہران نے جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس قول عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے ان حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اتنے عرصہ تک کھڑے رہیں گے جتنا چالیس دن اور رات میں گزرتا ہے اور آفتاب کو حکم دیا جائے گا کہ بندوں کے سروں پر آجائے اور پسینہ ان کے دہانے تک آجائے گا اور زمین کو یہ حکم ہوگا کہ پسینہ کی ایک بوند بھی جذب نہ کرے پس وہ سب کے سب (گھبرائے ہوئے) حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس آئیں گے اور ان سے شفاعت کی خواہش کریں گے وہ حضرتؑ ان کو حضرتؑ نوح کی طرف ہدایت کردیں گے۔ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ کی طرف ہدایت کردیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ کا حوالہ دے دیں گے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا پتہ بتا دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ دے دینگے۔ اور یہ بھی کہہ دیں گے کہ جناب محمد مصطفےٰ خاتم النبیین ہیں تم سب لوگوں کو انہی کا دامن پکڑنا چاہیئے۔ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں گے کہ ہاں میں شفاعت کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ حضرتؐ ان سب کو لئے ہوئے جنت کے دروازہ پر تشریف لائیں گے کھٹکھٹائیں گے۔ ان سے کہا جائیگا آپ کون ہیں؟ حالانکہ اللہ جانتا ہوگا۔ آپ فرمائیں گے میں محمدؐ ہوں۔ دروازہ کھول دو پس جیسے ہی دروازہ کھولا جائے گا حضور ہی پروردگار کے تصور میں سجدے میں گر پڑیں گے اور اس وقت تک سر نہ اٹھائیں گے جب تک یہ نہ کہا جائیگا کہ بولو اور مانگو (کہ تم لوگ جو کچھ مانگو گے وہی) ملے گا۔ اور شفاعت کرو (کہ جس کی شفاعت تم کرو گے) قبول کی جائے گی۔ پھر آنحضرتؐ سر اٹھائیں گے اور حضور ہی پروردگار عالم کے تصور میں پھر سجدہ میں گر جائیں گے پھر مثل سابق کہا جائیگا۔ پھر آنحضرتؐ اپنا سر مبارک اٹھائیں گے اور اب جو شفاعت کرنے پر مستعد ہوں گے تو ان تک کی بھی شفاعت کریں گے جو جہنم میں جل چکے ہوں گے پس قیامت کے دن تمام گروہوں میں سے کوئی شخص جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی وجاہت نہ رکھتا ہوگا۔ خدا کے اس قول عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کا یہی مطلب ہے۔

شیخ نے اپنی امالی میں بسلسلہ روایت نقل کیا ہے کہ جناب امام رضا علیہ السّلام نے بروایت آباؤ اجداد خود جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اور ان حضرت نے جابرؓ بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے خود جناب رسُول خدا کو یہ فرماتے سُنا کہ قیامت کے دن تمام آدمی محشور ہوں گے تو ایک آدمی مجھے آواز دیگا یا رسُول اللہ! خدا نے آج کے دن آپ کو اختیار دیا ہے کہ اپنے دوستوں کو اور اپنے اہلبیتؑ کے محبوں کو جو آپ کی خاطر ان سے قولاً رکھتے تھے اور آپکی خاطر ان کے دشمنوں سے تبرا کیا کرتے تھے معاوضہ دلوائیے اور جیسا جی چاہے معاوضہ دلوائیے۔ میں درگاہ خدا میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! تو ان سبکو جنت میں داخل کردے پس وہ لوگ جس جس راستے سے میں چاہوں گا بہشت میں داخل ہو جائیں گے (اے علیؑ!) اس مقام محمود سے جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے یہی مراد ہے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا اے علیؑ! تمہارے شیعہ قیامت کے دن اپنی مراد کو پہونچیں گے۔ پس جس نے تمہارے کسی شیعہ کی اہانت کی اس نے تمہاری اہانت کی اور جس نے تمہاری اہانت کی اس نے میری اہانت کی اور جس نے میری اہانت کی اسے خدا تعالیٰ آتش جہنم میں داخل کردے گا کہ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ یا علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہاری روح میری روح ہے تمہاری طینت میری طینت ہے تمہارے شیعہ ہمارے خمیر کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس جو شخص ان کو دوست رکھے گا وہ ہمارا دوست ہوگا۔ اور جو انھیں غضبناک کریگا وہ ہمیں غضبناک کرے گا۔ جو ان سے دشمنی کرے گا وہ ہمارا دشمن ہے جو ان سے دلی محبت رکھے گا وہ ہمارا دلی دوست ہے۔ یا علیؑ! تمہارے شیعوں کی خطائیں اور گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اے علیؑ! میں روز قیامت جب مقام محمود پر ہوں گا تمہارے شیعوں کی شفاعت کروں گا پس تم ان کو خوشخبری سنا دو۔ اے علیؑ! تمہارے شیعہ خدا کے شیر ہیں۔ تمہارے انصار خدا کے انصار ہیں۔ تمہارے دوست خدا کے دوست ہیں۔ تمہارا گروہ خدا کا گروہ ہے۔ اے علیؑ! تمہارا دوست سعادتمند ہے۔ اور تمہارا دشمن بدبخت ہے۔ اے علیؑ! تمہارے لئے جنت میں خزانہ ہے۔ اور جنت کے ذوالقرنین تم ہی ہو۔

تفسیر عیاشی میں خیثمہ جعفیؒ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں اور مفضل بن عمر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں تھے کہ ہم دونوں کے سوا تیسرا کوئی نہ تھا پس مفضل وجعفی نے ان حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مولا! ہم سے کوئی ایسی چیز بیان فرمائیے جس سے ہمارے دل خوش ہو جائیں۔ فرمایا کہ اچھا سُنو! جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو ایک بلند زمین پر جمع کرے گا اور سب کے سب ننگے دھڑنگے ہوں گے یعنی برہنہ پا جسم سے ننگے اور بال تک بھی بدن پر ندارد۔ جب ان لوگوں کو کھڑے کھڑے اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ ان کا پسینہ ٹھوڑیوں تک آجائے گا تو وہ گھبرا کر کہیں گے کہ کاش خدا تعالیٰ ہمارا فیصلہ فرما دے

کو ہمیں جہنم ہی میں بھیج دے۔ اس لئے کہ جس تکلیف میں وہ ہوں گے اس کے مقابلہ میں جہنم میں ہونا کہ راحت سمجھیں گے۔ پس حضرت آدمؑ خدمت حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہم سب کے باپ بھی ہیں۔ پس آپ خدا تعالےٰ سے یہ عرض کریں کہ ہمارا فیصلہ فرما دے کہ جہنم ہی میں بھیجے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے بیٹو! میں اس قابل نہیں ہوں اِخدا تعالےٰ نے مجھے پیدا کیا اور اپنے عرش پر مجھے جگہ دی اور اپنے سارے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا۔ پھر مجھے ایک حکم دیا جس میں مجھ سے ترک اولیٰ ہو گیا۔ لیکن میں تمھیں اپنے ایک بیٹے کو بتائے دیتا ہوں جو نو سو پچاس برس تک اپنی قوم میں دین کی دعوت دیتا رہا۔ جتنا جتنا وہ اسے جھٹلاتے تھے اللہ تعالیٰ اس کی سچائی کی گواہی دیتا تھا۔ وہ نوحؑ ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ آپ پروردگارِ عالم سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دے کہ جہنم ہی میں بھیجے۔ وہ فرمائیں گے صاحبو! میں اس قابل نہیں ہوں میں نے یہ کہا تھا کہ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ (حالانکہ عند اللہ وعاق تھا) لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کو بتائے دیتا ہوں جسے دنیا میں خدائے تعالیٰ نے خلیل اللہ کا خطاب دیا تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ حضرتؑ فرمائیں گے کہ لوگو! میں اس کام کا نہیں ہوں۔ میں نے تو خود ہی کہا اِنِّیْ سَقِیْمٌ (حالانکہ میں اس وقت بیمار نہ تھا۔) لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کو بتلائے دیتا ہوں جس سے خدا تعالےٰ نے خود کلام فرمایا اور اسے کلیم ہونے کا شرف بخشا وہ موسےٰ علیہ السلام ہیں چنانچہ وہ لوگ موسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے سفارش کی درخواست کریں گے۔ موسےٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ بھائیو! میں اس قابل کہاں ہوں میں نے تو ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ ہاں میں تمھیں ایسے شخص کو بتائے دیتا ہوں جو حکم خدا سے (بغیر) مخلوق بھی پیدا کرتا تھا اور خدا ہی کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بھی بخشا کرتا تھا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں چنانچہ لوگ ان کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے کہ (دوستو!) میں تمھاری دستگیری نہیں کر سکتا لیکن میں تمھیں ایک ایسے شخص کو بتائے دیتا ہوں جس کی دنیا میں پہونچنے کی میں خود تم کو خبر دے آیا تھا وہ احمد (یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ) ہیں پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کے آنحضرتؐ سے پہلے پہلے جو نبی بھی اولاد آدمؑ میں ہوا ہے وہ اس وقت لوائے محمدیؐ کے نیچے آ کھڑا ہوگا۔ پھر وہ سب لوگ بھی (گھبرائے ہوئے) آنحضرتؐ کے پاس آئیں گے پھر فرمایا کہ وہ لوگ سوال کریں گے کہ یا رسول اللہ! حضور خدا تعالےٰ سے عرض کریں کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دے کو جہنم ہی میں بھیجے۔ حضرتؐ فرمائیں گے بہت اچھا میں تم سب کی دستگیری کے لئے موجود ہوں۔ پس آنحضرتؐ دار الرحمٰن میں آئیں گے جس سے مراد عدن ہے اور اس کے دروازے کی وسعت اتنی ہے جتنا مشرق سے مغرب تک کا فاصلہ۔ حضرتؐ اس دروازے کی زنجیروں میں سے ایک زنجیر کو حرکت دیں گے تو آواز دی جائے گی کون ہے؟ حالانکہ خدا تعالےٰ آپ سے واقف ہوگا۔ آنحضرتؐ جواب دیں گے کہ میں ہوں محمدؐ! جواب ملے گا کہ ان کے لئے (دروازہ) کھول دو۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے لئے دروازہ کھول دیا جائیگا۔ اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پروردگارِ عالم کی عظمت و جلالت دیکھوں گا تو اس کی بزرگی ایسی بیان کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے اس کی بزرگی بیان نہ کی ہوگی۔ اور نہ میرے بعد کوئی اس کی بزرگی ویسی بیان کر سکے گا۔ پھر میں سجدہ میں گر پڑوں گا پھر ارشاد بار تعالےٰ ہوگا کہ اے محمدؐ تم اپنا سر اٹھاؤ اور جو تمھارا جی چاہے کہو۔ کہ تمھاری بات سنی جائے گی اور جس کی مناسب جانو سفارش کرو تمھاری سفارش قبول ہوگی۔ پس جو جی چاہے مانگو وہ تم کو ملے گا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت دیکھ کر پہلے سے کہیں زیادہ اس کی بزرگی بیان کروں گا۔ پھر سجدہ میں گر پڑوں گا پھر ارشاد باری ہوگا کہ اے محمدؐ! تم اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہے کہو کہ تمھارا قول سنا جائیگا۔ اور جس کی مناسب سمجھو شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت مانی جائے گی۔ اور جو تم کو مانگنا ہے مانگو وہ تم کو دیا جائے گا۔ اس وقت میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا اے میرے پروردگار تو اپنے بندوں کے حق میں فیصلہ فرما دے گو یہ جہنم ہی میں جائیں گے۔ اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ اچھا اے محمدؐ! آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت ایک سانڈنی لائی جائے گی۔ جو یاقوت سرخ کی ہوگی۔ اور اس کی نکیل سبز زبرجد کی ہوگی۔ میں اس پر سوار ہو کر مقام محمود پر آؤں گا اور وہاں آ کر ٹھہروں گا۔ یہ مقام محمود عرش الٰہی کے مقابل بڑی تیز خوشبودار مشک کا ایک ٹیلہ ہوگا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ بھر ابراہیمؑ بلائے جائیں گے اور وہ بھی ویسی ہی سانڈنی پر سوار کئے جائیں گے اور مقام محمود پہونچ کر جناب رسول خدا کے دائیں ہاتھ کھڑے ہو جائیں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت جناب رسول خدا نے اپنا دست مبارک اٹھا کر امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کے شانہ پر مار کر یہ فرمایا تھا کہ یا علیؑ! واللہ ایک ایسی ہی سانڈنی تمھارے لئے بھی لائی جائے گی تمھیں اس پر سوار کیا جائے گا پھر تم آ کر اپنے باپ ابراہیمؑ کے اور میرے ماں کھڑے ہو جاؤ گے اس وقت ایک منادی خدائے رحمٰن کی طرف سے پکار کر یہ کہے گا اے مخلوق خدا! آیا یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے انصاف نہیں ہے کہ ہر ہر گروہ کو اسی شخص کے ساتھ کر دے جس کو دنیا میں وہ اپنا پیشوا سمجھتے رہے۔ سب لوگ جواب دیں گے بیشک بیشک۔ اور اس کے سوا کیا انصاف ہو سکتا ہے؟ امامؑ فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کھڑا ہو جائے گا جس نے لوگوں کے ایک فرقہ کو گمراہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ انھیں یہ سمجھ لیا تھا کہ عیسیٰؑ خود خدا ہیں اور خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ ایسا سمجھنے والے سب اس کے پیچھے پیچھے جہنم میں چلے جائیں گے۔ پھر وہ شیطان کھڑا ہوگا جس نے لوگوں کے ایک فرقہ کو گمراہ کیا تھا یہاں تک کہ انھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے تھے۔ پس ایسا عقیدہ رکھنے والے سب اس کے ساتھ ہو کر جہنم میں پہونچ جائیں گے۔ اسی طرح ہر ہر امت میں سے ایک ایک شیطان جس جس نے کسی گروہ کو گمراہ کیا ہوگا کھڑا ہوتا جائے گا اور اس کے ماننے والے اس کے پیچھے پیچھے داخل جہنم ہوتے جائیں گے۔ باقی رہ جائے گی یہ امت تو پھر ایک منادی منجانب پروردگار عالم پکار کر یہ کہے گا کہ اے مخلوق خدا! آیا یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے انصاف نہیں ہے کہ ہر گروہ کو اسی شخص کے ساتھ کر دے جسے وہ دار دنیا میں اپنا آقا سمجھتے تھے سب کہیں گے بجا ہے اس کے سوا اور انصاف ہو کیا سکتا ہے؟ چنانچہ شیطان اوّل کھڑا ہوگا اور جتنے اس کے یار ہوں گے سب اس کے پیچھے ہو لیں گے پھر شیطان ثانی کھڑا ہوگا جتنے اس کے یار ہوں گے سب اس کا پیچھا لیں گے۔ پھر شیطان ثالث کھڑا ہوگا اس کے جتنے ماننے والے ہوں گے اس کا پیچھا پکڑیں گے۔ پھر معاویہ کھڑا ہوگا اس سے دوستی رکھنے والے اس کے پیچھے پیچھے ہو جائیں گے۔ اِدھر جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے اور جو حضرات ان سے تولّا رکھنے والے ہوں گے وہ ان کے ساتھ ساتھ داخل فردوس برین ہوں گے۔ پھر یزید بن معاویہ اٹھے گا جن جن لوگوں نے اسے اپنا ولی و والی جانا تھا وہ سب اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اِدھر جناب امام حسنؑ کھڑے ہوں گے۔ ان کو مولا ماننے والے ان کے ساتھ ہوں گے اسی طرح جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ ان کو آقا سمجھنے والے ان کے ہمراہ ہوں گے۔ پھر مروان بن حکم اور اس کا بیٹا عبد الملک بن مروان دونوں کھڑے ہو جائیں گے۔ ان دونوں کو خلیفۂ برحق ماننے والے ان کا پیچھا کریں گے پھر جناب سید الساجدین امام زین العابدینؑ کھڑے ہوں گے ان حضرتؑ کو دوست رکھنے والے ان کی معیت میں ہوں گے۔ ادھر ولید بن عبد الملک کھڑا ہوگا۔ اس کے پیروکار اس کا پیچھا لیں گے۔ ادھر سے جناب امام محمد باقرؑ کھڑے ہوں گے اور ان حضرتؑ کے موالی

ان حضرتؑ کے گروہ میں شامل ہو جائیں گے (جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ) پھر میں کھڑا ہوں گا اور جو مجھے مولا ماننے والے ہیں وہ میرے ساتھ ہوں گے اور میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں میرے ساتھ ہو گے۔ پھر ہم لائے جائیں گے اور اپنے پروردگار کے عرش پر ہم جلوس کریں گے لوگوں کے اعمال نامے پیش کئے جائیں گے اور ہم اپنے دشمنوں کے برخلاف گواہی دیں گے اور ہمارے شیعوں میں سے جو گنہگار ہوں گے ان کی ہم شفاعت کریں گے۔ اور رہے ہمارے شیعوں میں سے وہ جو متقی و پرہیزگار ثابت ہوں گے ان کو بامراد بنا کر خدا تعالےٰ خود نجات دے گا نہ کوئی تکلیف ان کو پہونچے گی نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔" غیبۃً جعفی بیان کرتے ہیں کہ حدیث یہاں تک پہونچنے پائی تھی کہ ایک لونڈی نے آکر عرض کی کہ مولا فلاں قریشی در دولت پر حاضر ہے۔ امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ اسے آنے دو۔ پھر ہم لوگوں سے فرمایا کہ اب خاموش ہو رہو (یعنی اس حدیث کے سلسلہ میں اب کچھ نہ پوچھو)۔

عیص بن قاسم نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چند ہاشمی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! چوپایوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے آپ ہم لوگوں کو عامل فرما دیجئے ہم زیادہ حقدار ہیں جو حصہ عاملین کو ملا کرتا ہے وہی ہم کو مل جایا کرے گا۔ کہ ہم اس کے اوروں سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرتؐ نے جواب دیا اے اولاد عبدالمطلب! صدقہ تو میرے لئے حلال ہے نہ تمہارے لئے لیکن مجھ سے خدا نے شفاعت کا وعدہ کیا ہے پھر فرمایا خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ پر گواہی بھی دے دی ہے اے عبدالمطلب کے فرزند! اب تم بتاؤ کہ میں جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کے خدا سے شفاعت کی درخواست کروں گا۔ تو کیا تم یہ گمان کر سکتے ہو کہ میں تم پر دوسرے کو ترجیح دوں گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جب قیامت کے دن تمام جن و انس ایک جگہ جمع ہوں گے اور انھیں ٹھہرے ٹھہرے ایک عرصہ دراز ہو جائے گا تو وہ سب کے سب شفاعت کے خواہاں ہوں گے اور کہیں گے کہ کس کے پاس جائیں کس کو شفیع بنائیں پس وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ وہ جواب دیں گے افسوس! میں خود ضرورتمند ہوں اور اپنی حاجت بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ وہ آپس میں کہیں گے پھر اب کس کے پاس جائیں۔ کوئی جواب دیگا حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ پس وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے شفاعت چاہیں گے وہ جناب فرمائیں گے افسوس! میں خود ضرورتمند ہوں۔ اپنی حاجت بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ آپس میں کہیں گے اب کس کے پاس چلیں۔ کوئی کہیگا کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس چلو۔ اب موسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور ان سے شفاعت کا سوال کریں گے جناب موسیٰؑ فرمائیں گے افسوس! میں خود ضرورتمند ہوں۔ اپنی حاجت بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ آپس میں کہیں گے اب کس کے پاس چلیں۔ جواب ملے گا حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے پاس چلو۔ پس وہ سب کے سب حضرت عیسیٰؑ کے پاس آکر شفاعت کی استدعا کریں گے۔ جناب عیسیٰؑ جواب دیں گے میں خود ضرورتمند ہوں۔ اور اپنی درخواست بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکا ہوں۔ اس وقت وہ کہیں گے اب کس سے عرض حال کریں۔ کہنے والا کہے گا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ۔ پس وہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور شفاعت کے طالب ہوں گے پس میں خدا پر بھروسہ کر کے کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور بلا توقف جنت کے دروازے پر آؤں گا زنجیر در پکڑ کر ہلاؤں گا۔ آواز آئے گی کون ہے؟ میں جواب دوں گا احمدؐ! یہ سنکر خدام جنت آئیں گے اور دروازہ کھول دیں گے جس وقت میں جنت کی نعمتیں دیکھوں گا خدا کی عظمت و جلالت کو یاد کر کے سجدہ میں گر پڑوں گا۔ ایک فرشتہ میرے پاس آئے گا اور کہے گا یا رسولؐ اللہ! سجدے سے سر مبارک اٹھائیے اور خدا سے سوال کیجئے کہ آپ جو کچھ مانگیں گے آپ کو عطا کیا جائے گا اور جس کی مناسب جانئے شفاعت فرمائیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں سر اٹھا کر دروازۂ جنت میں داخل ہوں گا۔ پھر سجدے میں گر کر اپنے پروردگار کی عظمت و بزرگی کا ذکر کروں گا۔ پھر ایک فرشتہ آکر ذکر کرے گا کہ یا رسولؐ اللہ! اپنا سر مبارک اٹھائیے اور جو جی چاہے سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ اور جس کی چاہیے شفاعت کیجئے کہ قبول کی جائے گی۔ پھر آنحضرتؐ کچھ دیر تک جنت میں چلتے پھرتے رہیں گے۔ پھر سجدے میں گر کر اپنے پروردگار کی عظمت و بزرگی بیان کریں گے۔ پھر ایک فرشتہ آکر یہی پیغام دے گا کہ یا رسولؐ اللہ اپنا سر مبارک اٹھا کر جو جی چاہے مانگئے ملے گا اور جس کی چاہے شفاعت کیجئے مان لی جائے گی اس کے بعد اٹھ کر جو بھی سوال کریں گے خدا تعالےٰ ضرور بالضرور وہ سب آنحضرتؐ کو عطا فرمائے گا۔

صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۷

اُدْخُلِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ فتح مکہ کے دن شہر مکہ میں جس وقت جناب رسولؐ خدا نے داخل ہونا چاہا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کافی میں ہے کہ جب امام جعفر صادقؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا شکر کی کوئی حد بھی ہے کہ بندہ اس حد تک بجا لائے تو شاکر سمجھا جائے۔ ؟ فرمایا ہے۔ عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جو نعمت خدا تعالےٰ اس کو دے خواہ مال ہو یا اولاد یا کوئی اور چیز اسی پر خدا تعالےٰ کی حمد بجا لائے اور مال کی قسم کی نعمتوں میں جو حقوق اس کے ذمہ ہیں وہ ادا کرتا رہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۸

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ: امالی میں جناب جعفر صادقؑ سے بروایت آباء و اجداد خود منقول ہے کہ روز فتح مکہ جب جناب رسولؐ خدا داخل حرم کعبہ ہوئے اور تین سو ساٹھ بت خود بیت اللہ کے گرد قائم تھے تو آنحضرتؐ اس عصا سے جو آپ کے دست مبارک میں تھا ایک ایک اسکی نوک سے ڈھکیلتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ اور وہ بت اپنے اپنے منہ کے بھل اوندھے گرتے جاتے تھے کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ قائم ہوں گے تو باطل سلطنت جاتی رہیگی الحاج میں جناب حکیمہ خاتون سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت قائم آل محمدؐ پیدا ہوئے ہیں تو وہ (ختنہ شدہ اناف بریدہ) پاک و پاکیزہ تھے اور ان کی داہنی کلائی پر یہی آیت لکھی تھی۔ جَاءَ الْحَقُّ الخ۔ ۱۲

تفسیر برہان میں ہے کہ علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے بسلسلۂ اسناد خود محمد بن حرب الہلالی امیر مدینہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! میرے دل میں ایک بات ہے جو حضرتؑ سے پوچھنا چاہتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو میں تمہاری بات تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی بیان کر دوں اور جی چاہے تم خود ہی بیان کرو۔

میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! بھلا آپ نے میرے دل کی بات میرے سوال کرنے سے پہلے جان کیسے لی؟ فرمایا تم سمّ و قرنس کے سبب سے۔ کیا تم نے خدا تعالےٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ اور جناب رسولؐ خدا کا یہ قول نہیں سنا اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ محمد بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! اچھا جو میرے دل میں بات ہے بتا دیجئے؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا تم مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتے

تھے کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ میں اتنی قوت موجود تھی کہ ملک خیبر میں قلعۂ قموص کا دروازہ اکھاڑ دیا اور پس پشت پھینکا جو چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر جا کر گرا حالانکہ چالیس آدمی اسے نہیں اٹھا سکتے تھے مگر کعبہ کی چھت پر سے بتوں کے گرانے کے دن جناب رسولؐ خدا کو اپنے کندھے پر نہ اٹھانے کے حالانکہ جناب رسولؐ خدا اونٹ پر بھی سوار ہوتے تھے۔ گھوڑے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ اور شب معراج براق پر بھی سوار ہوئے تھے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ ان جانوروں کی قوت کو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی قوت سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! خدا کی قسم میں آپ سے یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اب حضورؐ مجھے بتلا دیں؟

فرمایا! بہت اچھا سنیئے۔ علیؑ مرتضےٰ کو جو شرف ملا ہے جناب رسولؐ خدا کے باعث اور جو رفعت حاصل ہوئی ہے آنحضرتؐ کے سبب تو یہ رتبہ بھی آنحضرتؐ ہی کے سبب ملا کہ انھوں نے شرک کی آگ بجھا دی۔ اور خدا کے سوائے جو بھی معبود تھا اسے باطل کر دیا۔ اگر جناب رسولؐ خدا بتوں کے گرانے کی غرض سے علیؑ مرتضےٰ کے کاندھے پر سوار ہوئے ہوتے تو آنحضرتؐ کی دسترس علیؑ کے ذریعہ سے ہوتی اس سے یہ نتیجہ نکلتا کہ علیؑ مرتضیٰ جناب رسولؐ خدا سے افضل ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جناب امیرؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر سوار ہوا تو مجھے ایسا شرف ملا اور ایسی رفعت ملی کہ اگر میں یہ چاہتا کہ آسمان کو پالوں تو اسے بھی تو پا لیتا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ چراغ ہی تو وہ چیز ہے جس کے ذریعہ سے اندھیرے میں راستہ ملتا ہے اور ہر شاخ جڑ ہی سے تو پھوٹا کرتی ہے اور حضرت امیر المومنینؑ یہ بھی فرما چکے ہیں کہ میں جناب رسولؐ خدا سے ایسی ہی نسبت رکھتا ہوں جیسے روشنی کو روشنی سے نسبت ہوتی ہے۔ کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ جناب محمد مصطفےٰؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ دونوں کے دونوں مخلوق خدا کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے پیش خداوند عالم ایک ہی نور تھے اور فرشتے اس نور کی اصل کو بھی دیکھتے تھے۔ اور جو چمکتی ہوئی شعاعیں اس سے نکلتی تھیں اس کو بھی دیکھتے تھے اور دریافت کرتے تھے کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے سردار! یہ نور کیا ہے؟ تو منجانب پروردگار عالم ان کی طرف وحی کی جاتی تھی۔ کہ یہ نور میرے نور سے ہے۔ اسکی جڑ نبوت ہے اور اس کی شاخ امامت۔ اب رہی جڑ وہ تو میرے بندہ اور میرے رسولؐ محمدؐ کے لئے ہے۔ اور رہی شاخ سو وہ میرے ولی اور میری حجت علیؑ کے لئے ہے۔ اور اگر یہ دونوں بزرگوار نہ ہوتے تو میں اپنی مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا۔ کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ جناب رسولؐ خدا نے غدیر خم کے دن علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ بلند کر کے اٹھایا کہ لوگوں نے دونوں بزرگواروں کی بغل کے نیچے کی سفیدی دیکھ لی اور ان کو تمام مسلمانوں کا مولا اور امام قرار دے دیا۔ اور خطبۂ نبی نجاء والے دن حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام کو خود اپنے کندھوں پر سوار کیا۔ حالانکہ بعض صحابیوں نے یہ بات عرض بھی کی کہ یا رسول اللہ ان دونوں صاحبزادوں میں سے ایک کو تو ہمیں دیدیجئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہی اچھے سوار ہیں اور ان کے والد ماجد ان دونوں سے افضل ہیں اور ایسا تو اکثر ہوا کرتا تھا کہ آنحضرتؐ اصحاب کو نماز پڑھاتے ہوتے اور سجدوں میں سے کسی سجدہ کو طول دیدیتے جب سلام پھیرتے تو لوگ دریافت کرتے کہ یا رسولؐ اللہ فلاں سجدے کو تو آپ نے بہت طول دیا تو آنحضرتؐ فرماتے کہ ہاں میرا بیٹا میری پیٹھ پر سوار ہو گیا تھا اور مجھے یہ مکروہ معلوم ہوا کہ جب تک وہ خود سے نہ اترے اسے علٰحدہ کر دوں۔ اور ان سب باتوں سے (حسب منشاء پروردگار عالم) لوگوں پر ان کی شرافت و بزرگی کا اظہار کرنا مقصود ہوتا تھا۔ پس ہر نبی کے بعد نبی ہونا آیا مگر علیؑ مرتضےٰ امام تھے نبی یا رسول نہ تھے (اہلبا نبوت بھی) نہیں اٹھا سکتے تھے۔

محمد بن حرب الہلالی کہتے ہیں کہ یا ابن رسولؐ اللہ! مجھے تو کچھ اور بھی سنایئے۔ فرمایا بیشک تو اس سے زیادہ کا مستحق ہے۔ لے اور سن! رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ مرتضیٰ کو اپنی پشت مبارک پر جگہ دی۔ اس سے یہ اظہار مقصود تھا کہ جناب رسولؐ خدا کی اولاد کے باپ علیؑ ہوں گے اور جتنے آئمہ آنحضرتؐ کے صلب سے ہونے والے ہیں ان سب سے مقدم اور امام علیؑ ہوں گے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ آنحضرتؐ نے نماز استسقاء پڑھنے میں اپنی ردائے مبارک کو ایک پلٹا دے دیا تھا جس سے اپنے اصحاب کو یہ تعلیم کرنا مقصود تھا کہ ہم نے قحط سالی کو فصل ارزاں سے بدل دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ! مجھے تو کچھ اور بھی سنایئے۔ فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ کو اپنی پشت مبارک پر اس غرض سے بھی سوار کیا تھا کہ اپنی قوم کو جتلا دیں کہ جو شخص بعد جناب رسولؐ خدا کے آنحضرتؐ کی پشت مبارک پر سے ان کے قرض کا اور ان کے وعدوں کا بار اتارے گا وہ علیؑ ہی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! کچھ اور بھی۔ فرمایا اس لئے علیؑ کو اٹھایا تھا کہ علیؑ کا جو بار ہے وہ اپنے ہی اوپر لے لیں یگر علیؑ تو معصوم تھے کوئی وزر و وبال تو ان کے ذمہ تھا نہیں اور آنحضرتؐ کے افعال لوگوں کے نزدیک حکمت اور صواب تھے۔ پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ سے خود فرما کر حل کر دیا کہ اے علیؑ! خدائے تبارک و تعالےٰ نے تمھارے شیعوں کا بار مجھ پر ڈالا پھر میری خاطر سے ان کو بخش دیا۔ اور یہ خدائے عزوجل کے اس قول سے بھی ثابت ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ اور اسی سے خدا تعالےٰ نے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اور جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ لوگو! تم کو اپنے اپنے نفوس کی حفاظت لازم ہے اس لئے کہ جب تم خود ہدایت یافتہ ہو تو کسی دوسرے کا گمراہ ہونا تم کو ضرر نہیں پہونچا سکتا۔ اور علیؑ میرا نفس اور میرا بھائی ہے تم علیؑ کی اطاعت کرو اس لئے کہ علیؑ نہ کبھی راہ راست سے بھٹکیں گے اور نہ بے نصیب ہوں گے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ محمد بن حرب الہلالی کہتے ہیں کہ اس کے بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے امیر جناب رسولؐ خدا نے کعبۃ اللہ کی چھت پر سے بتوں کو گرانے کے وقت جو علیؑ مرتضیٰ کو اپنے دوش مبارک پر اٹھایا ہے اس میں جتنے پہلو نکلتے اور جتنے مطالب آنحضرتؐ نے مراد لئے ہیں اگر میں وہ سب تمھارے سامنے بیان کروں تو شاید تم یہ کہو کہ جعفر بن محمدؑ دیوانے ہو گئے ہیں لہٰذا جو تم سن چکے ہو تمھارے لئے یہی کافی ہے۔ بن بن حرب کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر امامؑ کے قریب گیا اور سر مبارک کو بوسہ دیا اور یہ عرض کیا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ ابوبکر شیرازی نے جناب امیر المومنین کی شان میں جو قرآن نازل ہوا ہے اسے قتادہ کی روایت سے جمع کیا ہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ قتادہ نے مسیب سے روایت کی ہے اور مسیب نے ابوہریرہ سے۔ ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے جابر ابن عبداللہ انصاری نے ذکر کیا کہ ہم جناب رسولؐ خدا کے ساتھ شہر مکہ اور حرم کعبہ میں پہونچے تو کعبۃ اللہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو ان کے توڑنے کا حکم دیا اور بیت اللہ کے اوپر ایک بڑے اونچے قد کا بت تھا جس کا نام ہبل تھا۔ پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے علیؑ میری پشت پر سوار ہو جاؤ۔ تاکہ ہبل کعبۃ اللہ کے اوپر سے گرا دیا جائے۔ علیؑ مرتضےٰ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ حضورؐ میری پشت پر سوار ہو جائیں۔ پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرتؐ خود فرماتے ہیں

کہ نقل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو نہ اٹھا سکا۔ اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں ہی آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاؤں گا۔ پس آنحضرتؐ نے تبسم فرمایا۔ اُتر آئے اپنی پشت مبارک جھکا دی۔ میں آنحضرتؐ کے کاندھے پر سوار ہو گیا اسی کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا اگر میں یہ چاہتا کہ آسمان کو چھو لوں تو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے آسمان کو چھو سکتا تھا۔ پس میں نے کعبہ کی چھت پر سے بُہل کو پھینک دیا اور اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ علامہ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ روز فتح مکہ جناب امیر علیہ السلام کو امر عظیم پیش آیا تو وہ آنحضرتؐ کے دوش مبارک پر سوار ہوئے اور پھر کعبہ کی چھت پکڑ کر اس پر چڑھ گئے۔ اور بتوں کو اس طرح سے اکھاڑا کہ بیت اللہ کی دیواریں بھی ہل گئیں۔ پھر ان کو اس طرح پھینکا کہ ان کے پرخچے اڑ گئے۔ یہ روایت احمد حنبل اور ابو یعلیٰ موصلی نے بھی اپنی اپنی مسند میں درج کی ہے۔ اور ابو بکر خطیب نے اپنی تاریخ میں اور خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب اربعین میں اور محمد بن صبّاغ زعفرانی نے اپنی کتاب الفضائل میں اور عبداللہ طبری نے اپنی کتاب الخصائص میں درج کی ہے۔ اور جناب علامہ سید رضی اپنی کتاب المناقب الفاخرہ فی العترۃ الطاہرہ باسناد خود مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ اور مجاہد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہ جناب رسول خدا کعبۃ اللہ میں پہونچے تو یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ابن مسعود کی ڈولچیاں بھری ہوئی ٹنگ رہی ہیں۔ جناب امیر المومنین سے فرمایا کہ اے علیؑ! ان ڈولچیوں میں سے ایک ڈولچی میرے پاس لے آؤ۔ وہ حضرت ایک ڈولچی لے آئے۔ آنحضرتؐ نے اس میں سے پانی بھی پیا اور وضو بھی فرمایا۔ پھر ابن مسعود کی طرف دیکھ کے ارشاد ہوا کہ تمھاری ڈولچی میں مجھے ایک قسم کی خوشبو معلوم ہوئی یہ کیسی ہے؟ ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ مکہ کا پانی مجھے بھاری معلوم ہوا تھا اس سبب سے میں نے چند کھجوریں (یعنی چھوارے) لے کر اپنی ڈولچی میں ڈال کر پانی میں بھگو دیئے تھے۔ تاکہ پانی میرے لئے میٹھا بھی ہو جائے اور ہلکا بھی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ حلال ہے۔ اور پانی بھی پاک ہے۔ پھر حضرتؐ اٹھے اور شیبہ سے کنجی لی اور کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا۔ اس وقت حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آیا میں آپ کا چچا اور آپ کے والد کا ہمسر نہیں ہوں۔؟ فرمایا ہاں! ہو۔ اچھا چچا اپنا مطلب بیان کرو؟ انھوں نے عرض کی کعبہ کی کنجی مجھے عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لو بچا لو۔ اس کے بعد جبرئیلؑ امین نازل ہوئے عرض کرنے لگے اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ امانت تو اس کے مالک ہی کو ملنا چاہیئے۔ تب آنحضرتؐ نے حضرت عباسؓ سے کنجی واپس کے کر شیبہ کو دے دی۔ اور آنحضرتؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کعبہ میں موجود ہے۔ ارشاد فرمایا کہ صورتوں اور مورتوں کو نہ پوچھ کہ اللہ تعالیٰ ان کو نا پسند کرتا ہے۔ اور ان کے بنانے والے کو بھی برا جانتا ہے۔ پھر اپنی ردائے مبارک کے گوشے سے اس کو مٹانے لگے۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو شیبہ سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو پھر سر مبارک بلند کیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر بھی ایک بت موجود ہے۔ علیؑ مرتضےٰ سے فرمانے لگے اے علیؑ اس بت کا میں کیا علاج کروں۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابھی میں حضور کے سامنے جھکا جاتا ہوں حضور میری پیٹھ پر سوار ہو کر اسے گھسیٹ لیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ! اگر میری ساری اُمّت اوّل سے آخر تک اس بات کی کوشش کرے کہ میرے اعضائے ظاہری میں سے کسی ایک عضو کا بھی بوجھ اٹھا لیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن اے علیؑ! تم میرے قریب آؤ۔ چنانچہ علیؑ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے قریب آیا تو آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے میری دونوں پنڈلیاں پکڑ کر مجھے زمین سے اٹھایا۔ اور سر سے اونچا کر دیا تو میں دیکھتا ہوں کہ میں آنحضرتؐ کے شانہائے مبارک پر ہوں۔ پھر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا علی! بلند ہو کر اس بت کو کھینچ لو؟ پس میں نے اس بت کو پکڑ کر کھینچا اور زمین پر دے مارا تو وہ ثلاثہ (تین ٹکڑے) ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی! جس وقت تم میرے دوش پر ہو تو کیا دیکھتے ہو۔؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ میں تو اچھا ہی اچھا دیکھتا ہوں۔ ادنیٰ سی بات یہ ہے کہ اگر آسمان کو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے چھونا چاہوں تو چھو سکتا ہوں۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! اللہ تمھارے شرف کو اور زیادہ کرے پھر میرے نیچے سے کھسک گئے۔ اور میں زمین پر گرا تو ہنسا۔ فرمانے لگے یا علیؑ تمھارے ہنسنے کا کیا باعث ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں۔ کعبہ کی سی بلندی سے میں زمین پر گرا اور مجھے اس گرنے سے چوٹ نہیں لگی۔ فرمایا یا علیؑ بھلا تمھارے چوٹ کیا لگتی۔ چڑھایا تو تمھیں محمدؐ جیسے (سید النبیینؐ) نے اور اتارا تمھیں جبرئیلؑ جیسے (روح الامین) نے اس کے بعد آنحضرتؐ تو تشریف لے گئے اور حضرت عباسؓ لگے اپنا فخر جتانے کہ میں سردار قریش ہوں اور میں ازروئے حسب و نسب کے سب سے بہتر ہوں اور میرے یہاں سب سے بہتر سواریاں موجود ہیں۔ حاجیوں کا پانی پلانا میرے ہاتھ ہے۔ میرے سوا کسی دوسرے کو یہ منصب حاصل نہیں۔ اس پر شیبہ بولا کہ واہ یہ نہیں ہو سکتا۔ سردار قریش تو میں ہوں۔ خدمت کعبہ میرے ہاتھ میں ہے۔ کلید برداری مجھ سے متعلق ہے یہ منصب کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا تم دونوں صاحب اپنا اپنا فخر میرے مقابلہ میں جتلاتے ہو اور اپنی باتوں سے مجھے چڑاتے ہو۔ میں تم دونوں کا بھی سردار ہوں اور مادر ائے جناب رسول خدا تمام اہل زمین کا سردار ہوں میں ہی تو وہ ہوں جس نے تمھارا منھ کچل ڈالا ہے جس کے سبب سے تم ایمان لے آئے اور آنحضرتؐ کی رسالت کا تم نے اقرار کر لیا۔ جناب امیرؑ کے اس قول سے وہ دونوں بہت ہی چڑ گئے۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر علی مرتضیٰؑ نے جو کچھ ان سے کہا تھا وہ سب کچھ بیان کیا۔ جبرئیل امین اسی وقت نازل ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! خدائے برحق بعد درود و سلام یہ ارشاد فرماتا ہے کہ شیبہ اور عباسؓ سے کہہ دیجئے اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یا رسول اللہ علی مرتضیٰ ان دونوں سے کہیں بہتر ہیں۔

صفحہ ۴۷۳ نوٹ ۹

شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ: تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک ایسی حدیث میں جس کا اوّل حصہ سورہ نحل میں آچکا منقول ہے کہ شفا علم قرآن میں ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ مگر بلا شک و شبہ یہ شفا ان لوگوں کے لئے ہے جو اس کے اہل ہوں اور اس کے اہل آئمہ ہدیٰ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان کو کر دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا)

طلب الائمہؑ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب کبھی کسی مومن کو کوئی مرض لاحق ہو اور مرض کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ آیت پڑھے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ تو کیسی ہی بیماری کیوں نہ ہو دور ہو جائے گی۔ چنانچہ مضمون شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اسی پر دلالت کرتا ہے۔

انہی جناب سے منقول ہے کہ یہ آیت قرآنی سے گنڈہ تعویز اور عمل کرنا جائز ہے اور جسے قرآن سے شفا نہ ہو گی گویا اسے خدا تعالےٰ ہی نے شفا نہ بخشی کیا قرآن مجید سے بڑھ کے بھی کوئی تعویز یا دعا ہو سکتی ہے۔ کیا خدا تعالےٰ نہیں فرماتا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۱۰ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝۱ (تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے جناب رسول خدا کو جو کچھ پہونچایا وہ یوں تھا۔ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمُ اِلَّا خَسَارًا ۝۱ (اور آل محمدؐ کا حق دبا لینے والے ظالموں کو قرآن مجید سے سوائے نقصان کے اور کچھ نہ ملے گا) ۱۲۔

صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۳ تو یہ دونوں باتیں جمع کیونکر ہو سکتی ہیں پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (اور اگر زمین کے کل درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور ہیں روشنائی کا کام دے تو بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے) مقصد خدا تعالیٰ کا یہ جتلانا ہے کہ خدا کا علم ان سب اندازوں سے بڑا ہے۔ اور تم کو جو کچھ دیا گیا ہے تمہارے نزدیک کثیر ہے۔ اور خدا کے نزدیک قلیل تفسیر عیاشی میں میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس قول وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ اس کی باطنی تفسیر یہ ہے کہ علم بہت ہی کم آدمیوں کو دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرتؑ نے بے غرض تفسیر یوں تلاوت فرمایا وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ ۔۱۲

صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۴ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ: الخرائج میں جناب امام جعفر صادقؑ کے معجزات میں درج ہے کہ ابن ابی العوجاء اور تین اور دہریئے جمع ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک پاؤ پاؤ قرآن کا مقابلہ کرے۔ یہ معاہدہ مکہ میں ہوا۔ اور قرار داد یہ پائی کہ سال آئندہ اپنا اپنا بنا ہوا حصۂ قرآن پیش کریں جب سال ختم ہوا اور یہ چاروں یار حسب قرار داد مقام ابراہیمؑ پر جمع ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یارو! میں نے تو جب یہ آیہ دیکھا يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ تو معاوضہ سے باز رہا دوسرے یار بولے کہ میں نے جب فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۝ پر غور کیا میں بھی معاوضہ سے مایوس ہو گیا تیسرے یار کی ابھی کچھ کہنے کی نوبت ہی نہ پہونچی تھی اور چپکے چپکے یہ باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ امام جعفر صادقؑ ان کے پاس سے گزرے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر یہ پوری آیت اس طرح تلاوت فرمائی کہ وہ سب کے سب مبہوت ہو کر رہ گئے ۔۱۲

صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۵ فَاَبَى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا: کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے یہ آیت یوں پہونچائی تھی۔ فَاَبَى اَكْثَرُ النَّاسِ بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ اِلَّا كُفُوْرًا (پھر بھی بہت سے لوگ ولایت جناب امیر المومنینؑ کا انکار کئے بغیر نہ رہے۔) ۱۲

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۱ گفتگوئے عبداللہ بن ابی امیہ با جناب رسولؐ خدا۔

عبداللہ بن ابی امیہ ۔ اے محمدؐ! تم نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے اور بڑی ہولناک بات کہی ہے تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تمام عالموں کے پروردگار کے رسولؐ تم ہو حالانکہ تم عالموں کے پروردگار اور تمام مخلوق کے خالق کو اس کی ضرورت کیا پڑی ہے کہ تم جیسا اس کا رسولؐ ہو۔ سبحان اللہ ہم ہی جیسا ایک آدمی جو ویسے ہی تو کھانے کھائے جیسے کہ ہم کھاتے (پیتے) ہیں اور اسی طرح چلے پھرے جیسے کہ ہم چلتے پھرتے ہیں۔ (اور پھر رسولؐ خدا بھی بن جائے) ذرا اسی پر نظر ڈالو کہ بادشاہِ روم و بادشاہِ فارس جب کسی کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجتے ہیں تو ایسے ہی کو بناتے ہیں جو بڑا مالدار اور بڑا صاحب مقدر ہو جس کی محل سرائیں اور مکانات خیمے اور ڈیرے اور لونڈی اور غلام۔ نوکر و چاکر بہت کثرت سے ہوں اور وہ تو سارے عالموں کا پروردگار۔ ان سب سے کہیں زیادہ بلند مرتبہ ہے کہ یہ سب بڑے بڑے بادشاہ اس کے بندے ہیں۔ (وہ رسولؐ بنا کر بھیجے تو تم ایسے مفلس کو۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اور نبی ہو) اگر کہیں تم نبی ہوتے تو تمہاری اردلی میں کوئی فرشتہ ہوتا۔ جو تمہاری تصدیق کرتا پھرتا اور ہم بھی اس کو دیکھتے بلکہ اللہ کو اگر منظور ہوتا کہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجے تو وہ کسی فرشتہ ہی کو کیوں نہ بھیج دیتا۔ ہمارے پاس ہمارے ہی جیسے آدمی کو بھیجنا بے معنی سی بات ہے۔ اے محمدؐ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہو نہ ہو تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ باقی تم نبی (ولی) کچھ نہیں ہو۔

جناب رسولؐ خدا اچھا اب کہہ چکے یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟

عبداللہ بن ابی امیہ جی ہاں ابھی کہنا ہے ہم تو آپ پر ایمان لائیں گے نہیں۔ جب تک کہ آپ اسی مکہ میں ہمارے لئے اسی زمین میں سے ایک چشمہ نہ جاری کر دیں۔ کیونکہ یہ زمین سخت پتھریلی بلکہ نری پہاڑی ہی پہاڑی ہے۔ اب آپ اسے کھود ڈالیں اور اس میں چشمے ہی چشمے بہا دیں۔ اس لئے کہ ہم کو چشموں کی ضرورت ہے یا آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک بڑا سا باغ ہو کہ آپ بھی اس میں سے کھائیں (پئیں) اور ہمیں بھی خوب کھلائیں (پلائیں) اور اس کے بیچ بیچ میں بہت سی نہریں پھیلا دیں یا جاری کر دیں۔ یا جیسا کہ آپ گمان کر چکے ہیں آسمان ہی کا ایک ٹکڑا گرا دیں۔ کیونکہ یہ تو آپ کہہ چکے ہیں۔ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ شاید ہم ایسے ہی کہیں پھر کہنے لگا تم اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے ہی لا کر کھڑا نہ کر دو۔ یا اچھا یوں سہی کہ آپ کا کوئی مکان سونے کا ہو کہ اس میں سے ہمیں بھی کچھ دیجئے جس سے ہم بھی مالدار ہو جائیں۔ پھر ممکن ہے کہ ہم سرکش بن جائیں۔ کیونکہ آپ یہ بھی تو کہہ چکے ہیں كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۔ پھر بولا آپ آسمان ہی پر نہ چڑھ جائیں۔ اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے نام ایک خط نہ بھیجیں جسے ہم پڑھ کر دیکھیں۔ (اور جس کا مضمون یہ ہو) "حکمت والے زبردست خدا کی طرف سے۔ عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے نام تم لوگوں کو لازم ہے کہ تم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لاؤ کہ یہ میرا رسولؐ ہے اور اس کی سب باتوں کو سچا جانو کہ وہ میری طرف سے کہتا ہے۔"

اے محمدؐ! اگر یہ سب بھی کرو تو بھی یہ نہیں معلوم کہ میں تم پر ایمان لاؤں گا کہ نہ لاؤں گا۔ بلکہ اگر تم ہم سب کو آسمان تک لے چلو اور آسمان کے دروازے بھی کھل جائیں اور ہمیں تم ان کے اندر بھی پہونچا دو تب بھی ہم تو یہی کہے جائیں گے کہ یہ اور کچھ نہیں ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ اور ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

جناب رسولؐ خدا اے عبداللہ تجھے اور بھی کچھ کہنا ہے یا بس؟

عبداللہ بن ابی امیہ

کیا جتنی ایرادیں میں آپ پر کر چکا ہوں یہ کافی دوافی نہیں ہیں۔ مجھے تو اب کچھ کہنا نہیں آپ کو جو کہنا ہو فرمایئے اور اگر آپ کے پاس کوئی حجت و دلیل ہے تو اسے بیان کیجئے۔ مگر اپنے دشمن تہ بیٹھے ہم نے جو کچھ سوال کئے ہیں ان کے جواب دیجئے۔

جناب رسول خدا

(خدا سے عرض کرنے لگے) الٰہی تو ہر آواز کا سننے والا ہے اور ہر چیز کا جاننے والا ہے تیرے بندے جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے تو خوب واقف ہے۔ مخاطب رب العزت آیۂ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ سے وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا تک کی آیتیں نازل ہوئیں پھر یہ آیت نازل ہوئی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ نیز یہ آیت بھی نازل فرمائی وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

جناب رسول خدا

(اوپر کی آیتوں کے بعد) ہاں اے عبداللہ! یہ جو تو نے کہا کہ میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جس طرح تم لوگ کھانا کھاتے ہو۔ اور اسی کی وجہ سے تم نے یہ گمان کر لیا کہ میں اللہ کا رسول نہیں ہو سکتا تو اصل معاملہ تو خدا کے ہاتھ ہے وہ جو چاہے کرے اور جیسا چاہے حکم دے اس کے کل حکم قابل تعریف ہیں مجھے تجھے یا کسی اور کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ فلاں بات کیوں کی اور فلاں بات کیسے کی؟ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ خدا تعالیٰ کسی کو فقیر بناتا ہے اور کسی کو امیر کسی کو معزز بناتا ہے کسی کو ذلیل کسی کو توانا و تندرست بنایا ہے اور کسی کو کمزور و بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو رزیل اور کھانا یہ سب کے سب کھاتے ہیں۔ پھر فقیروں کو تو یہ حق نہیں ہے کہ وہ عرض کریں کہ تو نے ہمیں فقیر کیوں بنایا اور فلاں فلاں کو امیر کیوں کیا۔ تہ کمینوں کو یہ منصب حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ تو نے ہمیں کمینہ کیوں بنایا اور فلاں فلاں کو شریف کیوں بنایا۔ نہ بیماروں اور کمزوروں کی یہ مجال کہ وہ یہ عرض کر سکیں کہ تو نے ہمیں بیمار و کمزور کیوں بنایا۔ اور فلاں فلاں کو توانا و تندرست کیوں رکھا۔ نہ ذلیل لوگوں کی یہ قدرت ہے کہ وہ یہ عرض کر سکیں کہ تو نے ہمیں ذلیل کیوں بنایا ہے اور فلاں و فلاں کو معزز کیوں قرار دیا ہے۔ نہ بدصورتوں کی یہ حیثیت کہ وہ یہ عرض کر سکیں کہ تو نے ہمیں بدصورت کیوں بنایا ہے اور فلاں و فلاں کو خوبصورت کیوں بنایا ہے اگر وہ ایسا کہیں تو وہ اپنے آقا کے احکام کے رد کرنے والے۔ اس کے حقوق میں دست اندازی کرنے والے بلکہ آقا ہونے کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ اور اس کی طرف سے ان سب کا جواب یہ ہوگا کہ میں بادشاہِ وقت ہوں پست کرنے والا۔ بلند کرنیوالا۔ غنی بنانے والا۔ فقیر بنانے والا۔ عزت دینے والا۔ ذلت دینے والا۔ صحت دینے والا اور بیمار بنانے والا صرف میں ہوں اور تم سب میرے لونڈی غلام ہو تمہارا حق اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ میری اطاعت کرو اور میرا حکم مانو اگر تم نے میری اطاعت کی تو تو تم میرے ماننے والے بندے ہو گئے۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو تم منکر ہو گئے۔ اور میرے عذاب کے مستحق قرار پائے یعنی ہمیشہ کے لئے گئے گزرے ہو گئے۔ پھر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔ مطلب یہ ہے کہ کھانا مثل تمہارے ہی کھاتا ہوں يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے کہدو کہ بشریت میں تو میں تم ہی جیسا ہوں لیکن میرے پروردگار نے مجھ کو نبوت کے ساتھ خصوصیت بخشی ہے جیسا کہ وہ دوسرے آدمیوں کے مقابل میں کسی کو دولتمندی کے ساتھ خصوصیت بخشتا ہے کسی کو صحت جسمانی کے ساتھ کسی کو حسن و جمال کے ساتھ۔ پھر اس سے انکار کیوں کرتے ہو کہ اس نے مجھے نبوت کے ساتھ خصوصیت بخشی۔

اب رہا تمہارا یہ قول کہ بادشاہ روم و بادشاہ فارس جیسے ایلچی بنا کے بھیجتے ہیں وہ بڑا مالدار اور بڑا شاندار شخص ہوتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے مکان اور محل سرائیں ہوتی ہیں۔ اس کے خیمے ڈیرے۔ لونڈی غلام۔ نوکر چاکر بہت سے ہوتے ہیں تمام عالموں کا پروردگار تو ان سے بالاتر ہے یہ سب اس کے بندے ہیں۔ (تو چاہیئے کہ اس کا رسول اور اس کا پیغامبر تو بہت بڑی شان اور سامان کا ہو) تو اے عبداللہ خدا تعالیٰ بہت بڑا صاحب تدبیر و حکمت ہے۔ وہ تمہارے خیال اور گمان کے بموجب عملداری نہیں کرتا۔ نہ اسے تمہاری نکتہ چینیوں کی پروا ہے بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو مناسب سمجھتا ہے حکم دیتا ہے اس کا ہر فعل قابل تعریف ہے۔ اس نے اپنے نبی کو اس لئے مبعوث کیا ہے کہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دے اور ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلائے اور رات اور دن کی کل ساعتوں میں: پنج ذات کو اسی کام کے لئے وقف رکھے اگر اس کا کوئی بڑا اسامحل اور قلعہ ہوتا جس کے اندر وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا اور لونڈی غلام۔ نوکر چاکر اس کی خدمت میں اور پہرے پر ہوتے تو بتاؤ رسالت بیکار ہوتی یا نہیں۔ اور معاملاتِ ہدایت کھٹائی میں پڑ جاتے یا نہیں۔ کیا تم بادشاہان دنیا کو نہیں دیکھتے کہ جب وہ پردے میں بیٹھے ہوتے ہیں تو کیسی کیسی برائیاں پھیلتی رہتی ہیں۔ جن کی ان کو خاک بھی خبر نہیں ہوتی۔ اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رسالت پر مبعوث فرمایا۔ ایسی حالت میں کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ تاکہ تم اس کی قوت و قدرت کو پہچان لو اور یہ بھی سمجھ لو کہ وہ اپنے رسول کی اس طرح سے مدد کر رہا ہے کہ تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس کو کار رسالت سے باندھ سکتے ہو۔ اس میں اس کی قدرت کا اور تمہارے عاجز ہونے کا زیادہ کھلا ثبوت ہے اور آگے چل کر وہ مجھے تمہارے اوپر ایسی فتح دے گا کہ میں اپنے اختیار سے تم کو بآسانی قتل بھی کروں گا اور قید بھی۔ پھر مجھے تمہارے شہروں پر بھی مظفر و منصور فرمائے گا۔ اور میرے ساتھ ایمان لانیوالوں کو بھی تم پر اور تمہارے دین سے موافقت رکھنے والوں پر غالب فرمادیگا کہ تم کو ان کے شہروں سے نکال باہر کریں گے۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب رہا تیرا یہ قول کہ اگر تم نبی ہو۔ تو تو تمہاری اردلی میں کوئی فرشتہ ہوتا جو تمہاری تصدیق کرتا اور ہم بھی اس کو دیکھتے بلکہ اسے یہ منظور ہوتا کہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجے تو کسی فرشتہ ہی ہمارے پاس کیوں نہ بھیج دیتا۔ ہم جیسے ایک آدمی کو کیوں بھیجتا۔ تو فرشتہ کو تو تمہارے ظاہری حواس محسوس ہی نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ جسم ہوا سے ہے دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ اور اگر تم اس طرح سے دیکھ سکتے کہ تمہاری بصارت کی قوت بڑھا دی جاتی تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ تو نہیں ہے۔ یہ تو بشر ہے اس لئے کہ وہ بھی تمہارے لئے بشر ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا تاکہ تم کو اس سے الفت ہوتی کہ تم اس کی بات سمجھ سکو اور اس کے مطلب اور مراد کو پالو۔ پھر تم اس کے فرشتے ہونے کو کیونکر سچ سمجھتے اور یہ کیونکر جانتے کہ

مگر جو کچھ وہ کہتا ہے وہ برحق ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بشر ہی کو رسول بنا کر بھیجا اور اس کے ہاتھوں پر ایسے معجزہ ظاہر کئے جو بشر کے اختیارات سے باہر ہیں اور تمہارے دل اس بات کو جانے ہوئے ہیں پس ان معجزات کو دیکھ کر چونکہ تم نے اپنے آپ کو عاجز سمجھ لیا اسی سے ثابت ہو گیا کہ وہ معجزہ ہیں۔ اور اس بشر کی سچائی پر خدا کی طرف سے شہادت۔ اب اگر فرشتہ ظاہر ہوا ہوتا اور اس کے ہاتھ سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتیں جن سے بشر عاجز ہے۔ قوم اسے معجزہ سمجھتے اس لئے کہ اس سے تم یہ کیونکر سمجھتے کہ جو کچھ اس نے کیا ہے اس سے اس کے ہم جنس فرشتے عاجز ہیں۔ اور اپنی طباع اور اختیار سے ایسا نہیں کر سکتے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ پرندے اڑتے ہیں تو یہ ان کا کوئی معجزہ نہیں ہے اس لئے کہ اڑنے کا فعل ان کے ہم جنس اور پرندوں سے بھی ہو سکتا ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کی طرح اڑے تو یہ ضرور اس کا معجزہ ہو گا۔ پس خدا تعالیٰ نے تو معاملہ کو تمہارے لئے آسان کیا ہے اور اپنا رسول تم ہی جیسے آدمی کو قرار دیا ہے تاکہ تم پر اس کی حجت قائم ہو جائے اور تم اعتراض کر کے ایسا سخت معاملہ پیش کرتے ہو جس میں کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ جو تو نے کہا کہ تم جادو کے مارے ہوئے ہو۔ تو میں ایسا کیونکر ہو سکتا ہوں کہ حالانکہ تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ میری عقل اور قوت تمیز تم سب سے بالاتر ہے جس وقت سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے لیکر چالیس برس کے سن تک آیا تم نے مجھ کو کوئی لغویات۔ کوئی بیہودہ کام۔ کوئی جھوٹ۔ کوئی خیانت۔ کوئی قول کی غلطی کوئی رائے کی خامی تجربہ سے پائی ہے (ہرگز نہیں پائی) تو کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ کوئی شخص اتنی مدت تک خطا اور لغزش سے اپنی ہی ذاتی قوت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یا اس کے لئے منجانب اللہ عصمت درکار ہے اسی لئے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ مطلب یہ ہے کہ اپنے جھوٹے دعووں کے ثابت کرنے کے لئے تمہارے برخلاف کوئی حجت قائم کرنے کی راہ نہیں پاتے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب رہا تمہارا یہ قول کہ یہ قرآن مجید ان دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا یعنی مکہ کے ولید بن مغیرہ پر یا طائف کے عروہ ابن مسعود ثقفی پر تو خدا تعالیٰ کی نظر میں مال دنیا کی عزت و عظمت ایسی نہیں ہے جیسی کہ تمہاری نظر میں اگر خدا کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت ایک پرشہ کے برابر بھی ہوتی تو اپنے مخالف کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پینے دیتا اور خدا کے عطیات ہمارے ہاتھ نہیں ہیں بلکہ وہ رحمتوں کا تقسیم کرنے والا خود ہے۔ اور اپنے لونڈی غلاموں میں جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے علی قدر آمد خود فرماتا ہے اس کو کسی سے اس قسم کا خوف و اندیشہ نہیں ہے جس طرح سے تم کسی سے اس کے مال کے سبب سے ڈرتے ہو یا کسی سے اس کے حال کے سبب سے۔ اسی سبب سے تم اس کو نبی بنانا چاہتے ہو۔ خدا تعالیٰ کو نہ کسی کے مال کے سبب سے کوئی لالچ ہے نہ حال کے سبب سے جیسا کہ تم کو طمع و امنگیر ہے کہ وہ اس کو اس لالچ کے سبب سے نبوت کی عزت بخش دے۔ نہ اس کو کسی سے خواہش نفسانی کی کوئی محبت ہے جیسا کہ تم کو محبت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے تم غیر مستحق کو مقدم کر دیتے ہو اس کا تو کل معاملہ عدل پر مبنی ہے۔ پس وہ دین کے افضل رتبہ پر اسی کو مامور فرماتا ہے جو اس کی طاعت و عبادت میں افضل رتبہ رکھتا ہو۔ اور عزت و جلال میں اسی کو بڑھاتا ہے جو اس کی خدمت میں اجل و اکرم ہو اور اسی طرح مراتب دین میں اس شخص کو سب سے آخر کر دیتا ہے۔ جو اس کی طاعت و عبادت میں سب سے زیادہ سست ہو۔ اور جب اس کی صفت ہے تو نہ وہ مال کی طرف نظر فرماتا ہے نہ حال کی طرف بلکہ یہ مال ہے تو اور یہ حال ہے تو سب اس کی مہربانی سے ہے اور خدا کے ذمہ اس کے کسی بندہ کی طرف سے کوئی امر لازم نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ تو نے فلاں بندہ کو مال عطا فرمایا ہے تو یہ بھی لازم ہے کہ اب اسے نبوت بھی عطا فرما دے۔ کیونکہ نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ اسکے خلاف منشاء اس پر جبر کر سکے نہ یہی لازم ہے کہ ایک مہربانی فرمائی ہے تو دوسری بھی ضرور کرے۔ کیوں عبداللہ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ ایک شخص کو تو کیسا مالدار بنایا ہے اور اس کے ساتھ ہی بدصورت اور دوسرے شخص کو کیسا خوبصورت بنایا ہے اور اس کے ساتھ ہی فقیر۔ اور ایک شخص کو کس طرح شرف بخشا ہے اور ساتھ ہی فقیر کیا ہے۔ اور ایک شخص کو کیسی دولت بخشی ہے اور ساتھ ہی اسے کمینہ بنایا ہے۔ پھر نہ تو دولتمند کو یہ منصب ہے کہ وہ یہ عرض سکے کہ میری دولت کے ساتھ فلاں شخص کی خوبصورتی کیوں نہ عطا کی گئی۔ نہ خوبصورت کی یہ مجال ہے کہ وہ یہ عرض کرے کہ میرے حسن کے ساتھ فلاں شخص کی دولت مجھے کیوں نہ دے دی گئی۔ نہ شریف کی یہ قدرت کہ وہ یہ عرض کر سکے کہ میری شرافت کے ساتھ فلاں کی دولت کیوں نہ عطا ہوئی۔ نہ مکین کی یہ حیثیت کہ وہ عرض کرے کہ میری دولت کے ساتھ فلاں شخص کی شرافت کیوں نہ بخشی گئی۔ بلکہ اختیار بالکل خدا کو ہے وہ جو چاہے کرے اور جس طرح نعمتیں چاہے تقسیم فرمائے۔ اس کے کل افعال حکمت کے مطابق ہیں اور اس کے اعمال میں کوئی گرفت نہیں ہو سکتی اس لئے اس نے تم لوگوں کے سوال و جواب میں لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ ارشاد فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۝ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے۔ مثلاً اس کو تو اس کے مال کی احتیاج ہے اور اسے اس کی چیز کی یا اس کی خدمت کی۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ بڑے سے بڑا بادشاہ اور بڑے سے بڑا دولتمند بعض چیزوں میں غریب سے غریب کا محتاج ہوتا ہے یا تو کسی چیز کا جو اس کے پاس نہیں ہوتی یا کسی فن کا جو وہ نہیں جانتا یا خدمت کا جس سے اس کی آسائش کی چیزیں مہیا ہوتی ہیں جس سے وہ مستغنی ہو ہی نہیں سکتا یا انواع علوم و فنون کا جن کی اسے احتیاج ہوتی ہے کہ وہ غریب سے فائدہ اٹھائے پس جس طرح یہ غریب اس بادشاہ یا دولتمند کے مال کا محتاج ہے اسی طرح یہ بادشاہ اس غریب کے علم کا یا اس کی رائے کا یا اس کی معرفت کا محتاج ہوتا ہے۔ اب اس بادشاہ کو یہ منزلت حاصل نہیں کہ وہ یہ عرض کر سکے کہ میرے مال کے باوجود مجھے اس غریب کا علم بھی کیوں نہ دیدیا گیا۔ نہ اس غریب کے لئے موزوں ہے کہ وہ یہ کہہ سکے کہ جیسی مجھے رائے عطا کی گئی ہے علم دیا گیا ہے اور فنون حکمت میں دسترس حاصل ہے ایسے ہی مجھے اس بادشاہ کا یا دولتمند کا مال بھی کیوں نہ دیدیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ! یہ جو تو نے کہا ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ تو اس میں تو نے تمام عالموں کے پروردگار کے رسول پر ایسی چیزوں کی نکتہ چینی کی ہے

کہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ اگر محمدؐ انکار اظہار بھی کر دے تو وہ نبوت کی دلیل ہی نہیں ہو سکتیں اور رسُول اللہ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ جاہلوں کے جہل سے فائدہ اٹھا کر ان پر ایسی بات سے حجّت قائم کرے جو فی الحقیقت کوئی حجّت ہی نہ ہو اور ان میں سے بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر رسُول ان کو ظاہر کر دے تو ان کے ساتھ تیری ہلاکت بھی یقینی ہے حالانکہ رسُول کا کام یہ ہے کہ ایسی دلیلیں اور ایسی حجتیں پیش کرے جن سے اللہ کے بندوں پر ایمان لانا لازم ہو جائے تاکہ وہ ہلاکت ابدی سے محفوظ رہیں حالانکہ اے عبداللہ! تو نے اپنی ہلاکت اپنی نادانی سے خود چاہی۔ حالانکہ تمام عالموں کا پروردگار اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحیم ہے۔ اور ان کی مصلحتوں سے بہت زیادہ واقف ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ ان کے اعتراضوں کے سبب ان کو ہلاک کر دے اور ان میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ وہ محال ہیں تو ان کا ہونا صحیح ہے نہ جائز اور پروردگار عالم کا رسول ان کو خوب پہچانتا ہے۔ وہ تیرے تمام عذر قطع کر دیگا۔ اور مخالفت کی راہیں تجھ پر بند کر دے گا اور تجھے اس بات پر مجبور کر دے گا کہ تو اللہ کی حجّتوں کی تصدیق کرے۔ تیرے لئے کوئی گریز کا موقع اور بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی۔ اور ان میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی بابت تجھے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ تو ان باتوں میں سرکش کینہ توز ہے نہ کسی حجّت کو قبول کرتا ہے نہ کسی دلیل کو کان لگا کر سنتا ہے۔ پس جو شخص ایسا ہو اس کا علاج یہی ہے کہ آسمان سے اس پر عذاب نازل ہو یا جہنم میں اللہ تعالےٰ اس کو پہونچا دے یا اپنے دوستوں کی تلواروں سے اس کو سزا دے۔ ہاں اے عبداللہ! یہ جو تو نے کہا کہ ہم تو آپ پر ایمان لائیں گے نہیں جب تک کہ آپ اسی مکہ میں زمین سے ایک چشمہ جاری نہ کر دیں اس لئے کہ اس کی زمین پتھریلی چٹانوں والی اور پہاڑی ہے۔ اس زمین کو آپ کاٹیں اور کھود دیں اور چشمے بہائیں اس لئے کہ ہم کو ان کی ضرورت ہے پس تیرا یہ سوال کرنا اس بنا پر ہے کہ تو خدائی دلیلوں کو جانتا ہی نہیں بھلا خیال تو کر کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا اس کے سبب سے میں نبی ہو جاؤں گا۔ کیا تو اس باب میں غور نہیں کرتا کہ طائف میں تیرے باغات موجود ہیں کیا وہاں ایسی پتھریلی اور خراب زمینیں نہیں ہیں جن کو تو نے درست کیا اور نرم کیا اور ان کو کھود کھاد کر چشمے جاری کئے ہیں اور وہ چشمے تو نے ہی پہاڑوں میں سے نکالے ہیں۔

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی ہاں ضرور ہے۔

جناب رسول خدا ۔ اور جیسا تو نے کیا ہے ایسے ہی طائف میں اور لوگوں نے بھی چشمہ بہائے اور باغ لگائے ہیں۔

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی ہاں لگائے ہیں۔

جناب رسُول خدا ۔ تو کیا ان چشموں کے بہانے سے اور ان باغوں کے لگانے سے تو او ۔ وہ نبی بن گئے؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ ۔ جی نہیں۔ تو

جناب رسُول خدا ۔ پس اسی طرح اگر محمدؐ بھی مکہ میں چشمے ظاہر کر دے اور باغ لگا دے تو یہ اس کی نبوّت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ تو ایسی بات ہو گی جیسے تو یہ کہدے کہ ہم تو ایمان لائیں گے نہیں جب تک آپ کھڑے ہو کر زمین پر نہ چلیں۔ یا جب تک کہ آپ کھانا نہ کھائیں جیسے کہ اور لوگ کھاتے ہیں۔ اب رہا تیرا یہ قول کہ "اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ" کہ آپ خود بھی اس میں سے کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔ "فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا" تو آیا طائف میں خود تیرے اور تیرے یاروں کے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہیں یا نہیں۔ جن میں سے تم خود بھی کھاتے ہو اور اوروں کو بھی کھلاتے ہو۔ اور ان کے اندر اندر تم نے ندیاں بھی بہا رکھی ہیں۔ تو آیا ان کے سبب سے تم نبی ہو گئے؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی نہیں تو۔

جناب رسُول خدا ۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ تم اللہ کے رسُول پر نکتہ چینی کرتے ہیں ایسی باتیں پیش کرتے ہو کہ اگر تمھاری نکتہ چینی کے بموجب وہ باتیں ہو جائیں تو اللہ کے رسُول کی سچائی پر دلالت نہ کریں۔ بلکہ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا ایسا کرنا اس کے کذب پر دلالت کرے اس لئے کہ ان باتوں سے تو کوئی حجّت نہیں قائم ہوتی بلکہ کمزور عقل والوں کو دھوکا دے کر ان کو ان کے دین سے اور عقل سے ہٹایا جا سکتا ہے اور پروردگار کے رسُول کی شان ایسا کرنے سے اجل وارفع ہے۔ پھر جناب رسُول خدا نے فرمایا اے عبداللہ! رہا تیرا یہ قول "اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا" اور اس کی تائید میں تو نے خدا تعالےٰ کا یہ قول بھی بیان کیا "وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ" تو آسمان کے تم پر گرنے میں تو تمھاری ہلاکت اور تمھاری موت (یقینی) ہے اور اللہ کے رسُول سے تم ایسا چاہتے ہو کہ وہ تم کو ہلاک کر دے حالانکہ تمام عالموں کے پروردگار کا رسُول تو تم پر خود سے رحم کرنے والا ہے۔ وہ تمھاری ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ وہ تو تم پر اللہ کی حجتیں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ کی حجتیں کچھ اس کے نبی کے لئے بندوں کے اعتراضات اور نکتہ چینیوں کے موافق نہیں ہوتیں۔ اس لئے کہ بندے تو جاہل ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ خوبی کس میں ہے اور خرابی کس میں ہے اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خوبی کے لئے کیا کیا امور موزوں ہیں اور کیا کیا ناموزوں ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی نکتہ چینیاں مختلف اور ان کے اعتراضات ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کا واقع ہونا ہی محال ہو جاتا ہے۔ اگر بندوں کے اعتراضات کی طرف توجہ کی جائے تو جیسے تیرا یہ اعتراض ہے کہ آسمان تم پر کیوں نہیں گرتا ممکن ہے کہ دوسرا تمھارا بھائی یہ اعتراض کرے کہ آسمان تو تم پر نہ گرے بلکہ زمین آسمان تک اٹھائی جائے اور آسمان پر جا گرے تو ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے کی مخالفت ہوئی اور ایسا ہونا محال ہے اس لئے کہ خدا تعالےٰ اپنی تدبیر میں ایسے انداز پر نہیں چلاتا جس سے محال لازم آئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! کبھی تو نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کوئی طبیب بیماروں کی نکتہ چینیوں اور ان کے اعتراضات کے بموجب ان کے علاج کرتا ہو بلکہ طبیب تو اس کے بموجب عمل کریگا جس میں وہ بیمار کی بہتری سمجھے خواہ بیمار کو وہ بات پسند ہو یا ناپسند۔ پس تم لوگ مریض اور خدا تعالیٰ تمھارا طبیب ہے۔ اب اگر تم اس کے علاج کو مانو گے تو وہ تمھیں شفا بخشے گا اور اگر تم سرکشی کرو گے تو وہ تم کو تمھاری بیماری کی حالت میں چھوڑ دے گا۔ اور اے عبداللہ! کبھی تو نے یہ بھی

دیکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کے برخلاف اپنے حق کا دعویٰ کیا ہو تو حکام میں سے کسی حاکم نے مدّعی کو اس پر مجبور کیا ہو کہ مدعا علیہ کی نکتہ چینیوں کی بموجب اپنا ثبوت دے کیونکہ اگر ایسی صورت ہو تو نہ کسی کا دعویٰ کسی کے برخلاف ثابت ہو سکے اور نہ کسی کا حق کسی کے ذمہ نکلے اور نہ ظالم و مظلوم کے مابین کوئی فرق ثابت ہو اور نہ سچے اور جھوٹے کے درمیان کوئی تمیز ہو سکے۔ پھر فرمایا کہ! اے عبداللہ! اب رہا تیرا یہ قول "اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا" مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے مقابل ہوں اور ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو یہ سوال ایسا محال ہے کہ اس کا محال ہونا کسی سے چھپا نہیں۔ بیشک میرا پروردگار بزرگ و برتر مخلوق کی مانند نہیں ہے جو کہیں آئے اور جائے اور حرکت کرے اور کسی چیز کے سامنے ہو کہ کہیں لایا جا سکے۔ یہ تو تم نے محال کا سوال کیا اور جو کچھ تم نے چاہا یہ تو تمہارے بتوں کی حالت ہے جو کمزور ہیں اور ناقص۔ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ نہ کچھ جانتے ہیں۔ نہ تمہارے یا کسی اور کے کچھ کام آ سکتے ہیں۔ کیوں عبداللہ! کیا طائف میں تیرے زمین اور تیرے باغات نہیں ہیں اور کیا مکہ میں تیری جائیداد نہیں ہے اور تیرے کارندے وہاں نہیں رہتے؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی کیوں نہیں۔ کارندے بھی رہتے ہیں۔

جناب رسُول خدا تو کیا ان سب کی نگرانی اور لین دین اپنی ذات ہی سے کرتا ہے یا تیرے اور تیرے کاشتکاروں اور اجارہ داروں کے باہمی معاملات کارندوں اور مختاروں کے ذریعے سے طے ہوتے ہیں۔

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی جی کارندوں اور مختاروں ہی کے ذریعے سے طے ہوتے ہیں۔

جناب رسُول خدا آیا تیری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ اگر تیرے کاشتکار اور تیرے اجارہ دار اور تیرے غلام تیرے کارندوں اور مختاروں سے یہ کہہ دیں کہ ہم تو تمہاری مختاری اور کارندہ گری کو سچا نہیں سمجھتے جب تک کہ تم عبداللہ ابن ابی امیّہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ کہ ہم خود اس کو دیکھیں اور جو کچھ تم کہتے ہو ہم خود اس کی زبان سے سُنیں تو آیا تجھے ان کا یہ کہنا گوارا ہو گا اور آیا تو ان کے لئے اس بات کو جائز رکھے گا؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ ۔ ہرگز نہیں۔

جناب رسُول خدا تو بھلا ایسے موقع پر تیرے مختاروں اور کارندوں کے ذمہ کیا بات لازم ہے یہی نا کہ تیری طرف سے ان کے سامنے کوئی صحیح نشانی پیش کر دیں جو ان کی سچائی پر دلالت کرتی ہو؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ بیشک یہی ہے۔

جناب رسُول خدا کیوں عبداللہ! کیا تیرے مختار کے لئے جب وہ تیری رعایا سے اس قسم کی باتیں سُنیں یہ زیبا ہے کہ وہ تیرے پاس پلٹ کر آئے اور تجھ سے یہ کہے کہ اٹھ کر سیدھا میرے ساتھ چل اس لئے کہ تیری رعایا نے تیرے نہ آنے پر اعتراض کیا ہے تو آیا اس کا ایسا کہنا تیری طبیعت کے مخالف نہ ہو گا اور تو اس سے یہ نہ کہے گا کہ تو میرا مختار ہے نہ مشیر کار اور نہ تو مجھ پر حکم چلانے والا ہے (کہ اس طرح کی باتیں بنا تا اور حکم چلاتا ہے)

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی ہاں ضرور ایسا ہی کہوں گا۔

جناب رسُول خدا پھر تو پروردگار عالم کے رسُول کے برخلاف ویسے ہی اعتراضات کیوں پیش کرتا ہے جو اپنے اجارہ داروں اور کاشتکاروں کے لئے جائز نہیں رکھتا کہ وہ تیرے کارندے اور مختار کے مقابل پیش کریں۔ تو نے پروردگار عالم کے رسول سے یہ کیسے چاہا کہ وہ اپنے پروردگار کی اس طرح اہانت کرے کہ اس کے اوپر حکم چلائے یا کسی قسم کی اس کو ممانعت کرے حالانکہ تو اپنے کارندوں اور مختاروں کے لئے ایسی ہی بات خود اپنے بارے میں جائز نہیں سمجھتا اب جو کچھ تو نے نکتہ چینیاں کی ہیں وہ ایمان نہ لائیں گی وجوہ بیان کیں ان سب کے باطل کرنے کے لئے یہ قطعی حجتیں ہیں اور اے عبداللہ! اب رہا تیرا یہ قول "اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ" زخرف سے مراد ہے سونا تو آیا تجھے یہ اطلاع نہیں ملی کہ عزیز مصر کے کتنے مکان سونے کے ہیں؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی ہاں ملی ہے۔

جناب رسُول خدا تو آیا ان سونے کے مکانوں کے سبب سے وہ نبی ہو گیا۔؟

عبداللہ ابن ابی امیّہ مخزومی ۔ جی نبی تو نہیں ہوا

جناب رسُول خدا تو اسی طرح محمدؐ کے لئے بھی سونے کے مکان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور محمدؐ خدائی دلیلوں کے ہوتے تیری جہالت سے کوئی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے اور اے عبداللہ! اب رہا تیرا یہ قول "اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ" اور پھر تو نے یہ کہا "وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ" تو اے عبداللہ! آسمان کی طرف چڑھنا اس سے اترنے کی نسبت زیادہ دشوار ہے اور تو خود اس کا مقر ہو چکا کہ چڑھنے پر تو ایمان لائے گا نہیں تو ایسا ہی اترآنے کی نسبت سمجھنا چاہیئے۔ پھر جو تو نے یہ کہا "حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ" اور اس کے بعد یہ کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس پر بھی میں آپ پر ایمان لاؤں گا یا نہ لاؤں گا تو اس سے اے عبداللہ تو نے کھلم کھلا اقرار کیا کہ تجھ پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے تو بھی تو عناد پر تنا رہے گا تو تیرا کوئی علاج اس کے سوا نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء میں سے خواہ وہ فرشتگان عذاب سے کسی کے ہاتھوں تجھے سزا دلوائے اور مجھ پر تو اس نے تیرے تمام اعتراضات کو باطل کرنے کے لئے ایک جامع بات نازل فرما دی چنانچہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے رسُول تم یہ کہہ دو "سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا" میرے پروردگار کی شان اس سے کہیں زیادہ عظیم و رفیع ہے کہ جاہلوں کے جائز اور ناجائز اعتراضات کے بموجب کسی بات کا صدور فرمائے۔ اور میں تو ایک آدمی ہوں کہ جس کو اس نے رسول بنا کر بھیجا۔ میرے ذمہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو حجتیں اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں وہ میں اس کے بندوں پر قائم کر دوں۔ میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اپنے پروردگار پر کوئی حکم چلاؤں نہ یہ کہ میں کسی بات سے اسے منع کروں اور نہ یہ کہ میں اسکو مشورہ دوں۔ ورنہ میں بھی اسی ایلچی کی مانند سمجھا جاؤں گا جس کو کسی

بادشاہ نے اپنی مخالف قوم کے پاس بھیجا تھا اور وہ ان کے پاس سے پلٹ کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا تو اس پر یہ حکم چلاتا ہوا آیا کہ ان لوگوں کے جو جو کچھ اعتراضات ہیں آپ اس کے بموجب کیوں نہیں کرتے (اور ایسا حکم چلانے کے عوض میں بادشاہ نے اس کی خوب گوشمالی کی تھی۔

عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی کو یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ ابوجہل ملعون نے دخل در معقولات کے طور پر گفتگو شروع کر دی اس سے جو کچھ باتیں ہوئیں وہ بھی ذیل میں اسی پیرایہ میں درج کی جاتی ہیں۔

ابوجہل

اے محمدؐ بات تو ایک ہی سی ہے کیا تم نے یہ گمان نہیں کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب سے یہ سوال کیا کہ آپ ہمیں خدا کو کھلم کھلا دکھلا دیں تو وہ لوگ اسی وقت بجلی کے گرنے سے مر گئے۔ اگر آپ نبی ہوتے تو ہم بھی اسی طرح کبھی کے جل گئے ہوتے اس لئے کہ ہم نے تو آپ سے اس سے زیادہ سخت سوال کیا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے خود موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا اس لئے کہ انھوں نے تو اتنا ہی کہا تھا کہ آپ اللہ کو ہمیں کھلم کھلا دکھلا دیں (اور وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔) اور ہم نے تو یہ کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے نہ لے آئیں۔ کہ ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

جناب رسول خدا

اے ابوجہل کیا تجھ کو ابراہیمؑ خلیل اللہ کا قصہ معلوم نہیں جبکہ (آسمان و زمین کے) سلطنتوں کے حجاب ان کے لئے اٹھا دیئے گئے تھے اور یہ خدا تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ "وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ" یہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت بھی قوی کر دی اور ان کو ایک آسمان کے نیچے حد تک بلند کیا تا کہ ساری زمین پر نظر ڈالیں اور جو اس میں کھلے اور چھپے ہیں ان سب کو دیکھیں پس ان کی نظر ایک مرد اور ایک عورت پر پڑی جو فحش میں مبتلا تھے۔ ان دونوں کی ہلاکت کے لئے دعا کی۔ وہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو کو اسی طرح دیکھا۔ ان کی ہلاکت کے لئے بھی دعا کی۔ وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو کو ایسی ہی حالت میں دیکھا۔ ان کے لئے بھی دعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو کو دیکھا ان کے لئے بد دعا کا قصد کیا ہی تھا کہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ! بس کر و میرے غلام اور لونڈیوں کے خلاف اپنی بد دعا کو روکو۔ میں بڑا رحم کرنیوالا، بڑا حکم چلانے والا اور بڑا بردبار خدا ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھے اسی طرح کوئی نقصان نہیں پہونچاتے جیسے کہ ان کی اطاعت مجھے کوئی فائدہ نہیں پہونچاتی۔ میں ان کا انتظام اس طرح نہیں کرتا کہ ہر دم بھڑکتا ہوا غصہ انہی پر اتارا کروں۔ جیسا کہ تم انتظام کر رہے ہو بس اب تم میرے بندوں اور کنیزوں کے لئے بد دعا مت کرنا اس لئے کہ تم صرف ایک ڈرانے والے بندے ہو نہ تم میری سلطنت میں میرے ساجھی ہو اور نہ مجھ پر اور میرے بندوں پر نگراں ہو۔ اب رہے میرے بندے ان سے میرا معاملہ تین طرح میں سے کسی ایک طرح پر ہوتا ہے یا تو وہ میری حضور میں توبہ کر لیتے ہیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں۔ اور ان کے گناہ بخش دیتا ہوں اور ان کے عیوب پر پردہ ڈال دیتا ہوں یا (اگر توبہ نہیں کرتے تو) میں اپنا عذاب ان سے روکے رکھتا ہوں۔ اس حکم کے سبب کہ ان کے صلب سے مومن اولاد پیدا ہونے والی ہے۔ پس میں ان نافرمان باپوں کے ساتھ ملائمت کا برتاؤ کرتا ہوں اور ڈھیل دیتا ہوں اور عذاب کو ان سے برطرف رکھتا ہوں کہ وہ مومن ان کے صلب سے پیدا ہو چکے۔ پس جب وہ مومن ان سے الگ ہو چکتا ہے تب میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے اور میری مصیبت ان کو آگھیرتی ہے اب اگر (یہ دونوں صورتیں نہ ہوں یعنی) امر یہ ہو تو تیسری صورت یہ ہے کہ (ان کو ڈھیل اس لئے دیتا ہوں کہ) جو عذاب میں نے ان کے لئے تیار رکھا ہے وہ اس سے کہیں بڑا ہے جو تم اپنی بد دعا سے ان کے لئے مہیا کرانا چاہتے ہو۔ اس لئے کہ میرا تیار کیا ہوا عذاب میری جلالت اور کبریائی کے موافق ہوگا۔ سو اے ابراہیمؑ! تم میرے معاملہ میں اور میرے بندوں کے معاملہ میں دخل نہ دو اس لئے کہ میں تمھاری بہ نسبت کہیں زیادہ مہربان ہوں تم میرے اور میرے بندوں کے معاملہ کو یونہی رہنے دو اس لئے کہ میں بڑا حکم چلانے والا بڑا بردبار۔ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہوں۔ میں اپنے معاملات کی تدبیر اپنے علم کے بموجب کرتا ہوں۔ اور اپنی قضا و قدر کو ان کے معاملات میں مناسب سمجھ کر جاری کرتا ہوں۔ پھر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل! تجھ سے جو خدا نے اس عذاب کو دفع کیا ہے وہ اس کے اس حکم کی وجہ سے ہے کہ تیرے صلب سے تیرا ایک مسلمان بیٹا عکرمہ نام عنقریب پیدا ہوگا۔ اور وہ مسلمانوں کے ایک حصہ کا حاکم بھی ہوگا اور جب تک وہ مسلمانوں کی اطاعت کرتا رہے گا خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا رتبہ بھی بزرگ رہے گا۔ ورنہ عذاب تجھ پر کبھی کا نازل ہو جاتا اور اسی طرح اور عذاب مانگنے والوں پر بھی اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انھوں نے عذاب کا سوال کیا تھا۔ ان لوگوں کے حق میں اس لئے تاخیر کی گئی ہے کہ ان میں سے بعض کی نسبت خدا کو علم ہے کہ وہ عنقریب اس کے رسول محمدؐ (مصطفےٰ) پر ایمان لے آئیں گے اور اس ذریعہ سے سعادت حاصل کریں گے تو خدا تعالےٰ نے ان کے سعادت کے سامان منقطع نہیں فرماتا اور اس بارے میں ان کے حق میں بخل نہیں برتتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان سے مومن اولاد پیدا ہونے والی ہے۔ پس وہ باپ کو اس لئے مہلت دیتا ہے کہ اس سے سعید بیٹا پیدا ہو جائے اگر ایسے ایسے امور مانع نہ ہوتے تو ان سب پر عذاب نازل ہو چکا ہوتا۔ اور اے ابوجہل! اب ذرا آسمان کی طرف تو نگاہ اٹھا کر دیکھ! اب جو نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان میں سے نکلتی ہوئی آگ ان عذاب مانگنے والوں کے سر پر ہر ایک کی سیدھ میں ہے اور اتنی قریب ہو گئی ہے کہ شانوں کے مابین اس کی گرمی محسوس کر رہے ہیں اب تو ابوجہل اور ان لوگوں کی بوٹی بوٹی کانپنے لگی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہرگز نہ ڈرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے تم کو ہلاک نہیں کرے گا یہ تو خدا تعالےٰ نے تمھاری عبرت کے لئے ظاہر کی ہے۔ اب جو انھوں نے نظر ڈالی تو دیکھتے کیا ہیں کہ ان لوگوں کی پشتوں میں سے نور نکل نکل کے اس آگ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کو رفع دفع کر دیتا ہے یہاں تک کہ آسمان میں جہاں سے وہ آئی تھی وہیں لوٹ جاتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بعض کے نور تو وہ ہیں جو اللہ کے علم میں ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور بعض کے پاک اولاد کے

نور ہیں جسے خدا چاہتا ہے کچھ عرصہ کے بعد وہ صلبوں سے پیدا ہوں گے۔ اور گو یہ لوگ خود ایمان نہیں لائیں گے۔ مگر وہ ایمان لے آئیں گے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیتیں عبداللہ ابن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو جناب ام المومنین ام سلمہؓ کا بھائی تھا اور خدا تعالےٰ نے اس کے وہ اقوال نقل فرمائے ہیں جو اس نے خاص مکہ معظمہ میں جناب رسول خدا سے کہے تھے۔ اور یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بعد ہجرت جب جناب رسول خدا (مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو چکے اور) فتح مکہ کے ارادے سے نکلے تو عبداللہ ابی امیہ آپ کے استقبال کو آیا اور آنحضرتؐ کو سلام کیا آنحضرتؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ بلکہ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس سے کوئی بات نہ کی اس کی بہن جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی بھی حضرتؐ کے ساتھ تھیں یہ ان کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ اے خواہر! آنحضرتؐ نے سب لوگوں کا سلام تو قبول کیا مگر میرا سلام رد کر دیا تو کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ میرا سلام مثل اور لوگوں کے قبول کر لیا جائے۔ (ام المومنینؓ نے فرمایا کہ میں حضرتؐ سے دریافت کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتی) جب آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے یہاں آئے تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش ہوں تو اور عرب ہوں تو حضور کے ذریعہ سے تو سب ہی لوگوں کو سعادت حاصل ہوئی رہ گیا تو ایک میرا (نصیب) بھائی کہ حضور نے جہاں اور لوگوں کا سلام قبول کیا اس کا سلام رد فرما دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ام سلمہ تمہارے بھائی نے میری ایسی تکذیب کی کہ کسی دوسرے نے میری ویسی تکذیب ہی نہیں کی۔ وہ وہی تو ہے جس نے مجھ سے یہ کہا تھا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا آپ نے یہ نہیں ارشاد فرمایا تھا کہ اسلام پہلی سب باتوں کو محو کر دیتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ میں نے ضرور کہا تھا۔ (لیکن اس شخص کے بارے میں تم جیسی کی سفارش کی ضرورت تھی) پھر آنحضرتؐ نے اس کا سلام قبول فرما لیا۔

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۲ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ : یہ شہادت دونوں باتوں کے متعلق جتلائی گئی ہے۔ ایک یہ کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں دوسرے یہ کہ جو کچھ میرے ذمہ پہونچانا تھا وہ میں نے پہونچا دیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۳ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۔ لفظ خبیر بتاتا ہے کہ حالات باطنی یعنی اعمال و افعال سے آگاہ ہے اور انھیں پر جزا و سزا کا دار و مدار ہے۔ اس طرح یہ مختصر سا فقرہ جناب رسول خدا کے لئے تسکین و تسلی و تشفی ہے اور کفار کے لئے دھمکی۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۴ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے دن اللہ کافروں کو منہ کے بھل کیونکر محشور کرے گا؟ فرمایا جو ان کو دنیا میں دو پاؤں کے بھل چلاتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن منہ کے بھل چلا دے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۵ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا : چونکہ دنیا میں انھوں نے آیات خدا کے دیکھنے سے اور عبرت حاصل کرنے سے آنکھیں بند کر لی تھیں اور امور حق کے سننے سے کان بند کر لئے تھے اور کلمۂ حق کہنے سے زبان روک لی تھی اس لئے قیامت کے دن اس طرح محشور کئے جائیں گے۔ کہ نہ کوئی چیز دیکھیں گے جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔ اور نہ کوئی چیز سنیں گے جس سے سننے کا لطف ملے۔ اور نہ منہ سے کوئی بات نکال سکیں گے جس سے ان کو کوئی نفع پہنچ سکے یا قابل قبول ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۶ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام سعیر ہے جس وقت جہنم کی آگ ذرا بھی کم ہوتی ہے تو وادی سعیر کا منہ کھول دیا جاتا ہے اور خدا کے اس قول كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۳ مِّنَ الْاَرْضِ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں الارض سے مراد ملک مصر ہے۔ فرعون نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال دے خدا تعالےٰ آگے کی آیت میں فرماتا ہے کہ ہم نے اس کی چال اسی پر لوٹ دی کہ خود اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ڈبو دیا۔ (گویا مصر ہی سے نہیں دنیا سے خارج کر دیا) ۱۲

صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۴ لَفِيْفًا : ملے جلے گروہ اور جماعتیں جو مختلف قبیلوں میں سے ہوں۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے لَفِيْفًا کے معنی جَمِيْعًا منقول ہیں۔ ایک اور روایت میں یہ بھی معنی ہیں کہ ہر طرف سے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۵ فَرَقْنَاهُ : اس کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کو آیت آیت کر کے نازل کیا اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب ائمہؑ اس کو فَرَّقْنَاهُ بہ تشدید تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ : ان سے مراد وہ علماء ہیں جو پہلی کتابیں پڑھتے تھے اور یہ حقیقت وحی اور علامات نبوت کو پہچانتے تھے اور سچے نبی اور نبوت کے جھوٹے مدعی کو شناخت کر لینے میں قدرت رکھتے تھے تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں وہ اہل کتاب مراد ہیں کہ جو جناب رسول خدا پر ایمان لے آئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۰ نوٹ ۷ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ : اس کا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتب میں جو خدا کا وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل کے رسولوں کے خاتمہ پر ایسے وقت میں کہ جب رسولوں کو آئے ہوئے ایک عرصہ گذر چکا تھا۔ محمد مصطفےٰ کو مبعوث کروں گا اور ان پر ایک قرآن مجید نازل کروں گا پس یہ علماء اس وعدے کو پورا ہوتے دیکھ کر اس کا شکریہ ادا کرنے کی نیت سے اور امر خدا کی تعظیم کے لئے منہ کے بھل سجدہ میں گر پڑا کرتے ہیں۔ اذقان ذقن کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ٹھوڑی۔ (کیونکہ ٹھوڑی چہرے کا ایک جزو ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ جزو بول کر کل مراد لیا کرتے ہیں چنانچہ) تفسیر قمی میں

اذقان کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے منہ کے بھل سجدے میں گر پڑے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۲ پس فضول خرچی بھی بدی اور بیہودہ کفایت شعاری بھی بدی ہے۔ اور دونوں کے بین بین نیکی ہے۔ پس تم کو لازم ہے کہ دونوں کے بین بین جو نیکی ہے اس کو اختیار کرو (قولہ صحیح:۔ اس تعلیم سے جناب امام محمد باقرؑ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر معاملہ میں حالت وسط اختیار کرنا چاہیئے تا کہ افراط و تفریط سے خوفزدہ رہیں) جناب امام محمد باقرؑ سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ یہ آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ سے منسوخ ہے اور انہی حضرتؑ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کا یہ مطلب ہے کہ علیؑ مرتضیٰ کی ولایت کا اور جو کچھ میں نے ان کو عطا کیا ہے اس کا اس وقت تک پورا پورا اظہار نہ کرو جب تک کہ میں تم کو اس کی بابت حکم نہ دوں اور وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کا یہ مطلب ہے کہ خود علیؑ سے اس کو نہ چھپاؤ بلکہ جو ان کی منزلت ہے خود ان کو جتلا دو اور اِبْتَغْ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا کا یہ مقصود ہے کہ تم مجھ سے سوال کرتے رہو کہ امر ولایت علیؑ کے اظہار کی تم کو اجازت دوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ اس کا سوال کرتے رہے اور بروز غدیر خم اس کے اظہار کا حکم مل گیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۳ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا: کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کی حضور میں کسی نے اللہ اکبر کہا (جس کے لفظی معنی ہیں اللہ زیادہ بڑا ہے) حضرتؑ نے فرمایا اللہ کس چیز سے زیادہ بڑا ہے؟ اس نے عرض کی کہ ہر چیز سے۔ فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر تو نے تو اللہ کو محدود کر دیا۔ اس نے کہا یا بن رسول اللہ تو کیونکر کہوں۔؟ فرمایا یوں کہہ کہ خدا اس بات سے بڑا ہے کہ کسی طرح بھی اس کا بیان کیا جا سکے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۴ عِوَجًا قَيِّمًا: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ مقام منجملہ ان مقامات کے ہے جن میں ترکیب کے وقت کلموں کی تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ چنانچہ اصل میں تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ قَيِّمًا وَّلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ عِوَجٌ بالکسر کے معنی ہیں عام کجی اور عَوَجٌ بالفتح کے معنی ہیں اصل شے میں کجی۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۱ نوٹ ۵ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا: تفسیر قمی میں ہے کہ ان کہنے والوں سے مراد قریش ہیں جنھوں نے یہ کہدیا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور یہود و نصاریٰ مراد ہیں جنھوں نے عزیر و مسیح کو خدا کا بیٹا بنا لیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۲ اور سدِّ یاجوج و ماجوج تک گیا اور اس کا قصہ کیا ہے؟ قیامت کب ہوگی؟ کفار ثلثہ خوش خوش لوٹے اور بذریعہ حضرت ابوطالبؑ موالات ارحم پیش کر دیئے اور جناب رسول خدا نے دوسرے دن جواب دینے کا وعدہ فرمایا مگر لفظ انشاء اللہ نہ کہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس دن وحی بند رہی اور جناب رسول خدا اور حضرت ابوطالبؑ غمگین رہے۔ اور جتنے اصحاب خام ایمان والے تھے سب شک میں پڑ گئے۔ کفار قریش بہت خوش ہوئے اور اس عرصہ میں خوب ہنسی اڑاتے رہے۔ اکتالیسویں دن جبرئیلؑ امین سورۂ کہف لے کر آئے۔ جس میں تمام باتوں کا ایسا کافی و شافی جواب ہے کہ شاید و باید۔ اور انشاء اللہ نہ کہنے کی تنبیہ بھی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۳ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ: امام جعفر صادقؑ سے یہ مروی ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں یہ لوگ تھے وہ خود بھی بت پرست تھا اور تمام رعایا کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ پس یہ لوگ شکار کے بہانے سے اس کے شہر سے نکل گئے اور ایک غار میں جا کر سو رہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف ایک ظالم اور سرکش بادشاہ کے زمانہ میں تھے جو اپنی کل رعایا کو بتوں کے پوجنے پر مجبور کرتا تھا اور جو اس کا کہنا نہ مانتا تھا اس کو قتل کر دیتا تھا اور یہ لوگ مومن تھے کہ صرف خدائے عزّ و جلّ کی پرستش کرتے تھے اور اس بادشاہ نے شہر کے دروازے پر کچھ آدمی مقرر کر دیئے تھے جو کسی کو شہر سے باہر نہ جانے دیتے تھے جب تک کہ بتوں کو سجدہ نہ کر لے۔ پس یہ لوگ شکار کے بہانے سے نکلے اور راستہ میں ان کو ایک گڈریا ملا اسے بھی انھوں نے اپنے طریق میں شامل کرنا چاہا وہ چرواہا تو نہ مانا مگر ایک کتا اس کے ساتھ تھا اس نے ان کی بات سن لی اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت میں چوپایوں میں سے تین ہی جائیں گے۔ ایک بلعم باعور اکا گدھا۔ دوسرا حضرت یوسف علیہ السلام کا گدھا۔ تیسرے اصحاب کہف کا کتا۔ پس یہ اصحاب کہف شکار کے بہانے سے اس ظالم بادشاہ کے قانون سے ڈر کر شہر سے نکل کر شام کے وقت ایک غار میں جا چھپے۔ کتا بھی ان کے ہمراہ تھا پس خداوند عالم نے ان پر نیند غالب کر دی جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا اور وہ اتنے عرصہ تک سوتے رہے کہ بادشاہ اپنی کل رعایا کے ہلاک ہو گیا۔ وہ زمانہ ہی بدل گیا دوسرا زمانہ آ گیا۔ نئے آدمی پیدا ہو گئے اس وقت یہ لوگ بیدار ہوئے۔ آپس میں کہنے لگے بھلا ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے۔ کسی نے آفتاب بلند دیکھ کر کہا ایک دن سوئے یا دن کا کچھ حصہ۔ پھر ان لوگوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا بھیس بدل کے بستی میں جاؤ اور اس روپیہ کا کھانا لے آؤ۔ دیکھو خبردار کوئی تم کو پہچان نہ لے اگر ان کو ہمارا حال معلوم ہو جائے گا اور ہم کو شناخت کر لیں گے تو یا تو وہ ہم سب کو قتل کر ڈالیں گے یا ہم کو جبر اپنے دین میں داخل کر لیں گے۔ پس ایک شخص بستی کی طرف گیا اس نے دیکھا نہ تو ایسی بستی ہے جیسی چھوڑی تھی نہ وہاں کے باشندوں کی ویسی صورت ہے نہ وہ لوگ اسے پہچانتے ہیں۔ نہ یہ ان کو شناخت کر سکتا ہے نہ وہ لوگ اس کی بولی سمجھتے ہیں نہ یہ ان کی زبان سمجھتا ہے پس ان لوگوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ اس نے اپنا سارا قصہ ان لوگوں سے بیان کیا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ مع اراکین دولت اس شخص کے ہمراہ غار میں آیا۔ بادشاہ کے ساتھی غار میں جھانکنے لگے ایک نے کہا تین آدمی ہیں جو تھا کتا ہے۔ دوسرا بولا تین نہیں بلکہ پانچ ہیں۔ چھٹا کتا ہے۔ تیسرے نے کہا سات ہیں آٹھواں کتا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا چونکہ یہ لوگ مومن ہیں (غار کا دروازہ بند کر کے) اس غار پر مسجد بنا دو کہ ہم یہاں زیارت کیا کریں گے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہر سال میں دو دفعہ ان کی کروٹ بدلی جاتی ہے۔ چھ مہینے وہ لوگ داہنی کروٹ پر سوتے ہیں اور چھ مہینے بائیں پر۔ اور کتا غار کے دروازے کی طرف ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے۔

تفسیر برہان میں مناقب ابن شہر آشوب سے بروایت ابن سالم منقول ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں بصرے میں انس بن مالک صحابی رسول خدا کی مجلس میں حاضر ہوا وہ حدیثیں بیان کر رہا تھا۔ مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہ دریافت کیا کہ اے صحابی رسول اللہ! یہ حالت جو میں آپ کی دیکھتا ہوں کیوں

ہے۔ ۹ اس لئے کہ میرے والد نے جناب رسولؐ خدا سے سنی ہوئی حدیث خود مجھ سے بیان کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی مومن کو برص و جزام کی بلا میں مبتلا ہی نہیں کرتا ابن سالم کہتے ہیں کہ یہ سُن کر انس بن مالک نے نیچے کو سر جھکا لیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ پھر سر اٹھا کر یہ کہا کہ بندۂ صالح علی ابن طالب علیہ السلام کی بد دعا مجھ میں اثر کر گئی۔ ابن سالم کہتے ہیں کہ چاروں طرف سے لوگ اٹھ اٹھ کر اس پر ہجوم کر کے آئے۔ اور سب یہ کہتے تھے کہ ہاں اے انس ہمیں اس کا سبب سُنا دو۔ انس یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اس سے معاف کرو۔ لوگوں کا یہ اصرار ہوا کہ ہونی نہیں اب تو تم کو یہ قصہ سنانا ہی پڑے گا۔ انس نے کہا اچھا اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ اور مجھ سے پورا پورا واقعہ سنو۔ میرے اس مرض کا سبب علیؑ ابن ابیطالب ہوئے ہیں واقعہ یہ تھا کہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں بلاد مشرق کی طرف سے جسے ہندق کہتے ہیں فلاں بستی کا ایک ادنیٰ فرش بطور ہدیہ کے لایا گیا۔ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ سعید۔ عبدالرحمٰن ابن عوف زہری کو بلا لاؤں۔ چنانچہ میں ان سب کو بلا لایا اور آنحضرتؐ کے ابن عم علیؑ ابن ابیطالب پہلے ہی سے آنحضرتؐ کے پاس موجود تھے۔ پھر آنحضرتؐ نے ان سب کو فرش پر بٹھایا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے انس تو بھی (اس پر) بیٹھ جا تاکہ جو کچھ ان سب پر گزرے وہ واقعہ تو مجھ سے بیان کر دے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ ہو اکو حکم دو کہ وہ تم کو اٹھا لے۔ امام اوّل جناب علیؑ مرتضیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ہوا ہمیں اٹھا لے۔ یہ فرمانا تھا کہ ہم سب ہوا پر تھے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جاؤ برکت خدا تمھارے ساتھ ہے۔ انس کہتے ہیں کہ جہاں تک کہ خدا کو منظور تھا ہم چلے گئے۔ پھر جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے ہوا ہمیں اتار دے۔ یہ فرمانا تھا کہ ہوا نے ہمیں اتار دیا۔ جناب علیؑ مرتضیٰ نے ہم سے دریافت کیا کہ بھلا کچھ جانتے ہو کہ تم لوگ کہاں ہو؟ سب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اور علیؑ مرتضیٰ بہتر جانتے ہیں (بھلا ہم کیا جانیں؟) فرمایا اصحاب الکہف والرقیم کا مقام یہی ہے جن کے بارے میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے "کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا"

اے اصحاب رسول! اب اٹھو اور ان کو سلام کر لو۔ یہ سنکر ابوبکر و عمر دونوں کو دیکھ کر کھڑے ہوئے اور بولے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ انس کا بیان ہے کہ ان دونوں کو کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ پھر طلحہ اور زبیر کھڑے ہوئے اور دونوں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ یگران دونوں کو بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ انس کہتا ہے کہ پھر میں اور عبدالرحمٰن اٹھے اور میں نے بڑھ کر کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ۔ میں خادم رسولؐ اللہ انس ابن مالک ہوں مگر مجھے بھی کسی نے جواب نہ دیا (قول مترجم:۔ سعد و سعید ایسے بے سعادت تھے کہ اس روایت میں انس بن مالک ان کے سلام کرنے کا ذکر بھول گیا یا اوروں کے سلام کا جواب نہ ملنے کے سبب وہ یونہی گھنی سادھ گئے) انس کہتا ہے کہ اس کے بعد ابوالائمہ جناب علیؑ مرتضیٰ خود اٹھے اور ارشاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا (اے غار والو! اور اے کتبہ والو! جو ہماری نشانیوں میں سے عجیب ہو تم پر سلام خدا) انھوں نے فوراً جواب دیا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا وَصِیَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ اے وصیؐ رسولؐ خدا آپ پر بھی خدا کا سلام ہو اور اس کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے اصحاب کہف! تم نے جناب رسولؐ خدا کے صحابیوں کا جواب سلام کیوں نہ دیا۔ ۹ انھوں نے عرض کی کہ اے خلیفہ رسولؐ خدا! ہم وہ خاص مومن ہیں جو پروردگار پر ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ نے ہماری توفیق و ہدایت بہت زیادہ فرما دی۔ اب ہم کو اس کا حکم نہیں ہے کہ ہم سوائے وصیؐ نبی یا نبی کے کسی اور کے سلام کا جواب دیں۔ آپ خاتم النبیین کے وصی اور خود سید الوصیین ہیں (اس لئے آپ کے سلام کا جواب دیا ہے کس کھیت کا تھوا اور کون سے باغ کی مولی ہیں کہ ہم ان کے سلام کا بھی جواب دیتے) پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ کیوں اے اصحاب رسولؐ! تم نے سُن لیا سب بولے کہ جی ہاں یا امیرالمومنینؑ سُن لیا۔ فرمایا! اچھا تو اپنا اپنا ٹھکانا پکڑو۔ اور اپنی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ جاؤ۔ انس کا بیان ہے کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر حضرتؑ نے حکم دیا کہ اے ہوا ہم کو اٹھا لے۔ چنانچہ ہم اٹھائے گئے۔ (پھر حکم دیا کہ چل وہ چلی) اور جہاں تک ہوا کو منظور ہوا لئے چلی۔ تا آنکہ سورج ڈوب گیا۔ اس وقت حضرتؑ نے حکم دیا کہ اے ہوا اب ہمیں اتار دے۔ (ہوا نے جو اتارا تو) ہم دیکھتے کیا ہیں کہ ہم ایسی زمین میں ہیں جو رنگت میں تو زعفران سی ہے مگر اس میں کوئی آبادی نہیں ہے۔ نباتات وہاں کی فقط ستیانا سی ہے اور پانی بھی اس زمین میں ندارد۔ اس لئے ہم نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ نماز کا وقت تو آگیا اور یہاں پانی بھی میسّر نہیں جس سے ہم وضو کریں۔ تو حضرتؑ اٹھے اور اس زمین کے ایک موقع پر گئے اور پائے مبارک سے وہاں ایک ٹھوکر ماردی فوراً میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ فرمایا تو جو چاہتے تھے حاضر ہے۔ اور اگر تم نے نہ مانگا ہوتا تو جبرئیلؑ امین خود ہمارے لئے جنت کا پانی لاتے (قول مترجم:۔ ایسے خوش نصیب ہوتے ہی کیوں؟) انس کا بیان ہے کہ ہم نے وضو کیا اور نمازیں پڑھیں اور حضرتؑ تو اس وقت تک نماز پڑھتے رہے کہ آدھی رات بھی گزر گئی۔ اس وقت ارشاد فرمایا کہ اپنا اپنا ٹھکانا پکڑو۔ اب صبح کی نماز پوری یا ادھوری تم لوگ جناب رسولؐ خدا کے ساتھ جا پڑھو گے۔ پھر حکم دیا کہ اے ہوا ہم کو اٹھا۔ اب جو دیکھا تو ہم ہوا میں تھے۔ پھر جسقدر ہوا کو منظور ہوا ہم چلتے رہے۔ اب یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ ہم جناب رسولؐ خدا کی مسجد میں ہیں اور آنحضرتؐ نماز صبح کی ایک رکعت پڑھ چکے ہیں۔ بس ایک رکعت تو ہم نے حضرتؐ کے ساتھ پڑھی اور ایک اپنی اپنی۔ پھر آنحضرتؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے انس لے اب یہ واقعہ تو مجھ سے بیان کرے گا یا میں کروں؟ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! آپ کی زبان مبارک سے زیادہ شیریں معلوم ہو گا۔ انس کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے ابتدا سے واقعہ شروع کیا اور انتہا تک اس طرح بیان کر گئے کہ گویا ہمارے ساتھ ہی ساتھ تھے۔ پھر فرمایا کہ اے انس جس وقت میرا بھیّا تجھ سے یہی واقعہ بطور گواہی کے پوچھے گا تو آیا تو میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کے حق میں گواہی دے گا۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں ضرور گواہی دوں گا۔ انس کا بیان ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بن بیٹھا تو جناب امیر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے ایسے وقت میں جب کہ میں ابوبکر کے پاس بیٹھا تھا اور لوگ اس کے ارد گرد تھے۔ اس وقت مجھ سے فرمایا کہ اے انس! فضیلت بساطی کی گواہی نہ دو گے اور اس دن کی گواہی نہ دو گے جس دن چشمے سے پانی نکلا تھا۔ تو میں نے کہا اے علیؑ میں تو بڑھاپے کی وجہ سے بھول گیا۔ اس پر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے انس بعد اس کے کہ آنحضرتؐ تجھے وصیت فرما چکے تھے اگر تو نے جان بوجھ کر اس گواہی کو چھپایا ہے تو خدا تعالےٰ تیرے چہرے پر سپیدی پیدا کر دے اور تیرے اندرون میں آگ بھڑکا دے اور دیدے تیرے پٹم کر دے۔ پس میں اپنی جگہ سے نہیں اٹھنے پایا کہ میرا برص بھی ہو گیا اور اندھا بھی اور اب میں نہ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھ سکتا ہوں اور نہ کسی اور مہینے کے اس لئے کہ جو کچھ میں کھاتا ہوں وہ میرے پیٹ میں ٹھہرتا ہی نہیں۔ (بھسم ہوا چلا جاتا ہے۔ قصہ تو یہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد) انس اسی حال میں رہا۔ یہاں تک کہ بصرہ ہی میں مر گیا۔

تفسیر برہان میں بروایت عبداللہ ابن عباس منقول ہے کہ جب ابن خطاب خلافت کا مالک بن بیٹھا تو یہودیوں کے کچھ لوگ مع اپنے علماء کے اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ اے عمر! (جناب) محمدؐ (مصطفےٰ) کے بعد ان کا ولی امر تو ہی ہے؟ کہنے لگا ہاں میں ہی ہوں۔ انھوں نے کہا ہم تجھ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ تو نے ہم کو ٹھیک ٹھیک بتلا دیں تو ہم داخل اسلام ہو جائیں گے۔ اور یہ جان لیں گے کہ دین اسلام برحق ہے۔ اور محمدؐ سچے نبی تھے۔ اور اگر تو نے ہمیں وہ باتیں نہ بتلائیں تو ہم جان لیں گے کہ دین اسلام جھوٹا ہے۔ اور یہ کہ محمدؐ (مصطفےٰ) نبی نہ تھے۔ اس پر عمر نے کہا کہ جو تمھارا جی چاہے پوچھو۔ انھوں نے بہت سے مسئلے پوچھے (جن کا ذکر اصل حدیث میں موجود ہے مگر یہاں بنظر اختصار ہم نے ان کا ذکر چھوڑ دیا) راوی کہتا ہے کہ مسئلے سن کر خلیفہ جی نے اپنا سر جھکا لیا۔ پھر جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب کی طرف سر اٹھا کر خلیفہ جی بولے کہ اے ابوالحسنؑ! جو مسئلے اس وقت دریافت کئے گئے ہیں میں تو ان کا جواب سوائے آپ کے اور کسی کے پاس دیکھتا نہیں۔ اگر ان کا کوئی جواب ہے تو دیجئے۔ (اسلام کی عزت بچایئے اور ان سے میرا پیچھا چھڑایئے) جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے (اسلام پر رحم فرما کر) ان یہودیوں سے ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ پوچھنا ہے وہ مجھ سے پوچھو۔ لیکن جواب دینے سے پہلے میری ایک شرط ہے وہ تم کو ماننی پڑے گی۔ انھوں نے دریافت کیا کہ بھلا وہ آپ کی شرط کیا ہے؟ فرمایا جب تم کو مطابق اس کے خبر دیدوں جو تمھاری توریت میں درج ہے تو تم کو ہمارے دین میں داخل ہونا پڑے گا۔ انھوں نے عرض کی ہاں بمنظور! حضرتؑ نے فرمایا اچھا اب تم مجھ سے ایک ایک بات کر کے پوچھتے جاؤ۔ چنانچہ وہ ایک ایک بات پوچھتے تھے اور حضرتؑ جواب دیتے جاتے تھے۔ (ان سوالات و جوابات کو بھی بوجہ طوالت ہم نے یہاں درج نہیں کیا۔) ابن عباس کہتے ہیں کہ یہودیوں کے عالم تین تھے۔ از آنجملہ دو تو جھٹ پٹ کر اٹھے اور انھوں نے صاف کہا۔ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ مگر تیسرے نے ذرا تامل کیا اور یہ عرض کی کہ یا علیؑ بات تو میرے دل میں وہی آئی تھی جو میرے ساتھیوں کے دل میں آئی۔ لیکن مجھے ایک بات پوچھنا اور باقی ہے (وہ بتا دیجئے تو میں بھی اسی طرح ایمان لے آؤں گا) پہلے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جو تین سو نو برس تک مُردہ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کیا اب مجھے بتلا دیجئے کہ ان کا قصہ کیا ہے؟ جناب امیر علیہ السلام نے یہ سنا تو اس طرح شروع فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ الخ اور جب حضرتؑ نے ارادہ کیا کہ سورۂ کہف کی تلاوت فرمائیں تو وہ یہودی بول اٹھا کہ سورہ تو ہم نے بہت دفعہ سنا ہے اگر آپ کو اصل واقعہ سنانا ہے تو ان لوگوں کا پورا قصہ سنایئے۔ ان کے نام بتایئے ان کی تعداد سے مطلع کیجئے۔ ان کے کُتّے کا نام بتایئے ان کے غار کا نام فرمایئے ان کے ملک کے نام سے آگاہ کیجئے۔ اور ان کے شہر کا نام بتلا دیجئے؟ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر طرح کی قوت اور قدرت تو خدا ہی کو حاصل ہے۔ مگر اے یہودی! (تو بھی کیا یاد رکھے گا سُن لے) میرے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ ملک روم میں ایک شہر اُقسُوس نامی تھا جس کا بادشاہ بہت ہی نیک شخص تھا اس بادشاہ کا انتقال ہو گیا معاملہ سلطنت درہم برہم ہو گیا۔ اور ارکین سلطنت میں پھوٹ پڑ گئی یہ معاملہ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے گوش زد ہوا۔ جس کا نام رُتبیس تھا۔ وہ ایک لاکھ آدمی لے کر چڑھ دوڑا اور شہر اُقسُوس پر قبضہ کر لیا اور اسی کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اس میں ایک قلعہ ایسا تعمیر کیا جس کا طول و عرض تین تین میل سے تین میل تھا۔ پھر اس قلعہ میں ایک دربار کا مکان بنوایا جس کا طول و عرض ہزار ہاتھ سے ہزار ہاتھ تھا۔ اس میں تمام شیشہ جڑا ہوا تھا اور اس دربار کے مکان میں چار ہزار ستون سونے کے تھے اور ہزار قندیلیں سونے کی تھیں جو خالص چاندی کی زنجیروں میں لٹک رہی تھیں جن میں اچھی سے اچھی خوشبوئیں روشن کی جاتی تھیں۔ اس دربار کے مشرقی حصہ میں انتہی نشست گاہیں قرار دی تھیں۔ اور اسی طرح غرب کی طرف اتنی نشست گاہیں بنائی تھیں سورج کسی طرف سے بھی ہر پھر کر آئے اس دربار کے مکان میں موزوں روشنی پہونچا تا تھا اور بادشاہ نے اپنے لئے ایک تخت سونے کا بنوایا تھا جس کے پائے چاندی کے تھے مگر ان میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر قالین بچھائے تھے اور تخت کے داہنی طرف انتہی کرسیاں سونے کی زبرجد سبز سے جڑی ہوئی بچھائی تھیں۔ ان پر تو وہ اپنے مذہب کے پادریوں کو بٹھاتا تھا۔ اور تخت کے بائیں طرف انتہی کرسیاں چاندی کی بچھائی تھیں جن میں یاقوت سُرخ جڑے ہوئے تھے ان پر اپنے ارکین دربار یعنی والیان ملک کو۔ جو اس کے ماتحت تھے بٹھاتا تھا۔ پھر خود تخت پر بیٹھ کر تاج اپنے سر پر رکھتا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس پر وہ یہودی اچھل پڑا اور کہنے لگا یا امیرالمومنینؑ اور تاج کس چیز کا تھا؟ حضرتؑ نے فرمایا ہر طرح کی قوت و قدرت تو خدائے بزرگ برتر ہی کو ہے (اب یہ سوال کیا ہے تو اس کا بھی جواب سن لے) اس کا تاج سونے کا تھا مگر جالی دار جس کے سات رکن تھے کہ ہر رکن پر ایک ایسا سفید موتی جڑا ہوا تھا جس کی چمک اس چراغ کی روشنی کے مانند تھی جو اندھیری رات میں روشن کیا جائے۔ اور اس نے اپنے والیان ملک کی اولاد میں سے پچاس لڑکے لئے ان کو دیبا چ سُرخ کی پوشاک پہنائی اور فرند سبز کے پاجامے پہنائے۔ تاج ان کے سروں پر رکھے کرسے ان کے ہاتھوں میں ڈلوائے اور یاقوت ان کے پاؤں میں پہنائیں اور سونے کے عصا ان کے ہاتھوں میں دیئے۔ اور ان کو اپنے پیچھے ایک صف میں کھڑا کیا۔ اور علماء کی اولاد میں سے چھ لڑکے لئے جن کو اپنا وزیر قرار دیا۔ ان میں سے تین کو اپنے دائیں ہاتھ بٹھاتا تھا اور تین کو بائیں ہاتھ۔ یہاں تک سن کر یہودی بولا کہ بھلا جن تین کو اپنے دائیں ہاتھ بٹھاتا تھا ان کے نام کیا تھے اور تین کو اپنے بائیں ہاتھ بٹھاتا تھا ان کے نام کیا تھے؟ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جن تین کو اپنے دائیں ہاتھ بٹھلاتا تھا ان کے نام تو تَمْلِيْخَا۔ مُكْسَلِيْنَا اور مُحْسِيْمِيْنَا تھے۔ اب رہے وہ تین جن کو بائیں ہاتھ بٹھلاتا تھا ان کے نام مَرْطُوْسُ كِمْنطُوْسُ اور سادنبوس تھے۔ اپنے تمام معاملات میں انہی سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بادشاہ اپنے مکان کے صحن میں بھی روز اجلاس کیا کرتا تھا۔ اس طرح کہ اس کے مذہبی سردار دائیں ہاتھ بیٹھتے تھے اور امراء و ارکین دربار اس کے بائیں ہاتھ بیٹھتے تھے۔ اور تین نوجوان اس شان سے اس کی حضور میں پہونچتے تھے کہ ایک کے ہاتھ میں سونے کا پیالہ مشک سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں چاندی کا پیالہ گلاب سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں ایک سفید پرندہ ہوتا تھا۔ جس کی چونچ سُرخ ہوتی تھی۔ جیسے ہی بادشاہ کی نظر اس پرندے پر پڑتی وہ سیٹی بجاتا اور پرندہ اس سیٹی کو سُن کر گلاب کے پیالے میں جا پڑتا اور اس میں خوب لوٹ کر اپنے پر و بازو کو گلاب میں تر کر لیتا۔ پھر دوسری سیٹی پر وہ پرندہ اس پیالہ میں سے اُڑ کر مُشک کے پیالہ میں جا پڑتا۔ اور اس میں خوب لوٹ کر اپنے پر و بال میں مُشک بھر لیتا۔ پھر تیسری سیٹی دینے پر وہ پرندہ اڑ کر بادشاہ کے سر پر معلق ہو جاتا (اور بادشاہ کے اوپر ان۔۔۔ خوشبوؤں کی بارش کرتا۔) بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا تو بڑی سرکشی اور جبروت اختیار کی اور خدائی تعالےٰ کو چھوڑ کر اپنے لئے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنی رعایا میں جو عزت دار تھے ان سب کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ اور جس جس نے اس کی یہ بات مان لی ان کو انعام دیئے ان کی آؤ بھگت کی۔ ان کو خلعت دیئے اور جس نے

اس کی بات نہ مانی اس کو قتل کر دیا۔ (اب جان کے خوف سے اور مال کے لالچ سے) زیادہ ماننے والے ہی ہو گئے۔ اس نے سال میں ایک مرتبہ ان کے لئے عید قرار دی پس ایک دن جب کہ وہ لوگ عید منا رہے تھے اور مذہبی لوگ اس کے دائیں ہاتھ بیٹھے تھے اور اراکین سلطنت بائیں ہاتھ بیٹھے تھے۔ کہ یکایک ان پادریوں میں سے ایک پادری آگے بڑھا اور اس کو اطلاع دی کہ فارس کی فوجیں چڑھ آئی ہیں۔ یہ سُن کر اس کو اسقدر رنج ہوا کہ تاج اس کے سر سے گر گیا۔ ان تین نوجوانوں میں سے جو اس کے دائیں ہاتھ تھے ایک نے جس کا نام تملیخا تھا اس بات کو غور سے دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر دقیوس جیسا کہ گمان کرتا ہے خدا ہوتا تو اسے نہ تو خوشی ہوتی اور نہ رنج اور نہ اس کو پیشاب کی ضرورت ہوتی نہ پاخانہ کی اور نہ سوتا اور نہ جاگتا۔ یہ سب باتیں خدا کے کام نہیں ہیں۔ یہ جوان سب تعداد میں چھ تھے اور قاعدہ انھوں نے یہ مقرر کیا تھا کہ کھانا سب مل کر ایک ایک دن ایک ایک کے ہاں کھایا کرتے تھے۔ وہ دن تملیخا کے ہاں کھانا کھانے کا تھا۔ اس نے ان کے لئے اچھے اچھے کھانے اور نفیس نفیس پینے کی چیزیں تیار کر رکھی تھیں۔ جب سب کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا بھائیو! میرے دل میں ایک ایسی بات پیدا ہوئی ہے جس نے میرا کھانا پینا بھی چھڑا دیا ہے اور نیند بھی اڑا دی ہے۔ سب نے مل کر کہا اے تملیخا! وہ بات کیا ہے؟ تملیخا نے کہا کہ میں نے مدت تک آسمان کے بارے میں غور کیا کہ وہ کون ہے جس نے اس کی چھت کو ایسی بلندی پر سنبھال رکھا ہے حالانکہ نہ اوپر سے کچھ تانیں تنی ہوئی ہیں نہ نیچے سے کوئی اڑواڑ لگی ہوئی ہے اور وہ کون ہے جس نے اس میں سورج اور چاند جیسے دو چمکتے ہوئے روشنی دینے والے ستارے چلتے کر دیئے ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے اس کو ستاروں سے زینت دی ہے۔ پھر میں نے مدت تک اس زمین کے بارے میں فکر کی تو میں نے سوچا کہ وہ کون ہے؟ جس نے اس کو جمع شدہ پانی کے اوپر مسطح کر کے پھیلا دیا ہے۔ اور وہ کون ہے جس نے پہاڑوں کے ذریعہ سے اس کو اس بات سے روکا کہ کسی طرف جھک نہ جائے پھر میں نے اپنی ذات کے بارے میں سوچا اور بہت سوچا اور یہ خیال کیا کہ آخر وہ کون ہے جس نے مجھے ماں کے پیٹ سے جنین بنا کر نکالا اور جب کہ میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو مجھ کو غذا بھی پہونچائی۔ اور میری پرورش بھی کی ضرور ان سب چیزوں کا کوئی بنانے والا اور کوئی تدبیر کرنے والا اور بھی ہے۔ یہ دقیوس بادشاہ تو ہے ہی نہیں۔ ہو نہو وہ کل بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام آسمانوں پر حکم چلانے والا ہے یہ سنتے ہی وہ سب نوجوان تملیخا کے قدموں پر گر پڑے۔ اور ان کو بوسہ دے کر کہنے لگے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آپ کے ذریعہ سے گمراہی سے بچایا۔ اور ہدایت کا راستہ سجھایا۔ اب جو رائے آپ ہم کو دیں (ہم اس کی تعمیل کو حاضر ہیں) حضرتؑ فرماتے ہیں کہ تملیخا یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چھوٹا سا ایک باغ تھا اس کے پھل تین درہم کو فروخت کیئے۔ وہ اپنی جیب میں ڈالے اور سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر سے نکل گئے جب تین میل نکل چکے تو تملیخا نے کہا کہ بھائیو دنیاوی سلطنت تو گئی۔ اور دنیا کا معاملہ زائل ہو گیا اب اپنے اپنے گھوڑوں سے اترو اور پیادہ پا چلو۔ چنانچہ وہ اسی دن دن میں سات فرسخ۔ (۲۱ میل) چلے۔ اور ان کے پاؤں سے خون بہنے لگا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ایک گڈریا سے ان کو ملنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے پوچھا کہ اے گڈریے آیا تیرے پاس کچھ دودھ پینے کو مل سکتا ہے؟ یا پانی پینے کی کوئی سبیل ہے؟ راعی نے کہا کہ تمھیں جو جو کچھ چاہیئے وہ سب موجود ہے۔ مگر مجھے تمھارے چہروں سے شاہی کے آثار معلوم ہوتے ہیں اور میرا گمان ہے کہ تم بادشاہ دقیوس کے خوف سے بھاگے ہو۔ ان سب نے کہا کہ اے گڈریے! ہمارے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے اور سچائی ہم کو تیرے ہاتھ سے بھی نجات دے سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس وقت ان سب نے اسے اپنا قصہ سُنایا۔ گڈریے نے اپنے آپ کو ان کے قدموں پر گرا دیا۔ اور ان کے قدم چومنے لگا اور کہنے لگا کہ صاحبو! جو بات آپ لوگوں کے دل میں سما چکی ہے وہی میرے دل میں بھی سما گئی۔ مگر مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں بھیڑ بکریاں ان کے مالکوں کو واپس کر آؤں۔ اور آپ صاحبوں سے آملوں چنانچہ یہ ٹھہر گئے اس نے بھیڑ بکریاں واپس کیں اور دوڑتا چلا آیا۔ ایک کتا بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اتنا سُن کے وہ یہودی بولا کہ یا علیؑ مرتضےٰ یہ تو بتلا دیجئے کہ اس کتے کا رنگ کیا تھا؟ اور اس کا نام کیا تھا؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے اخا الیہود اس کتے کا رنگ تو ابلق تھا جس میں سیاہی زیادہ تھی۔ اب رہا نام سو قطمیر تھا۔ جب ان نوجوانوں نے کتے کی طرف دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ کتا بھونک بھونک کر ہمیں فضیحت کرے گا۔ لاؤ اسے پتھر مار کر بھگا دیں۔ جیسے ہی کتے نے ان کی طرف دیکھا کہ یہ اسے بھگانے پر اصرار کر رہے ہیں تو وہ اپنی دُم کے بھل کھڑا ہو گیا۔ سیدھا چلا اور نہایت صاف زبان سے گویا ہوا اور باآواز بلند یہ کہتا تھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صاحبو! مجھے رہنے دو۔ میں آپ کے دشمنوں سے آپ کی نگہبانی کروں گا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اب تو وہ لگے اس کو گلے سے لگانے اور گڈریا ان سب کو لے کر چلا۔ اور چلتا ہی رہا یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر ان سب کو لے کے جا چڑھا اور وہاں لے جا کے ان سب کو ایک غار میں اتار دیا۔ جس کا نام وصید تھا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس غار کے سامنے چشمہ بھی ہے اور میوے دار درخت بھی ہیں۔ پس انھوں نے وہ میوے کھائے اور پانی پیا۔ اور جب رات ہو گئی تو سب نے اس غار میں پناہ لی۔ اس وقت ملک الموت کو خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ان کی روحیں قبض کر لے۔ اور ایک ایک آدمی پر دو دو فرشتے تعینات کر دیئے۔ کہ ہر ایک کو داہنی کروٹ سے بائیں اور بائیں کروٹ سے داہنی بدلواتے رہیں اور سورج کے داروغہ کو یہ حکم دے دیا کہ سورج ان کے غار سے دائیں ہاتھ سے بچا بچا جاتا رہے اور بائیں ہاتھ کو کترا کے چلا جایا کرے۔

یہاں جب دقیوس عید کے میلے سے پلٹ کر آیا تو اس نے ان جوانوں کی بابت دریافت کیا تو اس کو خبر دی گئی کہ وہ تو بھاگ گئے۔ وہ اسّی ہزار سوار لے کر چلا اور ان کے قدموں کے نشان پر آتے آتے اسی پہاڑ پر آ چڑھا اور اسی غار میں جا اترا۔ ان لوگوں نے دیکھا تو ان کو سوتے پایا۔ اس پر وہ بادشاہ کہنے لگا کہ اگر میں ان کو کچھ سزا بھی دینا چاہوں تو جو سزا ان لوگوں نے اپنے آپ کو دی ہے میں اس سے زیادہ کیا سزا ان کو دوں گا۔ مگر معماروں کو بلواؤ (چنانچہ معمار آئے) اور بادشاہ کے حکم سے غار کا دروازہ پتھر اور چونے سے بند کر دیا گیا۔ پھر اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ ان لوگوں سے کہدو کہ یہ اپنے اس خدا سے جو آسمانوں میں ہے کہدیں کہ وہ ان کو اٹھا کر لے جائے اور اگر یہ سچے ہیں تو ان کو اس جگہ سے رہائی دلوا دے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یہودی! وہ تین سو نو برس اسی حال میں رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ انھیں زندہ کرے تو اسرافیل فرشتے کو حکم دیا کہ ان کے جسم میں روح پھونک دے تو وہ اپنی نیند سے اٹھ بیٹھے۔ پھر جو سورج چمکا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ رات بھر تو ہم خدا کی عبادت سے غافل ہی رہے اٹھ کر کیا دیکھتے ہیں کہ چشمہ بہت ہی نیچے کو اتر گیا اور درخت بالکل سوکھ گئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارا معاملہ تو بہت ہی عجیب ہے ایسا بھرا پُرا چشمہ ایک ہی رات میں ایسا اتر گیا۔ اور ایسے ایسے درخت ایک ہی رات میں یوں سوکھ گئے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ادھر ان کو بھوک نے ستایا تو آپس میں کہنے لگے کہ اچھا اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کے بستی میں تو بھیجو کہ وہ جا کر دیکھے کہ

کون سا کھانا پاکیزہ ہے کہ اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لائے۔ مگر آئے جائے چُپ چاپ اور تمہاری خیر مطلق کسی کو نہ کرے۔ اس پر تملیخا نے کہا کہ تمہارے کاموں کے لئے میرے سوا کوئی نہ جائے گا۔ مگر اے چرواہے تو اپنے کپڑے مجھے دیدے میں بھیس بدل کر جاؤں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ چرواہے نے اپنے کپڑے ان کو دے دیئے اور تملیخا (ان کو پہن کر) چل دیئے راستہ میں بہت سی ایسی جگہیں دیکھیں جو پہچان ہی میں نہ آتی تھیں۔ اور کتنے ہی راستے ایسے ملے جو اوپر سے اوپر سے تھے۔ تا آنکہ وہ شہر کے دروازے پر پہونچے وہاں یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سبز جھنڈا قائم ہے جس پر زرد حرفوں میں لکھا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُسُوْلُ اللّٰہِ وَ رُوْحُہٗ۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ وہ لگے اس علم کو غور سے دیکھنے اور اپنی آنکھوں سے مس کرنے اور یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ کیا میں اب بھی سو رہا ہوں۔ پھر شہر میں گئے۔ بازار میں پہونچے تو وہاں ایک نان بائی کو دیکھا۔ تو اس سے کہا میاں نان بائی تمہارے اس شہر کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا اُفسُوس! فرمایا تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا عبدالرحمٰن! کہنے لگے اے شخص ذرا مجھے ہلا جلا تو سہی کہیں میں سوتا تو نہیں ہوں۔؟ نان بائی نے کہا (سُبحان اللہ! اگر) تم سوتے ہوتے تو مجھ سے بات کیسے کرتے۔ اس پر تملیخا اس نان بائی سے بولے اچھا تو تم مجھے اس روپیہ کا کھانا دیدو۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب نان بائی نے وہ درہم اس کی بڑائی اور اس کے نقوش دیکھے تو بڑا تعجب کیا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہودی یہاں تک سُن کر اُچھل پڑا۔ اور کہنے لگا علیٰ ہر درہم کا وزن کسقدر تھا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے یہودی اس وقت کے ہر درہم کا وزن اس وقت کے درہم کے مقابلہ میں پڑہ ۱ تھا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ نان بائی اس درہم کو دیکھ کر بولا اے شخص! تجھے تو کہیں بڑا خزانہ ملا ہے۔ تملیخا نے کہا کہ نہیں بھائی ایسا نہیں ہے۔ یہ تو میرے باغ کے پھلوں کی قیمت ہے جو کوئی تین دن ہوتے ہیں کہ میں نے بیچے تھے۔ اور میں اس شہر سے چلا گیا تھا اور لوگوں کو دقیوس بادشاہ کی پرستش کرتے چھوڑ گیا تھا۔ یہ سُن کر تو نان بائی اپنے آپے میں رہا اور کہنے لگا اگر تو مجھے اس خزانہ کا حصّہ نہ دے گا تو تو میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ غضب خدا کا تو ایسے شرابی آدمی کا ذکر کرتا ہے جو خدائی دعوے کیا کرتا تھا۔ اور جسے مرے ہوئے بھی تین سو برس سے زیادہ ہو گئے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس نان بائی نے تملیخا کو گرفتار کر لیا۔ اور اسے بادشاہ وقت کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہے؟ نان بائی نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو بڑا خزانہ ملا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے جوان! ڈر نہیں! اس لئے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ جن لوگوں کو خزانے ملیں ہم ان سے ان کا صرف پانچواں حصّہ لے لیں۔ پس تو پانچواں حصّہ ہمیں دیدے اور بخیر و عافیت چلا جا۔ اس پر تملیخا نے کہا کہ اے بادشاہ! ذرا میرے معاملے میں غور و فکر کو کام میں لائیے۔ مجھے خزانہ وغیرہ کچھ نہیں ملا میں تو اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ تم اسی شہر کے رہنے والے ہو؟ انھوں نے فرمایا جی ہاں اسی شہر کا۔ بادشاہ نے کہا اچھا کچھ لوگوں کے نام تو لو۔ اس وقت تملیخا نے کوئی ہزار آدمیوں کے نام لئے۔ جن میں سے کوئی ایک بھی نہیں پہچانا جاتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ نام تم کیسے لے رہے ہو؟ فرمایا کہ ہمارے زمانے کے نام تو یہی تھے۔ بادشاہ نے کہا اچھا اس شہر میں تمہارا کوئی گھر بھی ہے؟ فرمایا جی ہاں ہے ذرا بادشاہ سلامت میرے ساتھ سوار ہو کر چلیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ بادشاہ سوار ہو کر ان کے ساتھ ہو گیا۔ تو اس شہر میں جس مکان کا سب سے اونچا دروازہ تھا اس پر تملیخا بادشاہ کو لے آئے اور کہنے لگے یہی مکان میرا گھر ہے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھا (چوبدار) نکل کر آیا کہ بڑھاپے کے سبب اس کی بھویں لٹک کر اس کی آنکھوں پر آ رہی تھیں۔ دریافت کرنے لگا کہ آپ صاحبوں کا کیا مطلب ہے؟ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم ایک عجیب خبر تمہارے پاس لائے ہیں۔ یہ نوجوان گمان کرتا ہے کہ یہ مکان اسی کا ہے۔ تو وہ بوڑھا اب ان کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں قسطنطین کا بیٹا تملیخا ہوں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر بوڑھا ان کے قدموں پر گر پڑا۔ اور دونوں قدم چوم کے کہنے لگا کہ بیت المقدس کے مالک خدا کی قسم یہ تو میرے اجداد میں سے ہیں۔ اب بادشاہ کو خیال آیا کہ اوہو! یہ تو ان چھ میں سے ہیں جو دقیوس بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر چلے گئے تھے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس خیال کے آتے ہی بادشاہ تعظیماً اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور ان کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیا۔ لوگ لگے ان کے ہاتھ اور پاؤں چومنے اور یہ پوچھنے لگے اے تملیخا تمہارے اور ساتھی کیا ہوئے؟ انھوں نے ان کو اطلاع دی کہ فلاں غار میں ہیں۔ اب جس دن کا یہ واقعہ بیان کیا جا رہا ہے اس دن اس شہر کے مالک دو بادشاہ تھے۔ ایک مسلمان اور ایک عیسائی۔ سو یہ دونوں مع اپنے درباریوں کے سوار ہو کر تملیخا کے ساتھ گئے۔ اور جب غار کے قریب پہونچے تو تملیخا نے ان سے کہا کہ صاحبو! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرے ساتھی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُن کر کہیں یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ بادشاہ دقیوس ان کو پکڑنے آ گیا ہے لہٰذا مجھے مہلت دیجئے کہ میں آگے بڑھ کر ان کو خبر کر دوں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ سب لوگ ٹھہر گئے۔ اکیلے تملیخا آگے بڑھ کر غار میں پہونچے۔ جب ان کے ساتھیوں نے ان کو دیکھا تو گلے ملے اور کہنے لگے کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو دقیوس کے ہاتھ سے نجات دی اس پر تملیخا بولے تم اپنا اور دقیوس کا ذکر تو چھوڑو۔ تمھیں یہ بھی خبر ہے کہ تم یہاں کتنی مدت رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ یہی دن بھر یا اس سے کچھ کم! تملیخا نے کہا کہ تم لوگوں کو یہاں تین سو نو برس ہو چکے۔ دقیوس مدت ہوئی کہ مر گیا اور اس پر صدی پر صدی گزر گئی۔ اللہ تعالےٰ نے اس شہر والوں کے لئے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔ اور ان کو خدا تعالےٰ نے زندہ زمین سے اٹھا لیا ہے۔ اب خود اس شہر کا بادشاہ مع اور لوگوں کے ہم لوگوں کی زیارت کو آیا ہے۔ وہ بیچارے سُن کر گھبرائے اور کہنے لگے اے تملیخا! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو سب لوگوں کے لئے فسانہ اور آزمائش بنا دیں۔ تملیخا بولے کہ اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بولے کہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ بھی خدا تعالےٰ سے دعا کریں اور ہم بھی خدا تعالےٰ سے آپ کے ساتھ دعا کریں کہ وہ ہماری روحیں پھر قبض کر لے۔ اور ہمارا آج شام کا کھانا ہم کو جنت میں عطا فرمائے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس پر ان سب نے ہاتھ اٹھائے اور عرض کرنے لگے کہ خداوندا! جو کچھ دین برحق میں سے تو نے ہم کو عطا فرمایا اسی کا واسطہ تو ہماری روحوں کو قبض کرنے کا حکم جاری فرما۔ اور اس غار کے دروازہ پر ایسی روک لگا دے کہ آدمی اندر آنے سے پریشان ہو۔ پس وہ دونوں بادشاہ اگر غار کے دروازے پر سات دن طواف کرتے رہے اور ان کو غار میں جانے کا کوئی راستہ ہی نہ ملا۔ اس وقت مسلمان بادشاہ تو کہنے لگا کہ یہ اصحاب کہف ہمارے دین پر مرے ہیں میں تو اس غار کے دروازہ پر مسجد بنواؤں گا۔ اس پر وہ نصرانی بادشاہ بولا کہ واہ! وہ تو ہمارے دین پر مرے ہیں۔ میں تو اس غار کے دروازہ پر گرجا بنواؤں گا۔ مختصر دونوں میں خوب لڑائی ہوئی اور آخر لامسلمان بادشاہ عیسائی بادشاہ پر غالب آیا۔ اور اس نے غار کے دروازے پر مسجد بنوا ہی دی۔ یہ قصّہ تمام فرما کے جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی! میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ تمہاری توریت میں لکھا ہے میرا بیان اس کے مطابق ہے یا نہیں؟ یہودی نے جواب دیا خدا کی قسم نہ آپ نے ایک حرف کم کیا نہ زیادہ کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اور اس بات کی بھی دیتا ہوں کہ جناب رسولِ خدا

کے برحق خلیفہ وصی اور مومنوں کے امیر صرف آپ ہی ہیں۔

قول مترجم:۔ اس واقعہ میں جو یہ ذکر آیا ہے کہ اس شہر کے مالک دو بادشاہ تھے ایک مسلمان اور ایک عیسائی۔ تو اس مسلمان سے محمدی مراد نہیں ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا وقت اس وقت تک نہیں ہوا تھا بلکہ ایسا شخص مراد ہے جو جناب عیسیٰ علیہ السّلام کو اسی منزلت پر سمجھتا تھا۔ جو منجانب اللہ ان حضرتؑ کو عطا ہوئی تھی۔ اور عیسائی سے مراد تثلیث کا عقیدہ رکھنے والا ہے۔ لفظ مسلمان یا مسلم کی بنا کل توحید و نبوّت کے ماننے والوں کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے وقت سے چلی آتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۔

صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۴ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ: کافی میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے کسی شخص سے دریافت کیا تھا کہ تمہارے نزدیک فتیٰ کے کیا معنی ہیں؟ اس نے عرض کی نوجوان فرمایا نہیں فتیٰ کے معنی ہیں مومن۔ اصحاب کہف بوڑھے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے سبب ان کو فتیۃ فرمایا ہے۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے اسی روایت کے سلسلے میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے وہی فتیٰ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۲ نوٹ ۵ فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ ظاہری لفظی معنی تو یہ ہیں کہ انھوں نے زبان سے یہ کہہ دیا کہ ہمارا پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے۔ اور جب اس کے پہلے کے لفظ قَامُوْا کو ملا لیا تو معنی پر قیاس کے لینے والوں نے یہ کہہ دیا کہ گویا انھوں نے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے عقائد کا اظہار کر دیا تھا حالانکہ یہاں قَامُوْا کے معنی ہیں آباد ہو گئے۔ اور قَالُوْا کے معنی ہیں قائل ہو گئے یعنی دل ہی دل میں۔ یہ ہمارا قیاس نہیں ہے بلکہ مندرجہ ذیل روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابو طالب کی مثال اصحاب کہف کی سی مثال ہے جو اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور شرک کا اظہار کرتے تھے۔ پس اللہ نے ان کو اجر بھی دوچند دیا۔ نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ کسی شخص کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ کو نہیں پہونچتا اس لئے کہ وہ ان کے تمام تہواروں میں شریک ہوتے تھے۔ زنّار باندھتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کا اجر بھی دوچند دے گا۔ منقول ہے کہ وہی حضرتؑ اصحاب کہف کا ذکر فرما رہے تھے اس میں ارشاد فرمایا کہ اگر تمھاری قوم تمھارے ساتھ وہی معاملہ طے کرے جو ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ تب تم کو انکی مجوسیوں کا پتہ چلے۔ کسی نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ فرمایا کہ ان کو شرک کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ پس یہ ان کی خاطر سے اظہار شرک کرتے تھے۔ اور خدا کے لئے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ آخر خدا نے ان کو ان کے ہاتھ سے نجات دی۔ انہی حضرتؑ سے یہ بھی ہے کہ اصحاب کہف جب شہر سے نکلے تھے تو کچھ ارادے سے نہیں نکلے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے کے حال پر پورا پورا مطلع تھا۔ مگر جب جنگل میں پہونچ چکے جہاں کسی کا خوف نہیں تھا تو ایک دوسرے سے عہد لے کر باہم اپنے اپنے عقائد کا اظہار کیا۔ تب معلوم ہوا کہ ان سب کا عقیدہ فی الحقیقت ایک ہی تھا۔ یہیں انھوں نے یہ رائے قائم کر لی کہ اب شہر کو لوٹ کر نہ جائیں جیسا کہ آگے کی آیتوں سے معلوم ہو گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۲ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قائم آل محمدؐ کی معیت میں پشت کوفہ سے ستائیس آدمی خروج کریں گے۔ از آنجملہ پندرہ تو قوم موسیٰؑ سے ہوں گے جن کی تعریف میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ اور سات اصحاب کہف ہوں گے اور ایک یوشع بن نون وصی موسیٰ علیہ السّلام اور چار اس امت سے ہوں گے حضرت سلمان فارسی، حضرت ابو دجانہ انصاری، حضرت مقداد، حضرت مالک اشتر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہی ان حضرتؑ کے انصار میں سے ہوں گے اور یہی حاکم مقرر ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۳ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصحاف کہف کا قصہ جو ہم نے تم سے بیان کر دیا یہ کافی ہے۔ اور تم اہل کتاب سے اس کے بارے میں کچھ بحث نہ کرو۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۴ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر تم انشاء اللہ کہنا بھول گئے ہو تو جب تم کو یاد آئے کہہ لو۔ الجوامع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس وقت تک بات ختم نہ ہوئی ہو تم انشاء اللہ کہہ سکتے ہو۔ کافی میں ہے کہ انہی حضرتؑ سے انشاء اللہ کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کا مطلب خصوصیت کے ساتھ قسم کے بارے میں ہے یعنی جب تم کو یہ کہنا ہو کہ خدا کی قسم میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اور پھر یہ یاد آجائے کہ تم نے انشاء اللہ کہا تھا تو ضرور کہہ لیا کرو۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ قسم کے بارے میں جب بھی انشاء اللہ یاد آئے کہہ لو۔ گو چالیس دن کے بعد یاد آئے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ من لایحضرہ میں ہے جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السّلام نے فرمایا اگر کوئی شخص انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو چالیس دن کے اندر جس وقت یاد آئے کہہ دے۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی کچھ سوال لے کر آئے تھے حضرتؐ نے بغیر انشاء اللہ کہے ہوئے فرما دیا تھا کہ تم لوگ کل میرے پاس آنا میں ان سوالوں کا جواب دے دوں گا۔ پس چالیس دن تک جبرئیلؑ حاضر خدمت نہ ہوئے۔ اکتالیسویں روز یہ آیہ لائے۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے آیۂ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ اور حوّاؑ سے ارشاد کیا کہ تم دونوں نہ اس درخت کے پاس جانا نہ اس کا پھل کھانا تو انھوں نے بغیر انشاء اللہ کہے ہوئے اقرار کر لیا کہ پروردگار! ہم دونوں نہ اس درخت کے قریب جائیں گے اور نہ اس کا پھل کھائیں گے۔ پس خداوند عالم نے ان دونوں کے دلوں میں اس درخت کی خواہش پیدا کر دی۔ امام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل نے اپنے نبی کے پاس یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ تو اس کام کے کل کرنے کا ہے سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ یعنی اگر اللہ نہ چاہے گا تو نہ کر سکوں گا۔ پس مشیت خدا ہر بات میں مقدم ہے پس جب اللہ کو منظور نہ ہو گا کہ میں وہ کام کروں تو مجھے کام کرنے کی قدرت کہاں سے ملے گی۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اپنے فعل کو خدا کی مشیّت کے ساتھ مشروط کر دے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے کسی ضرورت کے لئے ایک شخص کے نام خط لکھنے کا حکم دیا۔ جب خط لکھ کر کاتب نے حضرتؑ حضرتؑ کے سامنے پیش کیا تو ان جنابؑ نے بعد ملاحظہ ارشاد فرمایا کہ تم کو کیسے امید ہو گئی کہ ہمارا مقصد پورا ہو گا حالانکہ اس میں انشاء اللہ کہیں بھی نہیں ہے۔ تم اس میں ہر اس موقعہ پر جہاں لفظ انشاء اللہ کی ضرورت ہے وہاں انشاء اللہ لکھ دو۔

التہذیب میں اس روایت کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرتؑ نے دوات قلم منگا کر حکم دیا کہ تو اس میں لفظ انشاء اللہ بڑھا دو۔ چنانچہ جس جس موقعہ پر ضرورت تھی وہاں لفظ انشاء اللہ بڑھا دیا گیا۔

التہذیب میں عزازم بن حلیم سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ایک دن جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام مُعتّب کے مکان پر تشریف لے گئے وہ عمرہ مفردہ ادا کرنے کے لئے جانے والا تھا مُعتّب نے حضرتؑ کے سامنے ایک تختی رکھ دی۔ جس پر اس نے اپنے عیال کے خورد نوش کے بارے میں کچھ ہدایات لکھی تھیں اور یہ بھی اس میں تحریر تھا کہ اتنا اتنا مال فلاں فلاں کو دیا جاوے۔ لیکن اس میں انشاء اللہ کسی جگہ نہیں لکھا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے معتب! یہ تختی کس نے لکھی ہے؟ کہیں اس نے انشاء اللہ نہیں لکھا۔ اس نے کیسے سمجھ لیا کہ یہ کام پورے ہو جائیں گے۔ پس حضرتؑ نے قلم و دوات طلب کر کے فرمایا اس میں انشاء اللہ اور بڑھا دو۔

صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۵ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک یہودی نے جناب امیر المومنینؑ سے اصحاب کہف کے غار میں رہنے کی مدت کی بابت سوال کیا کہ قرآن میں کیا آئی ہے؟ آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی تو اس نے کہا ہم تو اپنی کتابوں میں تین سو ہی پاتے ہیں فرمایا وہ بھی صحیح ہے ان کتابوں میں شمسی حساب ہے اور قرآن مجید میں قمری۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۴ نوٹ ۶ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ط: تعجب کے صیغے اس لئے استعمال کئے گئے ہیں کہ اس امر پر دلالت کریں کہ دیکھنے والے اور سننے والے کا اور اک جہاں تک کام دے سکتا ہے معاملات خدا ان سب کے حد سے خارج ہیں۔ اس لئے کہ خود اس کے علم کے لئے کوئی روک ٹوک اور کوئی حد نہیں۔ اس کے نزدیک لطیف اور کثیف۔ صغیر اور کبیر۔ خفی اور جلی سب برابر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۶ نوٹ ۳ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا: کتاب الاختصاص میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بروایت عبداللہ ابن سلیمان جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت (خلافت اوّل کے آغاز میں) جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام کو گلے میں چادر ڈال کر زکا لایا گیا ہے تو حضرتؑ جناب رسُول خدا کی قبر کے پاس ٹھہرے۔ اور یہ ارشاد فرمایا "یَابْنَ عَمِّیْ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ" اے میرے چچیرے بھائی! بیشک قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ پس جناب رسول خدا صلے علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سے ایک ہاتھ ابوبکر کی طرف (اشارہ کرتا ہوا) نکلا۔ جس کو لوگ پہچانتے تھے کہ آنحضرتؐ ہی کا ہاتھ ہے اور ایک ایسی آواز پیدا ہوئی جس کو لوگ پہچانتے تھے کہ آنحضرتؐ ہی کی آواز ہے اور یہ ارشاد فرمایا یٰهٰذَا اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا ط (اے شخص! کیا تو اس کا انکار کرتا ہے جس نے (فی الحقیقت) تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے اچھا خاصہ آدمی بنا دیا)۔

اسی کتاب میں بروایت محمد ابن خالد الطیالسی جس نے بتوسط اپنے والد کے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے منقول ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بنا دیا گیا تو عمر جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم کو خبر نہیں ہے کہ ابوبکر خلیفہ بنا دیا گیا؟ ان جنابؑ نے عمر سے فرمایا کہ ان کو خلیفہ بنا کس نے دیا؟ کہنے لگا کہ سب مسلمانوں نے باہمی رضامندی سے بنا دیا۔ اس پر جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا کہ واللہ! ان مسلمانوں نے کتنی جلد جناب رسُول خدا سے مخالفت کی ہے۔ اور کس طرح آنحضرتؐ کے عہد کو توڑا ہے۔ اور ابوبکر کا وہ نام رکھ دیا ہے جس کا وہ مستحق ہی نہیں۔ واللہ جناب رسُول خدا نے اس کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اسپر عمر ان حضرتؑ سے کہنے لگا (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) کہ تم جھوٹ بولتے ہو خدا تمہارا برا کرے۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ میرے قول کی اگر تو دلیل چاہے تو میں وہ دلیل دینے کو موجود ہوں۔ عمر بولا کہ تم تو (معاذ اللہ) جناب رسُول خدا کے برخلاف ان کی زندگی میں بھی جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اور بعد ان کی وفات کے بھی جھوٹ بولتے ہو اس پر حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ ذرا ہمارے ساتھ چل تاکہ معلوم ہو جائے کہ جناب رسُول خدا کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد وہ کون ہے جو ان حضرتؐ کے برخلاف سب سے زیادہ جھوٹ بولتا رہا۔ پس عمر حضرتؑ کے ساتھ گیا تا آنکہ قبر مبارک پر پہونچا تو یکایک دیکھا کیا ہے کہ ایک پنجہ برآمد ہوا جس پر یہ آیت لکھی تھی۔ كَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا ط" اب جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا کیوں (اے جھوٹوں کے جھوٹے) اب تو تو خوش ہوا دیکھ تجھے اپنی زندگی میں جناب رسُول خدا نے بھی فضیحت کیا تھا اور اب بعد وفات بھی فضیحت کیا ہے۔ نیز اسی کتاب میں روایت زیاد ابن المنذر جناب امام محمد باقر علیہ السّلام ہے کہ مدینہ کے کسی کوچہ میں بوڑھا ابوبکر جناب امیر المومنینؑ کو مل گیا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا تو نے ایسی (اور ایسی) نالائقی کی اور اس طرح (اور اس طرح) ظلم کیا اس نے کہا اس سے واقف کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا واقف ہیں۔ اس نے کہا کہ میری رسائی جناب رسُول خدا تک کیسے ہو سکتی ہے؟ کہ وہ حضرتؐ مجھے بھی جتلا دیں۔ ہاں اگر وہ حضرتؐ خواب میں تشریف لا لیں مجھ سے فرما دیں تو میں اسے مان لوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں جناب رسُول خدا کی خدمت میں پہونچا دوں گا چنانچہ حضرتؑ اس بڈھے کو مسجد قبا میں لے گئے تو یکایک وہ دیکھتا کیا ہے کہ جناب رسُول خدا مسجد قبا میں موجود ہیں اور ان حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ امیر المومنینؑ پر ظلم کرنے سے باز رہ۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ابوبکر کی مڈبھیڑ عمر سے ہوئی اس سے سارا واقعہ بیان بیان کیا تو اس نے کہا چپ رہ (خبردار کسی سے ذکر نہ کیجیو۔ ارے کھوسٹ!) تو نے آج تک اتنا بھی نہ پہچانا کہ اولاد عبدالمطلب ہمیشہ کے جادوگر ہیں۔ اسی کتاب میں بروایت معاویہ ابن عمار الدہنی جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک دن ابوبکر جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ روز اعلان ولایت (عید غدیر) کے بعد جناب رسُول خدا نے آپ کے بارے میں ہم سے کوئی نئی بات نہیں فرمائی۔ اور میں اس بات کا اقراری ہوں اور جناب رسُول خدا کی زندگی میں بھی میں آپ کو امیر المومنینؑ جانتا اور مانتا تھا اور جناب رسُول خدا نے ہم کو یہ خبر بھی دی ہے کہ آپ ان کے وصی اور ان کے وارث ہیں اور ان کے اہل و عیال کے لئے ان کے خلیفہ بھی ہیں مگر آنحضرتؐ نے ہم کو یہ خبر نہیں دی کہ آپ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے خلیفہ

بھی ہیں مگر آنحضرتؐ نے ہم کو یہ خبر نہیں دی کہ آپ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے خلیفہ ہوں گے لہٰذا فیمابین اس معاملہ میں ہمارے ذمہ کوئی جرم نہیں اور بینی و بین اللہ ہم کسی طرح گنہگار نہیں۔ یہ سن کر ان حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ بھلا اگر تو جناب رسولؐ خدا کو دیکھے اور آنحضرتؐ تجھ سے یہ فرمائیں کہ جس جگہ تو دبا بیٹھا ہے میں ہی اس کا مستحق ہوں نہ کہ تو۔ اور اگر تو اس جگہ سے نہ ہٹا تو تو کافر ہو جائے گا۔ پھر کیا کہتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ اگر میں جناب رسولؐ خدا کو دیکھ لوں اور جو کچھ آپ نے مجھ سے فرمایا ہے آنحضرتؐ اس کا ایک حصہ بھی مجھ سے بیان کر دیں تو وہی میرے لئے کافی ہو گا۔ فرمایا اچھا تو جب تو نماز مغرب پڑھ چکے تو میرے پاس آجائیو۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نماز مغرب کے بعد حضرتؐ کی خدمت میں آگیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور مسجد قبا میں لے گئے۔ تو وہ یکایک دیکھتا کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا قبلہ کی طرف رُخ کئے ہوئے تشریف فرما ہیں اور اس سے خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے عتیق! تو نے علیؑ مرتضےٰ پر حملہ کیا اور نبوت کی جگہ جا بیٹھا حالانکہ میں علیؑ مرتضےٰ کو تیرے سامنے سب پر مقدم کر چکا تھا۔ اب جو لباس (خلافت) تو نے پہن لیا ہے اسے اتار دے اور اسے علیؑ کے لئے چھوڑ دے ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیرا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ پھر حضرت ابوبکر کو ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور جناب رسولؐ خدا ان دونوں کے سامنے سے اٹھ کر تشریف لے گئے۔ اور جناب امیرؑ المومنین وہاں سے سلمانؓ فارسی کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے سلمانؓ! کیا تمھیں خبر نہیں کہ معاملہ یوں اور یوں گذرا۔ سلمانؓ فارسی عرض کرنے لگے کہ ضرور ہے کہ وہ اس معاملہ کی آپ کے نام کے ساتھ تشہیر دے گا اور اپنے یار کے لئے اس کیفیت کو ضرور ظاہر کر دے گا۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ پوری پوری خبر اس کو پہونچائے گا۔ اس پر جناب امیرؑ متبسم ہوئے اور فرمانے لگے کہ یار کو خبر دینا یہ تو ضرور کرے گا پھر اپنے ذاتی معاملات پر نظر ڈال کر دیکھے گا کہ وہ دونوں ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں گے۔ چنانچہ ادھر ابوبکر نے عمر سے ملاقات کی اور کہا کہ علیؑ فلاں فلاں وقت آئے تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ لے گئے تھے اور جناب رسولؐ خدا نے ایسا ایسا فرمایا یہ سن کر عمر نے اس سے کہا کہ پھٹے منہ تو بھی کتنا گودن ہے۔ خدا کی قسم تو اس وقت (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) ابن ابی کبشہ (یہ وہ کنیت ہے جس سے کفار جناب رسولؐ خدا کا ذکر کیا کرتے تھے) کہ جادو کی پیٹ میں آگیا تھا کیا تو اس بات کو بھول گیا کہ کل بنی ہاشم اور ان کے ماننے والے اسی بھیس میں تو ہیں (یعنی سب جادوگر ہیں)۔

اسی کتاب میں روایت ابوسعید البکاری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کی ابوبکر سے ملاقات ہوئی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ آیا جناب رسولؐ خدا نے تجھکو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ تو میری اطاعت کرے اس نے کہا نہیں تو۔ اور اگر آنحضرتؐ مجھے حکم دیتے تو کیا میں اطاعت نہ کرتا؟ فرمایا چل میرے ساتھ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں چلیں۔ پس وہ حضرتؐ کے ساتھ مسجد قبا میں گیا تو یکایک دیکھتا کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا مسجد قبا میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرتؐ فارغ ہوئے تو علیؑ مرتضےٰ نے ان سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! میں نے ابوبکر سے یہ کہا تھا کہ کیا مجھے جناب رسولؐ خدا نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں دیا تو یہ کہتا ہے کہ ہاں نہیں دیا اس وقت جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر میں نے تجھ کو ضرور حکم دیا ہے کہ تو علیؑ مرتضےٰ کی اطاعت کر۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابوبکر مسجد سے نکل کر عمر سے ملا تو ترسیاں و لرزاں تھا۔ عمر نے کہا کہ ارے تجھے ہو کیا گیا ہے تو ابوبکر نے جواب دیا کہ مجھ سے جناب رسولؐ خدا نے ایسا اور ایسا فرمایا ہے اس پر عمر نے کہا تھ پڑے اس امت پر جس نے تجھ جیسے کو اپنا حاکم بنا لیا۔ کیا تو بنی ہاشم کے جادو سے واقف نہیں؟ بصائر الدرجات میں بروایت ابی عمارہ ابان ابن تغلبہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ ابوبکر کے پاس آئے اور اس پر حجت قائم کر دی۔ پھر اس سے فرمایا کہ آیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جناب رسولؐ خدا میرے اور تیرے مابین فیصلہ فرمائیں۔ اس نے عرض کی بھلا مجھے اس کا موقع کیسے ملے گا۔ اس پر حضرتؐ اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں لے آئے تو یکایک دیکھتا کیا ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں موجود ہیں۔ پس آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کے موافق اور ابوبکر کے برخلاف فیصلہ سنا دیا وہاں سے ابوبکر خوف زدہ واپس ہوا راستہ میں عمر سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سارا واقعہ اسے سنایا تو اس نے کہا (ارے بویک!) تجھے ہو کیا گیا ہے آیا تو بنی ہاشم کے جادو سے واقف نہیں ہے؟

کافی میں بروایت عباس ابن جریش جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ابوبکر سے یہ فرمایا۔۔۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ اور یہ فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب رسولؐ خدا نے شہید ہو کر انتقال فرمایا خدا کی قسم وہ تیرے پاس ضرور آئیں گے پس جب وہ تیرے پاس آئیں تو یقین کر لیجیو کیونکہ شیطان آنحضرتؐ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس وقت جناب امیرؑ نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا تو یکایک اس نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر! علیؑ پر اور اس کی اولاد میں سے جو گیارہ امام ہوں گے ان پر ایمان لا کہ وہ سب میری مانند ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ نبوت ان کو نہیں ملی۔ خدا کے حضور میں توبہ کر اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ان کو دے دے اس لئے کہ تیرا کوئی حق اس میں نہیں ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرتؐ تشریف لے گئے اور ابوبکر نے ان کو پھر نہ دیکھا۔

صاحب درر المناقب میں حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ کو چہارے مدینہ کا گشت کر رہے تھے کہ ابوبکر سامنے سے آگیا۔ ان جناب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکر! اس اللہ سے ڈر جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے اچھا خاصہ آدمی بنا دیا۔ اور اے ابن ابی قحافہ! قیامت کو بھی یاد کر اور جناب رسولؐ خدا جو کچھ فرما گئے تھے اسے بھی دھیان میں لا۔ یہ قوم لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ غدیر خم میں تم لوگوں کو کیا کیا وصیتیں فرمائی تھیں۔ اگر اب بھی امر خلافت تو مجھے واپس کر دے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ تیرے اس وقت تک کے افعال کو وہ بخشدے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو ذرا یہ بھی سوچ لے کہ کل جناب رسولؐ خدا کو کیا جواب دیگا یہ سنکر ابوبکر بولا کہ آپ مجھے جناب رسولؐ خدا کو خواب میں دکھا دیں اور آنحضرتؐ مجھ کو اس چیز سے روک دیں جو مجھے میسر آگئی ہے۔ تو میں ان کی اطاعت کروں گا اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں حالت بیداری ہی میں آنحضرتؐ کی زیارت کرا دوں تو کیسا؟ (اس نے کہا سبحان اللہ اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے میں اور زیادہ اطاعت کو حاضر ہوں۔) پھر جناب علیؑ مرتضےٰ اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں لے آئے۔ تو اس نے دیکھا کہ آنحضرتؐ محراب مسجد میں کشف پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے ابوبکر! کیا میں نے تجھ سے بار بار اور بکرات و مرّات یہ

نہیں کہا تھا کہ علیؑ ابن ابیطالب میرے خلیفہ ہیں۔ اور میرے وصی ہیں ان کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ اور ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہاں سے ابوبکر بہت ہی پریشان و ترساں و لرزاں نکلا اور اس نے یہ ارادہ حتمی کر لیا کہ امر خلافت جناب امیر المومنینؑ کو دے دے۔ کہ اتنے میں اس کے یاروں میں سے ایک شخص اسے مل گیا۔ جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کیا اس نے کہا کہ یہ تو بنی ہاشم کے جادوؤں میں سے ایک جادو ہے۔ تجھے جو خلافت مل گئی ہے۔ اس پر ڈٹا رہ اور اس کے استحکام میں کوشش کئے جا۔ الغرض اس یار نے اتنا بہکایا اتنا بہکایا کہ وہ حق سے باز رہا۔ تفسیر نیز ہان میں کسی مشہور عالم کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ شیعہ بالاتفاق روایت کرتے ہیں کہ جب ابوبکر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی جگہ غصباً متمکن ہو گیا اور اپنے آپ کو امام مشہور کرنے لگا اور لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لینے لگا جو جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرتؐ کے اقوال سے اس پر حجت قائم کی اور اس پر یہ اقوال ان حضرتؐ نے بہت سے مرتبوں پر فرمائے تھے کہ علیؑ میرے خلیفہ اور وصی اور وزیر۔ میرا قرض ادا کرنے والے میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ نیز ان حضرتؐ نے لوگوں کو اپنی حیات میں بھی ان کے اتباع کا حکم دیا۔ اور بعد وفات بھی۔ ابوبکر کا جواب اس موقعہ پر یہ تھا کہ لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں سو تم مجھے اس حکومت سے معذور ہی رکھو اس پر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ یوں کہنے سے تجھے حکومت سے کون معذور رکھے گا۔ تو خود بخود اپنے گھر میں بیٹھ رہ۔ اور امر خلافت اس کے سپرد کر دے جس اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے خلیفہ اور امیر مقرر کیا ہے۔ اور قریش کے کینہ وہ لوگ تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں اس لئے کہ وہ دنیا کے بندے ہیں۔ وہ حق کو اس کی جگہ سے صرف اس لئے ہٹانا چاہتے ہیں کہ تیرے بعد حکومت خود حاصل کر لیں اور جب تک تو زندہ ہے تیری دنیا کا حصہ لیتے رہیں۔ اس کا جواب ابوبکر سے صاف نہ بن پڑا۔ اس کی زبان لکنت کرنے لگی۔ اور امر خلافت جناب امیرؑ کے سپرد کرنے میں پس و پیش کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے ایک دن اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر میں جناب رسولؐ خدا کو تجھے دکھلا دوں اور وہ حضرتؐ تجھے میرا اتباع کرنے کا اور امر خلافت میرے سپرد کرنے کا حکم دے دیں تو بھی ان کے قول کو قبول کر لے گا؟ حضرتؐ کی اس بات پر متعجب ہو کر لگا ہنسنے اور یہ کہنے کہ جی ہاں قبول کروں گا۔ اس پر حضرتؐ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس مسجد میں لے گئے جو مدینہ میں مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ جناب رسولؐ خدا کو اسے دکھلا دیا کہ۔ آنحضرتؐ اس سے فرما رہے ہیں کہ ارے ابوبکر! کیا وہ سب کچھ بھول گیا جو علیؑ کے بارے میں میں تجھ سے کہہ چکا ہوں۔ یہ امر خلافت علیؑ کے سپرد کر دے علیؑ کی پیروی کر اور ان کی مخالفت روا نہ رکھ۔ جب ابوبکر یہ سن چکا اور جناب رسولؐ خدا اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے تو مبہوت اور متحیر ہو کر رہ گیا اور اس کے بدن میں کپکپی سی پڑ گئی۔ اور پختہ ارادہ کر لیا کہ امر خلافت ان جنابؑ کے سپرد کر دے مگر بعد میں ثانی نے اس کی رائے میں دخل دیا اور جو کچھ بہت سی احادیث میں بیان ہو چکا ہے وہ کچھ اس نے کہا۔ (اور آخر الامر اسے حق سے باز رکھا)

قول مترجم :- صاحب برہان فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی روائیتیں بہت ہی کثرت سے ہیں مگر ہم نے طول ہو جانے کے خوف سے اتنی ہی روائیتوں پر اختصاراً کیا ہے۔

صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۴ مَا اَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : مطلب یہ ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت کو ہم نے آسمان و زمین کی خلقت کا گواہ نہیں بنایا تھا مگر جن کو گواہ بنایا تھا ان کو تم دوست نہیں رکھتے بلکہ ان سے روگرداں ہو۔ چنانچہ کافی میں امام محمد تقیؑ سے منقول ہے کہ ازل الازل سے پروردگار عالم منفرد و یکتا تھا۔ پھر اس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو پیدا کیا۔ اور ہزار زمانوں تک انکو حبس شان سے رکھا وہ رہے۔ پھر اور تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی پیدائش کا گواہ قرار دیا۔ اور ان حضراتؑ کی اطاعت ان پر لازم کر دی۔ اور ان کے معاملات انہی حضراتؑ کے سپرد فرما دیئے۔ قول مترجم :- ہزار زمانے فرمانے سے مطلب سال یا ماہ یا دن رات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اس وقت تک نہ تھیں۔ لہٰذا اس زمانے کی مقدار خدا جانے یا خاماں خدا ۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۵ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ دعا مانگی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ (یا اللہ تو عمر ابن خطاب یا ابوجہل ابن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو عزت دے) جواب میں خدا تعالےٰ نے یہی آیت نازل فرمائی۔

قول مترجم :- جناب رسولؐ کی یہ دعا مخالفین کے لئے سرمایہ ناز ہے کہ گویا جناب رسولؐ خدا اپنے اس سسرے کی شرکت کو اسلام کی عزت سمجھتے تھے۔ کیونکہ علیؑ تو طفولیت ہی سے داخل اسلام تھے پس ان کی شرکت تو گویا کوئی چیز ہی نہ تھی اور اس سسر کی شرکت ایسی بڑی چیز تھی کہ جناب رسولؐ خدا نے خود خدا سے دعا کی۔ مگر جواب میں جو آیت نازل ہوئی اسے پڑھ کر کسی مومن کے دل میں تو آن واحد کے لئے بھی شبہہ باقی نہ رہے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نے تو اس سسرے کا نام گمراہ کرنے والوں کی فہرست میں داخل فرما دیا اور جناب رسولؐ خدا نے اپنی دعا میں اسے ہم مرتبہ ابوجہل فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کا یہ دعا مانگنا علم نبوت کی ایک بین دلیل ہے یعنی آنحضرتؐ جانتے تھے کہ میرے بعد میری امت کا ایک بڑا گروہ اسی سسرے کو باعث عزت اسلام سمجھتا رہے گا۔ ان کی ہدایت کے لئے آنحضرتؐ کی دعا اور خدا تعالےٰ کا جواب شرط ایمان کافی و وافی ہو سکتا ہے نیز یہ اسر بھی نظر انداز نہ کیا جائے کہ جناب رسولؐ خدا کا ہر عمل تابع رضاء خدا ہوتا ہے تو ضرور یہ دعا بھی خدا تعالےٰ کے اشارے سے کی گئی ہو گی۔ تاکہ دعا اور اس کا جواب شک کرنے والوں کے لئے موجب اطمینان ہو سکے جیسا کہ اس سسرے کے ہمسر خسرو اول میاں ابوبکر کو سورۂ برات کی ابتدائی آیتیں دے کر جناب رسولؐ خدا نے مامور فرمایا تھا۔ مگر پھر وصی صریح کے حکم سے ان کو معزول اور جناب امیرؑ کو منصوب فرما دیا۔ تاکہ امت کے لئے یہ دو امامی حجت قائم رہے۔ کہ جو شخص چند آیتیں مشرکین مکہ کے سامنے جا کر پڑھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو وہ جانشین نبی کیونکر ہو سکتا ہے اس کے لئے تو جانشین نبی ایسا ہونا چاہیئے جو تمام عالم کے لئے خدا کی تفسیر کر سکے۔ وَالْفَاضِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ ۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۶ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا : احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کبھی کبھی کافر کا گمان بھی یقین ہو جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۸ نوٹ ۷ سُنَّةَ الْاَوَّلِيْنَ : لفظی معنی پہلوؤں کا قاعدہ۔ اور مطلب ہے ہلاکت و بیخکنی جیسی کہ پہلوں کی کی گئی ۔ ۱۲

صفحہ ۳۵۹/۳۶۰ نوٹ ۷ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ایک پرندہ آیا۔ کنارۂ سمندر پر اترا پھر اس نے چونچ اپنی سمندر میں ڈالی اور یہ کہا کہ اے موسیٰ میری اس چونچ کے اوپر اس سارے سمندر میں سے جتنا پانی لگا ہے آپ کو اپنے پروردگار کے علم میں اتنا ہی ملا۔

اور دوسری طرح جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں روایت کی گئی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اس حد تک پہونچا کہ ان کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا تو ان کو ایک پیمانہ بھی عطا ہوا جس میں ایک نمک لگی ہوئی مچھلی تھی۔ اور ان سے یہ کہا گیا کہ یہی مچھلی آپ کو ان صاحب تک پہونچا دے گی۔ مجمع البحرین کے پاس ایک چٹان ہے اور اس کے پاس ایک چشمہ ہے اس کا ایک قطرہ بھی کسی مُردہ پر پڑے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اس لئے اس کا نام چشمۂ حیات ہے۔ چنانچہ دونوں بزرگوار چلے اور چٹان کے پاس پہونچے تو حضرت یوشع لگے اس مچھلی کو اس چشمہ میں دھونے۔ وہ مچھلی ان کے ہاتھ میں تڑپی جس سے ان کے ہاتھ میں ایک خراش بھی آگئی اور وہ ان کے ہاتھ سے نکل کے دریا میں داخل ہو گئی۔ مگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس واقعہ کا ذکر کرنا بھول گئے۔

کتاب اکمال الدین میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے کسی یہودی کے جواب میں جس نے ان حضرتؑ سے کچھ مسئلے دریافت کئے تھے یہ ارشاد فرمایا کہ رہا تیرا یہ قول کہ پہلا چشمہ جو روئے زمین پر جاری ہوا وہ کونسا ہے؟ تو یہودیوں کا گمان تو یہ ہے کہ وہ چشمہ ہے جو بیت المقدس میں پتھر کے نیچے سے نکلا ہے مگر وہ جھوٹے ہیں بلکہ وہ چشمہ چشمۂ آب حیات ہے جس تک موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ولی یوشع تھے۔ اور حضرت یوشع نے نمک لگی ہوئی مچھلی اسی میں دھوئی تھی جس سے وہ زندہ ہو گئی تھی۔ اور اس پانی کی خاصیت ہی یہ ہے کہ جس مردہ کو چھو جائے وہ زندہ ہو جاتا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام ذوالقرنین کے آگے آگے اس چشمۂ آب حیات کی تلاش میں گئے تھے انھوں نے اسے پا بھی لیا تھا اور اسے پی بھی لیا تھا۔ ہاں ذوالقرنین کو وہ نہیں ملا تھا۔

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۱ رُشْدًا اس کی قراءت رُشُدًا (بضم شین) بھی آئی ہے ایک روایت میں وارد ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ آگے بڑھنے کے بعد واپس آئے اور یہ معلوم کیا کہ مچھلی اپنا راستہ بنا کر سمندر میں چلی گئی ہے۔ اور اس کے نشان پر دونوں چل پڑے تو سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں حضرت خضر کے پاس پہونچ گئے اور ان کو بیٹھے ہوئے یا کسی چیز پر تکیہ کئے ہوئے پایا۔ موسیٰؑ نے سلام کیا انھوں نے ان کے سلام سے تعجب کیا کیونکہ وہ ایسی سرزمین میں تھے جہاں سلام کا دستور نہ تھا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ میں موسیٰ ابن عمران ہوں۔ فرمایا تم وہی موسیٰ ابن عمران ہو جن سے خدا نے باتیں کیں۔ انھوں نے کہا جی ہاں فرمایا آپ کی حاجت کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ فرمایا کہ مجھے وہ کام سپرد کیا گیا ہے جو آپ کے بس کا نہیں ہے۔ اور آپ کو وہ کام سپرد کیا گیا ہے جو میرے بس کا نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت خضرؑ نے جناب موسیٰؑ کو آل محمدؐ کے کچھ فضائل اور کچھ مصائب سنائے اور دونوں بزرگوار خوب روئے پھر کچھ اور فضیلتیں سنائیں یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کہنے لگے کہ کاش میں بھی آل محمدؐ میں سے ہوتا پھر ابوبکر و عمر کا ذکر اور جناب رسولؐ خدا کے اپنی قوم میں مبعوث ہونے کا ذکر اور ان لوگوں کے ہاتھوں سے تکلیفیں پانے کا اور جھٹلائے جانے کا ذکر فرمایا اور اس آیت کی وَ نُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ تاویل بیان فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۲ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا یہ قول حضرت خضرؑ کا ہے۔ اور خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ قیاس کو کام فرمائیں گے حالانکہ علم خدا اور امر خدا میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہو سکتا تفسیر عیاشی اور اعلل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ نبی مرسل تھے جن کو خدا تعالیٰ نے ان کی قوم میں مبعوث فرمایا تھا۔ اور وہ توحید خدا و اقرار انبیاء و مرسلین و کتب کی دعوت دیتے تھے اور ان کا اصلی نام و نسب بلیا بن ملکا بن عامر بن ارمخشد بن سام بن نوحؑ تھا۔ اور خضرؑ اس لئے مشہور ہوئے کہ یہ ان کا معجزہ تھا کہ جس خشک لکڑی پر بیٹھ جاتے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۳ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث میں جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے علم حاصل کرنے کی خواہش کی تھی اس طرح امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم سے علم حاصل کرنے کی رغبت نہیں کی۔ وہاں حضرت خضرؑ نے موسیٰؑ سے صاف کہہ دیا کہ تم کو میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا تو سپرد بھی انھوں نے مشیت خدا کی قید لگا کر ساتھ رہنے پر اصرار کیا اور اپنا شوق تحصیل علم ظاہر کر دیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اگر میں موسیٰؑ اور خضرؑ کے مابین ہوتا تو ان دونوں کو جتلا دیتا کہ میں ان سے زیادہ عالم ہوں۔ اور ان چیزوں کی خبر دیتا جس کا ان دونوں کو علم نہیں دیا گیا تھا۔ اس لئے کہ موسیٰؑ اور خضرؑ کو گذشتہ کا علم دیا گیا تھا۔ کہ آئندہ کا اور قیامت تک کا۔ اور ہم کو جناب رسولؐ خدا سے وارثانہ سب کچھ پہونچا ہے

قول مترجم:۔ امام علیہ السلام کے اس قول کو کوئی شخص خود ستائی پر محمول نہ کرے۔ بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے۔ جیسا کہ جناب رسولؐ خدا کی بھی متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو جاہلوں پر حقیقت کے حال کا انکشاف نہ ہوتا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۴ اِمْرًا: تفسیر قمی میں ہے کہ اِمْرًا سے مطلب ہے بدی اور چونکہ حضرت موسیٰؑ ہر ایسے امر سے جو ظاہراً بد معلوم ہو متنفر تھے اس لئے جو کچھ انھوں نے دیکھا ان پر بہت ہی گراں گزرا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۵ بِمَا نَسِيْتُ: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ سے یہ پہلی خلاف ورزی بوجہ نسیان ہوئی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۶ لَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا: مطلب یہ ہے کہ میرے نسیان پر اتنی گرفت نہ کیجئے کہ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہی دشوار ہو جائے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۰ نوٹ ۷ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً: علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰؑ کو اس قتل پر اتنا غصہ آیا کہ انھوں نے

حضرتؑ سے سخت حجت کی اور یہ سب کچھ کہا جو اس آیت میں اَفَنَلَدتَ سے آخر تک کہا گیا ہے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ آدمیوں کی عقلیں حکم خدا کی حاکم نہیں ہو سکتیں ہاں حکم خدا تمام آدمیوں کی عقلوں کا حاکم ہو سکتا ہے۔ پس آپ مجھے جو کچھ بھی کرتے دیکھیں اسے چپ چاپ تسلیم کر لیا کریں اور جادہ صبر سے نہ ہٹا کریں۔ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ ۱۲

پارۂ پانزدہم[۱۵] تمام شُد

ضمیمہ متعلق پارہ شانزدھم ۱۶

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۱ ؎ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ مومن کی اولاد کی ایک ہزار برس تک حفاظت کرتا ہے چنانچہ ان دونوں لڑکوں کے اور (اُن) کے ماں باپ کے مابین (جنھوں نے یہ خزانہ رکھا تھا) سات سو برس کا فصل تھا انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ مرد مومن کی نیکی کے باعث خدائے تعالیٰ اُس کی اولاد کی اولاد کی اولاد کی اصلاح فرماتا ہے اور خود اس کی اولاد کی اور اُس کے پڑوسیوں تک کی حفاظت فرماتا ہے۔ پس اس مومن کی جو عزت خدا کے نزدیک ہے اس کی وجہ سے یہ حفاظتِ خدا میں رہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرتؑ نے انہی دونوں لڑکوں کا جو دیوار کے مالک تھے ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ان کے اجداد کی نیکی کے باعث ان کی اسطرح قدردانی فرمائی العیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب علم علم لدنی نے اس دیوار کو قائم کر دیا اور حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ سے فیض وبیش ہو چکی تو پروردگار عالم کے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں ماں باپ کے اعمال کا بدلہ ان کی اولاد کو دیا کرتا ہوں نیکی کا نیک، بدی کا بد۔ پس تم زنا نہ کرنا ورنہ تمھاری عورتوں سے بھی زنا کیا جائے گا جو شخص کسی مسلمان کی زوجہ سے بدفعلی کرے گا۔ اس کی زوجہ سے بھی بدفعلی کی جائے گی۔ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۲ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؎ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنی رائے سے کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا ہے خدا کے حکم سے کیا ہے ان تینوں آیتوں میں حضرت خضرؑ نے اپنے افعال کی جو توجیہیں بیان کی ہیں اُن میں پہلی آیت میں تو فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور دوسری میں اپنی طرف اور خدا کی طرف مشترک اور تیسری میں خالص خدائی طرف۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۳ یَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؎ پس قرب الاسناد میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یہودیوں کے چند آدمی جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اور میرے جدّ امجد جناب امیر المومنینؑ سے انھوں نے عرض کی کہ ہمیں ابن عم تک لے چلئے ہمیں کچھ سوال کرنے ہیں۔ حضرت امیر المومنینؑ جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ جتنا اُس نے مجھے تعلیم فرما دیا ہے اُس کے علاوہ نہیں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ ان کو آنے دو۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ جس لیے تم آئے ہو آیا وہ تم خود دریافت کرو گے یا میں پہلے سے بتلا دوں؟ انھوں نے کہا (اس سے بہتر کیا ہوگا) آپ ہی بتلائیے۔ فرمایا کہ تم ذوالقرنین کا حال پوچھنے آئے ہو انھوں نے عرض کی ہاں۔ یہی مطلب ہے۔ فرمایا کہ وہ روم کا ایک لڑکا تھا جو بعد میں بادشاہ ہو گیا تھا اور سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے تک گیا تھا پھر اس نے ان دونوں مقامات کے درمیان دیوار بنائی تھی۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ واقعی واقعہ تو اتنا ہی ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت موسیٰؑ۔ حضرت یوشع اور حضرت خضر علیہم السلام کا قصہ بیان فرمایا تو لوگوں نے عرض کی کہ ہم سے اُس پھرنے والے کا بھی حال بیان فرمایئے جو مشرق و مغرب میں چلا پھرا ہے کہ وہ کون تھا؟ اور اس کا قصہ کیا ہے؟ اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ الخ۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ذوالقرنین نبی تھے یا بادشاہ؟ حضرتؑ نے جواب دیا نہ وہ نبی تھے اور نہ بادشاہ بلکہ خدا کے نیک بندے تھے وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا اُنکو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا سے خلوص رکھتے تھے اور خدائے تعالیٰ ان کو خالص بندہ جانتا تھا۔ اور انھیں اُنکی قوم کے پاس ہدایت کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ پس اُن لوگوں نے ذوالقرنین کے سر کے داہنے حصّہ پر ضربت لگائی تو ذوالقرنین اُن کی نظروں سے جب تک خدا کو منظور تھا غائب ہو گئے پھر دوبارہ خدا نے اُن کو بھیجا تو ان لوگوں نے ذوالقرنین کے سر کے بائیں حصّہ پر ضربت لگائی پھر اُن کی نظروں سے ایک مدت تک غائب رہے۔ پھر تیسری بار ہدایت کے لیے بھیجے گئے خداوند عالم نے ان کو زمین میں اقتدار دیا۔ (ایُّہا النّاس!) ذوالقرنین کی مثل تم میں بھی موجود ہے۔ مراد حضرتؑ کی یہ تھی کہ میں بھی مثل ذوالقرنین ہوں۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین کو خدائے تعالیٰ نے اُن کی قوم کو ہدایت پر مامور کیا تھا۔ پس اُس قوم نے ذوالقرنین کے سر کے داہنے حصّہ پر تلوار ماری۔ خدا نے ان کو پانچ سو برس تک مردہ رکھا پھر دوبارہ زندہ کر کے انہی کی ہدایت کے واسطے بھیجا تو انکی دفعہ انھوں نے ذوالقرنین کے بائیں حصّہ سر پر ضربت لگائی۔ پھر خدا نے ان کو پانچسو برس کیلئے موت دیدی۔ پھر زندہ کر کے اُن لوگوں کے پاس ہدایت کیلئے بھیجا اور زمین کے مشرق و مغرب کا مالک کر دیا یعنی جہاں سے سورج نکلتا دکھائی دیتا ہے اور جہاں سے لیکر اس جگہ تک کا جہاں وہ ڈوبتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ آیاتِ مندرجۂ ذیل میں خدائے تعالیٰ نے اسی امر کی خبر دی ہے حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ الخ

تفسیر عیاشی میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ذوالقرنین نہ نبی تھے اور نہ رسول بلکہ وہ ایک بندہ تھے جو اللہ کو دوست رکھتے تھے اور اللہ اُنکو دوست رکھتا تھا وہ خدائے تعالیٰ کی جناب میں خلوص رکھتے تھے اور خدائے تعالیٰ اُنکو بندۂ خالص جانتا تھا۔ انھوں نے اپنی قوم کو (دین خدا کی) دعوت دی اُن لوگوں نے ان کے ایک حصّہ سر پر ضربت لگائی اور اُن کو مار ڈالا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اُن کو مبعوث فرمایا اور اُن لوگوں نے ان کے دوسرے حصّہ سر پر ضربت لگائی اُن کو قتل کر دیا۔ اور ایک حدیث میں یوں وارد ہے کہ ان حضرتؑ سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ آیا ذوالقرنین بادشاہ تھے یا نبی۔ اور اُن کے دونوں قرن سونے کے تھے یا چاندی کے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ نہ وہ نبی تھے نہ بادشاہ اور نہ اُن کے قرن سونے کے تھے اور نہ چاندی کے (اس سے آگے وہ بیان فرمایا جو عیاشی کی روایت میں اوپر مذکور ہو چکا)

الخصال میں بطور حدیث مرفوع منقول ہے کہ تمام روئے زمین کے چار شخص مالک ہوئے ہیں۔ دو مومن تھے اور دو کافر۔ مومن تو سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے اور کافر نمرود اور بخت نصر شقی۔ ذوالقرنین کا نام عبداللہ بن ضحاک تھا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ذوالقرنین

ذوالقرنین ایک بندۂ صالح تھے۔ جن کا نام عیاش تھا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو طوفانِ نوحؑ کے بعد گزشتہ صدیوں میں سے کسی صدی میں برگزیدہ فرما کے نواحِ مغرب کی طرف ہدایت کے لیے بھیجا وہاں کے لوگوں نے اُن کے سر کے داہنے حصّہ پر ضربت لگائی جس سے وہ ہلاک ہو گئے پھر سو برس کے بعد خدائے تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے بلادِ مشرق میں بھیجا وہاں کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور سر کے بائیں حصّہ پر ضربت لگائی اور وہ اس سے ہلاک ہو گئے۔ پھر سو برس کے بعد خدائے تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور سر پر جو دو ضربیں لگی تھیں ان ضربتوں کی جگہ دو کھولے سینگ پیدا کر دیئے جن کو سلطنت کی عزّت اور نبوّت کی علامت قرار دیا پھر خدائے تعالیٰ نے اُنکے آسمان دنیا تک بلند کیا اور بروے اُن کی آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے تمام دنیا کی چیزیں خشکی اور تری پہاڑ اور چٹیل میدان اور کچھاریں سب دکھائی دینے لگیں یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک کی ساری چیزوں پر اُن کی نگاہیں پڑ گئی اور خدائے تعالیٰ نے اُن کو ہر شے میں ایسی بصیرت عطا فرمائی جس سے انھوں نے حق و باطل کو پہچان لیا اور ایک بادل کے ذریعہ سے اُنکی تائید کی جس نے اندھیریاں بھی ہوتی تھیں اور کڑک بھی اور چمک بھی اور وہ ہر وقت اُن کے سر پر رہتا تھا۔ پھر اُنکو زمین پر اتارا اور وحی فرمائی کہ اب زمین کے مغربی نواح میں بھی جاؤ اور مشرق میں بھی اسلئے کہ ہم ملکوں میں تمھارے لیے چلنا پھرنا آسان کر دیں گے۔ اور بندوں کو تمھارا انعقاد اور مطیع بنا دیں گے اور تمھارا خوف اُن کے دلوں میں بٹھا دیں گے چنانچہ پہلے وہ مغرب کیطرف گئے۔ جس بستی میں پہنچتے تھے تو غضبناک شیر کی طرح ڈکارتے تھے اور اُس بادل سے جو اُن کے سر پر رہتا تھا اُس بستی پر تاریکی چھا جاتی تھی جس میں کڑک اور دمک ہوتی تھی جو اُنسے مخالفت کرتا تھا اور دشمنی کرتا تھا اُس پر بجلی گرا کر اُسے ہلاک کرتے تھے ابھی ذوالقرنین مغرب میں نہ پہنچ پائے تھے کہ تمام مشرق و مغرب والے اُن کے تابع فرمان ہو گئے جیسا کہ قولِ باری تعالیٰ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ اُنسے ظاہر ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین کو خدائے تعالیٰ نے اختیار دیا تھا کہ چاہیں تو سخت بادلوں پر سوار ہو کے زمین کی مسافت طے کریں یا مطیع و فرمانبردار بادل پر۔ انھوں نے آخرالذکر بادل کو پسند کیا تھا۔ اسی پر وہ سوار ہوتے تھے اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو اپنی طرف سے آپ ہی ایلچی بن کر ان کے پاس جاتے تھے تاکہ اور ایلچیوں کو جھٹلانے کا جیسا موقع ہو سکتا ہے وہ ان کو نہ ملے۔

جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے کسی نے ذوالقرنین کے حالات دریافت کیے تو حضرتؑ نے جواب دیا کہ ذوالقرنین کیلئے خدا نے بادل کو مسخّر کر دیا تھا اور اسباب اُنکے لیے مہیا کر دیے تھے اور ایک روشنی ان کو عطا فرمائی تھی۔ کسی نے عرض کی کہ وہ روشنی کیسی تھی؟ فرمایا وہ روشنی ایسی تھی جس سے وہ رات کو بھی دن کی طرح دیکھ لیتے تھے۔ (قولِ مترجم۔ بجلی کی روشنی کے خیالی موجد دیکھلیں کہ پہلے بھی یہ روشنی عطا ہو چکی ہے۔ کچھ اِس زمانہ والوں کی ذاتی ایجاد نہیں ہے)

الاکمال اور الخرائج میں ہے کسی نے جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام سے سوال کیا کہ ذوالقرنین کو یہ بات کیسے حاصل ہوئی کہ مشرق و مغرب میں پہنچ گئے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ نے بادل کو اُن کا فرمانبردار بنا دیا تھا اور اسباب اُن کے واسطے آسان کر دیے تھے اور ایک روشنی عطا فرمائی تھی جس کی وجہ سے اُنکے لیے رات اور دن یکساں تھا۔ اور الخرائج میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ انھوں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ وہ سورج سے اس قدر قریب ہو گئے کہ انھوں نے اُس کے شرقی کنارہ کو بھی پکڑ لیا تھا اور غربی کنارہ کو بھی جب انھوں نے اپنی قوم سے یہ قصہ بیان کیا اور اپنی منزلت اُن پر ظاہر کی تو انھوں نے اُن کا نام ذوالقرنین رکھا۔ اور انھوں نے سب کو خدا کی طرف دعوت دی اور وہ داخلِ اسلام ہوئے

قولِ مترجم:۔ اوپر کی روایتوں میں پانچ پانچ سو برس بھی ذوالقرنین کا مردہ رہنا بیان کیا گیا ہے اور ایک ایک سو برس بھی ظاہراً یہ اختلاف بیان روایات کو مشکوک کرنے والا ہے مگر جن لوگوں کو علم ہیئت میں دخل ہے ان کو یہ معلوم ہے کہ عطارد کا سال ۸۸ دن کا۔ زہرہ کا دو سو چوبیس ۲۲۴ دن کا۔ زمین کا تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دن کا۔ اسی طرح مریخ و مشتری و زحل و یورینس وغیرہ کے بڑے بڑے یعنی زمین کے سال کے حساب سے کئی کئی برس کے ایک ایک برس ہوتے ہیں اور ان زمانوں میں جبکہ ذوالقرنین تھے مختلف قومیں مختلف ستاروں کی پرستش کیا کرتی تھیں اور انھیں کے حساب سے اپنا سال بھی شمار کرتی تھیں تو ممکن ہے کہ کسی سیّارہ کے پانچ برس دوسرے سیّارہ کے ایک برس کے برابر ہوں۔ تو اسی طرح ممکن ہے کہ پہلے سیّارہ کی ماننے والی قوم کے نزدیک جس واقعہ کو پانچ سو برس گزرے ہوں دوسرے سیّارہ کے ماننے والی قوم کے نزدیک اسی واقعہ کو سو برس گزریں گے۔ پہلی قوم کی روایت اگر پانچ سو برس ہوگی تو دوسری قوم کے یہاں کی مطابق اُسی روایت میں سو برس رہ جائیں گے۔ مختصراً اتنا اشارہ کر دیا گیا زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

تفسیر برہان میں جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ذوالقرنین ایک مردِ نیک تھے خدائے تعالیٰ نے اُن کو اپنے بندوں پر حجّت قرار دیا تھا۔ پس اُنھوں نے اپنی قوم کو دینِ خدا کی طرف ہدایت کی اور اُن کو تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم دیا۔ اُس قوم نے ذوالقرنین کے ایک حصۂ سر پر ضربت ماری پس ذوالقرنین ایک زمانہ تک غائب رہے۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یا تو وہ مر گئے یا کسی جنگل میں چلے گئے۔ بھر وہ ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے پس انھوں نے اُن کے دوسرے حصۂ سر پر بھی ضربت لگائی اور تم میں بھی ایک ذوالقرنین موجود ہے (مراد جنابِ امیر علیہ السّلام ہیں) خدا نے ذوالقرنین کو تمام روئے زمین کا بادشاہ کیا تھا اور ہر چیز کا سبب ان کو عطا فرمایا تھا اور وہ مشرق میں بھی پہونچے تھے اور مغرب میں بھی۔ خدائے تعالیٰ میری اولاد میں سے قائمِ آلِ محمدؐ کو ہو بہو ایسی ہی حکومت عنایت کرے گا۔ اور اُن کو زمین کے مشرق میں بھی پہنچا دیگا اور غرب میں بھی۔ زمین کا کوئی حصہ پہاڑی ہو یا چٹیل میدان جس پر ذوالقرنین نے قدم رکھا ہے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اُس پر قائمِ آلِ محمدؐ کو پہنچائیگا۔ روئے زمین کے خزانے اُن کے لیے کھول دیگا اور کانیں ظاہر فرما دیگا۔ رعب و دبدبہ سے ان کی مدد فرمائے گا اور تمام زمین کو ان کے ذریعہ سے عدل و انصاف سے اُسی طرح مملو کر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

کتاب اختصاص میں جناب شیخ مفیدؒ نے بہ سلسلۂ اسنادِ خود عبدالرحمٰن قصیر سے روایت کی ہے وہ لکھتا ہے کہ مجھ سے جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ ذوالقرنین کے پاس خدا نے دو بادل بھیجے تھے ایک ذلول دوسرا صعب اور یہ اختیار دیا تھا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہیں پسند کر لیں پس انھوں نے ذلول کو اختیار کیا۔ اور صعب تمہارے مولا کے لیے چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کی صعب کیا چیز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا صعب وہ بادل تھا جس میں گرج اور بجلی اور صاعقہ تھا۔ تمھارے امام اُس پر سوار ہونگے اور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے اسباب ملاحظہ کریں گے۔ پس وہ پانچ زمینیں آباد اور دو زمینیں غیر آباد پائیں گے نیز اسی کتاب میں ابوبصیر سے منقول ہے کہ جنابِ محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السّلام تمام زمین کے اوپر اور نیچے کے بادشاہ تھے۔ دو بادل اُن کے سامنے پیش کیے گئے تھے ایک ذلول دوسرا صعب ذلول میں زمین کے اوپر کا فرشتہ کا اور صعب میں زمین کے نیچے کا فرشتہ تھا۔ پس اُن جناب نے صعب کو اختیار کیا وہ ساتوں زمینوں میں اُن کو لے گیا۔ پس اُن جناب نے چار زمینیں آباد پائی تھیں اور تین غیر آباد۔ اُسی کتاب میں جنابِ امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے ذوالقرنین کے پاس دو بادل ایک ذلول دوسرا صعب بھیجے تھے

اور انھیں اختیار دیا تھا کہ جسے چاہیں پسند کریں تو انھوں نے ذبول کو پسند کیا تھا۔ ذبول وہ بادل ہے جس میں بجلی اور گرج نہ تھی صعب کو اسلئے انھوں نے پسند نہ کیا تھا کہ اسے خدائے تعالےٰ نے قائم آل محمدؐ کیلئے رکھا تھا۔

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۴ بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ ظاہراً یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کے کنارے تک پہنچ گئے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۵ وَجَدَهَا تَغْرُبُ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ خدائے تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ کَانَتْ تَغْرُبُ جس کے معنی ہوتے ہیں واقعی ڈوبتا تھا بلکہ فرمایا وَجَدَهَا تَغْرُبُ یعنی ذوالقرنین نے اُس کو ڈوبتے دیکھا۔ اور مغرب کی طرف جہاں تک ذوالقرنین کی نگاہ جاتی تھی سوائے پانی کے کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۶ مَطْلِعَ الشَّمْسِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں آباد حصۂ زمین پر سب سے پہلے سورج طلوع ہوا کرتا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۲ نوٹ نمبر ۷ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ؛ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان کو مکان بنانا نہیں سکھایا گیا تھا۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ کپڑا بنانے بھی نہ جانتے تھے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایسے لوگوں کے پاس پہنچا تھا جن کو سورج نے جھلس دیا تھا اور ان کا رنگ وجسم اتنا بدل دیا تھا گویا وہ مجسم سیاہی ہو گئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۲ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ ؛ العیون میں منقول ہے کہ جناب امام رضاؑ نے خلیفہ مامون کو جو کچھ تحریر فرمایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ تَحْكِيمُ حَكَمَيْنِ کے قصہ پر خوش ہونے والوں سے اور ابو موسیٰ اشعری اور اُس کے دوست داروں سے تبرا واجب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ یہاں آيَاتِ رَبِّهِمْ سے مراد ولایت جناب امیرالمومنینؑ ہے اور كَفَرُوا کا یہ مطلب ہے کہ اُن حضرتؑ کو چھوڑ کر دوسروں کی امامت کے قائل ہو گئے نتیجہ یہ ہوگا فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا اور جہنمیوں کے کتے بنا دیے جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۳ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ؛ احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اہل محشر کا اور ان کے احوال کا مذکور ہے از انجملہ یہ بھی ہے کہ ان میں سے ائمہ کفر اور سردار ضلالت بھی ہوں گے جن کی قیامت کے دن کوئی وقعت وقدر نہ کی جائے گی۔ اور ان کی طرف سے ایسی بے پرواہی کی جائے گی جیسی کہ انھوں نے خدائے تعالیٰ کے امر ونہی کی طرف سے بے پروائی برتی تھی۔ وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ آتش جہنم ان کے چہروں کو تجلس دے گی اور ان کے منہ گرمی کے مارے کھلے کے کھلے رہ جائیں گے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص بڑا موٹا تازہ لایا جائیگا مگر وزن میں پر پشہ کے برابر بھی نہ ہوگا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ وَزْنًا کا ایک مطلب یہ بھی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۴ آيَاتِي ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ آیات سے مراد یہاں اوصیاء جناب رسولؐ خدا ہیں جن کا ان لوگوں نے انکار کیا اور مذاق بنایا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۵ الْفِرْدَوْسِ ؛ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے مابین۔ ان سب میں اعلیٰ درجہ فردوس ہے جس سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ پس جب تم خدائے تعالےٰ سے سوال کرو تو فردوس ہی کا سوال کرو۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوذرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت عمارؓ یاسر رضوان اللہ علیہم کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جنات فردوس کو ان کی منزل اور جائے مہاجر مقرر فرمایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۶ كَلِمَاتِ رَبِّي ؛ ایک مطلب تو اس کا یہ ہے کہ کلام خدا کے لیئے کوئی حد واحصاء نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی ختم نہ ہوگا اس کے متعلق کچھ ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا کی ذیل میں آچکا ہے۔ (کلمات پروردگار کے متعلق پارۂ اول کے ضمیمے میں ملاحظہ کیجیے) ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۷ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ ؛ احتجاج طبرسی میں اور جناب امام حسن عسکریؑ کی تفسیر سورۂ بقرہ میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو یہ حکم پہنچا کہ ان سے یہ کہدو کہ میں صورت بشری میں تو تم ہی جیسا ہوں لیکن جیسا پروردگار عالم عام آدمیوں میں سے کسی کو حسن وجمال کے ساتھ، کسی کو مال ودولت کے ساتھ، کسی کو صحت وعافیت کے ساتھ مخصوص فرما دیتا ہے اسی طرح مجھ کو خاص آدمیوں میں سے نبوت ورسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے پس تم میری اس خصوصیت کا کیوں انکار کرتے ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۸ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اس شرک سے مراد ریاکاری ہے۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے دکھانے کیلئے نماز پڑھے وہ بھی مشرک ہے۔ اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے زکوٰۃ دے وہ بھی مشرک ہے اور جو لوگوں کو دکھانے کیلئے روزے رکھے وہ بھی مشرک اور جو لوگوں کے دکھانے کیلئے حج کرے وہ بھی مشرک ہے اور خدائے تعالےٰ ریاکار کا کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کی تعریف کی خاطر نماز پڑھی یا روزہ رکھا یا غلام آزاد کیے یا حج بجالایا تو اس نے اپنے عمل میں شرک کیا اور وہ مشرک ہوا۔ لیکن یہ شرک بخشے جانے کے قابل ہے۔ ۱۲۔ قول مترجم ؛ قول امام علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرک جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (یقیناً خدائے تعالیٰ اس بات کو نہ بخشے گا کہ اس کی ذات کے ساتھ شرک کیا جائے) اس سے مراد شرک جلی ہے اور یہ شرک فی العبادۃ شرک خفی ہے جو

اُس مد میں آجاتا ہے جس کی نسبت فرمایا وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ (یعنی شرک ذات سے ادنیٰ درجہ کے گناہ بخشدیگا) کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص کوئی عملِ خیر خوشنودیٔ خدا کے لیے نہ بجالائے بلکہ غرض اُس کی یہ ہو کہ لوگ سُن کر تعریف کریں تو یہ شخص اپنی عبادت میں مشرک ہوگا۔ پھر فرمایا جو شخص چھپا کے نیکی کرے تو خداوند عالم اس کو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر کردے گا۔ اور جو بندہ پوشیدہ برا کام کرے تو اگرچہ کتنا ہی زمانہ گذر جائے تو خدائے تعالےٰ اُسے کبھی نہ کبھی ظاہر کردے گا۔ تفسیر برہان میں ہے حسن بن علی وشا کہتے ہیں کہ میں جناب امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا میں نے اُن جنابؑ کے پاس لوٹا رکھا ہوا ہے اور وہ نماز کے لیے وضو کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے حضرتؑ کے دستِ مبارک پر پانی ڈالنے کا ارادہ کیا مگر اُن جنابؑ نے منع کردیا۔ میں نے عرض کی اے مولا! آپ مجھ کو ثواب حاصل کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟ فرمایا اے حسن! تم کو تو ثواب ملے گا مگر میں زیر بار ہو جاؤں گا میں نے عرض کی اے مولا یہ کیوں؟ حضرت نے جواب دیا کیا تم نے قول باری تعالےٰ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا نہیں سُنا ہے۔ اب میں نماز کے لیے وضو کرتا ہوں۔ نماز خدائے تعالیٰ کی عبادت ہے۔ مجھے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ میری عبادت میں کوئی شریک ہو جائے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ عمل صالح سے ائمہ اثنا عشر کی معرفت مراد ہے اور لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا سے حضرت علی علیہ السّلام کی اطاعت مقصود ہے کسی دوسرے نا اہل کو اُن جناب کی خلافت میں شریک نہ کرنا چاہیئے۔ تفسیر قمی میں اُنہی حضرتؑ سے روایت کی گئی ہے کہ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا کا یہ مطلب ہے کہ ولایتِ آلِ محمدؐ کے ساتھ کسی اور کی ولایت کو شریک نہ کرنا چاہیے اور اُن کی ولایت عمل صالح ہے اور جس نے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک کیا اُس نے ہماری ولایت سے بھی شرک کیا اور اس کا انکار کیا اور جناب امیر المومنین کے حق اور ان کی ولایت کا بھی مُنکر ہوا۔

صفحہ ۳۶۴ نوٹ نمبر ۹ كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ الاکمال میں جناب صاحب العصر والزمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ اُن حضرتؑ سے اِن حروف کی تاویل دریافت کی گئی تو فرمایا یہ حروفِ غیب کی خبریں ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ نے اپنے بندے زکریاؑ کو مطلع فرمایا تھا۔ پھر اس کا قصہ جناب رسولِ خدا سے بیان فرمایا اور وہ یہ تھا کہ جناب زکریاؑ نے خدا سے یہ دعا کی تھی کہ مجھے پنجتن پاک کے اسمائے مبارکہ تعلیم فرمادے۔ خدا تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کو نازل کیا اور انھوں نے تعلیم فرمادیا۔ اب حالت یہ تھی کہ جناب زکریاؑ جب محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ علیہم السّلام کے اسماء مبارک اپنی زبان پر جاری کرتے تو اُن کا رنج دور ہو جاتا اور دل کو فرحت ہوتی اور جب حسینؑ کا نام زبان پر لاتے تو اندوہ و ملال طاری ہوتا اور بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ایک دن انھوں نے عرض کی الٰہی! یہ کیا بات ہے کہ چار بزرگواروں کے نام لینے سے مجھے تسلی ہوتی ہے اور حسینؑ کا نام لینے سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور آہ نکلتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ نے حسینؑ کے قصہ سے یوں مطلع فرمایا كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ پس کاف سے کربلا مراد ہے اور ہا سے ہلاکتِ عترتِ رسولؐ اور یا سے مراد یزید لعین جو حسینؑ پر ظلم کرنے والا ہے اور عین سے مراد عطش امامِ عالیمقام کی پیاس اور صاد سے مراد ہے اُن حضرتؑ کا صبر۔ حضرت زکریاؑ نے جب سُنا تو تین دن تک مسجد سے نہ نکلے اور لوگوں کو بھی اپنے پاس آنے سے منع کردیا اور برابر روتے پیٹتے رہے۔ اور نوحہ اُن کا یہ تھا۔ الٰہی جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہے کیا تو اُس کو اُسکے بچے کے غم میں مبتلا کرے گا؟ الٰہی! کیا یہ مصیبت اُس کے گھر پر نازل ہوگی؟ الٰہی کیا تو علیؑ و فاطمہؑ کو ایسی مصیبت کے لباس سے ملبس کریگا؟ الٰہی کیا ایسی آفت اُن بزرگواروں پر ڈالے گا؟ پھر عرض کرتے تھے کہ الٰہی! ایک بچہ مجھے بھی عطا فرما جس سے اس بڑھاپے میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک ہو۔ اس کو میرا وارث و وصی قرار دے اور اُس کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہو جو حسینؑ کو محمد مصطفیٰؐ سے ہے۔ اور جب عطا فرمادے تو مجھے اس کی محبت میں مبتلا کر۔ اس کے بعد مجھے اس بچے کے غم میں اسی طرح مبتلا کر جس طرح محمدؐ کو اُنکے بچے کے غم میں مبتلا کریگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن کو یحییٰؑ عطا فرمایا اور پھر اُن کا رنج بھی انکو پہنچایا۔ اور یحییٰؑ کا حمل چھ مہینے رہا تھا اور یہی حالت حملِ جناب امام حسینؑ کی ہوئی۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۴ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۝ کنایہ کے طور پر یہ مطلب ادا کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے بطریقِ حلال مجھ سے مباشرت نہیں کی۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۵ فَحَمَلَتْهُ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جبرئیل امین نے حضرت مریمؑ کے کُرتے کی جیب میں ایک پھونک ماردی تھی پس رات کو وہ حاملہ ہوئیں اور اُسی صبح کو حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ یہ حمل صرف نو گھنٹے رہا یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ ظاہر کرنے کیلئے مہینوں کو ساعتوں سے بدل دیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۶ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ التہذیب میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت مریمؑ دمشق کے راستے سے نکلی ہوئی کربلا آگئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ اُس جگہ پیدا ہوئے۔ جہاں اب قبر مبارک جناب امام حسینؑ ہے۔ پھر اندھیرے ہی اندھیرے اپنی اپنی جگہ واپس آگئی تھیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۷ اَلْمَخَاضُ ۝ مخاض اس درد کو کہتے ہیں جو حاملہ عورت کو اُس وقت محسوس ہوتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلنے کیلئے حرکت شروع کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۸ مِنْ تَحْتِهَآ ۝ اس سے مراد ہیں حضرت عیسیٰؑ یا جبرئیلؑ امین۔ مگر اول کی نسبت روایتیں زیادہ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۶ نوٹ نمبر ۹ اَلنَّخْلَةِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جس دن حضرت مریمؑ بیت المقدس سے نکل کر چلی ہیں وہ بازار کا موقع تھا۔ پس اُن حضرتؑ کو راستے میں کچھ جو لاہے ملے جو سبزہ رنگ خچروں پر سوار چلے آتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں جولاہے کا پیشہ بڑی برکت کا پیشہ تھا۔ حضرت مریمؑ نے اُن سے دریافت کیا کہ خُرمے کے خشک درخت کہاں ہیں؟ جواب میں انھوں نے حضرتؑ کو جھڑک دیا اور حضرتؑ کا مذاق اڑایا۔ حضرت مریمؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ تمہارے پیشے کو ذلیل و خوار اور تم کو لوگوں کیلئے ذلت و عار قرار دے۔ آگے بڑھکر کچھ تجار ملے جنھوں نے وہ سوکھا درخت بتلایا۔ اُن کے

بارے میں حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ تمہارے پیشہ میں برکت دے اور لوگوں کو تمہارا ضرورت مند رکھے غرض جب اُس درخت کے پاس پہنچیں تو دردِ زہ شروع ہوا۔ اور حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے جن کو دیکھکر حضرت مریمؑ نے فرمایا۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ مطلب یہ تھا کہ میں اپنے ماموں حضرت زکریاؑ سے اور بنی اسرائیل سے اگر انھوں نے پوچھا تو کیا کہوں گی؟ حضرت عیسیٰؑ نے اُن کے قول کے جواب میں فرمایا۔ لَا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا۔ وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا۔ یہ کھجور کا درخت مدتوں سے سوکھا کھڑا تھا۔ حضرت مریمؑ کا ہاتھ بڑھانا تھا کہ سرسبز ہوگیا۔ برگ وبار لے آیا اور تازے تازے گچھے اُن سے ٹپکنے لگے۔ حضرت مریمؑ اس سے بہت خوش ہوئیں اور اُن کا رنج وغم جاتا رہا۔ تب حضرت عیسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ اب مجھے قماط میں لپیٹیے اور ٹھیک ٹھاک کیجئے۔ اور پھر یہ کیجئے وہ کیجئے۔ پس حضرت مریمؑ نے انکو قماط میں لپیٹا اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۸ نوٹ نمبر ۷ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا۔ ؛ حضرت ابراہیمؑ کے مقولے جو خدائے تعالیٰ نے اِن آیتوں میں نقل فرمائے ہیں اُن کے متعلق تفسیر صافی میں جو کچھ درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا آزر کو نہایت خوبی اور ملائمت کے ساتھ رعایتِ ادب ملحوظ رکھ کے قبولِ ہدایت کی دعوت دی اور اپنی حجت نہایت عمدہ طور سے ثابت کردی آزر جس گمراہی میں تھا کھلم کھلا کوئی اس کی برائی نہیں کی بلکہ سوال کے طور پر پوچھا کہ جو چیزیں بیکار ہونے کے سبب عبادت کرنے کے قابل نہیں ہیں اُن کی تم عبادت کرتے کیوں ہو؟ مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی وجہ موجود ہو تو مجھے بھی سمجھا دو پھر اپنی پیروی کیلئے بھی کہا تو اس طرح نہیں کہا کہ اپنے آپ کو عالم اور اس کو جاہل بتلایا ہو بلکہ اس طرح بیان کیا جس طرح کہ راستے کے باہم چلنے والے رفیق ایک دوسرے کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ گو راہبر وہی ہوتا ہے جو راستے سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ پھر اُس بیکار عبادت سے جو نفع سے خالی اور جس کا ضرر یقینی ہے ڈرا بھی دیا کہ فی الحقیقت یہی عبادتِ شیطان ہے اور یہ بھی بیان کردیا کہ شیطان خدا کا سب سے پہلا نافرمان ہے۔ اور جو نافرمان ہوگا اُس سے نعمتیں سلب کرلی جائیں گی۔ اور آخر میں ایسا بُرا نتیجہ اُسے بھگتنا پڑے گا کہ لعنت و عذاب میں شیطان کا ساتھی ہوجائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۸ نوٹ نمبر ۸ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ؛ یہ آزر کا مقولہ ہے اور طرزِ ادا کی درشتی بتلاتی ہے کہ اُس کو نصیحت و ہدایت کتنی بُری لگی۔ کیونکہ جس پیار سے حضرت ابراہیمؑ نے یٰۤاَبَتِ کہا تھا اُس کے جواب میں یٰۤاِبْرٰهِیْمُ (میرے پیارے بیٹے) کہنا چاہیے تھا۔ یہاں بجائے اس کے نام سے پکارا ہے۔ اور منادیٰ کو جملے کے آخر میں ڈالا ہے جو حقارت پر اور نامہربانی پر دلالت کرتا ہے۔ پھر خبر یعنی لفظ رَاغِبٌ کو مبتدا پر مقدم کیا ہے۔ اور جملے کے شروع میں ہمزۂ استفہامیہ لایا ہے جو ظاہراً تعجب پر دلالت کرتا ہے اور باطناً انکار پر۔ اور پھر آگے تو کھلے الفاظ میں زجر و توبیخ و تنبیہ و تہدید موجود ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۸ نوٹ نمبر ۹ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ؛ نبیؑ کے تحلق کا پتہ دینے والے الفاظ ہیں کہ سختی کے مقابل نرمی اور بدی کے مقابل نیکی یوں کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۱ شَقِیًّا ؛ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا کرنے میں ویسا ناکام نہیں رہ سکتا جیسا کہ تم اپنے من گھڑت معبودوں سے دعا کرنے میں ہمیشہ ناکام رہتے ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۲ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ ؛ مطلب یہ ہے کہ ان کو چھوڑ کر ملکِ شام میں چلے گئے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۳ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو اپنے کافر عزیز چھوڑ دیئے تھے اُس کے معاوضہ میں خدائے تعالیٰ نے ایسے بیٹے اور پوتے عطا کیے (کہ جن کی نسل سے بہت سے نبی ہوئے) ۱۲۰

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۴ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ؛ تفسیر قمی میں جناب امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ اس آیت میں دو جگہ ھُمْ جو آیا ہے اس ضمیر ھُمْ کے مرجع حضرت ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ ہیں اور ساری آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو اپنی رحمت سے اپنا رسول محمد مصطفےٰ عطا کیا۔ نیز اُن کے لیے سچائی کی زبان امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کو مقرر کیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۵ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ؛ رسولؑ اس لیے فرمایا کہ خدا نے ان کو مخلوق کی طرف بھیجا اور نبی اسلئے کہ انھوں نے آکر مخلوق کو خدا کی خبر پہنچائی۔ اسلئے لفظ رسول لفظ نبی سے پہلے آیا ہے کہ اس میں خصوصیت زیادہ پائی جاتی ہے اور علوِ شان بھی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی تھی اور یہ دریافت کیا گیا تھا کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ نبی تو وہ ہے جو احکام خدا کو خواب میں دیکھتا ہے اور آواز سنتا ہے مگر فرشتہ کو نہیں دیکھتا اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سنتا ہے، خواب بھی دیکھتا ہے اور ظاہر بظاہر فرشتہ کو بھی دیکھتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۶ قَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا ؛ خدائے تعالیٰ ہر شخص سے قریب ہے۔ پس یہ الفاظ جو جناب موسیٰؑ کیلئے کہے گئے فی الحقیقت تشبیہ کے طور پر ہیں کہ انسانی بادشاہ جس کو اپنا رازدار بناتے ہیں اُس کو اپنے پاس بیٹھنے کی خصوصیت بھی عطا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۷ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا ؛ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے بڑی میں بڑے تھے اور چونکہ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی تھی وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ (اور میرا ہاتھ بٹانے والا میرے ہی کنبہ سے مقرر فرما) اس دعا کو خدا نے قبول فرمایا۔ اور حضرت ہارونؑ کو نبی مقرر کردیا۔ الاکمال میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک سو چھتیس ۱۳۶ برس کی عمر پائی اور حضرت ہارونؑ ایک سو تینتیس ۱۳۳ برس کی۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۸ اِسْمٰعِیْلَ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اسمٰعیل ابن حزقیل تھے اور ملل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ اسمٰعیل ابن ابراہیمؑ نہ تھے بلکہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جن کو خدائے تعالیٰ نے ان کی قوم کے لیے مبعوث فرمایا تھا اور قوم کے لوگوں نے اُن کو پکڑ کر اُن کے چہرے اور سر کی کھال اتار لی تھی۔ تو ایک فرشتہ اُن کے پاس آیا اور عرض کی کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ جو آپ

حکم دیں وہ کروں انھوں نے فرمایا کہ جو انبیاءؑ کے ساتھ ہوتا آیا ہے وہ میرے ساتھ بھی ہوا۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ جنابِ امام حسینؑ پر جو گزرنے والی ہے اور جو کچھ وہ کرنے والے ہیں (یعنی صبر) میں بھی اسی کا پیرو ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۹ صَادِقِ الْوَعْدِ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ انہی حضرت اسمٰعیلؑ نے ایک شخص سے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ سال بھر تک اُس کے انتظار میں وہیں ٹھہرے رہے اور جب وہ شخص اس مدت کے بعد آیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے جس وقت سے تجھ سے وعدہ کیا ہے اُسی وقت سے تیرے انتظار میں ٹھہر رہا ہوں۔ اسی سے خدائے تعالیٰ نے انھیں صادق الوعد کا خطاب عطا فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۳۶۹ نوٹ نمبر ۱۰ اِدْرِیْسَ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ حضرت شیثؑ کے پوتے اور حضرت نوحؑ کے جدِّ امجد تھے اور ان کا نام اخنوخ تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ بہت درس دینے کے سبب سے ادریسؑ مشہور ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان پر تیس صحیفے نازل ہوئے تھے اور وہ پہلے ہیں جنھوں نے قلم سے لکھا اور علم نجوم و حساب جاری کیا۔ اور پہلے شخص ہیں کہ کپڑے سیئے اور پہنے۔ ان سے پہلے کے لوگ کھالوں سے جسم چھپا لیا کرتے تھے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس حدیث میں جس میں مسجد سہلہ کا ذکر ہے یہ منقول ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد سہلہ اُسی مقام پر واقع ہے جہاں حضرت ادریسؑ کا مکان تھا جس میں انھوں نے کپڑے سیئے تھے۔ ۱۲ کافی میں ہے۔ جابر جعفی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ فرشتوں میں ایک فرشتہ خدا کے نزدیک نہایت جلیل القدر تھا (ترک اولیٰ کی وجہ سے) اس پر عتابِ خداوندی ہوا۔ آسمان سے زمین پر اتار دیا گیا۔ پس وہ جنابِ ادریسؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے ادریسؑ! خدا کے نزدیک آپ کا بڑا مرتبہ ہے۔ آپ خدائے تعالیٰ سے میری سفارش کر دیجئے۔ یہ سُنکر حضرت ادریسؑ نے پیہم تین رات بے تکان نماز پڑھی اور تین روز بغیر افطار کیے روزے رکھے پھر چوتھی صبح کو اُس فرشتے کے لیے خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی۔ فرشتے نے عرض کی اے ادریسؑ! دعا آپ کی قبول ہو گئی۔ خدائے تعالیٰ نے مجھے بازو عطا فرما دیے۔ اے ادریسؑ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے احسان کے شکریہ میں آپکی کوئی خدمت بجالاؤں۔ اگر کوئی مطلب ہو تو بیان فرمائیے۔ حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ تم مجھے ملک الموت کو دکھا دو۔ شاید کہ میں اُن سے مانوس ہو جاؤں کیونکہ ملک الموت کی یاد کے ساتھ مجھے کوئی اچھی چیز نہیں معلوم ہوتی۔ پس فرشتے نے اپنے بازو پھیلا دیئے اور کہا کہ اے ادریسؑ سوار ہو جائیے۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریسؑ کو لیکر آسمانِ دنیا پر پہنچا اور ملک الموت کو وہاں تلاش کیا اور نہ پایا۔ کسی نے کہا دوسرے آسمان پر جاؤ۔ پس وہ فرشتہ برابر اڑتا رہا یہاں تک کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کی مابین ملک الموت کو آتے ہوئے دیکھا۔ فرشتہ نے ملک الموت سے کہا کہ اے ملک الموت! میں تم کو اس وقت ترش رو پاتا ہوں۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ میں ابھی عرش کے نیچے تھا کہ یکایک حکمِ خدا یہ پہنچا کہ اے ملک الموت! آسمان چہارم اور پنجم کے درمیان ایک آدمی کی روح قبض کر لو۔ اس حکم سے مجھ کو نہایت تعجب ہوا ہے۔ یہ باتیں سُن کر جنابِ ادریسؑ خوفزدہ ہو گئے اور فرشتے کے بازو سے چھٹ پڑے اسی جگہ ملک الموت نے ان کی روح قبض کر لی۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا مطلب یہی ہے۔

تفسیر قمی میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں یوں روایت ہے کہ ایک فرشتہ پر (بوجہ ترکِ اولیٰ) عتابِ الٰہی ہوا۔ تمام بال و پر اُس کے نوچ دیئے گئے اور کسی جزیرہ میں ڈال دیا گیا۔ مدتوں اُسی میں پڑا رہا۔ یہاں تک کہ ادریسؑ علیہ السّلام مبعوث ہوئے پس وہ فرشتہ اُن جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا نبیَّ اللہ! آپ میرے حق میں دعا کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور مجھے بازو عطا کر دے حضرت ادریسؑ نے اُس کیلئے دُعا کی۔ پس خدائے تعالیٰ اُس سے راضی ہو گیا اور بال و پر اُسے واپس دیے فرشتے نے عرض کی یا نبیَّ اللہ! اگر کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائیے کہ میں اُسے انجام دوں۔ جناب ادریسؑ نے جواب دیا کہ تم مجھے آسمان پر لے چلو کہ میں ملک الموت کو ایک نظر دیکھ لوں کہ اُن کی یاد کے ساتھ زندگی تلخ ہے۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریسؑ کو اپنے بازو پر بٹھا کے لے اُڑا یہاں تک کہ آسمانِ چہارم تک پہنچا دیا۔ حضرت ادریسؑ نے دیکھا کہ ملک الموت تعجب سے سر ہلاتے آ رہے ہیں۔ پس حضرت ادریسؑ نے ملک الموت کو سلام کر کے سر ہلانے کا سبب دریافت کیا۔ ملک الموت نے جواب دیا ابھی مجھے حکمِ خدا ہوا ہے کہ میں آسمان چہارم و پنجم کے مابین آپکی روح قبض کر لوں۔ میں نے عرض کیا تھا اے میرے پروردگار! چوتھے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے اور چوتھے آسمان سے تیسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے پھر تیسرے آسمان کی موٹائی پانسو برس کی ہے۔ اور تیسرے آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے پھر دوسرے کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے اور دوسرے آسمان سے پہلے آسمان تک فاصلہ بھی اتنا ہی ہے۔ آسمان اول کی موٹائی بھی اسی قدر ہے پھر آسمان اوّل سے زمین تک بھی اتنی ہی مسافت ہے تو ان کی روح قبض کرنا اتنی بلندی پر کیسے ہوگا؟ (یہ عرض ہی کر رہا تھا کہ آپکو میں نے دیکھکر تعجب کیا) پھر ملک الموت نے چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان جنابِ ادریسؑ کی روح قبض کر لی قولِ باری تعالیٰ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا یہی مطلب ہے نیز اُسی کتاب میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام خود جنابِ رسولِ خداؐ سے حدیثِ شبِ معراج میں منقول ہے۔ آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں آسمانِ چہارم پر گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک شخص موجود ہیں میں نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ یہ شخص کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ حضرت ادریسؑ یہی تو ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اس مکان بلند تک رفعت دی ہے۔ پس میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے اُن کے لیے دعائے مغفرت مانگی اور انھوں نے میرے لیے دعائے مغفرت کی۔ (قولِ مترجم) کوئی صاحب یہ وہم نہ کریں کہ حضرت ادریسؑ زندہ نہیں ہیں جیسا کہ اہلِ اسلام کا اعتقاد ہے۔ اوپر کی روایتوں سے صاف ثابت ہے کہ وہ زمین سے زندہ ہی اٹھائے گئے۔ اور آخری روایت بتلاتی ہے کہ وہ آنحضرتؐ سے زندہ ہی ملے پس قبضِ روح جو چوتھے اور پانچویں آسمان کے مابین ملک الموت کے ہاتھوں واقع ہوئی وہ شاید اُس وحشت کے رفع کرنے کی غرض سے ہو جو اُن کو ملک الموت سے تھی اور پھر وحی روح اُن کے جسم میں لوٹا دی گئی ہو۔

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۴ قولِ مترجم ۱۔ دین و دنیا کے کل معاملات میں نیت بڑی چیز ہے۔ جن چیزوں میں تکبّر و ریاکاری وغیرہ مقصود ہو وہ سب مذموم ہیں اور جن میں اطاعتِ خدا اور اظہارِ نعمتِ خدا مطلوب ہو وہ مستحسن ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۵ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۔ المحاسن اور طب الائمہؑ میں منقول ہے کہ جنابِ امام جعفر صادقؑ سے کسی شخص نے بدہضمی، تخمہ اور

دردوں کی شکایت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تو صبح و شام کھانا کھایا کر اور بیچ میں کچھ نہ کھا کہ فسادِ بدن اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ خدائے تعالےٰ اہلِ جنّت کے بارے میں فرماتا ہے لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا۔ تفسیر قمیؒ میں ہے کہ جن جنتوں کا اس آیت میں اور اوپر کی آیت میں ذکر ہے وہ قیامت سے پہلے پہلے عالمِ برزخ کی جنتیں ہیں۔ اسلئے کہ جنّات خلد جو بعد روزِ قیامت ملیں گی اُن میں صبح و شام سے کیا واسطہ۔ صبح و شام تو برزخ کی جنتوں میں ہے جن میں مومنین کی ارواح منتقل ہو کے چلی جاتی ہیں اور اُن میں آفتاب و ماہتاب بھی طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۶ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُوَرِّثُ مِنْ عِبَادِنَا۔ التہذیب میں ماہِ رمضان المبارک کی نمازِ نافلہ کی دعاؤں میں ہے سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْجَنَّةَ بِمُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ مَنْ نَوَّرَ ثُوَابَهَا مُحَمَّدٌ وَّآلُ مُحَمَّدٍ وَّشِيعَتُهُمْ۔ (پاک و پاکیزہ ہے وہ جس نے جنّت کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے نور سے پیدا کیا، پاک و پاکیزہ ہے وہ جو محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور ان کے شیعوں کو جنت کا وارث بنا دے گا)۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۷ نَسِيًّا۔ یہاں اس کے معنی بھولنے والا نہیں ہیں بلکہ چھوڑنے والا ہیں۔ چنانچہ التوحید میں جناب امیرالمؤمنینؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہمارا پروردگار تبارک و تعالےٰ بڑا عالی شان ہے۔ وہ ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو بھول جائے یا کسی چیز میں غفلت کرے بلکہ وہ ہر چیز کا حفاظت کرنے والا اور اُس کا عِلم رکھنے والا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۸ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔ التوحید میں جناب امیرالمؤمنینؑ سے اس آیت کی تاویل میں یہ منقول ہے کہ آیا تم کسی اور شخص کو سوائے اللہ کے ایسا جانتے ہو جس کا نام اللہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۹ أُخْرَجُ حَيًّا۔ تفسیر صافی میں روایت ہے کہ اُبَیّ ابنِ خلف کچھ بوسیدہ ہڈیاں اُٹھا لایا، پھر اُس کو چورا کر کے کہنے لگا کہ محمدؐ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد پھر مبعوث ہوں گے (جواب آگے کی آیت میں دیکھئے)۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۱۰ لَمْ يَكُ شَيْئًا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز عدمِ محض تھی۔ چنانچہ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ نہ کوئی چیز بنی ہوئی تھی اور نہ خیال کی ہوئی۔ اور المحاسن میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ نہ کسی چیز کا وجود تحریر میں تھا اور نہ علم میں تفسیر قمیؒ میں ہے کہ لَمْ يَكُ شَيْئًا کا یہ مطلب ہے کہ اس حالت میں اُس چیز کا ذکر تک نہ تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۰ نوٹ نمبر ۱۱ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ۔ تفسیر صافی میں مروی ہے کہ قیامت کے دن کفّار اپنے اپنے شیاطین کے ساتھ جنھوں نے اُنکو بہکایا ہوگا۔ اسطرح محشور ہوں گے کہ اُن میں سے ہر شخص اپنے اپنے شیطان کے ساتھ جکڑا ہوا ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۴ أَحْسَنُ نَدِيًّا۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا نے قبیلۂ قریش کو ہماری ولایت کی دعوت دی پس انھوں نے اس سے نفرت کی اور انکار کیا۔ اور جو لوگ قریش میں سے کافر تھے انھوں نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تھے یعنی جناب امیرالمومنینؑ اور ہم اہلبیت کی ولایت کو مان لیا تھا۔ یہ سوال کیا کہ أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّأَحْسَنُ نَدِيًّا۔ اور جواب میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ سُنا جو آگے کی آیتوں میں درج ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۵ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا۔ اس کی مطلب یہ ہے کہ اُس کی عمر بڑھا دیگا اور اس کو اُس سے نفع اٹھانے کا موقع دیگا تاکہ گرفت بتدریج ہو۔ اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اسی مطلب کی اور آیتیں بھی ہیں مثلاً إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا (ہم ان کو ڈھیل دیں گے تاکہ ان کے گناہ اور بڑھ جائیں) یا أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ (آیا ہم نے تم کو طویل عمر نہ دی تھی کہ جو بھی نصیحت حاصل کرنے والا ہے وہ نصیحت حاصل کرلے)۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۶ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہے اور اس آیت میں جو لفظ السّاعۃ ہے اُس سے مراد ہے حضرتؑ کے ظہور کا وقت۔ اور آگے جو فرمایا ہے فَسَيَعْلَمُونَ اس کا یہ مطلب ہے کہ اُس دن اُن لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ قائم آلِ محمدؐ کے ہاتھوں خدائے تعالےٰ کی طرف سے اُن پر کیا پڑنے والی ہے جس سے وہ سمجھ لیں گے کہ اُن حضرتؑ کی نظر میں کس کی منزلت بڑی ہے اور مقابلہ میں کس کا گروہ کمزور ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۷ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قائم آلِ محمدؐ کے وجود کے قائل ہیں اور اُن حضرتؑ کے ظہور کے دن ان کا اتباع کرنے کے سبب ہدایت پر ہدایت بڑھ جائے گی۔ اُنھوں نے حضرتؑ کے وجود سے انکار کیا تھا اور نہ حضرتؑ کے اتباع سے انکار کریں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۸ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ۔ (تفسیر کے لیے دیکھو ص ۳۵۷ نوٹ ۶)۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۱ نوٹ نمبر ۹ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔ تفسیر قمیؒ میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ عاص ابن وائل ابن ہشام قرشی سہمی جو جناب رسولِ خدا سے ٹھٹّا کرنے والوں میں سے ایک تھا اور جناب ابن ارتؓ کا کچھ قرض اس کے ذمّہ تھا۔ جناب اس کے تقاضے کو آئے تو اُس نے کہا کہ کیا تمھارا یہ گمان نہیں ہے کہ جنّت میں سونا، چاندی، ریشمی کپڑے وغیرہ ہوں گے؟ انھوں نے کہا ہاں یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ اس نے کہا کہ بس تو میں تمہارا قرضہ وہیں ادا کروں گا۔ اسلئے کہ مجھے یقین ہے کہ مجھے وہاں ضرور دینا ہے اچھا اور زیادہ ملے گا۔ (اسی بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں)۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۲ نوٹ نمبر ۴ ۔ جن پر موتی اور یاقوت کی جڑاؤ سونے کی کاٹھیاں ہوں گی اور استبرق و سندس کی جھولیں اور ارغوانی نکیلیں اور زبرجد کی مہاریں ہوں گی یہ سانڈنیاں ہر ہر شخص کو سوار کر کے میدانِ حشر سے اس شان سے گذرتی ہوئی کہ ہر ہر سوار کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ایک ایک ہزار فرشتوں کا جمگھٹا ہوگا اُن کو جنت کے بڑے پھاٹک تک پہنچا دیں گی۔ تفسیر قمیؒ میں اس حدیث کے خاتمہ پر اتنا اور زیادہ ہے کہ علیؑ مرتضیٰ نے دریافت فرمایا تھا کہ یا رسولؐ اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ یہ تمھارے شیعہ ہیں اور تم اُن کے امام ہو۔ ۱۲

اُس دروازہ پر ایک درخت ہے جس کا ایک ایک پتا اتنا بڑا ہوگا کہ ایک لاکھ آدمی اس کے سایہ میں آجائیں۔ اور اُس درخت کے داہنی طرف ایک پاک و پاکیزہ چشمہ ہوگا اُس میں سے ان لوگوں کو ایک ایک گھونٹ پانی پلایا جائے گا جس کی وجہ سے خداوند عالم اُن کے دلوں کو حسد سے پاک کر دیگا۔ اور اُن کے بدنوں سے بال گر پڑیں گے۔ یہ مطلب قولِ باری تعالیٰ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر وہ لوگ درخت کے بائیں جانب والے چشمہ پر وارد ہوں گے وہ آبِ حیات کا چشمہ ہوگا۔ اسمیں وہ لوگ نہائیں گے پھر کبھی ان کو موت نہ آئے گی۔ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ عرش کے سامنے ٹھہرائے جائیں گے اور ہر ہر طرح کی آفتوں سے اور بیماریوں سے اور گرمی و سردی سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو چکے ہوں گے۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے ان فرشتوں سے جو اُن کے ساتھ ہوں گے فرمائے گا کہ اے فرشتو! میرے ان دوستوں کو جنت میں لے جاؤ یہاں عام لوگوں کے ساتھ اِن کو نہ ٹھیراؤ۔ میں ان سے پہلے ہی راضی ہو چکا اور میری رحمت ان پر لازم ہو چکی۔ پھر مجھے یہ کیسے گوارا ہو کہ میں ان کو ہر تک دبد کے ساتھ کھڑا رکھوں۔ پس ملائکہ اُن کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔ اور بڑے دروازہ پر پہنچ کے ملائکہ زنجیر در ہلائیں گے اُس زنجیر کی رگڑ سے ایک آواز پیدا ہوگی جو تمام حورانِ بہشتی کے کانوں میں پہنچے گی۔ جن کو خدائے تعالےٰ نے اپنے دوستوں کیلئے پیدا کیا اور مہیّا کر رکھا ہے پس وہ حوریں جس وقت کھٹکھٹانے کی آواز سُنیں گی تو خوش خوش ایک دوسرے کو بشارت دیں گی اور کہیں گی آہا! ہمارے پاس اولیائے خدا آتے ہیں پس ان کے لیے دروازہ کھول دیا جائیگا وہ سب کے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کی ازواج حورالعین میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی اُن پر جھک جھک کر نظر کریں گی اور کہیں گی خوشا حال آپ لوگوں کا ہم تو آپ کے بڑے مشتاق تھے اولیائے خدا بھی اِن حوروں کو ویسا ہی جواب دیں گے۔

صفحہ ۳۷۲ نوٹ نمبر ۵ مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جس شخص نے ولایتِ جناب امیرالمومنین اور اُن ائمہؑ کی ولایت سے جو اُن کے بعد ہیں قبرِ خدا حاصل کر لی اُس نے خدا سے عہد لے لیا۔ یعنی عہد عند اللہ کے یہی معنی ہیں۔ تفسیر قمی میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ عام طور پر نہ لوگوں کی شفاعت کی جائے گی اور نہ وہ کسی کی شفاعت کر سکیں گے۔ ہاں وہ شخص اُس سے مستثنیٰ ہے جس کی شان میں فرمایا ہے اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ولایت جناب امیرالمؤمنین اور ائمہؑ کے سبب اس کو اذنِ شفاعت مل جائے گا اور عہد عند اللہ یہی ہے۔ الجوامع میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ہر صبح و شام اپنا عہد خدا کے پاس امانت رکھدیا کرو۔ انھوں نے عرض کی وہ کیونکر؟ فرمایا صبح و شام یہ پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (یا اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے چھپی اور کھلی کے جاننے والے میں تیری حضور میں عہد کرتا ہوں کہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے، اور اس بات کا بھی مُقر ہوں کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسولؐ ہیں، اور مجھے اس بات کا بھی اقرار ہے کہ اگر تو نے مجھ سے اپنی توفیق ہٹا لی اور مجھے میرے نفس کے اختیار میں چھوڑ دیا تو میرا نفس مجھ کو بدی میں مبتلا کر دیگا اور نیکی سے دور ہٹا دیگا۔ حالانکہ مجھے تیری رحمت کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں۔ پس میں اپنا یہ عہد تیری حضور میں امانت رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن تو اسے پورا کر دیجیو۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس وقت بندہ یہ کہہ چکتا ہے یہ چھپ جائے گا اور عرش کے نیچے رکھدیا جائے گا۔ اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا دے گا۔ کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جن کے عہد خدا کے پاس موجود ہیں۔ پس وہ اب جنت میں چلے جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۲ نوٹ نمبر ۶ وَلَدًا ۝ اس کی ایک قراءت وُلْدًا بھی ہے جو لفظ وَلَدٌ کی جمع ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امیرالمؤمنین سے جو کچھ منقول ہے اس کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت آدمیوں سے یہ بے ادبی ہوئی کہ خدا کا بیٹا، بیٹی قرار دیا تو اسوقت آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر جو کچھ گذری وہ تو آئندہ کی آیت میں درج ہے، اِلّا درختوں پر یہ گزری کہ اس سے پہلے درختوں میں کانٹے نہ ہوتے تھے اس وقت سے کانٹے پیدا ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۴ نوٹ نمبر ۱ ۝ اور موسیٰؑ کی نسبت ایسا لاعلمی کا خیال کرنا کفر ہے۔ اس پر راوی نے عرض کی کہ اے مولا! تو مجھے اس آیت کا مطلب حضور بتلا دیں۔ ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے باوجود اس بات کے کہ ان کو اپنی بی بی بچے کی بڑی محبت تھی اُس وادیٔ مقدس میں اپنی مناجات میں یہ عرض کی تھی کہ میں نے اپنی محبت تیرے لیے خالص کر دی ہے اور تیرے ماسوا سے اپنے دل کو صاف کر لیا ہے تو اس وقت ارشاد ہوا۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ (جو محاورہ عرب ہے اور) جس کے معنی یہ ہیں کہ زن و فرزند کی محبت کو اپنے دل سے نکال دے تاکہ تیری محبت میرے لیے خالص ہو جائے اور تیرا دل اور کی طرف مائل نہ رہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۴ نوٹ نمبر ۲ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کے یہ معنی منقول ہیں کہ جس وقت تم کو یہ یاد آجائے کہ ذمہ کوئی نماز ہے تو خواہ اس کا وقت باقی ہو یا نہ ہو تم اُسے پڑھ ڈالو۔ اور جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص کوئی نماز بھول جائے تو اسے لازم ہے کہ جس وقت یاد آجائے اُسے پڑھ لے کہ اس کے سوا کوئی اور اس کا کفارہ ہی نہیں۔ پھر آنحضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۴ نوٹ نمبر ۳ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۝ طب الائمہؑ میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہ سفیدی برص وغیرہ سے نہیں ہوگی۔ تفسیر قمی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سفیدی کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے نہ ہوگی۔ اور اس کے جتلانے کی ضرورت یہ تھی کہ موسیٰؑ کا رنگ گہرا گندمی تھا اور جب انھوں نے اپنا ہاتھ خدا کے حکم کے بموجب بغل سے نکالا تو وہ خوب روشن ہو گیا تو یہ

ایک اور نشانی یا دوسرا معجزہ تھا۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۴ نوٹ نمبر ۴ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب انگارا منہ میں رکھ لینے سے جل کر ان کی زبان میں ایک گرہ پڑ گئی تھی۔ اور پورا قصہ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر کی روایت کے بموجب یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا تھا فرعون اُس کو قتل کرا دیتا تھا۔ اور موسیٰؑ کی پرورش اور ان کا اکرام کرتا تھا اور اس سے بے خبر تھا کہ میری ہلاکت انھیں کے ہاتھ سے ہے۔ اب حضرت موسیٰؑ جب گھٹنیوں چلنے لگے ایک دن فرعون کے پاس تھے جب انھیں چھینک آئی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فرعون کو یہ بات بہت ہی ناگوار گزری اور اس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا یہ کیا بکتا ہے؟ موسیٰؑ نے آنچل کر اُس کی داڑھی پکڑلی جو بہت ہی بڑی تھی اور ایسے زور سے کھاڑی کہ اُسے بہت ہی تکلیف پہنچی پس فرعون نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اس کی زوجہ نے کہا کہ یہ ننھا سا بچہ ہے یہ کوئی بات سمجھ کر نہیں کہتا۔ فرعون نے کہا نہیں یہ خوب سمجھتا ہے۔ زن فرعون نے کہا کہ اچھا اس کے سامنے ایک خرما اور ایک انگارا رکھو اگر اس نے دونوں میں تمیز کر لی تو تمہارا قول ٹھیک ہے چنانچہ اُن کے سامنے ایک خرمہ اور ایک انگارا رکھا اور کہا کھاؤ۔ حضرت موسیٰؑ خرمے کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہتے تھے کہ جبرئیلؑ امین نے آکر ان کا ہاتھ انگارے کی طرف کر دیا۔ پس انھوں نے انگارا منہ میں رکھ لیا اور ان کی زبان جل گئی اور خوب چیخے روئے۔ اس وقت آسیہ زنِ فرعون نے فرعون سے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ یہ نادان بچہ ہے تب فرعون نے معاف کر دیا۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۱ ۔ مگر پھر انھوں نے اپنی جان کی حفاظت کی اور وہ ایسی ہو گئیں جیسا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا يَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اگر ہم نے اس غرض سے اُس کا قلب مضبوط نہ کر دیا ہوتا کہ وہ بھی ایمان لانے والوں میں سے رہے) تو وہ اس راز کو کھول دیتی پھر انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ تم کنارہ کنارہ چلی جاؤ۔ چنانچہ ان کی بہن اسی طرح چلی گئیں اور دور سے پانی میں سے نکالنے کا اور دائیوں کے بلانے کا واقعہ دیکھا اور کسی کو خبر نہ ہونے دی پھر جب موسیٰؑ نے کسی عورت کی چھاتی منہ میں نہ لی تو فرعون کو سخت رنج ہوا اُس وقت حضرت موسیٰؑ کی بہن نے آگے بڑھ کے کہا۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتلاؤں جو تمہاری خاطر سے اس بچے کی کفالت کریں اور اس بچے کے بھی خیر خواہ ہوں؟) سب نے کہا ہاں بتلاؤ چنانچہ وہ موسیٰؑ کی والدہ کو لے آئیں اور جب انھوں نے موسیٰؑ کو گود میں لیا اور چھاتی منہ میں دی تو انھوں نے چھاتی بھی لی اور دودھ بھی پیا۔ پس فرعون بھی خوش ہوا۔ اور اُس کے کنبہ والے بھی اور موسیٰؑ کی والدہ کی بڑی عزت کی اور اُن سے کہا کہ تم اس بچے کی ہماری خاطر سے پرورش کرو ہم تمہارے ساتھ بہت کچھ سلوک کریں گے۔ اس موقع پر راوی نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ موسیٰؑ اپنی والدہ سے کتنے عرصہ تک غائب رہے؟ فرمایا تین دن۔

صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۲ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ کی والدہ حاملہ ہوئیں تو وہ حمل جننے کے وقت سے پہلے پہلے ظاہر ہی نہیں ہوا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قبطیوں کی عورتوں کو مقرر کر رکھا تھا کیونکہ اس کو یہ خبر ملی تھی کہ بنی اسرائیلؑ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں موسیٰؑ ابن عمران ایک لڑکا پیدا ہوگا اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ سے مارے جائیں گے اس پر فرعون نے کہا کہ میں ان کے بیٹوں کو قتل کرتا رہوں گا کہ ان کی خواہش ہی پوری نہ ہونے پائے اور ادھر ان کے مردوں اور عورتوں میں اسطرح جدائی ڈال دی کہ کل مردوں کو قید میں ڈال دیا (مگر ارادہ خدا کو کون روک سکتا ہے) موسیٰؑ پیدا ہوئے پر ہوئے اور ان کی والدہ دیکھکر بہت مغموم ہوئیں اور رونے اور کہنے لگیں کہ ابھی تو یہ ذبح کر دیا جائے گا۔ مگر اللہ نے اُسی قبطی عورت کا دل جو ان پر مقرر تھی مہربان کر دیا۔ اس نے والدہ موسیٰؑ سے کہا تھا را رنگ زرد کیوں ہو گیا ہے؟ کہنے لگیں کہ اس خوف سے کہ میرا بچہ ابھی ذبح کر دیا جائے گا۔ قبطیہ نے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ اور موسیٰؑ کی یہ حالت تھی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا اُسی کے دل میں ان کی محبت ہو جاتی۔ خدا کے اس قول وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ کا یہی مطلب ہے کہ وہ قبطیہ جو ان کی والدہ پر ان کی ہلاکت کے لیے مسلط کی گئی تھی وہ بھی محبت کرنے لگی۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۳ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ تم اپنی عمر کی اُس حد کو پہنچ گئے ہو جس حد تک پہنچکر انبیاءؑ کو نبی کی جاتی ہے اور وہ چالیسویں برس کی ابتدا ہے اور ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ میری قدر و قضاء میں یہ گزرا تھا کہ میں تم سے ایک معیّن وقت پر بات کروں گا۔ اور اب تم اسی حد پر پہنچ گئے ہو۔ ۱۲

صفحہ ۳۷۵ نوٹ نمبر ۴ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا ۔ لفظی معنی تم دونوں اُس سے نرم نرم بات کہنا۔ دوسری جگہ ان باتوں کی تفصیل خود فرمائی ہے کہ یوں کہنا۔ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (آیا تجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو نجاستِ کفر و نافرمانی سے پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے رب کا راستہ بتلا دوں کہ تو ڈرنے لگے) دعوت کی یہ صورت بطور مشورہ اور درخواست کے ہے اور بجائے اس میں اس سے ہے کہ جس کو دعوت دی جاتی ہے اُس کی حماقت کہیں اس کو اس پر آمادہ نہ کر دے کہ وہ تم دونوں پر حملہ کرے۔ کافی میں جناب امیر المؤمنینؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جس وقت موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تو اُن سے ضرور یہ فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ حالانکہ خدا یہ جانتا تھا کہ فرعون نہ نصیحت حاصل کرے گا اور نہ ڈرے گا۔ لیکن ان الفاظ کے کہنے کی یہ غرض تھی کہ موسیٰؑ کو جانے پر زیادہ آمادگی ہو جائے۔ (اور اُن کو اُس کے ایمان لانے سے مایوسی نہ ہونے پائے)۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۲ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۔ التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مخلوق از روئے علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتی اس لیے کہ خدائے تعالےٰ نے دلوں کی بصیرت پر ایک ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ نہ کوئی فہم اسے کسی کیفیت کے ذریعہ سے پا سکتا ہے اور نہ کوئی عقل کسی خاص تعریف کے ذریعہ سے اُس کا ادراک کر سکتی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اُس کا بیان اس سے زیادہ نہیں کر سکتا جتنا کہ اُس نے اپنی ذات کا بیان خود فرما دیا ہے۔ نہ کوئی شے اُس کے مانند ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ سُننے والا، سب سے زیادہ دیکھنے والا، سب سے مقدم اور سب سے آخر تک رہنے والا، سب پر غالب اور سب کے بطون کا حال جاننے والا اور سب چیزوں کو صورت عطا کرنے والا ہے۔ اُسی نے کل چیزوں کو پیدا کیا ہے پس اشیاء میں سے کوئی شے اُس کے مانند ہو ہی نہیں سکتی۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۳ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جو دن مجھ پر ایسا گزرے کہ اُس دن

میرا علم زیادہ نہ ہو جس سے مجھے قربتِ خدا حاصل ہو تو خدائے تعالےٰ اس دن کے سورج طلوع کرنے میں برکت نہ دے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا وہ جو اپنے علم کے ساتھ اور لوگوں کے علم کو بھی جمع کرلے اور اور انہی حضرتؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک حلم کی فضیلت اس کی عبادت کی فضیلت سے زیادہ محبوب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۴ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ ۞ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے خدائے تعالےٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ واللہ جناب رسولؐ خدا پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمٰتٍ فِىْ مُحَمَّدٍ وَّعَلِىٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِىَ۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۲ نوٹ نمبر ۵ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۞ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جو انبیاءؑ اولوالعزم ہیں ان سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ میرا رسولؐ اور امیر المومنین علیؑ اور اُن کے اوصیاء جو ان کے بعد ہوں گے وہ میرے امر کے ولی اور میرے علم کے خازن ہیں اور از آں جملہ مہدیؑ کے ذریعہ سے میں اپنے دین کی نصرت کروں گا۔ اور اپنی سلطنت انھیں کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا، اور اُنہی کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور انہی کے ذریعہ سے بخوشی یا بجبر میری عبادت کی جائے گی۔ پس سب نے اقرار کیا تھا اور گواہی دی تھی مگر آدمؑ نے نہ اقرار کیا تھا نہ انکار۔ پس پانچ کا عزم و مہدیؑ کے بارے میں ظاہر ہوا اور اور آدمؑ کا کوئی عزم اس اقرار کے بارے میں نہیں پایا گیا۔ اسی کو خدائے تعالےٰ نے فرمایا وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۞۔

صفحہ ۳۸۴ نوٹ نمبر ۳ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۞ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو یہ حکم دیا کہ اپنے اہلبیتؑ کو اور اپنی ذات کو اور کل آدمیوں کے مقابلہ میں مخصوص قرار دیں تاکہ سب لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے اہلبیتؑ کی جو منزلت خدا کے نزدیک ہے وہ کسی دوسرے کی نہیں ہے۔ پس ان کو کل آدمیوں کے ساتھ عام حکم بھی دیا۔ العیون میں جناب امام علی رضاؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس خصوصیت سے ہم کو مخصوص کیا ہے کہ ہم کو نماز پڑھنے کا حکم کل امت کے ساتھ دیا اور پھر مخصوص یہ حکم بھی ہم کو دیا جس میں اُمت کو چھوڑ دیا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نو مہینے تک ہر روز پانچ مرتبہ یعنی ہر نماز کے وقت جناب رسولؐ خدا، علیؑ و فاطمہؑ کے دروازے پر تشریف لاتے اور یہ فرماتے اَلصَّلٰوةَ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ (نماز پڑھو تو خدائے تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے)۔ اور خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کی اولاد کا یہ اکرام نہیں فرمایا جو ہمارا اکرام کیا ہے اور کسی نبی کے اہلبیت کی یہ خصوصیت نہیں فرمائی جو ہماری خصوصیت فرمائی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ابوسعید خدری سے اتنا اور منقول ہے کہ الصَّلٰوةَ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ کے بعد آنحضرتؐ یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۞ تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جب تک آنحضرتؐ نے دنیا سے مفارقت نہیں فرمائی۔ جس وقت بھی مدینہ میں رونق افروز ہوتے تھے ہر روز اہلبیتؑ کے دروازہ پر پانچ مرتبہ تشریف لاکر یہی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۴ نوٹ نمبر ۴ رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ ۞ کشف الحجۃ میں بروایت جناب امیر المومنینؑ جناب رسولؐ خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ یا رسولؐ اللہ ولی کون ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں تو تمہارا ولی میں ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی میرا وصی ہوگا۔ اور میرے وصی کے بعد ہر زمانہ میں ایک حجت اللہ تمہارا ولی ہوتا رہے گا۔ تاکہ تم وہ نہ کہنے پاؤ جو تم سے پہلے گمراہ کہہ گئے ہیں کہ جس وقت ان کے نبی نے اُن سے مفارقت کی تو انھوں نے یہ کہا۔ رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا ۞ الخ اور ان کی ضلالت یہ تھی کہ منہ سے تو یہ کہتے تھے فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ اور آیات سے جاہل رہتے تھے جن سے مراد اوصیاء انبیاءؑ ہیں پس اللہ کی طرف سے ان کو جواب ملتا تھا۔ جو آگے کی آیت میں ہے جس میں ترقص کے یہ معنی ہیں کہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم کو اوصیاءؑ کے تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں جب تک کہ وہ اپنا اعلان آپ نہ کریں۔ ۱۲

پارہ شانزدھم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارۂ ہفدہم ۱۷

صفحہ ۳۸۶ نوٹ ۴

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ فرشتے معصوم ہیں اور الطاف الٰہی کے باعث کفر سے اور بدیوں سے محفوظ ہیں ان کے بارے میں خدا فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (اللہ تعالیٰ جو حکم ان کو دیتا ہے وہ اس کے متعلق نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی ان کو دیا جاتا ہے اسی کے مطابق وہ عمل درآمد کیا کرتے ہیں) نیز ان کی نسبت فرماتا ہے ـــــ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ ۱۲

صفحہ ۳۸۶ نوٹ ۵

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ الاکمال میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا فرشتے سوتے ہیں؟ فرمایا کوئی زندہ ایسا نہیں ہے جو نہ سوتا ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ فرمایا صحیح ہے فرشتوں کی سانس تک بھی تسبیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے جسم کے جتنے طبقے ہیں سب مختلف آوازوں سے ہر سمت سے خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۷ نوٹ ۴

اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا تفسیر مافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب تو یہ آیت قبیلہ بنی خزاعہ کے بارے میں ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ کا وہ قول ہے کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اور یہود کا یہ قول کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے ہیں اور مسلمانوں کے اقوال جو ملائکہ کے بارے میں ہوں پس خدا تعالیٰ ان سب کے جواب میں فرماتا ہے سُبْحٰنَهٗ یعنی اس کی ذات منزہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۸۷ نوٹ ۵

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ تفسیر مافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا لوگوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اللہ کی اولاد ہیں۔ اس کا پورا جواب تو سورۂ زمر میں اس آیت کے تحت میں آئے گا لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے تو جو کچھ اس نے پیدا کیا اس میں سے جو کچھ چاہتا منتخب فرما لیتا مگر اس کی ذات (ایسی تمام باتوں سے) منزہ ہے۔ وہ خدائے یکتا اور قہار ہے۔) مختصر یہ کہ بندے ہیں اور ایسا عمل کرتے ہیں جیسا کہ سدھائے ہوئے اور ادب پائے ہوئے بندے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ انتراج میں منقول ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت لڑتے ہوئے جناب امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ مرد خارجی تھا اور عورت کے مقابلے میں اس کی آواز بہت بلند تھی۔ جناب امیرؑ نے اسے اسی لفظ سے دھتکارا جس سے کتے کو دھتکارتے ہیں تو لوگ دیکھتے کیا ہیں کہ اس کا سر کتے کا سا ہو گیا ہے۔ ایک شخص وہیں موجود تھا عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ کی ایک دھتکار سے اس خارجی کا سر کتے کا سا ہو گیا تو معاویہ کے بارے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ فرمایا کروائے ہو تجھ پر اگر میں یہ چاہوں کہ معاویہ کو منہ اس کے تخت کے یہیں موجود کردوں تو میں ابھی خدا سے دعا کروں اور وہ ایسا کر دے۔ لیکن اللہ کے خزینۂ دار سونے اور چاندی پر مؤکل نہیں ہیں بلکہ ایسے ہی اسرار پر مؤکل ہیں اور عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ کی تاویل یہی ہے۔ ۲

صفحہ ۳۸۷ نوٹ ۶

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ۝ التوحید میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے بواسطۂ اپنے آباء و اجداد کے جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ میری امت میں سے جو کبیرہ گناہ کرنے والے ہیں میری شفاعت مخصوص ان کے لئے ہوگی۔ اب رہے ان میں سے نیکی کرنے والے ان کے ذمے تو کوئی الزام ہے ہی نہیں۔ اس پر کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے شفاعت کیوں کر ہوگی حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اور جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا وہ پسندیدہ خدا ہو نہیں سکتا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو شخص مومن ہو جس وقت وہ کسی گناہ کا مرتکب ہوگا تو اسے وہ برا ضرور معلوم ہوگا اور وہ نادم ضرور ہوگا۔ اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ توبہ کے لئے ندامت کافی ہے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو نیکی سے خوشی پہونچے اور بدی سے رنج وہ مومن ہے۔ پس جو شخص اس گناہ پر جس کا وہ مرتکب ہوا ہے نادم نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہے اور نہ اس کی شفاعت لازم ہوگی۔ بلکہ وہ ظالم ہے اور ظالموں کا ذکر خدا نے یوں فرمایا ہے مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ (اس دن ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔ یہ سن کر ابی عمیر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ جو شخص گناہ کبیرہ کر کے نادم نہ ہو وہ مومن کیوں نہیں ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ایسا کوئی نہیں ہے۔ جو اس بات کا عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ گناہ کرنے والا عذاب کا مستحق ہے۔ اور گناہ پر سزا ضرور ملے گی پھر وہ گناہ کر کے نادم نہ ہو۔ پس جب نادم ہو گیا تو یہی اس کی توبہ ہو گئی۔ اور وہ شفاعت کا مستحق ہو گیا اور جو گناہ کر کے پشیمان نہ ہو گا وہ اصرار کرنے والا سمجھا جائے گا اور اصرار کرنے والے کے لئے بخشش نہیں ہے اس لئے کہ جس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کے متعلق وہ عذاب پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر وہ عذاب کا عقیدہ رکھتا ہوتا تو نادم بھی ضرور ہوتا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں کہ (توبہ و) استغفار کے ساتھ کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا (یعنی قابل معافی ہو جاتا ہے) اور اصرار کے ساتھ صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا (یعنی کبیرہ ہو جاتا ہے) اب رہا قول باری تعالیٰ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اس کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت شفاعت کرنے والے اسی کی شفاعت کریں گے جس کا دین خدا کو پسند ہوگا اور دین کے معنی یہ ہیں کہ بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ اچھے اور برے کاموں کی جزا ضرور ملیگی پس جس بندہ کا دین پسندیدۂ خدا ہوا تو وہ تو اپنے گناہ پر ضرور پشیمان ہوگا اسلئے کہ اسے اس بات کا یقین ہے کہ وہ روز قیامت ہر نیکی و بدی کا نتیجہ ملے گا۔

صفحہ ۳۸۸ نوٹ ۱

کافی ہے کہ محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا تو اس وقت آسمان اس طرح بند تھا کہ اس سے ایک قطرہ پانی کا نہ برستا تھا اور زمین اس طرح بند تھی کہ اس سے

کوئی چیز نہ اگتی تھی۔ پس جب آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی تو خدا نے آسمان کو حکم دیا تو بادلوں سے کچھ بوندا باندی ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے دوبارہ حکم دیا تو اس نے اپنا دہانہ کھول دیا۔ (یعنی خوب پانی پڑا) پھر زمین کو حکم دیا تو اس سے درخت روئیدہ ہو گئے اور درختوں پر پھل آ گئے اور نہریں جاری ہو گئیں۔ پس وہ تو ان کا پابند ہونا تھا اور یہ ان کا کھلنا ہوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی جعفرؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تو ویسا ہی جیسی اس نے اپنی صفت خود بیان فرمائی ہے۔ اب رہا عرش خدا وہ پانی پر تھا اور پانی ہوا پر اور ہوا کی کوئی حد محدود نہ تھی۔ اور اس وقت ہوا اور پانی کے سوا کوئی اور مخلوق نہ تھی۔ اور اس زمانہ میں پانی محض شیریں اور خوشگوار ہی تھا۔ پس جب خدا نے زمین کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ہواؤں کو چلنے کا حکم دیا۔ ہواؤں کے تھپیڑوں سے پانی جوش مارنے لگا اور موجزن ہو گیا۔ جس کی وجہ سے پانی پر جھاگ آ گئے پھر خدا نے اس جھاگ کو اکٹھا کر کے اس جگہ جمع کر دیا جہاں خانہ کعبہ بنایا گیا ہے۔ پھر ان جھاگوں کو بہار بنا دیا۔ اور اس کے نیچے سے زمین پھیلائی۔ چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ پھر خدا نے جب تک اسے منظور ہوا کسی چیز کو پیدا نہ کیا۔ اور جب یہ چاہا کہ آسمان کو پیدا کرے تو ہواؤں کو چلنے کا حکم دیا۔ ہواؤں کے چلنے سے اور ان کے جھونکوں سے سمندر میں تلاطم آیا اور پانی موجیں مارنے لگا۔ جس کے سبب سے پانی پر کف آ گیا پھر کف اور موجوں کے درمیان سے بلا آگ کے دھواں نکلا اس دھوئیں سے خدا تعالیٰ نے آسمان کو پیدا کیا اور آسمان میں برج اور ستارے اور آفتاب و ماہتاب کی منزلیں قرار دیں اور ان سب کو آسمان میں چلتا کر دیا آسمان کا رنگ بھرے پانی کی مانند سبز ہے۔ اور زمین کا رنگ شیریں پانی کی طرح غبار آلود ہے۔ یہ دونوں زمین و آسمان بند تھے۔ ان دونوں میں دروازے نہ تھے نہ زمین سے کوئی چیز اگتی تھی نہ آسمان سے پانی برستا تھا۔ پس خدا نے آسمان کو شگافتہ فرمایا یعنی اس سے پانی برسایا اور زمین کو شگافتہ فرمایا یعنی اس سے نباتات پیدا کی۔ قول بارتعالیٰ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا الخ کا یہی مطلب ہے۔ تفسیر برہان میں بروایت ابوحمزہ ثمالی اور ابومنصور سے بروایت ابوربیع منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال ہشام بن عبدالملک حج کے لئے گیا اور اس کے ساتھ نافع غلام عمر ابن الخطاب بھی تھا اسی سال ہم بھی امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمرکاب حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ نافع نے جناب امام علیہ السلام کو رکن بیت اللہ کے پاس دیکھا جس حال میں کہ لوگ چاروں طرف سے ان حضرت پر ہجوم کئے ہوئے تھے تو ہشام سے دریافت کرنے لگا یہ صاحب کون ہیں جن پر لوگ ٹوٹے پڑتے ہیں؟ ہشام نے جواب دیا کہ یہ تو اہل کوفہ کا نبی محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب ہے۔ نافع نے کہا حضور ذرا دیکھیں کہ میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا اور ان سے ضرور وہ مسئلے دریافت کروں گا جن کا جواب سوائے نبی یا فرزند نبی یا وصی نبی کسی اور سے نہ بن پڑے ہشام لعین نے کہا اے نافع جلدی جا اور سوال کر۔ شاید ان کو خجالت حاصل ہو۔ پس نافع گیا اور آدمیوں پر تکیہ کر کے کھڑا ہوا۔ پھر حضرت کی طرف دیکھ کر کہنے لگا محمد بن علیؑ! میں نے توریت و انجیل و زبور و قرآن کو پڑھا ہے۔ ان کتابوں میں حلال و حرام کے متعلق جتنے بھی احکام ہیں وہ مجھے سب معلوم ہیں میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے چند ایسے سوال کروں کہ جس کا جواب سوائے نبیؑ یا فرزند نبیؑ یا وصی نبیؑ کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ پس حضرتؑ نے سر مبارک بلند کر کے فرمایا جو تیرا جی چاہے دریافت کر پس نافع سوال کرتا جاتا تھا اور حضرت اس کا جواب دیتے جاتے تھے۔ منجملہ ان سوالات کے ایک یہ بھی تھا کہ قول بارتعالیٰ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا کی تفسیر بیان فرمایئے؟ حضرتؑ نے ارشاد کیا جب کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو آسمان بھی بستہ تھا کہ وہ ایک قطرہ پانی کا نہ برساتا تھا۔ اور زمین بھی بند تھی کہ کوئی چیز نہ اگاتی تھی جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی توبہ قبول کی تو آسمان کو پانی برسانے کا حکم دیا تو آسمان سے کچھ بوندا باندی ہوئی۔ پھر دوبارہ حکم دیا تو اس وقت بادلوں کے دہانے کھل گئے (یعنی خوب مینہ برسا) پھر زمین کو حکم دیا تو اس سے درخت اگے اور ان درختوں سے پھل پیدا ہوئے۔ اور نیز زمین پر ندیاں بہہ نکلیں پس پہلی حالت تو آسمان اور زمین کا بند ہونا تھا اور یہ ان دونوں کا کھل جانا ہے۔ یہ جواب سن کر نافع نے کہا اے فرزند رسولؐ (بے شک) آپ نے سچ فرمایا کتاب الارشاد میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بروایت علماء یہ مضمون درج کیا ہے کہ عمر بن عبید جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا کہ سوالات کے ذریعے سے حضرتؑ کا امتحان لے۔ چنانچہ عرض کرنے لگا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں قول بارتعالیٰ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا سے کیا مراد ہے؟ اور یہ رتق و فتق کیا ہے؟ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ ابتدا میں آسمان بھی بند تھا اس سے مینہ نہ برستا تھا اور زمین بھی بند تھی کہ اس سے کوئی چیز نہ اگتی تھی یہ سن کر عمر خاموش ہو گیا اور اس کو کوئی جائے اعتراض باقی نہ رہی۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں قول بارتعالیٰ وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْہِ غَضَبِیْ فَقَدْ ھَوٰی (دیکھو صفحہ ۵۰۵ سطر ۴) میں غضب خدا کے کیا معنی ہیں؟ حضرت نے فرمایا غضب خدا سے مراد اس کا عذاب ہے اور اے عمر جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ خدا کی حالت میں کچھ تغیر و تبدل ہو جاتا ہے وہ کافر ہے۔ (قول مترجم۔ یہ سن کر ایسی بوتی بند ہوئی کہ چپ چاپ چینپت ہو گئے)

صفحہ ۹۳۱ نوٹ نمبر ۱ تفسیر قمی میں منقول ہے کہ ہر چند حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں پر اپنی حجت و دلیل قائم کی اور بتوں کی عبادت سے روکنا چاہا مگر انھوں نے حضرت کا کہنا نہ مانا جب ان کی عید کا دن آیا تو نمرود مع اپنے ارکان دولت اور رعایا کے عید منانے کے لئے شہر سے نکلا حضرت ابراہیم نے انکے ہمراہ جانے سے کراہت کی تو نمرود نے ان کو بیت خانہ سپرد کر دیا۔ پس جب وہ لوگ چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام ہر بت کے سامنے کھانا لے گئے اور ہر ایک سے ارشاد فرمایا لے کھانا کھالے اگر نہیں کھاتا ہے تو مجھے جواب دے۔ جب کوئی نہیں بولا تو ہاتھ میں بسولا لے کر ان کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے سب کے ساتھ یہی عمل کیا مگر بڑے بت کو چھوڑ دیا اور بسولا اس کی گردن میں لٹکا دیا۔ وہ صدر میں دھرا ہوا تھا۔ جب بادشاہ اور لوگ عید سے پلٹ کر آئے تو بتوں کو ٹوٹا پھوٹا پایا آپس میں کہنے لگے کہ جس نے ہمارے معبودوں کی یہ گت بنائی ہے بے شک وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ (پھر) کہنے لگے ہم نے تو ایک نوجوان کو جس کا نام ابراہیمؑ ہے اور جو آذر کا بیٹا (بھتیجا) ہے ان کا (برا) ذکر کرتے ہوئے سنا تھا (ہو نہ ہو یہ اسی کی کرتوت ہے) پس وہ لوگ جناب ابراہیمؑ کو نمرود کے پاس لے گئے۔ نمرود نے آذر سے کہا تو نے مجھ سے خیانت کی اور اس لڑکے کی مجھے اطلاع نہ ہونے دی۔ آذر نے جواب دیا کہ اے بادشاہ یہ کام ابراہیمؑ کی ماں کا ہے اور وہ اپنے اس فعل کی جوابدہی بھی کر سکتی ہے۔ پس نمرود نے جناب ابراہیمؑ کی والدہ کو طلب کر کے پوچھا کہ تو نے اس لڑکے کا حال مجھ سے کیوں پوشیدہ رکھا کہ اس نے ہمارے معبودوں کی گت جو کچھ بھی بنائی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے بادشاہ میں

نے تیری رعیت کی ہمدردی میں ایسا کیا ہے۔ نمرود بولا اس کا مطلب بیان کرو ہمدردی کیسی؟ والدہ جناب ابراہیمؑ نے کہا کہ بات یہ ہے جب میں نے دیکھا کہ تو اپنی رعایا کی اولاد کو (ناحق) قتل کرتا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ اس سے تو لوگوں کی نسل ہی قطع ہو جائے گی۔ پس میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ اگر یہ لڑکا وہی ہے جس کی تلاش میں نمرود ہے تو میں اس لڑکے کو اس کے حوالے کر دوں گی کہ اسے قتل کر دے اور لوگوں کی اولاد کے قتل کرنے سے باز رہے۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو ہمارا لڑکا یہیں مبارک! اے نمرود اب تو نے اسے پایا تو اب رعایا کی اولاد قتل کرنے سے ہاتھ روک لے نمرود نے والدۂ جناب ابراہیمؑ کی بات قبول کی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ اے ابراہیمؑ! ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا یہ حرکت تو ان کے بڑے نے کی ہے۔ اب اگر یہ بولتے ہوں تو قوم انہی سے پوچھ لو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم بخدا نہ تو ان کے بڑے بت نے یہ فعل کیا تھا اور نہ ابراہیم علیہ السلام نے خلاف واقعہ کچھ فرمایا۔ اس پر کسی نے سوال کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ ایسے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو کچھ فرمایا مشروط فرمایا یعنی یوں فرمایا کہ اگر یہ بڑا بت بول سکتا ہے تو یہ فعل بھی اسی نے کیا اور اگر نہیں بول سکتا تو اسنے کچھ بھی نہیں کیا۔ پس نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کے معاملہ میں اپنی قوم سے مشورہ لیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم سے ہو سکتا ہے تو اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو اور ابراہیمؑ کو آگ میں جلا ڈالو۔ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ فرعون ابراہیمؑ (یعنی نمرود) اور اسکے مشیر سلطنت بڑے ولد الحرام تھے کہ انھوں نے نمرود کو یہ مشورہ دیا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ اور موسیٰ علیہ السلام والا فرعون اور اسکے اراکین دولت ولد الحلال تھے۔ کہ انھوں نے جناب موسیٰؑ کے بارے میں یہ رائے دی۔ اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ الغرض ابراہیمؑ کو نمرود مردود نے قید کر دیا اور ان کو جلانے کے لئے (خشک) لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا جب آگ میں ڈالنے کا دن آیا تو نمرود اپنی بستی سے باہر نکلا اور اس مکان میں آیا جو خاص اس لئے بنوایا گیا تھا کہ وہاں بیٹھ کر نمرود حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں جلنا دیکھے۔ اور آگ بیحد تیز تھی جو پرندہ اس پر سے گزرتا تھا فوراً جل جاتا تھا۔ کسی میں اتنی قدرت نہ تھی کہ آگ کے قریب جا کر ابراہیمؑ کو اس میں ڈال دیتا (وہ لوگ حیران تھے کہ کس طرح ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکیں کہ) شیطان نمرود کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں کے لئے گوپھن بنائی۔ جب وہ تیار ہو گئی تو اس میں جناب ابراہیمؑ کو بٹھایا۔ آذر ملعون قریب آیا اور ایک طمانچہ اس کافر نے رخسار ابراہیمؑ پر مارا اور کہنے لگا اے ابراہیم اب بھی اپنا باطل عقیدہ چھوڑ دے۔ اس وقت کوئی چیز ایسی باقی نہ رہی جس نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں جناب ابراہیمؑ کے لئے دعا نہ کی ہو ملائکہ آسمان دنیا پر بھیج دیے گئے۔ زمین نے عرض کی خدایا اگر ابراہیمؑ جل گئے تو مجھ پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ ملائکہ عرض کرتے تھے پروردگار! تیرا خلیل آگ میں جلایا جاتا ہے۔ جناب احدیت سے خطاب ہوا اگر ابراہیمؑ تجھ سے دعا کرے گا تو میں ضرور اس کے لئے کفایت کروں گا۔ جبرئیلؑ نے عرض کی خداوند ابراہیمؑ تیرا خلیل ہے اس کے سوا زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو نے اس کے دشمن کو اس پر مسلط کیا ہے کہ وہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلانا چاہتا ہے۔ ارشاد باری ہوا اے جبرئیل خاموش ہو جا۔ یہ بات وہ کہے گا جو تیری مانند موت سے خوف کرتا ہو۔ ابراہیمؑ میرا بندہ ہے اگر وہ مجھ سے درخواست کرے گا تو میں اس کی دستگیری کروں گا۔ پس اس وقت جناب ابراہیمؑ نے یہ کلمات کہے اور دعا مانگی۔ يَا اَللّٰهُ يَا اَوَاحِدُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَنْجِنِيْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ (اے اللہ! اے یکتا! اے بخشا! اے بے نیاز! نہ تجھ سے کوئی پیدا ہوا نہ تو کسی سے پیدا ہوا۔ نہ کوئی تیرا ہمسر ہے۔ تو اپنی رحمت سے آتش نمرود سے مجھے نجات دے) امام علیہ السلام نے فرمایا پس جب کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو گوپھن میں رکھ دیا گیا تو جبرئیل علیہ السلام نے ان سے ہوا میں ملاقات کی عرض کی اے ابراہیمؑ! آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے تو بیان کیجئے۔ ان حضرت نے جواب دیا اے جبرئیلؑ تم سے کوئی حاجت نہیں ہاں خدا سے ضرور ہے۔ پس جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک انگوٹھی دی جس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا کہ اس انگوٹھی کو پڑھو۔ آپ نے پڑھا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْٓ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَنْجِنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ (اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ تیرا بندہ اور رسول ہے مجھ کو اللہ کی طرف نجات دے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں) پھر آگ سے ارشاد باری ہوا۔ ابراہیمؑ کو صحیح و سالم رکھ۔ بس جبرئیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور آگ میں بیٹھ کر ان جناب سے باتیں کرنے لگے نمرود نے جو یہ واقعہ دیکھا تو کہنے لگا اگر کوئی شخص کسی کو معبود بنائے تو ابراہیمؑ کے معبود جیسے کو اپنا خدا سمجھے یہ سن کر نمرود کے اراکین دولت میں سے ایک شخص بولا کہ میں نے آگ کو قسم دے دی تھی کہ ابراہیمؑ کو نہ جلائے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ آگ سے ایک شعلہ نکلا اور اسی شخص کو جلا کر خاک کر دیا۔ اس وقت حضرت لوط بھی حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے اور ہجرت کر کے شام کی طرف چلے گئے۔ اور نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو اسی آگ میں ایک سبز اور شاداب باغ میں ایک مرد پیر کے ہمراہ باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو آواز سے کہا تیرے بیٹے (یعنی بھتیجے) کا اس پروردگار کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چھپکلی تو آتش ابراہیمی بھڑکانے کے لئے پھونک مارتی تھی اور مینڈک اس کے بجھانے کے لئے پانی لا لا کر ڈالتا تھا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے آگ کو یہ حکم دیا کُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا" تو ساری دنیا میں تین دن تک آگ نے اپنا کام ہی نہ کیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ اس وقت سے آگ کام دینے لگی۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے فرمایا وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ اس آیت میں الارض سے مراد ملک شام اور سواد کوفہ کی ہے۔

صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۲

وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيُبَكِّيَانِ وَالطَّيْرُ فِي الْاَوْكَارِ الاکمال میں جناب جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ زبور پڑھتے ہوئے نکلتے تھے اور جس وقت وہ زبور پڑھتے تھے تو کوئی پہاڑ یا پتھر یا پرندہ ایسا باقی نہیں رہتا تھا جو ان کے ساتھ نہ پڑھتا ہو۔ المناقب میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر سجدہ میں تسبیح خدا کی تو کوئی درخت اور ڈھیلا ایسا نہ رہا جس نے ان حضرتؑ کے ساتھ تسبیح خدا نہ کی ہو۔

صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۳

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ۝ کافی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ اگر تم بیت المال میں سے نہ کھاتے اور اپنے ہاتھ کی محنت سے اپنی روزی نہ پیدا کرتے تو بہت ہی اچھے بندے ہوتے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت داؤدؑ چالیس دن تک روتے رہے۔ بس خدا تعالیٰ نے تو ہے کو حکم دیا کہ تو میرے بندے داؤدؑ کے لئے نرم ہو جا، حکم خدا سے موم ہو گیا اور داؤدؑ روز ایک زرہ بنا لیتے تھے اور ہزار درہم کی بیچ لیتے تھے۔ اس طرح تین سو ساٹھ زرہ بنا لیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم کو بیچ لیں۔ اور بقیہ عمر کے لئے بیت المال سے مستغنی ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۴

اَلضُّرُّ۔ جب عام ضرر کے معنوں میں ہو تو یہ لفظ زبیر سے آتا ہے۔ اور جب خاص جسمانی ضرر کے معنوں میں ہو جیسے بیماری اور دبلا پن وغیرہ تو پیش سے آتا ہے۔

صفحہ ۳۹۳ نوٹ ۵

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ حضرت ایوب نے اپنی ذات اور اپنی تکلیف کا ذکر کرنے کے بعد اپنے پروردگار کی انتہائے رحمت کا ذکر کر دیا اور اپنے سوال کا کوئی ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ سب سے زیادہ رحم کرنے والے سے تکلیف کے اظہار کے بعد مطلب عرض کی ضرورت نہیں ہے ۱۲

صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۲

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ الفقیہ اور الخصال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے جسے رنج و غم پیش آئے وہ خدا یتعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں فریاد کرتا کیوں کہ اس کے بعد تو خدا فرماتا ہے۔۔۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور جناب رسولؐ خدا سے روایت ہے کہ جو مصیبت زدہ اس آیت کے ساتھ دعا مانگے گا اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔

صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۳

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ ایک روایت کے بموجب حضرت ذکریاؑ کی زوجہ کو حیض نہیں آتا تھا پھر آنے لگا۔

صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۴

يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۝ یہاں رغبت سے مراد ہے طاعت و عبادت کی رغبت نہ کہ ثواب اور معاوضہ کی خوف سے مراد نافرمانی و مخالفت کا خوف ہے نہ کہ عذاب کا۔ اس وجہ سے کہ انبیاء و اوصیاء کا مقام بہت ہی عالی ہے جیسا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں "یا اللہ! میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتا ہوں اور نہ جنت کی لالچ سے بلکہ میں تیری عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ میں نے تجھ کو لائق عبادت پایا ہے"

صفحہ ۳۹۴ نوٹ ۵

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس بستی کے رہنے والوں کو خدا یتعالیٰ نے عذاب سے ہلاک کیا ہوگا وہ زمانۂ رجعت میں واپس نہ آئیں گے الفقیہ میں جناب امیر المومنینؑ کا جو خطبہ مندرج ہے جس میں یہ فقرے بھی ہیں اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْمَاضِيْنَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وَاِلَى الْبَاقِيْنَ مِنْكُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (کیا تم ان لوگوں کے بارے میں جو تم سے گزر گئے ہیں غور نہیں کرتے کہ وہ واپس نہیں آتے اور جو تم میں سے باقی ہیں ان کے بارے میں غور نہیں کرتے کہ وہ باقی نہ رہیں گے خدا یتعالیٰ فرماتا ہے اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا اس کے لئے ممانعت ہے کہ وہ رجعت کے زمانے میں واپس نہ آئیں گے۔) ۲

صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۲

اور خدا یتعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کو اور جو جمعیتیں ان کے بعد زمین میں ہونے والی ہیں ان کو وہ حسبہ تعلیم فرمایا تھا جو ان سے پہلے کسی نبیؑ سے نہیں بن پڑا۔ پس خدا یتعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اسی عنان سے مبعوث فرمایا کہ ہدایت بھی کر دیں اور درگزر بھی مگر عذاب کی صراحت نہ فرمائیں پس آنحضرت نے اللہ کی حجت کو اپنے وصی کے بارے میں ہدایتہ درگزر کے ساتھ ثابت کر دیا اور فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں مالک و آقا ہوں پس یہ علیؑ بھی اس کا آقا و مالک ہے) اور یہ بھی فرمایا وَهُوَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّآ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور اس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور نبی کے اخلاق سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ ایسی کوئی بات منہ سے نکالے جو بے معنی ہو پس امت پر یہ جاننا لازم ہو گیا کہ ہارونؑ میں نبوت بھی موجود تھی اور موسیٰؑ کے حقیقی بھائی بھی تھے تب خلیفہ مقرر کئے گئے اور جس کو آنحضرتؐ نے مقرر کیا وہ نبی ہے نہ حقیقی بھائی پھر بھی اس کو منزلت ہارونی عطا کی تو ضرور ہے کہ اس کو اپنی امت پر اس طرح خلیفہ مقرر کیا ہو جیسا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کو کیا تھا جب ان سے یہ فرمایا تھا اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (تم میری قوم میں میرے جانشین ہو) اور آنحضرت ان سے یہ فرماتے کہ فلاں شخص کے سوا کسی دوسرے کو امام نہ سمجھنا ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا۔ تو غیروں کو خلیفہ بنا لینے کی صورت میں ضرور عذاب نازل ہوتا پس آنحضرت کے اِنْ سے یہ فرمانے کہ فلاں شخص کے سوا کسی دوسرے کو امام نہ سمجھنا ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا۔ تو غیروں کو خلیفہ بنا لینے کی صورت میں ضرور عذاب نازل ہوتا پس آنحضرت کے۔۔۔ اِنْ سے یہ فرمانے کہ لَكُنْتُمْ ظٰلِمِیْنَ ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اس امت کو ڈھیل دی گئی اور ان کا عذاب صرف آخرت میں رکھا گیا لعلل میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جس وقت قائم آل محمدؐ ظہور کریں گے تو عائشہ دوبارہ زندہ کی جائے گی وہ جناب امیرؑ (عدد جاری کریں گے اور) کوڑے لگائیں گے۔ اور دختر رسولؐ جناب فاطمہ زہراؑ کا اس سے بدلا لیں گے۔ کسی نے عرض کی عائشہ پر کوڑے کیوں پڑیں گے۔ حضرتؑ نے جواب دیا اس لئے کہ اس نے حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ مادر ابراہیمؑ پر تہمت لگائی تھی کسی نے سوال کیا عائشہ پر جھوٹا اتہام لگانے کی سزا حضرت قائم کے لئے خدا نے کیوں چھوڑ دی؟ حضرتؑ نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رحمت بنا کر مبعوث کیا ہے اور قائم آل محمدؐ کو انتقام اور منافقین سے بدلا لینے والا معین فرمائے گا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے وقت حضرت جبرئیل امین سے یہ دریافت کیا کہ اس رحمت کا حصہ تم کو بھی کچھ ملا ہے؟ انھوں نے عرض کی جی ہاں ملا ہے میں ہمیشہ انجام امر سے ڈرتا رہتا تھا مگر جب آپؐ ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان لفظوں میں میری تعریف فرمائی۔ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝

صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۳

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح مجھ کو توحید کے بارے میں وحی ہوتی ہے آیا تم اس طرح اس کے تسلیم کرنے کو اور خدا کے بندے بننے کو آمادہ ہو یا نہیں المناقب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ منقول ہے کہ اصل منزل تھی فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ آیا تم میرے بعد میری وصیت کے ماننے والے ہو؟ قول متحکم توحید سے روگرداں ہوں تو اور وصیت سے روگرداں ہوں تو مال دونوں کا ایک ہی ہے یعنی خواہش نفسانی کا بندہ بن جانا یا شیطان کا گرگا بننا۔

صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۴

قُلْ رَّبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دو طرح سے پڑھا گیا ہے ایک یہ کہ خدا یتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا پروردگار سب سے برحق فیصلہ کرنے والا ہے یعنی ظالموں سے انتقام لینا اسی کا کام ہے اس صورت میں اعراب اس کے یوں ہوں گے قُلْ رَبِّیْ اَحْكَمُ بِالْحَقِّ اور معنی اس آیت سے متشابہ ہوں گے جو سورۂ آل عمران میں آچکی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۷۸ سطر ۱) اور دوسری قراءت متعارف ہے جس میں جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اے میرے پروردگار تو حق کے ساتھ فیصلہ فرما، چنانچہ خدا یتعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی دعا قبول کی اور ان کو غلبہ عطا فرمایا اگر آنحضرتؐ کے بعد ان کی امت حق نہ چھوڑ دیتی تو اسلام کا جھنڈا کبھی سرنگوں ہی نہ ہوتا۔

صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۵

زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ ۝ احتجاج طبرسی میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اے آدمیو! تقویٰ اختیار کرو اور اس ساعت سے ڈرو جس کے بارے

میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں خطاب تو عام آدمیوں سے ہے مگر یہ زلزلہ قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے اور آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے کچھ پہلے آئے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۹۶ نوٹ ۶

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تفسیر مجمع البیان میں ہے عمران ابن حسین اور ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ اس سورہ کے اوّل کی دونوں آیتیں غزوۂ بنی المصطلق کے زمانہ میں رات کے وقت جب کہ لوگ چلے جا رہے تھے نازل ہوئیں یہ بنی المصطلق بن خزاعہ کے قبیلہ کی ایک شاخ ہے جناب رسولؐ خدا نے اسی وقت سب لوگوں کو ایک آواز دلوائی۔ پس سب اپنی اپنی سواریوں کو تیز کر کے آنحضرتؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے پس آنحضرتؐ نے ان کو یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں تو اس رات کو لوگ ایسا روئے ایسا روئے کہ کبھی نہ روئے تھے جب صبح ہوئی تو نہ کسی نے کھٹی اتاری نہ خیمہ قائم کی اور لوگوں کی حالت یہ تھی کہ کوئی روتا تھا اور کوئی متفکر و غمگین بیٹھا تھا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم سمجھے کہ یہ دن کون سا ہے۔ ۱۹ انھوں نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ ہی خوب جانتا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ خدا تعالیٰ آدمؑ سے فرمائے گا کہ اپنی اولاد کو جہنم میں بھیجو۔ وہ دریافت کریں گے کہ کتنوں کو تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے کو جہنم میں اور ایک کو جنت میں یہ بات مسلمانوں پر اور بھی گراں گزری پھر گریہ و زاری کرنے لگے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ دیوں نجات ہی کون پائے گا؟ فرمایا خوش ہو جاؤ کہ تمہارے ساتھ ذو مخلوقا یاجوج و ماجوج کہ جہاں ہوں گی کثرت انھیں کی ہوگی اور تم تو آدمیوں میں ایسے ہو جیسے سیاہ بیل کے سفید بال ہوں یا نوجوان اونٹ کے بازو پر ایک تحریر ہو۔ یا اونٹ کے پہلو میں ایک بکری ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ امید ہے کہ اہل جنت کی ایک تہائی تم ہو گے۔ اب لوگوں نے تکبیر کہی۔ پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اہل جنت کی دو تہائی تم ہو گے۔ اس لئے کہ اہل جنت کی ایک سو بیس۱۲۰ صفیں ہوں گی جس میں سے اسّی۸۰ صفیں میری ہی امت کی ہوں گی پھر ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بے حساب داخل جنت ہوں گے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس پر عمر ابن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسولؐ اللہ ستر ہزار۔ حضرتؐ نے فرمایا جی بلکہ ایک ایک ساتھ ستر ستر ہزار۔ اس پر عکاشہ ابن محصن اٹھ کھڑا ہوا عرض کی یا رسولؐ اللہ دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ مجھ کو بھی انہی میں سے قرار دے۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی خدایا عکاشہ کو انھیں میں سے قرار دے۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا حضور دعا کیجئے خدا تعالیٰ مجھے بھی انھیں میں سے قرار دے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عکاشہ اس امر میں تجھ سے سبقت کر چکا۔ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں چونکہ وہ انصاری منافق تھا اس لئے حضرتؐ نے اس کے لئے دعا نہیں فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۳۹۷ نوٹ ۵

اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جب بندہ سو برس کو پہونچ جائے تو یہی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے پچھتر برس منقول ہیں۔ قول مترجم:۔ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ بندہ کی طاقت اور ملک کی آب و ہوا پر موقوف ہے۔ ۱۲

صفحہ ۳۹۷ نوٹ ۶

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ط۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسی حالت کی طرف عود کر جاتا ہے جو بچپن میں تھی یعنی عقل ناقص ہو جاتی ہے فہم کم ہو جاتا ہے جن جن چیزوں کو جانتا تھا انھیں بھول جاتا ہے اور جنھیں پہچانتا تھا ان سے انجان ہو جاتا ہے ۱۲

صفحہ ۳۹۸ نوٹ ۳

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین کے کنارے پر ہے کہ اسے قرار نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص لشکر کے کنارے رہے اگر کامیابی نظر آئے تو ٹھہرا رہے ورنہ بھاگ جائے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے تھے جنھوں نے خدا کی توحید کو تو مان لیا تھا اور خدا کے سوا یہ جن کی عبادت کیا کرتے تھے ان کو چھوڑ دیا تھا اس طرح شرک سے نکل آئے تھے مگر یہ نہیں پہچانا تھا کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں پس وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے مگر جناب محمد مصطفیٰؐ کی طرف سے اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے لے کر آئے تھے اس کی طرف سے شک میں تھے۔ پس وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ اگر ہمارے مال اور اولاد میں اور اضافہ ہوا اور ہم خود بھی آفیت سے رہے تو ہم سمجھیں گے کہ یہ خدا کے سچے رسولؐ ہیں اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس وقت کی اس وقت دیکھی جائے گی۔ پس ان کے اسی مطلب کو خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِاطْمَاَنَّ بِهٖ ج پس یہاں خیر سے دنیا کی بہتری مراد ہے وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ سے یہ مراد ہے کہ اسی شک کی وجہ سے پھر شرک کی طرف عود کر جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۳۹۸ نوٹ ۴

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ۔ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ اسی شخص کی حالت کا بیان ہے جو توحید خدا کو تو مانتا ہو اور جناب رسولؐ خدا کی طرف سے شک میں ہو کہ جب اس پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو وہ پھر مشرک ہو جاتا ہے خدا کے سوا دوسروں سے دعا کرنے لگتا ہے اور دوسروں کی عبادت کرنے لگتا ہے پس اس قسم کے گروہ میں سے کوئی تو ایسا ہوگا جو ان چیزوں کی حقیقت پہچان لے گا جو نہ اسے ضرر پہونچاتی ہیں نہ نفع، اور اس طرح ایمان اس کے قلب میں داخل ہو جائے گا۔ اور ایمان بھی لے آئے گا تصدیق بھی کر لے گا اور وہ منزلت شک سے ہٹ کر دائرۂ ایمان میں بھی داخل ہو جائے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا جو اپنے شک پر قائم رہے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا جو قطعی مشرک ہو جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۳۹۸ نوٹ ۵

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ لفظ ظن کتاب خدا میں دو طرح سے آیا ہے ایک ظن یقین اور دوسرا ظن شک اور یہاں ظن شک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جس شخص کو اس بات میں شک ہو کہ خدا تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں ثواب دے گا اسے یہ لازم ہے کہ خدا کے اور اپنے مابین کوئی راستہ بنائے (کیونکہ سبب بھی راستہ سورۂ کہف میں بھی آیا ہے) پھر علٰحدگی اختیار کرے (کیونکہ قطع بھی تیز آیا جیسے خدا فرماتا ہے۔۔۔ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا ط اُمَمًا جس کے معنی ہیں ہم نے ان کو علٰحدہ علٰحدہ کر دیا) پھر غور سے دیکھے کہ آیا اس کی یہ تدبیر اس بات کو جو اسے غصہ دلاتی تھی روک دیتی ہے یا نہیں تو اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو شخص اپنی ذات کے لئے کوئی راستہ نکال لے گا اور سبب سے الگ بھی ہو جائے گا تو ایسا راستہ جو اس کے اور خدا کے مابین ہوگا اس کو حق بنا دے گا اور عوام الناس کی روایت کے بموجب اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے اقوال کی تصدیق نہ کرے اسے لازم ہے کہ اپنے گھر کی چھت پر ایک رسی لٹکائے اور اپنے گلے میں پھندا ڈال لے اور پھر دیکھے اس کی تدبیر اس کے غصہ کو کھو دیتی ہے یا نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۰ نوٹ ۳

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ط تفسیر قمی میں جناب جعفر صادق سے بروایت ابوبصیر جنت کا جو بیان کیا گیا ہے تفسیر قمی میں ابوبصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا اے مولا میں آپ پر فدا ہو جاؤں (جنت کا حال سن کر) میرے شوق کو بڑھایئے حضرت نے فرمایا اے ابو محمد جنت کی ادنیٰ نعمت یہ ہے کہ اس کی خوشبو اتنی دور سے معلوم ہوگی جتنی مسافت دنیا وی حساب سے ایک ہزار برس میں طے ہو۔ اور اہل جنت کا چھوٹے سے چھوٹا درجہ اتنا ہے کہ اگر اس میں تمام جن و انس منزل کریں تو بھی اس کا سامان خرد نوش سب کو کافی ہو گا۔ کوئی چیز کم نہ پڑے گی اور اہل جنت کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ جو شخص جنت میں داخل ہو گا اس کے لئے تین باغ کھولے جائیں گے۔ جب وہ نیچے والے باغ میں جائے گا تو وہاں اپنی بیویاں خدمت کرنے والے اور نہریں جاری اور ہر قسم کا میوہ پائے گا جس کے دیکھتے ہی آنکھیں اس کی خنک اور دل اس کا خوش ہو جائے گا۔ پس جب کہ وہ خدا کا شکر اور اس کی حمد بجا لائے گا آواز آئے گی (ذرا) اپنا سر اٹھا کر دوسرے باغ کو تو دیکھ کیوں کہ اس میں نعمتوں کا وہ سامان ہے جو پہلے میں نہ تھا پس یہ بندہ مومن عرض کرے گا اے میرے پروردگار یہ باغ بھی تو مجھے عطا فرما دے۔ جواب آیا اگر میں یہ تجھے دے دوں گا تو مجھ سے اس کے سوا اور باغ بھی مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! بس یہی مجھے دے دے۔ جب وہ بندۂ مومن اس باغ میں داخل ہو کر خدا کا شکر و حمد بجا لائے گا تو خدا کا حکم ہو گا کہ اس کے سامنے تیسرے باغ کا دروازہ بھی کھول دو۔ جب وہ آنکھ اٹھا کر ان کی نعمتیں دیکھے گا تو ان دونوں جنتوں سے چند در چند اسباب عیش و نشاط اس میں نظر آئیں گے۔ انھیں دیکھ کر بیحد خوش ہو گا اور درگاہ خدا میں عرض کرے گا اے پروردگار! تو بے شک سزاوار حمد ہے تیری حمد و تعریف کا احاطہ نہیں ہو سکتا تو نے مجھے جنت میں پہونچا کر احسان کیا اور آتش ہا رے دوزخ سے نجات دی۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں رونے لگا اور میں نے عرض کی کہ اے آقا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کچھ اور فرمایئے۔ حضرت نے ارشاد کیا اے ابو محمد! جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر نوجوان لڑکیاں اُگی ہوئی کھڑی ہوں گی جب مرد مومن ان میں سے کسی لڑکی کے پاس سے گزرے گا اور وہ لڑکی اسے اچھی معلوم ہو گی تو اسے اکھاڑ لے گا اللہ تبارک اس کی جگہ دوسری اور اگا دے گا۔ ابوبصیر نے عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں کچھ اور ارشاد فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا اے ابو محمد! ہر مومن کے نکاح کی ۸۰ ہشتصد کنواری لڑکیاں اور چار ہزار شوہر دیدہ عورتیں اور دو حوریں ازدواج سے ہوں گی۔ اس نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ اے مولا کیا آٹھ سو کنواری لڑکیاں ملیں گی۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ جب ان سے ہمبستری کی جائے گی تو وہ بانکرہ ہوں گی۔ میں نے دریافت کیا مولا حوریں کس چیز سے پیدا کی گئی ہیں حضرت نے فرمایا جنت کی نورانی مٹی سے مخلوق ہوئی ہیں ان کی پنڈلیوں کا گودا مستقر "حلوں میں سے بھی نظر آئے گا مومن کا جگر حور کے لئے آئینہ ہو گا اور حور کا جگر مومن کا آئینہ ہو گا۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ کیا حوران جنت جنت میں باتیں بھی کریں گی؟ حضرت نے فرمایا ان کی شیریں بیانی ایسی ہو گی کہ کسی نے بھی نہ سنی ہو گی۔ میں نے کہا وہ کیا باتیں ہوں گی؟ حضرت نے کہا وہ نرم آوازوں سے کہیں گی ہم ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہمیں کبھی موت نہ آئے گی ہم نازک اندام ہیں۔ سختی ہم میں بالکل نہیں ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ہم کبھی یہاں سے کوچ نہ کریں گے۔ ہم ہمیشہ خوش مزاج رہیں گے ہم کو کبھی غصہ نہ آئے گا۔ خوشا حال اس کا جو ہمارے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جس کے واسطے ہم مخلوق ہوئے ہیں ہم وہ ہیں کہ اگر ہمارا گیسو زمین اور آسمان کے درمیان معلق کر دیا جائے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں۔

صفحہ ۴۰۰ نوٹ ۴

وَهُدُوْٓا اِلَى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ حمزہؓ اور جعفر طیارؓ اور عبیدہؓ اور سلمان فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ اور مقداد ابن اسودؓ اور عمار ابن یاسرؓ تھے جنھوں نے صراط الحمید یعنی ولایت جناب امیر المومنینؑ کی راہ پائی۔ الخ اس میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وَاللّٰهِ صِرَاطِ الْحَمِيْدِ سے مراد وہ امر ہے جس پر تم قائم ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۰ نوٹ ۵

سَوَآءً اِ۟لْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ کفار قریش نے جناب رسول خدا کو مکہ آنے سے روکا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ مکہ میں اہل مکہ اور وہ لوگ جو باہر سے آئیں دونوں برابر کا حق رکھتے ہیں نہ کسی کو کہیں اترنے سے روکا جائے اور نہ داخلۂ حرم سے۔ نہج البلاغہ میں وہ فرمان ہے جو حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے عامل مکہ قثم ابن عباس کو لکھا تھا۔ اس میں یہ حکم بھی تھا کہ اہل مکہ سے کہہ دو کہ کسی سے کرایہ نہ لیں۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَوَآءً اِ۟لْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۔ اس عاکف سے مراد اہل مکہ ہیں اور باد سے مراد ہر وہ شخص ہے جو باہر سے حج کے لئے مکہ میں آئے کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ معاویہ پہلا شخص ہے جس نے مکہ کے دروازوں پر کواڑ لگوائے اور بیت اللہ کے حاجیوں کو کرو کا باوجودیکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَوَآءً اِ۟لْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ (طحالانکہ پہلے کا دستور تھا کہ باہر سے آنے والے جس کے ہاں جی چاہتا اتر پڑتے۔ پس معاویہ اس زنجیر میں جکڑا جائے گا جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا (ایسی زنجیر میں جس کا طول ستر ہاتھ کا ہو گا۔) اور وہ اس امت کا فرعون ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۰ نوٹ ۶

بِاِلْحَادٍ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے ہر ظلم جو کوئی شخص مکہ معظمہ میں اپنی ذات پر کرے خواہ چوری کرنے سے یا کسی کو ستانے سے یا اور کسی طرح کی نافرمانی کرنے سے میرے نزدیک وہ الحاد ہے اور اسی وجہ سے وہ حضرت حرم میں سکونت اختیار کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۰ نوٹ ۷

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ کافی اور تہذیب میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ پس بندہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ مکہ میں بغیر غسل کئے اور پاک ہوئے داخل ہو۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کعبہ کے گرداگرد خدا تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں ہیں ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس فقط کعبہ کے دیکھنے والوں کے لئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۰ نوٹ ۸

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ تفسیر قمی میں ہے کہ جب ابراہیمؑ بیت اللہ کے بنانے سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ ---

نے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان حج کردو انھوں نے عرض کی پروردگار میری آواز نہ پہونچے گی خدا تعالیٰ نے فرمایا تم اعلان کرنا تمہارے ذمہ ہے اور آواز کا پہونچانا میرے ذمہ ہے تم مقام ابراہیمؑ پر چڑھو جو اس زمانہ میں بیت اللہ سے بالکل ملا ہوا تھا پس مقام ابراہیمؑ حضرت ابراہیمؑ کو لے کر اتنا اونچا ہوا کہ اونچے سے اونچے پہاڑ سے بھی بلند ہو گیا پس ابراہیمؑ نے اپنے کانوں میں انگلی دے کے اور مغرب و مشرق کی طرف رُخ کر کے یہ آواز دی لوگو! تم پر بیت عتیق کا حج واجب کیا گیا پس اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرو پس لوگوں نے ساتوں سمندروں کے نیچے سے مشرق و مغرب کے مابین سے اور زمین کے کل اطراف سے یہاں تک خشکی چلی گئی ہے اور مردوں کے پشتوں سے اور عورتوں کے رحموں سے حضرت ابراہیمؑ کی ندا کا جواب لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہہ کے دیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اب تک لوگ یہی کلمہ کہتے چلے آئے ہیں اور جو اس دن سے قیامت تک حج کریں گے وہ انہی میں سے ہیں جنھوں نے اعلان خدا کا جواب دیا تھا۔ کافی اور تہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب رسولؐ خدا دس برس مدینہ منورہ میں رہے اور کوئی حج نہیں بجا لائے پھر خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ الخ پھر حضرتؐ نے موذنوں کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اس امر کا اعلان کر دیں کہ جناب رسولؐ خدا اس سال حج کو جائیں گے پس لوگ مدینہ میں تھے وہ اور اہل موالی اور اطراف کے بدو سب اس سے واقف ہو گئے اور آنحضرتؐ کے حج کے لئے جمع ہو گئے مطلب یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جا کر حج کریں جن جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے انھیں غور سے دیکھ کر بجا لائیں اور جو کچھ حضرتؐ کو کرتے دیکھیں وہی بجا لائیں۔ کافی اور العلل میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا اور اس کی تعمیر ختم ہو گئی تو وہ جناب اس کے رکن پر رونق افروز ہوئے اور آواز دی هَلُمُّوا اِلَی الْحَجِّ یعنی حج کے لئے آؤ اور اگر هَلُمُّوا اِلَی الْحَجِّ فرماتے تو وہ لوگ حج کرنے کو آتے جو اس وقت تک پیدا ہو چکے تھے۔ (کیونکہ صیغۂ هَلُمُّوا سے خطاب ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو موجود ہوں) لیکن ان جناب نے هَلُمُّ اِلَی الْحَجِّ فرمایا (اس لئے کہ صیغۂ هَلُمَّ کا استعمال عام ہے یعنی جن سے خطاب کیا جائے خواہ بوقت خطاب موجود ہوں یا نہیں) یہ آواز سنتے ہی لوگوں نے لَبَّیْکَ کہنا شروع کیا یہاں تک کہ جو اپنے باپوں کی پشتوں میں (بصورت نطفہ) تھے انھوں نے لَبَّیْکَ دَاعِیَ اللّٰہِ لَبَّیْکَ دَاعِیَ اللّٰہِ کہا پس جس نے دس مرتبہ لبیک کہی تھی اس نے دس حج کیے اور جس نے پانچ مرتبہ لبیک کہی تھی وہ پانچ حج بجا لایا۔ اور جس نے جتنی بار لبیک کہی تھی اس نے اتنے ہی حج کئے۔ جس نے ایک دفعہ لبیک کہی تھی اس نے صرف ایک ہی حج ادا کیا اور جس نے بالکل لبیک نہیں کہی تھی وہ حج سے محروم رہا۔

تفسیر برہان میں ہے کہ معاویہ بن عمار نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس برس تک مدینہ میں قیام فرمایا اور حج بجا نہ لائے۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ" پس حضرت نے موذنوں کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اس بات کا اعلان کر دیں کہ اس سال جناب رسولؐ خدا حج کو جائیں گے۔ جو لوگ مدینہ میں موجود تھے وہ اور عوالی کے باشندے اور قرب و جوار کے بدوی سب اس خبر سے آگاہ ہو گئے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ حج بیت اللہ ادا کرنے کے لئے اس لئے جمع ہو گئے کہ احکام خدا کی پابندی دیکھ بھال کے کر سکیں: اور جو کچھ حضرتؐ کو کرتے دیکھیں خود بھی بجا لائیں پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ چھبیس ذیقعدہ کو مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے اور ذوالحلیفہ میں پہونچ کر بوقت زوال حضرتؐ نے غسل (احرام) کیا اور مسجد شجرہ میں نماز ظہر پڑھی۔ وہاں سے حج افراد کے ارادہ سے روانہ ہو کے مقام بیداء میں جو پہلے میل کے پاس ہے آئے۔ پس حضرت کے لئے لوگوں کی دونوں طرف سے دو صفیں قائم ہو گئیں۔ اور حج افراد کی نیت کر کے لبیک کہی۔ چھیاسٹھ یا چونسٹھ قربانیاں ہمراہ لیں۔ یہاں تک کہ آخری تاریخ ذیقعدہ کو مکہ معظمہ پہونچ گئے جب چوتھی ذالحجہ آئی۔ تو آنحضرتؐ نے بیت اللہ کا پورا طواف یعنی سات دور کا پورا طواف کیا۔ نماز طواف مقام ابراہیمؑ کے پیچھے ادا فرمائی۔ وہاں سے پھر حجر اسود کے قریب آئے اور اس کو بوسہ دیا۔ اس سے پہلے شروع طواف میں بھی بوسہ دے چکے تھے۔ پھر فرمایا کہ صفا و مروہ دونوں (پہاڑیاں) شعائر اللہ (خدا کی نشانیوں) میں سے ہے۔ پس جو کچھ خدا نے حکم دیا تھا حضرتؐ نے اسے شروع کر دیا۔ مسلمانوں کا بھی یہی گمان تھا کہ صفا اور مروہ کے مابین سعی کرنا خدا کی نشانیوں میں سے ہے۔ پس جو حج کرے یا عمرہ بجا لائے اسے ان دونوں (پہاڑیوں) کا طواف بھی ادا کرنا لازم ہے۔ پھر حضرتؐ کوہ صفا پر آئے اور اس پر چڑھ گئے اور یمانی کی طرف منہ کر کے خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور اتنی دیر تک حضرتؐ نے دعا مانگی کہ جتنی دیر میں سورت بقرہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھی جا سکے۔ پھر وہاں سے اتر کر کوہ مروہ پر آئے۔ وہاں بھی مثل کوہ صفا کے قیام کیا۔ پھر اس سے اتر کر صفا کی جانب واپس ہوئے تھوڑی دیر اس پر توقف فرمایا پھر اتر کر کوہ مروہ کی جانب تشریف لائے یہاں تک کہ اپنی سعی کو کوہ مروہ پر ختم کر کے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد و ثنائے بار تعالیٰ ادا کرنے کے بعد بقیۃ السیف مبارک کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا جبرئیلؑ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جو کوئی اپنے ہمراہ قربانی نہیں لایا ہے (یعنی) جس نے حج قران کا احرام نہیں باندھا ہے) وہ احرام کھول ڈالے اگر میں پہلے سے حج قران کی نیت کئے ہوئے نہ ہوتا تو جو میں نے تم کو حکم دیا ہے اس پر میں بھی عمل کرتا۔ (احرام کھول دیتا) اور حج قران بجا لانے والے کو قربانی سے پہلے احرام نہ کھولنا چاہیئے۔ امام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص (یعنی ابن الخطاب) نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم لوگ حج بھی کرنے جائیں اور ہمارا یہ حال بھی ہو کہ غسل جنابت کے قطرے ہمارے بالوں سے ٹپکتے ہوں۔ جناب رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تو تو کبھی اس حکم پر ایمان نہ لایا پس سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آج ہم نے اپنے دین کو سمجھا گویا کہ آج ہم پیدا ہوئے ہیں۔ یہ جو آپ نے حکم دیا ہے یہ اسی سال کے لئے ہے یا آئندہ کے لئے بھی ہے۔؟ حضرت نے فرمایا یہ حکم قیامت تک ہمیشہ کے لئے ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ عمرہ حج میں قیامت تک کے لئے یوں داخل ہو گیا (جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں۔ امام فرماتے ہیں اسی وقت جناب امیر المومنین علیہ السلام یمن سے مکہ میں جناب رسولؐ خدا کے پاس آ حاضر ہوئے۔ اور وہاں سے جناب سیدہ علیہا السلام کی قیام گاہ میں تشریف لائے تو وہ معصومہ اپنا احرام کھول چکی تھیں اور رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو خوشبو محسوس ہوئی تو فرمایا کہ اے سیدہؑ! یہ کیا؟ یہ کیا؟ معصومہؑ نے جواب دیا مجھے رسولؐ خدا نے یونہی حکم دیا ہے پس جناب امیر المومنینؑ دریافت حال کے لئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ فاطمہؑ نے تو احرام کھول لیا ہے اور رنگین لباس بھی پہن لیا ہے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں نے ان لوگوں کو تو یہی حکم دیا ہے مگر یا علیؑ تم نے کس نیت سے احرام باندھا ہے؟ حضرتؐ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں نے اسی نیت سے احرام باندھا تھا جس نیت سے حضور نے باندھا تھا۔ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا تو اے علیؑ! تم اپنے احرام پر برقرار رہو اور تم میری قربانی میں میرے شریک ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں پھر جناب رسولؐ خدا مکہ معظمہ میں زمین بطحا پر اپنے اصحاب سمیت فروکش ہو گئے اور طواف کے لئے برابر آتے جاتے رہے یہاں تک کہ روز ترویہ (آٹھویں ذالحجہ) آگیا تو آنحضرتؐ نے زوال کے وقت ان لوگوں کو حکم دیا کہ اب غسل کر کے حج کا احرام پھر باندھیں اور آنحضرتؐ کا یہ حکم خدا تعالیٰ کے اس

قول مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ کے مطابق تھا۔ پھر آنحضرتؐ اور اصحاب احرام حج باندھے ہوئے۔ لبیک لبیک کہتے ہوئے برآمد ہوئے منیٰ تک آئے اور نماز ظہر عصر و مغرب و عشاء نماز فجر منیٰ ہی میں ادا کی پھر وہ جناب علی الصباح حج کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہوئے اور قریش کا قاعدہ تھا کہ مزدلفہ (مشعر الحرام) ہی میں وقوف کر کے واپس ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوسرے حاجیوں کو بھی مشعر سے آگے جانے کو منع کیا کرتے تھے۔ یہی سال بھی قریش کی یہی آرزو تھی کہ جہاں سے وہ واپس ہوتے ہیں وہیں سے اور لوگ بھی چلے آئیں مگر جناب رسولؐ خدا مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی۔ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ آیت میں النَّاسُ سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ اور ان کے بعد والے جو انہی کی ملت پر تھے مراد ہیں (مطلب یہ ہے کہ جس راہ سے یہ لوگ چلے اسی راستے سے مسلمانوں کو بھی چلنا چاہیئے) جب قریش نے دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہودج (مشعر سے) آگے بڑھ گیا تو انھیں رنج ہوا۔ وہ تو یہی چاہتے تھے کہ تمام آدمی مشعر ہی سے چلے آئیں۔ پس آنحضرت کی سواری وادی ثمرہ میں جسے بطن عرفہ بھی کہتے ہیں پہونچی اراک (پیلو) کے درخت اس جگہ بہت تھے۔ وہاں حضرت کا خیمہ نصب کیا گیا۔ اور حاجیوں نے بھی اپنے تنبو۔ چادریں۔ ڈیرے چھولداریاں تان لیں۔ زوال آفتاب کے وقت حضرتؐ برآمد ہوئے قریش بھی ہمراہ تھے آنحضرتؐ نے غسل فرمایا تھا اور ملیدہ بند کر دیا تھا یہاں تک کہ آپ نے توقف فرمایا۔ تمام آدمیوں کو وعظ و نصیحت فرمائی کسی بات کا حکم دیا کسی بات کی ممانعت کی پھر ایک اذان اور دو اقامتوں سے نماز ظہر و عصر ادا کی۔ پھر وہ جناب کوہ عرفات پر پہونچے وہاں بھی تھوڑی دیر ٹھہرے رہے۔ لوگوں کی حالت یہ تھی کہ حضرتؐ کی سواری پر پلے پڑتے تھے۔ تاکہ ناقہ کے پہلو میں ٹھہریں آنحضرتؐ وہاں سے اپنا اونٹ ہٹالے گئے وہ بھی ساتھ ساتھ چل دیئے۔ پس آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ایہا النّاس میرے ناقے کے قریب ہی موقف نہیں ہے۔ بلکہ یہ سارا میدان وہاں تک وقوف کی جگہ ہے۔ دست مبارک سے اشارہ کر کے بتا دیا۔ یہ سنکر مجمع متفرق ہو گیا اور کچھ فاصلے سے وہ لوگ ٹھہر گئے۔ مزدلفہ میں بھی یہی واقعہ ہوا اسی طرح وقوف کی جگہ بتائی۔ پس جب کہ آفتاب غروب ہو گیا تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ عرفات سے باطمینان روانہ ہو گئے ان کے ہمراہ سارے حاجی چل پڑے اور مزدلفہ یعنی مشعر الحرام میں آئے۔ وہاں پہونچ کے حضرتؐ نے نماز مغربین ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھی پھر صبح تک وہیں مقیم رہے۔ نماز صبح بھی اسی جگہ ادا کی اور بنی ہاشم میں سے کمزور و ناتواں آدمی دن نکلنے سے پہلے ہی مشعر سے چل دیے لیکن حضرت نے ان کو یہ حکم دے دیا تھا کہ طلوع آفتاب سے پیشتر جمرۂ عقبہ پر رمی نہ کریں (کنکریاں نہ ماریں) پس جب آفتاب طلوع ہو گیا تو جناب رسولؐ خدا مشعر سے روانہ ہو کر منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۂ عقبہ پر رمی کی (سات کنکریاں ماریں) بعد اس کے آنحضرتؐ کے ہمراہ چونسٹھ یا چھیاسٹھ قربانیاں تھیں وہ آنحضرتؐ نے نحر کر دیں اور چونتیس یا چھتیس اونٹ جناب امیر المومنین علیہ السلام لائے تھے۔ یہ ان جناب نے نحر کیے تھے۔ پھر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے ایک ایک بوٹی لے کر ایک بڑی دیگ میں پکائیں۔ جب وہ گوشت تیار ہو گیا تو حضرتؐ نے پھر اسی جناب امیر المومنین علیہ السلام تناول فرمایا اور شوربا اس کا پی لیا۔ ان اونٹوں کی کھالیں اور جھولیں اور قلادے (گلبند) قصابوں کو نہیں دیئے۔ بلکہ محتاجوں پر تصدق کر دیئے۔ پھر حضرتؐ نے سر مبارک منڈوایا پھر وہ جناب (طواف) زیارت کے لئے بیت اللہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے پھر منیٰ واپس آئے اور تیرھویں ذالحجہ تک وہیں رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے تینوں جمروں پر رمی فرمائی اور روانہ ہو کے بطحے میں تشریف لے آئے عائشہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ حضور کی اور بیبیاں تو حج و عمرہ دونوں بجا لا چکیں میں نے صرف حج ہی کیا میں تو بغیر عمرہ کئے مدینہ واپس نہ جاؤں گی۔ پس حضرتؐ خود تو بطحے میں مقیم رہے مگر عبدالرحمن بن ابوبکر کو (جو عائشہ کا بڑا بھائی تھا) اس کے ہمراہ وادیٔ تنعیم کو (جو مکہ سے تقریباً چار میل ہے) بھیجدیا وہاں عائشہ نے عمرہ (مفردہ) کا احرام باندھا اور مکہ میں آئی اول خانۂ کعبہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ پھر صفا اور مروہ کے مابین سعی کی۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئی۔ اسی دن ان حضرتؐ نے مدینہ کی طرف کوچ کر دیا۔ نہ پھر مسجد الحرام کی طرف گئے اور نہ طواف کیا۔ ابتداءً عقبۂ مدنین سے آنحضرت داخل مکہ ہوئے تھے اور اب وادیٔ ذی طوے کے راستے سے جو مکہ کا نشیبی حصہ ہے ارادہ روانگی باندھ کے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

صفحہ ۴۰۲ نوٹ ۶

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو نہ لڑائی کا حکم ملا نہ اجازت جب تک جبرئیلؑ یہ حکم لے کر نہ آئے اور تلوار آنحضرتؐ کے گلوئے مبارک میں حمائل نہ کر دی۔ اسی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ مشرک مسلمانوں کو برابر تکلیفیں پہونچایا کرتے تھے۔ اور وہ پٹے کٹے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور شکایتیں کیا کرتے تھے آنحضرت فرمایا کرتے تھے ابھی صبر کرو ابھی مجھے لڑائی کا حکم نہیں ملا ہے۔ یہاں تک کہ حضرتؐ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور لڑائی کے بارے میں جو آیتیں نازل ہوئی ہیں ان میں یہ پہلی آیت ہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عوام الناس تو اس بات کے قائل ہیں کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ قریش نے آنحضرتؐ کو مکہ معظمہ سے نکال دیا تھا اور حقیقت میں یہ قائم آل محمدؐ کے بارے میں ہے۔ جس وقت کہ وہ امام حسینؑ کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے لئے ظہور فرمائیں گے اور یہ فرماتے ہوں گے کہ اس خون کے وارث ہم ہیں اور اس کے طالب ہم ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۲ نوٹ ۷

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا اور جناب علیؑ مرتضےٰ حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت جعفر نیاز کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پھر اس کا حکم جناب امام حسینؑ کے بارے میں جاری ہوا تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں مراد جناب امام حسینؑ ہیں جب کہ یزید نے ان کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے کہ ان کو پکڑ کر شام میں لے آئیں۔ اور وہ حضرت وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور میدان طف میں قتل کئے گئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۴ نوٹ ۳

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اس آیت کو یوں تلاوت فرماتے تھے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ۔ اس پر کسی نے عرض کی ہماری قراءت تو یہ نہیں ہے، پس رسولؐ اور نبی اور محدث میں کون کون؟ فرمایا رسولؐ تو وہ ہے جس کیلئے فرشتہ ظاہر ہو کر اس سے بات کرے اور نبی وہ ہے جو احکام کو خواب میں دیکھے اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ نبوت اور رسالت ایک ہی شخص میں جمع ہو جاتی ہیں اور محدث وہ ہے کہ آواز تو سنے مگر صورت نہ دیکھے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ جو شخص احکام کو خواب میں دیکھے تو یہ کیونکر سمجھے کہ یہ برحق ہیں اور خدا کی طرف سے ہیں؟ فرمایا اس کو اس کی توفیق دے دی جاتی ہے اور اسے ایقان ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں کتابوں کو اور

تمہارے نبی پر نبوت کو ختم فرمایا ہے۔ کافی میں بہت روایتوں میں ہے کہ آنحضرتؐ سب کے سب محدّث تھے یعنی فرشتوں کی آواز تو سنتے تھے لیکن ان کو دیکھتے نہ تھے تفسیر قمی میں اسی آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے کہ عوام الناس کی روایت تو یہ ہے کہ جناب رسُول خدا مسجد الحرام میں نماز میں تھے اور سورۃ النجم کی قراءت فرما رہے تھے اور قریش قراءت کو سنتے تھے پس جب اس آیت پر پہونچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ تو شیطان نے حضرت کی زبان پر یہ جاری کر دیا۔ فَاَنَّهَا الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى ۝ وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔ پس قریش خوش ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے ان لوگوں میں ولید ابن مغیرہ مخزومی بھی موجود تھا بہت ہی بوڑھا تھا اس نے بیٹھے ہی بیٹھے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور انھیں کو سجدہ کر لیا، اور قریش نے یہ کہا اب تو محمدؐ بھی لات و عزّیٰ کی سفارش کے مقرر ہو گئے اس پر جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ آپ نے تو وہ پڑھ دیا جو میں نے آپ کو نہیں پہونچایا۔ اور اس کے بعد یہ آیت پہونچائی۔ وَكَاَيِّنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ (قول مترجم ۵ رسُول خدا پر ایسا بہتان باندھنے والوں پر خدا لعنت کرے)۔ اور خواص کی روایت جو جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ ایک جگہ پر جناب رسُول خدا کو بھوک لگی آنحضرتؐ انصار میں سے ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہے اور ایک بکری ذبح کی اور اس کے گوشت کو مشوی کیا (یعنی خالی بھنے آگ پر بھون لئے) جب آنحضرتؐ کے سامنے رکھے تو آنحضرتؐ کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ میرے ساتھ اس وقت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بھی ہوتے مگر اتفاق سے آ گئے اس وقت ابوبکر و عمر۔ پھر ان دونوں کے بعد علی مرتضےٰؑ پہونچے اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ج (مطلب یہ ہے کہ یہ تمہارے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے بھی جو رسول و نبی و محدّث گزرے ہیں ان میں سے کسی نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو میں کوئی نہ کوئی اڑنگا لگا ہی دیا جیسے یہاں اس نے اپنے دونوں ایجنٹ ابوبکر و عمر بھیج دیئے)۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۴ نوٹ ۴ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ (مطلب یہ ہے کہ شیطان جو اڑنگا لگاتا رہا خدا تعالیٰ اس کو منسوخ فرماتا رہا جیسے یہاں ان دونوں کے بعد علی مرتضیٰؑ آ گئے) ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی آیتوں کو اسی طرح مضبوط کرتا رہتا ہے جیسے جناب امیرالمومنین کی نصرت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۸ نوٹ ۴ وَاسْجُدُوْا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدمؑ کے اعضاء و جوارح پر ایمان کو لازم کیا ہے پھر اس کو ان پر تقسیم کر دیا۔ از آنجملہ چہرہ پر اوقات نماز میں شب و روز میں سجدہ کرنا واجب قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا اور سجدہ ہر ایسا جامع واجب ہے کہ یہ چہرہ پر بھی ہے، ہاتھوں پر بھی، پاؤں پر بھی۔ الجوامع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ سورۃ حج میں دو سجدے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان دونوں کو نہ کرنا چاہے تو یہ سورہ بھی نہ پڑھے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۸ نوٹ ۵ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط: تفسیر صافی میں جناب رسُول خدا سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو فرمایا اب ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دشمنوں سے جہاد کرنا جہادِ اصغر ہے اور اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۸ نوٹ ۶ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الماثر میں اور ایک حدیث میں ہے کہ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے آل محمدؐ کے لئے یہ دعا کی تھی پس قریش میں سے جو شخص حرم میں اس وقت تک رہا جب تک کہ آنحضرتؐ مبعوث ہوئے پھر اس نے سچے دل سے آنحضرتؐ کا اتباع بھی کیا اور آنحضرتؐ پر ایمان بھی لایا۔ وہ اس میں داخل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۸ نوٹ ۷ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۝ الاکمال اور کافی میں جناب رسُول خدا سے منقول ہے اس آیت میں خاص کر تیرہ آدمی مراد لئے گئے ہیں۔ عام امت مراد نہیں لی گئی ہے پھر فرمایا وہ میں ہوں اور میرا بھائی اور گیارہ میرے بیٹے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جناب رسُول خدا نے جو کچھ خدا کی طرف سے پہونچایا ہے اس کے بارے میں قیامت کے دن وہ ہمارے گواہ ہوں گے۔ اور ہم کل آدمیوں کے۔ پس جو قیامت کے دن سچا سچا اظہار دے گا ہم اس کی تصدیق کر دیں گے۔ اور جو جھوٹ بولے گا اس کی ہم تکذیب کریں گے۔ ۱۲

پارہ ہفدہم تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ متعلق پارہ ہیحسبہم ۱۸

صفحہ ۴۰۹ نوٹ ۵ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ ۱۲ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ حلال ہے مگر سوائے زن عفیفہ کے کسی اور سے نہ کرنا کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۴۰۹ نوٹ ۶ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ۝ ۱۲ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے تین طرح سے عورتوں کو حلال کیا ہے ایک وہ صورت ہے جس میں عورتیں میراث پائیں گی وہ نکاح دائمی ہے۔ دوسری وہ صورت ہے جس میں عورتیں میراث نہ پائیں گی وہ متعہ ہے۔ تیسرے ملکیت ہو جانا جیسے لونڈیاں۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۹ نوٹ ۷ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۝ ۱۲ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جس شخص کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے اس کے لیے دو مکان بنائے ہیں ایک جنت میں اور ایک جہنم میں جس وقت جنتی جنت میں اور دوزخی جہنم میں پہنچ جائیں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ اے اہل جنت! ذرا جھک کے دیکھو۔ جب وہ جھک کر اہل جہنم کی حالت دیکھیں گے اور ان کی خاطر سے جہنم میں جو ان کے مکانات تھے وہ اونچے کر کے دکھائے جائیں گے پھر ان سے یہ کہا جائے گا کہ جہنم میں یہ تمہارے مکانات ہیں اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے تو تمھیں ان میں رہنا پڑتا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر وہاں کوئی شخص بسبب شادی مرگ مرسکتا تو اس دن کل اہل جنت اس بات کی خوشی میں مر جاتے کہ انواع عذاب جہنم سے محفوظ رہے پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہل جہنم تم اپنے سروں کو اٹھاؤ، وہ اپنے سر اٹھائیں گے اور جنت میں اپنے مکانات کو اور جو نعمتیں ان میں مہیا کی گئی ہیں ان کو دیکھیں گے اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ یہ تمہارے مکانات ہیں۔ اگر تم نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی ہوتی تو تم ان میں رہتے پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی رنج کے مارے وہاں مرسکتا تو کل اہل جہنم وہاں رنج کے مارے مر جاتے۔ بالآخر نتیجہ یہ ہوگا کہ جنت والوں کے مکان جو جہنم میں ہیں ان کے وارث تو اہل جہنم ہی قرار پائیں گے۔ اور جہنم والوں کے مکان جو جنت میں ہیں ان کے وارث اہل جنت ہوں گے اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۝ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۴۰۹ نوٹ ۸ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ۱۲ تفسیر قمی میں ہے کہ سُلالہ کے معنی ہیں کھانے، اوپر پینے کا خلاصہ جس سے نطفہ بن جاتا ہے۔ تو نطفہ کی اصل تو سُلالہ سے ہوئی اور سُلالہ ہے کھانے اور پانی کا خلاصہ اور کھانا ہے مٹی کا خلاصہ لہٰذا خلقتِ انسان کا مادہ مٹی کے خلاصہ سے ہوا اور یہی حق تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۹ نوٹ ۹ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ۱۲ تفسیر قمی میں ہے کہ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ سے مطلب ہے پہلے مرد کے اُنثیین پھر عورت کا رحم۔ ۱۲

صفحہ ۴۰۹ نوٹ ۱۰ خَلْقًا اٰخَرَ ۝ ۱۲ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مطلب جنین میں روح کا پھونک دینا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۴ نوٹ ۳ وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ ۝ المناقب میں منقول ہے کہ جب ماہِ مبارک رمضان آجاتا تو جناب امام زین العابدینؑ اپنے غلاموں کے قصور لکھنے شروع فرما دیتے اور جب ماہِ مبارک کی آخری شب آتی تو اُن سب کو طلب فرماتے اور اس کتاب کو نکالتے اور ہر ایک سے فرماتے کہ تو نے یہ قصور کیا ہے اور تو نے یہ، میں تجھے اس کی سزا دوں گا، وہ سب اپنے اپنے قصور کے معترف ہوتے۔ پھر حضرت ان کے بیچ میں کھڑے ہو جاتے اور یہ فرماتے کہ تم سب بلند آواز سے کہو کہ اے علی ابن الحسینؑ آپ کے مالک نے بھی آپ کے اعمال اسی طرح شمار کر لیے ہیں جیسے کہ آپ نے ہمارے اور اس کے پاس ایک ایسا نوشتہ ہے جو حق حق بولے گا۔ اور وہ کسی چھوٹی یا بڑی بات کو شمار کرنے سے نہ چھوڑے گا۔ پس اپنے اُس مالک کے حضور میں عبودیت کے ساتھ کھڑے ہونے کو یاد کیجیے جو ذرہ برابر ظلم نہ کرے گا۔ اور وہ خود ہی گواہی دینے کو کافی ہوگا۔ پس آپ ہمارے قصور معاف کر دیجیے اور درگزر کیجیے۔ اور آپ کے قصور وہ مالک خود ہی معاف کر دیگا جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (انھیں چاہیئے کہ معاف کریں اور انھیں چاہیئے کہ درگزریں۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ خدائے تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو بخش دے) (اس حکم کی تعمیل ہو جاتی تو) پھر حضرت بہت گریہ فرماتے اور اُن سب کے قصور معاف کر دیتے۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۴ نوٹ ۴ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ ۝ ۱۲ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے بڑے بڑوں کو عذاب دیا۔ الجوامع میں ہے کہ وہ عذاب بدر کے دن تو ان کا قتل ہونا تھا۔ اور ایک وقت میں جبکہ جناب رسول خدا نے ان کو بددعا دی تھی قحط تھا۔ آنحضرت کی بددعا یہ تھی کہ اللہ تو قبیلہ مضر کی سخت گرفت فرما۔ اور ان کو ایسے قحط میں مبتلا کر جیسا کہ زمانہ یوسفؑ میں مصر والوں کو مبتلا کیا تھا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اُن کو ایسے قحط میں مبتلا کیا کہ وہ مردار اور کتے اور جلی ہوئی ہڈیاں بنی آدم انسانی اور آخر اپنے بچوں تک کو کھا گئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۴ نوٹ ۵ مَا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ۱۲ الجوامع میں ہے کہ اُن کے بزرگ اللہ سے ڈرتے تھے اور اُس پر ایمان لائے تھے اور اس کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ اور مراد قریش کے بزرگوں سے حضرت اسمٰعیلؑ اور اولاد اسمٰعیل ہیں۔ اور جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ مضر اور ربیعہ کو برا نہ کہو کہ وہ دونوں مسلم تھے

اور نہ حارث ابن کعب اور اسد ابن خزیمہ اور تمیم ابن مرہ کو برا کہو کہ یہ بھی اسلام پر تھے اور اگر تم کو کسی اور کے اسلام میں شک ہو تو اس میں شک نہ کرنا کہ جمیع مسلم تھا۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۴ نوٹ ۶ لَمْ يَعْرِفُوا سُوَاهُمْ ۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے امین ہونے سے، سچا ہونے سے، اعلیٰ درجہ کے خلیق ہونے سے اور کامل عالم ہونے سے باوجود یہ کہ کبھی کسی سے کچھ نہ سیکھا تھا۔ اور اسی قسم کی اور باتوں سے جو انبیاءؑ ہی کی صفت ہو سکتی ہے کیا یہ ایسے کون ہیں کہ انھوں نے اپنے رسولؐ کو نہیں پہچانا۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۴ نوٹ ۷ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں الحق سے مراد جناب رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضیٰ ہیں، اور فساد آسمان سے یہ مراد ہے کہ اس سے مینھ نہ برسے اور فساد زمین سے یہ کہ اس سے نباتات نہ اُگے اور آدمیوں کی خرابی ایسی حالت میں ظاہر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۸ نوٹ ۲ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا ۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بیکار نہیں پیدا کیا اور نہ اُسکو مہمل چھوڑ دے گا ــــــ بلکہ ان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ اپنی قدرت کا اظہار کرے اور ان کو اپنی عبادت کی تکلیف دے کہ وہ اس کے سبب سے اس کی خوشنودی کے مستحق ہوں۔ اور اُس نے مخلوق کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ ان سے خود کوئی نفع اٹھائے یا کسی مضرت کو دفع کرے بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے کہ خود ان کو نفع پہنچائے اور نعمات ابدی میں داخل کرے۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے انہی آنحضرتؐ سے کہا کہ ہم تو فنا کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔ فرمایا واہ۔ ہم تو بقا کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا حالانکہ نہ خدا کی جنت کبھی زائل ہوگی اور نہ جہنم کبھی بجھایا جائے گا اور ہم لوگوں کی تو یہ حالت ہوگی کہ جیسے کسی ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے گئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۸ نوٹ ۳ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورہ کا آغاز مومنوں کی فلاح کی تقریر سے ہوا ہے اور خاتمہ کافروں کی عدم فلاح پر۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۸ نوٹ ۴ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خدائے تعالیٰ کے اس قول کی ناسخ ہے وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ (دیکھو صفحہ ۴۰۹ سطر ۱۲) کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ سورہ نور سورہ نساء کے بعد نازل ہوئی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سورہ نساء میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ ..... تا ..... أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ اور وہ سبیل اس سورہ میں اُن آیتوں میں بیان فرمائی جو سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا سے لیکر طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ تک ہیں۔ التہذیب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آزاد مرد اور آزاد عورت جب زنا کریں گے تو اُن میں سے ہر ایک کو سَو سَو دُرّے لگائے جائیں گے۔ اور اگر مرد زوجہ والا ہو، اور عورت شوہر والی تو ان دونوں کو رجم کیا جائے گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ آیۂ رجم نازل ہوئی تھی۔ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ فَإِنَّهُمَا قَضَيَا الشَّهْوَةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (زیادہ سن والا مرد اور زیادہ سن والی عورت جب زنا کریں گے تو خدا کی طرف سے سزا یہ ہے کہ ان دونوں کو ضرور سنگسار کرو کہ ان دونوں نے شہوت رانی کی اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے) اور ایک روایت کے بموجب بڈھے اور بُڑھیا کو پہلے دُرّے لگائے جائیں اور پھر سنگسار کیا جائے اور دوسری روایت میں ہے کہ یہی حکم محصن (زوجہ والے) اور محصنہ (شوہر دار) کا ہے۔ اور اگر کنوارا مرد اور کنواری عورت زنا کریں تو سَو سَو دُرّے لگائے جائیں گے۔ اور ایک ایک سال کیلئے شہر بدر کئے جائیں گے۔ کافی میں ہے کہ انھیں حضرتؐ سے محصن کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو فرمایا وہ زانی جس کے پاس اسے مستغنی کرنے والا سامان موجود ہو اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کسی مرد اور عورت کو سنگسار نہ کیا جائے گا۔ جب تک کہ چار گواہ یعنی شہادت جماع کی اور ایسے دخول کی نہ دیں جیسے سُرمہ دانی میں سلائی۔ اور تفسیر قمی میں اصبغ بن بناتہ سے منقول ہے کہ عمر کے پاس چھ آدمی لائے گئے جو زنا میں گرفتار ہوئے تھے اور اس نے حکم دیا کہ سب کو کوڑے لگائے جائیں۔ اتفاق سے جناب امیر المومنینؑ وہاں موجود تھے فرمایا کہ اے عمر یہ حکم ان کے بارے میں صحیح نہیں ہے، عرض کرنے لگا کہ بسم اللہ تو آپ ہی ان پر حد جاری کر دیں۔ پس حضرتؑ نے پہلے کو آگے بڑھایا اور اس کی گردن ماردی پھر دوسرے کو آگے بڑھایا اُسے سنگسار کیا پھر تیسرے کو آگے بڑھایا اور سَو سَو دُرّے لگائے پھر چوتھے کو آگے بڑھایا اُس کو پچاس دُرّے لگائے پھر پانچویں کو آگے بڑھایا اور اسے تقریروی اور چھٹے کو صاف چھوڑ دیا۔ اب خلیفہ بھی متحیر ہوئے اور مزید بھی۔ آخر خلیفہ بولے یا اباالحسن جرم ایک مجرم چھ اور سزائیں ایسی مختلف کہ ایک سے دوسری کو کچھ واسطہ نہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہاں۔ پہلا ان میں سے کافر فردی تھا۔ (یعنی وہ کافر جو اسلام کی پناہ میں ہو) جب اس نے یہ فعل کیا تو وہ پناہ سے خارج ہو گیا پس اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ رہا دوسرا وہ محصن تھا لہٰذا وہ سنگسار کیا گیا۔ تیسرا غیر محصن تھا مگر آزاد لہٰذا اُس کی سزا سَو دُرّے۔ چوتھا غلام تھا لہٰذا اس کی سزا پچاس دُرّے۔ پانچویں نے یہ فعل شبہہ میں کیا پس ہم نے بھی اس کی تادیب کی۔ اب رہا چھٹا وہ مجنون تھا چونکہ اس کی عقل سالم نہیں لہٰذا اُس سے تکلیف ساقط ہے۔ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مرد کو تو کھڑا کر کے حد لگائی جائے گی اور عورت کو بٹھا کے کُل اعضاء پر سوائے سر اور عورتین کے ضرب لگائی جائے گی۔ جناب امام موسیٰؑ کاظم سے دریافت کیا گیا کہ زانی کو دُرّے کیونکر لگائے جائیں؟ فرمایا نہایت سختی کے ساتھ۔ عرض کیا گیا کہ کپڑوں کے اوپر؟ فرمایا نہیں کپڑا اتار کر۔ ۱۲

صفحہ ۴۱۹ نوٹ ۵ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص جناب رسولؐ خدا کے پاس آیا۔ اور عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر ایک شخص اپنے گھر میں آئے اور اپنی زوجہ سے ایک غیر شخص کو مجامعت کرتے ہوئے دیکھے تو حضورؐ کا کیا حکم ہے وہ کیا کرے؟ آنحضرتؐ نے یہ سن کر منہ پھیر لیا وہ شخص چلا گیا، حالانکہ وہ خود ہی اس بلا میں گرفتار ہوا تھا۔ پس خدا کی طرف سے شوہر و زوجہ کے بارے میں بذریعہ وحی کے یہ حکم آیا۔ پس آنحضرتؐ نے کسی کو بھیجکر اُسے بلایا اور فرمایا تو ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی زوجہ کو مرد غیر کے ساتھ دیکھا؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا جاؤ اور اپنی زوجہ کو میرے پاس لے آؤ کہ خدائے تعالیٰ نے تیرے بارے میں اور تیری زوجہ کے بارے میں حکم بھیجا ہے۔ وہ گیا اور اپنی زوجہ کو لا حاضر کیا۔ آنحضرت نے دونوں کو کھڑا کیا پھر شوہر سے فرمایا کہ تو چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر یہ گواہی دے کہ اس عورت پر جو الزام تو نے لگایا ہے اس میں تو سچا ہے۔ اس نے گواہی دی۔ پھر فرمایا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور اب پانچویں مرتبہ یہ کہکے گواہی دے کہ اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ پر خدا کی لعنت ہے۔ چنانچہ اس نے یہ پانچویں شہادت بھی ادا کی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو اب ہٹ جا، وہ ہٹ گیا، پھر اس عورت سے فرمایا کہ اگر تو اس الزام کو قبول نہیں کرتی تو چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر یہ گواہی دے کہ تیرے شوہر نے جو الزام تجھ پر لگایا ہے اس میں وہ جھوٹا ہے چنانچہ اس عورت نے اسی طرح گواہی دی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھہر جا۔ اور اُسے نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ اے کنیز خدا! خدا سے ڈر کہ غضب خدا بڑی سخت چیز ہے پھر فرمایا کہ پانچویں مرتبہ یہ کہہ کے شہادت دے کہ میرے شوہر نے جو الزام مجھ پر لگایا ہے اگر وہ اس امر میں سچا ہے تو مجھ پر غضب خدا نازل ہو۔ اُس عورت نے یہ شہادت بھی دے دی۔ پس آنحضرتؐ نے دونوں کو جدا کر دیا اور فرمایا کہ بعد لعان کے تم دونوں کا باہم پھر کبھی عقد نہ رہ سکے گا۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ اس میں اس الزام زنا لگانے والے کا ذکر ہے جو اپنی زوجہ کو الزام زنا لگائے۔ پھر جب وہ الزام زنا لگانے کے بعد اس کا اقرار کر لے کہ اُس نے اپنی زوجہ پر افترا کیا تھا تو اس پر حد جاری کی جائے گی مگر اُس کی عورت

اس کو دلا دی جائے گی۔ اور اگر اپنے الزام سے انکاری نہ ہو اور اُسی پر قائم رہے تو اسے چار مرتبہ یہ گواہی دینی پڑے گی کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں نے اس عورت کو جس امر کی نسبت دی خدا کی قسم میں اس میں سچا ہوں) اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا پڑے گا کہ اِنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کُنْتُ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ (اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت خود مجھ پر ہو) اور اگر عورت کو یہ منظور ہو کہ وہ عذاب سے چھٹکارا پا جائے اور وہ عذاب ہے سنگسار ہونا تو اس کو چار مرتبہ یہ گواہی دینی پڑے گی کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اُس نے مجھ پر لگایا ہے جھوٹا ہے) اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا پڑے گا کہ اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (اگر میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اُس نے مجھ پر لگایا ہے سچا ہو تو خود مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو) اور اگر عورت ایسا نہ کرے تو وہ سنگسار کی جائے گی اور اگر ایسا کرے گی تو اپنی ذات کو سنگسار سے بچا لے گی مگر پھر اپنے شوہر کیلئے قیامت تک حلال نہ ہو سکے گی۔ کسی نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ اجب شوہر و زوجہ کو الگ کر دیا جائے اور اس عورت کے بچہ ہو جائے اور وہ لڑکا اپنی عمر کو پہنچکر مرے (تو اس کا وارث کون ہوگا؟) فرمایا اس کی وارث اُس کی ماں ہوگی۔ اور اس کی ماں مر چکی ہو تو اس لڑکے کے ماموں اور خالائیں (یعنی اس کی ماں کے رشتہ دار) اس کے وارث ہوں گے۔ اور جو اس لڑکے کو ولد الزنا کہے گا اس کے اوپر قاذف (جھوٹی تہمت لگانے والے) کی حد جاری ہوگی۔ اس پر کسی نے عرض کی یا مولا! اگر (بعد پشیمانی کے) وہ شخص اقرار کرلے کہ وہ لڑکا میرا ہی ہے تو آیا وہ لڑکا اُس کو مل جائے گا؟ فرمایا اس کو ہرگز نہیں ملے گا۔ اور اگر یہ لڑکا اس کے سامنے مر جائے تو اس کو اس لڑکے کی وراثت بھی نہ ملے گی۔ مگر (چونکہ اُس نے اُس کی نسبت اپنے بیٹا ہونے کا اقرار کر لیا تو) وہ لڑکا اس کی وراثت پائیگا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت لعان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا سبب نزول یہ ہوا کہ جب جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جنگ تبوک سے مدینہ واپس آئے تو عویمر بن ساعدہ عجلانی انصاری حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! میری زوجہ سے شریک بن سحماء نے زنا کیا ہے اور وہ اُسی سے حاملہ بھی ہو گئی ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُس کی طرف سے روئے انور پھیر لیا۔ اُس نے دوبارہ وہی مضمون عرض کیا۔ پھر حضرتؐ نے روئے مبارک پھیر لیا۔ یہاں تک کہ چار مرتبہ اس نے یہی واقعہ بیان کیا تو آنحضرتؐ المحکم بیت الشرف میں چلے گئے اس وقت آیۂ لعان نازل ہوئی تب آنحضرتؐ برآمد ہوئے اور اصحاب کے ہمراہ نماز عصر ادا کر کے عویمر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو لے آ کہ تم دونوں کے مقدمہ میں حکم خدا آگیا۔ پس وہ اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ چل تجھے جناب رسولؐ خدا نے طلب فرمایا ہے۔ چونکہ وہ عورت بڑی خاندان کی تھی۔ اس لیے اُس کے ساتھ اُس کی قوم کی ایک جماعت بھی آئی۔ جب وہ عورت مسجد رسولؐ میں حاضر ہو گئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عویمر منبر پر جا کر لعان کر اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیونکر لعان کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا یوں کہہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جس امر کو اس عورت کی طرف منسوب کیا میں اُس میں سچا ہوں) عویمر آگے بڑھا اور اسی طرح کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح پھر کہہ۔ اُس نے دوبارہ وہی الفاظ کہے یہاں تک کہ پورے چار دفعہ اُس سے وہی کلمات کہلواتے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اب پانچویں بار یہ کہہ کے گواہی دے۔ اِنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کُنْتُ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں اگر اس امر میں جو میں نے اس عورت کی طرف منسوب کیا ہے جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو)۔ اُس نے پانچویں دفعہ اسی طرح کہدیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عویمر! اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو تجھ پر لعنت ضرور ہو گی۔ پھر فرمایا کہ اے عویمر اب تو یہاں سے ہٹ جا! جب وہ ہٹ گیا تو اس کی زوجہ سے فرمایا کہ آیا تو بھی اسی طرح گواہی دے گی کہ جس طرح تیرے شوہر نے گواہی دی۔ بصورت دیگر میں تجھ پر خدا کی مقرر کی ہوئی حد جاری کروں گا۔ اس عورت نے اپنی قوم کی طرف دیکھ کے کہا کہ میں تو (حد جاری کرا کے) اس شام کے وقت ان کے چہروں پر کلنک کا ٹیکہ لگاؤں گی۔ یہ کہکر وہ آگے بڑھی اور منبر پر چڑھ گئی اور یہ کہا۔ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّ عُوَیْمَرَ بْنَ سَاعِدَةَ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں کہ عویمر بن ساعدہ نے جو الزام مجھ پر لگایا ہے اس میں وہ جھوٹا ہے) آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اس کا پھر اعادہ کر۔ اُس عورت نے اُس کا اعادہ کیا یہاں تک کہ چار مرتبہ دہرایا۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے عورت پانچویں مرتبہ یوں کہہ کہ اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (اگر اس کا الزام لگانا سچا ہوا تو خدا اپنا غضب مجھ پر نازل کرے) چنانچہ اس عورت نے پانچویں دفعہ یہ کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا دائیے ہو۔ تجھ پر ضرور تیرے اوپر خدا غضبناک ہوگا۔ (اگر تو جھوٹی ہوگی) پھر آنحضرتؐ نے عویمر سے فرمایا جاؤ یہ عورت تجھ پر کبھی حلال نہ ہوگی عویمر نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! جو مال اپنا میں اُس کو دے چکا ہوں اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو ہی جھوٹ بولا ہے تو اس جھوٹ کے سبب وہ تجھے مل نہیں سکتا اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو وہ اس کے نہر میں محسوب ہو جائے گا۔ کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اگر اس عورت کا بچہ دبلی پنڈلیوں والا اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والا اور جشیوں کے سے بل کھائے ہوئے بالوں والا پیدا ہو تو وہ زنا زادہ ہوگا اور اگر بڑی بڑی آنکھوں والا اور بھورے بھورے بالوں والا پیدا ہو تو وہ اپنے باپ (عویمر) کا ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ اسکے جب لڑکا پیدا ہوا تو اس میں وہ ہی علامتیں موجود تھیں جو آنحضرتؐ نے زنا زادہ کے لیے بیان فرمائی تھیں پھر یہ بھی حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی۔ اور نہ شوہر اس بچہ کی میراث پائے گا۔ بلکہ ماں اس کی وارث ہوگی اور اگر ماں زندہ نہ رہے تو اس بچہ کی میراث اس کے ماموں اور خالائیں لے لیں گی۔ اور اگر (شوہر کے سوا) کوئی دوسرا شخص کسی عورت کو زنا کی نسبت دیگا تو اس پر جھوٹا الزام لگانے والے کی حد جاری کی جائے گی۔

کتاب العوالی میں روایت کی گئی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی زوجہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ شریک بن سحماء سے پھنسی ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ثبوت پیش کر۔ ورنہ تجھے حد لگائی جائے گی اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کے پاس کسی غیر مرد کو پائے پھر اُسی سے ثبوت طلب کیجائے (کیا اچھا انصاف ہے؟) مگر آنحضرتؐ یہی فرماتے رہے کہ شہادت پیش کر ورنہ تجھے سزا دی جائے گی اس پر اس نے عرض کی کہ اُسی کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے میں تو یقیناً سچا ہوں اور (میری سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ میں خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی آیت نازل فرمائے گا جس سے مجھے حد لگنے سے نجات ملے۔ چنانچہ (اس کی سچائی اور اُس کا ایمان آڑے آیا اور) خدائے تعالیٰ نے حکم لعان وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ الخ نازل فرمایا۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کو زنا کی نسبت دے تو اس عورت کے مقابلہ میں اس وقت تک وہ لعان نہیں کر سکتا جب تک یوں نہ کہے کہ میں نے ایک شخص کو اس عورت کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں خود اس سے زنا کرتے دیکھا ہے۔

اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ لعان کے وقت امام کو چاہیئے کہ خود قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھے اور مرد عورت کو برابر اپنے

سامنے قبلہ رو کھڑا کرے۔ پہلے مرد سے قسم لے پھر عورت سے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ مرد کو اپنی داہنی جانب اور عورت کو بائیں جانب کھڑا کرے۔

منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ایک شخص کو لعان کے لیے کھڑا کیا اُس نے قسم کھا کے گواہی دی پھر وہ قسم کھانے سے باز رہا اور لعان پورا ہونے سے پہلے اپنے کو جھوٹا بتایا تو آنحضرتؑ نے حکم دیا اسکو جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا دی جائے اور لعان دونوں (زن و شوہر) میں جدائی نہ کی جائے۔

جناب امام محمد تقی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے اُن حضرتؑ سے دریافت کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب کوئی مرد اپنی زوجہ کو الزام دے تو اسے تنہا کو چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کے گواہی دینی پڑتی ہے۔ اور یہ گواہی اُس کی چار گواہوں کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اور اُسی عورت کو اس کے شوہر کے سوا کوئی دوسرا الزام دے تو خواہ وہ باپ ہو یا بھائی یا بیٹا ہو یا اور عزیز و قریب ہو تو اُسے مجبور کیا جاتا ہے کہ یا تو اپنے قول کی باقاعدہ سزا بھگتے یا ثبوت پیش کرے! ان حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ سوال کیا جا چکا ہے تو اس کے جواب میں اُن حضرتؑ نے فرمایا تھا کہ شوہر جو اپنی زوجہ کو الزام دیتا ہے تو اس کو یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا ایسا دیکھا ہے تو اس وقت اس کی شہادت چار گواہوں کے برابر ہو جاتی ہے جبکہ وہ خدا کی قسم کھا کر اظہار دے اور جو وہ یہ کہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا ایسا نہیں دیکھا ہے تو اس سے بھی کہا جائے گا کہ وہ اپنے قول پر ثبوت پیش کرے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھا جائے گا جیسا کہ شوہر کے سوا کوئی دوسرا محرم الزام دیتا اور سبب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حق شوہر کو عورت کے متعلق عنایت فرمایا ہے ویسی دوسرے محرم کے لیے نہیں ہے نہ عورت کے باپ کو وہ حق حاصل ہے اور نہ بیٹے کو یعنی یہ لوگ رات میں اور دن میں بے دھڑک اس کے پاس نہیں جا سکتے (جیسا کہ شوہر جا سکتا ہے) لہٰذا شوہر ہی کے لیے تو یہ کہنا جائز ہو سکتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا دیکھا اور اگر شوہر کے سوا کوئی اور یہ کہے کہ میں نے ایسا اور ایسا دیکھا تو اس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تجھ کو اس عورت کے خلوت خانہ میں جہاں تجھ ایسے نے ایسا اور ایسا دیکھا جانے کا کیا حق تھا تو جھوٹا الزام لگانے والا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ تجھ پر وہی حد جاری کی جائے جو اللہ نے تیرے لیے واجب کی ہے پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ جو شوہر کی اکیلی گواہی چار گواہوں کے برابر رکھی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے چار قسمیں لی جاتی ہیں کہ ایک ایک قسم ایک ایک گواہ کے برابر ہے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ زنا میں چار گواہ کیوں رکھے گئے اور قتل میں دو کیوں؟ فرمایا خدائے عزّوجل نے تمہارے لیے متعہ کو حلال کیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عنقریب یہ متعہ تمہارے لیے معیوب سمجھا جائے گا۔ لہٰذا اس سے تمہاری احتیاط کیلئے چار گواہوں کا حکم دیدیا کہ کسی ایک امر کے لیے چار گواہ بہت ہی کم میسّر آیا کرتے ہیں اگر اُس ستار نے ایسا حکم نہ دیا ہوتا تو تم لوگ بہت سزا پاتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؑ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ زنا میں سزا دو کو ہوتی ہے (لہٰذا گواہ چار چاہئیں) مگر یہ صورت جائز نہیں ہے کہ ایک ایک مجرم کے دو دو گواہ ہوں اس لیے کہ مرد و عورت دونوں ایک ہی جرم کے باہم شریک ہیں اور حد بھی دونوں پر ایک ہی دم جاری کی جائے گی اب رہا معاملۂ قتل اس میں حد تو صرف قاتل پر جاری کی جائے گی نہ کہ مقتول پر۔ (لہٰذا وہاں دو گواہ کافی ہوئے)

صفحہ ۴۲۰ نوٹ ۱ | اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ : تفسیر قمی میں ہے کہ عائشہ کی روایت تو یہ ہے کہ یہ آیت عائشہ کے بارے میں اور جو اتہام اس کو غزوۂ بنی المصطلق میں لگایا گیا تھا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور خاصہ کی روایت یہ ہے کہ یہ آیت ام المومنین ماریہؓ قبطیہ کی شان میں اور جو الزام عائشہ نے ان کو لگایا تھا اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ جناب امام محمد باقرؑ سے اسی تفسیر میں یہ روایت ہے کہ جب ابراہیم فرزند جناب رسولؐ خدا کا انتقال ہو گیا اور آنحضرتؐ کو بہت سخت رنج ہوا تو عائشہ نے کہا کہ آپ رنج کس کا کرتے ہیں وہ تو جُرَیج قبطی کا بیٹا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو بھیجا اور جُرَیج کے قتل کا حکم دیا۔ علیؑ تلوار لیکر گئے، جُرَیج اُس وقت ایسے باغ میں تھا جس کے چاروں طرف چہار دیواری تھی اور دروازہ بند تھا۔ حضرتؑ نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اور جُرَیج دروازہ کھولنے آیا۔ مگر حضرتؑ کے چہرہ پر غضب کے آثار دیکھکر دروازہ نہ کھولا اور پچھلے پاؤں پلٹا حضرتؑ جھپٹ کر دیوار پر چڑھ گئے۔ اور باغ میں اترے اور اس کے پیچھے چلے، اور جُرَیج بیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اور جب اُسے اندیشہ ہوا کہ حضرتؑ نے آلیا تو کھجور کے ایک درخت پر چڑھ گیا، حضرتؑ بھی درخت پر چڑھ گئے۔ مگر جب اُس کے قریب گئے تو اس نے اپنے آپکو درخت سے گرا دیا اور اس کا ستر کھل گیا۔ تو یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ نہ اُس کے مرد کی علامت ہے اور نہ عورت کی حضرتؑ امیر المومنینؑ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پلٹ آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ جب حضورؐ مجھے کسی کام کیلئے مقرر فرماتے ہیں تو میں اُس میں ایسا مشغول ہو جاتا ہوں جیسے گرم کی ہوئی کیل اُن میں اترتی ہوئی چلی جائے۔ اب یہ ارشاد فرما دیجئے کہ میں اُس کام کو انتہا تک پہونچا دیا کروں یا تحقیق سے بھی کام لیا کروں؟ فرمایا نہیں تحقیق سے کام لیا کرو عرض کی کہ اسی کی قسم ہے جس نے آپکو حق کے ساتھ اتارا ہے یہ کہ جُرَیج میں نہ مرد کی علامت ہے نہ عورت کی آنحضرتؐ نے یہ سُن کر فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیتؑ سے بدی اور بدنامی کو دور رکھا۔ تفسیر قمی میں یہی علامت یہ تبدیل الفاظ و عبارت سورۂ معوّذات کی اس آیت کی تفسیر کے تحت میں اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ لِّنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (اگر کوئی گنہگار تمہیں کوئی خبر پہنچائے تو تم اس کی تحقیق کیا کرو) بیان کی گئی ہے اور اس میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جُرَیج کو گرفتار کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا گیا تو حضرتؐ نے اُس سے دریافت کیا کہ اے جُرَیج تیری کیا حالت ہے؟ اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ قبطیوں کا یہ دستور رہے کہ اپنے خادموں کو خاص کر اُن کی جوان کی عورتوں کے پاس آنے والے جانے والے ہیں خواجہ سرا بنا دیتے ہیں اور چونکہ قبطیوں کو قبطیوں ہی سے اُنس ہوتا ہے اسلیئے مجھے ماریہ قبطیہ کے والد نے بھیجا تھا کہ میں اُن کے پاس آیا جایا کروں اور اُن کی خدمت کیا کروں۔ **قول صاحبِ تفسیر صافی** : آنحضرتؐ کا علیؑ مرتضیٰ کو اس طرح جُرَیج کے قتل پر بھیجنا بتلاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی غرض یہ تھی کہ حق کھل جائے اور بدنامی دفع ہو جائے اور علم نبوّت سے حضرتؐ یہ جانتے تھے کہ علیؑ اس کو قتل نہ کریں گے ورنہ محض عائشہ کے قول پر قتل کا حکم حضرتؐ دے نہیں سکتے تھے۔ ہمارے اس قول کی دلیل میں روایت ہے جو تفسیر قمیؒ میں سورۂ حجرات کی تفسیر میں یوں بیان کی گئی ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا جناب رسولؐ خدا نے باوجود اس علم کے کہ ماریہ قبطیہ کے برخلاف جھوٹ بولا گیا ہے اس قبطی کے قتل کا حکم دیدیا تھا یا آنحضرتؐ اُس سے لاعلم تھے۔ اور خدائے تعالیٰ نے علیؑ مرتضیٰ کی سیرت میں تفتیش کی عادت پیدا کر دی تھی اُس سے قبطی قتل سے بچ رہا؟ فرمایا جناب رسولؐ خدا کو اس کی بے گناہی کا علم ضرور تھا۔ اور اگر آنحضرتؐ کے ارادہ میں اُس کا قتل منظور ہوتا تو علیؑ مرتضیٰ کبھی قتل کیئے بغیر واپس نہ آتے۔ آنحضرتؐ کے اس طرح بھیجنے کی تو یہ غرض تھی کہ عائشہ پچھتائے اور اپنے گناہ سے توبہ کرے مگر وہ نہ پچھتائی اور نہ اس کو ایک مرد مسلمان کا ناحق قتل ہو جانا جس کے سبب سے آخر کو جھوٹی ثابت ہوئی ناگوار گزرتا۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۳ | حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ اس آیت میں جو لفظ استیناس ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اپنے گھر میں جانے لگے تو تسبیحات اربعہ بلند آواز سے پڑھ لے اور کھنکھار لے۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور کھنکھارا تو آنحضرتؐ نے ایک عورت سے جس کا نام روضہ تھا فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے تو اٹھ کر جا اور اس سے یہ کہہ کہ پہلے السّلامُ عَلَيْكُمْ کہے اور اس کے بعد ان لفظوں میں اجازت مانگے کہ کیا میں اندر آجاؤں۔ چنانچہ اس عورت نے کہہ دیا اور اُس شخص نے اسی طرح تعمیل کی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب کوئی اپنے باپ کی خدمت میں جانے لگے تو اجازت مانگ لے۔ مگر باپ کو بیٹے

کے پاس جانے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں نیز جب کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کے پاس جانا چاہے اور وہ بیاہی ہوئی ہو تو اجازت مانگ لے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص نے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کی کہ اگر مجھے اپنی ماں کی خدمت میں جانا ہو تو میں اجازت مانگوں؟ فرمایا ضرور! عرض کی میرے سوا کوئی دوسرا تو ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے تو کیا جب جب مجھے جانا ہو ہر ہر مرتبہ اجازت مانگوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آیا تو یہ چاہتا ہے کہ اسے ننگا دیکھے، اس نے عرض کی نہیں یہ تو نہیں۔ فرمایا بس تو ہر دفعہ اجازت مانگا کر۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۴ | بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان سے مراد ایسے مکان ہیں جیسے حمام، سرائیں اور پڑاؤ کے مکانات۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۵ | مِنْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے ایسا نفع مراد ہے جیسے سردی و گرمی سے بچنا، مہمانوں کو اتار دینا اور معاملات طے کرنے کے لیے جلسہ کرنا وغیرہ۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۶ | يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک نوجوان انصاری کا ایک عورت سے سامنا ہو گیا اور اُس زمانہ میں عورتیں اپنے مقنع کانوں کے پیچھے رکھا کرتی تھیں۔ بس اس نوجوان نے اُسے دیکھا جس حال میں کہ وہ سامنے آ رہی تھی کہ جب وہ گزر ہی چلی گئی جب بھی اس کی طرف دیکھا۔ پھر یہ ایک کوچے میں جو ایک خاص قبیلہ کا تھا۔ اُس کے پیچھے پیچھے چلا گیا اور اُسے دیکھتا گیا اور ایک دیوار میں ایک ہڈی یا شیشہ نکلا ہوا تھا وہ اس کے منہ میں لگ گیا۔ اور چہرے پر ایک زخم سا ہو گیا، جب وہ عورت جا چکی تب اس نے خیال کیا تو دیکھا کہ خون اس کے کپڑے اور چھاتی پر بہہ رہا ہے۔ اس نے کہا واللہ میں ضرور جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں جاؤں گا۔ اور اس واقعہ کی خبر کروں گا۔ چنانچہ یہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے اس کی یہ حالت دیکھکر دریافت فرمایا کہ صورت واقعہ کیا ہے؟ اس نے تمام واقعہ بیان کیا اور جبرئیل امین یہ آیت لے کر آئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۲ نوٹ ۷ | يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ: نوٹ نمبر ۶ اور نوٹ نمبر ۱ صفحہ ۴۲۳ کا حاشیہ ایک ہی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۴ | وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنے خلخال (جھانجھن) وغیرہ کی آواز ہونے دے تاکہ کوئی یہ نہ جانے کہ عورت جھانجھن پہنے ہوئے ہے کہ ایسی باتیں مردوں میں میلانِ شہوت پیدا کر دیتی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۵ | اَلْاَيَامٰى: یہ لفظ ایایم کا مقلوب ہے جو اَيِّمٌ کی جمع ہے اور اَيِّمٌ کے معنی ہیں یکہ و تنہا، مرد ہو یا عورت کنوارا ہو یا کنواری رانڈ ہو یا رنڈوا۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۶ | الصّٰلِحِيْنَ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ جن میں نکاح کی صلاحیت ہو اور ایک قول یہ ہے کہ صالحین سے مراد نیک ہیں اور نیکوں کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ ان کے دین کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔

صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۷ | اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ جناب جناب رسولؐ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مفلسی کے خوف سے شادی چھوڑ بیٹھے تو اس نے خدا کی طرف بدظنی کی اسلئے کہ خدا تو فرماتا ہے کہ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ نیز انھی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور مفلسی کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شادی کر لے چنانچہ اس نے شادی کر لی اور خوشحال ہو گیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۳ نوٹ ۸ | وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا: تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں یہ امر مشہور ہے کہ جن لوگوں کو نکاح کا سامان یا ذریعہ میسّر نہ ہو انھیں لازم ہے کہ شہوت کا قلع قمع کرنے میں بہت کوشش کریں اور طبیعت کے جوش کو ساکن کرنے کے لیے اور عفیف رہنے کیلئے زیادہ عبادتِ خدا بجا لائیں۔ جیسا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جسے شادی کرنے کی استطاعت ہو وہ ضرور شادی کر لے۔ اور جسے اسبابِ نکاح میسّر نہ ہوں تو اسے لازم ہے کہ روزہ رکھا کرے کہ روزہ رکھنا قاطع شہوت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۵ | مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ الخ: التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ ایک مثل ہے جو خدائے تعالیٰ نے ہمارے لیے۔ بیان کی ہے اور انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تو ایسا ہے اور مَثَلُ نُوْرِهٖ سے مراد ہیں جناب محمد مصطفےٰ اور كَمِشْكٰوةٍ سے مراد ہے سینۂ مبارک جناب رسولؐ خدا فِيْهَا مِصْبَاحٌ اس سے مراد اس میں نور علم یعنی نبوّت ہے، اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اس سے یہ مراد ہے کہ علم جناب رسولؐ خدا قلب علیؑ مرتضیٰ میں در آیا۔ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ فرمایا اُس سے مراد ہیں جناب علیؑ مرتضیٰ جو نہ یہودی تھے نہ نصرانی، يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ قریب ہے کہ علم (وفور و کثرت کے باعث) عالم آلِ محمدؐ کے منہ سے قبل اس کے کہ وہ گویائی سے کام لیں خود بخود نکلے۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا۔

کتاب التوحید اور معانی الاخبار میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام منقول ہے کہ اُن جنابؑ نے اس آیت "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ مشکوٰۃ سے حضرت فاطمہؑ زہرا اور مصباح سے حضرت امام حسنؑ اور زجاجہ سے حضرت امام حسینؑ مراد ہیں كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔ یہ جناب سیدہ علیہا السّلام کا ایک وصف ہے کہ وہ معصومہ تمام عورات عالم میں ستارۂ روشن کی مانند ہیں۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے جناب ابراہیمؑ

مِنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ الخ اس کا کیا مطلب ہے ؟ (دیکھو ۴۲۵ - سطر ۶) حضرت نے جو مطلب ارشاد فرمایا اُس کے لیے دیکھو صفحہ ۴۲۵ نوٹ نمبر ۲)

اسی کتاب میں فضیل بن یسار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اے مولا قولِ باری تعالیٰ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا خدائے بزرگ و برتر ایسا ہی ہے۔ میں نے عرض کی پھر مَثَلُ نُوْرِہٖ سے کیا مراد ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ۔ میں نے پھر عرض کی کَمِشْكٰوةٍ کیا ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا کا سینۂ مبارک میں نے پوچھا فِيْهَا مِصْبَاحٌ کیا چیز ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا اس میں نورِ علم یعنی نبوت ہے۔ میں نے دریافت کیا اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ کا کیا مطلب ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا علمِ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قلبِ مطہّر جناب امیر المومنین علیہ السّلام میں در آیا۔ میں نے عرض کی "کَاَنَّهَا" اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کَاَنَّهَا کیوں پڑھا جاتا ہے ؟ میں نے عرض کیا قربان ہو جاؤں پھر کیونکر پڑھوں فرمایا یوں پڑھو "كَاَنَّهٗ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ" فرمایا اس سے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام مراد ہیں کہ وہ جانبِ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ میں نے عرض کی يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے کیا غرض ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ قریب ہے کہ علم عالمِ آلِ محمدؐ کے منہ سے قبل اس کے کہ وہ گویائی سے کام لیں خود بخود نکلے۔ میں نے عرض کی نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ سے کیا مطلب ہے ؟ فرمایا کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا (یہاں تک کہ بارھویں پر دنیا ختم ہو جائے گی) نیز علیؑ ابن راشد نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ میں مشکوٰۃ سے تو مراد نورِ علم ہے جو جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کے سینۂ مبارک میں ہے اور اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زُجَاجَةٍ سے سینۂ جناب امیر المومنین علیہ السّلام مراد ہیں کہ علمِ جنابِ رسولِ خدا اس سینہ میں در آیا اور وجہ اس کی وہ تعلیم تھی جو آنحضرتؐ نے علی علیہ السّلام کو دی كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ فرمایا اس سے نورِ علم مراد ہے لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ فرمایا اس سے یہ مراد ہے کہ وہ حضرت نہ یہودی ہیں نہ نصرانی يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب عالمِ آلِ محمدؐ سوال سے پہلے علوم کے ساتھ گویا ہوں گے۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ۔ یعنی آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سے ایک امام کے بعد دوسرا امام نورِ علم و حکمت سے موید ہوتا رہے گا۔ اور یہ سلسلہ آدم علیہ السّلام سے برابر چلا آتا ہے اور قیامت تک برقرار رہے گا۔ جابر بن یزید نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے یہ روایت کی ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ ؟ كَمِشْكٰوةٍ میں مشکوٰۃ سے مراد سینۂ جناب رسولِ خدا ہے اور فِيْهَا مِصْبَاحٌ میں مصباح سے مراد علم ہے اور اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زُجَاجَةٍ سے مراد جنابِ امیر المومنین علیہ السّلام ہیں کہ جن کے پاس علمِ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم موجود تھا۔ نیز عبد اللہ بن جندب سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام علی رضا علیہ السّلام کی خدمت میں عریضہ بھیجکر اسی آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا — اما بعد۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جناب محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ تمام مخلوق میں خدا کے امین تھے۔ جب اُن جناب نے وفات پائی تو ہم اہلبیتؑ رسالت آنحضرتؐ کے وارث ہوئے اب ہم روئے زمین پر امینِ خدا ہیں۔ ہمارے پاس موتوں کا اور بلاؤں کا علم ہے اور عرب کے نسب اور اسلام کا مَوْلِدُ ہم کو معلوم ہے اگر کوئی گروہ سو شخصوں کو گمراہ کرے تو ہم اس کے ہانکنے والے اور کھینچنے والے اور آواز لگانے والے کو پہچانتے ہیں۔ جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے ہیں تو اس کے ایمان اور نفاق کی حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں ہمارے شیعوں کے نام اور ان کے باپ دادا دادیوں کے نام ہمارے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔ خدا نے ہم سے اور اُن سے عہد و پیمان لے لیا ہے۔ وہ ہمارے چشموں پر وارد ہونگے اور جہاں ہم داخل ہوں گے وہاں وہ داخل ہوں گے۔ اُن کے اور ہمارے سوا قیامت تک کوئی شخص دینِ اسلام پر قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم نے جنابِ رسولِ خدا سے نور حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے ہمارے پروردگار سے لے لیا ہے اور ہمارے شیعہ ہمارے اس نور میں سے حصّہ لینے والے ہیں۔ جو ہم سے جُدا ہو گیا وہ ہلاک ہوا (یعنی جہنّمی ہوا) اور جس نے ہماری متابعت کی اس نے نجات پائی (یعنی جنّتی ہوا) اور ہم سے جدا ہونے والا اور ہماری ولایت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور ہماری متابعت کرنے والا اور ہمارے دوستوں کا پیرو مومن ہے۔ کافر ہم سے ہرگز محبت نہ کرے گا۔ اور مومن کبھی ہم سے عداوت نہ رکھے گا۔ اور جو ہماری محبت پر مرے تو خدا پر لازم ہو گا کہ اُسے ہمارے ساتھ محشور کرے۔ جو شخص ہماری متابعت کرے ہم اس کے لیے نور ہیں۔ جو ہماری ہدایت پر چلے ہم اس کے لیے ہدایت ہیں۔ اور جو ہمارا نہیں اُس کو اسلام سے بھی کچھ تعلق نہیں۔ ہمارے ہی ذریعہ سے خدا نے اپنے دین کی ابتدا کی اور ہمارے ہی ہاتھوں خدا اس کو انجام کو پہنچائے گا۔ ہمارے ہی سبب سے خدائے تعالیٰ تم کو زمین سے پیدا ہونے والی چیزیں کھلاتا ہے اور ہماری ہی وجہ سے خدائے تعالےٰ مینہ برساتا ہے اور جب تم سمندر میں ہو تو خدائے تعالےٰ ہماری ہی وجہ سے تم کو ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جب تم خشکی میں ہو تو ہماری ہی وجہ سے خدائے تعالےٰ تم کو اس میں دھنسنے سے بچاتا ہے اور ہمارے ہی ذریعے سے خدائے تعالےٰ تم کو تمھاری زندگی۔ اور تمھاری قبروں میں اور محشر میں صراط پر میزان کے پاس اور دخولِ جنّت کے وقت نفع پہنچائے گا۔ کتاب خدا میں ہماری مثل مشکوٰۃ بیان کی گئی ہے اور مشکوٰۃ قندیل ہے۔ پس ہم مشکوٰۃ ہیں اور فِيْهَا مِصْبَاحٌ سے مراد جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے مراد آنجنابؐ کا عنصرِ طاہر ہے۔ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سے یہ مُراد ہے کہ گویا وہ چمکتا ہوا تارا ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے۔ نہ شرق سے اس کو نسبت ہے اور نہ غرب کی طرف وہ منسوب ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ نہ اُن کا نسب ادّعائی ہے نہ غیر معروف۔ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے مراد یہ ہے کہ عنقریب اُس کا روغن بغیر آگ کے چھوئے روشنی دیگا۔ اس کی مثل قرآن مجید ہے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ کا مطلب یہ ہے کہ امام کے بعد امام ہوگا يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ میں نور سے مُراد جناب علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں۔ خدائے تعالےٰ جس کو دوست رکھتا ہے اس کو ہماری ولایت قبول کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے اور یہ خدا پر لازم ہے کہ ہمارے فرمانبردار دوستوں کو ایسے حال میں قبر سے اٹھائے گا کہ اُن کے چہرے درخشاں ہوں۔ اُن کے ایمان کی دلیل روشن ہو ان کی حجت خدا کے نزدیک ظاہر ہو اور خدا پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ ہماری پیروی کرنے والوں کو پرہیزگار سچ بولنے والے، مرتبۂ شہادت پانے والے نیک بخت بنائے۔ وہ لوگ ہمارے بہت اچھے رفیق ہوں گے۔ اگر ہم اہلبیتؑ میں سے کوئی شہید ہو تو اس کا مرتبہ کُل شہیدوں سے دس حصّہ زیادہ ہوگا۔ اور ہمارے شیعوں میں سے جو شہید ہوگا اُس کا درجہ غیر امت کے شہیدوں سے نو حصّے بڑھا ہوا ہوگا۔ ہم ہیں برگزیدۂ خدا۔ ہم ہیں تمام نبیوں سے بہتر و ہم ہیں اوصیائے رسولؐ کی اولاد۔ خدا نے قرآن مجید میں ہمارا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا ہے بہ نسبت اور لوگوں کے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ہمارے لیے اولیّت اولویّت زیادہ ہے۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے لیے خدا نے اپنا دین مقرر کیا ہے جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ہم سے خطاب کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے آلِ محمدؐ! شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا

تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ط اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ ہم نے تمہارے لیے دین کی وہ باتیں قرار دی ہیں جن کی نوح کو وصیت کی تھی۔ پھر ہمارے جدِّ امجد کی طرف خطاب کرتا ہے کہ اے محمدؐ! اور ہم نے تمہاری طرف اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی طرف بھی وہی باتیں وحی کی ہیں کہ دین کو قائم رکھو اور جدا جدا فرقے نہ بن جاؤ جو باتیں خدا کی طرف سے ہم کو پہنچیں وہ ہم نے جان لیں (کسی اجنبی شخص سے) ہم نے تعلیم حاصل نہیں کی۔ تمام انبیاءؑ کے علوم ہم کو سونپے گئے۔ رسولوں اور نبیوں میں سے جو صاحبانِ علم ہیں اُن کے اور جو اولوالعزم نبی ہیں اُن کے وارث ہم ہی ہیں۔ جس بات کی تم لوگوں کو دعوت دیتے ہو مشرکوں پر بہت گراں گزرتی ہے۔ یہاں جس چیز کی دعوت دی جاتی ہے اُس سے ولایتِ علی ابنِ ابیطالب مراد ہے اور اسی طرح مشرک سے وہ لوگ مراد ہیں جو ولایتِ علیؑ ابن ابی طالب میں غیر کو شریک کرتے ہیں۔ اور خدا تو اُسی کو ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے جو ولایتِ علیؑ ابن ابیطالب قبول کرنے میں اس کی طرف رجوع کرے (اے عبداللہ بن جندب!) میں تمہارے پاس (تمہارے جواب میں) ایسا خط بھیجا ہے جس میں ہدایت کی باتیں ہیں۔ تم اس کو خوب غور و فکر سے پڑھو اور سمجھو کہ یہ خط دل کی بیماریوں کو شفا دینے والا ہے۔ صالح بن سہل ہمدانی سے روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اس آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا مصباح سے حضرت امام حسنؑ اور اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے مراد حضرت امام حسینؑ اور اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے جناب فاطمہ زہرا علیہا السّلام مراد ہیں جو تمام بہشتی عورات میں مثل ستارۂ درخشاں کے ہوں گی۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ میں شجرۂ مبارکہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سے یہ مطلب ہے کہ وہ حضرتؑ نہ یہودی مذہب رکھتے تھے اور نہ نصرانی۔ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ سے یہ مطلب ہے کہ اس نسلِ مبارکہ سے علم پھیلے گا۔ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ (سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ انھوں نے کسی سے نہ سیکھا ہو) نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ سے یہ مطلب ہے کہ اسی سلسلۂ مبارکہ میں ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا۔ (یہاں تک کہ بارہ کی تعداد پوری ہو جائے) يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ سے یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نور کی یعنی ائمہ علیہم السّلام کی پیروی کی جس کو چاہتا ہے توفیق عطا فرماتا ہے وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں مسجد کوفہ میں حاضر ہوا۔ دیکھا میں نے کہ وہ جناب اپنی انگشتِ مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور تبسم فرماتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیر المومنین! حضور کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مجھے اس بات پر تعجب آتا ہے کہ لوگ اس آیت کو پڑھتے ہیں مگر جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھتے نہیں۔ میں نے عرض کی وہ کونسی آیت ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا خدا تعالیٰ کا یہ قول اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ الخ میں مشکوٰۃ سے تو حضور سرورِ عالم مراد ہیں۔ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے حسنؑ و حسینؑ مراد ہیں۔ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ علی ابن الحسینؑ۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔ محمد بن علیؑ زَيْتُوْنَةٍ جعفر ابن محمدؑ۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ موسیٰ ابن جعفرؑ وَلَا غَرْبِيَّةٍ علی ابن موسیٰؑ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ۔ محمد ابن علیؑ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ علی ابن محمدؑ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ حسن ابن علیؑ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ القائم مہدیؑ ہیں۔ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ قولِ مترجم: مندرجۂ بالا روایتوں میں جو کچھ کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کہ کہیں شجرۂ مبارکہ سے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ مراد لیے گئے ہیں اور کہیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور کسی روایت میں مشکوٰۃ سے جناب رسولِ خدا مراد لیے گئے ہیں اور کسی میں صدرِ جنابِ رسولِ خدا، کسی میں مصباح سے آنحضرتؐ مراد ہیں اور کسی میں علمِ نبوت۔ کسی میں زجاجہ سے جناب سیدہؑ مراد ہیں اور کسی میں حسنین علیہما السّلام اور کسی میں عنصرِ طاہرِ آنحضرتؐ۔ تو فی الاصل یہ اختلاف کچھ اختلاف نہیں ہے اسی لیے کہ اصل سب کی ایک ہے نورِ واحد سے پیدا ہوئے ہیں اور وہی نور صلبِ حضرت ابراہیم علیہ السّلام میں بھی تھا

صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۶ | يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط: تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادق جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ مثل مومن کے لیے بیان کی ہے پھر فرمایا کہ مومن یکے بعد دیگر پانچ نوروں میں منتقل ہوتا ہے، اُس کی آمد بھی نور ہے اس کی روانگی بھی نور ہے، اُس کا علم بھی نور ہے، اس کا کلام بھی نور ہے اور قیامت کے دن اس کی جو بازگشت حجت کی طرف ہوگی وہ بھی نور ہے۔ راوی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ پروردگارِ عالم کے نور کی مثل ہے فرمایا سبحان اللہ (ان لوگوں کے کیا کہنے) اللہ کی تو کوئی مثل ہی نہیں کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (خدا کے لیے تم مثلیں نہ بیان کرو) ۱۲

صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۷ | فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ان بیوت سے مراد انبیاءؑ کے گھر انے ہیں اور جناب علیؑ مرتضیٰ کا گھرانہ اُنھی میں داخل ہے۔ کافی میں منقول ہے کہ قتادہ نے اُنھی حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں بہت سے علماء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب اسطرح مضطرب نہیں ہوا جس طرح حضورؑ کے سامنے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ تو کہاں ہے؟ تو ان گھروں کے سامنے ہے جن کی تعظیم کیے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے پس تو وہاں ہے اور ہم وہ ہیں۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤں واللہ آپ نے سچ فرمایا۔ بیشک ان بیوت سے مراد مٹی اور پتھر کے مکان نہیں ہیں۔ قول مترجم: یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین میں اول درجہ کا مفسر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۴ نوٹ ۸ | رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ: الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کچھ تاجر ایسے بھی تھے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو وہ اپنا لین دین سب چھوڑ کر نماز کو چلے آتے اور ان کا اجر ان لوگوں سے زیادہ تھا جو تجارت نہیں کرتے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے ایک تاجر کی بابت پوچھا کہ وہ کیا کرتا ہے لوگوں نے کہا کہ اب تو وہ پارسا بن گیا ہے اور اُس نے تجارت چھوڑ دی ہے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ یہ تو شیطان کا کام ہے کیا اُس کو خبر نہیں کہ جناب رسولِ خدا نے ایک پورے قافلہ کا مال جو شام سے آیا تھا خرید لیا تھا اور اُس سے آپ کو اتنا منافع ہوا کہ آپ نے اپنا قرض بھی ادا کر دیا اور کچھ اپنے قرابتداروں میں بھی تقسیم کر دیا اور خدا تعالیٰ بھی ایسے تاجروں کے بارے میں فرماتا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الخ: ۱۲

صفحہ ۴۲۵ نوٹ ۲ | اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ الخ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اَوْ كَظُلُمٰتٍ سے مراد ہیں فلاں و فلاں اوّل (و ثانی) فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ اس سے مراد ہیں نعثل (ثالث) مِنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ اس سے مراد ہیں طلحہ و زبیر مِنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اس سے مراد معاویہ یزید اور بنی امیہ کے فتنے ہیں۔ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا مذکورہ بالا اشخاص کے زمانہ میں جو اندھیر تھا یہ اُس کی مثال ہے وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جس کے لیے اولادِ فاطمہؑ میں سے کوئی امام نہ ہوگا۔ فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ تو قیامت میں بھی اس کا کوئی امام نہ ہوگا جس کی روشنی میں وہ چل پھر سکے گا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ (اُن کا نور اُن کے آگے آگے اور دائیں دائیں چلتا ہوگا) کہ فرمایا قیامت کے دن مومنوں کی یہ حالت ہوگی۔ جب تک کہ وہ جنت میں نہ چلے جائیں۔ ۱۲

(اس کے بعد قرآن مجید میں نوٹ نمبر ۲ کو نمبر ۳ اور نوٹ نمبر ۳ کو نمبر ۴ سمجھا جائے گا)

صفحہ ۴۲۶ نوٹ ۳ ؎ وجہ یہ تھی کہ دونوں کا ایک باغ کے بارے میں جھگڑا تھا۔ تو جناب امیر المومنینؑ نے یہ فرمایا کہ چلو ہم جناب رسولؐ خدا کے فیصلے پر راضی ہیں مگر عبدالرحمٰن ابن عوف نے عثمان سے یہ کہا کہ اس معاملہ کو رسولؐ اللہ کے پاس نہ لیجانا ورنہ آنحضرت ضرور تمھارے خلاف ان کے حق میں فیصلہ کر دیں گے۔ پس عثمان نے جناب امیر المومنینؑ سے یہ کہا کہ ہم تو ابن شیبہ یہودی کے فیصلہ پر راضی ہوں گے۔ ابن شیبہ نے عثمان سے یہ کہا کہ تم رسولؐ اللہ کو وحیِ آسمانی پہنچانے میں تو امین جانتے ہو اور معاملات کے فیصلہ میں اُن کو غیر معتبر سمجھتے ہو۔ اسی پر خدائے تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیتیں نازل کیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۷ نوٹ ۴ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں بروایت اہلبیت مروی ہے کہ یہ آیت مہدی آلِ محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ یہ ہم اہلبیت کے شیعہ ہیں، جن کے لیے خدائے تعالےٰ یہ سب کچھ ہم میں سے ایک شخص کے ہاتھوں انجام دیگا جو اس امت کا مہدی ہوگا اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں جناب رسولؐ خدا فرما گئے ہیں کہ اگر عمرِ دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے تعالےٰ اس کو طولانی کر دے گا۔ تاکہ میری اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام میرا ہی نام ہوگا حاکم ہو جائے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور کر دے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ جس میں حضرتؑ کے زمانۂ غیبت کے مومنین کو حضرت نوحؑ کے زمانہ کے مومنین سے تشبیہ دی ہے اور زمانۂ غیبت کے طویل ہونے کی علت وجہیں ارشاد فرماتی ہیں اس کے آخر میں راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ یہ ناصبی تو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت ابوبکر و عمر و عثمان و علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے فرمایا خدا ان ناصبیوں کی کبھی ہدایت نہ فرمائے بھلا وہ دین جس کو خدا اور اس کے رسولؐ نے پسند کیا تھا ان میں سے کسی کے زمانہ میں ایسا مستحکم ہوا جیسا کہ خدا کا منشا تھا اس لئے کہ امر خلافت کے بارے میں تمام امت میں انتشار پھیلا رہا۔ خوف لوگوں کے دلوں سے کبھی دور نہ ہوا اور شک ان کے دلوں سے کبھی نہ گیا۔ اور خاص کر امیر المومنینؑ کے زمانہ میں تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور فتنے اُن سب کے زمانوں میں پورے جوش سے پھیلے رہے اور لڑائیاں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جاری ہیں۔

احتجاجِ طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے ایک حدیث منقول ہوئی ہے جس میں تلمّہ کے مثالب (معائب) کا ذکر ہے اور اس بات کا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو مہلت کیوں دی۔ آخر میں حضرتؑ نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ تھی کہ خدائے تعالےٰ نے جو اپنے دشمن ابلیس کو مہلت دی ہے اس کی تکمیل ہو جائے اور نوشتۂ خدا حدِّ آخر تک پہنچ جائے اور کافروں پر خدائے تعالیٰ کا قول ثابت ہو جائے اور اُس وعدۂ برحق کا وقت قریب پہنچ جائے جس کو خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اپنے اس قول میں صاف طور سے بیان کیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ اسلام کا محض نام رہ جائے گا۔ اور قرآن کا محض نشان اور جنابِ صاحب الامر علیہ السّلام بوجہ غدرِ بیّن کے غائب ہو جائیں گے اس لئے کہ فتنہ و فساد دلوں پر علی العموم چھا جائیگا حتّٰی اُنکہ جوان کے عنفوانِ قریب ہوں گے وہی ان کے سب سے زیادہ دشمن ہو جائیں گے اور اس وقت اللہ تعالیٰ ان حضرتؑ کی ایسے لشکروں سے مدد کرے گا جن کو تم نہ دیکھتے ہوگے اور اپنے نبیؐ کے دین کو اُنہی حضرتؑ (صاحب الامر) کے ہاتھوں سے غالب کریگا اور ان حضرتؑ کو تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ مشرکوں کو بُرا لگے گا۔ الجواہر میں جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مجھے زمین کے انتہائی حصہ تک پہنچایا گیا۔ پس مجھے اُس کا مشرق بھی دکھایا گیا اور مغرب بھی اور عنقریب میری امت کی سلطنت اس مقام تک پہنچ جائے گی جہاں تک مجھے پہنچایا گیا تھا۔ نیز حضرت مقدادؓ نے انہی حضرتؐ سے روایت کی ہے کہ زمین پر کوئی گھر خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا اُون کا ایسا باقی نہ رہے گا۔ جس میں خدائے تعالےٰ کلمۂ اسلام کو نہ پہونچا دے خواہ کسی عزّت دار کی عزّت دار کے ساتھ پہنچے یا کسی ذلّت والے کی ذلّت کے ساتھ۔ اگر خدائے تعالیٰ اُن کو عزت دے گا تو جو اس آیت کے حقیقی اہل ہیں انکو بھی اُنہی کے تابعین سے قرار دیگا اور اگر ان سے توفیق ہدایت سلب فرمالیگا تو بھی اُن کے بارے میں خدا کے تعالےٰ باقاعدہ بازپُرس کرے گا۔

ابوبصیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اور ائمہؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا سے ظہور قائم آلِ محمدؐ کا زمانہ مراد ہے۔

واثلہ ابن الاسقع نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جندل بن جنادۃ بن جبیر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! بتائیے وہ کون سی چیز ہے جو خدا کے لیے نہیں اور وہ کیا چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں اور وہ کیا ہے جس کو خدا نہیں جانتا؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ وہ چیز جو خدا کے لیے نہیں ہے وہ تو اس کا شریک ہے یعنی خدائے تعالیٰ کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں وہ ظلم ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ چیز جس کو خدا نہیں جانتا وہ اے یہودیو تمھارا یہ قول ہے کہ عزیز خدا کے بیٹے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ یہ نہیں جانتا کہ اس کے کوئی بیٹا بھی ہے۔ یہ جواب سُن کر جندل نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ پھر اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کل رات میں نے حضرت موسیٰؑ علیہ السّلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ حضرتؐ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے جندل تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لا اور ان کے اوصیاء سے متمسک ہو۔ یا رسولؐ اللہ خدا نے اسلام تو مجھے نصیب کیا ہے میں مومن ہو گیا۔ اب فرمائیے کہ آپ کے بعد آپ کے اوصیاء کون کون ہوں گے؟ تاکہ میں اُن سے بھی تمسک کر سکوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جندل!

میرے بعد میرے اوصیاء عدد میں نقبائے بنی اسرائیل کے برابر ہوں گے۔ جندل نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ نقبائے بنی اسرائیل بارہ تھے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت امام بھی بارہ ہوں گے۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا وہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ہونگے؟ حضرتؐ نے جواب دیا نہیں بلکہ ایک کے بعد دوسرا ہوگا اے جندل! تم ان میں سے صرف تین اماموں کو دیکھو گے۔ میرے بعد سب سے پہلے میرے وصی سیدالاوصیاء ابوالائمہ علیؑ ابن ابیطالب ہیں پھر ان کے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ (یکے بعد دیگرے) امام ہوں گے۔ اے جندل! میرے بعد تم اُن سے ضرور متمسک رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ جاہلوں کی جہالت تمھیں دھوکا دے۔ اے جندل! جب علیؑ ابن الحسینؑ سید العابدین کی ولادت کا زمانہ قریب آئے گا۔ تو تمھارا انتقال ہوجائے گا اور آخری رزق تمھارا دودھ ہوگا۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں نے توریت میں یہ نام پڑھے ہیں۔ الیا۔ یقطوا۔ شبیرا۔ شبیرا۔ مگر میں اِن کا مطلب نہیں سمجھتا تھا (قول مترجم)۔ یقطوا تو فارقلیطا کا ہم معنی جناب رسولؐ خدا کا نام احمدؐ ہے۔ الیا یا ایلیا ہم معنی علیؑ ہے۔ شبر ہم معنی حسنؑ اور شبیر ہم معنی حسینؑ مشہور ہیں) اب فرمائیے امام حسنؑ کے بعد کے امام ہوں گے اور ان کے نام کیا کیا ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل میں نو امام ہونگے۔ مہدیؑ بھی انھی میں سے ہوگا۔ جس وقت حسینؑ کی مدتِ حیات پوری ہوجائے گی تو اُن کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدین ہے امام ہوں گے پھر جب علیؑ بن الحسینؑ کی زندگانی ختم ہوجائے گی تو ان کے فرزند محمدؑ باقر لقب امام ہوں گے۔ پھر محمدؑ کے بعد ان کے فرزند جعفرؑ امام ہوں گے۔ صادق ان کا لقب ہوگا، پھر جعفرؑ کے بعد ان کے بیٹے موسیٰؑ امام ہوں گے ان کا لقب کاظم ہے پھر موسیٰؑ کے بعد اُن کے بیٹے علیؑ امام ہوں گے ان کا لقب رضا ہے۔ پھر علیؑ کے بعد ان کے فرزند محمدؑ امام ہوں گے۔ لقب ان کا زکی ہوگا۔ پھر محمدؑ کے بعد ان کے بیٹے علیؑ جن کا لقب نقی ہے امام ہوں گے۔ پھر علی کے بعد ان کے فرزند حسنؑ جن کا لقب امین ہے امام ہوں گے۔ پھر میری امت کا امام غائب ہوجائے گا، جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا حسنؑ (بن علیؑ بن محمدؐ) نائب ہو جائیں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ غائب نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کے فرزند (جو کہ بارھویں امام ہیں) غائب ہوجائیں گے۔ جندل نے کہا یا رسولؐ اللہ اُن کا اسم مبارک کیا ہے؟۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک وہ ظاہر نہ ہوں گے اُن کا نام نہ لیا جائے گا۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں نے توریت میں ان سب کا تذکرہ پایا ہے۔ اور حضرت موسیٰؑ ابن عمران نے ہمکو آپ کی اور آپ کے بعد والے وصیوں کی خوشخبری دی ہے پھر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ پھر جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ انھیں کس کا خوف ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر امام کے زمانہ میں ایک بادشاہ جابر ہوگا جو انھیں ستائے گا اور ایذا دے گا۔ خداوند عالم ہمارے قائم کو جلد ظاہر کرے وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خوشا حال اُن لوگوں کا جو ان کے زمانۂ غیبت میں صبر سے کام لیں اور ان کی محبت پر قائم رہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کی توصیف خدائے تعالیٰ نے اپنے قول الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ سے فرمائی ہے۔ یہی لوگ خدا کے گروہ ہیں اور جان لو کہ خدا کا لشکر ضرور غالب ہوگا۔ ابن الاصقع کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے زمانہ تک جندل مدینہ میں رہے پھر وہ طائف چلے گئے۔ نعیم بن البوقیس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں طائف میں جندل کے پاس گیا وہ بیمار تھے انھوں نے پینے کے لیے دودھ مانگا اور کہا کہ مجھے جناب رسولؐ خدا نے خبر دی ہے کہ میرا آخری رزق دودھ ہوگا۔ یہ کہہ کے وہ انتقال فرما گئے۔ اور طائف میں مقام کورا میں مدفون ہوئے۔ خدا اُن پر رحم فرمائے۔

صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۳ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ ؕ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص بطور سفر کسی کے مال کا انتظام کرتا ہو تو وہ بغیر اسکی اجازت کے کھانا کھا سکتا ہے۔ اور جناب امام محمدؑ باقر یا جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جس کی کنجیاں تمھارے ہاتھ میں ہوں اس کے ہاں سے اتنا کھا لینے یا کھلا دینے میں کوئی الزام نہیں ہے جس میں مالک کو نقصان نہ پہنچے یا ایسی چیز جس کے خراب ہوجانیکا اندیشہ ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور مہاجرین و انصار میں مواخات قائم کردی تو اس کے بعد ایسا ہوا کرتا تھا کہ جب اصحاب میں سے آنحضرتؐ کسی کو غزوہ یا سریہ میں بھیجتے تو وہ صحابی اپنے گھر کی کنجی اپنے دینی بھائی کے سپرد کرجاتا اور یہ کہہ جاتا کہ جو تمھارا جی چاہے لینا اور جو جی چاہے کھانا پینا مگر وہ ایسا نہ کرتے یہاں تک کہ اکثر ایسا ہوتا کہ جو جنس وہ بھری ہوئی چھوڑ جاتے وہ خراب ہوجاتی۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جس گھر کی کنجی تمھارے ہاتھ میں ہو تو اس کا مالک موجود ہو یا نہ ہو تم اس میں سے کھا سکتے ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۴ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ تفسیر مجمع البیان میں ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جن جن گھروں کا اور یہ ذکر آیا ان میں سے کسی میں سے بقدر ضرورت کھانیکا کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر بقدر ضرورت کھایا جائے اسراف نہ کیا جائے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے اس قول اَوْ صَدِيْقِكُمْ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے گھر میں جائے تو بغیر اس کی اجازت کے کھانا کھا سکتا ہے اور انھی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جن جن کا خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے ان سب کے ہاں سے ایسی چیزیں جیسے (دال) سالن، خرمہ وغیرہ بغیر ان کی اجازت کے بھی کھا سکتے ہیں اور اسی طرح زوجہ بھی اپنے شوہر کے گھر سے ایسی چیزیں کھا سکتی ہے مگر اس کے علاوہ اور اجناس کے لیے اجازت کی ضرورت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۵ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ سلام ہے جو تم کو اپنے گھر والوں پر کرنا چاہیئے کہ ان کا جواب دینا وہ تمھارا اسلام تمھاری ہی ذات پر ہوا۔ اور جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں جائے تو اگر کوئی اس میں ہے تو اس پر سلام کرے اور اگر کوئی نہ ہو تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا (ہمارے پروردگار کی طرف سے ہم ہی پر سلام ہو) اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ ۱۲

صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۶ لَمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا ان کو کسی معاملہ کے لیے جمع کرتے مثلاً کسی مہم پر بھیجنا ہوتا یا کسی لڑائی میں مشورہ کرنا ہوتا تو وہ ضرور حاضر ہوتے مگر اٹھتے وقت بغیر آنحضرتؐ کی اجازت لیے متفرق ہوجاتے اسی حرکت سے خدائے تعالیٰ نے اُن کو منع فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۷ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ؕ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ پوری آیت حنظلا ابن ابی عیاش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور قصہ اُس کا یہ ہے کہ حنظلا نے اس رات میں جس کی صبح کو جنگِ اُحد واقع ہوئی شادی کی تھی۔ اور آنحضرتؐ سے ٹھہرنے کی اجازت مانگی پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آنحضرتؐ کو کسی کے ٹھہرنے کی اجازت کا اختیار دیا۔ بہرحال (ان کو اجازت مل گئی اور وہ) رات کو اپنے گھر رہے جیسے ہی صبح ہوئی میدان جنگ میں آموجود ہوئے اور شہید ہوگئے پس جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلا کو آسمان و زمین کے مابین بارش کے پانی سے جو چاندی کے برتن میں بھرا ہوا تھا غسل دے رہے ہیں اسی وجہ سے حنظلا غسیل ملائکہ مشہور ہوگئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۸ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم جناب رسولؐ خدا کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوں نہ پکارو یا محمدؐ اور نہ یوں کہو یا ابا القاسمؐ بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہکر پکارو۔ المناقب میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب سیدۃ نساء العالمینؑ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ یا ابا کہکر بات کروں مگر میں نے آیت کے خیال سے یا رسول اللہ کہا پس آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ میری طرف سے منہ پھیر لیا اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فاطمہؑ! یہ آیت تمہارے بارے میں، تمہارے شوہر کے بارے میں اور تمہاری اولاد کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ یہ تو قریش میں سے جتنے مغرور و متکبر و ظالم و بے ادب ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تم تو وہی یا ابا کہکر خطاب کرو کہ تمہارا یا ابا کہنا میرے دل کو زیادہ زندہ کرنے والا اور میرے پروردگار کو زیادہ پسند ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۱ نوٹ ۵ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے جناب رسولؐ خدا کو یہ آیت اس طرح پہنچائی تھی۔ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۔ (اور آل محمدؐ کا حق غصب کرنے والوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ صرف ایک جادو کے مارے ہوئے کی پیروی کرتے ہیں)۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۱ نوٹ ۶ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے سبیل علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ وہ علیؑ مرتضیٰ کی ولایت قبول کرنے کی سعادت حاصل نہ کر سکیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۱ نوٹ ۷ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۔ احتجاج طبرسی اور تفسیر امامؑ میں سورۂ بقرہ کی آیت اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ الخ کی تفسیر میں جناب رسولؐ خدا کے اس مناظرہ کا ذکر ہے جو عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی اور اور مشرکین کے سوالات کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا جس کا ذکر سورۂ انعام صـ۱۵۳ اور سورۂ بنی اسرائیل صـ۳۴۹ پر آچکا ہے۔ یہاں صرف آنحضرتؐ کا وہ جواب درج کیا جاتا ہے جو آنحضرتؐ نے ان کے سوالات کے جواب میں دیا تھا جن کا خلاصہ خدائے تعالےٰ نے وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ سے يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا تک فرمایا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! تو نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ میں بھی مثل تم لوگوں کے کھانا کھاتا ہوں اور اس وجہ سے میں خدا کا رسول نہیں ہو سکتا تو اصل معاملہ تو خدا کے ہاتھ ہے وہ جو چاہے کرے اور جس طرح چاہے فیصلہ فرما دے خدا تو ہر طرح لائق تعریف ہے مجھے یا کسی اور کو یوں کہہ کے کہ خدا نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا اعتراض کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ خدا نے کسی کو فقیر بنایا ہے اور کسی کو امیر، کسی کو عزت دار بنایا ہے کسی کو ذلیل، کسی کو تندرست بنایا ہے کسی کو بیمار، کسی کو اعلیٰ کیا ہے کسی کو ادنیٰ اور کھاتے سب ہی کھاتا ہیں، پھر فقیروں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ تو نے ہم کو فقیر کیوں بنایا اور ان کو امیر کیوں بنایا۔ اور نہ ادنیٰ لوگوں کو یہ ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہمیں ادنیٰ کیوں بنایا اور ان کو اعلیٰ کیوں، اور نہ بیماروں اور کمزوروں کو یہ حق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ تو نے ہم کو بیمار اور کمزور کیوں بنایا اور ان کو تندرست و قوی کیوں؟ اور نہ ذلیلوں کو یہ حق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم کو ذلیل کیوں بنایا اور ان کو عزت دار کیوں بنایا؟ اور نہ بدصورتوں کا یہ منصب ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم کو بدصورت کیوں بنایا اور ان کو خوبصورت کیوں؟ بلکہ اگر وہ ایسا کہیں تو وہ اپنے پروردگار کے احکام کے رد کرنے والے اور اس کے فیصلوں میں اس سے جھگڑنے والے اور اس کی شان میں کفر کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور اس کا جواب ان کے لیے یہ ہوگا کہ میں بادشاہ ہوں، پست و بلند کرنے والا ہوں، میں دولت و فقیری دینے والا ہوں، میں عزت و ذلت عطا کرنے والا ہوں، میں ہی تندرست کرنے والا ہوں، اور میں ہی بیمار کرنے والا ہوں، اور تم بندے ہو تمہارا کام سوائے تسلیم کرنے اور میرا حکم مان لینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ پس اگر تم تسلیم کرتے ہو تو میرے مومن بندے ہو اور اگر تم انکار کرتے ہو تو میری شان میں کفر کرنے والے ٹھہرو گے۔ اور میرے سخت عذاب سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ تم ان سے کہدو کہ بشریت میں تو میں تمہارا ہمصورت ہوں لیکن نبوت سے خداوند عالم نے مجھے اسی طرح مخصوص فرمایا ہے جیسا کہ بعض کو دولت سے، بعض کو صحت سے، اور بعض کو حسن و جمال سے، حالانکہ بہت سوں کو وہی چیزیں عطا نہیں فرمائیں پس میری اس خصوصیت نبوت کا کیوں انکار کرتے ہو؟ (پھر حضرتؐ نے ان لوگوں کے اور اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو سورۂ بنی اسرائیل کے ضمیمہ میں درج ہیں۔ اور عبداللہ کے اعتراض کا بقیہ جواب پارۂ ۱۵ ملاحظہ ہو) ۱۲

پارۂ پنجدہ ہشتم تمام شد۔

ضمیمہ متعلق پارۂ نوازدہم ۱۹

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۴

اَلظَّالِمُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلظَّالِمُ سے مراد ہیں حضرت اوّل۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۵

سَبِیْلًا۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے عَلِیًّا وَلِیًّا (یعنی وہ ظالم کہتا ہوگا کاش ہم نے رسولؐ کے ساتھ علیؑ کو بھی ولی مانا ہوتا)۔ ۱۲ نوٹ نمبر ۴ اور نوٹ نمبر ۵ کی تفصیل یوں ہے۔ تفسیر برہان میں کتاب الغیبۃ سے بروایت حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں اہل یمن کا ایک ڈیپوٹیشن (وفد) آیا۔ آنحضرتؐ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن تمہارے پاس آتے ہیں۔ یہ ایک رنگ سے دوسرا رنگ بآسانی قبول کرلیا کرتے ہیں جب وہ لوگ آنحضرتؐ کی حضور میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دل نرم ہیں مگر ان کا ایمان مضبوط ہے۔ منصور انہی میں سے ہوگا جو ستر ہزار آدمی سے میرے بیٹے اور میرے وصی کے بیٹے (مراد ہیں جناب صاحب الامر علیہ السلام) کی نصرت کے لئے نکلے گا ان سب کی تلواروں کے پرتلے چمڑے کے ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! وہ آپ کے وصی کون ہیں؟ فرمایا وہی ہے جس کے ساتھ تمسک کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ اس پر ان لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! ذرا ہمارے لئے کھول کر بیان فرما دیجئے کہ مندرجۂ بالا قولِ خدا میں حَبْل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا قولِ خدا خود اس کا مفسر ہے اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ۔ پس حَبْلٌ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد کتاب خدا ہے اور حَبْلٌ مِّنَ النَّاسِ سے مراد میرا وصی ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! آنحضرت آپ کا وصی ہے کون؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! یہ جَنْبِ اللّٰهِ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا۔ فرمایا وہی میرا وصی ہے جو میرے بعد مجھ تک پہنچانے کا راستہ ہے۔ اس پر لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! آپ کو اسی کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے آپ ہمیں اپنے وصی کو دکھا دیجئے ہم تو اس کی زیارت کے بہت ہی مشتاق ہو گئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو متوسّمین (فراست سے پہچاننے والوں) کے لئے نشانی قرار دیا ہے۔ پس اگر تم اس کو اس شخص کی سی نظر سے دیکھو گے جس کی شان میں خدا نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔ تو تم اس کو پہچان لو گے کہ وہی میرا وصی ہے۔ جیسے کہ تم نے یہ پہچان لیا کہ میں ہی تمہارا نبی ہوں۔ پس اب تم صفوں میں چلو، پھرو اور چہروں کو غور سے دیکھو بھالو۔ پس جس کی طرف تمہارے دل کھنچیں سمجھ لو کہ وہی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اسی کے بارے میں اپنی کتاب میں (دعائے ابراہیمؑ کو نقل) فرمایا ہے فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ۔ اس میں ضمیر "ہم" سے مراد خود میرا وصی اور اس کی وہ اولاد ہے جو معصوم اور لائقِ درود و سلام ہے۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس پر قبیلۂ اشعریین میں سے ابن عامر اشعری اور قبیلۂ خولانیین میں سے ابو عزہ خولانی اور ظبیان اور عثمان ابن قیس اور قبیلۂ ہمدانیین میں سے عزیۂ دومی اور لاحق ابن علاقہ کھڑے ہوئے۔ صفوں کے اندر انھوں نے گشت لگائی چہروں کو دیکھا بھالا اور اصلع[1] بطینؑ[2] کا ہاتھ پکڑا اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ! ہمارے دل تو اس کی طرف کھنچتے ہیں۔ اس پر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے رسولِ خدا کے وصی کو پہچان لیا قبل اس کے کہ تم اسے جانتے ہو تو تم خود برگزیدۂ خدا ہو گئے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم نے پہچانا کس ذریعہ سے کہ یہ وہی ہیں؟ اس پر وہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے سب ہی لوگوں کی طرف نظر ڈالی تو ہمارے دل پر اُن کا کوئی اثر نہ ہوا۔ لیکن جب ہم نے اس بزرگ کی طرف دیکھا تو پہلے تو ہمارے دل کانپ گئے۔ پھر ہمارے نفس مطمئن ہو گئے۔ پھر ہمارے جگر پانی ہو گئے۔ اور ہماری آنکھیں بھر آئیں۔ ہمارے سینے نورانی ہو گئے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا ہمارے باپ ہیں اور ہم ان کے بیٹے۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ تمہاری اس سے وہی منزلت ہے جو تم بیان کر چکے۔ اسی منزلت کے سبب سے نیکی تمہارے حق میں پہلے ہی طے ہو چکی اور تم جہنم سے دور ہو گے۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگوار جن کے نام لئے گئے زندہ رہے تا آنکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگِ جمل و جنگِ صفین میں حاضر ہوئے اور سب سے صفین میں شہادت پائی۔ جناب رسولِ خداؐ ان کی نسبت صاف جنت کی خوشخبری دے چکے تھے اور یہ خبر بھی دے چکے تھے کہ وہ جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی معیت میں شہادت پائیں گے۔

کافی میں جابر ابن یزید جعفی علیہ الرحمہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! یہ شیعہ فرقوں کے جو آپس کے اختلاف ہیں اُس نے تو مجھے پریشان کر دیا۔ فرمایا اے جابر! کیا میں تجھے ان کے اختلاف کا مطلب نہ سمجھا دوں کہ ان میں اختلاف کس حیثیت سے ہوا اور کس وجہ سے فرقہ فرقہ بن گئے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! ضرور سمجھا دیجئے۔ فرمایا کہ جب لوگ اختلاف کریں تو تم اختلاف نہ سمجھیو۔ اے جابر! اس لئے کہ ابھی زمانہ کا منکر ویسا ہی ہے جیسے جناب رسولِ خدا کے زمانہ میں اُن کا منکر۔ اے جابر! اب جو میں کہتا ہوں اُسے غور سے سن لے۔ اور اپنے ہی دل میں رکھیو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ جس وقت تک چاہوں؟ فرمایا غور سے سن لے۔ اور اُس جگہ تک دل میں رکھیو جہاں تک کہ تیری سواری تجھ کو لے جائے (نصیحے)۔ مطلب یہ ہے کہ قریب وفات دوسروں

---

[1] اصلع وہ شخص ہے جس کے سر کے اگلے حصّہ پر بال نہ اُگے ہوں اور بعض احادیث میں بجائے اصلع لفظ انزع مذکور ہوا ہے جو اصلع کے ہم معنی ہے اور مراد یہ ہے کہ منزہ عما اشرک تھے یعنی کبھی نجاستِ شرک میں آلودہ نہ ہوئے تھے۔ ۱۲۔ منہ

[2] بطین وہ شخص ہے جس کا پیٹ بڑا ہو بالفاظ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اوصاف میں مذکور ہوا ہے اُس سے حضرتؑ کا علم و حکمت سے پُر ہونا مراد ہے۔ ۱۲۔ منہ

کی ہدایت کے لئے اس کا اظہار کرو بجز نا کہ دشمنوں کی ضرر رسانی سے تو خود محفوظ رہے اور امر ہدایت بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ واقعہ جو آگے ارشاد ہوا حسب ذیل ہے)۔

جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے سات دن بعد جب کہ قرآن مجید کو (حسب تنزیلِ الٰہی) مرتب و مکمل کرتے سے فراغت پائی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے شہر مدینہ میں لوگوں کے سامنے اس طرح خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْدَمَ الْاَوْهَامَ اَنْ تَنَالَ اِلَّا وُجُوْدَهٗ وَحَجَبَ الْعُقُوْلَ اَنْ تُخَیِّلَ ذَاتَهٗ لِامْتِنَاعِهَا مِنَ الشِّبْهِ وَالْمُشَاكِلِ (ہر طرح کی تعریف اُسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے اوہام کو اس طرح معدوم کیا کہ کہیں پائے ہی نہیں جاتے سوائے اس کے کہ خود اس کا وجود (یعنی اُس کی ہستی معمولی طور پر عقل میں آجانے کی چیز نہیں ہے) اور عقلوں پر ایسے پردے ڈالے ہیں کہ اُس کی ذات کا خیال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ وہ نہ کسی چیز کے مانند ہے نہ کسی چیز کے ہم شکل) یہ خطبہ جلیلہ بہت بڑا ہے۔ اس کا ابتدائی بڑا حصہ فرمانے کے بعد حضرتؑ نے یوں ارشاد کیا کہ "لوگو! خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص وسیلہ کا وعدہ فرمایا اور خدا کا وعدہ برحق ہے اور وہ اپنے وعدہ کے ہرگز ہرگز برخلاف نہ کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ وہ خاص وسیلہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور قربِ خدا کی انتہائی منزل اور آرزوؤں کی سب سے اونچی چوٹی۔ اُس کے ہزار زینے ہوں گے کہ ایک زینے سے دوسرے زینے تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا ایک عمدہ گھوڑے کی دوڑ لاکھ برس میں طے کر سکے۔ اور وہ زینے سلسلے وار اس طرح ہیں۔ پہلا زینہ موتی کا۔ دوسرا جواہر کا۔ تیسرا زبرجد کا۔ چوتھا بڑے موتی کا۔ پانچواں بڑے یاقوت کا۔ چھٹا زمرد کا۔ ساتواں مرجان کا۔ آٹھواں کافور کا۔ نواں عنبر کا۔ دسواں بلّور کا۔ گیارہواں سونے کا۔ بارہواں چاندی کا۔ تیرہواں بادل کا۔ چودہواں ہوا کا۔ پندرہواں نور کا۔ ان سب کو طے کر کے جنت میں پہونچتے ہیں جس کے دروازہ پر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ردائیں اوڑھے بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ہر ایک رحمتِ خدا کی ہوگی اور دوسری نورِ خدا کی۔ تاجِ نبوت اور اکلیلِ رسالت آپ کے سر اطہر پر ہوگا جس کے نور سے تمام میدانِ حشر جگمگ جگمگ کرتا ہوگا اور میں اُس دن بڑے درجہ پر ہوں گا۔ وہ صرف جناب رسولِ خدا کے درجہ سے (تو) کم ہوگا (اور سب سے اعلیٰ)۔ میں ہی اُس دن دو ہی چادریں اوڑھے ہوں گا ایک ارغوانی نور کی اور دوسری کافور کی رنگ کی اور رسولؐ اور اوصیاءؑ اور مختلف زمانہ کے بزرگ اور خدا کی حجتیں۔ یہ سب ہم سے نیچے رتبہ پر ہوں گے۔ ہمارے دائیں ہاتھ کی طرف ان میں سے اکثر نور کرامت کے حُلّے پہنے ہوئے ہوں گے اور کوئی مقرب فرشتہ اور مرسل نبی ایسا باقی نہ رہے گا جو ہمارے نور کو دیکھ کر مبہوت نہ ہو جائے۔ اور ہماری روشنی اور جلال سے متعجب نہ ہو۔ اور اس مقررہ وسیلہ کے دائیں طرف یعنی جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے دائیں طرف جہاں تک نظر کام دے گی ایک بدلی پھیلی ہوئی ہوگی جس سے یہ آواز آتی ہوگی کہ اے اہلِ محشر! خوشا حال اُس کا جس نے وصی سے دوستی رکھی اور نبی اُمّی عربی پر ایمان لایا۔ اور جو اُس کا منکر رہا بہم اُس کی وعدہ گاہ ہے۔ اور اس مقررہ وسیلہ کے بائیں طرف یعنی جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے بائیں ہاتھ ایک غبار رسا ہوگا (جیسے کہ سخت گرمی کے موسم میں آندھی آنے سے پہلے آسمان پر چھا جایا کرتا ہے) جس سے یہ آواز آتی ہوگی۔ خوشا حال اُس شخص کا جس نے وصی سے دوستی رکھی اور نبی اُمّی پر ایمان لایا۔ اُسی کی قسم جس کے ہاتھ اعلیٰ اختیار ہے سوائے اُس شخص کے جو اپنے خالق کی حضور میں ان دونوں کی سچی محبت کے ساتھ آئے گا اور اُن کی اولاد کا پیرو ہوگا اور کوئی نہ کامیاب ہوگا اور نہ راحت و جنت تک پہنچے گا۔ پس اے خدائے تعالیٰ کے مقرر کردہ ولایت کو ماننے والو! تم تو اپنی سرخروئی کا اور اپنے سرداروں کی بزرگی کا اور اپنی ذاتی عزت و کامیابی کا یقین کر لو۔ آج کے دن تم تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھو گے اور اے انحراف کرنے والو! اور خدائے تعالیٰ سے یعنی اُس کی یاد سے اور اُس کے رسولؐ سے اور اُس کی راہ سے اور مختلف زمانے کے بزرگوں سے رکنے والو اور روکنے والو! تم اپنی روسیاہی کا اور اپنے پروردگار کے غضب کا باور کر لو۔ یہ اُس کرتوت کا بدلہ ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ اور پہلے ایک رسول اور ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا جو اپنے بعد کے آنے والے رسولؐ کی خبر نہ دیتا رہا ہو۔ اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشخبری نہ سناتا رہا ہو اور اپنی قوم کو آنحضرتؐ کے اتباع کی وصیت نہ کرتا رہا ہو۔ اور اپنی اُمت سے ایسا صاف صاف بیان نہ کرتا رہا ہو جس سے وہ آنحضرتؐ کی صفات کو پہچان لیں اور خواہ اُس نبی کا بھی اتباع کریں تو آنحضرتؐ کی شریعت کے بموجب اور بعد اُس نبی کے کسی کے بہک جانے کا اندیشہ نہ رہے۔ پس جو گمراہ ہوا اور بہکا تو بعد اس کے کہ اُس کے نبی کی طرف سے کافی ہدایت اور ڈراوا ہو چکا تھا اور حجتِ خدا کو پورا ہونے کے بعد اُس نے بدل دیا تھا۔ اور اُمتوں کو اس بات کی امید باقی رہتی تھی کہ رسولؐ آئیں گے۔ نبی آئیں گے۔ اور اگر کسی اُمت کی آزمائش بعد ایک نبی کے آجانے کے دوسرے نبی کی تشریف آوری کے سبب سے کی بھی جاتی تھی تو اُن کی مصیبت اور بلا کتنی ہی بڑی ہوتا ہم امید اُس سے زیادہ بڑی ہوتی تھی۔ مگر کوئی مصیبت اور کوئی بلا اُس مصیبت اور بلا سے بڑی نہیں ہے جو آنحضرتؐ کی اُمت کو پیش آئی۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ پر خوشخبری دینا اور ڈرانا سب ختم ہو گیا۔ حجتیں تمام ہو گئیں۔ خدا اور مخلوقِ خدا کے مابین کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ خدا نے بندوں کی خود اپنی ذات تک رسائی کا دروازہ اُن ہی حضرتؐ کو مقرر کیا۔ اور بندوں کے اعمال کا نگراں اُن ہی کو قرار دیا۔ اب کوئی عمل بغیر توسط آنحضرتؐ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور آنحضرتؐ کی اطاعت بغیر کسی کو قربِ الٰہی حاصل نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنی محکم کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا۔ تو اس طرح اپنی اطاعت کو جناب رسولِ خدا کی اطاعت کے ساتھ ملا دیا اور اپنی نافرمانی کو آنحضرتؐ کی نافرمانی کے ساتھ ایک کر دیا۔ یہ سب سے بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے معاملات آنحضرتؐ کے سپرد فرمائے ہیں اور جو آنحضرتؐ کی متابعت یا نافرمانی کرے اُس کے اعمال و افعال کا گواہ اسی حکم محکم کو قرار دیا ہے اور اپنی کتاب عظیم کے دوسرے موقع پر اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی پیروی کی حرص دلانے کے لئے اور آنحضرتؐ کی تصدیق کی رغبت دلانے کے لئے اور آنحضرتؐ کی دعوت قبول کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ پس آنحضرتؐ کا اتباع خدا کی محبت اور آنحضرتؐ کی رضا۔ گناہوں کی مغفرت۔ نورِ ایمان کے کمال اور جنت کے واجب ہونے کے موجب ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی اطاعت سے روگردانی کرنا خدائے تعالیٰ کی نافرمانی۔ اُس کے غضب۔ اُس کے غصّے۔ اُس سے دوری اور جہنم میں پہونچنے کا باعث ہوگا۔ اور یہ خدائے تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ۔ اس قولِ باری تعالیٰ میں کفر سے مراد آنحضرتؐ کا انکار اور اُن کی نافرمانی ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اپنے بندوں کا (خاص) امتحان لیا ہے اور میرے ہاتھوں سے اپنے مخالفوں کو قتل کرایا اور میری تلوار سے اپنے منکروں کو فنا کرایا۔ اور مجھے مومنوں کے لئے تو باعثِ قربت قرار دیا اور سرکشوں کے لئے موت کی گھاٹی۔ اور گناہگاروں کے لئے سیف (برّان) بنایا۔ اور میری وجہ سے اپنے رسولؐ کی کمر مضبوط کی اور مجھے اُن کی نصرت کرنے کی عزت بخشی اور مجھے اُن کے علم سے مشرف فرمایا اور اُن کے احکام کی تعلیم اور تنزیل کی بزرگی دی اور اُن کے وحی ہونے کی خصوصیت عنایت فرمائی اور اُن کی اُمت میں اُن کا خلیفہ ہونے کے لئے چن لیا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اُس حالت میں جب کہ مہاجر و انصار آنحضرتؐ کے گرد جمع تھے اور محفل اُن سے پُر تھی ارشاد فرمایا لوگو! علیؑ کی منزلت مجھ سے وہی ہے

جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پس مومنین نے رسولؐ خدا کے اس کلام کو جو اللہ کی طرف سے تھا خوب سمجھا۔ چوں کہ یہ تو وہ سب جانتے ہی تھے کہ میں جناب رسولؐ خدا کا حقیقی بھائی تو ہو ہی نہیں سکتا جیسے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اور نہ میں نبی ہو سکتا تھا اس لئے کہ نبوت تو آنحضرتؐ پر ختم ہی ہو چکی تھی لامحالہ مجھے منزلت ہارونی عطا فرمانے کا مطلب اپنی خلافت کا عطا فرمانا تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا جب کہ یہ الفاظ فرمائے اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تھا جب ایک گروہ نے آنحضرتؐ سے باتیں کیں اور یہ عرض کی کہ ہم حضور کے غلام ہیں تو آنحضرتؐ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کے غدیر خم میں پہونچے اور حکم دیا تو منبر کی سی صورت تیار کی گئی۔ پھر اُس کے اوپر چڑھے اور میرے بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ آنحضرتؐ کی سپیدی زیر بغل نمایاں ہوئی اور بہت بلند آواز سے اُسی محفل میں فرمایا جس کا میں آقا ہوں یہ علیؑ اُس کا آقا ہے۔ یا اللہ! تو اس سے دوستی کیجیو جو اس سے دوستی کرے اور تو اُس سے دشمنی کیجیو جو اس سے دشمنی کرے پس میری دوستی پر خدا کی دوستی موقوف ہوئی اور میری دشمنی پر خدا کی دشمنی۔ اور اُسی دن خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط پس میری ولایت کا اہل دین کا باعث اور پروردگار عالم کی خوشنودی کا سبب قرار پائی اور خدائے تعالیٰ نے مخصوص میرے لئے اور میری اولاد کی عزت بڑھانے کے لئے اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عظمت میری فرماتے تھے اور جو فضیلت مجھ کو دیتے تھے اُس کے اظہار کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ ط اَلَا لَہُ الْحُکْمُ وَھُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ ط اور مجھ میں ایسی منقبتیں ہیں کہ اگر میں اُن کا ذکر کروں تو رفعت قدر عظیم ہو جائے۔ اور اُن کے غور سے سننے کو بھی عرصہ درکار ہو اور اگر قمیص خلافت کو دو بدبختوں نے کھینچ تان کر اپنے بدن میں پہن لیا اور مجھ سے اُس چیز میں جھگڑا کیا جس کیں اُن دونوں کا کوئی بھی حق نہ تھا۔ مگر اہی کے سبب سے خلافت کو اپنا مرکب قرار دیا اور جہالت سے اپنے آپ کو کامیاب سمجھا تو جس پر کردہ وارد ہوئے کیا بُرا ٹھکانا ہے اور جس کی کہ انھوں نے اپنی نفسوں کی ابتدا کی ہے وہ کیا بُرا عمل ہے۔ وہ دونوں اپنے گھروں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو لعنت کیا کریں گے اور اُن میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے بیزاری کرے گا اور جس وقت مڈبھیڑ ہوگی تو ہر ایک اپنے ساتھی سے یہ کہے گا یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ۔ پس وہ بوڑھا بدبخت اُس کے جواب میں کہے گا یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا۔ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا۔ پس وہ ذکر میں ہوں جس سے وہ بھٹک گیا اور وہ سبیل میں ہوں جس سے وہ بھٹک گیا اور وہ ایمان میں ہوں جس کا اُس نے انکار کیا۔ اور وہ قرآن میں ہوں جس کو اُس نے چھوڑ دیا اور وہ دین میں ہوں جس کے بارے میں اُس نے جھوٹ بولا اور وہ راستہ میں ہوں جس کو چھوڑ کر اُس نے کج روی اختیار کی۔ گو چند روزہ دنیا میں وہ چرے (چگے) اور اِس فنا ہونے والی کے دھوکے میں آگئے اور اسی کی وجہ سے وہ دونوں (چار و ناچار) جہنم کے گڑھے کے کنارے پر ہونگے بدکنے والی سواری پر سوار ہوں گے اور یاس و ناامیدی کے دیوٹیشن میں شامل۔ اور قابل لعنت جگہ پر وارد ہوں گے۔ جلا جلا کر ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوں گے۔ حسرت کے ساتھ دونوں پچھتے بیٹھے ہوں گے۔ کسی طرح کی راحت اُن دونوں کو نہ ملے گی اور کبھی عذاب سے مہلت نہ پائیں گے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ جن کے پجاری تھے اور مندروں کے جنت۔ انھوں نے اُن کی پوجا کی رسمیں مقرر کر رکھی تھیں۔ اُن کے لئے نذر بھیٹ چڑھایا کرتے تھے اور قربانیاں کیا کرتے تھے اور اُن ہی کی خاطر سے بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ۔ اور حام (کھنچی اونٹنی۔ اونٹوں کا سانڈ۔ بکری کا بچڑواں بچہ اور بہت بوڑھا اونٹ) مقرر کئے تھے۔ اور پھی ڈال کر شیروں کے ذریعہ سے اونٹ کا گوشت تقسیم کیا کرتے تھے (اس کی تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۱۶۹۔ نوٹ نمبر ۱۱) یاد خدا سے ہٹے ہوئے۔ راہ راست سے دور اور بارگاہ الٰہی سے دوری کی طرف پورے مائل تھے۔ شیطان اُن پر حاوی ہو گیا تھا اور جاہلیت کے سیاہ رنگ میں شرابور تھے۔ اپنی جہالت سے اُس کو شیر مادر کی طرح پی گئے تھے۔ اور ضلالت و گمراہی کے ڈورے میں اُس کو پرو لیا تھا۔ پس، خدائے تعالیٰ نے ہم (محمدؐ و آل محمدؐ) کو رحمت بنا کر اُن کی طرف بھیجا اور ہم کو اُن کے لئے رأفت قرار دیا اور ہماری وجہ سے گھٹاٹوپ اندھیریوں سے نور اُن لوگوں کے لئے چمکایا جو اُس سے فائدہ اٹھانا چاہیں اور اُن کے لئے فضیلت مقرر کی جو اس نور کی پیروی کریں اور اُن کے لئے توفیق کی تائید عطا فرمائی جو تصدیق کریں۔ پس بعد ذلت کے وہ معزز ہو گئے اور قلت کے بعد اُن کو کثرت حاصل ہوئی۔ مخالفوں کے دل و دماغ پر اُن کی ہیبت چھا گئی اور بڑے بڑے گردن کش و سرکش اُن کے سامنے ذلیل ہو گئے اور اُن کو ایسی نعمتیں اور بزرگیاں حاصل ہوئیں جن کا زبانوں پر چرچا ہو گیا۔ خوف کے بعد انھوں نے امن پایا اور انتشار کے بعد اُن کا جھنڈا بن گیا۔ اور ہماری ہی وجہ سے معدؑ ابن عدنان کی اولاد فخر کرنے کے قابل ہو گئی۔ ہم نے اُن کو باب ہدایت کے اندر پہونچایا اور سلامتی کے اندر اُن کو داخل کر دیا۔ ہم نے اُن کو لباس ایمان سے آراستہ کیا۔ تمام عالم پر وہ ہماری ہی وجہ سے غالب آئے اور جناب رسولِ خدا کے زمانہ میں اُن میں صلحا کے آثار بھی پیدا ہو گئے۔ کوئی کوئی اُن میں حق کی حمایت کرنے والا پیدا ہوا۔ کوئی نماز پڑھنے والا اور خلوص سے عبادت کرنے والا پیدا ہوا۔ کوئی اعتکاف کرنے والا اور زہد برتنے والا پیدا ہوا۔ امانتداری اُن سے ظاہر ہوئی۔ ثواب کی باتیں نمایاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ جب اللہ نے اپنے نبیؐ کو اپنی حضور میں طلب فرما لیا تو اس کے بعد اتنی سی دیر میں کہ پلک جھپکے یا بجلی کی چمک ہو جائے وہ اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے۔ حق سے انھوں نے پیٹھ پھیر لی۔ کفار جو حق کے مقابلہ میں مارے گئے تھے اُن کے خون کا مطالبہ کرنے لگے۔ ٹولیاں کی ٹولیاں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں۔ دروازہ گرا دیا اور خانۂ ایمان کو برباد کر دیا۔ آثار جناب رسولِ خدا کو بدل ڈالا۔ آنحضرتؐ کے احکام سے نفرت کی۔ اُن کے انوار ہدایت سے دوری اختیار کی۔ جس کو آنحضرتؐ خلیفہ کر گئے تھے اُسے چھوڑ کر ایک اور شخص کو اُس کا قائم مقام مان لیا۔ ایسا کرنے میں انتہائی نافرمانی کی حالانکہ گمان یہ کر لیا کہ آل ابی قحافہ سے جس شخص کو انھوں نے پسند کر لیا وہی جناب رسولِ خدا کے مقام پر بیٹھنے کا اُس سے زیادہ حقدار بھی ہے جس کو خود خدائے تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ نے جانشین رسولؐ قرار دیا تھا۔ اور یہ بھی گمان کر لیا کہ آل ابی قحافہ کا مہاجر و انصار سے بہتر بھی ہے۔ اور بنی ہاشم و بنی عبد مناف پر حکومت کرنے کا حقدار بھی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ پہلی جھوٹی گواہی جو اسلام میں دی گئی وہ ان ہی لوگوں کی گواہی تھی کہ انھوں نے اپنے یار کو رسولؐ اللہ کا خلیفہ ظاہر کیا مگر جب سعد بن عبادہ رحمۃ اللہ کا معاملہ گزرا ہو کچھ بھی گزرا تو اپنے اس قول سے پھر گئے اور یہ اظہار کرنے لگے کہ جناب رسولِ خدا بغیر کسی کو خلیفہ کئے دنیا سے چلے گئے۔ پس جناب رسولِ خدا پہلے شخص ہیں جن کے بارے میں اسلام میں جھوٹی گواہی دی گئی حالاں کہ جو کچھ یہ لوگ کر چکے ہیں اُس کے کچھ حصہ کا بدلہ بہت ہی جلد پائیں گے۔ اور جس کی بنیاد پہلے ڈال گئے پچھلے بھی اُس کا بھگتان بھگتیں گے۔ گو کچھ عرصہ تک مہلت دے۔ اور ایک عرصہ تک مبتلائے مصیبت نہ ہوں۔ چلت پھرت میں آزاد رہیں اور اس دھوکا دینے والی دنیا میں بتدریج پکڑے جائیں۔ فوراً کوئی سزا نہ دی

جائے۔ اور دور دراز کی امیدیں باندھنے کے منصوبے ملیں۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے شدّاد ابن عاد۔ ثمود ابن عبود اور لقمان ابن باعور کو بھی مہلتیں دی تھیں۔ اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں اُن پر پوری کی تھیں۔ مال سے بھی اُن کی مدد فرمائی تھی اور عمریں بھی اُن کو طویل عطا کی تھیں۔ اور زمین اُن کے لئے اپنی برکتوں کے ڈھیر لگاتی تھی تاکہ وہ خدا کی نعمتوں کو یاد کریں۔ پھر اُس کی ہیبت اور اُس کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ اُس کی حضور میں رجوع کریں اور شکستہ سے باز آئیں۔ (مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو) پھر جب اپنی مدت پوری کر چکے اور جو کچھ اُن کی تقدیر میں کھانا پینا تھا وہ کھا پی چکے تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو دھر پکڑا۔ اور کچل ڈالا۔ پس کوئی تو اُن میں ایسا تھا کہ اُس پر تھراؤ کیا گیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو چیخ نے آلیا۔ اور بعض ایسے تھے کہ اُن کو اندھیریوں نے پھونک دیا اور بعض ایسے تھے کہ اُن کو زلزلہ نے ہلاک کیا۔ اور بعض ایسے تھے کہ وہ زمین میں دھنستے ہی چلے گئے۔ خدا کا تو یہ کام ہے نہیں کہ اُن پر ظلم کرتا۔ وہ کمبخت اپنے آپ پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔ یہ یاد رکھو کہ ہر آنے والے امر کے لئے ایک نوشتہ موجود ہے۔ جب اُس نوشتہ کی مدت پوری ہو جاتی ہے ہونے والا کام بھی ہو جاتا ہے۔ نافرمان لوگوں کی جو گت بننے والی ہے اور ان نقصان اٹھانے والوں کا جو انجام ہونے والا ہے اگر وہ تم کو کھول کر دکھا دیا جائے تو تم جس حالت میں ہو اُس کو چھوڑ کر پورے پورے اللہ والے بن جاؤ۔ لوگو! اسے خوب سمجھ لو کہ میں تم میں ایسا ہی ہوں جیسے کہ فرعون والوں میں حضرت ہارونؑ تھے اور جیسے بنی اسرائیل کے لئے بابِ حطّہ تھا۔ اور جیسے نوح علیہ السلام کی قوم میں کشتیٔ نوحؑ تھی۔ اور میں نباءِ عظیم (خبرِ بزرگ) ہوں۔ صدیق اکبر میں ہوں۔ اور اس میں کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہے کہ جن چیزوں سے تم کو ڈرایا جاتا ہے اُن کا تم کو کما حقہٗ علم ہو جائے گا۔ اللہ کے نزدیک عرصہ اتنا ہی باقی ہے جیسے کھانے والا ایک لقمہ گلے سے اُتار لے یا پی نے والا ایک گھونٹ پانی پی لے۔ یا دودھ دوہنے والا ایک بھونسکا کھائے۔ پھر جو تغیرات واقع ہوں گے وہ اُن کو اس غفلت کا مزا چکھائیں گے۔ دنیا میں تو رسوائی نتیجہ میں ملے گی اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈالے جائیں گے کیوں کہ جو عمل تم کر رہے ہو اللہ اُس سے غافل نہیں ہے کہ جو راہ راست سے بھٹک گیا ہے اور اُس نے حق کی حجّت کا انکار کر دیا ہے اور خدائے تعالیٰ کی ہدایت کی مخالفت کی اور نورِ خدا سے پھر گیا اور خلیفۂ خدا کی نافرمانی پر اڑ پڑا۔ پانی کے بدلے شراب کو اور نعمت کے بدلے عذاب کو۔ کامیابی کے بدلے بدبختی کو اور خوشحالی کے بدلے بدحالی کو اور وسعت کے بدلے تنگی کو اختیار کیا۔ کیا ایسا شخص اس سے مطمئن ہو سکتا ہے کہ جو بدی اُس نے کی اُس کا بدلہ نہ پائے اور حق کے خلاف چلنے کا مزا نہ چکھے۔ اُن کو لازم ہے کہ حقیقی وعید کا یقین رکھیں اور جن چیزوں سے اُن کو ڈرایا جاتا ہے وہ اُن پر پڑیں اور پھر پڑیں۔ مگر یہ واقعہ اُس دن ہو گا جس دن کی تعریف خدائے تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے۔ یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ۝ یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ ۟ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۶ اُخلاناً: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس فُلاناً سے حضرت ثانی مراد ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۷ اَلذِّکر: انھی حضرت نے فرمایا کہ اس سے ولایت جناب امیر المؤمنینؑ مراد ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۸ اَلشَّیْطٰنُ: انھی حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی حضرت ثانی ہیں۔ کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے خطبۃ الوسیلہ میں منقول ہے کہ میری بزرگی اتنی ہیں کہ اگر میں اُن کو بیان کروں تو اُن کی کوئی حد و پایاں نہیں ہو سکتی۔ اور اُن کو غور سے سننے کے لئے بھی طویل مدّت درکار ہے۔ مگر دو بدبختوں نے مجھے چھوڑ کر خلافت کی قمیص کسی نہ کسی طرح بر تکلف پہن لی۔ اور جس میں اُن کا کوئی حق نہ تھا اُس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے۔ از روئے ضلالت گدی پر جا ڈٹے اور از روئے جہالت کارِ خلافت کرنے لگے۔ پس قیامت کے دن ان دونوں کا انار ابہت ہی بُرا ہو گا۔ اور جو کچھ اُن دونوں نے اپنی فات کے لئے مہیا کیا وہ اور بدتر ہو گا وہ اپنے گھروں میں ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ہر ایک اُن میں سے اپنے ساتھی سے تبرّا کرے گا، اور جب آمنا سامنا ہو گا ہر یار دوسرے یار سے کہے گا یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ (کاش میرے اور تیرے مابین مشرق و مغرب کی دوری ہوتی، تو تو بڑا ہی بُرا ساتھی نکلا) اور وہ یار اُچک اُچک کر جواب دے گا۔ یٰوَیْلٰتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ پس میں وہ ذکر ہوں جس سے وہ بہک گیا تھا، اور میں وہ سبیل ہوں جس سے وہ بھٹک گیا تھا، اور میں وہ قرآن ہوں جس کو اُس نے چھوڑ دیا تھا، اور میں وہ دین ہوں جس کو اُس نے بھٹلا یا تھا، اور میں وہ صراط ہوں جس سے وہ گمراہ ہو گیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۹ اِتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ قول مترجم:۔ یہ پوری آیت جناب رسولِ خداؐ کا عرضی دعویٰ ہے۔ پس مدعا علیہم اسے خوب غور سے پڑھ لیں اور تاریخ پیشی آنے سے پہلے اپنی اپنی فکر کر لیں۔ لفظ مَهْجُوْرًا مکسورہ سے ہے جس کے معنی چھوڑ دینا یا ترک کر دینا ہے یا ھَجْرٌ باءِ مفتوحہ سے ہے جس کے معنی ہذیان بکنا یا بکواس کے ہیں۔ برطبقِ اوّل معنی یہ ہیں کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن (یعنی میری آل قرآنِ ناطق) کو چھوڑ دیا تھا۔ اور برطبقِ ثانی یہ مطلب ہے کہ میری قوم نے اس قرآن کو بکواس قرار دے دیا تھا کہ باءِ بسم اللہ سے سینِ ناس تک پڑھ گئے مگر خدا ان کا ستیاناس کرے جو ایک حرف بھی سمجھے ہوں کہ تیری غرض اس کے نازل کرنے سے کیا تھی۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۳ نوٹ ۱۰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۱۶۹ نوٹ نمبر ۱) ۱۲

صفحہ ۴۳۴ نوٹ ۳ لیکن طالبانِ علم کم ہیں اور تھوڑے ہی عرصہ بعد جب تم مجھے کھو بیٹھو گے تو بہت پچھتاؤ گے۔ اے اخویم اصحاب الرس کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک قوم تھی جو درخت صنوبر کی پرستش کیا کرتی تھی جس کو شاہ درخت بھی کہتے ہیں اور اُس کو حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث نے ایک چشمے کے کنارے پر لگایا تھا۔ اس چشمہ کا نام رُوشاب تھا اور بعد طوفانِ نوحؑ یہ درخت پیدا ہوا تھا۔ اور یہ اصحاب الرس اس لئے مشہور ہوئے کہ انھوں نے اپنے نبی کو زمین میں زندہ دفن کر دیا تھا اور یہ واقعہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے بعد کا ہے۔ اُن کی بارہ بستیاں ایک دریا کے کنارے تھیں جس کا نام رس تھا یہ دریا بلادِ مشرق میں ہے اور انھیں لوگوں کی وجہ سے اُس کا نام بھی رس ہو گیا۔ اور اُس زمانہ میں روئے زمین پر کوئی دریا کثرتِ آب میں اور شیریں ہونے میں اُس سے بڑھ کر نہ تھا۔ اور نہ اُن کی بستیوں سے زیادہ آباد کوئی بستی تھی۔ ان میں سے پہلی بستی کا نام آبان رکھا تھا، دوسری کا آذر، تیسری کا دے، چوتھی کا بہمن، پانچویں کا اسفندار، چھٹے کا فروردین ساتویں کا اُردی بہشت، آٹھویں کا فرداد، نویں کا مرداد، دسویں کا تیر، گیارہویں کا جہر، بارہویں کا شہریور۔ ان میں سے سب سے بڑی بستی کا نام اسفندار تھا اور اُسی

میں اُن کا بادشاہ رہتا تھا جس کا نام نمرود بن کنعان بن سابر بن یارش بن سافر بن نمرود بن کنعان تھا۔ یہ فرود ہی ہے جو ابراہیمؑ کے مقابل ہوا تھا۔ اور اُسی اسفندار زندیں وہ چشمہ اور درخت منور تھا اور باقی ہر بستی میں انھوں نے اُسی کے بیج لے کر بو لیا تھا جس سے بڑے بڑے درخت پیدا ہو گئے تھے۔ اِس چشمہ کا اور اُس سے جو نہریں نکلی تھیں اُن سب کا پانی انھوں نے حرام قرار دے لیا تھا کہ نہ خود پیتے تھے اور نہ اپنے جانوروں کو پینے دیتے تھے بلکہ جو ایسا کرتے تھے اُسے قتل کر ڈالتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ تو ہمارے معبودوں کی زندگی کا باعث ہے اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اُن کی زندگی گم کر دے اور وہ خود دریائے دُس سے پانی پیتے تھے جس کے کنارے اُن کی آبادیاں تھیں اور وہی اپنے چوپایوں کو پلاتے تھے۔ اور سال کے ہر ہر مہینہ میں ہر ہر بستی میں ایک ایک مقرر کی تھی جس میں اُسی بستی کے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اِسی وجہ سے عجمی مہینوں کے نام انھی بستیوں کے نام قرار پا گئے ہیں۔

کاتی میں ہے کہ کچھ عورتیں جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اُن میں سے ایک عورت نے سبق (چٹی) کھیلنے کی بابت دریافت کیا فرمایا اُس کی حد (یعنی سزا) وہی ہے جو زنا کی ہے۔ اُس عورت نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں کیا، فرمایا ضرور کیا ہے۔ اُس نے عرض کی کہاں ہے؟ فرمایا، اَصْحٰبَ الرَّسِّ کی عورتیں ایسی ہی تھیں۔ اور اُس درخت پر ریشمی کپڑا جس پر طرح طرح کی تصویریں کڑھی ہوئی تھیں ڈال دیتے تھے۔ پھر وہ لوگ اُس درخت کے لئے سجریاں اور گائیں لا کر بھیٹ کرتے تھے۔ اور درخت کی قربانی کے لئے اُن کو ذبح کرتے تھے۔ پھر (سوکھی) لکڑیاں لا کر آگ روشن کرتے تھے (اور قربانیوں کے گوشت کو اُس میں ڈال دیتے تھے پھر) جس وقت اِن قربانیوں کا دھواں اور اُن کے جلنے کی چراند ہوا میں پھیلتی تھی اور آسمان کے اور اُن کی نظر کے مابین حائل ہو جاتی تھی تو وہ سب کے سب اُس درخت کے لئے سجدہ میں گر پڑتے تھے اور رُو رُو کے اور گڑگڑا گڑگڑا کے کہتے تھے اے ہمارے معبود! تو ہم سے راضی ہو جا۔ اور شیطان اگر اُس درخت کی ٹہنیوں کو ہلاتا تھا اور اُس کے تنہ میں سے لڑکوں کی سی آواز سے چیخ کر کہتا تھا اے میرے بندو! میں تم سے راضی ہوں پس دل خوش رکھو اور آنکھیں ٹھنڈی۔ اُس وقت وہ لوگ سجدہ سے سر اُٹھاتے تھے اور شرابیں پیتے تھے اور ڈھول بجاتے تھے اور اپنے ہاتھوں میں راکھی باندھتے تھے (نصیحی، راکھی دہلی کی زبان میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو ہندو لوگ سلونو کے موقعہ پر اپنے اپنے پہونچے میں باندھ لیتے ہیں۔ دوسرے شہروں میں اور اور مقامات میں جو کچھ اس کا نام ہو) اور ایک شبانہ روز اِس جگہ قیام کر کے اپنے اپنے گھروں کو پلٹ جاتے تھے۔ ایرانیوں نے اپنے مہینوں کے نام آبان اور آذر وغیرہ وغیرہ اِن ہی بستیوں کے نام پر رکھے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ آپس میں کہتے تھے کہ یہ فلاں مہینے کی عید ہے اور یہ فلاں مہینے کی عید ہے۔ پس جب سب سے بڑی بستی (اسفندار) کی عید آتی تو تمام چھوٹے بڑے جمع ہوتے۔ درخت منور اور چشمہ کے پاس ریشمی سراپردہ نصب کرتے تھے جس پر قسم قسم کی تصویریں کڑھی ہوتی تھیں اور اُس سراپردہ کے بارہ دروازے ہوتے تھے۔ ہر ایک بستی والوں کے واسطے جُدا گانہ دروازہ قرار دیا جاتا تھا۔ پھر وہ لوگ اُس سراپردہ کے باہر سے درختِ صنوبر کو سجدہ کرتے تھے اور اُس درخت کے لئے بہ نسبت اُن درختوں کے جو اُن کی بستیوں میں تھے کئی گنی زیادہ قربانیاں چڑھاتے تھے۔ یہاں ابلیس آتا تھا اور درخت کو بڑے زور سے ہلاتا تھا اور اُس کے اندر سے باآواز بلند اُن سے باتیں کرتا تھا اور دوسرے شیطانوں سے زیادہ اُن لوگوں سے وعدے بھی کرتا تھا اور امیدیں بھی دلاتا تھا۔ تب وہ لوگ خوش خوش سجدہ سے سر اٹھاتے اور خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے اور شراب کی اور باجوں کی کثرت سے بات تک نہ کر سکتے تھے (اور نہ کان پڑی آواز سنائی دیتی تھی) اور سال کی تمام عیدوں کے ہم عدد بارہ دن اور رات وہاں بسر کرتے تھے۔ پھر واپس چلے آتے تھے۔ پس جب کہ اُن کے کفر کی مدت طولانی ہو گئی اور غیر خدا کی عبادت کرتے ہوئے اُن کو ایک زمانہ گزر گیا تو خداوند عالم نے یہود ابن یعقوب کی اولاد میں سے ایک نبی کو اُن کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ پس وہ مدت تک اُن کو عبادتِ خدا کی طرف بلاتے رہے اور معرفت و ربوبیتِ الٰہی کی تلقین کرتے رہے۔ لیکن وہ لوگ پیروی نہ کرتے تھے۔ جب نبیؑ خدا نے گمراہی اور ضلالت پر اُن کا اصرار اور ہدایت و نجات کے ماننے سے انکار دیکھ لیا اور اُن کی بڑی بستی کی عید آ گئی تو درگاہِ خدا میں عرض کی اے میرے پروردگار! تیرے بندے میری تکذیب اور تیرے انکار پر اڑے ہوئے ہیں۔ اب یہ لوگ کل کے دن درخت کی پرستش کریں گے جو نہ انھیں کچھ نفع دے سکتا ہے اور نہ کچھ ضرر پہونچا سکتا ہے۔ خدایا! تو انھیں اپنی قدرت و قوت دکھلا دے اِن کے گل درختوں کو خشک کر دے۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے درختوں کو سوکھا ہوا پایا۔ اِس سے وہ بہت ہی ہراساں اور ناامید ہو گئے۔ اور اُن کے دو گروہ ہو گئے ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ اس شخص نے جو یہ گمان کرتا ہے کہ میں زمین و آسمان کے معبود کا رسول ہوں تمہارے معبودوں پر اس نے جادو کیا ہے کہ تمہیں تمہارے خداؤں سے برگشتہ کر کے اپنے خدا کی طرف متوجہ کرے۔ ← دوسرا فرقہ یہ

کہتا تھا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ جب تمہارے خداؤں نے یہ دیکھا کہ یہ شخص اُن کو عیب لگاتا ہے۔ اُن کی بُرائیاں کرتا ہے اور تم کو اُن کی عبادت سے ہٹا کر اور کی طرف بُلاتا ہے تو وہ تم سے ناراض ہو گئے اور اُن کی رونق و خوبی تمہاری نظروں سے غائب ہو گئی۔ تاکہ تم اُن کا بدلہ لینے کے لئے اِس شخص پر غضب و غصہ ہو (تو اب تو ایک دل اور ایک جان ہو کر اس کو قتل کر ڈالو) پس وہ ملاعنہ نبی خدا کے قتل پر متفق ہو گئے اور سیسے کے بڑے بڑے نل جوڑے منہ کے بنائے۔ پھر ایک نل چشمہ کے تہ میں نصب کر دیا اور اُس میں سے اُوپر اتنے نل جوڑے کہ بالائی حصہ پانی کے باہر تک آ گیا۔ پھر اُن لوگوں نے نلوں کے ذریعہ سے چشمہ کا پانی کھینچ لیا اور اُس کی تہ میں تنگ منہ کا ایک گہرا کنواں کھودا۔ اور اُس میں اپنے نبی کو ڈال دیا۔ اور اُس کے منہ پر ایک بڑا پتھر رکھ دیا۔ پھر انھوں نے اِس چشمہ میں جو نل لگائے تھے وہ الگ کر لئے (کہ سارا چشمہ پانی سے بھر گیا) اور آپس میں کہنے لگے اب ہمیں امید ہے کہ ہمارے معبود ہم سے راضی ہو جائیں گے۔ اِس لئے کہ یہ تو انھوں نے دیکھ ہی لیا کہ جو اُن کی بُرائیاں کیا کرتا تھا اُس کو ہم نے قتل کر دیا اور (ہزاروں مَن) مٹی کے نیچے دبا بھی دیا۔ اب تو بڑے معبود کو شفا ہو جائے گی اور اُس کی رونق و بہار جیسی تھی ویسی ہی پھر ہو جائے گی۔ پس وہ لوگ تمام دن اپنے نبی کی آہ و بکا سنتے رہے کہ وہ درگاہِ خدا میں عرض کر رہے ہیں خدایا! تو اس مقام کی تنگی اور میری بے چینی کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ اب میری کمزوری اور بیچارگی پر رحم فرما اور جلدی سے میری روح قبض کر لے۔ اور میری دعا قبول کرنے میں دیر نہ لگا۔ یہی فرماتے فرماتے اُن حضرتؑ نے انتقال کیا۔ اُس وقت خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ سے فرمایا اے جبرئیلؑ! میرے اِن بندوں کو میرے حلم نے جری بنا دیا۔ یہ لوگ میرے عذاب سے بےخوف ہو گئے کہ انھوں نے مجھے چھوڑ کر اوروں کی پرستش کی۔ میرے رسول کو قتل کیا۔ کیا اِن کا یہ گمان ہے کہ میرے عذاب کی برداشت کر سکیں گے اور میری سلطنت سے نکل جائیں گے؟ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے حالانکہ میں اُن لوگوں سے انتقام لیتا ہوں جو میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور میرے عذاب سے بےخوف رہتے ہیں میں نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ اِن پر عذاب نازل کر کے خلائق کے لئے ان کو عبرت بناؤں۔ اب میں اُن کی کچھ بھی رعایت نہ کروں گا پس جب کہ وہ لوگ عید منا رہے تھے ناگاہ بڑی تیز سُرخ رنگ آندھی نمودار ہوئی جسے دیکھ کر وہ سب کے سب حیران و خوف زدہ ہو گئے اور ایک دوسرے سے لپٹنے لگے پھر زمین انکے نیچے گندھک بن کے تپنے لگی اور ایک کالے رنگ کی بدلی اُن پر چھا گئی جس سے اُن لوگوں پر بھڑکتے ہوئے بڑے بڑے انگارے پڑنے لگے۔ پس

اُن کے بدن اُسی طرح پگھل گئے جس طرح آگ میں سیسہ گداختہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک ارشاد فرما کے جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا خدا کا غضب اور اُس کا عذاب نازل ہونے سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کے سوا نہ کسی میں قدرت ہے اور نہ کوئی بلاؤں کو پھیر سکتا ہے۔

تفسیر قمّی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں ایک عورت اپنی کنیز کو ہمراہ لئے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! کیا انجام ہوگا اُس عورت کا جو عورت کے ساتھ چپٹی کھیلے؟ حضرتؑ نے فرمایا وہ جہنم میں جائیں گی۔ روزِ قیامت وہ میدانِ حشر میں لائی جائیں گی۔ آگ کی چادر اور آگ کی اوڑھنی اڑھائی جائے گی اور آگ کے موزے انھیں پہنائے جائیں گے۔ آگ کے ڈنڈے اُن کی شرمگاہوں اور اُن کے پیٹوں میں ڈالے جائیں گے اور پھر وہ عورتیں دوزخ میں گرا دی جائیں گی۔ اُس نے عرض کی اِس کا ذکر کتابِ خدا (قرآن مجید) میں نہیں ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ضرور ہے۔ اُس نے کہا کہاں ہے؟ فرمایا وَعَادًا وَّثَمُوْدَ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ۔ اصحاب الرس کی عورتیں چپٹی کھیلا کرتی تھیں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ اصحابُ الرّس کی عورتیں چپٹی کھیلا کرتی تھیں۔

صفحہ ۴۳۵ نوٹ نمبر ۱ ایک دن کوئی عرب اپنے اونٹ وہاں لایا جیسے ہی اُس نے چاہا کہ اپنے اونٹوں کو اُس پتھر سے مَس کر کے برکت حاصل کرے اُس کے اونٹ بدک کے اور بھاگ گئے تو اُس نے دو شعر کہے جن کا مطلب یہ ہے کہ میں تو اس مبارک پتھر کے پاس اس لئے آیا تھا کہ ہماری جماعت کو اکٹھا رکھے۔ اس نے تو ہم میں اور پھوٹ ڈالدی تو وہ سعد کا ہے کا ہے۔ یہ سعد نہیں ہے بلکہ زمین سے نکلی ہوئی ایک سلپٹ چٹان ہے جو کسی گمراہ کو راستہ بتاتی ہے نہ کسی قسم کی برکت دیتی ہے۔ ایک دن دوسرے عرب کا ادھر سے گزر ہوا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس پتھر پر لومڑی پیشاب کر رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر اُس نے ایک شعر کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی قسم لومڑیاں اِس کے سر پر پیشاب کر رہی ہیں اور جس پر لومڑیاں پیشاب کریں وہ بڑا ذلیل ہے۔

کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے ایک طولانی حدیث میں ارشاد فرمایا اے ہشامؒ! پھر خدائے تعالیٰ نے اِن بے عقلوں (کفّار) کی مذمت میں یہ آیت بھیجی اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۭ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا اصحابِ مشئمہ میں سے یہود اور نصاریٰ بھی ہیں جن کے بارے میں خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۔ پس اہلِ کتاب حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ کی ذات کو اور (میری) ولایت کو توریت و انجیل کے ذریعہ سے خوب پہچانتے ہیں جس طرح کہ اپنے گھروں میں اپنی اولاد کو جانتے ہیں لیکن اُن میں کا ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے تم کبھی شک نہ کرنا۔ اب جو انھوں نے اپنی جانی پہچانی چیز کا انکار کیا تو خدائے تعالیٰ نے اُن کو بلا میں مبتلا کیا اور روحِ ایمان اُن سے لے لی۔ صرف تین روحوں کو یعنی روحِ قوت، روحِ شہوت، اور روحِ بدن کو اُن کے جسموں میں جگہ دی اور پھر اُن کو چوپایوں کی طرف منسوب کر کے فرمایا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۔ یہ لوگ تو چوپایوں کے مانند ہیں اِس لئے کہ چوپایوں میں بھی تین روحیں ہیں ایک روحِ قوت جس کی وجہ سے وہ بوجھ اٹھاتے ہیں۔ دوسری روحِ شہوت جس کی وجہ سے وہ گھاس پھونس چرتے چگتے ہیں۔ تیسری روحِ بدن جس کے باعث سے وہ چلتے پھرتے ہیں۔

صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۲ روضۃ الواعظین میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا خداوندِ عالم نے ایک پوشیدہ سفید رنگ نطفہ پیدا کیا۔ پھر اُس کو ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ وہ صلب عبد المطلب میں پہونچا۔ وہاں اِس کے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ صلبِ عبداللہ میں رکھا اُس سے میری ولادت ہوئی۔ دوسرا حصّہ صلب ابوطالب میں گیا اُس سے علیؑ ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا الخ ۔ تفسیر برہان میں حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ چوں کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب امیر المؤمنینؑ کے ساتھ اپنی دخترِ نیک اختر نکاح کر دیا تھا تو اس سبب سے جناب علیؑ ابن ابی طالب جناب رسولؐ خدا کے داماد ہوئے اور چچازاد بھائی تو پہلے ہی سے تھے۔ بنا بریں نسب بھی مسلّم ہو گیا اور دامادی بھی۔

علکمہ نے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے یوں روایت کی ہے کہ جب خداوندِ عالم نے آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا تو پانی سے نطفہ کو بھی پیدا کیا۔ پھر اُس نطفہ میں نور کی آمیزش فرما کر اُسے حضرت آدمؑ کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا اُن کے بعد اُن کے بیٹے کے صلب میں قرار دیا۔ پھر انوش کے صلب میں۔ پھر قینان کی پشت میں رکھا۔ پھر وہ نطفہ ایک باپ سے دوسرے باپ کی طرف منتقل ہوتا ہوا ابراہیم علیہ السّلام کی پشت میں آیا۔ وہاں سے حضرت اسمٰعیلؑ کی پشت میں آیا۔ پھر وہ بھی پاک و پاکیزہ پشت میں بھی طیب و طاہر رحم میں رہا یہاں تک کہ جناب عبد المطلب کے صلب میں پہونچا۔ وہاں پہونچ کر اُس نور کے دو حصّے ہو گئے ایک حصّہ صلبِ حضرت عبداللہ میں گیا جس سے جناب محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ متولّد ہوئے۔ دوسرا حصّہ صلبِ حضرت ابوطالب کی طرف منتقل ہوا جس سے جناب امیر المؤمنین علیؑ ابن ابیطالب کی ولادت ہوئی۔ پھر خداوندِ عالم نے جناب علیؑ ابن ابیطالب کا نکاح جناب فاطمہؑ زہرا دختر رسولِ خدا) سے کر دیا اور قولِ باری تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝ کا یہی مطلب ہے۔ جابر جعفی نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام جنگِ نہروان سے فارغ ہو کر کوفہ تشریف لائے اور اُن جنابؑ کو یہ خبر پہونچی کہ معاویہ علیہ اللعن اُن حضرتؑ کو دشنام دیتا ہے اور عیب لگاتا ہے اور اُن کے اصحاب کو قتل کرتا ہے تو حضرتؑ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ میں ہی وہ داماد ہوں جس کی شان میں خدا نے آیہ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ نازل فرمایا ہے۔

ابوالحسن ابن زید ابن علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اپنے جدِ بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السّلام کا سنِ مبارک دریافت کیا۔ اُن جنابؑ نے جواب دیا مجھ سے میرے والد ماجد نے اُن سے جناب امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا تھا کہ میں ایک موقعہ پر اُس سال میں جس سال میرے چچا جناب امام حسن علیہ السّلام کے پیچھے پیچھے مدینہ کے ایک کوچہ میں جا رہا تھا۔ میں اُس زمانہ میں بچہ تھا۔ ابھی بلوغ کو نہ پہونچا تھا۔ راستہ میں جابرؓ بن عبداللہ انصاری اور انسؓ بن مالک انصاری ایک جماعتِ قریش و انصار کے ساتھ اُن سے ملے۔ جوں ہی جابرؓ نے میرے چچا اور میرے والدِ ماجد کو دیکھا بے اختیار جھک کر اُن حضرات کے ہاتھوں اور پاؤں

کے بوسے لینے لگے۔ یہ حال دیکھ کر ایک مرد قریشی نے جو مروانی تھا کہا اے جابرؓ! یہ تو تمہارا اس وسال اُس پر تم جناب رسولؐ خدا کے جلیل القدر صحابی۔ پھر تم یہ کیا کرتے ہو؟ یہ جابرؓ انصاری غزوۂ بدر میں بھی موجود تھے۔ جابرؓ نے جواب دیا اے قریشی دور ہو۔ اگر ان دونوں کی فضیلت و منزلت جیسی کہ مجھے معلوم ہے تجھے بھی معلوم ہوتی تو ان کے قدموں کے نیچے کی خاک کو اسی طرح چومتا جیسے کہ میں نے ان کے قدم چومے ہیں۔ پھر جابرؓ انصاری انس بن مالک کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو حمزہ! مجھ سے جناب رسولؐ خدا نے ان دونوں کے وہ فضائل بیان فرمائے ہیں جن کے بارے میں میرا یہ خیال تھا کہ یہ مراتب کسی آدمی کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ انس نے کہا اے ابو عبداللہ! وہ مراتب کیا ہیں؟ جناب امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السّلام تو وہاں سے تشریف لے گئے اور میں وہاں کھڑا ہوا ان لوگوں کی باتیں سنتا رہا۔ پس جابرؓ نے حدیث شروع کی اور فرمایا ایک دن جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ بہت سے لوگ آنحضرتؐ کے گرداگرد تھے۔ اُن جناب نے مجھ سے فرمایا اے جابرؓ! حسنؑ و حسینؑ کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ وہ حضرت ان دونوں پر بہت فریفتہ تھے۔ پس میں گیا اور دونوں کو لے آیا۔ میں کبھی ایک شاہزادے کو گود میں لیتا تھا کبھی دوسرے کو کندھے پر بٹھاتا تھا۔ حضرتؐ نے جو میری الفت اور میری تعظیم اُن دونوں شاہزادوں کے ساتھ ملاحظہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرۂ مبارک سے خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابرؓ! کیا تم ان دونوں کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ قربان ہو جائیں ان کی دوستی سے مجھے کون چیز روک سکتی حالانکہ ان کا رتبہ جو حضور کے نزدیک ہے وہ ظاہر ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے جابرؓ! کیا تم ان کے فضائل سننا چاہتے ہو؟ بیان کروں؟ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ فدا ہو جائیں ضرور بیان فرمائیے۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا جب کہ خدائے تعالیٰ کو میرا پیدا کرنا منظور ہوا تو اُس نے میسا نور پاکیزہ سفید نطفہ کی صورت میں پیدا کر کے آدم علیہ السّلام کی صلب میں امانت رکھا۔ پھر وہ برابر پاک صلب سے پاکیزہ رحم کی طرف منتقل ہوتا ہوا نوحؑ اور ابراہیمؑ تک پہونچا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب کے صلب میں آیا۔ اس عرصہ میں کبھی کفر کی نجاست نے مجھے آلودہ نہیں کیا۔ پھر یہ نطفہ دو حصّوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک حصّہ (میرے والد) حضرت عبداللہ کے صلب میں گیا۔ اُس سے میں پیدا ہوا۔ خدا نے مجھ پر نبوّت ختم کر دی۔ دوسرا حصّہ (میرے چچا) حضرت ابو طالب کی صلب میں گیا اُس سے علیؑ ابن ابی طالب کی ولادت ہوئی اور خدا نے وصایت اُن پر تمام کر دی۔ پھر دونوں نور ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اُس سے ہمزہ و جعفر یعنی حسنؑ و حسینؑ متولد ہوئے۔ اسباطِ نبوّت کا ان ہی دونوں پر خاتمہ ہوا۔ اور میری اولاد کا سلسلہ ان ہی دونوں سے چلا اور خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ کفر کی ایک بستی یا بہت سی بستیاں فتح کر لوں۔ خداوند عالم تمام زمین کو اُس کے ظلم و جور سے بھر جانے کے بعد عدل و انصاف سے معمور کر دے گا۔ یہ (میرے نواسے) دونوں پاک و پاکیزہ ہیں۔ یہ دونوں تمام جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں۔ خوشا حال اُس کا جو ان دونوں سے اور ان کے باپ سے محبت رکھے اور دیل ہے اُس کے لئے جو ان سے دشمنی کرے اور ان کو رنج پہونچائے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے ابن سیرین کہتا ہے کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا اور جناب علیؑ ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے اُس وقت جب کہ حضور سرورِ عالمؐ نے اپنی پارۂ جگر فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کا نکاح جناب امیر المؤمنین کے ساتھ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر علیؑ ابن ابی طالب پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ زہراؑ کے لئے کفو (یعنی ہمسر) ہی ممکن نہ تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے (جناب علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ سے مخاطب ہو کے) فرمایا کہ اے علیؑ! اگر تم نہ ہوتے تو روئے زمین پر میری فاطمہؑ کا کفو نہ ملتا۔

صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۴ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ کبھی کبھی انسان کو بھی رب کہا جاتا ہے جیسے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوسفؑ نے اپنے قید خانہ کے ساتھی سے کہا تھا اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ اور ہر چیز کا مالک اُس کا رب کہلاتا ہے۔ اور اس آیت میں کافر سے مراد ثانی ہے اور رَبِّهٖ سے مراد جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اور ظَهِيْرًا سے یہ مطلب ہے کہ ثانی عداوت و شرک میں شیطان کا پشتیبان ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۵ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ یہود چیزوں کی پیدائش کے ابتدائی حالات کو اُس کے خلاف بیان کرتے تھے جیسا کہ خدا نے خبر دی ہے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے حکم دیا فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ اور لفظ سوال کبھی تو حرفِ عن اُس کے بعد آتے ہیں اور کبھی با سے متعدی ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے امرِ خاص کی بابت توجہ سے تحقیق کرنا پس اگر یہاں بِهٖ فَسْئَلْ سے متعلق سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حال خلقت کو جاننے والے سے اچھی طرح تحقیق کرو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بِهٖ خَبِيْرًا کا صلہ ہو تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو اس امر کی خبر رکھنے والا ہے اُس سے دریافت کرو۔ اور خبیر سے مراد یا خدائے تعالیٰ ہے یا جبرئیلؑ امین یا وہ بزرگوار جس کا ذکر کتب سابقہ میں موجود ہے تاکہ وہ تمہارے بیان کی تصدیق کر سکے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۶ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن مجید تعلیم کیا، اُسی نے۔ (رسولؐ جیسا) انسان پیدا کیا، جس کو بیان کرنا سکھلا دیا) ۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۶ نوٹ ۷ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا۔ اِس سے مراد بارہ بروج ہیں جن کا ذکر سورۂ حجر میں آچکا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۷ نوٹ ۵ یہ بھی منقول ہے کہ اُن حضرتؐ نے اِس آیت کو تلاوت فرما کر ایک مٹھی کنکریوں کی بھری اور جتنی ہاتھ میں آگئیں اُن کو مضبوط پکڑے رہے اور پھر فرمایا کہ یہ تو اقتدار ہے جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ پھر ایک دوسری مٹھی بھری اور پورا ہاتھ کھول دیا۔ (جس سے سب گر پڑیں) پھر فرمایا کہ یہ اسراف ہے۔ پھر ایک مٹھی اور اُٹھالی اور ان میں سے بعض کو بسہولت گرنے دیا اور بعض کو روکے رکھا اور فرمایا کہ یہ قوام (میانہ روی) ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۷ نوٹ ۶ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط۔ امالی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے خدا کے اِس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ گنہگار مومن قیامت کے دن مقامِ حساب میں لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ اُس کے حساب سے کسی شخص کو مطلع

نہ فرمائے گا بلکہ خود اُس کا حساب لے گا اور اُس کے گناہ اُسے جتلائے گا جب وہ اپنی بدیوں کا اقرار کرلے گا تو لکھنے والوں کو حکم دے گا کہ اِس کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل ڈالو اور لوگوں پر وہ نیکیاں ظاہر کرو۔ اُس وقت لوگ کہیں گے کہ یہ عجیب بندہ ہے جس سے ایک بدی بھی نہیں ہوئی پھر خدائے تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔ اِس آیت کی تاویل یہی ہے اور یہ خاص کر ہمارے شیعہ گنہگاروں کے بارے میں ہے۔ اور جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباء واجداد کے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے یہ فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ کی محبّت گناہوں کو دور کردیتی ہے اور نیکیوں کو بہت کچھ بڑھا دیتی ہے اور ہم اہلبیتؑ کے محبّوں میں سے عام بندگانِ خدا کے حق میں جو مظالم ہوگئے ہوں گے اُن کا معاوضہ خدائے تعالیٰ خود دیدے گا، مگر جو ظلم خصوصیّت کے ساتھ مومنوں پر کیا ہوگا اور جو ضرر اُن کو پہونچایا ہوگا اُس کا وبال اُس کو بھگتنا پڑے گا۔ علاوہ اِن کے اور جو بدیاں ہوں گی اُن کو نیکیوں سے بدل دینے کا حکم دیدے گا۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۴

لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ: تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمّد باقرؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ بہت سا پڑھنا افضل ہے یا بہت سی دعا مانگنی؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ بہت سی دعا مانگنی افضل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۵

طٰسٓمٓ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنینؑ سے بروایت جناب رسولِ خداؐ منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت طٰسٓمٓ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ طٰ سے مراد ہے طورِ سینا اور سین سے سکندریہ اور میم سے مکّہ نیز فرمایا کہ طٰ سے مراد شجرۂ طوبیٰ ہے اور سین سے مراد سدرۃ المنتہیٰ ہے اور میم سے مراد محمّد مصطفےٰؐ۔ تفسیر قمّی میں ہے کہ طٰسٓمٓ خدائے تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے حروف میں سے ہے (باقی کے لئے ضمیمہ صفحہ نوٹ ۱ ملاحظہ ہو) ۱۲

صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۶

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً: الاکمال میں جناب امام رضاؑ سے اُس حدیث میں جس میں آپ نے قائم آلِ محمّدؐ کے اوصاف بیان فرمائے ہیں منقول ہے کہ قائم آلِ محمّدؐ وہ ہیں جن کی طرف بُلانے کے لئے آسمان سے ایک منادی ایسی ندا دے گا جسے تمام اہلِ زمین سُن لیں گے اور وہ یہ کہے گا کہ خبردار ہو جاؤ، حجّۃ اللہ بیتُ اللہ کے پاس ظاہر ہوگئے پس تم سب اُن کی پیروی کرو اِس لئے کہ حق اُن کے ساتھ اور اُن کی پیروی کرنے میں ہے اور خدا کے اِس قول اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ الخ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۸ نوٹ ۷

فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ: ارشادِ شیخ مفیدؒ میں جناب امام محمّد باقرؑ سے اِس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ عنقریب خدائے تعالیٰ اُن کی یہی حالت کردے گا، عرض کیا گیا کن کی؟ فرمایا بنی اُمیّہ کی اور اُن کی جو اُن کے ماننے والے ہیں۔ عرض کیا گیا وہ نشانی کیا ہوگی جس کے آگے گردنیں جھک جائیں گی؟ فرمایا کہ آفتاب کا وقتِ زوال سے وقتِ عصر تک آسمان پر ایک ہی جگہ قائم رہنا اور اُس کے اندر سے ایک چہرہ کا سینہ تک دکھلائی دینا جو صاحبُ الامرؑ کا نام لے کر پکارے گا اور اُن کے حسب و نسب سے اہلِ عالم کو آگاہ کردے گا۔ یہ واقعہ سفیانی کے زمانہ میں پیش آئے گا اور اُسی کے متصل خود اُس کی اور اُس کی قوم کی ہلاکت ہوگی۔ تفسیر قمّی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اِس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس وقت اِس آیت کا ظہور ہوگا یعنی صاحبُ الامرؑ کے نام کے ساتھ ایک چیخ آسمان سے سنائی دے گی تو بنی اُمیّہ کی گردنیں جھک جائیں گی۔ ۱۲

صفحہ ۴۳۹ نوٹ ۲

وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ اَلْعُيُوْنِ میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے یہ بات دریافت کی گئی تھی کہ باوجودیکہ انبیاءؑ معصوم ہیں پھر موسیٰؑ نے کیوں کہا وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ؟ فرمایا چونکہ موسیٰؑ راستہ بھول کر فرعون کے شہروں میں سے ایک شہر میں آگئے تھے۔ اِس کا انھوں نے اظہار کیا کہ میں راستہ بھول گیا تھا۔ قول مترجم: یہیں ھَآلِّيْنَ کے معنی نہ کہ وہ جو تم سمجھے؟ اگر اس پر بھی تم نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔ ۱۲

صفحہ ۴۴۱ نوٹ ۴

مگر اب تو تم اپنی تدبیریں پوری کرلو۔ وعدہ کا دن ایسا مقرر تھا جو اُن لوگوں کی عید تھی، جب اُس دن دن چڑھا اور فرعون نے جادوگروں کو اور خلقِ خدا کو اکٹھا کرلیا تو خود ایک قبّہ میں جا کر بیٹھا جس کی بلندی اسّی ہاتھ تھی اور جس کے اوپر صیقل کی ہوئی فولادی چادریں منڈھی ہوئی تھیں کہ دھوپ جب اِن پر پڑتی تھی تو چمک کے سبب اُس پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ فرعون اور ہامان اُس میں بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگے اور موسیٰؑ نے آسمان کی طرف دیکھا، پس جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ ہمارا مقابل ایسا شخص ہے جو بار بار آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور ہمارا جادو آسمان تک پہونچے گا نہیں، جادو گر تو اسی بات کے منتظر ہوئے تھے کہ زمین والوں پر جادو چلائیں، پھر انھوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ آپ پہلے کچھ ڈالتے ہیں یا ہم پہلے ڈالیں؟ موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالو۔ چنانچہ انھوں نے رسّے اور لکڑیاں ڈال دیں جو مثل زندہ سانپوں کے تڑپنے لگے، اُس وقت انھوں نے فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہا کہ ہم ضرور غالب آئیں گے، پس موسیٰؑ کو کچھ خوف معلوم ہوا تو اُن کو آواز دی گئی کہ ڈرو مت، غلبہ تو یقینی تمہارا ہی ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے ڈال دو کہ اُن کے ڈھکوسلے کو ہڑپ کر جائے۔ پس موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو ایک دفعہ تو وہ زمین میں ایسا نگل گیا جیسے سیما، پھر اپنا سر اٹھایا اور منہ کھولا اور اوپر کا جبڑہ فرعون کے قبّہ کی چوٹی پر رکھ دیا، پھر ایک چیخ کھایا اور نیچے کے ہونٹ کو بیل دیکر جادوگروں کی لکڑیاں اور رسّے سب نگل گیا۔ اور سب پر غالب آیا، لوگوں نے جب اُس کی یہ عظمت اور خوف کی یہ صورت دیکھی جو نہ کسی نے کبھی دیکھی تھی اور نہ کسی بیان کرنے والے نے بیان کی تھی تو وہ تتر بتر ہو کر بھاگے اور بھاگنے میں دس ہزار آدمی مرد و عورت اور بچے روندن میں آکر کچل کر مر گئے۔ اژدہا اسی طرح فرعون کے قبّہ کے گرد چکّر کاٹتا رہا۔ فرعون اور ہامان دونوں کا پاخانہ خطا ہوگیا اور دونوں کے سر کے بال مارے خوف کے سفید ہوگئے۔ لوگوں کے بھاگنے کی دھکا پیل میں موسیٰؑ بھی دور چلے گئے تھے۔ خداوندِ عالم نے حکم دیا کہ اے موسیٰؑ اسے پکڑ اور ڈر و نہیں، ہم اِس کو پھر اس کی اصلی حالت پر لائیں گے، موسیٰؑ واپس آئے اور جو عصا اٹھے ہوئے تھے اُسے ہاتھ پر لپیٹ کر اُس کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا تو جیسا وہ تھا یکایک ویسا ہی وہ عصا کا عصا ہوگیا۔ جادوگر یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بولے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اب ذرا فرعون کے حواس ٹھکانے ہوئے تو اُن کے ایمان لانے پر بڑا بھنبھلایا اور کہنے لگا اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ الخ اور انھوں نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اُس کو خدائے تعالیٰ نے لَا ضَيْرَ..... سے اَنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ تک نقل فرمایا ہے۔ پس موسیٰؑ پر ایمان لانے والوں کو فرعون نے قید میں ڈال دیا۔ اور اس وقت تک قید میں رکھا جب تک خدائے تعالیٰ نے مصریوں پر طوفان، ٹڈیاں، مچھڑیاں، مینڈک اور خون بطور عذاب کے نہ بھیجے جس کے بعد ان کو چھوڑ دیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۴۴ نوٹ ۱

تفسیر قمّی میں منقول ہے کہ اِس آیت میں هُمْ سے مراد ہیں بنی اُمیّہ اور وَالْغَاوُوْنَ سے مراد ہیں بنی عباس۔ ۱۲

صفحہ ۴۴۹ نوٹ ۶

اَفَرَاَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیّہ

آنحضرتؐ کے بعد اُن کے منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا کر پچھلے پاؤں ہٹاتے ہیں۔ پس آنحضرتؐ اس سے بہت ملول و غمگین ہوئے۔ جبرئیلؑ امینؑ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ کیا بات ہے کہ میں آپ کو رنجیدہ و ملول پاتا ہوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے آج ہی کی رات ایسا اور ایسا خواب دیکھا ہے۔ جبرئیلؑ امین نے عرض کی اُسی کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے اِس معاملہ کی کچھ خبر نہیں۔ پھر آسمان پر گئے اور تھوڑی دیر میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں جن سے آنحضرتؐ کا ملال دفع ہو لے کر آئے۔ جن کے آغاز میں یہ آیت تھی جو ہم نے صدر میں لکھی نیز سورہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ بھی اسی موقع پر خدائے تعالیٰ نے نازل فرمائی جس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لئے ایک شب کو اُن ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے جن میں سلطنت بنی اُمیّہ کے ہاتھ رہے گی۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۱ تفسیر برہان میں ہے کہ عبداللہ بن حریث بن نوفل نے جناب امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اولادِ عبدالمطلب کو جمع کیا وہ چالیسؑ یا اُنچالیسؑ آدمی تھے۔ پس آنحضرتؐ نے پہلے تو عام طور سے پھر ہر ہر شخص سے استفسار فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو (اِس وقت تو) میرا بھائی اور میرا وزیر بنے (اور میرے بعد تم لوگوں میں) میرا خلیفہ میرا وصی اور میرا وارث ہو۔ اس کے جواب میں ہر ایک انکار کرتا رہا تاآنکہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام وارد ہوئے۔ انھوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں اِن خدمات کے لئے حاضر ہوں۔ یہ سُنکر جناب سرورِ کائناتؐ نے ارشاد فرمایا اے اولادِ عبدالمطلب دیکھو یہ علی ابن ابی طالب میرا وزیر ہے اور میرے بعد تم میں یہی میرا وارث اور میرا خلیفہ ہوگا پس وہ آپس میں ہنستے ہوئے اٹھ گئے اور جناب ابوطالب سے کہنے لگے لیجئے! اب آپ اپنے بیٹےؑ کی اطاعت کریں کہ آپ کے بھتیجے صاحب آپ کو یہی حکم دیتے ہیں حضرت عبداللہؓ ابنِ عباسؓ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خداؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ یہ سُن کر میں اِس سے دلتنگ ہوا اور میں یہ جانتا تھا کہ جب میں اِن کے سامنے اِس معاملہ کے اظہار کی جرأت کروں گا تو اِن سے مجھے وہ کچھ دیکھنا پڑے گا جو مجھے ناگوار ہوگا۔ پس میں اِس معاملہ میں خاموش ہو رہا۔ آخر جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ! اگر آپ اس حکمِ خدا کی تعمیل نہ کریں گے تو یہ امر آپ کے پروردگار کی سخت ناراضی کا باعث ہوگا۔ اے علیؑ میں حکمِ خدا کو ضرور پورا کروں گا۔ تم ایک صاع آٹے کی روٹی اور ایک ران بکری کی تیار کرا لو اور ایک پیالہ دودھ مہیا کر رکھو۔ پھر اولادِ مطلب کو کھانے کے لئے بُلا لاؤ تاکہ میں اُن سے گفتگو کروں اور جو حکم مجھ کو دیا گیا ہے وہ اُن تک پہونچا دوں (جناب امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ) جو حکم آنحضرتؐ نے مجھے دیا تھا میں نے اُس کی تعمیل کی۔ پھر میں نے حسبِ ارشاد جناب رسولِ خداؐ کھانا تیار کر کے اولادِ عبدالمطلب کو بُلایا۔ اُس دن وہ سب چالیسؑ آدمی تھے یا اِس تعداد سے ایک زیادہ ہو یا ایک کم۔ منجملہ اُن کے جناب رسولِ خداؐ کے چچا ابوطالبؓ، حمزہؓ، عباسؓ، ابولہبؓ بھی تھے۔ جب وہ سب جمع ہو گئے۔ جناب رسولِ خدا نے مجھے اُس کھانے کے حاضر کرنے کا حکم دیا جو میں نے اُن کے لئے تیار کیا تھا۔ پس میں نے وہ کھانا لا کر حضرتؐ کے سامنے چُن دیا۔ آنحضرتؐ نے اُس میں سے ایک بوٹی اٹھائی اور دندانِ مبارک سے کاٹ کر اُسی رکابی کے کنارے پر رکھدی جس میں سالن تھا۔ پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ نوش کیجئے۔ پس لوگوں نے اتنا کھایا کہ کسی کے پیٹ میں گنجائش باقی نہیں رہی۔ میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ کھانا جو میں نے اُن کے سامنے رکھا تھا اتنا تھا کہ اُن میں کا ایک آدمی اُسے کھا لیتا مگر میں نے کھانے پر اُن لوگوں کی انگلیوں کے نشان ہی نشان دیکھے (کھانا بجملہ باقی رہا) پھر میں دودھ کا کاسہ اُن کے سامنے لایا۔ وہ دودھ اُن سب نے خوب پیا یہانتک کہ سب سیراب ہو گئے۔ حالانکہ وہ دودھ اتنا تھا کہ اُن میں سے ایک ہی آدمی پی لیتا۔ بعد فراغ جونہی جناب رسولِ خداؐ نے اُن لوگوں سے بات کہنے کا ارادہ کیا ابولہب جلدی سے بول اُٹھا کہ دیکھا تمہارے میزبان نے تم پر کیسا جادو کیا ہے؟ یہ سُن کر وہ سب کی سب چلدیئے اور متفرق ہو گئے۔ آنحضرتؐ کچھ بھی نہ فرمانے پائے۔ دوسرے دن پھر مجھ سے فرمایا اے علیؑ! دیکھی تم نے اِس مردک کی چالاکی کہ مجھ سے پہلے ہی ایسی بات کہدی جس سے وہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں اُن سے کچھ بھی نہ کہنے پایا (خیر) پھر آج تم کل کی طرح کھانا تیار کر کے اِن سب کو دعوت دینا۔ چنانچہ میں نے ارشادِ نبویؐ کے مطابق کھانا تیار کر کے اُن سب کو جمع کر لیا۔ آنحضرتؐ نے کھانا طلب فرمایا۔ میں نے حاضر کیا۔ پس آنحضرتؐ نے روزِ گزشتہ کی مانند ایک بوٹی دانتوں سے توڑ کر سالن کے کاسہ میں رکھدی۔ پھر اُن سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ کسی کو خواہش طعام باقی نہیں رہی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انھیں دودھ بھی پلاؤ۔ چنانچہ میں نے وہ دودھ کا پیالہ لا کر رکھدیا۔ وہ سب کے سب اُسے پی کر اچھی طرح سیراب ہو گئے پس جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عبدالمطلب کے فرزندو! خدا کی قسم میں نے تو اِس ملکِ عرب میں کسی کو نہیں سُنا جو اپنی قوم کے لئے مجھ سے بہتر چیز لایا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی خیر و خوبی لے کر آیا ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اُس کی طرف بُلاؤں۔ پس تم میں کون ایسا ہے جو خدا پر ایمان لائے اور میرا دین جاری کرنے میں میرا ہاتھ بٹائے تاکہ اب تو وہ میرا بھائی اور میرا وزیر ہو اور میرے بعد میرا وصی اور میرا خلیفہ میرے کعبہ میں ہو جائے۔ یہ سُن کر سب نے منہ پھیر لیا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا حالانکہ میں اُن سب میں کم عمر تھا۔ میری آنکھیں بھی صاف نہ تھیں۔ پیٹ بھی میرا بڑا تھا۔ پنڈلیاں بھی میری دبلی پتلی تھیں اور میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں آپ کی رسالت کے امور سرانجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ حضور مجھ کو اپنا وزیر بنا لیں۔ پس آنحضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کے اُن لوگوں سے ارشاد فرمایا (اَیُّهَا النَّاس!) یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ تم لوگوں میں ہے۔ تم سب اِس کی سنو اور اِس کی مانو۔ یہ سن کر وہ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوطالبؑ سے کہنے لگے لیجئے آپ کا بھتیجا آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے بیٹےؑ کی سُنیں اور اُس کی اطاعت کیا کریں۔

بروایت ابورافع آزاد کردۂ جناب رسولِ خدا منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خداؐ نے شعب ابوطالب میں تمام بنی عبدالمطلب کو جمع کیا وہ سب لوگ حضرت عبدالمطلب کی صُلبی اولاد میں سے چالیس آدمی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُن کے لئے بکری کی ایک ران پکوائی۔ پھر ایک کاسہ میں روٹی چوری گئی اور شوربا اور گوشت اُس میں لایا گیا۔ بعد اس کے وہ کاسہ اُن لوگوں کے سامنے رکھا گیا۔ پس انھوں نے خوب سیر ہو کے کھایا کہ اُن کی کوکھیں تن گئیں۔ پھر اُن کو ایک پیالہ دودھ پلایا کہ وہ سب کے سب اُسی پیالے سے سیراب ہو گئے۔ ابولہب بولا خدا کی قسم اگر ہم میں سے ایک کو بھی اتنا کھانا کھلایا جاتا تو وہ ہرگز سیر نہ ہوتا۔ اور اگر اِس دودھ کے برابر نبیذ پلائی جاتی تو وہ سیراب نہ ہوتا۔ اور فرزندِ ابوکبشہ نے ہم سب کو بُلا کر ایک ران گوشت اور ایک پیالہ سے سیر و سیراب کر دیا۔ ہو نہ ہو یہ تو کھلا جادو ہے۔ ابورافع کہتے ہیں دوسرے دن پھر اُن سب کی جناب رسولِ خداؐ نے دعوت کی۔ پس (جب وہ کھا چکے تو) حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے کنبہ والوں اور خالص رشتہ داروں

کو خدا سے ڈراؤں۔ تم لوگ میرے عزیز قریب ہو اور خالص رشتہ دار ہو۔ (سنو!) خدا نے جتنے نبی بھیجے ہیں ہر ایک کے لئے اسی کے کنبہ میں سے قوت کا قوت بازو۔ وزیر وارث اور وصی مقرر کیا ہے۔ پس تم میں سے ایسا کون ہے جو اس وقت اٹھ کر مجھ سے بیعت کرے کہ وہی میرا قوت بازو اور وزیر ہو اور وہی میرا وارث۔ دوسرا میرے کنبہ میں سے میرا وارث نہ ہو اور وہی میرے تمام تابعین میں میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ اور اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ فرق اتنا ہی رہے کہ وہ میرے بعد نبی نہ ہوگا۔ یہ سن کر سب خاموش ہو رہے کسی نے جواب نہ دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ابھی ایک شخص تم میں سے اٹھ کھڑا ہوگا جو تم میں سے نہ ہوگا۔ اس وقت تم کو ندامت ہوگی (حضرتؐ یہ فرما ہی رہے تھے کہ) جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور سب کے سب حضرت علیؑ کو دیکھ رہے تھے۔ پس ان جناب نے جناب رسولؐ خدا سے بیعت کی اور ان کے ارشاد کو قبول کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وہ قریب گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اپنا منہ کھولو جب انھوں نے منہ کھولا تو آنحضرتؐ نے کچھ لعاب دہن ڈال دیا اور کچھ دونوں شانوں اور کچھ دونوں چھاتیوں کے مابین مل دیا اس پر ابولہب نے کہا آپ نے اپنے حجاز اد بھائی کے ساتھ بہت ہی برا سلوک کیا ہے کہ اس نے تو آپ کی بات مانی اور آپ نے اس کا منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو جھک مارتا ہے میں نے تو علی کو علم و حکمت اور احکام دین سے مملو کر دیا ہے۔

براویٔ عارب سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کیا وہ چالیس نفر تھے کہ ہر ایک ان میں سے ایک بکرا کھا جاتا تھا اور ایک بڑا کاسہ دودھ کا پی جاتا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے جناب علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا اے علی! ایک ران بکرے کی تیار کرو۔ جب یہ کھانا تیار ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا بسم اللہ! سب صاحب کھانا کھائیں پس دس دس آدمیوں کے مل کر خوب پیٹ بھر کے کھایا۔ پھر آنحضرتؐ نے دودھ کا ایک پیالہ طلب کیا اور اس میں سے ایک گھونٹ نوش فرما کے سب کے سامنے رکھ دیا۔ اور فرمایا بسم اللہ! پیو۔ وہ دودھ پی کر سب سیراب ہو گئے پس ابولہب سب سے پہلے بولا۔ دیکھو اس شخص نے تم پر کیسا جادو کیا ہے۔ کہ تھوڑے سے کھانے سے اور دودھ سے تم سب کو سیر و سیراب کر دیا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ خاموش ہو رہے۔ اور کچھ نہ فرمایا دوسرے دن پھر ان سب کی ویسی ہی دعوت کی۔ جب وہ کھا پی چکے تو آنحضرتؐ نے ان سب کے لئے نصیحت فرمائی اور خدا کا خوف دلایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے اولاد عبدالمطلب! آگاہ ہو جاؤ میں تم سب کی طرف خدا کی جانب سے بشیر و نذیر ہو کر آیا ہوں۔ تم سب اسلام لاؤ۔ میری اطاعت کرو کہ ہدایت پاؤ گے اور راہ راست پر آ جاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو امور رسالت میں میرا قوت بازو بنے اور میرا کام بٹائے تاکہ وہ میری طرف سے حاکم اور میرے بعد میرا وصی اور خلیفہ ہو۔ اور میرا قرض بھی ادا کرے۔ حضرت نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا کسی نے جواب نہ دیا سب کے سب خاموش رہے مگر جناب علیؑ ابن ابیطالب ہر دفعہ کھڑے ہو جاتے تھے اور عرض کرتے تھے یا رسولؐ اللہ! خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔ جب تیسری بار بھی جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ہی جواب دیا تو جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اے علی تم ہی میرے خلیفہ اور وصی ہو۔ پس وہ لوگ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوطالب سے کہنے لگے لیجئے اب آپ بھی اپنے بیٹے کی اطاعت کیا کریں کہ اسے آپ پر محمدؐ (رسولؐ اللہ) نے حاکم بنا دیا۔

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۲ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدائے متعالیٰ نے اپنی مخلوق کے سید و سردار اور ان کے سب سے زیادہ معزز فرد جناب محمد مصطفےٰؐ کو ان لفظوں میں تواضع کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ تواضع خوف خدا، شرم و حیا اور خشوع و خضوع کی کھیتی ہے یعنی ان صفات کا اظہار بغیر تواضع کے نہیں ہو سکتا اور پوری اور کامل بزرگی اسی کی مسلم ہو سکتی ہے جو خدا کی خوشنودی کے لئے تواضع و انکسار پیش آئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۳ فَإِنْ عَصَوْكَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا رسولؐ اللہ جو آپ کے بعد ولایت علیؑ اور ولایت ائمہ کے بارے میں آپ کی نافرمانی کریں گے اور وفات کے بعد حضرتؐ کی نافرمانی اسی مد میں سمجھی جائے گی جیسی کہ آنحضرتؐ کے دین حیات کی نافرمانی۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۴ تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو انبیاءؑ کے صلب میں منتقل کرتا رہا یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کا نور بقاعدۂ حلال یعنی بذریعہ نکاح پہونچا، کہیں خلاف امر خدا کوئی بات سرزد نہیں ہوئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۵ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا اور نہ کوئی رات کہ تمام جن اور شیاطین ائمہ ضلالت کی زیارت نہ کرتے ہوں۔ اور اسی تعداد میں فرشتے آئمہ ہدیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوں۔ یہاں تک کہ جب شب قدر آتی ہے تو ولی امر کے پاس تو اتنے فرشتے جتنے خدا کو منظور ہیں حاضر ہوتے ہیں اور ولی ضلالت کے پاس اتنی ہی تعداد میں شیاطین آتے ہیں۔ اور جیسے ولی امر کے پاس فرشتے ہر امر واقعی لاتے ہیں ویسے ہی یہاں شیاطین جھوٹ طوفان کے تودے کے تودے لگا دیتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہوتی ہے تو کہنے لگتا ہے میں نے یہ دیکھا اور وہ دیکھا اور وہ دیکھا حالانکہ اس نے جو کچھ دیکھا ہے، اگر اس کی حقیقت صاحب العصر سے پوچھتا تو وہ اس کو بتا دیتے کہ تو نے شیطان کو دیکھا اور اس نے تجھ کو یہ اور یہ خبر دی اور اس کا یہ اور یہ مطلب ہے۔ نیز اس ضلالت سے بھی مطلع کرتا کہ جس پر وہ اڑا ہوا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۶ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے دین خدا کو بدل دیا اور امر خدا کی مخالفت کی۔ کیا تم نے کوئی شاعر بھی دیکھا ہے جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں؟ یہاں شعراء سے وہی لوگ مراد ہیں جنھوں نے اپنی رایوں سے ایک مذہب قائم کر لیا اور لوگ اسی مذہب کے بارے میں اس کے پیرو ہو گئے۔ معانی الاخبار میں جناب امام محمد باقرؑ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کبھی تم نے کسی شاعر کو بھی دیکھا ہے کہ لوگ اس کا اتباع کرتے ہوں یہاں مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے حق کے خلاف دوسروں کی خاطر سے خود تفہ بنائی جس سے وہ آپ بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے، عیاشی نے روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا شعراء سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے دین کے برخلاف

فقہ نبانی ہے پس وہ خود بھی گمراہ ہو گئے۔ اور دوسروں کو بھی انھوں نے گمراہ کر دیا الاعتقادات میں ہے کہ انہی حضرت سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں شعراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو جھوٹے قصہ بیان کیا کرتے ہیں۔ (تصریح۔ دونوں قسم کے جھوٹے آ گئے۔)

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۷ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد دین خدا میں تغیر کرنے والے ہیں جو باطل کے ساتھ لوگوں سے مناظرہ کیا کرتے ہیں۔ اور گمراہ کرنے والی دلیلوں کے ساتھ مجادلہ۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۸ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں سے خدا تعالیٰ نے آل محمدؐ اور ان کے ہدایت یافتہ شیعوں کا ذکر شروع فرمایا ہے۔ المعانی میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اس آیت میں ذکر کثیر سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس نے تسبیح جناب فاطمہ زہراؑ پڑھی اس نے سب سے زیادہ یاد خدا کی۔ کافی میں جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ کو چپکے چپکے یاد کیا اس نے سب سے زیادہ یاد کیا۔ منافق خدا تعالیٰ کو علانیہ یاد کیا کرتے تھے اور دل میں ذرہ بھر نہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (۱۲)

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۹ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں پھر ان کے دشمنوں کا اور جنھوں نے ان پر ظلم کیا ہے ان کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ واللہ یہ آیت اسی طرح سے نازل ہوئی تھی۔ الجوامع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ اسی طرح تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۰ نوٹ ۱۰ طٰسٓمّٓ: معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَنَا الطَّالِبُ السَّمِيْعُ (میں طلب کرنے والا (اور) سننے والا ہوں) ۱۲

صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۳ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو علاوہ اور علم کے ہر زبان اور ہر لغت کی معرفت بھی عطا کی گئی تھی۔ اور وہ پرندوں چرندوں اور درندوں کی بولی بھی سمجھتے تھے۔ جب وہ حضرت میدان جنگ میں ہوتے تو فارسی میں باتیں کیا کرتے تھے اور جب دربار میں بیٹھتے جہاں جنگی اور ملکی حکام اور اہل علم جمع ہوتے تو رومی زبان میں باتیں کرتے اور خلوت میں اپنی عورتوں سے سریانی اور نبطی زبان میں باتیں کرتے اور جب مقدمات کرتے کرتے اور مختلف قوموں اور ملکوں کے قاصدوں اور مہمانوں کی پذیرائی کے لئے اجلاس فرماتے تو عبرانی میں بات کرتے اور جب محراب میں عبادت و مناجات کے لئے کھڑے ہوتے تو نمازیں اور دعائیں عربی میں پڑھتے۔ البصائر میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین نے ابن عباس سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو پرندوں کی بولی اسی طرح تعلیم فرمائی ہے جس طرح سلیمان بن داؤدؑ کو تعلیم فرمائی تھی اور خشکی و تری میں ہر چلنے والی کی بولی تھی۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان جناب نے ارشاد فرمایا کہ سلیمان ابن داؤد علیہ السلام زمین کے مشرق و مغرب کے مالک ہو گئے تھے اور ان حضرت نے سات سو برس اور چھ مہینے بادشاہت کی۔ دنیا میں جتنے رہنے والے ہیں سب پر ان کی سلطنت یکساں تھی۔ جن ہوں یا انسان شیاطین ہوں یا چوپائے پرندے ہوں یا درندے اور ان حضرت کو ہر چیز کا علم دیا گیا تھا۔ اور ہر جاندار کی بولی سکھائی گئی تھی۔ اور ان حضرت کے زمانے میں ایسی ایسی عجیب صنعتیں عمل میں لائی گئیں جن کا ان سے پہلے لوگ ذکر ہی سنا کرتے تھے (دیکھی کسی نے بھی نہ تھیں) خدا تعالیٰ کے اس قول عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۝ کا یہی مطلب ہے

الجوامع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے مراد ہے سلطنت اور نبوت دونوں چیزیں

البصائر میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں یہ پوری آیت تلاوت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اصل میں تو حضرتؑ نہ تھا اصل تو یوں تھی وَاُوْتِيْنَا كُلَّ شَيْءٍ۔

"قول مترجم:۔ جو مرید آج تک اپنے پیروں کے عیب چھپانے کے لئے مِنْمِنَاتے پھرتے ہیں وہ اس روایت کو ذرا غور سے دیکھیں۔ نحوی ترکیب اور معانی و بیان کے قوائد سے بھی مطابقت کریں فصاحت و بلاغت سے بھی جانچیں۔ اور پھر دیکھیں کہ جن کے گھر میں کلام خدا نازل ہوا ہے وہ اس کے سمجھنے اور بتلانے کے زیادہ اہل ہیں یا عمرو و بکر و زید کہ ان میں سے کوئی جولاہا تھا تو کوئی دری باف۔ کوئی بزاز تھا تو کوئی دلال۔ کوئی حلاق تھا تو کوئی حجام۔ کوئی جراح تھا تو کوئی قصاد۔ کلام خدا سے ان لوگوں کو اور ان لوگوں سے کلام خدا کو واسطہ کیا۔ سوائے اس کے بائے بسم اللہ سے سین ناس تک طوطے کی طرح رٹ لیں مگر خدا استیناس کرے جو ایک لفظ بھی سمجھیں"

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ حضرت نے فرمایا امام پر کسی طرح کی بولی مخفی نہیں نہ آدمیوں کی نہ پرندوں کی نہ چوپایوں کی بلکہ وہ ہر ذی روح کی زبان جانتے ہیں۔ اور جس میں یہ خصلت نہ ہو وہ امام نہیں ہو سکتا۔ منقول ہے ایک دن دو لخت کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی دیوار پر ان جناب کے سامنے کبوتر سفید کا ایک جوڑا آ کر بیٹھا اور اس نے اپنی بولی میں حضرتؑ سے باتیں کیں۔ حضرتؑ ایک ساعت تک انہی کی زبان میں ان کو جواب دیتے رہے۔ پھر وہ جوڑا اڑ گیا اور دوسری دیوار پر بیٹھ کر کبوتر نے اپنی مادہ کو آواز دی اور تھوڑی دیر گٹکتا رہا۔ پھر دونوں اڑ گئے۔ کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ پرندہ کیسا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہر شے جس کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے خواہ وہ پرندہ ہو یا چوپایا یا کوئی دوسری ذی روح چیز ہو وہ اولاد آدم سے زیادہ ہماری بات کو سنتی اور ہماری اطاعت کرتی ہے اس کبوتر نے اپنی مادہ پر بدگمانی کی تھی۔ اس نے ہر چند قسمیں کھائیں کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے (مگر کبوتر کو یقین نہ آیا) پس وہ کبوتر بولا اچھا حضرت محمد بن علی علیہ السلام کے فیصلہ پر تو راضی ہو جائے گی۔ اس نے کہا میں راضی ہوں۔ وہ دونوں میرے پاس آئے۔ میں نے جواب دیا بیشک کبوتر نے اپنی مادہ پر ظلم کیا ہے۔ اس وقت کبوتری کو اس نے سچا جانا۔

صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۴ اُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ: البصائر میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس میں حرف نہ تھا اصل کلام یہ تھا وَاُوْتِیْنَا کُلَّ شَیْءٍ ۱۲

صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۵ وَادِ النَّمْلِ: تفسیر قمی میں امام جعفر صادق کا یہ قول منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایک وادی ایسی ہے جس میں چاندی اور سونا پیدا ہوتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ نے اپنی سب سے کمزور مخلوق یعنی چیونٹیوں کے سپرد کر دیا ہے اگر بڑی سے بڑی مخلوق اگر اونٹ بھی وہاں جانا چاہے تو اس وادی میں نہیں جا سکتا۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۶ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا: العیون میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد سے منقول ہے کہ جس وقت چیونٹی نے یہ کہا کہ یٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ پس ہوا نے یہ آواز حضرت سلیمان کے کان تک پہونچادی اس وقت آپ بالائے ہوا جا رہے تھے۔ فوراً ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ اس چیونٹی کو ہمارے پاس لاؤ۔ حاضر کی گئی تو فرمایا کہ اے چیونٹی کیا تو یہ نہیں جانتی کہ میں خدا تعالیٰ کا نبی ہوں۔ اور یہ کہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ عرض کی ضرور جانتی ہوں۔ فرمایا پھر تو نے چیونٹیوں کو کیوں میرا خوف دلایا۔ اور یہ کہا۔ یٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ الخ۔ اس نے عرض کی مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ چیونٹیاں آپ کی شان و شوکت دیکھ کر کسی آزمائش میں نہ پڑ جائیں؟ اور خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنے لگیں۔ پھر اس نے عرض کی آیا آپ بہت بزرگ ہیں یا آپ کے والد حضرت داؤدؑ۔ فرمایا میرے والد حضرت داؤدؑ۔ عرض کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے نام کے حرفوں میں آپ کے والد کے نام کے حرفوں سے ایک لفظ زیادہ ہے۔ ؟ فرمایا کہ اس کا تو مجھے علم نہیں۔ چیونٹی نے عرض کی کہ آپ کے والد حضرت داؤدؑ نے اپنے زخم کا علاج ودنام بوٹی سے کیا تھا۔ اس کے سبب سے وہ داؤد یعنی ودبوٹی والے مشہور ہو گئے۔ اور اے سلیمان مجھے امید ہے کہ آپ بھی عنقریب اپنے والد کی خدمت میں پہونچنے والے ہیں۔ پھر اس نے عرض کی کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تمام مخلوق سے ہوا سب سے زیادہ آپ کی مطیع کیوں کی گئی ہے۔ ؟ فرمایا اس کا مجھے علم نہیں۔ فرمایا اس سے پروردگار کا یہ مطلب ہے کہ اگر اور چیزیں بھی مطیع ہوتیں جیسے کہ ہوا۔ تو ان سب کا زوال آپ کے سامنے ایسا ہی ہو جاتا جیسا کہ تیز ہوا کا جھونکا زائل ہو جایا کرتا ہے۔ پس اس کی بات پر حضرت سلیمان نے تبسم فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۲ نوٹ ۷ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ: البصائر میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ سلیمان کے پاس خدا تعالیٰ کا وہ اسم اکبر تھا کہ جب اس کے ذریعہ سے کوئی سوال کیا جاتا تھا ملتا ہے۔ اور جب اس کے ذریعہ سے کوئی دعا کی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے اور اگر سلیمان آج کے دن زندہ ہوتے تو ہمارے توسل کے محتاج ہوتے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۳ نوٹ ۴ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ نوشتۂ مختوم یعنی ایسی تحریر جس پر مہر لگی ہوئی ہو۔ یا سربمہر ہو۔ الجوامع میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ خط کی بزرگی اس کا مختوم ہونا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۳ نوٹ ۵ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ بلقیسؑ نے اپنے اہل دربار کو مخاطب کر کے سنایا کہ اس تحریر کا عنوان یہ ہے کہ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے کہ رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے (شروع ہوتا ہے) میرے برخلاف تعلی نہ کرو اور میرے پاس فرمان بردار ہو کر چلے آؤ۔ یہ فرمان انتہا درجہ کا مختصر ہے اور جو غرض اس کے تکھنے سے رکھی گئی ہے اس کو کامل طور سے ادا کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ اول تو اس میں تسمیہ اللہ سے جو باری تعالیٰ کی ذات پر بھی دلالت کرتی ہے اور اس کی صفات پر بھی پھر تعلی و تکبر کی ممانعت ہے جو تمام بدیوں کی جڑ ہے اس کے بعد اسلام یعنی فرمانبرداری کا حکم ہے جو تمام خوبیوں اور بزرگیوں کا جامع ہے۔ پھر اطاعت کا حکم اپنی رسالت کی دلیل قائم کئے بغیر نہیں دیا ہے کہ معمولی استدعانہ سمجھی جائے کیونکہ جس حال میں کہ وہ ملکہ تھی اس حالت میں اس فرمان کا پرندہ کے ذریعہ سے پہونچنا نبوت کی اعلیٰ درجہ کی دلیل تھی۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۴ نوٹ ۶ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ: اس کا مطلب ہے کہ اجلاس برخاست کرنے سے پہلے پہلے۔ اور حضرت سلیمان کا قاعدہ تھا کہ مقدمات فیصل فرمانے کے لئے دوپہر تک اجلاس خاص فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۴۵۴ نوٹ ۷ اَلَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ: روضۃ الواعظین میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ کون صاحب تھے؟ فرمایا کہ یہ میرے بھائی سلیمانؑ ابن داؤدؑ کے وصی تھے۔ البصائر اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کا اسم اعظم تہتر حروف پر مشتمل ہے انہ آنجملہ آصف بن برخیا وصی سلیمانؑ کو صرف ایک حرف کا علم تھا پس جیسے ہی انھوں نے اس حرف کو زبان سے ادا کیا وہاں سے تخت بلقیس تک کی جتنی زمین تھی سب دھنس گئی۔ اور وہ حصہ اتنا قریب آگیا کہ تخت کو انھوں نے اپنے ہاتھ سے سرکا لیا اور پھر زمین جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ پلک جھپکنے سے پہلے ہو گیا۔ اور ہمارے پاس اسی اسم کے بہتر حروف موجود ہیں اور ایک حروف ایسا ہے جسے پروردگار نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے کسی اور کو اس کا علم نہیں دیا ہے۔ ۱۲

کافی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آصف بن برخیا کے اسم اعظم کا وہ حروف پڑھتے ہی زمین اس مقام سے سیاتک سب سمٹ گئی کہ انھوں نے بلقیس کا تخت اپنے ہاتھ سے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کر دیا پھر پلک جھپکنے سے پہلے زمین ویسی ہی پھیل گئی جیسے پہلے تھی۔ تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے یہ منقول ہے کہ جس کو کتاب کا تھوڑا سا علم دیا گیا وہ آصف بن برخیا تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سلیمان علیہ السلام اس چیز کی معرفت سے عاجز تھے جس کی معرفت آصف کو حاصل تھی بلکہ سلیمان علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ اس سے تمام جنوں اور انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ سلیمان کے بعد ان کے خلیفہ اور حجت خدا آصف بن برخیا ہیں اور آصف کو جتنا بھی علم تھا وہ بحکم خدا حضرت سلیمان ہی نے ان کو سکھایا تھا کہ ان کی امامت میں کوئی اختلاف نہ کر سکے۔ جس طرح کہ حضرت داؤدؑ نے اپنی زندگی میں حضرت سلیمان کو علوم تعلیم کر دیئے تھے تاکہ حضرت سلیمان کی نبوت و امامت لوگوں پر ظاہر ہو جائے اور مخلوق پر حجت پوری قائم ہو۔

تفسیر برہان میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم اعظم سے ۷۳ حروف قرار دیئے ہیں منجملہ ان کے آدم علیہ السلام کو ۲۵ حروف عطا فرمائے تھے۔ اور نوح علیہ السلام کو ۱۵ اور ابراہیم کو ۸ اور موسیٰ علیہ السلام کو چار اور عیسیٰ علیہ السلام کو ۲۔ انہی کے ذریعہ سے وہ مردوں کو جیں زندہ کر دیتے تھے اور مادر زاد اندھے اور مبروص کو تندرست کر دیتے تھے۔ اور جناب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو ۷۲ حروف عطا فرمائے۔ اور صرف ایک حروف پوشیدہ رکھا تھا۔ تاکہ کسی شخص کو ارادہ خدا کا علم نہ ہو سکے۔ اور نہ کوئی بندوں کے دل کے بھید سے آگاہ ہونے پائے۔

عبداللہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم اور ان کی سلطنت کا ذکر کیا۔ حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کو اسم اعظم کا صرف ایک حروف عطا ہوا تھا لیکن بخدا تمھارے امام علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو جن کی شان میں خدا نے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ فرمایا ہے پوری کتاب کا علم حاصل تھا۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں فدا ہو جاؤں بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔

قول مترجم۔ وصی جناب سلیمانؑ کی نسبت خدا تعالےٰ نے فرمایا اَلَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ۔ فرمایا جس کا مِنْ تبعیضیہ ہے جو تبلاتا ہے کہ کتاب کے ایک جزو کا علم دیا گیا تھا۔ اور وصی جناب رسولؐ خدا کی نسبت فرمایا مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اسی وجہ سے وصی آنحضرتؐ اس قابل قرار پایا کہ نبوت کی شہادت دینے میں شریک خدا ہو۔ حالانکہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے۔

عمرو بن حنظلہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی اے مولا! میرا گمان ہے کہ مجھے حضور کی جناب میں ایک منزل خاص حاصل ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے میں نے عرض کی اے آقا! مجھے ایک ضرورت ہے۔ فرمایا وہ کیا؟ میں نے عرض کی مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔ فرمایا اس کے سیکھنے کی تم میں قوت وطاقت بھی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اچھا اس گھر میں چلے جاؤ۔ جب میں اس گھر کے اندر چلا گیا تو حضرت نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھا۔ ناگاہ سارے مکان میں تاریکی چھا گئی۔ بس میرے پہلو کانپنے لگے بدن میں لرزہ پڑ گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہیئے اب بھی آپ اسم اعظم سیکھیں گے؟ میں نے عرض کی جی نہیں۔ حضرت نے دست مبارک زمین سے اٹھا لیا۔ مکان اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

سید رضی رحم اللہ الخصائص میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام مسجد میں رونق افروز تھے۔ کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے رحاضر خدمت ہوئے کہ ایک ان میں خارجی تھا۔ ان دونوں نے اپنے مقدمہ میں ان سے فیصلہ چاہا۔ (دونوں کے دعوے سن کر) حضرتؑ نے جو حکم دیا وہ ملعون خارجی کے خلاف ہوا۔ اس نے کہا خدا کی قسم آپ نے انصاف نہیں کیا اور فیصلہ ٹھیک نہیں دیا۔ اور خدا کی مرضی کے موافق آپ نے حکم نہیں سنایا پس حضرتؑ نے دست مبارک سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اِخْسَاْ عَدُوَّ اللّٰهِ (او دشمن خدا دھوت) حضرتؑ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ کالا لات بن گیا۔ حاضرین دربار کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ اس کے کپڑے اس کے جسم سے علٰحدہ ہو کر ہوا میں اڑ گئے۔ اور وہ حضرتؑ کے سامنے دُم ہلانے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر اس کے چہرے پر بہنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر حضرتؑ کا دل بھر آیا۔ پس حضرتؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور لبہائے مبارک کو حرکت دے کر کچھ فرمایا۔ جس کو ہم نے بالکل نہ سنا پھر بخدا ہم نے دیکھا کہ وہ خارجی اپنی صورت پر لوٹ آیا اور آدمی ہو گیا اور اس کے کپڑے بھی ہوا سے اڑتے ہوئے اس کے شانوں پر آ پڑے جب وہ مسجد سے جانے لگا تو ہم نے دیکھا کہ پاؤں اس کے لرز رہے ہیں پس ہم لوگ نہایت متحیر ہو کر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف نظر کرنے لگے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا دیکھتے ہو اور کیوں تعجب کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہم کو حیرت کیوں نہ ہو حالانکہ آپ نے ایک عجیب کام کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ آصف بن برخیا وصی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک ایسا کام کیا تھا جو اس سے بہت مشابہ تھا اس کا تذکرہ خدا تعالیٰ اپنی کتاب میں اس طرح فرماتا ہے۔ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ اب تم ہی بتاؤ کہ تمھارے رسولؐ کا خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے یا سلیمان علیہ السلام کا؟ ان لوگوں نے جواب دیا اے امیر المومنین ہمارے نبیؐ افضل ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا پس تمھارے نبیؐ کا وصی بھی وصی سلیمانؑ سے زیادہ گرامی قدر ہے۔ وصی سلیمانؑ کو اسم اعظم کا صرف ایک حروف عطا کیا تھا جس کے ذریعہ سے انھوں نے خدا سے دعا مانگی (اثر اس کا یہ ہوا کہ) اس مقام سے لے کر تخت بلقیس تک کی ساری زمین دھنس گئی۔ اور پلک جھپکنے سے پہلے تخت حاضر کر دیا اور ہمارے پاس تو اسم اعظم خدا تعالےٰ کے بہتر حروف ہیں۔ صرف ایک ہی حروف ایسا ہی ہے جس کا علم اس نے تمام مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے خدا تعالےٰ نے اسے اپنی ذات کے ساتھ خاص کر لیا ہے۔

حاضرین دربار نے عرض کی یا امیر المومنین جب آپ کے پاس ایسی چیز موجود ہے تو پھر آپ کو معاویہ وغیرہ کے لڑنے کے لئے انصار کی اور لوگوں کو دوسری لڑائی کے واسطے جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ پھر ارشاد فرمایا کہ میں جو ان لوگوں کو معاویہ سے لڑنے کے بلاتا ہوں اس کی غرض تو یہ ہے کہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور کار خدا کے لئے تکلیف اٹھانے کے عادی ہو جائیں اور اگر معاویہ کو ہلاک کرنے کا حکم ہو گیا ہوتا تو پھر تاخیر کیوں ہوتی۔ لیکن (اسے تو مہلت دی گئی ہے۔ یہ تو مخلوق خدا کے امتحان کے لئے ہے) خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس جس چیز سے اور جس جس طرح چاہے اپنی مخلوق کا امتحان لے۔" حاضرین دربار کا بیان ہے کہ ہم حضرتؑ کے پاس سے اٹھے تو اس حال میں اٹھے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا تھا اس کی ہمارے دلوں میں بے حد عظمت تھی۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ حضرت موسیٰ ابن جناب امام محمد تقی بن جناب امام علی رضا بن جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملاقات یحلے ابن اکثم سے ہوئی اس نے آپ سے کچھ مسائل دریافت کئے آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے برادر بزرگوار جناب امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے مجھ سے بہت سی نصیحت کی باتیں ارشاد فرمائیں تا آنکہ میں نے اپنی سرکشی چھوڑی اور حضرتؑ کی اطاعت کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ میں قربان

ہو جاؤں ابن اکثم نے کچھ مسئلے مجھ سے دریافت کئے ہیں جن کا میں اسے جواب دے چکا ہوں۔ حضرتؑ نے تبسم فرما کے دریافت کیا کہ آیا کسی مسئلہ کا جواب دے بھی دیا ہے۔؟ میں نے عرض کی ابھی تو نہیں دیا۔ فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا۔ عرض کی یہ تو میں نے نہیں کہا۔ فرمایا۔ اچھا اس کے سوالات کیا کیا تھے؟ عرض کی ایک سوال تو یہ تھا کہ مجھے بتلاؤ کہ آیا سلیمان علیہ السّلام آصف ابن رضیا کے علم کے محتاج تھے یا نہیں؟ پھر اسی طرح اور سوالات کا ذکر کیا (جنہیں سماعت فرما کر) حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اچھا بھائی لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تم نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی بابت جو اسی کی کتاب میں ہے۔ "قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ" سوال کیا ہے تو سمجھو کہ اس سے مراد آصف ابن برخیا ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السّلام ان چیزوں کی معرفت سے جن کو آصف ابن برخیا جانتے تھے بے بہرہ یا عاجز نہیں تھے بلکہ ان حضرت کا مقصود یہ تھا کہ ان کی تمام اُمّت خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے یہ جان لیں کہ آصف بن برخیا ان حضرتؑ کے بعد حجت خدا ہیں۔ اور یہ کہ سلیمان ابن داؤد علیہ السّلام نے اپنا علم حکم خدا سے آصف ابن برخیا کے سپرد فرما دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے انہی حضرت کو اس کے سمجھنے کا فہم عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السّلام کو حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی میں علم و فہم عطا فرما دیا تھا۔ کہ ان کی امامت و ثبوت بعد حضرت داؤد علیہ السّلام کے مسلم ہو گئی تھی۔ نہ کسی طرح یہ مقصود تھا کہ آصف بن برخیا کی امامت و وصایت کے بارے میں بھی کوئی اختلاف واقع نہ ہو اور مخلوق خدا بے تامل ان کو حجت خدا سمجھے۔

پارۂ نوزدہم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بستم ۲۰

صفحہ ۴۵۹ نوٹ ۲

عمارؓ آگے بڑھے اور بیٹھ کر حضرتؑ کے ساتھ کھانے لگے۔ اس شخص نے اس بات پر تعجب کیا اور جب عمارؓ اٹھے تو کہنے لگا سبحان اللہ آپ تو کھانے پینے اور بیٹھنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ جب تک کہ مجھے دابۃ الارض نہ دکھائیں، عمارؓ نے کہا کہ میں تو تجھے دکھلا چکا یہ اور بات ہے کہ تجھ میں عقل ہی نہ ہو

تفسیر مجمع البیان بعینہٖ یہی قصہ بروایت تفسیر عیاشی حضرت ابوذر غفاریؓ سے منقول ہے کہ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ چیزیں مجھ کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ علم المنایا، علم البنایا، علم الوصایا، فصل الخطاب، صاحب الکرات اور دولت الدول میں ہوں۔ اور صاحب عصا و میسم یعنی وہ دابۃ جو لوگوں سے کلام کرے گا۔ (میں ہی ہوں)

قول مترجمؒ:۔ علم المنایا۔ منایا جمع ہے منیہ کا اور منیہ کے معنی ہیں موت۔ لہٰذا علم المنایا کے معنی ہوئے علم اوقات وفات۔ علم البلایا۔ بلایا جمع ہے بلیہ کی اور بلیہ کے معنی ہیں امتحان و آزمائش اور علم البلایا کے یہ معنی ہیں کہ خاصان خدا کی اور عام مخلوق خدا کی کس کس طرح آزمائش کی جائے گی۔ اور کس کس چیز سے اور کس کس زمانہ میں۔ علم الوصایا۔ وصایا جمع وصیت کی ہے اور جب وہ خدا کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد خاص احکام ہیں جیسے فرمایا وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا، اور يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ۔ اور جب انبیا کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد ہوتا ہے وہ احکام جو انبیاء محافظت شریعت کے واسطے اپنے نائب و قائم مقام کو دیتے ہیں۔ اسی لئے وہ قائم مقام اوصیاء کہلاتے ہیں جیسے کہ شیثؑ وصی آدمؑ تھے۔ اور سام بن نوحؑ وصی نوحؑ تھے اور یوشع بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام تھے اور شمعون بن حمون الصفا جو مریم کے چچا تھے وہ وصی عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اور علی مرتضیٰ ابن عم محمد ابن المصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔

یا وہ احکام مراد ہوتے ہیں جو امت کو اوصیاء کی متابعت کے متعلق دیں۔

اور جب وصیت عام لوگوں کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد وہ آخری خواہش ہوتی ہے جو اپنی اولاد یا مال کے لئے کر جائیں۔ پس علم الوصایا ان سب قسم کی وصیتوں پر حاوی ہے۔

فصل الخطاب کے معنی کے لئے دیکھو صفحہ ۵۴۴ نوٹ نمبر ۲

صاحب الکرات اور دولت الدول سے مراد ہے زمانہ رجعت میں آنے والا۔

صاحب عصا و میسم، میسم کے معنی ہیں نشان کرنے کا آلہ۔ یعنی انگوٹھی۔

الاکمال میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے دجال اور اس کے قاتل کا تذکرہ کر کے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد الطامۃ الکبریٰ ہوگی کسی نے عرض کی یا امیر المومنین! طامۃ الکبریٰ کیا چیز ہے؟ حضرت نے فرمایا کوہ صفا کے قریب سے دابۃ الارض کا نکلنا اس کے پاس حضرت سلیمان کی انگوٹھی اور جناب موسیٰ کا عصا ہوگا۔ ہر مومن کی پیشانی پر وہ اسی انگشتری سے مہر کر دیگا۔ جس پر نقش ہو جائے گا۔ کہ "هٰذَا مُؤْمِنٌ حَقًّا" (یہ سچا مومن ہے) اور عصائے موسیٰ ہر کافر کے چہرے پر مارے گا جس سے ایک خط پڑ جائے گا اور اس میں لکھا ہوگا هٰذَا كَافِرٌ حَقًّا (یہ پکا کافر ہے) ایماندار بندہ کافر سے کہے گا وائے ہو تجھ پر یقیناً ویل تیرے لئے ہے اور کافر جواب میں یہ کہے گا اے مومن! خوشا حال تیرا کاشکے میں بھی تجھ جیسا مومن ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ پھر وہ دابۃ الارض مشرق اور مغرب کے درمیان بحکم خدا اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرے گا یہ واقعہ اس زمانہ میں ہوگا جب آفتاب سمت مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس وقت دروازۂ توبہ بند ہو جائے گا پھر نہ کسی کی توبہ مقبول ہوگی اور نہ کوئی عمل قبول کیا جائے گا اور جو شخص پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہوگا یا اپنے ایمان کے بارے میں کسی نیکی کا اکتساب نہ کر چکا ہوگا تو اس وقت کا ایمان لانا اس کے لئے کچھ مفید نہ ہوگا پھر فرمایا اس کے بعد کے حالات مجھ سے دریافت نہ کرو تاکہ میرے حبیب جناب رسول خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں سوائے اپنی ذریت کے اور کسی کو ان حالات کی خبر نہ دوں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ دابۃ الارض کا طول ساٹھ ہاتھ کا ہوگا نہ کوئی اس کو پکڑ سکے گا نہ کوئی اس سے بھاگ سکے گا۔ مومن کی دونوں آنکھوں کے مابین وہ نشان لگائے گا۔ پس کندہ ہو جائے گا۔ "مؤمن" اسی طرح کافر کی بھی دونوں آنکھوں کے مابین نشان کر دے گا جس سے لکھ جائیگا کافر۔ اس کے ہمراہ جناب موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمان کی انگشتری ہوگی۔ مومن کا چہرہ عصائے موسیٰؑ لگانے سے چمکنے لگے گا اور کافر کی پیشانی انگشتری سلیمان سے داغی جائے گی (کوئی کسی کا نام نہ لے گا) ایک دوسرے کو یا "مومن" اور یا "کافر" کہہ کے آواز دیا کریں گے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے دابۃ العرض کا حال دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا آگاہ ہو کہ وہ کوئی درندہ جانور نہیں ہے بلکہ وہ تو صاحب ریش

انسان ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (قیامت سے پہلے) دابۃ الارض ظاہر ہوگا اس کے پاس عصائے موسیٰؑ اور سلیمانؑ بن داؤدؑ کی انگشتری ہوگی مومن کا چہرہ عصائے موسیٰؑ کی وجہ سے روشن و منور کردے گا اور کافر کا منہ انگشتری کے سیب سے داغدار کردے گا۔[1]

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں گیا دیکھا میرے نے کہ وہ حضرتؑ سرکہ اور زیتون سے روٹی تناول فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیر المومنین قول خدا وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ میں دابۃ الارض کیا چیز ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اس سے مراد وہ دابہ ہے جو سرکہ اور زیتون سے روٹی کھا رہا ہے۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ایک دن معاویہ بولا اے گروشیعہ تمہارا یہ گمان ہے کہ دابۃ الارض سے علی ابن ابیطالب مراد ہیں۔ میں نے جواب دیا ہمارا تو کیا ذکر ہے۔ یہودی مذہب والے بھی یہی کہتے ہیں اس جالوت کو بلا کر دریافت کرلو (جب وہ آیا تو) معاویہ ملعون بولا اے جو تجھ پر کیا تم لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ دابۃ الارض کا وجود ہوگا۔ اس نے کہا ہاں ضرور ہوگا۔ معاویہ نے پوچھا دابۃ الارض کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا ہوتا کیا۔ آدمی ہے۔ معاویہ نے کہا اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا دابۃ الارض کا نام الیا ہے۔ پس معاویہ میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا وائے ہو تجھ پر اے اصبغ لفظ الیا "علیؑ" سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔

بروایت عبداللہ بن میسار جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے اے محمدؐ! او صیائے ائمہ میں سب سے پہلے میں نے علی ابن ابیطالب سے عہد و پیمان لیا تھا اور سب اماموں کے بعد علی ابن ابیطالب کی روح قبض کروں گا۔ علیؑ ابن ابیطالب ہی وہ دابۃ الارض ہے جو آدمیوں سے کلام کرے گا۔

صفحہ ۴۵۹ نوٹ ۳ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اٰیٰتِنَا سے مراد جناب امیر المومنین اور ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اور واقعہ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ رجعت میں پیش آئے گا اس کی دلیل خدا تعالیٰ کے ان لفظوں میں موجود ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا الخ ایک شخص نے عرض کی کہ عوام الناس کا تو یہ گمان ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن پیش آئے گا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خدا تعالیٰ ہر ہر امت میں سے ایک ایک گروہ کو بلا بھیگا اور باقی کو چھوڑ دے گا؟ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ یہ واقعہ تو رجعت میں پیش آنا ہے۔ رہی قیامت اس کے بابت یہ آیت ہے۔ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا اور نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومنین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو شہید کیا گیا ہو۔ اور وہ ذائقہ موت چکھنے کے لئے رجعت نہ کرے۔ اور جس جس کو رجعت ہوگی وہ یا تو ایمان میں خالص ہوگا یا کفر میں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ صاحب الامرؑ کے ظہور کے وقت خدا تعالیٰ ان حضرتؑ کے دوستوں اور شیعوں میں سے بہت سے ایسے لوگوں کا جن کا انتقال ہو چکا ہوگا دوبارہ دنیا میں بھیجے گا تاکہ ان حضرتؑ کی نصرت کرنے کا ثواب حاصل کریں۔ اور ان کی سلطنت و غلبہ کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اسی طرح ان حضرت کے دشمنوں میں سے بھی کتنوں ہی کو دنیا میں دوبارہ بھیجے گا۔ تاکہ وہ جناب ان سے انتقام لیں۔ اور جس عذاب کے وہ خدا کی طرف سے مستحق ہیں اس کا کچھ حصہ ان کو یہاں بھی مل جائے۔ مثلاً شیعوں کے ہاتھوں سے قتل ہو جانا یا حضرتؑ کا بول بالا دیکھ کر ان کا ذلیل و خوار ہونا اور کسی عقلمند کو اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ تمام معاملہ یعنی مسئلہ رجعت خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر و معین ہے اور بجائے خود ناممکن و محال نہیں۔ اور ایسا پہلی امتوں میں بھی خدا تعالیٰ نے کیا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد موقعوں پر آچکا ہے جیسے کہ حضرت عزیرؑ وغیرہ کا قصہ ہے اور ان کے ہر موقع پر ہم تفسیر لکھ چکے ہیں۔ نیز جناب رسول خدا سے حدیث صحیح میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جو کچھ ہو چکا ہے وہ سب کچھ عنقریب میری امت میں بلا کم و بیش واقع ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی سوسمار کے بھٹ میں گھسا ہوگا تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۰ نوٹ ۴ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس دن جناب رسول خدا نے شہر مکہ فتح فرمایا ہے آپ حرم محترم میں تشریف لائے کعبہ کا دروازہ کھولا اور جو تصویریں کعبہ میں تھیں ان کے مٹائے جانے کا حکم صادر فرمایا پھر دروازۂ کعبہ کے دونوں بازو تھام کر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اللہ نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اسی دن مکہ کو حرم قرار دیا ہے پس اس کے لئے خدا کی عطا کی ہوئی حرمت قیامت تک برقرار رہے گی نہ اس کے شکار کو ڈرایا اور بھگایا جائے گا اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ اس کی ہری گھاس نوچی جائے گی۔ اور نہ اس کا لاوارث پڑا ہوا مال کسی اور کے لئے حلال ہوگا سوائے اس کے جو اسے اٹھا کر سال بھر تک بقاعدہ شرعی اس کا اعلان کرتا رہے گا اس وقت حضرت عباس ابن عبدالمطلبؑ نے عرض کی یا رسول اللہ اذخر کو تو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیجئے کہ اس کی قبروں کو بند کرنے کے لئے اور مکانوں کی چھت پاٹنے کے لئے ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا کہ اذخر کو مستثنیٰ کیا گیا۔

قول مترجم:۔ اذخر سرکنڈے کی قسم ایک نباتات ہے جس کے پتے چوڑے چکلے اور خوشبودار ہوتے ہیں اور مکہ معظمہ کے مکانوں کی چھتوں میں کڑیوں کے اوپر جو سبشیر کھجور کی ہوتی ہیں بجائے تختوں کے پاٹنے کے کام میں لائی جاتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۰ نوٹ ۵ سَاُرِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں آیات سے مراد جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام ہیں جب وہ زمانۂ رجعت میں دنیا میں آئیں گے تو ان کے دشمن انھیں دیکھ کر فوراً پہچان لیں گے اور اس بات کی دلیل کہ آیات سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں خود جناب امیر المومنینؑ کی یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ خدا تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقرؑ

---

[1] قول مترجم:۔ روائیں دونوں طرح کی وارد ہوئی ہیں معنی میں کوئی منافات نہیں بہر حال ایک مومن کی علامت ہوگی اور ایک کافر کی منافقوں کے یہاں بھی روایات کی یہی حالت ہوگی۔ ۱۲

سے یہ عرض کی کہ قربان ہو جاؤں شیعہ آپ سے آیت عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۝ (کس کی نسبت یہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں آیا خبر بزرگ کی نسبت ؟) کی تفسیر دریافت کرتے ہیں۔ فرمایا مجھے اختیار ہے چاہے بتلاؤں چاہے نہ بتلاؤں مگر تم کو اس کی تفسیر جاننے کی بزرگی دیئے دیتا ہوں۔ سب سے پہلے اس میں ہے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ راوی نے عرض کی بجا ہے۔ فرمایا لوگوں کا سوال جناب امیر المومنین کے بارے میں تھا۔ اور خود جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ ۔ ۔ خدا تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی کوئی خبر مجھ سے بزرگ تر نہیں ہے۔ قول مترجم :۔ الآیات کی تفسیر ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اس کی دائید کے لئے دیکھو ص ۲۶۲ نوٹ ۲

صفحہ ۴۷۱ نوٹ ۲ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ بھی ان میں سے ہیں جن کی شان میں خدا نے فرمایا ہے وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ الخ۔

معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی ابن ابیطالب و حسنین علیہم السلام کی طرف نظر کر کے خوب روئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد کمزور بنا دیئے جاؤ گے کسی نے فرمایا کہ یا ابن رسول اللہ! اس کا کیا مطلب ہے ؟ حضرت نے فرمایا مقصود جناب رسول خدا کا یہ تھا کہ تم میرے بعد خلقت کے امام ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً پھر حضرت نے فرمایا یہ آیت قیامت تک ہمارے ہی بارے میں جاری رہے گی۔

الجالس میں ہے انہی جناب نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے اور ہماری ہی شان میں ہے۔

الاکمال و الغیبۃ میں مروی ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ علیہ السلام پیدا ہوئے تو انھوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

الجوامع میں جناب زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر مبعوث کیا ہے ہم اہلبیتؑ میں سے نیک لوگ اور ان کے شیعہ جناب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے مانند ہیں اور ہمارے دشمن اور ان کے پیرو فرعون اور اس کے ساتھیوں کی سی منزلت رکھتے ہیں

تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے روایت حضرت موسےٰ ابن قاسم جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے پڑپوتے تھے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب حکیمہ خاتون بنت جناب محمد تقی علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بھتیجے ابو محمد حسن بن علی العسکری علیہما السلام نے مجھے بلا بھیجا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ پھوپی اماں آج کی رات آپ ہمارے یہاں روزہ افطار فرمایئے گا اس لئے کہ یہ شب پانزدہم شعبان ہے اور خدائے تبارک و تعالےٰ اس شب میں اپنی حجت کو ظاہر کرے گا اور وہ خدا تعالیٰ کی زمین میں اس کی حجت بن کر رہے گا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے بھتیجے امام زمانہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ تو فرمایئے کہ اس حجت خدا کی ماں کون سی ہوگی ؟ فرمایا نرجس خاتون۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں تو نرجس خاتون میں کوئی علامت حمل کی پاتی نہیں۔ فرمایا یہ صحیح ہے مگر ہو گا وہی جو میں آپ سے کہتا ہوں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں گھر میں گئی اور جب سلام کر کے بیٹھی تو نرجس خاتون میرے پاس آ کر میری جوتیاں اتارنے لگیں۔ اور مجھ سے کہنی جاتی تھیں کہ اے میری سیدہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے میں نے جواب میں کہا سیدہ اور سردار تو میرے سارے کنبے کی اب تم ہو۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر نرجس خاتون کہنے لگیں کہ پھوپی اماں آپ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ بزرگی تو آپ ہی کی ہے جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے یہ کہا کہ بیٹی آج کی رات میں خدائے بزرگ و برتر تمھیں ایسا بچہ عنایت فرمائے گا جو دنیا و آخرت کا مالک و سردار ہو گا۔ (پھر تمھاری بزرگی میں کیا شک رہا) یہ سن کر جناب نرجس خاتون بیٹھ گئیں اور شرما سی گئیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو میں نے روزہ افطار کیا کچھ کھایا پیا اور اپنے بستر پر جا لیٹی اور سو رہی۔ جب آدھی رات ہوئی تو میں نماز شب کے لئے اٹھی اور جب نماز شب سے فارغ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون سو رہی ہیں اور کوئی نئی بات ان کے لئے نہیں ہوئی۔ پھر میں سیٹھی نا قیبات پڑھتی رہی پھر لیٹ گئی۔ پھر گھبرا کر جاگ اٹھی اس وقت بھی دیکھا کہ وہ سو رہی ہیں۔ پھر دیکھا کہ نرجس خاتون اٹھیں پھر انھوں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر سو رہیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اب تو میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے۔ اس پر ابو محمد علیہ السلام اپنے مقام سے آواز بلند بولے کہ پھوپھی اماں جلدی مت کرو۔ وقت آ پہونچا یہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ الم سجدہ اور سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں پڑھ ہی رہی تھی کہ نرجس خاتون گھبراتی ہوئی اٹھیں اور میں لپک کر ان کے پاس پہونچی اور میں نے کہا بیٹی! اللہ تمھیں اپنی حفاظت میں رکھے کیا تمھیں کوئی چیز محسوس ہوتی ہے ؟ بولیں ہاں پھوپی اماں! محسوس ہوتی ہے تو میں نے کہا بیٹی! تم اپنے حواس ٹھکانے کر لو اور اپنی ساری توجہ ایک ہی طرف مبذول کرو۔ یہ وہی بات ہے جو میں تم سے کہہ چکی تھی۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ پھر مجھے ذرا غنودگی سی آ گئی اور اب میں جو اس غنودگی سے چونکتی ہوں تو معلوم ہوا کہ امامؑ نے مجھے چھو کے ہوشیار کیا۔ اور کپڑا اٹھا کر دیکھا تو یکایک دیکھتی کیا ہوں کہ حجت خدا تمام سجدہ کرنے والے اعضا کو زمین پر ٹکائے ہوئے سجدۂ خدا میں پڑے ہیں۔ میں نے انھیں اٹھا کر چٹا دیا تو دیکھتی کیا ہوں کہ ہر طرح سے پاک و پاکیزہ اور صاف و ستھرے ہیں۔ پس ابو محمد علیہ السلام نے پکار کر کہا کہ پھوپی اماں میرے بچے کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے ان کی خدمت میں لے گئی۔ تو حضرتؑ نے ایک ہاتھ تو ان کی پیٹھ کے نیچے رکھا اور اس طرح اٹھایا کہ ان کے پاؤں اپنے سینے پر رکھ لئے پھر اپنی زبان مبارک ان کے منھ میں دے دی اور اپنا دوسرا ہاتھ ان کی آنکھوں، کانوں اور تمام جوڑوں پر پھرایا پھر فرمایا کہ بیٹا بولو تو حجت اللہ یہ بولے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس کے بعد جناب امیر المومنینؑ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اور ائمہ علیہم السلام پر تا آنکہ خود اپنے والد ماجد پر درود بھیجا پھر چپ ہو گئے۔ پھر ابو محمد علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا پھوپھی اماں! اب انھیں ان کی ماں کے پاس لے جاؤ۔ کہ یہ انھیں بھی سلام کر لیں۔ اور پھر میرے پاس لے آنا چنانچہ میں ان کو لے گئی۔ انھوں نے اپنی والدہ کو سلام کیا۔ اور میں پھر انھیں واپس لے آئی اور بیٹھک میں حضرت کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ پھوپھی اماں! اب جب ساتواں دن ہو (اہل ہند کے اعتبار سے چھٹی) تو پھر تشریف لائیے گا۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو میں امام زمان ابو محمد علیہ السلام کے سلام کو حاضر ہوئی اور پردہ اٹھا کر اپنے آقا حجت خدا کو تلاش کیا۔ تو انھیں نہ دیکھا۔ میں نے امام زمانؑ کی

خدمت میں عرض کی کہ قربان ہو جاؤں میرے آقا و سردار حجت خدا کیا ہوئے؟ فرمایا کہ پھوپی اماں! ہم نے ان کو اسی کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کر دیا تھا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب ساتواں دن ہوا تو میں حضرت کی خدمت میں آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ میرے بچہ کو لے آؤ۔ میں اپنے آقا و سردار حجت خدا کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی۔ تو اس دن بھی ویسے ہی عمل کیا جیسے پہلے دن کیا تھا پھر اپنی زبان ان کے منھ میں اس طرح دے دی گویا ان کو دودھ پلا رہے ہیں یا شہد چٹا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بیٹا! باتیں تو کرو۔ تو حجت خدا نے پہلے تو فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر جناب محمد مصطفٰےؐ اور جناب امیر المومنینؑ اور دیگر ائمہؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اپنے والد ماجد پر درود بھیج کر ٹھہر گئے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۔ راوی حدیث موسیٰ ابن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم عقبہ سے یہ واقعہ دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جناب حکیمہ خاتون نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

الخصائص میں سید رضی علیہ الرحمہ نے باسند خود بروایت سہل ابن کمیل خدا تعالیٰ کے اس قول وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان والدین میں سے ایک علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ پھر فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جناب امیر المومنینؑ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا بعد اس کے کہ ہم سے روگردان رہی ہے ضرور ہے کہ ہم پر ویسی ہی مہربان ہو گی جیسی کٹکھنی اونٹنی آخر اپنے بچہ پر مہربان ہو جاتی ہے اور اس کے بعد حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ الخ۔ قول مترجم: اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں ہم نے بنظر اختصار ایک ہی کا لکھنا کافی سمجھا۔

سند فاطمہ علیہا السلام میں ابو جعفر محمد ابن جریر طبری علیہ الرحمہ نے بروایت جناب سلمان فارسی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر نے کوئی اور کوئی رسول ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس کے لئے بارہ نقیب مقرر نہ کئے ہوں۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا۔۔۔ رسولؐ اللہ یہ مضمون تو میں اہل توریت اور اہل انجیل سے بھی سن چکا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا اے سلمان! میرے نقیبوں کو بھی جانتے ہو ذرا یہ تو بتلا دو کہ وہ بارہ کون سے ہیں جن کو میرے بعد اس امت کے لئے خدا تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اس سے تو اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ واقف ہیں۔ اس پر جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (لو اچھا اب غور سے سن لو) سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور کے خلاصہ سے پیدا کیا اور اسے (اپنی معرفت و عبادت کی اور میری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی۔ اس نے بھی خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی۔ پھر علی کے نور سے فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا اور اس کو (اپنی معرفت و عبادت اور ہماری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی پس اس نے بھی حکم خدا کی اطاعت کی۔ پھر مجھ سے۔ علیؑ سے اور فاطمہؑ سے حسنینؑ علیہما السلام کو پیدا کیا۔ ان کو ویسی ہی دعوت دی اور انھوں نے ویسی ہی اطاعت کی۔ پھر خدا تعالیٰ نے ہم پانچوں کے نام اپنے اسمائے گرامی سے مشتق فرما کر رکھے چنانچہ۔ خدا تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور خدا تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علیؑ ہے۔ اور خدا تعالیٰ فاطر ہے اور یہ فاطمہؑ اور اللہ (صاحب) احسان ہے یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے پھر ہم سے اور نور حسینؑ سے نو امام پیدا کئے ان سب کو بھی ویسی ہی دعوت دی اور انھوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کی ویسی ہی اطاعت کی یہ واقعہ اس سے پہلے ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آسمان کی عمارت بنائی۔ اور زمین کا فرش بچھایا اور ہوا اور پانی اور فرشتے اور ہمارے سوا اور آدمی پیدا کئے ہم چودہ کے چودہ عالم نور میں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اس کا حکم سنتے تھے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں جو ان کے مراتب پہچانتے والا ہے اس کا کیا رتبہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان! جو ان کو ایسا پہچانے جیسا ان کے پہچاننے کا حق ہے اور جو ان کی پیروی کرے اور جو ان کے دوستوں کی دوستی کرے اور ان کے دشمنوں سے الگ تھلگ رہے واللہ وہ ہم سے محسوب ہو گا۔ جہاں ہم ہوں گے وہیں وہ بھی ہو پہنچے گا اور جہاں ہم رہیں گے وہیں وہ بھی رہے گا۔ سلمان فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آیا ان پر مجمل ایمان لانا کافی ہے۔ بغیر اس کے کہ ہم ان کے ناموں سے اور ان کے رشتوں سے واقف ہوں؟ (آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں! نام اور رشتوں سے واقفیت کیوں نہ حاصل ہو؟) سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! بھلا مجھے ان کی معرفت کیسے حاصل ہو میں تو حسین علیہ السلام ہی تک جانتا ہوں۔ فرمایا ہاں حسینؑ کے بعد ان کے بیٹے علی ابن الحسینؑ سید العابدین علیہ السلام ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن علی الملقب بہ باقر علیہ السلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء مرسلین اولین و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں ان سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی بتانے والے اور بال کی کھال نکالنے والے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء و مرسلین اولین و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں ان سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی بتانے والے اور بال کی کھال نکالنے والے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السلام ہوں گے جو خدا کی سچی زبان ہوں گے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں صبر کرنے کے سبب اپنے غصہ کو روکنے والے ہوں گے اور اسی سبب سے کاظم مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے علی بن موسیٰ۔۔۔ علیہ السلام ہوں گے۔ جو امر خدا میں یہاں تک راضی ہوں گے کہ رضا مشہور ہو جائیں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن علی علیہ السلام ہوں گے جن کو خدا تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے برگزیدہ فرمائے گا ان کے بعد راہ خدا کے بتلانے والے علی ابن محمد علیہ السلام ہوں گے جو ہادی مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حسن علیہ السلام ہوں گے جو خدا کے راز کے رازدار اور خاموش مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حسن علیہ السلام ہوں گے۔ جن کے القاب ہادی۔ مہدی۔ ناطق قائم حجۃ اللہ (وغیرہ) ہوں گے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے سلمان! ہم بھی مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچو گے اور جو لوگ ایمان میں تمہاری مانند ہوں گے وہ بھی۔ اور جو حقیقت معرفت کے ساتھ مہدی علیہ السلام سے تولا رکھنے والے ہوں گے وہ بھی۔ سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا ان کے زمانہ تک میں زندہ رہوں گا؟ فرمایا کہ اے سلمان! یہ آیت پڑھ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُولٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ

بَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ سلمانؓ کہتے ہیں کہ اس پر میرا شوق بڑھا اور میں بہت رویا۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا عہد مجھ سے ہے یہ فرمایا ہاں اسی اللہ کی قسم جس نے محمدؐ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یہ عہد میری طرف سے بھی ہے اور علی کی طرف سے بھی ہے۔ اور حسنینؑ کی طرف سے بھی ہے اور نو اماموں کی طرف سے بھی ہے۔ جو حسینؑ کی نسل میں سے ہوں گے اور ہر ایک اس شخص کی طرف سے بھی ہے جو ہم میں سے ہوگا۔ اور ہم میں آملے گا۔ خدا کی قسم اے سلمانؓ! اس وقت ابلیس بھی حاضر کیا جائے گا اور اس کا کل لشکر بھی اور ہر وہ شخص آئے گا جس نے ایمان کو ایمان ہی سمجھ کر قبول کیا ہوگا۔ اور ہر وہ شخص بھی لایا جائے گا جو کفر کو محض کفر ہی کی خاطر سے مانتا ہوگا۔ (یعنی ہر خالص مومن اور ہر خالص کافر حاضر کیا جائے گا) نہ کہ قصاص لئے جائیں اور جو خون ایسے ہوں کہ ان کی دیت نہ لی گئی ہو ان کی دیت دلائی جائے اور ہر خون کا کما حقہ بدلہ ملے اور تمہارا پروردگار کسی کے حق میں ذرا بھی ناانصافی نہ کرے گا۔ اس آیت وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝ کے اصل مطلب کا پورا ہونا یہی ہوگا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے سامنے سے کھڑا ہو گیا۔ اور اس وقت سے سلمان کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ موت اسے کب آملے یا وہ موت کے منہ میں کب چلا جائے۔

شیبانی نے کشف البیان میں یہ لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت جناب صاحب الامر علیہ السلام کی شان میں بالخصوص نازل ہوئی ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے شاہان جابرین اور سرکش لوگوں کو ہلاک کریں گے شرق سے غرب تک تمام زمین کے وہ جناب مالک ہوں گے۔ پس وہ حضرت تمام زمین کو عدل و انصاف سے مملو کر دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

صفحہ ۴۶۲ نوٹ ۵ کہ اَشُدَّ سے مراد ہے اٹھارہ برس کی عمر اور اِسْتَوٰی کا یہ مطلب ہے کہ داڑھی نکل آئی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ فرعون کے پاس بہت ہی عزت و احترام کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حد بلوغ کو پہونچ کر پورے مرد ہو گئے۔ مگر حالت یہ تھی کہ توحید کی جو بات فرماتے تھے وہی فرعون کو ناگوار گزرتی تھی۔ تا آنکہ اس نے موسیٰؑ کے قتل کا مقصد کیا پس حضرت اس کے ہاں سے نکل کر چل دیئے۔ الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی تلاش میں رہتے تھے اور ان کے حالات کی تفتیش کیا کرتے تھے مگر ان کو کوئی خبر نہ ملتی تھی۔ یہ فرعون کو بھی معلوم ہو گیا اس نے ان کو بلوا کر تکلیفیں بھی زیادہ پہونچائیں۔ اور ان کی ٹولیاں الگ الگ کر دیں اور ان کو منع کر دیا کہ نہ موسیٰؑ کی خبر کسی سے دریافت کرو اور نہ ان کے حالات کی تفتیش کرو۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل ایک چاندنی رات میں اپنے ایک بزرگ کے پاس گئے۔ جو کچھ علم رکھتا تھا اور اس سے کہنے لگے کہ ہم باتیں ہی کر کے دل بہلایا کرتے تھے۔ اب اس سے بھی روک دیئے گئے تو ذرا یہ تو بتلا دو کہ یہ بلا ہم پر مسلط کب تک رہے گی؟ اس نے کہا واللہ تم برابر اس بلا میں اس وقت تک مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا تعالیٰ اولاد لاوی ابن یعقوب سے ایک لڑکے کو نہ لائے جس کا نام موسیٰؑ ابن عمران ہوگا۔ یہ لڑکا کالے کلوٹے رنگ کا کلوں والا ہوگا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت موسیٰؑ ایک خچر پر سوار ان کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ اس بزرگ نے سر اٹھا کر ان کی صفات سے ان کو پہچان لیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کا اسم مبارک؟ فرمایا موسیٰؑ۔ عرض کی آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟ فرمایا عمران کا۔ وہ بزرگ یہ سن کر جھپٹ کر اٹھے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور لوگ ان کے قدم پر جھک پڑے۔ اور قدم بوسی کی۔ پس موسیٰؑ نے ان سب کو پہچانا اور ان لوگوں نے موسیٰؑ کو اور ان کو اپنا شیعہ بنایا۔ پھر جب تک خدا کو منظور ہوا ان کے پاس رہے پھر وہاں سے چل دیئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۳ نوٹ ۷ اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ: العیون میں جو پوری حدیث اس موقع کے متعلق جناب امام رضاؑ سے منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول اس اسرائیلی کا ہے جو موسیٰؑ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور ان کے ڈانٹنے دھمکانے اور مفسد کہنے سے ڈر گیا تھا۔ اور اس طرح موجب افشائے راز ہو گیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۴ نوٹ ۳ موسیٰؑ کو ان پر رحم آگیا کنوئیں کے قریب آکر جو شخص کنوئیں کے قریب تھا اس سے فرمایا کہ ڈول مجھے اس شرط پر دے دو کہ میں ایک اپنے لئے کھینچوں گا اور ایک تمہارے لئے حالانکہ وہ ڈول چرسا تھا۔ جسے دس آدمی مل کر کھینچا کرتے تھے۔ مگر حضرت موسیٰؑ نے اکیلے ایک تو اس شخص کے لئے کھینچ دیا اور دوسرا شعیب کی لڑکیوں کے لئے اور ان کے تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ چرواہے اس کنوئیں کے منہ پر ایک ایسا بھاری پتھر ڈھک جایا کرتے تھے جسے ایک روایت کے بموجب سات اور ایک روایت کے بموجب دس اور ایک روایت کے بموجب چالیس آدمی اٹھایا بٹھایا کرتے تھے۔ لیکن موسیٰؑ نے تن تنہا ہٹا دیا۔ اس روایت میں آگے ڈول کا ذکر ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۴ نوٹ ۴ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سوال کے وقت حضرت موسیٰؑ کو سخت بھوک تھی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے یہ سوال کھانے کا کیا ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ واللہ موسیٰؑ نے اس موقع پر خدا تعالیٰ سے سوائے روٹی کے اور کسی چیز کا سوال نہ کیا اس لئے کہ کئی دن سے ساگ پات کھا رہے تھے۔ اور گوشت اتنا گھل گیا تھا اور دبلے اتنے ہو گئے تھے کہ ساگ کی سبزی پیٹ کی جھلی میں سے نمایاں تھی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۴ نوٹ ۵ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ: تفسیر قمی میں قصۂ موسیٰؑ میں ہے کہ جب شعیب کی دونوں بیٹیاں واپس پہونچ گئیں تو انھوں نے فرمایا کہ آج تم دونوں جلد واپس آگئیں۔ انھوں نے موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ ہم دونوں پہچانتے نہیں ہیں۔ شعیب نے ان میں سے ایک سے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان کو بلا لاؤ کہ ہم ان کو ان کے کام کی اجرت دیں۔ چنانچہ وہ اپنے باپ کے حکم سے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے موسیٰؑ کے پاس آئیں۔ موسیٰؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور شعیب کی بیٹی ان کے آگے آگے ہو گئیں۔ مگر تیز ہوا کے چلنے نے باز رکھا۔ تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے ہو جاؤ۔ اور جہاں موڑ آتا جائے مجھے راستہ بتاتی جانا کیونکہ میں اس قوم میں سے ہوں جو (غیر) عورت کی پشت پر نظر نہیں ڈالتے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۲ امن لایحضرہ الفقیہ میں ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السّلام کو ایفائے عہد سے پہلے اپنی زوجہ سے ہم بستر ہونا جائز تھا اس لئے کہ ان کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شرط پوری ہونے تک زندہ رہیں گے اسی لئے انھوں نے دونوں مدتوں میں سے طولانی مدت وہاں بسر کی۔

الاکمال میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ انکی جناب کی وفات کے بعد تیس برس تک زندہ رہے۔ زوجہ جناب موسیٰ یعنی صفراء بنت شعیبؑ نبی نے یوشعؑ پر خرچ کیا اور کہا کہ بہ نسبت آپ کے خلیفہ ہونے کے میں زیادہ حقدار ہوں پس زوجہ موسیٰ یوشعؑ بن نون سے خوب لڑی۔ یوشعؑ نے اسکے ہمراہیوں کو قتل کر کے صفراء کو قید کر لیا اور ان کی حرمت کو ضائع نہ ہونے دیا (قول منجم:۔ حمیرہ اور صفراء کے کرتوت کی مشابہت ملاحظہ طلب ہے) تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے بروایت انس منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السّلام محبت پروردگار عالم میں یہاں تک روئے کہ بصارت جاتی رہی خدا تعالیٰ نے پھر ان کی بصارت عطا فرمائی یہاں تک کہ جب چوتھی مرتبہ نابینا ہونے کی نوبت پہونچی تو خدا تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے شعیب ایسا کہاں تک ہوتا رہیگا اگر تمھارا یہ رونا خوف جہنم سے ہے تو ہم نے تم کو امان دی اور اگر شوق جنت کے سبب سے ہے تو ہم نے تم کو جنت عطا کی۔ اس وقت انھوں نے عرض کی کہ اے میرے معبود! اور اے میرے سیّد و سردار! تو خوب جانتا ہے کہ نہ میں تیرے جہنم کے خوف سے روتا ہوں اور نہ تیری جنت کے شوق میں بلکہ میرے دل میں تیری سچی محبت ہے اس کی وجہ سے میں صبر نہیں کر سکتا اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جب یہ تمھاری حالت ہے تو ہم اپنے معزز پیغمبر موسیٰ بن عمران کو جس کا لقب کلیم اللہ ہے تمھاری خدمت میں دیں گے (یہ بنا تھی کہ موسیٰ علیہ السّلام کا مدین میں ورود ہوا۔ اور حضرت شعیب علیہ السّلام کی بیٹی سے شرط خدمت پر نکاح قرار پایا۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۳ خدا تعالیٰ نے یہ تمھارے ہی لئے مخصوص کیا ہے چنانچہ اپنا تمام ٹانڈہ لاد کر مصر کو چلے جب کھلے میدان میں پہونچے تو بڑی سخت سردی تھی اور تیز ہوا اور اندھیری گھٹا اور اوپر سے رات نے آیا اس وقت موسیٰ نے ایک آگ دیکھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۴ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ الشَّجَرَةِ: تہذیب میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے وہ تو فرات ہے اور بُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ کربلا معلیٰ۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۵ اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ: تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰ آگ کی طرف بڑھے کہ کچھ آگ لے لیں دیکھا کہ ایک درخت ہے جس پر شعلہ اٹھ رہے ہیں جیسے ہی وہ لینے کے لئے چلے کہ وہ آگ خود بخود جھک کر آئی یہ ڈر کر بھاگے۔ آگ پھر بلند ہو گئی، مختصر یہ کہ تین دفعہ اسی طرح ہوا۔ پس تیسری دفعہ کے بعد درخت کے پاس نہ گئے۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے آواز دے کر ان سے کہا۔ یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ موسیٰ نے عرض کی اس کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا اے موسیٰ تمھارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کی یہ تو میرا عصا ہے۔ فرمایا اسے ڈال دو، ڈالا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اب تو موسیٰ ڈر کر بھاگے پس خدا تعالیٰ نے ان کو آواز دی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۱۲۰

صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۲ فرعون نے کہا اچھا زمین کی طرف نظر ڈال، اس نے کہا زمین تو نظر بھی نہیں آتی البتہ سمندر اور پانی نظر آتا ہے۔ یہ تو یہ باتیں کر رہے تھے اور عقاب تھے کہ چڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور سمندر اور پانی کا نظر آنا بھی موقوف ہو گیا۔ پھر فرعون نے کہا ارے ہامان ذرا آسمان کی طرف تو دیکھ اس نے دیکھا اور کہا مجھے تو اتنی ہی دور نظر آرہا ہے جتنی دور زمین سے دکھائی دیتا تھا۔ اب جب رات پوری پوری چھا گئی ہامان نے پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فرعون نے کہا کیوں اب تو پہونچ گئے نا؟ اس نے کہا میں تو ستاروں کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح زمین سے دیکھا کرتا تھا اور زمین کی طرف جو دیکھتا ہوں تو اندھیرے کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں روایت میں ہے کہ آخر اس اڑن کھٹولے کا جھٹکا سے پالا پڑا۔ اور وہ گاڑی کھٹولہ جھٹکے کھانے، اور نیچے آنے نتیجہ یہ ہوا کہ آخر میں زمین پر آرہا۔ اور اسی وقت سے فرعون کا غصہ اور اس کی سرکشی اور بڑھ گئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۳ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ: کافی میں جناب امام جعفر صادق منقول ہے کہ کتاب خدا میں اماموں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہی جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۹۲ سطر ۵) جس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان کو امام بنایا ہے اور وہ لوگوں کو ہمارے حکم کے موجب ہدایت کرتے ہیں آدمیوں کے حکم کے موجب نہیں اور وہ ہمارے حکم کو مریدوں کے حکم کے مقدم سمجھتے ہیں اور ہمارے فیصلہ کو سب کے فیصلے پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں دوسری قسم کے اماموں کا ذکر فرمایا اور ارشاد کیا وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے حکم کو خدا کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اور آدمیوں کے فیصلہ کو خدا کے فیصلہ پر ترجیح دیتے ہیں اور خدا کی کتاب میں جو کچھ ہے اس کے برخلاف اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

قول منجم:۔ ایسا کرنے والوں کو جو خدا کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے اس کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور آئندہ کی آیت میں بھی۔ دنیاوی سزا تو یہ ہے کہ ارشاد فرمایا ہے وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً اب جن کے پیچھے خود خدا نے لعنت لگا دی ہو وہ مریدوں کی حمایت کرنے سے لعنت سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اور آخرت کی سزا دہری بیان فرمائی ہے ایک تو یہ کہ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ یہ حالت تو ظاہرہ یوقت حساب و کتاب ہو گی اور دوسری وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۝ یہ حالت معلوم ہوتا ہے بوقت عتاب و عذاب و عقاب ہو گی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۴ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى: قرون اولیٰ سے مراد حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ علیہم السّلام کی امتیں ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جس وقت سے خدا تعالیٰ نے توریت کو روئے زمین پر نازل کیا اس وقت سے کسی قوم، کسی گروہ، کسی امت اور کسی بستی کے رہنے والوں کو آسمان عذاب سے ہلاک نہیں کیا سوائے اس کے کہ ایک بستی کے رہنے والے جو مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے تھے اس کے بعد حضرتؐ نے اپنے قول کی تائید میں یہ پوری آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۱ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اور منجانب امت محمدیہ جو باپ کے صلب میں تھے اور ماں کے رحم میں تھے تو جواب میں عرض کیا گیا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ آنحضرت نے فرمایا کہ خدائتعالیٰ نے میری امت کے اس جواب کو حج کرنے والوں کا شعار مقرر فرما دیا۔ پھر خدائتعالیٰ نے دوسری ندا فرمائی کہ اے امت محمدؐ میرا فیصلہ تمہارے حق میں یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے مقدم رہے گی۔ اور میری معافی میرے عذاب سے پہلے ہو گی اور قبل اس کے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں اور پیشتر اس کے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو میں تمھیں عطا کروں گا اور جو شخص میری حضور میں میری شہادت کے ساتھ حاضر ہو گا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے) اور اس شہادت کے ساتھ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کے تمام اقوال سچے اور تمام افعال برحق ہیں اور اس شہادت کے ساتھ کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ محمد مصطفےٰؐ کے بھائی اور ان کے بعد ان کے وصی اور ان کے برحق جانشین ہیں جن کی کہ اطاعت ویسی ہی واجب ہے جتنی کہ خود جناب محمد مصطفےٰؐ کی اور اس شہادت کے ساتھ کہ ان دونوں بزرگواروں کے بعد ان کے قائم مقام ان کی اولاد میں سے جو ہر گزیدہ اور پاک و پاکیزہ ہیں وہ ہیں کہ وہ خدائتعالیٰ کی عجیب و غریب نشانیاں اور معجزات دکھلانے پر قادر ہیں اور مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں پس جو بھی ان شہادتوں کے ساتھ پہونچے گا میں اس کو اپنی جنت میں داخل کروں گا۔ گو اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب خدائتعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ جس وقت ہم نے تمہاری امت کو اس عزت کے ساتھ آواز دی ہے تو تم طور کے کسی پہلو میں موجود نہ تھے پھر مجھ کو تو حکم ہوا کہ یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مَا اخْتَصَّنِیْ بِہٖ مِنْ ھٰذِہِ الْفَضِیْلَۃِ (خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا) اور میری امت کو یہ حکم ہوا کہ یوں کہو کہ خدا کا شکر ہے ہم کو ان فضائل کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۲ سَمِّیَ اِنْ تَظَاھَرَا: لفظی معنی یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے سے پشتی لیتے ہیں تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قراءت سَحَرَانِ تَظَاھَرَا بھی آئی ہے تو اس صورت میں جادوگر سے ان کی مراد (معاذ اللہ) حضرت موسیٰؑ اور جناب محمد مصطفےٰؐ تھے اور مروجہ قرأت سَحَّرَانِ کی بنا پر کہ مبالغہ کے طور پر مصدر استعمال کیا گیا ہے ان کفار کی مراد تھی توریت و قرآن مجید کہ ان دونوں کے احکام ملتے جلتے اور ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۳ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ: کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی رائے کو اپنا دین قرار دے لے اور ائمہ ہدیٰؑ میں سے کسی امام کا پیرو نہ ہو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ قول مترجم:۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بارہ اماموں میں سے کسی ایک ہی کی پیروی کافی ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ باوجود بارہ کے اعتقاد کے ہر شخص تابع اسی ایک امام کا ہوتا ہے جس کے زمانہ میں وہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۹ نوٹ ۴ قول صاحب تفسیر صافی: جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے چھپانے اور شرک کے ظاہر کرنے سے حضرت ابوطالب کی غرض اصلی یہ تھی کہ جناب رسول خدا کی نصرت زیادہ کر سکیں۔ بشارت المصطفےٰؐ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ ایک دن جناب امیرالمومنین رحبۂ کوفہ میں تشریف فرما تھے اور لوگ کثرت سے جمع تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا امیرالمومنینؑ آپ کو تو خدا نے اس منزلت پر پہونچایا ہے حالانکہ آپ کے والد دوزخ میں عذاب پا رہے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہ کیا بکتا ہے۔ خدا تیرا منہ توڑے۔ اسی ذات کی قسم جس نے محمد مصطفےٰؐ کو برحق نبی بنا کر بھیجا اگر میرے والد روئے زمین کے کل گنہگاروں کی شفاعت کریں تو خدائتعالیٰ ان کی شفاعت سب کے حق میں قبول کر لے۔ میرے والد ماجد اور جہنم میں عذاب دیئے جائیں جس حال میں کہ میں ان کا بیٹا قسیم جنت و نار ہوں۔ پھر فرمایا اسی کی قسم جس نے محمد مصطفےٰؐ کو حق میں ساتھ مبعوث فرمایا قیامت کے دن حضرت ابوطالب کا نور سوائے پانچ نوروں کے تمام مخلوق خدا کے نوروں کو ماند کر دے گا وہ پانچ نور یہ ہیں۔ اوّل جناب محمد مصطفےٰؐ کا نور، دوسرا میرا نور، تیسرا فاطمہؑ زہرا کا نور، چوتھا حسین علیہما السلام کا نور، پانچواں ان تو اماموں کا نور جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے اس لئے کہ ہمارے ان پانچوں نوروں سے خدائتعالیٰ نے حضرت ابوطالب کا نور پیدا کیا جسے آدم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا تھا۔

قول مترجم:۔ علماء اہلسنت کی تحقیق ایمان و نجات حضرت ابوطالبؑ کے بارے میں مفصل دیکھنی مقصود ہو تو رسالہ اسنی المطالب فی نجاۃ ابیطالبؑ مصنفہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ مطبوعہ مصر خواہ اس کا ترجمہ مترجمہ حقیر بزبان اردو ملاحظہ فرمائیے۔ ایمان و نجات ابوطالبؑ کے متعلق اور حدیثیں ملاحظہ کریں۔

کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کی کہ عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب کافر تھے۔ فرمایا جھوٹے ہیں (خدا ان پر لعنت کرے) وہ شخص کافر کیسے ہو سکتا ہے جو یہ کہے ؎

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ۔۔۔ نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ

(ترجمہ) کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی نبی پایا جیسے کہ موسیٰؑ تھے۔ اور یہ بات سب سے پہلے نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے۔

اور دوسری حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کافر ہو کیونکر سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کے یہ اقوال موجود ہیں۔

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ ۔۔۔ لَدَیْنَا وَلَا یُعْبَأُ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ۔۔۔ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

(ترجمہ) یہ تو وہ سب خوب جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارے نزدیک قابل تکذیب نہیں ہے اور بیہودہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہیں کی جا سکتی وہ ایسا حسین و خوبصورت ہے کہ اس کے روئے اقدس کا واسطہ دیکر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے وہ یتیموں کا والی اور بیوہ عورتوں کا جائے پناہ ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی:۔ سب سے اوپر کے شعر میں "خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ" آیا ہے اس کا یہ مقصد ہے کہ یہ حکم سب سے پہلے نوشتہ یعنی لوح محفوظ میں ثبت فرما دیا گیا ہے۔

۲۔ ابیض عرب کے محاورہ میں سے ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی عزت میں کبھی کوئی بٹہ نہ لگا ہو یعنی وہ ہمیشہ ہر معاملہ میں روسفید رہا ہو۔

۳ ۔ ثمال بروزن کتاب اس فریادرس کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کے معاملات کی درستی کرتا رہتا ہو۔
۴ ۔ اَرَامِلُ جمع اَرْمَلٌ کی ہے اور ارملہ اس عورت کو کہتے ہیں جو جس کا شوہر نہ ہو۔
قول مترجم :۔ نیز اَرَامِلُ جمع اَرْمَلٌ کی بھی ہے اور اَرْمَلہ کی بھی۔ اَرْمَلٌ وہ مرد ہے جس کی عورت نہ ہو اور اَرْمَلہ وہ عورت ہے جس کا مرد نہ ہو۔ مگر اَرَامِلُ کا مخصوص اور کثرت سے استعمال بے شوہری عورتوں ہی پر ہوتا ہے۔

کافی میں ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا تھا کہ آیا ابوطالب بحیثیت اولیائے حضرت اسمٰعیلؑ میں ہونے کے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے لئے بھی حجۃ اللہ تھے؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ وصایائے انبیاء کے ایک امین تھے جو انھوں نے آنحضرت تک پہونچائیں۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ جب انھوں نے وصیتیں آنحضرتؐ تک پہونچادیں تو اس سے تو صاف ثابت ہوا کہ حضرت ابوطالب حجت تھے اور آنحضرتؐ ان کے ماتحت۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہے اگر جناب رسولؐ خدا ان کے ماتحت ہوتے تو پھر وصیت ہی ان کو کیوں پہونچاتے۔ اس پر عرض کیا گیا تو پھر حضرت ابوطالب کی کیا حالت تھی۔؟ فرمایا کہ انھوں نے جناب رسولؐ خدا کی رسالت کا اقرار کیا۔ اور جو احکام آنحضرتؐ لائے تھے ان کا اقرار کیا۔ انبیاء کی وصیتیں ان کے سپرد کیں۔ اور اسی دن انتقال فرما گئے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوطالب نے انتقال فرمایا تو جبرئیل امین جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! اب آپ مکہ سے تشریف لے جایئے کیونکہ یہاں آپ کا کوئی مددگار نہیں رہا اور قریش آنحضرت کو ضرر پہونچانے کے لئے ہیجان میں آئے ہوئے ہیں۔ پس اس مشورہ کے بموجب آنحضرتؐ نے شہر مکہ کو چھوڑا اور مکہ معظمہ کے اطراف میں ایک پہاڑ کے پاس پہونچے جس کا نام حجون تھا اور اسی میں پناہ لی۔

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ یارسولؐ اللہ! پروردگار عالم آپ کو سلام پہونچاتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے آتش جہنم کو اس صلب پر حرام کیا ہے جس میں آپ کا نور رہا ہو اور اس رحم پر حرام کیا ہے جس میں آپ حمل میں رہے ہوں اور اس گود پر حرام کیا ہے جس میں آپ نے پرورش پائی ہو پس صلب سے مراد آنحضرتؐ کے والد ماجد عبداللہ ابن عبدالمطلب کا صلب ہے اور بطن یا رحم سے مراد جس کے رحم میں آنحضرتؐ رہے جناب آمنہ بنت وہاب ہیں اور وہ گود جس نے آپ کی پرورش کی اس سے حضرت ابوطالب کی گود مراد ہے۔ اور ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کی شامل ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت اسد نبی ہیں۔ کیونکہ دونوں نے اپنی اپنی گود میں کھلایا اور پرورش کی۔

تفسیر عیاشی میں زہری سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے حضرتؑ سے کوئی بات پوچھی جس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا اس وقت اس شخص نے (بطریق غصہ) یہ کہا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو آپ بت پرستوں کی اولاد ہیں حضرتؑ نے فرمایا (خدا تجھ پر لعنت کرے) تو جھوٹ بکتا ہے۔ سر انگشتانی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ (اپنے بیٹے) اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں پہونچادیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدا تعالیٰ سے یہ عرض کی "رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ" پس اولاد اسمٰعیل میں سے کسی نے کبھی بت کی پرستش نہیں کی۔ ہاں عرب ضرور بتوں کو پوجنے والے تھے رہی اولاد اسمٰعیلؑ ان میں سے بعض تو یہ کہدیا کرتے تھے "هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ" اور اس طرح کافر ہو جاتے تھے مگر بت کو کبھی نہ پوجتے تھے یعنی شرک ہرگز نہ تھے۔ امالی شیخ طوسی علیہ الرحمۃ میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کثیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور ان حضرت نے بتوسط اپنے والد ماجد کے اپنے جدّ امجد سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے جو ان حضرتؑ نے جناب امام حسن علیہ السلام سے سماعت فرمائی تھی اور وہ ایک واقعہ تھا جو ان حضرتؑ کو طلحہ اور معاویہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے ان دونوں ملعونوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ اب رہی قرابت تو وہ مشرک کو بھی نفع پہونچائے گی اور خدا کی قسم مومن کے لئے تو بہت زیادہ نفع ہوگی چنانچہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابوطالب سے عین حالت احتضار میں یہ فرمایا کہ آپ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہدیں کہ میں اس کے ذریعہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں شفاعت کروں گا۔ حالانکہ (یہ امر مسلم ہے کہ) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جب تک پورا یقین نہ ہوتا تھا نہ اپنے چچا سے ایسی بات فرماتے نہ ایسا وعدہ کرتے اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ) یہ بات سوائے ہمارے بزرگ یعنی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے کسی دوسرے کے لئے جائز ہی نہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ "وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا"

بروایت عبداللہ ابن عباس خود حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابوطالبؑ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ بھتیجے! آیا اللہ نے تمھیں رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا جی ہاں۔ تب حضرت ابوطالب نے کہا اچھا مجھے کوئی معجزہ دکھلا دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس درخت کو آپ کی خاطر سے بلاتا ہوں۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آگیا اور آنحضرتؐ کے سامنے اس نے سجدہ کیا۔ پھر اپنی جگہ لوٹ کر چلا گیا اس وقت حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سچے رسولؐ ہیں (اس کے بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہوکے فرمایا) یا علی تم اپنے عم امین کی اطاعت کرو کیونکہ حدیثوں میں یہ مضمون جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی روایتوں سے وارد ہوا ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام حساب جمل کی رو سے داخل اسلام ہوئے تھے۔ اور امام علیہ السلام نے اپنی مٹھی باندھکر ۶۳ کا عدد بھی ظاہر کیا۔

ابوالحسن محمد ابن احمد داؤدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوالقاسم حسین ابن روح قدس اللہ روحہ (سفیر جناب صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ حضرت عباس کے اس قول کے کیا معنی ہیں (جو انھوں نے آنحضرتؐ سے فرمایا تھا) آپ کے چچا ابوطالب حساب جمل کی رو سے اسلام لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ۶۳ کا اشارہ کیا انھوں نے فرمایا کہ اس مطلب "اَلٰمٓ اَحَدٌ جَوَادٌ" تھا۔ اور اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی کہ الف کا عدد ایک ہے تو لام کے ۳۰ اور کاف کے ۵۔ پھر الف کا ایک ح کے ۸ دال کے ۴۔ پھر ج کے ۳، و کے ۶۔ الف کا ۱۔ اور د کے چار اور مجموعہ ان سب کا ۶۳ ہے۔

اصبغ ابن نُباتہ سے منقول ہے کہ میں نے خود جناب امیر المومنینؑ کو یہ فرماتے سُنا کہ خدا کی قسم نہ میرے باپ نے کبھی بت کی پرستش کی اور نہ میرے دادا عبد المطلب نے اور نہ ان کے والد ہاشم نے اور نہ ان کے والد عبد المناف نے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ آخر وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ فرمایا بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے دین ابراہیمؑ کے مطابق نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اسی پر قائم تھے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد حضرت ابو طالب علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض سے آئیں کہ ان کو جناب رسولؐ خدا کی ولادت کی خوشخبری سنائیں۔ تو حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ ایک سبت تم صبر کرو تو میں بھی تمھیں ایسے ہی شخص کی خوشخبری دوں گا۔ فرق اس قدر ہوگا کہ اس میں نبوت نہ ہوگی۔ حضرتؑ نے خود ارشاد فرمایا کہ سبت سے مراد تیس ۳۰ برس ہیں۔ اور جناب رسولؐ خدا کی ولادت اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولادت میں تیس ہی برس کا فرق ہے۔

علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں حضرت ابو طالب علیہ السلام کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں از آنجملہ اشعار ذیل بھی ہیں ؎

اَنْتَ الْاَمِیْنُ مُحَمَّدٌ	قَرْمٌ اَعَزُّ مُسَوَّدٌ	مِنْ مُسَوَّدِیْنَ اَطَائِبٍ	کَرُمُوْا وَطَابَ الْمَوْلَدُ
اَنْتَ السَّعِیْدُ مِنَ السُّعُوْدِ	یُلْفِیْکَ اَکْرَمُ سَیِّدٌ	مِنْ بَعْدِ اٰدَمَ لَمْ یَزَلْ	فِیْنَا وَصِیٌّ مُرْشِدٌ
فَلَقَدْ عَرَفْتُکَ صَادِقًا	بِالْقَوْلِ لَا تَتَفَنَّدُ	مَا زِلْتَ تَنْطِقُ بِالصَّوَابِ	وَاَنْتَ طِفْلٌ اَمْرَدُ

(ترجمہ) تم امین ہو محمدؐ ہو سب سے زیادہ عزت دار سردار ہو۔ تم سرداروں اور پاک دامنوں کے فرزند ہو۔ جو کریم الاصل تھے۔ تمھاری جائے ولادت بہت اچھی ہے۔ تم نیک بختوں کے سعید فرزند ہو۔ اور سعید لوگ ہی آپ پر احاطہ کئے رہے۔ آدم علیہ السلام کے بعد سے لے کے اب تک ہمارے خاندان میں کوئی تو کوئی ہدایت کرنے والا وصی برابر چلا آتا ہے۔ اسی سے میرا آپ کو خوب پہچانا ہوں۔ کہ آپ کی ہر بات سچی ہے۔ کوئی خلاف عقل نہیں۔ آپ تو اس وقت سے جب کہ آپ بچے ہی تھے حق ہی حق باتیں کہتے رہے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اسی قسم کا مضمون اپنے قصیدۂ لامیہ میں بھی فرمایا ہے ؎

وَمَا مِثْلُهٗ فِی النَّاسِ سَیِّدُ مَعْشَرٍ	اِذَا قَایَسُوْهُ عِنْدَ وَقْتِ التَّفَاضُلِ
فَاَیَّدَهٗ رَبُّ الْعِبَادِ بِنُوْرِهٖ	وَاَظْهَرَ دِیْنًا حَقُّهٗ غَیْرُ زَائِلِ

اور انہی میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ	رَبِیْعُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
لُطِیْفٌ بِهٖ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ
وَمِیْزَانُ صِدْقٍ لَّا یَخِیْسُ شَعِیْرَةً	وَمِیْزَانُ عَدْلٍ وَّزْنُهٗ غَیْرُ عَایِلِ

(ترجمہ) جب بزرگی دینے کے وقت لوگ اس کی بزرگی کا اندازہ کریں تو تمام آدمیوں میں کوئی شخص ان کے مانند گروہوں کا سردار نہیں ہے۔ بندوں کے پروردگار نے اپنے نور کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے اور انھوں نے ایسا دین ظاہر کیا ہے جس کا حق ہونا کبھی زائل نہ ہوگا۔

اور وہ ایسے متبرک ہیں کہ ان کے روشن کا واسطہ دے کر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کے باغ و بہار اور بیواؤں کے جائے پناہ ہیں یہ بنی ہاشم میں سے ہیں جن کے گرد فقراء جمع رہتے ہیں۔ پس وہ لوگ ان کے پاس ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ سچائی کی میزان ہیں جو جَو بھر بھی کم نہیں ہوتی اور وہ عدل کی ترازو ہیں جس کی قول ہمیشہ پوری ہی اترتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں علامہ طبرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان پر اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اجماع ثابت ہے۔ اور ان حضرات کا اجماع حجت ہے اس لئے کہ وہ ثقلین میں سے ایک ثقل ہیں جن کے اتباع کا حکم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مشہور قول کے بموجب دیا ہے۔ "مَاۤ اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ" (جب تک تم ان دونوں سے تمسک رہوگے ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے)۔

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے مضمون متذکرہ بالا قول باری تعالےٰ وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَیَنْوَوْنَ عَنْهُ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہیں حضرت ابو طالب علیہ السلام کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ جو ان کے ایمان پر دلالت کرتے ہیں مگر ہم بخوف طوالت ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ اپنی کتاب ظرائف میں فرماتے ہیں کہ عجائبات سے یہ بات ہے کہ دشمنان اہلبیتؑ علیہم السلام کا تعصب اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو یہ فرمایا "اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ" اس میں "مَنْ اَحْبَبْتَ" سے حضرت ابو طالب مراد ہیں۔ حالانکہ ابو المجد بن رشادہ واعظ نے اپنی کتاب نزول القرآن میں اسی آیت کے بارے میں حسن ابن فضل کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیونکر کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی حالانکہ یہ سورت جس میں یہ آیت ہے مدینہ منورہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں سب سے آخر ہے حالانکہ

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا انتقال جبکہ آنحضرت مکہ ہی میں تھے اور اسلام کا آغاز تھا جب ہی ہو چکا تھا۔ اور یہ آیت حرس ابن نعمان بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن سے آنحضرتؐ بہت محبت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اسلام لے آئیں ایک دن انھوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ یقیناً برحق ہیں اور جو کچھ آپ نے کر آئے ہیں وہ بھی سب برحق ہے لیکن آپ کے اتباع سے ہم کو یہ بات روکتی ہے کہ عرب اپنی کثرت اور ہماری قلت کے سبب ہم کو ہماری سرزمین سے معدوم کر دیں گے۔ اور ہم میں ابھی اتنی قوت ہے نہیں کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرت بوجہ ان کے میلان کے جو اسلام کی طرف تھا ان کو اسلام ہی میں شمار فرماتے تھے۔ اسی طرح جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے جو ان روایتوں کو جانتا ہو اور ان آیات کے مضمون سے واقف ہو یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت ابوطالب کے ایمان سے انکار کرے حالانکہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کی وصیت کی روایتیں جو انھوں نے اپنے بیٹے علی علیہ السلام کو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے کے بارے میں فرمائیں پہلے گزر چکی ہیں۔ اور ان کے اس قول کا بھی ذکر ہو چکا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوائے نیکی کے اور کسی بات کی طرف بلائیں گے ہی نہیں۔ اور آنحضرتؐ کا یہ قول بھی مذکور ہو چکا "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً يَا عَمِّ" (چچا جان خدا آپ کو جزائے خیر دے) نیز آنحضرتؐ کا یہ قول کہ اگر چچا اس وقت زندہ ہوتے تو اسلام کا عروج اور ہماری ترقی دیکھ کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم نہ ہوتا کہ حضرت ابوطالب مومن مرے ہیں تو وہ کبھی حضرت ابوطالب کے حق میں دعائے خیر نہ فرماتے اور نہ کبھی اس بات کی شہادت دیتے کہ اسلام کے عروج اور ہماری ترقی سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر امت میں سے کسی اور کی گواہی حضرت ابوطالب کے بارے میں سوائے عترت جناب رسولؐ خدا کی گواہی کے نہ بھی ہو تو بھی تمام امت پر عترت رسولؐ خدا کی گواہی کی تصدیق واجب و لازم ہے اس لئے کہ ان کے نبی نے گواہی دی ہے کہ میری عترت کتاب خدا سے کبھی جدا نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا شک ہی نہیں ہو سکتا کہ عترت جناب رسولؐ خدا حضرت ابوطالب کے باطنی حالات سے بہ نسبت غیروں کے بہت زیادہ واقف ہیں اور شیعان اہلبیت کا اس بات پہ اجماع ہو چکا ہے کہ جناب ابوطالبؑ یقینی مومن تھے اور اس بارے میں ان کی تصنیفات موجود ہیں۔ علامہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ باسناد خود علی ابن عقیبہ سے اور وہ اپنے والد عقیبہ سے روایت کرتے ہیں عقیبہ کہتے ہیں کہ میں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم اپنے کل معاملات خدا کے واسطے کرو اور آدمیوں کے واسطے کچھ نہ کرو۔ اس لئے کہ جو کچھ بھی اللہ کے واسطے ہوتا ہے وہی خدا کے ہاں قبول ہے اور جو کچھ آدمیوں کے لئے ہوتا ہے وہ خدا کے دربار میں باری نہیں پاتا۔ اور معاملات میں لوگوں سے جھگڑا نہ کرو اس لئے کہ جھگڑا کرنا دل کو مریض بنا دیتا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی نبی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا "اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ" نیز فرمایا "اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ" سو تم لوگوں کو تو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ لوگوں نے تو جو کچھ اخذ کیا ہے وہ معمولی آدمیوں سے اخذ کیا ہے۔ اور تم نے جو کچھ لیا ہے وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا ہے۔ میں نے خود اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی بندہ کے لئے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ ہمارے امر میں داخل ہو جائے تو وہ اس پرندہ کی نسبت زیادہ تیزی سے داخل ہوگا جو اپنے گھونسلے میں جا گھستا ہے۔

صفحہ ۴۶۹ نوٹ ۵

اِنْ نَتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا: روضۃ الواعظین میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا تھا کہ اسی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امر اسلام کی دعوت گوروں کو بھی دیتا رہوں گا۔ اور کالوں کو بھی پہاڑ کی چوٹیوں پر جو رہتے ہیں ان کو بھی اور سمندر کی تہ میں جو رہتے ہیں ان کو بھی۔ اہل فارس کو بھی میں دعوت اسلام دوں گا۔ اور اہل روم کو بھی۔ اس پر قریش بہت کچھ بھبھرے اور بہت ہی اینٹھے اور حضرت ابوطالب سے کہا کہ آپ کے بھتیجے صاحب کیا کہتے ہیں واللہ اگر فارس اور روم والے سن پائیں گے تو اس زمین سے ہمارا کھوج کر دیں گے۔ اور اس کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۴۷۱ نوٹ ۱

جیسے تمہاری عقل فوراً قبول کر لے۔ بتاؤ آیا وہ رسولؐ جن کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا تھا اور ان پر اپنی کتابیں نازل کی تھیں وحی و الہام سے ان کو مشرف فرمایا تھا اور خلعت عصمت سے مزین کیا تھا۔ آیا ان کا انتخاب کیا ہوا زیادہ ٹھیک اترے گا یا ان کی امتوں کا مثلاً موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو لو۔ آیا یہ ممکن ہے کہ باوجود اپنے کمال علم و عقل کے وہ پروردگار اپنی رائے سے کسی شخص کو مومن سمجھ کر منتخب کریں۔ اور منافق ثابت ہو۔ عرض کیا گیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا مگر ایسا ہوا تو ضرور۔ موسیٰؑ کلیم اللہ نے وفور عقل و کمال علم و صاحب وحی و کتاب ہونے کے اپنے قوم کے شرفاء اور اپنے لشکر کے سرداروں میں سے اپنے پروردگار کے مقرر کردہ وقت کے لئے ایسے ستر آدمی چھانٹ لئے جن کے ایمان و اخلاص میں ان کو ذرا بھی شک نہ تھا۔ مگر وہ سب منافق ثابت ہوئے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے "وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا الخ" نیز ان کا قول نقل فرماتا ہے "لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً الخ"۔ پس جب کہ ہم کو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس شخص کا اپنی رائے سے انتخاب کرنا بھی غلط ثابت ہو گیا۔ جس کو خدا تعالیٰ اپنی نبوت و رسالت کے لئے برگزیدہ فرما چکا تو ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ سوائے اس کے انتخاب کے جو دلوں کے راز سے اور سینوں کی مخفی باتوں سے اور سب کے آئندہ حالات سے واقف ہے۔ کسی دوسرے کا انتخاب جائز ہی نہیں اور جب کہ نبی کا انتخاب باوجود یکہ وہ اہل صلح کو منتخب کرنا چاہتے تھے۔ مفسدین پر واقع ہوا تو وائے بر حال اس انتخاب کے مہاجرین و انصار نے کیا ہوا مسئلے کہ وہ تو بہت ہی بڑے خطرے میں ڈالنے والا اور ہلاکت کو پہونچانے والا ہے۔ ۱۲

کافی میں حدیث مرفوع بروایت عبدالعزیز ابن مسلم منقول ہوئی ہے (وہ پوری حدیث مع ترجمہ درج کی جاتی ہے) راوی کا بیان ہے کہ ہم شہر مرو میں جناب امام رضا علیہ السلام کی معیت میں موجود تھے اور ہم وہاں پہونچنے کے بعد ابتدائی زمانہ میں ایک جمعہ کے دن جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے لوگوں نے امر امامت کا ذکر چھیڑا اور یہ بھی ذکر نکالا کہ آدمیوں کا اس معاملہ میں کسقدر اختلاف ہے پس میں اپنے آقا اور سید جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امامت کے بارے میں لوگوں نے جو جو گفتگو کی تھی وہ سب ان حضرتؑ سے عرض کی۔ حضرتؑ یہ سب باتیں سن کر متبسم ہوئے۔ پھر یوں ارشاد فرمایا۔ يَا عَبْدَ الْعَزِيْزِ جَهِلُوْا الْقَوْمُ وَخُدِعُوْا عَنْ اَدْيَانِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَقْبِضْ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى اَكْمَلَ لَهُ الدِّيْنَ

وَانْزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ بَيَّنَ فِيْهِ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَالْحُدُوْدَ وَالْاَحْكَامَ وَجَمِيْعَ مَا يَحْتَاجُ الَيْهِ النَّاسُ كَمْلًا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْزَلَ فِيْهِ مَا اَنْزَلَ فِيْ حُجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ اٰخِرُ عُمْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اَمْرُ الْاِمَامَةِ مِنْ تَمَامِ الدِّيْنِ وَلَمْ يَمْضِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى بَيَّنَ لِاُمَّتِهٖ مَعَالِمَ دِيْنِهِمْ وَاَوْضَحَ لَهُمْ سَبِيْلَهُمْ وَتَرَكَهُمْ عَلٰى سَبِيْلِ قَصْدِ الْحَقِّ وَاَقَامَ لَهُمْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَمًا وَّاِمَامًا وَّمَا تَرَكَ شَيْئًا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْاُمَّةُ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُكْمِلْ دِيْنَهٗ فَقَدْ رَدَّ كِتَابَ اللّٰهِ وَمَنْ رَدَّ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ كَافِرٌ هٰذَا وَاَهْلُ تَعْرِفُوْنَ فَضْلَ الْاِمَامَةِ وَمَحَلَّهَا مِنَ الْاُمَّةِ فَيَجُوْزُ فِيْهَا اخْتِيَارُهُمْ اَنَّ الْاِمَامَةَ اَجَلُّ قَدْرًا وَّاَعْظَمُ شَاْنًا وَّاَعْلٰى مَكَانًا وَّاَمْنَعُ جَانِبًا وَّاَبْعَدُ غَوْرًا مِّنْ اَنْ يَّبْلُغَهَا النَّاسُ بِعُقُوْلِهِمْ اَوْ يَنَالُوْهَا بِاٰرَائِهِمْ اَوْ يُقِيْمُوْا اِمَامًا بِاخْتِيَارِهِمْ اِنَّ الْاِمَامَةَ خَصَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا اِبْرٰهِيْمَ الْخَلِيْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَالْخُلَّةِ مَرْتَبَةً ثَالِثَةً وَّفَضِيْلَةً شَرَّفَهٗ بِهَا وَاَشَادَ بِهَا جَلَّ ذِكْرُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا فَقَالَ الْخَلِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُرُوْرًا بِهَا وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَنَالُ عَهْدِيْ الظّٰلِمِيْنَ فَاَبْطَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِمَامَةَ كُلِّ ظَالِمٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَصَارَتْ فِي الصَّفْوَةِ ثُمَّ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنْ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ اَهْلِ الصَّفْوَةِ وَالطَّهَارَةِ فَقَالَ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ فَلَمْ يَزَلْ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ يَرِثُهَا بَعْضٌ عَنْ بَعْضٍ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى وَرَّثَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالٰى اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَكَانَتْ لَهٗ خَاصَّةً فَقَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسْمِ مَا فَرَضَ اللّٰهُ فَصَارَتْ فِيْ ذُرِّيَّتِهِ الْاَصْفِيَاءِ الَّذِيْنَ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ بِقَوْلِهٖ جَلَّ وَعَلَا وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ فَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذِهٖ فِيْ وُلْدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاصَّةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِذْ لَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَمَنْ اَيْنَ يَخْتَارُ هٰؤُلَاءِ الْجُهَّالُ اَنَّ الْاِمَامَةَ هِيَ مَنْزِلَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِرْثُ الْاَوْصِيَاءِ اِنَّ الْاِمَامَةَ خِلَافَةُ اللّٰهِ وَخِلَافَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَمَقَامُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِيْرَاثُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِنَّ الْاِمَامَةَ زِمَامُ الدِّيْنِ وَنِظَامُ الْمُسْلِمِيْنَ وَصَلَاحُ الدُّنْيَا وَعِزُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ الْاِمَامَةَ اُسُّ الْاِسْلَامِ النَّامِيْ وَفَرْعُهٗ السَّامِيْ بِالْاِمَامِ تَمَامُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ وَتَوْفِيْرُ الْفَيْءِ وَالصَّدَقَاتِ وَاِمْضَاءُ الْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ وَمَنْعُ الثُّغُوْرِ وَالْاَطْرَافِ الْاِمَامُ يُحِلُّ حَلَالَ اللّٰهِ وَيُحَرِّمُ حَرَامَ اللّٰهِ وَيُقِيْمُ حُدُوْدَ اللّٰهِ وَيَذُبُّ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَيَدْعُوْ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّهٖ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ اَلْاِمَامُ كَالشَّمْسِ الطَّالِعَةِ الْمُجَلِّلَةِ لِلْعَالَمِ بِضَوْئِهَا وَهِيَ فِي الْاُفُقِ بِحَيْثُ لَا تَنَالُهَا الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارُ اَلْاِمَامُ الْبَدْرُ الْمُنِيْرُ وَالسِّرَاجُ الزَّاهِرُ وَالنُّوْرُ السَّاطِعُ وَالنَّجْمُ الْهَادِيْ فِيْ غِيَاهِبِ الدَّيْجُوْرِ وَاَجْوَازِ الْبُلْدَانِ وَالْقِفَارِ وَلُجَجِ الْبِحَارِ اَلْاِمَامُ الْمَاءُ الْعَذْبُ عَلَى الظَّمْاٰءِ وَالدَّالُّ عَلَى الْهُدٰى الْمُحْتَفِيْ مِنَ الدَّوٰى اَلْاِمَامُ النَّارُ عَلَى الْيَفَاعِ الْحَارُّ لِمَنِ اصْطَلٰى وَالدَّلِيْلُ فِي الْمَهَالِكِ مَنْ فَارَقَهٗ فَهَالِكٌ اَلْاِمَامُ السَّحَابُ الْمَاطِرُ وَالْغَيْثُ الْهَاطِلُ وَالشَّمْسُ الْمُضِيْئَةُ وَالسَّمَاءُ الظَّلِيْلَةُ وَالْاَرْضُ الْبَسِيْطَةُ وَالْعَيْنُ الْفَيَّاضَةُ وَالْغَدِيْرُ وَالرَّوْضَةُ اَلْاِمَامُ الْاَنِيْسُ الرَّفِيْقُ وَالْوَالِدُ الشَّفِيْقُ وَالْاَخُ الشَّقِيْقُ وَالْاُمُّ الْبَرَّةُ بِالْوَلَدِ الصَّغِيْرِ وَمَفْزَعُ الْعِبَادِ فِي الدَّاهِيَةِ النَّاذِلَةِ اَلْاِمَامُ اَمِيْنُ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ وَحُجَّتُهٗ عَلٰى عِبَادِهٖ وَخَلِيْفَتُهٗ فِيْ بِلَادِهٖ وَالدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ وَالذَّابُّ عَنْ حَرَمِ اللّٰهِ اَلْاِمَامُ الْمُطَهَّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ الْمُبَرَّاُ مِنَ الْعُيُوْبِ الْمَخْصُوْصُ بِالْعِلْمِ الْمَوْسُوْمُ بِالْحِلْمِ نِظَامُ الدِّيْنِ وَعِزُّ الْمُسْلِمِيْنَ وَغَيْظُ الْمُنَافِقِيْنَ وَبَوَارُ الْكَافِرِيْنَ اَلْاِمَامُ وَاحِدُ دَهْرِهٖ لَا يُدَانِيْهِ اَحَدٌ وَلَا يُعَادِلُهٗ عَالِمٌ وَلَا يُوْجَدُ مِنْهُ بَدَلٌ وَلَا لَهٗ مِثْلٌ وَلَا نَظِيْرٌ مَخْصُوْصٌ بِالْفَضْلِ كُلِّهٖ مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ مِّنْهُ لَهٗ وَلَا اكْتِسَابٍ بَلِ اخْتِصَاصٌ مِّنَ الْمُفَضِّلِ الْوَهَّابِ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَبْلُغُ مَعْرِفَةَ الْاِمَامِ اَوْ يُمْكِنُهٗ اخْتِيَارُهٗ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ وَتَاهَتِ الْحُلُوْمُ وَحَارَتِ الْاَلْبَابُ وَحَسَرَتِ الْعُيُوْنُ وَتَصَاغَرَتِ الْعُظَمَاءُ وَتَحَيَّرَتِ الْحُكَمَاءُ وَتَقَاصَرَتِ الْحُلَمَاءُ وَحَصِرَتِ الْخُطَبَاءُ وَجَهِلَتِ الْاُدَبَاءُ وَكَلَّتِ الشُّعَرَاءُ وَعَيِيَتِ الْبُلَغَاءُ عَنْ وَّصْفِ شَاْنٍ مِّنْ شَاْنِهٖ اَوْ فَضِيْلَةٍ مِّنْ فَضَاۗئِلِهٖ وَاَقَرَّتْ بِالْعَجْزِ وَالتَّقْصِيْرِ وَكَيْفَ يُوْصَفُ بِكُلِّهٖ اَوْ يُنْعَتُ بِكُنْهِهٖ اَوْ يُفْهِمُ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِهٖ اَوْ يُوْجَدُ مَنْ يَّقُوْمُ مَقَامَهٗ وَيُغْنِيْ غِنَاهُ لَا وَكَيْفَ وَاَنّٰى وَهُوَ بِحَيْثُ النَّجْمُ مِنْ يَّدِ الْمُتَنَاوِلِيْنَ وَوَصْفُ الْوَاصِفِيْنَ فَاَيْنَ الْاِخْتِيَارُ وَمِنْ هٰذَا وَاَيْنَ الْعُقُوْلُ عَنْ هٰذَا وَاَيْنَ يُوْجَدُ مِثْلُ هٰذَا اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كَذَبَتْهُمْ وَاللّٰهِ اَنْفُسُهُمْ فَمَاتُوْا وَحَضَاحِضُ تَنْزُلُ عَنْهُ اِلَى الْحَضِيْضِ اَمْ هُمْ دَاْمُوْا اِنَّا مِنْهُ الْاِمَامُ يَقْفُرُ جَاْرَتِهٖ بَاْتِرَةً نَاقِصَةً وَّاَرَاۗءٍ مُّهْلِلَةٍ فَلَمْ يَزْدَادُوْا مِنْهُ اِلَّا بُعْدًا اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَّ اَمْوَاتًا مَّنْ ضَلَّ عَنْهُ اَحْيَاءً وَّقَالُوْا اِفْكًا وَّضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا اَوْ وَقَفُوْا الْخَيْرَةَ اِذْ تَرَكُوا الْاِمَامَ عَنْ بَصِيْرَةٍ وَّدَبَّ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَرَغِبُوْا عَنِ اخْتِيَارِ اللّٰهِ وَاخْتِيَارِ رَسُوْلِهٖ اِلٰى اخْتِيَارِهِمْ وَالْقُرْاٰنُ يُنَادِيْهِمْ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَقَالَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ

أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ
إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا أَمْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ وَقَالُوا
سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ أَمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ هُوَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
فَكَيْفَ لَهُمْ بِاخْتِيَارِ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ عَالِمٌ لَا يَجْهَلُ وَرَاعٍ لَا يُمَالُ مَعْدِنُ الْقُدْسِ وَالطَّهَارَةِ وَالنُّسُكِ وَالزَّهَادَةِ وَالْعِلْمِ
وَالْعِبَادَةِ مَخْصُوصٌ بِدَعْوَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلِيلُ الْأَطْهَرَةِ الْبَتُولِ لَا يُغْمَزُ فِيهِ فِي نَسَبٍ وَلَا يُدْلِي بِنَسَبٍ ذُو
حَسَبٍ فِي النَّسَبِ مِنْ قُرَيْشٍ وَالذُّرْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَالْعِتْرَةِ مِنَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالرِّضَا مِنَ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ
أَشْرَفُ الْأَشْرَافِ وَالْفَرْعُ مِنْ نَبِيِّ عَبْدِ مَنَافٍ نَامِي الْعِلْمِ كَامِلُ الْحِلْمِ مُضْطَلِعٌ بِالْإِمَامَةِ عَالِمٌ بِالسِّيَاسَةِ مَفْرُضٌ وَضُ
الطَّاعَةِ قَائِمٌ بِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ نَاصِحٌ لِعِبَادِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظٌ لِدِينِ اللَّهِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ وَالْأَئِمَّةَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ يُوَفِّقُهُمُ اللَّهُ وَيُؤَتِّيهِمْ مِنْ مَخْزُونِ عِلْمِهِ وَحِكْمِهِ مَا لَا يُؤْتِيهِ غَيْرَهُمْ يَبْلُونَ عِلْمُهُمْ فَوْقَ عِلْمِ أَهْلِ زَمَانِهِمْ فِي قَوْلِهِ
جَلَّ وَتَعَالَىٰ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ وَقَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ
وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَقَوْلِهِ فِي طَالُوتَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ
يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَقَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا وَقَالَ فِي الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ وَعِتْرَتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ
أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا فَمِنْهُمْ مَنْ
آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا وَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اخْتَارَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأُمُورِ عِبَادِهِ شَرَحَ صَدْرَهُ
لِذَٰلِكَ وَأَوْدَعَ قَلْبَهُ يَنَابِيعَ الْحِكْمَةِ وَأَلْهَمَهُ الْعِلْمَ إِلْهَامًا فَلَمْ يَعْيَ بَعْدَهُ بِجَوَابٍ وَلَا يَحْصَرُ فِيهِ عَنْ صَوَابٍ فَهُوَ مَعْصُومٌ
مُؤَيَّدٌ مُوَفَّقٌ مُسَدَّدٌ قَدْ أَمِنَ مِنَ الْخَطَايَا وَالزَّلَلِ وَالْعِثَارِ وَخَصَّهُ بِذَٰلِكَ لِيَكُونَ حُجَّتَهُ عَلَىٰ عِبَادِهِ وَشَاهِدَهُ عَلَىٰ خَلْقِهِ وَذَٰلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ فَهَلْ يَقْدُرُونَ عَلَىٰ مِثْلِ هَذَا فَيَخْتَارُونَهُ أَوْ يَكُونُ مُخْتَارُهُمْ بِهَذِهِ الصِّفَةِ
فَيُقَدِّمُونَهُ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ وَأَنْبِيَاءِ اللَّهِ الْحَقَّ يَعْبُدُونَ وَكِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَفِي كِتَابِ اللَّهِ الْهُدَىٰ وَالشِّفَاءُ
يَنْبِذُونَهُ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ فَذَمَّهُمْ وَمَقَتَهُمْ وَنَكَسَهُمْ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالَىٰ فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ
اللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ وَقَالَ فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ
اللَّهُ عَلَىٰ قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۝

(ترجمہ) اے عبدالعزیز لوگ جاہل ہیں اور اپنے دین کے بارے میں دھوکا کھائے ہوئے ہیں۔ یقیناً خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبی کو اس وقت تک نہیں اٹھایا۔ جب تک کہ ان کے لئے دین کو کامل نہ کر دیا اور ان پر قرآن مجید نازل نہ فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے۔ اس میں حلال کو حرام کو حدود کو اور تمام ان چیزوں کو جن کی آدمیوں کو ضرورت پڑتی ہے پورا پورا کھول کر بیان کر دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی اور حجۃ الوداع میں جو آنحضرتؐ کی آخر عمر میں ہوا جو کچھ نازل فرمایا وہ بھی اس کتاب میں موجود ہے (اور وہ آیت ہے) آج کے دن میں تمہارے لئے تمہاری دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ امر امامت دین کا پورا کرنے والا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک آنحضرتؐ نے ان کے دین کی باتیں ضروری صاف بیان نہ کر دیں اور ان کو ان کا راستہ صاف بتلا نہ دیا۔ اور ان کو ایسے راستے تک پہونچا نہ دیا جو سیدھا حق تک لے جا سکے۔ اور علی علیہ السلام کو ان کے لئے علم ہدایت بنا کر قائم نہ کر دیا۔ اور کوئی چیز آنحضرتؐ نے ایسی نہ چھوڑی جس کی امت کو ضرورت پڑتی ہو (اور آنحضرتؐ نے اس کو واضح نہ کر دیا ہو۔ پس جس شخص کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا وہ کتاب خدا کا رد کرنے والا ہے۔ اور جو کتاب خدا کا رد کرنے والا ہے وہ کافر ہے۔ آیا تم لوگ امامت کے رتبہ کو اور امت سے امام کو جو نسبت ہے اس نسبت کو پہچانتے بھی ہو کہ امت کا امام کو منتخب کر لینا جائز ہو جائے۔ (بخوب سمجھ لو کہ) امامت کی قدر اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس کی شان اس سے کہیں بڑی ہے اور اس کی منزلت اس سے کہیں اعلیٰ ہے اور وہ اس سے کہیں محفوظ تر ہے اور اس کی گہرائی اس سے کہیں زیادہ ہے کہ آدمیوں کی عقلیں اس کی حد تک پہونچ سکیں یا لوگ اپنی رایوں سے اس کو پا سکیں یا اپنے اختیار (و انتخاب) سے امام بنا سکیں۔ امامت وہ رتبہ ہے جس سے خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ خلیل کو بعد نبوت و خلقت کے تیسری مرتبہ مخصوص فرمایا اور (امامت) وہ فضیلت ہے جس سے ان حضرت کو مشرف فرمایا اور اپنے کلام پاک میں اس کا ذکر اس شان سے کیا کہ فرمایا۔ "میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں" حضرت خلیل اللہ اس سے اتنے خوش ہوئے کہ انھوں نے عرض کی کہ میری اولاد سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے (اس) عہد سے ظالم فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ پس اس آیت نے قیامت کے دن تک کے لئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا۔ اور صرف پاک و پاکیزہ لوگوں کے لئے رہ گئی۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اکرام فرمایا کہ ان کی اولاد میں اس امامت کو ایسے لوگوں کے لئے قرار دیا جو صاحبان عصمت و طہارت ہوئے چنانچہ فرمایا اور ہم نے اسے (بیٹا) اسحٰقؑ اور پوتا یعقوب عنایت کیا اور ان میں سے ہم نے ہر ایک کو نیک بنایا اور ان کو ہم نے ایسا امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کیا کرتے تھے اور ان کی طرف ہم نے نیکیاں کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی۔ اور وہ سب کے سب ہماری بندگی کرنے والے تھے۔ پس امامت انہی کی اولاد میں رہی اور ہر زمانہ میں ایک سے دوسرے کو وراثت

یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا وارث قرار دیا جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا بلاشک بمقابلہ کل آدمیوں کے ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو ہے جو ان کے پیرو ہیں اور اس نبی کو ہے اور ان لوگوں کو ہے جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کل مومنوں کا کارساز ہے پس امامت آنحضرتؐ کے لئے اس طرح کارساز ہوگی اور آنحضرتؐ نے وہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو حکم خدا کے رو سے انہی قواعد کے بموجب جو اللہ نے واجب کئے تھے جو فرمادی۔ اسی وجہ سے وہ اوصیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا انہی حضرت کی ذریت میں ہوئے جیسا کہ خدائے بزرگ و برقرار فرماتا ہے۔ "اور وہ لوگ جن کو علم و ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم خدا کے نوشتہ کے بموجب قیامت کے دن تک رہے" پس امامت اولاد علی علیہ السلام میں قیامت کے دن تک مخصوص ہوگئی اس لئے کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی ہی نہیں۔ پس یہ جاہل لوگ انتخاب کا اختیار کہاں سے لائے امامت تو انبیاء کی منزلت اور اوصیاء کی وراثت ہے۔ امامت فی الحقیقت خدا کی خلافت اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا مقام اور حسنین علیہ السلام کا میراث ہے۔ امامت دین کی باگ ہے اور وہ چیز ہے جس سے مسلمانوں کا نظم (ونسق درست) اور دنیا کی صلاح (وفلاح) اور مومنین کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ امامت اسلام کی بڑھتی ہوئی بنیاد اور اس کی نمایاں شاخ ہے امام ہی کے ذریعہ سے نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد کی تکمیل ہوتی ہے اور مال غنیمت اور مال صدقات کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ حدود و احکام کا اجراء ہوتا ہے۔ اور سرحدوں کی روک تھام ہوتی ہے امام اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے۔ اور کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم کرتا ہے اور خدا کے دین پر سے ہر حملہ کو دور کرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف دانائی (اچھی نصیحت اور بڑھتی ہوئی حجت سے بلاتا ہے۔ امام چمکتے ہوئے سورج کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا نور تمام عالم کو روشن کر دے اور وہ خود افق ہی میں رہے۔ کہ اس تک نہ ہاتھ پہونچ سکیں نہ آنکھیں۔ امام روشنی دینے والا۔ کامل چاند چمکتا ہوا چراغ اور پھیلا ہوا نور اور اندھیری راتوں میں پھیلا ہوا راہ بتانے والا ستارہ جو ملکوں اور جنگلوں کے درمیان راستوں اور سمندروں میں راہبر ہو۔ امام پیاسے کے لئے میٹھا اور ٹھنڈا پانی۔ ٹھیک ٹھیک راستہ کا بتانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا ہوتا ہے امام اس آگ کی مانند ہوتا ہے جو کسی بلند مقام پر روشن کی جاتی ہے (اور وہ قریب و بعید سب کو روشنی پہونچاتی ہے) اور جس سے لوگ تاپ کر نفع اٹھاتے ہیں اور ہلاکت کے موقعوں سے چھٹکارا دینے والا ہوتا ہے جو اسے چھوڑے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ امام مینہ برسانے والا بادل اور نفع پہونچانے والی بارش اور روشنی دینے والا سورج اور سایہ ڈالنے والا آسمان اور نفع پہونچانے والی پھیلی ہوئی زمین اور کثرت سے پانی دینے والا چشمہ اور تالاب و باغ ہوتا ہے۔ امام شفا کرنے والا ساتھی اور شفقت و محبت کرنے والا باپ اور بھائی اور وہ مہربان جو چھوٹے جو چھوٹے بچے کو بر لطف و مدارات پرورش کرتی ہے اور آنیوالی مصیبتوں میں کل بندوں کے لئے جائے پناہ ہوتا ہے امام مخلوق خدا میں خدا کا امین اور خدا کے بندوں پر اس کی حجت اور خدا کی زمین میں اس کا خلیفہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور خدا کے حرم سے نافرمانوں کے حملہ دفع کرنے والا ہوتا ہے۔ امام کل گناہوں سے معصوم اور پاک اور ہر طرح کے عیب سے بری خاص علم کے ساتھ مخصوص اور خاص حلم کے ساتھ موسوم۔ دین کے نظم و نسق کا درست کرنے والا۔ مسلمانوں کو عزت دینے والا منافقوں کو غصہ میں لانے والا اور کافروں کا ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا شخص یکتا ہوتا ہے۔ بزرگی میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہو سکتا نہ کوئی عالم اس کا مقابل ہو سکتا ہے۔ نہ (اس کے زمانہ میں) کوئی اس کا بدل یا مثل یا نظیر ہو سکتا ہے۔ تمام فضائل کے ساتھ اس کی ذات مخصوص ہوتی ہے۔ یہ سب فضیلتیں اس کو بغیر طلب اور بغیر کد و کوشش کے ملتی ہیں۔ سبب یہ کہ بڑا عطا کرنے والے اور فضل کرنے والے کی عطا کی ہوئی خصوصیت ہی پس وہ کون ہو سکتا ہے جو امام کو کما حقہ پہچانے یا اس کا منتخب کر لینا اس کے امکان میں ہو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا امام کے فضائل میں سے ایک فضیلت اور اس کی شانوں میں سے ایک شان کے بیان میں عقلیں حیران فہم سرگردان دانائیاں پریشان ہوتی ہیں نظریں تھک جاتی ہیں بڑی بڑی سمجھ کے لوگ اپنے آپ کو نادار پاتے ہیں۔ حکما مبہوت ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دانا اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں۔ بڑے بڑے بولنے والے بند ہو گئے بڑے جاننے والے انجان بن گئے۔ بڑے بڑے شاعروں کی زبان بند ہو گئی۔ ادیب عاجز ہو گئے۔ بلیغ تھک گئے۔ اور سبھوں نے اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور تقصیر کیا۔ بھلا پھر پورا وصف تو کون بیان کرتا کما حقہ نعت و تعریف کون کرتا یا امام کے بیان میں سے کوئی بات بھی سمجھی جاتی اور ایسا تو کہاں سے ملتا کہ اس کا قائم مقام ہو سکے اور جو اس کے فرائض ان سے لوگوں کو مستغنی کر سکے ملتا کہاں اور کیسا جس حال میں کہ امام کی شان ایسی ہے جیسے کہ ستارہ جس ہاتھ بڑھانے والے اپنے ہاتھ سے چھو سکتے ہیں اور نہ ہاتھ بڑھانے والے اس کا وصف بیان کر سکیں بھلا ایسے کا انتخاب کہاں اور عقلوں کا ایسے کو سمجھ لینا کیسا اور ایسا مل جانا کیا معنی تم لوگ یہ گمان کر سکو کہ ایسا شخص آل محمدؐ کے سوا کہیں اور مل جائے گا۔ خدا کی قسم ان کے نفسوں نے ان کی تکذیب کی۔ پس ایسی سخت بلندی پر چڑھ گئے جو دھنس جانے والی ہے جس سے ان کے قدم پستی کی طرف اترتے چلے جائیں گے۔ لوگوں نے اپنی ناقص و ناکام سمجھ میں آنے والی عقلوں کے ساتھ اور گمراہ کرنے والی رایوں کے ساتھ امام بنا لینے کا فیصلہ کیا جس سے سوائے رحمت سے دور رہنے کے انھیں کچھ بھی نہ ملا خدا انھیں نست و نابود کر دے بہکے کہاں جاتے ہیں یقیناً آنکھوں نے ایک سخت امر کا قصد کیا۔ جھوٹ بولا۔ رحمت خدا سے بہت دور گمراہی میں جا پڑے۔ اور حیرانی میں پڑ گئے اس لئے کہ کھلی آنکھوں دیکھتے اصل امار چھوڑ دیا اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں زینت دیدیا پس ان کے دیکھتے دیکھتے ان کو راہ راست سے روک دیا۔ پس وہ خدا کے منتخب کئے ہوئے اور رسولؐ کے منتخب کئے ہوئے کو چھوڑ کر اپنے منتخب کئے ہوئے کی طرف جھک پڑے حالانکہ قرآن مجید ان کو پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے (اور جو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے) بندوں کو انتخاب کا کوئی اختیار نہیں ہے جن چیزوں کو یہ مشرک ٹھہراتے ہیں اللہ ان سے منزہ اور برتر ہے۔ نیز خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا اور نہ کسی ایمان والے مرد کے لئے یہ بات جائز ہے نہ کسی ایمان والی عورت کے لئے کہ جب خدا اور اس کے رسولؐ نے ایک بات طے کر دی ہو تو پھر انھیں اپنے اس معاملہ میں کچھ بھی اختیار باقی رہے نیز فرماتا ہے تمھیں ہو کیا گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو یا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہ تم کو اس میں ضرور ملے گا۔ یا تمھاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں۔ جو قیامت تک چلی جائیں گی۔ کہ جو کچھ تم فیصل کرو گے وہ ضرور تم کو مل جائے گا ان سے دریافت تو کرو کہ ان میں سے اس کا

ضامن کون ہے یا ان کے کچھ شریک ہیں پھر اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں نیز خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ یا اللہ نے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے کہ وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا حالانکہ وہ سنتے کچھ نہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے برتر جانور وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں (اور) جو (کچھ) نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ کو ان میں کسی قسم کی خیر و خوبی ہونے کا علم ہوتا تو وہ ان کو ضرور سنواتا اور اگر وہ ان کو سنوائے تو وہ اس سے بھی ضرور روگردان ہو کر الٹے بھاگیں۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور ہم نافرمانی کریں گے۔ لیکن یہ تو اللہ کا فرض ہے کہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ پھر ان کو امام کے انتخاب سے واسطہ؟ حالانکہ امام ایسا عالم ہوتا ہے جو کسی امر میں جاہل نہیں ہوتا۔ اور ایسا نگہبان ہوتا ہے جو کبھی تھکتا نہیں۔ پاکی اور پاکیزگی اور زہد و فرمانبرداری اور علم و عبادت کی کان رسول اللہ جس شان سے شہادت دیتے تھے اس کے ساتھ مخصوص اور ستیدہ طاہرہ بتول زہراؑ کی نسل سے ہوتا ہے جس کے فضل میں کوئی عیب نہیں لگایا جا سکتا اور بڑے سے بڑا خاندانی اس کا پاسنگ بھی نہیں ہو سکتا۔ نسب میں وہ قریش سے ہوتا ہے۔ اور نبی ہاشم کا سرتاج اور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ کی عزت اور خدائے عزوجل کا پسندیدہ سب شرفوں سے زیادہ شریف اولاد عبد مناف کی (پھلی پھولی) شاخ۔ علم میں ترقی کرنے والا۔ حلم میں پورا۔ امامت کا کام کما حقہ چلانے والا۔ سیاست سے آگاہ۔ حیر کی اطاعت واجب جو حکم خدائے عزوجل کا قائم کرنے والا۔ خدائے عزوجل کے بندوں کا خیر خواہ اور خدا کے دین کا محافظ ہوتا ہے۔ یہ انبیاء اور آئمہ صلوات اللہ علیہم کی ہی شان ہے۔ کہ توفیق خدا ان کی رفیق ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت کے پوشیدہ راز سے ان کو علم اپنے اہل زمانہ کے علم سے کہیں بڑھا ہوا جیسا کہ فرماتا ہے کہ کیا وہ شخص جو حق کی راہنمائی کرتا ہے اس کا زیادہ وہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ یا وہ جو (راہ خدا) نہیں بتلا سکتا جب کہ اس کو راہ نہ بتلائی جائے۔ پس تمہیں ہو کیا گیا ہے یہ کیسے فیصلے کرتے ہو نیز ارشاد فرماتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کو تو یقیناً بہت کچھ خیر و خوبی عطا کی گئی نیز حضرت طالوت کے بارے میں اس کا قول ہے کہ بیشک اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہے اور اسے علم و جسم میں کشادگی دی ہے اور اللہ اپنی حکومت جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔ نیز اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت حاصل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اس کی تم کو تعلیم دی اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔ اور ان آئمہ کے بارے میں جو اس کے نبی کی اہلبیتؑ اور عترت و ذریت سے ہوئے ہیں فرماتا ہے کیا وہ لوگوں پر اس کا حسد کرتے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے۔ بیشک ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے ان کو بہت بڑی (حقیقی) سلطنت دی پھر (عاماً) آدمیوں میں سے کچھ تو اس پر ایمان لائے۔ اور کچھ اس سے رک گئے اور (ان رکنے والوں کے لئے) بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ رہا وہ بندہ جسے خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کے معاملات کے لئے منتخب فرمائے تو اس کا سینہ وہ اس کام کے لئے کھول دیتا ہے اور اس کے قلب میں چشموں کو امانت رکھ دیتا ہے اور بروئے الہام اس کو علم پہونچاتا ہے پس اس کے بعد وہ کسی جواب میں نہیں عاجز آتا اور ٹھیک بات کہنے سے کبھی بند نہیں ہوتا پس وہ معلوم ہوتا ہے اس کی تائید کی جاتی ہے توفیق خدا اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہر بات اس کی صحیح و درست ہوتی ہے۔ خطا اور لغزش اور غلطی سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور ان باتوں سے اس کو اس لئے مخصوص فرما دیتا ہے کہ اس کے بندوں پر وہ اس کی حجت ہو اور اس کی مخلوق کے اعمال و افعال کا اس کی طرف سے اس کا گواہ ہو اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے اور خدائے تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے پس آیا بندے ایسا امام بنانے پر قادر ہیں کہ وہ کہیں سے ایسا چھانٹ لائیں یا ان کا منتخب شدہ ان صفات سے موصوف ہو سکتا ہے کہ اسے مقدم قرار دیں۔ خانۂ خدا کی قسم انھوں نے حق اور کتاب خدا کو اپنے پس پشت پھینک دیا۔ گویا وہ اس کو جانتے ہی نہیں حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا دونوں چیزیں موجود ہیں۔ تو اسے تو انھوں نے پھینک دیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اسی لئے خدائے تعالیٰ نے ان کی مذمت کرتا ہے ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کو ہلاک کرے گا چنانچہ وہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے بیشک خدا ناانصاف لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا نیز فرماتا ہے سو ان کے لئے ہلاکت ہو اور ان کے اعمال بھی سب ناکارہ ہو گئے۔ نیز فرماتا ہے کہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو یہی بات سب سے زیادہ ناپسند ہے اور اسی کا اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر چھاپا لگا دیگا اور جناب محمد مصطفےٰ اور ان کی آل پر خدائے تعالیٰ اور ان کی آل پر خدا تعالیٰ بہت درود و سلام نازل فرمائے۔

صفحہ ۴۷ نوٹ ۲ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مومنین آخرت میں خدا میں خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش ہو کر اور حمد خدا کی لذت کا احساس کر کے وہاں بھی اس کی حمد اس طرح بیان کریں گے جس طرح دنیا میں کیا کرتے تھے چنانچہ ان کے اقوال ہوں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے ہم سے گزشتہ کا رنج دور کر دیا) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ الخ (سب اللہ کے لئے زیبا ہے جس نے اپنا وعدہ جو ہم سے کیا تھا سچ کر دکھایا اور ہم کو اس زمین (بہشت) کا وارث کر دیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۷ نوٹ ۶ وَلَا يُحِبُّ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ خ مصباح الشریعۃ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ظاہر کی خرابی باطن کی خرابی سے ہوتی ہے اور جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لے خدائے تعالیٰ اس کے ہر کام کی اصلاح فرما دیتا ہے اور جو شخص پوشیدگی میں خدا سے خیانت کرتا ہے خدائے تعالیٰ علی الاعلان اس کی پردہ دری فرما دیتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی خرابی نہیں ہے۔ کہ بندہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے غفلت کو پسند کرنے لگے۔ اور یہ خرابی تین باتوں سے پیدا ہوتی ہے ۱۔ امیدوں اور آزادی کو طول دینے سے ۲۔ حرص بڑھا لینے سے ۳۔ تکبر کرنے سے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے قارون کے قصہ میں فرمایا ہے۔ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ الخ اور ان آئیتوں میں جن جن بری خصلتوں سے منع کیا گیا ہے قارون ان سب کا عامل و معتقد تھا۔ اور ان سب کی اصل دنیا اور مال دنیا کی جمع آوری کی محبت تھی اور نفس کی متابعت اور اس کی کل خواہشوں کا پورا کرنا، لوگوں سے اپنی تعریفیں سننے کی آرزو تھی۔ اور شیطان کی موافقت اور اس کے قدم بقدم چلنا اور یہ سب باتیں خدا کی طرف سے غافل ہو جانے اور اس کے احسانات کو بھول جانے کے تحت میں آجاتی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۷ نوٹ ۷ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد علم کیمیا ہے جس سے قارون پورا پورا ماہر تھا۔ ۱۲

صفحہ ۴۷۲ نوٹ ۸ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو گنہگاران لوگوں سے پہلے گزر گئے ان سے ان کے گناہوں کی نسبت کوئی باز پرس نہ کی جائے گی ۔ ۱۲

صفحہ ۴۷۲ نوٹ ۹ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ : تفسیر قمی میں ہے کہ رنگین کپڑے اتنے طویل پہنے ہوئے تھا کہ زمین پر گھسٹتے ہوئے چلتے تھے اور ایک روایت کے بموجب ارغوانی پوشاک پہن کر سبزہ رنگ خچر پر سوار نکلا جس کا زین و سامان سب سونے کا تھا۔ اور اس کے ساتھ چار ہزار غلام اسی ٹھاٹھ سے تھے ۔ ۱۲

صفحہ ۴۷۳ نوٹ ۲ تفسیر قمی میں ہلاکت قارون کا سبب یہ لکھا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے گئے اور ان کو ایک صحرا میں جا اتارا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر من و سلویٰ نازل فرمایا اور ایک پتھر سے ان کے لئے بارہ چشمے جاری کر دیئے تو اب وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔ اس لئے اپنے خدا سے ہمارے لئے دعا کر کہ زمین سے جو جو چیزیں پیدا ہوا کرتی ہیں ساگ پات کھیرا ککڑی لہسن مسور پیاز وہ ہمارے لئے بھی پیدا کر دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم گھٹیا چیزوں کو اس سے بدلنا چاہتے ہو جو بڑھیا ہے۔ (ایسا ہی ہے) تو کسی شہر میں چلے جاؤ کہ جو کچھ تم مانگتے ہو تم کو وہاں مل جائیگا۔ اس کے جواب میں انھوں نے یہ کہا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں تو ایک قوم بڑے زبردست لوگوں کی ہے جب تک کہ وہ اس میں سے نہ نکل جائیں ہم تو اس میں جائیں گے نہیں۔ پھر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ اب تم اور تمھارا پروردگار جاؤ دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ان پر اس شہر میں جانا تو واجب کر دیا تھا مگر پھر چالیس برس تک کے لئے ان پر حرام بھی کر دیا کہ اس زمین پر سرگردان پھریں۔ (اور یہ حکم بھی دیدیا کہ) نافرمان لوگوں کی حالت پر کچھ افسوس نہ کرو۔ اب یہ لوگ اوّل شب سے اٹھ بیٹھتے تھے توریت خوب پڑھتے تھے۔ دعائیں بہت مانگتے تھے۔ روتے بہت تھے قارون بھی انہی میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا اور اس سے زیادہ خوش آواز ان میں سے ایک بھی نہ تھا۔ اور وہ اپنی خوش آوازی کے سبب ان میں درد ناک آواز والا مشہور تھا۔ وہ کیمیا بھی بناتا تھا۔ پس جب بنی اسرائیل کو اس سرگردانی میں توبہ کرتے عرصہ گزرا اور قارون کی یہ حالت تھی کہ توبہ میں ان کا شریک نہ ہوتا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس سے محبت کرتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام ایک دن اس کے پاس گئے اور اس سے فرمانے لگے کہ اے قارون اس کی ساری قوم توبہ کر رہی ہے اور تو ان سے الگ بیٹھا ہے تو بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ورنہ خدا تعالیٰ تجھ پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو حقیر جانا اور ان کی اس بات کی ہنسی اڑائی موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس سے غمگین ہو کر نکلے اور اس کے محل کے صحن میں آ بیٹھے۔ اس وقت وہ ایک ادنی جبہ پہنے ہوئے تھے اور (پاؤں میں) گدھے کے چمڑے کے نالین تھے۔ جس کے تسمے بٹے ہوئے بانوں کے تھے۔ (تصریح نعلین عربی کی پوری ہیئت صفحہ ۱۷۱ نوٹ نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو) ان کے دست مبارک میں عصا تھا۔ قارون نے اپنے کسی آدمی کو حکم دیا کہ راکھ پانی میں گھول کر ان حضرت پر ڈال دے وہ ڈال دی گئی تو جناب موسیٰ علیہ السلام کو بہت ہی سخت غصہ آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شانوں پر کچھ بال تھے جب حضرت کو غصہ آتا تھا تو وہ کھڑے ہو کر کپڑوں میں سے نکل آتے تھے۔ اور ان سے خون ٹپکنے لگتا تھا۔ اس غصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر میری اس قوم پر تو نے غضب نہ فرمایا تو میں سمجھوں گا کہ میں تیرا نبی ہی نہیں ہوں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ میں نے زمین کو حکم دیدیا ہے وہ تمھاری اطاعت کرے گی۔ اب جو تم چاہو اسے حکم دو ادھر قارون نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ قصر کا دروازہ بند کر لیں (اور دروازے بند کر لئے گئے تھے کہ) موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے دروازوں کی طرف اشارہ کیا (یہاں سے وہاں تک) سب کھل گئے۔ قارون کے پاس دوانہ چلے آئے اب جو قارون کی نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑی سمجھ گیا کہ حکم عذاب لے کر آئے ہیں (گڑگڑا کر) کہنے لگا کہ اے موسیٰ! اسی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ جو میرے اور آپ کے مابین ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لاوی کے بیٹے! بس اب مجھ سے بات نہ کر اور لو ھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زمین اس کو لے لے بس اس کا محل بھی مع تمام چیزوں کے زمین میں اتر گیا۔ اور قارون بھی گھٹنوں تک سما گیا۔ اب لگا وہ رونے اور قرابت کا واسطہ دے دے کر منتیں دینے۔ (جواب میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے پسر لاوی۔ اب مجھ سے کوئی بات نہ کر ہاں اے زمین اس کو لے لے پس زمین اس کو مع اس کے قصر کے اور خزانوں کے نگل گئی۔ پس موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول جو انھوں نے قارون سے اس دن فرمایا تھا۔ جس دن اللہ نے اس کو ہلاک کیا تھا خدا تعالیٰ نے بطور طعن کے خود موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اور جب موسیٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ خود پروردگار عالم نے ان پر طعن کیا تو عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! قارون نے تو تیرے غیر کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرتا ہوں تو میں ضرور اس کی بات مان لیتا۔ پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وہی فرمایا جو قارون سے کہا تھا۔ کہ اے لاوی کے بیٹے مجھ سے زیادہ بایتں نہ بنا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اسی میں ہے تو میں اس کی بات مان لیتا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کے اور قسم ہے مجھے اپنے بخشش وجود و حق کی اور قسم ہے مجھے اپنی بزرگی اور علو مرتبت کی اگر قارون نے مجھ سے اسی طرح دعا کی ہوتی جیسے کہ اس نے تم سے استدعا کی تھی تو میں اس کی بات ضرور مان لیتا۔ لیکن چونکہ اس نے تم سے دعا کی تھی اور ہم اسے تمھارے حوالہ کر چکے تھے (اس لئے جو کچھ تم نے کہا اس میں دخل نہ دیا گیا۔) اے عمران کے بیٹے! اب موت سے نہ گھبراؤ اس لئے کہ موت تو میں نے ہر نفس کے لئے لازم کر دی ہے اور تمھارے لئے اس کی تمہید شروع کر دی ہے جس وقت کہ موت تمھیں آئے گی تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچے گی۔ (یعنی اس کا ورود تمھارے لئے موجب راحت و خوشی ہوگا) پس موسیٰ علیہ السلام اپنے وصی کو ساتھ لے کر وادی سیقا میں کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو کدال پھاڑو اٹوکری لئے ہوئے سامنے سے آگیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو کیا چاہتے ہو۔؟ انھوں نے کہا کہ خدا کے دوستوں میں سے ایک شخص نے وفات پائی ہے میں اس کے لئے قبر کھودوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ مجھے بھی اجازت ہے کہ میں اس کام میں تمھاری مدد کروں۔ اس شخص نے کہا کہ ہاں بہت خوشی سے بسم اللہ۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اور وہ دونوں مل کر قبر کھودتے رہے۔ جب فارغ ہو گئے تو اس شخص نے چاہا قبر میں اترے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو۔ کہا میں قبر میں اتر کے یہ دیکھنا چاہتا

کہ آرام سے بیٹھنے کے لائق ہوگئی یا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمھیں کرنے کی کیا ضرورت ہے لاؤ میں دیکھے لیتا ہوں (اس نے کہا آپ کی خوشی) موسیٰ علیہ السلام قبر میں اترے خوب پھیل کر بیٹھے ادھر لیٹنا تھا کہ ادھر ملک الموت نے روح قبض کرلی۔ اور پہاڑ اوپر سے مل گیا۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں حضرت یونس علیہ السلام کا پورا قصہ سورۂ یونس میں مذکور ہو چکا ہے۔ اس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ کسی یہودی نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے اس قید خانہ کا حال پوچھا تھا جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے مختلف حصوں میں گھومتا پھرا تھا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی رہا وہ قید خانہ جو اپنے قیدی کو مختلف حصوں میں لئے پھرتا رہا۔ وہ وہ مچھلی تھی جس میں یونس علیہ السلام قید ہوئے تھے کہ وہ بحر قلزم میں داخل ہوئی تو بحر مصر میں جا کر نکلی پھر بحر طبرستان میں داخل ہوئی۔ تو دجلہ الفور میں جا نکلی پھر اسی طرح وہ ان کو زمین کے نیچے بھی لے پہونچی یہاں تک کہ قارون کے قریب جا پہونچایا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہلاک ہوا تھا۔ اور اس پر خدا تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو معین کر دیا تھا۔ کہ روزانہ ایک قدآدم اس کو زمین میں دھنسا دیا کرے یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا اور استغفار کیا کرتے تھے قارون نے ان کی آواز سنی تو اس فرشتہ نے جو ان پر معین تھا کہا کہ ذرا مجھے مہلت دے اور تسبیح کرنے والے کو دکھا دے چنانچہ اس نے مہلت بھی دی اور دکھایا بھی قارون نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ یونس نے فرمایا کہ میں ایک بندہ گنہگار یونس بن متے نام ہوں۔ اس نے پوچھا کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام جو خدا کے معاملات میں بہت ہی خفا ہو جایا کرتے تھے کس حال میں ہیں انھوں نے فرمایا افسوس! عرصہ ہوا انھوں نے تو انتقال فرمایا کہا پھر وہ جو اپنی قوم پر بہت ہی مہربان تھے ہارون بن عمران وہ کس حال میں ہیں فرمایا کہ ان کا بھی انتقال ہو چکا۔ پوچھا کلثم بنت عمران جو مجھ سے منسوب ہو چکی تھیں وہ کیا کرتی ہیں۔ فرمایا افسوس! آل عمران میں سے تو کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر قارون نے کہا کہ آل عمران کے لئے سخت افسوس ہے خدا تعالیٰ نے اس کے اس افسوس کرنے کی قدر فرمائی۔ اور جو فرشتہ اس پر معین ہے اس کو حکم دے دیا کہ اب دنیا کی جس قدر مدت باقی ہے اس میں قارون کو عذاب نہ دیا جائے چنانچہ وہ عذاب رفع کر دیا گیا۔

پارۂ بستم[۲۰] تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بست و یکم ۲۱

صفحہ ۴۸۱ نوٹ ۱ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پر نماز کو محافظ مقرر کیا ہے کہ جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر ان جناب نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں ہے کہ سعد خفاف نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا اے مولا! کیا قرآن بھی کلام کرتا ہے یہ سن کر حضرتؑ نے تبسم کیا اور فرمایا خدا ہمارے ضعفاء شیعہ پر رحمت نازل کرے کہ وہ ہمارے مطیع ہیں۔ اے سعد! (قرآن کا تو ذکر ہی کیا ہے) نماز بھی باتیں کرتی ہے۔ اور اس کے لئے صورت بھی ہے اور خلقت بھی۔ وہ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔ سعد کہتا ہے کہ یہ سنکر تو میرا رنگ متغیر ہو گیا: ور دل میں کہنے لگا یہ بات تو میں کسی آدمی سے بھی بیان نہ کروں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کے سوا اور کسی میں انسانیت ہی نہیں ہے۔ جس نے نماز کو نہ پہچانا وہ ہمارے حق کا منکر ہے۔ اے سعد! میں تم کو قرآن کا کلام سناؤں؟ میں نے عرض کی کہ آپ پر خدا سُنائے کا درود و سلام ہو ضرور سُنایئے! حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ و پھر فرمایا کہ نماز کا منع کرنا یہ تو اس کا کلام ہے۔ (اور) فحشاء و منکر سے مخصوص لوگ مراد ہیں۔ اور ذکر خدا سے ہم اہلبیتؑ رسالت مراد ہیں (اور) ہم ہی اکبر (یعنی سب سے زیادہ بزرگ ہیں) قولہ صادق تفسیر صافی میں۔ الفحشاء والمنکر سے مراد حضرت اول و جناب ثانی ہیں اس لئے کہ دونوں صاحب ازروئے صورت و سیرت مجسم بے حیائی و بدکاری تھے۔ اور اصلی نماز وہی ہے جو ان دونوں کی محبت سے باز رکھے۔ اور المعروف سے مراد نیکی ہی نماز ہے۔ قول صنم جم:۔ اس سے زیادہ بیحیائی کیا ہوگی کہ فخر مریم و حوا۔ صدیقہ کبریٰ۔ بتول عذرا جناب سیدہ فاطمہؑ زہرا بنت رسولؐ خدا علیہا التحیۃ والثناء کو جن کی تعظیم کے لئے خود آنحضرتؐ سر قد کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ معاملہ فدک میں رُو در رُو جھٹلایا اور اس طرح خود کو مورد لعنت بنا لیا۔ رہا منکر و اتفاق سے ثانی کے مشہور نام کا ہم عدد بھی ہے اور قیامت کے دن اس کی دوستی اور جان پہچان کا ہر مرید اسی طرح منکر ہوگا جس طرح دنیا میں کوئی شخص کسی بدی کا مرتکب ہو کر بھی اس کا اقرار نہیں کیا کرتا۔ اس طرح ہر مرید تو منکر ثابت ہوگا اور وہ گرو گھنٹال خلیفہ جی منکر۔

طبرسی نے روایت کی ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیا نماز اس کی قبول ہوئی یا نہیں اس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا نماز نے اس کو فحشا اور منکر سے باز رکھا ہے یا نہیں۔ پس جس قدر اس نے اسے فحشا اور منکر سے باز رکھا ہوگا اتنی ہی اس کی نماز قبول ہوگی۔

صفحہ ۴۸۲ نوٹ ۱ قول متر جم:۔ یہ ابن عمر بڑے حضرت تھے۔ رسولؐ اللہ سے روایتیں بھی کرتے تھے۔ حق اہلبیتؑ کے شناسا بھی تھے۔ اپنے باپ کو وقتاً فوقتاً ملامت بھی کرتے رہے مگر جب جناب امیر المومنینؑ کو خلافت ظاہری پہونچی اور تمام مہاجرین و انصار نے اجماع کر کے ان حضرتؑ سے بیعت کی تو انھوں نے بیعت سے صاف انکار کر دیا۔ اسی لئے مخالفین میں یہ تنہا صحابہ سے زیادہ پرہیزگار مشہور ہیں۔ بعد واقعۂ کربلا ایک بڑا لمبا چوڑا خط لعنت و ملامت کا یزید کو بھی لکھا تھا پھر جوش میں آکر خود بھی دمشق تشریف لیگئے اور بہت سے لوگ راستے میں ان کے ساتھ ہوتے گئے۔ غرض یہ تھی کہ قاتل اولاد رسولؐ خلافت مسلمین کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یزید کو یہ سب خبریں پہونچیں، مگر اس نے ذرا پروا نہ کی اور یہی کہتا رہا کہ ذرا یہاں آنے دو ایک فقرہ میں سارا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ جب یہ پہونچے اس نے محل میں جا کر خود ان کے باپ کا خط اپنے باپ کے نام ان کو دکھلا دیا اور کہہ دیا کہ ہم نے تو اس حکم کی تعمیل کی ہے۔ سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اس کے قدم چومے اور چلے آئے۔ اور جب عبدالملک ابن مروان تخت خلافت پر بیٹھا اور اس کی طرف سے حجاج بن یوسف ثقفی عراق و حجاز کا حکم مقرر ہوا جس نے عبداللہ ابن زبیر کو خاص حرم کعبہ میں ذبح کیا اور کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا اور پتھروں کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا اس کی بیعت کے لئے آدھی رات کو پہونچے تھے، اور جب اس نے سوال کیا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کر لینا تو وہاں یہ حدیث رسولؐ بیان کی تھی۔ کہ جو شخص مر جائے اور بیعت امام وقت میں نہ ہو تو وہ حالت کفر میں مرتا ہے، تو اس وقت حجاج جیسے دشمن اسلام نے اعتراض کیا کہ علیؑ ابن ابیطالب کی بیعت کے وقت تم کو یہ حدیث یاد نہ رہی۔ میرا ہاتھ خالی نہیں ہے اگر تمھیں ضرورت ہے تو میرے پاؤں سے بیعت کر لو۔ چنانچہ اس کے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری تاریخ اعثم کوفی، تاریخ کامل، تاریخ طبری، اور روضۃ الصفا وغیرہا میں موجود ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۸۸ نوٹ ۳ پس وہ حضرتؑ ام ایمن کو لائیں اور انھوں نے کہا اے ابوبکر میں اس وقت تک گواہی نہ دونگی جب تک کہ قول رسولؐ سے تجھ پر حجت قائم نہ کر لوں پھر کہنے لگیں کہ اے ابوبکر میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتی ہوں آیا تو یہ نہیں جانتا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ام ایمن ایک عورت اہل جنت میں سے ہے؟ ابوبکر نے کہا فرمایا تھا جب یہ اقرار لے چکیں تب ام ایمن نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جناب رسولؐ خدا کو وحی فرمائی فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ اور آنحضرتؐ نے خدا کے اسی حکم کے بموجب فدک کو جناب سیدہ کے لئے خالصہ قرار دیدیا؟ پھر حضرت علیؑ تشریف لائے اور انھوں نے بھی ایسی ہی شہادت دی تو ابوبکر نے فدک کی واپسی کے متعلق ایک فوشتہ لکھا اور جناب سیدہ کے حوالے کر دیا۔ اتنے میں عمر آگیا اور اس نے پوچھا یہ فوشتہ کیسا ہے؟ ابوبکر نے بیان کیا کہ بنت رسولؐ خدا نے دعویٰ کیا اور ام ایمن اور علیؑ نے گواہی دی لہٰذا میں نے فدک کی واپسی کے متعلق لکھ دیا ہے۔ عمر نے جناب سیدہؑ سے وہ فوشتہ لے کر پارہ پارہ کر دیا اور کہا یہ خالصہ تو سب مسلمانوں کا ہے اور اوس بن حدثان اور عائشہ و حفصہ یہ گواہی دیتی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے رہے علیؑ یہ فاطمہؑ کے شوہر ہیں اپنے ذاتی نفع کے لئے گواہی دے رہے ہیں ہاں ام ایمن بے شک وہ ایک نیک عورت ہیں مگر وہ اکیلی ہیں، اگر کوئی گواہ اور بھی ان کے ساتھ ہوتا تو ہم کچھ غور و فکر کرتے۔ پس جناب سیدہ علیہا السلام نہایت محزون و مغموم اور روتی ہوئی چلی آئیں۔ بعد اس واقعہ کے حضرت امیر المومنین ابوبکر کے پاس ایسے وقت تشریف لائے کہ وہ مسجد میں تھا اور اس کے گرد پیش مہاجرین و انصار موجود تھے۔ فرمایا کہ اے ابوبکر تو نے فاطمہ زہرا کو اس میراث سے کیوں محروم کر دیا جو جناب رسولؐ خدا سے پہونچی تھی۔ حالانکہ وہ اس علاقے کی رسولؐ خدا کی زندگی ہی میں مالک ہو چکی تھیں۔ ابوبکر نے کہا یہ تو سب مسلمانوں کا حق ہے اگر فاطمہ زہرا گواہ پیش کریں

انسان ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (قیامت سے پہلے) دابۃ الارض ظاہر ہوگا اس کے پاس عصائے موسیٰؑ اور سلیمانؑ بن داؤدؑ کی انگشتری ہوگی مومن کا چہرہ عصائے موسیٰؑ کی وجہ سے روشن و منور کر دے گا اور کافر کا منہ انگشتری کے سبب سے داغدار کر دے گا۔[1]

اصبغ بن بناتہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں گیا دیکھا میں نے کہ وہ حضرتؑ سرکہ اور زیتون سے روٹی تناول فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیرالمومنین قول خدا وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ میں دابۃ الارض کیا چیز ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اس سے مراد وہ دابہ ہے جو سرکہ اور زیتون سے روٹی کھا رہا ہے۔

اصبغ بن بناتہ سے روایت ہے کہ ایک دن معاویہ بولا اے گروہ شیعہ تمھارا یہ گمان ہے کہ دابۃ الارض سے علی ابن ابیطالب مراد ہیں۔ میں نے جواب دیا ہمارا تو کیا ذکر ہے۔ یہودی مذہب والے بھی یہی کہتے ہیں اس جالوت کو بلا کر دریافت کر لو (جب وہ آیا تو) معاویہ ملعون بولا وائے ہو تجھ پر کیا تم لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ دابۃ الارض کا وجود ہوگا۔ اس نے کہا ہاں ضرور ہوگا۔ معاویہ نے پوچھا دابۃ الارض کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا ہوتا کیا۔ آدمی ہے۔ معاویہ نے کہا اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا دابۃ الارض کا نام الیا ہے۔ پس معاویہ میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا وائے ہو تجھ پر اے اصبغ لفظ الیا "علیؑ" سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔

بروایت عبداللہ بن یسار جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے اے محمدؐ! او وصیائے ائمہ میں سب سے پہلے میں نے علی ابن ابیطالب سے عہد و پیمان لیا تھا اور سب اماموں کے بعد علی ابن ابیطالب کی روح قبض کروں گا۔ علیؑ ابن ابیطالب ہی وہ دابۃ الارض ہے جو آدمیوں سے کلام کرے گا۔

صفحہ ۴۵۹ نوٹ ۳ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اٰيٰتِنَا سے مراد جناب امیرالمومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اور واقعہ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ رجعت میں پیش آئے گا اس کی دلیل خداؤتعالیٰ کے ان لفظوں میں موجود ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا الخ ایک شخص نے عرض کی کہ عوام الناس کا تو یہ گمان ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن پیش آئے گا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خداؤتعالیٰ ہر ہر امت میں سے ایک ایک گروہ کو بلائیگا اور باقی کو چھوڑ دے گا؟ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ یہ واقعہ تو رجعت میں پیش آنا ہے۔ رہی قیامت اس کے بابت یہ آیت ہے۔ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا اور نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومنین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو شہید کیا گیا ہو۔ اور وہ ذائقہ موت چکھنے کے لئے رجعت نہ کرے۔ اور جس جس کو رجعت ہوگی وہ یا تو ایمان میں خالص ہو گا یا کفر میں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ صاحب الامرؑ کے ظہور کے وقت خداؤتعالیٰ ان حضرتؑ کے دوستوں اور شیعوں میں سے بہت سے ایسے لوگوں کا جن کا انتقال ہو چکا ہوگا دوبارہ دنیا میں بھیجے گا تاکہ ان حضرتؑ کی نصرت کرنے کا ثواب حاصل کریں۔ اور ان کی سلطنت و غلبہ کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اسی طرح ان حضرت کے دشمنوں میں سے بھی کتنوں ہی کو دنیا میں دوبارہ بھیجے گا۔ تاکہ وہ جناب ان سے انتقام لیں۔ اور جس عذاب کے وہ خدا کی طرف سے مستحق ہیں اس کا کچھ حصہ ان کو یہاں بھی مل جائے۔ مثلاً شیعوں کے ہاتھوں سے قتل ہو جانا یا حضرتؑ کا بول بالا دیکھ کر ان کا ذلیل و خوار ہونا اور کسی عقلمند کو اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ تمام معاملہ یعنی مسئلہ رجعت خداؤتعالیٰ کی طرف سے مقدر و معین ہے اور بجائے خود ناممکن و محال نہیں۔ اور ایسا پہلی امتوں میں بھی خداؤتعالیٰ نے کیا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد موقعوں پر آچکا ہے جیسے کہ حضرت عزیرؑ وغیرہ کا قصہ ہے اور ان کے ہر موقع پر ہم تفسیر لکھ چکے ہیں۔ نیز جناب رسولؐ خدا سے حدیث صحیح میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جو کچھ ہو چکا ہے وہ سب کچھ عنقریب میری امت میں بلا کم و بیش واقع ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی سوسمار کے بھٹ میں گھسا ہوگا تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۰ نوٹ ۴ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس دن جناب رسولؐ خدا نے شہر مکہ فتح فرمایا ہے آپ حرم محترم میں تشریف لائے کعبہ کا دروازہ کھولا اور جو تصویریں کعبہ میں تھیں ان کے مٹائے جانے کا حکم صادر فرمایا پھر دروازۂ کعبہ کے دونوں بازو تھام کر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اللہ نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اسی دن مکہ کو حرم قرار دیا ہے پس اس کے لئے خدا کی عطا کی ہوئی حرمت قیامت تک برقرار رہے گی نہ اس کے شکار کو ڈرایا اور بھگایا جائے گا اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ اس کی ہری گھاس نوچی جائے گی۔ اور نہ اس کا لاوارث پڑا ہوا مال کسی اور کے لئے حلال ہوگا سوائے اس کے جو اسے اٹھا کر سال بھر تک بقاعدہ شرعی اس کا اعلان کرتا رہے گا اس وقت حضرت عباس ابن عبدالمطلبؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اذخر کو تو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیجئے کہ اس کی قبروں کو بند کرنے کے لئے اور مکانوں کی چھت پاٹنے کے لئے ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا کہ اذخر کو مستثنیٰ کیا گیا۔

قول مترجم:- اذخر سرکنڈے کی قسم ایک نباتات ہے جس کے پتے چوڑے چکلے اور خوشبودار ہوتے ہیں اور مکہ معظمہ کے مکانوں کی چھتوں میں کڑیوں کے اوپر جو شبیر کھجور کی ہوتی ہیں بجائے تختوں کے پاٹنے کے کام میں لائی جاتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۰ نوٹ ۵ سَاُرِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں آیات سے مراد جناب امیرالمومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام ہیں جب وہ زمانہ رجعت میں دنیا میں آئیں گے تو ان کے دشمن انھیں دیکھ کر خود اپنے کو پہچان لیں گے اور اس بات کی دلیل کہ آیات سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں خود جناب امیرالمومنینؑ کی یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ خداؤتعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام محمد باقرؑ

[1] قول مترجم:- روایتیں دونوں طرح کی وارد ہوئی ہیں معنی میں کوئی منافات نہیں بہر حال ایک مومن کی علامت ہوگی اور ایک کافر کی منافقوں کے یہاں بھی روایات کی یہی حالت ہوگی۔ ۱۲

سے یہ عرض کی کہ قربان ہو جاؤں شیعہ آپ سے آیت عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۝ (کس کی نسبت یہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں آیا خبر بزرگ کی نسبت ؟) کی تفسیر دریافت کرتے ہیں۔ فرمایا مجھے اختیار ہے چاہے تبلاؤں چاہے نہ تبلاؤں مگر تم کو اس کی تفسیر جاننے کی بزرگی دیئے دیتا ہوں۔ سب سے پہلے اس میں ہے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ راوی نے عرض کی بجا ہے۔ فرمایا لوگوں کا سوال جناب امیر المومنین کے بارے میں تھا۔ اور خود جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ ۔ ۔ خدا تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی کوئی خبر مجھ سے بزرگ تر نہیں ہے۔ قول مترجم ۔ الآیات کی تفسیر ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اس کی دائید کے لئے دیکھو ص ۲۶۲ توٹ ۵۔

صفحہ ۴۶۱ نوٹ ۲ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ بھی ان میں سے ہیں جن کی شان میں خدا نے فرمایا ہے وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ الخ۔

معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی ابن ابیطالب و حسنین علیہم السلام کی طرف نظر کر کے خوب روئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد کمزور بنا دیئے جاؤ گے کسی نے فرمایا کہ یا ابن رسول اللہ ! اس کا کیا مطلب ہے ؟ حضرت نے فرمایا مقصود جناب رسول خدا کا یہ تھا کہ تم میرے بعد خلقت کے امام ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً پھر حضرت نے فرمایا یہ آیت قیامت تک ہمارے ہی بارے میں جاری رہے گی۔

المجالس میں ہے انہی جناب نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے اور ہماری ہی شان میں ہے۔

الاکمال و الفیبۃ میں مروی ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ علیہ السلام پیدا ہوئے تو انھوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

الخرائج میں جناب زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر مبعوث کیا ہے ہم اہلبیتؑ میں سے نیک لوگ اور ان کے شیعہ جناب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے مانند ہیں اور ہمارے دشمن اور ان کے پیرو فرعون اور اس کے ساتھیوں کی سی منزلت رکھتے ہیں

تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے روایت حضرت موسےٰ ابن قاسم جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پڑھتے تھے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب حکیمہ خاتون بنت جناب محمد تقی علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بھتیجے ابو محمد حسن بن علی العسکری علیہما السلام نے مجھے بلا بھیجا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ پھوپی اماں آج کی رات آپ ہمارے یہاں روزہ افطار فرمائیے گا اس لئے کہ یہ شب پانزدہم شعبان ہے اور خدائے تبارک و تعالےٰ اس شب میں اپنی حجت کو ظاہر کرے گا اور وہ خدا تعالیٰ کی زمین میں اس کی حجت بن کر رہے گا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھتیجے امام زمانہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ تو فرمائیے کہ اس حجت خدا کی ماں کون سی ہوگی ؟ فرمایا نرجس خاتون۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں تو نرجس خاتون میں کوئی علامت حمل کی پاتی نہیں۔ فرمایا یہ صحیح ہے مگر ہو گا وہی جو میں آپ سے کہتا ہوں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں گھر میں گئی اور جب سلام کر کے بیٹھی تو نرجس خاتون میرے پاس آکر میری جوتیاں اتارنے لگیں۔ اور مجھ سے کہتی جاتی تھیں کہ اے میری سیدہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے میں نے جواب میں کہا سیدہ اور سردار تو میرے سارے کنبے کی ایسی ہے۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر نرجس خاتون کہنے لگیں کہ پھوپی اماں آپ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ بزرگی تو آپ ہی کی ہے جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے یہ کہا کہ بیٹی آج کی رات میں خدائے بزرگ و برتر تمھیں ایسا بچہ عنایت فرمائے گا جو دنیا و آخرت کا مالک و سردار ہو گا۔ (پھر تمھاری بزرگی میں کیا شک رہا) یہ سن کر جناب نرجس خاتون بیٹھ گئیں اور شرما سی گئیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو میں نے روزہ افطار کیا کچھ کھایا پیا اور اپنے بستر پر جا لیٹی اور سو رہی۔ جب آدھی رات ہوئی تو میں نماز شب کے لئے اٹھی اور جب نماز شب سے فارغ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون سو رہی ہیں اور کوئی تغیر بات ان کے لئے نہیں ہوئی۔ پھر میں بیٹھی تعقیبات پڑھ رہی پھر لیٹ گئی۔ پھر گھبرا کر جاگ اٹھی اس وقت بھی دیکھا کہ وہ سو رہی ہیں۔ پھر دیکھا کہ نرجس خاتون اٹھیں پھر انھوں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر سو رہیں۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ اب تو میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے۔ اس پر ابو محمد علیہ السلام اپنے مقام سے باآواز بلند بولے کہ پھوپھی اماں جلدی مت کرو۔ وقت آپہونچا یہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ الم سجدہ اور سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں پڑھ ہی رہی تھی کہ نرجس خاتون گھبراتی ہوئی اٹھیں اور میں لپک کر ان کے پاس پہونچی اور میں نے کہا بیٹی ! اللہ تمھیں اپنی حفاظت میں رکھے کیا تمھیں کوئی چیز محسوس ہوتی ہے ؟ بولیں ہاں پھوپی اماں ! محسوس ہوتی ہے تو میں نے کہا بیٹی ! تم اپنے حواس ٹھکانے کرو اور اپنی ساری توجہ ایک ہی طرف مبذول کرو۔ یہ وہی بات ہے جو میں تم سے کہہ چکی تھی۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ پھر مجھے ذرا غنودگی سی آگئی اور اب میں جو اس غنودگی سے چونکتی ہوں تو معلوم ہوا کہ امامؑ نے مجھے چھو کے ہوشیار کیا۔ اور کپڑا اٹھا کر دکھایا تو یکایک دیکھتی کیا ہوں کہ حجت خدا تمام سجدہ کرنے والے اعضا کو زمین پر ٹکائے ہوئے سجدۂ خدا میں پڑے ہیں۔ میں نے انھیں اٹھا کر چٹایا تو دیکھتی کیا ہوں کہ ہر طرح سے پاک و پاکیزہ اور صاف و ستھرے ہیں۔ پس ابو محمد علیہ السلام نے پکار کر کہا کہ پھوپی اماں میرے بچے کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے ان کی خدمت میں لے گئی۔ تو حضرتؑ نے ایک ہاتھ تو ان کی پیٹھ کے نیچے رکھا اور اس طرح اٹھایا کہ ان کے پاؤں اپنے سینے پر رکھ لئے پھر اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی اور اپنا دوسرا ہاتھ ان کی آنکھوں، کانوں اور تمام جوڑوں پر پھرایا پھر فرمایا کہ بیٹا بولو تو حجت اللہ یہ بولے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس کے بعد جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام پر تا آنکہ خود اپنے والد ماجد پر درود بھیجا پھر چپ ہو گئے۔ پھر ابو محمد علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا پھوپھی اماں اب انھیں ان کی ماں کے پاس لے جاؤ۔ کہ یہ انھیں بھی سلام کر لیں۔ اور پھر میرے پاس لے آنا چنانچہ میں ان کو لے گئی۔ انھوں نے اپنی والدہ کو سلام کیا۔ اور میں پھر انھیں واپس لے آئی اور بیٹھک میں حضرت کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ پھوپھی اماں ! اب جب ساتواں دن ہو (اہل ہند کے اعتبار سے چھٹی) تو پھر تشریف لائیے گا۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو میں امام زمان ابو محمد علیہ السلام کے سلام کو حاضر ہوئی اور پردہ اٹھا کر اپنے آقا حجت خدا کو تلاش کیا۔ تو انھیں نہ دیکھا۔ میں نے امام زمانؑ کی

خدمت میں عرض کی کہ قربان ہو جاؤں میرے آقا و سردار حجت خدا کیا ہوئے؟ فرمایا کہ بھوپی اماں! ہم نے ان کو اسی کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کر دیا تھا۔ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب ساتواں دن ہوا تو میں حضرت کی خدمت میں آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ میرے بچہ کو لے آؤ۔ میں اپنے آقا و سردار حجت خدا کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی۔ تو اس دن بھی ویسے ہی عمل کیا جیسے پہلے دن کیا تھا پھر اپنی زبان ان کے منھ میں اس طرح دے دی گویا ان کو دودھ پلا رہے ہیں یا شہد چٹا رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بیٹا! باتیں تو کرو۔ تو حجت خدا نے پہلے تو فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر جناب محمد مصطفٰےؐ اور جناب امیر المومنینؑ اور دیگر ائمہ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اپنے والد ماجد پر درود بھیج کر ٹھہر گئے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ راوی حدیث موسےٰ ابن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم عقبہ سے یہ واقعہ دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جناب حکیمہ خاتون نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

الخصائص میں سید رضی علیہ الرحمہ نے باسند خود بروایت سہل ابن کہیل خدائتعالیٰ کے اس قول وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان والدین میں سے ایک علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ پھر فرمایا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جناب امیر المومنینؑ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا بعد اس کے کہ ہم سے روگردان رہی ہے ضرور ہے کہ ہم پر ویسی ہی مہربان ہو گی جیسی کٹکھنی اونٹنی آخر اپنے بچہ پر مہربان ہو جاتی ہے اور اس کے بعد حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ الخ۔ قول مترجم بہ۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں ہم نے بنظر اختصار ایک ہی کا لکھنا کافی سمجھا۔

سند فاطمہ علیہا السلام میں ابو جعفر محمد ابن حریر طبری علیہ الرحمہ نے بروایت جناب سلمان فارسی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر نے کوئی نبی اور کوئی رسول ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس کے لئے بارہ نقیب مقرر نہ کئے ہوں۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا۔۔۔ رسولؐ اللہ یہ مضمون تو میں اہل توریت اور اہل انجیل سے بھی سن چکا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا اے سلمان! میرے نقیبوں کو بھی جانتے ہو ذرا یہ تو بتلا دو کہ وہ بارہ کون سے ہیں جن کو میرے بعد اس امت کے لئے خدائتعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اس سے تو اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ واقف ہیں۔ اس پر جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (لو اچھا اب غور سے سن لو) سب سے پہلے خدائتعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور کے خلاصہ سے پیدا کیا اور اسے (اپنی معرفت و عبادت کی اور میری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی۔ اس نے بھی خدائتعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی۔ پھر علی کے نور سے فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا اور اس کو (اپنی معرفت و عبادت اور ہماری معرفت و اطاعت کی) دعوت دی پس اس نے بھی حکم خدا کی اطاعت کی۔ پھر مجھ سے۔ علیؑ سے اور فاطمہؑ سے حسنینؑ علیہما السلام کو پیدا کیا۔ ان کو ویسی ہی دعوت دی اور انھوں نے ویسی ہی اطاعت کی۔ پھر خدائتعالیٰ نے ہم پانچوں کے نام اپنے اسمائے گرامی سے مشتق فرما کر رکھے چنانچہ۔۔۔ خدائتعالیٰ محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں اور خدائتعالیٰ اعلےٰ ہے اور یہ علیؑ ہے۔ اور خدائتعالیٰ فاطر ہے اور یہ فاطمہؑ اور اللہ (صاحب) احسان ہے یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے پھر ہم سے اور نور حسینؑ سے نو امام پیدا کئے ان سب کو بھی ویسی ہی دعوت دی اور انھوں نے خدائتعالیٰ کے حکم کی ویسی ہی اطاعت کی یہ واقعہ اس سے پہلے ہوا ہے کہ خدائتعالیٰ نے آسمان کی عمارت بنائی۔ اور زمین کا فرش بچھایا اور ہوا اور پانی اور فرشتے اور ہمارے سوا اور آدمی پیدا کئے ہم چودہ کے چودہ عالم نور میں خدائتعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اس کا حکم سنتے تھے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں جو ان کے مراتب پہچانتے والا ہے اس کا کیا رتبہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان! جو ان کو ایسا پہچانے جیسا ان کے پہچاننے کا حق ہے اور جو ان کی پیروی کرے اور جو ان کے دوستوں کی دوستی کرے اور ان کے دشمنوں سے الگ تھلگ رہے واللہ وہ ہم سے محسوب ہو گا۔ جہاں ہم ہوں گے وہیں وہ بھی ہو پہنچے گا اور جہاں ہم رہیں گے وہیں وہ بھی رہے گا۔ سلمان فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ آیا ان پر مجمل ایمان لانا کافی ہے۔ بغیر اس کے کہ ہم ان کے ناموں سے اور ان کے رشتوں سے واقف ہوں؟ (آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں! نام اور رشتوں سے واقفیت کیوں نہ حاصل ہو؟) سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! بھلا مجھے ان کی معرفت کیسے حاصل ہو میں تو حسین علیہ السلام ہی تک جانتا ہوں۔ فرمایا ہاں حسینؑ کے بعد ان کے بیٹے علی ابن الحسینؑ سید العابدین علیہ السلام ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن علی الملقب بہ باقر علیہ السلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء مرسلین اولین و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں ان سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی نکالنے والے اور بال کی کھال نکالنے والے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السلام ہوں گے جس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء و مرسلین اولین و آخرین کے جتنے علوم ہوئے ہیں ان سب میں موشگافیاں کرنے والے یعنی ہندی کی چندی نکالنے والے اور بال کی کھال نکالنے والے ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر بن محمد علیہ السلام ہوں گے جو خدا کی سچی زبان ہوں گے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام ہوں گے جو خدائتعالیٰ کی راہ میں صبر کرنے کے سبب اپنے غصہ کو روکنے والے ہوں گے اور اسی سبب سے کاظم مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے علی بن موسیٰ۔۔۔ علیہ السلام ہوں گے۔ جو امر خدا میں یہاں تک راضی ہوں گے کہ رضا مشہور ہو جائیں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن علی علیہ السلام ہوں گے جن کو خدائتعالیٰ اپنی مخلوق میں سے برگزیدہ فرمائے گا ان کے بعد راہ خدا کے بتلانے والے علی ابن محمد علیہ السلام ہوں گے جو ہادی مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حسن علیہ السلام ہوں گے جو خدا کے راز کے رازدار اور خاموش مشہور ہوں گے ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حسن علیہ السلام ہوں گے۔ جن کے القاب ہادی۔ مہدی۔ ناطق قائم حجۃ اللہ (وغیرہ) ہوں گے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے سلمان! ہم بھی مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچ گے اور جو لوگ ایمان میں تمہاری مانند ہوں گے وہ بھی۔ اور جو حقیقت معرفت کے ساتھ مہدی علیہ السلام سے قولاً کہنے والے ہوں گے وہ بھی۔ سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے خدائتعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا ان کے زمانہ تک میں زندہ رہوں گا؟ فرمایا کہ اے سلمان! یہ آیت پڑھ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ

بَنِیَّ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ اس پر میرا شوق بڑھا اور میں بہت رویا۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا عہد مجھ سے ہے یا فرمایا ہاں اسی اللہ کی قسم جس نے محمدؐ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یہ عہد میری طرف سے بھی ہے اور علی کی طرف سے بھی ہے۔ اور حسنؑ حسینؑ کی طرف سے بھی ہے اور نو اماموں کی طرف سے بھی ہے۔ جو حسینؑ کی نسل میں سے ہوں گے اور ہر ایک اس شخص کی طرف سے بھی ہے جو ہم میں سے ہو گا۔ اور ہم میں آملے گا۔ خدا کی قسم اے سلمانؓ! اس وقت ابلیس بھی حاضر کیا جائے گا اور اس کا اہل لشکر بھی اور ہر وہ شخص آئے گا جس نے ایمان کو ایمان ہی سمجھ کر قبول کیا ہو گا۔ اور ہر وہ شخص بھی لایا جائے گا جو کفر کو محض کفر ہی کی خاطر سے مانتا ہو گا۔ (یعنی ہر خالص مومن اور ہر خالص کافر حاضر کیا جائے گا) نہ کہ قصاص لئے جائیں اور جو خون ایسے ہوں کہ ان کی دیت نہ لی گئی ہو ان کی دیت دلائی جائے اور ہر خون کا کما حقہ بدلہ ملے اور تمہارا پروردگار کسی کے حق میں ذرا بھی ناانصافی نہ کرے گا۔ اس آیت وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝ کے اصل مطلب کا پورا ہونا یہی ہو گا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے سامنے سے کھڑا ہو گیا۔ اور اس وقت سے سلمان کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ موت اسے کب آلے یا وہ موت کے منہ میں کب چلا جائے۔

شیبانی نے کشف البیان میں یہ لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت جناب صاحب الامر علیہ السلام کی شان میں بالخصوص نازل ہوئی ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے شاہان جابرین اور سرکش لوگوں کو ہلاک کریں گے شرق سے غرب تک رتمام زمین کے وہ جناب مالک ہوں گے۔ پس وہ حضرت تمام زمین کو عدل و انصاف سے مملو کر دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔

صفحہ ۴۶۲ نوٹ ۵ کہ اَشُدَّ سے مراد ہے اٹھارہ برس کی عمر اور اِسْتَوٰی کا یہ مطلب ہے کہ داڑھی نکل آئی۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ فرعون کے پاس بہت ہی عزت و احترام کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حد بلوغ کو پہونچ کر پورے مرد ہو گئے۔ مگر حالت یہ تھی کہ توحید کی جو بات فرماتے تھے وہی فرعون کو ناگوار گزرتی تھی۔ تا آنکہ اس نے موسیٰؑ کے قتل کا مقصد کیا پس حضرت اس کے ہاں سے نکل کر چل دیئے۔ الاکمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی تلاش میں رہتے تھے اور ان کے حالات کی تفتیش کیا کرتے تھے مگر ان کو کوئی خبر نہ ملتی تھی۔ یہ فرعون کو بھی معلوم ہو گیا اس نے ان کو بلوا کر تکلیفیں بھی زیادہ پہونچائیں۔ اور ان کی ٹولیاں الگ الگ کر دیں اور ان کو منع کر دیا کہ نہ موسیٰؑ کی خبر کسی سے دریافت کرو اور نہ ان کے حالات کی تفتیش کرو۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل ایک چاندنی رات میں اپنے ایک بزرگ کے پاس گئے۔ جو کچھ علم رکھتا تھا اور اس سے کہنے لگے کہ ہم باتیں ہی کر کے دل بہلا لیا کرتے تھے۔ اب اس سے بھی روک دیئے گئے تو ذرا یہ تو بتلا دو کہ یہ بلا ہم پر مسلط کب تک رہے گی؟ اس نے کہا واللہ تم برابر اس بلا میں اس وقت تک مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا تعالیٰ اولاد لاوی ابن یعقوب سے ایک لڑکے کو نہ لائے جس کا نام موسیٰؑ ابن عمران ہو گا۔ یہ لڑکا کالے کلوں والا ہو گا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت موسیٰؑ ایک خچر پر سوار ان کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ اس بزرگ نے سر اٹھا کر ان کی صفات سے ان کو پہچان لیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کا اسم مبارک؟ فرمایا موسیٰؑ۔ عرض کی آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟ فرمایا عمران کا۔ وہ بزرگ یہ سن کر جھپٹ کر اٹھے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور رو رو کر ان کے قدم پر جھک پڑے۔ اور قدم بوسی کی۔ پس موسیٰؑ نے ان سب کو پہچانا اور ان لوگوں نے موسیٰؑ کو اور ان کو اپنا مشیعہ بنایا۔ پھر جب تک خدا کو منظور ہوا ان کے پاس رہے پھر وہاں سے چل دیئے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۳ نوٹ ۷ اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ: العیون میں جو پوری حدیث اس موقع کے متعلق جناب امام رضاؑ سے منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول اس اسرائیلی کا ہے جو موسیٰؑ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور ان کے ڈانٹنے دھمکانے اور مفسد کہنے سے ڈر گیا تھا۔ اور اس طرح موجب افشائے راز ہو گیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۴ نوٹ ۳ موسیٰؑ کو ان پر رحم آگیا کنوئیں کے قریب آ کر جو شخص کنوئیں کے قریب تھا اس سے فرمایا کہ ڈول مجھے اس شرط پر دے دو کہ میں ایک اپنے لئے کھینچوں گا اور ایک تمہارے لئے حالانکہ وہ ڈول چرسا تھا۔ جسے دس آدمی مل کر کھینچا کرتے تھے۔ مگر حضرت موسیٰؑ نے اکیلے ایک تو اس شخص کے لئے کھینچ دیا اور دوسرا شیعیب کی لڑکیوں کے لئے اور ان کے تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ چرواہے اس کنوئیں کے منہ پر ایک ایسا بھاری پتھر ڈھک جایا کرتے تھے جسے ایک روایت کے بموجب سات اور ایک روایت کے بموجب دس اور ایک روایت کے بموجب چالیس آدمی اٹھایا بٹھایا کرتے تھے۔ لیکن موسیٰؑ نے تن و تنہا ہٹا دیا۔ اس روایت میں آگے ڈول کا ذکر ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۴ نوٹ ۴ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سوال کے وقت حضرت موسیٰؑ کو سخت بھوک تھی۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے یہ سوال کھانے کا کیا ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ واللہ موسیٰؑ نے اس موقع پر خدا تعالیٰ سے سوائے روٹی کے اور کسی چیز کا سوال نہ کیا اس لئے کہ کئی دن سے ساگ پات کھا رہے تھے۔ اور گوشت اتنا گھل گیا تھا اور دبلے اتنے ہو گئے تھے کہ ساگ کی سبزی پیٹ کی جھلی میں سے نمایاں تھی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۴ نوٹ ۵ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ: تفسیر قمی میں قصۂ موسیٰؑ میں ہے کہ جب شعیب کی دونوں بیٹیاں واپس پہونچ گئیں تو انھوں نے فرمایا کہ آج تم دونوں جلد واپس آ گئیں۔ انھوں نے موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ ہم دونوں پہچانتے نہیں ہیں۔ شعیب نے ان میں سے ایک سے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان کو بلا لاؤ کہ ہم ان کو ان کے کام کی اجرت دیں۔ چنانچہ وہ اپنے باپ کے حکم سے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے موسیٰؑ کے پاس آئیں۔ موسیٰؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور شعیب کی بیٹی ان کے آگے آگے ہو گئیں۔ مگر تیز ہوا کے چلنے نے باز رکھا۔ تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے ہو جاؤ۔ اور جہاں موڑ آتا جائے مجھے راستہ بتاتی جانا کیونکہ میں اس قوم میں سے ہوں جو (غیر) عورت کی پشت پر نظر نہیں ڈالتے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۲ امن لایحضرہ الفقیہ میں ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو ایفائے عہد سے پہلے اپنی زوجہ سے ہم بستر ہونا جائز تھا اس لئے کہ ان کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شرط پوری ہونے تک زندہ رہیں گے اسی لئے انھوں نے دونوں مدتوں میں سے طولانی مدت وہاں بسر کی۔

الاکمال میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ انکی جناب کی وفات کے بعد تیس برس تک زندہ رہے۔ نو وجہ جناب موسیٰ یعنی صفراء بنت شعیبؑ نبی نے یوشعؑ پر خروج کیا اور کہا کہ بہ نسبت آپ کے خلیفہ ہونے کی میں زیادہ حقدار ہوں پس زوجہ موسیٰ یوشعؑ بن نون سے خوب لڑی۔ یوشعؑ نے اسکے ہمراہیوں کو قتل کر کے صفراء کو قید کر لیا اور ان کی حرمت کو ضائع نہ ہونے دیا (قول مترجم):۔ حمیرہ اور صفراء کے کرتوت کی مشابہت ملاحظہ طلب ہے) تفسیر برہان میں علامہ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ سے بروایت انس منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام محبت پروردگار عالم میں یہاں تک روئے کہ بصارت جاتی رہی خدا تعالیٰ نے پھر ان کی بصارت عطا فرمائی یہاں تک کہ جب چوتھی مرتبہ نابینا ہونے کی نوبت پہونچی تو خدا تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے شعیب ایسا کہاں تک ہوتا رہیگا اگر تمھارا یہ رونا خوف جہنم سے ہے تو ہم نے تم کو امان دی اور اگر شوق جنت کے سبب سے ہے تو ہم نے تم کو جنت عطا کی۔ اس وقت انھوں نے عرض کی کہ اے میرے معبود! اور اے میرے سید و سردار! تو خوب جانتا ہے کہ نہ میں تیرے جہنم کے خوف سے روتا ہوں اور نہ تیری جنت کے شوق میں بلکہ میرے دل میں تیری سچی محبت ہے اس کی وجہ سے میں صبر نہیں کر سکتا اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جب یہ تمھاری حالت ہے تو ہم اپنے معزز پیغمبر موسیٰ بن عمران کو جس کا لقب کلیم اللہ ہے تمھاری خدمت میں دیں گے (یہ بنا تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کا مدین میں ورود ہوا۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شرط خدمت پر نکاح قرار پایا۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۳ خدا تعالیٰ نے یہ تمھارے ہی لئے مخصوص کیا ہے چنانچہ اپنا تمام ٹانڈہ لاد کر مصر کو چلے جب کھلے میدان میں پہونچے تو بڑی سخت سردی تھی اور تیز ہوا اور اندھیری گھٹا، اوپر سے رات نے آیا اس وقت موسیٰ نے ایک آگ دیکھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۴ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ الْہٰذَبِ میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے وہ تو فرات ہے اور بُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ کربلا معلیٰ۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۵ نوٹ ۵ اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ: تفسیر قمی میں ہے کہ موسیٰ آگ کی طرف بڑھے کہ کچھ آگ لے لیں دیکھا کہ ایک درخت ہے جس پر شعلہ اٹھ رہے ہیں جیسے ہی وہ لینے کے لئے چلے کہ وہ آگ خود جھک کر آئی یہ ڈر کر بھاگے۔ آگ پھر بلند ہو گئی، مختصر یہ کہ تین دفعہ اسی طرح ہوا۔ پس تیسری دفعہ کے بعد درخت کے پاس نہ گئے۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے آواز دے کر ان سے کہا۔ یٰمُوْسٰٓى اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ موسیٰ نے عرض کی اس کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا اے موسیٰ تمھارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کی یہ تو میرا عصا ہے۔ فرمایا اسے ڈال دو، ڈالا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اب تو موسیٰ ڈر کر بھاگے پس خدا تعالیٰ نے ان کو آواز دی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۱۲۵

صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۲ فرعون نے کہا اچھا زمین کی طرف نظر ڈال، اس نے کہا زمین تو نظر بھی نہیں آتی البتہ سمندر اور پانی نظر آتا ہے۔ یہ تو یہ باتیں کر رہے تھے اور عقاب تھے کہ چڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور سمندر اور پانی کا نظر آنا بھی موقوف ہو گیا۔ پھر فرعون نے کہا ارے ہامان ذرا آسمان کی طرف تو دیکھ اس نے دیکھا اور کہا مجھے تو اتنی ہی دور نظر آ رہا ہے جتنی دور زمین سے دکھائی دیتا تھا۔ اب جب رات پوری پوری چھا گئی ہامان نے پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فرعون نے کہا کیوں اب تو پہونچ گئے نا؟ اس نے کہا میں تو ستاروں کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح زمین سے دیکھا کرتا تھا اور زمین کی طرف جو دیکھتا ہوں تو اندھیرے کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں روایت میں ہے کہ آخر اس اڑن کھٹولے کے جھٹکے پر اٹھا پٹخ کر گرا۔ اور نگاہ اڑن کھٹولہ جھٹکے کھانے، اور نیچے آنے نتیجہ یہ ہوا کہ آخر میں زمین پر آ رہا۔ اور اسی وقت سے فرعون کا غصہ اور اس کی سرکشی اور بڑھ گئی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۳ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ: کافی میں جناب امام جعفر صادق منقول ہے کہ کتاب خدا میں اماموں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہی جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۹۲ سطر ۵) جس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان کو امام بنایا ہے اور وہ لوگوں کو ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کرتے ہیں آدمیوں کے حکم کے بموجب نہیں اور وہ ہمارے حکم کو بندوں کے حکم کے مقدم سمجھتے ہیں اور ہمارے فیصلہ کو سب کے فیصلے پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں دوسری قسم کے اماموں کا ذکر فرمایا اور ارشاد کیا وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے حکم کو خدا کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اور آدمیوں کے فیصلہ کو خدا کے فیصلہ پر ترجیح دیتے ہیں اور خدا کی کتاب میں جو کچھ ہے اس کے برخلاف اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

قول مترجم:۔ ایسا کرنے والوں کو جو خدا کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے اس کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور آئندہ کی آیت میں بھی۔ دنیاوی سزا تو یہ ہے کہ ارشاد فرمایا ہے وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً جس کے پیچھے خود خدا نے لعنت لگا دی ہو وہ مریدوں کی حمایت کرنے سے لعنت سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اور آخرت کی سزا دہری بیان فرمائی ہے ایک تو یہ کہ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ یہ حالت تو ظاہرہ بوقت حساب و کتاب ہو گی اور دوسری وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۝ یہ حالت معلوم ہوتا ہے بوقت عتاب و عذاب و عقاب ہو گی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۷ نوٹ ۴ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى: قرون اولیٰ سے مراد حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ علیہم السلام کی امتیں ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جس وقت سے خدا تعالیٰ نے توریت کو روئے زمین پر نازل کیا اس وقت سے کسی قوم، کسی گروہ، کسی امت اور کسی بستی کے رہنے والوں کو آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کیا سوائے اس کے کہ ایک بستی کے رہنے والے جو مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے تھے اس کے بعد حضرتؐ نے اپنے قول کی تائید میں یہ پوری آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۱ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اور منجانب امت محمدیہ جو باپ کے صلب میں تھے اور ماں کے رحم میں تھے تو جواب میں عرض کیا گیا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ آنحضرت نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے میری امت کے اس جواب کو حج کرنے والوں کا شعار مقرر فرما دیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے دوسری ندا فرمائی کہ اے امت محمدؐ میرا فیصلہ تمہارے حق میں یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے مقدم رہے گی۔ اور میری معافی میرے عذاب سے پہلے ہو گی اور قبل اس کے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں اور پیشتر اس کے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو میں تمہیں عطا کروں گا اور جو شخص میری حضور میں میری شہادت کے ساتھ حاضر ہو گا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے) اور اس شہادت کے ساتھ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کے تمام اقوال سچے اور تمام افعال برحق ہیں اور اس شہادت کے ساتھ کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ محمد مصطفیٰؐ کے بھائی اور ان کے بعد ان کے وصی اور ان کے برحق جانشین ہیں جن کی کہ اطاعت ویسی ہی واجب ہے جتنی کہ خود جناب محمد مصطفیٰؐ کی اور اس شہادت کے ساتھ کہ ان دونوں بزرگواروں کے بعد ان کے قائم مقام ان کی اولاد میں سے جو ہر گزیدہ اور پاک و پاکیزہ ہیں وہ ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب نشانیاں اور معجزات دکھلانے پر قادر ہیں اور مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں پس جو بھی ان شہادتوں کے ساتھ پہونچے گا میں اس کو اپنی جنت میں داخل کروں گا۔ گو اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ جس وقت ہم نے تمہاری امت کو اس عزت کے ساتھ آواز دی ہے تو تم طور کے کسی پہلو میں موجود نہ تھے پھر مجھ کو تو حکم ہوا کہ یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مَا اخْتَصَّنِیْ بِہٖ مِنْ ھٰذِہِ الْفَضِیْلَۃِ (خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا) اور میری امت کو یہ حکم ہوا کہ یوں کہو کہ خدا کا شکر ہے ہم کو ان فضائل کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۲ سِحْرَانِ تَظَاھَرَا: لفظی معنی یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے سے پشتی لیتے ہیں تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی قراءت سَحَّرَانِ تَظَّھَّرَا بھی آئی ہے تو اس صورت میں جادوگر سے ان کی مراد (معاذ اللہ) حضرت موسیٰؑ اور جناب محمد مصطفیٰؐ تھے اور مرد جو قرأت سَحَّرَانِ کی بنا پر کہ مبالغہ کے طور پر مصدر استعمال کیا گیا ہے ان کفار کی مراد تھی توریت و قرآن مجید کہ ان دونوں کے احکام ملتے جلتے اور ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۸ نوٹ ۳ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ: کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی رائے کو اپنا دین قرار دے لے اور ائمہ ہدیٰؑ میں سے کسی امام کا پیرو نہ ہو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ قول مترجم:۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بارہ اماموں میں سے کسی ایک ہی کی پیروی کافی ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ باوجود بارہ کے اعتقاد کے ہر شخص تابع اسی ایک امام کا ہوتا ہے جس کے زمانہ میں وہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۶۹ نوٹ ۴ قول صاحب تفسیر صافی: جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے چھپانے اور شرک کے ظاہر کرنے سے حضرت ابوطالب کی غرض اصلی یہ تھی کہ جناب رسول خدا کی نصرت زیادہ کر سکیں۔ بشارت المصطفیٰ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنین رحبۂ کوفہ میں تشریف فرما تھے اور لوگ کثرت سے جمع تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ کو تو خدا نے اس منزلت پر پہونچایا ہے حالانکہ آپ کے والد دوزخ میں عذاب پا رہے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہ کیا بکتا ہے۔ خدا تیرا منہ توڑے۔ اسی ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰؐ کو برحق نبی بنا کر بھیجا اگر میرے والد روئے زمین کے کل گنہگاروں کی شفاعت کریں تو خدا تعالیٰ ان کی شفاعت سب کے حق میں قبول کر لے۔ میرے والد ماجد اور جہنم میں عذاب دیئے جائیں جس حال میں کہ میں ان کا بیٹا قسیم جنت و نار ہوں۔ پھر فرمایا اسی کی قسم جس نے محمد مصطفیٰؐ کو حق میں ساتھ مبعوث فرمایا قیامت کے دن حضرت ابوطالب کا نور سوائے پانچ نوروں کے تمام مخلوق خدا کے نوروں کو ماند کر دے گا وہ پانچ نور یہ ہیں۔ اوّل جناب محمد مصطفیٰؐ کا نور، دوسرا میرا نور، تیسرا فاطمہؑ زہرا کا نور، چوتھا حسین علیہما السلام کا نور، پانچواں ان نو اماموں کا نور جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے اس لئے کہ ہمارے ان پانچوں نوروں سے خدا تعالیٰ نے حضرت ابوطالب کا نور پیدا کیا جیسے آدم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا تھا۔

قول مترجم:۔ علماء اہلسنت کی تحقیق ایمان و نجات حضرت ابوطالبؑ کے بارے میں مفصل دیکھنی مقصود ہو تو رسالہ اسنی المطالب فی نجاۃ ابیطالبؑ مصنفہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ مطبوعہ مصر خواہ اس کا ترجمہ مترجمہ حقیر بزبان اردو ملاحظہ فرمائیے۔ ایمان و نجات ابوطالبؑ کے متعلق اور حدیثیں ملاحظہ کریں۔

کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کی کہ عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب کافر تھے۔ فرمایا جھوٹے ہیں (خدا ان پر لعنت کرے) وہ شخص کافر کیسے ہو سکتا ہے جو یہ کہے ؎

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ۔۔۔ نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ

(ترجمہ) کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی نبی پایا جیسے کہ موسیٰؑ تھے۔ اور یہ بات سب سے پہلے نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے۔

اور دوسری حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کافر ہو کیونکر سکتے ہیں حالانکہ ان کے یہ اقوال موجود ہیں۔

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ ۔۔۔ لَدَیْنَا وَلَا یُعْبَأُ بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ۔۔۔ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

(ترجمہ) یہ تو وہ سب خوب جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارے نزدیک قابل تکذیب نہیں ہے اور ہیچ وہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہیں کی جا سکتی وہ ایسا حسین و خوبصورت ہے کہ اس کے روئے اقدس کا واسطہ دیکر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے وہ یتیموں کا والی اور بیوہ عورتوں کا جائے پناہ ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی:۔ سب سے اوپر کے شعر میں "خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ" آیا ہے اس کا یہ مقصد ہے کہ یہ حکم سب سے پہلے نوشتہ یعنی لوح محفوظ میں ثبت فرما دیا گیا ہے۔

۲۔ ابیض عرب کے محاورہ میں سے ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی عزت میں کبھی کوئی بٹہ نہ لگا ہو یعنی وہ ہمیشہ ہر معاملہ میں روسفید رہا ہو۔

۳ ۔ شمال بروزن کتاب اس فریادرس کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کے معاملات کی درستی کرتا رہتا ہو۔
۴ ۔ اَرَامِلُ جمع اَرْمَلٌ کی ہے اور ارملہ اس عورت کو کہتے ہیں جو جس کا شوہر نہ ہو۔
قول مترجم :۔ نیز اَرَامِلُ جمع اَرْمَلٌ کی بھی ہے اور اَرْمَلہ کی بھی۔ اَرْمَلٌ وہ مرد ہے جس کی عورت نہ ہو اور ارملہ وہ عورت ہے جس کا مرد نہ ہو۔ مگر اَرَامِلُ کا مخصوص اور کثرت سے استعمال بے شوہری عورتوں ہی پر ہوتا ہے۔

کافی میں ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا تھا کہ آیا ابوطالب بحیثیت اولیائے حضرت اسمٰعیلؑ میں ہونے کے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے لئے بھی حجۃ اللہ تھے ؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ وصایائے انبیاء کے ایک امین تھے جو انھوں نے آنحضرت تک پہونچائیں۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ جب انھوں نے وصیتیں آنحضرتؐ تک پہونچادیں تو اس سے تو صاف ثابت ہوا کہ حضرت ابوطالب حجت تھے اور آنحضرتؐ ان کے ماتحت۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہے اگر جناب رسولؐ خدا ان کے ماتحت ہوتے تو پھر وصیت ہی ان کو کیوں پہونچاتے۔ اس پر عرض کیا گیا تو پھر حضرت ابوطالب کی کیا حالت تھی۔؟ فرمایا کہ انھوں نے جناب رسولؐ خدا کی رسالت کا اقرار کیا۔ اور جو احکام آنحضرتؐ لائے تھے ان کا اقرار کیا۔ انبیائی وصیتیں ان کے سپرد کیں۔ اور اسی دن انتقال فرما گئے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوطالب نے انتقال فرمایا تو جبرئیل امین جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ اب آپ مکہ سے تشریف لے جایئے کیونکہ یہاں آپ کا کوئی مددگار نہیں رہا اور قریش آنحضرت کو ضرر پہونچانے کے لئے ہیجان میں آئے ہوئے ہیں۔ پس اس مشورہ کے بموجب آنحضرتؐ نے شہر مکہ کو چھوڑا اور مکہ معظمہ کے اطراف میں ایک پہاڑ کے پاس پہونچے جس کا نام حجون تھا اور اسی میں پناہ لی۔

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ یارسولؐ اللہ! پروردگار عالم آپ کو سلام پہونچاتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے آتش جہنم کو اس صلب پر حرام کیا ہے جس میں آپ کا نور رہا ہو اور اس رحم پر حرام کیا ہے جس میں آپ حمل میں رہے ہوں اور اس گود پر حرام کیا ہے جس میں آپ نے پرورش پائی ہو پس صلب سے مراد آنحضرتؐ کے والد ماجد عبداللہ ابن عبدالمطلب کا صلب ہے اور بطن یا رحم سے مراد جس کے رحم میں آنحضرتؐ رہے جناب آمنہ بنت وہاب ہیں اور وہ گود جس نے آپ کی پرورش کی اس سے حضرت ابوطالب کی گود مراد ہے۔ اور ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ حضرت ابوطالب کی شامل ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی ہیں۔ کیونکہ دونوں نے اپنی اپنی گود میں کھلایا اور پرورش کی۔

تفسیر عیاشی میں زہری سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے حضرتؑ سے کوئی بات پوچھی جس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا اس وقت اس شخص نے (بطریق غصہ) یہ کہا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو آپ بت پرستوں کی اولاد ہیں حضرتؑ نے فرمایا (خدا تجھ پر لعنت کرے) تو جھوٹ بکتا ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ (اپنے بیٹے) اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں پہونچادیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدا تعالیٰ سے یہ عرض کی "رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ" پس اولاد اسمٰعیل میں سے کسی نے کبھی بت کی پرستش نہیں کی۔ ہاں عرب ضرور پتوں کو پوجنے والے تھے رہی اولاد اسمٰعیلؑ ان میں سے بعض تو یہ کہدیا کرتے تھے "هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ" اور اس طرح کافر ہو جاتے تھے مگر بت کو کبھی نہ پوجتے تھے یعنی شرک ہرگز نہ تھے۔ امالی شیخ طوسی علیہ الرحمۃ میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کثیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور ان حضرت نے بتوسط اپنے والد ماجد کے اپنے جدّ امجد سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے جو ان حضرتؑ نے جناب امام حسن علیہ السلام سے سماعت فرمائی تھی اور وہ ایک واقعہ تھا جو ان حضرتؑ کو طلحہ اور معاویہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے ان دونوں ملعونوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ اب رہی قرابت تو وہ مشرک کو بھی نفع پہونچائے گی اور خدا کی قسم مومن کے لئے تو بہت زیادہ نفع ہوگی چنانچہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابوطالب سے عین حالت احتضار میں یہ فرمایا کہ آپ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہدیں کہ میں اس کے ذریعہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں شفاعت کروں گا۔ حالانکہ (یہ امر مسلم ہے کہ) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جب تک پورا یقین نہ ہوتا تھا نہ اپنے چچا سے ایسی بات فرماتے نہ ایسا وعدہ کرتے اور نہ اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ) یہ بات سوائے ہمارے بزرگ یعنی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے کسی دوسرے کے لئے جائز ہی نہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ "وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا"

بروایت عبداللہ ابن عباس خود حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابوطالبؑ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ بھتیجے! آیا اللہ نے تمھیں رسول بنا کر بھیجا ہے ؟ آنحضرتؐ نے فرمایا جی ہاں۔ تب حضرت ابوطالب نے کہا اچھا مجھے کوئی معجزہ دکھلا دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس درخت کو آپ کی خاطر سے بلاتا ہوں۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آگیا اور آنحضرتؐ کے سامنے اس نے سجدہ کیا۔ پھر اپنی جگہ لوٹ کر چلا گیا اس وقت حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً سچے رسولؐ ہیں (اس کے بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کے فرمایا) یا علیؑ تم اپنے عم امین کی اطاعت کرو کئی حدیثوں میں یہ مضمون جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی روایتوں سے وارد ہوا ہے۔ کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام حساب جمل کی رو سے داخل اسلام ہوئے تھے۔ اور امام علیہ السلام نے اپنی مٹھی باندھ کر ۶۳ کا عدد بھی ظاہر کیا۔

ابوالحسن محمد ابن احمد داؤدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوالقاسم حسین ابن روح قدس اللہ روحہ (سفیر جناب صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ حضرت عباس کے اس قول کے کیا معنی ہیں (جو انھوں نے آنحضرتؐ سے فرمایا تھا) آپ کے چچا ابوطالب حساب جمل کی رو سے اسلام لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ۶۳ کا اشارہ کیا انھوں نے فرمایا کہ اس مطلب "اِلٰهٌ اَحَدٌ وَّجَوَادٌ" تھا۔ اور اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی کہ الف کا عدد ایک ہے تو لام کے ۳۰ اور ہ کے ۵۔ پھر الف کا ایک ح کے ۸ دال کے ۴۔ پھر ج کے ۳، و کے ۶۔ الف کا ۱۔ اور د کے چار اور مجموعہ ان سب کا ۶۳ ہے۔

اصبغ ابن نُباتہ سے منقول ہے کہ میں نے خود جناب امیر المومنینؑ کو یہ فرماتے سُنا کہ خدا کی قسم نہ میرے باپ نے کبھی بت کی پرستش کی اور نہ میرے دادا عبدالمطلب نے اور نہ ان کے والد ہاشم نے اور نہ ان کے والد عبدالمناف نے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ آخر وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ فرمایا بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے دین ابراہیمؑ کے مطابق نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اسی پر قائم تھے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد حضرت ابوطالب علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض سے آئیں کہ ان کو جناب رسُول خدا کی ولادت کی خوشخبری سنائیں۔ تو حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ ایک سبت تم صبر کرو تو میں بھی تمھیں ایسے ہی شخص کی خوشخبری دوں گا۔ فرق اس قدر ہوگا کہ اس میں نبوت نہ ہوگی۔ حضرتؑ نے خود ارشاد فرمایا کہ سبت سے مراد تیس ۳۰ برس ہیں۔ اور جناب رسُول خدا کی ولادت اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کی ولادت میں تیس ہی برس کا فرق ہے۔

علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں حضرت ابوطالب علیہ السّلام کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں از آنجملہ اشعار ذیل بھی ہیں ؎

اَنْتَ الْاَمِیْنُ مُحَمَّدٌ	قَرْمٌ اُعِزَّ مُسَوَّدٌ	مِنْ سُوْدِیْنَ اَطَائِبٍ	کَرُمُوْا وَطَابَ الْمَوْلِدُ
اَنْتَ السَّعِیْدُ مِنَ السُّعُوْدِ	یُلْقِیْنَکَ الْاَسْعَدُ	مِنْ بَعْدِ اٰدَمَ لَمْ یَزَلْ	فِیْنَا وَصِیٌّ مُرْشِدٌ
فَلَقَدْ عَرَفْتُکَ صَادِقًا	بِالْقَوْلِ کَالْمُتَفَنِّدٌ	مَا زِلْتَ تَنْطِقُ بِالصَّوَابِ	وَاَنْتَ طِفْلٌ اَمْرَدٌ

(ترجمہ) امین ہو محمدؐ ہو سب سے زیادہ عزت دار سردار ہو۔ تم سرداروں اور پاک دامنوں کے فرزند ہو۔ جو کریم الاصل تھے۔ تمھاری جائے ولادت بہت اچھی ہے۔ تم نیک بختوں کے سعید فرزند ہو۔ اور سعید لوگ ہی آپ پر احاطہ کئے رہے۔ آدم علیہ السّلام کے بعد سے لے کے اب تک ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا وصی برابر چلا آتا ہے۔ اسی سے میرا آپ کو خوب پہچانا ہوں۔ کہ آپ کی ہر بات سچی ہے۔ کوئی خلاف عقل نہیں۔ آپ تو اس وقت سے جب کہ آپ بچے ہی تھے حق ہی حق باتیں کہتے رہے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب نے جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اسی قسم کا مضمون اپنے قصیدۂ لامیہ میں بھی فرمایا ہے ؎

وَمَا مِثْلُهٗ فِی النَّاسِ سَیِّدُ مَعْشَرٍ	اِذَا قَایَسُوْهُ عِنْدَ وَقْتِ التَّفَاضُلِ
فَاَیَّدَهٗ رَبُّ الْعِبَادِ بِنُوْرِهٖ	وَاَظْهَرَ دِیْنًا حَقُّهٗ غَیْرُ زَائِلِ

اور انہی میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ	رَبِیْعُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
تَطِیْفُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ
وَمِیْزَانُ صِدْقٍ لَّا یَخِیْسُ شَعِیْرَةً	وَمِیْزَانُ عَدْلٍ وَّزْنُهٗ غَیْرُ عَایِلِ

(ترجمہ) جب بزرگی دینے کے وقت لوگ اس کی بزرگی کا اندازہ کریں تو تمام آدمیوں میں کوئی شخص ان کے مانند گروہوں کا سردار نہیں ہے۔ بندوں کے پروردگار نے اپنے نور کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے اور انھوں نے ایسا دین ظاہر کیا ہے جس کا حق ہونا کبھی زائل نہ ہوگا۔

اور وہ ایسے متبرک ہیں کہ ان کے روشن کا واسطہ دے کر بادلوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کے باغ و بہار اور بیواؤں کے جائے پناہ ہیں یہ بنی ہاشم میں سے ہیں جن کے گرد فقراء جمع رہتے ہیں۔ پس وہ لوگ ان کے پاس ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ سچائی کی میزان ہیں جو جَو بھر بھی کم نہیں ہوتی اور وہ عدل کی ترازو ہیں جس کی تول ہمیشہ پوری ہی اترتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں علامہ طبرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطالب علیہ السّلام کے ایمان پر اہلبیت علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا اجماع ثابت ہے۔ اور ان حضرات کا اجماع حجت ہے اس لئے کہ وہ ثقلین میں سے ایک ثقل ہیں جن کے اتباع کا حکم جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مشہور قول کے بموجب دیا ہے۔ "مَاۤ اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ" (جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہوگے ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے)۔

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے مضمون متذکرہ بالا قول باریتعالےٰ وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَیَنْوَوْنَ عَنْهُ ج کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہیں حضرت ابوطالب علیہ السّلام کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ جو ان کے ایمان پر دلالت کرتے ہیں مگر ہم بخوفِ طوالت ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب سیّد ابن طاؤس علیہ الرحمہ اپنی کتاب طرائف میں فرماتے ہیں کہ عجائبات سے یہ بات ہے کہ دشمنان اہلبیتؑ علیہم السّلام کا تعصب اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ انھوں نے یہ گمان کر لیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو یہ فرمایا "اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ" اس میں "مَنْ اَحْبَبْتَ" سے حضرت ابوطالب مراد ہیں۔ حالانکہ ابوالمجد بن رشادہ واعظ نے اپنی کتاب نزول القرآن میں اسی آیت کے بارے میں حسن ابن فضل کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیونکر کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی حالانکہ یہ سورت جس میں یہ آیت ہے مدینہ منورہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں سب سے آخر ہے حالانکہ

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا انتقال جبکہ آنحضرت مکہ ہی میں تھے اور اسلام کا آغاز تھا جب ہی ہو چکا تھا۔ اور یہ آیت حرس ابن نعمان بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن سے آنحضرتؐ بہت محبت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اسلام لے آئیں ایک دن انھوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ بات عرض کی کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ یقیناً برحق ہیں اور جو کچھ آپ نے کر آئے ہیں وہ بھی سب برحق ہے لیکن آپ کے اتباع سے ہم کو یہ بات روکتی ہے کہ عرب اپنی کثرت اور ہماری قلت کے سبب ہم کو ہماری سرزمین سے معدوم کر دیں گے۔ اور ہم میں ابھی اتنی قوت ہے نہیں کہ ہم ان کا مقابلہ کر سکیں اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور آنحضرت بوجہ ان کے میلان کے جو اسلام کی طرف تھا ان کو اسلام ہی میں شمار فرماتے تھے۔ اسی طرح جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے جو ان روایتوں کو جانتا ہو اور ان آیات کے مضمون سے واقف ہو یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت ابوطالب کے ایمان سے انکار کرے حالانکہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کی وصیت کی روایتیں جو انھوں نے اپنے بیٹے علی علیہ السلام کو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے کے بارے میں فرمائیں پہلے گزر چکی ہیں۔ اور ان کے اس قول کا بھی ذکر ہو چکا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوائے نیکی کے اور کسی بات کی طرف بلائیں گے ہی نہیں۔ اور آنحضرتؐ کا یہ قول بھی مذکور ہو چکا "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا يَا عَمِّ" (چچا جان خدا آپ کو جزائے خیر دے) نیز آنحضرتؐ کا یہ قول کہ اگر چچا اس وقت زندہ ہوتے تو اسلام کا عروج اور ہماری ترقی دیکھ کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم نہ ہوتا کہ حضرت ابوطالب مومن مرے ہیں تو وہ کبھی حضرت ابوطالب کے حق میں دعائے خیر نہ فرماتے اور نہ کبھی اس بات کی شہادت دیتے کہ اسلام کے عروج اور ہماری ترقی سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ اور اگر امت میں سے کسی اور کی گواہی حضرت ابوطالب کے بارے میں سوائے عترت جناب رسولؐ خدا کی گواہی کے نہ بھی ہو تو بھی تمام امت پر عترت رسولؐ خدا کی گواہی کی تصدیق واجب و لازم ہے اس لئے کہ ان کے نبی نے گواہی دی ہے کہ میری عترت کتاب خدا سے کبھی جدا نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا شک ہی نہیں ہو سکتا کہ عترت جناب رسولؐ خدا حضرت ابوطالب کے باطنی حالات سے بہ نسبت غیروں کے بہت زیادہ واقف ہیں اور شیعان اہلبیت کا اس بات پہ اجماع ہو چکا ہے کہ جناب ابوطالبؑ یقینی مومن تھے اور اس بارے میں ان کی تصنیفات موجود ہیں۔ علامہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ باسناد خود علی ابن عقیبہ سے اور وہ اپنے والد عقیبہ سے روایت کرتے ہیں عقیبہ کہتے ہیں کہ میں نے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم اپنے کل معاملات خدا کے واسطے کرو اور آدمیوں کے واسطے کچھ نہ کرو۔ اس لئے کہ جو کچھ بھی اللہ کے واسطے ہوتا ہے وہی خدا کے ہاں قبول ہے اور جو کچھ آدمیوں کے لئے ہوتا ہے وہ خدا کے دربار میں باری نہیں پاتا۔ اور معاملات میں لوگوں سے جھگڑا نہ کرو اس لئے کہ جھگڑا کرنا دل کو مریض بنا دیتا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی نبی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا "اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ" نیز فرمایا "اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ" سو تم لوگوں کو تو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ لوگوں نے تو جو کچھ اخذ کیا ہے وہ معمولی آدمیوں سے اخذ کیا ہے۔ اور تم نے جو کچھ لیا ہے وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا ہے۔ میں نے خود اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی بندہ کے لئے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ ہمارے امر میں داخل ہو جائے تو وہ اس پرندہ کی نسبت زیادہ تیزی سے داخل ہوگا جو اپنے گھونسلے میں جا گھستا ہے۔

صفحہ ۴۶۹ نوٹ ۵ اِنْ نَتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا: روضۃ الواعظین میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا تھا کہ اسی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امر اسلام کی دعوت گوروں کو بھی دیتا رہوں گا۔ اور کالوں کو بھی پہاڑ کی چوٹیوں پر جو رہتے ہیں ان کو بھی اور سمندر کی تہ میں جو رہتے ہیں ان کو بھی۔ اہل فارس کو بھی میں دعوت اسلام دوں گا۔ اور اہل روم کو بھی۔ اس پر قریش بہت کچھ بپھرے اور بہت ہی اینٹھے اور حضرت ابوطالب سے کہا کہ آپ کے بھتیجے صاحب کیا کہتے ہیں واللہ اگر فارس اور روم والے سن پائیں گے تو اس زمین سے ہمارا کھوج کر دیں گے۔ اور اس کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۴۷۱ نوٹ ۱ جیسے تمہاری عقل فوراً قبول کر لے۔ بتاؤ آیا وہ رسولؐ جن کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا تھا اور ان پر اپنی کتابیں نازل کی تھیں وحی و الہام سے ان کو مشرف فرمایا تھا اور خلعت عصمت سے مزین کیا تھا۔ آیا ان کا انتخاب کیا ہوا زیادہ ٹھیک اترے گا یا ان کی امتوں کا مثلاً موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو لو۔ آیا یہ ممکن ہے کہ باوجود اپنے کمال علم و عقل کے وہ پروردگار اپنی رائے سے کسی شخص کو مومن سمجھ کر منتخب کریں۔ اور منافق ثابت ہو۔ عرض کیا گیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا مگر ایسا ہوا تو ضرور۔ موسیٰؑ کلیم اللہ نے فور عقل و کمال علم و صاحب وحی و کتاب ہونے کے اپنے قوم کے شرفاء اور اپنے لشکر کے سرداروں میں سے اپنے پروردگار کے مقرر کردہ وقت کے لئے ایسے ستر آدمی چھانٹ لئے جن کے ایمان و اخلاص میں ان کو ذرا بھی شک نہ تھا۔ مگر وہ سب منافق ثابت ہوئے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے "وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا الخ" نیز ان کا قول نقل فرماتا ہے "لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً" الخ۔ پس جب کہ ہم کو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس شخص کا اپنی رائے سے انتخاب کرنا بھی غلط ثابت ہو گیا جس کو خدا تعالیٰ اپنی نبوت و رسالت کے لئے برگزیدہ فرما چکا تو ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ سوائے اس کے انتخاب کے جو دلوں کے راز سے اور سینوں کی مخفی باتوں سے اور سب کے آئندہ حالات سے واقف ہے۔ کسی دوسرے کا انتخاب جائز ہی نہیں اور جب کہ نبی کا انتخاب باوجود یکہ وہ اہل صلح کو منتخب کرنا چاہتے تھے۔ مفسدین پر واقع ہوا تو اوائے بر حال اس انتخاب کے مہاجرین و انصار نے کیا ہوا مسئلے کہ وہ تو بہت ہی بڑے خطرے میں ڈالنے والا اور ہلاکت کو پہونچانے والا ہے۔ ۱۲

کافی میں حدیث مرفوع بروایت عبدالعزیز ابن مسلم منقول ہوئی ہے (وہ پوری حدیث مع ترجمہ درج کی جاتی ہے) راوی کا بیان ہے کہ ہم شہر مرو میں جناب امام رضا علیہ السلام کی معیت میں موجود تھے اور ہم وہاں پہونچنے کے بعد ابتدائی زمانہ میں ایک جمعہ کے دن جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے لوگوں نے امر امامت کا ذکر چھیڑا اور یہ بھی ذکر نکالا کہ آدمیوں کا اس معاملہ میں کسقدر اختلاف ہے پس میں اپنے آقا اور سید جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امامت کے بارے میں لوگوں نے جو جو گفتگو کی تھی وہ سب ان حضرتؑ سے عرض کی۔ حضرتؑ یہ سب باتیں سن کر متبسم ہوئے۔ پھر یوں ارشاد فرمایا۔ "يَا عَبْدَ الْعَزِيْزِ جَهِلُوْا الْقَوْمُ وَخُدِعُوْا عَنْ اَدْيَانِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَقْبِضْ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى اَكْمَلَ لَهُ الدِّيْنَ

وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ بَيَّنَ فِيْهِ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَالْحُدُوْدَ وَالْاَحْكَامَ وَجَمِيْعَ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ كَمْلًا فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْزَلَ فِيْهِ مَا اَنْزَلَ فِيْ حُجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ اٰخِرُ عُمْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اَمْرُكُمْ بِهٖ مِنْ تَمَامِ الدِّيْنِ وَلَمْ يَقْبِضْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَتّٰى بَيَّنَ لِاُمَّتِهٖ مَعَالِمَ دِيْنِهِمْ وَاَوْضَحَ لَهُمْ سَبِيْلَهُمْ وَتَرَكَهُمْ عَلٰى سَبِيْلِ قَصْدِ الْحَقِّ وَاَقَامَ لَهُمْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَمًا وَّاِمَامًا وَّمَا تَرَكَ شَيْئًا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْاُمَّةُ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُكْمِلْ دِيْنَهٗ فَقَدْ رَدَّ كِتَابَ اللّٰهِ وَمَنْ رَدَّ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ كَافِرٌ هٰذَا لَا يَعْرِفُوْنَ فَضْلَ الْاِمَامَةِ وَمَحَلَّهَا مِنَ الْاُمَّةِ فَيَجُوْزُ فِيْهَا اخْتِيَارُهُمْ اَنَّ الْاِمَامَةَ اَجَلُّ قَدْرًا وَّاَعْظَمُ شَاْنًا وَّاَعْلٰى مَكَانًا وَّاَمْنَعُ جَانِبًا وَّاَبْعَدُ غَوْرًا مِّنْ اَنْ يَّبْلُغَهَا النَّاسُ بِعُقُوْلِهِمْ اَوْ يَنَالُوْهَا بِاٰرَائِهِمْ اَوْ يُقِيْمُوْا اِمَامًا بِاخْتِيَارِهِمْ اِنَّ الْاِمَامَةَ خَصَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا اِبْرٰهِيْمَ الْخَلِيْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَالْخُلَّةِ مَرْتَبَةً ثَالِثَةً وَّفَضِيْلَةً شَرَّفَهٗ بِهَا وَاَشَادَ بِهَا جَلَّ ذِكْرُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا فَقَالَ الْخَلِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُرُوْرًا بِهَا وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ فَاَبْطَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ كُلَّ ظَالِمٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَصَارَتْ فِي الصَّفْوَةِ ثُمَّ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنْ جَعَلَهَا فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ اَهْلِ الصَّفْوَةِ وَالطَّهَارَةِ فَقَالَ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ فَلَمْ يَزَلْ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ يَرِثُهَا بَعْضٌ عَنْ بَعْضٍ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى وَرَّثَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالٰى اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَكَانَتْ لَهٗ خَاصَّةً فَقَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسْمِ مَا فَرَضَ اللّٰهُ فَصَارَتْ فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ الْاَصْفِيَآءِ الَّذِيْنَ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ بِقَوْلِهٖ جَلَّ وَعَلَا وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ فَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاتِمَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِذْ لَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَمِنْ اَيْنَ يَخْتَارُ هٰؤُلَآءِ الْجُهَّالُ اَنَّ الْاِمَامَةَ هِيَ مَنْزِلَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِرْثُ الْاَوْصِيَآءِ اِنَّ الْاِمَامَةَ خِلَافَةُ اللّٰهِ وَخِلَافَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَمَقَامُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِيْرَاثُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِنَّ الْاِمَامَةَ زِمَامُ الدِّيْنِ وَنِظَامُ الْمُسْلِمِيْنَ وَصَلَاحُ الدُّنْيَا وَعِزُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ الْاِمَامَةَ اُسُّ الْاِسْلَامِ النَّامِيْ وَفَرْعُهُ السَّامِيْ بِالْاِمَامِ تَمَامُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ وَتَوْفِيْرُ الْفَيْءِ وَالصَّدَقَاتِ وَاِمْضَاءُ الْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ وَمَنْعُ الثُّغُوْرِ وَالْاَطْرَافِ الْاِمَامُ يُحِلُّ حَلَالَ اللّٰهِ وَيُحَرِّمُ حَرَامَ اللّٰهِ وَيُقِيْمُ حُدُوْدَ اللّٰهِ وَيَذُبُّ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَيَدْعُوْ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّهٖ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ اَلْاِمَامُ كَالشَّمْسِ الطَّالِعَةِ الْمُجَلِّلَةِ لِلْعَالَمِ بِضَوْئِهَا وَهِيَ فِي الْاُفُقِ بِحَيْثُ لَا تَنَالُهَا الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارُ اَلْاِمَامُ الْبَدْرُ الْمُنِيْرُ وَالسِّرَاجُ الزَّاهِرُ وَالنُّوْرُ السَّاطِعُ وَالنَّجْمُ الْهَادِيْ فِيْ غِيَاهِبِ الدُّجٰى وَاَجْوَازِ الْبُلْدَانِ وَالْقِفَارِ وَلُجَجِ الْبِحَارِ اَلْاِمَامُ الْمَآءُ الْعَذْبُ عَلَى الظَّمْاٰءِ وَالدَّالُّ عَلَى الْهُدٰى الْمُنْجِيْ مِنَ الرَّدٰى اَلْاِمَامُ النَّارُ عَلَى الْيَفَاعِ الْحَارُّ لِمَنِ اصْطَلٰى وَالدَّلِيْلُ فِي الْمَهَالِكِ مَنْ فَارَقَهٗ فَهَالِكٌ اَلْاِمَامُ السَّحَابُ الْمَاطِرُ وَالْغَيْثُ الْهَاطِلُ وَالشَّمْسُ الْمُضِيْئَةُ وَالسَّمَآءُ الظَّلِيْلَةُ وَالْاَرْضُ الْبَسِيْطَةُ وَالْعَيْنُ الْغَزِيْرَةُ وَالْغَدِيْرُ وَالرَّوْضَةُ اَلْاِمَامُ الْاَنِيْسُ الرَّفِيْقُ وَالْوَالِدُ الشَّفِيْقُ وَالْاَخُ الشَّقِيْقُ وَالْاُمُّ الْبَرَّةُ بِالْوَلَدِ الصَّغِيْرِ وَمَفْزَعُ الْعِبَادِ فِي الدَّاهِيَةِ النَّازِلَةِ اَلْاِمَامُ اَمِيْنُ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ وَحُجَّتُهٗ عَلٰى عِبَادِهٖ وَخَلِيْفَتُهٗ فِيْ بِلَادِهٖ وَالدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ وَالذَّابُّ عَنْ حَرَمِ اللّٰهِ اَلْاِمَامُ الْمُطَهَّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْمُبَرَّاُ مِنَ الْعُيُوْبِ الْمَخْصُوْصُ بِالْعِلْمِ الْمَوْسُوْمُ بِالْحِلْمِ نِظَامُ الدِّيْنِ وَعِزُّ الْمُسْلِمِيْنَ وَغَيْظُ الْمُنَافِقِيْنَ وَبَوَارُ الْكَافِرِيْنَ اَلْاِمَامُ وَاحِدُ دَهْرِهٖ لَا يُدَانِيْهِ اَحَدٌ وَلَا يُعَادِلُهٗ عَالِمٌ وَلَا يُوْجَدُ مِنْهُ بَدَلٌ وَلَا لَهٗ مِثْلٌ وَلَا نَظِيْرٌ مَخْصُوْصٌ بِالْفَضْلِ كُلِّهٖ مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ مِّنْهُ لَهٗ وَلَا اكْتِسَابٍ بَلِ اخْتِصَاصٌ مِّنَ الْمُفَضِّلِ الْوَهَّابِ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَبْلُغُ مَعْرِفَةَ الْاِمَامِ اَوْ يُمْكِنُهٗ اخْتِيَارُهٗ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ وَتَاهَتِ الْحُلُوْمُ وَحَارَتِ الْاَلْبَابُ وَحَسَرَتِ الْعُيُوْنُ وَتَصَاغَرَتِ الْعُظَمَآءُ وَتَحَيَّرَتِ الْحُكَمَآءُ وَتَقَاصَرَتِ الْحُلَمَآءُ وَحَصِرَتِ الْخُطَبَآءُ وَجَهِلَتِ الْاُلَبَّاءُ وَكَلَّتِ الشُّعَرَآءُ وَعَيِيَتِ الْاُدَبَآءُ وَعَيَتِ الْبُلَغَآءُ عَنْ وَّصْفِ شَاْنٍ مِّنْ شَاْنِهٖ اَوْ فَضِيْلَةٍ مِّنْ فَضَآئِلِهٖ اَقَرَّتْ بِالْعَجْزِ وَالتَّقْصِيْرِ وَكَيْفَ يُوْصَفُ بِكُلِّهٖ اَوْ يُنْعَتُ بِكُنْهِهٖ اَوْ يُفْهَمُ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِهٖ اَوْ يُوْجَدُ مَنْ يَّقُوْمُ مَقَامَهٗ وَيُغْنِيْ غَنَآءَهٗ اَلَا وَكَيْفَ وَاَنّٰى وَهُوَ بِحَيْثُ النَّجْمُ مِنْ يَّدِ الْمُتَنَاوِلِيْنَ وَوَصْفِ الْوَاصِفِيْنَ فَاَيْنَ الْاِخْتِيَارُ وَمِنْ هٰذَا وَاَيْنَ الْعُقُوْلُ عَنْ هٰذَا وَاَيْنَ يُوْجَدُ مِثْلُ هٰذَا اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كَذَبَتْكُمْ وَاللّٰهِ اَنْفُسُكُمْ وَمَنَّتْكُمْ اَمَانِيُّكُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْغَرَّارَةُ فَتَقَحَّمْتُمُوْهَا وَحُضْتُمْ بَحْرًا عَمِيْقًا وَتَنَاوَلْتُمْ مَكَانًا بَعِيْدًا وَخُضْتُمْ غَمْرَةً تَغْشَاكُمْ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّاَنّٰى لَكُمْ مَقَامُ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ عَالِمٌ لَا يَجْهَلُ وَرَاعٍ لَا يَنْكُلُ مَعْدِنُ الْقَدَاسَةِ وَالطَّهَارَةِ وَالنُّسُكِ وَالصَّوْمِ وَالْعِبَادَةِ وَالْحِلْمِ وَالْعِلْمِ وَالْبِرِّ وَالْبَرَكَةِ وَالْاِمَامُ الْمُرْتَجٰى لِدَفْعِ الْبَلَايَا وَالْمُنْتَهٰى اِلَيْهِ اَزِمَّةُ الْاُمُوْرِ وَاَحْكَامُ الْاُمَّةِ وَالْمُسْتَوْدَعُ الْحِكْمَةَ وَالْمُعْدِنُ لِلْعِلْمِ وَالْمَوْضِعُ لِلرُّسُوْخِ فِيْهِ الْاِمَامُ خَلَفٌ لِّلْمَاضِيْنَ وَسَلَفٌ لِّلْبَاقِيْنَ فَاَيْنَ يُذْهَبُ بِكُمْ وَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ كَالْجِبَالِ الرَّوَاسِيْ اَيْمَانُهَا بَاسِقَةٌ عَلَى الْاَرْضِ اَعْلَامُهَا نَاشِرَةٌ فِي الْهَوَآءِ قَدْ احْتَوَتْ بِنَاصِيَتِهَا شَرَفَ الْبَيْتِ وَاِنْبَتَتْ عُرُوْقُهَا فِيْ مَنْبَتِ الْعِزِّ وَالْفَخْرِ فَهِيَ فِيْ عِزِّهَا سَامِقَةٌ لَا يُرْتَقٰى دُوْنَهَا وَفِيْ فَخْرِهَا شَامِخَةٌ لَا يُسَاوٰى فَمَنْ ذَا يَبْلُغُ عِرْفَانَ الْاِمَامِ اَوْ يُمْكِنُهٗ اخْتِيَارُهٗ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ وَتَاهَتِ الْحُلُوْمُ وَحَارَتِ الْاَلْبَابُ وَحَسَرَتِ الْعُيُوْنُ وَتَصَاغَرَتِ الْعُظَمَآءُ وَتَحَيَّرَتِ الْحُكَمَآءُ وَتَقَاصَرَتِ الْحُلَمَآءُ وَحَصِرَتِ الْخُطَبَآءُ وَجَهِلَتِ الْاُلَبَّاءُ وَكَلَّتِ الشُّعَرَآءُ وَعَيِيَتِ الْاُدَبَآءُ وَعَيَتِ الْبُلَغَآءُ عَنْ وَّصْفِ شَاْنٍ مِّنْ شَاْنِهٖ اَوْ فَضِيْلَةٍ مِّنْ فَضَآئِلِهٖ اَقَرَّتْ بِالْعَجْزِ وَالتَّقْصِيْرِ وَكَيْفَ يُوْصَفُ بِكُلِّهٖ اَوْ يُنْعَتُ بِكُنْهِهٖ اَوْ يُفْهَمُ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِهٖ اَوْ يُوْجَدُ مَنْ يَّقُوْمُ مَقَامَهٗ وَيُغْنِيْ غَنَآءَهٗ اَلَا وَكَيْفَ وَاَنّٰى وَهُوَ بِحَيْثُ النَّجْمُ مِنْ يَّدِ الْمُتَنَاوِلِيْنَ وَوَصْفِ الْوَاصِفِيْنَ فَاَيْنَ الْاِخْتِيَارُ وَمِنْ هٰذَا وَاَيْنَ الْعُقُوْلُ عَنْ هٰذَا وَاَيْنَ يُوْجَدُ مِثْلُ هٰذَا اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كَذَبَتْكُمْ وَاللّٰهِ اَنْفُسُكُمْ وَمَنَّتْكُمْ اَمَانِيُّكُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْغَرَّارَةُ فَتَقَحَّمْتُمُوْهَا وَحُضْتُمْ بَحْرًا عَمِيْقًا وَتَنَاوَلْتُمْ مَكَانًا بَعِيْدًا وَخُضْتُمْ غَمْرَةً تَغْشَاكُمْ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّاَنّٰى لَكُمْ مَقَامُ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ عَالِمٌ لَا يَجْهَلُ وَرَاعٍ لَا يَنْكُلُ مَعْدِنُ الْقَدَاسَةِ وَالطَّهَارَةِ وَالنُّسُكِ وَالصَّوْمِ وَالْعِبَادَةِ وَالْحِلْمِ وَالْعِلْمِ وَالْبِرِّ وَالْبَرَكَةِ وَالْاِمَامُ الْمُرْتَجٰى لِدَفْعِ الْبَلَايَا وَالْمُنْتَهٰى اِلَيْهِ اَزِمَّةُ الْاُمُوْرِ وَاَحْكَامُ الْاُمَّةِ وَالْمُسْتَوْدَعُ الْحِكْمَةَ وَالْمُعْدِنُ لِلْعِلْمِ وَالْمَوْضِعُ لِلرُّسُوْخِ فِيْهِ الْاِمَامُ خَلَفٌ لِّلْمَاضِيْنَ وَسَلَفٌ لِّلْبَاقِيْنَ فَاَيْنَ يُذْهَبُ بِكُمْ وَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ كَالْجِبَالِ الرَّوَاسِيْ اَيْمَانُهَا بَاسِقَةٌ عَلَى الْاَرْضِ اَعْلَامُهَا نَاشِرَةٌ فِي الْهَوَآءِ قَدْ احْتَوَتْ بِنَاصِيَتِهَا شَرَفَ الْبَيْتِ وَاِنْبَتَتْ عُرُوْقُهَا فِيْ مَنْبَتِ الْعِزِّ وَالْفَخْرِ فَهِيَ فِيْ عِزِّهَا سَامِقَةٌ لَا يُرْتَقٰى دُوْنَهَا وَفِيْ فَخْرِهَا شَامِخَةٌ لَا يُسَاوٰى

أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ
إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا أَمْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ وَأَقَالُوا
سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ أَمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ هُوَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
فَكَيْفَ لَهُمْ بِاخْتِيَارِ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ عَالِمٌ لَا يَجْهَلُ وَرَاعٍ لَا يَنْكُلُ مَعْدِنُ الْقُدْسِ وَالطَّهَارَةِ وَالنُّسُكِ وَالدِّعَامَةُ وَالْعِلْمِ
وَالْعِبَادَةِ مَخْصُوصٌ بِدَعْوَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلِيلُ الطَّاهِرَةِ الْبَتُولِ لَا يُفْخَرُ فِيهِ بِنَسَبٍ وَلَا يُدَانِيهِ ذُو
حَسَبٍ فِي النَّسَبِ مِنْ قُرَيْشٍ وَالذُّرْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَالْعِتْرَةِ مِنَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالرِّضَا مِنَ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ
أَشْرَفُ الْأَشْرَافِ وَالْفَرْعُ مِنْ مَبْنَى عَبْدِ مَنَافٍ نَامِي الْعِلْمِ كَامِلُ الْحِلْمِ مُضْطَلِعٌ بِالْإِمَامَةِ عَالِمٌ بِالسِّيَاسَةِ مَفْرُوضُ
الطَّاعَةِ قَائِمٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَاصِحٌ لِعِبَادِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظٌ لِدِينِ اللّٰهِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ وَالْأَئِمَّةَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يُوَفِّقُهُمُ اللّٰهُ وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ مَخْزُونِ عِلْمِهِ وَحِكْمِهِ مَا لَا يُؤْتِيهِ غَيْرَهُمْ بِيَلُونَ عِلْمُهُمْ فَوْقَ عِلْمِ أَهْلِ زَمَانِهِمْ فِي قَوْلِهِ
جَلَّ وَتَعَالَىٰ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ وَقَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ
وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَقَوْلِهِ فِي طَالُوتَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ
يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَقَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا وَقَالَ فِي الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ وَعِتْرَتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا فَمِنْهُمْ مَنْ
آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا وَأَنَّ الْعَبْدَ إِذَا اخْتَارَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأُمُورِ عِبَادِهِ شَرَحَ صَدْرَهُ
لِذٰلِكَ وَأَوْدَعَ قَلْبَهُ يَنَابِيعَ الْحِكْمَةِ وَأَلْهَمَهُ الْعِلْمَ إِلْهَامًا فَلَمْ يَعْيَ بَعْدَهُ بِجَوَابٍ وَلَا يَحْصَرُ فِيهِ عَنْ صَوَابٍ فَهُوَ مَعْصُومٌ مُؤَيَّدٌ
مُوَفَّقٌ مُسَدَّدٌ قَدْ أَمِنَ مِنَ الْخَطَايَا وَالزَّلَلِ وَالْعِثَارِ وَيَخُصُّهُ بِذٰلِكَ لِيَكُونَ حُجَّتُهُ عَلَىٰ عِبَادِهِ وَشَاهِدَهُ عَلَىٰ خَلْقِهِ وَذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ فَهَلْ يَقْدِرُونَ عَلَىٰ مِثْلِ هٰذَا فَيَخْتَارُونَهُ أَوْ يَكُونُ مُخْتَارُهُمْ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ
فَيُقَدِّمُونَهُ تَعَدَّوْا وَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَقَّ وَنَبَذُوا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَفِي كِتَابِ اللّٰهِ الْهُدَىٰ وَالشِّفَاءُ فَنَبَذُوهُ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ فَذَمَّهُمْ وَمَقَتَهُمْ وَنَعَسَهُمْ فَقَالَ جَلَّ وَتَعَالَىٰ فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ
اللّٰهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ وَقَالَ فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
اللّٰهُ عَلَىٰ قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔

(ترجمہ) اے عبدالعزیز لوگ جاہل ہیں اور اپنے دین کے بارے میں دھوکا کھائے ہوئے ہیں۔ یقیناً خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبی کو اس وقت تک نہیں اٹھایا۔ جب تک کہ ان کے لئے دین کو کامل نہ کر دیا اور ان پر قرآن مجید نازل نہ فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے۔ اس میں حلال کو حرام کو حدود کو اور تمام ان چیزوں کو جن کی آدمیوں کو ضرورت پڑتی ہے پورا پورا کھول کر بیان کر دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی اور حجۃ الوداع میں جو آنحضرتؐ کی آخر عمر میں ہوا جو کچھ نازل فرمایا وہ بھی اس کتاب میں موجود ہے (اور وہ آیت ہے) آج کے دن میں تمہارے لئے تمہاری دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ امر امامت دین کا پورا کرنے والا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک آنحضرتؐ نے ان کے دین کی باتیں ضروری صاف بیان نہ کر دیں اور ان کو ان کا راستہ صاف صاف بتلا نہ دیا۔ اور ان کو ایسے راستے تک پہونچا نہ دیا جو سیدھا حق تک لے جا سکے۔ اور علی علیہ السلام کو ان کے لئے علم ہدایت بنا کر قائم نہ کر دیا۔ اور کوئی چیز آنحضرتؐ نے ایسی نہ چھوڑی جس کی امت کو ضرورت پڑتی ہو (اور آنحضرتؐ نے اس کو واضح نہ کر دیا ہو۔ پس جس شخص کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا وہ کتاب خدا کا رد کرنے والا ہے۔ اور جو کتاب خدا کا رد کرنے والا ہے وہ کافر ہے۔ آیا تم لوگ امامت کے رتبہ کو اور امت سے امام کو جو نسبت ہے اس نسبت کو پہچانتے بھی ہو کہ امت کا امام کو منتخب کر لینا جائز ہو جائے۔ (بخوب سمجھ لو کہ) امامت کی قدر اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس کی شان اس سے کہیں بڑی ہے اور اس کی منزلت اس سے کہیں اعلیٰ ہے اور وہ اس سے کہیں محفوظ تر ہے اور اس کی گہرائی اس سے کہیں زیادہ ہے کہ آدمیوں کی عقلیں اس کی حد تک پہونچ سکیں یا لوگ اپنی رایوں سے اس کو پا سکیں یا اپنے اختیار (و انتخاب) سے امام بنا سکیں۔ امامت وہ رتبہ ہے جس سے خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ خلیل کو بعد نبوت و خلقت کے تیسری مرتبہ مخصوص فرمایا اور (امامت) وہ فضیلت ہے جس سے ان حضرت کو مشرف فرمایا اور اپنے کلام پاک میں اس کا ذکر اس شان سے کیا کہ فرمایا۔ "میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں" حضرت خلیل اللہ اس سے اتنے خوش ہوئے کہ انھوں نے عرض کی کہ میری اولاد سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے (اس) عہد سے ظالم فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ پس اس آیت نے قیامت کے دن تک کے لئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا۔ اور صرف پاک و پاکیزہ لوگوں کے لئے رہ گئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اکرام فرمایا کہ ان کی اولاد میں اس امامت کو ایسے لوگوں کے لئے قرار دیا جو صاحبان عصمت و طہارت ہوئے چنانچہ فرمایا اور ہم نے اسے (بیٹا) اسحٰقؑ اور پوتا یعقوب عنایت کیا اور ان میں سے ہم نے ہر ایک کو نیک بنایا اور ان کو ہم نے ایسا امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم کے بموجب ہدایت کیا کرتے تھے اور ان کی طرف ہم نے نیکیاں کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی۔ اور وہ سب کے سب ہماری بندگی کرنے والے تھے۔ پس امامت انہی کی اولاد میں رہی اور ہر زمانہ میں ایک سے دوسرے کو وراثۃ

یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا وارث قرار دیا جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا بلاشک بمقابلہ کل آدمیوں کے ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو ہے جو ان کے پیرو ہیں اور اس نبی کو ہے اور ان لوگوں کو ہے جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کل مومنوں کا کارساز ہے پس امامت آنحضرتؐ کے لئے اس طرح کارساز ہوگی اور آنحضرتؐ نے وہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو حکم خدا کے رو سے انہی قواعد کے بموجب جو اللہ نے واجب کئے تھے جو لد فرمادی۔ اسی وجہ سے وہ اوصیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا انہی حضرت کی ذریت میں ہوئے جیسا کہ خدائے بزرگ و برقرار فرماتا ہے۔ "اور وہ لوگ جن کو علم و ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم خدا کے نوشتہ کے بموجب قیامت کے دن تک رہے" پس امامت اولاد علی علیہ السلام میں قیامت کے دن تک مخصوص ہوگئی اس لئے کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی ہی نہیں۔ پس یہ جاہل لوگ انتخاب کا اختیار کہاں سے لائے امامت تو انبیاء کی منزلت اور اوصیاء کی وراثت ہے۔ امامت فی الحقیقت خدا کی خلافت اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا مقام اور حسنین علیہ السلام کا میراث ہے۔ امامت دین کی باگ ہے اور وہ چیز ہے جس سے مسلمانوں کا نظم (و نسق درست) اور دنیا کی صلاح (و فلاح) اور مومنین کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ امامت اسلام کی بڑھتی ہوئی بنیاد اور اس کی نمایاں شاخ ہے امام ہی کے ذریعہ سے نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد کی تکمیل ہوتی ہے اور مال غنیمت اور مال صدقات کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ حدود و احکام کا اجراء ہوتا ہے۔ اور سرحدوں کی روک تھام ہوتی ہے امام اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے۔ اور کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم کرتا ہے اور خدا کے دین پر سے ہر حملہ کو دور کرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف دانائی اچھی نصیحت اور بڑھتی ہوئی حجت سے بلاتا ہے۔ امام چمکتے ہوئے سورج کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا نور تمام عالم کو روشن کر دے اور وہ خود افق ہی میں رہے۔ کہ اس تک نہ ہاتھ پہونچ سکیں نہ آنکھیں۔ امام روشنی دینے والا۔ کامل چاند چمکتا ہوا چراغ اور پھیلا ہوا نور اور اندھیری راتوں میں پھیلا ہوا راہ بتانے والا استارہ جو ملکوں اور جنگلوں کے درمیان راستوں اور سمندروں میں راہبر ہو۔ امام پیاسے کے لئے میٹھا اور ٹھنڈا پانی۔ ٹھیک ٹھیک راستہ کا بتانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا ہوتا ہے امام اس آگ کی مانند ہوتا ہے جو کسی بلند مقام پر روشن کی جاتی ہے (اور وہ قریب و بعید سب کو روشنی پہونچاتی ہے) اور جس سے لوگ تاپ کر نفع اٹھاتے ہیں اور ہلاکت کے موقعوں سے چھٹکارا دینے والا ہوتا ہے جو اسے چھوڑے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ امام مینہ برسانے والا بادل اور نفع پہونچانے والی بارش اور روشنی دینے والا سورج اور سایہ ڈالنے والا آسمان اور نفع پہونچانے والی پھیلی ہوئی زمین اور کثرت سے پانی دینے والا چشمہ اور تالاب و باغ ہوتا ہے۔ امام سرپرستی کرنے والا سا تھی اور شفقت و محبت کرنے والا باپ اور بھائی اور وہ مہربان جو چھوٹے بچے کو بہ لطف و مدارات پرورش کرتی ہے اور آنیوالی مصیبتوں میں کل بندوں کے لئے جائے پناہ ہوتا ہے امام مخلوق خدا میں خدا کا امین اور خدا کے بندوں پر اس کی حجت اور خدا کی زمین میں اس کا خلیفہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور خدا کے حرم سے نافرمانوں کے حملہ دفع کرنے والا ہوتا ہے۔ امام کل گناہوں سے معصوم اور پاک اور ہر طرح کے عیب سے بری خاص علم کے ساتھ مخصوص اور خاص حلم کے ساتھ موسوم۔ دین کے نظم و نسق کا درست کرنے والا۔ مسلمانوں کو عزت دینے والا منافقوں کو غصہ میں لانے والا اور کافروں کا ہلاک کرنے والا ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا شخص یکتا ہوتا ہے۔ بزرگی میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہو سکتا نہ کوئی عالم اس کا مقابل ہو سکتا ہے۔ نہ (اس کے زمانہ میں) کوئی اس کا بدل یا مثل یا نظیر ہو سکتا ہے۔ تمام فضائل کے ساتھ اس کی ذات مخصوص ہوتی ہے۔ یہ سب فضیلتیں اس کو بغیر طلب اور بغیر کد و کوشش کے ملتی ہیں۔ سبب یہ کہ بڑا عطا کرنے والے اور فضل کرنے والے کی عطا کی ہوئی خصوصیت ہی پس وہ کون ہو سکتا ہے جو امام کو کما حقہ پہچانے یا اس کا منتخب کر لینا اس کے امکان میں ہو ہرگز نہیں ہو سکتا امام کے فضائل میں سے ایک فضیلت اور اس کی شانوں میں سے ایک شان کے بیان میں عقلیں حیران فہم سرگردان دانائیاں پریشان ہوتی ہیں نظریں تھک جاتی ہیں بڑی بڑی سمجھ کے لوگ اپنے آپ کو ناداں پاتے ہیں۔ حکما مبہوت ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دانا اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں۔ بڑے بڑے بولنے والے بند ہو گئے بڑے جاننے والے انجان بن گئے۔ بڑے بڑے شاعروں کی زبان بند ہوگئی۔ ادیب عاجز ہو گئے۔ بلیغ تھک گئے۔ اور سبھوں نے اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور تقصیر کا۔ بھلا پھر پورا وصف تو کون بیان کرتا کما حقہ معرفت و تعریف کون کرتا یا امام کے بیان میں سے کوئی بات بھی سمجھی جاتی اور ایسا تو کہاں سے ملتا کہ اس کا قائم مقام ہو سکے اور جو اس کے فرائض ان سے لوگوں کو مسعی کر سکے ملتا کہاں اور کیسا جس حال میں کہ امام کی شان ایسی ہے جیسے کہ ستارہ جس ہاتھ بڑھانے والے اپنے ہاتھ سے چھو سکتے ہیں اور نہ ہاتھ بڑھانے والے اس کا وصف بیان کر سکیں بھلا ایسے کا۔ انتخاب کہاں اور عقلوں کا ایسے کو سمجھ لینا کیسا اور ایسا مل جانا کیا معنی تم لوگ یہ گمان کر سکو کہ ایسا شخص آل محمدؐ کے سوا کہیں اور مل جائے گا۔ خدا کی قسم ان کے نفسوں نے ان کی تکذیب کی۔ پس ایسی سخت بلندی پر چڑھ گئے جو دھنس جانے والی ہے۔ جس سے ان کے قدم پستی کی طرف اترتے چلے جائیں گے۔ لوگوں نے اپنی ناقص و ناکام عقلوں کے ساتھ اور گمراہ کرنے والی رایوں کے ساتھ امام بنا لینے کا فیصلہ کیا۔ جس سے سوائے رحمت سے دور رہنے کے انھیں کچھ بھی نہ ملا خدا انھیں نست و نابود کر دے بہکے کہاں جاتے ہیں یقیناً انھوں نے ایک سخت امر کا قصد کیا۔ جھوٹ بولا۔ رحمت خدا سے بہت دور گمراہی میں جا پڑے۔ اور حیرانی میں پڑ گئے اس لئے کہ کھلی آنکھوں دیکھتے اصل امار چھوڑ دیا اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں زینت دیدیا پس ان کے دیکھتے دیکھتے ان کو راہ راست سے روک دیا۔ پس وہ خدا کے منتخب کئے ہوئے اور رسولؐ کے منتخب کئے ہوئے کو چھوڑ کر اپنے منتخب کئے ہوئے کی طرف جھک پڑے حالانکہ قرآن مجید ان کو پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے اور تمھارا پروردگار جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے (اور جو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے) بندوں کو انتخاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ ان سے منزہ اور برتر ہے۔ نیز خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا اور نہ کسی ایمان والے مرد کے لئے یہ بات جائز ہے نہ کسی ایمان والی عورت کے لئے کہ جب خدا اور اس کے رسولؐ نے ایک بات طے کر دی ہو تو پھر انھیں اپنے اس معاملہ میں کچھ بھی اختیار باقی رہے نیز فرماتا ہے تمھیں ہو کیا گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو یا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ جو کچھ تم پسند کرو گے وہ تم کو اس میں ضرور ملے گا۔ یا تمھاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں۔ جو قیامت تک چلی جائیں گی۔ کہ جو کچھ تم فیصل کرو گے وہ ضرور تم کو مل جائے گا ان سے دریافت تو کرو کہ ان میں سے اس کا

ضامن کون ہے یا ان کے کچھ شریک ہیں پھر اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں۔ نیز خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ یا اللہ نے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے کہ وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا حالانکہ وہ سنتے کچھ نہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے برتر جانور وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں (اور) جو (کچھ) نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ کو ان میں کسی قسم کی خیر و خوبی ہونے کا علم ہوتا تو وہ ان کو ضرور سنواتا اور اگر وہ ان کو سنوائے تو وہ اس سے بھی ضرور روگردان ہو کر الٹے بھاگیں۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور ہم نافرمانی کریں گے۔ لیکن یہ تو اللہ کا فرض ہے کہ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ پھر ان کو امام کے انتخاب سے واسطہ؟ حالانکہ امام ایسا عالم ہوتا ہے جو کسی امر میں جاہل نہیں ہوتا۔ اور ایسا نگہبان ہوتا ہے جو کبھی تھکتا نہیں۔ پاکی اور پاکیزگی اور زہد و فرمانبرداری اور علم و عبادت کی کان رسُول اللہ جس شان سے شہادت دیتے تھے اس کے ساتھ مخصوص اور سیدہ طاہرہ بتول زہراؑ کی نسل سے ہوتا ہے جس کے نسل میں کوئی عیب نہیں لگایا جا سکتا اور بڑے سے بڑا خاندانی اس کا پاسنگ بھی نہیں ہو سکتا۔ نسب میں وہ قریش سے ہوتا ہے۔ اور نبی ہاشم کا سرتاج اور رسُول صلے اللہ علیہ و آلہ کی عزّت اور خدائے عزوجل کا پسندیدہ سب شرفوں سے زیادہ شریف اولاد عبد مناف کی (پھلی پھولی) شاخ۔ علم میں ترقی کرنے والا۔ علم میں پورا۔ امامت کا کام کا حقہ چلانے والا۔ سیاست سے آگاہ۔ جبر کی اطاعت واجب جو حکم خدائے عزوجل کا قائم کرنے والا۔ خدائے عزوجل کے بندوں کا خیر خواہ اور خدا کے دین کا محافظ ہوتا ہے۔ یہ انبیاء اور آئمہ صلوات اللہ علیہم کی ہی شان ہے۔ کہ توفیق خدا ان کی رفیق ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت کے پوشیدہ راز سے ان کو علم اپنے اہل زمانہ کے علم سے کہیں بڑھا ہوا جیسا کہ فرماتا ہے کہ کیا وہ شخص جو حق کی راہنمائی کرتا ہے اس کا زیادہ وہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ یا وہ جو (راہ خدا) نہیں بتلا سکتا جب کہ اس کو راہ نہ بتلائی جائے۔ پس تمھیں ہو کیا گیا ہے یہ کیسے فیصلے کرتے ہو نیز ارشاد فرماتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کو تو یقیناً بہت کچھ خیر و خوبی عطا کی گئی نیز حضرت طالوت کے بارے میں اس کا قول ہے کہ بیشک اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہے اور اسے علم و جسم میں کشادگی دی ہے اور اللہ اپنی حکومت جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ صاحب وسعت و علم ہے۔ نیز اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت حاصل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اس کی تم کو تعلیم دی اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔ اور ان آئمہ کے بارے میں جو اس کے نبی کی اہلبیتؑ اور عزت و ذریت سے ہوئے ہیں فرماتا ہے کیا وہ لوگوں پر اس کا حسد کرتے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے۔ بیشک ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے ان کو بہت بڑی (حقیقی) سلطنت دی پھر (عاد) آدمیوں میں سے کچھ تو اس پر ایمان لائے۔ اور کچھ اس سے رک گئے اور (ان رکنے والوں کے لئے) بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ رہا وہ بندہ جسے خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کے معاملات کے لئے منتخب فرمائے تو اس کا سینہ وہ اس کام کے لئے کھول دیتا ہے اور اس کے قلب میں چشموں کو امانت رکھ دیتا ہے اور بروئے الہام اس کو علم پہونچاتا ہے پس اس کے بعد وہ کسی جواب میں نہیں عاجز آتا اور ٹھیک بات کہنے سے کبھی بند نہیں ہوتا پس وہ معلوم ہوتا ہے اس کی تائید کی جاتی ہے توفیق خدا اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہر بات اس کی صحیح و درست ہوتی ہے۔ خطا اور لغزش اور غلطی سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور ان باتوں سے اس کو اس لئے مخصوص فرما دیتا ہے کہ اس کے بندوں پر وہ اس کی حجت ہو اور اس کی مخلوق کے اعمال و افعال کا اس کی طرف سے اس کا گواہ ہو اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے اور خدائے تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے پس آیا بندے (ایسا امام) بنانے پر قادر ہیں کہ وہ کہیں سے ایسا چھانٹ لائیں یا ان کا منتخب شدہ ان صفات سے موصوف ہو سکتا ہے کہ اسے مقدم قرار دیں۔ خانۂ خدا کی قسم انھوں نے حق اور کتاب خدا کو اپنے پس پشت پھینک دیا۔ گویا وہ اس کو جانتے ہی نہیں حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا دونوں چیزیں موجود ہیں۔ تو اسے تو انھوں نے پھینک دیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اسی لئے خدائے تعالیٰ نے ان کی مذمت کرتا ہے ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کو ہلاک کرے گا چنانچہ وہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے بیشک خدا ظالم لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا نیز فرماتا ہے سو ان کے لئے ہلاکت ہو اور ان کے اعمال بھی سب ناکارہ ہو گئے۔ نیز فرماتا ہے کہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو یہی بات سب سے زیادہ ناپسند ہے اور اسی کا اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر چھاپا لگا دیگا اور جناب محمد مصطفےٰؐ اور ان کی آل پر خدائے تعالیٰ اور ان کی آل پر خدا تعالیٰ بہت درود و سلام نازل فرمائے۔

صفحہ ۴۷ نوٹ ۲ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ مومنین آخرت میں خدا میں خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش ہو کر اور حمد خدا کی لذت کا احساس کر کے وہاں بھی اس کی حمد اس طرح بیان کریں گے جس طرح دنیا میں کیا کرتے تھے چنانچہ ان کے اقوال ہوں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (سب تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جس نے ہم سے گزشتہ کا رنج دور کر دیا) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ الخ (سب اللہ کے لئے زیبا ہے جس نے اپنا وعدہ جو ہم سے کیا تھا سچ کر دکھایا اور ہم کو اس زمین (بہشت) کا وارث کر دیا۔ ۱۲

صفحہ ۴۷ نوٹ ۶ وَلَا يُحِبُّ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ خ مصباح الشریعۃ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ظاہر کی خرابی باطن کی خرابی سے ہوتی ہے اور جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لے خدائے تعالیٰ اس کے ہر کام کی اصلاح فرما دیتا ہے اور جو شخص پوشیدگی میں خدا سے خیانت کرتا ہے خدائے تعالیٰ علی الاعلان اس کی پردہ دری فرما دیتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی خرابی نہیں ہے۔ کہ بندہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے غفلت کو پسند کرنے لگے۔ اور یہ خرابی تین باتوں سے پیدا ہوتی ہے ۱۔ امیدوں اور آزادی کو طول دینے سے۔ ۲۔ حرص بڑھا لینے سے۔ ۳۔ تکبر کرنے سے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے قارون کے قصہ میں فرمایا ہے۔ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ الخ اور ان آیتوں میں جن جن بری خصلتوں سے منع کیا گیا ہے قارون ان سب کا عامل و معتقد تھا۔ اور ان سب کی اصل دنیا اور مال دنیا کی جمع آوری کی محبت تھی اور نفس کی متابعت اور اس کی کل خواہشوں کا پورا کرنا، لوگوں سے اپنی تعریفیں سننے کی آرزو تھی۔ اور شیطان کی موافقت اور اس کے قدم بقدم چلنا اور یہ سب باتیں خدا کی طرف سے غافل ہو جانے اور اس کے احسانات کو بھول جانے کے تحت میں آجاتی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۷ نوٹ ۷ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد علم کیمیا ہے جس سے قارون پورا پورا ماہر تھا۔ ۱۲

صفحہ ۴۷۲ نوٹ ۸ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو گنہگار ان لوگوں سے پہلے گزر گئے ان سے ان کے گناہوں کی نسبت کوئی باز پرس نہ کی جائے گی ۔۱۲

صفحہ ۴۷۲ نوٹ ۹ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ : تفسیر قمی میں ہے کہ رنگین کپڑے اتنے طویل پہنے ہوئے تھا کہ زمین پر گھسٹتے ہوئے چلتے تھے اور ایک روایت کے بموجب ارغوانی پوشاک پہن کر سبزہ رنگ خچر پر سوار نکلا جس کا زین و سامان سب سونے کا تھا۔ اور اس کے ساتھ چار ہزار غلام اسی ٹھاٹھ سے تھے ۔۱۲

صفحہ ۴۷۳ نوٹ ۲ تفسیر قمی میں ہلاکت قارون کا سبب یہ لکھا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے گئے اور ان کو ایک صحرا میں جا اتارا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر من وسلویٰ نازل فرمایا اور ایک پتھر سے ان کے لئے بارہ چشمے جاری کر دیئے تو اب وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔ اس لئے اپنے خدا سے ہمارے لئے دعا کر کہ زمین سے جو جو چیزیں پیدا ہوا کرتی ہیں ساگ پات کھیرا ککڑی لہسن مسور پیاز وہ ہمارے لئے بھی پیدا کر دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم گھٹیا چیزوں کو اس سے بدلنا چاہتے ہو جو بڑھیا ہے۔ ایسا ہی ہے، تو کسی شہر میں چلے جاؤ کہ جو کچھ تم مانگتے ہو تم کو وہاں مل جائیگا۔ اس کے جواب میں انھوں نے یہ کہا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں تو ایک قوم بڑے زبردست لوگوں کی ہے جب تک کہ وہ اس میں سے نہ نکل جائیں ہم تو اس میں جائیں گے نہیں۔ پھر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ اب تم اور تمھارا پروردگار جاؤ دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ان پر اس شہر میں جانا تو واجب کر دیا تھا مگر پھر چالیس برس تک کے لئے ان پر حرام بھی کر دیا کہ اس زمین پر سرگردان پھریں۔ (اور یہ حکم بھی دیدیا کہ) نافرمان لوگوں کی حالت پر کچھ افسوس نہ کرو۔ اب یہ لوگ اوّلِ شب سے اٹھ بیٹھتے تھے توریت خوب پڑھتے تھے۔ دعائیں بہت مانگتے تھے۔ روتے بہت تھے قارون بھی انہی میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا اور اس سے زیادہ خوش آواز ان میں سے ایک بھی نہ تھا۔ اور وہ اپنی خوش آوازی کے سبب ان میں دردناک آواز والا مشہور تھا۔ وہ کیمیا بھی بناتا تھا۔ پس جب بنی اسرائیل کو اس سرگردانی میں توبہ کرتے کرتے عرصہ گزرا اور قارون کی یہ حالت تھی کہ توبہ میں ان کا شریک نہ ہوتا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس سے محبت کرتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام ایک دن اس کے پاس گئے اور اس سے فرمانے لگے کہ اے قارون اس کی ساری قوم تو توبہ کر رہی ہے اور تو ان سے الگ بیٹھا ہے تو بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ورنہ خدا تعالیٰ تجھ پر عذاب نازل فرمائے گا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو حقیر جانا اور ان کی اس بات کی ہنسی اڑائی موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس سے غمگین ہو کر نکلے اور اس کے محل کے صحن میں آ بیٹھے۔ اس وقت وہ ایک ادنی جبہ پہنے ہوئے تھے اور (پاؤں میں) گدھے کے چمڑے کے نالین تھے۔ جس کے تسمے بٹے ہوئے بانوں کے تھے۔ (تصریح نعلین عربی کی پوری ہیئت صفحہ ۱۷۱ نوٹ نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو) ان کے دست مبارک میں عصا تھا۔ قارون نے اپنے کسی آدمی کو حکم دیا کہ راکھ پانی میں گھول کر ان حضرت پر ڈال دے وہ ڈال دی گئی تو جناب موسیٰ علیہ السلام کو بہت ہی سخت غصہ آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شانوں پر کچھ بال تھے جب حضرت کو غصہ آتا تھا تو وہ کھڑے ہو کر کپڑوں میں سے نکل آتے تھے۔ اور ان سے خون ٹپکنے لگتا تھا۔ اس غصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر میری اس توہین پر تو نے غضب نہ فرمایا تو میں سمجھوں گا کہ میں تیرا نبی ہی نہیں ہوں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ میں نے زمین کو حکم دیدیا ہے وہ تمھاری اطاعت کرے گی۔ اب جو تم چاہو اسے حکم دو ادھر قارون نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ قصر کا دروازہ بند کر لیں (اور دروازے بند کر لئے گئے تھے کہ) موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے دروازوں کی طرف اشارہ کیا (یہاں سے وہاں تک) سب کھل گئے۔ قارون کے پاس دربان چلے آئے اب جو قارون کی نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑی سمجھ گیا کہ حکم عذاب لے کر آئے ہیں (گڑگڑا کر) کہنے لگا کہ اے موسیٰ! اسی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ جو میرے اور آپ کے مابین ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لاوی کے بیٹے! بس اب مجھ سے بات نہ کر اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زمین اس کو لے۔ بس اس کا محل بھی مع تمام چیزوں کے زمین میں اتر گیا۔ اور قارون بھی گھٹنوں تک سما گیا۔ اب لگا وہ رونے اور قرابت کا واسطہ دے دے کر منتیں دینے۔ (جواب میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے پسر لاوی۔ اب مجھ سے کوئی بات نہ کر ہاں اے زمین اس کو لے بس زمین اس کو مع اس کے قصر کے اور خزانوں کے نگل گئی۔ پس موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول جو انھوں نے قارون سے اس دن فرمایا تھا۔ جس دن اللہ نے اس کو ہلاک کیا تھا خدا تعالیٰ نے بطور طعن کے خود موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اور جب موسیٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ خود پروردگار عالم نے ان پر طعن کیا تو عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! قارون نے تو تیرے غیر کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرتا ہوں تو میں ضرور اس کی بات مان لیتا۔ پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام نے وہی فرمایا جو قارون سے کہا تھا۔ کہ اے لاوی کے بیٹے مجھ سے زیادہ باتیں نہ بنا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اسی میں ہے تو میں اس کی بات مان لیتا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کے اور قسم ہے مجھے اپنے بخشش وجود وحق کی اور قسم ہے مجھے اپنی بزرگی اور علوِ مرتبت کی اگر قارون نے مجھ سے اسی طرح دعا کی ہوتی جیسے کہ اس نے تم سے استدعا کی تھی تو میں اس کی بات ضرور مان لیتا۔ لیکن چونکہ اس نے تم سے دعا کی تھی اور ہم اسے تمھارے حوالہ کر چکے تھے (اس لئے جو کچھ تم نے کیا اس میں دخل نہ دیا گیا۔) اے عمران کے بیٹے! اب موت سے نہ گھبراؤ اس لئے کہ موت تو میں نے ہر نفس کے لئے لازم کر دی ہے اور تمھارے لئے اس کی تمہید شروع کر دی ہے جس وقت کہ موت تمھیں آئے گی تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچے گی۔ (یعنی اس کا ورود تمھارے لئے موجب راحت و خوشی ہوگا) پس موسیٰ علیہ السلام اپنے وصی کو ساتھ لے کر وادی سیقا میں کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو کدال پھاڑ و اتو کری لئے ہوئے سامنے سے آگیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو کیا چاہتے ہو۔؟ انھوں نے کہا کہ خدا کے دوستوں میں سے ایک شخص نے وفات پائی ہے میں اس کے لئے قبر کھودوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ مجھے بھی اجازت ہے کہ میں اس کام میں تمھاری مدد کروں۔ اس شخص نے کہا کہ ہاں بہت خوشی سے بسم اللہ۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اور وہ دونوں مل کر قبر کھودتے رہے۔ جب فارغ ہو گئے تو اس شخص نے چاہا قبر میں اترے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو۔ کہا میں قبر میں اتر کے یہ دیکھنا چاہتا

کہ آرام سے لیٹنے بیٹھنے کے لائق ہو گئی یا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمھیں کرنے کی کیا ضرورت ہے لاؤ میں دیکھے لیتا ہوں (اس نے کہا آپ کی خوشی) موسیٰ علیہ السلام قبر میں اترے خوب پھیل کر لیٹے ادھر لیٹنا تھا کہ ادھر ملک الموت نے روح قبض کر لی۔ اور پہاڑ اوپر سے مل گیا۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں حضرت یونس علیہ السلام کا پورا قصہ سورۂ یونس میں مذکور ہو چکا ہے۔ اس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ کسی یہودی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس قید خانہ کا حال پوچھا تھا جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے مختلف حصوں میں گھومتا پھرا تھا تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی رہا وہ قید خانہ جو اپنے قیدی کو مختلف حصوں میں لئے پھرتا رہا۔ وہ وہ مچھلی تھی جس میں یونس علیہ السلام قید ہوئے تھے کہ وہ بحر قلزم میں داخل ہوئی تو بحر مصر میں جا کر نکلی پھر بحر طبرستان میں داخل ہوئی۔ تو دجلہ الفور میں جا نکلی پھر اسی طرح وہ ان کو زمین کے نیچے بھی لے پہونچی یہاں تک کہ قارون کے قریب جا پہونچایا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہلاک ہوا تھا۔ اور اس پر خدا تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو معین کر دیا تھا۔ کہ روزانہ ایک قدآدم اس کو زمین میں دھنسا دیا کرے یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا اور استغفار کیا کرتے تھے قارون نے ان کی آواز سنی تو اس فرشتہ نے جو ان پر معین تھا کہا کہ ذرا مجھے مہلت دے اور تسبیح کرنے والے کو دکھا دے چنانچہ اس نے مہلت بھی دی اور دکھایا بھی قارون نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ یونس نے فرمایا کہ میں ایک بندہ گنہگار یونس بن متی نام ہوں۔ اس نے پوچھا کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام جو خدا کے معاملات میں بہت ہی خفا ہو جایا کرتے تھے کس حال میں ہیں انھوں نے فرمایا افسوس! عرصہ ہوا انھوں نے تو انتقال فرمایا کہا پھر وہ جو اپنی قوم پر بہت ہی مہربان تھے ہارون بن عمران وہ کس حال میں ہیں فرمایا کہ ان کا بھی انتقال ہو چکا۔ پوچھا کلثم بنت عمران جو مجھ سے منسوب ہو چکی تھیں وہ کیا کرتی ہیں۔ فرمایا افسوس! آل عمران میں سے تو کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر قارون نے کہا کہ آل عمران کے لئے سخت افسوس ہے خدا تعالیٰ نے اس کے اس افسوس کرنے کی قدر فرمائی۔ اور جو فرشتہ اس پر معین ہے اس کو حکم دے دیا کہ اب دنیا کی جس قدر مدت باقی ہے اس میں قارون کو عذاب نہ دیا جائے چنانچہ وہ عذاب رفع کر دیا گیا۔

پارۂ بستم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بست و یکم ۲۱

صفحہ ۴۸۱ نوٹ ۱ التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پر نماز کو محافظ مقرر کیا ہے کہ جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر ان جناب نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں ہے کہ سعد خفاف نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا اے مولا! کیا قرآن بھی کلام کرتا ہے یہ سن کر حضرتؑ نے تبسم کیا اور فرمایا خدا ہمارے ضعفاء شیعہ پر رحمت نازل کرے کہ وہ ہمارے مطیع ہیں۔ اے سعد! (قرآن کا تو ذکر ہی کیا ہے) نماز بھی باتیں کرتی ہے۔ اور اس کے لئے صورت بھی ہے اور خلقت بھی۔ وہ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔ سعد کہتا ہے کہ یہ سنکر تو میرا رنگ متغیر ہو گیا: اور دل میں کہنے لگا یہ بات تو میں کسی آدمی سے بھی بیان نہ کروں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کے سوا اور کسی میں انسانیت ہی نہیں ہے۔ جس نے نماز کو نہ پہچانا وہ ہمارے حق کا منکر ہے۔ اے سعد! میں تم کو قرآن کا کلام سناؤں؟ میں نے عرض کی کہ آپ پر خدا تعالےٰ کا درود و سلام ہو ضرور سنایئے! حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ و پھر فرمایا کہ نماز کا منع کرنا یہ اس کا کلام ہے۔ (اور) فحشاء و منکر سے مخصوص لوگ مراد ہیں۔ اور ذکر خدا سے ہم اہلبیتؑ رسالت مراد ہیں (اور) ہم ہی اکبر (یعنی سب سے زیادہ بزرگ ہیں) قولہ صاحب تفسیر صافی ہ الفحشاء والمنکر سے مراد حضرت اول و جناب ثانی ہیں اس لئے کہ دونوں صاحب ازروئے صورت و سیرت مجسم بے حیائی و بدکاری تھے۔ اور اصلی نماز وہی ہے جو ان دونوں کی محبت سے باز رکھے۔ اور المعروف سے مراد وصی ہی نماز ہے۔ قولہ مترجم:۔ اس سے زیادہ بیحیائی کیا ہوگی کہ فخر مریم و حوا۔ صدیقہ کبریٰ۔ بتول عذرا جناب سیدہ فاطمہؑ زہرا بنت رسولؐ خدا علیہا التحیۃ والثناء کو جن کی تعظیم کے لئے خود آنحضرتؐ سر قد کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ معاملہ فدک میں رُو در رُو جھٹلایا اور اس طرح خود کو مورد لعنت بنا لیا۔ رہا منکر و اتفاق سے ثانی کے مشہور نام کا ہم عدد بھی ہے اور قیامت کے دن اس کی دوستی اور جان پہچان کا ہر مرید اسی طرح منکر ہوگا جس طرح دنیا میں کوئی شخص کسی بدی کا مرتکب ہو کر بھی اس کا اقرار نہیں کیا کرتا۔ اس طرح ہر مرید تو منکر ثابت ہوگا اور وہ گروگھنٹال خلیفہ جی منکر۔

طبرسی نے روایت کی ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیا نماز اس کی قبول ہوئی یا نہیں اس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا نماز نے اس کو فحشاء اور منکر سے باز رکھا ہے یا نہیں۔ پس جس قدر اس نے اسے فحشاء اور منکر سے باز رکھا ہوگا اتنی ہی اس کی نماز قبول ہوگی۔

صفحہ ۴۸۳ نوٹ ۱ **قولہ مترجم:۔** یہ ابن عمر بڑے حضرت تھے۔ رسولؐ اللہ سے روایتیں بھی کرتے تھے حق اہلبیتؑ کے شناسا بھی تھے۔ اپنے باپ کو وقتاً فوقتاً ملامت بھی کرتے رہتے مگر جب جناب امیر المومنین کو خلافت ظاہری پہونچی اور تمام مہاجرین و انصار نے اجماع کر کے ان حضرتؑ سے بیعت کی تو انھوں نے بیعت سے صاف انکار کر دیا۔ اسی لئے مخالفین میں یہ تمام صحابہ سے زیادہ پرہیزگار مشہور ہیں۔ بعد واقعۂ کربلا ایک بڑا لمبا چوڑا خط لعنت و ملامت کا یزید کو بھی لکھا تھا پھر جوش میں آکر خود بھی دمشق تشریف لیگئے اور بہت سے لوگ راستے میں ان کے ساتھ ہوتے گئے۔ غرض یہ تھی کہ قاتلِ اولادِ رسولؐ خلافت مسلمین کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یزید کو یہ سب خبریں پہونچیں، مگر اس نے ذرا پروا نہ کی اور یہی کہتا رہا کہ ذرا یہاں آنے دو ایک فقرہ میں سارا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ جب یہ پہونچے اس نے محل میں جا کر خود ان کے باپ کا خط اپنے باپ کے نام ان کو دکھلا دیا اور کہہ دیا کہ ہم نے تو اس حکم کی تعمیل کی ہے۔ سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اس کے قدم چومے اور چلے آئے۔ اور جب عبدالملک ابن مروان تخت خلافت پر بیٹھا اور اس کی طرف سے حجاج بن یوسف ثقفی عراق و حجاز کا حکم مقرر ہوا جس نے عبداللہ ابن زبیر کو خاص حرم کعبہ میں ذبح کیا اور کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا اور پتھروں کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا اس کی بیعت کے لئے آدھی رات کو پہونچے تھے، اور جب اس نے سوال کیا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کر لینا تو وہاں یہ حدیث رسولؐ بیان کی تھی۔ کہ جو شخص مر جائے اور بیعت امام وقت میں نہ ہو تو وہ حالت کفر میں مرتا ہے، تو اس وقت حجاج جیسے دشمن اسلام نے اعتراض کیا کہ علیؑ ابن ابیطالب کی بیعت کے وقت تم کو یہ حدیث یاد نہ رہی۔ میرا ہاتھ خالی نہیں ہے اگر تمھیں ضرورت ہے تو میرے پاؤں سے بیعت کر لو۔ چنانچہ اس کے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری تاریخ اعثم کوفی، تاریخ کامل، تاریخ طبری، اور روضۃ الصفا وغیرہا میں موجود ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۴۸۸ نوٹ ۳ پس وہ حضرتؑ ام ایمن کو لائیں اور انھوں نے کہا اے ابوبکر میں اس وقت تک گواہی نہ دونگی جب تک کہ قول رسولؐ سے تجھ پر حجت قائم نہ کر لوں پھر کہنے لگیں کہ اے ابوبکر میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتی ہوں آیا تو یہ نہیں جانتا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ام ایمن ایک عورت اہل جنت میں سے ہے؟ ابوبکر نے کہا فرو فرمایا تھا جب یہ اقرار لے چکیں تب ام ایمن نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جناب رسولؐ خدا کو وحی فرمائی فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ اور آنحضرتؐ نے خدا کے اسی حکم کے بموجب فدک کو جناب سیدہ کے لئے خالصہ قرار دیدیا؟ پھر حضرت علیؑ تشریف لائے اور انھوں نے بھی ایسی ہی شہادت دی تو ابوبکر نے فدک کی واپسی کے متعلق ایک نوشتہ لکھا اور جناب سیدہ کے حوالے کر دیا۔ اتنے میں عمر آ گیا اور اس نے پوچھا یہ نوشتہ کیسا ہے؟ ابوبکر نے بیان کیا کہ بنت رسولؐ خدا نے دعویٰ کیا اور ام ایمن اور علیؑ نے گواہی دی لہٰذا میں نے فدک کی واپسی کے متعلق لکھ دیا ہے۔ عمر نے جناب سیدہؑ سے وہ نوشتہ لے کر پارہ پارہ کر دیا اور کہا یہ خالصہ تو سب مسلمانوں کا ہے اور اوس بن حدثان اور عائشہ و حفصہ یہ گواہی دیتی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے رہے علیؑ یہ فاطمہؑ کے شوہر ہیں اپنے ذاتی نفع کے لئے گواہی دے رہے ہیں ہاں ام ایمن بے شک وہ ایک نیک عورت ہیں مگر وہ اکیلی ہیں، اگر کوئی گواہ اور بھی ان کے ساتھ ہوتا تو ہم کچھ غور و فکر کرتے۔ پس جناب سیدہ علیہا السلام نہایت محزون و مغموم اور روتی ہوئی چلی آئیں۔ بعد اس واقعہ کے حضرت امیر المومنین ابوبکر کے پاس ایسے وقت تشریف لائے کہ وہ مسجد میں تھا اور اس کے گرد پیش مہاجرین و انصار موجود تھے۔ فرمایا کہ اے ابوبکر تو نے فاطمہ زہراؑ کو اس میراث سے کیوں محروم کر دیا جو جناب رسولؐ خدا سے پہونچی تھی۔ حالانکہ وہ اس علاقے کی رسولؐ خدا کی زندگی ہی میں مالک ہو چکی تھیں۔ ابوبکر نے کہا یہ تو سب مسلمانوں کا حق ہے اگر فاطمہ زہرا گواہ پیش کریں

کہ آنحضرتؐ نے ان کا خالصہ قرار دیدیا تھا۔ تو دیکھا جائے ورنہ ان کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے ابوبکر آیا تو معاملۂ فدک میں قانون خدا کے خلاف فیصلہ کرتا ہے جو اس نے تمام مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا نہیں کیسے ؟، خیال تو کر اگر ایک چیز مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کے مالک ہوں اور میں اس کے بارے میں دعویٰ پیش کروں تو ثبوت کس سے مانگے گا ؟ اس نے کہا آپ سے۔ فرمایا بس اب تو یہ کہہ تو فاطمہؑ زہرا سے اس چیز کے بارے میں کیوں ثبوت طلب کرتا ہے جو ان کے ہاتھ میں تھی اور جس کی وہ زمانۂ رسولؐ خدا میں مالک ہو چکیں اور ان کی وفات کے بعد سے اب تک مالک رہیں اور مسلمان اگر خالصہ ہونے کے مدعی ہیں تو ان سے ثبوت و گواہ طلب کیوں نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابھی تو نے کہا میں مدعی ہوتا تو تو مجھ سے گواہ طلب کرتا۔ پس ابوبکر تو چپ ہو گیا پھر عمر بولا اے علیؑ اپنے کلام سے تو ہم کو معاف کیجئے اس لئے کہ ہم میں آپ کی دلیلوں کے جواب دینے کی قوت نہیں ہے۔ مگر اس معاملہ میں اگر آپ عادل گواہ پیش کیجئے تو کچھ ہو ورنہ تو مسلمانوں کی جاگیر قرار پا چکا۔ نہ آپ کا اس میں کوئی خاص حق ہے نہ فاطمہؑ زہرا کا۔ اس کے بعد جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اے ابوبکر تو کتاب خدا بھی پڑھا کرتا ہے ؟ اس نے کہا جی کیوں نہیں۔ فرمایا بتا تو سہی یہ قول خدا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (اے اہلبیتؑ! سوائے اس کے نہیں کہ اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تمہارے جسم کے رجس سے بری ہونے کا اعلان کر دے۔ جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے) کس کی شان میں نازل ہوا ہے؟ آیا ہماری شان میں یا ہمارے دشمنوں کی ؟ کہنے لگا یا حضرتؑ آپ ہی کی شان میں، فرمایا بغرض محال دو گواہ تیرے سامنے آکر یہ گواہی دیدیں کہ معاذ اللہ فاطمہ زہرا بنت رسولؐ اللہ نے چوری کی ہے۔ اس وقت تو کیا کرے گا ؟ کہا میں ان پر بھی اسی طرح حد جاری کروں گا جس طرح اور مسلمانوں پر، فرمایا مگر یہ بھی سمجھا کہ اس صورت میں تو کافر ہو جائے گا۔ اس نے کہا بھلا کس طرح ؟ فرمایا کہ اس طرح کہ اس صورت میں آدمیوں کی شہادت تو تو نے قبول کی اور خدا کی شہادت جو ان کے بارے میں تھی اس کو رد کر دیا۔ اسی طرح تو نے معاملہ فدک میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم کو تو رد کر دیا ہے جنھوں نے فدک کو فاطمہ زہراؑ کی جاگیر قرار دیا تھا اور آنحضرتؐ نے اپنے حین حیات جناب سیدہؑ کا اس پر قبضہ کرا دیا تھا۔ (پھر احکام قرآن مجید کے خلاف) تو نے ایک ایسے جنگلی عرب کی شہادت قبول کر لی جسے سیدھی طرح مونتا بھی نہیں آتا۔ یعنی اس بن حدثان کی اور دو ایسی عورتوں کی جن کے دلوں کے یقیناً حق سے ہٹ جانے کی خود خدا تعالیٰ شہادت دے چکا ہے کہ فرماتا ہے۔ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا (پس یقیناً تم دونوں کے دل کج ہو گئے ہیں۔ یعنی قبول حق سے منحرف ہو گئے ہیں) اور ایسی شہادتوں کی بنا پر تو نے فدک ان حضرتؑ سے چھین لیا اور اسے مسلمانوں کا مال قرار دے دیا۔ حالانکہ جناب رسولؐ خدا فرما چکے ہیں۔ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنِ ادَّعٰی عَلَیْکُمْ (ثبوت دینا مدعی کے ذمہ ہے اور اگر مدعا علیہ کو انکار ہو تو حلف اٹھانا اس کے ذمہ ہے) جناب امام جعفرؑ صادق فرماتے ہیں کہ (امیر المومنینؑ کا یہ بیان سن کر) لوگوں کو (ابوبکر پر) سخت غصہ آیا بعض ان میں سے رونے لگے کہ واللہ علیؑ مرتضیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے حق اور بجا ہے اور جناب امیر المومنینؑ (حجت کو اس طرح ثابت اور دشمن کو ساکت کر کے) دولت سرا کو تشریف لے گئے۔ ۱۲ (اس کے بعد جناب سیدہ کا مسجد میں آنا، قبر جناب رسولؐ خدا پر جانا، مرثیہ پڑھنا اور ابوبکر و عمر کا جناب امیر المومنین کے قتل کے لئے سازش کرنا سب حضرتؑ نے مفصل بیان فرمایا ہے) جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے پاس سے جناب امیر المومنین علیہ السلام تو دولت سرا کو تشریف لے گئے اور جناب سیدہؑ روضۂ جناب رسولؐ خدا کی طرف روانہ ہو گئیں۔ جب روضہ میں داخل ہوئیں تو رسولؐ خدا کی قبر اطہر کا طواف کرنے لگیں۔ اثنائے طواف میں رو رو کے یہ مرثیہ پڑھتی تھیں۔ اور بین جگر خراش کرتی تھیں۔ **نوحہ**

اِنَّا فَقَدْنَاکَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَھَا ۔۔۔ وَاخْتَلَّ قَوْمُکَ فَاشْھَدْھُمْ وَلَا تَغِبْ۔ بابا آپ ہم سے ایسے جدا ہو گئے جیسے قحط کے زمانے میں بارش جدا رہتی ہے۔ آپ کی قوم میں خلل پیدا ہو گیا ہے پس آپ ان کے شاہد رہیں اور غائب نہ ہوں۔

قَدْ کَانَ بَعْدَکَ اَنْبَاءٌ وَھَنْبَثَۃٌ ۔۔۔ لَوْ کُنْتَ شَاھِدَھَا لَمْ تَکْثُرِ الْخُطَبُ۔ آپ کے بعد طرح طرح کی دشواریاں اور مصیبتیں پیش آئیں۔ اگر آپ ان کے دیکھنے والے ہوتے تو مصیبتیں اتنی نہ پڑتیں۔

قَدْ کَانَ جِبْرِیْلُ بِالْاٰیَاتِ یُؤْنِسُنَا ۔۔۔ اِذْ غِبْتَ عَنَّا فَنَحْنُ الْیَوْمَ نُغْتَصَبُ۔ ایک زمانہ تھا کہ جبرئیل ہم کو آیت قرآنی سنا کر تسلی دیا کرتے تھے۔ بابا آپ کی وفات کے بعد ایک زمانہ ایسا آگیا کہ لوگ ہمارا حق غصب کر رہے ہیں۔

فَکُلُّ اَھْلِ نَدٍ قُرْبٰی وَمَنْزِلَۃٌ ۔۔۔ عِنْدَ الْاِلٰہِ عَلَی الْاَدْنِیْنَ تَقْتَرِبُ۔ ہر ایک نبی کے اہلبیتؑ کو تمام آدمیوں سے زیادہ خدا کے نزدیک قرب و

اَبَدَتْ رِجَالٌ لَنَا نَجْوٰی صُدُوْرِھِمْ ۔۔۔ لَمَّا مَضَیْتَ وَحَالَتْ دُوْنَکَ الْکُثُبُ منزلت حاصل ہے لیکن اے بابا! آپ کے انتقال کے بعد جبکہ ہمارے اور آپ کے مابین مٹی کا ٹیلہ حائل ہو گیا تو لوگوں نے اپنے دلوں کی پوشیدہ باتیں ہمارے بارے میں ظاہر کر دیں۔

فَقَدْ رُزِیْنَا بِمَا لَمْ یُرْزَ اَحَدٌ ۔۔۔ مِنَ الْبَرِیَّۃِ لَا عُجْمٌ وَّلَا عُرُبٌ۔ بابا! ہم پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں جو تمام مخلوق میں سے کسی پر نہیں پڑیں نہ عرب پر نہ عجم پر۔

فَقَدْ رُزِیْنَا بِہٖ مَحْضًا خَلِیْقَتُہٗ ۔۔۔ صَافِی الضَّرِیْبَۃِ اَبْیٰ وَالْاَعْرَاقِ وَالنَّسَبِ۔ ہم لوگ ایسے بزرگوار کی مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں جن کے اخلاق ہر طرح خالص تھے اور ان کے خصائل اصول اور ان کا حسب و نسب پاک و پاکیزہ تھا۔

فَاَنْتَ خَیْرُ عِبَادِ اللّٰہِ کُلِّھِمْ ۔۔۔ وَاَصْدَقُ النَّاسِ حِیْنَ الصِّدْقِ وَالْکَذِبِ۔ اے بابا! آپ خدا کے تمام بندوں سے افضل ہیں اگرچہ سارا زمانہ جھوٹ بولے یا سچ کہے مگر آپ سب سے زیادہ سچے ہیں۔

فَسَوْفَ نَبْکِیْکَ مَا عِشْنَا وَمَا بَقِیَتْ ۔۔۔ مِنَّا الْعُیُوْنُ بِتِھْمَالٍ وَّتَسْکِیْبِ۔ اے بابا! جب تک ہم زندہ ہیں آپ کے غم میں روتے رہیں گے اور جب تک ہماری آنکھیں باقی رہیں گی برابر وہ آنسوؤں کا مینہ برساتی رہیں گی۔

سَیَعْلَمُ الْمُتَوَلِّیْ ظُلْمَ ھَامَتِھَا ۔۔۔ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنّٰی سَوْفَ یَنْقَلِبُ۔ اس خاندان کے سرگروہ پر ظلم کرنے کا جو مہتمم بنا ہے قریب ہے کہ اس کو معلوم ہو جائے گا کہ قیامت کے دن اسکا ٹھکانا کہاں ہو گا۔

امام فرماتے ہیں پس ابوبکر اپنے گھر چلا گیا اور اس نے عمر بن خطاب کو بلا بھیجا۔ جب وہ آگیا تو ابوبکر نے اس سے کہا میں نے علیؑ ابن ابیطالب کو کبھی ایسا برتاؤ کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ آج کے جلسہ میں انھوں نے میرے ساتھ سلوک کیا۔ اگر وہ ہمارے جلسہ میں بیٹھ کر ایسی ہی باتیں کیا کرینگے تو وہ عنقریب ہماری حکومت میں خرابی پیدا کر دیں گے۔ اب تمھاری کیا رائے ہے ؟ عمر بولا علیؑ کو قتل کرا دے۔ خلیفہ جی نے کہا علیؑ کو قتل کون کر سکتا ہے اس نے کہا خالد بن ولید۔ چنانچہ دونوں نے خالد کو بلوایا جب وہ آیا تو اس سے کہا

کہ اے خالد ہم تجھ سے ایک بڑا کام لینا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا جو کام تمہارا جی چاہے مجھ سے لو گو وہ علیؑ ابن ابیطالب کا قتل ہی کیوں نہ ہو۔ انھوں نے کہا کام تو یہی ہے۔ خالد نے کہا یہ تو بتاؤ کہ میں ان کو قتل کب کروں؟ ابوبکر بولا جب وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائیں تو تم ان کے پہلو میں جا کھڑے ہونا اور جب میں سلام پھیروں تم فوراً اٹھ کر ان کی گردن اڑا دینا۔ خالد نے کہا بہت اچھا یہ باتیں اسماء بنت عمیس نے سن لیں۔ وہ اس وقت ابوبکر کے نکاح میں تھیں۔ انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو حضرت علیؑ ابن ابیطالب اور جناب فاطمہؑ زہرا کی خدمت میں جا اور ان دونوں کو میرا سلام کہنے کے بعد یہ آیت سنا دینا اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (لونڈی نے تعمیل حکم کی تو) جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے سن کر فرمایا تو جواب میں کہہ دیجیو اِنَّ اللّٰهَ يُحِيْلُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يُرِيْدُوْنَ "خداوند عالم ان کے اور ان کے ارادے کے مابین حائل ہو جائیگا" پھر وہ حضرت اٹھے اور نماز کی قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ خالد بن ولید بھی تلوار حمائل کئے برابر آ کھڑا ہوا۔ پس جب ابوبکر تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھا تو اپنے حکم دینے پر نادم ہوا اور فتنہ و فساد اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی شجاعت سے وہ خوف زدہ ہو گیا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا اور سلام پھیرنے کی جسارت نہ کر سکا لوگوں نے خیال کیا کہ کہیں ابوبکر کو نماز میں سہو ہو گیا۔ بالآخر وہ خالد کی طرف منھ کر کے کہنے لگا۔ میاں خالد! سنتے ہو جو حکم میں نے تمھیں دیا تھا اس کی تعمیل نہ کرنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قول صحیح:۔ حضرات اہل سنت جو اِدھر اُدھر منھ پھیرا کرتے ہیں ظاہراً اس کی اصل یہیں سے ظاہر ہوتی ہے"

جب امیرالمومنین علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے خالد! ابوبکر نے تجھے کیا حکم دیا تھا (جس سے پھر منع کیا) اس نے کہا آپ کی گردن اڑا دینے کا (حکم دیا تھا)۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تو ایسا ہی کرتا؟ اس نے جواب دیا خدا کی قسم اگر یہ مجھ کو منع نہ کرتا تو میں ضرور بعد سلام آپ کو قتل کر دیتا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے اسے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ لوگ جمع ہو گئے عمر نے کہا پروردگار خانۂ کعبہ کی قسم اب یہ خالد کو ضرور قتل کر دیں گے۔ اور لوگ عرض کرنے لگے اے ابوالحسن! آپ کو خدا کا واسطہ اس صاحب قبر کا صدقہ اب تو اسے چھوڑ دیجئے۔ حضرت نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ہنسلی کی ہڈی پکڑ لی اور فرمایا صہا کہ کے جنے! اگر جناب رسولؐ خدا نے مجھ سے عہد نہ لے لیا ہوتا اور منجانب خدا امتحان امت کا نوشتہ مقدر نہ ہو گیا ہوتا تو تو اسی وقت دیکھ لیتا کہ ہم میں سے مددگار کی حیثیت سے کون زیادہ کمزور ہے اور تعداد کی حیثیت سے کون گھٹا ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ حضرتؑ بیت الشرف میں تشریف لے گئے۔

صفحہ ۴۹۳ نوٹ ۱ اور اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ تجھے حاکم بنائے تو میں اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ تجھے حاکم بنائے گا تو تجھے عصمت بھی عطا فرمائے گا۔ اور میری مدد بھی کرے گا۔ جناب لقمان فرشتوں کی آواز سن رہے تھے مگر فرشتے ان کو دکھائی نہ دیتے تھے۔ پس فرشتوں نے ایسی حالت میں کہ لقمان ان کی آواز تو سنتے تھے اور ان کو دیکھتے نہ تھے کہا کہ اے لقمان! آپ عذر کیوں فرماتے ہیں۔ لقمان نے جواب دیا بات یہ ہے کہ حکومت کی منزلیں بڑی کٹھن ہیں اور ان پر ظلم کا پردہ پڑا ہوا ہے اگر حاکم بحق فیصلہ کرے گا تو نجات پائے گا اور اگر خطا کرے گا تو جنت کی راہ میں بھٹکتا ہی پھرے گا جو شخص دنیا میں شریف اور صاحب مرتبہ ہو کر آخرت میں ذلیل ہو تو اس سے تو بہتر یہ ہے کہ دنیا میں وہ ذلیل ہو اور آخرت میں اس کو بزرگی حاصل ہو اور جو شخص آخرت کو چھوڑ کے دنیا اختیار کر لے گا اسے نہ دنیا ہی ملے گی نہ آخرت ہی نصیب ہو گی۔ حضرت لقمان کی یہ تقریر سن کر ملائکہ بے حد متعجب ہوئے۔ جب رات کے وقت حضرت لقمان سو گئے تو خداوند عالم نے ان کو حکمت عطا فرمائی اب جو وہ بیدار ہوئے تو ہر بات حکمت سے کہتے تھے۔ اور اسی حکمت کی وجہ سے حضرت داؤدؑ نے ان کو اپنا وزیر بنایا اور حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ اے لقمان! آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ حکمت (دانائی) تو آپ کو مل گئی اور حکومت کی آزمائش سے آپ بچ گئے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے حضرت لقمان کا حال دریافت کیا۔ اور اس کی حکمت کا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تو اُن جناب نے ارشاد فرمایا کہ لقمان کو جو حکمت عطا فرمائی گئی تھی تو وہ نہ حسب و نسب کی وجہ سے تھی نہ مال و منال و اہل و عیال کی وجہ سے نہ اس سے یہ مطلب ہے کہ ان کا جسم کچھ بہت لمبا چوڑا تھا۔ نہ یہ کہ وہ خوبصورتی میں بے مثل و بے مثال تھے۔ بلکہ ان کو حکمت اس لئے دی گئی تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام بجا لانے میں بڑے مضبوط آدمی تھے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے زہد برتتے تھے بڑے سکینہ اور وقار والے تھے۔ معاملات میں گہری نظر رکھتے تھے۔ مصنوعات الٰہی میں بہت غور و فکر کیا کرتے تھے۔ رائے ان کی بڑی بلیغ تھی۔ عبرتوں کے حاصل کرنے میں وہ بہت مشقت کیا کرتے تھے۔ دن کو ذرا نہ سوتے تھے اور کبھی کسی شخص نے ان کو پیشاب کرتے یا پاخانہ پھرتے یا نہاتے کبھی نہ دیکھا تھا کیونکہ وہ ایسے امور کے لئے بہت پوشیدہ جگہ اختیار کرتے تھے۔ اور اپنی رائے کا عام آدمیوں پر اظہار نہ ہونے دیتے تھے کیونکہ ان کو اس کا خوف ہر وقت لگا رہتا تھا کہ مبادا اس میں خدا کی نافرمانی ہو۔ نہ کبھی کسی چیز سے ہنسے نہ غضبناک ہوئے اور نہ کبھی کسی شخص سے مزاح کیا۔ دنیا کی چیزوں میں سے جو بات میسر آئی اس پر کبھی خوش نہیں ہوئے۔ اور جو ہاتھ سے نکل گئی اس پر رنج نہیں کیا۔ عورتوں سے شادیاں کیں اور ان سے اولاد بھی ان کی بہت ہوئی۔ اور بہت سی ان کے سامنے مر بھی گئیں مگر وہ کسی کی موت پر نہیں روئے۔ اور جب دو ایسے آدمیوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا جن کو لڑتے جھگڑتے پایا تو ان میں صلح ضرور کرا دی۔ اور ان دونوں کے پاس سے نہ آتے تھے جب تک وہ دونوں آپس میں دوست نہ ہو جاتے تھے۔ اور جب کسی آدمی سے کوئی ایسی بات سنتے جو انھیں پسند آئی تو اس کا مطلب بھی اس سے دریافت کیا اور ماخذ بھی پوچھا کہ تم نے یہ بات حاصل کس سے کی؟ وہ ہمیشہ عالموں اور حکیموں کے پاس زیادہ بیٹھتے تھے اور وہ حاکموں اور بادشاہوں کے پاس بھی آیا جایا کرتے تھے۔ محکم کام سے جو غلط فیصلے ہو جاتے تھے ان پر افسوس کیا کرتے تھے۔ اور بادشاہوں کو خدا کی طرف سے جو عزت ملی ہوئی ہے اور اس سے ان کو ایسا اطمینان ہو گیا ہے (کہ وہ آخرت کو بھولے ہوئے ہیں) اس کے سبب سے ان پر ترس کھایا کرتے تھے اور عبرت بھی حاصل کیا کرتے تھے اور ایسی باتیں سیکھتے تھے جس سے اپنے نفس کو دبا سکیں اور خواہش کا مقابلہ کر سکیں اور شیطان سے بچ سکیں۔ اور غور و فکر کر کے اس پر غالب آ سکیں۔ اور اپنے نفس کا عبرتوں سے علاج کرتے رہیں۔ اور کسی پر ایسی چیز کا طعنہ نہیں کرتے تھے جس سے خود بری نہ ہوں۔ انہی باتوں کی وجہ سے ان کو حکمت و عصمت عطا کی گئی تھی۔ ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ وہ قیلولہ فرما رہے تھے اور ان کی آنکھ ذرا کی ذرا بند ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے بعض گروہوں کو حکم دیا اور انھوں نے حضرت لقمان کو اس طرح سے کہ وہ ان کی آواز تو سنتے تھے اور دیکھتے نہ تھے پکارا اور ان سے یہ کہا کہ اے لقمان! تم یہ چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ زمین میں سے تم کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے کہ تم لوگوں کے جھگڑے فیصل کیا کرو؟ اس کے جواب میں حضرت لقمان نے کہا کہ اگر میرے پروردگار نے حکماً یہ بات میرے لئے مقرر کی ہے تو تجھے بغیر قبول کرنے کے چارہ ہی کیا ہے اس لئے کہ جب میں اسے قبول کروں گا تو وہ خود میری اعانت بھی فرمائے گا۔ فیصلہ کرنے کا طریقہ

بھی مجھے سکھائے گا اور اس سے بھی مجھے بچائے گا کہ میرے ہاتھ سے کوئی بات بیجا ہو جائے اور اگر خدا تعالیٰ نے قبول کرنے نہ کرنے میں مجھے مختار فرمایا تو میں تو عافیت ہی کو قبول کروں گا۔ فرشتوں نے دریافت کیا کہ اے لقمان ایسی بات تم نے کیوں کہی؟ انھوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمیوں کے جھگڑوں کو طے کرنا۔ دین کی منزلوں میں سب سے زیادہ سخت منزل ہے اور اسی میں سب سے بڑی آزمائش ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ خدا کی طرف سے مدد نہ ملے اور یونہی چھوڑ دیا جائے اس لئے کہ ظلم تو ایسے شخص کو ہر طرف سے گھیرتا ہے۔ اور وہ دو حالتوں میں پھنس جاتا ہے اگر اس کا فیصلہ ٹھیک ہو گیا تو تو امید ہوتی ہے کہ بچ جائے اور اگر فیصلہ میں غلطی کی تو پھر جنت کے راستے سے دور جا پڑتا ہے۔ اور جو شخص دنیا میں کمزور و ذلیل رہے اس کی نسبت امید ہے عاقبت میں شریف و عزیز تر ہو بلکہ اس کا حکم چلے اور جس نے عاقبت کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کر لیا وہ دونوں جہان سے گیا گزرا ہو گیا دنیا تو ملنا ہونے والی ہے یوں گئی۔ اور عاقبت کو اس نے اختیار ہی نہ کیا تھا وہ یوں نہ ملی۔ امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے بھی ان کی ایسی حکمت کی باتوں پر تعجب کیا اور خدا تعالیٰ کو بھی ان کی یہ گفتگو پسند آئی چنانچہ جب شام ہوئی اور شب کو وہ اپنے بستر پر سوئے تو خدا تعالیٰ نے ان پر اپنی حکمت نازل فرمائی۔ اور اس نے سوتے ہی میں ان کو سر سے پاؤں تک ڈھانپ لیا اب جو وہ بیدار ہوئے تو اس زمانہ میں ان سے زیادہ دانا کوئی نہ تھا جب گھر سے نکل کر لوگوں کے پاس آئے تو جو بات کہتے تھے سراپا حکمت ہی حکمت ہوتی تھی اور ان کی حکمت تمام عالم میں پھیل گئی۔ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جب لقمان کو خلافت کی خوشخبری دی گئی اور انھوں نے اس کو قبول نہ کیا تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا اور انھوں نے وہ خلافت کی خوشخبری داؤد علیہ السلام کو جا سنائی اور انھوں نے بغیر کسی ایسی شرط کے جو لقمان علیہ السلام نے کی تھی اسے قبول فرما لیا تو خدا تعالیٰ نے زمین کی خلافت داؤدؑ کو عطا فرمائی اور اس میں کئی مرتبہ ان کی آزمائش کی اور ان سے اس کے بارے میں لغزشیں بھی سرزد ہوئیں۔ جن کی بابت خدا تعالیٰ نے ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان کو معاف کر دیا۔ حضرت لقمان اکثر حضرت داؤد کی زیارت کو جایا کرتے تھے اور ان کو بہت سی نصیحت کی باتیں بوجہ وفور علم کے سنا آیا کرتے تھے کہ اے لقمان! خوشا حال تمھارا! کہ تمھیں حکمت عطا کی گئی اور میں حکومت کی آزمائشوں کے جھگڑوں میں پڑ گیا۔

صفحہ ۴۹۳ نوٹ ۲ دوسری روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس کو خدا تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ دل سے اس کا اقرار کرے تو اس نعمت کا شکر ادا ہو جائے گا۔ انہی جناب سے مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میری نعمتوں کا کما حقہ شکریہ ادا کیا کرو۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں تیرا شکریہ کما حقہ کیوں کر بجا لا سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر کرنا بھی تو تیری ہی ایک نعمت ہے۔ ارشاد باری ہوا اے موسیٰؑ! جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ یہ توفیق شکر بھی میری ہی طرف سے ہوتی ہے تو اب پورا پورا شکریہ ادا کر دیا۔

صفحہ ۴۹۳ نوٹ ۵ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا یا رسولؐ اللہ! مجھے کچھ نصیحت کیجئے فرمایا خدا تعالیٰ کا تو کسی چیز کو شریک نہ کر گو تجھے آگ سے جلایا جائے اور سخت سے سخت عذاب دیا جائے (البتہ اگر عمل تقیہ ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے یعنی جان بچانے کے لئے منہ سے کچھ کہہ لے اور دل ایمان سے مطمئن ہو) اور اپنے والدین کی اطاعت کر اور وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کے ساتھ نیکی کئے جا۔ اور اگر وہ تجھے یہ بھی حکم دیں کہ تو اپنے اہل و عیال کو اور مال کو چھوڑ دے تو ایسا ہی کر اس لئے کہ اور دنیوی میں ان کی اطاعت کرنا منجملہ ایمان ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر۔ اس نے عرض کی پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے عرض کی پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔

جناب امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا بن رسولؐ اللہ! اگر میرے والدین مذہب حق نہ رکھتے ہوں تو کیا میں جب بھی ان کے لئے دعائے خیر کیا کروں؟ فرمایا تو ان کے واسطے دعا بھی مانگ اور ان کی طرف سے خیرات بھی کیا کر۔ اور اگر وہ دونوں زندہ ہوں اور حق کے شناسا نہ ہوں تو بھی ان کے ساتھ مدارات کیا کر اس لئے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی اس لئے مقرر کیا ہے کہ میں بندگان خدا کو صلۂ رحمی کی نصیحت کیا کروں۔ نافرمانی والدین کا حکم دینے کے لئے خدا نے مجھے مبعوث نہیں فرمایا۔

عیون الاخبار میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے گو وہ مشرک بھی ہوں البتہ نافرمانی خدا میں ان کی اطاعت کرنا چاہیئے نہ کسی اور کی کیونکہ ایسے کاموں میں جو خالق کی نافرمانی کا باعث ہوں کسی مخلوق کی اطاعت کرنا حرام ہے۔

مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا معرفت باری تعالیٰ کی بہترین قسم ہے اس لئے کہ کوئی عبادت اتنا جلد بندوں کو رضائے خدا تک نہیں پہونچا سکتی۔ جتنا کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمان ماں باپ کی عزت و تعظیم کرنا۔ اس لئے کہ والدین کا حق خدا تعالیٰ کے حقوق سے نکلا ہے بشرطیکہ ماں باپ دونوں دیندار ہوں اور اولاد کو طاعت خدا سے منع کر کے اس کی نافرمانی کا مرتکب نہ بناتے ہوں اور یقین سے ہٹ کر شک میں نہ پھنساتے ہوں اور دین سے جدا کر کے دنیا کی طرف رغبت نہ دلاتے ہوں۔ اور اگر وہ دونوں امور مذکورہ کے خلاف کرتے ہوں تو ان کی مخالفت کرنا خدا کی اطاعت ہے اور ان کی اطاعت کرنا خدا کی نافرمانی ہے۔ اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا البتہ زندگانی دنیا میں تم ان کی مدارات کرتے رہو اور ان کے ساتھ برتری پیش آتے رہو اور جو تکلیف وہ دیں اس کی برداشت کرتے رہو۔ اسی طرح جس طرح انھوں نے بچپن میں تمھاری خاطر تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اور حتیٰ وسعت تمھیں خدا نے کھانے پینے میں دے رکھی ہو اس کے مقابلہ میں تم ان کی خدمت بجا لانے میں تنگی نہ کیا کرو۔ اور بگڑ کے ان کی طرف سے منہ نہ پھیر لیا کرو اور ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کیا کرو کیونکہ ان کی عظمت و بزرگی کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور جب ان سے کوئی بات کہا کرو تو اچھی اور نرم زبان سے کہا کرو۔ اس لئے کہ نیکی کرنے والوں کا اجر خدا تعالیٰ برباد نہیں کرتا۔

کافی میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آیۂ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ

نے فرمایا کہ ان والدین سے جن کی شکر گزاری خدا نے واجب کی ہے وہ دو بزرگوار مراد ہیں جن سے "ا" پیدا ہوا اور جنھوں نے حکمت میراث میں پائی۔ اللہ تعالےٰ نے انہی دونو کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ پھر فرمایا اِلَیَّ الْمَصِیْرُ کے یہ معنی ہیں کہ تمام بندوں کی بازگشت اسی کی حضور میں ہے اور خدا کا راستہ بتلانے والے وہی والدین ہیں۔ پھر داؤد عطف لاکے وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ سے ابن مضتہ (عمر) اور اس کے یار (ابوبکر) کو مراد لیا ہے اس قول میں عام طور سے انہی کی طرف اشارہ ہے اور خاص طور سے بھی پھر خدا تعالےٰ اپنی وصیت میں یہ فرماتا ہے کہ جب یہ دونوں تم کو اطاعتِ خدا سے تم کو ہٹانا چاہیں تو تم ان کی اطاعت نہ کرو اور ان کی بات نہ سنو۔ پھر خدا نے اپنے قول (وَصَاحِبْهُمَا) کو وَالِدَیْكَ سے ربط دیا اور فرمایا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کی فضیلت لوگوں سے بیان کرو اور لوگوں کو ان کی راہ کی طرف بلاؤ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ سے ظاہر ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ تمھاری بازگشت خدا کی طرف ہوگی پھر ہماری طرف پس تم لوگ خدا تعالےٰ سے ڈرو اور والدین کی نافرمانی نہ کیا کرو کیونکہ ان دونوں کی رضامندی خدا تعالےٰ کی رضا کا سبب ہے اور ان کی ناراضی خدائے تعالےٰ کی ناراضی کا باعث۔

صفحہ ۴۹۳ نوٹ ۶ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ: تفسیر قمی میں امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب محمد مصطفےٰؐ کی راہ پر چلو۔ ۱۲

صفحہ ۴۹۳ نوٹ ۷ فَتَكُنْ مِّثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ رائی کا دانہ مقدار کی کمی کے لئے بطور مثال کے استعمال کیا جاتا ہے اور مطلب یہاں یہ ہے کہ نیکی یا بدی کتنی ہی کم ہو اور خیال میں ہو یا نہ ہو وہ وہاں پیش ضرور کی جائے گی۔ اور حساب ضرور لیا جائے گا۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اور کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ گناہ سے بھی پرہیز کرو کہ اس کا باز پرس کرنے والا موجود ہے کوئی تم میں سے ہرگز ہرگز یہ نہ کہے کہ اب تو میں گناہ کئے لیتا ہوں پھر خدا سے مغفرت مانگ لوں گا۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۴۹۴ نوٹ ۵ تفسیر قمی میں خدا تعالےٰ کے اس قول جو وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ سے شروع ہو کر لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ پر ختم ہوا ہے۔ تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں منجملہ ان نصیحتوں کی یہ باتیں بھی تھیں کہ انھوں نے فرمایا اے میرے (پیارے) بیٹے! جس وقت سے تم دنیا میں آئے ہو اس کی طرف پیٹھ کئے ہوئے ہو اور آخرت کی طرف منھ۔ پس وہ مکان جس کی طرف تم چلے جا رہے ہو وہ تم سے بہ نسبت اس مکان کے زیادہ قریب ہے جس سے تم ہٹتے جاتے ہو۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو اور مؤدب بیٹھا کرو اور ان سے بیجا جھگڑا نہ کرنا ورنہ وہ تمھیں اپنی صحبت میں آنے سے منع کر دیں گے اور دنیا میں سے اتنا لینا جتنا واقعی تمھاری ضرورتوں کو کافی ہو جائے۔ اور بالکل دنیا کو چھوڑ بھی نہ دینا کہ تم اور لوگوں کے اوپر اپنا بار ڈال دو اور اتنا دنیا میں گھسنا بھی نہیں کہ اپنی آخرت کو ضرر پہونچا لو اور روزہ رکھنا کہ وہ شہوت نفسانی کو کم کر دیتا ہے مگر ایسا روزہ نہ رکھنا جو تمھیں نماز سے روکے۔ اس لئے کہ نماز اللہ کو روزے کی نسبت زیادہ پیاری ہے۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! دنیا بڑا گہرا سمندر ہے جس میں بہت سی مخلوق ہلاک ہو چکی ہے۔ بس تم اس میں ایمان کو تو اپنی کشتی قرار دو اور توکل کو اس کا بادبان بناؤ۔ اور تقویٰ کو اپنی زادِ راہ قرار دو پس اگر نجات پا جاؤ تو سمجھنا کہ خدا کی رحمت کے سبب نجات پائی۔ اور اگر نجات نہ پائی تو سمجھنا کہ اپنے گناہوں کے وبال کے سبب نہ پائی۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! اگر بچپن میں تم ادب سیکھو گے تو بڑے ہو کر اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ جس کو ادب کی پروا ہوگی وہ اس کا اہتمام بھی کرے گا۔ اور جو اس کا اہتمام کرے گا وہ علم حاصل کرنے کی تکلیف برداشت کرے گا۔ وہ طلب علم کی دقتیں بھی جھیلے گا۔ اور جو طلب علم کی دقتیں جھیل لے گا وہ اس کا نفع بھی حاصل کر لے گا۔ پس تم علم کو عبادت سمجھ کر حاصل کرو کہ اس سے تم اپنے بزرگوں کا نام بھی روشن کرو گے اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس سے نفع پہونچاؤ گے۔ امید کرنے والے علم کے سبب سے تمھارے امیدوار بنیں گے اور ڈرنے والے تمھارے علمی دبدبہ سے خائف ہوں گے اور علم کے حاصل کرنے میں سستی کو تو پاس پھٹکنے ہی نہ دینا اور دوسری چیزوں کی اس کے مقابلہ میں طلب نہ کرنا اس لئے کہ اگر طلبِ دنیا تم پر غالب آ گئی تو تم آخرت پر غالب نہ آؤ گے اور جب طلبِ علم تم سے چھوٹ گئی تو آخرت تم سے ضرور چھوٹ جائے گی۔ اور تم اپنے دن میں رات میں اور گھڑیوں میں اپنی ذات کے لئے طلب علم کا کچھ وقت ضرور رکھو کیونکہ اس سے زیادہ نفیس اوقات اور کسی بات کو نہ پاؤ گے کہ علم کے حاصل کرنے کا کوئی وقت ہی نہ رکھو اور بیہودہ جھگڑنے والے سے کبھی بحث نہ کرنا۔ اور عالم دین سے کج بحثی نہ کرنا اور بادشاہ سے کبھی دشمنی نہ کرنا اور ظالمین کے کبھی راستہ نہ چلنا اور نہ کسی ظالم سے کبھی دوستی کرنا اور کسی ایسے فاسق کے بھائی نہ بننا جو بیہودہ بکنے والا ہو۔ اور جو شخص بدنام ہو اس کی صحبت میں نہ بیٹھنا اور علم کو اسی طرح جمع کرنا جیسے روپیہ (پیسہ) جوڑ کے رکھتے ہو۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! اللہ سے اس طرح ڈرنا کہ اگر قیامت کے دن تمام جنوں اور آدمیوں کی نیکی کے برابر نیکی تم لے کر آؤ تب بھی تمھیں یہ خوف ضرور ہے کہ شاید خدا تمھیں عذاب دے دے اور امید خدا سے ایسی رکھنا کہ اگر قیامت کے دن تمام جنوں اور آدمیوں کے برابر تم گناہ بھی لے کر آؤ تو بھی تمھیں اپنی یہی امید ہو کہ خدا تمھیں ضرور بخش دے گا اس پر ان کے بیٹے نے عرض کی کہ بابا جان! دل تو میرا ایک ہی ہے۔ ان دونوں باتوں کو اس میں کیسے جگہ دوں تو حضرت لقمان نے ان سے فرمایا کہ اے میرے (پیارے) بیٹے! اگر مومن کا دل نکال کر دو ٹکڑے کیا جائے تو اس میں دو نور پائے جائیں گے۔ ایک نور خوف خدا کے لئے ہوگا۔ دوسرا رجا (امید) کے لئے۔ اگر ان دونوں کو تولا جائے تو ایک دوسرے سے ذرہ بھر بھی نہ بڑھے گا۔ پس جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے سب کی وہ تصدیق کرے گا۔ اور جو خدا تعالےٰ کے اقوال کی تصدیق کرے گا تو خدا تعالےٰ نے جن چیزوں کے متعلق حکم دیا ہے وہ ان سب کو بجا لائے گا۔ اور جو خدا تعالےٰ کے احکام بجا نہیں لایا اس نے گویا خدا تعالےٰ کے اقوال کی تصدیق بھی نہ کی اس لئے کہ یہ تو ایسے کام ہیں کہ ایک دوسرے کی گواہی دیتے ہیں۔ پس جو اللہ پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے وہ عمل بھی خدا کے لئے خالص کرتا ہے اور جو خالص خدا کے لئے عمل کرتا ہے اس کا ایمان بھی خدا کے لئے سچا ہی ہوتا ہے اور جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اللہ سے محبت بھی یقینی رکھتا ہے اور جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ خدا کے حکم کی پیروی بھی یقیناً کرتا ہے اور جو خدا تعالےٰ کے حکم کی پیروی کرتا ہے اس کے لئے خدا کی جنت اور خدا کی رضامندی لازم ہے اور جو خدا تعالےٰ کے حکم کی پیروی نہیں کرتا وہ غضب خدا کو سہل سمجھتا ہے اور خدا کے غضب سے ہم تو خدا ہی کی پناہ مانگتے ہیں۔ اے میرے (پیارے) بیٹے! دنیا کی طرف مائل نہ ہو جیو اور اپنے دل کو اس میں نہ پھنسائیو اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے دنیا سے زیادہ ذلیل کوئی مخلوق پیدا ہی نہیں کی۔ کیا یہ بات تمھاری سمجھ میں نہیں آتی (اس کی ذلت تو اسی سے ثابت ہے کہ) نہ

دنیا کی نعمتوں کو اطاعت کرنے والوں کی اطاعت کا صلہ قرار دیا ہے۔ اور نہ اس کی تکلیفوں کو نافرمانوں کی نافرمانی کا عذاب ٹھہرایا ہے۔

صفحہ ۴۹۴ نوٹ ۶ نِعَمَكَ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نعمت ظاہری تو جناب رسولؐ خدا ہیں اور جو کچھ ان حضرتؐ نے معرفت خدا اور توحید کے بارے میں منجانب اللہ پہونچایا ہے وہ ہے نعمت باطنی ہم اہلبیتؑ کی ولایت اور ہماری مودت و محبت کا عہد جو آنحضرتؐ نے امت سے لیا ہے الاکمال اور المناقب میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ نعمت ظاہری سے مراد ہے امام ظاہر اور نعمت باطنی سے مراد ہے امام باطن۔ قول مترجم:۔ دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اعتقاد ولایت و محبت جیسی خفیہ چیز ہے ویسے ہی امام غائب خفیہ چیز ہے اور جناب رسولؐ خدا اور کتاب خدا اور احادیث آنحضرتؐ جیسی ظاہر چیزیں ہیں ویسے ہی امام ظاہر ہے امالی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ یا علیؑ یہ تو بتلاؤ کہ پہلی نعمت جس سے خدا تعالیٰ نے تمھاری آزمائش کی اور تم پر انعام فرمایا گیا ہے عرض کی کہ وہ یہ ہے کہ اس نے مجھے پیدا کیا حالانکہ پہلے میں کوئی چیز ہی نہ تھا کہ ذکر کیا جاتا آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک۔ اب بتاؤ دوسری کیا ہے؟ عرض کی یہ احسان کہ جب مجھے پیدا کیا تو زندہ پیدا کیا، مُردہ پیدا نہ کیا۔ فرمایا درست ہے۔ اب تیسری بتاؤ فرمایا؟ عرض کی بہتر سے بہتر صورت عطا کی اور مناسب سے مناسب ترکیب سے مجھے بنایا۔ فرمایا بجا ہے۔ چوتھی کیا ہے؟ عرض کی مجھے غور و فکر کرنے والا بنایا۔ بھولنے والا نہ رکھا۔ فرمایا صحیح۔ پانچویں کیا ہے؟ فرمایا ایسی قوتیں عطا کیں جن کے ذریعہ سے جو جو کچھ میں چاہتا ہوں سمجھ لیتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک روشنی دینے والا چراغ میرے لئے مقرر فرمایا۔ ارشاد ہوا چھے ہے اب بتلاؤ چھٹی کیا ہے؟ عرض کی کہ وہ یہ ہے کہ مجھے اپنے دین کی ہدایت فرمادی اور اپنی راہ سے بھٹکنے نہ دیا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ ساتویں کیا ہے؟ عرض کی میرے لئے بعد وفات ایک ایسی زندگی مقرر کی ہے جو ختم نہ ہوگی۔ فرمایا درست۔ آٹھویں کیا ہے؟ عرض کی مجھ کو خود مختار اور با اختیار بنایا، غلام اور بے اختیار نہ رکھا۔ فرمایا بجا ہے۔ نویں کیا ہے؟ عرض کی اپنے آسمان و زمین کو اور جو مخلوق ان میں ہے اس کو میرا مطیع کر دیا۔ فرمایا صحیح، دسویں کیا ہے؟ عرض کی یہ کہ مجھے مرد بنایا اور عورتوں کا حاکم مقرر فرمایا، عورت اور محکوم نہیں بنایا۔ فرمایا سچ ہے، اس کے بعد کیا ہے؟ عرض کی یا نبیؐ اللہ! خدا کی نعمتیں ان گنت اور بکثرت ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر ہیں اور خود ہی فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اس پر آنحضرتؐ متبسم ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ حکمت اور علم تم کو مبارک ہو، میرے علم کے وارث تم ہو اور میری اُمت میں میرے بعد جو اختلاف بھی واقع ہو اُس کے کھول کر بیان کر دینے والے تم ہو۔ ۱۲

صفحہ ۴۹۴ نوٹ ۷ بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ فضیل بن حارث کا قول ہے جس سے جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا تھا کہ خدا کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کر۔ اور اس نے یہ کہا تھا کہ میں تو اسی کی پیروی کروں گا جس کی اپنے باپ دادا کو پیروی کرتے ہوئے پایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۹۷ نوٹ ۲ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ شب معراج جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ایسا دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک نور کی تختی تھی۔ نہ وہ دائیں طرف متوجہ ہوتا تھا اور نہ بائیں طرف۔ بلکہ مغموم صورت بنائے اس کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیلؑ یہ کون ہے؟ انھوں نے عرض کی یہ ملک الموت ہیں جو قبض ارواح میں مشغول ہیں۔ میں نے کہا اے جبرئیلؑ مجھے ذرا ان سے قریب کیجئے تو کہ میں ان سے کچھ بات کروں، انھوں نے ایسا ہی کیا تو میں نے دریافت کیا اے ملک الموت جو شخص بھی مرجاتا ہے وہ تمھارے قبض ارواح کے بعد ہی مرتا ہے نا؟۔ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تم ان سب مرنے والوں کے پاس خود جاتے ہو؟ عرض کی جی ہاں تمام دنیا کو خدا تعالیٰ نے میرے ماتحت کر دیا ہے اور مجھے اس پر ایسی قدرت دیدی ہے کہ جیسے ایک روپیہ کسی شخص کے ہاتھ میں ہو کہ وہ جس طرح چاہے اسے اُلٹ پلٹ کرے۔ اور دنیا کا کوئی گھر ایسا نہیں ہے جہاں روزانہ پانچ مرتبہ میں نہ جاتا ہوں۔ اور جب کسی میت کے رشتہ دار اسے روتے ہیں تو میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ تم بیکار روتے ہو میں تو بار بار تمھارے پاس آتا ہی رہوں گا، یہاں تک کہ تم میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ جناب رسولؐ خدا نے یہ سُن کر فرمایا کہ اے جبرئیلؑ موت بڑی بھاری مصیبت ہے، جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! موت کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ خود موت سے زیادہ بھاری اور زیادہ عظیم ہے۔ ۱۲

صفحہ ۴۹۸ نوٹ ۲ المحاسن میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ یا علیؑ شب معراج جب مجھے لے گئے تو میں نے بہشت میں ایک نہر دیکھی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا اور شہد سے زیادہ شیریں اور تیر سے زیادہ راست اور جنتی ستاروں کی تعداد اُتنے اس میں آبخورے اور لوٹے تھے۔ اور اس کے کنارے سُرخ یاقوت اور سفید موتی کے قبے بنے ہوئے تھے بس جبرئیلؑ امین نے جو اپنا بازو جو ایک قبہ سے لگایا تو یکایک اس میں سے مشک سے زیادہ خوشبو آنے لگی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسی ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، جنت میں ایک درخت ہے جس کے پتوں کے پھٹپھٹانے سے تسبیح کی ایک ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جو نہ پہلوں نے سنی ہے نہ پچھلوں نے، اس درخت کا پھل انار کے مانند ہوتا ہے اور اگر ایک پھل کسی شخص کے سامنے ڈالیں اور وہ اسے توڑے تو اس میں سے ستر ذائقے پیدا ہوں۔ اور مومن نور کی کرسیوں پر ہوں گے، ان کی پیشانیاں چمکتی ہوں گی اور انھیں اختیار دیا جائے گا کہ جنت میں جہاں چاہیں رہیں اسی حالت میں اوپر کی طرف سے ایک عورت ان کی طرف جھکے گی جو یہ کہتی ہوگی کہ اے بندۂ خدا سبحان اللہ کیا تیرے یہاں میری باری نہیں ہے؟ مومن حیران ہو کر سوال کریگا تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہاں تم کو میں نے اس نشان سے اس امر کی اطلاع دے دی کہ اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھ کر معلوم کر لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۴۹۸ نوٹ ۳ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ علی ابن ابیطالب اور ولید بن عقبہ میں جھگڑا ہو گیا اور ولید فاسق نے یہ کہا کہ واللہ میری زبان آپ سے کہیں زیادہ چلتی ہے اور میں آپ سے بہت بڑھا ہوا نیزہ باز ہوں، اور لشکر میں کھڑا ہوں تو آپ سے کہیں زیادہ شاندار ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہ تو فاسق ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام حسن مجتبیٰؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ جس کا ایک جزیہ ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا اے ولید ابن عقبہ واللہ میں تجھ کو علیؑ مرتضیٰ سے بغض رکھنے کے سبب ملامت نہیں کرتا اس لئے کہ ان حضرتؑ نے تجھے شراب پینے کے

سبب اسّی کوڑے لگوائے اور بدر کے دن تیرے باپ کو گرفتار کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کیا مگر تو ان حضرتؑ کو برا کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کی دس آیتوں میں ان کا نام مومن رکھا ہے اور تیرا فاسق۔ از آنجملہ قول خدا ہے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط ۱۲

صفحہ ۵۰ نوٹ ۵

تفسیر قمیؒ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کی شانِ نزول اس طرح مروی ہے کہ جب حضور سرورِ عالم نے جناب خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد سے عقد کر لیا تو ایک دن وہ جناب مالِ تجارت لے کر بازارِ عکاظ میں تشریف لے گئے۔ وہاں زید کو فروخت کرتے ہوئے پایا یہ بھی دیکھا کہ وہ ذہین و ہوشیار لڑکا ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے اس کو خود ہی خرید لیا۔ جب آنحضرت رسالت پر مامور ہو گئے تو اسے بھی اسلام کی دعوت دی اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور جنابِ رسُول خدا کا غلام کر کے مشہور ہو گیا۔ جب اس کے باپ حارثہ شراحیل کلبی کو زید کا حال معلوم ہوا تو وہ مکّہ میں حضرت ابوطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حارثہ جلیل القدر آدمی تھا۔ اس نے کہا اے ابوطالب! میرا بیٹا قید ہو گیا تھا اب مجھے خبر ملی ہے کہ وہ تمھارے بھتیجے کے پاس ہے۔ آپ اپنے بھتیجے سے فرمائیے کہ یا تو اسے میرے ہاتھ بیچ ڈالیں یا اس کا فدیہ لے لیں یا آزاد کر دیں۔ حضرت ابوطالبؑ نے یہ سارا واقعہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے زید کو آزاد کیا۔ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔ پس حارثہ اٹھا اور اس نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ اے فرزند! لے اب میرے ہمراہ چل اور اپنے حسب و نسب میں جا مل۔ زید نے جواب دیا کہ میں تو جنابِ رسُولؐ خدا کو کبھی نہ چھوڑوں گا اور ہرگز آنحضرتؐ کے قدموں سے جدا نہ ہوں گا۔ حارثہ نے کہا کہ اے فرزند! کیا تو اپنے خاندانی حسب و نسب کو چھوڑ کر قریش کا غلام بننا گوارا کرتا ہے؟ زید نے جواب دیا کہ میں جب تک زندہ ہوں جنابِ رسُول خدا کی خدمت سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔ یہ سُن کر اس کے باپ حارثہ کو غصّہ آیا اور اس نے کہا کہ اے گروہِ قریش! تم سب گواہ رہنا کہ میں زید سے بیزار ہوں اور یہ اس وقت سے میرا بیٹا نہیں ہے۔ جناب رسُول خدا نے فرمایا اے قوم گواہ ہو کہ زید اس وقت سے میرا بیٹا ہے میں اس کا وارث ہوں اور یہ میرا وارث ہو گا۔ پس اس دن سے زید فرزند رسُول خدا کہے جانے لگے۔ اور جناب رسُول خدا زید سے بیحد محبت رکھتے تھے اور ان کو پیار از زید فرمایا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو زینب بنت جحش سے زید کا نکاح بھی کر دیا۔ ایک دن زید آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ دریافت حال کے لئے آنحضرتؐ بہ نفس نفیس زید کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرتؐ نے دروازہ کے کواڑ کھولے۔ زینبؓ بہت حسین عورت تھی۔ وہ اپنے حجرہ میں سیٹھی ہوئی خوشبو پیس رہی تھی۔ آنحضرتؐ کی نظر اس پر جا پڑی پس آنحضرتؐ نے یہ دعا پڑھی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ خَالِقِ النُّوْرِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ یعنی تسبیح کرتا ہوں خدا کی جس نے نور کو پیدا کیا ہے اور بڑا برکت والا ہے اللہ جو سب بنانے والوں سے اچھا ہے"۔ پس آنحضرتؐ الٹے پاؤں اپنے بیت الشرف کی طرف واپس چلے آئے۔ جب زید اپنے مکان میں آئے تو زینبؓ نے جناب رسُول خدا کا تشریف لانا اور ارشاد فرمانا زید سے بیان کیا زید نے کہا اے زینبؓ! تم یہ چاہتی ہو کہ میں تم کو طلاق دیدوں اور جناب رسُول خدا تم سے نکاح کر لیں۔ شاید آنحضرتؐ کے دل پر تمھارا اثر ہو گیا ہو۔ زینبؓ نے یہ جواب دیا مجھے یہ ڈر ہے (کہیں) ایسا نہ ہو کہ تم تو مجھے طلاق دے دو اور جناب رسُول خدا بھی مجھ سے نکاح نہ کریں۔ پس زید جناب رسُول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسُول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں۔ مجھ سے زینبؓ نے ایسا ایسا بیان کیا ہے اگر حضور کی مرضی ہو تو میں زینبؓ کو طلاق دیدوں پھر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے زید! خدا سے ڈر اپنے گھر کو جا اور زینبؓ کو اپنی زوجیت میں رہنے دے۔ پھر خداوند عالم نے اس واقعہ کو اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ سے وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا تک کی آیتوں میں بیان کیا ہے۔ جب خدا نے بالائے عرش حضور سرورِ عالم کا نکاح زینبؓ کے ساتھ کر دیا تو منافقوں نے کہا دیکھو ہم پر تو بیٹوں کی بیبیاں حرام کر دی ہیں اور خود اپنے بیٹے زید کی زوجہ سے اپنا نکاح کر بیٹھے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کی رد میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝

صفحہ ۵۰ نوٹ ۱

تفسیر قمیؒ میں ہے کہ خدائے عزّ وجلّ نے مومنین کو رسُولؐ کی اولاد اور رسُولؐ کو مومنین کا باپ قرار دیا ہے۔ مومنین میں سے جو شخص اپنی حفاظت نہ کر سکے اور اس کے پاس مال نہ ہو اور اس کا کوئی ولی نہ ہو تو خدا نے اپنے رسُولؐ کو اس کا ولی بنایا ہے اور مومنین کے نفسوں پر رسُولؐ کو حاکم مقرر کیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت نے غدیر خُم کے مقام پر ارشاد فرمایا۔ اَيُّهَا النَّاسُ! اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ "اے لوگو! کیا میں تمھارے نفسوں پر حاکم نہیں ہوں؟" سب نے جواب دیا بیشک آپ ہمارے حاکم ہیں۔ پس حضرتؐ نے ان لوگوں پر اپنی ولایت کی طرح امیر المومنینؑ کی ولایت بھی واجب ولازم فرما دی اور ارشاد فرمایا اَلَا فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ خبردار ہو جاؤ جس کا میں حاکم اور مولا ہوں یہ علیؑ ابن ابیطالب بھی اس کے حاکم و مولا ہیں۔ جبکہ خدا نے اپنے رسُولؐ کو مومنین کا باپ قرار دیدیا اور ان کی کفالت اور یتیموں کی تربیت آنحضرتؐ پر لازم فرمائی تو آنحضرتؐ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی مر جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا اور اگر وہ مقروض مریگا اور جائداد چھوڑ مرے گا تو اس کا قرض میں ادا کروں گا اور جائداد میری طرف منتقل ہو جائے گی پس خدا تعالیٰ نے جنابِ رسُول خدا پر مومنین کے وہ حقوق واجب کئے جو باپ پر اولاد کے ہوتے ہیں اور مومنین پر وہ حقوق واجب فرمائے جو اولاد پر باپ کے ہوتے ہیں۔ مثلاً اطاعت وغیرہ اور جو باتیں جناب رسُول خدا پر واجب ہوئی تھیں وہ سب آنحضرتؐ کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السّلام اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے گیارہ اماموں پر لازم ہوئیں۔ اور اس دعوے پر کہ جناب رسُول خدا اور جنابِ امیر المومنین تمام مسلمانوں کے باپ ہیں خدا کا یہ قول وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا دلیل ہے اس لئے کہ اس آیت میں والدین سے جناب رسُول خدا اور جناب امیر المومنین مراد ہیں اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہو دعا طور پر ایمان اسی آیت کے سبب سے لائے کہ انھوں نے سمجھ لیا کہ ہماری جانیں اور ہمارے بال بچے سب مامون و محفوظ رہیں گے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ جناب رسُول خدا کی کنیّت ابوالقاسم کیوں قرار پائی؟ فرمایا وجہ یہ ہے کہ ان جنابؐ کا ایک فرزند تھا جس کا نام قاسم تھا اسی کے نام پر آنحضرتؐ کی کنیّت ابوالقاسم قرار پائی۔ پھر سائل نے عرض کی یا ابن رسُول اللہ! اگر حضور مجھے اس قابل جانتے ہوں تو کچھ اور توضیح فرما دیجئے۔ فرمایا تم کو یہ بات معلوم ہے کہ جناب رسُول خدا نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ابن ابیطالب اس امت کے باپ ہیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں اے فرزند رسُولؐ مجھے معلوم ہے۔ فرمایا تم یہ بھی جانتے ہو کہ جناب رسُول خدا ساری امّت کے باپ ہیں اور امّت میں جناب علیؑ ابن ابیطالب بھی داخل ہیں۔ اس نے عرض کی بیشک! فرمایا یہ بھی تم کو معلوم ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب جنت و نار کے قاسم ہیں؟ اس نے عرض کی ہاں یا ابن رسُول اللہ! فرمایا پس اسی لئے حضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی کہ وہ قاسم جنت و نار کے باپ ہیں۔ اس نے عرض کی اے مولا! جناب رسُول خدا کے باپ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس طرح باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام امت پر جناب رسُولؐ

خدا مہربان تھے۔ اور ساری امت سے جناب علیؑ ابن ابیطالب افضل ہیں اور جناب رسولؐ خدا کے بعد جناب علیؑ ابن ابیطالب اُمّتِ رسولؐ پر مثل رسولؐ کے مہربان تھے اس لئے کہ وہ حضرتؐ جناب رسولؐ خدا کے وصی اور خلیفہ اور اُمّت کے امام تھے اسی وجہ سے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اس امت کا باپ ایک ہیں ہوں دوسرے علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ پھر بالائے منبر ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرضہ یا جائیداد چھوڑے اس کا قرضہ میں ادا کروں گا۔ اور اس کی جائیداد میرا حق ہے۔ اور اگر مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کو ملے گا۔ پس اسی سبب سے جناب رسولؐ خدا بہ نسبت اپنے امتیوں کے ان کے ماں باپ سے اور ان کے نفسوں سے اولےٰ ہوئے اسی طرح آنحضرتؐ کے بعد جناب امیرالمومنینؑ سب سے اولےٰ قرار پائے اور جو بات جناب رسولؐ خدا کو اُمّت کے مقابلہ میں حاصل تھی وہی جناب امیرالمومنینؑ کو حاصل ہوئی۔

کافی میں سلیم ابن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ ابن جعفر طیارؓ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ علیہ السلام اور حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ اور عمر بن اُمّ سلمہؓ اور اسامہؓ بن زید بھی وہاں موجود تھے۔ پس مجھ سے اور معاویہ سے ایک امر میں گفتگو ہونے لگی۔ میں نے معاویہ سے کہا کہ میں نے خود سنا ہے کہ جناب رسولؐ خدا فرما رہے تھے کہ میں تمام مومنوں کے نفسوں پر حاکم ہوں پھر میرے بعد علیؑ ابن ابیطالب میرے بھائی تمام مومنین پر حاکم ہیں۔ علیؑ کی شہادت کے بعد ان کے بڑے بیٹے حسنؑ ابن علیؑ تمام مومنوں کے حاکم ہیں پھر ان کے بعد میرا فرزند علیؑ ابن الحسینؑ تمام مومنوں پر حاکم ہے۔ اے علیؑ تم علیؑ ابن الحسینؑ کو دیکھو گے۔ پھر علیؑ بن الحسینؑ کا فرزند محمدؐ ابن علیؑ تمام مومنوں کا حاکم ہے۔ اور اے حسینؑ تم محمدؐ بن علیؑ کو دیکھو گے۔ پھر آنحضرتؐ نے بارہ اماموں کا شمار پورا کیا ان میں سے نواں امام حسینؑ بن علیؑ کی نسل سے ہوں گے۔ حضرت عبداللہؓ ابن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ اور حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ اور عمر بن اُمّ سلمہؓ اور اسامہؓ بن زیدؓ سے گواہی طلب کی۔ ان سب نے معاویہ کے سامنے میرے کلام کی تصدیق کی۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوذرؓ اور حضرت مقداد سے بھی سُنی ہے اور انھوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ہم نے جناب رسولؐ خدا سے یونہی سنا ہے۔

صفحہ ۵۰۳ نوٹ ۱

پس ذرا کمر ہمت چست باندھو، زمین عرب میں چلو پھرو، اور جتنے تمھارے ہم سوگند قبیلے ہیں ان سب کا اجماع کرو تاکہ ہم سب یک بخت مدینہ پر حملہ کریں کہ یہ ری قوم کے سات سو مرد ان شبلی یعنی بنی قریظہ ابھی مدینہ ہی میں موجود ہیں اور گو محمدؐ کے اور ان کے مابین عہد و پیمان ہے مگر میں ان کو اس پر آمادہ کر دوں گا۔ کہ وہ اس عہد کو توڑ دیں اور ان کے برخلاف ہو کر ہمارا ساتھ دیں۔ پس تم اہل مدینہ پر بلندی کی طرف سے حملہ کرو اور وہ پستی کی طرف سے کریں گے اور یہ بنی قریظہ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر اس موضع میں رہتے تھے جس کا نام بیر بنی المطلب ہے۔ غرض حی ابن اخطب سرداران قریش کے ساتھ قبائل عرب میں چلا پھرا جس سے دس ہزار سے زائد آدمی جمع ہو گیا جن میں اقرع بن حابس اور رئیس کنانہ اور عباس ابن مرداس رئیس بنی سلیم اور عرب کا نامی پہلوان عمرو ابن عبدود بھی تھے۔ اس وقت جناب رسولؐ خدا کے اصحاب کی تعداد صرف سات سو تھی جس سے آنحضرتؐ نے اس لڑائی کے بارے میں مشورہ کیا (حضرت سلمانؓ فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ کس طرح دیا، جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے دعوت کیونکر کی۔ علما یہود نے اپنے لوگوں سے توریت سے آنحضرتؐ کے فضائل کس کس طرح بیان کئے ہیں۔ عمر ابن خطاب نے اصحاب رسولؐ خدا کو عمرو ابن عبدود سے کیسا کیسا ڈرایا اور بالآخر تن و تنہا جناب امیرالمومنینؑ علیؑ مرتضیٰ صلوات اللہ سلامہ علیہ نے عمر کے اس بیٹا عمرو کو بجان کر کے شکر اسلام کو کیونکر سرخرو کیا، اور جناب رسولؐ خدا کی زبان مبارک سے جو حقیقتہً خدا کی زبان تھی جناب علیؑ مرتضیٰ کی ضربت کی کیسی تعریف ہوئی۔ ملاحظہ کیجئے) ۱۲۔ اس وقت حضرت سلمان فارسی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! چھوٹا گروہ بڑے گروہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کیا تدبیر کرنی چاہیئے؟ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم ایک خندق کھودے لیتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ ہو جائے۔ کہ ان سے مقابلہ ممکن ہو اور ان کے لئے یہ ناممکن ہو کہ ہر طرف سے ہم پر آن پڑیں ہم عجمیوں کا ملک فارس میں یہی دستور ہے کہ جب دشمن کا گروہ کثیر ہم کو آگھیرتا ہے تو ہم لوگ خندقیں کھود لیا کرتے ہیں۔ اس طرح سے عرب ایک خاص جگہ میں محدود ہو جائیں گے۔ پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ حضرت سلمانؓ کی رائے بہت ٹھیک ہے جناب رسولؐ خدا نے کوہ احد کی جانب راج تک زمین ناپنے کا حکم دیا اور انصار و مہاجرین میں سے ہر ایک کے لئے بیس بیس قدم اور تیس تیس قدم زمین کھودنے کے لئے مقرر کر دی۔ وہ سب خندق کنی میں مصروف ہو گئے۔ کدالیں اور آلات پیمائش حاضر کئے گئے اور جناب رسولؐ خدا خود اپنے دست مبارک میں کدال لے کر مہاجرین کی حد میں زمین کھودنے لگے۔ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام مٹی باہر پھینکتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم کو پسینہ آ گیا۔ اور تھک گئے۔ فرمایا یہ اس دنیا کی راحت تو کوئی چیز نہیں اصلی راحت آخرت کی راحت ہے۔ خدایا تو انصار و مہاجرین کے گناہ بخش دے۔ پس جب اصحاب نے خود آنحضرتؐ کو سرگرم پایا تو سب کے سب خندق کھودنے میں دل توڑ کوشش کرنے لگے۔ اور (جلد جلد) مٹی باہر پھینکنے لگے۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ لوگ خندق کھودنے کے لئے سویرے ہی سویرے حاضر ہو گئے اور جناب رسولؐ خدا مسجد فتح میں آ بیٹھے مہاجرین و انصار برابر کھودتے چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک بڑا پتھر نمودار ہوا جس میں کدالیں اثر نہ کرتی تھیں۔ اصحاب نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اطلاع کے لئے بھیجا۔ جابرؓ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوئے تو دیکھا وہ جناب ردائے مبارک سر کے نیچے رکھے ہوئے شکم اقدس پر پتھر باندھے ہوئے چت لیٹے ہیں۔ حضرت جابرؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ایک بڑا سخت پتھر نمودار ہو گیا ہے جس پر کدالیں اور کدالیں تک اثر نہیں کرتیں (اب ہم کیا کریں) یہ سُن کر آنحضرتؐ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پتھر کے پاس تشریف لائے اور ایک ظرف میں پانی طلب کیا۔ جس سے پہلے چہرۂ انور دھویا۔ پھر دونوں باہیں۔ پھر سر مبارک کا مسح فرمایا۔ پھر دونوں پاہائے مبارک کا مسح کیا۔ پھر تھوڑا سا پانی پیا اور تھوڑا سا پانی لے کر منھ میں اس کو حرکت دی۔ پھر اس پتھر پر کلی کر دی۔ پھر ایک کدال لے کر اس پر ماری۔ کدال پڑتے ہی ایک تجلی سی چمکی جس کی روشنی میں ہم نے ملک شام کے محل دیکھ لئے۔ پھر ایک چوٹ اور لگائی اس سے (بھی) ایک روشنی چمکی جس میں ہم کو مدائن کے محل نظر آئے۔ پھر ایک ضرب اور لگائی۔ اس سے ایک اور روشنی پیدا ہوئی جس میں ہم کو ملک یمن کے قصر دکھائی دیئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب خداوند عالم تمھارے ہاتھوں پر ان مقامات کو جو اس کی چمک میں معلوم ہوئے ہیں فتح کر دے گا۔ اب وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس طرح کھود لیا گیا جیسے بسہولت ریت کھودی جاتی ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے آنحضرتؐ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا دیکھا تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ جناب بھوکے ہیں۔ لہٰذا میں نے عرض کیا کہ ایک بکری اور ایک صاع جو تو موجود ہیں۔ فرمایا اچھا جاؤ جو کچھ تمھارے یہاں ہے اس کا کھانا تیار کراؤ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ حکم سنتے ہی میں اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ کو آٹا پیسنے کا حکم دیا۔ وہ آٹا پیسنے لگی میں نے بکری کو ذبح کیا اور اس کی کھال جدا کر کے گوشت کے ٹکڑے پارچے بنا دیئے۔ اور اپنی زوجہ سے کہا آٹے کی روٹیاں پکا لو اور گوشت کا سالن اور کباب تیار کر لو۔ جب وہ کھانا پکا چکی تو میں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میرے ماں باپ حضورؐ پر فدا ہو جائیں ہم کھانا تیار کر چکے۔ اب جس جس کو

مناسب جانے ہمراہ لے چلئے۔ پس آنحضرتؐ خندق کے کنارے تشریف لائے اور باآواز بلند فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جابرؓ کے ہاں چلو۔ جابرؓ کہتے ہیں اس وقت خندق کے کام میں سات سو آدمی لگے ہوئے تھے۔ وہ سب کے سب نکل آئے۔ اب آنحضرتؐ ان میں سے جس کے پاس سے گزرتے تھے یہ فرماتے جاتے تھے کہ جابرؓ کی دعوت میں چلو۔ یہ حال دیکھ کر میں آگے بڑھا۔ اور اپنے گھر جا کر اپنی زوجہ سے میں نے یہ ذکر کیا۔ کہ خدا کی قسم جناب رسولؐ خدا اتنے آدمیوں کو ساتھ لا رہے ہیں کہ تم کو ان سب کے کھانا کھلانے کی طاقت نہیں ہے۔ ان کی زوجہ نے پوچھا صاحب! تم نے جناب رسولؐ خدا کو کھانے کی مقدار بھی بتادی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ زوجہ یہودی تو جتنوں کو بھی وہ ساتھ لا رہے ہیں وہ جانیں (اور ان کا کام) پس آنحضرتؐ جابر کے گھر آئے اور ہنڈیا کی طرف نظر فرمائی۔ اور جابر کی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا سا اس میں انڈیل دے اور تھوڑا سا باقی رہنے دے۔ پھر تنور کو دیکھا اور حکم دیا اس میں سے کچھ روٹیاں نکال لے اور کچھ باقی رہنے دے۔ پھر ایک بڑا سا کاسہ طلب کیا روٹیاں اس میں چوری کی گئیں اور فرمایا کہ اے جابر! میرے پاس دس دس کو لاتے جاؤ۔ پس میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ دسوں آدمی سیر ہو گئے۔ حالانکہ کھانے پر صرف انگلیوں کے نشان ہی نشان معلوم ہوئے۔ ورنہ کھانا بجنسہٖ موجود رہا۔ پھر آنحضرتؐ نے بچرے کا دست مانگا اُسے بھی ان دس آدمیوں نے خوب کھایا۔ بعد ان کے اور دس آدمی بٹھائے گئے۔ وہ بھی خوب سیر ہو گئے۔ اور ان کی انگلیوں کے نشان ہی کھانے پر نظر آئے۔ پھر ان کے لئے بھی بکری کا دست حضرتؐ نے طلب فرمایا۔ میں نے حاضر کیا اسے بھی ان دس آدمیوں کو کھلایا۔ پھر اس دسترخوان پر دس آدمیوں کی تیسری صف بٹھائی گئی۔ جب وہ لوگ بھی کھانا کھا چکے تو حضرتؐ نے فرمایا ان کے لئے بھی ایک دست لاؤ۔ میں نے حاضر کرنے کے بعد عرض کی یا رسولؐ اللہ! بکری کے دست کئے ہوتے ہیں فرمایا دو ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کی خدا کی قسم تین دست تو میں لا چکا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے جابرؓ! اگر تم خاموش رہتے تو میں کل آدمیوں کو اسی طرح دست کھلائے جاتا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح دس دس آدمیوں کو لا کر کھانے پر بٹھاتا رہا اور وہ سب اچھی طرح سیر ہوتے گئے۔ پھر بھی کھانا اتنا بچ رہا کہ ہم کئی روز تک کھاتے رہے۔ المختصر اب جناب رسولؐ خدا نے خندق کھودلی اور اس کے آٹھ دروازے رکھے اور ہر دروازہ پر ایک شخص کو مہاجرین میں سے اور ایک شخص کو انصار میں سے مع چند چند آدمیوں کے محافظ مقرر فرما دیا۔ اور قریش کے آنے سے تین روز پہلے خندق ہر طرح تیار ہو گئی۔ پھر قریش اور بنی کنانہ اور بنی سلیم اور بنی ہلال وارد ہوئے اور موضع زغابہ میں اترے پھر قریش آگے بڑھے ان کے ہمراہ حیی بن اخطب بھی تھا۔ قریش تو وادیٔ عقیق میں ٹھہر گئے اور حیی ابن اخطب رات کے وقت بنی قریظہ کے پاس آیا۔ وہ لوگ اپنے قلعہ میں تھے اور عہد جناب رسولؐ خدا سے کر چکے تھے۔ اس پر قائم تھے۔ پس حیی ابن اخطب نے قلعہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ کعب بن اسید نے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی تو اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ یہ تیرا بھائی ہے جس نے اپنی قوم میں تو نحوست پھیلا دی اب یہاں آیا ہے کہ ہم پر بھی اپنی نحوست کا اثر ڈالے ہم کو ہلاک کرے اور ہم کو یہ مشورہ دے کہ محمدؐ (مصطفےٰ) کے اور ہمارے مابین جو عہد ہے اسے ہم توڑ دیں حالانکہ محمدؐ (مصطفےٰ) نے اپنے عہد کو (برابر) پورا کیا ہے۔ اور پڑوسیوں کے ساتھ جو اچھے سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے وہ ہمارے ساتھ مدنظر رکھا ہے یہ کہکر اپنے محل سے اترا اور دروازے پر آکر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں حیی ابن اخطب ہوں۔ میں تیرے پاس دائمی عزت لے کر آیا ہوں۔ کعب نے کہا بلکہ تو میرے لئے دائمی ذلت کا سامان لے کر آیا ہے وہ بولا اے کعب! قریش مع اپنے سرداروں اور افسروں اور بنی کنانہ کے جو ان کے ہم قسم ہیں وادیٔ عقیق میں اترے ہوئے ہیں۔ اور بنی فزارہ اپنے افسروں سمیت زغابہ میں مورچہ بندی کئے ہوئے ہیں۔ اور بنی سلیم وغیرہ کا لشکر قلعۂ بنی زبیان کے قریب پڑا ہوا ہے۔ اتنی کثیر التعداد فوج سے محمدؐ اور ان کے اصحاب بچ کر کہیں بھی نہیں جا سکتے اے کعب! تو دروازہ کھول دے اور جو عہد تو نے محمدؐ (مصطفےٰ) سے کیا ہے اسے توڑ دے۔ کعب نے جواب دیا کہ میں تیرے لئے ہرگز دروازہ نہ کھولوں گا تو جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا۔ حیی نے کہا تو اس لئے دروازہ نہیں کھولتا کہ اگر ہم لوگ تیرے پاس آئیں گے تو تجھے کھانا کھلانا پڑے گا میں تجھے اس تکلیف کی معافی دیتا ہوں۔ اب تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے عجیب ترکیب سے یہ میرے پاس آنے کی راہ اختیار کی ہے۔ پھر اپنے ملازموں کو دروازہ کھولنے کا حکم دے دیا۔ جب دروازہ کھولا گیا حیی ابن اخطب اندر آیا تو اس نے کہا اے کعب! جو عہد محمدؐ (مصطفےٰ) کے اور تیرے مابین ہے اسے توڑ دے۔ اور میری رائے رد نہ کر اس لئے کہ محمدؐ اتنے بڑے گروہ سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ اگر تو نے یہ وقت کھو دیا تو پھر ایسا وقت تیرے ہاتھ کبھی نہ آئے گا۔ پس کعب نے قلعہ والوں میں سے سرداران یہود مثل غزال بن سمول۔ یاسر بن قیس۔ رفاعہ بن زید۔ زبیر بن باطا کو جمع کر کے کہا تم لوگوں کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ سب نے جواب دیا اے کعب! تو ہمارا سردار ہے ہم تیرے فرمانبردار اور ہم عہد ہیں اگر تو محمدؐ (مصطفےٰ) کا معاہدہ توڑے گا تو ہم بھی توڑ دیں گے۔ اگر تو باقی رکھے گا تو ہم بھی باقی رکھیں گے۔ اگر تو (لڑنے کے لئے قلعہ سے) باہر نکلے گا تو ہم بھی تیرے ساتھ نکل پڑیں گے اس کے بعد زبیر بن باطا جو سب میں بوڑھا اور تجربہ کار آدمی تھا آنکھیں اس کی جاتی رہی تھیں بولا میں نے خدا کی نازل کی ہوئی کتاب توریت میں پڑھا ہے کہ خداوند عالم آخر زمانہ میں ایک رسولؐ مبعوث فرمائے گا جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اسی مدینہ میں ہجرت کر کے آئے گا۔ اور بغیر زین کے گدھے پر سوار ہوگا۔ سر پر امامہ باندھے گا۔ تھوڑے سے چھواروں اور قلیل غذا پر گزران کر لیا کرے گا۔ ہنس مکھ اور بڑا لڑنے والا ہوگا۔ آنکھوں میں اس کی سرخی ہوگی۔ دونوں شانوں کے مابین مُہر نبوت ہوگی۔ جب وہ اپنے کندھے پر تلوار رکھے گا پھر وہ کسی کی پروا نہ کرے گا۔ اس کی سلطنت وہاں تک پہونچ جائے گی جہاں تک سوار اور پیدل بھی نہیں جا سکتے ہیں۔ یعنی سمندر تک۔ پس اگر یہ وہی ہے تو یہ جماعت اس کو مغلوب نہیں کر سکتی (سنو!) اگر وہ بڑے بڑے پہاڑوں کا قصد کرے تو ضرور ان پر غالب آجائے گا۔ حیی بن اخطب نے جواب دیا یہ وہ نبی نہیں ہے۔ (جس کی صفت تم نے بیان کی) وہ تو بنی اسرائیل میں سے ہوگا۔ یہ تو عرب کا باشندہ اسمٰعیل کی اولاد سے ہے اور کبھی بنی اسرائیل اس شخص کی اطاعت نہیں کر سکتے جو اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہو کیونکہ خدا نے بنی اسرائیل کو تمام آدمیوں پر بزرگی اور فضیلت دی ہے اور نبوت و سلطنت انہی میں مقرر کی ہے۔ اور حضرت موسیٰ نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ ہم لوگ کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہماری موجودگی میں ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ کھا جائے۔ اور محمد (مصطفےٰ) کے پاس کوئی معجزہ نہیں ہے۔ البتہ انھوں نے جادو کر کے ایک جماعت کو اپنے پاس اکٹھا کر لیا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اسی جادو کے زور سے ان سب پر بھی غالب آجائیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ان لوگوں کو ان کی رائے سے ہٹا دیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی بات مان لی۔ اب اس نے ان سے کہا لاؤ وہ عہد نامہ نکالو جو تمہارے اور محمدؐ (مصطفےٰ) کے مابین ہے۔ پس ان لوگوں نے حیی بن اخطب کو وہ عہد نامہ دے دیا۔ اس نے وہ کاغذ لیا اور پھاڑ ڈالا۔ پھر جو لابات پکی ہو چکی۔ اب تم سب کے سب لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ اور سامان جنگ

درست کرلو۔ جناب رسولؐ خدا کو اس واقعہ کی خبر پہونچی جس کی وجہ سے وہ جناب بے حد غمگین ہوئے اور تمام صحابی خوف زدہ ہوگئے۔ پس آنحضرتؐ نے سعد بن معاذ اور اسید بن حصین سے کہ یہ دونوں قبیلہ اوس سے تھے اور اس قبیلہ میں بنی قریظہ میں قسم ہو چکی تھی فرمایا تم دونوں جاؤ اور بنی قریظہ کو دیکھو کہ وہ کس شغل میں ہیں اور اگر انھوں نے میرا عہد توڑ دیا ہو تو جب تک تم میرے پاس واپس نہ آجاؤ کسی پر اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور (میرے پاس آکر) مجھ سے عضل و القارہ کہہ دینا۔ پس یہ دونوں دروازہ قلعہ کے پاس پہونچے اوپر سے کعب نے جھانکا اور دونوں کو دیکھ کر سعد کو اور جناب رسولؐ خدا کو ناسزا کہنے لگا سعد نے جواب دیا کہ اے کعب تو لومڑی (کے مانند) ہے کہ بھٹ میں بیٹھا ہوا ہے تو قریش کا ساتھی ہوگیا۔ اب جناب رسولؐ خدا تیرے قلعہ کا محاصرہ کریں گے اور تجھے ذلت دیں گے۔ اور تیری گردن ماریں گے یہ کہہ کر وہ دونوں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پلٹ آئے اور عرض کی عضل و القارہ۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا یہ تو ہماری ہی مصلحت کے موافق ہے ہم نے ہی انکو ایسا کرنے کا مشورہ دے دیا ہے۔ اور یہ فرمانے کی بنا یہ تھی کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں قریش کے جاسوس لگے ہوئے تھے جو یہاں کی خبریں وہاں پہونچایا کرتے تھے۔ یہ ایک مثل ہے وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ عضل اور قارہ (مطلب یہ ظاہر کرنا ہوتا تھا کہ جن کی خبر ملنا مقصود ہے انھوں نے عذر کیا) حی بن اخطب گروہ قریش اور ابوسفیان کے پاس آیا اور ان کو یہ خبر دی کہ بنی قریظہ نے وہ عہد جو ان کے اور جناب رسولؐ خدا کے درمیان میں تھا اس کو توڑ دیا یہ خوشخبری پاکر قریش بہت خوش ہوئے۔ جب رات ہوگئی تو نعیم بن مسعود اشجعی جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ قریش کے آنے سے تین روز پہلے اسلام لا چکا تھا۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی رسالت کی تصدیق کر چکا ہوں اور (مصلحتاً) کفار سے میں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا ہے اگر حضورؐ کا حکم ہو تو میں معرکۂ جنگ میں اپنی ذات سے حاضر ہو کر آپ کی نصرت کروں یا ارشاد ہو تو جا کر یہود اور قریش میں تفرقہ ڈال دوں تاکہ یہودی اپنے قلعہ سے قریش کی مدد کے لئے قدم باہر نہ نکالیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ایسی ہی تدبیر کر جس سے ان دونوں میں پھوٹ پڑ جائے یہی میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے نعیم نے عرض کی اتنی اور اجازت دیجئے کہ جو کچھ بھی میرے دل میں آئے میں حضور کی شان میں (پس غیبت) کہوں۔ فرمایا جو مصلحت سمجھنا وہ کہہ دینا۔ پس نعیم (اسی وقت) ابوسفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا جو محبت اور خلوص مجھے تم لوگوں سے ہے اسے تم خوب جانتے ہو۔ خدا تم کو تمہارے دشمنوں پر کامیاب کرے مجھے پکی خبر پہونچی ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ یہودیوں سے مل گئے ہیں اور ایکا کر لیا ہے اور اس بات پر اتفاق کر دیا ہے کہ یہود تمہارے لشکر میں اپلیں اور موقع پاکر تمھیں قتل کر دیں اور محمدؐ نے ان لوگوں سے وعدہ کر دیا ہے کہ اگر تم لوگ اس کام کو انجام دے دو گے تو جو نقصان تم کو بنی نضیر اور بنی قینقاع نے پہونچایا ہے اس کی تلافی کر دی جائے گی۔ جو مال انھوں نے تمہارا لے لیا ہے واپس دلوا دیا جائیگا۔ میری رائے تو ہرگز یہ نہیں ہے کہ تم یہود کو اپنے لشکر میں شریک کرو جب تک کہ ان میں سے (کسی سردار) کو ضامن نہ بنا لو۔ اور اسے مکہ نہ بھیج دو کہ اس صورت میں تم لوگ یہود کے مکر و فریب سے محفوظ رہ سکو گے۔ ابوسفیان نے کہا خدا تجھے توفیق اور جزائے خیر عطا فرمائے کہ تو نے مجھے بڑی نصیحت کی۔ نعیم کا مسلمان ہو جانا اس وقت تک نہ ابوسفیان کو معلوم ہوا تھا اور نہ کسی یہودی کو پس وہ جلدی سے بنی قریظہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا اے کعب! تجھے معلوم ہے کہ مجھے تجھ سے کتنی دلی محبت ہے مجھے سچی خبر پہونچی ہے کہ ابوسفیان نے اپنے لشکر کو یہ مشورہ دیا ہے کہ لڑائی کے وقت بنی قریظہ کو آگے رکھنا چاہیئے کہ اگر ان کی فتح ہوئی تو ہماری ہی بات بڑھے گی اور ہمارا ہی نام ہوگا اور اگر ہم نے شکست کھائی تو بنی قریظہ ہی قتل ہوں گے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ جب تک تم قریش کے دس سردار بطور ضمانت و رہن اپنے قلعہ میں نظر بند نہ کر لو ہرگز قریش کو شریک جنگ نہ بناؤ۔ دیکھو! اگر قریش کامیاب نہ ہو سکیں تو تم یہ کہہ دینا کہ جب تک ہم سے محمدؐ (مصطفےٰ) دوبارہ عہد و پیمان نہ کر لیں ہم تمہارے آدمی واپس نہ دیں گے۔ اے کعب! یاد رکھ اگر قریش کی شکست ہوگئی اور وہ میدان سے بھاگ گئے تو محمدؐ (مصطفےٰ) تم سے ضرور لڑیں گے اور تم کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا یہ تو تم نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ اور یہیں بہت اچھی صلاح دی۔ جب تک ہم قریش سے ان کے سرداروں کو لے کر اپنے قلعہ میں بطور رہن اوّل نہ رکھ لیں گے ہم میں سے ایک بھی قلعہ سے باہر نہ نکلے گا۔

المختصر اب قریش (لشکر آراستہ کرنے کے بعد) آگے بڑھے جب انھوں نے خندق دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ مکر ہے جس سے عرب پہلے سے آگاہ نہ تھے کسی نے کہا کہ یہ تدبیر اس فارسی نے بتلائی ہے جو محمدؐ (مصطفےٰ) کے ہمراہ ہے۔ اتنا سن کر عمرو ابن عبدود اور ہبیرہ بن وہب اور ضرار بن خطاب خندق کے پار ہو گئے اور گھوڑوں کو اڑ لگاتے ہوئے لشکر اسلام کے مقابل آگئے۔ جناب رسولؐ خدا نے اپنی فوج کے پرے اپنے سامنے جمائے تھے۔ جونہی مسلمانوں نے عمرو کو دیکھا سب کے سب خوف زدہ ہو کر جناب رسولؐ خدا کے پیچھے آگئے اور آنحضرتؐ کو آگے دھر لیا۔ مہاجرین میں سے ایک شخص (عمر بن خطاب) نے اپنے ساتھی سے کہا جو اس کے پہلو میں تھا دیکھتے ہو تم اس شیطان عمرو کو خدا کی قسم کوئی بھی تو اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چلو محمدؐ کو اس کے سامنے کر دیں کہ وہ ان کو قتل کر ڈالے اور ہم سب کے سب اپنی قوم سے جا ملیں۔ پس خدائے عزّ و جلّ نے اسی وقت یہ آیت قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ سے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا تک نازل فرمائی اور عمرو بن عبدود نے زمین میں اپنا نیزہ گاڑ دیا اور گھوڑے کو کاوہ دینے لگا۔ اور یہ رجز پڑھنے لگا ؎

وَلَقَدْ بَحَحْتُ مِنَ النِّدَآءِ بِجَمْعِكُمْ هَلْ مِنْ مُبَارِزْ ۔۔۔ وَوَقَفْتُ اِذْ جَبُنَ الشُّجَاعُ مَوَاقِفَ الْقِرْنِ الْمُنَاجِزْ

اِنِّيْ كَذٰلِكَ لَمْ اَزَلْ مُتَسَرِّعًا عَانَ الْهَنَا هِزْ ۔۔۔ اِنَّ الشَّجَاعَةَ فِي الْفَتٰى وَالْجُوْدَ مِنْ خَيْرِ الْغَرَآئِزْ

ترجمہ:۔ میں تم سب ہی سے تو بآواز بلند یہ کہتے کہتے تھک گیا ہوں کہ آیا تم میں کوئی لڑنے والا ہے جو نکلے۔ میں بہادر اور دلیر شخص کی جگہ کھڑا ہوا ہوں جہاں کہ شجاع بھی بزدلی کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ لڑائی اور مصائب کی طرف بھی میں ایسا ہی جھپٹ کر جاتا رہا۔ واقعی بات یہ ہے کہ نوجوان میں شجاعت اور سخاوت ہی بہترین اخلاق ہیں۔

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے جو اس کتے کے بھونکنے کو بند کر دے کسی نے آنحضرتؐ کی بات کا جواب نہ دیا صرف امیرالمومنین علیہ السلام لپک کر آگے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ! میں اس کے مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ قول متوجم ہے بعض روایات سے پایا جاتا ہے کہ سب اصحاب سے۔ جناب رسولؐ خدا نے تین مرتبہ یہ خطاب فرمایا۔ مگر ہر مرتبہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہی نے جواب دیا۔ بالآخر آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یہ عمرو بن عبدود فارس یکہزار (شہسوار میدان یکہزار) ہے۔ جناب امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی تو علیؑ ابن ابیطالب ہوں! حضرتؐ نے فرمایا علیؑ میرے قریب آؤ جب وہ جنابؑ قریب گئے تو جناب رسولؐ خدا نے آپ کے سر مبارک پر اپنے دست اقدس سے عمامہ باندھا اپنی تلوار ذوالفقار ان جناب کو عطا فرمائی اور ارشاد کیا اے علیؑ جاؤ

اور اسی تلوار سے لڑو اور یہ دعا بھی دی اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ فَوْقِہٖ وَمِنْ تَحْتِہٖ۔ یا اللہ! تو آگے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں اوپر سے نیچے سے علیؑ کی حفاظت کیجیو۔" پس جناب امیرالمومنینؑ دوڑ ہوئے اس کی طرف چلے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

لَا تَجْزَعَنْ فَقَدْ اَتَاکَ مُجِیْبُ صَوْتِکَ غَیْرُ عَاجِزْ ذُوْ نِیَّۃٍ اَبْطَحِیَّۃٍ وَّالصِّدْقُ مِثْلِیْ کُلَّ فَائِزْ
اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُقِیْمَ عَلَیْکَ نَائِحَۃَ الْجَوَارِزْ مِنْ ضَرْبَۃٍ تَغْلِیْ لَھَا یَبْقٰی صَدِیْھَا بِھَا الْھَزَارِزْ

ترجمہ:۔ کیوں جلدی کرتا ہے تیری دیدہ دہنی کا دندان شکن جواب دینے والا جو کسی طرح عاجز نہیں آپہونچا جس کا ارادہ پکا ہے اور جو صاحب بصیرت ہے اور سچائی ہی تو کامیاب ہونیوالوں کو بلاؤں سے نجات دیتی ہے۔ مجھے خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ میری گہری ضربت جس کا شہرہ دل ہلا دینے والی لڑائی کے بعد بھی باقی رہے گا۔ تیرے لاشہ پر رونے والی عورتوں کو جمع کر دے گی۔"

عمرو نے کہا تم کون ہو؟ حضرت نے جواب دیا میں ہوں علیؑ ابن ابیطالب جناب رسولؐ خدا کا ابن عم اور داماد۔ عمرو نے کہا خدا کی قسم تمہارے والد میرے بڑے دوست اور ہم صحبت تھے۔ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو قتل کروں۔ تمہارے چچازاد بھائی نے جب تمھیں میرے مقابلہ کے لئے بھیجا اس بھی اندیشہ نہ کیا کہ میں تم کو اپنے اس نیزہ میں چھوکر اٹھالوں گا۔ اور زمین و آسمان کے مابین میں تم کو اس طرح اُدھر چھوڑ دوں گا کہ تم زندہ ہی رہو گے اور نہ جلدی سے مرہی جاؤ گے۔ جناب امیرؑ نے جواب دیا کہ ابن عم خوب جانتے ہیں کہ اگر تو مجھے قتل کر دے گا تو میں جنت میں جاؤں گا اور تو دوزخ میں چلے گا۔ اور اگر میں تجھ کو مار ڈالوں گا تو بھی میں بہشت میں داخل ہوں گا اور تیرا ٹھکانا تو بہرصورت دوزخ ہی ہوگا۔ عمرو نے کہا یا علیؑ (کیا خوب!) تمھارے ہی دونوں میٹھے۔ یہ تو دھاندلی کی تقسیم ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے عمرو! ان فضول باتوں کو جانے دے (معاملہ کی بات پر آ) میں نے خود تجھ سے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ تو خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ لڑائی کے وقت جو شخص تین حاجتیں میرے سامنے پیش کریگا میں ان میں سے ایک بات ضرور مان لیا کروں گا۔ اب میں تجھ سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے کسی ایک کو تو قبول کر لے۔ عمرو نے کہا ہاں اے علیؑ! بیان کر وہ کیا ہیں؟ فرمایا اوّل تو یہ ہے کہ تو کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرلے اور یہ کہہ لے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ! اس نے کہا اسے تو جانے دو۔ فرمایا دوسرا امر یہ ہے کہ تو یہاں سے چلا جا اور اس لشکر کو جناب رسولؐ خدا کے سامنے سے ہٹا لے جا۔ اس لئے کہ اگر آنحضرتؐ سچے ہیں تو تم دیکھ لوگے کہ وہ کس طرح غالب آتے ہیں اور اگر (معاذ اللہ) آنحضرتؐ جھوٹے ہیں تو تم جیسے بہادروں کو تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ عرب کے بھیڑیئے ہی ان کا کام تمام کر دیں گے۔ عمرو نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا اگر اب میں ایسا کروں تو قریش کی عورتیں مجھ پر طعن کریں گی اور میری نامردی اور بزدلی کے اشعار گایا کریں گی کہ میں بزدل ہو کر لڑائی سے ہٹ گیا۔ اور قدم پس نے پیچھے ہٹا دیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا سردار بنایا تھا ان کی میں نے نصرت چھوڑ دی۔ حضرتؑ نے فرمایا تو اب تیسری بات یہ ہے کہ میں پیادہ ہوں اور تو سوار ہے تو بھی مجھ سے لڑنے کے لئے گھوڑے پر سے اتر پڑے۔ یہ سنتے ہی وہ فوراً اپنے گھوڑے سے کود پڑا۔ اور اس کو پے کر دیا (یعنی ایک ہاتھ تلوار کا مار کر اس کے چاروں پاؤں کاٹ ڈالے) اور کہنے لگا اس کا مجھے کبھی خیال بھی نہیں گزرا تھا کہ کوئی عرب اس شان سے مجھے اپنی لڑائی کے لئے بلائیگا۔ پھر عمرو نے (دوسری) تلوار نیام سے کھینچی اور حضرتؑ پر وار کیا ان جنابؑ نے اس کا وار ڈھال پر روکا۔ وہ تلوار حضرتؑ کی سپر کو کاٹ کر سر مبارک تک پہونچی۔ حضرتؑ نے فرمایا اے عمرو! میرے لڑنے کے لئے تجھ سا پہلوان ہی کیا کم تھا کہ تو نے اپنی مدد کے لئے اور لوگوں کو بھی بلا لیا۔ یہ سُن کر عمرو نے مُڑ کر پیچھے دیکھا ادھر حضرتؑ نے تیزی سے اسکی ران پر ضربت لگائی کہ دونوں ٹانگیں اس کی کٹ گئیں وہ زمین پر گر پڑا اس کے گرنے سے غبار بلند ہوا۔ منافقین آپس میں کہنے لگے کہ علیؑ ابن ابیطالب مارے گئے۔ مگر جب دامن غبار چاک ہوا تو دیکھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام سینۂ عمرو پر سوار ہیں اور اس کی داڑھی پکڑے ہوئے ہیں اور اس کو ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ پھر وہ جنابؑ اس کافر کا سر لئے ہوئے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب امیرؑ کے سر مبارک سے بوجہ ضربت عمرو خون جاری تھا اور ذوالفقار سے اس کافر کے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے عمرو کا سر ہاتھ میں لئے ہوئے یہ شعر پڑھتے چلے آتے تھے۔

اَنَا عَلِیٌّ وَّابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ اَلْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْفَتٰی مِنَ الْھَرَبْ

ترجمہ:۔ "میں علیؑ (بن ابیطالب) اور عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ جوانمرد کے لئے بھاگنے سے مرنا بہتر ہے" جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ! تم اس کافر سے چال چلے۔ عرض کی بیشک یا رسولؐ اللہ! لڑائی تو چال ہی ہے؟ پھر جناب رسولؐ خدا نے زبیر کو ہبیرہ بن وہب کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ زبیر نے ہبیرہ کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ اس کی کھوپڑی شگافتہ ہو گئی۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے عمر بن خطاب کو ضرار سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہ ذات شریف صف لشکر سے نکلے۔ ضرار پر تیر چلانے کے لئے کمان میں تیر جوڑنے لگے۔ ضرار نے چلا کر کہا اوصہاکہ کے جنے! ہائے ہو تجھ پر (یہ کیا نامردی ہے) میدان کارزار میں تو مجھے تیر مارے گا اگر تو نے مجھ پر تیر چلایا تو خدا کی قسم سرزمین مکہ پر بنی عدی سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ یہ سن کر میاں عمر ڈر گئے۔ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ ضرار نے ان کا پیچھا کیا اور قریب آکر ان کی کھوپڑی میں نیزہ چبھو دیا۔ پھر کہا اے عمر اسے یاد رکھنا میں نے قسم کھائی ہے کہ حتے المقدور کسی قریش کو قتل نہ کروں گا (اسی لئے میں نے تجھ کو چھوڑ دیا۔) عمر صاحب کو ضرار کی عنایت ان کے زمانۂ حکومت (باطلہ) تک یاد رہی پس عمر تو بھاگ گیا اور جناب رسولؐ خدا خندق میں پندرہ روز تک کفار سے لڑتے رہے۔ ابوسفیان نے حیی بن اخطب سے کہا۔ اے یہودی! خدا تجھے غارت کرے اب وہ تیری قوم کے لوگ کہاں ہیں؟ اس وقت حیی بن اخطب ان کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ ارے کم بختو! اب تو نکلو کہ اس وقت تو محمدؐ (مصطفےٰ) کو لڑائی نے اچھی طرح آلیا ہے مگر تم لوگ نہ تو محمدؐ (مصطفےٰ) ہی کے ساتھ ہو اور نہ قریش ہی کے مددگار۔ کعب نے جواب دیا ہم لوگ ہرگز باہر نہ نکلیں گے جب تک قریش اپنے سردار ہمارے پاس بطور رہن (اول) نہ بھیج دیں گے۔ اس لئے اگر قریش فتحیاب نہ ہوئے تو جب تک محمدؐ (مصطفےٰ) ہم سے دوبارہ معاہدہ نہ کرلیں ہم ان دس آدمیوں کو واپس نہ دیں گے۔ ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر قریش بھاگ جائیں گے اور ہم لوگ اپنے گھروں میں رہ جائیں گے تو محمدؐ (مصطفےٰ) ہم سے لڑیں گے اور ہمارے مردوں کو قتل کریں گے۔ اور ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کرلیں گے اور اگر ہم نے میدان جنگ میں قدم نہ رکھا اور قریش کا ساتھ نہ دیا تو شاید وہ ہم کو ہمارا عہدنامہ واپس کر دیں۔ حیی بن اخطب نے کہا تو تو ایسے لالچ کی بات کہتا ہے جو چوری ہونے والی نہیں۔ اس لڑائی میں تو محمدؐ (مصطفےٰ) کو

سارے ہی عرب نے گھیر لیا ہے مگر تم اس وقت تک نہ محمدؐ (مصطفےٰ) ہی کے طرفدار ہو نہ قریش ہی کے ساتھی۔ کعب نے جواب دیا کہ یہ تو تیری ہی نحوست ہے۔ تیرا کیا بگڑے گا تو تو پرندہ ہے کل قریش کے ساتھ اڑ جائے گا ہم لوگوں کو بہار نے گھروں میں چھوڑ جائے گا۔ محمدؐ (مصطفےٰ) ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ حیی نے کہا اے کعب! میں خدا سے اور حضرت موسےٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر قریش کو محمدؐ (مصطفےٰ) کے مقابل کامیابی نہ ہوئی تو میں تیرے ساتھ تیرے قلعہ میں چلا آؤں گا جو افتاد تجھ پر پڑے گی وہی میرا حال ہوگا۔ اب تو تو قریش کی مدد کرے گا۔ ؟ اس نے جواب دیا میں تو پہلے ہی ایک بات کہہ چکا ہوں۔ کہ جب تک قریش اپنے دس سردار ہمارے پاس گرو نہ رکھیں گے ہم لوگ قدم باہر نہ نکالیں گے یہ سن کر حیی بن اخطب بے نیل مرام قریش کے پاس واپس گیا۔ اور ان سے سب واقعہ بیان کیا۔ جب ضمانت و رہن کا ذکر آیا تو ابوسفیان بولا خدا کی قسم نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا کہ یہ قوم دھوکا دے گی۔ خیر ہمیں بندروں اور سؤروں کے بھائیوں سے کوئی غرض اور مطلب نہیں۔ چونکہ لڑائی کو عرصہ گزر گیا تھا اور لشکر اسلام عصور ہو گیا تھا۔ سردی کا وہ موسم تھا تو اصحاب رسولؐ گھبرا گئے۔ اور لگے بھوکے مرنے یہود کی طرف سے ان کے دلوں میں بے حد خوف بیٹھ گیا تھا۔ منافقین آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تھے جس کی خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو خبر دی اصحاب رسولؐ میں سے بہت کم ایسے باقی رہے تھے۔ جن کے دلوں میں نفاق پیدا نہ ہوا ہو۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو پہلے ہی یہ خبر دے دی تھی۔ کہ عرب ٹولیاں باندھ باندھ کر مجھ پر بلندی کی طرف سے حملہ کریں گے اور یہود اپنے عہد کو توڑ دیں گے۔ تم ان سے ڈر جاؤ گے اور لوگوں کو تکلیف بہت پہونچے گی لیکن نتیجہ ہمارے موافق اور ان کے برخلاف ہوگا۔ پس جب قریش آئے اور یہود نے عذر کیا تو منافقین نے کہا کہ خدا اور رسولؐ نے ہم کو دھوکا دیا ہے ان منافقوں میں سے بعض کے مکانات اطراف مدینہ میں تھے۔ وہ لگے عرض کرنے کہ یا رسولؐ اللہ! ہمارے مکان غیر محفوظ ہیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہمارے مکانوں کو لوٹ لیں۔ آپ ہم کو اجازت دے دیں کہ ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ ان میں سے ایک جماعت نے یہ بھی کہا کہ آؤ چلو جنگل میں بھاگ چلیں اور بدوؤں سے پناہ مانگیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ہم سے جتنے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹے نکلے۔ جناب رسولؐ خدا نے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ شب کے وقت مدینہ کی حفاظت کیا کریں جناب امیر المومنین علیہ السلام سارے لشکر اسلام کے گرد رات بھر طلایہ پھرا کرتے تھے اور حفاظت کیا کرتے تھے۔ اگر مشرکین میں سے کوئی شخص ادھر کا قصد کرتا تھا تو حضرتؑ اس سے لڑتے تھے اور خندق کو عبور کر کے مشرک کفار میں جاتے تھے تمام رات تنہا گشت بھی لگایا کرتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تو اپنے مرکز پر لوٹ کر آیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مسجد جو اب تک وہاں بنی ہوئی ہے مسجد فتح سے وادی عقیق کی طرف ایک تیر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ زائرین وہاں جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درازیٔ محاصرہ کی وجہ سے اپنے اصحاب کی پریشانی دیکھی تو مسجد فتح میں تشریف لے گئے جو ایک پہاڑی پر بنائی گئی تھی اور وہاں پہونچ کر حضرتؐ نے درگاہ خداوندی میں دعا مانگی اور مناجات کی کہ خدایا تو اپنا وعدہ وفا کر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا میں یہ کلمات بھی تھے۔ یَا صَرِیخَ الْمَکْرُوبِینَ وَیَا مُجِیبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّینَ وَیَا کَاشِفَ الْکَرْبِ الْعَظِیمِ اَنْتَ مَوْلَایَ وَوَلِیُّ اَبَائِیَ الْاَوَّلِینَ اکْشِفْ عَنَّا غَمَّنَا وَھَمَّنَا وَکَرْبَنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ بِقُوَّتِکَ وَحَوْلِکَ وَقُدْرَتِکَ۔

ترجمہ۔ "اے دردمندوں کے مددگار! اے مضطر بندوں کی دعا قبول کرنے والے! اے بلائے عظیم کے دور کرنے والے! تو میرا مولا اور حاکم ہے اور میرے آباؤ اجداد کا بھی حاکم ہے۔ تو ہمارے غم و الم اور بیچینی کو دور کر دے۔ اور اس قوم کے شر کو اپنی قوت اور طاقت و قدرت سے ہماری طرف سے پھیر دے"۔ پس جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! خدا نے آپ کی گفتگو سنی۔ آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس نے ملائکہ کو اور ہوا کو حکم دے دیا ہے کہ وہ قریش اور ان کے گروہوں کو پریشان کر دے۔ پس قریش پر خدا نے ہوا کو مسلط کیا۔ ہوا نے ان کے خیموں کو اکھاڑ کے پھینک دیا۔ وہ سب کے سب بھاگ گئے۔ جبرئیل نازل ہوئے اور اس واقعہ کی بشارت لائے۔ جناب رسولؐ خدا نے خدیفہ یمانی کو آواز دی حالانکہ وہ قریب تھے مگر انھوں نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ پھر حضرتؐ نے پکارا مگر وہ نہ بولے تیسری مرتبہ کے بلانے میں خدیفہ نے کہا۔ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں تو بلا رہا ہوں لیکن تم جواب نہیں دیتے۔ خدیفہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں خوف اور سردی اور بھوک نے مجھے تعمیل ارشاد سے تاخیر میں ڈالا (اب میں حاضر ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں) آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ ان لوگوں کی خبر لاؤ کس حال میں ہیں لیکن میرے پاس آنے تک کوئی نئی بات نہ کر بیٹھنا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قریش پر خدا نے ہوا کو مسلط کیا ہے۔ ہوا نے ان کو بھگا دیا ہے خدیفہ کہتے ہیں کہ بمجرد ارشاد میں اس طرف کو روانہ ہوا۔ حالت میری یہ تھی کہ سردی سے میری بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی۔ لیکن بکیفیت صرف تھوڑی دور چلنے تک رہی جب خندق سے پار اترا گیا تو گویا حمام میں پہونچ گیا۔ پس میں ایک بڑے خیمہ کے پاس آیا۔ دیکھا کہ آگ کبھی اس میں بجھ جاتی ہے اور کبھی بھڑک اٹھتی ہے۔ ایک دوسرے خیمہ کے پاس پہونچا تو دیکھا کیا دیکھا کہ اس میں ابوسفیان آگ نیچے لئے بیٹھا ہے۔ اس پر بھی سردی کی شدت سے کپکپا رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے اے گروہ قریش! اگر محمدؐ کے خیال کے موافق اگر آسمان والوں سے ہماری جنگ ہے تو ہم ہرگز آسمان والوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر ہماری لڑائی زمین والوں سے ہے تو ان سے ہم لڑ سکتے ہیں۔ پھر بولا کہ بھائیو! ہر شخص اپنے اپنے پہلو میں غور کرے ایسا نہ ہو کہ محمدؐ کا کوئی جاسوس ہم میں آ بیٹھا ہو۔ خدیفہ کہتے ہیں سب سے پہلے میں بول اٹھا اور میں نے اپنی داہنی طرف والے آدمی سے پوچھا تو کون ہے۔ ؟ اس نے جواب دیا میں عمرو بن عاص ہوں۔ پھر میں نے اپنی بائیں جانب والے سے دریافت کیا تیرا کیا نام ہے۔ ؟ اس نے کہا معاویہ بن ابوسفیان میرے جلدی سے بول اٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ مجھ سے کوئی سوال نہ کرنے پائے کہ تو کون ہے۔ ؟ پھر ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اسے یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ بندھا ہوا ہے۔ اگر مجھ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حرکت کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ابوسفیان کو وہیں قتل کر دیتا کہ وہ میرے قابو میں تھا۔ پھر خالد بن ولید سے ابوسفیان نے کہا اے ابوسلیمان! مجھے اور تمھیں لازم ہے کہ کمزور آدمیوں کے پیچھے رہیں۔ پس اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا جلد کوچ کرو کہ ہم سب ابھی یہاں سے سفر کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ سب بھاگ نکلے۔ جب صبح ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا اب تم لوگ اپنے اپنے مقام پر جا رہو طلوع کے بعد وہ لوگ مدینہ میں داخل ہوئے۔ چند آدمی حضرتؐ کے ہمراہ باقی رہ گئے۔ ابوبکر قدحانی نے سعد ابن معاذ رحمہ اللہ کے خندق میں ایک تیر مارا تھا جس سے ان کی رگ اکحل (بہفت اندام) کٹ گئی تھی خون اس سے جاری تھا سعدؓ نے دوسرے ہاتھ سے اس رگ کو دبا لیا تھا۔ اور درگاہ خدا میں عرض کی تھی کہ خداوندا! اگر اس جنگ کا سلسلہ ابھی باقی رکھے تو مجھے بھی اس کے لئے باقی رکھ اس لئے کہ مجھے اور کوئی چیز اتنی زیادہ پسند نہیں ہے جتنا ان لوگوں سے لڑنا جو اللہ اور اللہ

کے رسولؐ سے لڑیں اور اگر آنحضرتؐ کی اور قریش کی لڑائی ختم ہو چکی ہے تو اسی کو میری شہادت کا ذریعہ قرار دے دے مگر اس وقت تک مجھے باقی رکھ جب تک کہ بنی قریظہ کی سزا دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ پس خون بند ہو گیا اور ہاتھ ان کا وہم کر آیا۔ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے سعد بن معاذ کے لئے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرا دیا آنحضرتؐ یہ نفس نفیس ان کی غور و پرداخت کرنے لگے خداوند عالم نے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ سے اِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ فَاَیَّدَكُمْ تک آیتیں نازل فرمائیں ان آیات میں اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد قریش۔ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے بنی قریظہ جنھوں نے عہد شکنی کی تھی اور اصحاب رسولؐ اللہ ان دونوں سے یہاں تک ڈرے تھے کہ خدا تعالےٰ نے ان کی حالت بیان فرماتا ہے کہ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ اور وہ لوگ۔۔ جناب رسولؐ خدا سے یہ عرض کرنے لگے تھے کہ ہمیں اجازت دیدیجئے کہ ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں کہ وہ اطراف مدینہ میں ہیں اور ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں انھیں ہمارے لوٹ نہ لیں۔ انہی کے بارے میں خدا تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَّمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ۔ جن کا خاتمہ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا پر ہوتا ہے اور یہ آخری آیتیں خصوص ثانی کے حق میں ہیں جس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے یہ کہا تھا کہ آؤ محمدؐ کو قریش کے حوالے کر دیں اور ہم اپنی قوم سے جا ملیں۔

صفحہ ۵۰۳ نوٹ ۲ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ الخصال میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ و جناب امیر المومنینؑ سے اس حدیث میں منقول ہے جو آپ نے ایک یہودی سے فرمائی کہ میں نے اور میرے چچا حمزہؓ اور میرے بھائی جعفرؓ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ نے جس امر کا خدا اور رسولؐ سے وعدہ کر لیا تھا اسے پورا کیا۔ پس خدا کی مرضی یہ ہوئی کہ میرے وہ ساتھی تو آگے بڑھ گئے اور میں ان کے پیچھے رہا۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں اتری اور واللہ وہ منتظر میں ہوں اور میں نے جو معاہدہ خدا سے کیا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی سعد السعود میں امام محمد باقرؑ سے خدا تعالیٰ کے اس قول کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے بارے میں منقول ہے کہ تم لوگ علی ابن ابیطالب اور آل محمدؐ کے ساتھ رہو کیونکہ انھیں کے بارے میں خدا فرماتا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ یہ توحمزہ ابن ابو مطلب ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ یہ علیؑ ابن ابیطالب ہیں اور خدا تعالیٰ ان سب کے بارے میں فرماتا ہے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا المناقب میں ہے کہ میدان کربلا میں جناب امام حسینؑ کے اصحاب میں سے جو شخص دشمن کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کرتا تو حضرت سے رخصت ہوتا اور کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حضرتؑ جواب میں فرماتے وَعَلَیْكَ السَّلَامُ بھائی (چلو) ہم بھی تمھارے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔ پھر آیت تلاوت فرماتے فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے کہ جس نے اللہ سے جو وعدہ کر لیا تھا اسے سچا کر دکھایا اور اسے پورا کر دیا۔ ایسوں ہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ اور ایسوں ہی کو دنیا کی تکلیفیں پریشان کر سکتی ہیں اور نہ آخرت میں ان کو کوئی تکلیف پیش آئے گی اور ایسے ہی ہیں وہ جو دوسروں کی شناخت کریں گے اور خود ان کو شفاعت کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ دوسری قسم کے مومن کھیتی کے ڈنٹھل کے مانند ہیں کہ کبھی وہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور کبھی سیدھا۔ پس یہ ان میں سے ہوئے جن کو دنیا کی تکلیفیں بھی پیش آئیں گی اور آخرت کی بھی۔ اور یہ ان میں سے ہیں جن کی شناخت کی جائے گی۔ اور وہ خود دوسروں کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ تمھارا خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ الخ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ہماری ولایت کا عہد جو تم سے لیا تھا اسے تم نے پورا کر دیا۔ اور ہمارے بدلے ہمارے غیر کو ولی نہیں سمجھا۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تھا یا علیؑ جو تم سے محبت کرتا ہوگا اور مر جائیگا وہ تو اس مدد میں آئے گا مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ اور جو تم سے محبت کرتا ہوگا اور نہ مریگا وہ اس مدد میں رہیگا مَنْ یَّنْتَظِرُ۔ اور سورج جب اس پر طلوع یا غروب ہوگا تو رزق اور ایمان کے ساتھ (مطلب یہ ہے کہ اسے روزانہ روزی بھی پہونچے گی اور اس کا ایمان بھی برقرار رہیگا) ۱۲۔

صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۲ قریش کے بھاگ جانے کے بعد حیی بن اخطب قلعۂ بنی قریظہ میں داخل ہوا۔ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ کعب بن اسید قلعہ پر چڑھا اور باہر کو سر نکال کے مسلمانوں کو اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو ناسزا کہنے لگا اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ بھی تشریف لے آئے جناب امیر المومنین علیہ السلام استقبال کے لئے آگے بڑھے اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں قلعہ کے پاس تشریف نہ لے جائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم اس لئے مجھے روکتے ہو کہ یہود نے مجھے برا کہا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تو ہرگز بدکلامی نہ کر سکیں گے۔ اور خدا تعالےٰ ان کو ذلیل کرے گا۔ پس وہ جناب قلعہ کے قریب آئے اور ارشاد فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو! اے طاغوت کے پرستش کرنے والو! تم لوگ مجھے برا بھلا کہتے ہو؟ (دیکھو!) ہم وہ ہیں کہ جب دشمن پر جا پڑتے ہیں تو اس کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہ سنکر کعب نے قلعہ سے سر نکال کے جواب دیا۔ خدا کی قسم اے ابوالقاسم! آپ ہرگز نادان اور جاہل نہیں ہیں۔ (یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے کچھ فرمایا تھا اس پر اتنی حیا آئی کہ ردا دوش مبارک سے اتر پڑی۔ اس قلعہ کے گرداگرد کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا وہ سب کے سب قلعہ سے دور جنگل میں متفرق مقامات پر جا کھڑے ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے قلعہ کے چاروں طرف اپنا لشکر اتارا اور تین دن تک قلعہ کا محاصرہ رکھا۔ اس اثناء میں قلعہ سے کسی نے سر باہر نہ نکالا۔ تین دن کے بعد غزال بن سمؤل قلعہ سے اترا اور جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کرنے لگا۔ جس طرح حضورؐ نے ہمارے قوم بنی نضیر پر عنایت فرمائی۔ ان کو امان بخشی ہم کو بھی معاف کر دیجئے کہ ہم اپنی بستیاں آپ کے لئے خالی کر دیں گے۔ اور جو کچھ ہمارے قبضہ میں ہے وہ سب کچھ حضورؐ کو دیدیں گے۔ کوئی چیز نہ چھپائیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ تم سب کے سب میرے حکم کے موافق قلعہ سے باہر نکل آؤ۔ پس غزال واپس گیا۔ وہ لوگ چند روز تک اسی حال میں مبتلا رہے۔ آخر تنگ آ کر ان کی عورتیں اور بچے رونے اور پیٹنے لگے یہاں تک کہ جب محاصرہ ان پر گراں اور سخت گزرنے لگا تو وہ لوگ قلعہ سے نکل پڑے اور سب نے جناب رسولِ خدا کے سامنے سر تسلیم جھکا دیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ مردوں کی مشکیں باندھ دی جائیں اور عورتیں ان سے جدا کر دی جائیں۔ پس بحکم ارشاد نبوی وہ سب کہ جن کی تعداد سات سو تھی رسیوں میں جکڑ دئے گئے۔ عورتیں علٰحدہ کر دی گئیں۔ یہ حال دیکھ کر قبیلۂ اوس اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! یہ لوگ ہمارے ہم قسم اور دوست ہیں بنی خزرج کے مقابلہ میں انھوں نے ہمیشہ ہماری مدد کی ہے اور حضورؐ نے عبداللہ بن ابی کی سفارش سے سات سو زرہ پوش اور تین سو بے زرہ والوں کا خون بھی حلال فرما دیا تھا۔ ہم لوگ حضورؐ کے نزدیک عبداللہ سے ہیٹے نہیں ہیں۔ تو ہماری سفارش سے بنی قریظہ کو بھی معافی دیدیجئے جب کئی مرتبہ انھوں نے یہ التجا کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا تو میں تمھارے ہی قبیلہ میں سے کسی کو

حکم بنائے دیتا ہوں وہ فیصلہ کر دیگا تو تم اس کے فیصلہ کو مان لوگے ؟ سب نے عرض کی ہم کو منظور ہے۔ اب بتایئے وہ ہے کون ؟ فرمایا سعد بن معاذ! سب نے عرض کی سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم کو بسر و چشم منظور ہے عرض سعد بن معاذ کو محافہ میں بٹھا کے وہ لوگ اس جگہ لائے اور قبیلۂ اوس ان کے گرد جمع ہو گیا اور کہنے لگے اے ابو عمر! خدا کا خوف مدنظر رکھ اور اپنے عہدوں اور دوستوں پر احسان کر (اور ان واقعات کو یاد کر) کہ انھوں نے (خزرج کے مقابلہ میں) جنگ بغاث اور حداثق میں اور لڑائیوں میں ہماری کیسی مدد کی ہے۔ جب کئی بار ان لوگوں نے یہی کہا تو سعد نے جواب دیا خدا کی قسم سعد بن معاذ آج کے دن خدا کی راہ میں وہ فیصلہ کرے گا کہ اسے کسی ملامت گر کی ملامت کا اندیشہ نہ ہوگا۔ یہ سن کر اوس نے کہا افسوس اپنی فریفتہ ہمیشہ کے لئے تباہ ہو گئے (قبیلۂ اوس کے اس کلمہ نے کچھ ایسا اثر کیا کہ) عورتیں اور بچے سعد کے آگے رونے پیٹنے لگے۔ جس وقت جوش و خروش ان کا کم ہوا سعد نے کہا اے قوم یہود! تم لوگ مجھے پنچ بناتے ہو۔ جو کچھ میں تمھارے بارے میں حکم دوں اسے تم تسلیم کرو گے ؟ سب نے جواب دیا بدل منظور ہے۔ اور ہم کو امید ہے کہ آپ انصاف مدنظر رکھ کر ہم پر احسان فرمائیں گے اور اچھا فیصلہ دیں گے۔ سعد نے دوبارہ ان کا اقرار لیا۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت ادب سے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر نثار ہو جائیں۔ جناب کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سعد! تم ان لوگوں کے حق میں حکم دو مجھے تمھارا فیصلہ منظور ہے۔ پس سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا حکم یہ ہے کہ اس قوم کے مرد قتل کئے جائیں عورتیں اور بچے قید کئے جائیں۔ مہاجرین و انصار پر ان کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ پس جناب رسول خدا اٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے سعد رحمہ اللہ کے ہاتھ کا زخم پھٹ گیا۔ اور خون اس سے ٹپکنے لگا یہاں تک کہ سعد نے وفات پائی (ان کی مراد بر آئی) لشکر اسلام تمام قیدیوں کو لئے ہوئے مدینہ آیا۔ جناب رسول خدا نے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا بقیع میں گڑھا کھودا گیا جب شام قریب ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان قیدیوں میں سے ایک ایک آدمی نکالا جائے اور اس کی گردن ماری جائے۔ حیی بن اخطب نے کعب بن اسید سے کہا تو دیکھتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے ؟ اس نے کہا پھر تجھے اس کا کیا افسوس کیونکہ جو کوئی کسی مذہب کی طرف دعوت دیتا ہے وہ امر تبلیغ میں کاہلی نہیں کرتا۔ گیا وقت اور ہاتھ سے نکلا ہوا موقع پھر واپس نہیں آتا۔ اب تم صبر کرو اور اپنے دین پر ثابت قدم رہو۔ پھر کعب بن اسید صف سے باہر نکالا گیا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ خوبصورت اور شاندار آدمی تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے اس کی طرف ایک نظر کر کے فرمایا اے کعب! تجھے اس ہوشیار و ذہین عالم کی نصیحت نے جو ملک شام سے تیرے پاس آیا تھا کچھ فائدہ نہ دیا اس نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ میں نے سور اور شراب کو چھوڑ دیا ہے اب میں اس نبی اور رسول کی تند بوسی اور اطاعت کے لئے بیتاب ہوں جو مبعوث ہوگا اور مکہ میں وہ پیدا ہوگا۔ اس شہر مدینہ میں وہ ہجرت کر کے آئیگا تھوڑے سے چھواروں پر اور قلیل غذا پر گزارہ کر دیا کرے گا۔ بے زین کے خچر پر سوار ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی ہوگی اور اس کے دونوں شانوں کے مابین مہر نبوت ہوگی۔ اپنے کندھے پر تلوار رکھے گا۔ اگر تم اس سے لڑو گے تو وہ اس کی کچھ بھی پروا نہ کرے گا۔ سلطنت و شاہی اس کی سمند رنگ پہونچ جائے گی۔ کعب نے جواب دیا کہ اے محمدؐ (مصطفےٰ) ابا ہی ہوا تھا اور آپ میں یہ سب باتیں موجود ہیں اگر مجھے یہود کے طعنہ اور عیب جوئی کا خوف نہ ہوتا کہ (یہ لوگ کہیں گے) کعب اپنے قتل سے ڈر گیا تو میں ضرور ایمان لے آتا اور آپ کی تصدیق کرتا۔ لیکن میں تو دین یہود پر ہی زندہ رہا اور اسی پر مروں گا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے حکم دیا کہ اسے آگے بڑھاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ پس وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر حیی بن اخطب آنحضرتؐ کے سامنے حاضر کیا گیا اسے دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاسق! تو نے اپنے بارے میں خدا کی کارروائی کیسی پائی ؟ اس نے عرض کی خدا کی قسم مجھے ہرگز اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ میں نے آپ سے دشمنی کیوں کی اور نہ میں آپ کی دشمنی پر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں۔ میں تو دل ہلا دینے والی کوششیں کر گزرا مگر خدا جس کی مدد نہ کرے وہ تو آخر شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر جب اس کو گڑھے کے پاس قتل کے لئے لائے تو اس نے یہ شعر پڑھا ؎

لَعَمْرِیْ مَا لَامْ ابْنُ اَخْطَبَ نَفْسَهٗ وَلٰكِنَّهٗ مَنْ يَّخْذُلِ اللّٰهُ يُخْذَلِ

(ترجمہ) "اپنی جان کی قسم (حیی) ابن اخطب نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی۔ لیکن جس کا خدا ہی ساتھ نہ دے اس کا کوئی بھی ساتھ نہ دیگا" اس کے بعد اس کی بھی گردن اڑا دی گئی۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے تین دن تک ہر صبح و شام ان یہودیوں کو قتل کیا اور برابر فرماتے تھے ایہا الناس! ان کو شیریں پانی سے سیراب کرو۔ اچھے مزیدار کھانے کھلاؤ اور ان کے قیدیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو خداوند عالم نے وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ سے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا تک کی آیتیں اسی بارے میں نازل فرمائیں۔

صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۳ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ ..... تا مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا تفسیر قمی میں ان آیتوں کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جب جناب رسول خدا غزوۂ خیبر سے واپس آئے اور یہودیوں کے بڑے بڑے خزانے حضرتؐ کے پاس آئے تو ازواج نے عرض کی کہ کچھ آپ کو ملا ہے اس میں سے ہمیں بھی دیجئے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا وہ میں نے حکم خدا کے بموجب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سن کر وہ غصہ ہوئیں اور کہنے لگیں آپ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اگر آپ ہمیں طلاق دیدیں تو ہماری قوم میں ہمارے ہمسر میسر ہی نہ آئیں گے جو ہم سے شادی کر لیں ان کی یہ بات خدا تعالیٰ کو اپنے رسول کی خاطر سے بری معلوم ہوئی۔ اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم سب سے الگ ہو جاؤ چنانچہ حضرتؐ انتیس دن تک ان سب سے الگ رہے مشربۂ ام ابراہیم میں سکونت گزیں تھے اس عرصہ میں ان سب کو ایام بھی آئے اور پاک بھی ہو گئیں اس کے بعد خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور اختیار دینے والی آیت ہے خواہ رسول کے ہاں رہو یا چلتی پھرتی نظر آؤ۔ پس حضرت ام سلمہؓ پہلی تھیں جنھوں نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں تو اللہ اور اللہ کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر اور بھی کھڑی ہوئیں اور یہی کہتی گئیں اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ (یعنی اب وہی اختیار جناب رسول خدا کو دیا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہو طلاق دیدو اور جس کو چاہو رکھ لو) چنانچہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ نے اس وقت رکھ لیا وہ تو نکاح میں رہی جس کو رخصت کر دیا وہ مطلقہ ہو گئی اور یہ آیت تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ الخ آیت يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ کے ساتھ تھی مگر قرآن مجید جمع کرنے کے وقت پیچھے ڈال دی گئی۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۴ نوٹ ۴ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد ہے تلوار لے کے لڑائی کے لئے نکلنا۔ قولِ مترجم :۔ جنگ جمل میں افواج بصرہ کی جنرل کمانڈنگ حضرت عائشہ اس آیت کی رو سے فاحشۃ مبینۃ کی مرتکب ہیں۔ جو جناب امیر المومنین وصی رسول رب العالمین کے خلاف فوج کشی کرنے کے صلے میں اپنے سپوت بیٹوں کی زبان و قلم سے صدیقہ عالمہ وغیرہ وغیرہ بہت سے

خطابات کی مستحق ہو گئی ہیں۔ مگر اہلِ ایمان کے عالم ذیشان اور ع الناس جناب مفتی سید محمد عباس صاحب اعلیٰ المقام ان کمانڈر بی بی صاحبہ کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

حیدرِ اجنگجو با حیدرؓ آمد، کہ جنگش جنگ با پیغمبرؐ آمد
پدر بو بکر تر سوک و جہاں بود، نگر کن دخترش جنگی بر آمد

- ۱۲ -

پارۂ بست و یکم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بست و دوم ۲۲

صفحہ ۵۰۵ نوٹ ۳ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ الخصال میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے ابوبکر کے سامنے جو حجتیں پیش کیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا آیۂ تطہیر میری شان میں اور میرے اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے یا تیری شان میں اور تیرے اہلبیت کی شان میں؟ ابوبکر نے کہا نہیں میرے لئے نہیں بلکہ آپ کی اور آپ کے اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے مجھے اور میرے اہل و عیال کو بلا کر یہ فرمایا تھا کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ یہ تیرے حضور میں حاضر ہوں گے، جہنم میں نہ جائیں گے۔ تجھے اور تیرے اہلبیت کو بلا کر یہ فرمایا تھا۔ ابوبکر نے کہا نہیں بلکہ آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو بلا کر یہ فرمایا تھا۔ ۱۲ (مورخ شوریٰ پر جو حجتیں اس آیت کے متعلق پیش کی ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

تفسیر متی میں ہے کہ اس جگہ ازواج نبیؐ سے خطاب چھوڑ دیا گیا ہے اور اہلبیت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ ۔ پھر ازواج نبیؐ سے خطاب فرمایا وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی۔ پھر آل محمدؐ سے خطاب فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جناب علیؑ مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب امام حسنؑ و جناب امام حسینؑ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ واقعہ زوجہ نبیؐ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں ہوا جہاں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر المومنینؑ جناب سیدہؑ اور جناب حسنینؑ علیہ السلام کو بھی طلب فرمایا تھا۔ جب بہ سبب بزرگوار جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو ان جنابؑ نے تیسری چادر ان سب پر ڈال دی اور خود بھی اوڑھ لی پھر درگاہ خدا میں عرض کی خداوندا! یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جن کے بارے میں تو نے مجھ سے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ اب تو ان سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دیتا رہ جیسا کہ پاک قرار دیتے رہنے کا حق ہے۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی ان میں شریک ہو جاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ تم تو بشارت دیتا ہوں کہ تمہارا انجام بخیر ہو گا (لیکن تم ان میں داخل نہیں ہو سکتیں)۔

زید بن علی بن حسینؑ علیہما السلام فرماتے ہیں کہ بعض جاہلوں کا یہ گمان کہ یہ آیت ازواج نبیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے غلط ہے۔ وہ لوگ جھوٹے اور گنہگار ہیں خدا کی قسم اگر یہ آیت ازواج نبیؐ کے بارے میں ہوتی تو خداوند عالم یوں ارشاد فرماتا۔ لِیُذْھِبَ عَنْکُنَّ الرِّجْسَ وَیُطَھِّرَکُنَّ تَطْھِیْرًا ۝ مؤنث کی ضمیریں اور تانیث کے صیغے ہوتے جیسا کہ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ وَقَرْنَ۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ وَلَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ میں ہیں۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تفسیر قرآن سے زیادہ کوئی چیز لوگوں کی عقلوں سے دور تر نہیں ہے بسبب یہ ہے کسی آیت کا اول حصہ تو کسی معاملہ میں ہے اور بیچ کا کسی اور معاملہ میں اور آخر کا کسی اور معاملہ میں۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ (بطور مثال) فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا سے یہ مطلب ہے کہ تم کو جاہلیت میں پیدا ہی نہیں کیا۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اہل البیت سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں اور البیت سے مراد ان کی ولایت پس جو ان کی ولایت میں داخل ہوا وہ بیت النبیؐ میں داخل ہو گیا۔ اپنی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو کتاب خدا اور اہلبیتؑ سے تمسک کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ میں نے خدا عزوجل سے یہ سوال کیا تھا کہ ان دونوں چیزوں میں اس وقت تک جدائی نہ کرے جب تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہونچ جائیں۔ اور اس نے میری یہ بات منظور فرمائی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ تم ان کو کچھ نہ سکھاؤ اس لئے کہ وہ ہر بات کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ وہ کبھی تم کو باب ہدایت سے خارج نہ کریں گے اور باب ضلالت میں داخل نہ کریں گے۔ (یہاں تک کہ فرما کے) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خاموش بھی رہتے اور اپنے اہلبیتؑ کو صاف طور سے نہ بتلا دیتے تو فلاں کی اولاد اور فلاں کی اولاد اس بات کی مدعی ہو جاتی کہ آنحضرتؐ کے اہلبیت ہم ہی ہیں۔ لیکن خدائے عزوجل نے اپنی کتاب میں اپنے نبیؐ کے لئے آیۂ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ نازل فرما دی اور آنحضرتؐ نے حضرت ام المومنینؓ، ام سلمہؓ کے مکان میں علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہ زہراؑ علیہم السلام کو ایک کملی میں لے لیا پھر یہ فرمایا کہ خداوندا ہر نبی کے اہل و ثقل ہوتے ہیں اور یہ میرے اہلبیتؑ اور میرے ثقل ہیں۔ اس وقت حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی (یا رسول اللہ) آیا میں آپ کے اہل سے نہیں ہوں فرمایا تمہارا انجام بخیر ہو گا۔ لیکن میرے اہلبیتؑ اور ثقل تو یہی ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں امام علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ رجس سے مراد شک ہے۔ واللہ ہم اپنے پروردگار کے بارے میں کبھی شک نہیں کرتے (مترجمہ:۔ اہلبیت علیہم السلام کو جو آنحضرتؐ نے ثقل کے لفظ سے یاد کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ثقل مسافر کے سامان و اسباب کو کہتے ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے یہ وصیت سفر آخرت کے وقت فرمائی تو گویا امت پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں جو اپنا سامان تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں وہ یہ دو چیزیں ہیں ایک کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیتؑ۔ یہ حضرتؐ نے کہیں نہیں فرمایا کہ میرے جبہ شریف کی زیارت کرنا میری نعلین کو سر پر رکھے پھرنا یا موئے مبارک کو چومنے دینا اور آنکھوں سے لگانا مگر یہ سب تو کیا جاتا ہے اور نہیں کی جاتی تو اطاعت اہلبیتؑ اور عمل بہ تعلیم قرآن کہ یہی عمل کرنا ثقل گزرتا ہے)۔

الخصال میں ہے کہ شوریٰ کے دن جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے اپنی حجتیں پیش کی ہیں از آنجملہ یہ بھی فرمایا کہ میں تم سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تم میں

کوئی ایسا ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر آیۂ تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ نازل فرمائی ہو؟ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولِ خدا نے ایک کساءِ خیبری اوڑھی اور اس میں مجھ کو جناب سیدہؑ کو اور حسنؑ و حسینؑ کو لے لیا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ اے میرے پروردگار! میرے اہلبیتؑ یہی ہیں تو ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دیتا رہ جیسا کہ پاک قرار دیتے رہنے کا حق ہے۔ آیا میرے سوا کوئی دوسرا یہ منزلت رکھتا ہے؟ سب نے لاتفاق کہا کہ خدا کی قسم! سوائے آپ کے کوئی اور یہ منزلت نہیں رکھتا اور کسی اور کے بارے میں یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔

الاکمال میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ایک مرتبہ خلافت عثمان کے زمانے میں انصار و مہاجرین کے گروہ سے جب کہ وہ مسجد میں جمع تھا ارشاد فرمایا۔ ایھا النّاس آیا تم جانتے ہو کہ خداعزّوجلّ نے آیۂ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا نازل فرمایا پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے اور فاطمہؑ اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر چادر ہم سب پر ڈال دی اور درگاہِ الٰہی میں عرض کی خدایا! یہ ہیں میرے اہلبیتؑ اور میرے جسم کے ٹکڑے۔ جو چیز انھیں رنج دے گی وہ مجھے صدمہ پہونچائے گی۔ اور جو چیز ان کا دل توڑے گی وہ مجھے دکھ پہونچائے گی۔ الٰہی! تو ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دیتا رہ جیسا کہ پاک قرار دیتے رہنے کا حق ہے یہ سن کر حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اور میں؟ حضرت نے فرمایا تم؟ تمھارا انجام تو بخیر ہوگا۔ لیکن یہ آیت تو خاص کر میری شان میں اور میرے بھائی (میرِ قوت یا زوعلی مرتضیٰ) اور میری پارۂ جگر (فاطمہ زہراؑ) اور میرے دونوں فرزندوں (حسنؑ و حسینؑ) اور میرے فرزند حسینؑ کے نو سیٹوں کی شان میں نازل ہوئی ہے ہمارے سوا کوئی اس میں شریک نہیں اس کے جواب میں حاضرین نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم سے حضرت ام سلمہؓ نے یونہی بیان کیا تھا۔ پھر ہم نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے دریافت کیا تھا تو آنحضرتؐ نے بھی وہی فرمایا تھا جو ام سلمہؓ نے کہا تھا۔

علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب رسولِ خدا جناب امیر المومنینؑ، جناب حسنؑ مجتبےٰ، جناب حسینؑ سید الشہداء اور جناب فاطمہ زہراؑ علیہم السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جب پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ کو اٹھایا تو اصحاب تطہیر میں سے جناب سیدہؑ جناب امیر المومنین پھر جناب حسنؑ مجتبےٰ پھر جناب امام حسینؑ سید الشہداء باقی تھے۔ (اب تنزیل کا نمبر تو ختم ہو گیا) پھر اس آیت کی تاویل شروع ہوئی جیسا کہ خدا اپنی کتاب میں فرما چکا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ اور جناب علی بن الحسین زین العابدین علیہ السّلام اس کے موجود قرار پائے پھر اس کا حکم ان ائمہؑ میں جاری ہوا جو ان کی اولاد میں سے یکے بعد دیگرے وصی ہوتے رہے پس ان کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی خدائے عزّوجلّ کی نافرمانی ہے۔ (قول صاحب تفسیر صافی) پنجتن پاک یا آلِ عبا کی شان میں اس آیت کے نازل ہونے کے متعلق خاصہ اور عامہ کی روایتیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احصا نہیں ہو سکتا۔ صاحب مجمع البیان نے عامہ کے طریقوں سے بہت سی روایتیں درج کی ہیں جسے معلوم کرنے کی ضرورت ہو وہ اس تفسیر کو دیکھے۔

صفحہ ۵۰۵ نوٹ ۴

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مومن وہ ہے جو اپنے پڑوسی کو کوئی گزند نہ پہونچائے۔ اور جو شخص خود پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایمان تو وہ ہے جو دلوں میں وقار پاتا ہے اور اسلام وہ ہے جس پر نکاح کا ہونا میراث کا ملنا اور قتل سے بچ جانا موقوف ہے ایمان میں اسلام شامل ہے لیکن اسلام میں ایمان شامل نہیں۔ قول صاحب تفسیر صافی:۔ امام کی اس حدیث کی تائید میں یہ آیت موجود ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (بدّو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تم یہ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ اور ایمان تو ابھی تمھارے گھٹ میں بیٹھا ہی نہیں) قول صتر جیم:۔ یہاں اسلام حقیقی مراد ہے نہ اسلام اصطلاحی جسکی بیخ بکار اس زمانے والوں نے بچا رکھی ہے اور جس کا مدّو جزر لکھا جا رہا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۶ نوٹ ۵

زَوَّجْنٰکَھَا: اِجْماع میں ہے کہ اہلبیتؑ کی قراءت یہ تھی زَوَّجْتُکَھَا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے اس طرح پڑھا اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ ہمارے جدّ امجد جناب امیر المومنینؑ نے ہمارے جدّ اعلیٰ جناب رسولِ خدا سے پڑھا ہے۔ اور اسی کتاب میں یہ روایت لکھی ہے کہ ام المومنین زینبؓ جناب رسولِ خدا سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے تین خصلتیں ایسی حاصل ہیں جو آپ کی ازواج میں سے کسی اور کو نہیں ملیں ایک یہ کہ میرے اور آپ کے جد ایک ہیں (یعنی حضرت عبد المطلبؑ آنحضرتؐ کے دادا تھے اور ام المومنین زینبؓ کے نانا) دوسرے یہ کہ میرا عقد آپ کے ساتھ خود خدا تعالیٰ نے کیا۔ تیسرے یہ کہ اس تمام معاملہ کی ایلچی گری کا کام جبرئیل امین نے انجام دیا۔ قول صتر جیم:۔ بی حمیرہ کے طرفدار جو سال بسال شام سے مدینہ تک اور مدینہ سے مکہ تک اور ادھر مصر سے مکہ تک بی صاحبہ کا ڈولا اچھالتے پھرتے ہیں۔ ام المومنین زینبؓ کی ان دلیلوں کا دو جواب دیں۔ اور ان کی فضیلت ان کے مقابل میں ثابت کر کے دکھائیں تو ہم جانیں۔ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ ان کی ساری عزت اس بنا پر کی جاتی ہے کہ جناب امیر المومنینؑ کی جان کی دشمن تھیں اور ان کے مقابل میں تمام احکام خدا اور رسولؐ فراموش کرنے والی۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۶ نوٹ ۶

لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خدا نے زینبؓ کا نکاح زید سے کر دیا تو جب تک خدا کو منظور تھا زینبؓ اس کے گھر میں رہیں۔ پھر ان دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور وہ فیصلہ آنحضرتؐ تک پہونچا۔ اس وقت زید نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آیا کہ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے طلاق دے دوں۔ اس لئے کہ ایک تو اس میں تکبّر ہے دوسرے مجھ کو اپنی زبان سے آزار دیتی رہتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا سے ڈر اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دے اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ آخر نوبت یہی پہونچی کہ زید نے اسے طلاق دی اور جب عدّہ گزر گیا تو خدا تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے خود اس کا نکاح آنحضرتؐ سے کر دیا تھا (اور اس آیت میں اس کی غرض بھی بتلا دی کہ متبنّیٰ حقیقت میں بیٹا نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس کی زوجہ کو مثل حقیقی بیٹے کی زوجہ سمجھتے ہیں ان کی غلطی ہے اور اس غلطی کا دور کرنا مدّ نظر تھا جو بوجہ احسن دور کر دی گئی۔) العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ صرف تین نکاح ایسے ہیں جن کا اہتمام خود پروردگار عالم

نے فرمایا اوّل حضرت حوّا کا نکاح حضرت آدمؑ کے ساتھ، دوسرے ام المومنین زینبؓ کا نکاح جناب رسول خدا کے ساتھ، تیسرے سیدۃ نساء العالمین جناب فاطمہؑ زہرا بنت جناب رسول خدا کا بنکاح جناب سید الوصیین امیر المومنین امام المتقین علیؑ مرتضیٰ کے ساتھ۔ ۱۲

علی بن محمد بن جہم کہتے ہیں کہ میں ایک دن خلیفہ مامون کے دربار میں گیا وہاں جناب علی رضا علیہ السّلام بھی تشریف فرما تھے۔ مامون نے کہا یا بن رسول اللہ! آپ کا یہی دعویٰ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں۔؟ حضرتؑ نے جواب دیا بیشک! پس مامون نے ان آیتوں کا مطلب پوچھا جو انبیاؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں جن کا ہم موقع موقع سے ذکر چکے ہیں۔ اور ان کا مطلب بھی حضرتؑ کے ارشاد کے بموجب بتا چکے ہیں۔ مامون نے عرض کی یا بن رسول اللہ! بیان فرمایئے کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۝ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک دن جناب رسول خدا کو زید بن حارثہ سے کچھ کام تھا (وہ اس دن حاضر خدمت نہ ہو سکے تھے) اس لئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ خود زیدؓ کے مکان پر تشریف لے گئے ان کی زوجہ زینبؓ بنت جحش اس وقت غسل کر رہی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَكِ (پاک ہے اللہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے)۔ اس قول سے آنحضرتؐ کا مقصود یہ تھا جو لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بناتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ (خدا تعالیٰ اس عیب سے بری اور پاک ہے۔ اس کی ذات تمام نقائص سے منزہ ہے) جس کے اولاد ہوتی ہے اسے طہارت اور غسل کی بھی احتیاج پڑتی ہے (حالانکہ خدا پاک و پاکیزہ ہے) جب زیدؓ اپنے مکان میں آئے تو زینبؓ نے یہ واقعہ بیان کیا اور آنحضرتؐ کے ارشاد سے زیدؓ کو اطلاع دی۔ زیدؓ نے کلام جناب رسول خدا کا مطلب نہ سمجھا اور یہ خیال کیا کہ جناب رسول خدا نے یہ کلمہ اس لئے فرمایا ہے کہ ان جناب کو زینبؓ کی صورت اچھی معلوم ہوئی ہے پس وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی چونکہ میری زوجہ کے خلق سے ہیں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے زیدؓ! تم اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھو اور خدا سے ڈرو۔ حالانکہ خدا نے آنحضرتؐ کو ان کی ازواج کی تعداد سے اطلاع دے دی تھی اور یہ بھی جتا دیا تھا کہ یہ عورت (زینبؓ) بھی ان میں شامل ہوگی۔ مگر یہ بات حضرتؐ نے اپنے دل میں رکھی زیدؓ پر ظاہر نہ کی۔ کیونکہ حضرتؐ کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر زیدؓ پھر میں یہ ظاہر کر دوں گا کہ زینبؓ میری زوجہ ہونے والی ہے تو لوگ حضرتؐ پر عیب لگائیں گے کہ اپنے آزاد کردہ غلام سے جناب رسول خدا نے یہ کہہ دیا کہ تیری زوجہ عنقریب میری ازواج میں آجائے گی۔ پس خدا نے یہ آیت وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ الخ نازل فرمائی یعنی جبکہ تم اس سے جسکو خدا نے اسلام کی نعمت بخشی اور تم نے اسے آزاد کر کے اس پر احسان کر کے یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھ اور خدا سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم آدمیوں سے اندیشہ کرتے تھے حالانکہ خدا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو۔ پھر زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی۔ زینبؓ نے عدہ رکھا عدہ ختم ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے جناب رسول خدا کا زینبؓ کے ساتھ نکاح کر دیا اور قرآن میں یہ واقعہ نازل کیا اور پھر اپنے رسول کو بھی جتلا دیا کہ عنقریب منافقین اس نکاح سے تم کو عیب لگائیں گے پس خدا نے یہ آیت بھیجی۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ط یہ جواب سن کر مامون بولا یا بن رسول اللہ! خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی اور انبیاء اور اسلام کے بارے میں جو شک میرے دل میں تھا آپ نے دور فرما دیا۔

الفصول میں یوں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السّلام نے (مامون کے جواب میں) عصمت انبیاء کے متعلق فرمایا۔ اب رہا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ط اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتا دیا تھا کہ دنیا میں تمہاری اتنی بیویاں ہوں گی۔ اور ان کے یہ یہ نام ہوں گے اور آخرت میں اس اس نام کی باقی رہیں گی اور ہیں وہ سب کی سب امہات مومنین ان میں سے ایک زوجہ زینب بنت جحشؓ بھی ہوگی جو اس وقت زیدؓ بن حارثہ کے نکاح میں ہے۔ پس آنحضرتؐ نے زینبؓ کا نام اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس سبب کسی پر ظاہر نہیں کیا کہ منافقین یہ نہ کہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کو اپنی زوجہ کہہ دیا جو دوسرے کے عقد میں ہے۔ پس ان کو منافقین کی باتیں بنانے کا اندیشہ ہوا۔ اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۝ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل میں آدمیوں سے اندیشہ کرتے ہو حالانکہ خدا اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا کرو۔ خداوند عالم نے پس تین نکاحوں کا اہتمام خود فرمایا ہے ایک حضرت آدمؑ علیہ السّلام کے نکاح کا حضرت حوّاؑ کے ساتھ۔ دوسرے زینبؓ بنت جحش کا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جیسا کہ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔ تیسرے جناب سیدۃ کونین فاطمہ زہراؑ بنت رسول خدا کے نکاح کا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام کے ساتھ۔

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۳ اور مجھ پر ایک ہزار اولیاء کا مگر کسی کے فرائض ایسے سخت نہیں ہوئے جیسے کہ میرے۔ قولہ منجم:۔ جناب رسول خدا کے اس قول کا کہ یا علیؑ تم خاتم الاولیاء ہو مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کے جانشینوں میں سے تم آخری ہو۔ کیونکہ آئندہ والے ولی کے جانشین ہوں گے نہ کہ نبی۔ اور جناب علیؑ مرتضیٰ کا یہ فرمانا کہ جناب رسول خدا ہزار نبیوں کا خاتمہ ہیں اس سے مراد وہ نبی ہیں جو کار رسالت پر بھی مامور ہوئے تھے خواہ ایک بستی کے لئے مامور ہوئے ہوں خواہ ایک قوم کے لئے خواہ تمام عالم کے لئے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۴ اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝: کافی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تسبیح جناب فاطمہ زہراؑ اس ذکر کثیر میں داخل ہے جس کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک حد مقرر ہے جس پر وہ ختم ہو جاتی ہے مگر ذکر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی حد معیّن نہیں ہے (دیکھو!) خدا تعالیٰ نے جو باتیں واجب فرمادی ہیں جب بندہ ان کو ادا کر دیتا ہے تو یہی ان کی حد ہو گئی۔ مثلاً ماہ رمضان کے روزے خدا تعالیٰ نے واجب فرما دیئے ہیں پس جو اس مہینہ میں روزے رکھ لے گا تو ختم ماہ پر روزوں کی انتہا ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے حج واجب فرمایا ہے اب جو شخص مناسک حج بجا لائے گا حج پورا ہو پورا ہو جائے گا مگر ذکر خدا ایک ایسی چیز ہے جس کی کمی سے خدا راضی ہی نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کے لئے کوئی حد معیّن فرمائی ہے (جس پر وہ ختم ہو جائے اس تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے رہنا چاہیئے۔) پھر حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ انہی جناب سے یہ بھی منقول ہے کہ فرمایا کہ جب ہمارے شیعہ خالی بیٹھے ہوں تو خدا کو بکثرت یاد کیا کریں۔

تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار خدا کو بہت یاد کرتے تھے۔ چنانچہ جب میں ان جناب کے ہمراہ کہیں جاتا تو بدیر

بزرگوار خدا کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب میں ان جنابؑ کے ہمراہ کہیں جاتا تو وہ حضرتؑ راہ میں ذکر خدا فرماتے اور جب میں ان جنابؑ کے ساتھ کھانا کھاتا ہوتا تب بھی وہ جنابؑ ذکر خدا بجا لاتے۔ اور جب وہ حضرتؑ لوگوں سے باتیں کرتے ہوتے تب بھی ذکر خدا کو ترک نہ فرماتے۔ اور میں (اکثر) دیکھا کرتا تھا کہ ان حضرتؑ کی زبان تالو سے ملی ہوئی ہوتی مگر برابر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آتی رہتی۔ اور وہ جناب ہم سب کو جمع کرتے اور طلوع آفتاب تک ذکر خدا میں مشغول رہنے کا حکم دیتے اور ہم میں سے جو کوئی خواندہ ہوتا اسے تلاوت قرآن کی ہدایت فرماتے (نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے کہ) جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جائے اور خدا کا ذکر کیا جائے اس میں برکت زیادہ ہوگی۔ ملائکہ رحمت اس میں نازل ہوں گے۔ اور شیطان اسے چھوڑ دیں گے اور اہل آسمان کی نظروں میں وہ گھر ایسا ہی دکھائی دے گا جیسے روشن ستارہ زمین والوں کی نگاہ میں معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ گھر جس میں قرآن کریم نہ پڑھا جائے اور ذکر خدا نہ کیا جائے اس کی برکت کم ہو جائے گی۔ اور ملائکہ اس کو چھوڑ دیں گے اور شیطان آدھمکیں گے۔ اور جناب رسولؐ خدا نے اصحاب سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو تمہارے اعمال میں افضل عمل ہو۔ تمہارے درجہ کو بلند کرے ملائکہ کو روشن تر نظر آئے۔ درہم و دینار سے تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور اس سے بھی بہتر ہو کہ جب تم اپنے دشمنوں سے لڑو تو تم ان کو قتل کر دو یا وہ تم کو قتل کر دیں؟ ان سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ضرور فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ خدا کو بکثرت یاد کیا کرو۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اہل مسجد میں سے سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا جو خدا کو سب سے زیادہ یاد کرتا ہو۔ نیز جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ذکر خدا کرنے والی زبان عطا ہوئی ہے تو اس کو دنیا اور آخرت کی ساری خوبیاں مل گئیں۔ قول باری تعالیٰ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۹۱۹ سطر اوّل) کی تفسیر میں امامؑ فرماتے ہیں جو نیکی خدا کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے کرو اسے زیادہ نہ سمجھو۔ انہی جنابؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا جو کوئی اکثر خدا کا ذکر کرتا ہے خدا اسے دوست رکھتا ہے اور جو بکثرت خدا کو یاد کرے تو خدا تعالیٰ اس کو دو پروانے عطا فرمائے گا ایک آتش جہنم سے آزادی کا اور دوسرا انفاق سے برئیت کا۔ وہی جناب فرماتے ہیں جو کوئی اکثر خدا کو یاد کرے تو جنت میں خدا کی رحمت اس پر سایہ فگن ہوگی۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ بطریق مرسل جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ کسی شخص نے ان جنابؑ سے سوال کیا تھا اے مولا! قول خدا اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ میں ذکر کثیر سے کون سا ذکر مراد ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا جو شخص تسبیح جناب سیدہؑ پڑھے تو اس نے خدا کا ذکر کثیر ادا کر دیا۔

اسمٰعیل بن عمارہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا اے مولا! اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ کی حد کیا ہیں؟ حضرتؑ نے جواب دیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے اپنی پارہ جگر حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو تعلیم فرمایا کہ چونتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس مرتبہ... مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو پس جب تم نے یہ تسبیح ایک مرتبہ رات کو اور ایک مرتبہ دن میں پڑھ لی تو خدا تعالیٰ کا ذکر کثیر ادا کر دیا۔

ائمہ طاہرین علیہم السّلام سے منقول ہے جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تیس بار کہے تو اس نے خدا کا ذکر کثیر ادا کر دیا۔

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۵

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص محمدؐ و آل محمدؐ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اور جو شخص محمدؐ و آل محمدؐ پر ستر مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اسی کا خدا نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۶

يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ: التوحید میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ لقاء خدا یا ملاقات خدا سے مراد بعثت یا قیامت میں جزا و سزا کے لئے دوبارہ زندہ ہونا ہے اور تمام کتاب خدا میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے اسی معنی میں آیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۷

مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ: علل الشرائع میں ہے کہ آنحضرتؐ نے یہودیوں کے ایک گروہ کے جواب میں جو یہ دریافت کرنے آئے تھے کہ آپ کے نام محمدؐ، احمدؐ، ابوالقاسمؐ، بشیرؐ، نذیرؐ اور داعی الی اللہ کیوں قرار دیئے گئے؟ جو جواب دیا از انجملہ یہ بھی ہے کہ داعی اس لئے کہ لوگوں کو اپنے پروردگار کے دین کی طرف اس کے حکم کے بموجب بلاتا ہوں۔ نذیرؐ اس لئے کہ جو میری نافرمانی کرے اس کو آتش جہنم سے ڈراتا ہوں۔ اور بشیرؐ یا مبشرؐ اس لئے کہ جو میری اطاعت کرے اس کو جنت کی خوشخبری پہنچاتا ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۸

وَدَعْ اَذٰىهُمْ: تفسیر مائی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو ایذا دیں تو اس کی پروا نہ کرو چھوڑ دو اور خود ان کو ایذا نہ دو تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ہجرت سے پانچ برس پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور یہ تالیف قلوب کے خلاف بہت بڑی دلیل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۷ نوٹ ۹

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی زوجہ کو مجامعت سے پہلے طلاق دے دے منقول ہے کہ اگر مہر مقرر ہو گیا تھا تو اس کے ذمہ اس کا نصف ہے، اور اگر کچھ مقرر نہ ہوا تھا تو اس حیثیت کی عورتوں کو جو کچھ دیا جاتا ہو ویسا ہی اس کو بھی دینا لازم ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۰۸ نوٹ ۱

رہیں وہ دو عورتیں جنسے ہم بستر نہیں ہوئے۔ ایک کا نام عمرہ معاویہ دوسری کا سنباء۔ اور جن تیرہ سے مجامعت فرمائی ان میں سب سے اول حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ بنت خویلد ہیں۔ جداں کے سودہؓ بنت زمعہ۔ پھر ام سلمہؓ جن کا اصلی نام ہند بنت ابی امیہ ہے۔ پھر عائشہؓ بنت ابوبکر اس کی کنیت ام عبداللہ ہے پھر حفصہؓ بنت عمر بن خطاب۔ پھر زینبؓ بنت خزیمہ۔ ان کی کنیت ام ابن الحارث اور ام المساکین ہے۔ پھر زینبؓ بنت جحش۔ پھر ام حبیبہؓ ان کا اصلی نام رملہ بنت ابوسفیان ہے۔ پھر میمونہؓ بنت الحارث۔ پھر زینبؓ بنت خزیمہ۔ پھر جویریہؓ بنت الحارث۔ پھر صفیہؓ بنت حی ابن اخطب۔ پھر خولہؓ بنت حکیم سمی جس نے اپنا نفس جناب رسولؐ خدا کے لئے ہبہ کر دیا تھا علاوہ بریں جناب رسولؐ خدا کی ازواج میں دو حرم بھی تھیں ایک ماریہؓ قبطیہ دوسری ریحانہؓ ہندیہ۔ اور جو بیویاں انھوں نے وفات وفات چھوڑیں ان کے نام یہ ہیں۔ عائشہ حفصہؓ۔ ام سلمہؓ۔ زینبؓ بنت جحش۔ میمونہؓ بنت الحارث۔ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان۔ صفیہؓ بنت حی ابن اخطب۔ جویریہؓ بنت الحارث۔ سودہؓ بنت زمعہ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی تمام ازواج میں سب سے افضل حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت ام سلمہ گرامی مرتبہ ہیں۔ پھر حضرت جویریہ۔

صفحہ ۵۰۸ نوٹ ۲

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ سورۂ نساء میں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ (دیکھو صفحہ ۹۷ سطر ۱۷ ؁) اس آیت لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ میں وہی عورتیں مراد ہیں جو اس آیت میں حرام ہو چکیں اور اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح کہ عوام الناس کہتے (یا مطلب سمجھتے) ہیں تو تمہارے لئے وہ کچھ حلال ہو جاتا جو جناب رسول خدا کے لئے بھی نہیں ہے۔ یعنی تم کو اختیار ہے جب چاہو زوجہ کو طلاق دیدو اور دوسری کر لو اور جناب رسول خدا کو کیا یہ اختیار نہیں، پس جیسا کہ عوام الناس کہتے (یا سمجھتے) ہیں اصل معاملہ یوں نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو عام اجازت دی تھی۔ کہ جس عورت سے چاہیں نکاح کر لیں سوائے ان عورتوں کے جن کا ذکر سورۂ نساء میں ہو چکا ہے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اوپر کی آیت تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ سے منسوخ ہے گو ترتیب دینے والوں نے الٹ پلٹ کر دیا۔ قول منتر جم: منسوخ ہونے کی وجہ ظاہر بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عوام الناس نے خود رائی کو دخل دے کر آیۃ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ اخ کو سورۂ نساء کی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ اخ کا مؤید نہ سمجھا بلکہ مستقل آیت سمجھ کر جناب رسول خدا کے اختیارات پر خیال خود محدود کر دیئے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۲

قول صاحب تفسیر مافی: اس حکم میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے آنحضرتؐ نے عقد تو کیا تھا لیکن مباشرت نہ کی تھی۔ کافی میں حسن بصری سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے ایک عورت شنباء نامی سے عقد کیا تھا یہ عورت حسن میں فرد تھی۔ عائشہ اور حفصہ نے اسے دیکھا تو باہم مشورہ کیا یہ تو ہمارے حسن و جمال کے سبب ہمارے مقابلہ میں رسول خدا پر حاوی ہو جائے گی۔ پس ان دونوں نے کہا رسول خدا کو تیری کچھ خواہش نہیں معلوم ہوتی پس جب تو آنحضرت کے پاس جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کہہ دیجیو۔ غرض ایسا ہی ہوا اور جناب رسول خدا نے اسے ہاتھ بھی نہ لگایا۔ اور طلاق دے دی اور اس کے تنبہ میں بھیج دیا۔ پھر آنحضرتؐ نے بنی کندہ میں سے ایک عورت سے جو ابوالجون کی بیٹی تھی عقد کیا مگر جب ابراہیمؑ فرزند رسول خدا کی جو ماریۂ قبطیہ کے بطن سے تھے انتقال ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کا بیٹا کبھی نہ مرتا۔ آنحضرتؐ نے قبل اس کے کہ اس سے مباشرت کریں اس کو بھی اس کے گھر بھیج دیا جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اور ابوبکر خلیفہ بن بیٹھا تو وہ عامریہ اور کندیہ دونوں آئیں اور ان دونوں نے اپنے بارے میں حکم دریافت کیا۔ پس ابوبکر اور عمر دونوں نے جمع ہو کر کہہ دیا کہ تمہیں اختیار ہے چاہے تم دونوں پردے میں رہو چاہے عقد کر لو۔ ان دونوں نے عقد کر لیا مگر ایک کا شوہر مجذوم ہو گیا اور ایک کا مجنون۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث زرارہ فضیل کے سامنے بیان کی تو ان دونوں نے جناب امام محمد باقرؑ کے حوالے سے تصدیق کی۔ اور یہ بھی کہا کہ ان حضرت نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جس امر کی بھی عیاً نعت فرمائی اسی میں اس کی نافرمانی کی گئی۔ بے شک ان لوگوں نے بعد آنحضرتؐ ان کی ازواج کی بھی شادی کرا کے چھوڑی حالانکہ اگر تم ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک عورت نے ایک شخص سے عقد کیا اور قبل اس کے کہ اس کے پاس گیا ہو اسے طلاق دے دی تو آیا کہ اس شخص کے بیٹے سے اس کا عقد کرنا جائز ہے۔ تو صاف کہیں گے کہ نہیں جائز نہیں ہے۔ اور رسول اللہ جن کی حرمت سب کے باپ دادا سے کہیں زیادہ تھی ان کے بارے میں ایسی جرأت کر بیٹھے۔ المناقب میں ایک روایت ہے کہ جو بیبیاں نبیؐ کی ازواج کے بارے میں ہے وہی حکم وصی کی ازواج کے بارے میں بھی جاری ہے۔ کافی میں معتبر سند سے اسی اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس کا حکم یعنی ایذا رسولؐ کا حکم علی مرتضیٰ کے بارے میں بھی ویسا ہی اور باقی آئمہ کے بارے میں بھی۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۱

معانی الاخبار میں ہے کہ کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بات کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی صلوٰۃ تو یہ ہے کہ وہ اپنے رسولؐ پر رحمت نازل کرتا ہے اور صلوٰۃ ملائکہ یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی پاکیزگی اور طہارت بیان کرتے ہیں۔ اور آدمیوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سے مراد ہے کہ جو کچھ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس کا قبول کرنا لازم ہے کسی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ تو فرمائیے کہ ہم محمدؐ و آل محمدؐ پر درود کس طرح بھیجیں؟ فرمایا کہو۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ... وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ کسی نے عرض کی جو شخص کسی طور سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے تو اسے کتنا ثواب ملے گا؟ حضرتؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آجائے گا گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

العیون میں ہے کہ جناب غریب الغربا امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے دربار میں ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس! یہ بات تو ہمارے دشمن بھی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے۔ اب آپ پر درود کیونکر بھیجا جائے؟ حضرتؐ نے فرمایا یوں کہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ کیوں اے گروہ مردم! جو کچھ میں نے بیان کیا آیا کوئی شخص اس کے خلاف کہہ سکتا ہے؟ سب نے جواب دیا نہیں (کسی کو اختلاف نہیں ہے)، مامون بولا جو کچھ آپ نے فرمایا اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کسی نے اس کے خلاف نہیں کہا مگر آپ کسی اور آیت قرآنی سے جو اس آیت سے واضح تر ہو اس بات پر دلیل لائیے۔ کہ آل رسولؐ پر خدا نے درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ان حضرتؑ نے فرمایا گروہ علما! یہ تو بتاؤ کہ قول باری تعالیٰ... یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ میں یٰسٓ سے خدا تعالیٰ نے کسے مراد لیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا بے شک و شبہ یٰسٓ جناب رسول خدا کا نام ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اسی آیت سے خدا تعالیٰ نے محمدؐ و آل محمدؐ کو وہ فضیلت عطا فرمائی جس کی کنہ و صف تک سوائے اس شخص کے جو اس کو سمجھ چکا ہے اور کوئی پہنچا ہی نہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنے انبیاء کے سوا کسی اور پر سلام نہیں بھیجا۔ پس فرمایا سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور فرمایا سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (مگر ان نبیوں کی آل پر سلام نہیں بھیجا یعنی) یہ نہیں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ نُوْحٍ اور یہ نہیں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اور یہ نہیں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ۔ البتہ یہ فرمایا ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ يَاسِيْنَ یعنی آل محمدؐ۔ یہ سن کر مامون نے کہا مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ معدن نبوت کے سوا اور کوئی شخص قرآن کی تفسیر اور مطالب کو بیان ہی نہیں کر سکتا۔

مقدمہ شرح آل الدین میں انہی جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر مقام میں (جب کوئی آنحضرتؐ کا نام لے) اور چھینکنے کے بعد اور آذان بھیوں وغیرہ کے وقت درود بھیجنا واجب ہے۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی حدیث منقول ہے۔

کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب تم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لو یا کوئی دوسرا تمہارے سامنے نام لے یا اذان وغیرہ وغیرہ میں ان جناب کا نام نامی سنو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجو۔

نیز کافی میں انہی جناب سے مروی ہے کہ جناب سردار دو عالم نے وفات پائی تو حق جوق مہاجرین و انصار و ملائکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ پر درود بھیجا۔
جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس وقت جب کہ وہ جناب بالکل صحیح و سالم تھے کہ آیت درود خداوند عالم نے اس غرض سے نازل فرمائی کہ لوگ میرے انتقال کے بعد بھی مجھ پر برابر درود بھیجتے رہیں۔ اسی لئے یہ جتلایا کہ اللہ اور اللہ کے فرشتے محمدؐ و آل محمدؐ پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اسی کتاب میں ایک حدیث مرفوع یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کا ذکر کیا۔ ارشاد باری ہوا اے فرزند عمران! محمدؐ پر درود بھیجو کہ میں بھی ان پر درود بھیجتا رہتا ہوں۔ اور میرے فرشتے بھی۔
ابو مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر روز نماز صبح اور نماز مغرب کے بعد زانو دبتے اور کلام کرنے سے پہلے کہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّذُرِّیَّتِہٖ تو خدا تعالیٰ سو حاجتیں اس کی برلائے گا ستر دنیا میں اور تیس آخرت میں۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! صلوٰۃ خدا اور صلوٰۃ ملائکہ کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ خدا اور ملائکہ آنحضرتؐ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اور مومنین کی طرف سے آنحضرتؐ کے لئے دعا ہوتی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک فرشتے نے درگاہ خدا میں دعا کی خدایا! تو مجھے کان عنایت فرما کہ میں تیرے بندوں کی باتیں سنوں لگوں۔ خدا نے اس کی دعا قبول فرمائی اب وہ فرشتہ قیامت تک کھڑا رہے گا۔ جو کوئی مومن کہتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو وہ فرشتہ جواب دیتا ہے اے بندۂ مومن وَعَلَیْکَ السَّلَامُ۔ پھر وہ فرشتہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو خبر دیتا ہے کہ یا رسول اللہ فلاں بندۂ مومن حضورؐ کو سلام کہہ رہا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ بھی فرماتے ہیں وعلیہ السلام۔
صفوان جمال سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک آل محمدؐ پر درود نہ بھیجا جائے کوئی دعا جو خدا سے کی جائے آسمان پر نہیں جاتی ہے۔
صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ ان جناب کو چھینک آئی میں نے عرض کیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ دوبارہ چھینک آئی میں نے کہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ پھر تیسری بار چھینک آئی میں نے جواب میں کہا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ پھر میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر خدا ہو جاؤں آپ جیسے امام کی چھینک کے وقت ہم وہ کلمہ کہہ سکتے ہیں جو آپس میں کہا کرتے ہیں یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہُ یا وہی کہنا چاہیئے جو ہماری عادت ہے۔ (یعنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ) ہو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم یہ نہیں کہتے ہو صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ میں نے عرض کی ہاں یا ابن رسول اللہ! یہ بھی کہتا ہوں پھر میں نے عرض کی اے مولا! کیا اِرْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ بھی کہا کروں؟ فرمایا ہاں کہا کرو۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر درود بھی بھیجا ہے اور رحمت بھی نازل کی ہے ہم جو ان جناب پر درود بھیجتے ہیں تو یہ ہمارا درود ان حضرتؐ کے لئے دعا ہے اور ہمارے واسطے تقرب کا باعث ہے۔
عمر بن یزید کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! جب شب جمعہ آتی ہے تو آسمان سے بکثرت فرشتے زمین پر آتے ہیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں اور وہ فرشتے شب شنبہ تک سوائے درود کے کچھ اور نہیں لکھتے تو تم اس شب و روز میں بکثرت صلوٰت بھیجا کرو۔ اور اے عمر! ہر جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ دوسرے دنوں میں ہر روز سو بار محمدؐ و آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجنا سنت ہے۔
اسحاق بن فروخ مولا آل طلحہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے اسحاق ابن فروخ! جو شخص محمدؐ و آل محمدؐ پر دس مرتبہ درود بھیجے تو خدا اس پر اکیاون مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے اور ملائکہ اس کے لئے اکیاون مرتبہ استغفار پڑھتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔
محمد بن مسلم نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ میزان اعمال میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے زیادہ کوئی چیز گراں قدر نہ ہوگی۔ چنانچہ ایک شخص کے اعمال تولے جائیں گے اس کی نیکیوں کا پلہ کم ہوگا تو آنحضرتؐ اس کے پلے میں وہ درود رکھ دیں گے جو آنحضرتؐ پر بھیجتا تھا۔ اسی سے وہ پلہ بھاری ہو جائے گا۔
ابان بن تغلب نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ان حضرتؑ نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انھوں نے سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام سے اور ان حضرتؑ نے جناب سید الاوصیاء امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود و بھیجے اور میری آل پر درود نہ بھیجے تو اسے خوشبوئے جنت نصیب نہ ہوگی۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے معلوم ہوگی۔
جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم جمعہ کے دن نماز عصر سے فارغ ہو دعا کرو تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰی اٰخِرِ صِیَاغَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَضْلَ صَلَوَاتِکَ وَبَارِکْ عَلَیْھِمْ فَضْلَ بَرَکَاتِکَ وَالسَّلَامُ عَلَیْھِمْ وَعَلٰی اَرْوَاحِھِمْ وَاَجْسَادِھِمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پس جو شخص نماز عصر کے بعد یہ درود پڑھے گا تو خدا عزوجل ایک لاکھ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ اس کے مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ حاجتیں اس کی برلائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے جنت میں اس کے لئے بلند فرمائے گا۔

صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا موئے مبارک ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اسی طرح مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنا موئے مبارک اپنے دست مبارک میں لے کر یہ حدیث بیان فرمائی کہ اے علیؑ! جس شخص نے تمہارے ایک بال کو بھی ایذا پہونچائی اس نے مجھے ایذا پہونچائی اور جس نے مجھے ایذا پہونچائی اس نے یقیناً خدا تعالیٰ کو ایذا پہونچائی اور جس نے خدا تعالیٰ کو ایذا پہونچائی اس پر خدا کی لعنت ہے۔
تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک رات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے بحکم خدا نماز عشا پڑھنے میں تاخیر کی۔ پس عمر الخطاب دروازہ بیت الشرف پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹا کے غل مچانے لگا۔ یا رسول اللہ! عورتیں بھی سو گئیں بچے بھی سو گئے (لیکن آپ نے ابھی تک نماز عشا نہیں پڑھی) یہ سن کر آنحضرتؐ برآمد ہوئے اور فرمایا تم کو ہرگز جائز نہیں ہے کہ مجھ پر حکم چلاؤ۔ تم سب پر لازم ہے کہ میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔
جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کسی مہم پر ایک لشکر بھیجا ان سب کا سردار جناب امیر المومنین علیہ السلام کو مقرر کیا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ جب کبھی کسی جگہ لشکر بھیجتے تھے۔ اور اس میں جناب امیر المومنین علیہ السلام بھی ہوتے تھے تو انہی جناب کو امیر لشکر بنایا کرتے

تھے غرضیکہ جب وہ لشکر کامیاب ہوا اور مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ لگا تو ان حضرتؐ نے (اس مالِ غنیمت میں سے) ایک لونڈی مول لینی چاہی اور قیمت اس کی مالِ غنیمت میں سے دینی چاہی تو حاطب بن ابی بتقعہ اور بریدہ اسلمی کو یہ امر ناگوار گزرا اور ان دونوں نے کنیز کی قیمت بڑھا دی جب حضرتؐ نے ان کا مکر اور قیمت کا زیادہ کرنا ملاحظہ فرمایا تو اس دن اس کی خریداری موقوف رکھی اور اس بات کے منتظر رہے کہ اس کی قیمت کہاں تک بڑھتی ہے۔ پھر ان جنابؐ نے وہ لونڈی خرید لی۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو ان دونوں نے اتفاق کر لیا کہ اس واقعہ کی خبر جناب رسولؐ خدا کو ضرور دینی چاہیئے۔ غرض بریدہ اسلمی آنحضرتؐ کے سامنے آن کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسولؐ اللہ آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب نے مسلمانوں کے برخلاف مالِ غنیمت سے ایک لونڈی خریدی ہے یہ سن کر آنحضرتؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ دہنی طرف آیا اور وہی عرض کیا جو پہلے کہا تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا پھر وہ بائیں طرف آیا اور وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو ایسا غصہ آیا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ویسا غصہ آیا تھا اور نہ بعد اس کے کبھی ایسا غصہ آیا۔ رنگ روئے مبارک متغیر ہو گیا منہ سے کف بھی جاری ہو گئے شہرگ بھی ابھر آئی۔ اعضا بھی کانپنے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا اے بریدہ تجھے ہو کیا گیا ہے؟ کہ تو خدا کے رسولؐ کو آج ایذا دے رہا ہے۔ کیا تو نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا بریدہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے تو خیال نہیں کہ میں نے کبھی حضور کی اذیت کا ارادہ کیا ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے بریدہ تیرا گمان یہ ہے کہ جو شخص بالخصوص مجھے اذیت دے گا وہی میرا موذی کہلائے گا۔ اے بریدہ! کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ علیؑ ابن ابیطالب مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں جس نے علیؑ کو ایذا دی اس نے یقیناً مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے یقیناً خدا کو ایذا دی اور خداوند عالم کو لازم ہے کہ اسے آتش جہنم میں دردناک عذاب سے ایذا پہونچائے۔ اے بریدہ! کیا تو زیادہ جاننے والا ہے یا خدائے عزوجلؐ! کیا تیرا علم زیادہ ہے یا لوح محفوظ کے پڑھنے والوں کا! کیا تیرا علم بڑھا ہوا ہے یا ملائکہ ارعام کا! بریدہ نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ اعلم ہے اور لوح محفوظ کے پڑھنے والے اور ملائکہ ارعام مجھ سے بدرجہا زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے بریدہ! کیا تو زیادہ واقفیت رکھتا ہے یا وہ فرشتے جو علیؑ ابن ابیطالب کے حافظانِ اعمال؟ بریدہ نے عرض کیا بلکہ حافظانِ اعمال علیؑ ابن ابی طالب بہ نسبت میرے زیادہ واقف ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر تو کس لئے علیؑ بن ابیطالب کو خطا اور ٹھہراتا ہے اور کیوں ان کو ملامت اور زجر و توبیخ کرتا ہے اور کیوں ان کے فعل میں برائی نکالتا ہے (آگاہ ہو جا کہ) جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حافظانِ اعمال نے علیؑ ابن ابیطالب کی ولادت سے لے کر اس وقت تک ان کی کوئی خطا نہیں لکھی۔ اور ملک الارحام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کی ولادت سے پہلے جبکہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں تھے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہ ہو گا۔ اور جب میں شب معراج آسمان کو گیا تو مجھ سے ان فرشتوں نے جو لوحِ محفوظ پڑھتے ہیں یہ بیان کیا کہ ہم نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب ہر گناہ و خطا سے معصوم و محفوظ ہیں۔ اے بریدہ! پھر تو کس لئے علیؑ کو خطا و ہتاتا ہے۔ حالانکہ پروردگار عالم نے اور ملائکہ مقربین نے ان کے صواب پر ہونے کی خبر دی ہے۔ اے بریدہ! تو علیؑ ابن ابیطالب پر اعتراض نہ کیا کر اور سوائے خوبی اور نیکی کے کوئی بات ان کی شان میں نہ کہا کر کہ وہ امیر المومنین اور سید الصابرین اور فارس المسلمین اور قائد الغر المحجلین اور جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ وہی قیامت کے روز (دوزخ سے) فرمائیں گے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا۔ اے بریدہ! کیا تجھے خبر نہیں کہ علیؑ ابن ابیطالب کا حق تمام مسلمانوں پر یہ ہے کہ تم لوگ ان سے برا برتاؤ نہ کرو۔ اور ان سے دشمنی نہ رکھو اور اپنے نفسوں کو ان پر فضیلت نہ دو۔ افسوس! علیؑ ابن ابیطالب کی جو قدر و منزلت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے بہ نسبت اس کے تمہارے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ (اے لوگو!) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں علیؑ ابن ابیطالب کا مرتبہ تم سے بیان کروں؟ سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ضرور ارشاد ہو۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ روز قیامت حق سبحانہ و تعالیٰ ایک قوم کو محشور فرمائے گا جن کے گناہ سے میزان اعمال مملو ہو جائے گی۔ اس وقت ارشاد باری ہو گا اے میرے بندو! یہ گناہ تو تمہارے موجود ہیں نیکیاں بھی اپنی دکھاؤ ورنہ تم ہلاک کئے جاؤ گے۔ وہ عرض کریں گے پروردگار! ہم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ ہم نے کچھ نیک کام کئے بھی ہیں یا نہیں؟ اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی اے میرے بندو! اگر تمھیں اپنی نیکیاں معلوم نہیں تو ہمیں مجھے تو ان کا علم ہے اور میں ان کا معاوضہ تمھیں پورا پورا دوں گا۔ پھر (حکم خدا) ہوا چلے گی اور وہ ایک چھوٹا سا پرچہ لا کر نیکیوں کے پلے میں ڈال دے گی۔ جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا اور گناہوں کا پلہ اتنا بلند ہو جائے گا جتنا کہ آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔ اس وقت ان لوگوں میں سے ایک سے کہا جائے گا کہ تم اپنے ماں باپ، بھائیوں، بہنوں اور خاص عزیزوں اور دوستوں کا ہاتھ پکڑ لے اور ان سب کو جنت میں داخل کر دے۔ اہل محشر عرض کریں گے بارالٰہا! ان کے گناہ تو ہم نے بچا لئے یہ نیکی کیا تھی؟ پردۂ غیب سے آواز آئے گی اے میرے بندو! ان میں سے جس کسی کا فرضہ برادر ایمانی پر ہوتا تھا تو صاحب قرض یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ چونکہ تو علیؑ ابن ابیطالب کا دوست ہے اس لئے میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں اس لئے تو یہ قرضہ رہنے دے اور میرے مال میں سے جتنا چاہے اور لے لے۔ پس ہم نے ان دونوں کی یہ نیکی قبول کر لی۔ اور ان کے گناہ معاف کر دیئے اور آج کے دن وہ نیکی ہم نے ان کی ترازو میں رکھ دی۔ اور ان دونوں کے لئے مع ان کے والدین کے جنت واجب کر دی۔ پھر ارشاد ہوا اے بریدہ! جو لوگ دشمنی علیؑ ابن ابیطالب کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے ان کی تعداد اُن کشکریوں سے بھی زیادہ ہو گی جو جبرات پر ماری جاتی ہیں۔ اے بریدہ! تو ہمیشہ خوف رکھ ایسا نہ ہو کہ دشمنان علیؑ میں تیرا بھی شمار ہو جائے۔

صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۳

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ: تفسیر قمی میں ہے کہ المؤمنین والمؤمنات سے علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ خاص طور پر مراد ہیں اور ایمان والے عام طور پر کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی منجانب خدا ندا دیگا۔ کہ میرے اولیاء کے ایذا دینے والے کہاں ہیں اس وقت کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کے چہروں پر گرمشت نہ ہو گا اور کہا جائے گا یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے مومنین کو ایذا دی اور ان سے دشمنی کی اور ان سے عناد برتا اور ان کے دین کے سبب ان کے ساتھ سختی کی۔ اس پر حکم دیا جائے گا ان سب کو جہنم میں پہونچاؤ۔ الخصال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمی دو قسم کے ہیں مومن اور جاہل پس مومن کو تو ایذا نہ دو اور جاہل سے بچالے پیش نہ آؤ۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۴

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل نکل کر مسجد میں آتی تھیں اور جناب رسولؐ خدا کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھیں پس جب رات ہوئی اور وہ مغرب و عشا کی نماز کے لئے آئیں تو نوجوان لوگ راستے میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور انھیں

ایذا پہونچاتے اور ان سے متعرض ہوتے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ الخ۔۱۲

صفحہ ۵۱۰ نوٹ ۵

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے لئے نازل ہوئی ہے جو مدینہ منورہ میں جناب رسول خدا کی نسبت جھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ کسی غزوہ میں جاتے تو یہ کہہ دیا کرتے کہ آنحضرتؐ قتل کر دیئے گئے یا قید کر لئے گئے۔ وغیرہ اس سے مومنوں کو رنج اٹھانا پڑتا تھا اور وہ آنحضرتؐ سے شکایت کیا کرتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جناب امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ اسی آیت کی رو سے ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہیں۔ کیونکہ ثَقِفُوْا پر فرمانے کے بعد کوئی موقع طلبہ وغیرہ کا ان کے لئے نہیں چھوڑا بلکہ یہی فرمایا اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۝۔ قول صنوجم:۔ جناب رسول خدا کی نسبت جھوٹی خبریں اڑانے والوں کی نسبت جب یہ تنبیہ ہے تو رسول اللہ کے نام سے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والوں کی نسبت کیسی کچھ وعید ہونی چاہیے۔ جھوٹی خبروں سے مومنوں کو جو رنج پہونچتا تھا وہ پائیدار نہ ہوتا تھا مگر جھوٹی حدیثوں سے جو صدمہ پہونچتا ہے وہ پائیدار اور دوامی ہے جھوٹی حدیث بیان کرنے کی بنا غاصب اوّل نے کی اور تائید غاصب ثانی نے۔ انہی دونوں کے جواز رسول میں ہونے کا فخر کیا جاتا ہے۔ اب فخر کرنے والے ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ کو غور سے تلاوت فرمائیں اور جناب امام العصر والزمان کی اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ وہ حضرتؑ ان کی قبریں کھدوا کر ان کی لاشیں نکلوائیں گے اور سوکھے درخت پر ان کو لٹکوائیں گے اور بغرض امتحان خلق وہ درخت ہرے ہو جائیں گے۔ اور انہی ملعونین کے ساتھ قتل کئے جائیں گے اس مضمون کو اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۝ سے ملا کر دیکھیں۔۱۲

صفحہ ۵۱۱ نوٹ ۷

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں امانت سے مراد امامت اور امر و نہی ہے۔ اور دلیل اس دعوے پر کہ امانت سے امامت مراد ہے یہ آیت ہے کہ خدا نے ائمہ علیہم السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (دیکھو صفحہ ۱۳۸ سطر ۴) اس آیت میں امانت سے مراد امامت ہے۔ پس یہ امانت یعنی امامت تمام آسمانوں پر زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی گئی۔ ان سب نے اس کے بارے میں انکار کیا اور خوف زدہ ہو گئے کہ امامت کے دعوے دار بنیں اور حقدار سے اس کو غصب کر لیں لیکن میاں اوّل نے جو بڑے بے وقوف اور اظلم تھے (آؤ دیکھا نہ تاؤ اور امامت جیسی) امانت کو اپنے اوپر لاد لیا۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مسلمانوں کو وصیتیں فرمائیں۔ منجملہ ان کے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ امانت کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جو شخص امانت کا اہل نہ ہو اور دعوے کرے تو وہ نقصان اٹھائے گا کیونکہ یہ امانت ہی وہ چیز ہے کہ جو بڑے بڑے آسمانوں اور کبھی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے محکم پہاڑوں کے سامنے پیش ہوئی پس ان میں سے نہ کوئی چیز امانت سے زیادہ طولانی اور چوڑی تھی اور نہ اعلیٰ اور اعظم تھی۔ اشیائے مذکورہ کا انکار اس وجہ سے نہ تھا کہ امانت ان سے طویل عریض اور قوی و غالب تھی بلکہ سبب یہ تھا کہ وہ عقوبت سے ڈر گئیں اور انھوں نے اس امانت کا انجام بھی سمجھ لیا جس سے حضرت انسان (ابوبکر) جاہل تھے اور باوجود اس کے کہ انسان نسبت ان چیزوں کے زیادہ ضعیف تھا مگر اس نے امانت کو اپنے سر لے لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔

الخرائج میں ہے کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تھا تو امیر المومنین علیہ السلام مضطرب اور بے چین ہو جایا کرتے تھے اور چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ لوگ عرض کرتے تھے، یا امیر المومنینؑ یہ آپ کی کیا حالت ہو جاتی ہے؟ حضرتؑ فرماتے تھے کہ نماز کا وقت آگیا خدا کی امانت جسے خدا نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا اور انھوں نے اس امانت کے تحمل سے انکار کر دیا تھا اور ڈر گئے تھے ادا کرنے کا یہی وقت ہے۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ کسی نے جناب جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اے مولا! ایک شخص نے دوسرے شخص کو بازار بھیجا اور یہ کہا کہ میرے لئے ایک کپڑا خرید لا۔ وہ کپڑا بازار میں بھی ملتا ہے اور ویسا ہی اس کے پاس بھی موجود ہے آیا جائز ہے کہ وہ منگانے والے کو اپنے پاس سے کپڑا دے دے؟ حضرتؑ نے فرمایا ہرگز وہ ایسے کام کے قریب نہ جائے اور اپنے نفس کو (ایسے معاملہ سے) آلودہ نہ کرے کیونکہ خدا فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الخ پھر حضرت نے فرمایا جو کپڑا بازار میں دستیاب ہوتا ہے اگر اس شخص کے پاس اس سے بہتر بھی موجود ہو تب بھی اپنے پاس سے نہ دے۔

(قول صاحب تفسیر صافی) اس آیت کے متعلق جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں کوئی اختلاف اور منافات نہیں ہے اگرچہ کسی حدیث میں امانت بمعنی امامت مراد ہے کسی میں عام مراد ہے جو امانت اور تکلیف وغیرہ کو بھی شامل ہے کیونکہ ایسا لفظ استعمال کرنا جائز ہے جو معانی کثیرہ کو شامل ہو۔ کبھی اس سے معانی حقیقیہ مراد لئے جائیں اور کبھی اس میں قید لگا کر مخصوص معنوں میں استعمال کریں اس آیت میں امانت سے مراد عبادت خدا کی تکلیف بھی ہے جو اچھی طرح ادا کی جائے تقرب خدا اس سے حاصل ہو اور ہر بندہ اپنی استعداد کے موافق کما حقہ بجا لائے اور تکالیف الٰہیہ میں سے سب سے بڑی تکلیف خلافت ہے۔ جو اس کے اہل کو خدا کی درگاہ سے عطا ہوتی ہے پس جو لوگ اس کے حقدار نہ تھے ان کو لازم ہے کہ امر خلافت اس شخص کے سپرد کر دیں جو (منصوص من اللہ) اس کا اہل ہو اور ہر شخص اپنے لئے دعوے نہ کر بیٹھے اور آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے اس امانت کے پیش کرنے سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے ان کی استعداد کی طرف نظر (امتحان) فرمائی اور اشیاء مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں تحمل امانت کی لیاقت نہ تھی۔ اور انسان کے متحمل ہو جانے سے یہ مطلب ہے کہ اس نے بغیر استحقاق امانت کا بوجھ اپنے سر لے لیا۔ جس کی وجہ سے وہ امانت کے اصلی مالک کے مقابلہ میں شکبر کہلایا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس انسان میں امانت ادا کرنے کی قوت و طاقت نہ تھی۔ اور انسان کے ظلوم و جہول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی قوت غضبیہ اور شہوانیہ بڑھی ہوئی ہے اور اکثر یہ صفت افراد انسانی میں پائی جاتی ہے (پس جو کچھ ہم نے بیان کیا) یہ الفاظ مذکورہ کے معنی کلیہ ہیں (کہ ہر ہر فرد امانت کے مقابلے میں مراد ہو سکتے ہیں) اور اس آیت کی تفسیر میں خاص طور سے جو جو معنی مراد لئے گئے ہیں ان سب کی رجوع انہی معانی مذکورہ حقیقیہ کی طرف ہوگی۔ چنانچہ اگر غور کیا جائے اور توفیق خدا بھی شامل ہو تو یہ مطلب اخذ ہو جائے گا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت محمد حنفیہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جناب امیر المومنین علیہ السلام سے قول باری تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالخ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امانت کو سب آسمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اور عذاب و ثواب دکھلایا۔ پس۔۔ آسمانوں نے عرض کی پروردگار! اس امانت کو ثواب و عذاب کے ساتھ ہم پر بار نہ کر یہ البتہ بغیر ثواب و عقاب کے ہم تحمل ہو سکتے ہیں۔ خدا نے میری امانت و ولایت کو پرندوں کے سامنے پیش کیا۔ پرندوں میں سب سے پہلے باز اور چند دن میری امامت پر ایمان لائے۔ اور جن پرندوں نے انکار کیا ان میں سے سب سے پہلا منکر لقو اور عقاب ہے۔ پس خدا نے ان دونوں پر لعنت کی

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم کے سارے پرندے دشمن ہو گئے۔ اب دن میں ڈر کے مارے باہر نہیں نکلتا ہے۔ اور عنقا دریاؤں میں ایسا غائب ہو گیا کہ نظر ہی نہیں آتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری امامت کو زمین کے سامنے پیش کیا پس زمین کا جو حصہ میری ولایت اور امامت پر ایمان لایا اسے خدا نے برکت والا پاک و پاکیزہ قرار دیا شیریں نباتات اور میٹھے پھل اس میں اُگائے۔ پانی اس کا صاف اور میٹھا کر دیا۔ اور جس حصہ نے میری امامت کا انکار کیا اس کو خدا نے شورہ زار بنا دیا سبز یاں اس کی تلخ اور بدمزہ کر دیں پھل اس میں کسیلی اور اندرائن جیسے پیدا کئے پانی اس کا کھاری اور بدمزہ کر دیا۔ پھر خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ امامتِ امیرالمومنینؑ کا حال تمہارے امت میں سے ایک مروک ہو گیا اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اور وہ حکم پروردگار سے بھی ہلاک کیا گیا۔ افسوس ہے تیری سمجھ پر اے قتادہ آگاہ ہو جا جو شخص بقصدِ بیت اللہ اپنے گھر سے نکلے اور زادِ راہ اور سواری اور حلال پیسہ اس کے ساتھ ہو اور وہ ہمارے حق کا عارف ہو۔ ہم سے دلی محبت رکھتا ہو (تو اس کا حج قبول ہو گا ورنہ نہیں) اے قتادہ! جو دعائے ابراہیمؑ کی حکایت آیۂ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۴۱ سطر ۲) میں کی ہے تو کیا حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی کہ خدایا تو بعض آدمیوں کے دل خانہ کعبہ کے مشتاق بنا دے۔ پس اگر واقعی ایسا ہی تھا تو اِلَيْهِمْ کی بجائے اِلَيْهِ ارشاد ہوتا قسم بخدا وہ ہم ہی ہیں جن کی طرف بعض قلوب مردم کے متوجہ ہونے کی دعا جناب ابراہیمؑ نے مانگی تھی۔ بس جس کے دل میں ہماری محبت ہو گی اسی کا حج قبول ہو گا ورنہ نہیں۔ اے قتادہ! جس کا حج قبول ہو گیا وہ روزِ قیامت عذابِ دوزخ سے محفوظ رہے گا قتادہ نے عرض کی خدا کی قسم اب میں ضرور اس آیت کی تفسیر یہی بیان کیا کروں گا حضرتؑ نے فرمایا علم قرآنی انہی کو حاصل ہے جن سے اس میں خطاب کیا گیا ہے۔

ہشیم بن عبداللہ رمانی کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد ماجد جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زبانی یہ حدیث بیان فرمائی وہ جناب فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک مفسرِ قرآن حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے اس کا نام لے کر ارشاد فرمایا تو فلاں شخص ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا تو ہی قرآن کی تفسیر کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی بیشک! حضرتؑ نے فرمایا اچھا آیۂ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ کا مطلب بیان کر! اس نے کہا قُرے ظاہرہ سے وہ بستیاں ہیں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا آیا ان بستیوں میں لٹنے اور مارے جانے کا خوف ہے یا نہیں؟ اس نے عرض کی خوف تو ضرور ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا جس مقام کے بارے میں خدا نے امن کی خبر دی ہو وہاں لوٹ مار کیسے ہو سکتی ہے؟ اس نے عرض کی حضور ہی اس آیت کا مطلب ارشاد فرمائیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا ان بستیوں ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کو انہی سے تعبیر کیا ہے اور ہم کو اس آیت میں قرار دے ہے۔ اس نے عرض کی میں آپ پر خدا ہو جاؤں آیا قرآن میں کسی اور جگہ بھی قرائے سے آدمی مراد لئے گئے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا (یعنی برادرانِ یوسف نے حضرت یعقوبؑ سے عرض کی) جس بستی میں ہم تھے اور قافلہ میں ہم آئے ہیں اس سے ہمارا حال دریافت کر لیجئے۔ تو تو ہی بتا کہ یہ سوال آدمیوں سے ہوتا ہے یا در و دیوار سے؟ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۝ تو اب تو ہی بتا کہ عذابِ شدید پر ہو گا یا مکانات کے در و دیوار پر؟

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسن بصری میرے پدر بزرگوار جناب امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان جنابؑ نے فرمایا اے بصرہ والے مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے ایک آیۂ قرآنی کی برخلاف تنزیل تفسیر کی ہے پس اگر واقعی تو نے ایسا ہی کیا ہے تو تو بیشک گمراہ ہو گیا اور لوگوں کو بھی تو نے گمراہ کیا۔ اس نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر خدا ہو جاؤں میرے ماں باپ حضورؑ پر قربان ہو جائیں۔ ارشاد ہو وہ کون سی آیت ہے؟ آنحضرتؑ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ اے حسن! افسوس ہے تیرے حال پر (تو اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ) اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے امان کہاں دی ہے۔ حالانکہ مکہ اور مدینہ میں اور ان کے مابین آدمیوں کا مال چوری جاتا ہے اور بہت سے آدمی غلام بنا لئے جاتے ہیں۔ اور اکثر لوگ مارے بھی جاتے ہیں۔ جانوں کا نقصان اٹھاتے ہیں۔ پھر افسوس فرماتے ہوئے تھوڑی دیر خاموش رہے بعد اس کے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جن بستیوں میں خدا نے برکت دی ہے ان سے ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔۔ حسن بصری نے عرض کی میں آپ پر خدا ہو جاؤں آیا قرآن میں کہیں اور بھی قرائے سے آدمی مراد لئے گئے ہیں؟ حضرتؑ نے جواب دیا ہاں۔ خدا عزّ و جلّ فرماتا ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا (اے حسن اب بتا کہ) حکم خدا سے سرتابی کرنے والے مکان تھے یا دیواریں یا آدمی؟ اس نے عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اور بھی کوئی مثال ارشاد ہو۔ حضرتؑ نے جواب دیا خداوند عالم سورۂ یوسفؑ میں (برادرانِ یوسفؑ کے قول کی حکایت میں) فرماتا ہے وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا اس آیت میں قریہ اور عیر (کاروان) سے کیا مراد ہے؟ جس سے سوال کرنے کی فرزندانِ یعقوبؑ نے اپنے باپ سے گزارش کی تھی۔ آیا اس سے بستی مراد ہے یا آدمی؟ حسن بصری نے پوچھا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں اب یہ بھی بتا دیجئے کہ قُرًى ظَاهِرَةً سے کیا مطلب ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا اس سے ہمارے علمائے شیعہ مراد ہیں تم ان میں شب و روز آ جا کرو (تم ہی سے) محفوظ رہو گے۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ ایک دن ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا تو کون ہے اس نے عرض کی ابوحنیفہ! فرمایا اہلِ عراق کا مفتی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تو کس چیز سے ان لوگوں کو فتوے دیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کی قرآن سے۔ فرمایا کیا تو کتاب خدا کے ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ سے واقف ہے؟ فرمایا اس آیت کی تفسیر تو بیان کر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ وہ کون سے مقامات ہیں (جن میں خدا نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے)؟ ابوحنیفہ نے جواب دیا وہ مکہ اور مدینہ کے مابین ہیں۔ حضرتؑ نے حاضرینِ جلسہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم کو خدا کی قسم دیکھو دریافت کرتا ہوں کہ جب تم مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتے ہو تو آیا ایسا ہوتا ہے یا نہیں کہ اپنی جانوں کے قتل ہونے سے اور مالوں کے لوٹے جانے سے مامون نہیں ہوتے۔ تو سب نے عرض کی بیشک ایسا ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ابوحنیفہ! اے ہو تجھ پر خدا کا کلام تو سچا ہی ہوتا ہے غلطی تو اس میں ہو ہی نہیں سکتی۔ (پھر کیوں اس کے خلاف ہوتا ہے) اے ابوحنیفہ! قولِ بارِ تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اس سے کون سا مقام مراد ہے؟ اس نے جواب دیا بیت اللہ الحرام۔ پس حضرتؑ اپنے حاضرینِ جلسہ کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا میں تم سے قسم دریافت کرتا ہوں کہ عبداللہ بن زبیر اور سعید بن جبیر بیت اللہ میں داخل ہوئے اس پر بھی محفوظ نہ رہے (مارے گئے) سب نے عرض کی بیشک ایسا ہی ہوا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا اے ابوحنیفہ! وائے تجھ پر اور تیری عقل پر خدا ایسی بات نہیں کہتا ہے جو حق ہو ابوحنیفہ نے عرض کی مجھے کتابِ خدا کا علم حاصل نہیں میں تو قیاس لگایا کرتا ہوں (چونکہ حدیث طولانی ہے بقدرِ ضرورت لے لی گئی ہے)۔

صفحہ ۵۱۴ نوٹ ۵

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الخ: العیون اور علل الشرائع میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے منقول ہے کہ ایک دن سلیمانؑ بن داؤدؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی سلطنت دی ہے کہ میرے بعد ویسی کسی کو نہ دے گا۔ ہوا کو، تمام آدمیوں کو، تمام جنوں کو، پرندوں کو، درندوں کو، چرندوں کو میرا محکوم بنایا ہے۔ اور مجھے پرندوں کی زبان تعلیم فرمائی ہے۔ اور مجھے سب ہی کچھ دیا ہے اور باوجود اس کے ایک دن بھی پورا پورا خوشی کا نہیں گزرا لہٰذا میں نے یہ لازم کر لیا کہ کل میں اپنے اس محل میں جاؤں گا اس کے اونچے سے اونچے حصہ پر چڑھوں گا اور اپنی مملکت پر نظر ڈالوں گا۔ سو تم لوگ میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا تاکہ ایک دن تو میرا عیش منغص نہ ہونے پائے۔ انھوں نے عرض کی بہت اچھا۔ صبح ہوئی تو آپ عصا ہاتھ میں لے کر اس قصر کے اعلیٰ سے اعلیٰ حصہ پر چڑھ گئے اور اپنے عصا پر ٹیک کر کے کھڑے ہو گئے اپنی سلطنت پر نظر ڈالتے تھے اور جو کچھ عطا کیا تھا اس پر پھولے نہ سماتے تھے۔ دیکھتے کیا ہیں ایک خوبصورت جوان عمدہ لباس پہنے ہوئے اسی محل کے کسی کونے سے نکل آیا سلیمانؑ نے جو اسے دیکھا تو دریافت فرمایا تجھے اس محل میں کس نے پہنچایا۔ حالانکہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ آج خلوت میں بسر کروں۔ نوجوان نے عرض کی کہ مجھے اس محل میں اس کے مالک نے پہنچایا ہے۔ اور میں اسی کے حکم سے آیا ہوں۔ سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس کا مالک مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے مگر آپ ہیں کون؟ عرض کی میں ہوں ملک الموت۔ فرمایا پھر آپ تشریف کیسے لائے؟ عرض کی قبض روح کے لئے۔ فرمایا بسم اللہ جس کام کا حکم دیا گیا ہے اسے بجا لایئے۔ آج کا دن میری تفریح کا تھا خدا تعالیٰ نے یہ نہ چاہا کہ بغیر اس کی ملاقات کے مجھے تفریح میسر ہو (پھر اس سے کیا بہتر ہیں تیار ہوں۔ چنانچہ ملک الموت نے اسی حالت میں ان کی روح قبض کر لی۔ اور وہ اسی طرح عصا پر تکیہ کئے کھڑے رہ گئے۔ اور مرنے کے بعد بھی جب تک خدا کو منظور نہ تھا کھڑے رہے۔ لوگ ان کی طرف نظر ڈالتے تھے اور سمجھتے تھے کہ زندہ ہیں۔ لوگوں کی ان کے بارے میں بڑی آزمائش تھی۔ اور آپس میں بڑا اختلاف تھا کوئی تو یہ کہتا تھا کہ اس مدت مدید تک حضرت سلیمانؑ عصا ہی کے سہارے کھڑے رہے، نہ تھکے نہ سوئے نہ کھایا نہ پیا تو یہی ہمارے خدا ہیں۔ لازم ہے کہ ہم انہی کو پوجا کریں۔ اور ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ سلیمانؑ جادوگر ہیں انھوں نے ہماری نظر بندی کر دی ہے کہ ہمیں یہی دکھائی دے کہ عصا کے سہارے کھڑے ہیں۔ اور مومنین یہ کہتے تھے کہ سلیمانؑ اللہ کے بندے اور اس کے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے اپنے معاملات کی تدبیر کرتا ہے۔ جب ان لوگوں کا اختلاف بہت بڑھ گیا تو خدا تعالیٰ نے دیمک کو پیدا کر دیا کہ ان کا عصا اندر ہی اندر کھا گئی، عصا ٹوٹا اور حضرت سلیمانؑ قصر پر سے منہ کے بھل گرے۔ اور جنات دیمک کے اس عمل کے شکر گزار ہوئے۔ اسی وجہ سے جس مقام پر دیمک پائی جائے گی اس کے پاس پانی اور مٹی پہونچا دی جائے گی۔ یہی واقعہ خدا کے اس قول فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الخ میں درج ہے پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ آیت یوں نہیں نازل ہوئی۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا الخ: بلکہ یوں نازل ہوئی تھی۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْإِنْسُ أَنَّ الْجِنَّ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ: الخ

تصویح:۔ موجودہ صورت کا ترجمہ تو متن میں ملاحظہ کیجئے اور جو صورت تنزیل امامؑ نے فرمائی اس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ (جب سلیمانؑ گرے تو آدمی یہ سمجھے کہ اگر جن غیب داں ہوتے تو اس ذلت دینے والے عذاب میں اتنی مدت تک نہ پھنسے رہتے) کیونکہ اس سے پہلے لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ جن اسرار غیب کے عالم ہوتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۴ نوٹ ۶

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا کہ یہ سبا کون تھا مرد یا عورت؟ فرمایا عرب میں سے یمن تھا جس کے دس بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے چھ کو مبارک جانتا تھا اور چار کو منحوس جن چھ کو مبارک جانتا تھا یہ ہیں۔ ازدؔ، کندہؔ، مذحجؔ، اشعریؔن، انمارؔ، حمیرؔ۔ عرض کیا گیا انمار کون؟ فرمایا وہی جس میں سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ اور چار منحوس تھے وہ یہ ہیں۔ عاملہؔ، جزامؔ، لخمؔ، غسانؔ۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۵ نوٹ ۲

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا الخ: احتجاج طبرسی میں جناب امام محمد باقرؑ سے حدیث حسن بصری میں جو اس آیت کی تفسیر میں ہے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارے بارے میں مثلیں بیان فرمائی ہیں۔ پس وہ بستیاں جنکو اللہ نے برکت دی ہے ہم ہیں۔ اور خدا کا یہ قول ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ہماری فضیلت کے منکر ہوں اس لئے کہ خدا نے ان کو حکم دیا ہے کہ ہمارے پاس آئیں چنانچہ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا یعنی ہم ان کے اور ان کے شیعوں کے درمیان قرار دیئے ہیں۔ قُرًى ظَاهِرَةً جس سے مطلب ہیں ہمارے ائمہؑ اور ہمارے احکام و اخبار ہمارے شیعوں تک پہونچانے والے اور علماء شیعہ۔ اور خدا کا یہ فرمانا۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ط سیر فعل ہیں علم کے فرمایا ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے تمام عالم کی سیر ہو سکتی ہے اور یہ جو فرمایا سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اس سے مطلب یہ ہے کہ حلال کی بابت، حرام کی بابت، فرائض کی بابت احکام کی بابت علم رات اور دن پہونچ سکتا ہے اور اسے تم رات اور دن حاصل کرو اور مطلب اس سے یہ ہے کہ جب تم اس معدن سے علم کو لو گے جہاں سے تم کو حکم دیا گیا ہے تو تم کو اس میں کوئی خطرہ اور کھٹکا باقی نہیں رہ سکتا اور شک و گمراہی حرام و حلال کے بدلنے والوں کی چالوں سے محفوظ ہو گے۔ ۱۲

جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدائے عزوجل نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ کو ایک تسبیح سے پیدا کیا ہے اور ان کو کان، آنکھ، ذہن، رفتار اور تیزی فہم عطا کی ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام ملائکہ کی خلقت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں (اے اللہ) فرشتوں کو قوتے پیدا کر کے اپنے آسمانوں میں ان کو ساکن کیا نہ وہ تیری عبادت سے تھکتے ہیں اور نہ غافل ہوتے ہیں۔ اور نہ وہ تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ وہ تیری تمام مخلوق سے زیادہ تیرے عارف ہیں۔ اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں ان کا مرتبہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ ہے وہ سب سے بڑھ کے تیری طاعت پر عمل کرتے ہیں۔ نہ ان پر خبث کا غلبہ ہوتا ہے نہ انھیں سستی و نسیان عارض ہوتا ہے۔ نہ ان کے بدنوں میں کاہلی اور تکان پیدا ہوتی ہے۔ نہ وہ باپوں کی پشتوں میں ساکن رہے نہ وہ ماؤں کے رحموں میں لپٹے ہوئے رہے تو نے ان کو لیسند اور پانی (منی) سے پیدا کیا۔ بلکہ تو نے ان کو عجیب حکمت سے خلق فرمایا۔ پس تو نے ان کو اپنے (بلند) آسمانوں میں سکونت بخشی اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کر ان کی بزرگی بڑھائی اور وحی کا ان کو امین بنایا۔ آفتوں سے تو نے ان کو محفوظ رکھا۔ بلاؤں سے تو نے ان کو بچایا۔ گناہوں سے تو نے ان کو پاک کیا اگر تو ان کو قوت نہ دیتا تو وہ صاحب قوت نہ ہوتے۔ اگر تو ان کو ثابت قدمی عطا نہ فرماتا تو وہ ہرگز ثابت قدم نہ رہتے۔ اگر تیری رحمت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ طاعت نہ کرتے۔ اگر تو ان کو پیدا نہ کرتا تو وہ پیدا نہ ہوتے۔ ان کو تو نے ہی ایک مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ وہ پس تیرے ہی فرمانبردار ہیں۔ تیرے نزدیک ان کا مرتبہ بلند ہے وہ تیرے حکم سے غفلت نہیں کرتے۔ اگر وہ ان باتوں کو جو ان سے پوشیدہ ہیں دیکھ لیں تو ضرور اپنے اعمال کو حقیر سمجھیں گے اور آواز بلند نہ کریں گے اور جان لیں گے کہ بیشک انھوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اے میرے خالق، اے میرے معبود، میں تیری تسبیح کرتا ہوں تو نے اپنے بندوں کا نہایت خوبی سے امتحان لیا ہے۔

التوحید میں ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے قدرتِ خدا کے متعلق سوال کیا۔ حضرتؑ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لانے کے بعد ارشاد فرمایا خدائے تبارک تعالیٰ نے (بکثرت) فرشتے پیدا کئے ہیں اگر ان میں سے ایک فرشتہ زمین پر اتر آئے تو اس کی جسامت اور بازوؤں کی کثرت کے سبب زمین میں سما نہ سکے۔ اور بعضے فرشتے ایسے بھی ہیں کہ اگر تمام انسانوں اور جنات کو ان میں سے ایک توصیف بیان کرنے کی تکلیف دی جائے تو سب کے سب اسکی توصیف سے عاجز آجائیں گے۔ کیونکہ ان کے اعضاؤ جوارح کے جوڑ بند نہایت دور دور ہیں اور ان کی صورتوں کی ترکیب عجیب و صنع کی ہے۔ اور فرشتوں کا وصف کیونکر بیان ہو سکتا ہے حالانکہ بعض ان میں ایسے ہیں جن کے کندھے اور کان کی لو میں اتنا فاصلہ ہے جتنا سات سو برس میں طے ہو سکے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کا ایک بازو ساری دنیا کے ڈھانپنے کے لئے کافی ہے۔ رہی ان کی جسامت وہ الگ ہے (اس کا ذکر ہی کیا ہے) اور بعضے اتنے بڑے ہیں کہ آسمان ان کی کمر تک ہے۔ اور بعضے ایسے کہ ان کے قدم نیچے والی ہوا پر ہیں کسی وقت ان کو قرار نہیں آتا۔ ساری زمینیں ان کے گھٹنوں تک ہیں۔ اور بعضے اتنے بڑے ہیں کہ اگر تمام پانی ان کے انگوٹھے کی گھائی میں ڈالا جائے تو سارا غائب ہو جائے اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتی ڈال دی جائے بہتی رہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۵ نوٹ ۳

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا: تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ جو ان کے قول سے خدا تعالیٰ نے خبر دی رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا یہ انھوں نے دوریٔ سفر کی شکایت کی ہے کیونکہ رفاہیت بڑھ گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی تھیں اس کی کما حقہٗ قدر ان کی نظروں میں باقی نہ رہی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۵ نوٹ ۴

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو علیؑ مرتضیٰ کے بارے میں غدیر خم کے مقام پر یہ حکم بھیجا يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۴۲ سطر ۱) یعنی کل آدمیوں کے لئے اُن کو امیر بنا دو اور آنحضرتؐ نے بنا دیا اور فرما دیا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ (جس کے جان و مال کا میں مالک ہوں یہ علیؑ بھی اس کی جان و مال کا مالک ہے) اس وقت سارے ابلیس جمع ہو کر ابلیس اکبر کے پاس سروں پر خاک ڈالتے ہوئے آئے، اس نے ان سے کہا تمھیں ہو کیا گیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس شخص (رسولِ خدا) نے آج وہ گرہ باندھی ہے جسے قیامت تک کوئی چیز نہ کھول سکے گی۔ ابلیس اکبر نے کہا تم پاگل ہو گئے ہو یہ جو اس کے گرد و پیش جمع ہیں یہی مجھ سے اس کے کھولنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اور وعدہ بھی ایسا پکا کہ ہرگز اس کے خلاف نہ کریں گے۔ اس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ الخ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کی تاویل جناب رسولِ خدا کے انتقال کے بعد ہی ظاہر ہو گئی۔ اور ظنِ ابلیس کیا تھا؟ وہ یہ تھا کہ جس وقت اصحاب منافقین نے (مقامِ غدیر میں) خود جناب رسولِ خدا کی نسبت یہ کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کہہ رہے ہیں۔ اُسی وقت ابلیس نے ظن کیا تھا کہ یہ ڈھب پر آجانے والے ہیں۔ اور انھوں نے اس کے ظن کو سچا کر دکھایا۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۲

مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آسمانوں کے باشندوں نے عیسیٰؑ کے اٹھائے جانے کے بعد سے حضرت محمد مصطفےٰؐ کے مبعوث ہونے تک وحی کی آواز نہیں سنی تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے جبرئیل امین کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا تو باشندگانِ آسمان نے وحیِ قرآنی کی آواز اس طرح سنی جیسے لوہے کے تخت پر لوہے کی آواز آدمی سنتے ہیں۔ غرض اس سے اہلِ آسمان چیخ اٹھے اور جب وحی سے فراغت ہو چکی اور جبرئیل امین واپس گئے تو اہلِ آسمان میں سے جن کے پاس سے گزرتے تھے ان کے دلوں پر جو کیفیت جزع و فزع طاری تھی وہ دور ہو جاتی تھی اور وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ اور آپس ہی میں جواب پاتے تھے۔ اَلْحَقُّ وَهُوَ الْمَعَالِيُّ الْكَبِيْرُ ۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۳

لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ حرفوں کا یہ اختلاف کہ ہدایت سے پہلے علیٰ آیا ہے اور ضلال سے پہلے فی اس بنا پر ہے کہ ہادی عنصراً اس شخص کے ہوتا ہے جو مینارے پر چڑھا ہوا ہو کل چیزوں کو دیکھتا ہو اور ان سے مطلع ہو یا گھوڑے پر سوار ہو کر جدھر چاہے اسے ایڑ کر کے لے جائے اور گمراہ مثل اس شخص کے ہے جو اندھیرے میں گرفتار ہو کر اسے کچھ سوجھے ہی نہیں یا مثل اس قیدی کے ہے جو کسی گہرے گڑھے میں ہو کر وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ ہی نہ پائے۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۴

اَلْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ: یہ فتاحت سے ہے جس کے معنی ہیں فیصلہ کرنا اور فتاح کے معنی ہوئے بڑا فیصلہ کرنے والا۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۶ نوٹ ۵

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ: روضۃ الواعظین میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا کہ بھتیجے تم تمام آدمیوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہو یا مخصوص اپنی قوم کے لئے؟ فرمایا کل آدمیوں کے لئے گورے ہوں یا کالے، عرب ہوں یا عجم۔ (اور قسم بخدا میں اس امر کی دعوت سبھی کو دوں گا۔ گورے ہوں تو، کالے ہوں تو، پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والے ہوں تو اور سمندر کی گہرائی میں بسنے ہوں تو اور میں فارس و روم کی ۔۔۔ سلطنتوں تک کو بھی خدا کا پیغام پہونچاؤں گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے۔ ایک شخص سے فرمایا کہ ذرا مجھے جناب رسولِ خدا کے کچھ حالات تو سناؤ۔ آیا تمام لوگوں کے لئے آنحضرتؐ کی رسالت عام تھی یا خاص؟ آیا خدا نے اپنی کتاب کے محکم حصہ میں یہ نہیں فرمایا کہ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ یعنی مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے آسمان کے رہنے والے ہوں یا زمین کے، جنوں میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے آنا ان سب تک آنحضرتؐ نے رسالت پہونچا دی۔ اس شخص نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ فرمایا جناب رسولِ خدا تو مدینہ سے نکلے ہی کم، پھر اہلِ شرف و اہلِ عرب کو تبلیغ کیونکر کی ہوگی۔ (جب وہ شخص کوئی جواب نہ دے سکا تو آپ حضرتؑ ہی نے) پھر ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جبرئیل امین کو حکم دیا اور انھوں نے ساری زمین کو اپنے بازو کے ایک پر کے ذریعہ سے سمیٹ کر آنحضرتؐ کے سامنے کر دیا۔ پس وہ آنحضرتؐ کے سامنے ایسی ہی ہو گئی جیسے کسی شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی اس کے سامنے ہوتی ہے۔ کہ آنحضرتؐ مشرق و مغرب پر بھی نظر ڈال سکتے تھے اور ہر قوم سے اس کی زبان میں باتیں بھی کر سکتے تھے اور انکو خدا تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت بھی دے سکتے تھے۔ پس کوئی چھوٹی یا بڑی بستی ایسی باقی نہ رہی جسے آنحضرتؐ نے اپنی رسالت کی خود دعوت نہ دی ہو۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۹ نوٹ ۳

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مودت کا اجر جس کا میں نے تم سے سوال کیا تم ہی کو ملے گا۔ یعنی دنیا میں اس کے ذریعہ سے تم ہدایت پاؤ گے اور قیامت کے دن عذاب سے چھوٹ جاؤ گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۱۹ نوٹ ۴

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ امالی میں جناب امام رضاؑ سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا کا داخلہ مکہ معظمہ میں ہوا تو اس وقت کعبۃ اللہ کے گرداگرد اڑتیس سو ساٹھ بت قائم تھے آنحضرتؐ کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی تھی جس کی نوک سے ان بتوں کو کوچے دیتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ ۱۲

صفحہ ۵۱۹ نوٹ ۵

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے اس فتنہ کا ذکر کیا جو اہل مغرب اور اہل مشرق کے درمیان ہوگا۔ اور فرمایا جب وہ اس حالت میں ہوں گے تو بیابان سے سفیانی خروج کریگا اور بڑھتے بڑھتے دمشق میں جا کر ٹھہرے گا۔ پھر دو لشکر بھیجے گا ایک مشرق کی طرف اور ایک مدینہ کی طرف۔ اس کے وہ لشکر سرزمین بابل میں مدینہ طیبہ یعنی بغداد میں اتریں گے۔ اور وہاں تین ہزار سے زیادہ کو قتل کریں گے اور سو سے زیادہ عورتوں کی عصمت دری کریں گے۔ اور تین سو سردار بنی عباس کے قتل کئے جائیں گے۔ پھر یہ لوگ کوفہ پر چڑھائی کریں گے، اس کے حوالی کو خراب کریں گے، پھر شام کا رُخ ہوگا۔ اور ہدایت کا جھنڈا کوفہ سے بلند ہوگا۔ اور اس لشکر کو راستے ہی میں آلے گا۔ اور یہ اس طرح قتل کئے جائیں گے کہ ان میں سے خبر دینے والا بھی کوئی نہ بچے گا۔ اور جو کچھ مال غنیمت یعنی لونڈی، غلام وغیرہ ان کے پاس ہوں گے سب کو چھوڑ دیا جائیگا۔ اور وہ دوسرا لشکر مدینہ میں جا کر اُتریگا اور تین دن اور تین رات مدینہ کو لوٹے گا۔ پھر مکہ کا رُخ کریں گے۔ جب جنگل میں ہوں گے تو خدا تعالیٰ جبرئیلؑ امین کو یہ دیکر بھیجے گا کہ تم جاؤ اور ان کو ہلاک کر دو پس جبرئیلؑ آکر اپنا ایک پاؤں زمین پر ماریں گے جس سے وہ سارا لشکر زمین میں دھنس جائے گا، صرف دو شخص قبیلۂ جہینہ کے باقی رہ جائیں گے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کی یقینی خبر جہینہ والوں کے پاس ہوگی۔ اور اس طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا الخ۔ ۱۲

صفحہ ۵۲۰ نوٹ ۲

اور بہت سے ایسے ہیں جو قیامت تک سجدہ ہی میں رہیں گے۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا کا ارشاد ہے کہ جو جو چیزیں خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائیں ان میں فرشتوں سے زیادہ تعداد کسی کی نہیں ہے جس کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر ہر دن میں ستر ستر ہزار فرشتے اور ہر ہر رات میں ستر ستر ہزار فرشتے اتر کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ پھر جناب رسولؐ خدا کی زیارت بجالاتے ہیں پھر جناب امیرالمومنینؑ کی زیارت کرتے ہیں، پھر جناب امام حسینؑ کی زیارت بجالاتے ہیں۔ اور وہاں ٹھہرتے ہیں جس وقت دوسری صبح ہوتی ہے تو ان کو آسمان پر چڑھ جانے کا حکم ہوتا ہے پھر کبھی آنے کا حکم نہیں ہوتا۔ (قولہ صنج) جن کو فرشتوں کی خلقت اور ان کے اجسام کی عظمت میں شک ہو وہ زمانۂ حال کے محققین کے اقوال اپنی زمین اور سیاروں کی حالت کے بارے میں اور دوسرے سیاروں میں جو مخلوق فرض کی گئی ہے اس کی جسامت کے بارے میں غور سے مطالعہ کریں نیز خوردبین کے ذریعہ ہوا اور پانی کے جانداروں کو غور سے دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ جن خدا میں اتنی قدرت ہے کہ ایسی چھوٹی مخلوق پیدا فرمائے جس کو بغیر خوردبین کے اُن کی آنکھ نہ دیکھ سکے تو وہ ایسی بڑی مخلوق بھی پیدا کر سکتا ہے جیسی کہ احادیث میں وارد ہیں ۱۲

صفحہ ۵۲۰ نوٹ ۳

يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے چہرے کی خوبصورتی، آواز کا اچھا ہونا اور بالوں کا خوشنما ہونا۔ (قولہ صنجم) :- یہ حدیث جو ابھی بیان ہوئی آدمیوں کے متعلق ہے اور اوپر کی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا تھا وہ اشارہ فرشتوں کے متعلق تھا کیونکہ خلق میں دونوں داخل ہیں ۱۲

صفحہ ۵۲۰ نوٹ ۴

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس رحمت میں نعمت، امن، صحت، نبوت اور ولایت سب داخل ہیں اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اجازت متع بھی اسی رحمت کا ایک جزو ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۲۵ نوٹ ۱

پھر اس مومن کی نظر اس کی گردن کی طرف جائے گی تو اس کے گلے میں ایک یاقوت سُرخ کی ہیکل دکھائی دے گی جس کی بیچ کی پٹڑی پر لکھا ہوگا کرامے دوستِ خدا تم میرے پیارے ہو اور میں تو رجنت تمھاری پیاری ہوں۔ میری آرزو کی انتہا تم ہو اور تمھاری آرزو کی انتہا میں ہوں۔ پھر خدا تعالیٰ ہزار فرشتوں کو اس کے پاس بھیجے گا کہ وہ اس کو جنت میں پہونچ جانے کی مبارکباد دیں۔ اخ۔ سعد السعود میں جناب رسولؐ خدا سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آنحضرتؐ نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ نے قیامت کے دن علیؑ مرتضیٰ کے دوستوں کے لئے مہیا فرمائی ہیں۔ از آنجملہ فرمایا کہ جس وقت وہ اپنے اپنے مقاموں میں پہونچ جائیں گے تو فرشتوں کو پائیں گے۔ جو ان کو اس منزلت و کرامت کی مبارکباد دیتے آئے ہوں گے اور جب وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۝ عرض کریں گے کہ بیشک اے ہمارے پروردگار ہم راضی ہوئے پس تو بھی ہم سے راضی ہو۔ ارشاد ہوگا کہ تم نے میرے نبیؐ کے اہلبیتؑ سے محبت رکھی اس لئے میں بھی تم سے راضی ہوں اب تم تو میرے مکان میں آ اترے، اور فرشتوں نے تم سے مصافحہ کر لیا پس تم کو یہ نعمتیں مبارک ہوں جو ختم ہونے والی نہیں ہیں اور یہ عیش منغص ہونے والا ہے اس پروہ ان لفظوں میں شکر بجا لائیں گے جن کا پچھلی آیت میں ذکر ہو چکا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۵۲۵ نوٹ ۲

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ ۝ الفقیہ، الخصال اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ ذجر و توبیخ اٹھارہ برس والوں کے لئے ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ وہ عمر میں جس میں خدا تعالیٰ اولاد آدمؑ کے ہر عذر کو رفع فرما دیتا ہے ساٹھ برس ہے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا فرمائی اب اس کے لئے کوئی موقع عذر باقی نہیں رہا۔ ۱۲

صفحہ ۵۲۷ نوٹ ۳

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ حالت تو ان کی دنیا میں ہے اور ایسی ہی آخرت میں آتش جہنم سے ہوگی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوجہل ابن ہشام اور اس کے کنبے کے چند شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل طعون یہ قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں ان کو کبھی نماز پڑھتے دیکھوں گا تو (معاذ اللہ) ان کا سر کچل دوں گا۔ چنانچہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ایک پتھر لے کر آیا۔ آنحضرتؐ جتنی دیر نماز پڑھتے رہے وہ جس وقت بھی پتھر پھینکنا چاہتا خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ کو اسی کی گردن سے باندھ دیتا۔ اور وہ پتھر اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹتا۔ جب اپنے یاروں کے پاس لوٹ کر آیا تب پتھر ہاتھ سے گرا۔ اس وقت ایک اور مرد جو اسی کے کنبہ سے تھا اٹھ کر چلا اور کہنے لگا میں اس کو قتل کر دوں گا مگر جب آنحضرتؐ کے قریب پہونچا اور قراءت قرآن کی آواز سنی تو رعب چھا گیا۔ یاروں کے پاس پلٹ آیا اور کہنے لگا میرے اور ان کے مابین تو ایک سانڈ نظر آتا تھا۔ جو اپنی دم

بلاکر مجھے مارنا چاہتا تھا۔ پس میں تو آگے بڑھنے سے ڈرا۔ کافی کی ایک حدیث میں ان دونوں آیتوں کے متعلق جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور رسول اللہ پر اور ولایت ائمہ ہدیٰ پر ایمان نہیں لائے ان کی حالت کو ان آیتوں میں بطور مثال بیان کیا گیا ہے کہ جیسے وہ شخص جس کے گلے میں اس شان کے طوق پڑے ہوئے ہوں کہ آگے پیچھے، دائیں بائیں، نیچے اوپر حسب خواہش دیکھ ہی نہیں سکتا ویسے ہی کفر و حماقت و جہالت کے طوق ان کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور خدا اور رسول کے حکم نہ ماننے کی شامت نے آگے پیچھے دیواریں بھی قائم کر دی ہیں۔ اور توفیق الٰہی سلب ہو جانے کی چھت بھی پھٹ گئی ہے۔ پس متنبہ جو ہونا چاہیئے وہ ظاہر ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۲۷ نوٹ ۴

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ الخ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت مخزوم کے بارے میں ہے کہ جن میں سے ایک بھی ایمان نہ لایا تھا اور ابوجہل بھی اسی قبیلہ سے تھا۔ قول مترجم:۔ جو لوگ اپنی جہالت سے ابوجہل کو جناب رسول خدا کا چچا بتاتے ہیں قیامت کے دن وہ ان سب کو اپنا بھتیجہ نہ بنائے تو بھی۔ ۱۲

صفحہ ۵۲۸ نوٹ ۸

رَجُلٌ يَّسْعٰى الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیتیں جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (پارۂ آئندہ دیکھو) تک حبیب النجار کی شان میں نازل ہوئی ہیں جو جناب رسول خدا پر بھی ایمان کامل رکھتے تھے۔ حالانکہ آنحضرتؐ سے چھ سو برس پہلے تھے۔ یہ روایت میں آیا ہے کہ یہ ایک غار میں بیٹھے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کو انظار کہ میں رسولوں کے آنے کی خبر ملی تب انھوں نے اپنے دین کا اظہار فرمایا۔ انجالس میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ صدیق کل تین ہیں حزقیل، مومن آل فرعونؑ، حبیبؑ النجار مومن آل یٰسینؑ، جنھوں نے یہ الفاظ کہے يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ان علیؑ ابن ابیطالب جو سب میں افضل و اعلیٰ ہیں الخ واضح میں بھی خود آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ غیر انبیاء میں امتوں کے بڑے بڑے سردار صرف تین ہیں جنھوں نے صرف ایک پل کے لئے بھی کفر نہیں کیا۔ اور علیؑ ابن ابیطالبؑ دوسرے صاحب یٰسینؑ تیسرے مومن آل فرعون۔ صدیق صرف یہی تین ہیں اور علیؑ ان میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ قول مترجم:۔ جناب رسالتمآبؐ کی یہ وہ حدیث ہے جسے حافظ علامہ ابن حجر مکی جیسے سنگدل نے بھی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں جو ہم شیعوں کی رد میں لکھی ہے نہ درج کیا بلکہ اس کی صحت بھی قبول کی ہے۔ اور لقب حافظ سے کوئی اس زمانہ کا اندھا حافظ نہ سمجھے بلکہ حافظ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو دس ہزار حدیثیں مع اسناد و روات و اسماء و رجال بقاعدۂ جرح و تعدیل بر زبان یاد ہوتی تھیں جب ایسا شخص اس حدیث کو صحیح تسلیم کرے اور پھر اس کتاب میں درج کرے جو شیعیان علیؑ کی مخالفت میں لکھی ہو اور جس کا نام "جلانے والی بجلیاں" رکھا ہو تو پھر شیعوں کو یہ سوال کرنے کا حق ہے یا نہیں کہ جب جناب رسول خدا کے قول ہے کہ صدیق صرف تین ہیں اور ان تینوں کا آنحضرتؐ نے واضح طور سے نام لے دیا ہے تو پھر تم نے ابوبکر کو صدیق کیوں بنا دیا اور تمھارا ابوبکر صدیق کہنا دوبرعکس ہند نام زنگی کافور" کا مصداق ہے یا نہیں۔ ۱۲

پارۂ بست و دوم ۲۲ تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ضمیمہ متعلق پارہ بست و سوم ۲۳

صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۵ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس پوری آیت کا مطلب یہ منقول ہے کہ سورج دن کا بادشاہ ہے اور چاند رات کا۔ یعنی یہ دونوں رات یا دن ہونے پر دلالت کرتے والے ہیں۔ سورج کی یہ مجال نہیں ہے کہ رات کو چاند کی روشنی کے ساتھ آ موجود ہوا ورنہ کوئی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے یعنی جب تک رات ختم نہ ہولے دن کو آنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا اور كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ آسمان کے گول ہونے کے باعث شب و روز ایک دوسرے کے پیچھے لگاتار چلے آتے ہیں تفسیر مجمع البیان میں بروایت تفسیر عیاشی جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور خدا کے اس قول وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ سے یہی ثابت ہے کہ دن رات کے مقابلہ میں مقدم ہے۔ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا گیا اور سورج چاند سے پہلے اور زمین آسمان سے پہلے اور کائنات میں اتنا اور زیادہ ہے کہ نور ظلمت سے پہلے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۶ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ دوسری جگہ خدا یتعالیٰ نے اس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ (ترجمہ کیلئے دیکھو ص۳۳۲ سطر ۶) ذرّیت کے معنی ہیں اولاد۔ اب یہ فرمانا کہ ان کی ذریت کو کشتی میں سوار کیا تھا، اس کا یہ مطلب ہے کہ سوار تو ان کے بزرگوں کو کیا تھا اور یہ خود ان کی ذرّیت ان کے صلب میں موجود تھی۔ پس لفظ ذرّیت کو خصوصیت سے استعمال کرنا احسان جتلانے میں تو اعلیٰ درجہ کا بلیغ ہے اور باوجود اپنے اختصار کے حیرت و تعجب میں ڈالنے والا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۷ الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ اُن حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ مَا التِّسْعُونَ یعنی نوّے کیا ہے؟ فرمایا الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ یعنی مراد ہے کشتی نوحؑ کیونکہ حضرت نوحؑ نے اس میں جانوروں کیلئے نوّے خانے بنائے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۰ نوٹ ۸ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ سے مراد یں تمہارے وہ گناہ جو گذر چکے اور مَا خَلْفَكُمْ سے مراد وہ عذاب ہے جو ان گناہوں کے بدلے میں ہونے والا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۱ نوٹ ۳ فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب خدائے تعالیٰ زمین کے رہنے والوں کو موت دیدیگا تو جتنا عرصہ ان سب کی پیدائش اور موت میں صرف ہوا ہوگا اُس سے کئی گنے زمانہ تک توقف فرمائیگا۔ پھر پہلے آسمان کے رہنے والوں کو موت دیگا پھر جتنا عرصہ اس مخلوق کو پیدا کرنے میں اور اہل زمین اور اہل آسمان اول کی موت میں صرف ہوا تھا اس سے کئی گنا زیادہ عرصہ تک توقف فرمائے گا۔ اس کے بعد دوسرے آسمان کے رہنے والوں کو موت دیگا پھر جتنا عرصہ ان کی پیدائش میں اور زمین والوں کی اور پہلے آسمان والوں کی اور دوسرے آسمان والوں کی موت میں صرف ہوا تھا اُس سے کئی گنا زیادہ توقف فرمائیگا۔ پھر تیسرے آسمان والوں کو موت دیگا اس کے بعد جتنا عرصہ اُن کی پیدائش میں لگا تھا اور جتنا اہل زمین اور اہل آسمان اول دوم وسوم کی موت میں صرف ہوا تھا اس سے کئی گنا زیادہ توقف فرمائے گا۔ اور اسی نسبت سے ہر آسمان کے رہنے والوں کو موت دیتا جائیگا اور توقف فرماتا رہے گا پھر میکائیلؑ کو موت دیگا پھر اتنی دیر توقف کرے گا جتنی تمام مخلوق کو پیدا کرنے میں اور موت دینے میں صرف ہوئی تھی اور اس سے بھی کئی گنی زیادہ۔ پھر جبرئیلؑ امین کو موت دیگا اس کے بعد جتنا عرصہ کل مخلوقات کی پیدائش میں اور ان سب کو موت دینے میں گذر چکا ہوگا اُتنا اور اس سے کئی گنا زیادہ توقف فرمائے گا۔ پھر اسرافیلؑ کو موت دیگا اس کے بعد جتنا زمانہ کل مخلوق کو پیدا کرنے میں اور اُن سب کو موت دینے میں اُس وقت تک گزر چکا ہوگا اُتنا اور اس سے کئی گنے زیادہ عرصہ تک توقف فرمائے گا۔ اس کے بعد ملک الموت کو موت دیگا پھر اتنا عرصہ توقف فرمائے گا کہ جتنی ساری مخلوق کو پیدا کرنے اور ان کی موت دینے میں صرف ہوا تھا اور اُس سے بھی کئی گنا زیادہ۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ فرمائے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج سلطنت کس کی ہے؟) پھر خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (خدائے یکتا و زبردست کی ہے) پھر فرمائے گا کہ سرکش کدھر گئے؟ وہ لوگ کیا ہوئے جو میرے ساتھ اور خدا بنایا کرتے تھے؟ متکبر کہاں ہیں؟ اور اُن کا تکبر کیا ہوا؟ اس کے مخلوق کو از سر نو پیدا کرے گا۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یہ تمام معاملہ اتنا طول کھینچے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اگر ایسا نہ ہونے والا ہوتا تو میں اتنا طول و بیان کرتا اس نے عرض کی نہیں میرا یہ خیال نہیں ہے۔ فرمایا بس یہ خیال رکھ کہ ایسا ہی ہوگا یعنی اتنا ہی طول کھینچے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۱ نوٹ ۴ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات خدا کی طرف سے اُن کے حق میں کہی جائیگی یعنی خدا یتعالیٰ خود ان پر سلام کہے گا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ خدا یتعالیٰ کی طرف سے یہی تو امان ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۱ نوٹ ۵ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق کو جمع فرمائے گا وہ اپنے پاؤں کے بل کھڑے رہیں گے تا آنکہ پسینہ اُن کی ٹھوڑیوں تک پہنچے گا پس وہ اس وقت پکاریں گے کہ خدایا ہمارا حساب فرما کر ہمیں جہنم ہی میں جانا ہو معصوم فرماتے ہیں

کر خدائے تعالیٰ اس وقت کچھ ہواؤں کو بھیجے گا جو صفوں کے اور آدمیوں کے مابین چلتی ہوں گی اور ایک منادی یہ ندا دیگا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اسی وقت لوگوں میں جدائی ہو جائے گی۔ مجرم تو جہنم میں چلے جائیں گے اور جن جن کے دل میں ایمان ہوگا وہ جنت کی طرف چلا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۲ نوٹ ۳ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے رسولؐ پر صنعتِ شعر گوئی سے کوئی کلام بنا کر نازل نہیں کیا۔ یعنی جیسی خیالی باتیں رغبت دلانے والی ہوں یا نفرت دلانے والی ہوں یا کسی اور جذبہ کو برانگیختہ کرنے والی شاعر لوگ بناتے رہتے ہیں جن کی اصل و حقیقت کچھ نہیں ہوتی بلکہ وہ محض جھوٹ کے کی ٹٹی ہوا کرتی ہیں، خواہ وہ کلام موزوں ہو یا غیر موزوں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش یہ کہا کرتے تھے کہ محمدؐ جو کچھ کہتے ہیں وہ شعر ہے (یعنی خیالی باتیں ہیں مثلاً جنت و جہنم ثواب و عذاب اور بعثت بعد موت وغیرہ جیسے کہ اس زمانہ کے دہریے بھی کہتے ہیں) اس کو خدا یتعالیٰ نے رد فرمایا ہے اور آنحضرتؐ نے کبھی کوئی شعر نہیں فرمائے۔ قول صاحب تفسیر صافی ؕ اس آخری بات کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے کبھی کوئی خیالی بات نہیں فرمائی یہ نہیں کہ آنحضرتؐ نے کبھی شعر نہیں کہا یا نہ پڑھا کیونکہ شعر کا اطلاق دونوں پر ہو سکتا ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ قرآن مجید کے شعر کیونکر گنتے کیونکہ اس میں نہ شعر کی سی قافیہ بندی ہے اور نہ موزونیت اور حدیث میں یہ وارد ہوا ہے۔ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً (یہ تحقیق شعروں میں سے بعض شعر بجائے خود حکمت ہے) یہاں شعر سے مطلب وہی کلام موزوں ہے۔ اور کلام موزوں خود آنحضرتؐ سے بھی منقول ہے۔ مثلاً حضرتؐ نے فرمایا اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ؕ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (میں نبی ہوں یہ بات جھوٹی نہیں ہے میں عبدالمطلبؑ کا بیٹا ہوں) اور مخالفین نے جو یہ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ جب کبھی حسب حال کچھ بیتیں پڑھا کرتے تھے تو اس کی ترکیب بگاڑ کر پڑھتے تھے تاکہ غیر موزوں ہو جائے، یہ روایت ہمارے نزدیک ثابت نہیں اور اگر بالفرض یہ صحیح ہو تو شاید آنحضرتؐ کی یہ غرض ہوگی کہ لوگ اس وہم میں نہ پڑنے پائیں کہ یہ بھی شاعر ہیں۔ اور ان کا کلام کلام شاعری ہے۔ اسلئے کہ محض وزن قافیہ کا ہونا تو کلام کا کوئی نقص نہیں ہے۔ اور اگر یہ بھی نقص میں داخل ہوتا تو جناب امیر المومنینؑ کبھی نظم نہ فرماتے حالانکہ آن حضرتؐ کی بہت سی ابیات مشہور ہیں۔ اور اسی طرح اور ائمہؑ کی۔ اصلی نقص جو کلام میں ہے وہ محض خیال بندی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ بات یقیناً ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آنحضرتؐ کلام موزوں کو توجہ سے سنتے بھی تھے، اس کی تعریف بھی فرماتے تھے اور سچے اور موزوں کلام کہنے کی ترغیب بھی دیتے تھے جیسا کہ فرمایا۔ لَا تَزَالُ يَا حَسَّانُ مُؤَيَّدًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَصَرْتَنَا بِلِسَانِكَ (اے حسان جب تک تو اپنی زبان سے ہماری نصرت کرتا رہے گا روح القدس کی طرف سے برابر تیری مدد کی جائے گی۔) ۱۲

صفحہ ۵۳۲ نوٹ ۴ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا ؕ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں حیؔ سے مراد ہے عاقل یعنی مومن۔ کیونکہ زندہ وہی ہے جس کا دل ایمان کے ذریعہ سے زندہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۴ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ اگر شاخ مرخ کو شاخ عفار پر جس حال میں کہ یہ دونوں شاخیں سبز ہوں اور ان میں سے پانی ٹپکتا ہو رگڑا جائے تو آگ پیدا ہو جائے گی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ مرخ و عفار دونوں درخت کی قسمیں ہیں اور ملک عرب کے ایک گوشے میں ہوتی ہیں۔ لوگوں کو جب آگ سلگانے کی ضرورت ہوتی ہے تو سوکھی لکڑیاں جن کر ان دونوں کی شاخوں کو بھیج میں کر کے ایک دوسری سے رگڑ دیتے ہیں اور اس طرح ان سے آگ نکال لیتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۵ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ بحث و جدال جو عمدہ طریقے سے ہو وہ تو ایسی چیز ہے جس کا خدا یتعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا ہے کہ جو موت کے بعد پھر اٹھائے جانے اور زندہ ہونے کا منکر ہے اس سے جدال کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ الخ پس خدا یتعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ چاہا کہ اس شخص سے بھی مجادلہ فرمائیں جس نے یہ کہدیا تھا۔ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ حکم آیا کہ تم کہو يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ جس کا یہ مطلب ہے کہ جس نے کسی چیز کی ابتدا کی ہو کیا وہ اس سے عاجز ہو جائیگا کہ اس چیز کے پرانے ہو جانے کے بعد پھر اسے نیا کر دے۔ تم لوگوں کے نزدیک بھی تو اعادہ کرنے کی نسبت ابتدا ہی مشکل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا جس سے یہ جتلانا مقصود ہے کہ جس ذات میں اس بات کی قدر موجود ہے کہ گیلے اور ہرے درخت میں آگ چھپا کر رکھ دے اور پھر وقت پر نکال دے تو اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ نئی چیزوں کے نیا کرنے کی تو کچھ اور زیادہ ہی قدرت رکھتا ہوگا۔ پھر فرمایا۔ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ الخ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کر دیا جو تمہارے گمان اور اندازے میں بڑی عظیم الشان اور عجیب و غریب چیزیں ہیں۔ اس خدا میں تم اتنی قدرت بھی نہیں مانتے کہ ایک پرانی چیز کو نیا کر دے پھر یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ان عجیب و غریب چیزوں کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے۔ اور اگر تم تجربہ کر چکے ہو تو اس سے کہیں آسان امر یعنی پرانی چیز کو نیا کر دینا یہ کیوں نہیں مانتے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۶ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ تاثیر قدرت پروردگار عالم ثابت کرنے کے لیئے یہ امر بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنی جس وقت وہ کسی کام کو چاہے وہ فوراً ہو جاتا ہے کسی قسم کا توقف نہیں ہونے پاتا نہ اس بات کی احتیاج ہوتی ہے کہ کوئی صنعت کی جائے یا کسی آلہ کا استعمال ہو۔ قول مترجم ؕ اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ خدا یتعالیٰ لفظ کُنْ کے ساتھ بھی حکم دینے کی حاجت نہیں یہ تو ہم کو سمجھانے کے لیئے مثلاً بتایا گیا ہے کہ اس کے ارادہ کی تعمیل اس قدر جلد ہو سکتی ہے۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ کُنْ سے مراد ہے صنعتِ خدا اور مَا يَكُوْنُ سے مراد ہے مصنوعاتِ خدا۔ اور نہج البلاغہ میں ہے کہ خدا یتعالیٰ کے کلام سے مراد اس کا فعل ہے اگر وہ چاہے تو کچھ فرمائے مگر وہ فرماتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ الفاظ ہوں اور ارادہ کرتا ہے تو یہ ضرور نہیں کہ اسے پہلے سے سوچ رکھا ہو۔ بلکہ اس کے ارادے کے لیے کسی غور و فکر کی ضرورت ہی نہیں۔ (اس مطلب کی کچھ حدیثیں سورۂ بقرہ کی تفسیر میں بیان ہو چکیں دیکھو صفحہ ۱۱ نوٹ ۲۰۳) تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے خزانے کاف و نون کی کنجی میں ہیں (یعنی لفظ کُنْ کہنے سے ہر چیز ہر مقدار میں موجود ہو سکتی ہے)۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۳ نوٹ ۷ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد کسی شے کا وہ روحانی حصہ ہے جس پر اس شے کی ہستی کا مدار ہو۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۴ نوٹ ۳ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ؕ تفسیر صافی میں ہے کہ زقوم اور حمیم جہنمیوں کے آگے جحیم میں داخل ہونے سے پہلے بطور

مہمانی کے پیش کیا جائے گا اور ایک قول کے بموجب حمیم (یعنی کھولتا پانی) جہنم سے باہر ہے اس قول کا شاہد خدا تعالےٰ کا یہ فرمان ہے هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ ۝ (وہ جہنم یہی ہے جس کو یہ گنہگار جھٹلایا کرتے تھے اور اب اُس کے اور کھولتے ہوئے پانی کے مابین گھبرائے گھبرائے پھرتے ہیں) چنانچہ اس کھولتے پانی پر جہنمی اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے جیسے پیاسے اونٹ پانی پر جا گرا کرتے ہیں اور اس کے بعد جحیم میں بھیجے جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۴ | خَهُوَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ یُهْرَعُوْنَ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ لفظ اھراع کے معنی بہت تیز چلنے کے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ان کے قدم بہ قدم تیز چلنے پر مجبور کیے جائیں گے۔ یہاں خدا تعالےٰ نے کفار کی یہ حالت بیان کی ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے افعال کی ایسی بے تکی تقلید کرتے تھے کہ لاکھ سمجھاؤ ان کی سمجھ ہی میں نہ آتا تھا اور ذرا بھی غور و فکر کو کام میں نہ لاتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۵ | فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ : صافی میں ہے کہ ظاہراً خطاب جناب رسولؐ خدا سے ہے اور مقصود اُمّت کو عموماً اور قریش کو خصوصاً سُنانا ہے اس لیے کہ وہ پہلوں کے قصّے سُن چکے تھے اور اُن کے نشان دیکھ چکے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۶ | مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ان کی قوم کی ایذا بھی ہے اور عذاب غرق بھی۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۷ نوٹ ۷ | وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ۝ : تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ حق و دل اور کان دِل ایمان یہ سب اولادِ نوحؑ ہی میں باقی رہا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ زمین میں جو بھی اولادِ آدمؑ سے باقی ہے وہ حضرت نوحؑ کی ہی اولاد سے ہے اس کی دلیل خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ (ترجمہ کے لیے دیکھو صفحہ ۳۲۷ سطر ۱)۔ نیز یہ بھی ہے ذُرِّیَّتَهٗ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۳۳۷ سطر ۶)۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۲ | وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۝ : تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ تمہیں یہ اسم مبارک ہو۔ عرض کیا گیا کون سا اسم؟ فرمایا "شیعہ" عرض کیا گیا کہ لوگ تو اس نام سے ہم کو عیب لگاتے ہیں فرمایا کیا تم نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۝ نیز اس کا یہ قول هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ؕ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۳۶۳ سطر ۳)۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۳ | فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۝ : کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ والد نہ تو حضرت ابراہیمؑ بیمار تھے اور نہ انھوں نے جھوٹ بولا چنانچہ معانی الاخبار اور تفسیر قمی میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو یہ فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ تو ان کا مطلب یہ تھا کہ کچھ عرصہ بعد میں سقیم ہو جاؤں گا یعنی مرجاؤں گا کیونکہ مرنا بھی سقیم ہونا ہے اس کی نظیر کلامِ خدا میں موجود ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے نبیؐ محمد مصطفےٰ سے فرمایا اِنَّكَ مَیِّتٌ (یعنی تم مرنے والے ہو) اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اس وقت مردہ ہو۔ اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ سبطِ اصغر حضرت رسولِ خدا جناب امام حسینؑ سید الشہداء پر جو واقعات گذرنے والے ہیں وہ ان کو دکھلائیں جائیں۔ یہ درخواست منظور ہوئی اور انھوں نے وہ مصائب دیکھے۔ پس جس وقت انھوں نے یہ فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ تو اس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ جناب امام حسینؑ کی مصیبتیں جو میں دیکھ چکا ہوں ان کے سبب میری طبیعت پر ایسی کوفت ہے کہ میں سقیم ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۴ | اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ : التوحید میں جناب امیر المومنینؑ کا ایک جواب منقول ہے جو ایسے شخص کو دیا گیا تھا جسے آیتوں میں اشتباہ ہو گیا تھا۔ از آنجملہ یہ بات بھی تھی کہ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ کتابِ خدا میں بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ اُن کی تاویل تنزیل کے خلاف ہے یعنی ان کا مطلب الفاظ کے ظاہری معنی کے خلاف ہے اور خدا کا کلام آدمیوں کے کلام سے متشابہت نہیں رکھتا میں ان میں سے تم کو بعض کا نشان دوں گا اور انشاء اللہ اس بارے میں ابراہیمؑ کا ہی قول کافی ہوگا کہ انھوں نے کہا اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ (جس کے ظاہری اور لفظی معنی یہ ہیں کہ میں اب مرتا ہوں خدائے تعالےٰ مجھے جنت تک پہنچا دیگا) حالانکہ اس میں رب کی طرف جانے کا مطلب پوری کوشش و توجہ سے اور قربتِ خدا حاصل کرنے کی نیت سے عبادتِ خدا کرنا ہے۔ آیا تم اب بھی سمجھے کہ اس کی تاویل تنزیل سے الگ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۵ | رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس میں مِن تبعیضیہ ہے پس مراد یہ ہوتی ہے کہ نیکیوں میں سے ایسا کوئی ایک دیدے جو دعوت دین اور طاعت الٰہی میں میرا مددگار اور غربت و کربت میں میرا مونس ہو۔ جس سے مطلب ہے بیٹا کیونکہ لفظِ ہبہ اولاد ہی کی طلب میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۸ نوٹ ۶ | بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝ : تفسیر صافی میں ہے کہ خدا تعالےٰ نے سوائے ابراہیمؑ اور اُن کے بیٹے کے کسی اور نبی کی لفظِ حلیم کے ساتھ تعریف نہیں فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۵۳۹ نوٹ ۳ | ؛ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ خداوندِ عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو تولدِ اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ کی جو بشارت دی ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا ان دونوں بشارتوں میں پانچ برس کا فاصلہ تھا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝ اس سے مراد حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ یہ پہلی بشارت تھی جو خدا نے ابراہیمؑ کو ان کے فرزند کے بارے میں دی۔ اور جب حضرت سارہؑ کے بطنِ مبارک سے حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے اور تین برس کا سن شریف اُن حضرتؑ کا ہو گیا۔ ایک دن حضرت اسحٰقؑ اپنے پدر بزرگوار ابراہیم علیہ السلام کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے اور اسحٰقؑ کو اُن کی گود سے اٹھا کے خود اُن کی جگہ بیٹھ گئے۔ یہ واقعہ جناب سارہؑ دیکھ رہی تھیں (برہم ہو گئیں) حضرت ابراہیمؑ سے عرض کیا اے خلیل اللہ! دیکھا آپ نے کہ ہاجرہؑ کے فرزند نے میرے لختِ جگر کو آپ کی گود سے ہٹا دیا اور آپ اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ خدا کی قسم میں کبھی ہاجرہؑ اور اس کے بیٹے کو اپنے پاس نہ رہنے دونگی۔ آپ ان دونوں کو یہاں سے ہٹا دیجیے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہؑ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اُن کے حق کے شناسا تھے اس لیے کہ اول تو وہ انبیاء کی نسل سے تھیں دوسرے یہ کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کی بیٹی تھیں (اس لیے ان کو حضرت سارہؑ کی فرمائش پوری کرنی پڑی مگر) حضرت ابراہیمؑ پر یہ بات بہت شاق گزری اور وہ حضرتؑ فراقِ اسمٰعیلؑ سے نہایت غمگین ہوئے۔ شب کے وقت سو رہے تھے کہ خواب میں

حکم پروردگار پہنچا کہ ایامِ حج میں اسمٰعیلؑ کو قربان کردو۔ یہ خواب دیکھکر حضرت ابراہیمؑ غمگین ہوگئے۔ الغرض جب اس سال موسم حج قریب آیا تو وہ حضرتؑ اپنے ہمراہ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو لیکر ماہ ذی الحجہ میں شام سے مکۂ معظمہ کو روانہ ہوگئے تاکہ اسمٰعیلؑ کو حکم خدا کے موافق ذبح کردیں۔ جب وہ حضرتؑ مکہ میں پہنچے بیت الحرام کی بنیاد ڈالی اس سے فرصت پاکے اعمالِ حج ادا کرنے کیلئے منیٰ میں تشریف لائے منیٰ کے مناسک ادا کرکے مکۂ معظمہ میں تشریف لائے۔ بیت اللہ کے سات مرتبہ طواف کیا پھر دونوں باپ بیٹے سعی کرنے کے لئے مقام سعی میں آئے۔ اس جگہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے ارشاد فرمایا اے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اس سال موسم حج میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت اسمٰعیلؑ نے عرض کی بابا جو کچھ آپ کو حکم پروردگار ہوا ہے آپ اس کو ضرور بجالائیں (انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے) الحاصل جب یہ دونوں بزرگوار سعی سے فارغ ہوچکے تو حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو لیکر منیٰ میں تشریف لائے اس دن دسویں ذی الحجہ تھی۔ پس جب جمرۂ وسطےٰ پر پہنچے تو بائیں کروٹ پر حضرت اسمٰعیلؑ کو لٹایا اور ذبح کرنے کیلئے چھری ہاتھ میں لی۔ آواز آئی اے ابراہیمؑ! تم نے اپنے خواب کو پورا کردیا آگے اور بجائے اسمٰعیلؑ کے ایک بڑا دنبہ ذبح ہوگیا اس کا گوشت حضرت ابراہیمؑ نے مسکینوں کو تقسیم کردیا۔

اُنہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی شخص نے یہ دریافت کیا تھا کہ ذبح ہوجانے والے کون سے بزرگوار تھے؟ فرمایا وہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے۔

بالکل ایسی ہی روایت جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے بھی منقول ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی روایت سے ایسا ہی واقعہ منقول ہے۔

مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ ذبیح کون سے بزرگوار تھے؟ فرمایا وہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے اِس لیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کا قصّہ پہلے اپنی کتاب میں بیان فرمایا اُس کے بعد ارشاد کیا وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

علامہ ابن بابویہ القمّی فرماتے ہیں کہ ذبیح کے بارے میں روایتیں بہت مختلف ہیں بعض تو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے اور بعض میں یہ وارد ہوا ہے کہ وہ حضرت اسحٰقؑ تھے اور جب حدیثیں صحیح طریقے سے ثابت ہوگئیں تو ان کے رد کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ مگر حقیقت حال یہ ہے کہ ذبیح تو حضرت اسمٰعیلؑ علیہ السّلام ہی تھے مگر حضرت اسحٰقؑ جو بعد میں پیدا ہوئے وہ ہمیشہ اس بات کے متمنّی رہے کہ کاش ان کے ذبح کرنے کا بھی ان کے باپ کو خدائے تعالےٰ کیطرف سے حکم ملتا اور وہ امرِ خدا پر اسی طرح صبر کرتے اور اُسی طرح اُس کو تسلیم کرتے جیسے اُن کے بھائی نے صبر کیا تھا اور تسلیم کیا تھا اور ان کو بھی ثواب کا وہی درجہ اس تسلیم و رضا سے عطا ہوتا (جو ان کے بھائی کو ملا تھا) چونکہ خدا تعالےٰ نے ان کے قلبی حالت سے واقف تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے اُن کی تمنا کے سبب اپنے فرشتوں میں ان کا نام بھی ذبیح اللہ قرار دیدیا۔ علامہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب نبوۃ میں اس روایت کی اسناد کا مسلسل سلسلہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام تک پہنچا دیا ہے۔

(قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی) علامہ ابن بابویہ القمّی علیہ الرحمہ نے جو کچھ فرمایا اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ ساتھ اُن کے بیٹے یعقوب علیہ السّلام کی ولادت کی خوشخبری بھی موجود ہے۔ ایسی صورت میں ذبح کا حکم اس کے ساتھ ہی موزوں نہیں ہوتا۔

کافی میں جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ جب یوم ترویہ آیا جبرئیلؑ امین نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام سے کہا کہ آج لوگوں کو پانی سے سیراب کیجئے۔ اسی وجہ سے وہ دن یوم ترویہ (یعنی سیرابی کا دن) قرار پایا۔ پھر منیٰ میں آئے۔ پھر صبح کو عرفات گئے۔ پس عرفہ کے قریب نمرہ نام پہاڑی پر اپنا خیمہ قائم کیا اور سفید پتھروں سے ایک مسجد بنائی۔ اور مسجدِ ابراہیمؑ کا نشان اس وقت تک موجود تھا جب تک وہ اس مسجد میں ملادی گئی جواب نمرہ میں موجود ہے اور جہاں عرفہ کے دن پیشنماز نماز پڑھتا ہے پس حضرتؑ نے بھی ظہر و عصر وہیں پڑھی۔ پھر عرفات کا قصد فرمایا اور فرمایا یہاں اپنے مناسک کو پہچانو اور اپنے گناہوں کا اقرار کرو۔ اسی لیے اُس مقام کا نام عرفات رکھا گیا پھر مزدلفہ کو تشریف لے گئے اور اس کا نام مزدلفہ اس لیے رکھا گیا کہ وہ حضرتؑ اُس کے قریب پہنچ گئے پھر مشعر الحرام میں جاکر قیام کیا۔

صفحہ ۵۳۹ نوٹ ۲ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو یہ حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی جگہ اُس دُنبہ کو ذبح کرو جس کو اُس نے بھیجا تھا۔ تو حضرت ابراہیمؑ کے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ میرے ہاتھ سے میرا بیٹا اسمٰعیلؑ ہی ذبح ہوتا تو خوب ہوتا کیونکہ میں اس بات پر تو ایمان لایا ہی نہ تھا کہ میں مینڈھے کو ذبح کروں گا اور بیٹے کے ذبح ہونے کا نتیجہ بھی یہ ہوتا کہ میرا دل دکھتا جیسے کہ اس باپ کا دل دُکھ سکتا ہے جس کے ہاتھ سے عزیز ترین بیٹا ذبح ہوجائے اور دل دکھتا تو مصیبتیں سہنے والوں کو ثواب کے جو اعلیٰ درجے حاصل ہوسکتے ہیں وہ مجھے بھی میسّر آتے۔ خدا تعالےٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ میری مخلوق میں تم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ عرض کی خداوندا تو نے کوئی بھی ایسا نہیں پیدا کیا جو مجھے تیرے حبیب محمد مصطفےٰ سے زیادہ محبوب ہو پھر خدا تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ آیا تم کو محمد مصطفےٰ زیادہ محبوب ہیں یا اپنی ذات؟ عرض کی وہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ پھر وحی ہوئی کہ آیا تم کو اپنی اولاد زیادہ پیاری ہے یا ان کی اولاد؟ عرض کی ان کی اولاد پھر ارشاد ہوا کہ آیا محمد مصطفےٰ کے بیٹے کا ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے بہ ظلم و ستم قتل ہوجانا تمہارا دل زیادہ دُکھائے گا یا تمہارے اپنے بیٹے کا تمہارے اپنے ہاتھ سے ہماری اطاعت میں ذبح ہونا؟ عرض کی خداوندا اُن کے بیٹے کا اُن کے دشمنوں کے ہاتھ سے بہ ظلم ذبح ہونا ضرور میرا دل زیادہ دُکھائے گا۔ اُس وقت فرمایا کہ اے ابراہیمؑ ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو اپنے آپ کو محمد مصطفےٰ کی امت سمجھتا ہوگا اور اُن کے بعد اُن کے بیٹے حسینؑ کو ظلم و زیادتی سے اس طرح قتل کر ڈالے گا جیسے کہ مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے اور وہ اِس طرح میرے سخت غضب کا مستوجب ہوگا ابراہیمؑ یہ سُن کر سخت پریشان ہوئے ان کے دل میں ایک درد اٹھا اور وہ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے۔ خدا تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ اگر تم اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اس سے تمہارا دل دردمند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جتنا کہ حسینؑ کے قتل کا حال سُن کر تم کو صدمہ ہوا۔ پس چونکہ تم نے اپنے بیٹے کے رنج کو محمد مصطفےٰ کے بیٹے کے رنج کے بارے میں فدیہ کردیا تو ہم نے تمہارے لیے وہ قول اعلیٰ مدارجِ ثواب اپنے ادبر واجب کرلیے جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو ملیں گے۔ خدا تعالےٰ کے اس قول وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ کا مطلب یہی ہے۔

صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۲ المختصر آلِ محمدؐ کی فضیلتیں چھپانے میں گنہگارانِ امتِ محمدیہ نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر فضلِ خدا سے اُنکی سب کوشش بیکار گئی، حق ظاہر ہوئے بغیر نہ رہا چنانچہ احتجاج طبرسیؒ میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اسمِ یاسین سے موسوم فرمایا جبکہ ارشاد ہوا۔ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اور ان کی سلام بھیجنے میں فرمایا سَلَامٌ عَلٰٓی اٰلِ یاسین، اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر سَلَامٌ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہا جائے گا تو منافقین اُس کو اسی طرح ساقط

کردیں گے جیسے کہ اور کئی مقاموں سے ذکر آلِ محمدؐ کو ساقط کر دیا ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرنے کو کافی ہے کہ قرأت آلِ یٰسین صحیح ہے اور مراد آلِ یٰسین سے آلِ محمدؐ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۳ | وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ظاہراً خطاب اہل مکہ سے ہے جو تجارت کی غرض سے شام کے ملک کو آیا جایا کرتے تھے اور سدوم سے گزرا کرتے تھے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ جب تم قرآن مجید پڑھتے ہو تو قرآن مجید میں ان کے حالات پر سے تمہارا گزر ہوتا ہے یعنی خدا تعالےٰ نے ان کی خبر جو بطور قصہ بیان کیا ہے وہ تم پڑھ ہی جاتے ہو۔ قولہٗ مترجم: حضرت لوطؑ کی امت کی بستیاں جو نافرمانی کے باعث برباد کر دی گئیں شہر سدوم اُن میں سب سے بڑا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۴ | اَبَقَ: تفسیر صافی میں کہ اس کی اصل ہے اَبَاقٌ جس کے معنی ہیں غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا۔ چونکہ حضرت یونسؑ بندۂ خاص تھے اور اپنی امت سے ناراض ہو کر بلا منظوری پروردگار عالم چل دیئے تھے لہٰذا اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۵ | فَسَاهَمَ: الفقیہ میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے اور یہ کشتی وسط دریا میں جا کر ٹھہر گئی تو ان سب نے اس بات پر قرعہ ڈالا کہ ایک شخص کو دریا میں ڈال دیں۔ تین مرتبہ وہ قرعہ حضرت یونس ہی کے نام کا نکلا۔ حضرت یونسؑ صدر کشتی کی طرف گئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک مچھلی منہ کھولے ہوئے موجود ہے۔ پس انہوں نے اپنے کو جھٹک دیا۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب لوگ قرعہ ڈالیں گے اور اپنا معاملہ سپرد خدا کر دیں گے تو جو حق پر ہوگا اُسی کے نام قرعہ نکلے گا۔ نیز یہ فرمایا کہ قرعہ سے زیادہ انصاف کا معاملہ کوئی نہیں ہے بشرطیکہ خدا پر پورا بھروسہ کر لیا جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے خدا فرماتا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۵۴۰ نوٹ ۶ | فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے حضرت یونسؑ اور ان کی قوم کے قصہ میں جس کا ذکر سورۂ یونس میں گزر چکا ہے منقول ہے کہ حضرت یونسؑ کو غصہ آیا مگر یہ غصہ ان کا للہ تھا غرض وہ ایک طرف کو چلدیئے۔ یہاں تک کہ سمندر کے کنارے پہنچ گئے دیکھا کہ کشتی بھر چکی ہے اور چھوٹنے والی ہے اُن لوگوں سے فرمایا کہ ہمیں بھی بٹھا لو۔ انہوں نے بٹھا لیا۔ جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو خدا تعالےٰ نے ایک بڑی مچھلی کو بھیجدیا جس نے کشتی کو روک لیا۔ حضرت یونسؑ نے جب اُسے دیکھا تو بہت ڈرے اور کشتی کے پچھلے حصے پر چلے گئے۔ مچھلی بھی منہ کھولے اسی طرف موجود ہوئی۔ جتنے سوار تھے سب نے کہا کہ اس میں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونسؑ کے نام نکلا۔ پس سب نے انکو نکال دیا اور سمندر میں ڈال دیا اور مچھلی انکو نگل گئی۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۱ نوٹ ۱ | (حضرت یونس علیہ السلام کی روانگی سے پہلے خدا تعالےٰ نے انکو یہ اطلاع دی کہ اہل نینوئی جن پر تم نے نزول عذاب کی درخواست کی تھی وہ ایمان لے آئے اور متقی ہو گئے ہیں اب تم ان کے پاس جاؤ) چنانچہ حضرت یونسؑ اپنی قوم کی طرف چلے جب قریب نینوئی پہنچے تو بستی میں جانے سے بیحد دامنگیر ہوئی ایک چرواہا اُن حضرتؑ کو ملا اس سے فرمایا تو نینوئی کے باشندوں کو بلا لا اور اُن سے یہ کہنا کہ یونسؑ نبی آئے ہیں وہ تم کو بلاتے ہیں چرواہا بولا اے شخص شرم کر کیوں جھوٹ بولتا ہے یونسؑ تو دریا میں غرق ہو گئے اور مر گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے بندۂ خدا! اگر یہ بکری گواہی دے اور میرے یونسؑ ہونے کی تصدیق کرے تو تُو مجھے سچا سمجھے گا؟ غرض بکری نے گواہی دی کہ بیشک یہ حضرت یونسؑ نبی ہیں پس چرواہا اپنی قوم میں آیا اور حضرت یونسؑ کی تشریف آوری سے ان کو مطلع کیا۔ ان لوگوں نے چرواہے کو پکڑ کر مارنے کا قصد کیا۔ چرواہے نے کہا جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا اس پر گواہ بھی رکھتا ہوں۔ وہ لوگ بولے بیان کر تیرا گواہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا یہ بکری گواہی دے گی۔ پس بکری بقدرت خدا گویا ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ یہ چرواہا سچا ہے۔ یقیناً خداوند عالم نے حضرت یونسؑ کو دوبارہ تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ سب کے سب نکل پڑے اور تلاش کرتے ہوئے حضرت یونسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس آن حضرتؑ کو بستی میں لائے اور سب کے سب بہت اچھے ایماندار ہو گئے۔ خداوند عالم نے ایک زمانہ تک ان لوگوں کو زندہ رکھا اور ان لوگوں کو عذاب سے نجات بھی دی۔

صفحہ ۵۴۱ نوٹ ۲ | وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؐ کے ائمہؑ اور اوصیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی معرفت اس کی عبادت اور تدبیر عالم میں امر خدا کی طرف اعتماد کرنے اور منتہی ہونے میں ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک خاص منزلت اور ایک مقام معلوم ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۱ نوٹ ۳ | اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہم عالم ذر میں عرش کے گرداگرد صف باندھ کر تسبیح کیا کرتے تھے پس اہل آسمان ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے بعد میں خدا تعالیٰ نے ہم کو زمین پر بھیجا ہم نے یہاں بھی تسبیح کی اور اہل زمین بھی ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے پس صف باندھ کر کھڑے ہونے والے بھی ہم ہیں اور تسبیح کرنے والے بھی ہم ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۲ نوٹ ۴ | صٓ ۝: معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صٓ ایک چشمہ ہے جو عرش کے نیچے سے نکلا ہے اور جس شب آنحضرتؐ کو معراج ہوئی تو آنحضرتؐ نے اُس میں وضو فرمایا تھا۔ اور جبرئیلؑ امین روزانہ اُس میں ایک غوطہ لگاتے ہیں اور اُس سے نکل کر اپنے پروں کو جھاڑ دیتے ہیں تو جتنے قطرے اُن کے پروں سے ٹپکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک خدا تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس و تکبیر و تحمید کرتا رہے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صٓ خدائے تعالےٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام ہے جس کی اُس نے قسم کھائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۲ نوٹ ۵ | وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝: یہ پروردگار عالم نے دوسری قسم کھائی ہے اور صٓ پر عطف ہے اور اس قسم کا جواب محذوف ہے وہ یہ ہے اِنَّكَ لَحَقٌّ (یعنی یہ قرآن برحق ہے) اس امر پر آئندہ کی آیت دلالت کرتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۱ | ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ابوجہل بن ہشام بہت سے لوگوں کو ساتھ لیکر حضرت ابوطالبؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے بھتیجے نے تو ہم کو بھی دُکھ دیا اور ہمارے معبودوں کو بھی ستایا۔ ذرا اُسے بلا کر حکم دیدیجئے کہ وہ ہمارے خداؤں کو بُرا کہنے سے باز رہے ورنہ ہم بھی اُسکے خدا کو کچھ نہ کچھ کہیں گے۔ حضرت ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کو بلوایا۔ حضرتؐ تشریف لائے تو اس مکان میں مشرکوں کے سوا کوئی نظر نہ پڑتا تھا تو آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

(سلام خدا اُس شخص پر ہو جو ہدایت کا پیرو ہو) پھر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوطالبؑ نے ان لوگوں کا پیغام پہونچایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کیا اب میں ان سے ایک کلمہ ایسا نہ کہوں جو ان کے لیے ان سب باتوں سے بہتر ہے اور جس کے ذریعہ سے یہ عرب کے سردار ہوجائیں اور گردن کشوں کی گردنیں نیچی کردیں۔ ابوجہل نے کہا ہاں وہ کلمہ کیا ہے؟ فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اب تو وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس ٹھونس کر بھاگے اور یہ کہتے جاتے تھے مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ اِنْ ھٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ اس پر خدائے تعالیٰ نے ص سے لیکر اِخْتِلَاقٌ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۲ جُنْدٌ مَّا ھُنَالِکَ مَھْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اے رسولؐ خندق کے دن جو تمہارے مقابلہ میں گروہ بندی کرکے وہ سب بہت ہی جلد شکست کھا کر چلے گئے تو اُن کی وہ خدائی تدبیریں اور ربانی تصرفات کیا ہوئے پس جو کچھ وہ کہتے ہیں تم اُس کی پروا نہ کرو اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انھوں نے ابتدائے عمر سے اپنے آپ کو ایسی باتیں کہنے کا عادی بنالیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۳ ذُوالْاَوْتَادِ ؛ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے دریافت کیا گیا کہ فرعون کو ذُوالْاَوْتَادِ کس لیے کہا جاتا ہے۔ فرمایا اس کا دستور یہ تھا کہ جب کسی کو سزا دیتا تو اسے زمین پر اوندھا لٹاتا اور اس کے ہاتھ پاؤں پھیلا کر چار میخیں اسطرح ٹھکوا دیتا کہ وہ اس کے ہاتھ پاؤں سے گزر کر زمین جا گڑیں اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ بڑے بڑے لکڑی کے تختے پر ٹاکر ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھکوا دیتا کہ وہ اسی حالت میں مرجائے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرعون کو ذی الاوتاد کہا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۴ قِطَّنَا ؛ معافی میں جناب امیر المومنینؑ سے قِطَّنَا کے یہ معنی منقول ہیں کہ عذاب میں جو حصہ ہمارا ہے وہ۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۵ ذَاالْاَیْدِ ؛ التوحید میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کلام عرب میں یَدٌ سے مراد قوت، نعمت اور عطا و بخشش ہوتی ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۳ نوٹ ۶ اِنَّہٗ اَوَّابٌ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اَوَّابٌ کے معنی ہیں اپنے حسین میں قوی ہونے کے سبب رضاء خدا کا سب سے زیادہ خواہش مند ہونے والا۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں بڑا دعائیں مانگنے والا۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ ایک دن بیچ روزہ رکھتے تھے اور آدھی رات سے صبح تک برابر دعا مانگا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۴ نوٹ ۲ ؛ راوی کہتا ہے کہ جناب امام رضاؑ نے یہ بات سن کر پیشانی مبارک پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ تم نے انبیاء خدا میں سے ایک نبی پر اتہام کیا کہ انھوں نے نماز کو اتنا حقیر سمجھا کہ اسے چھوڑ کر پرندے کے پیچھے جا لگے پھر عاشق ہوجانیکا بہتان باندھا، پھر ان پر قتل کرنے کا الزام لگایا۔ عرض کیا گیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ آخر ان کی خطا کیا تھی؟ (جیسے خدا یتعالےٰ فرماتا ہے فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ) فرمایا داؤدؑ کو یہ گمان ہے کہ خدا یتعالیٰ نے کسی اور شخص کو مجھ سے زیادہ عالم پیدا نہیں کیا ہے۔ پس خدا یتعالےٰ نے دو فرشتے بھیجے جو دیوار پھاند کر محراب عبادت میں پہنچ گئے اور جاکر ان حضرت سے کہا خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ ..... تا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ۝ (دیکھو اسی صفحہ ۵۴۴ پر) پس حضرت داؤدؑ نے جلدی کرکے مدعا علیہ کے بارے میں یہ فرمادیا۔ لَقَدْ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِکَ اِلٰی نِعَاجِہٖ۔ نہ تو مدعی سے اس کے دعوے کا ثبوت طلب کیا اور نہ مدعا علیہ کی طرف رُخ کرکے اُس سے یہ پوچھا کہ تجھے بھی کچھ کہنا ہے۔ پس حضرت داؤدؑ کی یہ خطا طرز فیصلہ مقدمات میں تھی۔ (جس خدا یتعالےٰ نے تنبیہ فرمائی) نہ کہ وہ جدھر تھا راخیال گیا، کیا تم نہیں سنتے کہ خدا یتعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (۲) اس پر کسی نے عرض کی پھر اوریا کے متعلق کیا قصہ تھا؟ جناب امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں کسی عورت کا شوہر مرجاتا یا قتل ہوجاتا تو وہ اس کے بعد نکاح ثانی نہیں کیا کرتی تھیں۔ پس پہلا شخص جس کیلئے ایسی عورت سے نکاح کرنا مباح کیا گیا وہ جس کا شوہر قتل ہوچکا ہو حضرت داؤدؑ تھے۔ جنھوں نے اوریا کی بیوہ سے انقضاء عدہ کے بعد نکاح کیا اور یہ امر اوریا کے کنبہ والوں کو ناگوار گزرا (غالباً اسی وجہ سے انھوں نے حضرت داؤدؑ پر اتہام لگایا اور اس امت کے یہودیوں نے اس اتہام شیطانی کو وحی آسمانی سمجھ لیا۔ الجالس میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ نہ تو سب لوگوں کو راضی کیا جاسکتا ہے اور نہ سب کی زبان بندی ممکن ہے۔ کیا لوگوں نے حضرت داؤدؑ پر یہ الزام نہیں لگایا کہ نماز چھوڑ کر پرندے کے پیچھے دوڑ گئے تا آنکہ زوجۂ اوریا پر عاشق ہوگئے پھر اوریا کو تابوت سے آگے بڑھا دیا کہ وہ قتل ہوگیا۔ اور اس کی زوجہ سے شادی کرلی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب میرے سامنے کوئی شخص ایسا پیش کیا گیا جو حضرت داؤدؑ کی شادی زوجہ اوریا کے ساتھ ہونے کا اس شان سے قابل تھا میں نے اس کو دو حدیں لگوائیں ایک متعلق بہ نبوت اور ایک متعلق بہ اسلام۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جو شخص داؤدؑ کا قصہ اس طرح بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۵ نوٹ ۲ رُدُّوْھَا عَلَیَّ ؛ الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ایک دن شام کے وقت حضرت سلیمانؑ کے سامنے گھوڑے پیش ہو رہے تھے اور وہ ان کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ سورج چھپ گیا۔ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اس سورج کو ہمارے لئے لوٹا دو کہ ہم نماز ٹھیک وقت پر پڑھ لیں۔ چنانچہ انھوں نے لوٹا دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے کھڑے ہو کے اپنی دونوں پنڈلیوں پر اور گردن پر مسح کرلیا اور اپنے ان اصحاب کو جن کی نمازان کے ساتھ فوت ہوئی تھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا کیونکہ نماز کے لئے ان کا وضو یہی تھا۔ پھر انھوں نے نماز پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو سورج ڈوب گیا اور ستارے نکل آئے اسی واقعہ کو خدا یتعالےٰ نے ان آیتوں میں جو وَھَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ سے بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ تک ہیں بیان فرمایا ہے (قول متن جم ۔ اس زمانہ کی راجب نمازیں دو تھیں صبح و عصر اور مسنون پانچ اور تھیں۔ دونوں وقت کے کھانے سے پہلے اور ٹھیک دوپہر کے وقت بستر پر جانے سے فوراً پہلے اور اُس سے اٹھنے کے فوراً بعد تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر المومنینؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا یا ابن عباس تمھیں کیا پہنچا ہے؟ میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ میں نے تو کعب الاخبار سے سنا ہے کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے معائنہ میں ایسے مشغول رہے کہ ان کی نماز فوت ہوگئی تو اس پر انھوں نے کہا رُدُّوْھَا عَلَیَّ جس کا مطلب یہ تھا کہ گھوڑوں کو میرے پاس پھر لاؤ۔ وہ گنتی میں پچاس تھے۔ پھر حکم دیا کہ ان کی گردنوں اور ٹانگوں پر تلواریں ماری جائیں۔ چنانچہ ان کو قتل کرادیا۔ پس خدا یتعالیٰ نے بے زبان گھوڑوں پر ظلم کرنے کے سبب چوده دن کیلئے ان کی سلطنت چھین لی۔ یہ سن کر جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ کعب نے جھک مارا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے

معائنہ میں مشغول تھے اس لیے کہ ان کو دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے کیلئے جانا تھا۔ اس میں سورج چھپ گیا تو ان حضرتؑ نے خدا کے حکم کے بموجب ان فرشتوں سے جو سورج پر معین ہیں یہ فرمایا رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۔ چنانچہ وہ لوٹایا گیا اور انھوں نے نمازِ عصر ٹھیک وقت پر ادا کرلی۔ اے ابن عباس اس بات کو یاد رکھو کہ انبیاءؑ خدا نہ خود کسی پر ظلم کرتے ہیں اور نہ کسی اور کو ظلم کا حکم دیتے ہیں اس لئے کہ وہ معصوم و مطہر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۵ نوٹ ۳ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ نے اپنے دربار میں یہ کہا کہ آج رات کو میں ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ سب راہ خدا میں تلواریں ماریں گے یہ تو کہا مگر اِنْشَاءَ اللّٰه کہنا بھول گئے۔ ان عورتوں کے پاس گئے بھی مگر ایک کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی اور اُس سے بھی آدھے جسم کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اُسی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگر حضرت سلیمانؑ انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب لڑکے بھی پیدا ہوتے اور سوار بن کر سب کے سب راہ خدا میں جہاد بھی کرتے اور وہ جسد جوان کی کرسی پر تھا وہ یہی بچہ تھا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۵ نوٹ ۴ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ: علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ بھی جائز ہے کہ نبی خدا بخیل ہو؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا پھر حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ کیا معنی رکھتا ہے اور اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا کہ ملک دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ملک تو جور و ظلم سے، غلبہ و تسلّط سے اور لوگوں کو مجبور کرنے سے لیا جاتا ہے۔ ایک ملک خدا کی طرف سے ملتا ہے جیسا کہ آلِ ابراہیمؑ کو ملا تھا (دیکھو صفحہ ۱۰۰ سطر ۳) اور جیسا کہ طالوت کو ملا تھا (دیکھو صفحہ ۴۷ سطر ۶ تا سطر ۱۳) اور جیسا کہ ذوالقرنین کو ملا تھا (دیکھو صفحہ ۳۶۲ سطر ۳) پس سلیمانؑ نے جو یہ فرمایا هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اس کا یہ مطلب تھا کہ مجھے اپنی طرف سے وہ اختیار و ملک دے کہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ انھوں نے بھی جور و ظلم، غلبہ و تسلّط سے ایسا ملک حاصل کرلیا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہوا کو ان کا تابع کردیا ان کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی اور جہاں جہاں چاہتے تھے بآسانی پہنچا دیتی تھی۔ اتنے فاصلہ پر جا کر صبح کرتے تھے جو ایک مہینہ کی راہ ہو اور اتنے ہی فاصلہ پر شام کرتے تھے۔ نیز خدا تعالیٰ نے شیاطین کو ان کا تابع کردیا تھا جو ہر طرح کی عمارت بناتے تھے اور سمندروں میں غوطے لگا لگا کر ان کے لیے بیشمار قیمتی جواہر نکال لاتے تھے علاوہ بریں خدا نے ان کو پرندوں کی زبان کا علم بھی عطا فرمایا تھا اور زمین میں تمکین کامل عطا فرمائی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے خود ان کے وقت میں اور ان کے بعد یہ سمجھ لیا کہ حضرت سلیمانؑ کا ملک آدمیوں میں سے جو ظالم بادشاہ ہوتے ہیں اور زبردستی مالک بن بیٹھے ہیں ان کے ملکوں کے مانند نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۲ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَكْشِفَ مَا بِهٖ: پس اس نے اُن کی کوئی دنیاوی چیز اور ان کی کوئی اولاد ایسی نہ چھوڑی جو ضائع اور ہلاک نہ ہوگئی ہو مگر وہ برابر شکرِ خدا کرتے رہے پھر ابلیس نے عرض کی پروردگارا ایوبؑ خوب جانتا ہے کہ تو نے جو جو دنیاوی سامان اس سے لے لیا ہے وہ عنقریب تو اُسے پھر دیدیگا۔ پس تو مجھے اُس کے بدن پر تسلّط عنایت کر اُس وقت مجھے معلوم ہوجائیگا کہ وہ شکرِ نعمت ادا کرنے والا نہیں ہے۔ فرمایا میں نے تجھے اس کے بدن پر بھی تسلّط دیا۔ مگر آنکھیں اور دل و زبان اور کان اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ سنتے ہی ابلیس جھپٹ کر آیا اس خوف سے کہ کہیں پھر رحمتِ خدا حضرت ایوبؑ کے اور اس کے درمیان حائل نہ ہوجائے اور آتے ہی ان کے نتھنوں میں زہریلی ہوا پھونک دی جس سے ان کا سارا جسم پھول گیا۔ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے بھی یہ روایت اسی طرح وارد ہے اور اُس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ایوبؑ کا امتحان اور بڑھ گیا اور آخر حصّہ اس کا یہ تھا کہ خود اُن کے اصحاب اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ایوبؑ ہم کو تو یہ معلوم ہے کہ جو شخص بھی ایسی بلا میں مبتلا ہوا وہ کسی نہ کسی بدی کے کے سبب ہوا۔ جو وہ چھپا کے کیا کرتا تھا۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو نیک کام آپ ظاہراً ہمارے دیکھتے کیا کرتے تھے شاید ان میں کوئی بدی بھی آپ نے چھپا رکھی ہوگی اس پر حضرت ایوبؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات کی اور عرض کی اے میرے پروردگار تو نے مجھے اس بلا میں گرفتار کیا حالانکہ تو جانتا ہے کہ جب کوئی دو امر پیش آئے میں اُن میں سے اُسی کو اختیار کیا جو میری ذات پر سخت گزرنے والا تھا اور میں نے کبھی کھانا نہ کھایا جب تک کہ میرے دسترخوان پر کوئی یتیم نہ ہوا۔ اگر میری تیرے مقابلہ میں باقاعدہ روبکاری ہوسکتی تو میں اپنا دعویٰ پیش کرتا۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت ایک بادل آیا اور اس میں سے ایک بولنے والے کی آواز آئی۔ ہاں اے ایوبؑ اپنا دعویٰ پیش کرو۔ حضرت ایوبؑ بھی کمر کس کر دوزانو ہو بیٹھے اور عرض کرنے لگے بارالہا تو نے مجھے ایسی بلا میں گرفتار کیا حالانکہ تو خوب واقف ہے۔ مجھے جب دو امر پیش آئے تو میں نے ان میں سے جو سخت سے سخت تھا اُسے اختیار کرلیا۔ اور اس وقت تک میں نے کبھی کھانا نہ کھایا جب تک کہ میرے دسترخوان پر یتیم نہ ہوا۔ جواب دیا گیا کہ اے ایوبؑ طاعت و بندگی کو تمھارے لیے دل پسند کس نے بنا دیا تھا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ نے ایک مٹھی خاک بھر کر اپنے منہ میں ڈال لی، پھر عرض کی پروردگارا تو نے ۔(قولِ مترجم:۔ شاید خاک بہ دہانم کا محاورہ یہیں سے پیدا ہوا) جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ پروردگارِ عالم نے جو ایوبؑ کو بلا میں مبتلا کیا تھا تو ان کا کوئی گناہ وغیرہ نہ تھا اور وہ برابر صبر کرتے رہے جب تک کہ ان پر طعن نہ کیا گیا۔ اور انبیاءؑ طعن پر صبر نہیں کیا کرتے۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا ہے اور اُسے ہر طرح کی موت سے مارتا ہے مگر اس بلا میں کبھی مبتلا نہیں کرتا کہ اس کی عقل ماری جائے۔ تم حضرت ایوبؑ کی حالت نہیں دیکھتے کہ ابلیس ان کے مال پر ان کی اولاد پر اور ان کی ہر چیز پر کس طرح مسلّط کردیا گیا تھا مگر ان کی عقل پر مسلّط نہ کیا گیا۔ عقل ان کی سالم رہی اور وہ برابر توحیدِ خدا میں مصروف رہے۔ ۱۲

الخصال اور علل میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت ایوبؑ علیہ السلام سات برس تک امتحان میں مبتلا رہے حالانکہ کوئی گناہ ان سے سرزد نہیں ہوا تھا۔

الخصال میں انہی حضرتؑ سے بروایت اپنے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت ایوبؑ کو بغیر کسی گناہ کے (لغرض امتحان) سات برس بلاؤں میں مبتلا رکھا حالانکہ انبیاء علیہم السّلام معصوم ہیں کبھی گناہ نہیں کرتے نہ اُن کا دل حق سے پھرتا اور نہ کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں باوجودیکہ حضرت ایوبؑ کی یہ بڑی آزمائش تھی اس پر بھی نہ اُن کے جسم اطہر میں بدبو پیدا ہوئی اور نہ اُن کی صورت بگڑی اور نہ اُن کے بدن سے پیپ نکلی اور نہ دیکھنے والوں نے ان سے نفرت ظاہر کی اور نہ پاس آنے والوں کو اُن سے وحشت ہوئی اور نہ اُن کے بدن میں کیڑے پڑے اور خدا تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیاء میں سے جو ان کی نظر میں معزز ہوتے ہیں جن کو (امتحان میں) مبتلا کیا کرتا ہے۔ اُن کی یہی حالت ہوا کرتی ہے لوگ جو ان سے برہنہ کرتے تھے اُس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ایوبؑ بیحد مفلس ہوگئے تھے

حال اُن کا بہت خراب تھا کیونکہ وہ لوگ یہ نہ جانتے تھے کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ خدا اُن کی مدد کرے گا اور رنج کو خوشی سے بدل دے گا۔ جناب رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ آدمیوں میں سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا ہوتا ہے پھر اولیا کا بعد اُن کے درجہ بدرجہ اور لوگوں کا امتحان ہوتا ہے۔ حضرت ایوبؑ کا امتحان جو اس درجہ سخت لیا گیا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ لوگ اُن کی نعمتیں دیکھکر اُن کی ربوبیت کے قائل نہ ہو جائیں اب جو امتحان کے بعد نعماتِ ایوبؑ مشاہدہ کریں گے تو اس بات پر دلیل لائیں گے کہ خدا کی دین دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک استحقاق کی رد سے دوسری خصوصیت کے لحاظ سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ کسی ضعیف کو اُس کے ضعف کے باعث سے اور فقیر کو اس کے فقر کے سبب سے اور مریض کو اس کی مرض کی جہت سے حقیر و ذلیل نہ سمجھیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ خداوند عالم جس کو چاہتا ہے بیمار ڈالتا ہے اور جس کے بارے میں جس وقت اور جس طور سے اور جس چیز سے اس کی مشیت ہوتی ہے شفا عنایت فرماتا ہے۔ اس کی یہ حکمت کسی کے لیے عبرت ہوتی ہے اور کسی کے حق میں بدبختی کا سبب ہوتی ہے اور کوئی اس سے سعادت حاصل کرتا ہے وہ اپنے اجرائے حکم میں عادل ہے اور تمام افعال اُس کے حکمت پر مبنی ہیں جو کام کرتا ہے اس میں بندوں کی صلاح اور خوبی مدنظر رکھتا ہے۔ اُس کے سوا اور کسی کو قوت حاصل نہیں۔

تحفۃ الاخوان میں بروایت ابوالبصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک طولانی حدیث مروی ہے جس کا آخر یہ ہے کہ (جب بلائے ایوبؑ کو عرصہ گزر گیا) جمعہ کے دن صبح کے وقت جبرئیلؑ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّوْبُ! حضرت ایوبؑ نے جواب دیا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اے بندۂ خدا! تم کون ہو؟ تمہاری آواز بہت عمدہ ہے اور تم سے خوشبو بھی بہت ہی اچھی آتی ہے اور تمہاری صورت بھی بہت ہی پاکیزہ نظر آتی ہے۔ جواب دیا میں جبرئیلؑ ہوں پروردگار عالمیاں کا قاصد ہوں۔ اُس کی طرف سے آپ کے پاس بشارت لایا ہوں کہ راحت آپکو نصیب ہوئی مرض سے آپکو نجات ملی۔ خدا نے آپ کو جتنی اولاد پہلے دی تھی وہ بھی عطا فرمائی اور اتنی ہی اور۔ اور جتنا مال آپ کا پہلے تھا وہ بھی دیا اور اُسی قدر اور تاکہ گزشتگان کیلئے نشانی اور معرضِ امتحان میں آنے والوں کے لیے عبرت ہو۔ چونکہ حضرت ایوبؑ مدت سے بلا میں مبتلا تھے اس خبر سے اُن حضرتؑ کو بیحد خوشی حاصل ہوئی اور درگاہِ باری میں عرض کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْحُزْنَ وَالسُّلْطَانِ وَالْبَلْوَةِ وَالطَّوْلِ ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الَّذِيْ لَمْ يُشْمِتْ بِيْ اِبْلِيْسَ اللَّعِيْنَ وَاَعْوَانَهٗ (شکر ہے خدا کا کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عزت و سلطنت والا ہے وہی صاحبِ منت و احسان ہے۔ وہی صاحبِ جلال و بزرگی ہے۔ اُس نے ابلیسِ لعین اور اُس کے مددگاروں کو میرے حال پر شماتت نہ کرنے دے) پس جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! خدا کے اذن سے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت ایوبؑ اپنے پیروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی اے ایوبؑ اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر لگاؤ۔ جونہی حضرت ایوبؑ نے ٹھوکر ماری ان کے قدم کے نیچے سے ایک چشمہ صاف و شفاف پانی کا ظاہر ہوا جو برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور کافور سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حضرت ایوبؑ نے ایک گھونٹ اس میں سے نوش فرمایا جس کے پیتے ہی ساری کلفت دور ہو گئی پھر جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! اس چشمہ میں غسل کرو۔ حضرت ایوبؑ نے اس میں غوطہ لگایا۔ اب جو سر ابھارا تو ان جناب کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکنے لگا اور گیا ہوا حُسن و جمال واپس آگیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو گئے اور تازگی بڑھ گئی۔ پھر جبرئیلؑ نے دو حُلّے بہشتی دیئے ایک کو حضرت ایوبؑ نے بجائے تُنگ دوسرے کو بجائے چادر زیب بدن فرمایا بعد اس کے جبرئیلؑ نے سونے کی نعلین جس کے تسمے یاقوت کے تھے۔ حضرت ایوب کے حوالے کی اور جنت کی ایک بہی کھانے کو دی۔ اس میں سے تھوڑی تو حضرت ایوبؑ نے کھالی اور تھوڑی سی اپنی زوجہ رحمہ کے لیے رکھ چھوڑی۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! آپ کی زوجہ کھیلئے میرے پاس دوسری بہی اور موجود ہے۔ یہ آپ ہی نوش فرمایئے۔ پس اُن حضرتؑ نے باقی حصہ بھی اس کا نوش فرمایا پھر اُٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے عبادتِ خدا میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں رحمہ بھی مغموم و محزون روتی ہوئی ایسے حال میں وہاں آئیں کہ بستی والوں نے اپنے اپنے دروازوں سے اُن کو ہٹا دیا تھا۔ جب اُس مقام پر پہنچیں تو اس جگہ کو پاک و پاکیزہ اور ہرا بھرا سبزہ وہاں اُگا ہوا پایا اور نماز پڑھنے والے کی سی پاکیزگی اور نظافت دیکھ کے دل میں خیال کرنے لگیں کہ میں راستہ بھٹک گئی پھر کہنے لگیں اے مرد نمازی! ذرا میری طرف متوجہ ہو جا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ لیکن حضرت ایوبؑ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بیچاری رحمہ چلانے لگیں اور رو کر کہنے لگیں افسوس! اے ایوبؑ تم پر کونسی نئی بلا نازل ہوئی! تم کہاں چلے گئے؟ جب حضرت ایوبؑ نماز پڑھ چکے تو جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! اب ان سے بات کرو پس ایوب علیہ السّلام نے فرمایا اے کنیزِ خدا! کہو کیا کام ہے۔ کیا دریافت کرتی ہو؟ رحمہ نے پوچھا اگر آپ کو معلوم ہو تو بتا دیجئے کہ میں ابھی ایوبؑ گرفتارِ بلا کو یہاں چھوڑ گئی تھی۔ اب جو واپس آئی ہوں تو یہاں کا رنگ بالکل ہی بدلا ہوا پاتی ہوں۔ خدا جانے ایوبؑ کیا ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوبؑ نے مسکرا کے فرمایا اگر تم انھیں دیکھو گی تو پہچان لو گی؟ رحمہ نے جواب دیا آپ تو ہو بہو ایسے ہیں جیسی ہمارے حضرت ایوبؑ گرفتارِ بلا ہونے سے پہلے تھے۔ جونہی یہ کلمہ حضرت ایوبؑ نے سُنا نہ رہ گیا بے اختیار ہنسی آگئی اور فرمایا میں ہی تو ایوبؑ ہوں۔ یہ سنتے ہی رحمہ جھٹ کر جناب ایوب سے لپٹ گئیں۔ وہ حضرت بھی رحمہ کے گلے لگے پس جناب دونوں گلے مل چکے تو حضرت جبرئیلؑ امین نے اُن کو ان کی اولاد کی اور پوتے نواسوں کی بابت اور غلاموں کنیزوں اور مویشی کے بارے میں خوشخبری سُنائی کہ خدا نے وہ بھی تم کو عطا فرمائیں اور اتنی ہی اور بھی دیں۔ پھر تو سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں حضرت ایوبؑ ان کو چن چن کر اپنے دامن میں رکھتے جاتے تھے جب ہوا سے کوئی ٹڈی اڑ جاتی تھی تو دوڑ کے اسے پکڑ لیتے تھے جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ! کیا ابھی تک آپ سیر نہیں ہوئے؟ حضرت ایوبؑ نے جواب دیا اے جبرئیلؑ! آج تک خدا کی دین سے کسی کا پیٹ بھرا بھی ہے جو میرا ہی بھرے؟ حضرت ایوبؑ کے یہاں دو کنوئیں بہت گہرے تھے ایک سونے سے دوسرا چاندی سے لبریز کر دیا گیا یہاں تک کہ اوپر سے دونوں ایک ہو گئے۔ اور خداوند عالم نے چالیس ہزار اونٹ چھ ہزار ناتے اور چالیس ہزار گائیں اور چالیس ہزار بیل چار ہزار دنبیاں چار ہزار بکریاں۔ ۵ پانچ ہزار غلام پانچ ہزار باندیاں عطا فرمائیں۔ حضرت ایوبؑ کے پاس اتنی جائداد تھی کہ چار ہزار کارندے تحصیل وصول کیا کرتے تھے اور ہر ایک کو ماہواری سو مثقال سونا (اشرفیاں) تنخواہ دی جایا کرتی تھیں اور ان حضرت کے بارہ بیٹے تھے اور بارہ بیٹیاں تھیں جس وقت رحمہ نے ان سب کو دیکھا خدا کی درگاہ میں سجدۂ شکر بجا لائیں اور اُن کو اور اُن کی تمام اولاد کو تمام ملک شام کا مالک کر دیا۔ اور جتنی عمر ان کی گزر چکی تھی اتنی ہی اور عمر بھی عطا فرمائی۔

صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۳ اَلْيَسَعَ ؛ صافی میں ہے کہ یہ اخطوب کے بیٹے تھے اور ان کو حضرت الیاسؑ نے بنی اسرائیل پر خلیفہ مقرر کیا تھا اور ان کے بعد خدا تعالےٰ نے اُن کو نبی دیا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۴ ذَا الْكِفْلِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ یوشعؑ بن نون وصی موسیٰ کا دوسرا نام ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۶ نوٹ ۵ وَاِنَّ بَنِيْ طُغْيَنَ لَشَرُّ مَآبٍ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ طاغین سے مراد اول و ثانی و بنی امیہ ہیں (تصحیح ؛ اور بنی امیہ میں نمبر اول حضرت ثالث البتر ہیں) ۱۲

صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۵ | اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ تم نے آلِ محمدؐ پر ظلم کرنے کی ابتدا کی۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۶ | رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بنی امیہ کا مقولہ ہے اور ان کی مراد اس سے اول و ثانی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۷ | مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دشمنان آلِ محمدؐ کا مقولہ ہے جو وہ جہنم میں کہیں گے اور رجال اشرار سے انکی مراد شیعیان علیؑ ہیں اور اُسی تفسیر میں جناب امام جعفر صادقؑ کا یہ قول بھی موجود ہے کہ تم لوگ جنت میں متنعم ہو گے (یعنی نعمتوں کے مزے اڑاتے ہو گے) اور تمہارے دشمن تمکو جہنم میں ڈھونڈھتے پھرتے ہوں گے۔ اور البصائر میں اتنا اور زیادہ ہے "مگر تم وہاں کہاں" کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب خدا یتعالیٰ نے جہنم میں تمہارے دشمنوں کے ہونے کا قصہ بیان کیا تو ان لوگوں کے مقولے میں ضمناً تمہارا بھی ذکر آگیا وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا الخ واللہ سوائے تمہارے اور کوئی مراد نہیں ہے اس لیے کہ تم اہل عالم کی نظروں میں (ہم آلِ محمدؐ سے محبت کرنے کے سبب) سب سے بدتر قرار پا گئے ہو۔ مگر خدا کی قسم وہ تم ہی ہو گے جن کا جنت میں احترام کیا جائے گا۔ اور تمہارے دشمن جہنم میں تم کو ڈھونڈھتے ہی پھرتے رہیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ واللہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ جائیں گے بلکہ خدا کی قسم ایک بھی نہ جائے گا۔ تمہارے ہی بارے میں تو خدا یتعالےٰ نے اہل جہنم کا یہ قول نقل فرماتا ہے وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی الخ۔ پھر فرمایا واللہ وہ جہنم میں تم کو ڈھونڈھیں گے مگر تم میں سے ایک کو بھی نہ پائیں گے ایک اور روایت میں ہے کہ جب اہل جہنم جہنم میں اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ لیں گے تو وہ تمہیں ڈھونڈھیں گے اور تم میں سے کسی کو نہ پائیں گے۔ اس وقت ایک دوسرے سے کہیگا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا الخ۔ اسی کو خدا یتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۔ یعنی وہ تمہارے بارے میں وہاں بھی ایسے ہی جھگڑیں گے جیسے دنیا میں بکا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۸ | نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وَاللّٰهُ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ جناب امیر المومنینؑ ہیں اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نبا سے مراد امامت ہے۔ قول مترجم: ان دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کہ امامت کے کل سرسبز جناب امیر المومنینؑ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۷ نوٹ ۹ | مَا کَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے حدیث معراج میں جس کا ذکر سورۂ بنی اسرائیلؑ کے شروع میں ہو چکا منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیلؑ امین رہ گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ کیا اب مجھے یہیں چھوڑے دیتے ہو؟ انھوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ بس آپ بڑھے چلے جائیے۔ واللہ آپ تو اس مقام تک پہنچے ہیں کہ آپ سے پہلے مخلوق خدا میں کوئی پہنچا ہی نہیں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ آگے بڑھکر مجھے انوارِ خاص نظر آنے لگے۔ میرے اور نور کے مابین سبز حائل تھا۔ امام سے دریافت کیا گیا کہ سبز سے کیا مراد ہے؟ پس حضرتؐ نے روئے مبارک سے زمین کی طرف اشارہ کیا اور دستِ اقدس سے آسمان کی طرف اور تین دفعہ فرمایا میرے پروردگار کا جلال۔ پھر آنحضرتؐ نے آواز سنی یَا مُحَمَّدُ جواب میں عرض کی لَبَّیْكَ یَا رَبِّ۔ آواز آئی عالم بالا کے رہنے والوں کا جھگڑا کس کے بارے میں تھا؟ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی تیری ذاتِ پاک ہے مجھے تو کوئی علم اس کے سوا نہیں ہے جو کچھ تو نے تعلیم فرمایا۔ اس وقت بقدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ رکھا گیا جس کی برودت میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے مابین پائی اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ گزشتہ کے متعلق سوال کیا گیا یا آئندہ کے متعلق مجھے سب کا علم ہو گیا تھا۔ چنانچہ پھر سوال ہوا کہ اے محمدؐ ملاء اعلیٰ کے رہنے والوں میں کس بات کے متعلق جھگڑا ہوا تھا؟ میں نے عرض کی کفارات میں، درجات میں اور حسنات میں۔ پھر سوال ہوا کہ اے محمدؐ نبوت تمہاری ختم ہونے کو آئی اور قیام دنیا کی مدت پوری ہونے کے قریب ہے تو وہی تمہارا رکون ہے؟ میں نے عرض کی پروردگارا میں نے تیری مخلوق کو خوب آزمایا علیؑ سے زیادہ مطیع کسی کو نہ پایا۔ آواز آئی اے محمدؐ ہمارا مطیع بھی سب سے زیادہ وہی ہے۔ میں نے عرض کیا پروردگارا میں نے تیری تمام مخلوق کی آزمائش کی بس میں نے کسی کو علیؑ ابن ابی طالبؑ سے زیادہ اپنا محب نہ پایا فرمایا اے محمدؐ ہمارا محب بھی سب سے زیادہ وہی ہے۔ پس اب تم اُس کو خوشخبری سنا دو کہ وہ ہدایت کا علم ہے، میرے دوستوں کا امام ہے اور جو میرے مطیع ہیں اُن سب کے لیے نور ہیں۔ اور وہ کلمہ ہے جس کو متقین کے لیے میں نے لازم کر دیا ہے جس نے اُس سے محبت کی اُس نے یقیناً مجھ سے محبت رکھی اور جس نے اُس سے عداوت کی اُس نے یقیناً مجھ سے عداوت رکھی اور میں اُس کو ایسے فضائل کے ساتھ مخصوص کروں گا کہ ویسے فضائل کسی اور کو نہ دیئے ہوں گے میں نے عرض کی پروردگارا وہ تو میرا بھائی، میرا مصاحب، میرا وزیر اور میرا وارث ہے۔ فرمایا یہ تو ایسا معاملہ ہے جو پہلے ہی طے ہو چکا ہے کہ اس کی بڑی سخت آزمائش ہوگی۔ باوجودیکہ میں اُسے عطا کروں گا اور پھر عطا کروں گا، پھر عطا کروں گا۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا عقدہ اُسی کے ہاتھ ہوگا۔ اور اُس کے سوا کوئی دوسرا اُسے نہ کھول سکے گا۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا مجھ سے میرے پروردگار نے پوچھا اے حبیب! تم جانتے ہو کہ اہلِ ملاء اعلیٰ نے کس چیز میں جھگڑا کیا؟ میں نے عرض کی بارِ الٰہا! میں واقف نہیں۔ ارشاد باری ہوا ان کا جھگڑا کفارات اور درجات میں تھا۔ کفارات (گناہوں کی دور کرنے والی چیزوں) سے مراد سردی کے موسم میں وضو کرنا اور جماعت میں نماز ادا کرنے کیلئے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ اور درجات (درجہ بلند کرنے والی) سے مراد سلام کو ظاہر کرنا کھانا کھلانا اور نمازِ شب ادا کرنا جبکہ آدمی سوتے پڑے ہوں۔

الخصال میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے مگر دوسری طرز سے ہے۔

صفحہ ۵۴۸ نوٹ ۱ | پس جبکہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کو خلق فرمایا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدۂ (تعظیمی) سجدہ کا حکم خدا نے صرف ہماری وجہ سے دیا تھا ہمارا ہی تعظیم مقصود تھی) پس ابلیس کے سوا تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ خطاب باری ہوا اے ابلیس! کیا وجہ ہے کہ تو نے اُس شخص کو سجدہ نہ کیا جس کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ کیا تو منکبر ہو گیا ہے یا تو ان لوگوں میں سے تھا جو عالی مرتبہ ہیں؟ شیطان نے کہا وہ کون ہیں؟ جواب ملا وہ پنجتن پاک ہیں جن کے نام عرش کے سرا پردوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ جنابِ رسولؐ خدا فرماتے ہیں ہم سب خدا کے بابِ رحمت ہیں جن سے خدا یتعالیٰ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔ ہدایت پانے والے ہمارے ہی سبب سے ہدایت پائیں گے۔ جو شخص ہمیں دوست رکھے گا خدا اُس کو دوست رکھے گا۔ اور اپنی جنت میں اُسے جگہ دیگا اور جو شخص ہم سے دشمنی کریگا خدا یتعالےٰ بھی اُس سے دشمنی کرے گا۔ اور اُس کو جہنم میں ڈال دیگا۔ ہم سے وہی شخص دوستی رکھے گا جس کا نطفہ صحیح و پاکیزہ ہوگا۔

یونس بن ظبیان کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ! میں مالک (سقیوں کے امام) کے پاس گیا تھا اُس کے مرید اُس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اُن میں سے کوئی تو یہ کہہ رہا تھا کہ آدمیوں کے چہرہ کی مانند خدا کا بھی چہرہ ہے۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کے

دو ہاتھ ہیں اور وہ اس آیت قرآنی خَلَقْتُ بِيَدَيَّ سے دلیل لاتا تھا اور بعضے یوں کہتے تھے کہ خداوند عالم سی سالہ جوان کی مانند ہے اس بارے میں حضورؐ کیا فرماتے ہیں؟ یونسؑ کہتے ہیں کہ امام علیہ السّلام تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ یکایک سنبھل بیٹھے اور اَللّٰهُمَّ عَفُوَّكَ عَفُوَّكَ کہنے کے بعد ارشاد فرمایا اے یونسؑ! جس کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا کا جسم ہے تو وہ مشرک ہو گیا۔ اور جس نے مخلوق کے سے اعضاء و جوارح خدا کے لیے مانے وہ کافر ہے۔ پس تم لوگ نہ اُس کی گواہی قبول کرو اور نہ اُس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاؤ تشبیہ دینے والے خدا میں جو صفاتِ مخلوقین ثابت کرتے ہیں خدا اُس سے پاک اور بری ہے۔ وجہ خدا سے اس کے انبیاءؑ اور اولیاء مراد ہیں اور قولِ باری تعالےٰ ہے خَلَقْتُ بِيَدَيَّ میں یَد بمعنی قدرت ہے جیسے اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ میں ہے کہ خدا نے اپنی نصرت سے تم کو قدرت پہنچائی۔ پس جس شخص کا گمان یہ ہے کہ خدا کسی چیز میں ہے یا کسی چیز سے دوسری چیز میں چلا جاتا ہے یا کوئی چیز اُس سے خالی ہے یا وہ کسی جگہ نہیں ہے۔ یا اُسے کوئی چیز احاطہ کئے ہوئے ہے تو اس شخص نے خدا کو صفاتِ مخلوقین سے موصوف کر دیا حالانکہ خدا نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ نہ اُس پر کسی چیز کا قیاس ہو سکتا ہے اور نہ آدمی سے اُس کی تشبیہ ہو سکتی ہے نہ اس سے کوئی جگہ خالی ہے۔ نہ اُسے کوئی مکان گھیرے ہوئے ہے وہ ہر شخص کے قریب ہے مگر پھر بھی (تصور سے) دور ہے اور باوجود دوری کے پھر بھی وہ ہر شخص کے قریب ہے یہ ہے ہمارا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو کوئی خدا میں ایسی صفتیں مانے (جو ہم نے بیان کیں) وہ موحد ہے۔ اور جو شخص خدا میں اس کے سوا کوئی اور صفت (جو مخلوق کے مشابہ ہو) قرار دے خدا بھی اُس سے بری ہے اور ہم بھی اُس سے بے زار ہیں پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ عقلاء وہ ہیں جو غور و فکر کے ساتھ عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نتیجہ یہ ملتا ہے کہ حُبِّ خدا پیدا ہو جاتی ہے اور جب دلوں میں حُبِّ خدا پیدا ہو جائے تو وہ اس سے منوّر ہو جاتے ہیں اور لطفِ خدا اُن کے شاملِ حال ہوتا ہے پھر جب کوئی شخص منزلِ لطف میں پہنچ گیا تو اُس کا شمار فائدہ پہنچانے والوں میں ہو گیا۔ تو اب اُس کی جو بات ہوتی ہے وہ دانائی کی ہوتی ہے اور جب اس کی باتیں دانائی کی ہو جائیں تو وہ ذہین بھی ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اس منزلت کو پہنچ گیا تو اس کے ذریعہ سے امورِ قدرت میں اُسے دخل ہو جاتا ہے۔ اور جب اُسے امورِ قدرت میں دخل ہوا تو ساتوں طبقوں میں دخل ہو جاتا ہے اور جب اس منزلت کو پہنچ گیا تو لطف و حکمت و بیان سب پر اس کو قبضہ مل جاتا ہے اور اس منزلت کو پہنچ کر وہ اپنی خواہش اور اپنی محبت اپنے خالق کے لیے مخصوص کر دیتا ہے اور جب ایسا کر دیتا ہے تو بہت ہی بڑے درجہ تک اُس کی رسائی ہو جاتی ہے کہ اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھنے لگتا ہے اور حکمت اسی طریقہ سے مل جاتی ہے جیسے اور حکما کو نہیں ملی اور علم اُس کو اُس شان سے پہنچ جاتا ہے جس شان سے علماء کو نہیں پہونچا اور صدق اُسے اس انداز سے حاصل ہو جاتا ہے جس انداز سے صدّیقین کو نہیں حاصل ہوا۔ حکما کو حکمت خاموش رہنے سے ملی۔ اور علماء کو علم طلب کرنے سے حاصل ہوا۔ اور صدّیقین کو صدق خشوع اور زیادہ عبادت کرنے سے پہنچا۔ پس جس نے اس سیرت کو اختیار کر لیا تو وہ پستی کے درجہ کو پہنچ جائیگا اور یا اُسے رفعت حاصل ہو جائے گی۔ گو اکثر تو ایسے ہی ہیں کہ پستی کی طرف جاتے ہیں اور رفعت حاصل نہیں کرتے چونکہ حقِ خدا کی رعایت نہیں کرتے اور خدا تعالےٰ جس چیز کے بجالانے کا حکم دیا ہے اُس کے بموجب عمل نہیں کرتے تو یہ حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے خدا کو اُس طرح نہیں پہچانا جس طرح اُس کے پہچاننے کا حق ہے۔ پس تم کو ان کی نماز اُن کے روزے۔ ان کی روایتیں۔ اُن کے علوم ہرگز دھوکہ نہ دیں وہ تو وحشی گدھے ہیں۔ پھر فرمایا اے یونسؑ! اگر تم کو صحیح علم درکار ہو تو وہ ہم اہلبیتؑ کے پاس ہے اس لیے کہ ہم نے اُسے ورثہ میں پایا ہے اور شرحِ حکمت اور فصلِ خطاب ہم کو عطا کیا گیا ہے۔ یونسؑ کہتے ہیں کہ اس پر میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! اہلبیتؑ میں سے جو شخص بھی ہے اُس کو جناب علیؑ مرتضیٰ اور جنابِ فاطمہؑ زہرا سے اُسی طرح ورثہ پہونچا ہے جس طرح کہ آپ کو پہونچا ہے؟ فرمایا نہیں سوائے بارہ اماموں کے اور کسی کو نہیں پہنچا! میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! ان کے نام لے دیجئے؟ فرمایا اوّل اُنکے علی بن ابی طالب علیہ السّلام ہیں اور بعد ان کے حسن و حسین علیہما السّلام ہیں اُن کے بعد علیؑ بن الحسینؑ۔ اُنکے بعد محمدؐ بن علیؑ ان کے بعد میں خود اور میرے بعد میرا بیٹا موسےٰؑ اور موسےٰؑ کے بعد ان کے بیٹے علیؑ۔ اور علیؑ کے بعد محمدؐ اور محمدؐ کے بعد علیؑ اور علیؑ کے بعد حسنؑ اور حسنؑ کے بعد حجّتؑ اللہ اخذا یتعالےٰ نے ہم سب کو برگزیدہ کیا ہم کو پاک و پاکیزہ کیا اور ہم کو وہ کچھ عطا فرمایا جو تمام عالموں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ یہ سب جوابات سننے کے بعد میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! کل جو عبداللہ بن مسعود کے صاحبزادے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور حضور سے یہی باتیں دریافت کی تھیں جو میں نے دریافت کی ہیں تو اُن کو حضورؐ نے اور اور جواب دیئے تھے؟ فرمایا کہ اے یونسؑ! ہر شخص علوم صحیحہ کی برداشت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اور بات موقعہ اور وقت دیکھ کر کی جاتی ہے۔ تم میں ان جوابات کی قابلیت ہے اس لیے دیئے گئے تم بھی نااہلوں سے اس کو بیان نہ کرنا۔

صفحہ ۵۴۸ نوٹ ۳ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ :۔ التوحید میں جناب امام رضاؑ سے بروایت جناب امیر المومنینؑ منقول ہے کہ ایک موقع پر عام مسلمانوں نے جناب رسولؐ خدا سے عرض کی تھی کہ یا رسولؐ اللہ جن جن لوگوں پر قابو ہوتا جائے اگر آپ ان کو جبراً داخلِ اسلام کرتے جائیں تو ہماری تعداد بڑھ جائیگی اور ہم اپنے دشمنوں کے مقابل بہت قوی ہو جائیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں خدا کے حضور میں بدعتی بن کر جانا نہیں چاہتا یعنی کوئی ایسی نئی بات نہیں کرنا چاہتا جس کا خدا نے مجھے حکم نہ دیا ہو اور میں بیجا تکلیف دینے والا نہیں ہوں۔ الجوامع میں خود آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ متکلّف کی تین علامتیں ہیں ۱ جو اُس سے بالا ہو اس سے جھگڑے اور ۲ جو درجہ حاصل نہ کر سکے یا جس کام میں کامیابی نہ حاصل کر سکے اس کے لیے کوشش کرے اور ۳ جس کے متعلق علم نہ ہو اُس میں رائے زنی کرے۔ الخصّال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ علماء دین میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جو فتوے دینے پر تیار ہو جائیں گے اور اس بات کے مدعی بھی ہو جائیں گے کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو۔ حالانکہ شاید ایک حرف بھی ٹھیک سے نہ بتا سکتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بن بیٹھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ان کو جہنم میں چھٹا طبقہ ملے گا۔ مصباح الشریعۃ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ متکلّف اگر صحیح جواب دیگا تب بھی گنہگار ہے اور انجام کار اس کو ذلّت حاصل ہوگی اور ہر دم تکلیف و رنج میں گرفتار رہیگا۔ متکلّف کا ظاہر ریاکاری ہے اور باطن نفاق یہی دو بازو ہیں جن سے متکلّف اڑتا ہے۔ تکلیف خواہ کسی بات میں ہو نہ نیک لوگوں کے اخلاق میں داخل ہے اور نہ پرہیزگاروں کا شعار ہے۔ جب ہی تو خدا نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا قُلْ مَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۲ مَا هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ان میں آپس میں امور دین کے متعلق اختلاف ہوگا اور ہر شخص کو بقدر اس کے استحقاق کے نتیجہ ملے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اختلاف کسی شان سے یہ ہے کہ جو حق پر ہے جنت میں جائے گا۔ اور جو باطل پر ہے جہنم میں۔ ضَمِيْرُهُمْ کافروں کے واسطے بھی ہے اور ان کے مقابل والوں کے لیے بھی یا کافروں کے واسطے ہے اور ان کے معبودوں کے واسطے اور اس صورت میں اختلاف کی شان یہ ہوگی کہ کافر تو اُن سے شفاعت کے امیدوار ہوں گے اور وہ ان کفار پر لعنت کرتے ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۳ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ : تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ نطفہ کے بعد بستہ بوند بنا دیا اس کے لوتھڑا اس کے بعد برہنہ ہڈیاں بنائیں پھر ان کو گوشت و پوست سے منڈھ دیا پھر اس کے بعد اچھا خاصا جاندار بنا دیا۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ آیا یہ وہی انسان ہے جسے خدا تعالیٰ نے رحم کی اندھیریوں میں اور جھلیوں کے پردے میں اس شان سے پیدا کیا کہ پہلے نطفہ اچھل کر گیا، پھر بستہ بوند ہو گیا، پھر بچہ بن گیا پھر باہر نکل کر دودھ پیتا بچہ بن گیا اور آخر میں گھبرو جوان ہو گیا۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۴ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ : تفسیر مجمع البیان میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ نیز تفسیر قمی میں ہے کہ پہلی اندھیری پیٹ کی ہے، دوسری اس کے اندر رحم کی۔ تیسری رحم کے اندر مشیمہ کی (تفسیر صافی : مشیمہ اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں بچہ لپٹا رہتا ہے اور ولادت کے وقت اُسے پھاڑ کر نکل آتا ہے اور بچہ کی ولادت کے بعد وہ بھی خارج ہو جاتی ہے آنول نال اسی کو کہتے ہیں) التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے یہی مضمون نقل ہے اور آگے اتنا اور ہے کہ اس مقام پر نہ اس کو کوئی غذا کی طلب کرنے کی تدبیر آتی ہے اور نہ ایذا دفع کرنے کی تجویز یعنی نہ حصول منفعت کے طریقے جانتا ہے اور نہ دفع مضرت کے خون حیض کی ایک مقدار بن کر پہنچتی ہے جو اس کو اسی طرح غذا پہنچاتی ہے جیسے پانی نباتات کو اور یہی خون اس کی غذا رہتا ہے جب تک کہ اُس کی خلقت کامل اور اس کا بدن مستحکم اور اس کی جلد اتنی مضبوط نہ ہو جائے کہ ہوا کو برداشت کر سکے اور اس کی آنکھ اس قابل نہ ہو جائے کہ روشنی کو سہہ سکے۔ جب یہ سب تکمیل ہو جاتی ہے تو بچہ اپنی ماں کو ہیجان میں لاتا ہے اور اس قدر پریشان کرتا ہے کہ کسی محل اُسے چین نہیں پڑتا اور آخر یہ تکلیفیں پہنچانے کے بعد پیدا ہو جاتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۴۹ نوٹ ۵ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ : المحاسن میں منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی ہیں مخالفت اہلبیتؑ جناب رسولؐ خدا۔ اور شکر کے معنی ہیں ان کی معرفت و ولایت۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۰ نوٹ ۱ تَمَتَّعْ بِکُفْرِکَ قَلِیْلًا اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا فرمایا کہ یہ ابوالفضیل (ابوبکر) کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اس کے نزدیک جناب رسولؐ خدا (معاذ اللہ) جادوگر تھے۔ جب یہ شخص بیمار ہوتا تو آنحضرتؐ کی شان میں جو کچھ کہہ چکا تھا اس کے انجام سے ڈر کر گڑگڑاتا گڑگڑا کر خدا سے دعا کرتا۔ اسی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ اور جب خدا تعالیٰ تندرست کر دیتا تو پھر اس عاجزی کو، دعا کو گڑگڑانے کو بھول جاتا اور آنحضرتؐ کی شان میں بھرپور ادبانہ خیال کرنے لگتا جس کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَۃً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوْٓا اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ۔ اسی بھول بھول جانے کا اور آنحضرتؐ کی نسبت خیال بے ادبانہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اس سے کہدو تَمَتَّعْ بِکُفْرِکَ قَلِیْلًا اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ تمتع قلیل بعد جناب رسولؐ خدا بغیر حکم خدا و رسولؐ کے لوگوں کا حاکم بن بیٹھا تھا پھر خدا تعالیٰ نے اپنا قول علیؑ مرتضیٰ کی طرف معطوف فرمایا اور ان کی حالت اور ان کی فضیلت سے جو اس کے نزدیک ہے خبر دی۔ (دیکھو آیات آیندہ)۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۱ نوٹ ۳ لَھُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِھَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّۃٌ : کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ سے اس آیت کی تفسیر میں دریافت کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ یہ مکان کس چیز کے بنے ہوئے ہیں۔ فرمایا اے علیؑ! یہ مکان خدا تعالیٰ نے اپنے دوستوں کیلئے موتی کے بنائے ہیں، یاقوت کے بنائے ہیں زبرجد کے بنائے ہیں، ان کی چھتیں سونے کی ہیں جن پر چاندی کے تاروں کا جال ہے ان میں سے ہر ہر مکان کے ہزار ہزار دروازے خالص سونے کے ہیں اور ہر ہر دروازے پر ایک ایک فرشتہ پاسبان ہے۔ ان مکانوں میں موٹے موٹے گدے کئی کئی تہہ کے بچھے ہوئے ہیں۔ بعض حریر کے ہیں، بعض دیبا کے ہیں اور اندر اُن کے مشک و عنبر و کافور بھرا ہوا ہے۔ ان فرشتوں کا ذکر خدا تعالیٰ نے ان لفظوں میں فرمایا ہے وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَۃٍ (یہ حدیث بہت بڑی ہے یہاں بقدر ضرورت لی گئی ہے اور اس کا کچھ حصہ سورۂ فاطر میں بھی بیان ہو چکا ہے اور کچھ سورۂ رعد میں)۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۱ نوٹ ۴ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ۝ : روضۃ الواعظین میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت پڑھی پھر ارشاد فرمایا کہ نور جس وقت دل میں اُترتا ہے اس کے لیے جگہ ہو جاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اس دل میں نور آگیا ہے فرمایا ہاں اس فریب دینے والے مقام سے دل برداشتہ اپنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف متوجہ رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے مستعد رہنا (تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور عامہ کی روایت یہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ حضرت حمزہؓ اور جناب امیر المومنینؑ کی شان میں ہے اور پچھلا حصہ ابولہب اور اس کی اولاد کے بارے میں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۲ نوٹ ۳ رَجُلًا فِیْہِ شُرَکَآءُ مُتَشٰکِسُوْنَ الخ : معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں بعض خاص نام میرے لیے ہیں اور فرمایا اس سے بچتے رہو کہ وہ نام کسی دوسرے کیلئے سمجھ لو اور پھر اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤ میں جناب رسولؐ خدا کیلئے سَلَمٌ ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط اور تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرتؑ سے یوں منقول ہے کہ وہ شخص ہو کہ جناب رسولؐ خدا کیلئے سَلَمٌ ہوں یعنی جس کا ہر جزو بلا استثناء خدمت رسولؐ کیلئے حاضر ہے تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ سے مراد علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ اور کافی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ وہ شخص جس کے بارے میں جھگڑنے والے شریک ہیں وہ تو فلاں اوّل صاحب ہیں کہ ان کو ولی و امام جاننے والے بہت سے فرقے ہو جائیں گے اور وہ ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے سے بیزاری ڈھونڈھتے ہوں گے۔ اب رہے رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ یہ فلاں صاحب اول برحق اور ان کے شیعہ ہیں۔ **قول صاحب تفسیر صافی** : امام علیہ السلام نے پہلی دفعہ جو فلاں اول فرمایا اُس سے مراد ابوبکر ہے اس لیئے کہ خلفاء باطل میں اس کا نمبر اول ہے اور دوسری مرتبہ جو فلاں اول فرمایا اس سے مُراد جناب امیر المومنینؑ ہیں اس لیے کہ وہ حضرتؑ خلفاء برحق میں اول ہیں اب حضرتؑ نے دوبارہ فلاں اول کہنے میں تو برحق کو قید لگائی اور پہلے فلاں اول کہنے میں باطل کی قید نہ لگائی اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کیلئے قرینہ چاہتا تھا کہ مراد سمجھنے میں بلا قید لگائے خرابی واقع ہو گی۔ حالانکہ پہلے میں یہ بات نہیں ہے اب رہی اس بات کی وجہ کہ ابوبکر کے ماننے والے آپس میں مخالفت کیوں کریں گے تو وہ صاف ہے کہ ابوبکر امارت و خلافت میں ہو تو اور احکام شرع انور میں ہو تو نہ اللہ کیلئے

سَلَّمَ تھے نہ رسولؐ اللہ کیلئے اور جتنے ان کے ماننے والے تھے اور ہیں وہ سب کے سب رائے اور قیاس پر چلنے والے اور خواہشِ نفسانی پر عمل کرنے والے ہیں یہی وجہ اختلاف کی ہے۔ جناب امیر المومنینؑ اور ان کے شیعوں کی حالت ان لوگوں کے برخلاف ہے کہ وہ سب کے سب اللہ اور اللہ کے رسولؐ کیلئے سلّمَ یعنی پورے مطیع ہیں اور وہ خلافت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے منصوص ماننے والے ہیں۔ اس امر میں ان کے یہاں کوئی اختلاف ہی نہیں۔ اسی سبب سے جناب امیر المومنینؑ کے ماننے والے تو اُن کو امام مفترض الطاعۃ مانتے ہیں بخلاف ابوبکر کے ماننے والوں کے کہ کوئی اُن کو پنچایتی چودھری کہتا ہے، کوئی خلیفۂ رسولؐ، کوئی دنیوی بادشاہ وغیرہ۔

صفحہ ۵۵۲ نوٹ ۴ | اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ یہ آیت وہی ہے جس سے بھرے مجمع میں جاہل ہونے کا دوسرے یار نے پہلے یار سے اقرار کیا تھا۔ ۱۲

قولِ مترجم:۔ تاریخ طبری۔ تاریخ ابوالفدا۔ حبیب السیر اور روضۃ الصفا وغیرہ معتبر تاریخوں میں یہ واقعہ مندرج ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر پاتے ہی خلیفۂ ثانی مجنون بن گئے۔ تلوار گھماتے پھرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد مصطفےٰ کا انتقال ہو گیا میں اسکا سر اڑا دونگا حضرت انتقال کر ہی نہیں سکتے۔ اوّل یار کا مکان محلّہ سُنح میں تھا جو مسجدِ نبوی سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ جب تک انھیں خبر ہو اور وہ آئیں یہی سوانگ بنائے رہے جب وہ تشریف لے آئے اور وفات کی نسبت انھوں نے اپنا اطمینان کر لیا تو ان کو ایک ڈانٹ بتائی کہ تم نہیں جانتے کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ اُس جنون کی تو اصلی غرض ہی یہ تھی کہ وہ آجائیں تو آیندہ کارروائیوں کی بنا پڑے۔ اور اس عرصہ میں کسی شخص کو حقیقی جانشین کی طرف رُخ کرنے کا موقع نہ ملے جھٹ تلوار بھی میان میں کر لی۔ جنون بھی رفو چکر ہو گیا اور بھرے مجمع میں اقرار کیا کہ گویا یہ آیت میں نے آج تک سُنی ہی نہ تھی۔ انصار میں سے جن لوگوں سے پہلے ہی ساز و باز ہو چکی تھی انھوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں تحصیل خلافت کیلئے دنگل قائم کر لیا تھا۔ یہ چاروں یار (ابوبکرؓ و عمرؓ ابوعبیدہؓ ابن الجراح اور سالمؓ مولائے حذیفہ) اور لوگوں کو جو اس وقت تک اس موقع پر جمع ہو گئے تھے ہمراہ لیکر چلتے بنے اور جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کفن سے کوئی غرض نہ رکھی۔ مولوی معنوی نے اپنی مثنوی میں اس مضمون کو خوب ادا کیا ہے گو یہ شعر مثنوی کے بہت سے نسخوں سے اب نکال دیا گیا ہے مگر قدیم نسخوں میں موجود ہے ؎

چوں صحابہ حُبِّ دنیا داشتند　　مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

صفحہ ۵۵۲ نوٹ ۵ | اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جھگڑنے والے جناب امیر المومنینؑ ہوں گے اور مدعا علیہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے ان کا حق غصب کر لیا تھا۔ ۱۲

پارہ بست و سوم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارۂ بست و چہارم ۲۴

صفحہ ۵۵۶ نوٹ ۲ اَلَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ اُس شخص کی حالت ہوگی کہ جس نے یہ دعویٰ کیا ہوگا کہ میں امام ہوں حالانکہ وہ امام نہ ہو اس پر کسی نے عرض کی کہ گو وہ اولادِ علیؑ مرتضیٰ و فاطمہ زہراؑ سے کیوں نہ ہو؟ فرمایا ہاں۔ گو وہ اولادِ علیؑ مرتضیٰ و فاطمہ زہراؑ ہی کیوں نہ ہوں۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی یہ روایت اسی طرح آئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۶ نوٹ ۳ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جہنم میں تکبر کرنے والوں کے واسطے خاص ایک وادی ہے جس کا نام سقر ہے۔ ایک مرتبہ اُس سقر نے خدا تعالےٰ سے اپنی حرارت کی شدت کی شکایت کی تھی اور دم کشی کی اجازت مانگی تھی۔ اجازت مل گئی۔ پھر جو ایک دم کھینچا تو اُس نے اُس سے سارے جہنم کو مشتعل کر دیا۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۶ نوٹ ۴ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ ..... تا ..... وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ظاہراً یہ خطاب جناب رسولِ خداؐ سے ہے اور مطلب آنحضرتؐ کی امت ہے اور ایسے ہی مواقع کے متعلق جناب امام جعفرؑ صادق نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس شان کا کلام دیکر بھیجا ہے جسے عرب یوں کہتے ہیں۔ اِیَّاکِ اَعْنِیْ وَاسْمَعِیْ یَا جَارَۃُ (مقصود تو میرے کہنے کا تجھ سے ہے اور پڑوسن سنتی رہنا) اور دلیل اس پر خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ حالانکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس کا نبیؐ اس کی عبادت کرتا ہے اور ہر دم اس کا شکر ادا کرتا رہتا ہے۔ اس پر بھی جو اس نے اپنے نبیؐ کو عبادت کا حکم دیا تو یہ محض آنحضرتؐ کی امت کی تادیب کیلئے ہے اور جناب امام محمدؑ باقر سے جو اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اے رسولؐ! اگر تم نے اپنے بعد علیؑ کی ولایت کے ساتھ کسی اور کے ولایت کا حکم دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ لَئِنْ اَشْرَکْتَ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے ولایت علیؑ کا شریک کسی اور کو کیا (تو نتیجہ یہ ہوگا لَیَحْبِطَنَّ الخ) پھر فرمایا بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت طاعت کے ساتھ بجالاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ کہ ہم نے تمہارے بھائی اور تمہارے ابن عم کو تمہارا قوتِ بازو مقرر کیا۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۲ قَبْضَتُہٗ ۔ التوحید میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں اُس کی تنہا ملکیت جس میں کوئی اور شریک نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۳ بِیَمِیْنِہٖ ۔ یمین کے معنی ہیں دایاں ہاتھ اور ہاتھ سے مراد ہے قوت و قدرت۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۴ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ۔ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و ملک الموت ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نے جبرئیلؑ امین سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ یہ کون کون ہونگے جن کا مزا اور گرنا خدا کو پسند نہ ہوگا تو انھوں نے عرض کی یہ شہید ہوں گے جو اپنی تلواریں حمائل کئے عرش کے گرداگرد ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۵ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ان دونوں صوروں کے پھونکے جانے کے مابین کتنا فاصلہ ہوگا؟ فرمایا جتنا اللہ چاہے۔ عرض کی گئی یا ابن رسولؐ اللہ یہ تو بتلا دیجئے کہ یہ صور پھونکا کیونکر جائے گا؟ فرمایا کہ پہلی مرتبہ پھونکے جانے کی صورت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اسرافیلؑ کو حکم دیگا وہ صور کا سرا تو ایک ہے اور رُخ دو اور دونوں رخوں کے مابین اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے مابین۔ پس جس وقت فرشتے دیکھیں گے کہ اسرافیلؑ صور لیے ہوئے دنیا میں اُتر آئے تو وہ کہیں گے کہ اب زمین والوں کی اور آسمان والوں کی موت آگئی۔ پس اسرافیلؑ ہیت القدس کے خیمے میں اُتریں گے اور کعبہ کی طرف رخ کریں گے۔ جب زمین کے رہنے والے انھیں دیکھیں گے تو وہ کہیں گے کہ خدا تعالےٰ نے زمین کے رہنے والوں کی موت بھیج دی ہے۔ اس کے بعد وہ صور پھونکیں گے جیسے ہی اُس کی آواز اُس رُخ سے نکلے گی جو زمین کی طرف ہے پس زمین پر جو ذی روح ہے وہ مُردہ ہو کر مر جائے گا پھر آسمان کی طرف جو رُخ ہے اُس سے آواز نکلے گی پس آسمان کے سب ذی روح مُردہ ہو کر مر جائیں صرف اسرافیلؑ باقی رہیں گے آخر ان کو بھی مرنے کا حکم ہوگا اور وہ بھی مر جائیں گے۔ اور اسی حالت میں جب تک خدا کو منظور ہے رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ آسمانوں کو حکم دیگا وہ مضطر ہو جائیں گے۔ اور پہاڑوں کو حکم دیگا وہ چلنے لگیں گے اور پھیل جائیں گے۔ یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔ یعنی ایسی زمین سے جس پر کوئی گناہ نہ کیا ہوگا۔ اور جو کھلی ہوگی۔ یعنی اس پر نہ پہاڑ ہوں گے اور نہ نباتات جیسی کہ ابتداءِ ابتداء میں بھی تھی برسش خدا پانی پر لوٹ جائیگا جیسا کہ پہلے تھا اور اس کی عظمت و قدرت سے قائم ہوگا۔ اس وقت خود ایک بلند آواز سے جس کو آسمان و زمین سنتے ہوں گے ارشاد فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ۔ جواب دینے والا کوئی نہ ہوگا تو خود ہی جواب دے گا۔ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ۔ یعنی میں نے ہی ساری مخلوق کو مقہور کیا اور میں نے ہی اس کو موت دی۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْکَ لِیْ وَلَا وَزِیْرَ۔ میں نے ان کو اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا اور میں نے اپنی مشیت سے ان کو موت دی ہے اور میں اپنی قدرت سے ان کو پھر زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ صور کا دوسری مرتبہ پھونکا جانا منجانب جبّار و قہّار ہوگا جیسے ہی اس کے ایک رُخ سے آواز نکلے گی جو آسمان کی طرف ہے تو کل آسمان والے جی اٹھیں گے، حاملانِ عرش بھی عود کر آئیں گے۔ اور دوسرے رُخ سے آواز نکلنے پر جو زمین کی طرف ہے کل اہلِ زمین جی اٹھیں گے جنت و دوزخ حاضر کئے جائیں گے اور کل مخلوق حساب دینے کیلئے جمع ہو جائیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ یہاں تک پہنچکر جناب امام زین العابدینؑ نے بہت گریہ فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۶ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ زمین کا رب (مالک) زمین کا امام ہے عرض کیا گیا کہ جب وہ خروج فرمائیں گے تو کیا ہوگا؟ فرمایا اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی بھی ضرورت نہ رہے گی، امام ہی کا نور کافی ہوگا۔ اور اوشاد مفید علیہ الرحمہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ آجائیں گے تو اس وقت کی یہ حالت ہوگی کہ زمین اپنے مالک کے نور سے روشن ہو جائیگی لوگ سورج کی روشنی سے مستغنی ہو جائیں گے اور ظلمت جاتی رہے گی۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۷ نوٹ ۷ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ شہداء سے مراد ائمہ معصومین ہیں اور دلیل اس پر سورہ حج کی وہ آیت ہے لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (دیکھو صفحہ ۸۰۴ سطر ۱۱ نوٹ نمبر ۷)۔ ۱۲

نوٹ ۸ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ ؛ (دیکھو ص ۳۵۱ نوٹ ۵، ص ۳۶۶ نوٹ ۱) ۱۲

صفحہ ۵۵۸ نوٹ ۴ قِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ کہنے والے تو اس جملے کے اہل ایمان ہوں گے اور موقعہ وہ کہ تمام امور کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو چکا ہوگا اور راحت ابدی پا چکے ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۸ نوٹ ۵ حٰمٓ ؛ اس کی تاویل حروف مقطعات کی بحث میں سورۂ بقر کے پہلے نوٹ کے ضمیمہ میں انشاء اللہ مفصل بیان کی جائے گی یہاں صرف ایک معنی بیان کئے جاتے ہیں۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ حٰمٓ کے معنی ہیں اَلْحَمِیْدُ الْمَجِیْدُ۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۸ نوٹ ۶ مَا یُجَادِلُ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؛ الاکمال میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ دین خدا میں مجادلہ کرنے والوں پر شکر نعمتوں کی زبانی لعنت کی گئی ہے اور جس شخص نے آیات خدا کے بارے میں مجادلہ کیا وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ نیز آنحضرتؐ سے یہ حدیث بھی مروی ہے اِنَّ جِدَالًا فِی الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ (قرآن مجید کے بارے میں جدال کرنا کفر ہے) اس حدیث میں لفظ جدال نکرہ لایا گیا ہے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ عامیانہ اور ناحق بحث کرنا کفر ہے۔ باقی مشکل شکل عقدہ حل کرنے کے لیے حقائق استنباط کرنے کے لیے اور شک وشبہ ڈالنے والوں کا ادرار مدارجن بحر دیوی تاویلوں پر ہوتا ہے ان کی جڑ کاٹنے کیلئے، اور جو طعن انھوں نے خاصان خدا پر کیے ہوں ان کو رد کرنے کے لیے خاص جدال کرنا بالکل جائز اور صواب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۷ فَقَدْ رَحِمَتْهُ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ رجعت کا واقعہ قیامت کے دن پیش آئے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۸ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ بڑی کامیابی اُس شخص کی ہے جس کا خدا تعالیٰ فلاں فلاں سے پیچھا چھڑا دے۔ کافی میں ہے کہ خدا خدا تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کو تین خوبیاں ایسی عطا فرمائی ہیں کہ اگر تمام آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں کو ان میں سے ایک بھی دیدی جائے تو اس کے ذریعہ سے سب نجات پا جائیں۔ پھر حضرت نے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ تک آیتیں تلاوت فرمائیں۔ قولہ مترجم وہ تینوں خوبیاں ان آیتوں کے ترجمہ کو غور سے پڑھ کر سمجھ لیجئے۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۹ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں بنی امیہ۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۱۰ اِذَا تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْاِیْمَانِ سے مراد ہے ولایت علیؑ ابن ابیطالبؑ۔ ۱۲

صفحہ ۵۵۹ نوٹ ۱۱ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ یہ قول ان لوگوں کا زمانۂ رجعت میں ہوگا۔ ۱۲۔ تصحیح ؛ کفار بنی امیہ کے اس قول میں موت کو مقدم کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پہلی موت تو ظاہر ان کو دنیا میں آئی تھی اور پہلی زندگی ان کے قول کے مطابق قبر میں سوال کے لیے ہوئی اور دوسری موت قبر میں بعد سوال ہوئی اور دوسری زندگی زمانۂ رجعت میں جس سے بنی امیہ کے نائب موجودہ حالت میں منکر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۴ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؛ التوحید میں جناب امیر المومنینؑ کی ایک حدیث تفسیر حروف کے بارے میں ہے۔ اس میں حضرت نے حرف میم کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے خدا تعالیٰ کا ملک یعنی سلطنت اور اس کا اختیار اور اس کا خصوصیت کے ساتھ اس دن مالک ہونا جس دن اُس کے سوا کوئی دوسرا مالک ہوگا ہی نہیں۔ اُسی دن خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ۔ تب اس کے انبیاءؑ کی اور اس کے رسولوں کی اور اس کی حجتوں کی روحیں یہ جواب دیں گی لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اس کے بعد خدا فرمائے گا۔ اَلْیَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ الخ نہج البلاغہ میں ہے کہ فنا دنیا کے بعد خدائے تعالیٰ دنیا ہی کیلا ہ جائے گا جیسا کہ ابتدائے دنیا سے پہلے تھا کہ کوئی شئی اُس کے ساتھ نہ تھی۔ اسی طرح فنا دنیا کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ نہ وقت باقی رہے گا، نہ مکان، نہ حین اور نہ زمان۔ اس وقت میعادیں اور اوقات معدوم ہو جائیں گے۔ اور برس اور گھڑیاں زائل ہو جائیں گی۔ پس سوائے اُس یکتا نہ بردست کے جس کی طرف کل امور کی بازگشت ہوتی ہے اور کوئی شے باقی نہ رہے گی مخلوق کی ابتدا اس طرح ہوئی تھی کہ اس کی اپنی کوئی ذات قدرت نہ تھی اور فنا بھی اسی طرح ہو جائے گی۔ کہ اس سے اپنی کوئی روک تھام نہ ہو سکے گی۔ اور اگر ہمیں اس روک تھام کی کوئی توسن ہوتی تو اس کی بقاء دائمی ہو جاتی (اس مضمون کی ایک حدیث سورۂ زمر کے آخر میں بھی بیان ہو چکی ہے دیکھو صفحہ ۵۵۵ نوٹ ۴ و ۵)۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اس حدیث میں جس میں خدا تعالیٰ کا زمین و آسمان کے باشندوں کو موت دینا بیان کیا گیا ہے۔ منقول ہے کہ پھر خدا تعالیٰ اتنی مدت جتنی ساری مخلوق کو پیدا کرنے میں صرف ہوئی تھی اور اتنی ہی اور۔ پھر اس سب سے کئی گنی اور زیادہ گزار دیگا پھر فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ پھر خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ اب وہ زبردست کہاں ہیں اور وہ کہاں ہیں جو میرے ساتھ اور خداؤں کو پکارا کرتے تھے تکبر کرنے والے کدھر گئے اور ان کی نخوت کہاں گئی اس کے بعد مخلوق کو مبعوث فرمائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۵ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے اور اٰزِفَة ازدف سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں قرب۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۶ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ؛ التوحید میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ مومن جب کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس سے اس کو رنج بھی پہونچتا ہے اور وہ اس پر نادم بھی ہوتا ہے۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ توبہ کیلئے ندامت ہونا کافی ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ جس شخص کو نیکی کرنا مسرت پہنچائے اور بدی کرنا بُرا معلوم ہو وہی مومن ہے۔ پس جو شخص کسی ایسے گناہ پر جس کا وہ مرتکب ہوا ہو نادم نہ ہو وہ مومن بھی نہیں ہے اور اس کی شفاعت بھی لازم نہیں ہے بلکہ وہ ظالم ہے اور ظالموں کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۰ نوٹ ۱ | خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ : معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو حضرتؑ نے پوچھنے والے سے فرمایا کہ کیا تو نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا ہے جو ایک چیز کی طرف نظر ڈالتا ہو مگر اس طرح گویا اس کو دیکھ نہیں رہا ہے خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ یہی ہے

تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث ابن ابی سرح کے ذکر میں ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ عباد ابن بشیر نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میری آنکھ برابر حضور کی آنکھ کی طرف اس انتظار میں دیکھتی رہی کہ آپ اگر اشارہ فرمائیں تو میں اس کو قتل کر دوں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ یعنی آنکھ سے اشارۃً کچھ کہہ دینا انبیاءؑ کا کام نہیں ہوتا

۱۲ قولِ مترجم : ابن ابی سرح کا نام عبداللہ تھا اور یہ عثمان کا خالہ زاد بھائی تھا یہ اُن کے عہد حکومت میں حاکم مصر ہوا اور اسی کے قصہ میں خلیفہ صاحب کی جان گئی اس نے کتاب وحی میں خیانت کی تھی پھر مدینہ سے مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ آنحضرتؐ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا، جن کی وجہ سے آنحضرتؐ نے ان کا خون ہدر فرما دیا تھا تاہم روز فتح مکہ عثمان اس کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے اور شفارشی ہوئے۔ آنحضرت نے اپنے خلق عظیم سے معاف تو فرما دیا۔ مگر بعد اس کے چلے جانے کے حاضرین سے یہ ارشاد فرمایا کہ جب ہم اس کا خون ہدر کر چکے تھے تو قبل اس کی سفارش ہونے کے اس کی صورت دیکھتے ہی اس کو قتل کیوں نہ کیا گیا۔ اس پر عباد ابن بشیر نے وہ کہا اور وہ جواب پایا جو اوپر منقول ہوا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۱ نوٹ ۴ | جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ جس مردِ مومن آلِ فرعون کی شان میں خدا نے سورۂ مومن میں فرمایا ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وہ فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا بوجہ سلسلہ نسبی فرعون کی طرف منسوب ہوا اور آل فرعون کہلایا اُس کو فرعون کی طرف خدا نے اس لیے منسوب نہیں کیا ہے کہ وہ فرعون کے دین پر تھا۔

عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو عثمان اعمٰے بصراوی کے جواب میں جبکہ اُس نے عرض کیا کہ حسن بصری کا یہ گمان ہے کہ لوگ علم کو چھپاتے ہیں اُن کے شکموں کی بدبو سے اہل دوزخ اذیت پائیں گے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس بنا پر تو مومن آلِ فرعون بھی گمراہ تھا کہ جب سے خداوند عالم نے حضرت نوح کو مبعوث بر رسالت کیا تھا علم دین کو برابر پوشیدہ کرتا رہا حسن بصری اپنے داہنے بائیں بہکتا پھرے خدا کی قسم ہمارے سوا علم کہیں موجود نہیں ہے۔

علامہ ابو یعلی القمی بسلسلۂ اسناد خود عبدالرحمٰن ابن ابولیلی سے بطریق مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ صدیق کل تین ہیں ایک حبیب نجار مومن آلِ یٰسین جنھوں نے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ دوسرے حزقیل مومن آلِ فرعون (جن کا اسی نوٹ میں ذکر ہے) تیسرے علی ابن ابیطالبؑ اور یہ سب میں افضل و اکبر ہیں۔

قولِ مترجم : یہ حدیث اہل سنت کی کتابوں میں بہت طریقوں سے وارد ہوئی ہے بعض میں اَكْبَرُهُمْ وارد ہوا ہے اور بعض میں اَفْضَلُهُمْ جس سے یہ پتہ لگا کہ صدیق اکبر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے خطابات میں سے ایک خطاب ہے جو خلافت کی طرح غصب کر لیا گیا۔

صفحہ ۵۶۴ نوٹ ۲ | اَشَدُّ الْعَذَابِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے تو فرمایا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی گئی یہ کہتے ہیں کہ یہ بات تو دوامی جہنم میں ہوگی اور صبح و شام کے درمیان میں ان کو عذاب نہ دیا جائے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے تو وہ بڑے خوش نصیب ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ معاملہ دنیا ہی میں ہوگا۔ (یعنی عالم برزخ میں) رہا دوامی جہنم اس کے لیے آگے بیان ہے۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ تم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو صبح و شام اُس کو اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور جہنمی ہے تو جہنم میں، اور اُس سے یہ کہا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانہ یہ ہے اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۴ نوٹ ۳ | اَلضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا : مصباح المتہجد میں جناب امیر المومنین کا ایک خطبہ منقول ہے جو ان حضرت نے غدیر کے دن فرمایا تھا اور اُسی میں یہ آیت بھی پڑھی تھی۔ از آنجملہ یہ بھی فرمایا کہ جانتے ہو استکبار کیا چیز ہے؟ پھر فرمایا کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہو اس کی اطاعت کا چھوڑ دینا اور جس کی مطابعت پر مامور کئے گئے ہوں اُس کے مقابلہ میں بڑائی جتانا۔ اور قرآن مجید ایسے بہت سے لوگوں کی خبر دیتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۵ نوٹ ۱ | اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا : تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا کی طرف سے یہ نصرت کا معاملہ رجعت میں پیش آئے گا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ بہت سے انبیاءؑ کی دنیا میں نصرت نہ کی گئی اور وہ قتل کر دیئے گئے اور ائمہؑ بھی قتل کیے گئے اور ان کی نصرت نہیں کی گئی تو ضرور ہے کہ وعدہ رجعت میں پورا ہو۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۶ نوٹ ۲ | يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ : کافی میں جناب امام محمد باقر سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ یہاں عبادت کے معنی دعا ہیں۔ اور افضل عبادت دعا ہے۔ نیز منقول ہے کہ انہی حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا اللہ کے نزدیک اس سے افضل کچھ نہیں کہ اس سے سوال کیا جائے گا۔ اور جو چیزیں لوگوں کے پاس موجود ہیں وہ بھی اس سے مانگیں۔ اور اُس شخص سے زیادہ خدا کا کوئی دشمن نہیں جو اُس سے دعا کرنے سے اینٹھے اور جو چیزیں اُس کے پاس موجود ہوں وہ نہ مانگے۔ اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ برابر دعا مانگتے جاؤ اور یہ خیال ہرگز نہ کرو کہ بڑھا کو حاصل ہو گئی، اب اس سے فارغ ہو گئے اسلئے کہ دعا کرنا خود عبادت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ صحیفۂ سجادیہ میں اس آیت کا ذکر کرانے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں پروردگارا! تو نے دعا کو عبادت سے موسوم فرمایا ہے اور دعا چھوڑ دینے کو تکبر بتلایا ہے اور اُس پر ذلیل ہو کر جہنم میں جانے کی وعید فرمائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۶۷ نوٹ ۲ | اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ : البصائر میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پیچھے پیچھے تھا اور وہ حضرتؑ ایک خچر پر سوار تھے۔ یکایک وہ خچر بھڑکا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا شخص ہے جس کے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک شخص زنجیر تھامے ہوئے ہے۔ یہ بوڑھا شخص چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ یا علی ابن الحسینؑ مجھے پانی پلا دیجئے اور وہ پیچھے والا شخص کہتا ہے کہ یا حضرتؑ اسے ہرگز پانی نہ پلائیے۔ خدا تعالیٰ اسے کبھی سیراب نہ کرے گا پھر

حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ بوڑھا معاویہؓ تھا۔

صفحہ ۵۶۷ نوٹ ۳ | یُحَجَّبُوْنَ ۝ فِی الْحَمِیْمِ ۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر سے دریافت کیا گیا تھا کہ یا ابن رسولؐ اللہ ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں جو لوگ توحید کے ماننے والے ہوں اور جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کرنے والے۔ ساتھ ہی اس کے گناہگار بھی ہوں اور جس حالت میں مرجائیں ان کا کوئی امام نہ ہو اور آپ حضرات کی ولایت کے عارف نہ ہوں تو ان کی حالت کیا ہوگی؟ فرمایا اُنکی قبریں ان کے لیے حوالات کا کام دیں گی پس اُن میں سے جس شخص کا کوئی نیک عمل ہوگا اور اس سے ہماری کوئی عداوت ظاہر نہ ہوئی ہوگی تو اُس کی قبر میں اُس جنت سے جسے خدا تعالیٰ نے مغرب کی طرف بنایا ہے ایک نالی کھود دیگا جس میں سے اس کی قبر میں قیامت کے دن تک ہوا اور راحت پہنچتی رہے گی۔ تا آنکہ پروردگار عالم کی حضور میں اُس کی روز بکاری ہوگی۔ اس کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں اس سے حساب لے گا۔ پس اب یا تو جنت میں جائے گا یا جہنم میں غرض ایسے لوگوں کا معاملہ تو خدا تعالےٰ کے فیصلہ پر موقوف ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسا ہی معاملہ خدا تعالےٰ کے کم عقلوں، نادانوں، بیوقوفوں اور بچوں اور خصوصاً مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ فرمائے گا۔ اب رہے ناصبی جو اہل قبلہ ہی میں سے ہیں اُن کے لیئے اُس آگ کی طرف جسے خدا تعالیٰ نے مشرق میں پیدا کیا ہے ایک خندق کھود دی جائے گی جس میں سے ان پر لپٹ اور شعلے اور دھواں اور کھولتے ہوئے پانی کی پھوار قیامت تک بڑتی رہے گی۔ پھر جہنم میں وہ بھیجے جائیں گے پھر آگ میں تپائے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کیا کرتے تھے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ تمہارے امام جن کو تم نے خدا کے مقرر کردہ امام کو چھوڑ کر امام بنا لیا تھا؟۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۰ نوٹ ۲ | خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جو لفظ یَوْمَیْنِ آیا ہے اُس سے مراد ہے دو وقت (نہ کہ دو دن جیسا کہ ہم عرف عام میں سمجھتے ہیں) ایک ابتداء خلقت کا وقت اور ایک تکمیل خلقت کا وقت۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۰ نوٹ ۳ | بٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِیْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۔ بسلسلۂ حدیث سابق اسی تفسیر میں ہے کہ اُس بَعْدَهَا اَيَّامًا (جس کے معنی ہیں چار دن) سے چار وقت مراد ہیں جن میں خدا تعالیٰ تمام عالم کی روزی پیدا کرتا ہے، آدمیوں کی، چوپایوں کی، پرندوں کی، کیڑے مکوڑوں کی یعنی خشکی میں جو مخلوق رہتی ہے اس کی اور جو تری میں رہتی ہے اُس کی۔ کسی کی پھلوں سے ہوتی ہے، کسی کی گھانس پھونس اور چھوٹے چھوٹے درختوں سے اور کسی کی بڑے درختوں سے اور کسی کی اور چیزوں سے بہر حال اُن سب چیزوں کو جن سے روزی پہنچتی ہے چار وقتوں میں پیدا فرماتا ہے۔ وہ چار وقت چار موسم ہیں موسم بہار، موسم گرما، موسم خزاں، موسم سرما۔ پس موسم سرما میں خدا تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ آسمان سے کبھی ہلکی ہلکی پھوار پڑتی ہے کبھی اچھے خاصے جھٹلے پڑ جاتے ہیں کبھی موسلا دھار مینہ برس جاتا ہے۔ پس اس سے زمین اور درخت دونوں میں پیدا کرنے کی قوت بھر جاتی ہے۔ حالانکہ وہ وقت ٹھنڈا ہوتا ہے اس کے بعد جب موسم بہار آتا ہے کہ وہ معتدل وقت ہے ہم گرم و ہم سرد تو درختوں سے پھل نکلتے ہیں اور زمین سے نباتات اور وہ خوب ہری بھری ہو جاتی ہے، پھر موسم گرما آتا ہے اس کا وقت گرم ہونے کے سبب پھل پختہ ہو جاتے ہیں اور وہ اناج اور غلّے جن پر بہت سے جانداروں کی روزی کا دارو مدار ہے سخت ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد خریف کا وقت آتا ہے جس سے پھلوں میں خوشبو اور برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر تمام سال موسم یکساں رہتا تو زمین سے کوئی نباتات ہی نہ اگتی۔ مثلاً اگر برابر بہار ہی کا وقت رہتا تو نہ پھل پکتے اور نہ غلّہ تیار ہوتا۔ اور اگر گرمی ہی گرمی رہتی تو زمین کی ہر چیز جل جاتی اور جانداروں کے لیے نہ روزی بہم پہنچتی نہ قوت۔ اور اگر خزاں ہی کا زمانہ رہتا اور اُس کے بعد اوقات مذکورہ نہ آتے ہوتے تو اہل عالم کے روزی بہم پہنچنے کا کوئی سامان ہی نہ ہوتا۔ پس خدا تعالےٰ نے سب کی روزی ان چار وقتوں میں بہم پہنچائی اور ان کو ایام سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۲ نوٹ ۳ | گذشتہ سے پیوستہ ۔ قول مترجم ۔ یہاں قابلِ خیال بات یہ ہے کہ دن کو تو خدا نے نحس فرمایا مگر رات کو کسی جگہ نحس نہیں فرمایا، جس سے بآسانی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جو دن نحس ہے وہ دن ہی دن نحس ہے اُس کی رات نحس نہیں اور رات اور دن علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ (اس کے ثبوت کے لیے دیکھو صفحہ ۵۱۵ سطر ۲)۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۲ نوٹ ۵ | وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الخ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم بدیوں کے ارتکاب کرنے کے وقت فضیحت ہو جانے کے خوف سے لوگوں سے تو ان کو چھپاتے تھے اور یہ تم کو گمان بھی نہ تھا کہ خود تمہارے اعضاء تمہارے برخلاف گواہی دیں گے پس تم نے ان سے نہ چھپایا۔ اور ایک قول کے بموجب اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ سمجھ کر کہ خود تمہارے اعضاء تمہارے برخلاف گواہی دیں گے۔ گناہوں سے باز نہ رہے کیوں کہ تمہارا یہ گمان ہی نہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ بلکہ تمہارا تو یہ خیال تھا کہ تم جو کچھ کرتے ہو اس کے بہت سے حصّے سے خدا دند عالم ناواقف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تم خدا کی معرفت ہی نہ رکھتے تھے اسی سے گناہوں کا ارتکاب تمہیں آسان معلوم ہوتا تھا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اور الفقیہ میں جناب امیر المومنینؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جلود کے معنی ستر اور اندام نہانی کے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۴ نوٹ ۴ | نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہاری حفاظت کرتے رہے اور موت کے وقت بھی حاضر رہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب ہمارا کوئی دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن مرنے لگتا ہے تو جناب رسولؐ خدا، جناب امیر المؤمنین اور جناب حسنینؑ علیہم السّلام اس کے پاس آتے ہیں اُس کو دیکھتے ہیں اور اُسے خوشخبری دیتے ہیں اور جو ہمارا دوست نہ ہو دیکھتا ان حضرات کو وہ بھی ہے مگر اس طرح کہ اس کو بہت ہی رنج پہنچتا ہے۔ اور اس پر جناب امیر المومنینؑ کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو آپ نے حارث ہمدانی سے فرمایا تھا۔ يَا حَارِ هَمْدَانَ مَنْ يَمُتْ يَرَنِیْ ۝ مِنْ مُّؤْمِنٍ اَوْ مُنَافِقٍ قُبُلًا (اے حارث ہمدانی جو بھی مرے گا وہ مجھے دیکھے گا۔ خواہ وہ پہلے سے مومن ہو یا منافق) تفسیر جناب امام حسن عسکریؑ میں سورۂ بقر کی اس آیت اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۰) کے متعلق جناب امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مومن ہمیشہ عاقبت کی خرابی سے ڈرتا رہتا ہے اور اُس کو خوشنودی خدا حاصل کر لینے کا یقین اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی جانکنی اور ملک الموت کے آجانے کا وقت نہ آجائے اور ملک الموت مومن کے پاس ایسے

وقت آتے ہیں کہ ادھر تو بیماری کی شدّت اس بیچارے کو پریشان کیئے ہوتی ہے ادھر مال وغیرہ جو کچھ چھوڑتا ہے اس سے بال بچے اور یار دوست جن جن لوگوں سے لین دین تھا اُن سب سے چھوٹنے کا رنج وغم اس کے دل پر ہجوم کیئے ہوئے ہوتا ہے اور تمام امیدیں منقطع ہوتی ہیں اور آتے ہی یہ کہتے ہیں کہ تم پریشان کیوں ہو؟ مومن کہتا ہے میرے تمام معاملات گڑبڑ ہوئے جاتے ہیں۔ اولاد و مال سب کچھ چھٹا جاتا ہے ملک الموت کہتے ہیں کہ کوئی عقلمند ایک کھوٹے روپئے کے جاتے رہنے سے جس کے عوض میں اس دنیا جیسے ہزار دو ہزار عالم ملیں کہیں مخزون بھی ہوتا ہے؟ مومن کہتا ہے نہیں۔ ملک الموت کہتے ہیں ذرا اب ادھر نظر کرو۔ جب یہ ادھر نظر ڈالتا ہے تو جنت میں اپنے درجے اور وہ محل جو خیال میں بھی کبھی نہ گزرے تھے دیکھتا ہے۔ اسوقت ملک الموت کہتے ہیں کہ وہ مکانات وہ نعمتیں، وہ مال و دولت اور وہ اہل و عیال سب تمہارے ہیں اور جن اہل و عیال کو یہاں چھوڑے جاتے ہو ان میں سے بھی جو جو نیک ہوں گے یہ بھی وہیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ بولو اب اس دنیا کو وہاں کے بدلے میں چھوڑنے پر راضی ہو؟ مومن کہتا ہے واللہ میں راضی ہوں۔ پھر ملک الموت کہتے ہیں کہ اِدھر دیکھو۔ اُدھر جو دیکھتا ہے تو جناب رسولِ خدا اور جناب علیؑ مرتضیٰ اور ان دونوں بزرگوار کی آل میں جو معصوم ہیں وہ سب اعلیٰ علیین میں اس کو دکھائی دیتے ہیں۔ ملک الموت کہتے ہیں کہ ان کو دیکھ رہے ہو تمہارے سردار اور تمہارے ائمہؑ یہی ہیں۔ وہاں یہ تمہارے جلیس وانیس ہوں گے۔ اب جو یار دوست یہاں چھوٹتے ہیں ان کے بدلے ان حضرات کو قبول کرنے پر راضی ہو؟ مومن کہتا ہے واللہ میں (ہزار جان سے) راضی ہوں۔ اس حالت کو خدا تعالےٰ نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا یعنی جو کچھ آگے آنیوالا ہے اُس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں اور جو بال بچے پیچھے چھوڑے جاتے ہو اُن پر رنج کی کوئی وجہ نہیں۔ اسلئے کہ جنت میں تم جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ سب اُن کا بدلہ ہے وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۵۷۴ نوٹ ۵ | اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ یہ آیت امیر المؤمنین کی شان میں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۴ نوٹ ۶ | لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اَلْحَسَنَۃُ سے مراد ہے تقیہ اور السَّیِّئَۃُ سے مراد ہے افشاء راز۔ نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اَلَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ سے بھی مراد تقیہ ہے۔ ۱۲

پارۂ بست و چہارم ۲۴ تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بست پنجم ۲۵

صفحہ ۵۷۸ نوٹ ۲

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادقؑ ان پانچ حرفوں کے یہ بھی معنی منقول ہیں کہ ان سے یہ چھ مراد ہیں۔ اَلْحَکِیْمُ الْمُجِیْبُ، اَلْعَالِمُ، اَلسَّمِیْعُ اَلْقَادِرُ، اَلْقَوِیُّ اور تفسیر قمی جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ حروف خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف مقطعات میں سے ہیں۔ جن کو جوڑ لینا رسولؐ یا امامؑ کا کام ہے اس لئے کہ ان کی تالیف سے اسم اعظم پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے جو دعا مانگی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے۔ انھیں حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ عین، سین، قاف سے مراد ہے قائم آل محمدؐ۔ یہ بھی منقول ہے کہ ق سے مراد وہ پہاڑ ہے جو زمرد سبز کا ہے۔ اور ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور آسمان کی سبزی اسی پہاڑ کے سبب سے ہے۔ اور ہر چیز کا علم عینؑ میں موجود ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۸ نوٹ ۳

یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ بالخصوص توبہ کرنے والے مومنین کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں لفظ تو آیت میں عام ہے مگر معنی تو خاص ہیں۔ اجوامع میں جناب امام جعفر صادقؑ کی روایت سے بھی یہی مضمون منقول ہے ۱۲

صفحہ ۵۷۹ نوٹ ۴

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اس شخص کا رد ہے جو خدا کی صفات بیان کرے۔ ایک قول کے بموجب تو کاف اس میں زائد ہے اور ایک قول کے بموجب مبالغہ کے لئے ہے یعنی جب کسی شے کی مثل کی نفی کر دی جائے تو یہ بات بالاولا الاثابت ہو گی۔ کہ وہ ہر حیثیت سے یکتا ہے چنانچہ مصباح متہجد میں جناب امیر المومنینؑ کے خطبے میں یہ لفظ آئے ہیں کہ اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے یعنی جو چیز ہو گی اسی کی مشیت سے ہو گی۔ پس وہ اپنے بنانے والے سے مشابہ نہیں ہو سکتی۔ ۱۲

صفحہ ۵۷۹ نوٹ ۵

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا کافی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ وہ ہم ہیں کہ جن کے لئے اللہ نے اپنا دین مقرر فرمایا۔ چنانچہ ہم سے اپنی کتاب میں خطاب کر کے فرماتا ہے اے آل محمدؐ شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا یعنی ہم نے تم کو بھی اسی کی بابت وصیت کی جس کی بابت نوحؑ کی وصیت کی تھی۔ (پھر ہمارے جد امجد کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے) اور اے محمدؐ ہم نے تمھاری طرف بھی وہی وحی کی ہے۔ نیز وہ بھی جس کی ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو وصیت کی تھی۔ پس ہم کو ان سب چیزوں کا علم دیا گیا ہے۔ رسولوں میں سے اولوالعزم ہیں لہٰذا کے علم کے تو ہم وارث ہیں۔ اور ہم کو مزید علم عطا فرمایا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اے آل محمدؐ اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ کی ضمیر غائب جناب امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۱ نوٹ ۵

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدینؑ، جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ اور کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا آخری حج سے واپس تشریف لائے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے۔ اور حضورؐ کی یہاں تشریف آوری سے اور ہمارے یہاں قیام کرنے سے ہم کو عزت خاص بخشی ہے۔ اور یہ مزید عنایت ہے کہ ہمارے دوست کو خوش اور ہمارے دشمنوں کو ذلیل کر دیا ہے حضورؐ کی خدمت میں اب جو جا بجا سے مہمان حاضر ہوتے ہیں اور ان کو عطا کرنے کے لئے آپ کے پاس سامان نہیں ہے اس سے آپ کے دشمن آپ پر ہنستے ہیں لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ ہمارے مال کی تہائی آپ لے لیں تاکہ مکہ کے مہمان جو آنے والے ہیں انھیں آپ اس میں سے عطا فرمائیں۔ جناب رسولؐ خدا نے ان کی درخواست کا کچھ جواب نہ دیا اور منتظر رہے کہ خدا کا حکم کیا آتا ہے۔ چنانچہ جبرئیلؑ امین حاضر ہوئے اور یہ حکم لائے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کے مال نہیں لئے (اور یہ حکم سنا دیا جسے سن کر) منافقوں نے یہ کہا کہ اللہ نے تو محمدؐ پر یہ نازل کیا ہے نہیں مگر یہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچا زاد بھائی (علیؑ) کا بازو پکڑ کر پھر بلند کریں اور ان کے اہلبیتؑ کو بھی ہمارا افسر قرار دیں کل تو یہ کہہ ہی چکے ہیں کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ اور آج کہہ رہے ہیں قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ قرب الاسنا میں جناب جعفر صادقؑ کی بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا پر یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! خدا تعالیٰ نے میری خاطر سے تم پر ایک فریضہ واجب کیا ہے آیا تم اس کو بجا لاؤ گے؟ کسی شخص نے جواب نہیں دیا، آنحضرتؐ تشریف لے گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو حضرتؐ نے پھر اسی طرح سوال فرمایا پھر کسی نے جواب نہ دیا، تیسرے دن حضرتؐ نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا۔ اب بھی کوئی کچھ نہ بولتا تھا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! نہ وہ فریضہ سونے سے متعلق ہے اور نہ چاندی سے، نہ کھانے سے متعلق ہے اور نہ پینے سے تب تو بہت سے لوگ بول اٹھے کہ تو تو حضور اسے بیان فرمائیں۔ ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یہ سن کر بہت سوں نے پختہ وعدہ کیا کہ ہم اس کی تعمیل کو حاضر ہیں۔ (اور ہم حاضر ہیں مگر) جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ واللہ یہ وعدہ پورا صرف سات ہی آدمیوں نے کیا۔ سلمانؓ فارسی، ابوذرؓ غفاری، عمارؓ یاسر، مقدادؓ ابن اسود کندی، جابرؓ ابن عبداللہ انصاری، آنحضرتؐ کا ایک غلام جس کا نام تھا ابنۃ یابنت اور زیدؓ ابن ارقم۔ ۱۲

المحاسن میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم پروردگار عالم نے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کی خاطر ان کے اہلبیتؑ کے بارے میں اپنے بندوں پر یہ ایک فریضہ قرار دیا ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ان جناب نے دریافت فرمایا کہ اہل بصرہ آیۂ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ۔۔۔ فِی الْقُرْبٰی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کسی نے عرض کی کہ وہ کہتے ہیں کہ آیت جناب رسولؐ خدا کے عام خاندان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ جھوٹے ہیں یہ آیت تو خاص ہم اہلبیتؑ یعنی علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے جو اصحاب کسا ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا جب یہ آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ الخ نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی موالات کا خدا تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ و فاطمہؑ اور ان دونوں کی اولاد ہیں۔

خود جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وہ حضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ سورۂ حٰمٓ عسٓقٓ میں ہمارے بارے میں ایک آیہ ہے۔ ہماری مودّت کی حفاظت سوائے مومنین کے اور ملوک نہ کر سکیں گے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ تمام انبیاءؑ کی خلقت مختلف درختوں سے ہوئی ہے لیکن میری اور علیؑ کی پیدائش ایک ہی درخت سے ہے۔ میں اس کی اصل ہوں اور علیؑ ابن ابیطالب اس کی شاخ ہیں۔ فاطمہؑ اس کے شگوفہ ہیں حسنؑ و حسینؑ اس کے پھل ہیں۔ ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔ پس جو کوئی اس کی شاخوں میں سے کسی شاخ کو مضبوط پکڑے رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو اس سے تمسک رہے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کے مابین ایک ہزار برس خدا کی عبادت میں مشغول رہے پھر اور ایک ہزار برس عبادت کرے پھر اور ایک ہزار برس عبادتِ خدا بجا لائے یہاں تک کہ سوکھ کر پرانی مشک کی مانند ہو جائے اور ہماری محبت و مودّت اس کے دل میں نہ ہو تو بھی خدا وند عالم اسے تعصبوں کے بھیل دوزخ میں گرائے گا۔ پھر ان جنابؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے سوال کیا گیا کہ آیۂ مودت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا ائمہؑ (ہدیٰ) کی شان میں۔

الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جو شخص میری عترت سے محبت نہ رکھے تو وہ یا تو منافق ہے یا ناتراوہ یا حالت حیض میں اس کی ماں حاملہ ہوئی ہے۔

جناب امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد ایک دن خطبہ میں جناب امام حسن علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اہلبیتؑ رسولؐ میں سے ہوں جن کی مودّت خدا نے تمام مسلمانوں پر فرض کی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا۔ پس اقتراف حسنہ (نیکی کرنے) سے ہم اہلبیتؑ کی مودّت مراد ہے۔

جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء علیہ السّلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ میں وہ قرابت دار ہوں جس کے صلہ کا خدا نے حکم دیا ہے اور اس کا حق بزرگ کیا ہے نیکیاں، انھیں قرار دی ہیں ہم اہلبیتؑ سالت کی قرابت ہی وہ قرابت ہے جس کا حق ادا کرنا خدا تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کر دیا ہے۔

عبداللہ ابن عجلان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کی شان نزول دریافت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ فی القربیٰ سے وہ آئمہؑ مراد ہیں جو نہ صدقہ کھاتے ہیں اور نہ صدقہ ان پر حلال ہے۔

صفحہ ۵۸۱ نوٹ ۶

وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام حسنؑ مجتبیٰ سے منقول ہے کہ حضرتؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں ان اہلبیتؑ میں سے ہوں جن کی مودّت اللہ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے۔ پھر حضرتؑ یہ آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا سے نَزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا تک تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اقتراف حسنہ یعنی کوئی نیکی لانے سے مراد ہم اہلبیتؑ کی مودّت ہے۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے الاقتراف کے جو معنی منقول ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری بزرگی تسلیم کرنا، ہماری روایت صحیح صحیح پہونچا دینا، اور ہمارے برخلاف جھوٹ نہ بولنا۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۲

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ ۔

صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۳

وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا مدینہ ہجرت کر کے اور اسلام مستحکم ہو گیا تو انصار نے آپس میں یہ کہا کہ آؤ ہم رسولؐ خدا کے پاس چلیں اور ان سے کہیں آپ کو بہت سے موقع پیش آتے رہتے ہیں اور ہمارے یہاں حاضر ہیں لہٰذا بارگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے آپ کیلئے کوئی رو کو ٹوں میں چنانچہ وہ آئے اور یہ آیۂ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ الخ نازل ہوا۔ آنحضرتؐ نے ان کو پڑھ کر سنا دیا اور فرمایا کہ میرے بعد میرے اہلبیتؑ سے مودّت رکھنا حضرتؐ کے پاس سے تو وہ اس قول کو تسلیم کر کے گئے مگر باہر نکل کر منافقوں نے یہ کہا کہ یہ بات تو انھوں نے یہیں بیٹھے بیٹھے گڑھ لی ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کے آگے بھی ہمکو ذلیل رکھیں۔ اس پر آیت اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الخ نازل ہوئی حضرتؐ نے ان کو بلوایا اور وہ آیت سنائی تو بہت روئے اور غمگین ہوئے اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ الخ نازل کی۔ جناب رسولؐ خدا نے انھیں پھر بلایا اور خوشخبری سنائی اور اس کے بعد آیت وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ سنائی جس سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے حضرتؐ کے قول کو بجنسہٖ قبول کر لیا۔ (نوٹ تین کے متعلق ایک اور حدیث آخر میں آئے گی) کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدا تعالیٰ کے اس قول وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان سے مراد وہ مومن ہیں جو اپنے برادران ایمان کے لئے ان کے پیٹھ پیچھے دعا خیر کریں۔ ایسے شخص کے لئے فرشتہ آمین کہتا ہے اور خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کچھ تو نے دوسرے کیلئے مانگا اس کا دو چند تیرے لئے منظور ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ تو اس سے محبت رکھتا ہے تیری دعا بھی قبول ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ کے معنی ہیں ان لوگوں کے حق میں شفاعت جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ اور جنھوں نے دنیا میں مومنوں کے ساتھ احسان کیا ہوگا۔ ۱۲ یعنوں میں بروایت جناب سیّد الشہداء روحی لہ الفداء علیہ السّلام منقول ہے کہ مہاجرین و انصار جمع ہو کر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور کو مصارف کی ضرورت پڑتی ہے مہمان آپ کے در دولت پر حاضر ہوتے رہتے ہیں یہ ہمارے جان و مال حاضر ہیں بے تکلف جتنا جی چاہے اس میں سے لے لیجئے اور جتنا چاہے چھوڑ دیجئے۔ (کہ کچھ تو اجرت رسالت ہم سے ادا ہو جائے۔) پس جبرئیلؑ امین نازل ہوئے

اور عرض کی یا رسول اللہ! ان سے کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ رسالت کی کوئی مزدوری تم سے نہیں چاہتا۔ ہاں یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابتداروں سے مودت رکھو۔ یہ سن کر وہ لوگ چلے گئے۔ جب باہر نکلے تو منافقوں نے کہا جناب رسول خدا نے جو ہماری پیشکش قبول نہیں کی اس کا سبب بس یہ ہے کہ وہ اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کو ہمارا افسر بنا دیں۔ یہ بات تو انھوں نے بس یونہی سیکھے سیکھے گڑھ لی ہے۔ یہ قول ان کا بہت ہی بڑی بے ادبی تھا۔ اسی سبب سے یہ آیت خداوند عالم نے نازل فرمائی۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ یَّشَاِ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَیَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ۝ وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝ فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ وَقَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ یَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِیْلٍ ۝ اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝

پس جناب رسول خدا نے ان کو بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کچھ باتیں بنائی ہیں؟ سب نے عرض کی ہاں رسول اللہ ہم میں سے بعض نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جو ہم کو بہت ناگوار معلوم ہوئیں۔ رسول خدا نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس کو سن کر وہ لوگ رونے لگے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ الخ۔

صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۴ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے سب بندوں کو وسعت دیدیتا تو سب ہی بغاوت کرتے مگر اسے ایک دوسرے کا محتاج کر دیا ہے۔ اور اس طرح انکو قابو میں رکھا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جس کے مناسب حال دولتمندی ہی ہے اور اگر میں اس کو محتاج کر دوں تو اس کی خرابی آجائے گی۔ اور کوئی کوئی میرے بندوں میں ایسا بھی ہے اس کے مناسب حال فقیری ہے۔ اور اگر میں اس کو غنی کر دوں تو اس کی خرابی آجائے۔ اس سے میں اپنے بندوں کی حالت جو میرے علم میں مناسب ہے اس طرح رکھتا ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں اپنے بندوں کی تدبیر اس علم کے موافق کرتا ہے جو ان کے دلوں کا مجھے حاصل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۲ نوٹ ۵ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کسی رگ پٹھے کا پھڑک جانا، کسی پتھر کا لڑھک جانا، کسی قدم کا پھسل جانا کسی لکڑی کی خراش آجانا یہ جو کچھ بھی ہوتا ہے کسی نہ کسی گناہ کی پاداش میں ہوتا ہے۔ اور جن گناہوں کو خدا معاف کرنا چاہتا ہے بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے کہ دنیا میں ان کی سزا جلد مل جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ امر خدا تعالیٰ کی جلالت شان سے بعید رہے کہ آخرت میں دوبارہ اس کی سزا دے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا۔ بعد جناب رسول خدا کے علیؑ اور اہلبیتؑ پر جو کچھ گزری آیا یہ ان کے کسی فعل کی سزا تھی حالانکہ وہ اہلبیتؑ عصمت وطہارت ہیں۔ فرمایا کہ جناب رسول خدا تو ہر گناہ سے معصوم تھے مگر ہر روز ہر شب ستر ستر مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خاص مصیبتوں کے ساتھ آزمایا کرتا ہے تاکہ ان کے درجے بڑھائے۔ اس میں گناہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۳ نوٹ ۵ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۝: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کے لئے اس بات کو مکروہ سمجھا ہے کہ وہ ذلت اختیار کریں اور ان کو بعد اس کے کہ ان کی اور اعلیٰ صفات بیان کی ہیں شجاعت سے بھی موصوف قرار دیا ہے۔ اور ان کی یہ صفت صاف کرنے کی صفت کے منافی نہیں ہے کیونکہ معافی کی صفت تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ جس کو معاف کیا وہ کمزور تھا۔ اور بدلہ لینے کی صفت یہ ظاہر کرتی ہے کہ دشمن کا خوب مقابلہ کیا۔ کمزور کے بارے میں تو بردباری قابل تعریف ہے۔ مگر زبردست بننے والے کے مقابلے میں مذموم ہے اس لئے کہ ایسے موقع پر بردباری کرنا اس کو کمزوروں کے ستانے کے لئے اور جری کر دیگا۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۳ نوٹ ۶ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا: تفسیر مافی میں ہے کہ بدی کے بدلے کو بھی بدی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ایک تو مقابلہ کے لحاظ سے اور دوسرے اس لحاظ سے کہ جس پر وہ فعل واقع ہوگا۔ اسے بہر حال برا لگے گا۔ یہ آیت بدلہ لینے میں زیادتی کرنے سے روکنے والی ہے۔ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ: تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کرے گا کہ جس شخص کا اجر خدا کے ذمے ہے وہ جنت میں چلا جائے۔ اس پر کہا جائیگا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کا اجر خدا پر ہے؟ جواب ملے گا جنھوں نے لوگوں کا درگزر کر دیا ہوگا وہ بحساب داخل جنت ہوں گے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم کو معافی کا التزام چاہیے کہ معافی دینے سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے پس معاف کرتے رہو کہ خدا تعالیٰ تمھیں عزت دے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۳ نوٹ ۷ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ: الخصال میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اس شخص کا حق جو تمھارے ساتھ بدی کرے یہ ہے کہ تم اسے معاف کر دو اور اگر تم کو یہ معلوم ہے کہ معاف کرنا ضرر پہونچائے گا تو بدلہ لے لو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ: اور جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت اپنے آباؤ اجداد سے منقول ہے کہ تین ایسے ہیں کہ اگر تم ان کو دبا کر نہ رکھو گے تو وہ تم پر ظلم کریں گے۔ ایک تو کمینے لوگ دوسرے زوجہ تیسرے غلام۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۴ نوٹ ۲ قول مترجم: اس آیت میں لفظ انسان جمع اور مفرد دونوں طرح مستعمل ہوا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۳ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ آیا وہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عالم لوگوں کی زبان سے سیکھ لیتا ہے یا وہ آپ حضرات کی کسی کتاب میں کہ آپ حضرات اسے پڑھ لیتے ہیں اور اس سے حاصل کر لیتے ہیں؟ فرمایا اصل امر اس سے زیادہ عظیم اور اس سے زیادہ ضروری ہے۔ کیا تو نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ پھر فرمایا کہ بیشک کسی وقت میں آنحضرتؐ ایسی حالت میں تھے کہ کتاب وایمان کی حقیقت سے واقف نہ تھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے وہ روح جسکا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے بذریعہ وحی انھیں پہونچا دی۔ پس جس وقت وہ روح ان کو پہونچ گئی تو اس کے ذریعہ سے علم وفہم سب کچھ حاصل ہو گیا اور یہ روح وہ ہے جو خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور جس بندے کو عطا فرما دیتا ہے اسی کو فہم حاصل ہو جاتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۴ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نور سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اور علیؑ وہ نور ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۵ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ: تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو جس کو چاہتا ہے ولایت علیؑ کی ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور صراط مستقیم سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۶ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ الخ: جناب امام محمدؑ باقر نے فرمایا صِرَاطِ اللّٰهِ سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانوں کی زمین کی کل چیزوں پر خزینہ ولد و امین مقرر فرمایا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۵ نوٹ ۷ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ: کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک قرآن مجید سمندر میں گر گیا تھا اور وہ پھر مل گیا تو اس میں سے سوائے اس آیت کے اور سب کچھ مٹ گیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۸ نوٹ ۳ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ائمہ دنیا میں پھر تشریف لائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۸ نوٹ ۴ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس آیت میں الْقَرْیَتَیْنِ سے مراد ہیں کہ مکہ و طائف اور رَجُلٍ عَظِیْمٍ سے مراد ہے صاحب مال اور رتبہ والا جیسے مکہ میں ولید ابن مغیرہ تھا۔ اور طائف میں عروہ ابن مسعود ثقفی۔ مطلب ان لوگوں کے کہنے کا یہ تھا کہ رسالت ایک بہت بڑا منصب ہے۔ یہ بڑے ہی آدمی کے لئے زیبا ہو سکتا ہے اور وہ یہ نہ سمجھتے تھے کہ یہ روحانی رتبہ ہے اور ایسے بڑے نفس کے لئے زیبا ہے جو کمالات قدسیہ اور فضائل سنیہ سے آراستہ ہو۔ نہ یہ کہ دنیا کی آرائش بہت سی رکھتا ہو۔ ۱۲ (احتجاج طبرسی اور تفسیر امام میں جناب رسول خدا کی روساء قریش سے بحث ضمیمہ سے ملخصاً) ۱۲ جز پارہ پندرہ میں گزر گیا ہے۔

صفحہ ۵۸۸ نوٹ ۵ لَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ..... تا ..... وَزُخْرُفًا: تفسیر صافی میں ہے کہ لَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا یہ مطلب ہے کہ کافروں کو وسعت و نعمت کی حالت میں دیکھ کر اگر لوگ بوجہ محبت دنیا کفر کی طرف رغبت نہ کر بیٹھتے تو جو کچھ اس آیت میں آگے مذکور ہے وہ ہم کرتے تفسیر قمی میں ہے اُمَّةً وَّاحِدَةً سے ایک مذہب مراد ہے اور زُخْرُفًا سے ایسا سامان مراد ہے جو سونے سے آراستہ کیا گیا ہو اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے کفار کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہوتا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے تو کوئی بھی ایمان نہ لاتا مگر اب تو اس نے بعض کو مومنین میں سے امیر قرار دیا ہے اور بعض کو کافرین میں سے فقیر اور اسی طرح بعض کو مومنین میں سے فقیر قرار دیا ہے اور بعض کو کفار میں سے امیر۔ پھر اس کے بعد ان کا امر و نہی و صبر و رضا میں امتحان بھی لیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۳ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا ..... تا ..... فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ جَآءَنَا کی قراءت جَآءَنَا (بر تثنیہ) بھی آئی ہے۔ اور اس میں دو آنے والوں سے مراد ایک تو زکر خدا سے آنکھیں بند کر لینے والے ہیں اور دوسرا شیطان۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے یہ دونوں آیتیں یوں اتری تھیں حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا اس سے مراد ہیں اول و ثانی کہ جب ان میں ایک دوسرے کو دیکھے گا قَالَ قرینہ کہے گا یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ۝ پس خدا تعالیٰ اپنے نبی سے فرمائے گا قُلْ یعنی تم اول و ثانی سے اور ان دونوں کے پیروؤں سے کہدو لَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ (جب تم آل محمدؐ پر ان کے حق کے بارے میں ظلم کر چکے ہو تو یہ (تمہاری حسرت) تم کو آج کوئی نفع نہ پہنچائے گی (احد) عذاب میں تم ضرور ایک دوسرے کے شریک رہو گے۔) ۱۲

صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۴ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا نے جب وہ کچھ دیکھا جو کچھ ان کی امت پر ان کے بعد ہونے والا تھا تو آنحضرتؐ اس دن سے چپ چپ رہے اور کبھی نہ ہنسے یہاں تک کہ دنیا سے کوچ فرمایا۔ اسی تفسیر میں ہے جابرؓ ابن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مٹنے کے مقام میں میں رسول خدا کے پاس سب سے زیادہ قریب تھا۔ پس آنحضرتؐ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ اور خدا کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو تم مجھ کو اس گروہ میں پاؤ گے جو تم کو مارے گا۔ پس پھر پشت نظر فرمائی اور تین مرتبہ فرمایا کہ علیؑ تم کو ماریں گے۔ پس ہم دیکھ رہے تھے کہ گویا جبرئیلؑ آنحضرتؐ کو اشارہ کر رہے ہیں کہ اس کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ یعنی ابن ابیطالبؑ۔ یہ مطلب ہے کہ اے رسول جب ہم تم کو مکہ سے مدینہ لے جائیں گے۔ اور فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ کا یہ مطلب ہے کہ پھر ہم تم کو مکہ میں واپس لائیں گے اور علیؑ ابن ابیطالب کے ذریعہ سے ہم ان کفار سے انتقام لیں گے۔ (اس مضمون کی کچھ حدیثیں سورۂ مومنون میں بھی بیان ہو چکی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۵ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ: تفسیر قمی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم ولایت علیؑ پر قائم ہو اور علیؑ صراط مستقیم ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۶ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ الخ: کافی میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ ہم ہی آنحضرتؐ کی قوم ہیں اور ہم ہی سے سوال کیا جائے گا۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ہم مراد لئے ہیں۔ پس ہم ہی اہل ذکر ہیں اور ہم ہی سے ہمارے ہی بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۸۹ نوٹ ۷ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمدؑ باقر سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا نے سوال کس سے کیا تھا۔ حالانکہ ان کے اور جناب عیسیٰؑ کے درمیان پانچ سو برس کا فصل ہے تو آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا الخ۔ پھر فرمایا کہ ان آیات میں جو خدا تعالیٰ نے اس شب جناب رسول خدا کو دکھلائیں یہ بھی تھی کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو بیت المقدس لے گیا۔ اور ان کی خاطر سے تمام انبیاء و مرسلین اولین و آخرین کو جمع فرمایا پس جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ انھوں نے اذان و اقامت کہی جس میں حَیَّ عَلٰى خَیْرِ الْعَمَلِ بھی تھا۔ پھر جناب رسول خدا نے آگے کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا الخ پس آنحضرتؐ نے ان سے سوال فرمایا کہ تم کس امر کی گواہی دیتے

رہے اور کس کی عبادت کرتے رہے؟ انھوں نے عرض کی، نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اسی پر ہم سے عہد و پیمان لیا گیا۔ اور اس کے ہم پابند رہے ہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے۔ اب رہا خدا تعالیٰ کا یہ قول وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا۔ یہ ہمارے نبی کی ان دلیلوں میں سے ہے جو خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو عطا فرمائیں تھیں۔ جن کے ذریعہ سے ان کو تمام مخلوق پر حجت قرار دیا گیا تھا۔ وجہ اس کی یہ کہ جب خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر نبوت کو ختم کر دیا اور آنحضرتؐ کو ساری امتوں اور کل ملتوں کے لئے رسولؐ قرار دیا تو آپ کو یہ خصوصیت بھی عطا فرمائی کہ معراج کے وقت آپکو آسمان پر بلایا اور آپ کی خاطر سے اس موقع پر کل انبیاءؑ کو جمع فرمایا کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کن کن احکام کے ساتھ بھیجے گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے کن کن معجزات کے۔ کن کن دلائل کے اور کن کن عظمتوں کے وہ حامل رہے تھے۔ پس ان سب نے آنحضرتؐ کی فضیلت کا بھی اقرار کیا اور ان اوصیاء و حجت ہائے خدا کی فضیلت کا بھی اقرار کیا جو ان کے بعد ہونے والے تھے۔ اور مومنین و مومنات میں سے جو آنحضرتؐ کے وصی کے شیعہ ہونے والے تھے ان کی فضیلت کا بھی اقرار کیا۔ اس لئے کہ وہ فضیلت والے کی فضیلت تسلیم کریں گے جو حکم ان کو دیا جائے گا اس کی تعمیل میں غرور و تکبر کو راہ نہ دیں گے۔ اور وہ پیغمبر یہ خوب جانتے تھے کہ ان کی امتوں میں سے کس کس نے ان کی اطاعت کی اور کس کس نے ان کی نافرمانی کی۔ وہ ان کو بھی جانتے تھے جو سیدھی ڈگر پر چلے گئے۔ اور ان کو بھی جنھوں نے تغیر کیا یا احکام خدا کو آگے پیچھے کر دیا۔

صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۲ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ایسا بنایا کہ وہ اپنے ارادوں میں تو پورے قوی ہیں اور ظاہری آنکھیں ان کے حالات کو ضعیف دیکھتی ہیں۔ مگر قناعت کے ساتھ ان کے دل بھی غنی ہیں اور ان کی نظریں بھی گو وہ بھوکے ہوں اور انھیں بہت سی ناگوار باتیں سہنی اور دیکھنی پڑیں۔ اور اگر انبیاءؑ ایسے قوی ہوتے جن سے کوئی سر بر ہی نہ ہو سکتا اور ایسے بڑے ملک کے مالک ہوتے جن کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھا کرتیں اور جن کے پاس دور دور سے لوگ اپنی اغراض لے کر آیا کرتے تو یہ بات مخلوق خدا میں بحیثیت عبرت بہت ہی کم سمجھی جاتی۔ اور ان کو اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے کوئی لذت پیش نہ آتی۔ پس جو لوگ بھی ایمان لاتے یا تو ان کے خوف و غلبہ سے لاتے یا اس خواہش کے سبب جو ان کی طرف مائل کرنے والی ہوتی۔ اسی طرح بدیاں بھی مشترک ہوتیں اور نیکیاں بھی بٹی ہوئی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے تو یہ چاہا کہ اس کے رسولوںؑ کی پیروی اور اس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کی ذات کے لئے خضوع و خشوع اور اس کے احکام کی قبولیت اور اس کی عبادت کے لئے تیاری ایسے خاص امور ہوں جن میں اور کسی قسم کا شائبہ شریک ہی نہ ہو اور چونکہ یہ امتحان عظیم الشان اور یہ اختیار بڑا اختیار تھا لہٰذا اس کے لئے ثواب اور جزا بھی بہت ہی بڑی قرار دی۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۳ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ : کافی اور التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا تبارک و تعالیٰ اس طرح غضبناک نہیں ہوتا جس طرح ہم (یعنی نوع انسان غصہ ہوتے ہیں) لیکن اس نے اپنے خاص دوستوں پیدا کئے ہیں جو غصہ بھی ہوتے ہیں اور راضی بھی اسی نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہی ان کی پرورش کرتا ہے۔ پس اس نے ان کی رضامندی کو اپنی ذات کی رضامندی اور ان کے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا ہے یہ اس وجہ سے کہ اس نے ان کو اپنی طرف بلانیوالا اور اپنی ذات کی پہچان بتلانے والا مقرر فرمایا ہے۔ اسی سے ان کو یہ منزلت حاصل ہو گئی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کو خوشی اور رنج اسی طرح پہونچا ہے جس طرح اسکی مخلوق کو۔ بلکہ جہاں ایسے ظاہری الفاظ آگئے ہیں ان کا مطلب یہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔ نیز اس نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے کسی دوست کی اہانت کی تو گویا وہ خود مجھ سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں اترا اور اس نے مجھکو جنگ کے لئے بلایا۔ اسی طرح فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ : نیز یہ بھی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ : (یہ تحقیق جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہیں) اس قسم کے کل کلام اسی انداز پر ہیں جو بیان کر چکا۔ یہی حالت رضا و غضب وغیرہ اور کل کیفیتوں کی ہے جو ان سے متاثر ہیں کہ اگر پیدا کرنے والے کو رنج و تعب وغیرہ پہونچ سکتا حالانکہ وہی ان کیفیتوں کا پیدا کرنے والا بھی ہے تو کہنے والوں کو یہ موقع ملتا کہ اس پیدا کرنے والے کو کسی دن موت بھی آجائے گی۔ اس لئے کہ جب اس کو غصہ غضب آیا تو اس میں تغیر پیدا ہوا اور جس میں تغیر نے دخل پایا وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو خالق و مخلوق میں اور قادر و مقدور میں کوئی امتیاز نہ رہتا۔ خدا تعالیٰ کی شان اس سے بہت بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی جناب میں ایسی باتیں کہی جائیں۔ وہ چیزوں کا خالق ضرور ہے مگر کسی حاجت اور ضرورت سے نہیں۔ پس جب اسے بے غرض و حاجت پیدا کیا ہے تو اس کا محدود کرنا اور کیفیت قرار دینا محال ہو جائے۔ پس اسی میں غور کرنے سے انشاء اللہ یہ شبہہ دور ہو جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۰ نوٹ ۴ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ : تفسیر قمی میں حضرت سلمانؓ فارسی سے منقول ہے کہ ایک موقع پر جناب رسول خدا اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے مشابہت رکھتا ہے پس جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی اٹھ کر باہر گیا اس غرض سے کہ آنے والا وہی بن جائے۔ مگر جناب علیؑ ابن ابیطالب تشریف لے آئے تو ایک شخص نے اپنے خاص خاص یاروں سے کہا محمدؐ کا ہم پر علیؑ کے فضیلت دینے سے کسی طرح پیٹ ہی نہیں بھرتا یہاں تک کہ ان کو عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے بھی تشبیہ دے دی۔ واللہ علیؑ سے تو وہ بات تک افضل ہیں جنھیں ہم زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس مجلس میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ اسے بدل کر یا لوگوں نے یَعِدِلُوْنَ کر دیا۔ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝ آخری آیت میں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ یہ خطاب بنی ہاشم سے ہے۔ ابو بصیر راوی

حدیث کا بیان ہے۔ کہ حرث ابن عمرو فہری کو یہ سن کر غصہ آیا اور اس نے یہ کہا کہ یا اللہ! اگر یہ بات تیری ہی طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم اس طرح ایک دوسرے کے وارث ہوتے رہیں جیسا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ایک ہرقل کے بعد دوسرا ہرقل وارث ہوتا رہتا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم کو کوئی دردناک عذاب دے۔ خدا تعالیٰ نے حرث کا یہ مقولہ بھی نازل فرمایا اور اس کے ساتھ ہی یہ آیت بھی نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اس وقت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرو! یا تو توبہ کر لے اور یا یہاں سے چل دے۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری منگائی۔ سوار ہوا اور جیسے ہی شہر مدینہ کے باہر نکلا ایک پتھر آسمان سے اس پر گرا جس نے اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے ان منافقین سے جو آنحضرتؐ کے آس پاس تھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنے یار کی حالت دیکھ آؤ۔ اس نے خدا سے جس عذاب کی دعا کی تھی وہ اس پر آپڑا وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

المناقب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس دروازے سے تمہارے پاس ایک ایسا شخص آئیگا جو ساری مخلوقات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت ہی مشابہ ہے (چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد) جناب علیؑ مرتضیٰ تشریف لائے تو منافق آنحضرتؐ کے اس قول پر ہنسے اسی پر یہ آیتیں وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ سے لیکر فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝ تک نازل ہوئیں۔

تفسیر مجمع البیان میں خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آنحضرتؐ کو ایک گروہ قریش میں بیٹھا پایا جونہی آنحضرتؐ کی نظر مجھ پر پڑی وہی ارشاد فرمانے لگے کہ اے علیؑ تمہاری مثل اس امت میں عیسیٰؑ بن مریم کی سی ہے۔ کہ ایک گروہ نے ان سے محبت کی وہ اس محبت میں حد سے بڑھ گئے۔ اسی سے گمراہ ہوئے اور ایک گروہ نے ان سے عداوت کی وہ اس عداوت میں حد سے بڑھ گئے۔ اسی سے گمراہ ہوگئے اور ایک گروہ نے ان کے بارے میں میانہ روی اختیار کی انھوں نے نجات پائی۔ آنحضرتؐ کا یہ مقولہ ان قریشیوں پر بہت ہی گراں گذرا جگہ جگہ بہت ہی ہنسنے کہنے لگے کہ (انھیں ہو کیا گیا ہے) اب تو علیؑ ابن ابیطالب کو پیغمبروں اور نبیوں سے تشبیہ دینے لگے۔ اسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غدیر کے دن پڑھنے کی جو دعا مروی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ فَقَدْ اَجَبْنَا دَاعِيَكَ الَّذِيْ اَنْذَرَ مُحَمَّدًا اَعْبُدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ الَّذِيْ اَقَمْتَ عَلَيْهِ وَجَعَلْتَهُ مَثَلًا لِبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَلِيُّهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَوْمِ الدِّيْنِ فَاِنَّكَ قُلْتَ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ۝

ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع اصحاب میں رونق افروز تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس وہ شخص آئیگا جو میرے وقت میں عیسیٰ ابن مریم کی نظیر ہے۔ اتنے میں ابوبکر آیا۔ اصحاب نے عرض کی آیا یہ وہی شخص ہے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا نہیں! پھر عمر بن خطاب حاضر ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ تو وہی ہے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا نہیں۔ پھر علیؑ ابن ابیطالب وہاں آئے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ یہ وہی ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں (یہی نظیر عیسیٰ ابن مریم ہیں) اصحاب نے عرض کی آپ کے اس قول سے قولات وعزیٰ کی پرستش ہم پر زیادہ آسان ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا الخ۔

ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ایک دن چند آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمد! عیسیٰ ابن مریم مردوں کو زندہ کرتے تھے آپ بھی ہمارے کسی مردہ کو زندہ کر دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ کس کا زندہ ہونا چاہتے ہو؟ کہنے لگے ہماری قوم کا فلاں شخص چند روز ہوئے کہ مر گیا ہے اس کو جلا دیجئے! یہ سن کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو طلب فرمایا اور کان میں کوئی ایسی بات کہدی جسے ہم بالکل نہ سمجھے پھر حکم دیا اے علیؑ ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور اس کا نام ولدیت لیکے پکارنا۔ پس جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور آواز دی فلاں ابن فلاں یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اس سے جو کچھ پوچھنا تھا دریافت کیا۔ وہ پھر اپنی قبر میں لیٹ گیا وہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے اور آپس میں کہتے تھے یہ تو اولاد عبد المطلب میں عجیب شخص ہے۔ پس خدا نے آیت بھیجی وَلَمَّا ضُرِبَ الخ۔

عبد الرحمن ابن ابو لیلےٰ سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس امت میں عیسیٰ ابن مریم کی مثال ہوں۔ کہ ان کی محبت میں ایک قوم نے غلو کیا یعنی حد سے بڑھ گئے پس وہ گمراہ ہوگئے۔ اور ایک گروہ نے ان سے سخت عداوت رکھی وہ بھی گمراہ ہوگیا۔ درمیانہ لوگوں نے میانہ روی اختیار کی انھوں نے نجات پائی۔

صفحہ ۵۹۱ نوٹ ۱ دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ اس کا نزول مختلف لغات میں ہونا ثابت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۲ نوٹ ۶ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ انھوں نے حق کے جھٹلانے کا اور اس کے رد کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور اس سے فقط کراہت ہی پر بس نہیں کرتے تو ہم بھی ان کو سزا دینے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۲ نوٹ ۷ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اس معاہدہ کی خبر دیتی ہے جو منافقین کے سرگروہوں نے کعبہ میں بیٹھ کر کیا تھا کہ امر خلافت کو اہلبیت رسولؐ میں نہ جانے دیں گے۔ (اس کا مفصل بیان سورۂ محمدؐ میں آئے گا) تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت انہی معاہدہ کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۲ نوٹ ۸ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات سے پہلا نفرت کرنے والا کہ خدا تعالیٰ کے کوئی بال بچہ ہو میں ہوں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اوّل انکار کرنے والا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی بال بچہ ہو میں ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے اس قول کی تاویل یہ ہے کہ اس کا یا طن ظاہر کی بالکل ضد ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۳ نوٹ ۶ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ : تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَنْزَلْنٰهُ کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن مجید نازل کیا اور لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد شب قدر ہے تفسیر قمی میں انہی دونوں حضراتؑ سے اور جناب موسیٰؑ کاظم

سے اس طرح منقول ہے بلکہ اتنا زیادہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن مجید یکجا شب قدر میں بیت المعمور میں نازل فرما دیا۔ پھر بیت المعمور سے بیس برس کی مدت میں جناب رسول خدا کے پاس جستہ جستہ پہونچا۔ قولہ مترجم :۔ تین برس وحی نہیں آئی ۔ ۱۲ اور اہل تشیع کی مختلف کتابوں میں جو احادیث اور تاریخ و سیر سے متعلق ہیں جو جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا ماحصل یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ابتداء فقط مسئلہ توحید ان لوگوں کے ذہن نشین کرنا مقصود تھا جن کے دلوں میں ایک کی جگہ تین سو ساٹھ گھسے ہوئے تھے۔ جب یہ زنگ دور ہو گیا اور توحید کے رنگ نے اپنا رنگ پکڑ لیا تب کلام خدا کا سلسلہ جاری ہوا اور اس نے بیس برس میں رفتہ رفتہ اور جستہ جستہ تمام دنیا اور آخرت کی خوبیوں کے قواعد و قوانین مخلوق خدا کے لیے ہم پہونچا دیے۔

صفحہ ۵۹۳ نوٹ ۷ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ شب قدر میں خدا تعالیٰ ہر امر کا اندازہ فرما لیتا ہے۔ جو جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہے وہ حق ہو خواہ باطل مگر بداء اور مشیت کا حق اس کو حاصل ہے۔ کہ اجل و رزق، بلا و مصائب اور اعراض و امراض میں سے جس جس کو چاہتا مقدم کر دیتا ہے۔ اور جس جس کو چاہتا ہے مؤخر فرما دیتا ہے۔ اور جس میں چاہتا زیادتی کر دیتا ہے اور جس میں چاہتا کمی فرما دیتا ہے۔ جناب رسول خدا سے ہر طرح کی خبر جناب علی مرتضیٰ کو پہونچتی ہے۔ اور ان حضرت سے اور آئمہ کو یہاں تک کہ جناب صاحب الزماں تک منتہی ہوتی ہے مگر ہر خبر میں بر اُمشیت اور تقدیم و تاخیر مشروط ہوتی ہے (یعنی اختیار خدا کسی وقت باطل نہیں ہوتا) ۔ ۱۲ کافی میں یعقوب ابن جعفر ابن ابراہیم سے منقول ہے کہ ہم موضع عُرَیض میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک مرد نصرانی ان حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آتے ہی عرض کرنے لگا کہ میں آپ کی خدمت میں دور و دراز کے ملک سے سفر کی مشقتیں سہتا ہوا حاضر ہوا ہوں تیس برس ہوتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ سے برابر یہ دعا مانگتا رہا کہ جو بہتر سے بہتر دین ہو اس کی مجھے ہدایت فرما دے اور بندوں میں جو سب سے بہتر ہو اور سب سے زیادہ علم والا ہو اس تک مجھے پہونچا دے نتیجہ یہ ہوا کہ خواب میں کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ دمشق کے بالائی حصہ میں ایک شخص ایسا ایسا رہتا ہے (تو اس کے پاس جا) چنانچہ میں گیا۔ اس کے پاس پہونچا۔ اس سے باتیں کرنے کی نوبت آئی تو اس نے کہا یہ کہ میں اپنے دین والوں میں تو سب سے زیادہ عالم ہوں مگر مجھ سے زیادہ علم والے اور دینوں میں موجود ہیں تو میں نے یہ کہا کہ جو شخص آپ سے علم میں زیادہ ہے اس کا پتہ مجھے بتا دیجئے اس لئے کہ نہ تو میں اس سفر کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں اور نہ اس مشقت کو مشقت گردانتا ہوں۔ میں نے انجیل پوری پڑھی ہے داؤد علیہ السلام کی منا جاتیں سب ختم کی ہیں۔ توریت کے بھی چار جزو پڑھے ہیں اور ظاہر قرآن کو بھی بالاستیعاب (پورا پورا) پڑھ چکا ہوں۔ تو اس وقت مجھ سے اس عالم نے یہ کہا کہ اگر تو دین مسیحی کے علم کا طلبگار ہے تو تمام عرب و عجم میں مجھ سے زیادہ اس کا عالم کوئی نہیں۔ اور اگر تجھے علم یہودیت درکار ہو تو اس زمانہ میں باطیُ بن شرجیل السامری تمام آدمیوں سے اس کے علم میں بڑھا ہوا ہے۔ اور اگر تیرا مطلب یہ ہو کہ علم اسلام بھی رکھتا ہو اور علم توریت بھی اور علم انجیل بھی اور علم زبور بھی اور علم کتاب ہُود بھی (رکھتا ہو) اور جو کچھ بھی اللہ نے انبیاءؑ میں سے کسی نبی پر تیرے زمانہ میں نازل کیا ہو یا تیرے غیر کے زمانے میں (اس کا بھی علم رکھتا ہو) اور جو خبر بھی خدا تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمائی ہو (اس کا بھی علم رکھتا ہو) تو یہ تو خدا نے ایک ہی کو سکھایا ہے اور کسی کو اس کا علم نہیں دیا اس کے پاس ہر چیز کا کھلا بیان اور تمام عالموں کے لئے شفا اور جو راحت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے راحت اور جس کی بہتری خدا کو منظور ہو اس کے لئے بصیرت اور حق سے مانوس ہو جانے کا ذریعہ موجود ہے اور میں تجھے اس کا پتہ دے سکتا ہوں۔ اس کے پاس تجھے اپنے پاؤں سے چل کے جانا چاہیئے۔ اور اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو گھٹیوں چل کے جائیو اور اگر یہ بھی تجھ سے ممکن نہ ہو تو کولھوں کے بھل گھسٹیو اور اگر یہ بھی تیری قدرت سے خارج ہو تو منہ کے بھل چل کے جائیو۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ اس کی ضرورت نہیں میں انشاء اللہ چلنے پر قادر ہوں۔ اپنے کہ توشہ میں ڈال کر اور اپنا مال خرچ کر کے جاؤں گا۔ تو اس نے کہا کہ بس ابھی چل دے اور تیرب پہونچ جا۔ میں نے کہا میں تو تیرب کو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جا تو سہی اس نبیؐ کے شہر میں چلا جا جس پر اور جس کی اولاد پر خود خدا نے درود بھیجا جو عرب میں مبعوث ہوا۔ وہی نبی عربی و ہاشمی ہے۔ جب تو اُس شہر میں پہونچ جائے تو بنی غنمؔ و بن مالک بن نجار کا پتہ پوچھ لیجیو۔ اس کا گھر اس شہر کی مسجد کے دروازے کے قریب ہی ہے۔ اب تو وہاں اپنی صورت نصرانیوں کے مخالفوں کی سی بنا لیجیو اور جو خاص نصرانیت کی آرائش کی چیزیں ہیں انھیں چھپا لیجیو اس لئے کہ اس زمانہ کا والی شہر نصرانیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ اور خلیفہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے پھر بنی عمرو ابن مبذول کا گھر پوچھیو وہ بقیع زبیر میں واقع ہے۔ پھر وہاں سے موسے ابن جعفر علیہما السلام کا حال پوچھیو اور یہ بھی کہ ان کا مکان کہاں ہے؟ اور یہ بھی کہ آیا وہ اس وقت سفر میں گئے ہوئے ہیں یا وطن ہی میں موجود ہیں۔ تو اگر وہ سفر میں گئے ہوئے ہوں تو ان سے وہیں جا ملیو اس لئے کہ جتنا سفر تو کر کے جائے گا اس سے ان کا سفر کہیں کم ہوگا۔ پھر جب حاضر خدمت ہو جائے تو ان سے یہ عرض کر دیجیو کہ دمشق کے کھادر یعنی بالائی کھادر کا رہنے والا مُطَّلِب وہ شخص ہے جس نے مجھے حضور کا پتہ بتلایا ہے اور وہ حضور کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض کرتا ہے اور یہ بھی اس نے عرض کیا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے زیادہ مناجات کرنے میں یہ بھی عرض کیا کرتا ہوں کہ آپ کے دست مبارک پر بہ اسلام ہوں۔ اتنا قصہ اس نصرانی نے کھڑے کھڑے اپنے عصا پر ہاتھ ٹکائے ٹکائے عرض کیا۔ اس کے بعد اس نے یہ عرض کیا کہ اے میرے آقا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے گھٹنوں اور بیٹھ جاؤں؟ فرمایا کہ میں تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں۔ کہ بیٹھ جا مگر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میرے سامنے خم ہو۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا پھر اس نے اپنی رومی ٹوپی اتار ڈالی پھر اس نے عرض کی کہ میں حضور پر قربان ہو جاؤں اب مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟ فرمایا ہاں بات کرتے تو تو آیا ہی ہے اس پر نصرانی نے عرض کی تو میں اپنے اس رہنما دوست کو سلام۔ پہونچاؤں یا آپ اس کے سلام کا جواب نہ دیں گے؟ اس پر جناب امام علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے اسے ہدایت کر دی تو تیرے صاحب پر سلام ہے۔ رہا ہماری طرف سے سلام پہونچانا یہ تو اسی وقت ہوگا جب وہ ہمارے دین میں آجائے گا۔ پھر نصرانی نے پوچھا خدا حضور کو صحیح و سالم رکھے اب میں کچھ پوچھوں؟ حضرتؑ نے فرمایا دریافت کر اس نے عرض کی کہ مجھے اس کتاب کی بعض باتیں بتلائیے جو محمدؐ پر نازل کی گئی۔ اور انہی کی زبان سے ادا ہوئی۔ پھر اس کی صفتیں جو کچھ بھی بیان کی گئیں از آنجملہ یہ الفاظ بھی ہیں۔ حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ تو بتلائیے ان کی باطنی تصویر کیا ہے؟ فرمایا جو سب سے اوّل ہے۔ حٰمٓ اس سے تو مراد ہیں محمد صلے اللہ علیہ و آلہ اور یہ بموجب اس کتاب کے ہے جو ہود علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی۔ اور یہ نام آنحضرتؐ کا منقوص الحروف ہے (یعنی تیم اس کے اوّل سے کم ہے اور دال آخر سے) اب رہا الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ یہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں اور یہ الفاظ جو ہیں يَلَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔ اس سے مراد ہیں فاطمہ زہرا علیہ السلام۔ اب رہا قول خدا تعالیٰ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۔ تو اس میں خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ بطن جناب سیّدہ سے خیر کثیر کا ظہور ہوگا کہ ایک مرد دانا اور ایک اور مرد دانا اور ایک اور مرد حکیم پیدا ہوں گے۔ اس پر وہ نصرانی بولا کہ ان مردوں میں سے اوّل و آخر کی صفات تو حضرت مجھے سنا دیں۔ فرمایا صفات سننے سے آدمی اشتباہ میں پڑ جاتا ہے ناہم ان میں سے تیسرا بزرگ جو ہوگا اس کی نسل سے جو جو پیدا ہونے والے ہیں ان کی بعض صفتیں میں تیرے سامنے بیان کروں اور وہ صفات

تمہارے پاس بھی ان کتابوں میں موجود ہیں جو تم پر نازل کی گئی ہیں بشرطیکہ تم ان کو نہ بدلو اور تحریف نہ کرو اور انکار نہ کر جاؤ جیسا کہ تم قدیم سے کرتے آتے ہو۔ اس پر نصرانی نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ جو کچھ بھی میں جانتا ہوں آپ سے وہ میں ہرگز نہ چھپاؤں گا۔ نہ میں آپ سے جھوٹ بولوں گا اس لئے کہ میں جو کچھ بھی عرض کروں گا اس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا آپکو ضرور علم ہے۔ خدا کی قسم آپکو تو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے وہ کچھ عطا کیا ہے اور اپنی نعمتوں کا ایسا حصّہ دیا ہے جو نہ سوچنے والوں کے خواب و خیال میں آسکتا ہے اور نہ چھپانے والے سے چھپا سکتے ہیں اور جو جھوٹ بھی بولیں وہ اسکو جھٹلا بھی نہیں سکتے۔ پس اس بارے میں جو کچھ عرض کروں گا وہ حق ہی حق ہوگا۔ آپ نے اس وقت تک جو کچھ فرمایا ہے ہماری کتابوں میں بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ اس پر جناب ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام) نے اس سے فرمایا تو اب تجھے ایک ایسی خبر بھی بتلادوں جسے کتابوں کے پڑھنے والے بھی بہت ہی کم جانتے ہیں ذرا مجھے یہ تو بتلا کہ جناب مریمؑ کی والدہ کا کیا نام تھا۔ اور حضرت مریم علیہ السّلام کے رحم مبارک میں روح کس دن پھونکی گئی اور اس دن کتنے گھنٹے دن چڑھا تھا۔ اور وہ کون سا دن تھا جس دن بطن مریمؑ سے عیسیٰ علیہ السّلام پیدا ہوئے تھے۔ اور اس دن کتنے گھنٹے دن چڑھا تھا؟ نصرانی بولا یہ تو میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جناب ابوابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کہ مریمؑ کی ماں کا نام قرمثا تھا جس کے عربی معنی ہوئے وہبتہٗ (وہ عورت جس کو مناجناب اللہ علیہ دیا گیا ہو) اب رہا وہ دن جس دن حضرت مریمؑ حاملہ ہوئیں وہ جمعہ کا دن تھا اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا۔ اور وہ وہی دن ہے کہ روح الامین اس میں آسمان سے اترے اور مسلمانوں کی کوئی عید اس دن سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس کی خدائے تبارک و تعالےٰ نے بھی عظمت فرمائی ہے۔ اور اس کے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ نے بھی چنانچہ آنحضرتؐ نے حکم دیا ہے کہ مسلمان اس کو عید مانیں تو وہ تو روز جمعہ ہے۔ اب رہا وہ دن جس میں مریم علیہ السّلام کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ منگل کا دن تھا اور ساڑھے چار گھنٹے دن چڑھا تھا۔ اچھا تو اس دریا سے بھی واقف ہے جس کے کنارے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام (بطن مقدّس) حضرت مریم علیہ السّلام سے پیدا ہوئے؟ اس نے عرض کی جی نہیں۔ فرمایا وہ دریائے فرات ہے جس کے کنارے کھجوروں کے درخت اور انگور کی بیلیں بکثرت ہوتی ہیں۔ اور فرات کے کنارے انگور کی بیلوں اور کھجوروں کے درخت کی برابر اور کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔ اب رہا وہ دن جس دن حضرت مریمؑ کی زبان بند کی گئی تھی اور ان کے متبرک بچّے نے اپنے ماننے والوں کو پکارا تھا اور انھوں نے اس کی اعانت کی تھی اور آلِ عمران کو لائے تھے۔ کہ وہ مریمؑ کو غور سے دیکھ لیں تو یہ سب واقعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں تمہارے لئے بھی بیان کیا ہے۔ اور اپنی کتاب میں ہمارے لئے بھی بیان کیا ہے تو آیا تم اس کو سمجھ بھی گئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں، آج ہی میں نے اسے تازہ بتازہ پڑھا ہے۔ فرمایا تو تو اپنے اس مقام سے بغیر ہدایت پائے نہیں اٹھے گا۔ نصرانی نے عرض کیا کہ میری ماں کا نام سریانی میں کیا تھا؟ اور عربی میں کیا ہے؟ فرمایا تیری ماں کا نام سُریانی میں عَنْقَالِیَہ تھا اور عنفورہ باپ کی طرف سے تیری دادی ہوتی تھی۔ اب رہا عربی میں تیری ماں کا نام تو وہ تھا اُمَیّہ۔ اور رہا تیرے باپ کا نام تو وہ عبدالمسیح تھا اور وہ عربی میں ہوا عبداللہ اس لئے کہ مسیح کا تو کوئی بندہ ہے ہی نہیں۔ اس نے عرض کی حضور نے سچ فرمایا اور پتہ کی باتیں کھول دیں۔ اب اتنا اور بتا دیجئے کہ میرے دادا کا کیا نام تھا؟ فرمایا تیرے دادا کا نام جبرئیل تھا اور پھر وہ عبدالرحمٰن ہو گیا تھا میں نے اپنے اسی مکان میں اس کا یہ نام رکھا تھا۔ اس نصرانی نے عرض کی تو کیا وہ مسلمان ہو گیا تھا جناب ابوابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاں! اور وہ شہید مرا۔ قوم اخباد کے کچھ لوگ منزلِ غیلہ میں اس پر آپڑے اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ اخباد اہل شام میں سے تھے۔ اس نے عرض کی تو میرا نام کنیت سے پہلے کیا تھا؟ فرمایا تیرا نام عبدالقلیب تھا! عرض کی تو حضور میرا نام اب کیا رکھیں گے؟ فرمایا تیرا نام عبداللہ رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی تو میں اسی وقت خدائے بزرگ برتر پر ایمان لایا اور میں نے اس کی گواہی دی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ تنہا ہے۔ بے نیاز ہے۔ نہ وہ ایسا ہے جیسا کہ نصاریٰ اس کو بیان کرتے ہیں۔ اور نہ ایسا ہے جیسا یہود اس کی نسبت کہتے ہیں۔ اور مشرک جو قسمیں اس کی ٹھہراتے ہیں وہ ان میں سے ایک قسم بھی نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسُول ہیں۔ اس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا اور انھوں نے جو اس کے اہل تھے ان سب پر حق کا اظہار کر دیا۔ اور جو آنحضرتؐ کو باطل سمجھنے والے تھے ان کی ہمّے کی پھٹی ہی رہیں اور میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کُل آدمیوں کی طرف خدا کا پیغام لے کر آئے تھے۔ سُرخ رنگ کے ہوں تو اور سیاہ رنگ کے ہوں تو۔ ہر گروہ دعوت نبوت میں مشترک تھا۔ اب جس نے آنکھیں کھولنی چاہیں اس کی آنکھیں کھل گئیں اور جس نے ہدایت پانا منظور کیا اسے ہدایت ہو گئی۔ حق کو باطل کرنے والے اندھے ہی رہے۔ اور جن کو وہ پکارا کرتے تھے وہ ان کے کام ہی نہ آئے۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ کا ولی و وارث جو بات کہتا ہے حکمت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور آنحضرتؐ سے پہلے جو نبی گزرے ہیں وہ بھی بڑی پہنچی ہوئی حکمت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور خدا کی بندگی پر جھکے ہوئے تھے۔ اور باطل و اہل باطل کو اور رجس اور اہلِ رجس کو الگ کر دیا کرتے تھے، اور ضلالت کے راستہ کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اللہ بھی اپنی اطاعت کرنے کے سبب ان کی نصرت کیا کرتا تھا۔ اور معصیت سے بچانے کے لئے اس نے ان کو معصوم بنایا تھا۔ پس وہ اللہ کے دوست تھے۔ اور اللہ کے دین کے مددگار (یہی حالت آنحضرتؐ کے اور اولیاء و اوصیاء کی بھی ہے) نیکی کرنے کے لئے لوگوں کو ابھارتے رہتے تھے اور اس کا حکم دیتے رہتے تھے۔ (ویسے ہی یہ بھی ابھارتے رہتے ہیں اور اس کا حکم دیتے رہتے ہیں) میں تمام انبیاء (و اوصیاء) پر ایمان لایا۔ چھوٹوں پر بھی اور بڑوں پر بھی۔ جن کا میں نے نام لیا ہو ان پر بھی اور جن کا نام نہ لیا ہو ان پر بھی۔ اور میں خدائے تبارک و تعالےٰ پر بھی ایمان لایا۔ اس کے بعد اس نے اپنا زُنّار توڑ دیا اور سونے کی صلیب جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی اس کے بھی ٹکڑے کر دیئے پھر عرض کرنے لگا کہ مجھے حکم دیجئے کہ اسے بطور خیرات کے جس مد میں بھی حضور فرمائیں دیڈالوں؟ فرمایا یہیں تیرا ایک بھائی موجود ہے جو پہلے مثل تیرے اسی دین پر تھا اور وہ تیری ہی قوم سے قیس بن تعلبہ کے قبیلہ سے ہے اور پہلے ایسا ہی دو لتمند بھی تھا جیسا کہ تو ہے۔ سو اب تم ایک دوسرے کی ہمدردی کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ ہی ساتھ رہو۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ اسلام میں جو تم دونوں کا حق ایک دوسرے پر قائم ہو گیا ہے وہ تمھیں نہ بتادوں۔ اس نے عرض کی خدا حضور کو صحیح و سالم رکھے واللہ میں تو بڑا مالدار ہوں۔ میں تین سو جوڑیاں تو گھوڑے اور گھوڑیوں کی چھوڑ کر آیا ہوں۔ اور ایک ہزار اونٹ چھوڑے ہیں۔ ان سب میں حضور کا حق میرے حق سے زیادہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اب تو تو اللہ اور اللہ کے رسُول کا غلام ہو گیا۔ (مطلب یہ ہے کہ ہم تجھ سے کچھ لینا نہیں چاہتے) حالانکہ تو اپنے نسب میں جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ المختصر اس کا اسلام بہت ہی اچھا ثابت ہوا۔ اور اس نے قبیلۂ فَہر کی ایک عورت سے شادی کر لی جس کا مہر پچاس دینار حضرت ابوابراہیمؑ نے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کے صدقات میں سے ادا فرما دیا۔ اور اس کو خادم بھی دیئے اور اس کو مکان بھی دیا۔ وہ موضع عُرَیض ہی میں رہا جب تک کہ خود حضرتؑ ہی کو وہاں سے نہ نکالا گیا اور حضرتؑ کے وہاں سے نکالے جانے کے اٹھارہ دن بعد انتقال کر گیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

تفسیر قمی میں ہے کہ حمران نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے خدا تعالےٰ کے اس قول اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کا مطلب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد شبِ قدر ہے جو ہر برس ماہ مبارک رمضان کے عشرۂ آخر میں ہوتی ہے اور قرآن مجید شبِ قدر ہی میں نازل کیا گیا۔ پھر اس نے عرض کی کہ یہ جو

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ شب قدر میں ہر چیز کا اندازہ کر لیا جاتا ہے جو اس برس سے لے کر آئندہ سال تک ہونے والی ہے۔ خواہ وہ خیر ہو یا شر۔ عبادت ہو یا معصیت۔ ولادت ہو یا وفات۔ اسی طرح رزق وغیرہ پس جن جن چیزوں کا اس سال کے لئے اندازہ کیا گیا وہ بھی ہو گئیں۔ انہی کو حتمی سمجھو۔ اس لئے کہ ہر اندازہ میں مشیت یعنی اختیار خدا کا دخل زیادہ رہتا ہے۔ (جتنا چاہے بدل دے زیادہ کر دے کم کر دے۔ جو مناسب سمجھے کرے اور جن وجوہ سے چاہے گھٹا بڑھا دے) حمران کہتے ہیں کہ یہ جو فرمایا ہے لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اس میں کون سی چیز مراد لی ہے؟ فرمایا نیک اعمال مراد لئے ہیں جو اس شب میں کئے جائیں خواہ زکوٰۃ ہو اور طرح طرح کی خیر و خیرات ہو اور مطلب یہ ہے کہ اس رات میں جو عمل نیک کیا جائے وہ ہزار مہینے کے عمل نیک سے بھی بہتر ہے جن میں شب قدر واقع نہ ہو اور اگر خدائے تبارک تعالیٰ مومنین کے لئے نہ بڑھاتا تو وہ اتنا ثواب کہاں سے پاتے لیکن خدا تعالیٰ تو ان کی خاطر سے ان کی نیکیوں کو بہت ہی کچھ بڑھا دے گا۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں آنحضرتؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ چاہا کہ مخلوق پر اپنی قدرت کا اظہار کرے اور اپنا غلبہ ان کو دکھلائے۔ اور اپنی کھلی حکمت کی دلیلیں ان پر واضح کرے۔ پس اس نے جو کچھ چاہا پیدا کیا اور جس طرح چاہا پیدا کیا اور بعض اشیاء کا فعل ان لوگوں کے ہاتھوں پر جاری کیا جن کو اپنا امین مقرر کر کے برگزیدہ کر دیا تھا پس ان کا فعل درحقیقت ان کا فعل تھا اور ان کا امر اس کا امر تھا اسی سے تو اس نے فرمایا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج۔۔ اور اپنی مخلوق میں سے جن جن کو بھی پیدا کرنا چاہا آسمان و زمین کو اس کا گہوارہ بنایا تاکہ اس کے علم سابق کے بموجب ان دونوں کے رہنے والے دونوں گروہوں میں کہ ایک خبیث ہوگا اور ایک نیک امتیاز ہو جائے اور اپنے دوستوں اور امینوں کے لئے یہ مثال قائم کر دے چنانچہ اپنی مخلوق کو اپنے ان اولیاء کے مرتبے اور ان کی فضیلت پہنچوا دی اور ان پر ان کی اطاعت ایسی ہی واجب فرما دی جیسے کہ اپنی ذات کی اور ان پر اس طرح حجت قائم کر دی کہ ان سے اس طرح خطاب فرمایا جو اس کی یکتائی اور توحید پر اس کی دلالت کرے۔ اور اپنے دوستوں کو اس طرح ظاہر کیا کہ ان کے افعال و احکام خود اس کے فعل و حکم کے قائم مقام ہوں۔ انہی کی شان میں فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ۝ اور وہی ہیں جن کے لئے فرمایا اَیْدٍ هُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط اور اپنی کا اقتدار اپنی مخلوق کو اپنے قول سے جتلایا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اور وہی وہ غیبیں ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ مخلوق سے باز پرس فرمائے گا (جیسا کہ فرماتا ہے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ یقیناً خدائے تبارک و تعالیٰ نے اپنے ان بندوں پر بہت بڑا انعام کیا جنھوں نے اس کے اولیا کا اتباع کیا۔ سائل نے دریافت کیا کہ اللہ کی حجتیں کون سی ہیں؟ فرمایا اول ان میں سے جناب رسول خدا ہیں۔ پھر وہ برگزیدگان خدا جو ان کے قائم مقام ہونے کے لائق تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسولؐ سے اس طرح ملا دیا ہے کہ بندوں پر ان کی اطاعت مثل اپنی ذات کی اطاعت کے فرض فرما دی ہے۔ اور امر دین کے والی وہی ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اس پر سائل نے عرض کی کہ آخر وہ امر ہے کیا؟ فرمایا وہی ہے جسے فرشتے اس رات میں لے کر نازل ہوتے ہیں۔ جس کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ مطلب یہ ہے کہ وہ امر پیدائش کے متعلق ہو تو۔ رزق کے متعلق ہو تو۔ اجل کے متعلق ہو تو۔ عمل کے متعلق ہو تو۔ حیات کے متعلق ہو تو۔ ممات کے متعلق ہو تو۔ اور آسمان اور زمین کی پوشیدہ باتوں کے متعلق ہو تو۔ (سب ہی کچھ اس رات میں طے پا جاتا اور مقدر کیا جاتا ہے) اب رہے معجزات ان کا صدور سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ بندوں کے جو اس کے اور اس کی مخلوق کے مابین سفیر کا کام دیتے ہیں اور کسی کے لئے زیبا نہیں ہے۔ وجہ اللہ وہی ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور بقیۃ اللہ وہی ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اس سے مراد جناب امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ جو اس مہلت کے ختم کے قریب تشریف لائیں گے اور تمام زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور فرما دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اور ان حضرتؑ کی نشانیوں میں سے عام سرکشی کے وقت قوم غائب ہو جانا اور چھپ جانا ہے اور انتقام لینے کے وقت نکل آنا اور ظاہر ہو جانا ہے اور اگر یہ امر جس کی خبر میں نے تم کو جتلائی ہے جناب رسولؐ خدا ہی کے لئے مخصوص ہوتا اور ان کے اوصیاء میں سے کسی کے لئے نہ ہوتا۔ تو اس صورت میں خطاب بھی فعل ماضی کے ساتھ ہوتا۔ مفارع نہ ہوتا جس سے دوام اور مستقبل پایا جائے یعنی خدا یوں فرماتا نَزَلَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ یعنی آنحضرتؐ پر کل فرشتے اور روح فرشتہ یا کل روحیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لے کر نازل ہوئے) اور یوں ہوتا فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ (اس رات ہر حکمت والا کام مقرر کر دیا گیا) یوں فرماتا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ اور فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝

قولہ مترجم:۔ ضرورت کے موافق حصہ حدیث یہاں لکھا گیا ہے۔ اس کا بقیہ انشاء اللہ سورۂ قدر کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔

صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۴

مِنَ الْاَحْیَاءِ: تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے ایسے معجزے مراد ہیں جیسے سمندر کا پھاڑ دینا، بادل کا سایہ کرنا، اور من وسلویٰ کا نازل کرنا۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۵

اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس اسم اشارہ سے مراد کفار قریش ہیں اس لئے کہ قصۂ فرعون بطور جملۂ معترضہ کے آ گیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۶

قَوْمُ تُبَّعٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے تبع حمیری جو لشکروں کے ساتھ عرب کے مختلف حصوں میں چلا پھرا تھا۔ اور جس نے شہر حیرہ کی فصیل بنائی تھی۔ یہ خود تو مومن تھا مگر اس کی قوم کافر تھی۔ اس وجہ سے ان کی مذمت آئی ہے مگر خود اس کی نہیں۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ تم تبع کو برا نہ کہو اس لئے کہ وہ اسلام لے آیا تھا اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع نے اوس و خزرج (انصار کے دونوں قبیلوں) سے کہہ دیا تھا کہ تم یہیں (مدینہ منورہ) میں رہو یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ظہور فرمائیں پس اگر میں نے ان کا زمانہ پا لیا تو ان کی خدمت ضرور بجا لاؤں گا اور ان کی معیت میں ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ ورنہ اس خدمت کو تم لوگ انجام دینا۔ انصار نے ایک حد تک حکم کی تعمیل کی جس کا ثواب تبع کو بھی ضرور ملے گا۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۷

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ: کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ وہ ہم ہیں جن کو اللہ نے

مستثنیٰ فرمادیا اور ہم اپنے شیعوں کے کام آئیں گے۔ نیز انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ واللہ خدا تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کے اوصیاء اور تابعین میں سے سوائے جناب امیر المومنینؑ اور ان کے شیعوں کے کسی کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے اور اس کا قول برحق ہے یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ط۔ پس اس کی مستثنیٰ سے مراد علیؑ مرتضیٰ اور ان کے شیعہ ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جو شخص اولیاء خدا کے سوا اوروں کو دوست رکھے گا وہ آپس میں ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کو مستثنیٰ فرمادیا جو آل محمدؐ سے محبت رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ فرمادیا۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ط الخ۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۸ اَلْاَثِیْمُ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۵ نوٹ ۹ کَالْمُهْلِ: تفسیر صافی میں ہے کہ اَلْمُهْلِ وہ چیز ہے جو آگ میں اتنی دیر رکھی جائے کہ پگھل جائے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْمُهْلِ: سے مراد ہے پگھلا ہوا پانی۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۹ نوٹ ۳ وَمَا یُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ (ظن کی کئی قسمیں ہوتی ہیں از آنجملہ) یہ ظن شک ہے اور یہ آیت دہریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا حکم ان لوگوں میں جاری رہا جنھوں نے بعد جناب رسولؐ خدا کے جناب امیر المومنینؑ اور اہلبیتؑ جناب رسولؐ خدا کے بارے میں کیا۔ جو کچھ کیا یعنی ان کے افعال نے ثابت کر دیا کہ ان کا ایمان تلوار کے خوف سے اور مال کے لالچ سے محض اقرار ہی اقرار تھا۔ تصدیق اس کے ساتھ مطلق نہ تھی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے کفر کی صورتوں کے بارے میں جو کچھ وارد ہے اس کا ایک جزیہ ہے کہ از آنجملہ کفر حجود وہ ہے کہ خدائے کی ربوبیت کا انکار کیا جائے مثلاً کوئی یوں کہے کہ نہ کوئی رب ہے، نہ جنت نہ دوزخ ہے یہ قول زندیقوں میں سے دو گروہوں کا ہے جن کو دہریہ کہتے ہیں۔ وہی یہ بھی کہتے ہیں وَمَا یُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ۔ اور یہ ایک ایسا دین ہے جسے انھوں نے اچھا سمجھ کر خود ہی بنا لیا ہے۔ نہ تو وہ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں اور نہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کی کسی بات کی انھوں نے تحقیق کی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم اَلدَّهْرُ کو برا بھلا نہ کہو۔ اس لئے کہ اَلدَّهْرُ صرف اللہ ہے صاحب تفسیر مجمع البیان فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ سخت حادثوں کو اور نازل ہونے والی بلاؤں کو زمانہ کی طرف منسوب کر کے یوں کہا کرتے تھے کہ زمانے نے ایسا کیا اور ایسا کیا۔ اور اس طرح زمانے کو برا بھلا کہتے رہتے تھے پس آنحضرتؐ نے فرمایا ان امور کا اصلی فاعل تو خدا ہے لہٰذا تم از امور کے اصلی فاعل کو برا بھلا نہ کہو۔ قولہ متوجم:۔ اس یارۂ خاص میں ہمارے زمانے کے اکثر لوگ بھی زمانۂ جاہلیت والوں سے کم نہیں ہیں لہٰذا ان کو جناب رسولؐ خدا کی اس حدیث سے سبق لینا چاہیئے۔ اور اپنے نازیبا اقوال سے توبہ کرنی چاہیئے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۹ نوٹ ۴ هٰذَا كِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ: کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ نوشتہ نہ تو کبھی بولا ہے اور نہ بولے گا۔ ہاں جناب رسولؐ خدا نوشتہ کو دیکھ کر نطق فرمائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ هٰذَا كِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ ط (یعنی ینطق کو بصیغۂ مجہول قرأت فرمایا۔ معنی یہ ہیں کہ اس ہمارے نوشتہ سے تمہارے برخلاف ٹھیک ٹھیک کہلوایا جائے۔) کسی نے عرض کی کہ ہم تو اس طرح قراءت نہیں کرتے فرمایا کہ جبرئیلؑ امین نے تو حکم خدا سے جناب رسولؐ خدا پر اسی طرح نازل کیا تھا مگر یہ کتاب خدا کے ان مقامات میں سے ہے جن میں تعریف کر دی گئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۵۹۹ نوٹ ۵ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے نَسْتَنْسِخُ اور اَلْقَلَمِ کے معنی دریافت کئے گئے تھے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو جنت کے ایک درخت سے جس کا نام خلد ہے پیدا کیا ہے۔ پھر جنت کی ایک ندی سے فرمایا کہ تو روشنائی ہو جا۔ چنانچہ وہ ندی بستہ ہو گئی حالانکہ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ تو لکھ۔ قلم نے عرض کی پروردگار! میں کیا لکھوں؟ ارشاد ہوا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ وہ سب کچھ لکھ دے چنانچہ قلم نے ایک ایسی جھلی پر جس کی سفیدی چاندی سے زیادہ اور جس کی صفائی یاقوت سے زیادہ تھی لکھ دیا۔ پھر اس کو تہہ کر کے عرش کے ایک رکن میں رکھ دیا۔ پھر قلم کے منہ پر نطق فکادی کہ اس نے نہ کبھی نطق کیا ہے اور نہ کبھی کرے گا۔ پس وہی نوشتہ کتاب مکنون ہے جس سے ہر چیز نقل کی جاتی ہے آیا تم لوگ عرب نہیں ہو کہ اس کلام کا مطلب سمجھو۔ حالانکہ تم میں سے جب کوئی اپنے دوست سے یہ کہتا ہے کہ اُنْسَخْ ذٰلِكَ الْكِتٰبَ تو آیا اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے نوشتہ سے جو اصل میں موجود ہوتا ہے نقل کرنا چاہتا ہے۔ اب خدا اس قول کا مطلب سمجھ لو اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سعد السعود کی اس حدیث میں جس میں بندے پر دو فرشتوں کے مقرر ہونے کا ذکر ہے ارشاد کہ جب وہ دونوں صبح و شام اترنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسرافیل لوح محفوظ سے اس بندے کے اعمال کی ایک نقل ان کو دیدیتے ہیں پھر جب وہ دونوں شام و صبح کو اس بندے کا اعمال نامہ لے کر واپس جاتے ہیں تو اسرافیل اپنی نقل سے ان کو ملا کر دیکھ لیتے ہیں۔ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس کے مطابق ہے۔ قولہ متوجم:۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ہم مجبور ہیں۔ جیسا اس میں لکھا ہے ویسا ہی عمل ہم سے بن پڑے گا۔ اگر ایسا ہوتا اور ہم کو اختیار و ارادہ نہ دیا گیا ہوتا تو حضرت اسرافیل کو مقابلہ کرکے دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔ خدا تعالیٰ نے بداء و مشیت، تقدم و تاخیر اور توفیق و سلب توفیق کو اپنے اختیار میں رکھا ہے۔ اور ارادہ و اختیار بندے کو عطا فرمادیا ہے۔

پارہ بست پنجم ۲۵ تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بست و ششم ۲۶

صفحہ ۶۰۳ نوٹ ۱

علل الشرائع میں بروایت امام جعفر صادقؑ قریب یہی روایت ہے اور تفسیر قمی میں کم و بیش۔ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں روایت ہے کہ عمر ابن خطاب کے سامنے ایک عورت کو لائے جس کے ہاں چھ مہینے میں بچہ پیدا ہوا تھا۔ تو اس نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اگر میں کتاب خدا سے تجھ پر حجت قائم کردوں (تب تو اس ارادہ بیجا سے باز آئیگا؟ عرض کی بہت اچھا۔ تب حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں آیتوں کو غور سے دیکھ اور سمجھ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (یہ تو اسی آیت کا جزو ہے) نیز فرماتا ہے وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ عَدَدَ پچھلی آیت کی رو سے مدت رضاعت دو سال ہے اور حمل اور دودھ چھٹنے کا زمانہ کل تیس مہینے جس کا لازم نتیجہ یہ ہوا کہ حمل کی اقل مدت کل چھ مہینے رہ گئی۔ (پھر یہ غریب سنگسار کیوں کی جاتی ہے؟) پس عمر ابن خطاب نے (اس طرح الزام اٹھا کر اور شرما کر) اس عورت کو رہا کر دیا اور یہی حکم قائم ہو گیا جس پر صحابہ اور تابعین سب عمل کرتے رہے اور آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ اطفال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب بندہ تینتیس برس کو پہونچتا ہے تو وہ اپنی پوری قوت کو پہونچ گیا اور جب چالیس برس کا ہوا تو جوانی کی انتہا کو پہنچ گیا اور جب اکتالیس برس کا ہوا تو اب قوت گھٹنی شروع ہوئی۔ اور پچاس برس والے کو تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ نزع کی حالت میں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۳ نوٹ ۲

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا: تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آیت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر کے بارے میں ہے۔ اور ایک قول کے بموجب خود ابوبکر کے بارے میں ہے قبل اس کے کہ وہ اسلام میں داخل ہوئے ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۴ نوٹ ۱

احتجاج طبرسی کی ایک حدیث میں عمر ابن الخطاب سے منقول ہے کہ ایک دن میں اجازت طلب کر کے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مشرف ہوا ابراہیم میں پہونچا۔ آنحضرتؐ کھجور کے ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے تھے اور جسم مبارک کا کچھ حصہ مٹی پر بھی تھا۔ اور سر مبارک کے نیچے ایک تکیہ لیف خرما سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ پس میں نے حضرتؐ پر سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور اس کی مخلوق میں سے چیدہ اور برگزیدہ ہیں (پھر اس حالت میں ہیں) حالانکہ کسریٰ اور قیصر سونے کے تختوں پر اور دیباج و ریشم کے فرش پر ہیں پس کہاں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جن کی راحت کی چیزیں جلد دیدی گئی ہیں حالانکہ بہت ہی جلد ختم ہو جانے والی بھی ہیں اور ہماری راحت کی چیزیں تاخیر میں ڈالی گئی ہیں (یعنی آخرت میں ملنے والی ہیں)۔ ۱۲ ایک دن جناب امیر المومنینؑ کے سامنے کسی نے فالودہ کا پیالہ حاضر کیا۔ حضرتؑ نے اپنی انگشت مبارک اس کی تہ تک پہونچائی مگر اس میں سے کچھ نوش نہ فرمایا۔ ہاں انگلی کے سرے کو زبان سے چاٹ کر یہ ارشاد فرمایا کہ ہے تو اچھا۔ حرام بھی نہیں مگر یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے نفس کو ایسی چیز کا عادی بناؤں جس کی اسے اب تک عادت نہیں ڈالی ہے۔

دوسری روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھا کر کھینچ لیا۔ کسی نے سبب دریافت کیا تو حضرتؑ نے فرمایا مجھے اس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ یاد آ گئے کہ ان جنابؐ نے کبھی اس کو نوش نہیں فرمایا۔ پس مجھے بھی مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خود ایسی چیز کھاؤں جو آنحضرتؐ نے کبھی نوش نہ فرمائی ہو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ لوگوں نے جو اُن جنابؑ سے عرض کی آیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میرا نفس اس کا مشتاق نہ ہو جائے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰتِكُمُ الدُّنْيَا۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی عادت یہ تھی کہ وہ جنابؑ اور لوگوں کو گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے اور خود اپنے مقام پر جو کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔ کبھی سرکے کے ساتھ اور کبھی زیت کے ساتھ۔

محمد بن قیص نے روایت کی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم جناب امیر المومنین علیہ السلام (ایسے منکسر تھے کہ) غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور غلاموں کا سا کھانا کھاتے تھے۔ (اور جب کبھی ضرورت پڑتی تھی) دُوُ کرتے خرید فرماتے تھے ان میں سے جو اچھا ہوتا تھا اپنے غلام کو عطا فرما دیتے تھے۔ اور دوسرے کو خود زیب بدن فرما لیتے تھے۔ اگر اس کی آستین انگلیوں سے بڑھ جاتی تھی تو اتنی قطع کر دیتے تھے۔ اور اگر طول میں ٹخنوں سے زیادہ ہوتا تھا تو اتنا چاک کر دیتے تھے۔ اور پانچ برس تک ان جنابؑ نے حکومت کی لیکن اس عرصہ میں کبھی اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی۔ (یعنی کوئی مکان نہیں بنایا) اور نہ کوئی درہم و دینار ورثہ میں چھوڑا۔ دوسروں کو تو وہ جنابؑ گوشت اور گیہوں کی روٹی کھلاتے تھے اور خود اپنے مقام پر جو کی روٹی سرکہ اور زیت کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور جب کبھی ایسے دو کاموں کو ان جنابؑ کو درپیش ہوتے تھے جو موافق رضائے خدا ہوں تو ان دونوں میں سے اس کو اختیار کرتے تھے جس سے کہ ان جنابؑ کے بدن کو زیادہ مشقت اٹھانی پڑے۔ اور ان جنابؑ نے اپنی ذاتی کمائی سے محنت شاقہ اٹھا اٹھا کے جس میں ان جنابؑ کے ہاتھ مٹی میں بھر بھر جاتے تھے اور چہرۂ مبارک پر پسینے آ جاتے تھے ایکہزار غلام (خرید کئے اور سب) راہ خدا میں آزاد کر دیئے اور اپنے ہاتھوں سے ایسے ایسے کام انجام دیئے جو طاقت انسانی سے باہر تھے۔ اور وہ جنابؑ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے میرے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہ السلام ان جنابؑ سے بہت مشابہ تھے کہ انکا عالم بعد ان کے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ پھر امام علیہ السلام نے جناب امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کا ذکر شروع کیا اور فرمایا کہ ایک دن وہ جناب بصرہ میں عُلَاءُ بن زیاد کی عیادت کے لئے گئے۔ عُلَاءُ نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! میں آپ سے اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی شکایت کرتا ہوں کہ اس نے عبا پہن لی ہے اور دنیا کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس بلاؤ جب وہ آیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اے اپنے نفس کے دشمن! شیطان نے تجھے اپنا نشانہ قرار دے لیا ہے۔ تجھے اپنے اہل و عیال پر رحم نہیں آتا۔ کیا تیری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ نے تیرے لئے جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے تو انہی کے استعمال کو وہ تیرے لئے مکروہ سمجھے تو اس سے خدا کے نزدیک زیادہ سمیک ہے۔ اس پر اس نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ! حضور جو یہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں اور روکھا سوکھا کھاتے پیتے ہیں؟ فرمایا میں تیری مانند نہیں ہو سکتا۔

(میں امام مجتبیٰ ہوں) اللہ تعالےٰ نے آئمہؑ برحق پر یہ امر واجب کیا ہے۔ کہ وہ اپنے آپے کے ساتھ مفلسوں اور غریبوں کا سا برتاؤ کریں تاکہ فقیر کو اس کا فقر گراں نہ ہو (اور دولتمند کو اپنی دولت پر غرّہ نہ رہے۔)

صفحہ ۶۰۴ نوٹ ۲ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ: تفسیر صافی میں ہے کہ احقاف جمع حقف کی ہے جس سے مطلب ہے ایسا ریتیلا مستطیل بلند میدان جس میں ٹیلے اونچے نیچے ہوں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ الاحقاف سے مراد ہے قوم عاد کا ملک جو شحوق سے اجفر تک چار منزل تک پھیلا ہوا ہے تفسیر برہان میں ہے کہ خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ بطانیہ میں ایک کنواں کھودا جائے۔ تین سو قد آدم تک کھودا گیا اور پانی نہ نکلا آخر چھوڑ دیا جب متوکل خلیفہ ہوا تو اس نے حکم۔ دیا کہ جب تک پانی نہ نکلے کھودے ہی چلے جاؤ۔ چنانچہ کھودنا شروع کیا گیا اور سو قد آدم پر ایک کربطو نشان کے قائم کر دیتے تھے۔ آخر ایک چٹان پر پہونچے جسے سنبھے سے توڑا۔ ٹوٹنے پر اس میں سے ایک ٹھنڈی ہوا نکلی کہ جو اس ہوا کے قریب جاتا تھا وہی مر جاتا تھا۔ متوکل کو اس معاملہ کی خبر کی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا تو فرزند امام رضاؑ سے دریافت کرا اور وہ اس وقت میں امام حسن عسکریؑ تھے پھر حضرتؑ کی خدمت میں لکھ کر سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ مقام بلاد الاحقاف ہے اور وہ قوم عاد تھی جس کو خدا تعالیٰ نے ریح صرصر سے ہلاک کر دیا تھا۔ (تصویح: سنبھالو ہے کا ایک آلہ ہوتا ہے جس سے چٹانوں میں سوراخ سوراخ کر کے انھیں کمزور کر کے توڑا جاتا ہے) ۱۲

صفحہ ۶۰۴ نوٹ ۳ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا: تفسیر قمی میں ہے کہ ان لوگوں کے نبی حضرت ہودؑ تھے۔ اور ان کا ملک بہت خیر و برکت کا تھا اور اس میں سمان یعنی فراوانی بہت رہتی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے سات برس کے لئے بارش بند کر لی۔ خوب خط زدہ ہو گئے اور تمام خیر و برکت ان لوگوں کی جاتی رہی اور حضرت ہودؑ برابر ان سے یہ کہتے رہے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ..... تا ..... وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ مگر وہ ایمان نہیں لائے سرکش ہی رہے تو خدا تعالیٰ نے ہود کو وحی فرمائی کہ ان پر فلاں وقت عذاب آئیگا اور وہ ہوا کی صورت میں ہوگا۔ جس میں دردناک عذاب موجود ہے۔ پس جب وہ وقت آیا تو آنحضرتؑ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا کہ وہ خوش خوش ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بادل آگیا اب ہم پر مینہ برسے گا۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ط رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ كَا تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا لفظ تو اس آیت کے عام ہیں مگر معنی خاص ہیں اس لئے کہ اس ہوا نے بہت سی چیزیں ایسی چھوڑیں جن کو ہلاک نہیں کیا۔ ہاں قوم عاد کے ہر قسم کے مال کو اس نے ہلاک کر دیا۔ معصومؑ نے فرمایا کہ اس قسم کی کل چیزیں جو پہلی امتوں کی ہلاکت سے متعلق ہیں امت محمدیہؐ کو ڈرانے کے لئے اور ان کو اس قسم کے افعال سے باز رکھنے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ جب حضرت ہودؑ نے اس ہوا کو محسوس فرمایا تو وہ مومنین کو ساتھ لے کر ایک محفوظ مقام میں چلے گئے۔ اور اس ہوا نے آکر کافروں پر ریت کے ٹیلے ڈال دیئے جن کے نیچے وہ سات رات اور آٹھ دن دبے پڑے رہے۔ پھر ہوا نے ان پر سے ریت ہٹا کر ان کی نعشوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۵ نوٹ ۴ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا ..... تا ..... اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ ان آیتوں میں جو کچھ بیان ہے وہ جنات کے اقوال ہیں۔ اور شان نزول ان کی یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے بازار عکاظ کو تشریف لے گئے تھے۔ زید ابن حارثہ آنحضرتؐ کی ہمراہی میں تھے اور لوگوں کو دعوت اسلام دیتے جاتے تھے مگر نہ کسی نے جواب دیا اور نہ قبول کیا پھر حضرتؐ مکہ کی طرف لوٹے۔ پس جب اس مقام پر پہونچے جو وادیٔ جنہ مشہور ہے تو آپؐ نے نماز تہجد ادا کی جس میں قرآن مجید کی بعض صورتیں پڑھیں۔ جن کا ایک گروہ وہاں سے گزرتا تھا۔ جب انھوں نے آنحضرتؐ کی قرأت سنی تو ایک نے دوسرے سے کہا خاموش ہو جاؤ اور جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہو گئے وہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان سے وہ کچھ کہا جو کچھ ان آیتوں میں مذکور ہے۔ پس وہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام بھی لائے ایمان بھی لائے۔ آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کے قواعد سکھائے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے نبی پر پوری سورہ جن نازل فرمائی۔ اور جو کچھ انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا اسے بھی بطور حکایت بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کے لئے حاکم انھیں میں سے تجویز فرما دیا۔ پھر وہ وقتاً فوقتاً آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ پھر آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو حکم دے دیا کہ ان کو علم پڑھائیں اور فقہ سکھلائیں۔ پس ان میں مومن بھی ہیں، کافر بھی ہیں، یہود بھی ہیں، نشارٰی بھی ہیں، مجوس بھی ہیں، ناصبی بھی ہیں۔ اور وہ سب کے سب اولاد جان سے ہیں۔ امام موسیٰ کاظمؑ سے جنات مومنین کی نسبت دریافت کیا گیا تھا کہ آیا وہ جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے جنت و جہنم کے مابین کچھ مقامات ایسے بنائے ہیں، جن میں مومن جنات اور گنہگاران شیعہ رکھے جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۱ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ انبیاء کے سردار پانچ ہیں وہی رسولوں میں سے اولوالعزم ہیں اور انہی کے برتے پر دین خدا کی چکی کا پاٹ خصوصاً چل رہا ہے۔ اور کل انبیاء کے برتے پر عموماً۔ وہ پانچ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے قریب قریب یہی دونوں روائیتیں منقول ہیں کافی اور علل الشرائع میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ پیغمبر اولوالعزم اس لئے کہے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد والے اوصیاء خصوصاً مہدی علیہ السلام، ان کی سیرت کے بارے میں اطلاع دی۔ پس ان سب نے ان کی برتری کو تسلیم کیا اور اقرار کر لیا کہ ہم اسی پر ثابت قدم رہیں گے۔ تفسیر قمی میں ایک معنی اولوالعزم کے یہ بھی لکھے ہیں کہ انھوں نے خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور ہر نبی کا اقرار جو ان سے مقدم تھا یا ان کے بعد آنیوالا تھا کرنے میں اور سب انبیاء سے سبقت کی اور جھٹلائے جانے پر اور ایذا دیئے جانے پر صبر کرنے کا عزم کر لیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۲ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسولؐ خدا کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بعد آنحضرتؐ کے مرتد ہو گئے تھے اور ان کے اہلبیتؑ کا حق غصب کر بیٹھے تھے۔ پس جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام کی ولایت سے خود بھی باز رہے تھے اور لوگوں کو بھی روکتے تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ یعنی جناب رسولؐ خدا کی معیت میں جو جہاد وغیرہ اور نصرت وہ کر چکے تھے وہ سب باطل ہو گئی۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے بعد وفات جناب رسولؐ خدا میں رسولؐ میں جس حال میں کہ بہت سے آدمی جمع تھے یہ آواز بلند فرمایا اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ پھر ابن عباس نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ یہ جو کچھ آپ نے فرمایا کیوں فرمایا؟ ارشاد ہوا کہ میں نے تو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے۔ ابن عباس نے عرض کی کہ فرمایا تو آپ نے امر خلافت ہی کے متعلق ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ رسولؐ تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے تم کو باز رکھیں باز رہو) یا ابن عباس آیا تم جناب رسولؐ خدا کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہو کہ انھوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا؟ عرض کی میں نے تو جناب رسولؐ خدا سے آپ کے بارے میں اور کسی کے حق میں وصیت ہی کرتے نہیں سنا۔ فرمایا کہ پھر تم نے مجھ سے بیعت کیوں نہ کی؟ عرض کی لوگوں نے ابوبکر پر احتجاج کر لیا اور

یں بھی ان میں سے ایک ہو گیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جیسے بچھڑا پوجنے والوں نے بچھڑے پر اجتماع کر لیا تھا تم لوگوں کی بھی یہاں آزمائش ہوئی اور تمہاری مثل وہی ہے۔ كَمَثَلِ الَّذِيْ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۳

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْ عَلِيٍّ (یعنی اور جو کچھ محمد مصطفےٰؐ پر حضرت علیؑ کے بارے میں نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے۔) ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۵

وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم کو لڑائی کا حکم دیا تاکہ مومنین کی آزمائش تو کفار کے ذریعہ سے یوں کرے کہ وہ ان سے جہاد کریں اور ثواب عظیم کے مستحق ہو جائیں اور کفار کی آزمائش یوں کرے کہ مومنوں کے ہاتھوں سے جلد ان کو کچھ عذاب پہونچائے تاکہ ان میں سے بعض کفر سے باز آجائیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۶

عَرَّفَهَا لَهُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جنت کا ان سے وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے لئے ذخیرہ فرمائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۷

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ: لفظی معنی اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کی اور اللہ کے دین کی اور اللہ کے رسولؐ کی اور رسولؐ اللہ کے وصی کی نصرت کرو گے: ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۸

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسولؐ خدا کو یہ آیت یوں ہو بہو پہنچائی تھی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ عَلِيٍّ مگر منافقین نے نام اڑا دیا۔ پس اس کا نتیجہ بھگتیں گے جو آگے بیان فرمایا ہے فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۱۲۵

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۹

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آیا انھوں نے گزشتہ حالات پر غور نہیں کیا جن کو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا اور عذاب دیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۸ نوٹ ۷

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس جنت میں ہیں جس کا بیان ہو چکا ہے وہ اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتے جو جہنم میں ہو جیسے کہ دشمن خدا ولی خدا کے مانند نہیں ہو سکتا اور نیز جناب امام محمد باقرؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ فرمایا کہ جب میں جنت میں پہونچا تو میں نے وہاں درخت طوبیٰ دیکھا جس کی جڑ سے یہ چاروں نہریں جاری ہوتی ہیں جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے جناب رسولؐ خدا کی ایک حدیث میں منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ مومن بھی جنت میں ایسا نہ ہوگا کہ جس کے بہت سے باغات نہ ہوں کہ ان میں سے بعض میں ٹٹیاں ہوں اور بعض میں نہ ہوں گی اور شراب کی اور پانی کی اور دودھ کی نہریں بھی جاری ہوں گی ۱۲

صفحہ ۶۰۸ نوٹ ۸

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ..... تا ..... مَاذَا قَالَ اٰنِفًا: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اصحاب رسولؐ میں سے جو منافق تھے ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی بات سنتے تھے اس پر ایمان نہ لاتے اور نہ اسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکل کر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ محمدؐ (محمد مصطفےٰؐ) نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا؟ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسولؐ خدا کے پاس ہوتے اور حضرتؐ ہم کو وحی کی باتیں سناتے تو میں ان کو یاد رکھتا اور واللہ اوروں کو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور جب آنحضرتؐ کی خدمت سے اٹھ کر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۲

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ کعبۃ اللہ میں تشریف لائے اور خانۂ کعبہ کا دروازہ حلقہ پکڑے کے ہماری طرف مخاطب ہو کے فرمانے لگے آیا میں تم کو علامات قیامت سے آگاہ نہ کروں؟ اس دن سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ نسبت اور لوگوں کے آنحضرتؐ سے زیادہ قریب تھے سب لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ضرور بیان کیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علامت قیامت میں سے ہے نماز کا ضائع کرنا خواہش نفسانی کی پیروی کرنا ہوا و ہوس کی طرف مائل ہونا۔ مالداروں کی تعظیم کرنا۔ دین کو دنیا کے عرض فروخت کرنا۔ اور موسم جب یہ افعال قبیحہ ہوتے دیکھے گا تو اس کا دل اس طرح پگھلے گا جیسے کہ پانی میں نمک (پگھلتا ہے) کیونکہ اس کو ان برائیوں کے دور کرنے کی قدرت نہ ہوگی۔ سلمانؓ فارسی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا یہ باتیں ضرور ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! ہاں اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے قریب حکام ظالم اور وزراء بدکردار اور امراء ستمگار اور امانت دار خائن ہو جائیں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا یہ باتیں بھی سب ہونگی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! ہاں۔ خدا کی قسم جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس وقت نیک کام برے سمجھے جائیں گے۔ برائیاں اچھی معلوم ہونگی۔ خیانت کرنے والا امین متصور ہوگا اور امانت دار خائن (سمجھے جائیں گے) جھوٹے کو سچا جانیں گے اور سچے کو جھوٹا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا یہ امور بھی ضرور ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ خدا کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اس وقت عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارتیں کیا کریں گی بارش کے موسم میں دھوپ پڑے گی بزرگ مرتبہ اشخاص عقدہ در اور تنگ دست (خلائق کی نظر میں) حقیر و ذلیل ہو جائیں گے۔ اور جس وقت دو کاندار یہ کہنے لگیں گے کہ ہم نے تو کچھ بیچا ہی نہیں۔ کوئی یہ کہے گا کہ ہمیں تو کچھ نفع ملا ہی نہیں تو تم بازاروں میں جانا چھوڑ دینا کیونکہ تم وہاں ہر شخص کو خدا کی مزمت کرتے ہوئے دیکھو گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا یہ بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور۔ اے سلمان! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں ایک قوم ہوگی کہ اگر وہ بات کریں گے تو لوگ انھیں قتل کر دیں گے اور اگر وہ خاموش رہیں گے تو لوگ ان کا مال لوٹ لیں گے۔ اصلی غرض ان کی یہ ہوگی کہ خوب لوٹیں اور لوگوں کی عزت و آبرو خاک میں ملائیں اور ان کے خون بہائیں تاکہ دلوں میں خوف اور دہشت بیٹھ جائے پس تم ہر شخص کو خائف و ترساں ہی دیکھو گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا یہ حادثے بھی برپا ہوں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اے سلمانؓ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے کے لوگ ایک چیز مشرق سے اور ایک چیز مغرب سے لائیں گے اور میری امت انہی چیزوں کو اپنا ملجا و ماوٰے بنائیگی۔ اس وقت میری امت کے مفلس لوگوں کی حالت افسوسناک ہوگی۔ خدا ان کو (اوندھے منہ) ویل (دوزخ) میں ڈالے گا وہ لوگ چھوٹوں پر رحم نہ کریں گے اور بڑوں کی توقیر نہ کریں گے۔ اور مجرم کے قصور کو عفو نہ کریں گے۔ بدن تو ان کے آدمیوں کے سے اور دل ان کے شیطانوں کے سے ہوں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا یہ باتیں بھی ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور بالضرور ہوں گی۔ اے سلمان! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو (اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے) کافی سمجھیں گے اور لڑکوں

یراسی طرح غیرت کی جائے گی جس طرح لڑکیوں میں اس کے کنیز میں کی جاتی ہے۔ مرد تو عورتوں کا بھیس بدلیں گے اور عورتیں مردوں کا روپ بھریں گی عورتیں گھوڑوں پر زین کس کس کے سوار ہوا کریں گی۔ میری امت کی ان عورتوں پر خدا کی لعنت ہوگی۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ واقعات بھی ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ! قسم خدا کی جس کے اختیار میں میری جان ہے مسجدیں سونے چاندی سے آراستہ کی جائیں گی جس طرح یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں مزین کی جاتی ہیں۔ قرآن پر طلا کاری کی جائے گی۔ مسجدوں کے منارے بلند کئے جائیں گے اور جماعتوں کی صفیں ان میں کثرت سے ہوں گی مگر وہ لوگ دل میں بغض اور زبانوں پر اختلاف رکھتے ہونگے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں بھی ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوں گی۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں میری امت کے مرد سونے سے زینت کریں گے اور حریر خالص و دیبا کے کپڑے اور گندہ کپڑوں کی جگہ (شیر اور) چیتے کی کھال تک پہنیں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ کام بھی ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ! خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں لوگ ظاہر بظاہر سود لیں گے اور رشوت لے لے کے بندگان خدا کو رنج دے کے معاملات طے کیا کریں گے۔ دین اسلام پست و حقیر ہو جائے گا۔ دنیا کو ترقی ہوگی۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور ہوگا۔ اے سلمانؓ خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمانے میں طلاق کی کثرت ہوگی خدا کے احکام مٹائے جائیں گے۔ ان باتوں سے خدا کا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا بے شک ہوگا۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانہ میں گانے والیاں اور طرح طرح کے باجے ظاہر ہوں گے اور میری امت کے بدکاران کی طرف رغبت کریں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوگا اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانہ کے امراء تو بغرض سیر و سیاحت حج کو جائیں گے اور اوسط درجہ کے آدمی بغرض تجارت اور فقراء دکھاوے اور شہرت کے لئے اور ایک گروہ ہوگا جو قرآن کو خوشنودی خدا کے لئے نہ سیکھے گا اور باجوں پر قرآن پڑھے گا۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فقہ تو سیکھیں گے مگر خدا کے لئے نہیں۔ اولاد زنا کثرت سے ہوگی۔ قرآن راگ راگنی میں گایا جائے گا۔ اور وہ لوگ دنیا کے فریفتہ ہونگے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی ہوگا؟ فرمایا ضرور ہوگا۔ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمانہ میں پردہ نشینوں کی آبروریزی ہوگی۔ لوگ گناہوں کے مرتکب ہوں گے نیکوکاروں پر بدکار مسلط ہو جائیں گے۔ کھلم کھلا جھوٹ بولیں گے اور آپس میں خوب جھگڑیں گے اور عقلمند روپوش ہو جائیں گے۔ اور ایک نسخہ میں یہ ہے کہ فقر و فاقہ ظاہر ہوگا۔ (اچھے اچھے) کپڑے پہن کر فخر کیا کریں گے۔ بے موسم بارش ہوا کرے گی۔ ڈھول اور ستار کو اچھا سمجھیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منکر ہوں گے۔ یہاں تک کہ باایمان آدمی اس زمانہ میں سب سے زیادہ ذلیل اور خوار ہو جائے گا۔ اور اس زمانہ کے قاری اور عبادت گزار ایک دوسرے کو ملامت کیا کریں گے۔ پس وہ لوگ قیامت کے دن پلند و نجس و محشور ہوں گے سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ سب واقعہ بھی ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس زمانہ میں مالدار آدمی کو بھی فقیر کا خوف ہوگا۔ یہاں تک نوبت پہونچ جائے گی کہ غربا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بھیک مانگتے پھریں گے۔ لیکن کوئی شخص ان کے ہاتھ پر کچھ بھی نہ دھرے گا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ سب بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوگا۔ اے سلمانؓ! اسی کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور اس زمانہ میں روبیضہ کلام کرے گا۔ سلمانؓ نے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں روبیضہ کیا چیز ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا عوام الناس کے معاملہ میں وہ شخص کلام کرے گا جسے بولنے کا بھی سلیقہ نہ ہوگا۔ پس تھوڑے عرصہ کے بعد زمین دھنسنا شروع ہو جائے گی اور ہر شخص یہی خیال کرے گا کہ میرے ہی قریب کی زمین دھس رہی ہے۔ پس جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ لوگ اسی حال پر رہیں گے۔ بعد اس کے زمین ان کے سامنے اپنے پارۂ جگر ظاہر کر دے گی۔ یعنی سونا چاندی۔ پھر ستون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا زمین سے چاندی اور سونے کے اتنے بڑے بڑے ٹکڑے نکل آئیں گے۔ لیکن اس وقت وہ سونا اور چاندی ان کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا۔ (اے سلمانؓ) قولِ باری تعالیٰ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا کا یہی مطلب ہے۔

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۳ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ استغفار پڑھنا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا سب سے بہتر عبادت ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ ۔۱۲

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۴ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ الخ: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر عبداللہ بن الخطاب نے جناب امیر المومنینؑ سے ملاقات کی اور یہ کہا کہ آپ ہی ہیں جو آیت يٰٓاَيُّكُمُ الْمَفْتُوْنُ پڑھ پڑھ کر مجھ پر اور میرے یار (ابوبکر) پر طعن فرماتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ (فقط یہی نہیں بلکہ) کیا میں تجھے ایسی آیت کی خبر نہ دوں جو بنی امیہ کے بارے میں بھی نازل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اس ملعون نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ بنی امیہ تو قرابت کی رعایت سے زیادہ کرتے ہیں لیکن تم کو بنی تیم بنی عدی اور بنی امیہ کی دشمنی کے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدینؑ سے ایک حدیث منقول ہے از آنجملہ یہ بھی ہے کہ تم کو قطع رحم کرنے والے کی دوستی سے بچنا چاہیئے کہ میں نے کتاب خدا میں تین موقعوں پر لعنت پائی ایک تو یہی آیت ہے کہ اس کے بعد خدا نے فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۔ دوسرے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ تیسرے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۵ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے تاکہ جو حق ان کے اوپر ہے اس کو ادا کریں۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۶ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا: المحاسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تمہارے دل کے بھی کان موجود ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی بندے کی راہبری فرمائے تو اس کے دل کے کان کھول دیتا ہے اور جب کسی کے بارے میں سلب توفیق منظور ہوتی ہے تو اس کے دل کے کان بند کر دیتا ہے۔ پس وہ کبھی اصلاح نہیں پاتا اور خدائے تعالیٰ کے قول اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا کا یہی مطلب ہے تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں اقفال کی اضافت جو اس ضمیر کی طرف کی ہے جس کا مرجع قلوب ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے قفل ہیں جو دلوں کے لئے مناسب اور ان کے لئے مخصوص ہیں نیز کہ عرف عام میں جن کو قفل کہتے ہیں وہ نہ ہوں ۔۱۲

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۷ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فلاں اور فلاں (مراد شیخین) جناب امیر المومنینؑ کی ولایت ترک کرنے میں ایمان سے پھر گئے۔ پھر فرمایا یہ آیت اُن دونوں کے اور اُن کے پیروؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ثبت اس کا خدا تعالیٰ کا

یہ قول ہے جو جبرئیلؑ امین نے جناب رسول خدا کو یوں پہونچایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ فِيْ عَلِيٍّ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ یعنی علیؑ کی ولایت واجب کرنے کے بارے میں خدا نے جو کچھ نازل فرمایا تھا اس سے تو کراہت رکھنے والے تو یہ دونوں اور ان کے خاص یار ابوعبیدہ ابن الجراح تھے جو ان کے کاتب بھی تھے۔ اور انھوں نے بنی امیہ سے یہ عہد و پیمان لینا چاہا کہ امر خلافت بعد رسول خدا کے ہم اہلبیتؑ میں نہ جانے پائے۔ اور وہ ہم کو خمس میں کچھ نہ دیا کریں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم ان کو خمس دیا کریں گے تو پھر کسی چیز کے محتاج نہ ہوں گے۔ اور اس بات کی کہ ان کو امر خلافت نہ پہونچنے کچھ بھی پروا نہ کریں گے۔ پس بنی امیہ نے جواب میں یہ کہا کہ جن باتوں کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ان میں سے بعض میں تو ہم تمھاری اطاعت کریں گے یعنی خمس میں سے ہم اہلبیتؑ کو کچھ نہ دیا کریں گے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کے اس مشورہ کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ الخ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ الخ ۱۲

صفحہ ۶۱۰ نوٹ ۱ نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَلشَّيْطٰنُ سے مراد حضرت ثانی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۰ نوٹ ۳ نیز حضرت عبادہ بن صامت سے منقول ہے کہ ہم اپنی اولاد کی تفتیش علیؑ ابن ابیطالبؑ کی محبت سے کیا کرتے تھے۔ اور جب ہم ان میں سے کسی کو ایسا پاتے کہ وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ سے دوستی نہ رکھتا ہو ہم سمجھ لیتے تھے کہ اس کی ولادت صحیح نہیں ہے۔ انس سے منقول ہے کہ اس آیت کے آنے کے بعد زمانۂ جناب رسول خدا میں کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۰ نوٹ ۴ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: تفسیر قمی میں ہے کہ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۰ نوٹ ۵ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ: ثواب الاعمال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا ہے تعالیٰ اللہ اس کی خاطر سے اللہ تبارک تعالیٰ ایک درخت جنت میں اُگا دیتا ہے اور جو ایک مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے اس کی خاطر سے اللہ تبارک تعالیٰ ایک درخت جنت میں اسی کلمہ کی بدولت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اس کی خاطر سے ایک درخت جنت میں اللہ تعالیٰ اسی کی بدولت پیدا کر دیتا ہے۔ اس پر قریش میں سے ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ (اس حساب سے) ہمارے درخت تو جنت میں بہت سے ہو گئے ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔ مگر اس سے ڈرتے رہنا کہ کہیں تم ان پر آگ بھیج دو اور وہ ان کو جلا دے۔ یہی تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۱۲

صفحہ ۶۱۱ نوٹ ۶ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دشمنی کرنے میں اور خلاف کرنے میں اور آل محمدؐ پر ظلم کرنے میں وہ تمھارے جیسے نہ ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۱ نوٹ ۷ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا: معانی الاخبار میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر وہی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا اور مافیہا سے زیادہ دوست ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس سورت کے نازل ہونے کا سبب اور اس فتح عظیم کا باعث جو کچھ منقول ہے اس کی تفصیل آگے ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس واسطے سے داخل مکہ محفوظ ہو گئے اور مناسک بجا لائے۔ اسی کے بموجب آنحضرتؐ اپنے بہت سے اصحاب کو ساتھ لے کر چل کھڑے ہوئے۔ قریش نے راستے میں روکا ایک صلحنامہ لکھا گیا جس کی شرائط توڑ کر وہ خود ذلیل و مغلوب ہوئے۔ آنحضرتؐ کا خواب سچا ثابت ہوا شہر مکہ پر بغیر جنگ و جدل مسلمانوں کا داخلی قبضہ ہو گیا۔ صلحنامہ لکھتے وقت منافقوں کا نفاق اچھی طرح کھل گیا۔ ان سب کا سرگروہ عمر ابن خطاب تھا جس نے یہ لفظ کہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک آج کا سا شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اگر چالیس آدمی مجھے میسر آتے تو میں اس صلحنامہ کو توڑ دیتا۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۱ نوٹ ۸ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ: تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا نہ کچھ گناہ تھا اور نہ ان حضرتؐ نے کسی گناہ کا قصد کیا بلکہ (جس طرح افسر اپنے ماتحتوں کے اعمال کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے) خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو ان کے شیعوں کے گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اور پھر آنحضرتؐ کی خاطر سے ان کو بخش دیا۔ العیون میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں کے نزدیک جناب رسول خدا سے زیادہ کوئی گنہگار نہ تھا۔ اس لئے کہ وہ خدا کے علاوہ تین سو ساٹھ بت پوجتے تھے اور جب آنحضرتؐ نے کلمۂ توحید کی دعوت دی تو ان کو یہ بات بہت ہی گراں اور ناگوار گزری۔ اور انھوں نے کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا الخ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ہاتھ پر مکہ فتح کر دیا تو ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ یعنی مشرکین مکہ کے نزدیک توحید خدا کی طرف بلانے کی وجہ سے جو بھی تمھارے گناہ مشرکین مکہ کی نگاہ میں تھے وہ سب بخش دیئے گئے اس طرح کے بعض تو ان مشرکین مکہ سے اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض مکہ سے نکل گئے۔ اور جو باقی رہے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جب تم لوگوں کو توحید خدا کی دعوت دیتے ہو تو وہ رد کرنے کی اور انکار کی قدرت نہیں رکھتے۔ پس تمھارے غالب آنے کے سبب سے ان کے خیال میں جو تمھارا گناہ تھا وہ بخشا گیا۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا حضرتؑ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان جنابؐ کو (بوجہ سردار ہونے کے) شیعیان علیؑ ابن ابیطالب کے گناہوں کا ذمہ دار بنا دیا تا کہ ان جنابؐ کی خاطر سے شیعوں کے گزشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے۔

بعض اہل معرفت اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی عصمت تو (بدلائل عقلیہ و نقلیہ) سے ثابت ہے۔ آنحضرتؐ سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا (اب رہی یہ بات کہ) اس آیت میں خود آنحضرتؐ کی طرف گناہ کو منسوب کیا گیا۔ تو اس کی وجہ تو یہی ہے کہ خطاب ظاہری تو آنحضرتؐ ہی سے ہے لیکن مراد امت ہے۔ چنانچہ مثل مشہور "اِيَّاكِ اَعْنِيْ وَاسْمَعِيْ يَا جَارَتِيْ" اس کی مثال ہے۔ اس کا منشا یہی ہے کہ خطاب تو خاص اور معین شخص سے ہوتا ہے مگر مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس بات کو پاس پڑوس والے بھی سن لیں (پس آیۂ مذکورہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ ظاہر میں تو گناہ آنحضرتؐ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور حقیقتہً امت کے گناہوں کے بخشنے کی بشارت آنحضرتؐ کو دی گئی ہے)

اور "مَا تَقَدَّمَ" سے یہ مراد ہے کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے لے کر آنحضرتؐ کے زمانہ تک جتنے مومنین ہوں گے ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور "مَا تَاَخَّرَ" کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک جتنے مومنین ہوں گے ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اس لئے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے آدمی ہوں گے وہ سب کے سب آنحضرتؐ کی امت ہیں۔ حالانکہ حقیقی امت میں وہی ہیں جو آنحضرتؐ کے چلن پر چلتے ہیں۔ آنحضرتؐ سے پہلے جتنی شریعتیں گزریں وہ سب باطن کے لحاظ سے شریعت محمدی کی ماتحت ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ اس وقت میں نبوت پر فائز تھے۔ کہ حضرت آدمؑ علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کا قول "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ" ترجمہ (میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے یعنی ان کا جسد خاکی بھی تیار نہ ہوا تھا۔) اس پر دلالت کرتا ہے دوسرے یہ کہ آنحضرتؐ دوسرے نبیوں اور رسولوں کے سردار اور تمام آدمیوں کے لئے عام ہے اس لئے خداوند عالم نے فرمایا "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ" اور یہ بات تو ضروری ہے ہی نہیں کہ ہر شخص آنحضرتؐ کو دیکھے تب ہی اس کا شمار امت محمدی میں ہو جس طرح آنحضرتؐ نے اپنے ظہور کے زمانہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر اہل یمن کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اسی طرح مخلوقات سے پہلے انبیاءؑ مرسلین کو باعتبار کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ" انسانوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا بنا بریں جناب آدم علیہ السلام سے لے کر (تا ظہور آنحضرتؐ) ہر نبیؑ کی امت امت مصطفوی کہلائی جائے گی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے حضرت کو بشارت دی کہ وہ مومنین کے گزشتہ کے اور آئندہ کے کل گناہ بخش دے گا۔ اس آیت میں بظاہر اگرچہ خطاب آنحضرتؐ ہی سے ہے مگر حقیقۃً امت کی مغفرت مقصود ہے۔ تمام مومنین بخشے جائیں گے اور سعادت ابدی پر فائز ہوں گے۔ اس کی دو وجہیں ہیں اول یہ کہ وہ جناب رحمۃ للعالمین (تمام عالم کے لئے رحمت) ہیں۔ دوسرے یہ کہ آنحضرتؐ کا مرتبہ تمام آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ سارے نبی آدم پر مبعوث ہو کر رسالت ہوئے ہیں۔ چنانچہ قول باری تعالیٰ "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا الخ" اس پر دلیل ہے خدا نے یہ نہیں فرمایا "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّھٰذِہِ الْاُمَّۃِ" ہم نے تم کو اسی مخصوص امت کے لئے مبعوث کیا ہے" بلکہ خدا نے تو یہ خبر دی ہے کہ آنحضرتؐ تمام آدمیوں کے رسولؐ ہیں اور حضرت آدمؑ سے لے کر تا قیامت جتنے آدمی ہوں گے وہ سب "الناس" کا مصداق ہیں۔ پس انہی لوگوں کی مغفرت اس آیت میں مقصود ہوگی۔

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے یوں روایت کی ہے کہ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ اور قریش کے نزدیک ہجرت کے پہلے اور بعد جو تمہارا گناہ تھا وہ خدا نے معاف کر دیا۔ اس لئے کہ جب تم بغیر لڑائی کے مکہ کو فتح کر لیا اور ان کی عداوت نہ کیا اور ان کی دیرینہ عداوت اور جنگ کا ان سے معاوضہ نہ کیا تو ان لوگوں نے تمہارے گناہ جو ان کے عقیدے میں تھے بخش دیئے اور جبکہ انھوں نے دیکھا کہ تم کو اچھی طرح قدرت اور حکومت حاصل ہو گئی تو وہ تمہاری دشمنی سے جو ان کے دلوں میں تھی درگزرے۔

ابن کثیر تمیمی بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن حرب ہلالی حاکم مدینہ نے بیان کیا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! میرے دل میں ایک مسئلہ ہے جسے میں حضور سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسے تم بیان کرو گے یا جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو اسے میں ہی بتا دوں؟ میں نے عرض کی میرے ظاہر کرنے سے پہلے حضور کو میرا سوال کیسے معلوم ہو گیا؟ حضرتؑ نے فرمایا تو سم اور فراست سے۔ کیا تم نے قول باری تعالیٰ نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ۝ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ (مومن کی عقل دور بین سے ڈرتے رہو کہ وہ نور خدا کے ذریعہ سے دیکھ لیتا ہے) میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ فرمایئے میرا سوال کیا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا تم یہ دریافت کرنا چاہتے ہو کہ اس کا کیا سبب ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کعبہ کی چھت پر سے بتوں کے گرانے کے وقت جناب رسولؐ خدا کا بوجھ نہ اٹھا سکے حالانکہ وہ جنابؐ ایسے قوی اور طاقتور تھے کہ کیسے کیسے امور عجیبہ ان سے ظاہر ہوئے۔ منجملہ ان کے ایک کام یہ تھا کہ ان جنابؐ نے قلعۂ خیبر کا دروازہ توڑا اور کواڑ کو جسے چالیس پہلوان نامی نہیں اٹھا سکتے تھے چالیس ہاتھ دور پھینک دیا اور جناب رسولؐ خدا ناقہ پر سوار ہوتے تھے۔ گھوڑے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے اور شب معراج براق پر بیٹھ کر بالائے آسمان تشریف لے گئے۔ تو ان جانوروں نے جو علیؑ ابن ابیطالب سے قوت و طاقت میں بدرجہا کم ہیں۔ جناب رسولؐ خدا کا بوجھ اٹھا لیا مگر جناب علیؑ ابن ابیطالب نہ اٹھا سکے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! خدا کی قسم میں حضور سے یہی دریافت کرنا چاہتا تھا۔ محمد بن حرب نے پوری حدیث بیان کرنے کے بعد کہا کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ! خداوند عالم نے تمہارے شیعیوں کے گناہوں کا ذمہ دار مجھے بنایا ہے اور میری خاطر سے ان کے گناہ بخش رہے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

محمد بن سعید مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ آیا جناب رسولؐ خدا نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کبھی نہیں! میں نے پوچھا قول باری تعالیٰ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر شیعیان علی بن ابیطالب علیہ السلام کے گناہوں کا بار رکھا۔ پھر ان جناب کی خاطر سے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے۔

صفحہ ۶۱۵ نوٹ ۴ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مکہ کے یہ ایماندار مرد و عورت وہاں سے ہٹ جاتے اور ان لوگوں میں سے نکل جاتے تو ہم ان لوگوں کو جو ان لوگوں میں سے کافر ہو گئے تھے عذاب دیدیتے اور جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا علیؑ مرتضیٰ کو قوت جسمانی حاصل نہ تھی یا وہ کار خدا کی اجراء کی قوت نہ رکھتے تھے؟ فرمایا ضرور رکھتے تھے۔ اس پر کسی نے عرض کی پھر کیا چیز مانع تھی کہ انھوں نے دماغ نہ فرمایا اور غاصبین سے انتقام نہ لیا۔ حضرتؑ نے فرمایا چونکہ تو نے سوال کیا ہے اب جواب کو بھی سن لے علیؑ مرتضیٰ کو کتاب خدا کی ایک آیت مانع تھی عرض کیا گیا وہ آیت کون سی ہے؟ تو حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی لَوْ تَزَیَّلُوْا الخ پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے صلب میں جو کافر اور منافق پیدا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے کچھ مومن ودیعت فرما دیئے تھے۔ اور علیؑ مرتضیٰ کا یہ کام نہ تھا کہ جب تک خدا کی وہ ودیعتیں پیدا نہ ہو لیں ان کے باپ دادا کو قتل کر دیتے۔ ہاں جب وہ امانت ان کے صلب سے باہر آ چکی تو خدا نے جس کو مناسب جانا ان پر مسلط فرما دیا اور اس نے انھیں قتل کر دیا۔ اور اسی طرح قائم اہلبیتؑ کو خدا تعالیٰ اس وقت تک ظاہر نہ کرے گا جب تک اس کی کل ودیعتیں کافروں اور منافقوں کے صلب سے باہر نہ آ جائیں۔ اور جب وہ باہر آ چکیں گی تو پھر جبر ان کو ان پر مسلط کرنا ہے مسلط کر دے گا کہ وہ ان کو قتل کر دیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۵ نوٹ ۵ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد قریش عموماً ہیں اور سہیل ابن عمرو ان کا وکیل خصوصاً کہ ان لوگوں نے صلحنامہ لکھنے کے وقت یہ کیا تھا کہ ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے۔ پس بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ لکھو جو دستور قدیم ہے۔ نیز یہ کہا کہ اگر ہم آپ کو رسولؐ اللہ جانتے تو آپ سے

بھٹکڑا ہی کیوں کرتے لہٰذا محمدؐ ابن عبداللہ لکھو۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۵ نوٹ ۶

كَلِمَةَ التَّقْوٰى: الجالس میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ علیؑ ہدایت کا جھنڈا ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے جو میری اطاعت کرنے والے ہیں ان کا نور ہے۔ اور وہی وہ کلمہ ہے جو خدا نے متقیوں کے لئے لازم کر دیا ہے الخصال میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ ہم كَلِمَةُ التَّقْوٰى اور ہم سبیل ہدایت ہیں۔ التوحید میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے عُرْوَةُ الْوُثْقٰى اور كَلِمَةُ التَّقْوٰى ہوں۔ الاکمال میں جناب امام رضاؑ سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ ہم كَلِمَةُ التَّقْوٰى اور ہم عُرْوَةُ الْوُثْقٰى ہیں۔ ۱۲ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اجداد طاہرینؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ مجھ سے خدائے عزوجل نے ارشاد کیا کہ اے ہمارے رسولؐ! ہم تم سے ایک عہد لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کی خدایا بیان کردہ کیا ہے؟ ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب ہمارے! بغور سنو! تمہارے بعد علیؑ ابن ابیطالب ہدایت کا نشان اور میرے دوستوں کا امام اور میرے فرمانبردار بندوں کا نور اور کلمۃ التقویٰ ہے جو متقیوں پر لازم کیا گیا ہے۔ جس نے اس سے دوستی کی اس نے یقیناً مجھ سے دوستی کی۔ اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے یقیناً مجھ سے دشمنی کی۔ اے رسولؐ تم علیؑ ابن ابیطالب کو یہ خوشخبری سنا دو۔

مالک ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیہ "وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا" میں کلمۃ التقویٰ سے کیا مراد ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام

تفسیر قمی میں علی ابن ابراہیم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بروایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام تحریر کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں کہ جب شب معراج مجھے آسمان پر لے گئے تو باوجود اپنی بلندی کے آسمان میری نظر میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی سوار اپنی راہ سے جیسے وہ ایک دن میں طے کر سکے سوئی کے ناکے کو دیکھے اس وقت میرے پروردگار نے علیؑ ابن ابیطالب کے بارے میں چند کلموں کا مجھ سے عہد و پیمان لیا اور فرمایا اے محمدؐ! سنو! علیؑ ابن ابیطالب متقیوں کا امام ہے اور نورانی پیشانی والوں کا قائد ہے۔ اور مومنوں کا سردار ہے۔ حالانکہ ظالموں کا سردار مال ہوتا ہے۔ اور علیؑ ابن ابیطالب میرا وہ کلمہ ہے جو میں نے متقیوں پر لازم کر دیا ہے۔ اور وہ اس کے حقدار بھی ہیں۔ پس تم یہ بشارت ان کو سنا دو۔ جناب امامؑ فرماتے ہیں کہ جونہی جناب رسولؐ خدا نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ بشارت سنائی تو وہ جنابؑ سجدۂ شکر میں گر پڑے پھر عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا میرا وہاں بھی ذکر ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! خدائے عزوجل رفیع اعلےٰ میں تمہاری تعریف کیا کرتا ہے اور تمہارا ذکر وہاں بھی ہوتا ہے۔

قریب قریب یہی روایت جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب اختصاص میں فرمائی ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؑ و اجداد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے مروی ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا جب میں شب معراج آسمان پر طلب کیا گیا اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچا اور حجاب قدرت کے سامنے کھڑا ہوا تو مجھ سے ارشاد باری ہوا کہ اے محمدؐ! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ يَا رَبِّ وَسَعْدَيْكَ اے میرے پروردگار میں حاضر ہوں۔ ارشاد ہوا تم نے میرے بندوں کا امتحان لیا۔ ان کو آزمایا سب سے زیادہ کس کو اپنا مطیع پایا؟ میں نے عرض کی پروردگار علیؑ ابن ابیطالب کو! ارشاد ہوا تم سچ کہتے ہو۔ اے رسولؐ تم نے علیؑ ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تاکہ وہ تمہارے بعد تمہارے حقوق ادا کرے۔ اور میرے بندوں کو قرآن کے معنی سکھائے جس سے وہ ناواقف ہیں۔ میں نے عرض کی خدایا ابھی مقرر تو نہیں کیا۔ الٰہی! اگر تیری منشا یہی ہے تو تو علیؑ کو منتخب کر لے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ! میں نے علیؑ کو پسند کیا اب تم اس کو اپنا خلیفہ اور وصی قرار دو۔ میں نے اپنا علم اس کو عطا کیا۔ وہ تمام مومنوں کا امیر ہے۔ اس سے پہلے یہ منزلت کسی کو نہیں ملی۔ اور نہ بعد والوں کو ملے گی۔ اے محمدؐ! علیؑ ابن ابیطالب ہدایت کا علم ہے اور جو میری اطاعت کریں گے ان کا امام ہے۔ اور میرے اولیاؑ کا نور ہے۔ اور وہی وہ کلمۃ التقوےٰ ہے جو میں نے تمام پرہیزگاروں پر لازم کیا ہے۔ جس نے علیؑ سے دوستی کی اس نے یقیناً مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے دشمنی رکھی اس نے یقیناً مجھ سے دشمنی رکھی۔ اے محمدؐ! تم علیؑ ابن ابیطالب کو یہ خوشخبری سنا دو۔ امامؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ان جنابؑ کو یہ بشارت دی تو یہ سن کر ان جنابؑ نے عرض کی میں خدا کا بندہ ہوں اس کے قبضۂ قدرت میں ہوں۔ اگر وہ مجھ پر عذاب کرے تو اس کا سبب میرے گناہ ہوں گے۔ خدا کا مجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا اور اگر وہ اپنے وعدہ جو مجھ سے کئے ہیں پورے فرمائے تو وہ میرا مالک ہے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے درگاہ الٰہی میں عرض کی یا اللہ! تو قلب علیؑ کو اپنے ایمان کی جائے بہار مقرر فرما۔ ارشاد باری ہوا کہ اے محمدؐ! میں نے تمہاری دعا قبول کی مگر میں علیؑ ابن ابیطالب کی آزمائش ایسی بلا سے کروں گا کہ ویسی بلا سے آج تک اپنے کسی دوست کا امتحان نہ لیا ہوگا۔ میں نے عرض کی خدایا! یہ تو میرا بھائی اور مصاحب ہے۔ ارشاد ہوا میرے علم میں پہلے ہی گزر چکا ہے کہ علیؑ کا امتحان ہوگا اور اس کے بارے میں دوسروں کی آزمائش ہوگی۔ اگر علیؑ ابن ابیطالب نہ ہوتے تو میرے دوستوں کی اور میرے رسولؐ کی شناخت ہی نہ ہوتی۔

ابوہریرہ سے یہ مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسولؐ خدا کو یہ فرماتے سنا کہ خدا نے مجھ سے علیؑ کے بارے میں عہد لیا۔ میں نے عرض کی اے میرے اللہ! مجھ سے بیان تو کر دے۔ وہ کیا بات ہے؟ ارشاد ہوا علیؑ ابن ابیطالب کو خبر دے دو کہ وہ امیرالمومنین ہے اور اوصیاءِ مرسلین کا سردار اور ہر شخص کا حاکم اور وہ وہ کلمہ ہے جو میں نے پرہیزگاروں پر لازم کیا ہے۔

صفحہ ۶۱۶ نوٹ ۳

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو نور کا ایک علم بہت ہی روشن باندھ کر تیار کیا جائے گا۔ اور ایک منادی یہ ندا دے گا کہ سید المومنینؑ اور جو ان کے ساتھ محمد مصطفےٰؐ پر ایمان لانے والے تھے وہ کھڑے ہو جائیں پس علیؑ ابن ابیطالب کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ وہ نور کا علم ان کو عطا فرما دے گا جس کے نیچے تمام سابقین اوّلین مہاجرین سے ہوں تو اور انصار سے ہوں تو سب جمع ہوں گے۔ کوئی غیر ان کے ساتھ نہ مل سکے گا پھر ایک نور کا منبر منجانب ربّ العزت قائم کیا جائے گا، اس پر علیؑ مرتضیٰ جلوس فرمائیں گے اور لوگ ایک ایک کر کے حضرتؑ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور وہ ہر ایک کو اس کا اجر اور اس کا نور عطا فرماتے جائیں گے جب اس گروہ میں سے آخری شخص پیش ہو چکے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جنت میں اپنے موقع اور مقام کو پہچان لیا ہے اب تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میرے پاس تمہارے لئے مغفرت بھی ہے اور بڑا اجر بھی ہے یعنی جنت اور نعمات جنت۔ پس علیؑ ابن ابیطالب کھڑے ہو جائیں گے اور وہ لوگ ان کے علم کے سائے میں ان کے ساتھ ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ حضرتؑ اپنے منبر کی طرف لوٹ آئیں گے اور پھر اسی طرح مومنوں کے گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے ان حضرتؑ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اور اپنا اپنا حصہ لے کر جنت میں جاتے جائیں گے اور بہت سے ایسے ہوں گے جن کو دوزخ کے کنارے چھوڑ دیں گے۔ اوّل الذکر لوگوں کے لئے تو خدا فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی صدیق ہیں اور وہ اپنے مالک کے پاس حاضر ہوں

گے ان کا اجر اور ان کا نور ان کو ملے گا) ان سے مراد ہی سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور ایمان لانے والے اور علیؑ مرتضےٰ کی ولایت کے ماننے والے۔ اب رہا دوسرا گروہ اس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں) ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے ولایت اور حقوقِ جناب امیر المؤمنینؑ کا انکار کیا اور ان کو جھٹلایا۔ تفسیر برہان میں بعد نقل اس حدیث کے جو ہم نے امالی سے حاشیہ میں درج کی ہے یہی حدیث بطریق مخالفین علامہ موفق ابن احمد سے جنھوں نے بطریق مرفوع حضرت عبداللہؓ ابن عباس سے روایت کی ہے درج کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس یہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ تو آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ جب قیامت کا دن ہوگا سفید فور کا ایک علم تیار کیا جائے گا اور ایک منادی یہ ندا دیگا کہ ضرور ہے کہ کل مومنوں کا سردار اور اس کے ساتھ وہ لوگ جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بعثت کے ایمان لائے ہوں وہ سب کھڑے ہو جائیں اس وقت علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ سفید نور والا علم ان کے دست مبارک میں دیدیا جائیگا۔ اس کے نیچے کل سبقت کرنے والے مہاجرین اولین سے ہوں تو اور انصار سے ہوں تو حاضر ہوں گے۔ کوئی غیر ان کے ساتھ نہ ہوگا (علیؑ اس علم کو لئے ہوئے اس مقام پر پہونچیں گے جہاں ان کے لئے ایک منبر نور نصب ہوگا) تا آنکہ وہ حضرتؑ رب العزت کے اس منبر نور پر جلوس فرمائیں گے اور ایک ایک کرکے سارا مجمع ان حضرتؑ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اور ہر ایک کو وہ حضرتؑ اس کا اجر فرماتے جائیں گے۔ جب آخری شخص تک پیش ہو چکے گا تو ان سب سے یہ کہا جائیگا کہ اب تم کو اپنی حالت معلوم ہو چکی اور جنت میں جو مکانات تمھارے لئے مہیا ہیں وہ بھی معلوم ہو گئے۔ اب تمھارا مالک تم سے یہ کہتا ہے کہ میرے پاس تمھارے لئے مغفرت بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی۔ اس سے مراد جنت ہے (اس اعلان کے بعد) جناب امیر المومنین علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوں گے اور سب لوگ ان کے علم کے سائے میں ان کے ساتھ ساتھ چلے جائیں گے تا آنکہ وہ حضرتؑ ان سب کو جنت میں پہونچا دیں گے۔ پھر اپنے منبر کی طرف واپس آئیں گے اس پر دوبارہ جلوس فرمائیں گے) اور مومنوں کے دوسرے گروہ (نمبر بہ نمبر) اسی طرح ان حضرتؑ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنا اپنا حصہ لیتا جائے گا اور جنت میں پہونچا جائے گا۔ اور بہت سے لوگ جہنم کے کنارے کھڑے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ (جناب رسول خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ) خدا تعالےٰ کا یہ قول وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۚ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔ تو ان اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں ایمان لانے والوں اور ولایت علیؑ مرتضےٰ کے تسلیم کرنے والوں کے لئے ہے۔ اور (اس سے آگے کا ٹکڑا) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ ان لوگوں کے لئے ہے جو کفر کریں گے اور ولایت کو جھٹلائیں گے۔ اور حق علیؑ مرتضےٰ کو نہ مانیں گے۔

صفحہ ۶۱۶ نوٹ ۴

لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ : تفسیر صافی میں ہے کہ ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ قبل اس کے خدا اور رسولؐ کسی معاملہ کا فیصلہ کریں تم اس کو طے نہ کرلو۔ اور ایک معنی یہ ہیں کہ چلنے میں جناب رسول خدا کے آگے نہ چلو اور اس صورت میں اللہ کا ذکر رسولؐ خدا کی عزت و جلالت کے سبب آیا ہے۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ خدا کے نائب ہیں اور اس کی طرف سے اس درجہ پر ہیں جس کی وجہ سے ان کی عزت کرنا واجب ہے دوسرے معنی کے لئے قرارت بھی دوسری ہے یعنی بجائے لَا تُقَدِّمُوْا کے لَا تَقَدَّمُوْا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۷ نوٹ ۱

الجوامع میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی ہے ثابت بہت بہرے آدمی تھے اور آواز بھی ان کی نہایت کرخت اور بلند تھی اور وہ بات کرنے میں بحد چیختے تھے۔ جس سے جناب رسولؐ خدا کو اکثر اذیت ہوتی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ثابت نے حضوری خدمت رسولؐ سے کنارہ کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کو تلاش کرایا۔ انھوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ثابت کو طلب کرکے نہ آنے کا سبب پوچھا۔ ثابت نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! یہ آیت نازل ہو چکی ہے۔ اور میری آواز کرخت اور بھدی ہے۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری آواز حضورؐ کی آواز پر بلند ہو جائے۔ جس کی وجہ سے میرے اعمال مٹی میں مل جائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثابت! تم نیک آدمی ہو جب تک تمھاری زندگی ہے نیکی پر رہو گے اور انجام بھی تمھارا بخیر ہوگا تم اہل جنت سے ہو۔

تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ قول باری تعالےٰ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا کی تفسیر بیان کرنے کے وقت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب رسولؐ خدا مدینہ میں تشریف لائے اور مہاجرین و انصار کثرت سے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہونے لگے تو اثنائے گفتگو میں وہ لوگ آنحضرتؐ سے یوں خطاب کرتے تھے جو آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ہوتا تھا۔ اور آنحضرتؐ ان لوگوں پر بحد مہربانی فرماتے تھے اور رحمدلی سے پیش آتے تھے جب آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ نازل ہوئی تو آنحضرتؐ ہر شخص کی گفتگو کے وقت اس کا لحاظ کرنے لگے۔ اگر کسی کی آواز بلند پاتے تھے تو اس سے اتنی آواز سے باتیں کرتے تھے کہ اس کی آواز آنحضرتؐ کی آواز سے بلند نہ ہو جائے تاکہ اس کے اعمال ضائع نہ ہوں۔ آنحضرتؐ ہمیشہ اس بات کی کوشش فرماتے تھے کہ لوگوں کے گناہ دور ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ایک دن ایک بدو نے دیوار کے پیچھے کھڑے ہو کر بہت زور سے پکارا یَا مُحَمَّدُ! آنحضرتؐ نے اس کو اس کی آواز سے زیادہ بلند آواز میں جواب دیا تاکہ اس کے ذمہ آواز بلند کرنے کا گناہ نہ لازم ہو جائے۔

صفحہ ۶۱۷ نوٹ ۳

احتجاج طبرسی میں جناب امام حسنؑ کی ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ولید ابن عقبہ واللہ میں اس بات پر تجھے کوئی ملامت نہیں کرتا کہ تو علیؑ سے بغض کیوں رکھتا ہے اس لئے کہ ان حضرتؑ نے تجھ پر شراب پینے کی حد جاری کی یعنی اسّی کوڑے لگوائے اور بروز غزوۂ بدر تیرے باپ کو قتل کیا۔ نہ اس پر تو ان حضرتؑ کو برا کیوں کہتا ہے اس لئے کہ ان حضرتؑ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی دس آیتوں میں مومن فرمایا اور تجھ کو فاسق فرمایا اور وہ خدا تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہے۔ اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا الخ۔ قول مرجح ان دونوں روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایک جرم کے مجرم دو ہوں گے تو وہی آیت دو کے حق میں سمجھی جائے گی اور دس ہوں گے تو دس کے حق میں اور سو ہوں گے تو سو کے حق میں۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۷ نوٹ ۴

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ : کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ میں الایمان سے اور زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ میں ضمیر غائب سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں۔ اور كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ میں الکفر سے مراد ہیں حضرت اوّل اور الفسوق سے جناب ثانی اور العصیان سے مسٹر ثالث۔ اور نیز کافی میں ہے کہ ان حضرتؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا حُب اور بغض ایمان سے ہوتا ہے؟ جواب میں فرمایا کہ آیا حُب اور بغض سوائے ایمان کے کسی اور چیز کا نام ہے؟ ۱۲

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۱

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جنگ بصرہ کے دن اس آیت کی تاویل ظاہر ہوئی (بنا بر تاویل) اہلِ بصرہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اس لئے کہ وہ لوگ جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے باغی ہو گئے تھے۔ بس ان جنابؑ پر اہلِ بصرہ سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا اس وقت تک ضروری تھا کہ وہ لوگ حکم خدا کی طرف لوٹ آئیں۔ اور اگر وہ حکم خدا کی طرف رجوع نہ کرتے تو ان جنابؑ پر ان لوگوں کے قتل سے تلوار نہ روکنا اس حد تک لازم تھا کہ وہ لوگ اپنی اپنی رایوں سے عدول کر کے خدا کی طرف رجوع کر لیتے۔ کیونکہ وہ لوگ اوّل تو ان جنابؑ سے برغبت بیعت کر چکے تھے پھر باغی ہو گئے تھے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام پر یہ بھی واجب تھا کہ اہلِ بصرہ پر جب فتح حاصل ہو جائے تو وہ جنابؑ موافق حکم خدا ان لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں۔ جیسا کہ رسُول خدا نے بعد فتح اہلِ مکّہ پر احسان کیا اور ان کی خطائیں بخش دیں۔ یعنی یہی برتاؤ اب کم و کاست جناب... امیر المومنین علیہ السّلام کا بصرہ کے ساتھ ہوا۔

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۲

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن حقیقی بھائی ہیں جب ان میں سے کسی ایک پر بلا وارد ہوتی ہے تو دوسروں کی بھی نیند اڑ جاتی ہے۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہے، مومن مومن کا دوست ہے اور مومن مومن کا رہنما ہے۔ نہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کو عیب لگاتا ہے اور نہ اس سے وعدہ کر کے اس کے خلاف کرتا ہے۔ المجالس میں حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسُول خدا نے مسلمانوں میں مواخات قائم فرمائی۔ چنانچہ عمر و ابوبکر کو بھائی بھائی بنایا۔ اور عثمان اور عبد الرحمٰن کو اور فلاں اور فلاں کو یہاں تک کہ اپنے کل اصحاب میں سے ایسے دو دو کو بھائی بنا دیا جن کا انجام ایک ہی ہونے والا تھا۔ اور سب سے آخر میں علیؑ ابن ابیطالب سے فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ ۱۲ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا حقیقی بھائی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کو جنّت کی مٹّی سے پیدا کیا ہے اور ان کی صورتوں میں جنّت کی ہوا پھونکی ہے۔ اس لئے گویا وہ حقیقی بھائی ہوئے۔

البصائر میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (مومن نورِ خدا کے ذریعہ سے دیکھتا ہے)۔ ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مومن کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور اپنے دریائے رحمت میں ان کو غوطہ دیکر ہماری ولایت کا ان سے عہد و پیمان لیا ہے۔ جس دن کہ خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت ان پر الہام کی۔ پس ایک مومن دوسرے مومن کا مادری اور پدری بھائی ہے۔ باپ ان کا نور ہے اور ماں ان کی رحمت خدا ہے۔ اور اسی نور کے ذریعہ سے وہ دیکھتے ہیں جس سے ان کی خلقت ہوئی ہے۔

"قول صاحبِ تفسیر صافی" ایک وجہ مومنین کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تمام مومنین جناب رسُول خدا اور جناب امیر المومنینؑ کی طرف منسوب ہیں اور یہ دونوں ان سب کے باپ ہیں۔ چنانچہ جناب رسُول خدا نے جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! میں اور تم دونوں اس امت کے باپ ہیں۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مومنین سب کے سب ایمان میں شریک ہیں جو حیات ابدی کا باعث ہے۔

ابنِ مغازلی شافعی نے مناقب میں بروایت حضرت خدیفہؓ یمانی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسُول خدا نے مہاجرین و انصار میں مواخات قرار دی اور ہر شخص کو اس کے مثل و نظر کا بھائی بنایا۔ پھر حضرت علیؑ ابن ابیطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا (ایہا الناس) یہ میرا بھائی ہے۔ خدیفہؓ یمانی کہتے ہیں کہ جناب رسُول خدا تمام رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور پروردگار عالم کے رسُول ہیں۔ جن کی ساری دنیا میں نہ مثل ہے نہ نظیر اور علیؑ ابن ابیطالب ان حضرتؐ کے بھائی ہیں۔ (اب علیؑ کا مرتبہ سوچ لو!)

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۳

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت صفیہ بنتِ حی بن اخطب کی شان میں نازل ہوئی ہے جس حال میں کہ وہ جناب رسُول خدا کی زوجیت میں آ چکی تھیں اور سبب اس کا یہ تھا کہ عائشہ حفصہ دونوں اس غریب کو تکلیف پہونچایا کرتی تھیں اور اس کو برا بھلا کہا کرتی تھیں اور اس کو یہودی کی بیٹی کہہ کہہ کر خطاب کیا کرتی تھیں۔ پس اس نے اس بات کی شکایت جناب رسُول خدا سے کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم ان دونوں کو جواب کیوں نہیں دیتیں۔ اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ جواب میں کیا کہوں؟ فرمایا میرے باپ توہارونؑ نبی اللہ تھے اور میرے چچا موسیٰؑ کلیم اللہ اور میرے شوہر محمدؐ رسول اللہ۔ اب تم دونوں مجھ میں کیا عیب نکالتی ہو؟ چنانچہ جب صفیہ نے ان کو یہ جواب دیا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ تم کو جناب رسُول خدا نے سکھایا ہے۔ پس اسی کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۴

اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ: کافی میں بروایت امام جعفر صادقؑ جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ تم اپنے بھائی کے معاملے کو نیکی ہی پر محمول کرتے جاؤ جب تک کہ کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جو تم کو منحرف کرے اور جو بات تمہارے بھائی کے منھ سے نکلے جب تک اس سے کوئی نیک معنی پیدا ہو سکیں برائی کا گمان ہی نہ کرو۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۵

اِثْمٌ: تفسیر صافی میں ہے کہ اِثْمٌ ایسے گناہ کو کہتے ہیں جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو جائے۔

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۶

لَا تَجَسَّسُوْا: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُول خدا نے یہ فرمایا کہ تم مومنین کی خطاؤں کی تلاش نہ کرو کہ جو شخص اپنے بھائی کی خطاؤں کے تلاش کرنے کے درپے ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کے درپے ہو جائے گا۔ اور جس کی خطاؤں کے درپے خود خدا تعالیٰ ہو اس کو ضرور رسوا فرما دے گا۔ گو وہ فعل اس نے اپنے گھر کے اندر ہی کیا ہو۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۷

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا: کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق اس کے دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جو اس نے نہیں کی ہے اور اس کے ذمہ ایسی بات ثابت کرو جس کی خدا تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی اور اس کے بارے میں کوئی حد نہیں مقرر فرمائی۔ اور جناب امام موسیٰؑ کاظم سے منقول ہے کہ جب کسی شخص کے متعلق اس کے پیٹھ پیچھے کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا ہونا اس میں لوگ... جانتے ہوں تو یہ اس کی غیبت نہیں ہوئی۔ اور جس کسی شخص کے پیٹھ پیچھے اس کی کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا اس میں ہونا لوگ نہیں جانتے تو یہ اس کی غیبت ہوئی۔ اور جو کسی ایسی بات کا ذکر کیا جو اس میں ہے ہی نہیں تو یقیناً اس پر بہتان باندھا۔

صفحہ ۶۱۸ نوٹ ۸

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا: الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ابوبکر و عمر نے حضرت سلمان فارسیؓ کو جناب رسُول خدا کی خدمت

ہیں اس عرض سے بھیجا کہ وہ ان کے لئے کچھ کھانا لادیں۔ اور آنحضرتؐ نے انھیں اُسامہ بن زید کے پاس بھیج دیا۔ جو جناب رسُول خدا کے خزینہ دار اور جس اونٹ پر جنس تھی اس کے محافظ تھے۔ پس انھوں نے یہ کہدیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ حضرت سلمانؓ فارسی ان دونوں کے پاس لوٹ کر آئے تو ان دونوں نے یہ کہا کہ اُسامہ نے بخل کیا اور سلمانؓ سے اگر کسی چلتے ہوئے کنویں پر بھی پانی لینے بھیجیں تو اس کا پانی خشک ہو جائے پھر یہ دونوں جناب رسُول خدا کی خدمت میں گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ مجھے تم دونوں کے منھ سے گوشت کھانے کے آثار پائے جاتے ہیں؟ دونوں نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ آج تو ہم نے کوئی گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کیا ابھی تم باتوں باتوں میں اسامہؓ اور سلمانؓ کا گوشت نہیں کھا رہے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۶۱۹ نوٹ ۴ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا: تفسیر قمی میں ہے کہ آیت بروز خندق عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی بسبب اس کا یہ تھا کہ وہ عمارؓ یاسر کے پاس سے اس حالت میں گزرا کہ وہ خندق کھود رہے تھے اور گھُدان میں سے غبار اٹھ رہا تھا۔ پس عثمان نے آستین اپنی ناک پر رکھی اور گزرتا چلا گیا۔ تو عمارؓ نے یہ فرمایا کہ جو شخص مسجدوں کو آباد رکھے اور ان میں نماز پڑھے اور رکوع اور سجدے کرتا رہے اس کے مانند نہیں ہو سکتا جو غبار تک سے بچ کر چلے۔ احکام کا منکر اور (اہلبیتؑ کا) معاند ہو۔ اب تو عثمان ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے پسر حبشیہ یہ مجھے تو کہہ رہا ہے۔ پھر جناب رسُول خدا کی خدمت میں آکر کہنے لگا ہم آپ کے ساتھ اسلام میں اس لئے داخل نہیں ہوئے کہ ہماری عزت پر حملہ کیا جائے۔ پس جناب رسُول خدا نے فرمایا کہ ہم کو تمھارے اسلام کی ضرورت نہیں۔ جا بھی ہو۔ اسی پر خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ط..... تا..... اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ سچے نہیں ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۵ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝: کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر دل کے دو کان ہیں ایک پر ہدایت کرنیوالا فرشتہ بیٹھا ہے اور دوسرے پر بہکانے والا شیطان۔ فرشتہ تو نیکی کا حکم دیتا ہے اور شیطان جھڑکس کر اس سے باز رکھتا ہے۔ اور بدی کا حکم دیتا ہے اور فرشتہ اسے جھڑکس کر بدی سے باز رکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قول عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲ المجامع میں ہے کہ جناب رسُول خدا نے فرمایا کہ نیکیاں لکھنے والا آدمی کے داہنے کندھے پر ہے اور بدیاں لکھنے والا بائیں پر اور داہنی طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے کا افسر ہے جس وقت آدمی ایک نیکی کرتا ہے تو وہ فرشتہ دس نیکیاں لکھ لیتا ہے۔ اور جب وہ بندہ بدی کا مرتکب ہوتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ گناہ لکھنے والے سے کہتا ہے کہ اے فرشتے تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دیدے شاید یہ شخص تسبیح پڑھے یا استغفار کرلے۔

فضیل بن عثمان مراوی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جناب رسُول خدا نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی تو ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کو ہلاک نہ کرے گا۔ (یعنی جہنم میں نہ ڈالے گا) مگر یہ کہ وہ شخص مخالفِ اہلبیتؑ کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے پس اگر اس نے وہ کام نہ کیا تو بھی اس کی نیک نیت کی وجہ سے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں ضرور لکھی جائے گی۔ اور اگر وہ کام کر لیا ہے تو (کم از کم) دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ دوسرے یہ کہ جو شخص برا کام کرنے کا قصد کرے۔ پس اگر اس نے وہ کام نہ کیا تو کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر مرتکب ہو گیا تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جائے گی اور نیک اعمال لکھنے والا فرشتہ اعمال بد لکھنے والے فرشتے سے جو بائیں طرف رہتا ہے کہتا ہے کہ ابھی اس کی بدی لکھنے میں جلدی نہ کر شاید یہ کہ یہ اس عرصہ میں کوئی نیکی کرے جس سے وہ بدی محو ہو جائے یا شاید یہ شخص استغفار کرلے۔ تیسرے یہ کہ اگر اس بندہ نے برا کام کرنے کے بعد کوئی نیک کام کر لیا تو آیۂ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کی رو سے وہ بدی نہ لکھی جائے گی۔ چوتھے یہ کہ جو شخص بدی کرنے کے بعد توبہ میں یہ پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ: تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر گناہ کئے ہوئے سات گھنٹے گزر گئے اور اس عرصہ میں اس نے کوئی نیک کام کیا اور استغفار پڑھا تو کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے کہتا ہے کہ اس بدبخت مردم کے نامۂ اعمال میں یہ بدی درج کرلو۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فرشتہ اسی دعا یا تلاوتِ قرآن کو نامہ اعمال میں درج کرتا ہے جس کو وہ سنتا ہے۔

زرارہ نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرشتہ انہی باتوں کو لکھتا ہے جن کو وہ سُنتا ہے اور خدا تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ... وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً: چونکہ یہ امر مخفی ہے اس کی عظمت اتنی ہے کہ اس کے ثواب کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر بندے پر دو فرشتے مقرر ہیں جو اس کی باتوں کو لکھتے ہیں پھر وہ دونوں اپنے دو افسروں کے پاس لے جاتے ہیں۔ پس وہ دونوں افسر خیر و شر کو برقرار رکھتے ہیں۔ باقی کو نکال دیتے ہیں۔

ابو حمزۂ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہوا میں ایک فرشتہ ہے اسمٰعیل اس کا نام ہے وہ تین لاکھ فرشتوں کا افسر ہے کہ ان میں کا ہر فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے۔ یہ سب بندگان خدا کے اعمال شمار کرتے ہیں۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے تو خداوند عالم ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے اس کا نام سجلّ ہے۔ یہ فرشتہ ان سب کے لکھے ہوئے کو لکھ لیتا ہے اس فرشتہ کا ہونا قول باری تعالیٰ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ سے ظاہر ہوتا ہے۔

کافی میں ہے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے بابا! جس وقت کوئی بندہ نیکی یا بدی کا ارادہ کرتا ہے تو آیا اس کا علم کاتبانِ اعمال کو ہو جاتا ہے؟ حضرت نے فرمایا یہ تو بتاؤ کیا خوشبو اور بدبو دونوں کی ایک سی حالت ہوتی ہے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سانس سے خوشبو نکلتی ہے۔ تو اس وقت داہنی طرف والا بائیں جانب والے فرشتہ سے کہتا ہے کہ اٹھ کھڑا ہو کہ اس نے نیکی کا قصد کیا ہے۔ اور جب وہ اس نیک کام کو کر لیتا ہے تو اس فرشتہ کی زبان بجائے قلم اور لعاب دہن بجائے سیاہی ہو جاتا ہے اور وہ نیکی لکھ لی جاتی ہے۔ اور جب وہ بندہ بدی کا قصد کرتا ہے تو اس کی سانس سے بدبو نکلتی ہے۔ اس وقت بائیں طرف والا داہنی طرف والے فرشتہ سے کہتا ہے کہ ابھی ٹھہر جاؤ کہ اس نے بدی کا قصد کیا ہے پس اگر وہ بندہ اس گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے تو فرشتہ کی زبان بجائے قلم اور لعاب دہن بجائے سیاہی ہو جاتا ہے اور گناہ اس کا درج کر لیا جاتا ہے۔

ابو بصیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے پس اگر وہ اس عرصہ میں تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کہہ لے تو گناہ نہ لکھا جائے گا۔

ایک مرتبہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بندۂ مومن گناہ کرتا ہے تو اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر اس عرصہ میں اس نے خدا سے

طلب مغفرت کر لی تو گناہ درج نہ ہوگا۔ اور اگر یہ سب وقت گزر گیا اور اس نے طلب مغفرت نہ کی تو ایک بدی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اور مومن کو بیس برس کے بعد بھی اگر اپنا گناہ یاد آجائے اور وہ خدا سے طلب مغفرت کرلے تو خدا تعالیٰ اسکو بخش دے گا۔ اور کافر وقت کے وقت بھول جائے گا۔ اور پھر اسے خیال بھی نہ آئیگا۔ اس حدیث کے اوّل حصّہ کا ذکر سن کر عباد بصری ان جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو بندہ بھی کوئی گناہ کرے تو خدا تعالیٰ نے اس کو سات گھنٹے کی مہلت دیتا ہے)

بکیر نے جناب امام جعفر صادق یا امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السّلام نے درگاہِ خدا میں عرض کی خدایا تو نے شیطان کو مجھ پر (میری اولاد پر) مسلّط کیا یہاں تک کہ تو نے ہر فرد خون میں دوڑا دیا۔ تو تو مجھے بھی کچھ قوت دے۔ ارشاد باری ہوا اے آدمؑ میں نے تمہارے لئے یہ قرار دیا ہے کہ تمہاری اولاد میں سے جو کوئی بدی کا ارادہ کرے گا تو اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر وہ مرتکب ہو جائے گا تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اور جو شخص نیکی کا قصد کرے گا اور اسے بجا نہ لائے گا تو بھی ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائے گی۔ اور اگر وہ نیکی کرے گا تو (کم از کم) دس نیکیاں درج کی جائیں گی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی الٰہی! کچھ اور بڑھا دے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے ان کے لئے توبہ بھی قرار دی۔ اور توبہ کو اتنی وسعت دی کہ اگر وہ لوگ اس وقت تک بھی توبہ کرلیں کہ ان کا دم ان کے گلے میں آگیا ہو تو بھی میں قبول کروں گا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی خداوند! بس کافی ہے۔

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے مجھے ترشروئی سے ملاحظہ فرمایا۔ میں نے عرض کی اے مولا! کیا سبب ہے کہ حضور مجھ سے (اتنی جلد) متغیر ہو گئے۔ فرمایا وہی سبب ہوا جس نے تم کو برادرانِ ایمانی سے متغیر کر دیا۔ اے اسحاق! میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنے دروازے پر دربان بٹھا دیا ہے جو فقرائے مومنین کو تمہارے پاس جانے سے باز رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھے شہرت کا خوف ہے (اس لئے میں نے یہ تدبیر کی ہے) حضرتؑ نے فرمایا اے اسحاق! تم شہرت سے تو ڈر گئے لیکن تم کو بلاؤں سے خوف نہیں ہوتا یا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ جب دو مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان دونوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور جو شخص ان دونوں میں سے اپنے دوست سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اس رحمتِ خدا کے ننانوے ۹۹ حصّے متعلق ہوتے ہیں۔ اور جب یہ دونوں ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں تو رحمت خدا میں شرابور ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ دونوں باتیں کرنے کے لئے بیٹھنے لگتے ہیں تو محافظ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ شاید یہ دونوں کسی خفیہ معاملہ میں گفتگو کریں۔ پس ان دونوں پر ایک پردہ ڈال دیا جاتا ہے میں نے عرض کی خدا تو یہ فرماتا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (اور حضور نے یہ فرمایا کہ فرشتے وہاں سے ہٹ جاتے ہیں۔) حضرتؑ نے جواب دیا کہ اے اسحاق! محافظ تو اس وقت نہیں سنتے لیکن پوشیدگیوں کو جاننے والا ستا بھی ہے۔ اور دیکھتا بھی ہے۔

سدیر صیرفی کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان جناب کے پاس ابوبصیر اور میسّرہ اور دیگر اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں اپنی جگہ بیٹھ گیا تو حضرتؑ نے میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے سدیر آگاہ ہو جا ہمارا دوست اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے (جاگتے) جیتے مرتے خدا کی عبادت کیا کرتا ہے۔ میں نے عرض کی اے مولا! روحی لک الفداء! اٹھتے بیٹھتے اور جیتے (جاگتے) عبادت کا کرنا تو ہماری سمجھ میں آتا ہے مگر سوتے اور مرتے وہ اللہ کی عبادت کیسے کرتا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا جب ہمارا دوست سو جاتا ہے پس جب وقتِ نماز داخل ہوتا ہے تو دو فرشتے اس پر مقرر نہیں زمین پر وہ پیدا ہوئے ہیں کبھی آسمان پر نہیں گئے نہ انھوں نے آسمانی فرشتوں کو دیکھا اس کے قریب نماز پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جاتا ہے ان کی ایک نماز ثواب میں آدمیوں کی ایک ہزار نمازیوں کی برابر ہوتی ہے۔ اس عبادت کا ثواب اس مومن کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جب ہمارا کوئی دوست مر جاتا ہے تو اس کے دونوں محافظ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں خدایا تجھے خوب معلوم ہے کہ تیرا فلاں بندہ مر گیا۔ اب تو ہم اجازت دے کہ ہم آسمان پر یا اطراف زمین پر تیری عبادت بجا لائیں۔ ارشاد باری ہوتا ہے کہ آسمان پر اور اطراف زمین پر میری عبادت کرنے والے بہت ہیں۔ مجھے تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمارا بندہ محتاج ہے یہیں اس کی محبت ہے۔ یہ دونوں فرشتے عرض کرتے ہیں کیا اللہ! تو کس لئے اس کو دوست رکھتا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن سے ہمارے رسولؐ محمدؐ نے اور ان کے وصی نے اور ان دونوں کی ذرّیت نے اپنی ولایت کا عہد و پیمان لیا تھا (اس نے اسے پورا کر دیا) سو اب تم دونوں زمین پر ہمارے دوست کی قبر پر جاؤ اور اس کے لئے قیامت تک نمازیں پڑھتے رہو۔ جب تک میں اسے اٹھاؤں۔ پس وہ دونوں فرشتے اترآتے ہیں اور اس کی قبر کے پاس اس وقت تک نمازیں پڑھتے رہیں گے جب تک خدا تعالیٰ اُسے پھر اٹھائے اور ان دونوں کی نمازوں کا ثواب اس بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں لکھا جایا کرے گا۔ حالانکہ ان دونوں کی نماز کی ایک ایک رکعت ثواب میں آدمیوں کی ایک ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ سدیر کہتے ہیں یا ابن رسول اللہ! میں آپ پر فدا ہو جاؤں تو اس صورت میں تو آپ حضرات کا دوست نیند اور موت کی حالت میں بہ نسبت جیتے جاگتے ہونے کے زیادہ عبادت کرنے والا ہوا! یہ سُن کر حضرتؑ نے فرمایا اے سدیر! ہاں! ایسا نہیں ہے اس لئے کہ ہمارا دوست چونکہ خدا عزّ و جل پر ایمان رکھتا ہے اس لئے قیامت کے دن وہ خاص امانِ خدا میں ہوگا۔ (قولِ مترجم) مطلب اس کا یہ ہے ایمان کی منزلت جو جیتے جاگتے ہی میں حاصل ہو سکتی ہے فرشتوں کی عبادت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۶ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قرأت شاذّہ یوں بھی آئی ہے جس کو ہمارے اصحاب نے آئمہ ہدیٰؑ سے یوں روایت کیا ہے وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت نازل یوں ہوئی تھی۔ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۷ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ: تفسیر صافی میں ہے کہ یہ خطاب انسان سے ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسی سے تو بھاگتا اور کتراتا پھرا کرتا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ حضرتِ اوّل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قولِ مترجم:۔ ان دونوں روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ انسان کا لفظ حضرت اوّل کی انسانیت ظاہر کرنے کے لئے پہلے بھی آچکا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۸ سَائِقٌ وَشَهِيدٌ: نہج البلاغہ میں ہے کہ سائق یعنی ہانکنے والا اس کو ہانک کر میدان جنگ میں لائے گا۔ اور شاہد یعنی گواہی دینے والا اپنے علم سے اس کی برخلاف گواہی دے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۹ وَقَالَ قَرِينُهُ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے ساتھ ہی ساتھ بندھا ہوا ہوگا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد حضرت اوّل کے شیطان ہیں اور وہ جناب ثانی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۱۰ أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسولِ خدا اور جناب علیؑ مرتضیٰ سے ہے۔ اور جناب امام زین العابدینؑ سے

بروایت اپنے والد ماجد اور جدِ امجد جناب امیر المومنینؑ کے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا علیؑ جب خدا تعالیٰ قیامت کے دن کل آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کرلے گا تو اس دن میں اور تم دونوں عرش کے دائیں طرف ہوں گے۔ پھر خدا مجھ سے اور تم سے فرمائے گا کہ تم دونوں اٹھو اور جس جس نے تم سے بغض کیا ہے اور جس نے تم کو جھٹلایا ہے ان کو تم جہنم میں ڈال دو۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ خدا سے دعا مانگو تو وسیلہ کا واسطہ دے کر دعا کیا کرو۔ اصحاب نے عرض کی وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہ جنت میں میرا درجہ ہے جس کی سیڑھیاں جواہر کی۔ ایک ہزار زبرجد کی۔ ایک ہزار سفید موتی کی۔ ایک ہزار سونے کی۔ ایک ہزار چاندی کی ہوں گی۔ روز قیامت انبیاء کے درجوں کے ساتھ نصب کیا جائے گا۔ انبیاء کے درجوں میں اس کی وہ حالت ہوگی جو ستاروں میں چاند کی ہوتی ہے اس دن کوئی نبی کوئی شہید کوئی صدیق ایسا نہ رہے جو یہ نہ کہے کہ خوشا نصیب جس کو یہ درجہ عنایت ہوگا پس ایک منادی ندا کرے گا جس کی آواز تمام انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور مومنین سن لینگے کہ یہ درجہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کا ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں پھر اس مقام پر ایسے حال میں آؤں گا کہ لباس نورانی میرے بدن پر اور تاج شاہی میرے سر پر ہوگا۔ جس پر یہ عبارت کندہ ہوگی۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ۔ اَلْمُقَلِّحُوْنَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ بِاللّٰہِ" جس وقت ہم دونوں انبیاء کی طرف سے گزریں گے تو وہ کہیں گے یہ دونوں مقرب بارگاہ احدی فرشتے ہیں۔ اور جب فرشتوں پر ہمارا گزر ہوگا تو وہ کہیں گے یہ دونوں وہ فرشتے ہیں جنھیں ہم بھی کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہم ان کو پہچانتے ہیں اور کچھ فرشتے یہ کہیں گے کہ یہ دونوں نبی مرسل ہیں پس میں درجہ پر چڑھ جاؤں گا اور علیؑ ابن ابیطالب میرے پیچھے پیچھے ہوں گے میں سب سے اوپر والے زینے پر اور علیؑ ابن ابیطالب ایک سیڑھی نیچے بیٹھیں گے۔ ان کے ہاتھ میں میرا علم ہوگا اس وقت تمام انبیاء اور مومنین اپنے اپنے سر اٹھا اٹھا کر ہماری طرف دیکھیں گے اور کہیں گے خوشا حال ان دونوں بندوں کا یہ دونوں خدا کے نزدیک کیسے بزرگ مرتبہ ہیں پس ایک منادی ندا کرے گا جس کی آواز سارے انبیاء اور تمام مخلوق خدا سن لے گی کہ یہ میرا حبیب محمدؐ (مصطفےٰ) ہے اور یہ میرا ولی علیؑ (مرتضےٰ) ابن ابیطالب ہے۔ خوشا حال اس کا جو اسے دوست رکھے اور وائے ہے اس پر جو اس کا دشمن ہو اور جس نے اس کو جھٹلایا ہو پھر جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ ابن ابیطالب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے علیؑ! اس آواز کو سنتے ہی جتنے تمھارے دوست میدان حشر میں ہوں گے وہ سب کے سب خوش ہو جائیں گے چہرے ان کے روشن دل ان کے مسرور ہو جائیں گے۔ اور جتنے دشمن ہوں گے یا تم سے انھوں نے جنگ کی ہوگی یا تمھاری ولایت کا انکار کیا ہوگا ان سب کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ قدم ان کے لغزش کرنے لگیں گے۔ پس میرے پاس دو فرشتے ایک رضوان خازن جنت۔ دوسرے مالک خازن دوزخ آئیں گے۔ اول رضوان آگے بڑھے گا اور مجھ پر سلام کرے گا۔ اور کہے گا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! میں اس کو جواب سلام دے کے دریافت کروں گا اے خدا کے بزرگ۔ خوبرو۔ نوئے خوش والے فرشتے تو کون ہے؟ تیرا کیا نام ہے؟ وہ جواب دے گا میں رضوان خازن جنت ہوں۔ مجھے حکم پروردگار عالم پہونچا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں بہشت کی کنجیاں حاضر کردوں۔ یا رسولؐ اللہ لیجئے یہ کنجیاں حاضر ہیں۔ میں کہوں گا میں نے اپنے پروردگار کے عطیہ کو قبول کیا۔ میں اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں آج کے دن سے اس نے مجھے فضیلت دی اے رضوان! تم یہ کنجیاں میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کو دے دو۔ پس وہ علیؑ ابن ابیطالب کو کنجیاں دے کر چلا جائے گا۔ پھر مالک دوزخ آگے آئے گا وہ بھی مجھے سلام کرے گا اور یوں کہے گا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔ میں جواب سلام دے کر دریافت کروں گا کہ تیری صورت کیسی ڈراؤنی ہے۔ تیرا چہرہ کس قدر خوفناک ہے۔ اے فرشتے! تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا میں دوزخ کا خزانہ دار ہوں مجھے حکم پروردگار عالم پہونچا ہے کہ میں دوزخ کی کنجیاں آپ کے حوالے کردوں۔ میں جواب دوں گا میں نے اپنے پروردگار کے ہدیہ کو قبول کیا میں اس کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی اور مجھے یہ فضیلت و بزرگی بخشی۔ اے مالک! تو یہ کنجیاں میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کو دیدے۔ پس وہ فرشتہ ساری کنجیاں علیؑ ابن ابیطالب کو دے کر چلا جائے گا علیؑ ابن ابیطالب جنت و جہنم کی کنجیاں لئے ہوئے جہنم کے کنارے آئیں گے اور اس کی باگ اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ دوزخ میں جوش پیدا ہوگا اور شعلے بھڑکنے لگیں گے۔ اور جہنم سے آواز آئے گی اے علیؑ یہاں سے ہٹ جایئے کہ آپ کے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا۔ پس علیؑ ابن ابیطالب دوزخ کو حکم دیں گے کہ یہ میرا دوست ہے اس کو چھوڑ دے اور یہ میرا دشمن ہے اس کو لیجئے لے جہنم اس دن علیؑ ابن ابیطالب کا اس درجہ فرمانبردار ہوگا کہ تم سے کسی کا غلام بھی اس کی اتنی اطاعت نہیں کرتا۔ اور اگر کسی کو حکم دیں گے کہ اسے دائیں طرف لے جاؤ اسے دائیں طرف لے جائے گا اور اگر کسی کی نسبت یہ چاہیں گے کہ بائیں طرف لے جائے تو اسے بائیں طرف لے جائے گا۔ اور جہنم علیؑ ابن ابیطالب کا اس دن اتنا مطیع ہوگا کہ تمام مخلوق کے بارے میں حکم دیں گے اسی کی اطاعت کرے گا سبب یہ کہ علیؑ ابن ابیطالب ہی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

امالی میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے آیۂ اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت میری شان میں اور علیؑ ابن ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جب قیامت آئے گی اس دن خداوند عالم مجھے اور علیؑ! تم کو لباس شفاعت سے کرکے فرمائے گا تم دونوں ہر اس شخص کو جس نے تم سے بغض رکھا جہنم میں پہونچا دو اور ہر اس شخص کو جس نے تم سے محبت رکھی جنت میں پہونچاؤ۔ کیونکہ اصلی مومن وہی ہے (جو تم دونوں سے محبت رکھے۔) مفضل بن عمر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں قسیم جنت و نار ہوں۔ میں فاروق اکبر ہوں اور صاحب عصائے میسم ہوں۔

مفضل بن عمر نے جناب جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے مولا جناب امیر المومنینؑ قسیم جنت و نار کیوں ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ ان سے محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ اور جنت تو مومنوں کے لئے اور دوزخ کافروں کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ پس وہ جناب اس وجہ سے بھی قسیم جنت و نار ہیں۔ کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو ان سے محبت رکھتا ہوگا۔ اور دوزخ میں وہی جائے گا جو ان حضرتؑ سے دشمنی رکھتا ہوگا مفضل کہتے ہیں میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! کیا انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام سب ان جنابؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور ان کے دشمن سب ان جناب سے دشمنی کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی کیونکر؟ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جنگ خیبر میں فرمایا تھا کہ میں کل کے دن علم ایسے شخص کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہو اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ (وہ کرار غیر فرار) وہ ادھر رخ نہ کرے گا جب تک کہ خدا تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح نہ دے۔ پس (دوسرے دن) جناب رسولؐ خدا نے علم لشکر جناب امیر المومنینؑ کو عطا فرمایا اور خداوند عالم نے ان جناب کے دونوں ہاتھوں پر قلعۂ خیبر کو فتح کردیا؟ میں نے عرض کی اے مولا یہ تو مجھے خبر ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے مفضل! کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی شخص پرندہ کا بھنا ہوا گوشت لایا تو آنحضرتؐ نے درگاہ خدا میں عرض کی الٰہی تو میرے ہمراہ کھانے کے لئے اس شخص کو بھیج جو تیرے اور میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو۔ اور

اس سے مُراد جناب علی علیہ السّلام تھے ؟ میں نے عرض کی بیشک ایسا ہی ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا پس تم سمجھ لو کہ جس شخص کو خدا و رسُولؐ دوست رکھتے ہوں اور وہ خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہو تو آیا یہ ممکن اور جائز ہے کہ خدا کے انبیاء اور مرسلین اور ان کے اوصیاء اس شخص کو دوست نہیں رکھیں گے ؟ میں نے عرض کی ایسا نہیں ہو سکتا (بیشک مزور دوست رکھیں گے) فرمایا آیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا و رسُولؐ اور انبیاء کے دوست کو انبیاء کی اُمّت کے مومنین دوست نہ رکھیں۔ ؟ میں نے عرض کی یہ تو نہیں ہو سکتا بلکہ وہ بھی دوست رکھیں گے۔ فرمایا جب کہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء مرسلین اور ہر نبی کی اُمّت کے مومنین جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے محبّت رکھتے ہیں تو اسی سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ انبیاء کے مخالفین اور دشمن ان لوگوں سے بھی عداوت رکھیں گے جو انبیاء کے دوست ہیں۔ ؟ میں نے عرض کی ضرور۔ فرمایا پس جنت میں وہی جائے گا جو اولین و آخرین میں سے جناب علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ محبت رکھتا ہو گا۔ اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو اولین و آخرین میں سے ان جنابؑ کے ساتھ عداوت رکھتا ہو گا اس سے ثابت ہوا کہ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السّلام قسیم جنت و نار ہیں مفضّل ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسُولؐ اللہ! آپ نے تو میرے بہت سے شکوک صاف کر دیئے۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ اب حضور کو خدا تعالےٰ نے جو علم عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ اور بھی ارشاد فرمایئے۔ فرمایا اے مفضل! جو پوچھنا ہو پوچھ لے۔ میں نے عرض کی یا ابن رسُولؐ اللہ! آیا حضرت امیر المومنین علیہ السّلام اپنے محبّوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے یا رضوان اور مالک ؟ فرمایا اے مفضّل کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خداوند عالم نے عالم ارواح میں جناب مفضّلؓ کو دنیا کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے تمام انبیاء اور رسولوں پر مبعوث کیا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تو کیا جناب رسُولؐ خدا نے ان سب کو توحید خدا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیکر مطیعوں سے جنت کا وعدہ نہیں کیا۔ اور مخالفوں کو دوزخ سے نہیں ڈرایا۔ ؟ میں نے عرض کی بے شک کیا بھی اور ڈرایا بھی! فرمایا اب بتاؤ کہ جناب رسُولؐ خدا نے اپنے پروردگار کی طرف سے جس چیز کا وعدہ فرمایا اور جس چیز سے ڈرایا اس کے ضامن ہوئے کہ نہیں۔ ؟ میں نے عرض کی ضرور ہوئے فرمایا آیا جناب علیؑ ابن ابیطالب جناب رسُولؐ خدا کے خلیفہ اور ان کی اُمّت کے امام ہیں یا نہیں ؟ میں نے عرض کی بیشک ہیں۔ فرمایا رضوان اور مالک یہ دونوں زمرۂ ملائکہ میں اور شیعیان جناب علیؑ ابن ابیطالب کے لئے استغفار کرنے والوں اور ان جنابؑ کی محبّت سے نجات پانیوالوں میں داخل ہیں یا نہیں ؟ میں نے عرض کی ضرور ہیں۔ فرمایا چونکہ جناب علیؑ ابن ابیطالب جناب رسُولؐ خدا کی جانب سے قسیم جنت و نار تو رضوان و مالک خدا کے حکم سے ان جناب کا فرمان بجالانے والے ہوئے۔ اے مفضّل اس حدیث کو تم خوب یاد رکھو کہ یہ علم کے اسرار اور خزائن سے ہے اور اسے کسی نااہل سے بیان نہ کرنا۔

امالی میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ کے پاس ابوبکر و عمر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جناب رسُولؐ خدا اور عائشہ کے مابین بیٹھ گیا۔ عائشہ نے مجھ سے کہا اے علیؑ! تم کو سوائے اس مقام کے کوئی اور جگہ نہ تھی کہ میری اور جناب رسُولؐ خدا کی رانوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہ سُن کر جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا اے عائشہ چُپ رہ علیؑ کے بارے میں مجھے ایذا نہ دے کہ وہ دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور امیر المومنینؑ۔ اور روز قیامت خداوند عالم اس کو پُل صراط پر مقرر فرمائے گا۔ پس یہ اپنے دوستوں کو جنّت میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو جہنّم میں۔

شریک ابن عبد اللہ قاضی کہتے ہیں کہ میں اعمش کی عیادت کو گیا جب کہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابن شبرمہ اور ابن ابو لیلےٰ اور ابو حنیفہ مزاج پرسی کے لئے آئے ان سب نے حال دریافت کیا۔ اعمش نے جواب دیا ضعف بہت ہے اور مجھے اپنی خطاؤں سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر بلند آواز سے رونے لگے۔ ابو حنیفہ ان کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا اے ابو محمد! خدا سے ڈرو اور اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ یہ دن زندگانی دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے تم جو حدیثیں جناب علیؑ ابن ابیطالب کی شان میں بیان کیا کرتے تھے ان سے توبہ کر لو تو تمھارے حق میں بہتر ہو گا!! اعمش نے کہا۔ اے نعمان! وہ کون سی حدیثیں ہیں ؟ کوئی مثال تو دے۔ ابو حنیفہ بولا جیسے عبایہ کی روایت ہے۔ اَنَا قَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ۔ اعمش نے کہا اے یہودی! تو مجھ جیسے شخص سے ایسی باتیں بناتا ہے۔ (حاضرین سے کہا) تم لوگ ذرا مجھے بٹھا دو اور میرے گرتکیئے تو درگا دو (جب درست ہو کر بیٹھے تو کہا) اُسی کی قسم جس کے حضور میں مجھے حاضر ہونا ہے۔ میں نے یہ حدیث موسےٰ ابن طریف سے سنی ہے اور نبی اسد میں سے ان سے بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ میں نے عبایہ بن ربعی امام قبیلہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے خود جناب امیر المومنین علیہ السّلام کو یہ فرماتے سنا کہ اَنَا قَسِیْمُ النَّارِ (میں دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں۔) میں روز قیامت دوزخ کو یہ حکم دوں گا کہ یہ میرا محب ہے اس کو چھوڑ دے اور یہ میرا دشمن ہے اس کو گرفتار کر لے۔ اور یہ حدیث مجھ سے ابو المتوکل۔ نامی نے جو حجّاج بن یوسف کا وزیر تھا بیان کی ہے یہ حجّاج وہ ہے جو علیؑ مرتضیٰ کی شان میں سخت کلامی کیا کرتا تھا۔ خدا اس خبیث پر لعنت کرے۔ ابو المتوکل نے بروایت ابو سعید خدری بیان کیا کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ بروز قیامت خدا کے حکم سے ہم علیؑ بن ابیطالب صراط پر بیٹھیں گے اور ارشاد الٰہی ہو گا کہ تم دونوں اس شخص کو جنّت میں داخل کرو جو مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم دونوں کا دوست ہے۔ اور دوزخ میں اس کو ڈالو جو کافر رہا اور تم دونوں کا دشمن ہے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا جو شخص ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ مجھ پر ایمان بھی نہیں رکھتا۔ اور وہ خدا پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔ یا یہ فرمایا جو علیؑ ابن ابیطالب سے محبّت نہیں رکھتا (وہ مجھ پر بھی ایمان نہیں لایا) پھر آیت اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ تلاوت فرمائی یہ سُن کر ابو حنیفہ نے اپنی لُنگی اپنے سر پر ڈال لی اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا یہاں سے چل دو۔ ابو محمد بڑے سخت ہیں۔ ہماری بات نہ مانیں گے۔ اس سے زیادہ اور کیا کہیں گے۔ شریک ابن عبد اللہ نے مجھے خبر دی کہ اسی روز شام نہ ہونے پائی تھی کہ اعمش کا انتقال ہو گیا۔

فضل کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسین علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ اے مولا! کفّار سے کون مراد ہے ؟ حضرتؑ نے فرمایا کفّار وہ ہے جو میرے نانا جناب محمد مصطفےٰؐ کی نبوت کا عقیدہ نہ رکھے۔ اور عنید کون ہے ؟ فرمایا جناب علیؑ ابن ابیطالب کے حق کا منکر۔

عبد اللہ بن مسعود کے باپ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسُولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ! حق مجھے دکھلایئے کہ میں اس کی متابعت کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مسعود! حُجرہ میں جا جب میں جب میں اس میں داخل ہوا دیکھا میں نے کہ علیؑ ابن ابیطالب نماز میں مشغول ہیں اور ہر نماز کے بعد درگاہ خدا میں یہ دعا کرتے ہیں۔ خدایا یحییٰ محمد مصطفےٰؐ جو تیرے خاص بندے اور رسُولؐ ہیں تو میرے شیعہ گنہگاروں کو بخش دے پس میں حجرہ سے نکلا تا کہ جناب رسُولؐ خدا کو اس واقعہ کی خبر دوں۔ جب میں آنحضرتؐ کے قریب آیا۔ ان جناب کو بھی رکوع و سجود میں مصروف پایا۔ اور وہ یہ فرماتے تھے۔ خدایا تو اپنے خانہ زاد علیؑ ابن ابیطالب کے صدقہ میں میری اُمّت کے گنہگاروں کو بخش دے۔ مسعود کہتے ہیں کہ میرے اوپر سخت گریہ طاری ہوا اور اتنی جزع و فزع کی کہ مجھے غش آ گیا۔ پس آنحضرتؐ نے سر مبارک بلند کر کے فرمایا۔ اے مسعود! تجھے کیا ہو گیا

ہے۔؟ کیا تو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گیا؟ میں نے عرض کی معاذ اللہ! لیکن میں نے تو یہ دیکھا کہ علیؑ ابن ابیطالب آپ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرتے ہیں اور آپ ان کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کر رہے ہیں۔ (یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی) آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسعودؑ! خداوند عالم نے مجھ کو۔ و علیؑ کو اور حسنؑ و حسینؑ کو تمام مخلوقات سے دو ہزار برس پہلے ایسے وقت میں اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے کہ نہ کوئی خدا کی تسبیح کرنے والا تھا اور نہ تقدیس کرنے والا۔ پھر میرے نور سے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں ان سب سے افضل ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے عرش و کرسی بنائے۔ اور علیؑ ابن ابیطالب ان دونوں سے گرامی تر ہیں حسنؑ کے نور سے لوح و قلم خلق فرمائے۔ وہ ان دونوں سے بزرگ تر ہیں حسینؑ کے نور سے جنت اور حوریں پیدا کیں حسینؑ ان دونوں سے افضل ہے پس تمام مشارق و مغارب میں اندھیری چھائی ہوئی تھی۔ خدا کی درگاہ میں ملائکہ نے ظلمات کی شکایت کی اور یوں دعا مانگی۔ خدایا! تجھے ان صورتوں کا واسطہ جو تو نے پیدا کی ہیں اس تاریکی کو دور کر دے۔ خداوند عالم نے ایک روح خلق فرمائی۔ اور دوسری روح کو اس کے قریب رکھا اس سے ایک نور پیدا کیا پھر نور کو روح کی طرف بڑھایا اس سے فاطمہؑ زہرا کو پیدا کیا۔ فاطمہؑ کے نور سے سارے مغرب و مشرق روشن ہو گئے۔ اسی لئے (میری دختر نور نظر) فاطمہؑ کا لقب زہرا ہوا۔ اے مسعود! جب قیامت آئے گی تو خداوند عالم مجھے اور علیؑ کو حکم دیگا کہ تم دونوں جس کو چاہو جہنم میں ڈال دو۔ قولہ بارتعالےٰ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ میں کفار تو وہ ہے جو میری نبوت کا انکار کرے۔ اور عنید وہ ہے جو علیؑ ابن ابیطالب اور ان کے اہلبیتؑ اور شیعوں سے عناد اور بغض رکھے۔

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۱۱ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ تفسیر صافی میں عام معنی ہیں اس کے یہ منقول ہیں کہ واجب حقوق ادا کرنے سے مال کا بڑا روکنے والا۔ تفسیر قمی میں ہے منا سے مراد ہے ثانی اور خیر سے مراد ہے ولایت علیؑ اور حقوق آل محمدؐ اور جس وقت حضرت اول نے ایک نوشتہ لکھا جس کی رو سے فدک جناب فاطمہؑ کو واپس کیا تو حضرت ثانی نے اسے روک دیا۔ پس اسی کو خدا تعالیٰ نے فرمایا مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اس لئے کہ اس نے یہ لفظ کہے کہ جس نے تمہارے لئے امامت اور حسؑ کو قرار دیا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۴ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی نعمتیں دی جائیں گی کہ جن کا کبھی خیال بھی نہ آیا ہوگا۔ یعنی ان چیزوں میں سے ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال کبھی گزرا۔ اس مضمون کی ایک حدیث سورہ الم سجدہ میں بھی آچکی ہے۔

صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۵ لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ: تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے ایسا قلب مراد ہے جو چیزوں کی حقیقت میں غور و فکر کرے اور سب باتوں کو یاد رکھے۔ اور کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے حدیث ہشام میں منقول ہے کہ یہاں قلب سے مراد عقل ہے۔ المعانی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا اَنَا ذُوالْقَلْبِ صاحب دل میں ہوں اور پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۶ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ: تفسیر صافی میں ہے کہ یہودیوں کا دعوے جس کا گمان یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اتوار کے دن خلقت آدمؑ کی ابتدا کی جمعہ کے دن اس سے فراغت پائی اور ہفتہ کے دن آرام لیا۔ اور عرش پر پاؤں پھیلا کر لیٹ رہا روضۃ الواعظین میں روایت کی گئی ہے، کہ کچھ یہودی جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اور انھوں نے حضرتؐ سے آسمانوں کی اور زمین کی خلقت کا حال دریافت کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اور جو پہاڑوں میں ہے اسے منگل کے دن اور درختوں کو شہروں کو، پانی کو، آبادی کو اور ویرانے کو بدھ کے دن پیدا فرمایا۔ اور آسمانوں کو جمعرات کے دن پیدا کیا اور سورج کو، ستاروں کو، اور فرشتوں کو جمعہ کے دن۔ یہودیوں نے عرض کی اے محمدؐ! پھر کیا ہوا؟ فرمایا پھر خدا تعالیٰ اپنے علم و قدرت سے تمام چیزوں پر یکساں حاوی ہے وہ کہنے لگے کہ اگر آپ اس کا تتمہ بھی بیان کر دیتے تو ٹھیک ہوتا۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا وہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی وہ یہ کہ پھر خدا نے آرام لیا۔ اس پر آنحضرتؐ بہت غضبناک ہوئے اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ... خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۲ نوٹ ۷ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ صبح و شام دس دس مرتبہ اسے پڑھا کرو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، ہر طرح کا اختیار اسی کو ہے، اور ہر قسم کی تعریف اسی کو زیبا ہے، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، اور وہی ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے)۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۳ نوٹ ۶ احتجاج طبرسی میں یہ روایت جناب امیر المومنینؑ سے اس طرح منقول ہے کہ۔ العقیقہ میں جناب امام رضاؑ سے خدا کے اس قول الحمد للہ کے بارے میں منقول ہے کہ فرشتے بنی آدمؑ کا رزق پھوٹنے سے سورج نکلنے تک تقسیم کیا کرتے ہیں پس جو شخص ان دونوں وقتوں کے مابین سویا اس نے اپنا حصہ کھویا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ ۔۔۔۔۔۔ اور جناب جعفر صادقؑ سے اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کسی شخص کے لئے تو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھائے اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھائے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۳ نوٹ ۷ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ: تفسیر صافی میں ہے کہ ذات الحبک کے لفظی معنی ہیں اچھے اچھے راستوں والا۔ اور مراد ہیں اس سے ستاروں کے راستے حسن و زینت کے راستے تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا اس سے زمین کی طرف راستہ کھلے ہوئے ہوئے ہیں اور پھر اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر فرمایا کہ یوں۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اس سے زمین کی طرف راستے کھلے ہوئے کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ فرمایا سبحان اللہ کیا خدا یہ نہیں فرماتا۔ بغیر ایسے ستونوں کے جنھیں تم دیکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی جی ہاں یہی تو فرماتا ہے۔ فرمایا پس معلوم ہوا کہ ستون تو ہیں مگر ان کو تم دیکھ نہیں سکتے۔ اس پر عرض کی آخر وہ ہیں کیونکر؟ پس حضرتؑ نے اپنی بائیں ہتھیلی پھیلائی اور داہنا ہاتھ اس کے اوپر رکھا پس فرمایا کہ یہ (یعنی بائیں ہتھیلی) تو زمین دنیا ہے اور آسمان دنیا اس کے اوپر بصورت قبے کے ہے اور دوسری زمین آسمان دنیا کے اوپر ہے اور دوسرا آسمان اس کے اوپر بصورت قبے کے، اور تیسری زمین دوسرے آسمان کے اوپر ہے اور تیسرا آسمان اس پر بصورت قبے کے ہے۔ اور چوتھی زمین تیسرے آسمان کے اوپر ہے اور چوتھا آسمان اس کے اوپر بطور قبے کے ہے۔ اور پانچویں زمین چوتھے آسمان کے اوپر ہے اور پانچواں آسمان اس کے اوپر بطور قبے کے ہے۔ اور چھٹی زمین پانچویں آسمان کے اوپر ہے اور چھٹا آسمان اس کے اوپر بطور قبے کے ہے اور ساتویں زمین چھٹے آسمان کے اوپر ہے اور ساتواں آسمان اس کے اوپر بطور قبے کے ہے۔ اور عرش پروردگار عالم ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور یہ سب خدا تعالیٰ کے اس

قول سے ثابت ہیں۔ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ (اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی انہی کے مانند اور حکم ان میں سے ہو کے آتا رہتا ہے) پس اول، صاحب الامر جناب رسول خدا تھے اور بعد آنحضرتؐ کے بعد وہ وصی جو روئے زمین پر قائم رہے اور امران کے پاس بالائے آسمان سے، آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہوا آتا ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ ہمارے نیچے تو ایک ہی زمین ہے۔ تو فرمایا کہ ہاں ہمارے نیچے تو ایک ہی زمین ہے بقیہ تو ہمارے اوپر ہیں۔ تفسیر عیاشی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔۔ قول صاحب تفسیر صافی:۔ امام علیہ السلام کے بیان سے ہر آسمان کا بہ نسبت اپنے اوپر والے کے زمین ہونا پایا جاتا ہے اور بہ نسبت اپنے نیچے والے کے آسمان ہونا گویا اس کی نیچے والی سطح کو آسمان فرمایا اور اوپر والی سطح کو زمین اور چودہ کی گنتی باعتبار ان کی سطحوں کی ہو گئی (جس سے زمین کے نیچے کی سطح اور ساتویں آسمان کے اوپر کی سطح خارج کی گئی ہے) ۱۲

صفحہ ۶۲۳ نوٹ ۸ — یُوْقَفُ عَنْدَهٗ وَمَحُ اُفِكَ ۵ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے لکی قول مختلف کے یہ معنی ہیں کہ امر ولایت میں تو تم اختلاف ہی کرتے رہتے ہو پھر فرمایا کہ جو ولایت سے بہک جائے گا وہ جنت سے بھی ہٹا دیا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۳ نوٹ ۹ — قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ ۙ: تفسیر قمی میں ہے کہ الْخَرَّاصُوْنَ سے وہ لوگ مراد ہیں جو معاملات دین میں بغیر علم و یقین کے اپنی رائے سے اٹکل پچو باتیں بنائیں تفسیر صافی میں ہے کہ قُتِلَ بمعنی لعنت پس قتل کے معنی ہوئے لُعِنَ یعنی اٹکل پچو باتیں بنانے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔ ۱۲

پارۂ بست و ششم تمام شد

۲۷

ضمیمہ متعلق پارہ بست و ہفتم

صفحہ ۶۲۵ نوٹ ۲ | ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ کیا بیماری پیدا کر دی تھی؟ فرمایا قوم لوطؑ کی بستی اُس راستے پر واقع تھی جو شام و مصر کے درمیان ہے۔ پس قافلے اُن کے پاس آ کر ٹھہرا کرتے تھے اور یہ ان کو کھانا کھلاتے تھے۔ جب لوگ زیادہ آنے لگے تو انھوں نے بخل و کنجوسی سے ہاتھ کھینچ لیا بلکہ ان کے بخل نے ان کو اس پر آمادہ کیا کہ جو مہمان بھی ان کی بستی میں اُتر تا یہ بلا ضرورت بھی اس سے خلاف وضع فطرت فعل بد کرتے۔ اور مہمانوں کے ساتھ ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان کی بستی میں آنا چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ یہ بات قرب و جوار میں مشہور ہو گئی اور لوگ ان کی بستی میں اترنے سے احتراز کرنے لگے۔ اس طرح بخل نے اُن میں وہ بیماری پیدا کر دی جس کو وہ رفع نہ کر سکے۔ اور اب وہ اور شہروں سے لوگوں کو بلاتے تھے اور اپنی غرض پوری کرنے کے لیے بہت کچھ لوگوں کو دیتے تھے۔ پھر فرمایا کہ بخل سے بدتر کونسی بیماری ہوگی اور انجام کس کا زیادہ نقصان رساں ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیائی کی اور کون سی چیز ہوگی؟ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے عرض کی میں تم پر قربان ہو جاؤں آیا لوطؑ کی بستی کے کل لوگ ایسے ہی تھے؟ فرمایا ہاں سوائے ایک گھر والوں کے جو فرمان بردار تھے سب ایسے ہی تھے۔ کیا تم نے نہیں سُنا خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (قوم لوطؑ کے حالات معلوم کرنے کے لیے دیکھو صفحہ ۱۴۱ نوٹ نمبر ۴ و ۵ و ۶ اور صفحہ ۲۷۰ نوٹ نمبر ۸ اور صفحہ ۲۷۵ نوٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ اور صفحہ ۳۴۴ نوٹ نمبر ۴ و ۵ اور صفحہ ۳۱۷ نوٹ نمبر ۱ تا ۵)۔ ۱۲

ابوحمزہ ثمالی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیلؑ امین سے قوم لوطؑ کے ہلاک ہونے کا واقعہ دریافت کیا تو جبرئیلؑ نے عرض کی کہ قوم لوطؑ ایک بستی (سدوم نامی) میں رہتی تھی۔ نہ وہ لوگ پاخانہ پھرنے کے بعد استنجا کرتے تھے اور نہ جنب ہونے کے بعد غسل جنابت۔ وہ لوگ کھانا کھلانے میں بڑے کنجوس و بخیل تھے۔ حضرت لوطؑ ان لوگوں میں تیس برس تک مقیم رہے۔ حضرت لوطؑ فی الاصل اُس بستی کے رہنے والے نہ تھے نہ اُن کا وہاں کنبہ و قبیلہ تھا۔ حضرت لوطؑ نے ان لوگوں کو ایمان اور اطاعت خدا کی طرف ہدایت فرمائی۔ بدکاریوں سے روکا اور فرمانبرداری خدا کی طرف رغبت دلائی۔ مگر اس قوم نے ایک نہ مانی اور نہ حضرت لوطؑ کی اطاعت و پیروی اختیار کی۔ جب خداوند عالم نے قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس حجت تمام کرنے اور ڈرانے کے لیے پیغامبر بھیجے۔ اس پر بھی جب اُن کی سرکشی بڑھ گئی اور حکم پروردگار سے انھوں نے سرتابی کی تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا تاکہ مومنین کو اس بستی سے نکال دیں۔ اب جو وہ ملائکہ وہاں پہونچے تو انھوں نے ساری بستی میں ایک گھر کے سوا کسی گھر میں باایمان آدمی نہ پائے۔ انھیں تو اُن فرشتوں نے اُس شہر سے باہر کر دیا اور حضرت لوطؑ سے عرض کی کہ یا نبی اللہ! آپ بھی اپنے اہل و عیال کو رات کے وقت ہمراہ لیکر یہاں سے نکل جائیں۔ اور راہ میں آپ لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ اور جہاں کے لیے حکم پروردگار ہے سب کو لیکر وہاں چلے جائیں۔ الغرض جب آدھی رات ہو گئی تو حضرت لوطؑ اپنی لڑکیوں کو لیے ہوئے گھر سے نکلے۔ زوجہ اُنکی (کچھ دور چل کر) پلٹ پڑی اور لوطؑ علیہ السلام کی جنفلی کھانے کیلئے ان لوگوں کے پاس آگئی اور اُن کو خبر دی کہ حضرت لوطؑ اپنی بیٹیوں کو لیکر یہاں سے چلدیے۔ (یارسول اللہ!) جب صبح ظاہر ہو گئی تو مجھے عرش سے آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ! قوم لوطؑ پر حتماً عذاب نازل ہونے کے بارے میں قول خدا پورا ہو گیا۔ پس تم قوم لوطؑ کی بستی میں جاؤ اور اُسکو اور اُس کے اردگرد کی زمین کو ساتویں طبقہ سے اکھیڑ کے آسمان تک بلند کرو اور اُسے یہ ہوئے ٹھہرے رہو تا آنکہ تمھارے پاس خدائے جبار کا حکم پہنچے اُس وقت تم اُس بستی کو پلٹ دینا۔ اور منزلِ لوطؑ کے سوا تمام مکانوں کو آنے جانے والے قافلوں کے لیے عبرت بنا دینا۔ یارسول اللہ! پس میں آسمان سے اُتر کے اُن سرکشوں کی بستی میں آیا اور اُس شہر کے شرقی حصے پر داہنے بازو کو اور غربی اطراف پر بائیں بازو کو مارا اور خانہ لوطؑ کو چھوڑ کے تمام بستی کو زمین کے ساتویں طبقہ سے اکھیڑ کے اتنا اونچا لیگیا کہ اہل آسمان اُس بستی کے مرغوں کی اذانیں اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سننے لگے اور طلوع آفتاب کے وقت عرش سے آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ! اس بستی کو اس کے باشندوں سمیت پلٹ دو۔ پس میں نے اُس بستی کو اس طرح پلٹا کہ اس کا حصہ زیر زمین اوپر ہو گیا اور اوپر والا نیچے ہو گیا اس کے بعد خداوند عالم نے اُن پر تھریلی مٹی کے پتھر برسائے جن پر عذاب خدا کے نشان بنے ہوئے تھے۔ اور عجب نہیں کہ آپ کی اُمت کے ظالموں کا بھی یہی حشر ہو۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! جب تم نے اُس بستی کو الٹا تھا تو وہ کونسی زمین پر گری تھی؟ جبرئیلؑ نے عرض کی کہ بحیرۂ شام و مصر کے مابین گری تھی اور ٹیلے ٹیلے ہو گئی تھی۔

صفحہ ۶۲۵ نوٹ ۳ | الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس ہوا کو عقیم اس لیے فرمایا کہ اس نے قوم عاد کو ہلاک بھی کر دیا تھا اور اُن کی نسل کو منقطع بھی۔ یا اس لیے فرمایا کہ اس سے کوئی نفع نہیں پہنچا۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہوائیں پانچ ہیں۔ از آنجملہ۔ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ بھی ہے پس تم اس کے شر سے بچنے کے لیے خدا سے پناہ مانگ لیا کرو نیز اُسی کتاب میں اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکر ہواؤں کے بھی ہیں جن سے وہ نافرمانی کرنے والوں کو عذاب دیا کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۵ نوٹ ۴ | بِاَيْدٍ ؛ اس کے لفظی معنی ہیں قوت و قدرت۔ ۱۲

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قولِ باری تعالےٰ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

میں یَدْ کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا یَدْ کے معنی کلام عرب میں قوت کے بھی ہیں نعمت کے بھی ہیں۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ۔ نیز فرماتا ہے وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ یہاں یَدْ بمعنی قوت ہے اور اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ اس میں تائید بمعنی تقویت ہے۔ اور محاورہ میں بولا جاتا ہے لِفُلَانٍ عِنْدِیْ یَدٌ بَیْضَآءُ۔ میرے پاس فلاں شخص کے لیے نعمت ہے۔

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۱ نہ صفتیں اس کو عارض ہوتی ہیں اور نہ برسوں کے گزر جانے سے بوڑھا ہو جاتا ہے اُس کی ہستی وقتوں کے معیّن ہونے سے مقدم ہے اور اس کا وجود عدم سے مقدم ہے اُس کی ابتدا ازلی ہے۔ اُس کے شعور دلانے نے یہ بتلایا کہ کوئی شعور اس کو نہیں پا سکتا۔ اور اس کے جوہر کے اظہار نے یہ جتلایا ہے کہ اس کی ذات جوہر سے بری ہے۔ چیزوں کے باہم ایک دوسرے کی ضد ہونے نے یہ سمجھایا کہ خود اس کا کوئی ضد نہیں ہے اور جن چیزوں میں باہمی میل جول ہے اور ان کے میل جول سے یہ سمجھ میں آیا کہ اس سے میل جول رکھنے کے قابل کوئی نہیں ہے۔ اُس نے روشنی کو تاریکی کا مدمقابل بنایا اور خشکی کو تری کا اور سردی کو گرمی کا دشمن اور مخالف چیزوں میں الفت پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اور متعدد اور پاس پاس رہنے والی چیزوں میں تفریق رکھنے والا وہی ہے جن چیزوں میں جدائی ہو گئی ہے۔ وہ خود اس بات کو بتلانے والی ہیں کہ جدائی ڈالنے والا کون ہے اور جن چیزوں میں الفت پیدا ہو گئی ہے وہ بجائے خود بتلاتی ہیں کہ ان میں الفت پیدا کرنے والا کون ہے۔ اور خدائے تعالےٰ کے اس قول وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ کا مطلب یہی ہے۔ ۱۲

اُسی نے ان چیزوں کا فرق بنایا اور اُسی نے قبل و بعد کا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا کے لیے قبل و بعد نہیں اشیاء کی کثرت گواہی دے رہی ہے کہ جس نے ان میں کثرت پیدا کی ہے اُس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں ان کا وقت پر معیّن ہونا ظاہر کر رہا ہے کہ محدود کرنے والے کی کسی وقت کے ساتھ حد بندی نہیں ہو سکتی۔ بعض چیزوں کا بعض سے محجوب اور پوشیدہ ہونا اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ ان میں اور ان کے خالق میں کوئی غیر خالق واسطہ نہیں۔ وہ اُس زمانہ میں بھی رب تھا جب تک کہ کوئی مربوب ہی پیدا نہ ہوا تھا۔ اور وہ اُس وقت میں بھی معبود تھا جبکہ کوئی پرستش کرنے والا موجود نہ تھا۔ اور وہ اُس وقت بھی عالم تھا جبکہ کوئی معلوم نہ تھا۔ اور اُس وقت بھی سمیع تھا جب کہ کوئی مسموع نہ تھا پھر حضرتؑ نے یہ اشعار پڑھے۔

وَلَمْ يَزَلْ سَيِّدِیْ بِالْعِلْمِ مَعْرُوْفًا وَلَمْ يَزَلْ سَيِّدِیْ بِالْجُوْدِ مَوْصُوْفًا

میرا مولا ہمیشہ سے علم کے ساتھ معروف ہے اور میرا سردار ہمیشہ سے بخشش کے ساتھ موصوف ہے۔

وَكَانَ اِذْ لَيْسَ نُوْرٌ يُسْتَضَآءُ بِهٖ وَلَا ظَلَامٌ عَلَى الْاَوْقَاتِ مَعْلُوْفًا

اور وہ اُس وقت بھی موجود تھا جبکہ کوئی نور جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے موجود نہ تھا اور نہ اندھیری اوقات پر چھائی ہوئی تھی۔

فَرَّقْتَ بِاخْتِلَافِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ كَمَا كَانَ فِی الْاَوْهَامِ مَوْصُوْفًا

پس ہمارا پروردگار جتنی بھی مخلوق ہے اُن سب سے اوصاف میں جداگانہ ہے اور کسی اوصاف سے بھی وصف نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ وہ اوصاف خیال میں بھی نہیں گزرتے۔

وَمَنْ يُّرِدْهُ عَلَى التَّشْبِيْهِ مُمْتَثِلًا يَرْجِعْ اَخَا حَسْرَةٍ بِالْعَجْزِ مَكْفُوْفًا

اور جو تشبیہ سے اس کا ثانی اور مانند پیدا کرنا چاہتا ہوا سے حسرت رہے گی اور ایسا عاجز ہو جائے گا۔ جیسے وہ شخص کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔

وَفِی الْمَعَارِجِ يَلْقٰی مُوْجَ قُدْرَتِهٖ مُرْجًا يُعَارِضُ طَرْفَ الرُّوْحِ مَكْفُوْفًا

اور اعلیٰ درجہ کی باتوں میں اس کی قدرت کی موج اُن موجوں سے ٹکراتی ہے جو کہ روح کے کنارہ کو روکے ہوئے ہے۔

فَاتْرُكْ اَخَا جَدَلٍ فِی الدِّيْنِ مُنْعَمِقًا قَدْ بَاشَرَ الشَّكُّ فِيْهِ الرَّاْیَ مَوْزُوْنًا

اب جو دین کے بارے میں جھگڑا کرتا ہو اُسے تو اُس کی گمراہی میں پڑا چھوڑ دو اس لیے کہ شک نے اُس کی رائے کو بیکار کر دیا ہے۔

وَاصْحَبْ اَخَا ثِقَةٍ حُبًّا لِسَيِّدِهٖ وَبِالْكَرَامَاتِ مِنْ مَّوْلَاهُ مَحْفُوْفًا

اور اپنے مالک کی محبت کے سبب سے پورا بھروسہ کرنے والے کا ساتھ دو۔ اس لیے کہ آقا کی طرف سے بزرگیوں نے اس شخص کو گھیر لیا ہوگا۔

اَمْشِیْ دَلِيْلُ الْهُدٰی فِی الْاَرْضِ مُنْتَشِرًا وَفِی السَّمَآءِ جَمِيْلُ الْحَالِ مَعْرُوْفًا

ہدایت کی دلیلیں تو ساری زمین میں پھیل گئی ہیں۔ اور آسمان والے تو اُس کے حال کی خوبی پہلے ہی سے جانتے ہیں۔

امالی شیخ میں محمد ابن زید طبری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کو توحید خدا کے بارے میں یوں فرماتے ہوئے سنا۔ چنانچہ وہ حضرتؑ فرماتے تھے۔

اَوَّلُ عِبَادَةِ اللّٰهِ مَعْرِفَتُهٗ وَاَصْلُ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ جَلَّ اسْمُهٗ تَوْحِيْدُهٗ وَنِظَامُ تَوْحِيْدِهٖ نَفْیُ التَّحْدِيْدِ عَنْهُ بِشَهَادَةِ الْعُقُوْلِ اَنَّ كُلَّ مَحْدُوْدٍ مَّخْلُوْقٌ وَّاَنَّ لَهٗ خَالِقًا لَيْسَ بِمَحْلُوْقٍ وَّالْمُمْتَنِعُ لَيْسَ مِنَ الْحُدُوْثِ هُوَ الْقَدِيْمُ فِی الْاَوَّلِ فَلَيْسَ عَبَدَ اللّٰهَ مَنْ نَعَتَ ذَاتَهٗ وَلَآ اَيَّاهُ وَحَدَّ مِنْ اَكْنَفَهٗ وَلَا حَقِيْقَتَهٗ اَصَابَ مَنْ مَّثَّلَهٗ وَلَا بِهٖ صَدَّقَ مَنْ نَّاهُ وَلَا صَمَدَهٗ مَنْ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَیْءٍ وَّمِنَ الْحَوَاسِّ وَلَآ اَيَّاهُ عَنٰی مَنْ شَبَّهَهٗ وَلَا لَهٗ عَرَفَ مَنْ بَعَّضَهٗ وَلَآ اَيَّاهُ اَرَادَ مَنْ تَوَهَّمَهٗ كُلُّ مَعْرُوْفٍ بِنَفْسِهٖ مَصْنُوْعٌ وَكُلُّ قَائِمٍ فِیْ سِوَاهُ مَعْلُوْلٌ اِمَامُ مَنِ اسْتَعَانَ اللّٰهَ يُسْتَدَلُّ عَلَيْهِ وَبِالْعُقُوْلِ تُعْتَقَدُ مَعْرِفَتُهٗ وَبِالْفِطْرَةِ تُثْبِتُ حُجَّتُهٗ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَی الْخَلْقَ حِجَابًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ وَمُبَايِنَتُهٗ اِيَّاهُمْ مُفَارَقَةُ اَيْنِيَّتِهِمْ وَاِبْتِدَآئُهٗ لَهُمْ دَلِيْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِبْتِدَآءَ لَهٗ لَعَجْزِ كُلِّ مُبْتَدِئٍ مِّنْهُمْ عَنِ ابْتِدَآءِ مِثْلِهٖ فَاسْمَائُهٗ تَعَالٰی تَعْبِيْرٌ وَّاَفْعَالُهٗ سُبْحَانَهٗ تَفْهِيْمٌ قَدْ جَهِلَ اللّٰهَ مَنْ حَدَّهٗ وَقَدْ تَعَدَّاهُ مَنِ اسْتَمَلَّهٗ وَقَدْ اَخْطَاهُ مَنِ اكْتَنَهَهٗ وَمَنْ قَالَ كَيْفَ هُوَ؟ فَقَدْ شَبَّهَهٗ وَمَنْ قَالَ اَيْنَ اللّٰهُ مَنْ حَدَّهٗ وَقَدْ تَعَدَّاهُ مَنِ اسْتَمَلَّهٗ وَقَدْ اَخْطَاهُ مَنِ اكْتَنَهَهٗ وَمَنْ قَالَ كَيْفَ هُوَ؟ فَقَدْ شَبَّهَهٗ وَمَنْ قَالَ

اللہ کی پہلی عبادت اس کی معرفت ہے اور خدا کی معرفت کی اصل جس کے نام کی بزرگی ہو اُس کی توحید ہے اور اُس کی توحید کا انتظام عقلوں کی گواہی کے

بموجب یہ ہے کہ اُس کو محدود نہ مانا جائے۔ اس لیے کہ ہر محدود مخلوق ہے اور اُس کا خالق ایسی چیز ہے کہ وہ کسی کا پیدا کیا ہوا نہیں اور محال ممکنات میں سے نہیں ہو سکتا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔ پس جس نے خدا کی ذات کی تعریف کی اس نے اللہ کی عبادت ہی نہیں کی اور جس نے اُس کی کُنہ بیان کی اُس نے اُس کو واحد نہیں سمجھا اور جس نے اس کی کسی چیز سے مثال دی وہ اس کی حقیقت ہی کو نہیں پہنچا اور جس نے اس کی انتہا مان لی اُس نے اُس کی تصدیق ہی نہیں کی اور جس نے کسی حواس سے اُس کی طرف اشارہ کیا اُس نے اُسکو بے نیاز ہی نہیں جانا اور جس نے اُس کو کسی شے سے تشبیہ دی اُس نے اس اصل کو مراد ہی نہیں لیا اور جس نے اس کے اجزا مان لیے اس نے اصل کو پہچانا ہی نہیں اور جس نے اس کے متعلق وہم کیا اُس نے خود اُس سے کوئی غرض ہی نہیں رکھی۔ ہر چیز جو اپنی ذات سے پہچانی جائے وہ ضرور کسی کی بنائی ہوئی ہے۔ اور ہر وہ چیز جس کا وجود دوسرے کی بدولت قائم ہو اس کی وجہ کوئی اور ہے۔ اللہ کی ذات پر اس کی مصنوعات کے ذریعہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے اور عقلوں کے ذریعہ سے اس کی معرفت کا اعتقاد ہو سکتا ہے اور نیچر کے ذریعہ سے اس کی محبت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس شان سے پیدا کیا ہے کہ خود اس کی اور انکی مابین پردے حائل ہیں اور خود اُس کا اُن سے الگ ہونا ان کے مقامات کے الگ الگ ہونے سے نمایاں ہے اور اُن سب کی ابتدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مبتدا اپنے مانند کی ابتدا کرنے سے عاجز ہے پس خدائے تعالےٰ کے نام جو ہیں وہ حقیقت میں تعبیر ہیں (یعنی عبارت کا شروع کرنا) اور اس کے افعال جو ہیں وہ تفہیم ہیں (یعنی سمجھانا) ورنہ جس نے خدا کو محدود کیا اس نے اُسے سمجھا ہی نہیں اور جس نے اُسے کسی چیز کے ساتھ شامل سمجھا اُس نے اُس کو متعدد کر دیا اور جس نے اُس کی کُنہ بیان کی اُس نے اس بارے میں خطا کی اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے اُس نے کسی چیز سے اُس کو تشبیہ دیدی اور جس نے اُس کے بارے میں چون وچرا کی فِيهِ بِمَ فَقَدْ عَلَّلَهُ وَمَنْ قَالَ مَتَى فَقَدْ وَقَّتَهُ وَمَنْ قَالَ فِيمَ فَقَدْ ضَمَّنَهُ وَمَنْ قَالَ إِلَامَ فَقَدْ لَهَاهُ وَمَنْ قَالَ حَتَّامَ فَقَدْ غَيَّاهُ وَمَنْ غَيَّاهُ فَقَدْ جَزَّاهُ وَمَنْ جَزَّاهُ فَقَدْ أَلْحَدَ فِيهِ لَا يَتَغَيَّرُ اللَّهُ تَعَالَى بِتَغَايُرِ الْمَخْلُوقِ وَلَا يَتَحَدَّدُ بِتَحَدِّدِ الْمَحْدُودِ وَاحِدٌ لَا بِتَأْوِيلِ عَدَدٍ ظَاهِرٌ لَا بِتَأْوِيلِ الْمُبَاشَرَةِ مُتَجَلٍّ لَا بِاسْتِهْلَالِ رُؤْيَةٍ بَاطِنٌ لَا بِمُزَايَلَةٍ مُبَايِنٌ لَا بِمُسَافَةٍ قَرِيبٌ لَا بِمُدَانَاةٍ لَطِيفٌ لَا بِتَجْسِيمٍ مَوْجُودٌ لَا عَنْ عَدَمٍ فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَابِ آلَةٍ مُقَدِّرٌ لَا بِفِكْرَةٍ مُدَبِّرٌ لَا بِحَرَكَةٍ مُرِيدٌ لَا بِمَعْزِيمَةٍ شَاءٍ لَا بِهِمَّةٍ مُدْرِكٌ لَا بِمُحَاسَّةٍ سَمِيعٌ لَا بِآلَةٍ بَصِيرٌ لَا بِأَدَاةٍ لَا تَصْحَبُهُ الْأَوْقَاتُ وَلَا تَضْمُنُهُ الْأَمَاكِنُ وَلَا تَأْخُذُهُ السِّنَاتُ وَلَا تُقَيِّدُهُ الصِّفَاتُ وَلَا تَسْبِقُ الْأَوْقَاتِ كَوْنُهُ وَالْعَدَمُ وُجُودَهُ وَالْإِبْتِدَاءَ أَزَلُهُ بِخَلْقِهِ الْأَشْيَاءَ عُلِمَ أَنْ لَا شِبْهَ لَهُ وَبِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُلِمَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ بِمُقَارَنَتِهِ وَالِابْتِدَاءَ أَزَلُهُ بِخَلْقِهِ الْأَشْيَاءَ عُلِمَ أَنْ لَا شِبْهَ لَهُ وَبِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُلِمَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ بِمُقَارَنَتِهِ

اُس نے اس کے اسباب پیدا کیے اور جس نے کب کا لفظ استعمال کیا اُس نے اس کو وقت کا پابند سمجھ لیا اور جس نے یہ کہا کہ کس میں اُس نے اُسے دوسری چیز ملا دیا۔ اور جس نے کہاں تک کا لفظ استعمال کیا اس نے اس کی انتہا مان لی اور جس نے کب تک کہا اُس نے اُس کی کوئی غایت مدنظر رکھی اور جس نے غایت مدنظر رکھی اُس نے اس کے ٹکڑے کر دیے اور جس نے اس کے ٹکڑے مان لیے اس نے اس کے بارے میں کفر کیا۔ خدائے تعالےٰ میں وہ تغیرات پیدا ہی نہیں ہوتی جو مخلوق میں ہوتے ہیں اور نہ وہ کسی محدود کے محدود کرنے سے محدود ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے مگر ایسا ایک کہ جو عدد سے نہ گنا جائے۔ وہ غالب ہے مگر کسی چیز سے مڈبھیڑ کر کے نہیں۔ اس کی ہستی ظاہر ہے مگر اس طرح نہیں کہ دکھائی دے۔ ہر چیز سے آگاہ ہے مگر کسی روشنی کے ذریعہ سے نہیں۔ دور ہے مگر کسی مسافت پر نہیں۔ قریب ہے مگر ظاہری قرب سے نہیں۔ لطیف ہے مگر جسم کے ذریعہ سے نہیں۔ موجود ہے مگر عدم کے مقابل نہیں۔ فاعل ہے مگر گھبراہٹ کے ساتھ نہیں۔ مقدر کرنے والا ہے مگر سوچ بچار کر نہیں۔ تدبیر کرنے والا ہے مگر کسی حرکت کے ساتھ نہیں۔ تائید کرنے والا ہے مگر کسی ارادہ کی ضرورت نہیں۔ مشیت کرنے والا ہے مگر کسی خیال کے ساتھ نہیں ادراک کرنے والا ہے مگر کسی حواس سے نہیں۔ سُننے والا ہے مگر کسی آلہ سے نہیں۔ دیکھنے والا ہے مگر کسی عینک سے نہیں۔ نہ وقت اُس کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ اور نہ مکان اُس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ نہ برس اُس کو پا سکتے ہیں اور نہ صفات اُس کو محدود کرتی ہیں اور نہ الات اس کو مقید کرتے ہیں۔ اس کی ہستی تمام اوقات سے بڑھی ہوئی ہے اور اُس کا وجود عدم سے بھی پہلے ہے اس کی ابتدا ازلی ہے۔ اس کے چیزوں کے پیدا کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اس کا مانند کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور چیزوں کے مابین اضداد پیدا کر کے اس نے یہ جتلا دیا کہ اس کا ضد بھی کوئی نہیں ہے اور بہت سے امور میں مشابہت قائم کر کے یہ بتلا دیا کہ اُس کا قرین بھی کوئی نہیں۔ بَيْنَ الْأُمُورِ فَ أَنَّ الْأَقْرِنَ لَهُ ضَادَّ النُّورَ بِالظُّلْمَةِ وَالشَّرَّ بِالْخَيْرِ مُؤَلِّفٌ بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا بِتَفْرِيقِهَا دَلَّ عَلَى مُفَرِّقِهَا وَبِتَأْلِيفِهَا عَلَى مُؤَلِّفِهَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ لَهُ مَعْنَى الرُّبُوبِيَّةِ إِذْ لَا مَرْبُوبَ وَحَقِيقَةَ الْإِلَهِيَّةِ إِذْ لَا مَأْلُوهَ وَمَعْنَى الْعَالِمِ إِذْ لَا مَعْلُومَ لَيْسَ مُنْذُ خَلَقَ الْمَعْلُومَ اسْتَحَقَّ مَعْنَى الْخَالِقِ وَلَا مُذْ حَدَثَ الْمَصْنُوعُ اسْتَفَادَ مَعْنَى الصَّانِعِ وَلَا تَعْتَرِيهِ مِنْهُ وَلَا تَدْنِيهِ مِنْهُ وَلَا يَحْجُبُهُ لَعَلَّ وَلَا يُوَقِّتُهُ مَتَى وَلَا يَشْتَمِلُهُ حِينٌ وَلَا يُقَارِنُهُ مَعَ كُلُّ مَا فِي الْخَلْقِ اثْنَانِ غَيْرُ مَوْجُودٍ فِي خَالِقِهِ وَكُلُّ مَا أَمْكَنَ فِيهِ مُمْتَنِعٌ فِي صَانِعِهِ لَا تَجْرِي عَلَيْهِ الْحَرَكَةُ

روشنی کو اندھیری کی ضد بنا دیا اور نیکی کو بدی کی آپس میں عداوت رکھنے والی چیزوں کے مابین الفت پیدا کرنے والا ہے اور قربت رکھنے والی چیزوں کی مابین جدائی ڈالنے والا ہے اس کے جدائی ڈالنے نے جدائی ڈالنے والے کا وجود بتلایا۔ اور اس کے الفت پیدا کرنے نے الفت پیدا کرنے والے کی ہستی سمجھائی۔ اُس نے ارشاد فرمایا" اور ہر چیز کو ہم نے ہی جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم یاد رکھو" اُس کے لیے رب ہونے کے معنی اُس وقت سے ثابت ہیں جبکہ کوئی مربوب ہی نہ تھا اور اس کو سے حقیقتِ الٰہیت اُس وقت سے ثابت ہے جب اس کی طرف کوئی توجہ کرنے والا ہی نہ تھا۔ اور اُس کے لیے عالم ہونا اُس وقت سے ثابت ہے جبکہ کوئی معلوم ہی نہ تھا۔ یہ بات نہیں ہے کہ وہ لفظ خالق کے معنی کا اس وقت سے مستحق ہوا جس وقت سے کہ اُس نے پیدا کیا۔ اور نہ یہ بات ہے کہ موجد کے معنی کا مطلب اس وقت کھلا جب اس نے ایجاد شروع کی)۔ نہ لفظ مُنْذُ (کب سے) اس کو غائب کرتا ہے اور نہ لفظ قَدْ اُس کو قریب کرتا ہے اور نہ لفظ لَعَلَّ (شاید) اس پر پردہ ڈالتا ہے اور نہ لفظ مَتَى (کب) اس کا وقت باندھتا ہے۔ اور نہ لفظ حِينٌ (اُس وقت) اسکو کسی چیز کے ساتھ ملاتا ہے۔ اور نہ لفظ مَعَ (ساتھ ہم) اس کو کسی چیز سے قریب کرتا ہے۔ مخلوق میں جو کچھ بھی اثر پایا جاتا ہے وہ اس کے خالق میں ہرگز نہیں ہے۔ اور جو جو کچھ بھی مخلوق میں ممکن ہے وہ سب اس کے بنانے والے میں محال ہے۔ نہ اس پر حرکت کا حکم جاری ہے۔

وَالسُّكُوْنُ كَيْفَ يَجْرِيْ عَلَيْهِ مَا هُوَ اَجْرَاهُ وَيَعُوْدُ فِيْهِ مَا هُوَ اَبْدَاَهُ اِذًا لَتَفَاوَتَ وَلَاَلْتَهُ وَلَامْتَنَعَ مِنَ الْاَزَلِ مَعْنَاهُ وَلَكَانَ لِلْبَارِئِ مَعْنًى غَيْرُ الْمُبْرِئِ لِوُجُوْدِ لَهُ وَرَاءَ الْحَدِّ لَهُ اَمَامُهُ وَلَوِ الْتَمَسَ لَهُ التَّمَامَ لَلَزِمَهُ النُّقْصَانُ كَيْفَ يُسْتَحَقُّ الْاَزَلَ مَنْ لَا يَمْتَنِعُ مِنَ الْحَدَثِ وَكَيْفَ يُنْشِئُ الْاَشْيَاءَ مَنْ لَا يَمْتَنِعُ مِنَ الْاِنْشَاءِ لَوْ تَعَلَّقَتْ بِهِ الْمَعَانِيْ اَقَامَتْ فِيْهِ اٰيَةُ الْمَصْنُوْعِ وَلَتَحَوَّلَ عَنْ كَوْنِهِ دَالًّا اِلٰى كَوْنِهِ مَدْلُوْلًا عَلَيْهِ لَيْسَ فِيْ مَجَالِ الْقَوْلِ حُجَّةٌ وَلَا فِي الْمَسْئَلَةِ عَنْهُ جَوَابٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔

نہ سکون کا۔ اس پر کوئی حکم جاری کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اُسی نے ہر چیز کو جاری کیا ہے اور جس چیز کی ابتدا اُسی کی طرف سے ہے وہ اسی کے بارے میں لوٹ کیسے سکتی ہے اسی سبب سے تو اُس کی دلالت بدل گئی ہے اور ازل سے اس کے معنی ہی مختلف ہو گئے اور اگر لفظ باری (پیدا کرنے والے) کے معنی ابتدائی پیدا کرنے والے کے سوا کچھ اور ہوتے تو جو حد بھی لی جاتی اُس سے مقدم کسی اور چیز کا وجود ثابت ہوتا۔ اور اگر اس سے تکمیل مراد لیجاتی تو پہلے سے اُس میں نقصان لازم آتا۔ وہ ازلی ہونے کا مستحق کیونکر ہو سکتا ہے جو حدوث سے باز نہیں رہ سکتا۔ اور وہ چیز کو پیدا کیسے کر سکتا ہے جو خود پیدا ہونے سے نہیں رُک سکتا۔ اگر معانی اس سے متعلق کیئے جائیں تو مخلوق کی نشانی اس میں قائم ہو جائے گی۔ اور بجائے اس کے کہ وہ خود کسی چیز پر دلالت کرے۔ ہر چیز خود اُس کی ذات پر دلالت کرنے والی ہو جائے گی۔ اُس کے وجود پر کوئی حجت قائم کرنا ناطقہ کی حد سے باہر ہے اور اس کی ذات کے متعلق جو سوال کیا جائے اُس کا جواب ہی نہیں ہو سکتا۔ سوائے اُس خدائے بزرگ و برتر کے کوئی معبود نہیں ہے۔

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۲ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ..... تا ..... تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب لوگوں نے جناب رسول خداؐ کو جھٹلایا تو خدا بتعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ سوائے علی مرتضیٰؑ کل اہل زمین کو ہلاک کر دے اور اپنے اس قول سے جو اوپر ذکر ہوا اظہار ارادہ فرمایا۔ اس کے بعد بداء واقع ہوا اور مومنین پر رحم فرمایا پھر اپنے نبیؐ سے یہ ارشاد فرمایا۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت فَتَوَلَّ عَنْهُمْ نازل ہوئی تو ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کو ہلاکت کا یقین نہ ہو گیا ہو اور جب آیت وَذَكِّرْ الخ نازل ہوئی تو ہمارے دل خوش ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۳ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ شہید الشہداء جناب امام حسینؑ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اَيُّهَا النَّاسُ خدا بتعالیٰ نے بندوں کو صرف اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ اس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ جب اس کی معرفت حاصل کر لیں گے تو اُسی کی عبادت کیا کریں گے اور جب اُس کی عبادت کریں گے تو اس کی عبادت کے سبب ہر اُس چیز کی عبادت سے جو اُس کے ماسوا ہے بے پروا ہو جائیں گے ایک شخص نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں معرفت خدا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کا اپنے زمانہ کے اُس امام کا پہچان لینا جس کی اطاعت اُس پر واجب ہے۔ ۱۲

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا بتعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دینے کیلئے پیدا کیا ہے۔ کسی نے عرض کی خدا تو یہ فرما چکا ہے۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام بندے اختلاف کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر عبادت کیسی؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اُن کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ایسے افعال بجالائیں جس سے اُس کی رحمت کے مستحق ہو جائیں اور وہ ان پر رحمت فرمائے (ذالک کا مشار الیہ رحمت خدا ہے)

تفسیر قمی میں اُنہی جنابؑ سے یوں روایت ہے کہ خداوند عالم نے انسان اور جنات کو امر و نہی (اور احکام) کی تکلیف دینے کے لیے خلق فرمایا ہے اور اُس نے اپنے بندوں کو عبادت پر مجبور نہیں کیا ہے۔ بلکہ اختیار دیا ہے تاکہ امر و نہی میں امتحان پورا ہو اور عاصی اور فرمانبردار جدا جدا ہو جائیں۔

محمد ابن ابو عمیر کہتے ہیں میں نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی اس حدیث کا مطلب دریافت کیا۔ اَلشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالسَّعِيْدُ مَنْ سَعِدَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ جو اپنی ماں کی پیٹ میں شقی ہے وہ شقی (بدبخت) ہوگا اور جو اپنی ماں کی پیٹ میں سعید ہے وہ سعید ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو اور اُس کے متعلق خدا کے علم میں گزر چکا ہو کہ یہ بدبختوں کے سے کام کرے گا تو وہ شقی ہوگا۔ اور جس کے متعلق یہ علم ہو چکا ہو کہ اُس کے افعال سعادتمندوں کے سے ہوں گے وہ سعید ہوگا۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اس حدیث سے کیا مراد ہے۔ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اعمال خیر بجالاؤ کہ جو شخص جس کام کے لیے مخلوق ہوا ہے اُس کے اسباب اُس کے واسطے مہیا کر دیے گئے ہیں۔ فرمایا خداوند عالم نے انسان اور جنات کو اپنی عبادت (اطاعت) کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس لیے خلق نہیں فرمایا ہے کہ بندے اس کی نافرمانی کیا کریں چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ پس اُس نے ہر شخص کے لیے عبادت کے اسباب مہیا کر دیے ہیں تاکہ خلقت کی غایت پوری کر سکیں۔ افسوس ہے اُن لوگوں کے حال پر جو ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کرتے ہیں۔

حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جبکہ خداوند عالم نے آدمؑ علیہ السلام کی پشت سے اُن کی ذریت کو اس لیے نکالا کہ اُن سے اپنے پروردگار ہونے اور ہر نبی کی نبوت کا عہد و پیمان لے اور سب انبیاء سے پہلے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رسالت کا اقرار ان سے لیا گیا پھر ارشاد باری ہوا اے آدمؑ! اپنی ذریت کے حالات پر نظر ڈالو تو آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی ذریت چیونٹی دل سارے آسمان میں پھیلی پڑی ہے۔ یہ حال دیکھکر اُن جنابؑ نے درگاہ خدا میں عرض کی خدایا میری اولاد کی کتنی کثرت ہے۔ تو نے ان کو کس لیے پیدا کیا ہے اور کس بات کا تو ان سے عہد و پیمان لے رہا ہے؟ ارشاد باری ہوا میں نے ان سب کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں اور کسی کو میرا شریک نہ مانیں۔ میرے رسولوں پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں حضرت آدمؑ نے عرض کی خدایا اس کی وجہ کیا ہے کہ بعض چیونٹیاں تو بڑی ہیں۔ بعض چھوٹی۔ بعض میں نور زیادہ ہے بعض میں کم اور بعض میں بالکل ہی نہیں۔ ارشاد ہوا

میں نے اسی طور سے انھیں پیدا کیا ہے تاکہ میں ہر حال میں ان کا امتحان لوں۔ آدم علیہ السّلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر تیری اجازت ہو تو کچھ عرض کروں؟ ارشاد ہوا اے آدمؑ! جو جی چاہے کہو تمہاری روح میری مخلوق ہے لیکن تمہاری طبیعت (انسانی) میری مشیّت کے برخلاف چلے گی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی اے اللہ! اگر تو ان سب کو ایک ہی مثال پر اور ایک ہی اندازہ اور طبیعت کا پیدا کرتا اور سب کو ایک ہی سے عمر میں عطا فرماتا اور سب کو برابر برابر رزق دیتا تو یہ لوگ آپس میں بغاوت نہ کرتے اور نہ ایک دوسرے سے بغض و حسد رکھتے اور نہ کسی بات میں اختلاف کرتے۔ ارشادِ باری ہوا اے آدمؑ! تم نے یہ بات تو کہی مگر اپنی کمزور طبیعت اور لاعلمی کی وجہ سے تم نے تکلّف بھی کیا۔ حالانکہ میں عالم الغیب خدا ہوں میں نے اپنے علم سے ان کی خلقت میں اختلاف رکھا ہے۔ جیسا میں چاہتا ہوں اپنا حکم ان میں جاری کرتا ہوں۔ اور میری ہی تدبیر اور قدرت کی طرف ان کی رجوع ہوگی۔ میری خلقت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ میں نے انسان اور جنّات کو صرف اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔ جو میری عبادت و اطاعت کیا کرے گا اور میرے رسولوں کا فرمانبردار رہے گا اس کے لیے میں نے جنت بنائی ہے اگرچہ مجھے اُن کی پروا نہیں ہے۔ اور جو میرے بندے کفر اختیار کریں گے اور میرے نافرمان بنیں گے اور میرے رسولوں کی پیروی نہ کریں گے اُن کے لیے میں نے دوزخ مہیّا کر رکھا ہے۔ اگرچہ میں اُن کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا ہوں۔ اے آدمؑ! میں تم کو اور تمہاری ذرّیت کو اس لیے نہیں پیدا کیا ہے کہ مجھے تمہاری یا ان کی کوئی حاجت و ضرورت ہے بلکہ تمہاری اور اُنکی پیدائش کی غایت امتحان ہے کہ تم سب میں کون ایسا ہے جو زندگی میں اعمالِ نیک بجالائے اور اسی لیے میں نے دنیا۔ آخرت۔ زندگی۔ موت۔ طاعت۔ معصیت۔ جنت اور دوزخ پیدا کیے ہیں۔ یہ سب باتیں میں نے اپنی تدبیر اور قدرت سے کی ہیں۔ اور اپنے علم سے ان سب کی صورتوں میں اور جسموں میں اور رنگوں میں اور عمروں میں اور رزق میں اور اطاعت و معصیت میں اختلاف رکھا ہے کسی کو سعید بنایا ہے کسی کو شقی، کسی کو بصیر بنایا ہے کسی کو نابینا۔ کسی کو چھوٹے قد کا بنایا ہے۔ کسی کو دراز قد کا۔ کسی کو خوبرو بنایا ہے کسی کو بدصورت کسی کو عالم رکھا ہے کسی کو جاہل کسی کو غنی بنایا ہے کسی کو فقیر کسی کو مطیع بنایا ہے کسی کو نافرمان۔ کسی کو تندرست رکھا ہے کسی کو بیمار، کسی کو اپاہج بنایا ہے۔ کسی کو بلا رسیدہ۔ تاکہ تندرست آدمی کسی گرفتار بلا کو دیکھے میری حمد بجالائے اور اپنی عافیت کا شکر ادا کرے اور دردمند کسی تندرست کو دیکھکر مجھ سے دعا مانگے اور صحت کا مجھ سے سوال کرے۔ اور بلاؤں پر صابر رہے۔ تو میں اس کو بڑا ثواب عطا کروں گا اور غنی بندے فقیروں کو دیکھکے میری حمد و شکر بجالائیں اور فقیر بندہ کسی امیر کو دیکھے تو مجھ سے دعا مانگے اور اگر مومن کسی کافر پر نظر ڈالے تو اس بات کا شکر بجالائے کہ اُسے ہدایت نصیب ہوئی پس میں نے ان سب کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ میں خوشحالی میں اور سختی میں عافیت کے زمانہ میں گرفتار بلا ہونے کے وقت میں کسی کو عطیہ دے کے کسی کو محروم رکھ کے آزماؤں میں تمام عالم کا شاہ اور خود مختار خدا ہوں۔ میرے اختیار میں ہے کہ میں اپنی تدبیر کے موافق قدرت جاری کروں اور جس کو چاہوں بدل دوں اور مؤخر کو مقدّم اور مقدم کو مؤخر کر دوں۔ میں اللہ ہوں اپنے ارادہ سے ہر کام کو کر گزرنے والا ہوں۔ میرے کیے ہوئے کاموں کے باری میں کوئی مجھ سے سوال نہیں کر سکتا۔ میں البتہ اپنی مخلوق سے ہر طرح جواب طلب کر سکتا ہوں۔

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۴ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ ؛ تفسیر صافی میں ظَلَمُوْا کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ جناب رسولِ خدا پر ایک ظلم تکذیب سے کیا اور دوسرا ان کے اہلبیتؑ کے حقوق کو غصب کرنے سے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ظَلَمُوْا سے مراد ہے ظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّھُمْ (یعنی آلِ محمدؐ پر یہ ظلم کیا کہ ان کا حق مار لیا)۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۵ الطُّوْرِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ طورِ سینین ہے۔ یہ مدین کا ایک پہاڑ ہے۔ یہاں حضرت موسیٰ نے خدائے تعالیٰ کا کلام سُنا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۶ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ رق اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں کچھ لکھا جائے۔ اور یہاں استعارے کے طور پر ہر اس چیز کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس پر کچھ لکھا جائے۔ اور کتاب اور رق دونوں کو نکرہ لانا دونوں کی عظمت کا بھی اظہار کرتا ہے اور یہ بھی جتاتا ہے کہ یہ لوگوں میں معروف و مشہور چیز نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۶ نوٹ ۷ اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ چوتھے آسمان پر ہے اور یہی ضُراح ہے جس میں ستّر ہزار فرشتے روزانہ آتے ہیں اور پھر ان کو اس میں آنیکا کبھی موقع نہیں ملے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عرش کے نیچے چار ستون قائم کیے اور ان کا نام ضُراح رکھا وہی بیت المعمور ہے اور کل فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ پھر کچھ فرشتوں کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ زمین میں ایک مکان اسی انداز کا اور اسی مانند بناؤ اور جو جو زمین میں ہیں اُن کو یہ حکم دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ اور جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ستّر ہزار فرشتے اُس میں روزانہ آتے ہیں اور پھر کبھی انکو اس میں آنا نہ ملے گا۔ اور جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ بیت المعمور پہلے ہی آسمان پر ہے۔ نیز انہی حضرتؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ پہلے آسمان پر جو مکان ہے اس کا نام ضُراح ہے اور وہ بیت الحرام کے ٹھیک مقابل میں ہے یعنی اگر وہ گرے تو ٹھیک بیت اللہ پر گرے۔ ستّر ہزار فرشتے روزانہ اُس میں آتے ہیں۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی اور حدیثِ معراج میں آیا ہے کہ بیت المعمور ساتویں آسمان پر ہے۔ ۱۲

(قول مترجم) بیت المعمور کے متعلق جتنی مختلف روایتیں ہیں اُن سب پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوا کہ جو بیت اللہ حضرت آدم علیہ السلام کی خاطر زمین پر ایک سفید موتی کا بنایا گیا تھا اور وہ موجودہ بیت اللہ کی جگہ تھا اور حضرت آدم علیہ السّلام نے اُس کے چالیس حج پاپیادہ ہندوستان سے حجاز تک جاکر ادا کیے تھے وہ تو طوفان نوحؑ کے وقت زمین سے اٹھا کر آسمان چہارم پر اسی بیت اللہ کے محاذ میں میں قائم کر دیا گیا ہے اور آسمان اول پر اسی صورت کا مکان ضُراح نام قائم کیا گیا ہے اور اور آسمان ہفتم پر اسی صورت کا مکان بیت المعمور نام اُن فرشتوں کے لیے قائم کیا گیا ہے جو عرش کے پاس سے اس گستاخی کے سبب ہٹا دیے گئے تھے کہ جب خدائے تعالےٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرنے کی ان کو اطلاع دی تو انھوں نے اجماع کر کے اعتراضاً یہ عرض کیا۔ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وہ اتنے نامے پر ہٹائے گئے تھے۔ کہ جتنا نامہ پانسو برس میں طے کیا جاسکے۔ پھر چونکہ انھوں نے رحمت خدا کی خواستگاری کی تو ان کے لیے بیت المعمور قائم کیا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کرتے رہو عرش سے غرض نہ رکھو۔ اس لیے کہ ہماری خوشی اسی میں ہے۔ چنانچہ وہ اس کا طواف کرتے ہیں۔ اور ستّر ہزار فرشتے اس میں روزانہ داخل ہوتے ہیں کہ دوبارہ اُن کا نمبر نہیں آتا۔ اسطرح بیت المعمور کو طواف کرنے والوں کے لیے جائے توبہ مقرر کیا۔ پس آسمانِ ہفتم اور اُس سے اوپر والوں کے لیے تو آسمان ہفتم کا بیت المعمور ہو جائے توبہ ہے اور آسمانِ ششم و آسمانِ پنجم اور آسمانِ چہارم کے باشندوں کیلئے آسمان چہارم کا بیت المعمور اُن کی توبہ قبول ہونے کا مقام ہے اور آسمانِ سوم و آسمانِ دوم و آسمانِ اوّل کے باشندوں کے لیے ضُراح

جو آسمان اول پر رہے وہ تو بہ قبول ہونے کا مقام ہے۔ اب رہے اہل زمین۔ ان کے لیے جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی مدد سے انہی بنیادوں پر جن پر اصل بیت اللہ قائم تھا کعبۃ اللہ بنا کر دیں اس حکم کی تعمیل دونوں باپ بیٹوں نے کی اور یہ اہل زمین کی توبہ قبول ہونے کا مقام قرار پایا۔

صفحہ ۶۲۷ نوٹ ۶ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ ؛ تفسیر صافی میں جناب رسولؐ خدا سے روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی مومن درجہ میں بڑھ جائے گا اور اس کی اولاد اس سے پست رہے گی تو خدا تعالےٰ اس کی اولاد کے درجے بڑھا کر ان کو اس مومن سے ملا دے گا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ کافی۔ الفقیہہ اور التوحید میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بہت سے بیٹے اور پوتے باپ دادا کا سا عمل کرنے سے قاصر رہیں گے تاہم اپنے باپ دادا کے ساتھ اس غرض سے ملا دیے جائیں گے کہ ان کے داخل ہونے سے انکے باپ دادا کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ الفقیہ میں انہی حضرتؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جناب ابراہیمؑ اور حضرت سارہؑ کو مومنین کے بچوں کا کفیل بنا دیا ہے کہ وہ جنت کے ایک درخت سے ان کو غذا دیتے ہیں اور اس درخت کے تھن اسی صورت کے ہوتے ہیں جیسے گائے کے۔ اور یہ سب کے سب ایک موتی کے محل میں رہتے ہیں پس جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کو لباس پہنایا جائے گا اور خوشبو لگائی جائے گی اور ان کے ماں باپ کے پاس بطور تحفے کے بھیجا جائے گا۔ پھر یہ اپنے باپ دادا کے ساتھ جنت کے بادشاہ ہوں گے۔ اور خدا تعالےٰ کے اس قول وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الخ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۷ نوٹ ۷ مَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے عام معنی تو یہ ہیں کہ اولاد کے اس الحاق سے ان کی بزرگی میں کوئی کمی نہ آئے گی بلکہ ان پر میرا یہ احسان ہوگا۔ اور کافی و تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اوپر کی آیت میں اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے جناب رسولؐ خدا اور جناب امیر المومنینؑ مراد ہیں اور ذُرِّيَّتُهُمْ سے ائمہ اور اوصیاء مراد ہیں جن کو ہم انھیں سے ملا دیں گے۔ اس لیے کہ ان کی ذریت نے اس محبت کے بارے میں جو جناب رسولؐ خدا علیؑ مرتضیٰ کی بابت لائے تھے کوئی کمی نہیں کی بلکہ ان سب کی محبت بھی ایک ہی رہی اور اطاعت بھی ایک ہی۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۷ نوٹ ۸ لَا تَاْثِيْمٌ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس (پیالے) کے پینے کی حالت میں کوئی فضول بات نہ بکیں گے، اور نہ کوئی ایسا فعل کریں گے جس کا ذکر کرنے والا اس کے سبب گنہگار ہو جیسا کہ دنیا میں پینے والوں کی عادت ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا یہ قول اس قول کے مثل ہے۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۵۳۶ سطر ۶) تفسیر قمی میں ہے کہ نہ جنت میں راگ راگنی ہوگی اور نہ کوئی اور بے حیائی کا فعل۔ مومن شراب پیے گا مگر کوئی گناہ کی بات نہ کرے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۷ نوٹ ۹ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ ؛ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ جب خادم چھپے ہوئے موتیوں کے مانند ہیں تو مخدوم کیسے ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مخدوم کی فضیلت خادم کے مقابلے میں ایسی ہی ہوگی جیسی چودہویں رات کے چاند کی تمام اور ستاروں کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۸ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مطلب ہے آخر وقت جبکہ ستارے پھیکے پڑ جائیں اور اس کی قرأت اَدْبَارَ النُّجُوْمِ بالفتح بھی آئی ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ جب ستارے چھپ جائیں یا غروب ہو جائیں۔ جناب امام محمدؑ باقر اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ یہ الفاظ ان دو رکعتوں کا وقت بتلاتے ہیں جو نماز فجر سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں انھیں حضرتؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا ہر رات میں تین مرتبہ اٹھتے تھے اور آفاق پر نظر ڈالتے تھے اور سورۂ آل عمران کی وہ پانچ آیتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے جن کا خاتمہ ان الفاظ پر ہے اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (دیکھو صفحہ ۹۰ سطر ۱) پھر نماز شب پڑھتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۹ وَالنَّجْمِ ..... اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ؛ المجالس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے جناب رسولؐ خدا کے ہمراہ نماز پڑھی۔ جب سلام سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے روئے مبارک ہماری طرف کیا۔ اور فرمایا کہ اس رات کو ایک ستارہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گرے گا پس جس کے گھر میں وہ گرے گا وہی میرا وصی، میرا خلیفہ، اور میرے بعد میری امت کا امام ہوگا پس جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوا تو ہم میں سے ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے ہی گھر میں گرنے کا منتظر تھا۔ اور سب سے زیادہ اس کی خواہش میرے والد عباس ابن عبدالمطلبؓ کو تھی مگر جیسے ہی فجر طلوع ہوئی ستارہ ٹوٹ کر ہوا میں سے گزرا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کے گھر میں گرا۔ پس جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا یا علیؑ اس کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وصیت و خلافت اور میرے بعد مخلوق خدا کی امامت تمھارے لیے واجب ہوگئی پس منافقوں نے جیسے کہ عبداللہ ابن اُبی اور اُس کے یار تھے یہ کہنا شروع کیا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ اپنے چچازاد بھائی کی محبت میں بہک گئے اور گمراہ ہو گئے۔ اور ان کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں۔ اس پر خدا تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ ۱۲

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى یعنی خدائے تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اس ستارے کے پیدا کرنے والے کی قسم جس وقت کہ وہ اترا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ تمہارا رفیق۔ ہمارا رسولؐ علیؑ بن ابیطالب کی محبت میں فریفتہ نہیں ہوا وَمَا غَوٰى اور نہ بہکا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی شان میں اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ بھی وہ فرماتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں وَالنَّجْمِ سے مراد جناب رسولؐ خدا ہیں۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ مَا ضَلَّ کی تفسیر میں مروی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نہ علیؑ کی محبت میں گمراہ ہوئے اور نہ بہکے اور نہ ان کی شان میں اپنی طرف سے کوئی بات فرماتے تھے۔ جو فضیلت بیان فرماتے تھے وہ اُس وحی کے مطابق ہوتی تھی جو اُن کی طرف بھیجی جاتی تھی۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے قبر جناب رسولؐ خدا کی قسم کھائی ہے جو اُن

جنابؑ کی وفات کے بعد بنائی گئی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ یعنی تمہارا رفیق (ہمارا رسولؐ) اپنے اہلبیت کے فضائل بیان کرنے میں نہ گمراہ ہے اور نہ بہکا ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی یعنی ہمارا رسولؐ اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں کوئی بات اپنی خواہش نفسانی سے نہیں کہتا ہے جیسا کہ خدا کہتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔

المجالس میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا نہ تو یہ ممکن ہے کہ تمام آدمی کسی بات سے راضی ہو جائیں اور نہ لوگوں کی زبان پکڑی جا سکتی ہے جبکہ خدا کے انبیاء و رسول اور اس کی حجتیں زبان خلائق سے محفوظ نہ رہ سکے تو تم لوگ کیسے سالم رہ سکتے ہو کیا اصحاب رسولؐ نے آنحضرتؐ پر یہ تہمت نہیں لگائی تھی کہ یہ اپنے ابن عم علیؑ بن ابیطالب کی شان میں اپنی خواہش نفسانی سے کہتے ہیں جو کچھ بھی کہتے ہیں یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے ان کی تکذیب فرما دی اور یہ ارشاد فرمایا مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تو آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ اور اصحاب جمع ہو کر اُن کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اگر آپ پر کوئی افتاد پڑے تو آپ کے بعد ہمارا کون؟ اور آپ کا حکم ہم میں چلانے والا کون؟ آنحضرتؐ نے اُن کو کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش رہے دوسرے دن پھر اُن سب نے وہی سوال کیا۔ مگر آنحضرتؐ نے اُن کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو انہوں نے پھر وہی دہرایا اور یہ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! اگر (خدانخواستہ) آپ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو آپ کے بعد ہمارا کون؟ اور بجائے آپ کے صاحب امر کون؟ اس وقت ان لوگوں سے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو میرے صحابیوں میں سے ایک کے گھر میں آسمان سے ایک تارا اترے گا۔ تم غور سے دیکھتے رہنا کہ وہ کون ہے۔ اکہ وہی میرے بعد تم سب پر میرا خلیفہ ہوگا اور میرا امر تم میں وہی جاری کرنے والا ہوگا۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جسے یہ لالچ نہ ہو کہ جناب رسولؐ خدا اُس سے یہ فرمائیں کہ میرے بعد تو ہی میرا قائم مقام ہے۔ الغرض جب چوتھا دن ہوا ہر شخص اپنے اپنے حجرہ میں تارے کے اُترنے کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان سے تارا ٹوٹا جس کی روشنی دنیا کی کل روشنی پر غالب آگئی۔ وہ تارا جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے حجرہ میں آگیا۔ یہ حال دیکھکر اصحاب رسولؐ (میں سے منافقین) جامہ سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے (معاذ اللہ) یہ شخص (علیؑ کی محبت میں) دارفتہ ہو گیا اور بہک گیا ہے۔ جو کچھ وہ اپنے چچیرے بھائی کی نسبت کہتا ہے اپنی خواہش نفسانی سے کہتا ہے۔ پس خدائے عزّ و جلّ نے (اُن لوگوں کی تکذیب میں) پوری سورۂ والنجم نازل فرمائی۔

اُسی کتاب میں ربیعہ سعدی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس قول خدا وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کی تفسیر پوچھی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اس سے مراد وہ ستارہ ہے جو صبح کے وقت جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب کے حجرہ میں اُترا تھا حالانکہ میرے والد عباسؓ بن عبدالمطلب کو بے حد آرزو تھی کہ وہ ستارہ اُن کے گھر میں اترے۔ تاکہ وہ وصایت اور خلافت و امامت کے مستحق ہو جائیں۔ مگر خدا کو تو یہ منظور ہی نہ تھا کہ علیؑ بن ابیطالب کے سوا کسی اور کے گھر میں، وہ تارا اُترتا۔ یہ تو اُس کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا نے عید غدیر کے دن جناب علیؑ مرتضیٰ کو امیرالمومنین مقرر فرمایا تو لوگوں کے تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ دارفتہ ہو گئے۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ (توبہ! توبہ!!) محمدؐ بہک گئے۔ تیسرے نے یہ کہا تھا کہ محمدؐ اپنے اہلبیتؑ اور چچیرے بھائی کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ اپنی خواہش نفس سے کہتے ہیں اس پر اللہ تعالےٰ نے (ان کی رَدّ میں) وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی تا اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی نازل فرمائی۔

جناب امام علی نقی علیہ السّلام سے بروایت جناب امام زین العابدین علیہ السّلام منقول ہے۔ اُن جنابؑ نے جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کی ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا اصحاب رسولؐ آنحضرتؐ کی خدمت میں جمع ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ! تمام انبیاء کا یہی دستور رہا ہے کہ جب ان کی نبوت مستقل ہو جاتی تھی تو کسی کو اپنا وصی اور نائب مقرر کرتے تھے جو ان کا قائم مقام ہو اور ان کے بعد اُن کے امر کو جاری رکھے اور ان کی اُمت میں اُنہی کی سیرت پر چلے (آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر فرمایئے) آنحضرتؐ نے جواب دیا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ جس شخص کو میری اُمت میں سے میرا خلیفہ ہونا پسند فرمائے گا۔ اُسی کے متعلق آسمان سے ایک نشانی نازل کریگا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد میرا وصی کون ہے! پس جب وہ جنابؑ اس رات جماعت اصحاب کے ساتھ نماز عشاء پڑھ چکے تو اُسی وقت لوگ آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے اور وہ رات گھپ اندھیری تھی جس میں چاندنی کا نام نہ تھا۔ یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑی روشنی نمودار ہوئی جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا۔ حقیقت یہ تھی کہ ایک ستارہ آسمان سے زمین پر اُترا۔ اُس نے گھر گھر چکر لگایا۔ اور آخر میں جناب علیؑ مرتضیٰ کے حجرہ پر آ ٹھہرا۔ اُس کی روشنی بہت تیز تھی۔ اُس نے حجرہ کو اسطرح ڈھانپ لیا جیسے تنور پر کوئی برتن ڈھک جاتا ہے۔ اس کی شعاع نے تمام مکانوں کو روشن کر دیا۔ پہلے تو لوگ پریشان ہو گئے پھر لگے تہلیل و تکبیر کرنے۔ اور یہ عرض کرتے ہوئے حاضر ہوئے کہ یا رسولؐ اللہ ستارہ تو آسمان سے علیؑ بن ابیطالب کے حجرہ کی چوکھٹ پر اُترا۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ یہ سُن کر آنحضرتؐ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم بس وہی میرے بعد امام اور میرا وصی ہے۔ وہی میرے امور کو قائم و جاری کریگا۔ تم سب اُس کی اطاعت کرنا۔ اُس کی مخالفت نہ کرنا اور اس سے مقدّم نہ ہو جانا۔ وہ میرے بعد خدا کی زمین میں خدا کا خلیفہ ہوگا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ لوگ آنحضرتؐ کے پاس سے نکلے تو منافقوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ اپنے چچیرے بھائی کی نسبت جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں (معاذ اللہ) گمراہی اُن پر سوار ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے اختیار میں ہوتا کہ علیؑ بن ابیطالب کو نبی بنا دیں تو نبی بنا کے چھوڑتے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ! علیؑ اعلےٰ آپ سے بعد تحفۂ سلام فرماتا ہے کہ یہ سورہ پڑھیے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی الخ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی کا یہ مطلب ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جب اونچے سے اونچے مقام پر پہنچے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی پھر وہاں سے (عظمت) پروردگار کے قریب ہو گئے پھر اور آگے بڑھ گئے اور یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَانٰی یعنی وہ جنابؐ آگے بڑھے یہاں تک کہ دونوں پاس پاس ہو گئے۔ علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا تم لوگ اس آیت میں قَتَدَلّٰی نہ پڑھا کرو

بلکہ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ پڑھو فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔ قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو فاصلہ جنابِ رسولؐ خدا کو (عظمتِ) پروردگار سے تھا اُس کی مقدار اتنی تھی کہ جتنی کمان کے قبضہ اور گوشہ میں ہوتی ہے اَوْ اَدْنیٰ۔ بلکہ اُس سے بھی کم فاصلہ تھا۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ پہلا شخص جو اِس حد تک پہنچا وہ جنابِ رسولؐ خدا تھے۔ سبب یہ کہ ساری مخلوق میں خدا کے سب سے زیادہ مقرّب بندے وہی حضرتؐ تھے۔ اور جب اس مقام پر پہنچے تو جبرئیلؑ امین نے یہ بات عرض کی یا حضرتؐ! آگے بڑھیے۔ آپ کے قدم اس مقام تک پہنچے ہیں کہ نہ کسی مقرب فرشتے کے قدم یہاں تک پہنچے ہیں نہ کسی نبی مرسل کے۔ اور آنحضرتؐ کی روح اور آنحضرتؐ کا نفس اُسی مقام سے آیا ہوا نہ ہوتا تو آنحضرتؐ اُس مقام تک پہنچنے کی تاب ہی نہ لاتے اس لیے کہ عظمت و جلالت الٰہی سے اس قدر قرب تھا جسے ان لفظوں میں ادا کیا جاتا ہے۔ کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔

کسی نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا یا ابن رسولؐ اللہ! کیا خداوند عالم کے لیے کوئی خاص مکان قرار دینا جائز ہے؟ فرمایا نہیں۔ خدا مکان (اور مکانیات) سے مبرّا ہے۔ اُس نے عرض کیا پھر حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو آسمان پر کیوں بلایا؟ فرمایا اس لیے کہ آنحضرتؐ کو آسمانوں کی سلطنت اور وہاں کے عجائبات اور نادر صفتیں اور آسمانی مخلوقات دکھائے۔ اُس نے عرض کی پھر قول باری تعالےٰ ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کا کیا مطلب ہوگا۔ فرمایا مقصود یہ ہے کہ جس وقت جنابِ رسولؐ خدا حجابِ نور کے پاس پہنچے تو وہاں آسمانوں کی سلطنت (اور اس کا جس انتظام اور خوبی) ملاحظہ فرمائی فَتَدَلّیٰ پھر نیچے کو گردن جھکا کے زمین کی شاہی دیکھی۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ کو یہ گمان ہوا کہ میں زمین سے اتنا قریب ہوں کہ جتنا چلّۂ کمان گوشہ سے قریب ہوتا ہے بلکہ اُس سے بھی کم۔

اُنہی حضرتؐ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب جنابِ رسولؐ خدا شبِ معراج بالائے آسمان تشریف لے گئے تو اس مقام پر پہونچے جہاں سے (عظمتِ) پروردگار میں اور آنحضرتؐ میں گوشۂ کمان کا بلکہ اُس سے کم فاصلہ تھا تو آنحضرتؐ کے سامنے حجابِ (نور) اٹھا دیا گیا تھا۔

امالی میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مجھے بالائے آسمان معراج ہوئی اور میں اپنے پروردگار (کے جلال) سے اتنا قریب ہوا کہ جیسے چلّۂ کمان گوشۂ کمان سے قریب ہوتا ہے یا اس سے بھی کم تو آواز آئی کہ اے محمدؐ! تم ساری مخلوق میں کس سے زیادہ محبت رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی علیؑ ابن ابیطالب سے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ! ذرا اُٹھ کے تو دیکھو۔ پس جونہی میں نے اپنی بائیں جانب نظر ڈالی تو علیؑ بن ابیطالب کو (اپنے پہلو میں) پایا۔

احتجاجِ طبرسی میں ہے کہ (ایک مرتبہ) جناب امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا میں اُس بزرگوار کا فرزند ہوں جو (شبِ معراج) اتنے بلند ہوئے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی گذر گئے اور ان جنابؐ کو (عظمتِ) پروردگار سے اتنا فاصلہ رہ گیا کہ جتنا چلّۂ کمان اور گوشۂ کمان میں ہوتا ہے یا اس سے بھی کم۔

جناب امام موسےٰ کاظم علیہ السّلام سے دَنیٰ فَتَدَلّیٰ کے معنی دریافت کیے گئے تو حضرتؑ نے فرمایا یہ (تَدَلّیٰ) قریش کا محاورہ ہے اُن میں سے جو کوئی اس امر کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ یہ ظاہر کرے کہ میں نے بھی سُنا ہے تو کہتا ہے قَدْ لَیْتُ۔ تَدَلّیٰ بمعنی فہم ہے یعنی سمجھنا (بنابریں) دَنیٰ فَتَدَلّیٰ کے یہ معنی ہوں گے کہ جنابِ رسولؐ خدا اتنا قریب ہوئے کہ حقیقتِ حال اُن کی سمجھ میں آگئی۔

جناب امیر المؤمنینؑ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جنابِ رسولؐ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک راتوں رات پہنچائے گئے جو ایک مہینہ میں طے ہونے کا فاصلہ ہے اور وہاں سے تمام آسمانوں کی سلطنت میں لے جائے گئے جو پچاس ہزار برس میں طے ہونے کا فاصلہ ہے اور یہ سب رات کے ایک تہائی سے کم میں۔ یہاں تک کہ وہ جنابؐ ساقِ عرش تک پہنچ گئے اور حجابِ علم کے قریب آگئے تو اس وقت رَفرفِ سبز جنّت سے لٹکایا گیا اور نورِ خدا آنحضرتؐ کی آنکھوں پر چھا گیا۔ آنحضرتؐ نے اپنے پروردگار کی عظمت کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اسوقت عظمتِ پروردگار میں آنحضرتؐ میں چلّۂ کمان کا یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔

کافی میں ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ جناب رسولؐ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ کو معراج کے کس مرتبہ حاصل ہوئی؟ فرمایا دو مرتبہ! جبرئیل امینؑ نے آپ کو ایک مقام پر۔ اکر کھڑا کیا اور آپ سے یہ عرض کی کہ یا حضرتؐ اپنی جگہ ٹھہرے رہیئے اس لیے کہ آپ ایسے مقام پر آ کھڑے ہوئے ہیں کہ نہ کبھی کوئی فرشتہ اس مقام تک پہنچا ہے نہ کوئی نبی۔ آپ کا پروردگار رحمت بھیج رہا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اس کی رحمت بھیجنے کی کیا شان ہے؟ عرض کی یہ فرماتا ہے۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ اَنَا رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوحِ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ (بڑا پاک و پاکیزہ میں کل فرشتوں کا اور روحوں کا پروردگار ہوں۔ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی رہتی ہے) اسوقت آنحضرتؐ نے عرض کی اَللّٰھُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ (یا اللہ میں تیری معافی کا خواستگار ہوں۔ میں تیری معافی چاہتا ہوں) امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اسوقت آنحضرتؐ کو اتنا قرب حاصل تھا جسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ۔ کسی نے عرض کی قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا کمان کے بیچ سے لیکر اُس کے سرے تک جتنا فاصلہ ہوتا ہے اُتنا۔ پھر فرمایا کہ عظمتِ الٰہی کے اور آنحضرتؐ کے مابین ایک حجاب تھا جو اضطراب کے ساتھ چمک رہا تھا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھا۔ لیکن اتنا فرمایا ہے کہ وہ زبرجد تھا اور اُس میں نظر اس طرح جاتی تھی جس طرح سوئی کے ناکے میں گزر سکتی ہے اور نورِ عظمت نظر آتا تھا اسی وقت خدائے تبارک و تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ! اور آنحضرتؐ نے عرض کی لَبَّیْکَ سَرِّیْ! فرمایا تمہارے بعد تمہاری امت کا والی کون؟ آنحضرتؐ نے عرض کی اللہ اعلم! فرمایا علیؑ بن ابی طالب! امیر المومنین سید المسلمین اور قائد الغرالمحجلین ہے۔ یہاں تک روایت بیان کر کے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم جنابِ علیؑ مرتضیٰ کی ولایت کا حکم زمین سے نہیں ملا بلکہ آسمان سے ملا ہے۔ اور اس طرح بلا واسطہ رُوبرُو ملا ہے۔

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ سب روایتیں معدنِ علم سے مروی ہیں جیسی جس سائل کی سمجھ تھی ویسا ہی اُن حضرات نے جواب دیا ہے فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَآ اَوْحیٰ اس آیت میں مَآ اَوْحیٰ کنایہ ہے اس بات کا کہ جو باتیں وحی کی گئی تھیں وہ عظیم الشان تھیں۔

قمی علیہ الرحمہ کہتے ہیں وہ وحی بالمشافہ تھی (یعنی خود باری تعالےٰ نے وحی فرمائی تھی)
احتجاج طبرسی کی اُس حدیث میں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے بھی ہے کہ منجملہ ان چیزوں کے جو اس وقت وحی فرمائی گئیں سورۂ بقرہ کی یہ آیت بھی تھی۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ الخ جو کچھ تفکر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ اور خداوند عالم میں ہوئی اُس کا پورا واقعہ صفحہ ۷۰، نوٹ نمبر ۲ کے ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔)

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔ التوحید میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا (یا بن رسولؐ اللہ!) کیا پروردگار عالم کو جناب رسولؐ خدا نے دیکھا تھا؟ فرمایا ہاں مگر دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کیا تو نے قول باری تعالےٰ نہیں سُنا کہ فرماتا ہے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى جو کچھ (جناب رسولؐ خدا کی) دل کی آنکھوں نے دیکھا اُس میں جھوٹ نہیں ملایا۔ آنحضرتؐ نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ اُس (کی عظمت) کو دل کی آنکھوں سے معائنہ فرمایا تھا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جناب رسولؐ خدا سے اِس آیت کے متعلق کسی نے دریافت کیا۔ فرمایا میں نے ایک نور دیکھا تھا۔

کافی اور التوحید میں جناب امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو کچھ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی آنکھ نے ملاحظہ کیا تھا۔ اُس میں آنحضرتؐ نے اپنے دل سے کوئی بات جھوٹ نہیں بڑھائی۔ بلکہ بعینہٖ بیان کر دیا۔ آنحضرتؐ نے اپنی پروردگار کی نشانیوں میں سے بڑی بڑی نشانیاں دیکھی تھیں۔ (اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ نے خدا کو دیکھ لیا کیونکہ) نشانیاں اور چیز ہیں۔ خدا اور چیز ہے۔

صاحب تفسیر صافی لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے کی حدیث سے ظاہر ہوا کہ آنحضرتؐ نے دل کی آنکھوں سے عظمت خدا کو دیکھا تھا (اور اس حدیث میں دوسری تعبیر ہے) تو ان جوابات میں اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ ان حضرات نے سائلین کی سمجھ کے موافق جواب دیا ہے (اور دوسرے یہ کہ) اِس مسئلہ کی تھاہ بہت گہری ہے (عام لوگوں کی سمجھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى۔ قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا وہ کیا وحی ہے (جس میں لوگ جھگڑا کرتے ہیں) فرمایا میرے پاس وحی آئی تھی کہ علیؑ بن ابیطالب سیدالمومنین امام المتقین قائد الغرالمحجلین ہے اور رسول رب العالمین کے خلفاء میں سب سے پہلا خلیفہ ہے۔ کچھ لوگ بات کاٹ کے بولے جو کچھ آپ نے فرمایا یہ خدا کی طرف سے ہے یا آپ کی طرف سے؟ پس وحی نازل ہوئی کہ اے رسولؐ۔ ان سے کہدو مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔ پھر ان کے قول کی آیہ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى سے رَدّ کی گئی آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا (جو کچھ میں نے علیؑ کے بارے میں تم سے بیان کیا) مجھے تو اس کے علاوہ اُن کے متعلق اور بھی حکم دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں علیؑ بن ابیطالب کو تمام آدمیوں پر اپنا خلیفہ مقرر کردوں۔ لو اب کہتا ہوں میرے بعد علیؑ بن ابیطالب تم سب پر حاکم ہیں اور یہ بمنزلہ کشتی نوحؑ کے ہیں جو دنیا کے غرق ہونے کے دن ان کو عطا کی گئی تھی۔ جو اس میں داخل ہوا وہ محفوظ رہا اور اس نے (طوفان ہلاکت سے) نجات پائی اور جو باہر رہا وہ ڈوب گیا (گمراہ ہوگیا)

صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۱۰ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے خود خدائے تعالےٰ مراد ہے۔ اور تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اِس سے جبرئیل امین مراد ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۱۱ فَاسْتَوٰى ۝ لفظی معنی سیدھا کھڑا ہوا۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اشارہ جبرئیلؑ امین کی طرف ہے جو اپنی حقیقی صورت پر یعنی جس صورت پر اُن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کھڑے ہوئے تھے اور سوائے جناب رسولؐ خدا کے کسی اور نبی نے اُن کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا۔ آنحضرتؐ نے اُنکو انکی اصلی صورت میں ایک مرتبہ آسمان پر دیکھا اور ایک مرتبہ زمین پر۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ فَاسْتَوٰى کا اشارہ جناب رسولؐ خدا کی طرف ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۲۹ نوٹ ۱۲ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ..... تا ..... اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ اس کی تفسیر ضمیمہ میں اسی صفحہ کے نوٹ نمبر ۹ میں ملاحظہ ہو۔ اور اس کے ساتھ صفحہ ۳۳، نوٹ نمبر ۱ کا ضمیمہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۰ نوٹ ۱ جناب امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ شب معراج آسمانوں پر تشریف لے گئے جب سدرۃ المنتہیٰ کے قریب پہونچے تو حجاب (نور) میں ایک سوئی کے ناکے کی برابر سوراخ کر دیا گیا۔ اس میں سے جتنی دیر خدا کو منظور تھا نورِ عظمتِ پروردگار اُن حضرتؐ نے مشاہدہ فرمایا۔

علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا آسمان پر تشریف لے گئے تو جبرئیلؑ امین اُن جناب کے ہمراہ تھے۔ اور جب سدرۃ المنتہیٰ کے قریب پہونچے تو جبرئیلؑ امین اس کے قریب ٹھہر گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! یہ مقام وہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے میرے لیے قرار دیا ہے۔ میری تو مجال نہیں ہے کہ میں یہاں سے ایک قدم بھی آگے بڑھ سکوں۔ اب آپ خود آگے تشریف لے جائیں۔ پس جناب رسولؐ خدا تو سدرہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور جبرئیلؑ امین پیچھے رہ گئے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ محافظ فرشتے اہل زمین کے اعمال محل سدرہ تک لیجاتے ہیں۔ اور ان اعمال کو کرام کاتبین سدرہ کے نیچے لکھ لیتے ہیں اور سدرہ تک لیجاتے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے ملاحظہ فرمایا کہ سدرہ کی شاخیں عرش کے نیچے اور اُس کے اردگرد پھیلی ہوئی ہیں۔ اس جگہ نورِ عظمتِ پروردگار ظاہر ہوا اور حضرتؐ پر چھا گیا۔ جس کی وجہ سے آنحضرتؐ کی آنکھیں چندھی کرنے لگیں۔ اور پہلو لرزنے لگے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے دل اور آنکھوں میں خاص قوت عطا فرمائی۔ پس آنحضرتؐ نے قدرتِ خدا کی نشانیوں میں سے جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا۔ قولِ باری تعالیٰ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى کا یہی مطلب ہے یعنی جبرئیلؑ سدرہ کے قریب تک آنحضرتؐ کے ہمراہ رہے تھے۔ اور آنحضرتؐ نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا وہ قدرتِ خدا کی بہت بڑی

نشانی تھی۔ پھر فرمایا کہ سدرہ کی موٹائی اتنی ہے جو دنیاوی حساب سے ستّر برس میں طے ہو اور اس کا ایک ایک پتّہ تمام اہل دنیا کو ڈھانپ سکتا ہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں نے سدرہ کے ہر پتّہ پر ایک فرشتہ دیکھا جو کھڑا ہوا خدا کی تسبیح پڑھ رہا ہے۔

صفحہ ۳۴ نوٹ ۲ ان میں سے پہلا موقع وہ ہے کہ جس رات مجھے پہلی مرتبہ آسمان پر لے گئے تو جبرئیلؑ امین نے مجھ سے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ آپکے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اُن کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی تو دیکھتا کیا ہوں کہ فرشتے ہیں کہ صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیلؑ یہ کون ہیں؟ فرمایا یا رسولؐ اللہ انھیں کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ قیامت کے دن آپ حضرات کے سبب سے فخر کرے گا۔ پس میں قریب ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ تم سے کہدیا۔ دوسرا موقع وہ تھا کہ مجھے دوسری مرتبہ آسمان پر لے گئے جبرئیلؑ امین نے مجھ سے پھر پوچھا کہ آپ کے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کو اپنی جگہ خلیفہ کر آیا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ خدا تعالےٰ سے دعا کیجئے وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی تو دیکھا کیا ہوں کہ تمھاری صورت موجود ہے اسی وقت ساتوں آسمان میرے لیے کھل گئے یہاں تک کہ جو جو ان میں رہنے والے ہیں اور جتنی ان میں آبادیاں ہیں اور ایک ایک فرشتے کا مقام سب میں نے دیکھ لیا۔ تیسرا موقع وہ ہے کہ جب مجھے قوم جن کی طرف بھیجا گیا تو جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ آپکے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں انکو اپنی جگہ چھوڑ آیا ہوں انھوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی دیکھتا کیا ہوں کہ تمھاری صورت میرے ساتھ موجود ہے پس جو کچھ میں نے جنات سے کہا اور جو کچھ انھوں نے مجھے جواب دیا وہ تم نے پورا پورا سُنا۔ چوتھا موقع وہ ہے کہ لیلۃ القدر میرے اور تمھارے لیے مخصوص کی گئی ہے اور سوائے ہم دونوں کے (اور ہماری خاص اولاد کے) اس میں کسی اور کا حصّہ نہیں ہے۔ پانچواں موقع یہ ہے کہ میں نے خدائے تعالےٰ سے تمھارے بارے میں دعا کی۔ پس اس نے میری خاطر سے تمھارے لیے سوائے نبوت کے ہر چیز عطا فرمادی۔ نبوت کے بارے میں یہ ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ میں نے تمھارے لیے مخصوص کی ہے اور تمہیں پر اس کا خاتمہ کردیا ہے چھٹا موقع وہ ہے کہ شبِ معراج جب مجھے آسمان پر لے گئے تو خدا تعالےٰ نے کل انبیاءؑ کو جمع فرمایا اور میں نے امام بن کر ان سب کو نماز پڑھائی اور تمھاری صورت ٹھیک میرے پیچھے تھی۔ اور ساتواں موقع یہ ہے کہ گروہوں کی ہلاکت میرے اور تمھارے ہاتھ رکھی ہے یہ ان لوگوں کا رد ہے جو معراج کے منکر ہیں۔ ۱۲

التوحید میں ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے ایک حدیث میں جو آیۂ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کی تفسیر فرمائی تھی۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے جبرئیلؑ کی اصلی صورت دو مرتبہ ملاحظہ فرمائی تھی۔ ایک دفعہ کا دیکھنا تو اسی آیت سے ظاہر ہے۔ دوسری بار اور دیکھا تھا۔ (جبرئیلؑ کے آیۃ الکبریٰ ہونے کی) وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے عظیم الجثّہ اور ان ملائکہ میں سے ہیں جن کی خلقت اور صفت کو سوائے پروردگار عالم کے اور کوئی نہیں جانتا۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ جناب رسولِ خدا کے سوائے اور کسی نبی نے جبرئیلؑ امین کی اصلی صورت نہیں دیکھی۔ لیکن ان جنابؐ نے بھی دو بار ملاحظہ فرمائی ایک دفعہ زمین پر دوسری مرتبہ آسمان پر۔

التوحید میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آیۂ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کا مطلب پوچھا تو حضرتؑ نے فرمایا (اس سے مراد) جبرئیلؑ امین (ہیں۔ انہوں) نے ایک دفعہ اپنی پنڈلی پر موتی سے دیکھے جیسے ساگ کے پتّے پر شبنم کے قطرے ہوتے ہیں۔ جبرئیلؑ کے چھ سو بازو ہیں اور اُن کا قد اتنا ہے کہ زمین و آسمان کے مابین بھر دیتا ہے۔

تفسیر برہان میں ہے جو کوئی جناب رسولِ خدا کو جناب فاطمہؑ زہرا کا پیام دیتا تھا تو وہ حضرتؐ انکار فرما دیتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے پیام دینا چھوڑ دیا اور وہ سب مایوس ہوگئے جب آنحضرتؐ کو یہ منظور ہوا کہ اپنی نورِ نظر کا نکاح جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام کے ساتھ کردیں تو جناب سیّدہؑ کو بطور راز آنحضرتؐ نے اپنے ارادہ سے اطلاع دی۔ یہ سن کر جناب معصومہؑ نے (گردن جھکالی اور) عرض کی۔ بابا! آپ کی رائے مقدم ہے آپ کو اختیار ہے مگر میں نے زنانِ قریش کی زبانی سُنا ہے کہ علیؑ بن ابیطالب کا پیٹ بڑا ہے۔ ہاتھ لمبے لمبے ہیں پنڈلیاں موٹی موٹی ہیں۔ سر کے اگلے حصّے پر بال نہیں ہیں۔ (کشادہ پیشانی ہیں) آنکھیں بڑی بڑی ہیں ان کا کندھا اتنا سخت ہے جیسے اونٹ کا کندھا ہنس مکھ ضرور ہیں مگر مالِ دنیا بالکل نہیں رکھتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا (بیٹا!) تم کو خبر نہیں ہے کہ خداوند عالم نے دنیا کی طرف توجہ فرمائی تو مجھے تمام مردوں کا نبی بنایا۔ پھر دوبارہ توجہ کی تو علیؑ بن ابی طالب کو اس نے تمام آدمیوں پر میرا وصی مقرر فرمایا۔ پھر تیسری بار توجہ کی تو تم کو زنانِ عالم پر بزرگی بخشی۔ اے فاطمہؑ! میں جب آسمان پر بلایا گیا تو میں نے بیت المقدس (بیت المعمور) کے پتھر پر کندہ دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ اَيَّدْتُّهٗ بِوَزِيْرٍ وَنَصَرْتُهٗ بِوَزِيْرٍ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ مصطفےٰ خدا کے رسولؐ ہیں پھر میں نے اپنے رسولؐ کو اُن کے وزیر کے ذریعہ سے قوت پہنچائی اور اُن کے وزیر ہی کے ذریعہ سے ان کی مدد کی) میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ میرا وزیر کون ہے؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا علیؑ بن ابیطالب (اے فاطمہؑ!) جب میں سدرۃ المنتہےٰ کے پاس پہونچا تو میں نے اُس پر لکھا ہوا دیکھا اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِيْكَ لِیْ خَلَقْتُ الْخَلْقَ اَيَّدْتُّهٗ بِوَزِيْرٍ وَنَصَرْتُهٗ بِوَزِيْرٍ (میں اللہ ہوں مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اپنی تمام مخلوق میں سے محمدؐ کو میں نے برگزیدہ کیا ہے۔ اور اُن کے وزیر کے ذریعہ سے میں نے ان کو قوت پہنچائی اور ان کے وزیر ہی کے ذریعہ سے میں نے ان کی نصرت کی) میں نے دریافت کیا یہ میرا وزیر کون ہے؟ جواب ملا علیؑ بن ابیطالب! پھر میں وہاں سے چل کر عرش پر پہنچا۔ پس میں نے عرش کے ہر ستون پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ حَبِيْبِیْ اَيَّدْتُّهٗ بِوَزِيْرٍ وَنَصَرْتُهٗ بِوَزِيْرٍ (میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ میرے حبیب ہیں۔ میں نے اُن کے وزیر سے ان کو قوت دی اور ان کے وزیر ہی کے ذریعہ سے میں نے ان کی نصرت کی) جب میں بہشت میں گیا تو میں نے جنت میں ایک درخت دیکھا۔ طوبےٰ اس کا نام ہے جڑ اس کی علیؑ ابن ابیطالب کے گھر میں ہے جنت میں کوئی گھر اور کوئی محل اور کوئی چشمہ ایسا نہیں ہے جس میں طوبےٰ کی شاخ نہ ہو۔ طوبےٰ کی شاخوں پر بکثرت جامہ دان ہیں۔ جن میں سندس اور استبرق کے حُلّے ہیں۔ ہر ہر مؤمن کو دس دس لاکھ جامہ دان عطا ہوں گے۔ ہر جامہ دان میں ایک ایک لاکھ حُلّے ہوں گے کہ ہر حُلّے کا رنگ جُدا جُدا ہوگا۔ وہی اہل جنت کا لباس ہوگا۔ طوبےٰ کے وسط میں ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے عرض کے برابر ہوگی۔ یہ اُن لوگوں کے لیے

بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ اُس سایہ کے نیچے اگر کوئی سوار سو برس تک چلے گا تب بھی اُسے طے نہ کر سکے گا۔ قول باریتعالےٰ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کا یہی مطلب ہے۔ طوبےٰ کے نیچے بہشتی میوے اور اہل جنت کے لیے لذیذ کھانے اس کی شاخ سے اس کے گدّوں میں لٹکتے ہوں گے اور طوبےٰ کی ہر شاخ میں سَو رنگ کے میوے کچھ ایسے ہوں گے کہ اہل دنیا نے دنیا میں دیکھے اور سُنے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے کہ نہ دیکھے ہوں گے اور نہ سُنے ہوں گے اور جس وقت اُس درخت سے میوہ توڑا جائے گا فوراً اس کی جگہ دوسرا نمودار ہو جائے گا۔ نہ کبھی وہ میوے ختم ہوں گے اور نہ (صرف کرنے سے) روکے جائیں گے۔ اس درخت کی جڑ سے ایک نہر نکلی ہے اُس نہر سے چار نہریں اور پھوٹی ہیں۔ ایک نہر پانی کی ہے جس کی بو اور مزہ بدلنے والا ہی نہیں ہے۔ دوسری دودھ کی ہے جس کا ذائقہ کبھی نہ بدلے گا۔ تیسری شراب کی ہے جو پینے والوں کو لذّت دے گی۔ چوتھی صاف کیے ہوئے شہد کی ہے۔ اے فاطمہؑ! خداوندِ عالم نے علیؑ بن ابی طالب کو سات باتوں میں میرا شریک بنایا ہے۔ سب سے پہلے وہی قبر سے میرے ساتھ اٹھیں گے اور سب سے پہلے صراط پر میرے ہمراہ کھڑے ہوں گے اور دوزخ سے کہیں گے اسے تو لیلے اور اسے چھوڑ دے۔ سب سے پہلے لباسِ جنت سے وہ میرے ساتھ آراستہ کیے جائیں گے۔ سب سے پہلے عرش کی داہنی جانب وہ میرے ہمراہ جلوس کریں گے۔ سب سے اوّل میرے ساتھ دروازۂ جنت کو وہ کھٹکھٹائیں گے۔ سب سے پیشتر میرے ہمراہ وہ علیین میں سکونت گزین ہوں گے۔ پہلا جو شخص سربمہر شرابِ خالص میرے ہمراہ پیئے گا جس کی مُہر مشک کی ہوگی وہ علیؑ ابن ابیطالب ہی ہوں گے۔ خواہش کرنے والوں کو اس کی خواہش کرنی چاہیئے۔ اے فاطمہؑ! اگرچہ دنیا میں علیؑ کے پاس مال نہیں ہے (تو نہ ہو) خدائے تعالےٰ ان کو روزِ قیامت جنت میں مالا مال کر دیگا۔ اے فاطمہؑ! یہ جو تم نے کہا کہ اُن کا پیٹ بڑا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدائےتعالےٰ نے اس کو علم سے مملو کر دیا ہے جو انہی کے لیے مخصوص ہے۔ اور میری تمام اُمّت میں خدا نے علیؑ کو خاص بزرگی بخشی ہے۔ اور یہ جو تم نے بیان کیا کہ اُنکی پیشانی چوڑی اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں اُس کا سبب یہ ہے کہ خلّاقِ عالم نے اُن کو آدم علیہ السّلام کی صورت اور صفت کا پیدا کیا ہے اور اُن کے دونوں ہاتھ خدائےتعالےٰ نے اس لیے دراز بنائے ہیں کہ وہ اُن ہاتھوں سے دشمنانِ خدا و رسولؐ کو قتل کریں گے۔ اور انہی ہاتھوں سے خدائے تعالےٰ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دیگا اگرچہ مشرکوں کو برا لگے۔ اور انہی ہاتھوں پر بڑی بڑی فتوحات ظاہر کرے گا۔ اور علیؑ بن ابیطالب حکمِ قرآنی کی شان نزول کے موافق مشرکوں اور منافقوں کو جو سرکشی کریں گے اور عہد توڑیں گے اور فاسقوں کو تاویلِ قرآنی کے مطابق قتل کریں گے۔ اور خدائےتعالےٰ ان کے صلب سے جوانانِ بہشت کے دو سردار نکالے گا جن سے عرشِ خدا کی زینت ہوگی۔ اے فاطمہؑ! جتنے نبی خدا نے مبعوث فرمائے ہیں ہر ایک کی ذرّیت اُسی نبی کے صلب سے پیدا کی ہے۔ مگر میری ذرّیت علیؑ کے صلب سے قرار دی ہے۔ اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو میرے لیے ذرّیت ہی نہ ہوتی۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی بابا! میں ان کے سوا اور کو ہرگز اختیار نہ کروں گی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا خدا کی قسم علیؑ ابن ابیطالب کے سوا کوئی بھی جنابِ فاطمہؑ زہرا کا جوڑا اور کفو نہ تھا۔

صفحہ ۶۳۰ نوٹ ۳ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ لات تو مرد کی مورت تھی اور عُزّیٰ عورت کی۔ اور مَنٰوۃ حرمِ مکّہ سے باہر چھ میل کے فاصلے پر سر راہ ایک بُت تھا۔ قولِ مترجم: اوپر کے نوٹ میں حدیث سے ثابت ہے کہ آیۃ الکبریٰ سے مراد جناب امیرالمؤمنین ہیں جس مضمون کو شاعروں اکثر کرتا ہے۔ ع

ع سلام اے عروۃ الوثقیٰ امیر المومنینؑ حجت الحق آیۃ الکبریٰ امیر المومنینؑ

اب یہاں سے لات و عزّیٰ و منوٰۃ کا اشارہ حضرات ثلثہ کی ذات سے کیسا جسپاں تھے سمجھنے والے سمجھیں، غور کرنے والے غور کریں۔ خوش ہونے والے خوش ہوں اور جلنے والے جلیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۱ نوٹ ۴ معانی الاخبار میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آیہ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى کا مطلب دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگوں کا (فخریہ) یہ کہنا کہ رات ہم نے نماز پڑھی تھی یا کل ہم نے روزہ رکھا تھا یا اس کے سوا کوئی اور ڈینگ مارنا (اعمال کی حقیقت کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے اظہار سے کیا فائدہ؟) پیشتر بھی کچھ لوگ گزر چکے ہیں جو صبح کے وقت کہا کرتے تھے کل ہم نے (خوب) نمازیں پڑھیں اور روزہ رکھا لیکن جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام فرماتے تھے میں تو رات کو بھی سوتا ہوں اور دن کو بھی اگر ان دونوں کے مابین مجھے وقت ملتا تو اس میں بھی سو رہتا۔

احتجاجِ طبرسی میں ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا اگر خداوندِ عالم اپنے بندوں کو نفس کی خوبی اور پاکیزگی ظاہر کرنے سے منع نہ فرما دیتا تو آج بیان کرنے والا (یعنی میں) اپنے نفس کی بہت سی خوبیاں اور فضائل بیان کرتا جن سے مؤمنین کے دلوں میں معرفتِ (امامؑ) زیادہ ہوتی اور سُننے والوں کے کانوں سے وہ کبھی نہ نکلتیں۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے سوال کیا گیا۔ اے مولا! کیا آدمی کو اپنے نفس کی خوبی ظاہر کرنا جائز ہے؟ فرمایا اضطرار اور ضرورت کے وقت جائز ہے۔ کیا تم نے حضرت یوسف علیہ السّلام کا یہ قول نہیں سُنا ہے (کہ بادشاہِ مصر سے فرمایا تھا) اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ اور عبد صالح (ہودؑ نبی) نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝

صفحہ ۶۳۱ نوٹ ۶ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ تفسیر کنز میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس جس چیز کا خدا تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا وہ اسی سے متعلق ہوتا، نہیں سے متعلق ہوتا تو، بیٹے کے ذبح کرنے سے متعلق ہوتا تو وہ سب کو بجا لائے۔ ۱۲

کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے کسی نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا (یعنی جناب ابراہیمؑ نے کیا چیز ادا کی تھی؟) فرمایا وہ چند کلمات ہیں جنہیں خلیل اللہ بہت مبالغہ کیا کرتے تھے۔ سائل نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا ہر روز صبح اور شام کو تین بار یہ کلمات کہتے تھے۔ اَصْبَحْتُ وَرَبِّيْ مَحْمُوْدٌ اَصْبَحْتُ لَآ اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَآ اَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا وَّلَآ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِيًّا (ترجمہ:۔ میں نے ایسے حال میں صبح کی ہے کہ رب میرا محمود ہے، میں نے ایسے حال میں صبح کی ہے کہ میں کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں جانتا ہوں۔ اور نہ خدائےتعالےٰ کے سوا کسی سے دعا کرتا ہوں اور نہ کسی کو خدائےتعالےٰ کے علاوہ میں اپنا کارساز بناتا ہوں۔ (اور شام کو تین باریوں فرماتے تھے۔ اَمْسَيْتُ وَرَبِّيْ مَحْمُوْدٌ اَمْسَيْتُ لَآ اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَآ اَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا وَّلَآ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِيًّا۔

ترجمہ:۔ (میں نے ایسے حال میں شام کی ہے کہ رب میرا محمود ہے۔ میں نے ایسے حال میں شام کی ہے کہ میں کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں جانتا ہوں۔ اور نہ خدائے تعالےٰ کے سوا کسی سے دعا کرتا ہوں اور نہ کسی کو خدا تعالےٰ کے علاوہ میں اپنا کارساز بناتا ہوں) پس خدا تعالےٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى

علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے قریب قریب اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔

صفحہ ۶۳۱ نوٹ ۷ وَّاَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آیا جناب ابراہیمؑ اور جناب موسیٰؑ کے صحیفوں میں جو کچھ اس کی خبر اس کو نہیں دی گئی کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کے بدلے میں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۱ نوٹ ۸ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے بارے میں پکڑا نہیں جاسکتا اسی طرح دوسرے کے عمل سے بھی ثواب نہیں پاسکتا۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ میت کے حق میں صدقہ دینا اور میت کی طرف سے حج و زیارات بجالانا میت کو نفع پہنچاتا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ میت نے اپنے پسماندوں کے دل میں یہ سبب احسان کے یا ایمان کے یا قرابت وغیرہ کے ایسی محبت ڈال دی تھی کہ انھوں نے اس کی طرف سے نیت کی اور نیابۃً یہ اعمال خیر بجالائے تو یہ فی الحقیقت میت ہی کی سعی کا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح مریض کے لیے اس کے ایام مرض میں وہ کل اعمال خیر لکھے جاتے ہیں جو وہ اپنی صحت کی حالت میں بجالاتا ہو۔ اس لیے کہ اس کی نیت میں یہ ضرور ہے کہ اگر وہ صحیح ہوتا تو یہ سب کچھ بجالاتا۔ پس ثواب کا ملنا اس کی نیت پر موقوف ہے۔ باوجودیکہ نیت کو عمل میں لانے کا مانع موجود ہے مگر وہ مانع اس کے اختیار کی بات نہیں۔ وہ خدائے غالب کے ہاتھ ہے لہٰذا یہ خدا ہی کے فضل سے متعلق ہے کہ اسکو ثواب دیتا ہے ۱۲

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۴ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے بروایت آباء واجداد کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ اَغْنٰى کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان کو اس کے طرز معیشت میں غنی کر دیا۔ (یعنی اپنی ہی طرز معیشت کو پسند کرتا ہے اور دوسروں پر ہنستا ہے) اور اَقْنٰى کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان اپنے کچھ پسند کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۵ الشِّعْرٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آسمان کا ایک ستارہ ہے جس کو قریش اور عرب کے بہت سے لوگ پوجتے تھے یہ ستارہ آخر شب میں طلوع کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۶ وَالْمُؤْتَفِكَةَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے بصرہ اس پر دلیل جناب امیر المومنینؑ کا یہ قول ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا يَا اَهْلَ الْبَصْرَةِ يَا اَهْلَ الْمُؤْتَفِكَةِ۔ اے عورت کے شکر یو! اے چوپائے کے پسر دو! جس وقت کہ وہ بلّا یا تم نے اس کی مان لی اور جب اس کے پاؤں کاٹے گئے تو تم بھاگ گئے۔ تمھارا پانی غلیظ اور کڑوا ہے اور تمھاری عقلیں بودی ہیں۔ اور نفاق کا تم پر خاتمہ ہے اور تم پر شتر نبیوں کی زبان سے لعنت کی گئی ہے جناب رسولِ خدا نے مجھ کو خبر دی تھی کہ جبرئیلؑ امین نے ان کو خبر دی کہ تمام زمین پر انھوں نے نظر ڈالی تو بصرہ کی زمین کو سطح آب سے تمام اور زمینوں کی بہ نسبت قریب تر پایا۔ اور آسمان سے سب سے زیادہ دور۔ اور بدی کے دس حصوں میں سے نو حصے اس میں ہیں اور اسی طرح مرض شدید کے بھی جو اس میں مقیم رہے گا وہ گناہ میں ہے اور جو اس سے نکل جائیگا وہ رحمت خدا میں داخل ہے۔ یہ زمین مع اپنے ساکنین کے دو مرتبہ الٹ چکی ہے۔ (یعنی غرق ہو چکی ہے) اور اللہ کے ذمہ ہے کہ تیسری مرتبہ پھر الٹ دے۔ یہ الٹنا زانۂ رجعت میں ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۷ تَتَمَارٰى ۝ لفظی معنی ہیں تم شک کرتے ہو۔ کافی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ شک کی چار صورتیں۔ ایک مریہ، دوسری ہوے، تیسری تردد، چوتھی استسلام۔

قول مترجم:۔ مریہ وہ حالت ہے کہ شک کے دونوں پہلو برابر ہوں۔ کسی طرف کو رجحان نہو۔ ھوے شک کہ وہ حالت ہے جس میں کسی ایک پہلو کی طرف رجحان یا میلان زیادہ ہو جائے۔ تردد وہ حالت ہے جس کی بابت فیصلہ دینا امکان سے باہر ہو جیسے کسی مسافر کا راستہ میں ٹھہرنا اور دس دن کے قیام کی نیت نہ کرنا خیال یہ ہونا کہ آجکل ہی میں جانا لابد ہے مگر دس دن سے بھی زیادہ گزر جانا۔ استسلام شک کے دونوں پہلوؤں کا بتدریج کم ہوتے ہوتے ایسی حالت کی طرف آنا جو یقین کے درجہ کے قریب پہنچ جائے۔

آیۂ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى میں ظاہری خطاب تو جناب رسولِ خدا ہی سے ہے مگر حقیقتاً اس حکم کا مخاطب امت کا ہر شخص ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت کے سابق والی آیتوں میں نعمتوں کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ خدا نے (آیاتِ سابقہ کے مطالب کو) نعمتوں سے تعبیر کیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عذاب کی خبر دینا نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے اور یہ نصیحت ان کے لیے نعمت ہے اور بعض آیتوں میں انبیاء اور مومنین کی طرف سے کفار سے انتقام اور بدلا لینے کا ذکر ہے یہ بھی ایک نعمت ہے اس لیے خدا تعالےٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتے ہو۔

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۸ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ جب خدا تعالےٰ نے مخلوق کو عالم ذر میں پیدا کر کے صفیں باندھ کر کھڑا کیا اور جناب رسولِ خدا کو مبعوث کیا ہے کہ ان کو دعوت دین دیں تو کچھ لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ انھوں نے انکار کیا اسی کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى جس سے مراد ہیں جناب محمد مصطفےٰؐ جو عالم ذر میں مخلوقِ خدا کو ڈرا چکے ہیں اور خدا کی طرف بلا چکے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۹ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہاں **هٰذَا الْحَدِيْثِ** سے مراد یہی روایتیں ہیں جو اوپر نوٹوں میں بیان ہوئیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم انکار کے طور پر **ان روایات کا تعجب کرتے ہو اور مذاق اڑانے کے طور پر ہنستے ہو اور اپنے قصور پر نادم ہو کر روتے نہیں اور اب تک غفلت ہی میں ہو۔** ۱۲

صفحہ ۶۳۲ نوٹ ۱: اَلشَّقَّ الْقَمَرُ ۝ تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ مشرک جمع ہو کر جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ آپ سچے ہیں تو ہمارے لیے ماہتاب کے دو ٹکڑے کر دیجئے آنحضرتؐ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو تم ایمان لے آؤ گے؟ انھوں نے اقرار کیا کہ ضرور لے آئیں گے اور یہ رات بھی چودہویں رات تھی پس آنحضرتؐ نے خدا سے دعا کی کہ میرے ہاتھ پر ان کی خواہش پوری کر دے۔ اسی وقت چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ نے آواز دیکر کہا کہ اے فلاں اور اے فلاں آؤ دیکھو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ خانۂ جناب رسولؐ میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر پس لوگوں نے کہا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ نے ہم پر جادو کیا ہے اسی وقت ایک غیر شخص نے کہا کہ اگر تم پر جادو کر دیا ہے تو سب آدمیوں پر نہیں کر دیا۔ تفسیر قمی میں بروایت جناب امام جعفر صادقؑ یہ واقعہ دوسری طرح سے مروی ہے (جسے آگے ملاحظہ کیجئے) تفسیر مجمع البیان میں اتنا اور ہے کہ خدا تعالیٰ نے قیامت کے قریب آنے کو چاند کے شق ہونے کے ساتھ ساتھ بیان کیا۔ اس لئے کہ چاند کا شق ہونا آنحضرتؐ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور آنحضرتؐ کی نبوت قیامت کے قریب ہونے کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۳ نوٹ ۴: بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے کوئی قطرہ ایسا نہیں گرا جس کا شمار نہ کیا گیا ہو یا جس کا وزن نہ معلوم ہو سوائے اس پانی کے جو زمانۂ نوحؑ میں طوفان کے دن گرا تھا۔ اُس دن پانی موسلا دھار گرا تھا جس کی تعداد اور وزن سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۳ نوٹ ۵: ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ الواح جمع لوح کی ہے جس کے معنی ہیں چوڑا تختہ۔ تفسیر قمی میں کہ الواح سے مراد ہے کشتی اور دُسُر سے مراد ہے میخیں اور ایک قول کے بموجب دُسُر ایک قسم کی گھاس تھی جس سے تختوں کو باندھکر کشتی کو مضبوط کی گئی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۳ نوٹ ۶: جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ کشتی سوار کرنا اور محفوظ رکھنا حضرت نوحؑ کی خاطر سے ان کے حقوق تسلیم کر لینے والوں کا معاوضہ تھا۔ اس لیے کہ وہ خود ایک نعمت تھے۔ جن کی ان کی امت نے قدر نہ کی۔ کیونکہ ہر نبی خدا کی طرف سے خدا کی نعمت اور اپنی امت کے حق میں خدا کی رحمت ہوتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۴: نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ قریش نے (آنحضرتؐ سے خطاب کر کے) یہ کہا تھا کہ اے محمدؐ! ہم اس لیے جمع ہوئے ہیں کہ تم کو قتل کر کے (اپنے بتوں کی توہین کا) بدلہ لیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۵: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد بدر کے دن کا واقعہ ہے جس دن ان کو شکست دی گئی تھی اور وہ قید اور قتل کیے گئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۶: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے ایک میدان ہے جس کا نام سقر ہے جس نے خدا تعالیٰ سے اپنی شدتِ حرارت کی شکایت کی تھی اور یہ سوال کیا تھا کہ ایک سانس لینے کی اجازت مل جائے۔ اجازت ملی تو اُس کے ایک سانس لینے سے سارا جہنم بھڑک اٹھا۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۷: اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرقۂ قدریہ اس امت کا مجوسی ہے انھوں نے چاہا تو یہ تھا کہ خدائے تعالیٰ کا وصف اس کے عدل کے ساتھ بیان کریں مگر (اپنی حماقت سے) انھوں نے خدا تعالیٰ کو اس کے اختیارات ہی سے خارج کر دیا۔ اور یہ آیتیں يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ سے خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ تک انھیں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرقۂ قدریہ کیلئے مجھے کتاب خدا میں ایک نام ملا خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ..... تا ..... خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ (یہ سب آیتیں فرقۂ قدریہ کے بارے میں ہیں) اور مجرمین وہی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۲: اس پر عرض کیا گیا کہ شمس و قمر عذاب دیے جاتے ہیں؟ فرمایا جب تم نے ایک بات پوچھی ہے تو اچھی طرح سمجھ بھی لو یہ شمس و قمر تو یقیناً خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اس کے حکم کی اطاعت میں برابر چل رہے ہیں۔ ان دونوں کی روشنی نورِ عرش سے ہے اور ان کی گرمی آتشِ جہنم سے پس جب قیامت ہو چکے گی تو ان کا نور توڑ کر عرش کی طرف چلا جائے گا۔ اور حرارت جہنم میں۔ پس یہ شمس و قمر تو باقی نہ رہیں گے (اور الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ جملۂ اسمیہ ہے جس میں دوام پایا جاتا ہے) پس سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے انھیں دونوں ملعونوں کو مراد لیا ہے۔ آیا عوام الناس یہ روایت نہیں کرتے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ شمس و قمر دونوں جہنم میں ہوں گے؟ راوی نے عرض کی ضرور کرتے ہیں۔ فرمایا آیا تم نے عوام الناس کا یہ قول بھی سُنا ہے کہ فلاں اور فلاں دونوں اس امت کے سورج اور اس کے نور ہیں؟ عرض کی سُنا ہے۔ فرمایا پس وہی دونوں جہنم میں ہیں۔ واللہ آنحضرتؐ نے سوائے ان دونوں کے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے۔ عرض کیا گیا وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اَلنَّجْمُ جناب رسولِ خدا ہیں جن کا یہ نام خدا تعالیٰ نے اور موقعوں پر بھی دیا ہے جیسے کہ فرمایا وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (صفحہ ۳۲۱ نوٹ ۱۰) اور فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ (دیکھو صفحہ ۶۲۹ سطر ۱) اور شجر سے مراد جناب امیرالمومنینؑ اور دیگر ائمہ معصومینؑ ہیں۔ اور يَسْجُدٰنِ کا یہ مطلب ہے کہ وہ عبادت میں ہیں۔ عرض کیا گیا وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اَلسَّمَآءَ سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رفعت دی اور اپنی حضور میں بلا لیا۔ اور اَلْمِيْزَانَ سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں جن کو اپنی مخلوق کیلئے قائم کر دیا۔ عرض کیا گیا۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ سے کیا مراد ہے فرمایا یہ کہ امامؑ کی نافرمانی نہ کرو۔ عرض کیا گیا وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ ۝ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ مطلب ہے کہ عدل کے ساتھ امامؑ کی اطاعت کے لیے چلے جاؤ۔ عرض کیا گیا۔ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ کہ امامؑ کا حق نہ مارو اور نہ امامؑ پر ظلم کرو۔ عرض کیا گیا وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ہاں یہی زمین مراد ہے جس کو خدا تعالیٰ نے کُل آدمیوں کے لیے بنا دیا ہے۔ عرض کیا گیا فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ درخت خرما کا پھل پہلے اپنے خول کے اندر بڑھتا ہے۔ پھر باہر نکلتا ہے۔

مراد کیا گیا وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا حَبّ سے مراد ہے گیہوں، جَو اور دوسرے غلّے اور الْعَصْفِ سے مراد ہے بھوسا اور خشک پتّے اور ریحان وہ کونپلیں ہیں جنھیں انسان کھاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۳ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں ظاہر اخطاب جن وانس ہے اور باطناً فلاں اور فلاں سے۔ اور جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم دونوں ہماری ان دونوں نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرتے ہو۔ آیا محمدؐ کا یا علیؑ کا۔ اور کافی میں یوں آیا ہے کہ۔ آیا نبیؐ کا انکار کرتے ہو یا وصیؑ کا۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس صورت میں چونکہ یہ آیت بار بار آئی ہے پس اصطلاحی مفسرین نے ہر ہر موقع پر لفظ اٰلَآءِ کے نئے نئے معنی تراشے ہیں خصوصاً جن نعمتوں کا ذکر اس آیت سے پہلے ہوا اسی سے استنباط کیا ہے اور ہمارے نزدیک جو معنی حدیث میں آچکے ہیں وہ کافی و وافی ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ یہ آیت بار بار کیوں آئی ہے؟ اس کا ذکر سورۂ قمر میں ہو چکا ہے (دیکھو صفحہ ۶۳۵ نوٹ ۲)۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۴ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ ؛ (الْجَآنَّ کی تفسیر کے متعلق دیکھو صفحہ ۶۱۴ نوٹ نمبر ۶) تفسیر صافی میں ہے کہ مَارِجٍ کے معنی ہیں تڑپتا ہوا اور جب مِنْ نَّارٍ کے ساتھ اس کا ذکر کیا تو اس کے معنی ہوئے "ایسا شعلہ جس میں دھواں نہ ہو"۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۵ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ جاڑے کا مشرق علیحدہ ہے اور گرمی کا مشرق علیحدہ آیاتم کو سورج کے قرب وبُعد سے اس کی تمیز نہیں ہوتی۔ ۱۲

پھر فرمایا کہ خدا یتعالےٰ کا یہ قول ہے رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ خداوند عالم نے آفتاب کے لیے تین سو ساٹھ برج قرار دیے ہیں کہ ہر روز آفتاب ایک بُرج سے طلوع کرتا ہے اور دوسرے میں غروب پھر اس کی طرف سال آیندہ سے اسی دن سے پہلے لوٹ کر نہیں آتا۔

قمی علیہ الرحمہ نے مشرق ومغرب کی تفسیر جو ہم نے لکھی ہے بیان کرنے کے بعد جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ بھی روایت کی ہے کہ مشرقین سے جناب رسولِ خداؐ اور جناب امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہما مراد ہیں اور مغربین سے حسن وحسین علیہما السّلام اور ان دونوں کی مثالیں بہت سی ہیں۔

صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۶ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ .... تا .... اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ دو عمیق بحر ہیں کہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے دوسرے رفیق پر زیادتی نہیں کرتا اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حضرات امام حسنؑ وامام حسینؑ ہیں۔ ۱۲

قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے جدّ بزرگوار کے جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے يَخْرُجُ مِنْهُمَا کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان دونوں سے آسمان کا اور سمندر کا پانی مراد ہے جس وقت مینہ برستا ہے تو دریا میں سیپیاں اپنا منہ کھول دیتی ہیں ان میں مینہ کی بوندیاں گرتی ہیں چھوٹی بوند سے چھوٹا موتی اور بڑی بوند سے بڑا موتی صدف میں پیدا ہو جاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت سلمانؓ فارسی۔ سعیدؓ بن جبیر اور سفیان ثوری سے منقول ہے کہ بحرین سے حضرت علیؑ بن ابیطالب اور جناب فاطمہ زہرا علیہما السّلام اور برزخ سے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لولو و مرجان سے حسنین علیہما السّلام مراد ہیں۔

حضرت ابوذرؓ غفاری آیۂ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بحرین (دو دریا) علیؑ و فاطمہؑ ہیں جن سے لولو اور مرجان یعنی حسنؑ وحسینؑ علیہما السّلام پیدا ہوئے۔ ان چاروں بزرگوار کا مثل کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ مومن ہی ان سے محبت رکھے گا۔ کافر ہی ان سے عداوت کرے گا۔ تم لوگ (ان اہلبیتِ رسالت کی بیعت کا اعتقاد رکھو اور محبتِ اہلبیت کی وجہ سے مومن بنو۔ اور ان سے دشمنی کر کے کافر نہ ہو جاؤ۔ ورنہ (اوندھے مُنہ) دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب سیدہؑ صلوات اللہ علیہا اپنی بھوک اور بے لباسی کی وجہ سے آبدیدہ ہوئیں تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ! اپنے شوہر کے ساتھ قناعت مدّ نظر رکھو۔ خدا کی قسم تمھارے شوہر دنیا میں بھی سردار ہیں اور آخرت میں بھی اور دونوں جہان میں سب سے زیادہ صالح ہیں۔ پس خداوند عالم نے آیۂ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ نازل فرمائی۔ یعنی خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے دو دریا بھیجے ہیں یعنی بحرِ علم جناب علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام ہیں اور بحرِ نبوت جنابِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا یہ دونوں باہم ملے جلے رہیں گے اور میں نے ان دونوں میں وصل قرار دیا ہے پھر خدا نے فرمایا بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ یعنی ان دونوں کے مابین جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برزخ اور مانع جو علیؑ بن ابیطالب کو دنیا نہ ملنے کی وجہ سے رنجیدہ ہونے کو منع کرتے ہیں اور فاطمہؑ کو اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ اپنے شوہر سے معاملۂ دنیاوی میں کوئی جھگڑا کریں۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ اے گروہِ انسان وجنات تم کس لیے ولایت جنابِ امیر المومنین علیہ السّلام اور محبت جنابِ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی تکذیب کرتے ہو اللُّؤْلُؤُ سے جناب امام حسن علیہ السّلام اور الْمَرْجَانُ سے جناب امام حسین علیہ السّلام مراد ہیں کیونکہ لولو بڑا ہوتا ہے اور مرجان چھوٹا۔ علیؑ و فاطمہ علیہما السّلام کا دو دریا ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے اس لیے کہ ان دونوں کے فضائل بڑے وسیع ہیں اور خیر بکثرت ان دونوں سے ظاہر ہوئی ہے اور بحر کو اس کی وسعت کی وجہ سے بحر کہتے ہیں۔ جنابِ رسولِ خدا کی ایک گھوڑی خوب دوڑی تو آنحضرتؐ نے فرمایا وَجَدْنَاهُ بَحْرًا یعنی میں نے اس کو (دوڑ بھاگ میں) بحر (سمندر) پایا۔

صفحہ ۶۳۶ نوٹ ۷ كَالْاَعْلَامِ ۝ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اَعْلَام جمع عَلَم ہے جس کے معنی ہیں طویل پہاڑ۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۳ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ ؛ جناب امیر المومنینؑ کے ایک خطبہ میں جو کافی میں روایت کیا گیا ہے نیز تفسیر قمی میں ہے کہ اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ جلاتا ہے، مارتا ہے، روزی دیتا ہے، بڑھاتا ہے گھٹاتا ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خداؐ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا یتعالےٰ کی یہ شان ہے کہ کسی گناہ کو بخش دے، کسی مصیبت کو دور کر دے، کسی قوم کو بڑھا دے، اور کسی کو گرا دے ایک قول کے بموجب یہودیوں کے اس قول کا رد ہے کہ وہ کہتے تھے کہ سبت کے دن خدا یتعالےٰ کوئی معاملہ طے نہیں فرماتا۔ یا یہ کہتے تھے کہ جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا (اب کچھ نہیں کرتا)۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۴ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی ایک قراءت سَنَفْرُغُ لَكُمْ بھی آئی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ قیامت کے دن تمہارا حساب لینے کے لیے اور تمہیں جزا و سزا دینے کیلئے ہم بالکل خالی ہو جائیں گے۔ (جس کا مقصود سمجھنے کیلئے ضمیمہ میں ملاحظہ کیجئے)۔ اس صورت میں الثَّقَلٰنِ سے (عام) مراد جن و انس ہیں اور تفسیر قمی میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ الثَّقَلٰنِ سے ہم اور خدا کی کتاب مراد ہیں۔ اس کی دلیل جناب رسولِ خداؐ کی یہ حدیث ہے۔ اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۵ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ الخ ۝ مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ اپنے کل بندوں کو ایک بلند ٹیلے پر جمع فرمائے گا۔ اور یہ اس طرح ہوگا کہ آسمان اوّل کو حکم ہوگا کہ تجھ میں جو جو ہوں اُن سب کو اتار دے تو زمین میں جتنے جن و انس و فرشتے ہیں ان سب کی تعداد سے دو چند آسمان اوّل اپنے باشندوں کو اتارے گا اور یہی سلسلہ رہے گا یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے باشندے اُتر آئیں گے اس طرح کل جن و انس فرشتوں کے سات حلقوں میں مخصوص ہو جائیں گے اس وقت ایک منادی ندا دیگا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ پس وہ نظر اٹھا کر دیکھیں گے تو اپنے آپ کو فرشتوں کے سات حلقوں میں گھرا ہوا پائیں گے تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔ اور اس مضمون کی طرف سورۂ بقرہ میں بھی اشارہ ہو چکا ہے (دیکھو صفحہ ۳۸ سطر ۳)۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۶ كَالدِّهَانِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب الدِّهَانِ کا یہ مطلب ہے کہ جب کسی سیال چیز کو بلندی سے ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں یا الٹ پلٹ کرتے ہیں تو اس کے مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں اور ایک قول کے بموجب مطلب یہ ہے کہ پگھل کر تیل کے مانند ہو جائے گا اور ایک قول کے بموجب الدِّهَانِ کے معنی ہیں سُرخ نری۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۷ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تم (شیعوں) سے متعلق ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص جناب امیر المومنینؑ سے تولّا رکھے اور ان کے دشمنوں سے تبرّا۔ اور اللہ پر ایمان لائے اور اُس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام سمجھے، پھر گناہوں کا مرتکب ہو اور دنیا میں توبہ نہ کرے تو خدا تعالیٰ اُس کو ان گناہوں کے عوض عالمِ برزخ میں عذاب دے گا مگر قیامت کے دن (اپنی تبرّی) وہ اس طرح نکلے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ جس سے متعلق اس سے اُس دن باز پرس کی جائے۔ بشارات الشیعہ میں ہے میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضاؑ کو یہ فرماتے سُنا کہ تم میں سے دو بھی جہنّم میں نہ دکھائی دیں گے۔ نہیں واللہ بلکہ ایک بھی نہیں۔ میں نے عرض کی کہ یہ بات کتابِ خدا میں بھی کہیں ہے؟ پس حضرتؑ نے ایک سال تک جواب نہ دیا میسرہ کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد ایک دن میں حضرتؑ کے ساتھ طواف میں تھا کہ یکایک فرمایا اے میسرہ مجھے تیرے فلاں سوال کے جواب دینے کی اجازت آج ملی ہے۔ میں نے عرض کی اچھا حضورؑ وہ مقام قرآن مجید میں کہاں ہے؟ فرمایا سورۂ الرَّحْمٰن میں ہے اور وہ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ مِنْكُمْ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ میں نے عرض کی اس جگہ مِنْكُمْ تو نہیں ہے فرمایا پہلی آیت میں ابن ارطاۃ (عثمان بن عفان) نے تغییر کیا ہے۔ اور یہ خود اس پر اور اُس کے سارے ہوا خواہوں پر حجّت ہے۔ اس لیے کہ اگر اس میں مِنْكُمْ نہ ہو تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ عذاب خدا تمام مخلوق خدا سے ساقط ہو گیا۔ یعنی اس صورت میں ظاہری آیت کے معنوں کے بموجب اس دن نہ کسی انسان سے اُس کے گناہوں کی بابت باز پُرس ہوگی اور نہ کسی جن سے۔ جب باز پُرس ہی نہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کسی کو عذاب بھی نہ دے گا۔ ۱۲

قولِ مترجم ۱۔ قیامت کا برپا ہونا۔ نامۂ اعمال کا ایک ایک متنفّس کو دیا جانا۔ میزان قائم ہونا۔ حساب و کتاب سب کا ہونا۔ مسلمانوں کے کل فرقوں کے نزدیک برحق ہے۔ اب اگر حسبِ تصریح جنابِ امام رضا علیہ السّلام اس آیت میں مِنْكُمْ نہیں تھا تو خدا کے قول سے یہ سب اعتقادات باطل ہو گئے۔ جزا رہی نہ سزا۔ مِنْكُمْ کی قید کے ساتھ اُس فرقہ کے ساتھ خاص رعایت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہلبیتِ جنابِ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کے دامن سے وابستہ جانتا ہے۔ یہ رعایت کیوں ہے؟ یہ اسلئے ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہانکے پکارے ڈنکے کی چوٹ پر ساری امت کو سُنا گئے کہ میری امت کے میرے بعد بہت جلد تہتر فرقے ٹکڑے ہو جائیں گے جن میں سے جنت میں صرف ایک ہی جائے گا۔ باقی سب دوزخ میں۔ یہ حدیث بھی ہر فرقہ کے نزدیک مقبول ہے۔ اور ہر ایک اس کا مدعی ہے کہ جنت کے ٹھیکیدار ہم ہی ہیں۔ مگر بہتر اور ایک میں کوئی مابہ الامتیاز ضرور ہے تو وہ یہی ہے کہ بہتّر اہلبیتؑ سے روگردان ہیں اور یہ ان کا طرفدار ہے وہ ایک فرقہ اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے اور باقی اس نام سے بیزار نظر آتے ہیں۔ ہم نے جب قرآن مجید کو غور سے دیکھا تو اسی ایک فرقہ کا نام قرآن مجید سے ملتا ہے۔ کسی دوسرے فرقہ کا نام قرآن مجید سے ثابت نہیں ہے اور چونکہ قیامت میں پہنچکر کل فرقے دو ہی رہ جائیں گے اور سب تفریقیں مٹا دی جائیں گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَرِيْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِی السَّعِيْرِ نیز فرماتا ہے فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۲۴۳ سطر ۷) اب سورۂ قصص میں جناب موسیٰ علیہ السّلام کے قصّے میں جن سے نبیٔ آخر الزماں کو تشبیہ دی گئی ہے صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۝ جس سے صاف ثابت ہے کہ جنابِ موسیٰ علیہ السّلام کی امت میں دو طرح کے آدمی تھے۔ ایک ان کے شیعہ ایک اُن کے دشمن۔ لامحالہ تکمیلِ تشبیہ کے لیے جنابِ رسولِ خدا کی امّت میں بھی دو ہی طرح کے آدمی ہوں گے ایک آنحضرتؐ کے اور اُن کے اہلبیتؑ کے شیعہ اور دوسرے اُن حضراتؑ کے دشمن۔ آنحضرتؐ نے اپنے شیعوں کو جنابِ علیؑ مرتضیٰ کا شیعہ قرار دیا ہے۔ یہ امر خود حضرات اہلِ سنت کی احادیث کی متعدد کتابوں سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ نے یہ ارشاد فرمایا يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ اسی حدیث کو اس درجہ کا مستند سمجھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی باوجود مخالفت کُلّی کے تحفۂ اثنا عشریہ میں رقمطراز ہیں کہ "شیعۂ اُولے مائیم" یعنی پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ آگے جو کچھ لکھتے ہیں اس کا ماحصل یہ ہے کہ چونکہ یہ لقب غلاۃ و روافض نے اختیار کر لیا اس سے ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور اپنے آپ کا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔ خیر یہ شاہ صاحب کو اختیار ہے کہ خدا و رسولؐ کے مقرر کیے ہوئے نام سے بیزاری کریں اور معاویہ اور یزید کے مقرر کیے ہوئے نام کو اختیار کریں جس کا صلہ وہی دونوں حضرات ان اختیار کرنے والوں کو دیں گے۔ مگر یہ کھلی بات ہے کہ کسی حدیث

میں نہیں آیا۔ یَا اَبَا بَکْرٍ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یَا عُمَرُ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یَا عُثْمَانُ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یَا مُعَاوِیَةُ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یَا عَائِشَةُ اَنْتِ وَشِیْعَتُکِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یا اسی طرح کسی اور زوجۂ نبی کا نام ہوتا یا اصحاب میں کسی اور کا ہوتا۔ خصوصاً جن کو عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے ان میں سے جناب امیر علیہ السّلام کے علاوہ نوٹ ہے۔ تین کا تو اوپر ذکر آچکا۔ باقی کے چھ میں سے کسی کے متعلق ایسی حدیث کوئی دکھادے اور چونکہ ایسا نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ شیعہ فقط علیؑ کے ہوں گے۔ اور جو علیؑ کے شیعہ ہوں گے وہی جناب رسولؐ خدا کے شیعہ اور وہی کُل اہلبیتؑ اطہار کے شیعہ اور چونکہ علیؑ کے شیعہ ہونے کے سبب شیاطین کے دوستوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی مصیبتیں اور قسم قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں محض اپنے ایمان کی خاطر زندگانی دنیا میں برداشت کرتے رہیں گے۔ اس لیے ان کا یہ صلہ ہونا لازم تھا کہ قیامت کے دن ہر طرح کی بازپرس سے بری کر دیے جائیں اور دوسروں کو نوٹس دیدیا جائے۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور ان کے گروگھنٹالوں سے اسی طرح بدلہ لیا جائے جس طرح کہ فرما چکا ہے۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ مگر چونکہ عدالتِ خدا باطل نہیں ہوسکتی وہ مقتضائے رحمت تھا اور یہ مقتضائے عدالت ہے کہ شیعیانِ جناب امیرالمومنینؑ سے گناہ سرزد ہوں تو کچھ تو دنیا میں وہ ان کے معاوضہ میں بیماریاں۔ اولاد کی نافرمانی۔ دشمنانِ خدا و رسولؐ و اہلبیتؑ کے ہاتھوں مصائب و تکلیف و ایذا۔ کچھ قرض و پریشانی و بے روزگاری و افلاس وغیرہ کی مشقتیں برداشت کریں۔ اگر اس سے بھی بچ رہیں تو جانکنی کی سختی سہیں۔ اُس سے بھی بچ رہیں تو عالم برزخ میں جتنے گناہ ہوں اتنی مدت بھگتان بھگت کر قیامت کے دن بوجہ تعلق اہلبیتؑ علیہم السّلام خدا کی حضور میں سرخرو ہی حاضر ہوں اور اس آیت کے مصداق ٹھہریں فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝

صفحہ ۶۳۷ نوٹ ۸ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ۝ البصائر میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق نے اپنے کسی بھائی سے دریافت فرمایا کہ عوام الناس اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گنہگاروں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیگا اور اُن کے بارے میں گرفتاری کا حکم دیگا تو ان کو ایڑی چوٹی سے پکڑ کر جہنم میں ڈالدیں گے۔ فرمایا خدا تعالیٰ جس نے خود ان کو بنایا اور پیدا کیا ہے وہ کسی علامت کا محتاج کیونکر ہوسکتا ہے؟ صحابی نے عرض کی پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قائم آلِ محمدؐ ظہور کریں گے یہ شناخت خدا تعالےٰ ان کو عطا فرمائے گا کہ کافروں کو پہچان پہچان کر ان کے بارے میں حکم دیں گے کہ ان کے سر اور پاؤں پکڑ کر تلواروں سے ٹکڑے اڑا دیے جائیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۶ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ زیادہ واقف ہے۔ فرمایا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ جس کو ہم نے توحید کی نعمت عطا فرمائی ہے اس کی جزا جنت کے سوا اور کیا ہوگی؟ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس آیت کا حکم کافر و مومن، بر و نیک، سب کے بارے میں یکساں جاری ہے، یعنی جس کے ساتھ نیکی کی جائے اُسے لازم ہے وہ بھی بدلے میں نیکی کرے۔ اور یہ کوئی معاوضہ نہیں ہوا کہ جتنا تمہارے ساتھ کیا جائے اتنا ہی کرو اس لیے کہ اگر تم نے اتنا ہی کیا تو اول نیکی کرنے کی فضیلت تو اس کے لیے رہی۔

قولِ مترجم: ۔ ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیوں کہ جناب رسولؐ خدا نے باطنی معنی بیان فرمائے ہیں اور جناب امام جعفرؑ صادق نے ظاہری۔ اور توحید کا جو ذکر ہے تو محض توحید کا قائل ہونا بلا شرط و شروط تمام مسلمانوں کے نزدیک بیکار ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۷ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ دو جنتیں چاندی کی ہیں کہ ان کی عمارتیں اور جو سامان اُن میں ہے سب چاندی کا ہے۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کی عمارتیں اور جو سامان اُن میں ہے وہ سب سونے ہی کا ہے۔ اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ تم ہرگز یہ نہ کہو کہ جنت ایک ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور نہ یہ کہو کہ درجہ ایک ہے اسلیے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (دیکھو صفحہ ۷۹، اسطرہ ۵)۔ بے شک لوگ اپنے اعمال کے بموجب درجے پائیں گے۔ یہ بھی روایت میں وارد ہے کہ کسی نے اُن حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ جب ہم کہتے ہیں کہ کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے تو عوام الناس سے یہ سُن کر تعجب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بھلا وہ کبھی جنت میں اولیاء اللہ کے ساتھ ہوگئے۔ (گویا اولیاء اللہ کا امتیاز ہی کیا رہا)۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ یعنی ان دونوں جنتوں کے نیچے دو جنتیں اور ہوں گی۔ واللہ۔ وہ لوگ جو جہنم میں سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے وہ لوگ اولیاء اللہ کے ساتھ ہرگز نہ ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۸ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ تفسیر قمی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مکّے اور مدینے کے مابین جتنا فاصلہ ہے وہ سب دَر غنان خرما سے بھر جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۸ نوٹ ۹ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ نخل و رُمّان (کھجور و انار) کے لفظوں کو لفظ فاکِھَة (میوہ) کے ساتھ معطوف کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان دونوں میووں کی فضیلت کا اظہار ہوجائے کہ خرما میوہ کا میوہ ہے اور غذا کی غذا۔ اور انار میوہ بھی ہے اور دوا بھی ہے۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ میوہ کی ایک سو بیس قسمیں ہیں جس کا سردار انار ہے اور انہی حضرتؑ سے یہ بھی مروی ہے کہ جنت کے میووں میں سے پانچ دنیا میں ہیں۔ انارِ المیسی، سیبِ سیستانی، نارنجِ یَرقی، انگورِ رازقی، خرمائے مشّان۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۲ ۔ آنحضرتؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شب مجھے معراج میں لے گئے تو میرا گزر ایک نہر کی جانب سے ہوا جس کے دونوں کناروں پر مرجان کے قبّے تھے۔ ان میں سے مجھے آواز آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے عرض کی یہ حورانِ عین میں سے ہیں۔ انھوں نے پروردگارِ عالم سے اجازت مانگی تھی کہ وہ حضورؐ کو سلام کرلیں چنانچہ اجازت مل گئی اس کے بعد اُن حوروں نے عرض کی کہ ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں کہ کبھی نہ مریں گی۔ اور ہم نرم و نازک ہیں۔ ہماری اس حالت میں کبھی فرق نہ آئے گا۔ اور ہم نیک بندوں کی ازواج ہیں اور ہمارے ہی بارے میں خدا نے فرمایا ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۝۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۳ عَنْبَقَرِیٌّ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس میں یا تو نسبت کی ہے اور عَنْبَقِ بیچ کے معنی ہوئے عبقر کا۔ اور عبقر عربیوں کے خیال کے بموجب جنات کے ایک شہر کا نام ہے جس کی طرف ہر عجیب چیز کو نسبت دیا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۴ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ جلالِ خدا اور کرامتِ خدا ہم ہیں اس لیے کہ اُس نے بندوں کا ہماری اطاعت اور ہماری محبت کے باعث اکرام فرمایا ہے۔ کافی میں حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے سورۂ الرحمٰن آدمیوں کے سامنے پڑھا تو وہ سب چپ رہے اور کچھ نہ کہا پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جن تمہاری بہ نسبت جواب دینے میں زیادہ اچھے ہیں اس لیے کہ جب میں نے ان کے سامنے آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ پڑھی تو انھوں نے فوراً جواب میں کہا۔ لَا بِشَیْءٍ مِّنْ اٰلَآءِ رَبِّنَا نُکَذِّبُ (ہم اپنے پروردگار کی نعمتوں میں سے کسی کو نہیں جھٹلاتے)۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۵ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ ۝ ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے لفظی معنی ہیں جب قیامت واقع ہو جائے اس کا نام وَاقِعَۃٌ اس لیے رکھا گیا کہ اس کا برپا ہونا یقینی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۶ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۝ ۔ الخصال میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو وہ خافضہ بھی ہوگی یعنی دشمنانِ خدا کو جہنم میں پہنچا دے گی اور رافعہ بھی ہوگی یعنی دوستانِ خدا کو جنت میں پہنچا دے گی۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۷ وَکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً ۝ ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا یتعالےٰ نے کل آدمی تین قسم کے پیدا کیے ہیں اور یہ بات خدا یتعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے جو وَکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً سے فِیْ جَنّٰتِ نَعِیْمٍ ۝ تک ہے پس سابقین تو خدا کے رسولؐ اور اس کے خاص خاص بندے ہیں جن میں اُس نے پانچ روحیں قرار دی ہیں (۱) روح القدس سے ان کی تائید فرمائی ہے جس سے وہ کل چیزوں کو پہچان لیتے ہیں (۲) روح ایمان سے جس سے وہ خدا یتعالیٰ سے ڈرتے ہیں (۳) روح قوت سے جس سے وہ خدا یتعالیٰ کی اطاعت کرنے پر قادر ہیں۔ (۴) روح شہوت سے جس سے وہ خدا یتعالیٰ کی اطاعت کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے نفرت (۵) روح حرکت اُن میں قرار دی ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ اور مومنین یعنی اصحابِ میمنہ میں چار روحیں قرار دی ہیں (۱) روح ایمان جس سے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں (۲) روح قوت جس کے ذریعہ سے ان کی اطاعت خدا کی بجا آوری کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ (۳) روح شہوت جس سے ان کے دل میں اطاعتِ خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے (۴) روح حرکت جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۳۹ نوٹ ۸ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ ۔ امالی میں ہے کہ جناب رسولِ خداؐ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ امین نے مجھ سے کہا کہ علیؑ اور اُن کے شیعہ وہی سابقون ہیں۔ یعنی جنت کی طرف سبقت کرنے والے اور وہی مقربون ہیں یعنی بارگاہِ خداوندی میں اعزاز خاص کے سبب تقربِ خاص رکھنے والے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ میرے والدِ ماجد نے کچھ شیعوں سے فرمایا کہ تم اللہ کے شیعہ ہو اور تم اللہ کے مددگار ہو اور تم دنیا میں بھی سبقت کرنے والے ہو۔ اور آخرت میں بھی سبقت کرنے والے ہو۔ یعنی دنیا میں تو ہماری ولایت کی طرف سبقت کرنے والے ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہو۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سابقون چار ہیں اول فرزند آدمؑ علیہ السّلام جو شہید ہوا۔ دوسرے امتِ موسیٰؑ میں سبقت کرنے والا وہ مومنِ آلِ فرعون ہے۔ تیسرے امتِ عیسیٰؑ میں سبقت کرنے والا وہ حبیب النجار ہے۔ چوتھے امتِ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سبقت کرنے والے وہ جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۵ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ ۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث وارد ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہوگا کہ ایک سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلا جائیگا مگر اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس سے مراد ہیں اوقاتِ جنت اور جنت میں وقت موسم گرما کے مانند ہوگا جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ کافی میں بروایت جناب امام محمد باقرؑ جناب رسولِ خداؐ سے ایک حدیث اہل جنت کی تعریف میں وارد ہے۔ از آنجملہ یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے باغوں کے پھیلے ہوئے سایہ میں مزہ اڑاتے ہوں گے اور وقت ان کا ایسا ہوگا جیسا طلوعِ صبح سے طلوعِ آفتاب تک ہوتا ہے مگر خوبی اور خوشبو میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۶ وَفَاکِهَةٍ کَثِیْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝ ۔ تفسیر قمی میں جناب رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ جب میں جنت میں پہنچا تو درخت طوبیٰ کو دیکھا کہ اس کی جڑ علیؑ مرتضیٰ کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی محل اور مقام ایسا نہیں ہے جہاں اس کی شاخیں نہ پہنچی ہوں ہر شاخ کے پھننگ پر چھوٹی چھوٹی صندوقچیاں ہیں جن میں سندس و استبرق کے حُلّے بھرے ہوئے ہیں۔ ہر بندۂ مومن کو دس دس لاکھ صندوقچیاں ملیں گی کہ ہر ہر صندوقچی میں سو سو حُلّے ہوں گے۔ ایک حُلّہ دوسرے سے مشابہ نہ ہوگا۔ یعنی ان کے رنگ بھی مختلف ہوں گے اور ان کی صنعتیں بھی۔ یہ اُس جنت کے رہنے والوں کے کپڑے ہوں گے جسکے وسط میں ظلِّ ممدود ہے۔ ۱۲

تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ اہل جنت نوجوان بغیر داڑھی مونچھ امرد ہوں گے آنکھوں میں اُن کی سُرمہ۔ سروں پر ان کی تاج۔ گردنوں میں اُن کی گلوبند۔ اور وہ سب کے سب خوش اور مسرور نعمتوں میں بسر کرنے والے ہوں گے۔ عیش و عشرت میں مشغول۔ گرامی قدر ہوں گے۔ ایک ایک کو سو سو آدمیوں کے برابر کھانے اور پینے کی طاقت اور شہوت اور اجماع کی قوت دی جائے گی۔ ہر شخص ہر غذا کی لذت۔ ہر لباس کا مزہ چالیس برس تک پائے گا۔ اور خدائے عزّوجلّ چہروں میں اُنکے نور عطا فرمائے گا۔ اور بدنوں پر اُن کے سفید ریشمی کپڑے۔ سبز رنگ کے جوڑے۔ زرد رنگ کے زیور پہنائے گا۔ اہلِ جنت ہمیشہ زندہ رہیں گے کبھی نہ مریں گے۔ ہمیشہ جاگتے رہیں گے کبھی ان کو نیند نہ آئے گی۔ ہمیشہ غنی رہیں گے۔ کبھی مفلس نہ ہوں گے۔ ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے کبھی رنجیدہ نہ ہوں گے ہمیشہ ہنسی خوشی میں بسر کریں گے کبھی نہ روئیں گے۔ ہمیشہ معزز رہیں گے کبھی انھیں ذلت نہ ہوگی۔ ہمیشہ شادان و فرحاں رہیں گے۔ ہمیشہ کھائیں گے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔ ہمیشہ سیراب رہیں گے کبھی پیاسے نہ ہوں گے۔ ہمیشہ لباس سے آراستہ رہیں گے۔ کبھی برہنہ نہ ہوں گے۔ سوار ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات کو جایا کریں گے۔ ہمیشہ زندہ رہنے والے لڑکے کہ

ہاتھوں میں اُن کے چاندی کے لوٹے۔ سونے کے برتن ہوں گے اُن کے سلام کیلئے حاضر ہوا کریں گے۔ وہ سونے کے جڑاؤ تختوں پر تکیے لگائے ہوں گے رحمتِ خدا کیطرف نظر کرتے ہوں گے۔ خدا کی جانب سے اُن کے پاس تحیّہ اور اسلام کے ہدیے آتے رہیں گے۔ ہم اس کی درگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رحمت سے جنت عطا فرمائے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جنت کی زمین اور اس کے پتھر چاندی کے ہوں گے۔ مٹی اُس کی ورس[1] اور زعفران کی ہوگی۔ جھاڑو اس کی مشک کی ہوگی۔ سنگریزے اس کے موتی کے اور یاقوت کے ہوں گے۔ جنّت کے تخت موتی اور یاقوت سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ: ان تختوں میں یاقوت اور موتی ٹکے ہوئے ہیں۔ اور یاقوت اور موتیوں کی جھالر والے پردے اُن پر پڑے ہوئے ہیں۔ جو پردوں سے زیادہ ہلکے اور ریشم سے زیادہ نرم ہیں اور تختوں پر فرشتوں کے غرفے (اونچے مکان) اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں جو دنیاوی مکانوں سے ساٹھ درجے بلند ہیں قولِ باری تعالےٰ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ کا یہی مطلب ہے۔ اور قولِ خدا عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ میں اَرَآئِک سے وہ تخت مراد ہیں جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جنّت کی نہریں بغیر گھدے جاری ہیں پانی ان کا برف سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ رقیق ہے۔ مٹی اُن کی مشک اذفر سے سنگریزے اُن کے موتی اور یاقوت ہیں۔ ایک ایک ولی خدا کی جس طرف خواہش ہوگی اُس طرف وہ بہنے لگیں گی۔ اور باغات کو اس حد تک بڑھائیں گی کہ اگر وہ دنیا کے تمام آدمیوں اور جنوں کو مہمان کرلے تب بھی اُن کے لیے کھانا پینا کپڑے زیور اس قدر مہیّا ہے کہ ذرا بھی کمی محسوس نہ ہوگی۔ جنّت میں خرمے کے درختوں کی یہ صفت ہے کہ تنے اُن کے گُندن کے ہیں اور شاخوں کی جڑیں زبرجد سبز کی اور سرے سفید موتی ہیں اور چھتری اس کی سبز خُلّوں کی ہے اُس کے پھل چاندی سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں۔ مسکہ سے زیادہ نرم ہیں جن میں گٹھلیوں کا پتہ نہیں۔ خوشوں کا طول جس میں پھل اوپر سے نیچے تک تہ بہ تہ لگے ہوتے ہیں بارہ بارہ ہاتھ کا ہوگا۔ جتنے خُرمے توڑ لیے جائیں گے فوراً ہی خدا تعالےٰ ان کی جگہ دوسرے پیدا کردیگا۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ۔ کھجوروں کے درخت کے پھل تو ڈول کے برابر ہوں گے۔ اور کیلے اور انار بڑے بڑے چرسوں کی برابر اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی اور کشتیاں موتی کی ہوں گی۔

جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہیدانِ راہِ خدا میں سے ادنیٰ درجہ کے شہید کا جنّت میں یہ مرتبہ ہوگا کہ اس کی زوجیت میں بارہ ہزار حوریں اور چار ہزار کنواریاں اور بارہ ہزار شوہر دیدہ عورتیں ہوں گی۔ اس کی ہر ہر زوجہ کے ستر ستر ہزار خدمتگار ہوں گے مگر حوروں کے لیے خادم دو نے ہوں گے۔ ہر ہفتہ میں وہ شہید اپنی بیبیوں کے پاس پھیرا کیا کرے گا۔ بس جس دن یا جس ساعت میں جن عورتوں کی باری ہوگی وہ سب عورتیں اس کے اِرد گرد جمع ہوکے ایسی خوش آوازی سے زمزمہ کریں گی کہ نہ اُن کی آواز سے زیادہ کوئی آواز شیریں ہوگی اور نہ اچھی اُن کی خوش الحانی سے جنت کی ہر چیز وجد و حرکت میں آجائے گی۔ وہ کہیں گی ہم ہیں ہمیشہ رہنے والیاں۔ کبھی ہم کو موت نہ آئے گی۔ ہم ہیں خوشحو۔ بامذاق۔ کبھی ہمارے مزاج میں تُرشی نہ آئے گی۔ ہم ہیں راضی رہنے والیاں کبھی ہم ناراض نہ ہوں گی۔

ابوبصیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایک مومن کی آٹھ آٹھ سَو کنواریاں اور چار چار ہزار شوہر دیدہ عورتیں اور دو دو حوریں بیبیاں ہوں گی۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں کیا آٹھ آٹھ سَو کنواریاں ہوں گی؟ فرمایا ہاں جب اُن کا شوہر اُن سے ہمبستر ہوگا اُن کو کنواری ہی پائے گا۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ کے قربان ہو جاؤں حوریں کس چیز سے پیدا ہوئی ہیں؟ فرمایا جنّت کی نورانی مٹی سے۔ ان کی پنڈلیوں کا مغز شفاف ہڈیوں کے نیچے سے بھی نظر آئے گا۔ اُن کا جگر شوہر کیلئے اور شوہر کا جگر ان کے لیے آئینہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں ایسی باتیں بھی ہیں جو حوریں اہل جنت سے کریں گی۔؟ فرمایا ان کی باتیں ایسی شیریں ہوں گی کہ مخلوق میں سے کسی نے بھی ویسی نہ سُنی ہوں گی۔ میں نے عرض کی وہ کیا باتیں ہوں گی؟ فرمایا وہ عورتیں دھیمی دھیمی آواز سے کہیں گی۔ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْؤُسُ وَنَحْنُ الْمُقِيْمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ خُلِقَ لَنَا وَطُوْبٰى لِمَنْ خُلِقْنَا لَهٗ وَنَحْنُ اللَّوَاتِيْ قَالَ اللّٰهُ لَهُنَّ كُنَّ فَكُنَّ عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ وَنَحْنُ اللَّوَاتِيْ لَوْ اَنَّ ثَمَرَةً اَحَدٍ عُلِّقَ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ لَاَغْشٰى نُوْرُهٗ الْاَبْصَارَ (ہم ہمیشہ زندہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہ مریں گی۔ ہمیشہ ہم خوشحال رہنے والیاں ہیں کبھی ہم شرشر نہ ہوں گی۔ ہم ہمیشہ اپنے مقام پر رہنے والیاں ہیں کبھی سفر میں نہ جائیں گی۔ ہم ہمیشہ رضامند رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ مبارک ہو اس کو جس کے لیے ہم پیدا ہوئے ہیں اور خوشحال اُس کا جو ہمارے واسطے پیدا ہوا ہے۔ ہم وہ ہیں کہ اگر کوئی شخص آسمان میں اُدھر لٹکا ہوا ہو اور ہم میں سے کوئی اس کے پاس سے گزر جائے تو ہمارا نور اس کی آنکھوں میں چکاچوند پیدا کردے)۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک زندیق نے سوال کیا کہ مسلمانوں نے یہ کہاں سے کہہ دیا کہ جنت میں جو کوئی کسی درخت کا میوہ کھائے گا تو ویسا ہی پھر نمودار ہو جائے گا؟ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس کی مثال چراغ ہے کہ کوئی شخص اُس سے دوسرا چراغ روشن کرے۔ تو اس کی روشنی کچھ بھی کم نہ ہوگی۔ اگرچہ تمام دنیا اس سے روشن کیے ہوئے چراغوں سے مملو کر دی جائے۔ اُس نے کہا آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنت میں لوگ کھائیں گے بھی اور پیئینگے بھی اور پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان کو نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی اور نہ پیشاب کی۔ (بھلا یہ کیسے ممکن ہے)؟ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ غذا ان کی بیحد لطیف ہوگی۔ ان میں ثقل ہوگا نہ بُو نہیں۔ اور اگر کچھ ہوگا بھی تو وہ پسینہ کی راہ نکل جائیگا۔ اس نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حور سے جب اس کا شوہر ہم بستر ہوگا تو اُسے باکرہ ہی پائے گا؟ فرمایا حوریں خوشبودار مٹی سے خلق ہوئی ہیں۔ نہ ان کو کوئی آفت متغیر کریگی اور نہ اُن کے اجسام میں کوئی مرض لاحق ہوگا۔ نہ اُن کے سوراخوں میں کوئی چیز در آئے گی نہ ان کو حیض کی نجاست پلید کرے گی۔ رحم ان کا ملا ہوا اور متصل رہے گا کیونکہ اُس میں سوائے اِحلیل کے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ حوریں کتنّی کتنّی حُلّے پہنیں گی اس پر بھی اُن کے شوہروں کو ان کی پنڈلیوں کا مغز نظر آئے گا۔ (اس کی وجہ سمجھا دیجیے)؟ فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بانس گہرے صاف و شفاف پانی میں درہم ڈالدیے جائیں تو نظر آئیں گے یا نہیں؟ اُس نے عرض کی بھلا جنّت میں راحت کہاں۔ اور نعماتِ جنّت سے لوگ کیا لطف اٹھائیں گے۔ اس لیے کہ کسی کا تو بیٹا وہاں نہ ہوگا۔ کسی کا باپ۔

---

[1] ایک قسم کی گھانس ہے جو اطرافِ یمن میں ہوتی ہے اور بیس برس تک باقی رہتی ہے۔

کسی کی ماں نظروں سے غائب ہوگی تو کسی کا دوست اُس کے پاس نہ ہوگا! جو شخص کسی عزیز کو جنّت میں نہ پائیگا تو بلاشک یہی سمجھیگا کہ وہ دوزخ میں ہے (اب آپ ہی فرمائیں) جیسے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ اُس کے دوست پر جہنم میں عذاب ہو رہا ہے تو اسے جنّت میں خاک مزہ اور چین آئیگا؟ فرمایا بعض تو (ایسے لوگوں کو جو عذاب کے مستحق ہیں) بھول جائیں گے اور بعض لوگ منتظر رہیں گے کہ وہ لوگ اعراف میں ہوں گے آجائیں گے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حورانِ جنت میں سے کوئی حور آسمانِ دنیا پر اندھیری رات میں ظاہر ہو تو جو دو ہوں رات کے چاند سے زیادہ روشنی پھیل جائے اور تمام اہل دنیا کو اُسکی خوشبو معلوم ہو جائے اگر اہل جنّت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا آج دنیا میں پھیلا دیا جائے تو جو شخص اُسکی طرف دیکھے اُس کی ایسی حالت ہو جائے گویا اُس پر بجلی گری اور دیکھنے والوں کی نظریں اُس کا تحمّل نہ کر سکیں۔

جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی جس نے محمدؐ پر قرآن مجید نازل فرمایا ہے اہل جنّت کا حُسن و جمال ہمیشہ بڑھتا ہی رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے اور اُس کے ساتھ ہیئت بگڑتی جاتی ہے۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب روزِ قیامت ہوگا تو جنّت کے پردوں میں سے ایک پردہ اٹھایا جائے گا۔ اور اُسکی خوشبو ہر ذی روح کو پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوگی۔ مگر ایک گروہ کو یہ خوشبو نہ آئے گی۔ راوی نے عرض کی (یا ابن رسولؐ اللہ!) وہ کون سا گروہ ہے؟ فرمایا جس کو ماں باپ نے عاق کر دیا ہو۔

جنابِ امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا (اَیُّہا النّاس!) والدین کی نافرمانی سے بچو کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوگی مگر والدین کا عاق کردہ اور قطع رحم کرنے والا اور بوڑھا زناکار اور وہ شخص جو ازرہِ تکبّر اپنے کپڑوں کو زمین پر کھینچتا ہوا چلے اُسکی خوشبو نہ سونگھیں گے تکبّر تو تمام عالموں کے پروردگار خدا ہی کے لیے زیبا ہے۔

جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ تو اس کے جواب میں خداوندِ عالم فرماتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ پس تم لوگوں کو چاہیے کہ بکثرت درود بھیجا کرو۔ اور جو شخص صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہے اور میری آل پر درود نہ بھیجے تو وہ ہرگز جنّت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ وہ پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہوگی۔

قولِ صاحبِ تفسیر برہان:۔ اس مضمون کی روایتیں بکثرت ہیں مگر ہم نے بخوفِ طوالت ترک کر دی ہیں۔

صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۷ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو فرمایا کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ حزقیلؑ مومن آلِ فرعون ہیں۔ اور ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ جناب علیؑ مرتضیٰ ہیں الخصال میں جنابِ رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسّی صرف اِس اُمّت کی ہوں گی۔ (اور چالیس اور اُمّتوں کی)۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۸ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ قمی میں ہے کہ الشِّمال سے مراد ہیں دشمنانِ آلِ محمدؐ اور اصحٰبُ الشِّمَالِ سے مراد ہیں سب ان کی یاری کا دم بھرنے والے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؑ باقر اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ستاروں کا گرنا شیاطین کے لیے مار ہے اور مجرم (اپنی بریّت کیلئے) اس کی قسم کھایا کرتے تھے پس خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جس قسم کو تم عظیم الشان سمجھتے ہو میں بھی وہی قسم کھاتا ہوں نیز ایک روایت میں عبداللہ ابن عباس سے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ میں نزولِ قرآن مجید کی قسم کھاتا ہوں کیونکہ قرآن مجید متفرق طور پر قطعاً قطعاً اور نجماً نجماً نازل ہوا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جاہلیت کے زمانہ والے ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھایا کرتے تھے اور جو ان کی قسم کھانا تھا اسکا معاملہ عظیم الشان سمجھا جاتا تھا پس خدا تعالےٰ نے کہا کہ میں بھی اس کی قسم کھاتا ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۶ وَاِنَّہٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۝ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جو کوئی شخص گناہ سے اپنی بریّت کیلئے کھائے۔ بے شک وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۷ اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ کَرِیْمٌ کے لفظی معنی ہیں بہت نفع پہنچانے والا۔ اور معاد و معاش کی اصلاح کے لیے جن جن علوم کی ضرورت ان سب کے اصول پر حاوی ہونے والا۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۸ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ ۝ تہذیب الاحکام میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ مصحف کو ناپاک ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور جنب ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور نہ لٹکایا جائے۔ نہ اس کی ڈوری چھوئی جائے اور نہ اُس کے اور متعلّقات اسلیے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ ۝ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جب عمر (ابوبکر کی طرف سے) خلیفہ بنایا تو اس نے جناب امیر المومنینؑ سے درخواست کی کہ وہ حضرتؑ اپنا قرآن مجید عوام النّاس کو دیدیں تاکہ ان لوگوں میں جو قرآن رائج تھا اُس سے ملا کر دیکھ لیں۔ اُن حضرتؑ سے گفتگو ان لفظوں میں کی "اے ابوالحسنؑ اگر آپ مناسب جانیں تو وہ قرآن لے آئیں جو ابوبکر کے سامنے لائے تھے تاکہ ہم سب اُس پر اجتماع ہو جائے" حضرت نے فرمایا افسوس اب اس کے ملنے کا تمھارے لیے کوئی موقع نہیں۔ میں ابوبکر کے پاس اُس کو اس لیے لایا تھا کہ تم پر حجّت ہو جائے اور تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے بے خبر تھے۔ نہ یہ کہہ سکو کہ آپ اُسے ہمارے پاس لائے نہ تھے۔ ورنہ جو قرآن مجید میرے پاس ہے اسے تو سوائے مطہّرون کے یعنی ان اوصیاؑ کے جو میری اولاد سے ہوں گے اور کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ عمر نے کہا آیا اُس کے اظہار کا کوئی وقت بھی معیّن ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ معلوم ہے۔ جب میری اولاد میں سے قائم آلِ محمدؐ ہوں گے وہ اس کو ظاہر بھی کریں گے اور سب لوگوں کو اُسی پر چلائیں گے اور تمام قواعد و قوانین کے مطابق جاری ہوں گے۔ ۱۲

قولِ مترجم۔ مَسّ کے دو معنی ہیں ایک تو ہاتھ سے چھونا جیسا کہ مندرجہ نوٹ التہذیب والی حدیث میں وارد ہوا ہے جس کی جُنُب کے لیے ممانعت کی گئی ہے۔ اور دوسرے معنی ہیں عقل و علم سے سمجھنا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو عقل و علم سے مس بھی نہیں۔ یہ معنی جنابِ امیر علیہ السّلام نے احتجاج والی حدیث میں ارشاد فرمائے ہیں

لہٰذا دونوں حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں۔

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۹ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے سورۂ واقعہ تلاوت فرمائی تو اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ جب ختم فرما چکے تو ارشاد فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ کوئی کہنے والا ضرور کہے گا کہ یہ آیت یوں کیوں پڑھی۔ میں نے اس کو اسطرح اس لیے پڑھا کہ جناب رسولؐ خدا کو اسی طرح تلاوت فرماتے سُنا تھا۔ اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب بارش ہوتی تو وہ یہ کہتے کہ فلاں اور فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش ہوئی اس پر خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے بھی منقول ہے کہ اُن حضرتؑ کے سامنے وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اصل تو وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۱۰ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب جان حلقوم تک آجائے گی تو جنت میں جو اس کا مقام ہے اُسے دکھلا دیا جائے گا۔ اُسوقت وہ کہے گا۔ کہ مجھ دنیا کی طرف پھر لوٹا دو کہ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس کی اپنے بال بچوں کو خبر کر دوں۔ اس وقت اُسے جواب دیا جائے گا کہ اب لوٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۵ سَبَّحَ لِلّٰهِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورے کے شروع میں اور سورۃ الحشر اور سورۃ الصف کے شروع میں مُسَبِّحَ بصیغۂ ماضی آیا ہے اور سورۃ الجمعۃ اور سورۃ التغابن کے شروع میں یُسَبِّحُ بصیغۂ مضارع۔ ان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان افعال کے فاعل اپنے تمام اوقات میں خدا تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ عادت جبلّی ہے جو حالات کے بدلنے سے بدل نہیں جاتی اور سورۂ بنی اسرائیل کے شروع میں لفظ سُبْحٰنَ مصدر مطلق آیا ہے، وہ بلاغت میں زیادہ ہے اسلیے کہ اسکے مطلق ہونے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ استحقاق ہر چیز کے متعلق اور ہر حال میں پایا جاتا ہے کہ اُسکی پاکی بیان کی جائے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ فعل بذات خود متعدّی تھا پھر اسکو متعدی در متعدی بنانے کے لیے لام بھی لایا گیا ہے یہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اس فعل کا وقوع محض خدا کے واسطے ہوتا ہے اور خلوص کے ساتھ پاکی بیان کرنے والے کا مقصود اسی کی ذات ہوتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۶ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۝ تفسیر برہان میں بحوالۂ کافی منقول ہے کہ ابن ابی یعفور نے جناب امام جعفر صادقؑ سے خدا تعالےٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا اور یہ عرض کی کہ اول کو تو ہم پہچان گئے۔ رہا آخر اُس کی تفسیر ہمارے لیے بیان فرما دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو ہلاک و متغیّر نہ ہو جائے۔ یا اُس میں تغیّر و زوال راہ نہ پائے یا وہ ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف اور ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور زیادتی سے کمی کی طرف اور کمی سے زیادتی کی طرف منتقل نہ ہو جائے بے شک پروردگار عالم ایک ہی حالت پر رہا ہے اور ایک ہی حالت پر رہے گا۔ وہ اس معنی میں اوّل ہے کہ ہر چیز کے آغاز سے اول ہے اور اس معنی میں آخر ہے کہ ایک ہی حالت پر رہا اور اُس کی صفتیں اور نام وغیرہ کبھی نہ بدلیں گے جیسے انسان کی حالتیں اور نام وغیرہ بدل جاتے ہیں کہ کبھی وہ مٹی ہوتا ہے اور کبھی خون گوشت ہوتا ہے اور کبھی گلی سڑی ہڈی۔ اور جیسے کھجور کا پھل کہ کبھی وہ بلح کہلاتا ہے اور کبھی بُسر اور کبھی رطب اور کبھی تمر کہ اس کے نام بھی بدلتے جاتے ہیں اور اس کی حالتیں بھی بدلتی جاتی ہیں۔ یہ حالتیں خدائے عزّوجل کی نہیں ہیں۔ کافی میں جناب امیرالمومنینؑ کا ایک خطبہ منقول ہے اس میں یہ فقرے بھی ہیں کہ خدا تعالےٰ ایسا اوّل ہے کہ اس کی اولیت کی کوئی انتہا نہیں۔ اور ایسا آخر ہے کہ اس کی آخریت کی بھی کوئی حدّ و غایت نہیں۔ اور فرمایا کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ خفیہ سے خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کی مخلوق میں اس کی تدبیر کی علامتیں اتنی ہیں کہ ان کی ذریعہ سے عقلاء کی عقلیں اس کے وجود کو ظاہر بہ ظاہر دیکھتی ہیں۔ ۱۲

جناب امام رضا علیہ السّلام نے اسمائے باریتعالیٰ کی توضیح و تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا نام ظاہر اس لیے نہیں ہے کہ وہ اشیاء کی پشت پر سوار ہے یا بیٹھا ہوا ہے۔ بلکہ اسے ظاہر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام چیزوں پر غالب ہے اور اس کی قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً کہے ظَهَرْتُ عَلٰى اَعْدَآئِيْ وَاَظْهَرَنِيَ اللّٰهُ عَلٰى خَصْمِيْ (میں اپنے دشمن پر غالب آگیا۔ خدا نے مجھکو میرے دشمن پر غالب کر دیا) تو غرض اُس کی اس قول سے اظہار کامیابی اور غلبہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خدائے تعالےٰ بھی تمام چیزوں پر غالب ہے۔ دوسری وجہ اس کے ظاہر ہونے کی یہ ہے کہ جو شخص خدا کی مخالفت کا قصد کرے تو وہ اُس کیلئے ظاہر ہے یعنی خدا تعالیٰ پر کوئی بات پوشیدہ نہیں اور خدائے تعالیٰ ہر شے کی جسے وہ دیکھتا ہے تدبیر کرنے والا ہے پس خدا سے زیادہ اور کون ظاہر اور واضح ہوگا۔ کیونکہ جدھر تم توجہ کرو خدا کی صنعت تمہارے پیش نظر ہے بلکہ خود تمہاری ذات میں خدا کی قدرت کے اتنے آثار موجود ہیں کہ اس کو ظاہر سمجھنے کے لیے وہی کافی ہیں۔ اور ہم میں ظاہر اُسے کہتے ہیں جس کی ذات نمایاں ہو اور جس کی حقیقت معلوم ہو۔ تو یہ لفظ خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی بدل گئے۔ اب رہا اَلْبَاطِنُ تو وہ اس معنی میں نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں پوشیدہ اور سمایا ہوا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں کے بھید سے واقف اور ان کا محافظ و مدبّر ہے اور یہ لفظ الباطن مشتق ہے اِبْطَانٌ سے یعنی میں اس کی خبر رکھتا ہوں۔ یا میں اس کے بھید سے واقف ہوں۔ (پس باطن کے معنی ہوئے واقف اسرار) اور مخلوقات میں سے باطن وہ کہا جائے گا جو کسی چیز میں غائب اور پوشیدہ ہو جائے۔ پس لفظ باطن خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی جُدا جُدا ہیں۔

جابرؓ ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھے عمارؓ یاسر مدینہ کے ایک کوچہ میں ملے میں نے اُن سے جناب رسولؐ خدا کا حال دریافت کیا۔ عمارؓ یاسر نے جواب دیا کہ وہ حضرتؐ مجمع اصحاب کے ہمراہ مسجد میں رونق افروز ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ نماز صبح ادا کر چکے اور آفتاب نکل آیا۔ تو علی بن ابیطالب علیہ السّلام آگے بڑھے۔ ان کو دیکھکر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کھڑے ہو گئے اور دونوں آنکھوں پر بوسہ دے کے اپنے پہلو میں اتنا قریب بٹھا لیا کہ دونوں کے زانو سے زانو مل گئے۔ پھر فرمایا اے علیؑ! اٹھو اور آفتاب کو جواب دو کہ وہ تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ سُن کر اہل مسجد کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسولؐ اللہ کیا آفتاب ہمارے برخلاف کوئی بات کہتا ہے؟ اور بعض منافق کہنے لگے یہ تو ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اپنے ابن عم کا مرتبہ بڑھائیں اور ان کا نام روشن کریں پس بحکم ارشاد جناب رسولِ خدا جناب علی ابن ابیطالب علیہ السّلام مسجد کے صحن میں آئے اور آفتاب سے خطاب فرمایا کَیْفَ اَصْبَحْتِ یَا خَلْقَ اللّٰهِ؟ اے مخلوقِ خدا!

کس حال میں تم نے صبح کی؟ اُس نے جواب دیا۔ بِخَیْرٍ یَا اَخَا رَسُوْلِ اللّٰہِ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاھِرُ یَا بَاطِنُ یَا مَنْ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ اے رسولؐ اللہ کے بھائی! اے اول! اے آخر! اے ظاہر! اے باطن! اے ہر چیز سے واقف! میں نے اچھے حال میں دن نکالا۔ پھر وہ جناب آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم بیان کرو گے یا میں خبر دوں کہ جو آفتاب نے تم سے کہا ہے؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ! آپ کی زبان مبارک سے اچھا معلوم ہوگا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ آفتاب نے جو تم سے کہا یَا اَوَّلُ! تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے ہو۔ اور یہ جو اُس نے کہا یَا اٰخِرُ! تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے غسلِ میت دیکر سب سے آخر دیکھنے والے تم ہوگے اور یہ جو اس نے کہا یَا ظَاھِرُ! اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ میرے اسرار پر اطلاع پائیں گے اُن سب میں تم اوّل ہو۔ اور اُس کے قول یَا بَاطِنُ! کے یہ معنی ہیں کہ تم میرے علم کے حامل ہو۔ اور اُس کے آخری فقرہ یَا مَنْ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ کا یہ مقصود ہے کہ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں جو کچھ نازل کیا ہے خواہ وہ حلال کے متعلق ہو یا حرام کے فرائض ہوں یا احکام۔ تنزیل ہو۔ یا تاویل ناسخ ہو یا منسوخ۔ محکم ہو یا متشابہ (مہمل ہو) یا مشکل سب کو تم بخوبی جانتے ہو۔ اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے بارے میں میری امت کے لوگ ایسا کہنے لگیں گے جیسا کہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی شان میں نصاریٰ کہتے ہیں تو آج میں تمہارے وہ فضائل بیان کرتا کہ اُس کے بعد جس گروہ کی طرف سے تمہارا گزر ہوتا وہی تمہاری خاکِ قدم بنغرضِ شفا اٹھا لیتا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ عمارؓ یہ حدیث بیان ہی کر چکے تھے کہ اتنے میں سلمانؓ فارسی بھی وہاں آنکلے۔ عمارؓ نے فرمایا اے جابرؓ! یہ سلمانؓ بھی ہمارے ہمراہ خدمتِ جنابِ رسولؐ خدا میں موجود تھے۔ جابرؓ کہتے ہیں پس سلمانؓ فارسیؓ بھی اسی طرح یہ حدیث بیان کی جس طرح عمارؓ یاسر نے بیان کی تھی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک دن جنابِ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جنابِ امیر علیہ السّلام کی گود میں سر رکھکر سو گئے اور جنابِ امیر علیہ السّلام نے اُس وقت تک نمازِ عصر نہ پڑھی تھی۔ سورج ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تو آنحضرتؐ بیدار ہوئے اور جنابِ امیر علیہ السّلام نے اپنی نماز کی کیفیت عرض کی آنحضرتؐ نے دُعا فرمائی اور خدا نے سورج کو پھر لوٹا دیا۔ اس کے آگے حضرتؐ نے حدیثِ ردِّ شمس کو پورا بیان کیا۔ اُس کے لوٹ آنے پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اٹھو اور سورج کو سلام کرو اور اُس سے بات کرو اِس لیے کہ وہ بھی تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ جنابِ امیر علیہ السّلام نے عرض کی کیا رسولؐ اللہ! میں سورج کو کیا کہہ کے سلام کروں؟ فرمایا یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلْقَ اللّٰہِ۔ پس جنابِ امیر علیہ السّلام اُٹھے اور فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلْقَ اللّٰہِ۔ اُس نے فوراً جواب میں عرض کیا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاھِرُ یَا بَاطِنُ یَا مَنْ یَّتَجَلَّی لِمُحِبِّیْہِ وَیُوْثِقُ مُبْغِضِیْہِ (آپ پر بھی سلام ہو اے اوّل! اے آخر! اے ظاہر! اے باطن! اے وہ جو اپنے دوستوں کو نجات دے گا اور اپنے سے بغض رکھنے والوں کو باندھ کے ڈال دیگا) اس کے بعد جنابِ امیر علیہ السّلام نے نمازِ عصر باقاعدہ ادا کرلی اور آنحضرتؐ کے ارشاد کے بموجب عام لوگوں پر اس واقعہ کا اظہار نہیں کیا۔ مگر کسی موقع پر آنحضرتؐ سے آفتاب نے جو کچھ کہا تھا اُس کے معنی دریافت کیے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آفتاب نے جو کچھ کہا سچ کہا اور وہ خدا کے حکم سے گویا ہوا تھا۔ (یَا اَوَّلُ! کا یہ مطلب ہے کہ) تم ایمان لانے میں سب سے پہلے مومن ہو اور (یَا اٰخِرُ! کا یہ مطلب ہے کہ) اوصیاء انبیاء میں تم سب سے آخر ہو۔ نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی وصی نبی۔ اور (یَا ظَاھِرُ! کا یہ مطلب ہے کہ) تم اپنے دشمنوں پر ہمیشہ غالب رہوگے۔ اور (یَا بَاطِنُ! کا یہ مطلب ہے کہ) تم علم سے پورے پورے آگاہ اور ایسے باخبر ہو کہ علم میں تم سے بڑھ کے کوئی نہ ہوگا۔ تم میرے علم کے مخزن اور میرے پروردگار کی وحی کے خزانہ ہو۔ تمہاری اولاد تمام عالم کی اولادوں سے بہتر اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن سب میں چیدہ اور برگزیدہ ہوں گے۔

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۲ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (اس کی تفسیر کے لیے دیکھو صفحہ ۱۸۷ نوٹ نمبر ۴) ۱۲

صفحہ ۶۴۴ نوٹ ۳ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ الخ: تفسیر صافی میں ہے کہ یہاں الْفَتْح سے مراد فتح مکّہ ہے کہ اس کے سبب سے اسلام معزز ہو گیا تھا اور اہلِ اسلام بڑھ گئے تھے۔ اور مقاتلے کی اور راہِ خدا میں خروج کرنے کی حاجت کم ہو گئی تھی۔ تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کرنے کے وقت ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں یہ بھی ارشاد تھا کہ میرے والدِ ماجد خدا اور رسولؐ خدا کی طرف سبقت کرنے والوں میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً پس میرے والد ماجد اسلام میں بھی سب سے اوّل ہیں اور ایمان میں بھی۔ اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف ہجرت کرنے میں بھی اور جنابِ محمدؐ مصطفےٰ سے جا ملنے میں بھی سب سے مقدم ہیں اور افلاس کی حالت ہوئی تو اور فراخ دستی کی حالت ہوئی تو ہر حالت میں سب سے اوّل رہے اور خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (اور وہ لوگ جو ان کے بعد یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے بھی گناہ بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کے بھی جنھوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے، اور ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں ہمارے دلوں میں کوئی کھوٹ نہ رہے۔ اے ہمارے پروردگار تو بے شک بڑی نرمی فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے) پس ہر زمانے کے لوگ اُن حضرتؐ کے حق میں استغفار کرتے رہے۔ اس سبب سے بھی کہ وہ اُن سب لوگوں سے جنابِ رسولؐ خدا پر ایمان لانے میں سابق رہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ ایمان میں اُن سے کوئی سابق ہوا ہی نہیں۔ نیز خدا تعالےٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (ترجمہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۴۲ سطر ۲) پس وہ حضرتؐ تمام سبقت کرنے والوں سے سابق ہیں۔ تو جس طرح خدا تعالیٰ نے سبقت کرنے والوں کو پیچھے رہ جانے والوں اور تاخیر کرنے والوں پر فضیلت دی ہے اسی طرح سابق السابقین کو تمام سبقت کرنے والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے ..... الیٰ آخر الخطبہ۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۵ نوٹ ۳ انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن نور آدمیوں کے مابین ان کے ایمان کے موافق تقسیم کیا جائے گا۔ کچھ حصّہ منافق کو بھی ملے گا۔ مگر اس کا نور بائیں پاؤں کی انگلیوں کے مابین ہوگا۔ اپنے نور کی یہ حالت دیکھکر وہ مومنین سے کہے گا کہ ٹھہر جاؤ تمہارے نور سے میں بھی فائدہ اٹھالوں مومنین ان سے کہہ دیں گے کہ پیچھے ہٹو اور نور تلاش کرو۔ جیسے ہی وہ ہٹیں گے مومنین اور منافقین کے مابین ایک دیوار قائم ہو جائے گی۔ ۱۲

منافق اس دیوار کے پیچھے آواز دے کے کہیں گے۔ اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ؟ اس کے جواب میں مومنین کہیں گے۔ بَلٰی وَلٰکِنَّکُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَکُمْ

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تفسیر برہان میں سلام ابن مستنیر سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کے اس قول فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ کا مطلب دریافت کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ قول ہمارے بارے میں۔ ہمارے شیعوں کے بارے میں اور ہمارے حق کا انکار کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو راستہ میں ایک جگہ مخلوقِ خدا روک لی جائے گی اور خدائتعالےٰ ظلمت کی ایک دیوار کھڑی کر دیگا جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا۔ ان کے اندر کی طرف رحمت یعنی روشنی ہوگی اور سامنے باہر کی طرف عذاب یعنی اندھیرا ہوگا۔ پس خدائتعالیٰ ہم کو اور ہمارے شیعوں کو تو اُس فصیل کے اندر پہنچا دے گا جہاں رحمت اور نور ہوگا اور ہمارے دشمنوں کو اور ہمارے حق کا انکار کرنے والوں کو اس فصیل کے باہر کی طرف رہنے دیگا۔ جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ اس وقت ہمارے دشمن تم کو پکار پکار کے یہ پوچھیں گے کہ (ارے رافضیو!) کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ ہمارا نبی اور تمہارا نبی ایک ہی تھا۔ ہماری نماز اور تمہاری نماز ایک ہی تھی۔ ہمارا روزہ اور تمہارا روزہ ایک ہی تھا۔ ہمارا حج اور تمہارا حج ایک ہی تھا۔ (قولِ مترجم۔) جھوٹوں کا بُرا ہو وہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہ آئیں گے۔ نبوّت کے متعلق اعتقاد میں اور نماز و روزہ و حج کی بجا آوری میں جتنا کچھ فرق ہے فریقین کی کتابیں دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت ایک فرشتہ منجانب پروردگار عالم ان کو جواب دیگا۔ ہاں کسی قدر مشابہت تو تھی لیکن تم نے اپنے نبیؐ کے بعد اپنی ذات کو آزمائش میں ڈالا پھر تم خود سے حاکم بن گئے اور جس کے حکم کی پیروی کرنی تھا رے نبیؐ نے تم کو حکم دیا تھا اُس کی پیروی تم نے چھوڑ دی۔ اور اس کے حق میں نزولِ بلا کا تم نے انتظار کیا اور جو کچھ اُس کے بارے میں تمہارے نبیؐ نے تم سے کہا تھا اُس کے بارے میں تم شک میں پڑ گئے اور تمہاری آرزوؤں نے (تم کو دھوکا دیا) اور اہلِ حق کے خلاف جو تمہارا اجتماع ہو گیا تھا اُس اجتماع نے تم کو دھوکا دیا۔ اور چونکہ اس حال میں خدائتعالیٰ نے تمہارے حق میں بُردباری کو کام فرمایا۔ اُس نے تم کو اور دھوکے میں ڈالا تا آنکہ خدائتعالےٰ نے صاحبِ امر یعنی علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام اور اُن کے بعد والے ائمہؑ کو (زمانۂ رجعت میں) حق کے ساتھ قوت دیکر ظاہر فرمایا۔ اس سے پہلے پہلے شیطان برادر تم کو دھوکے ہی دیتا رہا۔ سو آج کے دن نہ تم ہی سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا۔ اور نہ اِنہی سے جنھوں نے آلِ رسولؐ کے حق کا انکار کر دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو کوئی نیکی بھی ایسی میسّر نہ آئے گی جسے معاوضہ میں پیش کر کے آتشِ جہنّم سے اپنے تئیں بچا سکو تمہارا ٹھکانا آتشِ جہنّم ہے۔ وہی تمہاری حاکم ہے اور وہی (سب سے) بُری بازگشت ہے۔

صفحہ ۶۴۵ نوٹ ۴ لَهٗ بَابٌ ۔ تفسیر برہان میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اصحابِ جنابِ رسولِ خداؐ میں سے جو احادیث کے یاد رکھنے والے ہیں وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اصحابِ رسولِ خداؐ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کی کوئی منقبت ہو اور میں اس منقبت میں شریک اور اُس سے افضل نہ ہوں اور میری نشر منقبتیں ایسی ہیں جن میں میرا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ مجھے بھی ان سے آگاہ کیجئے۔ حضرت نے سب کی سب بیان فرمائیں۔ از آنجملہ تیسویں یہ تھی کہ جناب رسولِ خداؐ کو میں نے یہ فرماتے سُنا کہ میری امت قیامت کے دن پانچ جھنڈوں کے نیچے محشور ہوگی۔ پس پہلا جھنڈا جو میرے پاس پہنچیگا وہ اس امت کے فرعون کا ہوگا۔ اور وہ معاویہ ہے۔ اور دوسرا اس امت کے سامری کا ہوگا وہ عمرو ابن العاص ہے۔ تیسرا اِس امت کے جالیق کا ہوگا وہ ابوموسیٰ اشعری کا ہے۔ چوتھا ابوالاعور سلمی کا ہوگا۔ اور پانچواں اے علیؑ تمہارا علم ہوگا۔ جس کے نیچے مومنین ہوں گے اور تم ان کے امام ہو گے۔ پھر خدائتعالیٰ اُن چار سے فرمائیگا اِرْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ۔ اور وہ میرے شیعہ ہوں گے۔ اور وہ لوگ جو مجھ سے اوّلاً رکھتے تھے اور میرے ساتھ ہو کر گروہ باغی سے لڑتے تھے۔ یعنی ان لوگوں سے جو راہ راست سے ہٹ گئے تھے۔ اور بَابُ الرَّحْمَةِ میرے ہی شیعہ ہیں۔ پس یہ ظالم لوگ اُن کو آواز دیکر کہیں گے اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ میرے شیعہ جواب دیں گے۔ بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ پھر میرا گروہ اور میرے شیعہ حوض کے پاس پہنچیں گے اور جناب رسولِ خداؐ کے حوض سے سیراب ہوں گے۔ اُس وقت میرے ہاتھ میں ایک خاردار عصا ہوگا جس سے مار مار کر میں اپنے دشمنوں کو اُسی طرح بھگا دوں گا۔ جس طرح غیروں کے اونٹ اپنے پانی پر سے ہٹا دیے جاتے ہیں نیز اُسی تفسیر میں سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسولِ خداؐ سے خدائتعالیٰ کے اس قول فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فصیل میں ہوں اور وہ دروازہ علیؑ ہیں اور بغیر دروازے کے کوئی فصیل سے گزر نہیں سکتا۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۵ نوٹ ۵ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ واللہ اس سے اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ مراد نہیں لیے بلکہ اہلِ قبلہ ہی مراد لیے گئے ہیں۔ (یعنی منافق)۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۶ نوٹ ۱ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ المحاسن میں جناب امام حسنؑ سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو صدیق اور شہید نہ ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ ایسا ہو کیسے سکتا ہے حالانکہ ان میں سے بہت سے اپنے اپنے بستروں پر مرجاتے ہیں۔ فرمایا کیا تم سورۂ حدید میں خدا کا نوشتہ نہیں پڑھتے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو مرجائے وہ صدیق ہے اسلئے کہ اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی۔ اور جس سے دوستی کی ہماری وجہ سے اور جس سے دشمنی کی ہماری وجہ سے کی یعنی دونوں باتوں سے خدا کی خوشنودی مدّنظر رکھی اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لایا پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ واللہ تم میں سے جو بھی اس امر کی معرفت رکھنے والا اور اس کا انتظار کرنیوالا اور اس میں تمام خیر و خوبی کو سمجھنے والا ہے وہ مثل اُس شخص کے ہے جو قائم آلِ محمدؐ کی معیّت میں تلوار سے جہاد کرنے والا ہو۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا بلکہ واللہ وہ مثل

اُس شخص کے ہے جو خود جناب رسولؐ خدا کے خیمے میں خود آنحضرتؐ کی حمایت و حفاظت میں شہید ہو جائے اور تمہارے بارے میں خدا تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت آئی ہے۔ عرض کیا گیا وہ آیت کون سی ہے؟ فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ قول وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ الخ پھر فرمایا تم صادق بھی ہو گئے اور اپنے پروردگار کے نزدیک شہید بھی۔ ۱۲

المحاسن میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اس دین پر مرے وہ شہید مریگا۔ کسی نے عرض کی اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے؟ (تو کیا جب بھی شہید مریگا؟) فرمایا ہاں! خدا کی قسم اگرچہ بستر ہی پر مرے تو وہ زندہ رہے گا۔ خدا کی جناب سے وہ رزق پائے گا۔

حکم بن عُتیبہ سے مروی ہے کہ جب جنگِ نہروان میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے خارجیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ یا امیر المومنین! خوشا حال ہمارا کہ ہم اس لڑائی میں آپ کی نصرت میں خارجیوں کو قتل کر کے شہید ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور ہر ذی روح کو پیدا کیا ہے۔ اس معرکہ میں ہمارے ساتھ وہ لوگ بھی شہید ہوئے ہیں جن کے باپ دادا کو ابھی تک خدا نے پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ابھی مخلوق نہیں ہوئے وہ شہید بھی ہو گئے؟ فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہماری مطیع اور فرمانبردار ہوگی۔ اور اس جنگ (کے ثواب) میں وہ ہماری ضرور بالضرور شریک ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمیوں کو رضامندی اور ناراضی ملا لیتی ہے یا جدا کر دیتی ہے۔ اور جو شخص کسی امر سے راضی ہو تو اُس کا کرنے والا سمجھا جائے گا اور جو کسی امر سے ناراض ہوگا وہ اُس سے علیحدہ۔

منہال قصّاب نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ اے مولا! میرے لیے حضور دعا فرمائیں کہ میں شہیدوں میں حضرتؑ نے فرمایا کہ مومن جہاں بھی مرتا ہے شہید ہی مرتا ہے۔ کیا تو نے قول باریتعالےٰ نہیں سُنا کہ وہ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (ضمیمہ پارہ نمبر ۲۴ بھی ملاحظہ ہو)

جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد علیہم السّلام کے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک فرشتہ حاضر ہوا جس کے بیس ہزار سر تھے۔ آنحضرتؐ اُس کی دست بوسی کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فرشتہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ٹھہریے کہ آپ کا مرتبہ پیشِ خدا تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق سے زیادہ ہے (میں خود حضورؐ کی دست بوسی کے لیے حاضر ہوا ہوں) اُس فرشتہ کا نام محمود تھا۔ یکایک آنحضرتؐ دیکھتے کیا ہیں کہ اُس کے دونوں شانوں کے مابین یہ عبارت لکھی ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب محمود! یہ عبارت تمہارے شانوں کے مابین کب سے لکھی ہوئی ہے؟ محمود نے عرض کیا کہ آدم علیہ السّلام کے پیدا ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے سے۔

مالک جُہنی کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم نماز پڑھتے ہو۔ زکوٰۃ دیتے ہو اپنی زبان اور آنکھوں کو حرام سے بچاتے ہو۔ بس جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اے مالک! اس دار دنیا میں جس جس گروہ نے جس جس شخص کو اپنا امام بنا لیا ہے قیامت کے دن ان کی یہ حالت ہوگی کہ پیر تو اپنے مریدوں پر لعنت کرتا ہوا آئے گا۔ اور مرید اس پر لعنت کرتے ہوئے آئیں گے۔ مگر تم لوگ اور جو تمہاری مانند ہوں اُن کا یہ حال نہ ہوگا۔ اے مالک! تم میں سے جو شخص اس امر (ہماری محبت) پر مرے گا وہ شہید ہوگا۔ گویا کہ خدا کی راہ میں تلواریں مارنا ہوا قتل ہوا ہوگا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے اجداد طاہرین کے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ایک دن اپنے اصحاب کو علم کے چار سو باب تعلیم فرمائے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بھی تھا کہ تم لوگ کمینوں اور نااہلوں سے بچتے رہو وہ لوگ خدا سے خوف نہیں کرتے۔ بعضے اُنہیں انبیاءؑ کے قاتل ہیں۔ اور ہمارے دشمن بھی اُنھی میں ہیں۔ (آگاہ ہو جاؤ!) خداوند عالم نے اہلِ زمین کی طرف توجہ فرمائی۔ اُن میں سے ہم کو منتخب کیا اور ہماری خاطر سے ہمارے شیعوں کو پسند فرمایا۔ جب ہی تو وہ ہماری نصرت کرتے ہیں اور ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں اور ہمارے رنج سے وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔ ہماری راہ میں اور ہمارے واسطے وہ اپنے مال اور اپنی جانیں صرف کرتے ہیں۔ ہمارے شیعوں میں کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ جو کسی امر کا مرتکب ہو جس سے ہم نے اُس کو منع کیا ہو۔ اور پھر وہ یوں ہی مر جائے جب تک کہ اُسے خدا تعالیٰ کسی بلا میں مبتلا نہ کرے جس کے ذریعہ سے اس کا وہ گناہ دور ہو سکے۔ یا تو وہ بلا اس کے مال کے متعلق ہوگی یا اُس کی اولاد کے متعلق ہوگی۔ یا اُس کی جان کے متعلق ہوگی۔ اب وہ ایسے حال میں خدا تعالےٰ سے ملاقات کریگا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی گناہ باقی بھی رہ گیا تو موت کے وقت اس پر سختی گزریگی (جس سے وہ گناہ بھی دور ہو جائے گا) ہمارے شیعوں میں سے جو مر جائے وہ صدیق و شہید ہے۔ اس لیے کہ اُس نے ہمارے امر کی تصدیق کی ہے اور جس سے دوستی کی تو ہماری وجہ سے کی اور جس سے دشمنی رکھی تو ہماری وجہ سے رکھی دونوں صورتوں میں خدا کی خوشنودی مدّنظر رکھی۔ خدا اور رسولؐ پر وہ ایمان لایا اسی لیے خدا تعالےٰ نے ارشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔

نیز جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم اپنے گھروں میں استقلال سے رہو۔ بلاؤں پر صبر کرو۔ اپنے ہاتھوں اور تلواروں اور نیزوں کو حرکت نہ دو اور جس چیز کو خدا تعالےٰ نے تمہارے لیے جلد لانے والا ہے تم اس کے لیے جلدی نہ کرو۔ اس لیے کہ جو کوئی تم میں سے اپنے بستر پر بھی مرے گا اور وہ پروردگار کے حق کی اور جناب رسولِ خداؐ کے حق کی اور اہلبیتؑ رسالت کے حق کی معرفت رکھتا ہوگا تو وہ شہید مرے گا۔ اور اُسکا اَجر خدا کے ذمہ رہا۔ جس عملِ خیر کی اُس نے نیّت کی وہ اس کی جزا کا مستحق ہو چکا۔ اور اسی نیّت کے ذریعہ سے وہ راہ خدا میں تلوار سے لڑنے کی منزلت پر فائز ہو جائے گا۔

بشارات الشیعہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد طاہرین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ روز قیامت کچھ لوگ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ چہرے اُن کے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ تمام اولین و آخرین ان کے مرتبہ کو دیکھ کر غبطہ (آرزو) کریں گے۔ یہ فرما کے آنحضرتؐ خاموش رہے۔ پھر تین بار یہی فرمایا۔ اس پر عمر ابن خطاب کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ حضورؐ پر فدا ہو جائیں کیا وہ لوگ شہیدان راہِ خدا ہوں گے؟ فرمایا شہید تو وہ ہوں گے مگر ایسے تمہیں جیسے تم لوگ خیال کرتے ہو۔ اُس نے عرض کی کیا وہ انبیاؑ ہوں گے؟ فرمایا جیسا تو سمجھ رہا ہے وہ انبیاء بھی نہ ہوں گے۔ اُس نے عرض کی کیا وہ اوصیاء ہوں گے؟ فرمایا وہ ایسے اوصیاء بھی نہیں ہیں جیسا کہ تیرا گمان ہے۔ عرض کی آخر وہ ہیں کون؟ کیا آسمان کے رہنے والے ہیں یا زمین کے باشندے؟ فرمایا ہیں تو وہ سب زمین ہی کے رہنے والے۔ عرض کی مجھے بتا تو دیجئے وہ ہیں کون؟ پس آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے علی بن ابیطالب علیہ السّلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ اور ان کے شیعہ۔ قریش میں سے جو علیؑ سے دشمنی کرے وہ حرامی ہے۔ انصار میں سے جو کوئی علیؑ سے عداوت رکھے وہ یہودی ہے۔ سارے عرب میں سے جو کوئی علیؑ سے بغض رکھے وہ ناز زادہ ہے تمام آدمیوں میں جو کوئی علیؑ کا دشمن ہو وہ شقی ہے۔ اے عمر بن خطاب! جو کوئی میرے محبت کا دعویٰ کرے اور علیؑ سے دشمنی رکھے وہ (ملعون) جھوٹا ہے۔

صفحہ ۶۴۶ نوٹ ۵ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ جب خدا تعالیٰ دونوں گروہوں کا حال بیان فرما چکا تو امور دنیا کی حقارت دکھلائی۔ یعنی امور کی جن سے فائدۂ آخرت کچھ بھی حاصل نہ ہو۔ اور یہ بیان فرمایا کہ یہ امور سب باہمی ہیں نفع ان میں کچھ نہیں اور زوال ان کا جلد ہونے والا ہے۔ از آنجملہ ایک تو لعب (کھیل) ہے جس میں لوگ کوشش کر کے بے فائدہ اُسی طرح اپنے آپکو تھکاتے ہیں جس طرح بچے مختلف کھیل۔ کھیل کھیل کر خود کو تھکایا کرتے ہیں۔ دوسرے لہو ہے یعنی غافل کرنے والا شغلہ جس میں لوگ اپنے آپکو ڈالکر ان چیزوں سے غافل ہو جاتے ہیں جن کی فکر ان کو لازم تھی۔ تیسرے زینت یعنی اچھے اچھے لباس کی۔ اچھی اچھی سواریوں کی۔ اونچے اونچے مکانوں کی خواہش چوتھے اپنے اپنے حسب و نسب کا فخر۔ پانچویں زیادتی مال کی خواہش۔ چھٹے اولاد زیادہ ہونے کی خواہش۔ یہ چھ امور دنیا کی تمام خواہشوں کے جامع ہیں جن کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور ذکر ان کا خدا تعالیٰ نے اسی ترتیب سے کیا ہے جس ترتیب سے انسان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۶ نوٹ ۶ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ الخ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ تحقیر دنیا کیلئے پھر بارش اور کھیتی کی مثال دی ہے کہ بارش جلدی سے گزر جاتی ہے اور اس کا نفع گو کھیتی کو کم پہنچتا ہے لیکن کھیتی اسی سے اگتی ہے اور اپنے تنے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اب وہ کھیتی کرنیوالوں کو اور خدا کا انکار کرنے والوں کو عجیب معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ دنیا کی زینت کی ہر چیز انکو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے مومن کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی تعجب میں ڈالنے والی چیز دیکھتا ہے تو اس کی فکر اس کے بنانے والے کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ پس وہ عجیب سمجھتا ہے تو قدرت خدا کو عجیب سمجھتا ہے۔ اور چونکہ کافر کی فکر جن چیزوں کو وہ ظاہری حواس سے دیکھتا ہے اُن سے آگے بڑھتی ہی نہیں اس لیے وہ تعجب ظاہری کے دریا میں غوطے کھایا کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۷ نوٹ ۲ ؛ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب اعدائے دین جناب امام زین العابدین علیہ السّلام اور دختران جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام کو مقید کر کے مع سر مبارک جناب امام حسین علیہ السّلام یزید لعین کے سامنے لے گئے اور بیمار کربلا نیچروں میں جکڑے ہوئے اُس ملعون کے دربار عام میں کھڑے تھے۔ تو یزید پلید بولا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ میں خدا کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کیا۔ جناب امامؑ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اُس پر جس نے میرے پدر بزرگوار کو جھوٹ بولکر شہید کیا ہے۔ کیا تیرا یہ گمان ہے کہ میں اپنے پروردگار کو بُرا کہوں گا؟ یہ سُن کر یزید لعین غضبناک ہوا اور جناب بیمار کربلا کے گردن مارے جانیکا حکم دیدیا۔ حضرتؑ نے فرمایا (اے یزید!) جس حال میں کہ تو مجھے قتل کرے گا تو جناب رسولؐ خدا کی بہو بیٹیوں کو مدینۂ منوّرہ ان کے مکانوں تک کون پہنچائے گا۔ میرے سوا تو کوئی ان کا محرم باقی نہیں رہا؟ یزید نے جواب دیا کہ ان کے گھروں تک تو آپ ہی ان کو پہنچائیں گے۔ پھر یزید نے سو ہن منگایا اور امامؑ کی گردن کا طوق اپنے ہاتھ سے ریتنے لگا۔ پھر یزید نے کہا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ آپ سمجھے بھی کہ میں اپنے ہاتھ سے کیوں یہ کام کر رہا ہوں؟ ارشاد فرمایا ہاں میں تیرا مطلب جانتا ہوں۔ تو یہ چاہتا ہے کہ سوائے میرے اور کسی کا احسان علیؑ بن الحسینؑ پر نہ ہو۔ یزید نے کہا خدا کی قسم یہی میں نے سوچا تھا۔ پھر یزید نے کہا اے علیؑ بن الحسینؑ! وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ حضرتؑ نے فرمایا اے یزید! خدا کی قسم یہ آیت ہرگز ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ ہماری شان میں تو یہ آیت آئی ہے۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ الخ۔ اے یزید! ہم وہ ہیں کہ دنیا کی جو چیز ہمارے ہاتھ سے نکل جائے ہم اس پر افسوس نہیں کرتے اور دنیا کی جو چیز ہمیں ملے اُس پر ہم اتراتے نہیں۔

صفحہ ۶۴۷ نوٹ ۳ (کیونکہ آگے چل کر جو گت تمہاری بننے والی ہے وہ تم بھی دیکھ لوگے اور تمہارے مرید بھی۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۷ نوٹ ۴ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ ؛ کافی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اَلْكِتٰبَ سے مراد وہ اسم اکبر ہے جس کے ذریعے سے ہر چیز کا علم حاصل ہو سکتا ہے اور وہ انبیاؑ کے ساتھ ہوا کرتا تھا نیز یہ بھی فرمایا کہ لفظ اَلْكِتٰبَ سے (علی العموم) توریت (وزبور) و انجیل و قرآن مراد لی جاتی ہیں۔ حالانکہ اُس میں کتاب نوحؑ، کتاب صالحؑ، کتاب شعیبؑ اور کتاب ابراہیمؑ بھی داخل ہیں۔ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ یوں خبر دیتا ہے۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ (یہ تحقیق یہ بات پہلے صحیفوں میں ہے یعنی ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے) اب حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے کہاں ہیں! سوائے اس کے نہیں ہے کہ ابراہیمؑ کے صحیفوں سے مراد وہی اسم اکبر ہے اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں سے بھی مراد اسم اکبر ہے۔ ۱۲

کافی میں ابو حمزہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے یوشعؑ بن نون کو اپنا وصی بنایا اور یوشعؑ بن نون نے حضرت ہارونؑ کے فرزند کو اپنا وصی قرار دیا اور اپنے بیٹے کو اپنا وصی نہیں بنایا۔ نہ فرزند موسیٰ علیہ السّلام کو بنایا اسلیے کہ انتخاب با اختیار خدا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اس عہدۂ جلیلہ کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ بن نون نے نبوت جناب مسیحؑ کی بشارت دی۔ جب وہ جناب مبعوث

بہ رسالت ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو خبر دی کہ میرے بعد ایک نبی آئیگا جن کا نام احمدؐ ہوگا۔ اور وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہوں گے وہ میری اور تمھاری تصدیق کریں گے۔ میری اور تمھاری طرف سے معذرت بھی پیش کریں گے۔ یہ پیشین گوئی اُن جنابؑ کے حواریین میں جو یاد رکھنے والے تھے برابر چلی آئی ان لوگوں کا نام مُستَحفِظِین خدا نے اس لیے رکھا تھا کہ وہ اسم اکبر کے محافظ تھے۔ اسم اکبر سے مراد وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ سے ہر چیز کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اسم اکبر انبیاؑ کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ۔ اس آیت میں کتاب سے مراد اسم اکبر ہے۔ لفظ الکتاب سے (علےالعموم) توریت و انجیل و قرآن مراد لی جاتی ہے حالانکہ اُس میں کتاب نوحؑ، کتاب صالحؑ، کتاب شعیبؑ۔ اور کتاب ابراہیمؑ بھی داخل ہیں جن کے بارے میں خدا یتعالےٰ یوں خبر دیتا ہے۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ اب حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے کہاں ہیں بلکہ صحف ابراہیمؑ سے وہی اسم اکبر مراد ہے اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں سے بھی مراد اسم اکبر ہے۔ پس ایک عالم دوسرے عالم کو برابر وصیت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ وصایا محمد مصطفےٰؐ کے پاس پہنچے۔ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت کیا تو مستحفظین میں جو باقی رہ گئے تھے وہ اسلام لائے۔ اور بنی اسرائیلؑ نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی۔ آنحضرتؐ نے مخلوق کو دعوتِ اسلام بھی دی اور خدا کی راہ میں جہاد بھی کیا۔ پھر خدائے تعالےٰ نے اپنے رسول کے پاس یہ فرمان بھیجا کہ اپنے وصی کی فضیلت کھلم کھلا ظاہر کردو۔ جناب رسولِ خداؐ نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ قوم عرب بڑی جفاکار ہے۔ نہ ان میں کوئی کتاب اتری ہے اور نہ ان میں خدا کا کوئی نبی آیا ہے۔ نہ یہ لوگ انبیاؑ کی نبوّت کو پہچانتے ہیں اور نہ ان کا مرتبہ جانتے ہیں۔ اگر میں اس قوم کو اپنے اہلبیتؑ کی بزرگی اور فضیلت سے آگاہ کروں گا تو یہ مجھ پر ایمان نہ لائے گی۔ ارشادِ باری ہوا کہ اے رسولؐ! تم ان کے بارے میں افسوس نہ کرو اور یہ نرمی کلام کرو کہ یہ آگے چل کر سب کچھ جان لیں گے پس آنحضرتؐ نے اپنے وصی کے کچھ فضائل بیان فرمائے جس پر وہ لوگ وصیٔ رسولؐ خدا سے نفاق و عداوت رکھنے لگے۔ جناب رسولؐ خدا کو اُن کا نفاق اور اُن کی چہ میگوئیاں معلوم ہوگئیں۔ جناب باری نے فرمایا۔ (اے رسولؐ!) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ۔ نیز فرمایا۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ جناب رسولِ خدا کی عادت یہ تھی کہ وہ جناب ان لوگوں کو ملائے رکھتے تھے اور ایک کے برخلاف دوسرے سے مدد لیا کرتے تھے۔ اور اپنے وصی کی فضیلت بھی کچھ کچھ اُن کو سُنا دیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ سورہ نازل ہوا اور ان پر حجّت قائم ہوگئی۔ پھر جب خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اُن کی موت کی اطلاع دی اور آگاہ کر دیا کہ اب تمھاری وفات کا زمانہ قریب ہے تو اس پر یہ بھی فرمایا۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ جب تم اپنے کارِ تبلیغ رسالت سے فارغ ہوگئے تو اپنا علم قائم کردو اور اپنے وصی کی فضیلت کا اعلان کردو۔ اور لوگوں کو ان کی فضیلت کھول کر بتادو۔ اُسوقت آنحضرتؐ نے (بمقام خُمِ غدیر) تین بار ارشاد فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (جن کا میں حاکم ہوں پس علیؑ بن ابی طالب بھی اُن کے حاکم ہیں۔ یا اللہ جو علیؑ کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی رکھے تو بھی اُس کا دشمن ہو جو) نیز (جنگِ خیبر میں) فرمایا تھا۔ میں کل ایسے شخص کو (میدان جنگ میں) بھیجوں گا جو خدا اور خدا کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور خدا کا رسولؐ اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ اور وہ ہرگز بھاگنے والا نہیں ہے۔ اس کلام نے اُس شخص پر تعریض بھی منظور تھی جو اس طرح پلٹ کر آیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں پر بزدلی کا الزام لگاتا تھا۔ اور اُس کے ساتھی اُس کو بزدل بتلاتے تھے۔ اور نیز یہ بھی فرمایا۔ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِيْنَ (علیؑ بن ابیطالب تمام مؤمنوں کے سردار ہیں)۔ نیز یہ بھی فرمایا تھا۔ عَلِيٌّ عَمُوْدُ الدِّيْنِ (علیؑ بن ابیطالب دین کے ستون ہیں) یہ بھی فرمایا تھا۔ هُوَ الَّذِيْ يَضْرِبُ النَّاسَ بِالسَّيْفِ عَلَى الْحَقِّ بَعْدِيْ۔ یہی وہ شخص ہے جو میرے بعد ناکسوں سے حق پر لڑے گا۔ یہ بھی فرمایا تھا الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ اَيْنَمَا مَالَ (جس طرف علیؑ بن ابیطالب جاتے ہیں حق اُن کے ساتھ ساتھ رہتا ہے) یہ بھی فرمایا تھا۔ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَهْلَ بَيْتِيْ عِتْرَتِيْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَقَدْ بَلَّغْتُ اَنَّكُمْ سَتَرِدُوْنَ عَلَيَّ الْحَوْضَ فَاَسْئَلُكُمْ عَمَّا فَعَلْتُمْ فِي الثَّقَلَيْنِ الثَّقَلَانِ كِتَابُ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَاَهْلُ بَيْتِيْ فَلَا تَسْبِقُوْهُمْ فَتَهْلِكُوْا وَلَا تُعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ (میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم اُن دونوں کے مطیع رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا قرآن مجید ہے دوسرے میری ذرّیت عترت ہے۔ ایّھاالناس۔ میری سنو۔ دیکھو میں نے حکم خدا تم تک پہنچا دیا ہے وہ یہ کہ تم لوگ میرے ہی حوض کوثر پر آؤ گے۔ میں اُس وقت تم سے ضرور جواب طلبے کروں گا کہ تم نے ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ ثقلین سے مراد کتاب خدا ہے اور میرے اہلبیتؑ۔ دیکھو تم لوگ میری عترت کے آگے نہ بڑھنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور ان کے مقابلے میں علم نہ جتانا کہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں)۔ (امامؑ فرماتے ہیں) اُن لوگوں پر ارشاد نبوی سے بھی اور قرآن سے بھی جیسے یہ لوگ پڑھتے ہیں حجّت قائم ہو چکی۔ پس جناب رسولِ خدا برابر اپنے کلام سے اپنے اہلبیتؑ کے فضائل جتلاتے رہے اور قرآن مجید سے بھی کھول کھول کر بتلاتے رہے۔ مثل اِس قولِ خدا کے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ کبھی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الخ (دیکھو صفحہ ۲۸۹ سطر ۱) کبھی یہ آیت سُنائی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (دیکھو صفحہ ۲۵۱ سطر ۱) حضرت علی علیہ السّلام جناب رسولِ خدا کے قرابتدار بھی تو تھے۔ وصی ہونا اُنہی کا حق تھا۔ جبھی تو جناب رسولِ خدا نے اُن جناب کو وصی مقرر کیا تھا۔ اُنہی جنابؑ کے پاس اسم اکبر اور میراثِ علم اور علمِ نبوّت کے آثار موجود تھے۔ اور کبھی جناب رسولِ خدا نے یہ آیت پڑھی۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ کبھی یہ آیت پڑھی۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔ (ایک قرأت کے بموجب الْمَوَدَّةُ ہے) مطلب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں تم سے قیامت کے دن اُس مودت کے بارے میں سوال کروں گا جس کے فرض ہونے کے متعلق میں حکم نازل کر چکا ہوں۔ یعنی قرابتداران رسولؐ کی مودّت کا اور قاتلوں سے یہ جواب طلب ہوگا کہ تم نے جناب رسولِ خدا کے قرابتداروں کو کس خطا پر قتل کیا تھا؟ کبھی فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اس آیت میں ذکر سے قرآن مجید اور اہل ذکر سے آلِ محمد علیہم السّلام مراد ہیں۔ جبھی تو خدائے تعالیٰ نے اُن سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جاہلوں سے سوال کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ذکر سے قرآن مراد ہے تو اس کا شاہد خداتعالےٰ کا یہ قول ہے۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ دوسری آیت میں

فرماتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ (دیکھو صفحہ ۱۰۸، سطر ۱) کبھی آنجناب نے یہ آیت پڑھی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ کبھی یہ آیت پڑھی وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (دیکھو صفحہ ۱۴۴، سطر ۷) پس خدائے تعالےٰ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے معاملات والیان امر کے سامنے جن کی اطاعت اُن پر واجب کی ہے پیش کیا کریں۔ پس جب جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کے (بمقام خمِ غدیر) پہنچے تو جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور یہ آیت لائے يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ پس جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرا دی۔ سب لوگ جمع ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اس میدان سے جھاڑ جھنکاڑ صاف کیا جائے (جب سارے امور طے ہو چکے تو) جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ایہا الناس! تمہارا حاکم اور تمہاری جانوں پر خود تم سے زیادہ اختیار رکھنے والا کون ہے؟ سب نے جواب دیا اور خدا کا رسولؐ۔ تین مرتبہ یہی اقرار لیکر فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (جس کا میں حاکم ہوں پس علیؑ بن ابیطالب بھی اس کے حاکم ہیں۔ یا اللہ! جو علیؑ سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کیجیو اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کیجیو) جناب رسولؐ خدا کے اس قول سے منافقوں کے سینوں میں نفاق اور بڑھ گیا اور کہنے لگے یہ آیت اور حکم تو خدا نے ہرگز بھی محمدؐ پر نازل نہیں کیا ہے بلکہ یہ خود اپنے ابن عم کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ پس جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس آئے تو ایک جماعت انصار کی حاضر خدمت ہو کے عرض کرنے لگی۔ یا رسولؐ اللہ! خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ حضور کی تشریف آوری سے اور ہمارے ہاں قیام کرنے سے ہماری عزت بڑھائی اس پر یہ کرم فرمایا کہ ہمارے دوستوں کو خوش اور ہمارے دشمنوں کو ذلیل کر دیا۔ حضور کی خدمت میں جا بجا سے مہمان حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے عطا کرنے کے لیے آپ کے پاس سامان نہیں ہے اس سے آپ کے دشمن ہنسی اڑاتے ہیں۔ لہٰذا ہماری درخواست یہ ہے کہ ہمارا تہائی مال آپ لے لیں تاکہ مکہ (وغیرہ) سے آنے والے مہمانوں کو آپ اُس میں سے عطا فرما دیا کریں۔ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُن کی درخواست کا کچھ جواب نہ دیا اور وحی کے منتظر رہے پس جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور یہ آیہ لائے۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (جناب امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) جب آیت خمس نازل ہوئی تو منافقوں نے یوں کہا کہ اب یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مال اور املاک بھی اپنے اہلبیتؑ کو دیدیں۔ پھر حضرت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ نبوت تم نے ادا کر دی۔ زندگانی تمہاری ختم ہو گئی۔ اب تم اسم اکبر اور میراث علم اور علم نبوت آثار علیؑ بن ابیطالب کے سپرد کر دو کہ میں نے امین کو کبھی عالم جس کی وجہ سے میری طاعت اور میری ولایت کی معرفت حاصل ہو خالی نہیں چھوڑا۔ اور یہی دستور رکھا ہے کہ ہر نبی کی وفات کے بعد اپنی ایک حجت دوسری حجت کے پیدا ہونے تک ضرور باقی رکھی ہے۔ پس جناب رسولؐ خدا نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اسم اکبر بھی تعلیم کیا۔ میراث علم بھی سونپی۔ علم نبوت کے آثار بھی سکھا دیے اور ایک ہزار کلمے اور ایک ہزار باب تعلیم فرمائے کہ ہر کلمہ سے ایک ہزار کلمے اور باب سے ایک ہزار باب اور مفتوح ہو گئے۔

صفحہ ۶۴۷ نوٹ ۵ | اَلْمِيْزَانَ : تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْمِيْزَانَ سے مراد امامؑ کی ایک ذات ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۷ نوٹ ۶ | وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ : تفسیر برہان میں ہے کہ علامہ ابن شہر آشوب نے تفسیر سعدی سے بروایت ابو صالح حضرت عبداللہ ابن عباس سے خدا تعالیٰ کے اس قول کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ جنت سے تلوار ذوالفقار نازل فرمائی تھی اور اس کو جنت کے ایک درخت سے جس کا نام حب الاس ہے پیدا کیا تھا۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ بَاْسٌ شَدِيْدٌ کا یہ مطلب ہے کہ آدم علیہ السلام انہی تلوار کے ذریعہ سے اپنے کل دشمنوں سے جو جنات میں سے تھے تو اور سیاطین میں سے تھے تو لڑا کرتے تھے۔ اور اس کے اوپر یہ لکھا ہوا تھا کہ میرے انبیاء برابر اس کے ذریعہ سے لڑتے رہیں گے۔ اور یہ نبیؐ کے بعد نبیؐ کو اور صدیق کے بعد صدیق کو پہنچتی رہے گی تا آنکہ اس کے وارث امیر المومنین علیؑ ہوں گے۔ پس وہ نبی امیؐ کے ساتھ ہو کر (اُن کے دشمنوں سے) اس کے ذریعہ سے لڑیں گے۔ اور مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ و علیؑ کیلئے اس میں بہت کچھ نفع ہوگا اور۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ علیؑ ابن ابیطالبؑ کے ذریعہ سے کفار سے انتقام لیگا اور ان کو ذلیل کریگا (یہاں تک تو اہلسنت کی روایت تھی۔ آگے علامہ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے سب کے سب نے یہ روایت کی ہے کہ اس آیت میں اَلْحَدِيْدَ سے مراد ذوالفقار ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جناب رسولؐ خدا پر نازل فرمائی اور آنحضرتؐ نے جناب علیؑ مرتضیٰ کو عطا فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۸ نوٹ ۲ | فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا : تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے منقول ہے کہ میں جناب رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابن مسعود جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ باہم اختلاف کر کے بہتر فرقے ہو گئے تھے جن میں سے دو نجات پائی اور باقی سب ہلاک ہوئے۔ (نجات پانے والوں میں سے) ایک فرقہ تو وہ تھا جو دین عیسیٰؑ کی حمایت میں بادشاہوں سے لڑا تھا۔ اور انھوں نے اس فرقہ کو قتل کر دیا تھا۔ اور ایک فرقہ وہ تھا کہ انھوں نے نہ تو اپنے آپ میں بادشاہوں کے مقابلے کی طاقت پائی اور نہ اس کی قوت سمجھی کہ ان کے مزاج کے برخلاف ان کو دین خدا اور دین عیسیٰؑ کی دعوت دیں۔ لہٰذا وہ ملکوں میں منتشر ہو گئے اور راہب بن گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایمان لایا اور اس نے میری تصدیق کی اور اس نے میری پیروی کی تو اس نے اُس کی ویسی ہی رعایت کرنے کا حق تھا۔ اور جو مجھ پر ایمان نہ لایا (وہ اس حکم میں رہا۔ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا) پس وہی ہلاک ہوا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے بعد شاہان جبار ظاہر ہوئے جو گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ یہ حال دیکھکر مومنین غضبناک ہو گئے اور جنگ کے لیے ان ظالم بادشاہوں کے سامنے آ ڈٹے۔ پس تین مرتبہ باایمان لوگوں نے شکست کھائی بہت تھوڑے سے آدمی اُن میں سے باقی رہ گئے تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم ان بادشاہوں پر ظاہر ہوں گے تو یہ ہم کو فنا کر دیں گے۔ پھر کوئی بھی دین حق کی طرف دعوت دینے والا باقی نہ رہے گا۔ آؤ زمین کے اطراف،

میں متفرق ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ نبی مبعوث ہو جس کا عیسیٰ علیہ السّلام نے ہم سے وعدہ کیا ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پس وہ لوگ پہاڑوں کی گھاٹیوں میں پھیل گئے۔ اور راہب بن گئے۔ بعضے تو ان میں ایسے تھے جو اپنے دین پر قائم رہے اور بعضے کافر ہو گئے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

صفحہ ۴۸۶ نوٹ ۳۷ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ۔ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ سے مراد وہ امام ہے جس کے زمانہ میں تم ہو۔ اور المناقب میں ہے کہ نور سے مراد علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں۔ تفسیر قمی میں كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ کے عام معنی یہ منقول ہیں کہ رحمت کا دوہرا حصہ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ جہنم میں نہ بھیجے اور دوسرا یہ ہے کہ جنت میں پہنچا دے۔ اور يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا میں نُوْرًا سے مراد ایمان ہے۔ قولِ مترجم: ان دونوں روایتوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ جہنم سے چھٹکارا اور جنت کا نظارہ حسنین علیہما السّلام ہی کی بدولت حاصل ہوگا کیونکہ آنحضرتؐ نے سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ انھیں کی شان میں فرمایا ہے اور گویا لوگوں نے آنحضرتؐ پر اتہام لگایا اور ابوبکر و عمر کو سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بنایا مگر دروغ گو را حافظہ نباشد والی مثل صادق آئی یعنی جنت میں کوئی بوڑھا ہوگا ہی نہیں پھر وہ سردار کس کے بنیں گے؟ قرینہ یہ چاہتا ہے کہ حضرتؐ نے سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ النَّارِ فرمایا ہوگا۔ اب رہی نور کی تفسیر کہ ایمان بھی فرمایا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ بھی تو ایمان کی بات یہ ہے کہ علیؑ مرتضیٰ مجسم ایمان ہیں اور ان پر یقین رکھنا ایمان ہے اور ان کی محبت عین ایمان ہے اور ان کا ماننے والا مومن ہے۔ اس کے متعلق متعدد حدیثیں ہیں (تائید کیلئے دیکھو صفحہ ۱۷۶ نوٹ نمبر ۴ اور اُس سے آگے۔) تفسیر مجمع البیان میں اِس مضمون کے بعد یہ بھی منقول ہے کہ جب آیت اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (دیکھو صفحہ ۴۶۹ سطر ۴) ان اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے اور ذکر اس کا ان لوگوں نے سُنا جو آنحضرتؐ پر ایمان نہ لائے تھے۔ تو انھوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور یہ کہا کہ اے گروہِ مسلمین ہم میں سے جو کوئی اپنی کتاب پر بھی ایمان رکھے گا اور تمام کتاب پر بھی ایمان لائے گا تو اُس کو دوہرے اجر ملیں گے۔ اور جو ہم میں سے اپنی کتاب پر ایمان رکھیگا اُس کو اکہرا اجر ملے گا۔ جیسا کہ تمکو اپنی کتاب پر ایمان رکھنے سے اکہرا اجر ملے گا۔ پس ہم پر تم کو فضیلت ہی کیا ہے۔ پس خدا یتعالیٰ نے یہ پوری يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ نازل فرمائی۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ یہ جملہ ان لوگوں کی طرف سے تھا جو اہل کتاب میں سے آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے تھے۔ کہ انھوں نے اصحاب جناب رسولؐ خدا سے کہا تھا کہ ہم تم سے افضل ہیں۔ ہمارے لیے دُوا اجر ہیں اور تمھارے لیے ایک تو خدا یتعالیٰ نے (ان کے جواب میں) لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ سے آخر تک آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

جابرِ جعفی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا فرمایا كِفْلَيْنِ سے مراد حسنؑ و حسینؑ اور نور سے مراد علیؑ بن ابیطالبؑ ہیں۔

حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ حسنؑ و حسینؑ اور يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ میں نور سے مراد علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں۔

کعب بن عیاض کہتا ہے کہ میں نے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے روبرو جناب علی بن ابیطالب علیہ السّلام کو طعنہ دیا تو جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے میرے سینے پر گھونسا مارا اور فرمایا کہ خداوندِ عالم نے علیؑ بن ابیطالب کو دو نور عطا فرمائے ہیں ایک نور آسمان میں ہے دوسرا زمین پر۔ جو شخص اُن کے نور سے متمسک رہیگا خدا یتعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کریگا۔ اور جو شخص اُسے چھوڑ دے گا تو خدا یتعالیٰ اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اے کعبؔ! تو میری جانب سے لوگوں کو یہ خوشخبری سُنا دے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے چہرۂ علی بن ابیطالب علیہ السّلام کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے ہیں جو ان کے لیے اور ان کے شیعوں کیلئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

پارۂ بست و ہفتم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارۂ بست و ہشتم

صفحہ ۶۴۹ نوٹ ۱

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک شخص کا عقد تو ہو چکا ہے مگر ابھی مجامعت کی نوبت نہیں آئی کہ اس نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا۔ (اُس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟) فرمایا کہ ظہار و ایلاء اُس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتے جب تک کہ مجامعت نہ کی ہو۔ قول مترجم ظہار کرنا عرب کی مخصوص عادتوں میں سے ہے۔ ہندوستان میں اس خصوصیت کے ساتھ نہیں پایا جاتا اِلّا کہیں کہیں دیہات میں آپس کے اختلاف، طرفین کی ناراضی اور فریقین کی لڑائی کے موقعوں پر اُس کے ہم معنی الفاظ ادا کر بیٹھتے ہیں مگر اُن سے ظہار واقع نہیں ہو سکتا۔ ظہار مخصوص اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ کہنے سے واقع ہوتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تو مجھ پر ویسی ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت یعنی جیسے ماں کو بدی کے ارادے سے بیٹھ کے بھل لٹانا یا اُس سے بدفعلی کرنا حرام ہے ایسے ہی میں تیرے ساتھ جماع کرنے کو حرام قرار دیتا ہوں ایلاء کے معنی ہیں اُس عورت کے بارے میں جو کسی شخص کے دائمی نکاح میں ہو یہ قسم کھا بیٹھنا کہ اُس کو ضرر پہنچانے کی نیت سے اُس سے کبھی جماع نہ کروں گا۔ ان دونوں کے بارے میں مفصل مسائل فقہ کی کتابوں میں دیکھے جائیں یا بوقت ضرورت مجتہدین سے دریافت کیا جائے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۰ نوٹ ۲

ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت یہودیوں اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کیا کرتے تھے۔ اور جب مومنین کو دیکھ لیا کرتے تو آنکھوں سے اشارہ کیا کرتے (کہ چپ رہو ایسا نہ ہو یہ سُن لیں) جناب رسول خداؐ نے اُن کو اس سے منع فرمایا مگر انھوں نے وہی فعل پھر کیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۰ نوٹ ۳

حَیَّوْكَ بِمَا لَمْ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ روضۃ الواعظین میں روایت کی گئی ہے کہ یہودی جناب رسول خداؐ کے پاس آتے اور یہ کہتے اَلسَّامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ اور سام اُن کی زبان میں موت کو کہتے تھے۔ پس جناب رسول خداؐ ان کے جواب میں فرماتے وَعَلَیْكُمْ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قول مترجم اِس امت کے یہودی بھی آج تک سلام کرنے میں انھیں یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں اور جو خدا کا بتلایا ہوا طریقہ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ ہے جس میں ایسا التباس ممکن نہیں اُس سے گریز کرتے ہیں۔ خدا اُن کو ہدایت کرے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۰ نوٹ ۴

اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے خدا تعالیٰ کے اِس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ شیطان سے مراد ثانی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ جب تم تین شخص موجود ہو تو دو تیسرے سے علیحدہ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں کہ اِس سے اُس کو رنج پہنچے گا۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ اِس آیت میں نجویٰ سے مراد خواب ہائے پریشان ہیں جن کو انسان سوتے میں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے۔ ۱۲

تفسیر قمی میں بروایت ابوبصیر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ منقول ہے کہ ایک رات جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خداؐ اپنے ہمراہ مجھے اور علیؑ اور حسنینؑ کو لیے ہوئے کہیں جانے کا قصد کرتے ہیں پس اسی ارادہ سے وہ جناب ہم سب کو ہمراہ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جب مدینہ کے مکانوں سے نکل گئے تو ایک دوراہہ ملا۔ جناب رسول خداؐ داہنی طرف والے راستہ پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ایک باغ پر پہنچے۔ جس میں چشمہ بھی جاری تھا۔ وہاں آنحضرتؐ نے ایک بکری مول لی جس کے ایک کان پر سفید نقطے تھے۔ اُس کے ذبح کرنے کا آنحضرتؐ نے حکم دیا۔ جب گوشت تیار ہو گیا تو سب نے مل کر کھایا۔ اُس کے کھاتے ہی سب کے سب مر گئے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہؑ روتی ہوئی خوف زدہ خواب سے بیدار ہوئیں۔ اور جناب رسول خداؐ سے اپنا خواب خواب بیان نہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو جناب رسول خداؐ دراز گوش پر سوار ہوئے جناب سیدہؑ میں تشریف لائے اور جناب سیدہؑ کو سوار کر لیا۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام سے فرمایا تم بھی چلو۔ پس جب یہ سب حضرات مدینہ سے نکلے تو ویسا ہی دوراہہ ملا جیسا کہ جناب معصومہؑ نے خواب میں دیکھا تھا پس جناب رسول خدا صلے اللہ وآلہ نے داہنا راستہ اختیار کیا جیسا کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام دیکھ چکی تھیں۔ پھر آنحضرتؐ ایک مقام پر پہنچے جہاں خشک درخت اور پانی کا چشمہ تھا تو آنحضرتؐ نے ایک بکری جس کے کان پر سفید تل تھے خرید فرمائی یہ بھی خواب کے مطابق ہوا۔ پھر اُس کے ذبح کا حکم دیا۔ پس وہ ذبح کی گئی۔ گوشت اُس کا بھونا گیا جیسے ہی اُن بزرگواروں نے نوش فرمانے کا قصد کیا۔ جناب سیدہؑ اُٹھیں اور ایک طرف جا کر اس خوف سے رونے لگیں کہ اب یہ سب مر جائیں گے۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ اُٹھ کر اپنی پارۂ جگر کے پاس وہاں تشریف لے گئے جہاں وہ رو رہی تھیں۔ اور یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے لختِ جگر! تم روتی کیوں ہو؟ عرض کی بابا! میں نے رات ایسا ایسا خواب دیکھا ہے۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ سب کچھ ہو ہو آپ اِس وقت تک کر چکے پس میں اِس لیے آپ کے ساتھ سے ہٹ گئی کہ میں آپ کو مرتے ہوئے نہ دیکھوں۔ یہ سُن کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وعلیہ وآلہ اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے درگاہِ خدا میں مناجات کی۔ جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ایک شیطان ہے نام اس کا زہا ہے۔ اُس نے فاطمہؑ کو خواب میں یہ واقعہ دکھایا ہے۔ وہی مومنین کو اُن کے سوتے میں اذیت دیتا ہے جس سے وہ مغموم و محزون ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ لے جبرئیلؑ اُسے میرے پاس لاؤ۔ پس جبرئیلؑ گئے اور زہا کو پکڑ لائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے ہی فاطمہؑ کو یہ خواب دکھایا تھا؟ اُس نے عرض کی جی ہاں! یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اُس کے بدن پر تین بار تھوکا جس سے اُس کے تین جگہ درد پیدا ہو گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ فاطمہؑ سے کہہ دیجئے کہ اگر خواب میں کوئی خوفناک واقعہ دیکھا کریں یا مومنین میں سے کوئی شخص بُرا خواب دیکھے تو یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلٰٓئِكَةُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ وَاَنْبِیَآءُ اللّٰهِ الْمُرْسَلُوْنَ وَعِبَادُهُ الصّٰلِحُوْنَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَیْتُ مِنْ شَرِّ رُؤْیَایَ۔ بعد اِس کے سورۂ حمد و قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس اور قل ہو اللہ احد پڑھ کے اپنے بائیں جانب تھوک دے۔ پس وہ خواب اُسے ضرر نہ پہنچائے گا۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ الخ

صفحہ ۶۵۱ نوٹ ۳

الفقیہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا تعالیٰ تمام آدمیوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور میزانیں قائم کی جائیں گی۔ پھر شہیدوں کا خون علماء کی روشنائی کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو علماء کی روشنائی شہداء کے خون سے زیادہ بھاری اترے گی۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ عالم جس کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچے ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔ قول صاحب تفسیر صافی اِن مضمون کی حدیثیں اِس کثرت ہیں کہ اُن کا شمار بھی نہیں ہو سکتا

صفحہ ۶۵۱ نوٹ ۴

اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ اس حکم کا مطلب یہ تھا کہ جب ہم جناب رسول خداؐ سے کوئی حاجت طلب کرو تو اپنی حاجت طلب کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ تاکہ تمہاری حاجت پوری ہونے کا سب سے اچھا ذریعہ ہو۔ مگر اس حکم پر سوائے جناب امیر المومنینؑ کے اور کسی نے عمل نہ کیا۔ اُن حضرتؑ نے ایک دینار تصدق کیا اور جناب رسول خداؐ سے دس مرتبہ رازمیں باتیں کیں۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ہر مرتبہ رازمیں باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دیا۔ پھر خدا تعالیٰ کے اس قول ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا الخ نے اسے منسوخ کر دیا۔ مفسرین اہلسنت میں سے مجاہد نے اپنی سچی ہوئی سندوں کی رو سے بیان کیا ہے کہ خود جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیت ایسی ہے کہ جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اُس پر عمل کرے گا۔ وہ آیہ نجوی ہے۔ اور صورت اُس کی یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میرے پاس ایک دینار تھا جسے بھنا کر میں نے دس درہم لئے اور جب میں جناب رسول خداؐ کی خدمت میں رازمیں باتیں کرنے جاتا تو اُس سے پہلے ایک درہم صدقہ دے دیتا۔ (دس باتیں کر چکنے کے بعد) خدا تعالیٰ کے اس قول ءَاَشْفَقْتُمْ..... تا..... جنبی سما تعملون ہ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ انحصال میں جناب امیر المومنینؑ سے وہ چھ چیزیں منقول ہیں جو آپ نے ابوبکر پر قائم کیں۔ از آنجملہ یہ بھی تھی کہ حضرتؑ نے فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں آیا تو وہ شخص ہے جس نے جناب رسول خداؐ سے رازمیں باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دیا ہو اور پھر بات کی ہو۔ اور تمام قوم سے خدا تعالیٰ نے ازروئے عتاب یہ فرمایا ہو ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ یا یہ منزلت مجھے حاصل ہے؟ ابوبکر نے عرض کی نہیں۔ یہ منزلت تو صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۲ نوٹ ۱

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ الخ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ثانی صاحب کے بارے میں آئی ہے اس لیے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو یہ ایک یہودی کے پاس بیٹھے تھے اور جناب رسول خداؐ کی خبریں لکھ رہے تھے پس خدا تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ..... سے اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ہ تک آیتیں نازل فرمائیں۔ اِس کے بعد حضرت ثانی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں کے یہاں سے کچھ لکھتے ہوئے پایا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اس سے منع فرما چکا ہے تو یہ بولے کہ یا رسول اللہ توریت میں جو جو صفتیں آپ کی موجود ہیں وہی تو میں لکھ رہا تھا۔ اور لگے حضرتؐ کو پڑھ کے سنانے حالانکہ آنحضرتؐ اُس وقت بہت ہی غصے میں تھے تو انصار میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ تیرا برا ہو تو دیکھتا نہیں کہ آنحضرتؐ تجھ پر کتنا غصہ ہو رہے ہیں۔ تب تو یہ چونکے اور کہنے لگے کہ میں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسولؐ کے غضب سے اللہ ہی کی پناہ مانگتا ہوں مجھے تو حضورؐ کی خبریں کچھ ملی تھیں وہی میں نے لکھ لی تھیں۔ اِس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لے فلاں اگر موسیٰ ابن عمرانؑ بھی اِن میں موجود ہوتے پھر میں آتا تو جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اُس سے دست بردار ہو جاتے۔ مگر تو اُس کا جو کچھ میں لے کر آیا ہوں منکر ہی ہوتا خدا تعالیٰ کے اس قول اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً کا یہی مطلب ہے (چونکہ اَیْمَانَهُمْ اور اِیْمَانَهُمْ دونوں قرأتیں آئی ہیں پس بنا بر قول ثانی مطلب یہ ہے کہ) اس سے آگے قرآن کے حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۲ نوٹ ۲

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ط تفسیر مجمع البیانؒ میں روایت کی گئی ہے کہ جب مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ اللہ نے ان کے ہاتھوں پر بہت سی بستیاں فتح کر دیں تو انھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں پر فارس و روم کی سلطنتیں بھی فتح فرمائے گا تو منافقوں نے یہ کہا کہ کیا تم نے فارس۔ روم کو بھی ایسے ہی دیہات سمجھ لیا ہے جہاں پر تم غالب آچکے ہو۔ اِس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۲ نوٹ ۳

وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط کافی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام محمد جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس روح سے مراد ایمان ہے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی مومن بھی ایسا نہیں ہے جس کے قلب کے جوف میں دو کان نہ ہوں کہ ایک کان کے ذریعہ سے تو خدا اس اپنے وسوسے چھوٹا رہتا ہے۔ اور ایک کان میں فرشتہ منجانب اللہ کچھ کہتا رہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اِس فرشتے کے ذریعہ سے مومن کی تائید کرتا ہے اور قولِ خدا وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ کا یہی مطلب ہے۔ اور جناب امام موسیٰؑ کاظم سے منقول ہے خدا تعالیٰ نے ہر مومن کی تائید روح ایمان کے ذریعہ سے فرمائی ہے جو اُس کے نیکی کرنے کے وقت برابر ساتھ رہتی ہے۔ اور بری اور نافرمانی کرنے میں اُس سے الگ ہو جاتی ہے۔ پس یہ روح نیکی کرنے کے وقت اُس کے ساتھ رہتی اور بہت خوش ہوتی ہے۔ اور بدی کرنے وقت زمین کی تہہ میں جا گھستی ہے۔ پس اے بندگانِ خدا اپنے نفسوں کی اصلاح کر کے خدا کی نعمتوں کی محافظت کرو۔ کہ اُس صورت میں تمہارا یقین زیادہ ہوتا جائے گا اور گرانقدر نفع تم کو حاصل ہوگا۔ خدائے تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جس کی یہ حالت ہو کہ نیکی کا ارادہ کرتے تو فوراً کر بیٹھے۔ اور بدی کا خیال آئے تو اُس سے باز رہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کی اطاعت کرنے کے باعث اور اُس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کے سبب سے روح قدس کے ذریعہ سے ہماری تائید کی جاتی ہے۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے جناب رسول خداؐ کی اِس حدیث کے بارے میں کہ جب کوئی زنا کرتا ہے تو اُس سے روح ایمان جدا ہو جاتی ہے" منقول ہے کہ یہ حدیث خدائے تعالیٰ کے اِس قول کی تائید میں ہے وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ پس یہی وہ روح ہے جو اُس شخص کو چھوڑ دیتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۳ نوٹ ۱

قمی علیہ الرحمہ نے اِس آیت کے نازل ہونے کا سبب یوں لکھا ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے رہتے تھے۔ ایک بنی نضیر۔ دوسرا بنی قریظہ۔ تیسرا بنی قینقاع۔ اِن تینوں کے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے مابین ایک مدت تک کے لیے عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ پس ان سب نے عہد توڑ دیا۔ اور عہد شکنی کے باعث بنی نضیر ہوئے تھے۔ قصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے دو آدمیوں کو نادانستہ قتل کر دیا تھا اُن دونوں کی دیت ادا کرنے کے لیے مال نہ تھا آنحضرتؐ روپیہ قرض لینے کے لیے کعب بن اشرف کے پاس تشریف لے گئے تاکہ اُن دونوں مقتولوں کی دیت ادا کریں۔ جب اُس کے مکان پر پہنچے تو کعب نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی بڑی خاطر و تواضع کی اور یہ ظاہر کر کے کہ میں حضورؐ کے لیے کھانا تیار کراتا ہوں کھڑا ہو گیا اور دل میں آنحضرتؐ کے مار ڈالنے کی تدبیریں گانٹھنے لگا اور اپنے یاروں کو تلاش کرنے لگا۔ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور کعب کے ارادہ سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو اطلاع دی۔ وہ جناب مدینہ میں واپس تشریف لائے اور محمد بن مسلم انصاری سے فرمایا، بنی نضیر کے پاس جا اور اُن سے کہہ دو کہ خدا نے تمہارے ارادہ اور غدر سے اپنے رسولؐ کو آگاہ کر دیا ہے۔ اب تم یا تو ہمارا شہر چھوڑ دو یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ (محمد مسلم بنی نضیر کے پاس گئے اور فرمانِ نبوی کہ سنایا) انھوں نے جواب دیا ہم آپ کی بستی سے نکلے جائیں گے لیکن عبد اللہ بن اُبی نے بنی نضیر سے کہلا بھیجا کہ تم ہرگز نہ نکلنا۔ اپنے مکانوں میں بیٹھے رہو اور محمدؐ سے لڑنے پر آمادہ ہو جاؤ۔ میں تمہاری مدد کروں گا میری ساری قوم اور میرے ہم قسم تمہاری نصرت کے لیے تیار ہیں۔ اگر تم شہر چھوڑ دو گے تو میں بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑا ہوں گا اور اگر تم لڑو گے تو میں بھی تمہارے ہمراہ جنگ کروں گا۔ پس وہ لوگ سب کے سب ٹھہر گئے اور اپنے قلعوں کی درستی کرنے لگے اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے اور جناب رسول خداؐ سے کہلا بھیجا کہ ہم تو نہیں نکلنے جو آپ کو کرنا ہو کر لیجیے۔ پس آنحضرتؐ تکبیر کہہ کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اصحاب نے بھی تکبیریں کہیں اور کھڑے ہو گئے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ لے علی! تم بنی نضیر کے مقابلہ میں جاؤ۔ اُن

جناب نے علم جنابِ رسولِ خداؐ دستِ مبارک میں لیا اور بنی نضیر کی طرف بڑھے۔ جنابِ رسولِ خداؐ بھی اصحاب کو لیے ہوئے پہنچ گئے اور اُن کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن اُبَی نے اُن لوگوں سے بیوفائی کی۔ جنابِ رسولِ خداؐ کے محاصرہ میں جو جو مکان آنحضرتؐ کے لشکر کے سامنے پڑتے تھے اُن کو انھوں نے توڑ پھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک شخص کا مکان بہت ہی خوبصورت تھا۔ وہ بھی انھوں نے توڑ دیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اُن کے خرمے کے درخت کاٹ ڈالے جائیں۔ جیسے ہی درخت کٹنے لگے تو وہ سب کے سب گھبرا گئے۔ اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ! کیا خدا نے آپ کو فساد کا حکم دیا ہے؟ اگر یہ درخت آپ کے ہیں تو آپ لے لیں اور اگر ہمارا مال ہے تو آپ قطع نہ کریں۔ جب گھرے ہوئے کئی روز گزر گئے تو بنی نضیر کہنے لگے اچھا! ہم آپ کی بستی چھوڑے دیتے ہیں۔ آپ ہم کو اجازت دے دیجیے کہ ہم اپنا مال اپنے ہمراہ لے جائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی خالی ہاتھ نکل جاؤ۔ (خیر اسی میں ہے) خبردار! کوئی شخص اپنے ہمراہ کچھ بھی نہ لے جائے۔ ورنہ جس کے پاس ہم کچھ بھی پائیں گے اُسے قتل کر دیں گے پس وہ لوگ یوں ہی نکل پڑے۔ کچھ تو اُن میں سے فدک اور وادی القریٰ کو چلے گئے اور کچھ لوگ مُلکِ شام کی طرف نکل گئے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ نے هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ سے فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ تک اور خرمے کے کاٹنے پر جو انھوں نے جنابِ رسولِ خداؐ پر الزام لگایا تھا اُس کی رَد میں خدا تعالیٰ نے مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ سے اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک اور عبداللہ بن اُبَی اور اُس کے ساتھیوں کی مذمت میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا سے ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ تک آیتیں نازل فرمائیں پھر فرمایا كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان لوگوں سے مراد بنی قینقاع ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے عبداللہ بن اُبَی اور بنی نضیر کی تمثیل بیان کی ہے۔ پس فرمایا كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ سے وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ تک۔

صفحہ ۶۵۳ نوٹ ۲ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جنابِ رسولِ خداؐ کو واپس دے دیا اس لیے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا اور اُس کے رسولؐ کا ہے اور اُن مومنین کا جو اُن کے پیرو اور اُن اوصاف سے متصف ہوں جن کا ذکر خدائے تعالیٰ نے اپنے اِس قول اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ الخ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر ۲) میں فرمایا ہے پس جو کچھ بھی مشرکین و کفار، ظالموں اور بدکاروں کے ہاتھ میں ہے وہ جنابِ رسولِ خداؐ اور مومنین کا حق ہے جو اللہ نے اِس آیت کے بموجب اپنے رسولؐ کو دے دیا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث کافی میں بھی یہی مضمون منقول ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۳ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدائے عزّ و جل نے اپنے رسولؐ کو تعلیم و تادیب فرمائی جو کچھ اُس کا منشا تھا اُس کے لیے آمادہ فرما لیا پھر اُن کو اپنا حکم سپرد فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسولؐ کو عطا فرمایا تھا وہ سب کچھ آنحضرتؐ نے ہم کو عطا فرمایا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اپنی مخلوق کا کُل معاملہ سپرد فرما دیا تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کیسی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اس معنی میں حدیثیں بہت سی ہیں جن میں سے بعض میں اتنا اور زیادہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خرم کو حرام فرمایا ہے اور جنابِ رسولِ خداؐ نے ہر نشہ والی چیز کو حرام فرمایا تو خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی خاطر اِس حکم کو جائز رکھا۔ اور یہ منزلت سوائے آنحضرتؐ کے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی۔ اور بعض روایتوں میں بعضے اور چیزیں بھی شمار کی گئی ہیں جن کا خدائے تعالیٰ نے رسولؐ کی خاطر سے جائز رکھنا۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۴ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ مہاجرین سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو مکّہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے اور وہ بھی جو دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ گئے۔ اور ایک قول کے بموجب لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ حقیقت میں لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ کا بدل واقع ہوا ہے۔ اور خصوصیت اِس بدل کے لانے کی یہ ہے کہ محض لِذِي الْقُرْبٰى کہنے سے اقربا میں جو غنی ہیں اُن کو بھی دیا جائے گا حالانکہ فقرا کو ضرورت زیادہ ہے۔ اور اوپر کی آیت میں جس مالِ فَے کا ذکر آیا ہے (یعنی جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ الخ اُس سے مراد وہ مالِ غنیمت ہے جو قبیلۂ بنی نضیر سے ہاتھ آیا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۵ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایمان کے بھی حصّے ہوتے ہیں اور وہ بمنزلہ ایک مکان کے ہے۔ اور اسی طرح اسلام بھی بمنزلہ ایک مکان کے ہے اور کفر بھی۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اِس آیت کے الفاظ میں جن لوگوں کا ذکر ہے اُن سے مراد انصار ہیں جو مدینہ ہی میں رہتے تھے اور ایمان پر مستقل طور سے قائم تھے۔ اور باوجودیکہ جنابِ رسولِ خداؐ نے اُن کو آلِ فَے سے کچھ نہیں دیا تاہم انھوں نے مہاجرین سے محبت نہیں چھوڑی تھی۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۶ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ امالی میں ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اُس نے حضرتؐ سے بھوک کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے کسی کو اپنی ازواج کے مکان پر بھیجا (کہ اُس کے لیے کچھ لائے) انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے یہاں سوائے پانی کے کچھ بھی نہیں ہے پس حضرتؐ نے فرمایا کہ اس شخص کو آج کی رات کون کھانا کھلائے گا؟ علی مرتضیٰؑ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ اس کے لیے میں حاضر ہوں۔ پھر آپ جناب سیدہؑ کے پاس آئے اور دریافت فرمایا یا بنتِ رسول اللہ آپ کے پاس کیا سامان ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے یہاں شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے مگر ہم اپنے مہمان کو اپنی ذات پر مقدّم رکھیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے رسولؐ کی بیٹی بچّوں کو سُلا دو اور چراغ بڑھا دو (تاکہ مہمان کو یہ نہ معلوم ہو کہ میں نے کچھ نہیں کھایا) چنانچہ مہمان کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا اور) جب صبح ہوئی تو جنابِ رسولِ خداؐ کو کُل واقعہ سنایا۔ ابھی وہاں سے نہ اُٹھے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ احتجاج طبرسی میں ہے کہ عمر ابن الخطاب کے مر جانے کے بعد جب تجویز خلافت کے لیے اہلِ شوریٰ کا اجلاس ہوا تو جناب امیرالمومنینؑ نے حجّت قائم کرنے کے لیے ایک حدیث میں اپنے مناقب گنوائے۔ از آنجملہ یہ بھی فرمایا کہ میں تم سب کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہو يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ؟ سب نے عرض کی کوئی ایسا نہیں ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۷ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ کافی اور الفقیہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ شُحّ بخل سے بدتر ہے کیونکہ بخیل تو اُس کے بارے میں بخل کرتا ہے جو کچھ اُس کے پاس ہو اور شحیح اُس کو کہتے ہیں جو لوگوں کے پاس جو کچھ بھی دیکھے اُس کے بارے میں بھی بخل کرے اور اپنے پاس جو کچھ ہے اُس کے بارے میں بھی۔ اور انتہا اُس کی یہ ہے کہ لوگوں کے پاس جو کچھ دیکھتا ہے اُس کے بارے میں یہ آرزو کرتا ہے کہ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے یہ سب کچھ میرے ہی پاس آ جائے اور اللہ نے جو کچھ دیا ہے اُس پر قانع نہیں رہتا۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۴ نوٹ ۸ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تفسیر برہان میں المجالس سے منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کے وقت جو خطبہ معاویہ اور اس کے اصحاب کے روبرو پڑھا ہے اُس میں فرمایا کہ میرے والد بزرگوار نے سب سے پہلے جنابِ رسولِ خداؐ کی تصدیق کی اور اپنی جان فدا کر کے آنحضرتؐ کی جان

سچائی۔ اور جناب رسول خدا ہر موقع پر انھی کو آگے رکھتے تھے اور ہر سخت کام کے لیے انھی کو بھیجتے تھے۔ اس لیے کہ ان پر پورا بھروسہ تھا کہ یہ خدا اور رسول کے سچے خیر خواہ ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ پس میرے والد اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم ماننے میں سب سابقوں سے سابق تر اور سب مقربوں سے قریب تر تھے۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً (دیکھو صفحہ ۴۴۴ سطر ۱۲) پس میرے والد اسلام و ایمان میں سب سے اوّل ہیں۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کرنے میں اور آنحضرت سے جاملنے میں سب سے سابق ہیں۔ اور جو کچھ ممکن و میسّر تھا اُس کو راہ خدا میں صرف کر دینے میں سب سے اوّل ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ الخ پس ہر ملک و قوم کے آدمی میرے والد ماجد کے واسطے دعائے مغفرت مانگنے والے ہیں۔ اس لیے کہ آنحضرت پر ایمان لانے میں وہ سب سے سابق ہے۔ اور ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلا جو اُن سے سبقت کر سکا ہو۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ (دیکھو صفحہ ۴۴۲ سطر ۲) پس میرے والد تمام سابقین سے سابق تھے اور جس طرح خدائے تعالیٰ نے تمام سابقین کو پیچھے رہ جانے والوں پر فضیلت دی ہے ویسے ہی تمام سابقین پر اُس کو فضیلت دی ہے جس نے سب سے پہلے سبقت کی۔

تفسیر برہان میں بروایت عبدالرحمٰن ابن کثیر جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت اُن حضرت کے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب جناب امام حسن علیہ السلام صلح معاویہ پر راضی ہو گئے تو وہ حضرت کوفہ سے روانہ ہو کر اُس سے جاملے اور جب دونوں ایک جگہ مجتمع ہوئے تو معاویہ خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو۔ منبر پر چڑھ گیا اور جناب امام حسن علیہ السلام سے یہ خواہش کی کہ آپ اُس سے ایک درجہ نیچے کھڑے ہوں۔ پھر اُس نے کلام شروع کیا اور کہا کہ لوگو! یہ حسنؑ فرزند علیؑ و فاطمہؑ ہم کو خلافت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اُس کا مستحق نہیں جانتے۔ اور یہ ہمارے پاس آئے اسی لیے ہیں کہ بخوشی و رغبت ہماری بیعت کریں۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اے حسنؑ! اب آپ اُٹھ کے بیان فرمائیں۔ اُس پر جناب امام حسنؑ اُٹھے اور اُن حضرتؑ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُسْتَحْمِدِ بِالْاٰلَاءِ وَتَتَابُعِ النَّعْمَاءِ وَصَارِفِ الشَّدَآئِدِ وَالْبَلَآءِ عِنْدَ الْفُهَمَآءِ وَغَيْرِ الْفُهَمَاءِ الْمُذْعِنِيْنَ مِنْ عِبَادِهِ الْاِمْتِنَاعِهِ بِجَلَالِهِ وَكِبْرِيَآئِهِ وَعُلُوِّهِ مِنْ لُحُوْقِ الْاَوْهَامِ بِبَقَآئِهِ الْمُرْتَفِعِ عَنْ كُنْهِ ظَنَانَةِ الْمَخْلُوْقِيْنَ مِنْ اَنْ تُحِيْطَ بِمَكْنُوْنِ غَيْبِهِ رَوِيَّاتُ عُقُوْلِ الرَّآئِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ فِيْ رُبُوْبِيَّتِهٖ وَحْدَانِيَّتِهٖ صَمَدًا لَا شَرِيْكَ لَهٗ فَرْدًا لَا ظَهِيْرَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاصْطَفَاهُ وَانْتَجَبَهٗ وَبَعَثَهٗ دَاعِيًا اِلَى الْحَقِّ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَّلِلْعِبَادِ مِمَّا يَخَافُوْنَ نَذِيْرًا وَّلِمَا يَاْمُلُوْنَ بَشِيْرًا فَنَصَحَ لِلْاُمَّةِ وَصَدَعَ بِالرِّسَالَةِ وَاَبَانَ لَهُمْ دَرَجَاتِ الْعِمَالَةِ شَهَادَةً عَلَيْهَا اَمُوْتُ وَاُحْشَرُ وَبِهَا فِي الْاٰجِلَةِ اُقَرَّبُ وَاُحْبَرُ وَاَقُوْلُ مَعْشَرَ الْخَلَآئِقِ فَاسْمَعُوْا وَلَكُمْ اَفْئِدَةٌ وَّاَسْمَاعٌ فَعُوْا اِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاخْتَارَنَا وَاصْطَفَانَا وَاجْتَبَانَا فَاَذْهَبَ عَنَّا الرِّجْسَ وَطَهَّرَنَا تَطْهِيْرًا وَّالرِّجْسُ هُوَ الشَّكُّ فَلَا نَشُكُّ فِي اللّٰهِ الْحَقِّ وَدِيْنِهٖ اَبَدًا وَّطَهَّرَنَا مِنْ كُلِّ اَفْنٍ وَّغَيَّةٍ مُخْلِصِيْنَ اِلٰٓى اٰدَمَ نِعْمَةً مِّنْهُ لَمْ تَفْتَرِقِ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنَا اللّٰهُ فِيْ خَيْرِهِمَا فَاَدَّتِ الْاُمُوْرُ وَاَفْضَتِ الدُّهُوْرُ اِلٰٓى اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِلنُّبُوَّةِ وَاخْتَارَهٗ لِلرِّسَالَةِ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابَهٗ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالدُّعَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ اَبِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلَ مَنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِرَسُوْلِهٖ وَاَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَصَدَّقَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْمُنْزَلِ عَلٰى نَبِيِّهِ الْمُرْسَلِ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ الَّذِيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَاَبِي الَّذِيْ يَتْلُوْهُ وَهُوَ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَقَدْ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حِيْنَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّسِيْرَ اِلٰى مَكَّةَ وَالْمَوْسِمِ بِبَرَآءَةٍ اَمَرَ بِهَا يَا عَلِيُّ فَاِنِّيْ اُمِرْتُ اَنْ لَّا يَسِيْرَ بِهَا اِلَّا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِّنِّيْ وَاَنْتَ هُوَ فَعَلِيٌّ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ حِيْنَ قَضٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَمَوْلَاهُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي ابْنَةِ حَمْزَةَ اَمَّا اَنْتَ يَا عَلِيُّ فَمِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ اَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ فَصَدَّقَ اَبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ سَابِقًا وَّوَقَاهُ بِنَفْسِهٖ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ يُّقَدِّمُهٗ وَلِكُلِّ شَدِيْدَةٍ يُّرْسِلُهٗ ثِقَةً مِّنْهُ بِهٖ وَطُمَاْنِيْنَةً اِلَيْهِ لِعِلْمِهٖ بِنَصِيْحَتِهٖ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالسّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فَكَانَ اَبِيْ سَابِقَ السَّابِقِيْنَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَقْرَبَ الْاَقْرَبِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً فَاَبِيْ كَانَ اَوَّلَهُمْ اِسْلَامًا وَّاِيْمَانًا وَّاَوَّلَهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ هِجْرَةً وَّلُحُوْقًا وَّاَوَّلَهُمْ عَلٰى وُجْدِهٖ وَوُسْعِهٖ نَفَقَةً قَالَ سُبْحَانَهٗ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَالنَّاسُ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ لِسَبْقِهٖ اِيَّاهُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَمْ يَسْبِقْهُ اِلَى الْاِيْمَانِ اَحَدٌ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَهُوَ سَابِقُ جَمِيْعِ السَّابِقِيْنَ فَلَمَّا اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَضَّلَ السَّابِقِيْنَ عَلَى الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ فَضَّلَ السَّابِقَ عَلَى السَّابِقِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط فَهُوَ الْمُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقًّا وَّفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَكَانَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَمُّهٗ حَمْزَةُ وَجَعْفَرُ ابْنُ عَمِّهٖ فَقُتِلَا شَهِيْدَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَتْلٰى كَثِيْرَةٍ مَّعَهُمَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمْزَةَ سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ مِنْ بَيْنِهِمْ وَجَعَلَ لِجَعْفَرٍ جَنَاحَيْنِ يَطِيْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلٰٓئِكَةِ كَيْفَ يَشَآءُ مِنْ بَيْنِهِمْ وَذٰلِكَ لِمَكَانِهِمَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَمَنْزِلَتِهِمَا وَقَرَابَتِهِمَا مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَلّٰى عَلٰى حَمْزَةَ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً مِّنْ بَيْنِ الشُّهَدَآءِ الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا مَعَهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِلْمُحْسِنَةِ مِنْهُنَّ اَجْرَيْنِ وَلِلْمُسِيْٓئَةِ مِنْهُنَّ وِزْرَيْنِ ضِعْفَيْنِ لِمَكَانِهِنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَجَعَلَ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِاَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْ سَآئِرِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا مَسْجِدَ الْحَرَامِ وَمَسْجِدَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَكَّةَ وَذٰلِكَ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلٰى كَآفَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ فَقَالَ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْنَا مَعَ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَرِيْضَةً وَّاجِبَةً وَّاَحَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى خُمُسَ الْغَنِيْمَةِ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَوْجَبَهَا فِيْ كِتَابِهٖ وَاَوْجَبَ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ مَآ اَوْجَبَ لَهٗ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةَ مِنْهُ وَحَرَّمَ عَلَيْنَا مِنْهُ فَاَدْخَلَنَا فَلَهُ الْحَمْدُ فِيْمَآ اَدْخَلَ فِيْهِ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَخْرَجَنَا وَنَزَّهَنَا مِمَّآ اَخْرَجَهٗ مِنْهُ وَنَزَّهَهٗ كَرَامَةً اَكْرَمَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا وَفَضِيْلَةً فَضَّلَنَا بِهَا عَلٰى سَآئِرِ الْعِبَادِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حِيْنَ جَحَدَهٗ كَفَرَةُ اَهْلِ الْكِتَابِ وَحَاجُّوْهُ فَقُلْ تَعَالَوْا

اِنْدُعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ فَاَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنَ الْاَنْفُسِ مَعَهُ اَبِيْ وَمِنَ الْبَنِيْنَ اَنَا وَاَخِيْ وَمِنَ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ اُمِّيْ مِنَ النَّاسِ جَمِيْعًا فَنَحْنُ اَهْلُهٗ وَلَحْمُهٗ وَدَمُهٗ وَنَفْسُهٗ وَنَحْنُ مِنْهُ وَهُوَ مِنَّا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا فَلَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ التَّطْهِيْرِ جَمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَنَا وَاَخِيْ وَاُمِّيْ وَاَبِيْ فَجَعَلَنَا وَنَفْسَهٗ فِيْ كِسَآءٍ لِاُمِّ سَلَمَةَ خَيْبَرِيٍّ وَذٰلِكَ فِيْ حُجْرَتِهَا وَفِيْ يَوْمِهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وَهٰؤُلَآءِ اَهْلِيْ وَعِتْرَتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَا اَدْخُلُ مَعَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَرْحَمُكِ اللّٰهُ اَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ وَاِلٰى خَيْرٍ وَمَا اَرْضَانِيْ عَنْكِ وَلٰكِنَّهَا خَاصَّةٌ لِّيْ وَلَهُمْ ثُمَّ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ بَقِيَّةَ عُمُرِهٖ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَاْتِيْنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَيَقُوْلُ الصَّلٰوةَ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ الشَّارِعَةِ فِيْ مَسْجِدِهٖ غَيْرَ بَابِنَا فَكَلَّمُوْهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسُدَّ اَبْوَابَكُمْ وَاَفْتَحْ بَابَ عَلِيٍّ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِيْ وَلٰكِنِّيْ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَيَّ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ بِسَدِّهَا وَفَتْحِ بَابِهٖ فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَيُوْلَدُ فِيْهِ غَيْرُنَا اَلَا وَلَاءِ غَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَبِيْ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ تَكْرِمَةً مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَنَا وَتَفْضِيْلًا اخْتَصَّنَا بِهٖ عَلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ وَهٰذَا بَابُ اَبِيْ قَرِيْنُ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِيْ مَسْجِدِهٖ وَمَنْزِلُنَا بَيْنَ مَنَازِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَ نَبِيَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّبْنِيَ مَسْجِدَهٗ فَبَنٰى فِيْهِ عَشَرَةَ اَبْيَاتٍ تِسْعَةً لِّبَنِيْهِ وَاَزْوَاجِهٖ وَعَاشِرُهَا وَهُوَ مُتَوَسِّطُهَا لِاَبِيْ فَهَا هُوَ لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ وَالْبَيْتُ هُوَ الْمَسْجِدُ الْمُطَهَّرُ وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَهْلَ الْبَيْتِ وَنَحْنُ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنَّا الرِّجْسَ وَطَهَّرَنَا تَطْهِيْرًا اَيُّهَا النَّاسُ لَوْ قُمْتُ حَوْلًا فَحَوْلًا اَذْكُرُ الَّذِيْ اَعْطَانَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَخَصَّنَا بِهٖ مِنَ الْفَضْلِ فِيْ كِتَابِهٖ وَعَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَمْ اُحْصِهٖ وَاَنَا ابْنُ النَّذِيْرِ وَالْبَشِيْرِ وَالسِّرَاجِ الْمُنِيْرِ الَّذِيْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَاَبِيْ عَلِيٌّ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَشَبِيْهُ هٰرُوْنَ وَاِنَّ مُعَاوِيَةَ ابْنَ صَخْرٍ زَعَمَ اَنِّيْ رَاَيْتُهٗ لِلْخِلَافَةِ اَهْلًا وَلَمْ اَرَ نَفْسِيْ لَهَا اَهْلًا فَكَذَبَ مُعٰوِيَةُ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَعَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ غَيْرَ اَنَّا لَمْ نَزَلْ اَهْلَ الْبَيْتِ مُخِيْفِيْنَ مَظْلُوْمِيْنَ مُضْطَهَدِيْنَ مُنْذُ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَاللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَنْ ظَلَمَنَا حَقَّنَا وَنَزَلَ عَلٰى رِقَابِنَا وَحَمَلَ النَّاسَ عَلٰى اَكْتَافِنَا وَمَنَعَنَا سَهْمَنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْفَيْءِ وَالْغَنَآئِمِ وَمَنَعَ اُمَّنَا فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اِرْثَهَا مِنْ اَبِيْهَا اِنَّا لَا نُسَمِّيْ اَحَدًا وَلٰكِنْ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ قَسَمًا تَالِيًا لَوْ اَنَّ النَّاسَ سَمِعُوْا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ لَاَعْطَتْهُمُ السَّمَآءُ قَطْرَهَا وَالْاَرْضُ بَرَكَتَهَا وَلَمَا اخْتَلَفَ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَانِ وَلَاَكَلُوْهَا خَضْرَآءَ خَضِرَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِذًا وَمَا طَمِعْتَ فِيْهَا يَا مُعٰوِيَةُ وَاَصْحَابُكَ مِنْ بَعْدِكَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَمَا وَلَّتْ اُمَّةٌ اَمْرَهَا رَجُلًا قَطُّ وَفِيْهِمْ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا لَمْ يَزَلْ اَمْرُهُمْ سَفَالًا حَتّٰى يَرْجِعُوْا اِلٰى مَا تَرَكُوْا وَقَدْ تَرَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ وَكَانُوْا اَصْحَابَ مُوْسٰى هٰرُوْنَ اَخَاهُ وَخَلِيْفَتَهٗ وَوَزِيْرَهٗ وَعَكَفُوْا عَلَى الْعِجْلِ وَاَطَاعُوْا فِيْهِ سَامِرِيَّهُمْ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ خَلِيْفَةُ مُوْسٰى وَقَدْ سَمِعَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَقُوْلُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَقَدْ رَاَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حِيْنَ نَصَبَهٗ لَهُمْ بِغَدِيْرِ خُمٍّ وَسَمِعُوْهُ وَنَادٰى لَهٗ بِالْوَلَايَةِ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يُّبَلِّغَ الشَّاهِدُ مِنْهُمُ الْغَآئِبَ وَقَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَذَرًا مِّنْ قَوْمِهٖ اِلَى الْغَارِ لَمَّا اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّمْكُرُوْا بِهٖ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ لَمَّا لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمْ اَعْوَانًا وَلَوْ وَجَدَ عَلَيْهِمْ اَعْوَانًا لَجَاهَدَهُمْ وَقَدْ كَفَّ اَبِيْ يَدَهٗ وَنَاشَدَهُمْ وَاسْتَغَاثَ اَصْحَابَهٗ فَلَمْ يُغَثْ وَلَمْ يُنْصَرْ وَلَوْ وَجَدَ عَلَيْهِمْ اَعْوَانًا مَا اَجَابَهُمْ وَقَدْ جُعِلَ فِيْ سَعَةٍ كَمَا جُعِلَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَعَةٍ وَقَدْ خَذَلَتْنِي الْاُمَّةُ وَبَايَعْتُكَ يَا ابْنَ حَرْبٍ وَلَوْ وَجَدْتُ عَلَيْكَ اَعْوَانًا يُخْلِصُوْنَ مَا بَايَعْتُكَ وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰرُوْنَ فِيْ سَعَةٍ حِيْنَ اسْتَضْعَفَهٗ قَوْمُهٗ وَعَادَوْهُ كَذٰلِكَ اَنَا وَاَبِيْ فِيْ سَعَةٍ مِّنَ اللّٰهِ حِيْنَ تَرَكَتْنَا الْاُمَّةُ وَتَابَعَتْ غَيْرَنَا وَلَمْ نَجِدْ عَلَيْهِمْ اَعْوَانًا وَاِنَّمَا هِيَ السُّنَنُ وَالْاَمْثَالُ يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ لَوِ الْتَمَسْتُمْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَجُلًا وَلَدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَبُوْهُ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرِيْ وَغَيْرَ اَخِيْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَضِلُّوْا بَعْدَ الْبَيَانِ وَكَيْفَ بِكُمْ وَاَنّٰى ذٰلِكَ لَكُمْ اَلَا وَاِنِّيْ قَدْ بَايَعْتُ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى مُعٰوِيَةَ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يُعَابُ اَحَدٌ بِتَرْكِ حَقِّهٖ وَاِنَّمَا يُعَابُ اَنْ يَّاْخُذَ مَا لَيْسَ لَهٗ وَكُلُّ صَوَابٍ نَّافِعٌ وَكُلُّ خَطَآءٍ ضَآرٌّ لِاَهْلِهٖ وَقَدْ كَانَتِ الْقَضِيَّةُ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ فَنَفَعَتْ سُلَيْمٰنَ وَلَمْ تَضُرَّ دَاوٗدَ وَاَمَّا الْقَرَابَةُ فَقَدْ نَفَعَتِ الْمُشْرِكَ وَهِيَ وَاللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِ اَنْفَعُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِعَمِّهٖ اَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْفَعُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَقُوْلُ وَيَعِدُ اِلَّا مَا يَكُوْنُ مِنْهُ عَلٰى يَقِيْنٍ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ غَيْرَ شَيْخِنَا اَعْنِيْ اَبَا طَالِبٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَعُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَرَاجِعُوْا وَهَيْهَاتَ مِنْكُمُ الرَّجْعَةُ اِلَى الْحَقِّ وَقَدْ صَارَعَكُمُ النُّكُوْصُ وَخَامَرَكُمُ الطُّغْيَانُ وَالْجُحُوْدُ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

سب تعریف اُسی اللہ کے لیے زیبا ہے جو تمام عقلاء کے نزدیک اپنی نعمتوں کے سبب سے اور متواتر احسانات کے باعث سے اور تمام بلاؤں اور سختیوں کے دفع کرنے کی وجہ سے قابل تعریف ہے اور عقلا سے مراد اُس کے بندوں میں سے ایسے یقین کرنے والے ہیں جو اُس کی ذات کو اُس کی جلالت، اُس بزرگی اور اُس کی علوشان کی باعث اِس بات سے اعلےٰ سمجھتے ہیں کہ اُس کی بقا کو اوہام سے متعلق سمجھیں نیز اُس کی شان کو اِس سے ارفع سمجھتے ہیں کہ مخلوق کا گمان اُس تک پہنچ سکے یا غور و فکر کرنے والوں کی عقلیں اُس کے اسرارِ غیبی کا احاطہ کر سکیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں وہ پروردگار ہونے میں یکتا ہے اور اپنی یکتائی میں بے نیاز ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور ایسا اکیلا ہے کہ اُس کا کوئی مددگار نہیں اور میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ (جناب) محمد (مصطفےٰ) صلے اللہ علیہ و آلہ اس کے بندہ اور اُس کے رسول ہیں جن کو اُس نے منتخب کر لیا اور اُن کو چھانٹ لیا اور اُن کو پسند کر لیا اور ان کو حق کی طرف بلانے والا اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا۔ اور کُل بندوں کے لیے جس جس چیز سے وہ ڈرتے ہوں اُس سے ڈرانے والا اور جن جن چیزوں کی وہ اُمید رکھتے ہوں اُس کی خوشخبری سنانے والا (مقرر) فرما کر بھیجا) پس آنحضرتؐ نے اُمّت کی خیر خواہی کی اور خدا کا پیغام پہنچایا اور عمل کرنے والوں کے درجے اُن کو کھول کر دکھلائے۔ یہ ایسی شہادت ہے کہ اِسی پر میں مروں گا اور اِسی پر محشور کیا

جاؤں گا اور اسی کے ذریعہ سے معیّن وقت پر تقرب خدا حاصل کروں گا اور اسی کی پناہ پکڑوں گا۔ اے گروہ مخلوق! جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے سنو! اور تمھارے دل اور کان ہیں تو یاد رکھو۔ ہم وہ اہلبیتؑ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے معزز کیا اور ہم کو چن لیا اور ہم کو برگزیدہ کیا اور ہم کو ہر طرح کے رجس کو دور رکھا اور ہم کو ایسا پاک قرار دیا جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے اور جس سے مراد شک ہے۔ پس ہم خدا کے حق ہونے میں اور اُس کے دین کے حق ہونے میں کبھی شک ہی نہیں کرتے اور یہ اُس کا احسان ہے کہ ہم کو (اس وقت سے لے کر) آدم علیہ السلام تک ہر نفس و عیب سے پاک اور بری رکھا ہے۔ جہاں کہیں بھی آدمیوں کے دو گروہ ہوئے خواہ کتنے ہی معاملے ہوئے اور خواہ کتنے ہی زمانے گزرے ہم کو اللہ نے بہتر سے بہتر ہی فرقہ میں قرار دیا۔ تاآنکہ خدائے تعالیٰ نے (جناب) محمد (مصطفےٰ) صلی اللہ علیہ وآلہ کو نبوت کے لیے مبعوث فرمایا اور اپنا پیغام پہنچانے کے لیے پیمانٹ لیا اور اپنی کتاب اُن پر نازل فرمائی۔ پھر اُن کو حکم دیا کہ (لوگوں کو) خدائے عزوجل (کے دین) کی طرف بلائیں۔ پس میرے والد ماجد (اُن پر سلام خدا ہو) پہلے شخص ہیں جنھوں نے خدائے تعالیٰ کی اور اُس کے رسولؐ کی دعوت قبول کی اور وہ پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے خدا اور جناب رسولؐ خدا کی تصدیق کی۔ اور خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب جو اُس نے اپنے نبیؐ مرسل پر نازل فرمائی (انھی کے بارے میں) ارشاد فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ تو وہ تھے جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر تھے اور میرے والد ماجد وہ تھے جو اُن کے پیچھے پیچھے آئے اور وہ اُن کے گواہ بھی تھے اور اُن کا جزو بھی تھے اور جس وقت جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ سورۂ برات کو لے کر مکہ جائیں اور موسم حج میں اُس کا اعلان کریں تو اُس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یا علیؑ! مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اِس سورہ کو لے کر کوئی اور نہ جائے سوائے اِس کے کہ میں خود جاؤں یا ایسا شخص جائے جو مجھ سے ہو اور وہ تم ہو۔ پس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُن کے مابین اور اُن کے بھائی جعفر ابن ابی طالب علیہما السلام کے مابین اور اپنے غلام زید بن حارثہ کے مابین حضرت حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں فیصلہ فرمایا تو اُن سے یہ ارشاد فرمایا کہ اب رہے تم علیؑ! تم سو تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور تم میرے بعد ہر مومن کے مالک و آقا ہو۔ سو میرے والد ماجد نے سب سے پہلے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی ہے اور اپنی جان کو خطرہ میں جھونک کر آنحضرتؐ کی حفاظت کی ہے۔ اُس وقت سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر موقع پر اُنھی کو مقدم رکھتے تھے اور ہر سخت لڑائی کی فتح کے لیے انھی کو بھیجتے تھے اس لیے کہ اُن پر بھروسہ اور کامل اطمینان تھا کیوں کہ جانتے تھے کہ وہ خدائے عزوجل کے خیر خواہ ہیں اور خدائے تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ اِس طرح میرے والد ماجد خدا اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے میں سب سبقت کرنے والوں سے سابق تھے اور سب تقرب رکھنے والوں سے زیادہ مقرب تھے۔ نیز خدائے تعالیٰ نے فرمایا لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً پس میرے والد ماجد اسلام لانے میں بھی سب سے اوّل ہیں اور ایمان لانے میں بھی اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف ہجرت کرنے میں بھی اور آنحضرتؐ سے جا ملنے میں بھی اور تنگی و فراخ دستی ہر حالت میں خرچ کرنے میں بھی سب سے اوّل ہیں چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ سطر اوّل۔ پس ہر ملک قوم کے ہر دو میرے والد ماجد کے واسطے بخشے مغفرت کرتے رہتے ہیں اِس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے میں وہ اُن سب سے سابق رہے۔ اور ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلا جو ایمان لانے میں اُن حضرتؐ سے سابق رہے۔ اور اسی بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ پس میرے والد تمام سبقت کرنے والوں سے سابق رہے اور جس طرح خدائے تعالیٰ نے تمام سابقین کو پیچھے رہ جانے والوں اور تاخیر کرنے والوں پر فضیلت دی ہے ویسے ہی تمام سابقین پر اُس کو فضیلت دی ہے جس نے سب سے پہلے سبقت کی۔ نیز فرمایا۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ پس وہی خدا پر سچے ایمان لانے والے ہیں اور وہی راہِ خدا میں برحق جہاد کرنے والے ہیں اور انھی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور منجملہ اُن لوگوں کے جنھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کی اُن کے چچا حمزہؓ اور اُن کے چچازاد بھائی جعفر بھی تھے اور یہ دونوں حضرات قتل ہو کر شہید ہو گئے۔ اور اللہ اُن دونوں سے راضی ہوا حالانکہ اُن دونوں کے ساتھ اصحاب جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بھی بہت سے قتل ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حمزہ کو اُن سب میں سید الشہداؑ قرار دیا اور جعفرؑ کو انھی میں سے دو بازو ایسے عطا فرمائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ جہاں جہاں اُن کا جی چاہے اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور اِس کا سبب یہ تھا کہ اُن دونوں کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو قرابت اور جو منزلت اور جو درجہ حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو نہ تھا۔ اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہؓ پر اُن کے جنازہ کی نماز میں ستر تکبیریں فرمائیں اور ستر مرتبہ دُعا کی اور جو شہید اُن کے ساتھ ہوئے تھے اُن کے لیے ایسا نہیں کیا۔ اور اسی طرح خدائے تعالیٰ نے جناب رسولِ خدا کی اور دوسروں کے لیے یہ قرار دیا جو اُن میں سے نیکوکار ہوا اُس کے لیے دُہرا اجر ہے اور جو اُن میں سے بدکار ہوا اُس کے لیے دُہرا وبال۔ وجہ یہ کہ اُن کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب جسمانی حاصل تھا۔ اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا اور تمام مسجدوں کی ہزار نمازوں کے برابر قرار دیا سوائے مسجد حرام اور مسجد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے جو بحکم ہیں۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ تمام مومنین کے مقابلے میں جو جناب رسولِ خدا کی منزلت ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ پس لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ پر درود کیونکر بھیجی جائے؟ فرمایا یوں کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ؛ پس ہر اسلام لانے والے پر یہ ایک حق ہے کہ وہ جناب رسولِ خدا پر درود بھیجنے کے ساتھ ہم پر بھی درود بھیجے کہ یہ فریضہ واجب ہے۔ اور خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ حلال قرار دیا اور اپنی کتاب میں اُس کے بارے میں وحی فرمائی اور ہمارے لیے اُس میں وہی واجب قرار دیا جو آنحضرتؐ کے لیے واجب کیا تھا اور آنحضرتؐ پر بھی صدقہ حرام کیا اور ہم پر صدقہ حرام کیا۔ پس اُس کا شکر ہے کہ اُس نے ہم کو اُسی میں داخل کیا جس میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داخل کیا اور اُس سے ہم کو علیحدہ کیا اور بری رکھا جس سے آنحضرتؐ کو علیحدہ کیا اور بری رکھا۔ یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو مکرم فرمایا اور یہ ایک فضیلت ہے جو اُس نے ہم کو تمام بندوں کے مقابلے میں عطا فرمائی۔ نیز خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول محمد (مصطفےٰ) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس وقت جب کہ اہل کتاب کو کفار نے آنحضرتؐ کا انکار کیا اور آپ سے کٹ حجتی یہ فرمایا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَنفس میں تو اپنے ساتھ میرے والد ماجد کو لیا اور اَبنآء میں مجھے اور میرے بھائی کو اور نسآء میں میری والدہ ماجدہ فاطمہؑ (زہرا) کو اور سب آدمی منھ دیکھتے رہ گئے پس ہم ہی آنحضرتؐ کے اہل ہیں اور ہم ہی آنحضرتؐ کا گوشت و خون اور جان ہیں۔ اور ہم آنحضرتؐ سے ہیں اور آنحضرتؐ ہم سے۔ نیز خدائے تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا پس جس وقت یہ آیت تطہیر نازل ہوئی جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سب کو جمع کیا۔ مجھے اور میرے بھائی کو اور میری والدۂ ماجدہ کو اور میرے والد ماجد کو اور ہم سب کو اپنی ذات کے ساتھ حضرت امّ سلمہؓ کی کساءِ خیبری میں لے لیا اور یہ واقعہ انھی حضرتؓ کے حجرہ میں اور انھی کی باری کے دن کا ہے۔ پھر فرمایا اللہ یہی میرے اہلبیتؑ ہیں اور یہی میرے اہل ہیں اور یہی میری عترت ہیں پس تو اِن سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک قرار دینے جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے۔ اُس وقت

اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! آیا میں بھی اِن کے ساتھ داخل ہو جاؤں؟ تو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے حتمی طور پر تم بھلائی پر ہو اور تمہارا انجام بھی نیک ہوگا اور تم سے کوئی بات بھی ایسی نہ ہوگی جو میرے برخلاف ہو لیکن یہ آیت تو خاص میرے لیے اور انہی کے لیے ہے۔ اِس واقعہ کے بعد سے جناب رسولِ خداؐ اپنی باقی ساری عمر میں جب تک کہ خدائے تعالیٰ نے اُن کو اپنی حضور میں نہ بُلا لیا روزانہ طلوعِ فجر کے وقت ہمارے دروازہ پر آتے اور یہ فرماتے تم پر خدا کی رحمت ہو نماز کا وقت آگیا۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد میں سے کُل دروازوں کو بند کرا دیا سوائے ہمارے دروازہ کے۔ اِس کے بارے میں لوگوں نے باتیں بنائیں تو آنحضرتؐ نے صاف فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے نہ تم لوگوں کے دروازے بند کیے ہیں اور نہ علیؑ کا دروازہ کھُلا رکھا ہے بلکہ میں تو اُس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور علیؑ کے دروازہ کے کھُلے رکھنے کا۔ اِس کے بعد سے کسی شخص کو مسجد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حالتِ جنابت میں جانے کا حکم نہیں ملا۔ اور ہمارے سوا کسی اور کی اولاد مسجد میں پیدا نہیں ہوئی۔ یہ خصوصیت جناب رسولِ خداؐ کو تھی اور میرے والدِ ماجد کو یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک بزرگی تھی اور ایک فضیلت تھی جس سے خدا تعالیٰ نے تمام آدمیوں کے مقابلہ میں ہم کو مخصوص فرمایا ہے میرے ہی والد کا دروازہ تھا جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے اندر اُن کے دروازہ سے بالکل ملا ہوا تھا اور یہ ہمارا ہی گھر تھا جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے بیچ میں تھا اور صورت اُس کی یہ تھی کہ پروردگارِ عالم نے اپنے نبی علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ اپنی مسجد بنائیں اور اُس میں دس گھر بنائیں تو اپنے لیے اور اپنی ازواج کے لیے اور دسواں گھر وہ اُن سب کے بیچ میں تھا میرے والدِ ماجد کے لیے اور اُس کا نشان اب تک بھی موجود ہے اور اَلْبَیْت سے مراد وہی مسجد پاکیزہ ہے اور اُسی سے نسبت دے کے خدائے تعالیٰ نے ہم کو اہل البیت فرمایا۔ پس اہل البیت ہم ہیں اور ہم وہ ہیں جن سے خدائے تعالیٰ نے ہر قسم کے رِجس کو دور رکھا اور ایسا پاک قرار دیا۔ جیسا کہ پاک قرار دینے کا حق ہے۔ اے لوگو! اگر میں ایک سال تک کھڑا رہوں تو سال بھر تک اُن بزرگوں کا ذکر کرتا رہوں جو خدائے عزوجل نے ہم کو عطا فرمائی ہیں اور جن سے اُس نے ہم کو اپنی کتاب میں مخصوص بخشی ہے۔ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جاری فرمائی ہیں تو کبھی میں اُن کا اِحصار نہیں کر سکوں گا مالکِ آلاء و مُدرانے والے اور خوشخبری دینے والے اور اُس روشنی پہنچانے والے چراغ کا بیٹا ہوں جسے خدائے تعالیٰ نے تمام عالموں کے لیے رحمت قرار دیا ہے اور میرے والدِ ماجد علیؑ مرتضےٰ تمام مومنوں کے آقا اور ہارون علیہ السلام کے مانند ہیں۔ معاویہ ابنِ صخر نے یہ گمان کیا کہ میں اُس کو خلافت کا اہل جانتا ہوں اور اپنی ذات کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا یہ معاویہ نے صریح بولا۔ خدا کی قسم، کتابِ خدا میں اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر جو کچھ جاری ہوا ہے اُس کے بموجب ہم آدمیوں میں کُل آدمیوں سے اولےٰ اور افضل اور اُن پر ہر طرح کا اقتدار و اختیار رکھنے والے ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جس وقت سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم اہلبیتؑ ڈرائے گئے۔ ستائے گئے۔ اور مظلوم رہے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے ہمارے امین اور اُن لوگوں کے جنھوں نے بروئے ظلم ہمارا حق لے لیا اور ہماری گردنیں دبائیں اور لوگوں کو ہم پر مسلط کر دیا اور کتابِ خدا میں مالِ فے غنیمت میں سے جو حصہ ہمارا مقرر تھا اُسے ہم سے لیا اور ہماری والدہ (ماجدہ) علیہا السلام کو اُن، حضرتؑ کے والدِ ماجد کی وراثت نہ لینے دی جس وقت کسی کا نام نہیں لیتے لیکن میں خدا کی متواتر قسمیں کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اگر اُن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسولؐ کا قول سُنا ہوتو آسمان سے ٹھیک ٹھیک مینھ برسا کرتا اور زمین اپنی برکتیں دیا کرتی اور اِس اُمّت میں دو تہائی بھی ایک دوسرے کے خلاف نہ بھٹکتیں اور قیامت کے دن تک لوگ ہری بھری زمین کی برکتوں سے سیر و سیراب ہوتے رہتے۔ اور اے معاویہ! تو اور تیسرے بعد تیسرے عزیز اِس خلافت کی طرح نہ کر سکتے۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو اُمّت بھی اپنے امر کا والی کسی شخص کو بنائے گی جس حال میں کہ اُس سے زیادہ علم والا اُسی اُمّت میں موجود ہو تو اُن کا امر برابر پست ہوتا چلا جائے گا تاآنکہ وہ اُسی کی طرف رجوع کریں گے جس کو اُنھوں نے چھوڑ دیا ہو جیسا کہ بنی اسرائیل نے جو اصحابِ موسیٰ علیہ السّلام تھے حضرت ہارون علیہ السّلام اُن کے بھائی اُن کے خلیفہ اور اُن کے وزیر کو تو چھوڑ دیا اور گوسالہ کی عبادت پر جھک پڑے اور اِس کے بارے میں سامری کی اطاعت کر لی باوجود اِس کے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہیں اسی طرح اِس اُمّت نے بھی جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے والدِ ماجد کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اِس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو حضرت ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السّلام سے تھی۔ فرق اتنا ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ کس طرح آنحضرتؐ نے غدیرِ خُم میں اُن کو ولی عہد مقرر کیا۔ اور آنحضرتؐ کا خطبہ بھی سُنا کہ کس طرح اُن کی ولایت عہد کا اعلان فرمایا۔ پھر اُن سب کو حکم بھی دیا کہ جو اُن میں سے حاضر ہو غائب کو بھی خبر پہنچا دیں اور جب (شریر) لوگوں نے اِس بات پر اجماع کر لیا کہ آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچائیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھاٹی کی طرف اپنی قوم کے لوگوں سے پوری احتیاط کر کے کوچ فرمایا اور موقع پر اُن کو نام لے لے کر پکارا چوں کہ اُن کے برخلاف آنحضرتؐ کو اعوان و انصار میسّر نہ آئے اور اگر آنحضرتؐ کو اُن کے برخلاف مدد گار ملتے تو آنحضرتؐ اُن سے ضرور جہاد فرماتے اور میرے والدِ ماجد نے بھی اُسی مصلحت سے اپنا ہاتھ روکا اور اُن کو قسمیں دے کر اپنی فضیلتوں کی گواہی چاہی اور پھر اصحاب سے باقاعدہ استغاثہ کا جواب نہیں دیا اور کسی نے آپ کی رد نہیں کی اور وہ حضرتؑ بھی اُن لوگوں کے برخلاف مدد گار پاتے تو ہرگز اُن کی بات نہ مانتے چوں کہ اُمّت نے اُن کو چھوڑ دیا تھا اِس لیے خدائے تعالیٰ نے اُن کو ویسا ہی اختیار دے دیا تھا جیسا جناب رسولِ خداؐ کو۔ (صلح یا جنگ کا اختیار دے دیا تھا) اور اے حسنؑ کے بیٹے! میں نے اِسی طرح تجھ سے مصالحت کی ہے۔ اگر تجھ سے برخلاف مددگار میسّر آتے تو میں کبھی تجھ سے صلح نہ کرتا اور یہ اختیار تو خدا نے ہارونؑ کو بھی اُسی وقت عطا فرما دیا تھا جب کہ اُن کو مکر کر یا۔ اور اُن حضرت کے دشمن ہو گئے تھے۔ اِسی طرح مجھے اور میرے والدِ ماجد کو بھی منجانب اللہ یہ اختیارِ (صلح و جنگ) ملا ہوا ہے جب کہ اُمّت نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہمارے غیر کی متابعت کر لی اور اُن اغیار کے برخلاف ہم کو اعوان و انصار میسّر نہ آئے۔ یہ تو وہی دستور و قواعد ہیں جن کی ایک دوسرے پیروی کیا کرتے ہیں۔ اے لوگو! اگر تم مشرق و مغرب کے مابین کسی ایسے شخص کو ڈھونڈھو گے جو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہو اور جس کے باپ جناب رسولِ خدا کے وصی ہوں تو تم میرے سوا اور میرے بھائی کے سوا اور کسی کو نہ پاؤ گے۔ اب بھی اللہ سے ڈرو اور یہ سمجھ لینے کے بعد تو گمراہ نہ ہو۔ مگر تمہیں یہ بات کیسے میسّر آئے گی۔ اور تمہیں یہ حصّہ کہاں ملے گا (شیطان تو تم پر پورا مسلط ہو چکا ہے۔) خبردار ہو جاؤ میں نے اُس شخص سے مصالحت کر لی ہے۔ اور اس وقت معاویہ کی طرف اشارہ فرمایا اور میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمہارے لیے آزمائش اور تھوڑے عرصہ کے لیے نفع ہے لوگو! کسی شخص کو اِس بات کا عیب نہیں لگایا جا سکتا کہ اُس نے اپنا حق کیوں چھوڑ دیا۔ ہاں اس کا عیب ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ جو اُس کا نہ ہو وہ لے لے۔ ہر ٹھیک بات اپنے کرنے والے کو نفع پہنچانے والی ہے اور ہر غلط بات اپنے مرتکب کو نقصان پہنچانے والی ہے اور اُس فضیلت کا معاملہ اور رہا جسے سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے تھے تو اُس نے سلیمان علیہ السّلام کو نفع پہنچایا اور داؤد علیہ السّلام کو کوئی نقصان نہ پہنچایا (کیونکہ داؤد علیہ السّلام کی تو کوئی خطا نہیں تھی) اب رہی قرابت وہ تو مشرک تک کو بھی نفع پہنچائے گی اور خدا کی قسم، مومن کے لیے تو وہ بہت ہی زیادہ نفع پہنچانے والی ہے جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حقیقی چچا حضرت ابوطالبؑ سے اُن کی موت کے وقت فرمایا کہ آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیں تو میں اِسی کے ذریعہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں شفاعت کروں گا۔ اور جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی

ایسا نہ فرماتے اور ہرگز ایسی مستعدی ظاہر نہ کرتے اگر اُن کی طرف سے ایسا یقین نہ ہوتا اور رام سوائے ہمارے بزرگ یعنی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے آدمیوں میں سے کسی دوسرے کو میسر ہی نہیں آیا۔ اس لیے کہ عام طور پر تو خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

اے لوگو! سُنو! یاد رکھو! اللہ سے ڈرو اور حق کی طرف پھر آؤ۔ لیکن تم سے حق کی طرف پھرنے کی امید نہیں ہے۔ اس لیے کہ اُلٹے پاؤں پھرجانے نے تمہاری عقلیں مار دیں اور سرکشی و انکار نے تم کو بیہوش کر دیا ہے تو کیا ایمان کو ہم تمہارے گلے کا ہار بنا سکتے ہیں جب کہ تم خود اُس سے نفرت کرنے والے ہو اور جو شخص بھی ہدایت کی پیروی کرے سلام خدا اُسی پر ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ معاویہ نے یہ کہا کہ خدا کی قسم جس اُس وقت تک نہیں اُترے جب تک کہ نیزا کو میری نظر میں اندھیرا نہ کر دیا۔ میں نے ارادہ تو یہ کیا تھا کہ اُنہیں اٹھا کر دے ماروں مگر پھر یہ سوچا کہ اس وقت جسم پوشی ہی عافیت ہے۔

صفحہ ۶۵۶ نوٹ ۴ سُبْحَانَ اللّٰهِ التوحید میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کی تفسیر کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک تو خدائے تعالیٰ کے جلال کی نبرد گی کرنا ہے۔ دوسرے مشرک جو کچھ بھی اُس کے بارے میں کہتے ہیں اُن سب سے اُس کو بری قرار دینا ہے۔ پس جب بندہ اپنی زبان سے اس کلمہ کو ادا کرتا ہے ہر فرشتہ اُس پر درود بھیجتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۶ نوٹ ۵ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ تفسیر صافی میں ہے کہ جو چیز عدم سے وجود کی طرف آتی ہے وہ پہلے تو تقدیر کی محتاج ہوتی ہے پھر تقدیر کے مطابق ایجاد کی محتاج ہوتی ہے۔ پس خدائے تعالیٰ ان تینوں اعتباروں سے الخالق بھی ہے یعنی تقدیر کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا، الباری بھی ہے یعنی ایجاد کرنے والا اور المصوّر بھی ہے یعنی صورت عطا کرنے والا۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۶ نوٹ ۶ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے بروایت ہے اپنے آباء و اجداد کے خود جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے یہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ نام ہیں جو شخص اُن کا احصار کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، پھر اُن سب ناموں کا ذکر فرماتا ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو لفظ احصاء آیا ہے اُس کے معنی ہیں اُن ناموں کے معنی سمجھ کر اُن کے موجب کار بند ہونا۔ یہ نہیں ہے کہ صرف اُن کی گنتی گن لینا۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۳ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اور مومنوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے جس وقت تک بھی وہ کافر ہیں برابر بیزاری کا اظہار کرتے رہیں۔ چنانچہ قَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ سے وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ تک اسی بارے میں آیتیں نازل فرمائیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دوستی کو اُن سے قطع کر دیا ہے اور دشمنی کو اُن کے لیے ظاہر فرما دیا۔ اور یہ جو ارشاد فرمایا ہے عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً اس کا ظہور اس وقت ہوا جب کہ اہل مکہ اسلام لے آئے تو اصحاب جناب رسول خداؐ سے ان کا میل جول ہو گیا اور آپس میں نکاح بیاہ ہونے لگا۔ اور خود آنحضرتؐ ابوسفیان ابن حرب کی بیٹی ام حبیبہ کو اپنے حبالۂ نکاح میں لائے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۴ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ تفسیر صافی میں روایت کی گئی ہے کہ قبیلہ بنت عبدالعزیٰ حالت شرک میں اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر کے پاس کچھ تحفے لے کر آئی جن کے لینے سے اسماء نے انکار کر دیا اور ماں کو اپنے پاس آنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اسی پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۵ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ الخ تفسیر صافی میں ہے کہ جن لوگوں کے میل جول کی ممانعت ہے وہ ایسے ہیں جیسے مشرکین مکہ کہ اُن میں سے بعض نے مومنوں کو شہر بدر کرنے کی کوشش کی اور بعض نے اُنھیں نکالنے والوں کو مدد دی۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۸ نوٹ ۶ فَامْتَحِنُوهُنَّ تفسیر صافی میں ہے کہ اپنے ظن غالب کے بموجب اُن کے حالات کی تفتیش کرو کہ زبان سے جو وہ ایمان کا اقرار کرتی ہیں دل سے اُس اقرار کی موافقت کہاں تک ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۴ فَعَاقَبْتُمْ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری بعض عورتیں ایسے کفار سے جا ملیں جن سے تمہارا معاہدہ نہیں ہے اور پھر تمہیں مال غنیمت ہاتھ آئے تو جن لوگوں کی ازواج چلی گئی ہیں اُن کو اتنا روپیہ دے دو اُن کا شوہر بڑا ہے۔ اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ عبدالعزیٰ الخطاب کی جورو قاطمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ نے اپنے شوہر کے تھا ہجرت کرنا پسند کیا اور مشرکوں ہی کے پاس رہ گئی پس معاویہ ابن ابی سفیان نے اُسے اپنی جورو بنا لیا! اور اللہ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ عمر کو غنیمت میں سے اُس کا مہر دے دیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۵ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ اجماع میں ہے کہ بعض عورتیں (حرام زادے) بچوں کو لا پالا کر اٹھا لیتی تھیں۔ پھر اپنے شوہروں سے یہ کہہ دیتی تھیں کہ یہ لڑکا تمہارا ہے جو میرے بطن سے پیدا ہوا۔ ایسا بہتان جو انھوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھا کنایہ" اس سے مراد وہ بچہ ہے جو انھوں نے جھوٹ موٹ اپنے شوہروں کو سر چپکا۔ اس لیے کہ وہ پیٹ جو بچے کا حامل ہوتا ہے دونوں ہاتھوں کے مابین ہے۔ اور اندام نہانی جس سے عورت بچے کو جنتی ہے وہ دونوں ٹانگوں کے مابین ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداؐ نے مکہ فتح کیا تو مردوں نے بیعت کی عورتیں بیعت کرنے آئیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل فرمائی یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ الخ اس وقت ہند نے تو یہ کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو جب کہ وہ چھوٹے چھوٹے تھے پرورش کیا اور جب وہ بڑے ہوئے تو اپنے قتل کر ڈالا۔ اور ام الحکم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی یہ عرض کی وہ نیکی جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اُس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو، اپنے منہ نہ نوچو، اپنے بال نہ کھسوٹو، اپنے گریباں چاک نہ کرو، اپنے کپڑے کالے نہ رنگو، اور ہائے وائے کر کے نہ رووٗ۔ پس آنحضرتؐ نے انھیں باتوں پر جو آیت و حدیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی۔ پس انھوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی بیعت کیونکر کریں؟ فرمایا میں عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا بجز اپنی کا ایک بڑا پیالہ منگا کر آنحضرتؐ نے اُس میں ہاتھ ڈالا، پھر اپنا ہاتھ نکال کر فرمایا کہ تم اپنا اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالو۔ یہی تمہاری بیعت ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۶ لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے عام کفار مراد ہیں یا خاص یہودی۔ اس لیے کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیت بعض محتاج مسلمانوں کے بارے میں آئی ہے جو یہودیوں کے ساتھ اس نیت سے میل جول رکھتے تھے اُنھیں اُن کے باغات میں سے کچھ میوے مل جایا کریں۔ ۱۲

صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۷ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آخرت سے مایوسی اُن کو اس سبب سے تھی کہ وہ اُس کے منکر تھے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ایسے رسولؐ سے دشمنی رکھنے کے سبب جس کی تعریف توریت میں آچکی ہے اور جس کی تائید معجزوں

سے کی جاتی ہے اُن کو آخرت میں کوئی حصّہ نہ ملے گا ۱۲

صفحہ ۶۵۹ نوٹ ۵ یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک مِن بیانیہ ہو اور الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ سے مراد وہ کفار ہوں جو مر چکے ہوں اور انھوں نے اپنا انجام دیکھ لیا تو (چونکہ دارالعمل ختم ہو چکا ہے) اس لیے مایوس ہو گئے۔ اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ کافر اہل قبور سے یعنی جو مر گئے ہیں اُن کی طرف سے مایوس ہو چکے۔ نہ تو اُن کی طرف سے یہ امید کہ وہ مبعوث ہوں گے نہ یہ امید کہ اُن کو ثواب دیا جائے گا نہ یہ کہ اِن کے خیر و خیرات کرنے کا کوئی نفع اُن کو پہنچے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۳ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ مصباح المتہجد میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے غدیر کے دن ایک خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا کہ اے مومنو! آگاہ ہو کہ خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا۔ آیا تم جانتے ہو کہ اللہ کیا چیز ہے اور اُس کی سبیل کون ہے؟ اللہ کی سبیل جو اُس نے اپنے نبیؐ کے بعد نبیؐ کے پیروؤں کے لیے مقرر فرمائی ہے وہ میں ہوں۔

تصریح اس روز غدیر سے خاص وہ تاریخ مراد نہیں ہے جس میں عین مقام خم پر جناب رسول خداؐ نے جناب امیر المومنینؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا بلکہ عید غدیر مراد ہے جو اسی واقعہ کی یادگار میں سال بہ سال منائی جاتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۴ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ تفسیر مجمع البیان میں قارون کے قصّے میں روایت ہے کہ اُس ملعون نے حضرت موسیٰؑ کو ایذا دینے کے لیے ایک عورت کو اُن کے پاس بھیج دیا اور یہ شہرت دے دی کہ موسیٰؑ نے اُس عورت سے زنا کیا ہے۔ نیز بنی اسرائیل نے اُن حضرتؑ کو حضرت ہارونؑ کے قتل کی تہمت لگائی۔

صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۵ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ط العوالی میں ایک حدیث ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو ہمارے نبیؐ کے ظہور کی خوشخبری سنائی تو اُن کی صفت میں اُن سے فرمایا کہ میں تم کو سُرخ اونٹ والے اور چاند سے چہرے والے اور عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے کی نسبت وصیت کرتا ہوں (کہ اپنی امت کو ان کی پیروی کا حکم دو) کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو مبعوث فرمایا تو مسیحؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ایک نبیؐ ایسا آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ وہ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہوگا اور میری بھی تصدیق کرے گا اور تمہاری بھی اور میرے عذر کو بھی بیان کرے گا۔ اور تمہارے عذر کو بھی

تصریح عذر سے مراد وہ معذرت ہے جو عیسیٰؑ کو اس اتہام سے بری کرنے کے لیے کہ وہ خدا کے بیٹے کہلائے آنحضرتؐ نے بھی اُن کی طرف سے فرمائی اور قیامت میں خود حضرت عیسیٰؑ کو بھی کرنی پڑے گی۔ اور جو خالص امتی اس جرم کے مرتکب نہیں ہوئے کہ عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا گردانتے اُن کی طرف سے بھی عذر فرما دیا۔ اور جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بہت سے نبیوں نے جناب رسول خداؐ کی خوشخبری دی چنانچہ پہلا واقعہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ (دیکھو صفحہ ۲۰۲ سطر ۱۱) مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ آنحضرتؐ کا نام اور صفات اپنی اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ اور دوسرے واقعہ کی خبر خدا تعالیٰ اس آیت میں دے رہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کہا مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ط۔ الفقیہ میں انھی حضرتؐ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کا نام ابراہیمؑ کے صحیفوں میں تو ماحی تھا اور موسیٰؑ کی توریت میں الحاد اور حضرت عیسیٰؑ کی انجیل میں احمدؐ تھے اور قرآن مجید میں محمدؐ ہے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا سے کسی یہودی نے دریافت کیا کہ آپ کا نام احمدؐ کیوں رکھا گیا؟ فرمایا اس سبب سے کہ میں نے آسمانوں پر بہ نسبت زمین کے حمد خدا زیادہ کی ہے۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور جناب رسول خداؐ کے مابین پانچ سو برس کا زمانہ گزرا۔ از آنجملہ ڈھائی سو برس ایسے گزرے کہ اُن میں نہ کوئی نبیؐ ظاہر تھا اور نہ کوئی عالم (عالم ربانی و وصی نبی) و ہے لوگ دین عیسیٰؑ پر تھے پھر فرمایا کہ اگر عالم (ربانی یعنی وصی و حجت خدا) بالکل نہ رہے تو زمین بھی باقی نہ رہے گی۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۰ نوٹ ۶ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ط تفسیر صافی میں ہے کہ اُس شخص سے زیادہ کوئی ظالم ہو ہی نہیں سکتا جس کو دین اسلام کی دعوت دی جائے جس کی حقیقت ظاہر ہے اور وہ اُس کے لیے دونوں جہان کی خوبی کا بھی سبب ہو پھر وہ بجائے اُس کے قبول کرنے کے اللہ پر بہتان باندھے۔ اللہ کے رسولؐ کو جھٹلائے اور خدائے تعالیٰ کی آیتوں کو جادو بتلائے۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۲ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ط تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُس وقت تک اُن سے ملحق نہیں ہوئے تھے مگر بعد اصحاب رسولؐ قیامت تک ملحق ہونے والے تھے۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ کی دعوت و تعلیم سب کے لیے عام تھی اور ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اِس سے مراد عجم کے لوگ ہیں یعنی سب وہ لوگ جو لغت عرب میں بات چیت نہیں کر سکتے۔ نیز اسی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ جب جناب رسول خداؐ نے یہ آیت پڑھی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو آنحضرتؐ نے سلمان فارسی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمایا کہ اگر ایمان ثریا میں بھی ہوگا تو اِس کی قوم کے لوگ وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۳ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ط تفسیر قمی میں ہے کہ گدھا کتابوں کو اٹھا تو لیتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اُن میں ہے کیا اور نہ اُن پر عمل کر سکتا ہے۔ یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی کہ اُن کا کتاب پڑھنا ایسا ہی تھا جیسے گدھے کا لدجانا یعنی وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اِس میں لکھا گیا ہے اور نہ اُس پر عمل کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۴ اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ اُن لوگوں کے قول پر تعریض ہے کہ وہ کہا کرتے تھے۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ۔ (دیکھو صفحہ ۱۳۱ سطر ۱)۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۵ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تفسیر قمی میں ہے کہ توریت میں یہ لکھا ہے کہ خدا کے دوست ہمیشہ موت کے متمنی رہتے ہیں (لہٰذا اُن سے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو)۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۲ نوٹ ۶ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ (اس کی تفسیر کے لیے دیکھو صفحہ ۸ سطر)۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۲

التہذیب اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ نماز جمعہ کے لیے کتنے آدمیوں کا ہونا لازم ہے؟ فرمایا آٹھ آدمی اور پانچ سے کم میں جن میں امام بھی داخل ہے نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔ جب کہ سات آدمی جمع ہو جائیں اور کسی قسم کا خوف نہ ہو تو اُن میں سے ایک شخص امام بن جائے اور وہی خطبہ بھی پڑھے۔

ثواب الاعمال اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں پر لازم ہے شب جمعہ (کی نمازوں) میں سورۂ جمعہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور جمعہ کی ظہر میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھیں (یعنی اگر جمعہ کی شرائط جمع نہ ہو سکیں اور ظہر کی نماز پڑھی جائے تو بھی یہی سورتیں پڑھی جائیں) اگر ایسا کریں گے تو گویا انھوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا ساعمل کیا۔ اس کی جزا میں خدائے تعالیٰ اُن کو جنت عطا فرمائے گا۔ اے پروردگار عالم! تو ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

تفسیر قمی میں بروایت ابوالجارود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اِسْعَوْا یعنی اِمْضُوْا ہے یعنی نماز کے لیے جاؤ۔ اور اعمال جمعہ بجالاؤ جو یہ ہیں کہ بیس کترواتا، بغلوں کے بال صاف کرانا۔ ناخن کٹوانا، غسل جمعہ کرنا۔ پاک پاکیزہ لباس پہننا۔ عطر لگانا۔ اسی کا نام سعی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا۔

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۳

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی قرأت بھی فَامْضُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ۔ کافی میں جناب امام باقرؑ سے اسی آیت کے معنی میں منقول ہے کہ عمل کرو اور جلدی کرو۔ اس لیے کہ اس دن میں مسلمانوں کو گنجائش بہت تھوڑی ہے اور اس دن میں جیسے کہ وقت کم ملا ہے ثواب زیادہ ملا ہے۔ نیکیوں کا ثواب بھی دوچند ہو جاتا ہے اور بدیوں کا عذاب بھی۔ پھر فرمایا کہ واللہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اصحاب جناب رسول خداؐ جمعہ کی تیاری جمعرات سے کیا کرتے تھے اس لیے کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کے لیے گنجائش زیادہ نہ تھی۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۴

وَذَرُوا الْبَیْعَ الفقیہ میں روایت کی گئی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں مدینہ ہی میں تھا کہ مؤذن نے جمعہ کے دن اذان کہی اور ایک منادی نے ندا دی کہ اس وقت سے لیں دین حرام ہے پھر اسی کی تکرار کی۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۵

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ تفسیر مجمع البیان اور المجالس میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ نماز جمعہ کے دن ہونا چاہیے اور انتشار یعنی اپنے کاروبار کے لیے پھیلنا شنبہ کو۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۶

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ تفسیر صافی میں بروایت انس جناب رسول خداؐ سے منقول ہے اس سے مراد طلب دنیا نہیں ہے بلکہ ایسی چیزیں مراد ہیں جیسے بیماروں کی عیادت کرنا، کسی جنازے کی نماز پڑھنا اور کسی برادر ایمانی سے ملاقات کرنا۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۷

وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خداؐ جمعہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک قافلہ غلہ لیے ہوئے آیا اور اس کے آگے آگے تاشے اور ڈھول بجا رہے تھے۔ بس لوگ نماز چھوڑ چھوڑ کر تماشہ دیکھنے چلے گئے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک قافلہ ایسے وقت آیا کہ ہم لوگ جناب رسول خداؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ بس لوگ نماز توڑ توڑ کر اس کی طرف دوڑے چلے گئے۔ اور بارہ آدمیوں کے سوا جن میں میں بھی تھا کوئی باقی رہا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم سب کے سب چلے جاتے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتا تو خدائے تعالیٰ تم کو سزا دینے کے لیے اس تمام میدان کو آگ سے بھر دیتا۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۳ نوٹ ۸

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے جن لوگوں نے ولایت وصی رسولؐ کے بارے میں جناب رسول خداؐ کی پیروی نہیں کی اُن کا نام خدائے تعالیٰ نے منافق رکھا۔ اور جس جس نے وصی کی ولایت کا انکار کیا اُس کو اسی درجے میں قرار دیا گویا خود جناب رسول خداؐ کا اُس نے انکار کیا اور اس کے بارے میں قرآن مجید نازل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ لے محمدؐ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ یعنی جس وقت وہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں کہ جو تمہارے وصی کی ولایت کے بارے میں نفاق رکھنے والے ہیں قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یعنی علیؑ کے بارے میں نفاق رکھنے والے لَكٰذِبُوْنَ ہ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے مراد ہے وصی رسولؐ۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا یعنی آپ کی رسالت پر تو ایمان لائے۔ ثُمَّ كَفَرُوْا پھر آپ کے وصی کی ولایت کے منکر ہوئے۔ فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا۔ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ہ اب وہ نبوت کو بھی نہیں سمجھتے۔

صفحہ ۶۶۴ نوٹ ۱

تفسیر قمی میں اس سورہ کا شان نزول یوں مروی ہے کہ ۵ھ ہجری میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نبی مصطلق سے لڑنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی میں ایک کنوئیں پر قیام فرمایا۔ پانی اس میں بہت کم تھا۔ انس بن سیار انصار کا ہم قسم اور جحاجاہ بن سعید الغفاری عمر بن الخطاب کا اجیر یہ دونوں کنوئیں پر پانی بھرنے کے لیے گئے جیسے ہی ان دونوں نے اپنا اپنا ڈول جحاجاہ کے ڈول میں اُلجھا گیا (جب ایک ڈول اوپر آیا تو) اس نے کہا یہ میرا ڈول ہے۔ جحاجاہ نے کہا یہ میرا ڈول ہے۔ پس ان دونوں میں چھینا جھپٹی ہونے لگی تو جحاجاہ نے انس کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ انس نے (اپنی مدد کے لیے) انصار کو پکارا۔ جحاجاہ نے (اپنی حمایت کے لیے) قریش کو آواز دی۔ یہ سب کے سب لے ہتھیار آ موجود ہوئے۔ قریب تھا کہ تلوار چل جائے (مگر بعد میں رفع دفع ہو گیا) عبداللہ بن اُبی نے جو یہ خبر سنی تو کہنے لگا کہ بات کیا تھی؟ لوگوں نے اس سے سارا واقعہ بیان کیا تو وہ ملعون غصہ ہو کر کہنے لگا میں تو پہلے ہی سے اس سفر سے نفرت کرتا تھا میں بھی بڑا ذلیل آدمی ہوں (کہ ان کے ساتھ آیا) مجھے تو یہ گمان تھا کہ میں ایسی خبریں سننے کے لیے زندہ ہی نہ رہوں گا کہ وہ مجھے عیب بھی نہ معلوم ہوں۔ پھر اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یہ سب کچھ تمہاری ہی کرتوت ہے کہ تم نے ان مسلمانوں کو (اپنا مہمان بنایا) اپنے مکانوں میں جگہ دی۔ اپنے مالوں سے ان کی مدد کی۔ اپنی جانوں سے ان کی حفاظت کی۔ اپنے سینوں کو قتل ہونے کے لیے تم نے تان لیا۔ پس (نتیجہ تم کو یہ ملا کہ) اس (محمدؐ) نے عورتوں کو تمہاری بیوہ اور بچوں کو تمہارے یتیم بنا دیا۔ کاش کے تم ان کو اپنی بستی سے نکال دیتے تو یہ کہیں اور جا پڑتے۔ اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو بڑی عزت والا ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا۔ اس مجمع میں زید ابن ارقم بھی تھے۔ یہ اُس زمانہ میں نوجوان تھے۔ ابھی ابھی بلوغ کو پہنچے تھے اور وہ وقت دوپہر کا تھا۔ اور آنحضرت ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز تھے۔ گرد و پیش مہاجرین و انصار کا مجمع مٹ تھا کہ زید ابن ارقم حاضر خدمت ہوئے

اور عبداللہ بن اُبی نے جو کچھ کہا تھا اُس کی اطلاع دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لے لڑکے! شاید تجھے تو تم ہو گیا ہوا اس نے عرض کی خدا کی قسم وہم نہیں ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا شاید تو اس پر غصہ ہوا ہو۔ انھوں نے عرض کی نہیں واللہ مجھے ان پر غصہ بھی نہیں ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا شاید تیری سمجھ میں نہ آیا ہو! انھوں نے عرض کی نہیں قسم بخدا ایسا نہیں ہے (اب) آنحضرتؐ نے اپنے غلام شقران کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا۔ جب سواری تیار ہو گئی تو اُس پر سوار ہو گئے۔ اصحاب میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ جناب رسول خداؐ تو ایسے نادقت کوچ نہ فرمایا کرتے تھے (آج کیا ہو گیا؟) یہ کہہ کر سب کوچ پر آمادہ ہو گئے۔ سعد بن عبادہ آنحضرتؐ سے جا ملے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ۔ سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور تو کبھی خلاف وقت کوچ نہ فرماتے تھے (آج کیا سبب ہوا؟) فرمایا شاید تم نے اپنے صاحب کا قول نہیں سُنا ہے سعد نے عرض کی حضور کے سوا اور ہمارا صاحب کون ہے؟ فرمایا عبداللہ بن اُبی! اُس کا یہ گھمنڈ ہے کہ جب وہ مدینہ واپس جائے گا تو جو زیادہ عزت دار ہو گا وہ زیادہ ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا۔ سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اور حضور کے اصحاب عزت والے ہیں اور عبداللہ اور اُس کے ساتھی ذلیل ہیں۔ پس جناب رسول خداؐ تمام دن چلتے ہی رہے اور کوئی آنحضرتؐ سے بات نہیں کر سکا۔ نبی خزرج کو عبداللہ کو لعنت ملامت کرنے لگے۔ اُس نے قسم کھالی کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا ہے۔ وہ بولے اچھا تو تو ہمارے ساتھ چل اور جناب رسول خداؐ سے معافی مانگ لے۔ اُس نے گردن ہلادی۔ جب رات ہو گئی تو آنحضرت پھر چل کھڑے ہوئے اور دن رات برابر چلتے ہی رہے سوائے نماز کے اور کسی کام کے لیے نہ اُترے۔ جب دوسرا دن ہوا تو ایک مقام پر نزول اجلال فرمایا۔ اصحاب نے بھی ڈیرے ڈال دیئے۔ راہ میں جاگتے جاگتے پریشان ہو گئے تھے۔ وہ تو سب کے سب سو گئے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں عبداللہ ابن اُبی حاضر ہوا اور کہنے لگا میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ اُسی کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے وہ بات نہیں کہی۔ زید نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُس کا عذر مان لیا۔ بنی خزرج زید کو بُرا کہنے لگے کہ تو نے عبداللہ بن اُبی جیسے سردار کے خلاف کیوں جھوٹ بولا؟ زید ابن ارقم جناب رسول خداؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور درگاہِ خدا میں عرض کرتے تھے۔ الٰہی تو خوب واقف ہے کہ میں نے عبداللہ ابن اُبی پر تہمت نہیں لگائی ہے۔ الغرض وہ لوگ تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ آنحضرتؐ پر وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ شدت سختی آنحضرت پر طاری ہونے لگی۔ آنحضرتؐ کا جسم مبارک اشتا ثقیل ہو گیا قریب تھا کہ وحی کے بوجھ سے ناقہ بیٹھ جائے۔ جب یہ حالت دور ہو گئی تو آنحضرتؐ نے اپنی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا۔ پھر زید ابن ارقم کا کان پکڑ کے اُن کو اُن کی سواری سے اٹھالیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ لے لڑکے! تیری زبان سے بھی سچ نکلا ہے اور تیرے قلب نے بھی ٹھیک یاد رکھا۔ جو کچھ تو نے کہا تھا خدائے تعالیٰ نے اُسی کے موافق قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ پس سبب آنحضرتؐ ایک منزل پر اُترے تو اصحاب کو جمع کر کے سورۂ منافقون سُنائی۔ اِس سورہ کے نازل ہونے سے عبداللہ ابن اُبی بڑا ذلیل و رسوا ہوا۔ قمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب خدائے تعالیٰ نے منافقین کی شناخت اور اُن کی پہچان اپنے رسولؐ کو کرا دی اور عبداللہ بن اُبی کے نفاق سے خبر دے دی تو اُن کا قبیلہ گروہ منافقین کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ تمھارا جائے ستیاناس اب تو تم ذلیل و رسوا ہو چکے۔ آؤ چلو جناب رسول خداؐ کی خدمت میں وہ جناب تمھارے لیے خدا سے استغفار کریں گے۔ پس انھوں نے سر پھیر لیے اور استغفار سے مُنہ موڑ لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن اُبی کا بیٹا جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر حضور نے میرے باپ کے قتل کا عزم بالجزم کر لیا ہے تو مجھ کو حکم دیجیے کہ میں اُس کا سر کاٹ لاؤں۔ خدا کی قسم قبیلۂ اَوس و خزرج اِس بات سے آگاہ ہے کہ جتنی نیکی اور احسان میں اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہوں ایسا کوئی بیٹا اپنے باپ کے ساتھ نہیں کرتا۔ اب اگر حضور نے کسی اور کو اُس کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے اُسے مار ڈالا تو میں ڈرتا ہوں (کہیں) ایسا نہ ہو کہ اپنے باپ کے قاتل کی طرف نظر کرنا میرے نفس کو اچھا نہ معلوم ہو اور میں ایک کافر کے بدلے ایک مومن کو قتل کر کے عذاب دوزخ کا مستحق ہو جاؤں۔ پس مناسب یہی ہے کہ میں ہی اپنے ہاتھ سے اُس کا سر اُتار دوں۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے تم اُس کے ساتھ نیک ہی سلوک کرتے رہو۔

صفحہ ۶۶۷ نوٹ ۳

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خداؐ خطبہ فرما رہے تھے کہ حسنین علیہ السلام آئے اور یہ دونوں بزرگوار سُرخ کُرتے پہنے ہوئے تھے اور چلتے میں اُن کرتوں میں اُلجھتے اور ٹھوکریں کھاتے تھے۔ پس آنحضرتؐ نے خطبہ قطع کر دیا منبر سے اُترے۔ فوراً اُن کو جا کر اُٹھا لیا۔ اور منبر پر لا کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط میں نے جس وقت ان بچوں کو چلتے ہوئے ٹھوکر کھاتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں نے خطبہ قطع کیا اور ان کو اٹھا لیا۔ یہ فرما کر پھر خطبہ شروع فرما دیا۔ نہج البلاغہ میں ہے تم میں سے کوئی کبھی یہ نہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ (یا اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس لیے کہ ایسا تو ایک شخص بھی نہیں جسے فتنے کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ جو پناہ مانگے وہ اس سے پناہ مانگے کہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے اُس کو خدا محفوظ رکھے۔ اسی لیے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۷ نوٹ ۴

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے حکم کے بموجب بخوشی خاطر خالص نیت سے اپنا مال صرف کرو گے تو وہ ایک کا عوض دس سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مقرر فرمائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۸ نوٹ ۶

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فقہ جاننے والے شخص کا جب ارادہ ہو گا کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے تو وہ اسے پسند کرے گا کہ ایک ہی طلاق دے پھر فرمایا کہ یہی وہ طلاق ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شاید خدائے تعالیٰ اُس کے خاوند کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ پھر اُس سے رجوع کرے۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۸ نوٹ ۷

وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے قاضی ابو یوسف سے فرمایا کہ خدائے تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں طلاق کا حکم دیا تو اُس میں دو گواہوں کے ہونے کی تاکید فرمائی اور اپنی رضامندی صرف دونوں کے عادل ہونے کی صورت میں ظاہر کی اور اپنی کتاب میں عقد کرنے کا حکم دیا تو اُس میں گواہوں کے ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تم نے اس کے برخلاف عقد میں دو گواہ لازم دیئے اور جہاں اس نے دو گواہ کرنے کی تاکید کی تھی وہاں گواہی اڑا دی (یعنی طلاق میں) ۱۲

صفحہ ۶۶۸ نوٹ ۸

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ الخ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب جناب رسول خداؐ میں سے کچھ لوگوں نے تو اپنا دروازہ تو بند کر لیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور کہنے لگے بس یہی ہمیں کافی ہے۔ آنحضرت کو خبر پہنچی تو کس کو بھیج کر اُنھیں بُلوا لیا اور

فرمایا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر تم کو کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اللہ خدا نے ہماری روزی کی کفایت فرمائی تو ہم عبادت پر مائل ہو گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایسا کرے گا اس کی عبادت قبول نہیں کی جائے گی۔ تم پر روزی طلب کرنا واجب ہے اور انھی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ ان سے مراد ہمارے شیعوں میں سے وہ لوگ ہیں جو کمزور اور مفلس ہیں ان کے پاس نہ خرچ ہے نہ سواری کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور ہماری حدیثیں سنیں اور ہمارے علم سے فائدہ اٹھائیں پس کچھ اور لوگ ہیں جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور خود تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور ہمارے پاس آکر حدیثیں سنتے ہیں اور ان کو جا کر سناتے ہیں۔ پس وہ تو ان کو یاد رکھتے ہیں اور یہ ان کو بھلا دیتے ہیں پس وہ ایسے ہوئے جن کے لیے خدائے تعالیٰ اس طرح مخرج مقرر کر دیتا ہے اور ان کو ہمارا قلم اس طرح پہنچا دیتا ہے کہ ان کو گمان بھی نہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۶۶۸ نوٹ ۹ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط معانی الاخبار میں ہے کہ جبرئیل امینؑ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آئے تو آنحضرتؐ نے دریافت کیا کہ اے جبرئیلؑ تَوَكُّلٌ عَلَى اللّٰهِ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ جاننا کہ مخلوق نہ ضرر کرتی ہے اور نہ نفع پہنچاتی ہے۔ نہ دے سکتی ہے اور نہ روک سکتی ہے۔ اور مخلوق سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا۔ پس جب بندہ اس حد کو پہنچ جائے تو وہ سوائے خدا کے نہ کسی پر بھروسہ کرے گا اور نہ کسی سے امید رکھے گا۔ نہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرے گا اور نہ سوائے خدا کے کسی سے کسی طرح کی طمع رکھے گا۔ پس یہی توکل علی اللہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۰ نوٹ ۳ اور تجھ سے میں ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اگر تو نے اس سے کسی کو آگاہ کر دیا تو تجھ پر اللہ کی بھی لعنت ہوگی اور کل فرشتوں کی بھی اور کل آدمیوں کی بھی۔ حفصہ نے کہا کہ بہت اچھا فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ بن بیٹھے گا اور پھر اس کے بعد تیرا باوا۔ حفصہ نے کہا مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا؟ فرمایا نَبَّاَنِي الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ پس حفصہ نے دن چڑھے عائشہ کو خبر پہنچائی اور عائشہ نے ابوبکر کو۔ اور ابوبکر عمر کے پاس دوڑا ہوا گیا اور کہا کہ عائشہ نے مجھے ایسی ایسی خبر حفصہ سے سن کر پہنچائی ہے مگر مجھے اس کے قول پر اعتماد نہیں ہے۔ بھتیا۔ تم ذرا جا کر حفصہ سے پوچھ تو لو۔ عمر حفصہ کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ تو نے عائشہ کو یہ کیا خبر پہنچائی ہے؟ اس نے صاف صاف انکار کیا کہ میں نے تو عائشہ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ عمر نے کہا کہ اصل معاملہ کا پتہ تو لوگ چکا اب جو کچھ سنا ہے بتا دے کہ ہم کو بھی جو جوکی کرنا ہے کر گزریں۔ تو اس نے کہا کہ ہاں رسول اللہ نے یوں اور فرمایا تھا۔ بالآخر چاروں اس امر پر مجتمع ہو گئے کہ جناب رسول خداؐ کو زہر دے دیں۔ پس جبرئیل امینؑ جناب رسول خداؐ پر یہ سورہ لے کر نازل ہوئے۔ اور حفصہ کا اطلاع کرنا اور ان سب کا آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کرنا یہ سب کچھ حضرتؐ کو بتلا دیا۔ آنحضرتؐ نے بعض باتوں کی حفصہ سے باز پرس فرمائی اور بعض کے متعلق اعراض کیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۲ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ تفسیر مجمع البیان میں اور امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ انھوں نے عمر ابن الخطاب سے دریافت کیا تھا کہ وہ دو عورتیں جو جناب رسول خداؐ کے برخلاف ایک دوسری کی مددگار تھیں وہ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ عائشہ اور حفصہ۔ الجوامع میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ کی قرأت تھی وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ۔ قول صاحب تفسیر صافی اس قرأت کی رو سے جناب رسول خداؐ کی مخالفت میں باوا بھی بیٹیوں کے شریک ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۳ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صالح المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ ۱۲

تفسیر مجمع البیان میں ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا مرتبہ تمام صحابہ کو دو مرتبہ جتلایا۔ ایک تو اس موقع پر جب کہ فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اور دوسری مرتبہ جب کہ یہ آیت نازل ہوئی فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ تو جناب رسولؐ خدا نے اپنے دست مبارک سے جناب علیؑ ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اے گروہ مردم! یہ ہے صالح المومنین)

اُسما بنت عُمیس کہتی ہیں کہ میں نے خود جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ صالح المؤمنین ہیں۔

صاحب تفسیر صافی کہتے ہیں کہ فریقین خاصہ وعامہ کی بکثرت روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صالح المومنین سے جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

عون بن عبداللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ جس دن جناب رسول خداؐ نے وفات پائی اس دن آنحضرتؐ کو غش آیا۔ پھر فاقہ ہوا تو میں رو رہا تھا۔ اور آنحضرتؐ کے دست مبارک چوم رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا کہ یا رسول اللہ! حضورؐ کے بعد میری اور میرے بچوں کی سرپرستی کون کرے گا؟ فرمایا میرے بعد خدائے تعالیٰ اور میرا وصی صالح المؤمنین علیؑ بن ابی طالب تمہارا حامی و مددگار رہے۔

حضرت عمار یاسرؓ کہتے ہیں کہ میرے سامنے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے طلب کر کے ارشاد کیا کہ اے علیؑ! کیا میں تم کو کوئی خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ضرور سنایئے۔ اور آپ تو ہمیشہ اچھی اچھی خبریں سناتے ہی رہا کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تحقیق خداوند عالم نے تمہاری شان میں ایک آیت قرآنی نازل فرمائی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا خدا نے تم کو جبرئیلؑ کا قرین اور ساتھی بنا دیا۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ اے علیؑ! تم اور تمہاری اولاد کے مؤمنین (میں سے گیارہ امامؑ) صالحین ہیں۔

محمد حلبی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جناب امیر المؤمنینؑ کی (خلافت کے بارے میں) اصحاب کو دو بار شناخت کرائی چنانچہ ایک دن آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا تم جانتے ہو کہ میرے بعد تمہارا والی کون ہے؟ سب نے عرض کی خدا و رسول ہی خوب واقف ہیں۔ ارشاد کیا خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی صالح المومنین علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ وہی میرے بعد تمہارے والی و حاکم ہیں۔ دوسری بار مقام غدیر خم میں پہنچنوایا جب کہ فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

ابوصالح نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں خاص کر صالح المؤمنین سے جناب علیؑ بن ابی طالب مراد ہیں۔

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے گروہ مردم! خدا سے زیادہ کون اچھی بات کر سکتا اور بات سمجھنے میں خدا سے زیادہ سچا کون ہے؟ اے گروہ صحابہ! خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں علیؑ بن ابی طالبؑ کو اپنا نشان اور امت کا امام اور اپنا خلیفہ اور وصی قرار دوں اور ان کو اپنا بھائی اور وزیر بناؤں۔ ایہا الناس! آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ بن ابی طالب میرے بعد ہدایت کا باب۔ خدا کی طرف بلانے والا اور صالح المؤمنین ہے۔ جو شخص خدا کی طرف ہدایت کرے علیؑ صالح اس سے صادر ہوتا ہو۔ اس

اُس کا قول یہ ہو کہ میں تو ایک مسلمان ہوں اُس سے زیادہ اچھی بات کون کہے گا؟ اے گروہِ مردم! جان لو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ مجھ سے ہیں۔ اُن کی اولاد میری اولاد ہے۔ وہ میری پارۂ جگر نورِ نظر کے شوہر ہیں۔ اُن کا حکم میرا حکم ہے۔ اُن کی ممانعت میری ممانعت ہے۔ ایہا الناس! اُن کی اطاعت کرنا اور اُنکی نافرمانی سے بچنا تم پر لازم و واجب ہے۔ اُن کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اُنکی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ اے لوگو! علیؑ اِس اُمت کے صدیق اور فاروق اور ہارونؑ اور یوشع اور آصف اور شمعونؑ ہیں۔ اور وہ اِس اُمت کے لیے دروازۂ حطہ جیسا کہ بنی اسرائیل کی قبولِ دعا اور بخشش جرائم کے لیے قرار دیا گیا تھا اور کشتی نجات ہیں۔ اور وہ اِس اُمت کے طالوتؑ اور ذوالقرنین ہیں۔ اے گروہِ مردم! وہ خلق اللہ کے لیے ذریعۂ امتحان اور خدا کی محبت عظمیٰ اور آیت کبریٰ اور ہدایت کے امام اور محمودؐ ثقے ہیں۔ اے گروہِ صحابہ! علیؑ بن ابی طالبؑ دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ ان کا دوست ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا اور اُن کا دشمن اس سے نجات نہ پائے گا۔ اور وہ جنت کے بھی تقسیم کرنے والے ہیں۔ جس میں ان کا دشمن ہرگز نہ جائے گا اور اُن کا دوست جنت سے کبھی نہ نکلے گا۔ اے میرے اصحاب! میں نے تم کو خالص نصیحت کی ہے اور اپنے پروردگار کا پیغام تمھارے پاس پہنچا دیا ہے۔ لیکن تم لوگ نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں جانتے۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اب میں اپنے لیے اور تمھارے لیے خدا کی درگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔

صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۴

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ اس آیت میں ضمیر جمع مؤنث حاضر یا اس وجہ سے آئی ہے کہ جناب رسول خداؐ کی ازواج موجودہ وقت میں فرابزدار کم تھیں اور نافرمان زیادہ۔ اور یا بحیثیتِ خطاب عام۔ اور لفظ عسیٰ سے جملہ کو شروع کرنا ترجی ہے یعنی ایک طرح کی امید ہونا۔ اور خدا کی طرف سے ترجی بمعنی وجوب ہوتی ہے یعنی ضرور ایسا ہی ہوگا۔ یعنی ازواج پیغمبر میں سے جو نافرمان ثابت ہو چکیں اُن کو آنحضرتؐ طلاق دے دیں گے اور ان سے بہتر ازواج اُن کے بدلے میں خدائے تعالیٰ آنحضرتؐ کو عطا فرما دے گا۔ قول مترجم: عائشہ گر، نے اُمتِ محمدؐیہ کو دھوکا دینے کے لیے یہ لکھ مارا ہے کہ یہ آیہ تطہیر ازواج رسولؐ کی شان میں ہے۔ اب صحیح دماغ والے ذرا غور کریں کہ کسی شان میں آیۂ تطہیر آچکی ہو اُن سے ایسا ہی خطاب ہوا کرتا ہے جیسا کہ اِس آیت میں ہے؟ پوری آیت پڑھ کر اُس کے معنوں پر خوب غور کر لیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۵

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ یہ میرا نفس تو موجود ہے میں اِسے آتشِ جہنم سے بچا لوں گا مگر میں اپنے اہل و عیال کو کیسے بچاؤں؟ فرمایا کہ جن چیزوں کا خدا نے اُن کو امر فرمایا ہے تو بھی اُن کا ان کو حکم دے دے اور جن چیزوں سے خدائے تعالیٰ نے اُن کو نہی فرمائی ہے تو بھی اُن سے اُن کو باز رکھ۔ پس اگر انھوں نے تیرا کہنا مانا تو تو نے اُن کو بچا لیا اور اگر انھوں نے تیری نافرمانی کی تو تیرے ذمہ جو کچھ تھا تو اُس کو ادا کر چکا (اب تجھ سے کوئی باز پُرس نہ ہوگی۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۱ نوٹ ۶

تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نصوحًا کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اِس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ بندہ گناہ سے توبہ کر لے اور پھر ویسا گناہ نہ کرے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نے عرض کی کہ ایسا ہم میں کون سا ہے جس نے توبہ کر کے پھر وہ گناہ نہ کیا ہو؟ فرمایا خدا اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہے جس کی آزمائش برآزمائش ہوتی رہے مگر وہ بھی توبہ پر توبہ کرتا ہی چلا جائے۔ نیز انھی حضرت سے منقول ہے کہ جب کوئی بندہ توبۂ نصوح کر لیتا ہے تو خدائے تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں اُس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ کسی نے عرض کی بھلا پردہ پوشی کیوں کر فرماتا ہے؟ فرمایا کہ جن دو فرشتوں نے اُس کے گناہ لکھے تھے اُن کو ان کا لکھا بھلا دیتا ہے۔ اور اُس بندہ کے اعضاء و جوارح کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیتا ہے کہ اُس کے گناہوں کو چھپانا اور زمین کے اُن حصوں کو جن گناہ واقع ہوا تھا حکم دیتا ہے کہ تم پر جو کچھ گزرا ہے تم اُس کو چھپانا۔ لہٰذا یہ اپنے خدا کی حضور میں اِس طرح جائے گا کہ کوئی شے اِس کے برخلاف اِس کے گناہ کی بابت گواہی دینے والی نہ ہوگی۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۲ نوٹ ۴

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ تفسیر صافی میں ہے کہ مومنین کا یہ حال ظاہر کرنے کے لیے کہ کفار سے رشتہ ہونا اُن کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ خدائے تعالیٰ نے آسیہ کا حال اور خدا کے نزدیک جو کچھ اُس کی منزلت تھی وہ بطورِ مثال بیان کی ہے کہ باوجود اُس کے خدا کے سب سے زیادہ سخت دشمن کے ماتحت ہونے کے اُس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۲ نوٹ ۵

كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ تفسیر قمی میں ہے کہ قٰنِتِیْن کے یہاں معنی ہیں دعا مانگنے والے۔ اور صیغۂ مذکر اسلیے استعمال کیا گیا کہ مردوں کی تعداد اِس صفت میں زیادہ ہے۔ اور اِس بات کا پتہ دینے والی بھی ہے کہ حضرت مریمؑ کی عبادت کامل مردوں کی عبادت سے کم نہ تھی۔ اِسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے اُن کو قٰنِتِیْن میں محسوب فرمایا۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں نائب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ مردوں میں سے تو کامل بہت سے ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سے صرف چار کامل ہیں۔ آسیہؑ بنتِ مزاحم زوجۂ فرعون، مریمؑ بنت عمران، خدیجہؑ بنت خویلد اور فاطمہؑ زہرا بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۲

الخصال میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ زنانِ جنت میں سب سے افضل چار عورتیں ہیں۔ اوّل خدیجہ بنتِ خویلد، دوسری فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا بنتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ، تیسری مریمؑ بنتِ عمران، چوتھی آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون۔

پارۂ بست و ہشتم تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ بست و نہم ۲۹

صفحہ ۶۷۳ نوٹ ۳ رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ: تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمیوں میں سے جو شیطان ہیں یعنی مجمعین ان کے لئے عقلی تیکے لڑانے کی چیز ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۳ نوٹ ۴ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ غصہ ہے جو جہنم کو دشمنانِ خدا پر ہوگا تفسیر صافی میں ہے کہ یہ جہنم کے اشتعال کی شدت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۳ نوٹ ۵ بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ: تفسیر برہان میں بروایت ابوبصیر منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے کسی شخص نے یہ دریافت کیا کہ اللہ نے آدمیوں کی طرف نبی و رسول کیوں بھیجے؟ پس حضرتؑ نے فرمایا لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ط اور یہ کہ وہ یہ نہ کہنے پائیں مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ بلکہ خود خدا کی حجت ان پر قائم رہے۔ آیا تم خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنتے کہ وہ جہنم کے نگہبانوں کے قول کو اور اہل جہنم پر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے ان کی حجت ثابت کرنے کو برطور حکایت بیان فرماتا ہے کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ اور پھر ان کا جواب ..... تا ..... فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ ۱۲

صفحہ ۶۷۵ نوٹ ۲ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا: کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور ان صحابیوں کے بارے میں جنھوں نے کیا جو کچھ کیا۔ اب جب وہ جناب امیر المومنینؑ کو ایسے مقام پر دیکھیں کے جہاں دیکھنے سے ان کو بہت ہی رشک پیدا ہوگا۔ تو ان کے منھ بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ وہی ہے جس کے القاب تم نے خود بخود اختیار کر لئے تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس وقت وہ لوگ علی مرتضیٰؑ کی وہ منزلت دیکھیں گے جو ان جناب کو رسول خدا کے قرب میں حاصل ہوگی تو سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ یہاں الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے جناب امیر المومنینؑ کی فضیلت کا انکار کیا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور امیر المومنینؑ کے دشمن خود جناب امیرؑ المومنین کی طرف دیکھیں گے۔ اور اس کرامت منزلت و عظمت کی طرف دیکھیں گے جو خدا تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہوگی کہ لواء حمد ان کے ہاتھ میں ہوگا اور حوض کوثر کے وہ مالک ہوں گے کہ جس کو چاہیں اس میں سے پلائیں۔ اور جس کو چاہیں روک دیں تو ان کے دشمنوں کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے اور اس وقت ان سے یہ کہا جائے گا هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ یعنی یہ وہ شخص ہے جس کی منزلت، جس کے مرتبے اور جس کے القاب کے تم دعویدار ہوئے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۵ نوٹ ۳ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اصل آیت یوں نازل ہوئی تھی فَسَتَعْلَمُوْنَ یَا مَعْشَرَ الْمُکَذِّبِیْنَ حَیْثُ یَنْزِلُ بِکُمْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فِیْ وَلَایَةِ عَلِیٍّ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ ۝ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (یعنی اے جھٹلانے والوں کے گروہ جب میں تم کو اپنے پروردگار کے پیغام سے جو علی مرتضیٰؑ کے بارے میں ہوگا اور ان ائمہؑ کی ولایت کے بارے میں اس کے بعد ہونے والے ہیں خبر دوں گا تو اس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کھلی گمراہی میں کون ہے؟)

صفحہ ۶۷۵ نوٹ ۴ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمھارا امام غائب ہو جائے تو تمھارے لئے اس کے مانند امام کون لائے گا۔ اور جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا تمھارے پانی سے مراد ہے تمھارے دینی زندگی کے وسائل یعنی ائمہؑ اور ائمہؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے حصول علم کا ذریعہ ہیں پس جب وہ غائب ہو جائیں تو تمھارے پاس علم امام کون پہنچائے گا کافی میں جناب امام موسیٰؑ کاظم سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تمھارا امام تم سے غائب ہو جائے گا تو وہ کون ہے جو نیا امام تمھارے لئے پیدا کر دے۔ ۱۲

الاکمال میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل دریافت کی گئی تو ان حضرتؑ نے فرمایا کہ جب تم اپنے امام کو اس طرح کھو بیٹھو گے کہ تم ان کو دیکھ نہ سکو گے تو اس وقت کیا کرو گے؟

نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ یہ آیت امام قائم (آل محمدؐ) کی شان میں نازل ہوئی ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب تم سے تمھارا امام غائب ہو جائے گا اور تمھیں معلوم نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہیں تو وہ کون ہے جو امام کو تمھارے لئے ظاہر کر دے گا۔ کہ وہ تم کو آسمانوں اور زمین کی بھی خبر دے۔ اور حلال و حرام کے احکام بھی پہونچائے۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم ابھی تک اس آیت کی تاویل ظاہر نہیں ہوئی۔ لیکن آئندہ البتہ ظاہر ہوگی۔

حضرت عمار یاسر فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس لڑائی میں بہت سے علمدار قتل کئے۔ اور ان کی جماعت درہم برہم کر دی۔ اور بن عبداللہ جمحی اور شیبہ بن نافع کو بھی جہنم میں پہونچایا میں جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا جناب رسول اللہ! آج تو علی ابن ابیطالب نے راہ خدا میں خوب جہاد کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علیؑ

سے ہوں۔ وہ میرے علم کے وارث ہیں وہی میرا قرض ادا کریں گے۔ وہی میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میرے بعد مومن خالص کی پہچان ہی نہ ہو سکتی ان کی لڑائی میری لڑائی ہے اور میری لڑائی خدا کی لڑائی ہے۔ ان کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح خدا کی صلح ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ ابن ابیطالب میرے فرزندوں (نواسوں) کے اور ان ائمہؑ کے جو ان کے فرزندوں کے صلب سے ہوں گے۔ باپ ہیں۔ ان کے صلب سے خدا تعالیٰ ائمہ راشدین کو جن میں اس اُمت کا مہدی بھی ہے ظاہر فرمائے گا۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ حضور پر فدا ہو جائیں یہ مہدی کون ہے؟ فرمایا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل سے نوامام پیدا کریگا اور نواں ان میں کا نظر خلائق سے غائب ہو جائے گا۔ قول بار تعالیٰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔ اس پر دلالت کرتا ہے اس کی غیبت طولانی ہوگی۔ ایک قوم تو اس سے پھر جائے گی۔ کچھ لوگ اس پر قائم رہیں گے۔ جب آخر زمانہ آئے گا تو وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اور وہ تاویل قرآن پر ویسے ہی جہاد کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیل قرآن پر کیا ہے۔ وہ میرا ہمنام اور تمام آدمیوں پر مجھ سے مشابہ ہوگا۔ اے عمارؓ! میرے بعد فور اً فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تم علیؑ ابن ابیطالب کی متابعت کرنا اور انہی کا ساتھ دینا کہ وہ حق کے ساتھ ہیں۔ اے عمارؓ! عنقریب میرے بعد جنگ صفین برپا ہوگی اس میں تم بھی علیؑ ابن ابیطالب کے ہمراہ بیعت توڑنے والوں اور حق سے روگردانی کرنے والوں سے لڑو گے۔ پھر تم کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا عمارؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا میرا جہاد کرنا خداوند عالم کی اور حضورؐ کی خوشنودی کا باعث ہوگا؟ فرمایا ہاں! اے عمارؓ! میں بھی تم سے خوش ہوں گا اور خداوند عالم بھی تم سے راضی ہوگا۔ اے عمارؓ! دنیا میں آخری رزق تمھارا دودھ ہوگا۔ جو تم (اپنی شہادت سے پہلے) پیو گے۔ الغرض جب وہ دن آیا کہ معرکہ صفین گرم ہو گیا تو حضرت عمارؓ یاسر پر سے نکلے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے رسولؐ اللہ کے بھائی! مجھے بھی میدان جنگ کی اجازت دیجئے؟ فرمایا اے عمارؓ! خدا تم پر رحم فرمائے۔ ابھی ٹھہر جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ عرض کی لیکن وہی جواب ملا۔ پھر تیسری بار عرض کی۔ اس کے جواب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام رونے لگے۔ عمارؓ نے یہ حال دیکھ کر عرض کیا یا امیر المومنینؑ! یہ وہی دن ہے جس کی خبر جناب رسولؐ خدا نے مجھے پہلے ہی دیدی ہے۔ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام گھوڑے سے کود پڑے اور عمارؓ کو گلے لگا کے رخصت کیا پھر فرمایا اے ابو الیقظان! خدا تم کو جناب رسولؐ خدا کی طرف سے اور میری طرف سے جزائے خیر دے۔ تم میرے بہت اچھے بھائی تھے۔ تم میرے بہت اچھے دوست تھے یہ فرما کے وہ جناب رونے لگے۔ اور عمارؓ بھی خوب روئے۔ بعد اس کے عمارؓ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا کی قسم میں نے آپ کی اطمینان قلب اور یقین کامل کے ساتھ پیروی اختیار کی ہے۔ کیونکہ جناب رسولؐ خدا نے جنگ خیبر میں مجھ سے فرمایا تھا کہ اے عمارؓ! میرے بعد بڑی سورش اور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تو تم علی ابن ابیطالب کی اور ان کے گروہ کی پیروی کرنا کہ وہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کی طرف ہے۔ اے عمارؓ! عنقریب تم میرے بعد عہد توڑنے والوں اور حق سے منحرف ہونے والوں سے جنگ کرو گے۔ یا امیر المومنین! خدائے تعالیٰ حضور کو اسلام کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ کہ آپ نے اسلام کا حق ادا کر دیا۔ اور احکام کو بخلوص دل بندگان خدا تک پہونچا دیا۔ اور حق نصیحت کو ادا کر دیا۔ یہ کہہ کر عمارؓ بھی سوار ہو گئے۔ اور جناب امیر المومنین بھی۔ پس عمارؓ میدان جنگ میں آئے اور اپنے ہمراہیوں سے پانی طلب کیا جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور ایک پیالہ دودھ کا جلدی سے لایا وہ عمارؓ نے نوش کر کے فرمایا یہی مجھے جناب رسولؐ خدا نے خبر دی تھی کہ تمھارا آخری رزق دودھ ہوگا۔ بعد اس کے عمارؓ یاسر لشکر مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ اور اٹھارہ خارجیوں کو جہنم کی راہ دکھائی۔ آخر الامر دو شامی مروک صحابی رسولؐ کے مقابل ہوئے اور دونوں نے یکبارگی نیزے مارے جس سے وہ جناب شہید ہو گئے جب رات ہوئی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام شہداء کی نعشوں میں پھرتے پھرتے پہونچے اور عمارؓ کو انہی مقتولین میں پڑا ہوا پایا۔ ان حضرتؑ نے اس شہید راہ خدا کا سر اپنے زانو پر رکھا اور رو رو کے مرثیہ پڑھنے لگے۔

اَلَا اَيُّهَا الْمَوْتُ الَّذِيْ لَيْسَ تَارِكِيْ — اَرِحْنِيْ فَقَدْ اَفْنَيْتَ كُلَّ خَلِيْلِيْ ۔(اے موت! جو مجھے بھی چھوڑنے والی نہیں ہے اب تو مجھے راحت پہونچا دے کہ تو میرے ہر دوست کو فنا کر چکی)۔

اَيَا مَوْتُ كَمْ هٰذَا التَّفَرُّقُ عُنْوَةً — فَلَسْتَ تُبْقِيْ خُلَّةً لِّخَلِيْلِ ۔(اے موت! قہر و غلبہ سے یہ تیری تفرقہ پردازی کب تک رہے گی تو کسی دوست کی دوستی باقی ہی نہ رکھے گی)۔

اَرَىٰ بَصَرِيْ بِالَّذِيْنَ تُحِبُّهُمْ — كَاَنَّكَ تَمْضِيْ نَحْوَهُمْ بِدَلِيْلِ ۔(میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ تو نے اپنے دوستوں کو خوب دیکھ بھال لیا ہے گویا کہ تیرا گزر ان کی طرف کسی دلیل و رہبر کے ذریعہ سے ہوتا ہے)۔

صفحہ ۶۷۵ نوٹ ۵ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ ۱: المعانی میں بروایت سفیان جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ نون جنت کی ایک ندی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ جم جا۔ وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی پھر خدا نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ پھر قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا وہ سب لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ پس وہ روشنائی نور کی روشنائی ہے اور وہ قلم بھی نور کا قلم ہے۔ اور لوح بھی نور کی لوح ہے۔

سفیان ابن سعید نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! لوح و قلم و مداد کا واقعہ مجھ سے بہ تفصیل بیان فرمائیے اور جو کچھ حضور کو خدائے تعالیٰ نے تعلیم کیا ہے مجھے بھی سکھائیے امامؑ نے فرمایا کہ اے ابن سعید! اگر تم جواب کے اہل ہوتے تو ہم تم کو جواب نہ دیتے۔ (لو سنو!) نون ایک فرشتہ ہے جو قلم کو خبریں دیتا ہے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے جو لوح تک حکم و احکام پہونچاتا ہے اور لوح بھی فرشتہ ہے جو پیام و سلام اسرافیلؑ کو دیتا ہے۔ اور اسرافیل میکائیلؑ کو اور میکائیلؑ جبرئیلؑ کو اور جبرئیلؑ انبیوں اور رسولوں کو اطلاع دیتے ہیں پھر فرمایا اے سفیان! کھڑے ہو جاؤ۔ مجھے تمھارے بارے میں دشمنوں سے اندیشہ ہے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نون ایک نہر تھی جنت میں۔ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی خدا تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ اے نہر تو روشنائی بن جا اور وہ روشنائی ہو گئی پھر اس نے اپنے دست (قدرت) سے ایک درخت لگایا۔ لفظ ید بمعنی قدرت ہے۔ ہاتھ کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ فرقۂ مشبہہ قائل ہو گیا ہے۔ (کہ خدا کے ہاتھ ہیں) پھر خدا نے درخت کو قلم بنجانے کا امر فرمایا جب وہ قلم ہو گیا تو حکم دیا کہ لکھ دے۔ اس نے عرض کی کہ پروردگا کیا لکھ دوں ارشاد ہوا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے پس اس نے لکھ دیا۔ بعد اس کے خدا نے اسی پر مہر فرما دی۔ اور ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا

تفسیر قمی میں انہی جناب سے منقول ہے کہ خدا تعالےٰ نے پہلے قلم کو پیدا کر کے حکم دیا کہ لکھ دے۔ پس اس نے گزشتہ اور آئندہ قیامت تک ہونے والی سب باتیں لکھ دیں۔

الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دس نام ہیں جن میں سے پانچ تو قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ قرآن کریم میں نہیں ہیں جو کہ قرآن مجید میں ہیں وہ یہ ہیں۔ محمدؐ، احمد، عبداللہ، یٰسٓ، نونؔ۔

تفسیر عیاشی میں بروایت محمد بن مروان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ میں اپنے پدر بزرگوار صلوات اللہ علیہ کے ہمراہ طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص دراز قد۔ فربہ۔ سر پر عمامہ رکھے ہوئے ان جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ! حضرت نے جواب سلام دیا۔ اس نے عرض کی مجھے حضور سے چند باتیں دریافت کرنی ہیں ان کا جاننے والا ایک یا دو شخصوں کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ پس اس نے مسئلے پوچھے منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ کا مطلب بیان کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے قلم نے خدا کے حکم سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ تحریر کیا وہ نوشتہ قلم کے سامنے ہے۔ مشیت خدا کے موجب جب کبھی اس میں سے محو کر دیتا ہے۔ کبھی کوئی چیز گھٹا دیتا ہے۔ کبھی بڑھا دیتا ہے۔ جو منظور خدا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور جو بات اسے منظور نہیں ہوتی وہ نہیں ہوتی۔ سائل نے عرض کی یا ابن رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا اس کی تصدیق کرنے سے ان جناب کو بڑا تعجب ہوا۔ جب وہ چل دیا تو مجھ سے فرمایا کہ اس شخص کو بلا لاؤ۔ میں اس کے پیچھے گیا مگر پتہ نہ لگا۔

صفحہ ۶۷۶ نوٹ ۳ حِلَّافٍ مَّهِیْنٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ حلاف سے مراد ہے ثانی جس نے جناب رسول خدا کے سامنے حلف اٹھا کر یہ کہا کہ میں عہد نہ توڑوں گا۔ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ۝ بھی یہی تھا کہ جناب رسول خدا کی چوری کرتا تھا۔ اور اصحاب میں سے ایک دوسرے کی عیب جوئی۔ مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ چونکہ الخیر سے مراد ہیں جناب امیر المومنین یہ ان حضرتؑ کے ماننے والوں کو سب سے بڑا روکنے والا تھا۔ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے ان حضرت پر بڑا ظلم کیا۔ اور وہ ان سب باتوں کا مجرم ہے۔ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ۝ عُتُلٍّ کے معنی ہیں بہت ہی بڑا کفر کرنے والا۔ اور زَنِیْمٍ کے معنی ہیں حرامی ۱۲

معانی الاخبار ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ کے معنی دریافت کئے گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا عُتُلٍّ کے کافر کو کہتے ہیں اور زَنِیْمٌ وہ ہے جس کا ذکر طشت از بام ہو۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ عُتُلٍّ اور زنیم وہ ہے جو سخت مزاج۔ جھگڑالو اور بڑا کھاؤ ہو۔ جہاں سے کھانا پینا ہاتھ لگے فوراً ڈکار جائے۔ آدمیوں پر بڑا ظلم وستم کرنے والا ہو۔ اور بڑا پیٹا ہو۔ انہی جناب نے فرمایا کہ جنت میں جو اظ جُعَظَرِیٌّ عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ نہ جائیں گے کسی نے پوچھا جوّاظ کون ہے؟ فرمایا جو شخص مال زیادہ جمع کرے اور لوگوں کو راہ خدا سے روکے۔ اس نے دریافت کیا جُعَظَرِیٌّ کون ہے؟ فرمایا بد زبان، سنگدل۔ پوچھا عُتُلٌّ اور زَنِیْمٌ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا بڑی توند والا، بدخو، بڑا کھاؤ، بہت پینے والا۔ اول درجہ کا متکبر۔ بہت ظلم کرنے والا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زَنِیْمٌ وہ ہے جس کی اصل ونسل کا پتہ نہ ہو۔

صفحہ ۶۷۶ نوٹ ۵ قَالَ اَوْسَطُهُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ اس امت میں سے ایک گروہ پر یقین رکھتا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے ذریعہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ امر تو خدا کی کتاب میں سورج کی روشنی سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے سورہ نٓ وَالْقَلَمِ میں فرمایا ہے۔۔۔ (مفصل قصہ اس کا یہ ہے) کہ ایک مرد ضعیف ایک باغ کا مالک تھا۔ اور وہ اس کی پیداوار سے اپنی گھر میں اس وقت تک کچھ نہ آنے دیتا تھا جب تک کہ ہر حقدار کو اس کا حق نہ پہونچا دے۔ جب اس بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے اس کے وارث ہوئے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ اس سال ان کے باغ میں اتنا پھل آیا کہ ان کے باپ کی زندگی میں کبھی ایسا نہ پھلا تھا ایک دن نماز عصر کے بعد یہ جوان اپنے باغ میں گئے اور اس کے پھلوں کی کثرت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا بڈھا باپ بیوقوف تھا اس کی عقل ماری گئی تھی۔ آؤ ہم سب آپس میں مل کر اس کا عہد کر لیں کہ محتاج مسلمانوں میں سے کسی کو اس سال کچھ نہ دیں تاکہ ہم دولتمند ہو جائیں اور ہمارا مال بڑھ جائے اور آئندہ سال ہمارا جو جی چاہے کریں۔ چار تو اس پر راضی ہو گئے اور پانچواں ناراض رہا اسی کا ذکر ہے جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ تفسیر کسی نے دریافت کیا کہ یا ابن عباس آیا وہ بروئے سن کے ان میں اوسط تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ سن میں تو وہ سب سے چھوٹا تھا۔ اور عقل میں ان سے بڑا۔ اوسط کے یہ معنی ہیں کہ وہ سب سے بہتر تھا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لہٰذا یہ مطلب ہے کہ جو ان میں سے بہتر تھا اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے طریقے پر چلو کہ اس سے سلامت بھی رہو گے اور نفع بھی اٹھاؤ گے۔ یہ سن کر سب اس پر پل پڑے اور اسے خوب مارا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو چار و ناچار وہ بھی ان میں شریک ہو گیا۔ گروں میں وہ ان کے اس فعل سے متنفر تھا۔ اب یہ سب اپنے اپنے گھر گئے اور اس بات کی قسم کھائی کہ صبح ہی اس باغ کا میوہ توڑیں گے۔ اور انشاء اللہ نہ کہا پس خدا تعالےٰ نے ان کو اسی گناہ میں گرفتار کر لیا اور جس رزق کو وہ دیکھ آئے تھے اس کے اور ان کے مابین ایک بلا حائل کر دی پھر اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِیْنَ ۝ وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ ۝ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ۝ کسی نے حضرت ابن عباس سے دریافت کیا کہ الصریم کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ جلس کر سیاہ ہو جانا جیسی کہ اندھیری رات ہوتی ہے۔ کہ اس میں کوئی چمک دمک اور کوئی روشنی نہ ہو۔ صبح کو جو کچھ انھوں نے کیا اسے خدا تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ۝ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ۝ کسی نے کہا یا ابن عباس یتخافتون کے کیا معنی ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے یہ کہتے جاتے تھے لَا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰی حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ ۝ اور اپنے دل میں انھوں نے یہ

کہا کہ اب ہم جا کے پھل توڑتے ہیں اور یہ خبر ہی نہیں تھی کہ اللہ کی طرف سے کیا بلا نازل ہو چکی ہے؟ چنانچہ خدا فرماتا ہے فَلَمَّا رَاَوْهَا یعنی جو بلا نازل ہو چکی تھی اسے دیکھا تو قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ پس اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے ان بوجہ ان کے گناہ کے اس رزق سے محروم کر دیا اور اس نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۷ نوٹ ۳ وَهُمْ مَسْـَٔوْلُوْنَ ۝ التوحید میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جن جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو بجا لانے کی اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی آزمائش کی گئی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہو۔ یا جس سے باز رکھا ہو۔ کہ اس میں خدا کی طرف سے امتحان و آزمائش نہ ہو۔ ایک قول کے بموجب اس آیت میں ان لوگوں کے لئے جو اذان کی آواز سنیں اور شریک جماعت نہ ہوں بلکہ گھر ہی بیٹھے رہیں وعید ہے۔ (یعنی دھمکی ہے) تفسیر قمی میں پوری آیت کی تفسیر یوں منقول ہے۔ جس دن پوشیدہ امور یوں ظاہر کئے جائیں گے اور آل محمدؐ کے جو جو حقوق غصب کئے تھے ان سب کا اظہار ہو جائے گا اور غاصبین جناب امیر المومنینؑ کے رشتوں کو دیکھ لیں گے اور اظہار اطاعت کرنا چاہیں گے تو ان کی گردنیں ایسی اینٹھ کر رہ جائیں گی جیسے گائے بیل کے سینگ ہوتے ہیں پس وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک طرح کا عذاب ہوگا اس لئے کہ انھوں نے دنیا میں جناب امیر المومنینؑ کے معاملے میں خدا کی اطاعت نہ کی تھی اور یہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ یعنی ان کو دنیا میں جناب امیر المومنین کی ولایت قبول کرنے کو بلایا جاتا تھا اور وہ اس پر قدرت بھی رکھتے تھے مگر نہ مانے۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۷ نوٹ ۴ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (اس کی تفسیر کے دیکھو صفحہ ۲۰۷ نوٹ نمبر ۵)

صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۳ اَلْحَآقَّةُ: اس کے معنی ہیں قیامت اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں اب رہی وجہ تسمیہ اس کے بارے میں تفسیر صافی میں تین وجہ لکھی ہیں ایک یہ کہ وہ ساعت جس کا واقع ہونا محقق ہے دوسری یہ کہ معاملات کی حقیقت اس میں کھل جائے گی اور ضرور کھل جائے گی۔ تیسری یہ کہ حساب و کتاب اور جزا و سزا جیسے برحق امور اس میں واقع ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۴ بِالْقَارِعَةِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ایسی حالت جو آدمیوں کو ہول اور خوف میں ڈال کر سخت پریشان کر دے گی اور اجرام فلکی کو توڑ پھوڑ کر منتشر کر دے گی یہاں بجائے اس ضمیر کے جو اَلْحَآقَّةُ کی جگہ آتی اس لفظ کا استعمال کرنا بتلاتا ہے کہ اس کی شدت بہت ہی بڑھی ہوئی ہوگی۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۵ بِالطَّاغِيَةِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کے معنی ہیں ایسا واقعہ جو شدت میں اپنی حد سے بڑھا ہوا ہو۔

صفحہ ۶۷۸ نوٹ ۶ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ: تفسیر قمی میں ہے کہ قمر بسبب زحل کے ساتھ رات اور آٹھ دن برابر منحوس رہا تھا اور اسی عرصہ میں قوم عاد ہلاک ہو گئی تھی۔ قول صاحب تفسیر صافی: سورۃ القمر کے حواشی میں بیان ہو چکا ہے ان آٹھ دنوں میں سب سے پہلا دن بھی بدھ تھا۔ اور سب سے پھیلا بھی اور بدھ کا دن اوّل سے آخر تک نحس ہی نحس ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۷ وَالْمُؤْتَفِكَةَ بِالْخَاطِئَةِ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ مُؤْتَفِكَةٍ سے مراد بصرہ ہے اور خاطِئَةٍ سے مراد فلانہ ہے (یعنی عائشہ)۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۳ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر امت کا محاسبہ اس کے زمانے کا امام فرمائے گا اور ائمہ علیہم السلام اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے۔ پس اپنے دوستوں کے اعمال نامے تو دائیں ہاتھ میں دیں گے اور وہ بلا حساب جنت میں چلے جائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں کو ان کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیں گے تو وہ بلا حساب جہنم کو چلے جائیں گے۔ اور جب دوستان آئمہ علیہم السلام اپنے اپنے اعمال نامے دیکھیں گے تو اپنے بھائیوں سے کہیں گے هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ ۱۲

صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۴ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالقاسمؐ آپ کا یہ گمان ہے کہ اہل جنت کھائیں گے بھی پئیں گے بھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان میں سے ایک آدمی کو کھانے میں، پینے میں اور جماع کرنے میں یہاں کے سو سو آدمی کی قوت عطا کی جائے گی۔ اسی شخص نے کہا کہ پھر جو شخص کھائے اور پیئے گا اسے حاجت ضروری بھی ہوگی۔ فرمایا کہ صرف ایک پسینہ جاری ہوگا جس کی خوشبو مشک کی سی ہوگی۔ اور اس سے اس کا پیٹ بالکل صاف اور خالی ہو جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۶۷۹ نوٹ ۵ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۰ نوٹ ۲ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ: تفسیر صافی میں ہے کہ ان آیتوں میں ایمان کا ذکر تو اس بات کے ساتھ آیا ہے کہ قرآن مجید کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ اور تذکرہ یعنی غور و فکر و نصیحت حاصل کرنے کا ذکر اس بات کے ساتھ آیا ہے کہ کسی کاہن کا قول نہیں ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے یعنی قرآن مجید کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔ یہ تو کھلی بات ہے اس سے تو سوائے معاند کے کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کیونکہ شعراء کے کلام سے اس کلام کو کوئی مشابہت ہی نہیں ہے۔ بلکہ حالت بالکل اس کے برخلاف ہے اب رہا کہانت کے برخلاف ہونا یہ غور و فکر چاہتا ہے یعنی پہلے

جناب رسولؐ خدا کے حالات سے واقفیت حاصل کی جائے اور قرآن کے معنی میں غور و فکر کی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ کاہنوں کا طریقہ کیا اور ان کے اقوال کا مطلب کہاں اور یہ کیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۰ نوٹ ۳ تَنْزِيلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرمایا اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ ولایت جناب امیر المومنینؑ کا حکم عزت والے رسولؐ یعنی جبرئیلؑ امین نے خدا کی طرف سے پہونچایا کیونکہ لوگوں نے یہ کہدیا تھا کہ محمدؐ نے اپنے پروردگار کو برخلاف جھوٹ بول دیا ہے۔ اللہ نے ان کے بارے میں یہ حکم نہیں دیا ہے پس خدا تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن مجید نازل کیا اور فرمایا اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدٌ بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ الخ۔ پھر اس پر عطف فرمایا اور ارشاد فرمایا اِنَّهٗ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدٌ بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ الخ۔ پھر اس پر عطف فرمایا اور ارشاد فرمایا اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ ۱۲۵

صفحہ ۶۸۰ نوٹ ۴ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا نے علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر (مقام غم غدیر میں) ان کی ولایت کا اظہار کیا ہے تو اس وقت ان دو صاحبوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ واللہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور یہ کوئی چیز بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ رسولؐ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچیرے بھائی کو اس کے ذریعہ سے بزرگ بنا دیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا سے لے کر آخر سورہ تک یہ سب آیتیں نازل کیں۔ از آنجملہ یہ جو فرمایا اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ اس سے مراد فلاں اور فلاں ہیں اور یہ جو فرمایا وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اس میں اس ضمیر سے مراد علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۲ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ: کافی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قیامت میں ٹھہرنے کے موقع پچاس اور ہر ایک موقعہ پر ہزار برس کھڑا رہنا پڑے گا۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ کسی نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا یا رسولؐ اللہ یہ دن کیسا لمبا معلوم ہوگا۔؟ فرمایا اسی (خدا) کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مومن کو تو وہ اس سے بھی کم معلوم ہوگا۔ جتنی دیر میں وہ ایک نماز واجب پڑھ لیتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۳ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ: عِهْنٍ کے لفظی معنی رنگ برنگ کی رنگی ہوئی اُون کے ہیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ چونکہ پہاڑ رنگ برنگ کے ہوتے ہیں اس لئے جب وہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور اڑا دیئے جائیں گے تو وہ دھنکی ہوئی اون سے مشابہ ہوں گے۔ جب کہ ہوا اس کو اڑا دے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۴ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد اس کی ماں ہے جس نے اس کو جنا اور ایک قول کے بموجب کنبہ جس سے اس کا عکاس ہے اور جن میں وہ رہتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۵ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی ذات پر جو نمازیں نافلہ وغیرہ لازم کر لی ہیں ان کی پابندی سے بنا ہے جاتے ہیں الخصال میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رات کی قضا کو دن میں اور دن کی قضا کو رات میں پورا کر دیتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۶ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حق معلوم سے مراد مقدار مراد ہے جس کو کوئی شخص اپنے مال سے نکالے اور وہ زکوٰۃ واجب نہ ہو اور چونکہ یہ اپنی خوشی سے نکالتا ہے اس میں اسے اختیار ہے کہ زیادہ نکالے یا کم اور جہاں تک اختیار ہو اپنے کسی عزیز کے ساتھ سلوک کرے اور کسی مضرور کو قوت پہونچائے۔ اور کسی درماندہ کو اس کے ذریعہ سے سوار کرا دے یا اپنے دینی بھائی کو مدد پہونچائے یا کسی مصیبت میں جو اس پر آپڑے اس کا ساتھ دے۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ المحروم سے وہ پیشہ مراد ہے جس کا ہاتھ خرید و فروخت سے بند ہو گیا ہو اور اس طرح وہ اپنی روزی نہ کما سکتا ہو۔ اور ایک روایت کے بموجب المحروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں کوئی متوفر نہ ہو وہ پیشہ ور بھی ہو مگر کافی رزق اس کو میسر نہ آتا ہو۔ ۱۲

نوٹ ۴ ۔ فَكُنْ ..... تا ..... دَحْضًا احتجاج طبرسی میں جناب امام جعفر صادق سے ایک حدیث منقول ہے جس میں کاہن کی خبر دینے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ اس میں فرمایا کہ آسمان کی خبر دینے کی وجہ یہ تھی کہ شیاطین ایسی جگہ جا بیٹھا کرتے تھے جہاں سے وہ چوری چھپے جو خبریں سن لیں اس لئے کہ اس وقت تک نہ تو وہ اس سے روکے جاتے تھے اور نہ ان پر ستاروں کی مار پڑتی تھی۔ (بعد ولادت جناب رسولؐ خدا) وہ اس چوری چھپے خبریں لینے سے اس لئے بھی روکے گئے ہیں کہ زمین پر کوئی خبر ایسی نہ آنے پائے جو آسمان کی خبر ہی سے مشابہ ہو۔ تاکہ خدا کی طرف سے حجت ثابت کرنے کے لئے اور شبہات دور کرنے کے لئے جو کچھ آتا ہے وہ اہل زمین کے لئے کسی دوسری چیز کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے اور شیطان کی حالت یہ تھی کہ وہ خبر آسمان سے یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے مخلوق میں جو کچھ حادث کرنا چاہا تھا اس کے متعلق ایک اُدھ کلمہ سن لیتا تھا اس کو لے بھاگتا تھا اور زمین میں آکر وہی کاہن سے کہہ دیتا تھا اور کاہن اس میں کچھ باتیں اپنی طرف سے بڑھا دیتا تھا۔ اس طرح حق و باطل مخلوط ہو جاتا تھا۔ پس جو سچی خبر کاہن دیا کرتا تھا وہ تو اس میں سے ہوتی تھی جو شیطان سن کر اسے پہونچایا کرتا تھا۔ پس جس وقت سے شیطان خبریں چرانے سے روک دیئے گئے۔ اسی وقت سے کہانت کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ (اس مضمون کی مزید توضیح کے لئے دیکھو صفحہ ۳۴۱ نوٹ نمبر ۱ اور صفحہ ۵۳۴ نوٹ نمبر ۳) ۱۲

صفحہ ۶۸۱ نوٹ ۸ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ: کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تسہیل یوں ہوئی تھی اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ فِيْ عَلِيٍّ (مگر اللہ کی جانب سے پہونچا دوں اور علیؑ کے بارے میں اس کے پیغام ادا کر دوں)۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۴ يَسْئَلُكَ ..... تا ..... دَحْضًا تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس رسولؐ کو جسے پسند کر چکا ہے ان واقعات کی بھی خبر دیتا رہتا ہے۔ جو اس سے پہلے ہو چکے اور ان واقعات کی بھی جو ان کے بعد ہونیوالے ہیں۔ جیسے وہ اخبار جو قائمؑ آل محمدؐ اور رجعت

اور قیامت کے احوال سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک قول کے بموجب سَ صَدّ اکے معنی ہیں نگہبان فرشتوں کا گروہ جو ان اخبار کی نگہبانی کرتا رہتا ہے کہ نہ شیطان ان میں سے کوئی بات اڑا سکے اور نہ ان میں کوئی جھوٹی خبر ملا سکے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۵ قَلِیْلًا۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قلیل سے مراد ہے آدھی اور فرمایا اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا۝ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدھی میں سے آدھی یعنی چوتھائی حصہ شب نماز کے لئے مخصوص رکھو یا آدھی کے ساتھ آدھی یعنی چوتھائی اور ملا لو اور تین چوتھائی عبادت کے لئے رکھو۔ اور چوتھائی حصہ آرام کے لئے مخصوص کرو۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۶ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۝ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایسا صاف صاف پڑھو کہ الفاظ اور معنی صاف سمجھ میں آجائیں۔ نہ اس کے پڑھنے میں گھاس سی کاٹو جیسے عرب کے لوگ شعر پڑھتے ہیں اور نہ اس کے الفاظ کو پراگندہ کرو جیسے ریت کے ذرّے پراگندہ ہوتے ہیں بلکہ اپنی سنگدلی کو اس کے ذریعہ سے نرم دلی سے بدلو اور تم میں سے کسی کی کوشش یہ نہ ہو کہ کہیں سورت کو جلد ختم کر دو (مزید تفصیل کے لئے دیکھو دیباچہ مقدمۂ آداب و احکام تلاوت) ۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۷ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس سے مراد ہے قرآن مجید۔ اس لئے کہ احکام جو اس میں دیئے گئے ہیں وہ مکلّفین پر گراں گزرنے والے ہیں اور ایک قول کے بموجب اس سے مراد ہے نزول قرآن کی گرانی۔ اس لئے کہ نزول قرآن کے وقت آنحضرتؐ کی حالت بہت متغیر ہو جاتی تھی۔ اور جسم مبارک عرق عرق ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ سورۂ مائدہ جس وقت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ شہبا خچر پر سوار تھے اور حضرتؐ پر وحی کی گرانی ہوئی تا اینکہ وہ (خچر) نہ فقط کھڑا ہو گیا بلکہ اس کا پیٹ جھک آیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کی ناف زمین کو چھو لے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۸ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ الخ: الفقیہ اور التہذیب میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ اس سے مطلب ہے کہ کسی شخص کا اپنے فرش خواب سے اٹھ کر رات کو عبادت کرنا۔ جس سے محض خدا کی خوشنودی مراد ہو۔ کسی اور کی رضا مدنظر نہ ہو۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۷ نوٹ ۹ سَبْحًا طَوِیْلًا۝: تفسیر قمی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے سونے کے لئے ـــ اور ضرورتوں کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۳ قول مترجم:۔ غالباً پاک دامنی اور تردامنی کے معنی یہیں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۴ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی عطیہ اس نیت سے نہ دو کہ تم اس سے زیادہ لینے کے خواستگار ہو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو نیکی بھی خدا کے واسطے کرو اس کو زائد نہ سمجھو۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۵ فَذٰلِكَ ـــ تا ـــ غَیْرُ یَسِیْرٍ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہم اہلبیتؑ میں سے ایک مظفر و منصور امام ہیں جو بحکم خدا (نظروں سے) پوشیدہ ہیں جس وقت اللہ تعالیٰ ان کے امر کو ظاہر کرنا چاہے گا تو ان کے دل میں ایک نکتہ پیدا کر دے گا۔ پس وہ ظاہر ہو جائیں گے اور امر خدا کے ساتھ قیام کریں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۸۹ نوٹ ۶ ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت ابوجہل کے چچا ولید ابن مغیرہ مخزومی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لئے کہ وہ وحید کے لقب سے ملقب تھا۔ خدا تعالیٰ نے بھی بطور استہزاء اس کو اسی نام سے پکارا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وحید اس شخص کو کہتے ہیں جس کے باپ کا پتہ معلوم نہ ہو۔ قول مترجم:۔ ظاہر میں اس کے باپ کا نام لیا گیا ہے مگر شاید یہ ایسی ہی بات ہو جیسے عمرو ابن العاص عاصی کا بیٹا مشہور ہو گیا۔ حالانکہ عمرو کی ولادت کے وقت پانچ شخص مدعی تھے ہر شخص کہتا تھا کہ یہ میرے ہی نطفہ سے ہے بالآخر اس کی ماں کو حکم بنایا گیا اور اس نے عاص قصائی کے حق میں ڈگری دیدی۔ اس ڈگری کی رو سے عمرو بن العاص بن گیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۱ ابوجہل نے کہا پھر یہ شعر ہے کہا نہیں۔ میں نے عرب کے شعر بہت سنے ہیں۔ ہر بحر کے سنے ہیں۔ بسیط، مدید، رمل، رجز۔ یہ شعر نہیں ہے۔ ابوجہل نے کہا پھر آخر یہ کیا ہے؟ کہا آج تو مجھے چھوڑ دو، سوچ لینے دو جب دوسرا دن ہوا قریش نے کہا کہ اے ابوعبد الشمس تم اس کے بارے میں جو تم سے دریافت کر چکے ہیں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا بھائیو! یہ کہو کہ جادو ہے کیونکہ آدمیوں کے دلوں کو موہ لیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں اپنے رسولؐ پر ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا۝ سے لے کر یہاں تک کی آیتیں نازل فرمائیں وحید اسے اس لئے کہا گیا کہ اس نے قوم قریش سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ ایک سال کعبہ کی پوشش کا خرچ تنہا میرے ذمہ اور ایک سال قریش کے کل گروہ کے ذمہ کیونکہ اس شخص کے پاس مال بھی بہت تھا۔ باغات بھی بہت تھے اور دس بیٹے اس کے مکۂ معظمہ میں تھے اور دس غلام تھے جن میں سے ہر ایک کو تجارت کرنے کے لئے ہزار ہزار اشرفیاں دے رکھی تھیں۔ تفسیر قمی میں ایک اور روایت میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ سب آیتیں عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ بوجہ اس کے کہ وہ ولایت کا منکر تھا اور اس کو خدا تعالیٰ نے وحید کہا ہے۔ کیونکہ وہ والد زنا تھا پھر حضرتؑ نے سب آیتوں کی تاویل اس کے بارے میں بیان فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۲ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ۝ روضۃ الواعظین میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام سعود ہے۔ اور اس سعود میں ایک میدان ہے جس کا نام سقر ہے اور سقر میں ایک کنواں ہے جس کا نام ہبہب ہے۔ جب کبھی اس کنویں کا ڈھکنا کھولا جاتا ہے تو تمام اہل جہنم اس کی گرمی کی شدت سے چیخ اٹھتے ہیں اور یہ کنواں ظالموں کے رہنے کی جگہ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۳ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ ایک ایک جہنمی شخص کے لئے عذاب نازل کرنے پر انیس ۱۹ انیس ۱۹ فرشتے مقرر کئے جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۴ | وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں لفظ بَشَر سے مراد ولایت جناب امیر المومنینؑ ہے

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۵ | اِلَّا اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ الیمین خود جناب امیر المومنینؑ ہیں اور اصحاب الیمین ان حضرتؑ کے شیعہ ۔۱۲

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۶ | قَالُوْا ..... تا ..... الْمُصَلِّيْنَ ۝ نہج البلاغہ میں ہے کہ نماز کے معاملہ میں بڑی تاکید رکھو اور نماز کی بڑی محافظت کرو اور اس کو بکثرت بجالاؤ۔ اور نماز کے ذریعہ سے تقرب خدا حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ نماز کو ٹھیک بجالانا مومنوں کے ذمہ واجب ہے۔ کیا تم جہنمیوں کا جواب نہیں سنتے کہ جس وقت ان سے پوچھا جائے گا مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ تو وہ جواب میں کہیں گے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ اور کافی میں بھی ان حضرتؑ سے یہ روایت ہے اور جناب امام جعفر صادقؑ سے ایک دوسرے معنی منقول ہیں۔ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان آئمہؑ کے پیروؤں میں سے نہیں تھے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ کیا تم نہیں دیکھتے اس گھوڑے کو جو گھوڑ دوڑ میں سب سے دوسرے نمبر پر رہتا ہے مصلّی کہتے ہیں پس وہ لوگ جو یہ کہیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ تو اس معنی میں کہیں گے کہ ہم سابقین کے پیرو نہ ہوئے۔ اور جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے تیسرے معنی یہ بھی منقول ہیں یعنی وہ لوگ کہیں گے کہ ہم وصی محمد مصطفیٰؐ اور ان کے بعد کے اوصیاء کے دوستدار نہ تھے اور ان پر درود نہ بھیجا کرتے تھے

صفحہ ۶۹۰ نوٹ ۷ | وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ آل محمدؐ کے جو حقوق خمس وغیرہ میں سے ہیں وہ رسولؐ خدا کے ذوی القربیٰ و یتامیٰ و مساکین اور مسافرین کو نہیں دیا کرتے تھے ۔۱۲

صفحہ ۶۹۱ نوٹ ۴ | اَيَحْسَبُ ..... تا ..... عِظَامَهٗ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت طوی ابن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے جناب رسولؐ خدا سے معاملہ قیامت کو دریافت کیا تھا۔ اور آنحضرتؐ نے اس کی اس کو اطلاع دی تھی۔ تو اس نے کہا تھا کہ اگر میں اس دن کو آنکھ سے بھی دیکھ لوں گا تو بھی میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا کہ اللہ ان ہڈیوں کو جمع کرے گا ۔۱۲

صفحہ ۶۹۱ نوٹ ۵ | لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ تو کر کر کے آگے بھیجتا جائے اور توبہ کو پیچھے ڈالتا جائے اور کہتا جائے کہ آگے بڑھ کر توبہ کروں گا ۔۱۲

صفحہ ۶۹۱ نوٹ ۶ | وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ کتاب الغیبہ میں ہے کہ جناب قائم آل محمدؐ سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ معاملہ کب ہوگا۔؟ فرمایا جب کہ تمہیں کعبہ جانے سے روک دیا جائے گا۔ اور سورج اور چاند یکجا ہو جائیں گے۔ اور ستارے ان کے گرداگرد جمع ہو جائیں گے پھر عرض کی گئی کہ یہ ہوگا کب فرمایا فلاں فلاں سال میں دابۃ الارض صفا اور مروہ کے مانند ظاہر ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں موسیٰؑ کا عصا اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی۔ لوگوں کو ہنکا کر میدان حشر کی طرف لے جائے گا ۔۱۲

صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۷ | بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ تفسیر قمی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ہر نیکی اور بدی سے جو یہ کر کے آگے بھیج گیا ہے اور جو پیچھے چھوڑ گیا ہے مطلع کیا جائیگا۔ اور جو قاعدہ ایسا نکالا گیا ہے کہ لوگ اس پر عمل کریں پس اگر وہ کوئی بدی ہے تو ان سب مرتکب ہونے والوں کے برابر جاری کرنے والے پر وبال ہوگا۔ حالانکہ ان کے وبال میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر وہ کوئی نیکی ہے تو اس کے کل بجالانے والوں کے برابر اس شخص اکیلے کو اجر دیا جائے گا۔ حالانکہ ان کے اجر میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا ۔۱۲

صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۴ | فَاِذَا قُرْاٰنَهٗ ۝ تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اس حکم کے بعد سے یہ دستور تھا کہ جبرئیلؑ امین جناب رسولؐ خدا پر جب کوئی چیز لے کر آتے تو آنحضرتؐ سر جھکا کر سنتے رہتے اور جب وہ چلے جاتے تب اسے تلاوت فرماتے ۔۱۲

صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۵ | اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ توحید اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ داستان خدا حساب و کتاب سے فارغ ہونے کے بعد ایک ایسی ندی پر پہونچیں گے جس کا نام حیوان ہے اس میں غسل بھی کریں گے اور پئیں گے بھی تو ان کے چہرے بڑی چمک دمک کے ساتھ سفید اور تورانی ہو جائیں گے۔ اور ہر طرح کی تکلیف و خستگی ان سے دور ہو جائے گی۔ پھر جنت میں داخل کئے جانے کا حکم ہوگا اور وہیں سے وہ دیکھیں گے کہ ان کا پروردگار کس کس طرح سے ان کو بدلا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قول اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے بدلہ دینے کو دیکھیں گے۔ اور احتجاج طبرسی میں انتخابات اور زائد ہے کہ ناظرہ کے معنی بعض لغات میں منتظرہ (انتظار کرنے والے) کے بھی آئے ہیں جیسی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَنٰظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۶ | اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ فرزند آدمؑ کو موت آپہنچتی ہے اور اس وقت وہ کہتا ہے کہ کوئی طبیب ہے جو مجھے بچالے۔ اور وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ اب یہ یقین ہو جاتا ہے کہ دوست احباب سے چھوٹنا ضرور ہے اور وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے ساقط ہو گئی اور آخرت سامنے آگئی۔ اور اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ ۝ کا یہ مطلب ہے کہ بازگشت صرف پروردگار عالم ہی کی حضور میں ہوگی ۔۱۲

صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۷ | ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ تفسیر قمی میں خود اس آیت کا اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیت کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے بروز غدیر خم علی مرتضیٰؑ کی بیعت کے لئے بلایا۔ پس جب لوگوں نے یہ پیغام سنا اور آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ کے بارے میں جو خبر ان کو دینا چاہتے تھے وہ خبر ان کو پہونچادی۔ اور اب لوگ وہاں سے واپس آئے تو معاویہ نے مغیرہ ابن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعری دونوں کا سہارا لیا پھر اکڑتا ہوا اپنے اہل و عیال کی طرف گیا اور یہ کہا تھا کہ ہم علی مرتضیٰؑ کی ولایت کا اقرار نہ کریں گے۔ اور نہ محمدؐ کے قول کو سچا جانیں گے۔ اس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

فَلَا صَدَّقَ ..... تا ..... فَاَوْلٰی جناب رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے اور اس سے براءت ظاہر کرنے کا قصد فرماتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ لہذا جناب رسول خدا خاموش رہے۔ اور اس کا نام نہ لیا۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ الخ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ابوجہل نے جواب میں کہا کہ آپ مجھے دھمکاتے کاہے سے ہیں نہ آپ میں یہ قدرت ہے نہ آپ کے پروردگار میں۔ کہ میرا کچھ بگاڑ سکے۔ میں اس میدان کے رہنے والوں میں سے سب سے زیادہ عزت دار ہوں۔ اس پر پروردگار عالم نے جو الفاظ جناب رسول خدا کی زبان سے نکلے تھے وہی اپنے کلام پاک میں نازل فرما دیئے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۲ نوٹ ۸ اَكْيَسُ ..... تا ..... الْمُؤْتٰى ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ عَلٰى (اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ تیری ذات منزہ ہے بے شک تو قادر ہے) جناب امام محمد باقر و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی ایسا ہی مروی ہے اُنیسوں میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام جب اس سورہ کو تلاوت فرماتے تھے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد یہی الفاظ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۵ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے اس حدیث کے سلسلے میں جو مومن کے اوصاف میں بیان ہوئی ہیں مذکور ہے کہ درولذۂ جنت پر ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے ایک ایک پتے کے نیچے ایک ایک ہزار آدمی پناہ لے سکتے ہیں اور اس درخت کے دائیں طرف ایک پاک وصاف کرنے والا چشمہ ہے جب اس میں سے مومن پیئیں گے تو خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو حسد باطنی سے پاک وصاف کر دے گا۔ اور ظاہر چہرہ و جلد پر جو بال ہیں سب گر جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کے اس قول وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۶ اِنَّا ..... تا ..... تَنْزِيْلًا ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مطلب ہے علی مرتضیٰ کی ولایت کے بارے میں قرآن مجید کا ایسا نازل فرمانا جیسا کہ نازل فرمانے کا حق ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۷ وَاذْكُرِ اسْمَ ..... تا ..... تَبْتِيْلًا ۝ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام رضا سے دریافت کیا گیا تھا کہ اس آیت میں جو تسبیح کا ذکر ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا نماز شب اور ایک قول کے موجب بِالْغُدُوِّ سے مراد ہے نماز فجر اور اَصِيْلًا سے ظہرین۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ سے مغرب وعشاء اور سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ سے مراد ہے نماز تہجد۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۴ نوٹ ۸ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے جناب علی مرتضیٰ کی ولایت۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۳ نوٹ ۶ قصہ تو اس کا طویل ہے مگر خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوئے اور ان کے جد امجد مع سرداران عرب ان کی عیادت کو آئے اور علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے ابوالحسنین تم اپنے بچوں کی صحت کیلئے کوئی منت مانو ان حضرت نے یہ منت مانی کہ جس وقت خدا تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے گا میں تین دن کے روزے رکھوں گا۔ اور یہی منت جناب سیدہ نے مانی اور یہی فضہ خاتون نے۔ بچے تندرست ہوئے گھر میں کوئی سامان نہ تھا تو حضرت ایک یہودی سے تین صاع جو قرض لائے۔ اور ایک روایت کے بموجب اتنا ہی اون کاتنے کو لائے اور یہ جو اون کاتنے کی مزدوری تھی۔ اور یہ سامان جناب سیدہ کے سپرد کیا ان حضرت نے پہلے روز (ایک صاع اون کاتی) ایک صاع جو پیسے۔ روٹیاں تیار کیں اور جب حضرت نماز مغرب پڑھ کر آئے تو دسترخوان بچھا کر حضرت کے سامنے روٹیاں رکھی گئیں ایک مسکین نے دروازہ پر آکر ندا دی اور سوال کیا۔ یہ سب کھانا اس کو دے دیا اور صرف پانی سے افطار کیا جب دوسرا دن ہوا پھر روزہ کی حالت میں (ایک صاع اون کاتی اور) ایک صاع جو پیسے۔ روٹیاں تیار کیں۔ اور افطار کے وقت حضرت کے سامنے رکھیں کہ ایک یتیم دروازہ پر آپکارا اور کھانا مانگنے لگا وہ سب روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی کے سوا اور کوئی چیز نہ چکھی جب تیسرا روز ہوا تو روزہ کی حالت میں سیدہ نے (بقیہ اون کاتی پھر) بقیہ جو پیسے روٹیاں پکائیں اور بوقت افطار علی مرتضیٰ کے سامنے رکھی گئیں۔ یکایک ایک قیدی دروازہ پر آپکارا اور کھانے کا طالب ہوا سب حضرات نے کھانا اس کو دیدیا اور پانی کے سوا کچھ نہ چکھا۔ چوتھا دن ہوا اور منت سے فراغت پا چکے تو علی مجتبیٰ حسنین علیہما السلام کو لے کر رسول خدا کی خدمت میں آئے ان دونوں بزرگواروں کا ضعف ظاہر تھا۔ پس جناب رسول خدا نے گریہ فرمایا اور جبرئیل امین سورۂ ہل اتیٰ لے کر نازل ہوئے (اس واقعہ کے متعلق اور روایتیں آگے ملاحظہ فرمائیے) قول مترجم:۔ غور سے دیکھنا اور سمجھنا چاہیئے کہ جب جناب سیدہ کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹیاں خود امیر المومنین نے مسکین اور یتیم اور مشرک اور قیدی تک کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائیں تو ان حضرت کی نذر کا کھانا خود ان کی اولاد کے مردوں سے چھپانا کس درجہ بدعت اور خلاف سنت ہے۔ ۱۲

ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خرمہ کے درخت سینچنے کی مزدوری کی تھی (باغ والے نے معاملہ یوں کیا تھا کہ) رات بھر (آپ میرے) درختوں کو سینچیں۔ صبح کو اتنے جو (آپ کو) ملیں گے۔ غرض جب صبح ہو گئی اور جو حضرت کو مل گئے تو اس میں سے ایک تہائی جو کا آٹا پیسا گیا اور حریرہ پکایا گیا۔ اسکا تیار ہونا تھا کہ ایک مسکین نے آواز دی۔ ان حضرات نے وہ سب حریرہ اس کو دیدیا۔ پھر ایک حصہ پھر پکنے کے واسطے چڑھایا۔ تیار ہوتے ہی ایک یتیم آموجود ہوا۔ ان بزرگوار نے وہ اسے کھلا دیا۔ پھر تیسرا حصہ پکانے کے لئے درست کیا گیا۔ جب وہ پک چکا مشرکین عرب میں سے ایک قیدی نے سوال کیا۔ ان معصومین نے یہ کھانا اسے کھلا دیا۔ اور خود تمام دن بھوکے رہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہ کے پاس تھوڑے سے جو تھے۔ جناب معصومہ نے ان کا دلیہ تیار کیا اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ کہ ایک مسکین آیا اور اس نے آواز دی کہ خدا آپ حضرات پر رحمت نازل کرے۔ میں بھوکا ہوں جو کچھ خدا نے آپ کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کھلایئے یہ آواز سن کر جناب امیر المومنین علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک تہائی دلیہ اسے دیدیا۔ پھر (اس کے جاتے ہی) ایک یتیم آموجود ہوا اور عرض کی

خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ (میں بھوکا ہوں) مجھے کچھ کھلایئے۔ حضرتؑ نے ایک تہائی اس کو بھی دیدیا۔ بعد اس کے ایک قیدی نے آکر سوال کیا حضرتؑ نے مابقی اس کے حوالے کر دیا۔ اور ان حضرات میں سے کسی نے کچھ بھی نہ چکھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے چند آیتیں ان حضرات کی شان میں نازل فرمائیں۔ اور جو کوئی مومن خوشنودیٔ خدا کے لئے (کسی یتیم، مسکین، قیدی کو) کھانا کھلائے (اور اپنے نفس پر اس کو مقدم رکھے تو بنا بر تاویل) اس کے حق میں بھی یہ آیتیں جاری ہوں گی۔
قول مترجم :۔ یہ روائیتیں اس قدر قوی نہیں ہیں جتنی وہ جو نوٹ میں درج کی گئی ہیں۔

المناقب میں جو روایت منقول ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جب ان بزرگواروں کی بھوک ملاحظہ فرمائی تو جبرئیلؑ امین نازل ہوئے ان کے ہمراہ سونے کا طبق تھا اس طبق میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ وہ طبق آبِ گوشت کی بھیگی ہوئی روٹی میں لبریز تھا۔ مشک اور کافور کی خوشبو اس سے آتی تھی وہ کھانا سب نے مل کر خوب سیر ہو کے کھایا لیکن اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ جناب امام حسین علیہ السلام دولت سرا سے برآمد ہوئے اس طرح کہ اس معصوم کے دست مبارک میں ایک پارچہ گوشت تھا ایک یہودی کی لڑکی نے دیکھ کر آواز دی کہ اے اہلبیتؑ رسالت میں بھوکی ہوں۔ یہ تمہیں کہاں سے ہاتھ لگا اس میں سے مجھے بھی کھلا دیجئے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے اس کو عطا کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فوراً جبرئیل امین آگئے اور ان جنابؑ کے دست مبارک سے وہ پارچہ لے لیا۔ اور وہ طبق بھی آسمان کی طرف اٹھ گیا۔ حضور سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا نور نظر حسینؑ اس یہودی کو پارچہ دینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاتا تو یہ طبق میرے اہلبیتؑ کے پاس ہمیشہ رہتا قیامت تک وہ سب اس میں سے کھاتے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ الخ۔

صفحہ ۶۹۵ نوٹ ۴ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسولؑ اوقات مختلفہ میں مبعوث کئے گئے۔ اور یہ بھی مطلب ہے کہ ان سب کے لئے ایک وقت معیّن ہے جس پر حاضر ہو کر اپنی اپنی امتوں کے بارے میں شہادتیں دیں گے اور اس کی دوسری قرأت وُقِّتَتْ بھی آئی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۵ نوٹ ۵ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ جھٹلانے والوں کی اس دن پوری شامت آئے گی جنھوں نے اس وحی کو جھٹلا دیا جو میں نے تمہاری طرف ولایت علیؑ مرتضیٰ کی بابت بھیجی تھی۔ اور فرمایا کہ اوپر کی آیت میں اولین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسولوں کو اوصیاء کی ولایت کے بارے میں جھٹلایا اور اٰخرین میں سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے آل محمدؐ کے بارے میں جرم کیا اور وصیٔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جتنا ہو سکا ستایا۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۵ نوٹ ۶ كِفَاتًا ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ کفات سے مراد ہے رہنے کی جگہ۔ چنانچہ جب امیر المومنینؑ صفین سے لوٹے آرہے تھے تو قبرستان کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا کہ یہ زندوں کے لئے کفات ہے۔ ۱۲

پارۂ بست و نہم ۲۹ تمام شد

ضمیمہ متعلق پارہ سی ام

صفحہ ۶۹۷ نوٹ ۲ | فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا:۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے دس گروہ الگ الگ محشور کئے جائیں گے اور ان کو خدائے تعالیٰ حقیقی مسلمانوں سے بالکل جدا کر دیگا اور ان کی صورت بدل دیگا۔ کچھ تو ان میں سے بندروں کی صورت ہو جائیں گے اور کچھ سؤروں کی صورت اور کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کے پاؤں اوپر کی طرف ہوں گے اور منہ نیچے کی طرف اور اسی حالت میں گھسیٹے جائیں گے۔ اور کچھ ان میں سے اندھے ہوں گے جو مارے مارے پھرتے ہوں گے، کچھ ان میں سے بہرے ہوں گے کہ کچھ نہ سمجھتے ہوں گے اور ان میں سے ایسے ہوں گے کہ اپنی زبانیں خود چباتے ہوں گے اور ان کے منہ سے بجائے لعاب کے پیپ بہتی ہوگی۔ جس سے کل اہلِ محشر نفرت ظاہر کرتے ہوں گے۔ اور کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے کہ جو جہنمی درخت کی شاخوں پر سولی دیئے گئے ہوں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کی بدبو مردار کی بدبو سے بھی زیادہ خراب ہوگی۔ اور بعض ایسے ہوں گے کہ ان کو قطران (تارکول) کے بڑے بڑے چغے پہنائے جائیں گے جو ان کی جلدِ بدن سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پس وہ لوگ جو بندروں کی صورت ہوں گے وہ تو چغلخور ہوں گے اور جو سؤروں کی صورت میں ہوں گے وہ مالِ حرام کھانے والے ہوں گے۔ اور جن کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے وہ سود خوار ہوں گے۔ اور اندھے وہ ہوں گے جو فیصلہ کرنے میں ظلم کریں گے۔ اور بہرے گونگے وہ ہوں گے جو اپنے اعمال پر نازاں ہوں گے۔ اور اپنی زبانوں کو چبانے والے وہ علماء اور وہ فیصلہ کرنے والے ہوں گے جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف ہوں۔ اور ہاتھ پاؤں ان کے کٹے ہوں گے جو اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور آگ کی لکڑیوں پر سولی ان کو دی جائے گی جو بادشاہ کے دربار میں لوگوں کی برائیاں کرتے ہوں۔ اور بدبو میں مردار سے بدتر وہ لوگ ہوں گے جو بیجا خواہشوں اور لذتوں میں پڑے ہوں اور ان کے مال میں جو خدا کا حق ہو اس کو روکتے ہوں۔ اور قطران (تارکول) کے بجے وہ لوگ پہنے ہوئے ہوں گے جو شیخی خورے اور بیجا فخر کرنے والے ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۷ نوٹ ۳ | اَحْقَابًا:۔ معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ احقاب سے مراد آٹھ حقبے ہیں اور ہر حقبہ اسّی برس کا ہوگا اور ہر برس تین سو ساٹھ دن کا۔ اور ہر دن تمہاری گنتی سے ایک ہزار برس کا۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو آخر میں جہنم سے نکل آئیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۸ نوٹ ۵ | یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا:۔ علل الشرائع میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسولِ خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ مرتضےٰ کی کنیت ابوتراب کیوں قرار دی؟ فرمایا اس لئے کہ وہ زمین کے مالک ہیں۔ اور اہلِ زمین پر بعد جناب رسولِ خدا کے خدا کی حجت ہیں۔ انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے اس کو سکون ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ میں نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور خدائے تعالیٰ نے شیعیانِ علیؑ کے واسطے قیامت کے دن جو جو کچھ اجر و ثواب اور قرب و کرامت کے سامان تیار کئے ہیں کافران کو دیکھے گا تو حسرت و افسوس سے یوں کہے گا کہ کاش میں تراب ہوتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کاش میں بھی شیعیان علیؑ میں سے ہوتا ہے اور یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا۔ ۱۲

صفحہ ۶۹۸ نوٹ ۶ | وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ..... تا ..... فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ سب موت کے فرشتوں کی صفتیں ہیں۔ جن کی قسم خدائے تعالیٰ نے اس بارے میں کھائی ہے کہ قیامت ضرور قائم ہوگی اور ظاہر لفظوں میں قیامت کا قائم ہونا محذوف ہے اس لئے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سوائے قیامت کے اور کسی دن پر دلالت ہی نہیں کرتا۔ پس فرماتا ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا یعنی ان فرشتوں کی قسم ہے جو کافروں کے جسم سے ان کی روح کو اس زور سے کھینچتے ہیں جیسے کمان کھینچنے والا اپنی کمان کو کھینچتے کھینچتے انتہائے حد کو پہنچا دے۔ اور وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا کے یہ معنی ہیں کہ ان کو روحوں کو جہاں جہاں بھی ان کے جسم میں خلا ہے اس میں سے نہایت تکلیف اور صدمہ پہنچا کر کھینچ لیں گے۔ حتیٰ کہ کچے ناخن اور کھال کے درمیان سے بھی۔ اور مومنین کی روحوں کو بہت ہی نرمی سے قبض کریں گے۔ پھر ان کو دم لینے کے لئے چھوڑ دیں گے جیسے تیرنے والے کے لئے پانی میں کوئی چیز پھینکی جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے سہارا لے لے۔ پھر وہ مومنین کی روحوں کو جنت میں جلدی سے پہنچا دیں گے۔ اور فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کا یہ مطلب ہے کہ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اس سال سے اُس سال تک بندوں کے تمام امور کو انجام دیا کرتے ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۰ نوٹ ۳ | تاکہ عثمان اس الزام سے محفوظ رہے کہ جناب رسولِ خدا پر جو صاحبِ خلقِ عظیم ہیں اور باعتبار اپنے منصب نبوت و رسالت کے ہر گز ایسے عتاب کے لائق نہیں ہو سکتے۔ الزام ہی کیوں نہ آجائے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۱ نوٹ ۲ | فَاكِهَةً وَّاَبًّا ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں روایت کی گئی ہے کہ ابوبکر سے خدائے تعالیٰ کے اس قول فَاكِهَةً وَّاَبًّا کے معنی پوچھے گئے اور وہ بیچارہ قرآنِ مجید میں جو لفظ اَبًّا آیا ہے اس کے معنی بھی نہ جانتا تھا کہنے لگا کہ جو کچھ میں نہیں جانتا اگر اپنی طرف سے کتابِ خدا میں کہہ دوں تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ ڈالیگا یا کون سی زمین مجھ کو اٹھائے گی یا میں اس کا کیا چارہ کروں گا بھائی فَاكِهَةً کو تو ہم بھی جانتے ہیں کہ میوہ ہے اب رہا لفظ

اَبًّا سے اللہ ہی جانے۔ اس کا قول جناب امیر المومنینؑ کو پہنچا تو حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ! خلیفہ تو بن بیٹھا مگر اتنا بھی نہیں جانتا کہ اَبٌّ سے مراد چوپاؤں کی خوراک اور ان کا چارہ ہے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاَكِهَةً وَّاَبًّا اور یہ اپنی ان احسانات کا شمار فرمایا ہے جو اس نے اپنے مخلوق پر فرمائی ہیں یعنی جس طرح سے ان کو اور ان کے چوپایوں کو غذا پہنچائی ہے جس سے ان کے نفوس زندہ اور ان کے جسم قائم ہیں۔

صفحہ ۷۰۱ نوٹ ۳ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ بھاگنے کی وجہ ایک تو اپنی حالت میں گرفتاری ہوگی۔ دوسرے اس بات کا علم کہ اسے کچھ نفع نہ پہنچائیں گے۔ تیسرے ان لوگوں کے حق میں جو کوتاہی رہ گئی ہوگی اسکے مطالبہ کا خوف۔ چوتھے جس چیز کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے اس کے ملنے میں دیر لگنا۔ العیون میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر جناب امیر المومنینؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا۔ فرمایا کہ بھائی تو وہ قابیل ہوگا جو ہابیل سے بھاگے گا۔ اور وہ شخص جو اپنی ماں سے بھاگیگا موسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اور وہ شخص جو اپنے باپ (یعنی پرورش کرنے والے چچا) سے بھاگیگا وہ حضرت ابراہیمؑ ہوں گے۔ اور جو شخص اپنی زوجہ سے بھاگیگا وہ حضرت لوطؑ ہونگے اور جو شخص اپنے بیٹے سے بھاگیگا وہ حضرت نوحؑ ہوں گے اور ان کا وہ بیٹا کنعان ہوگا۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۱ نوٹ ۴ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں زوجۂ جناب رسولِ خدا ام المومنین سودہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن لوگ برہنہ بدن اور برہنہ پا مبعوث کئے جائیں گے۔ اور پسینہ اتنا رواں ہوگا کہ کانوں کی لو تک پہنچے گا۔ وہ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہائے خرابی جب یہ وقت آئیگا لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو اپنی اپنی ایسی پڑی ہوگی کہ کوئی بھی کسی کی طرف نظر نہ ڈالیگا۔ پھر حضرتؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۲ نوٹ ۵ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ الْخُنَّسِ سے مراد ستارے ہیں جو دن میں غائب ہوتے ہیں اور رات میں ظاہر۔ اور جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ وہ پانچ ستارے ہیں زحلؔ، مشتریؔ، مریخؔ، زہرہؔ اور عطارد۔

قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی:۔ اسی وجہ سے الْخُنَّسِ کی صفت الْجَوَارِ آئی کہ یہ پانچوں ستارے ہیں اور اپنی سیر میں کبھی آگے بڑھتے ہیں، کبھی پیچھے ہٹتے ہیں۔ اور الْكُنَّسِ کے ایک معنی یہ ہیں کہ دن میں آفتاب کی روشنی میں چھپے رہتے ہیں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرتؑ نے پوچھنے والے سے فرمایا کہ اس سے مراد وہ امامؑ ہے جو ۲۶۰ھ میں چھپ جائیگا۔ پھر اس طرح ظاہر ہوگا جیسے اندھیری رات میں شہاب۔ اور اگر تو نے ان کا زمانہ پایا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۲ نوٹ ۶ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ..... ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ سے مراد جبرئیلؑ ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا تمہارے پروردگار نے تمہاری کیسی اچھی صفت بیان کی ہے یعنی ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ تب بتاؤ کہ تمہاری قوت کون سی ہے اور امانت کون سی تھی۔ انھوں نے عرض کی کہ قوت کا ذکر تو یہ ہے کہ میں حضرت لوطؑ کے شہروں کی طرف بھیجا گیا۔ چار شہر تھے اور ہر شہر میں سوائے مکانات اور اہل وعیال کے چار چار لاکھ جنگی آدمی تھے۔ پس میں نے ان سب کو زمین کی تہ سے اٹھایا اور آسمان سے اتنا قریب لے گیا کہ اہل آسمان نے مرغیوں کے بولنے اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ اور پھر ان کو ذرا نیچے لاکر الٹ دیا۔ اب رہی امانت تو مجھے جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے بہت جلدی سے اسکی تعمیل کر دیتا ہوں۔ نیز جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جب آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۳۹۶ سطر ۲) تو آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ امین سے دریافت کیا کہ اس رحمت میں سے تمہیں بھی کچھ ملا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ میں انجام کار سے ڈرتا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ کی وجہ سے مطمئن فرما دیا۔ جبکہ ان لفظوں میں میری تعریف کی ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۲ نوٹ ۷ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ منافقوں کا رد ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جب نبیؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو علم ہدایت مقرر کیا تو یہ کوئی دیوانگی کی بات نہیں تھی۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۲ نوٹ ۸ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝:۔ اس کی قرأت دو طرح سے آئی ہے۔ اگر ضنین ضاد سے لیا جائے تو تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے نبیؐ کو غیب کی خبریں دینے میں بخل نہیں فرماتا اور اگر دوسری قرأت میں ظنین ظاء سے آئے تو اس کا مطلب تفسیر صافی میں یوں لکھا ہے کہ محمد مصطفےٰؐ غیب کی خبریں دینے میں متہم نہیں ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۲ نوٹ ۹ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کاہنوں کا قول نہیں ہے۔ جیسے کہ قریش میں تھے اور اس کا ادعا کرتے تھے کہ شیاطین ان سے باتیں کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۳ نوٹ ۵ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝:۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ بندہ جس وقت کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکی سانس سے بہت ہی خوشبو ہوا نکلتی ہے اس وقت دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ ٹھہر و اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور جب وہ اسے عمل میں بھی لے آتا ہے تو اسی کی زبان قلم کا کام دیتی ہے اور اس کا لعاب دہن روشنائی کا کام دیتا ہے۔ اور دائیں طرف والا اسکے نامۂ عمل میں اسے کر لیتا ہے۔ اور جب کسی بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سانس سے بدبو ہوا نکلتی ہے اس وقت بائیں طرف والا دائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ اب آپ ٹھہر جائیے کہ اس نے بدی کا ارادہ کیا ہے اور جب اسے کر گزرتا ہے تو اس کا لعاب دہن روشنائی کا کام دیتا ہے اور اسی کی زبان قلم کا۔ اور بائیں طرف والا اس جرم کو اس کے نام لکھ لیتا ہے۔ ایک قول کے بموجب ان کاتبین کو کراماً اس لئے کہا گیا ہے کہ جب یہ نیکی لکھتے ہیں تو اسے لیکر آسمان پر جاتے ہیں۔ پیشگاہِ باری تعالیٰ میں پہنچاتے ہیں۔ خود اس کے گواہ بنتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ تیرے فلاں بندے نے عمل نیک اس طرح اور اس طرح ادا کیا۔ اور جب اس بندے کی کوئی بدی لکھتے ہیں تو اسے نہایت مغموم اور محزون حالت میں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کیا؟ یہ خاموش رہتے ہیں یہاں تک کہ

منجانب اللہ دوسری اور تیسری مرتبہ سوال ہوتا ہے تب یہ عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تو خود ستار ہے اور تو نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ دوسروں کے عیب چھپاؤ۔ پس تو بھی ان کے عیوب پر پردہ ڈال دے تو علّام الغیوب ہے تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام کِرَامًا کَاتِبِیْنَ رکھا گیا۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک ایک بندے پر دو دو فرشتے مقرر فرمائے کہ اس کے نیکیاں اور بدیاں لکھیں۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو خود جانتا ہے؟ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ خدا نے فرشتوں سے خدمت لی ہے اور انکو اپنی مخلوق کا گواہ قرار دیا ہے تاکہ بندے یہ خیال کر کے کہ خدائی جاسوس ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں فرمانبرداری کے کام پابندی سے بجالائیں اور نافرمانی کے کاموں سے بہت کچھ رُکے رہیں۔ اور بہت سے بندے ایسے ہیں کہ کسی بدی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان فرشتوں کی موجودگی دو مرتبہ یاد کر کے رُک جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو دیکھتا ہے اور اس کی طرف سے جو نگراں ہم پر مقرر ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں۔ (لہٰذا اس فعل سے باز رہنا ہی بہتر ہے۔) ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۳ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے جو عذاب ان کے لئے لکھا ہے وہ سجّین میں ہوگا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سجین تو ساتویں زمین ہے اور علیّون ساتواں آسمان۔ تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مومنوں کے اعمال اور ان کی روحیں آسمان کی طرف بلند کی جاتی ہیں اور اس کے دروازے ان کے لئے کھل جاتے ہیں۔ اب رہا کافر۔ اسکی اور اسکے عمل کو جب آسمان تک لیجاتے ہیں تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اسے سجین میں اتار دو۔ یہ حضرتؑ سے ایک میدان ہے جس کو برہوت بھی کہتے ہیں۔

قولِ مترجم:۔ اوپر کی روایت میں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ صفحہ ۶۲۳ نوٹ نمبر ۲ کے بموجب ساتویں زمین بھی ہے اور برہوت بھی اسی پر واقع ہے۔ ۱۲۔ کافی میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے خدائے تعالیٰ کے اس قول کے بموجب دریافت کیا گیا تھا کہ اَلْفُجَّارِ سے کون مراد ہے؟ فرمایا جنھوں نے ائمہؑ کے حق کے بارے میں نافرمانی اور پھر زیادتی کی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْفُجَّارِ فلاں اور فلاں ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۴ اَلَّذِیْنَ یُكَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جھٹلانے والے اوّل و ثانی ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۵ وَمَا یُكَذِّبُ بِهٖٓ ..... تا ..... اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ وہ جھٹلانے والے اوّل وثانی ہیں جو جناب رسولِ خدا کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۶ بَلْ ۚ كَلَّا ۜ بَلْ ۜ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی بندہ مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں ایک سفید نکتہ نہ ہو جس وقت وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس سفید نکتہ میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر اس نے توبہ کرلی تب تو وہ سیاہ نکتہ جاتا رہتا ہے اور اگر اپنے گناہوں میں پڑا رہا تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈھانپ لیتی ہے اور جہاں وہ سفیدی ڈھانپ لے گئی پھر وہ سیاہ قلب بھی نیکی کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ اور خدائے تعالیٰ کے اس قول کَلَّا ۜ بَلْ ۜ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ ہی مطلب ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۷ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ العیون اور التوحید میں ہے کہ جناب امام رضاؑ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی یہ شان تو ہے نہیں کہ کسی مکان میں رہتا ہو اور بندوں سے اس میں آڑ کرلے بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے ثواب یا عطیات سے محروم رہیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۸ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝:۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ آیت یونہی نازل ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۴ نوٹ ۹ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ۝:۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اعلیٰ علیّین سے پیدا کیا ہے اور ہمارے شیعوں کے قلوب کو اسی سے پیدا کیا ہے جس سے ہم کو اور اُن کے جسموں کو اس سے کمتر درجہ کی چیز سے پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دل ہماری طرف کھنچے ہیں۔ کیونکہ وہ اسی چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ ہم خود۔ پھر یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اور ہمارے دشمن سجّین سے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کے جتنے پیرو ہیں ان کے قلوب اسی سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ ہمارے دشمن۔ گو ان کے جسم اور چیز سے پیدا کئے گئے ہوں۔ اسی وجہ سے ان کے دل ہمارے دشمنوں کی طرف مائل ہیں۔ کیونکہ وہ اسی چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے کہ وہ خود۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۝ ..... تا ..... وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ

صفحہ ۷۰۵ نوٹ ۴ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ علی ابن ابیطالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ فرمانبرداروں کا ایک گروہ جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آتا تھا۔ راستے میں منافقوں نے انکا مذاق اڑایا، ہنسے اور آنکھوں سے اشارے کئے۔ پھر اپنے یاروں کے پاس آکر یہ کہا کہ آج ہم نے اصلع کو دیکھا تھا اور ہم اُن سے خوب ہنسے۔ مگر قبل اسکے کہ جناب امیرؑ اور ان کے ساتھی جناب رسولِ خدا تک پہنچے خدائے تعالیٰ نے یہ کل آیتیں اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے آخر سورہ تک نازل فرمائیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے مراد ہیں اوّل و ثانی اور جتنے ان کے پیرو اور مرید ہیں۔ اور وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ سے یہ مراد ہے کہ وہ جناب رسولِ خدا کی طرف آپس میں آنکھوں سے اشارہ کیا کرتے تھے۔ **قولِ مترجم:۔** دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوا کیونکہ علیؑ مرتضیٰ کی طرف آنکھیں چلاتے تھے تو اور رسولِ خدا کی طرف اشارہ کرتے تھے تو دونوں یکساں ہیں۔ **قولِ مترجم:۔** اصلع اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی بلند اور نورانی اور آگے کے سر کے حصّہ کے بال اُڑے ہوئے ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۵ نوٹ ۵ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ :- تفسیر صافی میں روایت کی گئی ہے کہ جب یہ منافقین جہنم میں ہوں گے تو ان کے لیے ایک دروازہ جنت کی طرف کھولا جائیگا۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ بھاگو، دوڑو۔ اس میں سے نکل کر جلد جنت میں جاؤ۔ جیسے ہی وہ اس دروازے کے پاس پہنچیں گے دروازہ ان کے سامنے بند کر دیا جائیگا وہ حیرت و حسرت میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور مومنین خوب ٹھٹھا مار کر ہنسیں گے۔ (دیکھو صفحہ ۵ وسطر ۱) ۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۵ نوٹ ۶ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ اسی حالت کو خدائے تعالیٰ نے دوسری جگہ بیان فرمایا ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (دیکھو صفحہ ۳۱۲ سطر ۵) پس یہ نئی زمین اس طرح کھینچی تانی جائے گی جیسے بازار عکاظ میں اد ھوڑی کے تھان جس میں ذرا بھی اونچ نیچ نہیں ہوتی۔ اس زمین کی صفت میں خدائے تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا (دیکھو صفحہ ۳۸۱ سطر ۱۲) ۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۵ نوٹ ۷ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ :- تفسیر صافی میں ہے کہ زمین پوری کوشش کر کے جو خزانے اس کے اندر ہیں اور مُردے ہیں تو ان سب کو باہر نکال دے گی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ زمین خوب کھینچی گئی۔ پھر شق ہو گی اور کل آدمی حساب دینے کے لیے نکل آئیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۶ نوٹ ۵ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ :- البوجامع میں ہے کہ ایک دن جناب رسالتمآبؐ نے یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (یعنی سجدہ کرو اور قرب خدا حاصل کرو) پڑھی۔ آنحضرتؐ نے بھی سجدہ کیا اور مومنین میں سے جو آنحضرتؐ کے ساتھ تھے انھوں نے بھی۔ اور قریش ان کے سروں پر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے رہے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۶ نوٹ ۶ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ :- معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرتؑ نے دریافت کرنے والے سے پوچھا کہ تمہیں اوروں نے کیا بتایا؟ انھوں نے عرض کی شاہد سے مراد ہے روز جمعہ اور مشہود سے مراد ہے روز عرفہ۔ فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا کہ تجھ سے کہا گیا بلکہ شاہد سے مراد ہے روز عرفہ اور مشہود سے مراد ہے روز قیامت۔ کیا تو قرآن مجید نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ (دیکھو صفحہ سطر ۹) کافی اور معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے شاہد و مشہود کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا (شاہد سے مراد ہیں جناب رسولؐ خدا اور مشہود سے مشہود علیؑ مرتضیٰ۔ قولِ مترجم:- اوپر کی دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ایک امام نے ایام میں سے جو شاہد و مشہود ہیں وہ بتائے اور دوسرے امام نے اشخاص میں سے جو شاہد و مشہود ہیں وہ بتائے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۷ نوٹ ۱ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے نجران کے بڑے پادری کے پاس کسی کو بھیجا کہ اس سے اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کا حال دریافت کرے۔ اس نے کچھ بیان کیا۔ جب حضرتؑ کو وہ خبر پہنچی تو فرمایا جیسا کہ اس نے کہا ہے ویسا نہیں ہے۔ میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم حبشی کے لیے ایک نبی حبشی مبعوث فرمایا تھا ان لوگوں نے اس حبشی نبیؑ کو اور اس کے بعض اصحاب کو گرفتار کر لیا۔ پھر ان کے لئے ایک احاطہ بنایا اور اس کو آگ سے بھرا۔ پھر لوگوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ جو ہمارے دین پر ہے وہ تو الگ ہو جائے اور جو ان کے دین پر ہو اسے لازم ہے کہ اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے۔ چنانچہ اس نبیؑ کے اصحاب نے اپنے آپ کو اس آگ میں ڈالنا شروع کیا۔ از آنجملہ ایک عورت بھی آئی جس کی گود میں ایک مہینہ بھر کا بچہ بھی تھا جب اس نے آگ میں گرنا چاہا تو وہ ڈر گئی اور اپنے بچے کے حال پر اس کا دل پگھل گیا۔ بچے نے آواز دیکر کہا کہ خبردار ذرا نہ گھبرا۔ مجھے اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے کہ واللہ یہ مصیبت اللہ کی راہ میں بہت ہی کم ہے۔ پس اس عورت نے اپنے آپ کو اور اس بچے کو آگ میں ڈال دیا۔ یہ بچہ ان میں سے تھا جنہوں نے گہوارے میں بات کی ہے۔ تفسیر قمی میں اصحاب اخدود کا قصہ یوں لکھا ہے کہ ذونواس جو شاہان حمیر میں آخری بادشاہ تھا اس نے حبشیوں کو اہل یمن سے لڑنے پر ابھارا تھا۔ اس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ سارے حمیری اس کے ساتھ یہودی ہو گئے اور اس نے اپنا نام یوسف رکھا۔ ایک زمانہ تک وہ سلطنت کرتا رہا۔ پھر اسے خبر پہنچی کہ نجران میں بہت سے آدمی دین نصرانی پر ابھی تک باقی ہیں۔ دین عیسوی انکا مسلک ہے۔ انجیل پر ان کا عمل ہے۔ سردار ان کا عبداللہ ابن ثامر ہے۔ پس یوسف کو اس کے ہم مذہبوں نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ نصارائے نجران کے پاس جائے اور ان کو دین یہود پر لائے۔ پس یوسف نجران میں آیا اور وہاں کے نصرانیوں کو جمع کر کے دین یہود ان کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اس مذہب کو اختیار کرو۔ ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر یوسف نے ان سے مجادلہ کیا اور ان کو یہودی بنانے کی پوری کوشش کر کر گزرا مگر وہ انکار ہی کرتے رہے۔ دین یہود ان لوگوں نے اختیار نہ کیا۔ قتل ہونا ان کو گوارا ہوا۔ یوسف نے ایک گڑھا کھدوایا اور ایندھن اس میں بھروا کے آگ لگا دی۔ پس بعضوں کو آگ میں جلا دیا اور بعض کو تلوار سے قتل کیا اور بعضوں کے جوڑ جوڑ بند بند جدا کر دیے۔ ان سب مقتولین و محروقین کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ ان میں کا ایک شخص جس کا نام دوس ذو ثعلبان تھا گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو ایڑ لگا کے چلا دیا۔ ہر چند ذونواس کے سپاہیوں نے اس کا تعاقب کیا مگر نہ پا سکے۔ ریگستان کی وجہ سے تھک کے رہ گئے۔ پھر ذونواس اپنے لشکر کو اپنے دار السلطنت کی طرف واپس لایا۔ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو اس واقعہ سے اطلاع دی اور فرمایا قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ الخ۔

صفحہ ۷۰۸ نوٹ ۴ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھو تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى کہہ لیا کرو۔ اور اگر نماز میں ہو تو دل ہی دل میں کہہ لیا کرو۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى تلاوت فرماتے تھے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلَى ضرور ہی کہتے تھے۔ ایسی ہی روایت جناب امیر المومنینؑ سے بھی ہے۔ التہذیب اور تفسیر عیاشی میں عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ نازل ہوئی

توجناب رسولؐ خدا نے حکم دیا کہ اس حکم کی تعمیل تم رکوع میں کیا کرو اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئی تو حکم دیا کہ اس حکم کی تعمیل سجدے میں کیا کرو۔ ان احکام کے صدور سے پہلے رکوع میں تو یہ کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ۔ اور سجدے میں کہتے تھے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۸ نوٹ ۵ | سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے پاس جب جبرئیلؑ امین وحی لیکر نازل ہوتے تو آنحضرتؐ اس خوف سے کہ اسے بھول نہ جائیں اسے خوب پڑھتے چنانچہ قبل اس کے کہ جبرئیلؑ آخری لفظ نہ کہیں اول سے شروع فرمادیتے تھے۔ مگر جس وقت سے یہ آیت نازل کی گئی کسی چیز کے بھولنے کا اندیشہ جاتا رہا۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۹ نوٹ ۳ | صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۔ الخصال میں حضرت ابوذرؓ غفاری سے منقول ہے کہ انھوں نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے کل کتابیں کتنی نازل فرمائی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ ازآنجملہ پچاس صحیفے حضرت شیثؑ پر نازل کئے۔ تیس صحیفے حضرت ادریسؑ پر اور بیس حضرت ابراہیمؑ پر اور توریت و زبور و انجیل و قرآن مجید نازل فرمائے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا تو فرمایا سب مثلیں ہی مثلیں تھیں ازآنجملہ اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ اے مغرور بادشاہ جسکا امتحان لیا جارہا ہے میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ تو مال دنیا کو سمیٹے بلکہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ مظلوم کی فریاد رسی کرے اور اس کی آہ نہ آسمانے دے کہ وہ مجھ سے فریاد کرے کہ میں مظلوم کی دعا کو رد نہ کروں گا گو وہ کافر ہی کی طرف سے کیوں نہ ہو۔ اور عقلمند کو یہ چاہیئے کہ جب تک اس کا اختیار باقی ہے تین ساعت کا وقت ضرور مقرر کرے کہ ایک ساعت اپنے پروردگار سے چپ چاپ عرض معروض کیا کرے اور ایک ساعت اپنے نفس سے محاسبہ کیا کرے اور ایک ساعت خدائے تعالیٰ کی صنعت میں غور و فکر کیا کرے۔ نیز ایک ساعت ایسی بھی ہو جس میں حلال طریقے سے خلوت میں اپنے نفس کو خوش بھی کرے کہ یہ ان ساعتوں کی معین ہوگی اور دلوں کو پژمردہ نہ ہونے دیگی اور عاقل کو یہ بھی لازم ہے کہ اپنے زمانے کے حالات سے خبردار رہے اور اپنی حالت پر خوشحال رہے اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے کیونکہ جو شخص بولنے سے پہلے بات کو تولیگا اس کی باتیں کم ہوں گی مگر ہاں ایسی ہوں گی جن سے اس کو مدد ملے۔ اور عاقل کے ذمے یہ بھی لازم ہے کہ تین چیزوں کا جویا رہے۔ اوّل معاش کی درستی کا، دوسرے آخرت کے لئے زادِ راہ بہم پہنچانیکا اور تیسرے حلال طریقے سے زندگی کا لطف اٹھانیکا۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! صحفِ موسیٰؑ کیا تھے؟ فرمایا سب عبرت کی باتیں تھیں (مثلاً) اس شخص سے تعجب ہے جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر وہ خوش کیونکر ہوتا ہے؟ اور اس شخص سے تعجب ہے کہ جو جہنم کا یقین رکھتا ہے وہ پھر ہنستا کیوں کر ہے؟ اور جو شخص دنیا اور دنیا کے انقلاب دیکھتا ہے وہ اس پر مطمئن کیوں کر ہے؟ اور جو شخص قضا و قدر پر ایمان لایا ہے وہ رنجیدہ کیوں کر ہوتا ہے؟ اور جو شخص حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر عمل کیوں نہیں کرتا؟ پھر میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا اس میں سے کچھ ہمارے ہاتھ میں بھی ہے یعنی ایسی چیز جو کہ اللہ تعالیٰ نے صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں نازل کی ہو؟ فرمایا کہ ہاں اے ابوذرؓ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ سے آخر سورہ تک پڑھ اور دیکھ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو کوئی ایسی چیز نہیں دی جو جناب رسولؐ خدا کو نہ دی ہو اور جناب محمد مصطفےٰؐ کے پاس وہ سب کچھ جمع کر دیا جو انبیاءؑ کو عطا فرمایا تھا۔ جبکی نسبت فرماتا ہے صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ وہ صحیفے ہمارے پاس ہیں۔ کسی نے عرض کی کہ آیا موسیٰؑ کے صحیفوں سے مراد توریت کی لوحیں ہیں؟ فرمایا ہاں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۹ نوٹ ۴ | هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ....تا.... نَارًا حَامِيَةً ۝ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ کی تفسیر میں منقول ہے کہ جناب قائم آلِ محمدؐ انکو تلوار سے احاطہ کرلیں گے۔ اور خَاشِعَةٌ کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ حضرتؑ کی تلوار کو ہٹا نہ سکیں گے۔ عَامِلَةٌ کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں وہ لوگ ان کے برخلاف عمل کرنیوالے ہیں۔ نَاصِبَةٌ کا یہ مطلب ہے کہ حقیقی اولوالامر کو چھوڑ کر اوروں کو والیِ ملک بنا لیا ہے تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو جناب قائم آلِ محمدؐ سے لڑنے کی آگ میں داخل ہوں گے اور آخرت میں آتشِ جہنم میں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۹ نوٹ ۵ | تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۔ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا چشمہ جو گرمی میں اپنی حد کو پہنچا ہوا ہو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دین خدا کی مخالفت بھی کی، نمازیں بھی پڑھیں، روزے بھی رکھے اور ائمہؑ سے عداوت بھی کرتے رہے۔ تو ان کے اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ کیا جائیگا۔ اور وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (اور کھولتا ہوا پانی بھی انھیں پلایا جائیگا)۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۹ نوٹ ۶ | مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ضریع ایک چیز جہنم میں ہے جو کانٹے دار جھاڑی سے مشابہ ہے۔ ایلوے سے زیادہ کڑوی اور مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ضریع رکھا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے جبرئیلؑ امین سے روایت کی ہے کہ اگر ضریع کا ایک قطرہ بھی دنیا والوں کے پانی میں آگرے تو کل دنیا والے اس کی بدبو سے مرجائیں۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۹ نوٹ ۷ | وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جناب امیرالمومنینؑ علیہ السلام کے پیرو ہوں گے۔ ۱۲

صفحہ ۷۰۹ نوٹ ۸ | وَّاَكْوَابٌ مَّبْثُوْثَةٌ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جو چیز اللہ نے جنت میں پیدا کی ہے اس کی مثال دنیا میں بھی موجود ہے مگر سَنَادَابِيَ مَبْثُوْثَةٌ کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس لئے کہ اہل دنیا میں سے کوئی جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۱۰ نوٹ ۲ | امالی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا خدائے تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد فرمائیگا۔ پس جو حق خدائے تعالیٰ کا ان کے ذمے ہوگا ہم اسکی نسبت تو خدائے تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ وہ ہمیں عطا فرمادے چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو ہمارا حق ان کے ذمے ہوگا وہ ہم خود ان کو بخش دیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۷۱۰ نوٹ ۳ | وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل میں پہلے واؤ نہ تھی یوں تھا اَلْفَجْرُ ۝ لَيَالٍ عَشْرٍ ۝ یہ ذی الحجہ کی

صفحہ ۱۰۷۰ نوٹ ۴ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے اَلشَّفْعِ سے مراد ہے نمازِ شفع جو دو رکعت ہوتی ہے اور اَلْوَتْرِ سے مراد ہے نمازِ وتر جو ایک ہی رکعت ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا اَلشَّفْعِ سے مراد ہیں حسنؑ و حسینؑ اور اَلْوَتْرِ سے مراد جناب امیر المومنینؑ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اَلشَّفْعِ سے مراد حاجیوں کو پانی پلانے کا دن یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں اور اَلْوَتْرِ سے مراد ہے روزِ عرفہ یعنی حج کا دن یا ذی الحجہ کی نویں۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷۰ نوٹ ۵ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں لیل سے مراد ہے شبِ جمعہ۔

صفحہ ۱۰۷۰ نوٹ ۶ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حِجْرٍ کے معنی ہے عقل و دانائی اور یہاں سے جو مقسم علیہ (یعنی جس بات کے متعلق قسم کھائی ہے) محذوف ہے اس سے اور جیسا کہ بعد کی آیتوں کے معنی سے بھی ظاہر ہوتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ عذاب ضرور دیگا۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷۰ نوٹ ۷ بِعَادٍ ۝:۔ اس سے مراد ہے حضرت ہودؑ کی قوم جو عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام ابن نوحؑ کی اولاد تھے اور اپنے جدِّ امجد کے نام ہی سے موسوم تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷۰ نوٹ ۸ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ایک قول کے موجب عاد کے دو بیٹے تھے۔ شداد اور شدید۔ یہ دونوں بادشاہ بن گئے اور غالب آگئے تھے۔ پھر شدید تو مر گیا اور ساری کی ساری سلطنت شداد کو مل گئی تھی بڑے بڑے بادشاہ اُس کے مطیع ہو گئے تھے۔ اس نے جنت کا ذکر سنا تو اس پر آمادہ ہو گیا کہ عدن کے کسی صحرا میں جنت بھی بنا ڈالے۔ اور اس کا نام ارم رکھا۔ اور جب وہ پوری ہو چکی تو اپنے بال بچوں کو لیکر اس کی طرف چلا اور جب اس سے اتنے فاصلہ پر رہا جتنا فاصلہ ایک دن اور ایک رات میں طے ہو سکتا ہے تو خدائے تعالیٰ نے آسمان سے ایک چیخ ان پر بھیج دی جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷۰ نوٹ ۹ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بے شک تمہارا پروردگار گناہگاروں کو سزا دینے پر قادر ہے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے یہ منقول ہے کہ مرصاد صراط پر ایک پل ہے۔ جس بندے کے ذمے کسی دوسرے بندے کا مظلمہ ہوگا وہ اس کو عبور نہ کر سکے گا۔ ۱۲

صفحہ ۱۰۷۱ نوٹ ۱ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خداؐ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے روح الامینؑ نے خبر دی ہے کہ خدائے تعالیٰ جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے جس وقت تمام مخلوق کو قبروں سے نکال لیگا اور اولین و آخرین کو جمع فرمائیگا تو اس وقت جہنم کو منگوائے گا وہ ایک ہزار باگوں سے کھینچتا ہوا لایا جائیگا کہ ہر ہر باگ کو ایک ایک لاکھ سخت اور درشت مزاج فرشتے پکڑے ہوئے کھینچتے ہوں گے۔ اس کا جوش و غضب اور اس کی چیخ پکار ایسی ہوگی اور وہ ایسی ایسی ہولناک آوازیں نکالیگا کہ اگر خدائے تعالیٰ حساب کے لئے اپنی مخلوق کو اپنی قدرتِ کاملہ سے زندہ نہ رکھتا تو سب کے سب مر جاتے پھر جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی کہ وہ تمام اہلِ محشر کو گھیرے گی خواہ وہ نیک ہوں خواہ بد۔ اللہ نے اپنے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں پیدا کیا، نہ فرشتہ نہ نبی جو یہ نہ کہتا ہو گا رَبِّ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اور آپ اپنے نبیؐ اللہ امتی امتی پکارتے ہوں گے۔ اس کے بعد جہنم پر صراط قائم کیا جائیگا جو بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز۔ اس پر تین پل ہوں گے۔ پھر ایک پر امانت اور صلۂ رحمی قائم ہوں گے اور دوسرے پر نماز ہوگی اور تیسرے پر خود پروردگار عالم جس کے سوا کوئی معبود ہی نہیں ہے پس لوگوں کو مجبور کیا جائیگا کہ ان پُلوں پر سے گزریں۔ اوّل پل پر صلۂ رحمی اور امانت انکو روکیں گے۔ اگر اس سے نجات پا گئے تو دوسرے پر نماز ان کو روکے گی اور اگر اس سے بھی نجات پا گئے تو اب رسائی پروردگار عالم تک ہوگی۔ اسی پل کا نام مرصاد ہے۔ اسی کی نسبت ارشاد ہے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔ لوگ اس پل پر کوئی ہاتھوں کے بھل چلتا ہوگا اور کوئی قدم قدم پر پھسلتا ہوگا اور فرشتے اس کے گرداگرد کھڑے ہوئے آواز دیتے ہوں گے کہ اے پروردگار بُردبار معاف فرما، درگزر فرما ان پر اپنا فضل کر ان کو بچا لے، ان کو بچا لے۔ مگر بہت سے لوگ جہنم میں اس طرح گریں گے جس طرح بھٹکے چراغ پر گرتے ہیں۔ پھر جو نجات پانیوالا خدا کی رحمت سے نجات پا جائیگا وہ اس سے گزر جائیگا اور گزر کر یہ عرض کریگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَبِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ وَتَزْكُوا الْحَسَنَاتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ بَعْدَ يَاْسٍ بِمَنِّهٖ وَبِفَضْلِهٖ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے زیبا ہے اور اسی کے احسان سے نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور خوبیاں بڑھتی ہیں۔ اور سب تعریف اسی خدا کے لئے ہے جس نے (اے جہنم) اپنے فضل و کرم سے مجھے تجھ سے نجات دی بعد اس کے کہ مجھے ناامیدی ہو چکی تھی۔ بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے۔) ۱۲

صفحہ ۱۰۷۱ نوٹ ۵ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝:۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا مومن کو اپنی روح کا قبض ہونا بھی ناگوار گزرتا ہے؟ فرمایا واللہ نہیں۔ جب اس کے پاس ملک الموت اس غرض سے آتا ہے کہ اس کی روح قبض کرے تو مومن اس وقت پریشان ہو جاتا ہے۔ ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ اے ولیِ خدا پریشان نہ ہو۔ اسی کی قسم جس نے جناب رسولِ خدا کو مبعوث فرمایا اگر تیرا رحم دل باپ اس وقت موجود ہوتا تو جتنی وہ تجھ پر مہربانی اور شفقت کرتا اس سے میں زیادہ مہربان اور شفیق ہوں۔ اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا، جناب امیر المومنینؑ، جناب فاطمہ زہراؑ، جناب حسنؑ مجتبیٰ، جناب حسینؑ سید الشہداء اور ائمہ اہلبیتؑ جوان بزرگواروں کی اولاد میں ہوئے ہیں۔ ان سب کی صورتیں اپنے سامنے دیکھے گا اور اس سے یہ کہا جائیگا کہ یہ جناب رسولِ خدا ہیں، یہ جناب امیر المومنینؑ ہیں، یہ جناب فاطمہ زہراؑ ہیں، یہ جناب حسنؑ مجتبیٰ ہیں، یہ جناب حسینؑ سید الشہداء تیرے رفیق ہیں۔ پس وہ آنکھیں کھول کر دیکھے گا پھر ایک منادی منجانب پروردگار عالم اس کی روح کو ندا دیکر کہے گا يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اے وہ نفس جو محمدؐ و ان کے اہلبیتؑ کے سبب مطمئن ہو چکا ہے اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے مَّرْضِيَّةً

اور جس حال میں کہ تو ثواب کے لئے پسند کر لیا گیا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ میرے بندوں میں یعنی محمدؐ و اہلبیتؑ میں تو بھی داخل ہو جا۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ اور میری جنت میں چلا آ۔ پس اسے کوئی چیز اس سے زیادہ پیاری نہ معلوم کرا سکی روح کھینچے اور اس نداد ینے والے سے جا ملے۔ تفسیر قمی میں بھی اختصار کے ساتھ یہی مضمون ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۶ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ پروردگار عالم نے بلد الحرام یعنی مکہ کی جو قسم کھائی تو یہ اس شخص کے شرف کی وجہ سے ہے جو اس میں تشریف فرما تھے یعنی جناب رسالتمآبؐ۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قریش اس شہر کی عظمت تو یہی کرتے تھے اور اس میں جناب رسولؐ خدا کی بے حرمتی کرنا مناسب سمجھتے تھے۔ اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ اس کا یہ مطلب ہے کہ ـــ انھوں نے اس میں تمہاری توہین کو جائز جان لیا ہے کہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں اور تم کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ اس شہر میں ہیں جس میں کوئی اپنے باپ کے قاتل کو بھی گرفتار نہیں کر سکتا اور جو لوگ حرم کے اندر درخت کے ریشے اپنے گلے میں ڈال لیتے ہیں تو وہ اس کے سبب سے پورا پورا امن پا لیتے ہیں۔ مگر قریش نے جناب رسولؐ خدا کی ایذا دہی کے لئے وہ سب باتیں جائز سمجھ لی تھیں جن کو وہ اوروں کے لئے ناجائز جانتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۷ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ کافی میں ہے کہ یہاں سے وَالِدٍ سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں اور مَا وَلَدَ سے مراد ائمہؑ ہیں جو ان کی اولاد میں ہوئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۶ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝:۔ کافی میں ہے کہ جناب امام رضاؑ کھانا کھانے بیٹھتے تو ایک خالی رکابی حضرتؑ کے دسترخوان کے نزدیک لا کر رکھی جاتی تو جتنے کھانے اچھے اچھے ہوتے ان سب میں سے حضرتؑ تھوڑا تھوڑا نکال کر رکھتے۔ پھر حکم دیتے کہ یہ مساکین کو کھلایا جائے پھر یہ آیتیں فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ سے یہاں تک تلاوت فرماتے۔ پھر ارشاد فرماتے کہ خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ ہر شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ غلام آزاد کر سکے لہٰذا اسکے لئے جنت کا راستہ مساکین کو کھانا کھلانے ہی میں مقرر کر دیا۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص ایک مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو مخلوق خدا میں سے کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں کس قدر اجر عطا فرمائے گا۔ نہ کوئی مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی مرسل نبی۔ صرف پروردگار عالم ہی کو اس کا علم ہے پھر فرمایا کہ مغفرت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلوا دیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَوْ اِطْعٰمٌ الخ۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۷ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنینؑ کے صحابی اور ان حضرتؑ کے شیعہ۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب امیر المومنینؑ اور ائمہؑ ہدیٰ کی مخالفت کی۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۹ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں دشمنانِ اہلبیتؑ۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۱۰ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ..... تا ..... اِذَا يَغْشٰهَا:۔ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلشَّمْسِ سے مراد جناب رسولؐ خدا ہیں جن کے ذریعہ سے پروردگار عالم نے لوگوں کے لئے ان کے دین کو واضح کر دیا۔ اور اَلْقَمَرِ جناب امیر المومنینؑ ہیں جو جناب رسولؐ خدا کے بعد آئے اور ان کا سینہ جناب رسولؐ خدا نے علم سے مملو کر دیا۔ اور رات سے مراد ائمہ جورؑ ہیں جنہوں نے ظلماً و غصباً امرِ خلافت کو آلِ رسولؐ سے لے لیا اور اس مقام پر بیٹھ گئے جس کے مستحق آلِ محمدؐ سب سے زیادہ تھے۔ پس ان لوگوں نے دینِ خدا کو ظلم و جور سے اسی طرح ڈھانپ لیا جس طرح رات کی اندھیری چھا جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل کو اس طرح بیان فرمایا ہے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا اور دن سے وہ امام مراد ہیں جو اولادِ جناب فاطمہؑ زہرا سے ہوں کہ ان سے دینِ خدا کی کوئی بات دریافت کی جائے تو وہ اس کو سائل کے لئے صاف صاف بیان کر دیں۔ اسی کو خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۱۱ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بدی اور نیکی کی شناخت بتلا دی پھر اختیار دیدیا کہ اب جسے چاہے اختیار کر لے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اسے کرنا چاہئے وہ بھی کھول کر بیان کر دیا اور جو کچھ چھوڑنا چاہئے وہ بھی۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۱۲ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد اوّل و ثانی ہیں۔ جبکہ انھوں نے جناب امیر المومنینؑ سے بیعت کرنے میں اپنے ہاتھوں کو حضرتؑ کی ہتھیلیوں سے چھوا تھا۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس موقع پر لیل سے مراد ثانی ہے جو اپنے زمانہ میں جبکہ اس کی چل رہی تھی ظاہراً جناب امیر المومنینؑ پر ایسا ہی غالب آ گیا تھا جیسے رات دن پر یا ظلمت نور پر چھا جایا کرتی ہے۔ اور جناب امیر المومنینؑ ان لوگوں کی سلطنت کے زمانہ میں جب تک وہ ختم نہ ہو گئی برابر صبر فرماتے رہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ لوٹ ۶ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کہ اَلْحُسْنٰى سے مراد ہے ولایت جناب امیر المومنینؑ نیز اسی تفسیر میں یہ روایت بھی وارد ہے کہ یہ آیتیں ایک شخص انصاری کی شان میں نازل ہوئی ہیں جسکا ایک خرما کا درخت ایک دوسرے شخص کے مکان میں تھا۔ اور وہ اکثر اس کے گھر میں بغیر اس کی اجازت چلا جایا کرتا تھا۔ پس اس نے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں شکایت پہنچائی

آنحضرتؐ نے درخت والے سے یہ فرمایا کہ تو اپنا یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اور اس کے بدلے جنت میں ایک درخت لے لے۔ اس نے عرض کی میں تو ایسا نہیں کرتا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اس کو میرے ہاتھ بیچ دے اور جنت میں اس کے بدلے میں ایک باغ لے لے۔ اُس نے عرض کی مجھے یہ بھی منظور نہیں اور وہاں سے چلدیا۔ پس ابوالدحداح اس کے پاس پہنچے اور انھوں نے اس سے وہ درخت خرید لیا۔ اور جناب رسولِ خدا کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ درخت لیجئے اور جنت میں وہ باغ جو اس کو عطا فرمانا چاہتے تھے اور اس شخص نے قبول نہ کیا تھا وہ مجھے عطا فرمائیے جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں بہت سے باغات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں ہیں اَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝
تفسیر مجمع البیان میں ابن عباسؓ سے بھی یہی روایت مروی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جس شخص کا وہ درخت تھا۔ اُس درخت کی شاخیں ایک مرد فقیر عیال دار کے گھر میں تھیں۔ جب اس کا مالک آتا تو گھر میں جا کے خرمے توڑنے نیچے لئے درخت پر چڑھتا تھا۔ کبھی کبھی اس فقیر کے گھر میں بھی ٹوٹ کے جا پڑتے تھے۔ اس فقیر کے بچے اٹھا لیتے تھے۔ پس خرمہ کا مالک درخت سے اترتا تھا اور ان بچوں کے ہاتھوں میں سے خرمے چھین لیتا تھا اور اگر کوئی بچہ اپنے منہ میں رکھ لیتا تھا تو یہ انگلی ڈال کے نکال لیتا تھا۔ (مرد) فقیر نے جناب رسولِ خدا سے اُسکی شکایت کی۔ اس کے بعد مضمون حدیث وہی ہے (جو حاشیہ پر تحریر ہوا) پھر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابوالدحداح نے چالیس درختوں کے عوض میں وہ درخت اس شخص سے خرید لیا اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! وہ درخت میں نے مول لے لیا۔ وہ میرا ہو گیا۔ میں اسے حضور کی نذر کرتا ہوں آنحضرتؐ مکان والے کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ درخت میں نے تجھ کو اور تیرے عیال کو دیا۔ پس خداوند عالم نے سورۂ واللیل نازل فرمائی۔

صفحہ ۱۳ ۷ نوٹ ۷ لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جس نے جناب رسولِ خدا کے ہاتھ درختِ خرما بیچنے میں بخل کیا تھا۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ وارد ہے کہ جہنم میں ایک میدان ہے جس میں آگ بھری ہوئی ہے۔ اس میں وہی شخص جائیگا جو سب سے زیادہ شقی ہے یعنی فلاں جس نے علیؑ مرتضیٰ کے بارے میں جناب رسولِ خدا کی تکذیب کی۔ اور ولایت جناب امیرالمومنینؑ سے روگرداں رہا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ آتش جہنم کی یہ حالت ہے کہ بعض بعض سے تیزی میں کم ہے اور بعض زیادہ مگر اس میدان کی آگ ناصبیوں کے لئے مخصوص ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ ۷ نوٹ ۳ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ ..... تا ..... فَاَغْنٰى ۝:۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ یتیم کے معنی ہیں تمام مخلوق میں تم کو بے مثل پایا۔ اور فَاٰوٰى کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو تمہاری طرف رجوع کر دیا۔ اور ضَآلًّا کے معنی یہ ہیں کہ تم ایسی قوم میں ہو جو تمہاری فضیلت نہیں پہچانتے اور فَهَدٰى کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو تمہاری طرف ہدایت کر دی اور عَآئِلًا کے معنی یہ ہیں عالم رکھنے والا اور لوگوں کو اپنے علم کے ذریعہ سے اپنی عیال بنانے والا۔ اور فَاَغْنٰى سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہاری وجہ سے علم و حکمت سے مستغنی کر دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسولِ خدا ماں اور باپ کی طرف سے یتیم کیوں کر دیئے گئے؟ فرمایا اس لئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ ۷ نوٹ ۴ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں ظاہراً خطاب جناب رسولِ خدا سے ہے اور مراد امت کے لوگ ہیں۔ یہی حالت آگے کی آیت کی ہے یعنی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ کی۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ ۷ نوٹ ۵ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم پر نازل کیا ہے اس کا ذکر کرو اور نماز کا، روزہ کا، حج کا، زکوٰۃ کا اور ولایت جناب امیرالمومنینؑ کا یعنی جن جن چیزوں کے بارے میں آپ کو حکم دے چکا ہے ان سب کا اور جن چیزوں کے ذریعہ سے آپ کو فضیلت دی ہے ان سب کا ذکر کرتے رہیئے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو احکام آپ کو خدائے تعالےٰ نے عطا فرمائے ہیں اور جن جن باتوں کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ نے آپ کو فضیلت دی ہے اور جو چیزیں اس نے آپ کو عنایت کی ہیں اور جو کچھ آپ پر احسان کیا ہے اور جو جو ہدایتیں فرمائی ہیں ان سب کا ذکر کرتے رہیئے۔ الحاسن میں ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اس بات کا حکم دیا کہ دین کے متعلق جو نعمتیں خدا نے عطا فرمائی ہیں اُن کا ذکر کرتے رہیں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) خدا کے دین کا اور اس کے عطیوں کا اور نعمتوں کا ذکر کیجئے۔ نیز وہی جنابؑ فرماتے ہیں کہ جس بندہ خدائے تعالےٰ کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور اس کا اثر اس پر ظاہر ہو تو وہ بفیض اللہ کہلائیگا۔ اور نعمتِ خدا کا ذکر کرنیوالا۔ اور جب اللہ اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور اس کا کوئی اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو وہ بغیض اللہ کہلائیگا۔ یعنی نعمتِ خدا کا جھٹلانے والا۔

صفحہ ۱۴ ۷ نوٹ ۶ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علیؑ کے ذریعہ سے جبکہ ہم نے انکو تمہارا وصی قرار دیا اور فتح مکہ کے ذریعہ سے جبکہ قریش کے گروہ کے گروہ داخلِ اسلام ہو گئے تمہارے سینے کو کشادہ کیا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا سینہ بھی کھل جاتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی کہ کوئی اسکی علامت بھی ہے جس سے وہ پہچان لیا جائے؟ فرمایا دارالغرور یعنی دنیا سے علیحدہ ہو بیٹھنا اور ہمیشہ کے رہنے کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پہلے آمادہ رہنا۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ ۷ نوٹ ۷ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ جب میرا ذکر کیا جائیگا تمہارا بھی ذکر ضرور کیا جائیگا۔ چنانچہ جب کوئی شخص اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی ادا کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴ ۷ نوٹ ۸ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝:۔ اس سے مراد ہے تنگیٔ سینہ اور وہ بوجھ جو کمر کو توڑے ڈالتا تھا اور قوم کی گمراہی اور ان کا ایذائیں دینا۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۹ | یُسْرًا ۝:۔ جس سے مراد ہے سینے کا کھول دینا اور بوجھ کا اتار دینا اور قوم کو ہدایت پانے اور اطاعت کرنے کی توفیق دینا۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسولِ خدا نہایت شاداں و فرحاں تبسم کرتے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ عُسْر، یُسْر پر کبھی غالب نہ آسکے گا۔ (تصریح:۔ ان دونوں آیتوں میں لفظ عُسْر ایک ہی ہے چونکہ معرفہ ہے اور یُسْر نکرہ ہونے کی وجہ سے دو ہیں۔) ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۱۰ | فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی نبوت کے پہنچانے سے فارغ ہو جاؤ تو علیؑ مرتضٰے کو اپنا قائم مقام کر دو اور تم اس بارے میں اللہ کی طرف توجہ کرو۔ اور کافی میں انہی حضرتؑ سے یہ بھی ایک حدیث منقول ہے کہ فرمایا جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم قائم کر دو اور اپنے وصی کا اعلان کر دو اور ان کی فضیلتیں علانیہ طور پر لوگوں کو جتلا دو۔ اسی لئے جناب رسولِ خدا نے (خطبہ میں سب کو جتلانے کے بعد) فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (جس کا میں حاکم و سردار ہوں، علیؑ بھی اس کے حاکم و سردار ہیں) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ تو علیؑ بن ابیطالبؑ کو اپنا وصی مقرر کر دو۔ انہی حضرتؑ سے بروایت ابوجمیلہ مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ حَجَّتِكَ فَانْصَبْ عَلِيًّا لِلنَّاسِ یعنی جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ تو آدمیوں کی ہدایت کے لئے علیؑ بن ابیطالبؑ کو اپنا خلیفہ) مقرر کر دو۔ قولِ مترجم:۔ مِنْ حَجَّتِكَ اور عَلِيًّا لِلنَّاسِ تفسیری الفاظ ہیں۔

انہی حضرتؑ سے بروایتِ ابوحاتم رازی اس آیت کی تفسیر مروی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ اے ہمارے رسولؐ! جب تم شریعت کو کامل کر چکو تو علیؑ بن ابیطالبؑ کو اپنی امت کا امام بنا دو۔

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۳ | قولِ مترجم:۔ ظاہراً حدیثوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقۃ کچھ اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ مقاماتِ مخصوصہ کو جو بزرگی ملی وہ اشخاص متبرک ہی کی بدولت ملی۔ اور وہ اشخاص متبرک سب ایک نور کے اجزا رہیں۔ اب جیسا سائل سامنے آیا ویسا جواب اس کی عقل کے موافق فرمایا۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۴ | اَلْاِنْسَانَ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ دونوں آیتیں حضرت اوّل کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ المناقب میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں اَلْاِنْسَانَ سے مراد ہیں حضرت اوّل۔ پھر جناب امیر المومنینؑ سے بغض رکھنے کی بدولت ان کا یہ نتیجہ ہوا خدا نے فرمایا ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۵ | اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۶ | اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝:۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا سے اور العیون میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دونوں حضراتؑ جب اس سورہ کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو یہ فرمایا کرتے بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۷ | اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ سب سے پہلی سورۃ ہے جو نازل کی گئی جس وقت جبرئیل امین جناب رسولِ خدا کی خدمت میں اسے لیکر آئے تو عرض کی یا رسولَ اللہ اِقْرَاْ (پڑھئے) آنحضرتؐ نے فرمایا مَا اَقْرَاُ (میں کیا پڑھوں) عرض کی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ یہاں خَلَقَ سے مراد ہے کہ آپ کا نور سب چیزوں سے پہلے پیدا کیا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۸ | عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝:۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب علیؑ مرتضٰے کو آپ کی خاطر سے فن کتابت سکھایا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۹ | اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں انسان سے مراد معمولی آدمی ہے اور اسکی عادت یہ ہے کہ جب آپ اپنے کو مالدار دیکھتا ہے تکبر و سرکشی کرتا اور خدا کی حضوری سے انکار کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۱۰ | اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ولید ابن مغیرہ لوگوں کو نماز سے روکا کرتا تھا اور اس بات سے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کریں۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث آئی ہے کہ ابوجہل نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے سامنے محمدؐ سجدہ میں اپنی پیشانی رکھ دیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اُسی کی قسم جسکی قسم کھائی جاتی ہے اگر میں نے انھیں ایسا کرتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن پر پاؤں رکھ دونگا۔ لوگوں نے کہا یہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں۔ پس وہ اسی ارادے سے جو کچھ وہ کہہ چکا تھا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر میں پیچھے کو ہٹا۔ پچھلے پاؤں ہٹتا جاتا تھا اور ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچاتا جاتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوالحکم یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ ان کے اور میرے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق ہے اور ایک ڈراؤنی چیز ہے اور کچھ پردار بازو ہیں۔ اور جناب رسولِ خدا نے یہ فرمایا کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ابوجہل میرے قریب پہنچ جاتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کو اڑا لے جاتے۔ اسی امر کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے اس آیت سے لیکر آخر سورہ تک نازل فرمائی۔ ۱۲

صفحہ ۱۴۷ نوٹ ۴ | وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝:۔ المعانی میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے دریافت کیا کہ یا علیؑ آیا تم جانتے ہو کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ کے کیا معنی ہیں؟ میں نے عرض کی یا رسولَ اللہ جب تک حضورؐ نہ بتلائیں میں کیونکر جانوں؟ فرمایا کہ اللہ نے اسی رات میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب مقرر فرمایا ہے۔ پس منجملہ ان سب باتوں کے تمہاری اور تمہاری اولاد کی ولایت بھی ہے جو قیامت تک رہنے والی ہے۔ (قرآن مجید کے لیلۃ القدر میں نازل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اسکے لئے دیباچہ کا نواں مقدمہ دیکھو)

صفحہ ۱۶ ۷ نوٹ ۵

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ :- کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے خواب میں یہ دیکھا کہ بنی امیہ آنحضرتؐ کے بعد ان کے منبر پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہِ راست سے ہٹا کر پچھلے پاؤں لوٹاتے ہیں۔ پس صبح کو آنحضرتؐ بہت رنجیدہ اور مغموم تھے کہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے ہیں اور عرض کی یہ کیا بات ہے کہ میں آپکو رنجیدہ و مغموم پاتا ہوں؟ فرمایا اے جبرئیلؑ میں نے آج ہی رات میں دیکھا کہ میرے بعد میرے منبر پر بنی امیہ چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا کر پیچھے ہٹاتے ہیں۔ جبرئیلؑ امین نے عرض کی اسی کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے مجھے اب تک اس امر کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود آسمان کو گئے اور زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ قرآن مجید کی کچھ آیتیں لیکر آئے جن سے آنحضرتؐ کو سکون و اطمینان ہوا۔ وہ آیتیں حسب ذیل ہیں اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۴۴۹ سطر ۹) نیز اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ .... تا .... خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لئے شب قدر کو ہزار مہینے سے جس میں بنی امیہ سلطنت کے مالک ہوں گے بہتر قرار دیا۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جس نے راہِ خدا میں ایک ہزار مہینے اپنے کندھے پر تلوار اٹھائی تھی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت تعجب کیا۔ اور یہ آرزو بھی کی کہ میری امت میں بھی ایسا کوئی ہوتا اور یہ عرض بھی کی کہ خداوندا! میری امت کو تو نے عمریں بھی کم دی ہیں اور اعمال بھی ان کے تھوڑے ہی ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ شب قدر اُن ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اُس اسرائیلی نے راہِ خدا میں ہتھیار اٹھائے تھے اور یہ مخصوص آپ کے لئے ہے۔ اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے قیامت تک ہر ماہِ مبارک رمضان میں ہوتی رہے گی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (دیکھو صفحہ ۷۹۱ سطر ۴) کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ہاں یہی شب قدر ہے۔ اور یہ ہر برس ماہِ مبارک رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور قرآن مجید شب قدر ہی میں نازل ہوا ہے۔ نیز منقول ہے کہ کسی نے انہی حضرتؑ سے دریافت کیا تھا کہ شب قدر کس شب کو ہوتی ہے؟ تو فرمایا اسے اکیسویں شب میں تلاش کرو یا تیئیسویں میں۔ اور ایک روایت کے بموجب یہ فرمایا کہ انیسویں۱۹ اکیسویں۲۱ تیئیسویں۲۳ کسی نے عرض کی کہ اگر آدمی کو تکان عارض ہو جائے یا بیمار ہو تو ان شبوں میں سے سب سے زیادہ بھروسہ کس پر ہے؟ فرمایا تیئیسویں۲۳ پر۔ اور جناب امام محمد باقر یا جناب امام محمد جعفر صادق علیہما السلام سے یہ بھی روایت ہے کہ اس کی علامت یہ ہے کہ ہوا خوشبودار ہو جاتی ہے نیز موسم اگر سردی کا ہے تو وہ رات گرم ہو جاتی ہے اور اگر گرمی کا ہے تو سرد ہو جاتی ہے۔ کافی میں جناب امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس حال میں میرے والد ماجد کعبہ کا طواف فرما رہے تھے ایک شخص نقاب پوش آیا اور حضرتؑ کے قریب ہو کر آپکو پورے سات چکر نہ کرنے دیے اور آپ کو ایک مکان میں لے گیا جو کوہِ صفا کے پہلو میں ہے۔ مجھے بھی وہیں بُلا لیا اور یہ کہا کہ ابن رسولؐ اللہ کا آنا مبارک ہو۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور یہ کہا کہ اے وہ شخص! جو بعد اپنے آباؤ اجداد کے امین خدا ہے۔ خدا آپ کی نسل میں برکت دے۔ اے ابوجعفرؑ! جی چاہے تم مجھے خبر دو اور اگر چاہو تو میں تمہیں خبر دوں۔ اگر جی چاہے آپ مجھ سے کچھ سوال کریں اور اگر منظور ہو میں آپ سے کچھ سوال کروں۔ جی چاہے آپ میری تصدیق کیجئے اور منظور ہو تو میں آپ کی تصدیق کروں؟ حضرتؑ نے فرمایا مجھے یہ سب باتیں منظور ہیں۔ اس شخص نے کہا تو ایسا نہ ہو کہ میرے سوالات کے وقت آپ کی زبان سے کچھ اور نکلے اور دل میں میری نسبت کچھ اور ہو؟ فرمایا ایسا تو وہ شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں دو علم ہوں (اور) ان میں سے ایک دوسرے کا مخالف ہو۔ اور خدائے تعالیٰ نے اس کو روا ہی نہیں رکھا کہ اس کے علم میں اختلاف ہو۔ اس شخص نے کہا کہ میرا سوال یہی ہے کہ جس کے ایک جزو کی تفصیل آپ خود ہی فرما گئے۔ مجھے اسی علم کی خبر دیجئے کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا کہ اس کا جاننے والا کون ہے؟ فرمایا سارا علم تو خدائے عزّ و جلّ کے پاس ہے مگر اتنا حصّہ جس کی چار و ناچار بندوں کو ضرورت ہوتی ہے وہ اوصیاء کے پاس ہے۔ یہ سنکر اس شخص نے اپنی نقاب اُلٹ دی۔ سیدھا ہو بیٹھا۔ چہرہ اس کا بشاش ہو گیا اس نے یہ کہا کہ یہی میری غرض ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں۔ آپ کا یہ گمان ہے کہ اس علم کا ایک حصّہ جس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہوتا اوصیاء کے پاس ہے تو وہ اوصیاء کو حاصل کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا اسی طرح جس طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوتا تھا۔ فرق اتنا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کو دیکھتے تھے کہ وہ نبی تھے اور اوصیاء فقط آواز سنتے ہیں اس واسطے کہ یہ محدّث ہیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خدائے تعالیٰ کی جانب توجّہ کرتے تھے تو وحی سن لیتے تھے اور یہ وحی نہیں سنتے۔ ان کو الہام ہو جاتا ہے۔ اس شخص نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ مگر ایک سوال میرا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بھلا مجھے یہ تو بتائیے کہ یہ علم اوصیاء سے اسی طرح کیوں نہیں عام طور پر ظاہر ہوتا جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوتا تھا؟ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد یہ سنکر متبسّم ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کو یہ منظور نہیں ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن کا امتحان ایمان کے ذریعے سے کر چکا ہے کسی اور کو اس کی اطلاع ہو۔ جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ طے فرمایا تھا کہ اپنی قوم کی ایذا دہی پر صبر کیے چلے جائیں اور جب تک حکم نہ ملے ان سے جہاد نہ کریں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھپاتے رہے تاآنکہ یہ فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (دیکھو صفحہ ۴۲۵ سطر ۱) اور قسم بخدا اگر آنحضرتؐ اس سے پہلے بھی ظاہر کرتے تو مامون رہتے۔ لیکن انہوں نے اطاعت کو مدِّ نظر رکھا اور خلاف کرنے سے خائف رہے۔ اسی وجہ سے زبان کو روکا۔ اسی طرح میں بھی چاہتا ہوں کہ تم اس امت کے مہدیؑ کے منتظر رہو۔ جس کی نصرت آسمان و زمین کے کُل فرشتے آلِ داؤدؑ کی تلواروں کے ساتھ کریں گے جو کافر مر گئے ہوں گے ان کی روحوں کو عذاب دیں گے اور جو زندہ ہوں گے ان کے جسموں سے روحیں نکال کر مُردہ کافروں کی روحوں سے ان کو ملا دینگے یہ سنکر اس شخص نے ایک تلوار نکالی اور کہا کہ آیا یہ بھی انہی میں سے ہے؟ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اسی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام آدمیوں پر فضیلت دی ہے۔ بیشک یہ انہی تلواروں میں سے ہے۔ اس شخص نے پھر نقاب اپنی اوڑھ لی اور کہا کہ میں سے التماس ہوں۔ میں نے آپ سے آپ کے معاملہ میں جو کچھ دریافت کیا وہ از روئے جہالت نہیں دریافت کیا بلکہ میں نے یہ چاہا کہ اس حدیث سے آپ کے

اصحاب کو قوت پہنچے اور اب میں ایک آیت بتلاتا ہوں کہ آپ تو اسے جانتے ہی ہیں مگر اگر آپ کے شیعہ اس کے ذریعہ سے مخاصمہ کریں تو غالب آئیں گے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے فرمایا کہ آپ کی مرضی ہو تو میں ہی وہ بتلادوں؟ انہوں نے کہا بہتر۔ پھر میرے والد ماجد نے فرمایا کہ اگر ہمارے شیعہ ہمارے مخالفین سے یہ دریافت کریں کہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ تو آیا علم میں سے کچھ ایسی باتیں بھی تھیں جن کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات تک نہیں جانتے تھے یا کچھ ایسی بھی تھیں جن کو جبرئیلؑ اس رات کے سوائے بھی لائے تھے؟ تو وہ یہی کہیں گے کہ نہیں! اُس وقت اُن سے یہ کہو کہ آیا کوئی علم ایسا ہے جس کا اس رات کو ظاہر کرنا ضروری تھا؟ اس پر کہیں گے نہیں! تب ان سے یہ کہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علمِ خدا سے جو کچھ بھی ظاہر کیا ہے اس میں کچھ اختلاف ہے؟ اگر وہ کہیں گے ہے تو تم یہ کہو کہ جس نے خدا کا ایسا حکم پہنچایا جس میں اختلاف ہے ضرور جناب رسولؐ خدا کا مخالف ہے۔ انہیں کہنا پڑیگا کہ ہاں ہے۔ اور اگر وہ نہیں کہدیں تو ان کی پہلی بات کے برخلاف پڑیگا۔ تم ان سے یہ کہو مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (دیکھو صفحہ ۷۸ سطر ۸) پھر اگر وہ کہیں کہ علم میں مضبوط کون ہیں؟ تو تم کہدو کہ جن کے علم میں اختلاف نہیں ہوتا۔ پھر بھی اگر دریافت کریں کہ آخر بتاؤ تو وہ کون ہیں؟ تو تم کہو کہ پہلے تو ان میں سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آیا انہوں نے پہنچادیا یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ پہنچادیا تو پھر دریافت کرو کہ آیا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال بھی ہوگیا یا نہیں؟ اور جو خلیفہ آنحضرتؐ کے بعد ہے آیا اس کو ایسا علم ہے جس میں اختلاف نہ ہو؟ اگر وہ کہیں نہیں ہے تو تم یہ کہو کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ تو مؤیّد من اللہ ہے اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور کو خلیفہ کریں گے نہیں سوائے اس کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کے بموجب تو فیصلہ کرے اور سوائے نبوّت کے اور سب باتوں میں آنحضرتؐ کے مانند ہو۔ اور اگر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم کے بارے میں کسی کو خلیفہ نہیں کیا تو امت کے جتنے لوگ بعد میں پیدا ہونیوالے تھے سب کو ضائع کردیا۔ اور اگر تم سے وہ یہ کہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تو قرآن سے تھا۔ تو تم یہ کہو کہ قرآن مجید میں یہ بھی موجود ہے حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۷۹۱ سطر ۳) پھر اگر تم سے وہ یہ کہیں کہ اللہ تو نبی کے سوا کسی کے پاس بھیجا ہی نہیں کرتا تو تم جواب میں یہ کہو کہ یہ امر محکم جو الگ الگ کیا جاتا ہے یہ تو فرشتوں کی اور روح کی طرف سے ہوتا ہے (اور فرشتوں کا اور روح کا اترنا ثابت ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝) تو آیا یہ فرشتے اور روح کسی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف اتر کر آتے ہیں؟ اگر وہ یہ کہیں کہ آسمان سے آسمان کی طرف آتے ہیں تو تم یہ کہو کہ کسی آسمان میں تو کوئی ایسا ہے ہی نہیں جو خدا کی اطاعت چھوڑ کر نافرمانی کرے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ آسمان سے زمین کی طرف آتے ہیں اور زمین ہی کے رہنے والے تمام مخلوق سے زیادہ اس کے محتاج ہیں تو تم یہ کہو کہ ان کو کسی سید و سردار کی ضرورت ہے جس کے پاس وہ اپنے جھگڑے قضیے فیصلے کے لئے لیجائیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ خلیفہ جو بھی ہو وہ اُن کا حاکم ہے تو تم کہو کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۶۶ سطر ۸) اس سے یہ معلوم ہوا کہ آسمانوں میں اور زمین میں کوئی ولی خدا کا ایسا نہیں ہے جس کی تائید خود خدائے تعالیٰ نہ فرماتا ہو۔ اور جس کی تائید خدائے تعالیٰ فرمائے گا اس سے کوئی خطا نہ ہوگی۔ اور زمین میں کوئی دشمن خدا کا ایسا نہیں ہے جو خدا کی نصرت سے محروم نہ ہو۔ اور جو نصرتِ خدا سے محروم ہے اس سے کسی صواب کی بات کی امید نہیں ہوسکتی۔ اب جیسا کہ یہ ضرور ہے کہ ہر امر آسمان سے اتریگا جس کے مطابق زمین کے رہنے والے عملدرآمد کریں اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی صاحبِ امر ہو جس کے پاس وہ امر اترے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم تو ایسے کسی کو نہیں جانتے؟ تو تم کہو کہ اب جو تمہارا جی چاہے کہو۔ خدائے تعالیٰ نے تو اسکو روا نہیں رکھا کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے بندوں کو بلا حجتِ خدا اور بلا ولیِ امر کے چھوڑ دے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اتنا ارشاد فرما کر میرے والد ماجد خاموش ہوگئے۔ اس پر حضرت الیاسؑ نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ! یہاں ایک اٹکاؤ ہے۔ بھلا وہ اگر یہ کہیں کہ اللہ کی حجت قرآن مجید ہے؟ فرمایا اس صورت میں میں انہیں یہ جواب دونگا کہ قرآن تو بولنے والا نہیں ہے کہ وہ کسی خاص چیز کا حکم دیتا ہوا اور کسی بات سے منع کرتا ہو بلکہ قرآن کے کچھ اہل ہیں جو حکم بھی دیتے ہیں اور منع بھی کرتے ہیں۔ نیز یہ کہونگا کہ زمین کے رہنے والوں میں سے کسی کسی پر کوئی مصیبت ایسی آپڑتی ہے جو اس سال کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور ایسا بھی حکم ان کو ملتا ہے جس میں اختلاف ہوتا ہے۔ ان باتوں کا کوئی ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہے کہ اس کے علم میں جو آزمائشیں ہیں وہ زمین میں عام طور پر ظاہر ہوجائیں۔ اور اس کے حکم میں ان کا رد کرنیوالا بھی کوئی نہیں اور نہ اہل زمین کی مصیبت کو دفع کرنیوالی کوئی چیز ہے۔ تو اب کیا کہیں گے؟ حضرت الیاسؑ نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ! یہاں تو آکر بند ہوجائیں گے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے عزّ و جلّ خوب جانتا ہے کہ مخلوق پر زمین میں کون کونسی مصیبتیں پڑنیوالی ہیں اور دین کے بارے میں یا اور اور طرح خود ان کی ذات پر کیا کیا مصیبتیں آنیوالی ہیں۔ قرآن مجید کو تو صرف ایک راہبر بنادیا ہے۔ پھر حضرت الیاسؑ نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ! اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید راہبر کس کا ہے؟ فرمایا ہاں اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں احکام اجمال کے ساتھ ہیں اور ان کی تفسیر و تفصیل حاکم کے پاس ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کو یہ کسی طرح منظور نہیں کہ اس کے بندہ پر کوئی مصیبت اس کے دین کے بارے میں واقع ہو یا اس کی ذات کے بارے میں یا اس کے مال کے بارے میں۔ اور زمین خدا پر کوئی حاکم اس کی طرف سے مقرر نہ ہو جو اس مصیبت میں صحیح فیصلہ دینے والا یا اس کا سمجھا دینے والا ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ اس بات میں بھی آپ نے ایسی حجت سے بند کیا کہ آپ کے دشمن کو خدا پر افترا کرنیکا اقرار کرنا پڑے اور یہ کہنا پڑے کہ اللہ کی حجت ہی نہیں۔ اب مجھے ان دو آیتوں کی تفسیر اور بتادیجئے۔ لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ (دیکھو صفحہ ۸۶۲ سطر آخر) فرمایا یہ تو حضرت علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے (مطلب یہ ہے کہ ان کو حکم ہے کہ تمہارے ہاتھ سے جو چیز نکل جائے اس کا افسوس مت کرو) (اور دوسری آیت) وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ (دیکھو صفحہ ۸۶۳

سطر ۱) فرمایا یہ ابوبکر اور اس کے اصحاب کے بارے میں ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمہاری ایک یہ آزمائش بھی ہے جو میں نے کی۔ حضرت الیاسؑ نے یہ سنکر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ ہی ایسا حکم دے سکتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ اٹھ کر تشریف لے گئے اور پھر میں نے انہیں نہ دیکھا۔

نیز حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اے گروہ شیعہ! سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ کے ساتھ مباحثہ کرو تو تم ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب آؤ گے۔ کیونکہ قسم بخدا بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام مخلوقِ خدا پر یہ حجت خدا ہے اور یہ تمہارے دین کی سردار ہے اور یہ ہمارے علم کی انتہا ہے۔ اے گروہ شیعہ! حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ (دیکھو صفحہ ۷۱۹ سطر ۳) کے ذریعہ سے مباحثہ کرو اس لئے کہ وہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صاحبانِ امر کے ساتھ مخصوص ہے۔ اے گروہ شیعہ! خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۝ (دیکھو صفحہ ۶۹۸ سطر ۱) کسی نے عرض کی کیا ابوجعفرؑ! کیا اس امت کے ڈرانیوالے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھے؟ فرمایا ہاں! تو سچ کہتا ہے مگر کیا بعثت سے پہلے آنحضرتؐ اطرافِ عالم میں ڈرانیوالے تھے؟ سائل نے عرض کی نہیں! حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا کیا تیری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جیسا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالیٰ نے نذیر بنا کر مبعوث کیا کوئی اور نذیر مبعوث نہ کیا ہوگا؟ عرض کی کیوں نہیں! مبعوث کیوں نہ کیا ہوگا؟ فرمایا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے اٹھا لیا تو کوئی اور ڈرانیوالا نہ بھیجا ہوگا؟ اگر تو کہے نہیں تو گویا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے ان سب لوگوں کو ضائع کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت باپ کے صلب میں تھے یا ماں کے پیٹ اور گود میں۔ کسی نے عرض کی کیا قرآن مجید ان کو کافی نہیں؟ فرمایا کافی ہے اگر اس کے مفسر کو پالیں۔ تب عرض کی کیا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر نہیں کی؟ فرمایا پوری تو ایک شخص کے لئے کی اور باقی سب امت کے لئے اس کی ضرورت کے موافق تفسیر کی اور وہ شخص خاص علی بن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ سائل نے عرض کی کیا ابوجعفرؑ! کیا یہ امر ایسا خاص ہے کہ عام لوگ اس کے حامل نہیں ہو سکتے؟ فرمایا ضرور اسرارِ خدا خاص ہیں۔ دیکھ لے! خدا کو یہ تو کبھی بھی منظور نہیں تھا کہ باطل خداؤں کی پرستش کی جائے۔ مگر جس وقت تک دین کے ظاہر کرنیکا وقتِ معیّن نہ آگیا ان کی پوجا ہوتی ہی رہی۔ اسی طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرِ اسلام کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اور علی مرتضےٰ علیہ السلام) پر ظاہر کر کے اوروں سے چھپاتے ہی رہے۔ جب تک کہ اعلان عام کرنیکا حکم نہ آگیا۔ سائل نے عرض کی تو دین کے حاکم کے لئے یہ چھپانا لازم ہوگا؟ فرمایا کیا علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اس دن سے جس دن سے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے اس وقت تک نہیں چھپایا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امر کو ظاہر کیا؟ عرض کی ضرور ایسا ہوا۔ فرمایا بس اسی طرح ہم کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس وقت تک چھپائیں جب تک کہ قدرت کاملہ وقت پورا ہو۔

صفحہ ۷۱۶ نوٹ ۶ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس رات میں کل فرشتے اور روح قدس حکمِ خدا سے امامؑ زمان پر نازل ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ لکھ چکے ہیں وہ سب ان حضرتؑ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب شبِ قدر ہوتی ہے تو فرشتے اور روح اور کل لکھنے والے آسمان سے دنیا کی طرف اتر کر آتے ہیں اور جو کچھ اُس برس میں ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ ڈالتے ہیں۔ کافی میں جناب امام محمد باقر ابوجعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خلقتِ دنیا کے وقت سب سے پہلے شبِ قدر کو پیدا کیا اور اسی میں اوّل نبی اور وصی کو پیدا کیا اور یہ بات طے فرما دی کہ یہ رات ہر برس میں ایک دفعہ ہوا کرے اور اس میں اُن امور کی تفصیل و تفسیر اترا کرے جو آئندہ سال تک ہونے والے ہیں۔ پس جو شخص اس کا منکر ہے وہ خدائے تعالیٰ کے علم کا رد کرنیوالا ہے۔ اس لئے کہ جتنے انبیاء اور رسل اور محدّث ہیں ان پر وہی چیز حجت ہوتی ہے جو اس رات میں ان کو اس حجت کے ساتھ پہنچی ہے جو جبرئیلؑ لیکر آتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کیا محدّثوں کے پاس بھی جبرئیلؑ یا اور فرشتے آتے ہیں؟ فرمایا انبیاؑ و رسل کے بارے میں تو کچھ شک ہی نہیں اور اس دن سے لیکر جس دن سے زمین پیدا کی آخر فنائے دنیا تک یہ بھی ضرور ہے کہ کچھ لوگ ایسے رہیں جن کے پاس اس رات میں تفصیلِ امور نازل ہوتی رہے اور وہ حجتِ خدا ہوں۔ خدا کی قسم جب تک آدمؑ زندہ رہے ہر شبِ قدر میں روح فرشتہ اور اور فرشتے ان کے پاس امرِ خدا لاتے رہے اور واللہ آدمؑ نے اُس وقت تک انتقال نہیں کیا جب تک کہ اپنا وصی مقرر نہ کر لیا۔ اور ہر نبی جو آدمؑ کے بعد ہوا اس کو بھی اس شب میں برابر امر پہنچتا رہا اور وہ اپنے بعد اپنا وصی مقرر کرتا رہا۔ اور خدا کی قسم آدم علیہ السلام سے لیکر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی کو جو احکام اس رات میں ملے ہیں ان میں یہ حکم بھی ملتا تھا کہ اپنا وصی آئندہ فلاں شخص کو کر دینا اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تو جو اولی الامر ہونیوالے تھے ان کے لئے تو اپنی کتاب میں خاص کر یہ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ (دیکھو صفحہ ۵۶۹ سطر ۵) گویا یہ فرماتا ہے کہ میں بعد تمہارے نبیؐ کے تم کو اپنے علم کے لئے اپنے دین کے لئے اور اپنی عبادت کے لئے خلیفہ مقرر کرونگا جیسے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بعد خلیفہ میرے حکم سے مقرر کئے تھے اور اسی طرح اور نبی کرتے آئے۔ پھر فرماتا ہے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا (دیکھو صفحہ ۵۶۹ سطر ۹) مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ لوگ اس بات پر ایمان لائیں گے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایمان لا کے میری عبادت کرینگے۔ پس جو لوگ اس کے خلاف عقیدہ رکھیں گے وہی نافرمان ہیں۔ خداوند عالم نے والیانِ امر کے علم کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پائدار بنا دیا۔ وہ صاحبانِ امر ہم ہیں۔ جو تمہارا جی چاہے ہم سے دریافت کر لو۔ اگر ہم تم کو ٹھیک بتلائیں تو پڑھو۔ مگر تم ایسا کرنیوالے نہیں ہو۔ اب رہا ہمارا علم وہ تو ظاہر ہے۔ اور رہا ہمارا وقت کہ جس وقت دین کے علوم ہم سے ظاہر ہوں گے کہ آدمیوں کے مابین کوئی اختلاف ہی نہ رہے تو بہت سے دن اور رات گزرنے کے بعد اس کا وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آئیگا ظاہر ہو جائیگا اور معاملہ ایک ہی ہوگا۔ معاملہ تو طے کر دیا گیا ہے کہ مومنین

میں اختلاف ہی رہا۔ اور اسی لئے ان لوگوں پر گواہ مقرر کر دیا ہے تاکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمارے اعمال وافعال کی اور ہمارے شیعوں کے اعمال وافعال کی گواہی دیں اور ہمارے شیعہ تمام لوگوں کے اعمال وافعال کی گواہی دیں اور ائمہؑ کو اس کے سوا اور کچھ منظور ہی نہیں کہ اس کے حکم میں کوئی اختلاف نہ ہو اور جو اس کے علم کے اہل ہیں ان کے مابین کوئی تناقض نہ ہو۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مومن کی فضیلت جو پوری سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ اور اس کی تفسیر پر ایمان رکھتا ہو اس مومن پر جس کا ایمان ویسا نہ ہو ایسی ہے جیسے انسان کی فضیلت بہائم پر۔ اور خدائے تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے سے جو اس سورت پر ایمان رکھتے ہیں ان سے جو دنیا میں اس کے منکر ہیں بہت کچھ عذاب دفع کرتا رہتا ہے تاکہ ان کا آخرت کا عذاب پورا ہو اور یہ ہوتا انہی کے لئے ہے جن کی بابت اُسے اس کا بھی علم ہو کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ جیسا کہ جہاد کرنیوالوں کے ذریعے سے گھر میں بیٹھے رہنے والوں کی بھی بلا دفع ہوتی رہتی ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس زمانے میں سوائے حج اور عمرہ کے اور پڑوسی کا حق ادا کرنے کے اور بھی کوئی جہاد ہے

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابن رسولؐ اللہ! آپ مجھ سے خفا نہ ہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے کچھ سوال کروں۔ فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا کہ آپ خفا تو نہ ہوں گے؟ فرمایا اچھا میں خفا نہیں ہونگا۔ اس نے عرض کی آپ ہی نے شب قدر کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ فرشتے اور روح اس میں اتر کر اوصیاء کے پاس ہر امر لیکر آتے ہیں۔ تو کیا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ علم نہیں رکھتے تھے۔ حالانکہ یہ آپ کو معلوم ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو کوئی علم بھی ایسا نہ تھا جس کے جناب امیر المومنین علیہ السلام امین نہ بنا دیے گئے ہوں؟ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شخص! تجھے مجھ سے کیا غرض ہے اور تجھے یہاں لایا کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہاں تو مجھے قضاؤ قدر الٰہی نے پہنچایا ہے اور میں یہاں طلب دین کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا تو اچھا اب جو کہتا ہوں اسے سمجھ لے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شب معراج میں گئے تو ان کے لوٹنے سے پہلے پہلے خدائے تعالیٰ نے ان کو گزشتہ واقعات کا بھی علم دیدیا اور آئندہ کا بھی۔ مگر اس علم کا بہت سا حصہ اجمالی تھا جس کی تفصیل و تفسیر شبہائے قدر میں آیا کرتی ہے۔ یہی حالت جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی بھی تھی کہ ان حضرتؑ کا بہت سا علم اجمالی تھا اور معاملات کی تفسیر شبہائے قدر میں ان حضرتؑ کو بھی اسی طرح پہنچتی تھی جس طرح کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ سائل نے پوچھا کہ اجمال کی تفسیر ساتھ ہی ساتھ نہیں تھی؟ فرمایا ہاں نہیں تھی۔ بلکہ وہ شبہائے قدر میں امر خدا سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوصیاء کو پہنچا کرتی تھی کہ فلاں معاملہ میں یوں کرنا اور یوں کرنا۔ اس معاملہ کو تو وہ حضراتؑ جانتے ہوتے تھے لیکن یہ حکم (اس شب کو) دیا جاتا تھا کہ اس میں عمل کیونکر (کیونکر) کریں۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی کہ اسے میرے لئے اور واضح کر دیجئے؟ فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تک انتقال نہیں فرمایا جب تک کہ تمام علم اور اس کی تفسیر ان حضرتؐ کے پاس محفوظ نہیں ہوگئی! میں نے کہا تو پھر وہ شبہائے قدر میں جو آتا ہے وہ کس چیز کا علم ہوتا ہے۔ فرمایا وہ حکم ہوتا ہے اور جو چیز وہ جانتے ہوتے تھے اس میں حکم داخل نہیں ہوتا تھا۔ سائل نے عرض کی اچھا تو اب شبہائے قدر میں جو باتیں ان سے کی جاتی ہیں تو جو کچھ وہ پہلے سے جانتے ہیں ان کا علم اس کے ماسوا ہوتا ہے؟ فرمایا یہ وہ ہوتا ہے جس کے چھپانے کا انہیں حکم دیا گیا ہے (یہ نہیں کیونکر بتایا جائے) اور تو جو کچھ دریافت کرتا ہے اس کی اصلی غرض سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ سائل نے کہا کہ اچھا اوصیاء وہ کچھ جانتے ہیں جو کچھ انبیاء نہیں جانتے؟ فرمایا نہیں۔ وصی کے پاس اس کے سوا جس کی اسے وصیت کی گئی اور علم ہو کیونکر ہو سکتا ہے؟ سائل نے عرض کی تو آیا ہمیں اس کا موقع ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اوصیاء میں سے ایک وہ کچھ جانتا تھا جس کا دوسرے کو علم نہ تھا؟ فرمایا نہیں! کوئی نبی نہیں مرا مگر یہ کہ اس کا علم اس کے وصی کے سینے میں آگیا اور فرشتے اور روح فرشتہ شب قدر کو وہ حکم لیکر آتا ہے جس کے ذریعے سے وہ بندوں کے مابین احکام جاری کریں۔ سائل نے کہا تو اچھا کم از کم اس کا حکم تو ان کو علم نہیں ہوتا؟ فرمایا اس حکم کا بھی علم ہوتا تھا لیکن وہ متفرق طور سے اس حکم کا اجرا نہیں کرتے تھے جب تک کہ شبہائے قدر میں اس کا حکم نہ آجاتا کہ آئندہ سنہ میں وہ اس اس طرح عمل کریں۔ آخر سائل نے عرض کی کہ یا ابن رسولؐ اللہ! اب مجھے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اس کا انکار کرے وہ ہمارے شیعوں میں سے خارج ہے۔ سائل نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! آیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شبہائے قدر میں کوئی ایسی چیز پہنچی ہو جس کا ان کے پاس علم نہ ہو؟ فرمایا ایسی بات کا پوچھنا تیرے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ گزشتہ اور آئندہ واقعات کے علم کی بابت تو یہ طے ہو ہی چکا کہ کوئی نبی اور وصی اس وقت تک انتقال نہیں کرتا جب تک کہ اس کے آئندہ وصی کو اس کا علم نہ ہو جائے۔ اب یہ بات جو تو دریافت کرنا چاہتا ہے تو اس کے متعلق خدائے تعالیٰ کو منظور ہی نہیں ہے کہ اوصیاء اسکا علم سوائے اوصیاء کے کسی اور کو پہنچائیں۔ تو اب سائل نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! اچھا تو یہ میں کیسے پہچانوں کہ شب قدر ہر برس ہوتی ہے؟ فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تو ہر شب سورۂ دخان کو ستو دفعہ پڑھا کر۔ جب تیئیسویں شب آئیگی تو جو کچھ تو پوچھ رہا ہے اس کی تصدیق تجھے خود ہو جائیگی۔ راوی کا بیان ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ گمراہ کرنیوالوں کے پاس شقاوت و بدبختی کے لئے شیاطین اور ارواح خبیثہ کی ٹولیاں کی ٹولیاں خدائے تعالیٰ بھیجتا ہے جو تعداد میں ان فرشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں جن کو خلیفۂ خدا کے پاس اجر و ثواب کے واسطے بھیجتا ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اے ابو جعفرؑ! فرشتوں سے تعداد میں وہ زیادہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟ فرمایا اسی طرح ہو سکتے ہیں جس طرح اللہ کو منظور ہو۔ سائل نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ اگر میں یہ حدیث اپنے شیعہ دوستوں سے بیان کرونگا تو وہ اس کا انکار کر دینگے۔ فرمایا وہ اس کا کیونکر انکار کرینگے؟ عرض کی اس بنا پر کہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ فرشتے شیاطین سے تعداد میں کہیں زیادہ ہیں۔ فرمایا یہ تو سچ کہتا ہے مگر جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں اسے بھی تو خوب سمجھ لے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی کہ سارے گمراہ) جن اور سب شیاطین ائمۂ ضلالت کے پاس نہ جاتے ہوں اور ائمۂ ہدیٰ کے پاس اتنے ہی فرشتے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شب قدر آتی ہے تو صاحب الامرؑ کے پاس تو اس رات میں فرشتے جنہیں خدائے تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے آتے ہیں اور انہی کے ہم عدد شیاطین حاکم ضلالت کے پاس جاتے ہیں اور طرح طرح کا جھوٹ اور طوفان اس کے پاس پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح کو جب آدمی اٹھتا ہے (کہتا ہے کہ

میں نے یوں دیکھا اور یوں دیکھا۔ اور اگر اس کی بابت صاحب الامرؑ سے دریافت کرتا تو وہ یہ فرماتے کہ تو نے شیطان کو دیکھا اور اس نے تجھے یہ اور یہ خبر دی۔ یہانتک کہ وہ اس کی پوری تفسیر بھی کر دیتے۔ اور اس ضلالت کا علم بھی دیدیتے جسکے اوپر وہ قائم ہے۔ اور خدا کی قسم جو شخص شب قدر کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ یہ بھی ضرور جانتا ہے کہ وہ خاص ہمارے ہی لئے ہوتی ہے جیسا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو علیؑ مرتضےٰ کی نسبت فرمایا کہ یہ میرے بعد تم سب کا آقا ہے۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو مقصد اصلی حاصل کر لوگے۔ لیکن جو شخص شب قدر پر ایمان نہیں لاتا وہ منکر ہے اور جو شب قدر پر اس طرح ایمان لاتا ہے جس طرح کہ ہم نے نہیں سمجھا تو گویا وہ اس بات کو سچ نہیں جانتا کہ یہ کہے کہ وہ ہمارے ہی لئے ہے۔ اور جو اس کا قائل نہیں ہے وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ خدائے عزّوجلّ کی یہ شان تو ہے ہی نہیں کہ امر کو روح اور ملائکہ کے ساتھ کسی کافر و فاسق کے پاس بھیجے۔ کیونکہ اگر کوئی اس کا قائل ہو کہ وہ فرشتے اس خلیفہ کے پاس اتر کر آتے ہیں جو جبری خلافت پر مسلط ہے تو یہ قول تو ان کا کوئی چیز نہیں اور اگر وہ اس کے قائل ہوں کہ فرشتے کسی کے پاس بھی نہیں اترتے تو قولِ خدا بے معنی ہو جاتا ہے کہ کوئی چیز تو لیکے اترتے ہیں مگر کسی کے پاس نہیں۔ اور اگر اس کے قائل ہوں جیسا کہ عنقریب ہو جائیں گے کہ یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے تو وہ گمراہی میں پورم پار ہو گئے۔ کافی میں حسان ابن مہران سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا اسے اکیسویں یا تیئیسویں شب کو طلب کیجیو۔ اسی کتاب میں ابوحمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبصیر نے عرض کی میں حضور پر قربان ہو جاؤں۔ وہ رات جس میں جو کچھ بھی امید کی جاتی ہے کی جاتی ہے۔ وہ کون سی ہے؟ فرمایا اکیسویں یا تیئیسویں۔ انہوں نے عرض کی اگر مجھے ان دونوں راتوں میں جاگنے کی توفیق نہ ہو؟ فرمایا دونوں میں سے جس میں آسانی معلوم ہو اس میں ہی طلب کر لیجیو۔ اس پر میں (ابوحمزہ) نے عرض کی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں تو رویتِ ہلال اور تاریخ ہوئی ہو اور دوسرے مقامات سے اس کے خلاف خبر آئی ہو؟ تو فرمایا کہ اس صورت میں چار راتیں لے لو اور اس میں سے جس میں آسانی جانو طلب کر لو۔ میں نے عرض کی میں حضور کے قربان ہو جاؤں تیئیسویں شبِ جہنی مشہور ہے؟ فرمایا ہاں! یہ تو کہنے کی بات ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں قربان ہو جاؤں سلیمان ابن خالد نے تو یہ روایت کی ہے کہ انیسویں شب میں تو حاجیوں کا گروہ لکھا جاتا ہے؟ فرمایا اے ابومحمد! حاجیوں کا گروہ شبِ قدر میں لکھا جاتا ہے اور جتنی موتیں ہونیوالی ہیں۔ جتنی بلائیں آنیوالی ہیں۔ جتنے رزق ملنے والے ہیں اور جو کچھ اس رات سے لیکر آیندہ سال کی رات تک ہونیوالا ہے وہ سب کچھ لکھا جاتا ہے۔ پس تو شب قدر کی تلاش اکیسویں اور تیئیسویں میں کیا کر۔ اور ہر ایک میں سو رکعتیں پڑھا کر اور ہر ایک میں اگر تجھ سے ہو سکے تو صبح کے روشن ہو جانے تک جاگتا رہا کر اور دونوں میں غسل بھی کیا کر۔ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اگر میں کھڑے ہو کر یہ نمازیں نہ پڑھ سکوں؟ فرمایا تو بیٹھے ہی بیٹھے پڑھ لیا کر۔ میں نے عرض کی کہ اگر میں بیٹھے بیٹھے بھی نہ پڑھ سکوں؟ فرمایا تو لیٹے ہی لیٹے سہی۔ ہاں اس کا کچھ حرج نہیں ہے کہ اوّل رات میں تھوڑا سا سو بھی لے۔ اس لئے کہ ماہِ مبارک رمضان میں آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ شیاطین قید کر لیے جاتے ہیں اور مومنین کے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ بہت ہی اچھا ہے۔ وہ عہد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رزق دیئے جانے کا مہینہ کہلاتا تھا۔

قولِ مترجم: اس روایت میں شبِ جہنی جو آیا ہے یہ ایک انصاری تھے جن کا نام عبداللہ بن انیس تھا۔ انھوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ مبارک میں عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! میرا مکان مدینہ سے دور ہے اس لئے مجھے ماہِ مبارک کی کوئی ایک شب بتا دیجئے جس میں میں حاضر ہوں اور بیدار رہوں۔ تو آنحضرتؐ نے ان کو تیئیسویں شب بتلا دی تھی۔ اسی وجہ سے یہ رات شبِ جہنی مشہور ہو گئی ہے۔ اسی کتاب میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ انہوں نے جناب امام محمد باقر یا جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے شب قدر کی علامت دریافت کی تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ ہوا اس کسے خوشبودار ہو جاتی ہے اور اگر سردی کا موسم ہو تو گرمی ہو جاتی ہے اور اگر گرمی کا موسم ہو تو ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔ مگر بہت ہی خوشگوار۔ پھر انہوں نے شب قدر کی بابت دریافت کیا تو فرمایا کہ اس میں فرشتے اور نکھنے والے آسمانِ دنیا پر اتر کر آجاتے ہیں اور آئندہ سال بھر میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندوں پر جو جو کچھ افتاد پڑنی ہوتی ہے وہ سب کچھ لکھ لیتے ہیں۔ مگر ہر امر مشیت پر موقوف رہتا ہے کہ جس کو چاہے مقدم کر دے۔ جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ جس کو چاہے محو کر دے اور جس کو چاہے قائم کر دے۔ کیونکہ اصلی نوشتہ تو اسی کے پاس ہے۔ **قولِ مترجم:** مخالفین کے ہاں بجائے تیئیسویں کے ستائیسویں پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس کی دو وجہیں تحقیق سے ثابت ہوئیں (۱) یہ کہ اہلبیتؑ نے جو کچھ فرمایا ہو مذہبِ فاروق کو اس کے خلاف ہونا لازم ہے (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک مرتبہ خلیفہ جی نے شبِ قدر کی تعین دریافت کی تو انہوں نے بطور مزاح یہ کہدیا کہ "لیلۃ القدر" میں نو حرف ہیں اور سورۂ قدر میں تین مرتبہ "لیلۃ القدر" آیا ہے۔ نو کو تین میں ضرب دو۔ ستائیس ۲۷ ہو گئے۔ لہٰذا قرینہ یہ ہے کہ شبِ قدر ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ پس جو بات خلیفہ جی کے ذہن نشین ہو گئی وہی مریدوں کے کھوپری میں بھی سما گئی۔ اس کا نکالنا اللہ کے زبردست بندے کا کام ہوگا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر کیونکر ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ اس شب میں عمل کرنا ایسے ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ انہی حضرتؑ سے ابوبصیر نے یہ بھی روایت کی ہے کہ توریت ۶ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل ۱۲ رمضان کو اور زبور ۱۸ رمضان کو اور قرآن مجید شب قدر میں نازل ہوا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حمران نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس قول اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (دیکھو صفحہ ۷۹۱ سطر ۴) کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا ہاں یہ شب قدر ہے کہ ہر سال ماہِ مبارک رمضان کے عشرۂ آخر میں ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید شب قدر ہی میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ (دیکھو صفحہ ۷۹۱ سطر ۵) فرمایا شبِ قدر میں ہر چیز کا اندازہ کیا جاتا ہے جو اس پورے برس میں آئندہ سال کی شب قدر تک ہونیوالا ہے۔ خیر ہو یا شر۔ طاعت ہو یا معصیت۔ اولاد ہو یا اجل۔ یا رزق۔ غرض قضاؤ قدر خواہ مقدر ہو یا محتوم۔ مگر ہر امر میں مشیتِ پروردگارِ عالم مشروط ہے۔ حمران کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ سے خدائے تعالیٰ نے کیا مراد لی ہے؟ فرمایا جو عملِ صالح اس میں کیا جائے۔ نماز۔ زکوٰۃ اور طرح طرح کے خیر و خیرات وہ ایسے ہزار مہینے کے عمل سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ اور اگر خدائے تبارک و تعالیٰ مومنین کے لئے اس طرح ثواب نہ بڑھاتا تو وہ ان درجوں کو

نہ پہنچ سکتے لیکن وہ تو ان کی نیکیوں کو بڑھاتا ہی رہتا ہے۔ اسی کتاب میں یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کی بابت سوال کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اطلاع دیجئے کہ آیا شب قدر ہر سال ہوتی ہے؟ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر شب قدر اٹھا لیجائے تو قرآن مجید بھی اٹھا لیا جائے۔

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۷ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ فرشتے صبح تک برابر امامؑ زمان کو سلام کرتے رہتے ہیں۔ کافی میں جناب امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے رسولؐ میرے کل فرشتے اور میرا فرشتہ روح جس وقت سے یہ اترتے ہیں اس وقت سے لیکر صبح کے طلوع ہونے تک ان پر اور تمہاری اولاد پر برابر میرا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ ۱۲ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ تلاوت فرمائی اس وقت اُن حضرتؑ کی خدمت میں حسنین علیہما السلام حاضر تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کی بابا! آپ کے منہ سے یہ سورہ کس قدر شیریں معلوم ہوتا ہے! ارشاد فرمایا کہ اے نور نظر! اے فرزند رسولؐ! اس سورہ کے متعلق جو باتیں میں جانتا ہوں ان سے تم ابھی واقف نہیں ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو تمہارے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا جب میں حاضر ہوا تو آنحضرتؐ نے میرے سامنے یہ سورہ تلاوت فرمایا۔ پھر میرے دہنے کاندھے پر اپنا دست مبارک رکھ کے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بھائی! اور اے میرے وصی! اور اے میرے بعد میری امت کے حاکم! اور میرے دشمنوں سے قیامت تک لڑنے والے! میرے بعد یہ سورہ تمہارے لئے ہے اور تمہارے بعد تمہارے دونوں فرزندوں کے لئے۔ (اے علیؑ!) جبرئیلؑ فرشتوں میں سے میرا بھائی ہے اور سال بھر میں میری امت سے جو جو کچھ ہوتا ہے وہ مجھے بتا دیا کرتا ہے اور جیسا نبیوں کو بتا دیا کرتا تھا اسی طرح آئندہ تمہیں بتایا کریگا۔ اور اس سورہ کا نور تمہارے دل میں اور تمہارے اوصیاء کے دل میں ظہور قائم آل محمدؐ کی صبح طالع ہونے تک چمکتا رہیگا۔

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۸ حَتّٰی تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ:۔ جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بَيِّنَةٌ جناب رسولؐ خدا ہیں جیسا کہ آگے کی آیت سے صاف ظاہر ہے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس کے الفاظ تو مستقبل ہیں اور معنی ماضی۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۹ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا کی تصدیق میں کل اہل کتاب یک زبان تھے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مبعوث فرمایا۔ مگر جیسے ہی مبعوث فرمایا ویسے ہی آنحضرتؐ کے بارے میں اختلاف ہوا اور پھوٹ پڑ گئی۔ پس بعض تو آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور بہت سے کافر ہو گئے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۳ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ:۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے اپنے شیعوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ لوگ جن سے اللہ راضی ہو گیا تم ہو اور تم ہی خدائے تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی ہو۔ فرشتے امور خیر میں تمہارے بھائی ہیں۔ جب تم کوشش کرتے ہو وہ دعا مانگتے ہیں اور جب تم غافل ہو جاتے ہو وہ خود تمہارے لئے کوشش کرتے ہیں۔ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ تم ہو۔ تمہارے گھر بھی تمہارے لئے جنت ہیں اور تمہاری قبریں بھی تمہارے لئے جنت ہوں گی۔ جنت کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور جنت ہی میں تمہارا کل ساز و سامان ہے اور جنت ہی کی طرف تم چلے جا رہے ہو۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۴ اَثْقَالَهَا:۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں خزانے اور دفینے اور مردے۔ ۱۲

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا:۔ علل الشرائع میں جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے منقول ہے کہ ابوبکر کے زمانے میں بھونچال آیا، لوگ پریشان ہو کر ابوبکر و عمر کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ دونوں گھبرائے ہوئے خود علیؑ مرتضےٰ کے ہاں جا رہے ہیں لوگ بھی پیچھے پیچھے ہو لئے تا آنکہ دروازہ جناب امیر المومنینؑ پر پہنچے۔ حضرتؑ اس شان سے برآمد ہوئے کہ ان کو زلزلہ وغیرہ کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ پھر ایک طرف کو چلے اور لوگ بھی پیچھے پیچھے یہاں تک کہ ایک بلندی پر پہنچے۔ حضرت امیرؑ اس پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی ارد گرد بیٹھ گئے۔ اب مدینہ کی دیواروں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہل رہی ہیں کبھی آگے کو آتی ہیں اور کبھی پیچھے کو جاتی ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تمہیں بہت ہی ڈرا دیا ہے وہ کہنے لگے بھلا ہم کیونکر نہ ڈریں کہ جو کچھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں ہم نے تو اس سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرتؑ کے دونوں لبہائے مبارک حرکت میں آئے پھر اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور اس سے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے ٹھہر جا۔ وہ فوراً حکم خدا سے ٹھہر گئی۔ لوگوں کا تعجب پہلے کے تعجب سے جبکہ حضرت برآمد ہوئے تھے زیادہ ہوا حضرتؑ نے فرمایا کہ تم کو میرے اس کام سے تعجب ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جی ہاں ضرور ہوا۔ فرمایا کہ میں وہی شخص ہوں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا پس وہ انسان میں ہی ہوں جو کہے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا وہ میں ہی ہوں جس سے زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ ۱۲ الخرائج میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے جب یہ سورت پڑھی گئی تو ان حضرتؑ نے فرمایا الْاِنْسَانُ میں ہوں اور مجھی سے زمین اپنی تمام خبریں بیان کریگی۔

علل الشرائع میں تمیم ابن حاتم سے روایت ہے کہ جب ہم بصرہ کی طرف چلے ہیں تو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ راستہ میں یکایک زمین میں زلزلہ آیا تو ان حضرتؑ نے اپنا دست مبارک اس پر مارا (اور) یہ فرمایا کہ تجھے ہو کیا گیا ہے! پھر اپنا روئے مبارک ہماری طرف کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ وہ زلزلہ ہوتا جسکا ذکر خدائے تعالیٰ نے اپنی زبردست کتاب میں فرمایا ہے تو زمین مجھ کو جواب دیتی لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے۔ تفسیر برہان میں حسن ابن عبد الرحیم سے روایت ہے کہ میں کسی عالم کی صحبت سے اٹھکر آ رہا تھا کہ میرا گزر سلمان شاد کوفی کے پاس سے ہوا۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم کہاں سے آتے ہو؟ میں نے کہا کہ فلاں عالم مصنف کتاب الوحدت کی صحبت سے آ رہا ہوں۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس جلسہ میں انھوں نے کیا کیا باتیں کی تھیں؟ میں نے کہا کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے کچھ فضائل بیان کیے تھے۔ فرمایا میں تمہیں ایسی فضیلت سناتا ہوں جو مجھ تک پہنچی ہے اور انہیں

سے ہر راوی قریشی ہے۔ پھر وہ فضیلت یوں سنائی کہ عمر ابن خطاب کے زمانہ میں بقیع کے قبرستان میں زلزلہ آیا جس سے اہل مدینہ چیخ اٹھے۔ عمر اور اصحاب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگنے کے لئے نکلے کہ زلزلہ ٹھہرے۔ مگر زلزلہ بڑھتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ فصیل مدینہ تک نوبت پہنچی اور شہر والوں نے ارادہ کر لیا کہ شہر سے نکل جائیں۔ اس وقت عمر نے کہا کہ کوئی ذرا حضرت علیؑ کو میرے پاس بلا لائے۔ حضرتؑ آئے تو عرض کرنے لگا کہ اے ابوالحسن! آپ گورستانِ بقیع اور اس کے زلزلہ کو دیکھ رہے ہیں اب تو فصیل مدینہ تک نوبت آگئی اور اہل مدینہ کوچ پر بھی تیار ہو گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اصحاب رسولؐ میں سے جو بدری ہیں ان میں سے سو کو میرے پاس بلاؤ۔ جب حاضر ہوئے تو ان میں سے دس کو چھانٹا اور اپنے پیچھے مقرر کیا۔ اور سو کے سو کو ان کے پیچھے رکھا۔ اس وقت مدینہ میں کوئی ایسا باقی نہیں رہا کہ کنواری کیا بیاہی کیا باہر نہ نکل آئی ہو۔ پھر ابوذرؓ اور مقدادؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ تم میرے آگے آگے رہو جب تک کہ میں گورستانِ بقیع کے بیچوں بیچ نہ پہنچ لوں۔ لوگ حضرتؑ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ جب اس جگہ پہنچے تو زمین پر اپنا پاؤں مارا۔ پھر تین دفعہ فرمایا تجھے ہو کیا گیا ہے؟ تجھے ہو کیا گیا ہے؟ تجھے ہو کیا گیا ہے؟ وہ ٹھہر گئی۔ تو پھر فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے اس واقعہ کی بھی اطلاع دی تھی اور اس دن کی بھی اور اس ساعت کی بھی اور لوگوں کے اس طرح جمع ہونے کی بھی اور خدائے تعالیٰ بھی اپنی کتاب میں فرماتا ہے إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا مگر یہ وہ زلزلہ نہ تھا ورنہ زمین اپنے تمام دفینے میرے سامنے نکال کر اسی وقت ڈال دیتی جبکہ میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ تجھے ہو کیا گیا ہے۔ پھر وہ حضرتؑ اپنے دولت سرا کو اور اور لوگ اپنے اپنے مکانوں کو چلے گئے۔

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۶ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۝ :- تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں سے نکل کر کھڑے ہونے کی جگہ تک جانے میں اپنے اپنے رتبوں کے بموجب متفرق ہو جائیں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ متفرق حالتوں میں آئیں گے۔ کچھ تو مومن ہونگے کچھ کافر، کچھ منافق۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۷ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت قرآن مجید کی کل آیتوں میں سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والی ہے اور جناب رسولِ خدا اس کو جامعہ فرمایا کرتے تھے۔ اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اہل جہنم سے ہوا اور وہ شخص دنیا میں ذرہ بھر بھی نیکی کر چکا ہو گا تو وہ اس کو قیامت کے دن حسرت کے طور پر دیکھے گا کیونکہ وہ عمل خیر اس نے خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں کیا تھا۔ اور وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اہل جنت سے ہوا اور اس نے کوئی بدی بھی کی ہو گی تو قیامت کے دن اس بدی کو دیکھے گا تو ضرور مگر وہ اسے بخش دی جائے گی۔ ۱۲

صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۵ تفسیر برہان میں ابوبصیر نے قولِ خدائے تعالیٰ وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا کے متعلق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا یہ سورت وادی یابس کے رہنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ مولا! ان کا حال اور قصہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ان کے بارہ ہزار سوار جمع ہو گئے تھے اور آپس میں پختہ طور پر یہ عہد و پیمان کر لیا تھا کہ نہ ایک شخص دوسرے سے خلاف وعدگی کریگا۔ نہ ایک دوسرے کی نصرت چھوڑیگا اور نہ ایک دوسرے سے منہ موڑیگا۔ بلکہ سب کے سب اسی حلف پر ایک ہی جگہ مر جائیں گے۔ (اور) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علی (مرتضےٰ علیہ السلام) کو قتل کر کے چھوڑینگے۔ چنانچہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو ان کے اس قصہ کی اور اس عہد و پیمان کی خبر پہنچائی۔ اور یہ حکم بھی پہنچایا کہ آپ ان کے مقابلہ میں ابوبکر کو دو مہاجرین و انصار کے چار ہزار سوار دیکر بھیجدیجئے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جبرئیلؑ امین نے مجھے خبر پہنچائی ہے کہ اہل وادی یابس بارہ ہزار کی تعداد میں جمع ہو گئے ہیں اور انھوں نے آپس میں یہ عہد و پیمان کر لیا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ بیوفائی نہ کرے اور نہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگے اور نہ ایک دوسرے کی مدد سے منہ موڑے۔ جبتک کہ مجھے اور میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کو قتل نہ کر ڈالیں۔ اور مجھے خدائے تعالیٰ کا یہ حکم پہنچا ہے کہ میں انکی طرف ابوبکر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ بھیجوں۔ تم اپنے کاروبار کو ٹھیک کر لو اور دشمن پر چڑھائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور پیر کے دن برکت کی دعا کر کے اور خدا کا نام لیکر کوچ کر جاؤ۔ مسلمانوں نے اسی وقت سے تیاری شروع کر دی۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو خاص احکام سنا دیئے۔ منجملہ اس کے ایک حکم یہ بھی تھا کہ جس وقت تمہارے ان کے مڈبھیڑ ہو تو پہلے ان پر اسلام عرض کرنا۔ اگر وہ متابعت کر لیں فبہا المراد اور اگر متابعت نہ کریں تو ان سے لڑنا۔ لڑنیوالوں کو تو قتل کرنا اور ان کے بال بچوں کو اسیر کر لینا اور ان کے مال پر قبضہ کر لینا اور ان کی جائدادوں اور مکانات کو برباد کر دینا پس ابوبکر اور مہاجرین و انصار جوان کے ساتھ میں تھے خوب سج سجا کے (برات کی طرح) تھوڑا تھوڑا فاصلہ طے کرتے ہوئے آہستہ آہستہ وادی یابس تک پہنچے۔ جب ان لوگوں کو انکے آنے کی خبر ملی کیونکہ ابوبکر اور ان کے ساتھی ان کے قریب ہی اترے تھے تو اس وقت وادی یابس کے باشندوں میں سے دو سو آدمی اپنے ہتھیار چھپائے ہوئے ان کے پاس آئے اور آمنا سامنا ہوتے ہی ان سے کہنے لگے کہ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ لازم ہے کہ تمہارا سردار ہمارے سامنے آوے کہ ہم اس سے باتیں کر لیں؟ چنانچہ ابوبکر اپنے مسلمان ساتھیوں کے گروہ کو لیکر ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ابوبکر میں ہی ہوں۔ انھوں نے کہا کہ تیرے یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ کہا مجھے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کے سامنے اسلام کو پیش کروں اور یہ کہ تم بھی اسی میں داخل ہو جاؤ جس میں کہ مسلمان داخل ہیں۔ اُن کے نفع کو تم اپنا نفع سمجھو اور ان کے نقصان کو نقصان۔ ورنہ پھر ہمارے اور تمہارے مابین لڑائی ہو گی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ لات و عزےٰ کی قسم اگر ہمارے اور تیرے مابین قریب کا رشتہ نہ ہوتا تو ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو اس طرح قتل کرتے کہ تم بعد میں آنیوالوں کے لئے افسانہ بن جاتے۔ اب تو اور تیرے ساتھی خیر سے چلے جاؤ اور اپنی خیر مناؤ کیونکہ ہم تو تمہارے

سردار اور ان کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی جان کے خواہاں ہیں (تم سے کوئی غرض نہیں رکھتے) اب ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یارو تعداد میں یہ تم سے زیادہ اور تیاری سامان میں تم سے کہیں بڑھے ہوئے اور تمہارے گھر تمہارے مسلمان بھائیوں سے کہیں زیادہ دور ہیں۔ میرے نزدیک تو یہ صلاح ہے کہ پھر چلو کر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حال سے اطلاع دیدیں۔ سب نے یک زبان یہ کہا کہ اے ابوبکر! تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو حکم آنحضرتؐ نے دیا ہے اس کی مخالفت کرتا ہے! تو اللہ سے ڈر اور ان لوگوں سے لڑ اور قول جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت نہ کر! ابوبکر نے کہا کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور حاضر کو وہ چیز سوجھتی ہے جو غائب کو نظر نہیں آتی۔ تب وہ وہاں سے چل دیا اور سب لوگ بھی چل دیئے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان باتوں کی بھی خبر پہنچی جو ان لوگوں نے کہی تھیں اور جو جواب ابوبکر نے دیا تھا اس کی بھی خبر پہنچی۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تو نے میرے حکم کی مخالفت کی اور جو حکم میں نے تجھ کو دیا تھا اس کو بھی بجا نہ لایا۔ پس خدا کی قسم تو میرے حکم کے بجا نہ لانے کا گنہگار ہوا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اٹھے اور منبر پر تشریف لے گئے۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا کہ اے گروہِ مسلمین! میں نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ اہلِ وادی یابس کی طرف جائے اور ان کے سامنے اسلام پیش کرے اور ان کو اللہ کے دین کی طرف بلائے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو بہتر ورنہ ان سے لڑے۔ ابوبکر ان کی طرف گیا تو مگر ان میں سے صرف دو سو آدمی نکل کر اس کی طرف آئے تھے، ان کا محض کلام ہی سنا تھا۔ نہ مقابلہ کی نوبت آئی اور نہ کوئی ہتھیار کھایا۔ باتیں ہی باتیں سنکے چھاتی پھٹ گئی اور دل میں ان کا رعب بیٹھ گیا۔ میرے قول کو ترک کیا اور میرے حکم کی اطاعت نہ کی۔ (خائب و خاسر واپس آگیا) اب جبرئیلؑ میرے پاس بجانب اللہ یہ حکم لائے ہیں کہ بجائے ابوبکر کے عمر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ان کی طرف بھیجوں۔ پس اے عمر! اللہ کا نام لیکے روانہ ہوجا اور وہ کر تو ت نہ کیجیو جو تیرے بھائی ابوبکر نے کی۔ اس لئے کہ اس نے یقیناً اللہ کی بھی نافرمانی کی اور میری بھی نافرمانی کی۔ غرض عمر کو بھی وہی احکام دیئے جو ابوبکر کو دیئے تھے۔ اب عمر اور وہی مہاجر و انصار جو ابوبکر کے ساتھ تھے روانہ ہوئے۔ مگر مسافت آہستہ آہستہ طے کی تاآنکہ ان لوگوں کے سر پر جا پہنچے اور اتنے قریب ہوگئے کہ یہ ان کو دیکھتے تھے اور وہ ان کو۔ ان میں سے دو سو آدمی نکل کر ان کی طرف بھی آئے اور عمر سے اور اس کے ساتھیوں سے ویسی ہی باتیں کیں جیسی ابوبکر سے کی تھیں۔ عمر نے جو ان لوگوں کے ساز و سامان اور ان کی جمعیت دیکھی تو اس کے اوسان خطا اور حواس باختہ ہوگئے۔ بچہ وہاں سے پلٹ کر ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ اور مسلمان بھی ساتھ ہی ساتھ چلے آئے۔ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عمر کی کرتوت سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا۔ اور اس بات سے کہ وہ خود بھی وہاں سے چل دیا اور مسلمان بھی ساتھ ہی ساتھ چلے آئے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا فرمائی۔ اور ان لوگوں کو عمر کی کرتوت سے اطلاع دی۔ اور یہ بھی جتلایا کہ میرے حکم کے خلاف اور میرے قول کی نافرمانی کر کے خود بھی وہ وہاں سے چلا آیا اور مسلمان بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ چلے آئے۔ پھر عمر بھی آپہنچا اور اس نے اپنی کتھا ویسی ہی سنائی جیسی اس کے یار پہلے سنا چکے تھے۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے عمر! تو نے مالکِ عرش و کرسی خدائے تعالیٰ کی بھی نافرمانی کی اور میری بھی نافرمانی کی۔ میرے قول کے مخالف اور اپنی رائے کے موافق تو نے عمل کیا۔ خدا کرے ہمیشہ تیری رائے حق کے خلاف ہی رہے۔ اب جبرئیلؑ امین نے مجھے حکم پہنچایا ہے کہ میں ان مسلمانوں کا سرگروہ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کو بنا کر بھیجوں اور مجھے یہ بھی خبر پہنچائی ہے کہ خدائے تعالیٰ علیؑ اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں پر اس مہم کو فتح فرمائیگا۔ پس علی علیہ السلام کو بلایا اور ہدایتیں ویسی ہی فرمائیں جیسی ابوبکر و عمر اور ان کے چار چار ہزار ساتھیوں کو فرمائی تھیں۔ اور انکو یہ خبر بھی دیدی کہ فتح عنقریب تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ پس علی علیہ السلام مع مہاجرین و انصار کے روانہ ہوگئے۔ مگر اس اقتدار سے نہیں چلے جس طرح ابوبکر و عمر گئے تھے بلکہ یلغار کرتے ہوئے گئے جس سے ساتھی پریشان ہوگئے کہ کہیں تکان ہمارا خاتمہ نہ کردے اور ہمارے گھوڑے بیکار نہ ہوجائیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ذرا نہ ڈرو اور ذرا نہ گھبراؤ اس لئے کہ حکم تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے اور خبر خدائے تعالیٰ نے پہنچائی ہے کہ خدائے تعالیٰ میرے اور تمہارے ہاتھوں پر فتح فرمائیگا۔ لہٰذا کچھ بھی ہو تم خدا کی راہ میں قدم اٹھاؤ کہ تم خود خیر پر ہو اور خیر کی طرف چلے جا رہے ہو۔ یہ خوشخبری سنکر ان کے دل خوش ہوگئے اور نفوس میں بھی اتنی قوت آگئی کہ وہ کئی منزلیں دو منزلہ

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۶ اَلْقَارِعَةُ :۔ یہ قیامت کا نام اس لئے ہے کہ آدمیوں کے تو حواس پریشان کردیگی۔ اور ثوابت و سیار کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تتر بتر کردے گی۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۷ مَا الْقَارِعَةُ :۔ اس وقت کی ہول کو ظاہر کرنے کے لئے اور یہ جتلانے کے لئے کہ اس کا خوف بہت ہی بڑا خوف ہوگا بجائے ضمیر لانے کے نام ہی کو دہرایا گیا ہے۔ یعنی یوں نہیں فرمایا مَا هِيَ بلکہ یوں فرمایا مَا الْقَارِعَةُ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۸ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ :۔ یہ لوگوں کی کثرت، ذلت، پریشانی اور گھبراہٹ کا بیان ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۹ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۝ :۔ یہ بڑے بڑے پہاڑوں کے ذرّے بکھر جانے کا اور ہوا میں اڑتے پھرنیکا ذکر ہے کہ رنگ برنگ کی اون کا دھنکنے سے رُواں رُواں الگ ہوجایا کرتا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۷ نوٹ ۱۰ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ :۔ ۱۱ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ :۔ ان دونوں یعنی نمبر ۱۰، ۱۱ کی تفسیر کے لئے دیکھو صفحہ ۱۸۰ نوٹ نمبر ۲۔ ۱۲

صفحہ ۱۱۹ نوٹ ۳ وَالْعَصْرِ ۝ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ الْعَصْرِ سے مراد ہے وقتِ نمازِ عصر یا زمانۂ نبوت۔ الاکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ العصر سے مراد ہے قائم آلِ محمدؐ کے خروج دار و کا زمانہ۔ قولِ مترجم :۔ یہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ لغت کے مختلف معانی اور منشاء کو بیان کیا ہے چونکہ قرآن مجید میں عام بھی ہے اور خاص بھی اس سبب سے حقیر کے خیال میں شاید وہ نمازِ عصر مراد ہو جو روزِ عاشورا جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء نے پڑھی تھی اور جس حال میں پڑھی تھی وہ اہلِ ایمان سے مخفی نہیں۔ اگر حضرتؑ نے وہ نماز چھوڑ دی ہوتی تو نمازوں کے سلسلے سے گویا وہ کم ہوجاتی۔ زمانۂ نبوت میں حقوقِ البیتؑ علماً جتلائے گئے تھے اور زمانہ قائم آلِ محمدؐ میں عملاً تسلیم کرادیے جائیں گے۔ ۱۲

صفحہ ۷۱۹ نوٹ ۴ | اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ :۔ الکمال میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد ہمارے دشمن ہیں۔ ۱۲

نوٹ نمبر ۵ :۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ یہ عطف خاص عام پر واقع ہوا ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۱۹ نوٹ ۶ | هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ هُمَزَةٍ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی طرف چشمک زنی کرتے ہیں۔ اور کم مایہ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور لُمَزَةٍ وہ لوگ ہیں جو اپنے سر اور گردن کو متکبرانہ انداز سے کج رکھتے ہیں اور جب کبھی سائل یا فقیر کو دیکھ پاتے ہیں تو غصہ میں بھر جاتے ہیں۔ ۱۲

صفحہ ۷۱۹ نوٹ ۷ | كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اَلْحُطَمَةُ وہ آگ ہے جو ہر چیز کو چکنا چور کر دے گی۔ ۱۲

صفحہ ۷۲۰ نوٹ ۳ | لِاِيْلٰفِ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورہ قوم قریش کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ جن کی معیشت دو سفروں پر موقوف تھی یعنی جاڑے میں یمن کی طرف سفر ہوتا تھا اور گرمی میں شام کی طرف۔ مکہ سے چمڑا اور جو جو چیزیں سمندر کے کنارے پیدا ہوتی ہیں وہ لیجا کر شام میں فروخت کیا کرتے تھے۔ اور بدلے میں قسم قسم کے غلّے، پارچہ جات اور تیر دم سانڈنیاں خرید کر لاتے تھے۔ آنے جانے میں قافلہ بن بن کر آیا جایا کرتے تھے اور ہر قافلے کے ساتھ رؤسا قریش میں سے بھی ایک ہوا کرتا تھا۔ اسی سے لوگوں کی گذر ہوتی تھی۔ مگر جب خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مبعوث فرمایا تو قریش کو اس سفر سے مستغنی کر دیا۔ کیونکہ لوگ جناب رسولِ خدا کی زیارت کرنے کے لئے اور بیت اللہ کے حج کے لئے رفتہ رفتہ خود آنے جانے لگے اسی کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۝ جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ اب پیٹ بھرنے کے لئے تمہیں ملک شام کو جانا ضرور نہیں۔ وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ سے یہ جتلانا مقصود ہے کہ نہ سفر کرنے کی ضرورت ہے نہ تکلیف راہ اٹھانے کی۔ ۱۲

صفحہ ۷۲۱ نوٹ ۵ | وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ :۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد چراغ، آگ اور خمیر وغیرہ چیزیں جنکی لوگوں کو اکثر ضرورت ہوا کرتی ہے اور ایک روایت کے بموجب مراد ہے خمس و زکوٰۃ۔ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ واجب۔ اور وہ چیزیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مستعار مانگ لیا کرتے ہیں جیسے ڈول وغیرہ اور ایسی چیزیں جو رد کی نہیں جا سکتیں جیسے پانی اور نمک۔ ۱۲ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْمَاعُوْنَ سے مراد وہ قرض بھی ہے جو تم لوگوں کو دیتے رہتے ہو اور وہ نیکی بھی ہے جو اوروں کے ساتھ کرتے رہتے ہو اور اسباب خانہ داری بھی ہے جو مستعار دیا کرتے ہو اور زکوٰۃ بھی الماعون میں داخل ہے کسی نے عرض کی کہ ہمارے پڑوسی ایسے بے احتیاط ہیں کہ جب ہم انھیں برتنے کی چیزیں مستعار دیتے ہیں تو وہ ان کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں، پھاڑ چیر ڈالتے ہیں اور طرح طرح سے خراب کر دیتے ہیں اس صورت میں اگر ہم ان کو نہ دیں تو ہم پر کوئی الزام تو نہیں؟ فرمایا جب یہ حالت ہے تو ایسے کو نہ دینے میں تم پر کچھ بھی الزام نہیں ہے۔

صفحہ ۷۲۱ نوٹ ۶ | اَلْكَوْثَرَ :۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد ہے خیر کثیر یعنی علم و عمل و نبوت و کتاب و شرف دارین اور ذریت طیبہ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔ نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو انکے بیٹے کے عوض میں عطا فرمائی۔ ۱۲۔ امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سورۂ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی تو جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا کوثر ایک نہر ہے جس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے مجھے بزرگی بخشی ہے عرض کی یا رسول اللہ اس نہر شریف کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا کہ اے علیؑ! کوثر ایک نہر ہے جو عرش کے نیچے سے ظاہر ہوئی ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید۔ شہد سے زیادہ شیریں۔ مسکہ سے زیادہ نرم ہے۔ سنگریزے اس کے زبرجد و یاقوت و مرجان کے ہیں گھاس اس کی زعفران ہے۔ مٹی اس کی مشک اذفر ہے۔ چشمے اس کے عرش خدا کے نیچے ہیں۔ پھر میرے پہلو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علیؑ! وہ نہر میرے لئے اور تمہارے ان دوستوں کے لئے ہے جو میرے بعد بھی تم سے محبت رکھیں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوثر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ ایک نہر ہے جس میں خیر کثیر کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ میرا حوض ہے۔ اس پر قیامت کے دن میری تمام امت وارد ہوگی ستارہائے آسمان کے ہم عدد اس پر پیالے رکھے ہوئے ہوں گے۔ میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ اس کے کنارے سے ہٹا دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار یہ تو میری امت میں سے ہیں۔ ارشاد ہوگا کہ اے رسولؐ تم کو خبر نہیں ہے کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیسے کیسے حادثے برپا کئے ہیں۔

الخصائل میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا (روز قیامت) میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حوض کوثر پر ہوں گا اور میری عترت میرے ساتھ ہوگی پس جو کوئی ہمارے ساتھ رہنا چاہے اس کو لازم ہے کہ ہماری بات مانے اور ہمارے عمل کے موافق عمل کرے کیونکہ ہر گروہ کا ایک سردار ہوتا ہے اور ہمارا بھی ایک سردار ہوگا ہمیں شفاعت کرنے کا حق دیا ہے اور ہمارے دوستوں کو بھی شفاعت کرنے کا حق دیا ہے تم سب کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ حوض کوثر پر ہونے کی خواہش کرو اس لئے کہ ہم اس کے کنارے سے اپنے دشمنوں کو ہٹا دیں گے اور محبوں اور دوستوں کو اس کا پانی پلائیں گے۔ جو کوئی ایک دفعہ بھی اس کا پانی پی لیگا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا اس نہر کی دو شاخیں ہیں جو جنت سے نکلی ہیں۔ ایک تو تسنیم سے نکلی ہے دوسری سے۔ اسکے کنارے پر زعفران ہے اور سنگریزے اس کے موتی ہیں اسی کا نام کوثر ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور پانچ ہی علی ابن ابیطالبؑ کو عنایت کی ہیں خداوند کریم نے مجھے جوامع الکلم (قرآن مجید) عطا کیا اور علیؑ کو جوامع العلم دیا ہے مجھے نبی مقرر کیا ہے تو علی کو میرا وصی۔ مجھے کو شرمرحمت فرمایا ہے تو علیؑ کو سلسبیل۔ مجھے وحی عطا فرمائی ہے تو علیؑ کو الہام مجھے شب معراج آسمانوں پر بلایا تو علی کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور حجاب اٹھا دیئے تاکہ میں انکی

جانب دیکھوں اور وہ میری طرف دیکھیں یہ فرما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ حضور پر نثار ہوجائیں اسوقت رونے کا سبب کیا ہوا۔ فرمایا اے ابن عباسؓ! (عرش بریں پر) سب سے پہلے مجھے یہ حکم ہوا کہ اپنے نیچے کی سمت نظر کرو جونہی نظر کی تو دیکھا کہ پردے ہٹا دیے گئے ہیں اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام سر اٹھائے ہوئے میری جانب دیکھ رہے ہیں پس علی نے بھی مجھ سے کلام کیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! خدائے تعالیٰ نے آپ سے کیا فرمایا تھا جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے علی کو تمہارا وصی اور وزیر اور تمہارے بعد خلیفہ قرار دے دیا۔ یہ خوشخبری علیؑ کو دیدو کہ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں پس میں نے علیؑ کو خبر دیدی حالانکہ میں اپنے پروردگار (کے حجاب قدرت) کے پاس تھا۔ علیؑ نے جواب دیا کہ یا رسولؐ اللہ! میں نے قبول کیا اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں پس خدائے تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ تم سب کے سب علی پر سلام کرو۔ ان سب نے سلام کیا اور علیؑ نے ان سب کو جواب سلام دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ فرشتے آپس میں اسکی بابت ایک دوسرے کو بشارت و مبارکباد دے رہے ہیں اور جس کسی فرشتے کی طرف سے میرا گذر ہوتا تھا وہی مجھ کو مبارکباد دیتا تھا اور وہ فرشتے کہتے تھے کہ یا رسولؐ اللہ! قسم ہے خدا کی جس نے آپ ہمبعوث بر رسالت کیا اس بات کی ہم گروہ ملائکہ کو بے حد خوشی ہے۔ آپ کے چچازاد بھائی کو خدائے تعالیٰ نے آپ کا خلیفہ قرار دیا اور میں نے حاملان عرش کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے ہیں یہ حال دیکھ کر میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے جبرئیل حاملان عرش کے سر جھکانے کا سبب کیا ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ! کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جس نے خوش ہوکے چہرۂ علی ابن ابیطالبؑ کی طرف نظر نہ کی ہو مگر حاملان عرش نے ابھی ابھی خدائے تعالیٰ سے اجازت حاصل کی ہے اب وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی طرف نظر کر رہے ہیں (اے ابن عباس) جب میں زمین پر آیا تو میں ان واقعات کی اطلاع علیؑ ابن ابیطالبؑ کو دیتا تھا اور وہ سب باتوں کی خبر مجھے سناتے تھے جس سے میں نے معلوم کر لیا کہ کوئی مقام ایسا نہیں رہا جہاں میں نے قدم رکھا ہو اور علیؑ پر وہ نہ کھل گیا ہو یعنی انھوں نے اسے آنکھوں سے نہ دیکھ لیا ہو۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے! فرمایا کہ اے ابن عباس تم پر علی ابن ابیطالبؑ کی اطاعت واجب ہے۔ قسم ہے خدا کی جس نے مجھے برحق رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ ہر شخص کی کوئی نیکی اس وقت قبول نہ ہوگی جب تک کہ اس سے محبت علی ابن ابیطالبؑ کا سوال نہ کر لیا جائے گا حالانکہ خدائے تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ پس اگر بندہ علی کی ولایت لیکر آیا ہے تو اس کا عمل جیسا کچھ بھی ہوگا قبول ہوجائیگا اور اگر ان کی ولایت لیکر نہیں آیا ہے تو اور کوئی عمل پوچھا ہی نہ جائیگا اور یہ حکم ہوجائیگا کہ اسے سیدھا جہنم میں پہونچا دو اے ابن عباس اسی کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے دوزخ کی آگ بہ نسبت ان لوگوں کے کہ جو خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں ان لوگوں پر زیادہ غضبناک ہوگی جو علیؑ سے دشمنی رکھتے ہوں گے۔ اے ابن عباس اگر تمام ملائکہ اور سارے انبیاء (بفرض محال) علیؑ کی عداوت پر متفق ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا کرے گا مگر وہ لوگ علیؑ سے ہرگز دشمنی نہ کریں گے۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا ایسا بھی کوئی ہوگا جو علیؑ سے عداوت رکھے گا؟ فرمایا ہاں اے ابن عباس بہت سے لوگ ہوں گے جو میری امت میں ہونے کا دعویٰ کریں گے مگر اسلام سے ان کو کچھ بھی تعلق نہ ہوگا! اے ابن عباس ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ علی پر ایسے شخص کو فضیلت دیں گے جو ان سے کہیں پست درجہ ہوگا۔ اسی کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا ہے جو اسکی نظر میں مجھ سے زیادہ معزز ہو نہ کوئی وصی ایسا بھیجا جس کی عزت اس کے نزدیک میرے وصی سے زیادہ ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ جناب رسولؐ خدا کی نصیحت اور حکم کے بموجب علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے محبت کرتا رہا اور یہ کہ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی عمل ہی نہ تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو مدتیں گذر گئیں کہ جناب رسولِ خدا کا وقت وفات قریب آگیا ایک دن میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ حضور کے قدموں پر فدا ہوجائیں آپ کی رحلت کا زمانہ بہت نزدیک رہ گیا ہے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا اے ابن عباس علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے مخالفوں کی تم مخالفت کرنا اور ہرگز علیؑ کے مخالفوں کی مدد اور نصرت نہ کرنا میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگوں کو آپ کیوں حکم نہیں دیدیتے کہ علیؑ کی مخالفت نہ کریں یہ سنکر آنحضرتؐ اتنا روئے کہ غش کر گئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا اے ابن عباس علم خدا میں پہلے ہی گذر چکا ہے خدا کی قسم علی ابن ابیطالبؑ کا کوئی مخالف اور منکر دنیا سے نہ اٹھیگا مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اس کی نعمتوں کو سلب کر دے گا۔ اے ابن عباس اگر خدا سے اس حال میں ملاقات کرنا چاہتے کہ وہ تم سے راضی ہو تو تم علی ابن ابیطالبؑ کی راہ پر چلتے رہنا اور جس طرف کو تم ان کا میلان دیکھو اسی طرف تم بھی مائل ہوجانا اور اپنی اولاد کو انکی امامت کی وصیت کرتے جانا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے دوستوں کے دوست بننا۔ اے ابن عباس تم ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہنا کہ علیؑ کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی مخالف بات آجائے کیونکہ علیؑ کے بارے میں شک کرنا خدائے تعالیٰ کی جناب میں کفر کرنے کے برابر ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے پدر بزرگوار اور جدّ نامدار کے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ (مجھے جوامع الکلم عطا ہوا ہے) عطا ابن سائب نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ جوامع الکلم کیا چیز ہے؟ فرمایا قرآن مجید۔ عکرمہ سے بروایت ابن عباس اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کی تفسیر میں مروی ہے کہ کوثر ایک نہر ہے جس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں ہے دونوں کنارے اسکے موتی اور یاقوت اور زبرجد کے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر آخر الزماں اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کو خاص طور سے عطا فرمائی ہے اور انبیاء کا اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ انس ابن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ساتویں آسمان پر پہونچا تو جبرئیل نے مجھ سے کہا یا رسول اللہ! آپ آگے جائیے اور جبرئیل نے مجھے کوثر دکھا کر بیان کیا کہ یا رسول اللہ یہ کوثر صرف آپ ہی کا حق ہے اولیں اور نبیوں کا کوئی اختیار نہیں ہے پس میں نے اس کے کنارے بہت سے مکان موتی کے اور یاقوت کے اور جواہرات کے دیکھے۔ جبرئیل نے مجھے بتلایا کہ یہ آپ کے اور آپکے وزیر و وصی علی ابن ابیطالبؑ کے اور ان کی ذریت طاہرہ کے مکانات ہیں میں نے اسی نہر کی مٹی ہاتھ میں لیکر سونگھی تو وہ مشک تھی اور اس کے کنارے میں نے مکانات دیکھے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنائے گئے ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح ادا کرنے کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علیؑ! یہ نور کیسا ہے جو تم پر چھایا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ آج شب کو مجھے جنابت عارض ہوئی پس میں اس جنگل میں پانی کی تلاش کو گیا مگر کہیں نہ ملا۔ جب میں واپس آیا تو ایک منادی نے مجھے آواز دی یا امیر المومنینؑ! اب جو میں نے پلٹ کر

دیکھا تو ایک شخص کو پایا کہ ایک لوٹا اور ایک سونے کا طاس پانی سے بھرا ہوا لئے ہوئے تھا اس سے میں نے غسل کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آواز دینے والے جبرئیل تھے اور وہ پانی ایک نہر کا تھا جس کا نام کوثر ہے اس کے کنارے بارہ ہزار درخت ہیں ہر درخت میں تین سو ساٹھ گدے ہیں۔ جب اہل جنت کا دل بہلانے کو جی چاہے گا تو ایک ہوا چلا کرے گی تو ان میں سے کوئی درخت اور کوئی گدا ایسا نہ رہے گا جس سے طرح طرح کی آوازیں پیدا نہ ہوں کہ ایک سے دوسری بڑھ چڑھ کر ہوگی۔ اگر خدائے تعالیٰ نے یہ طے نہ فرما دیا ہوتا کہ اہل جنت مریں گے نہیں تو ان کی آوازوں کے لطف سے وہ ایسے مست ہو جاتے کہ مارے خوشی کے ان کی جان نکل جاتی یہ نہر جنت عدن میں ہے اور میرے لئے اور تمہارے لئے اور فاطمہؑ اور حسنین کے لئے (خدائے تعالیٰ نے پیدا کی) ہے کسی اور کا اس میں بالکل حصہ نہیں ہے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سے فرمایا کہ تم دونوں علی بن ابیطالبؑ کی خدمت میں جاؤ تاکہ وہ شب کا واقعہ تم سے بیان کریں اور میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں پس وہ دونوں دولت سرائے مرتضوی پر حاضر ہوئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ امیر المومنین علیہ السلام خود باہر آگئے اور فرمایا کہ کیا کوئی حادثہ برپا ہو گیا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں تو بلکہ ہمیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ علیؑ کے پاس جاؤ تاکہ وہ تم سے شب کا واقعہ بیان کریں (ہم لوگ یہ عرض ہی کر رہے تھے کہ اتنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ رات کی سرگذشت ان دونوں کو سنا دو۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے تو شرم آتی ہے فرمایا بیان بھی کرو حق بیان کرنے سے تو خدا بھی نہیں شرماتا اس وقت علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا شب گذشتہ میں نے طہارت و غسل کے لئے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا۔ صبح نمودار ہو چکی تھی مجھے خوف ہوا کہ میری نماز قضا نہ ہو جائے پس میں نے ایک طرف حسنؑ کو اور دوسری طرف حسینؑ کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا ان دونوں کی واپسی میں دیر ہوئی اس سے میرے دل کا رنج اور بڑھ گیا میں اسی بے چینی میں تھا کہ یکایک مکان کی چھت شگافتہ ہو گئی اور ایک طاس رومال سے ڈھکا ہوا اترنا شروع ہوا جب وہ زمین پر آگیا میں نے اس پر سے رومال ہٹایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں پانی ہے اس سے میں نے طہارت بھی کی اور غسل بھی کر لیا اور نماز صبح ادا کی پھر وہ طاس اور رومال اٹھ گیا اور چھت برابر ہو گئی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ سے اور ان دونوں سے فرمایا کہ وہ طاس جنت کا تھا وہ پانی کوثر کا اور وہ رومال بہشتی استبرق کا تھا اے علی تمہاری مانند کون ہے کہ اس سب میں جبرئیل نے تمہاری خدمت کی احتجاج میں علامہ طبرسی نے وہ حدیث لکھی ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہودی کے ساتھ گذری اس میں یہ بھی ہے کہ یہود نے کہا کہ حضرت نوح آپ سے افضل ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا یہ کیوں؟ یہود نے جواب دیا اس لئے کہ وہ کشتی پر سوار ہوئے وہ کشتی (طوفان سے محفوظ رہی) اور کوہ جودی پر جا کر ٹھہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کشتی سے افضل اور بہتر چیز خدائے تعالیٰ نے دی ہے یہود نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا خدائے تعالیٰ نے جنت میں مجھے ایک نہر عطا فرمائی ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہوئی ہے اس کے کنارہ پر لاکھوں قصر ہیں جو سونے اور چاندی کے اینٹوں سے بنائے گئے ہیں اس نہر کی گھاس زعفران ہے سنگریزے اس کے موتی اور یاقوت ہیں زمین اسکی سفید مشک کی ہے یہ میرے لئے اور میری امت کے لئے (کشتی نوح) سے کہیں بہتر ہے قول باری تعالیٰ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کا یہی مطلب ہے یہود نے عرض کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے سچ فرمایا توریت میں یونہی لکھا ہے کہ یہ نہر کوثر کشتی نوح سے کہیں بہتر ہے۔

صفحہ ۷۲۱ نوٹ ۷ | فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ:۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مطلب ہے دونوں ہاتھوں کا چہرے کے برابر اٹھانا اور ایک روایت میں ہے کہ خود اپنے دست مبارک اسی طرح اٹھا کر دکھا دیئے جس طرح شروع نماز کے وقت قبلہ کی طرف رخ کر کے اٹھائے جاتے ہیں۔

امالی میں بروایت جناب امیر علیہ السلام اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ جب آیہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ جبرئیل امین! یہ کونسی قربانی ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے؟ جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کوئی قربانی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہے نماز میں ہاتھوں کا (کانوں تک) اٹھانا۔ احتجاج طبرسی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جبرئیل امین نے یہ عرض کی کہ خدائے تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جب آپ نماز کے لئے تکبیرۃ الاحرام کہیں تب بھی اپنے دونوں ہاتھ بلند کریں اور جس وقت مابین نماز اللہ اکبر زبان پر جاری کریں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں اور جب سجدہ کریں تو ہر موقع پر رفع یدین کیا کریں اس لئے کہ ہماری نماز اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی نماز اسی صورت کی ہوتی ہے اور یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چیز کے لئے ایک زینت ہوتی ہے۔ نماز کی زینت یہی ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں جائیں۔

نوٹ ۸ اَلْاَبْتَرُ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسولؐ نے مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ اس وقت اس جگہ عمرو بن العاص اور حکم ابن العاص موجود تھے۔ عمرو نے یَآاَيُّهَا الْاَبْتَرُ کہہ کے خطاب کیا۔ اور زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ ابتر اس شخص کو کہتے تھے جس کے کوئی اولاد نہ رہی ہو۔ پھر عمرو نے یہ بھی کہا کہ مجھے محمدؐ سے بغض ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ سورہ نازل فرمایا اور ارشاد ہوا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تجھ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر ہے۔ یعنی نہ اس کا کوئی دین ہے اور نہ اس کا کوئی نسب ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ابتر کے یہ معنی ہیں کہ نہ اسکی نسل باقی رہیگی اور نہ اس کی یاد نیکی کے ساتھ رہیگی۔ اب رہے تم سو تمہاری ذریت بھی قیامت تک باقی رہے گی اور تمہاری شہرت بھی اور تمہاری شہرت کے آثار بھی۔ ۱۲

صفحہ ۷۲۱ نوٹ ۹ | لَآ اَعْبُدُ:۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے ابو جعفر احول سے اس سورۃ میں مضمون کی تکرار کا سبب دریافت کیا اور یہ بھی کہا کہ کوئی حکیم بھی بات کو اس طرح دہرایا کرتا ہے پس ابو جعفر احول کے پاس کوئی جواب نہ تھا یہاں تک وہ مدینہ منورہ آئے۔ اور جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال پیش کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ سبب اس سورۃ کے نزول کا اور اس مضمون کی تکرار کا یہ ہے کہ قریش نے جناب رسولؐ خدا سے یہ کہا تھا کہ ایک سال تو تم ہمارے خداؤں کی پرستش کر لیا کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا کریں اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں اور ایک سال تم ہمارے خدا کی پرستش کرنا۔ پس حسب انداز سے قریش نے درخواست کی تھی اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ ابو جعفر احول نے جب واپس آکر ابو شاکر

دیصانی کو جواب دیا تو اس نے کہا کہ یہ حجاز سے اونٹوں پر لد کر آیا ہے ۔ اور بعض نے آیۃ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ کے مکرر ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ پہلی آیت میں (صیغہ اسم فاعل) عَابِدُوْنَ فعل مستقبل کے معنی میں ہے کیونکہ لائے نفی (بنابر وضع) فعل مستقبل پر داخل ہوتا ہے اور دوسری آیت میں عَابِدُوْنَ فعل حال یا فعل ماضی کے معنی میں ہے اور لائے نفی کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس پر لایا گیا ہے۔

قولِ مترجم: ۔ اس آیت کے مکرر لانے سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہو گیا کہ قریش کے قول اور استدعا کا رد تینوں زمانوں کے متعلق ہو گیا ۔ زمانہ مستقبل کی بابت تو پہلی آیت سے اور ماضی اور حال کی بابت دوسری آیت سے ۔ مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ نہ تو زمانہ ماضی میں اسکی عبادت کرتے تھے جسکی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ زمانہ حال میں عبادت کرتے ہو اور نہ بعد میں کرو گے ۔

صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۱ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! وہ فتنہ کونسا ہے جس میں خدا نے ہم پر جہاد واجب کیا ہے فرمایا وہ فتنہ اس قوم کا ہو گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتی ہو گی وحدانیتِ خدا اور میری رسالت کی گواہی دیتی ہو گی حالانکہ وہ لوگ میری شریعت کے مخالف ہوں گے اور میرے دین میں زبانِ طعن دراز کرتے ہوں گے جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر کس سبب سے میں ان لوگوں کو قتل کروں گا جبکہ وہ توحید کے قائل ہوں گے اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہوں گے فرمایا اس لئے کہ وہ لوگ میرے دین میں احداث کریں گے ۔ اور میرے حکم کے مخالف ہوں گے اور میری عترت کی خونریزی کو حلال سمجھیں گے عرض کی یا رسولؐ اللہ حضور نے مجھے شہادت کی خوشخبری دی ہے تو اب خدا سے دعا بھی کیجئے کہ جلد مجھے اس درجہ پر فائز فرمائے ۔ آنحضرتؐ نے میرے سر اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے علیؑ وعدہ تو میں نے کیا ہے مگر اس وقت جبکہ اس (سر) کے خون سے یہ ڈاڑھی رنگین ہو گی تمہارا صبر کیسا ہو گا میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ جبکہ شہادت میرے لئے مقرر ہو چکی ہے تو یہ موقع صبر کا ہی نہیں بلکہ خوش ہونے کا اور شکرِ خدا بجالانے کا ہے ۔ فرمایا ٹھیک ہے اے علی! اب تم مخاصمت کے لئے تیار ہو کہ میرے بعد میری امت کے لوگ تم سے جھگڑا کریں گے میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ایسی راہ بتائیے کہ مجھے کامیابی حاصل ہو فرمایا جب تم اپنی قوم کو دیکھو کہ ہدایت سے ہٹ کر گمراہی میں جا پڑی تو تم ان سے جھگڑا کرنا اس لئے کہ ہدایت خدا کی طرف سے ہے اور ضلالت وگمراہی شیطان کی جانب سے ۔ اے علی! امرِ خدا کی اطاعت کا نام ہدایت ہے ۔ خواہش نفسانی اور اپنی رائے کی پیروی کرنا ضلالت ہے اے علی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسی قوم میں پھنس گئے ہو جو قرآن مجید کے معنی تو اپنے مطلب کے موافق نکالتے ہیں اور محکم کو چھوڑ کر متشابہات پر عمل کرتے ہیں نبیذ کے ذریعہ سے شراب کو حلال قرار دیتے ہیں جو کسی قسم کا نقصان ہو جائے تو اسے زکوٰۃ میں شمار کر لیتے ہیں اور رشوت وغیرہ کا نام ہدیہ رکھتے ہیں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ جب وہ ایسے ایسے افعال کے مرتکب ہوں گے تو آیا اہل فتنہ ہوں گے یا مرتد ہوں گے فرمایا وہ اہل فتنہ ہوں گے اور برابر سرگرداں رہیں گے یہاں تک کہ (سلطان) عادل انھیں مغلوب کرے میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وہ عادل ہم میں سے ہو گا یا کسی دوسرے خاندان میں سے؟ فرمایا ہم میں سے ہو گا ۔ ہم ہی سے خدا التفات نے ابتدا کی اور ہم ہی پر ختم کرے گا ۔ ہمارے ہی ذریعہ سے خدائے تعالیٰ نے شرک (کا تسلط) دور ہو جانے کے بعد لوگوں کے دلوں میں الفت پیدا کی تھی اور ہمارے ہی سبب سے اس فتنے کے دور ہو جانے کے بعد بھی دلوں میں الفت پیدا کرے گا میں نے عرض کی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا وَهَبَ لَنَا مِنْ فَضْلِهٖ (خدا کے لئے ہی حمد و تعریف زیبا ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ہم کو ایسا کچھ عطا فرمایا ہے) ۔

صفحہ ۲۲۷ نوٹ ۲ تفسیر برہان میں جتنی مختلف روایتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اول و دوم کے متعلق درج ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جدِ امجد حضرت عبد المطلب کی اولاد کو دو بار جمع فرمایا اور ان کو کھلا پلا کر سیر و سیراب فرما کر اس طرح مخاطب کیا کہ اے اولاد عبد المطلب تم میری اطاعت کرو کہ تم زمین کے بادشاہ اور حاکم بر پا ؤ گے اور اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ ایک شخص کو اس کا وصی اور وزیر اور بھائی نہ مقرر کیا ہو پس تم میں سے میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی میرا وارث اور میرا قرض ادا کرنے والا کوئی ہونا چاہتا ہے سب خاموش رہے صرف جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے نے جو سب سے کم سن تھے اپنی مستعدی ظاہر کی تین مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت ان کے سامنے پیش کی مگر جناب امیر علیہ السلام ہر دفعہ آمادۂ نصرت ہوئے بار آخر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاس بلا کر چھاتی سے لگا کر یا گردن پر ہاتھ رکھ کر یہ ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ میرا بھائی ہے میرا وصی ہے اور یہ تم لوگوں میں میرا خلیفہ ہے پس اسکی بات سنو اور مانو کسی شخص نے جناب امیرؑ سے کہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ تو چچازاد بھائی کے وارث ہو گئے اور چچا رہ گئے! تو ان حضرت نے حدیث دعوت کا ذکر فرمایا ارشاد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا جواب دینے کی ایک بھی نہیں اٹھا صرف میں اٹھا جو سب میں چھوٹا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تین مرتبہ ایسا ہوا کہ ہر دفعہ مجھے بیٹھنے کا حکم دیتے تھے تا آنکہ آخری مرتبہ میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر معاہدۂ واثق فرما دیا یہ وجہ ہے کہ میں اپنے ابن عم کا وارث ہوا ہوں ۔ اور ان کے چچا نہیں ہوئے ۔ کافی میں ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ ابولہب کے بارے میں کیا کریں؟ ام جمیل اسکی زوجہ نے کہا کہ آگے کے لئے کیل کافی ہوں اس سے میں کہہ دونگی آج تو مجھے یہی پسند ہے کہ تم گھر بیٹھے شراب پیتے رہو جب دوسرا دن ہوا اور مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہوئے تو ابولہب اور اس کی زوجہ ام جمیل شراب ہی پیا کئے حضرت ابوطالب نے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا تم اپنے چچا ابولہب کے پاس تو جاؤ اور ان کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اگر وہ کھولدیں تو اندر چلے جانا اور اگر نہ کھولیں تو ان کے دروازے پر حملہ کر کے توڑ دینا اور اندر جا کر یہ کہنا کہ کسی شخص کا چچا اس کی قوم میں ذلیل نہیں ہو سکتا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے تعمیل حکم کی جب ابولہب نے حضرت کو دیکھا تو پوچھا بھتیجے کیسے آئے؟ فرمایا کہ میرے والد ماجد نے ایسا اور ایسا فرمایا ہے ابولہب نے کہا کہ تمہارے والد نے سچ فرمایا ہے بتاؤ تو معاملہ کیا ہوا؟ فرمایا تمہارے بھتیجے کے قتل کی تدبیر کی جا رہی ہے اور تم بے فکری سے بیٹھے کھانے پینے میں مصروف ہو یہ سنتے ہی چھوٹ کے کھڑا ہو گیا ۔ تلوار لے لی ام جمیل اس سے چمٹ گئی اس نے ہاتھ اٹھا کر اس زور سے اسے ایک طمانچہ مارا کہ اس کی ایک آنکھ نکل گئی اور وہ مرتے دم تک کانڑی رہی اور ابولہب تلوار لئے ہوئے نکل آیا ۔ قریش نے جب اس کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے تو دریافت کرنے لگے کہ ابولہب یہ کیا؟ کہا کہ میں تو اپنے بھتیجے کے برخلاف تم سے عہد و پیمان کر چکا ہوں اور تم ہو کہ اس کے قتل کے درپے ہو گئے ۔ لات و عزیٰ کی قسم میں تو یہ ارادہ کر چکا تھا کہ اسلام لے آؤں ۔ پھر تم دیکھتے کہ میں کیا کرتا اس وقت قریش نے عذر و معذرت کی اور

یہ واپس چلا آیا۔ (اس سورہ کے نازل ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بنی عبدالمطلب میں ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشہ خلاف رہنے کے لئے کفار قریش کے ساتھ معاہدہ اور محالفہ کر چکا تھا)

صفحہ ۷۲۲ نوٹ ۳ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ :- تفسیر قمی میں ہے کہ اس سورہ کی شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں آکر یہ عرض کی تھی کہ آپ اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کیجئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ التوحید میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے فرماتے ہیں قُلْ کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کا اظہار کر جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور جس طرح حرفوں کو جمع کر کے ہم نے تجھے اطلاع دی ہے اور ہم نے تجھے پڑھ کر سنا دیئے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے ہر وہ شخص جو توجہ کر کے دل کے کانوں سے سنے ہدایت پالے۔ هُوَ ایک اسم ہے جس میں کنایہ اور اشارہ غائب کی طرف ہے پس اس کی (ہ) تنبیہ کر کے بتلاتی ہے کہ وہ معنًا ثابت و قائم ہے۔ اور (واؤ) اس بات کا اشارہ کرتی ہے کہ حواس خمسہ سے غائب ہے جیسے کہ تم هٰذَا کا اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا کرتے ہو جو ظاہری حواس سے محسوس ہوتی ہے اور یہ بات کافروں کی تنبیہ کے لئے ہے کہ وہ اپنے خداؤں کے متعلق ایسا حرفِ اشارہ استعمال کیا کرتے تھے جو سامنے والی چیز کے لئے استعمال ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ کہتے تھے هٰذِهٖ اٰلِهَتُنَا۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے خدا ایسے ہیں جو کھلی آنکھوں سامنے دکھائی دیتے ہیں تو اے محمدؐ تم بھی اپنے خدا کو جس کی طرف بلاتے ہو ایسا اشارہ کرو کہ ہم بھی اسے دیکھ لیں اور اسے پالیں اور اس کے بارے میں حیران نہ رہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ اور ارشاد فرمایا قُلْ هُوَ (کہدو کہ وہ) اس میں "ہ" تو اس وجود کو ثابت کرتی ہے جو ثابت و قائم ہے اور "واؤ" ایسے غائب کی طرف اشارہ کرتی ہے جو نہ آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہو اور نہ کسی اور حس سے محسوس کرنے کی وہ ان سب سے اعلیٰ اور بالا ہے بلکہ بینائی کا ادراک کرنے والا اور حواس کا ایجاد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آگے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ جسکے معنی ہیں ایسا معبود کہ مخلوق اسکی ماہیت دریافت کرنے سے اور اسکی کیفیت کے سمجھ لینے سے عاجز و پریشان ہے اور عرب کا دستور ہے کہ جب کسی معاملے میں متحیر ہو جائیں اور عقل و علم سے اس پر احاطہ نہ کر سکیں تو کہا کرتے ہیں اَلِهَ الرَّجُلُ (یہ شخص اس میں حیران رہ گیا) اور جب کسی ایسی چیز کی طرف متوجہ ہوں جس سے ڈرتے بھی ہوں اور بچنا بھی چاہتے ہوں تو لَاهَا کا لفظ بولتے ہیں اور اِلٰهٌ کے معنی ہیں ایسے پوشیدہ جسے مخلوق کے حواس نہ پا سکیں پھر فرمایا کہ اَحَدٌ کے معنی ہیں ذاتِ یکتا اور اَحَدٌ اور وَاحِدٌ کے معنی تو ایک ہیں مگر اَحَدٌ ایسے یکتا کو کہتے ہیں جس کی نظیر ہی نہ ہو اور توحید کے معنی ہیں یکتائی کا اقرار کرنا اور وَاحِدٌ ایسا منفرد و یکتا ہے کہ نہ اور کوئی چیز اس سے نکلتی ہے اور نہ وہ کسی چیز سے متحد ہو سکتا ہے اسی سے کہنے والوں نے کہا ہے کہ عدد کی بنا تو واحد پر ہے مگر خود واحد عدد نہیں ہے اس لئے کہ لفظ عدد "یعنی گنتی" ایک کیلئے موزوں ہی نہیں ہے (یعنی ایک تو ایک ہے ہی اس کو کوئی گنے گا کیا) بلکہ گنتی دو یا دو سے زیادہ پر راست آتی ہے لہٰذا خدائے تعالیٰ کے اس قول اللّٰهُ اَحَدٌ کے یہ معنی ہوئے کہ وہ ایسا معبود ہے کہ جس کی ذات کے سمجھ لینے میں اور کیفیات کے احاطہ کرنے میں مخلوق متحیر و پریشان ہے۔ وہ اپنی الٰہیت یعنی معبود ہونے میں یکتا ہے اور اپنی مخلوق کی صفتوں سے کہیں برتر ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ میرے والد ماجد جناب علی ابن الحسینؑ زین العابدینؑ نے اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے کہ صَمَدٌ کے معنی ہیں ایسا ٹھوس جسمیں کھوکھلا پن نہ ہو مراد اس سے جسم نہیں ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ جسم و جسمانیات سے بری ہے بلکہ جیسے ٹھوس چیز میں کسی چیز کے داخل کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اسی طرح کہنہ ذات و صفات کے سمجھنے میں کسی کی عقل کو کوئی راہ نہیں ملتی اور صَمَدٌ اس کو بھی کہتے ہیں جس پر سرداری ختم ہو جائے اس سے بالاتر کوئی نہ ہو۔ اور صمدوہ بھی ہے جو نہ کھائے اور نہ پیئے اور صمدوہ ہے جو سوئے بھی نہیں اور صمد ایسا ہمیشہ رہنے والا ہے جو نہ کبھی زائل ہوا اور نہ ہو۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد ابن الحنفیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ صمد اس کو کہتے ہیں جو اپنی ذات سے قائم ہو اور اپنے غیر سے مستغنی۔ نیز فرماتے تھے صمد کون و فساد سے برتر ہے (یعنی یہ نہیں کہ اس کا جسم کچھ بڑھتا رہے اور کچھ گھٹتا رہے جیسے انسان کی حالت ہوتی ہے کہ غذا کے ہضم ہونے کے بعد نئے اجزا پیدا ہوتے رہتے ہیں اور پرانے مضمحل و مردہ ہو کر جسم سے الگ ہوتے رہتے ہیں اور صمد ایسی ذات ہے جس میں تغیرات راہ نہیں پاتے پھر امامؑ نے فرمایا کہ صمد ایسے آقا اور سردار کو بھی کہتے ہیں جس سے بالاتر نہ کوئی حکم دینے والا ہو اور نہ منع کرنے والا پھر حضرت فرماتے ہیں کہ جناب امام زین العابدینؑ سے کسی نے الصمد کے معنی دریافت کئے ان حضرت نے فرمایا کہ الصمدوہ ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو اور نہ کسی چیز کی حفاظت اس کو تھکائے اور نہ کوئی اس کے احاطۂ علم سے خارج ہو۔ اس حدیث کا راوی وہب ابن وہب قرشی بیان کرتا ہے کہ حضرت زید ابن علیؑ نے فرمایا کہ صمدوہ ہے کہ جس وقت وہ کسی چیز کا ارادہ کرے اور اسکے لئے فرمائے کہ ہو تو وہ فوراً ہو جائے اور صمدوہ ہے کہ اس نے چیزوں کی ابتداء کی پھر ان کو اس شان سے پیدا کیا کہ ایک دوسرے کی ضد بھی ہیں اور ایک دوسرے کی جوڑ بھی۔ اور شکلیں مختلف بھی ہیں اور ملتی جلتی بھی اور خود اپنی ذات میں ایسا یکتا ہے کہ نہ کوئی اسکی ضد ہے اور نہ مثل اور نہ کوئی اسکا شریک ہے اور نہ کوئی ہمشکل۔

یہی وہب ابن وہب قرشی بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ اہل بصرہ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر الصمد کے معنی دریافت کئے تو ان حضرت نے ان کو یہ جواب لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ امابعد! قرآن مجید کے بارے میں بغیر علم کے نہ تو باتیں بناؤ نہ غور و خوض کرو نہ کسی سے لڑو جھگڑو اور نہ بغیر علم کے اس میں کلام کرو کیونکہ میں نے اپنے جدِ امجد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے بارے میں بغیر علم کے کچھ کہے تو اسے لازم ہے کہ اپنا ٹھکانا جہنم کو سمجھے اور الصمد کی تفسیر تو خداوند عالم نے خود فرما دی ہے جہاں یہ ارشاد فرمایا اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ وہاں تفسیر آیہ بھی فرمایا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو اس سے کوئی کثیف چیز نکلی ہے جیسے کہ بچہ ہوتا ہے اور کثافتیں ہوتی ہیں جو مخلوق سے نکلتی رہتی ہیں اور نہ اس سے کوئی لطیف چیز نکلی ہے جیسے سانس ہوتی ہے اور اسے اور چیزیں عارض ہوتی ہیں جیسے اونگھ اور نیند اور خطرہ

اور ہم وغم اور خوشی اور غمی اور رونا اور بیم وامید اور رغبت ونفرت اور بھوک اور سیری خدائے تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ ایسی چیزیں اس سے صادر ہوں اور کوئی کثیف یا لطیف چیز اس سے پیدا ہو۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کا یہ مطلب ہے کہ وہ خود بھی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا اور نہ کسی چیز سے اس طرح نکل آیا جیسے کہ عناصر سے لطیف چیزیں نکلا کرتی ہیں اور ایک چیز سے دوسری چیز اور ایک چوپایہ سے دوسرا چوپایہ اور زمین سے نباتات اور چشموں سے پانی اور درختوں سے پھل نکلا کرتے ہیں اور نہ اسطرح نکل آیا ہے جیسے کہ لطیف چیزیں اپنے اپنے مرکز سے نکلتی ہیں جیسے آنکھ سے بینائی اور کان سے شنوائی اور ناک سے سونگھنے کی قوت زبان سے کلام اور دل سے معرفت اور تمیز اور پتھر سے آگ ان میں سے کسی کی مانند نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تو ایسا صمد ہے کہ نہ کسی چیز سے بنا نہ کسی چیز میں داخل ہے نہ کسی چیز پر قائم ہے۔ تمام چیزوں کا ایجاد کرنے والا اور ان کا اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا وہی جس چیز کو فنا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اس کو فنا کر دیگا اور اپنے علم سے جن چیزوں کو باقی رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے ان کو باقی رکھے گا بس یہ اللہ وہ صمد ہے جسکی تعریف میں آیا ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ وہب ابن وہب قرشی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فلسطین کا ایک نباطی گروہ میرے والد ماجد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے بہت سے مسئلے دریافت کئے جنکا ان حضرت نے جواب دیا۔ پھر لوگوں نے الصمد کی تفسیر دریافت کی تو ان حضرت نے اس کی تفسیر یوں فرمائی کہ الصمد کے بظاہر پانچ حرف ہیں۔ از آنجملہ الف دلیل انیت ہے (انیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو جتلانا کہ میں ہوں) یہ خدائے تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (دیکھو صفحہ ۱۰۱ سطر ۱) یہ تنبیہ اور اشارہ ایسے غائب کی طرف ہے جو حواس سے محسوس نہیں ہوتا دوسرا حرف لام اسکی الٰہیت پر دلیل ہے یعنی یہ کہ وہی اللہ ہے اور لام اور الف دونوں مدغم ہیں نہ یہ دونوں زبان پر جاری ہوتے ہیں اور نہ کان ہی میں پڑتے ہیں ہاں کتابت میں ظاہر ہوتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسکی الٰہیت ایسے پوشیدہ لطف کے ساتھ قائم ہے جو نہ حواس سے محسوس کرنے کی چیز ہے نہ کسی بیان کرنے والے کی زبان پر جاری ہوتی ہے اور نہ کسی سننے والے کے کان میں پڑتی ہے۔ اس لئے اِلٰہٌ کی تفسیر ہی یہ ہے کہ وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنی کیفیت اور ماہیئت سمجھنے میں خواہ وہ جس کے ذریعہ سے ہو یا وہم کے ذریعہ سے مخلوق کو متحیر کر دیا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عقل اور وہم کا موجد بھی وہی ہے اور حواس کا خالق بھی وہی ہے اور سمجھنے میں اس بات کی دلیل بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرتے وقت اور ان کی لطیف روحوں کو ان کے کثیف جسموں کے ساتھ ترکیب دینے کے وقت اپنے رب ہونے کا اظہار فرما دیا۔ جب بندہ اپنے نفس کی طرف نظر ڈالے اور اپنی روح کو نہ دیکھے تو سمجھے کہ اسکی ایسی حالت ہے جیسے الصمد کا کلام کہ وہ ظاہر نہیں ہوتا الٰہذا حواس خمسہ میں سے کسی حاسہ میں داخل نہیں ہاں کتابت کی طرف دیکھنے سے ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کہ خدا کا لطف خفی ظاہر ہے پس جب بندہ اسکی ماہیئت اور کیفیت میں فکر کرتا ہے تو اس کے بارے میں وہ اللہ وہ حیران رہ جاتا ہے اور اس کی فکر کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے جو تصور میں آسکے احاطہ ہی نہیں کر سکتی اس لئے کہ خدائے تعالیٰ تو صورت وتصور سب کا پیدا کرنے والا ہے جب بندہ اسکی مخلوق کی طرف نظر کرے گا تو اس کو یہ ثابت ہوتا چلا جائے گا کہ خدائے عزّ وجلّ ان کا خالق اور ان کی روحوں کا ان کے جسموں میں ترکیب دینے والا ہے۔ اب رہا صٓ یہ اس کے صادق ہونے کی دلیل ہے یعنی اس کا قول بھی صدق ہے اور اس کا کلام بھی صدق ہے اور اس نے اپنے بندوں کو سچائی کے ساتھ پیروی کرنے کی دعوت دی ہے اور راستی کے گھر کا سچا سچا وعدہ فرمایا ہے۔ اب رہا مٓ یہ اسکی ملک وملکیت کی دلیل ہے اور یہ کہ وہ بادشاہِ برحق ہے نہ کبھی زائل ہوا نہ کبھی زائل ہوگا نہ اسکی سلطنت زائل ہوگی۔ رہی دٓ وہ اسکی سلطنت کے دوام پر دلالت کرنیوالی ہے اور اس بات پر کہ اسکی ذات بھی دائم ہے اور اس بات سے کہیں برتر ہے کہ کون وفساد اس میں راہ پائے بلکہ خدائے عزّ وجلّ تمام کائنات کی تکوین کرنیوالا ہے یعنی جو ہونیوالی مخلوق ہوتی ہے اسی کے خلق کرنے سے ہوتی ہے یہاں تک پہونچ کر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اگر تجھ ایسے لوگ ملتے جو اسکی برداشت کی قابلیت رکھتے تو میں ایک لفظ الصمد سے توحید واسلام وایمان ودین احکام شرعیہ کو ثابت کر کے اور پھیلا کے دکھلا دیتا اور میری یہ حالت کیوں نہ ہو جبکہ میرے جدّ امجد جناب امیر علیہ السلام کو اپنے علم کے حاملین نہ ملے یہاں تک کہ وہ حضرت ٹھنڈی سانسیں بھرتے تھے اور منبر پر یہ فرماتے تھے کہ لوگو! قبل اس کے کہ تم مجھے گم کر بیٹھو مجھ سے پوچھ لو اس لئے کہ میری پسلیوں کے درمیان بڑا علم جمع ہے مگر افسوس ہیں کسی کو اس قابل نہیں پاتا کہ اسکی برداشت کر سکے خبردار ہو جاؤ میں تم پر خدائے تعالیٰ کی طرف سے حجت بالغہ ہوں تم ایسے لوگوں کے دوست نہ بنو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے اور جو آخرت کی طرف سے ایسے ہی مایوس ہو گئے ہوں جیسے کہ کافر مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے سے۔ پھر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب تعریف اس خدائے تعالیٰ کے لئے زیبا ہے جس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہم کو ایسی یکتا اور بے نیاز ذات کی عبادت کرنیکی توفیق عطا فرمائی۔ جس سے نہ کوئی بیٹا پیدا ہوا اور نہ وہ خود کسی کا بیٹا ہے اور جس کا سہیم وشریک ومانند کوئی بھی نہیں اور ہم کو بتوں کی عبادت سے بچایا الٰہذا اس کے لئے حمد وثنا ہے اور شکر واجب ولازم اور اس کے قول لَمْ یَلِدْ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے کہ اسکی سلطنت کا وارث ہو سکے اور لَمْ یُوْلَدْ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا کوئی باپ نہیں ہے جو پروردگار ہونے میں اور ملک وسلطنت ہونے میں اس کا شریک ہوتا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ سے یہ غرض ہے کہ اس کا ہمتا وہمسر کوئی نہیں ہے کہ اسکی سلطنت میں اسکے ساتھ نزاع وفساد کر سکے۔

تفسیر قمی میں اس سورۃ کے معنی یہ منقول ہے کہ اس کی شان نزول یہ ہے کہ یہودی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ کے پروردگار کی نسبت کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمایا اس میں اَحَدٌ کے معنی ہیں صفات میں یکتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسا نور ہے جس میں کوئی ظلمت نہیں اور ایسا علم ہے جس میں کوئی جہالت نہیں اور الصمد کے یہ معنی ارشاد فرمائے کہ وہ ایسی ذات ہے جس کے سمجھنے کی کوئی راہ نہیں لَمْ یَلِدْ کے یہ معنی ہیں کہ ذات کے متعلق کوئی چیز حادث نہیں ہوئی اور وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ کے متعلق یہ فرمایا کہ نہ کوئی اس کا ہمسر ہے نہ ہمتا نہ شریک۔ نہ پشت پناہ۔ نہ مددگار۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مکہ معظمہ میں قریش نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ استدعا کی کہ اپنے پروردگار کی صفت ہمارے لئے بیان کیجئے تاکہ ہم اس کو پہچان لیں اور اسکی عبادت کریں پس خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۂ قل ھو اللہ احد نازل فرمایا ہے اَحَدٌ کے یہ معنی ہیں کہ

اسکے حصے اور اجزاء نہیں ہو سکتے اور نہ اس میں کوئی کیفیت پائی جاتی ہے اور نہ اس پر گنتی راست آسکتی ہے اور نہ اس میں کمی و بیشی ہو سکتی ہے پھر فرمایا اَللّٰہُ الصَّمَدُ کا مطلب یہ ہے کہ سرداری اسی پر ختم ہے اور کل آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے اپنی اپنی حاجتوں کے سبب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پھر فرمایا لَمْ یَلِدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو عزیر اس سے پیدا ہوئے جیسا کہ ملعون یہودی کہتے ہیں اور نہ مسیح اس سے پیدا ہوئے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ خدا ان پر غضب نازل کرے اور نہ سورج چاند اور ستارے اسکی ذات سے نکلے جیسا کہ مجوسیوں کا قول ہے خدا ان پر لعنت کرے اور نہ فرشتے اسکی بیٹیاں جیسا کہ مشرکین عرب بکارتے تھے وَلَمْ یُوْلَدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ اس کا کوئی شبیہہ ہے اور نہ نظیر اور نہ برابر والا اور جو کچھ اس نے اپنے فضل سے تم کو عطا کیا ہے اسکی مخلوق میں سے کوئی بھی ویسا نہیں دے سکتا۔

صفحہ ۲۳ نوٹ ۱ معانی الاخبار میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ الفلق کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ آتش جہنم میں ایک دراڑ ہے جس میں ستر ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستر ہزار کالے ناگ ہیں اور ہر ناگ کے اندر اتنا زہر ہے کہ ستر ہزار مثلے ایک ایک کے زہر سے بھر جائیں اور تمام دوزخیوں کو جبراً و قہراً اس فلق پر سے گذرنا پڑے گا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ فلق جہنم کی ایک گہران ہے جس کی حرارت کی شدت سے اہل جہنم بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں اس فلق نے ایک مرتبہ خدائے تعالیٰ سے دم کشی کی اجازت ملنے پر جب دم کھینچا تو تمام جہنم بھڑک اٹھا اور اس گہران میں آگ کا ایک صندوق ہے جس کی حرارت سے اس گہران میں رہنے والے بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں اس صندوق میں چھ پہلوؤں میں سے ہوں گے اور چھ پچھلوں میں سے۔ اوّل کے چھ یہ ہیں آدمؑ کا وہ بیٹا جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ ۲ نمرود جس نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ ۳ وہ فرعون جس نے موسیٰؑ سے مقابلہ کیا تھا۔ ۴ سامری جس نے سب سے پہلے گوسالہ پرستی سکھائی تھی۔ ۵ وہ شخص جس نے یہودیان کو یہودی بنایا (یعنی ان سے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا گنوادیا) ۶ وہ شخص جس نے نصرانیوں کو نصرانی بنادیا (یعنی تثلیث کو ان کے عقیدہ میں داخل کردیا اور حضرت عیسیٰؑ کو ان سے خدا کا بیٹا کہلوادیا) اور پچھلے میں سے چھ یہ ہوں گے ۱ حضرت اوّلؑ ۲ جناب ثانیؑ ۳ مسٹر ثالث ۴ جس کو نواصب نے چہارم مانا اور صفین کی لڑائی کے بعد سے اپنا خلیفہ تسلیم کیا حالانکہ خود اپنے ہاں کی حدیث میں ملکِ عضوض (کشمکشا بادشاہ) تسلیم کرتے ہیں ۵ وہ شخص جس نے نگروہ خوارج کی بنیاد ڈالی۔ ۶ ابن ملجم۔

صفحہ ۲۳ نوٹ ۲ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کام کو چلا اور زرزران کے کنویں میں جا کر اتر گیا تو اس کا پانی جادو کے سبب سے ایسا ہو گیا تھا جیسے مہندی کا پانی میں نے جلدی جلدی ڈھونڈا یہاں تک کہ کنویں کی تہہ میں پہونچ گیا۔ مگر اس کے پالینے میں کامیاب نہیں ہوا پھر جو لوگ میرے ساتھ آئے تھے انھوں نے کہا کہ اس میں کچھ نہیں ہے اب نکلئے اور چلئے میں نے جواب دیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا واللہ نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلط فرمایا ہے اور قول جناب رسولِ خدا کی نسبت میرے نفس کی حالت تم لوگوں کے نفس کی سی نہیں ہے حضرتؑ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سمج سمج تلاش کیا تو ایک ڈبہ نکالا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچایا آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اسے کھولو جب کھولا تو اس میں کھجور کی چھال کا ایک ٹکڑا تھا اس کے بیچ میں ایک لمبا ریشہ تھا جس میں گیارہ گرہیں دی ہوئی تھیں اور جبرئیلؑ امیں یہ دونوں سورتیں یعنی معوذتین لا چکے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ یا علیؑ تم ان سورتوں کو اس ریشہ پر پڑھو پس جناب امیرؑ نے شروع کیا جیسے ایک آیت پڑھتے تھے ویسے ہی ایک گرہ کھل جاتی تھی جب ان دونوں سورتوں کے پڑھنے سے فارغ ہوئے خدائے تعالیٰ نے سحر کے اثر کو دفع فرمادیا اور اپنے نبی کو عافیت عطا فرمائی۔

دوسری روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے ایک تو آنحضرتؐ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور دوسرے بائیں طرف تو جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض کیا ہے میکائیلؑ نے جواب دیا کہ ان پر سحر کیا گیا ہے۔ جبرئیلؑ نے دریافت کیا کہ ان پر سحر کیا کس نے میکائیلؑ نے کہا کہ لبید ابن عاصم یہودی نے۔ باقی روایت وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

صفحہ ۲۳ نوٹ ۳ اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ معوذتین کے معنی کیا ہیں اور وہ نازل کس بارے میں ہوئی ہیں یہ سمجھے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لبید ابن عاصم یہودی نے سحر کیا تھا۔ ابوبصیر نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی جادو کا اثر ہوا؟ اور ہوا تو کس حد تک ہوا؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! ہوا اور اس حد تک ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مباشرت فرمارہے ہیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہ ہوتا تھا نیز دروازہ کا ارادہ کرتے تو وہ نظر نہ آتا تا آنکہ ہاتھ سے ٹٹولی کر محسوس کرتے۔ سحر برحق ہے اور سحر سوائے آنکھوں کے اور اعضائے تناسل کے اور کسی چیز پر مسلط نہیں ہوتا پس جبرئیلؑ امین نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضےٰؑ کو بلوا کر بھیجا کہ قبیلہ زرزان کے کنویں سے اسے نکال لاؤ (باقی روایت اوپر کے ضمیمہ میں بیان ہو چکی) عوام الناس کی روایت بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ کافی میں جابر سے روایت ہے کہ ہم نے نماز مغرب میں امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا کی تو ان حضرت نے بعد حمد معوذتین کی قرأت فرمائی اور بعد نماز یہ ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں سورتیں داخل قرآن مجید ہیں۔

قولِ مترجم: حضرت عبداللہ ابن مسعود صحابی رسولِ خدا جو منجملہ ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے عہدِ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قرآن مجید جمع کیا تھا اور آنحضرتؐ سے وقتاً فوقتاً دریافت کر کر کے بہت کچھ تفسیری فوائد بھی اپنے اپنے قرآن مجید میں لکھے تھے اور عہد خلیفہ ثالث سیٹھ عثمان میں اپنا قرآن مجید انکے مانگنے پر نہ دینے کی بدولت بازار کے بھاؤ پٹے بھی تھے اور وہ قرآن مجید بھی جبراً و قہراً جلادیا گیا تھا ان کا خیال تھا کہ معوذتین داخل قرآن مجید نہیں ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا یہ خیال رد فرمادیا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَجَبَ الْتَرَوِی

نوٹ ۴ :- مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ خناس شیطان کا ایک نام ہے۔ اور اس کے لفظی معنی ہیں ہر نیکی کے کام کو تاخیر میں ڈالنے وا

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر مومن کے دل میں دو کان ہیں ایک میں تو خناس اپنے وسوسے پھونکتا رہتا ہے اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے۔ پس اللہ اس مومن کی اس فرشتے کے ذریعہ سے تائید کرتا رہتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (دیکھو پارہ ۲۸ مجادلہ) تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے ہر دل کے دو کان ہوتے ہیں۔ ایک پر ہدایت کرنے والا فرشتہ متعین ہوتا ہے اور دوسرے پر آزمائش میں ڈالنے والا شیطان۔ جب یہ شیطان کسی بدی کا مشورہ دیتا ہے تو وہ فرشتہ زجر و منع کرتا ہے۔ (اب ماننے نہ ماننے کا اختیار صاحبِ دل کو ہے)۔ اسی طرح سے آدمیوں میں سے بھی خناس ہے جو آدمیوں کو خدا کی نافرمانی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ جنوں میں کا شیطان ہے۔

تمت

عبدہٗ السید **مقبول احمد** عفی عنہ دہلوی

خادم الثقلین و مترجم القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۝

قطعۂ تاریخ ترجمۂ قرآن شریف مترجم و مفسر خاتم المفسرین و رئیس المتکلمین و عمدۃ المحدثین مخدوم الادباء و فخر العلماء سلالۃ الانجاب قبلۃ الاحباب مطاع الشیخ والشاب قدسی خطاب مولانا و مقتدانا عالیجناب مولوی سید **مقبول احمد** صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی

پورا ہوا قرآن کا جب ترجمہ — تعریف میں ہونے لگا اک ہمہمہ
شاداں ہوئے محفل میں اصحاب الیمین — محزون ہوئے اربابِ ابن فی الصفتہ
امداد چاہی حضرت صاحب سے جب — کانوں میں فوراً آئی صوتِ ملہمہ
بے ساختہ مدحِ گلِ تالیف میں — پیدا ہوا طبعِ ھاسے زمزمہ

مخدومنا مقبول احمد نے کیا
فرقان کا مقبول احمد ترجمہ

۱۳۳۱ ہجری سے

کتبہ التمسک بولایۃ الولی السید برکت علی اعنی جناب مولانا و مقتدانا المولوی السید **برکت علی** صاحب قبلہ مجتہد العصر مدراس۔

فٹ:۔ جیسے اربابِ نشاط۔